سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

طلسم ہوشربا

محمد حسین جاہ

۱۹۷۸ء

• التماس مولف

محمد حسین جاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد و ثنائے لاتعداد اس ساقی ازل کو سزاوار ہے کہ جس نے خراب آباد گیتی

کو بصدائے مستانہ "کن فیکون" آرائش دی اور نعت معہ تحفہ درود اس مست پیمانہ الست
کی ہر جرعہ نوش جام خرد کو درکار ہے کہ جس نے سرمستان خم خانہ کفر و ضلالت
کی بیک ساغر ظہور خمار شکنی فرمائی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ العظام و اصحابہ الکرام۔
زاں بعد خوشہ چین خرمن ارباب علم و ہنر و رمز شناس دقائق معانی پرور عالی پایگاہ خاک
راہ سید محمد حسین جاہ بگوش ہوش سخندان ذی ہوش خطا پوش عرض رسا ہے کہ داستان
امیر حمزہ فسانہ دلکش و مرغوب پسندیدۂ ہر طالب و مطلوب ہے۔ زہے گوہر دریائے خو
بیانی' زہے آفتاب سپہر زور زبانی کہ زبان توصیف و بیان تعریف نسبت اس کے قاصر
ہے منجملہ اس کے ایک طلسم حیرت زا مسمی بہ "طلسم ہوش ربا" نہایت عمدہ ہے۔
لہٰذا اس شاہد دلربائے رعنائی و محبوب خوش ادائے زیبائی کو چاہا کہ زبان اردو بین بطرز
فصیح و بہ محاورت صحیح جلوہ گاہ تحریر میں لائے اور مشتاقان ادائے محبوب قصص کو اس
کی کرشمہ سنجی پر لبھائے بفضلہ و کرمہ و منہ التوفیق و ہو الرفیق الاعلیٰ۔

- وجہ تالیف

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ کے سات دفتر ہیں اور دفاتر مذکور کے ملاحظے کے بغیر دشوار ہے کہ امیر، عمرو، زمرد شاہ، بختیارک اور افراسیاب جادو وغیرہ کے نام سمجھ میں آئیں۔

بایں خیال گزارش ہے کہ امیر حمزہ پسر سید خواجہ عبدالمطلب سردار خانہ کعبہ کے ہیں اور عمرو ان کا عیار ہے اور امیر حمزہ نے اپنے پوتے کو بادشاہ لشکر کیا ہے کہ نام اس کا سعد بن قباد ہے اور آپ سپہ سالاری لشکر کی کرتے ہیں اور جتنے بیٹے امیر حمزہ کے ہیں وہ سب مطیع اسی پوتے کے ہیں جو بادشاہ ہے اور بادشاہ روئے زمین کے بہت سے کہ جن کا ذکر اس قصہ میں آئے گا وہ سب ہمراہ لشکر کے اپنی اپنی فوج لیے رہتے ہیں اور امیر حمزہ ایک بادشاہ جلیل القدر زمرد شاہ باختری سے کہ جس کو لقا بھی کہتے ہیں اور اس نے دعوئ خدائی کا کیا ہے، لڑ رہے ہیں اس لیے کہ وہ دعوئ باطل سے باز آئے اور امیر کے ہاتھ سے جس ملک میں لقا بھاگ کر جاتا ہے وہاں کا بادشاہ اور رعایا سب اس کو اپنا خدا سمجھ کر اطاعت کرتے ہیں اور اس کے حکم پر امیر سے لڑتے ہیں اور لقا کے ساتھ بیٹا نوشیروان کا فرامرز بھی ہے کہ اس سے امیر پہلے لڑ چکے ہیں اب اس نے لقا کا ساتھ کیا ہے اور وزیر فرامرز کا بختیارک بن بختک شیطان درگاہ لقا بنایا گیا ہے۔ کس لیے کہ خدائی میں کوئی شیطان بھی چاہیے۔ غرض لقا نے پہلے جا کر "طلسم ہزار شکل" میں پناہ لی تھی۔ جب وہ امیر نے فتح کر لیا تو لقا کوہستان کی طرف آیا ہے۔
طلسم ہزار شکل کا ذکر پہلے اسم طلسم کے ہے بوجہ اس کے کہ طلسم ہوشربا کا حقیر کو بیان کرنا منظور ہے۔ اس لحاظ سے طلسم کو ترک کیا کہ باعث طوالت افسانہ نہ ہو۔

• آغاز داستان

جب زمرد شاہ باختری نے طلسم ہزار شکل سے رہائی پائی اس کے وزیر بدتدبیر نے صلاح بتائی کہ ملاکت کوہ عقیق گلزار سلیمانی کا بادشاہ عالیجاہ فوج بیکراں و پہلوانان دوراں رکھتا ہے اور اسی ملک سے ڈنڈا "طلسم ہوشربا" کا ملا ہے' حاکم طلسم افراسیاب جادو شہنشاہ ساحران نہایت زور آور ہے کہ اس کی شمشیر سے سرکشان دہر کانپتے اور تھراتے ہیں اور سحر آزمائی سے سامری عہد اور جمشید روزگار کان پکڑتے ہیں۔

○○○

• شگوفہ

وزیر کی صلاح سے زمرد شاہ سمت کوہ عقیق روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل جب قریب اس ملک کے پہنچا۔ ہرکاروں نے کوہ عقیق کے بادشاہ سلیمان عنبریں مو کو زمرد شاہ کی آمد کی خبر دی۔ وہ نذر کے لیے زرد جواہر کی کشتیاں تیار کر کے معہ ارکان سلطنت شہر کے باہر آیا اور شہر کو واسطے آراستگی کے حکم دیا۔ تمام شہر آئینہ بند ہوا۔ الحاصل استقبال کر کے لقا کو داخل شہر کیا اور دارالعمارت شاہی میں پہنچایا۔ یہاں امراء و وزراء و اراکین سلطنت اور مشیران حاضر تھے۔ ان کا مجرا اور سلام ہوا۔ مقام صدر میں تخت شاہی بچھا تھا۔ اس میں اعلیٰ اور بیش قیمت جواہر جڑے تھے۔ اس پر لقا آ کر جلوہ فرما ہوا۔ ارباب نشاط' ساقیان سیمیں ساق' مطربان خوش آواز و بامذاق حاضر تھے۔ انہوں نے اپنی خوش الحانی سے ہر شخص کو اپنا محو دیدار بنایا۔ دور جام' مے گلفام' بے دغدغہ نیرنگی ایام چلنے لگے۔ یہاں کا بادشاہ دو سپہ سالار رکھتا ہے۔ اس کا نام منظور زاغ چشم کوہی اور دوسرے کا نام ناظر زاغ چشم کوہی ہے اور یہ دونوں بادشاہ کے بھانجے ہیں۔ کئی لاکھ سپاہ اپنے ماتحت رکھتے ہیں اور سب کا سردار ایک بہادر ہے کہ نام اس کا لالان لال قبا ہے۔ فن سپاہ گری میں یکتا ہے۔

غرض ان سبھوں نے آ کر لقا کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ ہم سب جانبازی و جان نثاری کو حاضر ہیں آپ اطمینان عنبرین مو بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا کیا سرانقیاد و اطاعت لقا میں جھکایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب لقا طلسم ہزار شکل سے بھاگا تھا' زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان نے لشکر ظفر پیکر سے اپنے چار ہرکارے صبا دم' تیز رفتار اس کے ہمراہ روانہ فرمائے تھے۔ نام ان کے خامیان خیبری' تومیان خیبری' سرنگ مکی اور ابو طاہر خونریز ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ جس جگہ یہ برگشتہ بخت اطمینان سے مسکن گزیں ہو اور جو اسے پناہ دے' اس بادشاہ کی حقیقت سے اور اس ملک و

سپاہ کی کیفیت سے اطلاع دیں۔ وہ ہرکارے لقا کی ہمراہی میں یہاں تک آئے اور مختلف شکلوں اور بھیس میں سلیمان عنبریں مو کے دربار میں موجود تھے۔ انہوں نے سلیمان کے سپہ سالاروں کا بیان سنا۔ فوج اور ملک کا سب حال دریافت کر کے امیر کشور گیر کی خدمت میں چلنے کا ارادہ کیا۔ قلعہ سے نکل کر مثل برق اور مانند صرصر روانہ ہوئے۔

یہاں امیر حمزہ بعد فتح "طلسم ہزار شکل" بارگاہ سلیمانی میں دنگل نادر عنبر پر متمکن تھے۔ بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما تھے۔ بارگاہ کے سراپچے اٹھا دیئے تھے۔ صحرا کی سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتے تھے کہ یکایک ہرکارے رواں دواں سلطان عالی شان کی خدمت میں پہنچے۔ اس قدر عجلت سے آئے تھے کہ پٹریاں ہونٹوں پر بندھی تھیں۔ کنپٹیاں لپکتی تھیں۔ انہوں نے آ کر شہنشاہ عالی جاہ کو مجرا کیا اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے شہریاری بجا لائے اور یوں عرض کرتے تھے۔ "اے بادشاہ عالی تبار! وہ لشکر نصرت اثر بادیہ ضلالت طے کر کے' کوہ عقیق گلزار سلیمانی میں پہنچا اور وہاں سکونت ٹھہرائی ہے۔ وہاں کے بادشاہ نے اعانت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔" ہرکاروں نے جو دیکھا تھا' وہ سب من و عن خدمت سلطان عالیشان میں گزارش کیا۔ بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھا۔ صاحبقران نے عمرو بن امیہ کو حکم دیا کہ پہلوان دوراں عادی کو بلاؤ اور پیش خیمہ طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو۔

امیر توقیر کے حسب ارشاد کوس رحیل لشکر ظفر اثر میں بجا اور ہر بہادر نے سامان روانگی کیا۔ پلٹن اور رسالے بہ کر و فر مرکب ہائے غازی پر سوار بے شمار پیادے بصد رعب و داب کوچ کرنے لگے۔ باز ازیں لشکر کے روانہ ہوئیں۔ دلاور مسلح و مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوئے۔ بادشاہ معہ سرداران گرامی کے اور صاحبقران معہ عیاران نامی کے سوار ہو کر بہ رہبری اہلکاران کے اسی طرف چل نکلے۔

سوئے دشت شہ کی سواری چلی
کہے تو کہ باد بہاری چلی

قصہ کوتاہ لشکر نے کوہ عقیق کے قریب نزول اجلال فرمایا' بارگاہ فلک پایگاہ نصیب ہوئی۔ بازارین لشکر میں کھل گئیں۔ پلٹنیں مسل در مسل بہ آراستگی تمام پاکیزہ اور مقام عمدہ میں اترنے لگیں۔ طبل نقارے بجے۔ مخالفوں کے ہوش مثل طائر پریدہ اڑے۔ سلیمان نے فوج کی آمد کی خبر سن کر اپنی فوج کو ربط ضبط کا حکم دی اور قلعہ بند کیا۔ توپیں برنجی و آہنی ڈھلی ہوئی لگائیں۔ برج دبارے و کنگرے و فصیلیں درست ہوئیں۔ الغرض یہاں تو یہ تیاری شروع ہوئی اور صاحبقران منتظر مقابلہ عدو' قلعہ کے سامنے فروکش ہوئے۔ مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران کو ہوائے خوش اور صحرائے سبزہ زار دیکھ کر شکار کھیلنے کی ہوس ہوئی۔ امیر سے اجازت چاہی امیر خاموش ہو رہے۔
بدیع الزماں اپنی والدہ ملکہ گردیہ بانو شہزادی کے پاس گئے اور گزارش کی کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت شکار کے لیے جانے کی لا دیں۔ ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ میں ملکہ کی تشریف لائے ملکہ نے شہزادے کی سفارش کی امیر نے لاچار رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ صحرا تمام ساحران جہان کا مسکن ہے اس لیے میں اجازت نہیں دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت میں مبتلا ہو لیکن تمہارے کہنے سے ایک روز کی اجازت دیتا ہوں کہ بعد ایک روز کے واپس آئیں۔ زیادہ عرصہ نہ لگائیں۔ بدیع الزماں نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کھیلنے کا رات بھر درست ہوتا رہا۔ صبح ہونے پر بہر شکار عازم میدان ہوا۔ نور کا تڑکا' نسیم سحر کا چلنا' شمعوں کا جھلملانا' غنچوں کا مسکرانا' بلبلان شوریدہ کا شور' جنگل میں رقصاں مور طائروں کا اپنے اپنے آشیانوں سے تلاش آب و دانہ میں تال مار کر اڑنا۔ ہر ذی روح مصروف' ہر قلب ذکر حق سے مالوف' خلاصہ یہ کہ شہزادہ باچشم و خدم صحرا میں صید افگن تھا اور ہر طرف فضائے نزہت' دہشت و کوہ دیکھتا جاتا تھا۔ سامنے کچھار سے ایک آہو مثل معشوق طناز' سراپا ناز' اٹھکیلیاں

کرتا' طرار سے بھرتا نمودار ہوا۔ شہزادہ اس کی رعنائی اور زیبائی دیکھ کر شیفتہ اور فریفتہ ہوا۔ اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ اس کو زندہ گرفتار کرو۔ خبردار جانے نہ دو۔

ہمراہیوں نے حلقہ بندھ کر اسے گھیرا' مگر ہرن سنبھل کر' کنوتیاں بدل کر' طرارہ بھر' شہزادے کے سر پر سے نکل کر چلا۔ بدیع الزماں نے اس کے پیچھے گھوڑا اٹھایا اور کئی کوس نکل آیا۔ سب ساتھی چھٹ گئے۔ اور یہ اکیلے رہ گئے۔ جب ہرن پر دسترس نہ ہوئی اور وہ زندہ گرفتار نہ ہوا۔ فوراً ترکش سے زہریلا تیر' کمان میں پیوستہ کر کے لگایا۔ تیر اس کے دوسار ہوا۔ وہ ہرن زمین پر گرا۔ شہزادے نے گھوڑے سے کود کر اسے ذبح کیا۔ جیسے ہی وہ ہرن ہلاک ہوا' ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل ثور فلک کا ہل گیا۔ اور ماہ و ماہی تک زلزلہ پڑ گیا کہ اسے فرزند ارجمند تو نے بڑا غضب کیا کہ غزالی جادو کو قتل کیا۔ یہ طلسم ہوشربا کی سرحد ہے۔ یہاں سے بچ کر جانا اب دشوار ہے۔ جو نہ ہو' وہ تھوڑا ہے۔

شہزادے نے دیکھا کہ تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہے۔ آندھیوں کا طوفان برپا ہے۔ بعد لمحہ کے شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی اپنے کو قید گراں میں قید پایا سر زانو نے تفکر پر جھکایا اور یہاں امیہ بن عمرو نامدار عیار شہزادے کا نامدار جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا قیامت کا آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمر و عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹوں کے عیار ہیں کیونکہ امیر کے یہاں لڑکا جب شاہزادی سے ہوتا ہے اس کی وزیر زادی سے عمرو کے یہاں لڑکا ہوتا ہے اور اس شاہزادے کا وہی عیار ہوتا ہے غرض امیہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش بدیع الزماں کی خاک پر پڑی ہے وہ چاند سی صورت خون میں بھری ہے واضح ہو کہ شاہزادہ جب سرحد طلسم پر پہنچا خبر مالک طلسم افراسیاب کو ہوئی اس نے محافظ طلسم ملکہ شرارہ جادو کو حکم دیا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے اور ان کی صورت کا پتلا بزور سحر بنا کر ڈال دے اس لیے کہ دوسروں کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر آنے کی جرات نہ کریں الغرض عیار شہزادے کی لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا خاک سر پر اڑاتا

لاشے کو گھوڑے پر ڈال کر لشکر صاحبقران کی طرف چلا۔ راہ میں ہمراہی اور رفیق شہزادہ کے ملے انہیں جو یہ ماجرا غم انگیز نظر آیا فرط الم سے کلیجہ منہ کو آیا روتے پیٹتے خاک

اڑاتے خدمت امیر میں آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ جانگزا ملاحظہ فرمایا بے تامل نالہ و شیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمٰی میں شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گرویہ بانو ماں شہزادہ کی پچھاڑیں کھاتی تھی اور زبان حال سے سناتی تھی۔

اے راحت جان و دل ہمارے
تنہا ہمیں چھوڑ کر سدھارے

بلکہ فرد رفتی و مرا خبر نہ کر دی
بربیکسم نظر نہ کر دی

یہاں تو یہ شور و نوحہ و زاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد گھوڑا کو تیار کر کے لا کہ میں تلاش قاتل شہزادے کے لیے جاؤں اور اسے قتل کر کے اس کا بھی سر لاؤں عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار گردوں وقار میں نے سنا ہے کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہیں شہید کیا ہے بلکہ صحرا تاریک ہو گیا کچھ معلوم نہ ہوا سوائے اس کے لاشہ بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اس میں کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ پروردگار ہے۔ بلاؤ فرزندان خواجہ بزرچمہر وزیر نوشیروان کو کہ یہ امیر سے نہایت محبت رکھتے ہیں اپنے لڑکوں کو لشکر امیر کے ساتھ کر دیا ہے کہ وہ بطور ملازموں کے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ حال خواجہ بزرچمہر اور امیر اول کے دفتروں میں مذکور ہے یہاں برائے تفہیم ناظرین فسانہ اسی قدر کافی ہے۔ الحاصل حسب ارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرچمہر کو بلایا اور بارگاہ میں باعزاز تمام صدر عزت پر بٹھایا شاہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور خواجہ سیاوش اور خواجہ دریا دل فرزندان خواجہ بزچمہر نے تختۂ تفکر پر قرعہ تعقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچ کر نظرات سال کا بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ

کر کے بعد خوض و غور بسیار سر اٹھا کر فرمایا کہ اے شہریار ذی وقار شہزادہ صحیح و سالم

ہے مگر قید شدید میں ساحروں کی گرفتار بیکس و ناچار ہے اور یہ جو لاش آپ کے سامنے

آئی ہے ماش کے آٹے کی تصویر بنائی ہے آپ اسم اعظم پڑھ کر پانی پر پھونکنے اور

اس لاش پر چھڑک دیجئے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیجئے امیر نے اسم اعظم پانی پر

دم کر کے لاش پر چھڑکا وہ لاش ماش کے آٹے کی تصویر نظر آئی امیر نے گردن پئے

سجدہ باری جھکائی کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنائی خواجہ زادوں کو خلعت

فاخرہ دے کر رخصت فرمایا اور لاش کو پھکوا دیا لشکر میں شور و فریاد جو بلند تھا موقوف

ہوا سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو

بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر دے کر واسطے خبر گیری شاہزادہ نامور کے مامور کیا عمرو

نے کمال عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا۔ زنبیل' جال الیاسی' گلیم عیاری' کمند آصفی'

دیو جامہ' قنطوری پتیادے' منڈھی دانیالی وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کوہ

سر اندیپ پر تھے' ساتھ لئے۔ راوی کہتا ہے کہ جب امیر حمزہ کا لشکر ہندوستان کو

تسخیر کرنے آیا تھا اسی زمانے میں عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی زیارت کی اور وہاں

عمرو کو ایک غنودگی آئی۔ عالم خواب میں جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے انہوں

نے فرمایا کہ ہمارے مزار کے روضہ میں زنبیل وغیرہ اشیائے عیاری رکھی ہیں۔

زنبیل ایک کیسہ ہے کہ علاوہ اس دنیا کے ایک عالم اس میں بھی آباد ہے جب تم چاہو

گے اس میں سے ہر چیز جو مانگو گے نکلے گی اور جو چاہو گے وہ اس میں رکھ لو گے

گلیم عیاری ایسی چیز ہے کہ جب تم اسے اوڑھ لو گے تم سب کو دیکھو گے اور تمہیں

کوئی نہ دیکھے گا اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہے کہ اگر کروڑوں من کے وزن کی

چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سوا سیر کی ہو کر اس میں آ جائے گی اور جہاں

کہیں منڈھی کھڑی کرو گے اور اس کے نیچے بیٹھو گے کوئی گرفتار نہ کر سکے گا جو

اس کے اندر آئے گا الٹا ہو کر لٹک جائے گا اور کمند آصفی کو پھینک کر جتنا کہو گے

گھٹ جائے گی اور بڑھنے کو کہو گے بڑھ جائے گی اور کسی چیز سے وہ نہ کٹے گی نہ ٹوٹے گی اور دیو جامہ جب پہنو گے سات رنگ بدلے گا۔ کبھی سبز ہو جائے گا اور کبھی سرخ کبھی زرد وغیرہ اس طرح سے جتنی چیزیں ہیں سب کرامت رکھتی ہیں۔

اب ان تمام اشیاء کو درست کر کے عمرو عیار شہزادے کی تلاش پر چلا اور بسرعت تمام صحرا کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس جگہ پہنچا' جہاں شہزادہ کشتہ سحر ہوا تھا' تو صحرا میں سبزہ زار اور ایک مرغزار دیکھا' فروکش ہوا۔

عمرو سیر کرتے ہوئے سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک سامنے سے عورتوں کا ایک غول پیدا ہوا۔ عمرو ایک جھاڑی میں چھپ رہا۔ دیکھا کہ کئی مہ جبین سوارنیاں

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن --------- جوانی کی راتیں'
مرادوں کے دن

چلی آتی ہیں اور ان کے بیچ میں ایک شاہزادی غیرت بخش' مہر جبین' غزال صحرائے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے' جنگل کی کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہے۔

عمرو جھاڑی میں بیٹھا ہوا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان عورتوں میں سے ایک عورت کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ایک جھاڑی میں پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور ساتھ کی سب عورتیں شاہزادی کے ہمراہ آگے بڑھ گئیں عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتوں کے ساتھ چلو گے یقین ہے کہ کچھ مطلب برآری ہو گی یہ تصور کر کے جھاڑی سے نکل کر اس عورت کو کہ پیشاب کر رہی تھی کمند ماری اس نے غل مچایا۔ عمرو نے گیند عیاری کا

اس کے منہ میں ڈال دیا اور تھوڑی بیہوشی اس کے منہ پر مل دی۔ وہ بیہوش ہو گئی اسے ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکال اپنے سامنے رکھا رنگ و روغن عیاری کا اپنے منہ میں لگایا اور اس کی صورت دیکھ کر ویسی ہی صورت بنائی اور پوشاک اس کی اتار کر آپ پہنی اور اسے چھوڑ کر آپ بہ جلدی تمام ان عورتوں میں جا کر جو آگے جاتی تھیں مل گیا۔ انہوں نے اسے اپنے ساتھ والی سمجھ کر کہا' اے شگوفہ تو بڑی دیر میں آئی وہاں کیا کرتی تھی۔ عمرو سمجھ گیا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہے اس کا نام شگوفہ ہے۔ کہا' کچھ ایسی دیر تو نہیں ہوئی۔ غرض باتیں کرتی ہوئی وہ سب عورتیں ایک باغ کے قریب پہنچیں۔ عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہے۔ ہوائے سرد مسیح دم عیسیٰ نفس چل رہی ہے۔ وہ عورتیں باغ کے اندر آئیں۔ عجب تیاری کا باغ ہے۔

عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگاریں گویا ریاض فردوس بریں ہے۔

باغ کا درمیاں دیدہ وا اس گلستاں روح افزا کا
محو نظارہ گل رعنا باغبان ازل چمن آرا

جتنے گل تھے جہان کے اندر زمین و آسمان بحر و بر گل
سب تھے اس بوستان کے اندر نمانده درجہان گوئی مگر گل

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں ست و ہمیں است و ہمیں است

روش پٹڑی سے درست' ہر روش پر بجائے سرخی کے جواہرات کوٹ کر ڈالا ہے درختوں کو بادلے سے منڈھا ہے۔ منھدی کی ٹٹیاں اور تاک انگور ہر ایک آراستہ و پیراستہ گرد سبزہ نو خاستہ باد صباہ مستانہ وار آتی ہے ہر مینائے شجر سے ٹکراتی ہے۔ کٹورے پھولوں

کے شراب تراوٹ و نزہت سے لبریز ہیں گل ہر ایک عنبر بیز ہیں وسط باغ میں چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے۔ سو گز تک کا مربع اس پر فرش ملوکانہ بچھا ہے۔ مسند مغرق جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہے۔ نمگیرہ باسلک مروارید ایستادہ ہی اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ پوشاک نفیس پہنے قریب پچاس برس کے اس کا سن تکیہ پر کہنی دھرے بصد شان و شوکت بیٹھی ہے۔ عطردان پاندان چوگھڑے چنگیر رکھے ہیں۔ جیسے ہی یہ شاہزادی کہ جس کے ساتھ عمرو آیا ہے وہاں پہنچی وہ عورت مسند سے اٹھی اور ہنستی ہوئی اسے لینے چلی۔ اس نے بھی آگے بڑھ کر بادب تمام سلام کیا اور سب خواصیں بھی باعزاز و نیاز دست بستہ مجرا کر کے پیچھے ہٹیں وہ ضعیفہ کہ اس کا نام شرارہ جادو ہے کہ جسے بدیع الزماں کو کشتہ سحر کر کے مقید کیا ہے اور یہ شاہزادی جو اس کے پاس آئی ہے بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو کی ہے اور اس کی بھانجی ہوتی ہے۔ فی الجملہ شرارہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت جادو کی بلائیں لیں اور پیار کر کے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان مہر طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہوں اور سامنے آ کر مجرا کریں غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا۔ اسی جلسہ نشاط میں تصویر جادو نے شرارہ سے پوچھا۔

اے اختر! یوں پاپیادہ سر شام صحرا میں کس باعث سے نکل کر آئیں؟"

اس نازنین نے گزارش کیا کہ "اے مادر گرامی قدر' خالہ جان! میں نے سنا ہے کہ آپ نے کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار کیا ہے اور مجھے مسلمانوں کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے کیونکہ یہ لوگ ایسے زبردست ہیں کہ جنھوں نے خداوند لقا کو عاجز کر رکھا ہے اور خداوند ان لوگوں کے ہاتھ سے دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہیں اور سنا ہے کہ ان لوگوں نے سینکڑوں ملکوں کو تہ تیغ کیا ہے اور صدہا طلسمات کو خاک سیاہ و برباد کر دیا ہے۔ لہٰذا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ ان کی صورت دیکھوں کہ کیسی توانائی اور طاقت خداوند لقا نے انہیں دی ہے اور کیسی شوکت عطا فرمائی ہے۔ شرارہ یہ بیان سن کر ہنس دیا اور حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ اور اس کا حال ملکہ کو

دکھاؤ کچھ جادو گرنیاں بموجب حکم کے چلیں اور باغ کے اندر بارہ دری اور عالیشان عمارتیں کئی کوس تک تعمیر ہیں۔ ایک عمارت کے ایک حجرے میں بدیع الزماں کو قید کیا ہے۔ یہاں بھی ساحرنیوں کا پہرہ ہے۔ ان کنیزوں نے پہرہ والیوں کو حکم شرارہ جادو پہنچایا اور بدیع الزماں کو بزور سحر غل و زنجیر میں گرفتار ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں' بغلوں میں خار دار لٹو' رانوں میں چوڑے فولاد کے چڑھولے' کمر کی زنجیر کو جادو گرنیاں تھامے سامنے شرارہ اور ملکہ تصویر کے لائیں اور تصویر نے صورت زیبا اور خلعت جہاں آرا کو شہزادہ والاتبار کی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین جمیل آفتاب عالم تاب شپہر زیبائی گوہر آبدار محیط خوش ادائی سامنے ہے۔ یہ دیکھتے ہی ایک خانہ ابرو سے تیر عشق جو رہا ہوا' ملکہ تصویر کے سینے سے پار گار جینا دشوار ہوا۔

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

ملکہ مسند پر سر رکھ کر بیہوش ہو گئی شرارہ جادو نے گلاب کٹورہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ ہوا۔ شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنیں غش سے فرصت پا کر میری طرف بنظر حسرت نگران ہے۔ عجب صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بے مثال اس کی بنائی ہے۔ شہزادے کا دل مضطر اس قید گراں کے باوجود بے قرار ہو کر اس کے کمند طرہ آبدار میں اسیر ہوا۔ اس کے عدیم المثال نظارۂ جمال سے انسان تصویر کی مانند بے حس اور آئینہ کی طرح حیران ہوتا تھا۔ سکتہ ہو جاتا تھا۔ کاتب ندرت طراز قدرت نے اپنے قلم رعنائی سے اس کی لوح زیبائی پر دل فریبی آپ لکھی تھی اور مرقع دہر میں ایسی صورت زیب دوسری خلق نہ ہوئی

تھی۔ شہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا بلکہ ہزار جان سے اسیر و شیدا ہوا۔ صبر کا یارا نہ رہا۔ مگر خود کو سنبھالا اور خیال کیا کہ قید شدید میں تو مبتلا ہوا۔ اگر یہ راز عشق فاش ہو گا' تو ہر ایک اس طلسم میں دشمن جان دکھائی دے گا۔ جینا دشوار ہو جائے گا۔

ضبط کر کے خاموش ہو رہا مگر ملکہ شرارہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر دیکھا۔ خواصوں کو حکم دیا کہ اس قیدی کو یہاں سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت میں نہ دیکھا تھا آج اس کو دیکھ کر اسے غش آ گیا۔ ابھی نام خدا کنوارا پنڈا ہے۔ خون جسم کا بہت ہلکا ہے۔

یہ حکم سن کر جادوگرنیاں شہزادہ کو ایک حجرۂ باغ میں لائیں اور بند کر کے چلی گئیں۔

شاہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اس کے عشق میں سب بھولی اور اسی کی یاد دل حزیں کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اس قید میں یہ ورد تھا۔

عالم کا ترے جہاں بیان ہے
بے تابی دل وہاں وہاں ہے
زنجیر جنوں' کڑی نہ پڑیو
دیوانے کا پاؤں درمیان ہے

اور یہ خیال آتا تھا کہ اے بدیع الزماں بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہے کو تمہارا خیال رکھتی ہو گی اگر تم اب اس قید سے رہائی پاؤ گے تو یقین ہے کہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے قید عشق میں۔

مدت قید اسیران محن کیا کہئے
گل کے سو بار گرے تختہ تزندان سر پر

یہاں تو شاہزادے کی یہ کیفیت ہے مگر وہاں تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس باغ میں گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال سے کچھ سوچ کر خاموش ہو رہی۔ شرارہ نے پوچھا کہ کیوں بیٹی مزاج تمہارا کیسا ہے کہا خالہ جان کیا کہوں جی بیٹھا جاتا ہے دل میں ہول سمایا ہے کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہیں۔ یوں گرفتار رہتے ہیں شرارہ نے کہا کہ اے فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمہیں ایسی دہشت نہ چاہیے شاہان روزگار کے جہاں گنہگار و امیدوار بھی ہوتے ہیں۔ کوئی سولی دیا جاتا ہے گردن مارا جاتا ہے کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت و زر پاتا ہے۔ یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہے۔ افراسیاب جادو نے اسے قید کیا ہے۔ چھوٹنا اس کا بہت دشوار ہے اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو میں تمہاری خاطر سے اسے رہا کر دیتی بلکہ مال و زر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ میں جا کر غنچہ خاطر شگفتہ کرو۔ ایسے خیال دل سے نکال ڈالو۔ تمہارا حال میں اور کچھ دیکھتی ہوں کہ ماتھے پر پسینہ ہے۔ اب تک وہی خوف و وہم کا قرینہ ہے اگر یہاں ٹھہرو گی وہی حال پیش نظر رہے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ اپنے مقام پر جا کر ہمرازوں کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قیدی کی فکر نہ کرنا یہ باتیں شرارہ کی سن کر تصویر جادو وہاں سے اٹھی منہ سے نکل جاتا راز عشق کھل جاتا۔ اب اپنے باغ میں چل کر غم سے دل کو خالی کر لیں گے اور جی کھول کر خوب رو لیں گے۔ غرض شرارہ کو اس ماہ کامل نے بہ شکل ہلال خم ہو کر سلام کیا۔ اس نے بلائیں لیں اور دعا دے کر رخصت کیا سب کنیزیں کہ باغ میں سیر کر رہی تھیں۔ ملکہ کے جانے کی خبر سن کر حاضر ہوئیں۔ عمرو بھی کہ بشکل کنیز تھا اپنے دل میں سوچا کہ ملکہ چلی

جائے گی اس کے ساتھ خدا معلوم کہاں جانا ہو تمہارا شاہزادہ اسی جگہ قید ہے۔ اس حرامزادہ شرارہ جادو کو قتل کرو اور بدیع الزماں کو چھڑا لو یہ خیال کر کے ملکہ شرارہ جادو

کے سامنے آیا اور دست بستہ عرض کیا لونڈی کو یہ مقام اور باغ بہت پسند آیا ہے۔ آج میرا جی نہیں چاہتا ہے کہ آپ کے قدموں سے جدا ہوں اور دوسرے میں نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہے اور آج آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہے۔

چاہتی ہوں کہ شب بھر رہ کر وہ سب کمال آپ کو دکھاؤں اور اس کے عوض انعام پاؤں۔ شرارہ نے کہا اے شگوفہ جیسے تصویر کا مکان ویسے یہ جگہ ہم وہ کہیں الگ ہیں۔ جہاں تیرا جی چاہے بہ آرام تمام ایک دن دو دن جتنے دن جی میں آئے رہ اور اے فرزند ملکہ تصویر اسے یہیں چھوڑتی جاؤ۔ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو تو رخصت ہو کر چلی اور شگوفہ جادو یعنی عمرو بن امیہ یہیں ٹھہر گئے لیکن تصویر جادو کا یہ حال ہے کہ پیر کہیں ڈالتی ہے اور پڑتا کہیں ہے۔ فرط رنج سے جی نڈھال ہے۔ اس سوچ میں چلی جاتی ہے کہ اے ملکہ دل بھی آیا تو کس شخص پر کہ جو دشمن جان و ایمان اور اسیر ساحران ہے۔ اس قید سے اس کا چھوٹنا دشوار ہے۔ افسوس مفت جان گئی یہ باتیں کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے اسے اس کی کنیز شگوفہ بدن سے ننگی روتی ہوئی آ کر پہنچی تصویر حیران ہوئی کہ شگوفہ ابھی تو شرارہ کے یہاں رہ گئی تھی اور ابھی یہاں آ پہنچی اور کپڑے اس کے کس نے اتار لیے اس عرصہ میں شگوفہ شاہزادی کے پاؤں پر آ کر گری اور عرض کیا کہ اے ملکہ میں آپ کے ساتھ چلی آتی تھی راہ میں رفع احتیاج کو گئی ایک جھاڑی میں سے ایک شخص نکلا اور اس نے نہیں معلوم کیا کیا میں بیہوش ہو گئی وہ مجھے ننگا کر کے ایک درخت سے باندھ کر چلا گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو آنے والوں کو منت کر کے بلایا اور اپنے تئیں رہا کرا کر آپ کی خدمت میں چلی تھی۔ شکر خدا کا پھر حضور کی صورت نظر آئی۔ واضح ہو کہ یہ وہ شگوفہ ہے جس کی صورت عمرو بن کر ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس ماجرے کے سننے سے حیرت ہوئی اور دل میں کہا کہ اس ماجرے کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شاہزادہ

بدیع الزماں کا اس کی شکل بن کر ان کی رہائی کی فکر میں وہاں ٹھہرا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ شگوفہ نہیں ہے کوئی اور ہے اور اگر اس حال کا چرچا کرو گی شرارہ آگاہ ہو گی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گا۔ غرض شاہزادے کی محبت سے کچھ خالہ کا بھی ملکہ نے پاس نہ کیا اور کنیزوں کو بلا کر شگوفہ کو اور کپڑے دلوائے اور کہا دیکھو یہ مستانی میرے ساتھ سے ملکہ شرارہ کے پاس رہ گئی تھی اس لیے کہ ملکہ کو جانے دو تو میں اکیلی جو جی میں آئے وہ کروں آخر نہیں معلوم کہاں گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھنوا آئی۔

ہر چند شگوفہ نے کہا۔ واری مجھ پر یہ سانحہ گذرا۔

ملکہ نے کہا، چل جھوٹی مجھے کب یقین آتا ہے۔ قسم ہے سامری کی اب جو مجھے ایسی باتیں کرے گی، سزا دلواؤں گی۔ غرض اس کو دھمکا دیا کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نہ کرے اور اس امر کا چرچا نہ ہو اور ملکہ آپ نظر بہ کریم کارساز مسبب الاسباب کر کے کہ یقین ہے کہ اب کوئی صورت بدیع الزماں کی رہائی کی نکل آئے گی۔ اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب داخل باغ ہوئی بغیر اپنے گلغدار کے وہ گلشن سراسر نظروں میں خار تھا۔

بقول شاعر:

بن ترے سیر چمن خوش آئے کیا اے سرو ناز
جو خمیدہ گل کی ٹہنی ہے وہ ہے شکل کمان

پھول جو ہے میری نظروں میں برنگ خار ہے
شکل ناوک موج بوئے گل جگر کے پار ہے

اب حال خواجہ عمرو نامدار کا سنئے۔

یہ جو باغ میں ملکہ شرارہ کے پاس ٹھہرے شام تک تو بارہ دری میں شرارہ کی خواصوں کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے' کسی کے چٹکی لے لی' گال پر گال رکھ دیا۔

آنکھ بچا کر جس کا جو مال پایا زنبیل میں رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد کسی کا مقابہ غائب۔ ایک ہنگامہ برپا ہے۔ نہیں معلوم ہوتا کون لے گیا۔ غرض اسی ہنگام میں شام ہوئی تو شرارہ نے کھانا شراب کباب سب نعمتیں اپنے خاصے پر بھیجیں جب سب ضروریات سے فراغ ہوئی چبوترہ بلورین پر شرارہ فرش بچھوا کر بیٹھی باغ میں روشنی ہوئی قندیلیں مثل قطرہ ہائے نور ہر درخت میں آویزاں ہوئیں۔ بارہ دری میں ہانڈیاں جھاڑ کنول جملہ شیشہ آلات فراشوں نے خوب درست کر کے روشن کیے۔
سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا!

آئینہ کا تھا باغ جوہو تھا
بے تکلف دل سکندر تھا

زرد دیوار گیریوں میں بہار
کیسے پستان شاہد گلنار

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
نار و نور ایک جا پہ تھے روشن

فواروں کے خزانے میں بادلہ کتر کر ڈال دیا یا نہروں کا پانی چھلکایا گیا القصہ جب آراستگی ہو چکی اس وقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی۔ شرارہ نے کہا' شگوفہ کو بلاؤ۔
شگوفہ حاضر ہوئی اور پیشواز منگوا کر پہنی۔ چوراسی گھونگھرو پاؤں میں باندھے۔ سازندوں اور گائیوں کو حکم دیا کہ ساز اپنے اپنے ملائیں اور عمرو نے جوڑی اپنے پاس سے نکالی۔

چاہیے کہ عمرو کو کوہ ابو قیس پر امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل نے شاگرد کیا ہے اور
تین دانے انگور کے کھلائے ہیں کہ ایک دانہ کی خاصیت یہ ہے کہ عمرو خوش الحان
ہے اور لحن داؤدی رکھتا ہے اور دوسرے دانے کی تاثیر سے بہتر صورتیں بدل سکتا ہے۔
جس صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنائے اور تیسرے دانے کے سبب عمرو زبان
ہر قوم کی سمجھتا ہے اور انہیں کے محاورے میں گفتگو کرتا ہے۔ الحاصل عمرو نے بانسری
نکال کر لبوں سے لگائی اور تھوڑے سے موتی پھانک لیے اور تار برنجی انگوٹھی میں پاؤں
کے باندھا اور دوسرا سر لبوں سے دبایا اور گلابی شراب کی صراحی بغل میں دبائی اور
پیمانہ ہاتھ میں لیا۔ گت ناچنا شروع کیا اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگھرو بجا اور
جب چاہا سب بجے اور جب چاہا ایک نہ بجا منہ سے موتی ہر تال اور گت میں نکل کر
تار میں پروتے جاتے تھے اور پیمانہ میں شراب ہر بار بھرتا تھا اور اہل انجمن کو پلاتا
تھا۔ ناچ میں چھلبل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے احسنت و آفریں کی صدا بلند
تھی کہ

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کے ساتھ
دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ

کبھی دل کو پاؤں سے مل ڈالنا
نظر سے کبھی دیکھنا' بھالنا

دوپٹے کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ
کہ پردے میں ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شرارہ کو ایک عالم حیرت ہے کہ یہ انسان ہے' شعلہ ہے یا شرارہ عجب طلسم کا ناچ

ہے۔ بانسری میں گت کا ٹھیکہ بج رہا موتیوں کا تسلسل جاری ہے شراب برابر اہل مجلس کو پہنچتی ہے۔ ملکہ شرارہ نے تعریف کی اور مالہ اتار کر دی۔ عمرو نے سلام کیا ناچتے ہوئے جا کر سر سامنے کر دیا شرارہ نے گلے میں پہنا دیا۔ اب گت موقوف کر کے عمرو نے گانا شروع کیا کہ صدائے دل چسپ اور نغمہ دل کش سے ہر ایک کو غش آ گیا اور شرارہ پر عالم وجد طاری ہوا کہ

بندھ گئی اس گھڑی اس اصول
بسیرا گئے جانور اپنا بھول

درختوں سے مل مل کر باد صبا
لگی وجد میں بولنے واہ وا

جب شرارہ حالت ذوق میں آ کر رونے لگی عمرو نے گانا موقوف کیا۔ شرارہ نے کہا اری بسمل کیوں چھوڑتی ہے ذبح کیا ہے تو دم نکل جانے دے۔ شگوفہ نے عرض کی ملکہ حال اپنا میں غزل میں بیان کرتی ہوں۔

آنکھوں کو جانتی ہوں پیالہ شراب کا
مستوں کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی میں مل گیا مرے قطرہ شراب کا
خم خانہ جہاں میں وہ علامہ دہر ہوں
دیتا ہے مجتہد مجھے فتویٰ شراب کا

جب یہ اشعار شرارہ نے سنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہے۔ لحاظ سے مانگ نہیں سکتی

بڑی تمیز دار ہے۔ کہ اس نے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہیں پی۔ بس فوراً حکم دیا کہ میخانے کا اسباب حاضر کرو۔ کنیزیں دوڑیں اور کشتیاں شراب کی اور ساغر کنٹر گلا بیاں سب لا کر موجود کر دیں۔ شرارہ نے کہا اے شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا۔ میں نے تجھ کو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسوں میں داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت میں آ کر ہمیں بھی شراب پلا عمرو یعنی شگوفہ نے بڑھ کر پانچ اشرفیاں نذر دیں کہ عہدہ ملا شرارہ نے خلعت فاخرہ دیا۔ خلعت پہن کر میخانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا۔ کنٹر اور شیشہ کو شراب کے جہاں جہاں جھاڑ روشن تھے وہاں مثل گلدستہ کے آراستہ کیا۔ سبز کنٹر اور شیشہ کو سرخ کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ اس کی روشنی اس پر پڑے فرش پر گلدستے رکھے ہوئے معلوم ہوں اس طرح کے پھیر بدل کرنے سے غرض یہ تھی کہ جلدی تمام شراب میں بیہوشی ملا دے۔ غرض آنکھ سب کی بچا کر سب کو آغشتہ بدار دے بیہوش کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا شروع کیا اور گلابی شراب کو بغل میں داب کر شراب پیانہ میں بھر کر ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے قریب آیا اور جام کو سامنے کر کے عرض کیا۔

شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لے کر پیئے۔ شگوفہ نے اس جام کو اچھال دیا اور اسے سر پر روکا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے لیجا کر جھکایا اور عرض کیا کہ اے ملکہ افسروں اور سرداروں کو سر سے شراب پلاتے ہیں۔ شرارہ جادو کو اس کے ہنر ہائے شائستہ پر ایک حیرت طاری ہوئی ہے۔ الغرض جام شراب اس نے لے کر چاہا کہ پی جائے وہ شراب جب اس کے منہ کے قریب آئی اور سانس لی ہوا شرارہ کی اس کو لگی وہ شراب شعلہ ہو کر اڑی اور جام خالی رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی عیار ہے فوراً کچھ سحر پڑھا اور عمرو پر کہ جو شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا پھونکا عمرو کا رنگ اور وہ روغن جو عیاری کے لیے لگایا تھا کچھ نہ رہا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی۔ شرارہ نے جادوگرنیوں کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کرو۔ انہوں نے عمرو کی مشکیں باندھ لیں۔

شرارہ نے کہا او موئے تو نے مجھے مار ہی ڈالا ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہوں۔ عمرو نے کہا او قحبہ اب کیا بچ جائے گی مابدولت جہاں تشریف لاتے ہیں بے نیل مقصود پھر کے نہیں جاتے ہیں۔ دیکھ تھوڑے عرصہ میں تجھے واصل جہنم کرتا ہوں۔ شرارہ کو یہ کلمات سن کر غصہ آیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب بدیع الزماں کو شرارہ نے مقید کیا ہے۔ سحر کے بیر مقرر کر دیئے کہ اگر کوئی عیار شاہزادہ نامدار کو چھڑانے آئے تو مجھے خبر ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ بن کر اڑی اور عمرو کو اس نے گرفتار کر لیا۔ فی الجملہ کلمات درشت عمرو سے سن کر عمرو کو ایک درخت سے بندھوایا اور سحر کا حصار کر دیا کہ اب کوئی شخص باہر نہ نکل سکے اور ایک عرضی مالک طلسم افراسیاب کو مشتمل بر حالات عمرو تحریر کی کہ میں نے اسے گرفتار کیا ہے۔ اگر حکم ہو سر کاٹ کر بھیج دوں اور اگر ارشاد ہو زندہ روانہ کر دوں اور یہ عرضی اپنے ایک کنیز شعلہ رخسار نامی کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران میں جا کر پہنچائے شعلہ عرضی لے کر چلی۔

اب حال افراسیاب جادو مالک طلسم کا سنئے کہ اس کی عملداری میں ساٹھ ہزار ملک جادوگر اور جادوگرنیوں سے آباد ہیں اور ان کے بادشاہ سب اس کے مطیع ہیں اور اس طلسم میں تین مقام ہیں۔ ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر پردہ ظلمات میں بزرگ افراسیاب کے مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست وغیرہ رہتے ہیں کہ ذکر ان کا وقت فتح طلسم آئے گا اور طلسم باطن میں وزرا امرا مقربان شاہ یعنی افراسیاب کے رہتے ہیں۔

مثلاً ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر میں رعایا اور اکابران شہر ساکن ہیں اور ظاہر و باطن طلسم کے درمیان ایک دریائے سحر بنایا ہے کہ نام اس کا دریائے خون ہے اور اس پر ایک پل دھوئیں کا بنا ہے اور دو شیر دھوئیں کے اندر پل پر کھڑے ہیں اور ایک عمارت پل کے اوپر تین درجہ کی بنی ہے۔ اول درجہ میں اس کے پریزاد شہنائیاں اور قرنائین

منہ سے لگائے ہیں اور دوسرے درجہ میں پریاں موتی جھولی میں بھرے ہوئے کھڑی اچھالتی ہیں کہ موتی دریا میں گرتے اور دریا کی مچھلیاں ان موتیوں کو منہ میں لیے تیرتی پھرتی ہیں اور تیسرے درجہ میں بڑے بڑے قد آور جوان قوم کے حبشی ہیں کہ دو دو صفیں باندھے ہوئے باشمشیر برہنہ کھڑے ہیں اور آپس میں لڑ رہے ہیں اور خون ان کے جسم سے بہہ کر دریا میں گرتا ہے کہ پانی اس کا وہی خون ہے اسی سے نام اس کا دریائے خون رواں اور نام پل کا پل پریزاداں ہے۔ افراسیاب ہر جگہ سیر کرتا پھرتا ہے اور ہر مقام میں باغ اور عمارتیں اور سیرگاہیں اور مکانات افراسیاب کے تعمیر ہیں کہ ذکر ان کا بروقت داخلہ عمرو اور طلسم کشا شاہزادہ اسد کے بیان ہو گا۔ غرض یہ ساحرہ فرستادہ شرارہ بزور سحر ڈر کر روانہ ہوئی اور دریائے خون رواں کے کنارے پر پہنچ کر پکاری کہ اے شہنشاہ ساحران میں فرستادہ شرارہ جادو کی حضور پرنور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ افراسیاب اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہے کہ نام اس کا باغ سیب ہے وہاں ارکان سلطنت کے ساتھ جلوہ فرما تھا کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اس کے جادو نے پہنچائی۔ راوی کہتا ہے کہ افراسیاب اتنا بڑا ساحر ہے کہ اندر طلسم کے جو اسے پکارتا ہے۔ سحر اسے خبر دیتا ہے اور ایک کتاب اس کے پاس ہے کہ نام اس کا کتاب سامری ہے۔

اس میں سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہے اور بہت سے پتلے کہ بعضے فولاد کے اور بعضے مٹی کے ہیں کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہیں اور سب کام کرتے ہیں اور جس کو حکم ہوتا ہے پنجہ کی صورت ہو کر اس کو اٹھا لے جاتے ہیں۔ خلاصہ کلام جب شعلہ کے آنے کی خبر بزور سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ آ کر شعلہ کو اٹھا لے گیا اور سامنے افراسیاب کے پہنچا کہ پنجہ تو غائب ہو گیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری میں کئی ہزار ونگل اور کرسیاں یاقوت احمر کی بچھی ہیں اور دنگلوں کے نیچے پائے شہر وہاں اور فیل چہرہ لگے ہیں اور منہ سے ان چہروں کے شعلہ آگ کے نکلتے ہیں اور کرسیوں اور دنگلوں پر مغز ان طلسم اور ساحران نامی

یہ لباس فاخرہ بیٹھے ہیں مثلاً ملکہ بہادر جادو' نافرمان جادو' زعفران جادو' طاؤس جادہ' مشکین موے' کاکل کشاد و مخمور طلسم سرخ وغیرہ ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب تخت پر پہلوئے

افراسیاب میں جلوہ گر ہے۔ وہ تخت مقام صدر میں آراستہ ہے۔ جواہرات بیش بہا جڑا ہے اور سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیاں کہ نام ان کے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار و سمیمہ نقب زن و غزالہ کمند انداز و تیرزن گاہ خنجر زن ہیں۔ حاضر ہیں صرصر شاہزادی ہے اور چار بچیاں صرصر کی مصاحبیں ہیں اور دو دو زیر زادیاں کہ نام ان کے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہیں۔

ملکہ حیرت کے سر پر رومال سے مگس رانی کر رہی ہیں۔ حضار دربار رعب و داب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے ہیں اور چار وزیر افراسیاب جادو کے نام ان کے باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز ہیں۔ سر پر شہنشاہ جادواں افراسیاب کے مروجہ خبنانی کر رہے ہیں۔ الحاصل شعلہ فرستادہ شرارہ کی جب سامنے آئی مجرا کر کے عرضی پیش کی افراسیاب نے سحر کا پنجہ ہلا کر دریائے خون رواں کے پار اسے بھجوا دیا۔ یہ وہاں سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہاں سے شرارہ کے باغ کا کافی فاصلہ ہے یہ تو دوسرے روز پہنچے گی۔ مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بلبل شاخسار گلشن عیاری ایک درخت سے بندھے ہیں کہ اسی ہنگام میں جب زیادہ رات گئی شرارہ جا کر بارہ دری میں سو رہی عمرو نے دل میں فکر کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہوں اور شرارہ کو قتل کروں۔ اسی تدبیر میں تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ کی ادھر آ نکلی کہ جدھر یہ بندھے ہوئے تھے اسے دیکھ کر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا اے بندی لقا کی ذرا دو باتیں میری سن لے جب وہ کنیز قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا۔

"تم جانتی ہو' میں صبح کو گردن مارا جاؤں گا۔ اور جلاد وغیرہ جو کچھ مال ہے لے لے گا اس لیے چاہتا ہوں کہ تجھے مال اپنا سپرد کروں اگر تو میری وصیت سنے اور کہنا میرا قبول کرے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ میں عیار حمزہ صاحبقران ہوں۔ جواہر و در

گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہوں۔ یہ کنیز کہ نام اس کا سمن عذار ہے مال کا نام سن کر لالچ میں آئی اور پاس عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کرو کیا وصیت ہے اور کس

قدر مال ہے۔ عمرو نے کہا مال تو بہت ہے مگر پہلے وصیت سن لو اور وہ یہ ہے کہ جب میں قتل ہو جاؤں تو کچھ مال صرف کر کے شرارہ سے لاش میری مانگ لینا اور اسے کفن دے کر دفن کر دینا اور لشکر صاحبقران میں جا کر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی تم صرف کرنا سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہے۔ عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھول دو تا کہ وہ سب مال نکال کر میں تمہیں دے دوں۔ سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھول دیا۔ عمرو نے کسوت عیاری نکال کر زمین پر رکھدی اور کہا میرا دوسرا ہاتھ بندھا ہے۔ تم اسے کھول دو اور جو جو میں کہوں اور دوں لے لو اس نے وہ کسوت کھولی اس میں سے اسباب عیاری کرنے کا نکلنے لگا۔ کہیں زنانی پوشاک کوئی مردانی پوشاک کچھ مٹھائی کچھ رنگ و روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کی اشیا ہیں اس طرح ہم عورت کی شکل بنتے ہیں اور یوں فقیر بنتے ہیں' یوں بادشاہ بنتے ہیں اس مٹھائی میں بیہوشی ملی ہے' یہ میوے آغشتہ بداروے بیہوشی ہیں۔

غرض ایک کیسہ زر بھی ان سب چیزوں کے بعد نکلا کہ اس میں جواہرات اور اشرفیاں تھیں۔ عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش ہوئی اور وہ روپیہ لے لیا پھر اس کسوت کو تلاش کرنے لگی۔ اب کی بار ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی نہایت سبک ترشی ہوئی کہ جس کی ضو سے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہو گئی اس میں سے نکلی عمرو نے وہ ڈبیا جلدی سے اٹھائی' سمن عذار نے کہا۔ اس میں کیا ہے؟ اس میں میری جان ہے جو کچھ میں نے کمایا ہے سب اس میں ہے۔ کنیز نے کہا یہ بھی مجھے دے دو۔ عمرو نے کہا یہ اپنی قبر میں ساتھ لے جاؤں گا سمن عذار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا میں کیا چیز ہے عمرو نے کہا اس میں ایک گوہر بے بہا ہے کہ جس کی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے جب بھی کم ہے۔ سمن عذار نے کہا اے عمرو آخر تو مارا

ہی جائے گا یہ بھی مجھے دیدے۔ تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال سلوک کرونگی۔
عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کرے گی اسے لے لے لیکن ایک بار مجھے یہ ڈبیا کھول
کر پھر دکھا دے۔ سمن عذار نے عمرو سے ڈبیا لے کر چاہا کہ اسے کھولے وہ کھل
نہ سکی عمرو نے کہا سینے کے برابر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے زور کر کے کھولو۔ اس نے
قریب سینے کے لا کر زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اس میں سے غبار بیہوشی اوڑھا اور اس
کے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی۔ عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا
دوسرا بھی اس نے کھول لیا اور سمن عذار کو اٹھا کر علیحدہ لا کر ایک گوشہ باغ میں
رنگ و روغن عیاری لے کر اس کو اپنی صورت بنایا اور اس کی شکل بنا اور اس کی
زبان میں ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اس کی منہ میں پھول گئی اور کلام کرنے سے
معذور ہوئی اسے لا کر اسی درخت سے اپنی جگہ باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت
عیاری میں باندھ کر وہاں آیا کہ جہاں سمن عذار سویا کرتی تھی کس لیے کہ عمرو شگوفہ
بنا ہوا تھا تو سب کنیزوں کے رہنے کی جگہ ان کے ساتھ رہ کر دیکھ لی تھی غرض
اس کے پلنگ پر آ کر عمرو لیٹ رہا یہاں تک کہ زندانی فلک قید خانہ سے مشرق کے
زنجیر شعاع میں مسلسل میدان چرخ میں آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیاگان برخاست
کیا۔

دم سحر شرارہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزیں بھی سب اٹھیں بعد فراغ امور
ضروری شرارہ بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھوا کر بیٹھی اور سب خواصیں مع عمرو کے
کہ جو بشکل سمن عذار ہی اس کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ اس عرصہ میں شعلہ
رخسار جواب لیے ہوئے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہنچی اور شرارہ کو وہ تحریر افراسیاب
کی دی۔ اس نے حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ
سر اس کا کاٹے کنیزیں جا کر سمن عذار کو جو بہ شکل عمرو تھی سامنے شرارہ کے لائیں
اور قلماقنی خنجر لے کر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی۔ سمن عذار بسبب روغن لگا دینے خواجہ

کے منہ سے بولتی نہیں ہے۔ ہر چند رو رو کر اشارے کیا کی مگر کوئی نہ سمجھا اور ایک ہی ہاتھ میں قلماقنی نے سر اس کا بہ حکم شرارہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اس کے مرتے

ہی شور بلند ہوا اور اس کے پیروں نے غل مچائی کہ افسوس کشتی سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھا گئی عمرو جو اس کی شکل بنا ہوا تھا اسی اندھیرے میں بھاگ کر ایک گوشہ باغ میں جا چھپا اور شرارہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھ کر اور شور و غوغا سن کر گھبرائی کہ سمن عذار کا نخل ہستی برباد ہوا اور عمرو نے بفن مکاری خار دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزوں سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ دیکھو کہ وہ باغی وہاں بیٹھا ہے۔ کنیزیں نسیم آسا برائے تعمیل چلیں اور سمن عذار کی جگہ پر جا کر دیکھا کسی کو نہ پایا۔

شرارہ کو مطلع کیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ اس نے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق میں رکھا ہے' اٹھا لاؤ میں نے رات کو حصار سحر کر دیا تھا کہ کوئی باغ کے باہر نکل کر نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ چور تم کنیزوں میں ملا ہے۔ میں اس صندوقچہ سے دریافت کروں گی۔ یہ حکم کرتے ہی وہ صندوقچہ سحر اس کے سامنے حاضر کیا تو شرارہ نے اس کا پڑا اٹھایا۔ اس میں سے ایک کڑا مثل حلقے کے بیچ میں لگا تھا اسے نے حکم دیا کہ اس حلقے میں سب ہاتھ ڈالو جو عمرو ہو گا اس کا ہاتھ اس میں سے نکل نہ سکے گا۔ سب نے ہاتھ حلقے میں ڈالا مگر کسی کا ہاتھ نہ پھنسا۔ شرارہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھ آؤ تم میں کوئی عمرو نہیں ہے۔ اب میں رات کو اپنا سحر جگا کر دریافت کروں گی کہ عمرو کہاں ہے۔ کنیزیں صندوقچہ رکھ آئیں۔ لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا خاموش ہو رہا۔ چار طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھونپڑی باغبانوں کے رہنے کی معلوم دی۔ عمرو درختوں کی آڑ میں چھپتا ہوا اس درخت کے قریب آیا' دیکھا کہ ایک بڑھیا اسی جگہ لیٹی ہے۔ عمرو نے اس سے پوچھا تو کون ہے' کہا گلشن باغبانی کی ماں ہوں۔ میرا نام چمپا ہے' عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اس کے منہ پر مار کر اور اسے بیہوش کر کے زنبیل میں ڈالا اور اس کی صورت بن کر لکڑی

ہاتھ میں لے شرارہ کے پاس آیا اور اس کی بلائیں لیں۔ گرو پھرا شرارہ نے کہا کیوں چمپا آج کیا ہے۔ گزارش کی قربان شوم میں نے آج سنا ہے کہ کوئی چور آپ کا بھاگا ہے اور آپ نے جو جو باغ میں رہتے ہیں سب کا امتحان کیا ہے۔ لونڈی بھی حاضر ہوئی ہے کہ میرا بھی امتحان لیجئے۔ شرارہ نے کہا اے چمپا تیرے امتحان کی کیا ضرورت ہے۔ میں آج رات کو سحر تیار کروں گی' جہاں عمرو ہو گا وہاں سے خود چلا آئے گا۔ چمپا نے کہا واری جاؤں کل کی بات کل کے ہاتھ ہے۔ آج جو سب کے ساتھ کیا ہے وہی میرے ساتھ کیجئے۔ شرارہ نے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا اٹھا لا چمپا نے کہا حضور میں لاتی ہوں بتلایئے کہاں رکھا ہے۔ کہا بیچ طاق میں بارہ دری کے چمپا لاٹھی پکڑے چلیں اور اندر بارہ دری کے آ کر صندوقچہ کو کھولا سب تو باہر ہیں اکیلے قابو پا کر بیہوشی کا غبار سب اس میں بھر دیا۔ اور پٹرا بند کر کے صندوقچہ لے کر آہستہ آہستہ چلی شرارہ نے کنیزوں سے کہا ارے وہ بڑھیا ہے تم جا کر اس سے لے لو۔

غرض ہاتھوں ہاتھ وہ صندوقچہ شرارہ کے پاس آیا اور عمرو بھی چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شرارہ کے آ کر کھڑا ہوا۔ شرارہ نے جونہی اس کا پٹرا کھولا ایک لپکہ بیہوشی کا دھوئیں کی طرح نکلا کہ گرد کی خواصیں اور شرارہ جادو چھینک مار کر بیہوش ہوئیں۔ عمرو نے جیسے ہی شرارہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اس کا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا۔ برفباری اور سنگباری بزور سحر ہونے لگی۔ پیروں نے غل مچائی مگر اس ہنگام میں عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہاں ہو کر سفید مہرہ جس کی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہے اور مثل اور اشیا کے ایک یہ بھی ہے' نکالا سب نے اس آفت میں سنا کہ کوئی کہتا ہے جلدی یہاں سے بھاگو ورنہ تم سب مارے جاؤ گے۔ ایک صدائے مہیب کے سنتے ہی باقی کنیزیں اور ملازم شرارہ کے باہر باغ کے بھاگے اور عمرو نے جو کنیزیں کہ بیہوش ہو گئی تھیں ان سب کے سر کاٹ لیے۔ بڑی دیر تک شور و غل اور تاریکی رہی۔ آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا' عمرو نے دیکھا کہ لاشیں جادوگرنیوں

کی پڑی ہیں اور باغ میں جو درخت اور مکانات سحر سے بنے ہوئے تھے وہ غائب ہو گئے ہیں۔ اصلی درخت اور مکان رہ گئے اور بدیع الزماں چھوٹے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے عمرو کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ عمرو نے جب شاہزادہ کی جانب دیکھا۔ اس وقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے فرزند تم کیونکر رہا ہوئے عرض کیا شرارہ ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیاں بیڑیاں تھیں۔ جب وہ واصل جہنم ہوئی وہ سب قید دفع ہو گئی اور حجرہ کھل گیا' میں باہر نکل آیا۔

عمرو یہ باتیں بدیع الزماں سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند چلی اور بونڈے اٹھنے لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کے لاش کے گردا گرد چکر مارنے لگے اور لاش کو چکر دیتے ہوئے زمین سے اڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا۔ اے بدیع الزماں اب یہاں سے جلدی چلو معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاش شرارہ کی مالک طلسم کے پاس جائے گی اور کوئی لحہ میں آفت آ جائے گی۔ شاہزادے کہا' کوئی گھوڑا ہوتا تو راستہ جلدی چلا جاتا۔ عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکاؤ ہے۔ مگر روپیہ درکار ہے۔ بدیع الزماں نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالا کہ لکھ دو تم نوجوان ہو شاید نہ دو تو میں چل کر لا دوں گا۔ عمرو نے رقعہ لے کر زنبیل میں رکھا اور باہر باغ کے جا کر زنبیل سے گھوڑا نکالا اور ساز و یراق نکال کر اسے کسا اور سامنے بدیع الزماں کے لایا اور کہا کہ ایک سوداگر سے جا کر ابھی میں نے مول لیا ہے۔ بدیع الزماں نے کہا اچھا تھا کہ دروازے پر گھوڑا لیے منتظر آپ ایسی آفت میں کھڑا تھا۔ عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ تجھے سوائے تقریر کے اور کچھ بھی آتا ہے۔ جلد یہاں سے چل ایسا نہ ہو کوئی آفت آتی ہو غرض بدیع الزماں سوار ہوئے اور عمرو ہمراہ ہوا دونوں باغ سے نکل کر چلے راہ میں عمرو سے بدیع الزماں نے کہا اے عم نامدار معلوم ہو کہ عمرو دودھ شریک بھائی حمزہ صاحبقراں کا ہے۔ اس وجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اس کو چچا کہتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں۔ الحاصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہاں سے لشکر میں میرے لیے ننگ و عار ہے۔ کس لیے کہ میں

ملکہ تصویر جادو پر عاشق ہوں وہ سنے گی تو کہے گی کہ فرزند حمزہ میرا جویا تھا اور جان بچا کر اپنے لشکر کو چلا گیا۔ عمرو نے یہ باتین جب سنیں بنگاہ غضب بدیع الزماں کو گھورا اور کہا ارے او ناشدنی۔

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

ہنوز زخم جگر آئے ہیں طلسم میں خار و گل سب آفت کے پر کالے ہیں۔ ابھی لشکر تک میں پہنچے نہیں کہ آپ نیا راگ لائے جلدی یہاں سے چل ورنہ قسم ہے اسی حمزہ صاحبقران کی مارے کوڑوں کے کھال گرا دوں گا۔ بدیع الزماں نے کہا میں آپ کو یہ بازو بند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا ہوں اگر کوئی تدبیر کر کے میری معشوق کو مجھے ملا دیجئے۔ میرا یہ حال ہے۔

بیت یاتن رسد بجاناں یا جان زتن برآید
دست از طلب ندارم تا کارمن برآدید

عمرو نے جب نام بازو بند کا سنا ایک بار خفا ہو کر کہا تو نے کوئی مجھ کو قرم ساق مقرر کیا ہے۔ رنڈیاں ملوانا میں کیا جانوں۔ مگر ہاں ملکہ تصویر شاہزادی ہے' اس کی نسبت البتہ کوشش کروں گا لا وہ بازو بند مجھے دے بدیع الزماں نے بازو بند عمرو کو دیا اور عمرو بدیع الزماں کو لے کر اس طرف چلا کہ جدھر سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اس کے رہنے کا مقام ہو گا۔ جب کہ وہاں پہنچ کر جس جگہ جھاڑی میں شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اس کی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزماں کو دکھایا اور سارا حال سنایا۔ بدیع الزماں ہنسے اور آگے چلے اب ملکہ تصویر کا ماجرا سنئے کہ عشق شہزادہ عالی تبار میں بیتاب و بے قرار شرارہ کے پاس آئی تھی اس روز سے یہ حال تھا۔

دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی

عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی

تصویر خیالی شاہزادے کے لوح سینہ پر کندہ تھی نام کی بدیع الزماں کی رٹ دل کو لگی تھی۔

ہوں تصور میں تری صورت تصویر گلی
جسم بیجاں ہے مرا پیکر بیجاں کی طرح

جب یہ حال ملکہ کا کنیزوں انیسوں طبیبوں نے دیکھا باصرار ماجرا عشق استفسار کیا کہ واری کہاں دل لگایا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا آنکھوں میں ابتری روز بروز بدتری ہے۔ ہم سے تو بتلایئے کہ اس کی تدبیر کریں اور اس کو آپ تک پہنچائیں۔ ملکہ نے کہا درد اپنا لا دوا ہے اس کے علاج میں بیکار مسیحا ہے۔

ہم تو کہتے تھے کہ نادان ہو جو دل کو دیوے
اب اسی شخص کے ہے زیر قدم سر اپنا

دیکھیں تو چھین لے دل ہم سے وہ کون ایسا ہے
سچ کہا ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

انیسوں نے کہا اے ملکہ عالم قربان شویم اب چاہے خوش ہوں یا ناراض مگر حضور نے سچ تو یہ ہے کہ جیسے اس قیدی کو دیکھا ہے۔ حال اپنا غیر کیا ہے۔ ایک بولی کہ بوا وہ مردوا بھی ایسا سجدار نکیلا حسین مہ جبین ہے کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دیدوں کی قسم عجب حال ہے۔ جب سے اسے دیکھا ہے۔ اس کی زلف گرہ گیر میں

دل الجھا ہوا ہے۔ سودا لہو ہو گیا ہے۔ راتوں کو نیند نہیں آتی ہے۔ وہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہے جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز کنیزوں سے سنے اس وقت اپنے حال سے انہیں آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم بزور سحر کبوتر اور فاختہ کی شکل بن کر جاؤ۔ شرارہ کے باغ کے گرد ٹھہرو اور جو کیفیت وہاں گزرے اس سے مطلع کرو۔ غرض ایک روز کنیزوں نے آ کر عمرو کی خبر سنائی کہ بی بی عمرو جو شگوفہ بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا۔ ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا۔ اس رنج میں تھی کہ دوسرے دن خبر مرگ شرارہ کی پہنچی اس وقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزوں سے کہا کہ اب شاہزادہ چھوٹ کر لشکر میں جائے گا۔ تم جا کر اسے یہاں لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ کنیزیں اس طرف سے چلیں اور عمرو اس طرف سے لیے ہوئے بدیع الزماں کو آتا تھا کہ یکایک دیکھا پانچ چار عورتیں کمسن سراپا غرق دریائے جواہر مانگ میں سر کے سیندور بھرا۔

نہیں ہے مانگ میں سیندور کی یہ سیدھی لکیر
سر پہ رکھی ہے قاتل نے خون بھری شمشیر

نازنیناں حور مثال پری تمثال آپس میں خوش فعلیاں کرتی ناز و انداز سے قدم دھرتی آتی ہیں۔

ایک ایک اس میں شوخ دیدہ تھی
ایسی بے چین دا بسی گرما گرم

پردہ ناموس کا دریدہ تھی
برق و سیماب کو بھی آئے شرم

قریب مرکب شاہزادہ عالی وقار آگردست ادب باندھ کر تسلیم ادب بجا لائیں اور عرض کیا ہماری شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہے۔ کہ اگر ہرج کار تصور ن ہو تو وہ گھڑی کے لیے ہمارے باغ میں قدم رنجہ فرمایئے۔ یہاں تشریف لا کر دل بہلایئے لمحے بعد کے چلے جایئے۔ عمرو نے یہ سن کر تجاہل کر کے کہا کہ ہم جادوگرنیوں کو منہ نہیں لگاتے اور ان سے لوٹا بھی نہیں' اٹھواتے۔ ان عورتوں نے عمرو کی طرف بھیانک ہو کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا سوکھا یہ کلام کرتا ہے۔ وہ شوخ مزاج تھیں عمرو پر پھبتیاں کہنا شروع کیں ایک نے کہا کہ بوا یہ تو مرحبا جن ہے۔ دوسری بولی مٹھیا دیو معلوم ہوتا ہے۔ تیسری نے کہا میں تو جانتی ہوں' بن مانس ہے۔ عمرو نے کہا میں وہ مرحبا جن ہوں کہ سب کو تتیا ناچ نچاؤں گا۔ بدیع الزماں نے کہا خواجہ کیا ہرج ہے۔ چلو یہاں بھی ہوتے چلیں اور اس شاہزادی سے ملاقات کر لیں۔ عمرو نے کہا جہاں تو نے کسی رنڈی کا پیام سنا بس ریجھ کر لٹو ہوا دیکھ تو چل کے حمزہ سے کیسا ٹھیک بنواتا ہوں۔ غرض یہ باتیں کرتے ہوئے ان کنیزوں کے ساتھ چلے اور قریب باغ تصویر پہنچے ایک عورت نے بڑھ کر ملکہ کو شاہزادے کے آنے کی خبر پہنچائی۔ تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو' سامان اسباب ملوکانہ عیش و راحت کا مہیا کرو۔ ملکہ در باغ پر انتظار میں شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اس نہال صدیقہ صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھ کر شاہزادہ گھوڑے سے اترا' کنیزان ملکہ نے گھوڑا لیجا کر ایک جگہ بندھوا دیا۔ عمرو بھی ساتھ ہے۔ بدیع الزماں جب قریب دروازہ باغ کے آیا تصویر جادو کو نرگس آسا چشم براہ انتظار پایا اس وقت عجب تجمل و شان سے ملکہ تھی۔ آنچل پلو کا دوپٹہ پائجامہ بوٹے دار اطلس کا پہنے زر و زیور سے آراستہ۔

بت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی اڑ جائیں ہوش

غرق دریائے جواہر میں قدم سے تا فرق
زیور نور صفا زیب بدن گوہر پوش

وہ جبیں جس کی محبت میں دل بد میں داغ
خم ابرو وہ کہ جس کا مہ نو حلقہ بگوش

حلقہ چشم سیہ یا در میخانہ ناز
مردمک آنکھ میں یا مغچہ بادہ فروش

کان کی بجلیوں میں تابش برق سر طور
اختر نور صبیحان تھا کہ نجم در گوش

روئے تاباں تھا کہ میری شب امید کی صبح
میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش

حوز آئینہ قمر طلعت و آئینہ جمال
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش

کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
بے حجابانہ گہے جلوہ نما گہ روپوش

جنبشِ لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بس وہ نازنیں خواصوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزماں کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور بہ منت عرض کیا کہ اے شہزادہ کامگار آپ نے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا زہے فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے۔

ای آمدنت اگر خبر داشتمے
در رہگذرت گل و سمن کاشتمے

نگذاشتمی کہ پائے برخاک نہی
خاک قدمش زدیدہ برداشتمے

شہزادے نے کہا۔ "اے ملکہ! میرا بھی تمہاری محبت میں یہ حال ہے' اس خدا نے تم سے مجھے ملا دیا۔"
یہ باتیں کرتے ہوئے وہ گل و بلبل' باغ میں داخل ہوئے۔ شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نارِیں ایسا ہے کہ ریاض رضوان کو شک آئے۔ نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہے۔ درختوں کی سبزی و شادابی سنبلہ چرخ اخضر پر طعنہ زن ہے۔ سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہدان پر فن ہے۔ جوش و بہار سے یہ حال ہے کہ۔

عجب نہیں جو اس وقت ہوئے زمزمہ سنج
شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار

چمن کو دیکھ کے دیکھو اگر بدن اپنا

نظر پڑیں پر طاؤس کے سے نقش و نگار

ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے
کہ نخل یک شبہ پہنچے ہے تا سر دیوار

ہر اک شگوفہ نے ہے اپنا عطر دان کھولا
شمیم گل کا ہے دوش نسیم پر انبار

اگرچہ سر و روا نہیں ہے گلشن میں
ہے اس کا عکس تو آب رواں پہ ہے سیار

ہے نہر میں لی آئینہ کی خاصیت
سو دیکھتے ہیں جوانان باغ اپنا عذار

گل و ثمر سے درختوں کو دیکھ کر سر سبز
کھے ہے پنجہ دست دعا اٹھا کے چنار

میں بے ثمر ہوں مجھے بھی ثمر عطا کیجیے
الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابک دست نے بنا کر لگایا ہے اور اسی درخت کا عطر اس کے خوشے میں داخل کیا ہے کہ جب نسیم عنہ شمیم چلتی ہے۔ باغ جان معطر و معنبر کرتی ہے۔ الحاصل یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوئے دونوں شیدا باہم بارہ دری میں آئے یہاں سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا۔ ایک طرف چوکی

بچھی کشتی شراب کی اس پر لگی ایک سمت مسہری سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پاؤں کا طرحدار شیشہ آلات فرش مشجر سے مکان پیراستہ کہ

لطیف و دلکش و آب و ہوائے
مبارک منزل و فرخندہ جائے

ملکہ یہاں کی کیفیت دکھا کر لب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادے کو وہاں لائی یہاں بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا۔ مسند شاہانہ بچھا تھا۔ مثل عروس شب اول کے وہ بنگلہ سجا تھا دونوں عاشق و معشوق لب نہر فرش مکلف پر جلوہ گر ہوئے۔ کشتیاں شراب کی حاضر ہوئیں۔ ارباب نشاط گائنیں ناہید طلعت بلائی گئیں۔ ملکہ پہلو میں اور عمرو روبرو بدیع الزماں کے دونوں بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ اے بدیع الزماں یہ عورت دیکھ تو کیسی بدصورت ہے کہ آنکھ میں باٹھنی سر میں بال خوردہ رکھتی ہے۔ تصویر یہ باتیں سن کر کھسیانی ہوئی بدیع الزماں نے کہا اے ملکہ یہ مرد صاحب طمع ہے۔ اگر اس کو کچھ انعام دو تو ابھی یہ تمہاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک صندوقچہ پر اززرو گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا اے بدیع الزماں کیوں نہ ہو آخر پھر یہ شاہزادی ہے۔ کیا تو خوش قسمت ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا ہو کر اس کا ہم پہلو ہے۔ بدیع الزماں نے کہا کیوں ملکہ دیکھا اب میری مذمت اس نے شروع کی سب عمرو کی باتوں پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے بھر کر شاہزادے کو دیا اور کہا کہ اے شہریار بادہ محبت ہے اسے نوش فرمائیے۔
شاہزادے نے کہا۔ اے بلبل گلستان خوبی تم ساحرہ ہو اور میں مسلمان۔ میری آپ کی صحبت برآری مشکل ہے۔ اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ شریک بزم ہوں اور تمہاری اطاعت میں تمام عمر بسر کروں۔ ملکہ نے کہا' اے شہر یار میں سحر نہیں جانتی ہوں۔ کس لیے کہ ابھی کمسن ہوں' سیکھنا نہیں ناز و نعم میں اوقات صرف کی ہے۔ مگر اب آپ

کے دین کو اختیار کرتی ہوں۔"
ملکہ نے اسلام قبول کیا' پھر تو دور جام دما دم اور پے در پے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا۔

ساقیا برخیز دردہ جام را
خاک برسر کن غم ایام

رقاصوں نے مجرا کرنا شروع کیا اور عمرو نے بہ تمسخر زنبیل سے قینچنی نکال' دو انگلیوں میں اس طرح چھپا لی کہ ثابت نہ ہوا۔ اور رقاصہ کے پیچھے جا کر اس سبکی سے پیشواز کاٹی کہ معلوم نہ ہوا۔ جب رقاصہ نے ہنگام رقص گردش کی پیچھے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع کیا اور رقاصہ گھبرائی۔ عمرو نے بچالا کی دوسری بار آگے سے بھی پیشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سب طرف ننگی تھی۔ شاہزادے نے کہا ارے کمبخت ننگی ناچتی ہے۔ اس نے جو آگے دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی۔ سب نے قہقہہ مارا بدیع الزماں نے کہا یہ کام عمرو کا ہے۔ ملکہ بہت ہنسی اور رقاصہ عمرو کو گالیاں دینے لگی۔ خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالی مقام ہمراہ ملکہ مصروف بعیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ پرواز دگردوں شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا۔

یہ دو دل کو اک جا بٹھاتا نہیں
کسی کا اسے وصل بھاتا نہیں

یکایک سامنے جو نہر موجزن تھی۔ اس کے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا کہ ہر ایک گھبرایا' بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو بشکل مہیب نکلا۔ ہاتھ میں چقماق چادر لیے تھا۔ اس ناپاک نے بدیع الزماں کو للکارا کہ باش

باش اے پسر حمزہ' میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے گا اور سلامت نہ جائے گا۔
شہزادے نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو کر اٹھ کر ڈانٹا۔ "او نابکار'

ادھر آ' تو خود میرا شکار ہے۔"
اس دیو نے چقماق چادر چرخ دے کر سر پر شہزادے کے لگائی۔ شہزادے نے پینترا بدل کر خالی دی اور ایک ہاتھ تیغے کا مارا کہ وہ دیو دو پر کالے ہوا لیکن جب وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا وہ دونوں ٹکڑے اس کے جسم کے تڑپ کر اسی نہر میں جا گرے اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کر نکلا اور بدیع الزماں پر حملہ آور ہوا۔ بدیع الزماں نے اس کے حملے کو رد کر کے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپ کر دونوں ٹکڑے نہر میں جا گرے اور دیو زندہ ہو کر باہر آیا اور اس نے بدیع الزماں کا مقابلہ کیا۔
جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیر زادی نیرنگ جادو نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤں یہ دیو سات بار اسی طرح نکلے گا اور قتل ہو گا اور آٹھویں مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلے گا پھر قتل نہ ہو سکے گا اور شہزادہ کے دشمنوں کو پکڑ لے گا۔ ملکہ نے کہا اے نیرنگ تجھے اس کے قتل ہونے کی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے۔ نیرنگ جادو نے کہا میں اتنا جانتی ہوں کہ اس دیو کو شرارہ جادو نے آپ کی حفاظت کے لیے یہاں تعین کیا تھا اور اس کے مرنے کے لیے ایک کمان اور تیر سحر سے بنا کر اسی باغ کی ایک کوٹھری میں رکھ دیے تھے۔ پس اگر اس کمان میں وہی تیر پیوستہ کر کے کوئی اس پر لگائے اگر وہ تیر اس پر پڑے گا' مارا جائے گا اور اگر تیر نہ پڑے دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہو اور اگر تینوں تیر خالی جائیں گے تو یہ پھر کسی طرح مارا نہ جائے گا۔ یہ باتیں سن کر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہاں ہے۔ نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے اس کوٹھری کو سحر کر کے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہے۔ اس کا سحر بھی دور ہو گیا ہو گا۔ یقین ہے کہ وہ کوٹھری دکھائی دے جائے' حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ میں تلاش کروں۔ تصویر جادو

ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری میں آئی دیکھا تو حقیقت میں وہ کوٹھری جس کو کہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہاں موجود ہے۔ خوش ہو کر اس کو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر رکھے ہیں۔ اس کمان اور تیروں کو ملکہ لے کر دوڑی یہاں بدیع الزماں پانچویں بار ہے کہ اس دیو سے مقابل ہو کر اسے قتل کر چکا ہے اور ٹکڑے اس کے بدن کے نہر میں گر چکے تھے۔ ابھی پھر زندہ ہو کر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لا کر دیے اور کہا اب جو وہ دیو نکلے تو ان سے اسے قتل کرنا۔ بدیع الزماں تیر کمان میں پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اس دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزماں نے تیر سینہ پر اس کے تاک کر مارا بقدرت قادر بیچوں پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور اس کے تو وہ پشت سے پار گزرا کہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہاں تیر جسم پر لگا تھا وہاں سے ایک شعلہ آتش نکلا کہ اس کے سارے بدن کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ایک شور و غوغا برپا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد سکون ہوا۔ بدیع الزماں نے سجدہ شکرہ ادا کیا اور ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا' مگر عمرو نے جس وقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا' گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور خود کو پوشیدہ کیا تھا کہ اے عمرو' شہزادہ جانے اور ملکہ جانے' یہ کم بخت خود ہی یہاں آ کر بلا میں گرفتار ہوا۔ ورنہ میں چھڑا کر اب تک لشکر میں بھی پہنچا دیتا۔ اب جا کر حمزہ سے کہہ دینا کہ لونڈا تیرا خراب ہو گیا اور سب حال بیان کرنا۔

غرض جب وہ دیو مارا گیا' عمرو نے اپنے تئیں ظاہر کیا اور کہا او ناشدنی خبردار اب یہاں نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہے۔ بدیع الزماں نے کہا اے تصویر اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ تصویر جادو نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ یہاں رہ کر کیا کرونگی یہ سب خبریں جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہنچیں گی تو میں مار ڈالی جاؤں گی۔ اس وقت بدیع الزماں نے خواصوں سے اپنا گھوڑا منگایا اور اس پر ملکہ کو بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصوں سے کہا کہ تم ملازم ہو تم سے کوئی مزاحم نہ ہو گا بعد ہمارے چلے جانے کے تمہارا جدھر جی چاہے چلے جانا یا ہمارے

لشکر میں کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی طرف آنا۔

یہ کہہ کر مع عمرو باغ سے نکل کر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا' اب ذرا احوال افراسیاب سنیے کہ باغ سیب میں منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شرارہ جادو کے پاس سے آتا ہو گا کہ یکایک بگولے لاش کو شرارہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب میں لائے اور بیرون نے اس کے صدا دی کہ اے شہنشاہ ساحران شرارہ ماری گئی۔ افراسیاب یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اٹھا کر دیکھا کہ شرارہ کا قاتل اب کہاں ہے اور بدیع الزماں جو قید میں شرارہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا۔ اس کتاب میں معلوم ہوا کہ عمرو نے شرارہ کو مارا اور بدیع الزماں اور عمرو دونوں باغ میں تصویر کے پہنچے اور بدیع الزماں نے محافظ جادو کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے۔ بس یہ معلوم کر کے افراسیاب نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اس کے منہ اور ناک کان سے شعلے آگ کے نکلتے تھے۔ کھور چندن کے تمام جسم میں لگے تھے۔ بت کہنی سے شانے تک بندھے تھے۔ اس نے افراسیاب کو سلام کیا۔ افراسیاب نے کہا اے اژدر جلد جا بدیع الزماں اور تصویر جادو مع عمرو کے دونوں لشکر اسلام کی طرف جاتے ہیں۔ انہیں گرفتار کر کے زندان خانہ طلسم میں لیجا کر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جا کر حمزہ کو اس حال کی خبر دے گا اور حمزہ ڈر کے ادھر آنے کا ارادہ نہ کرے گا۔ بموجب حکم افراسیاب اسی وقت اندر چلا یہاں بدیع الزماں کئی کوس باغ سے تصویر جادو کے دور نکل آئے تھے کہ ایک بار جھاڑی کے اندر سے ایک اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الزماں کا سدراہ ہوا۔ عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا۔ مگر بدیع الزماں گھوڑا بڑھا کر اس کے سامنے آئے اور تیر کمان میں جوڑ کر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب قریب اژدہے کے پہنچا۔ اس نے منہ سے شعلہ چھوڑا کہ تیر جل گیا۔ اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور اژدہے نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزماں اور تصویر جادو کو نگل گیا۔ عمرو نے اس وقت پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے وہ پتھر سب خالی گئے اور اژدر نے پکار کر صدا دی کہ اے

عمرو جا کر حمزہ سے یہ ماجرا کہہ دینا کہ یہ صحرائے طلسم ہوش ربا ہے۔ خبردار یہاں کوئی آنے کا قصد نہ کرے۔ اب بدیع الزماں کا رہا ہونا دشوار ہے۔ حمزہ اس فرزند سے اپنے صبر کرے اس لیے کہ جو یہاں اس کے چھڑانے کو آئے گا۔ گرفتار بلا ہو گا اور مارا جائے گا۔ تجھے گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچ کر جانا نہ ہوتا یہ کہہ کر وہ اژدر نظر سے غائب ہو گیا اور عمرو گریاں و نالاں گریبان چاک سر پر خاک اڑاتا لشکر امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر میں داخل ہوا بارگاہ میں صاحبقران تشریف فرما تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور کرسی ہدہد پر متمکن ہوا صاحبقران اور بادشاہ لشکر اور سب سرداروں نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمہارا اچھا ہے۔ عمرو نے بعد دعا و ثنا کے سب ماجرا بدیع الزماں اور تصویر کا خدمت امیر میں عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہے۔ اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبریں سے فی الحال مقابلہ درپیش ہے۔ کچھ انتظام جنگ کر لوں تو فتح طلسم کے لیے کسی کو بھیجوں۔

یہ فرما کر امیر تدبیر جنگ میں مشغول ہوتے ہیں لیکن اب حال سلیمان عنبریں سنئے کہ اس نے لقا کو اپنے یہاں اتارا ہے اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ میں لڑوں گا۔

○○○

• بالائے بام

دو اک جام سے ساقی تند خو
مدد کر ذرا بادہ خواروں کی تو

کہاں تک پئیں خون دل بادہ خوار
مئے ارغوانی کی دکھلا بہار

وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا
کہ ہے معرکہ ساحروں سے پڑا

کسی کا فسوں مجھ پہ کیا چل سکے
کہ میں تیری آنکھیں ہوں دیکھے ہوئے

پلا مجھ کو وہ جام افسوں گری
مرے دم سے شیشے میں اترے پری

سخن سنج و خواص دریائے ہوش
چنیں ریخت گوہر بدامان گوش

جب صاحبقران کا لشکر زمرد شاہ لقا بے ایمان کے تعاقب میں' کوہ عقیق میں داخل ہوا تو سلیمان نے کثرت فوج اور حشم و خدم امیر کا دیکھ کر اپنے دل میں خیال کیا کہ میں مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے نہ کر سکوں گا۔ یہ سوچ کر اس نے اطراف و جوانب

میں اپنے ملک کے بادشاہوں کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون ان میں مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے شکست کھا کر میرے ملک میں تشریف لائے ہیں۔

اس بنا پر کہ وہ تم سب کے خدا ہیں کچھ میرا پاس نہ کرو بلکہ اپنے خداوند کی آ کر مدد کرو اور ان کے مخالفوں کو قتل کرو اور خداوند کو ان کے ملک باختر میں لے جا کر پھر تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس مرقومہ کی نسبت غفلت کرو گے۔ خداوند تم سب سے ناراض ہو کر اپنے قدرت غضب سے تمہیں غارت کر دیں گے اور یہ خداوند کی رحم دلی ہے کہ ان کے بندے انہیں عاجز کر رہے ہیں اور خداوند ان کو ہلاک نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ وہ بندے ہیں۔ میں نے عالم خواب میں اس وقت میں کہ جب میں مست نغمہ شراب تھا۔ پیدا کیے ہیں۔ اسی وجہ سے کہ ہنگامہ مستی میں غافل تھا۔ قلم تقدیر میرا ان بندوں کو سرکش اور مغرور لکھ گیا اور اب وہ تحریر مٹ نہیں سکتی۔ یہی باعث ہے کہ خداوند ان بندوں کو غارت کرنے سے مجبور ہیں اور ایسے ان سے خفا ہیں کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے کے لیے زبردستی کرتے ہیں۔ مگر خداوند توبہ بھی ان کی قبول نہیں فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ توبہ ہماری قبول نہیں ہوتی۔ اب خداوند سے سرکشی جہاں تک ہو سکے کریں فی الجملہ مناسب ہے کہ جلد آ کر شریک خداوند ہوں۔ غرض یہ لکھ کر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہ کو بھیجا کہ نام ان بادشاہوں کے بروقت ان کے آنے کے مدد کرنے کو بیان ہونگے۔ منجملہ ان کے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب مالک طلسم کو بھی لکھی اور اس کے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہے کہ وہیں سے طلسم شروع ہے اور اس کوہ پر ایک نقارہ اور چوب رکھی ہے جو کچھ سلیمان کو نامہ و پیام کرنا منظور ہوتا ہے۔ اس کوہ پر لکھ کر رکھ دیتا ہے اور نقارہ بجا دیتا ہے۔ وہ نقارہ سحر کا ہے۔ اس کی آواز افراسیاب کے کان میں پہنچتی ہے۔ وہ پنجہ سحر کا بھیج کر نامہ منگا لیتا ہے۔ الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیج کر عرضی منگا کر پڑھی

اور جواب لکھا کہ زہے فخر' میں اور خداوند کی مدد کروں معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندوں کی عزت افزائی منظور ہے۔ اسی وجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہیں کرتے' بلکہ چاہتے ہیں کہ کوئی بندہ میرا انہیں برباد کرے اور اس بندے کو خداوند بدلے اس کام کے سرفراز کریں۔ پس جو خداوند کی مشیت میں گذرا ہے۔ بہت مناسب ہے۔ کیا حقیقت ہے حمزہ کی اور اس کے لشکر کی میں ایک ساحر زبردست مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہوں وہ پہنچ کر کل لشکر حمزہ کو ایک دن میں تباہ و برباد کر دے گا۔ یہ جواب عرضی کا لکھ کر اسی کوہ پر پنجے سے پھکوا دیا۔ سلیمان کا ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نامے کو لے کر سلیمان کے پاس آیا۔ یہ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ اس وقت ایک لکہ ابر بر روئے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اتر آیا۔ اس پر ایک ساحر کہ نام اس کا جلال جادو ہے سوار ہے۔ اس نے اتر کر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے مجھے کیوں یاد فرمایا۔ افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی میں تشریف لائے ہیں اور ان کو کچھ بندگان مغضوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہے۔ ان بندوں کو تو جا کر ہلاک کر کے خداوند کو ان کے شر سے بچا۔ اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اسی ابر پر سوار ہو کر اپنی جگہ پر آیا۔ چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہے اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ملک ہیں۔ انہیں میں سے ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہے۔ غرض اس چالیس ہزار فوج کو اس نے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان سفر اور رزم درست کر کے ایک اژدھے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانوروں پر کہ جو کاغذ کے اور آردماش کے بزور سحر بنائے ہیں۔ مثل بط اور فرفرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہوتے ترسول اور پنسول ہاتھ میں لیے منقلبائے آتشیں پر موم گراتے گوگل سلگاتے گلون میں جھولیاں بھاؤلے کی ڈالے کہ ان جھولیوں میں اسباب سحر کرنے کا رہتا ہے لے کر بڑے کروفر سے طرف کوہ عقیق کے چلے یہاں زمرد شاہ اور سلیمان دارالعمارہ شاہی میں بیٹھے تھے

کہ یکایک ابر تیرہ و تار اٹھا اور آندھی بڑے زور و شور سے آئی برفباری اور سنگباری ہونے لگی۔ سلیمان کہ یہاں کا رہنے والا ہے۔ سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آیا ہے فوراً

مع امرائے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب پہنچا۔ اجلال جادو اور چالیس ہزار ساحروں کو آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیاں پتمبری باندھے اور دونے مردے کے پتے آگ اور دھتورے کے پھل کمر میں رکھے سحر آزمائیاں کرتے آتے ہیں۔ سلیمان استقبال کر کے ان سب کو لے کر قلعے میں داخل ہوا۔ لقا تخت پر بیٹھا تھا۔ اجلال اور اس کی فوج نے سجدہ کیا اور نذر دی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا۔ سلیمان نے اس کے لشکر کو ایک عمدہ مقام میں اتارا اور ایوان شاہی کے متصل والا باغ خالی کر کے وہاں اجلال کی دعوت کا سامان کیا۔ وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا۔ ساقیان خوش ادا مغنیان زہرہ لقا حاضر ہوئے۔

لقا نے دربار برخواست کر کے' اجلال کے ہمراہ اسی باغ میں آ کر صحبت عیش کو برپا کیا۔

یہ سب خبریں لشکر اسلام کے جاسوسوں نے صاحبقران کی خدمت میں عرض کیں۔ صاحبقران شہزادہ بدیع الزماں کی رہائی کے لئے فتح طلسم تدبیر میں تھے۔ اس خبر کو سن کر فرمایا:

"خدا وند وحدہ لاشریک' ہمارا نگہبان ہے۔"

عمرو بارگاہ میں حاضر تھا۔ کہنے لگا۔

"امیر! میں جب سے یہاں آیا ہوں' قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہیں گیا فی الحال جی چاہتا ہے کہ جا کر قلعے کی سیر کروں اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھوں۔"

امیر نے فرمایا۔

"اے عمرو! وہ سب ساحر ہیں' ایسا نہ ہو' تمہیں کوئی پہچان لے اور گرفتار کرے۔"

"ہرچہ باداباد۔ میں قلعے میں جا کر دو چار کوڑیوں کا روزگار کروں گا۔"

امیر نے فرمایا:

"تو بسم اللہ! تمہیں ایسی جگہ تجارت کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ خیر جائیے۔"

عمرو سامان عیاری سے آراستہ ہو کر' کوہ عقیق کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب دروازے

کے قریب پہنچا یہاں کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر ہیں۔ ان کو دیکھ کر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا' جھولی گلے میں ڈالے دھوتی پتمبری باندھے' بت کہنی سے شانے تک باندھ کر کھڑاؤں پاؤں میں پہن کر دروازے کے قریب آیا۔ جس نے عمرو کو دیکھا' سمجھا کہ کوئی ساحر اجلال جادو کے ہمراہیوں میں سے ہے۔ یہ سمجھ کر مزاحم نہ ہوئے۔ عمرو نے شہر کے اندر آ کر دیکھا کہ کٹورا کھٹک رہا ہے۔ ہر طرف گرم بازاری ہے۔ دونوں طرف دوکانوں کی کرسی برابر ہے۔ بیچ میں پختہ پتھر کی سڑک ہے۔ مولسری کے سایہ دار درخت سڑک کے کنارے لگے ہیں خریداری بیوپاری سیاح' ہر قسم کے لوگ خوشحال و دلشاد' ہر طرف لین دین کرتے پھرتے ہیں۔ سقوں کے کٹوروں کی جھنکار' دلالوں کی بول چال' ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدھام' عمارتیں گچ اور پختہ تعمیر' کمرے نفیس اور خوش قطع۔ عمرو سیر کرتا ہوا شاہی دارالعمارت کے قریب پہنچا۔ یہاں سے اہل عملہ کو اسی باغ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا' جہاں اجلالی جادو کی دعوت کا سامان ہے' عمرو بھی انہی کے ساتھ ساتھ اس باغ میں آیا۔ یہاں بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ سرسبز و شاداب ہے۔

عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا' اجلال جادو کی پشت پر جا کھڑا ہوا۔ ساحر کی صورت بنا ہوا ہے۔ اجلال جہاں بیٹھا ہے اس کے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہے۔ اس کے دروازے پر پردہ پڑا ہے۔ پردہ بار بار اٹھا کر ایک خوبصورت عورت اجلال کو دیکھتی ہے اور یہ بھی اسی کی طرف دیکھتا ہے۔ اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے ہیں۔ کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہیں رکھتا ہے۔ عمرو نے جو یہ ماجرہ دیکھا' معلوم کیا کہ یہ باغ شاید سلیمان کے شاہی محلات سے ملا ہوا ہے اور محلات کی عورتیں بھی در و بام پر سے ناچ دیکھ رہی ہیں اور جس طرف کہ اجلال دیکھ رہا ہے' اور وہ عورت جھانکتی ہے یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر ہے۔ بس عمرو یہ خیال کر کے اسی پردے کی جانب آیا اور ٹھہرا رہا کہ ایک کہاری وہاں سے کسی کام کو باہر نکلی۔

عمرو نے اس سے کہا:

"ہماری بی بی' بادشاہ کی بی بی پاس ملازم ہے ذرا انہیں بلا دو۔"
کہاری نے کہا۔
"اس پردے میں بادشاہ کی دختر' نسرین عنبرین ناچ دیکھنے کے لئے آئی ہیں اور بادشاہ کی

بی بی علیحدہ دوسرے کمرے میں ہیں۔ میں وہاں نہیں جا سکتی۔ تم وہ جو داہنی طرف
کو کمرہ بنا ہوا ہے وہاں جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو۔"
"اچھا"
اور وہاں سے علیحدہ ہوا۔ سمجھ گیا کہ اس پردے میں بادشاہ کی دختر ہے کہ جس کو
اجلاک دیکھتا ہے۔ غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشہ باغ میں گیا اور ایک مرد
پیر کی صورت بنا' شملہ نما پگڑی سر پر باندھی' چپکن کھریا کی پہنی ہوئی' تمغہ پگڑی
میں لگایا۔ سونے اور چاندی کا گنگا جمنی عصا ہاتھ میں لیا اور سینے تک سفید داڑھی درست
کر کے اس پردے کے قریب آیا۔ پردے کا کونا اپنی پشت کے نیچے لے کر دیوار سے
تکیہ کر کے کھڑا ہوا۔ نسرین نے جو پردہ اٹھایا' کونا دبایا پایا۔ چاہا کہ پردے کو چھوڑ
دے' مگر عمرو نے کہا:
"بادشاہ سے کہہ دوں کہ یہاں جو عورتیں ہیں' وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہیں۔"
ملکہ یہ سن کر دم بخود ہو گئی معلوم ہوتا ہے' اس مردپیر نے مجھے اشارے کرتے دیکھ
لیا' ایسا نہ ہو کہ میرے باپ سے کہہ دے۔ یہ سوچ کر جھانکنا موقف کیا۔ ادھر
اجلال نے جب دیکھا کہ جہاں سے وہ نازنین جھانکتی ہے اب اس جگہ ایک بوڑھا چوبدار
کھڑا ہے۔ اس کا دل بیقرار ہوا' چاہا کہ چوبدار کو ہٹا دے' مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ
سمجھا' اگر سلیمان سنے گا' تو آزردہ ہو گا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا' جو چوبدار
ہٹوا دیا۔ یہ خیال کر کے خاموش ہو رہا' مگر بیقرار تھا۔ دم بدم عمرو کو دیکھتا تھا۔ عمرو
نے اجلال کے دیکھنے پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ الگ اٹھ کر چلو تو میں تم سے کچھ
کہوں اجلال سمجھا کہ چوبدار اس نازنین کا محرم راز ہے۔ اسی کا کچھ پیام دے گا۔ یہ
سمجھ کر مسند پر سے اٹھا۔ سلیمان سمجھا کی رفع احتیاج کو جائے گا۔ لیکن اجلال نے

کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آ کر عمرو کو اشارے سے بلایا۔ عمرو پاس آیا۔ اجلال باغ کے گوشے میں لے جا کر عمرو سے کہنے لگا:

"میاں مرد ہے' آپ نے مجھے کیوں اشارہ سے بلایا ہے؟"

عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا:

"اے بادشاہ عالی وقار' یہ غلام ملکہ نسرین عنبرین کا دادا ہے' اور ملکہ کو میں نے گودیوں میں پالا ہے اب ملکہ مجھ سے کوئی امر نہیں چھپاتی ہیں۔ ملکہ آپ پر فریفتہ ہوئی ہے اور کہہ بھیجا ہے کہ اگر آپ میرے عاشق ہیں تو ایک مکان میرے باپ سے کہہ کر الگ خالی کر لیجئے اور وہاں آپ ہوں اور وہ ساحر ' جو بڑے معتبر اور آپ کے خیر خواہ ہوں وہ ہوں اور کوئی نہ ہو۔ پس ان ساحروں کو بھیجئے کہ بزور سحر اڑتے ہوئے آئیں اور میں اسی مکان کے کوٹھے پر سوئی ہونگی میرا پلنگ اٹھا لے جائیں۔ رات بھر میں تمہارے پاس رہوں اور صبح ہوتے پھر میرا پلنگ اسی جگہ پہنچا دیں۔ یہی بات کہنے کو میں نے آپ کو بلایا تھا۔ اب فرمایئے کہ کب ملکہ کو بلوایئے گا۔ میں ملکہ سے بیان کروں کہ اس دن وہ کوٹھے پر سوئیں۔"

اجلال جادو یہ پیام سن کر ایسا خوش ہوا کہ اپنے گلے سے موتیوں کی مالا اتار کر مردہے کو دی اور کہا:

"میں تجھے مالا مال کر دوں گا۔ ملکہ سے کہہ دینا کہ میرا بھی تمہاری فرقت میں حال غیر ہے۔ میں آج مکان خالی کرا لوں گا۔ کل رات ملکہ کوٹھے پر آرام کریں' میں بلوا لوں گا۔"

یہ وعدہ ہو گیا۔ عمرو نے کہا۔

"اچھا جایئے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجئے۔"

اجلال نہایت مسرور ہو کر پھرا اور محفل میں آ کر ناچ دیکھنے لگا۔ لیکن عمرو وہاں سے پھر آ کر اسی پردے کے پاس آیا اور گلیم عیاری اوڑھ کر پردے کے اندر گیا۔ وہاں دیکھا ایک نازنین مہ جبیں یعنی ملکہ نسرین عنبرین اپنی چند خواصوں کے ہمراہ' کرسی پر بیٹھی

ناچ دیکھ رہی ہے۔ عمرو نے یہ دیکھ کر گلیم سے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کو نکال دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہیں دیتا' فقط سر اور ہاتھ پاؤں ظاہر ہیں' اس طرح

سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا:

"میں بے دھڑ کا شہید ہوں' تم سب کو کھالوں گا۔"

ملکہ اور خواہوں نے جو یہ بات سنی اور دیکھا کہ ایک سردار' ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے' چلا آتا ہے۔ ڈر کے مارے اوندھے منہ زمین پر گر پڑیں۔ عمرو نے غبار بے ہوشی سب کے منہ پر مل دیا کہ سب بے ہوش ہوئیں اور جلدی اندر اور باہر سب طرف سے دروازے اس کمرے کے بند کر کے اس جگہ بیٹھ کر' ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور ملکہ کو اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا۔

جب عمرو اس طرح سے درست ہو چکا' اس وقت خواصوں کو دفع بے ہوش کا فتیلہ سنگھا کر ہوشیار کیا' جب وہ ہوش میں آئیں تو دیکھا کہ ملکہ انہیں فتیلہ سنگھا رہی ہے۔ جب خوب حواس درست ہوئے کہنے لگیں:

"اے ملکہ عالم' واسطہ خدا وند لقا کا' جلد یہاں سے تشریف لے چلئے' ورنہ وہ بلا کھا جائے گی۔"

عمرو جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا' کہنے لگا:

"دیوانیوں' تم سب سے تو میں ہی مضبوط ہوں کہ تم سب بے ہوش ہو گئیں اور میں ہوشیار ہی رہی۔"

سب نے کہا:

"داری' چاہے کچھ بھی ہو' مگر ہم آپ کو یہاں ٹھہرنے نہیں دیں گے۔"

غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہ سے اس طرف کا دروازہ کھول کر ایوان شاہی کے اندر لائیں۔ عمرو نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہے۔ جا بجا کمرے اور شہ نشین تعمیر ہیں۔ بارہ دری سراسر خوبی سے بھری۔ رنگ برنگ کے پردے ہر لان کے سرے

پر آویزاں ہیں۔ اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا۔ خوش قطع چلمنیں اور دیوار گیریاں ہیں۔ خلاصہ کلام' عمرو نے وہاں آ کر حکم دیا کہ میرا پلنگ آراستہ کرو اور مسند بچھاؤ' جہاں نسرین رہتی تھی۔ کنیزیں اس مقام کو آراستہ پیراستہ کرنے لگیں۔ عمرو پہچان گیا کہ جس کی تم صورت بنے ہو' اس کی یہ خواب گاہ ہے۔ بس اس جگہ جا کر آرام سے مقیم ہوا کہ کل رات کو حسب وعدہ اوپر کوٹھے پر آرام کروں گا۔

اب یہ تو یہاں ٹھہرتے ہیں' لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو کہ جب یہ چوبدار سے وعدہ کر کے محفل میں آیا' اس نے سلیمان سے کہا:

"میں حمزہ سے لڑنے کے لئے سحر اپنا جگاؤں گا۔ مجھے ایک مکان شہر کی آبادی سے الگ خالی کرا دیجئے۔"

سلیمان نے کہا۔

"بہت اچھا۔"

اور اسی وقت حکم دیا کہ شاہی باغوں میں سے ایک باغ خالی کر کے آراستہ کیا جائے۔ شاہی ملازم حکم پاتے ہی سرگرم انتظار ہوئے اور ایک چھوٹا باغ شہر کے کنارے سے خالی کرایا اور عیش و آرام کا اسباب یہاں بادشاہ سے وہاں جانے لگا۔

اتفاقاً عمرو کا بیٹا "چالاک بن عمرو" سیر کرنے کے لئے صورت بدل کر آیا تھا۔ اس لئے کہ جب عمرو امیر سے رخصت ہوا تھا تو چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا' اگر والد کہیں گرفتار ہو جائیں' تو میں عیاری کر کے رہا کراؤں اس خیال سے یہاں آ کر سیر کر رہا تھا کہ سلیمان کے ملازم اس باغ میں اسباب لے جانے کے لئے' جو اجلال کے لئے خالی ہوا تھا' مزدور ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ چالاک ایک مزدور کی شکل بن کر حاضر ہوا' دیکھا کہ ریشمیں نمگیرہ سے قناتیں' چھت پردے اور دیگر ضرورت کی چیزیں' مزدوروں کے سر پر اور چھکڑوں پر بار کر کے بھیجی جاتی ہیں۔ چالاک کو بھی ایک شطرنجی دی کہ اسے پہنچا دے۔ یہ شطرنجی لئے ہوئے اسی باغ میں آیا۔ دری ملازموں کے حوالے کر کے ان سے کہا کوئی اور بھی کام ہو تو مجھے بتاؤ کہ میری پوری مزدوری ہو جائے۔

انھوں نے کہا' ٹھہرا رہ اور آپ جا کر اجلال سے عرض کیا:
"مکان علیحدہ حسب اشارہ حاضر ہے' جہاں ارشاد کیجئے' وہاں حضور کا پلنگ آراستہ کیا جائے۔"

اجلال نے کہا۔
"کوٹھے پر۔"
ملازموں نے آ کر چند مزدوروں کو' جن میں چالاک بھی شامل تھا' حکم دیا کہ فرش' پلنگ' نمگیرہ' وغیرہ کوٹھے پر لے چلو۔ چالاک مزدوروں کے ہمراہ کوٹھے پر اسباب لانے لگا۔ اب کوٹھے پر فرش بچھایا۔ نمگیرہ ایستادہ کیا۔ ایک جانب چھپر کھٹ جواہر نگار لگایا اس کے نیچے مسند فرش پر بچھائی۔
ایک طرف میخانہ سجا۔ ایک جانب آبدار خانہ مقرر کیا' جب یہ سامان سب درست ہو چکا اور ملازم کوٹھے کے نیچے اتر گئے۔ چالاک ' سب کی نگاہ بچا کر پلنگ کے نیچے جا کر چھپ رہا اور فرش کا کونہ اوڑھ کر خود کو مخفی کیا۔ ملازموں نے مزدوروں کو اجرت دے کر رخصت کیا اور کہا کہ ایک مزدور اور تھا پھر آپ ہی کہا کہ مزدوری لینے خود ئے گا' پھر اجلال سے جا کر عرض کیا:
"حضور سب سامان تیار ہے۔"
اس عرصے میں صبح بھی ہو گئی تھی۔ سلیمان نے جو جلسہ' دعوت کیا تھا' وہ برخواست ہوا۔ اجلال رخصت ہو کر اسی باغ کی طرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ میں نیا سحر تیار کرنے جاتا ہوں۔ تم جب تک میں نہ بلاؤں' میرے پاس نہ آنا۔ یہ کہہ کر دو رفیقوں کو اپنے ہمراہ لیا۔ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا منصرم جادو تھا۔ باغ میں آیا۔ دیکھا کہ یہ مختصر باغ نہایت درجہ بہار آگیں' رشک دہ' فردوس بریں ہے۔ ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہے' گل ہر ایک زر سے مالا مال ہے۔

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

درختوں نے برگوں کے کھولے ورق

کہ لیں طوطیاں بوستاں کا سبق

حاصل کلام' اجلال کوٹھے پر آ کر' رات بھر کا جاگا تھا' پلنگ پر سو رہا۔ وہ اس کے دونوں رفیق باغ میں سیر کنے لگے۔ اسی طرح وہ دن تمام ہوا۔
ادھر عمرو ملکہ نسرین کی شکل میں ہے۔ اس روز محل میں کنیزوں سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر' دن بھر آرائش و زیبائش میں مصروف رہا۔ چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا کوٹھے پر بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھیں گے اور وہیں آرام کریں گے۔ حکم کے بموجب پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا۔ پھولوں کے اوٹ کھڑے کر دیئے گئے۔ گلاب کے' کیوڑے کے اور عطر کے شیشوں کے منہ کھول کر رکھ دیئے گئے۔ گلدستے جابجا چن دیئے۔ غرض ہر طرح کا سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا۔ کنیزوں نے عرض کیا۔
"داری خواب گاہ حضور کی درست ہے۔"
اس وقت ملکہ یعنی عمرو کنیزوں کے ہمراہ' ماہ پیکر بنا کوٹھے پر آیا اور وہیں کنیزوں سے کچھ میوہ منگوایا' کھایا اور مسند پر بیٹھا۔
وہ چاندنی کی سیر' ملکہ کے حسن کی بہار' ہاتھ پاؤں مہندی لگی' مانگ موتیوں سے بھری عجب عالم دکھائی دی۔ جادۂ کہکشاں کو راستہ بتاتی تھی۔ کنیزیں چکور کی طرح اس مہر تاباں پر تصدق تھیں۔ اسی طرح پہر رات تک مصروف لہو و لعب رہیں۔ جب زیادہ رات گئی ملکہ اپنے پلنگ پر جا لیٹی اور کنیزیں پلنگ کے گرد نیچے سوئیں' لیکن ملکہ یعنی عمرو نے دوپٹہ میں منہ ڈال کر سونے کے بہانے جاگنا شروع کیا اور قدرت نمائی کا منتظر

ہوا کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اب اجلال نے پہر رات گئے اپنے دونوں رفیقوں انتظام اور منصرم سے کہا۔

"میں تم سے ایک بات کہتا ہوں' اگر کسی سے نہ کہو گے اور میرا کام کر دو گے' تو مال دنیا سے غنی کر دوں گا۔ اور اپنے کل لشکر کا سپہ سالار بنا دوں گا"۔

انہوں نے کہا۔

"اگر ارشاد کیجئے تو ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدم پر نثار کر دیں۔ آپ کو جو کچھ ارشاد کرنا ہو' فرمایئے کہ غلام اسے بجا لائیں۔ یہ راز ہماری زبان سے ہمارے اپنے کان تک نہ سنیں گے۔"

اجلال نے کہا۔

"مرحبا یہی چاہئے۔ لو سنو' وہ بات یہ ہے کہ میں سلیمان کی دختر ملکہ نسرین پر عاشق ہوں اور وہ بھی مجھ پر فریفتہ ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ال مکان میں ساحروں کو بھیج کر مجھے بلا لو۔ چنانچہ وہ سب اس مکان کے کوٹھے پر جہاں میری دعوت ہوئی تھی اور ناچ ہوا تھا۔ سوتی ہو گی۔ تم جا کر اس کا پلنگ اٹھا لاؤ۔ کوٹھے پر اور جو عورتیں سوتی ہوں تو ان کو سحر کر کے بے ہوش کر دینا' تاکہ ملہ کو اٹھا لانے کے بعد کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہ ہو۔"

انتظام اور منصرم نے عرض کیا۔

"حضور یہ کوئی بڑی بات ہے۔ اسی وقت آپ کے غلام' حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر دونوں سحر پڑھ کر اڑے' ملکہ نسرین کے کوٹھے کے قریب پہنچے۔ ملکہ خواب میں محو ہے۔ ایک پائنچا رانوں تک چڑھا ہے۔ دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک رہا ہے۔ سراپا غرق دریائے جواہر ہے۔ کرتی سوتے میں اوپر چڑھ گئی ہے' پیٹ لوح سیمیں کی طرح چمکتا ہے' بالوں کا جوڑا کھلا ہے' زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہے' ہاتھ کہیں ہے' پاؤں کسی جا ہے۔ جوانی کی نیند میں کچھ خبر نہیں کہ کیا کھلا ہے۔

انتظام اور منصرم نے دور سے سحر پڑھا' جو کنیزیں پلنگ کے پاس سوتی تھیں' ان پر بے

ہوشی طاری ہوئی ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کو جو جاگتی تھیں' وہ بھی سو گئیں۔ اس وقت وہ
دونوں ساحر کوٹھے پر سے اترے اور ملکہ کے پلنگ کو دو طرف سے دونوں نے اٹھایا۔

عمرو کہ باطن میں بیدار تھا' سمجھ گیا کہ اب اجلال نے بلایا۔ دیکھئے اب کیا گزرتی ہے۔
فضل کردگار کی طرف نقل کر کے خاموش ہو رہا۔ ساحر ایک لمحے میں پلنگ لئے ہوئے'
اجلال کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پلنگ فرش پر لا کر رکھ دیا۔ اجلال پہلے ہی چشم
براہ تھا۔ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا۔

"اب تم دونوں کوٹھے کے نیچے جا کر آرام کرو اور خبردار یہاں کسی کو نہ آنے دینا
اور تم بھی میرے بغیر بلائے یہاں نہ آنا۔"

وہ دونوں یہ حکم سن کر کوٹھے کے نیچے اتر گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ شاید کسی
کام کو اجلال طلب کرے' تو اس لئے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے۔

غرض ایسا ہی کیا اور آپس میں اپنی اپنی باری مقرر کی' لیکن اجلالی یہاں ملکہ کے قریب
آیا اور رخ روشن سے دوپٹہ سرکایا۔ شعلہ برق حسن کی چمک سے اس کی نظرہ خیرہ
ہوئی۔ عجب حسن خدا داس نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی اپنی اتنی کہن سالی کے باوجود
کسی ایسے نوجوان کو نہ دیکھا ہو گا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ
خوبی نہ سنا ہو گا۔

اجلال کی صورت دیکھ کر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ مگر خود کو سنبھال کر ملکہ کے پاؤں
دبانے لگا۔ عمرو کروٹ لے کر بیدار ہوا اور کنیزوں کا نام لے کر پکارا۔ اجلال نے اپنا
سر قدم پر رکھ دیا اور عرض کیا۔

"کنیزیں تو یہاں نہیں ہیں' مگر یہ تازہ غلام حاضر ہے۔"

ملکہ نے ایک بار تیوری چڑھا کر اجلال کی طرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھال کر اٹھی۔ بکھرے
ہوئے بال سمیٹ جوڑا باندھا اور دونوں پاؤں کو پلنگ سے لٹکا دیا۔ اجلال کی جانب سے
منہ پھیر لیا۔ اس معشوقانہ ادا کو دیکھ کر اجلال مر گیا اور اس شمع کے گرد پروانہ وار

پھرا۔
ملکہ نے کہا۔
"آخر یہ کیا ماجرا ہے۔ تم کوئی جن ہو' یا آسیب ہو۔ کون ہو مجھے یہاں کون لایا ہے۔
یہ مکان کس کا ہے۔"

اجلال نے یہ باتیں سن کر عرض کیا:
"اے جان جہاں! جیسا کہ آپ کے دادا جان نے مجھ سے فرمایا' ویسا حسب ارشاد یہ
غلام عمل میں لایا۔"
پھر سب ماجرا چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا۔
ملکہ یہ حال سن کر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اٹھی اور کہا۔
"اے نابکار' ساحر غدار' میں اسی طرح پیادہ اپنے گھر جاتی ہوں اور اس موٹے بڈھے کو'
جس نے مجھ پر یہ طوفان جوڑا ہے' اور تیری عاشقی کا الزام مجھ پر لگایا ہے۔ دیکھ تو ایسے
کیسی سزا دیتی ہوں کہ وہ بھی یاد کرے اور اس امر کی اطلاع اپنے باپ کو دے کر
افراسیاب کو نامہ لکھواتی ہوں کہ مونڈی کاٹے' تجھے وہ ذلیل کر کے اس طلسم سے
نکال دے۔ اسی طرح تو بادشاہوں کے ننگ و ناموس میں دخل اندازی کرتا اور پرائی
بہو بیٹیوں کا ستیاناس کرتا ہے۔"
اجلال یہ غضب ناک باتیں سن کر ڈرا اور منتیں کرنے لگا: "اے ملکہ عالم' حضور ایک
لمحے کے لئے یہاں تشریف فرما ہوں' تاکہ میں شرط خدمت بجا لاؤں اور پھر حضور کو
خواب گاہ کی جانب پہنچا دوں۔"
ملکہ نے کہا۔
"خدمت تو جا کر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا۔ خبردار مجھ سے ایسے کلام زبان پر لائے
گا تو سزا پائے گا۔"
اجلال نے پھر دست بستہ کہا۔
"اے ملکہ' آپ تھوڑی دیر مسند پر جلوہ افگن ہوں۔ میں نظارہ گلشن جمال کروں اور باغ

حسن کی گل چینی کر کے دامن نظارہ بھروں۔ مجھے سوائے آپ کی صورت دیکھنے کے' اور کچھ کام نہیں' اسے مونس جان عاشقاں' اے شہنشاہ' خوباں' میں تیرا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔" یہ کہہ کر قدم پر گرا اور ملکہ اس کی منت دیکھ کر خراماں خراماں۔

چال چلتے ہیں وہ اس اغماز سے

مردے جیتے ہیں خرام ناز سے

آ کر مسند پر بیٹھی اور اجلال سامنے مودب بیٹھ گیا۔ اب کیفیت یہ ہے کہ اجلال جب دست ہوس بڑھاتا ہے ملکہ کبھی تیوریاں چڑھاتی ہیں' کبھی روکھی صورت بناتی ہے' کبھی سسکی بھرتی ہے' کبھی مسکرا کراس کے خرم جاں پر بجلی گزارتی ہے۔ ہنگامہ راز و نیاز گرم ہے ادھر شوق ادھر شرم۔ جب اجلال نے زیادہ منت سماجت کی تو ملکہ نے کہا۔

"تو بھی بڑا بیوقوف' کاٹھ کا الو ہے۔ پھیکے غمزے کرتا ہے اور خوان دعوت کو بے نمک رکھتا ہے نہ شراب نہ کباب اور پھر یہ اضطراب۔ مہمان کو یونہی بلاتے ہیں۔ خالی اپنا مطلب جتاتے ہیں۔ سچ ہے' مرد وہے بھی کتنے خود غرض ہوتے ہیں اور تجھ میں تو محبت کی خوشبو ذرا نہیں' سوائے اپنے مطلب کے' دوسرے کی پروا نہیں۔"

اجلال یہ باتیں سن کر شرمندہ ہوا اور دل میں سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے۔ شراب حجاب کو دور کرتی ہے دو ایک جام پی کر یہ مست ہو جائے گی اور تیری آرزو بر آئے گی۔ اب بخت خفیہ بیدار ہے کوئی دم میں یہ دلدار پہلو میں ہو گی۔ بس اسی وقت اٹھ کر میخانے سے شراب کی کشتیاں اور کباب کی قابیں لایا اور گلابی اٹھا کر جام جواہر میں شراب ارغوانی لبریز کی ساغر ہاتھ پر رکھ کر' ملکہ کے سامنے پیش کیا کہ یہ بادہ محبت حاضر ہے۔ اسے نوش کیجئے اور داد عیش دیجئے۔

ملکہ نے وہ جام دست نازک میں لے لیا اور منہ پھیر کر' تیوری چڑھا کر' سسکی بھر کر ہونٹوں سے لگایا اور اپنا منہ بنا کر ساری شراب اجلالی پر پھینک دی اور کہا:

"یہ شراب میرے کام کی نہیں۔ افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہے' مگر ٹکے کا ٹھرا پیتا ہے' بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہے"

اجلال نے عرض کیا۔

"اے ملکہ یہاں میرا ملک و مال نہیں۔ آپ کے باپ نے جو مے خانہ بھجوا دیا ہے۔ وہی تصرف میں ہے۔"

ملکہ نے کہا:

بادشاہوں کو ہر جگہ ساری نعمتیں مہیا ہیں۔ اگر تو میرے آنے کے لئے اہتمام کر کے عمدہ شراب کھنچوا رکھتا' تو کیا مشکل تھا۔ مگر تجھے سوائے اپنے مطلب کے کسی بات کا کب خیال تھا' خیر اب تو آ پھنسی' جو کچھ تقدیر دکھائے گی' دیکھیں گے۔"

یہ کہہ کر شراب کی ایک قلم اپنی محرم سے نکالی اور جام شراب سے بھر کر اس قلم سے چند قطرے ساغر میں ڈالے کہ شراب کا رنگ گلنار ہو گیا اور اس جام کو اپنے خورشید ہاتھ پر رکھ کر' اجلال کے سامنے بڑھایا اور کہا: "بے مروت! ساقی گری کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر۔"

اجلال اپنے ساقی کی یہ نظر کرم دیکھ کر مرہون منت ہوا اور اس گلفام کے ہاتھ سے جام لے کر پی گیا۔ معاذ اللہ وہ قطرے' جو قلم سے ٹپکائے تھے وہ بے ہوشی قاتل تھی' جو عمرو نے ملا دی تھی۔ یکایک اجلال کو چکر آیا اور کہا:

"اے ملکہ! بڑی تیز و تند شراب پیتی ہو' مجھے تو اس نے ایک چلو میں الو بنایا۔"

ملکہ نے کہا:

"ذرا اٹھ کر ٹہلو۔ فرحت حاصل ہو گی۔ اور عجب مزا یہ شراب دکھائے گی۔"

اجلال اٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ منہ پر جو ہوا لگی' بے ہوش ہو کر گرا۔ عمرو نے چاہا کہ زنبیل سے ایک خنجر نکال کر اسے ذبح کرے۔ اس وقت چالاک بن عمرو' جو پلنگ کے نیچے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرہ دیکھ رہا تھا کہ یہ کون شہزادی ہے' مگر اب جو دیکھا کہ اس نے اجلال کو بے ہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہے' سمجھ گیا کہ والد ماجد ہیں

یہ سوچ کر پلنگ کے نیچے سے نکلا۔ عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک' پر جا پڑا۔ اس نے خنجر کو خالی کر دیا اور کہا۔

"میں ہوں آپ کا فرزند چالاک"

عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا۔

"نالائق یہاں کیوں آیا ہے۔ اس ساحر' دشمن صاحبقران کو قتل کرنے سے کیوں منع کرتا ہے۔"

چالاک نے کہا۔

"اے والد ماجد! ساحر کا قاعدہ ہے کہ جب مرتا ہے' اس کے پیر غل مچاتے ہیں۔ اگر اس کو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا تو کوٹھے کے نیچے انتظام اور منصرم ' جو آپ کا پلنگ لائے' ہیں وہ موجود تھے۔ فوراً آوازیں سن کر دوڑتے آتے اور گرفتار کر لیتے۔"

عمرو نے کہا۔

"تو سچ کہتا ہے' مگر پھر کیا کروں؟"

چالاک نے کہا۔

"میں ملکہ کی شکل بنتا ہوں' یعنی جو آپ بنے ہوئے ہیں اور آپ اب اجلال کی صورت بننیے۔ میں ملکہ کی شکل بن کر پلنگ پر جا کر لیٹتا ہوں۔ آپ انتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دیں کہ ملکہ کا پلنگ تم پہنچا آؤ اور اجلال کو زنبیل میں ڈال لیجئے اور اس طرح یہاں سے بچاؤ کر کے چلیے' آئندہ جو کچھ اور عیاری کیجئے گا' دیکھا جائے گا۔"

عمرو کو یہ تدبیر پسند آئی خود تو اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بنا کر' پلنگ پر سلا کر اجلال کو زنبیل میں ڈال دیا اور دونو ساحروں کو بلا کر حکم دیا کہ ملکہ کا پلنگ پہنچا آؤ۔ وہ بزور سحر پلنگ لے کر اڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہاں پہلے پلنگ بچھا تھا' وہیں لا کر رکھ دیا اور آپ وہاں سے علیحدہ ہو کر سحر پڑھا کہ پہلے خواصوں کو' جو بے ہوش کر گئے تھے' وہ ہوشیار ہوئیں۔ یہ دونوں تو اجلال کی خدمت میں (جو عمرو

ہے) آئے اور وہاں خواصوں نے دیکھا کہ صبح قریب ہے ملکہ اسی طرح سو رہی ہے۔
غرض سب اپنے اپنے عہدے پر سر گرم کار ہوئیں۔ چالاک' تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی
لے کر اٹھا۔ عمرو نے خواصوں کے نام اور رہنے کی جگہ ملکہ کو بتا دی۔ اس دستور
کے مطابق کنیزوں کے ہمراہ کوٹھے سے نیچے اتر کر آیا اور خواجہ نے جس جگہ کا پتا بتایا
تھا' اسی جگہ آرام و عیش میں مصروف ہوا۔ عمرو اجلال کی شکل میں صبح کو اپنے رفیقوں
کے ہمراہ سوار ہو کر سلیمان کے دربار میں آیا۔ سب نے تعظیم کی۔ یہ دنگل پر بیٹھا
اور کہا۔
"یا خداوند! آپ لشکر لے کر قلعے کے باہر چلئے' تا کہ میں لشکر کو غارت کروں اور شہنشاہ
افراسیاب کی خدمت میں جاؤں۔"
لقا نے سلیمان عنبریں کو حکم دیا کہ افسران فوج اور سپہ سالار درست ہو کر قلعے کے
باہر چلیں اور حمزہ کے لشکر سے مقابلہ کریں۔ بموجب حکم خیمے خرگاہیں اور بارگاہیں لدنے
لگیں اور صاحبقران سے جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ یہاں امیر نامدار بیٹھے تھے کہ اہلکار
جو باہر جاسوسی پر مقرر ہیں' دوڑے آئے اور دعا ثنا کے بعد عرض کیا۔
آج غلامان جانباز' سلیمان کے دربار میں حاضر تھے کہ اجلال نے جنگ کا تہیہ کیا۔ لقا
کا لشکر' اس کے ہمراہ ساحروں کا لشکر اور اس کے ساتھ سلیمان کا لشکر قلعے کے باہر آتا
ہے۔ امیر اپنے سرداروں کے ہمراہ لشکر کی آمد کا منظر دیکھنے کے لئے دربار گاہ پر آ
کر ٹھہرے کہ یکایک کوہ عقیق کا دروازہ کھلا اور فوج کے ہاتھیوں پر نشان ظاہر ہوئے۔
ان کے بعد ساٹھ ہزار سوار دوش بدوش' پرے سے پرا ملائے' گھوڑوں پر سوار گزرے۔
اس لمحے کی چقا چاق سے آسمان میں غلغلہ پڑ گیا۔ پھر ان کے پیچھے ستر ہزار پیادے
کمانیں پشت پر' ترکش پہلو کے برابر' تلواریں کمر سے باندھے' برآمد ہوئے۔
ان کے بعد ساحروں کی فوج نمودار ہوئی۔ ساحر اژدہوں اور شیروں پر سوار' مندرے کانوں
میں پڑے' کنڈے اور حلقے ڈالے' سامری و جمشید کی جے بولتے' سحر کی نیرنگیاں دکھاتے
نکل گئے' لیکن عمرو کہ جو فی الحال اجلال بنا ہے اس نے انتظام اور منصرم کو حکم دیا

ہے کہ مابدولت کے لئے ایک اژدر تم اپنے سحر سے بناؤ کہ اس پر کاٹھرا کھنچا ہو۔ میں اپنا جادو میدان رزم میں دکھاؤں گا۔ یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

وہ ساحر حسب الحکم ایک اژدھا بنا کر لائے۔ عمرو اس اژدہے پر سوار ہوا۔ انہوں نے رکاب لی اور سحر کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے۔ عمرو اب ساحروں کی فوج کے آگے آگے ہے' سحر کی جھولی گلے میں ڈالے شاہی تاج سر پر' قبائے فرمانروائی پہنے' بازوں پر نورتن باندھے نکلا۔ اس کے بعد دیکھا کہ چالیس ہاتھی زنجیر بند کئے ہیں اور ان پر تخت مرصع بچھا ہے۔ موتیوں کا بنگلہ تخت پر بچھا ہے اور اس تخت پر لقا بیٹھا ہے اس کے پہلو میں اس کا بیٹا یاقوت شاہ اور نوشیرواں کا بیٹا فرامز ہے۔ خواصی میں خواجہ گراز الدین ملک اور بختیارک' لقا کے سر پر رومال جھل رہا ہے۔ بہت سے سالار پری پیکر گھوڑوں پر سوار ارد گرد ہیں۔ سلیمان کا لشکر سب کے بعد آیا۔ الغرض امیر نے یہ لشکر جرار ملاحظہ فرما کر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر مور و ملخ کی مانند

امیر کے لشکر سے کچھ فاصلہ دے کر میدان جنگ میں اتر گئے۔ لشکر کے داخلے کے وقت دہل' دمامے' اور رزمیہ طبل بجنے لگے۔ عالی شان خیمے استادہ ہونے لگے۔ کندے' سراپچے چوبے قرینے سے بجنے لگے۔ خوبصورت قناتیں تننے لگیں۔ بارگاہ میں مسل در مسل پالیں' چھولداریاں' نمگیرے کھڑے ہوئے۔ سرداروں کے لئے بارگاہیں اور سواروں کے لئے تنبو استادہ تھے۔ لشکر جب اتر چکا اس وقت بازاری' بیو پاری' کنجڑے' قصائی' نانبائی اور کونڈے ہر جگہ لے جا کر آباد کرنے لگے' بازار کے لئے ہر جگہ پر کوتوال محافظ مقرر ہوا۔ لشکر میں ایک شہر کی کیفیت تھی۔ دکانیں کھلی ہوئی' خرید و فروخت ہوتی تھی کہ شام آئی او دم دور چوک میں گلاس روشن ہونے' دکانوں میں چراغ جلنے لگے۔ لشکر کے سپاہی پھرنے لگے۔ چار سپہ سالار کئی ہزار سوار لے کر لشکر کے گرد پہرے پر مقرر ہوئے۔ کوتوالی گشت کو اٹھے۔ بگل بجنے لگے۔ بیدار باش' خبردار باش کی صدا بلند ہوئی اور ادھر صاحبقران کے لشکر میں بھی اہتمام تھا۔ گشت پھر رہا تھا۔ غرض دونوں لشکر

اسی طرح ہوشیار اور چوکنے ایک دن اور رات مقابلے میں اترے رہے۔ جب دوسرا دن شروع ہوا تو شام کے قریب اجلال جادو نے ساحروں کو طبل جنگ بجانے کا حکم دیا۔

سلیمان اور لقا اور جتنے بادشاہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا ہی حکم سنایا۔ نقاروں پر چوب لگی۔ دشت قتال گونج اٹھا۔ طاس فلک میں جھناٹا ہوا۔ لشکر اسلام کے ہلکارے یہ خبر صاحبقران کی خدمت میں لائے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر' بعد ادائے آداب یوں عرض کیا۔

"آپ کی عمر اور دولت شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے زیادہ ہو۔ آپ کا دشمن تیرہ روزار اور ذلیل خوار ہو۔ آج دشمن کے لشکر میں طبل جنگ بجا ہے۔ ہر ایک نامرد آمادہ کارزار ہوا ہے۔ یقین ہے کہ کل میدان جنگ میں آتش عناد و فساد مشتعل ہو گی۔ باقی خیریت ہے۔"

امیر نے یہ خبر سن کر لشکر اسلام کے بادشاہ کی طرف دیکھا۔ بادشاہ نے فرمایا:

"یا امیر' آپ بھی بفضل ایزدی حکم دیجئے کہ ہمارے لشکر میں بھی خدا پاک کی مدد سے طبل جنگل بجے نقارہ سکندری پر چوب پڑے۔ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب تقدیر نے ہماری پیشانی پر تحریر فرمایا ہے وہی پیش آنی ہے۔

امیر نے طبل جنگ کا حکم دیا۔ عیاروں نے عمرو کی جگہ طبل جنگ بجایا۔ واضح ہو کہ طلب جنگ سوائے عمرو کے کوئی نہیں بجاتا۔ یہ منصب فقط عمرو کا ہے اور اگر عمرو نہ ہو تو اس کے بدلے عمرو کے بیٹے یا داروغہ نقار خانہ یہ خدمت بجا لاتے ہیں الحاصل جب طبل جنگ بجا زمیں و زماں میں زلزلہ پڑ گیا۔ یہ وہ طبل سکندر ہے جسے صاحبقران نے ہندوستان میں دریا کے اندر میل سکندری پر پایا تھا اور عمرو اپنے جال الیاسی میں باندھ کر باہر لایا تھا۔ اس طبل کی آواز چونسٹھ کوس تک جاتی ہے۔ طبقل کی آواز سن کر پرندے آسمان کی فضاؤں میں پھڑکنے لگے گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا۔ کوہ و دشت لرز گئے۔

سب لشکر خبردار ہوا۔ چھوٹا بڑا' بہادر نامور ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم

بازاری ہے۔ نقد جان کی خریداری ہے۔ سر تن سے جدا ہوں گے۔ زخموں کے ہار بٹیں گے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخواست فرمایا۔ ہر سردار اپنی اپنی بارگاہ میں آیا۔ حرب و ضرب کی تیاری شروع ہوئی۔ تلواریں صیقل ہونے لگیں۔ کمانیں سینک کر درست کی جانے لگیں' جو بہادر تھے وہ رزم پیکار کی تدبیریں سوچتے تھے' جو بزدل تھے' گھبرائے ہوئے منہ نوچتے تھے' جو منچلے تھے مشتاقانہ مورچوں کو دیکھ کر ہنستے رزم گاہ کو دیکھتے پھرتے۔ نامرد لمبے ہونے کا طور سوچتے جرار زرہ' جامہ خود' بکتر وغیرہ درست کرتے تھے چہروں پر سرخی چھائی تھی۔ نامردوں کے منہ پر ہوائی تھی۔

مخالف لشکر میں اجلال کے ساحر اپنے جادو تیار کرتے تھے۔ دھڑو بجتا تھا۔ سور کے خون سے چوکے دیئے گئے تھے۔ مرچیں جلتی تھیں گوگل سلگتا تھا۔ آدھی رات سے دونوں لشکروں کے نقیب نکل کر شجاعوں کو جنگ کی ترغیب دلاتے تھے۔ غرضیکہ چہار پہر رات تک یہی ہنگامہ رہا۔ آخر کار وہ وقت آیا کہ سفیدۂ صبح آشکارا ہوا۔

صبح ہونے پر دونوں لشکروں کی جانب سے خیل خیل' ذیل ذیل' گردہ گردہ' فشوں فشوں' میدان کارزار میں مسلح و مکمل آنے لگے۔ امیر باتوقیر پاس کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ فریضہ نماز ادا کر کے درود و وظائف میں مشغول ہوئے اور دست دعا اٹھا کر' فتح و ظفر کی دعا مانگی کہ اے قادر مطلق' تو مجھے دشمن کے لشکر پر فتح یاب کر امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ تیر اندازوں کا سپہ سالار' مقبل امیر باد وقار کی خدمت میں حاضر ہوا آمین کہی۔

امیر نے مقبل کو دیکھ کر ارشاد کیا:

"لشکر کا کیا حال ہے؟"

مقبل نے عرض کیا:

"امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہے"

امیر نے فرمایا:

"اسلحے کا صندوق لاؤ"

مقبل نے اسلحے کا صندوق حاضر کیا۔ امیر نے وہ تمام تبرکات جو انبیاء علیہ السلام کے مزارات پر سے ملے تھے' ان سب کو اپنی ذات برکات پر آراستہ کیا۔ خود ہود' زرہ داؤد' کمان صالح' نیزہ سام بن نوح موزے راگے چار آئینے وغیرہ۔ علاوہ ازیں تیغہ صمصام اور قمقام' جو باغ ابراہیمی سے ملے تھے۔ شمشیر عقرب سلیمانی اور پنجہ سہراب اور سپر گر شاپ۔ یہ سب کوہ قاف پر ملے تھے۔ غرض اس تمام اسلحے کو زیب تن فرما کر صاحبقران مسجد سے برآمد ہوئے۔

مسجد کے دروازے پر دیوانہ بن قندس' تائیس ساز و براق سے درست کر کے کھڑا تھا۔ امیر کو دیکھ کر اس نے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا۔ امیر نے گھوڑے کی گردن پر انگشت شہادت سے کچھ لکھا۔ حلقہ رکاب میں پاؤں رکھ کرایال پر ہاتھ ڈال کر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ افروز ہوئے۔ جلوہ دار نے دامن قبا درست کیا۔ بسم اللہ کا شور بلند ہوا۔ امیر کے دائیں ہاتھ میں نیزہ' بائیں میں گھوڑے کی رکاب۔ کچھ پڑھا گھوڑے کو مہمیز کیا۔ سب سردار بھی اپنی فوج میدان کارزار کی طرف بھیج کر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ سب پانچ سو پچپن سردار ہیں۔ ان سب کو لے کر امیر' ظل اللہ' جہاں پناہ' مالک اورنگ سلیمانی' سلطا باتوقیر شاہ سعد بن قباد کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا۔ صدا غراٹے کی بلند ہوئی اور بادشاہ کی آمد کا انتظام ہونے لگا۔ اول بارہ ہزار ماہ پیکر لڑکے عمدہ پر زر لباس پہنے ہوئے نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پڑے تھے۔ ان کے پاس لخلخے کے لوٹے تھے کہ جن پر وہ عود و عنبر جھونکتے تھے۔ پھر ہزاروں لڑکیاں پانچ بتیوں والے طلائی و نقرئی فانوس محل لئے' سرخ سرخ وردیاں زیب جسم کئے نکلیں۔ پھر کنول بردار لڑکیوں کے جھرمٹ کے جھرمٹ آئے ان کے ہاتھوں میں منقش بلوریں کنول کھلے تھے۔ پھر ہزاروں' نواب' ناظر' خواجہ سرا انتظام کرتے گزرے۔ خادمان محسل شاہی تخت کو درمیان میں گھیرے نکلے' بادشاہ تخت پر سوار پیاری پیاری کہاریاں بیش قیمت لہنگے پہنے' ہاتھوں میں کڑے کانوں میں بالے ہر ایک کے ناز و انداز نرالے' جسم گدرایا ہوا۔ شباب ہر ایک پر چھایا

ہوا۔ تمغے اور مچھلیاں سروں پر لگائے۔ تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئیں۔ مرد پکارے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جا کر کھڑے ہوئے۔

ادھر بادشاہ کی صورت زیبا نظر آئی۔ ادھر سب نے گردن تسلیم خم کی۔ بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ صاحبقران نے فراشی مجرا کیا۔ شاہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا کہ تمہاری جگہ ہمارے دل میں ہے۔ امیر تسلیم کر کے بیٹھے پھر سب سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا۔ بادشاہ نے سوار ہونے کا حکم دیا۔ سب سردار سوار ہو کر تخت شاہی کو دل کی مانند قلب میں لے جا کر حلقہ کئے ہوئے میدان جنگ کی طرف چلے۔ ڈنکے پر چوٹ پڑی۔

ز نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب

شاہ عالی وقار میدان جنگ میں وارد ہوئے۔ یہاں ایک جانب سلیمان کی فوج نے پرا جمایا۔ لقا اور فرامرز کا لشکر آیا کہ چوڑے چوڑے تیغ گردنوں میں گینڈوں پر پہلوان سردار' ان کے کندھوں پر گرز۔ وہ صاحب قوت زور آور پیشانیوں پر شکن ڈالے۔ نیزوں کو سنبھالے۔ حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے۔ اس اثنا میں میدان جنگ آتش فشاں ہوا۔ برق شعلہ بار چمکنے لگی۔ آناً فاناً کالی گھٹا چھا گئی۔ اجلال جادو یعنی عمرو ساحروں کا لشکر لے کر اسی طرف جادو کے اژدہے پر سوار آیا۔ انتظام اور منصرام رکاب پکڑے' سحر کی نیرنگی دکھاتے آئے چالیس ہزار ساحر بجلیاں چمکاتے' پتھر برساتے' ترئی پھینکتے' نرسنگا بجاتے' گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند کرتے ایک سمت آ کے ٹھہرے۔ دونوں لشکروں کے آنے سے کرہ ہوا کرہ خاک بن گیا۔ اس ہلچل سے گاؤ زمین کا سینہ چاک تھا۔ آخر کار ہوشیار سمجھ دار بیلچہ کار نکلے اور میدان کو پست و بلند و ہموار کرنے لگے۔ کنکر پتھر خس و خار چن کر الگ انبار لگایا۔ کہیں نقیب اور کہیں کمین گاہ کو درست کیا۔

جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین کو آئینے کی طرح صاف بنایا پھر سقوں کی آبپاشی کی باری آئی۔ ہر سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا۔ بادلے اور کھاردے کی لنگیاں باندھے اور وردیاں پہنے کٹورے کمر سے لگائے' تسمے گلے میں' ان کے آبشار سنبھالے۔ مشکوں کے دہانے پر ہزاری کے فوارے چڑھائے' چھڑکاؤ کرنے نکلے کہ ان کے آبشار نے ساون بھادوں کی گھٹا کو شرما دیا۔ سب گرد و غبار کو بٹھا دیا۔ جنگ جویوں کو بہادروں کی صورت نظر آئی۔ سب فوج دریائے آہن میں ڈوبی دکھائی دی سوائے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

صف آرائی شروع ہوئی۔ سد سکندری کے مانند میمنہ' میسرہ' قلب و جناح و ساقہ و کمین گاہ چودہ صفیں آراستہ ہوئیں۔ سواروں کے آگے پیادے' جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے۔ سوار دریائے لشکر میں موج در موج تھے گھوڑے برابر تھوتنی سے تھوتھنی' پٹھے سے پٹھا' دم سے دم' سم سے سم ملائے ہوئے تھے۔ نقیب جو آگے بڑھ آتا تھا' اسے پیچھے کو ہٹاتے تھے۔ گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے۔ دم بدم رزمیہ باجے بجتے تھے گھوڑے الف ہوتے تھے کہ یکایک نقبائے خوش آواز گویے کے لڑکے سرود نواز کہ لٹ پٹی دستار باندھے تھے۔ رنگین لباس زیب تن کئے وارد ہوئے انہوں نے دلکش آواز میں سرود کو بجا کر اس دنیائے دنی کی مذمت گائی اور یہ صدا بہادروں کو سنائی:

"اے بہادرو! یہاں اب نریمان ہے نہ سام ہے نہ صفحہ ہستی پر زال خون آشام کا نشان ہے۔ نہ بیژن ہے نہ اسفند یار ہے۔ کیسے بہادر' صف شکن' نوجوان رستم اس پر پیر نے بچشم زون خاک کئے مگر ہر ایک کا نام ان کی جرات کی وجہ سے باقی ہے ان کی شجاعت کا ذکر کافی ہے۔ لڑائی تو حسن اتفاق ہے۔ تلوار کی آنچ مشہور ہے۔ گیلے سوکھے دونوں جلتے ہیں۔ سر اور گردن میں لاگ ہے یہی غضب کی آگ ہے زندگی دونوں کے نام ہے۔ نام کو لو اے نوجوانو! لڑ بھڑ کر سرخرو ہو جاؤ۔ جس کا قدم ڈگمگائے گا۔ وہ پھر کبھی آبروء نہ پائے گا۔

لوہا لوہا سب کہیں اور لوہا بری بلائے
پگ آئے پت رہے اور پگ پاچھے پت جائے

غرض یہ کہہ کر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا شجاعت کے شیروں کے لئے شراب پرتگال ثابت ہوئی۔ بہادری کا نشہ آ گیا۔ ہر ایک کی آنکھیں لال ہوئیں۔ قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے گھوڑوں پر مست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام اور منصرم کو حکم دیا کہ میرے اژدر کو بزور سحر میدان میں پہنچاؤ۔ انہوں نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ اژدر بیچ میدان میں اڑ کر آیا۔
اجلال نے پکار کر نعرہ مارا:
"یا صاحبقران! خدا وند لقا سامنے موجود ہیں۔ ان کی خدمت میں جلد حاضر ہو کر سجدہ کرو۔ میں تیری سرکوبی کو آیا ہوں۔ میدان میں آ۔ دلی تمنا برلا"
امیر نے یہ سن کر دیو زاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا۔ اس نے اپنے علم کو جلوہ دیا۔ اس علم میں چھتیس پھریرے ہیں۔ جب ان کو جنبش ہوئی' تو ان میں سے صدا "یا صاحبقران یا صاحبقران" کی پیدا ہوئی۔ یہ علم خواجہ بزرچمہر حکیم نے اژدہے کی کھال سے بنایا ہے' اس میں چھتیس پھریرے رکھ کر ایسے مخرج بنائے ہیں کہ جب ان میں ہوا بھرتی ہے تو ان سے مشک و عنبر کی بو آتی ہے اور یا صاحبقران' یا صاحبقران کی آواز آتی ہے۔
غرض میدان میں قرق ہوا کہ سوائے امیر کے' اور کوئی سردار لڑنے نہ نکلے۔ سب سردار سپہ سالار پیادہ ہوئے اور لشکر کے علم لہرانے لگے۔ امیر بادشاہ کے تخت کے سامنے آ کر گھوڑے سے اتر کر دست بستہ اجازت طلب کرنے لگے۔ شاہ نے جام کلہ عفریت قند اور مصری کے شربت سے پر' عنایت فرمایا۔ امیر نے اسے ہلا کر سالار لشکر کو دیا۔ امیر نے یہ جام' دیو عفریت کو قتل کر کے اس کے کلے کی صورت بنایا کہ جنگ کے روز' بادشاہ جس پر خسروانہ مرحمت فرماتے ہیں تو اس جام میں اسے شربت دیتے

ہیں۔ بادشاہ کے جام عنیبات سے سیر ہو کر اور حرب کی اجازت لے کر' خلعت پہن کر امیر دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ سب سردار میدان کارزار میں رخصت ہو کر ٹھہرے۔ امیر گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر جنگ گاہ کی طرف چلے۔ گھوڑا بھگدری کرتا' طرارے بھرتا۔ شیر کی طرح کلائیاں بھرتا روانہ تھا۔ غرض گھوڑا تین طراروں میں اجلال جادو کے مقابل جا پہنچا۔

اجلال نے گفت و شنید کے بعد ایک چوٹی دار ناریل اپنے جھولے سے نکال کر اس پر کچھ منتر پڑھا' مگر وہ منترنہ تھا' بلکہ جناتی زبان تھی۔ اس لئے کہ جب امیر عمرو کوہ قاف پر گئے تھے' تو جنوں کی زبان یاد کر آئے تھے۔ عمرو نے منتر پڑھنے کے بعد امیر سے کہا "میں ساحر نہیں ہوں' آپ کا غلام عمرو ہوں۔ آپ اسم پڑھ کر مجھے گرفتار کر لیجئے مگر اس طرح گرفتار نہ کرنا کہ مجھ دبلے سوکھے آدمی کو آپ ایسے موٹے خنگے سے ضرر پہنچے اور کوئی عضو میرا بیکار ہو جائے۔"

امیر نے جب یہ باتیں سنیں' عمرو کی طرف غور سے دیکھا۔ عمرو نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا۔ واضح ہو کہ خواجہ عمرو کی آنکھ میں تل ہے کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہے۔ امیر کو خواجہ کی عیار پر ایک حیرت ہوئی۔ عمرو نے ایک ناریل پڑھ کر امیر پر مارا۔ امیر نے اس اعظم پڑھا۔ وہ ناریل زمیں پر گر پڑا۔ امیر نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر پھونکا وہ سواری کا اژدر (اژدہا) ماش کے آٹے کا ہو گیا۔ سب نے دیکھا کہ اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لے کر امیر پر حملہ کیا۔ امیر نے گھوڑے سے کود' اور ترسول خالی دے کر اجلال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا۔ اور نعرہ کیا "اے لشکر ساحران' میں نے تمہارے افسر کو گرفتار کیا۔"

لشکر یہ ماجرا دیکھ کر چاروں طرف سے لینا لینا کہہ کر دوڑا۔ امیر نے اجلال یعنی عمرو کو اس عیار کے حوالے کیا' جو اس کے ساتھ تھا۔ اس نے بظاہر قید کیا اور وہاں لے گیا۔ جہاں امیر کا لشکر اترا تھا۔ امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے مخالف لشکر پر آ گرے۔

پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسروں کو للکارا' ادھر سے شاہ اسلم نے نعرہ مارا۔

ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی۔ دونوں لشکر آپس میں مل گئے۔

دو لشکر ز لشکر در آمیختہ

قیامت ز تیغی برانگیختہ

اسی گرمئ جنگ میں اجلال کے دونوں رفیقوں انتظام اور منصرم نے ساحروں کے افسروں کو بلا کر یہ سمجھایا کہ ہمارا مالک گرفتار ہو گیا ہے معلوم نہیں' وہ امیر کی اطاعت کرے یا نہ کرے۔ لہٰذا ہمیں لڑنا مناسب نہیں ہے۔ چاہئے کہ الگ ٹھہریں اور جب لڑائی یکسو ہو' تو اس وقت اپنے مالک کا ساتھ دیں۔ غرضیکہ سب ساحر ایک طرف ہوئے اور لقا اور سلیمان دونوں کی فوج نے حملے کئے۔ لشکر اسلام میں سرداروں کے نعرے بلند ہوئے بڑے بڑے خود پسند زیر تیغ ہوئے۔ ایک طرف امیر کا نعرہ تھا۔

امیر عرب حمزہ شیر دل
کز و گشتہ' سہراب و رستم خجل

کسی سمت لندھور پکارتا تھا۔

منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگرداں
شہ ہندوستان' رستم زماں لندھور بن سعدان

ایسی جم کر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا۔ زخمی' پانی کیا' بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا۔ صاعقہ شمشیر' باران تیر اور ایک ہنگامہ دارو گیر تھا۔ سرادے کی طرح گرتے تھے۔ دریائے خون رن کے کھیت میں موج مارتے کشتے بے گور و کفن' کہیں سر

اور کہیں بدن تھے۔ شپاشپ تلواروں کے شور شن کا لطف تھا۔ تیروں کی بوچھار' زخموں کے ہار' تیروں کے گھاؤ' سوراخ دار سہرے جوانوں کے چہرے' مرد و نامرد' دولہا دولہن کا لطف تھا۔

لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی۔ حرف پسپا ہوئے اور جنگ کی تاب نہ لا سکے۔ بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑے گا۔ پھر کچھ قابو نہ چلے گا۔ یہ سوچ کر طبل بجنے کا حکم دیا اور نقارہ امان بجا کر دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ ادھر کے پہلوان اپنی فتح سے مسرور شاداں۔ ادھر کے برگشتہ بخت' بصد خفت و ذلت۔ اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے۔ امیر نے کشتوں کو میدان سے اٹھوایا۔ تین ہزار آدمی امیر کے لشکر سے اور تین لاکھ آدمی' فوج شریر سے کام آئے۔ لشکر اسلام کشتے دفن ہوئے۔ مخالف لشکر کے توپے گئے۔ زخمیوں کی زخم اندوزی ہوئی پٹیاں زخموں پر چڑھیں۔

امیر نے اس دن تو دربار موقوف رکھا۔ دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا "خدائے دو جہان کی شناخت میں کیا کہتا ہے؟"

اجلال کہ اصل میں عمرو تھا' بولا "تا زندہ ایم' بندہ ایم" امیر نے یہ سن کر خلعت دی۔ اجلال اس وقت سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور اہل لشکر کو بلوا کر سمجھایا "میں نے حمزہ کی اطاعت اختیار کی ہے' تمہیں بھی لازم ہے کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نہ کرو۔" کچھ ساحر جو بڑے سیاہ قلب تھے' وہ تو طلسم کے پاس افراسیاب کی طرف چلے اور باقی مطیع ہو کر' اجلال کے ہمراہ' امیر کی خدمت میں آئے۔ امیر نے سب کو خلعت سے نوازا۔

اس وقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ حشامی سے باندھا۔ جاننا چاہئے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہیں ایک بارگاہ دانیالی۔ دوسری بارگاہ حشامی کہ اس بارگاہ کو حشام پہلوان نے بہ زر کثیر بنایا تھا۔ ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ اس کی آواز بارہ کوس تک جاتی تھی اور تیسری بارگاہ سلیمان ہے کہ ملکہ آسمانی پری نے بھیجی ہے۔

اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ جب اس میں کوئی ساحر آتا ہے' جل جاتا ہے اور کوئی عیار اس میں نقب لگا کر نہیں آ سکتا۔ اس لئے کہ بارگاہ کے خیمے' جس قدر زمین کھدتی ہے اس قدر نیچے ہو جاتے ہیں۔ اس بارگاہ کے خیمے پردے اور کوئی چیز' خنجر تلوار یا کسی اور اسلحے سے چاک نہیں ہوتی۔ کوئی عیار اس بارگاہ کے خیمے قنات کو پھاند کر نہیں آ سکتا' کیونکہ جس قدر انسان جست کر کے بلند ہوتا ہے' اسی قدر خیمہ خود بخود بلند ہو جاتا ہے' چونکہ ساحر اس بارگاہ میں جل جاتا ہے۔ اس لئے امیر بار گاہ حشامی میں قیام فرماتے ہیں۔ بہرحال عمرو نے اجلال کو باندھا۔ پھر دافع بے ہوشی کا فتیلہ سنگھاتے وقت زبان اس کے منہ سے کھینچ کر سوزن سے چھید دی تا کہ سحر نہ کرے۔ جب اجلال کی آنکھ کھلی تو خود کو گرفتار پایا۔ سامنے اپنی صورت کا دوسرا اجلال دیکھا۔ حیرت ناک ہو کر گھبرایا۔

عمرو نے کہا "ذرا اے اجلال جادو چشم خودرا داکن۔ حال خودرا تماشا کن۔ منم سرہنگ' سرہنگان عالم مولائے ملوک العرب العجم' دونده بے درنگ۔ صاحب قنطورہ درنگ۔ مردان سرہنگ و نامردان راپیش من پالنگ۔ منم جناب فطرت ماب حضرت شیخ الصحاب' مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری' شاہ عیاران عیار پیکر طراز خواجہ عمرو بن امیہ نامدار۔ تو نے خدا کی قدرت کو دیکھا کہ میں نے تجھے کیونکر گرفتار کیا جسے تو نے کوٹھے پر بلایا تھا' وہ دختر سلیمان نہ تھی۔ وہ یہ ذلیل بندہ خدا تھا' جس نے تجھے پکڑ لیا۔ تیرا لشکر مطیع ہو صاحبقران کا ملازم ہوا۔ ملکہ یعنی تیری معشوق میرے پاس گرفتار ہے۔ اگر تو اطاعت کرے' جان بچے معشوق ملے۔ اگر اپنے ملک کا خیال ہے کہ افرا سیاب ضبط کرے گا تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دے گا۔"

اجلال نے جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ حال واضح ہوا' تو دل سے یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہے اگر وہ خدا ہوتا تو اس حال کو نہ پہنچتا اور اس کا کوئی دوست عمر کے ہاتھ سے ذلت نہ پاتا۔ غرض اجلال نے اشارے سے کہا "میں اطاعت کرتا ہوں" عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھول دیا۔ اجلال دوڑ کر امیر کے قدم پر آ گرا۔ صاحبقران نے خلعت

دے کر اپنے سرداروں میں داخل کیا اور چہل ستون کے باہر دنگل میں بیٹھنے کا حکم ملا۔

واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ تخت شاہی بچھا ہے اور اس کے برابر میر کا دنگل ہے۔

یہ دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین اور عمرو کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ باقی سردار عیار بیرون چہل ستون' صاحبقران کے دائیں بائیں بیٹھتے ہیں اور یہ امیر کے جانشین ہیں۔ دست راست کے سرداروں کا ایک افسر ہے۔ اس کا نام ہے لندھور۔ دست چپ کے سرداروں کا بھی ایک افسر ہے۔ اس کا نام ہے ارور۔ جو سردار دست راست کے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی شان و شوکت جمائیں۔ اس وجہ سے آپس میں چشمک رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ سب عیار عمرو کے بیٹے اور سردار ہیں اور ان کی تعداد ایک لاکھ چوراسی ہزار ہے۔ ان سب عیاروں میں چودہ افسر ہیں۔ ان چودہ افسروں کے چار شخص افسر ہیں اور ان چار افسروں کا ایک شخص افسر ہے اور اس افسر کا ایک استاد ہے۔
اس استاد کا نام عمرو عیار ہے جو ان سب افسروں کا افسر ہے اور عمرو کے بعد جو افسر ہے اس کا نام مہتر قران ہے۔ یہ حضرت امیر المومنین کا نظر کردہ ہے۔ کبھی بے ضرورت عورت کی صورت نہیں بنتا اور نہ کبھی یہ لشکر مخالف کے سردار عیار سے گرفتار ہوتا ہے۔
مہتر قران کے بعد جو چار افسر ہیں ان کے نام مہتر برق فرنگی' چالاک بن عمرو' مہتر بزرگ ختائی' ابو الفتح اصفہانی۔
ان چار بڑے افسروں کے ماتحت جو چودہ افسر ہیں' ان کے نام یہ ہیں: گلباد عراقی' سمک یلطاقی' عمران ختائی' سیارہ بن عمرو' فاقولہ سمرقندی' سنجر بلخی' کجرو اصفہانی' امیہ بن عمرو' فرخ بن عمرو' ابو شہاب' خرقہ پوش' ابو سعید' لنگری ضرغام' شیر دل۔
ان کی چشمک کا حال بہت دلچسپ ہے۔ آگے چل کر کسی جگہ بیان ہو گا۔ آمد برسر مطلب۔ امیر نے اجلال جادو سے فرمایا: ”تمہیں جس صف میں بیٹھنا منظور ہو' وہاں بیٹھو۔ یہاں کا یہی دستور ہے کہ جس جگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہے' وہاں بیٹھتا ہے۔“

اجلال کو دست چپ کے سرداروں سے الفت پیدا ہوئی اور بائیں طرف دنگل بچھوایا۔
امیر نے فرمایا "اے اجلال! اب ساحری سے توبہ کرو کہ ہم لوگوں کا شیوہ جادوگری نہیں ہے۔ ہم میں سے ہر ایک شخص شمشیر کا دھنی ہے۔" اجلال نے امیر کے حسب ارشاد سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کر کے مسلمان ہوا۔ امیر نے جشن کرنے کا حکم دیا۔ عیش و عشرت کا سامان برپا ہوا۔ خوش ادا ساقی پیمانہ شراب لے کر حاضر ہوئے۔ ارغوانی شراب کا جام گردش میں آیا۔ ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدائے مستانہ بلند ہوئی۔ امیر نے سب کے ساتھ شراب نوشی کی۔ ناچ ہونے لگا۔ اس وقت ہر ایک عیش و طرب میں مصروف تھا کہ یکا یک بارگاہ کا پردہ اٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین' زہرہ تمکیں عمدہ لباس پہنے بارگاہ میں آئی اور امیر کو آ کر تسلیم کی۔
اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین عنبریں' سلیمان کی بیٹی ہے۔ یہ گھبرایا کہ ایسی بے غیرت ہو گئی کہ محفل میں یوں بے جھجک چلی آئی مگر ذکر ادھر کا سنئے۔
چالاک محل میں ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ خواجہ چلے گئے اور امیر کے لشکر میں پہنچ گئے اور سلیمان طبل بجوا کر واپس لوٹ آیا۔ اس وقت قلعہ سے اس بہانے سے سوار ہوا کہ میں اپنے باپ کو دیکھ آؤں۔ جب سواری قلعے کے باہر آئی۔ چالاک تیز تیز چلتا ہوا' لشکر امیر کی طرف چلا۔ خواصیں اور اہل عملہ حیران ہو کر ملکہ کو پکڑنے دوڑے' مگر کب پاتے ہیں۔ یہ کود پھاند کر' چھلانگیں لگا کر عیار سے نکل گیا اور امیر کے پاس آیا۔
وہاں ملازموں نے جا کر سلیمان سے عرض کیا "صاحبزادی تمہاری نکل گئیں۔"
سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ میں حمزہ کے لشکر میں جا کر اسے قتل کروں گا' لیکن بختیارک نے دامن پکڑا "کہاں جاتے ہو تم' تم پر کیا موقوف ہے' ایسے سانحہ ہمارے خدا وند لقا پر' جو بیٹھے ہیں گزرے ہیں۔ ان کی صاحبزادیاں ایک ملکہ جہاں افروز اور دوسری ملکہ گیتی افروز حمزہ کے بیٹوں کے ساتھ نکل گئیں۔"

سلیمان یہ بات سن کر ٹھہر گیا۔ خدا وند لقا بختیار سے کہا: "اے حرامزادے شیطان' میری لڑکیوں کا ذکر کیوں کرتا ہے۔"

اس نے کہا "خدا وند! میں تو دنیا کی مثل کہتا ہوں۔ کچھ برا نہ مانئے "غرض وہ بات تو ہنسی میں پڑ گئی۔ یہاں امیر ملکہ کو دیکھ کر حیران تھے کہ اس نے عرض کیا "یا امیر' میں چالاک بن عمرو ہوں اور سب ماجرا بیان کیا۔ اجلال کو عیاری کا یہ حال سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ اللہ کیا کیا عیار ہیں۔ یوں محل میں رہے اور کوئی پہچان نہ سکا' ادھر لشکر کفار کے جو جاسوس بھیس بدلے بارگاہ میں حاضر تھے انہوں نے یہ خبر جا کر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپ کی نہ تھی بلکہ چالاک عیار تھا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ بختیارک یہ حال سن کر بہت ہنسا اور کہا "واہ اے سلیمان میاں اجلال جادو طلسم سے یہاں آئے' مگر پیر و مرشد یعنی عمرو نے لڑنے بھی نہ دیا اور پکڑے گئے۔ تمہیں اپنے گھر کا بھی کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ بھلا تم انتظام سلطنت اور فوج کا کیا کرو گے اور امیر کے بہادروں اور ہوشیاروں سے کیونکر لڑو گے۔"

سلیمان نے کہا "ملک جی' میں افرا سیاب کی خدمت میں دوسری عرضی بھجواتا ہوں اور مدد طلب کرتا ہوں اور اب کی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کروں گا۔" یہ کہہ کر دوسری عرضی افرا سیاب کو لکھی۔ سارا حال اجلال کا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت جلد کسی زبردست ساحر کو بھیجئے کہ وہ آ کر خدا وند کی مدد کرے۔ اس عرضی کو حسب دستور اس پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ افرا سیاب کو خبر ہوئی۔ پنجہ روانہ کیا اور عرضی کو منگوایا پڑھا اور غصے میں آ کر اپنے اہل دربار سے کہا "سنا تم نے اجلال نمک حرام ہو گیا اور خداوند کا دین ترک کر کے دشمنوں کا مطیع ہوا' لہٰذا چاہتا ہوں کہ تم میں سے ایک ساحر یا ساحرہ خداوند کی خدمت میں جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کر کے' اجلال نمک حرام کو باندھ کر میرے پاس لائے۔

جب افرا سیاب نے یہ کلام تمام کیا۔ دربار میں ایک ساحرہ کرسی پر متمکن تھی۔ اس کا نام حسینہ جادو تھا۔ اپنے بادشاہ کا حکم سن کر اٹھی اور عرض کیا "کنیز اس جنگ

کے لئے جائے گی" افرا سیاب نے خلعت دیا اور کہا "عیاروں سے بہت محتاط رہنا جاؤ خداوند سامری اور جمشید کے سپرد کیا۔" ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہو کر جس ملک کی طلسم میں حاکم ہے وہاں آئی اور بیس ہزار جادو گرنیوں کو حکم دیا کہ جنگ و جدال کے لئے سامان روانگی درست کرو اور کوہ عقیق کی سمت میرے ہمراہ چلو۔

غرض یہ سب چلنے کی تیاری کرتے ہیں' لیکن افرا سیاب نے جواب عرضی لکھ کر پہاڑ پر پنجے سے پھکوا دیا۔ سلیمان کے ملازم اٹھا کر لے گئے۔ سلیمان کو جا کر دیا۔ اس نے پڑھا۔ لکھا تھا کہ ملکہ حسینہ جادو وہاں آتی ہیں۔ کل لشکر حمزہ کو برباد کر دیں گی۔ تم اطمینان رکھو۔ یہ مضمون پڑھ کر سلیمان بہت خوش ہوا۔ یہ سب خبریں لشکر امیر کے جاسوسوں سے جا کر کہیں کہ سلمان نے طلسم سے مدد طلب کی اور عرضی کا جواب بھی آ گیا۔ پڑھ کر سلیمان خوش ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہے۔

امیر نے یہ خبر سن کر ارشاد کیا "جب تک طلسم فتح نہ ہو گا۔ اس وقت تک ساحروں کی آمد اسی طرح جاری رہے گی اور میرے فرزند بدیع الزماں کی بھی رہائی نہ ہو گی۔ لہٰذا اے عمرو پہلے ملکہ نسرین عنبریں' دختر سلیمان کو زنبیل سے نکال کر محلات میں داخل کرو اور اجلال کے ساتھ نکاح کرو۔ ہمارے خزانے سے ملکہ کے جملہ مصارف مقرر ہوں۔ بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے۔"

عمرو نے کہا "میں زنبیل سے ملکہ کو اس وقت نکالوں گا' جب کچھ ملے گا۔ زنبیل روپیہ داخل کرنے کے لئے ہے۔ نکالنے کے لئے نہیں۔ زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہے اس کا یہ حال ہے کہ ہر چیز کہ درکان نمک رفت نمک' شد۔"

امیر خواجہ عمرو کی باتوں پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت فرمایا۔ عمرو نے جا کر روپیہ خزانچی سے وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکال کر اپنے خیمے میں بٹھایا۔ امیر نے پوشاک بھیجی۔ ملکہ نے پہنی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور میں کہاں آئی ہوں۔ اس اثنا میں امیر خود خیمے میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "اے ملکہ! اس

طرح میرا عیار تمہیں یہاں لایا ہے" پھر سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ تمہارا عاشق اجلال یہاں موجود ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہو تو یہاں رہ کر اپنے عاشق سے نکاح کر لو اور اگر یہ منظور نہ ہو تو تمہیں تمہارے باپ کے پاس بھیج دوں۔"
ملکہ نے امیر کی مروت دیکھ کر کہا "میں آپ کا دین اختیار کرتی ہوں" غرض امیر نے ملکہ کی رضا مندی سے اجلال کا جادو سے نکاح کر دیا اور مال و زران ان کو بہت کافی دیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو بلاؤ۔ حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوئے۔ امیر نے تعظیم کی اور عزت و تکریم سے بٹھایا اور فرمایا "آپ قرعہ پھینک کر ملاحظہ کریں کہ طلسم ہوشربا کون فتح کرے گا اور افراسیاب کس بہادر کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔
خواجہ زادوں نے امیر کے سوال کے مطابق قرعہ پھینکا۔ زائچہ کھینچا۔ غور و فکر کیا۔ اشکال رمل کی سعادت و نحوست کا حال دریافت کر کے کہا: یا صاحبقران! علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ہم رمل کے قواعد کے مطابق عرض کرتے ہیں کہ طلسم ہوشربا فتح کرنے کے لئے آپ کا نواسہ شہزادہ اسد بن کرب غازی تشریف لے جائے اور اس کے ساتھ پانچ عیار بھی ہوں کہ ان میں مہتر قران ہو' جو مولانا علی ابن ابی طالب کا نظر کردہ ہے۔ دوسرا برق فرنگی' تیسرا خود شہزادہ اسد کا عیار کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائے گا اور وہ ضرغام شیر دل ہے۔ چوتھا عیار جسے جانا چاہئے' وہ جان سوز بن قران ہے۔ پانچویں عیار کا نام ہم نہیں عرض کر سکتے' مگر اس کا نام حرف عین سے شروع ہوتا ہے۔"
عمرو سمجھ گیا کہ مجھے کہتے ہیں۔ بول اٹھا کہ "یا امیر! ایک حکیم زادہ بھی طلسم میں جائے۔ خالی عیاروں سے مطلب برآری نہ ہو گی۔" خواجہ زادوں نے کہا "دیکھئے ہم نے اسی وجہ سے نام نہیں بتایا کہ آخر انہوں نے ہم پر اعتراض جمایا۔ آپ جانئے' عیار جانیں۔ ہم نے صرف بتا دیا۔"

امیر نے کہا "خواجہ تمہارا نام نکلتا ہے، تم کو جانا پڑے گا۔"
عمرو نے کہا "میں ہرگز نہ جاؤں گا۔"
امیر نے خواجہ زادوں کو رخصت کیا۔ مناسب انعام و خلعت دیا۔ اس کے بعد شہزادہ اسد بن کرب غازی سے ارشاد کیا "اے فرزند، سفر کی تیاری کرو اور طلسم ہوشربا فتح کرنے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔"
اسد اپنے دنگل پر سے اٹھا اور آداب بجا لا کر بارگاہ میں آیا اور روانگی کے انتظام میں مصروف ہوا۔ پھر امیر نے دس لاکھ روپے منگوا کر، اس میں سے پانچ لاکھ زاد راہ کے لئے چاروں عیاروں کو عنایت کئے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے، وہ عمرو سے کہا "تم طلسم کی طرف لے کر جاؤ۔ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہے تو کہا "یا صاحبقران کچھ روپے پیسے کی مجھ میں خواہش نہیں۔ ہرگز طلسم میں نہ جاتا، مگر کیا کروں آپ کا فرزند گرفتار ہے۔ اس لئے مجھے چار و ناچار جانا پڑا، لیکن آپ میرے شاگردوں کو روپیہ دے کر خراب کرنا چاہتے ہیں۔" یہ کہہ کر چاروں عیاروں سے کہا۔ "او ناشدنیو تم یہ پانچ لاکھ روپیہ لے کر سب برباد کرو گے، لاؤ مجھ کو دو، میں رکھ چھوڑوں۔ تمہارے وقت پر کام آئے گا اور تم عیاری کو کیا خاک کرو گے۔ اپنے پاس کا روپیہ صرف کر کے طلسم میں جاؤ گے۔ چاہئے کہ وہاں سے اور پیدا کر کے لاؤ نہ کہ یہاں سے لے جاؤ اور میں نے جو روپیہ لیا، وہ تو میرا خرچ بہت ہے وہ عیار سمجھے کہ استاد یہ روپیہ دیکھ چکے ہیں، چھوڑیں گے نہیں۔ غرض انہوں نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا انہوں نے سب روپیہ زنبیل میں داخل کیا اور بارگاہ سے اپنے خیمے میں آیا اور سفر کی تیاری کرنے لگا ادھر وہ چاروں عیار بھی سفر کا سامان درست کرنے لگے۔ امیر نے عمرو سے مخفی ان کو بہت سا روپیہ دیا۔

• مہ جبین

اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آ کر چالیس ہزار بہادر سواروں کو حکم دیا کہ تیار ہو کر، طلسم ہوشربا فتح کرنے کے لئے چلیں۔ حکم کے مطابق بارگاہیں اور خیمے چھکڑوں پر لادے گئے اور مسلح بہادر افسر مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوئے۔ اسد محلات عظمیٰ میں آیا اور اپنی مادر مہربان، دختر صاحبقران ملکہ زبیدہ کے پائے ادب کو بوسے دے کر آنکھوں سے لگایا اور عرض کیا "اے والدہ ماجدہ آپ کا یہ غلام اپنے ماموں جان شہزادہ بدیع الزماں کی رہائی کے لئے طلسم کی طرف جاتا ہے۔ آپ بھی مجھے رخصت فرمائیے اور جو خطائیں مجھ سے عمداً یا سہواً ہوئی ہوں، ان کو معاف فرمائیے۔"
ملکہ زبیدہ شیر گیر، ایک تو بھائی کے غم میں مبتلا تھی اب بیٹے کے جانے سے آنسو آنکھوں میں بھر لائی اور اسد کو گلے لگا لیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور یہ خبر تمام محلات میں عام ہو گئی کہ شہزادہ اسد اپنے ماموں بدیع الزماں کو چھڑانے جاتے ہیں۔ صاحبقراں کی سب بیٹیوں نے آ کر اسد کی بلائیں لیں اور نذر امام ضامن مانی اشرفیاں بازو پر باندھیں۔ اسد کی حقیقی نانی ملکہ کردیہ بانو، اسد کی مفارقت سے بے قرار ہو کر خوب روئیں۔ آخر سب نے دعائے حرز جان پڑھ کر شہزادے پر دم کی اور دعا دے کر رخصت کیا۔
اسد نے وہاں سے آ کر اسلحہ خانہ کھلوایا اور طلسم فیروز جمشیدہ کا اسلحہ نکلوایا، جو انہوں نے فتح کیا تھا۔ چالیس ہزار خفتان فیروزی نگار اور تیغ ہائے شرر بار لے کر اپنے لشکر میں تقسیم فرمائیں اور نقرئی اور طلائی نقاروں کی کئی ہزار جوڑیاں اونٹوں اور ہاتھیوں پر لدوائیں، سرخ اور سفید زر کی گاڑیاں ہمراہ لیں اور ایک روز لشکر میں ٹھہر کر سب سرداروں سے رخصت ہوا۔ سب امراء وزراء اسد کے خیمے میں آئے۔ سب نے گلے لگایا اور رخصت کیا ایک رات اور ایک دن یہی ہنگامہ رہا، جب دوسرے روز مشرق سے آفتاب

طلوع ہوا۔ شہزادہ اسد کے لشکر میں کوس سفر بجا اور شہزادہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سوار ہوا۔ ڈنکے پر چوٹ پڑی نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر مسجد میں سرداروں کی معیت میں نماڑ پڑھتے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پوچھا "یہ نقارے کیسے بجتے ہیں لوگوں نے عرض کیا" شہزادہ اسد جاتے ہیں۔

امیر نے فرمایا "چلو ہم سواری کا سامان دیکھیں اور ایک بار وقت رخصت پھر اپنے فرزند کے دیدار سے مسرور ہوں' یہ فرما کر مسجد سے برآمد ہوئے اور ایک بلند مقام پر سر راہ جا کر ٹھہرے۔ سب سردار ساتھ تھے۔ یکا یک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوئے۔ ان کے ماتھے پر آئینے نصب تھے۔ زر بفتی جھولیں پڑی تھیں۔ علمبردار اپنے علموں کو جلوے دیتے تھے۔ پھریروں پر خدائے لم یزل کی تعریف تحریر' ہر پرچم پر سورہ انا فتحنا کی تفسیر نقرئی و طلائی نقارے ہاتھیوں اور اونٹوں پر' نقارچی گلنار پگڑیاں باندھے' کم خواب کی چپکنیں پہنے' نقاروں پر چوب لگاتے' رعد آسا دمادمے گڑگڑاتے۔ تحمل و شان دکھاتے نکلے۔ پھر جواہر کار مرصع پوش طرح دار اونٹوں کے غوری بند مقیشی گنگا جمنی گلے میں پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے۔ ان کے برابر ہزاروں پیادہ آدمی جنگ پر آمادہ گروہ در گروہ' انبوہ در انبوہ' غول در غول' شفتاوی پگڑیاں سر پر چست انگرکھے ڈانٹے' پاؤں میں چھوٹی نوک کے جوتے پہنے خواصیاں کاندھے پر سنبھالے۔ ایک طرف روانہ تھے۔ چار ہزار کوتل گھوڑے' جن کا ساز' مرصع کمنڈے کرتے۔ ہیکلیں پہنے' کلغیاں دوہری ایک سر پر اور دوسری کنوتی کے بیچ میں لگائے' پاکھرے ہر ایک کے پڑی' کھنڈیاں پٹھوں پر چڑھیں' سائیس مکھیاں اڑاتے۔ نمودار ہوئے۔ پھر کئی ہزار سقے کھاردے کی لنگیاں باندھے' زربفت کی وردیاں پہنے' گلاب کیوڑہ بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے' گرد و غبار بٹھاتے۔ ان کے ساتھ ساتھ بیلدار کنکر چنتے چلے گئے۔ پھر ماہ طلعت لڑکے' سونے اور چاندی کی منقلیں لئے عود اور لوبان کا بگتا ڈالتے جنگ کو رشک تاتار بناتے' اپنی سج دھج دکھاتے رنگیں لباس پہنے' جواہر کے کڑے ہاتھوں میں پڑے ان میں سے ہر ایک شعلہ رو' ماہ جبیں و طرحدار گزر گئے۔

علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا۔ اس کے سائے میں شہزادہ اسد کا گھوڑا نمودار ہوا۔ نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجے۔ پس پشت چالیس ہزار سوار جرار' ہر ایک کو شجاعت کا جوش' گھوڑے سے گھوڑا ملائے' باگیں اٹھائے گھوڑے کی کنوتیوں پر برچھی رکھے' ولاتیاں کمر سے لگائے۔ بھاری گزر لئے بڑے چشم و خدم سے ظاہر ہوئے۔ اسد نے امیر کو کھڑے دیکھ کر مجرا کیا۔ گھوڑے سے اتر کر خدمت میں حاضر ہوا۔ امیر نے گلے سے لگایا اور دعائے فتح ظفر دی۔ دل بھر آیا۔ اسد نے عرض کیا "نانا جان آپ کو خدائے پاک کے حفظ و ماں میں دیا" امیر نے قبول فرمایا۔ سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغل گیر کیا۔ پھر اسد نے کہا۔

یا امیری و انت مولائی
بہ سفر رفتنم چہ فرمائی

امیر نے کہا۔

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

پھر کہا۔ "اے فرزند! پروردگار عالم تمہاری صورت ہمیں پھر جلد تر دکھائے اور طلسم میں دشمن پر فاتح فرمائے لو سدھارو۔ قادر توانا خدائے دو جہان کے سپرد کیا۔"
اسد اپنے نانا کے قدم کو بوسہ دے کر پھرا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ سواری بڑے عظیم و شان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی۔ امیر ادھر پھرے۔ سردار رونے لگے۔ محلات میں گریہ وزاری کی صدا بلند تھی۔ امیر بارگاہ تک نہ پہنچے تھے کہ یکایک آواز زنگولوں کی آئی۔ نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ سامنے سے شاہ عیاراں خواجہ عمرو آتے تھے۔ چاروں عیار

ہمراہ ہیں۔ لباس عیاری اور کلاہ سرداری پہنے عیاری کے بانے جسم پر لگائے' کمند ہر ایک کے سر سے بندھے گو پھن بازو پر لپٹی پتھروں کا تو بڑا گلے میں ڈالے۔ چست و چالاک بنے ہوئے۔ عیاری کا لباس زیب تن کئے ہوئے امیر کے قدم سے آکر لپٹ گئے۔

امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا۔ امیر کی مفارقت یاد کر کے ہر ایک بے اختیار رو دیا۔ عمرو نے عرض کیا "اے آقائے نامدار اس ساتھ کے کھیلے کو فراموش نہ کیجئے گا اور دیرینہ خدمت گزاری کے عوض دعائے خیر کیجئے گا۔ اس سفر میں دیکھئے کیا ہو۔ مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہے طلسم ہوشربا میں جاتا ہوں۔ دیکھئے کیا پیش آتا ہے' یا امیر اپنی جگہ پر اپنے بیٹے کو عیاروں کا سردار کئے جاتا ہوں اس کو میری جگہ پر بٹھائیے گا اور جو مجھ سے خدمت لیتے تھے اس سے اس کام کو فرمائیے گا۔ امید ہے کہ وہ منصب ادا کرے گا اور وہ چالاک بن عمرو ہے۔"

امیر نے منظور فرمایا۔ چالاک اور دوسرے سب عیار ساتھ آئے تھے ان کو خواجہ عمرو کی "وصیت" سنائی گئی۔ سب نے یہ قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا۔ غرض عمرو بھی رخصت ہو کر آگے بڑھے اور تھوڑی دور جا کر ان چاروں عیاروں سے کہا "اے بھائیو! مثل مشہور ہے کہ اپنی اپنی ڈفلی' اپنا اپنا راگ صحرائے طلسم الگ الگ طے کر کے طلسم کے اندر داخل ہوں۔ علیحدہ چلنے میں یہ فائدہ بھی ہے کہ اگر کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہو گا اور کوئی گرفتار ہو گا' تو ایک دوسرے کا وقت آپنے پر دوست اور یار ہو گا اور جو سب ساتھ چلیں گے یکبارگی گرفتار ہو جائیں گے۔ عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوئے۔ ایک سمت مہتر قران' ایک جانب ضرغام' ایک طرف برق فرنگی ایک راہ جاں سوز۔ سب الگ الگ چلے اور عمرو چھلانگیں لگاتا ہوا اس راہ کو چھوڑ کر جدھر شہزادہ اسد کی سواری جاتی تھی' ایک طرف کو چلا۔

مگر اب پہلے حال شہزادہ کا مگار اسد شہسوار کا بیان کیا جاتا ہے یہ باچشم و خدم' قلعہ کوہ عقیق کی سرحد سے گزر کر اس مقام پر پہنچا کہ جہاں نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی

رہتی ہے اور سلیمان اس کے ذریعے سے افراسیاب سے نامہ و پیام کرتا ہے۔ اس کوہ بلند کو دیکھا کہ اس کی بلندی منزلوں تک آسمانوں تک ہے۔ وہاں تک کمند فکر کی رسائی محال' وہاں تک طائر وہم پہنچے' کیا مجال۔

شہزادہ وہاں پہنچ کر ایک لمحہ ٹھہرا اور اس کوہ کو بغور ملاحظہ کیا۔ قلعہ کوہ سے پائین کوہ تک رشک لالہ' جڑی بوٹیاں اور نرگستان کواکب کھلا تھا۔ گلدستوں کی بہاریں جوبن پر تھیں۔ گھاٹیوں سے آبشار ہو رہا تھا' جھرنا جھرتا تھا پہاڑی پرندوں کے قہقہے تھے۔ بلبل شوریدہ کے چہچہے تھے۔ پہاڑ کی چوٹی پر نقارہ رکھا تھا اور ایک سو سالہ بوڑھا بیٹھا تھا جب اسد نے درہ کوہ میں داخل ہونے کا عزم کیا تو وہ بوڑھا پکارا "ہاں ہاں نوجوان کیا غضب کرتا ہے' دانستہ اژدہے کے منہ میں قدم دھرتا ہے اس پہاڑ کے ادھر طلسمات ہے' بلا کی جگہ ہے وہاں گیا ہوا کبھی پھرا نہیں ملک عدم کے سوا راستہ ملا نہیں۔ اپنی جوانی پر رحم کر۔ پھر جا' ورنہ تو کجا اور زندگی کجا۔

اسد یہ کلام سن کر للکارا کہ "او پیر نابالغ جوانمرد کہیں مرنے سے ڈرتے ہیں۔ قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھرتے ہیں۔ جانتے ہو میں کون ہوں' طلسمات کو تباہ کرنے والا ہوں۔ امیر حمزہ کا نواسہ ہوں۔ شہزادہ اسد بن کرب غازی ہوں تیرے روکے سے کب رکتا ہوں۔ جاں بیچ کر طلسم میں چلا ہوں۔"

اس بوڑھے نے جب شہزادے کا نام نامی سنا تو کہا "اگر یہ ارادہ ہے اور طلسم فتح کرنے کا تہیہ کیا ہے تو بسم اللہ کون روک سکتا ہے۔ تشریف لے جایئے' جو مقصد ہو' پورا کیجئے۔"

شہزادے نے گھوڑا آگے بڑھایا اور لشکر کے ہمراہ درہ کوہ میں داخل ہوا۔ پہاڑ پر طلسمی پرندے اڑے اور نقارہ بجنے لگا۔ پرندوں نے جا کر افراسیاب کو خبر دی کہ حمزہ کا نواسہ اسد طلسم فتح کرنے کے ارادے سے' اس قدر فوج کے ساتھ طلسم کی سرحد پر آ چکا ہے افراسیاب نے یہ خبر سن کر فی الفور سرحد واران طلسم کو نامے لکھے' اسد نامی ایک

شخص حمزہ کا نواسہ داخل طلسم ہوا ہے' جہاں پاؤ فوراً گرفتار کر لینا۔ ہر ایک جادو گر اس خبر سے آگاہ ہوا اور گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ لیکن شہزادے نے جب درہ کوہ طے کر کے سر بدر کیا تو نواح دلکشا میں ایک وسیع سبزہ زار میں گزراہوا۔ کوسوں تک سبزہ لہلہاتا تھا' خود رو گلاب کی خوشبو سے جنگل مہکا ہوا تھا۔ اگر کہیں خا تھا' وہ بھی گل کے گلے کا ہار تھا۔ جھاڑیاں زلف معشوق کو شرماتی تھیں۔ دریا کی لہریں رفتار جاناں یاد دلا کر دل بیتاب کو لہراتیں غرض یہ کہ جنگل ہرا بھرا تھا۔

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مردہ ہو جس کو دیکھ کر زندہ

سوئے اس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار

یہ ہوائے خوش اس سے آتی تھی
روح بالیدگی سی پاتی تھی

بس نظر کرتی تھی جہاں تک کام
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام

کف پا جس نے اس زمیں پہ دھری
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی

دل شبنم یہ چاہتا تھا وہاں
ہوں اسی سبزہ زار پر غلطاں

اک طرف کو وہ سبز نوخیز
ایک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شہزادہ اپنے رفیقوں کے ہمراہ سیر گلزار کرتا' دشت کو آباد کرتا۔ ایک طرف روانہ تھا کہ سامنے ایک باغ نظر آیا۔ سب نے عرض کی کہ حضور' اس پر بہار باغ میں تشریف لے چلیں اور نظارہ گل فرمائیں۔ اسد اسی طرف چلا۔ باغ کے قریب پہنچا دیکھا باغ کا دروازہ کاریگروں نے پتھر کا مع چوکھٹ بازو بنایا ہے۔ سنگ موسیٰ اور سماق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا ہے باغ کا دروازہ تمنائے عاشق کی طرح کھلا ہے۔ کوئی پاسبان نہ کوئی چوکیدار وہاں کا انتظام گویا بہار کے ہاتھ میں ہے۔ شہزادہ باغ کے اندر آیا' اہل لشکر کو بھی لایا۔ ہر طرح کے پھول کھلے تھے۔ نہریں جاری تھیں۔ فوارے سے چھوٹتے تھے۔ نہر کے متصل انگور کی تاک تھی۔ ہر شجر کی اس پر تاک تھی۔
جواہر نگار ستون کھپانچ کے بدلے سنہری بتیاں' خاتم بندی کا کام' خوشوں پر زربفت کی تھیلیاں' ہر شجر کا مستانہ وار جھومنا'چمن روش پڑی خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھانٹ ڈالی تھی۔ نئی نئی روش نکالی تھی۔ نہروں کے گرد بلور کی پٹریاں' قریب ہی ہری ہری گھاس زمرد کو شرماتی تھی۔ نہروں میں فوارے چڑھے۔ بلبل کی روح بلبلائے' درود پڑھے' پانی کی شفا پر جان لہراتی باد صبا۔ گویا یہ باغ روضہ رضوان تھا۔
لیکن اس باغ میں سناٹے کا عالم' بالکل سنسان' کوئی انسان نہ حیوان' چمنستان میں ایک چبوتری سو گز سے سو گز تک مربع' سوا گز کا مرتفع بنا تھا۔ اس کے گردا گرد چار چمن۔ ہر ایک میں لالہ پھولا تھا۔ چبوترے پر جو بنگلہ پڑا تھا۔ اس میں شہزادہ آ کر ٹھہرا۔ چبوترے کے گرد لشکر اترا کہ یکایک قہقہے کی صدا آئی۔ لالہ کا تختہ جو لگا تھا' اس کے پھول کھل گئے اور پھولوں کے اندر سے اژدھوں کے ہزاروں منہ پیدا ہوئے۔ آتشیں شرارے چھوڑ کر اژدھوں نے جو دم کھینچے' تو شہزادہ کا سارا لشکر مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ ان کے منہ میں چلا گیا اور اب باہر تنہا رہ گیا چبوترے سے اتر کر اپنے رفیقوں کی طرف

دوڑا۔ پھر ایک آواز تڑاقے کی آئی۔ پیچھے مڑ کر جو دیکھا' تو جس گھوڑے پر سوار تھا اس کے پر نکل آئے ہیں' اڑ کر ایک طرف کو چلا جاتا ہے۔ شہزادہ سخت حیران تھا کہ لحہ بھر میں پھر اسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا۔ شہزادہ اپنے رفیقوں کی یاد میں خوب رویا اور پکارا "اے گردون ناہنجارہ اے فلک کج رفتار' تجھے ہماری اتنی صحبت پسند نہ آئی۔ مجھ سے تنہا بیابان کی خاک چھنوائی۔ بے تابی میں شہزادے نے یہ شعر پڑھا۔

تو ہمرہان قافلہ سے کہیو اے صبا
ایسے ہی گر تمہارے قدم ہیں تو ہم رہے

کبھی تلوار پکڑ کر اٹھتا تھا' لیکن کسی کو نہ پاتا کہ اس پر وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے۔ وہ باغ نظر میں خار ہوا اور وہ آسیب پہنچی کہ وہ بھی نظر نہ آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی۔ لاچار ہو کر اس چبوترے پر بیٹھا' خیال آیا کہ اسد یہ مقام طلسم ہے۔ ابھی ایسے معرکے بہت پیش آئیں گے۔ ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائیں گے۔ اس پہلی ہی منزل میں گھبرانا' یوں بلبلانا نہ چاہیے۔ قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور تنہا چل کر منزل مقصد کی تلاش کرو۔

یہ سوچ کر اس باغ میں ہر طرف پھرا۔ ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا۔ اسی دروازے سے نکل کر راستہ لیا۔ پیاسہ سفر نصیب ہوا۔ ہر قدم پر چھالے۔ لب پر آہ و نالے' طلسم کا صحرا' جہاں کا پھول بھی ان کے حق میں کانٹے بوتا۔ اسی طرح تین رات دن راہ طے کی اور کوئی جائے سکونت نظر نہ آئی۔ تیسرے روز ایک سواد شہر دکھائی دیا۔ شہزادہ افتاں خیزاں وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ حصار شہر بلور کا ہے' سراسر نور کا ہے۔ دیوار میں نقش و نگار' شاہ و شہریار کی تصویریں بنائی ہیں۔ شکار گاہیں' صحرا کوہ و دریا کی صورتیں اصل کر دکھائیں۔ شہر کا دروازہ کھلا ہے۔ پھاٹک فیل مست کی طرح

جھوم رہا ہے۔ ہزاروں ساحر کھوپڑی پر چندن لگائے۔ مہیب صورت بنائے' ماتھوں پر تلک دیئے' فولادی گولے ہاتھ میں لئے۔ کسی کا سر انسان کا اور دھڑ حیوان کا کسی کا چہرہ حیوان کا جسم انسان کا' کوئی فیل سر' کوئی اژدر صورت۔ ہر قسم کی شکلیں صورتیں سحر سے بنائے کھڑے ہیں ان کے سامنے آگ کے لکڑ سلگتے ہیں۔ جنتر منتر پڑھتے وقت آگ میں گھی ڈالے جا رہے ہیں۔

دروازے کے قریب قلعہ ہے' اس میں ہزاروں برج بنے ہیں۔ ساحر فیل بدن' بٹے کٹے برج میں بیٹھے ہیں گھنٹے اور ناقوس بجتے ہیں۔ سامری و جمشید کی تعریف میں بھجن گا رہے ہیں۔ شہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا ہے اور داخل شہر ہوتا ہے۔ کسی نے منع نہ کیا' جب شہر کے اندر آیا۔ ملک کو آباد پایا۔ گلی کوچے صاف دل عاشق کی طرح دکانیں ستھری اور شفاف' ہر طرف اکا بر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار' لین دین اور بھوار جاری ہر مکان دکان کی تیاری بڑی' ایک طرف صراف' دوسری طرف بزازہ۔ چار طرف صراف چادریں بچھائے' کوڑی پیسے اور درم دینار کا ڈھیر لگائے۔ بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہیں۔ خریدار پھرتے ہیں۔ کسی سمت حلوائی سونے چاندی کے تھال لگائے بیٹھے ہیں' جن میں انواع و اقسام کی لذیذ عمدہ چنی ہوئی مٹھائیاں ہیں۔ کہیں نانبائی ہیں۔ کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہیں۔ کہیں بساط خانے کی سجاوٹ ہے کہیں گل فروشوں کی بہار' کسی طرف ساقنوں کی بناوٹ ہے۔ طرحدار رنڈیاں چوک چکلہ میں آباد۔ تماش بین دلشاد' عورتیں زربفت کے لہنگے دھوتی کے انداز پر کسے' آدھی ساڑھیاں اوڑھے آدھی باندھے۔ بعض کے دوپٹے میں لچکا ٹکا کرن لگی' اس کی گاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی' گوکھرو کی انگیا کچھی' جواہر کڑے' ہاتھوں میں پڑے۔ پاؤں میں تن تن سونے کے چھڑے'

نازو ادا دکھاتی۔ عاشقوں کو لبھاتی تھیں۔ سونے چاندی کی ترازو میں میوے تولتیں' عاشق مزاجوں کو نار پستاں اور سیب زنخداں کی بہار دکھاتیں۔

شہزادہ اس شہر کی سیر دیکھتا پھرتا' بہت بھوکا تھا۔ ایک حلوائی کی دکان کے پاس آیا۔

مشت زر جیب سے نکال کر...... اسے حوالے کیا کہ مٹھائی کا تھال میرے واسطے نکال کر بھیجئے اور آپ ارادہ کیا کہ الگ جا کر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر پھینک دیا اور کہا ''اے شخص اپنا زر لے لے۔ ہمیں یہ روپیہ نہیں چاہئے'' اسد نے وہ روپیہ لے لیا اور فرمایا ''بھائی اس میں کیا برائی ہے'' اس نے کہا ''ایسے روپے میرے یہاں انبار لگے ہیں بلکہ لڑکے بجائے کنکر پتھر کے انہیں اشرفیوں روپوں سے کھیلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جا کر تھوڑا سا زر جواہر دامن میں بھر لائے اور اس مرد اجنبی کو دکھائے۔ وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا۔ اسد کو دکھایا۔

شہزادے نے کہا: ''پھر یہاں خرید و فروخت کی کیا صورت ہے؟''

حلوائی نے کہا: ''سکہ رائج الوقت ہمیں دو' اور جو چیز چاہے' مول لو۔''

شہزادے نے کہا: ''یہاں کس کا سکہ چلتا ہے؟''

حلوائی نے کہا ''افراسیاب کا''

اسد نے پوچھا: ''اس شہر کا نام کیا ہے؟''

کہا: ''اسے شہر ناپرساں کہتے ہیں۔ یہاں کاغذ کے روپے چلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکال کر دکھایا کہ یہاں تو یہ سکہ چلتا ہے۔''

شہزادے نے دیکھا کہ کاغذ کے ایک پرزے پر ایک بادشاہ کی تصویر ہے۔ دوسری طرف کاغذ کے کچھ نقش نگار ہیں۔ حلوائی نے کہا: ''ایسا ہی روپیہ دو تو سودا ملے' ورنہ اپنا راستہ لو'' اسد نے جب یہ کلام سنا تو وہاں سے دوسری دکان پر آیا اور چاہا کہ اس سے کچھ سودا لے۔ وہاں بھی یہی جواب پایا۔ اسد بھوکا تھا۔ بے حد غصے میں آیا اور دل میں کہا: ''آخر تو اس شہر کو نا پرساں کہتے ہیں' یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں' تم بھی بازار لوٹ لو' تمام شہر میں غدر کر دو۔ یہ سوچ کر ایک حلوائی کی دکان سے تھال اٹھایا۔ اس نے چور چور کہہ کر غل مچایا۔ لوگ دوڑے اسد نے جو بھی قریب آیا۔ گردن پکڑ کے ایک کا دوسرے سے سر لڑایا اور دو ایک کو جہنم میں بھیجا۔ ایک غلغلہ ہوا' کوتوال شہر دوڑا۔ اسد نے تلوار کھینچی اور دو ایک کو زخمی کیا اور حلوائی کی دکان پر چڑھ گیا۔

اس کے بیٹھنے کی چوکی بیچ سڑک پر بچھائی۔ مٹھائی کا تھال آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا' جو پاس آیا اسے مارا۔ دکاندار بھاگ کر حاکم کے پاس گئے۔

راوی کہتا ہے یہ شہر افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لئے آباد کیا ہے اور یہاں کی حاکم ملکہ حیرت ہے۔ اس جگہ ایک گنبد بنا ہے کہ نام اس کا گنبد بے نور ہے۔ اس میں تین درجے ہیں۔ ایک درجے میں بارہ ہزار ساحر رہتے ہیں اور دوسرے میں کئی ہزار گھنٹے ٹنگے ہیں۔ ناقوس رکھے ہیں اگر وہ بجیں' تمام ساکنان طلسم بے ہوش ہو جائیں اور تیسرے درجے میں حیرت جادو بیٹھ کر سیر طلسم کرتی ہے۔ یہاں سے طلسم کی ساری کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہے۔ اس کے ایک طرف طلسم گلشن ہے۔ یہ ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہے۔ عجب دلچسپ جگہ ہے۔ یہ مکان طلسم ظاہر میں بنا ہے اور یہ شہر اسی لئے آباد ہوا ہے' تا کہ ملکہ جب گنبد کی سیر کو آئے تو کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔ سب چیزیں یہاں پائے۔

اس وقت ملکہ حیرت اسی گنبد میں جلوہ گر ہے۔ طلسم کی سیر دیکھنا مد نظر ہے۔ ناچ سامنے ہو رہا ہے۔ سترہ سو کنیزیں زیور سے آراستہ' دست بستہ سامنے کھڑی ہیں کہ یکایک فریاد ہے کا غل سنا۔ اپنی وزیر زادی زمرد جادو کو حکم دیا کہ دیکھو۔ یہ کون استغاثہ کرتا ہے کس نے ظلم کیا ہے' کیا ماجرا ہے؟

زمرد جادو نے جا کر حال دریافت کیا اور فریادیوں کو گنبد کے سامنے لائی' ملکہ حیرت نے ماجرا پوچھا۔ رعایا نے اسد کے ظلم کی کیفیت سنائی' ملکہ نے ایک کنیز گلشن جادو نامی کو حکم دیا کہ جا کر اس لٹیرے کو پکڑ لائے تا کہ سزا دی جائے۔ گلشن حکم کے بمو جب فریادیوں کے ہمراہ چلی اور شہزادے کے قریب آئی دیکھا کہ ایک جوان رعنا رشک مہ پیر کنعان تخت پر بازار میں بیٹھا ہے۔ تلوار ہاتھوں میں ہے۔ مٹھائی کھا رہا ہے' لیکن اس کے نور حسن کی چمک دمک سے وہ تمام بازار منور اور روشن ہے۔ گلی کوچہ وادی ایمن بنا ہے۔ ایسا حسن کبھی دیکھا نہ سنا۔

گلشن جادو اسد کو دیکھتے ہی فریفتہ ہوئی اور پکاری: ”کیوں صاحب تم کون ہو‘ جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اس طرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزیں چھین کر کھاتے ہو۔“

اسد نے اس کی آواز سن کر سر اٹھایا‘ دیکھا کہ ایک ساحرہ‘ ماتھے پر سیندور کا ٹیکا لگائے‘ ساڑھی باندھے سحر کی جھولی گلے میں چلی آتی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ یہ ضرور تجھ پر سحر کرے گی اور پکڑ کر لے جائے گی۔ پھر ساری شیخی کرکری ہو جائے گی۔ کچھ مکر کیجئے اور اس حرامزادی کو سزا دیجئے۔ یہ سوچ کر پکارا کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تو اپنا حال سنائیں اور تمہارے ساتھ تمہاری ملکہ کے پاس چلیں۔

گلشن جادو اسد کے قریب آئی۔ اسد نے آنکھ سے اشارہ کیا۔ گلشن سمجھی کہ مردوا تجھ پر ریجھا۔ فوراً آ کر اسد کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور کہا ”چلو ملکہ کے پاس لے چلوں“ دل میں یہ ہے کہ ملکہ سے مانگ کر مزے اڑاؤں‘ اپنے گھر لے جاؤں۔ اسد نے جب اس کا ہاتھ پایا‘ ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری۔ اس کی گردن پکڑ کے‘ کپڑا اپنا پھاڑ کر اس کے منہ میں ٹھونسا کہ سحر نہ کرے اور اس کے دوپٹے سے مشکیں باندھ کر ایک دکان کے ستون سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ بلبلا گئی۔

اسد نے پھر بیٹھ کر مٹھائی کھانا شروع کی۔ دکاندار یہ حال دیکھ کر دور سے غل مچاتے ہیں۔ اسد کو دھمکاتے ہیں‘ مگر کوئی پاس نہیں آتا ہے۔ اسد مٹھائی کھائے جاتا ہے۔ آخر پھر جا کر ملکہ حیرت سے کہا۔ حیرت یہ سن کر ہنس دی اور اپنی وزیر زادی زمرد جادو کو کہا کہ جا کر اس موئے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا۔ وزیر زادی یہ سن کر سحر کر کے اڑی اور آ کر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤں کی طاقت جاتی رہی۔ گلشن کو کھول دیا اور اسد کی گردن میں پنجہ ڈال کر لے اڑی۔ گلشن بھی ساتھ ہوئی۔ اسد کو ملکہ حیرت کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ اسد نے دیکھا کہ ایک حسین و جمیل عورت‘ پرزر لباس پہنے مسند پر بیٹھی ہے۔ سترہ سو کنیزیں ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہیں۔ اسد نے اس کی جانب سے منہ پھیر لیا‘ لیکن حیرت اسد کی صورت دیکھ کر حیرت میں آئی اور پوچھا:

"اے گرفتار رنج و الم تو گل کس کے گلستان کا ہے اور یہاں کیونکر آیا ہے؟"
شہزادے نے فرمایا: "نواسہ امیر حمزہ کا ہوں' طلسم فتح کرنے آیا ہوں۔"

ملکہ حیرت نے جب امر حمزہ کا نام سنا' فرط حیرت سے سر دھنا اور گھبرا کر کنیزوں سے کہا "میرا صندوقچہ اٹھا لاؤ" وہ گئیں اور صندوقچہ جا کر لے آئیں۔ ملکہ نے صندوقچہ کھول کر ایک تصویر نکالی اور شہزادہ اسد کو فرمایا: "ہاں اسد ہی خدائے صمد کا بندہ ذلیل ہے۔"
ملکہ حیرت نے کنیزوں سے کہا: "یہ بے شک طلسم کشا ہے۔ تصویر نام کے مطابق ہے۔ نشان اور پتا ملتا ہے۔ اسے صحرائے طلسم میں پھینک دو۔ اگر طلسم کشا ہے تو از خود طلسم سے نکل جائے گا۔ اور اگر کوئی دوسرا ہے تو صحرا میں سرگرداں ہو کر جان دے گا۔"
یہ حکم سن کر جادو گرنیوں نے کچھ سحر پڑھا۔ شہزادہ اسد بے ہوش ہو گیا۔ وہ اٹھا کر صحرا طلسم میں لائیں اور چھوڑ کر چلی گئیں۔ لمحہ کے بعد شہزادے کی آنکھ کھلی۔ خود کو ایک صحرائے سبزاہ زار میں پایا۔ اٹھ کر ایک طرف روانہ ہوا۔ دیکھا کہ یہ صحرا بہشت بریں کا نمونہ ہے۔ سرد شمشاد و قمری و فاختہ کی فریاد تھی' بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی۔ کنویں جا بجا پختہ بنے' جن کی چاہ میں باؤلی دیوانی' ہوشیار ڈانواں ڈول پھرے۔ جگت کی پٹڑیاں ایسی تحفہ کہ انگور کی تاک جو انہیں جھانک لے تو شرمائے۔ ہر طرف نہریں اور چشمہ جاری۔ ان کے کناروں پر گلکاری' درخت' بیلا' موتیا' نسترن جوہی' شبو' چنبیلی' نرگس' یاسمین کسی جگہ لالے کے پیالے۔ یاقوت رنگ' کسی طرف گل فرنگ کہیں نیبو نارنگی' ترشاوے کی میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہیں سنبل با زلف پریشان' کہیں سوسن سو زبان سے باغبان قدرت کا مداح خواں' ہر تختے میں باد بہاری مستانہ وار لڑکھڑاتی' پھولوں کے پھولنے اتراتی جھیلیں' لہراتیں' رفتار معشوق کی ادا دکھاتیں۔ گھاس کوسوں تک ہری ہری اگی ہوئی تازگی اور سرسبزی بھری ہوئی'

ہرن پاڑھے چیتل پھرتے۔ دریائی جانور کلیلیں کرتے۔ کوا ہریل پدا' کوئل درختوں پر جھولا جھولے۔ نہال نہال ہو کر جھومتے' نہروں کے کنارے قازبط' مرغابی' قرقرے پانی میں چونچیں ڈال کر پروں کو بھگوتے اور صاف کرتے۔ پھریریاں لیتے پروں کو اپنے چھرچھراتے۔

اسد یہ کیفیت بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہاں چمنستان میں بہت آدمیوں کو گلچینی کرتے پایا۔ پوچھا کہ اے بھائیو' یہ کون سا مقام ہے اور تمہارا کیا نام ہے۔ گل چیتی کرنے سے کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا' کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہے۔ مگر مختصر سا یہ بیان ہے کہ ہم سب اپنے اپنے ملک کے شہزادے ہیں۔ بہر شکار نکلے تھے اس صحرا میں آ کر پہنچے۔ اس سے لوٹ کر نہ جا سکے۔ اس لئے کہ جب جاتے ہیں۔ راستہ نہیں پاتے ہیں۔ آخر مجبوراً اسی جگہ بود باش اختیار کی ہے۔ یہاں ایک شہزادی رہتی ہے۔ ہر روز پھولوں کا گہنا پہنتی ہے اس کے لئے ہم پھول چن کر گہنے بناتے ہیں۔ اس کی خواص سر شام آ کر گہنا لے جاتی ہے۔ ہمیں اس کے بدلے میں کھانا دے جاتی ہے فضل خدا پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور وہی کھانا کھا کر عمر عزیز بسر کرتے ہیں۔ اب تم بھی اس صحرا سے نکل نہ سکو گے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چن کر گہنا بناؤ۔ اسی طرح یہاں زندگی ہو گی اور روٹی ملے گی۔"

اسد نے کہا: "استغفر اللہ' مجھے مالی پن نہیں آتا' یہ تمہی کو مبارک رہے۔"

انہوں نے کہا: ابھی تازہ وارد ہو۔ پیٹ بھرا ہے۔ موٹے تازے بنے ہو' جب کچھ نہ رہو گے' چربی گھلے گی۔ فاقہ کرو گے' تو آپ ہی بناؤ گے۔"

اسد یہ باتیں سن کر ان سے ہم کلام نہ ہوا اور الگ جا بیٹھا۔ ارادہ کیا کہ درختوں سے کچھ میوہ توڑ کر کھائے اور چشمے سے پانی پی کر پیاس بجھائے۔ یہ سوچ کر درخت کی شاخ پر ہاتھ ڈالا۔ وہ ہاتھ نہ آئی اونچی ہو گئی اور جو میوہ کہ گرا پڑا تھا۔ وہ بھی نظر سے غائب ہو گیا۔ جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا چڑھا نہ گیا چشموں کا پانی بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی میں ہاتھ ڈالا۔ دیکھا پانی نہیں' ریت ہے۔ ناچار بیٹھا رہا یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا اور شام کے قریب چند خوبصورت کنیز مزدورنیوں کے سر پر کھانے

کے خوان رکھے آئیں اور پکاریں کہ اے قیدیو! کھانا لو اور گھنا دو' سب آدمی دوڑے گھنا ان کے حوالے کیا اور کھانا لیا۔ کنیزیں چلی گئیں اور وہ سب کھانا کھانے لگے۔

اسد بے چارہ دور سے بیٹھا دیکھا کیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے سب کھانا لیا اور انہیں نوالہ بھی نہ دیا۔ اسد اس رات کو بھوکا پیاسا سو رہا۔

جس وقت مرغ زریں آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک میں آیا' وہ سب قیدی پھول چننے میں مصروف ہوئے اور شہزادے نے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی پھر قیدیوں نے آ کر سمجھایا کہ اے گل نورستہ۔ کیوں اپنی بہار زندگی پر خزاں لاتا ہے' یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کملایا جاتا ہے آج ہمارے ساتھ چل کر گھنا بنا۔ شام کو آرام سے کھانا کھا' ورنہ صحرائے طلسم میں بھوکا پیاسا مر جائے گا۔ پانی ملے گا نہ دانہ پائے گا۔ شہزادے نے کہا' تم جا کر اپنے کام میں مشغول ہو۔ میرے سمجھانے سے باز آؤ۔ وہ سب جا کر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن بھی تمام ہوا۔

شام کو خواصیں کھانا لے کر آئیں۔ شہزادے نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عورتوں کو ڈانٹا کہ سب کھانا رکھ دو اور تم چلی جاؤ۔ عورتوں نے جب اسے برسر پرخاش دیکھا' قیدیوں کو پکارا کہ جلد آؤ' یہ موا سنڈا تمہارا کھانا چھینے لیتا ہے۔ وہ سب دوڑے۔ اس نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر مار کر پھوڑے' خواصوں کو طمانچے لگائے۔ مزدوروں کو لاتیں ماریں سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اتروا لئے۔ آپ بیٹھ کر ان قیدیوں کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیا۔ خواصیں روتی پیٹتی برہنہ پا اپنے مالک کے پاس آئیں۔ ملکہ مہ جبین الماس پوش افراسیاب کی بھانجی ہے اور افراسیاب نے اسے اپنی بیٹی بنا رکھا ہے اور اسے طلسم کی سلطنت کا مختار بنایا ہے۔ نو روز کے دن تخت پر ملکہ کو بٹھاتا ہے اور جشن کرتا ہے۔ اس جشن میں اٹھارہ ہزار شہزادیاں اور تمام ممالک طلسم کے بادشاہ سب ملکہ مہ جبیں کو نذر دیتے ہیں اور سلام کرتے ہیں' چنانچہ ملکہ کو طلسم میں یہ صحرا پسند آیا ہے۔ اس جگہ افراسیاب نے ایک مکان اس کے رہنے کو بنایا ہے۔ ملکہ یہاں

رہتی ہے اور افراسیاب کی بہن صندل جادو بھی یہیں رہتی ہے اور اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اتفاق سے اس وقت صندل افراسیاب کے دربار میں گئی تھی کہ خواصیں روتی ہوئی آئیں۔

ملکہ نے پوچھا "خیر تو ہے؟"

کہا: حضور' ایک قیدی نیا آیا ہے کہ وہ نہ پھول چنتا ہے نہ گہنا بناتا ہے۔ زبردستی دکھاتا ہے۔ اس وقت اس نے سب قیدیوں کو اور ہمیں مارا اور کھانا چھین لیا۔"

ملکہ نے کہا: اب کی بار تم نہ جاؤ۔ محلدار اور کہاریاں قیدیوں کو کھانا پہنچا آئیں۔"

ملکہ کے ارشاد کے بموجب محلدار گنگا جمنی عصا لئے کہاریوں کے سر پر کھانے کے خوان رکھوا کر چلیں' جب اسد کے قریب پہنچیں کہا "اوئے موئے قیدی' کیوں تیری شامتیں آئی ہیں۔ قضا سر پر کھیلتی ہے کہ تو نے سرکاری آدمیوں کو مار کر کھانا چھین لیا اور دیکھو تو موا کس ڈھٹائی سے بیٹھا زہر مار کر رہا ہے' جیسے اسی نے پکوایا ہے۔"

اسد کو یہ باتیں سن کر غصہ آیا۔ دل میں کہا کہ تم بھی بہت دق ہوئے ہو' ان کو بھی مارو۔ اٹھ کر محلدار کو مارنا شروع کیا اور دوپٹہ اور عصا اور ہاتھوں کے کڑے سب چھین لئے کہاریاں خوان چھوڑ کر بھاگیں اور قیدی سب جا بجا چھپ رہے۔ اسد کہاریوں کے پیچھے دوڑا ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ ملکہ غل سن کر مکان کے باہر نکل آئی دیکھا۔ کہ ایک نوجوان حسین' کم سن' آفتاب رو' خال ہند و چشم یوسف ثانی' اٹھتی جوانی' نشہ شراب میں چور' کہاریوں کے پیچھے چلا آتا ہے۔ اپنی رفتار مستانہ سے سوتوں کو جگاتا ہے۔ دیکھتا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکارا "ہاں ہاں' اے نوجوان یہ کیا کرتا ہے۔" شہزادے نے نگاہ اٹھا کر جو دیکھا' ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا" جس نے اپنے تیر نگاہ سے دل کو صید بنایا۔ اسد اس سراپا نور کو دیکھتے ہی نقد حال کھو بیٹھا۔ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ وہ نازنین بھی مسکرائی اور اسد کے پاس آئی کہا "اے شخص' لٹیرا پن کرنا اچھا نہیں۔ اپنا دلی مطلب ہم سے بیان کر' اس لوٹ مار سے کیا فائدہ ہے۔"

شہزادہ اس کی گفتگو سے مالا مال ہو کر گویا ہوا "اے یار دلنواز' میں اپنی جان سے تنگ تھا' جب کئی فاقے گزرے تھے کہ میں نے کھانا چھینا۔" ملکہ نے کہا: "فاقہ مستی تمہاری ظاہر ہے۔ اسے میں کیا کروں' کہیں اپنا ٹھکانہ کرو۔ کوئی اور گھر دیکھو۔

شہزادے نے کہا "اے ملکہ' ہم تشنہ دیدار تمہارے ہیں۔ زکوٰۃ حسن تم سے مانگتے ہیں۔"

ملکہ نے کہا "بے غیرتی کا خدا بھلا کرے۔ سوال دیگر' جواب دیگر۔ میں کچھ کہتی ہوں' تم اور سنتے ہو۔ چلو اپنا راستہ لو۔"

اسد نے شعر پڑھا۔

خاک ہی اپنی اٹھے تو اس مکاں سے اٹھ سکے
ہم جہاں چوں نقش پا بیٹھے نہ واں سے اٹھ سکے

اے ملکہ ہم کہاں جائیں گے' تمہارا سنگ آستاں ہمارا سر ہے۔ ہر بشر محبت سے مجبور ہے۔"

یہ باتیں صحرا میں ہو رہی تھیں کہ خواصوں نے عرض کیا "اے شہزادی' یہ راستہ کا مقدمہ ہے۔ یہاں نہ ٹھہریئے ان کو بھی گھر لے چلئے۔ ایسا نہ ہو کوئی آ جائے۔ دشمنوں کو رنج پہنچائے۔ الزام دے' بدنام کرے۔"

ملکہ نے یہ سن کر شہزادے سے کہا "اگر آپ ایسے ہی بھوکے ہیں۔ میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیے کھانا نوش فرمائیے۔ دل بلائیے۔"

شہزادہ ہنس کر ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انہیں ساتھ لے کر اس مکان کے قریب آئی۔

اسد نے اس مکان کو دیکھا کہ چار دیواری پر اس کے سفیدی پھری ہوئی ہے جواہر کی پچی کاری ہے۔ مذہب و مطلا ہے۔ در و دیوار مصفا بالکل آئینے کی مانند۔ کمرے گردا گرد خوبصورت اور باوقار۔ شہ نشین سراپا پری کی تصویر ملکہ مہ جبین شہزادے کو دروازے پر چھوڑ کر ایک کمرے پر چڑھ گئی۔ کنیزوں کو اہتمام کرنے کا حکم دیا۔ مسند پر زر

بچھوائی۔ لیکن یہاں اسد نے بے تابی کر کے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤں۔ جونہی دو تین سیڑھی پر قدم رکھا۔ کسی نے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ پھر قصد کیا' لیکن ایسا ہی ہوا۔ دو تین بار اسی طرح اسد نے پٹخنی کھائی' لیکن کمرے پر نہ جا سکا اس عرصے میں ملکہ اتر کر آئی۔ کیفیت شہزادے کی دیکھی تو ہنسی اور کہا "پرائے مکان میں آپ نے چلے آنا کھیل سمجھ لیا۔

یہ کہہ کر اپنی وزیر زادی ملکہ دل آرام جادو سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو اس جگہ سحر کا حصار باندھ گئی ہیں کہ کوئی غیر آدمی مکان میں جا نہ سکے۔ اس وقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے اور میں اسد کو مکان کے اندر لے جاؤں۔ دل آرام نے افسوں پڑھ کر دستک دی۔ راہ کھل گئی۔ ملکہ مہ جبیں شہزادے کو لے کر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لا کر بٹھا دیا۔ خواصوں کو حکم دیا' دستر خوان چنو' خاصہ حاضر کرو۔ ارشاد کے بموجب انہوں نے فی الفور لطیف لذیذ اور گوناگوں کھانے حاضر کئے ملکہ نے اسد سے کہا "بسم اللہ نوش فرمائیے اور فراغت کے بعد تشریف لے جائیے۔"

اسد نے کہا "اے جان جاں! تیرے سیب ذقن کو دیکھ کر میری بھوک پیاس گئی۔ اب کھانے کو ہمیں لخت دل اور پینے کو خون جگر ہے۔ تمہارا دیدار مد نظر ہے۔ اگر ہمیں کھانا کھلانا منظور ہو' گلشن اسلام کی سیر کرو۔ خارستان گمراہی سے نکل کر سحر کرنے سے تائب ہو۔"

ملکہ شہزادے کا یہ سوال سن کر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچ کر جواب دیا "سحر کرنا مجھے نہیں آتا۔ مگر دین سامری اور خدا وند لقا کے ترک کرنے میں کلام ہے۔ اس لئے کہ ان خدا وندوں کا بڑا نام ہے۔"

اسد نے کہا "اے ملکہ' اگر لقا سچا ہوتا' تو میرے نانا' امیر حمزہ سے بھاگتا نہ پھرتا۔"

ملکہ نے جب امیر کا نام سنا' سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب ہے۔ بہت خوش ہوئی اور اسد کے سمجھانے سے لقا پرستی کو ترک کیا۔ شہزادہ اور ملکہ دونوں کھانا کھانے میں مصروف ہوئے۔ باتیں محبت کی کرتے جاتے تھے کہ یکایک آندھی تیرہ و تار اٹھی اور برق

شعلہ بار چمکنے لگی۔ شہزادہ گھبرایا۔ آندھی سے پناہ مانگنے لگا' دیکھا ایک ساحرہ اژدہے پر سوار' ڈراؤنی صورت بنائے' پیر زالہ نیلا قصابہ باندھے' کالی پھریا اوڑھے' بالوں کی جٹائیں لٹکائے مٹی تھوپے' ہڈیوں کھوپڑیوں کے ہار گلے میں ڈالے آ پہنچی۔ ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھ کر پکاری "او شوخ دیدہ ننگ خاندان۔ یہ کون ہے' جسے تو لئے بیٹھی ہے۔"

ملکہ یہ سن کر کھڑی ہو گئی اور کہا "پھوپھی یہ طلسم کا قیدی بھوکا پیاسا یہاں آ نکلا تھا۔ میں نے رحم کھا کر بلا لیا اور کھانا کھلایا۔ اب یہ چلا جائے گا۔"

وہ ساحرہ کہ نام اسی کا صندل جادو ہے' یہ باتیں سن کر اس وقت تو خاموش ہو رہی' مگر دل میں سوچا کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب کا ہے' آپ ہی قتل ہو جائے گا' لیکن ملکہ کو یہاں سے لے چل۔ اب یہاں رکھنا اچھا نہیں۔ ابھی خیر ہے۔ ورنہ خراب ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو گئی کہ اس کو لے کر وہاں سے کسی طرح چل دے پس دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہے۔ طلسم میں تجھے کوئی پوچھتا نہیں۔ یہ قیدی اپنی جان بچانا غنیمت جانے گا۔ اسے تو افراسیاب سے مانگ لینا اور مزے اڑانا۔ فی الحال اس سے سوال وصل کر۔ ایسی فکر کر کے ملکہ سے کہا کہ میں سامنے جو کمرہ ہے' اس میں جا کر ٹھہرتی ہوں۔ تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کر کے وہاں بھیج دے۔ میں خطا تیری معاف کروں گی' ورنہ تجھے اس کے پاس بیٹھنے کی سزا دوں گی۔ یہ کہہ کر اسد کے پاس آئی اور کہا "اے شخص لٹیرا پن کرنا اچھا نہیں۔ صورت پندرہ برس کی حسینہ جمیلہ عورت کی ایسی بنائی کہ اب جو کوئی دیکھے' جمال پر فریفتہ ہو۔"

ملکہ نے اسد سے کہا "لو صاحب مبارک ہو' پھوپھی جان تم پر عاشق ہوئیں۔ اب ہمیں آپ کیوں پوچھیں گے کیونکہ خدا نے ایسی معشوق طرحدار کہ جس کا سن سات سو برس کا ہو گا۔ عنایت فرمائی جائیے اس کے ساتھ مزے اڑائیے۔ اسد نے ملکہ کو ان باتوں کا جواب نہ دیا اور اٹھ کر صندل جادو کے پاس چلا۔ مہ جبیں نے آبدیدہ ہو کر دامن پکڑ لیا اور کہا "کیوں صاحب اتنی ہی دیر میں آپ نے ہماری محبت دل سے بھلا دی'

جیسے ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا۔"
اسد نے ملکہ کو گلے لگایا' آنسو پونچھے تسکین دی کہ جانی میں تیرا غلام ہوں۔ دیکھنا کہ میں اس قحبہ کے پاس جا کر کیا کام کرتا ہوں۔ غرض ملکہ تو روتی رہی اور اسد دامن چھڑا کر صندل جادو کے کمرے میں گیا۔ دیکھا کہ وہ ایک عورت خوبصورت بنی ہوئی' بصدا انداز مسند ناز پر بیٹھی ہے۔ سامنے کشتی شراب کی لگی ہے۔ پلنگ جواہر کے پایوں کا بچھا ہے۔ اسد جا کر برابر بیٹھ گیا۔ اس نے پہلے تو اغماض جتایا۔ پھر جام شراب بھر کر دیا۔ اسد نے جام لے کر کہا "اے جان من! اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیئوں اور اپنے دل مضطرب کو تسکین دوں اور میں تو تیرا تشنہ آب زلال وصال ہوں" یہ کہہ کر گود میں اٹھا لیا۔ صندل جادو نازو غمزہ کی وجہ سے نہیں نہیں کرتی رہی' لیکن اسد نے پلنگ پر لٹایا۔ ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور دونوں ٹانگوں کو پاؤں سے گانٹھا' صندل سمجھی کہ پیار کرتا ہے۔ اب تیرا مطلب حاصل ہوا چاہتا ہے' مگر اسد نے اس طرح گلے کو دبایا کہ سانس گھٹنے لگا۔ چونکہ اسد نے گلا دبا رکھا تھا اس لئے وہ سحر بھی نہ کر سکی۔ لاکھ تڑپی' لیکن شیر کے پنجے میں آ چکی تھی۔ کب چھوٹ سکتی تھی۔ آخر کو طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کی۔ اس وقت وہ صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا' آسمان پھٹ پڑا۔ اسد کود کر الگ جا کھڑا ہوا۔
مہ جبین دروازے کے سوراخ سے اسد کا اختلاط دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور دل سے کہتی تھی کہ ہم سے تو کیا کہہ کر آیا تھا۔ یہاں یہ مردود اس بڑھیا پر ریجھ کر کیا کیا دارومدار کر رہا ہے۔ اس عرصے میں دارو گیر کی صدا بلند ہوئی۔ تاریکی چھا گئی۔ آندھیاں اٹھنے لگیں۔ پتھر پڑنے لگے' آگ برسنے لگی' لمحے بعد آواز آئی "مار مجھے دغا سے میرا نام صندل جادو تھا۔ افسوس ہے کہ سات سو برس کی عمر میں کوئی پھول باغ جوانی سے نہ چنا تھا کہ صرصرا جل نے گل حیات کو پژمردہ کیا۔"
ملکہ یہ سنتے ہی گھبرائی اور دل آرام جادو سے کہا "بڑا غضب ہوا۔ پھوپھی جان کو انہوں

نے مار ڈالا۔"
دلارام نے کہا: "واری آپ کی محبت میں شہزادے نے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اور اسے ہلاک کیا ذرا انہیں جا کر دیکھئے تو حال کیا ہے اور کیا گزری ہے۔" ملکہ دلارام کے ہمراہ کمرے کے اندر آئی۔ اس وقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی۔ صندل کی لاش برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا "واہ صاحب' تم نے میری پھوپھی کو مار ڈالا۔"
اسد نے کہا: "کیوں کیسا رہا۔ میں نے تو اسے جلد جہنم واصل کیا۔"
مہ جبین نے کہا: "سبحان اللہ' ڈریئے اپنے دیدے سے۔ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا۔ دوسرے یہ کہ میری ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے ہو۔"
اسد نے ملکہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے پیار کیا۔ ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا "کیا میرا بھی گلا گھونٹ دو گے۔"
اسد نے کہا: "میری جان' تجھ پر قربان اگر میں تیرا گلا گھونٹ دوں' تو پھر میں بھلا کب زندہ بچوں۔"
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک صندل کی کھوپڑی چٹخی اور ایک خوش رنگ پرندہ اس میں سے نکلا اور افسوس افسوس کہتا ہوا اڑا۔ دلارام نے کہا "اے ملکہ یہ پرندہ نہیں ہے۔ یہ سحر جو صندل کے ناپاک جسم میں تمام عمر کا سایہ تھا' وہ نکلا ہے۔ افراسیاب کے پاس جا کر اس کے مرنے کا حال کہے گا۔ آپ کے بھی دشمن مثلاً ملکہ تصویر' اور شہزادہ بدیع الزمان کے بھی گرفتار ہو جائیں گے۔"
مہ جبین نے گھبرا کر کہا: "پھر میں کیا کروں؟"
دلارام نے کہا: "اسد کو لے کر بھاگئے اور طلسم کے باہر نکل جایئے۔"
اسد نے کہا: "میں طلسم فتح کرنے کے لئے آیا ہوں۔ افراسیاب کو قتل کئے بغیر طلسم سے باہر نہ جاؤں گا۔"
مہ جبین نے منت کر کے کہا: "اے دلارام' مجھے سحر نہیں آتا۔ اگر تجھ سے ہو سکے

ہم دونوں کو بھگا لے جا۔"
دلارام نے عرض کیا: "اے ملکہ میں ایسی ساحرہ نہیں کہ افراسیاب کے کسی ملازم سے مقابلہ کر سکوں یا طلسم کے باہر آپ کو لے جاؤں' مگر آپ کے کہنے سے میں کمرے کے نیچے اتر کر ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہوں آپ شہزادے کو لے کر آئیے اور اس پہاڑ کی کسی گھاٹی میں چھپ رہیے۔ میں آپ کو لے کر اس شکل سے بھاگوں۔"
ملکہ نے کہا: "اچھا۔"
دلارام کمرے کے نیچے جا کر زمین پر غلطک مار کر ایک پہاڑ بن گئی اور مہ جبین اسد کو لے کر کمرے کے نیچے اتری اور پہاڑ پر جا کر ایک جگہ چھپ گئی۔ اس وقت وہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑا کر چلا اور جتنی کنیزیں انیسیں جلیبیں ملکہ تھیں' وہ یہ ماجرا دیکھ کر رونے لگیں' مگر دلارام نے کچھ خیال نہ کیا اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر ملکہ اور شہزادے کو لے کر روانہ ہوئی ادھر وہ پرندہ جو کہ صندل کے سر سے نکلا تھا۔
افراسیاب کے پاس باغ سیب میں پہنچا۔ افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا۔ امرا و ارکان دولت حاضر تھے۔ ناچ ہو رہا تھا کہ یہ پرندہ تخت کے سامنے جا کر گرا اور پکارا "اے شہنشاہ ساحران' صندل کو اسد نے قتل کیا۔ یہ کہہ کر اس جانور کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور پروں میں ساری آگ لگ گئی۔ جل کر خاک ہو گیا۔ افرا سیاب یہ خبر سن کر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوش ہونے کا حکم دیا۔ ملکہ حیرت کو شہر پرساں سے بلوایا۔ اس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی۔ افراسیاب تمام ارکان سلطنت اور اکابران طلسم کے ہمراہ اس مقام پر آیا' جہاں صندل کی لاش پڑی تھی۔ مہ جبین کی کنیزیں حاضر تھیں۔ آ کر قدم پر گریں کہ ہم بے قصور ہیں۔ افراسیاب نے پوچھا مہ جبیں کہاں گئی؟"
کنیزوں نے سارا ماجرا تفصیل سے کہہ سنایا۔ افراسیاب نے کہا: کیا مجال جو کوئی طلسم کے باہر جا سکے۔ پہلے میں صندل کی لاش اٹھوا لوں" یہ کہہ کر حکم دیا کہ طلسمی تجمل

و جلوس میں حاضر ہو۔ حکم کے بموجب گھنٹے اور ناقوس بجانے والے' سامری و جمشید
کے نام لیوا حاضر ہوئے۔ فولاد کے سوار طلسمی پتلے ہیں اور طلسم کا جلوس لے کر آئے۔

تمام اکابران طلسم جمع ہوئے اور صندل کی لاش دین جمشید مطابق بڑی دھوم سے اٹھائی۔

غرض جب افراسیاب نے اس کام سے فرصت پائی۔ غمگین دل کے ساتھ باغ سیب میں
آ کر شاہان ممالک طلسم کے نام اس مضمون کے فرمان لکھ کر روانہ کئے کہ مہ جبین
اور دلارام حمزہ کے نواسے اسد کو لے کر بھاگی ہیں ان کو جہاں پانا' حضور میں گرفتار
کر کے لانا' ایک حکم نامہ ملکہ مہرخ کے نام بھی لکھا۔ مہرخ جادو مہ جبیں کی نانی ہے
اور بے بدل کاہنہ ہے۔ ساحری اور منجمی میں بھی لاثانی ہے۔ افراسیاب کی رشتہ دار
ہے۔ ذی لیاقت اور ہوشیار ہے۔ پہلے طلسم باطن میں رہتی تھی' لیکن جب سے اس
کا بیٹا شکیل' حیرت جادو کی بیٹی ملکہ خوبصورت جادو پر عاشق ہوا۔ مہ رخ افراسیاب کے
خوف سے طلسم ظاہر میں آئی اور یہاں ایک پشتہ رنگین حصار ہے۔ اس میں بود باش
اختیار کی افراسیاب جب ملکہ خوبصورت کے حال عشق سے آگاہ ہوا' اسے گرفتار کر
کے' سحر کر کے ہنڈولے پر بٹھا دیا۔ دریائے خون رواں کے اس طرف ایک بیابان سبزہ
زار ہے کہ وہاں ملکہ خوبصورت ہے ہنڈ ولے پر جھولا کرتی ہے اس پر سے گزرنا ناممکن
ہے۔ افراسیاب نے مہ رخ سحر چشم کی خاطر شکیل کو چھوڑ دیا ہے اس سے کسی طرح
کا تعرض نہ کیا۔ اس لئے کہ مہ رخ سحر چشم معززان طلسم میں سے ہے اور راز
طلسم جانتی ہے۔ بارہ ہزار ساحر اس کے مطیع ہیں اور پشتہ رنگین حصار میں آباد ہیں۔
یہ ان کی حاکم ہے۔ افراسیاب خوفناک رہتا ہے۔ بظاہر خاطر داری کرتا ہے اور باطن
میں عداوت رکھتا ہے۔
فی الحال اس نے یہ خیال کیا اگر میں مہ جبیں کو' تصویر جادو کی طرح گرفتار کروں گا'
تو اس کی نانی مہ رخ سحر چشم برا مانے گی۔ ایسا نہ ہو کہ فتور کرے اور طلسم کشا

سے مل جائے اسی وجہ سے اس نے ایک نامہ اس کے نام اس مضمون کا تحریر کیا ہے:
"اے ملکہ مہ رخ' تمہاری نواسی اسد کے ہمراہ بھاگ گی ہے۔ اس کے باوجود کہ میں نے اسے بادشاہ طلسم بنایا' مرتبہ بڑھایا' لیکن اس نے میرا کچھ خیال نہ کیا۔ ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہئے تمہیں چاہئے کہ مہ جبیں کو تلاش کر کے حاضر کرو تا کہ تمہاری خاطر سے ملکہ چشم نمائی کر کے چھوڑ دوں اور طلسم کشا کو قتل کروں۔ اگر تم کو اس حکم کی تعمیل میں کچھ عذر ہو گا' ملک و مال ضبط کر کے قتل کی جاؤ گی۔ سرکاری کی باغی کہلاؤ گی۔"
اس مضمون کا عتاب نامہ لکھ کر اپنے ملازم زنار جادو کو دیا کہ مہ رخ کے پاس لے جائے اور جواب لائے زنار جادو نامہ لے کر' بعد قطع مسافت رنگین حصار میں پہنچا۔ اس کے آنے کی خبر مہ رخ سحر چشم کو ہوئی۔ اس نے استقبال کرایا۔ درالعمارت میں لائی۔ سامان دعوت مہیا کیا۔ ناچ راگ و رنگ کا جلسہ ہوا۔ مہمانداری اور تشریف آوری کے امور سے فراغت پانے کے بعد پوچھا: "آپ نے کس سبب سے اس عاجز کے کلبہ احزاں کو سرفراز فرمایا۔"
زنار جادو نے افراسیاب کا نامہ دیا۔ مہ رخ نے پڑھا۔ اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیم ہے۔ آہستہ سے زبان پر یہ لائی کہ اے زنار جادو' آپ ذرا ٹھہرے رہیں۔ میں سوچ کر جواب دیتی ہوں اور اپنے مشیروں سے صلاح لیتی ہوں۔ زنار جادو مقیم رہا اور مہ رخ وہاں سے اٹھ کر الگ مکان میں آئی۔ علم نجوم میں کمال رکھتی ہے۔ زائچہ کھینچا اور اسد اور افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالی جناب افراسیاب کا قاتل ہے۔ طلسم کو فتح کرے گا' جو اس کا شریک ہو گا' عزت پائے گا' جان بچے گی۔ آبرو ملے گی۔ جو اس سے مخالفت کرے گا۔ مارا جائے گا' گھر برباد ہو گا' کہیں نہ ٹھکانہ پائے گا۔ غرض جب یہ اسے علم سماوی سے ظاہر ہو گیا اپنے دل میں کہا' مہ جبیں تیری نور نظر ہے۔ اس کی شراکت کر۔ افراسیاب نمک حرام ہے۔ اس سے

کنارہ کشی بہتر ہے۔ اس لئے کہ لاچین جادو جو پہلے اس طلسم کا بادشاہ تھا۔ اسے قید کر رکھا ہے اور تیرے فرزند شکیل جادو سے محض اس لئے عداوت رکھتا ہے کہ وہ خوبصورت جادو سے عشق کرتا ہے اور اس کی معشوقہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتا ہے۔ عجب نہیں جو تیرا فرزند اس غم میں مر جائے۔ دنیا سے گزر جائے۔ چاہئے کہ بیٹا اور نواسی کی جان بچاؤں۔ افراسیاب سے لڑ کر دل کی لگی بجھاؤں۔ اس وقت سے بہتر کوئی زمانہ نہ ملے گا۔ فال بھی نیک ہے۔ طلسم کشا بھی آیا ہے۔

یہ سوچ کر افراسیاب کے نامے کے جواب میں ایک عرضی لکھی' جس کی عبارت یہ تھی:

"اے شاہ جاوداں اے شہنشاہ ساحراں' آپ نے بڑی عزت فرمائی کہ اس نحیفہ کو یاد فرمایا اور احقر خاکسار کو اوج آسمان پر پہنچا۔ میری نواسی پر جو عتاب ظاہر ہوا ہے اس سے جاں نثاروں کو بڑا تعجب ہوتا ہے۔ یوں تو کمترینہ ہمیشہ سے معتوب درگاہ ہے۔ کوئی نہ کوئی الزام ضرور ملا ہے۔ چشم ترحم اور نگاہ کرم میری طرف مدت سے نہیں ہے۔ دور افتادہ بساط عشرت خانہ نشین ہے' مگر اس خاص امر میں سراسر بے قصور ہے۔ بشر سے محبت مجبور ہے کوئی بشر اپنے نور نظر کو زیر تیغ نہ دیکھے گا۔ خود مرے گا' لیکن اس کا مرنا گوارہ نہ کرے گا۔ اس حقیرہ سے ممکن نہیں ہے کہ مہ جبیں کو ڈھونڈ کر گرفتار کرے اور اس کی گردن زیر تیغ بے دریغ دھرے۔ حضور' مالک ہیں' چاہے مجھ کو سرفراز کریں خواہ اس کے عوض سزا دیں' جو کچھ ہو سکے میرے حق میں قصور و کوتاہی نہ کریں' مجھے نہ آپ سے کوئی سروکار ہے نہ مہ جبیں کی ذلت درکار ہے۔ زیادہ حد آداب۔"

عرضی تیار ہوئی۔ زنار جادو کے حوالے کی۔ وہ افراسیاب کی طرف لے کر روانہ ہوا اور ادھر مہ رخ نے اپنے بارہ ہزار ساحری کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ وہ سب مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوئے خیمے ڈیرے' لدے مہ رخ نے اپنی ماں ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ لیا اور ایک نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا۔ اس کا بیٹا کوہستان میں ملکہ خوبصورت کے

عشق کا مارا' تنہا رہتا ہے۔ صحرا پسند ہے' گھر برا معلوم ہوتا ہے۔ مہ رخ نے بارہ ہزار ساحر اس کی حفاظت پر مامور کر رکھے ہیں' وہ بھی صحرا میں رہتے ہیں۔ غرض اس کو اطلاع دی کہ اے فرزند ہماری اور افراسیاب کی بگڑ گئی ہے۔ لازم ہے کہ ہم تک آؤ اور فوج کو بھی اپنے ساتھ لاؤ۔ جب شکیل کے پاس نامہ پہنچا۔ بہت خوش ہوا کہ اب یا تو افراسیاب کے ہاتھ سے مارے جائیں گے' یا اپنی معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائیں گے۔

یا تو سر دیتے ہیں یا لیتے ہیں دلبر اپنا
آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہیں چل کر اپنا

اسی وقت بارہ ہزار کا لشکر لے کر اپنی ماں کے پاس آیا۔ مہ رخ چوبیس ہزار کی جمیعت لے کر' مہ جبین کو ڈھونڈنے کے لئے روانہ ہوئی' لیکن زنار جادو نے جا کر مہ رخ کا جواب نامہ افراسیاب کو دیا۔ یہ ناری آتش غضب سے جلا۔ عرضی پڑھی۔ فوراً چند ساحروں کو حکم دیا کہ مہ جبیں کو گرفتار کر لاؤ اور جو اس کی حمایت کرے' اسے بھی سزا دو' اور میں کیا ایک عورت پر لشکر کشی کروں۔ تم چند ساحر مہ رخ کی فوج کے لئے کافی ہو۔
حکم کے بموجب ساحر مہ جبیں اور اسد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے نام وقت پر ظاہر ہوں گے لیکن اب اسد اور مہ جبیں کا حال سنئے۔ دلارام جادو اسی طرح پہاڑی بنی ہوئی پانچ سو کوس نکل گئی' مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جا سکی۔ کہیں کوہ چینی نظر آیا۔ کسی طرف کوہ لاجوردی دکھائی دیا۔ طلسم کے عجائبات و غرائبات نظر آئے۔ کہیں خارستان نظر آیا۔ کہیں گلزار دکھائی دیئے۔ اسی طرح کوہستان اور دریائے ذخار سب مقام طے کئے۔ جب اپنی دانست میں بہت دور نکل آئی۔ اس وقت ٹھہری۔ اسد

اور مہ جبیں سے کہا کہ پہاڑ پر سے اتر آؤ۔ وہ اتری' خود اصلی صورت بنی اور خفیہ راستے سے ان دونوں کو لے کر چلی۔ تھوڑی دور پر ایک صحرائے سبزہ زار ملا کہ جہاں ہر سمت پھولوں کا انبار تھا۔ درخت گنجان سایہ دار لگے تھے۔ ان کے نیچے پانی کے چشمے بہتے تھے۔

ملکہ نے کہا: "اے دلارام' اس جنگل میں کچھ دل آرام پاتا ہے۔ بھوکے پیاسے بھی ہیں۔ دل بیٹھا جاتا ہے۔ ذرا ایک لحہ ٹھہر کر سفر کی مصیبت سے آسودہ ہوں' کچھ ممکن ہو تو کھائیں۔"

دلارام کو شہزادی کے حال پر رونا آیا کہ وہ شہزادی عالی جاہ ہے کہ جس کے ہوا دار کا پایہ پکڑ کر ستر ہزار بادشاہ زادیاں چلتی تھیں۔ جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ دھرتی تھیں۔ آج وہی بے سروپا۔ صحرا میں رواں دواں ہے نہ ڈنکانہ تخت نہ چتر شاہی۔ سچ ہے کہ بادشاہ عشق کی بارگاہ میں شاہ و گدا یکساں ہیں اور اس پر بھی دیکھئے جو جان بچے' کس جاہ امان ملے۔ زمین و آسمان دشمن ہے۔ ہزار طرح کا رنج و غم درپیش ہے افراسیاب متلاشی ہو گا ہزارہا ساحر بھیجا ہو گا۔ کوئی دم میں آفت آیا چاہتی ہے۔ آئینہ خیال میں عروس مرگ جلوہ دکھاتی ہے' مگر خیر یہ شہزادی تھک گئی ہے۔ ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے مقدر کیا دکھاتا ہے۔ یہ سوچ کر دلارام اس سبزہ زار میں ایک پہاڑی کے قریب ٹھہری' لیکن ملکہ اپنے حال پر فریاد کی طرح سر پیٹ کر رونے لگی۔ اسد نے اس شیریں ادا کی دلداری کی۔ ملکہ نے کہا: "اے بے وفا ہم نے تیرے لئے کیا کیا نہ رنج مول لیا۔

اگرچہ پتھر میں تخم الفت کا اے ستم گر ہم اپنا بوتے
تو تھا یقیں کہ اس کے نیچے کبھی تو روتے کبھی تو سوتے

نہ ایسی گلیوں میں تیری خاطر کئے ہیں نالے' پھرتے ہیں روتے

خراب و خستہ ذلیل و رسوا، نہ تم سے ملتے نہ ایسے ہوتے

خیر اس کا کیا گلہ ہے، یہ بھی قسمت کا گلہ ہے، مگر اس وقت کچھ غذا ممکن ہو، تو

کہیں سے بہم پہنچاؤ، تاکہ بھوک کی شدت دور ہو۔
اسد نے کہا: "اے ملکہ تم یہاں ٹھہرو میں کوئی ہرن شکار کر لاؤں اور اس کے کباب
لگا کر کھلاؤں۔ یہ کہہ کر تیر کمان لے کر اسد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ کے پاس
چھوڑا۔ یہاں سے دور جا کر ہرن ملا، پیدل تھا، اس کے تعاقب میں دور نکل گیا اور
یہاں جب شہزادے کو عرصہ ہوا تو دلارام نے کہا: "میں جا کر شہزادے کو بلا لاؤں،
ایسا نہ ہو، کوئی ساحر مل جائے اور ان کے دشمنوں کو گرفتار کرے۔ یہ کہہ کر روانہ
ہوئی تو مہ جبیں اکیلی رہی۔ شہزادے کی تنہائی میں وہ اپنے حال زار پر روتی تھی۔ اے
فلک کب تک مجھے دربدر پھرائے گا۔ اس سوچ میں تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے
روانہ کئے تھے ان میں سے ظلمات جادو نام کا ایک ساحر ادھر آ نکلا۔ مہ جبیں کو بیٹھے
دیکھ کر دل میں خیال کیا یہ ایسی حسینہ و جمیلہ، زر و زیور سے آراستہ ہے اور شاہ نے
حکم اس کے قتل کرنے کا دیا ہے۔ کیا کروں اسے دھوکے سے اپنے گھر میں لے
جا کر سوال وصل کروں۔ اگر منظور کرے ہے تو، عورت بھی شکیلہ ہے اور مال و زر
بھی رکھتی ہے، بڑی آرائش سے بسر ہو گی۔ اس ہنگامے میں یہ کوئی گمان نہ کرے
گا کہ مہ جبیں تیرے پاس ہے، بلکہ یہ سمجھیں گے کہ اسد بھگا لے گیا۔ یہ سوچ
کر ملکہ کے قریب آیا اور سلام کیا۔ ملکہ اس بے حیا کو دیکھ کر دل میں ڈری کہ یہ
مجھے گرفتار کر لے جائے گا، لیکن اس نے کہا: "اے ملکہ میں آپ کا دوست ہوں
شہزادہ اسد اور دلارام کیوں آپ سے جدا ہوئے۔" ملکہ نے کہا: "آب و دانہ کی تلاش
میں گئے ہیں۔"
ظلمات جادو نے صرف حال دریافت کرنے کو پوچھا تھا، جب دلارام اور اسد کی کیفیت
معلوم کر چکا تو اسی وقت مکاری سے کہا: "اے ملکہ! شہزادہ اسد میرے باغ میں تشریف

لے گئے اور مجھے اپنا مطیع کیا۔ اب اسی جگہ بیٹھے ہیں اور مجھے آپ کو بلانے بھیجا ہے۔"

ملکہ نے کہا: "دلارام آئے تو میں چلوں۔"

ظلمات نے کہا: "میں آپ کو پہنچا کر اسے بھی ڈھونڈھ لاؤں گا۔"
ملکہ اس کے کہنے سے اٹھ کر ہمراہ ہوئی۔ یہ ملکہ کو لے کر اپنے باغ میں آیا۔ ملکہ نے اس باغ کو نہایت سرسبز پایا۔ درخت گلدار لگے تھے۔ چمن نسیم عطر آگیں سے بسے تھے۔ ملکہ بارہ دری میں آ کر' باغ کی ایک جواہر نگار کرسی پر بیٹھی اور کہا "اسد کس مقام پر ہیں۔ انہیں بلا دو۔"
ظلمات نے کہا: "مہ جبیں! اب اسد کا نام نہ لو۔ میں تم پر فریفتہ ہوں۔ دھوکا دے کر یہاں لایاں یوں۔ تم میرا وصل منظور کرو۔ تمہاری جان بچے گی' یہاں پوری حفاظت سے بیٹھی رہو گی۔ جب اسد قتل ہو جائے گا اور شہنشاہ کا غصہ کم ہو گا۔ اس وقت اپنے گھر چلی جانا۔"
ملکہ جب اصل حقیقت سے آگاہ ہوئی گھبرائی اور کہا "اے ظلمات! اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو میں کچھ فرق آیا۔ میں فوراً خود کو ہلاک کر لوں گی۔ اور الماس کی انگوٹھی چبا لوں گی۔"
ظلمات منت کرنے لگا۔ قدم سر پر دھرنے لگا۔ ملکہ نے نہ مانا۔ اس وقت یہ دھمکانے لگا۔ زبردستی دکھانے لگا۔ ملکہ نے درگاہ خداوندی میں استغاثہ کیا کہ اے خداوند دو جہاں! وارث مظلوماں! مجھ مظلومہ کی آبرو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا۔

اس وقت قدرت خدا سے ایک ساحرد خان جادو' ملکہ کی تلاش میں مارا مارا ادھر آ نکلا۔ ملکہ کی آواز سن کر باغ کے اندر آیا۔ ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست درازی کرتے دیکھا۔ اس نے ڈانٹا کہ او بے حیا کیا کرتا ہے۔ ظلمات اسے دیکھ کر سمجھا کہ راز تیرا فاش ہو گیا۔ یہ جا کر افراسیاب سے کہے گا۔ وہ تجھے اس ناشائستہ حرکت کی سزا دے گا۔ لازم ہے کہ اسے مار ڈالوں اور ملکہ کے ساتھ زبردستی وصل کروں۔
یہ سوچ کر دخان پر ایک فولادی گولہ سحر کر کے مارا کہ وہ پھٹا اس میں سے دھواں نکلا۔

سارے باغ میں تاریکی ہو گئی۔ دخان نے اس کا یہ سحر دیکھ کر فوراً اپنے جھولے سے ایک مشکیزہ نکالا اور اس میں پانی لے کر اس پر پڑھ کر اس تاریکی کی طرف اچھال دیا۔ وہ تاریکی دھواں ہو کر ایک طرف سمٹ گئی اس نے پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ وہ ظلمات پر پڑا اور پانی کے قطرے چنگاریاں بن کر اس کے جسم کو جلانے لگیں۔ آخر ظلمات کے پورے جسم سے شعلے نکلنے لگے اور وہ جل کر خاک ہو گیا۔ مہیب صدائیں پیدا ہوئیں۔ عظیم غلغلہ برپا ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ آفت مٹی۔

دخان اسے قتل کر کے ملکہ کے پاس آیا۔ اس شعلہ رو کے حسن و جمال سے وہ جگہ منور پائی۔ اس کے دل میں بھی برائی آئی۔ ملکہ پر ہزار جان سے شیفتہ ہوا اور دست بستہ ملکہ سے عرض کیا: "اے شہ خوباں' اگر تو میرے یہاں رہنا گوارا کرے تو میں تمام عمر سرتابی نہ کروں اور شہنشاہ سے عرض کر کے تیری خطا معاف کرا دوں۔ میں شہنشاہ کے مقربان میں سے ہوں۔ کوئی ایسا ویسا نہیں ہوں۔"

ملکہ نے جب یہ گفتگو اس نافر جام سے سنی اور کہا: "اے دخان جادو! اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر۔ جو میری عصمت میں فرق لگائے گا' تو پھر مجھ کو زندہ نہ پائے گا۔"

دخان سمجھا کہ یہ طلسم کشا کی عاشق ہے۔ تجھ سے راضی نہ ہو گی۔ یہ تصور کر کے سحر پڑھ کر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ خود اس پر فریفتہ ہوئی اور کہا: "مجھے تیرے کہنے سے انکار نہیں ہے۔" دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پر آیا ہے اور مالک مکان کو تو قتل بھی کر چکا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی وارث آ جائے یا کوئی افراسیاب کا بھیجا ہوا ادھر آ نکلے تو پھر قباحت ہو گی۔ جان بھی جائے گی اور ملکہ بھی چھن جائے گی۔ یہ سوچ کر وہاں سے اٹھ کر چلا کہ ملکہ سحر کے زور سے اس پر شیدا ہے یہ بھی اٹھ کر چلی۔ دونوں باغ سے نکل کر صحرا میں روانہ ہوئے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لے چلا۔

اتفاقاً اسد ہرن کو شکار کر کے وہاں گیا' تو ملکہ کو جہاں بٹھا آیا تھا' جب اس جگہ نہ ملی' ڈھونڈتا ہوا ادھر آ نکلا کہ دخان ملکہ کو لئے جاتا تھا۔ اسد نے دور سے دکھا کہ

ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی ہے سمجھا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سحر میں مبتلا ہے بس ایک تیر جو تاک کر مارا' دخان غافل تھا کہ تیر سینے پر پڑا۔ پشت کو توڑ گیا قلا بازی کھا کر گرا اور مر گیا۔ شور اور غل اس کے مرنے کا پیدا ہوا۔

اسد ملکہ کے پاس آیا۔ ملکہ اس کے مرنے سے ہوش میں آ چکی تھی۔ اسد سے لپٹ گئی اور رو رو کر سارا ماجرا کہا۔ اسد ملکہ کو لے کر ایک درہ کوہ میں آیا اور کمرے سے دوشالہ کھول کر بچھایا اور جنگل کی لکڑیاں جمع کر کے اپنی تلوار کو پہاڑ کے پتھر سے رگڑا۔ شرارہ پیدا ہوا۔ آگ نکلی۔ ہرن جو شکار کر کے لایا تھا' اس کے کباب لگائے۔ آپ بھی کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے۔ پانی چشمے سے لا کر پلایا۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ ہنوز آسودہ نہ ہوئے تھے یکایک بجلی چمکی اور بادل بڑے زور شور سے گرجا۔ ایک سیاہ رو ساحر' بد باطن' افراسیاب کا بھیجا ہوا' یہاں پہنچا اسد اور مہ جبیں کو دیکھ کر للکارا کہ اب کہاں جاؤ گے' میں ہوں شعلہ جادو۔

اسد یہ نعرہ سن کر تلوار پکڑ کر دوڑا۔ اس ساحر نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ اسد کا نصف دھڑ زمین میں غرق ہو گیا۔ اس وقت اتفاق سے دلارام' جو اسد کو ڈھونڈنے نکلی تھی یہاں پہنچی اور اس ساحر کو دیکھ کر ایک ناریل سحر کا دے مارا۔ شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ دلارام کا سحر رد ہو گیا اور پھر آپ ایسا سحر کیا کہ شعلہ بن کر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اڑ کر لے چلا۔ راہ میں اس نے خیال کیا کہ مبادا ان کا کوئی مدد گار مل جائے اور تجھ سے چھین لے۔ اس سے بہتر ہے کہ ان کے سر کاٹ کر افراسیاب کے پاس لے چلوں اور انعام میں ملک و مال لوں۔ یہ سوچ کر ایک جگہ ٹھہرا اور ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت مہ جبیں نے رو کر کہا: "او ظالم بے حیا پہلے میرا سر تن سے جدا کر' تاکہ اپنے مطلوب کو بے جان نہ دیکھوں۔ خاک و خون میں غلطان نہ دیکھوں۔"

یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا۔ اس وقت اسد نے پکار کر کہا: "اے نامرد ازلی' پہلے مجھ کو ہلاک کر یہ کب جائز ہے کہ مرد زندہ ہے اور عورت اس کے سامنے قتل کی

جائے۔" ساحر ملکہ کی طرف سے شہزادے کی طرف پھرا۔ اس وقت دلارام نے للکارا:
"اے بانی جفا! کہاں زیبا ہے کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اس کا ہلاک ہو۔ انہیں قتل

کرنے سے پہلے میرا کام تمام کر۔"
شعلہ ان کی گفتگو سے حیرت میں تھا کہ پہلے کسے قتل کروں، لیکن اسد نے اس حال
میں رجوع قلب سے درگاہ داد رس غریباں میں بلبلا کر دعا کی اے پروردگار ہم کو اس
ظالم کے شر سے بچا۔

عاجز نواز دوسرا تجھ سا کوئی نہیں
رنجور کا انیس ہے، ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفاں میں ناخدا کے کشتی سے نوح کی
حقا جواب ہی نہیں تجھ سے جلیل کا

آواز تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد
پشتے سے زور چل نہیں سکتا ہے فیل کا

خداوند، ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو۔ شہزادے کا دعا کرنا تھا کہ دریائے

رحمت الٰہی جوش میں آیا اور خدا نے ایک دیو اس ظالم پر مسلط فرمایا ملکہ آسمان پری' زوجہ صاحبقراں' والئی ملک کوہ قاف کبھی کبھی اپنے شوہر کی خیریت منگاتی ہے۔ اس وقت بھی اک دیو کوہ قاف سے' لشکر حمزہ کی طرف خیریت نامہ لئے اڑا ہوا جاتا تھا۔ زمین کا شور' گریہ و زاری سن کر متوجہ ہوا اسد کو گرفتار دیکھا اور ایک ساحر کو درپے قتل پایا۔ یہ دیو اسد کو کو پہچانتا تھا۔ فوراً اس نے شعلہ جادو کی گردن پکڑ کر' سب اعضا اس کے توڑ مروڑ لقمہ بنا کر منہ میں ڈال لیا نگل گیا۔ پیٹ میں جاتا تھا کہ معلوم ہوا۔ ابھی دم نہیں نکلا۔ دوڑنے لگا کہ کم بخت یہ لقمہ کیسا تھا' جس نے معدے میں جا کر یہ آفت برپا کی' آخر خدا خدا کر کے' وہ شور موقوف ہوا۔ اسد نے رہائی پائی۔ دیو نے آ کر سلام کیا اور حال پوچھا۔ اسد نے کہا "تو کون ہے؟"

دیو نے کہا: "آپ کی نانی ملکہ آسمان پری کا بھیجا ہوا۔ امیر کے پاس جاتا ہوں۔"

اسد نے کہا: "میری بھی تسلیم نانا جان سے کہہ دینا اور سب سرداروں کو بھی سلام کہنا۔ اور جو حال کہ اب تک گزرا تھا وہ سب بیان کر کے کہا: "امیر سے کہہ دینا اور تو نے بہت برا کیا' جو اس ساحر کو مار ڈالا۔ ہم لوگ اگر چاہیں تو سارے عالم کے ساحروں کو دیووں سے ہلاک کرا دیں۔ لیکن ہمت مردان روز گار سے بعید ہے کہ جو انسان کو جنوں سے لڑائیں۔ اس لئے کہ جو فعل انسان کر سکتا ہے اس سے جن مبرا ہیں۔ پھر جنوں سے ہنگام جنگ مدد لینا نامردی ہے۔ اگر خدا کو میری زندگی منظور ہوئی تو کوئی اور صورت ساحر کے مرنے کی نکلتی۔ بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر کرتے ہیں اور ہم ان کو عیار سے ہلاک کراتے ہیں سحر کا معاوضہ عیاری کر کے لیتے ہیں دوسرے جنگ اور محبت میں سب جائز ہے۔ اب تو جا' لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ دیو سلام کر کے اڑ کر چلا اور اسد ملکہ کو لے کر ایک صحرا میں آیا۔ تینو درے میں چھپ کر بیٹھے۔ افراسیاب ان کا متلاشی ہے۔ مہ رخ سحر چشم ڈھونڈنے نکلی ہے۔ ساحر ہر طرف تینوں کی فکر میں پھرتے ہیں۔

• ساحرہ

وہ دارو پلا ساقی مے پرست
کہ جو ایک ہی جام میں کر دے مست

بہانہ نہ کر، بادہ خواروں سے تو
حوالے کر اب ساغر مشک و بو

پھریں مست بڑ مارتے ہر طرف
چلیں رند بنکارتے ہر طرف

تیرے فیض سے ہوں میں جادو کلام
فسوں ساز مشہور ہو میرا نام

وہ فقرے دوں میں زاہد خشک کو
چلے میکدے کی طرف مست ہو

سکھا مجھ کو ساقی وہ عیاریاں
کروں جا کے واعظ سے مکاریاں

نہ ہو حرمت و خست زر کا خیال
بنے رند کا قول سحر حلال

ذرا جاہ پھر میکدے کو چلو

کہ راہ طلسمات دریافت ہو

یہ بزم سخن طوطی خوش نوا
بدیں زمزمہ شد ترنم سرا

عیار بے نظیر خواجہ عمرو اور چاروں نامور عیار' جن کے نام پہلے بیان ہو چکے ہیں' الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے' مختلف راستوں سے صحرا کو طے کر کے طلسم کی سرحد میں آئے' لیکن ایک دوسرے کے حال سے بے خبری رہی۔ ساحروں کی صورت بنا کر طلسم میں چاروں طرف پھرنا شروع کیا۔ کہیں صحرائے سرسبز دیکھا۔ کسی طرف دریائے زخار موجزن پایا۔ ہر طرف نئے نئے سوانگ ساحروں کے بنگلے اور جادو گروں کی چوکیاں۔ ساحر سحر کرتے اور آگ اور پتھر برستے۔ الغرض عیار علیحدہ علیحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہیں کہ ایک مقام پر جو عمرو پہنچا وہاں صحرائے عجیب دیکھا کہ کوسوں تک گھاس کے بدلے مقیش اگا ہے۔ سارا جنگل چاندی کا ہے۔ عمرو نے اپنے دل میں کہا ممکن ہوتا تو یہ سارا جنگل میں اپنی زنبیل میں رکھ لیتا۔ ہائے کیا کروں' کچھ بس نہیں چلتا' اسے کیونکر اٹھاؤں۔ اسی فکر میں تصور کیا کہ جہاں تک ہو سکے یہاں کی گھاس کاٹ لوں۔ درانتی زنبیل سے نکال کر گھاس کاٹنے لگا۔ مگر ہر طرف پھر پھر کر دیکھتا جاتا کہ ایسا نہ ہو کوئی آ جائے۔ جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا۔ کچھ تھوڑی گھاس کاٹی تھی کہ یکا یک صدا آئی: "باش اے مکار چور۔ میں تیری تلاش میں تھا۔ اب کہاں جائے گا۔"

عمرو نے یہ آواز سن کر گردن اٹھائی اور کہا: "افسوس کیا بری تقدیر ہے۔" ناچار اٹھ کر' جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ اس کا سارا بدن چاندی کا ہے' سر کے بال مقیش کے ہیں۔ سحر کا اسباب و سامان لئے۔ کالے سانپ سر سے لپٹے للکارتا ہے۔ عمرو اسے دیکھ کر بھاگا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک جو دی عمرو کے پاؤں وہیں

کے وہیں زمین سے چمٹ گئے۔ آگے نہ جا سکا۔ وہ ساحر تلوار کھینچ کر قریب آیا اور
کہا: "تیرا ہی نام عمرو ہے۔ افراسیاب کو تیری بڑی فکر ہے۔ میں نے تیری گرفتاری کے
لئے یہ جنگل چاندی کا بنایا ہے۔ آخر تجھے پایا۔ اب شہنشاہ کے پاس تیرا سر کاٹ کر
لے جاؤں گا۔ انعام پاؤں گا۔"
عمرو نے کہا: "میں عمرو نہیں ہوں' گھسیارا ہوں' مصیبت کا مارا ہوں۔"
اس نے کہا: "مجھ سے کیوں مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی تیری خبر دے چکا ہے۔"

یہ باتیں ہوتی تھیں کہ باقی چار عیار' جو الگ ہیں' ان میں سے مہتر قراں نے بلندی
پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچ کر روانہ ہوا۔ یہاں ساحر کہ اس کا نام
مقرنس جادو ہے۔ عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے صدا آئی: "بھائی ذرا ٹھہرنا۔"

مقرنس نے جو دیکھا' ایک ساحر پکارتا چلا آتا ہے۔ اس کے گلے میں سانپ لپٹے ہیں۔
ترسول لئے ہیں مندرے کان میں پہنے ہوئے ہیں۔ مقرنس ٹھہر گیا۔ وہ ساحر قریب آیا
اور کہا: "اس چور سے جب تک میرا مال نہ قبول کرا لیجئے اس وقت تک قتل نہ فرمایئے۔
یہ میرے گھر سے سارا اسباب اٹھا لایا۔ اسباب تو درکنار' یہ دیکھئے اکیلا موتی رہ گیا۔
اس کی جوڑی کا یہ چرا لایا۔" یہ کہہ کر انڈے کے برابر ایک موتی نکال کر مقرنس
کو دکھایا۔ یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا: "بھائی یہ تم نے نایاب چیز پائی ہے۔ ذرا مجھے
دو تو اچھی طرح دیکھوں۔ یہ تم کہاں سے لائے۔"
اس ساحر نے کہا: "میں کوہ مروارید پر رہتا ہوں۔ وہاں قدرت سامری سے زمین میں موتی
پیدا ہوتے ہیں یہ انہی موتیوں میں سے میں نے دو موتی چھانٹ کر رکھے تھے۔ ایک یہ
چرا لایا۔ دوسرا میرے پاس ہے یہ دیکھئے۔" یہ کہہ کر مقرنس کو موتی دیا۔ اس نے
لے کر ہر طرف سے دیکھا اور بڑی تعریف کی۔
اس ساحر نے کہا: "بھائی اس کو ذرا منہ کی بھاپ لے لو پھر اس کی چمک اور آب
و تاب دیکھو۔"

مقرنس نے اس موتی کو منہ کے قریب لا کر ہوا دینا شروع کی۔ وہ موتی شق ہو گیا اور جیسے پھلجڑی چھوٹتی ہے۔ اس طرح سے اس میں سے دھواں نکلا۔ منہ اور ناک کی راہ سے مقرنس کے دماغ میں جا کر پیچیدہ ہوا اور وہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اس ساحر نے نعرہ مار کر ایک چھرا مارا کہ مقرنس جادو کا سر پھٹ گیا۔ ایک عظیم ہنگامہ برپا ہوا۔ وہ چاندی کا جنگل سب مٹ گیا۔ ہولناک بیاباں دکھائی دیا۔ عمرو نے رہائی پائی۔ قران کو گلے سے لگایا اور عیاری کی تعریف کی۔

قران نے کہا: "یہ سب حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے۔ اب فرمایئے کیا ارادہ ہے۔ چلنے کا قصد کدھر ہے؟" عمرو نے کہا: "بیٹا الگ الگ چلنا صلاح ہے۔ تم اپنی راہ لو' خدا حافظ جاؤ۔" قران سلام کرکے روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف چلا۔

طائران سحر نے مقرنس کے مرنے کی خبر افراسیاب کو پہنچائی۔ اس نے فی الفور دستک دی۔ ایک فولاد کا پتلا پیدا ہوا۔ اس سے کہا: "میرا یہ نامہ بیابان رخشاں میں مہتاب جادو کے پاس لے جا۔" پتلا نامہ لے کر چلا اور بیابان رخشاں میں مہتاب کے پاس آیا۔ نامہ دیا۔ اس نے پڑھا۔ لکھا تھا: "اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرنس کو مار کر تمہارے جنگل کی سرحد میں آئے ہیں۔ ان کو گرفتار کرنا۔ خبردار غافل نہ ہونا۔ پتلا تو نامہ دے کر چلا گیا' لیکن افراسیاب نے مقرنس کے چند عزیز ساحروں کو حکم دیا کہ جا کر اس کی لاش اٹھا لاؤ اور اس کے قاتل کو تلاش کرو۔ وہ لوگ بھی روانہ ہوئے اور لاش اٹھانے کے بعد عیاروں کی گرفتاری کی فکر کرنے لگے۔

مہتاب جادو کو جو پتلا نامہ دے گیا ہے۔ اس نے احتیاط کے طور پر وسط صحرا میں ایک مکان بزور سحر بنایا اور اسے خوب آراستہ کیا۔ مکلف فرش بچھوایا۔ مرصع پلنگ فرش پر لگایا۔ کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا' جو وہاں موجود نہ کیا۔ چند ساحر دروازے پر پہرا دینے بیٹھے اور کاغذ کا ایک چاند کاٹ کر اس مکان کے دروازے پر لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ کاغذی چاند ماہ فلک کی طرح روشن ہوا۔ مہتاب کمرے میں بیٹھ کر مے نوشی کرنے لگا۔ پھر اس کے خیال میں آیا کہ عیار شکل بدل کر آتے ہیں۔ پہچانے

نہیں جاتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کروں کہ جس طرح کی صورت بن کر عیار آئیں' پہچان لئے جائیں۔ یہ سوچ کر کچھ کاغذ کی چڑیاں کتریں اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ سب زندہ ہو کر اڑیں اور کمرے کی کارنس پر جا بیٹھیں۔ ان میں خاصیت یہ رکھی کہ جب عمرو آئے' ایک چڑیا کارنس سے اڑ کر زمین پر گرے اور پکار کر کہے عمرو آیا اور چڑیا جل جائے۔ پھر جب اور کوئی آئے' دوسری چڑیا گرے اور اس کا نام بتائے اور جل جائے۔ اسی طرح اب جو غیر شخص آئے گا' چڑیا اس کا نام بتا دے گی۔

یہ سحر بنا کر مہتاب اطمینان سے بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور قران وغیرہ' مقرنس جادو کا جنگل طے کر کے اس کے صحرا میں آئے۔ عمرو نے دور سے دیکھا کہ جنگل کے بیچ میں ایک مکان بنا ہے اور چاند بڑا سا نکلا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے' بلکہ وہ بھی اس کے سامنے ماند ہے۔ دروازے پر ساحر بیٹھے ہیں۔ کڑھاؤ چڑھے ہیں۔ پکوان پکتا ہے۔ ساحر ڈفلیاں بجاتے ہیں اور سامری کی توصیف میں بھجن گاتے ہیں۔ عمرو نے یہ ماجرا دیکھ کر تصور کیا کہ یہ حرامزادے مزے سے بیٹھے ہیں۔ ان کو چل کر ہلاک کر۔ اس صحرا کو ان کے ناپاک جسم سے پاک کر یہ سوچ کر اپنی صورت ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا۔ جب اس مکان کے قریب پہنچا۔ ساحروں کے گانے کی تعریف کی۔ انہوں نے پوچھا: "تم کہاں رہتے ہو۔ کیا نام رکھتے ہو؟"

عمرو نے کہا: "مجھے نواز جادو کہتے ہیں اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہوں۔"

ساحروں نے کہا: اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سناؤ۔"

عمرو بیٹھ گیا اور ایسی دلکشی سے ایک تان لگائی کہ مہتاب کمرے کے اندر بے قرار ہو گیا اور دروازے سے سر نکال کر ساحروں سے کہا: "اس گانے والے کو یہاں لے آؤ۔"

ساحر عمرو کو مکان کے اندر لے آئے' جب عمرو نے کمرے کے اندر قدم رکھا' ایک چڑیا کارنس سے گری اور پکاری: "عمرو آیا" عمرو نے جو سنا کہ چڑیا نے تیرا بتا دیا' تو فوراً گلیم اوڑھ کر نظر سے غائب ہو گیا۔ مہتاب نے دیکھا کہ اب وہ گویا نہیں ہے۔

ساحروں نے کہا: "وہ گویا نہ تھا' عمرو تھا۔ چڑیا کو بولتے سن کر چھپ گیا۔ تم سب جا کر بہت ہوشیاری سے باہر بیٹھو۔ ساحر یہ کیفیت دیکھ کر حیران ہوئے اور باہر آ کر باہم مشورہ کیا کہ اب کوئی شخص آئے تو اسے گرفتار کر لیں گے۔

یہ سب کمال ہوشیاری سے بیٹھے۔ عمرو یہاں کی سب حقیقت دریافت کر کے اس جگہ سے دور جنگل میں نکل گیا اور زفیل عیاری بجائی۔ عیار جو جابجا منتشر تھے' ان میں سے برق فرنگی زفیل کی صدا سن کر عمرو کے پاس پہنچا اور کہا: "استاد' خیریت تو ہے؟"

عمرو نے کہا: "اے فرزند' میں مناسب جانتا ہوں۔ تم اپنی صورت میری شکل کی طرح بناؤ اور یہ سامنے جو مکان بنا ہے' ساحروں کا مجمع ہے۔ اس طرف جاؤ۔ وہ لوگ تمہیں عمرو سمجھ کر گرفتار کریں گے۔ اس لئے کہ وہاں سحر کی چڑیاں بولتی ہیں۔" پھر اپنے جانے کا سارا حال بتایا اور کہا کہ جب تم پکڑے جاؤ گے' تو ساحروں کو اطمینان ہو جائے گا کہ ہم نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے۔ پھر میں جا کر عیاری کروں گا اور تمہیں چھڑا لوں گا۔"

برق نے کہا: "بہت خوب۔" اور اسی وقت اپنی صورت کو عمرو کی طرح بنایا اور ساحروں کی طرف روانہ ہوا ان کے قریب پہنچا۔ وہ تو مشورہ کر ہی چکے تھے کہ اب جو آئے گا' اسے گرفتار کریں گے۔ برق کو عمرو سمجھ کر قید کر لیا۔ اس کے قید کرنے سے جو شور و غل ہوا' مہتاب نے کمرے میں سے پوچھا: "کسے گرفتار کیا؟" ساحروں نے کہا: "آپ پہچانئے کون ہے۔ ہم تو جانتے ہیں عمرو ہے۔"

مہتاب نے کہا: "یہاں لاؤ' میں پہچانوں۔"

برق کو اس کے سامنے لے گئے۔ جونہی برق نے کمرے کے اندر قدم رکھا۔ چڑیا گر کر پکاری کہ "برق آیا۔" اور جل گئی۔

مہتاب نے کہا: "نہیں میرا نام عمرو ہے۔"

ساحر نے جواب دیا: "میری چڑیا جھوٹی نہیں ہے۔"

برق نے کہا: "بھلا میرا نام برق ہوتا اور میں خود کو عمرو بتا کر کیوں مبتلا کرتا۔ کیا

میں نہیں جانتا کہ طلسم میں سب عمرو کے دشمن ہیں۔ اچھا اگر آپ مجھے عمرو نہیں جانتے نہ سہی۔"
مہتاب نے دل میں سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر بری ہوتا ہو گا تو وہ اپنے آپ کو بچائے گا نہ کہ اور گہنگار بنائے گا۔ یہ خیال کر کے کہا: "اچھا اے عمرو' تو نے خود کو چھپایا کیوں نہیں۔ کہہ دیا ہوتا کہ میں برق ہوں۔"
اس نے کہا: "میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ سحر سے دریافت کر لیتے۔ آپ کو ہر طرح کے سحر پر قدرت حاصل ہے۔"
مہتاب نے کہا: "تقریر تیری سچی ہے' مگر میرے سحر نے جو تیرا نام خلاف بتایا شاید تیرا نام عمرو کے علاوہ برق بھی ہو۔"
برق نے کہا: "میرا اصلی نام برق ہے اور مشہور عمرو ہے۔"
مہتاب نے کہا: "کیوں' میں نہ کہتا تھا کہ میرا سحر غلط نہیں۔ اب ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی درست ہے۔ مگر ایک امتحان اور کر لوں۔ شہنشاہ نے عمرو کی تصویر میرے پاس بھیجی ہے۔ اس سے تیری صورت ملا لوں۔" یہ کہہ کر' صندوقچے سے تصویر نکال کر مطابق کی۔ عمرو کی صورت میں اور اس قیدی کی شکل میں سرمو فرق نہ پایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے۔ بہت خوش ہو کر ایک طرف بندھوا دیا۔
اب حال عمرو کا سنئے جب برق گرفتار ہو چکا اور انہوں نے دور سے یہ سب ماجرا دیکھا۔ پس اپنی صورت ایک حسین و جمیل عورت کی بنائی کہ جس کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر فرط حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹ کر ہلال ہو جائے۔ سراسر شعلہ نور' قدرت خدا کا ظہور حورو پری کہنا خطا' حسن ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا۔ شوخی و کرشمہ و ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی چودھویں رات کا چاند تھی۔ بلکہ چاند کی روشنی بھی اس کے آگے ماند تھی۔ چشم غزالیں' سرمہ آگیں' آہوئے رم خوردہ' کشور چین۔

چشم تو جادو است یا آہوست یا صیاد خلق
یادو بادام سیہ نرگس شہلاست ایں

لب لعلیں' درج یاقوت' رخسار تابناک' آئینہ سکندری' و ندان سلک گوہر۔ کلائی بلوریں' جس کے دیکھنے سے عشاق کو کل آئی۔ جب آستین سے باہر آئی۔ گویا شمع فانوس سے نکل آئی۔

یہ اس کے ہے ساعدوں کا عالم کہ جس نے دیکھا ہوا وہ بے دم
نیام تیغ قضائے مبرم' لقب ہے قاتل کی آستین کا

اور چھاتیوں کا یہ عالم کہ گنجینہ نور' شکم تختہ بلور۔

حسن روز افزوں نے گنجائش نہ پائی سینے میں
بن گیا انگیا کے پردے میں سمٹ کر چھاتیاں

رہن موہن من ہرن کنچن برن اڈول
کڑے کرارے چکنے اونچے گورے گول

اور شکم میں ناف کا یہ عالم ہے۔

ہے نور کا دریا شکم صاف نہیں ہے
گرداب یم حسن میں ہے' ناف نہیں ہے

پنڈلی کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جس کی یاد میں سر بہ زانو رہیں۔ لاکھ فکر کریں' مگر اسے نہ پائیں

لے سر سے تا بہ ناف تو تھا نور کا بدن
رانیں بنائیں گوندھ کے میدا شباب میں

پائے نازک کی صفت کیا بیان ہو معلوم ہوتا تھا۔

صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد
پاؤں صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیاں

الغرض اس حسن و جمال سے اپنی صورت کو آراستہ پیراستہ کیا۔ سرخ لباس اور سونے کا زیور اپنے قد زیبا پر مزین کیا۔ کلائی میں کنگنا باندھا۔ پیراہن کو دامن تک چاک کیا۔ رخ انور پر زلف مشک فام بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چودھویں کا چاند ابر سیاہ میں آ گیا ہے۔ اس صورت سے زار زار' ابر نو بہار کے مانند روتا ہوا عمرو روانہ ہوا اور جہاں مہتاب کمرے میں بیٹھا' جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے کی جھاڑیوں میں رونا شروع کیا اور شور فریاد بلند کر کے دنیائے فانی کی مذمت کرنے لگا: "کیوں اے چرخ کج مدار' اے گردون نانہجار یہ تو بتا کہ میں نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جس کے بدلے اور پاداش میں تو نے مجھ کو یہ سزا دی ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔

جو گل نہ کھلنے پائے تھے' پھول ان کے ہو گئے

مسند سے دولہا اٹھتے ہی' تکیے میں سو گئے

عمرو اس انداز میں تڑپا اور بلبلایا کہ دل سنگ آب ہو گیا اور شور و فریاد کی آواز مہتاب کے کان میں پہنچی اس نے جھاڑی کی طرف غور سے دیکھا۔ پہلی رات کی ایک دولہن کو' رنج و محن میں مبتلا پایا۔ سارے جسم کا لباس تار تار ہے۔ دشنہ غم سے سینہ فگار ہے۔ سر کے بال پریشان ہیں۔ تنہائی کے عالم میں اپنے حال پر روتی ہے۔ مہتاب اسے دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ حقیقت معلوم کرنی چاہئے۔ ساحروں کو حکم دیا کہ پیار دلار سے اس کو بلاؤ ساحر حکم سن کر چلے۔ جب قریب پہنچے۔ وہ نازک اندام ساحروں کو دیکھ کر گرتی پڑتی دوسری طرف چلی۔ ہر چند منت سے کہا: "ہمارے مالک تمہیں بلاتے ہیں" مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ ساحروں نے آ کر مہتاب سے کہا' وہ تو ہماری بات ہی نہیں سنتی۔

یہ اس رشک وہ خورشید خاوری کو دیکھ کر بے قرار ہوا تھا' خود اٹھ کر چلا اور جب وہ جھاڑی کے پاس آیا تو وہ گلفام پھر گرتی پڑتی بھاگی۔ اس نے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے خوبصورت چہرے اور دلکش سراپا کو غور سے دیکھا۔ تنویرِ حسن کی شعاع سے نظر خیرہ ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی ہاتھ پاؤں کی طاقت جاتی رہی۔ جی سنسنا گیا۔ قریب تھا کہ غش آ جائے' لیکن خود کو سنبھالا اور کہا: "اے غیرت وہ بتان آذری: تجھے خداوندی سامری کا واسطہ مجھے اپنے حال پر ملال سے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گراں بہار کی جوہر ہے۔ اس طرح کیوں زاد نزار ہے کیا تجھے آزار ہے۔"

اس زہرہ جبیں نے یہ کلام سن کر ایک آہ سرد بھری اور اس طرح پھوٹ کر روئی کہ مہتاب کا دل بھر آیا اور منتیں کرنے لگا۔ اس وقت اس عاقلہ نے کہا کہ میں کیا اپنا حال زار بتاؤں اور کس کس رنج کا اظہار کروں۔

چہ گویم از سرو سامان خود‘ عمریست چوں کا کل

سیہ بختم پریشاں روزگارم‘ خانہ بروشم

جن کے ہم طالب دیدار ہیں‘ ان کی صورت زیبا ملک عدم میں جا کر دیکھیں گے۔ ہائے وہ ہمیں چھوڑ کر پیوند خاک ہوئے۔ میں انہیں اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائی کہ وہ دنیا سے چل بسے۔ اسے عزیزمن! میں ایک جلیل القدر ساحر کی بیٹی ہوں کہ اس کا نام عیب جادو تھا۔ ہمیشہ سے تجارت کرتا تھا۔ میں اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی۔ اس کا نام ماہ سیما تھا۔ ابھی رخسار پر سبزہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا۔ عین شباب و جوانی کے دن تھے۔ مرنے والے بہت کم سن تھے۔ جب میرے باپ نے میری محبت کا ماجرا سنا‘ مجھے اس کے ساتھ منسوب کر کے شادی کی فکر کی۔ جس روز میری بارات تھی۔ اس روز ایک زنگی کہ مجھ پر ایک مدت سے فریفتہ تھا اور میں اس کے قبضے میں نہ آتی تھی‘ میری شادی کی خبر سن کر‘ رات کو دس بیس قزاقوں کے ہمراہ آ کر کودا۔ میرے شوہر کو کہ ابھی اس نے شربت نہ پیا تھا‘ ذائقہ تلخی مرگ چکھایا اور میرے والدین اور چچا سب کو قتل کیا۔ میں اسی ہنگامے میں بھاگ کر صحرا نورد ہوئی۔ یہ کہانی میری ہے۔ اس جہان فانی میں‘ میں بھی کچھ عرصے کی مہمان ہوں‘ اس غم سے جان دوں گی۔"

مہتاب یہ قصہ سن کر رونے لگا اور اس کی تسکین کے لئے یوں بولا: "اے معشوق سراپا ناز! جو مر گئے ان کا غم کجا۔ اب تمہیں لازم ہے کہ میرے کلبہ احزاں کو اپنے قدوم مسرت الزوم سے چل کر آباد کرو اور عمر عزیز مجھ ایسے جانباز عاشق کی صحبت میں بسر کرو۔ میں بھی افراسیاب کا مصاحب ہوں۔ ملک طلسم‘ صاحب طاقت ہوں۔ تمام عمر غلامی کروں گا اور اچھی طرح رکھوں گا۔"

اس نازک اندام نے یہ باتیں سن کر کہا: "میں بدنصیب یہاں رہنے کے قابل نہیں ہوں۔

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را۔"
مہتاب جادو نے بہت قسمیں دیں۔ پاؤں سر پر کھا۔ منتیں کیں۔ اس سراپا ناز نے کہا:
"بھلا صاحب تمہارا نام کیا ہے' کیا پیشہ کرتے ہو' کام کیا ہے؟"

اس نے کہا: "مجھے مہتاب کہتے ہیں۔ یہاں سے سرحد کوہ لاجورد تک' تمام ساحر میری اطاعت کرتے ہیں" اس قمر پیکر نے جب اس کا نام سنا۔ کانوں پر ہاتھ رکھے۔ کہا: "میں ساحر کے نام سے ڈرتی ہوں۔ سحر کا کارخانہ دیکھ کر میرے دل پر بنتی ہے۔ ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہیں۔ جب چاہتے ہیں' فوراً عورت بن جاتے ہیں' جب جی چاہتا ہے مرد بن جاتے ہیں۔"
مہتاب نے یہ کلام سن کر دل سے کہا: "تو نے ناحق خود کو ساحر ظاہر کیا۔ اب مطلب سارا فوت ہو گیا۔ کہا: "اے دلدار' میں تیرے نثار کبھی تیرے روبرو سحر نہ کروں گا۔ میں ابھی کم سن ہوں۔ تین سو پچیس برس کا سن رکھتا ہوں۔
اس غارت گر ایمان نے کہا: "قسم کھاؤ کہ کبھی ساحری نہ کروں گا۔"
مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی اس قول سے نہ پھروں گا۔ اس وقت یہ محبوبہ مہتاب کے ساتھ ہوئی اور وہ اسے ہمراہ لے کر اسی مکان میں آیا' جیسے ہی اس گلفام نے کمرے کے اندر قدم رکھا' کارنس سے ایک چڑیا اڑی اور زمین پر گر کر پکاری "عمرو آیا۔" اور جل گئی۔ مہتاب نے اپنے دل میں کہا میں عمرو کو ایک بار قید کر چکا ہوں۔ تصویر ملائی وہ مطابق پائی تھی۔ لو اب جاتی ہوں۔ سحر کے سبب سے میری جان جائے گی۔"
مہتاب تو فریفتہ ہو رہا تھا' کہنے لگا: "اے جان من! یہاں عیار آتے ہیں۔ میں نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیاں تیار کی ہیں کہ مجھے خبر دیتی ہیں۔"
اس نے کہا: "تو میں باز آئی۔ یہ چڑیا مجھی کو عیار بناتی ہے۔ اب تم مجھ سے پرہیز کرو۔ ایسا نہ ہو' میں تمہیں مار ڈالوں۔" یہ کہہ کر اٹھ کر چلی۔ مہتاب اٹھ کر لپٹ گیا اور خوشامد کر کے پھر کمرے کے اندر لے آیا۔ ایک چڑیا گری اور پکاری کہ "عمرو

آیا" اس نازنین نے کہا: "اے مہتاب اب کون شخص آیا' جو اس چڑیا نے تمہیں آگاہ کیا۔"

مہتاب نے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ سحر میں کچھ فرق پڑ گیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو۔ میں اس سحر کو مٹائے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر کچھ فسوں پڑھ کر دستک دی کہ سب چڑیاں زمین پر گر کر جل گئیں اور کہا: "لو اب بے خوف ہو بیٹھو۔"

عمرو مسند زریں پر بیٹھا۔ سامنے برق فرنگی بندھا ہے کہ آنکھ سے آنکھ ملی۔ برق نے پہچانا کہ یہ عورت نہیں ہے استاد ہیں' لیکن یہاں عمرو کے لئے مہتاب نے کھانا منگوایا اور کہا: "تم بھوکی ہو' کھانا کھا لو۔ اس کے بعد پھر ہم تم داد عیش دیں اور آرام کریں۔"

اس غنچہ دہن نے کہا: "میں نے کئی دن سے شراب نہیں پی حواس میرے درست نہیں ہیں۔ اب نہ مجھے بھوک ہے نہ پیاس ہے شراب کی تلاش ہے۔ اپنا یہ تکلف دعوت موقوف رکھو اور ایک جام دو۔" مہتاب نے اسی وقت شراب کی کشتی سامنے لا کر رکھ دی کہ لو جس قدر دل چاہے' پیو۔ اس گل اندام نے جام مے ارغوانی لبریز کر کے اسے دیا۔ مہتاب نے کہا: "تم نے بڑے عرصے سے نہیں پی' پہلے تم پیو۔"

اس نے کہا: "میں بھی پیتی ہوں۔ تم لو تو سہی۔"

یہ باتیں ہوتی تھیں کہ وہاں افراسیاب کو خیال آیا کہ مہتاب کو میں نے لکھا تھا۔ اس کا کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ اس نے اب تک عمرو کو گرفتار نہیں کیا۔ یہ کیا سبب ہے۔ لاؤ کتاب جمشید و سامری دیکھ کر اس کی کیفیت دریافت کروں۔ اس نے کتاب دیکھی تو ظاہر ہوا' عمرو عورت بنا ہوا۔ مہتاب کے پاس بیٹھا ہے۔ اسے قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھ کر اس نے کچھ سحر پڑھا۔ ایک پتلا زمین سے نکلا۔ اس سے کہا مہتاب سے کہہ دے کہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے' عمرو ہے اور جو بندھا ہے' وہ برق عیار ہے۔ دونوں کو پکڑ کر کہنا کہ میرے پاس لائے۔"

پتلا یہ حکم سن کر چلا۔ یہاں عمرو نے مہتاب کی آنکھ بچا کو تھوڑا سا سفوف بے ہوشی

منہ میں رکھ لیا تھا۔ جام شراب میں بھی بے ہوشی ملائی اور اسے دیا۔ ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرآئی۔ عمرو سمجھ گیا کہ کوئی آفت آئی۔ معاً ایک پتلا افراسیاب کا بھیجا ہوا زمین سے نکلا۔ عمرو اسے دیکھ کر "اوئی" کہہ کر مہتاب سے لپٹ گیا۔

اس نے کہا ڈرو نہیں' مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھ کر' منہ سے سفوف بے ہوشی جو پھونکا' اس کی ناک میں گیا۔ چھینک آئی اور مہتاب بے ہوش ہو گیا۔ ادھر پتلے نے کہا: "اے مہتاب' یہ عمرو ہے' حکم شہنشاہ ہے کہ اسے فوراً گرفتار کر لیا جائے۔"

ہر چند پتلا پکارا کیا' مگر مہتاب بے ہوش چکا تھا۔ سنتا کون۔ ناچار پتلا بڑھا۔ عمرو نے پتلے کو آتا دیکھ کر جال الیاسی اسی پر مارا کہ پتلا جال میں پھنسا۔ عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھ دیا۔ اور برق کو کھول دیا۔ مہتاب کو مار ڈالا۔ آواز دارو گیر آنے لگی۔ غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا۔ تاریکی ہو گئی۔ مہتاب کے جو چند ملازم ساحر باہر بیٹھے تھے وہ دوڑے۔ اس اندھیرے میں جس نے کمرے میں قدم رکھا۔ عمرو اور برق نے نیمچے مارے کہ گردن کٹ گئی اور زیادہ شعلے اٹھنے لگے۔ بہت ساحر مارے گئے' جو دو ایک بچے' وہ ڈر کے مارے باہر ہی سے بھاگ گئے کہ نہیں معلوم' اندر کیا آفت ہے۔ الغرض کچھ دیر کے بعد وہ آفت دور ہوئی۔

عمرو نے پتلے کو جال سے نکال کر چھوڑ دیا اور کہا: "جا کر اس مسخرے افراسیاب سے کہہ دینا کہ مابدولت تجھے عنقریب قتل کیا چاہتے ہیں۔ پتلا یہ حال سن کر' جال سے چھوٹتے ہی بھاگا۔ عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال و اسباب تھا' وہ لوٹ کر زنبیل میں ڈالا۔ برق کو لے کر صحرا میں آیا۔ برق نے کہا: "استاد فرمائیے کیا قصد ہے۔" کہا: "بیٹا اپنی راہ لو' الگ الگ چلو' وقت پر آنا۔" برق سلام کر کے ایک سمت روانہ ہوا' اور عمرو ایک طرف کو چلا' لیکن پتلے نے افراسیاب کو مہتاب کے مرنے کی خبر سنا دی تھی اور جال میں گرفتار ہونا' جو کچھ گزرا تھا۔ سب بیان کیا۔ یہ حال سن کر افراسیاب پر غیظ و غضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جا کر عمرو کو پکڑ لاؤں۔ اہل دربار نے

دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران! حمزہ کے ایک ادنٰی ملازم کو گرفتار کرنے جانا‘ حضور کو مناسب نہیں‘ بہت بندگان حضور ایسے ہیں کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہیں۔ چہ جائیکہ ایک عیار‘ اس کی کیا حقیقت ہے۔ آپ ایک طلسم ہیں۔ اپنے کسی ملازم کو ایک ایسا سحر تعلیم دے کر‘ عمرو کی گرفتاری کے لئے روانہ فرمائیے کہ عیار جس رنگ و قطع سے سامنے آئیں‘ وہ پہچان لے اور گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں حاضر کرے۔ افراسیاب سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ غضب کی نگاہ سے باغ کے ایک چمن کی طرف دیکھا۔ وہ چمن اس کی آتش نگاہ کی گرمی سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بن کر اس آگ کے اندر غائب ہوا۔ لمحے کے بعد جو برآمد ہوا‘ سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ میں تھی۔ اس تختی پر ایک خوبصورت عورت کی تصویر تھی۔ افراسیاب نے دستک دی۔ زمین شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا۔ نہایت کریہہ منظر اور بدہیئت اس نے وہ تختی اس ساحر کو دے کر حکم دیا: ”اے آذر جادو جلد روانہ ہو۔ عمرو عیار مہتاب کو قتل کر کے ابھی اسی جنگل میں ہے اسے تلاش کر کے گرفتار کر لا۔ اس کی شناخت کے لئے یہ تصویر دی جاتی ہے‘ جو شخص تجھ سے راہ میں ملے۔ پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا۔ یہ تصویر اگرچہ عورت کی ہے مگر جو شکل عیار تبدیل کر کے آئے گا اور اس کی جو صورت کہ اصل میں ہو گی۔ ویسے ہی تصویر ہو جائے گی اگر وہ عیار نہ ہو گا‘ تو یہ تصویر جیسی اس وقت عورت کی ہے‘ ویسی ہی رہے گی۔“ آذر جادو‘ وہ تختی تصویر کی لے کر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل میں پہنچ کر چار طرف عمرو کو ڈھونڈنے لگا‘ لیکن عمرو بھی اسی جنگل میں ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہہ رہا تھا کہ اے عمرو‘ دیکھئے انجام کار یہاں آنے کا کیا ہوتا ہے۔ لاکھوں ساحر موجود ہیں۔ کہاں تک قتل ہو سکیں گے۔ مقدمہ طلسم ہے۔ نہیں معلوم‘ لوح طلسم کہاں ہے۔ خدا جانے اسد پر کیا گزری۔ کدھر گیا۔ زندہ ہے یا مر گیا۔ عمرو اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسّس کرتے دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈ رہا ہے۔ عمرو نے

دل میں خیال کیا کہ اس حرامزادے کو بھی' مارنا چاہئے جو ساحر کم ہو' وہی سہی۔ یہ سوچ کر ایک ساحر کی صورت بنا کر چلا۔ آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادو گر مہیب صورت چلا آتا ہے کہ جس کے کان آنکھ ناک سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ آذر جادو خود اس کے قریب آ گیا اور پوچھا: "تم کون ہو۔"

عمرو نے کہا: "پہلے اپنا نام بتایئے۔"

آذر نے اپنا نام بتا دیا اور کہا کہ عمرو کو ڈھونڈنے آیا ہوں۔ عمرو نے کہا' میں بھی اسی فکر میں ہوں' مہتاب جادو کا عزیز ہوں' جب سے اس کے مرنے کی خبر سنی ہے' عمرو کی تلاش کرتا ہوں۔" آذر جادو کو یہ خیال آیا کہ شہنشاہ نے کہہ دیا تھا کہ جو راہ میں ملے' پہلے تصویر کو دیکھ لینا۔ یہ سوچ کر اس نے تصویر کو دیکھا۔ تصویر نے عمرو کی اصلی صورت پیدا کی تھی کہ تو مڑی سا سر' زیرہ سی آنکھیں' خوبانی سے کان' کلچہ کی طرح گال' تاگاسی گردن' رسی کی طرح ہاتھ پاؤں' نیچے کا جسم چھ گز کا' اوپر کا تین گز کا۔ یہ حلیہ مبارک دیکھ کر آذر جادو گھبرایا اور سمجھا کہ کوئی عیار ہے کہ اس نے مکاری سے جادو گر کی صورت بنائی ہے' ورنہ اصل صورت اس کی ایسی ہے جیسی اس تصویر نے صورت بدلی ہے۔ بس یہ دیکھ کر اس نے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی رہی۔ اپنی جھولی سے ایک زنجیر نکال کر عمرو کے ہاتھ پاؤں باندھے اور لے کر چلا۔

عمرو نے ہر چند کہا کہ اے بھائی' مجھے کیوں بے وجہ آزار دیتے ہو۔ آذر نے کہا' او مکار تو مجھ سے عیاری کرتا ہے تیرا ہی نام عمرو ہے۔ مجھے تیرے حال کی خبر ہے۔ عمرو کو غصہ آیا کہا "بچہ اب بچتے نہیں معلوم ہوتے کوئی دم میں جہنم رسید ہوا چاہتے ہو۔ ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار طلسم میں داخل ہوا ہے۔ کوئی نہ کوئی آ کر قتل کرے گا۔"

آذر نے کہا: "میں سب کو قتل کروں گا۔ تیرے دھمکانے سے نہ ڈروں گا۔" غرض عمرو کو لے کر چلا۔ دور سے ضرغام شیر دل نے دیکھا کہ استاد کو ساحر پکڑے لئے جاتا

ہے۔ یہ چھڑ دانے کی فکر میں کوس بھر آگے نکل گیا۔ ایک جگہ اہیر گائے بھینس چرا رہا تھا اس کے سامنے صورت بدل کر آیا اور کہا: ”دیکھو جھاڑی میں بھیڑیا بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے۔“ اہیر گھبرا کر جھاڑی کی طرف دوڑا۔ ضرغام نے پشت کی طرف سے کمند ماری کمند کے حلقے گردن میں پچی ہوئے۔ منہ سے بھی نہ بولا گیا۔ ضرغام نے زمین پر گرا کر بے ہوشی منہ پر مل دی۔ اہیر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے کپڑے اتار کر آپ پہنے۔ انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی باندھ کر مرزائی پہن کر اس کی شکل دیکھ کر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لے کر گائے وغیرہ چرانے لگا۔ اہیر کو جھاڑی میں چھپا دیا۔ اس عرصے میں آذر جادو عمرو کے ہمراہ یہاں آ کر پہنچا' چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور کا چلا ہوا آتا تھا۔ اہیر کو دیکھ کر کہا: ”اگر تیرے پاس لوٹیا اور ڈوری ہو تو پانی لا کر مجھے پلا دے۔“

اہیر نے کہا: ”گسیان' تم گھام سے چلے آتے ہو' کہو تو دودھ دوہ کر لاؤں۔ وہ پیو' پانی نہ پیو۔“

آذر نے کہا: ”اچھا لے آ۔“

اہیر نے ایک گائے کو چمکار کر پاس بلایا اور دودھ دوہا اور پیتل کی لٹیا میں بھر کر' بے ہوشی ملا کر آذر کو دیا اس نے چاہا کہ پیوں' مگر خیال میں آیا کہ مہتاب کو دو عیاروں نے مل کر مارا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بھی عیار ہو۔ تصویر کو دیکھ لو۔ یہ سوچ کر تصویر کو دیکھا اس کی صورت ضرغام کی اصلی صورت ہو گئی تھی اس نے فوراً ضرغام کو سحر پڑھ کر قید کر لیا۔ ہر چند ضرغام نے کہا کہ میں اہیر ہوں' مجھ پر کیوں ظلم کرتا ہے۔ نیکی کا عوض یہی ہے۔“

اس نے کہا: ”او نالائق تو بڑا مکار ہے۔ میں خوب پہچانتا ہوں۔ یہ کہہ کر جس زنجیر میں عمرو بندھا تھا' اس میں اسے بھی باندھ کر کر آگے بڑھا۔

عمرو نے کہا: ”میں نہ کہتا تھا کہ ہزاروں عیار طلسم میں آئے ہیں۔ اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا۔ کوئی دم میں تو ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر۔“

آذر جادو دل میں ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے۔ عیار سب طرف پھیلے ہیں۔ دیکھئے کیونکر طلسم باطن میں شہنشاہ کے پاس پہنچا ہوں۔ لازم ہے کہ اب جو راہ میں ملے تصویر دیکھے بغیر اس سے بات نہ کروں۔ یہ تہیہ کر کے آگے روانہ ہوا۔ لیکن عیار جو سب الگ الگ راہ پر ہیں اور دم بدم مقام بلند پر جا کر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کر لیتے ہیں۔ ان میں سے برق نے ایک جگہ دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیاروں کو گرفتار کئے لئے جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر پہاڑ کے درے میں بیٹھ کر لہنگا پھرایا اور عیاری کا سب سامان جھولی سے نکال کر اپنی صورت حسین و جمیل عورت کی بنائی۔ ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے۔ پور پور چھلے پہنے پٹیاں پار کے سیندور' مانگ میں بھرا۔ آنکھوں میں کاجل لگایا اور بندیا اور ٹیکا ماتھے پر لگایا۔ جھمکے اور ترکیاں کانوں میں پہنیں' ہاتھوں میں پہونچیاں اور پاؤں میں کڑے پیر کی دسوں انگلیوں میں انوٹ بچھوے پہن کر شراب کی بوتل' جس میں بے ہوشی کی دوا بھری تھی' ہاتھ میں لی۔ وہ دلفریب گھونگھٹ نکالے' ہاتھ میں شراب کی بوتل لئے اٹکھیلیاں کرتی آذر جادو کی طرف چلی' جب آذر جادو کے سامنے ہو کر نکلی۔ اس نے دیکھا کہ ایک مہ پارہ' جس میں شوخی و ناز و ادا بھری ہے' رشک وہ حور و پری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پاؤں سے ملتی ہے۔

ہے نام خدا او اچھرے کچھ زور و تماشا
یہ آپ کی رنگت
گات ایسی پھلبن قہر پھبن اور جھمکڑا
اور اس پہ ملاحت
جادو ہے نگہ' چھب ہے غضب نور ہے مکھڑا
اور قد ہے قیامت
غارت گردیں وہ بت کافر ہے سراپا
اللہ کی قدرت

دیکھتے ہی آذر جادو مائل ہوا اور کہا: "بی کلوارن' ذرا ادھر تو آؤ' تھوڑی سی شراب دیتی

جاؤ۔" اس نازنین نے ذرا سا گھونگھٹ ہٹا کر، مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا: "یہ شراب بکاؤ نہیں ہے۔" آذر جادو نے جب اس کے رخ زیبا کو دیکھا۔ عقل و ہوش کھویا۔ آذر جادو قریب گیا اور کہا: "کہاں جاتی ہو۔" اس غنچہ لب نے متبسم ہو کر کہا: "جہاں میرا جی چاہتا ہے، تم پوچھنے والے کون ہو۔ کوئی کوتوال ہو۔"

آذر جادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنس کر باتیں کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ راضی ہے۔ یہ سمجھ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے ہاں ہاں کر کے کہا: "ذرا چل کر سامنے سایہ دار درخت کے نیچے، ہم تو دونوں بیٹھیں۔ شراب پئیں۔ دو دو باتیں کریں پھر چلی جانا۔ جلدی کیا ہے۔ ہماری تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔ ہمیشہ اطاعت کروں گا، جو کچھ کماؤں گا، وہ دوں گا۔"

وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا: "ملاقات اپنے گھر والوں سے کرو۔ کیا میرے خاوند نہیں ہیں۔ میں ایسے راہ گیروں سے بات نہیں کرتی۔"

آذر منتیں کرنے لگا۔ پاؤں پر سر دھرنے لگا۔ کہا: "میں اس طلسم میں رہتا ہوں، مسافر نہیں ہوں۔ افراسیاب کا مصاحب ہوں۔"

اس مہ جبیں نے کہا: "تم کوئی ہو، میں ایسی شوخ دیدہ نہیں ہوں، جو یکایک مردوں کے دم پر چڑھ جاؤں۔"

آذر سمجھا کہ یہ معشوقانہ ناز کرتی ہے۔ جس زنجیر میں عمرو اور ضرغام بندھے تھے۔ اسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوران کو گود میں اٹھا کر چلا۔ وہ نہیں نہیں کیا کی۔ اس نے درخت کے نیچے لا کر اتارا اور اپنی کمر سے چادر کھول کر بچھائی۔ عمرو ضرغام کو درخت سے باندھا۔ اس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا: "میری جان تجھ پر جاتی ہے، تو میرے پہلو میں بیٹھ کر دل غمگین کو شاد کر۔"

اس ماہ پیکر نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا:

ہم آزما چکے ہیں بہت سرد و گرم عشق

اس کو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو

آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو منہ بڑھایا۔ اس نے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہا: "بس بس مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو۔ یہ منہ دیکھے کی محبت ہے۔ مردوں کی ذات بے مروت ہے۔ خیر اگر مجھ سے دار و مدار منظور ہے' سامری کی قسم کھاؤ کہ کسی عورت سے سوائے تیرے بات نہ کروں گا۔"

آذر جادو نے قسم کھائی۔ کلوران نے شراب سے جام بھر کر دیا۔ اس نے جب جام ہاتھ میں لیا' خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہیں دیکھا۔ لازم ہے کہ احتیاط کے طور پر تصویر دیکھ لے پھر اس محبوبہ سے داد عیش و خرمی دے۔ یہ سوچ کر تصویر دیکھی۔ اس نے برق کی اصلی صورت اختیار کر لی تھی۔ آذر جادو نے کچھ سحر پڑھ کر کلوران پر پھونکا کہ عیاری کارنگ و روغن اڑ گیا اور برق کی اصلی صورت ہو گئی۔ اس نے اس کو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا: "عیاروں نے تار باندھا ہے کہ قدم قدم پر آ کر دھوکا دیتے ہیں۔"

عمرو نے کہا: "او حرامزادے' اب کیا بچ بھی جائے گا۔ کوئی آن میں قتل ہوا چاہتا ہے۔"

آذر خوفناک ہوا' مگر ان تینوں عیاروں کو لے کر چلا۔ دور سے جانسوز نے دیکھا۔ پیچھے پیچھے چلا۔ اتفاقاً ایک جگہ جنگل میں کسی ساحر کا نیا باغ بنا تھا۔ نہایت سرسبز آراستہ' پھولوں سے بھرا۔ آذر جادو تھکا ماندہ تھا۔ اس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن میں ٹھہرا۔ جانسوز نے اسے باغ میں جاتے دیکھ کر اپنی صورت مالی کی بنائی۔ بیلچہ ہاتھ میں لیا اور درختوں کی سر تراشی کرنے کی قینچی کمر میں اڑسی۔ پھول جھولی میں بھرے اور باغ میں آیا۔ جنگل سے ایک درخت کھودتا لایا اسے چمن میں بویا۔

آذر جادو سمجھا کہ یہ اس باغ کا باغبان ہے۔ درخت لینے گیا تھا۔ اب آیا ہے۔ پاس

جا کر کہا: "اے مالی یہ باغ کس کا ہے؟"
جانسوز نے نام بنا کر کہہ دیا: "ملکہ بنفشہ جادو کا۔"
آذر سمجھا کہ طلسم میں ہزارہا ساحر رہتا ہے۔ کوئی بنفشہ بھی ہو گا۔ یہ سوچ کر خاموش

ہو رہا، لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گردے بنا کر ٹوکری میں لگائے۔ بیچ میں اس کے میوہ رکھا اور آذر کے سامنے ڈالی لگائی۔ اس نے کچھ روپیہ انعام دیا۔ ڈالی سے میوہ نکال کر چاہا کھاؤں۔ پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھ لوں۔ تصویر جو دیکھی، وہ اصل جانسوز کی شکل بن گئی۔ اس نے کہا: "او نابکار باغبان! تو مجھے فریب دیتا ہے، معلوم ہوا کہ تو عیار ہے۔"
جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ لیکن اس نے سحر کر کے اسے بھی گرفتار کیا اور اسی زنجیر سے باندھ کر، خوف کے مارے اس باغ میں ٹھہرا۔ پھر ان سب کو لے کر چلا۔ جب کچھ راہ طے کی، خیال کیا کہ میں کہیں چھپ کر بیٹھوں اور عرضی شہنشاہ کو لکھوں کہ مجھے عیاروں نے گھیرا ہے۔ چار کو تو میں نے گرفتار کیا، لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہیں۔ حضور میری مدد کے لئے ساحروں کو بھیجیں اور ان قیدیوں کو منگا لیں کہ میں ان کے سبب اڑ کر نہیں چل سکتا۔ اگر اکیلا ہوں تو اڑ کر بزور سحر آپ کی خدمت میں آؤں۔ بس یہ تصور کر کے چلا کہ کوئی جگہ عافیت کی ملے تو ٹھہروں، لیکن اب کی بادشاہ مرداں مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر استاد کو، تین عیاروں کے ہمراہ گرفتار کئے لئے جاتا ہے۔ بحر عیاری میں غوطہ زن ہوا اور گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قران، یہ چار عیار پے در پے، اس نابکار کے قتل کئے لئے گئے۔ کیا سبب ہوا کہ چاروں گرفتار ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس کچھ سحر ہے کہ جو اس کے سامنے جاتا ہے پہچان لیتا ہے۔ ایسی کوئی فکر کرو کہ نہ منہ سے بولوں نہ اس کے پاس جاؤ اور مار ڈالو۔
یہ سوچ کر گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا۔ آخر گل مراد سے دامن بھر کر اس کے آگے راہ تجویز کر کے کہ ادھر ہی سے آئے گا جا کر ٹھہرا اور جنگل سے لکڑیاں جلدی جلدی

کاٹ کر چار طرف ستون بنائے اور چھت پر پتیاں بچھا دیں اور ساری چھت پر بیلدار درخت کی بیل بچھا دی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی فقیر کی منڈھی ہے۔ غرض اس منڈھی کے دروازے پر سیلی تانگے ٹھنکے منکے سے درست ہو کر' تہمد باندھ کر' الف آزادی قشقہ کی طرح ماتھے سے ناک تک کھینچ کر' تلک پیشانی پر لگا کر بیٹھا۔ ایک ٹھیک آگے رکھ لی۔ اپنے گرد بڑی بڑی لکڑیاں سلگا دیں اور دافع بیہوشی کی دوا روئی میں بھر کر' نتھنوں میں رکھی کہ دھواں تاثیر نہ کرے۔ سیروں دوا بے ہوشی لکڑیوں پر ڈالی کہ دھواں چار طرف پھیلا۔ بیچ میں لکڑیوں کے آپ بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آذر جادو چاروں عیاروں کو لئے آ پہنچا۔ دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی موج میں جھوم رہا ہے۔ ٹھیک رکھی ہے۔ دھونی رمائے ہے۔ منڈھی کے ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہے۔ آسن بچھی ہے۔ سامنے گانجے کی چلم رکھی ہے۔ زیل دھرا ہے۔ تپشی معلوم ہوتا ہے۔

آذر جادو نے یہ دیکھ کر آگے بڑھ کر' ہاتھ باندھ کر پالاگن کی۔ کہا: "بابا جی' کچھ اشیس دیجئے۔ عیار میرے فراق میں پھرتے ہیں۔ میں کسی نہ کسی طرح افرا سیاب کے پاس پہنچ جاؤں۔"

اس فقیر نے یہ باتیں سن کر' اس کی طرف قہر کی نگاہ سے گھورا۔ آذر نے دیکھا کہ آنکھیں لال لال ہیں مارے خوف کے بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ بے ہوشی کا دھواں خوب اس کے دماغ میں پہنچا۔ اس وقت فقیر نے کہا: "او نالائق' میں بھی عیار ہوں۔ تجھے قتل کرنے یہاں بیٹھا ہوں۔" آذر یہ سن کر گھبرایا اور چاہا کہ اٹھ کر پکڑ لوں۔ بے ہوشی دماغ میں پہنچ چکی تھی۔ اٹھتے ہی گرا۔ قران نے اٹھ کے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے۔ برف باری سنگ باری ہونے لگی۔ ہولناک صدائیں آنے لگیں۔ لمحہ بعد آواز آئی کہ میرا نام آذر جادو تھا۔ اس کے سر سے ایک طائر خوش رنگ نکلا۔ افسوس افسوس کہتا' افراسیاب کی طرف چلا اور عمرو اور تینوں عیار رہا ہوئے۔ قران نے تسلیم کی۔ عمرو نے شاباش کہی اور سب عیاروں کو رخصت کیا۔ ہر ایک الگ الگ

روانہ ہوا اور صحرا میں جا کر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا۔ عمرو بھی خفیہ طور پر چلا۔ اس عرصے میں رات ہو گئی کہ آسمان کا مسافر' سرائے مغرب میں جا کر فروکش ہوا۔ ستارے نکل آئے۔ صحرائی جانور آرام پذیر ہوئے۔ جنگل کے پرندے درختوں پر بسیرا لینے لگے۔

سب عیار درہ ہائے کوہ میں اقامت پذیر ہوئے' عیاری کی جھولی سے روٹی نکال کر کھائی۔ جھرنوں سے پانی پیا۔ رازق عالم کا شکر کیا۔ سو رہے' لیکن عمرو یونہی قافلے سے درہ کوہ میں ٹھہرا۔ دل سے کہا' زنبیل سے روٹی نہ نکالوں گا۔ حمزہ کی نوکری میں ہی نقصان عظیم ہے کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہے۔ رات کا وقت ہے' کہیں جا بھی نہیں سکتا۔ دن بھر کم بخت آذر نے قید رکھا۔ خیر اب صبر کروں۔ بھوکا سو رہوں۔ غرض ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا' جب بھوک نے بہت غلبہ کیا اٹھ کر درختوں کے پھل توڑے اور کھائے۔ زنبیل سے بہت افسوس کر کے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے۔ بھوک کو دور کیا اور لیٹ رہا۔

مگر وہ پرندہ جو آذر کے سر سے نکلا تھا' باغ سیب میں افراسیاب کے پاس آیا اور باآواز بلند پکار کر کہا: "اے بادشاہ طلسم' آذر جادو مارا گیا۔" افراسیاب یہ خبر سن کر تھرانے لگا۔ غصے کے مارے ہونٹ چبانے لگا اور ایک ساحر رماق جادو سے کہا کہ تم فلاں صحرا میں جاؤ' وہاں آذر کی لاش پڑی ہے۔ اٹھا کر دفن کر دینا اور جو تصویر میں نے اسے دی تھی' تاکہ عیاروں کو گرفتار کر سکے۔ وہ اس کے پاس ہو گی۔ وہ تصویر لا کر مجھے دینا میں صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجوں گا کہ وہ سب عیاروں کو گرفتار کر لائے گا۔ اس وقت رات ہو گئی ہے۔ تم بھی جنگل میں نہ ٹھہرنا۔ لاش دفن کر کے تصویر لے کر چلے آنا۔ یہ کہہ کر افراسیاب عیش و آرام میں مشغول ہوا۔ ارماق جادو اس جگہ پہنچا' جہاں آذر مارا گیا تھا۔ اس کی لاش دفن کی اور تصویر لے کر پھر گیا۔ جا کر افراسیاب کو دی۔ اس عرصے میں رات تمام ہوئی۔ ساحر مشرق زرتار شعاع کی جھولی لئے' چرخ

شعبدہ باز پر آیا۔
صبح کے وقت نامور عیاروں نے خدا کی اطاعت میں گردن جھکائی۔ جب فارغ ہوئے کمر ہمت چشت باندھ کر اپنی اپنی جگہ سے آگے راہ لی۔ افراسیاب بھی خواب نوشیں سے

بیدار ہوا اور باغ سیب میں جا کر سریر جہانبانی پر بیٹھا۔ ارکان سلطنت حاضر ہوئے۔ سامنے ناچ ہونے لگا۔ دور جام چلنے لگا۔ جب افراسیاب کا دماغ سرخ سرخ شراب سے گرم ہوا' چند ساحروں کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم میں آئے ہیں اور ساحروں کو قتل کرتے ہوئے' دریائے خون رواں کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ مہ رخ صحرائے نرگس زار تک اسد اور مہ جبیں کو ڈھونڈتی ہوئی جاتی ہے اور اسد وغیرہ بھی درہ کوہ میں چھپے بیٹھے ہیں' لہٰذا تم لوگ اب عیاروں کے فراق میں نہ جاؤ' بلکہ جہاں اسد بیٹھا ہے' اس طرف جاؤ کہ وہیں مہ رخ بھی آتی ہے اور عیار بھی آتے ہیں۔ اسی جگہ سب کو گرفتار کرنا۔ یہ کہہ کر تھوڑی سی خوراک ان ساحروں کو دی کہ یہ مٹی سامری و جمشید کی قبر کی ہے۔ جس عیار پر تھوڑی خاک ڈال دو گے' خواہ کیسا ہی زبردست ہو گا' مگر بے ہوش ہو جائے گا۔
وہ ساحر خاک لے کر روانہ ہوئے' لیکن ادھر عیاروں کا حال سنئیے کہ طلسم کے کوہ دشت طے کرتے' چشت و چالاک اپنے اپنے سایے سے رم کرتے چلے جاتے ہیں اور سب الگ الگ ہیں۔ عمرو رات بھر کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہے کہ کوئی گاؤں یا شہر ملے تو عیاری کر کے صبح کا وقت ہے' بھنی کروں اور روٹی کھاؤں اس سوچ میں کچھ دور چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طے کر کے حصار شہر کے قریب آیا دیکھا کہ اس کی چار دیواری سنگ مرمر کی بنی ہے۔ منقش و رنگین ہے۔ فولادی دروازہ لگا ہے۔ مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہے۔ کوئی دربان نہیں ہے' بلکہ یہاں کوئی انسان نہیں ہے۔ یہاں دوکانیں آراستہ تھیں۔ جابجا اشیائے نفسیہ اور اجنسہ لطیف کا ڈھیر لگا ہے' لیکن کسی دکاندار کا پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دکان' کہیں بزازہ' کسی طرف صرافہ تھا' مگر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ عمارتیں بلند و بالا' جگہ دل پسند' مکانات

شہر کے خالی' نہ کوئی ان کا وارث نہ والی۔ عمرو سیر کرتا ہوا' ہر طرف ہر شہر میں پھرا۔

ایک سمت میدان دیکھا۔ وہاں نہایت استوار اور مستحکم قلعہ بنا تھا۔ اس قلعے کا دروازہ بھی کھلا تھا۔ کوئی روکنے والا نہ تھا۔ عمرو اندر گیا' دیکھا ایوان شاہی بنا ہے تخت جواہر کا بچھا ہے۔ تخت کے گردا گرد کرسیاں اور دنگل آراستہ ہیں۔ تخت کے قریب چار کرسیاں بچھی ہیں۔ ان پر کاغذ کی پتلیاں بیٹھی ہیں۔ عمرو جب اور آگے بڑھا' پتلیوں نے کہا: "کیوں موئے تو یہاں بھی آیا۔" عمرو نے پتلیوں کو بولتے دیکھ کر حیران ہوا خیال کیا کہ مقام طلسم ہے۔ ایسی باتوں کا کچھ تصور نہ کرو اور یہاں سے نکل چلو۔ یہ سوچ کر قلعے سے باہر نکلا' شہر میں آکر دکانیں خالی پا کر' کچھ چیزیں اٹھا کر چاہا کہ زنبیل میں رکھ لوں کہ یکایک زمین شق ہوئی۔ انہی چار پتلیوں میں سے جو قلعے میں تھیں' ایک پتلی نے زمین سے نکل کر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "مونڈی کاٹے چوٹٹے خیریت اسی میں ہے کہ جو چیز اٹھائی ہے' رکھ دے۔" عمرو نے جو اٹھایا تھا' جلدی سے رکھ دیا۔ پتلی نے ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین میں سما گئی۔ عمرو آگے چلا۔ پھر لالچ آیا کہ افسوس' یہ سب چیزیں مفت جاتی ہیں۔ پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اٹھایا' فوراً زمین شق ہوئی۔ عمرو سمجھا کہ پتلی آئی' وہ چیزیں لے کر بھاگا اور بہت دور جا کر ایک گلی میں ٹھہرا جیسے پاؤں لگے تھے کہ پتلی نے زمین سے نکل کر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی' وہاں لائی۔ جہاں سے عمرو نے وہ چیزیں اٹھائی تھیں۔ عمرو کا کچھ بس نہ چلا۔ ناچار جو کچھ لیا تھا' وہ سب رکھ دیا۔ پتلی غائب ہو گئی۔ عمرو نے مجبوراً وہاں سے آگے کی راہ لی۔ دل میں کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیاں بھی نصیب نہ ہوئیں۔ کیا بدقسمتی ہے۔ آخر لاچار ہو کر اس شہر سے نکلا اور جنگل کا راستہ لیا۔ یہاں تک کہ دریائے خوں رواں پر پہنچا۔

دیکھا کہ بحر ذخار ہے۔ مواج قہار ہیں۔ خون آشام نہنگ دم بدم پانی سے سر نکالتے ہیں غوطہ مارتے ہیں۔ بیچ دریا پر پل بنا ہے' لیکن وہ دھوئیں کا ہے۔ تین درجے کے پل ہیں۔ اوپر کے درجے میں ہزارہا برج بنے ہیں پریاں اور دیو بوقیں اور شہنا منہ سے لگائے کھڑے ہیں۔ اگر ایک بوق بجے۔ طلسم کے سارے ساکن بیہوش ہو جائیں۔ پری زادیاں برج کے اندر' جھولیوں میں موتی بھرے اچھالتی ہیں۔ ایک درجے میں زنگی لڑ رہے ہیں۔ سرکٹ کر گر رہے ہیں۔ ان کے زخموں کا خون بہہ کر دریا میں جاتا ہے۔ بجائے پانی کے خون بہتا ہے ہرچند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے پار جاؤں' کسی طرح ممکن نہ ہوا۔ اس لئے کہ یہ دریا طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان عین حد پر واقع ہے۔ اس طرف طلسم ظاہر ہے اور اس طرف طلسم باطن ہے اور افراسیاب کے حکم کے بغیر کوئی اس طرف نہیں جا سکتا۔ نامی گرامی ساحروں کے رہنے کی جگہ ہے۔ ناچار جب عمرو نہ جا سکا۔ عیاری کا رنگ و روغن لے کر' ایک گوشے میں ٹھہر کر' اپنی صورت پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی۔ ڈاڑھی مونچھ کپڑے سے باندھ کر اس پر ایسا روغن لگایا کہ چہرہ بھولا بچوں کی طرح معلوم ہونے لگا۔ آنکھوں میں سرمے کا دنبالہ دیا۔ ہاتھوں میں مہندی لگائی' بسنتی رنگا ہوا انگرکھا' پہنا گلبدن کا پاجامہ زیب تن کر کے کنگنا کلائی میں باندھا بھاری کار چوبی جوتا' پھندنے لگے' موتی جڑے' پاؤں میں پہن کر زنبیل سے لٹیا اور ڈور نکال کر دریا میں شست پھینکی اور کنارے پر ڈور پکڑ کر آپ ٹھہرا۔ اتفاقاً خمار جادو بہن مخمور سرخ چشم' یہ دونوں افراسیاب کی معشوقہ ہیں اور بڑی زبردست ساحرہ ہیں' طلسم باطن میں رہتی ہیں۔ اس وقت خمار جادو کسی کام کو گئی تھی واپس ہو کر اپنے گھر جاتی تھی' جب دریا کے قریب پہنچی۔ دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اس

کے رخسار تاباں پر آغاز نہیں ہوا ہے۔ سرو قامت بالا ہے۔ سحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ابر و ہلال فلک ہیں۔

سنتے ہیں کہ تھا حسن کا بانی یوسف

رکھتا تھا کہاں یہ نوجوانی یوسف

سب کہنے کی بات ہے کہ یوں تھا ووں تھا
ہرگز بھی نہ ہو گا' اس کا ثانی یوسف

مچھلی پکڑنے کا کانٹا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہے' جو اتنا نہیں جانتا کہ دریائے سحر ہے۔ اس میں مچھلیاں کہاں۔ یہاں بھی شکار کھیلتا ہے۔ لاؤ اسے سمجھاؤں اور بے فائدہ مشقت سے بچاؤں۔ یہ سوچ کر اپنے اژدہے پر سے اتری اور عمرو کے قریب آئی کہا: "میاں صاحبزادے یہ کیا جنون ہے کہ دریائے سحر سے مچھلیاں شکار کرنا چاہتے ہو۔"
عمرو نے اس کے پکارنے سے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت ماہ و منیر' کم سن' لباس اور زیور سے آراستہ' موتیوں کے مالے گلے میں پڑے بال بال موتی پروئے۔

لٹیں منہ پہ چھوٹی ہوئی سر بہ سر
کہ بدلی ہو جوں مہ کے ادھر ادھر
وہ بن پونچھی ہو ٹونکی مستی غضب
کہ منہ پر تھی گویا قیامت کی شب
فقط کان میں ایک بالا پڑا
کہے تو کہ تھا مہ کے ہالہ پڑا
وہ پشواز اگری وہ نرگس کے ہار

وہ کم خواب کی بند رومی ازار

بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال

کمر کی لچک اور مٹک کی وہ چال

وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست

کناروں پہ مینا بنت کی درست

وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی

وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی

وہ مستی کا عالم' وہ توڑے چھڑے

وہ پاؤں میں سونے کے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا کہ فاقے سے تجھے دو روز گزرے' خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا۔ اس ساحرہ کو قتل کر کے زیور و لباس اتار لو۔ کچھ قرض ادا ہو جائے گا۔ یہ خیال کر کے اس کی جانب مسکرا کر دیکھا اور پوچھا: "تم کیا کہتی ہو' میں نے سنا نہیں۔"

خمار جادو نے کہا: "میں یہ سمجھاتی ہوں کہ یہ دریا اصلی نہیں ہے۔ بلکہ سحر سے بنا ہے۔ اس میں مچھلی کا شکار کرنا سراسر حماقت ہے۔ اس مصیبت سے باز آ اور اپنے گھر جا۔"

عمرو نے کہا: "واہ ہم کئی مچھلیاں شکار کر چکے' کباب بھی لگائے۔ اب دو ایک اور شکار کر لیں تو جائیں اور اپنی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کریں۔"

خمار جادو نے جب سنا کہ مچھلیاں شکار کر چکا' بحر حیرت میں غرق ہوئی اور کہا: "اے عزیز! تو کہاں رہتا ہے اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہے۔"

عمرو نے کہا: "ہماری شادی کل ہوئی تھی' جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے۔ اس نے کہا' ہم دریائے خون رواں کی مچھلیوں کے کباب کھائیں گے' تو تم سے بات کریں

گے' ورنہ منہ سے نہ بولیں گے۔ اسی لئے ہم مچھلیاں پکڑ کر لئے جاتے ہیں۔"
خمار جادو اس کی بھولی بھولی باتیں سن کر' مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئی اور کہا: "او مورکھ نادان! جورو تیری فاحشہ ہے' تجھے اس نے خراب کیا ہے کہ دریائے سحر پر جا کر کچھ بے ادبی کرے' تاکہ مارا جائے اور میں مزے اڑاؤں۔ خبردار' اب ایسی حرکت نہ کرنا۔ میرے ساتھ چل' تجھے چاند کی سی صورت کی جورو دلا دوں ایسی فاحشہ عورت سے ہاتھ اٹھا۔"
عمرو نے یہ بات سن کر کہا: "خراب اور فاحشہ تو آپ ہو گی۔ چل اپنا کام کر۔ میری جان اپنی بی بی پر قربان ہے۔"
خمار جادو نے یہ خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہے اور بچہ کم سن ہے' کسی سے پھنسا نہیں۔ نوش وصل نیش فصل کا مزا چکھا نہیں۔ اس وجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہو گیا ہے۔ اگر ہو سکے تو ایسے کم سن کو اپنے پاس رکھو۔ اور اس کی رعنای و زیبائی کی بہار لوٹو۔ اب اس سے گفتگو سخت نہ کر۔ کچھ لگاوٹ کی باتیں کر۔ یہ منصوبہ کر کے عمرو کے قریب آئی اور کہا: "اے رشک قمر' کس منزل میں تم رہتے ہو؟"
عمرو نے کہا: "تمہارے دل میں رہتے ہیں۔"
خمار جادو نے ہنس کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "لاؤ ہمیں بھی اس مچھلی کے کباب کھلاؤ' جو تم نے شکار کی ہے۔"
عمرو نے کہا: "خوب اگر ہم تمہیں کباب کھلا دیں' تو اپنی بی بی کے لئے کیا لے جائیں۔"
خمار جادو نے اسے گلے لگا لا اور کہا: ہم تمہاری بی بی بنیں گے۔"
عمرو نے کہا: "سچ کہو' تم ہماری بی بی بنو گی۔"
اس نے کہا: "ہاں سچ"
عمرو نے اس سے لپٹ کر خوب پیار کیا اور کہا: "ہمیں جورو سے مطلب ہے' خواہ تم ہو یا کوئی اور ہو۔ چلو الگ چل کر بیٹھیں اور کباب کھلائیں۔"

خمار جادو دریا کے کنارے سے ایک درخت کے نیچے آ کر ٹھہری۔ عمرو نے کمر سے چادر کھول کر بچھائی اور اسے بٹھایا۔ جیب سے مچھلی کے کباب نکال کر سامنے رکھے۔

خمار جادو نے کہا: "اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا۔"
عمرو نے کہا: "میرا گھر یہاں سے قریب ہے ابھی لایا اور بہت جلد آؤں گا۔ گھر تمہیں نہیں لے جا سکتا۔ اس لئے کہ زوجہ میری غل مچائے گی۔" یہ کہہ کر اٹھا اور گلیم عیار اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ خمار جادو سمجھی کہ بڑا ساحر ہے جبھی تو نظر سے پوشیدہ ہو گیا۔
عمرو نے لمحہ کے بعد زنبیل سے شراب کی گلابی نکالی اور اس میں بے ہوشی کی دوا ملائی گلیم اتار کر ظاہر ہوا اور خمار جادو کے سامنے شراب حاضر کی۔ اس نے جام بھر کر عمرو کو دیا۔ عمرو نے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا: "جان جہان' پہلے تم پیو اور لبوں سے جام لگا دیا۔ خمار جادو کو اس کا اٹھلانا بہت پسند آیا اور منہ اپنا کھول دیا۔ عمرو نے سارا جام حلق میں انڈیل دیا۔ حلق کے نیچے شراب کا اترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ عمرو نے زیور اور لباس اتار لیا۔ اس کے بالوں میں جو موتی پروئے تھے' عمرو نے استرا نکال کر اس کا سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لے کر چاہا تھا کہ اسے ذبح کرے کہ یکایک دریا میں تلاطم ہوا اور دریائے خون رواں کے نگہبان دوڑے۔

عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا۔ لیکن نگہبان' خمار کو اٹھا کر افراسیاب کے پاس لے گئے۔ اس نے معشوق کا یہ حال دیکھ کر افسوس کیا اور لباس پہنایا۔ ہوشیار کیا۔ حال پوچھا۔ خمار جادو نے کہا: "ایک شخص دریا پر مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ میں نے منع کیا اس نے کہا' میں شکار کر کے کباب بھی لگا چکا ہوں' تو تم بھی کباب کھاؤ۔ میں نے تعجب کر کے ایک کباب کھایا بے ہوشی ہو گئی۔"
یہ سب کہا' مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا۔ افراسیاب نے کہا: "اے ملکہ وہ عیار ہو گا طلسم

میں عیار آئے ہیں اب تم کہیں جانا تو کسی کے فریب میں نہ آنا' ورنہ عیار قتل کر ڈالیں گے۔ بڑے جعلساز ہیں میں نے ساحروں کو بھیجا ہے وہ آ جائیں تو ملکہ حیرت جادو کو ساحروں کے لشکر کے ہمراہ روانہ کر دیں اور اسد کو قتل کراؤں۔"

یہ کہہ کر دستک دی کہ چند ساحر خوش رنگ باغ کے درختوں سے اڑ کر پاس آئے اس نے حکم دیا کہ جا کر جہاں اسد اور مہ رخ بیٹھے ہوں' وہاں کے درختوں پر بیٹھو اور جو کچھ مشورہ آپس میں کریں وہ سب حال سنو اور مجھے آ کر اطلاع دو۔"

طائر یہ حکم سن کر اڑے اور اسد کی طرف چلے' مگر عمرو دیا کے کنارے پھر روانہ ہوا اور اس پار نہ جا سکا۔ آخر کچھ عرصے کے بعد ایک پہاڑی کے قریب پہنچا۔ دیکھا کہ یہ کوہ پرشکوہ' پہلی رات کی دلہن کی طرح آراستہ ہے۔ دامن کوہ پاکدامنوں کے قلب کی' مانند مصنفا ہے۔ کوسوں تک زعفران کے کھیت ہیں زرد پھولوں سے صحرا بسنتی ہے۔ پہاڑ سے آبشار ہو رہا ہے۔ کوہ کے اوپر ناچ گانا ہوتا تھا۔ اس کی آواز سن کر عمرو گھاٹیوں کو طے کر کے سر کوہ پر آیا۔ یہاں عجب جلسہ نظر آیا۔ دس بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور ارغوانی زیب تن کئے بیٹھی ہیں۔ فرش ملو کا نہ بچھا ہے۔ ناچ ہو رہا ہے۔ درخت میں جھولا پڑا ہے' کچھ عورتیں جھولتی ہیں' کچھ کھڑی پینگ دے کر جھلا رہی ہیں جب پینگ بڑھتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کافروں کا ارادہ آسمان چھو لینے کا ہے۔ ہر ایک مست مور کی طرح جھومتی ہے۔ جھولے پر وہ غرور حسن ہے کہ ہوا سے باتیں کرتی ہیں۔ عمرو نے اسے دیکھ کر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ میں' بیٹھ کر اپنی شکل تبدیل کروں اور ان مہ جبینو ں میں جا کر ملوں' لیکن

انہوں نے جیسے ہی عمرو نے پہاڑ پر اپنا قدم رکھا۔ ویسے ہی غل مچایا' عمرو آیا عمرو آیا۔"

عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے طلسم کے ہیں۔ طلسم کشا کے بغیر فتح نہ ہوں گے۔ ان عورتوں کے پاس جانا۔ بیکار ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتلیاں طلسم کی بانی ہیں۔ علم نیرنج سے بنائی ہیں۔ ان سب کا
حال لوح طلسم بتائے گی۔ یہ سوچ کر پہاڑ کے نیچے اترا اور آگے کا راستہ لیا۔ یہاں تک

کہ اس طرف آ نکلا کہ جہاں درہ کوہ میں ایک ساحرہ کھڑی ہے اور اسد بیٹھا ہے۔
ایک نازنین حور مثال پہلو میں جلوہ گر ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوہ نہیں ہے'
بلکہ برج حمل میں قران شمس و قمر ہے۔
عمرو نے پکار کر کہا: "کیوں اے چھوکرے' خوب طلسم فتح کرنے آیا تھا کہ رنڈی بازی
میں پڑ گیا۔"
اسد نے عمرو کی آواز پہچانی۔ نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ عمرو کو پہچان کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کہا:
"دادا جان! آیئے۔"
واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی کرب کو اپنا بیٹا کہا ہے۔ اس وجہ سے اسد
انہیں دادا جان کہتا ہے غرضیکہ اسد نے تسلیم کی۔ عمرو نے گلے لگایا۔ عمر درازی کی
دعا دی اور آ کر درہ میں بیٹھا اور بھیانک ہو کر ملکہ مہ جبین کو دیکھا اور کہا: "اے
اسد' یہ کس بدصورت کو تونے پہلو میں کیا ہے۔ لاحول ولا قوہ۔ تیرا بھی کیا ذوق ہے۔"
ملکہ یہ کلام سن کر کچی پڑی اور شرمندہ ہوئی۔ اسد نے کان میں کہا: "اے ملکہ' یہ
لالچی بہت ہیں۔ اگر انہیں کچھ دو تو ابھی تمہاری تعریف کرنے لگیں گے۔ ان کے برا
کہنے کا کچھ خیال نہ کرو۔"
ملکہ نے جواہر کے کڑے ہاتھ سے اتار کر عمرو کو دیئے۔ عمرو نے کہا: "اے ملکہ! حمزہ
کا یہ نواسہ تیرے لائق کب ہے۔ تو وہ شہزادی عالی وقار ہے کہ تیرے ہم مرتبہ بڑے
بڑے شاہان روئے زمین پر نہیں۔" اسد اور دلارام اور ملکہ مہ جبیں سب عمرو کی باتوں
پر ہنسنے لگے۔ عمرو نے کہا: "خدا تمہیں ہنستا ہی رکھے۔"
اسد نے کہا: "اے ملکہ! طلسم فتح ہو جائے گا۔ اب دادا جان آ گئے۔ کیا غم ہے۔ انشاء
اللہ پہلوانوں کو ماروں گا اور ساحروں کو فنا فی النار کروں گا۔"
ملکہ یہ باتیں سن کر خوش ہوئی' لیکن حال سنئے مہ رخ کا' جو چوبیس ہزار ساحروں کا لشکر

لے کر اسد کو ڈھونڈھنے چلی تھی۔ لشکر سے آگے اکیلی بڑھ آئی۔ شکیل جادو سے کہا:
"تم لشکر عقب میں لے کر آؤ۔ غرض مہ رخ بھی آ کر اس درہ کوہ کے قریب پہنچی'

جہاں اسد وغیرہ تھے۔ دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی۔ اس نے مہ جبیں کو خبر دی کہ
آپ کی نانی جان آتی ہیں۔ یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سب کو گرفتار کرنے کو آتی
ہے۔ کہا: "بڑا غضب ہوا۔" اسد نے کہا: "میں جا کر قتل کرتا ہوں۔" تلوار لے کر
اٹھا اور عمرو گلیم اوڑھ کر پوشیدہ ہو گیا۔ کہ مبادا گرفتار نہ ہو جاؤں پھر کچھ نہ ہو
سکے گا۔"

لیکن جب اسد تلوار لے کر مہ رخ کے سامنے آیا۔ اس نے کہا: "اے شہزادہ عالی تبار!
یہ کس لئے آپ شمشیر برہنہ لئے تشریف لائے ہیں۔ میں آپ کی دوست ہوں اور
اطاعت کرنے آئی ہوں۔ مہ جبیں کی نانی ہوں۔ میری بچی کہاں ہے؟"

یہ باتیں سن کر مہ جبیں اٹھ کر دوڑی اور مہ رخ کے قدم پر گری۔ اس نے اس کا
سر سینے سے لگایا اور کہا: "دیکھئے انجام ہمارا اور تمہارا کیا ہوا۔ افراسیاب بڑا زبردست ہے۔
میں بگڑ کر چلی تو آئی ہوں' لیکن شہنشاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ چاہے گا تو ایک
آن میں ہم سب کو برباد کر دے گا۔"

اسد نے کہا: "وہ کیا گیدی ہے جو برباد کر دے گا۔ خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہے۔ تم
اطمینان سے یہاں بیٹھو۔ ہم جانبازی و سرفروشی کو حاضر ہیں۔ اگر تم ہماری شریک ہو
تو خدا کی رحمت پر تکیہ و بھروسہ کرو۔"

مہ رخ نے کہا: "یہ سب جو تم نے کہا' سچ ہے' مگر ظاہر بھی کچھ دیکھا جاتا ہے۔"

اسد نے کہا: "یہاں بڑے بڑے ڈاڑھی منڈے' منگر جادوگر آئے ہیں۔ ایک دن افراسیاب
کو بھی نجس کتے کی طرح مار ڈالیں گے۔"

مہ رخ نے کہا: "سب کو دیکھا ہے۔ افراسیاب ایسا زبردست ہے کہ کوئی مقابلہ نہیں
کر سکتا۔ لیکن میں جو آئی ہوں' تو کیا اب پھر تھوڑی جاؤں گی۔ چاہے جان رہے یا

نہ رہے۔ مقابلہ کروں گی۔"
اس وقت دلارام نے فرش بچھایا۔ سب بیٹھے' لیکن عمرو ظاہر نہ ہوا کہ شاید یہ باتیں اس کی ازراہ عیاری ہوں اور یہ چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہو لیں' اس وقت گرفتار کروں۔
غرضیکہ جب سب بیٹھے' پھر ماہ رخ نے کہا: "اے شہزادے' میں نے نجوم دیکھا ہے کہ تو بادشاہ طلسم کا قاتل ہے۔ اس وقت افراسیاب کی صفت اور شان و شوکت بیان کر کے تیری شجاعت کا امتحان کرتی تھی۔ الحمدللہ! کہ تو قوی دل' مرد مردانہ اور شیر بچہ ہے۔"
یہ سب آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ افراسیاب کے بھیجے ہوؤں میں سے راہدار جادو آ کر پہنچا اور مہ رخ کو بیٹھے دیکھ کر للکارا: "باش اور نمک حرام' مثل مشہور ہے کہ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر۔ شہنشاہ سے بچ کر کہاں جائے گی۔"
مہ رخ نے اس ساحر کو آتے دیکھ کر اپنے جھولے سے سحر کا فولادی گولا نکالا اور سحر پڑھ کر مارا کہ وہ گولا' راہدار کے قریب جا کر پھٹا اور اس میں آگ کے ہزارہا پر کالے' مثل تیر شہاب نکلے' اور راہدار پر چلے۔ اس کے پاس جمشید و سامری کی قبر کی خاک تھی۔ اس نے خاک کی چٹکی اڑائی۔ آگ کے پر کالے دور ہوئے۔ پیش قدمی کر کے دوسری چٹکی مہ رخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونوں بیہوش ہو گئیں۔ اس وقت اسد نے اٹھ کر تلوار ماری۔ راہداری نے سحر پڑھ کر جو پھونکا' اسد بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس نے مہ جبیں سمیت سب کی مشکیں باندھ لیں اور لے کر چلا۔ عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا۔ گلیم اتار کر ظاہر ہوا اور غلیل میں ساڑھے پانچ سیر کا پتھر' ہشت پہلو تراشا ہوا رکھ کر پکارا: "اے راہدار' ذرا ٹھہرنا۔" راہدار آواز سن کر رکا کہ اتنے عرصے میں عمرو کا نشانہ بندھ گیا اور ایسا تاک کر پتھر مارا کہ کھوپری کٹ کر دور جا گری۔ مہیب صدائیں پیدا ہوئیں اور مہ رخ ہوشیار ہوئی۔
دیکھا کہ آندھیاں اٹھ رہی ہیں اور پکڑو پکڑو کا شور بلند ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے سحر کیا کہ وہ آفت تو موقوف ہوئی لیکن لاش راہدار کی پڑی دیکھی۔ ایک عجیب الخلقت انسان

یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا۔ عمرو کو پہچانتی نہ تھی۔ چاہا کہ سحر کر کے گرفتار کر لوں۔ یہ بھی کوئی ساحر ہے۔ عمرو کو اس کا ارادہ معلوم ہوا اور فوراً حباب بیہوشی مارا کہ منہ پر پڑا' پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی مہ رخ کی ناک میں گیا۔ وہ بیہوش ہو گئی اور عمرو گلیم اوڑھ کر پھر چھپ گیا' لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہو چکے تھے۔ انہوں نے مہ رخ کو پھر ہوشیار کیا۔ اس نے پوچھا کہ "یہ کیا ماجرا ہے۔"

اسد نے کہا: دادا جان نے راہدار کو مار کر ہم آپ کو چھڑایا۔ آپ نے ان کو گرفتار کرنا چاہا۔ انہوں نے پھر آپ کو بے بیہوش کر دیا اور یہاں سے چلے گئے۔"

مہ رخ نے کہا: "پھر ان کو بلاؤ۔"

اسد نے کہا: "آپ ہی بلائیے۔"

اس نے باآواز بلند کہا: "اے شہنشاہ عیاران' میں آپ کی بہت مشتاق ہوں۔ اپنی مبارک صورت دکھائیے کیا میں ملاقات کے قابل نہیں ہوں' مجھے دیکھ کر آپ چھپ جاتے ہیں۔"

عمرو نے کہا: "رونمائی چاہیے۔ اگر کچھ منہ دکھائی دو' تو صورت دکھائیں۔"

اسد اور سب ہنسنے لگے۔ مہ رخ نے اپنا زیور اتار کر رکھا اور کہا: "لیجئے رونمائی حاضر ہے۔" عمرو روپیہ دیکھ کر حاضر ہوا اور وہ زیور لے کر زنبیل میں رکھا۔ مہ رخ نے عمرو کی جو صورت دیکھی۔ نہایت حقیر پائی۔ سمجھی کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کرے گا۔ خواجہ نے اس کی نگاہ پہچانی کہ مجھے حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے کہا: "تم سوچ رہی ہو کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکے گا' کسی سے کیونکر لڑے گا۔"

مہ رخ نے کہا: "تو بڑا فہیم ہے' جو میرے دل میں آیا' وہ پہچان گیا۔"

عمرو نے کہا: "میں پیشانی پر جو شکن پڑتی ہے' اس کی سطر بنا کر پڑھتا ہوں' جو کسی آدمی کے دل میں آئے وہ بتا دیتا ہوں۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ افراسیاب کا بھیجا ہوا دوسرا ساحر فولاد جادو آ پہنچا۔ عمرو نے اسے دیکھ کر کہا: "اے مہ رخ' تم بڑی ساحرہ ہو۔ دیکھیں اس سے کیونکر لڑتی ہو۔"

کیونکہ فولاد نے آتے ہی پہلے ان سب کو دور ہی سے ڈانٹا تھا کہ خبر دار باغیو! میں آ پہنچا' اب کہاں بچ کر جاؤ گے۔"

ماہ رخ نے کہا: "اسے نجس کتے کی طرح مارے ڈالتا ہوں۔" یہ کہہ کر اصلی صورت میں' یعنی جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح اٹھ کر فولاد جادو کے سامنے آیا اور للکارا: "او بے حیا' کیا بکتا ہے اور جھک مارتا ہے۔ ادھر تو آ کہ تو میرا شکار ہے۔"

فولاد جادو نے جھولی سے ایک ناریل نکال کر سحر پڑھنا شروع کیا۔ عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بدبدا نے لگا۔ فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست ہے۔

عمرو نے کہا: "نالائق تو پرائے بھروسہ سے لڑنے آیا ہے' تیری پیٹھ پیچھے ایک اور جادو گر آتا ہے۔"

فولاد نے یہ سن کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ عمرو اتنی دیر میں جست کر کے اس کے قریب پہنچا اور جب اس نے ادھر دیکھا کہ کوئی بھی نہیں' عمرو جھوٹا ہے۔ دھوکا دیتا ہے۔ فوراً عمرو کی طرف پھرا۔ عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ چھینک آئی اور چکر کھا کر گرنے لگا۔ عمرو نے گرتے گرتے اس کے خنجر مارا کہ سر کٹ کر دور گرا۔ ایک قیامت کا شور بلند ہوا۔ اندھیرا ہو گیا۔ مہ رخ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ وہ سیاہی دور ہوئی۔ عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لئے الگ کھڑے۔ "یا حافظ" پڑھ رہے ہیں کہ خداوند مجھے بچانا۔

مہ رخ پاس آئی اور کہا: "اے شہنشاہ عیاراں' سبحان اللہ کیا کہنا۔ آپ نے اس کو جلد جہنم و اصل کیا۔ میں آپ کی کنیز ہوں۔ آیئے بیٹھئے۔" یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے سے گرداڑی اور نقاروں کے بجنے کی آواز آئی۔ دیکھا تو آگے آگے زری پوش نقارچی ظاہر ہوئے۔ بادلے کی پوشاک پہنے' دمامے' مشتری اور فیل سجاتے' جن کی آواز سے کوہ و دشت تھراتے ہیں۔ اس کے بعد ساحروں کی سواریاں ظاہر ہوئیں وہ اژدہوں پر سوار تھے' جن کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ ساروں کی صورتیں مہیب تھیں۔ سحر کا اسباب ان کے پاس وافر تھا۔ یکایک اس دشت میں آگ اور پتھر برسنے لگے۔

ایک ہنس پر ماہ رخ کا بیٹا شکیل جادو سوار تھا۔ ہنس کا جسم آگ کی مانند روشن اور چمکتا تھا۔ چالیس ہزار ساحر قطار باندھے آتشیں ہاتھیوں' آتشیں موروں اور دوسرے آتشیں جانوروں پر بیٹھے چلے آتے ہیں۔ ماہ جادو اور مہ رخ تخت پر سوار' اژدہے اٹھائے لے کر آئے' چوبیں ہزار کا لشکر بڑے کروفر سے آیا۔ شکیل اپنے ہمراہ خیمے' بارگاہیں اور جملہ سامان حرب و ضرب لایا۔ اس کی سواری کا اس وقت یہ جلوس تھا کہ شہزادہ اسد دیکھ کر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے امیر حمزہ کے لشکر کا کوئی سردار آیا ہے۔

ز بس تھا سواری کا ایسا ہجوم
ہوا جب کہ ڈنکا' پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار
ہزاروں ہی تھیں' ہاتھیوں کی قطار
سنہری روپہلی' وہ عماریاں
شب و روز کی سی طرح داریاں
وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں
وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے مکاں
سوار و پیادے صغیر و کبیر
جلو میں تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام
لباس زری میں ملبس تمام
طرق کے طرق اور پرے کے پرے
کچھ ایدھر اودھر اس سرے اس سرے
چلی پایہ تخت کے ہو قریب
بدستور شاہانہ نپتی جریب

مہ رخ نے کہا: "اے شہزادہ اسد' آپ کا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہے۔ حضور دست شفقت اس کے سر پر رکھیں اور تسکین دیں۔ اس عرصے میں شکیل کو شہزادہ اسد کے اپنی ماں کو سامنے کھڑا دیکھ کر ہنس سے اتر کر حاضر ہوا۔ اسد اور عمرو کو تسلیم کی۔ اسد نے بغل گیر کیا۔ عمرو نے تسکین دی۔ مہ رخ نے حکم کیا کہ لشکر اپنی جگہ اترے۔ اسی وقت بیلدار نکلنے اور جنگل کی جھاڑیاں' جھنڈیاں کاٹ کر میدان کو صاف کرنے لگے۔ صحرائی سطح کو آئینے کی مانند صاف و شفاف کر دیا۔ بلند بالا خیمے نصب ہونے لگے۔ رن گڑھ بننے لگا۔ دمدمے تیار ہوئے کہیں نقب لگائی۔ کسی جگہ سرنگ کا ڈھنگ کیا۔ کہیں مورچوں کو کشادہ کیا' کہیں تنگ کیا۔ جنگی سامان درست ہو گیا' چشمہ آب کے قریب' بیچ لشکر میں بارگاہ نصب ہوئی منڈیوں اور گنج کے جھنڈے گڑ گئے۔ چوپڑ کا بازار سجایا گیا۔ دکانوں کے نشان ڈالے گئے۔ شاہی خیمے کے روبرو اردوئے معلیٰ کا طور مقرر ہوا۔ لشکر اترا عیش محل کی زنانی بارگاہ علیحدہ استادہ ہوئی۔ در دولت مقرر کی۔ سرداروں اور شاہ کے جلوس کے لیے لشکر کے وسط میں بارگاہ ٹھہرائی۔ پھر مقام صدر میں تخت طاؤسی آراستہ ہوا۔ چار طرف دنگل کرسیاں بچھ گئیں۔ جملہ سامان راحت درست ہوا۔ کسی طرف باورچی خانہ بنایا۔ کہیں آبدار خانہ مقرر کیا۔ ایک سمت مے خانہ سجایا گیا لشکر میں بازار کھل گئے۔ کٹورا کھنکنے لگا۔

مہ رخ بارگاہ میں داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا: "بسم اللہ' تخت سلطنت حاضر ہے۔ جلوس کیجئے۔"

شہزادے نے کہا: "مجھے سلطنت کا دعویٰ نہیں' میں سپہ سالار لشکر اسلام کا نواسہ ہوں۔ دعویٰ سپہ گری کا رکھتا ہوں۔ یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی۔ اس کی حکومت ملکہ مہ جبیں کرے گی اور انوع و اقسام کے چند تحفہ جات شاہ اسلام کی خدمت میں ہر سال بطور خراج بھیجا کرے گی۔" یہ کہہ کر عمرو سے کہا: "آپ منجم ہیں ساعت سعید دیکھ کر بتائیے کہ ملکہ کا جلوس اورنگ شاہی پر ہو۔"

عمرو اور مہ رخ نے ملکہ جبیں کا ہاتھ پکڑ کر تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا۔ تاج شاہی سر پر رکھا۔ اسد اور مہ رخ وغیرہ اور سب امراء و رؤسا نے نذریں دیں۔ صدائے مبارک باد بلند ہوئیں۔ زہرہ جبیں رقاصان حاضر ہوئیں۔ طبلے پر تھاپ پڑی۔ ناچ ہونے لگا۔ حور پیکر ساقیان سرخ شراب کے جام و صراحی لے کر آئے۔ اہل انجمن داد عشرت دینے لگے۔ صدائے نوشا نوش بلند ہوئی۔ ہر طرف مے کشوں کی زبان پر جاری تھا: "اے ساقی خوش اداسدا تیرا دور رہے۔ عیش و نشاط کا یہی طور رہے۔

عہدوں اور مرتبوں کے خلعت بٹنے لگے' ملکہ رخ کو وزارت کا خلعت ملا۔ دلارام کو مصاحب خاص بنایا گیا۔ اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی۔ عمرو کو سلطنت کے مشیروں میں شامل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ عمرو جو مشورہ دیں' اسے بادشاہ لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ عمرو کے حکم سے منہ نہ موڑے۔ اگر خواجہ بادشاہ سے ناراض ہوں تو اسے سلطنت سے معزول کر دیں۔ غرضیکہ وزارت کی کچہری مقرر ہوئی۔ مہ رخ آ کر بیٹھی انتظام ہونے لگا۔ پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی۔ اسے منگوا کر میر بخشی کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ ڈھنڈورا پٹے اور اس جنگل کے قریب قریب جو قصبے اور گاؤں واقع ہوئے ہیں۔ وہاں جا کر منا دی کرے اور جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے اور ساحر بھی بھرتی کئے جائیں اور سپاہی اور پہلوان بھی۔ لام بندھے۔ یہ ارشاد سن کر ملازم تعمیل حکم کے لیے روانہ ہوئے۔ ڈھول بجنے لگے۔ لوگ آنے لگے۔ وزیراعظم کو نذرے دے کر عہدے پانے لگے۔ کسی کو کمیدانی کا خلعت ملا۔ کوئی رسالہ دار مقرر ہوا۔ اس وقت جو عیار عمرو سے الگ الگ چلے آتے ہیں۔ ان میں سے ضرغام شیر دل اور مہتر قران اور جانسوز' اس صحرا کے قریب پہنچے اور ڈھنڈورے کی آواز سن کر' ساحروں کی صورت بنا کر لشکر میں آئے۔ حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے اور ان کی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے۔ یہ عیار بھی نذر لے کر بارگاہ میں آئے وزیر اعظم مہ رخ کو نذر دی۔ اس نے پوچھا: "تم کون ہو؟" عیاروں نے کہا: "شہر عجائب کے رہنے والے ہیں۔ جادو جانتے ہیں' نوکری کرنے آئے

ہیں۔"
وزیر نے پوچھا: "تنخواہ کیا لو گے؟"
"ہزار ہزار روپے ماہوار۔"
وزیر نے کہا: "اچھا پہلے تمہارا سحر دیکھیں کہ کیسے ساحر ہو۔"
"بہت خوب" قران نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر' سب کو دکھانے کے لئے کچھ فسوں پڑھا۔ مہ رخ کے منہ پر مارا۔ ہر چند اس نے دستک دی اور رد سحر کیا' مگر وہ ناریل منہ پر پڑ کر پھٹا اور اس میں سے دھواں نکلا کہ مہ رخ بیہوشی ہو گئی۔ دربار میں جتنے ساحر بیٹھے تھے۔ انہوں نے سحر پڑھ کر اسے ہوش میں لانا چاہا وہ تو "بیہوشی" سے بے ہوش تھی۔ کسی طرح سے ہوشیار نہ ہوئی سب نے کہا: "یہ بڑے زبردست ساحر ہیں۔ ان کا سحر کسی سے رد نہیں ہو سکتا۔" عیاروں نے کہا: "بس امتحان ہو چکا' آپ اپنا سحر اتار لیجئے۔"
قران نے تھوڑا سا پانی منگا کر' رد سحر پڑھا۔ مہ رخ کے منہ پر چھینٹا دیا۔ وہ فوراً ہوشیار ہو گئی۔
عیاروں نے کہا: "آپ نے ہمارا سحر دیکھا۔"
کہا: "ہاں بڑا زبردست سحر ہے۔ اچھا ہزار ہزار وپے کی تنخواہ ہم نے مقرر کی۔"
عیاروں نے کہا: "ایک شرط اور بھی ہے۔ ہم ایک مہینے کی پیشگی لیں گے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ میں بیٹھیں گے۔"
مہ رخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوا دی اور کہا: "خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لئے' چلو میں ان سے اجازت دلا دوں۔"
انہیں لے کر سلطان بارگاہ کے اندر عمرو کے پاس آئی۔ عیاروں نے دیکھا تخت شاہی آراستہ ہے تخت کے چاروں گوشوں پر زریں بالوں والے طاؤس جواہر کھڑے ہیں۔ ان کی دمیں بلند اور کشادہ ہو کر بادشاہ کے سر پر چھتر ہو گئی ہیں۔ مہ جبیں الماس پوش بڑے کروفر سے جلوہ گر ہے لعل و یاقوت کا تاج سر پر ہے قبائے قلم زرد جواہر پہنے ہے۔ بیش

بھا پٹکا کمر سے بندھا ہے۔ نو لکھا ہار گلے میں پڑا ہے۔ دلارام بال ہما کا مورچھل لئے سر پر مگس رانی کر رہی ہے۔ سامنے دست ادب باندھے ہزاروں ساحر کھڑے ہیں۔ شہزادہ اسد تخت کے قریب دنگل پر بیٹھے ہیں' خواجہ عمرو کرسی جواہر پر متمکن ہیں۔ عیاروں نے وہ تینوں توڑے' جو تنخواہ میں ملے تھے' خواجہ کو نذر کر دیئے۔ عمرو نے آنکھ چار ہوتے ہی پہچانا کہ میرے ساتھ کے عیار ہیں۔ اٹھ کر ہر ایک کو گلے لگایا۔

مہ رخ نے حیران ہو کر پوچھا: "خواجہ' کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟"

عمرو نے کہا: "اے ملکہ! یہ عیاران لشکر اسلام ہیں۔ جانسوز' قران اور ضرغام ان کے نام ہیں۔ ان میں قران میرا شاگرد رشید ہے۔ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی اس پر نظر ہے۔ ہر جگہ آ کر مجھے دشمنوں کی قید سے چھڑاتا ہے۔ اور کبھی گرفتار نہیں ہوتا ہے۔ میرا ایک اور شاگرد ہے۔ اس کا نام برق فرنگی ہے۔ وہ بھی طلسم میں آیا ہے معلوم نہیں کہاں ہے یقین ہے کہ عنقریب مل جائے گا۔"

الغرض مہ رخ عیاروں سے ملی اور بہت خوش ہوئی۔ شاہی بارگاہ کے قریب چار بلند خیمے استادہ کرائے پلنگ' فرش' میز کرسی' دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام ان میں موجود کر دیئے۔ عیاروں سے کہا' چل کر خیمے میں آرام فرمایئے۔

قران نے کہا: "میں کبھی خیمے میں نہیں رہتا۔ پہاڑوں کے درے اور غار میرے خیمے ہیں۔ مجھ پر شیر خدا کی نظر ہے۔ ہمیشہ صحرا میں رہتا ہوں۔" یہ کہہ کر بڑا چھرا ٹیک کر جست کی۔ بارگاہ کی حد پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا۔ وہ عیار جو باقی رہے۔ ان سے عمرو نے کہا: "تم خیموں میں رہو اور لشکر کی حفاظت کرو۔ خیمے کے اندر اس طرح رہنا کہ اگر کوئی تمہیں ڈھونڈے تو نہ پائے۔" عیاروں نے کہا' بہت خوب' اور خیموں میں آئے۔ ہاتھ منہ دھویا سفر کی تکلیف سے آسودہ ہوا۔ مختلف اقسام و انواع کے کھانے موجود تھے' نوش کر کے دربار میں آ کر ناچ دیکھنے لگے۔

اب حال برق فرنگی کا سنئے۔ یہ بھی طلسم میں صحرا نورد ہوا تھا۔ سیر کرتا ہوا۔ سب عیاروں کی خبر لیتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک بلند مقام پر سے کھڑے ہو کر جو دیکھا' تو صحرا

میں زبردست لشکر اترا نظر آیا۔ برق ساحر بن کر لشکر کے اندر آیا۔ حال پوچھا۔ ایک آدمی نے کہا۔ یہ اسد اور عمرو کا لشکر ہے اور سارا حال بیان کیا۔ برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور سب ساتھی تو آرام سے ایک جگہ مقیم ہیں' تو چل کر کوئی کارنمایاں کر۔ اس کے بعد لشکر میں چلے آنا۔ یہ تصور کر کے صحرا میں چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا۔ یہاں تک کہ جنگل میں ایک جگہ پختہ کنواں دیکھا۔ اس مقام کو گزرگاہ خلائق پایا۔ جی میں کہا' اے برق' یہ کنواں ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ ضرور طلسم کے رہنے والے اور مسافر وغیرہ ادھر سے گزرتے ہوں گے اور پانی پیتے ہوں گے۔ ایسا سوچ کر اپنی صورت برہمن کی بنائی۔ زنار گلے میں ڈالا۔ ماتھے پر قشقہ دیا۔ دھوتی زانوں تک باندھی۔ ڈول اور رسی لے کر کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھا تھوڑے عرصے کے بعد ایک ملک کے پچاس ساحر' ممالک طلسم سے لاکھ روپیہ خراج کے وصول کر کے افراسیاب کے پاس جاتے تھے۔ کنوئیں کے پاس ٹھہرے اور برہمن سے کہا: "ہمیں پانی بھر کر پلا دے۔"

برہمن نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی ہیں تمہارا جی چاہے تو' بہت سستے دام کے ہیں۔"

ساحروں نے کہا: "کتنے سیر ہیں۔"

برہمن نے کہا: "چار پیسے۔"

ان سب نے لالچ میں آ کر مول لیا اور تھالیاں اپنی نکال کر' نمک سے گھول کر' کھاتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے۔ ایک حشر برپا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آفت دور ہوئی۔ برق نے دو لاکھ روپیہ ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور وہاں سے عمرو کے پاس چلا۔ لشکر میں ساحر کی صورت بن کر داخل ہوا۔ دربار گاہ پر آ کر ملازموں سے کہا: "ہماری خبر شہنشاہ عیاراں کو کر دو۔ ملازم برق کو سامنے لائے۔ برق نے بھی سامان دربار دیکھا۔ بہت خوش ہوا۔ اسد' مہ جبیں اور عمرو کو سلام کیا۔ ایک رقعہ ہاتھ پر رکھ کر عمرو کو نذر دی۔ عمرو نے پڑھا۔

لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ میں آپ کی نذر کے لئے' فلاں صحرا میں فلاں درخت کے نیچے دفن کر آیا ہوں۔ چل کر وصول کر لیجئے۔ عمرو نے غور سے برق کو دیکھا۔ پہچان کر گلے لگایا کہا: "اے ملکہ مہ رخ' میں اسی عیار کا ذکر کرتا تھا۔ یہی برق فرنگی ہے۔"
الغرض اس کے لئے بھی نہایت عمدہ خیمہ اور اسباب راحت مقرر کیا۔ یہ خیمے میں آیا' غسل کیا۔ سفر کی صعوبت سے آسودہ ہوا۔ کھانا تناول کیا اور سو رہا' لیکن عمر بارگاہ سے نکل کر' برق کے بتائے ہوئے نشان کے مطابق اس کنوئیں کے قریب پہنچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر' داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا' ایک اس بے چارے شاگرد نے تمہاری پریشانی کا خیال کیا' ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہیں۔ یہ باتیں دل سے کرتا ہوا پھر لشکر میں آیا اور آرام و اطمینان سے قیام کیا۔
لیکن اس عرصے میں وہ طائر خوش رنگ جو افراسیاب نے اسد اور مہ رخ کی جاسوسی کے لئے مقرر کئے تھے' وہ اس جنگل کے درختوں پر بیٹھے یہ سب ماجرا دیکھتے رہے تھے' یعنی مہ رخ کا آنا راہدار اور فولاد کا مارا جانا۔ پھر لشکر کا جمع ہونا۔ آپس کا تپاک۔ فوج بھرتی کرنے کے لئے منادی کرنا' وہ افراسیاب کے پاس آئے اور جملہ کیفیت بیان کی۔ افراسیاب کو غصہ آیا اور اسی وقت ایک نامہ اپنی زوجہ حیرت کو لکھا کہ یہ نامہ دیکھتے ہی تم میرے پاس فوراً آؤ۔ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ یہ نامہ ایک پتلے کو دیا۔ اس نے حیرت کے پاس پہنچا دیا۔ وہ جادو کے تخت پر سوار ہو کر' کنیزوں انیسوں اور جلیبوں کے ہمراہ افراسیاب کے پاس آئی اس سے کہا: "اے ملکہ حیرت' تم نے اس نمک حرام مہ رخ کو دیکھا کہ مجھ پر لشکر کی جمیعت کی ہے اور فوج نوکر رکھتی ہے۔ طلسم کشا کی شریک ہوئی ہے' خود انصاف کرو۔ اگر دریائے خون رواں کی ایک پری کو حکم دوں اور وہ ایک نفیری بجا دے' تو ساری خلعت بے ہوش ہو جائے۔ مجھے ہنسی آتی ہے' مہ رخ اور مجھ سے مقابلہ۔"
ملکہ حیرت نے عرض کیا: "اے شہنشاہ میں مہ رخ کو بلوا کر سمجھاتی ہوں۔ اس کی کیا مجال ہے جو آپ سے مقابلہ کر سکے۔"

افراسیاب نے کہا: "اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ' تمہاری عزیز بھی ہے اور اسی وجہ سے میں بھی تامل کرتا ہوں۔ اور دوسرے اپنی پروریش اور اس کے ملازم ہونے کا خیال کرتا ہوں۔ بانیان طلسم لکھ چکے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ رعایا اور ملازم بادشاہ طلسم سے منحرف ہو کر آمادہ جدال و قتال ہوں گے۔ اس وقت چاہئے کہ شاہ طلسم ان سے لطف و مدارکرے اور جنگ نہ کرے۔ حالات جنگ بادشاہ طلسم کے لئے باعث نقصان ہے۔ اے ملکہ حیرت! قسم ہے سامری کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہ ہوتے تو چشم زدن میں' حرف غلطاں کے مانندان باغیوں کا نقش ہستی مٹا دیتا۔"

ملکہ حیرت نے عرض کیا: "اس میں کیا شک ہے۔" پھر اس نے ایک نامہ مہ رخ کو لکھا کہ اے ملکہ تمہیں مناسب ہے کہ جس کا نمک تمام عمر کھایا اور جس کے سایہ عاطفت میں تمام عمر پلی ہو' اس کے ساتھ جنگ کی تیاری کرو۔ لہٰذا ازراہ پرورش مالکانہ و مرحمت خسروانہ تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ منشور گرامی دیکھتے ہی کمر خدمت گاری باندھ کر' کنیزوں کی طرح میرے پاس پہنچ جاؤ' تاکہ شاہ طلسم سے اجازت لے کر تمہاری خطا معاف کرا دوں۔ خلاف ورزی کی صورت میں' بادشاہ طلسم کا بڑا مرتبہ ہے' میں ان کی ایک ناچیز کنیز ہی تمہیں اس طرح ہلاک کروں گی' جس طرح ایک کمزور چیونٹی کو مسل دیتے ہیں۔ اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو تھوڑے لکھے کو بہت جان کر فوراً حکم کی تعمیل کرنا۔"

یہ نامہ ایک طائر کو دیا کہ جا کر مہ رخ کو پہنچا دے اور جواب فوراً لادے۔ وہ طائر چونچ میں نامہ لیے مہ رخ کی بارگاہ میں آیا اور اس کی آغوش میں بیٹھ گیا۔ مہ رخ نے چونچ سے نامہ لے کر پوچھا: "اے طائر تجھے کس نے بھیجا ہے۔"

طائر نے کہا: "ملکہ حیرت جادو نے۔"

مہ رخ نے نامہ پڑھا مضمون سے بروقت آگاہ ہونے سے چہرے کا رنگ فق پڑ گیا اور خوف کے مارے کانپنے لگی' عمرو نے جو یہ حال دیکھا' نامہ اس کے ہاتھ سے لے کر

پڑھا اور نامے کو مارے غصے کے چاک کر ڈالا۔ اس کا جواب ایک کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی۔ اس کے بعد لکھا کہ اے ملکہ حیرت و افراسیاب' میں ساحروں اور جادوگروں کا سر کاٹنے والا ہوں۔ میرے ہی خنجر نے سامری کی پوتی دمامہ جادو کی گردن کاٹی تھی۔ میں نے ہی ساحر مشمش کی جان لی تھی' جو دریا میں رہتا تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا۔ میں وہ ہوں کہ جس نے خداوند خبیثہ کو جہنم واصل کیا۔ میں وہ ہوں' کہ جس نے کشمیر و کاشغر اور ام الجبال کے ساحران نامی کو مارا۔ میں وہ ہوں کہ جس نے غلطی آباد میں' مالک بن زردشت کا سر اتارا۔ غرض کس کس کا نام لوں کہ جسے میں نے مارا ہے' بلکہ شاہان روئے زمین کو تخت سے اتار کر تختہ تابوت پر سلا دیا۔

لائق و لازم یہ ہے کہ ملکہ تصویر جادو اور شہزادہ بدیع الزماں کو اپنے ہمراہ لے کر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبیں الماس پوش پر تم دونوں حاضر ہو کہ فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم ہے۔ تمہاری خطا صاحبقران سے معاف کرا دے گی۔ اس تحریر سے انکار کرنے کی صورت میں' اگر تمہاری ناک کٹوا کر' گدھے پر رو سیاہ کر کے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا' تو میرا نام عمرو نہیں۔

اس مضمون کا نامہ لکھ کر طائر کے حوالے کیا اور زبانی بھی کہہ دیا کہ اس غیبانی چڑو حیرت سے کہہ دینا کہ مال زادی' تیرا اب عنقریب سر مونڈوں گا۔ تو ہے کس بھروسے پر' جو کچھ تجھ سے ہو سکے' قصور و کوتاہی نہ کرنا۔ خدا مالک ہے۔ یہ کہہ کر طائر کو رخصت کیا۔ وہ اڑتا ہوا حیرت جادو کے پاس آیا اور نامہ دیا۔ عمرو کا زبانی پیام حرف بہ حرف کہا کہ مہ رخ تو نامہ پڑھ کر کانپنے لگی تھی' مگر ایک دبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے آپ کے نامہ کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھا اور آپ کو بہت کچھ برا بھلا کہا۔

حیرت جادو یہ ماجرا سن کر' نامہ لئے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا: "اے شہنشاہ' آپ سچ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ سزا دیئے بغیر نہ مانیں گے۔ دیکھئے یہ میرے نامے کا جواب

دیا ہے اور اس عیار نے آپ کو اور مجھے بہت ناروا کہا ہے۔ افراسیاب نے نامہ لے کر پڑھا اور ایسے غصے میں آیا کہ ہونٹ چبانے لگا۔ لال ہو گیا اور کہا' جب چیونٹی کے پر نکلتے ہیں' تب ہی قضا آتی ہے۔ اب مہ رخ حرامزادی کی شامت آئی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ادھر افراسیاب لشکر کشی کی فکر میں ہے اور ادھر مہ رخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم نے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیاں دیں۔ اب کوئی لمحے میں آفت آیا چاہتی ہے۔ ہم تم سب مارے جائیں گے۔ عمرو نے کہا' اے ملکہ تم بڑی بودی ہو۔ صریحاً پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو کہ شہزادے کی فتح ہو گی اور پھر گھبرائی جاتی ہو۔ میں نے نامہ دیکھا کہ تم پڑھ کر بدحواس ہو گئی تھیں۔ افسران فوج جو بارگاہ میں حاضر تھے۔ ان کی دل شکنی کا احتمال تھا۔ جب مالک دل ہار دے گا' تو فوج کیا لڑے گی۔ اس لئے میں نے یہ کلمات کہے کہ سب سنیں اور سمجھیں کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہیں۔ جبھی تو اتنے بڑے الوالعزم کے مقابل کلام کرتے ہیں۔ اب تمہیں چاہئے کہ دل کو مضبوط کرو اور ذرا سی بات میں گھبرا نہ جایا کرو۔ دیکھو تو وہ کیا کرتا ہے۔ وہی بے کسوں کا مدد گار ہے۔ مہ رخ نے عمرو سے کہا دل سے قبول کیا۔ یہ لوگ تو امید و بیم کی حالت میں ہیں۔ مگر ادھر افراسیاب کی کیفیت اور ہے۔

کدھر ہے تو اے ساقی ہوش مند
وہ مے دے کہ جو نشہ کر دے دوچند
غضب میں ہے رندوں کی جان حزیں
سبو ہے کہیں اور خم ہے کہیں
ادھر آمد محتسب کی خبر
ہے پیر مغاں کے بھی غصے کا ڈر
ادھر رند بگڑے ہیں اب بے حساب
ادھر عزم ہے میکدہ ہو خراب

پھرا ایسا رندوں سے گردون دوں
بہے گا عبث دختر زر کا خوں
خرابی پہ انجام کے ہے نظر
دل میکشاں کو ہے خوف و خطر
دل بادہ خوراں نہ توڑے کوئی
نہ شیشے کی گردن مروڑے کوئی
پلا رند کو وہ شجاعت کا جام
کہ زاہد کی ساقی ہو قلیا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو
جو اک وار میں محتسب ہوئے دو
شکم محتسب کا ہے مثل سبو
عوض مے کے بہہ جائے اس کا لہو
مسلح مکمل ذرا جاہ ہو
رواں تیغ افسانہ گوئی کرو

جب افراسیاب اور ملکہ حیرت پر یہ ظاہر ہوا کہ مہ رخ کا آئینہ ضمیر داغدار ہے اور سوائے جنگ کے اور کوئی صورت نہ دیکھی' تو خود ملکہ حیرت مقابلے کے لئے تیار ہوئی۔
افراسیاب نے منع کیا کہ ایک ناچیز معمولی کنیز سے بادشاہ طلسم کی زوجہ کا مقابلہ کے لئے جانا مناسب نہیں کیا اور کوئی ملازم اب باقی نہیں رہا۔ یہ کہہ کر کچھ فسوں پڑھ کر دستک دی کہ چاروں طرف سے ابر گھر آیا اور ہزاروں بجلیاں سنہری رو پہلی رنگ کی چمکنے لگیں۔ ابر سے آتش باری ہونے لگی اور دیر تک سنگ باری ہوتی رہی۔ پھر وہ ابر شق ہو گیا اور تین تخت ظاہر ہوئے کہ ان پر ساحر سوار تھے' نہایت کریہہ منظر' بد قطع اور نابکار۔ انہوں نے افراسیاب کو مجرا کیا اور پایہ تخت کو بوسہ دے کر عرض

کیا: "شہنشاہ نے غلاموں کو کس لئے طلب فرمایا ہے۔"
افراسیاب نے پہلے تو یہ بیان کیا کہ مہ رخ نے کس طرح بغاوت کی اور وہ کس طرح اسد سے جا ملی۔ پھر کہا تم تینوں ساحر ساٹھ ہزار فوج ساحر کی لے کر جاؤ اور ان باغیوں کو باندھ کر حضور میں حاضر کرو۔"
ان تین ساحروں کے نام ہیں۔ خاموش جادو' شہباز جادو اور کوہان جادو۔ یہ حکم پا کر وہ تینوں روانگی کے لئے تیار ہوئے اور اپنے مقام پر آ کر ساٹھ ہزار لشکر کے سرداروں کو بلا کر افراسیاب کے حکم سے خبردار کیا۔ طبل سفر بجا خیمے ڈیرے اژدروں (اژدہوں) پر لد گئے اور ساحر جادوئی جانوروں پر سوار ہو کر سحر کی نیرنگیاں دکھاتے روانہ ہوئے اور دریائے خون رواں سے گزر کر مہ رخ کے لشکر کے قریب پہنچے۔ یہاں مہ جبیں اور اسد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے کہ میدان سے ہولناک آوازیں آنے لگیں۔
مہ رخ نے کہا: "خواجہ فوج آتی ہے۔"
عمرو عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کر' جست و خیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے۔ ساحروں کی سواریاں نمودار ہوئیں۔ مہ رخ نے سحر پڑھنا شروع کیا اور یہاں جتنے ساحر تھے۔ سب رد سحر پڑھنے لگے۔ اس لئے کہ وہ فوج جو آتی ہے' آگ پتھر برساتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں کچھ مضرت پہنچے۔ غدار ساحروں کا لشکر بڑے کروفر سے داخل ہوا۔ اور میدان رزم کے لئے جگہ چھوڑ کر' مہ رخ کے لشکر کے مقابلے اترا۔ خیمے نصب ہوئے۔ بارگاہیں استادہ ہوئیں بازار کھل گئے۔ جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ میں آ کر بیٹھے۔ بزور سحر طائر بنا کر خبر کے واسطے بھیجے۔ ہر طرف ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا۔ ساحر منتر پڑھتے ہوئے آگ میں گھی ڈالنے لگے۔ جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے۔ ملازموں نے حکم کی تعمیل کی نفیر سحر کو دم دیا۔ نقارہ بجنے لگا۔ اس کی آواز سے گوش فلک تک گونجنے لگا۔ طائران سحر خبر لے کر مہ رخ کی بارگاہ میں آئے اور عاجزی سے ملکہ مہ جبیں' بادشاہ لشکر کی تعریف و ثنا کرنے لگے۔
دعا کے بعد عرض کیا کہ حریف کے لشکر میں طبل رزم بجا ہے۔ ہر ایک آمادہ حرب

ہوا ہے۔ یہ کہہ کر طائر اڑ گئے' لیکن مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا۔ اسد نے مہ رخ کو حکم دیا کہ خدائے قہار و جبار کے بھروسے پر ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے اور جادوئی نفیر کو دم ملے۔ حسب الحکم ملازم' دوڑے اور جنگی نقارے پر چوب لگا۔ مہ رخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ اس کی آواز گنبد فلک تک گئی۔ زمین ہلنے لگی۔ ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہو گا۔ قضا کا بازار گرم ہو گا۔

اس ہنگام میں وہ دن تمام ہوا۔ شام کے وقت دونوں لشکر کے طلایہ دار و مخبر نکلے اور اپنے اپنے لشکر کی حفاظت کرنے لگے۔ بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی میں مشغول ہوئے اور اس صبح کا انتظار کرنے لگے' جب جدال و قتال ہو گا۔

طرفین کے ساحر تیاری سحر کرتے تھے۔ جاموش جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور دہرو بجانے لگا فولاد کے کچھ گولے اور ماش کے آٹے کے کچھ پتلے تیار کئے۔ سینگوں کے تیر بنائے افسوں پڑھ کر دم کیا۔ جتنے بہروپ قابو میں تھے' سب کو بھینٹ دے کر جگایا۔ گوگل سلگایا اور اس طرف مہ رخ نے جوت کھڑی کی۔ اگیار کیا۔ شراب کی بوتلوں کو آگ پر لنڈھایا۔ موم کی ایک پتلی بنائی۔ جس کی وضع اور شکل ایک خوبصورت عورت کی تھی۔ اسے تنکوں کا زیور پہنایا اور اگیار میں ڈال دیا۔ سحر پڑھ کر دستک دی کہ اس وقت اے زن سحر' جا' وقت پر آنا۔ وہ پتلی آگ میں پگھل گئی اور آپ آرام گاہ میں جا کر استراحت پذیر ہوئی' مگر وہ عیار جو جنگل میں حریف لشکر دیکھ کر چلے گئے تھے۔ ان میں سے برق فرنگی اور ضرغام شیر دل عیاری کے لئے چلے۔ برق نے اپنے آپ کو ایک بڑھیا بنایا۔ سر کے بال' پلکیں' بھویں سب سفید' سر ہلتا ہوا' لکڑی ہاتھ میں لئے۔ بڑے پائنچوں کا پاجامہ پہنے چادر اوڑھے' پٹاری بغل میں دبائے' کوہان کے خیمے کی طرف چلا۔ ضرغام خدمت گار بن کر' یعنی پگڑی باندھ کر' چادر سے کمر کس کر' بنی پاک کمر سے لگا' کہنی پر شالی رومال تہ کیا ہوا۔ ہر طرف لشکر میں پھرنے لگا۔ اتفاق سے کوہان کا ملازم ایک ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام سے بازار

میں آیا۔ ضرغام اس کے پاس گیا۔ سلام کیا۔
ساقی نے کہا: "بھائی مزاج اچھا ہے۔"
کہا: "جی خیریت ہے" آپ سے کچھ کہنا ہے۔ اگر نہ سنئے گا' تو آپ ہی کے لئے سخت قباحت ہے۔"

ساقی گھبرایا کہ یہ کسی رئیس کا خدمت گار لشکر میں ہے۔ شاید اس نے تیرے متعلق کوئی بری خبر سنی ہو۔ یہ سوچ کر کہا: "اے برادر' کہو کیا بات ہے۔"
اس نے کہا الگ تنہائی میں چلو' اور ہاتھ پکڑ کر' ایک گوشے میں لایا اور کہا: "دیکھو تمہارے پیچھے کون آتا ہے۔" ساقی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ضرغام نے کمند ماری کہ گلے میں جا کر پھنسی ہوئی۔ منہ سے بولا نہ گیا۔ اس نے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کر کے کپڑے اس کے اتار کر پہنے۔ اس کی صورت بن کر اس خیمے میں آیا' جہاں کوہان کا عملہ اترا ہوا ہے اب انتظار کرنے لگا کہ جس کام کا مجھے حکم ہو گا' میں سمجھ جاؤں گا کہ جس کی صورت میں بنا ہوں وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے کہا: "میاں ساقی' مے خانہ درست کر رکھو' شاید حضور شراب مانگیں۔" ضرغام سمجھ گیا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہوا ہے۔ پس فوراً شراب کی گلابیاں درست کرنے لگا۔

لیکن برق بڑھیا بنا ہوا تھا۔ کوہان کے خیمے کے قریب آ کر رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا۔ کوہان خیمے سے نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا: "تو کون ہے؟"
اس نے کہا: "بیٹا اپنا حال بیان کروں' یہاں قریب ایک گاؤں ہے' وہاں رہتی ہوں' جب سے مہ رخ کا لشکر آیا ہے' سارا گھر لٹ گیا' میں فریاد لے کر آئی ہوں' آسمان کی ستائی ہوئی ہوں۔"
کوہان نے کہا: "تو چل کر میرے خیمے میں بیٹھ۔ صبح کو میں سب نمک حراموں کو قتل کروں گا۔ جتنا مال تیرا گیا اس کا دوگنا تجھے مل جائے گا۔"
بڑھیا دعا دیتی ہوئی اس کے ساتھ خیمے میں آئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہے۔ کہا: "بڑی بی اس پٹاری میں کیا ہے؟" بڑھیا نے کہا: "بیٹا تم سے کچھ پردہ

نہیں، البتہ اور لوگ جو یہاں ہیں، اگر انہیں ہٹا دو، تو اس پٹاری کو دیکھو۔ کوہان نے اپنے سب ملازموں کو خیمے سے باہر کر دیا۔ بڑھیا نے پٹاری دی کہ لیجئے۔ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا، جو کچھ اس میں ہے۔"

اس نے پٹاری لے کر ڈھکنا اٹھایا۔ غبار بیہوشی کا بقہ ایسا اڑا کہ کوہان چھینک مار کر بیہوش ہوا۔ برق خنجر کھینچ کر اس کی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے، لیکن کوہان نے اپنی حفاظت کے لئے ایک مٹی کی پتلی خیمے کے گوشے میں کھڑی کر دی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھ پر آئے، تو یہ پتلی بچالے۔ پس جیسے ہی برق سینے پر سوار ہوا۔ پتلی دوڑی اور لپٹ گئی۔ زمین پر گرا کر مشکیں۔ باندھ لیں۔ کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا: "یہ بڑھیا نہیں ہے۔ عیار ہے۔ تمہیں قتل کرتا تھا۔"

کوہان نے کہا: "کیوں او نابکار! تو نے غضب کیا تھا کہ مجھے ہی مار ڈالا تھا، صبح کو تیرے حمایتیوں کو بھی گرفتار کر لوں، تو تجھے قتل کروں۔" یہ کہہ کر اسے ستون سے باندھ دیا۔ خدمت گار کو پکارا اور کہا: "ساقی سے کہو کہ مے خانہ حاضر کر دو۔ ایک جام شراب پی کر سو رہوں کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہے۔" "خدمت گار نے ساقی کو پکارا، کہ شراب کی صراحیاں حاضر کرو۔ ضرغام صراحی و جام لے کر حاضر ہوا۔ اور شراب میں داروے بیہوشی ملا کر کوہان کو پلائی۔ یہ پیتے ہی بیہوش ہوا۔ اس نے بھی چاہا کہ اس کو ہلاک کرو۔ وہی پتلی دوڑی اور ضرغام سے لپٹ گئی اسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک ہوشیار کر دیا اور کہا: "یہ بھی عیار ہے۔ تجھے قتل کرتا تھا۔ اس نے اسے بھی باندھ دیا۔ یہاں تک کہ صبح کے آثار ظاہر ہوئے اور طلوع آفتاب کا منظر شروع ہوا۔

اب کوہان اپنے کوہ پیکر ساحروں کا لشکر لے کر سوار ہوا۔ ایک طرف سے جاموش اور شہباز کا لشکر آمادہ کارزار ہوا۔ یہ تینوں بڑے کروفر سے میدان جنگ میں آئے۔ ادھر مہ رخ اور شکیل خدا کے بھروسے پر فوج لے لے کر چلے۔ تیں چالیس ہزار ساحر، اور جو لوگ نئے ملازم ہوئے ہیں۔ سب ساتھ تھے۔ شہزادہ اسد بیدار ہوا۔ وضو کر کے رب العزت کی اطاعت بجا لایا اور مسلح اور مکمل ہو کر در دولت پر آیا، ملکہ مہ جبیں

کا تخت لے کر کہاریاں عیش محل سے نکلیں۔ ہر ایک سردار نے مجرا کیا۔ نوبت اور نقارے بجے' نقیب اور چوبدار دور باش' دور باش پکارتے تھے۔ علموں کے پنجے سلامی کے لئے لچکنے لگے۔ قلب لشکر میں تخت شاہی قائم ہوا۔ دلارام جادو طاؤس پر سوار ملکہ کی خدمت گاری کرتی ہوئی' ساتھ ساتھ باحشم و خدم تخت کے برابر برابر میدان جنگ میں داخل ہوئی طرفین کے ساحروں نے میدان جنگ درست کیا۔ کسی نے سحر کر کے بجلیاں گرائیں کہ جو درخت اور جھاڑیاں میدان میں تھیں' وہ جل گئیں کسی ساحر کے سحر سے گھٹا چھا گئی اور بارش ہو گئی۔ گرد و غبار دفع ہوا۔ دشت برذ صاف گیا۔ پرا جمنے لگا۔ نارنج اچھلنے لگا۔ برنجی تھالیاں چمکنے لگیں۔ سامری و جمشید کی جے کے نعرے بلند ہونے لگے۔ میمنہ میسرہ صرف آرا ہوئے۔ دونوں لشکروں کے نقیب نکلے اور پکارے: "کہاں ہیں سامری و جمشید و زردشت سب اپنی نیرنگیاں دکھا کر روپوش ہوئے خمخانہ عدم کے جرعہ نوش ہوئے۔ ساحران نامی گرامی' آج معرکے کا دن ہے۔ نام پیدا کر لو۔ خوب جی کھول کر لڑ بھڑ لو۔

نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا
کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
ہوئے زر کی خاطر تو منعم خراب
بڑی فکر انہیں مال و دولت کی ہے
لحد کوئی اپنی بناتا نہیں
جگہ جو کہ عقبیٰ میں راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر میں
یہ آئینہ ہے' بات حیرت کی ہے
شجاعو' یہ میدان جنگاہ ہے
جگہ امتحاں اور جرات کی ہے

بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

جب نقیب نقابت کر کے میدان جنگ سے کنارے ہوئے' بہادر جتنے تھے' وہ فرط شجاعت اور نشہ جرات سے جھومنے لگے۔ شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان میں پہنچایا۔ سحر کی نیرنگیاں دکھائیں۔ پھر للکارا کہ اے نمک حرام مہ رخ آ میرے سے مقابلے کو آ۔

مہ رخ نے حریف کا نعرہ سن کر اپنے تخت کو آگے بڑھایا' ہر ایک اہل لشکر دعائے فتح و ظفر مانگنے لگا۔ یہ شہباز کے سامنے پہنچی۔ اس نے ایک تیر سحر کا مارا۔ مہ رخ نے افسوں پڑھ کر دستک دی کہ تیر الٹا پھر گیا۔ شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھ کر مارا۔ مہ رخ نے تخت سے پرواز کی۔ گولا تخت پر پڑا کہ اسے توڑ گیا' لیکن مہ رخ بلندی سے تلوار بن کر جو گری' شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے ہوا۔ پتھر اور آگ برسنے لگی۔ ہولناک آواز آئی۔ شہباز کے مطیع ساحر دوڑے۔ رائی' بنولے' سرسوں کے دانے آتشیں انگیٹھیوں پر جلنے لگے۔ ساحروں نے اپنے گلوں سے مرچوں کے ہار توڑ کر مارے۔ وہ اژدہے بن کر مہ رخ پر چلے۔ ادھر شکیل نے ساحروں کو حکم دیا۔ انھوں نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین میں زلزلہ آیا اور گھٹا چھا گئی۔ بجلی چمکنے لگی۔ پانی برسنے لگا۔ حریف کے لشکر میں جس کے سر پر اس پانی کی بوند پڑی۔ بیہوش ہو گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر جاموش میدان جنگ میں نکلا اور کاغذ کا ایک سورج کتر کر' ہاتھ پر رکھ کر سحر پڑھا کہ وہ سورج اڑ کر بلند ہوا۔ ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔ ابر سحر جو چھایا تھا کھل گیا۔ مہ رخ کے لشکر میں' جس پر دھوپ پڑی تھی وہ پتھر ہو گیا۔ جاموش اور کوہان ترسول پکڑ کر لشکر پر آ گرے۔ ہزاروں ساحر مارے گئے۔ نارنج اور ترنج اور ناریل سحر کے چلنے لگے۔

اس وقت اسد کا جی جنگ دیکھ کر بے چین ہوا۔ ملکہ سے کہا: "میں بھی تلوار کھینچتا ہوں۔"

مہ جبیں نے بظاہر کہا "بسم اللہ" اسد نے گھوڑا اٹھایا اور چلا کہ مہ جبیں نے دلارام سے کہا۔ "شہزادہ سحر نہیں جانتا ہے۔ اس جگہ لڑنا اس کا مناسب نہیں۔ گرفتار ہو جائے گا۔" دلارام نے یہ بات سن کر دستک دی کہ شہزادے کا گھوڑا ابھی دشمن کی صف تک نہ پہنچا تھا کہ پر پیدا کر کے اڑ گیا۔ ہرچند اس شہسوار نے روکا۔ تازیانے لگائے' مگر گھوڑا ہوا کے درمیان جا کر معلق ہوا۔ اسد ناچار اوپر سے لڑائی کا سامان دیکھتا اور پشت دست کاٹتا تھا۔ مگر دلارام دم بدم شہزادے کو دیکھ لیتی تھی کہ مبادا وہاں کوئی آفت نہ آ جائے اور کوئی ساحر گرفتار نہ کر لے جائے۔

غرضیکہ لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا۔ جاموش لڑتا ہوا مہ رخ کے قریب آیا اور سحر پڑھ کر سوئیوں کا گچھا مارا۔ مہ رخ تخت سے گر کر زمین میں غرق ہوئی اور وہاں سے طبقہ زمین توڑ کر جاموش کے پشت پر آ نکلی اور للکار کر ایک تیر جو مارا' پیٹھ کے پار نکل گیا۔ یہ مر کر گرا۔ ہزاروں ہولناک آوازیں پیدا ہوئیں اور جو سورج اس نے بنایا تھا وہ دوبارہ کاغذ ہو کر گر پڑا۔ دھوپ ڈھل گئی۔ ساحر جو پتھر کے ہو گئے تھے۔ وہ اپنی اصلی ہیئت پر آ گئے اور لڑنے لگے۔ کوہان نے جو یہ ماجرا دیکھا۔ فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور اس کا خون لے کر چند سنگریزوں پر چھڑک کر' سحر دم کر کے چار طرف پھینک دیئے۔ ایک آندھی تاریک آئی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ لمحے بعد جو آنکھ کھلی' سب نے دیکھا کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اکھڑے ہوئے۔ مہ رخ کے لشکر پر گرا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر شکیل کی فوج بھاگی۔ اس وقت مہ رخ نے کچھ افسوں پڑھ دستک دی کہ اے زن سحر آؤ۔

واضح ہو کہ مہ رخ نے جنگ کی شب کو موم کی ایک پتلی بنا کر آگ میں ڈال دی تھی اور کہا تھا کہ اس وقت اے زن سحر جاؤ۔ وقت پر آنا۔ لٰہذا اب اس وقت اسی کو طلب کیا۔ دستک کا دینا تھا کہ ایک برق چمکی اور چھم چھم کی صدا آئی۔ ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے۔ نفیس پوشاک زیب تن کئے ظاہر ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

اس نازنین کو سراپا حور کہنا' عقل کا قصور ہے۔

وہ مکھڑے کا عالم' وہ کنگھی کا رنگ

شب ماہ ہو دیکھ کر جس کو دنگ
وہ مسی اور اس کے لب و لعل فام
سواد دیار بدخشاں کی شام
ستم اس پہ سرمے کی تحریر سے
کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے

بلکہ آنکھوں کا یہ عالم تھا کہ

بڑے بڑے نینن' لال لال ڈورا اور کارے کارے بھونرا تائیں بنکو منات ہے
ترس چترائن تائی' چنچل سی چاہ دیکھے میں مرگ کھجن لجات ہے
دامنی سی کوندے تائی سود ہونہار و چات کو ایک بار دیکھو تو پرانن اکھات ہے
یاہی سمے کاسے کہوں
یا ہوتے ہوئے چپ رہوں' لاج کے جہاج میں مانو موتی بھرے جات ہے

جوبن کا وہ عالم' وہ ابھری ہوئی گھات' وہ چھاتیاں!

گٹھی اس کی ترکیب اور وہ بدن

وہ پوشاک و زیور کی اس پر پھبن

وہ چھب تختی اس کی نزاکت نژاد

چمن زار قدرت کی نخل مراد

لگا پا سے وہ نازنین تابہ فرق

سراپا جواہر کے دریا میں غرق

موم کی پتلی' یہ زن سحر میدان جنگ میں آ کر ٹھہری۔ کوہان جب لڑتا ہوا اس کی طرف آیا' اس مہ وش نے پکار کر کہا: "اے کوہان ہم یہاں تمہارے واسطے آئے اور تم ہم سے مخاطب بھی نہیں ہوتے' لو ہم جاتے ہیں۔" کوہان نے جو یہ آواز سنی اس پری کے روئے زیبا کو دیکھا۔ اس کے خنجر ناز کا زخمی ہوا۔ اس کے قریب آیا اس پری زاد نے کہا: "کہو کیا ارادہ ہے؟"

اس نے کہا: "تیرا عاشق و شیدا ہوں۔ جان و دل سے تجھ پر فریفتہ و شیفتہ ہوں۔"

پری وش نے کہا: "میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ والی پنکھی جھلی۔ کوہان کو جو ہوا لگی تو عاشقانہ شعر پڑھنے لگا۔ مگر وہ حسینہ تخت اڑا کر چلی۔

کوہان نے پکار کر شعر پڑھا۔

مرا کشتی و تکبیرے نگفتی

عجب سنگیں دلی' اللہ ہو اکبر

اور منت کر کے بلایا۔ سر پاؤں پر رکھ دیا۔ ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھول گیا۔ اس حور نے کہا: "میں ملکہ مہ رخ کی کنیز ہوں اور تو میری ملکہ سے لڑتا ہے۔ کیسا تو میرا

عاشق ہے۔ فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر۔"
کوہان نے یہ سن کر سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ جو گھیرے سے تھے' کنکر ہو کر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رکے۔ جب لشکر نے جنگ سے فرصت پائی۔ سب اس کبک رفتار کے محو دیدار ہوئے۔ ہر ایک نے عقل و ہوش کھوئے۔ ادھر کوہان نے منت کرنا شروع کیا۔ پری نے کہا: "میں نے سنا ہے کہ تو نے عیاروں کو گرفتار کیا ہے۔ ان کو بلادے۔" اسی نے اسی وقت عیاروں کو حاضر کیا۔ ملکہ نے خلعت و زر دیا۔ ضرغام اور برق چھوٹ کر اپنے لشکر میں گئے۔ ہر ایک سے مل کر پھر جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔ عیاروں کو رہا کرا لینے کے بعد اس ترک ستمگر نے کہا: "اے کوہان! اگر تو میرا عاشق صادق ہے تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر۔" کوہان یہ حکم پا کر مستعد ہوا اور خنجر کھینچ کر اپنی گردن پر رکھا اور پکارا۔

س

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے
سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے

چاہتا ہے کہ گردن اپنی جدا کرے۔ اس غارت گرجاں نے ہاتھ اس کا پکڑ لیا اور کہا: "اگر تو مر جائے گا تو ہمارے من کی بہار کون دیکھے گا۔"

نہ ہو عاشق تو معشوقوں کو پوچھے کون دنیا میں
جہاں میں قدر ہے گل کی' فقط عشق عنا دل سے

خیر ہم بھی تیرا ساتھ دیں گے' مگر ایک شرط ہے کہ اگر تو ملکہ حیرت کا سر لا کر ملکہ مہ رخ کو نذر دے تو ذائقہ میرے شربت وصل کا چکھے۔"
ادھر تو اس نے کوہان سے یہ شرط کی اور ادھر سارا لشکر کوہان کا' جو اس پر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا: "خلقے بمنت یک طرف' آں شوخ تنہا یک طرف۔" ان سے

پکار کر کہا: "اے عاشقان! ثابت قدم جاؤ اور حیرت حرامزادی کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوئے لاؤ یا سر اس کا حاضر کرو۔"

کوہان اور پورا لشکر یہ آواز سن کر' گریبان پھاڑ کر "لینا لینا" کہتے خیمے گاہ' سب سامان چھوڑ کر طلسم باطن کی طرف چلے اور دریائے خون رواں سے گزر کر باغ سیب کے قریب پہنچے۔ یہاں افراسیاب کے ہزاروں ساحر ملازم تھے۔ انہوں نے روکا۔ انہوں نے قتل و غارت شروع کی۔ لاش پر لاش گرا دی۔ شور عظیم بلند ہوا۔ ملکہ حیرت اور افراسیاب غلغلہ سن کر باغ کے باہر آئے۔ دیکھا کہ کوہان لڑتا ہوا آتا ہے۔ افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ ماہ رخ نے خاک جمشیدی سے ایک پتلی سحر کی بنائی ہے اور اس پر یہ ساحر فریفتہ ہو کر آئے ہیں۔ اب یہ ہوشیار نہ ہوں گے۔ یہ دیکھ کر اس نے سحر کا گولہ پڑھ کر کوہان کے سینے پر مارا کہ پشت سے گزر گیا اور ہزار در ہزار بجلیاں سحر کر کے گرائیں۔ کوہان کے ہمراہ جو فوج آئی تھی۔ سب جل گئی۔ ادھر وہ سب ساحر مر کر گرے۔ یہاں پتلی سحر کی' یعنی وہی عورت جس پر یہ سب فریفتہ ہوئے تھے' میدان رزم گاہ میں کھڑے کھڑے جل گئی۔ مہ رخ نے کہا: "معلوم ہوتا ہے' افراسیاب نے کوہان اور اس کے ساتھیوں کو مارا کہ پتلی انہی کے لئے بنی تھی۔ وہ مرے' یہ بھی جل گئی۔"

غرض فتح کے نقارے بجے حریف کے لشکر کے خیمے لوٹ لئے گئے اور جہاں کوہان کی بارگاہ تھی' وہاں اپنا لشکر اتارا۔ پہلی جگہ سے کئی کوس آگے بڑھ کر مہ جبیں کی بارگاہ استادہ ہوئی۔ اسد کو ہوا سے اتارا۔ بارگاہ میں داخل کیا۔ سب سردار کرسی اور دنگل پر تشریف فرما ہوئے۔ ناچ ہونے لگا۔ جام شراب گردش میں آیا۔ اسد نے پوچھا: "اے ملکہ مہ رخ' مجھے گھوڑا کیوں اڑا لے گیا تھا؟"

اس نے کہا: "اے شہزادہ عالی وقار' آپ سحر نہیں جانتے ہیں۔ ممکن تھا کہ دشمنان حضور کو ساحروں سے کچھ گزند پہنچتا۔ دلارام نے سحر کر کے وہاں بھیج دیا۔"

اسد نے کہا: آپ لوگوں نے کیا مجھے بزدل سمجھ لیا ہے۔ اے بایمان! اگر آئندہ کوئی ساحر ایسی حرکت کرے گا' تو میں اسے قتل کروں گا۔ اے ملکہ' جہاں کہیں ہم لوگ ہوتے ہیں' پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہیں' ہمارے لیے بڑا ننگ ہے کہ جان اپنی عین بزور جنگ بچائیں۔"

مہ رخ نے عرض کیا۔ "بہت خوب ایسا ہی ہو گا۔" یہ باتیں کر کے مصروف عیش ہوئے۔ لیکن عیار جو بوقت جنگ جنگل میں چلے گئے تھے' ان میں سے چار عیار لشکر میں آئے۔ قران نہ آیا۔ سب تو یہاں عیش و آرام سے ٹھہرے ہیں۔

لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا: "کیا برا وقت ہے کہ اپنے نوکروں اور مطیعوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا پڑا۔ ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن میں مع تین سرداروں کے مارا گیا۔ بانیان طلسم سچ لکھ گئے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ معمولی ادنیٰ ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کریں گے اور اگر بادشاہ طرح نہ دے گا تو یہ اس کے ادبار کی نشانی ہو گی۔ یہ وہی آثار ہیں اور وہی زمانہ ہے' لیکن اے ملکہ! میرے لئے چاہے کچھ ہو۔ طلسم رہے نہ رہے' جان بچے یا نہ بچے۔ اس فرقہ شریر نمک حرام کی گو شمالی سے میں باز نہ آؤں گا۔ کیا پاؤں کی جوتی سر پر چڑھاؤنگا۔

الغرض افراسیاب اسی طرح کی باتیں کر رہا تھا کہ یکا یک آگ اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا۔ پھر افراسیاب نے کہا: "کوئی معزز ساحر آتا ہے۔" اہل دربار میں سے چند ساحران گرامی کو حکم دیا کہ استقبال کے لئے جائیں۔ ساحر لینے چلے۔ کچھ عرصے بعد ارض و سما کے مابین نوبت و نقارے بجتے ہوئے سنائی دیئے ایک ساحر شیر پر سوار سامری و جمشید کی تصویریں گلے میں پہنے۔ ڈراؤنی صورت بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لئے' باغ سیب کے دروازے پر آ کر اترا۔ فوج کو باہر ٹھہرایا۔ آپ باغ کے اندر آیا۔ افراسیاب اور ملکہ حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہے۔ ببران شیر سوار جادو۔ بس پہچان کر اٹھ کے گلے لگایا۔ بلائیں لیں اپنے برابر بٹھایا۔ پوچھا: "اے فرزند! کس

وجہ سے آئے ہو۔"
اس نے کہا: "میں نے سنا ہے کہ چند ملازم خالو جان سے منحرف ہو گئے ہیں اور آمادہ فساد ہیں۔ لہٰذا ان کی سرکوبی کو حاضر ہوا ہوں۔ مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر معقول

سزا دوں۔"
ملکہ حیرت نے کہا: "بیٹا' ان کی سزا دہی کے لئے میں موجود ہوں۔ ان باغیوں کی حقیقت کیا ہے۔ تمہارا جانا مناسب نہیں۔ کچھ عیار حمزہ کے لشکر سے' طلسم میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ فریب دے کر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ مفسد اب تک بچے ہوئے ہیں۔ ورنہ مدت ہوئے ہلاک ہو گئے ہوتے۔"
بہران نے اصرار کیا: "میں ضرور جاؤں گا اور حریف کے لشکر کے سرداروں اور عیاروں کا کام تمام کر دوں گا۔" خلاصہ یہ کہ بڑی مشکل سے اس نے جنگ کی اجازت پائی۔ افراسیاب نے اپنے یہاں سے بیکراں فوج اس کے ساتھ کی۔ ایک غلغلہ طلسم باطن میں پڑ گیا کہ بھانجا' ملکہ حیرت کا' لڑنے جاتا ہے۔ بڑے بڑے نامی گرامی ساحر' رخصت کے واسطے آئے۔ اور بہران سے ملے۔ حیرت نے افراسیاب سے کہا: "اے شہنشاہ! حضور بھی چل کر گنبد نور پر بیٹھئے کہ وہاں سے حال طلسم معلوم ہوتا ہے اور جنگ کا تماشا دیکھئے۔" پھر بہران سے کہا: "اے فرزند! تم دریائے خون رواں کے قریب اترنا کہ وہاں سے منزل بھر پر مہ رخ کا لشکر ہے اور پشتہ رنگین حصار وہاں سے قریب ہے۔" غرض بہران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو کمر بندی کا حکم دیا۔ لشکر کثیر لئے دریائے خون رواں سے گزر کر پشتہ رنگین حصار آ کر پہنچا۔ فوج کو اترنے کا حکم دیا۔ بارگاہ استادہ ہوئی۔ سارا لشکر مقیم ہوا۔ ملکہ مہ رخ نے طبل اور نقارے کی آواز سن کر طائران سحر روانہ کئے کہ دیکھو۔ یہ دہل دمادمے کیسے بجتے ہیں۔ طائر اڑے اور آ کر لشکر پر مطلع ہو گئے۔ یہاں مہ جبیں اسد اور عمرو وغیرہ بارگاہ میں مصروف عیش تھے۔ طائران سحر نے عرض کیا: "حریف کا لشکر دریا کے کنارے کے قریب آ کر اترا ہے۔ بحر ہستی سے کنارہ چاہتا ہے' باقی خیریت ہے۔" عیار یہ خبر سن کر بارگاہ سے نکل گئے اور صحرا میں

مخفی ہوئے۔ مہ رخ نے کہا: "لشکر ہمارا بھی کچھ آگے بڑھ کر اترے۔"
حسب الحکم فون نے کوچ کیا۔ سامان جنگ ساتھ لیا۔ ساحر مہ جبیں کے تخت کو گھیرے'

بڑی چمک دمک سے چلے۔
دونوں لشکر جنگ کے لئے مقابلے میں آئے۔ اس روز بہران نے لڑنے سے تامل کیا۔
بارہ سو ساحروں کا گشت لشکر کے گرد مقرر فرمایا۔ اپنی بارگاہ کے گرد ایک سو ساحروں
کو بٹھایا' انہیں حکم دے دیا کہ کوئی عورت مرد اپنے یا پرائے' لشکر کا یا باہر کا۔ بارگاہ
کے اندر نہ آئے۔ اس لئے کہ عیار صورت بدل کر آتے ہیں اور قتل کر ڈالتے ہیں۔
بارگاہ کے دروازے پر سب نہایت ہوشیار رہیں۔۔۔۔ کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیں۔
سب نے کہا ایسا ہی ہو گا۔
بارگاہ کے دروازے پر آ کر بیٹھے۔ پہرہ دینے لگے۔ اس اثنا میں باقی دن بھی تمام ہوا
اور ستاروں کی فوج کا میدان فلک میں اترنے لگا۔ فلک کے گرد گشت کے لئے ترک
خنجر دار چاند مقرر ہوا۔
لشکر سر شام ہی مصروف استراحت و آرام ہوئے' جو عیار صحرا میں گئے تھے۔ ان میں
سے برق نے عیاری کرنے کا ارادہ کیا۔ پہاڑی کے درے میں ٹھہر کر تارک الدنیا درویش
کی صورت بنائی۔ کمر سے زانوں تک تہمد باندھی۔ جسم سارا خاک آلود کیا۔ سر پر بڑے
بڑے بال لگا کر زانوں تک لٹکائے۔ ایک ایک بالشت کے ناخن انگلیوں میں لگائے۔ ایک
ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کرخت کیا کہ معلوم ہو' خشک ہو گیا ہے۔ دوسرے
ہاتھ سے بیہوشی آمیز شراب کا گھڑا' کمر پر رکھا اور وہاں سے بہران کی بارگاہ کے سامنے
آیا۔ وہ سو آدمی تھے جو پہرے پر تھے ان کی طرف سے کترا کر نکلا۔ ان سب نے
اس کو تپسوی جان کر' مودب ہو کر سلام کیا۔ مگر برق نے کسی کو جواب نہ دیا
اور ان کے روبرو سے چلتا گیا۔ انہوں نے آپس میں کہا۔ یہ فقیر صاحب کمال معلوم
ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے چلو اور ہو سکے تو اس کو ٹھہرا کر کچھ اپنے حق میں پوچھو۔
یہ خیال کر کے اٹھے اور فقیر کے پیچھے چلے۔ درویش انہیں آتا دیکھ کر' ایک جگہ بیٹھ

گیا اور زمین پر لکیریں کرنے لگا۔ جب یہ قریب پہنچے پھر اٹھ کر چلا اور اب کی بار دور جا کر ٹھہرا۔ مشت خاک اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منہ سے بدبدانے لگا۔ جب یہ لوگ پھر پاس آئے۔ فقیر بھاگ کر دوسری طرف جا کر چکر کرنے لگا۔ خوب گھوما۔ یہ سب کھڑے دیکھا کئے۔ لمحے کے بعد فقیر پھر بھاگا۔ اب کی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑ پڑے۔ فقیر ان سب کو لشکر سے دور لے آیا۔ شراب کا گھڑا زمین پر رکھ کر آپ بھاگ کر جھاڑی میں چھپ رہا ساحر نے کہا' یہ فقیر خدا رسیدہ تھا۔ دنیا داروں سے ملوث نہ ہوا۔ جب ہم سب نے اسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لئے یہ گھڑا چھوڑ گیا۔ دیکھیں اس میں کیا ہے۔ بس آگے بڑھ کر اس گھڑے کو دیکھا۔ ایک آبخورہ اس پر ڈھکا ہوا تھا۔ اس کو جو اٹھایا' گھڑے کو شراب سے بھرا ہوا پایا۔ آپس میں کہا یہ شراب ایسے عارف تپسوی کے پینے کی ہے۔ اس کے پینے سے دین و دنیا کا فائدہ ہو گا۔ کسی نے کہا۔ "یقین ہے کہ کوئی بیماری تمام عمر نہ ہو گی۔" کسی نے کہا: "ہماری کیسی عمر بڑھ جائے گی۔"

غرض اسی جگہ بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا' سب نے پیا اور اٹھ کر ببران کی بارگاہ کی طرف چلے۔ فقیر غائب ہو جانے کا تاسف کرتے جاتے تھے۔ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ صحرا کی سرد ہوا جو لگی۔ بیہوشی نے تاثیر کی۔ سر نیچے ٹانگیں اوپر' اونچھے منہ زمین پر گرے۔ تن بدن کی خبر نہ رہی بیہوش ہو گئے۔ برق جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ خنجر لئے نکلا اور آ کر قتل کرنا شروع کیا۔ جلد از جلد پچاس ساحروں کے سر کاٹ ڈالے۔ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ برف باری ہونے لگی شعلہ بار بجلیاں چمکنے لگیں۔ پتھر کی سلیں برسنے لگیں۔ ببرون نے غل مچایا۔ جن کی گردنیں قلم ہوئی تھیں۔ ان کی لاشیں اڑ کر ببران کی بارگاہ میں گئیں۔ ببران بڑے اطمینان سے مے نوشی میں مشغول تھا۔ لاشیں دیکھ کر باہر نکل آیا۔ ساحر دوڑے۔ سب نے دیکھا کہ آندھیاں اٹھ رہی ہیں۔ ایک حشر برپا ہے۔ ساحر بے ہوش پڑے ہیں۔ ایک شخص خنجر لئے گردنیں

کاٹتا پھرتا ہے۔ بیران نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ برق کے پاؤں زمین نے پکڑ لئے لمحے کے بعد جب وہ شور و غل اور تاریکی دور ہوئی۔ بیران برق کو گرفتار کر کے بارگاہ کے اندر لایا۔ اور کہا: "او نالائق' سچ بتا کہ تو کون ہے؟"

برق نے کہا: "میں ملک الموت ہوں تجھے قتل کرنے آیا ہوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ان ساحروں کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئے گی۔ لاشیں بارگاہ کے اندر جائیں گی' ورنہ گڑھا کھود کے توپ دیتا۔ سب کو زندہ درگور کرتا اور ابھی کیا گیا ہے' عنقریب تجھے واصل جہنم کروں گا۔ گھڑی میں کچھ ہے' ابھی ہم آزاد تھے' ابھی قید ہوئے اب پھر رہائی ہو گی۔ تجھے قتل کر کے مہ رخ کے لشکر میں صحیح سلامت جائیں گے۔"

برق کی باتیں سن کر بیران کا جی چھوٹ گیا۔ سچ کہا تھا ملکہ حیرت نے کہ عیار آفت کے پرکالے ہیں۔ دل قوی کر کے کہا: "اے برق' لاکھ تو مجھے دھمکائے' مگر میں تجھے صبح کو قتل کروں گا۔ ابھی اس لئے ہلاک نہیں کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تجھے چھڑانے کے لئے آئے تو اسے بھی گرفتار کر لوں۔"

برق نے کہا: "یہ بھی ٹھیک ہے۔ اب کی بار جو آئے گا' تمہارا فیصلہ کر دے گا۔"

الحاصل بیران نے برق کو مقید کر کے حصار کر دیا کہ بارگاہ کے اندر جو کوئی آئے۔ پھر نکل نہ جائے۔ یہ سحر کر کے پلنگ پر لیٹ رہا۔ برق کے پاؤں زمین پکڑے ہوئے ہے۔ یہاں تو یہ حال ہے' لیکن جب برق نے ساحروں کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا' تو دور سے قران نے دیکھا تھا۔ پھر اسے گرفتار ہوتے دیکھا۔ ساحر کی صورت بن کر بیران کے لشکر میں آیا۔ چاہا بارگاہ کے اندر جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ اگر سحر کا حصار ہو گا تو نکلنا دشوار ہو گا۔ اس خیال سے رات بھر لشکر کے گرد چکر لگائے' مگر کچھ نہ ہو سکا۔ آخر برق کے غم میں گریبان سحر چاک ہوا اور جلاد فلک اپنی تیغ تیر لئے' قتل گاہ میں داخل ہوا۔

صبح کو بیران نے بیدار ہو کر ے گلفام کے چند جام پیئے۔ بارگاہ کے باہر برآمد ہوا۔ برق کو اسی طرح قید رکھا۔ باہر آ کر ساحروں کو حکم دیا کہ سواری حاضر کرو۔ میں

ہوا کھا کے جب آؤں گا تو اس بے ادب عیار کو قتل کروں گا۔ ساحروں نے شیر لا کر حاضر کیا۔ ببران سوار ہو کر صحرا کو چلا۔ قران نے اسے جاتے دیکھ کر صحرا کا راستہ لیا اور کچھار میں جا کر شیر کی تلاش کی۔ ایک جگہ شیر بیٹھا تھا۔ از بسکہ اسد اللہ الغالب کا نظر کردہ ہے شیر کے سامنے جا کر بے دھڑک للکارا' شیر تھپڑ اٹھا کر چلا۔ قران نے تھپڑ خالی دے کر دونوں کلائیاں پکڑ کر گھونسا مارا کہ شیر پست ہو کر زمین پر گرا۔ قران نے عیار کی جھولی سے ویسا ہی زین اور ساز' جیسا ببران کے شیر کا دیکھا تھا۔ نکال کر شیر کو آراستہ کیا۔ ببران کی صورت بن کر اس پر سوار ہوا۔ اور لشکر کی طرف چلا۔ جب بارگاہ کے قریب پہنچا تو ساحر اپنا' مالک جان کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ قران نے ان سے کہا: بارگاہ کے اندر جا کر اس عیار کو' میرا سحر اتار کر لے آؤ' تاکہ اسے مہ رخ کے لشکر کے سامنے لے جا کر قتل کروں اور فارغ ہو کر ایک ہی بار سواری سے اتروں۔

جب ساحر حسب الحکم سحر دفع کر کے برق کو لائے۔ قران اسے لے کر لشکر کے کنارے آیا اور اپنا نام برق پر ظاہر کر کے کہا: "جاؤ سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا" برق اسے شیر پر سوار دیکھ کر حیرت میں آ گیا اور کہا: "اے خلیفہ یہ شرف خدا نے آپ ہی کو عنایت کیا ہے کہ زندہ شیر جنگل سے پکڑ لائے۔" قران نے شیر پر سے زین ساز وغیرہ اتار کر چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمہارا کام نہیں۔ شیر بھاگ گیا اور برق پھر صورت بدل کر' ببران کو قتل کرنے کے لئے لشکر میں آیا۔ ہر طرف پھرنے لگا۔ ببران جو ہوا کھا کر آیا۔ ساحروں نے دیکھا' سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا۔ سب حاضر خدمت ہوئے۔ جب یہ اتر کر بارگاہ میں پہنچا۔ دیکھا کہ عیار قیدی نہیں ہے۔ ساحروں سے پوچھا' وہ عیار کہاں گیا۔ سب نے عرض کیا کہ آپ ہی ابھی آ کر اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

ببران نے کہا: "تم کچھ سودائی ہو۔ میں جب کا گیا ہوں' اب آیا ہوں۔ میں اسے کب لے گیا؟" وہ سب قسمیں کھانے لگے اور سب حال بیان کیا۔ ببران کی عقل دنگ رہ

گئی کہ کیا زبردست عیار ہیں کہ میری صورت بن کر کتنی جلدی آ کر اپنا کام کر گئے
اور سب تو سب' یہ کم بخت شیر کہاں سے لائے دل سے کہا' اب جان بچنا مشکل ہے۔

ساحروں کو بلا کر حکم دیا کہ اگر حیرت اور افراسیاب بھی آئیں تو میری اطلاع کے
بغیر بارگاہ میں نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا۔ یہ حکم دے کر مے نوشی میں مشغول ہوا
اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجوا کر کل مہ رخ اور اس کے لشکر سے مقابلہ
کروں اور سب کو قتل کر کے بازگشت کر جاؤں۔

یہ تو اس فکر میں ٹھہرا ہے' مگر وہاں ملکہ حیرت اور افراسیاب شہر نا پرساں میں آ کر
گنبد نور میں بیٹھے ہیں۔ باہم اختلاط کر رہے ہیں کہ حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ' میرا
بھانجا دو روز سے لڑنے گیا ہے۔ نہیں معلوم' کیا کیفیت گزری۔ آپ کتاب سامری
دیکھ کر اس کی خیریت بتایئے۔ افراسیاب نے کتاب دیکھ کر برق اور قران کی عیاری
کا حال بیان کیا۔ حیرت بدحواس ہو گئی اور کہا: "ایسا نہ ہو عیار اسے قتل کر ڈالیں۔
موئے حرامزادے ہیں کہ زندہ شیر جنگل سے پکڑ لائے۔" پھر اس نے اپنی وزیر زادی
زمرد جادو سے کہا: "تم میرا نامہ ببران کے پاس لے جاؤ اور کہنا تمہیں بلایا ہے۔"
اور یہ نامہ لکھا: "اے ببران' تم میرے پاس آؤ۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔
اکیلے آنا۔ لشکر کو ساتھ نہ لانا۔" حیرت نے قصد کیا ہے کہ ببران کو بلاؤں اور اس
کی جگہ کسی اور افسر کو فوج میں بھیج دوں۔ غرضیکہ نامہ لے کر زمرد جادو بزور سحر
اڑی اور لشکر کی طرف روانہ ہوئی۔ یہ ساحرہ بہت خوبصورت ہے۔ چہرہ چمکتا چاند ہے۔
زلف عنبر فام شب ہجر کی مانند دراز' سینہ ابھرا ہوا۔ گال خوشنما' سارا بدن نور کے سانچے
میں ڈھلا ہوا۔ مسی آلود سرخ ہونٹ شام بدخشاں کی کیفیت دکھاتے تھے۔ دانت سلک
گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخداں میں ہزاروں دل ڈوب جاتے تھے۔

جعد وہ جعد کہ کتھنے میں ہو جس کے ہر لہر
گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریائے اٹک
چہرے میں ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے
یاد کرتی ہی رہے' دامن مژگاں کی جھلک
زلفیں بکھری ہوئی یوں چہرہ اوپر مانگیں تھی دل
جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹیں دو بالک

یہ ساحرہ حیرت کا نامہ لیئے' بہ ناز و ادا' ببران کے لشکر میں پہنچی۔ جب بارگاہ کے اندر جانے لگی ساحروں نے آکر گھیرا اور محاصرہ کر کے قید کیا۔ ببران سے جا کر کہا: "زمرد جادو آئی ہیں' لیکن ہم نے آنے نہیں دیا قید کر لیا ہے۔"

ببران نے کہا: "میں ہوشیار ہوں' تم اندر بھیج دو۔ شاید عیار نہ ہو۔" ساحروں نے آ کر اسے اجازت دے دی۔ زمرد جادو بارگاہ کے اندر آئی۔ ببران نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر' سحر کر کے پھینک دی اور کہا: "اے زمرد جادو یہ انگوٹھی اٹھاتی لاؤ اور آ کر بیٹھو۔ اگر تم اصلی میں زمرد جادو ہو گی' تو اسے اٹھا لو گی ورنہ' ہاتھ جلے گا اور انگوٹھی نہ اٹھے گی۔"

زمرد نے کہا "اول تو جب میں لشکر میں آئی' بے عزتی ہوئی کہ ساحروں نے گرفتار کیا۔ اب تم یہ ڈھکوسلا بتاتے ہو۔ یہ کہہ کر اس نے سحر پڑھ کر انگوٹھی اٹھا لی اور آ کر مسند پر بیٹھی۔ ببران نے جام شراب دیا' مگر اس نے کہا چلو ہٹو میں ایسے بودے سے بات نہیں کرتی۔ اگر عیاروں کا ایسا ہی ڈر تھا تو لڑنے کو کیوں آئے تھے۔ ببران نے تنہائی میں جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا' فریفتہ ہو کر چاہا کہ سوال وصل کروں۔ گال پر ہاتھ رکھ کر کہا: "اے ملکہ اس قدر خفا نہ ہو۔ اچھا ہم بودے سہی۔ لو شراب پیو۔" زمرد جادو اس کا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کر کے' شرما کر کہا: "تم مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو۔ نہیں تو میں تمہاری خالہ سے کہہ دوں گی۔"

بیران خاموش ہو رہا۔ اس نے نامہ دیا۔ پڑھا۔ کہا: "میں شام کو آوں گا۔ سہ پہر کو یہاں سے چلوں گا۔"

زمرد پیام لے کر چلی۔ مگر بیران اس کے عشق میں مبتلا ہوا۔ بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو بھی پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی۔ غرض نامہ لئے لشکر کے کنارے پہنچی۔ برق لشکر کے گرد عیاری کرنے کی فکر میں تھا۔ اس نے زمرد جادو کو جاتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہوا' مگر زمرد جب لشکر کے کنارے پہنچی۔ بزور سحر اڑ کر روانہ ہوئی۔ برق حیران رہ گیا۔ آخر کچھ عیاری سوچ کر پہاڑے کے درے میں بیٹھ کر دھانی جوڑا زیب قد کر کے زمرد جادو کی صورت بنا۔ لباس اور زیور سے جسم کو مزین کر کے گلزار دہر کو رشک سے خار دیا۔ چشم غزالیں' سرمہ آگیں سرمستان خمخانہ عشق کے لئے مے خانہ تھیں۔ دیار بیخودی کی راہ بتاتی تھیں۔

یہی ارادہ ہے ان کالی آنکھوں کا
شکار شیر نہ کھیلیں تو ہم غزال نہیں

رخسار تابناک' غیرت خورشید' دہن تنگ' انتخاب غنچہ لب نازک مسیحائی پر آمادہ' گلو سے نازکہ صراحی بادہ ہے۔

وہ گلا یار کا صراحی دار
پتلی پتلی رگوں کا اس سے ابھار
وہ سینہ حسینوں کے مد نظر
کہ ابھرے ہوئے دو تھے اس پر ثمر
ہاتھ آئیں کہیں جو عاشق کے
تو لگائے وہ اپنے سینے سے

وصف موئے کمر ہے حد سے فزوں

درد سر ہو جو موشگافی کروں

وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا

تار خط شعاع مہر کیا

طبع نازک نے بھید یہ پایا

آئینے میں شکم کے بال آیا

آگے جگہ حیا کی ہے، لب بند چاہیے

باہم شگاف کلک میں پیوند چاہیے

ساق پا میں تو نور کا تھا ظہور

یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور

پائجامے میں یوں تھی عکس فگن

شمع فانوس میں ہو جوں روشن

لال، مہندی سے دونوں تھے کف پا

ہاتھ ملتا تھا، جن پہ دزد حنا

قد کی تعریف میں ہے حیرانی

کلک قدرت کہو کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

برق شراب کی صراحی میں بیہوشی کی دارو ملا کر، جام ہاتھ میں لے کر، مقام سبز زار دیکھ کر عاشقانہ شعر پڑھنے لگا۔ دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر اس طرف آئے گا، وہ تیرے حصے کا ہے۔ قتل کر ڈالنا۔ اس عرصے میں دن ڈھلا اور ببران آج کے دن بھی جنگ موقوف کر کے، ساحروں کو لشکر کی حفاظت کی تاکید کر کے حیرت کے پاس

چلا اور اڑتا ہوا اسی پر بہار گلزار میں پہنچا' جہاں برق خوبصورت زمرد بنا بیٹھا تھا۔ اس نے اسے دیکھ کر پکار کر پڑھا۔

فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھ کے جانے والے
کبھی ہم بھی تھے تیرے ناز اٹھانے والے

بیران نے آواز سن کر پستی کی طرف نگاہ کی' زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا میں بیٹھی ہے۔ وہیں سے پکار کر پوچھا: "اے ملکہ زمرد' خیر تو ہے' یہاں کیوں بیٹھی ہو۔ کیا ابھی خالہ کے پاس نہیں گئیں۔"

زمرد نے یہ کہہ کر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا: "تمہیں کیا۔ آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا۔ جہاں جی لگا' وہیں بیٹھ کر روز ہجر کو شام کیا۔"

بیران سمجھا کہ تو نے اسے بارگاہ میں چھیڑا تھا۔ یہ وہاں اس لئے راضی نہ ہوئی کہ وہاں سارا لشکر موجود تھا۔ مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانے کا کیا تھا۔ اس لئے اس نے راہ میں ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہے یہ بھی تجھ پر فریفتہ ہے۔ یہ سوچ کر اترا اور زمرد کے قریب آیا۔ زمرد نے اس کے آنے سے یہ شعر پڑھا۔

اس قدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو
آپ سے بے چین دیکھا اس بت گمراہ کو

یہ کہہ کر اس نازنین کے پاس بیٹھا اور چاہا کہ اس کے لب شیریں کے بوسے لے۔

زمرد نے کہا: "بس بس' الگ رہو۔ ایسے بے مروت دنیا میں دیکھے نہ سنے۔ ہم دن بھر فرہاد کی طرح' شیریں کے فراق میں اپنی جان برباد کر رہے ہیں اور کوہ و دشت میں سر ٹکراتے ہیں۔ آپ اب محبت جتانے آئے ہیں۔ اے بیران! جس روز سے تجھے دربار میں ہم نے دیکھا ہے' اسی دن سے اس کم بخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا۔

رسوا ہوا' خراب ہوا' مبتلا ہوا
کیا جانئے کہ دیکھتے ہی تجھ کو کیا ہوا

ببران نے کہا: "اے جان جاں' میری بھی تجھ پر جان جاتی ہے۔

ایذائیں اٹھائے ہوئے' دکھ پائے ہوئے ہیں
ہم دل سے تنگ آئے ہیں اکتائے ہوئے ہیں
اب تک تو غضب کرتا ہے اپنا دل بیتاب
روکے ہوئے' ڈانٹے ہوئے' دھمکائے ہوئے ہیں

جان تمنا تمہیں بتاؤ کہ میں کیا کرتا۔ مجبور و ناچار تھا آؤ اب ہم تم داد عیش دیں اور ماضی کے غم فراموش کریں۔ زمرد نے کہا: "اے ببران ہمارا حال تو یہ ہے۔

تم سے دو بول کہہ کے ہارے ہیں
تم ہمارے ہو' ہم تمہارے ہیں

یہ کہہ کر رخسار پر رخسار رکھ دیا۔ باہیں گلے میں ڈال دیں۔ ببران کو یہ محبت دیکھ کر یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ جوش تمنا کا وفور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ تاب ضبط نہ رہی۔ گلے سے لگایا۔ خواہان وصل ہوا۔ زمرد نے کہا: "ٹھہرو شراب پی لیں تو مزا اڑائیں۔ یہ کہہ کر صراحی سے شراب جام میں نکالی ار کہا: "لو یہ بادہ محبت ہے۔ نوش کرو۔"
اس نے چاہا کہ جام پیے' مگر حال سنئے کہ حیرت کے پاس اصلی زمرد پہنچی اور کہا: "ببران نے شام کے قریب آنے کو کہا ہے۔ جب دن کم رہا حیرت نے افراسیاب سے کہا: "شہنشاہ' کتاب سامری دیکھئے کہ میرا بھانجا اب تک نہیں آیا۔" افراسیاب نے

کتاب دیکھ کر سر پیٹ لیا اور کہا: "اسے برق عیار زمرد کی شکل بن کر قتل کیا چاہتا ہے اور فلاں صحرا میں پہاڑ کے قریب بیٹھا ہے۔"

○ ◯ ○

• زلف گرہ گیر

ملکہ حیرت نے کہا: "اے زمرد جلد جا اور ببران کو آگاہ کر دے۔ میں سحر تیرے ساتھ کیئے دیتی ہوں اور خاک جمشیدی دیتی ہوں کہ ببران کو بے ہوش کر کے اٹھا لا۔ زمرد خاک جمشیدی لے کر چلی۔ صحرا کے قریب پہنچ کر پکاری: "اے ببران' کیا غضب کرتا ہے۔ اپنی قضا اپنے ہاتھ بلاتا ہے یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہے' اسے جلد گرفتار کر لے کہ یہ عیار برق ہے۔" برق یہ سن کر گھبرایا اور زمرد کو آتے دیکھ کر کہا: "اے ببران' فلک کو منظور نہیں کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھیں۔ دیکھو کوئی عیار میری شکل بن کر تمہیں دھوکا دینے آیا ہے۔"

ببران ایسے مزے میں تھا کہ اسے زمرد کا آنا بہت ناگوار ہوا اور یقین ہو گیا کہ بے شک یہ عیار ہے' جو پکارتا آتا ہے۔ زمرد جو وہاں تھی' اس سے کہا: "چھپ جاؤ میں اس آنے والی زمرد کو پکڑے لیتا ہوں۔" برق اٹھ کر ایک جھاڑی میں چھپ گیا اور ببران کھڑا ہو گیا۔ اس عرصے میں زمرد قریب پہنچی اور کہا: "اے ببران' وہ عیار جو تمہارے پاس بیٹھا تھا' کہاں گیا۔"

اس نے کہا: "تمہیں دیکھ کر بھاگ گیا۔" یہ کہہ کر زمرد کے قریب آ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "اے نابکار' تو مجھے بہکانے آیا ہے۔" اس عرصے میں برق زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور پکارا: "اے ببران نہ چھوڑنا اس نابکار کو۔" ببران نے ایک تھپڑ اصلی زمرد کے سحر پڑھ کر مارا۔ زمرد ملکہ حیرت کی وزیر زادی ہے۔ بڑی معزز اور زبردست ساحرہ ہے۔ اس نے بزور سحر اپنا رخسار پتھر کی مانند سخت کر لیا' ورنہ اس کا سر تن سے اڑ جاتا۔ غصے میں آ کر خاک جمشیدی ببران پر چھڑک دی کہ یہ بے ہوش ہو کر گرا۔ برق یہ ماجرا دیکھ کر گھبرایا' مگر زمرد جادو نے سحر پڑھا۔ زمین نے برق کے پاؤں پکڑ لئے۔ زمرد نے کاغذ کے دو پنجے کاٹ کر پھر سحر پڑھا وہ ایک دم انسان کے پنجے کے

مانند ہو گئے ان کو حکم دیا: "اے پنجہ سحران دونوں کو اٹھا کر گنبد نور کی طرف چلو۔
پنجے بجلی کی طرح چمک کر گرے اور بیران اور برق کو اٹھا کر لے چلے۔ زمرد بھی
اڑتی ہوئی پنجوں کے پیچھے پیچھے چلی اور گنبد نور پر آئی اور ملکہ حیرت سے کہا: "واہ واہ
بی بی! آپ کے بھانجے اپنا پرایا نہیں پہچانتے۔ ایسی مستی میں آ گئے۔ دیدوں میں چربی
چھا گئی تھی کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا۔ اگر میری جگہ کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا
کہ مر جاتی لیجئے یہ ہیں وہ آپ کے بھانجے اور یہ ہے وہ عیار جسے بغل میں لئے بیٹھے
تھے' مگر میں آپ کی نوکری نہیں کرتی۔ مار پیٹ کی مجھے عادت نہیں۔"
ملکہ حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بیران کو ہوشیار کیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی'
حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا۔ اٹھ کر سلام کیا۔ حیرت نے کہا: "عیار کو بغل
میں لئے بیٹھے تھے اور زمرد کو تم نے تھپڑ مارا۔ کچھ میرا بھی پاس نہ کیا۔ اتنا نہ ہوا
کہ دوست دشمن کو پہچانتے۔"
بیران نے کہا: "مجھ سے قصور ہوا اور بہت نادم ہوں۔"
ملکہ حیرت نے برق کی طرف دیکھ کر کہا: "کیا موئے نے صورت بنائی ہے۔ کیوں بی
زمرد دھوکا بیران کیونکر نہ کھاتا۔ بھلا کچھ بھی فرق تمہاری شکل میں اور اس مونڈی
کاٹے جواں مرگ کی صورت میں ہے۔ بی بی بگڑنے کی جگہ نہیں' رنڈی مرد میں جب
ساتھ ہوتا ہے۔ طبیعت بڑے بڑے کی اپنے آپ میں نہیں رہتی۔" یہ کہہ کر سحر
پڑھا کہ برق کی اصلی صورت ظاہر ہوئی اور عیاری کا رنگ و روغن چھوٹ گیا۔ کہا:
"اے برق' میں تجھے چھوڑے دیتی ہوں۔ جا کر مہ رخ سے کہہ دینا کہ کیوں تیری
موت آئی ہے۔ وہ مہ جبیں کو لے کر چلی آئے۔ میں شہنشاہ سے خطا معاف کرا دوں
گی۔"
برق نے کہا: "اپنی جگہ پر بیٹھ کر قحبہ باتیں کیسی بناتی ہے۔ یہ خبر نہیں کہ کچھ دن
جو زندگی ہے' غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوے کھائیں گے اور مہ رخ ان کے باپ

کی نوکر ہے جو دوڑی چلی آئے گی۔"
ملکہ حیرت نے یہ باتیں سن کر ایک ساحر کو حکم دیا کہ اس بے ادب کا سر کاٹ ڈالے۔ برق نے جب یہ سامان دیکھا' رجوع قلب سے درگاہ خدا میں استغاثہ کیا۔ دعا قبول ہوئی۔
بہران نے کہا: "خالہ جان! اس عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت ہوئی ہے۔ اسے میرے حوالے کیجئے کہ مہ رخ کے لشکر کے سامنے لے جا کر قتل کروں تا کہ سب کو عبرت ہو اور اس کا حال خراب دیکھیں۔
ملکہ حیرت نے کہا: "اے فرزند' میں اب تم کو نہ جانے دوں گی۔"
بہران نے کہا: "مجھے سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے۔ اپنا گلا کاٹ ڈالوں گا' جو مجھے جانے نہ دیجئے گا۔" یہ کہہ کر خنجر کھینچ کر اپنے گلے پر رکھا۔ حیرت نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بہت فہمائش کی' مگر اس نے نہ مانا۔ حیرت نے مجبوراً اجازت دی اور کہا: "جلدی جا کر اس عیار کو قتل کر کے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا۔ میں ساحران نامی تمہاری مدد کو ضرور بھیجوں گی۔"
بہران نے ایک شیر کاغذ کا کتر کر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا۔ اس پر برق کو بٹھا کر آپ بھی پیچھے سوار ہوا اور وہاں سے اپنے لشکر کی طرف چلا' لیکن یہاں قران نے جب برق کو رہا کیا تھا' اس وقت سے برق کا حال معلوم کرنا چاہتا تھا اور ہر جگہ اسے ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ وہ تھوڑا سا دن تلاش میں گزرا اور اب وہ وقت آیا کہ مشاطہ روزگار نے شاہد شب کی آرائش ستاروں کے زیور سے کی اور آسمان کی پیشانی پر چاند کا جھومر لگایا عالم ظلماتی' نورانی ہوا۔ قران پھرتا ہوا اس صحرا میں پہنچا کہ جہاں برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد پکڑ کر لے گئی تھی۔ وہاں لحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بہران کو دیکھا کہ شیر پر سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہو گیا ہے۔ بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر اس پر لفافہ کیا اور لفافے کے اندر غبار بیہوشی بھرا۔ کاغذ اس طرح لفافے کے اندر رکھا کہ اگر اس کو کوئی نکالے تو جب تک زور سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے۔ لفافے پر ملکہ حیرت کی مہر کر کے اپنی صورت ساحر کی بنا کر بہران کو

پکارتا ہوا چلا۔ بیران دور نکل گیا تھا۔ قران کی آواز سن کر ٹھہرا قران قریب پہنچا۔
اس نے پوچھا تو کون ہے؟"

قران نے کہا: "ملکہ حیرت نے بھیجا ہے۔"
اس نے کہا: "ابھی میں ان کے پاس سے آتا ہوں۔ تجھے میں نے وہاں نہیں دیکھا۔"

قران کو یہ حال کچھ معلوم نہ تھا۔ جواب کیا دیتا۔ مگر تیوری چڑھا کر کہا: "یہ میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ خط دیا ہے اسے پڑھو۔ جو لکھا ہے' اس کا جواب دو۔ اور اے بیران' کیا نوکر ہر وقت ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہیں' جو تم کہتے ہو کہ میں نے تجھے وہاں نہیں دیکھا۔ میں اپنی جگہ پر تھا۔ مجھے بلا کر نامہ دیا کہ بیران کو دے آؤ۔ میں لے کر آیا۔ تم میرے ساتھ ہندی کی چندی کرتے ہو۔"
بیران نے یہ باتیں سن کر نامہ لیا اور کہا: "رات کا وقت ہے۔ لشکر میں چلو تو پڑھ کر جواب دوں۔"
قران نے کہا: "تو کسی کے ہاتھ جواب بھیج دینا' میں جاتا ہوں' ورنہ تم ساحر ہو تو سحر کی مشعل روشن کر کے خط پڑھ کر جواب دے دو۔ اگر برا نہ مانو میں روشنی کر دوں۔"

بیران کو غیرت آئی۔ زمین سے ایک تنکا فوراً اٹھا کر سحر کیا کہ مشعل سی جلنے لگی۔ اسے قران کے ہاتھ میں دیا کہ لئے رہو' میں خط پڑھوں۔ قران نے مشعل ہاتھ میں لی اور وہ خط کھولنے لگا۔ قران نے بیہوشی کا غبار مشعل پر ڈال دیا۔ بیران کے منہ میں لگا دی۔ اس نے اپنا منہ ہٹایا' مگر ناک کی راہ سے سارا دھواں دماغ میں پیچیدہ ہوا اور منہ بھی جل گیا۔ چکر کھا کر زمین پر گرا۔ قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا۔ تڑپ کر ہلاک ہوا آفت برپا ہوئی۔ صدائیں مہیب آنے لگیں۔ برق چھوٹ کر بھاگا۔ قران جنگل میں چلا گیا۔ شبخون اس کے لشکر پر گرا۔ شکیل نے نفیر سحر بجائی' مگر برق نے لشکر میں جا کر شکیل اور مہ رخ سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو۔ بیران مارا گیا۔ فوج میں کمر بندی ہوئی۔ ساحر اژدر اور طاؤس پر سوار ہوئے۔ مہ رخ اور شکیل چالیس ہزار ساحران نامی کے ہمراہ آ کر فوج پر گرے۔ گولے فولادی' ہار فلفل کے اور گچھے

پیکان کے' سوئیاں سحر کی برسنے لگی۔ ببران کی غافل فوج اتری ہوئی تھی۔ ایک دم میں ہزاروں ساحر مارے گئے۔ آندھیاں بلند ہو گئیں۔ بجلیاں چمک کر گرنے لگیں۔ نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگے۔ خون کا دریا ہر طرف جاری ہوا۔ عمرو جنگل میں تھا۔ پکڑو پکڑو کی آوازیں سن کر دوڑا' دیکھا ببران کا لشکر قتل ہو رہا ہے۔ عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھی کہ اگر ساحروں کے نرغے میں پھنس جاؤں گا' تو گلیم اوڑھ لوں گا۔

عمرو نے لڑنا شروع کیا کہ جب غلطک ماری' چھ چھ آدمیوں کے پاؤں کاٹے۔ جب جست کی' ساحر کے کندھے پر پاؤں رکھے اس نے چاہا کہ پاؤں پکڑ لوں۔ خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا۔ پھر وہاں سے دوسرے کے کندھے پر پہنچا۔ جو ساحر مر کر گرتا ہے۔ اس کی ہمیانی (جیب) کاٹ لیتے ہیں' جس خیمے کے قریب پہنچے جال الیاسی مار کر مع فرش وغیرہ زنبیل میں داخل کیا۔ ادھر اسد شور سن کر سوار ہوا۔ مہ جبیں کا تخت دلارام نے حاضر کیا۔ نقارے بجنے لگے۔ تخت شاہی روانہ ہوا۔ ملکہ نے اسد کی حفاظت کے لئے پچاس ساحر مقرر کئے کہ ساحروں کے حرب شہزادے کے اوپر نہ آنے دیں۔ وہ ساحر اسد کی نگاہ سے مخض رد سحر پڑھتے چلے اور اسد تلوار کھینچ کر ساحروں کے لشکر پر گرا۔ کشتوں کے پشتے' لاشوں کے انبار لگا دیئے۔ ہر بار نعرہ بلند تھا۔

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے دلارام' تخت مہ جبیں کے ہمراہ سحر کر کے آگ اور پانی برساتی آتی ہے۔ آخر وہ شمشیر ہوئی کہ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی' لیکن جو بہادر تھے وہ سینہ سپر کئے

جنگ پر تلے ہیں۔ ذرا ہراس نہیں' مر کر گر رہے ہیں۔ اسد نے مارے تلواروں کے' تہلکہ ڈال دیا۔ ہزارہا کو مارا ہے۔

آخر کارغدار ساحر گرتے پڑتے' روتے پیٹتے۔ دریائے خون رواں سے اتر کر گنبد نور پر

بھاگے ہوئے آئے۔ افراسیاب اور ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ ببران کی فوج بھاگ آئی۔

حیرت نے گھبرا کر کہا: "اے لوگو' میرے بچے کی تو خیر ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا: "وہ تو خدمت سامری میں گئے۔ پہلے حملے میں عیاروں نے مار ڈالا۔"

یہ سن کر حیرت نے سر پیٹ لیا۔ کہا: "اے میرے فرزند۔ ہے ہے میرا نوجوان۔ آخر موئے کاٹے عیاروں نے نہ چھوڑا۔"

خلاصہ یہ کہ گنبد نور میں ایک ماتم برپا ہوا۔ افراسیاب نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ بگولے اور آندھی پیدا ہوئی اور ببران کی لاش اڑا کر گنبد نور پر لے گئے۔ تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوئے اور لاش اٹھانے کا انتظام کرنے لگے' لیکن مہ رخ وغیرہ نے لشکر حریف کا اسباب اور خیمہ بارگاہ لوٹ لیا۔ فتح کے نوبت و نقارے بجے' جہاں ببران کا لشکر تھا' وہاں اپنے لشکر کو اتارا۔ یہاں سے دریائے خون رواں سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ رنگین حصار قریب ہے۔ جب لشکر اتر چکا۔ عیار بھی لشکر میں آئے۔ بارگاہ میں مہ جبیں کو نذر فتح دی۔ خلعت ملے۔ ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا۔ اس اثنا میں صبح ہوئی۔ ستاروں کا بادشاہ شکست کھا کر فلک سے فرار ہوا اور شاہ خاور کے پرچم کو نسیم سحر نے اڑایا۔

صبح کو افراسیاب نے ببران کی لاش بڑی دھوم سے اٹھائی۔ جب فراغت پائی' تو حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ' مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر ان نمک حراموں کو قتل کروں۔"

افراسیاب نے کہا: "اس مرتبہ ایسے شخص کو بھیجتا ہوں' جو پہلے عیاروں کو قتل کرے۔ نہ اسے بیہوشی متاثر کرے اور نہ کسی اور حربے سے مرے۔ یہ کہہ کر سحر پڑھا اور پکارا اے فولاد بیہوشی خوار' جلد حاضر ہو۔" پکارنا تھا کہ ایک ساحر آگ کے گینڈے

پر سوار، طویل قامت، زشت رو، ہوا اسے اترا اور افراسیاب کو تسلیم کی۔ اس نے کہا:
"تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو۔ عیار طلسم میں آئے ہیں۔ اندھیرا

ہوتا ہے۔ ببران مارا گیا ہے اب تک میں نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یہ باغی
آئیں اور جس طرح مطیع و فرمانبردار تھے۔ ویسے ہی رہیں، مگر ان کی قضا آئی ہے۔
میں بارہ پتلے فولادی تمہارے ساتھ کئے دیتا ہوں۔ وہ نہ بیہوش ہوں گے۔ نہ انہیں کوئی
قتل کر سکے گا۔ سب کو باندھ کر وہ تمہارے حوالے کر دیں گے۔ یہ کہہ کر دستک
دی۔ بارہ پتلے ہاتھ میں تلوار لئے زمین سے نکلے، ان کو حکم دیا کہ تم فولاد بیہوشی خوار
کے ہمراہ جاؤ اور ان کا حکم بجا لاؤ۔ فولاد نے عرض کیا: "اے شہنشاہ، پتلوں کی کیا
ضرورت ہے، میں اکیلا کافی ہوں۔ سیروں بیہوشی شراب میں ڈال کر پیتا ہوں۔ جب
مجھے نشہ ہوتا ہے کوئی حربہ مجھ پر اثر نہیں کرتا نہ میرا کچھ عیار بگاڑ سکتے ہیں۔ نہ ساحر
اور پہلوان مجھ سے لڑ سکتے ہیں۔"
افراسیاب نے کہا: "براہ احتیاط، کیا حرج ہے۔ لیتے جاؤ اور کار سرکار بجا لاؤ۔"
فولاد سلام کر کے بارہ ہزار ساحر لے کر، مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا۔ بارہ پتلے ہم رکاب
چلے۔ دریا سے گزر کر مہ رخ کے لشکر کے قریب آ کر پہنچے۔ نقاروں کی صدا گردش
دلاوران حق نیوش میں آئی۔ مہ رخ نے مخبری کے لئے طائران سحر روانہ کئے۔ طائر
اڑے اور لشکر حریف کی خبر دریافت کر کے حاضر خدمت ہوئے اور زبان وصف بیان
سے تعریف بادشاہی کرنے لگے۔

اے بہر کارے فریقت، قل ہوا اللہ احد
دے نگہدارتن و جاں تو، اللہ الصمد
لم یلد یا رب و لم یو لد ہم جا دستگیر
دافع غم لم یکن مونس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہے۔ کم بخت دشمن کا مزاج ناساز رہے۔ فولاد بیہوشی خوار نام کا ایک ساحر ناکام فوج لے کر آتا ہے اور حضور پر نور کے ملازمان سے گردن تابی اور سرکشی کا عزم رکھتا ہے۔ طائر یہ خبر عرض کر کے چلے گئے اور لشکر حریف کی پھر مخبری کرنے لگے۔ یہاں مہ رخ نے فولاد کا نام سن کر عمرو سے کہا: "خواجہ ------ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ حرامزادے نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے۔ سیروں بیہوشی پی جاتا ہے۔ اس پر اثر کرتا نہیں۔ اس کے جسم پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا۔"

عمرو نے کہا: "اے ملکہ' خداوند عالم کی مدد چاہیے۔ بڑے بڑے سرکش جنھوں نے یہ بندوبست کیا تھا۔ کہ ہم اس وقت مریں جب ہم چاہیں۔ اور وہ چاہتے یہ تھے کہ ہماری قضا دن کو آئے نہ رات کو اور جب موت آئے تو اس وقت ہم کھڑے ہوں نہ بیٹھے ہوں نہ لیٹے ہوں۔ یہ سب بندوبست الرحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو منظور فرمائے اور ان نافرمانوں کو اطمینان ہو گیا کہ ہم کبھی نہ مریں گے' لیکن آخر کار وہ فنا ہوئے۔ ذکر شداد تو آپ نے سنا ہو گا کہ کس طرح پر حسرت ہلاک ہوا کہ اپنی بہشت میں بھی داخل نہ ہوا تھا' گھوڑے کی رکاب سے پاؤں نکل کے زمیں تک بھی نہ پہنچا تھا کہ اجل آ گئی دن تھا نہ رات تھی۔ صبح صادق کا وقت تھا کہ وہ کاذب اپنی بہشت کے دروازے پر جہنم واصل ہوا۔ یہ فولاد مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہے' اور وہ اس کا مالک افراسیاب کیا ہے' بلکہ حرامزادہ لقا کیا بے ہودہ ہے۔ اے ملکہ جس نے پروردگار حقیقی سے انحراف کر کے خود کو خدا بنایا اور وہ دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوا۔ کہیں ٹھکانہ نہ پایا۔ دیکھ لقا حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے کیا در بدر خاک بسر بھاگتا پھرتا ہے۔ اے ملکہ! تم اللہ کریم کے فضل پر نظر رکھو کہ وہی کارساز ہے۔ اگر کسی آفت میں پھنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد میں فرق نہ لاؤ۔ میں جاتا ہوں اور اس فولاد بے حیا کو قتل کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عمرو بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا۔ لشکر کی خبر سن کر عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر میں مشغول تھے۔ قران جنگل میں تھا اور جب سے حریف کی فوج آئی تھی۔

اس وقت سے یہ بھی ہوشیاری کے ساتھ فکر عیاری کر رہا تھا' مگر پہلے حال عمرو' ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ تینوں عیار ساحروں کی صورت بنا کر لشکر فولاد میں آئے۔

عمرو نے درگاہ پر آ کر چوبداروں سے کہا: "ہماری خبر جا کر عرض کرو کہ موت جادو آپ کی ملاقات کو آئے ہیں۔"

چوبدار نے جا کر عرض کیا۔ فولادے نے اذن باریابی دیا۔ چوبدار نے عمرو سے آ کر کہا: "تشریف لے جایئے' بلاتے ہیں۔"

عمرو بارگاہ میں گیا دیکھا کہ فولاد دنگل پر بیٹھا ہے۔ آگ کے ہزاروں شعلے دنگل سے نکلتے ہیں۔ سر پر تاج رکھا ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے۔ کمر سے آتشیں زنجیر بندھے ہیں۔ سینکڑوں مہیب صورت ساحر گرد و پیش کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ بارہ پتلے فولادی تلواریں لئے ٹہل رہے ہیں' جب کلام کرتے ہیں۔ آگ کی چنگاریاں منہ سے گرتی ہیں۔ نقیب اور چوبدار مجراگاہ میں حاضر ہیں۔ عمرو نے بھی آ کر تسلیم کی۔ فولاد نے نگاہ اٹھا کر اشارے سے سلام کا جواب دیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے۔ سر سے کالے سانپ لپٹے ہوئے ہیں۔ بار بار زبانیں نکالتے ہیں۔ موتی کے مالے گلے میں ڈالے ہوئے ہیں۔ سونے کی زنجیر کمر میں بندھی ہے۔ اسباب رکھنے کی' سحر کی جھولی بادلے کی ہے۔ فولاد نے معزز جان کر اپنے قریب طلب کیا اور بیٹھنے کو دنگل دیا۔ عمرو بیٹھا فولاد نے حال پوچھا: "آپ کون ہیں۔ تشریف آوری کا باعث کیا ہے؟"

عمرو نے کہا: "میں قلعہ رنگین حصار کا رہنے والا ہوں۔ میرا گھر بار سب مہ رخ نے چھین لیا ہے مدت سے اس کی بربادی کی دعا کرتا تھا۔ اس سے مقابلے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ حضور کے تشریف لانے کا حال سن کر کمال خوشی حاصل ہوئی۔ میں بھی حاضر ہوا۔"

فولاد نے کہا: "آپ نے بہت خوب کیا' جو آپ چلے آئے۔ یہ آپ کا گھر ہے۔ میں ان نمک حراموں کو قتل کر کے ان کا اسباب و مال' شہنشاہ سے تمہیں دلا دوں گا۔"

یہ کہہ کر خلعت منگوا کر عمرو کو دیا۔ اس نے نذر دی۔ مقرب خاص بنا۔ ادھر ضرغام

اور جانسوز بھی لشکر میں پھر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ فولاد تک پہنچیں۔ انہوں نے دیکھا کہ دو خدمت گار بارگاہ سے نکل کر ایک طرف کو جاتے ہیں۔ عیاروں نے تعاقب کیا اور جہاں تنہائی دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا۔ وہ دونوں ٹھہرے۔ عیار قریب پہنچے اور کہا: "ہم تھوڑا عطر لے کر آئے تھے کہ یہاں فروخت کریں گے' مگر رسائی نہیں ہوتی' تم اپنی معرفت بکوا دو۔

خدمت گاروں نے کہا: "ہم دیکھیں کیسا عطر ہے؟"

عیاروں نے عطر کی دو شیشیاں کمر سے نکال کر دیں۔ خدمت گار عطر سونگھ کر بے ہوش ہوئے انہوں نے کپڑے اتار کر دونوں کو گڑھے میں ڈال دیا۔ اور روغن عیاری نکال کر' انہی دونوں کی صورت بن کر یہ دونوں عیار بھی بارگاہ میں آئے اور فولاد کے پس پشت آ کر کھڑے ہوئے۔ اس عرصے میں عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا۔ جام شراب سے بھر کر فولاد کو دیا اور قاتل بیہوشی کے چند ذرے شراب میں ملا دیئے فولاد جام لے کر' انجام سے بے اندیشہ پوری چڑھا گیا۔ بیہوشی نے کوئی اثر نہ کیا۔ فولاد شراب کے مزے سے پہچان گیا کہ اس شراب میں بیہوشی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی عیار ہے۔ بس یہ سوچ کر' کچھ افسوں پڑھ کر آہستہ آہستہ موت جادو کی طرف پھونکا کہ عمرو دنگل سے چمٹ گیا۔

فولاد نے کہا: "اے عیار' میں سمجھ گیا' تو میرے قتل کو آیا ہے۔ لا جتنی چاہے بیہوشی مجھے پلا دے۔" یہ بات سن کر ضرغام اور جانسوز نے' جو پیچھے کھڑے تھے' آپس میں مشورہ کیا کہ اگر یہ بے ہوش نہ ہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کریں۔ زیادہ سے زیادہ یہی نا کہ پکڑ لئے جائیں گے۔ خدا مالک ہے۔ بس دونوں نے دائیں اور بائیں جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑے۔ جھناٹا ہوا۔ خنجر ٹوٹ گئے۔ عیار بھاگے فولاد نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ دونوں منہ کے بل گر پڑے۔ اس نے حکم دیا کہ میری بارگاہ سے ملا کر ایک خیمہ ایستادہ کرو اور ان کو وہاں رکھو۔ چنانچہ خیمہ استادہ

کر کے عیاروں کو لے جا کر قید کیا۔ فولاد نے ایک افسوں پڑھا کہ قیدیوں کے خیمے کے گرد آگ کا حصار ہو گیا اور کہا: "کیا اقبال شہنشاہ ہے کہ سامری کی عنایت سے پہلے عیار ہی گرفتار ہوئے۔ بس اب طبل جنگ بجے تا کہ مہ رخ کا بھی خاتمہ کروں۔"
اس کے کہنے کے مطابق لشکریوں نے نفیر سحر کو دم دیا اور قرنائے جنگی کو بجایا۔ سارا لشکر خبردار ہوا کہ مقابلہ حریف کے لشکر سے ہو گا۔ طائران سحر مہ رخ کے دربار میں آئے اور دعا ثنا کے بعد عیاروں کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور بتایا کہ جنگلی نقارے بجنے شروع ہو گئے ہیں۔ دوبارہ مخبری کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں مہ رخ کو ہراس ہوا اور کہا: "اے ملکہ مہ جبیں' آپ نے سنا کہ عیار گرفتار ہو گئے۔ ہم میں سے کوئی بھی فولاد سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر تمہاری رائے ہو تو آج رات کو بھاگ کر کہیں چھپ رہیں ورنہ سب مارے جائیں گے۔ مجھے طلسم سے باہر جانے کی راہ معلوم ہے۔ تم سب کو صاحبقراں کے پاس لے چلوں' وہ خود تشریف لائیں گے تو البتہ شاہ طلسم سے مقابلہ ہو سکے گا۔"

اسد نے یہ کلام سن کر کہا: "اے ملکہ! عمرو عیار ہزار بار قید ہوئے ہیں اور ہزار بار چھوٹے ہیں اس کی کوئی فکر نہ کرو اور تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو۔ صاحبقران کے غلاموں کے لئے بھاگنا باعث شرم ہے اگر بھاگ کر ہم لوگ امیر کے لشکر میں جائیں گے تو وہ نکلوا دیں گے اور کہیں گے جان نہ دی گئی۔ بھاگ کیوں آئے میرے پاس تمہارا کچھ کام نہیں۔ اے ملکہ تمہارا جی چاہے جاؤ۔ تمہیں عورت جان کر امیر پناہ دیں گے لیکن میں ہرگز نہ جاؤں گا۔"
مہ رخ نے کہا: "ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر یہ مرضی ہے تو بسم اللہ طبل جنگ کا حکم دیجئے۔" اسد نے ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ ڈنکے پر چوٹ پڑی فوج جان دینے پر اڑی۔ اس اثنا میں نور بیز نے چرخ سے خطوط شعاعی کے پرچم کو لپیٹ کر

راہ گریز اختیار کی اور آمد زنگ بار کی ہوئی۔
بہادروں نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا۔ ہر ایک آمادہ مرگ ہوا۔ مہ رخ شکیل نے چارسو زبردست ساحر بلا کر ہوم کیا' یعنی پڑھتے ہوئے آگ میں گھی ڈالنے کی رسم ادا کی۔ اگیار کے گرد ڈھڑو بجنے لگا۔ موم کے اژدہے بنا کر آگ میں ڈالے۔ ان سے وعدہ لیا کہ جب تمہیں بلائیں' حاضر ہونا۔ لشکر کے ساحر اپنا اپنا سحر جگاتے تھے بھینٹ میں بھجنگ اور چیلیں چڑھاتے تھے۔ مرچیں جلتی تھیں۔ گوگل سلگاتے تھے۔ ہر جگہ جھلکے ہوتے تھے۔ ادھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا۔ جو لوگ سحر نہیں جانتے ہیں۔ انہوں نے تلوار اور خنجر کو صیقل کرنا شروع کیا۔ غرضیکہ چار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری رہی۔ گشت چکر لگاتا رہا۔ جنگی باجے بجتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی۔
صبح کو اسد دلاور نماز فجر سے فراغت کے بعد' مسلح و مکمل ہو کر مہ جبیں کے در دولت پر حاضر ہوا۔ مہ رخ اور شکیل نے اپنا لشکر افسران فوج کے ہمراہ جوق جوق اور طوق طوق میدان جنگ کی طرف روانہ کیا اور خود جلوہ خانہ شہنشاہ ہی میں آئے۔ مہ جبیں ایک تجمل و شوکت کے ساتھ برآمد ہوئی۔ ہر ایک کا مجرا سلام ہوا۔ ملکہ کا تخت دلارام نے بزور سحر اڑایا اور تخت کے ساتھ تمام معززان لشکر داد گاہ کی طرف چلے۔ صدائے طرفہ بلند تھی۔ نقارے بجتے تھے۔
یہ سب دشت قتال میں داخل ہوئے۔ ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے میں مصروف تھا۔ صبح کو اپنے گینڈے پر سوار ہوا۔ بارہ ہزار ساحروں کو ہمراہ لیا۔ بارہ پتلے برہنہ تلواریں لئے' ساتھ لئے۔ تریہاں پھوکنے لگے۔ گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے۔ اس کا گینڈا طرارے بھرتا چلا۔ بڑے جوش و خروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار میں آیا۔ ساحروں نے ابر برسا کے سحر کی بجلیاں گرا کے میدان جنگی کو صاف کیا۔ صف آراؤں نے صف ہائے کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کر نقابت کرنے لگے۔

نام رستم کا مٹا دو آج ہے وہ معرکہ

پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا

جب نقیب صدا دے کر کنارے ہوئے' فولاد نے گینڈا اڑایا اور میدان کے سامنے آ کر' دست بستہ جنگ کی اجازت لی اور فولاد کے سامنے آیا۔ اس نے کہا: "لا ضرب کیا حربہ چاہتا ہے۔"
شکیل نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ فولاد کے گرد تاریکی ہو گئی اور اس اندھیرے میں کچھ پنجے پیدا ہوئے۔ نیزہ' تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے۔ فولاد نے گینڈے کو بڑھا کر مشت خاک اٹھا کر سحر کر کے آسمان کی طرف اڑا دی۔ وہ تاریکی دور ہوئی اور پنجوں کی ہستی مٹا دی۔ ایک گولہ جادو پڑھ کر مارا کہ شکیل کے گرد دھواں ہو گیا۔ اس کی بو سے شکیل بیہوش ہو کر گرا۔ فولاد نے پتلے سے کہا: "جا کر اٹھا لا" پتلا گیا اور مشکیں باندھ کر لے آیا۔ یہ حال دیکھ کر مہ جبیں سے ساحر اجازت لے کر فوراً فوراً مقابلے کو نکلے' مگر جو بھی آیا۔ فولاد نے ناریل مارا کہ اس میں سے دھواں نکلا اور لڑنے والے کو بیہوش کر دیا۔ پتلا آیا اور باندھ کر لے گیا۔ یہاں تک کہ ملکہ مہ رخ مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی۔ اور جو دھواں فولاد نے بزور سحر پیدا کیا تھا۔ اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا۔ مہ رخ نے نارنج سحر زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدہا ہوا۔ شعلہ آتشیں منہ سے چھوڑ کر اس نے دم اوپر کو کھینچا' فولاد خود بخود کھنچتا ہوا اس کے منہ کی طرف چلا اور پکارا: "اے پتلو۔ بچاؤ۔ مجھے اس قحبہ مہ رخ نے بڑے غضب کا ساحر کیا۔" پتلے اژدہے سے لپٹ گئے اور اسے چیر پھاڑ ڈالا۔ پھر ادھر سے مڑ کر مہ رخ سے لپٹ گئے۔ مہ رخ نے بہت سحر کئے اور پنجے سحر کے مارے' مگر پتلوں پر کچھ تاثیر نہ ہوئی۔
اس وقت مہ جبیں نے فوج کو حکم دیا کہ جا کر مہ رخ کو بچاؤ۔ فوج ہر طرف سے لینا لینا کہہ کر چلی۔ ساحر سحر کرنے لگے۔ بجلیاں چمکنے لگیں۔ صدائیں مہیب پیدا ہوئیں۔

یہ ماجرا دیکھ کر فولاد نے چار ناریل میدان جنگ کے چاروں کونوں پر مارے کہ دو ناریل زمین میں غرق ہو گئے اور زمین سے آگ کے شعلے نکل کر ایسے بلند ہوئے کہ مہ جبین لشکر کے چاروں طرف آگ کی دیوار ہو گئی اور اس آگ سے دھواں نکل کر لشکر پر سر پوش کی طرح ڈھک گیا۔ اب ہر طرف دیواریں ہیں اور اوپر دھواں ہے' جو ساحر نکلنے کا قصد کرتا ہے۔ دیوار سے آگ پڑ کر اسے جلا دیتی ہے جو اڑ کر جاتا ہے' دھواں بیہوش کر دیتا ہے۔ فوج تو اس آفت میں پھنسی۔ مگر مہ رخ کو جو پتلے لپٹ گئے ہیں ہرچند ملکہ نے چاہا کہ ان کے ساتھ سے بچوں' مگر رہائی نہ ہوئی اور پتلے باندھ کر فولاد کے سامنے لائے۔ فولاد نے سحر کی ہتھکڑیاں' بیڑیاں آگ کی تشکیل اور مہ رخ کو پہنا کر ارابے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ اسی وقت خیمہ ڈیرہ اکھڑا۔ کوس سفر پر چوب پڑی۔ لشکر نے کوچ کیا۔ عمرو' ضرغام اور جانسوز' جن کو پہلے گرفتار کیا تھا' ان کو بھی قیدی بنا کر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا۔ دستک دی کہ وہ آگ کا حصار جو مہ جبیں کے لشکر کے گردا گرد تھا ازخود روانہ ہوا۔

اسد اور دلارام اور ساری فوج نے آگ کا حصار اپنی طرف آتے دیکھا تولا چار خود بھی روانگی اختیار کی۔ اس لئے کہ اگر ٹھہریں تو آگ کی دیواریں جلا دیں۔ لشکر نالاں و گریاں' فریاد کرتے تھے یا مستغیث پکارتے تھے۔ فولاد ان کے حال پر قہقہے لگاتا اور اپنی فوج کے سرداروں کو اولوالعزمی دکھاتا ہوا روانہ ہوا۔ اس عجیب و غریب حال کو دور سے قران اور برق نے دیکھا' کیونکہ یہی گرفتار ہونے سے باقی ہیں اور فوج کے سب عیارو سردار حتیٰ کہ لشکر کے کتے تک حصار کے اندر مقید ہیں۔ برق یہ کیفیت دیکھ کر رونے لگا۔ قران نے کہا: ”خلیفہ میں جاتا ہوں اور اس حرامزادے فولاد کو مارے خنجر کے' ٹکڑے کئے ڈالتا ہوں اور یا اپنی جان دیتا ہوں۔“

قران نے کہا: اے بھائی! بھلا تمہارے جانے سے کیا مطلب نکلے گا۔ اس ساحر پر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے پھر عیاری اس پر کیا ہو سکے۔ خدا کو یاد کرو اس کے ساتھ چلو۔ جہاں کہیں منزل پر یہ ٹھہرے' وہاں کچھ فکر کرو۔“

الغرض قران اور برق اس لشکر کے ساتھ ساتھ الگ الگ خفیہ طور پر چلے' لیکن افراسیاب نے گنبد نور پر کتاب سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھوں' کیا گزری۔ کتاب میں معلوم

ہوا کہ فولاد سب کو حصار آتش میں گرفتار کئے لاتا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس نے اپنے تاج کو نخوت تکبر سے کج کیا اور کہا: "اے حیرت! تم نے دیکھا بغاوت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ کس حال زار سے سب قید ہوئے۔"

حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ' سب نمک حراموں کو دار پر کھینچیے۔"

افراسیاب نے چند ساحروں کو حکم دیا کہ فولاد کے لئے خلعت گراں بہا لے جاؤ اور ایک نامہ لکھا۔ مضمون یہ تھا۔

"اے میرے سپہ سالار۔

کیا کہنا۔ مرحبا۔ تم نے کتنی جلدی اس جنگ کا خاتمہ کیا۔ ہم نے یہ خلعت تمہیں روانہ کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی خسروانہ انعام و اکرام کے امیدوار ہو۔ عنایت شاہانہ دم بدم تمہارے حال پر افزوں ہو گی۔ ان قیدیوں کو لے باغ عشرت میں پہنچو جو شہر نافرمانیہ کے قریب ہے اور دریائے خون رواں کے اس پار طلسم ظاہر میں واقع ہے۔ ہم بھی وہیں آتے ہیں۔ سب کو سزا دیں گے۔ کیا ضرور ہے کہ دریا کے اس طرف سب قیدیوں کو لاؤ اور بے فائدہ زحمت اٹھاؤ۔"

ساحروں کو یہ نامہ دے کر مع خلعت فاخرہ روانہ کیا۔ ساحر فولاد کے پاس آئے۔ نامہ دیا۔ خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحروں کو رخصت کر کے' گنبد نور کی راہ چھوڑ کر باغ عشرت کی طرف چلا۔ ادھر سے افراسیاب ملکہ حیرت اور ساحران نامہ گرامی کو لے کر بچشم و خدم باغ عشرت میں داخل ہوا۔ باغ کے سامنے جو میدان اور صحرا واقع ہوا تھا۔ اس میں خیمے استادہ کرائے۔ جلا دوں کو طلب کیا۔ کئی ہزار جلاد تیغے باندھے حاضر ہوئے۔ انسان کی ناک و کان کٹے کا ہار پہنے' لنگ باندھے ' صافی کاندھے پر ڈالے' جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا تھی۔ آتے ہی پکارے: "کس کا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے۔ شہنشاہ کو کون سے گنہگاروں کو قتل کرانا منظور ہے۔

افراسیاب کا حکم ہوا: "تم سب تیار رہو' گنہگار آتے ہیں۔ کل یا پرسوں میرا سپہ سالار لے کر حاضر ہو گا۔ جلادوں نے پھانسی کے نیچے بستر لگائے اور حکم شاہ سے انعام پانے کے امید وار ہوئے۔ افراسیاب باغ کے اندر صحبت آرا ہوا۔ ناچ گانا ہونے لگا۔ بین اور چنگ و رباب بجنے لگا۔ درخت بادلے سے منڈھے گئے۔ نہریں چھلکائی گئیں۔ فوارے چھوٹنے لگے۔ یہاں تو یہ سامان عشرت ہے' مگر فولاد قیدیوں کو لے کر دوران سفر کہیں نہ ٹھہرا یہاں تک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہنچا۔ دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے۔ شہر پناہ کے دروازے پر قلعہ بنا ہوا ہے۔ ہزار ساحر مختلف صورتیں بنائے اترے ہیں۔ لکڑ سلگتے ہیں۔ ہوم کر رہے ہیں۔ قلعے کے کوسوں تک پھول ہی پھول کھلے ہیں۔ اس قلعہ کی ملکہ نافرمان جادو ہے جو افراسیاب کی طرف سے مقرر ہے وہ ساحر زبردست اور معزز ہے۔ حسن و جمال بھی رکھتی ہے۔ ملک و مال بھی رکھتی ہے۔ اسے طائران سحر نے خبر پہنچائی کہ فولاد بیہوشی خوار جادو سپہ سالار شاہ طلسم' گنہگاران شاہ کو لئے آپ کی سرحد میں داخل ہوا ہے۔ باغ عشرت کی طرف جاتا ہے۔ نافرمان یہ خبر سن کر تخت سے اٹھی اور طاؤس پر سوار ہو کر مع تحفہ و تحائف ملاقات کے لئے چلی جب قلعے سے باہر آئی' کوسوں تک حصار آتش دیکھا اور حصار کے اندر قیدیوں کے رونے کی صدا سنی۔ فولاد کو بارہ پتوں اور فوج سمیت ایک طرف جاتے پایا۔ طاؤس آگے بڑھا کر پکاری: "اے بہادر زبردست کیا کہنا' واہ وا ذرا ٹھہرو۔" فولاد اسے دیکھ کر ٹھہرا۔ فوج بھی رکی۔ سحر کی کہ حصار بھی ٹھہرا۔ نافرمان قریب پہنچی اور کہا: "میرے قلعے میں تشریف لے چلئے۔ آش کا ایک چمچہ تیار کروں۔ نوش فرما لیجئے تو جائیے۔"

فولاد نے بھی سوچا کہ دور سے چلا آتا ہوں' کہیں ٹھہرا نہیں۔ آج یہ جگہ آسائش اور حفاظت کی ہے۔ ٹھہر جاؤ یہ خیال کر کے کہا: "مجھے جانا ضرور ہے۔ گنہگار ساتھ ہیں' مگر آپ کے فرمانے سے مجبور ہوں۔ اچھا تشریف لے چلئے میں حاضر ہوتا ہوں۔"

نافرمان پکا وعدہ لے کر پھری اور شہر میں آ کر آرائش کا حکم دیا۔ تمام شہر آئین بند

ہوا دکانیں آراستہ ہوئیں۔ دکاندار پر زر نفیس پوشاکیں پہن کر بیٹھے۔ نافرمان نے پر بہار باغ مع عمارت دلکشا خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا۔ سامان دعوت مہیا کیا۔ جب درستی ہو چکی' ارکان دولت و اعیان سلطنت کو ہمراہ لے کر فولاد کے استقبال کے لئے قلعے سے باہر آئی۔ فولاد قلعے سے باہر' قیدیوں کے حصار کے گرد اپنی فوج کو اتار کر بارہ پٹلوں اور سرداروں کو ہمراہ لے کر شہر کی طرف چلا تھا کہ راہ میں ملکہ نافرمان ملی اس کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہے' رعیت دلشاد ہے۔

سب رعیت تھی چار دہ سالہ
ہر جواں غیرت گل لالہ

کیا عمارات شہر کا ہو بیان
چشم بد دور نور کے تھے مکان

جو مکاں تھا بلند ایسا تھا
صاف آتی تھی قدسیوں کی صدا

تھا جو بازار اس میں چوپڑ کا
چار رکن جہاں سے بڑھ کر تھا

قصر فردوس' چوک کے کمرے
جمگھٹے ان میں لالہ رویوں کے

قصر لیلیٰ سے ہر مکاں بڑھ کر
چشم مجنون ہر ایک روزن در

دونوں جانب وہ نور کا بازار
بیچ میں اس کے ایک سڑک ہموار

تھی بیاض جناں ہر ایک دکان
در نہایت تھے ان کے عالی شان

خوبصورت تھا وہ خم محراب

کہئے قوس قزح کا اس کو جواب

تھے دکاندار خوبرو سارے
فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا
مادہ ہوتا تھا' مشتری ان کا

فولاد تماشائے شہر دیکھتا' نافرمان کے ہمراہ اس جگہ پہنچا کہ جہاں باغ اس کے لئے خالی کیا گیا ہے۔ سبحان اللہ' جو شہر ایسا آراستہ ہو' وہاں کے باغ کا کیا کہنا۔ کیا جوڑی دروازے کی' ہاتھی دانت کی' خوبصورت ترشی ہوئی لگی سر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے۔ ان پر یاقوت کی سورج مکھی بنا کر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی۔ طاؤس جواہر کے زمردیں بال کلس پر چڑھے تھے۔ چونچ میں موتیوں کے مالے تھے۔ باغ کی چار دیواری برنجی تھی۔ طلائی احمر کا صیقل کیا ہوا تھا۔ جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا۔ فولاد باغ کے اندر آیا' اسے نہایت سرسبز پایا۔ چمن بندی معقول طور سے کی تھی۔ روشیں درست اور نہریں لطیف تھیں۔ درختوں پر یاقوت احمر کی سرخی کٹی تھی۔ جگہ جگہ درختوں پر مہندی کی ٹٹیاں اور انگور کی بیلیں آراستہ۔ نہر کا پانی ہر خیال میں رواں' ہر چشمہ مصفا' ہر شجر پر طائروں کا ہجوم' آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نغمہ زن' جوش بہار' ہر سمت رنگا رنگ پھول۔ سچ تو یہ ہے:

سبز سبزے سے ہر روش پڑی
لعل و یاقوت کی کٹی سرخی
روشوں پر ستارے چھڑکے تھے
ذروں کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا' پھلا تھا' پھولا تھا
رشک جنت جو کہئے تو ہے بجا

تھے جواہر کے جس جگہ اشجار
لائق دید تھی وہاں کی بہار
صحن گلشن تھا آسماں کا جواب
پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلوں کے تھے ہر سو
قمریوں کی وہ سرو پر کو کو
کہیں کوئل شجر پہ کوکتی تھی
کہہ رہا تھا پپیہا پی پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری چمنستان کے بیچ میں بنی تھی۔ فرش ملو کانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ تھی۔ اسباب عیش و راحت مہیا تھا۔ شیشہ آلات سجا تھا۔ فولاد وہاں آ کر مسند پر بیٹھا۔ بارہ پتلے اور سردار گرد و پیش با ادب تمام بیٹھے۔ ملکہ نافرمان نے حکم دیا۔ ناچ ہونے لگا۔ ساقی جواہر آگیں پیانوں میں پرتگالی شراب ارغوانی دینے لگے۔ ہر ایک بادہ پرست مست ہو کر ساقی سے کہتا تھا۔

میں کب سے تھا تیرا اشتیاق ساقی
مدت میں ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جاوے نہ یہ دور‘ جلد بھر دے مجھ کو
شیشے میں جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی۔ اہل انجمن کو ضروری اشیاء پہنچاتی تھی۔ چاندنی رات کا عالم‘ باد نسیم کا فرفر چلنا۔ خوش گلوؤں کی آواز کا سناٹا۔ خلاصہ کلام یہاں تو یہ سب جلسہ ہے دھوم دھام ہے۔ خلعت کا اژدہام ہے۔ اہل محفل مصروف وجد و

سماع ہیں۔ ہر تان پر روئیں کھڑے ہوتے ہیں۔
مگر حال قران اور برق کا سنئے کہ فولاد کے لشکر کے ہمراہ زار و نالاں' رہائی کی فکر کرتے چلے جاتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فولاد کا لشکر ٹھہرا۔ ساحروں کی طرح صورتیں بنا کر لشکر میں داخل ہوئے۔ نافرمان کا آنا دعوت کا کرنا' سب حال دریافت کر کے یہ بھی فولاد کے ساتھ ساتھ شہر نافرمانیہ تک آئے۔ فولاد تو جا کر باغ میں مصروف عیش و نشاط ہوا' لیکن دونوں عیار شہر پناہ کے دروازے پر ٹھہرے۔ قران نے برق سے کہا: "تم مزدور کی صورت بناؤ۔" اس نے فوراً دھوتی باندھ' ننگے سر ننگے پاؤں اینڈوا سر پر رکھ کر خود کو مزدور بنایا۔ قران نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے' جس میں ہلدی اور گھی کے دھبے تھے۔ کمر میں ترکاریاں چھیلنے کی چھریاں رکھیں اور گھی اور مصالحہ چھاننے کی صافی کندھے پر ڈال کر فولاد کے لشکر میں آیا۔ کئی من ترکاری' آلو اور اروی وغیرہ خرید کر ٹوکرا برق کے سر پر رکھوا کر شہر کی طرف چلا اور شہر پناہ کے دروازے پر پہنچا۔ چاہا کہ علقے میں داخل ہوں۔ حاجب اور دربان مانع ہوئے کہ بغیر حکم کے' ہم نہ جانے دیں گے۔"
قران نے کہا: "ہم سرکاری باورچی ہیں' ملکہ نافرمان کے حسب الحکم لشکر فولاد سے ترکاری لئے جاتے ہیں۔" دربانوں نے کہا: "ذرا ٹھہرو! ہم تمہارے لئے اجازت منگا لیں۔"
قران نے کہا: "اگر دعوت میں کھانا دیر میں تیار ہوا' تو ہم ذمہ دار نہیں' جواب تم دے لینا۔ اچھا ہم واپس چلتے ہیں اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی' تم ہی پہنچا دینا۔" یہ کہہ کر ترکاری کا ٹوکرا انڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا۔ دربانوں نے یہ دیکھ کر آپس میں کہا: "ایسا نہ ہو کہ کھانا پکنے میں دیر ہو۔ خاصے کا وقت ٹل جائے۔ فولاد بھوکا رہے۔ باورچی سے پرسش ہو۔ وہ کہے دربان نے مجھے آنے نہ دیا' تو ایسی آفت آئے گی کہ نوکری جانا کیا' جان بھی جائے گی۔ اس باورچی کو جانے نہ دو۔ یہ سوچ کر پکارے: "میاں صاحب' اجی باورچی صاحب' جائیے آپ کو کوئی نہیں روکتا۔"

قران نے کہا: "اب کچھ ضرور نہیں۔ ہم نہیں جاتے۔ یہ کہہ کر آگے چلا۔ سپاہی دوڑے اور آ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ کہا "خفا نہ ہوئیے' جائیے۔"

قران نے کہا: "میں اب جا کے کیا بتاؤں۔ تمہاری جھنجھٹ میں اتنی دیر ہوئی۔ اب تم خود گفتگو کر لینا۔ میں نہ جاؤں گا۔" سپاہی منتیں کرنے لگے۔ قران نے انکار کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جتنے سپاہی تھے۔ سب نے اپنے پاس کچھ روپے جمع کر کے دیئے کہ باورچی صاحب! اس کی مٹھائی کھائیے گا اور خفا نہ ہو جائیے۔ ہم بھی حکم کے تابعدار ہیں آپ شوق سے جائیے۔ ہم نے پہنچانا نہ تھا۔

قران نے وہ روپے لئے اور ٹوکرے میں ترکاری بھر کر برق کے سر پر رکھا اور شہر کے اندر آیا۔ بازار میں دیکھا ہر قسم کی اشیاء آراستہ ہیں۔ شہر کے وضیع و شریف خرید و فروخت میں مصروف ہیں۔ قران نے بازار میں آ کر ایک کبڑے سے کہا: "یہ ترکاری ہمیں باورچی خانے سے ملی ہے۔ اس لئے کہ جو بچ رہتی ہے وہ ہم لوگوں کا حق ہے۔ غرض ہم اسے بیچتے ہیں۔ تم اپنا نفع رکھ کر لے لو۔"

کبڑے نے ان سے کہا: چکوتا یونہی دو روپے دیتے ہیں۔"

قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھ کر دونوں خدمت گار کی صورت بنے' اس باغ میں پہنچے کہ جہاں فولاد کی دعوت ہے۔ باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا۔ سامنے مسند پر فولاد کو جلوہ گر دیکھا کہ کسی سمت مے خانہ سجا تھا۔ کہیں آبدار خانہ' ارباب نشاط کے بستر کسی چمن میں حسینوں کے جمگھٹے تھے۔ فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے میں مصروف تھا کہ برق نے قران سے کہا: "کسی طرح اس کو ہلاک کرو۔ یہ رات گزرنے نہ دو۔ اگر صبح ہو گئی تو مہ رخ کا لشکر ہلاک ہو جائے گا کیونکہ فولاد یہاں سے جو چلے گا' افراسیاب کے پاس پہنچے گا۔ پھر وہاں کچھ نہ ہو سکے گا۔"

برق نے کہا: "اے خلیفہ! میری عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ کیا کروں۔ اگر عیاری کر کے اس کے پاس بھی پہنچوں تو کیا کروں گا۔ نہ یہ بیہوش ہو گا نہ یہ مارا جائے گا۔"

قران نے کہا: دیکھو یہ جو فولاد کے پہلو میں ساحر بیٹھا ہے۔ اس کی صورت بخوبی غور کر

لو اور اس کی صورت بن کر ملکہ نافرمان کو پکڑ لو اور اس کی شکل بنو' تو میں ایک تدبیر کروں۔"
برق نے کہا: "بہت خوب! اور ایک گوشہ باغ میں بیٹھ کر برق مرغ جادو کی صورت بنا۔ یہ فولاد کا مصاحب تھا۔ قران نے ایک فانوس روشن کر لی۔ اب آگے آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونوں باغ سے باہر نکلے۔ دارلعمارت شاہی کے پاس آ کر دریافت کیا۔ "ملکہ نافرمان کہاں ہیں؟" ملازموں نے کہا: "دولت سرا میں دعوت کے انتظام میں مصروف ہیں۔"
انہوں نے کہا: "جا کر عرض کر دو کہ ایک صاحب فولاد کے پاس سے آئے ہیں۔" ملازموں نے جا کر ان کے آنے کی اطلاع کی۔ نافرمان اسی وقت باہر نکل آئی۔ دیکھا مرغ جادو ہے کہا: "آپ کیوں باغ سے تشریف لائے۔ مجھے بلا لیا ہوتا۔"
مرغ نے کہا: "آپ ذرا تکلیف فرما کر تنہا میرے ساتھ چلیے۔ فولاد نے جس کام کو کہا ہے' اسے میں اور آپ انجام دیں۔"
نافرمان نے کہا: "اچھا چلیے۔" غرض سب ملازموں کو چھوڑ کر تنہا مرغ کے ساتھ ہوئی۔ یہاں تک کہ برق اس کو لئے ہوئے ایسی جگہ لایا کہ جہاں راستہ نہ تھا اور کوئی ادھر نہ آتا تھا۔ گوشہ تنہائی تھا۔ برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک حباب بیہوشی مارا کہ نافرمان کے منہ پر وہ پڑا۔ بیہوشی اس میں سے اڑی۔ یہ بیہوش ہو گئی۔ اس کو برق نے اور زیادہ بیہوش کر کے' زبان اس کی سوزن سے چھید دی' تاکہ شاید ہوشیار ہو جائے۔ سحر نہ کر سکے اور کپڑے اس کے اتار لئے۔ قران نے اٹھا کر ایک درخت کے اوپر چڑھ کر ایک مقام پر باندھ دیا اور پتوں میں چھپا دیا۔ برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا۔
قران نے کہا: اے برق تم جا کر باغ کے دروازے پر ٹھہرو' میں بھی آتا ہوں۔"
غرض برق یہاں سے روانہ ہوا اور ملکہ نافرمان کی صورت بنا ہوا باغ کے دروازے پر آیا' جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوئے اور دست بستہ سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا میں ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیاں اور مہتابیں ہاتھ میں لئے حاضر ہوا اور اور نافرمان کو سلام کیا۔ اس نے پہچانا کہ قران ہے اور وضع

قطع آتش باز کی بنائی ہے۔ برق سمجھا کہ اس سے آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھوں' تو معلوم ہو کی خلیفہ نے کیا عیاری سوچی ہے۔ یہ سوچ کر کہا: "اے آتش باز' کتنے وزن تیرے پاس تیار ہیں اور کتنے اس وقت تیار کر سکتا ہے۔" قران نے کہا: "حضور آتشبازی تیار کر سکتا ہوں۔"

برق نے کہا: "اچھا کیا لے گا؟"

اس نے کہا: "ایک لاکھ روپیہ۔"

برق نے کہا: "اتنا روپیہ بہت ہے۔"

آتش باز نے کہا: "آپ روپیہ نہ دیجئے بارود دلوا دیجئے' جتنی صرف ہو گی' آپ کے سامنے ہو گی۔ میں گھر نہ لے جاؤں گا۔ مزدوری میری دلوا دیجئے گا۔"

برق نے پوچھا: "کتنی بارود چاہیے۔"

آتش باز نے کہا: پچیس کپے۔"

برق نے کپتان کو طلب کر کے حکم دیا کہ پچیس کپے بارود کے حاضر کرو۔ اسی وقت بارود کے چھکڑے لدے ہوئے آئے۔ آتش باز نے کہا: "باغ کی پشت پر یہ بارود رکھوا دیجئے اور ایک قنات گھروا دیجئے کہ میں اکیلا آتش بازی بناؤں گا۔ ایسا نسخہ بھی کسی کو یاد نہ ہو گا کہ اکیلے اتنی بارود دم بھر میں صرف کر کے اور آتش بازی بنائے۔"

آتش باز کا یہ کلام سن کر ملکہ نافرمان یعنی برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقیناً فولاد کو جلا دیں گے۔ پس ان کی درخواست کے مطابق قنات باغ کی پشت پر دور تک لگوا دی اور بارود رکھوا دی۔ سب کو منع کر دیا کہ کوئی ادھر نہ جائے آتش باز یعنی قران نے وہاں آ کر خنجر کی جوڑی لے کر باغ کے نیچے نیچے اس بارہ دری تک سرنگ کھدوا دی جہاں فولاد اپنے بارہ چتلوں اور سرداروں کے ہمراہ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا۔ از بسکہ جواں زبردست' قوم کا حبشی ہے اور نظر کردہ ہے۔ ایک پہر کے عرصے میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک پورے باغ میں نقب لگا کر' اپنے چادرے کے دو فتیلے لپیٹ کر بنائے۔ بارود سب نقب میں بچھائی۔ پچیسوں کپے ڈال دیئے فتیلے داہنی نقب میں سے لگا

کے قنات سے باہر نکلا۔ برق باغ کے دروازے پر کرسی بچھائے انتظار میں بیٹھا تھا کہ دیکھوں' خلیفہ کیا کرتے ہیں۔ اس وقت آتش باز نے آ کر کہا: "حضور آتشبازی تیار ہے۔ ذرا میرے ساتھ آیئے تو میں اپنی استادی آپ کو لے چل کر دکھاؤں' مگر کسی کو ساتھ نہ لایئے۔"

برق نے ملازموں اور ارکان سلطنت وغیرہ سے کہا: "ٹھہرو ہم بلا لیں گے۔" اور آپ آتش باز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا۔ قران نے کہا: "اے برق میں نے نقب لگائی ہے۔ تم جاؤ اور درخت پر سے جو ملکہ نافرمان بندھی ہے' اسے کھول کر ہوشیار کرو۔ میں نقب میں آگ دیتا ہوں۔ یہ طبقہ اڑ کر فلک کی طرف جائے گا۔ ذرا نافرمان بھی بچشم خود فولاد کا خانہ خراب دیکھے اور حسرت کے آنسو بہائے کیونکہ زبان اس کی سوزن سے چھیدی ہے کچھ کر نہ سکے گی۔ مجبوری سے سب کچھ دیکھے گی۔"

برق حسب ارشاد گرم رفتار ہوا اور درخت پر جا کر چڑھا۔ نافرمان کو کھولا۔ ہوشیار کیا۔ آنکھ جو کھلی' خود کو ایک عذاب الیم میں بالائے شجر گرفتار پایا۔ اس عرصے میں قران نے نقب کے فتیلوں میں آگ لگائی اور بھاگ کر دور نکل گیا۔ فتیلے سلگتے ہوئے جب سرنگ میں پہنچے' عیاذ باللہ' وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا' فلک پھٹ پڑا۔ بارہ دری جس میں فولاد کے پتلے اور سردار سر پیٹ کے اڑ کر آسمان کی طرف گئے پورے عالم میں تاریکی چھا گئی۔ بارود اور پتھر اور مکان پورے قلعے میں برسنے لگے۔ صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنڈیاں کھل گئیں۔ رعایا بھاگی۔ حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہوئے۔ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ ملکہ نافرمان کے جتنے ملازم تھے۔ سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی۔ خلقت بھاگی کہ یکایک صدائیں پیدا ہوئیں۔ بیرون نے ساحروں کے مرنے کا غل مچایا۔ آگ اور پتھر برسنے لگے۔ قران نے ایسے وقت قیامت میں چند حقے قابو میں لا کر' داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جا بجا شہر میں آگ لگی۔ بہت آدمی جل گئے۔ جب تک اسے بجھائیں' تب تک کئی اور مکانوں میں قران

نے آگ لگا دی۔ تمام شہر میں یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا۔ آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ سارا شہر حصار پناہ کے باہر نکل گیا۔

ادھر کا حال سنئے کہ فولاد کے مرنے سے وہ حصار آتش مہ جبیں اور اسد کے لشکر پر سے دور ہوا اور مہ رخ اور شکیل اور عمرو' ضرغام اور جانسوز' یہ جو فولاد کی قید میں زنجیر میں بندھے تھے چھوٹ گئے۔ عمرو نے سرنگ اڑانے کی خوفناک آواز سن کر کہا: "اے ملکہ مہ رخ' وہ مارا۔"

مہ رخ نے کہا: "خواجہ کیا کہتے ہو۔"

عمرو نے کہا: "ہم سچ کہتے ہیں۔ یہ صدا جو آئی تھی' فولاد کے مرنے کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قران یا برق نے اسے جہنم رسید کیا۔ زندان خانے سے باہر نکلو۔ دیکھو ہمارا لشکر بھی آ رہا ہو گا۔ فولاد کے بارہ ہزار ساحروں کو قتل کرنا چاہیے۔"

عمرو کے کہنے سے مہ رخ اور شکیل وغیرہ باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا۔ سحر کر کے دستک دی۔ آندھی سیاہ اٹھی آسمان کی جانب سے تیر برسنے لگے۔ زندان خانے کے محافظ بھاگے۔

ادھر دلارام نے مہ جبیں سے کہا: "واری جاؤں' آپ کی نانی جان ملکہ مہ رخ نعرہ کرتی ہیں۔ آپ کا لشکر جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا' اسی طرح حصار میں گرفتار ہوا تھا۔ اب وہ حصار نہیں ہے۔ آپ بھی لشکر فولاد پر جا گریئے۔"

مہ جبیں نے تخت آگے بڑھایا۔ پچاس ساٹھ ہزار ساحروں کو لے کر لشکر فولاد پر ٹوٹ پڑی۔ دونوں جانب سے ساحر نارنج' ترنج' سحر کے فولادی گولے' تیروں کے گچھے' سوئیوں اور مرچوں کے ہار سحر پڑھ پڑھ کر ایک دوسرے پر پھینکنے لگے۔ بجلیاں چمک کر گرنے لگیں۔ ترسول اور پنسول چلنے لگے۔ ایک طرف سے اسد کا نعرہ بلند ہوا وہ گھوڑا اٹھا کر فوج سحر میں گھس گیا۔ دوسری جانب سے عمرو ملکہ کے ہمراہ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا۔ خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا۔ جب عمرو غلطک لگاتا تھا' دس دس کے پاؤں اڑاتا تھا۔ جب جست کرتا تھا' دس دس کے سر کٹتے تھے۔ جو مر کے گرتا تھا' جیب اس کی کاٹ لیتا تھا۔ غرض اسد وغیرہ سب نے جم کر' وہ ساکھے کی تلوار کی کہ فولاد

کے بارہ ہزار ساحروں میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ سب کو گھیر کر بہادروں نے تہ تیغ کیا اور یہاں سے اسی طرح لڑتے ہوئے قلعہ نافرمانیہ کی سمت چلے۔ اس عرصے میں وہ رات تمام ہوئی یعنی ستاروں کا خسرو شاہ نیمروز کے خنجر کینہ سوز سے شکست کھا کر بھاگا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپر کر تسخیر کر کے اپنا عمل دخل ہر طرف بٹھایا۔ رعب و جلال دکھایا۔

○○○

- تختِ رواں

صبح کو حال معلوم ہوا کہ قلعہ نافرمانیہ کی رعایا اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی۔ مہ رخ اس بھاگی ہوئی فوج پر آ گری۔ وہ لشکر رات بھر کا ختہ و شکستہ تھا اور مالک ان کا موجود نہ تھا' وہ کیا لڑتا کوئی لمحہ بھر لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی۔ مہ رخ نے امان کا نقارہ بجایا اور سب رعایا کو لے کر قلعے کے اندر داخل ہوئی۔

دریں اثنا برق کے پاس قران آیا اور کہا: "قلعہ فتح ہو گیا' نافرمان کو لے چلو مہ رخ کے پاس۔" غرض یہ دنوں نافرمان کو بے ہوش کر کے' پشتارہ لگا کر روانہ ہوئے۔

مہ رخ شاہی دارالعمارات میں آ کر ملکہ مہ جبیں کو تخت پر بٹھا چکی تھی۔ شہر میں دہائی پھری کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کرے گا۔ سزا پائے گا۔ دارالامارت میں ناچ ہو رہا تھا۔ اکابران شہر مہ جبیں کو نذریں گزار رہے تھے۔ قران اور برق وہاں پہنچے۔ نافرمان کا پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ مہ رخ اٹھ کر دونوں سے لپٹ گئی اور کرسی زریں پر بٹھایا۔ حال پوچھا۔ قران نے نقب دے کر اڑا دینے کی کیفیت بیان کی۔ سارا دربار ہنسنے لگا۔ مہ جبیں نے بہت بھاری خلعت منگا کر' دونوں عیاروں کو عنایت کیا۔ دونوں نے وہ خلعت عمرو کو نذر دیا۔ عمرو نے خلعت لے کر زنبیل میں رکھا اور ایک رومال گاڑھے کا نکال کر بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا۔

قران نے عرض کیا: "رہے میرا فخر' کس نے ایسا خلعت استاد سے کب پایا تھا؟"

برق نے کہا: "استاد! میں بھی اس عیاری میں خلیفہ کے شریک تھا' مجھے بھی خلعت دیجئے۔"

عمرو نے کہا: "تو ابھی اس قابل نہیں۔ قران میرا جاں بخش ہے' تو ان کی برابری کیا کرے گا۔ یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ ایسا خلعت میں نے دیا۔"

برق نے کہا: "اب دیکھئے' دھوم کی عیاری کروں گا کہ آپ سے خلعت لوں گا۔"

غرضیکہ نافرمان کو دارالامارت کے ستون سے باندھا اور دافع بیہوشی کا فتیلہ دے کر ہوشیار کیا۔ ایک بار پہلے بھی جب نافرمان ہوشیار ہوئی تھی تو اس نے نقب اڑتے اور شہر جلتے دیکھا تھا۔ اب جو آنکھ کھلی عجب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبیں جلوہ فرما ہے۔
دربار آراستہ ہے اسد دنگل پر بیٹھا ہے۔ یہ دیکھ کر نافرمان نے آنکھیں بند کر لیں کہ شاید میں خواب پریشاں دیکھ رہی ہوں' مگر عمرو نے پکار کر کہا: "اے ملکہ نافرمان! یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے' جس کی دعوت تم نے کی تھی' وہ سرنگ دے کر اڑا دیئے گئے۔ تمہارا ملک مہ جبیں کے ملازموں کے قبضے میں آیا۔ اطاعت کی صورت ہی میں تمہاری جاں بخشی ہو گی اور مخالفت کرنے سے قتل کی جاؤ گی۔ نافرمان زبردست ساحرہ اور نہایت عقیلہ ہے۔ سمجھی کہ طلسم پر ادبار آیا ہے۔ اسد بے شک طلسم کشا ہے۔
یہ خیال کر کے اشارے سے کہا: "میں اطاعت کرتی ہوں' مجھے چھوڑ دیجئے۔"
عمرو نے اٹھ کر اس کی زبان سے سوزن نکالی اور ستون سے کھول دیا۔ نافرمان نے آ کر ملکہ مہ جبیں کے شاہی تخت کو بوسہ دیا۔ ملکہ نے خلعت منگا کر دیا۔ سرفراز کیا اور کہا: "جب ہم طلسم فتح کریں گے تو اس ملک کے علاوہ اور ملک بھی تمہیں دیں گے۔"
یہ کہہ کر حکم دیا کہ منادی کرا دی جائے کہ جس افسر کو ملکہ نافرمان کا ساتھ دینا منظور ہو' وہ آ کر حاضر ہو۔"
حسب الحکم منادی ہوئی۔ بھاگی ہوئی فوج کوہ دشت لے کر حاضر ہوئی۔ سب سے سوال اطاعت کیا۔ ہر ایک نے قبول کر کے اپنا اپنا عہدہ بدستور لیا۔ پچیس ہزار ساحر جمع ہوئے۔ سب نے انعام و اکرام پایا۔
اس تسلط کے بعد عمرو نے کہا: "اے ملکہ اس قلعے میں نہ ٹھہرنا چاہیے۔ افراسیاب کی فوج آ کر گھیر لے گی۔ کچھ بنائے نہ بنے گا۔ یہاں سے اپنی قدیم جگہ پر چل کر ٹھہرو۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر کوئی زبردست آ کر گرفتار کرے گا' راہ میں کہیں ٹھہرے گا۔ عیار مارے گا' اور اگر یہاں سے آ کر پکڑ لے جائے گا تو بہت جلد افراسیاب

کے پاس پہنچے گا۔ کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی۔"

مہ رخ نے عمرو کے مشورے کے مطابق اسی وقت کوچ کا نقارہ بجوایا۔ نافرمان نے کہا: "میں ساتھ چلتی ہوں' ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑے گا۔"

غرضیکہ لشکر میں کمر بندی ہوئی۔ عیار' سردار' نافرمان سب سحر کے طائروں اور سواریوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور جہاں فولاد سے مقابلہ ہوا تھا' اسی جگہ پشتہ رنگین حصار کے قریب آ کر لشکر اترا۔ بارگاہ نصب ہوئی۔ مہ جبیں آ کر تخت پر بیٹھی۔ ناچ ہونے لگا۔ مے خواری شروع ہوئی۔ قران جنگل میں چلا گیا۔ یہاں سب اطمینان سے ٹھہرے ہیں' مگر افراسیاب باغ عشرت میں مصروف عیش و نشاط تھا اور فولاد کے آنے کا انتظار کرتا تھا۔ پھانسیاں استادہ تھیں۔ جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ سے بھاگے ہوئے' باغ عشرت کے قریب پہنچے اور داد بیداد کرنے لگے۔

افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیوں کو حاضر کرو۔ ساحر روبرو لائے۔ افراسیاب نے کیفیت پوچھی انہوں نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ! قلعہ نافرمانیہ برباد ہوا اور فولاد کے ہلاک ہونے کی حقیقت جو کچھ گزری تھی' کماحقہ بیان کی۔ سنتے ہی افراسیاب نے زانوں پر ہاتھ مارا۔ ملکہ حیرت رونے لگی۔ افراسیاب نے دلداری کی اور کہا: "اے حیرت اگر میں چاہوں تو حجرہ ہفت بلا کی ایک بلا کو حکم دوں' وہ مہ رخ کے سارے لشکر کو کھائے' مگر میں طرح دیتا ہوں کہ یہ لوگ میرے ملازم اور پرورش یافتہ ہیں' کیا انہیں یکایک قتل کروں۔ چاہتا ہوں کہ ایسی گوشمالی کروں کہ سرکشی چھوڑ دیں اور اسد وغیرہ کو گرفتار کر کے لائیں۔

ملکہ حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ اپنا کام خود ہی کیا جائے تو خوب ہوتا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے۔ فوج طلسم میرے ساتھ کیجئے کہ جا کر لشکر حریف سے مقابلہ کروں اور سب کو گرفتار کر کے حضور میں لاؤں۔"

افراسیاب بولا: "حیرت! تم نے دیکھا کہ عیاروں نے فولاد کو کس طرح سرنگ دے کر اڑا دیا۔ پھر تمہیں کیونکر ایسے سرکشوں کے مقابلے میں بھیج دوں۔ اب میں بھی پردہ

ظلمات میں رہا کروں گا۔ طلسم ظاہر میں نہ آؤں گا۔"

ملکہ حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ! میں حکم احکام کس سے دریافت کروں گی؟"

افراسیاب نے جواب دیا: "تم خود پردہ ظلمات میں آنا اور اگر میں تمہارے پاس آؤں گا تو آئینہ سحر کر کے اندر رہوں گا اور تم دیکھو گی کہ میں بیٹھا باتیں کر رہا ہوں' مگر میں نہ ہوں گا' بلکہ میری صورت کا پتلا ہو گا۔ اور اب جو آئندہ ساحر مہ رخ کے لشکر کے مقابلے کو جائے' تو جہاں اپنا خیمہ نصب کرے' اس زمین کو بزور سحر پتھر کر دے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے لڑے۔"

جب افراسیاب یہ خوفناک باتیں کر رہا تھا' تو اس کا ایک چیلا ارژنگ جادو' جو فن سحر میں مہارت تمام رکھتا ہے۔ اس وقت سر پر رومال جھل رہا تھا۔ یکا یک سامنے آیا اور دست بستہ عرض کیا: "اے شہنشاہ! غلام کو آپ نے کس دن کے لئے پرورش کیا ہے۔ آپ مجھے حکم دیجئے کہ ان نمک حراموں کا جا کر خاتمہ کروں اور سب کو دم بھر میں گرفتار کر لاؤں۔ مجھے نہ کوئی سرنگ سے اڑا سکے گا۔ نہ کوئی عیار میرے پاس آ سکے گا۔"

افراسیاب نے پوچھا: "تجھے کونسا سحر یاد ہے؟"

اس نے عرض کیا: "جو شخص میرے پاس آئے گا' میں افسوں پڑھ کر پھونکوں گا اگر وہ عیار ہو گا تو اس کی صورت بدل جائے گی۔ میں گرفتار کر لوں گا اور میرے خیمے کے گرد کوئی تہ زمین سے بھی نہ آ سکے گا۔"

افراسیاب نے کہا: "اچھا جاؤ اور ابھی مہ رخ شہر نافرمانیہ کے حوالی میں ہو گی' گرفتار کر لاؤ اور عیاروں سے بہت ہوشیار رہنا۔"

ارژنگ اسی وقت باغ کے باہر آیا۔ نفیر سحر کو بجایا۔ ساحران نامی حاضر ہوئے۔ انہیں حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم میں سے میرے ساتھ چلیں اور لشکر حریف کا کام تمام کریں۔ ساحر یہ حکم سن کر تیار ہوئے اور شیر' اژدر و پلنگ پر سوار ہو کر' اسباب ساحری لے کر ہمراہ چلے۔

ارژنگ جادو پوری شان و شوکت سے قطع منزل کرتا ہوا قلعہ نافرمانیہ کے قریب پہنچا۔ سارے شہر کو خراب و برباد دیکھا کہ عمارتیں جلی ہوئیں' فوج فراری' رعایا پریشان۔ ہر شخص بے سامان۔ اس نے اس جگہ قیام کیا اور ایک نامہ لکھا' جس کا مضمون یہ تھا۔

"بعد از تعریف خداوند جمشید و سامری و زمرد شاہ باختری! اے گروہ باغی آگاہ ہو کہ میں ارژنگ جادو ہوں' میرے سحر کی پناہ نہیں۔ کوئی بھی آج تک طلسم میں میرے منہ چڑھا نہیں۔ اور کوئی زبردست لڑ کر سرخرو ہوا نہیں۔ تمہارے نقش ہستی کو دم بھر میں مٹا دوں گا۔ سب کو گور میں سلا دوں گا۔"

نہ اپنے زور شوکت پر ہو مغرور
سلیماں کے ہے آگے دیو بھی مور
نہیں ہے کام اژدر جائے آرام
کہ شیشے کا ہے خار سے بد' انجام
نہیں کچھ فائدہ اس شور و شر میں
مناسب آشتی ہے ہم دگر میں
دو سر رکھتا ہے کاروبار پر خاش
مسوزاں خلق رابر جائے خود باش
عداوت ہے بہت شاہوں سے ممنوع
در توبہ ہے وا' اور عذر مسموع
شراب تند لشکر سے کھا نہ جوش
خمار اس کا پشیمانی ہے بے ہوش
اٹھا دے اپنی خاطر سے جو تو عذر
وہاں چاہیے صف نعلیں یا صدر

اے مہ رخ! اگر اس خاصے کو دیکھتے ہی یہاں آ کر حاضر نہ ہوئی تو روز بد دیکھے گی۔

نامہ تمام و السلام۔
یہ لکھ کر پتھر کی کھولی سے ایک تصویر نکالی اور کہا: "اے تصویر سحر' یہ نامہ مہ رخ کے پاس لے جا۔"

اس تصویر نے نامہ اٹھا لیا اور زمین میں سما گئی۔

مہ رخ اپنی بارگاہ میں متمکن تھی۔ ناچ ہو رہا تھا۔ سامان عشرت مہیا تھا کہ تصویر زمین سے نکلی اور مہ رخ کی گود میں گری۔ نامہ دیا۔ جواب طلب کیا۔ مہ رخ نے جب نامہ پڑھا۔ بد حواس ہو گئی۔ عمرو نے اسے منتشر دیکھ کر پوچھا: "اے ملکہ خیر تو ہے؟"

مہ رخ نے کہا: "خواجہ ارژنگ' افراسیاب کا چیلہ' جسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہے اور بجائے اپنے فرزند کے پالا ہے' وہ لڑنے آیا ہے۔ اب سوائے مرگ کے چارہ نہیں۔ مقابلہ کرنے کا یارا نہیں۔"

عمرو نے کہا: "اے ملکہ! خدا کو یاد کر کے جواب نامہ تیار کراؤ۔ یہاں اب تک جو آیا' فرعون با سامان آیا' مگر ہر فرعونے را موسیٰ۔ دیکھا تم نے کیا عیاران نامدار نے کس طرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو بھی اس پر روتی تھی۔ چیل کوؤں نے لاش کھائی تھی۔ گور بھی بنائی تھی۔ غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یوں لکھا۔

لکھا نام خدا کا آغاز مکتوب
کہ بسم اللہ ہے ہر کام میں خوب
پھر اس کے بعد توصیف رسالت
کہ یہ نقطہ ہے سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر
میں تیری مدعی ہوں مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہے اور مرد جرار
جو اس فوج دلاور کا ہے سردار

نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار
تصور کر ذرا تو اے گنہ گار
کہ نامی ساحروں کو ایک دم میں
عمرو نے دی جگہ ملک عدم میں
کرے گا تجھ کو بھی گردوں پشیمان
کر استغفار تو اور ترک طغیان
ہمیں بھی تیری جاں بخشی ہے منظور
وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب رقم فرما کر تصویر کے حوالے کیا۔ وہ لے کر زمین میں سما گئی۔ اور ارژنگ کے پاس پہنچی۔ اور وہ تحریر دی۔ اس نے پڑھ کر قصد کیا کہ کوچ کروں۔ ادھر مہ رخ نے حکم کیا کہ فوج تیاری کرے اور لڑنے چلے۔ اس وقت ملکہ فرمان نے کہا: "اے ملکہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہاں سے جاؤں اور ارژنگ سے کہوں کہ مہ رخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا۔ عیاروں نے مجھے پکڑ لیا تھا۔ اور اس سبب سے مصلحت وقت سمجھ کر میں نے اطاعت کر لی تھی۔ فی الحال اے ارژنگ' آپ تشریف لائے ہیں میرے یہاں آ کر دعوت نوش فرمایئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ ہو کر لشکر مہ رخ سے اپنی دیرینہ دشمنی نکالوں اور سب باغیوں کو قتل کر کے اپنا بدلہ لوں۔ بس وہ میرے یہاں دعوت پر آئے گا' کنیز اسے قتل کر ڈالے گی۔ یا گرفتار کرے گی۔"

مہ رخ نے کہا: "ایسا نہ ہو وہ تمہیں گرفتار کرے۔ کیونکر تمہیں تنہا جانے دوں اور مصیبت میں ڈالوں۔" اس اثنا میں برق نے کہا: "اے ملکہ! آپ نافرمان کو معہ فوج روانہ فرمایئے۔ ان کے نام و پیام میں وہ رکے گا۔ میں جا کے قتل کر دوں گا۔ آپ ابھی لشکر کشی نہ کریں اور بے فائدہ زحمت نہ اٹھائیں۔

آخر میں مہ رخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور خفیہ طور پر شکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی جمعیت سے بھیجا کہ تم ارژنگ کے لشکر کے قریب کمین گاہ میں جا کر ٹھہرو اور مناسب وقت کے منتظر رہو۔ یہ بھی روانہ ہوا۔ لشکر کے ساتھ برق' ضرغام اور جانسوز بھی چلے۔ لشکر حریف کے قریب پہنچ کر کمین گاہ میں بیٹھے۔

اب حال نافرمان کا سنئے کہ اپنے قلعہ میں آ کر ایک نامہ لجاجت سے ارژنگ جادو کو لکھا کہ: اے فرزند افراسیاب' یہ کنیز عجب مصیبت میں گھری تھی۔ مہ رخ کی اطاعت سے سراسر مجبور تھی۔ اس برے وقت میں کوئی حامی و مددگار نہ تھا۔ اگر اس کی مطیع نہ ہوتی تو کیا کرتی۔ زہے خوش نصیبی کہ حضور یہاں تشریف لائے۔ غریب خانے میں تشریف لایئے۔ مجھے سرفراز فرمایئے' میں اس قوم شریر سے ضرور بدلہ لوں گی اور آپ کے ہمراہ ہو کر لڑوں گی۔"

یہ تحریر ایک معزز ساحر لے کر ارژنگ کے پاس آیا اور نامہ دیا۔ اس نے پڑھا اور برائے امتحان کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا۔ اس نے ایک کاغذ اسے دیا۔ وہ بھی پڑھا' لکھا تھا کہ یہ رقعہ نافرمان نے ازراہ فریب لکھا ہے۔ وہ صدق دل سے عمرو کی شریک ہے۔ اور تجھے قلعے میں بلا کر قتل کیا چاہتی ہے۔ خبردار اس کے فریب میں نہ آنا۔

اس نے وہ کاغذ تو پڑھ کر پتلے کو دیا کہ وہ لے کر زمین میں غرق ہوا اور نافرمان کے رقعے کا جواب لکھا کہ: "اے نمک حرام۔ میں تیری چال جانتا ہوں۔ ایسے فریب میں کب آتا ہوں۔ تو نے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہے۔ میں ارژنگ جادو ہوں۔ کوئی دم میں تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کر کے عذاب الیم سے قتل کروں گا۔ تو اپنی خیر منا۔ میں پہلے رخ کو جا کر گرفتار کر لاؤں۔ پھر تجھے گرفتار کروں۔ تو طلسم سے کہاں جائے گی۔ کوئی لمحے میں اپنے کردار نا سزا کا تماشا دیکھے گی۔"

یہ جواب لکھ کر نامہ دار کو دیا۔ وہ لے گیا۔ مگر عیار کمین گاہ میں لشکر ٹھہرا کر' شکل بدل کر' اس کے خیمے کے گرد پھر رہے ہیں کہ ضرغام ایک خدمت گار کی صورت

بن کر اس کے خیمے کے اندر اور جانسوز ساحر بن کر خیمے کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ اس عرصے میں ارژنگ نے جو نگاہ کی' دیکھا کہ ایک خدمت گار کھڑا ہے' اسے شبہ ہوا۔ اسی وقت سحر کیا کہ ضرغام کا رنگ و روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہو گئی۔ اس نے کہا: "خدمت گار! لے یہ رقعہ نافرمان کو دے آ۔" اور ایک کاغذ اٹھا کر دکھایا۔ ضرغام کاغذ ہاتھ سے لینے لگا۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: او نابکار! تو میرے ساتھ بھی عیاری کرنے آیا تھا۔"

ضرغام نے چاہا کہ خنجر ماروں' لیکن ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ ہاتھ پاؤں کی حرکت جاتی رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہے۔ جانسوز نے کہا: "آپ اپنا سحر اس پر سے دفع کر دیجئے۔ میں اپنے سحر میں اسے مبتلا کر کے قید کروں۔" اس نے اپنا سحر دفع کر دیا۔ جانسوز بازو پکڑ کر ضرغام کو لے چلا۔ مگر ارژنگ کو کچھ شک ہوا۔ ابھی وہ خیمے کے دروازے تک نہ پہنچے تھے کہ اس نے سحر کیا کہ دونوں کمر تک زمین میں غرق ہو گئے۔ اس عرصے میں وہ دن گزرا۔ نقاش قدرت نے صفحہ فلک پر ثوابت و سیار کے نقش ثبت کیے۔ مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا۔

چلا جب بادشاہ ملک خاور
شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم

نشان مہر عالم سے ہوا گم

فلک پر تھا ستاروں کا یہ انبوہ
کہ جیسے فوج مردم بر سر کوہ

سر شام برق خفیہ طور پر نافرمان کے پاس گیا اور کہا: "اے ملکہ! جو عیار ارژنگ کے پاس جاتا ہے' وہ پہچان کر اسے گرفتار کر لیتا ہے۔ میں اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ آپ مجھے ایک خیمہ' پلنگڑی' جواہر نگار اور فرش شاہانہ عنایت کیجئے۔

برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ لادا اور قلعے کے باہر آ کر' ارژنگ کے خیمے کے قریب ایک صحرائے سبزہ زار تجویز کیا۔ برق نے چھکڑا تو قلعے میں بھیج دیا اور خیمہ اس مقام فرحت افزا میں استادہ کیا سارا خیمہ پھولوں کے ہار سے چھپا دیا۔ وہ ہار سب عطر بیہوشی میں ملائے تھے۔ گھیرے اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ معلوم ہوتا تھا۔ بیہوشی کا عطر بہت سے خیمے کے اندر اور باہر چھڑکا تھا۔ اپنے دماغ کو بند کر لیا تھا۔ ناک میں روئی رکھ لی تھی۔ غرضیکہ خیمہ کے اندر پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکئے لگائے۔ عطر بیہوشی ان میں بھی مل دیا تھا۔ چادر پلنگ پر عطر میں ڈوبی ہوئی بچھائی۔ مسند زیر پلنگ لگائی۔ سراپچے اٹھا دیئے خیمے کے روبرو وہ صحرائے سبزہ زار ہے کہ جس کے دیکھنے سے روح تازہ ہوتی تھی۔ فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا۔ بیابان کی ریت کا ہر ذرہ ثوابت آسمان سے ہمسری کرتا تھا۔ چشمہ ہر طرف موجزن۔ ان کے کنارے پاڑ ہے۔ چیتل' گور خر' ہرن اور بارہ سنگے چاندنی میں پھرتے تھے۔

برق نے اپنی صورت جوگی کی بنائی۔ کانوں میں کنڈل اور مندر سے پہنے۔ بالوں کی جٹائیں بٹ کر خاک آلودہ کیں۔ ہاتھوں میں سلمانی دانوں کی سمرن باندھ کر گلے سیلیاں پہنیں۔ منہ پر مارلے ڈالے۔ موتیوں کو خاک کر کے بھبوت ملا۔ زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا خیمے کے دروازے پر بچھا کر بیٹھا اور طنبورہ لے کر بجانے لگا اور سامری کی تعریف میں بھجن گانے لگا۔

یہاں ارژنگ دونوں عیاروں کو قید کر کے اپنے خیمے میں بیٹھا۔ سحر کر دیا کہ اب خیمے کے اندر اپنا پرایا کوئی نہ آ سکے۔ خدمت گاروں تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیا کوئی عیار نقب نہ لگائے غرض پورے انتظام کے ساتھ بیٹھا تھا کہ یکایک بھجن گانے کی ایک دلکش آواز کان میں آئی۔ اٹھ کر خیمے کے دروازے پر آیا۔ معلوم ہوا کہ خیمے کی پشت پر جو جنگل ہے۔ ادھر سے آواز آتی ہے۔ اسی طرح روانہ ہوا۔ برق کے خیمے کے قریب پہنچا۔ چاندنی چھٹکی تھی۔ برق نے اسے آتے دیکھا۔ آپ اٹھ کر بھاگا اور ایک جھاڑی میں ندی کے کنارے آ کر چھپ رہا۔ لیکن ارژنگ

نے جو آ کر دیکھا کہ مرگ چھالا بچھا ہے۔ خیمہ آراستہ ہے مسند پر زر لگی ہے۔ پلنگ جواہر آگیں بچھا ہے مگر کوئی نہیں ہے۔ ایک سناٹا ہے۔ یہ خیمے کے اندر حیران ہو کر آیا۔ ایسی جگہ معقول تھی۔ اور خوشبو کی لپٹ آئی تھی کہ مشام جاں اس کا معطر و معنبر ہوا۔ پلنگ پر بیٹھا۔ خیال کیا کہ ایسا نہ ہو' کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست کیا ہو۔ یہ سوچ کر افسوں پڑھا کہ زمین سے ایک پتھر کی تصویر' کاغذ لئے نکلی۔ اس سے کاغذ لے کر پڑھا۔ لکھا تھا کہ یہ خیمہ برق فرنگی عیار کا ہے' اور تجھے وہ قتل کر چکا۔ اب تو مردہ ہے۔ یہ سطر پڑھ ہی رہا تھا کہ عطر کی خوشبو تو کام کر ہی چکی تھی' سارے دماغ میں بس چکی تھی کہ یکایک چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا۔

برق اس کو خیمے کے اندر جاتے دیکھ کر' جھاڑی سے آہستہ سے نکلا تھا اور خیمے کے قریب پہنچ کر اس کا حال دیکھ رہا تھا۔ جب ارژنگ بیہوش ہوا۔ برق خیمے میں آیا اور خنجر سے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ ایک شور عظیم برپا ہوا۔ سلیں برسنے لگیں۔ قیامت کی طرح ہنگامہ ہوا۔ صدا آئی مجھے مارا کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا۔"

برق بھاگ کر لشکر شکیل میں گیا' جو کمیں گاہ میں تھا اور کہا: جلد چلو۔" اور ادھر ساحر چیخ و پکار کی آواز سن کر دوڑے۔ دونوں عیار جو ارژنگ کی قید میں خیمے میں تھے۔ وہ چھوٹ گئے اور بھاگ کر قلعہ نافرمانیہ میں پہنچے۔ نافرمان سے کہا: "ارژنگ مارا گیا۔ جلد لشکر تیار کر کے شب خون کرو۔"

نافرمان فوج کو ترتیب دے کر' جلدی جلدی قلعے سے نکلی اور دوسری طرف سے شکیل پہنچا۔ دو طرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیر کر شب خون مارا۔ سحر کی لڑائی شروع ہوئی۔ شمشیر زنی ہونے لگی۔ الغرض ساری رات سحر کی لڑائی رہی اور تیغ آزمائی' ہاتھوں کی صفائی رہی۔ صبح کو جب شاہ خاور کا علم زر نگار' پہاڑوں کے درمیان بلند ہوا اور ترک فلک نے کہکشاں کو نیام انتقام میں کیا' ارژنگ کا لشکر شکست کھا کر باغ عشرت کی طرف بھاگا۔ نافرمان نے افراسیاب کا خیمہ و خرگاہ' نقد و جنس لوٹ لیا۔

برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چل کر عمرو کو نذر دوں گا اور نافرمان سے کہا: "یہاں نہ ٹھہرو۔ اسی طرح مہ رخ کے لشکر کی طرف چلو۔" تو فوج سب مسلح و مکمل تھی ہی' نقارے خوشی کے بجاتے' قہقہے لگاتے روانہ ہوئے اور مرحلہ پیمائی کے بعد منزل مقصود پر پہنچے۔ مہ رخ نے سب کو گلے سے لگایا۔ صدائے مبارک باد بلند ہوئی۔

عید کی طرح سب گلے مل مل
غنچہ کی طرح ہنستے تھے کھل کھل

مہ جبیں نے برق کو بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیاروں کو سرفراز کیا' لیکن ارژنگ کی فوج شکست خوردہ' چاک گریباں' سینہ زناں۔ باغ عشرت کے قریب پہنچی۔ افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا۔ ستر ہزار معزز ساحر گرد و پیش بیٹھے تھے۔ رقاصہ مجرا کر رہی تھی۔ مے گلگوں کا دور چلتا تھا کہ یکایک صدائے نوحہ و شیوان کان میں آئی۔ خبر دریافت کرائی۔ معلوم ہوا کہ ارژنگ مارا گیا۔ فوج جو اس کے ساتھ گئی تھی' وہ بھاگ آئی ہے ان میں سے چند افسروں کو اپنے روبرو بلایا اور ارژنگ کے قتل ہونے کا مفصل حال دریافت فرمایا اور سب کیفیت سنی۔ پشت دست کو دندان حسرت سے کاٹا۔
ملکہ حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہیں ہے۔ میں جاتی ہوں اور ان نمک حراموں کو سزا دیتی ہوں۔"
افراسیاب نے کہا: "تمہارا جانا مناسب نہیں۔ تم باغ سیب میں جا کر مع ارکان سلطنت ٹھہرو۔ میں پردہ ظلمات میں جاتا ہوں۔ جب وہاں سے جاؤں گا' جیسا مناسب ہو گا' کیا جائے گا۔" یہ کہہ کر سوار ہوا۔ چونسٹھ ہزار نقارے بروئے ہوا بجنے لگے۔ تخت طاؤس جس پر افراسیاب سوار ہے' اس تخت کے سامنے پری زادیں اپنے طلسمی ہاتھوں میں ساز لئے' سحر کے تخت رواں پر سوار آ کر ناچنے لگیں۔ بہت سی پریاں پچکاریاں لئے سونے روپے کے گھڑے کولھے پر رکھے' رنگ کے بدلے گلاب اور کیوڑہ بید مشک ان میں بھرے

آپس میں رنگ کھیلتی ہوئی' قمقمے اچھالتی چلیں۔ چاروں وزیر تخت کے گوشوں پر کھڑے' بال ہما کا مورچھل لئے مگس رانی میں مصروف ہوئے۔ ایک سرخ رنگ کا ابر تخت پر آ کر سایہ فگن ہوا۔ ابر سے موت برسنے لگے۔ سواری کا تخت ازخود' سن سن ہوا کی طرح' روانہ ہوا۔ جدھر سے سواری نکلی' درخت اور طائر اور انسان سب" افراسیاب' یا افراسیاب" کی صدا دینے لگے۔ اسی طرح پردہ ظلمات کی طرف چلا گیا۔ کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے پردہ ظلمات میں داخل ہوا۔

ملکہ حیرت افراسیاب کے جانے کے بعد طاؤس سحر پر روانہ ہوئی اور مع ارکان سلطنت کے بڑے حشم و خدم سے آ کر باغ سیب میں پہنچی اور تخت پر بیٹھی۔ تمام سردار ساحر کرسی اور دنگل پر رونق افروز ہوئے۔ ناچ شروع ہوا۔ ساقیان مہ لقا' بادہ' احمر کے جام دینے لگے۔ اس وقت ہوا ٹھنڈی چلنے لگی اور گھٹا چار طرف چھا گئی۔ باغ سیب کے سارے پھول کھل گئے۔ درخت نشہ جوش بہار سے جھومنے لگے۔ طائران سحر حیرت کے سامنے آ کر زمزمہ سرا ہوئے کہ: "اے ملکہ عالم' ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہیں۔"

ملکہ حیرت نے کہا: "جب ہی یہ بہار کا عالم یکایک ہوا تھا۔ اچھا کچھ لوگ استقبال کو جائیں اور پورے اعزاز کے ساتھ لائیں۔"

معزز ساحران روانہ ہوئے اور ملکہ بہار کا استقبال کیا۔ بہار باغ میں داخل ہوئی۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ حیرت نے گلے سے لگایا۔ بلائیں لیں' اپنے پاس بٹھایا' اس لئے کہ بہار جادو' حیرت جادو کی چھوٹی بہن ہے اور گلشن روزگار میں سر و قامت کو اس غنچہ خوبی کے بوٹا سا خلق کیا ہے۔

افراسیاب ہزار جان سے اس پر فریفتہ و شیفتہ ہے اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہے' مگر ملکہ بہار نے اپنی بہن حیرت کے باعث سے انکار کیا ہے۔ دربار میں کم آتی ہے۔ کوہ آرام طلسم میں ایک مقام ہے' وہاں رہتی ہے۔ طلسم میں عذر سن کر ساحروں کے مارے جانے کی خبر سن کر' اپنی بہن کے پاس آئی ہے۔ ہر ایک معزز اور جلیل القدر

ساحر اس پر مائل ہے' مگر اس خوف سے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہے' کوئی عقد
کی خواستگاری نہیں کرتا ہے۔ ملکہ بہار ناکتخدا ہے۔ حیرت جانتی ہے کہ افراسیاب اس

سے عشق کرتا ہے' اس لئے چاہتی ہے کہ بہار طلسم میں نہ رہے' مگر ظاہر میں خاطر
کرتی ہے۔

خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی' حیرت نے اشارہ کیا۔ ساقی بہار کے سامنے جام لایا۔ مے کشی
شروع ہوئی۔ جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا' بہار نے کہا: "باجی یہ طلسم میں کیا
غلغلہ ہے؟"

حیرت گویا ہوئی: "اے بہن! اس مہ رخ حرامزادی کی قضا آئی ہے۔ شامت کی ماری
نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہے۔ حضور کے جاں نثاروں کو قتل کرتی
ہے۔ اب میں جا کر گرفتار کر کے' ایسے برے حال سے جوتیاں لگا کر قتل کروں گی
کہ اس طلسم میں کوئی اس طرح بے عزت نہ ہوا ہو گا۔"

بہار نے یہ باتیں سن کر برا مانا' اس لئے کہ مہ رخ اس کی عزیز ہے' اور کہا: "بہن
یہ تو ناحق کہتی ہو۔ آخر مہ رخ سے اور مہ جبیں سے ہماری عزیز داری' کیا بلکہ وہ
خون شریک ہیں۔ کہیں لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہے؟ تمہارے منہ سے یہ کس
طرح نکلا کہ جوتیاں لگا کر قتل کروں گی۔ کچھ وہ ہم لوگوں سے کم نہیں۔ ہاں البتہ
شہنشاہ یا ساحران مرحلہ طلسم یا ساحران بلائے ہفت حجرہ یا ساکنان دریائے ہفت رنگ
یا ساکنان دریائے نیل وغیرہ اس کے اوپر غالب آ سکتے ہیں۔ یا اس سے ہم اور تم مقابلہ
کر سکتے ہیں۔ یا پھر شہنشاہ کے چاروں وزیر مقابلے کے لائق ہیں۔ فولاد بیہوشی خوار کو سحر
کر کے اژدہے سے نگلوا لیا ہوتا' اگر پتلے طلسمی نہ ہوتے تو میدان جنگ سے فولاد کا
بچ کر آنا دشوار تھا۔ پھر ایسے معزز بزرگ عالی خاندان کو تم کیونکر جوتیاں لگاؤ گی۔"

ملکہ حیرت یہ کلام سن کر غیظ سے آگ ہو گئی اور کہا: "او چھوکری' تو سر دربار مہ
رخ کی شان و شوکت بیان کر کے میرے سرداروں کو خوفزدہ کرتی ہے۔ در پردہ نمک

حرامی اسی کو کہتے ہیں۔ جب تو طرفداری کرتی ہے تو گویا تو بھی انہی باغیوں میں مل گئی ہے۔" یہ کہہ کر لوگوں سے کہا: "کیا دنیا میں خون سفید ہو گیا ہے کہ جب ایسے شخص نمک حرامی کریں' تو پھر کسی اور سے کیا امید ہو گی۔ لو صاحب ہمارے سامنے اور مہ رخ کی تعریف۔ وہ حرامزادی اب ہماری عزیز ہے یا دشمن' میں اسے جوتیاں نہ لگاؤں گی' تو کیا سر پر چڑھاؤں گی۔"

بہار نے یہ درشت باتیں سن کر کہا: "بس بس منہ سنبھالو۔ نمک حرام' جو ہو گا وہ ہو گا۔ مجھے کیا کام کسی سے۔

یہ جھگڑے میری پیزار جانے۔ میرے منہ نہ لگنا۔ میں بھی اپنے نام کی ہوں۔ تمہارا سارا شہزادی پن معلوم کرا دوں گی۔ مجھ سے یہ نہ جتانا کہ تم شاہ کی زوجہ ہو۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک افراسیاب کی سواری ظلمات کی طرف سے آئی۔ افراسیاب دستنبو اچھالتا ہوا' خوش طبعی کرتا۔ تخت سے اترا۔ اہل دربار تعظیم کے لئے اٹھے۔ ہر ایک کا مجرا اور سلام ہوا۔ اور تخت پر بیٹھا۔ دیکھا کہ بہار جادو غمگین ہے اور آنکھوں سے پیہم آنسو رواں ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مشاطہ حسن نے اس عروس بہار کے چہرہ زیبا پر موتیوں کا سہرا آراستہ کیا ہے۔ یا صدف کا منہ کھلا ہے کہ موتی آبدار اگل رہی ہے۔ چہرے کا رنگ فرط نزاکت سے گل کی طرح سرخ ہے۔ افراسیاب یہ دیکھتے ہی بے قرار ہو گیا اور پوچھا: "اے غیرت وہ گلشن صرصرا! تو رنج سے آزاد رہے۔ تجھے کون سا دکھ پہنچا ہے کہ شکل غنچہ دل تنگ ہے۔"

بہار نے عرض کیا: "اے شہنشاہ! اب میں نمک حرام ہوں اور ارادہ رکھتی ہوں کہ لشکر مہ رخ کی بہار پر جا کر وہ خزاں لاؤں کہ اس کے مددگار عندلیب کی طرح نالہ و شیون کریں اور مجھے رحم نہ آئے' اور باغ ہستی میں کسی باغ کا نخل قامت باقی نہ رہے' باغ طلسم سے ہم بھی بوئے گل پریشان کی مانند جدا ہوں گے۔"

افراسیاب نے اس غنچہ دہن کا یہ کلام سنا اور دیکھا کہ چشم نرگسی میں اشک شبنم بھرے

ہیں۔ لب نازک حرارت غضب سے اور تیزی صہبائے کلام سے پھول کی پتلیوں کی مانند تھرا رہے ہیں۔

طبیعت کو پیدا ہوا ہے ملال
ٹھہرنا اسے یاں ہوا ہے محال
لبوں پر ہنسی' چتونوں میں حجاب
محبت بظاہر' بباطن عتاب

افراسیاب نے حیرت کو ڈانٹا "اگر یہی لوگ نمک حرام ہوں گے' تو تم نمک حلال کہاں سے ہوئیں۔" حیرت نے کہا: "یہ باتیں سب مجھ پر آئینہ ہیں۔ چلو مجھ سے ایسی باتیں بناوٹ کی نہ کرو۔ میں آدمی کی نگاہ پہچانتی ہوں۔ تم ان کی پشتی بھلا کیونکر نہ لو گے۔"

یہ طنز بھی بہار کو برا لگا اور افراسیاب پتے کی بات سن کر چپ ہو رہا۔ بہار نے دل میں سوچا کہ چل کر مہ رخ کا لشکر برباد کرے اور وہاں سے کسی طرف نکل جائے۔ یہ سوچ کر گلشن کلام میں یوں گل ریزی کی۔" اے شہنشاہ! آخر حضور کسی نہ کسی جاں نثار کو تو بہر مقابلہ بھیجئے گا۔ مجھی کو روانہ فرمایئے۔"

افراسیاب نے سوچا کہ اگر میں روکتا ہوں تو حیرت کہے گی معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا۔ اسی لئے بہار کو اجازت دیتے ہوئے کہا: "اچھا جاؤ' لیکن تم الگ رہنا۔ اپنے کسی نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہ رخ کا فیصلہ کر دے میں بھی تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔

بہار نے کہا: "آج تک تو میں نے کسی کی مدد نہیں چاہی۔ اگر آپ بھی بہر امداد تشریف لائے تو میں اپنا گلا کاٹ لوں گی۔ کہیں ایسا غضب نہ کیجئے گا جو کسی کو بھیجئے۔"

افراسیاب نے کہا: "سچ ہے اے ملکہ' تم ایسی ہی ہو۔" اور پھر رخصت کا خلعت منگا کر دیا۔

ملکہ بہار تیوریاں چڑھائے منہ پھلائے سوار ہو کر کوہ آرام میں آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہ کر اپنے سپہ سالار میخوار کر گردن پیشانی (گینڈے کی سی پیشانی) کو حکم دیا کہ لشکر ترتیب دود بسنتی رنگ کے اژدر پر سوار ہوئی۔ ساٹھ ہزار جادو گرنیاں اور ساحر' جادو کا اسباب لے کر آمادہ سفر ہوئے۔

دوسرے دن صبح...... نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا۔ ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی۔ تخت کے سامنے گلدستے گلزار رکھے تھے۔ تخت پر گھٹا چھائی تھی۔ مہین مہین بوندیاں پڑتی تھیں۔ جدھر سے سواری نکلی تھی' سادلی کے تختے ازخود ظاہر ہوتے تھے اور پھولتے تھے۔ ملکہ کے سر پر خواصیں چتر زرین لگائے تھیں۔ کچھ پری زادیاں خود بخود ظاہر ہو کر پچکاریاں لئے رنگ کھیلتی تھیں۔ ہولیاں گاتی تھیں۔ جادو گرنیاں اور ساحر چاندی سونے کے پھول' ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھیں۔ سحر کی نیرنگیاں دکھاتی تھیں۔

غرضیکہ ملکہ بہار بڑے جاہ و حشم سے پانچ کوس کا کوچ و مقام کرتی روانہ ہوئی جب لشکر کوہ آرام سے ایک منزل نکل آیا تو ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ میخوار کر گدن پیشانی نے عرض کیا: "اے ملکہ اگر اجازت دیجئے تو آپ کا یہ غلام بارہ ہزار ساحروں سے آگے جا کر لشکر مہ رخ کو گرفتار کرے' اس لئے کہ حضور کی تشریف آوری کے وقت زحمت نہ ہو' صرف سر کٹوا کر شہنشاہ کے پاس بھیجنا باقی رہے۔"

بہار نے کہا: "اچھا جا اور میرا سکھایا ہوا سحر جاتے ہی کرنا۔"

میخوار سپہ سالار' ساٹھ ہزار ساحروں میں سے بارہ ہزار ساحر منتخب کر کے' جو اس کی خاص اردلی میں تھے۔ ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور جلدی راہ طے کر کے لشکر مہ رخ کے قریب پہنچا۔ خیمہ استادہ کرایا۔ نقارے بجے۔ لشکر اترنے لگا۔ مگر میخوار نے اپنے خیمے کے برابر ایک اور خیمہ برپا کرایا اور اسباب سحر کا لے کر' اس میں سحر کرنے بیٹھ گیا۔ خون خنزیر سے چوکا دیا۔ صندل کی چوکی پر کھڑے ہو کر سحر پڑھنے لگا۔ سور کے خون سے آپ بھی نہایا۔ آگ کی انگیٹھی پر دھتورے کے پھل' رائی' سرسوں اور بنولے جلاتا تھا۔ لیکن مہ رخ کے طائر سحر بھی تاک میں تھے۔ انہوں نے لشکر کو اترتے دیکھا۔ مہ

جبیں کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دعا ثنا کے بعد اطلاع دی: "ملکہ بہار کا سپہ سالار میخوار آیا ہے اور فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔"

مہ رخ نے عمرو سے کہا: "خواجہ خدا خیر کرے" بہار کا آنا بڑا قہر ہوا۔ اس سے ہم کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے حتیٰ کہ ہم اس کے سپہ سالار کی بھی ہمسری نہیں کر سکتے۔"

ملکہ اور خواجہ میں تو باتیں ہونے لگیں اور دوسرے عیار خبر سن کر لشکر سے نکل کے صحرا میں چلے گئے۔ عمرو نے کہا ملکہ! "خدا مالک ہے۔ گھبرانا نہیں چاہیے۔" عمرو ہرچند تسلی دیتا ہے، مگر سارے لشکر میں کھلبلی مچ گئی اور جو کم اعتقاد بزدل تھے، وہ بھاگنے لگے۔ جو ساحر مطیع اور بہادر ہیں، انہیں موت کا یقین واثق ہو گیا۔ عمرو نے دعا دینے کے بعد چاہا کہ میں بھی لشکر سے نکل جاؤں۔ اس وقت یکایک آسمان پر ابر آیا اور اس ابر سے ہزاروں ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے۔

نافرمان نے کہا: "اے ملکہ! معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سرخ مو، کاکل کشا، حاکم قلعہ سرمویاں آتی ہے۔"

مہ رخ نے ساحران معزز کو استقبال کے لئے بھیجا: "عمرو یا تو جاتا تھا یا ٹھہر گیا کہ دیکھوں کون آتا ہے۔" لیکن جب شکیل وغیرہ تعظیم کے لئے سرخ مو کے پاس پہنچے، سرخ مو ملکہ نافرماں کے گلے سے لپٹ گئی، اس لئے کہ ان دونوں میں بہناپا ہے اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہے کہ کیوں عمرو کی شریک ہوئی ہو۔ اب بھی باز آؤ اور میرے ساتھ چلو۔

غرضیکہ بارگاہ میں آئی۔ ساحرہ جلیل القدر ہے اور صاحب ملک و مال ہے۔ تیس ہزار اس کے مطیع ہیں افراسیاب بھی خاطر کرتا ہے۔ حسینہ جمیلہ بھی ہے۔ مہ رخ نے اٹھ کر تعظیم کی اور دنگل زریں پر بیٹھا۔ اس نے دیکھا کہ ملکہ مہ جبیں تخت پر جلوہ گر ہے۔ دربار لگا ہے۔ ایک کرسی پر عمرو بیٹھا ہے۔ عمرو کا حلیہ چونکہ سارے طلسم میں افراسیاب نے ہی جاری کیا تھا۔ اسی سبب نے سرخ مو نے بھی شناخت کیا اور عمرو کی عجیب صورت دیکھ کر ہنسی اور کہا: "اے نافرمان بہن یہ تم نے کیا غضب کیا کہ شہنشاہ سے

بگاڑی۔ افسوس مفت میں اپنی جان کھوئی۔"
نافرمان نے کہا: "بہن شہنشاہ عمرو کا ستارہ عروج پر ہے اور افراسیاب مارا جائے گا۔ طلسم فتح ہو گا۔ عمرو کا شریک ہو گا' وہ بچے گا' باقی سب مارے جائیں گے۔ بہن تم بھی مل جاؤ۔"
سرخ مو یہ تقریر سن کر بہت ہنسی اور کہا: "بہت خوب۔ کہاں افراسیاب اور کہاں عمرو۔ واہ ری آپ کی عقل۔ کہاں زمین اور کہاں آسمان۔ تم مجھے سمجھاتی ہو۔ اگر عیار ہزاروں' ساحروں کو قتل کریں گے' تو وہ بھی کیا ہو گا افراسیاب کی فوج اس قدر ہے کہ ایک قلعہ ہے۔ اس میں کئی سو کنوئیں ہیں۔ اس کے ہر کنوئیں میں بے شمار مچھر بھرے ہیں' مگر وہ مچھر نہیں ہیں' بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہے۔ اگر اس میں سے ایک کنواں کھول دے تو سارا طلسم ساحروں کی فوج سے بھر جائے۔ بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور فرض کیا کہ عمرو ہر طرح غالب آ جائے گا' مگر لوح طلسم کہاں سے پائے گا' کیونکہ بے لوح طلسم فتح نہیں ہوتا اور لوح طلسم کہاں ہے' یہ افراسیاب خود بھی نہیں جانتا پس عمرو کہاں سے لائے گا یہ۔"
نافرمان نے کہا: "اے سرخ مو! وہ مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کرے گا کہ لوح ملے گی اور طلسم فتح ہو گا تم نے سنا نہیں کہ دشمن اگر قوی است' نگہبان قوی تراست"

سرخ مو نے کہا: معلوم ہوا کہ اے بہن! اب ہماری تمہاری جدائی ہو۔ ہم کسی طرح عمرو ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کریں گے۔"
بارگاہ میں اس طرح کی باتیں باہم ہو رہی تھیں کہ اتنے میں وہاں میخوار سحر پڑھ چکا تھا۔ بھینٹ دے چکا اور اسی طرح خون خنزیر میں نہایا ہوا خیمے کے دروازے پر آ کر کھڑا ہوا۔ مہ رخ کے لشکر کی طرف سحر پڑھ کر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر محیط ہوا۔ ہوا کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے۔
سرخ منہ نے کہا: دیکھو کوئی آفت آئی" یہ کہہ کر پرواز کر کے چلی' لیکن ابر سارے

لشکر پر محیط ہو گیا تھا۔ ہوائے سرد کا جھونکا لگا۔ بے ہوش ہو کر گری۔ کچھ عرصے کے بعد پھر ہوش میں آئی اور کہا: "اے نافرمان! تیری محبت میں' میں بھی گرفتار ہوئی۔"

نافرمان' مہ رخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ میخوار جب طبل جنگ بجوائے گا' اسی وقت مقابلہ ہو گا۔ اس جلدی میں سب سحر پڑھنے لگے' مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوائے سرد کے جھونکے جسم میں لگے تو سب بیہوش ہو گئے لمحے کے بعد جو ہوشیار ہوئے۔ سب مبہوت ہو کر جھومتے تھے اور صراحی و جام لے کر میخواری کرتے تھے۔ کوئی کسی کے ڈھول لگاتا تھا۔ کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا۔ کسی کو عالم مستی میں دریا موجزن معلوم ہوتا تھا۔ ناک پکڑ کر زین پر گرتا تھا' اپنی دانست میں غوطہ لگاتا تھا۔ کوئی کہتا تھا۔

دنیا میں ذرا دیکھ ہوسناک تماشا
پھر خاک میں تو دیکھے گا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہے کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہو کر' ڈھولک بین پکھا وج لے کر ہولیاں گانے لگا۔ مستوں کے نعروں اور قلقل مینا کے شور سے ہر طرف ہنگامہ تھا۔ الغرض یہ تو سب ابر سحر کے نیچے مقید ہیں کہ جو مہ رخ کے لشکر سے باہر جانے کا قصد کرتا ہے اسے ہوائے سرد کا جھونکا ابر سے نکل کے بے ہوش کر دیتا ہے اور جو ابر کے نیچے ہے' وہ مست ہو رہا ہے' لیکن سوائے عمرو کے' دوسرے عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے۔ انہوں نے دور سے اپنی فوج کی یہ کیفیت دیکھی۔ زفیل عیاری بجائی۔ قران زفیل سن کر عیاروں کے آپاس آیا۔ انہوں نے یہ حال بیان کیا۔ قران عیاری کی فکر کرتا ہوا ایک طرف چلا اور تینوں عیار ایک سمت روانہ ہوئے۔ ادھر سپہ سالار میخوار سحر خوانی سے فراغت کے بعد خون خنزیر میں نہایا تھا۔ اس لئے حکم دیا کہ سقے پانی حاضر کریں۔ غسل کروں گا۔ سقے مشک لئے اس دریا پر آئے' جو لشکر کے قریب تھا۔

اتفاق سے قران عیاری کی تدبیر سوچتا۔ دریا پر آ نکلا۔ سقوں کو پانی بھرتے پایا تو ان سے پوچھا: "یہ پانی کہاں جائے گا؟"

انھوں نے کہا: "میخوار نہائے گا۔"

قران نے ایک سقے سے کہا: "بھائی' مجھے تم سے ایک بات کہنا تھی' بلکہ تمہاری امانت میرے پاس ہے۔ تمہارے ایک دوست نے مجھے دی ہے۔"

سقہ یہ کلام سن کر لالچ میں آیا اور سوچا: "ہر چند میں اس شخص کو پہچانتا نہیں' مگر کیا حرج ہے شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جا کر لے لوں۔" یہ سوچ کر قران کے ہمراہ علیحدہ آیا۔ قران نے اسے لے جا کر حباب بیہوشی منہ منہ پر مارا کہ وہ بے ہوش ہوا۔ اسے درخت سے باندھ کر قران اس کی صورت بنا۔ مشک کندھے پر ڈالی۔ کھاردے کی لنگی پہنی۔ تسمہ کمر سے لگایا۔

کانٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہاں سے جلدی جلدی آ کر دریا سے مشک بھری اور کمر میں اپنا چھرا چھپا کر' مشک اٹھا کر میخوار کے لشکر میں آیا۔ دیکھا خیمے کے اندر سب سقے جاتے ہیں' قران بھی خیمے میں آیا۔ دیکھا میخوار چوکی پر بیٹھا ہے اور سقے مشک لا کر اس کے جسم پر ڈالتے ہیں اور پھر پانی بھرنے جاتے ہیں۔

قران نے پشت پر آ کر ہاتھ سے مشک کا منہ کھولا اور دوسرے ہاتھ سے کمر سے چھرا نکالا۔ مشک کندھے پر سے اتار کر' میخوار کے سر پر اڑھا دی۔ وہ حیران ہو کر مڑا تھا کہ قران نے چمک کر چھرا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر کاٹ ڈالا۔ شور و غل پیدا ہوا۔ تمام عالم میں تاریکی چھا گئی۔ ساحر دوڑے قران جست کر کے خیمے سے نکل کر بھاگا۔ جب ساحر خیمے کے اندر آئے۔ آواز سنی کہ مارا مجھے' نام میرا میخوار کرگدن پیشانی تھا۔ ساحروں نے لاش اٹھائی رونے پیٹنے لگے۔ لیکن مہ رخ کے لشکر پر وہ ابر جو محیط تھا' شق ہو کر برطرف ہو گیا اور سب کو ہوش آ گیا۔ وہ حالت مستانہ رفع ہوئی۔

سرخ مو نے کہا: "بہن نافرمان میں جاتی ہوں۔ یہ کیا تھا کیا ہو گیا۔"

نافرمان نے کہا: "میخوار کے سحر ہیں ہم سب مسحور تھے۔ اس کو کسی عیار نے قتل کیا۔ ہم لوگ رہا ہو گئے سرخ مو کے ہوش اڑ گئے کہ عیاروں کہ عیاروں نے میخوار کو کتنی جلد قتل کیا۔ کہا: "بہن میں مان گئی۔ واہ وا کیا کہنا۔"

نافرمان نے کہا: "بہن کہاں جاؤ گی۔ ٹھہرو دیکھو۔ اب کیا ہوتا ہے۔"

سرخ مو ٹھہر گئی۔ اس عرصے میں قران بھاگ کر صحرا میں پہنچا اور زفیل عیاری بجائی۔ برق آواز سن کر دوڑا آیا اور کہا: "اے خلیفہ! میخوار کے لشکر میں یہ شعلے کیسے بلند تھے۔ شور و غل ہو رہا تھا۔"

قران نے کہا: "میں نے میخوار کو جہنم واصل کیا۔ جلد جا کر مہ رخ کے لشکر کو لاؤ ور حریف کی فوج کو قتل کرو۔"

برق پوری عجلت سے مہ رخ کے پاس آیا اور کہا: "جلدی چلئے۔ لشکر میخوار کو قتل کیجئے۔"

مہ رخ نے نفیر سحر بجائی۔ جلد جلد فوج میں کمر بندی ہوئی۔ ساٹھ ہزار ساحر آ کر میخوار کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ سحر چلنے لگا۔ سلیں برف کی گرنے لگیں۔ کسی ساحر نے دریائے سحر کے زور سے ظاہر کیا۔ کسی نے آگ برسائی۔ کسی نے پتھر برسائے۔ کسی سمت تیر پرتے تھے۔ ایک ہنگامہ قیامت برپا رہا۔ مہ جبیں نے تخت آگے بڑھایا۔ دلارام نے سحر کی بجلیاں گرائیں۔ عمرو اپنے دستور کے مطابق کبھی لوٹ مار کر کے' کبھی جست کر کے' کبھی خنجر زنی کر کے سر اور پاؤں قلم کرتا تھا۔ مردوں کو لوٹتا تھا۔ اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا۔

اسد نامور ضیغم روزگار
نظر کردہ شیر پروردگار
زتیغم بمیدان جنگ آوراں
شود چار سو الاماں الاماں

ابر سیاہ چار طرف سے گھر آیا تھا۔ برق شمشیر چمکتی تھی۔ سر بارش کی طرح برستے تھے۔ شکیل شہزادہ اسد کی حفاظت کرتا ہوا' ساتھ ساتھ لڑتا ہوا جاتا تھا اور دشمن کی صفوں کو پراگندہ کرتا تھا۔

دم بھر میں لشکر حریف کے بارہ کے بارہ ہزار ساحر مارے گئے۔ بازاری لوگ بھاگ کر بہادر جادو کی سمت روانہ ہوئے۔ مہ رخ نے خیمہ ڈیرہ' مال و خزانہ سازو سامان سب لوٹ لیا۔ غضب کارن پڑا۔ لوٹ مار کر کے سب اپنے پڑاؤ پر آئے۔ سردار بارگاہ میں داخل ہوئے۔ صحبت عیش برپا ہوئی۔ فتح و نصرت کی نذریں مہ جبیں کو گزرنے لگیں۔

سرخ مو نے بھی اٹھ کر نذر دی اور کہا: "اے ملکہ! اب اگر میں اپنے ملک کو جاؤں گی' جبکہ آپ کے یہاں جنگ میں شریک تھی' تو افراسیاب مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔ لہٰذا میں بھی آپ کی کنیز ہوں' خواہ جان جائے یا رہے۔"

مہ رخ نے گلے سے لگایا اور سرخ مو کو خلعت دیا۔ اس نے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا۔ کہ مع فوج لشکر و مال و خزانے کے' مہ رخ کے لشکر میں پہنچو کہ ہم نے عمرو کی اطاعت اختیار کی۔ یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور سحر پرواز کر کے ملک سرخ مویاں کی طرف روانہ ہوا۔

لیکن اب حال سنئے کہ ملکہ بہار منزل اس طرف چلی آتی ہے اور منتظر ہے کہ میخوار کا نامہ یہ خوشخبری لاتا ہے کہ لشکر حریف گرفتار ہوا' تو میں جلدی جا کر سب کے سرکاٹوں اور افراسیاب کو بھیجوں۔ یہاں تک کہ ایک دن صحرائے سبز زار میں اتری تھی کہ ساحر روتے پیٹتے بھاگتے ہوئے آئے۔ بہار نے استغاثے کی صدا سن کر اپنے روبرو طلب کیا اور حال دریافت فرمایا۔ انہوں نے پورا حال بیان کیا کہ میخوار کا لشکر کیونکر برباد ہوا۔ بہار یہ کیفیت سن کر زرد ہو گئی اور فرط غضب سے پشت دست کاٹنے لگی۔

اسی وقت طاؤس سحر پر روانہ ہوئی۔ طاؤس سحر سیمرغ تھا۔ اسی قدر عظیم الجثہ اور جیم و ضخیم تھا۔

سواری کا جاہ و جلال سب چھوڑا' اکیلی اس طاؤس پر بیٹھ کر روانہ ہوئی۔ فوج کے سرداروں

نے جو بہار کو جاتے دیکھا' اسی وقت کوچ کا نقارہ بجایا اور ساحر جلد جلد سوار ہوئے۔ مگر ملکہ بہار نے افسروں سے کہا: "میں آگے جاتی ہوں۔ جب مہ رخ کا لشکر پانچ کوس باقی رہ جائے تو وہاں آ کر ٹھہرنا۔ میں جا کر ان کا خاتمہ کئے دیتی ہوں لشکر لے جانے میں یہ قباحت ہے کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہیں کئے جاتے ہیں اور وہ لشکریوں میں مل کر آفت برپا کرتے ہیں۔ میں کھڑے کھڑے سب کو گرفتار کر کے چلی آؤں گی۔"

یہ کہہ کر ملکہ بہار دو چار کنیزوں اور انیسوں جلیسوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئی۔

○○○

• ملکہ بہار

یہاں مہ رخ کی بارگاہ میں سامان عشرت مہیا تھا۔ ہر ایک مائل عیش و طرب تھا، مگر مہ رخ خوفزدہ تھی کہ بہار کا سپہ سالار میخوار مارا گیا۔ وہ ضرور آئے گی۔ بکھیڑا مچائے گی۔ عمرو بھی سن چکا تھا کہ میخوار بہار کی طرف سے آیا تھا۔ وہ قتل ہوا ہے۔ اب کوئی دم میں آفت آیا چاہتی ہے۔ یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ غرضیکہ عمرو نے مہ رخ سے کہا: "خدا حافظ، میں جاتا ہوں، تم ہر بلا اور مصیبت میں دست استقلال سے دامن صبر نہ چھوڑنا اور گھبرا نہ جانا۔ آمد بہار کی خبر ہے، میرا ٹھہرنا مناسب نہیں۔" یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل گیا۔

عمرو کے جانے سے دوسرے عیار بھی جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور مہ رخ بہار کا سحر توڑنے کی تدبیر میں مصروف ہو گئی۔ اس عرصے میں یکا یک سرد ہوا چلنے لگی اور خود بخود مہ رخ کے پورے لشکر میں غل پڑ گیا کہ بہار آئی۔ مہ رخ اور تمام افسر بے تابانہ باہر نکل آئے۔ دیکھا کہ لشکر کے روبرو طاؤس زمردیں بال تھرا رہا ہے اور ملکہ اس پر سوار ہے۔ جب سب لشکری بارگاہ سے اور اپنے خیموں سے باہر نکل آئے اور ایک جگہ جمع ہو کر ملکہ بہار کی صورت زیبا اور طلعت جہاں آرا دیکھنے لگے۔ اس وقت بہار نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ گھٹا گھنگھور اٹھی۔ مہ رخ اور تمام ساحر سحر پڑھ پڑھ کر دستکیں دینے لگے، مگر عین درمیان میں زرد رنگ کا غبار زمین سے اڑا۔ پورے لشکر کی آنکھیں بند ہوئیں اور گھٹا ہر سمت چھا گئی۔ پھر جو مہ رخ وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف چمن طولانی لاثانی لگے ہیں۔ باد صبا جھومتی ہوئی مستانہ وار خراماں ہے، اور ایک گز بھر کا بلند حصار بلوریں کوسوں تک سامنے نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ جس وقت اہل لشکر کی آنکھیں بند ہوئی تھیں، تو ملکہ بہار نے اپنی سحر کی جھولی سے ایک کاغذ نکال کر اور قلم دوات لے کر، اس کاغذ پر ایک طلسم

لکھا کہ وہ کاغذ ایک باغ بن کر تیار ہو رہا ہے۔ یہ طلسم اس لئے بنایا کہ جو اس باغ کے اندر آئے گا۔ مبہوت ہو جائے اور چونکہ تختہ کاغذ پر باغ بنا ہے اس میں کوئی نقب نہ لگا سکے۔ غرض سب نے دیکھا کہ بہار جادو اپنے طاؤس کو اڑا کر' اس باغ کے اندر چلی گئی۔ یہ دیکھتے ہی تمام لشکر اور مہ رخ اسی باغ کی طرف چلے۔

دفعۃً وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر
وصف شادابی میں جس کے ہے مری قاصر زباں

لغزش مستانہ دکھلانے لگا پائے خیال
بسکہ اس کی چار دیواری تھی صاف آئینہ ساں

پشتہ دیوار پر اس کے وہ سبزہ دوب کا
خوار سرسبزی سے جس کے سبز خط گل رخاں

ہر دریچہ پر گماں تھا صاف جسم حور کا
قدرت حق کا نمایاں تھا ہر اک جانب سماں

صورت تصویر سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
فرط حیرت نے بھلا دی' دل سے فکر دو جہاں

جوں قدم آگے رکھا سب نے پئے گلگشت باغ
صنعتیں دیکھیں یہ اس گلچین قدرت کی عیاں

لڑکھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر قدم

نکہت گل نے ہر اک جانب میں کھولے عطر داں

وجد کی حالت میں سب باندھے کھڑے ہیں جھومتے
ہر طرف کیلے بہ شکل حد پوشان جناں

دار بستوں سے عیاں ہے چرخ اخضر کی بہار
تاک کے خوشے پہ ہے عقد ثریا کا گماں

طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی
ہے زمیں فیروزہ گوں اور لاجوردی آسماں

سجدہ خالق میں ہے ہر شاخ نخمل میوہ دار
حمد میں وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے دہاں

نشہ عشرت میں سنبل ہے کہیں پاؤں پڑی
کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی باصد زباں

آبشاروں سے خجل ہیں چشمہ ہائے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جن پر حوض کوثر کا گماں

ہے تماشا گاہ روح مومنین ہر کنج باغ
خوش گلے سے ہر چمن ہے رشک گلزار جناں

نغمہ آرایان گلشن ہیں بہم مرغولہ سنج

دیتے ہیں گلبانگ عشرت' طائران خوش بیاں

چہچہے کرتے ہیں گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرواز کوکو' سرو پر ہیں قمریاں

قہقہہ زن کبک ہیں' شمشاد کے سایے تلے

کرتے پھرتے ہیں قدر دان چمن اٹھکھیلیاں

ہے نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہیں باغباں

نخل کے پتوں سے آتی ہے جلا جل کی صدا
ہر روش پر کر رہے ہیں طاؤس میں اٹھکیلیاں

چل رہا ہے دور ساغر' ہر طرف ہے بزم عیش
ہے کمند آہوئے دیگر زلف مہ و شاں

تھاپ سے طبلوں کی ہے پیر فلک گردش میں آج
پہنچی بائیں کی کمک ہے از ثریا تا آسماں

باغ کے اندر' بلور کا چبوترہ سراسر نور کا تعمیر تھا۔ اس پر ریشمی دھاگے سے نمگیرہ استادہ تھا۔ اس کے نیچے قاقم سنجاب کا فرش بچھا تھا۔ قمر پیکر نازنین جام و سبو لے کر حاضر تھیں۔ ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی۔ جواہر کی چھڑی' جگنو جڑے' ہاتھ میں لئے لباس اور زیور سے آراستہ تھی۔ سامنے گلدستے اور لخلخے رکھے تھے۔ بہار کی دلاویز

صورت دیکھ کر گل رخان گلشن روز گار ہزار ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے۔ زلیخا نے خواب میں بھی یہ صورت نہ دیکھی تھی اور پریوں نے اڑ کر اگر پائی ہو گی' تو اس کی کنیزی ہاتھ آئی ہوں گی۔

زباں منہ میں آگاہ اسرار غیب
دہن حزم الحمد بے شک و ریب

بناگوش سے صبح محشر خجل
سیہ خال اس میں سویدا' اے دل

وہ غب غب میں اک موج آب زلال
دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال

ترقی پہ جوش بہار چمن
برو دوش گلدستہ یاسمن

سمن سینہ و نازک اندام و نرم
عیاں شرم شوخی میں' شوخی میں شرم

وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
کریں جس کی بیعت صنوبر پرست

وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ
کہیں دیکھ کر جس کو اہل نگاہ

زبس آئینہ ساں ہے تن کی صفا
یہ سینے پہ پڑتا ہے عکس آنکھ کا

پسینے کے قطروں میں بوئے گلاب
صفائے شکم سے خجل ماہتاب

درخشندہ ناف اس در پاک کی
مگر زہرہ تھی پردۂ خاک کی

وجود کمر کی لطافت گواہ
نہاں چشم میں مثل تار نگاہ

وہ رانیں بنائی تھیں سانچے میں ڈھال
پھسل جائے جن پر نگاہ خیال

نہ ہو ساقی کیوں روکش شمع طور
کہ تھی پشت پا اس کی رخسار حور

اس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر مہ رخ، شکیل، اسد، مہ جبیں، نافرماں، سرخ مو، ماہ جادو اور دلارام سب پکار اٹھے۔

کہاں گل کہاں مرتبہ خار کا
کہاں میں کہاں سامنا یار کا

مرے بخت برگشتہ سے ہے بعید
کہ دیکھوں میں آنکھوں سے یہ روز عید

اے ملکہ بہار! ہم لوگ آپ کے پروانہ وار' شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہیں۔ ہمارے حال زار پر نظر فرمایئے۔

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر
کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر

آیئے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف
فرش بن جائیں ابھی' دامن صحرا ہو کر

صبر و ہوش و خرد و تاب و تواں لے گئے آپ
دل تڑپتا ہے یہاں سینہ میں تنہا ہو کر

چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تم پر
گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ' پورا ہو کر

اے ملکہ! ہمیں اپنی غلامی اور کنیزی میں سرفراز فرمایئے۔ ملکہ بہار نے ان کے حال پر کچھ اعتنا نہ کیا اور ایک گلدستہ اٹھا کر ان کی طرف کھینچ مارا۔ پھر سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس گلدستے کی ایک پنکھڑی الگ ہو گئی۔ اور پھولوں کا گجرا بن کر

مہ رخ کے لشکریوں میں پڑ گئی۔ جب گجرے سب کے ہاتھوں میں بندھ گئے۔ اس وقت سب منتیں کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ "اے ملکہ بہار! توبہ توبہ ہمیں عمرو عیار مکار نے بہکایا تھا۔ اب حضور ہماری خطا معاف کریں اور ہم سب کو شہنشاہ افراسیاب کے پاس لے چلیں۔"

بہار نے کہا: "اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ۔ میں تمہیں شہنشاہ کے پاس لے چلوں۔" یہ کہہ کر جست کر کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باغ کے باہر نکل کے چلی۔ ساری خلقت اس کے پیچھے پیچھے دیوانہ وار، بیقرار، عاشقانہ شعر پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اس کے چلے جانے کے بعد وہ باغ سحر غائب ہوا، لیکن عیاران لشکر نے دور سے سارے لشکر کو مستانہ چال پر جاتے دیکھا۔ زفیل عیاری بجائی۔ سب ایک جگہ جمع ہوئے برق نے کہا: "استاد میں عیاری کو جاتا ہوں۔"

برق اور سب عیاروں نے کہا: "یہ ہم سے نہ ہو گا۔"

عمرو نے کہا: "تم سب ٹھہرو۔" اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھ کر معجزہ طلب کیا کہ "یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوہ والسلام...... میری صورت دنیا والوں کی نظر میں ایک چودہ سالہ لڑکے کی دکھائی دے۔" یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحاق نکالا کہ جس میں آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ اس آب طاہر ومطہر سے سارے جسم کو تر کیا۔ گویا پانی چھڑکتے ہی کایا پلٹ ہو گئی۔ عمرو کی شکل زیبا ایک خوبصورت لڑکے کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگر کھا گلنار پہنے ہے۔ تین کمر پیٹیاں لگی ہیں، ٹوپی، گوٹا، پٹھا، ننگے سر پر ہے۔ جوہر اور موتی اس میں ٹنکے ہیں۔

تیرے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

گلے میں منت کے تیرہ طوق پڑے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیرہ برس عمر کے

گزرے ہیں۔ ابھی چودہ سال پورا نہیں ہوا ہے۔ جو طوق منت کا پہنایا جاتا۔ مگر اس کی چتون سے گویا عاشق مزاجی پیدا ہے۔

اسیری عشق کو منظور تھی اپنی لڑکپن میں
پہنائے طوق منت کے بہانے میری گردن میں

اطلس کا پاجامہ' پاؤں میں جوتا بھاری پہنے کہ دم رفتار ہر ایک دیکھ کر یہ کہے۔

شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چلی
اپنی آنکھوں کو بچھائیں دوست دشمن زیر پا

بھولی بھولی صورت' نازک رخسار پھول سے' حسن خداداد میں یگانہ زمانہ!

دیکھے زلیخا گر تجھے ہو جائے بے خود دیکھ کر
یوسف کو کہتے ہیں حسین' لیکن نہ ہو گا اس قدر

انسان تو کیا چیز ہے' پریوں کے یاں جل جائیں پر
ہرگز نیاید در نظر صورت نہ رویت خوب تر

جب وہ اس شکل مرغوب کو دکھانے کے لائق ہوا' اس وقت بہار کی سواری سے دو کوس آگے نکل گیا۔ اور ایک صحرائے پاکیزہ اور دشت ریاض دیکھ کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا۔ آنکھیں بند کر لیں اور انگرکھے کے بند کھول دیئے۔ ٹوپی اتار ڈالی۔ ہاتھ کان پر رکھ کر تانیں مارنا شروع کیں اور عاشقانہ اشعار اور ہجرت محبوب پر غزل گانے لگا اور روتا جاتا تھا۔

کشتہ اک عالم ہے چشم بعث خود کام کا
استخوانوں میں مزا پاتے ہیں سگ بادام کا

اے تپ غم گور میں لے چل جوانی میں مجھے
دوپہر ہے موسم گرما میں وقت آرام کا

تختہ میت' فراق یار میں معراج ہے
وحی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا

بادشاہی ہے گدائی کوچہ محبوب کی
زیر پا ہر ایک قدم ہے یا محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہی نہیں آنکھیں تیری
نشہ اللہ رے' شراب حسن کے دو جام کا

گیسوؤں نے کر دیا وہ چند حسن روئے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

عرصہ روئے زمیں ہو جائے دشت کربلا
یار کو مرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

داخل کعبہ ہوا' کتم عدم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرام کا

سینکڑوں ہی دل ہیں مثل ماہی بے آب اسیر

یار کا چاہ زنخداں بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی میں اپنے عالم دیوانگی
حلقہ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ میں آتش وہ ماہ

حال بدتر تھا کتاں سے جامہ احرام کا

ملکہ بہار قیدیوں کو لئے چلی آتی تھی۔ جب کوئی آدھ کوس وہ مقام رہ گیا کہ جہاں یہ کھڑا گا رہا تھا۔ اس نے صدائے دلکش سنی۔ کلیجہ تھام لیا اور بے قرار ہو کر اپنے طاؤس کو اڑایا اور اسی صدا کی طرف چلی' اس لئے کہ جیسا یہ سحر باغ و بہار کرتی ہے۔ ویسے ہی یہ رنگین مزاج اور علم موسیقی میں بھی دخل رکھتی ہے۔ غرضیکہ عمرو کے قریب پہنچی۔ عجب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین' اٹھتی جوانی' محبوب لاثانی' شاخ درخت پکڑے' آنکھیں بند کئے گا رہا ہے اور اس طرح ترنم سرا ہے کہ اس جگہ کے سب چرند اور پرند محو ہیں کوئی طائر اس طفل کے بازو پر بیٹھا ہے کسی نے سر پر آشیانہ نہ کیا۔ کوئی ہاتھ پر بیٹھا ہے' مگر اس لڑکے کو اپنی دھن میں کچھ خبر نہیں ہے۔ کانوں میں بالے پڑے ہیں۔ بازو بند جواہر کے بندھے ہیں۔ گلے میں خوشنما ہیکل پڑی ہے۔ ہاتھوں میں ہندگی لگی ہے۔ چہرہ چودھیں رات کا چاند ہے' ملکہ وہ بھی اس کے سامنے ماند ہے۔ پر تکلف لباس سے آراستہ ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہے۔ بہار اس گل رخسار کے قریب گئی اور پکار کر پوچھا: "اے سرو قامت! تو کس گلشن شاداب کا نونہال ہے کہ اس طرح اس دشت پر خطر میں کھڑا ہے۔ تیرے والدین کا کیسا پتھر کا کلیجہ ہے۔

اس وقت کہاں اس دشت میں آہوا جلوہ گر اے بت حور لقا

میری جاں ہے جاتی' برائے خدا' کچھ کہہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تیری زلف ہے دام بلا' نہ فقط تیرے حال ہیں ہوشربا
ہیں یہ عشوہ و غمزہ ناز و ادا سبھی باندھے کمر' پئے غارت دل

عمرو نے یہ صدا سن کر آنکھیں کھولیں اور سہم کر بہار کی طرف دیکھا۔ ہاتھ باندھ کر سلام کیا اور کہا: "میں جاتا ہوں۔ مجھے معلوم نہ تھا' یہ جگہ آپ کی ہے۔"
بہار نے دیکھا کہ تجھے دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا ہے اور بچپنے کے سبب ڈر گیا ہے' یہ سمجھ کر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی۔ عمرو ہاتھ جوڑتا روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا۔ اب کبھی یہاں نہ آؤں گا۔
بہار نے دل سے کہا' ہے ہے یہ بالکل ناسمجھ ہے۔ نہیں معلوم کیونکر یہاں آیا ہے۔
بس اس نے چمکار کر کہا: "میاں ڈرو نہیں۔ ہم تمہیں پیار کریں گے۔ تم کس کے صاحبزادے ہو؟"
عمرو بہار کے چمکارنے سے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا۔ "تم ہمیں مارو گی تو نہیں۔ ہمیں باجی اماں نے مارا۔ ہم یہاں بھاگ آئے۔"
بہار نے یہ سن کر خیال کیا کہ افسوس والدین اس کے ڈھونڈتے ہوں گے اور یہ یہاں بھاگ آیا ہے' جب ہی میں حیران تھی کہ یہ بچہ جنگل میں کیوں کھڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ ڈر کے بھاگا ہے۔ بس اس نے کہا: "نہیں نہیں' تم خوف نہ کھاؤ۔ ہم تم کو نہ ماریں گے۔"
عمرو نے کہا: "سامری قسم' نہیں مارو گی۔"
بہار نے کہا: "سامری قسم' کچھ نہ کہیں گے۔"
عمرو چند قدم آگے بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا۔ اس وقت بہار نے سوچا کہ کم بخت

اس کے ماں باپ نے ایسا مارا ہے کہ لڑکا سہما جاتا ہے۔ یہ تصور کر کے پر بہار جھولی سے ایک بہت خوش رنگ گلدستہ نکالا اور کہا: "یہ لو گے؟"

عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہے' اگر سحر کر دے گی تو کچھ نہ بنے گا۔ گلدستہ دیکھتے ہی ہنس کر بولا: "ہاں لیں گے۔"

بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا: "آؤ ہمارے گلے لگ جاؤ تو دیں۔"

عمرو دوڑ کر گلے سے لپٹ گیا اور کہا: "وہی پھول دو باجی' لاؤ وہی دو۔"

بہار نے دونوں گالوں پر خوب پیار کیا اور کہا: "چل میں تجھے اپنا بیٹا کروں گی۔"

عمرو نے کہا: "باجی اماں کیا تمہیں ہو؟"

بہار بولی "ہاں"

عمرو گویا ہوا: "پھر ہمیں پھول دو۔"

بہار نے پوچھا: "تمہارا گھر کہاں ہے؟"

عمرو نے کہا: "ہمارا گھر بہت دور ہے۔ ادھر دیکھو' وہ سامنے جو درخت ہے' بس ادھر ہی ہمارا مکان ہے۔ وہ دکھائی دے رہا ہے۔"

بہار نے کہا: "چل جھوٹے۔ گویا تیرا گھر ایسا قریب کہ سامنے دکھائی دیتا ہے۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواصیں اور انیسیں آ پہنچیں۔ عمرو انہیں دیکھ کر' بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا: "ہم جاتے ہیں۔"

بہار نے اپنی خواصوں سے کہا: "بچہ ڈرتا ہے۔ تم لشکر کی طرف جاؤ۔ میں آتی ہوں۔"

خواصیں آگے بڑھ گئیں۔ بہار نے کہا: "کیوں میاں اپنی باجی کو چھوڑ جاؤ گے۔"

عمرو بولا: "پھر کیا تمہارے گھر چلیں؟"

بہار نے کہا: "ہاں چلو۔"

عمرو نے کہا: "ہمیں ہرن پکڑ دو گی۔"

بہار نے پوچھا: "ہرن کا کیا کرو گے؟"

عمرو گویا ہوا: "اے باجی ایک دن ہماری باجی اماں کہتی تھیں کہ ہم جو اپنے بھیا کی شادی

کریں گے تو ہرن کا گوشت پکائیں گے۔ ہم نے سن رکھا تھا۔ آج ہم جنگل میں بھاگ آئے ہیں تو ہرن لیتے جائیں۔ اماں خوش ہو کر ہمارا بیاہ کر دیں گی۔"

بہار خوب ہنسی اور کہا: "تجھے جورو کے ملنے کی بڑی خوشی ہے۔ اگر تو میرا بیٹا بنے گا' تو شہزادی بیاہ لاؤں گی۔ تو اپنے باپ کا نام بتا۔ میں اسے بلوا کر مانگ لوں گی۔"

عمرو نے کہا: "ہمارے ابا کا نام امیہ جادو اور ہمارا نام گلرنگ جادو ہے۔ باجی ہمارے گھر چلو۔"

بہار نے کہا: "تمہیں گھر اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔ میں تمہارا گھر لوگوں سے ڈھونڈوا کر تمہارے باپ کو بلوا بھیجوں گی۔"

عمرو نے کہا: "اچھا ہمیں گود میں لے چلو۔"

بہار نے اسے گود میں لے کر اپنے طاؤس پر بٹھا لیا اور لے کر روانہ ہوئی۔ بہار کے حکم کے مطابق اس کا لشکر مہ رخ کے لشکر سے پانچ کوس کے فاصلے پر آ کر اترا تھا۔

بہار کئی کوس آ ہی چکی تھی' تھوڑے ہی عرصے میں داخل لشکر ہوئی۔ فوج کے سرداروں کو بلا کر حکم دیا: "لشکر مہ رخ میرے سحر میں گرفتار ہو کر آیا ہے۔ جب تک ان کے ہاتھوں میں گجرے بندھے رہیں گے' ہوش نہ آئے گا۔ تم لوگ احتیاطاً پہرہ کر لو تاکہ کوئی افتاد نہ پڑے۔"

کنیزوں کو حکم دیا: "بارگاہ کے اندر سب سامان عشرت مہیا کر کے' تم سب آج کی رات بارگاہ سے باہر رہو۔ خبردار کوئی بارگاہ کے اندر نہ آئے کہ عیار تم میں مل کر چلے آئیں گے۔ دل تھرا رہا ہے۔ اس وقت لشکر مہ رخ کے سرکٹ نہ سکیں گے' کل صبح کو قتل کروں گی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہوں۔ آمد و رفت میں تھک گئی ہوں۔ میری بارگاہ کے گرد بھی کوئی نہ رہے۔ میں اپنی حفاظت آپ کر لوں گی۔"

کنیزیں یہ حکم پا کر مصروف کاروبار ہوئیں اور فوج نے جا کر لشکر مہ رخ کو گھیر لیا۔ پہرا مقرر ہو گیا۔ ادھر خواصوں نے پر زر مسند بچھائی۔ جواہر کی پلنگڑی آراستہ کی۔ پھلوں

کی ڈالیاں خوش رنگ نرالیاں لگا دیں۔ قابوں میں شراب ناب کی کشتیاں رکھ دیں۔ خاصے کے خوان چن دیئے۔ عطر دان' چنگیر' چوگھڑے' پاندان' جملہ سامان موجود کر کے آپ سب بارگاہ کے باہر چلی آئیں۔ ملکہ بہار مع عمرو کے بارگاہ میں داخل ہوئی۔ بارگاہ کے سراپچے فراشوں سے اٹھوا دیئے اور کہا: "شام قریب ہے' تم بھی روشنی کر کے باہر چلے جاؤ۔"

فراشوں نے دن ہی سے شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے۔ صرف عمرو اور بہار تنہا رہ گئے اس اثنا میں وہ دن تمام ہوا اور رقاصہ فلک ستارہ دار پیشواز زیب قامت کر کے' خسرو انجم کے روبرو مجرا کرنے کو حاضر ہوئی اور ترک سپہر خنجر لے کر۔ بہ عہدہ پاسبانی خیمہ چرخ کے در پر ٹھہرا۔

دکھایا ماہ نے جب روئے پرنور
دھوئیں کی طرح ظلمت ہو گئی دور

ہوا گردوں کا تخت آبنوسی
فروغ ماہ سے نور تجلی

وہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر
بسان مہر تھا' ہر ایک اختر

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی۔ کھانے کے لئے خاصہ اور لذیذ طعام سامنے رکھا۔ عمرو نے کہا' میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ غرضیکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرما کر مسند پر بیٹھی اور کہا' میاں صاحبزادے کچھ گاؤ۔ عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا۔ کبھی اشعار عشق انگیز اور کبھی ہجرت آمیز گاتا تھا۔

تا عمر بود درہوس روے تو باشم
درخاک شوم خاک سر کوئے تو باشم

فردائے قیامت نہ روم جانب طوبے
در سایہ سرو قد دلجوئے تو باشم

خوش آنکہ زباں از پے دشنام برآری
من دست برآوردہ دعا گوے تو باشم

پہلوئے تو پیوستہ نشنند رقیباں
تا من تنوانم کہ بہ پہلوئے تو باشم

از غمزہ تو ساحری آموز وازدے
موئے شوم و در خم گیسوئے تا باشم

ہرگہ کہ تو از نازری دست بچوگاں
خواہم ہمہ تن سر شوم و گویائے تو باشم

از شاخ گل تازہ منم بلبل ایں باغ
معذورم اگر شیفتہ روئے تو باشم

روزے کے فلک خواند مرا نام ہلالی
میخواست کہ من مائل ابروئے تو باشم

اس وقت بہار کی بارگاہ کے گرد صحرائی جانور محو ہو کر چلے آئے۔ ہوا چلنے سے تھم گئی۔ سماں بندھ گیا۔ بہار زار زار ابر نو بہار کی مانند گریاں ہوئی' اور تال سم پر بے قرار ہو کر حسرت سے منہ تکتی تھی۔ پہر بھر کے بعد عمرو نے بانسری رکھ دی اور خاموش ہو رہا۔ بہار بے تاب ہو گئی اور کہنے لگی' میاں صاحبزادے' کیوں مجھے گھائل کر کے تڑپتا چھوڑتے ہو۔ ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزیں تسکین پائے۔"

عمرو نے کہا: "میرے سر میں درد ہوتا ہے۔"

بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مے گلگوں اس کو پلا دوں اس کے نشے میں یہ خوب کیفیت دکھائے گا۔ بس اس نے شراب میں ساغر بھر کر کہا: "لو میاں یہ شربت پی لو۔"

عمرو نے کہا: خوب کیا ہم جانتے نہیں کہ یہ شراب ہے۔ ہمارے گھر میں سب پیتے ہیں۔ لاؤ ہم بھی پئیں۔"

بہار نے کشتی میں حاضر کی۔ عمرو نے اپنے قاعدے کے مطابق مے خانہ آراستہ کیا اور گلابیوں کا گلدستہ بنایا۔ سرخ شیشے کے برابر سبز کنٹر لگایا۔ بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا' یہ کسی اولوالعزم کا لڑکا معلوم ہوتا ہے' لیکن عمرو نے اس الٹ پھیر کرنے میں' شراب میں داروئے بیہوشی ملا دی اور کہا: "اے ملکہ' تم پہلے پیو کہ میر مجلس ہو۔ پھر ہ بھی پئیں گے۔" بہار اس کی شائستگی پر آفریں کرنے لگی۔ عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لے کر پی گئی۔ پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہیں پیتے ہیں اور مے کشی سے انکار زیبا نہیں۔

وے پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد
گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد

گفتم بباد میدہد ایں بادہ نام و ننگ
گفتا قبول کن سخن و ہرچہ بادا باد

پر کن زیادہ جام دو مادم بگوش ہوش
بشنوازیں مکابیت جمشید و کیقباد

اس کے بعد دو چار ساغر اور پلائے۔ عمرو نے نگاہ بچا کے دو جام اپنے گریباں میں انڈیل لئے کہ بہار کو معلوم ہو کہ خود بھی پیتا ہے اور پھر بانسری لے کر بجانے لگا۔ اس وقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا منہ چومتی تھی اور مستی میں آ کر خود بھی گاتی تھی دین و دنیا فراموش تھا۔ ہر دم نوشا نوش تھا اور عمرو گا رہا تھا۔

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق باراں
سب ایک جاں ہیں' اب آج باہم ہوا ہے تقدیر سے یہ سماں
فلک جدائی کی گھات میں ہے یہی محل دعا ہے یاراں
ہوئی ہے مدت میں وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایاں
کروں میں اپنے جھکا کے سر کو' خدا سے تو اے صنم دعا کر

ہوئے ہیں مدت میں دونوں باہم' خوشی ہو دل کو گلہ نہ کیجئے
نہیں ہے کوئی مخل صحبت' گلے میں ہاتھوں کو ڈال دیجئے
شراب گلگوں بھری ہے شیشے میں' دست تسکین جام لیجئے
حجاب بے جا ہے وصل کی شب' نقاب الٹیے شراب پیجئے
ہماری سنئے کچھ اپنی کہئے' لپیٹئے اب منہ سے منہ ملا کر

یہ صحبت ناؤنوش شب بھر رہی۔ بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ معشوقہ سپہر نے حجلہ مشرق سے اپناہ چہرہ پر نور خلوتیاں شب کو دکھایا۔ محفل افروز انجم نے انجمن کوکب کو برخاست فرمایا۔

شب ہوئی آخر نمایاں' ہو چلے آثار صبح

آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح
روئے روشن سے اٹھایا' مہر گردوں نے نقاب
مرد مان دہر تھے' مصروف کاروبار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار جادو مسند پر بے ہوش پڑی ہے۔ پائجامہ رانوں تک چڑھ گیا ہے۔ دوپٹہ کہیں پڑا ہے۔ سینہ کھلا ہے۔ عمرو نے بہار کی زبان نکال کر سوزن سے چھید دی اور اٹھا کر خیمے کے ستون سے باندھ دیا۔ بیہوشی دفع کرنے کا فلتیہ سلگا کر سنگھایا۔ بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی۔

عمرو نے سلام کیا اور کہا: "باجی تم نے ہمیں ہرن نہ منگا کر دیا۔"

بہار کو اب تک وہی رات کا خیال تھا چاہا کہ جواب دے' لیکن زبان منہ سے نکلی ہوئی اور چھیدی ہوئی تھی۔ بولا نہ گیا۔ سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ عمرو نے اپنی زنبیل سے کوڑا نکالا اور غیظ و غضب سے پکارا۔ میں عیاران عالم کا شہنشاہ' منکروں کی ڈاڑھی منڈوانے والا اور ساحروں کا سر کاٹنے والا۔ اے بہار دیکھا تو نے قدرت کا تماشا کہ کس طرح میں نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا۔ اطاعت کی صورت میں جان بچے گی' ورنہ کوئی دم میں راہی ملک عدم ہو گی۔

بہار چونکہ حیرت سے رنجیدہ ہو کر آئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی' اس لئے اشارے سے کہنے لگی' مجھے رہا کر دو' میں مطیع ہوتی ہوں۔ عمرو نے فوراً زبان سے سوزن نکال کر اس کا منہ کھول دیا۔ جب بہار چھوٹی تو سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح فریب کیا۔ اسی طرح لازم ہے کہ اس کے ساتھ دغا کروں اور دوسرے اس کی لیاقت کیا ہے' جو تجھ ایسی ساحرہ اس کی اطاعت کرے۔ پھر ہے تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہی' اس سے انحراف اچھا نہیں۔ یہ سوچ کر اس نے عمرو کی جانب قہر کی نگاہ سے دیکھا۔

عمرو نے کہا: "اے بہار آ میں نے تیرے اشارے کرنے پر اعتبار کیا۔ لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ اب میں رہا ہو چکی ہوں' تو عمرو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اے بایمان' اس طرح مار ڈالوں گا کہ جیسے کوئی مچھر یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہے۔ جو کچھ تجھ سے اس وقت ہو سکے۔ کر لے بے شک اپنے ساحروں اور مددگاروں کو بلا لے۔"

یہ کہہ کر عمرو بارگاہ کے باہر نکل آیا۔ بہار نے نعرہ کیا: "لینا اس چور کو" ساحر دوڑے عمرو نے حضرت دانیال کی منڈھی نکالی اور چھتری کی طرح استادہ کر کے اس کے نیچے بیٹھ رہا۔ بہار اور سب ساحروں نے آ کر گھیرا اور کہا: "اے مکار' اب تو کہاں جائے گا۔" یہ کہہ کر بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چاروں طرف لالہ و گل کے تختے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا' مگر عمرو منڈی میں بیٹھا رہا۔ سحر نے کچھ تاثیر نہ کی' کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہے اور عمرو جہاں ایسا ہی شدید مجبور ہوتا ہے' وہاں تبرکات سے کام لیتا ہے۔ صاحبقراں نے قسم لے لی ہے کہ کبھی گلیم اوڑھ کر یا منڈھی کھڑی کر کے قتل نہ کرنا۔ اس لئے کہ بشر سے بہ عہدۂ بشری کام لینا چاہیے مردان عالم کو زیبان نہیں کہ کسی کو مجبور کر کے قتل کریں۔

جب سحر نے عمرو پر کوئی اثر نہ کیا تو بہار نے ساحروں سے کہا: "اسے گھیرے رہو۔ میں جا کے پکڑے لاتی ہوں۔" یہ کہہ کر منڈھی کے اندر قدم رکھا۔ اسی وقت سر نیچے اور پاؤں اوپر' الٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی۔ عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ گئی۔ عمرو نے زنبیل سے چار پریاں نکالیں اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایوں کی نکال کر' منڈھی سے کہا کہ خیمے کی طرح وسیع ہو جا۔ حکم کے مطابق منڈھی نے خیمے کی شکل اختیار کر لی۔ اس پر کلس یاقوت کے چڑھے تھے۔ سراچے اور پردے جواہر دوز تھے۔ عمرو نے پلنگڑی بچھائی۔ پریوں نے فرش آراستہ کیا۔ عمرو پلنگڑی پر لیٹا۔ پریاں ہاتھ پاؤں دبانے لگیں۔

عمرو نے حکم دیا: "مابدولت رات بھر آرام پذیر نہیں ہوئے ہیں۔ خبردار بیدار نہ کرنا۔"

یہ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں۔ ادھر ساحروں نے جو بہار کو لٹکے دیکھا۔ سحر کر کے چھڑانے
آئے۔ جو آیا الٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا۔ پری نے عمرو کو بیدار کر کے عرض کیا:

"کوئی آیا ہے۔" عمرو اس پر خفا ہوا: "کہہ دیا تھا' مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا۔"
اور اٹھ کر ساحروں کو مارنا شروع کیا۔ انہوں نے فریاد کرنا اور دہائی دینا شروع کر
دیا۔ ساحر جو باہر کھڑے تھے' وہ سحر کرنے لگے۔ کسی نے سحر کیا کہ دریائے آتش
پیدا ہوا اور منڈھی اس میں غائب ہو گئی۔ آگ نے پانی کی طرح طغیانی کی' لیکن منڈھی
کو کچھ ضرر نہ ہوا۔ جب ساحروں نے اس ارادے سے کہ دیکھیں عمرو جل گیا یا نہیں'
آگ کو فرو کیا۔ دیکھا کہ عمرو اسی طرح ساحروں کو زود کوب کر رہا ہے۔
یہ دیکھ کر پھر سحر کرنے لگے۔ کبھی پتھر برسا کر منڈھی کو چھپا دیا۔ کبھی پانی میں سحر
کے غرق کیا اور تلواروں سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا' لیکن کچھ نہ ہوا اور جو اندر
گیا' الٹا ہو کر لٹک گیا۔ اس وقت عمرو نے بہار سے کہا: "ارے ملکہ اگر میں چاہتا
تو تمہیں پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کر لیتا' لیکن میرے آقا کا حکم نہیں ہے کہ
اس طرح کسی کو ہلاک کر دوں۔ ہاں تم لوگ ساحری کرتے ہو' اس لحاظ سے ہم لوگ
تم سے مکاری و عیاری سے پیش آتے ہیں اور اگر تم لوگ پہلوانوں کی طرح مردانگی
سے مقابلہ کرو تو شہزادہ اسد خود ہم نبرد ہو اور پھر ہم عیاری نہ کریں۔ اب لازم ہے
کہ اطاعت کرو' ورنہ اے بہار' قسم ہے پروردگار کی قتل کر کے صاف چلا جاؤں گا۔
کوئی میرا پیچھا نہ کر سکے گا۔"
بہار نے کہا: "خواجہ مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں تابعدار ہوں۔"
عمرو نے منڈھی سے حکم کیا: "بہار کو چھوڑ دے۔"
حسب ارشاد بہار رہا ہوئی اور منڈھی میں ٹھہر کر سوچنے لگی کہ اپنی جان دینا گوارا کروں
یا عمرو کی اطاعت کروں۔ عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع ہونے میں
تامل ہے۔ اس وقت کہا: "اے بہار! یہ عجیب بات ہے کہ تجھ جیسی محبوبہ' حسینہ' زیرک
اور دانشمند ہو کر زمرد شاہ کو سجدہ کرے۔ اور کچھ اپنے مال کار پر غور نہ کرے۔

زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یوں حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے در بدر نہ بھاگتا پھرتا بس آگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق دو جہاں ہے پھر ایسے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اس کے بندے یعنی لقا کی پرستش کرنا زیبا نہیں۔ فسق و فجور کے اس خارستان سے نکل کر گلشن ہدایت کی سیر کرو۔ لقا اور افراسیاب چند روز میں مار ڈالے جائیں گے۔ یہ خیال بجا ہے کہ لقا بچا لے گا۔"

الغرض عمرو نے پروردگار کی وحدانیت میں ایسا کچھ بیان کیا' اور ازراہ عیاری اپنی شوکت دکھائی اور اپنی منڈھی استادہ کر کے عظمت جتائی کہ بہار کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا۔ قلب کو سرور ہوا۔ بہار عمرو کے گانے پر بھی فریفتہ تھی' دوڑ کر اس کے قدم پر سر رکھ دیا اور عرض کیا: "میں آپ کی ایک کنیز ناچیز ہوں۔"

عمرو نے اس کا سر سینے سے لگایا اور کہا: "اے ملکہ! ازراہ عیاری جس طرح میں تم کو باجی کہتا تھا۔ اب بھی تم میری بہن ہو۔ انشاء اللہ دیکھنا کہ اس طلسم میں تمہارا کیا رتبہ ہوتا ہے۔"

بہار نے عرض کیا: "میں بھی جانبازی اور سرفروشی میں کوئی قصور نہ کروں گی۔"

الغرض یہ عہد و میثاق باہم کر کے ملکہ بہار منڈھی سے باہر نکلی اور افسران فوج سے کہا: "میں نے عمرو کی اطاعت اختیار کی۔ تم لوگ اگر میری نوکری کرو' بہتر۔ اور اگر تمہیں عمرو کی اطاعت منظور نہ ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ۔" پوری فوج نے اطاعت کی۔ بہار نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ لشکر مہ رخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور ہر شخص عاشقانہ شعر پڑھتا تھا' وہ موقوف ہوا اور سب ہوش میں آئے۔ گجرے پھولوں کے جو بندھے تھے' وہ مرجھا کر ہاتھوں سے نکل گئے۔ اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا۔ اس میں سے جو پہلے قتل ہوا' وہ مارا گیا باقی تقریباً پچاس ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے۔ بہار جادو نذر لے کر چلی۔ عمرو نے منڈھی اکھاڑی اور روانہ ہوا۔

ملکہ بہار مہ رخ کے پاس آئی اور مہ جبیں کو نذر دی۔ شہزادہ اسد اور مہ رخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا: "تمہارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی۔ مہ جبیں سب کو

لے کر وہاں آئی۔ جہاں بارگاہ تھی اور شاہی خیمے نصب تھے' کیونکہ وہ مقام لشکر بہار سے پانچ کوس پر تھا۔ اب بہار اور نافرمان ایک ہونے سے بہار اور مہ رخ کے لشکر بھی ایک ہو گئے۔ وہ فاصلہ جاتا رہا۔ ساحروں کی لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی فوج مہ جبیں کی ملازم ہوئی۔ غرضیکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے اپنے مقام پر آئے' عیش و عشرت میں مصروف ہوئے۔

بہار مہ جبیں کے درار میں آ کر جواہر آگیں کرسی پر بیٹھی۔ ارباب نشاط حاضر ہونے لگے۔ مئے ارغوانی کے جام کا دور شروع ہوا۔ عیار بھی لشکر میں آئے اور بزم عیش میں شریک ہوئے۔ اس وقت طائران سحر نے آ کر مخبری کی کہ ملکہ سرخ مو کا سپہ سالار مع لشکر داخل ہوا۔ مہ رخ نے استقبال کے لئے لوگ بھیجے۔ لشکر کو اترنے کا حکم صادر فرمایا۔ شمشاد فیل پیکر سرخ مو کے پاس حاضر ہوا۔ اسباب و خزانہ کی جو فہرست ہمراہ لایا تھا' پیش کر کے اسباب و مال سپرد کیا۔ الحاصل یہ سب پوری دلجمی سے عیش و آرام میں مشغول ہوئے۔

ادھر افراسیاب کو ملکہ بہار کا آزردہ ہو کر چل آنا بہت شاق گزرا تھا۔ جب بہار ملکہ حیرت کی کج بحثی کے باعث اجازت رزم لے کر روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا' تو افراسیاب کہ بہار کا عاشق ہے' منغض ہو کر کوہ چینی کی طرف چلا گیا۔ یہ پہاڑ گلہائے رنگا رنگ سے گلدستے کی مانند ہے اور ہزار در ہزار رنگ کے درخت گلدار اور سایہ دار لگتے ہیں۔ جانور زمزمہ سرائی کرتے ہیں۔ افراسیاب دل بہلانے لگا' لیکن غنچہ و گل کو دیکھ کر اس گل پیرہن یعنی ملکہ بہار کی یاد اور زیادہ آئی۔ چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا۔ جب دل مضطرب کو تسلی نہ ہوئی تو اس وقت ایک نامہ پراز اشتیاق و عذر و معذرت ملکہ بہار کو اس مضمون کا تحریر کیا۔

"اے سراپا بہار' جان عشاق' ملکہ بہار! تیرا چمن آرزو گلہائے مراد سے دن رات سلامت و رنگین رہے۔ ہر شاخ تمنا تمہارے لب لعلیں کی طرح ہری رہے۔ اے جان جاں! تمہارے ناراض ہو کر جانے سے اپنا حال درد فرقت سے برا ہے۔ حیرت کے کہنے کا

برا نہ ماننا۔ مجھے اپنا عاشق صادق جاننا۔ اس عظیم مہم سے واپس آؤ۔ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ۔ یہاں سے کسی اور ملازم کو بھیجا جائے گا۔ وہ حریفوں کا کام تمام کرے گا۔ تمہیں مسند ناز زیبا ہے' عاشق کے سینے پر سونا اچھا ہے۔ تم شب زفاف کے معرکے کی مبارز ہو نہ کہ میر میدان جنگ۔"

یہ نامہ قلم بند کر کے سحر پڑھا۔ زمین شق ہوئی۔ ایک پتلا پیدا ہوا۔ اس نے نامہ دے کر حکم دیا کہ جہاں بہار بیٹھی ہو' وہیں یہ نامہ پہنچاؤ۔ پتلا نامہ لے کر چلا۔ یہاں بہار مہ رخ کی بارگاہ میں جلوہ فرما ہے کہ پتلا پہنچا اور نامہ دیا۔ بہار نے پڑھ کر جواب لکھا۔

"فلک بارگاہ' انجم سپاہ' مشتری خصائل' زہرہ شمائل' عطارد رقم' ساحران جہاں افسر عالی' جناب شہنشاہ افراسیاب۔ سلامت عشق سے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوباں میں صورت زیبا تمہاری حبیب رہے۔ نامہ محبت پہنچا کہ سراسر گلدستہ گلستان محبت اور نوبادہ بوستان مودت تھا۔ عشق کجا' اور عاشق کا نام تو جہان سے اٹھ گیا۔ اس لئے کہ:

چاہت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھئے
اپنے ہی دل سے آپ قسم دے کے پوچھئے

فی الحال اپنے مافی الضمیر سے آپ کو آگاہ کرتے ہیں۔

بدنامی سہیں گے ہم تمہاری خاطر
رسوائی سہیں گے ہم تمہاری خاطر
تم بھی جو کرو بات ہماری منظور
تو کیوں نہ کریں گے' ہم تمہاری خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو۔ ہم سے ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر ہمارے عشق کا دعوئی ہے تو تحفہ طلسم لے کر مع قیدی شہزادہ بدیع الزماں اور ملکہ تصویر جادو کے یہاں آؤ اور عمرو

کی اطاعت اختیار کرو کہ ہم نے اب دل سے عمرو کی تابعداری اختیار کی اور اپنی جان ان کے قدموں میں نثار کی ہے۔

"نامہ تمام' والسلام۔"

نامے کا جواب پتلے کے حوالے کیا۔ وہ لے کر کوہ چینی پر آیا۔ افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جس نے عقل و ہوش کو جلا دیا۔ بے قرار بے تاب ہو کر اسی وقت دستک دی کہ گھٹا ہوا کے کندھوں پر سوار ہو کر آئی اور پہاڑ پر اتری۔ اس پر تین ساحر سوار تھے۔ انہوں نے افراسیاب کو مجرا کیا۔ دیکھا کہ افراسیاب کمال غمگین اور آزردہ ہے۔ دو ساحر دست بستہ سامنے کھڑے رہے۔ افراسیاب نے حکم دیا: "اے شدید جادو' اے قہر جادو' اے عذاب جادو' تمہیں چاہیے کہ بے کراں فوج کے ساتھ یہاں سے روانہ ہو۔ ملکہ بہار مجھ سے خفا ہو کر لشکر حریف سے مل گئی ہے۔ اسے جس طرح ہو سکے' سمجھا کر میرے پاس لے آؤ۔ اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کر کے گرفتار کرنا۔ میں تمہارے لئے قبر جمشید پر جا کر ایک تحفہ طلسم لاتا ہوں۔ بہار زبردست بہت ہے' یوں گرفتار نہ ہو گی۔ میں چادر جمشیدی بھیجوں گا اور اسی لئے قبر جمشید پر جاتا ہوں لہٰذا تم روانہ ہو۔ چادر پہنچنے کا انتظار کرنا۔"

وہ تینوں ساحر' کوہ چینی کے متصل جو ملک واقع ہیں' وہیں کے حاکم ہیں۔ افراسیاب کے حکم کے مطابق اپنی جائے حکومت پر آئے اور ستر ستر ہزار کا لشکر تیار کر کے روانہ ہوئے۔ مہ رخ کے لشکر کے قریب پہنچے لشکریوں کے خیمے نصب ہوئے۔ اردوئے معلی کا نقشہ درست ہوا۔ لشکر اترا۔ شدید جادو خیمے میں داخل ہوا۔ طائران سحر نے فوج کے آنے کی خبر' جا کر مہ رخ اور مہ جبیں سے عرض کی۔ مہ رخ نے افسران فوج کو بلا کر حفاظت کی تاکید کی۔ لشکر ہوشیار ہوئے۔ سردار سالار سحر جگانے لگے کہ مبادا' شدید جادو غفلت دے کہ ضرر پہنچائے اور فوج پر چڑھ آئے۔ پلٹنوں اور رسالوں میں باجے بجنے

لگے۔ ہتھیار صیقل ہوتے تھے۔ مگر افراسیاب کوہ چینی سے باغ سیب میں آیا۔ سب نے تعظم کی' لیکن افراسیاب کی تیوری پر بل پڑے ہوئے تھے۔ کمال آزردہ ہو کر تخت

پر بیٹھا۔
حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ' مزاج ہمایوں کیسا ہے؟"
افراسیاب نے غصے سے جواب دیا: "اے حیرت' تمہاری کج بحثی نے آخر یہ نوبت پہنچائی کہ ملکہ بہار جا کر عمرو کے شریک ہوئی۔"
حیرت نے عرض کیا: "اے شہنشاہ! اس چھوکری کو بڑا غرور ہو گیا تھا۔ اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی۔ تیور اس کے پہلے ہی بد تھے۔ میرے سامنے مہ رخ کی تعریف کرتی تھی۔ شہنشاہ کو اس کا ملال نہ ہونا چاہیے۔ بہت جاں نثار ایسے ہیں کہ آن واحد میں اسے گرفتار کر کے حاضر حضور کریں گے۔"
افراسیاب نے کہا: "یہ فقط کہنے کی باتیں ہیں۔ لاکھوں روپے صرف کر کے مہ رخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پرورش کیا۔ سحر سکھایا۔ اب یکایک کیونکر ان سب کو قتل کر ڈالوں۔ میں اب تک یہی چاہتا ہوں کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤں۔ لہٰذا میں جاتا ہوں قبر جمشید پر۔ وہاں سے چادر لاؤں گا۔ اب تم گنبد نور پر جاؤ مجھے تمہارا ساتھ رہنا منظور نہیں۔ انسان تالیف قلوب کر کے اپنی فوج کے سرداروں کا دل بڑھاتا ہے یا برا بھلا کہہ کر دشمن بناتا ہے۔"
یہ کہہ کر جمشید کی طرف روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہو کر گنبد نور کی طرف آئی۔ مگر ادھر شدید اور قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے بہار جادو کے پاس بھیجے۔ ان میں مضمون فہمائش اور پند و نصیحت کے تھے کہ اے ملکہ' اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہیں۔ اب بھی چلی آؤ۔ نمک حراموں کا ساتھ نہ دو۔ دین جمشید و سامری برباد نہ کرو۔ بہار نے ہر بار سخت جواب دیا۔ دن بھر سوال و جواب' تقریر جا ری رہی۔ یہاں تک کہ وہ دن گزرا اور ساحر شب نے ہوم کرنے کے لئے رائی سرسوں بدلے' دانہ ہائے انجم کو ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوئے زحل فلک

پر آسن مار کر بیٹھا اور اپنا سحر جگانے لگا۔ سلطان فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا۔
شدید جادو اور قہر جادو وغیرہ نے مشورہ کیا کہ اگر شہنشاہ کے چادر جمشید لانے کا انتظار
کریں گے' تو سارے طلسم میں نامرد کہلائیں گے۔ اس بہار کی کیا حقیقت ہے۔ طبل
جنگ بجوا کر اسے گرفتار کر لو۔ جب تک چادر' آئے اپنا کام کر رکھو کہ باعث ناموری
ہے۔ یہ مشورہ کر کے طبل رزم بجنے کا حکم دیا۔ ساحروں نے نقارہ رزمی بجایا۔
طائروں نے مہ رخ کو طبل رزم کی خبر دی۔ ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور نفیر سحر بجی۔
فوج کے افسر سامان حرب کرنے لگے۔ چار پہر رات تیاری رہی۔ بنگالی باجے بجا کے
پوئیں تانی گئیں اور بیروں کو بھینٹ دے کر قابو میں کیا۔ چوکیاں بلائیں سوا من بھوگ
ہر ایک کو لگایا۔ بھوگ دے کر وعدہ لیا۔ ایک دوسرے نے حریفوں کے نام پر منتر
کی جاپ کی۔ گیلی مٹی پر جوت کا ٹمیان اڑا دیا۔ ناریل ناری کے ساگ میں لپیٹ کر
جلایا۔ کالا بھجنگا اور کلچڑی اور نیل کنٹھ کے خون سے جوت اڑایا گیا۔ چراغ کی لو تیز
کی۔ مسان کی مٹی تیلی کے مردے کی راکھ۔ مرگھٹ کے ٹھیکرے۔ مردوں کی ہڈیاں
جمع کر کے دستک پڑھنت کی تیاری کی۔ ناریل ترنج اور نارج کی لاگ مقرر کی۔ سامری
و جمشید کی جے بول کر اگیاری بڑھائی۔ رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے۔ ادھر بہادروں
نے خنجر ہائے آبدار کو تیز کیا۔ سامان دے کر سنگ چٹایا۔ تلواروں کی باڑھ کو دردرا
بنایا۔ کھانڈوں کے دو دو انگل کے بیٹھے چڑھوا دیئے۔ یہ باڑھ ہاتھ سے لپٹنے لگی۔ ہر
شمشیر آئینہ عروس مرگ بن گئی۔ لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک میدان جنگ کے لئے
تیار ہوا۔ رات بھر شجاعت کی باتیں' جوان مردی کی گھاتیں رہیں۔ یہاں تک کہ شعبدہ
باز فلک نے کاسہ مشرق سے حقہ زریں نکال کر تماشا گاہ چرخ میں گردش کیا ترک
فلک نے خنجر بیضاوی' خورشید کو آسمان کی سان پر لگایا۔
شہزادہ اسد نے صبح دم فریضہ نماز سحر ادا کیا۔ ہر ایک ساحر کہ اسلام کا مطیع ہو چکا ہے۔
دل سے یاد خدا کرنے لگا۔ بظاہر اسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا۔ یکایک پلٹن کی
بگل بجی۔ لشکر میں ترئی پھکی۔ کمر بندی ہوئی۔ افسر سوار ہوئے۔ سوارو پیدل مرنے پر

تیار ہوئے۔ ایک طرف مہ جبیں کا تخت' دلارام بزور سحر اڑاتی ہوئی ظاہر ہوئی۔ مہ رخ اور نافرمان شکیل اور بہار بڑے کر و فر سے تخت پر اور جادوئی طاؤسوں پر سوار' ملکہ مہ جبیں کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سب نے فرشی مجرا کیا' قلب لشکر میں تخت شاہی کو رکھ لیا۔ جوق جوق' طوق طوق' بیرق بیرق' سنجق' سنجق' علم علم اور چشم چشم ساحران نامی بط اور اژدر کے بازوؤں پر سوار' میدان جنگ میں داخل ہوئے۔ شہزادہ اسد غیر ساحروں کی فوج لئے گھوڑا طرارے بھرتا ظاہر ہوا۔

اسد بہ عہدہ سپہ سالاری لشکر مہ رخ کے آگے آ کر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیاں چمکنے لگیں۔ رعد کی طرح خوفناک آواز پیدا ہوئی۔ کالے کالے بادل جنگل سے اٹدے۔ شدید جادو' قہر جادو اور عذاب جادو اپنی فوج لئے ہوئے' دریائے مواج کی مانند بڑے جوش و خروش سے آ کر پہنچے۔ ساحروں نے بجلیاں گرائیں۔ درخت اور جھاڑیاں جل گئیں۔ سامنے کی آڑ ہٹی پھر ابر سحر برسایا۔ گرد و غبار بٹھایا صف آراؤں نے صف آرائی کی۔ دونوں طرف سے چود صفیں سد سکندر کی مانند آراستہ ہوئیں۔ نقیب ماضی کے بادشاہوں کا حال پڑھ کر بہادروں کو جنگ کی ترغیب دلانے لگے۔

نقیبوں کی صدا نے ہر ایک کو مرنے کی آرزو جتائی۔ لڑنے کی ہوس بڑھائی۔ قہر جادو نے اژدر بڑھایا اور میدان میں آیا۔ آگ پتھر برسا کر' اپنی اولوالعزمی دکھا کر آواز دی: "اے فرقہ نمک حراماں' آؤ میرے مقابلے کو' کہ تمہیں واجبی گوشمالی دی جائے۔"

نافرمان نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہ جبیں کے تخت کے سامنے آئی۔ حرب کی اجازت چاہی۔ مہ جبیں نے خلعت دیا۔ خدا کے سپرد کیا۔ نافرمان اس نافرمان کے سامنے آئی۔ سحر چلنے لگا۔ قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آ کر ران پر نافرمان کے پڑا۔ توڑ کر پار نکل گیا۔ یہ زخمی ہوئی اس وقت سرخ مو نے تخت بڑھایا۔ اجازت لے کر ان کے سامنے گئی۔ اس نے گولہ اس کے بھی مارا۔ سرخ مو نے خالی دے کر اپنی زلف کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اس کو کھول کر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھ کر اڑا دیئے کہ فلک کی جانب جا کر چمکنے لگے' وہاں سے تیر شہاب

کی مانند ٹوٹ کر جو گرے' قہر جادو کو توڑ کر زمین میں چلے گئے۔ شور قیامت کی طرح آوازیں آنے لگیں۔

مہ رخ کے ساحروں نے سحر پڑھ کر قہر جادو کے ببر شیر اپنے قابو میں کئے۔ ران چاک کر کے خون کے چھینٹے بھینٹ میں دیئے۔ وہ آفت مٹی۔ عذاب جادو نے پھر مقابلہ کیا۔ اس طرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا۔ عذاب جادو نے ترسول کے کئی حملے کئے۔ شکیل نے سب چوٹیں خالی دیں اور سحر پڑھ کر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر بن کر جو گرا۔ اس کے خرمن ہستی کو جلا دیا۔ اس وقت شدید جادو غضب میں آ کر میدان میں آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان میں پھینکا کہ اس سانپ کو شکیل نے ٹوکا۔ ہر چند اس نے رد سحر کیا' مگر کچھ نہ ہوا بیہوش ہو کر گرا۔ مہ رخ نے اٹھوا منگایا اور ساحر جھاڑنے کے لئے مقرر کئے کہ مر نہ جائے۔

اس وقت سرخ مو پھر مقابلے کو نکلی۔ سانپ نے اسے بھی گھیرا۔ اس نے ایک طاؤس کاغذ کا کتر کر سحر کر کے اڑایا کہ وہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار میں داب کر لے گیا۔ دونو لشکروں سے واہ واہ ہوئی کہ شدید جادو کو غصہ آیا اور کمان میں تیر رکھ کر سحر پڑھ کر مارا۔ سرخ مو نے دستک دی۔ چالیس سپر آپ سے آپ سامنے سے اڑ گئے' مگر شدید جادو کا تیر سب سپر توڑ کر سرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی۔

اس وقت شدید جادو للکارا: "اے بہار! میں تجھے گرفتار کرنے کو آیا ہوں۔ تو آ کر مقابل ہو۔ کہاں تک چھپے گی۔"

بہار تخت پر زیب و زینت کے ساتھ جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص' پھولوں کی ڈالیاں لئے سامنے کھڑی تھیں' گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا پکارنا سنا۔ فوراً تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اٹھا کر جنگل کی طرف مارا کہ پہاڑوں کی جانب سے شب دیجور کی مانند ایک ظلمت پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم میں چھا گئی۔ اس وقت بہار نے مقابلہ کھول کر اپنی پیشانی پر افشاں اور چاند ٹیکی لگائی۔ اس وقت اس تاریکی میں چاند اور ستارے

چھٹے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہے دن ظاہر نہ ہوتا تھا۔

شدید جادو رد سحر پڑھ کر دستکیں دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری: "اے بہار آؤ۔ اسی دم ہوائے سرد کے جھونکے آنے لگے اور لشکر شدید کے ساحر تالیاں بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا۔ ہزارہا عورتیں' نازنین' مہ جبیں حسین' و جمیل' ہاتھوں میں ساز اور باجے لئے پیدا ہوئیں۔ وہ عورتیں' یعنی ترکن' بعضی فرنگن' اور ہندو اور مارواڑ سب ملک کی اور ہر ایک قوم کی تھیں۔ اور سب مہ پارہ تھیں۔

انہوں نے اپنے اپنے ساز نہایت خوش آہستگی سے بجائے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشوں پر عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ اہل لشکر کی آنکھیں بند ہوئیں اور بہار کا موسم ظاہر ہوا۔ عجیب لطف تھا کہ شب ماہ میں پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ و چمنستان دور تک دکھائی دیتے تھے۔ نسیم مشک بار ہر مینائے سحر سے سر ٹکراتی تھی۔ غنچہ چٹک کر جمائی لیتے تھے۔

نسیم ہو رہی ہے صدقے ہر خیاباں پر
گلوں سے بھرتی ہے دامن کو اپنے باد صبا

نہ بسکہ محو تماشائے لالہ و گل ہے
نہیں جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا

شگوفے یوں نظر آتے ہیں باغ میں ہر جا
ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہیں ید بیضا

کسی کے نرگس مخمور سے جھکے ہیں یہ

جو سر جھکائے ہے ہر گل بدوش باد صبا

صبا پہ اب کی برس اس قدر ہے رنگ نشاط
کہ ہاتھ ہوتے ہیں رنگین' چھوکے برگ حنا

کسی کے روئے عرقناک کے تجسّس میں
چمن میں قطروں سے شبنم کے گل ہیں آبلہ پا

ہر ایک گل پہ کرے تا نثار گوہر اشک
اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہے گھٹا

چمن میں دیکھ کے گل نخل بارور ہر سو
یہ کہہ رہی ہے اٹھا کر چنار دست دعا

میں بے ثمر ہوں' مجھے بھی ثمر عطا کیجیو
الہٰی حرمت فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اتر کر چمنستان کے درمیان چلی گئی' اور وہ پری پیکر عورتیں جو صحرا سے آئی تھیں وہ بھی باغ میں داخل ہوئیں۔ جب شدید جادو اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جانے لگے تو دیکھا کہ سامنے سے ملکہ بہار ظاہر ہوئی۔ اس وقت اس کے حسن و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اس کی کنیز ہو جاتی۔

ماہ سے کب جبیں مقابل ہے
نقص داغ اس میں ہے، یہ کامل ہے

رشک خورشید تھی وہ پیشانی
چاند سے تھی ہلال کی تفسیر

کیا ہو تعریف چشم ہوں حیران
صاد کہتے تھے قاری قرآن

روشنی قلوب تھیں آنکھیں
چشم بد دور خوب تھیں آنکھیں

غنچہ بنی و گل رخسار
چمنستان عیش کی تھی بہار

بہار کو دیکھتے ہی شدید جادو شیفتہ ہوا۔ بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لے کر آئی اور پکاری: "اے فریفتگان جمال، عدیم المثال ملکہ بہار! اپنے جسم کا تھوڑا خون اس مہر تمثال کی نذر کرو۔ یہ نشتر اور طشت حاضر ہے۔ اس کی رسید دو۔"

یہ آواز سن کر شدید جادو کے ساحران لشکر دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس کنیز کے پاس جو بھی آیا اس نے ہاتھ کی فصد کھول دی۔ طشت ہاتھ کے نیچے رکھ دیا کہ خون اس میں گرنے لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر دوسرا آیا۔ اس نے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بے ہوش ہوا۔

مراکشتے و تکبیرے نگفتی
عجب سنگین' ولے اللہ اکبر!

اب طرفہ ہنگامہ بنایا گرتم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی۔ ایک دوسرے پر نشتر کھانے میں پیش قدمی کرتا تھا۔ اس اثنا میں بہار نے اپنی دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ شدید کو طلب کرے۔

کنیز نے باآواز بلند کہا: "اے شدید! تمہیں ملکہ عالم طلب فرماتی ہیں۔ جلد آؤ۔"
شدید جادو کنیز کی صدا سن کر بہار کی طرف چلا۔ بہار اسے آتے دیکھ کر وہاں سے پھری اور اس گلشن سحر میں دور جا کر ٹھہری۔ شدید پیچھے پیچھے خوشامدانہ آیا۔ قریب آیا۔ دیکھا کہ بہار چھڑی ہاتھ میں لئے گلگشت کر رہی ہے۔ جوڑا ترچھا بندھا ہے۔ دوپٹے کا آنچل سینے سے ڈھکا ہوا ہے۔ پائنچے کلائچے پر پڑے ہیں زانوں کے برابر برابر سلوٹیں پڑی ہیں۔ پھولوں کا گہنا پہنے' چمنستان کی سیر میں مصروف ہے جیسا حسن پہلے تھا' اس سے اس وقت سو حصے زیادہ ہے۔ شدید جادو دست بستہ سامنے کھڑا ہوا۔

بہار نے ایک چھڑی ماری اور کہا: "اسی منہ پر عشق کا دعوئی رکھتا ہے کہ حیرت نے سر دربار مجھے گالیاں دیں۔ برا بھلا کہا اور تو نے اس کا کچھ معاوضہ نہ کیا۔"
شدید جادو نے کہا: "اے راحت جاں! مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی۔"
بہار نے دو تین چھڑیاں اور لگائیں اور کہا: "حرامزادے' تو نے اب جو یہ ماجرا سنا' تو کیا کیا۔ تو نے میرا کچھ بھی پاس کیا۔"
اس نے عرض کیا: "اگر آپ حکم دیں تو حیرت کو جوتیاں لگاتا سامنے لاؤں۔"
بہار نے اسے چھڑی سے خوب پیٹا: "مسخرے ہم حکم دیں' جب ہی تو بلائے۔ تجھے آپ سے کچھ ہماری محبت نہیں۔"
شدید نے سحر کی چھڑیاں جو کھائیں' بے خود ہو گیا اور باقی حواس بھی جاتے رہے کہا: "اے ملکہ' میں ابھی اس غیبانی حیرت کو جھونٹے پکڑ کے لاتا ہوں۔"

بہار نے کہا: "تیری بات کا اعتبار نہیں۔ بلا اپنے افسروں کو۔"

اس نے افسروں کو طلب کیا۔ اس وقت بہار نے اس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی، منع کیا اور سب سردار پاس آئے۔ اس نے کہا: "تم سب کو اطلاع دیتی ہوں اور رشتہ اقرار تمہارے ہاتھ میں باندھتی ہوں، کہ حیرت نے مجھے گالیاں دیں ہیں۔ جو اسے جا کر ذلت سے قتل کرے، وہ میرے وصل سے شاد کام ہو۔"

یہ کہہ کر ایک ایک گجرا پھولوں کا کنیزوں سے سب کے ہاتھ میں بندھوا دیا اور شدید کے ہاتھ میں خود گجرا باندھا۔

○○○

• صرصر شمشیر زن

شدید جادو اور پورا لشکر بے تابانہ' عاشقانہ شعر پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ ہزاروں لشکر نشتر کھا کر راہی ملک عدم ہوئے تھے۔ غرض پوری فوج خیمہ خرگاہ' مال اسباب چھوڑ کر گنبد نور کی طرف چلی۔ جب یہ جا چکے تو بہار نے پیشانی سے افشاں چھڑائی اور پڑھ کر دستک دی۔ وہ عالم بہار اور شب ماہ کی کیفیت شب برطرف ہوئی۔ آفتاب نکل آیا مہ رخ کے لشکر میں فتح کے نقارے بجے۔ مہ رخ نے لشکر شدید کا مال واسباب اپنے قبضے میں کیا۔ مہ جبیں بہار جادو کے سر پر زر نثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی پھر بارگاہ میں داخل ہوئی اور خلعت گراں بہا عنایت کیا۔ لشکر نے کمر کھولی' سامان جشن کیا' طبلے پر تھاپ پڑی' ناچ ہونے لگا۔

ہوئی گانے والوں کی اک دھوم دھام
تماشائیوں کا ہوا اژدہام

یہاں تو یہ سامان عشرت برپا ہے' لیکن شدید جادو' بہار کا دیوانہ' بصد اضطراب' زبون وزار' دریائے خون رواں کے پار اتر کر گنبد نور کے قریب پہنچا اور وہیں سے گالیاں حیرت کو دینے لگا "پکڑ لاؤ اس قحبہ کو' فاحشہ' حرامزادی' مردار' حیرت نابکار کو۔ اس نے میری معشوقہ کو گالیاں دی ہیں۔" پھر شہر ناپرساں میں آ کر لوٹ مار شروع کر دی' جو ساحر ملا' اسے ہلاک کر دیا۔ واویلا فریاد انغیاث کا شور تمام شہر میں برپا ہوا۔ حیرت گنبد نور پر تھی۔ اس نے جب یہ ہنگامہ سنا' ساحروں سے کہا "دیکھو یہ کیا ماجرا ہے؟" ساحر گئے اور خبر لائے۔ حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز' جو گنبد نور کے درجہ پائین میں رہتے ہیں' انہیں حکم دیا کہ ان سب کو روکو۔ وہ ساحر چلے اور شدید کی فوج سے لڑنے

لگے۔ جانبین سے سحر ہونے لگا۔ ناقوس نواز چونکہ زبردست ہیں' انھوں نے ہزاروں کو قتل کیا' لیکن شدید لڑتا ہوا گنبد نور کے قریب پہنچا اور اوپر چڑھنے لگا' مگر وہ گنبد طلسمی سحر بند سے شدید سے چڑھا نہ گیا۔ گر پڑا۔ پھر اٹھ کر چاہا' چڑھ جاؤں۔ پھر گرا۔ اس کی تو یہ کیفیت ہے اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہے' مگر حال افراسیاب کا سنئے کہ وہ ظلمات میں گیا اور وہاں سے بیابان ہستی میں پہنچا۔ اس جگہ سے دریائے آتشیں طلسم کو طے کیا اور قبر جمشید کے قریب پہنچا۔ اس جگہ مہیب صورت لاکھوں ساحر قیام پذیر تھے اور ایک عمارت معلق بروئے ہوا تعمیر تھی۔ اس قصر میں جھولے پڑے تھے۔ جمشید کی سات کنیزیں ان پر جھول رہی تھیں۔

افراسیاب اڑ کر اس عمارت کے قریب پہنچا۔ دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا ہے۔ ہزارہا گھنٹے ٹنگے ہیں۔ گنبد بنے ہیں۔ یہاں جو ساحر رہتے ہیں۔ بلائے بے درماں اور آفت روزگار ہیں۔ افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا جمشید کی کنیزیں جھولے سے اتر کر آئیں۔ افراسیاب نے ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر جمشید کی پوجا کی اور پاؤں کی بوٹی کاٹ کر اس گنبد پر چڑھائی۔ مکان کے اندر جانے کی اجازت ملی۔

جب اندر آیا تو ساتوں کنیزوں نے سلام کیا اور کہا "اے شہنشاہ ساحراں' آج کدھر آئے؟"

افراسیاب نے کہا "قبر خداوند جمشید پر جاتا ہوں۔"

کنیزوں نے کہا "ابھی قبر خداوند بہت دور ہے۔ بیاباں سردستاں جب طے کرے اور تخت الشعاع کی روشنی پر چلے' اس وقت حجرہ ہفت بلا تک پہنچے۔ پھر جب اس کے آگے چلے تو قبر خداوند پر پہنچے۔ اسی جگہ سے قبر کی سرحد ہے۔ کچھ تحفہ طلسم یہاں بھی ہیں۔ تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہے۔"

افراسیاب نے کہا "چادر جمشید ہی مجھے دو کہ مخالفوں نے گھیرا ہے۔ جس شخص کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب "سامری نامہ" میں لکھ گئے ہیں یعنی عمرو کی' وہ طلسم میں آیا ہے۔ ہزاروں ساحروں بند گان جمشید قتل ہو چکے ہیں۔ طلسم میں غدر ہو رہا ہے۔"

کنیزوں نے کہا "چادر جمشید موجود ہے۔ لے جا۔ تو بادشاہ طلسم ہے تجھے اختیار ہے۔ جو جی چاہے' وہ کر وہاں انگشتر جمشیدی اور مالا وغیرہ نہیں ہے۔ خداوند کی کچھ چیزیں طلسم نور افشاں میں ہیں کہ وہاں کا بادشاہ تیرا دشمن کوکب روشن ضمیر ہے کہ دریائے ہفت رنگ کے مسئلے پر ہمیشہ تجھ سے اور اس سے جھگڑا رہتا ہے۔ افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات طلسم پر نیت لگائی ہے۔ خداوند جمشید فرما گئے ہیں کہ اس طلسم کا آخری بادشاہ بہت نالائق ہو گا کہ اسے طلسم کا کچھ بندوبست نہ ہو گا اور عجائبات غارت ہوں گے اور ہماری بھی قضا اب قریب ہے۔ تو ایک دن ہم کو بھی لے جا کر لڑوائے گا۔ تو وہی آخری بادشاہ ہے کہ جس کی خبر خداوند دے گئے ہیں۔ وہ سامنے جو صندوق رکھا ہے' اس میں چادر جمشیدی ہے۔ جا کر لے لے۔ یہ کہہ کر چابی ایک کنیز نے سامنے پھینک دی۔

مگر افراسیاب کنیزوں کی یہ باتیں سن کر رونے لگا اور کہا "اب آپ فرمائیں تو میں چادر نہ لے جاؤں۔ میں ہ نے ہر چند چاہا کہ مہ روخ وغیرہ سے مقابلہ نہ کروں۔ اب تک یہی انجام سوچ کر طرح دیتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ وہ منحرف لوگ راہ راست پر آئیں' اسی لیے چادر لینے آیا ہوں کہ سب کو گرفتار کر کے' سزا دے کر پھر بدستور انہیں سرفراز کروں۔"

کنیزوں نے کہا "یہ سب کچھ انتظام کرنا ہے لیکن عیاروں کے مقابلے کے لیے صرصر شمشیر زن عیار بچی کو کیوں نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا' اس کی وہ حفاظت کرتی اور یہ مکاری عمرو جیسے عیاروں کی پیش نہ جاتی۔

افرا سیاب نے کہا "سچ کہتی ہو۔ اب یہاں سے جا کر عیار بچیوں کو بھیجوں گا۔" یہ کہہ کر چابی لے کر صندوق کے پاس آیا اور اسے کھولا۔ ایک شعلہ آتش اس میں سے نکلا کہ اس کی سوزش افراسیاب کے جسم پر پہنچی۔ افراسیاب نے اپنی فصد کھول کر اپنا خون بھینٹ میں دیا۔ وہ شعلہ آتش اس فرو ہوا۔ اس میں سے ایک ریشمی چادر' جواہر دوز' قبر جمشید کی خاک سے بھری ہوئی نکلی۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ اگر افراسیاب

بھی سحر کرے تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو۔ اور اگر اس چادر کو لشکر مخالف پر ہلائے تو اس کی ہوا سے لشکر بے ہوش ہو جائے گا' خواہ وہ کتنے ہی زبردست ساحروں کا ہو۔

افراسیاب اس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پرواز کرتا ہوا' طلسم باطن میں پہنچ کر باغ سیب میں ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی گرامی کہ جس کا سارا جسم آگ کی مانند دمکتا تھا۔ زمین کے اندر سے نکل کر افراسیاب کے سامنے آیا اور سلام کیا۔

افراسیاب نے اسے دیکھ کر حکم دیا "اے روتاس جادو! یہ چادر جمشید لے جا اور ملکہ بہار اور مہ رخ وغیرہ کو گرفتار کر لا۔ تمہارے سوا کون اس چادر کے دینے کا لائق تھا۔ تم بھی معزز ان طلسم سے ہو۔"

روتاس نے عرض کیا "شہنشاہ کی عنایت ہے' جو مجھے ایسا جانتے ہیں' ورنہ میں بھی ایک بندہ سامری ہوں اور حضور کی رعیت اور نوکر۔"

غرض روتاس نے فخریہ چادر لے کر اپنے پاس رکھی اور عرض کیا "اکیلا جاؤں یا کچھ فوج بھی ہمراہ لوں؟"

افراسیاب نے کہا "فوج پہلے میں شدید اور قہر جادو وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہوں تم بھی از راہ احتیاط بارہ ہزار ساحر لے لو اور فی الفور روانہ ہو جاؤ۔ میں گنبد نور پر جاتا ہوں۔ وہیں سب کو گرفتار کر کے لانا کہ وہ مقام دوسرے مقامات سے نزدیک بھی ہے اور ایسا بلند بھی کہ میں بھی تماشا تمہاری جنگ کا وہاں سے دیکھوں گا۔"

اب روتاس تو اسی طرف چلا "لیکن ادھر افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا' دیکھا کہ تمام شہر پرسان قتل ہو رہا ہے اک غلغلہ داد بیداد بلند ہے۔ شدید جادو گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر افراسیاب سمجھا کہ بہار کے سحر میں گرفتار ہے۔ پس غضب ناک ہو کر چاہا کہ ایک ایسا سحر کروں کہ جو حال شدید کا ہے' وہی کیفیت بہار کی ہو جائے اور شدید ہوشیار ہو اور سحر الٹا پلٹ جائے' مگر خیال کیا کہ بہار اس

سحر کے پھیرنے سے مر جائے گی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائے گی۔ تیری دلی مراد بر نہ آئے گی۔ معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہنچانا اچھا نہیں۔

گوکہ ساقی میں نہیں آج مروت باقی
خیر' زندہ ہیں اگر یار' تو صحبت باقی

یہ سوچ کر ایک ترنج اٹھا کر شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا۔ اس کے مرنے کا غلغلہ پیدا ہوا۔ پھر افراسیاب نے اپنے ہاتھوں کو ہلایا۔ دسوں انگلیوں سے بجلیاں چمک کر گریں اور شدید کے ہمراہیوں کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا۔ بڑی دیر تک شور و غل رہا۔ جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا۔ افراسیاب گنبد پر آیا۔ ملکہ حیرت نے تعظیم کی۔

افراسیاب نے کہا "اے حیرت! یہ تمہاری بھیتابی بہار کا سحر تھا کہ شدید اپنے آپ میں نہ تھا۔ یہ تمہاری ذات سے میرا اتنا بڑا لشکر ہلاک ہوا۔"

حیرت نے عرض کیا "اے شہنشاہ! مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر اس چھوکری کو سزا دوں۔"

افراسیاب نے جواب دیا "مہ رخ نے مجھ سے مخالفت کی' اس کی گرفتاری کی تدبیر میں خود کروں گا' لیکن تمہاری اپنی بہن کے مقدمے میں اختیار ہے۔ وہ اور تم برابر ہو جاؤ۔ لیکن میں نے روتاس کو چادر جمشید دے کر بھیجا ہے۔ وہ گرفتار کر لائے گا۔ اگر اس سے گرفتار نہ ہو سکے گی' تو تم جانا۔"

یہ کہہ کر افراسیاب گنبد کے ایک کمرے کو کھلوا کر' کہ جدھر دریائے خون رواں ہے اور طلسم ظاہر دکھائی دیتا ہے' تخت بچھوا کر بیٹھا۔ چاروں وزیر اور ارکان دولت خدمت میں حاضر تھے۔ ناچ ہونے لگا۔ حیرت جام بھر کر دینے لگی۔ افراسیاب نے ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ ہماری پانچوں عیار بچیوں کو حاضر کرو۔"

وہ ساحر بموجب حکم شہر نگارستان میں پہنچا جو صرصر شمشیر زن کی جاگیر ہے۔ یہ ملک بادشاہ طلسم نے عطا کیا ہے۔ اس کی وزیر زادی صبا رفتار ہے اور باقی عیار بچیاں یعنی

شمیمہ نقب زن' صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن' صرصر کی مصاحب خاص ہیں۔ یہ پانچوں کم سن اور ہم سن ہیں اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہیں۔ ان کو سحر ساحری سے سخت نفرت ہے۔ یہ سب سحر نہیں جانتی ہیں۔ لیکن عیارہ بے بدل ہیں۔

اس ساحر نے آ کر شہنشاہ افراسیاب کے حکم سے مطلع کیا۔ اسی وقت عیاری کے بانے جسم پر آراستہ کر کے سب افراسیاب کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور تسلیم کر کے روبرو کھڑی رہیں۔ شاہ نے حکم دیا "اے صرصر کچھ عیار مع عمر دکنے طلسم میں آئے ہیں اور سینکڑوں ساحروں کو قتل کر چکے ہیں۔ میں سمجھا تھا کہ سحر کے آگے عیاری نہ چلے گی۔ مثل مشہور ہے کہ زور کے آگے ظلم نہیں چلتا' مگر عیاروں نے آفت برپا کر رکھی ہے۔ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ جا کر ان سے مقابلہ کرو اور گرفتار کر کے حاضر کرو۔ ہر چند کہ تم سحر نہیں جانتی ہو' مگر سارے طلسم میں جہاں جی چاہے ظاہر و باطن و ظلمات وغیرہ میں آزادانہ پھرو۔ کوئی مانع نہ ہو گا۔"

صرصر یہ حکم پا کر' شاہ کو مجرا کر کے' چاروں عیار بچیوں کے ہمراہ رخصت ہوئی۔ ہر ایک کو خلعت رخصت ملا۔ یہ سب چلیں اور لشکر روتاس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس صحرا میں پہنچیں' جو لشکر مہ رخ کے قریب ہے اور عیاری کی فکر کرنے لگیں۔ یہ جنگل تو عیاروں کا رمنا ہے۔ عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہیں۔ اتفاقاً عمرو تین عیاروں کے ہمراہ بارگاہ سے نکل کر' بالاوری کے واسطے جنگل میں آیا تھا کہ ایک سمت سے عیاری کے گھنگھروں کی آواز سنائی دی۔ سب عیار اس آواز پر چلے اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ پانچ عورتیں کم سن حسینہ و جمیلہ' عیاری کے بانے جسم پر آراستہ کئے' ترچھے جوڑے باندھے۔ دوپٹے کی گاتیاں مارے' پائنچوں میں گرہ لگائے' پاؤں میں قنطورے اور خنجر

ہاتھوں میں لیے۔ تیر و ترکش اور سپر سے درست زر و زیور سے آراستہ' مانگ ہر ایک نکالے اپنے سایے سے بھڑکتی' اچھل کود کرتی چلی آتی ہیں۔

سب سے آگے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کھاتی۔ تاج دلبری سر پر رکھے' سینے پر دو سرکش نقابدار اپنی اکڑ اور مروڑ میں تھے۔ دم رفتار عاشق کے دل کو پاؤں سے ملتی ہے۔ غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے۔ اس کے بعد اس کی وزیر زادی بصد حسن و ناز' سبزہ رنگ جٹی بھویں' آفت کا پرکالہ تھی۔ اس کے برابر تینوں عیار بچیاں شوخ وشنگ غارت گرجاں تھیں کہ سرو کو وقت خرام چٹکیوں میں اڑاتی ہیں' گل کو رنگ دلبری سکھاتی ہیں۔

عمرو نے انہیں دیکھ کر زفیل عیاری بجائی۔ قران زفیل کی آواز سن کر' جنگل میں جہاں تھا' وہیں سے دوڑ کر عیاروں کے پاس آیا۔ عیاروں نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا' تاکہ آپس میں ایک کو ایک پہچان لے اور عیاری کرنے کے وقت دھوکا نہ کھائے۔ غرض عمرو نے بڑھ کر صرصر کو روکا اور صبا رفتار نے آ کر قران کو ٹوکا۔ شمیمہ نے برق سے چشمک کی۔ صنوبر نے جاں سوز کو کج ادائی دکھائی۔ تیز نگاہ ضرغام سے نظر بازی کرنے لگی۔ انہیں دیکھتے ہی سب عیاروں نے تیر عشق کھایا اور ایک دوسرے کے تیر مژگاں اور خنجر آبرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لایا۔ عمرو نے صرصر سے کہا' اے جان جاں

اگر زلف سیاہت برسر تاراج ایماں شد
یہ فکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشاں شد

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ مارا اور جواب دیا۔

منادی میکند امروز زنار سر زلفم
که بے ایماں بمیر دہر کہ ایماں را نگہدارو

ادھر قران نے صبا رفتار سے کہا کہ اے یار دلنواز

چوں خنجر سے زنی بر سینہ من
توئی در دل مبادا بر تو آید

صبا رفتار نے چمک کر خنجر مارا اور جواب دیا

سر نوشتے کہ بد افتاد بہ تدبیر چہ سود
کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر کہا

ہزار سال پس از مرگ چوں تو باز آئی
زخاک نعرہ برآمد کہ مرحبا اے دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک نیچہ مارا اور کہا

دشمنی راہچو میخ خیمہ میخواہم مدام
سر بسنگ وتن بخاک ریسماں در گردنش

جاں سوز نے صنوبر سے کہا۔

عالمے کشتہ شد و چشم تر ناز ہمان
صد قیامت شد و حسن تو در آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بنازو ادا لڑتی ہوئی جب قریب آئی' تو جواب دیا۔

آفت صد دور ماتم آتش صد خرمنم
سادہ لوحی ہیں کہ گوئی راحت جاں منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑتا تو یہ شعر زبان پر لاتا۔

می تواں پر سید احوال اسیران گاہ گاہ
رسم یاری ایں چنیں بودست یاراں واہ وا

تیز نگاہ اس کے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی۔ اے نادان

نغمہ افسانہ غمہائے خود بامن مگوئی
سو ختم از استماع ایں حکایت آہ آہ

آپس میں اس رمز و کنایے کے بعد خنجروں کی تھپکیاں اور سپروں کی اور جھڑیں چلنے لگیں۔ عیار بچیوں نے کمند کے چودہ حلقے گانٹھ کے' عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر پر آ کر لپٹے۔ عیاروں نے اتنی جلدی سبک ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہے۔ پاؤں کی طرف سے لچھا ہو کر زمین میں گرے۔ عیاروں نے بلندی سے زمین تک اترتے اترتے نیمچے مارے کے عیار بچیاں جست کر کے دس دس قدم پر جا گریں۔ پانچ عیار اور پانچ عیار بچیوں نے اپنی کود پھاند میں دو کوس کا میدان باندھا۔ شلنگیں

بھرنے لگے۔ کبھی سمٹ کر گز بھر زمین کے حلقے میں گتھ جاتے تھے۔ کبھی بیضہ بیہوشی چلتے تھے اور کبھی باہم بھلا دے دیتے تھے نیچوں کی جھکائیاں دی جاتی تھیں۔ خنجروں کی جھنکار بلند تھی۔ عیار باتک کے پیچ باندھ کر عیار بچیوں کی گود میں بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے۔ عیار بچیاں اپنے تئیں قریب پہنچ کر کھاٹ کھاتی تھیں۔ دو گھنٹے تک آپس میں بلا رو رعایت حریفانہ جنگ رہی۔

عیار بچیاں جستیں کر کے اور نعرے مار کے' یہ کہتی ہوئی کہ اے خانماں برباد' دیکھو تو ہم کس طرح تمہیں ہلاک کرتے ہیں' ایک طرف چلی گئیں۔ عیار بھی ایک درہ کوہ میں ٹھہرے۔ عمرو نے کہا "بھائیو! میں تمہیں چاروں کو اطلاع دیتا ہوں کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اسے مار ڈالے گا' تو میں اس سے بری طرح پیش آوں گا۔"

قران نے کہا "صبا رفتار پر یہ بندہ فریفتہ ہے۔ اس کی بھی حفاظت سب عیاروں کو روا ہے۔"

برق نے شمیمہ کا عشق بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا حال الفت مذکور کیا۔ ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب سے سفارش کی' لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے معشوق کی شناخت ہو گئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ کسی کو کوئی قتل نہ کرے۔

عمرو نے کہا "ہاں اس وقت جب طلسم فتح ہو گا اور عیار بچیاں گرفتار ہوں گی اور مطیع الاسلام نہ ہوں گی تو صاحبقران کو ان کے قتل کرنے کا اختیار ہے۔ فی الحال مناسب نہیں کہ ہم تم انہیں ہلاک کریں۔" یہ باہم مشورہ اور پیمان کر کے لشکر کی حفاظت میں مصروف ہوئے۔ اسی طرح عیار بچیاں بھی جنگل میں ایک جگہ ٹھہریں۔ صرصر نے صبا رفتار سے کہا "تیرا رنگ آج مجھے اور ہی کچھ نظر آتا ہے۔ ہونٹ چاٹتی ہے۔ چہرے کا رنگ زرد ہے۔ پاؤں کہیں ڈالتی ہے۔ پڑتا کہیں ہے۔ کاکل پریشان ہے' جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔"

صبا رفتار نے کہا "واری' آپ مجھ کو کیا کہتی ہیں۔ از راہ ادب حضور کو کہہ نہ سکتی

تھی۔ اب جو حضور نے چھیڑا ہے تو گستاخی معاف' کسوت عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھئے کہ صاف آثار عشق پیدا ہیں تری آنکھوں میں' حواس میں ابتری ہے۔ آپ کی تو وہ مثل ہے کہ اپنی ہائی اور پرگنوائی۔"

صرصر نے کہا "نوج خدا نہ کرے۔ یہ تیری ہی عادت ہے کہ جہاں مردوئے کو دیکھا اور پھسل پڑی۔ تو دیوانی ہے کہ مجھ پر یہ گمان کرتی ہے۔ اور خیر اگر میں ایسا بھی کروں تو میرا عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہے۔ حمزہ صاحبقران کا وزیراعظم' کلید عقل اور نفس ناطقہ ہے۔ تو کیا سمجھ کے ریجھی ہے اور میری برابری کرتی ہے۔"

صبا رفتار نے ہنس کر کہا "خفا نہ ہو جایئے تو میں عرض کردوں۔ مجھ پر اگر نگاہ ڈالی ہے تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ اسلام نے' جو جان بخش عمرو ہے اور اپنے ملک زنگبار کا بادشاہ ہے۔ ان تینوں چھوکریوں نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر کیا ہے۔"

شمیمہ نے کہا "کیا خوب۔ اب جو شہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہم پر مٹائی۔ تمہاری خجالت میری آنکھوں پر۔ ماشااللہ کیا ذہن کی تیزی ہے۔ مانتی ہوں آپ کو۔ اچھا صاحب ہونی سہی۔ پھر عاشق میں میرے تم نے کیا برائی دیکھی ہے۔ فرنگ کے ملکوں میں ایک ملک کا بادشاہ ہے۔ عمرو کا شاگرد رشید ہے۔ ہاں جو کچھ کہو تو ان دونوں کو کہو۔"

صنوبر نے خفا ہو کر کہا۔ "بی بی شمیمہ' تم میں کیا بری عادت ہے کہ اپنی بات دوسروں پر ڈالتی ہو۔ یہ تمہی ایسی اودماتی ہو۔ میرا عاشق تو سب سے اچھا ہے۔ مگر میں ذرا بھی حقیقت نہیں جانتی۔ بی صبا رفتار کی کہاوت کہ قران نظر کردہ اور بادشاہ زنگباز ہے۔ اس کے فرزند نے مجھ سے محبت کی' لیکن وہ پڑا جان دیا کرے۔ میں کب سماعت کرتی ہوں۔ ایسے چودہ ہزار مرتے ہیں۔ ہاں بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو' وہ بجا ہے۔"

یہ کلام تیز نگاہ نے سن کر کہا "آئی گئی مجھ پر ہوئی۔ بی ہوش میں آؤ۔ اپنے دہی کو کون کھٹا کہتا ہے۔ گو کہ مجھے تو ضرغام سے کچھ واسطہ نہیں' لیکن اگر وہ مجھ پر جان دے' تو جن کی تم سب نے تعریف کی ہے' ان سب سے افضل ہے۔ نظر کردہ ہے۔

طلسم کشا کا وزیر ہے۔ سچ پوچھو تو جو شخص ساکن طلسم ہے' وہ گویا اس کی رعیت ہے۔"

صرصر نے یہ باتیں سن کر ایک قہقہہ لگایا اور کہا "مبارک ہو۔ آج سے ہم آپ کو تسلیم کریں گے۔ تمہاری رعیت ہم بستے ہیں۔ خدا حضور کو سلامت رکھے۔ کیوں نہ ہو' وہی مثل ہے کہ سیاں بھئے کوتوال' اب ڈر کاہے کا۔"

تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھوں لیا' اور یہ شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور کہنے لگی "واہ واہ' تم سب نے مجھے دیوانی مقرر کیا ہے۔ اے لوگو' آپ اپنے لوتھوں کی تعریف کرو تو کچھ نہ ہو۔ میں نگوڑی بے وقوف جو بول اٹھی' تو سب نے ہنسی دل لگی میں اڑانا شروع کیا۔ اے بی بی۔ ایک تو مجھ کم بخت کو سات پانچ نہیں آتا۔ یہ تمہی لوگ چربامک ہو کہ آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے کو بیٹھ کر ہنسو۔"

صبا رفتار نے کہا "جروا تو جھاڑ کا کانٹا کیوں ہو گئی۔ اس میں جھینپنے کا اور خجلت کا کیا موقع تھا۔ ہماری شہزادی نے یہی کہا نہ کہ اب ہم تمہاری رعیت ہوئے۔ پھر میری جان' اس میں جھینپا کیا۔ تم نے آپ ایسی بات کی۔ نہ آسمان پر تھوکر نہ گریباں میں آئے۔"

القصد اسی طرح کی باتیں پانچوں باہم دیر تک کرتی رہیں۔ اور مقصود اس کلیات سے ان کا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور گویا درپردہ سب نے اپنے عاشقوں کی نسبت باہم رعایت کرنے کی سفارش کی کہ عیاروں کو بباطن دوست رکھنا چاہیے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہے۔ غرض سب ایک سمت چلیں۔

اس عرصے میں روتاس جادو بعد قطع منازل مہ رخ کے لشکر کے قریب پہنچا اور قیام پذیر ہوا۔ خبر مہ رخ کو پہنچی۔ یہ بھی ہوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوئی۔ ادھر عیاروں نے صحرا سے آمد لشکر دیکھی اور عیار بچیاں بھی آگاہ ہوئیں اور دونوں فکر عیاری کرنے لگے۔ مگر روتاس ایک روز راہ کی صعوبتوں سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر دہقان فلک' کہکشاں کا سلیچہ لے کر گشت انجم کی آبیاری کے واسطے' بمزرعہ فلک میں

آیا اور شاہ خاور گشت کر کے مقام مغرب میں قیام پذیر ہوا تو مشعل ماہ خیمہ زر نگاری روشن ہوئی۔

لشکر روتاس میں طبع جنگ بجا۔ شور و غلغلہ بلند ہوا۔ طائران سحر اڑتے ہوئے دربار میں حاضر ہوئے اور مہ جبیں کے سامنے با ادب ٹھہر کر عرض کیا "حریف نے رزم کے ارادے پر طبل بجوایا ہے اور ارادہ بے جا رکھتا ہے۔"

مہ رخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے۔ خدا ہمارا نگہبان ہے اسی وقت افسروں نے نائے ترکی اور نقارہ لازمی بجایا۔ ہر بہادر خبر دار ہوا اور تیاری جنگ میں سرگرم ہوا۔ چار پہر رات ساحروں کے سحر کا شور اور بہادروں کی اسلحہ و رزی کا زور تھا۔

صبحدم مہ رخ' بہار اور نافرمان فوج گروہ در گروہ لے کر دشت مصارف کے لیے روانہ ہوئیں۔ مہ جبین اسد دلاور کے ہمراہ تزک و احتشام سے رزم گاہ میں آئی۔ اس وقت دشمن کی فوج بھی بڑے دبدبے سے داخل رزم گاہ ہوئی۔ ساحروں نے پرے جمائے۔ دلاوروں نے صف کشی کی۔ میدان رزم تیار ہوا۔ نقیبوں نے صدائے دلکش دی۔ اے بہادران سرائے فانی' مقام عبرت ہے۔ یہ میدان قتال جائے غیرت ہے۔ نام کر لو' لڑ بھر لو۔ پھر کون رہا ہے اور کس کی رہے گی۔

رستم ہے نہ اب ہے سام باقی
مردوں کا فقط ہے نام باقی

یہ کہہ کر جب نقیب خاموش ہوئے' روتاس خود میدان میں نکلا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا۔ آپ پتھر برسانے لگا۔ یہ اولوالعزمی دکھانے کے بعد للکارا۔ "اے نمک حراموں! تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ مجھ سے مقابل ہو اور میرے سحر کا جواب دے۔"

مہ رخ کے ملازم ساحروں نے نکل کر مقابلے کا آغاز کیا۔ روتاس نے سحر پڑھ کر دستک

دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوئے اور مہ رخ کے لشکریوں کے سر پر بیٹھے۔ جس کے سر پر جانور بیٹھا۔ فوراً وہ درخت ہو گیا‘ اور نہال جسم میں پتے ہرے ہرے نکل آئے۔ کونپلیں پھوٹیں اور ٹہنیاں جھومنے لگیں۔ طائروں نے ان پر گھونسلے بنائے۔ مہ رخ اور شکیل وغیرہ‘ ساحران نامی سحر کی دستک دیتے تھے۔ خود کو بچاتے تھے۔ اس وقت ملکہ بہار جو تخت طاؤس پر بہ زیب و زینت سوار تھی‘ سمجھی کہ یہ سحر نہیں کرتا ہے۔ گویا روتاس تم پر طعن کرتا ہے کہ سب کو درخت بناتا ہے۔ یہ سوچ کر تخت سے کود کر‘ دوپٹہ کو سر سے سنبھالتی ہوئی۔ روتاس کے سامنے آئی۔ اس آفت روزگار نے اپنے جوڑے کو کھول کر ایک ڈبیا نکالی اور کھولا۔ اس میں ایک بہت خوبصورت پتلی ہاتھی دانت کی رکھی تھی۔ اپنی انگلی کاٹ کر اس پتلی پر خون ٹپکایا۔ اور کہا "اے سامری کی پتلی‘ میں نے اسی دن کے لیے تجھے سر پر چڑھا کر رکھا تھا کہ طائران سحر آ کر میرے لشکر پر آشیانہ کریں اور انسانوں کو شجر بنائیں۔"

پتلی بہار کا یہ کلام سن کر قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکل کر غائب ہو گئی۔ لمحے کے بعد سب نے دیکھا کہ ایک جال بر روئے ہوا پھیلا ہے اور اس قدر دراز ہے کہ منزل ہا منزل پھیلا دکھائی دیتا ہے۔ جملہ طائران سحر اس دام میں گرفتار ہیں۔ وہی پتلی ہاتھ میں چھری لیے جانوروں کو جال سے نکال نکال کر ذبح کر رہی ہے۔ ان کا خون مہ رخ کے لشکریوں پر چھڑکتی ہے کہ جو انسان درخت ہو گئے ہیں‘ وہ سب آدمی بنے ہیں۔ روتاس نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ پتلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابلہ ہو گا۔ یہ تصور کر کے اس نے چادر جمشید بری۔ اسی وقت بہار‘ مہ رخ اور نافرمان وغیرہ بے ہوش ہو گئے اور جب تمام سردار‘ ملکہ موجبیں‘ سرخ مو‘ شکیل اور دلارام بے ہوش ہوئے تو لشکر میں بھگدر پڑ گئی۔ روتاس کے ساحروں نے ہزاروں کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیاں‘ بیڑیاں اپنے سحر کی پہنا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا "اے چادر خداوند! واسطہ خداوند جمشید کا‘ یہ سب ہوشیار ہو کر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھیں۔ اسی وقت بہار اور مہ رخ وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے اور دیکھا کہ ہم سب

گرفتار ہیں۔ چاچار خاموش ہو رہے۔ روتاس نے حکم دیا کہ آج سب قیام پذیر ہوں کہ میں لڑنے سے بہت خستہ ہوں۔ کل سب کو لے کر شہنشاہ کی خدمت میں جاؤں گا۔

حسب الحکم اس کے لشکر نے کمر کھولی۔ سب قیدیوں کو قید کیا اور پہرہ ہو گیا۔ روتاس اپنی بارگاہ میں مسند عزت پر آ کر تیمکن ہوا اور خادم خدمت گار سب کو کہا کہ بارگاہ کے باہر جا کر ٹھہرو۔ صرف اپنی رنڈی کو بارگاہ کے اندر رکھ لیا۔ سحر پڑھ کر دستک دی کہ سوائے اس رنڈی کے اور جو کوئی اس بارگاہ میں آئے' تو بے ہوش ہو جائے کیونکہ اسے عیاری کا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو عیار یہاں آئیں۔
غرض روتاس تو اطمینان سے بیٹھا' مگر عیاروں نے دور سے گرفتاری دیکھ کر صلاح کی اور سب صورت بدل کر لشکر میں آئے۔ ضرغام نے ایک خدمت گار کو بارگاہ کے دروازے پر سے الگ بلایا اور کہا "مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔" جب وہ علو آیا' ضرغام نے بیضہ بیہوشی مار کر' اسے بیہوش کر کے اس کا لباس اتار لیا اور اس کی صورت بن کر بارگاہ کے قریب آیا اور چاہا' اندر جاؤں۔ ساتھ کے نوکروں نے کہا' اندر قدم رکھا۔ جیسے ہی اندر آیا' بیہوش ہو کر گرا۔ روتاس نے اٹھ کر اسے اٹھایا' اور سحر پڑھ کر جو پھونکا' عیاری کا رنگ و روغن اڑ گیا۔ اصلی صورت رہ گئی۔
روتاس نے اسے بارگاہ کے اندر مقید کیا اور پھر بیٹھ کر رنڈی سے اختیلاط کرنے لگا۔ اس وقت جاں سوز ساقی مہر طلعت اور صورت زیبا بن کر' بارگاہ کے قریب آیا اور خدمت گاروں سے کہا "میں نوکری کی خواہش رکھتا ہوں۔ اس وقت میاں اکیلے بیٹھے ہیں' اگر کہو تو جا کر عرض کروں۔"
انہوں نے کہا "اندر جانے کا حکم نہیں ہے۔ اگر تمہارا جی چاہے تو جاؤ۔ لیکن اگر خفگی ہو تو ہم نہیں جانتے۔"
جانسوز نے کہا "میں اپنی کیفیت عرض کر کے ابھی آتا ہوں۔" یہ کہہ کر بارگاہ کے اندر قدم رکھا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا۔ روتاس نے اس کو بھی گرفتار کر کے بزور سحر اس کا روغن عیاری بھی دفع کیا اور کہا "عیاروں نے صورت بدل کر

آنا شروع کیا۔" پھر اپنی محبوبہ سے ہم کلام ہونے لگا۔ ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار بارگاہ کے اندر داخل ہوئے' مگر کچھ مطلب برآری نہ ہوئی۔ بس یہ بارگاہ کے اندر پھرنے لگا۔ اتفاقاً روتاس کے پاس جو رنڈی ہے' اس کا خیمہ ایک طرف استادہ تھا' اس رنڈی کا ایک نوکر ایک چھوکرا گڑ گڑی بھر رہا تھا۔

برق اس کے پاس آیا اور کہا "ابے سن تو' ادھر تو آ۔ کل تو نے میرے کتے کو کیوں مارا تھا؟"

وہ چھوکرا حیران ہوا کہ کیسا کتا۔ کہنے لگا "اجی پہچانتے بھی ہو۔"

برق کان پکڑ کر کھینچتا ہوا لے چلا کہ بچہ' آج مکرتے ہو۔ چلو تو جس کے سامنے مارا ہے۔ دیکھو تو اس سے پوچھ کر کیسا ٹھیک بناتا ہوں۔" یہ کہتا ہوا اسے تنہائی کے مقام پر لایا اور بیہوش کر کے اس کی صورت آپ بن کر آیا اور گڑ گڑی بھرنے لگا کہ اتنے میں ایک خدمت گار آیا اور کہا "تو اب تک چلم ہی بھر رہا ہے۔ بائی جی حقہ مانگتی ہیں۔"

برق نے کہا' آگ تو سلگاتا ہوں۔ غرض تمباکو میں بے ہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمت گار گڑ گڑی تیار کر کے دی کہ لے جاؤ۔

اس نے کہا "تو آپ لے جا' ہمیں اندر جانے کا حکم نہیں ہے۔"

برق گڑ گڑی لے کر بارگاہ کے اندر گیا۔ یہ بھی اوروں کی طرح سے بیہوش ہو گیا۔ روتاس نے اسے بھی گرفتار کیا اور سحر پڑھ کر جو دم کیا۔ اس کی صورت بھی اصل ہو گئی۔ اس نے کہا "سامری و جمشید کی کیا عنایت ہے کہ عیار بغیر زحمت کے گرفتار ہوئے۔ کچھ بھی تردد نہ کرنا پڑا۔"

یہ کہتا ہوا پھر اپنی محبوبہ کے ہم پہلو بیٹھا۔ تینوں عیاروں پر سحر کر دیا کہ ہاتھ پاؤں سن ہو گئے لیکن اب کی بار عمرو' عیار بچی صبا رفتار کی صورت بن کر آیا اور افراسیاب کی مہر بنا کر' فرمان لکھ کر اس طرح لپیٹا کہ کاغذ کی ہر ایک تہ میں بہت باریک غبار بیہوشی بھر دیا۔ لفافے پر مہر کی اور بارگاہ کے دروازے پر آیا۔ نوکروں سے کہا: "میری خبر کر دو کہ صبا رفتار شہنشاہ کے پاس سے آئی ہے۔" ملازموں نے کہا: "ہمیں اندر

جانے کا حکم نہیں ہے آپ خود جائیے۔"

عمرو سمجھا کہ اندر جانے میں کچھ نہ کچھ قباحت ہے' جبھی تو یہ نہیں جاتے۔ یہ سوچ کر دروازے ہی سے پکارا اے روتاس جادو! میں صبا رفتار ہوں۔ نامہ شہنشاہ لے کر آئی ہوں۔" روتاس نے جو یہ صدا سنی کہا' اندر آؤ۔

عمرو نے کہا: "نامہ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہے کہ بارگاہ کے دروازے تک نہیں آیا جاتا۔ ہاں صاحب' جو زیادہ مقرب ہوتے ہیں' وہ یہی کرتے ہیں۔"

روتاس نے جو یہ کلام سنے' شرمندہ ہو کر باہر آیا۔ صبا رفتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجئے اس کا جواب لکھ دیجئے۔ روتاس نے کہا آپ اندر تشریف لے چلیں اور ایک جام پئیں۔ میں جواب لکھوں۔ عمرو نے کہا: "تم جسے پاتے ہو' بارگاہ کے اندر بلاتے ہو۔ تمہیں عیاروں کا کچھ ڈر نہیں ہے۔"

روتاس نے کہا: "نہیں بارگاہ سحر بند ہے' جو کوئی یہاں آئے گا۔ بے ہوش ہو جائے گا۔"

نقلی صبا رفتار نے کہا: "میں سحر نہیں جانتی ہوں اور عیار بچی ہوں۔ اسی لیے تم بلاتے تھے کہ میں بیہوش ہو جاؤں اور میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ عیاروں کی گرفتاری کے لیے تم کوئی تدبیر ضرور کی ہو گی۔ پھر یہ عیاری سے بعید تھا کہ جو چلی آتی گر آتی تو گرتی' ہاتھ منہ ٹوٹتا۔"

روتاس نے اس عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو اتارا کہ اب جو آئے' بے ہوش نہ ہو۔ نقلی صبا رفتار کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ کے اندر آیا۔ عمرو نے دیکھا کہ تین عیار بے حس و حرکت پڑے ہیں اور ایک زن حسینہ و جمیلہ زور زور سے آراستہ مسند پر بیٹھی ہے۔ عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور روتاس کو نامہ دیا۔ لفافے سے نامہ نکالنے لگا۔ غبار بیہوشی اڑا اور خوشبو آنے لگی۔ اس نے نامے کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے۔ پس سونگھتے ہی بے ہوش ہوا۔ ادر عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اس طواف کے منہ پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی۔ اس وقت خنجر سے روتاس کا سر کاٹ ڈالا۔ اس کے موکل شور

و غل کرنے لگے۔ آگ پتھر برسنے لگے۔ عمرو نے رنڈی کا زیور اتارا' لیکن اس کے
مرنے سے تینوں عیار رہا ہوئے اور لوٹنے لگے۔ برق نے اس کے جھولے سے چادر جمشید
نکال کر جست کی اور بارگاہ سراپچہ مچھاند کر بھاگا اور غل جو ہوا' ساحر دوڑے۔ عمرو
اور دونوں عیار بھی کود کر بھاگے۔ ادھر قیدیوں پر سے روتاس کا سحر دفع ہوا اور سب
چھوٹ گئے۔ مہ رخ اور بہار وغیرہ نے بزور سحر پرواز کی اور فلفل کے ہار' تیروں کے
گچھے اور فولاد کے گولے روتاس کے لشکر پر مارے۔ سحر کے بادل اٹھے۔ کڑک کی
آوازیں پیدا ہوئیں۔ کہیں بجلیاں گرنے لگیں۔ کہیں آگ برسنے لگی۔ بہار نے گلدستہ
مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا اور ہزاروں ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلے۔ مہ رخ اور شکیل نے
ہزاروں کو قتل کیا۔ نافرمان اور سرخ مونے ستارے گرائے۔ تیر برسائے۔

○○○

• صبا رفتار

روتاس کا لشکر تباہ و برباد ہوا۔ مہ رخ اور مہ جبیں فتح مندانہ مال و اسباب لوٹ کر اپنی بارگاہ الحاصل میں داخل ہوئیں۔ منادی نے ندا کی۔ فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے آئی۔ لشکر دستور کے مطابق دوبارہ آراستہ ہوا۔ جشن ہونے لگا۔ لیکن عمرو جو بھاگا' اسے خیال آیا کہ چادر جمشیدی جو عیارے گیا ہے۔ اس سے چل کر لے لے۔ یہ سوچ کر جنگل میں آیا اور زفیل عیاری بجائی۔ ضرغام اور جانسوز حاخر خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا۔ کہ استاد چادر جمشید چھین لیں گے۔ یہاں عمرو نے ان دونوں عیاروں سے پوچھا کہ تم میں چادر جمشید کون لایا ہے۔

انہوں نے کہا: "ہمیں قسم نمک صاحبقران کی ہم نہیں لائے۔"

عمرو نے کہا: "زفیل کی صدا پر برق نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہی لے گیا۔" بس کوڑا پکڑ کر برق کے ڈھونڈنے کے واسطے چلا۔ لیکن برق جو چلا تھا' اس کے ذہن میں آیا کہ اگر طلسم ظاہر میں رہوں گا تو استاد چادر چھین لیں گے اور استاد اپنے پاس زنبیل و گلیم وغیرہ میں رکھتے ہیں اور میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس سے سحر تاثیر نہ کرے' لہٰذا چادر جمشید اپنے پاس رکھوں۔ استاد کو نہ دوں۔ یہ خیال کر کے طلسم باطن کی طرف چلا۔ مگر اب کیفیت سنئے کہ عیار بچیاں جنگل میں تھیں اور لشکر روتاس کے ساتھ ساتھ آتی تھیں۔ لیکن انہیں افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیاروں کو پکڑ لاؤ۔ یہ تو عیاروں کی گرفتاری کی فکر کرتی تھیں۔ لشکر روتاس سے انہوں نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا۔ ان کا اصل مطلب تو عیاروں کو گرفتار کرنا تھا۔ اسی فکر میں تھیں۔ اب روتاس جو قتل ہوا اور اس کے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا۔ صرصر نے کہا: "اے صبا رفتار بڑا غضب ہوا۔ عمرو نے روتاس کو مارا۔ شہنشاہ کہیں گے تم سب لشکر

میں موجود تھیں اور حفاظت نہ کر سکیں۔ جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو۔"

بس سب بچیاں متفرق ہو کر عیاروں کی گرفتاری کے لیے چلیں۔ صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر مہ رخ کے لشکر کی سمت گئی۔ اس نے دور سے دیکھا کہ عمرو کو کوڑا پکڑے' ایک بلند مقام پر کھڑا' ہر طرف دیکھتا ہے۔ صرصر نے ایک گوشے میں ٹھہر کر اپنی صورت برق کی بنائی اور جست کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہو کر نکلی۔

عمرو تو جویائے حق کھڑا ہی تھا۔ اسے دیکھ کر جھپٹا اور قریب آ کر کہا: "اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہے یا نہیں۔ اگر لایا ہے تو مجھے دے۔"

صرصر ہاتھ باندھ کر عمرو کے پاؤں پر گری اور کہا: "استاد' وہ چادر آپ مجھ ہی کو عنایت کیجئے۔" عمرو نے کوڑا اٹھایا کہ کچھ شامت آئی ہے۔ لا مجھے دے۔"

صرصر نے عمرو کا پاؤں پکڑ کے کھینچ لیا اور گرتے وقت چالاکی سے ایک غبار بیہوشی مارا کہ بیہوش کر دیا۔ چادر عیاری بچھا کر کمند کے دو حلقوں سے دونوں ہاتھ' دو حلقوں سے دونوں پاؤں اور دو حلقوں سے گردن اور کمر باندھ کر' ساتواں حلقہ اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھڑی ہو گیا۔ صرصر نے چادر عیاری میں لپیٹ کر پشارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ سینے کے قریب لگا کر گنبد نور کی طرف چلی' لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا' اس نے دور سے دیکھا کہ صبا رفتار کو دتی چلی آتی ہے۔ برق بہت جلد صرصر کی صورت بنا اور صبا رفتار کی طرف سے ہو کر نکلا اس نے پکار کہ "اے شہزادی کہاں چلیں؟"

صرصر نے کہا: "الگ آؤ یہاں نہ ٹھہرو۔" صبا رفتار قریب آئی۔ برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "یہ نموئے عیار بدبلا ہیں۔ ابھی مجھ سے اور عمرو سے سامنا ہوا تھا۔ وہ سامنے جھاڑی میں چلا گیا ہے۔ اب ایک طرف سے اے صبا رفتار' تم جاؤ اور ایک سمت سے میں۔ یہ کہہ کر اس کے ساتھ باتیں کرتا ہوا دور تک لایا اور کہا: "دیکھو پیچھے کون آتا ہے؟"

صبا رفتار نے مڑ کر دیکھا۔ برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بے ہوش کر دیا۔ آپ اس کی

صورت بنا اور اسے عمرو کی صورت بنا کر‘ پشتارہ باندھ کر گنبد نور کی طرف روانہ ہوا اور چادر جمشید کے سبب دریائے خون رواں سے گزر کر‘ شہر ناپرساں میں آیا۔ کسی نے منع نہ کیا۔ بلکہ دو ایک نے پوچھا: ”بی بی صبا رفتار کسے لائی ہو؟“ اس نے کہا‘ عمرو کو۔ اسی طرح گنبد نور پر چڑھ آیا۔ یہاں ہزار ہا ساحر‘ ملازم‘ رفیق اور افراسیاب بیٹھے تھے۔ ناچ ہو رہا تھا۔ شہنشاہ تخت پر جلوہ گر تھا کہ نقلی صبا رفتار نے آ کر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈال دیا۔

افراسیاب نے پوچھا: ”کسے باندھا ہے؟“

اس نے کہا: ”عمرو کو“ اور پشتارہ کھول کر‘ عمرو کو ستون سے باندھ دیا۔ اس عرصے میں صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا تھا‘ آ کر پہنچی۔ ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک عمرو کو لاتی ہے۔ برق نے افراسیاب سے عرض کیا: ”حضور میں جو عمرو کو لائی ہوں‘ اس کے عقب میں کوئی عیار صرصر کی شکل میں آیا ہو گا۔ میں پوشیدہ ہو جاتی ہوں۔ آپ صرصر کو گرفتار کر لیجیے۔“ یہ کہہ کر نقلی صبا رفتار تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی۔ اس اثنا میں صرصر پشتارہ باندھے حاضر ہوئی اور تخت کے سامنے رکھ دیا۔ افراسیاب نے اس وقت ایک ساحرہ سے اشارہ کیا۔ اس نے صرصر کو گرفتار کر لیا اور پشتارہ جولائی تھی‘ اسے بھی کھولا۔ اس وقت برق جو تخت کے نیچے چھپا تھا‘ ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھ کر رونے لگا اور کہا: ”اے شہنشاہ! صرصر کو یہ عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اس کی صورت بن کر آیا ہے۔ افراسیاب نے عمرو کو چھوڑ دیا اور اصلی صرصر کو بندھوا دیا۔ نقلی صبا رفتار یعنی برق نے صرصر کے گرفتار ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب پلا کر بے ہوش کروں‘ لیکن صرصر نے کہا: ”اے شہنشاہ‘ آپ غضب کرتے ہیں۔ میں صرصر ہوں“ ہر چند اس نے کہا‘ مگر کسی نے نہ سنا اور برق نے صرصر کے پاس آ کر چپکے سے کہا: ”میں استانی ہوں برق۔ تم استاد کو پکڑ لائیں اور سب کے سامنے ننگی کھلی پھرتی ہو۔ کہو تو اس وقت ناک کی پھنگی کٹوا لوں۔“

یہ باتیں سن کر صرصر دہائی دینے لگی۔ برق نے حکم دیا کہ اس پر مارے پڑے۔ اس وقت صرصر پر مدد پڑنے لگی۔ صرصر نے عرض کیا: "اے شہنشاہ' آپ کتاب سامری دیکھیے کہ اس میں عمرو کون ہے۔ افراسیاب نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی۔ اس وقت برق نے کہا: "حضور' ایک بات لونڈی کی سن لیجیے۔ میں کان میں کہوں گی۔" یہ کہہ کہ افراسیاب کے قریب آیا۔ اس نے بات سننے کو کان لگایا۔ برق نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا: "میں برق فرنگی ہوں۔" اور جست کر کے بھاگا افراسیاب نے حکم دیا کہ لینا' جانے نہ پائے۔ ساحر حکم کے

بموجب دوڑ ہے اور سحر پڑھنے لگے۔ ہنگامہ جو ہوا' عمرو تو رہا ہو چکا تھا' اس نے جال الیاسی نکال کر مارا کہ حیرت کا پاندان' طلائی مقابہ اور جواہر نگار کرسیاں سب لوٹ کر زنبیل میں داخل کیں۔ افراسیاب گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور سحر پڑھا کہ ہزاروں طلسمی پتلے دوڑے۔ عمرو نے گلیم اوڑھ لیا اور گنبد کے نیچے اتر گیا۔ ادھر برق بھی بھاگ کر نیچے آیا۔ ساحروں نے سحر کیا' لیکن چادر جمشید کے سبب اثر نہ ہوا اور جو ساحر گرفتار کرنے کے لیے قریب گیا' چادر کی تاثیر سے اس کے جسم سے شعلے اٹھنے لگے اور بدن میں آگ لگ گئی۔ سب پھر آئے اور افراسیاب نے صرصر اور صبا رفتار کو جو بندھی تھیں' کھلوایا اور دلاسہ دیا۔ مگر برق اور عمرو نے شہر پرساں میں لوٹ شروع کی۔ عمرو نے جال الیاسی جس دکان پر مارا۔ دکان کا پورا سامان فرش تک کھینچ لیا۔ غلغلہ ہوا۔ دکانیں جلد جلد بند ہونے لگیں۔

کسی راہ گیر نے پوچھا: "ارے بھائی یہ کیا ہنگامہ ہے؟"

ایک دکاندار نے جواب دیا: "عمرو شہر میں آیا ہے۔ لوٹتا پھرتا ہے۔"

راہ گیر سمجھا کہ اکیلا کہاں تک لوٹے گا' معلوم ہوتا ہے' فوج لے کر آیا ہو گا۔ یہ سمجھ کر آگے چلا۔ راہ میں جو ملا' کہہ دیا ارے میاں بھاگو۔ فوج آ گئی۔ لوگ قتل ہوتے ہیں۔ یہ سن کر ہر شخص بھاگا۔ اسے بھاگتے دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگے۔ جدھر

گئے بھگدر پڑ گئی۔ سب کی زبان پر جاری ہے کہ فوج آ گئی۔ اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہے۔ کوئی اپنی عورتوں کے لیے بدحواس' ایک ایک سے پوچھتا ہے: "ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہے۔ کدھر جائیں۔ کوئی رو رہا ہے کہ افسوس گھر گئے۔ لیکن بہادر ان روزگار ہتھیار لگائے۔ اپنے اپنے دروازوں پر مونڈھے اور کرسیاں بچھائے۔ جان دینے پر آمادہ بیٹھے ہیں۔ لوگ آ آ کر ان کے سامنے خبریں کہہ رہے ہیں کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ مفت جان دیجئے گا۔ ابھی ابھی میرے سامنے جوہری قتل ہو چکا ہے اور چوک لٹ رہا ہے۔ ہم تو جاتے ہیں۔ آپ بھی بھاگئے۔

بہادروں نے جواب دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئے گا۔ اول تو عذر کریں گے۔ اگر نہ مانا' دیکھئے گا وہ جم کر ساکھے کی لڑائی ہو گی اور ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کر دیں گے۔ غرض ایک تہلکہ عظیم برپا ہے اور عمرو اور برق لوٹتے پھرتے ہیں۔ صرافوں کی تھیلیاں غائب ہوتی ہیں اور جوہریوں کے ڈبے گم ہوتے ہیں۔ بساط خانہ برباد ہو رہا ہے۔ بزازوں کی گٹھڑیاں ندارد ہوئی ہیں۔ ٹھٹھیروں کے برتن لٹ رہے ہیں۔ اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہے۔ کوئی اگر جان بچا کر نہیں بھاگا ہے تو اہل محلّہ کے خالی گھروں میں کود کر اسباب اٹھا رہا ہے۔ کوئی ہتھیاروں اور اسباب کو کنوئیں میں پھینک رہا ہے۔ کوئی تہ خانے میں چھپ کر بیٹھا ہے۔ کوئی کہتا ہے میرا بھائی لشکر عمرو میں نوکر ہے۔ مجھے اس نے سند دلا دی ہے۔ میں سب کو بچالوں گا۔ میرے یہاں چلے آؤ۔

جب افراسیاب نے یہ شوروغوغا سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہیں۔ فوج اسد کی آ گئی' اس وقت اس نے حکم دیا کہ ساحر جا کر' جو کوئی ہو' اسے غارت کریں۔ ساحر گنبد پر سے اتر کر چلے اور افراسیاب خود اتر آیا۔ حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھوں اژدہا پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا۔ عمرو نے استاد کی منڈھی اور برق نے جمشید کی چادر اوڑھ لی اور ایک طرف ٹھہرا رہا۔ اژدہوں نے بہت لوگوں کو نگل لیا۔ سب کو بالکل یقین ہو گیا کہ فوج آ گئی اور زیادہ بھگدڑ پڑ گئی اور اژدہے کچھ آدمیوں کو نگل

کر واپس آئے۔ ملکہ حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ میں نے سب کو اژدہوں سے نگلوا لیا۔" یہ کہہ رہی تھی کہ ایک ساحر سامنے سے' کندھے پر پشتارہ رکھے ظاہر ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا۔ اس نے پوچھا: "پشتارے میں کیا ہے؟"

ساحر نے کہا: "عمرو کو لایا ہوں۔" یہ کہہ کر پشتارہ کھولنے لگا۔ سب جھک کر دیکھنے لگے۔ اس ساحر نے یکایک جست کر کے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا: "میں برق ہوں" اور دوسرا تاج لے کر بھاگا۔ صنعت سحر ساز جو افراسیاب کی وزیر تھی۔ اس نے صھر پڑھ کر دستک دی کہ سوائے افراسیاب کے اور ملکہ حیرت کے سب بیہوش ہو گئے۔ مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا۔ سب ہوشیار ہوئے۔ اس وقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کر کے الگ ٹھہری۔

شاہ نے کہا: "جا کر عمرو کو پکڑلا۔"

شمیمہ نے کہا: "تخلیہ چاہتی ہوں۔"

افراسیاب علیحدہ شمیمہ کے پاس آیا۔ شمیمہ نے جست کر کے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا: "میں ہون برق۔" اور تیسرا تاج جو افراسیاب پہنتا ہے' لے کر چلتا بنا۔ اب کی بار وزیر دوم سرمایہ برف انداز نے سحر کیا کہ برف کی سلیں گرنے لگیں اور وہ سردی ہوئی کہ ہر ایک کے دانت بجنے لگے اور شہر کے صدہا ساحر مر گئے۔ سرمایہ جادو نے اپنا سحر رد کیا: "برق اور عمرو مر گئے ہوں گے۔" اس وقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا: "دہائی شہنشاہ کی لوٹے لیتا ہے۔"

افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو عمرو کی تدبیر ہوئی جاتی ہے۔ اس ساحر نے کہا: "دیکھیے' اے شہنشاہ' آپ کے پیچھے برق کھڑا ہے۔ تاج لیا چاہتا ہے۔" افراسیاب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ادھر ساحر نے جست کی اور دھول مار کر نعرہ کیا: "برق میں ہوں۔" اور چوتھا تاج لے کر بھاگا۔ اس وقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزاروں تختے گلاب کے ظاہر ہوئے اور پھولوں سے گلاب کے لال خوش رنگ نکل کر اڑے اور چاروں طرف عمرو اور برق کو ڈھونڈنے لگے۔ عمرو منڈھی کے

اندر تھا اور برق کو بہ سبب چادر کے' کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ آخر کار جب یہ دونوں نہ ملے' تو لال رنگ مردمان شہر کے سروں پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے مستانے کرتے' شعر پڑھتے صحرا کو چلے۔ اس وقت تو عجب عالم شہر کے لوگوں کا تھا۔ کوئی کسی کے گلے میں باہیں ڈالے پیار کر رہا تھا کہ

کونسی جا ہے جہاں تیرے نہیں اے یار مست
دیکھیے جس کوچے میں بڑ مارتے ہیں چار مست
میکدہ میں نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست و زمین مست و درو دیوار مست

یہ حالت دیکھ کر باغبان نے اپنا سحر روکا' مگر عمرو اور برق کا پتا نہ لگا۔ پھر یکایک برق اصلی صورت میں ظاہر ہوا۔ افراسیاب نے اسے دیکھ کر سحر پڑھا۔ سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ انسانی قامت کے برابر کھڑا ہے اور افراسیاب تصور کی مانند قلب آئینہ میں جلوہ گر ہے۔ برق نے دور سے پتھر مارا۔ الٹا پھر آیا اور چوتھے وزیر ابریق کوہ شگاف نے کچھ سنگریزے سحر پڑھ کر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے متعلق اکھڑ کر برق کی طرف چلے۔ برق کو چادر جمشید کے سبب وہ پہاڑ کنکریاں معلوم ہوئے' لیکن اہل شہر پر جو گرے' عیاذا باللہ ہزاروں دب گئے۔ ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا۔ اس وقت عمرو دوبارہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا' مگر گلیم اوڑھے ہوئے تھا۔ ساحر تو سحر کرتے پہاڑوں کے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مر گئے۔ ابریق نے غوغا سن کر سحر کو دفع کیا۔ عمرو نے اب کی بار جہاں افراسیاب کھڑا تھا' اس کے سامنے آ کر منڈھی کھڑی کی۔ سب نے دیکھا کہ عمرو فقیروں کی جیسے منڈھی ہوتی ہے' اس کے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھائے آرام سے لیٹا ہے اور پریاں پاؤں دباتی ہیں۔
افراسیاب نے کہا' عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو اس

کا مقابلہ کرے اور گرفتار کر لے۔ یہ کلام سن کر ایک ساحر طمطراق جادو آگے بڑھا اور ساحر پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا۔ سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو گئے۔ الٹا لٹک گیا۔ عمرو نے اٹھ کر تھوڑے سے کوئلے سلگائے اور ایک بوٹی اس کے جسم کی کاٹی۔ وہ چیخنے لگا۔ عمرو نے کہا: "حرامزادے میں تیرے کباب لگا کر کھاؤں گا' کیونکہ ساحروں کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے۔" یہ کلام سن کر ساحر بہت خائف ہوئے۔ طمطراق جادو کا بھائی وقواق جادو دوڑا آیا اور کہا: "اے عمرو' میرے بھائی کو نہ کھا۔ چھوڑ دے۔ میں ہزار اشرفی دوں گا۔"

عمرو نے کہا: "پانچ ہزار اشرفی لوں گا۔"

اس نے کہا: "اچھا پانچ ہزار اشرفی لے' مگر چھوڑ تو دے۔" اشرفیاں منگا کر منڈھی کے سامنے ڈھیر کر دیں۔ عمرو نے طمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بے ہوش کر کے تھوڑی سی زبان کاٹ لی اور منڈھی سے ہاتھ نکال کر' جال مار کر اشرفیاں کھینچ لیں۔ طمطراق کو باہر ڈال دیا۔ وقوق نے اپنے بھائی کو اٹھایا دیکھا تو اس سے بولا نہیں جاتا ہے زبان کٹی ہے' بس غضب ناک ہو کر ہزاروں طرح کے سحر منڈھی پر کئے۔ کبھی پتھر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کر دیا۔ مگر کچھ نہ ہو سکا۔ اس وقت عمرو نے منڈھی کے چاروں ستون پکڑے اور اکھیڑ کر چھتری کی طرح ----- سر پر لگائی اور ایک طرف روانہ ہوا۔ اس وقت منڈھی ایک گنبد کی طرح ہو کر روانہ ہوئی۔ عمرو اس کے اندر چلا اور برق بھی ساتھ ہوا۔ افراسیاب نے کتاب سامری میں دیکھا' مگر کچھ معلوم نہ ہوا اور کہا: "ہم بھی جاتے ہیں۔" یہ کہہ کر ایک طرف روانہ ہوا۔ اس وقت دیکھا کہ آندھی تیرہ و تار آئی اور ہزاروں گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے سنائی دیتے اور سواری بڑے عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی۔ سب نے تعظیم کی۔

افراسیاب نے اس افراسیاب سے جو آئینے میں جلوہ گر تھا' کہا: "اے ہم شبیہ! جاؤ' تمہیں بڑی تکلیف ہوئی اور عیاروں نے سخت بے ادبی کی۔" یہ کہنا تھا کہ افراسیاب' جو آئینے کے اندر تھا۔ غائب ہو گیا۔ اصلی افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ

برق کے پاس چادر جمشیدی تھی۔ اس وجہ سے سحر اثر نہ کرتا تھا اور تجھے ایسی کیا ضرورت شدید تھی کہ تحفہ طلسم اور لباس خداوند کو جا کر لایا۔ یہ اسی کی بدبختی تھی جو تیرے

ہم شبیہ نے تیری دھولیں کھائیں اگر تو اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ کر چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا۔ راوی کہتا ہے کہ عیاروں نے' صرصر وغیرہ کا جو دھوکا آ کر دیا تھا۔ تو افراسیاب نے اپنے بائیں ہاتھ کو دیکھا تھا۔ اس میں معلوم ہوا تھا کہ ------ وقت کے دوپہر تجھ پر سخت ہیں۔ ذلت حاصل ہو گی۔ اگر یہاں ٹھہرے گا' چاہیے کہ اس جگہ سے ٹل جا۔ بس افراسیاب نے معلوم کر کے ایک دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا: "اے ہم شبیہ آؤ۔" اسی وقت اس کا ہم شبیہ آیا اور خود غائب ہو گیا۔ ساحر درباری ہنگامہ پردازی میں مصروف تھے' کسی پر ظاہر نہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہے یا کوئی اور ہے۔ جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے داہنے ہاتھ میں فلاح اور بہبودی کا حال معلوم ہوتا ہے اور بائیں ہاتھ میں اس کی ذات کا حال بدی' شر' فساد' ذلت و ادبار ظاہر ہوتا ہے۔

ساتھ شخص نہایت زبردست اور معزز طلسم ہیں کہ ان کے ہمزاد دریائے نیل میں رہتے ہیں اور جب تک وہ ہمزاد نہ مارے جائیں گے' وہ ساتوں شخص بھی قتل نہ ہوں گے' چاہے عیار انہیں ہزار مرتبہ بے ہوش کریں گے۔ باقی حال ہمزادوں کا اپنے اپنے وقت پر' میر بحر کا روزنامہ ملنے پر بیان ہو گا۔

آدم بر سر مطلب۔ افراسیاب عیاروں کی شورش دیکھ کر غضبناک ہوا اور عیار بچیوں سے خطاب کیا: "نالائق! تم کو میں نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ عیار سارا شہر آ کر برباد کر دیں۔"

صرصر نے عرض کیا: "اے بادشاہ عالیجاہ' کنیز حسب الارشاد عمرو کو پکڑ لائی تھی اور عمرو عیاروں کا بادشاہ ہے۔ آسان نہیں ہے کوئی اسے گرفتار کر لے۔ لیکن حضور نے اس وقت میرا عرض کرنا قبول نہ فرمایا اور اسے چھوڑ دیا۔ اب جیسا ارشاد عالی ہو' بجا لاؤں۔"

افراسیاب نے کہا: "برق دریائے خون رواں کے پار اتر جائے گا اور عمرو نہ جا سکے گا۔

اس لئے کہ اس کے پاس تحفہ طلسم نہیں ہے اور اگر اس دروازے سے عمرو نکل کا جائے گا کہ جدھر سے اسداس شہر میں داخل ہوا تھا البتہ دریا نہ پڑے گا۔ مگر جہاں اب عمرو کا لشکر ہے۔ اس مقام سے پھر فاصلہ اتنا ہی ہو جائے گا کہ جیسا اسد نے راستہ طے کر کے خود کو یہاں پہنچایا ہے۔ جس طرف سے بھی عمرو جائے' اسے جا کر گرفتار کر لے اور جب گرفتار کرنا تو اپنی ایک عیار بچی سے کہلا بھیجنا اور تو عمرو کو لے کر' دریا کے پار جا کر ٹھہرنا۔ میں آ کر مہ رخ وغیرہ کے سامنے قتل کروں گا۔"

صرصر یہ حکم پا کر روانہ ہوئی۔ افراسیاب پھر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا: "کیا سخت مشکل ہے کہ جسے بہار کی گرفتاری کے لئے بھیجتا ہوں' وہ مارا جاتا ہے۔ ایسا کوئی نہیں جو بہار کو پکڑ لائے۔ اس وقت ایک ساحر نمرود جادو اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کیا بہار کی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ سے گرفتار نہ ہو سکے۔ میں جاتا ہوں اور اسے ابھی حاضر کرتا ہوں۔

افراسیاب نے کہا: "اچھا جاؤ۔ فوج اور لشکر ہمراہ لو۔"

نمرود نے کہا: "بہادر اس قابل نہیں ہے کہ جس پر میں فوج لے کر جاؤں اور دوسرے لشکر کی کثرت سے عیار شناخت نہیں ہو سکتے اور آ کر فتور کرتے ہیں۔ میں خدمت گار بھی ساتھ نہ لوں گا' اور بارگاہ مہ رخ میں گھس کر بہادر کو گرفتار کروں گا۔ دیکھوں' میرا کوئی کیا کرتا ہے۔"

یہ کہہ کر نمرود بزور سحر پرواز کر کے روانہ ہوا' لیکن حال برق کا سنئے۔ یہ جو شہر سے نکل کے چلا۔ بہ سبب چادر جمشید دریا کے پار چلا آیا۔ واضح ہو کہ شہرنا پرسان کے چالیس دروازے ہیں۔ ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہے۔ بعض دروازے ایسے ہیں کہ بیرون طلسم چاہے تو ادھر سے چلا جائے اور بعض دروازے ایسے ہیں کہ بغیر دریا کے اترے۔ کوئی طلسم ظاہر میں نہیں آ سکتا۔ لہٰذا صرصر جو چلی' خیال میں آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا ہو۔ طلسم ظاہر میں پہنچ گیا ہو' چاہیے کہ میں بھی

اسی طرف سے چلوں اور ڈھونڈتی ہوئی دریا کو اتروں۔ اس راہ میں جہاں کہیں عمرو ملے تو گرفتار کروں اور اس میں فائدہ یہ ہے کہ عمرو جو اس طرف سے آتا ہو گا اور تو طلسم ظاہر کی طرف چلے گی۔ تو عمرو کے عین مقابلے پر پہنچے گی۔

یہ سوچ کر پہلے طلسم ظاہر میں آئی' لیکن یہاں کا حال سنئے کہ برق جو پہلے آیا ہے' اس کو شمیمہ' صنوبر اور تیز نگاہ ملیں۔ سب نے برق کو گھیرا۔ نیمچہ چلنے لگا۔ برق اگرچہ اکیلا تھا' مگر سب کو جواب دیتا تھا۔ اس وقت جانسوز بھی آ گیا۔ اور دونوں لڑ بھڑ کر نکل کے چلے اور برق ایک طرف کو ہو گیا۔ جانسوز ایک طرف چلا۔ برق کو یہ خیال ہے کہ چادر میرے پاس ہے' کوئی لے نہ لے' اس لیے الگ رہتا ہے۔ لیکن عیار بچیوں نے جانسوز کو پھر اکیلا پا کر ہر طرف گھیرا۔ لڑائی ہونے لگی۔ صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی۔ جانسوز جست کر کے نکلا تھا کہ شمیمہ نے دوسری سمت سے کمند ماری۔ جانسوز الجھ کر گرا۔ تیز نگاہ نے بیضہ بے ہوشی مار کر بے ہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا: "تم اسے دربار شہنشاہ میں لے جاؤ۔ ہم دونوں دوسرے عیاروں کی فکر میں جاتے ہیں۔"

صنوبر پشتارہ لے کر روانہ ہوئی اور وہ دونوں اور طرف چلیں' لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام نے جاتے دیکھا۔ کوس بھر آگے جا کر ایک جھاڑی میں چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خش پوش کر کے' کمند کا سرا اپنے ہاتھ میں رکھا کہ صنوبر جب کمند کے قریب پہنچی۔ اس کا دل دھڑکنے لگا اور حفظ ماتقدم کے راہ سے پکار کر اس نے کہا: "اے عیار میں نے تجھے پہچانا۔"

ضرغام سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گئی۔ چاہا کہ جھاڑی سے نکل کر اس کے مقابل ہوں۔ پھر خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو۔ ابھی ذرا ٹھہرو۔ اسی فکر میں تھا کہ صنوبر نے پتھر فلاخن میں رکھ کر مارا کہ ضرغام کے برابر آ کر گرا۔ یہ سمجھا کہ بے شک یہ تجھے پہچان گئی ہے۔ چاہتا تھا کہ جھاڑی کے باہر نکلے۔ اس وقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا۔ ضرغام کو یقین ہوا کہ حفظ ما تقدم کرتی ہے۔ چپکا بیٹھا رہا۔

صنوبر نے جب خوب امتحان کر لیا۔ سمجھی کہ جنگل سنسان ہے۔ اس سبب سے تیرا دل خوفناک ہوتا ہے۔ بس جست کر کے کمند کے بیچ میں جا کر اتری اور چاہا کہ دوسری جست کر کے اس راہ خطرناک سے گزر جاؤں۔ ضرغام نے ایک ڈھیروکا شیر کی آواز کا بنا کر مارا کہ صنوبر جھجکی اور ضرغام نے کمند گھسیٹی اور صنوبر گری۔ ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی ملا کر اسے بے ہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے۔ اس وقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈتی آتی تھی‘ اس طرف آ نکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر نیچہ کھینچ کر دوڑی کہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے۔ ضرغام اور جانسوز بھی شنجر پکڑ کر مقابل ہوئے اور کہا استانی صاحبہ! جس دن استاد تمہیں پکڑ کر لے جائیں گے . دانہ دلوائیں گے‘ چکی پسوائیں گے۔ ہمارے استاد روٹی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہیں دیتے ہیں اور رات بھر پاؤں دبواتے ہیں۔"

صرصر نے کہا: "تمہارے استاد کو گھری گور میں توپوں۔ جوانا مرگ‘ استانی تمہاری کون ایسی تیسی ہے۔" یہ غیض و غضب یہ کلمات کہہ کر لڑنے لگی اور نیچے بجلی کی طرح چلنے لگی صرصر لڑتی ہوئی صنوبر کے قریب آئی اور ایک بیضہ وافع بیہوشی منہ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی۔ پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا۔ لیکن صرصر عمرو کی گرفتاری کے لئے آئی تھی اور اس کو ایک عرصہ ہوتا تھا۔ اس سبب سے جست کر کے ایک طرف چلی۔ اسے جاتے دیکھ صنوبر بھی ایک سمت روانہ ہوئی۔ مگر صرصر متلاشی عمرو تھی۔ دریائے خون رواں سے تلاش کیا۔ جب پار اتری۔ ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہے کہ پار اتروں‘ لیکن راہ نہیں ملتی۔ بھٹکتا پھرتا ہے صرصر نے سر راہ ایک رومال پھینک دیا۔ جب عمرو اس طرف آیا‘ دیکھا کہ رومال محمودی کا پڑا ہے اور اس کے گوشوں میں کچھ بندھا ہے۔ عمرو نے اسے اٹھا کر دیکھا۔ اس کے ایک گوشے میں پچاس اشرفیاں تھیں اور ایک کونے میں کچھ روپے اور پیسے‘ اور ایک کونے میں چکنی ڈلیاں اور الا ئچیاں بندھی تھیں۔ رومال سارا عطر میں بسا تھا۔

عمرو سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہے۔ ساحران معزز اس جانب سے گزرتے ہیں۔ کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہے۔ اس نے اشرفیاں اور روپے وغیرہ کھول کر چاہا کہ زنبیل میں داخل کروں کہ رومال جو عطر میں بسا تھا۔ اس کی خوشبو سے دماغ بس گیا۔ اور عمرو چکر کھا کر گرا۔ صرصر جو پوشیدہ تھی' نعرہ کر کے قریب آئی۔ عمرو کا پشتارہ باندھ کر دریا سے پار اتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو زفیل بجا کر بلاؤں اور شہنشاہ کو اطلاع دوں۔ اسی فکر میں تھی کہ اس سے برق نے دور سے دیکھا۔ بس فوراً اپنی صورت تیز نگاہ کی بنائی کہ زلفیں دونوں رخسار پر آراستہ کر کے' دھانی دوپٹہ اوڑھ کر لبوں پر مسی لگائی۔ پان کا کھوٹا جمایا۔ کسوب عیاری سے ایک بوتل میں خون نکال کر' مقوے کے ہاتھ اور پاؤں ایک سرمع گردن کے بنا کر اپنے سر پر گردن مقوے کی لگائی اور اس کی رگوں میں تازہ خون بھر دیا اور اپنا سر اور چہرہ اس گردن کے اندر چھپا لیا۔ مقوے کا سر اس گردن پر لگا کر گردن سے جدا کر کے صرف ایک تسمہ لگا رہنے دیا اور وہی دست و پا بھی مقوے کے پوست تازہ سے منڈھے ہوئے ہاتھ پاؤں پر لگا کر اصلی اعضاء چھپا کر' سب کو جدا کر کے صرصر کی گزرگاہ میں تجویز کر کے پڑ رہا۔ صرصر جو عمرو کو لئے' اپنی ساتھ والی عیارہ کو بلانے کی فکر میں ادھر آئی۔ دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہے جس کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہیں اور خون تازہ رگوں سے جاری ہی۔ سر جدا ہے۔ نرخرہ خشا ہے۔ صرف تسمہ گردن میں لگا ہے۔ یہ دیکھ کر جب قریب آ کر غور سے دیکھا تو تیز نگاہ اپنی عیار بچی کو پایا۔ یہ سب آپس میں ایک دوسری کو بہنیں کہتی ہیں اور محبت ہر ایک کو باہم کمال ہے۔ بس دیکھتے ہی صرصر کا دل امنڈ آیا اور کہا: "افسوس' موئے عیاروں نے میری بہن کو مارا اور بے تابانہ روتی ہوئی' ہائے میری بہن تیز نگاہ تم سے جدا ہو گئیں۔" یہ کہہ کر عمرو کا پشتارہ ٹیک کر لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے۔ یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منہ پر پڑی کہ تڑاق سے چھینک آئی اور بے ہوش ہو گئی۔ برق نعرہ کر کے اٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اس چادر

پر لٹا دیا اور عمرو کو پائینتی بٹھایا۔ صرصر کے پاؤں عمرو کی آغوش میں رکھ دئے اور فتیلہ بیہوشی صرصر کو اور دوسرے ہاتھ سے عمرو کو سنگھایا کہ دونوں ہوشیار ہوئے۔ برق نے صرصر کے سامنے آ کر کہا: "استانی میں آداب عرض کرتا ہوں۔ واہ دن دہاڑے آپ میرے استاد کو جنگل میں لئے پڑی ہیں۔ کوئی باغ میسر نہیں تھا تو خیمے میں چلی آئی ہوتیں۔ یہ بد تمیزی حضور کو نہ چاہیے۔ ادھر سے اس نے یہ کہا اور عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہم بستر دیکھا۔ اے جان جہاں کہہ کر لپٹا۔

نہال عیشم از وصلش بر آورد
زبخت خویش بر خوردارم امشب

صرصر نے جو یہ حال دیکھا' کہا: "موئے حرامیو' تم بڑے غضب کے ہو اور ایک دولتی عمرو کے سینے پر لگائی کہ دور جا کر گرا۔ عمرو پکارا۔

لاتیں چلیں گی سینے میں اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست

صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی۔ عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑا اور کہا: "بیٹا میں تجھ سے چادر جمشیدی نہ لوں گا۔ بارگاہ میں آؤ۔" بہلا کر بارگاہ میں لایا۔ برق نے افراسیاب کے چاروں تاج مہ جبیں اور اسد کو نذر دئے اسد نے وہ تاج عمرو کو دئے۔ مہ جبیں سے لاکھ اشرفیاں انعام برق کو دیں۔ ملکہ بہار نے پچاس ہزار اشرفی عنایت کیں۔ سرداران نامی نے تعریف کی۔ ہر طرف سے آفریں آفریں کی صدا ہائے تحسین بلند تھیں۔ اس وقت عمرو نے برق سے کہا: "اے فرزند! میں اس لئے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہوں کہ صاحبقران کا حکم یہ ہے کہ ایسی اشیائے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے' شدید ضرورت کے بغیر کوئی کام نہ لینا۔ تم چادر پاتے ہی

شہر پرساں میں چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوئے۔ اگر ایسا میں چاہتا تو گلیم اوڑھ کر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا۔ پس تمہیں چاہئے کہ صرف

عیاری کر کے طلسم کشا کے معین اور مدد گار رہو اور چادر جمشید مجھے دو۔"

برق نے کہا: "مجھے چادر کیا کرنا ہے۔ انشاءاللہ ہزاروں ساحروں کو بغیر چادر کے قتل کروں گا۔" یہ کہہ کر وہ چادر جمشید عمرو کے حوالے کی۔ یہاں تو یہ صحبت گفت و شنید برپا تھی کہ یکایک خوفناک آواز آئی اور ایک پنجہ چمک کر گرا۔ نعرہ بلند ہوا کہ میں نمرود جادو ہوں۔ اور بہار جادو کو پکڑ کے چلا۔ مہ رخ اور اہل دربار کھڑے ہو گئے۔ ہزارہا ناریل اور ترنج اس پنجے پر مارے' لیکن وہ دست ساحر زبردست تھا۔ کچھ تاثیر نہ ہوئی۔ وہ پنجہ بہار کو لے کر ایک پہاڑ پر آیا۔ عمرو اور سب عیار بھی دوڑے گئے۔ اس وقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک آواز دی کہ "اے فرقہ نمک حرام' یہ نہ کہنا کہ نمرود چھپا کر بہار کو پکڑ لے گیا۔ میں یہاں ٹھہرا ہوں۔ تم میں سے جسے حوصلہ ہو' وہ آ کر چھین لے۔"

یہ نعرہ کر کے سحر کا ایک پتلا پہاڑ کی چوٹی پر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے' اے پتلے' مجھے خبردار کر دینا اور آپ پہاڑ پر بزور سحر فرش بچھا کر بیٹھا۔ بہار اس کے سحر سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس کے ایک طرف لٹا دیا۔ اس عرصے میں عمرو ایک سحر کی صورت بن کر آیا اور جواہر کا کاسہ' جس میں انار کے دانے نہایت خوش رنگ بیضہ مرغ کے برابر تھے۔ ہاتھ میں لے کر پہاڑ میں چڑھ آیا۔ پتلے نے منع کیا کہ یہاں نہ آؤ۔ عمرو نہ مانا۔ پتلا پکارا: "اے نمرود' ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا۔"

نمرو یہ صدا سن کر گویا ہوا کہ آنے دے۔ پتلا خاموش ہو رہا۔ عمرو نمرود کے پاس آیا۔ سلام کیا اور کہنے لگا: "اے نمرود' تمہارا پتلا جھوٹا ہے۔ میں افراسیاب کا ملازم ہوں۔ یہ انار کے دانے باغ سیب سے آئے تھے اتنے تمہیں بھیجے ہیں۔"

یہ کلام سن کر نمرود بہت ہنسا اور کہا: "اے عمرو تو بڑا مکار ہے۔ میں تیرے فقرے میں نہ آؤں گا۔ دیکھوں کس طرح کے دانے ہیں۔ یہ کہہ کر کاسہ ہاتھ میں لیا۔ انار

کے دانے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے تھے۔ ہاتھ میں اٹھا کر بغور دیکھنے لگا۔ اس میں سے بھاپ نکلنے لگی۔ اور باریک دھواں نکل کے دماغ میں گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا۔ عمرو نے فورا سر کاٹ ڈالا۔ شور و غل ہوا اور تاریکی پھیل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد صدا آئی کہ مارا تو نے مجھے۔ میں نمرود جادو ہوں۔ اس کے سر سے ایک خوش رنگ پرندہ نکل کے' افراسیاب کی طرف گیا۔ بہار رہا ہوئی۔ عمرو کو لے کر لشکر میں آئی۔ سب نے خوشی کی۔ جلسہ انبساط شروع ہوا' مگر طائر نے جا کر افراسیاب سے نمرود کا حال بیان کیا اور جل گیا۔ اس وقت ملکہ حیرت نے اصرار کیا کہ میں ضرور مقابلے کے لئے جاؤں گی۔ ساحران نامی کو ساتھ لوں گی۔

افراسیاب نے اجازت دی۔ ملکہ حیرت لشکر کی کار سازی میں مصروف ہوئی۔ مگر حال لقا کا سنئے۔ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبریں مو کو ہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو خداوند کی مدد کے لئے بھیجو' تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ' مگر حسینہ اپنے مقام پر آ کر بیمار ہو گئی۔ لقا پاس نہ پہنچی۔ ایک مدت جو گزری۔ سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھوا کر' پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا۔ پنجہ افراسیاب کے پاس یہ نامہ عین اس وقت لایا' جب ملکہ حیرت لشکر کی کارسازی میں مشغول تھی۔ افراسیاب نے نامہ پڑھ کر ایک سردار لشکر کو حکم دیا۔ کہ "اے سرمست جادو' تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو۔"

سرمست حکم پا کر اپنی جگہ پر آیا اور تقریباً بارہ ہزار ساحر کی فوج لے کر کوہ عقیق کی سمت بڑے کروفر سے روانہ ہوا۔

○ ملکہ حیرت

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام

شراب شجاعت کا دے ایک جام

تیرے جام نے ساقی مہ لقا

طلسمات کا رنگ دکھلا دیا

میرے سا قیا آج تیرا ہے دور

پلا دے مئے سرخ کا جام اور

شجاعت کے ساغر میں دے، میں نثار

دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار

چمکنے لگے برق شمشیر آج

رہے سکہ نقد جاں کا رواج

گھٹا کالی سپر کی اٹھی

چلی آتی ہے فوج اڈی ہوئی

گرجتے ہیں پھر رعد آسا نقیب

شجاعوں کو جام شہادت نصیب

برسنے لگے خون کا ڈونگرا

رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا

کھلیں نخل قامت پہ گل زخم کے

بہے خون کی نہر ہر سمت سے

فسوں سازیاں حیلہ پردازیاں

ہر اک سمت پھر ہوئیں عیاریاں

نہ کرے کے دینے میں کچھ دیر آج

تیرے رند کے دل کا ہے یہ علاج

دکھا دوں میں پھر معرکہ جنگ کا

ملے جام گر خون کے رنگ کا

بیا بشنو اے ہمدم داستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

ملکہ حیرت مہ رخ کے مقابلے کے لئے عازم سفر ہوئی' ساحران طلسم مثلاً گلنار جادو۔ طولان بن جب شہاب جادو' شہاب اژدر گیر جادو' قتیل جادو' شگوفہ جادو' قیماس اور مجبور کادو وغیرہ' ستر لاکھ ساحر ہمراہ رکاب' کمر باندھ کر چلنے پر تیار ہوئے۔ افراسیات نے اپنے دو وزیروں ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا۔ زمرد جادو اور یاقوت جادو وزیر زادیاں' بال ہما کا چنور سر پر جھلنے لگیں۔ ملکہ حیرت سوار ہوئی۔ اس کا تخت ایک ابر کے اندر غائب ہو گیا اور ہزاروں طلسی نقارے بجنے لگے۔ وہ عمارت بنگلے کی مانند معلوم ہوتی تھی اور وہ بنگلہ مینانگار تھا۔ ہزاروں کرسیاں' یاقوت نگار اس میں بچھی تھیں۔ بیچ میں جواہر آگیں تخت آراستہ تھا۔ حیرت کا جسم شعلہ جوالہ کی مانند اس تخت پر منور اور روشن دکھائی دیتا تھا۔ بنگلے کے آگے ناقوس اور گھنٹے از خود بجتے تھے۔ سامری کی جے بولنے کی آواز از خود بلند تھی' اور جب حیرت اشارہ کرتی' طولان بن شہاب ایک ترنج آسمان کی طرف اچھالتا تھا اور وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزاروں توپیں چھوٹنے کی صدا آتی تھیں۔ لاکھوں ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے اور حیرت کے سر پر نثار ہوتے تھے۔ بہادران گرامی پرندوں جیسے گھوڑوں پر سوار روانہ تھے کہ جن کے اسلحے کی صدا سے زمین سے آسمان تک شور الاماں بلند تھا۔

خلاصہ کلام وہ لشکر قہار بڑے جوش و خروش سے دریائے ذخار کی مانند روانہ ہوا اور بعد قطع منازل پشتہ اے رنگین حصار کے قریب پہنچا۔ مہ رخ اور ہ جبیں دربار میں جلوہ فرما تھیں کہ گھنٹوں کے بجنے کی آواز آئی۔ نقاروں کی صدا نے زمین ہلا لی۔ سب سردار باہر نکلے۔ فوج ساحران کی آمد دیکھی۔ ملکہ حیرت کی سواری نظر آئی۔ سب الحفیظ و الامان پکارے۔ مہ رخ وغیرہ بد حواس ہو گئیں۔ ہلچل پڑھ گئی' لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا درمیانی فاصہ چھوڑ کر استادہ ہو گئی۔ یاقوت نگار کلس چمکنے لگے اور منزلوں

تک ساحروں کے خیمے استادہ ہو گئے۔

بازار کھل گئے۔ جا بجا خرید و فروخت ہونے لگی۔ بارگاہ کے روبرو اردوئے معلیٰ کا طور ہوا۔ نقشہ ہی کچھ اور ہوا۔ حیرت اتر کر بارگاہ میں داخل ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی۔ ارد گرد ساحران سامری کرسی و دنگل پر رونق افروز ہوئے۔ تھمتوں کے جنگل آباد ہوئے۔ عیار بچیاں بھی صحرا سے آ کر حاضر دربار ہوئیں اور انتظام کرنے لگیں۔ یہ تو اس جگہ جنگ و جدال کی فکر میں مصروف ہیں مگر

ازیں قصہ یک دم فراموش کن
زجائے دگر داستاں گوش کن

پہلے سرمست جادو کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ہزار ساحر لے کر لقا کی مدد کے لئے کوہ عقیق کی سمت روانہ ہوا تھا۔ بعد قطع منازل طلسم سے باہر نکلا اور کوہ عقیق کے حوالی میں پہنچا۔ اس جگہ صحرائے سبز و خرم پا کر شکار کی خواہش دل میں سمائی۔ دامن کوہ میں خیمہ استادہ کیا۔ فوج کو ٹھہرا کر آپ شکار کھیلنے لگا۔ پہلے صحرائی پرندے' پھر گوروگوزن شکار کئے' لیکن ایک ہرن تیر کھا کر سامنے سے بھاگا۔ اس نے اس کے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا۔ اتفاق سے فرزند امیر' داراب کشور کشا پہلے سے اس دشت میں شکار کھیل رہا تھا۔ اس نے جو ہرن کو آتے دیکھا' تیر جوڑ کر کمان میں لگایا کہ ہرن گرا۔ شہزادے نے اسے ذبح کیا۔ اس اثنا میں وہاں سرمست آ کر پہنچا۔ اپنے شکار کو داراب کے سامنے پڑا دیکھ کر للکارا کہ: "اے تو کون ہے کہ میرے شکار کو تو نے ذبح کیا۔"

داراب نے کہا:"اے بہادر میں نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبوں تیرا ہے' ورنہ دست اندازی نہ کرتا۔ اب یہ ہرن بلکہ اور جو میں نے شکار کئے ہیں تو لے جا اور مجھے معاف کر۔"

سرمست غرور میں مست تھا' شہزادے کا عذر نہ سنا اور ڈانٹا: "اے نا معقول' تو نے مجھے گوشت کا بھوکا تصور کیا ہے جو لالچ دیتا ہے' میں سرمست جادو ہوں۔ اپنے صید کے بدلے

تجھے شکار کروں گا۔"

داراب نے کہا: "تم ساحر لوگ اسے سحر کرنے پر بہت نازاں ہو۔ اگر تلوار کے رخ آؤ تو معلوم ہو۔"

سرمست نے قسم کھائی: "میں تجھ پر سحر نہ کروں گا۔ دیکھوں کہ تو میرا کیا کر لیتا ہے۔ لا ضرب مر دان عالم۔"

شہزادہ داراب نے کہا: "تو اول بر آور تمنائے خویش۔ کہ من خصم رامید ہم جائے پیش۔"

سرمست نے تیغہ کھینچ کر سارے جسم کا زور بازوؤں میں شریک کر کے' رکابوں پر کھڑے ہو کر پوری قوت سے داراب کے سر پر لگایا۔ داراب نے اپنا گھوڑا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور غنچے کی مانند سمٹ کر اپنا سارا جسم زیر سپر چھپایا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا۔ باقی سارا ہاتھ خالی ہو گیا۔ اس گھات سے تلوار نہ پڑی۔ سرمست تلوار لگا کر جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ داراب شمشیر کھینچ کر پکارا: "خبردار' یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت میں مارا۔ سرمست نے طاقتور بازو اور باڑھ دار تیغہ سر پر آتے دیکھ کر' خود کو جست کر کے گھوڑے کی گردن پر پہنچایا اور ڈھال کو سامنے کیا۔ تلوار ڈھال پر سے اس طرح گزری کہ جیسے ابر تاریک سے برق ظاہر ہوتی ہے اور خود' زرہ' ٹوپ و عرق چین وغیرہ کاٹ کر دونوں ابروؤں تک پہنچی۔ سرمست نے فوراً دستانے دم شمشیر میں مارے کہ وہ جھٹا کر سر سے نکلی۔ مگر خون کی چادر منہ پر پڑ گئی اور صدمہ زخم سے بے ہوش ہو کر گرا۔ داراب نے چاہا' سر کاٹ لوں۔ پھر خیال کیا کہ بسمل اور بے بس کو قتل کرنا شایان مردی نہیں۔ یہ سوچ کر ٹھہرا کہ ناگاہ سیاہ آندھی آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیاہ رنگ' کریہ منظر' آہن صورت کہ اس کا نام ناگن جادو ہے اور اس نے سرمست کو دودھ پلا کر پرورش کیا ہے' آ پہنچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھ کر پورے غیظ و غضب سے سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشیں بن گیا۔ کسی طرف سے نکلنے کی راہ نہ رہی۔ پھر اس نے سرمست

کو اٹھایا۔ اس عرصے میں زروم جادو' ملازم سرمست جو پیچھے رہ گیا تھا اپنی فوج سمیت آپہنچا۔ شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے۔ باہم دونوں فوجوں میں جنگ کا آغاز ہوا' لیکن

ساحروں کی فوج نے بزور صہر ایک لمحے میں شکست دی۔ فوج داراب شکست کھا کر کوہستان کی سمت گئی۔ مگر سرمست اسی جگہ اترا۔ اس وقت فتاح کشوری' جو فوج کے ہمراہ آیا تھا۔ اپنی صورت بدل کے یعنی لکڑ ہارے کا بھیس بدل کر' لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھ کر' جوتیاں لاٹھی میں لگا کر لشکر سرمست میں آیا۔ ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر میں آئے اور شہزادے کی گرفتاری کی سب کیفیت صاحبقران سے کہی۔
امراء سرمست کے قتل کے لئے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے لگے' لیکن وہاں ناگن جادو نے سرمست کے زخم پر مرہم سحر لگایا کہ وہ اچھا ہو گیا۔ اس نے جنگ و جدال کے بہت کچھ نشیب و فراز سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہاں نہ ٹھہر۔ کوچ کر کے خداوند کے پاس جا۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اسی وقت داراب کو مقیدے کر لشکر لقا میں پہنچا۔ اس کے ساتھ فتاح عیار بھی آیا۔
یہاں لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے۔ تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا ہو گیا۔ لقا فرد خوف سے تخت سے اتر کر نیچے چھپا۔ لمحے کے بعد سرمست آیا اور تخت خالی دیکھ کر پوچھا کہ خداوند کہاں ہیں۔ بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا۔ عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں۔ خداوند بھی آتے ہیں اور تخت کے سامنے پردہ ڈالکر' لقا کو اس کے نیچے سے نکالا اور کہا: "یا خداوند' اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہو جیے گا' تو لوگ ست اعتقاد ہو جائیں گے۔"
غرض لقا درست ہو کر تخت پر بیٹھا۔ سرمست نے سجدہ کیا اور آنا اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے مجھے حضور کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ لقا نے خلعت فاخرہ دیا۔ سلیمان اور بختیارک نے ساحروں کا لشکر مقام پاکیزہ میں جا کر اتروا دیا۔ ہر سمت ڈھرو بجنے لگا اور ناقوس پھونکے گئے۔ ساحر آرام گزیں ہوئے۔ بارگاہ میں شراب و کباب' چنگ و رباب کا جلسہ شروع ہوا۔ ناچ ہونے لگا' لیکن نامیان اور تومیان یعنی ہر کارے مختلف صورت

بنائے' لقا کے دربار میں موجود تھے۔ انہوں نے بادشاہ لشکر کی بارگاہ میں جا کر بصد عجز و نیاز دست دعا بلند کیا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے

اے فریدوں ہمت و دارا حشم

دے ز ذاتت رفت از دنیا ستم

یا الٰہی تا ابد باقی رہے

ملک و مال و جدہ و اقبال و علم

لقا کی امداد کے لئے سرمست جادو نام کا ایک گمراہ ساحر نا کام' دس بارہ ہزار ساحروں کی جمعیت کے ہمراہ' تیرہ' تیرہ روزگاہ' حضور کے لشکر کے مقابلے کے لئے آیا ہے۔ داراب کو شکار گاہ سے قید کر کے ہمراہ لایا ہے۔ صاحبقران یہ خبر سن کر' جو داراب کی رہائی کے لئے جاتے تھے' ٹھہر گئے اور فرمایا' وہ اب یہیں آ گیا ہے۔ سمجھا جائے گا۔ ادھر سرمست کی دعوت کا سامان ہوا اور اس کے نائب زروم کے لئے لقا نے اپنا خاص ایلچی بھیجا۔ چوبدار خوان لے کر بارگاہ کے باہر آیا۔ اور مزدور کی تلاش کی۔ فتاح عیار جو لکڑ ہارا بن کر لشکر کے ہمراہ آیا تھا اور خوان سر پر رکھ کر چلا۔ جب کچھ دور گیا۔ ایک جگہ پاؤں کو لغزش دے کر خوان کو گرا دیا۔ چوبدار اس کو برا بھلا کہہ کر برتن اور کھانا' جو گر گیا تھا' اٹھا کر درست کر کے رکھنے لگا۔ فتاح بھی اس کے ساتھ اٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے میں بیہوشی ملاتا جاتا تھا۔ جب سب کھانا درست کر کے چوبدار وہاں زروم کے پاس آیا اور عرض کیا: "یہ خاصہ خداوند نے بھیجا ہے۔" زروم بہت خوش ہوا۔ چوبدار تو چلا گیا' مگر فتاح خیمے کی پشت پر چھپ کر ٹھہر رہا۔ یہاں تک کہ زروم کھانا کھا کر اپنے رفیقوں کے ہمراہ بیہوش ہوا۔ فتاح سراپچہ چاک کر کے خیمے کے اندر آیا اور زروم اور اس کے رفیقوں کا سر تن سے جدا کیا۔ غل برپا ہوا۔ لوگ دوڑے۔ لینا لینا کا ہنگامہ ہوا۔ فتاح سراپچہ چاک کر کے نعرہ کر کے بھاگا اور

آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا۔ اس ہنگامے کی خبر سرمست کو ہوئی۔ اس نے بختیارک سے کہا: "مجھے سفر سے کوئی تھکن نہ ہو گی۔ طبل جنگ بجواؤ کہ میں ان سب کو غارت کروں۔"

بختیارک نے کہا: "بہت مناسب ہے۔"

غرض اتنا دن جو باقی تھا۔ اس میں زروم اور اس کے رفقا کی لاشیں اٹھوائیں' جب کہ وہ دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ خورشید اسیروں کی مانند دستگیر اور مقید ہوا۔

سرمست نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا۔ نقارے پر چوٹ پڑی۔ ہر کاروں نے شاہ اسلام کی خدمت میں جا کر دعا و ثنا کے بعد خبر کی کہ طبل جنگ بج چکا ہے۔

شاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگی بجے۔ حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقار خانہ سلیمانی میں جا کر طبل سکندر اور طبل حشامی کو بجایا۔ زمان و زمین میں زلزلہ پیدا ہوا۔ نفیر افراسیابی کو پھونکا گیا۔ چار پہر رات تک آلات حرب و ضرب کی تیاری رہی اور دونوں لشکروں میں نقیب بہادروں کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے۔ دلاور جان دینے پر تیار تھے۔ آخر شب گزر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ فلک چہارم کا غلغلہ شبستان مشرق سے چار دانگ عالم میں پھیلا۔

صبح کے وقت لشکر انبوہ انبوہ' طائفہ طائفہ دونوں طرف سے وارد ہوئے۔ امیر قریبی مسجد میں آ کر اوراد و وظائف میں مصروف تھے کہ چالاک نے آ کر خبر عرض کی کہ فوج دریا معج' میدان جنگ میں جا چکی ہے اور اب صاحبقران کے برآمد ہونے کی امیدوار ہے۔ امیر اسلحہ سے مسلح ہو کر مسجد سے باہر آئے۔ بلند مرتبت سردار حاضر ہوئے۔ امیر اپنے دیو زاد گھوڑے "اشقیر" پر سوار ہو کر' اپنے تمام سرداروں کے ہمرہ' ظل اللہ بادشاہ عالم پناہ کے در دولت پر پہنچے۔ یہاں بادشاہ تخت سلیمانی پر سوار' عیش محل سے بر آمد ہوئے۔ نقیبوں نے بسم اللہ کی صدا دی۔ سب سرداروں نے مجرا کیا۔ نوبت و نقارے بجے. لوگ ادب اور تفاخر سے پکارنے لگے۔ حضور عالم کی سواری میدان جنگ کی طرف چلی۔

وہ شہر یار بڑے جاہ و چشم سے اپنے ذی وقار' سرداروں کے جلو میں' دشت قتال میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی سرمست کو لے کر وارد ہوا۔ صف آرائی شروع ہوئی۔ پست و بلند زمین ہموار ہوئی۔ سقے گرد و غبار بٹھا چکے۔ نقیب نقابت کرنے لگے۔ میدان جنگ پاک و صاف ہوا۔ سرمست لقا سے اجازت لے کر' رزم و پیکار کے ارادے سے' جادوئی اژدہا اڑا کر میدان میں نکلا اور لشکر امیر کو للکارا: "اے بندگان مغضوب' تم میں کون ایسا ہے جو مجھ سے آ کر نبرد آزما ہو۔

لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی شاہ سے اجازت لے کر' میدان میں آ کر مقابل ہوا۔ سرمست نے سحر کیا۔ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح و مکمل پیدا ہوا۔ مندویل نے کہا: "لا حربہ"

باہم نیزہ بازی ہوئی۔ سوار قدرت نے نیزہ ردوبدل کر کے' گھما کر ہاتھ سے نکال دیا۔ مندویل نے تلوار کھینچی۔ سوار قدرت نے بندوبست پکڑ کے تلوار چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر مندویل کو قاش زین سے اٹھا کر' زمین پر دے ٹپکا اور مقید کر کے سرمست کے لشکر کے سپرد کیا اور پھر نہیب دی کہ تم میں جس سے مرگ کی تمنا ہو' وہ آ کر مقابل ہو۔ اسلامی فوج کے سردار آتے تھے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے۔ اس طرح کئی سو سوار گرفتار ہوئے۔ آخر وہ دن آخیر ہوا۔ سرشام طبل بازگشت بجوا کر سرمست پھر گیا۔ دونوں لشکروں کے سپاہیوں نے کمر کھولی اور آسودہ لوئے۔ لیکن چالاک سوار قدرت کو تلاش کرنے کے لئے چلا کہ دیکھوں' یہ کہاں سے آیا تھا۔

یہاں بختیارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہے۔ جب وہ مقابلے میں آئے گا' کوئی سحر اس پر تاثیر نہ کرے گا اور سب جادو باطل ہو جائے گا۔ سرمست نے یہ کلام سن کر سحر پڑھا کہ ناگن جادو آئی۔ اس سے کہا کہ حمزہ کو گرفتار کرنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے۔

ناگن نے کہا: "میں جاتی ہوں اور عیاروں سے پوشیدہ ہو کر' امیر کا اسم اعظم بند کروں

گی کہ پھر اسے یاد نہ آئے۔
بختیارک نے کہا: "سردار جو مقید ہوئے ہیں' ان کو عیار چھڑا لے جائیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا مناسب ہے۔"
ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ "جب مجھے بلانا منظور ہوا اور میری ضرورت ہو تو اس تعویذ کو آگ سے سیکنا' میں اسی وقت آؤں گی۔" یہ کہہ کر ناگن پرواز کر کے کسی طرف چلی گئی' مگر چالاک' سوار قدرت کی تلاش میں ہر طرف پھرا۔ کہیں اس کا پتہ نہ لگا۔ آخر ایک خدمت گار کی صورت بن کر بختیارک کے خیمے میں آیا۔
اس نے چالاک کو پہچانا۔ از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا ہریسہ عمرو نے پکا کر بختیارک کو کھلا رکھا ہے' تو اس روز سے بختیارک عیاروں کے معاملات میں دخل نہیں دیتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ مار ڈالیں گے اور بظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہے۔
الحاصل چالاک کی بڑی تعظیم کی اور بلند مقام پر بٹھایا اور عرض کیا: "مرشد زادے' آج آپ کہاں تشریف لائے۔ پہلے یہ فرمائیے کہ میری جان کی خبر ہے یا نہیں۔"
چالاک نے کہا: "اجل تمہاری قریب پہنچی ہے۔ آج ہم اسی ارادے سے آئے ہیں کہ تم سے کچھ حال پوچھیں اور اگر نہ بتلاؤ تو تم کو عذاب زندگی سے چھڑا دیں۔"
بختیارک سفید چادر اوڑھ کر چالاک کے سامنے لیٹا۔ اس طرح کہ جیسے مردہ ہوتا ہے۔
چالاک نے کہا: "آج تم بچو گے نہیں۔ لو اٹھو یہ دو چھوارے میرے ہاتھ سے کھا لو۔"
بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا: "حضور جو کچھ پوچھنا ہو' پوچھیں۔ اور اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر ہے مجھے بیہوش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"
چالاک نے خنجر دکھایا: "او مکار' یہ مجھ سے بھی چہ میگوئیاں کرتا ہے۔ جلد یہ چھوارے کھا۔"
بختیارک نے کہا' بہت خوب کھاتا ہوں اور ناچار وہ چھوارے کھائے اور بیہوش ہوا۔ چالاک اس کا پشتارہ باندھ کر' خیمے کو پھاند کر جست و خیز کرتا ہوا صحرا میں پہنچ کر پہاڑ پر

چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو، کوئی آ جائے اور وہاں بختیارک کو ہوشیار کر کے پوچھا: "سچ بتلا، یہ سوار کہاں سے آتا ہے؟"
بختیارک نے کہا: "اگر بتلا دوں تو مجھے چھوڑ دیجئے گا۔ پھر تو قتل نہ کیجئے گا۔"
چالاک نے دھمکایا: "جلد بتلا، یہ اقرار کیوں لیتا ہے۔ جی چاہے گا، معاف کریں گے اور مزاج میں آئے گا، قتل کریں گے۔"
بختیارک نے کہا: "میں اور کچھ نہیں جانتا ہوں۔ مگر اتنا معلوم ہے کہ ناگن اسم اعظم بند کرنے گئی ہے اور ایک تعویذ دے گئی ہے کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اسی وقت آئے۔ کہئے تو اسے بلاؤں۔"
بختیارک نے یہ سب کچھ اس خیال سے بتایا کہ ناگن آئے گی تو میں چھوٹ جاؤں گا اور چالاک کو گرفتار کراؤں گا، لیکن چالاک نے عیاری تجویز کر کے کہا: "اچھا ناگن کو بلا۔" بختیارک نے آگ پر تعویذ رکھا۔ یکایک ایک سناٹا ہوا اور ناگن آئی اور اس نے پوچھا: "ملک جی، تم نے مجھے کیوں بلایا ہے۔"
اس نے منہ سے تو کچھ نہ کہا، مگر اشارے سے چالاک کو بتایا یعنی یہ دشمن ہے۔ اسے گرفتار کر لو۔ ناگن اشارہ نہ سمجھی۔ چاروں طرف دیکھنے لگی۔ چالاک اس کے آنے سے پوشیدہ ہو گیا تھا۔ جب اس کو چار سمت متحیر ہو کر، نگراں دیکھا۔ چالاکی سے تمام پتھر گوپھن میں رکھ کر مارا کہ ناگن کا کاسہ سر ترش کر دور گرا اور وہ زمین پر گر کر واصل جہنم ہوئی۔ اس کے مرنے کا شور و غوغا ہوا۔ بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔ چالاک نے اسے درخت سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بن کر سرمست کے خیمے میں آیا۔ اس نے اپنی دایہ کو دیکھ کر ادب سے سلام کیا اور کہا: "اسم اعظم بند کر آئیں۔"؟
ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "تجھ پر تین روز بہت سخت ہیں۔ عیاروں سے جان بچنا مشکل ہے۔ میرے ساتھ چل کہ تجھے ایک تدبیر بتاؤں۔" یہ کہہ کر سرمست کو جنگل میں لا کر، ایک سیب اپنے پاس سے نکال کر دیا کہ اسے کھا لے۔ باغ سامری کا

ہے۔ اس کے کھانے سے عمر بڑھ جائے گی۔ کوئی قتل نہ کر سکے گا۔"
سرمست نے سیب لے کر کھایا اور بیہوش ہوا۔ چالاک نے اس کا سر بھی کاٹ لیا۔

ایک عظیم ہنگامہ ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور داراب وغیرہ سردار جو مقید تھے' وہ چھوٹ گئے اور سب نے مشورہ کیا کہ اس حرام زادے لقا کو قتل کرو۔ بس تلوار لے کر اس کے لشکر پر آگرے۔ ساحروں کی فوج غافل اتری تھی۔ لڑائی جو شروع ہوئی' سمجھے کہ اہل اسلام بھی زبردست ساحر معلوم ہوتے ہیں کہ جنھوں نے ہمارے افسروں کو مارا۔ بس یہ سوچ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور تا دیر بہادروں نے لشکر حریف پر شمشیر زنی کی۔

آخر جس وقت لیلائے شب کی چشم خونبار سے اشک خونیں گرے اور دامن سحر شفق لالہ گوں سے رنگیں ہوا' تو سرداران اسلام بہ فتح و فیروزی لشکر اسلام میں داخل ہوئے۔ اور لقا رنجیدہ' شکست خوردہ قلعہ عقیق میں چلا آیا۔ ساحر بھاگ کر طلسم میں آئے اور سلیمان نے پھر عرضی افراسیاب کو لکھی۔ افراسیاب گنبد نور میں تخت پر متمکن ہے اور ملکہ حیرت مہ رخ کے مقابلے میں آ کر اتری ہے کہ ساحر بھاگے ہوئے افراسیاب کی خدمت میں پہنچے اور ساتھ ہی پنجہ سحر سلیمان کی عرضی بھی لایا۔ افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا۔ خیال میں گزرا کہ عیار قیامت ڈھاتے ہیں اور ان عیاروں کا سر گروہ مع چند عیاروں کے طلسم میں آیا۔ جب وہ تجھ سے قتل نہیں ہو سکتا تو خداوند کے یہاں تو لاکھوں عیار ہیں۔ وہ تو حقیقت میں کمال پریشان ہوں گے۔ یہ مضمون تجویز کر کے دو نامے اسی وقت لکھے۔ ایک نامہ ملکہ حیرت کو لکھا۔ مضمون اس کا یہ تھا۔
"کہ اے ملکہ! ابھی طبل جنگ بجا کر مقابلہ نہ کرنا۔ اگر مقابلہ کر کے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کرو گی تو اس میں عیار خلل انداز ہوں گے اور فتور برپا کریں گے۔ چاہیے کہ اول صرصر وغیرہ کو بھیج کر' عیاروں کو گرفتار کر لو۔ اس کے بعد مہ رخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمہارے نزدیک کیا بات ہے۔"

یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت میں جائے۔ پتلا نامہ لے کر روانہ ہوا۔ دوسرا خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا۔ اس میں لکھا تھا کہ' اے ملکہ' تم وعدہ کر گئی تھیں کہ میں خداوند کی مدد کو جاؤں گی۔ مگر سنا ہے کہ مزاج تمہارا ناساز ہو گیا۔ واقعی تمہارا مزاج اصلاح پر نہ ہو تو اطلاع دو کہ خداوند کی مدد کے لئے کسی اور کو بھیجا جائے اور اگر صحت سے ہو تو خداوند کے پاس جاؤ۔" یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا۔ وہ حسینہ کے پاس لایا۔ اس نے نامہ پڑھ کر عرضی لکھی کہ اب عنایت جمشید سے میں اچھی ہوں اور خداوند کے پاس جاتی ہوں آپ اطمینان رکھئے۔

پتلا جب یہ جواب افراسیات کے پاس لایا تو پڑھ کر خاموش ہو رہا۔ مگر وہاں حیرت کا پاس نامہ پہنچا تو اس نے افراسیابت کے لکھنے کے بموجب صرصر سے کہا: "جا کر عمرو کو پکڑ لا کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہے۔"

صرصر نے عرض کیا: "بہت اچھا۔ اور اسباب عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوئی۔ مگر حال عیاروں کا سنئے کہ بارگاہ مہ رخ میں عیش و نشاط میں مشغول تھے۔ جس وقت ملکہ حیرت فوج لے کر آئی۔ اس کے آنے سے سب عیار صحرا میں چلے گئے اور فکر عیاری کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چل کر لوٹیں۔ اسی خیال سے عمرو ایک گاؤں میں آیا' جو گنبد نور کے قریب تھا۔ وہاں دیکھا کہ ایک مقام پر نمگیرہ استادہ ہے اور بہت سے ساحروں کا مجمع ہے۔ ناچ ہو رہا ہے۔ دولہا پر زر خلعت پہنے' مسند پر بیٹھا ہے۔ شراب کا دور چل رہا ہے۔ عمرو یہ ماجرہ دیکھ کر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے۔ کچھ مل رہے گا۔ اس برات کو لوٹو۔ مفلس بھی ہو' کہیں تو کچھ ملے گا۔"

یہ سوچ کر علیحدہ جا کر صورت ڈوم کی بنائی۔ ڈاڑھی سینے تک بڑھائی اور رنگ سرخ و سفید روغن لگا کر درست کی۔ گالوں پر جھریاں پڑی معلوم دیتی تھیں۔ جھکی کمر' مرد بزرگ خود کو بنا کر' کرتہ پہنا اور پگڑی سر پر باندھ کر' بانسری کی جوڑی کمر سے لگائی۔ دائرہ ہاتھ میں لیا اور اہل محفل کے سامنے آ کر اس طرح مبارک باد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا۔ تاثیر جادو کی برات تھی۔ اس نے ڈوم کو فن موسیقی میں طاق دیکھا۔

حرمت کر کے بلا کر بیٹھایا اور کہا: "کچھ شغل کیجئے۔ یہ آپ کا گھر ہے۔ جو مجھ میں مقدور ہے' وہ آپ کی خدمت بھی کروں گا۔"

عمرو نے دعا دی کہ ترقی اقبال ہو۔ مراتب اعلیٰ رہے۔ سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھ کر بانسری بجا کر گانے لگا۔ اس شغل میں عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو عمرو کی تلاش میں روانہ ہوئی تھی' جب جنگل میں پہنچی۔ صدا گانے کی دور سے سن کر اسی طرف آئی۔ شادی میں ایک بوڑھے ڈوم کو گاتے دیکھا۔ پہلی نگاہ میں پہچانا کہ یہ عمرو ہے۔ پہلے تو گانا کھڑی سنتی رہی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی' ہر فن میں طاق اور شہرہ آفاق ہے' لیکن اپنے مالک کے حکم کے بموجب عمرو کی گرفتاری کے لئے آئی تھی۔ اس نے محفل میں آ کر تاثیر جادو سے آہستہ سے کہا: "یہ ڈوم در اصل عمرو ہے۔ اسے گرفتار کر لو۔" ادھر عمرو نے صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ تیری گرفتاری کے لئے کہتی ہے۔ تجھے پہچان گئی ہے۔ یہ سوچ کر اٹھا۔ تاثیر جادو کے پاس آیا اور کہا: "حضور دیکھئے وہ کون آتا ہے۔" تاثیر پھر اٹھا کہ عمرو نے دھول لگائی اور اس کا موتیوں والا کلاہ لے کر بھاگا۔ ساحر پیچھے دوڑے کہ صرصر نے کہا: "آپ ٹھہریں' میں گرفتار کر کے لاتی ہوں۔" اور نیمچہ کھینچ کر جھپٹی۔ عمرو صحرا میں آ کر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہنچ کر ڈانٹا کہ خبردار' او نابکار عیار' کہاں جائے گا میرے ہاتھ سے۔"

عمرو نے بھی خنجر گھسیٹا اور لڑنے لگا۔ اس وقت برق فرنگی بھی ایک سمت سے نمودار ہوا اور کہا: "استانی صاحبہ کو آداب عرض ہے۔"

صرصر نے کہا:"اے برق! استاد تیرا کیسا شہنشاہ عیاراں ہے کہ اکیلا مجھ سے لڑ نہیں سکتا۔ اس پر منہ پر دعویٰ عیاری کا۔ اگر دعویٰ ہے تو یہاں سے تو چلا جا' میں اور یہ سمجھ لیں گے۔"

برق نے کہا: "میرا کام ہی کیا ہے' جہاں عاشق و معشوق یکجا ہوں' وہاں ٹھہرنا نہ چاہیے۔ آپ در پردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہیں۔" یہ کہہ کر ایک طرف چلا۔ اتفاقاً ادھر

سے صبا رفتار آتی تھی۔ برق سمجھا کہ اگر یہ صرصر کے پاس جائے گی تو استاد کو لڑنے میں دقت ہو گی۔ پس اس نے للکارا: "کہاں جاتی ہے صبا رفتار۔" شمشیر کھینچ کر آ پڑی۔ برق سے چوٹ چلنے لگی۔ لیکن عمرو اور صرصر جو لڑ رہے تھے' اتفاقاً سیاح جادو نام کا ایک ساحر تاثیر جادو کے یہاں شادی پر جاتا تھا' اس طرف سے ہو کر نکلا' اس نے دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد لڑ رہے ہیں' یہ دیکھ بزور سحر دونوں کو گرفتار کیا۔

صرصر نے کہا: "میں ملازم افراسیاب ہوں۔ تو نے مجھے کیوں گرفتار کیا ہے؟"

عمرو نے کہا: "حضور یہ جھوٹی ہے۔ میں کلانوت ہوں اور یہ میری زوجہ ہے۔ از بسکہ میں بوڑھا ہوں اور یہ یاروں کے پیچھے خراب ہے۔ جب میں اسے کسی سے گرفتار دیکھتا ہوں اور اس کے قتل کا ارادہ کرتا ہوں' یہ مجھ سے لڑتی ہے۔ لیکن آپ چھوڑ دیجئے۔ آج اس حرام زادی کی میں ناک کاٹوں گا۔"

سیاح جادو نے کہا: "میں نے بھی سنا ہے کہ افراسیاب نے صرصر شمشیر زن کو عیاروں کے مقابلے کے لئے بھیجا ہے' لیکن میں پہچانتا نہیں۔ اس لئے کہ دربار شاہ میں ہم ادنیٰ رعایا کیوں کر جا سکتے ہیں' جو ہر ایک کو پہچانیں۔ مشبہ ہے کہ تم میں نہ معلوم کون سچا ہے۔"

عمرو نے کہا: "آپ ہمارا حال اس شادی میں چل کر دریافت کر لیجئے۔"

سیاح نے کہا: "وہیں تو میں بھی جا رہا ہوں۔" یہ کہہ کر دونوں کہ پنجہ سحر سے اٹھوا کر شادی میں لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات کر کے سارا حال بیان کیا۔ تاثیر نے کہا: "اتنا میں جانتا ہوں کہ پہلے یہ کلانوت (گویا) آیا تھا۔ اس کے بعد یہ عورت آئی۔ کلانوت میری ٹوپی لے کر بھاگا۔ یہ علامت اس کے عیار ہونے کی ہی اور صرصر کو میں بھی نہیں پہچانتا اور نہ میں نے کسی عیار کو دیکھا ہے۔ لیکن دربار شاہی تک رسائی کا یہ ذریعہ خوب نکالا ہے۔ آپ ان دونوں کو ملکہ حیرت کے پاس لے جایئے کہ طلسم ظاہر میں تشریف لائی ہیں۔"

سیاح نے کہا ہے: "اگر چوکاوغیرہ دے کر سحر سے چاہوں' دریافت کر لوں کہ عمرو ان میں کون ہے اور صرصر کون۔ مگر دربار کی رسائی کا یہ وسیلہ خوب ہے۔ آپ کی شادی میں ٹھہر لوں تو جاؤں۔" یہ کہہ کر عمرو اور صرصر دونوں کا ہاتھ باندھ دیا اور آپ بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا۔ اس عرصے میں برق جو صبا رفتار سے لڑ رہا تھا' جنگ کے وقت جست کر کے ایک غار میں جا گرا۔ صبا رفتار نیچہ کھینچے غار میں کو دی کہ اب تو کہاں لے جائے گا۔برق نے وہاں کمند کے حلقے لگائے تھے۔ جب صبا رفتار کو دی۔ برق نے جھٹکا مارا کہ الجھ کر برق کی گود میں آ گری۔ برق نے بیہوشی کا غبار منہ پر مل دیا کہ بیہوش ہو گئی۔ اس کو عمرو کی صورت بنایا' اور آپ اس کی شکل بن کر پشتارہ باندھ کر تاثیر جادو کی شادی میں آیا۔ سب نے کہا کہ ایک عورت کسی کو لاتی ہے۔ اس وقت صبا رفتار (یعنی برق) قریب پہنچا۔ دیکھا کہ صرصر اور عمرو بندھے ہوئے ہیں۔ اس نے سیاح جادو کی بلائیں لیں اور کہا: "حضور نے میری بہن کو کیوں باندھا ہے۔"

سیاح نے کہا: "مجھے شناخت نہ تھی۔ انہیں حیرت کے پاس لے جاؤں گا۔"

برق نے کہا: "کہیں عورت مرد کا فرق بھی چھپتا ہے۔ میں صرصر کی وزیر زادی ہوں اور یہ صرصر شہزادی ہے۔ یہ کلانوت عمرو کا ساتھی عیار ہے۔ عمرو کو میں گرفتار کر کے لائی ہوں۔"

سیاح کو برق کے کلام کی تصدیق ہوئی۔ اس وقت ایک اور ساحر شادی میں مہمان آیا تھا۔ اس نے کہا: "میرے پاس عیاروں اور عیار لڑکیوں کی تصاویر ہیں۔ آپ مطابق کر لیجئے۔" یہ کہہ کر اس نے صندوقچہ منگا کر تصویریں نکال کر مطابق کیں۔ اس وقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبا رفتار کو عمرو بنا کر لایا تھا۔ اسے بندھوا دیا۔ صرصر جو چھوٹی۔ اس نے برق کو پہچانا' مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے جتنے اس شادی میں ہیں' سب اندھے ہیں' اپنی سزار کو پہنچیں گے۔ تجھے انہوں نے بے عزت کیا ہے۔ ذرا ٹھیک بننے دے۔ یہ سوچ کر چلی گئی۔ لیکن یہاں برق نے سیاح سے کہا: "حضور میں نے

منت مانی تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کروں گی۔ اس وقت ایک جلسہ عیش کر کے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤں گی۔ دیکھئے کیا قدرت سامری ہے کہ ایسے وقت میں عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران جمع ہے۔ مجمع بھی معقول ہے۔ یہیں سب کی شراب سے دعوت کروں۔ اے تاثیر جادو' مے خانے کی بابت جو کچھ صرف ہو' وہ مجھ سے لے لو اور خمخانہ میرے سپرد کرو۔"

تاثیر جادو نے کہا: "یہ تو گھر ہے۔ جس قدر جی چاہے' شراب پیجئے اور سب کو پلایئے رقم کی کیا ضرورت ہے۔"

صبا رفتار یہ کلام سن کر مسکرائی اور میخانہ اپنے قبضے میں کر کے جام و ساغر کے الٹ پھیر کرنے کیں شراب میں بیہوشی شامل کی اور اہل محفل کو پلائی۔ جب سب شراب پی کر بیہوش ہوئے' برق نے عمرو کو جو کلانوت بنا ہوا تھا۔ اسے کھول دیا اور سب ساحروں کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا۔ سب کو لوٹنے لگا۔ دو چار ساحر قتل ہوئے تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی' اس لئے کہ جب سے حیرت مقابلے کو گئی تھی' اسے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو۔ عیار میری زوجہ کو بھی بے عزت کریں' تو فوراً کتاب دیکھتا ہے۔ الحاصل میں معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب جو گاؤں ہے' وہاں عمرو اور برق نے آفت برپا کر رکھی ہے۔ افراسیاب نے اپنے دل میں کہا کہ کہاں تک طرح دوں۔ آج عمرو کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالوں۔ بس اس نے ملکہ خمار جادو کو حکم کیا کہ ایک جگہ شادی میں عمرو اور برق قتل و غارت کر رہے ہیں۔ تم جا کر پکڑ لاؤ اور صبا رفتار بندھی ہے' اسے کھول دینا۔

خمار اگرچہ عمرو سے نہایت جلی ہے۔ یہ حکم پا کر بزور سحر اڑی۔ شادی کے مقام پر پہنچ کر پکاری: "ہوشیار اے نا عیاراں۔" برق تو یہ آواز سن کر بہت جلد چل دیا۔ عمرو ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا۔ اور خمار چونکہ عمرو ہی کی متلاشی تھی۔ بجلی بن کر جو گری۔ عمرو کو پنجے میں داب کر لے اڑی' اور چلتے وقت ایک سحر ایسا کیا کہ صبا رفتار جو

بندھی تھی‘ کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی۔ پھر خمار نے آسمان کی طرف انگلی سے کچھ اشارہ کیا کہ ایک بادل آ کر‘ شادی کے لوگ جو بے ہوش پڑے تھے۔ ان پر برسنے لگا کہ وہ سب ہوشیار ہوئے۔ محفل کی حالت دگرگوں دیکھ کر اور ساحروں کی لاشیں دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ عیاروں نے آخر کار مکاریاں کر کے یہ نوبت پہنچائی۔ غرضیکہ یہ سب تو اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے اور خمار عمرو کو لے کر افراسیاب کے پاس گنبد نور پر آئی اور سلام کر کے عمرو کو سامنے پیش کیا۔

عمرو نے کہا: "کیوں نہ تھا۔ اب ہم اس دربار کو لوٹ کر جائیں گے۔ تمہاری ڈاڑھی مونڈ کر جائیں گے۔ آج اسی لئے آئے ہیں۔"

افراسیاب کو غصہ آیا۔ اس نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ عالم ہم نے عمرو کو گرفتار کار کیا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ لشکر افسروں کو سپرد کر کے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمہارے سامنے عمرو کو قتل کریں‘ کیونکہ تم اس کے قتل سے بہت خوش ہو گی۔" یہ نامہ پنجہ سحر کو دیا۔ وہ لے کر چلا اور ایک آہنی قفس منگا کر عمرو کو اس میں بند کر دیا کہ حیرت آئے تو قتل کروں‘ لیکن پنجہ سحر نے نامہ جا کر حیرت کو دیا۔ حیرت پڑھتے یہ کھلکھلا کر ہنسی اور ایسی خوش ہوئی کہ کبھی اس طرح خوش نہ ہوئی تھی۔ افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجہ سنایا۔ لشکر کی نسبت حفاظت کرنے کی تاکید کی اور حکم دیا کہ طبل بشارت بجیں کہ عمرو قتل ہوتا ہے۔ نوبت خوشی کی لشکر میں بجنے لگی۔ حیرت سرخ جوڑا پہن کر‘ سراپا یاقوت کا زیور زیب تن کر کے طاؤس سحر پر روانہ ہوئی اور گنبد نور کی طرف چلی‘ لیکن یہ خبر طاہران سحر نے جا کر ملکہ مہ جبیں اور مہ رخ وغیرہ کو پہنچائی کہ عمرو قید ہو گئے ہیں اور ملکہ حیرت کے لشکر میں شادمانی کے نقارے بجتے ہیں۔ حیرت خود عمرو کو قتل کرنے کے لئے گئی ہے۔

بہار‘ مہ جبیں اور نافرمان وغیرہ سب نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو۔ ہم لوگ بھی جان دیں گے یا خواجہ کو چھڑا لیں گے۔ مہ رخ نے کہا: "گنبد نور پر پہنچنا بہت محال ہے۔"

اسد نے فرمایا: "عمرو کو کوئی قتل کر سکے، یہ کس کی مجال ہے۔ وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہیں۔ سر برندہ جادو گراں ہیں۔ جب وہ اپنے منہ سے تین بار موت کے خواستگار ہوں، تب ان کی قضا آئے۔ افراسیاب کی کیا طاقت ہے جو انہیں کسی طرح کا ضرر پہنچائے۔ لازم ہے کہ ان کے لئے ہم سب دست بدعا ہوں اور مالک حقیقی کی بارگاہ میں التجا کریں۔ یہ کہہ کر سب مصروف دعا ہوئے اور پکارے: "اے خالق اکبر، کریم و رحیم، ہم سب نے عمرو کے سبب دین اسلام، ملت بیضا کیا ہے۔ تجھے وحدہ لا شریک جانا ہے۔ تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہے۔

یہ لوگ تو مصروف دعا ہیں۔ مشغول گریہ بکا ہیں، لیکن حیرت شاداں و فرحان گنبد نور میں پہنچی۔ حاضرین دربار نے تعظیم دی۔ افراسیاب کے پہلو میں بیٹھی۔ خواصوں نے چنگیر، چو گھڑے عطر دان سامنے رکھ دیے۔ طلائی پاندان کھول کر حیرت نے گلوری بنائی اور اپنے ہاتھ سے افراسیاب کو کھلائی۔ گلے میں باہیں ڈال کر بناز و ادا کہا: "اب دیر نہ فرمائیے۔ اس موذی کو راہ عدم دکھائیے۔"

افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو شہر نا پرسان کے تمام لوگ اس قصر کے سامنے میدان میں جمع ہوں اور اس کے حال زار کو دیکھیں۔ اس وقت دن تھوڑا ہے۔ کل عمرو اپنے کیے پر پچھتائے گا۔ بڑی حسرت سے اس کی جان جائے گی۔ حکم کے بموجب منا دی ہوئی اور تمام شہر میں یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہو گا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائے گا۔ اہل شہر آ آ کر جمع ہونے لگے۔ ور باہم یوں حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ بالاخر انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے۔ بعض زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ اسے بہادرو، یہ وہی عمرو ہے کہ جو حمزہ صاحبقران کا وزیراعظم ہے جنھوں نے لقا ایسے کو، جو خدائی کا دعویٰ رکھتا ہے، عاجز کر رکھا ہے۔ اسی طرح یہ فلک کج رفتار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہے۔ اس نے بڑے بڑے ناموروں کو ہلاک کیا اور بہ ظلم و خاک کیا۔ اس شور و شین میں

زندانی فلک مغرب کے قید خانے میں جا کر مقید ہوا اور سرائے دہر میں عمرو کے قتل کی تعزیت برپا ہوئی۔ شام غم نے سیہ پوش ہو کر منہ دکھایا۔

بالوں کو پریشان کیا لیلائے شب نے
اور شبنم غم دیدہ لگی اشک بہانے

سیارے ہر اک دیدہ حسرت تھے فلک پر
اور تیرگی سی چھائی تھی انجم کی چمک پر

افراسیات پنجرے کے دروازے پر قفل دے کر سحر خواں ہوا کہ میرے سوا کوئی پنجرہ نہ کھول سکے یا میں مارا جاؤں تو کھلے۔ اس مضبوطی سے خواجہ کو مقید کر کے عمرو کے جسم پر سے سحر رفع کر دیا۔ جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت میں سر گرم ہوئے۔ عمرو کی جانب سے یقین تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکے گا۔ اسی وجہ سے کسی کو اس طرف کا دھیان نہ تھا۔ عمرو نے زنبیل سے مقوے کا ایک پتلا نکالا اور اس پر روغن لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اس سے اپنی جگہ بٹھا کر آپ ایک گوشہ قفس میں گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہو گیا۔ یہاں رات بھر خلقت جمع ہوا کی اور طبلے پر تھاپ پڑا کی۔ ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اس نے ہم سب کو لوٹا ہے۔ کل ایک ایک ضرب اس پر لگائیں گے۔ کوئی کہتا تھا۔ میں ترسول اور سانگ سے اس کا کلیجہ چھیدوں گا۔ کوئی ھرف زن تھا کہ زبان ھلق سے کھینچوں گا۔ کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ اس کی آنکھیں نکالوں گا۔ اس اثنا میں آثار سحر ظاہر ہوئے اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا۔

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا تو پنجرے کا قفل از خود کھل گیا۔ ساحروں کو حکم دیا کہ عمرو کو نکالو۔ ساحروں نے ہاتھ ڈال کر پتلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا۔ عمرو جو گلیم

اوڑھے تھا۔ پتلے کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اس طرف تو ساحر پتلے کو زد و کوب کرنے لگے۔ ادھر عمرو نے کنیزوں اور جادو گرنیوں کا سامان اسباب جال مار کر لوٹنا شروع کیا۔ پاندان مقابا' صندوقچہ' گلاس' عطر دان' سبودان' چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہاں تھا۔ سب زنبیل میں ڈال لیا۔ اور ایک خواص سے کہا: "ہم جاتے ہیں۔"

اس نے اپنی ساتھ والی دوسری سے کہا: "کوئی کہتا ہے' ہم جاتے ہیں۔"

عمرو نے پھر کہا: "ابے او مسخرے افراسیاب' ہم جاتے ہیں۔" اس آواز کو سن کر سب ساحر گھبرائے۔ اس اثنا میں کرسی' دنگل' میز' فرش' چلمن اور پردے سب غائب ہوئے۔ اس وقت دیکھا تو وہ پتلا جسے عمرو سمجھ کر پیٹ رہے تھے۔ وہ ٹکڑے ہو گیا اور سب نے دیکھا کہ جس سے ہم زدوکوب کرتے ہیں' وہ کاغذ کا پتلا ہے۔ نہایت پیشمان اور نادم ہوئے۔ افراسیاب نے خمار جادو سے کہا: "کیوں اے مردار! تو اپنی بر تری جتانے کو' عمرو کی صورت کا پتلا بنا لائی تھی۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ جلد صحیح عرض کر۔"

خماد جادو نے کہا: "اے شہنشاہ جب میں پشتارہ لائی تھی تو آپ نے عمرو سے باتیں کی تھیں' بھلا پتلا کیوں کر گویا ہوتا۔ اگر یہ فرمایئے کہ پتلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری دیکھیں' شرارت میری ظاہر ہو جائے گی۔" افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہے۔ یہ بے شک عمرو کو لائی تھی۔ مگر وہ فریب دے کر نکل گیا۔ یہ معلوم کر کے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان قدرت کو حکم دیا کہ عمرو کو جلد گرفتار کر۔ باغبان نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ دھوئیں کی ایک لاٹ زمین سے آسمان تک بندھ گئی۔ اس دھوئیں کو حکم دیا کہ جہاں عمرو ہو' وہاں سے لا۔ خبردار اس کا ساتھ نہ چھوڑنا۔

دھواں منتشر ہو کر عمرو کی تلاش میں چلا' لیکن عمرو گنبد نور سے باہر نکلا۔ جس قدر تماشائی اہل شہر جمع تھے۔ ان کی پگڑیاں اور شملے اور ٹوپیاں اور کمر کے پٹکے۔ غرض جو چیز دستیاب ہوئی۔ جال مار کر لوٹی۔ ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ سب بھاگے کہ کوئی نظر نہیں آتا اور ہم لٹ رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ پہلے کی طرح آفت میں مبتلا ہوں۔ ایک

لمحے میں سناٹا ہو گیا۔ گھروں کے دروازے بند ہوئے دکانیں بڑھ گئیں۔ عمرو بھی جہاں تک مل سکا' لوٹتا ہوا' شہر کے ایک دروازے سے اپنے لشکر کی جانب چلا۔ گلیم اتار کے' زنبیل میں ڈالا اور آگے کی راہ لی۔ کہ دفعتہً چار طرف سے دھوئیں نے گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا۔ یہاں تک کہ باغبان قدرت کے سامنے لا کر حاضر کیا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کے افراسیاب کے رو برو پیش کیا کہ یہ ہنگامہ حاضر ہے۔ افراسیاب نے عمرو کو دیکھ کر خطاب کیا: "تجھے کس طرح سے ہلاک کروں؟"

عمرو نے کہا: "مجھے تو آسمان کے نیچے ایسا کوئی نظر نہیں آتا' جو مجھے بری نظر سے دیکھے۔"

افراسیاب نے کہا: "اس وقت تو میرے قابو میں ہے۔ جو چاہوں' تجھے سزا دوں۔"

عمرو نے جواب دیا: "ہاں یا میں تیرے قابو میں ہوں یا تو میرے قابو میں ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ آپ کے سر مبارک پر اس وقت سینکڑوں جوتے پڑ جائیں گے' اور اس صورت سے دوسری صورت بدل جائے گی۔"

افراسیاب کو بہت غصہ آیا' لیکن عمرو سے کہا یہ: "اس کی کچھ وجہ بیان کر کہ تجھے کیونکر یقیں ہے کہ مجھے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔"

عمرو نے عرض کی: "اے شہنشاہ' اول ایک بات مجھے یہ بتلائے کہ آپ لقا کو کیا سمجھتے ہیں۔"

افراسیاب نے کہا: "ہم اپنا خدا جانتے ہیں۔"

عمرو نے جواب دیا: "پھر خدا کے اختیار میں موت اور زندگی ہے یا نہیں۔"

سب ساحروں نے کہا' بے شک خداوند کو سب باتوں کا اختیار ہے۔ چاہیں جلائیں اور چاہیں ہلاک کریں۔"

عمرو نے کہا: "میں جو ساحروں کو قتل کرتا ہوں' تو حکم خداوند سے' ورنہ مجھ ایسے ادنیٰ آدمی کی کیا حقیقت ہے' جو شہنشاہ ساحران کے ملازموں کو قتل و غارت کروں۔ ہندی مثل مشہور ہے کہ "جا کو راکھے سائیاں مار نہ ساکے کوئی" بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے۔ مجھے خداوند نے اس طلسم میں اس لئے بھیجا ہے کہ بندے مجھے یاد

نہیں کرتے ہیں' تو جا کر انہیں ہلاک کر' لہٰذا میں ملک الموت ہوں۔ جس جس کو خداوند نے بتلایا ہے۔ ان بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کروں گا۔ میں خداوند کا خاص مقرب ہوں۔"

افراسیاب اور سب ساحروں نے یہ کلام سن کر کہا: "آمنا و صدقنا' حکم خداوند کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا۔ عمرو بے شک سچ کہتا ہے۔ اس وقت سب تو یہ پکارنے لگے کہ حقیقت میں ہم سے خداوند کی بہت نافرمانیاں سرزد ہوتی ہیں۔ بعض کہتے تھے

رائی گھٹے نہ تل بڑھے بے صاحب کی چاہ

لا تحرک ذرہ الا باذن اللہ

افراسیاب نے اٹھ کر پورے ادب و احترام سے عمرو کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور سحر دفع کر کے مودبانہ عرض کیا: "اے ملک الموت خداوند' تشریف شریف ار زانی فرمائے اور یہ بتلائے کہ کس کس کی قضا آئی ہے۔ عمرو جواہر آگیں کرسی پر بیٹھا اور کہا: "یا شہنشاہ' میں یہ راز خداوندی نہیں بتلا سکتا۔ مگر اس کے علاوہ جو جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہیں' بہتر سے بہتر صورتیں بدلنے کا اختیار دیا ہے' خوش گلو کیا ہے۔ اگر حکم ہو تو وہ ہنر ہائے شائستہ اور فنون لطیفہ دکھاؤں' ورنہ مشیت خداوندی سے میں خود آگاہ نہیں ہوں' آپ کو کیا بتلاؤں۔"

افراسیاب نے کہا: "اچھا اپنے ہنر اور کمال ظاہر کیجئے۔ سچ ہے کہ خداوند سے کون آگاہ ہو سکتا ہے۔"

○○○

• حسینہ جادو

عمرو یہ کلام سن کر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا۔ سب نے کہا' یہ بے شک ملک الموت ہے۔ لیکن خواجہ نے ایک گوشے میں جا کر گلیم اتاری۔ اپنی صورت پری پیکر نازنین کی بنائی۔ لباس پر تکلف پہنا۔ زرو جواہر سے جسم کو مزین کیا۔ بڑی دلبری اور نازو ادا کے ساتھ افراسیاب کے سامنے آ کر سلام کیا۔ وہ اس صورت زیبا اور حسن دل آرا کو دیکھ کر حیران تھا۔ آخر اس نے استفسار کیا کہ اے غنچہ حسین' تو کون ہے اور یہاں کیوں کر آئی ہے۔

اس رنگین ادا نے جواب کیا: "اے شہنشاہ' یہ کنیز آپ کے سلسلہ الفت میں گرفتار ہے۔ دل بے قرار ہے۔" افراسیاب نے ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھا لیا۔ حیرت کو بے حد ناگوار ہوا۔ آتش حسد سینے میں مشتعل ہوئی۔ اس وقت وہ حور گویا ہوئی: "اے ملکہ حیرت! میں عورت نہیں ہوں' بلکہ عمر دین امیر ضمری ہوں۔" افراسیاب کو سکتہ ہو گیا۔ دل میں کہتا تھا کہ یہ بے شک بندہ مقبول خداوند لقا ہے۔ اس صورت بدلنے پر خلعت گراں بہا عنایت کیا اور عاجزی سے کہا: "اب چاہیے کہ اہل مجلس کو ترنم سرائی کر کے محظوظ فرمایئے۔"

عمرو نے یہ حکم پا کر مجرا کرنا شروع کیا اور ناچ کے گت سے پہلے نے نوازی شروع کی اور اس طرح سے گایا کہ اہل مجلس کو وجد طاری ہوا اور سب جھومنے لگے۔ پھر تو یہ حال تھا کہ ہر ایک مست و سرشار بیٹھا تھا۔ عمرو مے خانے پر قبضہ کر کے شراب میں داروئے بیہوشی ملا کر جام لبریز کر افراسیاب کے سامنے آیا۔ افراسیاب مالا مال محبت تھا' جام لے کر پی گیا۔ پھر تو تمام ساحر' انجمن نشیں' ساقی ستم شعار یعنی عمرو نامدار کے ہاتھ سے مست و سرشار ہوئے۔ سب کو دورا باندھ کر بیہوشی آمیز شراب پلائی۔ جس وقت ٹھنڈی ہوا کا جھونکا افراسیاب کے منہ پر لگا' پکارا: "اے عمرو دو سو

بونے تیرا گانا سننے آئے ہیں اور سامری و جمشید کی تعریف ک رہے ہیں۔"
عمرو نے عرض کیا: "سب کی ٹانگ لیجیے۔ ہر ایک کو بلا کر بٹھایئے۔"

افراسیاب عالم مستی میں حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ناچتا ہوا اٹھا۔ بیہوش ہو کر منہ کے بل گرا۔ ادھر ساحران دربار آپس میں جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہوئے۔ مے خواروں نے باہم کسی کی مونچھ اکھاڑی۔ ایک نے دوسرے کے ڈھول ماری۔ کوئی اپنے کنبے بھر کا حال کہتا تھا۔ غرضیکہ جب سب بیہوش ہوئے۔ عمرو نے خنجر لے کر دس بیس ساحروں کے سر جدا کئے اور جال الیاسی مار کر اسباب لوٹنے لگا۔ اس وقت ساحروں کے مرنے سے غلغلہ دارو گیر برپا ہوا۔ ابر جھوم کر ہر طرف سے اٹھے۔ بجلیاں چمکنے لگیں۔ موکل غل مچانے لگے۔ لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا۔ جونہی تخت کے قریب آیا' یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریاں عجیب و غریب لباس میں ملبوس' لمبے لمبے بالے کانوں میں آویزاں کئے ظاہر ہوئیں۔ ہاتھوں میں مشک و گلاب سے پر پچکاریاں لئے ہوئے تھیں۔ انہوں نے افراسیاب کا سر زانوں پر رکھا اور پچپکاری منہ پر لگائی۔ پکاریں کہ اے شہنشاہ' بیدار ہوئے۔ افراسیاب ہوشیار ہوا۔ اس وقت پریاں زمین میں سما گئیں۔
عمرو جہاں ساحروں کی لاشیں پڑی تھیں' وہاں چھپ کر لیٹ رہا۔ اور لیٹے لیٹے خون آلود گوشت کا ٹکڑا' زنبیل سے نکال کر اپنے گلے پر رکھا اور خون آلود گوشت سے اپنے سارے منہ کو مجروح بنایا۔ اب عمرو بھی مقتول معلوم دینے لگا' مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا' سب محفل کو بیہوش اور لٹا ہوا پایا۔ اور بہت آدمیوں کو قتل کیا ہوا دیکھا۔ اسی وقت آسمان کی طرف کچھ اشارہ کیا۔ بادل گھر آیا اور مینہ برسنے لگا۔ سب ہوشیار ہوئے۔
حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ' عمرو نے کیسی مکاری کی۔"
افراسیاب نے کہا: "مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔ ابھی گرفتار کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہو' وہ سب حاضر کرو۔ بموجب حکم ایک آن میں کرسی' دنگل' جام' ساغر' گلدستے' فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا۔ صحبت آراستہ ہوئی۔

ساحر لاشیں اٹھانے کی تدبیر میں مصروف ہوئے۔ افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا۔ اور کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ عمرو لاشوں کے درمیان مجروح صورت بنائے لیٹا ہے۔ اس سے کسی سے گرفتار کر۔ مگر تجھ پر چند گھڑیاں بہت سخت ہیں۔ خبردار یہاں نہ ٹھہرنا۔ طلسم باطن کی طرف چلا جا۔

یہ معلوم کر کے اس نے ساحروں سے کہا: "ابھی لاش کسی کی نہ اٹھے' ان میں عمرو ہے۔ یہ کہہ رہا تھا کہ صرصر بھی حاضر ہوئی۔ اس نے بھی عمرو کی گرفتاری کی خبر سنی تھی۔ افراسیاب نے اسے دیکھ کر کہا: "اے صرصر' ان لاشوں میں عمرو کو پہچان کر گرفتار کر۔"

صرصر جا کر لاشوں کو ڈھونڈنے لگی اور سب ساحر صرصر کی طرف دیکھنے لگے۔ افراسیاب اس وقت سب کو اور سمت مشغول دیکھ کر' اپنی صورت کا پتلا اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا۔ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کب گیا۔ بلکہ سب پر ظاہر ہے کہ شہنشاہ بیٹھا ہے۔ الغرض صرصر ہر طرف لاشوں میں پھر اور عمرو کو پہچان کر سینے پر چڑھی۔ چاہا کہ مشکیں باندھ لوں۔ عمرو نے دونوں پاؤں صرصر کے گلے میں ڈال کر پہلوانوں کی مانند قفل مارا کہ صرصر نیچے اور آپ اوپر ہو گیا فوراً سفوف بیہوشی صرصر کے منہ پر پھونکا کہ وہ بیہوش ہوئی۔ عمرو اس سے گود میں لے کر بھاگا۔ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے منہ دیکھتے ہو' جلد اسے گرفتار کرو' ورنہ وہ صرصر کو لے جائے گا۔ ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نور سے نکل کر بجلی کی مانند بھاگا ہوا شہر ناپرساں میں آیا اور خیال کیا کہ شہر میں سب ساحر ہیں۔ مجھ کو گرفتار کر لیں گے۔ یہ سوچ کر اس صحرا کی طرف بھاگا' جو گنبد کی پشت پر اور حیرت کی سیر کے لیے مقرر ہے۔ اتفاقاً اس طرف سے صبا رفتار اور شمیمہ عیار بچی دونوں آتی تھی۔ انہیں دیکھ کر صرصر کو ایک غار میں ڈال دیا اور آپ نیچے لے کر ان دونوں سے لڑنے لگا۔ یہ کہنے کو شہر ناپرساں ہے۔ ایک دنیا کی جائے آمدورفت ہے۔ ایک ساحر

ہوشیار جادو طائر سحر پر سوار مع خادم و خدمت گار' دربار افراسیاب میں جاتا ہے۔ اس طرف سے ہو نکلا۔ عیار بچیوں کو غیر شخص سے لڑتے دیکھا۔ سمجھا کہ یہ عمرو ہے۔

چاہا کہ سحر کر کے گرفتار کروں۔ عیار بچیوں نے کہا: "اے ہوشیار جادو آپ اس مقدمے میں دخل نہ دیجئے۔ عیاری کے فن میں زیبا نہیں کہ حریف کو کسی ساحر سے گرفتار کرائیں۔"

ہوشیار جادو نے کہا: "دیوانیاں ہو' دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے۔" یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگا۔ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ اس وقت وہ ساحر جو عمرو کے پیچھے دوڑے آتے تھے۔ یہاں پہنچے۔ عیار بچیوں نے کہا: "عمرو نے صرصر کو ہمارے سامنے غار میں ڈال دیا ہے۔ ساحر چلے کہ صرصر کو نکالیں۔ عمرو گلیم اوڑھے موجود تھا غار میں کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا' زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اس کا منہ نکالا۔ ساحر جو غار کے قریب آئے۔ اژدر کو بیٹھے دیکھ کر بھاگے اور دور جا کر کھڑے ہوئے۔ دیکھا کہ اژدر کے منہ سے آتشیں گولے نکلتے ہیں۔ اب کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ دور سے سانپ پکڑنے کے منتر پڑھتے ہیں۔ اپنے گرد کنڈل کھینچ لیا ہے۔ لیکن اس اژدہے پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ آپس میں کہتے ہیں کہ یارو یہ بڑا زبردست اژدہا ہے۔ کسی سے دفع نہ ہو گا۔ افسوس کہ صرصر کی مفت جان گئی۔ اس وقت ہوشیار جادو کے ایک رفیق ہم نشیں جادو کہ نہایت بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا۔ اس کو بہت کچھ زر و جواہر دینے کع کہا کہ جا کر کسی طرح صرصر کا نکال لائے۔ وہ سحر پڑھتا ہوا چلا۔ عمرو نے اس سے آتے دیکھ کر' اژدر کو غار کے اندر کر لیا۔ وہ سمجھا کہ میرے سحر اژدر کو دفع کیا۔ پس دلیرانہ غار کے اندر کودا۔ عمرو نے پھر اژدر کو غار کے باہر نکالا۔ سب ساحر جو دور کھڑے تھے۔ چمجھے کہ ہم نشیں کو بھی اژدر نے مار لیا۔ پھر اس کے دفع کرنے کی تدبیر میں مصروف ہوئے۔ عمرو نے اس عرصے میں ہم نشیں کے کپڑے اتار کر' اس کی صورت آپ بن کر وہی لباس پہنا اور اس کو زنبیل میں ڈال لیا۔ جست

کر کے اژدر کو غار کے کنارے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا: "اے میاں' یہاں نہ صرصر ہے نہ کوئی ہے۔"

ساحروں نے جو اس سے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر کو بھی پایا۔ پکارے "ارے بھاگ بھاگ اژدہا' ایسا نہ ہو' ضرر پہنچائے۔" عمرو یہ سن کر بے تحاشا بھاگا اور ہوشیار کے سامنے آ کر گر پڑا۔ بیہوش ہو گیا۔ دانت بیٹھ گئے۔ ساحروں نے آ کر اٹھایا۔ دیکھا اس کا جسم نیلا ہو گیا ہے۔ ہوشیار جادو نے عیار بچیوں سے کہا۔ "صرصر ہم سے نہیں نکل سکتی۔ عیار بچیاں خود نکالنے کی فکر کرنے لگیں۔ ہوشیار اپنے رفیق یعنی عمرو کو اٹھوا کر سواری پر ڈال کر افراسیاب کے دربار میں آیا۔ دیکھا کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہے۔ اس نے مجرا گاہ سے مجرا کیا۔ تخت شاہی کے قریب آ کر اپنے رفیق اور اژدہے کا سارا حال بیان کیا۔ اصلی افراسیاب تو چلا گیا تھا۔ یہ اس کا ہم شبیہ تھا۔ اس نے حکم دیا کوئی حکیم آئے اور علاج کرے۔ شہر ناپرساں سے حکیم طلب کیا۔ اس نے دفع زہر کی دوا عمرو کو دی۔ اس قصر کے ایک صحن میں پلنگ بچھا کر عمرو کو لٹا دیا۔ علاج معالجہ ہونے لگا۔

اس عرصے میں صرصر کو غار کے اندر ہوش آیا۔ جست کر کے غار کے باہر نکلی اور دیکھا' ایک اژدر بیٹھا ہے۔ پہلے تو رو میں نکل آئی۔ پھر ایسی خائف ہوئی کہ پیچھے مڑ کے بھی نہ دیکھا اور دربار افراسیاب کی طرف چلی۔ راہ میں شمیمہ اور صبا رفتار سے ملاقات ہوئی۔ ان سے پوچھا: "عمرو کا کچھ حال معلوم ہے کہ کہاں ہے۔؟"

انہوں نے کہا: "واری' عمرو آپ کو غار میں پھینک کر آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ نکل گیا ہو گا۔"

صرصر نے کہا: "پھر دربار میں جانا بیکار ہے۔ مفت میں خفت ہو گی۔ سب کہیں گے کہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکی۔ چلو عمرو کو صحرا میں تلاش کریں۔ آپس میں یہ ارادہ کر کے تینوں عیار بچیاں روانہ ہوئیں۔ لیکن یہاں جب عمرو کا علاج ہوا اس کو ہوش آیا۔ اس اثنا میں افراسیاب کی سواری بڑے جاہ و حشم سے آئی اور تخت پر آ کر جلوہ گر

ہوا۔ سب نے تعظیم کی۔ شاہ نے کہا: "اے ہم شبیہ! جاؤ۔ وہ پتلا جو اس کی صورت کا تھا۔ غائب ہو گیا۔ سب ساحر سمجھے کہ پہلے جو ہم سب کو عمرو نے ذلت دی اور بیہوش کیا تھا' تو شہنشاہ ہمارے ساتھ نہ تھا' بلکہ اس کا ہم شبیہ تھا۔ بعض کہنے لگے کہ حضرت بھلا شہنشاہ ساحران کیوں کر بیہوش ہوتا۔ ایک نے کہا ہم آج تک یہی نہیں جانتے کہ اصلی شہنشاہ کون ہے ہم نے آج تک افراسیاب کی اصل صورت نہیں دیکھی۔حالانکہ تمام عمر اس کے دربار میں رہے۔ افراسیاب تک کون پہنچ سکتا ہے۔ نہیں معلوم وہ کہاں رہتا ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے۔ الغرض جب افراسیاب آیا۔ رقاص سامنے حاضر ہوئے۔ مجرا ہوا۔ ہنگامہ عیش و عشرت گرم ہوا۔ اس وقت ہوشیار جادو نے اپنے رفیق کا سب حال شہنشاہ سے دوبارہ عرض کیا۔

افراسیاب نے کہا: "خیر ہوئی' ورنہ تمہارا رفیق ہلاک ہو جاتا۔ اب کہو' کیسا ہے۔"

اس نے کہا: "فیض سامری سے اب اچھا ہے۔ اس وقت عمرو بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر افراسیاب کے سامنے حاضر ہوا اور تسلیم کی۔ افراسیاب نے مزاج پوچھا۔ اس نے عرض کیا: "عنایت سامری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہوں۔" اسے بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ کرسی پر متمکن ہوا اور ناچ دیکھنے لگا' لیکن جو رقاصہ گا رہی تھی۔ اس کو نام دھرنے لگا کہ یہ دیکھیے اس جگہ بے سری ہو گئی۔ یہاں اس کی آواز نے پتی لی۔ اس جگہ گلا اس کا کھر گیا۔ اس مقام پر آواز لہرا گئی۔ دیکھیے ساز سے الگ تال اڑی۔ سم جاتا رہا۔ خلق اور تالو بگڑ گیا۔

افراسیاب یہ باتیں سن کر گویا ہوا کہ "اے ہم نشیں' تمہیں گانے میں خوب دخل ہے۔"

اس نے کہا: "آپ کے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہیں' اور گانے پر کیا ہے۔ سب علم میں کمال حاصل ہے۔ اس لئے کہ آپ ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہوں۔"

افراسیاب نے کہا: "اچھا کچھ گاؤ۔"

عمرو سلام کر کے سامنے بیٹھ کر گانے لگا اور اس طرح ترنم سرا تھا

فراق یار خوشخو میں' یہاں شیون پہ شیون ہے
عجائب جوش گریہ ہے کہ تر دامن پہ دامن ہے
تہ زلف معنبر رخ پہ تیرے خال ہندو ہے
متاع جان و ایماں کے لئے رہزن پہ رہزن ہے
عجب شوق شہادت ہے' تیرے عشاق کو قاتل
کرے گا قتل کس کس کو' جھکی گردن پہ گردن ہے
جماتے ہیں دھڑی گیسو بنا کر مہندی ملتے ہیں
پھٹا پڑتا ہے عالم آج کل' جو بن پہ جوبن ہے
پیا پے بوسے لینے سے پڑے ہیں نیل عارض پر
چمن میں سن کے اے گل' تیرے سوسن پہ سوسن ہے
فنا کے بعد بھی باز آئے کب نظارہ بازی سے
چھری تختوں میں رخنہ' قبر میں روزن پہ روزن ہے
مشبک کر دیا سینے کو عشق تیر مژگاں نے
دل صد چاک میں اپنے نیا' روزن پہ روزن ہے
رقیبوں نے بھرے ہیں کان وہ کہتے ہیں محفل میں
نہ آئے جاہ اے درباں' یہی قدغن پہ قدغن ہے

افراسیاب اس کا گانا سن کر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا۔ عمرو نے کہا: "حضور' میں ایک بتی ایسی روشن کرتا ہوں کہ اس کی روشنی میں پریاں ناچتی ہوئی نظر آتی ہیں اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہے۔ میں نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا تھا۔ اس میں سے یاد کیا ہے۔ وہ سنتا ہوں کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے۔"

افراسیاب نے مشتاق ہو کر حکم دیا: "ہم نشیں' وہ بتی جلد روشن کرو۔ ہم دیکھیں کیسا سحر ہے۔"

عمرو نے کہا: "پانچ سیر چربی اور اسی قدر دال اور گھی وغیرہ منگائیے"
حسب الحکم جو اشیا طلب کی گئیں۔ حاضر ہو گئیں۔ عمرو نے پردہ ڈال کر' سب سے الگ بیٹھ کر بہت بڑی مشعل بنائی اور اس میں سیروں بیہوشی ملائی۔ اس کو بیچ محفل میں روشن کیا۔ اس کا دھواں سارے قصر میں پھیلا۔ عمرو نے کہا: "دو گھڑی کے بعد پریوں کا ناچ دکھائی دے گا۔ سب مشعل کی جانب دیکھے جائیں' اور آپ الگ بیٹھ کر بد بدانے لگا' اس لئے کہ معلوم ہو' سحر پڑھ رہا ہے۔ سب اہل دربار' افراسیاب اور ملکہ حیرت مشعل کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ تماشائیوں کی کثرت اس قدر ہے کہ ایک پر دوسرا جھکا ہوا ہے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے جب دو گھڑی گزریں' بیہوشی کا دھواں اچھی طرح سے سب کے دماغ میں سرایت کر گیا اور اس کے نشے میں کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریاں ناچ رہی ہیں۔ بعضے کہتے تھے' دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہیں۔ بعضے خود اٹھ کر ناچنے لگے۔ یہاں تک کہ افراسیاب اور ملکہ حیرت اور اہل دربار سب بیہوش ہو کر گرے۔
عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مار کر سارے قصر کا اسباب' جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا' لوٹ لیا۔ ویسے ہی ہنگامہ شور و قیامت بلند ہوا۔ ساحروں کا نام لے کر موکل شور کرتے تھے۔ آندھیاں اٹھتی تھیں۔ بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے۔ عمرو پھر خنجر پکڑ کے افراسیاب کی جانب چلا کہ اس کا سر جدا کرے۔ دفعۃً زمین شق ہوئی اور پریاں نکلیں۔ عمرو گلیم اوڑھ کر بہت جلد گنبد کے باہر نکل گیا۔ پریوں نے گلاب وکیوڑے کی پچکاری لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا۔ اور آپ زمین میں سما گئیں۔ افراسیاب نے محفل کا رنگ دگرگوں دیکھ کر' ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوایا۔ پھر نئے سرے سے سباب راحت منگا کر قصر کی آرائش فرمائی۔
جب سب کرسی دونگل پر رونق افروز ہوئے' ہر ایک عمرو کی فطرت پر حیران تھا۔ افراسیاب نے از راہ بناوٹ کہا: "بیشک عمرو بندہ خاص خدا وند لقا ہے اور کسی طرح ہلاک نہ ہو گا۔ وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند لقا نے بتلا دیا ہے' میں ان کو قتل کروں

گا۔ مجھے بھی یقین ہے کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا' لیکن چونکہ مجھے حکم خداوند یہی ہے کہ عمرو کو قتل کروں۔ اس لحاظ سے اے حیرت تم جاؤ اور لشکر مہ رخ سے مقابلہ کرو۔ میں کچھ اور تدبیر کرتا ہوں یہاں عمرو کا بلانا اچھا نہیں۔"

ملکہ حیرت یہ سن کر' طاوس سحر پر سوار ہو کر لشکر کی طرف روانہ ہوئی۔ کنیزیں ساتھ تھیں۔ مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا۔ اس کے خیال میں آیا کہ ایک بار پہلے جو میں یہاں سے چلا تھا' تو دریائے سحر میں بھٹکتا پھرتا تھا۔ اس مرتبہ بھی اس طرف سے نہ جا سکوں گا۔ اس سوچ میں دوسرے رستے کی تلاش میں ساحر کی صورت بن کر شہر نا پرساں میں پھرنے لگا۔ ایک جگہ چند ساحروں کو باتیں کرتے سنا کہ آپس میں کہتے ہیں: "عمرو بلائے بے درماں ہے شہنشاہ کو زک دے کر نکل گیا۔"

ایک نے کہا: "یہاں سے نہ جا سکے گا۔ دریا بیچ میں حائل ہے۔"

دوسرے نے کہا: "اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائے گا' تو طلسم ظاہر میں پہنچے گا۔ اس ملک کے چالیس دروازے ہیں۔"

تیسرے نے کہا: "جو اتنا بڑا عیار ہو گا' کیا وہ راہ نہ جانتا ہو گا۔"

عمرو ان کی باتیں سن کر مشرق کے دروازے کی طرف چلا۔ جب شہر کے کنارے پہنچا' ایک عالیشان دروازہ دیکھا۔ ہزاروں ساحر نگران کار بیٹھے تھے۔ ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا۔ ساحروں نے کہا: "کہاں جاؤ گے؟"

عمرو نے کہا: "لشکر حیرت میں ملازم ہوں۔ عمرو کے تعاقب میں جاتا ہوں۔ مجھ سے باتیں نہ کرو کہ دیر ہو گی شہنشاہ خفا ہوں گے۔"

یہ کہتا ہوا دروازے کے باہر نکل کر روانہ ہوا۔ تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک جانب دریائے خون رواں دیکھا اور دوسری جانب حیرت کا لشکر نظر آیا۔ نہایت خوش ہو کر قدم آگے بڑھایا۔ تھوڑی دور مسافت طے کی تھی۔ کہ لشکر مہ رخ دیکھا۔ عمرو داخل لشکر ہوا۔ جس نے خواجہ کو دیکھا' دوڑ کر لپٹ گیا اور غل ہوا کہ خواجہ آئے جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے۔ خوش و خرم بارگاہ کے باہر نکل آئے۔ بہار اور مہ رخ اور مہ جبیں

اور نافرمان سب آ کر گلے ملے۔ زر نثار کر کے بارگاہ میں داخل ہوئے۔ خوشی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ عمرو کرسی پر آ کر بیٹھا اور افراسیاب کے دربار کا سارا ماجرا بیان کیا۔ دربار میں قہقہے پڑنے لگے۔ اس اثنا میں حیرت لشکر میں داخل ہوئی۔ داخلے کے طبل بجے۔ افسران فوج نے پیشوائی کی۔ تخت پر آ کر بیٹھی اور فکر جنگ میں مصروف ہوئی۔

اب حسینہ جادو کا حال سنیئے کہ لقا کی سمت روانہ ہوئی تھی۔ ساحروں کا لشکر لے کر' تخت سحر پر سوار ہو کر بڑے کروفر سے کوچ مقام کرتی۔ کوہ عقیق میں داخل ہوئی۔ لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا۔ دربار جمع تھا۔ ناچ ہو رہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی' سرخ رنگ کے بادل آسمان کی جانب ظاہر ہوئے پھر تو بختیارک اور سلیمان سمجھے کہ کوئی سحر آتا ہیے۔ تعظیم کے لئے اٹھے۔ ساحروں کا لشکر زمین پر اترا۔ حسینہ بھی اتری۔ سب نے اس کے حسن و جمال کو دیکھا کہ بزور سحر اس نے اپنی صورت بہت خوب صورت بنائی ہے۔ لقا کے سردار اس کی پیشوائی کر کے اس سے لے گئے۔ بختیارک نے ساحروں کا لشکر' امیر کے لشکر کے مقابل اتروایا۔ خیمے بارگاہیں استادہ ہو گئے۔ بازار کھل گئے' لیکن حسینہ نے آ کر لقا کو سجدہ کیا۔ لقا نے پکار کر کہا: "سجدے سے سر اٹھا کر اپنی رحمت تجھ پر نازل کروں۔"

حسینہ اٹھی اور ڈنگل پر بیٹھی۔ لقا نے خلعت دیا۔ حسینہ نے عرض کیا: "یا خداوند! یہ کون بندگان مغضوب ہیں جو آپ سے سمسری کرتے ہیں۔"

لقا نے کہا: "یہ قصہ طویل ہے۔ اس حال کو میرا شیطان یونی بختیارک خوب جانتا ہے۔"

حسینہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ بختیارک نے امیر کا پورا احوال' ابتدائے زمانہ نوشیرواں سے خروج کرنا' اور اب تک کا حال' جو کچھ سابقہ سات دفتروں میں مذکور ہے۔ بیان کیا اور کہا:" اے ملکہ! حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمہارے طلسم میں اسد اور عمرو موجود ہیں کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہ ہو سکے۔"

حسینہ نے کہا: "میرے نام طبل جنگ بجے۔ میں سب کو دم بھر میں غارت کروں گی۔"

بختیارک نے ہنس کر جواب دیا۔ آپ ابھی تشریف لائی ہیں۔ ذرا دنیا کی ہوا کھایئے۔

پھر تو فنا آخر فنا۔"
حسینہ جادو نے کہا: "ملک جی' قارورلے میں بھالے نظر آتے ہیں۔"
بختیارک نے جواب دیا: "اے ملکہ! میں اس لئے کہتا ہوں کہ طلسم میں ایک عمرو گیا ہے اور یہاں ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہیں۔ طلسم میں ایک اسد گیا ہے۔ یہاں اسد کے باپ دادا موجود ہیں۔ خداوند نے یہ وہ سرکش بندے پیدا کئے ہیں کہ مارے مرتے ہیں نہ کاٹے کٹتے ہیں۔"
حسینہ بولی: "خداوند کا فضل شریک حال چاہیئے۔ تم دیکھنا' میں ان کا کیا حال کرتی ہوں۔"

غرضیکہ دو چار دن تو حسینہ سفر کی صعوبت سے آسودہ ہوئی۔ اس کی دعوت سلیمان کے ہاں رہی۔ ناش اور جلسہ نشاط مہیا رہا۔ ایک دن سہ پہر کے دربار میں اس نے لقا سے عرض کیا۔ آج رات میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستوں کا کام تمام کروں۔ اس کے حسب الحکم جب آفتاب غروب ہوا اور چار دانگ عالم میں سیاہی دراز ہوئی۔ طبل جنگ لقا کے لشکر میں بجا۔ یہ خبر لشکر اسلام کے ہر کارے دریافت کر کے خدمت شاہ میں حاضر ہوئے اور حسینہ کی آمد کا کل حال بیان کیا۔ بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج میں بھی نقارہ رزمی بجے۔ حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے خانہ سکندری میں جا کر طبل سکندر بجا دیا۔ شر و فساد کی صدا ظاہر ہوئی۔ ہر ایک بہادر ہوشیار ہو کر سامان جنگ کرنے میں مصروف ہوا۔ تمام رات بہادر جنگ وجدال کی تیاری میں مصروف رہے۔
صبح ہونے پر لقا بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا۔ ساحروں کو ہمراہ لیا۔ حسینہ جادو تخت سحر پر سوار' میدان کار زار میں آئی اور لشکر کی صف باندھی۔ اس وقت تمام امیران لشکر نماز سحر سے فارغ خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئے۔ لمحے کے بعد ظل اللہ کی سواری عیش محل سے بر آمد ہوئی۔ سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر میں دل کی طرح کر کے میدان جنگ میں داخل ہوئے۔ صف آرا فوج کے پر سے جمانے لگے۔ بیلچہ کار پست و بلند زمیں ہموار کرتے تھے۔ سقے آبشار کر کے گرد و غبار بٹھاتے

تھے۔ نقیب دنیا کی مذمت کر کے بہادروں کو رغبت سناتے تھے۔

نقیب رغبت کی صدا دے کر ایک طرف ہوئے۔ ایک پہلوان ببران ببر جنگ لقا سے لڑائی کی رخصت لے کر میدان میں آیا اور سلح شوری دکھا کر ہل من مبارز کا نعرہ مارا۔ لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا کہ "ہے کوئی ایسا' جو میرے مقابلے میں آئے۔ امیر کی جانب سے خاقان بن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران' جنگ کی اجازت لے کر' گھوڑا اٹھا کر ببران کے مقابل آیا۔ باہم نیزہ بازی شروع ہوئی۔ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے ببران پر ہوائی کیا۔ اس وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی۔ ببران نے فولادی کمر بند میں ہاتھ دے کر زین سے اٹھا لیا اور زمین پر دے ڈپکا۔ سینے پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں اور اشارہ کیا۔ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبریں نے آ کر حباب بیہوشی بہرام کے منہ پر مار کر' بیہوشہ کر کے لے جا کر اپنے لشکر میں قید کیا۔

ادھر ببران نے پھر آواز دی کہ اور جس کو خواہش مرگ ہو' وہ آ کر مقابلہ کرے۔ مندویل اصفہانی نے نکل کر مقابلہ کیا۔ حسینہ کے سحر سے اس کا بھی وہی حال ہوا۔ اس کو بھی گرفتار کیا۔ پھر مہلیل جنگ عراقی نکلا۔ یہ بھی مقید ہوا۔ اسی طرح سترہ سردار نامی گرامی لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے۔ اس وقت لشکر اسلام میں صف میسرہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور فیلی اور شتری دمامے بجنے لگے۔ صف شکن شہزادہ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے جنگ کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے خلعت' سے سرفراز کیا اور: "تمہیں سپرد خدا کیا۔" اس وقت ہاشم نے امیر سے سابقہ خطاؤں کی معافی چاہی۔ امیر حمزہ نے اپنے فرزند کے سینے سے لگایا اور حرز ہیکل دافع سحر' گلے میں پہنا دی۔ صحیفہ ابراہیمی پڑھ کر دم کی اور رخصت فرمایا۔ ہاشم گھوڑا اڑ کر میدان کی طرف چلا۔

تین ٹھیکے میں میدان کا فاصلہ طے کر کے حریف کے مقابل آیا اور ببران کو للکارا۔ ببران نے تیغ آبدار کھینچ شہزادے کے سر پر لگایا۔ شہزادے نے فن سپہ گری سے رد کر کے' شمشیر

نیام سے لے کر خبردار کر کے کمر کو بتلا کر سر پر مارا۔ ہر چند حسینہ نے سحر کیا' لیکن حرز ہیکل کے سبب تاثیر نہ ہوئی۔ شہزادے کی تلوار نے بیران کے دو پر کالے کئے۔

لشکر اسلام میں طبل و بوق بجے۔ شہزادے نے پھر مبارز طلبی کی۔ حسینہ جادو خود میدان میں نکلی اور اپنی صورت کی ایک پتلی' ہاشم کے سامنے چھوڑ کر آپ غائب ہو گئی۔ سب دیکھ رہے ہیں کہ حسینہ شہزادے کے مقابل ہے۔ اس پتلی نے شہزادے پر تلوار ماری۔ شہزادے نے خالی دے کر جو ہاتھ مارا۔ اس پتلی کے دو ٹکڑے ہوئے اور دونوں ٹکڑے اڑ کر آسمان کی ظرف گئے اور وہاں سے لمحے کے بعد پا زیب کے بجنے کی چھم چھم آئی۔ شہزادے نے دیکھا کہ حسینہ جادو' زلف دلاویز' قد رعنا' لب مردہ دلوں کو زندہ کرتے آنکھوں کے تیر لاکھوں کے بے جان کرتے' جلوہ گر ہے' ہاشم تیغ زن نے جب دلفریب صورت اس غارت گر کی دیکھی' عاشق و شیدا ہوا۔ اس قمر رخسار نے کہا: "اے شہزادہ ذہ وقار' اے عاشق جان نثار! معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو۔ لاؤ اپنا اسلحہ مجھے دو۔"

ہاشم نے تیغ' ڈھال اور خنجر کل چیزیں حوالے کیں۔ اس وقت نازنین نے کہا: "ہیکل معشوق کے گلے کے لئے زیبا ہے۔ تم نے اس سے کیوں پہنا ہے۔ میرے گلے میں پہنا دو۔"
ہاشم نے کہا: "اے یار دلنواز' جان بھی حاضر ہے۔" اور ہیکل اتار کر اس کے گلے میں پہنا دی اس وقت وہ مہ جبیں' لشکر لقا کی جانب چلی۔ ہاشم عاشقانہ شعر پڑھتے ہوئے' دیوانہ وار اس کے ساتھ ہو لئے جب ہاشم لشکر لقا میں پہنچے' طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انہیں بھی لے جا کر قید میں بٹھایا۔ ادھر لقا نے طبل آسائش بجوایا اور لشکر شام کے قریب آسودہ ہوا۔
امیر بھی بارگاہ میں داخل ہوئے اور غسل فرما کر دربار میں آئے۔ یہاں سرداروں کی گرفتاری کے سبب سناٹا تھا۔ بادشاہ نے ناچ بھی موقوف کرا دیا تھا۔ امیر نے آ کر مجرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے' لیکن لقا طبل شاہانی بجاتا پھرا' اور بارگاہ میں داخل ہوا۔

رقص و سرور کی محفل گرم ہوئی۔ جام گردش میں آیا۔ لشکریوں نے کمر کھولی۔ اسی طرح ایک دن کا فاصلہ دے کر' جب دوسرے روز شام کا دھند لکا ہوا' لقا نے طبل جنگ بجوایا۔ ہر کاروں نے جا کر بادشاہ اسلام کو اطلاع دی۔ یہاں بھی نقارہ سمندری پر چوب لگی۔ طرفین رات بھر تیاری کرتے رہے۔ جب دن آیا' تو دلاوران وقت اپنے اپنے لشکر لے کر میدان میں آئے۔ صف شکنوں نے پرے جمائے۔ امیر بادشاہ اسلام کے ہمراہ اور ادھر لقا حسینہ کے ہمراہ آ کر ایک دوسرے کے روبرو ٹھہرے ساحر باجے بجاتے' بھجن گاتے' ترسول اور پنسول لئے' اسباب سحر ہمراہ لئے میدان جنگ میں کھڑے ہوئے۔ صف آرائی کے بعد ہنگامہ کار زار گرم ہوا۔ حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہو کر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا: "ارادہ حرب رکھتی ہوں۔ اے بندگان سرکش' تمہیں سزا دینے آئی ہوں۔"

زینت بار گاہ سلیمان یعنی علم شاہ نوجوان بادشاہ سے اجازت لے کر میدان میں چلے اور آ کر حسینہ کے مقابل ہوئے۔ حسینہ نے سحر پڑھ کر اپنی صورت ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبیں ہو گئی کہ ہونٹ لعل بدخشاں کو شرماتے تھے اور دانت گوہر غلطاں کی آبرو ریزی کرتے تھے۔ مسکراہٹ نمک پاشی کرتی تھی ادا و ناز و انداز بے چھری ذبح اور حلال کرتے۔

اس کا اس وقت تھا غضب کا نکھار
خار کھائے چمن میں اس پہ بہار
عنبریں زلف و چشم آفت زا

حسن قامت جدا قیامت زا
گرمی چہرے میں تھی نئے ڈھب کی
مشتری تھی وہ بوسہ لب کی
دے رہا تھا فریب سیب ذقن

کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن

نار پستاں پہ شیفتہ تھے ہزار
تھا انار ایک اور سو بیمار
پستی لب پہ لوگ پستے تھے
شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے
تھے ان آنکھوں کے عشق میں بدنام
ڈورے ڈالیں نہ کس طرح باوام
دیکھے گر اس کی چھاتیوں کی بہار
شق ہو غیرت سے مثل غنچہ' انار
چست محرم' پھنسی پھنسی کرتی
تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار
گل لالہ کی دے رہا تھا بہار
دست رنگیں میں دست بند کڑے
پائے نازک میں بھی غضب کے چھڑے
دھوئیں لب کی اڑاتی تھی مسی
خون کرتی تھی پان کی سرخی

اسے دیکھتے ہی علم شاہ تو عاشق ہوئے۔ ہر چند کہ امیر کے سردار اور فرزند' ساحرہ پر توجہ نہیں کرتے' خواہ وہ کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو' لیکن سحر کے سبب حسینہ پر فریفتہ ہوئے اور ایسے مبہوت ہو گئے کہ اپنے سرا پا کاہوش نہ رہا۔ چہرہ زیبا کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ نہ امیر کا خیال' نہ بادشاہ کا پاس' سراسر بد حواس' عاشقانہ شعر لب پر' اشک خونیں سے چشم تر۔ اور جب دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں افسانہ

حسن و عشق پڑھا' حسینہ لشکر کی طرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا۔ اس وقت بختیارک نے علم شاہ کے استقبال کے لئے سردار بھیجے۔ لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ علم شاہ داخل ہوا۔

سب نے اٹھ کر تنظیم کی۔ یہ آ کر حسینہ جادو کے قریب بیٹھے اور عاشقانہ شعر پڑھنے لگے۔ بختیارک نے شہزادے سے عرض کیا: "حضور کی تشریف آوری کا باعث کیا ہے؟"

علم شاہ نے کہا: "ملک جی میں تمہارا بندہ بے دام ہو جاؤں گا۔ تم ملکہ کو میرے وصل پر رضامند کر دو۔"

بختیارک نے جواب دیا: "آپ کے کام میں پوری کوشش کروں گا۔ باقی آپ کی تقدیر۔ دیکھئے میں ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہوں۔" یہ کہہ کر حسینہ کے پاس بیٹھا اور علم شاہ سے کہا: "آپ اٹھ جایئے۔"

یہ اٹھ کر علیحدہ کرسی پر بیٹھے۔ بختیارک نے حسینہ سے کہا: "اے ملکہ' یہ فرزند امیر' ایک بار ملکہ زلفین پر عاشق ہوا تھا۔ یہ نوشیرواں سے مقابلے کا زمانہ تھا۔ زلفین جادو نے یہ شرط کی تھی کہ اپنے باپ حمزہ کا سر' اگر میرے مہر میں دو' تو تمہارے ساتھ نکاح کروں۔" اس زمانے میں شہزادے نے امیر سے مقابلہ کیا تھا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم بھی سے حسینہ' چند شرائط اس سے طے کرو۔ ایک تو یہ کہ اپنے باپ کا سر لا دے۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ لشکر اسلام سے بارگاہ سلیمانی لائے۔ کہو کہ بارگاہ سلیمانی میں نکاح کروں گی۔ اور تیسری شرط یہ کہ خداوند لقا کو سجدہ کرے۔ اے حسینہ' تم کھچی اور رکی رہو۔ یہ نہیں کہ جوان اور خوبصورت دیکھ کر وصل پر راضی ہو جاؤ۔

اس لڑائی میں دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوئے' چشم ما روشن دل ماشاد۔ اور اگر علم شاہ مارا گیا' تو امیر اس کے غم میں روتے روتے ہلاک ہو جائیں گے۔ اور لشکر اسلام میں سے کوئی شخص علم شاہ کو قتل نہ کرے گا اور یہ تمہارے اشتیاق میں ہزاروں کو ہلاک کر دے گا۔"

حسینہ نے یہ تقریر سن کر جواب دیا کہ: "ملک جی' تم نے تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے۔

ان مسلمانوں کو باہم لڑوا کر قتل کراؤ۔ اور مجھ سے جو رکے رہنے کی کہتے ہو' تو میں ایسی مستانی نہیں ہوں کہ جو یکایک پھنس جاؤں گی۔ اگرچہ میرا سن چار سو سال کا ہے' اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانوں کی تلاش میں رہتی ہوں' مگر ایسا تھوڑی ہے کہ جو مطلب کی بات ہو' اسے اپنے مزے کے لئے برباد کروں۔ تم جاؤ اور جو بن پڑے' وہ عمل میں لاؤ۔ لیکن اتنا کرنا کہ شب کو اس نوجوان کو میرے پاس بھیج دینا کہ سوائے وصل کے' ظاہری اختلاط کر کے دل بہلایا کروں گی اور اس کے نظارہ جمال سے آنکھوں کو روشنی دوں گی۔"

بختیارک اسے پکا کر کے علم شاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: "شہزادہ عالی و قار' میں نے آپ کے کام میں بہت کوشش کی' پہلے تو ملکہ راضی نہ ہوتی تھیں۔ مگر بڑی مشکل سے راضی ہوئی ہیں اور کہتی ہیں کہ میرے خداوند کو سجدہ کریں اور اپنے باپ کا سر لا کر میرے مہر میں دیں اور بارگاہ سلیمانی لائیں تو البتہ میرے وصل سے کامیاب ہوں۔"

علم شاہ نے یہ باتیں سن کر جواب دیا: "ملک جی' میں ابھی خداوند کو سجدہ کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر اٹھا اور لقا کو سجدہ کیا۔ لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا اور پکارا: "میرا حکم ہے کہ حسینہ جادو اس بندہ قدرت کو ساتھ نکاح کرے۔"

اس وقت علم شاہ نے کہا: "ملک بختیارک' آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے' تاکہ میں بارگاہ سلیمانی لاؤں اور حمزہ کا سر ملکہ کے لئے لاؤں۔"

بختیارک نے جواب دیا: "میں ملکہ سے جا کر کہتا ہوں' تمہارے عاشق نے سب شرطیں منظور کیں اور خداوند کو سجدہ کیا۔ اے شہزادے جیسا ملکہ کہیں گی' ویسا میں آپ سے عرض کروں گا۔ میں خود طبل بجنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ اگر ملکہ کہے تم نے کیوں میرے عاشق کو' میرے پوچھے بغیر لڑوایا تو میں کیا جوب دوں گا۔"

یہ کہہ کر حسینہ کے پاس آیا اور کہا: "اے ملکہ' میں نے جو تدبیر کی تھی' وہ راست آئی۔ علم شاہ اپنے باپ سے لڑنے کو تیار ہے' لیکن اب اسے ایک فکر اور لاحق ہوئی

ہے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے۔ اسم اعظم جانتا ہے۔ جس وقت علم شاہ اس کے سامنے جائیں گے' وہ تمہارا سحر رد کر دے گا اور یہ مبہوتی دفع ہو جائے گی۔ ہوش شہزادے کو آ جائے گا۔ سب میری محنت برباد ہو جائے گی۔"

حسینہ نے کہا: "میں بھی اسی سوچ میں ہوں کہ کس طرح حمزہ کے سینے پر سے اسم اعظم بزور سحر مٹادوں۔ اور ایسا سحر کروں کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے' مگر یہ سحر یکایک نہیں ہو سکتا۔ دو چار روز میں اس کی تدبیر ہو گی۔"

بختیارک نے کہا: "اے ملکہ' اب تم علم شاہ کو لے کر ایک پر بہار باغ میں گوشہ تنہائی میں جاؤ اور بوس و کنار کی لذت اٹھاؤ۔ شراب پیو۔ کباب کھاؤ۔ وصل سے پرہیز کرنا' باقی سب لذت اٹھانا۔ میں کوئی اور تدبیر کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر علم شاہ کے قریب آیا اور کہا: "اے شہزادے' میں نے ملکہ سے آپ کی پوری کیفیت بیان کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں چند روز اپنے شیدا کو لے کر تنہائی میں رہوں گی اور دونوں جانب سے دل کی حسرتیں نکالیں گے۔ پھر اس کے بعد مقابلہ کریں گے۔ ابھی طبل جنگ نہ بجے۔ لہٰذا اے شہزادے' ملکہ کو صرف آپ کی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا۔ ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کم ہیں۔ اب آپ چین سے مزے اٹھائیے۔"

○○○

• ہوشیار جادو

بختیارک' نے سلیمان عنبریں سے کہہ کر کوہ عقیق کے حوالی میں ایک پر بہار باغ' سراسر پراز گل و لالہ'حسینہ اور شہزادہ کے لئے خالی کر دیا۔ اسباب عیش و عشرت' جام و سبہ' ساغر مشک بو' ساقی مہ جمال' فرش شاہانہ' کنیزان خوش رو' لطیف و گوناگوں کھانے سب مہیا کر دیئے۔ حسینہ علم شاہ کا ہاتھ پکڑ کر باغ میں داخل ہوئی۔ دیکھا کہ باغ میں گویا بہار ہی منتظم ہے۔ نہر کے کنارے سرد جوئبار ہے۔ گنجان اور سایہ دار درخت لگے ہیں۔ خوشے لٹکتے ہیں۔ ہر شجر پھولوں سے لدا ہے۔ پھولا پھلا ہے۔ نہ خزاں کا خوف ہے نہ صیاد و گلچیں کا کھٹکا ہے۔ باغ کے بیچ بارہ دری' سراسر نعمتوں سے بھری' مسند لگا' جواہر نگار فرش پلنگ بچھے خوش گلو گائنیں حاضر' قمر پیکر رقاصائیں جلوہ گر۔ غرض یہ دونوں ایک دوسرے کے شیدا' مسند پر بیٹھے اور اختلاط کرنے لگے۔ مۓ ارغوانی کے جام پیۓ۔ بوس و کنار ہونے لگا'لیکن علم شاہ وصل کے خواہاں ہوتے ہیں' حسینہ ٹال جاتی ہے۔ غصے کی آنکھیں دکھا کر تیوری چڑھاتی ہے۔ جب شہزادہ بگڑتا ہے تو مسکراتی ہے گلے میں ہاتھ ڈال کر مناتی ہے اور کہتی ہے: "اے شہزادے' حکم خداوند سے مجبور ہوں' ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ و نثار ہے۔ اگر خداوند لقا نے چاہا تو عنقریب تجھے اپنے شربت وصل کا ذائقہ چکھاؤں گی۔"

شہزادہ دو دن تامل کر کے جب بے تابیاں کرتا ہے تو اس وقت حسینہ مجبور ہو کر علم شاہ کو ہم بستری کے ارادے سے پلنگ پر لاتی ہے اور شہزادے کے آمادہ ہونے کے عین وقت سحر کر دیتی ہے کہ علم شاہ سو جاتے ہیں' اور حسینہ بھی بے تاب ہو کر رہ جاتی ہے' اور دل میں کہتی ہے کہ اگر میں اس سے وصل کروں اور خداوند کا کام نہ ہو تو یہاں سے طلسم تک تیرا نام بد نام ہو گا۔ افراسیاب سن کر طلسم سے نکال دے

گا۔ اس سے مناسب یہ ہے کہ بختیارک کی تجویز کے مطابق ایک دو دن خاموش ہو رہوں اور جب حمزہ قتل ہو جائے' اس یار دلنواز کو طلسم میں لے جا کر مزے کروں اور خداوند

کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑاؤں بھی' تو قتل کسی طرح نہ ہونے دوں۔ بختیارک بھڑوا میرے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ میرا دونوں طرح سے فائدہ ہے' یعنی امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اس کو۔

غرض اس طرح کے وسوسے اور منصوبے دل میں لاتی ہے ------ کبھی خیال کرتی ہے کہ اس سے وصل حاصل کر۔ نہیں معلوم' کل تقدیر کیا رنگ دکھائے۔ ایسا نہ ہو' کوئی آفت آئے۔ لیکن پھر خوف کرتی ہے کہ ایسا نہ ہو' خداوند ناراض ہو کر' فرط غضب سے مجھے اور اسے دونوں کو تباہ کر دیں۔ یہ دونوں اسی طرح باہم داد عیش دیتے ہیں۔ اگر کسی وقت حسینہ دربار میں آتی ہے تو علم شاہ ہمراہ آتے ہیں۔ جاسوسوں نے ان سب باتوں کی خبر امیر سے جاکر عرض کی۔ ایسے مجاہد کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا رنج سب سرداروں کو ہوا۔ لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا: "بندہ بشر ہے' شہزادہ علم شاہ مسحور ہے۔ اپنے ہوش میں نہیں۔ مجبور ہے۔ اگر ہم سے لڑنے کو آئے تو کوئی اس کے زخم نہ لگائے۔ نہ ہلاک کرے۔ اب سب کو پریشانی ہوئی کہ یہ مقابلہ سخت مشکل ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ہمیں نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالیں۔ الحاصل لشکر اسلام میں بڑی پریشانی ہے۔ اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہیں۔ چالاک بن عمرو یہ حال دیکھ کر چلا کہ میں جا کر حسینہ کو قتل کروں۔ ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار کو حکم دیا کہ جس طرح سے ہو سکے۔ حمزہ کو گرفتار کر لا۔ تا کہ میں سارے لشکر اسلام کو علم شاہ کے ہاتھ سے قتل کراؤں۔ طرار اسباب عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوا اور جب لشکر اسلام کے قریب پہنچا' تو اپنی صورت ایک معمولی خدمت گار کی بنائی۔ دوسرے ملازمان کے ہمراہ بارگاہ کے دروازے میں داخل ہوا اور ایک گوشے میں ٹھہرا رہا۔ جب نصف شب کے قریب بادشاہ نے دربار رخصت فرمایا' سب جو یکایک اٹھے' اس ہجوم میں

طرار دنگل کے نیچے چھپ رہا۔ سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ میں آئے ۔ لیکن امیر بارگاہ سلیمانی میں رہے۔ بادشاہ عیش محل میں داخل ہوئے۔ لشکر میں گشت پھرنے لگا۔ نر سنگا پھنکتا تھا۔ مقبل وفادار' بار گاہ کا دربان تھا۔ دروازے پر تیر و کمان لے کر بیٹھا۔ مگر طرار دنگل کے نیچے چھپا بیٹھا رہا۔

جب سب سو گئے اور صاحبقران بھی محو خواب ہوئے۔ اس وقت اس عیار نے بیہوشی کے بنے ہوئے پروانے' دنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ شمعوں پر آ کر گرے اور بیہوشی کا دھواں سب بارگاہ میں پھیلا' خدمتگار جو امیر کے پاؤں دبا رہے تھے۔ وہ بیہوش ہوئے۔ طرار دنگل کے نیچے سے نکل کر امیر کے پلنگ کے قریب آیا۔ اور امیر کے منہ پر سے شب خوابی کا دوپٹہ ہٹایا۔ کفچے میں بیہوشی رکھ کر' امیر کے نتھنے میں رکھی۔ جب امیر نے اوپر کی سانس لی' بیہوشی ان کے دماغ میں سرایت کر گئی۔ چھینک مار کر بیہوش ہوئے۔

اس وقت طرار بارگاہ کے قریب آیا اور امیر کی طرح آواز بنا کر مقبل کو پکارا۔ مقبل نے کہا: "حاضر" اور جونہی بارگاہ کے اندر قدام رکھا۔ طرار نے پہلو پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا۔ طرار نے خدمتگاروں کی ٹانگیں کھینچ کر پلنگ کے نیچے گرا دیا۔ چادر عیاری بچھا کر' کمند سے امیر کو باندھ کر' چادر میں لپیٹ کر پشتارہ اٹھا کر پیٹھ پر لگا اور بارگاہ سے نکل کر قناتوں کی آڑ میں چھپتا ہوا' اٹھتا بیٹھتا' لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوا چلا۔ جب دیکھتا ہے کہ سامنے سے گشت آتی ہے۔ زمین میں چلپا سے کی مانند لیٹ جاتا ہے۔ جب گشست نکل جاتی ہے' یہ آگے چلتا ہے۔ اسی طرح کتے اور بلی کی چال چلتا ہوا۔ لشکر کے کنارے پہنچ کر سیدھا ہوا اور وہاں سے جلدی جلدی بھاگا۔ راستے میں خیال آیا کہ اگر امیر کو لشکر میں لے جائے گا تو عیار آ کر چھڑا لے جائیں گے۔ یہ سوچ کر ایک درہ کوہ میں آیا اور چاہا کہ سر کاٹ کر لے جاؤں۔ پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہے۔ وہ تجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔ اور امیر کے سردار و فرزند قیامت برپا کر دیں گے۔ دوسرے علم شاہ خداوند کے لشکر میں

آیا ہے' اس کو اگر محبت پدری آئے اور کہے' میرے باپ کو کیوں ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائے گی۔ یہ خیال کر کے اسی جگہ ایک تنگ و تاریک غار تجویز کر کے' امیر کو غار میں ڈال کر' اس کے منہ پر پتھر رکھ دیا اور وہاں سے آ کر سارا ماجرا بختیارک سے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہوں کہ بے آب و دانہ ہلاک ہو جائے گا۔

بختیارک نے کہا: "تو نے خوب کیا' جو یہاں نہ لایا' ورنہ عیار چھڑا لے جاتے۔"

ادھر صبح کو لشکر اسلام میں امیر کے اغوا ہو جانے کا شوروغوغا ہوا۔ شاہ اسلام نے عیاروں کو امیر کو تلاش کرنے اور خبر لانے کے لئے مقرر فرمایا۔ ابو الفتح اور سمک وغیرہ روانہ ہوئے۔ لیکن بختیارک نے باغ میں آ کر حسینہ سے کہا: "اب تمہارا مطلب بر آئے گا۔ حمزہ کے سارے لشکر کو قتل کرو اور علم شاہ کو لڑاؤ۔ حمزہ کو میں نے اغوا کرا لیا ہے۔"

حسینہ نے کہا: "ملک جی' طبل جنگ بجواؤ۔" اور علم شاہ سے کہا: "اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کرو' یعنی اپنے باپ کا سر لاؤ۔" علم شاہ نے کہا: "نقارہ رزمی بجے۔ میں حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔" بختیارک ان کو راضی کر کے باغ سے بارگاہ میں آیا اور لقا سے کہہ کر حکم دلوایا کہ علم شاہ کے نام پر طبل رزمی بجے۔ یہاں تو یہ حال ہے اور باپ بیٹے میں جنگ کی تیاری ہو رہی ہے.

مگر اب یہ سنو کہ طلسم میں عمرو پر کیا گزری۔ ملکہ حیرت مہ رخ سے لڑنے کی تیاری کرتی تھی' مگر افراسیاب نے' ہوشیار جادو سے کہ جس کے رفیق کی صورت بن کر عمرو نے لوٹا تھا۔ اس سے کہا: "تم بھی جاؤ اور لشکر مہ رخ کو گرفتار کر کے حیرت کے حوالے کرو۔ آب سحر کے دو شیشے ہوشیار جادو کے سپرد کئے کہ ان شیشوں کا پانی اور بہت سے پانی ملا کر لشکر کے گرد حصار کر دینا۔ جو عیار آئے گا' بے ہوش ہو جائے گا۔ اور طبل جنگ بجوا کر جب حریف کے مقابلے میں جانا تو جو بھی سامنے آئے' اس پر اس پانی کا چھینٹا مارنا' وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ اسی طرح پورے لشکر کو پکڑ

لینا۔ اور عیار عیاری کرنے ضرور آئیں گے‘ انہیں بھی قید کر لینا۔ ہوشیار یہ حکم پا کر اور آب سحر کے شیشے لے کر اپنے گھر آیا اور جو ساحر اس کے ملازم ہیں‘ ان کو حکم شہنشاہ سنا کر چلنے کا حکم دیا۔ اس وقت اس کی ماں یعنی مغیلہ جادو نے سنا کہ میرا بیٹا لڑنے جاتا ہے۔

مغیلہ ساحرہ زبردست ہے۔ اس نے بھی تیاری کی کہ میں بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاؤں گی۔ غرضیکہ ہوشیار سب گھر کا انتظام کر کے افراسیاب کے پاس آیا۔ اس نے خلعت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ کئے اور رخصت کیا۔ ہوشیار اژدہے پر سوار ہوا۔ بارہ ہزار ساحر جادو کی سواریوں پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے روانہ ہوئے۔ لیکن ہوشیار کی ماں مغیلہ پر پرواز پیدا کر کے۔ اپنے فرزند کی حفاظت کے لئے خفیہ خفیہ اڑ کر چلی۔ یہاں تک کہ ہوشیار لشکر حیرت کے قریب پہنچا۔ حیرت نے رفیق سمجھ کر استقبال کرایا۔ سردار ہوشیار کو لے کر حیرت کی بارگاہ میں داخل ہوئے‘ اور اس کا لشکر حیرت کے لشکر کے پاس اترا۔ بارگاہ اور خیمے استادہ ہوئے ہوشیار نے اپنے آنے کی پوری کیفیت ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوائیے۔ میں حریفوں کے پورے لشکر کا خاتمہ کر دوں۔ حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے۔ اس وقت اس کے سرداروں نے نقارہ رزمی بجایا۔ طائران سحر ملکہ جبیں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منقار اٹھا کر فصیح و بلیغ زبان میں مدح و ثنا بجا لائے‘ اور یہ اطلاع دی: ”ہوشیار جادو نام کا ایک ساحر‘ افراسیاب کا بھیجا ہوا آیا ہے۔ حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے۔ ارادہ رزم و پیکار ہے۔ آگے سرکار کو اختیار ہے۔“
یہ کہہ کر طائر سحر اڑ گئے اور مہ جبیں نے مہ رخ سے کہا: ”آپ بھی نقارہ حرب کے بجنے کا حکم دیجئے۔ آج شام سے جنگ کی تیاری کیجئے۔“

مہ رخ نے کہا: ”بہت اچھا“ پھر افسروں کو بلا کر‘ لڑائی کی اطلاع دی۔ سارے لشکر میں خبر ہو گئی۔ یہاں تک کہ شام کے قریب چرخ نیلی فام پر شاہ نیروز منہ چھپا کر فرا ہوا۔ بڑے بڑے ساحر اپنے اپنے مرتبہ سحر کو جگانے لگے۔ بہادر اسلحہ جنگ کو درست

کرتے تھے۔ مہ جبیں دربار برخواست کر کے عیش محل میں داخل ہوئی۔ سب عیار مع عمرو' صحرا کی سمت روانہ ہوئے اور وہ درو کوہ میں پوشیدہ ہو کر بیٹھے۔

مہ رخ' سرخ مو' نافرمان' شکیل اور بہار' ہر ایک نے اس خیال سے کہ کل ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب سے مقابلہ ہو گا' نایاب اور منتخب سحر جگائے۔ پتلیاں بنائیں۔ سنہری بالوں والے طاؤس درست کر کے اڑائے۔ سامری کے وقت کے منتر جگائے۔ موکلوں سے حریف کی بھینٹ دینے کا اقرار کیا۔ وقت حسب طلب آنے کا وعدہ لیا۔ رات بھر یہ تیاری رہی۔ صبح ہونے پر ساحران نامی اور سرداران گرامی دشت جنگ میں گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اسد نے ملکہ حیرت کے مقابلے کے لئے' خاص طور پر نایاب لباس جنگجو' اپنے قوی جسم پر چاق اور درست فرمایا۔ اس کروفر سے مہ جبیں کا تخت' قلب لشکر میں کر کے میدان جنگ میں وارد ہوئے۔ بارگاہ سے میدان تک مہ جبیں کا سامان جنگ و جدال آراستہ تھا۔ ہر سمت جنگی ہاتھیوں اور اونٹوں کی قطاریں تھیں۔

سونے چاندی کے کئی ہزار اعرابے ہمراہ تھے۔ زر نثار ہوتا تھا۔ نقار خانہ ہاتھی اور اونٹ پر لدا تھا۔ نقارچی زری بادلے کی پوشاکیں پہنے۔ للت بھیرویں بھہاس کی تانیں اڑاتے' ترغیب رزم کے نغمے گاتے وارد ہوئے۔ ایک جانب سے ملکہ حیرت کی سواری پیدا ہوئی۔ سب نے دیکھا کہ ہزارہا بنگلے ہوا کے رخ پر اڑتے چلے آتے ہیں اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہیں۔ گر دو پیش جادو گرنیا اور ساحر لباس و زیور سے درست' ہاتھوں میں موتیوں کی سمرنیں باندھے' کانوں میں کنڈل اور بالے جھالے پہنے' بیش قیمت جواہر نگار ساریاں باندھے سنہری بالوں والے طاؤسوں پر سوار' میدان جنگ میں وارد ہوئے۔ اس وقت ملکہ حیرت کے عروج و مرتبے کے مقابلے میں مہ جبیں کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی' جہاں ملکہ بیٹھی تھی۔ ان بنگلوں میں زر بفتی فرش بچھا تھا۔ ناچ ہو رہا تھا۔ پشت پر لاکھوں ساحروں کا مجمع تھا۔ ڈھرو اور ناقوس بجتا تھا۔

غرضیکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحروں نے بجلیاں گرا کر میدان جنگ کے درخت وغیرہ جلا دئے اور جادو کی بارش برسائی۔ گرد و غبار بٹھایا۔ نقیبوں نے نکل کر نقابت کی۔

کڑکیتوں نے کڑکا کہا۔ دنیا کی مذمت ہر ایک کو سنائی دی کہ کہاں ہیں دارا و کیقباد و منو چہر' سب پیوند خاک ہوئے۔ صرف شجاعت کا نام باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوئے۔

جب نقیب ایک طرف ہوئے۔ میمنہ' میسرہ' قلب و جناح وغیرہ صفیں آراستہ ہوئیں۔
اس وقت ہوشیار جادو ملکہ حیرت سے اجازت لے کر میدان میں نکلا اور عجائبات سحر دکھا کر' جنگ کا طالب ہوا۔ ایک طرف سے ملکہ سرخ مو کاکل کشا نے اجازت لے کر جادوئی اژدہے کو اڑایا اور آ کر ہوشیار کا مقابلہ کیا۔ اس نے ایک تیر مارا۔ سرخ مو سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لئے' اس جگہ از خود ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا۔ سرخ مو نے اپنی زلفوں کو پریشان کیا کہ حریف کے سر پر بلا نازل کرے۔ اس میں سے ہزاروں ستارے گر کر آسمان کی طرف چلے اور وہاں سے پلٹ کر تیروں کی طرح ہوشیار کی فوج پر گرے۔ ہزاروں ساحر مر گئے۔ ہوشیار نے غصے میں آ کر آب سحر کا شیشہ جھولی سے نکالا اور ایک پکھال پانی طلب کر کے' اس میں شیشے کا پانی ملا دیا۔ واضح ہو کہ اس کو افراسیاب نے پانی کے دو شیشے دیئے ہیں۔ ایک کا پانی بے ہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار کر دیتا ہے۔ الغرض ہوشیار نے وہ پانی ایک روئی کے گٹھے پر ڈالا اور سحر کیا کہ وہ روئی بادل بن کر اڑ کر آسمان پر گئی۔ پھر ابر بن کر مہ جبیں کے لشکر پر آ کر محیط ہوا اور بارش شروع ہوئی' جس پر پانی کی بوند آ کر پڑی وہ بے ہوش ہو گیا۔ سب پہلے سرخ مو' جو میدان میں کھڑی تھی' بے ہوش ہو گئی۔ اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا۔ بہار اور مہ رخ اور ساحران نامی نے سحر کر کے اپنے سروں پر بنگلے طاری کئے۔ لیکن بارش کے قطرے بنگلوں کو توڑ کر پہنچے اور سب بے ہوش ہوئے۔ لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی۔ مہ رخ کی ساری فوج بھاگ گئی۔
اسد نے اکیلی جان گھوڑا اٹھایا کہ میں لڑ کر اپنی جان دوں' لیکن پانی کی جو بوند پڑی' بے ہوش ہو کر گرا۔ لشکری کوہ دشت و بیاباں میں جا کر متوازی ہوئے۔ جو ساحر کہ سردار اور بہادر تھے' وہ نہ بھاگے۔ سب بیہوش ہو گئے۔
ہوشیار نے بیہوش ہونے والے سرداروں کی مشکیں بندھوا لیں اور طبل بازگشت بجوا کر

مڑا۔ ملکہ حیرت زر نثار کرتی ہوئی واپس اپنی بارگاہ میں آئی۔ جشن نو روشی کی تیاری ہوئی۔ تمام لشکر نے کمر کھولی۔ اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور قیدیوں کے سامنے طلب کیا۔ وہ بیہوش تھے۔ ہوشیار نے ان پر اپنے سحر کی زنجیر پہنائی۔ ہر ایک کی زبان میں سوزن دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا۔ ہر ایک نے خود کو قید سخت میں مبتلا پایا۔ سر جھکا کر سب خاموش ہو رہے۔ لیکن ملکہ حیرت نے کہا: "کیوں بی مہ رخ یہ دن بھی تمھیں یاد تھا۔"

مہ رخ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ خدا ہمارا مالک ہے۔ اشارے سے گفتگو اس لئے کہ زبان چھدی ہے جو بات حیرت کہتی ہے' یہ لوگ اشارے سے سخت جواب دیتے ہیں۔ حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ پھانسیاں استادہ ہوں کہ کل صبح ملک الموت کی گرم بازاری ہو گی۔ ایک کی بھی جان نہ بچے گی۔ حکم کے بموجب آرہ کش' تسمہ کش جلاد حاضر ہوئے۔ پھانسیاں کھڑی ہو گئیں۔ ہر طرف غلغلہ بلند ہوا اور ہوشیار کو حکم دیا کہ ان گنہگاروں کو لے جا کر مقید کرے اور شب بھر تمام لشکر کی حفاظت کرے کہ کوئی عیار نہ آئے' ہوشیار سب قیدیوں کو لے کر اپنی بارگاہ میں آیااور ہر ایک کو ستون سے باندھ دیا کہ یہاں صرف ایک خدمت گار رہے اور باقی کوئی نہ رہے تم جا کر لشکر کے سقوں کو حکم دو کہ ایک ایک سقہ پانی کی مشک لے کر آئے تاکہ میں آپ سحر مشک کے پانی میں ملا دوں وہ لے جا کر لشکر کے گرد ہر طرف چھڑکیں اور حصار کر دیں۔ حکم کے مطابق سب ملازم بارگاہ کے باہر آئے اور خدمت گار کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر اندر ٹھہرو' اور سقوں کو بھی ہوشیار کا حکم سنایا۔ وہ بھی مشکیں لے کر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر ٹھہرے' ایک بارگاہ کے اندر گیا۔ ہوشیار نے پہلے اس شیشے کا پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہے' سقے کو دیا کہ اس کو اپنے جسم پر مل لے اور اس کے بعد وہ شیشہ دیا کہ جس کا پانی بیہوش کرتا ہے کہ اس میں سے چند قطرے اپنی مشک میں ڈالے۔ سقے نے پہلے پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے

اندر' دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جا کر حصار کرنے لگا۔ اس طرح فرداً فرداً پھر بہت سے سقے گئے اور پانی لا کر حصار کرنے لگے۔

مگر حال اب عیاروں کا سنیئے۔ لشکر کی بربادی اور سرداروں کی گرفتاری دیکھ کر اپنی جگہ سے چلے۔ سب سے پہلے قران ایک خدمت گار کی صورت بن کر لشکر ہوشیار کے قریب آیا۔ سقوں کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھ کر' وہ راہ کترا کے چلا کہ اس پانی سے پناہ مشکل ہے۔ کچھ نہ کچھ فساد ضرور ہے۔ ورنہ لشکر کے گرد شب کو چھڑکاؤ سے کیا مطلب ہے۔ غرضیکہ دوسری راہ سے لشکر کے اندر داخل ہوا۔ ایک سقہ ادھر سے آتا تھا۔ اس سے کہا پانی چھڑک آئے۔ سقے نے جواب دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر حیرت کا کئی میل تک اترا ہوا ہے۔ یہ ایک دن کا کام ہے۔ کئی روز میں حصار ہو گا۔"

قران یہ سن کر سمجھا کہ تیری رائے درست تھی۔ یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہے۔ جو آئے گا' مقید ہو گا۔ اسی فکر میں ہوشیار کی بارگاہ کے قریب آ کر ٹھہرا۔ وہ خدمت گار جو بارگاہ کے اندر تھا۔ دو گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا: "اب کوئی اور آ کر بارگاہ کے اندر ٹھہرے۔ میں اپنی نوکری کر چکا۔"

قران نے جواب دیا: "بھائی۔ اسی لئے پہلے ہی سے کمر بندھے کھڑے ہیں کہ نوکری بدلنا ہو گی' لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہے' ورنہ اندر چلے آتے۔ اچھا تم جاؤ' میں حاضر ہوں۔" وہ خدمتگار یہ سن کر چلا۔ قران بارگاہ کے اندر گیا اور ہوشیار کے سر پر رومال جھلنے لگا۔ لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت بدل کر لشکر میں آنے لگے۔ انہوں نے سقوں کے پانی چھڑکنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ جونہی حصار شدہ زمین کے اندر قدم رکھا۔ دونوں بیہوش ہو کر گرے۔ ہوشیار نے چند ساحر کمین گاہ میں بٹھا دیے ہیں کہ جو شخص بیہوش ہو کر گرے' اس کو میرے پاس لانا۔ وہ ساحر دونوں کو اٹھا کر ہوشیار کے سامنے لائے۔ اس نے سحر کیا کہ عیاری کا رنگ و روغن اڑ گیا۔ صورت جو تبدیل ہوئی' وہ سمجھا کہ یہ عیار ہیں۔ پکارا کہ شکر ہے سامری کا

کہ دو عیار تو پھنسے۔ انہیں ستون سے باندھ کر مے خواری میں مصروف ہوا اور جو سقہ بھی آتا ہے' اس کی مشک میں پانی ملا دیتا ہے۔

اب کی بار عمرو بھی' عیاری کی فکر میں گھومتا پھرتا۔ لشکر کے قریب آیا اور سقوں کو پانی چھڑکتے دیکھ کر راہ کاٹ کر' دوسری طرف چلا۔ ایک مقام پر چھوٹا سا خیمہ استادہ دیکھا۔ وہاں ایک سقہ بیٹھا ہوا روٹی کھا رہا تھا۔ عمرو نے کنارے ٹھہر کر' اپنی صورت بھی سقوں جیسی بنائی۔ کھدر کی لنگی باندھی۔ تسمہ گلے میں ڈالا۔ سر پر پگڑی باندھی۔ پگڑی کا پیچ اندھیری ڈالنے کے لئے کھلا رکھ کر' گردن میں لپیٹ لیا۔ کٹورے کمرے سے لگائے۔ کانٹے تسمے میں باندھے۔ مشک باندھنے کا تسمہ کاندھے پر الٹ کر ڈالا' اور مشک آری کر کے گلے میں ڈال کر پشت پر سنبھالی اور اس سقے کے سامنے جو روٹی کھا رہا تھا' آ کر سلام کیا۔ اس نے کہا: "آؤ"

عمرو قریب گیا۔ اس نے کہا: "کہو کہاں نوکر ہو۔"

عمرو نے کہا: "بھائی' اب تو برادری کا کچھ خیال کرو' ہمیں بھی اپنی سرکار میں نوکر رکھا دو۔ آج کل بیکار ہیں۔"

سقے نے جواب دیا: "آج کل ضرورت ہے۔ حصار کیا جاتا ہے۔ میں نوکر رکھا دوں گا۔"

عمرو نے پوچھا: "روٹی بے وقت کیوں کھاتے ہو؟"

اس نے کہا: "بھائی فرصت نہیں ہے حصار کرنے اور پانی چھڑکنے سے"

عمر بولا: "امیروں کو بھی خفقان رہتا ہے۔ بھلا بتائیے پانی چھڑکوانے سے کیا فائدہ"

سقےنے آب سحر کے شیشے کا' انسان کے بیہوش ہو جانے کا سارا حال بیان کیا۔ اور آب سحر کی تاثیر سے آگاہ کیا۔ عمرو نے یہ سارا ماجرا سن کر' ادھر ادھر کی بات کہہ کر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور کہا: "اس کے ساتھ روٹی کھاؤ:"

سقے نے مٹھائی کھائی۔ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا۔ عمرو نے اسے خیمے میں پوشیدہ کر دیا اور اس کا سب لباس لے کر' اس کی صورت آپ بن کر' ہوشیار کے خیمے میں آیا اور اس سے کہا: "حضور' پانی ہو گیا اور ملا دیجئے۔"

اس نے آب سحر شیشہ عمرو کو دیا کہ اس میں سے چند قطرے ملائے۔ عمرو نے کہا: "پہلے مجھے وہ پانی تو دیجئے کہ جس سے میں خود بیہوش نہ ہوں۔"

ہوشیار نے پوچھا: "تو کیا آپ ہی پانی چھڑکنے آیا ہے۔"

عمرو نے کہا: "نہیں' میں اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہوں۔ وہ بیمار ہو گیا ہے۔"

ہوشیار جادو نے پہلے اس کے بدن پر وہ پانی' جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہے' ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی دیا۔ عمرو نے آب سحر چلو میں انڈیلا۔ ہوشیار نے کہا: "ارے بے وقوف' مشک میں پانی ڈال۔ یہ کیا کرتا ہے۔

عمرو نے کہا: "بے وقوف تو اور تیرا باپ۔ دیکھ یہ کیا کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ چلو کا چھینٹا ہوشیار کے منہ پر مارا کہ اس نے پھر صدا بھی نہ دی۔ بیہوش ہو کر گرا۔

عمرو نے فوراً خنجر سے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ شوروغل برپا ہوا۔ اس وقت عمرو نے ضرغام اور جانسوز کو کھول دیا۔ جب یہ رہا ہوئے تو بہار اور مہ رخ وغیرہ کی زبان سے سوزن کھینچے لگے۔ اور جو چھوٹا' اس نے دوسرے کو رہا کیا۔ لیکن عمرو جال الیاسی مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے لگا۔ ہوشیار جادو کے مرنے کا شور و غل سن کر ساحر اس کی بارگاہ کی طرف دوڑے۔ ہوشیار کی ماں مخیلہ کہ خفیہ طور پر اپنے بیٹے کی حفاظت کو ساتھ آئی تھی' یہ ہنگامہ سن کر بزور سحر اڑتی ہوئی بارگاہ میں آئی۔ سحر پڑھ کر اس نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا۔

عمرو لوٹ مار کرتا پھرتا تھا' نصف زمین میں غرق ہوا۔ مخیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کر لے جاؤں۔ قران جو پہلے سے خدمت گار بنا کھڑا تھا۔ جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ ملکہ ذرا سنئے گا۔ مخیلہ ٹھہری کہ قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجہ دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے۔ تڑپ کر مر گئی۔ پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا۔ پھر بولنے لگا۔ اس اثنا میں سب ساحر' جو مقید ہوئے تھے' رہا ہوئے اور ہوشیار کے ملازم دوڑے تھے ان سے لڑنے لگے۔ بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا۔ پھولوں کے چمنستان کھل گئے۔ ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا۔

اس وقت بہار نے ہوشیار کے پورے لشکر کو حکم دیا کہ جا کر لشکر حیرت کو قتل کرو۔
وہ سب لشکر حیرت پر آ گرے۔ مہ رخ' بہار' نافرمان' سرخ مو وغیرہ معہ اس و مہ جبیں کے' سب ملکہ حیرت کے لشکر پر آ گرے۔ مرچوں کے ہار' سوئیوں کے گچھے۔ جادوئی تیز چلنے لگے۔ فولادی گولے پڑنے لگے۔ حیرت جشن برپا کر کے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی۔ سب ساحر تقدیر سے بے خبر' بیٹھے تھے کہ یکایک سحر کی مار پڑنے لگی۔ پہلے ہی حملے میں ہزاروں ساحر مارے گئے۔ غلغلہ بلند ہوا۔ بجلیاں گرنے لگیں۔ برف کی سلیں پڑتی تھیں گھنگھور بادل اٹھتے تھے۔ تاریکی عالم پر چھائی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتاتھا
حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد سحر کی مشعلیں روشن ہوں۔ ساحروں نے سحر کر کے مشعلیں جلائیں اس وقت مہ رخ نے سحر کیا کہ سب مشعلیں بجھ گئیں اور وہ خونریزی ہوئی کہ یقین ہے کہ کبھی اس سر زمین پر سبزہ نہ جمے گا اور اگر اگے گا تو گل لالہ داغدار ہو گا۔ ایک قیامت برپا تھی۔ ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کر کے جنگ کے لئے بھیجی تھی'اس نے حیرت کے ہزاروں ساحر ہلاک کئے
اس وقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین میں غرق ہوئی اور جیسے کسی نے قلب زمین کوجنبش دی ہو' اس طرح کا زلزلہ پڑ گیا۔ بڑے بڑے پہاڑ سر ٹکرانے لگے۔ مہ رخ اور بہار نے آپس میں مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ۔ ابھی سب گرفتار ہو جائیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ یہ فتح خدا داد ہاتھ آئی ہے۔ اب پھر چلو۔ بس یہ مشورہ کر کے نفیر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوئے اور فتح و نصرت کے ساتھ اپنے لشکر میں ائے۔ عیار بھی قتل و غارت کر کے نکل گئے تھے۔ وہ سب بھی حاضر ہوئے۔ مہ جبیں کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ میں روپوش ہوئے تھے۔ وہ سب بھی حاضر ہوئے۔ لشکر میں بازار کھلے۔ خیمے آباد ہوئے۔ مہ جبیں تخت پر بیٹھی۔ ناچ ہونے لگا۔

ادھر حیرت زمین سے نکلی۔ لشکر کے سردار جانبازی کے لئے حاضر تھے۔ فوج فراری اور پراگندہ ہو گئی تھی۔ ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیمے وغیرہ درست ہونے لگے۔

جب سب ترتیب ہو چکی' حیرت چیں بچیں بارگاہ میں آئی اور سرداروں کو اپنی جگہ مامور کر کے' طاؤس سحر پر سوار ہو کر افراسیاب کے پاس روانہ ہوئی اس روز افراسیاب گنبد نور سے باغ سیب میں آیا تھا کہ حیرت کی سواری پہنچی۔ سب اہل دربار نے تعظیم دی۔ شاہ طلسم کے پاس بیٹھ کر تمام ماجرا بیان کیا کہ تمام ساحر مارے گئے اور ہوشیار قتل ہوا۔

افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ تیرے سحر نے مخیلہ اور ہوشیار کا کام تمام کیا۔ عمرو نے آب سحر کے شیشوں سے ان کو مارا۔ افراسیاب پر غصہ طاری ہوا اور کہا: "اے حیرت' تمام لشکر کے لے جاؤ۔ اب کی بار میں نمک حراموں پر وہ بلا نازل کرتا ہوں کہ سب باغی ہلاک ہوں گے۔"

شہنشاہ کے حکم کے مطابق حیرت سوار ہو کر' راہ طے کر کے لشکر میں پہنچی۔ ملازموں نے تعظیم دی تخت پر جلوہ گر ہوئی۔ لیکن ادھر افراسیاب نے حکم نافذ کر دیا کہ ساتوں برق حاضر ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس طلسم میں سات بجلیاں ہیں کہ وہ بجلی کی طرح ندا کرتی ہیں اور جنگ کے دن چمک کر لشکر دشمن پر گرتی ہیں اور سارے لشکر کو جلا دیتی ہیں۔ چنانچہ حکم صادر ہوئے کہ ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ سرخ رنگ کے بادل ہوا کے رخ پر ظاہر ہوئے اور ان میں بجلیاں چمکتی تھیں۔ دربار قریب پہنچ کر یہ بادل زمین پر اترے۔ بجلیاں زمین پر لوٹنے لگیں۔ یہاں تک کہ انسان کی شکل میں مجسم ہو گئیں۔ سب نے دیکھا کہ سات جوان جادو گرنیاں ہیں۔ ان کے جسم سنہری ہیں۔ لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ ہیں۔ ان ساتوں کے نام یہ ہیں۔ برق محشر' برق لامع' برق خاطف' برق شعلہ بار' برق چشمک زن' برق ساطع النور اور برق صاعقہ۔ برقوں نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور کہا: "حضور کنیزوں کو کس لئے یاد فرمایا ہے۔"

افراسیاب نے کہا: "تم میں ایک برق، ملکہ حیرت کی مدد کے لئے جائے اور دشمن کی فوج کا کام تمام کرے۔ باقی چھ برقیں میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہیں۔ ہمارا نام پہنچنے پر حکم کی تعمیل کریں۔"

شاہ طلسم کا یہ حکم سن کر برق خاطف نے عرض کیا: "کنیز جا کر سب خطا کاروں کو سزا دے گی۔" افراسیاب نے اس سے خلعت رخصت دیا۔ سب برقیں اپنے اپنے ملک میں آئیں۔ برق خاطف نے اپنی جگہ پر پہنچ کر ایک لاکھ ساحروں کا لشکر ہمراہ لیا۔ خیمہ اور بارگاہ لدا کر سرخ بادلوں میں چمکتی ہوئی بڑے زور شور اور چمک دمک سے لشکر حیرت کی طرف روانہ ہوئی۔ اس کے ہمراہ جو ساحر تھے، انہوں نے ہیبت ناک صورتیں بنائی تھیں۔ بادلوں پر سوار، آتشیں حربے ساتھ لئے تھے۔ پورا لشکر جرار ہوا کے رخ پر جاتا تھا۔

برق خاطف کی روانگی کے بعد، افراسیاب کے پاس صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار حاضر ہوئیں۔ انہیں دیکھ کر شہنشاہ ساحران نے منہ پھیر لیا۔ عیار بچیوں نے عرض کیا: "حضور والا ہمارا قصور کیا ہے۔"

شاہ طلسم نے ارشاد کیا۔ "عمرو اور اس کے ساتھی جب سے طلسم میں داخل ہوئے ہیں، کیسے کیسے نامی ساحروں کو قتل کر رہے ہیں اور تم تو سرکار کا نمک مدت سے کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو، لیکن آج تک باغیوں کے لشکر کا کوئی سردار گرفتار کر کے نہ لائیں اور نہ کسی کو ان میں سے ہلاک و قتل کیا۔"

شاہ کا یہ عتاب آمیز کلام سن کر صرصر شرمندہ ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کر عرض کیا: "اب جس طرح ممکن ہوتا ہے، میں جا کر اسد کو کہ طلسم کشائی کا دعوٰی رکھتا ہے اور مہ جبیں کہ آپ کی دشمن ہے، دونوں کو گرفتار کر کے لاتی ہوں۔ ان کے قید ہونے سے دشمن کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ شہنشاہ اس کنیز کا قصور معاف کر دیں۔ میری جانب سے دل صاف کریں۔"

افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا۔ عیار بچیوں کو خلعت دے کر سرفراز فرما کر،
اسد اور مہ جبیں کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا۔

○○○

صرصر اور صبا رفتار شہزادہ اسد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوئیں' دریا سے گزر کر مہ رخ کے لشکر کے قریب پہنچیں اور صرصر نے اپنی صورت مرد کی بنائی۔ طلائی عصا ہاتھ میں لیا۔ سر پر گول پگڑی باندھی اس پر تمغہ لگایا۔ مقیشی طرہ لٹکایا۔ چپکن پہنی۔ سب طرح سے درست ہو کر لشکر میں پھرنے لگی۔ صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی۔ دھوتی زانوں تک باندھی۔ مرزائی کمر تک پہنی۔ انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع کیا۔ اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا۔ کوتوال سرگرم' بازار آراستہ' بیوپاری خوش وضع' خریدار قطع دار۔ ہر سمت گرم بازاری تھی۔ رعایا داد خرمی دے رہے تھے۔ ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگا تھا۔ سردار اور ساحر کی آمدو رفت تھی۔ عیار بچیاں دن بھر گھومتی پھرتی رہیں۔ حتیٰ کہ رات ہو گئی۔

اس وقت مہ جبیں نے شب کا دربار تا دیر بیٹھ کر' برخاست فرمایا اور ہر سردار اپنی اپنی بارگاہ میں آیا۔ اسد اور مہ جبیں عیش محل اور شبستان میں' اپنے اپنے مقررہ مقام پر آ کر متمکن ہوئے۔ عیار بچیاں بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آ کر ٹھہریں۔ یہاں ملازمان' کنیزیں' ترکینیں' حبشنیں' قلما قنیاں وغیرہ آمدو رفت رکھتی ہیں۔ کام کاج کے لئے اندر باہر پھرتی ہیں۔ اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی۔ صبا رفتار اس کے ساتھ ہوئی۔ اس کے قریب آ کر سلام کیا اور کہا: "میں زمیندار ہوں۔ ملکہ نے میرے گاؤں پر لگان زیادہ کر دیا ہے۔ سیر ضبط کر کے نان کار کا حق بھی لے لیا ہے۔ میرا مقدمہ ملکہ رخ کے سامنے کچہری مین پیش ہے۔ آپ تخلیے میں ملکہ سے میری سفارش کر دیجئے۔" اتنا کہہ کر ایک ڈالی جس میں عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی سو اشرفیاں تھیں۔ اس حبشن کو دیں۔ وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دے کر' مقدمے کو ختم کرا دینے کا وعدہ کیا۔ اشرفیاں لے کر کمر میں رکھیں اور پھل کھانا شروع کئے۔ دو

ایک ثمر کھائے تھے کہ بے ہوش ہوئی۔ صبا رفتار اس کو اٹھا کر گوشے میں لائی اور اس کے کپڑے اتار کر اس جیسی صورت اپنی بنائی۔ اس کو اسی جگہ چھپا کر آپ ملکہ کی شبستان میں داخل ہوئی۔

ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکل کر جاتی ہے۔ یہ اس کے قریب آئی اور کہا: "کل تو نے سب چوبداروں کو گالیاں کیوں دی تھیں؟"

کنیز نے کہا: "بھڑوے! کچھ پہچانتا بھی ہے۔ مجھ سے ایسی باتیں نہ کرنا۔ نہیں تو عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہہ کر خوب ٹھیک کروں گی۔" صرصر نے اس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس۔ وہ کنیز اور زیادہ برا بھلا کہنے لگی۔ صرصر نے ایک طمانچہ مارا۔ ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی۔ کنیز طمانچہ پڑتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ صرصر اس کو اٹھا کر تخلیے میں لائی' جہاں لوگوں کی آمدورفت نہ تھی۔ اس کا لباس اتار کر بعینہ اس کے مانند اپنی صورت بنائی اور کنیز کو پوشیدہ کر کے آپ ملکہ کی شبستان میں داخل ہوئی۔

دیکھا' یہاں اسد اور مہ جبیں مسند پر بیٹھے داد عیش دے رہے ہیں۔ شراب کی کشتی رکھی ہے۔ دور جام چل رہا ہے۔ خوش گلو گائنیں بیٹھی گا رہی ہیں۔ جواہر نگار پلنگڑی آراستہ ہے۔ سامان نشاط رکھا ہے۔ صرصر کنیزوں میں مل کر کام کاج کرنے لگی۔ مے خانے سر شراب کی کشتیاں لا کر سامنے رکھتی تھیں۔ جس کام کا حکم ہوتا تھا' پہلے اسے بجا لاتی تھی۔ اس طرح صبا رفتار بھی حبشن بنی ہوئی ہر طرف پھرتی تھی اور سب کھانے پینے کی چیزوں میں بے ہوشی ملاتی تھی۔ ادھر صرصر نے شراب و کباب میں بیہوشی ملائی کہ مہ جبیں اور شہزادہ اس نشے سے مدہوش ہوئے اور لڑکھڑاتے ہوئے------ اٹھ کر پلنگ پر گئے اور بے ہوش ہو گئے اور سب ملازم' صحبت کے لوگ بھی بے ہوش ہوئے۔ ادھر صبا رفتار نے اہل عملہ کو بھی بیہوشی کھلا کر بے ہوش کیا۔ اسد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری میں پشتارہ باندھا۔ صبا رفتار نے مہ جبیں کا پشتارہ باندھا۔ سب کو اسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلیں۔ گشت والوں کی

نظر سے مخفی کرتی ہوئی لشکر کے کنارے پہنچ کر' دریائے خون رواں سے گزر کر باغ سیب میں پہنچیں۔ جو رات کہ باقی تھی' اس کو وہیں بسر کیا۔

صبح کو افراسیاب تخت پر آ کر جلوہ گر ہوا۔ اہل دربار حاضر ہوئے طلسمی نقارے بجے۔

اس وقت عیار بچیوں نے دونوں پشتارے لا کر شہنشاہ کے سامنے رکھ دیئے اور عرض کیا کہ یہ دونوں گنہگار اسد اور مہ جبیں حاضر ہیں۔ افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ان پر ایسا سحر کر دو کہ زمین سے اٹھ نہ سکیں۔ پھر ان کو ہوشیار کرو۔ ساحروں نے حکم کی تعمیل کی' یعنی سحر پڑھ کر دونوں کو ہوشیار کیا۔ جب اسد کی آنکھ کھلی تو خود کو افراسیاب کے دربار میں پایا۔ شہنشاہ طلسم تخت پر ہے۔ ہر ایک امیر وزیر کرسی و دنگل پر متمکن ہے۔ ساحران نامی کا مجمع ہے اس وقت اسد نے پکار کر نہیب دی کہ سلام میرا اس مجلس میں اس شخص پر ہے' جو خدا کو وحدہ لاشریک جانتا ہے اور اس کے پیغمبر کو اس کا بندہ اور رسول سمجھتا ہو۔ جب ساحروں نے یہ صدا سنی۔ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں کہ یہ گنہگار نہ دکھائی دینے والے خدا کی تعرف کرتا ہے۔ افراسیاب کو غصہ آیا' اس نے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو۔ مہ جبیں کو بہت کچھ سمجھایا کہ شہزادے کے عشق سے ہاتھ اٹھائے۔ مہ جبیں نے نہ مانا اور کہا: "لاکھ جان سے میں فدا ئے نام اسد ہوں۔"

افراسیاب نے اس کو بھی زیر تیغ بٹھایا۔ اس وقت عاشق و معشوق حسرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے۔ آنسو آنکھوں میں بھرے' گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے خطائیں معاف مراتا تھا۔ پھر ملکہ نے خشوع و رجوع سے رب اکبر کے درگاہ میں فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا' ہم کو اس آفت سے بچا۔

کمان آرزو تیر دعا نکل کر ہدف اجابت سے لب معشوق ہوا۔ قتل کے وقت امرا و وزرا دست بستہ افراسیاب کے سامنے آئے۔ اس نے پوچھا: "تم لوگ کیا چاہتے ہو؟"

سب نے عرض کیا: "ہماری جان بخشی ہو تو عرض کریں۔"

افراسیاب نے کہا: "جان تمہاری بخشی۔ جو کلمات کہ خیر سگالی اور ترقی خواہی کے ہوں‘ انہیں عرض کرو کہ الطاف خسروانہ سے شاہ نوازیں گے۔"

بادشاہ کی یہ عنایت دیکھ کر ارکان سلطنت گویا ہوئے کہ بانیان طلسم نے فاتح طلسم کو فوراً قتل کرنے کے لئے نہیں لکھا ہے۔ حضور کتاب سامری دیکھیں‘ جیسا حکم ہو‘ وہ عمل میں لائیں۔

افراسیاب نے ان کی رائے بالصواب کو پسند فرما کر آفرین کی اور کتاب سامری دیکھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ اسد کا ہلاک کرنا بہتر نہیں ہے اس لئے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر سب کے سر‘ آ کر کاٹ ڈالے گا۔ کچھ کسی کے بنائے نہ بنے گا۔ لازم یہ ہے کہ طلسم کشا کو مقید کرو اور عمرو اور دوسرے عیاروں کو بھی گرفتار کرو۔ اس وقت سب کو قتل کرنا۔ افراسیاب یہ تحریر دیکھ کر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے۔ کتاب اسد کے قتل کا حکم نہیں دیتی۔ لہٰذا ان دونوں کو لے جا کر‘ گنبد نور میں قید کرو۔ شہر ناپرساں کے جو دروازے طلسم ظاہر کی طرف ہیں۔ ان کو میں سحر کر کے لوگوں کی نظر سے پنہاں کئے دیتا ہوں۔ نہ کوئی شخص میرا سحر باطل کر سکے گا‘ نہ وہ دروازے دکھائی دیں گے۔ پھر کس طرف سے کوئی اور عیار ان کی مدد کو آئے گا‘ جو انہیں چھڑائے گا۔"

یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحر غدار‘ بے وفا‘ بے شرم‘ شریر‘ مردم آزار نے قید سحر کی اور اسد اور مہ جبیں کو جسم پر پہنائی۔ سرخ اور سیاہ سانپ ان کے ہاتھ پاؤں میں لپیٹے اور لے کر روانہ ہوئے۔ جب شہر ناپرساں میں آئے‘ تمام مرد و زن‘ اس شہر کی پوری رعایا قیدیوں کی تماشائی ہوئی اور کہتی تھی‘ یہ وہی سرکش ہے جس نے طلسم میں آفت برپا کر رکھی ہے۔

الغرض گنبد نور میں باطن کی جانب ایک تنگ و تاریک حجرے میں ان دونوں کو مقید کیا اور کئی لاکھ ساحروں کا پہرہ مقرر ہو گیا۔ افراسیاب نے سحر کر دیا کہ طلسم ظاہر

کی جانب کے سب دروازے مخفی ہو گئے اور ہر طرف دریائے خون رواں بہنے لگا۔ یہاں تو یہ کچھ بندوبست ہو گیا' لیکن صبح کو سب سردار ملکہ کو لینے کے لئے عیش محل کی طرف چلے۔ اس عرصے میں وہی حبشن اور کنیز' جن کو عیار بچیاں بیہوش کر گئی تھیں' ہوشیار ہو کر عیش محل کی طرف چلیں کہ اس سمت سے مہ جبیں کے ملازم روتے پیٹتے آئے۔

ملکہ بہار اور نافرمان نے پوچھا: "کیا ہوا؟"

سب نے عرض کیا: "ملکہ عالم اور شہزادہ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اٹھا لے گیا۔"

یہ ماجرا سن کر تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر میں کہرام پڑ گیا۔ عمرو شوروغل سن کر صحرا سے آیا۔ یہ جانگزا سانحہ سنا۔ آ کر عیش محل میں پیترانا پا۔ صرصر اور صبا رفتار کو پاؤں کا نشان پایا۔ کہا: "اے ملکہ مہ رخ' شہزادے کو صرصر لے گئی ہے۔"

مہ رخ نے پچھاڑ کھائی: "افراسیاب انہیں زندہ نہ چھوڑے گا۔" پھر تو عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر میں برپا ہوا۔ مہ رخ نے رو رو کر بین شروع کیا۔ ملکہ نافرمان نے مہ رخ کے چہرے پر سے آنچل ہٹایا اور کہا: "اے ملکہ' اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہے۔ اس کے ہاتھ سے کون خوش رہا۔ ایسے ایسے کرشمے اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہیں۔ فلک کا شکوہ کب تک۔ صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے سلسلہ شکیبائی نہ ٹوٹے۔ بہار نے رو رو کر گریبان کو تار تار کیا۔ ابر نو بہار کے مانند گریاں ہو کر کہتی تھی: "اے چرخ جفا پیشہ' یہ تو نے میرا کیا حال کیا ہے۔ مجھ خانماں آوارہ کو اب کس کا سہارا ہے۔ کہاں جاؤں گی کس کی ہو رہوں گی۔"

عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے۔ مہ رخ نے کہا: "تم نے خود نجوم میں دیکھا ہے کہ اسد طلسم کشائی کرے گا۔ افراسیاب کو مارے گا۔ پھراس قدر شور گریہ مچانا زیبا نہیں۔ ملکہ مہ جبیں کے واپس آنے تک ان کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھو اور لشکر سنبھالو۔ انشااللہ عنقریب اسد رہائی پائے گا۔ وہ جامع الاوصاف ہم کو اس سے ملائے گا۔ یہ اولاد

صاحبقران ہیں۔ ایسے مصائب ان پر بہت آتے ہیں۔ اس کا کچھ غم نہ کرو۔ افراسیاب اگر شہزادے کو قتل کرے تو ایمان سے خود گلیم اوڑھ کر سب کے سر کاٹ ڈالوں۔

اب اللہ پر توکل کر کے قدم ہمت بڑھاؤ۔ دل میں وسوسے نہ لاؤ۔"

غرض عمرو نے رنج و غم کے بعد ملکہ مہ رخ کو تخت سلطنت پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبیں قید سے رہا ہو' آپ حکومت کریں۔ مہ رخ نے ناچار قبول کیا۔ پھر ویسا ہی سامان برپا ہوا۔ سرداروں نے نذریں دیں۔ تھاپ طبلے پر پڑنے لگی' لیکن عمرو عیاری کی تدبیر کے لئے روانہ ہوا۔ اس طرف برق خاطف ساحروں کی ایک لاکھ فوج لئے' ابر میں چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے لشکر حیرت میں داخل ہوئی اور افراسیاب کا نامہ حیرت کو پہنچایا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اسد و مہ جبیں گرفتار ہوئے۔ مہ رخ کے مقابلے کے لئے برق خاطف کو بھیجا جا رہا ہے۔ حیرت نے برق خاطف کا استقبال کرایا۔ لشکر کو اتروایا۔ بلند و بالا بارگاہ استادہ کرائی۔ سامان راحت مہیا کر دیا۔ برق خاطف بارگاہ میں آ کر' تخت پر بجلی کی مانند چمکنے لگی۔ عیاروں کے خوف سے اصلی صورت ظاہر نہ کی۔ جو بھی بارگاہ میں آتا ہے' مغموم ہوتا ہے کہ تخت پر بجلی کوند رہی ہے۔ اس حال کی خبر طائران سحر نے ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ یہ لشکر کی حفاظت میں مصروف ہوئی۔ لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہ رخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر میرے پاس آئے تو تیری خطا میں شہنشاہ سے معاف کرادوں گی۔ ملک و مال دلا دوں گی۔ سرکشی سے باز آ۔ اطاعت میں گردن جھکا۔ ایک پتلے کو سحر کر کے نامہ دیا۔

پتلے نے وہ نامہ لا کر مہ رخ کو دیا۔ اس نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا: "اے برق خاطف! آگاہ ہو کہ عمرو جادو گروں کا سر کاٹنے والا ہے۔ ہر ایک ساحر عیاروں سے پناہ مانگتا ہے۔ چاہیے کہ شہنشاہ عمرو کی فرمانبرداری اختیار کرو' ورنہ اپنی سزا اپنے پہلو میں دیکھے گی۔"

پتلے نے نامے کا جواب آ کر برق عاطف کو پہنچایا۔ یہ پڑھتے ہی شعلہ جوالہ کی مانند اسی

وقت مہ رخ کے لشکر کی طرف چلی۔ اس کے لشکر نے جو اسے جاتے دیکھا' قرنا اور نفیر سحر بجائی اور جلدی جلدی طائران سحر پر سوار ہو کر ساتھ ہوئے۔ اس کے آنے کی خبر' مہ رخ نے سن کر جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور فوج کے سب سردار سوار ہوئے۔ برق خاطف کے مقابل آ کر ٹھہرے۔ برق خاطف نے چمک کر گرنا شروع کیا۔ نامی ساحروں نے سحر کر چالیس ڈھالیں سر پر سایہ کیں۔ سب دیکھتے ہیں کہ گھٹا چھائی ہے۔ بجلی کوند رہی ہے۔ مہ رخ کے لشکریوں پر چمک چمک کر گرتی ہے'اور ان کا خرمن ہستی جلا کر خاک کرتی ہے۔ دونوں لشکروں میں عجب غوغا بر پا تھا۔ سحر چل رہا تھا۔ لاش پر لاش گرتی تھی۔ رن کے کھیت ہرے بھرے تھے۔ تار نفس جھولے کشاکش میں پڑے تھے۔ شام تک ہزاروں ساحر ملک عدم کے راہی ہوئے۔ شام کے قریب برق خاطف پکاری: ''اے مہ رخ! میں نے اپنے غضب کا یہ نمونہ تجھے دکھایا ہے۔ اس وقت تو پھری جاتی ہے۔ کل تم سب کا نقش ہستی مٹادوں گی۔ بے گور و کفن خاک میں ملا دوں گی۔'' یہ کہہ کر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی۔ مہ رخ بھی رنجیدہ و کبیدہ خاطر بارگاہ میں داخل ہوئی۔ لشکر پھرا۔ ہر ایک کے دل میں خوف زیادہ پیدا ہوا۔ بزدل بھاگ گئے۔ بہادر دعا کرتے تھے۔

لیکن عمرو جو عیاری کے لئے چلا تھا' برق خاطف کے لشکر کے قریب پہنچا۔ دیکھا کہ لشکر حیرت سے کچھ فاصلے پر' ایک دریا کے قریب فوج اتری ہوئی ہے۔ عمرو ایک نوجوان کی صورت بن کر دریا میں اترا اور غوطے لگانے لگا۔ اتفاقاً برق خاطف کا ایک خدمت گر ادھر آ نکلا۔ اس نے عمرو سے پوچھا: ''میاں گبرو' دریا میں سے کیا نکالتے ہو؟''

عمرو نے کہا: ''جو تقدیر کا ہوتا ہے۔ کوڑی پیسہ روپیہ وہ مل جاتا ہے۔''

اس نے کہا: ''ہم پیسے پھینکیں' تم نکالو گے؟''

عمرو نے کہا: ''ہاں۔'' خدمت گارنے پیسے پھینکے۔ عمرو غوطے لگا کر نکالنے لگا۔ جب پیسے ہو گئے خدمت گار نے کہا: ''اب کل آنا' آج ہم جاتے ہیں۔ ہماری نوکری کا وقت ہے۔ برق خاطف اس وقت پیچواں پیئیں گی۔ میری تلاش ہو گی۔'' یہ کہہ کر چلا۔

عمرو بھی دریا سے نکل کر اس کے ساتھ ہوا اور کہا: "آج یہ تمبا کو حقے میں بھرنا۔ نایاب زمانہ ہے۔ اگر پسند آ جائے تو میں تمہیں دکان بتا دوں گا۔" اس نے تمبا کو لو لیا۔

عمرو نے کہا: "سونگھو' کیا خوشبو ہے۔" اس نے سونگھی۔ چھینک آئی اور بے ہوش ہوا۔

عمرو اس کے کپڑے پہن کر اور اس کی سی صورت بن کر برق خاطف کی بارگاہ میں آیا۔ دیکھا تخت پر ایک بجلی کوند رہی ہے۔ عمرو نے پکار کر کہا: "حقہ حاضر ہے۔"

یہ صدا سن کر وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہو کر' ایک عورت سنہرے بدن کی تخت پر آ کر بیٹھی۔ اس کا جسم اس طرح چمکتا تھا' جیسے سورج کی جوت ہوتی ہے۔ عمرو نے پیچواں لا کر سامنے لگایا۔ وہ عمرو کو بغور دیکھنے لگی۔ اس وقت عمرو نے وہ شیشہ کمر سے نکالا' جو ہوشیار کو قتل کر کے پایا تھا اور اس میں سے پانی چلو میں لے کر' ایک چھینٹا برق خاطف کے مارا کہ یہ بے ہوش ہو کر گری' لیکن جس تخت پر یہ بیٹھی تھی' وہ اس کے بیہوش ہوتے ہی اڑ کر فلک کی طرف چلا گیا۔ عمرو حیران ہو کر بھاگا اور مہ رخ سے آ کر کہا: "برق خاطف تخت سمیت اڑ گئی۔"

یہ سنتے ہی مہ رخ نے نفیر سحر نے بجائی۔ سب فوج تیار ہوئی۔ سب کو لے کر برق خاطف کے لشکر پر آ گری۔ وہ لوگ غافل اترے ہوئے تھے۔ پہلے ہی حملے میں ہزاروں مارے گئے۔ باقی ہوشیار ہو کر لڑنے لگے۔ سحر چلنے لگا۔ ہر طرف سے فوج گھر آئی۔ شورغل بلند ہوا۔ ساحروں کے ایک ایک نارنج اور ناریل سے ہزار ہزار آتش فشاں اژدہے نکل کر فوج کو نگلنے لگے۔ سینکڑوں تیر شہاب ثاقب کی مانند چمکتے ہوئے فلک پر سے گرتے تھے۔ ملکہ حیرت اس قیامت خیز ہنگامے کی خبر سن کر سوار ہوئی اور آ کر مہ رخ کے لشکر کو روکنے لگی۔

برق خاطف کا لشکر بہت کام آ چکا تھا اور غفلت میں جو ان پر سحر کی مار پڑنے لگی' بس تاب نہ لائے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا' لیکن جب برق عاطف کی فوج بھاگی۔ لشکر حیرت بھی پسپا ہوا اور اس وقت حیرت نے طبل امان بجوایا۔ مہ

رخ کو بھی ملکہ حیرت کا خوف تھا۔ یہ بھی پھری۔ لشکروں نے کمر کھولی۔ سب نے عمرو کی بہت تعریف کی۔ ہنگامہ بزم نشاط گرم ہوا۔ لیکن برق خاطف کا تخت اڑتا ہوا باغ سیب میں افراسیاب کے پاس آیا۔ افراسیاب نے سحر رد کر کے اس سے ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی۔ حال معلوم ہوا کہ تیرے ہی سحر نے اس سے ذلیل کرایا۔ یعنی عمرو نے آب سحر کے شیشے سے اس سے مار ڈالا ہوتا۔ ساحرہ زبردست تھی۔ اس کے موکل اس سے اڑا لائے۔ ادھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی' مگر اس نے چشمہ سامری کے پانی کا چھینٹا کھایا تھا۔ اس وجہ سے بیمار ہو گئی اور رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف گئی۔

افراسیاب نے اس وقت سحر کا پتلا بھیج کر' دوسری برق کو طلب کیا۔ نام اس کا برق محشر ہے۔ جب پتلے نے اسے خبر دی۔ وہ بڑے کروفر سے مع اپنے فرزند "رعد جادو" کے' شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ افراسیاب نے کہا: "اے برق محشر' تم جا کر ملکہ حیرت کی شراکت کرو اور فوج مخالف سے لڑو۔ یہ حکم پا کر برق محشر ایک لاکھ ساحر لے کر روانہ ہوئی اور اس کا تخت بادلوں میں غائب ہوا۔ خیمہ ڈیرہ لد گیا۔ بڑی اولوالعزمی سے چمکتی ہوئی شعلہ باری کرتی چلی۔

اس کا لشکر مہ رخ کے لشکر سے دو منزل کے فاصلے پر آ کر ٹھہرا۔ صحرائے سبزہ زار میں ایک باغ نہایت پر تکلف تعمیر تھا' وہاں اترا۔ اس لئے کہ افراسیاب نے طلسم میں ہر ایک مقام پر اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہیں۔ برق محشر آ کر باغ میں اتری۔ لیکن یہاں سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہے کہ وہاں کی مالکہ ایک ساحرہ ہے نام باران جادو۔ حسن و جمال میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے۔ بہت سے ساحر اس پر شیفتہ و دلدادہ ہیں۔ برق محشر کا فرزند رعد جادو بھی اس آفت روزگار پر عاشق ہے۔ جب اس جگہ پر برق محشر کا لشکر اترا۔ رعد جادو اپنی پری پیکر معشوقہ کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوا۔ جب اس کے مکان پر پہنچا۔ اس کی ملازمہ ایک ساحرہ کو بلا کر' بہت کچھ زر و جواہر دے کر

اس بات پر اسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالائے بام لے کر آئے تا کہ دور ہی سے وہ چاند سا مکھڑا نظر آئے۔

وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو کو کوٹھے پر لے کر آئی۔ رعد اس کی صورت زیبا کے دیکھنے میں محو ہوا۔ اس وقت باران کے چند اور عاشق آ گئے اور رعد کو معشوقہ کے محل کے نیچے دیکھ کر آتش رشک میں جلے اور ایسا سحر کیا کہ رعد غفلت میں گنگ ہو گیا۔ انہوں نے گرفتار کر لیا اور مشکیں باندھ کر لے چلے کہ اس کو کسی جنگل میں چل کر مار ڈالیں' کیونکہ یہاں سے قریب اس کی ماں برق محشر اتری ہوئی ہے۔ یہاں اس کا قتل کرنا اچھا نہیں۔ یہ سوچ کر رعد کو لے کر چلے۔

یہ ساحر تو رعد کو لئے جاتے ہیں اور ادھر عمرو بارگاہ سے نکل کر صحرا میں آیا۔ دل سے کہتا تھا کہ برق خاطف بھاگ گئی ہے۔ یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا۔ اسی فکر میں تھا کہ دو تین ساحروں کو دیکھا کہ ایک نوجوان کو گرفتار کئے لئے جاتے ہیں۔ عمرو نے خیال کیا کہ اگر اس مجرم کو رہا کراؤ' شاید احسان مند ہو کر تمہارا شریک ہو۔ آثار عظمت اس کے چہرے سے ظاہر ہیں۔ یقیناً کوئی نامی ساحر ہے۔ یہ سوچ کر پہاڑ کے ایک درے میں ٹھہر کر دیو جامہ نکال کر پہنا جو دم بدم سات رنگ بدلتا ہے۔ مقوے کے دس سر اپنی صورت کو چھپا کر سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے۔ سروں میں کئی کئی منہ تھے کہ ہر ایک منہ سے مار سیاہ کی مانند زبانیں باہر آتی تھیں۔ وہ روغن اپنے جسم پر ملا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بال سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے۔

جب اس صورت سے تیار ہو چکا' سفید مہرہ لے کر بجایا۔ اس مہرے کی آواز سے دیو ناچنے لگتا ہے۔ ساحر جو رعد جادو کو لئے جاتے تھے' وہ صدائے مہیب سن کر پابہ گل ہوئے اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے سے عمرو ظاہر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص' مہیب صورت دس سر والا کہ جس کے جسم سے آگ نکلتی ہے اور جامہ اس کا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ سبز اور زرد وغیرہ ہوتا ہے اور ہماری طرف

آتا ہے۔ یہ سب ساحر خوف کے مارے سجدے میں گر پڑے۔ عمرو پکارا: "میں عزرائیل ہوں، یعنی ملک الموت، خداوند لقا۔" وہ ساحر یہ آواز سن کر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا:

"آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟"

عمرو نے کہا: "تم اس گنہگار کو قتل کرنے کے لئے جاتے ہو۔ میں اس کی روح کھینچنے آیا ہوں اور تمہاری بھی عمر تمام ہو چکی ہے۔ عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کروں گا۔"

ان ساحروں نے کہا: "اے ملک الموت، کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ ہم ابھی نہ مریں اور کچھ عرصے تک تو زندہ رہیں۔"

عمرو نے کہا کچھ خیرات کرو۔ شاید خداوند کو رحم آئے۔" انہوں نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ عمرو کے حوالے کیا۔ عمرو نے انہیں ایک سیب نکال کر دیا کہ اس کی ایک ایک قاش کھاؤ۔ عمر بڑھ جائے گی ان سب نے سیب لے کر کھایا۔ ایک لمحے میں بیہوشی نے تاثیر کی۔ کہا: "اے ملک الموت، ہمارا جی سنسناتا ہے۔"

عمرو نے کہا: "عمر بڑھتی ہے۔ رگیں کھنچتی ہوں گی۔" غرضیکہ دم بھر میں وہ سب بے ہوش ہوئے۔ عمرو نے خنجر لے کر سب کے سر جدا کئے۔ غلغلہ اور شور برپا ہوا۔ رعد جادو جو بزور سحر گونگا بہرہ تھا، ان کے مرنے سے بولنے اور سننے لگا۔ جب آگ کے شعلے اور موکلوں کا شور و غل ختم ہوا۔ رعد نے عمرو کو گھورنا شروع کیا۔ عمرو نے کہا:

"میں نے تری جان بچائی ہے اور تو مجھے گھورتا ہے:

رعد نے کہا: "آپ کا نام کیا ہے؟"

عمرو نے جواب دیا: "کرشمہ قدرت"

رعد نے کہا: "مجھے ان ساحروں نے غفلت میں گرفتار کیا، ورنہ میں برق محشر کا فرزند ہوں۔ بزور سحر زمین میں ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہوں اور رعد کی مانند اس طرح چیخ مارتا ہوں کہ ساحر کا سر پھٹ جاتا ہے اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہے، اگر اس کا سر نہیں پھٹتا تو بے ہوش ہو جاتا ہے۔ میری ماں اوپر سے بجلی کی طرح گرتی ہے۔

اس کو دو ٹکڑے کرتی ہے۔ اسی لئے افراسیاب نے ہم دونوں کو مہ رخ کے مقابلے کے لئے بھیجا ہے۔ ہم جا کر سب کا خاتمہ کر دیں گے۔ جب عمرو نے یہ ماجرا سنا' دل میں سوچا کہ خوب ہوا' جو تم اس کو مل گئے' ورنہ بڑی مصیبت پڑتی۔ اب اسے بھی ہلاک کرو۔ عمرو کو یہ فکر ہوئی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا۔ اور ابر برق محشر اپنے فرزند کو ڈھونڈتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے قریب پہنچی۔ جب اس نے رعد کو مقام فردوگاہ میں پایا۔ خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسا عیار اس سے مار ڈالے۔

جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی۔ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ رعد کو یقین ہوا کہ فرشتہ قدرت تھا۔ ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو پہچان کر زمین پر اتری اور عورت بن کر فرزند کو گلے لگایا۔ ساحروں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھ کر حال پوچھا کہ انہیں کس نے ہلاک کیا۔ رعد نے اپنی گرفتاری کا حال بیان کیا۔ فرشتہ قدرت کا آنا بیان کیا اور کہا: "ابھی ابھی وہ یہاں کھڑے تھے۔ آپ کو آتے دیکھ کر چلے گئے۔"

برق محشر نے کہا: "وہ بڑا کم نصیب تھا' جو چلا گیا۔ اگر میرے سامنے آتا' تو اس کا دامن امید گوہر مراد سے مالا مال کر دیتی۔"

رعد نے کہا: "فرشتہ قدرت ہیں اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہوگئے۔ شاید ابھی یہاں تشریف رکھتے ہوں۔ میں پکارتا ہوں۔" یہ کہہ کر پکارا کہ اگر آپ یہاں ہوں تو ہم پر کرم فرمایئے۔ اماں جان آئی ہیں۔"

عمرو نے یہ آواز سن کر گلیم اتاری اور ظاہر ہوا۔ برق محشر نے عاجزی سے جھک کر سلام کیا اور عرض کیا: "آپ ہمارے محسن ہیں۔ ہمارے لڑکے کو آپ کی وجہ سے خداوند سامری نے دوبارہ خلعت زندگی عنایت فرمایا۔ حضور غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں۔ جہاں میں فروکش ہوں' وہاں چلیں۔ جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا۔ آپ کی خدمت کروں گی۔"

عمرو نے کہا: "کیا مضائقہ ہے۔"

برق محشر نے کچھ پڑھا کہ ایک جواہر آگیں تخت اڑتا ہوا آیا۔ اس پر عمرو اور رعد کو سوار کیا۔ برق محشر اسی طرح بجلی بن کر، چمکتی ہوئی ساتھ چلی۔ یہاں تک کہ اپنے

مقام فرودگاہ پر لائی۔ عمرو پر بہار باغ میں اترا۔ دیکھا اس جگہ میوہ دار درخت لگے ہیں۔ شجر پھولے پھلے ہیں۔ قصر عالی شان بنا ہے۔ اس میں ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہے۔ برق محشر نے عمرو کو مسند پر بٹھایا۔ رز و جواہر سے پر کشتیاں حاضر کیں اور کہا: "یہ سب کچھ حضور کے لائق نہیں ہیں، لیکن براہ کرم انہیں قبول فرمایئے اور سچ بتایئے کہ آپ کا نام کیا ہے۔"

عمرو نے کہا: "بتا چکا ہوں، میرا نام فرشتہ قدرت ہے۔ پھر پوچھنا بیکار ہے۔"

یہ سن کر برق محشر نے اپنا صندوقچہ منگا کر درق جمشیدی نکالے اور ان میں دیکھا کہ یہ شخص فرشتہ قدرت ہے یا کوئی اور شخص ہے۔ ان اوراق میں نکلا کہ یہ عمرو عیار ہے۔ مہ رخ کا طرف دار ہے۔ اس نے تیرے بیٹے کی جان بچانے کے لئے یہ صورت بنائی ہے۔ اس سے کچھ دے کر رخصت کر دے۔ ورنہ کچھ فتور کرے گا۔ اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ یہ بڑا مکار ہے۔"

یہ حال دیکھ کر برق محشر نے غصے سے عمرو کی طرف دیکھا۔ عمرو نے کہا: "اب تیری شامت آئی ہے، جو گھورتی ہے۔ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم۔"

برق محشر نے جواب دیا: "جن کو سمجھا تھا مسیحا، وہ بلا کو نکلے۔ تیرا نام عمرو ہے۔ تو نے مجھ پر اس وقت خوب فریب میں لیا ہے۔ اے دشمن شہنشاہ! اب بتا تیرا کیا حال کر دوں۔"

عمرو نے کہا: "دیوانی ہے۔ یہ کہہ کر بچ گئی۔ اس وقت اب جو تجھ سے ہو سکے کر۔ قصور و کوتاہی نہ کر۔"

برق محشر نے کہا: "تو نے مجھے احسان کیا ہے۔ کیا تیرے ساتھ بدی کروں مجھ سے یہ زرو جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہے، لے لے اور چلا جا۔"

عمرو نے کہا: "چلے نہ جائیں گے تو کیا تیرے یہاں رہنے آئے ہیں۔"

یہاں تو عمرو سے باتیں ہو رہی تھیں' لیکن ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق مخشر پر کیا کیا گزری۔ کتاب میں نکلا کہ برق محشر نے عمرو کو اپنے مقام پر لا کر مسند پر بٹھایا ہے۔ زر و گوہر پیش کیا ہے۔ باتیں کر رہی ہے۔ یہ معلوم کرتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ مخمور سرخ چشم' اس کی معشوقہ' خمار جادو کی بہن بہ ناز و ادا پاس بیٹھی تھی۔ واضح ہو کہ بہار کی مانند خمار اور مخمور افراسیاب کی معشوقہ ہیں' لیکن ان دونوں نے بھی ملکہ حیرت کے خوف سے وصل منظور نہیں کیا ہے۔ افراسیاب نے مخمور کو غصے میں حکم دیا کہ برق محشر مہ رخ کے لشکر کے قریب ایک باغ میں عمرو کو لئے بیٹھی ہے۔ تم جا کر عمرو کو گرفتار کر لاؤ اور اگر برق محشر کچھ بولے تو اسے بھی سزا دینا۔

مخمور یہ حکم پا کر' سحر کر کے اڑی اور فوراً برق محشر کے پاس پہنچی۔ اس نے بڑی تعظیم اور تواضع کر کے بٹھایا لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ: "اے برق محشر' تم نے دشمن کو لا کر مقام عزت پر بٹھایا ہے۔ شہنشاہ کو غصہ آیا ہے خیریت اس میں ہے کہ عمرو کو گرفتار کر کے لے جانے دو۔ رفع شر کرو' ورنہ آفت آئے گی۔ جان پر بن جائے ۔" برق محشر نے کہا: "اے بہن' عمرو نے لڑکے کی جان بچائی ہے۔ یہ میرے دین و ایمان سے بعید ہے کہ اسے اسی وقت کسی آفت میں مبتلا کروں۔"

مخمور نے کہا: "بی بیٹھی رہو۔ افراسیاب کو دیکھو۔ اس وقت دھرم دین سب طاق پر رکھو۔ کیوں ناحق خود کو برباد کرو گی۔ اور خواہ تم اس کی خاطر جان بھی گنواؤ۔ میں شہنشاہ کی حکم عدولی نہ کروں گی۔ اس کو گرفتار کر کے لے جاؤں گی۔"

اس وقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہوتی تھی' عمرو نے قابو پا کر اسی شیشے سے جو ہوشیار سے پایا تھا۔ پانی لے کر ایک چھینٹا مخمور کے منہ پر مارا۔ یہ بیہوش ہو کر گری اور عمرو خنجر کھینچ کر دوڑا۔ مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اٹھا لے گیا۔ برق محشر نے کہا: "اے عمرو' اب جلد یہاں سے چلے جاؤ اور میں بھی طلسم میں جا

کر کہیں چھپوں گی۔ افراسیاب اب دشمن ہو گیا۔ جہاں پائے گا' مجھے مار ڈالے گا۔ تم نے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی کی۔"

عمرو نے کہا: "اے برق محشر دشمن اگر قوی است' نگہبان قوی تراست۔ کہیں اور جا کر کیوں پوشیدہ ہو' میرے ساتھ مہ رخ کے لشکر میں چلو اور آرام سے بسر کرو۔ تم نے دیکھا کہ آج تک جو ہمارے شریک ہوئے خدا فضل سے زندہ و سالم اور آبرو کے ساتھ موجود ہیں اور انشااللہ چند روزمیں طلسم فتح ہو گا۔ ہمارے جو شریک ہیں' تم ان کے مراتب پیش صاحبقران دیکھنا۔ اور بالفرض تمہارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی ہو جائیں گے' جب بھی یہ تصور کر لو کہ جو تمہارا حال ہو گا۔ وہی ہمارا حال ہو گا۔ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ آگے تم جانو۔ میرے نزدیک جو بہتر تھا' وہ بتا دیا۔"

برق محشر نے کہا: "خواجہ سچ کہتے ہو۔ چلو ہم تمہارے شریک ہوئے۔ بھاگنے اور چھپنے سے یہی بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دیں اور حوصلہ دل کا نکال لیں۔" خیر بسم اللہ کہہ کر یہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ لشکر کو حکم دیا کہ کوچ کا نقارہ بجے۔ بموجب حکم طبل سفر بجا۔ خیمہ ڈیرہ لدا۔ برق محشر تخت پر سوار ہوئی۔ عمرو کو برابر بٹھا لیا اور رعد کو ہمراہ لے کر مہ رخ کو لے کر لشکر کی سمت چلیں۔

لیکن یہاں مخمور جب ہوشیار ہوئی۔ اس نے عرض کیا کہ میں برق محشر سے عتاب و خطا کر رہی تھی کہ عمرو نے پانی کا چھینٹا مارا۔ میں بے ہوش ہو گئی۔ افراسیاب نے یہ ماجرا سن کر کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ آب سحر کے شیشے سے اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا'اور اب برق محشر اس کی شریک ہو کر مہ رخ کے لشکر کی طرف گئی ہے۔ معلوم کر کے دستک دی۔ ایک پتلا پیدا ہوا۔ اس کو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا۔ پتلے نے جا کر اس سے خبر دی۔ جب برق لامع حاضر ہوئی۔ افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ۔ مہ رخ کے لشکر کی طرف برق محشر جاتی ہے۔ اس سے گرفتار کرو۔ برق لامع بڑے تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحرا اپنے ہمراہ لے کر چمکتی ہوئی

روانہ ہوئی۔ سوچا کہ برق محشر مہ رخ کے لشکر میں تو جاتی ہے' پھر راہ میں روکنا بے کار ہے اس سے وہیں مع اس کے رفیقوں کے گرفتار کرو۔ اس میں دوہری محنت بھی نہ پڑے گی اور ناموری بھی زیادہ ہے۔ یہ سوچ کر اسی سمت چلی اور راستہ طے کر کے ملکہ حیرت کے لشکر کے قریب پہنچی۔ حیرت نے استقبال کیا بارگاہ استادہ ہوئی۔ لشکر اترا برق لامع عیاروں کے خوف سے دن بھر بجلی بنی رہی۔ جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور مشعل آفتاب بزم فلک میں گل ہونے لگی تو برق لامع بارگاہ میں ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی۔ لشکر میں تہلکہ پڑ گیا۔ طائران سحر نے جا کر مہ رخ سے عرض حال کیا۔ یہاں بھی نفیر سحر بجی۔ دونوں لشکروں میں جنگ و جدال کی تیاری شروع ہوئی۔

برق لامع جادوئی بادلوں میں چمکتی ہوئی۔ ایک لاکھ ساحر ہمراہ لئے اور حیرت زرنگار بنگلے میں سوار' بیشمار جمعیت لئے دشت مصارف میں وارد ہوئی۔ اس طرف مہ رخ اور بہار وغیرہ فوج لے کر آئیں۔ ساحروں کے غول کے غول چلے آتے تھے۔ ایک ہنگامہ شور و شر تھا۔ پہلے ابر سحر برسا کر' بجلیاں گرا کر صحرا کو پاک و صاف کیا۔ پھر نقیبوں نے نکل کر بہادروں کا حوصلہ بڑھایا: "اے نامدارو! آج اس میدان سے سر خرو ہو کر پھرنا باپ دادا کے نام کی لاج رکھنا۔" جب نقیب ایک طرف ہوئے۔ برق لامع میدان میں آ کر تڑپنے لگی۔ اور جو ساحر مہ رخ کی طرف سے نکلا۔ برق لامع چمک کر گری کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر ہوا کے رخ پر بجلی کی طرح تڑپنے لگی۔ سب کی نظر خیرہ تھی۔ چمک کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ مقابلہ بند ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا۔ اس وقت برق لامع لشکر حریف پر آ گری۔ ہزاروں کو جلایا اور ہلاک کیا۔ ساحران نامی رد سحر پڑھنے لگے اور ساری فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اس وقت مہ رخ نے تاج اتار کر بہ درگاہ کبریا محتاج ہو کر فریاد کی۔

یا فاطمہ بنت مصطفیٰ مددے

دے مظہر ذات کبریا مددے
بر قصد ہلاکم ست ایں گر بہ فوج
اے زوجہ ضیغم خدا مددے

دعا قبول ہوئی۔ یکایک بادل نمودار ہوئے۔ بادلوں میں لشکر کا پرچم اڑتا ہوا نظر آیا۔ ہزاروں ساحر اژدہوں پر سوار' تخت پر برق مخشر اور عمرو بڑی رونق سے آئے۔

○○○

• وصل محبوب

برق محشر کے لشکر نے ایک طرف پرا جمایا۔ برق محشر نعرہ کر کے' بجلی بن کر برق لامع کے لشکر پر جا گری۔ اس نے ہزاروں کو بے جان کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر برق لامع حریف پر گرنا ختم کر کے پھری اور برق محشر سے جا کر لپٹ گئی۔ اب تو دو بجلیاں پیچ و تاب کھاتی نظر آتی تھیں اور سوائے برق کی تڑپ کے میدان میں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ساحر ہر بار یا سامری اور یا جمشید کی صدا سناتے تھے باجے بجاتے تھے۔ لشکر کے پرچم بلند ہوتے تھے۔ ڈنکے پر چوٹ پڑتی تھی۔ وہ غلغلہ برپا تھا کہ شور محشر بھی ایسا ہی ہو گا۔

رعد جادو تخت پر سے کود کر زمین میں غرق ہوا۔ برق محشر اور برق لامع آپس میں گتھی ہوئی زمین پر گریں۔ اب دونوں بجلیاں زمین پر لوٹنے لگیں۔ اس وقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر نکالا۔ جہاں برق لامع لوٹ رہی تھی' وہیں پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ ہزاروں بجلیاں ایک ہی بار گریں۔ برق لامع ساحرہ زبردست تھی' نہیں تو سر پھٹ جاتا' لیکن بے ہوش ہو گئی اور برق محشر چمک کر اڑ گئی۔ وہاں سے کڑکڑا کر اور تڑپ کر چاہتی ہے کہ برق لامع پر گرے' لیکن اس کو بھی ایک پنجہ اٹھا کر لے گیا۔ رعد نے اس کے لشکر سے نکل کر پھر چیخ ماری کہ بہت ساحروں کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بے ہوش ہوئے۔ اس وقت برق محشر چمک کر گرنے لگی۔ جس پر گری' دو ٹکڑے ہوا۔ برق لامع کی فوج پسپا ہوئی۔ یہ ماجرا دیکھ کر حیرت نے فوج کے سرداروں کو حکم دیا کہ اس کو روکو۔ ادھر مہ رخ آگے بڑھی۔ حیرت اور مہ رخ کے لشکر آپس میں مل گئے۔ سحر چلنے لگا' لیکن رعد دم بدم زمین سے نکل کر چیختا تھا اور برق محشر گر رہی تھی۔ ایک تہلکہ عظیم پڑا ہوا تھا۔ نارنج اور ترنج چلتا تھا۔ کسی

طرف سے ملکہ بہار نے عالم بہار ظاہر کر کے ساحروں کو دیوانہ بنا دیا تھا کسی سمت سرخ مو نے زلفیں کھول کر ہزاروں ستارے گرائے تھے۔ کہیں نافرمان نے آفت برپا کی تھی کسی جگہ شکیل نے لاش پر لاش گرائی تھی۔

ملکہ حیرت نے یہ آفت دیکھ کر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی۔ وہاں سے سحر کیا کہ دریائے آتش جوش مار کر آیا۔ آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی۔ مہ رخ نے بھی طبل آسائش بجوایا۔ حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر کو لے کر پھری۔ مہ رخ بھی بارگاہ میں داخل ہوئی۔ برق محشر اور رعد جادو نے آ کر نذر دی۔ سب سے ملے۔ مہ رخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نو لاکھ روپے کی قیمت کا ہار اتار کر پہنایا۔ عہدہ افسری دیا۔ جشن کرنے کی تیاری ہوئی۔ اور دونوں کی دعوت کی۔ ناچ ہونے لگا۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا۔

یہاں تو ہنگامہ عیش و نشاط ہے۔ لقا کے لشکر میں علم شاہ مسحور ہو کر آئے ہیں۔ حسینہ جادو کے عاشق ہیں۔ حسینہ نے بختارک کے مشورے کے مطابق طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تھا۔ غرض ایک روز شام کے وقت لقا کے لشکر میں علم شاہ کے نام پر طبل رزم پر چوٹ پڑی۔ ہرکاروں نے یہ خبر لشکر اسلام کے بادشاہ تک پہنچائی۔

شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ رزمی بجوایا۔ دلاور اور بہادر سامان جنگ کرنے لگے۔ اسلحہ خانے کھل گئے۔ ہتھیار پسند کر کے نکالے۔ ہر ایک نے زیب تن فرمائے۔ گھوڑے کی زین کو درست کیا۔ چار پہر رات تک یہی مشغلہ رہا۔ علی الصباح شاہ اسلام عیش محل سے برآمد ہوئے۔ سرداروں کا مجرا ہوا۔ حضرت جمجاہ سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر تخت پر تاج کو رکھ کر، کوتل ہمراہ لے کر، تمام لشکریوں کے ساتھ میدان جنگ میں داخل ہوئے۔

اس جانب لقا، علم شاہ اور حسینہ کو لے کر، بلا کی مانند نازل ہوا۔ لقا کے تخت کے پہلو میں ایک پری پیکر گھوڑے پر علم شاہ سوار تھے۔ ان کے پس پشت تمام سردار سالار تھے۔ حسینہ بڑی بن ٹھن کر آئی تھی۔ سحر صورت زیبا بنائی تھی۔ غرض میدان کو درست کیا۔

پست کو ہموار بنایا۔ بلند کو کھود ڈالا۔ پھر صف آرائی شروع ہوئی۔
علم شاہ نے لقا سے اجازت حرب لے کر گھوڑا اٹھایا اور میدان جنگ میں پہنچ کر دلاوران اسلام کو للکارا: "تم میں سے جس سے حوصلہ ہو' آ کر مجھ سے مقابلہ کرے۔" لشکر اسلام اس نہیب سے رونے لگا اور کہا: "ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جائیں گے۔
اس وقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم ملک پرستان' رکن رکین لشکر اسلام' دل و جان صاحبقران' جانشین امیر یعنی لندھور بن سعدان نے اپنا ہاتھی آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ میں شہزادے کو جا کر سمجھاتا ہوں اور سامنے آیا۔
علم شاہ نے کہا: "اے ہندی علم قدرے' تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے۔ اچھا' کیا جنگ کے ہنر آتے ہیں۔"
لندھور نے عرض کیا: "اے شہزادہ عالی وقار' میری کیا مجال' جو آپ سے مقابلہ کروں۔ آپ آقا زادے' میں ملازم۔ لیکن حضور نے ایک عورت شفتل' قحبہ بازاری' ساحرہ اور فاحشہ کے لئے اپنے باپ کے لشکر سے لڑنا اختیار کیا ہے۔ افسوس کہ آپ نے کچھ پاسداری نہ کی۔ شاہ سے بھی انحراف کیا۔"
علم شاہ نے یہ باتیں سن کر' غضبناک ہو کر للکارا: "اے ہندی تو نے اپنی مالکہ افسر یعنی میری ناموس محترمہ کو گالیاں دیں دیکھ تو سہی' میں تیرا کیا حال کرتا ہوں۔" کہہ کر ایک تیغہ لندھور کے سر پر مارا۔ اس نے ہاتھ کی تھپکی دی کہ تیغہ پٹ پڑا۔ علم شاہ نے گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ کش مکش کے زور جو ہوئے' گھوڑے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئے۔ دونوں کود پڑے اور دامن' گردان' آستینیں چڑھا کہ باہم

لپٹے۔ کشتی شروع ہوئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو زندہ ہاتھی یا اہر من مست سر ٹکرا رہے ہیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ لندھور کی طاقت جاتی رہی۔ معلوم ہوا کہ جیسے ہاتھ پاؤں کا دم نکل گیا۔ اس وقت علم شاہ نے چاروں شانے چت کر

دیا اور مشکیں باندھ کر لقا کے لشکریوں کے سپرد کیا۔ یہاں لشکر اسلام کے سردار جس جگہ پر مقید ہیں' وہیں لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی غار میں بند کر آیا ہے۔ علم شاہ کو روکتا کون۔ یہ تیغہ پکڑ کے لشکر امیر پر آ گرے۔ جو سردار کہ قید سے بچے ہیں' ناچار وہ لڑنے لگے۔ بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اٹھایا۔ لقا کا لشکر بھی چلا۔ شاہ اسلام نے نعرہ کیا۔ دونوں لشکر آپس میں شمشیر زنی کرنے لگے۔ اسلحے کی چقا چاق اور شور ہائے ہو بلند ہوا۔

سرداران اسلام علم شاہ کی رعایت کرتے ہیں۔ یعنی ان پر زخم نہیں لگاتے ہیں اور انہوں نے ہر ایک کو زخمی کیا ہے اور لشکریوں کو جان سے مارا ہے۔ بادشاہ اسلام بھی ان کے ہاتھ سے زخمی ہوئے۔ آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوا دار پر ڈال کر بھاگے۔ عیاروں نے جانبازی کر کے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ سب سردار بادشاہ کو لے کر دامن کوہستان میں وارد ہوئے۔ خیمے' ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی۔ علم شاہ نے آ کر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کر لیا اور جب کسی کو اپنے مقابل نہ پایا' بارگاہ اکھڑوا کر' طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا: "میں کل اس پہاڑ پر حملہ کروں گا جہاں لشکر اسلام پناہ گزیں ہے اور ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

الغرض لقا علم شاہ کے سر پر سے زر نثار کرتا ہوا' بارگاہ میں داخل ہوا۔ لشکر نے کمر کھولی۔ جشن ہونے لگا۔ علم شاہ نے کہا: "میں بارگاہ سلیمانی لے آیا ہوں۔ میرا عقد حسینہ سے ہو جائے۔ عنقریب حمزہ کا سر بھی لاؤں گا۔" ادھر حسینہ بھی شہزادے کے وصل کے لئے بے قرار تھی۔ اس نے بھی بختیارک سے کہا: "اب تامل نہ کرو۔ میرا نکاح کر دو۔"

بختیارک نے کہا: "اے ملکہ' تم نے جلدی کر کے کام بگاڑا۔ خیر آج تیاری کرو تاکہ عقد ہو جائے اور اس کے وصل سے تم مسرور ہو۔" یہ سن کر حسینہ باغ میں آئی۔ اپنے ملازموں کو آرائش و زیبائش کا حکم دیا۔ انہوں نے نہروں کا پانی چھلکایا۔ درختوں

کی سر تراشی کی۔ بارہ دری کو آراستہ کیا۔ سامان نشاط مہیا کر دیا۔ بارگاہ سلیمانی میں علم شاہ کے لئے بزم نشاط کو ترتیب دیا۔ طائفے حاضر ہوئے۔

علم شاہ خلعت فاخرہ پہن کر' سہرا باندھ کر دولہا بنے ہوئے تخت پر جلوہ گر تھے۔ مئے ارغوانی کا دور چلتا تھا۔ ہنگامہ نشاط گرم تھا۔ ان کو تو اس مزے میں چھوڑیئے اور لشکر امیر کا ذکر سنئے کہ بادشاہ زخمی حالت میں پہاڑ پر بے ہوش پڑے ہیں اور ارد گرد امرائے سلطنت سب کے سب زخمی ہیں جب بادشاہ کو ہوش آتا ہے' فرماتے ہیں کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھ کر' حریف کے لشکر میں جانے دو کہ اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہے۔ ایک عمرو کے نہ ہونے سے لشکر اسلام پر یہ آفت ہے۔ نام کے سبھی عیار جمع ہیں' لیکن کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔"

یہ طنزیہ کلمہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کو برا معلوم ہوا اور دل سے مشورہ کیا کہ چل کر اپنی جان دے دے یا اس قحبہ حسینہ کو مار ڈال۔ یہ سوچ کر اسباب عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا۔ جب لقا کے لشکر میں پہنچا' علم شاہ کی شادی کی دھوم دیکھی۔ خدمت گار کی صورت بن کر ایک شخص سے پوچھا: "کس کی شادی ہے؟"

اس نے حسینہ کے عقد کا سب ماجرا بیان کیا اور کہا: "حسینہ باغ سے بیاہ کے آئے گی۔"

چالاک باغ کا پتا پوچھ کر چلا۔ باغ کے قریب پہنچ کر' اپنی صورت ایک ساحر کی بنائی۔ پورے جسم پر چندن کے کھوے لگائے۔ بال فتیلہ بٹ کر' جٹائیں خاک آلودہ کر کے لٹکائیں۔ سامری و جمشید کی تصویریں کہنی تک باندھیں' پتمبری دھوتی باندھ کر ہیرے کی ایک تختی ماتھے پر اس طرح سے جڑی کہ معلوم ہوتا تھا' گویا ماتھا ہیرے کا ہے اور اس تختی پر کندہ کیا ہے۔ "مصاحب خاص افراسیاب جادو۔" ہاتھوں میں ترسول اور آتشیں منقل لے کر باغ کے اندر آیا۔ جس نے پوچھا کہ آپ کون ہے' کہا: "افراسیاب کے پاس سے آیا ہوں۔" لوگوں نے بڑھ کر حسینہ کو خبر کی۔ یہ حجلہ عروسی سے باہر نکل آئی اور استقبال کیا۔ بارہ دری کے اندر لائی' کہا: "تشریف رکھئے۔"

چالاک نے کہا: "کہیں بیٹھنے کا حکم نہیں۔ یہ نامہ تمہیں شہنشاہ نے دیا ہے اس کا جواب

لکھ دو۔" یہ کہہ کر ایک نامہ نکال کر دیا۔ حسینہ نے پڑھا۔ لکھا تھا کہ "مرحبا' کیا کہنا۔ اے حسینہ' تم نے بڑا کام کیا کہ حمزہ کے لشکر کو برباد کیا۔ ہم باغ سامری میں سیر کو گئے تھے۔ وہاں سے تھوڑا میوہ لائے تھے۔ اپنے سب ملازموں کو تقسیم کیا تھا۔ تھوڑا سا تمہیں مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے۔ یہ میوہ کھانے سے عمر بڑھتی ہے' کیونکہ باغ سامری میں بڑی بڑی کرامت ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اس میوے کو ہمارے سر کی قسم' جس وقت پہنچے' اسی وقت کھانا۔ ان لوگوں کو جو تمہارے مصاحب خاص ہیں' میوہ کھاتے وقت رکھ لینا اور باقی کو ہٹا دینا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناپاک ہو اور اس کا پرچھاواں پڑ جائے اور بے ادبی ہو۔ اب تم لڑائی بہت جلد فتح کر کے یہاں آؤ تو ملک و مال اور زیادہ عطا کیا جائے۔ نامہ ختم۔ والسلام۔"

حسینہ یہ مضمون پڑھ کر خوش ہوئی۔ سب کنیزوں سے کہا کہ تم' باغ کے باہر جا کر ٹھہرو اور چند انیسوں کو اپنے پاس رکھ لیا' لیکن ان سے بھی کہہ دیا کہ اگر نجس ہو تو یہاں نہ ٹھہرو۔ اس انتظام کے بعد کہا: "اے مکار جادو لائیے' میوہ دیجیے۔" چالاک نے اپنی کمر سے بہت سا میوہ' نہایت خوش رنگ و آبدار' تر و تازہ نکالا اور پلیٹیں منگا کر اس میں چنا۔ پہلے آپ ڈنڈوت کی۔ پھر حسینہ کو دیا۔ اس نے بھی سر پر رکھا اور کہا "شہنشاہ کی کیا عنایت ہے۔ ہر حال میں اپنی کنیزوں کا خیال رکھتے ہیں اور چونکہ شہنشاہ نے خط میں اپنے سر کی قسم لکھی ہے کہ ابھی میوہ کھانا' لہٰذا اے مکار! میں تمہارے سامنے کھاتی ہوں' تم شہنشاہ سے عرض کر دینا۔" یہ کہہ کر وہ میوہ آپ بھی کھایا اور انیسوں کو بھی کھلایا۔ کھاتے ہی سب بے ہوش ہوئیں اور چالاک نے سب کے سر کاٹ ڈالے۔ حسینہ کو بھی ذبح کیا۔ ان کے مرتے ہی شوروغل برپا ہوا۔ تاریکی چھا گئی ساحر اور جادوگرنیاں باغ کے باہر دوڑیں' لیکن چالاک نے اسی تاریکی میں حسینہ کے گلے سے امیر کی حرز ہیکل اتار لی اور باغ کی دیوار پھاند کر روانہ ہو گیا۔ ساحر بھی گھبرا کر بھاگے۔ ہنگامہ برپا ہوا۔

ادھر بارگاہ سلیمانی میں علم شاہ جو دولہا بنے بیٹھے تھے' حسینہ کے مرنے سے ان پر سے سحر اتر گیا اور لمحہ بھر کے لئے بے ہوش ہو گئے۔ پھر جو آنکھ کھلی' دیکھا میں لقا کے

دربار میں بیٹھا ہوں اور میری وضع زمرد پرستوں کے مانند ہے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اہل دربار سے پوچھا: "میں کس حال میں ہوں۔" انہوں نے کہا' آپ کی شادی ہے اور آپ نے خداوند کو سجدہ کیا ہے۔ عشق کا سارا حال اور ان کا لڑنا' شروع سے آخر تک سب بیان کیا۔ علم شاہ غضب ناک ہو کر اٹھا' افسوس کہ اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے' لشکر اسلام کو قتل کرایا اور خود کی پرستش کرائی۔ پس شمشیر کھینچ کر نعرہ کیا۔

لقا کی بارگاہ میں شمشیر زنی شروع ہوئی۔ غلغلہ جو ہوا' امیر کے سردار ایک خیمے میں مقید تھے۔ ان پر سے بھی سحر' حسینہ کے مرنے کے باعث' اتر گیا تھا۔ علم شاہ کا نعرہ سن کر لندھور اور ہاشم تیغ زن وغیرہ آہنی قید توڑ کر' ہتھکڑی' بیڑی پکڑ کے نکلے۔ دربانوں کو مار کر' اسلحہ لے کر بارگاہ کی طرف دوڑے۔ علم شاہ بھی لڑتے ہوئے باہر آئے تھے۔ لشکر لقا جو باہر اترا ہوا تھا' اس پر گرے۔ فوج جلدی جلدی کمر بندی کرنے لگی' لیکن انہوں نے ہزاروں کو دم بھر میں قتل کیا۔ ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اس عرصے میں چالاک نے پہاڑ پر جا کر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی۔ جو سردار کہ بہت زخمی نہ تھے' وہ فوج تیار کر کے آ گرے۔ راوی کہتا ہے کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار میں بند کر آیا تھا۔ ایک روز کے بعد وہ ہوشیار ہوئے۔ غار کے منہ پر سے پتھر ہٹا کر باہر نکلے' لیکن راہ بھول کر کوہستان میں پھرا کئے۔ دو روز کے بعد ایک کاہ کش کو اجرت دے کر صحرا سے ہمراہ لیا' اور اس وقت لشکر کے قریب پہنچے' جب سردار اور علم شاہ' لقا کی فوج سے لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آ کر حملہ آور ہوئے اور اسم اعظم پڑھا کہ حسینہ کے ساحروں کے سحر کا کچھ اثر نہ ہو سکا۔ بھڑ کر تلوار چلنے لگی۔ سر کاسہ گدائی کی مانند ٹھوکریں کھانے لگے۔

آخر لقا شکست کھا کر کوہ عقیق کے قلعے میں چلا گیا۔ ساحر طلسم کی طرف بھاگے اور بہت سے مارے گئے۔ امیر نے حریف کا تمام اسباب لوٹ لیا' اور بارگاہ سلیمانی جہاں پہلے استادہ تھی' وہیں برپا کرائی۔ لشکر اترا۔ بازار کھل گئے۔ پہاڑ پر سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوئے۔ ہر ایک کی زخم دوزی ہوئی۔ چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی۔ امیر نے اسے خلعت دیا۔ اس طرف بختیارک نے سلیمان سے پھر عرضی لکھوائی کہ اے افراسیاب اب اپنے خداوند کی مدد کے لئے کسی اور کو روانہ کرو' اس لیے کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ حمزہ کے بیٹے پر عاشق ہوئی۔ لہٰذا خداوند نے اس کو غارت کر دیا۔ اب خداوند منتظر ہیں۔ حکم کی جلد تعمیل بجا لانا۔

یہ نامہ لکھ کر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا۔ پنجہ پیدا ہوا۔ عرضی اٹھا لے گیا' لیکن طلسم کا حال سنئے کہ پنجہ برق لامع کو اٹھا کر افراسیاب کے پاس باغ سیب میں لایا۔ اس نے رد سحر کر کے اسے ہوشیار کیا اور اس کا حال زبانی سن کر' فرط ندامت سے سر دھنا۔ برق لامع کو اس کے ملک کی سمت رخصت کیا۔ اور چاہا کہ برق چشمک زن کو طلب کر کے مہ رخ کے مقابلے کے لئے روانہ کروں اس وقت ایک زبردست ساحر' آفت جادو' مقرب بارگاہ شاہی' سردار ذی احترام' شاہ کے حال پر ہنس پڑا۔ افراسیاب رنجیدہ بیٹھا تھا۔ اس کو بے جا ہنستا دیکھ کر غصے سے فرمایا: "اے بے ادب' بجائے افسوس کرنے کے' اپنے مالک کے حال پر ہنستا ہے۔"

آفت جادو نے کہا: "اے بادشاہ' عمرو اور مہ رخ کے اقبال کو دیکھ کر ہنستا ہوں کہ ان کے ہاتھ سے سامری و جمشید کے کیسے کیسے جاں نثار ملازم ذلت اٹھا تے ہیں اور بھاگ بھاگ آتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عمرو پر فتح یاب ہونا بہت مشکل ہے۔"

افراسیاب ان فضول باتوں سے آگ بگولا ہو گیا اور کہا: "بدنیت' نالائق دور ہو۔ آج سے دربار میں نہ آنا۔ تو حریف کی شان و شوکت بیان کر کے میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہے۔ راہ راست کے خلاف اقدام کرتا ہے۔"

آفت معزز ساحر ہے۔ اسے سخت باتوں کی تاب نہ آئی اور بولا: "اے افراسیاب اسی غرور سے سامری نے تجھ پر یہ بلا نازل کی ہے۔ ان ذلتوں کو بھی اٹھا کر تو باز نہیں آتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تو عمرو کو قتل نہ کر سکے گا۔ مجھے تو اس کا دین بھی سچا معلوم ہوتا ہے۔"

افراسیاب نے کہا: "معلوم ہوا کہ تو بھی عمرو کا شریک ہے' جبھی اس کی تعریف و طرفداری کرتا ہے۔ خیر اس بد زبانی کا مزا بھی تجھے چکھاتا ہوں۔ دیکھوں کہ عمرو تجھے کیونکر بچاتا ہے۔" یہ کہہ کر اپنے ملازموں کو' کہ ہزاروں ساحر اس وقت دربار میں حاضر تھے' حکم دیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کریں۔ ساحر آفت کو گرفتار کرنے کے لئے اٹھے۔

اس نے بھی چاہا کہ سحر کروں۔ لیکن یہ تنہا تھا۔ وہ بہت تھے۔ کچھ بس نہ چلا۔ ساحروں نے فوراً گرفتار کر لیا۔ افراسیاب نے حکم دیا کہ اسے دریائے خون رواں کے پاس لے جاؤ اور طلسم ظاہر میں گنبد نور کے سامنے جو وسیع میدان ہے' وہاں لکڑیوں کا انبار کر کے اسے مہ رخ کے لشکر کے سامنے جلا دو کہ وہ بھی اس کا حال خراب دیکھے اور وہاں تک عیار وغیرہ سب آ سکتے ہیں۔ دیکھوں کہ اس کو کیونکر چھڑا لے جاتے ہیں آج شب بھر یہ تیرہ روزگار اسی میدان میں قید رہے۔ کل صبح کو ما بدولت بھی گنبد نور پر' جدھر مہ رخ کا لشکر دکھائی دیتا ہے' اس طرف کے کمرے میں آ کر بیٹھیں گے اور اس کے جلنے کا منظر اور اس کے مدد گاروں کا حسرت کرنا ملاحظہ کریں گے۔ یہ حکم سن کر کئی ہزار ساحر آفت کو گرفتار کر کے اپنی حفاظت میں لے چلے۔ تمام طلسم باطن میں غلغلہ پڑ گیا۔ آفت کے گھر میں بھی یہ خبر پہنچی۔ اس کی زوجہ ملکہ ہلال سحر افگن جادو کئی سو کنیزوں کے ہمراہ روتی پیٹتی چلی کہ اپنے شوہر کا آخری دیدار کر لوں اور آفت کے جتنے دوست اور ملازم ہیں' وہ سب روتے پیٹتے' پریشان' چاک گریباں روانہ ہوئے' لیکن شاہ طلسم کے خوف سے کوئی پاس نہیں جاتا ہے' بلکہ سب دور دور چلے آتے ہیں جس وقت کہ اس کی قید دریا سے پار اتری۔ سارے طلسم ظاہر میں

غلغلہ پڑ گیا اور طائران سحر نے خبر جا کر حیرت کو پہنچائی۔ یہ بھی سوار ہوئی کہ چل کر دیکھوں۔ سب افسران فوج ساتھ ہوئے۔ طلسمی نقارے بجنے لگے۔ منادی نے ندا کی کہ جو شخص شہنشاہ طلسم سے سر کشی کرے گا' اس کا بھی یہی حال ہو گا۔ ہوتے ہوتے یہ خبر مہ رخ کے لشکر میں بھی پہنچی۔ مہ رخ نے سنا کہ آفت جادو ہماری محبت میں جلایا جاتا ہے۔ عمرو نے بھی سنا۔ سب کے سب بے قرار ہو گئے۔ مہ رخ نے نفیر سحر بجائی۔ کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جا کر آفت کو چھین لاؤں۔ مگر عمرو نے کہا: "اے ملکہ! بادشاہ طلسم کی فوج سے اگر تم مقابلہ کر سکتیں تو ہم پھر شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے۔ یہ مصیبت کیوں اٹھاتے۔ بھلا تم کیوں کر آفت کو چھین لاؤ گی۔ اس سے بہتر ہے کہ سرداران لشکر بزور سحر کچھ زمین میں غرق ہو جائیں اور کچھ آسمان کی طرف اڑیں اور چھپ کر موقع پر ٹھہریں۔ جب میرے نعرے کی صدا سنیں اور افراسیاب کو بے ہوش دیکھیں' اس وقت قتل و غارت کا آغاز کریں۔ تھوڑا لشکر یہاں رہے اور تھوڑا سرداروں کے ساتھ جائے اور کمیں گاہ میں بیٹھے اور یہ سب انتظام تم رات کی تاریکی میں کرنا۔ اتنا دن جو باقی ہے۔ اسے گزر نے دو' ورنہ حال کھل جائے گا' لیکن میں ابھی سے جاتا ہوں اور عیاری کی فکر کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عمرو روانہ ہوا اور صحرا میں پہنچ کر زفیل عیاری بجائی۔ سب عیار ایک جگہ جمع ہوئے۔ اس نے سارا حال کہا۔ سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ یہ عیاری کریں گے۔ عیاروں نے جو جو عیاریاں بیان کیں' وہ عمرو نے پسند کیں کہ ان کا حال آئندہ مذکور ہو گا۔ سب عیار چلے۔ عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار' آفت جادو کو ہمراہ لئے ہوئے' اسی میدان میں پہنچے۔ حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری' چونکہ افراسیاب کا حکم تھا کہ شب بھر مقید رکھ کر ایندھن کا انبار لگانا' اس وجہ سے جب ماتم کدہ دہر میں عروس روزگار نے سیاہ لباس پہنا اور شام غم نے منہ دکھایا' آفت جادو کے لئے چوکی اور پہرا مقرر ہوا۔ ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا۔

یہ بھی فروکش ہوئی۔
ایک ساحر تدبیر جادو نام' جنگل کٹوا کر' ہر سمت سے لکڑیاں منگوا کر انبار کرنے لگا۔ لشکر گا گشت ہر طرف پھرتا تھا۔ اس طرف مہ رخ نے خواجہ عمرو کی نصیحت کے مطابق نصف فوج کو ہمراہ لیا اور مخفی راستے سے روانہ ہوئی۔ اس بیابان کے قریب پہنچ کر ساحر زمین و آسمان میں چھپے۔ کمین گاہ میں ٹھہری' لیکن جو عیار مشورہ کر کے چلے تھے' ان میں سے برق فرنگی' جب اس میدان کے قریب آیا' اس نے تدبیر جادو کو لکڑیوں کی تدبیر کرتے دیکھا۔ اپنی صورت ایک آوارہ کش کی بنائی اور تبر کاندھے پر رکھ کر' تدبیر کے سامنے آیا اور کہا: "میں ایک درخت کاٹ رہا تھا۔ اس میں سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ پری بن کر ناچنے لگا۔ میں بھاگا۔ آپ بھی چل کر دیکھئے تدبیر جادو کو تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا۔ برق اس کو تنہائی میں لایا اور حباب بے ہوشی اس کے منہ پر لگا کر اسے بے ہوش کر دیا اور کپڑے اتار کر' غار میں بند کر کے' اس کی صورت آپ بن کر آیا اور ہر سمت لکڑیاں جمع کرنے کا انتظام کرنے لگا۔ اب لکڑیوں کو اس طرح انبار کرایا کہ انبار کے بیچ میں خلا رکھا' ایسا کہ اگر چاہیں تو دو تین آدمی اس خلا میں اتر کر جدھر چاہیں' چلے جائیں۔
یہ تو اس کام میں مصروف ہے کہ قران بھی یہاں آیا اور لکڑیوں کا انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل میں بیٹھ کر نقیب کھودنے لگا کہ لکڑیوں کے نیچے جا کر نکلوں۔ اس وقت ضرغام اور ناسوز بھی آئے اور ساحروں کی صورت بنا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر بے ہوشی آمیز روغن ڈالنے لگے۔ یہ سب تو اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں' لیکن عمرو کا ذکر سنئے کہ یہ جو مشورہ کر کے چلا۔ دریائے خون رواں کے کنارے کنارے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک باغ کے قریب آیا۔ دیکھا کہ گلشن نگاریں ہے۔ رشک وہ فردوس بریں ہے۔ درخت سرکشیدہ و بلند ہیں۔ لیکن ہر طرف اداسی چھائی ہے۔ ہر ایک گل کا گریباں چاک ہے' نہ وہ رعنائی ہے نہ زیبائی ہے۔
عمرو جب باغ کے اندر پہنچا۔ ایک گوشے میں ٹھہر کر نظارہ کرنے لگا۔ عجب معاملہ نظر

آیا‘ یعنی ملکہ ہلال سحر افگن آفت جادو کی زوجہ‘ جو شوہر کے غم میں گھر سے چلی تھی۔ طلسم ظاہر میں یہ باغ اس کی سیرگاہ ہے۔ اس لئے یہاں ٹھہری ہے کہ شب بھر رنج و ماتم و نوحہ و شیون کرے‘ اور صبح کو اپنے شوہر کے پاس جا کر اپنی بھی جان دے دے۔ لہٰذا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتیں سیہ پوش ملکہ کو گھیرے‘ گریہ و بکا میں مشغول ہیں اور بیچ میں وہ غیرت ماہ تاباں رنج و الم میں مبتلا‘ پنے شوہر حزیں کو یاد کر کے بلبلاتی ہے اور روتی ہے۔

عمرو نے جو اسے بین کرتے سنا‘ سمجھا کہ یہ آفت جادو کی زوجہ ہے۔ فوراً گوشہ باغ میں چھپ کر اپنی صورت ایک ضعیفہ عورت کی بنائی۔ سر سفید‘ جھکی کمر‘ لکڑی ہاتھ میں لئے‘ روتی ہوئی "ہائے اے فرزند" کہتی ہوئی اس نازنین کے سامنے پہنچی اور سر سے پاؤں تک بلائیں لیں۔ گلے لگا کر خوب روئی اور کہا: "میں آفت کی کھلائی ہوں۔" غرض رونے پیٹنے کے بعد کہا: "اے ملکہ‘ باغ کے دروازے تک تم تنہا میرے ساتھ چلو۔ میں تمہارے شوہر کو رہائی دلانے کے لئے‘ ایک تدبیر کو جاتی ہوں۔ تم بھی وہ کیفیت سن لو۔"

ہلال سب کو چھوڑ کر‘ بڑھیا کے ساتھ اکیلی چلی عمرو نے اس کو تنہائی میں لا کر حباب بے ہوشی مارا کہ بے ہوش ہو گئی۔ پس اس کا لباس لے کر اس کی صورت اپنی بنائی اور اسے زنبیل میں رکھ لیا۔ وہاں سے جب پھر کر اسی جگہ آیا کہ وہ کنیزیں کھڑی تھیں۔ کنیزیں‘ انیسیں‘ جلیسیں قدم پر گر کر سمجھانے لگیں کہ اے نازک بدن یہ تیرا سن سال جلنے کے قابل نہیں۔ سامری جمشید کا واسطہ‘ اس برہ کی آگ کو دل سے بجھا۔

ہلال نے جواب دیا۔

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اسے زندگی جگ میں بھاری لگے

ساری عمر آتش فراق میں جلنے سے یہ بہتر ہے کہ اپنے دلدار کے ساتھ جل کر ٹھنڈی رہوں

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو
جل بجھے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو

یہ کہہ کر زار زار روئی اور پکاری

آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل جل جائے
یہ پاپی جیا رانا جلے کہ جی ماں آہ سمائے

اور کنیزوں کو حکم دیا کہ لاؤ اسباب سامری' کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کر لیں اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہو لیں۔ کنیزیں لباس و زیور کی کشتیاں سامنے لائیں۔ ہلال نے اپنی زلفوں کو سنوار کر اور بالوں کو بکھیر کر پشت پر ڈالا۔ ہر بال میں موتی پرویا۔ مسی کی دھڑی اور پان کالا کھا جمایا۔ سر سے پاؤں تک سرخ لباس زیب تن فرمایا۔ شعلہ آتش عشق کو دونا بھڑ کایا۔ گات کو ابھار کر' جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا۔
الغرض جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی۔ خوش رو اور سمن بو کنیزوں نے ستی کی پوجا کی اور پھولوں کے ہار' مٹھائیوں کے دونے اس نازک بدن کے گرد ڈھیر کر دیے۔ ملکہ تخت پر سوار ہوئی۔ کہاروں نے تخت اٹھا لیا۔ ہلال نے قہقہہ لگایا اور پڑھا۔
ہنست کھیلت اب چلی ہے سائیں کے دربار

ایک ناریل لیے' دم بدم اس کو اچھالتی روانہ ہوئی۔ جدھر سے وہ تخت نکلا۔ تمام ساحران طلسم رعایا سب کا مجمع ساتھ ہوا۔ ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا۔ پوجا ہونے لگی۔

ستی کے ہاتھ سے پرساد کے طلب گار تھے کہ اسیس دے۔ اور ستی جب خلق کا مجمع زیادہ دیکھتی تھی۔ تخت ٹھہرا کر دنیائے دوں کی مذمت ہر ایک کو سناتی۔ ہر ایک سے گیان دھیان لگانے کی تاکید کرتی کہ بچہ' جو اپنے ہر سے پیت کرے اور گھٹ میں جس کے وہ بسے' ہردے میں سمائے' تن من اسی کے نام پر سانپے۔ اس کو پران چھوڑنا آسان ہو۔ جب چولا چھوٹے' تب سکھ پائے۔ سنسار میں پریت کی ہر کی اچھا سنپورن ہے۔ جس سے ہر دم ہر سے بھینٹ رہے۔ ایک ہو جائے۔

تخت کے سامنے ڈفلی اور بانسری بجتی تھی۔ ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی۔ کسی کی خاک پوجا پر کی اگیار کے حوالے کرتی۔ نصیحت آموز کلام کرتی روانہ تھی۔ صبح ہوتے ہوتے ستی اسی میدان میں' جہاں لکڑیوں کا ڈھیر ہے' پہنچی۔ اور افراسیاب بھی اپنی خواب گاہ سے اٹھ کر گنبد نور پر آ کر جلوہ گر ہوا۔ اس طرف آفت جادو مصیبت میں مبتلا رجوع قلب سے بارگاہ خداوند میں فریاد کر رہا تھا کہ خداوندا' میں بھی مہ رخ کی طرح مطیع اسلام ہوا ہوں۔ مجھ پر سے اس مصیبت کو دور کر دے۔ اور خاصان خدا کا واسطہ دلایا۔ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور ستی کا تخت وہاں آیا۔ ساری خلعت اسی طرف چلی اور تخت کو گھیرا۔ پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہاں اولاد کب ہو گی۔ کسی نے کہا میں محتاج ہوں۔ مجھے دھن دولت کب ملے گی۔ اسی طرح سب سوال کرتے تھے اور ستی سے جواب پاتے تھے۔ کہ اس غلغلہ کو دیکھ کر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ایک نے عرض کی کہ آفت جادو کی زوجہ شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہے۔ یہ سن کر اس نے بھی ستی کو اپنے رو برو طلب کیا۔ اس کے جمال دلفریب کو دیکھ غش کر گیا۔ بہت سمجھایا کہ: "اے نازنین' ملک و مال لے۔ مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ۔"

اس ماہ وش نے جواب دیا: "اے بادشہ' جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو' تب چولا سکھی

رہے۔ ان دھن دولت کچھ سب خاک ہے کہ۔

لکڑی جل کوئلہ بنی اور کوئلہ جل کر راکھ
میں پاپن ایسی جلی، نہ کوئلہ بنی نہ راکھ

یہ کہہ کر تخت سے کود کر آفت جادو کے پاس آئی۔ اس کو شہنشاہ کے حکم کے مطابق لکڑیوں کے انبار پر بٹھا چکے ہیں کہ ستی نے وہاں پہنچ کر اس کو گود میں لیا۔ اس وقت ساحروں نے آ کر ستی کے ہاتھوں پر، کاجل پار کر امتحان لیا کہ یہ جل جائے گی یا عشق اس کا جھوٹا ہے۔ دیکھیں عشق کی آگ اس کے تن من کو جلا چکی ہے یا نہیں۔ غرضیکہ جب کا جل ہتھیلی پر پارا ستی بیٹھی ہنستی رہی۔ اس وقت اس میدان میں ایک انبوہ خلائق تھا۔ حیرت مع تمام ساحران نامی کے انبار کے گرد کھڑی تھی کہ یکایک ضرغام و جانسوز نے، جو انتظام کرتے تھے۔ تیل اور گھی کے کپوں میں بے ہوشی ملی ہوئی تھی، لکڑیوں پر لا کر انڈیلے اور برق نے پولا جلا کر آگ لگا دی۔ یکایک شعلہ بلند ہوا اور چار سمت سے آگ بھڑکی۔ اس وقت عمرو، جو آفت کو لیے بیٹھا تھا۔ اسے جال میں لپیٹ کر زنبیل میں رکھ کر اس خلا میں کودا، جو برق نے بنایا تھا۔ جب تہ زمین پر پہنچا، وہاں قران نقب لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے کمند مار کر عمرو کو گھسیٹ لیا اور نقب کے لیے جہاں سے نقب لگائی تھی، اس مہرے پر نکلا۔ اس عرصے میں سارے انبار میں آگ لگی اور بے ہوشی کا روغن اور منوں بے ہوشی جو اس پر پڑی تھی، اس کا دھواں کئی سو کوس تک پھیلا۔ جتنے ساحر جمع تھے۔ اور حیرت مع فوج کے، چھینکیں مار کر بے ہوش ہو کر گرے۔ اس وقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کر کے، ساحروں پر بے ہوش گرے اور سر کاٹنے لگے۔ ان کے سب کے نتھنوں میں دافع بے ہوشی کے پھول چڑھے ہیں کہ خود بے ہوش نہ ہو جائیں۔ پھر تو برق فرنگی، ضرغام اور جانسوز سب ساحروں کے سر کاٹتے تھے اور ان کے نعرے کی صدا سن کر مہ رخ، بہار، نافرمان

اور سرخ مو وغیرہ' کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے پیدا ہو کر آفت برپا کرنے لگے۔ فولادی گولے لگاتے تھے کہ ساحروں کے سینے ٹوٹتے تھے اور ان کے مرنے سے شعلے اور زیادہ بلند ہوتے تھے۔ آندھیاں اٹھتی تھیں اور دھواں بے ہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے کمرے میں جا کر گھسا۔ افراسیاب کمرے پر نیچے کو جھکا ہوا' یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بے ہوش ہو کر' قلا بازیاں کھاتا ہوا زمین کی طرف چلا کہ زمین سے پتلے پیدا ہوئے۔ انہوں نے شہنشاہ کو روکا۔ اس عرصے میں کمرے کے اندر سب اہل دربار بھی بے ہوش ہوئے۔ لیکن مہ رخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی۔ اس نے اور تمام سرداروں نے تھوڑے عرصے میں ہزاروں کیا' بلکہ لاکھوں آدمی ہلاک کیئے۔

دریا سے خون جاری ہوا۔ عمرو لشکر حریف کا اسباب لوٹتا پھرتا ہے۔ جو مرتا تھا' اس کا لباس وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگامہ میں پتلے آ کر' حیرت کو میدان جنگ میں سے اٹھا لے گئے اور افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا۔ اس نے آنکھ کھول کر ہنگامہ محشر برپا دیکھا۔ ساری فوج کو خاک و خون میں غلطان پایا۔ حیرت کو ہوشیار کر کے' مارے ندامت کے' پر پرواز پیدا کر کے ظلمات کی سمت چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی۔ اس نے سب کو ابر سحر برسا کر ہوشیار کیا اور آمادہ جنگ ہوئی۔

○○○

• خمار جادو

مہ رخ اور بہار وغیرہ سمجھیں کہ ہم گنبد نور پر جا نہ سکیں گے اور حیرت اگر دریائے خون رواں سے اشارہ کرے گی' تو دریا جادو کا ہے' ہم سب کے لیے حائل ہو جائے گا۔ پھر کوئی نہ نکل سکے گا۔ یہ سوچ کر فوراً طبل بازگشت بجوا کر پھری۔ عیار بھی بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ سب قتل و غارت کر کے' خیریت سے اپنے فاتح لشکر میں پہنچے۔ بارگاہ میں داخل ہوئے۔ جشن عالی ترتیب دیا۔ اس وقت عمرو اور سب عیار بھی آئے۔ عمرو نے آفت جادو اور اس کی زوجہ ہلال سحر افگن کو زنبیل سے نکالا۔ انہوں نے خود کو بخیرت بارگاہ میں پایا' حیران ہو کر ہر سمت دیکھنے لگے۔
عمرو نے کہا: "اے آفت' میں ستی بن کر تجھ کو ایسے عذاب سے رہا کر لایا۔" پھر سارا ماجرا تفصیل سے کہہ سنایا۔ پھر تو آفت نے اٹھ' خواجہ کے قدم پر سر رکھا۔ عمرو نے اس کا سر سینے سے لگایا۔ مہ رخ کو نذر دلائی۔ خلعت ملے۔ بارگاہیں استادہ ہوئیں۔ عیش و آرام سے رہنے لگے' لیکن افراسیاب ظلمات سے رنجیدہ پھر کر' باغ سیب میں آیا۔ ادھر حیرت نے ساحروں کی لاشیں اٹھوائیں۔ گرتے پڑتے بقیہ لشکر کو لے کر' بارگاہ میں داخل ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہ رخ سے بدلہ لے۔ لیکن افراسیاب کے حکم کی منتظر ہوئی کہ دیکھوں' اس امر میں شہنشاہ کی کیا رائے ہے۔ ادھر افراسیاب جب باغ میں آیا۔ شدید طیش و غضب سے اپنے وزیر باغبان قدرت کو حکم دیا کہ جا کر مہ رخ کی بارگاہ سے عمرو کو گرفتار کر لا۔ اور جو کوئی بولے' اسے سزا دینا۔
باغبان اسی وقت تنہا زمین میں بزور سحر غرق ہو کر چلا کہ زمین کے اندر تو کوئی عیار نہ ملے گا اور یہاں عمرو بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن میں آیا کہ اے عمرو' اتنی بڑی ذلت تیری ذات سے شاہ طلسم کو ہوئی۔ یقیناً کوئی نہ کوئی تیری تلاش میں آتا ہو گا۔ تجھے چھپ جانا چاہیے۔ یہ سوچ کر زنبیل سے------ ملک کشمیر کا ایک پہلوان

نکالا۔ واضح ہو کہ عمرو نے اکثر ساحروں کو زنبیل میں قید کیا ہے۔ بہت سے پہلوان' جو مسلمان نہیں ہوئے۔ وہ زنبیل میں قید ہیں۔ ان کو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہیں۔ زنبیل کے قیدی جانتے ہیں کہ ہم گویا ایک شہر میں ساکن ہیں۔ کیونکہ زنبیل میں سات شہر آباد ہیں اور زنبیل آدم صفی اللہ نے عمرو کو دی ہے۔ زنبیل ایک بٹوے کی مانند ہے۔ اس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ غرض اس پہلوان کو بے ہوش کر کے اپنی صورت اس کی بنائی بارگاہ میں ایک صحن کے اندر پلنگ پر اسے لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔

اس عرصے میں باغبان بارگاہ مہ رخ کی زمین میں پہنچا اور زمین کا طبقہ توڑ کر باہر نکلا۔ پکارا کہ میں باغبان قدرت ہوں۔ ساحران نامی نے گولے اور نارنج وغیرہ مارے۔ لیکن اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ اور بارگاہ میں حاضرین بے ہوش ہوئے۔ باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ میں نہیں ہے۔ خیال کیا کہ سب بارگاہ دیکھ لوں تو صحرا کی کسی اور سمت وغیرہ میں ڈھونڈنے چلوں۔ بس ہر صحن اور سراپچہ وغیرہ دیکھ لوں۔ ایک پلنگ پر عمرو کو سوتے دیکھا۔ پنجہ کمر میں دے کر اڑا اور چلتے وقت اپنا سحر اتار لیا کہ مہ رخ وغیرہ کو ہوش آیا۔ باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا: "اے نمک حرامو! مجھے شہنشاہ کا حکم صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا۔ ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا۔ خیر اب عمرو کے لیے جاتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں ایسا کہ چھین لے اس کو اس وقت۔"

پھر ساحروں نے ناریں وغیرہ سنبھال کر مقابلے کا قصد کیا' لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا۔ اس نے مہ رخ کے کان میں کہا: "میں گلیم اوڑھے کھڑا ہوں۔ تم سرداروں کو روکو۔ کسی کو لڑنے نہ دو۔"

مہ رخ نے سرداروں کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے مزاحمت نہ کرو۔ خواجہ کا خدا مالک ہے۔ لے جانے دو۔" سب ساحر رکے اور باغبان اڑتا ہوا تھوڑی دیر میں شہنشاہ کی

خدمت میں پہنچا اور عمرو کے ہم شکل کو سامنے ڈال دیا۔
افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ۔ جلاد حسب طلب حاضر ہوا۔ کہا: "اس کو ہوشیار کر کے قتل کر۔"
ساحروں نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا۔ جب اس پہلوان کی آنکھ کھلی۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کے دربار میں خود کو پایا۔ گھبرا کر شہنشاہ کو سلام کیا۔
افراسیاب نے کہا: "دیکھا تو نے' میں نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا۔ اب بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کروں گا۔"
اس پہلوان نے عرض کیا: "اے بادشاہ' میں عیار نہیں ہوں' بلکہ حضور کا غلام ہوں اور خداوند لقا کا پوجنے والا ہوں۔"
افراسیاب نے کہا: "ارے میں تیرے فریب میں اب نہ آؤں گا۔" اور جلاد سے کہا: "اس سے قتل کر۔"
اس پہلوان نے کہا: "اے بادشاہ' آپ عدل فرمایئے۔ خوب تحقیق کر لیجئے۔ میں کشمیر کا رہنے والا ہوں۔ خدا پرستوں نے مجھے زیر کر کے چاہا کہ مسلمان کریں' لیکن میں نے منظور نہ کیا۔ اس وقت عمرو نے مجھے زنبیل میں قید کیا۔ آج میں حیران ہوں کہ نہیں معلوم' حضور تک کون مجھے لایا اور کیوں کر زنبیل سے چھوٹا۔"
افراسیاب کو اس کے کلام سے شبہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ یہ سچ کہتا ہے۔ عمرو نے اسے اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لیا ہے۔ یہ معلوم کر کے پہلوان کا منہ دھلوایا۔ عیاری کا رنگ و روغن چھوٹا۔ اس کی صورت ظاہر ہوئی۔ اس کو رہا کر کے خلعت دیا اور ملازم کر لیا۔ اس کے بعد باغبان سے کہا: "تو کیسے عمرو کو گرفتار کر لایا تھا۔"
اس نے عرض کیا: "میں نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھ کر مقید کیا۔ مجھے فن عیاری میں دخل نہیں۔ میں سمجھا کہ یہی عمرو ہے۔ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ افراسیاب نے اس کا عذر قبول کیا اور ایک پنجے کو حکم دیا کہ لشکر حیرت سے صرصر عیارہ کو

اٹھا لائے۔ پنجہ جا کر صرصر کو لایا۔ صرصر نے شہنشاہ کو تسلیم کی۔ اسے حکم ہوا کہ تو عیارہ ہے عمرو کو پہچان کر گرفتار کر کے حاضر کر اور اگر نہ لائے گی تو خود تجھے قتل کروں گا۔ آخر تو کس دن کے لیے ہے۔ دیکھو عیاران لشکر اسلام کیسی جانبازی کر رہے ہیں۔ صرصر ڈرتی لرزتی عتاب شاہ دیکھ کر اسباب عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوئی۔ جب دریا کے کنارے پہنچی تو عیار بچیاں ملیں۔ ان سے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ بھی عیاروں کے لیے روانہ ہوئیں۔ صرصر شکل تبدیل کر کے' مہ رخ کے لشکر کے قریب پہنچ کر ہر طرف پھرنے لگی۔ اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہ رخ کی کسی کام کو جاتی تھی۔ صرصر اس کے پاس آئی اور کہا: "ملکہ کے پاس مجھے بھی ملازم کرا دیجئے۔"

کنیز نے کہا: "کچہری میں جا کر جو کچھ عرض کرنا ہو' کرو۔ مجھ سے یہ کام متعلق نہیں۔"

صرصر کنیز کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی' ایسے مقام تک آئی کہ جہاں تنہائی تھی' راستہ نہ چلتا تھا اور اس جگہ فرصت پا کر ایک بیضہ بے ہوشی کنیز کے منہ پر مارا کہ وہ بے ہوش ہوئی' اس کا لباس اتار کر اس کی سی صورت بنائی اور مہ رخ کی بارگاہ میں آ کر داخل ہوئی' جب مہ رخ کے سامنے آئی' ملکہ نے حکم دیا۔" آفتابہ چوکی پر رکھ آئیں۔ رفع احتیاج کو جاؤں گی۔"

صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی۔ اس عرصے میں مہ رخ بھی آئی۔ صرصر نے اکیلا پا کر ایک حباب بھر کر بے ہوشی کا منہ پر مارا کہ مہ رخ بے ہوش ہو گئی۔ صرصر نے اسی جگہ بیٹھ کر اپنی صورت مہ رخ کی بنائی۔ اسی کا لباس پہن کر' اس کے ہاتھ پاؤں سمیٹ کر اس طرح باندھ کر ایک گٹھڑی ہو گئی۔ اس گٹھڑی کو ہاتھ میں لٹکائے وہاں آئی کہ جہاں تو شک خانہ تھا اور جو لوگ وہاں تھے۔ ان کو حکم دیا کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ۔ میں ایک چیز مخفی رکھوں گی۔ وہ سب چلے گئے۔ صرصر نے مہ رخ کو ایک صندوق میں بند کر دیا اور جب اس جگہ سے باہر آئی' ملازموں کو بلا کر' وہ صندوق دکھا کر کہا: "خبردار' اسے نہ کھولنا' ورنہ قتل کر ڈالوں گی۔" غرض

اس صندوق پر سرکاری مہر ہو گئی۔ صرصر وہاں سے آ کر مہ رخ کی جگہ تخت پر بیٹھی۔ لمحے کے بعد حکم دیا کہ دسترخوان کے سامنے والی صحنچی میں بچھاؤ۔ میں کچھ کھاؤں گی۔ حکم کے مطابق دسترخوان چنا گیا۔ نقلی مہ رخ وہاں آئی۔

اس اثنا میں عمرو' جو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا۔ ظاہر ہو کر پہلے تو بارگاہ کے باہر گیا۔ اس کے بعد پھر آیا۔ دیکھا مہ رخ تخت پر نہیں ہے۔ لوگوں سے پوچھا: "ملکہ کہاں گئیں۔"

ایک نے کہا: "کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی میں تشریف لے گئی ہیں۔" عمرو یہ سن کر مہ رخ کے پاس آیا۔ ملکہ نے کہا: "خواجہ کھانا کھایئے۔"

عمرو نے کہا: "بسم اللہ' آپ نوش فرمایئے۔"

ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمایئے۔ عمرو ملکہ کے مصر ہونے سے کھانے لگا۔ جب کھا چکے۔ کنیزوں نے ہاتھ دھلایا۔ مہ رخ نے اپنا رومال عمرو کو دیا اور خاصدان آگے بڑھایا' کنیزوں سے کہا' مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ تم یہاں سے بارگاہ میں جا کر ٹھہرو۔ وہ سب وہاں سے چلی آئیں۔ عمرو نے مہ رخ والے رومال سے منہ پونچھا۔ رومال میں روغن بے ہوشی ملا ہوا' منہ پونچھتے ہی چھینک آئی اور عمرو بے ہوش ہوا۔ صرصر نے عمر کا پشتارہ باندھا اور قنات چاک کر کے باہر نکلی۔ لوگوں نے دیکھا کہ مہ رخ ایک گٹھڑی لیے جاتی ہے' لیکن مہ رخ چونکہ بادشاہ لشکر ہے' اس لیے رعب شاہی کے سبب کوئی کچھ نہ کہہ سکا اور صرصر بالکل باد صرصر کی مانند اڑی ہوئی لشکر کے کنارے پہنچی۔ اتفاقاً صحرا کی طرف برق فرنگی آتا تھا۔ اس نے جو اسے دیکھا۔ سمجھا کہ عیار بچی ہے۔ فوراً نیمچہ کھینچ کر آ پڑا۔ صرصر نے نیمچہ کھینچا اور لڑنا شروع کیا۔ عین جنگ میں صرصر نے قریب پہنچ کر' کمند کے حلقے مارے۔ برق جست کر کے حلقہ کمند سے باہر نکلا اور قریب آ کر ایک بیضہ بے ہوشی منہ پر مارا کہ صرصر چھینک مار کر گری۔ برق نے چاہا کہ پشتارہ لے لوں اس وقت صبا رفتار صحرا کی طرف

سے للکارتی ہوئی آئی اور خنجر پکڑ کے حملہ آور ہوئی۔ برق نے اس سے لڑنا شروع کیا' لیکن صبا رفتار لڑتے لڑتے صرصر کے قریب پہنچی اور ایک حباب دافع بے ہوشی صرصر کے منہ پر مارا کہ وہ ہوشیار ہو گئی اور ان کو لڑتے دیکھ کر قابو جو پایا' عمرو کا پشتارہ لے کر بھاگی۔ برق پیچھے دوڑا۔ صبا رفتار سد راہ ہوئی۔ برق نے زفیل بجائی تا کہ صحرا سے کوئی اور عیار آ جائے' لیکن صرصر جو بھاگی۔ زفیل سن کر سمجھی کہ تو گھر جائے گی۔ عیار آ جائیں گے یہ سوچ کر پل پر یزادان' جو دھوئیں کا بنا ہے۔ اس کے بیچ کے درجے سے چلی اور پکاری: "اے پل' بحق افراسیاب مجھے راستہ دے۔" اسی وقت اس کے اس کلام سے دھواں شق ہو گیا اور راہ ہو گئی۔ برق منہ دیکھ کر رہ گیا اور صبا رفتار بھی جست کر کے نکل گئی۔ برق لشکر میں پھر کر آیا۔ دیکھا یہاں غلغلہ ہے کہ مہ رخ اور عمرو کھانا کھاتے کھاتے غائب ہو گئے۔

یہ ماجرا سن کر برق نے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ مہ رخ کی صورت بن کر' صرصر خواجہ کو پکڑ کر لے گئی ہے یقین ہے کہ مہ رخ کہیں بے ہوش پڑی ہوں گی۔"

داروغہ توشک خانے نے کہا: "ملکہ کچھ صندوق میں بند کر گئی ہیں' اسے دیکھئے کہ کیا ہے۔"

برق نے صندوق جا کر کھولا۔ اس میں مہ رخ کو بند پایا۔ ہوشیار کر کے لا کر تخت پر بٹھایا۔ مہ رخ کو عمرو کی گرفتاری کا حال سن کر بڑا رنج ہوا۔ پورے لشکر میں اندوہ و الم کی باتیں ہونے لگیں۔ اس عرصے میں وہ کنیز' جس کو صرصر نے بے ہوش کیا تھا۔ ہوشیار ہو کر آئی۔ لیکن اب حال صرصر کا سنئے کہ عمرو کو لیے جب دھوئیں سے گزری' طلسمات کی طرف چلی۔ اس لیے کہ ایسی راہ سے چلوں کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے اور اس ہنگام میں عمرو کی بے ہوشی اتر گئی۔ آنکھ جو کھلی' دیکھا کہ میں پشتارے میں بندھا ہوں اور صرصر لیے جاتی ہے' مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہے کہ جہاں خوف سے زہرہ آب ہوتا ہے۔ عمرو یہ دیکھ کر چپ ہو رہا اور صرصر اس تاریکی کو طے کر کے آگ کے قریب پہنچی اور پکاری: "اے بیابان آتش' بحق افراسیاب مجھے

راہ دے۔" یہ کہہ کر آگ سے بھی گزری اور جب وہ آگے بڑھی۔ یہاں ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم نہ دیتا تھا اور راستہ مفقود تھا۔ صرصر وہاں ٹھہری۔ ایک ساحر اس جگہ ظاہر ہوا کہ اس کا تمام جسم مشعل کی طرح روشن تھا۔ اس نے صرصر کی کمر میں پنجہ دے کر، چکر دے دے کر ایک طرف پھینکا۔ عمرو نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔ لمحے کے بعد جو آنکھ کھلی' دیکھا کہ ایک پتلا آگ کا' صرصر کو لیے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پتلا لیے ہوئے' ایک آتشیں دریا کے قریب پہنچا اور اس میں کودا۔ دریا کے اندر سیاہی تھی۔ وہ پتلا غوطہ لگائے ہوئے چلا۔ خوف کے مارے عمرو کی جان نکلی ہوئی ہے۔ صرصر کی پیٹھ پر چپکا پڑا ہے۔ لیکن وہ ساحر اس دریا کے کنارے پہنچا۔ اس وقت ایک سوار سامنے سے آیا اور صرصر کو پنجے میں ہاتھ ڈال کر اڑا۔ بہت دور جا کر ایک پہاڑ نظر آیا اس پر وہ سوار اترا اور صرصر کو پہاڑ کے نیچے پھینک دیا۔ سر نیچے پاؤں اوپر۔ غلطاں و پیچاں' صرصر چلی۔ عمرو کی آنکھیں دہشت کے مارے بند ہو گئیں۔ کچھ عرصے کے بعد آنکھ جو کھلی۔ دیکھا کہ صرصر مجھے لیے ہوئے ایک باغ میں آئی کہ باغ سیب یہی ہے۔ سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہے۔ درخت پھول دار' بہار' ہر طرف کو طراوت اور سرسبزی۔ طائران سحر جب نغمہ سرائی کرتے ہیں: "یا افراسیاب' یا افراسیاب" کی صدا دیتے ہیں۔ عمارات سب طلسمی ہیں۔

بارہ دری کے بیچ میں تخت شاہی آراستہ تھا۔ افراسیاب اس پر جلوہ گر تھا۔ ہزاروں ساحر دست بستہ حاضر تھے کہ صرصر نے پہنچ کر مجرا کیا۔ عمرو کا پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ عرض کیا: "یہ گنہگار حاضر ہے۔ کنیز حکم عالی بجا لائی اور جانبازی کر کے عمرو کو لائی۔"

افراسیاب نے صرصر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا: "عمرو کو کھولو۔" ابھی تک عمرو کو پشتارہ سے نہ نکالا تھا کہ جادوئی پنجہ سلیمان عنبریں مو کی عرضی لے کر آیا۔ جس میں حسینہ جادو کے قتل کا حال بیان کیا گیا تھا۔ افراسیاب نے عرضی پڑھی اور لقا کی خدمت میں جواب لکھا کہ یا خداوند! کمترین نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوند

کو گرفتار کیا ہے۔ لہٰذا ملک بختیارک شیطان کو یہاں بھیج دیجئے کہ وہ آ کر عمرو کو قتل کریں۔ انھی کے ہمراہ میں ساحروں کی فوج بھیج دوں گا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کر دے گی۔ یہ عرضی لکھ کر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسی وقت خداوند کے پاس لے جائے اور شیطان خداوند کو لے آئے۔ خمار جادو عرضی لے کر بزور سحر اڑی۔ کوہ عقیق کے قلعے میں پہنچی۔ شاہی دارالامارت کے دروازے پر ٹھہر کر چاہا کہ از راہ ادب اپنے آنے کی اطلاع کرائے۔ اتفاق سے یہاں چالاک بن عمرو جاسوسی کے لیے لقا کی بارگاہ میں آیا تھا۔ دارالامارت کے دروازے پر مردہا بنا کھڑا تھا۔ خمار نے اسے کہا: "میاں مردہے، جا کر عرض کر دو کہ طلسم ہو شربا سے افراسیاب کی بھیجی ہوئی، خمار جادو آئی ہے۔ شاہ طلسم کی عرضی لائی ہے۔ چالاک نے کہا: "آپ ٹھہریئے میں عرض کرتا ہوں۔ بارگاہ کے اندر گیا اور بغیر کچھ کہے سنے باہر آ کر، خمار سے کہا: "اے ملکہ، تمہاری نسبت جو حکم ہوا ہے، اسے آ کر سن لو۔" خمار اس کے ساتھ ہو لی۔ چالاک اسے تنہائی میں لایا اور کہا: "خداوند نے یہ پھل دیا ہے۔ اسے کھا کر ہماری بارگاہ میں آ۔ سارا جسم نورانی ہو جائے گا۔"

خمار نے سجدہ کیا کہ اور کہا: "خداوند کی سرفرازی ہے۔ اپنے اپنے حقیر ناچیز بندوں کے حال پر نظر ہے۔ مجھے حاضر ہوتے ہی سرفراز فرمایا۔" وہ پھل لے کر کھایا۔ کھاتے ہی یہ ثمر ملا کہ سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو گئے۔، بے ہوش۔ چالاک کی بن پڑی۔ استرا نکال کر اس کا سر مونڈا۔ اس کے پاس سے نامہ افراسیاب لے کر، خود نامہ لکھ کر اس کی جھولی میں رکھ لیا۔ اپنا راستہ لیا۔ چار گھڑی کے بعد خمار کو ہوش آیا۔ سنبھل کر اٹھی۔ دل سے خیال کیا کہ وہ پھل، جو خداوند نے بھیجا تھا، اس کی یہی تاثیر ہو گی کہ انسان کھا کر ہوش میں نہ رہتا ہو گا۔ کیونکہ اول کی کثافت اور آلائش جب دفع ہو گی اور قالب پلٹے گا، ضرور ہے کہ انسان بے ہوش ہو جائے گا۔ اب یقین ہے کہ میں آج ایسی پاکیزہ ہو گئی کہ جیسے بطن مادر سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ منصوبہ

کرتی ہوئی اپنے جسم کو نورانی سمجھ کر' بار بار ہاتھ پاؤں کو دیکھتی ہوئی چلی۔ کچھ سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا کہ بارگاہ میں داخل ہوئی۔ اپنے خداوند لقا کو تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا۔ اہل دربار نے دیکھا کہ ایک حسین و جمیل ساحرہ آئی ہے۔ لیکن اس کا سر منڈا ہوا ہے۔ سب ہنسنے لگے۔ لقا نے کہا: "اے بندی قدرت کی' سر سجدے سے اٹھا کہ اپنی رحمت ہم نے تجھ پر نازل کی۔ خمار نے سر اٹھایا۔ لقا نے اپنے قریب کرسی عنایت کی۔ یہ آ کر بیٹھی۔ اس وقت بختیارک نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا۔

حسن کی طرف سے آیا نہ مرے عشق میں فرق
زلفیں واں منڈ گئیں' ہاں حال پریشان نہ گیا

لیکن خمار اس رمز کو بھی نہ سمجھی۔ نامہ افراسیاب نکال کر' خداوند کے سامنے پیش کیا۔ لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا۔ منشی نے نامہ لے کر لفافہ چاک کیا۔ پڑھنا چاہا' لیکن اس میں سینکڑوں گالیاں اور ناشائستہ الفاظ تحریر تھے' کیونکہ چالاک نے نامہ بدل لیا تھا۔ منشی نے ازراہ ادب عرض کیا: "یہ نامہ بخط طلسم لکھا ہے' مجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔"

بختیارک نے کہا: "لاؤ میں پڑھ دوں۔"

منشی نے نامہ اس کے حوالے کیا۔ بختیارک نے جو اسے دیکھا' بہت ہنسا اور کہا: "خداوندا! سنئے' اس نامے میں لکھا ہے کہ ابے او بے غیرت' حرامزادے' مسخرے' گدھے' نالائق' بدتمیز' خنزیر' خبیث' بد اصل' بیہودہ صورت' سیاہ رو' زمرد شاہ' مردود' تجھ پر ہزار لعنت۔ اے ملعون۔ خدا تجھے جہنم واصل کرے کہ تو نے ہزاروں بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہے۔ لازم ہے کہ حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر دین اسلام اختیار کر اور دعوئے نبوت سے باز آ' ورنہ لشکر کشی کر کے' فوج ساحران بھیج کر ایسی راہ

تجھے دکھاؤں گا کہ حسرت تیرے حال بد مال پر روئے گی اور تیرا کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رہے گا۔ تھوڑا لکھا بہت جاننا۔ نامہ تمام۔ تجھ پر ہزار لعنت۔"

یہ مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے بادل کی طرح گڑ گڑایا اور پکارا: "اس افراسیاب حرامزادے کی اب شامت آئی ہے۔ اسے میں غارت کئے دیتا ہوں اور دوزخ میں بھیجتا ہوں۔ خمار یہ غصہ دیکھ کر بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگی' اور بولی: "یا خداوند! یہ نامہ شہنشاہ ساحران نے ہرگز نہیں لکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رستے میں کسی نے بدل لیا ہے۔ اس لیے کہ میرے رو برو جب شہنشاہ نے عمرو کو گرفتار کرایا' تو منشی سے یہ لکھوایا تھا کہ خداوند اپنے شیطان درگاہ' ملک بختیارک کو یہاں بھیجیں' کہ وہ آ کر عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں اور ساحروں کی فوج طلسم سے ساتھ لے جائیں۔ لہٰذا اس تحریر کے خلاف یہاں یہ گالیاں لکھی نظر آتی ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ آپ خداوند ہیں' آپ پر سب واضح ہو جائے گا۔"

بختیارک نے یہ سن کر کہا: "جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہے۔ عمرو کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے کسی کو اپنی صورت کا بنا کر قید کرا دیا ہو گا اور خود تمہارے ہمراہ چل کر' کسی مقام پر نامہ بدلا ہو گا اور اے ملکہ! کیا تمہارے طلسم میں یہ رسم ہے کہ عورتیں بھی سر منڈاتی ہیں؟"

خمار سمجھی کہ یہ دل لگی کرتے ہیں۔ کہا: اے شیطان خداوند' آپ کا تو یہ کام ہی ہے کہ ہر ایک سے تمسخر کیجئے۔ لیکن مجھ حقیر ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہوں' مسخرہ پن نہ فرمایئے۔ طلسم میں تو ایسی پری پیکر' زہرہ جبیں' حور شمائل ہیں کہ جن کی زلفوں میں ہیزاروں دل گرفتار رہتے ہیں' اور کالوں کے سانپ کے ڈسے ہوئے پانی نہیں مانگتے ہیں۔ سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی۔"

بختیارک نے جواب دیا: "پھر تم نے کیا منت مانی تھی کہ خداوند کی زیارت کو جاؤں گی اور اس وقت سر منڈاؤں گی۔ سر پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ کوئی بال بھی باقی ہے یا

میرا کہنا کچھ غلط ہے۔"

خمار نے گھبرا کر سر پر ہاتھ رکھا۔ بختیارک کے کہنے میں کوئی فرق نہ تھا۔ بال کیسے' کھونٹی بھی کوئی نہ تھی سارا سر چکنا صاف تھا۔ یہ دیکھتے ہی رونے لگی اور کہا: "ملک جی' آپ صحیح فرماتے ہیں کہ عمرو میرے ساتھ ساتھ چلا آیا' بلکہ راہ میں میرے کاندھے بوجھل تھے۔ یقین ہے کہ وہی سوار ہو گا اور ایک مجھے پھل کھلا کر بے ہوش بھی کیا تھا۔ ایک بار طلسم میں عمرو نے میرا سر پہلے بھی مونڈا تھا۔

یہ سن کر بختیارک پکارا: صلواہ بر محمد و بر آل محمد' و لعنت بر لقا۔ کیوں بی خمار' تم نے دیکھا کہ عمرو خداوند کا کیسا مقبول بندہ ہے۔ اب تم ان کا ظہور دیکھو گی۔ واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کرو کہ عمرو یہاں آیا ہے یا نہیں' اور جانتا ہے کہ جہاں عمرو ہوتا ہے۔ اگر اس کی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق' اگر آپ تشریف لائے ہیں تو اپنا ظہور دکھایئے۔"

چالاک جو خمار کا سر مونڈ کر چلا تھا' تو خدمت گار کی صورت بن کر بارگاہ میں کھڑا تھا۔ یہ سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا۔ دل میں خیال کیا کہ عمرو کی صورت بن کر ان کو دکھا دوں' تاکہ خمار جو عمرو کو یہاں دیکھ کر جائے گی۔ تو فراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کوہ عقیق میں ہے۔ یہ سن کر افراسیاب کو شبہ ہو گا کہ یہ عمرو جس کو میں نے قید کیا ہے۔ عمرو نہیں ہے۔ پس وہ عمرو کو چھوڑ دے گا اور تیرا نام ہو گا کہ ہزاروں کوس سے عیاری کر کے عمرو کو چھڑایا۔ یہ تجویز کر کے' بارگاہ کے باہر جا کر اپنی صورت عمرو جیسی بنائی۔

یہاں بختیارک عمرو کی تعریف کر رہا تھا کہ چالاک سراچہ پھاند کر بارگاہ کے بیچ اترا اور اس خیال سے کہ بختیارک کو کسی طرح کا شبہ نہ رہے' بائیں آنکھ کا تل (جو عمرو کی آنکھ میں ہے) اسے دکھا دیا اور پکارا: "اے خمار' تو میرے ہاتھ سے بچ گئی' ورنہ میں تجھے مار ڈالتا۔"

خمار نے جب عمرو کو دیکھا' بے اختیار اٹھ کر دوڑی: "او مونڈی کاٹے۔ تو نے غضب

کیا کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے طلسم میں اور دربار خداوند میں ذلیل کرایا۔

یہ کہتی ہوئی جب قریب پہنچی، تو چالاک نے ایک بیضہ بے ہوشی تاک کے ناک پر مارا۔ یہ بے ہوش ہو کر گری اور چالاک جست کر کے بھاگا۔ لقا کے ملازمین تو عیاروں کی حرکات سے بخوبی واقف تھے، وہ بیٹھے رہے۔ کسی نے تعاقب نہ کیا۔ بختیارک نے خمار کو ہوشیار کرایا۔ بختیارک نے کہا: "اے ملکہ! اب تم نامے کا جواب لے کر جاؤ اور یہ بھی لیتی جاؤ۔ افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا۔"

یہ کہ کر منشی کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے۔ مضمون یہ ہو کہ: "شہنشاہ ساحران افراسیاب کو معلوم ہو کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمہارے ملازم تمہیں دھوکا دیتے ہیں کہ تمہاری عیار بچی عمرو کی صورت بنا کر کسی کو لائی ہے اور تمہیں کچھ معلوم نہ ہوا۔ عمرو تمہارے نامہ بر کے ساتھ یہاں چلا آیا۔ کیا عجب ہے جو تمہاری اس غفلت کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ تمہیں کسی دن قتل کر ڈالے، لہٰذا ایسے غفلت شعار، فراموش کار کے پاس میرے شیطان کا آنا زیبا نہیں۔ جب تم اصلی عمرو کو گرفتار کر کے اطلاع دو گے، اس وقت شیطان کا آنا ہو گا۔ اب تمہیں چاہیے کہ خداوند کی مدد کے لیے ساحروں کی فوج روانہ کرو۔ نہیں تو خداوند اپنا غضب تمہارے طلسم پر بھیجیں گے اور ناراض ہو کر کسی طرف چلے جائیں گے۔"

منشی نے یہ عبارت قلم بند کر کے لقا کی مہر اس پر لگا کر خمار کے حوالے کیا۔ اس نے نامہ لے کر خداوند کو سجدہ کر کے عرض کیا کہ میرے سر پر بال پیدا کر دیجئے۔"

لقا نے کہا: "اے بندی، تو نوروز کے دن آنا۔ میں تجھے ایسا حسن و جمال عطا کروں گا کہ تیری شکل حوران جناں سے بھی بہتر ہو جائے گی اور پھر کبھی ضعیف نہ ہو گی۔"

غرضیکہ تسلی اور تسکین دے کر رخصت کیا۔ یہ نامہ لے کے اڑی۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصے میں افراسیاب کے پاس پہنچی۔ وہ اس کا منتظر بیٹھا تھا کہ اس نے نامے کا جواب لا کر دیا۔ اور وہ نامہ بھی جو چالاک کا لکھا ہوا تھا۔ پیش کیا اور اپنا منڈا

ہوا سر بھی دکھایا۔
افراسیاب مارے خوف کے، کہ افسوس میری وجہ سے خداوند کو گالیاں ملیں۔ کانپنے لگا۔
خمار کا منڈا ہوا سر دیکھ کر بڑا رنج ہوا۔ یقین ہو گیا کہ بے شک صرصر اپنا اثر و

رسوخ جتانے کے لیے کسی عمرو کی صورت بنا لائی ہے۔ اس وقت حکم دیا کہ عمرو بندھا
ہوا ہے۔ اسے کھول کر ہمارے سامنے لاؤ۔ ساحر عمرو کو روبرو لائے۔ عمرو تو پہلے ہی
سے ہوشیار تھا۔ خمار کا بیان سن رہا تھا۔ سمجھ گیا کہ وہاں میرے کسی فرزند یا شاگرد
نے اس قحبہ کا سر مونڈ کر اور میری شکل بن کر دکھایا ہو گا۔ دھوکہ دے کر تجھے چھڑانا
چاہا ہو گا۔ جب افراسیاب کے سامنے آیا اس نے پوچھا کہ تو کون ہے، کہا: ''حضور
صرصر نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھے عمرو کی صورت بنا کر، شہنشاہ کے سامنے لیے
چلتی ہوں۔ وہ تجھے قید کریں گے۔ میں رات کو آ کر چھڑا دوں گی اور تجھے پانچ ہوار
روپے دوں گی۔ کہہ دینا کہ میں عمرو ہوں۔ ورنہ یاد رکھو، میں طلسم ظاہر کی رہنے
والی ایک طوائف ہوں۔''
فراسیاب نے یہ سن کر ساحروں سے کہا: ''اس پر سے سحر اتار لو۔'' اور عمرو سے کہا:
''جا جہاں جی چاہے چلا جا۔'' اور اس کے سچ کہہ دینے پر پانچ ہزار روپے عنایت فرمائے۔
عمرو سلام کر کے روپیہ لے کر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے۔ تم
پہنچانے جاؤ۔ اس سبب سے گلیم اوڑھ کر چلا۔

افراسیاب نے کہا: ''بلاؤ تو اس ناعیار غیبانی صرصر کو: ''وہ اسی باغ میں ایک جگہ آرام
کر رہی تھی کہ ساحروں نے آ کر شہنشاہ کا حکم سنایا۔ یہ ڈرتی لرزتی سامنے آئی۔ افراسیاب
نے حکم دیا کہ اس کو باندھو۔ ساحروں نے بارہ دری کے ستون سے صرصر کو باندھا
اور مار پڑنے لگی۔ صرصر پکاری کہ میرا کیا قصور ہے۔ افراسیاب نے کہا: ''حرامزادی
مجھے خداوند لقا کے حضور ذلیل کرایا۔ دیکھو یہ نامہ آیا ہے۔ تو ایک طوائف کو لالچ دے
کر، عمرو بنا کر لائی ہے۔''

صرصر نے کہا: "کبھی ایسا نہیں ہے۔ میں عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی۔"
اس وقت خمار نے کہا: "دیکھ میرا سر عمرو نے مونڈا۔ بھلا مجھے کیا پڑی تھی' جو اپنا سر آپ مونڈ کر تجھے جھوٹا بناتی۔"

صرصر نے عرض کیا: "آپ کتاب سامری ملاحظہ فرمایئے۔ میرے یا کسی اور کے کہنے پر نہ جایئے۔ اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجئے' ورنہ کوئی اپنا سر منڈاتا پھرے' مجھ پر تہمت جوڑے۔ پرائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے۔ مجھے کیا غرض۔"
خمار نے جھلا کر کہا: "او قحبہ' میرے منہ نہ لگنا۔ ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری۔"
صرصر بولی: "جو مجھے قحبہ کہے گی' وہ آپ ہو گی۔ میں شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ سنوں گی۔"
افراسیاب دونوں پر خفا ہوا کہ میرے رو برو یہ گستاخی زیبا نہیں۔ پھر کتاب سامری دیکھی۔ سب حال نظر آیا کہ صرصر سچی ہے۔ تو نے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا۔ خمار کا سر چالاک نے مونڈا ہے۔ یہ معلوم کر کر صرصر کو رہا کر کے خلعت دیا اور حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جا سکے اور جلد جا کر گرفتار کر لا۔"
صرصر عمرو کے تعاقب میں روانہ ہوئی۔ افراسیاب نے دربار برخواست فرمایا۔ ہر سردار اپنے اپنے گھر آیا۔ لیکن خمار کو صرصر سے اور صرصر کو خمار سے کینہ پیدا ہوا کہ جو آگے چل کر اپنا رنگ دکھائے گا۔
مگر اب حال سنئے کہ عمرو باغ سے نکل کر' گلیم اوڑھ کر جو چلا' جب دور نکل گیا' گلیم اتار لی اور اپنی صورت ایسی خبیث بنائی کہ لنگوٹی باندھے' جھلنگا اوڑھے' شراب کی بوتل ہاتھ میں' مردے کی کھوپڑی بغل میں ڈالے' بے ہودہ بکتا چلا کہ راہ میں اگر کوئی ساحر ملے تو اسے قتل کر کے' اس کی صورت بنا کر دریا سے پار اتر جاؤں۔ اسی فکر میں تھا کہ صرصر ڈھونڈتی ہوئی آ کر پہنچی۔ عمرو کو خبیث بنا دیکھ کر' اسے پہچانا اور للکار کر نیمچہ پکڑ کر مقابل ہوئی۔ عمرو بھی ناچار لڑنے لگا۔ کچھ دیر تک عیاری کی

جنگ ہوتی تھی کہ سامنے ایک ساحر پیدا ہوا۔ یہ ساحر اسی صحرا کا رہنے والا تھا' جہاں عمرو لڑ رہا تھا۔ غرضیکہ جب عمرو نے اسے آتے دیکھا' کہا: "اے صرصر' دیکھ تیرے پیچھے کون آتا ہے۔" اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ عمرو نے قریب جا کر بیضہ بے ہوشی مارا کہ صرصر کے منہ پر پڑا۔ چکر کھا کر گرنے لگی۔ عمرو نے گود میں اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور چاہا بھاگ جاؤں' لیکن وہ ساحر قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے ایسا ساحر کیا کو عمرو وہیں کھڑا رہ گیا۔ وہ پاس آیا اور کہا: "اے خبیث تو کس لیے لڑ رہا تھا۔ میں نے تجھے اس لیے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا تھا۔ اسے تو نے کیا کیا۔ کہاں غائب کر دیا۔"

عمرو نے کہا: "وہ میری زوجہ تھی' جس سے میں لڑتا تھا۔ میں بھوکا تھا' اس سے کھا گیا۔"

یہ سن کر اس ساحر کو حیرت ہوئی اور کہا:"کل تک میں دربار شاہی میں نہ پہنچا تھا۔ آج یہ وسیلہ اچھا ہے کہ تجھے شاہ کی خدمت میں لے جاؤں کہ ایسا ساحر ان کے ہاں کوئی نہ ہو گا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے۔" یہ کہہ کر سحر کر کے عمرو کو لے کر اڑا۔ اتفاقاً افراسیاب جو دربار برخواست کر چکا تھا۔ اس کا وزیر باغبان قدرت اپنے باغ میں آ کر' اپنی زوجہ ملکہ گلچیں جادو کے ساتھ بیٹھا مے خواری کر رہا تھا کہ یہ ساحر عمرو کو لیے ہوئے اسی طرف سے اڑتا ہوا نکلا۔

گلچیں نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجے میں ڈالے اڑا جاتاہے۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا: "اسے بلاؤ۔ دیکھو' یہ کون ہے۔"

باغبان نے سحر پڑھا۔ یہ ساحر رعایا میں سے ہے۔ نامی ساحروں کی طرح سحر نہیں جانتا ہے۔ باغبان کے سحر کرنے سے آگے نہ جا سکا۔ ناچار اتر آیا۔ باغبان کو دیکھ کر تسلیم کی۔ اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جس سے تو گرفتار کئے لیے جاتا ہے۔"

ساحر نے کہا: "یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا تھا۔ پھر یکایک اسے کھا گیا۔ مجھے تعجب ہوا۔ میں اسے شہنشاہ کے پاس لیے جاتا تھا۔"

باغبان کو بھی یہ ماجرا سن کر تعجب ہوا۔ سحر کی نگاہ سے عمرو کو گھورا۔ یہ بھی ساحر زبردست ہے۔ اس کے گھورنے اور نظر گرم سے عمرو کے جسم سے روغن عیاری اڑ گیا اور چنگاریاں جسم سے اڑنے لگیں۔ باغبان نے نگاہ سحر سے دیکھنا بند کیا اور اس ساحر سے کہا: "جناب یہ عمرو ہے۔"

عمرو سے دریافت کیا: "تو کیسے کہا گیا؟"

عمرو نے کہا: "اپنی زوجہ کو کسی کے سامنے نہیں کرتا ہوں' اور نہ اسے تنہا کسی مکان میں رکھتا ہوں' بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہوں۔ میری زوجہ عیار بے بدل ہے۔ صحرا میں اسے جب زنبیل سے نکالتا ہوں' وہ مجھ سے لڑتی ہے لہٰذا اس وقت میں اور وہ' دونوں لڑ رہے تھے کہ یہ ساحر آیا۔ میں نے اس کو نامحرم سمجھ کر اپنی بیوی کو زنبیل میں رکھ کر لیا۔ نگل تو میں کسی کو نہیں گیا۔"

عمرو سے یہ حقیقت سن کر گلچیں نے کہا: "اپنی بیوی کو نکال۔ ہم بھی دیکھیں کہ کیسی ہے۔" عمرو نے کہا: "میں غیر مرد کے سامنے کا ہے کو نکالوں۔ سب کو ہٹا دیجئے اور کچھ روپیہ دیجئے تو نکالوں۔"

گلچیں نے وہاں سب کو ہٹا دیا' لیکن باغبان بیٹھا رہا۔ اس نے کہا: "اے عمرو' تو اپنی زوجہ کو میرے رو برو نکال۔ میں تجھے بہت کچھ دوں گا۔"

عمرو نے کہا: "پہلے روپے منگا دو تو کیا مضائقہ۔"

باغبان اور اس کی بیوی نے بہت کچھ روپیہ منگا کر دیا۔ عمرو ایک گوشہ باغ مین گیا۔ صرصر کا منہ زنبیل سے نکال کر اس کی صورت تبدیل کر دی۔ وہاں سے باغبان کے سامنے آیا۔ کمر کے برابر سے صرصر کو کھینچ کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ گلچیں نے ایک حسین و جمیل عورت کو دیکھا۔ کہا: "عمرو کی بیوی بہت خوب صورت ہے۔ اچھا اسے ہوشیار کرو۔" عمرو نے کہا: "بھاگ نہ سکے گی' تو فقرے دے گی۔ مثلاً کہے گی' میں صرصر ہوں اور آپ اس وقت میرے دشمن ہو جایئے گا۔" باغبان اور گلچیں دونوں نے قسم کھائی کہ ہم اس کا کہنا نہ مانیں گے۔ اس وقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت

سے باندھ کر دفع بے ہوشی کا فتیلہ سونگھایا۔ اسے ہوش آیا۔ باغبان اور گلچیں کو بیٹھے دیکھا۔ فریاد کی: "اے شہنشاہ، مجھے آپ نے کیوں باندھا ہے۔ اس ساربان زادے عمرو کے کہنے پر نہ آیئے گا۔ لایئے میں اس کو شہنشاہ کے پاس لے جاؤں۔ انھیں اس کی تلاش ہے۔"

عمرو نے یہ سن کر کہا: "حرامزادی، شہنشاہ اپنے یار کے پاس مجھے لے جا کر کیا کرے گی آج تیری ناک کاٹوں گا۔" اب جو صرصر برا بھلا کہتی ہے تو سب جانتے ہیں کہ یہ باہم میاں بیوی ہیں۔

ملکہ گلچیں نے کہا: "اے عمرو، بیوی تیری زبان دراز ہے۔"

عمرو صرصر کو طمانچے لگانے لگا: "کیوں اے بال کٹی۔ پھر زبان درازی کرے گی۔" باغبان اور گلچیں ہنسنے لگے۔ اس وقت صرصر نے کہا: "اے لوگو! یہ دل لگی اچھی نہیں۔ میں شہنشاہ سے کہوں گی۔ آپ کا وزیر بھی عمرو سے مل گیا۔"

باغبان نے کہا: "تو شہنشاہ کے پاس کیوں کر پہنچے گی؟"

صرصر نے کہا: "میں عیارہ صرصر ہوں۔ ہر وقت دربار میں حاضر رہتی ہوں۔"

عمرو یہ سن کر بولا: "دیکھئے میں نہ کہتا تھا کہ یہ خود کو صرصر بتائے گی۔ بڑی مکارہ ہے، پھر دو ایک طمانچے لگائے۔ اس وقت صرصر نے بیان کیا کہ دربار میں کیا کیفیت گزری، عمرو کی گرفتاری سے پہلے افراسیاب کا کیا ارادہ تھا۔ اور آپس میں کیا گفتگو ہوئی تھی اور کیا مشورہ ہوا تھا اور کہا: "میں صرصر نہ ہوتی تو اس کیفیت کو کیوں کر جانتی۔"

صرصر کے اس بیان سے باغبان کو شبہ ہوا۔ اس نے باغ سے ایک پھل توڑ کر اس پر سحر پڑھا کہ وہ پھل شق ہوا اور اس میں سے ایک خوش رنگ پرندے نے نکل کر خوش الحانی سے آواز دی: "یہ عورت جو بند ہے صرصر ہے۔" یہ آواز دے کر وہ پرندہ چلا گیا۔ باغبان نے صرصر کو عذر خواہی کر کے رہا کر دیا۔ اس ہنگام میں سب تو صرصر کی جانب مخاطب تھے۔ عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا، مگر جب صرصر چھوٹی،

پکاری: "وہ نا عیار کہاں گیا۔"
عمرو نے جواب دیا: "موجود ہیں۔"
باغبان خائف ہوا کہ آواز آتی ہے اور عمرو دکھائی نہیں دیتا۔ اتنے میں صرصر نے کہا' میں جاتی ہوں۔ عمرو نے کہا' ہم بھی ساتھ ہیں۔ غرض کہ صرصر باغ سے نکل کر روانہ ہوئی اور عمرو وہیں ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو اس جگہ کا سب مال اسباب لوٹوں اور ساحروں کو قتل کروں۔
صرصر کے چلے جانے کے بعد گلچیں نے کہا: "صرصر کے جھگڑے میں عمرو کو بھی ہاتھ سے کھویا۔ میں نے اس کے اوصاف بہت سنے تھے۔ اگر یہاں ہوتا تو اس کے کمال دیکھتی۔"
عمرو نے جواب دیا: "ہم یہیں ہیں' لیکن اس لیے پوشیدہ ہیں کہ تم لوگ ساحر ہو' ہمیں گرفتار کر کے افراسیاب کے پاس لے جاؤ۔"
گلچیں نے یہ آواز سن کر کہا: "قسم ہے سامری کی۔ یہاں کوئی تجھ سے دغا نہ کرے گا۔"
عمرو پکارا: "اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئیں۔"
گلچیں نے روپیہ جمع کرایا۔ عمرو گلیم اتار کر ظاہر ہوا۔ گلچیں نے خاطر کر کے بٹھایا اور کہا: "اے عمرو' ہم آپ کے گانے کے بہت مشتاق ہیں۔ کچھ ہمیں سنائیے۔"
عمرو نے نکالی اور گھنگھرو پاؤں میں باندھے۔ رقص و سرود آغاز کیا۔ اہل انجمن کو بے خود کر دیا۔ باغ کے پرندے اپنی نغمہ سرائی کو بھول کر' عمرو کی آواز سے مسحور ہوئے۔ اس گلشن کے پھول ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے۔ پتے ہوا سے جنبش نہ کرتے تھے' بلکہ تالیاں فرط عشرت سے بجاتے تھے۔ درخت جھوم جاتے تھے۔ دہن غنچہ خموش تھے۔ بلبل شوریدہ کر سر میں جوش تھے۔

لگا گانے ٹپا وہ اس آن سے

نکلنے لگی جان ہر تان سے
عجب تان پڑتی تھی انداز سے
کہ بے کل تھی ہر تال' آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی
مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
لگی دیکھنے آنکھ' نرگس اٹھا
گلوں نے دیئے کان اپنے لگا
لگے ہلنے آ وجد میں سب درخت
کھڑے ہو گئے سرو ہو کر کرخت
درختوں سے گرنے لگے جانور
بنے مثل آئینہ دیوار و در
ہوئے نہر کے سنگ پانی پگھل
پڑے سارے فوارے اس کے اچھل
ہوئیں قمریاں شوق سے نعرہ زن
بھرا اشک سے بلبلوں کے چمن
عجب راگ کو بھی دیا ہے اثر
کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر
بندھا اس طرح کا جو اس جا سماں
ہوا سب کے دل کا عجب حال واں
بندھا اس طرح کا جو اس دم سماں
ہوا بھی لگی رقص کرنے وہاں

عمرو نے کئی لاکھ روپے کا جواہر انعام میں پایا تھا' اپنا خوب رنگ جمایا تھا۔ ادھر افراسیاب پھر دربار میں آ کر بیٹھا۔ کتاب سامری دیکھی۔ معلوم ہوا کہ صرصر جو عمرو کی گرفتاری کو گئی تھی' اس پر کیا گزری۔ کتاب میں نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ میں بیٹھا عمرو کا گانا سن رہا ہے اور صرصر کا بھی پورا حال معلوم ہوا۔ افراسیاب یہ دیکھ کر غضب ناک ہوا کہ ہمارا وزیر ہمارے دشمن سے اس لطف و کرم سے پیش آئے۔ افسوس ہے کہ اتنا بڑا معزز کار پرواز' رکن سلطنت دشمن سے یوں مل جائے۔ اسی غصے میں کتاب کو بند کر کے دستک دی کہ پتلا زمین سے پیدا ہوا اسے حکم دیا کہ باغبان کے یہاں عمرو بیٹھا گا رہا ہے۔ اسے اور باغبان کو جا کر پکڑ لا۔ پتلا یہ حکم سن کر روانہ ہوا۔

یہاں عمرو گاتے گاتے ذرا ٹھہرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی۔ اوپر جو دیکھا تو ایک پتلے کو آتے پایا۔ عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی۔ پتلا جو چمک کر گرا۔ عمرو کو تو نہ پایا۔ باغبان کی کمر میں ہاتھ دے کر لے اڑا۔ گلچیں گھبرائی کہ اب آفت آئی۔ یہاں پتلے نے باغبان کو افراسیاب کے سامنے پہنچایا۔ افراسیاب اسے دیکھ کر' تازیانہ لے کر اٹھا اور چند کوڑے مارے کہ: "کیوں اے نمک حرام! میرے دشمن کو لے کر اس طرح اپنے گھر میں بیٹھا تھا' باغبان نے سارا حال' ساحر کے گرفتار کر لانے کا اور صرصر کی بھی ساری کیفیت بیان کرنے کے بعد معذرت طلب کی: "حضور اب کبھی نمک حرامی نہ کروں گا۔ اب شہنشاہ مجھے رہا کریں' تاکہ اس جعلساز دھوکے باز کو حاضر حضور کروں۔" افراسیاب نے اس کلام میں صداقت کی خوشبو دیکھی اور رہا کر دیا۔ باغبان پورے غیظ و غضب سے عمرو کو لینے کے لیے روانہ ہوا۔ عمرو کا حال یہ ہے کہ جب پتلا باغبان کو اٹھا لے گیا' تو عمرو نے خالی مقام پا کر گلیم اتاری گلچیں سے کہا: "ملکہ میں نے افراسیاب کا غضب ختم کرنے کے لیے ایک تدبیر سوچی ہے اگر بارہ دری میں علیحدہ چلو تو بیان کرو۔"

گلچیں علیحدہ ساتھ گئی۔ عمرو نے اس کو بیضہ بے ہوشی مار کر بے ہوش کیا اور دری میں لپیٹ کر بارہ دری میں ایک جگہ چھپا دیا اور خود عیاری کا رنگ و روغن مل کر اس کی سی صورت بنا کر گلچیں بن گیا۔ اس کا لباس لے کر زیب جسم کیا۔ وہاں سے آ کر ناز و ادا سے مسند پر بیٹھا۔ کنیزوں نے عرض کیا: "حضور! عمرو کہاں گیا؟"

عمرو نے جواب دیا: "اس کو تو غائب ہونے کی قدرت حاصل ہے' نہیں معلوم کہاں گیا۔"

کنیزیں خاموش ہو رہیں کہ ایسا ہی ہو گا۔ اس عرصے میں باغبان پہنچا اور زوجہ سے پوچھا' عمرو کہاں ہے۔ نقلی گلچیں نے کہا کہ "وہ تو جب آیا تھا' جب ہی غائب ہو گیا تھا۔"

باغبان نے کہا: "اس ناعیار کے سبب شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل و رسوا کیا۔ میں اس کے تجسس میں جاتا ہوں۔ دریا سے پار تو نہ جا سکے گا۔ گرفتار کر کے شہنشاہ کے پاس لے جاؤں گا۔" یہ کہہ کر بزور سحر پرواز کر کے چلا۔ یہاں عمرو جو گلچیں بنا ہوا ہے۔ اس کے جانے کے بعد سوچنے لگا کہ باغبان جب تعاقب و جستجو کے بعد مجھے نہ پائے گا' سحر سے دریافت کرے گا کہ عمرو کہاں ہے۔ سحر بتا دے گا کہ گلچیں بنا بیٹھا ہے وہ آ کر تجھے گرفتار کر لے گا۔

یہ سوچ کر عمرو نے باغبان کی دو بیٹیوں نہال جادو اور ثمر جادو کو طلب کیا۔ جب حاضر ہوئیں' ان کی بلائیں لیں اور مادرانہ محبت جتائی۔ خوب پیار کیا اور کہا: "تمہارا باپ عمرو کی تلاش میں گیا ہے اور وہ عیار بری بلا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے باپ کو کسی طرح کی گزند پہنچائے یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے' تو شہنشاہ کی خفگی آئے۔ چلو ہم بھی چلیں اور عمرو کو تلاش کریں۔"

نہال جادو نے کہا: "بہتر اے والدہ' چلیے۔"

گلچیں نے بزور سحر تخت منگوایا۔ نہال نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا۔ دھواں اس میں سے نکل کر آسمان کی طرف گیا۔ لمحے کے بعد ایک تخت اڑتا ہوا آیا اور زمین پر اترا۔ گلچیں اور نہال دونوں سوار ہوئے۔ ثمر جادو کو مکان کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر روانہ ہوئیں۔ گلچیں نے نہال سے کہا: "اے لڑکی دیکھوں تو کتنی جلدی تخت کو لے کر چلتی ہے۔ کچھ سحر بھی سیکھا ہے یا دن بھر کھیلا کرتی ہے۔"

نہال نے ایسا سحر کیا کہ تخت اڑتا ہوا' دریائے خون رواں کے قریب پہنچا۔ اس وقت نقلی گلچیں نے ہونٹوں کو جنبش دے کر کہا: "میرا سحر خبر دیتا ہے کہ عمرو دریا کے پارا اتر گیا ہے مگر ہنوز صحرا میں پھرتا ہے۔ جلد سحر کر کے چلو تو گرفتار کریں۔" نہال نے سحر کر کے تخت رواں کیا اور دریا کے پار پہنچی۔ لیکن اس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈتا پھرا جب کہیں پتا نہ چلا۔ اس نے ایک بت اپنی کلائی سے کھول کر' کچھ جادو پڑھ کر کہا: "اے تصویر سامری' تجھے واسطہ سامری کا سچ بتا کہ عمرو کہاں ہے۔"

وہ بت بولا: "تیری زوجہ کی صورت بن کر' تیری بیٹی نہال جادو کے ہمراہ دریا کے پار اترا ہے اور تیری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہے۔"

باغبان یہ سن کر تیزی سے چلا۔ بت کو لے کر کلائی میں باندھ لیا۔ یہاں عمرو دریا کے پار اتر کر نہال کو بے ہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان آپہنچا اور للکارا: "باش' اے ناعیار۔ کہاں جائے گا۔ میں آپہنچا۔" نہال یہ آواز سن کر' حیران ہو کر ہر طرف دیکھنے لگی کہ میرا باپ کسے للکارتا ہے۔ عمرو نے ایک دھول نہال کے لگا کر فوراً گلیم اوڑھ لی اور تخت پر سے کود کر نعرہ کیا: "باش او حرامزادے' میں شہنشاہ عیاراں ہوں' بچ گیا تو میرے ہاتھ سے اور تیرا سارا گھر' ورنہ جہنم رسید کر دیتا۔"

یہ کہہ کر عمرو تو چلا گیا۔ باغبان اپنی بیٹی نہال کے پاس آیا اور کہا: "تو نے بڑا غضب کیا' جو عمرو کو دریا کے پار اتار دیا۔" نہال نے کہا: "مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ باغبان اسے لے کر ناچار اپنے مکان میں آیا اور گلچیں کو ڈھونڈھ کر بارہ دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہا: "میں جانتا ہوں' عمرو اپنی بارگاہ میں جا کر ظاہر ہو گا۔ وہاں سے پکڑ لاؤں گا۔"

گلچیں نے اس کے قدموں میں سر رکھا' کہا: "اے باغبان' واسطہ سامری و جمشید کا' ان عیاروں کے مقدمے میں دخل نہ دے۔ جب شہنشاہ ان سے عاجز ہو رہا ہے' تو ہماری کیا حقیقت ہے۔ ایسا نہ ہو عیار عاجز آ کر قتل کر ڈالیں۔ ابھی دیکھ لیا کہ عمرو کہاں تھا اور کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ اور شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا۔ باغبان اس کے سمجھانے سے خائف ہوا اور افراسیاب کے پاس گیا۔ سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے نکل گیا۔ افراسیاب خاموش ہو رہا۔ اس لیے کہ اگر اس کو زیادہ تنبیہہ کروں گا تو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی جا کر مہ رخ کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اب یہ سب تو دربار میں بیٹھے اور عمرو بھی آ کر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا۔ سب سردار خوش ہوئے۔ آرام و سکون سے بیٹھے' لیکن صرصر کا حال سنئے کہ وہ باغبان کے مقام پر سے چلی تو اس کے خیال میں آیا کہ عمرو تو دریا کے پار نہ اتر سکے گا۔ مہ رخ کا لشکر خالی ہے۔ قران صحرا میں رہتا ہے اور عیار فکر عیاری میں گئے ہوں گے تو چل کر مہ رخ یا بہار یا کسی اور سردار کو گرفتار کر لا۔ اور جیسا کہ عمرو نے تجھے ذلیل کیا ہے' ویسا ہی اسے بھی جلا۔ غرضیکہ دریا سے اتر کر' شکل بدل کر' مہ رخ کے لشکر میں داخل ہوئی اور فکر عیاری کرنے لگی۔ دن بھر اس نے قیام کیا۔

رات کو مہ رخ نے دربار رخصت فرمایا۔ ہر ایک سردار اپنی خواب گاہ میں آیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے مہ رخ کا بیٹا شکیل حیرت کی بیٹی ملکہ خوبصورت پر عاشق ہے۔ شکیل جب اپنے خیمے میں آتا ہے' اپنی محبوب کی یاد زلف میں' بصد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہے۔ عاشقانہ شعر پڑھتا ہے۔ اس رات کو بھی حسب معمول' المناک دل لیے

بصد اضطراب اپنے خیمے میں آیا۔ دامن تک گریباں چاک کیا۔ ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی' مگر اس کے لیے اپنے محبوب کے چہرہ تابناک کے بغیر اندھیرا تھا۔ کہتا تھا کہ آسمان میرا دشمن ہے۔ یہ چاند نہیں' رال کا گودا ہے۔ بیٹھے بیٹھے ترنگ آئی۔ دل میں یہ سمائی کہ چل کر بیابان میں غم دل کو خالی کرو۔ مجنوں کی طرح اپنی لیلیٰ کی یاد میں یہ رات بسر ہو۔ صبح کو لشکر میں چلے آنا۔ کوئی اس حال سے مطلع نہ ہو گا۔ دل مضطرب بہل جائے گا۔ آسیب الم ٹل جائے گا۔ یہ تصور کر کے روتا ہوا صحرا نورد ہوا۔ ہر قدم پر اشک حسرت بہاتا تھا۔

درد بھری غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو فکر عیاری میں پھر رہی تھی' اس کو تنہا جاتے دیکھ کر ساتھ ہوئی۔ جب شکیل صحرا میں پہنچا' کوہسار کے قریب ایک پتھر پر بیٹھ کر غم دل برطرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے بہلاتا تھا۔ صرصر تو اسی طلسم کی رہنے والی ہے' اور اس کے ماجرائے عشق سے بخوبی واقف ہے' اسے اس وقت بے قرار دیکھ کر اپنی صورت ایک کنیز کی بنائی۔ یعنی جیسی کنیزیں ملکہ خوبصورت کی ہیں۔ سامنے آ کر تسلیم کی اور کہا: "آپ نے مجھے پہچانا؟"

شکیل نے جواب دیا: "میں کیا جانوں؟ میں خود کو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔"

صرصر نے کہا: "میں ملکہ خوبصورت کی کنیز ہوں۔ جب سے ملکہ قید ہوئیں' میں صحرا میں رہتی ہوں۔"

شکیل نے جو سنا کہ محبوبہ کی کنیز ہے تو

قیس جنگل میں اکیلا ہے' مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

دونوں باہم رونے لگے۔ کنیز نے کہا: "تیرے فراق میں ملکہ کا بھی یہی حال زار ہے۔" شکیل یہ حسرت افزا ماجرا سن کر' کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا۔ یہ بے قراری

دیکھ کر کنیز یعنی صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور اس پریشان حال کے سامنے رکھ کر عرض کیا: اے سرگشتہ کوئے محبت' ملکہ نے قید ہونے کے وقت کچھ چکنی ڈالیاں اور الائچیاں اپنے لب نازک سے جھوٹی کر کے اس میں رکھی تھیں اور مجھے حکم دیا تھا کہ جہاں کہیں ہمارا عاشق ملے۔ اسے دینا' اور ہمارا حال غم کہہ دینا۔

شکیل نے خاصدان سے الائچیاں لے کر کھائیں اور بے ہوش ہو گیا۔ صرصر اس کو پشتارے میں باندھ کر روانہ ہوئی۔ صرصر پشتارہ لیے حیرت کی بارگاہ میں داخل ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کر کے پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ حیرت نے پوچھا: "کس کو لائی ہے؟"

اس نے عرض کیا: "مہ رخ کے بیٹے شکیل کو کہ ملکہ خوبصورت کا شیدا ہے۔"

ملکہ حیرت نے اسے قید سحر پہنا کر ہوشیار کیا۔ جب شکیل کی آنکھ کھلی تو خود کو حیرت کے دربار میں گرفتار پایا۔ بے اختیار زبان پر لایا: "اے ملکہ میں پہلے ہی غم محبت سے زندان الم میں گرفتار ہوں۔ گیسوئے تابدار کا اسیر ہوں۔ مجھے گرفتار کرنا کیا' بقول شخصے آج نہ مرا کل مر جاؤں گا۔" یہ کہہ کر بہت رویا۔ حیرت نے اس کے حال پر رحم کیا اور کہا: "اے شکیل' تو بھی کوئی غیر نہیں۔ مہ رخ کا بیٹا اور مہ جبیں' دختر شہنشاہ کا ماموں ہے۔ اگر میری اطاعت کرے اور اپنی ماں کا ساتھ نہ دے' تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کر دوں گی۔"

شکیل نے کہا: "مجھے ماں کا ساتھ منظور ہے نہ آپ کا۔ میں تو ملکہ خوبصورت کے جادو میں مجبور و مسحور ہوں۔ فرمائیے جو حکم ہو' بجا لاؤں' کہئے تو آپ کے لیے مہ رخ سے جا کر لڑوں۔"

حیرت نے اس کی قید دور کر کے خلعت دیا اور اس کی خاطر سے طاؤس جادو نامی ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کر کے' باغ عشرت میں لا کر حمام کرا کے مسند پر جلوہ کرے۔ طاؤس نے حسب الحکم سحر کے ہنڈولے پر سے خوبصورت کو اتارا اور باغ میں پہنچا دیا۔ اس کے آنے سے اس باغ کی بہار دونی ہوئی۔ اس غنچہ

دلہن نے بھی اپنی آرائش و زیبائش کی اور اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سن کر خوشی ہوئی۔
جب صبح ہوئی تو ادھر شکیل کی گرفتاری کی خبر ملکہ مہ رخ نے سنی۔ لمحے کے بعد خبر پہنچی کہ شکیل پھر اسی طرح سامری پرست ہو گیا اور حیرت کا ساتھی اور شریک ہوا۔
مہ رخ کو یہ خبر سن کر بڑا رنج ہوا' لیکن عمرو دربار میں موجود تھا کہنے لگا: "اے ملکہ' جب طلسم فتح ہو گا' ہزاروں بیٹے بیٹیاں مل جائیں گے۔ اگر اصلی نہ ہوں گے تو بہت سے آ کر بن جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا بیٹا اپنے محبوب کے غم میں مرجاتا۔ وہاں زندہ رہے گا۔ یہ اس کی جان بچنے کا اچھا سہارا ہے۔ تم اصلی مقصد پر نظر رکھو۔ ایسی ویسی باتوں کا دھیان کرنا اچھا نہیں۔ مجھے دیکھو کہ شہزادہ اسد قید ہو گیا۔ کچھ رنج نہ کیا اور تیور پر میل نہ آیا۔
غرض مہ رخ بیٹے کے غم کو بھلا کر صابر و شاکر ہوئی۔ مگر وہاں شکیل نے حیرت سے عرض کیا: "اگر مجھے اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤں۔"
حیرت نے اجازت دے دی کہ جاؤ اور ایک شب باغ عشرت میں رہ کر اپنی محبوبہ کا نظارہ جمال کرو۔ اور ساحرہ طاؤس کو حکم دیا کہ خفیہ طور پر ان دونوں کی نگران رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی نہ کر پائے۔ طاؤس پوشیدہ روانہ ہوئی۔ شکیل نے بھی چلنے کی تیاری کی۔ نہا دھو کر خود کو نفیس پوشاک سے آراستہ کیا۔ ادھر خوبصورت نے یہ خبر سنی تو اس نے بھی لباس زر تار زیب تن کیا۔ باغ کی زیبائش کی۔ جلسہ عشرت منعقد ہوا۔ باہم ملاقات ہوئی۔ عشق و محبت کی باتیں ہوئی اور دونوں نے باغ سے نکل کر گوشہ خلوت میں جانے کا فیصلہ کیا۔ طاؤس جوان دونوں کی خفیہ محافظ تھی اور حیرت نے اس سے کہہ دیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کریں' تو انہیں منع کرنا۔ لہٰذا جب اس نے انہیں جاتے دیکھا' گھبرا کر دوڑی اور یہ دونوں باغ سے نکل کر ایک پہاڑی کے قریب پہنچے تھے کہ اس نے آ کر روکا۔ شکیل سے سحر چلنے لگا۔ تخت سے اتر کر مقابلہ کیا۔ نارنج و ترنج کی مار ہونے لگی۔ طاؤس نے سحر کا ایک ناریل پڑھ

کر مارا کہ شکیل نصف زمین میں غرق ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ گرفتار کر کے لے جاوے۔
اس وقت اتفاق سے ضرغام اس طرف آ نکلا۔ یہ ماجرا دور سے دیکھ کر ایک غلہ بے ہوشی غلیل میں رکھ کر اس کی ناک پر مارا کہ طاؤس بے ہوش ہو کر گری۔ ضرغام نے آ کر زبان میں سوئی دے کر اسے ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا: "اگر ملکہ مہ رخ کی اطاعت اختیار نہ کرے گی' خنجر ظلم سے ہلاک ہو گی۔" پھر خلاق دو جہاں کی حمدو ثنا اس کے سامنے بجا لایا کہ کفر کا زنگ طاؤس کے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور اشارے سے کہا: "مین تابعدار ہوں۔" ضرغام نے اسے رہا کیا اس نے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لے کر روانہ ہوئی۔ یہاں تک کہ مہ رخ کے لشکر میں داخل ہوئی۔ ضرغام نے یہ خبر مہ رخ کو دی' وہ نامی سرداروں کے ہمراہ بیٹے اور بہو کو لے کر بارگاہ میں آئی۔ طاؤس کو خلعت سرداری دیا۔ جشن عظیم کا آغاز کیا۔ صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی۔
دو ایک روز کے بعد یہ کیفیت حیرت نے سنی۔ شعلہ غضب کانوں اور سینے میں مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کر کے اسی وقت چڑھ جاؤں اور سب کو ہلاک کروں' مگر صرصر اور صبا رفتار عیارنیاں حاضر تھیں۔ انہوں نے عرض کیا' آپ تامل فرمائیں۔ ہم جا کر سردار لشکر یعنی مہ رخ کو گرفتار کر کے لاتے ہیں۔ شکیل کے بدلے اسے قتل فرمائے گا۔" یہ کہہ کر دونوں روانہ ہوئیں۔ صرصر ایک خدمت گار کی صورت بن کر مہ رخ کی بارگاہ میں داخل ہوئی اور صبا رفتار باہر ٹھہری۔ یہاں بارگاہ میں ناچ ہو رہا تھا۔ عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک خدمت گار گوشے میں کھڑا ہے اور چار طرف دیکھتا ہے۔ عمرو پہچان گیا کہ عیارہ ہے۔ اپنے مقام پر سے اٹھا اور چاہا کہ بہلاوا دے کر پکڑ لوں' لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی۔ سراپچہ پھلانگ کر باہر کود کر چلی اور پکاری: "میں صرصر شمشیر زن ہوں۔" اور نکل گئی۔
صبار رفتار جو باہر کھڑی تھی' صحرا سے قران آتا ہے' اس نے پہچانا اور دھوکا دے کر

پشت پر سے آ کر اسے گود میں اٹھا لیا۔ صبا رفتار ہر چند تڑپی۔ مگر نہ چھوٹ سکی۔
اس ماجرے کو صرصر دور سے دیکھ رہی تھی۔ فوراً عمرو کی صورت بن کر آئی اور کہا:

"اے قران یہ تیری محبوبہ ہے۔ لا مجھے اس کو دے کہ سزا دوں۔ تجھے اس کے ساتھ عتاب کرنا اچھا نہیں۔ قران نے یہ کلام سن کر' عمرو سمجھ کے صبا رفتار کو دے دیا۔
صرصر اس کو لے کر چلی اور پکاری: "میں صرصر ہوں۔" اس وقت عمرو بھی بارگاہ کے باہر آیا اور دونوں عیار بچیوں کے پیچھے بھاگے۔ مگر وہ بجلیوں کی طرح چمک دمک کر نکل گئیں۔ عیار واپس آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کر کے لشکر میں آئی۔
اتفاق سے ایک طرف ماہ جادو اور مہ رخ کا خیمہ تھا۔ ماہ جادو ضعیفی کے باعث خیمے میں رہتی ہے۔ دربار میں کم آتی ہے۔ صرصر عمرو کی صورت بن کر اسی خیمے میں گئی۔
ماہ جادو نے مسند پر بٹھایا۔ کشتیاں شراب کی سامنے رکھیں۔ صرصر نے کہا: "اے ملکہ صحبت رنداں میں تکلف کیا ہے۔ لیجئے میں بھی پیتا ہوں۔ یہ جام تو آپ پی لیجئے۔"
ماہ جادو نے ایک ساغر لے کر ایک جرعہ کشید کیا۔ صرصر نے اس کے ملازموں کو کاروبار کے بہانے سے ہٹا دیا۔ الغرض مہ جادو شراب پی کر بے ہوش ہوئی۔
صرصر اس کو ایک جگہ چھپا کر' آپ اس کی صورت بنی۔ اس اثنا میں رات کی تاریکی پھیل گئی۔ صرصر ماہ جادو کی شکل میں ملکہ مہ رخ کے پاس آئی۔ مہ رخ دربار برخاست کر کے آرام گاہ میں استراحت پذیر تھی۔ اپنی ماں کو دیکھ کر اٹھی اور بصد عزت و تکریم بٹھایا۔ ماہ جادو نے کہا: "اے بیٹی' عیار بچیاں آئی ہوئی ہیں۔ آج میں تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤں گی اور تجھ پر ہاتھ رکھے رہوں گی۔ اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہنچائے۔"
مہ رخ نے جواہر نگار پلنگ اپنے پلنگ کے برابر بچھوا دیا۔ سامان راحت مہیا کر دیا۔ نقلی ماہ جادو آرام پذیر ہوئی۔ یہاں تک کہ جب سب سو گئے۔ اس نے مہ رخ کے منہ پر بے ہوشی ملی۔ وہ بے ہوش ہوئی۔ اس کا پشتارہ باندھ کر' سراچہ چاک کر کے لے

چلی، لیکن لشکر میں گشت پھر رہا تھا۔ پہرے والوں نے اسے جاتے دیکھا اور روکا۔ صرصر نے خنجر کھینچ کر دو ایک کو زخمی کیا اور چاہا لڑ بھڑ کر نکل جاؤں۔ غلغلہ بلند ہوا۔ عمرو

شور سن کر خیمے سے نکل کر دوڑا۔ اس عرصے میں صرصر لڑ بھڑ کر پشتارہ لے کر روانہ ہوئی، مگر عمرو نے اس کا تعاقب نہ چھوڑا۔ اتفاق سے صرصر جب صحرا میں پہنچی، وہاں قران مل گیا۔ اسے خنجر زنی ہو رہی تھی کہ عمرو بھی آپہنچا۔ صرصر کو گھیرا، مگر صحرا کی ٹھنڈی ہوا جو لگی، مہ رخ کو ہوش آ گیا۔ دیکھا میں چادر میں لپٹی ہوں اس وقت سحر پڑھا کہ چادر عیاری چاک ہو گئی اور کمند کے حلقے جو ہاتھ پاؤں میں بندھے تھے، کھل گئے۔ مہ رخ پشتارہ سے باہر نکلی اور سحر پڑھ کر صرصر کو پکڑ لیا۔

صرصر نے کہا: "سحر سے جب چاہو، عیار کو پکڑ لو۔ مجھے تو دعویٰ عیاروں سے مقابلے کا ہے۔"

قران نے کہا: مہ رخ اس کو چھوڑ دو۔ یہ سچ کہتی ہے۔ ہم اس کو انشاءاللہ عیاری کے فن سے زیر کریں گے۔"

مہ رخ نے صرصر کو چھوڑ دیا۔ صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری شروع ہوئی۔ کبھی دونوں جانب سے بے ہوشی کے بیضے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے پڑتے تھے۔ عمرو اور مہ رخ کھڑے دیکھ رہے تھے، مگر اس جنگل میں ایک ساحر رہتا ہے۔ نام اس کا نثار جادو ہے۔ وہ افراسیاب کا ملازم ہے۔ وہ ہنگامہ سن کر اپنی جگہ سے یہاں آیا۔ قران اور عمرو ساحر کو آتے دیکھ کر فرار ہو گئے اور صرصر بھی ایک طرف چلی گئی کہ میں جا کر اور کچھ کروں۔ نثار جادو مہ رخ کے پاس آیا اور اسے پہچان کر براہ ادب تسلیم کی۔ حال پوچھا کہ حضور یہاں کیوں کر تشریف لائیں۔ مہ رخ نے گرفتار کر لانے کی بیان کی۔

نثار جادو نے عرض کیا: "میں چاہتا ہوں، حضور کی اطاعت کروں۔ آپ کا شریک ہوں، لہٰذا اگر ملکہ عالم اس غریب کے جھونپڑے کو رونق بخشیں۔ دعوت نوش فرمائیں، تو میں بھی اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لے کر آپ کے ساتھ چلوں۔"

ہ رخ نے یہ درخواست قبول فرمائی اور اس کے ساتھ چلی۔ نثار اپنے مسکن پر لایا۔ مہ رخ نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک رفیع الشان محل بنا ہے۔ شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہے۔ مکان نہایت آراستہ ہے۔ نثار نے مسند پر بٹھایا۔ کشتیاں شراب کی پیش کیں۔ اطاعت کا اظہار کیا۔ مہ رخ نے چند جام شراب پیئے۔ اس میں نثار نے بے ہوشی ملائی تھی۔ یہ پی کر بے ہوش ہو گئی۔ نثار نے صندوق میں اٹھا کر بند کر دیا کہ صبح کو افراسیاب اور حیرت کے پاس لے جاؤں گا' لیکن ادھر عمرو اور قران جو لشکر میں پھر کر آئے۔ دیکھا کہ ابھی مہ رخ یہاں نہیں آئیں۔ خیال کیا کہ صرصر تو یہاں موجود تھی ہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے چلے جانے کے بعد پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی۔

یہ تصور کر کے دوبارہ تلاش میں روانہ ہوئے۔ عمرو ایک ساحر کی صورت بن کر' حیرت کے لشکر میں آیا جہاں صرصر بھی صحرا سے پھر کر آئی تھی۔ حیرت کی بارگاہ کے دروازے پر کھڑی تھی کہ عمرو آ پہنچا اور کہا: "بی بی صرصر' آج تو تم نے بڑا کام کیا کہ مہ رخ کو گرفتار کر لائیں۔"

صرصر نے غور سے عمرو کو دیکھ کر پہچانا اور کہا: "میں کسی کو نہیں لائی۔"

عمرو نے کہا: "مجھ سے اور عیاری۔"

صرصر نے قسم کھائی کہ میں نہیں جانتی۔ عمرو وہاں سے تلاش میں چلا اور راہ میں برق فرنگی سے ملاقات ہوئی۔ اسے بھی ساری کیفیت بیان کی۔ وہ بھی تجسس میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈتے پھرے۔ صبح کے وقت عمرو اور برق تلاش کرتے کرتے اس پہاڑ کے قریب پہنچے' جہاں نثار رہتا ہے۔ پہاڑ پر عمدہ مکان بنا دیکھ کر سمجھے کہ شاید مہ رخ یہاں ہے۔ دونوں علیحدہ ٹھہرے۔ برق ساحر بن کر محل کے دروازے پر آیا۔ یہاں نثار جادو کی ایک ملازمہ کھڑی تھی۔ اس نے ہنس کر کہا: "آج مدت کے بعد تمہیں دیکھا' کہو مزاج تو اچھا ہے۔"

وہ عورت سمجھی' شاید یہ مجھے پہچانتا ہے۔ بولی: "جی ہاں' دعا کرتی ہوں' کہئے آپ تو اچھی طرح ہیں۔"

برق نے کہا: "سامری کا لشکر ہے۔ یہ آج اکیلی کیوں کھڑی ہو؟"

اس نے کہا: "ہمارے میاں نے مہ رخ کو قید کیا ہے۔ ہم یہاں پہرا دیتے ہیں۔"

برق باتیں کرتے کرتے اس کے اور قریب گیا اور کہا: "نہیں معلوم اس پہاڑ پر کیسی گھاس لگی ہے کہ اس میں بدبو آتی ہے۔ میں نے جو ایک پتی توڑی۔ ہاتھ میں بو آنے لگی ہے۔ دیکھو تو یہ کس چیز کی بو ہے۔" یہ کہہ کر اپنا ہاتھ اسے سونگھایا۔ وہ بے ہوش ہو کر گری۔ برق اس کو اٹھا کر الگ لایا اور کپڑے اتار کر اس کی سی صورت بنائی اور مکان کے اندرگیا۔

یہاں نثار کے اور بھی کئی ملازم تھے۔ انھوں نے کہا: "اے نورین! تم پہرہ چھوڑ کر چلی آئیں۔"

برق نے جواب دیا: "رات بھر میں نے پہرہ دیا۔ کسی نے میری خبر نہ لی۔ اب اور کسی کو بھیجو' کیا میں ہی پہرہ دینے والی ہوں۔"

ملازم خاموش ہو رہے۔ برق نے دیکھا کہ نثار خواب سے بیدار ہو کر' مسند پر بیٹھا ہے۔ مے خواری کر رہا ہے برق جا کر اس کے سر پر رومال ہلانے لگا۔ لیکن اب حال سنئے کہ عمرو بھی اس پہاڑ پر سے اتر کر ایک گویا بنا اور بانسری لے کر بجانے لگا۔ بانسری کی دلکش آواز نثار جادو کے کان میں گئی۔ اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ اس نے نواز کو بلا لاؤ۔ ملازم گئے اور عمرو کو بلا کر سامنے لائے۔ نثار نے دیکھا کہ ایک بڈھا گویا مفلوک پریشان روزگار ہے۔ جی میں کہا: "قدرت سامری کی ہے کہ صورت اور وضع قطع اس کی ایسی ہے' لیکن کمال ایسا جانتا ہے۔ غرض حکم دیا: "اپنا ہنر ہمیں بھی دکھاؤ۔"

عمرو سلام کر کے بانسری بجانے لگا۔ نثار جادو بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام گویے کو دیا کہا: "آج اے گویے' تیرا گانا سنوں گا۔ کل مہ رخ کو لے کر افراسیاب کے پاس جاؤں گا۔"

عمرو نے کہا: "آپ نے مہ رخ کو کہاں قید کیا ہے؟"
نثار نے پہلے تو رو میں کہہ دیا کہ سامنے والے صندوق میں بند ہے۔ پھر اس خیال میں آیا کہ گویے کو مہ رخ کا حال پوچھنے سے کیا مطلب۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ہے۔ یہ سوچ کر ہنسا اور پکارا: "اے عیار میں نے تجھے پہچان لیا۔" سحر پڑھ کر عمرو کو گرفتار کیا۔ اس وقت برق جو سر پر رومال جھل رہا تھا۔ اس نے پشت پر سے خنجر اس کی گردن پر مارا۔ نثار کا سر کٹ کر دور گرا۔ اس کے مرنے کا غلغلہ بلند ہوا۔
اس کے ملازم دوڑے مگر برق تو سن چکا تھا کہ مہ رخ صندوق میں بند ہے۔ اس نے اس تاریکی میں جھپٹ کر صندوق کھول دیا۔ مہ رخ نثار کے مرنے سے ہوشیار ہو چکی تھی۔ باہر نکلی اور جتنے ملازم نثار کے تھے' ان کو قتل کیا۔ ادھر عمرو نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا۔
الغرض قتل و غارت کر کے' وہاں سے اپنے لشکر کی طرف چلے۔ راہ میں ایک ساحر حیرت کا ملازم ملا۔ اس نے ان سب کو پہچان کر کہا: "آج تم اور عیش کر لو۔ کل سب ہلاک ہوں گے۔"
مہ رخ نے کہا: "ہمیں خدا کے سوا کون مار سکتا ہے۔"
ساحر نے کہا: "اے عمرو! میں حیرت کے دربار میں تھا کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ: "اے ملکہ' ہم شرارہ جنگجو' تند خو جادو کو کل بھیجیں گے۔ وہ آ کر سب باغیوں کا کام تمام کرے گی۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اب تم سب قتل ہو گے۔
یہ کہہ کر ساحر تو چلا گیا۔ مہ رخ شرارہ جنگجو کا نام سن کر گھبرائی۔ خوف کے مارے اس کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا۔ عمرو نے اسے تسلی دلانے کے لیے کہا: "اے ملکہ! گھبراؤ نہیں۔ خدا قادر ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ شرارہ کو لشکر تک نہ آنے دوں گا۔ راستے میں دیکھ بھال لوں گا۔" یہ کہہ کر چلا۔ اس وقت برق بھی ایک سمت روانہ ہو گیا۔ وہاں سے مہ رخ اپنے لشکر میں آئی۔ سب سے ملاقات کر کے تخت شاہی پر متمکن ہوئی۔

ادھر حال سنئے کہ برق جو عیاری کے لیے چلا، طلسم ظاہر طے کر کے دریائے خون رواں کے کنارے جو صحرا ہے، وہاں آ کر ٹھہرا۔ سوچا کہ شرارہ اسی طرف سے آئے گی۔ میں عیاری کروں گا، لیکن اس جنگل میں ایک مقام پر جھولا پڑا تھا۔ اور تین نہایت حسین و جمیل عورتیں جواہر کا گہنا پہنے جھول رہی تھیں۔ برق نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جادوگرنیاں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تجھے...... گرفتار کر لیں۔ یہاں سے کسی اور طرف چل کر ٹھہرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر راہ کاٹ کے اور سمت چلا۔ ان عورتوں نے پکار کر کہا: "اے برق ادھر آ ایک پینگ دیتا جا۔

برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلے پر نکل گیا۔ وہاں بھی وہی درخت، وہی عورتیں جھولتے دیکھیں۔ برق وہاں سے بھی بھاگ کر تیسری طرف کئی کوس نکل گیا۔ اس جگہ بھی وہی، ماجرا نظر آیا۔ یعنی انہیں عورتوں کو جھولتے پایا۔ اب کی بار چوتھی سمت کو بھاگا۔ جب کئی کوس گیا۔ وہی درخت اور عورتیں جھولتیں دیکھیں۔ انہوں نے کہا: "اے بے وقوف۔ ادھر آ۔ ہمیں پینگ دے۔ کہاں بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔"

برق ناچار ان کے پاس گیا اور کہا: "ہم عیار ہیں۔ ہمیں ستانا بہتر نہیں۔ باقی تم جانو۔" ہر چند برق نے دھمکایا۔ انہوں نے نہ مانااور گرفتار کر کے افراسیاب کی طرف چلیں۔

اب عمرو کا حال سنئے کہ یہ جو شرارہ جنگجو کے قتل کے لیے روانہ ہوا۔ ایک ایسے مقام پر پہنچا کہ چاروں طرف کوہستان ہے اور اس کے بیچ میں صحرائے سبزہ زار ہے۔ پھولوں سے لدا ہے۔ ہر سمت تراوٹ ہی تراوٹ ہے درخت کی شاخوں پر پرندے نغمہ پیرا ہیں۔ رنگا رنگ پھول شگفتہ ہیں۔ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کرو اور یہیں ٹھہرو۔ صحرا پاک و پاکیزہ ہے۔ عجب ہے کہ شرارہ یہاں آ کر فروکش ہو۔

یہ سوچ کر زنبیل سے گلاب اور کیوڑے کے قرابے نکال کر، سب میں بے ہوشی کا عرق شامل کیا۔ درختوں پر چھڑکے اور پھول لے کر، ہار گوندھ کر درختوں پر ڈالے۔ سارا جنگل عطر بے ہوشی سے بسا دیا اور خود ایک نوے برس کی بڑھیا بن کر جھکی ہوئی

کمر، لاٹھی ٹیکتا ہوا، درہ کوہ سے نکل کر ایک جگہ مخفی ہو کر بیٹھا تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتیں برق کو گرفتار کئے لیے جاتی ہیں۔ یہ دیکھتے ہی ان عورتوں کے پاس گیا

اور لگا دہائی دینے اور رونے

انہوں نے پوچھا: "روتی کیوں ہے؟"

اس نے کہا: "بی بیو، اس موئے چوٹٹے کو، جو تم نے گرفتار کیا ہے۔ اس سے میرا پاندان دلا دو۔ میں تمباکو کے بغیر ہلاک ہو جاؤں گی۔ یہ مونڈی کاٹا تین بار میرا پاندان چرا لے گیا ہے۔ میں ملکہ حیرت کی طرف اس جنگل میں محافظ ہوں ۔ پہرہ دیتی ہوں۔"

ان عورتوں نے برق سے کہا: "موئے بتا، اس بڑھیا کا پاندان تو نے کیا کیا؟"

برق بڑھیا کی باتیں سن کر سمجھ گیا کہ بڑھیا نہیں، استاد ہیں، مجھے چھڑانا چاہتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہنے لگا: "اگر پاندان دے دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گی؟"

یہ بات سن کر وہ عورتیں اس کو مارنے لگیں۔ برق نے کہا: "خفا نہ ہو۔ چلو میں بتا دوں، جہاں بڑی بی رہتی ہیں اسی جگہ ایک غار میں ان کے تینوں پاندان رکھے ہیں۔"

ان عورتوں نے بڑھیا سے پوچھا: "تم کہاں رہتی ہو؟"

اس نے کہا: "وہ سامنے جو درہ کوہ ہے، اس کے آگے میرا مکان ہے۔" یہ تینوں عورتیں اسی طرف چلیں۔ حتیٰ کہ درہ کوہ سے نکل کر جب وہ صحرائے سبز میں پہنچیں، جسے عمرو نے درست کیا ہے، پھولوں کی خوشبو سے بے ہوش ہو کر گریں۔ عمرو اور برق نے فوراً ان کے سر کاٹ ڈالے۔ وہ شوروغل ہوا کہ کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی۔ آگ پتھر برسنے لگے۔ وہ صحرا تمام برباد ہوا۔ دریائے خون رواں کے محافظ دوڑے۔ عمرو اور برق ان عورتوں کا زیور اور لباس اتار کر بھاگ گئے اور دریا کے محافظ ان کی لاشیں اٹھا کر باغ سیب میں افراسیاب کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہا کہ عیاروں نے صحرائے طلسم کے محافظوں کو مارا۔

افراسیاب نے ان جادو گرنیوں کی لاشیں اٹھوائیں اور بڑے طیش سے اسی وقت حکم دیا:

"اے شرارہ جنگجو' جلد حاضر ہو۔" یہ کہنا تھا کہ ہوا کے رخ پر آگ کے شعلے پیدا ہوئے اور آتشکدے کی مانند سامنے آئے۔ اس آتشکدے سے ایک پری پیکر' مہر طلعت سرخ لباس پہنے' از سر تا قدم یاقوت احمر کا زیور زیب تن کئے ظاہر ہوئی۔ افراسیاب کو جھک کر تسلیم کی۔

افراسیاب نے حکم دیا: "ابھی ابھی تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو' لے کے حیرت کے پاس جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو۔ خبردار ایک وجود کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور ہر وقت ہماری رحمت خسروانہ کا انتظار کرنا۔ تمہارا بڑا رتبہ کریں گے۔ فتح کے بعد ملک و مال دیں گے۔"

شرارہ جنگجو افراسیاب کا حکم سن کر اپنی جگہ پر آئی۔ ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی کر کے' آتشکدے میں مخفی ہو کر بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئی۔ دریائے یلغر سے اتر کر۔ حیرت کے لشکر کے قریب پہنچی۔ کہیں راستے میں نہ ٹھہری۔ حیرت نے یہ خبر سن کر استقبال کرایا۔ شرارہ بارگاہ میں داخل ہوئی۔ ملکہ کو نذر دی۔ خلعت پایا اس کا لشکر اترا۔ بارگاہ عالی استادہ ہوئی۔ اس کے سامنے ناچ ہونے لگا۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا۔ جب اس کا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا' ایک نامہ ملکہ مہ رخ کے نام لکھا۔ مضمون یہ تھا:

"میں شرارہ جنگجو ہوں۔ میرا جادو سب پر روشن اور ظاہر ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو میرا مقابلہ کرے۔ تجھے لازم ہے کہ اے مہ رخ میرے پاس چلی آ۔ تیری خطا معاف کر دوں گی۔ اور اگر نہ مانا تو سزا دوں گی۔"

یہ نامہ ایک پتلے کے ہاتھ مہ رخ کے پاس بھیجا۔ نامہ لا کر مہ رخ کی بارگاہ میں پہنچایا۔ مہ رخ نامہ پڑھ کر غضب ناک ہوئی۔ وہ دن جس قدر باقی تھا تامل کرتی رہی' لیکن جب سورج مغرب میں چھپ گیا' تو جنگ کی تیاری کا آغاز کیا۔

طائران سحر کی زبانی یہ خبر سن کر عیار صحرا کی سمت چلے گئے۔ مہ رخ نے بھی نفیر سحر بجائی۔ دلاوروں بہادروں نے جنگ کی تیاری کی۔ اسلحہ خانہ کھل گیا۔ سحر تیار ہونے

لگا۔ مہ رخ نے حکم دیا۔

ہوں نقیبان و جارچی تیار
کہیں لشکر میں یہ پکار پکار

جلد ہوں جلد پیادہ اسوار
غرق دریائے آہنی تیار
ہاں در قور خانہ وا کر دو
اسلحہ سب کے روبرو دھر دو
رات بھر اہتمام جنگ کریں
صبح کو فکر نام و ننگ کریں
ہوئے مصروف ساز جنگ و جدل
کوئی کرتا تھا رمہ کو صیقل
ہوا ناگہ بہ گنبد گرداں
علم آفتاب جلوہ کناں
نہ ہوا بہر انتظام جنگ
زیب بخش زمردیں اورنگ
مرکب چرخ پر سوار ہوا
شہ سیارگان دوچار ہوا
دیکھ کر رزم و جنگ کے اوضاع
لے لیا نیزہ خطوط شعاع
پشت پر کچھ نہ تھی سپر درکار
خود ہوا صورت سپر یکبار
ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا

بستر خواب سے شرارہ پلید

ہوئی بیدار با غرور شدید
کہا آمادہ سب سپاہ رہے
سوئے میدان میں نگاہ رہے
اپنا اسباب حرب منگوایا
سارا سامان سحر کا آیا
جب مہیائے کار زار ہوئی
اژدہے پر لعین سوار ہوئی
پھر تو گھوڑوں پہ سب نے زیں باندھا
کمر کفر کو بہ کیں باندھا
لے کے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہوئی اردوئے فوج سے بیرون
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہو گیا میلا شیشہ ساعت
ہوئی مہ رخ بھی اس طرف تیار
ہوئے آمادہ رزم سب سردار
سب ہوئے خود آہنی برسر
چار آئینہ و زرہ در بر
اور کمر میں وہ تیغ برق صفات
آب سیل فنائے قصر حیات
ہو برہنہ دم غضب جس آن
ہو عیاں کل من علیہا فان
زیر ران تھے وہ تو سن چالاک
سرمہ چشم جن کے سم کی خاک
تھے ہز بر ژیاں وہ جرات میں

حکم پرور دگار سرعت میں

اس طرح ہو کے الغرض تیار
چلی میدان کو مہ رخ جرار
بولا اقبال یوں بطور نقیب
ہٹو، دشمن کی پہنچی موت قریب
جبکہ میدان رزم میں پہنچی
کی نقیبوں نے پھر صف آرائی
ناگہاں وہ شرارہ باشر
اپنی صف سے نکل پڑی باہر
اژدہے کو کئے ہوئے جولان
آئی میدان میں مثل پیل و مان
اس کی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
ایک کے بھی بجا رہے، نہ حواس
تھے جو نام آوراں دہر بڑے
مثل تصویر تھے خموش کھڑے
اژدہے پر رجز وہ پڑھتی تھی
بیم و دہشت، ہر ایک کی بڑھتی تھی
عازم جنگ ہو شرارہ سے
دل میں اس کے خیال یہ آئے
پا کے تنہا کوئی اسیر کرے
با رند وہ تیرے سر پر دھرے
دل میں یہ سوچ کر جواں نے وہاں
اک کنیز بہار کو اس آن
پاس اپنے بلا کے اسے کہا

خوبصورت کو یاں سے تو لے جا
نام تھا اس کنیز کا مہران
کر کے طاؤس سحر کو جولاں
خوبصورت کو بس بٹھا اک بار
لے گئی وہاں سے جانب کہسار
پھر شکیل آیا اپنی ماں کے پاس
اور کہا اس طرح سے بے وسواس
حکم ہو مجھ کو مادر و ابا
کہ کروں بند بند اس کا جدا
کہا مہ رخ نے اے پسر مخروش
جنگ نادیدہ خموش خموش
گر تو غلطاں بخاک و خون ہو گا
حال ماں کا بہت زبوں ہو گا
نہ دی اس کو غرض اجازت جنگ
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ
پاؤں دونوں زمین پر مارے
سحر سے غرق ارض ہوئے سارے
پاس نکلا شرارہ کے جا کر
چیخ اٹھا اس طرح سے وہ خود سر
غش میں آ کر گری وہ اژدر سے
سحر پڑھ کر سنبھل کے پھر اس نے
کر لیا قید رعد جادو کو
اور چاہا کرے ہلاک اس کو

جس وقت رعد جادو کو قتل کرنا چاہا۔ اس کی ماں برق محشر پاؤں پر آ کر گر پڑی: ”اے

شرارہ' میں کنیز ہوں۔ میرے بیٹے کو چھوڑ دے۔" اس نے رحم کھا کر چھوڑ دیا اور خود پرواز پیدا کر کے' اڑ کر فضا میں مطلق ہوئی۔ مہ رخ کے لشکر پر ناریل مارا کہ وہ صفوں کے قریب جا کر شق ہوا۔ اس میں ہزاروں کالے سانپ ظاہر ہوئے کہ ان کے من سے آگ کی چنگاریاں نکلتی تھیں۔ وہ سانپ لشکر بھر میں پھیل گئے اور چنا گاریاں اڑانے لگے۔ ایک آن میں وہ چنگاریاں شعلے بن کر لشکریوں کو جلانے لگیں۔ سرداروں کے ہاتھ پاؤں میں شرارے کی طرح لپٹی تھیں۔ مہ رخ کے سردار رد سحر کر کے خود کو بچاتے تھے۔ آگ بجھانے کے لیے باراں سحر برساتے تھے۔ شرارہ نے ایک اور نارنج زور سے مارا اور پکار کر کہا: "اے افسرو' لینا ان حراموں کو" اس کی فوج ترسول' پنسول اور تیر تلواریں لے کر مہ رخ کے لشکر آ پڑی۔ دوسری طرف سے حیرت بھی' جو شرارہ کے ہمراہ تماشائے جنگ کے لیے میدان میں آئی تھی۔ اپنی فوج کے ساتھ حریف پر گری۔ مہ رخ بھی آگے بڑھی۔ سحر چلنے لگا۔ نارنج ترنج اچھلنے لگا۔ دو لشکر آپس میں مل گئے۔

خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی' بہار' مہ رخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا۔ سینکڑوں کو بزور سحر دیوانہ بنا دیا۔ لیکن شرارہ نے بلندی سے تیسرا نارنج مارا کہ اس کے شق ہونے سے' آگ کی چادریں مہ رخ کے لشکریوں پر پڑنے لگیں۔ دیکھا' تو وہ سب آگ جمع ہو کر بادلوں کی طرح چادر آتشیں ہوئی اور لشکر کے سر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی۔ مہ رخ بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی۔ اس سحر کا توڑ نہ ہو سکا۔

شرارہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئیں' حریف کے تعاقب میں کئی کوس آئیں۔ مہ رخ کے کچھ سردار اپنی شکست خوردہ سپاہ کے ہمراہ کوہ لاجورد کے قریب پہنچ کر' پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے۔ بہت سے لشکری خاک و خون میں غلطاں' راہی عدم ہوئے۔ شرارہ ہلاک و غارت کر کے شام کے وقت واپس پھری اور جاسوس بھیجے کہ خبریں لائیں کہ باغی کس طرف گئے۔ اور کہاں پوشیدہ ہیں۔

الغرض جب شرارہ اپنے خیمے میں مسند پر بیٹھی۔ سحر پڑھا کہ اس کے گرد آتشکدہ بن گیا۔ اس میں پوشیدہ ہو گئی اور حکم دیا کہ رقاصہ آ کر مجرا کرے۔ جشن طرب کی بنیاد پڑے۔ حکم کے بموجب بزم نشاط مرتب ہوئی۔ یہ کیفیت دور سے لشکر اسلام کے عیاروں نے بھی دیکھی اور عیاری کے قصد سے چلے۔ یہاں تک کہ قران شکل بدل کر' شرارہ کے خیمے کے قریب پہنچا اور چاہا کہ اندر جاؤں۔ یکایک آواز آئی کہ "ہوشیار ہو جاؤ۔ قران آتا ہے۔" قران یہ آواز سن کر جست کر کے بھاگا اور نکل گیا۔

ادھر سب نے شرارہ سے پوچھا کہ "یہ آواز کون دیتا ہے؟" اس نے کہا: "میں نے سحر کا پتلا بٹھایا ہے کہ جو آئے گا' پتلا ہوا کے رخ آواز دے گا اور آنے والے کا نام بتائے گا۔"

چنانچہ جو عیار بھی خیمے کے قریب آئے پتلے نے ان کا نام بھی بتایا۔ سب بھاگے اور مہ رخ جہاں چھپی تھی وہاں پہنچے اور کہا: "اے ملکہ! ہم لوگ عیاری کو جاتے ہیں' تو جا نہیں سکتے۔ اب یقیناً ہماری قضا آئی ہے۔"

سارے لشکر میں شور گریہ بلند ہوا۔ اس وقت عمرو بھی آیا اور درد مندوں کے حال پر اشک حسرت بہانے لگا۔ ہر ایک کو تسکین دلاسہ دیتا تھا' لیکن عیار پھر عیاری کے لیے روانہ ہوئے۔ ادھر شرارہ ناچ دیکھ رہی ہے کہ افراسیاب کا نامہ اس کے پاس آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم نے کتاب سامری میں مہ رخ کا حال دیکھا ہے معلوم ہوا کہ سب نمک حرام کوہ لاجورد میں جا کر روپوش ہوئے۔ لہٰذا فوج لے کر چڑھ جاؤ اور سب کو گرفتار کر لو۔"

یہ نامہ پڑھ شرارہ نے نفیر سحر بجائی اور اس وقت فوج کی کمر بندی کر کے سوار ہوئی اور کوہ لاجورد کے قریب پہنچ کر' دریائے برہم یلغر کے پاس محاصرہ کیا۔ عین غفلت میں کوئی بھاگ بھی نہ سکا۔ اس وقت عمرو نے مہ رخ سے کہا: "مصلحت یہ ہے کہ تم سب جا کر اس ملعونہ کے قدم پر گر پڑو اور کہو کہ شہنشاہ افراسیاب سے ہماری خطا معاف کرا دیجئے۔ وہ تم سب کو امان دے گی۔ پھر میں سمجھ لوں گا۔"

مہ رخ کو خواجہ کی یہ رائے پسند آئی۔ نذر کے لیے زرو جواہر کی کشتیاں لے کر' تمام سرداروں کے ہمراہ روانہ ہوئی۔ شرارہ کوہ لاجورد کے قریب خیمہ زن تھی۔ فوج پہاڑ کے چاروں طرف محاصرہ کئے ہوئے تھی کہ مہ رخ کے آنے کی خبر سنی۔ شرارہ نے دیکھا کہ مہ رخ اور بہار وغیرہ ہاتھوں کو رومال سے باندھے چلی آتی ہیں۔ یہ معاملہ دیکھ کر اس نے فوج کو مداخلت سے منع کیا اور آگے بڑھی۔

مہ رخ دوڑ کر اس کے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھایا تھا۔ زبان پر لائی۔ شرارہ نے ہر ایک کو گلے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ میری بدولت یہ ہنگامہ عظیم مٹا۔ سب کو لے کر خیمے میں داخل ہوئی۔ ہر ایک کو مقام پاکیزہ میں بٹھایا اس وقت عمرو بھی اس کے خیمے میں آیا اور عرض کیا: "میں بھی شاہ طلسم کی ملازمت کروں گا۔"

شرارہ نے عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا' مگر آپ بزور سحر آتشکدے میں پوشیدہ ہو گئی اور حکم کے مطابق ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ ناچ ہونے لگا۔ ساقی بادہ ارغوانی کے جام سب کو دینے لگا۔

عمرو نے کہا: "اے ملکہ! آپ بھی آ کر شریک بزم ہو جائیے۔"

شرارہ نے آتشکدے میں سے جواب دیا: "اے عمرو' میں تیرے خوف سے آگ میں چھپی رہتی ہوں۔"

عمرو نے عرض کیا: "اگر مجھ سے وسوسہ باقی ہے تو پھر میرا ٹھہرنا بیکار ہے۔"

شرارہ نے کہا: "نہیں تم خفا نہ ہو۔ میں ظاہر ہوتی ہوں۔"

یہ آواز دے کر آتشکدے سے شعلہ جوالہ کی مانند باہر آ کر تخت پر بیٹھی۔ اپنی اصلی صورت بنائی۔ سب نے دیکھا کہ خوبصورت عورت تخت پر بیٹھی ہے۔ عمرو نے پھر عرض کیا: "اگر مجھے حکم ہو تو ساقی گری کر کے' اپنا شائستہ ہنر دکھاؤں۔"

شرارہ ہنس کر بولی: "مجھے بے ہوشی دیا چاہتے ہو تو ویسا کہو۔"

عمرو نے کہا: "توبہ توبہ' اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لوں گا۔"

یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں' ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی۔ معلوم ہوا کہ عمرو مکاری کی خاطر شرارہ کے پاس آیا ہے اور یقین ہے کہ اس پر قابو پا کر قتل کرے۔ اس کیفیت کو معلوم کر کے نامہ لکھا۔ اور پتلے کو دیا کہ شرارہ کو پہنچائے۔

پتلا نامہ لے کر روانہ ہوا اور شرارہ کے پاس پہنچ کر نامہ دیا۔ اس نے پڑھا' لکھا تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہے۔ اس کے فقرے پر نہ جانا۔ اس وقت سب باغی تمہارے قبضہ قدرت میں ہیں۔ ان کو گرفتار کر کے حیرت کے لشکر کی طرف پھر جاؤ کہ ہم وہاں آ کر ہر ایک کو دار پر کھینچیں گے۔

شرارہ نے نامہ پڑھتے ہی ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو اور مہ رخ وغیرہ سب سرداروں کے گرد' آگ کا حصار ہو گیا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں میں شرارے اور شعلے لپٹ گئے۔

سب نے کہا: "اے ملکہ! ہمارا کیا قصور ہے؟"

اس نے جواب دیا: "تم سب جعلساز ہو۔ دیکھو تمہارے فریب پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا۔ یہ نامہ بھیجا ہے۔"

یہ کہہ کر' سب کو گرفتار کر کے' چھکڑے منگوا کر سوار کیا۔ خود ہی وہاں سے کوچ کر کے' لشکر حیرت کی سمت چلی۔ وہ لوگ جن کو مہ رخ کوہ لاجورد میں بقیہ لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑ آئی تھی' وہ یہ حال دیکھ کر رنجیدہ ہوئے۔ ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا یقین واثق ہو گیا۔ اس امر کا ارادہ کیا کہ جا کر شرارہ کے لشکر پر گریں اور اپنی بھی جانیں دیں۔ یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ قران ان کے پاس آیا۔ ان سب کو ایسے ارادے سے منع کیا اور کہا: "تم سب پروردگار عالم کی درگاہ میں دعا کرو۔ میں جا کر اس قحبہ شرارہ کا کام تمام کرتا ہوں' لیکن تم میں سے ایک ساحر میرے ساتھ چلے۔ غرض ایک ساحر کو ساتھ لے کر قران روانہ ہوا اور یہاں اہل لشکر دعا کرنے لگے۔

○○○

قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ میں آیا اور ساحر سے کہا کہ سحر سے ایک طاؤس بنا دے۔ ساحر نے بزور سحر موم کا ایک طاؤس بنایا قران نے ریشمی ڈوری سے اسے زین پر باندھا اور موتیوں کی ایک مالا' طاؤس کی چونچ (منہ) میں دی۔ گلے میں بہت سے جواہر لٹکائے اپنی صورت افراسیاب کی مانند بنا کر طاؤس پر سوار ہوا۔ اس نے ساحر سے کہا: "تو یہاں سے میرے ساتھ ایسا سحر پڑھتا ہوا چل کہ طاؤس اڑتا ہوا شرارہ کے پاس پہنچے اور راستے میں کچھ آگ برسے' آندھی آئے' پتھر گریں۔ تاکہ یہ ساحر جلیل کی آمد کی علامت معلوم ہو۔"

ساحر نے حسب ارشاد ملازم کی طرح رکاب پکڑ لی اور سحر پڑھا۔ سحر پڑھتے ہی آندھیاں اٹھنے لگیں آگ اور پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا۔ شرارہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی کہ یکایک ساحر کی آمد کے آثار دیکھ کر ٹھہری اور جدھر سے آگ برستی آتی تھی اس طرف دیکھنے لگی سامنے سے افراسیاب مرصع نگار تاج سر پر رکھے' لباس فاخرہ پہنے' طاؤس سحر پر ظاہر ہوا۔ شرارہ شہنشاہ کو آتے دیکھ کر آتشکدے سے باہر نکلی اور تعظیم کے لیے آگے بڑھی اور قریب آ کر آداب بجا لائی۔

افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا: "اے ملکہ! کتنی جلد تم نے اس جنگ پر فتح حاصل کی۔" یہ کہہ کر طاؤس سے نیچے اترا اور ساحر نے اپنے سحر کو ختم کیا۔ آندھی' پتھر اور آگ وغیرہ موقوف ہوئے۔ شرارہ نے نذر کی۔ کشتیاں پیش کیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ خیمہ اس جگہ استادہ ہو' اس کے ملازم انتظام میں مصروف ہو گئے۔

افراسیاب نے شرارہ کو بتایا: "اے شرارہ! میں گنبد سامری پر گیا تھا۔ وہاں میں نے ایک سحر یاد کیا ہے کہ جس سے آئندہ بارہ برس کے احوال معلوم ہوتے ہیں۔ اگر تم آنکھیں بند کر کے بیٹھو اور تین بار "یا سامری" "یا سامری" کہو تو اس کی ترکیب تمہیں بھی

بتلا دوں۔

شرارہ یہ الطاف خسروانہ دیکھ کر نہایت مسرور ہوئی اور اسی صحرا میں ایک جگہ صاف و پاکیزہ دیکھ کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی۔ یا سامری یا سامری کہنے لگی۔ قران سر پر تو کھڑا ہی تھا۔ اس نے اطمینان سے اس کے سر پر ڈنڈا مارا' سر پھٹ کر بھیجہ دور جا گرا۔ قران نے نعرہ لگایا اور جست کر کے بھاگا۔ شرارہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جہنم واصل ہوئی اس کے موکل شور مچانے لگے اور اس کے ملازم' ساحر دوڑے۔

اسی اثنا میں مہ رخ' بہار اور نافرمان وغیرہ کے گرد جو آتش تھی۔ وہ دفع ہوئی اور آواز سنائی دی: "میرا نام شرارہ جنگجو ہے" یہ آواز سن کر عمرو پکارا: "اے ملکہ مہ رخ! وہ مارا اس حرامزادی کو اس کی فوج زندہ بچ کر نہ جانے پائے۔

مہ رخ اور سب سردار' ناریل اور ترنج وغیرہ لیکر شرارہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے جو اس کے مرنے سے پہلے ہی بدحواس تھا۔ ہزاروں کو ایک ہی وار میں ہلاک کیا۔ تہ خاک و خون کیا۔ سرخ مو کا کل کشا نے اپنی زلفوں کو پریشان کیا۔ ہزاروں ستارے ٹوٹ کر گرے اور تیروں کی طرح لشکر پر برسے' ملکہ بہار نے گلدستہ مارا۔ فصل بہار آئی۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی غنچے چٹکنے لگے۔ ساحر دیوانے ہوائے۔ تلوار سحر کی چلنے لگی۔

شرارہ کے ساحر' جو بھاگ کر اپنی جان بچا گئے تھے۔ پریشانی کی حالت میں افراسیاب کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر حیرت بھی' مہ رخ اور عمرو کی گرفتاری کی خبر سن کر' شرارہ کی طرف چلی تھی' لیکن راستے میں وزیر زادی' یاقوت جادو نے اسے خبر دی کہ شرارہ جہنم واصل ہو چکی ہے۔ مہ رخ شاداں اور کامران آتی ہے۔ حیرت یہ خبر سن کر اپنے لشکر میں واپس آئی۔ ادھر مہ رخ شرارہ کے لشکر کے قتل و غارت کے بعد اپنی بھاگی ہوئی فوج کو جمع کرنے لگی۔ وہ لشکر جو پہاڑ پر مصروف دعا تھے۔ وہ بھی فتح کی خبر سن کر حاضر ہوئے۔ فتح و کامرانی کے نقارے بجنے لگے۔ ایک روز وہاں قیام کرنے کے بعد' نئے سرے سے لشکر کی ترتیب دی۔ کوچ کا نقارہ بجایا اور حشم و خدام کے

ہمراہ مراجعت کی۔ یہاں تک کہ حیرت کے پاس پہنچی اور قدیم جائے قیام پر فتح مند لشکر کو اتروایا۔ سرداراں عالی مقام کے لیے خیمے نصب ہوئے۔ لشکر میں گہما گہمی ہونے لگی۔

مہ رخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا: "تمہاری کنیز' ملکہ خوبصورت کو میدان جنگ سے کوہستان لے گئی تھی۔ اب اس کو طلب کرو۔ اس لیے کہ لاکھ دوست دشمن ہیں' کہیں کوئی مصیبت نہ آ جائے۔"

بہار ملکہ خوبصورت کو لینے کے لیے روانہ ہوئی' لیکن وہاں کی کیفیت سنئے۔ مہران کوہستان میں ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو سیر کرا رہی تھی۔ وہاں ایک ساحر رہتا ہے' جو شاہ طلسم کی رعیت میں سے ہے۔ اس کا نام ناگ جادو ہے۔

اس نے خوبصورت کو پہچانا اور ان کے قریب آ کر کہنے لگا: "اے مہران تو بہار کی لونڈی ہے' تجھے قتل کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے' کیوں کہ تیری کچھ حقیقت میرے نزدیک نہیں ہے۔ لیکن ملکہ حیرت کی بیٹی ملکہ خوبصورت کو اپنے ساتھ ضرور لے جاؤں گا۔ یہ کہہ کر کچھ پڑھ کر دم کیا کہ ایک سانپ زمین سے نکل کر مہران سے لپیٹ گیا۔ یہ سانپ ایسا زہر آلود تھا کہ اس کے لپٹتے ہی' مہران بے ہوش ہو گئی۔

ناگ جادو' ملکہ خوبصورت کو اٹھا کر روانہ ہوا۔ اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آتی تھی۔ اس نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ ملکہ حیرت کی بیٹی گرفتار ہے۔ اس نے سوچا اگر ناگ جادو ملکہ خوبصورت کو لے گیا' تو ہو سکتا ہے اس کی بے حرمتی کرے۔ اس خیال کی بناپر ملکہ خوبصورت کو چھیننے کے لیے ناگ جادو کے پاس آئی اور بیضہ بے ہوشی اس کی ناک پر مار کر اسے بے ہوش کیا۔ اس کا سر کاٹ ڈالا۔ شور و غل ہوا اور آواز آئی کہ مجھ کو مارا کہ میرا نام ناگ جادو تھا۔ ناگ جادو کے مرنے سے مہران ہوش میں آ گئی اور ملکہ خوبصورت کی تلاش میں چلی۔ لیکن صرصر ملکہ کو بے ہوش کر کے پشتارہ خیمے میں لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا کہ تم اس کی حفاظت کرنا' کہیں

کوئی پشتارہ نہ لے جائے اور خود ملکہ حیرت کے پاس پہنچی اور عرض کیا کہ میں ملکہ خوبصورت کو گرفتار کر کے آ کر آپ کے پاس لاؤں' تو ممکن ہے آپ اس کو قتل کر دیں۔ ملکہ حیرت نے جواب دیا: "وہ میری بیٹی ہے' میں اس کو کچھ نہ کہوں گی' تو اسے جلد میرے پاس لا۔"

صرصر ملکہ حیرت سے یہ اقرار لے کر اپنے خیمے میں آئی اور پشتارہ لے کر چلی۔ اس وقت قران مبدل کی شکل میں ملکہ حیرت کے لشکر میں پھر رہا تھا۔ صرصر کی پشتارہ کمر پر رکھے' لے جاتے دیکھا' تو سمجھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لشکر کے کسی سردار کو لاتی ہے۔ اس نے پکارا: "استانی! اگر ایک قدم آگے بڑھایا تو مار ڈالوں گا۔"

ادھر بہار جو ملکہ خوبصورت کو لینے کے لیے کوہستان پہنچی' تو اس نے وہاں ناگ جادو کی لاش دیکھی اور کسی کو نہ پایا۔ سمجھی کچھ گڑ بڑ ہے۔ ڈھونڈتی ہوئی ملکہ حیرت کے لشکر میں آئی۔ صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھا تو ایک جادو کیا۔ اسے صرصر کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے اور اب پشتارہ لے کر اڑ گئی۔ اور سحر کا ایک پنجہ بھیجا' جو صرصر کو بھی لے گیا۔ قران ملکہ سیرت کے لشکر سے نکل گیا کہ اجنبی جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

بہار پشتارہ لیے لشکر سے صحرا میں آئی۔ اتفاقاً افراسیاب کا ایک خاص مصاحب ساحر' شہنشاہ کا پیغام لیے ملکہ حیرت کے پاس جا رہا تھا۔ اس نے بہار کو دیکھ کر للکارا: "بہار' تیرا اس ساحر سے سامنا ہے' جس کا نام علامہ جادو ہے۔" اس نے یہ سوچ کر کہ وہ بہار سے لڑ نہ سکے گا۔ اس نے اپنے پاس موجود قبر جمشید کی خاک بہار پر ڈال کر اسے بے ہوش کیا۔ علامہ جادو سب کو لے کر چلا تو اس کیفیت کو برق فرنگی نے دور سے دیکھا' کیونکہ عیار تو صحرا میں پھرا ہی کرتے ہیں۔ اس نے دوڑ کر مہ رخ کے لشکر میں شکیل کو سارے ماجرے سے آگاہ کیا۔ وہ اپنے مطلوبہ افراد کی گرفتاری کا حال سن کر دیوانہ وار اور بے قرار ہو کر چل پڑا۔ اس کو جاتا دیکھ کر مہ رخ بھی مادری شفقت سے بے تاب ہو کر ساتھ روانہ ہوئی۔ تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے کچھ

عیارنیاں صرصر کی تلاش میں چلی تھیں۔ ان میں سے صبا رفتار نے مہ رخ کو جاتا دیکھ کر فوراً اپنی صورت ضرغام عیار کی بنا کر مہ رخ کے پاس آئی۔ حباب بے ہوشی مار کر اسے بے ہوش کر کے پشتارہ بنایا اور چل پڑی۔ صبا رفتار ابھی کچھ دور گئی تھی کہ قران جو حیرت کے لشکر سے آرہا تھا۔ اس نے اسے دیکھا اور ڈنڈا لے کر اس کے پیچھے دوڑا۔ صبا رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگی۔ قران مہ رخ کو ہوش میں لایا۔ دونوں چل پڑے۔

شکیل نے ادھر علامہ کو جا کر گھیرا اور دونوں میں سحر کی لڑائی ہونے لگی۔ جنتر منتر پڑھے جانے لگے۔ کبھی ایک غرق زمین ہوتا' کبھی دوسرا آسمان پر اڑ جاتا۔ آتش سحر کا دھواں بلند ہوا اور دریائے سحر بھی جوش پر تھا۔ صرصر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو بیضہ بے ہوشی مار کر شکیل کو بے ہوش کر دیا اور علامہ کو بھی سحر کے زور پر گرفتار کر کے لے چلا۔ صرصر اسے پہلے ملکہ حیرت کے لشکر میں پہنچی اور ملکہ حیرت کو آگاہ کیا کہ علامہ آپ کی بیٹی کو مع اس کے عاشق کے اور بہار کے گرفتار کر کے لاتا ہے۔ ملکہ حیرت بہت خوش ہوئی۔ ادھر علامہ کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ان سب مجرموں کو سرکاٹ کر لے جایا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں کچھ اور مشل پیش آ جائے اور یہ سب رہا ہو جائیں۔ اسی خیال کی بنا پر وہ ایک پہاڑ پر ٹھہرا۔ ادھر سے عمرو شکیل کو جاتے دیکھ کر لشکر سے چلا تھا۔ اسی پہاڑ کے قریب پہنچ کر ساحر کی صورت بنائی اور علامہ کے سامنے آیا اسے ڈانٹا: "او بے حیا! تو کون ہے جو پرائی بہو بیٹی کو پکڑ کر لایا ہے' تو بڑا دغا باز معلوم ہوتا ہے۔" یہ کلمات سن کر علامہ نے پوچھا: "آپ کون ہیں؟" عمرو نے جواب دیا: "یہ زمین شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے میں ہے اور میں یہاں کا مالک ہوں۔" علامہ بولا کہ بھائی خفا نہ ہو' شکیل' خوبصورت اور بہار جو کہ شہنشاہ کے مجرم ہیں' ان کو لایا ہوں۔" عمرو نے ہنس کر کہا: "بھائی میں نے تجھے پہچانا نہیں تھا۔ تمہاری زوجہ تو میری بھاوج ہے۔ آؤ میرے گھر چلو' کھانا کھا کر چلے آنا۔" علامہ نے عذر کرتے ہوئے التجا کی: "اے بھائی! پہلے ان گنہگاروں کو قتل

کر لیں، پھر چلیں گے۔" عمرو بولا: "ذرا میں اس شکیل کو تو دیکھوں کہ کیسا خوبصورت ہے، جو ملکہ حیرت کی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے۔ علامہ نے اپنے سحر میں خوب مسحور کر کے ہوش دلایا اور عمرو کو دکھلایا، کیونکہ اس نے ساحروں کی آمد کے خطرہ کی وجہ سے ہر ایک کو سحر کے ذریعے انسانی آنکھ سے پوشیدہ کر دیا تھا۔

عمرو نے جب شکیل کو دیکھا تو علامہ سے کہا کہ میں اس کا سر کاٹ دیتا ہوں اور شکیل کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک طرف لے گیا۔ کہنے لگا: "ہم چار کے باپ ہیں، پندرہ ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمیں کچھ دو تو تمہیں چھوڑ دیں۔" شکیل یہ گفتگو سن کر حیران ہوا کہ ہر کوئی ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے، یہ پندرہ سے پیدا ہوا ہے۔ شاید یہ عمرو ہے یہ جان کر خوش ہوا اور کہا کہ پانچ ہزار روپے دوں گا اگر مجھے چھوڑ دو۔

عمرو یہ اقرار لے کر علامہ کے پاس آیا اور کہا: "بھائی وہ تو خود مر رہا ہے۔ مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ کیا اس کو قتل کرو گے؟" علامہ نے جواب دیا: "وہ تو شہنشاہ کا مطیع بھی نہیں ہوتا۔

عمرو نے کہا: "میں اس کو سمجھاتا ہوں اور پھر شکیل کے پاس آ کر کہنے لگا: "شاید تم روپیہ رہائی کے بعد نہ دو اس لیے بہتر ہے کہ خوبصورت کا زیور مجھے دے دو۔"

شکیل کو یقین واثق ہو گیا کہ اب رہا ہو جائیں گے، کیونکہ یہ شخص عمرو ہے اور اسی لیے وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے عمرو سے کہا کہ زیور کیسا؟ میں تو غلام ہوں اور میری محبوبہ آپ کی کنیز ہے۔ آپ جا کر اسے سارا زیور لے لیجیے۔"

عمرو یہ سن کر سمجھ گیا کہ وہ اسے پہچان گیا ہے۔ غرض وہاں سے پھر علامہ کے پاس آیا اور کہا: "بھائی! تم سچ کہتے ہو۔ یہ لوگ بڑے سرکش ہیں۔ مطیع نہیں ہوتے۔ اب ان کو یوں قتل کرو کہ پہاڑ کے نیچے سے پتھر اٹھا لاؤ اور ان کو بٹھا کر مارو تاکہ ان کے سر پھٹیں اور تڑپ تڑپ کر جان دیں۔

علامہ نے کہا: "آپ ان کے محافظ رہیے۔ میں پتھر لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر پہاڑ کے

نیچے اترا۔ پتھر لے کر آ رہا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکال کر بلندی سے اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے ہلاک ہونے کا شور بلند ہوا۔ آگ اور پتھر برسنے لگے۔ سب قیدی رہا ہوئے اور شکیل اپنی محبوبہ کو لے کر چلا۔ اس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو کو ہی رہتا تھا۔ وہ شور سن کر دوڑا اور اس نے سحر پڑھ کر عمرو کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت بہار نے ایک فولادی گولہ اس کو مارا۔ وہ ظالم کے سینے پر لگا اور اس کی پشت کو توڑ گیا۔ اس کے مرنے سے بہت شور بلند ہوا اور ان دونوں کی لاشیں ہوا کے بگولے میں لپٹ کر افراسیاب کی طرف چلیں۔

بہار سب کو لیے جارہی تھی کہ ملکہ حیرت چند نامور ساحروں کے ہمراہ پہنچی اور بہار کے راستے میں رکاوٹ ہوئی۔ دونوں میں سحر کے تبادلہ کا آغاز ہوا کہ قران اور مہ رخ بھی آ پہنچے اور باہم لڑائی شروع ہوئی۔

بہار نے اپنے گلے سے ہار توڑ کر مارا۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور سامنے ایک سر سبز و شگفتہ باغ نظر آیا۔ تمام ساحر اور ملکہ حیرت پھولوں کی خوشبو سے مست ہوئے اور بہار کی کیفیت بڑھتی گئی۔

حیرت بھی مست ہو کر جھومنے لگی اور پھولوں کی تعریف کرتی ہوئی باغ کے اندر چلی گئی۔ ایک گلاب کے پھول کو توڑ کر سونگھنا چاہتی ہے کہ اس وقت ایک قمری اڑتی ہوئی آئی۔ اس نے وہ پھول اپنے پنجے کے ذریعے حیرت کے ہاتھ سے لے لیا اور بولی:

"اے ملکہ عالم! آپ بادشاہ طلسم کی زوجہ ہوتے ہوئے بہار کے جادو میں مسحور ہوتی ہیں۔ خبردار! اس چمن کے ہر پھول کو بد تراز خار سمجھیے۔ ورنہ ایسا آسیب آئے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آئیں گی۔"

قمری سے یہ کلام سن کر ملکہ حیرت ہوشیار ہو گئی اور سوچا اگر میں یہ پھول سونگھ لیتی تو قیامت برپا ہو جاتی۔

ملکہ حیرت چمن سے بزور سحر نکل کر بہار سے مقابلہ کرنے لگی۔ دو ایک سحر کا تبادلہ

ہوا تھا کہ افراسیاب کو اپنے مقام پر حیرت سے کچھ مشورے کی ضرورت محسوس ہوئی۔
اس نے ایک پنجہ سحر بھیجا تا کہ حیرت کو اٹھا لائے' پنجہ حیرت کو یکایک اٹھا کر افراسیاب کے پاس پہنچا۔ حیرت نے شہنشاہ کو آداب کیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔

اس طرف مہ رخ وغیرہ نے حیرت کے ہمراہیوں کو نارنج و ترنج مار کر بذریعہ سحر شکست دی۔ کئی ہلاک کئے۔ اس وقت سب کو لے کر' مع عیاروں' ملکہ خوبصورت اور شکیل وغیرہ اپنے لشکر میں داخل ہوئی اور تخت لشکر شاہی کو مزین کیا۔ رقص و سرود کا حکم دیا۔ ہنگامہ عشرت گرم ہوا۔ پیالہ شراب گردش میں آیا۔
ادھر افراسیاب نے حیرت سے کہا: "میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ طلسم میں اس ہنگامہ کی اطلاع بیزہ سامری کی خدمت میں بجھوائی جائے' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ کوئی زیادہ ہنگامہ ہو جائے۔ تو بیزہ خداوند فرمائیں گے کہ ہمیں کیوں نہ اطلاع دی۔ اس لیے اب انہیں اطلاع کر دی جائے تا کہ وہ وہاں بیٹھے بیٹھے سب باغیوں کو غارت کر دیں۔"
حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ بیزہ خداوند' داؤد جادو کی شان ایسی نہیں کہ آپ ان کو سرسری کہلا بھیجیں' بہتر ہو کہ ہزاروں روپے نذر' بھینٹ وغیرہ کے لے کر آپ خود وہاں جائیں اور کئی روز وہاں رہ کر ان سے ملاقات کریں۔ اس طرح عرض احوال کی نوبت آئے گی۔ کسی کو بھیجنے سے یہ صورت نہ ہو سکے گی۔ کیوں کہ اسے تو زیارت کو موقع ہی نہ ملے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ داود جادو کے بھائی مصور جادو کو خط لکھ کر یہاں بلوائیں اور وہ سب عیاروں کو گرفتار کرا دیں گے اور وہ بیزہ سامری ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ داود فرزند سامری کی زوجہ سے ہیں اور مصور کنیز کی اولاد ہیں۔
ان پرآشوب حالات اور مہ رخ وغیرہ کے طلسم سے منحرف ہوئے اور عیاروں کے فساد کے احوال پر مشتمل ایک خط مصور جادو کو بھیجا گیا۔ اور ان سے مدد کی خواہش ظاہر کی گئی۔ خط کے ہمراہ بہت سے تحائف اور ہدیہ بھیجا۔

جب یہ خط مصور کو ملا' تو بادشاہ طلسم کے احوال پر' اس کو بہت افسوس ہوا۔ اس نے اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا' تاکہ افراسیاب کی مدد کو پہنچے۔ یہ حکم سن کر اس کے بیٹے شکل کش جادو نے اپنے باپ سے عرض کی۔ اس لڑائی پر مجھ کو روانہ کریں' تاکہ جا کر فتح یاب ہوں اور سحر آزمائی کر کے دل کی بھڑاس نکالوں۔ حضور کا اس مقام پر جانا ٹھیک نہیں۔ جہاں چند بے حقیقت افراد جمع ہوں۔"

مصور نے بیٹے کے اصرار پر اسے بے شمار فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور افراسیاب کو ایک خط تحریر کیا کہ تمہاری مدد کے لیے اپنے لڑکے کو بھیج رہا ہوں۔ وہ پہلے باغیوں کے لشکر کو غارت کرے گا۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا۔

مصور نے شکل کش سے کہا: "پہلے تم مہ رخ وغیرہ کا مقابلہ کر کے سب کو گرفتار کر لو' تو اس وقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا۔" اسے جنگ کے نشیب و فراز اور سحر سازی کرنے کے لیے پند و نصائح دے کر روانہ کیا۔ یہ لشکر روانہ ہوا۔

جب افراسیاب کو خط ملا تو اس نے حیرت کو لشکر کی سمت یہ کہہ کر روانہ کیا کہ شکل کشا کی تعظیم کرے اور اس کے ہمراہ حریف کا مقابلہ کرے۔

حیرت اپنے لشکر میں آ کر انتظار کرنے لگی۔ مصور کا بیٹا' منازل و مراحل طے کر کے اس کے لشکر میں آ پہنچا۔ حیرت نے اس کا استقبال کیا اور اس سے دربار میں لائی۔ اس کے لشکر کے قیام کا انتظام کرایا اور ان کے لیے دعوت کا اہتمام ہوا۔

شکل کشا کی آمد کی خبر طائران سحر نے مہ رخ کو پہنچائی۔ مہ رخ نے یہ خبر سن کر کہا: "اگر مصور خود آتا' تو بڑے اندیشے کی بات تھی' لیکن اس چھوکرے سے ڈرنے کی کیا بات ہے۔ ہمارا خدا قادر و توانا ہے۔ اس کے بعد جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہو گئی۔

ادھر دن بھر حیرت کے لشکر میں ہنگامہ خاطر و مدارت رہا۔ جب مصور کائنات نے فلک کے ستاروں سے منقش کیا اور مرقع دہر سے' پوشیدہ مہر منیر کا چہرہ روشن نمودار ہوا' تو دونوں لشکروں میں جنگ کا طبل بجا۔ تمام سپاہی جنگ کے سامان ترتیب و درستی میں

مصروف ہو گئے۔ مہ رخ اور بہار نے سحر کے قلم سے اپنی اور سرداران لشکر کی تصویریں بنا کر اپنے موکلوں کے سپرد کیں۔ ان سے اس امر کا وعدہ لیا کو وہ ایسا انتظام کریں کہ شکل کش کا سحر ان پر اثر نہ کر سکے۔ کیونکہ صبح شکل کش ان کی تصویریں بنا کر سحر کی قینچی سے کاٹے گا۔ پس جو اعضا وہ تصویر کے کاٹے گا' وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائے گا۔

ادھر یہ لوگ اس کام میں مشغول ہیں اور پورے لشکر میں سحر کی تیاری ہوتی رہی۔ ہتھیار درست اور صیقل ہوتے رہے۔ ادھر شکل کش نے سحر کی قینچی تیار کی اور حریف کے لشکریوں کی تصویریں بنائیں اور پوجا پاٹ سے فراغت کی۔ اس کے لشکر میں بھی یہی کیفیت رہی۔

جونہی پردہ شب کو چاک کر کے نورانی آفتاب طلوع ہوا تو طبل جنگ اور ساحروں کی نیرنگ سازی کی آوازوں سے شور قیامت برپا ہوا۔

بر آمد شہنشاہ مشرق دیار
نشان ظفر شداز و آشکار
کشیدند صف از یمین بسیار
ہمہ حلقہ درگوش چوں زلف یار
زاسلامیان پیرو برنا ہمہ
چو شیران نمودند عزم رمہ
رسید آن زمان شکل کش رو سیاہ
بخون دید لب تشنہ جنگی سپاہ
بر افراخت بازوے خون ریختن
کہ مثلش نہ بد فتنہ انگیختن
چو آگہ شدہ مہ رخ از عزم او
بیا راست لشکر بے رزم او

جہاں تیرہ شد روز حشر آشکار
بلر زید خورشید سیماب دار

دونوں جانب کی فوجوں کی صف آرائی اور میدان قتال کے صاف ہونے کے نقیب نکلے۔

انہوں نے بہادروں کی تعریف و توصیف سے ان کے حوصلے بڑھائے اور پرانے معرکوں
میں بہادروں کی داستانیں بیان کرنے لگے۔ جس سے بہادران لشکر مین جوش و امنگ
میں اضافہ ہوا۔ نوبت جنگ و جدال آئی۔ شکل کش اپنا زور سحر پڑھ کر میدان میں آیا۔
شعبدہ بازی اور جادو گری دکھانے کے بعد اس نے للکارا: "اے فرقہ نمک حراماں' دیکھو
تمہیں کس طرح ہلاک کرتا ہوں اور آغوش خاک و خون کرتا ہوں۔"
مہ رخ نے بھی جواب میں اسے پکارا: "او چھوکرے! کیا بکتا ہے' کوئی دم بھر میں حسرت
و ارمان سے اس دنیا سے چلا جائے گا۔" شکل کش کو غصہ آیا اور مہ رخ کی صورت
کا ایک پتلا اپنی جھولی سے نکال کر پھینکا اور کہا: "اے ثمامہ! بحکم سامری' مہ رخ کو
پکڑ کر لا۔" ادھر سے مہ رخ نے آگے بڑھ کر پتلے کے ہاتھ پر سحر پڑھ کر اسے اٹھا
لیا اور کہنے لگی: "افسوس ہے کہ اس پتلے کی ساری صورت' شکل کش کی سی ہے
مگر سر نہیں ہے' تو وہ میں بنا کر لگائے دیتی ہوں۔" اس کلام سے وہ پتلا شکل کش
کی صورت کا ہو گیا۔ گرفتار کرنے کے واسطے شکل کش ہی کی طرف چلا۔ اس نے
پھر رد سحر پڑھ کر اس سے اٹھا کر جھولی میں ڈال دیا۔
ادھر مہ رخ پھر سحر کرنے لگی اور شکل کش رذ کرتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے
قلم سے مہ رخ کی تصویر کھینچتا جاتا تھا۔ یہ تو اس کام اور مہ رخ کے مقابلہ میں سرگرم
تھا' کیوں کہ جانتا تھا کہ جب وہ مہ رخ کو گرفتار کر کے قتل کرے گا' تو کوئی
دوسرا شخص مقابلے کے لیے نہیں آئے گا' حالانکہ وہ نا تجربہ کار تھا۔ اس کو غافل دیکھ
کر رعد جادو پاؤں مار کر اپنے لشکر مین سے غرق زمین ہوا۔ اس کی ماں برق محشر بھی
بزور سحر اڑ گئی۔

شکل کش غافل کھڑا تبادلہ سحر میں ایسا مگن تھا کہ رعد نے اس کے پہلو پر سے زمین
میں سے سر نکال کر اتنے زور سے چیخ ماری کہ یہ بے ہوش ہو کر اژدر سے زمین

پر گرا۔ اس کی فوج کے آدمی اسے اٹھانے چلے تھے کہ برق محشر چمک کر اس پر
گری اور اس کے جسم کو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین میں اتر گئی۔ شکل کش کا قصہ ختم
ہوا۔ مہیب آوازوں سے یہ صدا بلند ہوئی کہ: "مجھ کو مارا کہ میرا نام شکل مش جادو
تھا۔"

مہ رخ شاداں و کامران فولادی گولہ پکڑے آگے بڑھی اور دوسری طرف سے شکل کش
کی فوج' جو اپنے مالک کے مرنے سے غضب ناک تھی۔ انتقام کے لیے آگے بڑھی۔
دونوں طرف سے سحر کا مقابلہ شروع ہوا۔ کسی نے ایسا سحر پھینکا کہ شخص مقابل خون
تھوکنے لگا۔ کسی نے ایسا جادو کیا کہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوا۔ بعض کے جادو سے
سیاہ اژدہے نکلے اور بعض کے جادو سے زہر آلود عقرب ظاہر ہوئے۔

مختلف رنگوں کے بادل ہوا کے دوش پر آتے تھے اور ان میں سے آگ' پانی ساتھ ساتھ
برستے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا۔ جب سحر آزمائی سے معاملہ ختم ہوتا۔ محسوس نہ
ہوا' تو باہم دیگر شمشیر زنی کا آغاز ہوا اور ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ جسم
دریائے خون میں تڑپنے لگے۔

شکل کش کی فوج نے اس کی لاش تلاش کر کے راہ ہزیمت اختیار کی۔ ملکہ حیرت جو
اپنی فوج کے ہمراہ جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اس نے چاہا کہ مقابلہ کرے لیکن اس
خیال سے کہ اب لڑائی کا فیصلہ ہو گیا ہے تو امان کی طبل بجا کر واپس لوٹی۔

مہ رخ فتح و کامرانی سے اپنے محل میں گئی اور غسل کر کے تخت شاہی پر جلوہ افروز
ہوئی۔ دربار' سرداران علیٰ تبار سے معمور ہوا۔ رقص ہونے لگا۔ ہر ایک مسرور تھا۔

ہزیمت خوردہ فوج افراسیاب کے پاس پہنچی اور شکل کشا کی لاش اس کے سامنے رکھ دی
افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور اس بات پر افسوس کرنے لگا کہ مصور جادو کا ایک ہی
بیٹا تھا' جو مارا گیا۔ آخر لاش کو جلا دیا گیا اور سحر کی مدد سے ایک پتلا شکل کش بنایا

اور اس کے قالب میں ایک موکل کو بٹھا دیا جس سے وہ پتلا زندہ ہو گیا۔ اس کو باقی ماندہ فوج کے ہمراہ جاہ و حشم سے مصور کے پاس روانہ کیا اور اسے ایک خط لکھا: "اے

بیزہ سامری! تمہارا بیٹا بڑی شجاعت سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ میں نے اس کی صورت کا پتلا تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ چالیس روز زندہ رہے گا۔ تم اس کو اچھی طرح پیار کر لو' اور اس طرح اپنے دل کو تسکین دے لو۔" فوج یہ خط لے کر اس پتلے کے ہمراہ روانہ ہوئی۔

اب افراسیاب اس فکر میں تھا کہ شکل کش کے قاتل کو بھی گرفتار کر کے مصور کے پاس بھیجے تاکہ وہ اس کو قتل کر کے اپنا انتقام پورا کر لے۔ اس نے صرصر شمشیر زن کو طلب کر کے حکم دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے۔ صرصر نے عرض کیا کہ ابھی لائی اور یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔ اپنی صورت تبدیل کر کے مہ رخ کے لشکر میں داخل ہوئی اور گھات میں لگی تھی کہ ایک کنیز کسی کام سے باہر نکلی۔ صرصر اس کے ساتھ ہوئی اور ایک تنہا مقام پر بیضہ بے ہوشی مار کر اسے بے ہوش کر کے اس جیسی صورت بنائی۔ دربار میں آ کر رعد کے سر پر سے مکھیاں اڑانے میں مصروف ہو گئی۔ اچانک عمرو کی نظر صرصر پر پڑی۔ اس نے فوراً اسے پہچان لیا' تو صرصر بھاگی۔ عمرو نے پکارا: "لونڈی کہاں جاتی ہے۔ صرصر نے جواب دیا: "او غلام! کیا تیری شامت آئی ہے' تیرے باپ کو بھی لونڈی میسر تھی۔" عمرو اس کے پیچھے دوڑا' مگر وہ نکل گئی۔ مہ رخ نے پوچھا: "یہ کون گستاخ تھا' جو خواجہ اس طرح کہہ گیا ہے۔" عمرو نے جواب دیا: "صرصر رعد جادو کی گرفتاری کے لیے آئی تھی۔ اس لیے غفلت نہ کرنا اور ہوشیار رہنا۔"

مہ رخ نے دربار برخواست کیا۔ سب سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے' لیکن مہ رخ اپنے خیمہ میں عیاری کے ڈر سے بیدار رہی اور بہار بھی ہوشیار تھی۔

صرصر اب برق محشر کی شکل بنا کر آئی اور رعد جادو کے قریب پہنچ کر محافظوں سے

کہا: ”تم سب غافل ہو‘ میں خود اپنے بیٹے کی حفاظت کروں گی۔“

یہ کہہ کے خیمے کے اندر چلی گئی اور رعد کو بے ہوش کر کے بڑی احتیاط سے پشتارہ بنا کر کاندھے پر لاد کر باہر نکلی۔ محافظوں نے دیکھ کر شور مچایا۔ سارے لشکر میں شور برپا ہو گیا۔ عمرو بھی شور سن کر دوڑا اور اس خیال سے کہ صحرا میں گئی ہو گی۔ اس کے آگے سے جا کر روک لوں گا۔ صحرا کی سمت روانہ ہوا۔ صرصر یہ ہنگامہ دیکھ کر ایک خیمے کی آڑ میں بیٹھ گئی۔ جب سب آگے نکل گئے۔ تو رعد کا پشتارہ باندھ کر روانہ ہوئی۔ جب صحرا کے قریب پہنچی‘ تو عمرو کو آتے دیکھا۔ عمرو نے اس کو روکا۔ صرصر نے زفیل عیارے بجائی۔ صبا رفتار آواز سن کر دوڑی آئی۔ عمرو نے بیضہ بے ہوشی سے صبا رفتار کو بے ہوش کر دیا۔ اس عرصہ میں برف فرنگی بھی آ گیا اور اس نے صرصر کو گھیرا‘ لیکن صرصر نے چالاکی کی‘ بیضہ مار کر برق کو بے ہوش کر دیا‘ اور عمرو سے لڑنا شروع کر یا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور تک چلی گئی۔ اتفاقاً ادھر سے قران آتا تھا۔ صرصر کو جاتے دیکھ کر بغدہ تان کر دوڑا‘ تا کہ اس کے سر پر مارے‘ لیکن عمرو‘ جو پیچھے آتا تھا۔ اس نے پکار کر ایسا کرنے سے منع کیا کہ یہ اس کی محبوبہ ہے۔ قران نے ہاتھ روکا۔ صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی۔ کیوں کہ عیاروں نے اسے گھیر لیا تھا۔ اگر رعد کو چھوڑ کر نہ جائے گی‘ تو خود بھی گرفتار ہو جائے گی۔

قران رعد کو ہوش میں لایا اور برق اور صبا بھی ہوش میں آنے کے بعد اپنی اپنی راہ کو روانہ ہو گئے۔ عمرو اور قران‘ رعد کو لشکر میں لائے اور محتاط رہنے کی تاکید کی۔

○○○

• الماس پری چہرہ

غرضیکہ سب آرام کر رہے تھے کہ صرصر پھر شکل تبدیل کر کے لشکر میں داخل ہوئی اور اپنی صورت ایک مے فروش کی سی بنائی۔ ماتھے پر ٹیکا لگا ہوا۔ سرمہ آنکھوں میں

گھلا ہوا۔ مسی اور پان سے ہونٹ سرخ آراستہ' ناک میں نتھ کا حلقہ پڑا ہوا' پاؤں میں بچھوے پہنے' لہنگا زیب تن کئے' دوپٹے کی گاتی باندھے' شراب کا سبوچہ کمر پر اٹھائے' ہاتھ میں بوتل لیے' بصد ناز انداز چلی۔

اس حسن و ادا کے ساتھ رعد کی بارگاہ کے قریب پہنچی۔ پہرے پر جو افسر اور سپاہی تھے۔ انہوں نے اس کو دیکھ کر پکارا: "بی' تھوڑی شراب ہمیں دیتی جاؤ۔"

صرصر نے سبوچہ سامنے لا کر رکھا' اس طرح کہ اپنا پری پیکر جمال بھی دکھایا۔ ہر ایک اس پر شیفتہ ہوا اور کہا: "ایک ایک جام ہم سب کو پلاؤ کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا زیادہ کیفیت دکھاتا ہے۔"

صرصر نے ہر ایک کو جام پلایا۔ وہ شراب بے ہوشی آمیز تھی۔ سب بے ہوش ہو گئے۔ صرصر نے بارگاہ کا پردہ چاک کر کے مٹھی بھر دانے بارگاہ کے اندر پھینکے۔ وہ مومی و کافوری شمعوں پر جا گرے۔ دھواں خدمت گاروں کے دماغ میں پہنچا اور بے ہوش ہوئے۔ صرصر نے جھانک کر دیکھا۔ جب سب کو بے ہوش پایا۔ آپ اندر آئی' رعد کے پلنگ کے پاس بیٹھ کر کھینچے میں بے ہوش رکھ کر اس کے دماغ میں پھونکی اور بے ہوش کر کے پشتارہ باندھ کر لے چلی۔ دربان وغیرہ تو بے ہوش تھے' شور کون کرتا۔ صاف لے کر نکل گئی۔ شہنشاہ افراسیاب کے پاس لائی۔

افراسیاب نے حکم دیا: "اس کو بجنسہ مصور کے پاس پہنچا دے۔"

صرصر رعد کا پشتارہ لے کر شہر ارژنگ کی طرف چلی۔ مگر اب ادھر کا حال بھی سنئے کہ جب ہم شبیہ شکل کش یعنی پتلا' افراسیاب کا بھیجا ہوا مصور کے پاس پہنچا اور جس

وقت اسے معلوم ہوا کہ میرا بیٹا مارا گیا تو عجیب طرح کا ماتمی شور برپا کیا۔ ارکان سلطنت' قلم کش جادو' بہزاد جادو اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوئے۔ شکل

کش کی ماں ملکہ صورت نگار موت کی خبر سن کر بے ہوش ہو کر گری اور جب ہوش میں آئی' گریبان چاک کر کے پکاری: "اے فرزند' تم میری نظر سے پنہاں ہو گئے۔

گریہ و بکا کے بعد اس پتلے کو خوب پیار کیا اور اپنی آغوش محبت میں بٹھایا۔ گلے سے لگایا۔ پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ ہم نے اس پتلے کو پیار کر لیا۔ خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا۔ اب اس کو آپ ہی رکھئے۔ ہم یہاں سے بھیجتے ہیں اور فوج لے کر' حریف کو برباد کرنے آتے ہیں۔ اس مضمون کے ہمراہ پتلے کو بھی روانہ کیا۔ اس کے جانے کے بعد مصور کی زوجہ ملکہ صورت نگار نے اپنی کنیزوں کو سامان سفر کی درستی کا حکم دیا۔ دو ایک روز کے بعد خیمے ڈیرے لدوا کر کئی لاکھ فوج کے ہمراہ حیرت کی لشکر کی طرف چلی۔ اس کی ایک بیٹی ملکہ الماس پری چہرہ نام ہے' جب اسے ماں کے جانے کی اطلاع ہوئی خدمت میں آ کر ضد کرنے لگی کہ میں بھی ساتھ چلوں گی اور اپنے بھائی کے قاتل کو ماروں گی۔ ماں نے ہر چند سمجھایا کہ اے بیٹی تم ساحر نہیں جانتی ہو' ابھی کم سن ہو' گھر میں کھیلو' جنگ و جدل ہے نہ جاؤ۔ مگر الماس نے نہ مانا۔ مجبوراً ساتھ لیا اور بڑے کروفر سے روانہ ہوئی۔

مصور نے زوجہ کو جاتے دیکھ کر' خود بھی لشکر کی کارسازی فرمائی۔ صورت نگار کی روانگی کے بعد اپنی سلطنت ایک مشیر کے سپرد کر کے' حیرت کے لشکر کی راہ لی۔ اس کی زوجہ حیرت کے لشکر سے کوئی ایک منزل ادھر ٹھہری۔ اس نے وہاں بارگاہ استادہ کرائی اور کہا: "کل یہاں سے کوچ کروں گی۔" ساری فوج صحرا اور کوہستان میں اتری۔ کڑھاؤ چڑھ گئے۔ پکوان پکنے لگے۔ بارگاہ میں ناچ ہونے لگا۔ ہر شخص عیش و نشاط میں مصروف ہوا۔ اس وقت اتفاقاً صرصر' جو رعد کو لے کر چلی تھی۔ اس صحرا میں پہنچ کر اس نے لشکر کثیر اترا دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی۔

ایک لشکری سے پوچھا: "اس لشکر کا مالک کون ہے؟"
اس نے کہا: "شکل کش کی ماں ملکہ صورت نگار لڑنے جاتی ہے۔"
صرصر یہ سن کر بہت خوش ہوئی کہ مجھے اتنی دور نہ جا پڑا۔ اب رعد کو اس کے سپرد کر کے واپس جاؤں۔ یہ سوچ کر بارگاہ کے اندر قدم رکھا۔ ملازموں نے روکا کہ کہاں جاؤ گی۔

اس نے کہا: "جا کر اطلاع کر۔ صرصر شمشیر زن آئی ہے۔"
وہ لوگ گئے اور صورت نگار کو اطلاع دی۔ اس نے صرصر کو روبرو بلوایا۔ صرصر نے جا کر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہے۔ ہزاروں ساحر اور جادو گرنیاں گرد و پیش کرسیوں اور دنگل پر رونق افروز ہیں۔ جلسہ طرف جمع ہے۔ صرصر آداب بجا لائی۔ پشتارہ سامنے رکھ دیا اور عرض کیا: "گنہگار رعد کو لائی ہوں۔ یہ حاضر ہے۔"
صورت نگار بہت خوش ہوئی اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا۔ مقام عزت پر بٹھایا۔ تعظیم و تواضع کر کے رخصت کیا اور حکم دیا کہ ملکہ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آ کر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کریں------ اس لیے کہ ساتھ آئی ہیں۔ لوگ حکم کے مطابق بلانے گئے۔
الماس پری چہرہ سبزہ زار میں سیر کر رہی تھی۔ سات سو انیس جلیسیں ساحرہ ساتھ تھیں۔ اپنی ماں کی خبر سن کر بڑی آرائش و زیبائش کر کے ماں کے پاس آئی۔ صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی کہ نظر بد نہ لگے۔ اٹھ کر بلائیں لے کر اپنے پاس بٹھایا۔ پھر قید سحر پہنا کر رعد کو ہوشیار کرایا۔ سامنے بلوایا۔ عتاب و خطاب کرنے لگی۔ مگر الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال' نہایت حسین و جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے۔ اس کا چہرہ ماہ تاباں کی مانند ہے۔ جٹی بھویں' بھرے بھرے ڈنڈ' بھری بھری بازو کی مچھلیاں۔ شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہیں۔ خلق و ہمت سے ماہر ہیں
الماس اس کی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ ہوئی۔ کمند گیسو میں گرفتار ہو

کر بے قرار ہوئی۔ ہونٹ چاٹنے لگی۔ حسرت سے منہ تاکنے لگی۔ جی بیتاب ہوا۔ تاب و تحمل کا یارا نہ رہا۔ ولولہ عشق سے جوش جنوں طاری ہوا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

آخر وہ مہ جبیں کچھ انجام سوچ کر کہ دیوانی' تیرا بھی کدھر خیال ہے' تو کہاں اور یہ کہاں۔ اسے ہمکنار ہونا محال ہے۔ اس دھیان میں دل بھر آیا۔ رونے لگی۔ اس کی ماں نے گلے سے لگایا اور سمجھی کہ افسوس' بھائی کے قاتل کو دیکھ کر یہ اپنے بھائی کو یاد کر کے اب تک تڑپتی ہے۔ سمجھانے لگی: "بیٹی' تیرا بھائی رونے سے جی نہ اٹھے گا۔ مفت میں شدت غم سے دل تیرا خون ہو گا۔"

ملکہ کے رونے پر سب اسی طرف متوجہ ہوئے۔ کوئی بلائیں لینے لگا۔ کوئی نثار ہوتا تھا۔ کوئی تسکین دیتا تھا۔ غرضیکہ ایک ہنگامہ ہو گیا۔ اس وقت رعد یا تو اپنی گرفتاری سے خجل' گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا۔ یا باتیں سن کر آنکھ اٹھا کر جو دیکھاتو اس غارت گر ایمان یعنی الماس کی نگاہ شہباز کا شکار ہوا۔ عجب صورت دلکش' حسن جہاں آرا دیکھا۔ یہ معلوم دیتا تھا کہ اس کی زلف سیاہ پر شب تار کو بھی ناز ہے۔ اس کے رخسار تاباں پر آفتاب نصف النہار بھی نثار ہے۔ اس کا لب نازک برگ سمن کو شرماتا ہے۔ ہونٹوں کی سرخی پر لعل بدخشاں کا دل خون ہوا جاتا ہے۔ اپنے بھائی کے غم میں سیہ پوش ہے۔ اس کی ایک ایک آن اور ادا پر غمزہ و ناز نثار ہیں۔

صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور حکم دیا کہ اس کو قتل کیا جائے۔ اس وقت اتفاق سے مصور کا نامہ آیا کہ:اے ملکہ' ہم نے سنا ہے کہ رعد گرفتار ہو کر آیا ہے۔ لہٰذا تم اسے یہاں قتل نہ کرنا۔ حیرت کا لشکر قریب ہے۔ وہاں لے جاؤ۔ ہم بھی آتے ہیں۔ سب باغیوں کو دکھا کر اس کو دار پر کھینچیں گے۔ اور جو اس کی مدد کو آئے گا۔ اسے بھی سزا دیں گے۔"

صورت نگار جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی۔ جلاد کو رعد کے قتل سے روکا' اور اپنے ایک' ملازم فولاد جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج کے دن قید رکھے۔ فولاد اس سے لے

کر ایک درہ کوہ میں آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر وہاں بٹھایا۔ آپ باہر آ کر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کے گرد آگ کا حصار ہو گیا اور دھواں ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا۔ حصار سے ہٹ کر فولاد اپنے رفقا کے ہمراہ نگہبانی کے لیے بیٹھا۔

مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کر کے لے گئے' ملکہ الماس دلدار کی صورت یاد کر کے بیتاب ہوئی اور کچھ لمحے کے بعد ماں سے رخصت چاہی کہ میں بھی اپنی بارگاہ میں جا کر آرام کروں۔ اس نے اجازت دی۔ اس نے سواری طلب کی۔ سواری کا جلوس موجود ہو گیا۔ یہ سوار ہو کر چلی۔ میاں عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظار کرتا تھا۔ یہاں تو یہ حال ہے۔ لیکن عمرو کے لشکر میں جب رعد کے ملازم ہوشیار ہوئے اور اپنے مالک کو نہ پایا تو جا کر مہ رخ سے بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا۔ رعد کی ماں برق محشر بے قرار ہو کر رونے لگی۔ اور نہایت بے تابیاں کرنے لگی۔

عمرو نے تسکین دی اور کہا: "صرصر اسی فکر میں پھرتی تھی۔ وہی لے گئی ہو گی۔ میں جا کر چھڑائے لاتا ہوں۔ تم کچھ فکر نہ کرو۔" یہ کہہ کر روانہ ہوا' راہ میں برق فرنگی ملا۔ اسے بھی سارا حال کہا۔ برق بھی چلا اور ڈھونڈتا ہوا۔ صورت نگار کے لشکر کے قریب پہنچا۔ لشکر اترا دیکھ کر' اپنی صورت تبدیل کر کے ہر طرف پھرنے لگا۔ اس نے رعد کو درہ کوہ میں قید کرتے لے جاتے دیکھا۔ اس وقت عیاری سوچنے لگا کہ کس طرح اس کو رہا کرنا چاہیے۔ اسی فکر میں تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا۔ یہ بھی اسی کے ساتھ ہوا' اور ایک آدھ سے حال دریافت کیا کہ سواری کس کی ہے۔ ظاہر ہوا کہ مصور کی بیٹی ملکہ الماس جاتی ہے۔ برق اسی فکر میں ہو لیا کہ بن پڑے تو اس کو پکڑ لے جاؤں۔ اسی اندیشے میں اس نے دیکھا کہ میاں عشرت خواجہ سرا کا نوکر ایک جگہ بیٹھا حقہ بھر رہا ہے۔

برق اس کے پاس آیا اور پکارا: "اے میاں' ذرا ادھر دیکھنا۔" اس نے منہ اٹھا کر دیکھا۔ برق نے بیضہ بے ہوشی ناک پر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کو تو کسی جگہ چھپا

دیا اور آپ اس کی سی صورت بن کر حقہ بھر کر' خواجہ سرا کے پاس آیا۔ حقہ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا: "ذرا ٹھہریئے۔ سب کو آگے جانے دیجئے۔ میں نے آپ کی نوکری کے بارے میں بہت بری خبر سنی ہے' وہ بتاؤں گا۔"

خواجہ سرا حیران ہو کر ٹھہر رہا۔ جب سب دور نکل گئے۔ برق نے اسے بھی حباب بے ہوشی لگا کر گھوڑے سے گرا دیا اور خوب بے ہوش کر کے اس کی سی شکل بن کر' گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اس عرصے میں ملکہ اپنی بارگاہ میں پہنچی اور اتر کر سب کنیزوں' انیسوں' جلیسوں کو علیحدہ کر آپ صحرا کی سمت پر پردے اٹھوا کر بیٹھی اور یاد محبوب کرنے لگی۔ کبھی روتی کبھی فلک کج رفتار کی شکایت کرتی۔ دیوانہ وار بکتی' کبھی باد صبا سے مخاطب ہو کر کلام کرتی۔

اسی طرح محبوب کی یاد میں مصروف تھی کہ برق فرنگی خواجہ سرا بنا ہوا آیا اور دیکھا' ملکہ اکیلی بیٹھی ہے بلکہ غمکین معلوم ہوتی ہے۔ برق اس کی پشت پر کھڑا ہو کر خفیہ طور پر اس کے نالہ غم کو سننے لگا۔ ملکہ نے آہ بھر کر کہا: "اے رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری جان لی۔ اور حسرت تیرے ملنے کی' دل میں لے کر میں دنیا سے چلی۔"

برق یہ بیان سن کر سمجھ گیا کہ رعد پر عاشق ہوئی ہے۔ بس اس کے سامنے آیا۔ ملکہ اسے دیکھ کر چپ ہو رہی اور آنسو پونچھ کر روکھی صورت بنائی۔ برق نے جھک کر کان میں کہا: "اے ملکہ مجھے تمہارا عاشق ہونا معلوم ہے۔ ناحق چھپاتی ہو۔ میں تمہارے گھر کا غلام ہوں۔ اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑ لاؤں۔ تم اپنا حال بیان کرو۔ مجھ سے قسم لے لو جو کسی سے کہوں' بلکہ کوشش کر کے تمہیں محبوب سے ملاؤں۔"

ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر اتنامہربان پایا' سارا ماجرہ عشق کہہ سنایا۔ برق نے جب سنا کہ رعد پر عاشق ہے۔ خوش ہوا اور کہا: "ملکہ عالم' زنداں خانے میں چلیں' جہاں آپ کا محبوب مقید ہے۔ محافظ زنداں سے اظہار کریں کہ میں اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھوں گی۔ محافظ اس بہانے سے جب زنداں کا دروازہ کھولے گا' میں عیار ہوں'

رعد کو چھڑانے کے لیے آیا ہوں' وہاں پہنچ کر چھڑا لوں گا۔
الماس یہ مژدہ سن کر فرط مسرت سے غنچے کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور پھر سواری کا

حکم دیا۔ ہوادار حاضر ہوا۔ ملکہ سوار ہوئی۔ برق کو ہمراہ لیا۔ یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ فولاد جادو کے مقام پر پہنچی۔ اس نے ملکہ کی تعظیم کی۔ ملکہ نے وہی اظہار کیا' جو برق نے سکھایا تھا۔ فولاد نے آگ کا حصار دفع کیا۔ ملکہ رعد کے پاس گئی اور دیدار محبوب سے مسرور ہوئی۔
برق فولاد کے پاس بیٹھا رہا۔ اسے شہزادی کا ملازم سمجھ کر شراب و کباب کی دعوت دی۔ برق نے پہلے تو انکار کیا۔ پھر اس کے زیادہ اصرار پر جام بادہ احمر سے لبریز کر کے' اور اس کی نگاہ بچا کر' سفوف بے ہوشی ملا کر اس کے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش کریں' تو میں بھی پیوں۔ فولاد جام لے کر پی گیا۔ برق نے اس کے ملازموں میں سے کسی کو بی ہوشی آمیز شراب پلائی اور کسی کو بے ہوشی ملا میوہ دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہے۔ لیجئے آپ بھی کھایئے۔
غرض وہ سب کھا پی کے بے ہوش ہوئے۔ برق نے فوراً سب کے سر کاٹ ڈالے۔ اس کے مرتے ہی تاریکی ہو گئی۔ شور و غل پیدا ہوا اور رعد رہا ہو گیا۔ الماس پری چہرہ یہ ہنگامہ سن کر ڈری۔ نہیں معلوم کہ کیا آفت آئے۔ مگر رعد نے خود کو رہا دیکھ کر کہا: "اے ملکہ' تم مجھے دیکھتی ہی رہیں اور فولاد کو کسی نے مار ڈالا۔"
ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ عیار نے کتنا جلد فیصلہ کیا۔ اسی عالم حیرت میں تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا: "ایک دوسرے کے عاشقو' اب یہاں سے جلدی چلو۔ ایسا نہ ہو کہ ملکہ صورت نگار کو اس حال سے آگاہی ہو اور یہ تم دونوں کو خرابی میں ڈالے' اس لیے کہ وہ یہاں سے کوس بھر کے فاصلے پر فروکش ہے۔"
ملکہ نے یہ سن کر کہا: "اے برق میری بارگاہ کے کنارے' لشکر کے قریب صحرا ہے۔ وہاں کوئی نہیں آتا ہے۔ ایک لمحہ چل کر ہم اور رعد دونوں بیٹھیں اور اسباب وغیرہ

لے لیں، تو مہ رخ کے لشکر کی طرف روانہ ہوں۔"

برق نے کہا: "اسباب بہت ہو رہے گا۔ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔"

ملکہ نے اصرار کیا۔ برق ناچار ہو گیا۔ الماس اپنی بارگاہ میں رعد کو لائی۔ مسند پر بٹھایا۔ اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا۔ شراب کی کشتیاں، گزک اور کباب کی قابیں حاضر کیں۔ دور جام شروع ہوا۔

لیا دونوں نے عیش گہ میں قرار
تھے جہاں فرش و مسند زرتار
وہ مکان اور خالی از اغیار
ہوئے آپس میں گرم بوس و کنار
اس طرف منتیں ہزار ہزار
اس طرف بات بات پر انکار
یہاں ہر وقت ناصبوری تھی
واں کنارہ تھا اور دوری تھی
اس سے کہتی تھی وہ پری تمثال
چل کے لشکر میں ہے قرار وصال
تب اٹھی وہ پری بصد انداز
اور کیا سوئے طاق دست دراز
لے لیا شیشہ مے گلفام
دوسرے ہاتھ سے اٹھایا جام
بادہ عیش سے ہوئے مخمور
لذت عشق سے تھے دونوں چور
ایک کا ہاتھ ایک کی بالین
ایک کے لب سے ایک کو تسکین

تھا وہاں اس کو شغل مے نوشی

غم و شادی سے تھی فراموشی

سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی
آپ ہی رند' آپ ہی ساقی

اس پری کو وہ پیار کرتا تھا
گاہ بوس و کنار کرتا تھا

یہ تو اس طرح تھا یہاں سرشار
فتنہ خفتہ پر ہوا بیدار

وہ ستم پیشہ و خفا کارہ
یعنی صورت نگار مکارہ

ہوئی آگہ کہ رعد چھوٹ گیا
اور محافظ جو تھا' وہ قتل ہوا

ہے جو دختر تیری پری چہرہ
اس کے باعث ہوا یہ ہنگامہ

جا کے زنداں میں بے خبر اس کو
کیا فی النار والسقر اس کو

سن کے یہ حال دخترک اک بار
غلیظ سے ہو گئی سراپا ناز

چلی واں سے عجب غضب میں بھری
اور درگاہ پر پہنچی

ملکہ کی جتنی کنیزیں اور ملازم تھے۔ وہ خوف کے مارے بھاگ گئے۔ صورت نگار نے اندر جا کر دونوں عاشق و معشوق کو' لپٹے پڑے دیکھا۔ خون آنکھوں میں اتر آیا کچھ سحر پڑھ کر دستک دی' جہاں یہ دونوں طالب و مطلوب لپٹے تھے' زمین کا اتنا ٹکڑا اکھڑا اور

وہ طبقہ اوپر اٹھ کر ہوا کے رخ پر چلا۔ صورت نگار خود بھی بزور سحر اڑ چلی۔ برق جو بارگاہ کے باہر کھڑا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر روتا ہوا اسی طبقہ کے نیچے روانہ ہوا۔ ادھر رعد اور الماس کی آنکھ کھلی۔ رعد نے چاہا کہ بزور سحر الماس کو لے کر اڑ جاؤں' مگر سحر یاد نہ آیا۔ اس وقت ملکہ سے کہا: "معلوم ہوتا ہے' ہم تم گرفتار ہوگئے۔" ملکہ رونے لگی' حسرت سے منہ دھونے لگی کہ اے فلک بے مہر' تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحے میں جدائی دکھائی۔ اسی طرح کبھی آسمان کی شکایت کرتی تھی اور کبھی باہم گلے مل کر روتی تھی۔ بے قراری سے بصد اندوہ گریہ و زاری کرتی تھی۔
صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا۔ وہ طبقہ زمین دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک پر رعد' اور دوسرے پر الماس الگ الگ ہو گئے۔ ایک ٹکڑا ایک سمت چلا اور دوسرا دوسری سمت۔ اس وقت دونوں پر عجب رقت طاری تھی کہ جس کے لکھنے سے خامہ دو زباں' اشک سیاہ گراتا ہے اور سینہ قلم کا شق ہے۔ دل پر ہزار طرح کا قلق ہے۔
بہر صورت یہ دونوں جدا ہوئے' لیکن برق فرنگی' جو نیچے چلا آتا ہے۔ ان کو جدا ہوتے دیکھ کر مجبور ہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤں اور کسے تنہا چھوڑوں۔ آخر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور آ کر سارا ماجرا رعد جادو کی والدہ برق محشر------ سے بیان کیا۔ وہ اپنے فرزند کے غم میں بے قرار تھی۔ یہ کیفیت سن کر بے تابانہ' بزور سحر اڑی اورالماس کے قریب پہنچ کر' کڑک کے گری اور اس کو پنجے میں داب کر اڑ کے چلی۔
صورت نگار بھی بہت جلد اڑ کر اس کے قریب پہنچی۔ اور ایسا سحر کیا کہ ہزاروں پتلے اڑتے ہوئے آ کر برق محشر سے چمٹ گئے۔ اس نے ہر چند سحر کیا' تڑپی' پھڑکی' مگر چھوٹ نہ سکی۔ صورت نگار اسے بھی اپنے سحر میں مبتلا کر کے صحرا میں ایک نہایت بھیانک اور دہشت خیز جگہ پر لائی۔ وہاں کچھ سحر پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکا کہ وہ ٹکڑا جس پر رعد مقید تھا' اڑتا ہوا آ کر پہنچا۔ اسے بھی اتارا اور ایک پتلے کو کچھ لکھ کر دیا کہ وہ پتلا غائب ہو گیا۔ لمحے کے بعد زمین شق ہوئی۔ ایک ساحر نکلا اور

تسلیم کر کے سامنے کھڑا ہوا۔ صورت نگار نے اسے خطاب کیا کہ: "اے ظالم' تیرہ رو تمہیں اس لیے طلب کیا ہے کہ ان تینوں کو اپنی قید میں رکھو۔ لشکر میں ان کو قید کرنا باعث بدنامی تھا کہ مقدمہ دختر کا ہے۔ سب کو معلوم ہو جاتا کہ مصور جادو کی دختر جرم عاشقی میں گرفتار ہے۔ اور دوسرے یہ کہ عیار لشکر میں پہنچ کر' ان کو رہا کر کر لے جاتے۔ اس لیے میں یہاں لائی ہوں اور تمہارے سپرد کئے جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر قیدیوں کو دے کر' آپ پرواز کر کے اپنے لشکر میں چلی آئی۔ اس ساحر نے ایک برج سحر کا بنا کر' سب قیدیوں کو مقید کیا۔ ان کا تفصیلی حال اس وقت بیان ہوگا۔ جب یہ رہا ہوں گے۔

جب صورت نگار لشکر میں آئی۔ حکم دیا کہ فوج کوچ کرے۔ اسی وقت خیمہ و خرگاہ میں آ کر شکست خوردہ لشکر کو ہمراہ لے کر' ملکہ حیرت کی فوج کی طرف چلی۔ جب قریب پہنچی' طاریران سحر نے لشکر کے آنے کی خبر حیرت کو دی کہ مصور کی زوجہ صورت نگار آتی ہیں۔ حیرت سنتے ہی اپنے سرداروں کے ہمراہ استقبال کے لیے چلی۔ راہ میں جواہر کے پا انداز بچھوا دیا اور بڑے تزک و احتشام سے لے کر بارگاہ میں داخل ہوئی۔ اس کے لشکر کو اپنے لشکر کے متصل اتروادیا۔ اپنے یہاں سے ہر ایک کے لیے سامان عیش و آرام کو بھجوایا۔ سب آرام سے ٹھہرے۔

صورت نگار نے حیرت سے کہا: "میں رعد اور الماس کو قید کرنے آئی ہوں۔ تمہاری بیٹی خوبصورت مہ رخ کے بیٹے پر عاشق ہے اور میری بیٹی رعد پر فریفتہ ہوئی ہے۔ ہماری تمہاری مثل ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے۔ لہٰذا اے حیرت! آج شام کو طبل جنگ بجے کہ میں سب باغیوں کا کام تمام کروں اور اپنے بیٹے کے خون کا انتقام لوں۔ حیرت دن بھر اس کی دعوت و ضیافت میں مصروف رہی۔ جب شام ہوئی۔ صورت نگار کے حسب الحکم طبل جنگ بجا۔

جاسوسوں نے یہ خبر مہ رخ کی خدمت میں پہنچائی۔ یہاں بھی نفیر سحر بجی۔ دونوں لشکروں میں سحر کی اور حیرت و ضرب کی تیاری رہی۔ واضح ہو کہ اس دفتر میں ہزاروں مقامات

پر لڑائیاں واقع ہیں۔ اس لحاظ سے ہر ایک جنگ میں اس حقیر نے اختصار سے کام لیا ہے' کیوں کہ طوالت کلام سے سوائے ہرزہ سرائی کے کچھ فائدہ نہیں۔ پس وہ لڑائی' جو کسی زبردست ساحر نامی کی لطف کے ساتھ ہو گی' وہ تفصیل سے بیان ہو گی۔ باقی سرسری ذکر کیا جائے گا' تا کہ سامع اور قاری کو یہ فساد برا نہ معلوم ہو۔

آمدم بر سر مطلب! شب بھر ہنگامہ کار زار گرم رہا۔ صبح طلوع آفتاب کے بعد صورت نگار اور ملکہ حیرت لشکر لے کر' بڑے کروفر سے میدان جنگ میں آئیں۔ دوسری جانب سے مہ رخ اور بہار اپنے بہادروں کے ہمراہ وارد ہوئیں۔ میدان کو آراستہ کیا۔ ابر سحر برسا کر گردوغبار کو بٹھایا۔ صفیں درست کیں۔ نقیب نقابت کر چکے۔ صورت نگار اژدر سحر پر سوار ہو کر مقابلے کے لیے نکلی اور حریف کے لشکر پر نعرہ زن ہوئی۔ اس کے سامنے بہار جادو گئی۔ صورت نگار نے ایک ناریل مارا کہ وہ شق ہوا۔ ہزاروں تصویریں پرچھائیوں کی طرح بہار کے لپٹ گئیں۔

بہار نے گلے کا ہار اتار کر آسمان کی طرف پھینکا۔ ایک لڑی موتیوں سے بھری۔ زمین سے آسمان تک لٹکی ہوئی نظر آئی۔ بہار اس لڑی پر چڑھ گئی۔ وہاں سے کچھ ایسا سحر کیا کہ سورج کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا۔ پرچھائیاں سب جل گئیں۔ صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کر' اپنے ہاتھ سے ایک تصویر کھینچ اس لڑی کی سمت پھینکی۔ تصویر زمین پر گر کر جب سیدھی ہوئی۔ منہ سے کچھ شعلے چھوڑے کہ وہ موتیوں کی لڑی جل گئی اور بہار زمین پر گری' لیکن بزور سحر گر کر سنبھلی اور اپنے سر کے بال توڑ کر اس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بن کر تصویر کو لپٹ گئے اور کشاں کشاں بہار کے سامنے لائے۔ اس نے اس کو قینچی لے کر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکال کر صورت نگار پر مارا۔ اس گلدستے سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے۔ صورت نگار اور ہمراہی عالم مدہوشی میں محو ہو کر سب جھومنے لگے اور ملکہ بہار کی تعریف کرنے لگے۔ اس وقت زمین شق ہو گئی اور چند پتلیاں نکلیں۔ باغبانوں کی طرح پھول چننے لگیں اور پکاریں:

"اے ملکہ صورت نگار! آپ مصور کی زوجہ ہو کر' ایک چھوکری کے سحر پر مفتون ہوئیں۔ ہوشیار ہو جائیے اور سنبھلئے۔ یہ کلام سن کر' جھجک کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور نیمچہ پکڑ کر بہار پر آپڑی اور آپس میں بزور سحر شمشیرزن شروع کی۔

اس وقت حیرت نے فوج کے سرداروں کو للکارا۔ ساحر ہر طرف سے چلے۔ ادھر مہ رخ فوج لے کر آگے بڑھی۔ دونوں لشکر آپس میں مل گئے۔ جنگ ہوئی۔ ہر طرف سے ابر اٹھ کر برستے تھے اور آندھیاں زور شور سے اٹھتی تھیں۔ اگ اور پتھر برستے تھے صدا "یا سامری یا جمشید" کی بلند تھی۔ لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گر رہا تھا۔ فولادی گولے چلتے تھے۔ دامن صحرا خون سے گلنار تھا۔ تہلکہ عظیم برپا تھا۔

رات کی تاریکی ہو جانے پر دونوں طرف کی سیاہ' طبل بازگشت بجا کر' اپنی اپنی بارگاہ میں آئی۔ صورت نگار نے حیرت سے کہا: "میں آج حریف کے لشکر کی تصویر بناتی ہوں۔ اس لیے کہ میدان جنگ میں اس چھوکری بہار کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہوں۔ اب کسی کو ان میں سے زندہ نہ رکھوں گی۔ حیرت نے جواب دیا کہ جو مناسب جانیے' وہ عمل میں لائیے۔ اسی طرح دونوں آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ اچانک زمین شق ہوئی اور پتلا نامہ لیے پیدا ہوا۔ نامہ حیرت کو دیا۔ اس میں افراسیاب کی جانب سے لکھا تھا:

"اے ملکہ حیرت' تم اس وقت گنبد نور پر آؤ۔ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے اور صورت نگار سے کہہ دینا' ابھی رزم کو موقوف رکھیں۔"

یہ مضمون پڑھ کر' پتلے کو جواب دے کر رخصت کر دیا کہ شہنشاہ سے کہنا' جیسا آپ نے فرمایا' وہی عمل میں آئے گا اور خود آراستہ پیراستہ ہو کر' گنبد نور کی جانب عازم ہوئی۔ چلتے وقت جنگ میں توقف کے لیے صوررت نگار سے کہا اور صرصر کو حکم دیا کہ تو عیارہ ہے۔ خبردار کوئی عیار یہاں آ کر ملکہ صورت نگار کو زحمت نہ پہنچائے اور فریب میں نہ لائے۔

صرصر نے عرض کیا: "کسی کی کیا مجال جو یہاں آ سکے۔"

غرض، سب انتظام کر کے حیرت چلی گئی اور صرصر ہمہ وقت حاضر نہ رہی، لیکن جس دم لشکر میدان جنگ سے پھرے تھے۔ عیار یہ ارادہ کر کے چلے تھے کہ اگر ہو سکے تو جا کر صورت نگار کو قتل کریں۔ سب اپنی اپنی صورت بدل کر حیرت کے لشکر میں داخل ہوئے۔ عمرو فراش کی صورت بن کر، بارگاہ میں آ کر شمعوں کا گل کترنے لگا۔ شمع پر بے ہوشی ڈالتا تھا کہ دھواں اس کا بلند ہوا اور سب بے ہوش ہوئے، مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ سے کہا: "وہ عمرو فراش کی شکل میں شمع کا گل کتر رہا ہے۔"

صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا کہ دو پتلے زمین سے نکل کر عمرو کے لپٹ گئے اور اس کے سامنے لائے۔ اس نے پوچھا: "تو کون ہے؟"

عمرو نے جواب دیا: "ملک الموت میرا نام ہے۔"

صورت نگار نے کہا: "تجھے یہاں آتے کچھ اپنی جان کا خوف نہ آیا۔"

عمرو بولا: "ہمیں سوائے خدا کے کوئی نہیں مار سکتا۔"

صورت نگار کو غصہ آیا۔ چاہا کہ قتل کا حکم دے۔ اس وقت صرصر نے عرض کیا۔ مجھے دیجئے میں اس کو حیرت کے پاس لے جاؤں۔"

صورت نگار نے کہا: "بہتر ہے لے جاؤ۔"

لیکن جب عمرو گرفتار ہوا، غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑا گیا۔ یہ ماجرا دوسرے آنے والے عیاروں نے بھی سنا۔ برق فرنگی نے فوراً صبا رفتار کی صورت بنائی اور بارگاہ کی سمت چلا۔ اس طرف سے صرصر عمرو کو لیے ہوئے آتی تھی۔ اس نے پوچھا: "اس نا عیار کو کہاں لے جایئے گا۔"

صرصر نے کہا: "گنبد نور پر"

صبار رفتار نے عرض کیا: "آپ یہاں محافظت کیجئے اور اس کو مجھے دیجئے کہ میں پہنچا آؤں۔"

صرصر نے اسے اپنی عیار بچی سمجھ کر حوالے کیا۔ برق قیدی کو لے کر چلا۔ جب دور

نکل گیا۔ ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی اور کہا: "استاد میں ہوں برق فرنگی۔"
عمرو بہت خوش ہوا اور پھر صبا رفتار کی طرح صورت بدل کر عمرو بارگاہ میں گیا۔ صرصر نے اسے دیکھ کر کہا: "اے صبا رفتار' تو اتنی جلد گنبد نور پر عمرو کو پہنچا آئی۔"
عمرو نے جواب دیا: "میں لیے جاتی تھی کہ ایک پنجہ آیا اور لے گیا: "آواز آئی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہیں۔" صرصر یہ ماجرا سن کر خاموش ہو رہی۔ عمرو نے کہا: "اے صرصر میرے سر میں درد ہوتا ہے۔ میں سونے جاتی ہوں۔ یہ کہہ کر لیٹ رہی۔
لیکن برق جو عمرو کو رہا کر کے چلا۔ ایک مقام پر اسے اصلی صبا رفتار ملی۔ برق نے صرصر کی صورت بنا کر اس کے قریب پہنچا۔ باتیں کرتے وقت ایک حباب بے ہوشی اسے لگا کر' بے ہوش کر کے' اس کی صورت بن کر لشکر میں آیا اور ادھر صبا رفتار لمحے کے بعد جو ہوشیار ہوئی' تو اپنی شکل ضرغام عیار کی سی بنا کر برق کی گرفتاری کے لیے چلی۔
برق لشکر کے کنارے کھڑا تھا کہ اس نے آ کر پکارا۔ برق پہچان گیا اور خنجر لے کر جھپٹا۔ صبا رفتار نے ایک تیر مارا۔ برق نے جست کی کہ خالی دوں' مگر تیر پاؤں کے انگوٹھے میں لگا۔ زخمی ہوا اور اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ بھاگ کر بارگاہ میں چلی گئی۔
صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار کو دیکھا تو حیران ہوئیں کہ ایک صبا رفتار تو یہاں سوتی ہے۔ یہ دوسری اس جگہ کون آئی۔ بس اس کو پکڑا۔ صبا رفتار نے کچھ پتے اور نشان ایسے دیئے کہ یقین ہوا' یہ سچی ہے۔ مگر اس وقت عمرو لیٹا ہوا تھا' یہ باتیں سن کر بھاگا۔ پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جا کر گھیرا۔ عمرو نے کئی حقے آتشبازی کے داغ کر' ان دونوں پر لگائے۔ یہ دونوں جست کر کے پیچھے اڑ گئیں' لیکن بے ہوشی آمیز دھواں پھیل چکا تھا۔ دونوں کے دماغ میں گیا۔
تھوڑی دور جا کر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک دامن کوہ میں پہنچ کر بے ہوش ہو گئیں۔ عمرو ان کا تعاقب چھوڑ کر' صرصر کی صورت بن کر بارگاہ میں آیا۔
صورت نگار نے کہا: "اے ملکہ' آپ ذرا میرے ساتھ چلئے میں آپ کو ایک تماشا دکھاؤں۔"

صورت نگار اسے صرصر سمجھ کر ساتھ ہوئی۔ عمرو اسے لشکر کے کنارے لایا اور بیضہ بے ہوشی مار کر بے ہوش کر کے پشتارہ باندھ کر لے چلا۔ صرصر اور صبا رفتار کو ہوش آیا۔ وہاں سے جو صورت نگار کی بارگاہ میں آئی۔ غلغلہ سنا کہ کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا۔ یہ سن کر دونوں تلاش میں دوڑیں۔ یہاں عمرو نے چاہا کہ صورت نگار کو مار ڈالوں۔ اس وقت زمین تھر تھرانے لگی۔ خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ عمرو سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے۔ اکیلی ہلاک نہ ہو سکے گی۔ اپنے لشکر میں جا کر ساحروں کی اعانت سے قتل کرنا چاہیے۔

غرض اپنے لشکر کی طرف چلا' مگر صرصر جب نگار کی گرفتاری کی خبر سن کر روانہ ہوئی۔ عمرو کا تعاقب چھوڑ کر مہ رخ کے لشکر میں آئی اور اپنی صورت برق فرنگی کی سی بنا کر مہ رخ سے بولی: "اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو۔ عمرو لشکر کے کنارے کھڑے آپ کو بلاتے ہیں۔"

مہ رخ کہ عیاروں سے انحراف نہیں کرتی ہے' فوراً اس کے ساتھ ہوئی جب لشکر کے کنارے تنہائی میں پہنچی۔ صرصر نے ایک بیضہ بے ہوشی لگا کر' اس سے بے ہوش کر کے کسی جگہ محراب میں چھپا دیا اور اس کی سی شکل بن کر اس کا لباس پہن کر بارگاہ میں آئی۔ ملازموں سے کہا: "میں سامنے والی صحنچی میں آرام کرنے جاتی ہوں' اگر عمرو آ کر پوچھیں تو بتا دینا۔" یہ کہہ کر جا کے لیٹ رہی۔

اس اثنا میں عمرو صورت نگار کا پشتارہ لیے آیا اور پوچھا: "مہ رخ کہاں ہیں؟"

لوگوں نے کہا: "وہ سامنے صحنچی میں آرام کرتی ہیں۔"

عمرو نے جا کر جگایا اور کہا: "اے ملکہ' میں صورت نگار کو لایا ہوں۔" یہ کہہ کر پشتارہ سامنے رکھا۔

مہ رخ نے کہا: "خواجہ' یہ بڑی مشکل سے مرے گی۔ جہاں میں سوتی ہوں' تم وہاں جا کر ایک جھولی سحر سامری کے سامان کی رکھی ہے۔ اسے لے آؤ کہ اس میں ایک گولہ فولادی ہے۔ اسی سے قتل کروں گی۔"

عمرو اس کے کہنے کے مطابق جھولی لینے گیا۔ صرصر نے پشتارہ اٹھا کر کندھے پر رکھا۔ خنجر سے بارگاہ کا پردہ چاک کر کے باہر نکلی اور دور جا کر پکاری: "میں صرصر ہوں اے عمرو' یوں آنکھوں میں خاک ڈال کر لے جاتے ہیں اور عیاری اس کو کہتے ہیں۔"

یہ نعرہ سن کر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند ہوا۔ عمرو بھی غل سن کر دوڑا اور حال سنا کہ صرصر دراصل مہ رخ کی شکل میں تھی۔ پشتارہ لے گئی۔ عمرو کا رنگ زرد ہو گیا۔ بے تابانہ صرصر کے تعاقب میں روانہ ہوا' لیکن لشکر کے ساحر صرصر کے پیچھے دوڑے تھے اور چاہتے تھے کہ اسے گرفتار کر لیں۔ صرصر نے یہ معاملہ دیکھ کر صورت نگار کو ہوشیار کر دیا۔ اس نے ہوشیار ہو کر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہیں اور عمرو بھی آتا ہے۔ بس خاک کی مٹھی اٹھا کر سحر پڑھنے لگی۔

عمرو نے اپنے لوگوں سے کہا: "بھاگ جاؤ' یہ زبردست ہے' قتل ہو جاؤ گے۔"

ساحر کچھ زمین میں غرق ہو گئے اور کچھ آسمان کی طرف اڑ گئے۔ عمرو بھی بھاگا' مگر کہتا گیا: "اے صرصر' قسم ہے حمزہ کی' اگر تو نے مہ رخ کو مار ڈالا ہے تو تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

صرصر نے جواب نہ دیا۔ لیکن عمرو جو بھاگا۔ خدمت گار کی شکل بن کر' صورت نگار کی بارگاہ میں جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار اور صرصر بھی آئیں۔ صورت نگار نے پوچھا: "اے صرصر تو نے مہ رخ کو کیا کیا؟"

صرصر نے عرض کیا: "بے ہوش کر کے رکھ آئی ہوں۔"

اس نے کہا: "جا کر لے آ۔"

صرصر روانہ ہوئی۔ عمرو بھی چلا۔ جب صرصر لشکر سے نکل گئی۔ عمرو نے للکارا کہ کہاں جاتی ہے۔ صرصر خوفزدہ ہو کر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہے کہ مار ہی ڈالے گا۔ مگر عمرو نے دوڑ کر کمند ماری۔ حیرت جست کر کے حلقوں سے نکلی۔ اس جست کرنے میں ایک درخت کا ٹہنا سر میں لگا۔ گر پڑی۔ عمرو نے باندھا اور خنجر لے کر ذبح کرنا چاہا۔ صرصر نے عاجزی سے عمرو کی جانب دیکھا اور کہا: "خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز نہیں۔"

عمرو اس پر فریفتہ ہے' آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہا: "اے صرصر بتا مہ رخ کہاں ہے؟"

ابھی صرصر بتانے نہ پائی تھی کہ سامنے جہاں درہ کوہ تھا۔ وہاں سے ایک ساحر ناقوس جادو نمودار ہوا۔ عمرو کو دیکھ کر' سحر پڑھ کر گرفتار کر لیا۔ صرصر کو پہچان کر چھوڑ دیا۔ یہ بھاگ کر چلی۔ کوس بھر مارے خوف کے نکل گئی۔ جیسے ہی ایک جگہ ٹھہری۔ آواز آئی کہ کہاں بھاگ کر جائے گی۔

صرصر نے گھوم کر جو دیکھا' قران خنجر لیے اس کی طرف آ رہا تھا۔ گھبرا کر بھاگی۔ قران ٹھہر گیا۔ اس اثنا میں ناقوس عمرو کو گرفتار کیے۔ ادھر سے نکلا۔ قران پکارا: "اے تو کون ہے اور یہ جگہ میرے قبضے میں ہے۔ یہاں کیوں آیا ہے؟"

ناقوس نے کہا: "بھائی خفا نہ ہو۔ میں گنہگار' شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہوں۔"

قران اس کے قریب گیا اور بولا: "تم آئے' مگر یہ کون ہے جو تمہارے پیچھے آتا ہے۔"

ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا۔ قران نے ڈنڈا اس قدر زور سے مارا کہ سر کے ٹکڑے ہو گئے اور اس کے مرنے کا شور بلند ہوا۔ عمرو چھوٹ کر ایک طرف چلا۔ راہ میں دیکھا کہ برق فرنگی اور صبا رفتار کی آپس میں طمنچہ بازی ہو رہی ہے۔ مہ رخ کا پشتارہ رکھا ہے۔ اس لیے کہ مہ رخ جہاں بے ہوش پڑی تھی' صبا رفتار ادھر آ نکلی' پشتارہ باندھ کر چلی تھی کہ برق آ گیا۔ لڑنے لگا۔

جب عمرو پہنچا' صبا رفتار کی نگاہ بہکی اور خیال عمرو کی طرف گیا۔ برق نے قابو پا کر بیضہ بے ہوشی مارا۔ یہ گری اس کو باندھ کر ڈال دیا اور مہ رخ کو ہوشیار کر کے کہا: "جائیے' مگر اب کسی کے فریب میں نہ آنا۔"

مہ رخ وہاں سے لشکر میں آئی اور یہاں عمرو نے اپنی صورت' صبا رفتار کے مانند بنائی۔ برق فرنگی کو مہ رخ بنا کر' پشتارہ میں باندھ کر صورت نگار کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا: "یہ مہ رخ حاضر ہے۔"

اس نے کہا: "اس سے ہوشیار کرو۔" اور بہت خوش ہو کر انعام دیا۔

عمرو نے برق کو ہوشیار کر دیا۔ صورت نگار۔ رفع احتیاج کے لیے گئی۔ رستے میں بارگاہ کے دائیں ہاتھ ایک زینہ بنا ہے۔ وہاں سات پتلیاں حیرت کے سحر کی ہیں۔ اس وقت زینے پر سے پتلیاں اتریں۔

ایک پتلی نے کہا: "آج صورت نگار کچھ بہت خوش ہے۔"

دوسری پتلی بولی: "صبا رفتار مہ رخ کو گرفتار کر کے لائی ہے۔ اس لیے خوش ہے۔"

تیسری پتلی بولی: "یہ خوشی کا مقام نہیں ہے۔"

چوتھی پتلی بولی: "کہو تو یہ ماجرا میں کہہ دوں۔"

پانچویں پتلی نے کہا: "میں بتائے دیتی ہوں۔"

چھٹی پتلی نے جواب دیا: "کیا بتاؤ گی؟"

ساتویں پتلی نے کہا: "کیا بک بک لگائی ہے۔ اری کم بختو' جو ہونا تھا' وہ ہوا۔ مہ رخ ہے نہ صبا رفتار ہے۔ اور برق فرنگی کو مہ رخ بنا کر لایا ہے۔"

صورت نگار یہ باتیں پتلیوں سے سن کر' جلدی پیشاب کر کے پھری۔ لیکن بارگاہ کے اندر عمرو نے بھی پتلیوں کی گفتگو سن لی تھی۔ اس نے بھی فوراً اپنی صورت صرصر کی بنائی جب صورت نگار بارگاہ کے اندر آئی عمرو نے برق کو اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر بھاگا۔ عمرو پکارا: "اے ملکہ' میں صرصر ہوں۔ میں جو آئی تو عمرو پہلے بھاگ گیا۔ اور اب برق بھاگا جاتا ہے۔ لینا اس کو۔"

صورت نگار برق کے پیچھے دوڑی۔ جب دور گئی۔ عمرو بھی صرصر کی شکل میں دوڑتا آتا تھا۔ اس نے ایک بیضہ بے ہوشی مار کر' بے ہوش کر کے پشتارہ باندھ کر' بہت جلد صورت نگار کو' مہ رخ کی بارگاہ میں پہنچایا۔ مہ رخ نے حکم دیا: "سب سردار جمع ہو کر' اس پر تیروں کی بارش کریں۔"

سردار جمع ہونے لگے' لیکن صرصر جو صورت نگار کی بارگاہ میں گئی۔ سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے گیا۔ یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمت گار بن کر فوراً مہ رخ کی بارگاہ میں آئی۔ یہاں قتل کرنے کی تیاری ہو رہی تھی کہ صرصر نے صورت نگار کے پشتارے

کے قریب پہنچ کر ایک حباب دافع بے ہوشی اس کے منہ پر مارا کہ وہ ہوشیار ہو گئی اور ایک گولہ سحر پڑھ کر مہ رخ کے مارا اور چمک کر تخت شاہی پر بجلی کی مانند گری۔

مہ رخ زمین میں غرق ہو گئی۔ شکیل نے ایک نارنج مارا کہ صورت نگار کا پاؤں زخمی ہوا' مگر صرصر کو پنجے میں داب کر اڑ گئی اور اپنی بارگاہ میں آئی۔ اس وقت حیرت جو گنبد نور پر گئی تھی پھر کر آئی۔

صورت نگار نے کہا: "اے حیرت' کل جب سے تم گئی ہو' آج تک عیاروں نے ناک میں دم کر دیا ہے۔ صرصر نے بڑی جانبازی کی' ورنہ میں ہلاک ہو جاتی۔"

حیرت نے صرصر کو خلعت دیا اور سارا ماجرا عیاروں کا سنا۔ اس وقت ایک پتلا آیا اور اس نے نامہ لا کر حیرت کو دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں۔ حیرت یہ مضمون پڑھ کر استقبال کے لیے چلی۔ لمحے کے بعد افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی۔ سب نے تعظیم کی۔ شاہ کی بارگاہ میں آ کر تخت پر بیٹھا' عیاروں کی حقیقت اور مقابلے کی داستان سن کر بولا: "اے صورت نگار' تم ناحق بلا میں گرفتار ہوتی ہو۔ اپنے گھر بیٹھو اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا اور اس نے تسلیم کی۔ اسے حکم دیا: "اے باراں جادو' تم مہ رخ کے لشکر کو جا کر برباد کر دو۔ مگر خوبصورت جادو کو گرفتار کر کے دریائے شور پر لے جانا۔ وہ سحر کا ہنڈولہ کھڑا ہے۔ اس پر اسے بٹھا دینا۔"

یہ حکم دے کر تھوڑی دیر ٹھہر کر' سوار ہو کر چلا۔ باغ سیب میں داخل ہوا۔ ادھر باراں جادو نے اپنے لشکر کی کارسازی فرمائی۔ اس کی بارگاہ علو نصب ہوئی اور یہ خود مہ رخ کی بارگاہ میں آیا۔ ایک کرسی خالی بچھی تھی اس پر متمکن ہوا۔ کہنے لگا: کیوں اے نمک حراموں! تم شہنشاہ سے منحرف ہو گئی ہو۔ میں تم کو سزا دینے آتا ہوں۔"

یہ سن کر عمرو نے اٹھ کر' کمند کے حلقے مارے۔ باران جادو بزور سحر بادل بن کر کمند کے حلقوں سے نکلا اور کڑک کر جو گرا' خوب صورت کو پکڑ کر اڑ گیا۔ یہاں ساحروں نے ناریل' ترنج وغیرہ بہت لگائے' لیکن وہ نہ رکا۔ خوبصورت کو لیے ہوئے' دریائے

شور کے میدان میں پہنچ کر' سحر کے ہنڈولے پر بٹھا دیا۔ ادھر خوبصورت کے پکڑنے جانے پر شکیل پر آفت آئی۔ وہی بلبلانا' شور مچانا' عشق میں گریہ زاری کرنا۔ عاشقانہ شعر

پڑھنا' آغاز ہوا۔

عمرو نے تسکین دی اور پوچھا: "اے مہ رخ' یہ ساحر کیا سحر کرتا ہے؟"

اس نے کہا: "خواجہ' یہ باران جادو ہے۔ پانی برستا ہے' جس پر پانی کے قطرے پڑیں گے' وہ درخت ہو جائے گا۔ مگر یہ رعد اور برق جادو کا مطیع تھا۔ وہ دونوں اس کے افسر تھے۔ اگر وہ لشکر میں ہوتے اور قید نہ ہو جاتے تو یہ بھاگ جاتا۔"

عمرو نے کہا: "میں ان کی رہائی کے لیے جاتا ہوں اور ہو سکا تو خوبصورت کو بھی چھڑا کر لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر روانہ ہوا اور لشکر سے نکل کر زفیل عیاری بجائی۔ سب عیار آواز سن کر حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو تاکید کی کہ رعد اور برق جادو کو تلاش کریں۔ سب نے جستجو شروع کی' مگر باران جادو دریائے شور سے مراجعت کر کے لشکر میں داخل ہوا اور افراسیاب کے حکم کے بموجب جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا۔ جس وقت چشمہ آفتاب دریائے مغرب میں جا کر ملا۔ باران جادو کے لشکر سے نفیر رزم کا شور بلند ہوا۔ جب یہ آواز مہ رخ کے کان تک پہنچی تو اس نے بھی نقارہ رزم بجنے کا حکم دیا۔ دونوں طرف طبل جنگ گڑگڑانے لگے۔ ساحر سحر جگانے لگے۔ ہتھیار صیقل ہوتے تھے۔ بھینٹ دی جاتی تھی۔ اگیاری ہو رہی تھی۔ چار پہر ہنگامہ گرم ہوا۔

صبح کو فوج میدان جنگ میں آ کر صف آرا ہوئی۔ قلب لشکر میں مہ رخ اور باران' آمنے سامنے جلوہ گر تھے۔ اس طرح مہ رخ کے ملازموں نے چند ساحروں کو مارا۔ اس وقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان میں آ کر سحر پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکا۔ یکایک پہاڑ کی طرف سے کالی گھٹا اٹھی اور بادل آ کر مہ رخ کے لشکر پر ہر طرف سے چھا گئے۔ بوندا باندی ہونے لگی۔ جس پر بوند پڑی' وہ درخت ہو گیا۔ کونپلیں اور ہرے ہرے پتے نکل آئے۔ ساحران نامی نے ہر چند رد سحر چڑھایا' مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی۔

اس وقت ملکہ بہار گلدستہ لے کر آگے بڑھی۔ باران نے سوچا کہ یہ سحر کرے گی تو دیوانہ بنا دے گی۔ پس اڑ کر بہار کے پاس آیا۔ قبر جمشید کی خاک' اس کے پاس تھی' وہ چھڑک دی۔ بہار بے ہوش ہو گئی۔ پھر اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ پانی زور زور سے برسنے لگا اور سب لشکری بے ہوش ہو کر درخت ہو گئے۔ اور بھگدڑ پڑی۔ سب بھاگ گئے۔ یہ فتح و نصرت کا نقارہ بجاتا ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق میں ضرور آئیں گے۔ اس لحاظ سے لشکر میں نہ رہا۔

طلسم باطن کے قریب جا کر' بزور سحر ایک تالاب بنا کر اس کے اندر مقیم ہوا' لیکن عیاروں نے دور سے لشکر کا جو یہ حال دیکھا' تصور کیا کہ رعد اور برق جادو کو اب کہاں ڈھونڈیں۔ اسے بہتر ہے کہ باران کو ماریں۔ یہ تہیہ کر کے چلے۔ ادھر سے صبا رفتار آتی تھی۔ سابق میں بیان ہوا تھا کہ اس کو عمرو اور برق بے ہوش کر کے اور خود اسی کی شکل بن کر' صورت نگار کی گرفتاری کے لیے گئے تھے۔

یہ بندھی ہوئی تھی' جب ہوشیار ہوئی۔ آنے والوں سے کہا: "مجھے چور باندھ گئے ہیں۔ کھول دو۔" ایک شخص نے اسے کھولا۔ یہ وہاں سے جو چلی' تو عیاروں کو ملی۔ عیار تردد میں تھے۔ ایک طرف چلے گئے۔ لیکن برق نے قریب جا کر کمند ماری۔ صبا رفتار الجھ کر گری اور گرتے گرتے اسے بیضہ بے ہوشی مارا کہ برق بھی بے ہوش ہو کر گرا۔ ایک لمحے کے بعد برق ہوشیار ہوا۔ دیکھا صبا رفتار کے گلے میں کمند کا حلقہ پچی ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر کمند کھولنے لگا کہ خلیفہ کی محبوبہ ہے۔ ایسا نہ ہو' مر جائے۔ جب کمند کھول دی۔ صبا رفتار نے کہا: "ہائے میرا ہاتھ ٹوٹا۔" برق نے گھبرا کر چھوڑ دیا۔ وہ جست کر کے نکل گئی۔ برق بھی باران کے قتل کرنے کی تدبیر میں چلا گیا۔

مگر پہلے عمرو اور ضرغام' باران کے تالاب پر پہنچے۔ ضرغام بھاگا تھا کہ اس نے سحر کر کے گرفتار کر لیا۔ باران کے سامنے تالاب کے اندر لایا۔ اس نے چاہا کہ قتل کروں۔ اس وقت افراسیاب کا ایک نامہ اس کے پاس آیا۔ لکھا تھا: "اے باران! تم نے جو

لوگ گرفتار کئے ہیں' مہ رخ وغیرہ کے ہمراہ ان کو دریائے خون رواں کے کنارے لے کر آؤ۔ وہاں عمرو ان کو چھڑانے کو آئے گا۔ ہم قید کر لیں گے اور خداوند لقا کے شیطان یعنی بختیارک کو طلسم میں بلوائیں گے۔ کہ وہ آ کر عمرو کو قتل کریں۔ اس لیے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہیں۔ اور اس دفعہ ہمیں ان سے خجالت بھی ہوئی تھی۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اس شرمندگی کو رفع کریں۔"

جب باران نے یہ نامہ پڑھا' تالاب سے نکل کر اپنے لشکر میں آیا اور لشکر کوچ کرنے کا حکم دیا۔ مہ رخ کے لشکریوں کو اسی طرح درخت بنائے ہوئے چھکڑوں پر لاد کر گرد پھرا۔ چوکی مقرر کر کے اپنے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب دریائے خون رواں کے کنارے پہنچا' دریا کے کنارے بارگاہ استادہ کرائی اور قیدیوں کو بارگاہ کے سامنے قید کیا۔ یعنی چھکڑوں سے اتر کر میدان میں رکھا۔ ضرغام کو بھی انہی میں بے ہوش کر کے ڈال دیا۔ آپ بارگاہ میں عیش و آرام سے بیٹھا۔

لیکن جو عیار اس کی فکر میں چلے تھے۔ جب یہ سحر کر کے تالاب سے نکل آیا تو عیار بھی اس کے لشکر کے ساتھ دور دور رہ کر یہیں آ پہنچے۔ ان میں سے جانسوز ایک جادو گر کی سی صورت بن کر' اس کی بارگاہ میں گیا۔ جونہی بارگاہ کے اندر پہنچا۔ باران نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور جہاں سب مقید تھے اسے بھی وہاں قید کرایا۔ ایک عرضی افراسیاب کی خدمت میں لکھوا بھیجی کہ خداوند کے حکم کے بموجب کمترین قیدیوں کو لے کر دریا کے کنارے حاضر ہوا ہے۔

جب یہ عرضی افراسیاب کو پہنچی' اس نے خمار جادو سے کہا: "اے ملکہ' عنایت سامری سے سب باغی قید ہوئے' لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہیں اور عمرو تمہارا سر مونڈ چکا ہے کہ تم اسے پہچان کر' جہاں ملے اور جس طرح ہو سکے گرفتار کر لاؤ۔ یاد کرو کہ ایک بار جب تم خداوند کے حضور شیطان کو لینے گئی تھیں تو ذلیل بھی ہوئیں تھیں۔ اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور تمہاری شرمندگی دور ہو۔

خمار جادو نے عرض کیا: "بہت اچھا' میں تلاش کر کے لاتی ہوں۔"

افراسیاب نے خمار کی بہن مخمور سرخ چشم کو حکم دیا: "تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جا کر تلاش کرو۔"

○○○

غرضیکہ خمار اور اس کی بہن مخمور دونوں روانہ ہوئیں۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں افراسیاب کی معشوقہ ہیں اور حیرت کے خوف سے وصل منظور نہیں کرتی ہیں۔

جب روانہ ہوئیں تو دونوں دو طرف سے عمرو کی تلاش میں چلیں۔ خمار جب دریا کے پار اتر کر' باران جادو کے لشکر کے قریب پہنچی تو عمرو جادو گر بنا ہوا صحرا میں جاتا تھا۔ اس نے پہچانا اور پکار کر کہا: "میاں جادوگر مزاج تو اچھا ہے۔ ذرا ٹھہرنا۔"

عمرو نے خمار کو آتے دیکھ کر اور یہ فقرہ سن کر خیال کیا کہ یہ تجھے پہچان گئی۔ اسی وقت گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ خمار ہر سمت ڈھونڈتی پھری۔ جب خوب تلاش کر چکی' تھک کر باران جادو کے خیمے میں آئی۔ اس نے استقبال کیااور بہت تکریم کے بعد مسند عزت پر بٹھایا۔ حال پوچھا۔ خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کر کے کہا: "میں اب سحر کروں گی۔ عمرو جہاں ہو گا' آپ چلا آئے گا۔ مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اس پر بیٹھ کر سحر کروں۔"

باران نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ۔ خمار اٹھ کر نہانے دھونے میں مصروف ہوئی۔ عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا تھا' آگے جا کر گلیم اتاری۔ دیکھا کہ ایک چوبدار کسی طرف جاتا ہے۔ اس کے پاس آ کر پوچھا: "میاں صاحب کہاں جاتے ہو۔"

اس نے کہا: "میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے۔ اس وقت پہرا بدل کر اپنے گھر جاتا ہوں۔"

عمرو نے یہ سن کر ایک پھل اپنی کمر سے نکال کر اسے دیا اور کہا: "بھائی اس جنگل میں ایسے ہزاروں پھل لگے ہیں۔ ذرا کھا کر دیکھو۔ ایسے مزے کے ہیں کہ کوئی میوہ ایسا نہ ہو گا۔"

اس نے یہ تعریف سن کر وہ پھل کھایا اور بے ہوش ہوا۔ عمرو نے اسے غار میں ڈال دیا اور اس کے کپڑے لے کر۔ اسی صورت بن کر' باران کی بارگاہ پر آ کر ٹھہرا۔

اس وقت ایک ساحر بارگاہ کے اندر سے نکلا اسے پوچھا: "کہئے کچھ فرمایا ہے؟"

اس نے کہا: "میاں ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہیں۔ خمار جادو اس پر بیٹھ کر سحر پڑھے گی۔ عمرو یہ سن کر خاموش رہا اور وہ ساحر چوکی لے کر آیا۔ جب بارگاہ کے اندر چلا' عمرو گلیم اوڑھ کر اس کے ساتھ اندر آیا۔ اس وقت خمار نہا کر' دھوتی' باندھ کر اس چوکی پر بیٹھی۔ سحر سازی کا اسباب سامنے رکھا۔ یعنی آگ' دھتورے کے پھل' دو نے مروے کے پتے' گوگل دیب دھوپ چندن رائی' سرسوں کے دانے' بنولے کلچڑیاں' بھجنکے وغیرہ لے کر' اگیاری کر کے شراب اور سور کی بھینٹ دے کر منتر پڑھنا شروع کیا۔ عمرو گلیم اوڑھے اس کے پس پشت چوکی پر آ بیٹھا۔ وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہاں ہو' یہاں چلا آئے۔ جب عمرو یہیں موجود تھا۔ تو وہ کیا تاثیر کرتا۔ عمرو کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ سحر نے یہی خبر دی کہ عمرو اسی جگہ پر ہے۔

آخر ناچار ہو کر کہا: "اے باران عمرو کا کہیں پتا نہیں لگتا ہے۔ اس نے کہا' بھلا وہ ایسا ویسا ہے' جو تمہارے سحر سے چلا آئے گا۔ وہ بھی بڑا کامل اور زبردست شخص ہے۔ خداوند سامری نے اس کی تعریف اپنے "سامری نامہ" میں تحریر کی ہے۔"

یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں' مگر وہاں جس چوبدار کو عمرو بے ہوش کر آیا تھا۔ وہ ہوشیار ہوا' لیکن سوچا کہ ابھی مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم میں اٹھی کہ جیسے جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی۔ اب شاید میں مر گیا ہوں اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد آدمی زندہ کیا جاتا ہے۔ وہی کیفیت میری ہے۔ اصل میں' میں مردہ ہوں۔ یہ سوچ کر ہاتھ پاؤں ہلائے۔ گھبرا کر اٹھا اور غار سے باہر نکلا۔ ہر طرف حیرانی سے دیکھتا ہوا چلا اور خیال کیا کہ کہیں مردہ بھی راہ چلتا ہے۔ یہ سمجھ کر لیٹ رہا۔ لمحے کے بعد اٹھا کہ اب تو ہوش و حواس درست ہیں۔ چلو یہاں کب تک لیٹے رہو گے۔

غرض اٹھ کر چلا' مگر اسی طرح برہنہ تھا' کیوں کہ پیرہن عمرو اتار کر لے گیا تھا۔
یہاں تک کہ جب باران جادو کے لشکر کے قریب پہنچا۔ اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے کہا: "ارے بھائی ننگے کیوں پھرتے ہو۔"

ساس سے وہم ہوا کہ میں کپڑے پہنے تھا۔ جب سے بے ہوش ہوا ہوں۔ خود بھی اپنے آپ کو برہنہ پاتا ہوں اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہے۔ لہٰذا بے شک میں مر گیا ہوں اور یقیناً مجھے کفن نہیں پہنایا گیا۔ گڑھے میں کسی نے یونہی ننگا ڈال دیا۔ پس دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ مردے بولتے نہیں ہیں۔
اس دوست نے آگے بڑھ کر' ہاتھ پکڑ کر کہا: "میاں جواب نہیں دیتے' ننگے چلے جاتے ہو؟"
اس نے کہا: "تم مجھے دیکھتے ہو؟"
دوست نے کہا: "میں اندھا ہوں' جو دیکھ نہیں سکتا۔ صریحاً تم سامنے ننگے کھڑے ہو۔"
چوبدار نے کہا: "بھائی میں مر گیا ہوں۔ تم تو دوست ہو' تمہیں کیا ستاؤں' ورنہ مار ڈالتا۔"
اس کا دوست یہ سنتے ہی خوفزدہ ہو کر بھاگا کہ جابجا طلسم میں ہزاروں آدمی روز قتل ہوتے ہیں۔ کیا عجب ہے جو یہ بھتنا ہو۔ یہ سمجھ کر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہو گیا۔ یقین کامل ہو گیا کہ میں مردہ ہوں۔
اسی ہیئت کذائی میں باران جادو کی بارگاہ کے اندر آیا۔ وہ اس کیفیت سے چوبدار کو دیکھ کر بگڑا اور جتنی جادوگرنیاں تھیں' وہ مردہ کو ننگا دیکھ کر "اوئی' اوئی" کر کے اٹھ گئیں۔
باران نے اسے گھڑکا: "اے مسخرے' بے ادب یہ کیا ماجرا ہے؟"
چوبدار نے کہا: "پہلے تو یہ فرمایئے کہ میں جیتا ہوں کہ مر گیا ہوں۔"
باران یہ کلام سن کر ہنسنے لگا اور حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے اور ہنسی مذاق کر کے اسے بنانے لگے۔ باران نے کہا: "اس کی قوت واہمہ بڑھ گئی ہے اور حکما کا مقولہ ہے کہ واہمہ خلاق ہوتا ہے اور گالوس پیدا کرتا ہے رفتہ رفتہ غشی

کی حالت آتی ہے۔ وہم سے کبھی غم اور مسرت' کبھی عشق اور کبھی سوداویت کی زیادتی ہوتی ہے۔ قلب میں حرارت بڑھتی ہے۔ اس کی یہ کیفیت غم کی شدت کے باعث ہے۔

یہ کہہ کر دلجوئی و تشفی کے لیے قریب بلا کر حال پوچھا: "تو کس حال میں بسر کرتا ہے اور کوئی تازہ سانحہ تو تجھ پر نہیں گزرا۔"

چوبدار نے عرض کیا: "ابھی راہ میں ایک شخص ملا تھا' اس نے ایک پھل دیا' وہ کھا کر میں مر گیا ہوں۔"

باران نے کہا: "اے خمار دیکھو' عمرو نے اسے بے ہوش کیا تھا اور شکست سے یہ کہتا ہے کہ میں مر گیا ہوں' مگر تعجب ہے کہ عمرو اتنا قریب تھا اور تمہارے بلانے اور سحر کرنے سے نہ آیا۔ یہ تمہارا کیسا طلسم تھا۔"

خمار یہ سن کر شرمندہ ہوئی' مگر باران نے جب یہ جانا کہ چوبدار شبے میں مبتلا ہے' تو اس کا وہم دور کرنے کے لیے حکم دیا کہ اسے لے جاؤ اور اس کی گردن مارو۔

جلاد تیغ برہنہ لے کر جب سامنے آیا' تو اس وقت چوبدار نے سوچا' اگر میں مردہ ہوتا' تو ان کے سامنے سے غائب ہو جاتا۔ یہ مجھے قتل نہ کر سکتے۔ لہٰذا میں زندہ ہوں۔ مفت جان جائے گی۔ چاہیے کہ خوشامد کروں۔ یہ خیال کر کے منت اور عاجزی کرنے لگا۔

باران نے کہا: "کیوں دیکھا' جب اس کو خوف دلایا' تو قوت واہمہ پر غالب آئی۔ اچھا ہو گیا۔"

اس کے مصاحب تعریف کرنے لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دے کر سمجھا دیا کہ تجھے عیار بے ہوش کر گیا تھا۔ وہ یہ سن کر اچھا ہو گیا' اور بارگاہ کے باہر آیا۔ عمرو جو گلیم اوڑھے تھا۔ یہ بھی نکل کر صحرا میں جا کر ٹھہرا' مگر خمار جو نادم تھی۔ اس نے سحر کیا کہ دھواں پیدا ہوا۔ اس نے کہا: "اے دود سحر' جہاں عمرو ملے' وہاں سے پکڑ لا۔" دود سحر روانہ ہوا۔ عمرو نے صحرا میں آ کر گلیم اتاری تھی کہ دھواں آ کر لپٹ گیا اور بگولے کی طرح چکر دیتا ہوا لے چلا۔ یہاں تک کہ باران کی بارگاہ میں خمار

جادو کے سامنے لایا۔
اس نے کہا: "کیوں عمرو' تو نے ہزاروں ساحر مارے۔ میرا سر مونڈا۔ اب کہہ تیرا کیا حال کروں۔"
عمرو نے جواب دیا: "میرا یہی کام ہے۔ جو روپیہ دے' مجھے نوکر رکھے۔ اس کے ساتھ جانبازی کروں۔" میرے مالک حمزہ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کروں۔ ابھی تم نوکر رکھ لو۔ ویسے ہی تمہارا حکم بجا لاؤں۔"
خمار نے کہا:"اور مکار' تو مجھے دم دیتا ہے۔ تجھے افراسیاب کے سامنے لیے چلتی ہوں۔ خداوند کے شیطان بختیارک کی دعوت ہے۔ وہ آ کر تجھے قتل کریں گے۔"
یہ بات سن کر عمرو کے ہوش اڑ گئے' لیکن دل کو مضبوط کر کے کہا: "کیا بکتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اب افراسیاب کی قضا مجھے وہاں لے جاتی ہے اور ایک بار تیرا سر مونڈا تھا۔ اب کی دفعہ ناک کاٹوں گا۔"
خمار کو ان باتوں سے غضب طاری ہوا اور ایک پتھر اٹھا کر مارا کہ عمرو بے ہوش ہو گیا۔ اسے چادر میں باندھا۔ پشتارہ کاندھے پر لادا۔ باران سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوئے تھے' انہوں نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ لیے جاتی ہے۔ لشکریوں سے عمرو کی گرفتاری کا حال سن کر اس کا تعاقب کیا۔
چنانچہ ضرغام اور جانسوز تو قید ہو چکے ہیں' صرف برق فرنگی اور قران باقی ہیں۔ یہ دونوں چلے' لیکن الگ الگ سمتوں میں۔ راہ میں برق کو صرصر اور صبا رفتار اور تیز نگاہ خنجر زن عیار بچیاں ملیں اور سب نے گھیرا۔ برق لڑنے لگا۔ مگر وہ تین' یہ اکیلا۔ صرصر نے بیضہ بے ہوشی مار کر' اسے بے ہوش کر کے باندھا۔ اس وقت ایک پنجہ چمک کر برق کی طرح گرا اور تینوں عیار بچیوں کو برق سمیت اٹھا لے گیا۔ لمحے کے بعد عیار بچیوں نے جو دیکھا کہ ہم تو صورت نگار کی بارگاہ میں ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے کہا: "آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے؟"
صورت نگار نے کہا: "اے صرصر' تو نے میرے ساتھ بہت جانبازی کی تھی اور مجھے عیاروں

سے بچایا تھا۔ اس دن سے میں نے سحر کا ایک پنجہ تیرے ساتھ کر دیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیریں' وہ پنجہ اٹھا لائے اور دشمن سے بچا لے۔"

صرصر یہ سن کر بولی۔ ملکہ عالم کی عنایت میں کچھ شک نہیں' مگر ہم لوگ عیار ہیں۔ خدا جانے کس فکر میں پھرتے ہیں۔ کیا کیا تدبیریں کرتے ہیں۔ اگر پنجہ ہمیں یونہی لے آیا کرے گا تو کام کا ہے کو ہو گا۔ آپ پنجے کو منع فرمائیں کہ اب کبھی ہمیں نہ لائے' ورنہ ہم ایسی نوکری سے باز آئے۔"

صورت نگار یہ باتیں سن کر شرمندہ ہوئی اور پنجہ سحر کو ان کے ساتھ رہنے سے منع کیا۔ پھر برق فرنگی پر عتاب و خطاب کر کے کچھ سحر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر اڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا: "اے ظالم تیرہ رو جادو اس مجرم کو بھی لے جا کر وہیں قید کر' جہاں رعد اور برق محشر مقید ہیں۔"

ظالم تیرہ رو حکم کے بموجب برق کو لے کر اڑا۔ اتفاق سے اسی صحرا سے ہو کر گزرا جہاں باراں اترا ہوا تھا اس مقام پر قران تھا۔ اس نے ساحر کو دیکھا کہ برق کو پکڑے اڑا جاتا ہے قران پیچھے پیچھے خفیہ طور پر اس کے ساتھ چلا۔ کچھ دور گیا تھا کہ پھر عیار بچیوں کو آتے دیکھا۔ خیال کیا کہ اس وقت ان سے نہ بولوں' کیوں کہ سب قید ہو گئے ہیں۔ ایک تم اکیلے باقی ہو۔ ایسا نہ ہو کی مقید ہو جاؤ۔ یہ تصور کر کے راہ کترا کے چلا۔

ادھر صرصر نے ساتھ والیوں سے کہا: "قران کبھی ہمیں دیکھ کر نہیں بھاگا' لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہے لازم ہے کہ ہم بھی بے خبر نہ ہوں۔ یہ کہہ کر ایک طرف کو چلیں۔ مگر قران اس ساحر کے ساتھ آتے آتے ایک خوفناک اور دہشت انگیز صحرا میں پہنچا۔ وہاں ایک گنبد بنا ہوا تھا' لیکن بہت وسیع اور عالیشان۔ اس ساحر نے وہاں اتر کر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ گنبد میں ایک کھڑکی پیدا ہوئی۔ اس میں وہ برق کو لے کر چلا گیا۔ کھڑکی پھر بند ہو گئی۔ قران باہر رہ گیا' مگر ایک عیاری سوچ کر اپنی صورت پاگل کی سی بنائی۔ لنگوٹی باندھ کر جسم خاک آلودہ کر کے ' مٹی کا ڈھیلا

کھاتا ہوا گنبد کے سامنے آ کر چیخنے لگا: "اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہے۔ مگر ہرن نگل رہا ہے۔ ہرن کی دم میں اونٹ بیٹھا ہے۔ گھوڑا ہاتھی کھاتا ہے۔ مچھر پر گدھا سوار ہے۔

اے ادھر دیکھ' واہ رے مردوے خوب ناچتا ہے۔ ایک کان میں سارا مکان ہے۔ سر پر چارپائی ہے۔ ہوا کی رت بھری موت نے بچے جنے۔ قضا گابھن ہوئی۔ رات نے انڈا دیا۔ دن نے چھپکلی جوڑا کھایا۔"

یہ آواز سن کر ساحر گھبرایا ہوا' گنبد سے نکل آیا۔ یہ کون ہے جو واہی تباہی بک رہا ہے۔ آ کر جو دیکھا ایک مست آدمی ہے۔ قریب آ کر کہا: "ارے تو کیا بکتا ہے' بے فائدہ شور مچا رہا ہے۔"

قران بولا: "آنکھیں ہوں تو تم دیکھو۔ تم تو اندھے ہو۔ لو یہ ڈھیلا کھا لو۔ آنکھیں کھل جائیں۔" ظالم تیرہ رو سمجھا کہ فقیر مست ہے' اس کی دی ہوئی چیز سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ ڈھیلا لے کر کھایا۔ ظاہر میں وہ مٹی تھی' مگر مزا مٹھائی کا تھا۔ کیوں کہ قران نے عیاری کے فن سے بنایا تھا۔ لہٰذا وہ سمجھا کہ یہ صاحب کمال درویش ہے۔ سارا ڈھیلا کھا گیا بے ہوش ہو کر گرا۔ قران نے قتل کر ڈالا۔ شور و غل بلند ہوا۔ وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا۔

قران نے دیکھا کی رعد' برق محشر' برق فرنگی' الماس پری چہرہ بے ہوش پڑے ہیں۔ ان کے منہ پر پانی چھڑکا۔ سب ہوشیار ہوئے اور قران سے کہا: "آپ کیوں کر تشریف لائے؟"

اس نے کہا: "میں نے ظالم تیرہ رو کو مارا اور لشکر کا حال بھی بیان کیا۔ باران نے آ کر سب کو گرفتار کیا ہے۔ سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے۔"

یہ ماجرا سن کر برق محشر نے غصے سے کہا: "جب ہم قید ہوئے' تو افراسیاب نے باران کو بھیجا۔ کیسا سیانا ہے اور باران بھی خود کو ساحر سمجھتا ہے۔ سامنے نہ آیا۔ مونڈی کاٹے کو دن لگے ہیں۔ اس کی موت آئی ہے۔ ہمارے سبب سے اور ہمارے زور باران ہے۔ بھلا اب چلتی ہوں' دیکھو حرامزادہ کیا کرتا ہے۔ قسم ہے ایمان کی' اگر اسے جاتے ہی

نہ مارا تو میرا نام برق محشر نہیں۔"
یہ کہہ کر رعد اور برق محشر دونوں چلے۔ الماس پری چہرہ کو بے ہوش کر کے' قران نے پشتارہ باندھ لیا اور برق فرنگی کے ہمراہ' سیر دیکھنے کی غرض سے لشکر باران کی سمت روانہ ہوئے۔
ادھر افراسیاب نے باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیوں کو دریا کے اس پار لے آؤ۔ انہیں قتل کریں۔ باران نے کشتیاں تیار کیں۔ ساحروں کو حکم دیا کہ مجرموں کو سوار کرو۔ اسباب لا دو۔ حفاظت سے لشکر اترے۔
غرضیکہ دریائے خون رواں کے کنارے کھڑا انتظام کر رہا ہے۔ ابھی تک اتارا کسی کا نہیں ہوا ہے کہ برق محشر پہنچی۔ رعد گرجا۔ باران کے قریب نکلا اور اس طرح چیخا کہ یہ بے ہوش ہو کر گرا۔ برق محشر چمک کر گری۔ دو ٹکڑے کرتی ہوئی۔ زمین میں اتر گئی۔ ہنگامہ بلند ہوا۔ تاریکی چھا گئی۔ مہ رخ کے سردار بہار وغیرہ جو درخت ہو گئے تھے۔ اصلی حالت میں آ کر سب ہوشیار ہوئے۔ اسباب سحر تو پاس ہی تھا۔ کیوں کہ میدان جنگ سے گرفتار ہوئے تھے۔ سب باران کے لشکر پر گرے۔ بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا۔ صحرا کے درخت سرسبز و شاداب ہوئے۔ پھول کھلنے لگے۔ درختوں کی شاخوں پر پرندے چہچہانے لگے۔ باد بہادری کی دھوم' طاؤس کی مستانہ چال' معشوقانہ روش' رنگا رنگ پھولوں کی بہار۔ لشکر باران کے ساحر دیوانے ہوئے اور سحر کرنا بھول گئے۔ ان پر نارنج اور ترنج' ناریل وغیرہ پڑنے لگے۔ مہ رخ نے فولادی گولے مارے۔ نافرمان نے تیر برسائے۔ دم بھر میں دریائے خون رواں کے کنارے خون کا دریا جاری ہوا۔ لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا۔ جادوئی شمشیر نے ہزاروں کو بے جان کیا۔ خاک و خون میں غلطاں کیا۔ ایک آفت برپا ہوئی۔ موت نے کسی کو نجات نہ دی۔
ان میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑا' لیکن کنارہ دریائے سحر کا تھا۔ اس طرف ساحران نامی اور محافظ دربار رہتے ہیں۔ ان کے خوف سے قتل و غارت کر کے بہت جلد

اپنی فر درگاہ کی جانب روانہ ہوئے۔ عمرو کے سوا اور سب عیار رہا ہو کر ہمراہ چلے۔ عمرو کو خمار پکڑ کر لے گئی تھی' جس کا حال بعد میں مذکور ہو گا۔ لیکن یہ سب جو چلے' قتل و قتال کرنے میں رات ہو گئی۔ یعنی ماہ منیر ستاروں کا لشکر لے کر میدان فلک میں آ پہنچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش ہو گیا۔ اس وقت مہ رخ دس بارہ کوس آ چکی تھی کہ راستہ بھول گئی۔ یہ سب مکان طلسم باطن کے معلوم دیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں گرفتار ہو جائیں اور طلسم باطن میں قید ہوئے تو چھوٹنا دشوار ہو گا۔

ملکہ بہار نے کہا: "سچ کہتی ہو' جلدی چلو۔ غرضیکہ بزور سحر وہ راستہ چھوڑ کر دائیں ہاتھ سے چلے اور دس کوس نکل گئے۔ وہاں دیکھا کی عظیم الشان محل نہایت پر تکلف بنا ہے۔ کاشانی مخمل کے سبز' سرخ' زرد پردے پڑے ہیں۔ صندل کے دروازے لگے ہیں زربفتی تمامی کے سائبان کھنچے ہیں موتیوں کی جھالر لگی ہے نمگیرے کی بڑی تیاری ہے۔ سنہرے رو پہلے آفتاب جواہر نگار ہیں۔ نہایت طرحدار ہیں۔ شیشہ آلات' فانوس' مردنگ' جھاڑ اور رنگ برنگ بلورین کنول اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہیں۔ مکان کے سامنے کوسوں تک بلوریں پیالے آراستہ ہیں۔ ان میں پھولوں کے گلدستہ آراستہ ہیں۔ گل لالہ و نرگس و یاسمین کھلے ہیں۔ گرد کوہستان ہیں۔ بیچ میں یہ مکان ہے۔ پہاڑ کے دامن میں مور' کبوتر' تیتر' چکور مستانہ وار خراماں ہیں۔ ہر سمت آب رواں کے چشمے ہیں۔ چادریں چھوٹتی ہیں۔ پانی پہاڑ سے آبشار ہے۔

سب اس پر بہار اور دلکش مقام پر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی: "اے ساحرہ کہاں پھر رہی ہو۔ یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہے۔ کسی گوشے میں رہ کر شب بسر کرو۔"

مہ رخ نے برق محشر سے کہا: "خدا جانے یہ کس کا مکان ہے اور کس کی آواز ہے۔ ہم نے تمام عمر یہ جگہ نہیں دیکھی۔ یہ جانتے ہیں کہ آج طلسم میں پھنس گئے' جہاں تک ہو سکے راہ فرار اختیار کریں۔" یہ کہہ کر بزور سحر اڑے اور بائیں طرف بارہ

کوس تک چلے گئے' لیکن جہاں تک گئے۔ ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہ و زار وغیرہ نظر آیا۔ جب تین منزل گئے اور وہی سامان دیکھا۔ ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے۔

ملکہ بہار نے مہ رخ سے کہا: "بہن آج کی رات یہیں اترو۔ دن کو راستہ دریافت کر کے چلیں گے۔ اب ایسے ہم بھی حلوہ نہیں ہیں' جو کوئی نگل جائے گا۔ جو خدا چاہے گا' وہ ہو گا۔"

یہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک ساحر سامنے سے ظاہر ہوا اور بولا: "اے ملکہ' میں تم سب کو پہچان گیا ہوں' جو تم افراسیاب سے پھر گئیں۔ یہاں آرام کرو۔ صبح کو چلی جانا' مجھے تم سے کوئی عداوت نہیں ہے۔"

مہ رخ نے پوچھا: "یہاں کچھ کھانے کو بھی مل سکتا ہے؟"

اس نے کہا: "ہاں سب کچھ حاضر ہے۔" یہ کہہ کر چلا گیا۔ لمحے کے بعد کھانے کو خوان اور شراب کی گلابیاں لے کر آیا۔ مہ رخ اور بہار وغیرہ نے فرش بچھوایا اور بیٹھ کر کھانا کھایا۔ شراب پی۔ اس ساحر سے پوچھا: "یہ کونسا مقام ہے اور آپ کون ہیں؟"

اس نے جواب دیا: "یہ سن کر چینی ہے۔ افراسیاب کی سیر گاہ ہے اور منزلوں تک طلسم ظاہر سے طلسم باطن تک اسی طرح کی آرائش و زیبائش ہے۔ دریائے خون رواں پہاڑ کے درے سے ہو کر بہتا ہے۔ تم جس جگہ بیٹھی ہو۔ یہ بھی طلسم ظاہر ہے۔ میں یہیں قریب ہی رہتا ہوں۔ میرا نام گھر بار جادو ہے۔"

وہ ساحر دیر تک بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ پھر رخصت ہو کر اپنے گھر گیا اور اپنی ماں صدف جادو سے مہ رخ کے آنے کا سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: "اے فرزند! تو ان سب کو یہاں نہ ٹھہرنے دے ایسا نہ ہو کہ افراسیاب سنے کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر جگہ دی اور طیش و غضب سے ہمیں گرفتار کر لے۔"

بیٹے نے کہا: "یہ سب صبح کو چلے جائیں گے۔ ہمیں ان سے کیا کام ہے' اور افراسیاب کو بھلا کون بتائے گا۔ اس کی ماں خاموش ہو رہی' لیکن اس نے خفیہ طور پر ایک نامہ

لکھ کر، پتلے کے ہاتھ ملکہ حیرت کو بھیجا۔ حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی۔ وزیر زادی زمرد جادو سے کہا: "باران شاید مارا گیا، لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہیں کہ مہ رخ وغیرہ سب جتنے ہیں، کوہ چینی پر بیٹھے ہیں۔ بھلا وہاں سے کہاں جائیں گے۔"

ملکہ حیرت طاؤس پر سوار ہوئی اور افراسیاب کے پاس گئی۔ وہاں پہنچ کر شاہ کے پہلو میں بیٹھ کر، صدف جادو کا نام پیش کیا۔ افراسیاب نے پڑھ کر کہا: "مجھے بھی پتلوں نے خبر دی ہے کہ باران مارا گیا اور قیدی چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ کوہ چینی پر ہیں۔ خیر میں گرفتار کراتا ہوں اور سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک سیاہ فام بدصورت ساحر حاضر ہوا۔ اس نے حکم دیا: "اے کامل جادو، سب باغی کوہ چینی پر ہیں انہیں گرفتار کر لاؤ۔"

وہ ساحر حسب الحکم روانہ ہوئے۔ پھر دوسرے ساحر صندل جادو کو حکم دیا۔ پانچوں عیار بچیوں سے کہہ دے کہ کوہ چینی کی سمت جا کر، کامل جادو کی حفاظت کریں۔"

صندل نے جا کر عیار بچیوں کو حکم سنایا یہ بھی روانہ ہوئیں۔ ادھر حیرت سے کہا: "اب ہم چاہ زمرد پر حملہ کر کے سب کو غارت کریں گے۔' لہٰذا تم بھی لشکر میں جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو۔"

حیرت بھی رخصت ہو کر لشکر میں آئی۔ کامل جادو کوہ چینی کے قریب جا پہنچا اور ایک نعرہ مارا: "اے نمک حراموں! اب کہاں بچ کر جاؤ گے اور جادو کا ناریل پڑھ کر مارا کہ وہ پھٹا۔ اس میں سے چالیس پتلے نکل کر پکارے "اے خیرہ سیراں تمہاری قضا یہاں لائی ہے۔"

بہار نے جواب دیا: "خیرہ سر، تم کسے کہتے ہو۔ ہم سامری جمشید کے بندے ہیں اور افراسیاب کے تابعدار ہیں۔"

کامل نے کہا: "تم نمک حرام ہو۔ اگر تابعدار ہوتے، یہ غضب تم پر نہ آتا۔" پتلوں کو اشارہ کیا۔ انہوں نے گھیر لیا۔ اس نے دوسرا ناریل مارا۔ مہ رخ اور بہار وغیرہ نصف

جسم سے زمین میں غرق ہو گئیں۔ ہر چند رد سحر پڑھا' مگر موثر نہ ہوا۔ پتلوں نے سب کو ایک زنجیر میں باندھ لیا اور لے کر چلے۔ برق محشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمے کے کنارے ہوتے تھے۔ یہ قید ہونے سے محفوظ تھے۔ دفعۃ ان کی آنکھ جو کھلی' وہاں سے اٹھ کر آئے دیکھا کہ جہاں سب اترے تھے' اب وہاں کوئی نہیں۔ یہ اڑ کر روانہ ہوئے۔ راہ میں دیکھا کہ سب ایک زنجیر میں بندھے ہیں اور ایک ساحر گرفتار کئے لیے جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر رعد زمین میں غرق ہو کر کامل جادو کے قریب نکلا۔

وہ تو غافل تھا اس نے اس زور کی چیخ ماری کہ بے ہوش ہو کر گرا۔ اوپر سے برق محشر جو چمک کر گری' دو پرکالے کرتی ہوئی زمین پر اتر گئی۔ غلغلہ بلند ہوا کہ تو نے مجھے مارا' میرا نام کامل جادو تھا۔ اس کے چالیسوں پتلے غارت ہو گئے۔ زنجیر کھل گئی۔ سب چھوٹ گئے اور اپنے لشکر کی سمت چلے۔

اس ہنگام میں گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہاں تاب نے اپنا روئے روشن دکھایا۔ سب کو راستہ نظر آیا۔ ساحر یکجا جمع ہو کر چلے' مگر عیار متفرق ہو گئے جو کوئی آفت آئے گی' تم ہم اعانت کریں گے۔ غرضیکہ جب یہ روانہ ہوئے' افراسیاب کو پتلیوں نے خبر دی کہ کامل مارا گیا۔ اس نے اسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم دیا "جا کر ایک بھی نمک حرام کو زندہ نہ رکھنا۔ سب کے سر کاٹ لانا۔ اگر اس کے خلاف کرے گی تو سزا دوں گا۔"

برق چشمک زن اڑی اور طیش و غضب سے روانہ ہوئی' لیکن عیار بچیاں جو چلی تھیں۔ انہوں نے راہ میں مہ رخ وغیرہ کو دیکھا۔ فوراً اپنی صورت عیاروں کی سی بنا کر بہار وغیرہ کے پاس آئیں۔ باتیں کرتیں ہوئی چلیں' لیکن بے ہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر اڑاتی جاتی تھیں۔ راہ کا بے ہوشی آمیز گرد و غبار ہر ایک کے منہ پر جو پڑا۔ سب چھینک مار کر بے ہوش ہوئے۔ عیار بچیوں نے چادریں بچھا کر دو دو تین تین آدمیوں کو اپنے زور و قوت کے مطابق باندھا۔ اور لاد کر لے چلیں۔ باقیوں کو کھینچ کر صحرا میں

جھاڑیوں میں چھپا دیا کہ پھر آ کر لے جائیں گے۔"
غرضیکہ جب یہ لے گئیں' اس وقت برق چشمک زن وہاں پہنچی' جو پتا کہ افراسیاب نے اسے دیا تھا اس جگہ پر کسی کو نہ پایا۔ بڑے طیش و غضب سے آئی تھی۔ ایک پہاڑ پر جو گری' اسے جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس پہاڑ کے قریب کہیں برق فرنگی عیار موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جادو گرنی جس کے بالوں کی ایک لٹ سنہری اور ایک رو پہلی ہے' بجلی بن کر اس پہاڑ پر گری ہے۔ اسی وقت اس کے قتل پر آمادہ ہوا۔ ساحر کی صورت بن کر' کہنی سے کاندھے تک بت باندھ کر' جھولا گلے میں ڈال کر' سیاہ سانپ مقوے کے بنا کر جسم میں لپیٹ کر' اس کے سامنے جا کر پکارا: "اے ملکہ خیر تو ہے یہ کیا قصہ ہے۔"
برق چشمک زن نے اسے ساحر سمجھ کر سارا حال بیان کیا اور کہا: "میں مجبور ہوں' شہنشاہ سے کہہ دوں گی کہ مہ رخ وغیرہ نکل گئیں۔ اگر فرمائیے تو ان کو لشکر سے جا کر گرفتار لاؤں۔
برق فرنگی نے کہا: "اے ملکہ' تم ایسی ہی ہو' لیکن دور سے آئی ہو' ذرا ٹھہر کر دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہے۔ حکم ہو تو حاضر کروں' نوش فرمائیے۔"
برق چشمک زن نے کچھ سوچ کر کہا: "کیامضائقہ ہے' لاؤ ہم تم ایک ہیں پرہیز کیا ہے۔"
برق فرنگی نے بادام کی گری اور کشمش پستے وغیرہ جھولی سے نکال کر سامنے رکھے۔ برق چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا۔ سحر نے خبر دی کہ یہ میوہ بے ہوشی آمیز ہے اور زہر آلود ہے۔ کھانا نہ چاہیے۔ یہ معلوم کر کے برق فرنگی کو ازروئے غصہ پنجے میں داب کر اڑ گئی۔ باغ سیب میں افراسیاب کے سامنے لا کر ڈال دیا اور کہا' اور تو کوئی نہیں ملا' یہ عیار حاضر ہے۔"
افراسیاب سمجھا کہ اس نے نزاکت کی وجہ سے سب باغیوں کو تلاش نہ کیا' ورنہ وہ ضرور ملتے۔ وہ سب تو راہ میں تھے۔ کیا اتنے عرصے میں کہ یہ دونوں پہنچی نہیں' وہ

سب اپنے لشکر میں پہنچ گئے۔ یہ سوچ کر غصے سے بولا: "ماں زادی قحبہ' میں نے تجھے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف ایک عیار کو پکڑ لائی اور اپنی خالاؤں کو تلاش نہ کرے گی۔ چل دور ہو میرے سامنے سے اور اس عیار کو حیرت کے پاس پہنچا دے۔"

برق چشمک زن یہ عتاب دیکھ کر ڈری اور برق فرنگی کو لے کر حیرت کے پاس آئی۔ اس نے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا: "کیوں کر آئی؟"

یہ جواب دینا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آ کر عرض کیا: "عیار بچیاں پشتارے لا دے آئی ہیں۔"

حیرت نے زمرد سے کہا: "جا کر صرصر کے خیمے سے خبر تو لا کہ کس کو لائی ہیں۔"

زمرد گئی اور جا کر خبر لائی کہ مہ رخ کو مع ان کے سرداروں کے گرفتار کر کے لائی ہیں۔ برق چشمک زن نے یہ کیفیت سن کر حیرت سے کہا: "شہنشاہ مجھ سے اس وجہ سے خفا ہیں کہ میں نے باغیوں کو گرفتار نہیں کیا۔ اس وقت صرصر سے اگر ان قیدیوں کو دلا دیجئے' تو میں شہنشاہ کے پاس لے جاؤں اور اپنی خطا معاف کرا کر' سب کو ان کے سامنے قتل کروں۔"

حیرت نے کہا: "لے جاؤ' کیا مضائقہ ہے۔"

برق چشمک زن وہاں سے اٹھ کر صرصر کے خیمے میں آئی اور کہا: "لاؤ مجرموں کو مجھے دو کہ شاہ طلسم کے پاس لے جاؤں۔"

صرصر نے کہا: "کیا خوب' تمہاری تو وہ مثل ہوئی کہ جان دیں بی فاختہ اور کوے میوے کھائیں۔ تم کون گنہگاروں کو لے جانے والی' ہم آپ لے جائیں گے۔"

برق چشمک زن یہ سن کر بہت خفا ہوئی اور گالیاں دینے لگی۔ صرصر نے صبا رفتار کو اشارہ کیا کہ لینا اس کو۔ صبا رفتار نے ایک بیضہ بے ہوشی مارا کہ یہ دھم سے آ رہی۔ صرصر پشتارہ باندھ کر حیرت کے سامنے لائی اور حقیقت سے مطلع کیا۔ صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب تیری مجال ہے کہ طلسم کی شہزادیوں کو ذلیل کرتی ہے۔ جلد اسے

ہوشیار کر۔" صرصر نے اسے ہوشیار کیا۔
برق چشمک زن ہوشیار ہو کر پکاری: "اری او صرصر' ابھی چمک کر گرتی ہوں اور تیرے دو ٹکڑے کرتی ہوں۔"

حیرت نے کہا: "ہاں ہاں بی بی حق بجانب ہے۔ عیارنیاں اپنا سر ہتھیلی پر لیے پھرتی ہیں۔"
برق چشمک زن نے جواب دیا: "تخت پر جو بیٹھی ہو' تو سیاہ چادر آنکھوں کے آگے پڑ گئی ہے۔ اپنے اپنے دن سب بھول جاتے ہیں۔ یہ دربار ٹھہرنے کا مقام نہیں ہے۔" یہ کہہ کر اڑی اور چلتے وقت اپنا سحر برق فرنگی پر سے دفع کرتی گئی اور کہا: "اے صرصر شہنشاہ کو تیرے حال کی خبر کر کے' دیکھ تو کس طرح پیش آتی ہوں۔"
صرصر یہ کلام سن کر خوفزدہ ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری۔ اس نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا: "تو گھبرا نہیں۔ میرے سر کے ساتھ تیرا سر ہے۔" یہ کہہ کر برق فرنگی سے مخاطب ہوئی: "بتا اب تیرا کیا حال کروں۔"
برق فرنگی نے دیکھا کہ جسم تیرا ہلکا ہے۔ اس وقت تو مسحور معلوم نہیں دیتا ہے۔ یہ سمجھ کر کہنے لگا: "اے ملکہ' ہم یہاں کیا آئے۔ دو چار کی قضا آئی ہے۔"
زمرد نے کہا: "موئے کیا بکتا ہے' شامتیں آئی ہیں۔"
برق فرنگی نے کہا: "ہم سچ کہتے ہیں' جہاں ہمارے قدم آئے۔ دس بیس کا سر کاٹ لیا۔ پانچ چار کو لوٹا' اور چلے گئے۔
حیرت کو غصہ آیا اور ترنج اٹھا کر مارنا چاہا۔ برق جست کر کے ایک اور دھول صرصر کے لگا کر بھاگا۔ صرصر پیچھے دوڑی۔ غلغلہ ہوا کہ لینا' جانے نہ پائے۔ برق جو بارگاہ سے باہر نکلا۔ یہ بھی کہتا چلا گیا: "ارے یارو' بھاگو' لشکر حریف آ گیا۔" یہ ہنگامہ سن کر لشکر میں بھگدڑ پڑی۔ دکانیں بند ہونے لگیں۔ صراف روپے پیسوں پر اوندھے پڑ گئے' پہلے ہمیں کوئی قتل کرے۔ پھر روپیہ لے۔ عورتیں اپنے مردوں سے لپٹ گئیں کہ صاحب' خدا کے لیے خیموں سے نہ نکلنا۔ مرد کہہ رہے ہیں'اجی جو یہاں آئے گا۔

ہم لڑیں گے۔ وہاں جا کر کیا کریں گے۔ غرض ایک تلاطم ہو گیا۔ برق بھاگا ہوا صحرا میں جو آیا' صرصر نے آ گھیر لیا۔ نیمچہ چلنے لگا۔ برق نے ایک نیمچہ پٹ کر لگایا کہ استانی کا ہاتھ نہ کٹے۔ ہتکنی کی چوٹ پڑی۔ ہاتھ سے انگوٹھیاں اتر کے گر پڑیں۔ برق نے پھر کمند ماری۔ صرصر انگوٹھیاں جھک کر اٹھاتی تھیں کہ کمند میں پھنسی' مگر اس وقت حیرت پنجہ بن کر یہاں آئی اور صرصر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر چمک کر گری۔ گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا' اس کا تعاقب نہ کیا۔ صرف صرصر کو پکڑ کر لے گئی' لیکن لشکر میں نہ لائی دریائے خون رواں کے اس پار لے گئی۔ برق نے آ کر صرصر کی انگوٹھیاں اٹھا لیں اور ساحر بن کر دریا کے اس پار چلا۔ جب پری زادوں کے پل پر پہنچا تو دری نے صرصر کی انگوٹھی کے سبب راہ دی' لیکن ایک نگہبان برق کے پیچھے دوڑا کہ "اے عیار' وہ انگوٹھی دے دے' جو شہنشاہ نے صرصر کو عطا فرمائی ہے' ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا۔"

برق نے ایک انگوٹھی کہ جس کے نگینے پر افراسیاب کا نام کندہ تھا' اتار کر پھینک دی۔ اب جو چلا۔ دریا سے آگ کے شعلے نکلنے لگے اور غلغلہ بلند ہوا۔ راستہ بند ہو گیا۔ برق وہاں سے پھرا کہ اب چل کر سرداروں کو چھڑاؤں سن تو چکا ہے کہ صرصر گرفتار کر کے لائی۔ بس اپنی صورت صرصر کی سی بنائی اور اس کے خیمے میں گیا۔ وہاں صبا رفتار پشتارے لیے بیٹھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے میں غرق آئی ہے۔ نیمچے میں دندانے پڑے ہیں۔ پھول سپر کے گر گئے ہیں۔ اس نے یہ ہیئت دیکھ کر پوچھا: "اے شہزادی کیا کیفیت گزری۔"

اس نے کہا: "یہ غلغلہ تم نے نہیں سنا۔ برق فرنگی سے خوب شمشیر زنی ہوئی۔ اب لاؤ ان مجرموں کو حیرت کے پاس لے جاؤں۔" یہ کہہ کر پشتارے کھول کر' دفع بے ہوشی کا فتیلہ سب کو دے دیا۔ مہ رخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوئے صبا رفتار انہیں دیکھ کر بھاگی اور یہ دس پانچ سردار جو ہوشیار ہوئے۔ سب حال سن کر نارنج ترنج

پکڑ کر لشکر حیرت پر گرے۔ اس وقت وہ لوگ جنہیں عیار بچیاں بے ہوش کر کے جھاڑیوں میں ڈال آئی تھیں' ہوشیار ہو کر روانہ ہوئے اور فوراً آ کر یہاں پہنچے۔ مہ رخ کو مصروف جنگ دیکھ کر ترسول پنسول وغیرہ لے کر حملہ آور ہوئے۔ یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوئے تھے اور سن رہے تھے کہ لشکر حریف آتا ہے۔ اس لڑائی میں گھبرا کر بھاگے۔ مگر بہادر اور ساحران نامی سینہ سپر کر کے لڑنے لگے۔ شمشیر ہر سمت سے بجلی بن کر گرنے لگی اور خون کا دریا جاری ہوا۔ سر بلبلوں کی طرح اس میں بہتے تھے' دھڑ غوطے کھاتے تھے۔ کہیں آگ برستی تھی۔ کہیں موکل شور مچاتے تھے۔ رعد زمین سے نکل کر چیخیں مارتا تھا۔ برق محشر چمک چمک کر گرتی تھی۔ ایک آفت برپا اور ہنگامہ گرم تھا۔ تلوار کی آنچ میں گیلا سوکھا سب چلتا تھا۔ اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

آخر ملکہ حیرت کا لشکر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مہ رخ کا جو خیمہ خرگاہ پہلے جنگ باران میں غارت ہو گیا تھا اور حیرت کے لشکریوں کے قبضے میں تھا' وہ لوٹ کر اور حاصل کر کے اپنے مقام فرود گاہ پر آئی بلند و بالا بارگاہ نصب ہوئی۔ بازار آراستہ ہوئے دکانیں کھلیں۔ گشت پھرنے لگا۔ انتظام ہونے لگا۔ عالی تبار سردار بارگاہ میں داخل ہوئے۔ مہ رخ تخت جہانیاں پر بصد تمکنت جلوہ افروز ہوئی۔ دربار گرم ہوا۔ جشن کی تیاری ہوئی۔ رقاص پری چہرہ آ کر رقص کرنے لگے۔ ساقی بادہ گلنار کے نام لے کر میکشوں کو مسرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی عمرو کے سوا بارگاہ میں آئے۔

مہ رخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست بدعا ہوئے کہ اے پروردگار' وہ بھی خمار جادو کے پنجے سے جلد رہائی پائیں۔ اس وقت برق فرنگی نے کہا: "مجھے صرصر کی انگوٹھیاں ملی تھیں۔ اس میں ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ دریائے سحر نے راستہ دیا تھا۔ لیکن میں اس پار اس لیے نہ گیا کہ آپ لوگوں کو چھڑانا منظور تھا۔ لہٰذا اب چھڑانے کے لیے جاتا ہوں۔" یہ کہہ کر روانہ ہوا اور عیار بھی تلاش کی غرض سے روانہ ہوئے' مگر وہاں حیرت جو صرصر کو لے کر دریا کے پار گئی' ایک جگہ ٹھہری اور کہا: "اے صرصر' اس وقت میں ایسی گھبرائی کہ برق کو گرفتار کرنے کی بجائے' تجھے گرفتار کر

لائی۔ اب میں شہنشاہ کے پاس جاتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ برق چشمک زن جا کر کچھ اشتعال انگیزی کرے۔ اب تم لشکر کی طرف جاؤ۔

صرصر وہاں سے لشکر کی سمت چلی اور حیرت افراسیاب کے پاس آئی۔ یہاں آ کر دیکھا کہ برق چشمک زن نہیں آئی۔ معلوم ہوا کہ وہ اپنے ملک گئی۔ اس نے صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا سارا ماجرا افراسیاب سے بیان کیا۔ افراسیاب نے کہا: "مجھے پہلے ہی سب کیفیت معلوم ہے۔ اے حیرت' جب مصیبت آتی ہے' یہی ہوتا ہے۔ آپس میں نفاق ہوتا ہے۔ سمجھ الٹی ہو جاتی ہے۔ بھلا میں تم سے کہتا ہوں۔ اگر برق چشمک زن سب کو مانگتی تھی' اس میں کیا ہرج تھا۔ اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئیں۔ وہاں برق فرنگی نے سب کو ہوشیار کر دیا۔ ان باغیوں نے تمہارا سارا لشکر لوٹ لیا اور جس طرح پہلے عیش میں تھے۔ اسی عیش سے اپنے لشکر میں بیٹھے ہیں۔ دیکھو قیدی الگ چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علیحدہ رنجیدہ ہو کر چلی گئی۔ لشکر تمہارے علیحدہ قتل و غارت ہوئے۔ یہ خرابیاں بھی صرصر کی ذرا سی رسوخیت جتانے سے ہوئیں۔ اور تم کیسی منتظم تھیں کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا۔ اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سوچتے کہ جیسے ہم مجرموں کو لے گئے' ویسے اگر کوئی دوسرا لے جائے گا تو کیا ہرج ہے۔ مقصد ان حریفوں کو قتل کر ڈالنے سے ہے۔ جس طرح ہو' ہلاک ہو جائیں۔ بس یہ خیال کسی کو نہیں۔ اب تم جاؤ۔ بھاگا ہوا لشکر پھر جمع کرو۔ میں انتظار میں ہوں کہ خمار اور مخمور' عمرو کو گرفتار کرنے گئی ہیں' وہ آ لیں اور میں شیطان خداوند کو بلا کر' عمرو کو قتل کر لوں' تو اوروں کی بھی فکر کروں۔ اس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہے۔"

ملکہ حیرت یہ باتیں سن کر محجوب ہوئی اور لشکر کی تباہی کا حال سن کر' بہت جلد وہاں سے روانہ ہوئیں۔ اپنے لشکر میں آئی اور بھاگی ہوئی فوج کو منادی کرا کر پھر جمع کیا۔ بارگاہ استادہ کرائی۔ بازار کھلے۔ ندامت دور کرنے کے لیے رقص و سرور کا حکم دیا۔

یہاں بھی ناچ ہونے لگا۔ مگر حال صرصر کا سنئے کہ دریا سے اتر کر سوچتی چلی گئی کہ مہ رخ کے لشکر میں چل کر، کسی عیار کی صورت بن کر، عیاری کروں، کیوں کہ برق فرنگی جو رہا ہو گیا، اس نے ضرور بالضرور اپنے سرداروں کو چھڑایا ہو گا۔ یہ سوچ کر اس نے اپنی صورت عمرو کی سی بنائی۔ تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر ایک جگہ بیٹھے تھے۔ انہوں نے اسے دیکھ کر جانا کہ کوئی عیار حریف کے لشکر کا ہے۔ یہ جان کر سحر پڑھ کر صرصر کو گرفتار کر لیا۔ ہر چند اس نے کہا کہ میں عیار بچی ہوں۔ صرصر میرا نام ہے۔ شہنشاہ طلسم کی ملازم ہوں، لیکن ساحروں نے نہ مانا اور چاہا سر کاٹ لیں، مگر برق فرنگی جو عمرو کی تلاش میں چلا تھا۔ ادھر آ نکلا۔ دیکھا کہ ساحر ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہے۔ قریب آ کر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی، مگر بغور دیکھ کر پہچانا کہ صرصر ہے۔ دل میں کہا، اس کو بھی چھڑا دینا چاہیے۔ استاد کی منظور نظر ہے۔ غرض اپنی صورت ساحر کی سی بنا کر پکارا: "بھائی، تم نے بڑا کام کیا، جو اس مکار کو گرفتار کیا۔ اس کا سر جلد کاٹ لو۔"

صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا دشمن کون پیدا ہوا، مگر برق قریب آیا اور کہا: "اس کی بوٹیاں کاٹ کر دکھاؤں گا اس نے ہزاروں ساحر قتل کئے ہیں۔ اس کا موکل قبضے میں کرنا چاہیے۔ بڑے کام آئے گا۔ یہ کہتا ہوا صرصر کے نزدیک آ کر چپکے سے کہا: "استانی کہو تو بچا لوں۔ میں برق فرنگی ہوں۔"

صرصر نے کہا: "موئے استانی کسے کہتا ہے اور احسان کیا جتاتا ہے۔ اگر میں کہہ دیتی ہوں کہ یہ بھی میرے ساتھ کا عیار ہے، تو ابھی مارا جاتا ہے۔"

برق اس کی یہ بات سن کر گھبرایا کہ واہ احسان فراموشی دیکھئے اور الٹا دھمکاتی ہے، مگر استاد کی معشوقہ ہونے کے سبب اس کا چھڑانا منظور تھا۔ اس نے ساحر کے پاس جا کر، باتوں میں لگا کر بیضہ بے ہوشی مارا اور بے ہوشی کر کے سر کاٹ ڈالا۔ غلغلہ بلند ہوا۔ صرصر چھوٹ کر بھاگی۔ برق نے پکار کر کہا: "اپنے ماتھے پر کوئی نشانی بنواؤ یا ناک کی

پھننگ کٹواؤ کہ لوگ پہچانیں، اور عیار بچیوں میں فرق معلوم کیا کریں۔"
صرصر نے کہا: "مونڈی کاٹے، مجھ سے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہے۔ کچھ کم بختی آئی ہے۔

مثل مشہور ہے کہ ماں چھوڑ موسی سے ٹھٹھا۔"
برق بولا: "استانی خفا نہ ہو۔ مجھ سے قصور ہوا، لیکن اتنا بتا دو کہ استاد کو کون پکڑ لے گیا ہے۔"
صرصر نے کہا: "خمار جادو گرفتار کر کے طلسم باطن میں، افراسیاب کے پاس لے گئی ہے۔
اب ایسی جگہ سے چھوٹنا عمرو کا دشوار ہے۔
برق نے کہا: "خدا مالک ہے۔"
غرض صرصر ایک جانب اور برق دوسری جانب اپنی اپنی راہ پر روانہ ہوئے۔

○○○

• قلعہ زعفرانیہ

جب خمار جادو اس مخمور بادہ عیاری یعنی عمرو کو باران جادو کے خیمے سے لے کر بزور سحر روانہ ہوئی' دریائے خون رواں سے گزر کر کوہ عقیق' کوہ زمرد اور کوہ لاجورد وغیرہ کی سیر کرتی ہوئی چلی' اس لیے کہ یہ سب کچھ کوہستان اسی طرح آراستہ ہیں۔ جب ان مقامات سے آگے بڑھی' بیابان زعفران زار میں پہنچی۔ یہ جگہ افراسیاب کی بھانجی ملکہ زعفران جادو کی سیرگاہ ہے۔ یہاں سے قلعہ زعفرانیہ تک اس ملکہ کی ملکیت ہے اس جنگل میں پہاڑ اور چشمے ہیں' ان کو اس نے نہایت درجہ آراستہ کیا ہے۔ مقام دلکش اور روح افزا بنایا ہے۔ خمار اس جگہ ٹھہر کر سیرو تماشا میں مصروف ہوئی۔ دیکھا کہ منزلوں تک پر بہار درخت ہیں۔ موتیوں کے جال پڑے ہیں۔ زعفران کے تختے کھلے ہیں۔ عقیق زرد کے ناندے رکھے ہیں۔ نرگس شہلا اور نرگس بیمار کے درخت چشم خوباں کو شرماتے ہیں۔ نہر کے کنارے سروجوئبار کھڑے ہیں۔

پہاڑ کی ایک سمت پر چہل ستون تعمیر تھا۔ اس کے روبرو جواہر نگار بنگلہ تھا۔ زنبوری پردے پڑے تھے۔ مکلف فرش پر مسند بچھے تھے۔ اسباب نشاط و طرب مہیا تھا' شیشہ آلات سجا تھا۔ ملکہ زعفران' لباس زعفرانی پہنے' دست نازک میں عقیق زرد کی چھڑی لیے' پکھراج کے تخت پر نہر کے کنارے بصد انداز جلوہ افروز تھی اور چار سو کنیزیں زعفرانی جوڑے زیب قامت کئے گردوپیش استادہ تھیں' ناچ ہو رہا تھا۔ ہنگامہ انبساط گرم تھا۔ جلسہ سرور میں ہر ایک بے شرم تھا۔

جب خمار سیر کرتی ہوئی اس جلسہ طرب کے قریب پہنچی۔ اسے ایک کنیز نے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا: "خمار جادو' ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہیں۔"

زعفران یہ سن کر اٹھی اور پکار کر کہا: "اے ملکہ خمار' یہ ہمارے پہاڑ کے نیچے جانا اور ہم سے ملاقات نہ کرنا' بڑی بے مروت ہو۔ واہ کیا کہنا' جیسے کبھی کی صاحب سلامت

ہی نہ تھی۔"

خمار نے یہ آواز سن کر ہاتھ باندھے: "اے شہزادی' مجھے ایک ضروری کام ہے۔ اس وقت معاف فرمائیے۔ پھر کبھی حاضر ہوں گی۔"

زعفران نے کہا: "میرے سر کی قسم' گلوری کھاتی جاؤ۔ کھڑے کھڑے ایک جام شراب پی لو پھر چلی جانا۔"

خمار نے عرض کیا: "بہت خوب' حاضر ہوتی ہوں۔"

غرض پہاڑ پر آئی۔ زعفران نے خاطر کر کے اسے بٹھایا اور پوچھا: "ایسا کیا کام جلدی کا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے۔"

اس نے جواب دیا: "شہنشاہ میرے منتظر ہوں گے۔ مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا۔ اسے لے جاتی ہوں۔ اس پشتارے میں وہی بندھا ہے۔

زعفران نے کہا: "میں نے اس کی شہرت سنی ہے۔ ذرا صورت دیکھوں' کیسا ہے۔"

اس کی وزیر زادی صندل جادو بھی بضد ہوئی کہ ہاں اے ملکہ' ذرا پشتارہ کھولیے تو میں بھی دیکھوں کہ اس عیار کی کیا قطع وضع ہے۔

خمار منت کرنے لگی: "حضور یہ بڑا مکار ہے۔ ادھر پشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور کوئی اور فساد اس نے برپا کیا۔ میری ساری محنت برباد جائے گی۔ شہنشاہ مجھ پر اور آپ پر خفا ہوں گے۔ اس کو نہ کھولیے۔"

اس کا انکار سن کر ملکہ زعفران آزردہ ہوئی اور کہنے لگی: "کیا ضرور ہے اس کا ہوشیار کرنا بھلا۔ ہم اس لائق کب ہیں کہ ماموں صاحب کا کوئی ملازم ہمارا کہنا مانے۔ اچھا بی بی لے جاؤ' جس میں اپنی بہتری سمجھو' وہ بات کرو۔"

خمار نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھانجی ناراض ہوتی ہے' ناچار پشتارہ کھولا اور عمرو کو ہوشیار کیا' لیکن بزور سحر بے حس و حرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے۔ لہٰذا عمرو کی جو آنکھ کھلی' خود کو پر بہار مقام اور حسینوں کے جھرمٹ میں پایا۔ حیران ہوا کہ میں کہاں تھا اور کس جگہ آیا۔ نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور عاجزی سے ملکہ کی

ستائش و تحسین کرنے لگا: "سامری وجمشید کی پناہ رہے۔ بخت یار اور طائع مددگار یاور ہے۔ ستارہ عزت تابند ہو۔ آج اس حقیر پر تقصیر کا دامن امید گوہر آرزو سے مالا مال ہوجائے گا۔"

اس تحسین و عاجزی سے ملکہ بہت متاثر ہوئی۔ صندل نے کہا: "حضور، میں نے سنا ہے کہ یہ گاتا بہت خوب ہے اسے کچھ گوایئے۔"

ملکہ نے خطاب کیا: "اے عمرو، ہم مشتاق ہیں اپنا گانا سنا۔"

عمرو نے جواب دیا: "خداوند، میں انہی باتوں میں بدنام ہوں۔ لوگوں نے مجھے کافر جادو گروں کا سر برندہ مشہور کیا ہے حالانکہ میں نے کبھی چیونٹی کو بھی نہیں مارا۔ ملکہ خمار جادو فرماتی ہیں کہ میرا سر مونڈا، بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانہ۔ آپ مجھے گوایئے لیکن ایسا نہ ہو دو چار سرمنڈ جائیں۔ خمار کی ناک کٹ جائے۔ دس پانچ قتل ہوں۔ اسے بہتر ہے کہ مجھے جانے دیجیے۔ گانے بجانے کا ذکر نہ فرمایئے۔"

خمار سرمنڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران خوب ہنسی اور مصر ہوئی۔ کہ اے عمرو، کچھ تو سنا دو۔"

عمرو نے کہا: "ملکہ عالم، ایسے وقت میں ہوش و حواس درست نہیں۔ بی خمار قتل کرانے کے لیے، لیے جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں میں دم نہیں بے حس و حرکت پڑا ہوں۔ کیا گاؤں اور کیا بجاؤں۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور اس بے کسی سے رویا کہ زعفران بھی رونے لگی۔ صندل نے بہت افسوس کیا اور سب نے خمار سے اصرار کیا کہ اس پر سے سحر اتار لو۔ ہر چند اس نے کہا کہ لوگو، یہ بڑا جعلساز ہے، تم کو فریب دے کر چلا جائے گا، لیکن کسی نے اس کا کہنا نہ مانا۔ ناچار خمار نے سحر دفع کیا۔

عمرو اٹھ کر بیٹھا اور ملکہ کو بہت دعا دی۔ ملکہ نے کہا: "قسم سامری و جمشید کی، میں بھی تجھے بہت کچھ دوں گی اور افراسیاب سے چل کر خطا معاف کرا کر جاگیر و منصب دلواؤں گی۔ اچھا ہمیں گانا سنانا۔"

عمرو نے عرض کیا: "حضور کی خاطر منظور ہے۔ جو کچھ ہنر مجھے یاد ہے۔ ظاہر کرتا ہوں،

مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز اور زیور الماس منگوا دیجئے کہ سنگھار کر کے گاؤں بھی اور ناچوں بھی اور یہ نہ سمجھئے گا کہ میں چور ہوں کہ جو آپ کا مال لے جاؤں گا اور اسے بدل لوں گا۔ رقص کے بعد جوں کا توں حاضر کر دوں گا۔ ہاں اگر آپ کی لونڈی جھوٹے سے سچا بدل لے' تو میرا قصور نہیں۔"

زعفران ہنسنے لگی اور کہا: "خواجہ' تم بڑے ظریف ہو اور سلاطین کی صحبت کے لائق ہو۔ یہ فرما کر حکم دیا: "لباس پر تکلف سے آراستہ کشتیاں اور زیور جواہر سے پیراستہ کشتیاں حاضر کرو۔ حسب ارشاد سب چیزیں مہیا ہوئیں۔ عمرو نے علیحدہ جا کر اپنی صورت ایک جوان طرحدار کی سی بنائی اور لباس اور زیور زیب جسم کر کے سامنے آیا۔ ملکہ نے پہلے جو صورت دیکھی تھی' تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت تھی۔ اس کی رعنائی و زیبائی دیکھ کر حیران ہوئی کہ سامری نے اس کو کیا قدرت دی ہے۔ کبھی انسان ہے اور کبھی پری ہے۔ دیر تک اس کے جمال جہاں آرا کو دیکھتی رہی۔

عمرو وہاں کے سازندوں سے گت کر کے پہلے گت ناچا۔ ارباب محفل کا خوب دل لبھایا۔ پھر بانسری بجانے لگااور خوش الحانی سے غزل گانے لگا۔ ہر ایک کو دیوانہ بنایا۔ جب میر کی وہ غزل گائی' جس کا مطلع ہے: "الٹی ہو گئیں سب تدبیریں' کچھ نہ دوا نے کام کیا۔" تو تمام حاضرین محفل رونے لگے۔ مست ہو کر جھومتے تھے۔ اس اثنا میں دن گزار اور رات آئی۔

شام ہوتے ہی تمام صحرا میں روشنی ہو گئی۔ درختوں میں قندیلیں آویزاں' مکانات میں جھاڑ اور کنول روشن تھے۔ شمع دانوں پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے۔ اکے اور دوشاخے مومی اور کافوری شمعوں سے روشن ہوئے۔ عمرو نے قابو پا کر پروانے بے ہوشی کے بنے ہوئے نکال کر کمر میں رکھے اور کچھ دونوں مٹھیوں میں لیے۔ بھاؤ بتاتا ہوا جب کسی شمعدان کے قریب پہنچا۔ مٹھی سے پروانے شمعوں پر ڈالنے لگا' یہاں تک کہ تھوڑی دیر بعد بے ہوشی کا دھواں اٹھنے لگا۔ ہر ایک کے دماغ میں سرایت کر گیا۔ سب کا

سر چکرانے لگا۔ خیال میں آیا کہ یہ کثرت مے نوشی کا سبب ہے۔ اٹھ کر ٹہلنا چاہیے' تا کہ ٹھنڈی ہوا سے یہ کیفیت ختم ہو۔

زعفران اٹھی کہ جا کر نہر میں منہ دھو آؤں' مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ منہ پر ہوا لگتے ہی بے ہوش ہو کر گری۔ صندل اور خمار اٹھانے کو اٹھیں' یہ بھی بے ہوش ہوئیں۔ پھر تو جو اٹھا' وہ دنیا سے اٹھا۔ گھڑی بھر میں ساری محفل بے ہوش ہو گئی۔ ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اس نے دو پھول' اس دوا کے' جس سے بے ہوشی تاثیر نہ کرے' اپنے نتھنوں میں رکھ لیے ہیں۔(واضح ہو کہ اب جہاں کہیں عیاروں کے بے ہوشی اڑانے کا ذکر آئے گا' تو ناظرین سمجھ لیں کہ عیار اپنا دماغ اسی طریقے سے بند کر لیتے ہیں۔ اب دوبارہ کسی جگہ کی تصریح نہ کی جائے گی)۔

غرضیکہ جب سب بے ہوش ہوئے۔ عمرو نے جال الیاسی نکال کر چیزوں پر مارا اور مال و اسباب لوٹ کر زنبیل میں رکھا۔ نقش بوریا بھی نہ چھوڑا۔ فرش اور پردے' چلمنیں اور شیشہ آلات وغیرہ سب غائب کر کے کنیزوں کا زیور اور لباس اتارا۔ جب سب غارت اور لوٹ مار ہو چکی تو خنجر لے کر چلا کہ زعفران اور خمار کا سر کاٹ لوں۔

اس وقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب تک نہیں آئی۔ دیکھوں' اس پر کیا گزری۔ معلوم ہوا کہ عمرو زعفران کے بیابان میں سب کو قتل کیا چاہتا ہے۔ اس نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اس کو بھیجا کہ جا کر سب کو قاتل کے ظلم سے بچالے۔ یہاں عمرو خمار کا سر کاٹا چاہتا ہے کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اوراس کو لے کر زمین غرق ہو گیا۔ عمرو دوبارہ زعفران کی طرف لپکا کہ اسے ہلاک کروں۔

اس وقت مخمور سرخ چشم بھی کہ عمرو کو ڈھونڈنے نکلی تھی۔ یہاں آئی اور یہ ماجرہ دیکھ کر للکاری: "خبردار مکار' یہ کیا کرتا ہے۔"

عمرو اس کی آواز سن کر چاہتا تھا کہ بھاگے۔ یکایک خمار زمین سے نکلی اور سحر کر کے اس نے عمرو کو بے حس و حرکت کر دیا اور زعفران کو ہوشیار کیا۔ مخمور نے ابر سحر

برسایا۔ سب کنیزیں وغیرہ ہوشیار ہوئیں' مگر سب برہنہ تھیں۔ اٹھ کر قصر کے اندر جا کر' لباس تبدیل کر کے آئیں۔ زعفران نے بے ہوش ہونے کا سارا حال سنا اور

انجمن کو تباہ و برباد پایا۔

خمار نے عرض کیا: "اے ملکہ آپ نے خط ملاحظہ فرمایا۔ بڑا فضل کیا سامری نے کہ سب کی جان بچ گئی' ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھئے نہ کچھ اس نے کھلایا نہ پلایا۔ باتوں باتوں میں بے ہوش کر دیا۔ اس نے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو نہ پینے دے گی' اس لیے شراب کا نام بھی نہ لیا۔ لیکن نہیں معلوم' کیا طلسمات کیا کہ سب کو بے ہوش کر دیا۔ اس کے "وصف سامری نامہ" میں لکھے ہیں۔ یہ بہت بلائے بد ہے۔ بے حد مکار ہے۔"

زعفران نے کہا: "سامری وجمشید کا واسطہ' اس کو جلدی یہاں سے لے جاؤ۔ اب میں بھی یہاں نہ ٹھہروں گی۔ اپنے قلعے میں جاؤں گی۔ ایسا نہ ہو اس کی نحوست سے سارا جنگل ہو گیا ہو۔"

خمار یہ سن کر رخصت ہوئی اور عمرو کو بے ہوش کر کے پشتارہ باندھ کر لے چلی۔ مخمور نے اس وقت کہا: "اے خمار' افراسیاب کے دربار میں اس کا لے جانا اچھا نہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ وہاں بھی فساد کرے۔ دوسرے عیاروں کو اپنا دشمن بنانا بہتر معلوم نہیں ہوتا باقی تم کو اختیار ہے۔ جان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ لازم ہے کہ اسے دریائے سحر کے پار لے جا کر چھوڑ اور شہنشاہ سے چل کر کہہ دو کہ عمرو راہ میں چھوٹ گیا۔

خمار یہ سن کر خفا ہوئی اور کہنے لگی: "اے بہن مخمور' تمہارا طور مجھے بے طور نظر آتا ہے۔ سامری خیر کریں' عیاروں سے بہت دھمکاتی ہو اور ان کی طرفداری کرتی ہو۔ خیر تمہارا جو جا چاہے کرو' لیکن میں نمک حرامی نہ کروں گی۔"

یہ کہہ کر پشتارہ لے کر روانہ ہوئی۔ مخمور بھی زعفران سے رخصت ہو کر چلی' لیکن سوچتی ہوئی کہ تو نے اس وقت آ کر عمرو کو گرفتار کرایا۔ اس کے دل میں کینہ پیدا

ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھے گزند پہنچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہے۔ طلسم کی عمر آخر ہو چکی ہے۔ عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا' بلکہ جو ساحر اسے بغاوت کرے گا' وہ مارا جائے گا۔ پس مناسب یہ ہے کہ اس وقت عمرو کو رہا کرا کے' عذر کر لے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجئے گا۔ یہ سوچ کر خمار کے پیچھے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ میں مخفی ہو کر سحر پڑھا کہ خمار جنگل میں جاتی تھی۔ اس کے سر پر ایک بادل آ کر چھایا اور اس میں سے بوندا باندی ہونے لگی۔ کچھ بوندیاں خمار پر پڑیں۔ وہ یہ تو جانتی نہ تھی کہ مجھ پر کوئی سحر کرے گا۔ بے ہوش ہو گئی۔ مخمور نے آ کر پشتارہ کھولا' رد سحر کر کے عمرو کو ہوشیار کر دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا: "کنیز پر نظر عنایت رکھئے گا۔ پورا حال میں اس وقت عرض نہیں کر سکتی ہوں اور نہ اس وقت خمار کو قتل فرمایئے' کیوں کہ میں بدنام ہوں گی اور نہ میں اس وقت آپ کو دریائے سحر کے پار لے جا سکتی ہوں۔ اس لیے کہ وقت بہت تنگ ہے۔ میں اور آپ پکڑے جائیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ بھاگ جایئے۔"

یہ کہہ کر ایک سمت چلی گئی۔ عمرو بھی بھاگ کر کہیں پوشیدہ ہوا۔ مخمور نے دور جا کر اپنا سحر خمار پر سے دفع کیا۔ اسے ہوش آگیا' عمرو کو رہا دیکھ کر بہت خائف ہوئی' اور پر پرواز پیدا کر کے' عمرو کو ڈھونڈتی ہوئی دریا سے پار اتر کر حیرت کی بارگاہ میں آئی۔ اسے سارا حال بیان کیا: "میں اکیلی شہنشاہ کے پاس نہ جاؤں گی۔ راہ میں کچھ فتور ہے جبھی تو میں بے ہوش ہو گئی۔ دوسرے شہنشاہ مجھ پر خفا ہوں گے کہ عمرو کو کیوں نہ لائی۔"

خمار یہ ذکر کر ہی رہی تھی کہ افراسیاب کی سواری بڑی شان سے یہاں آئی۔ اس لیے کہ جب خمار کو آنے میں عرصہ ہوا۔ شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھوں' وہاں کیا رنگ ہے۔ لہٰذا ملکہ حیرت نے مع سرداروں کے استقبال کیا۔ افراسیاب نے بارگاہ میں تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ خمار نے ابتدا سے انتہا تک' جملہ کیفیت عرض کی۔ یہاں تک کہ آپ سے آپ بے ہوش ہو جانا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا۔ افراسیاب نے جواب

دیا: ”کوئی عیار عمرو کے چھڑانے کو تمہارے ساتھ دریائے سحر کے پار اتر گیا ہو گا‘ وہی فکر میں ہو گا۔ تمہیں بے ہوش کر کے اسے لے گیا اور یا کوئی دوست عمرو کا طلسم

باطن میں ہے کہ اس نے غفلت میں تم سے‘ عمرو کو لے لیا۔ خیر اگر عمرو دریائے سحر کے پار ہے تو وہاں سے رہائی ممکن نہیں۔ کوئی سوائے میرے اسے اس پار نہیں لا سکتا۔ ہاں جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہے‘ وہ شاید پہنچادے۔ اب بختیارک کو بلانا چاہیے۔ عمرو کو جب چاہوں گا‘ یہاں طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جائے گا۔“

یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ جنگل کی طرف سے ایک شیر اور شیرنی دھڑوکا مارتے ہوئے بارگاہ میں آئے۔ ان کو ایک نامہ لکھ کر دیا۔ مضمون یہ تھا: ”یا خداوند! شیطان درگاہ یعنی بختیارک کو طلسم میں روانہ فرمائیے کہ سیر طلسم بھی کریں اور عمرو اپنے دشمن کو بھی قتل فرمائیں۔ نامہ شیر کو دے کر‘ پھر سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک سفید عقاب اڑتا ہوا آ کر پہنچا اور سامنے پر کھول کر بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ پر ایک چوکی‘ جواہر جڑی‘ مضبوط رسی سے باندھ دی۔ چوکی پر اطلس اور کمخواب کا بچھونا کر دیا۔ شیر سے کہا: ”سرحد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو سوار کر کے لانا۔ پھر وہاں سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اڑ کر طلسم باطن میں میرے پاس لائے گا‘ اس لیے کہ طلسم ظاہر میں عیار ہیں۔ وہاں سے اڑ کر آنا بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں کچھ گزند پہنچے۔

غرض شیر اور شیرنی نامہ لے کر چلے اور عقاب اڑ کر کوہ عقیق کی سمت روانہ ہوا۔ پھر افراسیاب بھی سوار ہوا کہ باغ سیب میں جا کر عمرو کو گرفتار کر لائے۔ یہاں تک کہ باغ میں پہنچ کر وہ بقیہ شب عیش و آرام میں بسر کی۔

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہو کر‘اقدتگ شاہی پر کلاہ مہی سر پر رکھ کر جلوہ گر ہوا۔ ناچار ہزاروں ساحران نامی حاضر ہوئے اور مجرا کر کے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے۔ اس نے حکم دیا کہ کچھ جادو گر روانہ ہوں۔ عمرو طلسم باطن میں آیا ہوا ہے‘

اسے گرفتار کر لائیں۔ ساحر حکم کے بموجب روانہ ہوئے۔ مگر اب حال عمرو کا سنئے کہ جب مخمور اسے رہا کر کے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے۔ ازبسکہ رات کا وقت تھا۔ ایک درخت پر چڑھ کر وہ شب بسر کی۔ صبح کے وقت وہاں سے اتر کر' ساحر کی صورت بن کر آگے کاراستہ لیا۔ جب کئی کوس کا فاصلہ طے ہوا' ایک دلکشا مرغزار میں گزر ہوا۔ صحرائے سبز' گلزار ارم دیکھا۔ وہاں ایک خوبصورت ایوان بنا ہوا تھا کہ اس کا حصار نہایت مصفاتھا۔

اس عالیشان منزل میں ہزار دروازے لگے تھے کہ ان کے کواڑ جواہر آگیں تھے۔ ہر دروازے پر چلمنیں عاشق کے دل صدچاک کی طرح آویزاں تھیں۔ ان کی تتلیاں طلائی مینے کے کام کی اور ڈوریاں کلابتوں کی تھیں۔ روبرو پر فضا چمنستان لگا تھا۔ گلشن ہرا بھرا تھا۔ ہر سمت آب رواں کے چشمے' بصد لطافت جاری تھے۔ باد بہار گلشن میں مستانہ وار چل رہی تھی۔

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا۔ عمرو اس کو دیکھ کر' راہ کاٹ کر اور طرف چلا' مگر جدھر گیا اور جہاں تک گیا' وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا۔ ناچار پھر ایک طرف چلا۔ اس وقت وہ ساحر پکارا: "ارے تو کون ہے' جو یہاں آیا ہے۔ یہ شہنشاہ ساحران' افراسیاب کی سیرگاہ ہے۔"

عمرو نے یہ سن کر جواب دیا: "بھائی' کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ جگہ شاہ طلسم کی ہے' مگر میں کام کو جاتا ہوں۔"

ساحر نے کہا: "اس جگہ کو ہزار درہ کہتے ہیں۔ جو شخص ادھر سے گزرتا ہے' وہ نشانی لے کر آتا ہے اور مجھے دکھاتا ہے۔ اس وقت اس کو راستہ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص طلسم باطن کا رہنے والا' واقف کار ہے اگر تیرے پاس نشانی نہیں ہے' البتہ تو غیر ہے اور تجھے گرفتار کرنا ضروری ہے۔"

عمرو یہ گفتگو سن کر ہنسا اور کہنے لگا: "تو بڑا بے وقوف ہے۔ بھلا کوئی بھی بغیر نشانی یہاں آتا ہے یا میں ہی آتا۔ نشانی میرے پاس موجود ہے۔"

اس ساحر نے کہا: "دکھاؤ۔"
عمرو غبار بے ہوشی کا مٹھی میں لے کر اس کے پاس گیا اور کہا: "لو دیکھو۔" وہ جھک کر دیکھنے لگا۔ عمرو نے غبار بے ہوشی منہ پر اڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منہ اور ناک میں بے ہوشی بھر گئی اور وہ بیہوش ہو کر گرا۔ عمرو نے اس کے کپڑے اتار لیے اور اسے چمن میں اور زیادہ بے ہوش کر کے، کسی جگہ چھپا کر، آپ اس کی سی صورت بنا کر مکان کے دروازے پر بیٹھا۔ کچھ دیر اسے گزری تھی کہ سامنے سے ایک آتش فشاں اژدہا پیدا ہوا۔ اس پر کاٹھی رکھی تھی اور ایک ساحر اور ایک ساحرہ سوار تھی۔ کنڈل دونوں کے کانوں میں پڑے تھے۔ ماتھے پر صندل کے قشقے دیئے تھے۔ دونوں اژدہے پر سے اتر کر سیر میں مشغول ہوئے۔
عمرو نے آواز دی: "ارے تم کون ہو۔ لاؤ نشانی مجھے دکھاؤ، پھر قدم آگے بڑھاؤ۔"
ان دونوں نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی سے کاغذ کا پرچہ نکال کر عمرو کو دیا۔ اس نے دیکھا کہ اس پر افراسیاب کی تصویر بنی ہے سمجھا کہ یہاں کی یہ نشانی ہے۔ خاموش ہو رہا۔ وہ ساحر سیر کر کے ایک سمت کو چلے گئے۔ ان کے بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی۔ عمرو یہاں کے آئین سے بخوبی واقف نہیں تھا۔ دستور یہاں کا ہے کہ شاہ طلسم کا جو قریب و عزیز ساحر یہاں آتا ہے اس کے لیے سند اور نشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب کوئی ایسا جلیل القدر یہاں آتا ہے، تو مکان کے دروازے پر بیٹھنے والا اٹھ کر، اس کی تعظیم بجا لاتا ہے اور دونوں ہاتھ سے سلام کرتا ہے۔ یہ جادوگرنی آئے، تو یہ معززان طلسم سے تھے۔ عمرو نے اسی طرح نشانی طلب کی اور ان کی تعظیم بجا نہ لایا۔ انہوں نے سحر پڑھ کر اسے فوراً گرفتار کر لیا۔
عمرو نے کہا: "خیر تو ہے، مجھے کیوں قید کیا ہے، میرا کیا قصور ہے۔"
ساحر نے کہا: "تو نے دستور کے مطابق ہماری تعظیم نہیں کی۔"
عمرو نے جواب دیا: "دستور مجھے کیا معلوم نہیں، لیکن میرے دونوں گھٹنے شدت سے دکھتے ہیں۔ اٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہے۔" اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا: "کیوں آپ

نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ میں کھڑا ہوتا تھا' لیکن گر پڑا' اٹھا نہیں گیا۔"
ساحرہ نے عمرو کے آنکھ ملا کر کہنے سے اور اس کے گواہ بنانے سے کہا: "ہاں میں نے دیکھا تھا کہ یہ اٹھتا تھا' مگر اٹھا نہیں گیا۔"
ساحر نے اپنی زوجہ کی بات کو صحیح جانا اور عمرو کو چھوڑ دیا' مگر پوچھا دوسرا آئین تو نے کیوں ادا نہ کیا؟"
عمرو نے جواب دیا: "مارے درد کے میرے ہوش و حواس درست نہ تھے۔ مجھے یاد نہ رہا۔"
اس نے کہا: "اب یاد ہے؟"
عمرو بولا: "ہاں یاد ہے' وہی تعظیم و تواضع کرنا۔"
ساحر نے کہا: "اور دوسری بات؟
عمرو نے سوچ کر کہا: "اے توبہ' دیکھئے ابھی یاد تھا۔ مزاج میں کیا سہو ہو گیا ہے کہ ذرا سی بات یاد نہیں رہتی۔"
ساحر نے کہا: "اب یاد رکھنا' ورنہ موقوف ہو جاؤ گے۔ روزگار جاتا رہے گا۔ وہ بات یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے سلام کرنا۔"
عمرو نے عرض کیا: "واہ واہ' یہ تو میں پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ تعظیم و تواضع' پس تعظیم میں سب باتیں آگئیں۔ آپ نے خود اس وقت مجھے چکر میں ڈالا۔"
غرض وہ دونوں بھی سیر کر کے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یکایک آندھی آئی اور ہر طرف اندھیرا ہو گیا۔ لمحے کے بعد ایک ساحر' طویل قامت' مہیب صورت آیا۔ اس کا نام ظلمات سیہ رو فام تھا۔ عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے۔ تعظیم کرو' ایسا نہ ہو کہ یہ بھی کچھ پرسش کرے۔ یہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر رسم سلام بجا لایا۔
ظلمات بہت خوش ہوا اور دس روپے انعام دیئے۔ عمرو نے روپے لے کر سوچا کہ بن پڑے' تو اس کو قتل کرو۔ یہ سوچ کر کہا: "سرکار آیئے کوئی لحظ تشریف رکھئے۔"

ظلمات یہ کلمات سن کر گھورنے لگا اور کہا: "آج تو نے خلاف دستور بات کیوں کی۔ مجھے بیٹھنے کو کیوں کہا۔"

عمرو نے جواب دیا: "بے شک خطا ہوئی۔ معاف فرمایئے اور آپ چلے جایئے۔"

ظلمات نے کہا: "یہ کہنا بھی خلاف قانون ہے' جب میرا جی چاہے گا' جب جاؤں گا۔"

عمرو نے دل میں سوچا: "یہاں بات کرنا مشکل ہے' خاموش ہو رہو۔" پس چپ ہو رہا۔ وہ ساحر بھی سیر کر کے واپس روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین عورت' پری پیکر' حسین و جمیل' غیرت دہ ماہتاب' رشک خورشید گھوڑے پر سوار' پشواز پہنے' پشواز کا دامن کاندھے پر ڈالے۔ لباس پرتکلف اور زیور مرصع زیب قامت کئے یہاں آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی: "ارے ساحر جادو' ادھر سے کوئی ساحر تو نہیں گیا ہے۔"

عمرو نے کہا: "میں نہیں جانتا۔"

اس نازنین نے سحر کر کے' عمرو کو گرفتار کر کے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا: "اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھیں اور تو کہے' میں نہیں جانتا۔ میں تجھے شہنشاہ کے سامنے لے جا کر سزا دوں گی۔"

یہ کہہ کر گھوڑا بڑھا کر چلی۔ عمرو اس کے پیچھے تو بیٹھا ہی تھا۔ کمند کا حلقہ اس کی گردن میں پہنا کر جھٹکا مارا کہ حلقہ پچی ہوا۔ فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا۔ وہ قیامت خیز ہنگامہ بلند ہوا کہ زمین تھرائی۔ کوہ دشت میں زلزلہ واقع ہوا۔ عمرو گھوڑے پر سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر درخت پر چڑھا۔ اتفاق سے وہاں سب آم کے درخت تھے۔ اس کے پتے توڑ کر' آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا کر چھپ رہا۔

لیکن اس ساحرہ کا سر اڑتا ہوا' جسے ابھی قتل کیا گیا ہے' باغ سیب میں افراسیاب کے پاس گیا اور پکارا: "مجھے عمرو نے مارا۔"

افراسیاب فرط غضب سسے سرخ ہو گیا۔ ایک ساحر ذوفنون کو حکم دیا کہ عمرو مقام ہزار درہ میں ہے۔ اسے جلد گرفتار کر لا۔ ذوفنون اس وقت روانہ ہوا اور جائے مذکور پر پہنچ کر متلاشی پھرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس پہاڑ پر جہاں عمرو درخت پر مخفی تھا' آ کر ہر

سمت سے ڈھونڈنے لگا۔ عمرو نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت پھرتا ہے' مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈتا ہے۔ یہ معلوم کر کے جب وہ تلاش کرتا ہوا دور گیا۔ عمرو نے درخت سے اتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا نمدے کا نکال کر ایک درخت کے نیچے چادر اڑھا کر لٹا دیا اور خود پھر درخت پر چڑھ کر پتوں کے آشیانے میں چھپ رہا۔

لمحے کے بعد ذوفنون' جو ادھر آیا۔ دیکھا کہ درخت کے نیچے کوئی چادر اوڑھے سوتا ہے۔ اس نے پہلے سحر کا حصار کر دیا اور بے حس و حرکت بنایا کہ ایسا نہ ہو کہ اٹھ کر فرار ہو جائے۔ پھر قریب آ کر' چادر ہٹا کر صورت دیکھی۔ ازبسکہ عمرو مشہور بہت ہے۔ اسی وجہ سے سب ساحر اس کی تصویر رکھتے ہیں۔ اس نے بھی تصویر لے کر مطابق کی۔ عمرو کی صورت شناخت کر کے خوش ہوا اور پنجے میں داب کر اڑتا ہوا افراسیاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا: "اس کو بڑی مشکل سے سحر کا جال لگا کر گرفتار کر لایا ہوں۔" حاضرین دربار نے اس کے سحر کی تعریف کی۔

شاہ نے حکم دیا: "اس کو ہوشیار کرو۔"

اس وقت اس نے اپنا سحر دفع کیا اور ہر چند پتلے کو جھنجھوڑا' مگر وہ ہوشیار نہ ہوا۔ ایک ساحر نے اٹھ کر غصہ کر کے لات ماری کہ: "حرامزادے دم چرائے پڑا ہے اٹھتا نہیں ہے۔" اس کی لات پتلے کے پیٹ میں گھس گئی۔ پھر تو سب حیران ہوئے۔ افراسیاب نے پانی چھڑکوایا۔ کاغذ وغیرہ پھٹ گیا۔ معلوم ہوا کہ پتلا ہے اور اس پر نمدے کا کاغذ منڈھ دیا ہے۔ افراسیاب نے کہا: "اب اہل دربار مجھ سے مضحکہ کرتے ہیں اور عمرو کی صورت کے پتلے بنا کر لاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ذوفنون کو مار پیٹ کر اور بے عزت کرا کر' دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانا جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر عمرو کو لا۔"

یہ ساحر بہت عقلمند ہے۔ سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں جاؤں اور ذوفنون کی طرح ذلت حاصل ہو۔ اسے بہتر ہے کہ شاہ سے حیلہ کروں۔ یہ تجویز

کر کے اس نے عرض کیا: "اے شہنشاہ' عمرو مرد عیار کو عیار خوب شناخت کر سکتا ہے۔ آپ صرصر کو بلا کر حکم دیجئے کہ کسی ساحر کو ہمراہ لے جائے اور پہچان کر اسے گرفتار کرا دے۔"

افراسیاب کو یہ رائے پسند آئی اور ایک پنجہ سحر روانہ کیا کہ جہاں کہیں صرصر ہو' اسے اٹھا لائے۔ پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر کا سنئے کہ جب خمار کی زبانی عمرو کی گرفتاری کا حال اس نے سنا' اپنی صورت عمرو کے مثل بنا کر مہ رخ کی بارگاہ میں آئی۔ یہاں سب سرداروں نے جب سے یہ سنا تھا کہ عمرو طلسم باطن میں قید ہو گیا ہے' نہایت درجہ مغموم تھے اور اس کی رہائی کے لیے دست بدعا رہتے تھے۔ اس وقت صرصر کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور عمرو سمجھ کر بغل گیر ہوئے اور کہا: "خواجہ! خدا نے آپ کو وہاں سے رہائی دی۔"

صرصر نے مکاری سے کہا: "میں ہی ایسا تھا کہ ساحروں کو فریب دے کر وہاں سے چھوٹا۔ خدا نے دوبارہ مجھے زندگی دی۔ اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہو جاتا۔" یہ کہہ کر پوچھا: "عیار کہاں گئے۔ انہیں بھی دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔"

مہ رخ نے جواب دیا: "آپ کو ڈھونڈنے کو گئے ہیں' آتے ہوں گے۔" یہ کہہ کر صرصر پر بہت سے تصدقات اتروا کر ارباب نشاط کو بلوایا۔ ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے۔ جام گردش میں آیا۔ ناچ ہونے لگا۔ صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور نگاہ بچا کر پیمانہ ساغر میں بے ہوشی ملا کر' ہر ایک کو دیا۔ سب بے ہوش ہوئے' اس نے خنجر نکال کر چاہا کہ سب کے سر کاٹ ڈالوں۔ عمرو بھی گرفتار ہو گیا۔ لشکر کا خاتمہ میں کر دوں' جونہی خنجر لے کر آگے چلی تھی کہ افراسیاب کا بھیجا ہوا پنجہ آ گرا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔ اس وقت برق فرنگی جو صحرا میں پھر کر لشکر میں آیا' سنا کہ عمرو آئے ہیں۔ خوش ہو کر بارگاہ میں گیا۔ دیکھا کہ ساری محفل بے ہوش پڑی ہے۔ سمجھا کہ غضب ہو گیا۔ اس نے سب کو ہوشیار کیا اور کہا: "یہ کیا ماجرا ہوا؟"

سب نے حال بیان کیا۔ اس نے کہا: "اب جو یہاں آیا کرے، پہلے بزور سحر دریافت کر لیا کرو۔ پھر آنے دیا کرو۔ اس وقت خدا نے بچایا، ورنہ سب کا خاتمہ تھا۔"
غرض یہاں تو سب مصروف عیش ہوئے، لیکن پنجہ صرصر کوشاہ طلسم کے سامنے لایا۔ اسنے شہنشاہ کو مجرا کیا اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کیا: "میں اس وقت سب نمک حراموں کا کام تمام کر چکی تھی۔ غرض پورا حال کہہ کر سنایا۔
افراسیاب نے کہا: "اے صرصر ان باغیوں کو جس وقت میں چاہوں، ایک آن واحد میں غارت کر دوں، لیکن شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ عیاروں کو قتل کیا جائے اور اس مفتری جعل ساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہے۔ جا اور اسے پہچان کر گرفتار کر لا۔"
صرصر سلام کر کے روانہ ہوئی، مگر ادھر عمرو کی کیفیت یہ ہے کہ یہ درخت پر سے اتر کر پہاڑ کے نیچے آیا اور آگے چلا۔ راہ کا ملنا دشوار تھا۔ کوہ دوست میں آوارہ پھرتا تھا۔ کبھی دریائے سحر کے کنارے جا کر، اترنے کی تدبیر کرتا، مگر ممکن نہ ہوتا۔ ناچار گھوم پھر کر اور سمت جاتا۔ ہزارہا مکان اور باغات ساحروں کے دیکھتا اور ساحروں کو دربار میں چلتے پھرتے پاتا۔ ان سے خود کو چھپاتا ہوا جاتا تھا۔ جہاں تک جاتا۔ صحرائے عجیب اور طائر اور درند، گزند، چوپائے انواع و اقسام کے دیکھتا۔ نہ اس نے کبھی ایسے جنگل دیکھے تھے اور نہ اس طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے۔
غرض اسی طرح سیر کرتا ہوا ایک جگہ پہنچا۔ وہاں دیکھا کہ پانچ آدمی ساحروں کی سی وضع لیے، یعنی پگڑیاں باندھے، تمغے گلے میں، طلائی دانے، جواہر کے کڑے ان کے ہاتھوں میں پڑے لباس پرتکلف پہنے کہیں جاتے ہیں۔ عمرو نے انہیں دیکھ کر سوچا کہ ان سے مال اور اسباب لینا چاہیے۔ بس فوراً کسی گوشے میں ٹھہر کر ایک ضعیفہ عورت کی صورت بنا اور خود کو ایسی بڑھیا بنایا کہ سر ہلتا ہوا، لاٹھی ہاتھ میں، پائنچوں میں گرہ دی ہوئی، مخموری کی چادر اوڑھے، مٹھائی کا دونا لیے، آہستہ آہستہ چل کر پکارا: "بیٹا ذرا ادھر آؤ۔ مجھ غریب کا کام کرتے جاؤ۔" وہ پانچوں کچھ آگے بڑھ گئے تھے۔ اس کی

صدا سن کر متوجہ ہوئے، تو دیکھا کہ ایک بڑھیا پکار رہی ہے۔ محتاج سمجھ کر اس کے پاس آئے اور کہا: "بڑی بی! کیا کہتی ہو۔" اس نے کہا: "بیٹا" گھر سے یہاں تک اس عالم ضعف و توانائی اور بڑھاپے میں آئی ہوں۔ کوئی نذر دینے والا نہیں ملتا۔ تم ذرا اس شیرینی پر سامری و جمشید کی نذر دے دو۔" ساحروں نے مٹھائی لے کر نہایت ادب کے ساتھ کچھ پڑھ کر اور ڈنڈوت کر کے کہا: "لو نذر ہو چکی" عمرو نے دو دو ڈلیاں پانچوں کو دیں کہ تم بھی تبرک لیتے جاؤ۔" انہوں نے وہ لے کر اس خیال سے وہیں کھا لیں کہ اتنے تھوڑے سے کو کہاں باندھ کر لے جائیں۔ اسے کھاتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

عمرو نے ان کے کپڑے، کڑے اور تمغے وغیرہ جو کچھ ان کے پاس تھا۔ سب لے لیا ایک تمغہ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ افراسیاب جادو کے ملازم اور خدمت گار ہیں۔ عمرو نے ایک رقعہ لکھ کر ان میں سے ایک کے گلے میں باندھ دیا۔ جس کا مضمون یہ تھا: "میں عمرو بن امیہ ضمری ہوں۔ اور حرامزادے افراسیاب! تیری خیریت اسی میں ہے کہ مجھے دریائے سحر کے پار بھجوا دے، ورنہ سارا طلسم برباد کر دوں گا اور تیرے ہزاروں ساحروں کو ماروں گا۔ مکانات اور باغات کو غارت کر دوں گا۔ او بے وقوف! کوئی اپنے دشمن کو گھر میں بلاتا ہے۔ میرے یہاں رہنے سے سارے طلسم میں بد انتظامی اور بد عملی ہو جائے گی اور سوائے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئے گی۔ اب تجھے اختیار ہے کہ جو مرضی کرے۔"

رقعہ باندھ کر ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ساحر ہوش میں آئے اور خود کو برہنہ دیکھ کر سمجھے کہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لے گئی اور ہمیں زندہ چھوڑ گئی۔ سامری کا شکر کرتے ہوئے چلے۔ ان میں سے ایک نے اس سے کہا کہ جس کے گلے میں رقعہ بندھا تھا: "یہ کاغذ تمہارے گلے میں کیسا ہے۔" اس نے یہ سن کر کاغذ کھولا اور اسے افراسیاب کے پاس لے کر آیا۔ سب حال اسے بیان کیا اور رقعہ بھی دیا۔ وہ پڑھ کر غضب ناک ہوا۔ مگر کوئی چارہ نہ تھا اور پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو

رہا۔
عمرو پھرتا ہوا دوبارہ دریائے خون رواں کے کنارے گیا اور سوچا کہ جست لگا کر ادھر جاؤں۔ اس خیال سے ایک پتھر پھینکا' وہ الٹا پھر آیا اور دریا کا ایک پاٹ بڑھ گیا۔ دریا میں ایک شور عظیم پیدا ہوا۔ پہاڑوں کے برابر ایک ایک موج اٹھنے لگی۔ عمرو بھاگ کر ایک درہ کوہ میں چلا گیا۔ اپنی صورت پنڈت کی طرح بنا کر قشقہ دے کر دھوتی زانو تک باندی' پوتھی لے کر بیٹھ گیا۔
ادھر صرصر' عمرو کی تلاش میں چلی۔ راستے میں مخمور سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: "بی بی صرصر کہاں جاتی ہو۔" اس نے جواب دیا کہ ایک ضروری کام ہے۔ اس کے نہ بتانے سے مخمور سمجھ گئی کہ سوائے عمرو کی گرفتاری کے اور کیا کام ہو گا۔ مگر ٹال کر دربار کی طرف چلی گئی۔
صرصر گھومتی پھری وہاں پہنچی' جہاں عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے دیکھتے ہی پہچانا اور کہا: "پنڈت صاحب! مزاج اچھا ہے۔ کہئے کیا خیال ہے۔ قید ہو جایئے گا یا کھلے بندھن پھریئے گا۔"
عمرو یہ گفتگو سن کر سمجھ گیا کہ تجھے پہچان گئی۔ سنبھل کر گویا ہوا: "اے صرصر مجھ ایسے غریب اور بے چارے پر رحم کھانا چاہیے کہ بے خانماں آوارہ ہوں۔ غریب الدیار اور محتاج ہوں ایسی جگہ پھنسا ہوں کہ۔

ہر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہوں میں قدم
آئی کہاں سے گردش پر کار پاؤں میں

صرصر نے کہا: "تم ایسے بے چارے محتاجوں پر رحم کیا جائے' تو طلسم کیا' ساحران عالم تباہ و برباد ہو جائیں۔ تم مسافر ہو یا دعویٰ طلسم کشائی رکھتے ہو۔ اور اگر غریب بھی ہو' تو کیا تم نے سنا نہیں۔

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب
تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں

اب افراسیاب کے گھر میں آپ تشریف لائے ہیں۔ وہ بھی بلائے بے درماں ہے۔ مثل مشہور ہے یا سر نہیں‘ یا سر ہی نہیں۔ یا تو اس نے تمہیں ہلاک کیا یا تم نے اسے۔"

عمرو نے کہا: "انشااللہ‘ ہم ہی اس کو قتل کریں گے۔ اسی کی موت ہمیں یہاں لائی ہے۔"

صرصر بولی: "تم اسے بخیریت کہاں پاؤ گے۔ وہ آئینہ سحر میں رہتا ہے۔ اپنا ہم شبیہ محفل میں بٹھا کر آپ غائب ہو جاتا ہے۔"

عمرو نے کہا: "صدہا ساحر آئے کوئی آگ میں رہتا تھا‘ کوئی پانی میں‘ لیکن قتل کے وقت میں نے انہیں ظاہر کر لیا۔ اسی طرح اس گیدی کو بھی پا کر قتل کروں گا۔ اگر آئینہ میں سحر میں ہو گا‘ میں پتھر ماروں گا۔"

صرصر نے کہا: "اچھا اب سنبھلئے۔ باتیں ہو چکیں۔ گرفتاری کا وقت آ پہنچا۔"

عمرو نے ہنس کر جواب دیا: "کیوں شامت آئی ہے۔ معشوقہ سمجھ کر طرح دیتا ہوں‘ ورنہ اب تک آغوش لحد میں سلا دیتا۔"

صرصر نیمچہ پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی: "چل تجھے شہنشاہ کے سامنے لے چلوں اور سفارش کر کے چھڑا دوں‘ لیکن خواہ مخواہ رہا کر دینے کا اقرار نہیں کر سکتی۔ کہوں گی‘ قیدی کو لے آئی ہوں‘ باقی اختیار شہنشاہ کو ہے۔"

عمرو نے کہا: "وہ مسخرا ہے کیا! اور اس کا اختیار کیا! تو مجھے دریائے سحر کے پار پہنچا دے۔ جس وقت حمزہ صاحبقران طلسم میں تشریف لائیں گے۔‘ وہ تیرا بڑا رتبہ کریں گے۔"

صرصر ہنسی اور جواب دیا: "حمزہ کا آنا بخیریت ہے۔ بیچ میں طلسم آئینہ اور طلسم ہزار برج اور طلسم حیرت سدراہ ہیں۔ جب اتنے طلسمات فتح ہوں۔ اس وقت ان کا آنا ہو۔"

یہ کہہ کر نیمچہ مارا اور عمرو پر کمند لگائی۔ عمرو نے سوچا کہ تم اسے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر آجائے تو مفت میں قید ہو۔ چاہیے کہ بھاگ کر کہیں ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے۔ اسے لڑنے میں سوائے قباحت کے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ سوچ کر اس کا وار رد کر کے' بہلاوا دے کر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔

صرصر ناچار ہر طرف ڈھونڈھ کر' افراسیاب کے پاس گئی۔ عرض کیا: "میرے ساتھ ایک ساحر کو دیجئے' تو جلد عمرو کو گرفتار کر لاؤں' ورنہ عرصہ بہت ہو گا۔ وہ نہایت زبردست ہے۔ یوں مشکل سے ہاتھ آئے گا۔"

افراسیاب نے ایک ساحرہ شگوفہ سحر ساز جادو کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ' لیکن کچھ نشانی بتاتی جاؤ کہ اگر تم پر وہاں کچھ آفت آئے' تو مجھے یہاں معلوم ہو جائے۔

شگوفہ یہ حکم پا کر الٹی اور اپنے گلے میں' جو مالا پہنی ہوئی تھی' اس میں سے ایک دانہ لے کر' شاہ کے سامنے زمین میں بویا۔ فوراً درخت پیدا ہو کر بلند ہو گیا اور شگوفے اور پھلی اس میں ظاہر ہوئے۔ ساحرہ نے عرض کیا: "اے شہنشاہ' اگر میں کسی جگہ قتل ہو جاؤں' تو یہ درخت برباد ہو جائے گا۔ یہ میرا نہال ہستی ہے۔ جب تک یہ زیادہ تر و تازہ ہے' جانئے گا کہ کنیز زندہ ہے۔" یہ کہہ کر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی۔

لیکن عمرو گلیم اوڑھ کر چلا۔ ایک پہاڑ پر چڑھ کر نگاہ دوڑائی کہ اگر کوئی بستی نظر آئے' تو وہاں چل کر دو چار کو ماروں۔ دس پانچ ساحروں کے گھر لوٹوں' تاکہ افراسیاب بھی یاد ہی کرے کہ عمرو کا بلانا ایسا ہوتا ہے۔ غرض جب ہر طرف طائر خیال اڑایا۔ دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا۔ پہاڑ سے اتر کر' اسی طرف کا راستہ لیا۔ جب قریب پہنچا' ایک مضبوط قلعہ دیکھا کہ اس کا حصار بلور کا تھا۔ سنگ موسیٰ' سنگ سماق اور بیش بہا معدنیات کے ہزار در ہزار برج بنے تھے۔ جواہر آگیں پھاٹک سراسر نور کا تھا۔ قلعے کے روبرو خندق تھی۔ اس کی لب گرداں یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تابندہ تھی خندق پر فولادی تختوں کا پل پڑا تھا۔ دروازے پر ہزاروں ساحر پر تکلف لباس میں بیٹھے تھے۔

قلعے کے گرداگرد پشتہ دیوار پر رنگارنگ پھول کھلے تھے۔ سبزہ لہلہاتا تھا۔
عمرو نے صحرا میں جا کر' گھاس چھیل کر گٹھا اس کا سر پر رکھا۔ جسم سارا خاک آلود کر کے' شکل گھسیارے کی سی بنا کر قلعے کا راستہ لیا' خندق سے گزر کر' جیسے ہی دروازے میں قدم رکھا' قلعے کی دیوار پر پرندہ بیٹھا تھا۔ اس نے پکار کر کہا: "عمرو آیا" ساحر پرندے کی یہ آواز سن کر دوڑے' مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور شہر کے اندر بھاگا۔ ساحروں نے شہر کے دروازے کو عمرو کی نظر سے مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے۔ ان میں سے دو ایک زعفران جادو کے پاس اطلاع دینے کے لیے گئے' اس لیے کہ یہ قلعہ اسی کا ہے' جس وقت سے یہ سیرگاہ سے پھر کر آئی ہے اور عمرو کے ہاتھ سے بے ہوش ہو کر' زک اٹھائی ہے۔ قلعے میں آ کر اس نے طائران سحر کو مقرر کیا اور ساحروں کو بٹھایا کہ اگر عمرو یہاں آئے تو مجھے خبر ہو جائے۔
خلاصہ کلام' طائر سحر اڑ کر اس کے پاس پہنچے اور عمرو کے آنے کی خبر دی۔ اس کی وزیر زادی صندل جادو نے عرض کیا: "اے ملکہ' آپ فوراً زمین و آسمان سارا جہاں سحر بند فرمایئے۔ یہ چور مکار نکل کے جانے نہ پائے۔"
زعفران نے فوراً سحر پڑھ کر دستک دی کہ قلعے کی دیواریں بلند ہوئیں اور شعلہ فشاں ہو گئیں۔ ہر طرف سے راستہ بند ہو گیا اور دروازہ بھی ناپدید ہو گیا۔ مکمل بندوبست کر کے بہت ہوشیاری اور خبرداری سے عمرو کی جستجو میں مصروف ہوئی' لیکن عمرو بھاگا۔ اپنی صورت تبدیل کر کے شہر کے کوچوں اور گلیوں میں گھومنے لگا۔ عجب شہر پاکیزہ اور بہشت نژاد دیکھا۔
عمرو نے دل میں کہا کہ بن پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور غدار ساحروں کی رونق بازار خراب و برباد کر دیجیے۔ یہ سوچ کر ایک جوہر کی دکان پر جا کر الماس و یاقوت کے نگینے طلب کیے۔ اس نے پہلے تو مفلوک الحال عمرو کو دیکھ کر انکار کیا۔ پھر سوچا کہ تجھے اپنے دام سے مطلب ہے۔ دکھانے میں کیا ہرج ہے۔ غرض لعل و گوہر' الماس و یاقوت کے چند دانے نکال کر دکھائے۔ عمرو نے اس کو زنبیل میں رکھ لیا اور اپنے پاس سے

بڑے بڑے جھوٹے نگینے نکال کر دے دیئے۔ کہا: "یہ جواہر کام کا نہیں' میں نہیں لوں گا۔"
جوہری نے جھوٹے نگینے دیکھے تو شور مچایا۔ گریبان میں ہاتھ ڈالا: "کہا' ارے اس دغا باز نے مجھ کو لوٹا' میری فریاد کو پہنچو۔" لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔
عمرو نے کہا: "یہ مجھے لیے مرتا ہے' میں بے چارہ غریب آدمی' جواہر کے نگینے کیا کرتا اور اس نے مجھے جواہر کب دیا کہ میں بھلا لینے کے قابل تھا۔"
سب نے کہا' یہ سچ کہتا ہے۔ اب لوگ جواہری سے پوچھنے لگے: "اجی مہاراج' تم نے اسے جواہر دیا کس لیے؟"
ایک نے کہا: "لالہ جی' کسی امیر کو لے مرو تو کچھ وصول بھی ہو۔ اس مفلس نادار سے کیا ملے گا۔"
دوسرا شخص بولا: "ارے بھئی اسے کبھی کی عداوت ہو گی۔"
تیسرا بولا: "یہ بڑے بڑے نگ ایسا غریب آدمی کہاں سے پائے گا' جو بدل لے گا۔"
غرضیکہ سب نے جوہری کو قائل کیا۔ اس نے کہا: "ابھی دس دکانداروں کے سامنے میں نے اس کو جواہر دیا ہے۔ تم سب الٹے مجھے سمجھاتے ہو۔"
سب نے کہا: "اچھا یہ شخص کہیں گیا تو نہیں تھا؟"
اس نے کہا: "نہیں۔"
"تو پھر تلاشی لے لو۔"
عمرو نے یہ سن کر سب کو تلاشی دی۔ جواہر تو زنبیل میں تھا' اور زنبیل تلاشی لیتے وقت اور عمرو کے قید ہونے پر غائب ہوجاتی ہے' کیوں کہ وہ معجزے کی ہے۔ پس کہیں جواہر کا پتا نہ لگا۔ پھر تو عمرو نے جوہری کو ہزاروں گالیاں دیں اور مارنے کو دوڑا۔
لوگوں نے کہا: "یہ جوہری بڑا دغاباز ہے۔"
غرض بے چارہ جوہری صبر کر کے بیٹھ رہا اور جو لوگ فہمائش کرتے تھے' وہ بھی اپنی

راہ گئے اور تخلیہ ہوا۔ عمرو نے پھر اسی جوہری کے پاس آ کر کہا: "تمہارا مال وہ کتنے کا تھا؟"

جوہری نے کہا: "بیس ہزار روپے کا۔"

عمرو نے کہا: "اگر دس ہزار روپے مجھے دے دو' تو تمہارا جوہر دے دوں۔"

جوہری نے اس مثل کے بموجب کہ جاتا دھن دیکھئے' تو آدھا لیجئے بانٹ۔ دس ہزار دینار قبول کئے۔ عمرو نے جیسا اس کا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور دس ہزار روپے کی اشرفیاں لے کر اس کے حوالے کیا اور آپ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جوہری جب دکان بڑھا کر اپنے گھر گیا۔ سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار مجھ سے لے گیا۔

زوجہ نے کہا: "وہ جواہر جو اس نے پھیر کر دیا' کہیں اس میں کچھ فتور نہ ہو' لاؤ میں تو دیکھوں۔"

جوہری نے بٹوا جو کھولا' روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا۔ گرمی سے مصری پگھل گئی۔ جواہر کا پتا نہ رہا۔ دونوں پیٹنے لگے اور روتے ہوئے ملکہ زعفران کے پاس گئے اور در دولت پر سر پھوڑنے لگے۔ ملکہ نے انہیں پاس بلوا کر سب حال دریافت فرمایا اور کہا: "تم سچے ہو' یہ کام عمرو عیار کا ہے' جب وہ گرفتار ہو گا' تمہارا مال واپس دلا دیا جائے گا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جواہری ہمارے باغ میں آ کر جمع ہوں' تا کہ اس مقدمے کی تحقیقات کی جائے۔

جب جوہریوں کو یہ حکم پہنچا' سب روانہ ہوئے۔ عمرو نے جوہریوں کو جاتے دیکھ کر ایک شخص سے کیفیت پوچھی۔ معلوم ہوا ہے کہ تم نے جس کا مال لیا ہے' اس نے مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ یہ سب زعفران کے پاس جاتے ہیں۔ غرض یہ حال پوچھ کر خود بھی جوہری بنا۔ چپکن پہن کر' چکوے دار پگڑی سر پر' دوپٹہ گلے میں ڈال کر' بھاری جوتا پاؤں میں' انگوٹھیاں جواہر کے ہاتھوں میں پہن کر' جوہریوں کے ہمراہ' زعفران کے باغ میں آیا۔ سبحان اللہ' اس کے باغ کا کیا کہنا۔ جس کے شہر میں ایسا پاکیزہ حسن

خیز' زر ریز۔ پھر اس کے گلشن کا کیا پوچھنا۔ باغ کے دروازے پر جواہر کے پھول لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے۔ چوکھٹ و بازو ایک ڈال طلائے خالص کے تھے۔ اس کی چار دیواری سنگ یشب کی بنی تھی کہ کمزور دلوں کو قوت اور فرحت بخشتی تھی۔ باغ کے اندر درخت کے تراشے ہوئے تھالے' درختوں کے تنے سونے چاندی سے منڈھے ہوئے۔ روش پٹڑی سے درست۔ ایک طرف ایک کیفیت کے ساتھ طرح طرح کے پھول انواع و اقسام کے پھل۔ نہریں آب گوہر سے زیادہ مصفا' طائر خوش نواشاخوں پر نغمہ سرا' باغ کے چاروں طرف عالیشان عمارتیں بنی تھیں۔ درخت بلند ہو کر لب بام تک پہنچے تھے۔ کوٹھوں کی منڈیر پر درختوں کے پھل رکھے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو چاہیے' وہ لبوں سے آ کر مل جائے۔ ہر شہ نشین پر قاقم و سنجاب کا فرش بچھا تھا۔ باغ کے بیچ میں پرزرنمگیرہ رکھا تھا۔ اس کے اوپر سرخ یاقوت کا تخت آراستہ تھا۔

غرض جب جوہری جمع ہوئے ملکہ زعفران اپنی کنیزوں کے ہمراہ باغ میں آئی اور زرتار تخت پر جلوہ گر ہوئی۔ ہر ایک جوہری کو بلا کر مقدمے کی تحقیقات کرنے لگی۔ یہاں تک کہ عمرو کی بار آئی۔ سامنے طلب کر کے پوچھا: "اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہے' کیا وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا تھا' کبھی تو نے اسے دیکھا تھا۔"

عمرو نے عرض کیا۔ پانچ ہزار روپے کا مال ایک روز وہ میرا بھی لے گیا' لیکن میں صبر کر کے خاموش ہو رہا۔ مقدمہ فریاد ہنگامہ کچھ نہیں کیا۔ اب اگر آپ کے یہاں قید ہو کر آئے گا' تو میں بھی اپنا مال اسے لوں گا۔"

زعفران نے کہا: "تم سب کو میں نے اسی لیے طلب کیا ہے' تاکہ ہوشیار اور خبردار کر دوں کہ قلعے میں ایک عیار آیا ہے۔ وہ سب کو لوٹتا پھرتا ہے۔ اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمہارا جاتا رہا۔ وہ سرکار سے اس وقت لے لو' آئندہ شنوائی نہ ہو گی۔"

یہ فرما کر صندل کو حکم دیا کہ پچیس ہزار روپے لا کر' ان دونوں جوہری کو دو۔ اس نے فوراً روپیہ حاضر کیا۔ بیس ہزار اس جوہری کو' پانچ ہزار عمرو کو عنایت ہوا۔ اس

انصاف کو دیکھ کر سب جوہری دعا دینے لگے۔ اس وقت حکم ہوا کہ جو کچھ جواہر ہمراہ لائے ہو' وہ حضور میں پیش کرو کہ ہم بھی خریدیں گے۔ جوہریوں نے اپنا اپنا جواہر دکھایا۔ لیکن عمرو خاموش کھڑا رہا۔ اس سے کہا: "تو بھی دکھلا"
عمرو نے جواب دیا: "میرے پاس جواہر ناقص ہے۔"
حکم ہوا: "دکھا۔ شاید پسند آئے۔"
عمرو نے مسکرا کر ایک درج کمر سے نکالا اور کھول کر ایک موتی' مرغی کے انڈے کے برابر ہاتھ پر رکھ کر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہو گئی۔ زعفران بے قرار ہو کر تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پوچھا: "ارے جوہری' یہ موتی اکیلا ہے یا اس کی جوڑی بھی ہے۔"
عمرو نے کہا: "کیا خوب آپ نے قدر کی۔ ایک کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو گا۔ جوڑی کی ایک ہی کہی" زعفران نے کہا: "سچ ہے۔ جو اس کی نسبت کہو' بجاہے۔" یہ کہہ کر اور جوہریوں کو رخصت کر دیا۔ اسے نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ کہا: "اگر اس کی قیمت واجبی لو تو یہ موتی میں ماموں افراسیاب کو لے کر بھیجوں۔"
عمرو نے کہا: "کوئی اس کی کیا قیمت دے گا۔ یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اس کی جوڑی کا موتی کھرل کر کے کھا گئے" زعفران نے پوچھا: "کس لیے کھایا تھا۔ کچھ فائدہ تو بیان کرو۔"
عمرو نے جواب دیا: "میں نے سیاحی بہت کی ہے۔ ایک بار سنگلدیب بھی جانے کا اتفاق ہواتھا۔ ہر چند کہ یہ ذکر طولانی ہے' لیکن خلاصہ یہ ہے کہ وہاں ایک درویش' صاحب کمال کے لیے امر نگر پہنچا۔ راجہ اندر کی خدمت میں گیا۔ انہوں نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی۔ تاثیر یہ بتائی جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہ ہو۔ لہٰذا ایک تو میں کھا گیا اور دوسرا یہ موجود ہے۔
یہ سنتے ہی زعفران مضطرب ہوئی اور کئی کروڑ روپے صندل اور زعفران دونوں نے مل کر منگائے اور بڑی منت سے عمرو کو دے کر راضی کیا۔ عمرو نے کہا: "اس روپے کا جواہر منگا دیجیے۔ اس قدر لے جانے میں مجھے تکلیف ہو گی اور بارہ دری میں چلیے' میں

اس موتی کے کھانے کی تدبیر آپ کو بتا دوں۔" غرض کہ اس روپے کا جواہر لے کر' ان دونوں کو بارہ دری میں لا کر موتی کھرل کر کے کھلایا۔ یہ کھاتے ہی بے ہوش ہو گئیں۔ عمرو نے خنجر نکال کر چاہا کہ ان کے سر کاٹ ڈالوں' مگر زمین شق ہو گئی اور ایک شیر نکلا۔ عمرو نے شیر کو دیکھ کر' فوراً صندل کو اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا۔ اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے چیخ ماری۔ زعفران ہوشیار ہو گئی۔ شیر تو غائب ہو گیا' لیکن اس نے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا: "او مکار' غضب کیا تھا کہ مار ہی ڈالا ہوتا اور گرفتار کر کے بارہ دری کے باہر لائی۔

صندل کو ہر طرف تلاش کیا' لیکن کہیں پتا نہ ملا۔ عمرو سے پوچھا: "سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا؟"

عمرو نے کہا: "اے ملکہ میں ساحروں کا گوشت نہایت رغبت سے کھاتا ہوں۔ اس کو میں کھا گیا۔ بہت بھوکا تھا۔"

زعفران نے جواب دیا: "تو غلط کہتا ہے۔ یہ تیرے سامنے جو صندل کا درخت لگا ہے۔ یہ خشک ہو جاتا جو تو صندل کو کھا لیتا۔ قاعدہ ہے کہ جب ساحر مر جاتا ہے۔ اس کے سحر بنائی ہوئی چیز گم ہو جاتی ہے۔"

عمرو نے کہا: سچ تو یہ ہے کہ اس کو میں نے زنبیل میں رکھا ہے۔

زعفران کو اور زیادہ تعجب ہوا' لیکن کہنے لگی۔ "اے عمرو! تو اگر صندل کو چھوڑ دے' تو میں تجھے اپنے قلعے سے باہر کر دوں۔"

عمرو نے کہا: "اگر دریائے خون رواں کے پار بھیج دوں' تو البتہ اس کو دے دوں۔"

ملکہ نے کہا: "یہ میری مجال نہیں کہ دریا کے پار تجھے بھیجوں۔ یہ اختیار شہنشاہ کو ہے۔"

عمرو نے عرض کیا: "دو لاکھ روپیہ دو اور اپنے قلعے کے باہر نکال دو' تو بھی صندل مل سکتی ہے۔"

زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعے کے باہر بھیجنے کی قسم کھائی۔ عمرو بارہ دری میں گیا اور زنبیل سے ایک ساحرہ کو نکالا' جسے اس نے اکثر مقامات پر گرفتار کر

کے رکھا ہے۔ صندل کی صورت بنا کر اسے فہمائش کی کہ تجھے زنبیل کی قید سے رہائی ملتی ہے اور زعفران کی وزیر زادی کہلائے گی۔ خبردار سوائے صندل جادو کے خود کو اور کچھ نہ بتلانا۔ اس ساحرہ کو اپنی رہائی کی خوشی ہوئی اور عمرو کا بدل منظور کیا۔

یہ اسے لے کر زعفران کے سامنے آیا۔ اس نے اٹھ کر وزیر زادی جان کر گلے سے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا۔ چنانچہ زعفران ایسی زبردست ساحرہ ہے کہ اس کے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے اس عورت کے سارے جسم میں سوزش ہونے لگی اور تاب نہ لائی۔ اٹھ کر بھاگی۔

زعفران نے کہا: "اے صندل کیوں تجھے سحر یاد نہ رہا۔"

عمرو نے بات بنائی۔ آدمی زنبیل میں جانے سے سحر بھول جاتا ہے' کیونکہ اگر یاد رہے تو ساحر پھر وہاں رہے کیوں۔"

زعفران نے کہا: "سچ ہے' افسوس میں نے بڑی مشکل سے سحر سکھایا تھا۔ خیر پھر سکھایا جائے گا۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک آندھی آئی اور ہر طرف آگ برسنے لگی۔ لمحے کے بعد ایک بجلی کوندتی ہوئی آئی۔ زمین پر گر کر لوٹی اور خوبصورت عورت بن کر سامنے آئی۔ زعفران پہچان کر ملنے کو اٹھی' یعنی یہ اس کی دوست برق شرر ریز ہے۔ اکثر اس کے پاس آتی ہے۔ دونوں باہم بغل گیر ہو کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگیں۔ زعفران نے عمرو کا سارا حال بیان کیا اور صندل کو دکھایا۔ اس نے بھی اٹھ کر سلام کیا۔

برق شرر ریز نے بغور دیکھ کر کہا: "اے ملکہ! یہ صندل نہیں ہے۔ عمرو بڑا دغا باز ہے۔ اس نے دمامہ جادو اور ساحر شمس ایسے جادوگروں کو مارا ہے۔ خداوند سامری اس کی صفت "سامری نامہ" میں لکھ گئے ہیں۔ بھلا وہ صندل کو دے دے گا۔"

یہ سن کر زعفران نے اس عورت کو دھمکانا شروع کیا۔ سچ بتا تو کون ہے؟"

اس نے کہا: "میں شہر کا مرد کی رہنے والی ہوں' عمرو نے مجھے زنبیل میں قید کیا تھا۔

اس وقت مجھے صندل بنایا ہے حال میرا یہ ہے۔ باقی کا آپ کو اختیار ہے۔"
زعفران نے کہا: "اے برق شرر ریز تم سچ کہتی تھیں۔"

عمرو کھڑا یہ باتیں سنتا تھا۔ بولا: "حرامزادی' تو نے بھی تو میرے ساتھ دغا کی۔ وعدہ کیا تھا کہ چھوڑ دوں گی۔ پھر مجھے رہا کہاں کیا۔ بھلے کو میں نے صندل کو نہیں دیا' ورنہ ہلاک ہو جاتا۔"
برق یہ سن کر بولی: "اے عمرو تو آدمی نہایت لائق ہے۔ میں تجھے اپنے ساتھ لے چلوں گی۔ تو صندل کو دیدے۔"
عمرو نے جواب دیا: "مجھ پر سے سحر دفع کر دو۔ باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو مجھے یقین آئے کہ تم مجھے چھوڑ دو گی۔ ابھی تو تم اپنی مضبوطی کئے ہوئے ہو اور مجھ سے صندل کو مانگتی ہو۔"
زعفران نے یہ باتیں سن کر اپنا سحر دفع کیا۔ راستہ کھولا اور کہا: "لاؤ صندل کو۔"
عمرو کمرے میں ڈھونڈنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہوں۔ سب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔

○○○

زعفران بھرائی۔ کہا: "دیکھو بہن' موا دغا کر گیا۔"
برق نے کہا: "کہیں گیا نہیں' یہیں ہے۔ تم سحر کرو۔"
اس اثنا میں عمرو نے جال الیاسی مار کر لوٹنا شروع کیا۔ فرش' کرسی' دنگل' تخت' پاندان' چنگیر و مقابہ وغیرہ' جملہ سامان و اسباب غائب ہو گیا۔ ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ عمرو نے پکار کر کہا: "ہم جاتے ہیں۔" کنیزیں غل کرنے لگیں کہ کوئی کہتا ہے' ہم جاتے ہیں۔ ایک نے کہا: "بوا' اس آنے جانے میں ہم لٹ گئے۔"
دوسری بولی: "غضب ہوا۔ میری تو گٹھڑی تک نگوڑے نے نہ چھوڑی۔"
خلاصہ کلام' ایک لمحے میں سارا گھر صاف نظر آنے لگا۔ نقش بوریا تک عمرو نے رکھا اور باغ سے نکل کر چلا۔ دروازے پر چلتے وقت ترکنوں اور حبشنوں سے بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہیں اور جو کچھ ان کا اسباب پایا' وہ بھی لے کر شہر کے ارد گرد جو اور قصبے ہیں' اس طرف چلا۔ ایک گاؤں میں پہنچ کر اپنی صورت ایک سپاہی کی بنائی۔
ادھر زعفران نے ماش کے آٹے کا ایک پرندہ بزور سحر بنا کر اڑایا کہ جہاں کہیں عمرو ہو' وہاں جا کر دیکھے اور مجھے آ کر خبر دے۔ پرندہ اڑ گیا۔ اس نے سحر کا ایک مرقع منگا کر دیکھا کہ عمرو کس طرح کی صورت بنا ہوا ہے۔ اس ہنگامہ میں وہ پرندہ اڑ کر اسی گاؤں میں پہنچا کہ جہاں عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا: "موضع زعفران پور میں عمرو ہے۔"
زعفران یہ سن کر اڑی کہ جا کر پکڑ لاؤں۔ جب اس مقام پر پہنچی' پرندے سے پوچھا: "کس طرف ہے۔"
اس نے پکار کر کہا: "وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔"
یہ سن کر ادھر ہی چلی' مگر پرندے کا بولنا عمرو نے بھی سنا۔ جلدی سے گلیم اوڑھ کر

بھاگا۔ زعفران وہیں ٹھہری اور پرندے کو پھر بھیجا کہ خبر لا۔ عمرو کدھر گیا۔ پرندہ چلا۔ عمرو نے ایک جگہ آ کر گلیم اتاری تھی کہ پرندہ سر پر آ کر تھرایا اور پھر کر چلا۔ عمرو سمجھ گیا کہ یہی پرندہ معلوم ہوتا ہے کہ تیری خبر دیتا ہے۔ بس گلیم اوڑھ کر بھاگا۔ وہاں پرندے نے جا کر خبر دی۔ زعفران اڑتی ہوئی آئی' لیکن کسی کو نہ پایا۔ پھر پرندے کو روانہ کیا۔ جب پرندہ آیا۔ عمرو کہاں ظاہر ہوا تھا' دیکھ کر پھرا اور خبر جا کر کہی۔ ساحرہ ادھر چلی۔ ادھر عمرو نے گلیم اوڑھ کر اپنی راہ لی۔ اب عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے۔ دوپہر اسی طرح پھرے۔ آخر عمرو تھک کر ایک غار میں اتر گیا اور جال الیاسی غار کے کنارے پر لگا کر' گلیم اتار کر بیٹھا کہ پرندہ آیا اور دیکھ کر جا کر خبر دی۔ زعفران اڑ کر غار پر آئی اور عمرو کو بیٹھا دیکھ کر پکاری: "حرامزادے اب کہاں جائے گا۔"

عمرو نے بھی کہا مالزادی قحبہ' آ تو سہی یہاں۔

زعفران غصے سے پنجہ بن کر گری۔ غار میں پہنچ کر جال میں پھنسی۔ عمرو نے کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا۔ غار سے نکل کر روانہ ہوا۔ زعفران ہنوز زندہ ہے۔ سحر اس کا باقی ہے۔ سحر کے پتلوں نے عمرو کو گھیرا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے۔ عمرو بھاگتے وقت کہتا جاتا تھا: "کیوں شامت آئی ہے۔ اگر مجھے ستاؤ گے' تو میں تمہاری بی بی کو مار ڈالوں گا۔"

پتلوں نے خائف ہو کر برق شرر ریز کو' جو مہمان آئی ہے' اس حال کی خبر دی۔ برق شرر ریز ساحروں اور پتلوں کو لے کر دوڑی۔ شوروغل پیدا ہوا۔ ساحر عمرو کے پیچھے پیچھے غل مچاتے جاتے ہیں۔ لیکن اس خوف سے کہ عمرو زعفران کو ہلاک نہ کر ڈالے' کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا۔ عمرو بھاگا ہوا ویرانے سے آبادی میں آیا اور ہر گلی کوچے میں پھرنے لگا' لیکن جب ساحروں کا شوروغل کسی طرح کم نہ ہوا' اس وقت عمرو نے ارادہ کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالوں۔ اسی فکر میں ہر سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی کڑاوؤ

میں روغن گرم کر رہا تھا۔ عمرو نے زنبیل کا منہ کھول کر' جال میں زعفران کو رکھ کر کھینچ کر باہر نکالا۔ پتلوں نے اور ساحروں وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر چھین لیں۔ عمرو نے جال کو کڑھاؤ میں جھاڑ دیا۔ زعفران چھوٹ کر روغن میں گری اور جل کر تمام ہو گئی۔ ایک ہنگامہ قیامت خیز بلند ہوا۔ تمام عالم تاریک تھا۔ سحر کے پتلے جو عمرو کو گھیرے ہوئے تھے' اس کے مرتے ہی غائب ہو گئے۔ ساحر اس آفت کو دیکھ کر بھاگے۔ برق شرر ریز بھی خائف ہوئی کہ عمرو بلائے بد ہے۔ ایسا نہ ہو' تو بھی گرفتار ہو جائے۔ یہ بھی بھاگ کر اپنے مقام کی طرف گئی۔ عمرو نے اس تاریکی اور شور وغیرہ میں جال مار کر دکانوں کو لوٹنا شروع کیا۔ دکاندار سر پیٹتے ہیں۔ دکانیں بند ہوتی ہیں۔ اہل شہر بھاگتے پھرتے ہیں۔ آفت برپا ہے۔

آخر اسی حالت میں یکایک صدا آئی: "میرا نام زعفران جادو تھا۔" قلعہ جو بند تھا' راستہ مسدود تھا' کھل گیا۔ عمرو بھاگ کر قلعے کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا۔ اس خیال سے کہ کسی طرح دریائے خون رواں کے پار اتر جاؤں۔

لیکن اب حال صرصر کا سنئے۔ وہ شگوفہ کو لے کر عمرو کو گرفتار کرنے کے لیے چلی تھی۔ تلاش کرتے کرتے اس صحرا کے قریب پہنچی' جہاں عمرو پھر رہا ہے۔ عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈتی ہوئی جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر اسے کوس بھر آگے نکل گیا اور وہاں خود کو ظاہر کیا۔

صرصر نے اس ساحرہ سے کہا: "اے شگوفہ دیکھو' وہ عمرو کھڑا ہے۔"

عمرو نے یہ سن کر جھاڑی میں خود کو چھپایا' لیکن صرصر نیچہ پکڑ کر دوڑی۔ عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چل کر ایک غار میں اتر گیا۔ صرصر پاؤں کے نشان دیکھتی ہوئی' جھاڑیوں کو ڈھونڈتی ہوئی چلی۔ اس عرصے میں شگوفہ نے کہا: "اے بہن کسی طرف سانس لینے کی آواز آتی ہے۔"

صرصر اس کے کہنے سے ہر طرف دیکھنے لگی۔ ادھر عمرو نے غار سے سحر کا اژدہا بنا

کر نکالا کہ بجائے آنکھوں کے سرخ یاقوت نصب تھا۔ آنکھیں مشعل کی طرح روشن تھیں۔ منہ سے شعلے نکلتے تھے۔ صرصر اور شگوفہ اسے دیکھ کر بھاگیں۔ ان کے پیچھے عمرو بھی غار سے نکل کر چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پا کر انہیں گرفتار کروں۔ اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو پیشاب کی حاجت ہوئی۔ صرصر سے علیحدہ ہو کر جھاڑی میں گئی۔ عمرو نے پشت پر سے آ کر' کمند کے حلقے مارے۔ اس نے گھبرا کر پیچھے پھر کر دیکھا۔ عمرو نے بیضہ بے ہوشی مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور اس کے پیرہن اتار کر' رنگ و روغن عیاری مل کر اس کی صورت بنا کر صرصر کے پاس آیا اور اس کے ہمراہ آگے روانہ ہوا۔

کچھ دور چل کر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ صرصر سمجھی کہ شگوفہ ساحرہ زبردست ہے۔ بزور سحر غائب ہو گئی ہے۔ لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا تھا۔ اس وجہ سے غائب ہو کر دوڑا اور اس کے قریب پہنچ کر گلیم اتار کر ظاہر ہوا۔ وہ ساحر طلسم باطن کا رہنے والا تھا۔ شگوفہ کو پہچانتا تھا۔ اس نے دریافت کیا: "آپ کہاں جاتی ہیں؟"

عمرو نے کہا: "عمرو کی تلاش میں پھرتی ہوں' لیکن تم سے کچھ کہنا ہے۔" کہ کہہ کر اس کے قریب جا کر حباب بے ہوشی ناک پر مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گرا۔ عمرو اسے اٹھا کر جھاڑی میں لے گیا اور زیادہ بے ہوشی کر کے اس سے اپنی اصلی صورت کے مانند بنایا اور پیٹھ پر لاد کر چلا۔ یہاں صرصر حیران تھی کہ شگوفہ غائب ہو کر کدھر گئی اور ڈھونڈتی پھرتی تھی کہ ایک جانب سے دیکھا کہ عمرو کو لادے ہوئے آئی ہے۔ صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی اور بولی: "آپ نے شاید اسی کو کہیں دیکھا تھا' جو غائب ہو گئیں تھیں۔ بارے محنت ٹھکانے لگی۔ حضور نے اچھی تدبیر سے گرفتار کیا' ورنہ اس کا ہاتھ آنا دشوار تھا' لیکن آپ سے یہ امید رکھتی ہوں کہ شہنشاہ کے سامنے یہ نہ فرمائیے گا کہ میں نے عمرو کو گرفتار کیا ہے' بلکہ یہ اظہار کیجئے گا کہ صرصر نے

مقید کیا ہے۔ کیوں کہ عمرو کا گرفتار کرنا ہم عیاروں کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ اس مفتری کو مجھے عنایت فرمائیے' تا کہ پشتارے میں باندھ کر لے چلوں۔"

نقلی شگوفہ یعنی عمرو نے جواب دیا: "اس کو ہوشیار کر کے جی چاہتا ہے کہ حال پوچھوں۔"

صرصر نے کہا: "کہیں ایسا غضب بھی نہ کیجئے گا۔ یہ ہوشیار ہوا اور آفت لایا۔ فوراً چھوٹ جائے گا۔ پھر قید نہ ہو سکے گا۔ مناسب یہ ہے کہ اسے میرے حوالے کیجئے۔ آپ کی وجہ سے میری عزت افزائی ہو گی۔ باقی آپ کو اختیار ہے۔"

شگوفہ نے آ کر اس کی درخواست قبول کر کے اس ساحر کو دیا۔ صرصر نے چادر عیاری بچھا کر' کمند کے حلقوں سے خوب مضبوط باندھ کر' پشتارے کو درست کر کے' کندھے پر رکھا اور نہایت درجہ مسرور و خوش ہو کر روانہ ہوئی۔ آگے بڑھ کر شگوفہ سے مشورہ کیا کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار چلیں' ایسا نہ ہو کہ رو براہ چلنے میں کچھ فتور پڑے۔ غرض دونوں اسی طرف چلیں۔ یہاں تک کہ ایک صحرا میں پہنچیں کہ سارا جنگل سونے کا تھا۔ ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ گھاس اور درخت کیا' بلکہ زمین تک سونے کی تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدرت نے طلائی زیور گھاس اور صندلیں رخسار نباتات زمین کو پہنائے ہیں۔ یا فصل بہار نے ابرقی لباس اتار کر سنہری پوشاک زیب تن فرمائی ہے۔ پھول اور پھل سورج کو شرماتے تھے۔ رشک سے آتش حسرت میں جلاتے تھے۔ میوہ دار اشجار سراسر پر بہار' سبحان اللہ کیا قدرت۔ پانی کے چشموں کی بھی رنگت سنہری تھی۔ موجوں سے یہ کیفیت عیاں تھی کہ جیسے سونا زرگر کی کنڈلی میں چکر کھاتا ہے۔ سنہری گھاس سنہرے کی طرح لہلہاتی تھی۔ اس جنگل کے پہاڑ سونے کے سر بلند تھے۔ جھرنے جھڑتے تھے۔ ان پر زعفرانی پھول لگے تھے۔ ہر ایک کے دل پسند تھے۔ آبشار کا جوش کندنی رنگ کے موج تبسم کو شرماتا تھا۔

عمرو صرصر کے ہمراہ' شگوفہ کی صورت بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل میں سونے کا جنگل دیکھ للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤں۔ اور اس جنگل کو زنبیل میں رکھ

لوں۔ پھر سوچتا تھا کہ یہ طلسمی کارخانہ ہے۔ بظاہر یہ سونے کا دکھائی دیتا ہے۔ نظر بندی کا ایسا طریقہ ہے' اس پر طمع کرنا سراسر بے جا ہے۔ غرض اس طرح دل سے باتیں کرتا روانہ تھا۔ یہاں تک کہ جب وہاں کے کوہستان سے گزر گیا تو مروارید کا ایک جنگل ملا۔ یہاں گھاس اور درختوں کے پتے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے' پھل موتیوں کے لگے تھے۔ جب اس مقام سے اور آگے بڑھے' چینی کی ایک دیوار زمین سے آسمان تک سرکشیدہ نظر آئی کہ اس کی درازی منزلوں تک تھی۔ اس دیوار کے روبرو بلور کے ہزاروں پتلے ہاتھوں میں تلواریں لیے کھڑے تھے اور دیوار کے بیچ ایک پتلی تصور کی مانند نصب تھی۔ صرصر نے اس کے نزدیک جا کر کہا: "اے طلسمی تصویر! شہنشاہ طلسم کے نام پر مجھے راستہ دے۔" اس پتلی کا پیٹ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا۔

صرصر اور عمرو دونوں داخل ہوئے۔ ایک تڑاقا پیدا ہوا۔ وہ دروازہ بند ہو گیا۔ صرصر اور عمرو آگے بڑھے۔ اب کے ایک بیابان میں پہنچے کہ وہ دلکشا مرغزار تھا۔ سراسر سمن و گلاب کی خوشبو سے بھرا تھا۔ وہاں کی نسیم سحاب معطر کن تھی۔ طرفہ تریہ طلسمات تھا کہ ہر سمت بادل گھرا ہوا' جیسے موسم برسات تھا۔ ساون کا مہینہ معلوم دیتا تھا۔ کہیں پانی برستا تھا' کہیں مطلع صاف نظر آتا تھا۔ ساونی پھولی تھی گھنگھور گھٹا چھائی تھی۔

بوتلیں لاؤ برانڈی کی منائیں ساون
آج کل باغ پہ عالم ہے' گھٹا پر جوبن
ہائے کیا باغ ہے' کیا ابر ہے' کیا سبزہ ہے
بوندیاں پڑتی ہیں' چلتی ہیں ہوائیں سن سن
پانی پتوں سے ٹپکتا ہے' شرابور ہیں پیڑ
دھوئی دھائی روشیں صاف ہیں جیسے چند دن
باغ میں آکے' یہاں تک تو جھکی ہے بدلی

پگڑیاں بھیگیں جو مالی تو جھکا لیں گردن
بادل امڈے چلے آتے ہیں' جدھر کو دیکھو
بجلیاں کوندتی ہیں شور ہے اتر دکھن
یوں گھٹا چھائی ہے' یوں کوند رہی ہے بجلی
جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن
اس قدر زور سے چلتے ہیں ہوا کے جھونکے
پیڑ اس طرح جھکے جاتے ہیں جس طرح دلہن
مینہ برسنے کی ہے آواز' ہوا کا غل ہے
شور سے سر پہ اٹھاتے ہیں چمن' مرغ چمن
اس قدر چار طرف ابر ہے' ماشاللہ
چشم بد دور' نہیں دیکھا ہے ایسا ساون

اس لہلاتے طراوت انگیز صحرا میں ہر چند کہ بارش ہوتی تھی' مگر جسم پر ایک بوند نہ پڑتی تھی۔ صرصر اور نقلی شگوفہ سیر کرتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہنچیں کہ وہاں آٹھ ہنڈولے کھڑے تھے۔ یہ دونوں ایک ہنڈولے پر جا کر بیٹھیں کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو پنجے پیدا ہوئے اور دونوں کی کمر میں ہاتھ دے کر اڑے۔ ایک سبزہ زار صحرا میں لا کر' انہیں اتار کر غائب ہو گئے۔ انہوں نے اس جنگل کو بھی نہایت سرسبز و شاداب پایا۔ یعنی سبزہ وہاں کا سبز رنگوں کو لبھاتا تھا۔ زمانے کے سبزہ بختوں کو سرماتا تھا۔ جو پھول تھا' شگفتہ خاطروں کے دل کا فراغ تھا' بلکہ بدبختوں کے داغوں کے لیے چراغ تھا۔ ہر ایک شجر گویا خضر راہ اشتیاق تھا۔ مجنوں کے دل کو قامت لیلیٰ کا طور دکھا کر' تسکین دینے میں طاق تھا۔

صرصر اور نقلی شگوفہ دونوں فرحت افزا صحرا میں رواں تھیں کہ سامنے سے "طرقوا" (ہٹ جاؤ) کی آواز سنائی دی اور ایک جلیل القدر ساحر کی سواری بڑے جاہ و جلال سے آئی۔

آگے آگے نقیب اور چوبدار طلائی عصا لیے ہزاروں خادم پر تکلف لباس پہنے' ہٹو ہٹو کا شور بلند کرتے آئے۔ ایک مرصع کار تخت پر طوفان جادو نامی ساحر پہنچا۔ صرصر نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ اس نے سلام لے کر پوچھا: "بی بی صرصر کہاں چلیں؟"

اس نے جواب دیا: "عمرو کو شہنشاہ کے دربار میں لیے جاتی ہوں۔"

طوفان جادو نے کہا: "میں بھی وہیں چلتا ہوں۔ میرے ہمراہ چلو' سواری موجود ہے۔ سوار ہو لو۔"

صرصر نے عرض کیا: حضور! ہم عیار بچیاں ہر جگہ پھرا کرتی ہیں۔ اگر سواری ڈھونڈیں تو کام کیوں کر چلے۔ آپ تشریف لے چلیں' کنیز پیچھے پیچھے آتی ہے۔"

یہ سن کر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شگوفہ بھی چلیں۔ جب اس صحرا سے گزر کر آگے بڑھیں تو ایک ترپولیا ملا۔ اس کے آگے ایک دیوار بلور کی تھی۔ صرصر نے دیوار سے کہا: "تجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا' راستہ دے۔" وہ دیوار شق ہوئی۔ یہ دونوں داخل ہوئیں اور آگے بڑھیں' تو ساحروں کا ایک لشکر اترا ہوا دیکھا کہ خیمے استادہ ہیں' قنات تنی ہے' کڑھاؤ چڑھے ہیں' چہل پہل ہو رہی ہے۔ بستر ساحروں کے لگے ہیں۔ جا بجا چوکے دیئے ہیں۔ آسنی ہر جگہ بچھی ہے۔ بعض پوجا پاٹ میں مصروف ہیں۔ بعض اشنان گیان دھیان میں ہیں' کنوئیں پختہ بنے ہیں۔ دھوتی دھو رہے ہیں۔ کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ جوڑے کھڑا ہے۔ کوئی ہوم کر رہا ہے۔ اگیاری کے سامنے جاپ کرتا ہے۔ کوئی رسوائی کرنے میں مشغول ہے۔ کسی نے سب کام سے فراغت پائی۔ آرام میں ہے۔ کوئی عیش و نشاط کے کام میں ہے۔ کہیں دف دائرہ بج رہا ہے۔ کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سماں ہے۔ کوئی کسرت کرتا ہے۔ پٹابانک ہوتا ہے۔ کہیں ڈنڈا اور مگدر کا چرچا ہے۔ کوئی ناچ میں مصروف ہے۔ کہیں کوئی حسن خوب سے لطف لے رہا ہے۔

صرصر جب اس لشکر میں داخل ہوئی۔ میر گشت نے روکا اور کہا: "کیا وجہ ہے کہ تم سیدھے راستے سے نہیں آئیں۔ خاص طلسم سے آئیں' جہاں سے کوئی بھی سوائے شہنشاہ

کے نہیں آتا۔" اس میں کوئی پیچ ہے؟"

صرصر نے بیان کیا کہ عمرو کو گرفتار کر کے لائی ہوں اور اس خیال سے ادھر سے آئی ہوں کہ کوئی عمرو کو رہا نہ کرا لے۔"

میرگشت نے کہا: "اچھا' تم لحہ بھر ٹھہر جاؤ۔ میں شہنشاہ سے تمہارے جانے کی اجازت منگا لوں تو جانے دوں۔"

صرصر ٹھہر گئی۔ اس نے ایک ساحر کو افراسیاب کے پاس بھیجا۔وہ ساحر گیا اور شاہ کی خدمت میں صرصر اور شگوفہ کی آمد کا حال بیان کیا۔ وہاں سے حکم ہوا کہ آنے دو۔ کوئی مزاحم نہ ہو۔

ساحر نے آ کر میرگشت کو شہنشاہ کے حکم سے مطلع کیا۔ اس نے ان دونوں کو جانے کی اجازت دی۔ یہاں سے جو آگے بڑھیں تو باغ سیب کا پچھلا حصہ نظر آیا۔ اس سمت کو بھی جواہر آگیں' عالیشان دروازہ لگا تھا اور ہزاروں ساحر کھڑے نگہبانی کر رہے تھے۔ صرصر عمرو یعنی شگوفہ کے ہمراہ باغ میں داخل ہوئی۔ ہر چند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ میں آ چکا ہے' مگر دوسرے دروازے سے آیا تھا۔ اس مرتبہ طلسمی راہ سے باغ کی پشت کی طرف سے آیا ہے۔ اس طرف کی آرائش و زیبائش کو دو چند پایا اور افراسیاب کا مسکن ہونے کی وجہ سے اس کی آراستگی بڑھتی جاتی ہے۔ ہر روز ایک کیا' ہزاروں بہاریں بزور سحر تازہ بہ تازہ اس میں پیدا کی جاتی ہیں۔

اب جو عمرو نے اس باغ کو دیکھا تو بے خود ہو گیا اور اپنے دل میں درود پڑھنے لگا۔ یہاں گویا اسے ہو بہو جنت کا نقشہ نظر آیا کہ ہر درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہے اور سونے کی زمین پر مینا کیا ہوا ہے۔ لعل بدخشان اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہیں کہ ستاروں کو شرماتے ہیں۔ زمرد کے چمن ہیں اور ان کے گرد فیروزے کے کٹہرے بصد جوبن لگے ہیں۔ پھولوں کی سرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہے۔ لعل درختوں میں موتیوں کے گچھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب کے درخت

میں ستارے لٹکتے ہیں۔
صرصر اور شگوفہ یعنی عمرو اس چمنستان کو طے کر کے ایک عظیم الشان ایوان میں پہنچے کہ جہاں افراسیاب تخت شاہی پر جلوہ افروز تھا۔ کرسیوں اور دنگلوں پر ہزاروں ساحر دست بستہ بیٹھے ہوئے تھے۔ صرصر نے اس ساحر کا پشتارہ' جس کو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہے' آداب و تسلیم بجا لانے کے بعد شہنشاہ کے سامنے رکھ دیا اور عمرو کی تلاش میں سرگرداں رہنے اور اسے گرفتار کرنے کی جدوجہد کا حال مبالغے سے بیان کیا۔ اس کو خلعت عنایت ہوا۔ انعام عطا ہوا۔ پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا۔ اس پر بھی الطاف خسروانہ فرما کر' بیٹھنے کا حکم دیا اور اس کے ملک کا خراج معاف کر دیا۔

○○○

- ملکہ سیارہ

صبح کے وقت حسب دستور امیر باتوقیر مسجد میں نماز پڑھ کر سوار ہوئے اور بارہ گاہ سلطان باکرم پر پہنچے۔ شاہ جمجاہ جب برآمد ہوئے تخت کو گھیرا اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ جب لشکر لڑنے پر تل گئے اور ساحروں کی صف بندی ہو گئی' عمودزن میدان جنگ میں نکلا اور اپنی الو الغرمی دکھا کر مقابلہ کے لیے پکارا۔ ابھی لشکر امیر سے کوئی مقابلے لیے نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے گرد اڑی۔ سب کی نظریں اس طرف اٹھ گئیں۔ دیکھا ہاتھ پر فوجی جھنڈا لہرا رہا ہے اور اس کے پیچھے کئی ہزار جوان زرہ چاندی سونے کی بنی ہوئی زیب تن کئے گھوڑے اڑائے نکلے پھر نقاروں کی سترہ سو جوڑی نقری و طلائی بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جس کی صدا سے فلک گونج اٹھا۔ پھر اٹھارہ ہزار عراوہ زر سرخ و سفید لدا ہوا آیا کہ زرد گوہر نثار ہوتا تھا۔ شہزادہ ملک قاسم لعل خصنتاں خونریز خاور سیاہ زیر سیاہ علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار پہنے ظاہر ہوا۔
قصہ مختصر قاسم رات ہی سے شہنشاہ سے لڑائی کی اجازت لے چکا تھا۔ بادشہ کو دور سے تسلیم کر کے' گھوڑا بڑھا کر عمودزن کے مقابلہ کے لیے گیا۔ شہادہے کے لشکر نے میدان کے جانب صف بندی کی۔ باجے بجے' لشکر کے علم بلند ہوئے۔ امیر اپنے پوتے کے لیے دعائے فتح و ظفر یابی مانگنے لگے۔ ادھر بختیارک نے لقا کو گرمایا! خداوندا! آپ کے داماد بڑے غصے سے آئے ہیں اس ساحر کو ہلاک کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ ذرا اپنی تقدیر سنبھالیے۔"
لقا نے کہا! "میں تقدیر کر چکا ہوں' قاسم مارا جائے گا" یہ باتیں ہو رہی تھی کہ قاسم نے ساحر سے وار کرنے کو کہا اس نے آج نیزہ بھی نہ لگایا' پہلے ہی اپنا گرز سحر اٹھا کر شہزادے پر وار کیا' لیکن تیغہ سحر کش کے سبب جادو اثر پذیر نہ ہوا۔ الٹا گرز سحر کے دو ٹکڑے ہوئے۔ عمود زن نے جھلا کر تلوار سحر بڑھ کر ماری شہادے نے تلوار

کا وار خالی دے کر تیغہ سحر کش کمر کو گھما کر عموزن کے سر پر مارا عموزن نے سپر
سحر سے اپنا چہرہ ڈھانپا لیکن تیغہ سپر کو کاٹ کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے مع سواری

کے کر کے زمین پر اترا۔ اس کے مرنے کا شور------ برپا ہوا لشکر اسلام میں نعرہ
اللہ اکبر بلند ہوا۔

بختیار پکارا! صلواہ بر محمد۔ ایسی زبردست ضرب نہ دیکھی ہے ان پر نہ جادو چلا اور نہ خداوند
کی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خدواند اب تقدیر سے گریز فرمایئے۔
غرض یہ کہ وزن کے مرنے کے بعد اس کا بھائی خونخوار شمشیر زن غضب ناک ہو کر
شہزادے کے مقابلے میں آیا اور بزورسحر تلوار اسے واصل جنہم کیا پھر تو وہ شور مچا کہ
خدا کی پناہ۔ سیاہ آندھی اٹھی کہ ہر طرف اندھیرا چھا گیا ' لقا کی حالت قابل دیتی
تھی

عجب صدمہ ہوا جان حزیں پر
وہ بسمل کی طرح لوٹا زمیں پر

کبھی تھا بیقرارے سے وہ ہمدوش
کبھی تھا اضطراری سے ہم آغوش

آخر لقا نے فوج کے مرد و زن کو للکارا بجی کی طرح کڑکا: کھڑے کیا دیکھتے ہو خبردار
بنیرہ حمزہ جان سلامت نہ لے جائے۔ "لشکر اپنے خداوند کا حکم سن کر لینا لینا" کہہ
کر بڑھا اور ساحروں نے ایک سمت حملہ کیا۔ ناریل ترنج سحر کے مارنا شروع کئے کبھی
اژدہے پیدا ہوئے اور کبھی آسمان کی طرف سے انگارے برسے' لیکن تیغہ سحر کش کے
سبب جادو نے تاثیر نہ کی۔ قاسم نعرہ مار کر فوج کی صفوں میں گھس گیا ادھر صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے تولار کھینچ کر بڑھے اور لشکر اسلام لقا کی فوج پر حملہ آوار ہوا۔ بادشاہ

نے تخت آگے بڑھایا طبل' نفیرو دمامے ترکی بجنے لگے۔ دونوں لشکر باہم مل گئے۔ تلواروں کی موج اٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی

بڑھی ہر سمت سے فوج اسلام
زرہ پوشوں کے آئے سب تہ دام

نقیبوں نے دلیروں کو کیا گرم
ہوئے دل تنگ اور جاتی رہی شرم

صدائے کرنا جوہر کہیں تھی
غبار آسا پر زمیں تھی

سروں پر نعل توسن بولتا تھا
نقیبوں کی جگہ رن بولتا تھا

ہوا دریائے خون ہر جوہر تیغ
جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ

جو کوچے تھے وہ لاشوں سے پٹے تھے
قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے

اکیلے نے پرے خالی کئے تھے
کئی لشکر بھرے خالی کئے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نہ کرتا تھا۔ ساحروں کے کشتے کے پشتے لگائے لشکری شہزادے فوج لقا پر گرے تھے اور تلواروں کی ہوا سن سن چلی تھی غبار کی طرح جانیں ہر ایک کی برباد تھیں۔ روحیں رہر رو جادہ عدم ناشاد نامراد تھیں۔ وہ عسکر جنگ جو کینہ ور تھے علم تیغ و بازو سپر تھے

کیے کشتوں کے پشتے حسب دستور
پرے خالی ہوئے میدان میں معمور

ہزاروں کی رکے کس طرح سے راہ
وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلہ آتش قتال بلند رہا اور اس آتش سے خون کا دریا جاری تھا ہوا

ہوا یہ شعلہ ہنگام نا درد
کہ جوی آتش سوزاں ہوئی سرد

وہ زخمہ تھے جو اس فوج شقی کے
کیا ان کے حوالے چاندنی کے

شام کو بختیارک نے لشکر کا طبل بازگشت بجوایا اور لقا شکست کھا کر' مع لشکر کے بھاگ کر قلعہ کوہ عقیق کے اندر چلا گیا' قلعے کے پل کا تختہ اٹھوا کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ لشکر امیر نے خیمہ و خرگاہ اور مال غنیمت لوٹ لیا۔ امیر یہ فتح و نصرت کے قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے۔ اپنے لشرک کے زخمی میدان سے اٹھوائے۔ راوی کہتا ہے کہ جب قاسم کے ہاتھ سے ساحر مارے گئے تو سرداران قاسم جو گرفتار

ہوئے تھے ان پر سے سحر دفع ہو گیا اور وہ ہتھکڑیاں توڑ کر بھاگے۔ ازبسکہ لقاپر تو سنگین وقت تھا' ان سرداروں کو کون روکتا' وہ سردار رہا ہو کر شہزادہ قاسم کی خدمت میں آئے' ہر ایک سردار نہانے دھونے میں مصروف ہوا۔ نہا کر لباس خون آلود تبدیل کر کے بارہ گاہ سلیمانی میں آ کر کرسی دو نگل پر بیٹھے' شاہ نے ------- دربار میں جشن منانے کا حکم دیا۔ فوراً جشن کا اہتمام ہوا۔ سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش و نشاط ہوئے۔ لیکن قاسم نہا دھو کر لباس پر تکلف جواہر آ گئیں پہن کر' سیارہ کو ہمراہ لے کر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوئے جہاں ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہاں حسب الارشار ملازموں نے فرش بدل دیا' جو کل سامان تھا اسے تبدیل کر کے نیا سامان کیا۔ سارے جنگل میں گلاب وکیوڑہ و مشک بید کا چھڑکاؤ تھا۔ جواہر کو میدان میں چھڑکا کر زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا۔ خلاصہ یہ کہ وہ مقام انجمن سپرے سے بھی بڑھ کر تھا۔ شہزادہ آ کر مسند پر جلوہ گر ہوا۔ لیکن دل مضطر یاد میں اس ساقی مستانہ ادا حور پیکر کے لیے بیقرار تھا۔ یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہے یا نہیں

دل آنکھوں سے خون ہو بہار ہے میرا
احوال میں کیا کہوں کہ کیا ہے میرا

جی تن میں کس طرح ٹھہرتا ہی نہیں
آ جلد کہ دم اکھڑا چلا ہے میرا

اور کبھی اٹھ کر ہر سمت دیکھتا تھا اور اگر پتہ بھی کھڑکتا تو دل وحشی شاد ہو جاتا' جب کسی کو آتے نہ دیکھتا تو با خاطر حزیں وہ لب پر لاتا

آنے کو کہا تھا یار تو نے آ
کب تک کروں انتظار تیرا میں بھلا

تو نے بھی جہاں میں یہ سنی ہو گی مثل
کہتے ہیں کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل الامر شہزادہ تو انتظار میں بیقرار ہے لیکن اب ملکہ نرگس چشم کا حال سنیئے۔ وہ تیغہ دے کر اور دلدار کی یادوں میں لے کر روانہ ہوئی کچھ عرصہ میں اپنے باغ میں کہ جو بیرون قلعہ نرگس کوہ ہے' پہنچی کئی روز اپنی ماں کے پاس نہیں گئی تھی اور اسی وجہ سے اس کی ماں حنظل جادو دیکھنے کو باغ میں رات کو آئی ہوئی تھی۔ اس وقت ملکہ کو جواس سے آتے دیکھا۔ ملکہ نے بادب تمام سلام کیا۔ ماں نے غضب ناک ہو کر کہا: افوہ چھوکری خوب آوارہ ہوئی ہے کہ رات رات بھر غائب رہتی ہے۔ نہ گھر کا خیال نہ کچھ دین و دنیا کی فکر دس دس روز باغ میں اکیلے رہنا' ہر جگہ مارے مارے پھرنا۔ سب بتا کہ تو کہاں گئی تھی۔"

ملکہ نے نصیحبت آمیز کلمات سن کر جواب دیا:" امی جان مجھے آپ کے سر کی قسم' میں کوئی کوس بھر پر ایک صحرا میں چاندنی کی بہاد دیکھتے سو گئی' صبح تک آنکھ کھلی ہی نہین ورنہ رات ہی کو چلی آتی۔"

یہ عذر سن کر حنظل خاموش تو ہو رہی۔ لیکن لڑکی کے طور بیڈھب دیکھے کہ چہرے کا رنگ فق ہے نوچی کھسوٹی معلوم ہوتی ہے۔ پیر کہیں ڈالتی ہے پڑتا کہیں ہے۔ رات بھر میں چھاتیاں ابھر آئیں ہیں جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہے بے مروت سی ہے' آنکھ کا پانی مر گیا ہے چاروں طرف آنکھیں چکرا کر گھومتی ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈتی ہیں۔ یہ کیفیت سمجھ بوجھ کر کنیزوں کو علیحدہ جا کر دھمکا کر دم دلا سا دے کر پوچھا: "سچ بتاؤ ملکہ کہاں گئی تھی؟" کنیزیں سب ملکہ کی سہیلیاں تھیں' وہ قسمیں

کھانے لگیں" ہمیں اپنے دیدوں کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر کے اور کہیں نہیں گئی تھی۔

حنظل سمجھی کہ یہ سب چربانک (چالاک" میں ایسی باتیں نہ بتائیں گی' لیکن کچھ دال میں کالا ہے آج سے اپنی لڑکی کو کہیں جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور کہا: "بابا میں تمہارے بھلے کو کہتی ہوں' منگنی تمہاری ہو گئی ہے اب تم پرائے گھر کی ہو' دولہا تمہارا جو سنے گا تو کیا کہے گا۔ گھر سے کہیں جایا نہ کرو۔ یہیں سیر تماشا کیا کم ہے جو چاہو وہ سب سامری کی عنایت سے موجود ہو جائے۔ بیٹا میں نے تو کبھی تجھ پر پابندی لگائی نہیں' خاموش رہی۔ پر اب دنیا کی باتیں سن سن کر ہول آتا ہے۔ دیکھو نا مہ جبیں نے کیسا نام شہنشاہ ساحران کا روشن کیا ہے۔ اس پر عاشق ہو کر اپنے تئیں ستیا ناس کیا سلطنت چھوڑی چین عیش گیا۔ دین و ایمان برباد کیا۔ مجھے دھڑکا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر یہاں سے قریب اترا ہوا ہے اور وہ لوگ نگوڑے خوبصورت بہت ہیں۔ پھر تم جانو جوانی تو دیوانی ہوتی ہے ایسا نہ ہو کہیں پاؤں اونچ نیچ پڑتے تو میری رسوائی ہو۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ جب تک یہ موئے مسلمان یہاں سے دفا نہ ہو جائیں۔ تم جایا نہ کرو بیٹا تم کو کرنا کیا' نام خدا تم خود سمجھ دار ہو' ان باتوں کو گرہ میں باندھو

ملکہ یہ کلام سن کر رونے لگی اور کہا: "خوب گول مول باتوں میں آپ نے مجھے بدکار بنایا' میرے جانے کی جلن تو سب کو تھی۔ یہی ہر ایک کو دکھ تھا کہ ہے ہے ملکہ اس طرح براجتی پھرتی ہے۔ آخر دشمنوں کی مراد پوری ہوئی۔ اب تو وہ گھی کے چراغ جلائیں کہ مجھ پر پابندی لگی۔ یا سامری' جو میرا برا چاہتے ہوں' ان کا دونوں جہان میں منہ کالا ہو اور جو میری لگائی بجھائی کرے وہ اپنی جوانی سے پائے' اپنی اولاد سے پائے وہ بھی قید ہو۔ موئے کے پاؤں میں ہتھکڑیاں پڑیں' دنیا سے کانپتا جائے۔ اس کے گھر میں موت ڈیرہ جمائے' جمشیا کرے اس کی بستی کپے' جو مجھے بدنام کرے' بدکار بنائے۔

اس کا نام لیوا اور پانی دیوانہ رہے۔ "غرض جب ملکہ نے دوپٹہ اٹھا کر جھولی پھیلا کر کوسنا شروع کیا۔ حنظل نے اس کو جھڑکا: "چل چپ رہ ' ٹرٹر کرتی چلی جاتی ہے' خبردار اب کہیں قدم نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔" ملکہ اس کے غصے کی آنکھ دیکھ کر چپ ہو گئی اور دیار معشوق دیکھنے سے ناامید ہوئی۔ دریا آنکھ سے اشکوں کا امنڈا۔ صبرو قرار کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا

سماں شب کا آنکھوں میں چھایا ہوا
مزا دل میں سارا سمایا ہوا

اٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب
نہ ہو وصل تو دل کو ہوا اضطراب

نئی بات کا لطف پانا غضب
وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

ماں سے کہا: "چاہے میری جان جائے یا رہے۔ مجھے تو سیر کا لپکا ہے۔ گھر میں گھٹ کر تو نہ بیٹھوں گی۔ ضرور سیر کو جاؤں گی۔ ایک جان ہے چاہے خدا لے جائے' چاہے بندہ لے۔ آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا تو میں بغیر جائے نہ رہوں گے' جن لوگوں نے آپ کو بھڑکایا ہے انہیں میں خوب جانتی ہوں پھر اچھا ہو گا میں انہیں دن رات پھر کر جلاؤں گی۔ لو صاحب یکایک جو میں بیٹھوں تو لوگ کہیں گے نرگس چشم کہیں کسی کے ساتھ پکڑی گئی۔ ماں نے چپکے چپکے عیب کو چھپایا۔ اب بیٹی کو نکلنے نہیں دیتی۔" یہ کہہ کر رونے لگی۔ ماں کی محبت' آخر رحم آ گیا۔ اور ایک آدھ بڑی بوڑھی انیس بول اٹھی: "ہاں بی' سچ تو ہے اب لڑکی کا لہو پانی ایک کرنا بیکار ہے۔ پہلے تو اس کو

چکا اکیلے دو کیلے رہنا کا' ہر جگہ پھرنے کا ڈال دیا آج روکنے سے کیا ہو گا۔ یہ تا کہ
کوئی آزار ملکہ کو لگ جائے گا اور کوئی مرض اٹھ کھڑا ہو گا

یہ سن کر حنظل بولی: "اچھا یہ سر کو جایا کرے تو ملکہ حسامہ جادو اپنی دایہ کو ساتھ
لے لیا کرے" اور حسامہ کو بلا کر حکم دیا: "آج سے لڑکی تمہارے سپرد ہے جہاں کہیں
جائے' سایہ کی طرح اس کے ساتھ رہنا۔ خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہیں تو میں بری طرح
پیش آؤں گی۔" یہ جو ملکہ نے سنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا: "مجھ سے یہ قید نہ
اٹھی ہے نہ اٹھے گی۔ لو صاحب' دائی مجھ پر نگران ہو گی' میں تو ماں کا دباؤ سہتی
نہیں' دائی جو میرے ساتھ رہیں گی اور ہر بات میں پٹ پٹ بولیں گی' پھر مجھے کہاں
تاب ہو گی' میں بھی کچھ کہوں گی تو نگوڑی بد نام ہوں گی' اس سے میں رہی "پھٹ
پڑے وہ سونا' جس سے ٹوٹیں کان۔" ایسی میں بے اعتبار ہوں کہ دائی کو لیے لیے
پھروں بھاڑ میں جائے سیر' چولہے میں جائے تماشا۔ میں اپنی جان دوں گی کہیں نہ جاؤں
گی اور جاؤں تو اس بڑھیا کو نہ لے جاؤں گی۔" ماں نے جو یہ باتیں سنین تو کہا: "اگر
تو اکیلی جائے گی تو مار مار کے تیرا کچومر نکال لوں گی' لو موئی مجھ سے بھی نخرے بھگارنے
لگی' ایسی خودمختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا واقف کار اس کے ساتھ نہ رہے۔ خواہ تیرے
کچھ ہی
کیوں نہ ہو تو جنییے یا مرے دایہ ضرور ساتھ رہے گی۔"
قصہ کو تاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ زور مارا کہ اکیلے جانا ملے' مگر ممکن نہ ہوا اور دایہ کے
لیے ایک صحنچی میں اس کی ماں نے پلنگ بچھوا دیا وہ حفاظت کے لیے وہاں ٹھہری
اور حنظل وہاں سے قلعہ میں چلی گئی۔ اب ملکہ کو بالکل محبوب سے ملنے کی امید ختم
ہو گئی اور وہ باغ اس کو زنداں خانے سے بد تر لگا۔ بے قرار ہو کر چمن میں سب
سے الگ جا کر ٹہلنے لگی

چاک کر ڈالا گریباں اس کے ہر غمخوار نے
آہ بھر کر کچھ کہا ایسا تیرے بیمار نے

دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے
آہ کیا تڑپا میں مارا حسرت دیدار نے

میں وہ وحشی ہوں گر جاؤں تو پابوسی کریں
سر اٹھایا ہے بہت گودشت میں ہر خار نے

دیکھ کر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہیں طبیب
سینکڑوں کی جان کھوئی ہے اسی آزار نے

کل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا
سو اٹھا کر آج اسے سونپا کہیں دو چار نے

کیا کہیں اے ہمدمو' ہے عشق کا ایسا مرض
کھو دیا دنیا سے ہم کو آہ جس آزار نے

طرفہ حالت ہے کہ اس کے گھر میں ہو گی عید سی
جب ہلائے دست و پا تک بھی تیرے بیمار نے

حسرتیں کیا کیا ہمارے دل میں آئیں جبکہ آہ
دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے

وصل کی شب کو یہی کہتی ہو جرات ہاں نہیں
مار ڈالا ہم کو تو اس آپ کے انکار نے

یہی اندوہ الم سوگند پر سیارہ کی جدائی میں طاری تھا۔ جدائی کا دل کتنا مشکل تھا۔ سیارہ کی چہلیں جب یاد آتی تھیں کلیجہ دہل جاتا تھا دل مجروح پر چھریاں کوئی لگا کر نمک چھڑکتا تھا' بتیا بانہ یہ کہتی تھی: "اے ناکام تو نے کیوں بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا

موئے سر ہیں تا بہ پا اور پاؤں میں زنجیر ہے
دیکھ لو صورت میری یہ عشق کی تصویر ہے

غرض یہ کہ اسی بیتابی میں ملکہ کے پاس آئی اور اس کو رنجیدہ دل دیکھ کر گرد پھری تصدیق ہوئی اور عرض کیا: "حضورا دن تھوڑا باقی ہے' نہایئے' پوشاک بدلیے اپنی آرائش و زیبائش کیجئے: ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا

صورت اخگر ہمیں جز سوختن کیا چاہیے
تن پہ غیر از خاک پیرہن کیا چاہیے

رنج ہے رات سے بہتر درد ہجر درماں سے خوب ہم ہیں عاشق ہم کو جز رنج و محن کیا چاہیے

ہم اسیر دام حسرت کیا کریں گے گلگشت باغ
بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے

دے نہ تکلف لباس عمدگی ہم کو کوئی

مردہ دل جو ہوا اسے غیراز کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا: ”حضور! آپ چلنے کی تیاری تو فرمائیے‘ خداوند کریم معشوق سے ملنے کی کوئی صورت بھی پیدا کر دے گا۔ میں آپ کو جس طرح بنے گا۔ لے چلوں گی۔“ ملکہ اس کلام سے پھول کی طرح شگفتہ خاطر ہوئی‘ جان تازہ قالب میں آئی اور گویا ہوئی

خرم آن روز کزین غزل ویراں بردم
راحت جاں طلبم و ز پئے جاناں بردم

سوگند نے کہا: ”اے ملکہ! اس دائی کو قریب شام شراب میں بے ہوشی پلا دیجئے اور غافل ہو کر چلیے۔ صبح نہ ہونے پائے کہ لوٹ آیئے کوئی کانوں کان واقف نہ ہو گا۔ ہمارا اپ کا مقصد بر آئے گا۔“ ملکہ یہ تدبیر سنتے ہی پھڑک گئی اور کہا: ”واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی۔“ پس اسی وقت حمام گرم کرا کے نہا دھو کر باہر آئی اور کشتی پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین میں مصروف ہوئی۔ زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پاؤں تک پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا۔ یہ ظاہر تھا کہ اس کا جسم نازنین آسمان حسن ہے‘ زیور اس میں ستارے ہیں

کروں اس کی پوشاک کا کیا بیاں
فقط ایک پشواز آب رواں

زبس موتیوں کی تھی سنجاف کل
کہے تو وہ بیٹھی تھی موتی میں تل

گریباں میں تکمہ اک الماس کا
ستارہ سا مہتاب کے پاس کا

وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار
نیا باغ اور ابتدا کی بہار

بھلک پائجامے کے دامن سے یوں
کہ روشن ہو فانوس میں شمع جوں

وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن
وہ بازو پہ ڈھلکے ہوئے نورتن

وہ آنکھوں کی مستی وہ مژگانی نوک
کرن پھول کی اور بالے کی جھوک

جواہر سے پٹے کی ہیکل جڑی
کمر اور کولہے کے نیچے پڑی

فقط موتیوں کی پڑی پائے زیب
کہ جس کے قدم سے کہر پائے زیب

کرشمہ اور غمزہ ہر آن میں
غرض دلبری اس کے فرمان میں

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزوں سے فرمایا: "آج ہم کہیں نہ جائیں گے ہمیں جلسہ

جمائیں گے۔ شراب و کباب لاؤ۔ ارباب نشاط کو بلاؤ اور یہ اماں سے کہو یہاں آ کر بیٹھیں میرا پہرہ دیں' ایسا نہ ہو میں کسی یار کو بلا لوں۔" حسب الارشاد و جملہ سامان مہیا کای گیا اور دایہ بھی پاس آ کر بیٹھی۔ سوگند نے شراب میں خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے کہا: "دای اماں' پہلے تم پیو' دائی نے اس کے اصرار کرنے سے شراب پی۔ ملکہ نے متواتر کئی شاغر پلا دیئے کہ ٹانگوں میں سر ڈال کر اسی جگہ پڑی رہی۔ بیہوش ہو گئی۔ اس ہنگام میں رات ہو گئی

قلق دل میں یعنی کٹے روز کب
ملے مجھ سے شمع شب افروز کب

ہوئی شب لیامہ نے جام شراب
گیا سجدہ شکر میں آفتاب

عجب شب تھی وہ جو سحرور سفید
عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ کے منہ پر بہت زیادہ بیہوشی مل کر اچھی طرح بیہوش کر کے سوگند نے تخت سحر تیار کیا۔ مع چند کنیزون کے سوار ہو کر محبوب سے ملنے کے لیے چلی

منزل ہے ہاں سے خانہ یار
شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہیں

کچھ عرصے کے بعد اپنے مشتاق کے پاس بخت رسا نے پہنچایا وہی صحرا نظر آیا جہاں غزال بادہ محبت مسکن گزین تھا۔ تخت سے اتر کر اٹھلاتی پاؤں کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی

آگے بڑھی۔ شہزادہ قاسم تو دیر سے اس کا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا ہے ملکہ کو آتے دیکھ کر مضطربانہ دوڑا۔ غرض یہ کہ جب ملکہ کے قریب پہنچا گود میں اٹھا لیا۔ ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھ دیا' آخر مسند پر نہر کے کنارے بٹھایا۔

ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے لگایا اور شکرانہ معبود حقیقی ادا کیا۔ ملکہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا: "آج تم سے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی۔ خدا سوگند کا بھلا کرے جس نے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمہاری صورت دکھائی۔ قاسم نے کہا: "اے جان جاں! اب تم یہاں سے نہ جانا' میں تمہارے والدین سے نپٹ لوں گا۔"

سوگند نے کہا:" جیسا موقع ہو گا دیکھ لیا جائے گا۔ اب داد عیش و خرمی دو' رات تھوڑی ہے' ہنسی خوشی کی دو باتیں کر لو۔" قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا۔ گانا ہونے لگا۔ جام شراب گردش میں آیا' ٹانگوں کی قینچیاں بندھ گئیں' بوس و کنار شروع ہوا۔ دونوں مست اور عقل سے بیگانہ ہو کر جام محبت سے سر شار ہو کر لڑکھڑاتے پلنگ پر آ گرے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علیحدہ لیگیا محبت کے متوالے باہم عشرت پذیر ہوئے۔ مرادیں بر آئیں اور ارزوئیں پوری ہوئیں

خوشادہ زمانہ کہ دو اک جگہ
کریں یک گر جلوہ مہرہ و مہ

سبھی یوں تو دنیا کے ہیں کاروبار
ولے حاصل عمر ہے وصل یار

ہم مل کر بیٹھے ہیں وہ رشک مہ
قران مہ و مہر ہے اک جگہ

ہر اک برج رشک گلستان ہے آج
بہار وصال غریباں سے آج

پسینہ پسینہ ہوا سب بدن
کہ جوش شبنم آلودہ ہو یاسمن

لبوں سے ملے لب و دہن سے دہن

دلوں سے ملے دل بدن سے بدن

گلی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو
گئیں حسرتیں دل کی پامال ہو

لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ
چلے ناز و غمزے کے آپس میں ہاتھ

آخر بوس و کنار کی لذت کے بعد گلے میں باہیں ڈال کر وہ سرشار ہو گئے۔
ادھر ملکہ کی ماں بدگمان ہو کر تو گئی تھی۔ دای کے چھوڑ جانے پر مطمئن نہ ہوئی۔ پہر رات تنہے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ میں آئی کچھ مسلح پہریدار عورتیں پہرے چوکی کے لیے حاضر تھیں۔ باقی باغ میں سناٹا کیا: "وہ شام سے کہیں تشریف لے گئیں ہیں۔" اس نے کہا: "دائی ساتھ ہے یا نہیں۔" انہوں نے جواب دیا: "وہ بارہ دری میں سوتی ہیں۔"
حنظل نے بارہ دری میں آ کر ہر چند دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ بیدار ہو مگر وہ نہ اٹھی۔ اس وقت اس نے ملازموں سے کہا: "ارے روشنی تو لاؤ کہیں دائی کو زہر دے کر تو نہیں سلا دیا۔ لوگ شمع جلا کر لائے۔ حنظل نے دیکھا کہ یہ دایہ سانس لیتی لیکن

بیہوش ہے۔ کپڑا پانی سے تر کر کے اس کے داغ پر رکھا چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی۔
خنظل نے غصہ سے کہا "خوب تو چھوکری کی حفاظت کرتی ہے۔"

دائی نے کہا: "بی بیٹھو حواس میں آؤ' تمہاری چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے۔
دل لگی بری ہوتی ہے وہ مجھے سنکھیا دے کر جاتی تو عجب نہ تھا۔ میں ایسی نہگبانی سے
باز آئی۔ تم اپنی لڑکی کی خبر لو"

خنظل یہ باتیں سن کر غیظ و غضب کے ساتھ ڈھونڈنے چلی ار بزور سحر اس قدر بلند ہوئی
کہ تمام دنیا نگاہ کے سامنے تھی۔ آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و چراغاں روشن
دیکھے' یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہو گی۔ یہ تجویز کر کے اس جگہ پہنچی۔
عجب معاملہ نظر آیا کہ جنگل کے بیچ پھولوں کے اوٹ کھڑے ہیں اور کسی شخص کے
غلام پہرہ دے رہے ہیں۔ اوٹ کے اس طرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہے اس کے اردگرد
قرابے کے گلاب کیوڑے کے منہ کھلے رکھے ہیں لخلخے ہوا کے رخ پر دھرے ہیں
اور ملکہ ایک خوبصورت نوجوان کے بازو پر سر رکھے' بغل میں منہ ڈالے' اس کا ہاتھ
اس کے سینے پر' اس کا ہاتھ اس کی چاتی پر' پڑے سو رہے ہیں اور ملکہ کے پائچے چڑھ
گئے ہیں رانیں کھلی ہیں' پنڈلیک سے پنڈلی گتھی ہوئی ہے

دیکھا تو وہ دونوں کرتے تھے خواب
گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب

بند اس کی وہ چشم نرگسی تھی
چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی

سمٹی تھی جو محرم اس قمر کی
برجوں پہ سے چاندنی تھی سرکی

لپٹے تھے جو بال کروٹوں میں
بل کھا گئی تھی کمر لٹوں میں

یہ کیفیت دیکھتے ہی شعلہ' غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ٹھنڈی ہوا چلتی' جتنے پہرہ دار تھے بیہوش ہو گئے اور تفرقہ انداز طالب و مطلوب کے پلنگ کے قریب آئی۔ ملکہ کو پھول کی خوشبو کی مانند اس گلبدن سے جدا کیا اوعر ایک نعرہ مارا: " اور بے حیاننگ خاندان! یہ کیا تو نے غضب کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری (بدکاری کی چابی) سے وا کیا۔" اس آواز سے شہزادی کی آنکھ کھلی اور قاسم بھی بیدار ہوا۔ سرہانے ایک آفت کھڑی دیکھی' جلدی سے اٹھ کر پہلو سے تیغہ سحر کش لیا خنظل یہ دیکھ کر گھبرائی اور ملکہ کی کمر میں پنجہ دے کراڑی' پکاری: "اوقحبہ: " تو نے تیغہ سحر بھی اپنے دھگڑے دیار) کو دے دیا۔ ٹھہر تو سہی تیرا کیا حال کرتی ہوں۔" یہ ہنگامہ اور شور جو ہوا۔ سوگند سیاہ کے پہلو سے اٹھ کر دوڑی خنظل نے جو اس کو آتے دیکھا۔ اپنے سر کے کچھ بال نوچ کر اس کی جانب پھینکے کہ وہ آگ کی زنجیر بن کر سوگند کے ہاتھ اور پاؤں وغیرہ میں لپٹے' خنظل اس کو بھی کھینچ کر اڑتی ہوئی چلی۔ سوگند لٹکتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہہ رہی تھی کہ اب قیامت کے روز دیدار ہو گا۔ ادھر ملکہ قاسم کو پکار کر سناتی تھی۔ اے شہریار! خداحافظ و ناصر' میرے مرنے کی خبر سن کر' اپنے دل نازک پر کچھ صدمہ و ملال نہ کرنا' تمہیں پروردگار کی حفظ و حمایت میں دیا۔ اللہ نگہبان۔ ہم آغوش قبر میں سونے جاتے ہیں اور حسرت تمہارے دیدار کی دل میں رکھتے ہیں

دکھا دو ذرا پھر رخ اپنا ہمیں
مری جان اللہ کو سونپا تمہیں

چلے ہم تو دنیا سے ناشنا دہائے
نہ کچھ رنج اس کا تیرے دل پہ آئے

قاسم نے تیغہ سحر لے کر بہت کوشش کی ملکہ تک پہنچوں' کسی طرح ممکن نہ ہوا۔ ناچار حسرت بھری نگاہ سے دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا۔ آخر نگاہ سے ملکہ تڑپتی سسکتی ہوئی غائب ہو گئی۔ یہ دیکھ کر قاسم زمین پر اسی جگہ گرا اور گریبان تابد امن چاک کیا۔ بیتابانہ اشعار پڑھنے لگا

فسانہ بیکسی کا اپنی جب آکر سناتا ہے
دل آفت زدہ رو رو کے مجھے بھی رلاتا ہے

کہوں کیا آہ مجھ آرزو دل پر کیا گزرتی ہے
کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے ستاتا ہے

جدائی سے تیری دل نہایت غم ہے اے پیارے
خدا کے واسطے آ جا' نہیں تو جی سے جاتا ہے

خدا جانے کہ دل پر آج کیا حالت گزرتی ہے
کبھی بیتاب ہوتا ہے کہ کبھی آنسو بہاتا ہے

یہی صحبت بہم رہتی ہے مثل غنچہ و شبنم

ادھر روتا ہوں اور اس طرف وہ مسکراتا ہے

کون بندہ خدا کا جان دیوے اور تو دیکھے
ارے بے رحم کا فرکیش یہ کیا تجھ کو بھاتا ہے

حقیقت کوئی کہتا ہے مرے رونے کی گر اس سے
تو منہ کو پھیر کر وہ اس طرف سے مسکراتا ہے

اسی جنوں میں ترنگ آئی کہ یہاں اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجئے اس کو ڈھونڈ نکالیے یا اپنی جان دیجئے' یہ سوچ کر سیارہ سے فرمایا! "دادا جان سے جا کر میری طرف سے عرض کرو کہ چند روز تک میں دربار میں حاضر نہ ہوں گا' بیمار ہوں۔" سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا۔ امیر پچھلی رات کو۔ عبادت کرنے اٹھتے ہیں' مسجد کے پاس تھے' سیارہ نے جا کر شہزادہ کی علامت بیان کی۔ امیر نے فرمایا:
" سیارہ پھر وہاں سے شہزادہ کے پاس آیا۔
قاسم نے فرمایا :"سواری حاضری کرو' میں اپنی محبوبہ کی تلاش میں جاؤں گا۔"
سیارہ نے عرض کیا: "حضور کا جانا اچھا نہیں ایسا نہ ہو اپ کو متلاشی ملکہ سمجھ کر اس کو گزند پہنچائیں اور قید و بند------ زیادہ کریں اس سے بہتر یہ ہے کہ غلام کو روانہ کیجئے تاکہ آپ کے محبوب کی خبر لاؤ اور موقع دیکھ کر آپ کو وہاں لے چلوں یا اس کا آپ تک پہنچاؤں۔
شہزاد نے فرمایا: "اچھا جاؤ' مگر جلدی آنا' دیر نہ لگانا اور نہ میں تڑپ کر ہلاک ہو جاؤں گا۔ ہائے وہ اس کی بھوی بھالی باتیں جب مجھے یاد آتی ہیں تو دل مضطر پر جیسے کوئی چھریاں لگاتا ہے کسی صورت آرام نہیں آتا۔ دل کو کوئی ہاتھوں سے مسلتا ہے

جس طرح ہو گا شب فرقت بسر کر لیں گے ہم

وہ تو کب آتے ہیں تو بھی اے اجل آنا نہ آج

کھل گئی ہے بے مائیگی دل کے شگاف زخم سے

قطرہ خون سمجھے تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج

خواب کیسا رات بھر رویا کیا سن سن کے یار

قصہ مرگ عدو سمجھا افسانہ نہ آج

گورکن ہیں منتظر بیکار رکھا ہے کفن

اب نہ کر اے مرگ ہم سے ناز معشوقانہ آج

کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام میں

پھرتی ہے آنکھوں میں اپنی گردش پیمانہ آج

دشت میں کس رشک لیلیٰ نے قدم رنجہ کیا

گھر بھلائے دیتی ہے دلچسپی ویرانہ آج

قیس کا روز رہائی تھا سو ہم نے اے جنوں

جان کر فال زبوں طوق گلو پہنا نہ آجص

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا: ''حضور اگر ملکہ آپ سے ارضی ہے تو کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔ آج کل میں وہ خود------- کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کر کے آئے گی۔ آپ اس قدر مضطر نہ ہوں میں جاتا ہوں اور چرائے لاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر سامان عیاری جسم پر پیراستہ کر کے صورت اپنی ساحروں کی سی بنائی اور منزل مقصود کی راہ لی۔ شہزادہ فرش خاک سے اٹھ کر خیمہ میں آیا اور پلنگری پر لیٹ کر بے چینی سے کروٹی لینے لگا

اس عہد میں اہلِ محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اس نے مروت کو کیا ہوا

امید وار وعدہ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے ہائے قیامت کو کیا ہوا

اس کے گئے پہ ایسی گئی دل سے ہمنیش
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا

بخشش نے مجھ کو ابر کرم کی خجل کیا
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتہ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا

حاصل کلام شہزادہ تو یاد محبوب میں بیقرار ہے مگر ملکہ کو جب اسیر کر کے حنظل لائی۔ قلعہ میں اس لیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے بزرگ آگاہ ہوں گے۔ لڑکی کی منگنی ہوئی ہے بدنام ہو جائے گی۔ غرض باغ میں لائی اور ملکہ کو زور زور سے کئی طمانچے لگائے سوگند کو بھی مارا اور کہا: "مالزادی تو نے میری لڑکی کو خراب کیا: "سوگند اور ملکہ سمجھانا شروع کیا: "خیر آج تو میں چھوڑ دیتی ہوں، اب اگر تجھے کہیں جاتے سنوں گی، حلال ہی کر ڈالوں گی۔ خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسے حرکت نہ کرنا۔" رحم کے کلمات سن کر سوگند کو جواب دینے کی جسارت ہوئی اور رو کر حنظل کے پاؤں پر گری۔ عرض کیا: "پہلے حضور میری دو باتیں سن لیں، پھر جو چاہیں کریں، ہم آپ کے بس

میں ہیں۔"
خنظل بولی: "کہہ کیا کہتی ہے۔"
سوگند نے عرض کیا: "ہونے والی بات بدنامی تقدیر میں لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور میں کم بخت ناشاد' ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نہ جائیے میرا کہنا نہ مانا' اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا۔ سنیے حضور اصل بات یہ ہے کہ ملکہ جو سیر کو گئیں' قاسم حمزہ کو پوتا صحرا میں صحبت آرا تھا۔ اس نے ملکہ کو اپنا برابر والا جان کر شریک بزم کیا اور کہا اس میں کچھ عیب نہیں' کیا ایسا نہیں ہوتا کہ شاہ و شہر یار باہم تپاک کریں اور ایک جگہ مل کر بیٹھیں' اس کا یہ کلام ملکہ نے پسند فرمایا اور جا کر مسند پر بیٹھیں۔ اس نے شراب اپنے ہاتھ سے شہزادی جان کو پلائی' ملکہ ناچ دیکھ رہی تھیں کہ اس وقت ملکہ کے سر میں درد ہوا۔ فرمایا کہ اب جا کر آرام کروں گی۔ قاسم نے پھر عجز کے ساتھ کہا' یہیں میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ دیکھیے' پھر چی جائیے گا' ملکہ نے تیغہ سحر کش پہلو میں رکھ لیا اور لیٹیں' لیٹتے ہی سو گئیں۔ میں نامراد بھی پڑ رہی۔ جگانا مناسب نہ جانا۔ ادھر قاسم بھی ملکہ کے پاس جا لیٹا اور سو گیا۔ اس وقت آپ جا کر پہنچیں اور گرفتار کر لائیں اور ننگ کھلے ہونے کی میں خود حامی ہوں۔ جوانی کی نیند سویا مویا برابر۔ ملکہ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اس وقت آپ کے چیخنے سے تلوار جو ملکہ نے پہلو میں رکھی تھی' قاسم نے بیدار ہو کر اٹھائی' ملکہ نے تو اسے نہیں دی۔ اگر دونوں کے رونے پیٹنے کا کہو تو ملکہ کی ابھی عمر' ہی کیا ہے رو کر روٹی مانگتی ہیں۔ سمجھیں کہ ماں نے مجھے غیر مرد کے پاس دیکھا ہے اب مار ڈالیں گی۔ مارے ڈر کے اس کی منتیں کرنے لگیں کہ شاید یہ بچا لے اور ادھر شہزادہ سمجھا کہ ملکہ کو معلوم نہیں' کون پکڑے لیے جاتا ہے اور یہ میری مہمان عزیز ہے اپنے میں دل میں کیا کہے گی اس سے کچھ نہ ہو سکا اسی سبب سے وہ بھی گریہ زاری کرنے لگا اور اگر آپ کو میری باتوں کو یقین نہ ہو تو ملاحظہ فرما لیجیے ملکہ کا شیشہ عصمت' قاسم کی شرارت سے نہیں ٹوٹا' مسلمان حرام نہیں کرتے اسی لیے ان کو خدا نے نوازا ہے۔

جب حنظل نے یہ تقریر سنی ملکہ کو ہر طرح سے دیکھا' بخوبی محفوظ پایا' سوگند کے کہنے کا یقین آیا کہ بے شک جو اس نے بیان کیا ہے یہی کیفیت واقعہ میں گزری ہے۔ ورنہ آگ اور گھاس ایک جگہ ہوں تو ممکن نہیں کہ نہ جلے۔ اس وقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ رکھی مگر ملکہ کو سزا دینے سے باز رہی اور چند عورتیں اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کر کے چاہا کہ آپ قلعہ میں جائے پھر سوچا کہ کل جاؤں گی آج کا دن رہ کر اس کا رنگ ڈھنگ دیکھ لوں۔ غرض یہ کہ یہ بھی وہیں فروکش ہوئی۔ ملکہ اپنی جگہ ناراض ہے۔ ماں سے علیحدہ پلنگ پر جا کر لیٹی' لیکن نیند کیسی اور سونا کہاں کا۔ دل پہلو میں دلدار کو ڈھونڈتا تھا۔ تنہائی میں کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ ماہی بے آب کی مانند پریشان قلزم محبت میں تڑپتی سرد آہ بھر کر یہ پڑھتی

دم تری الفت پوشیدہ کے بھرنے والے
دل جلے سینے جلے اف نہیں کرنے والے

عشق میں جی سے گزرتے ہیں گزرنے والے
موت کی راہ نہیں دیکھتے مرنے والے

بزم ماتم کبھی شب ہی کو آ جا چھپ کر
او مرے سوگ کے پردے میں سورنے والے

آخر وقت بھی پورا نہ کیا وعدہ وصل
آپ آتے ہی رہے مر کے مرنے والے

نزع ہم ہیں' غم عشق یہ چلاتا ہے
دیکھ غربت میں مجھے چھوڑ نہ مرنے والے

جان دینے کو کہا اس نے تو ہنس کر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے

آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیئے حلق سے دو گھونٹ اترنے والے

پھر بہار آئی ہے پھر ہم کو جنوں ہوتا ہے
کیا دن آئے ہیں فراغت سے گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے ابھرنے والے

قصہ مختصر ملکہ تو شہزادے کے ہجر میں بیقرار ہیں لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے ناواقف تھا رات کا وقت' کسی سے راستہ پوچھ نہ سکتا تھا۔ راستہ بھول کر ایک بیابان وحشت افزا میں جا پڑا کہ وہاں کی گرم ہوا انسان کو ایک پل میں گلاتی تھی اور تاب و تپ بادل کو پیاسا رکھ کر جلاتی' پیدل چلنے سے پاؤں میں چھالے پڑتے تھے۔ گھاس اس جگہ نہیں اگی تھی' نہ کوئی پانی کا چشمہ تھا۔ چٹیل میدان منزلوں تک نظر آتا تھا

برستی تھی وہ آگ افلاک سے
اٹھا تھا دھواں مرکز خاک سے

تنور فلک تھا بشدت طپاں
ہوئیں ذرہ ریگ چنگاریاں

جہاں تک نظر کرتی تھی کام واں
عجب وحشت آگیں تھا ہو کا مکاں

کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے
تھے انبار کانٹوں کے ہر سو پڑے

کہیں سایہ ڈھونڈو تو پیدا نہ تھا
کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

سیارہ نے دل سے خدا کا شکر ادا کیا کہ اگر دن کو اس آگ کی صحرا سے گزر ہوتا تو جان نہ بچتی۔ وہاں سے تیزی کے ساتھ گزرنے لگا کہ صبح نہ ہو جائے۔ آخر بڑی وقت سے اس صحرا کو عبور کیا اور مرغزار دلکشا میں پہنچا۔ پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملے گی۔

قصہ مختصر سیارہ نے صبح کی نماز پڑھ کر آگے کا راستہ لیا۔ کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش خروش کی ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غدار کو سامنے سے آتے دیکھا۔ سیارہ خود بھی صورت ساحر بنا تھا۔ اس سے بڑھ کر صاحب سلامت کی اور پوچھا' بھائی کہاں چلے۔" اس نے کہا: " ملکہ حنظل کے پاس جاتا ہوں اس لیے کہ نہ وہ اپنی لڑکی شادی کرتی ہے اور نہ ہی جواب دیتی ہے سنا ہے کہ لڑکی سیریں کرتی پھرتی ہے میں نے اپنے لڑکے کو منگنی کر کے پھنسایا ہے۔ آج فیصلہ کر لوں گا۔ سیارہ نے جو یہ کلام سنا چاہا کہ اس کا کام تمام کر کے اس کی صورت بن کر چلوں اسی فکر میں اس کے ساتھ ہوا' لیکن کچھ در چل کر وہ اڑ کر روانہ ہو گیا یہ ناچار پیچھے سے نیچے نیچے اس کو دیکھتا ہوا چلا یہاں تک کہ قلعہ نرگس کو دکھائی دیا۔ اس کے برج بہت مضبوط تھے اور اس قلعہ کو داہنے جانب------ ایک باغ رشک و باغ عدن گل

نسرین و گل یاسمین سے بھرا پڑا تھا۔ وہ ساحر کہ نام اس کا ظالم جادو ہے اڑتا ہوا باغ
کی طرف چلا اور سیارہ ٹھہرا۔ جب وہ باغ کے نزدیک پہنچا بزورِ سحر ایک طائر کو حنظل
کے پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اس کو مطلع کرے' طائر طائر کو حنظل کے پاس
بھیجا کہ میرے آنے سے اس کو مطلع کرے' طائر نے جا کر خبر دی حنظل سمدھی کی
آمد سن کر گھبرائی۔ اس لیے کہ اگر وہ یہاں آئے گا۔ میری دختر اس جگہ ہے محل
خانے کا واسطہ ہے ایسا نہ ہو کہ اس کی بدچلنی کا سن لے۔ اس وجہ سے خود تعظیم
کے لیے بیرون باغ آئی اور راستے ہی میں مظالم سے ملی۔ باتیں کرتی ہوئی اس کا قلعہ
کے اندر لے گئی۔ بہتر مقام پر بٹھایا۔ شراب و کباب پیش کیا۔ ناچ ہونے کا حکم دیا۔
ان تمام امور کے بعد آنے کا سبب پوچھا
اس نے کہا: "بیٹی تمہاری نوجوان ہے گلی گلی ماری ماری پھرتی ہے اور تم شادی نہیں
کرتیں۔ آج ہاں یا نہیں کو جواب مجھے جواب دو۔"
حنظل یہ کلام سن کر سمجھی کہ شاید اس کو ملکہ کی آوارگی کی خبر ہو نگی ہے۔ پس
تڑق کر بولی: "جو کوئی اس کو بد کہتا ہے وہ جھک مارتا ہے۔ میری بچی سیدھی بات
تو کرنا جانتی نہیں' وہ نگوڑی یاری' آشنائی کیا جانے اور سنو صاحب' جو تمہیں شادی کرنا
ہے تو وہ خرابوں کی خراب ہے راضی ہو کر دو ورنہ میں گلے تو لگاتی نہیں یہ کوئی
مچھلیاں تو ہیں نہیں جو سڑی جاتی ہیں۔ جب تم لوگوں نے میری دہلیز کی خاک لے ڈالی'
تب میں نے منگنی کی اور اب یہ باتیں ہیں۔ مگر اب بھی مجھے کچھ ایسی پروا نہیں۔
یہ نہ سمجھنا کہ میری لڑکی کی کوئی نہ پوچھے گا اور نہ پوچھے بلا سے' اس کو کسی بات
کی کمی ہے یہ کہہ کر کوسنا شروع کیا: "یا سامری! جس طرح میری بچی کو لوگوں نے
بدنام کیا ہے ان کی کنواریوں کے آگے آئے۔ ان کی بھی بدنامی ہو غرض یہ کہ
ایسا کچھر اس نے آڑے ہاتھوں لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اس نے اتنا ہی کہا: "میں
کب کہتا ہوں کہ ملکہ خراب ہے' لیکن شادی کب کرو گی"

اس نے کہا: "کرونگی کیوں نہیں' اس کا باپ شاہ افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کروں۔ میری بیٹی دوہا جو تو ہے نہیں' سب ہی ارمان نکالنا ہیں۔ کنوار چھل اتارنا ہے۔ گھبراؤ نہیں میں اس کے باپ کو خط لکھتی ہوں اور جلدی تیار کرتی ہوں۔"

یہ گفتگو سن کر ظالم رخصت ہوا لیکن اس نے روکا کہ آج کہاں جاؤ گے' کل چلے جانا اور سامان دعوت مہیا کیا۔ مگر خنظل نے ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحرہ کو مخفی جانب سے باغ بھیجا کہ رات کو بخوبی تحفظ کرنا کہیں جانے نہ دینا۔ میں مہمان کی خاطر داری میں الجھی ہوں نہیں تو خود چلتی۔ تو یہاں سے جا اور میرا خاندان لیتی جا' اگر ملکہ پوچھے کہ کیوں آئی ہو تو کہنا آپ کی ماں نے گلوریاں بھیجی ہیں اس کو یہ ثابت نہ ہو کہ میرا پہرہ دینے آئی ہے۔

وہ ساحرہ خاصدان لے کر روانہ ہوئی' جب قلعے سے باہر نکلی اس جگہ سیارہ بیٹھا ہوا تھا۔ ساحرہ کو جاتے دیکھ کر اس کے قریب گیا اور پکارا: "ہمارے میاں ظالم جادو کیا کرتے ہیں۔" اس نے جواب دیا: "اپنی سمدھن سے باتیں کر رہے ہیں' تم بھی جاؤ کیا تم ان کے ملازم ہو۔" سیارہ نے کہا:" ہاں اور کیا ہم تمہارے ساتھ چلیں گے" ساحرہ بولی: "میں ملکہ کے پاس باغ میں گلوریاں لیے جاتی ہوں اور وہیں آج رہوں گی۔ میرا تمہارا ساتھ نہ ہو گا۔" سیارہ کو جب یہ حقیقت معلوم ہو چکی' باتیں کرتے کرتے ساحرہ کے منہ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری۔ سیارہ نے اس کے کپڑے اتار کر خود پہنے اور اس کی سی صورت بن کر' اس کو خوب بیہوش کر کے ایک غار میں ڈال دیا اور آپ خاصدان لے کر سمت باغ چلا' یہاں تک کہ باغ میں پہنچا۔ سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرنے لگا۔ یہاں چند کنیزیں ملکہ کی گرفتاری کے وقت بھاگ کر آئیں تھیں جب ملکہ کی حفاظت ہوئی تو انہیں بھی امان ملی۔ کچھ عورتیں خنظل کی ملازم یہاں موجود ہیں' وہ سب سیارہ کو دیکھ کر بولیں: "اے زینت بزم جاوا! کہاں سے آئیں۔ اس نے کہا: "بیبیو' میں پان لے کر آئی ہوں۔ اور ان کے پاس جا کر چیلے سے کہا:

"ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہے۔ اڑی اڑی طاق بیٹھی۔ ان کا سسر یہ خبر سن کر آیا ہے۔ مجھے ان کی ماں نے یہیں ٹھہرنے کو بھیجا ہے صاحبزادی ہے کہا' ذرا میں تو دیکھوں کہ اپنا کیا حال بنایا ہے اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میرے پہرے سے نہ نکل جائے۔ اور میری ناک چوٹی کٹے۔ سامری آبرو رکھیں۔" یہ سن کر سب عورتوں نے کہا: "ملکہ وہ سامنے بارہ دری میں پلنگ پر مردہ سی پڑی ہیں' بھن خوب ہوا جو تم آئیں ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہ ہو کہیں جائے تو ہم پر آفت آئے۔ اب تم جانو تمہارا کام جانے ہم وہاں جائیں گے بھی نہیں۔" یہ کہہ کر سب علیحدہ ہوئیں اور سیارہ بارہ دری کے اندر آیا۔ دروازے کی آڑ میں ٹھہر کر چاہا کہ سنوں ملکہ کیا کہتی ہے۔ دیکھا کہ سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے لیٹی ہے اور ملکہ اس سے چپکے چپکے کہہ رہی ہے: "کیوں سوگند' اس وقت قاسم کیا کرتے ہوں گے۔" اس نے جواب دیا: "آپ کی محبت کا دم بھرتے ہوں گے" ملکہ نے کہا: "نہیں معلوم میرے پکڑنے جانے کے بعد ان کے دل پر کیا گزری ہو گی۔ ہائے کوئی انہیں تسکین دینے والا بھی نہ ہو گا۔ کہیں ایسا نہ ہو اپنی جان دے دیں۔ افسوس ان تک کس کو بھیجوں اور ان کی خیریت و عافیت منگواؤں یہ کہہ کر زار زار رونے لگی۔

راحت ہمیں نصیب کہاں ہجر یار سے
آہیں نکل رہی ہیں دل بے قرار سے

اللہ رے طول مردم دیدہ ہوئے ہیں پیر
آنکھیں سفید ہیں کشش انتظار سے

کس وقت زلف یار کا ہم کو نہیں خیال
فرصت کہاں ہے سلسلہ انتشار سے

بخشیں کفن کو خاک لحد نے کدورتیں
کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے

بر آئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو
اتنا گلہ رہا ہمیں آغوش یار سے

اپنے دوست سے اگر ہمکنار ہوں
پھر غم نہیں ہے کش منش روزگار سے

سیارہ ملکہ کے اس حال کو دیکھ کر کڑھا اور پاؤں کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اس کے آتے جان کر چپ ہو رہی اور سوگند نے بھی ادھر نظر کی۔ اس سے اشارے سے کہا: "میرے پاس آؤ" سوگند گھبرائی کہ دیکھئے یہ کیا کہے گی۔ مگر نا چار اٹھ آئی۔ سیارہ اس کا بارہ دری کے ایک کونے میں ہاتھ پکڑ کر لایا۔ پہلے تو ازراہ مذاق اسکو بو کھلایا کہ کیوں ری تو نے خوب ملکہ کو بدراہ کیا' یاروں کی بغل میں لے جا کر سلایا سوگند یہ بات سن کر ڈر گئی اور کانپنے لگی۔ قسمیں کھائیں کہ میں نہیں جانتی کہ کیسے یار' تم کیا کہتی ہو۔ اس نے کہا: "میں سب جانتی ہں پہلی رات کو تیغہ سحر کش دیگر ساحروں کو قتل کرایا۔ دوسری رات کو ساتھ سوئی" سوگند یہ باتیں سن کر بہت خائف ہوئی۔ سیارہ نے کہا: "اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو میں تجھے قاسم کے پاس لے چلوں۔" سوگند اس کے گلے سے عورت جان کر لپٹی۔ اس نے کوب لپٹایا پیار کیا۔ سوگند نے کہا: "بتاؤ' کیونکر ہمیں لے چلو گی۔" اس وقت اس نے کہا: "میں سیارہ ہوں۔"

سوگند جھجھک کر اور تیوریاں چڑھا کر برا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی ور جا کر ملکہ کے پاس چپکی بیٹھ رہی۔ شہزادی نے پوچھا کیا تھا کہاں گئی تھی۔ اس نے کہا:

"میری بلا جانے موئے آسیب کی خاصیت رکھتے ہیں' جہاں دیکھو وہاں موجود۔ شہزادی نے کہا: "اری کون ہے کیا بکتی ہے۔" سوگند بولی: "وہی مواتا لگا عیار ہے قاسم کا۔ یہ سنتا تھا کہ ملکہ اٹھ کر دوڑ اور ادھر سے سیارہ نے بڑھ کر تسلیم کی اور ایک گلوری میں بیہوشی ملا کر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپ کو بھیجی ہے شہزادی نے گلوری لے کر بصد شو کھائی' کھاتے ہی بیہوش ہو گئی۔ سوگند نے کہا: "ارے موئے' یہ تم نے کیا کیا۔" سیارہ نے چپکے سے کہا: "میں ملکہ کا پشتارہ باندھ کر لیے جاتا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ ایسا سحر کرو کہ جتنی عورتیں باغ میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں ور تم بھی اڑ کر ہمارے ساتھ چلو۔ "سوگند نے یہ سنتے ہی سحر پڑھ کر شک دی کہ باغ میں موجود تمام بیہوش ہو گئے کیونکہ وہ لوگ تو یہ جانتے نہ تھے کہ ہم پر کوئی سحر کرے گا۔ عین غفلت میں بیہوش ہوئے۔ سیارہ ملکہ کا پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لاد کر راہی ہوا۔ سوگند بزور سحر اڑ کر چلی۔ دونوں باغ سے باہر نکلے۔ سوگند رہبری کرتی ہوئی آگے آگے چلی اب کے وہ رانہ نہ ملی جدھر صحرائے ہولناک تھی۔ بلکہ پہر بھر کے عرصہ میں وہ مقام آ گیا۔ جہاں قاسم انتظار جاناں میں پلنگ پر پڑا تڑپ رہا ہے۔ سیارہ نے ملکہ کا پشتارہ علیحدہ رکھ کر سوگند سے کہا: "تم ملکہ کو ہوشیار کرو۔" اور آپ شہزادے کے پاس آیا۔ قاسم نے جو اس کی صورت دیکھی اٹھ بیٹھا اور بے اختیار پوچھا:" کہو کیا پیغام لائے کہاں گئے تھے۔ کیا کر آئے۔"

سیارہ نے کہا: "جو کچھ ہم نے کیا ہو گا وہ آپ ہی ظہور میں آئے گا۔" اس نے یکایک خوشی کی خبر بیان کرنا مناسب نہ جانا۔ اسی وجہ سے شہزادے کو باتوں میں لگایا۔ ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کر کر کے مژدہ دیا کہ مبارک ہو' سیارہ جو گیا تھا' وہ آپ کو شہزادے کے پاس لایا ہے ملکہ نے خداوند کا شکر ادا کیا' اور خوشی خوشی خیمے میں آئی۔ قاسم نے اپنے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بتیابانہ دوڑا اور آغوش محبت میں لے مسند پر لا کر بٹھایا اور رنج و مفارقت کو یاد کر کے دونوں نے گوہر اشک ایک دوسرے پر نثار کئے۔ ملکہ نے کہا: "اے مایہ راحت دارام: تیرے بغیر زندہ رہنا محال ہے۔ جدائی

کے یہ لمحات میں نے تڑپ تڑپ کر گزارے۔" یہ سن کر قاسم نے جواب دیا: "شرح ایام دور فراق کون کر سکتا ہے۔ یہ حال وہی جانتا ہے جو کسی پر مرتا ہے۔ اب ہنسی خوشی کی باتیں کرو۔ اس جان لیوا رنج کو دل سے بھلا دو۔" یہ کہہ کر ہنگامہ عشرت گرم کرنے کا حکم دیا۔ حسب ارشاد شہزادہ عالی مقام' ساقی و بادہ و جام ایک جا ہوئے۔ ہنگامہ عشرت گرم ہوا۔ ادھر اس خبر کو چند مشیروں نے جا کر صاحبقران سے عرض کیا اور کہا: "شہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم دام محبت میں شہزادہ قاسم کے آ کر مسلمان ہوئی ہے۔" امیر نے سب کیفیت سن کر ارشاد کیا: "اگر پہلے سے یہ حال معلوم ہوتا تو قاسم کا ممانعت کی جاتی کہ پرائے ناموس میں رخنہ پروازی اچھی نہیں' مگر اب شہزادی نے آ کر اسلام میں پناہ لیا ہے اس لیے لازم ہے کہ اسے دوبارہ ساحروں کے حوالے نہ کیا جائے تاکہ وہ اسے دین جدید سے نہ پھریں۔ پس یہاں سے ایک سو اکیس کشتی زیور الماس کی' ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جملہ اسباب عیش و آرام مہیا کر دیا جائے۔"

چنانچہ نبا ارشاد' مقبل وفادار' زیور کی کشتیاں اور چنگیر چوکھڑے سونے چاندی کے اور بہت سا اسباب راحت لے کر شہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا اور امیر کی جانب سے اسباب پیش کیا اور دعا کہی۔ قاسم نے خلعت دیا۔ یہ تو رخصت ہو کر چلا۔ قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوئے۔ اختلاط ہونے لگا۔ طالبان ایک دوسرے سے باہم بغلگیر ہوئے۔

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جمائے عیش و عشرت میں مصروف ہیں۔ ادھر جس عورت کو سیارہ بیہوش کر کے چھوڑ آیا تھا اس کو ہوش آیا اور اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر خرابی کی حالت میں ملکہ کے باغ میں آئی اور کسی کنیز سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا: "ملکہ کہاں ہے۔" لوگوں نے کہا: بارہ دری میں تھی' وہیں جا کر دیکھو۔" اس نے وہاں جا کر دیکھا کسی کو نہ پایا۔ ہر جگہ' کونا کونا باغ کا ڈھونڈا۔ اس زلیخا منشن کا کہیں سراغ نہ پایا۔ اس نے سوچا مجھ کو جو بیہوش کر گیا وہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہے۔ آخر

نالاں و گریاں چند کنیزیں اور وہ ساحرہ حنظل کے پاس گئیں اور بیساختہ کہہ گزریں: ''حضور ملکہ بھاگ گئیں۔ اس کا کہیں پتہ نہیں ہے: ''حنظل سمدھی کے سامنے اس خبر کو سن کر چپ ہو گئی چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ کاٹو تو خون نہیں' ہزاروں گھڑے پانی پھر گیا' مگر کرتی کیا' سر جھکا کر رونے لگی۔ ظالم نے کہا: '' انہیں دنوں کو میں روتا تھا' کیوں دیکھا۔ خیر اب تمہیں کیا کہوں۔ اس بدکار کو سزا دینے جاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر بزور سحر پرواز کر کے غصہ کے ساتھ روانہ ہوا اور قلعہ سے نکل کر وہ دشت کو دیکھتا چلا گیا۔ جب کہیں پتہ نہ چلا۔ دل میں سوچا لشکر حمزہ کے سوا اور کہیں نہ ہو گی۔ یہ سوچ کر اسی جانب آیا۔ یہاں لشکر اسلام میں بھی ملکہ کو نہ پایا اور آگے بڑھا۔ پانچ کوس پر آگے جنگل کے بیچ ایک میدان بہاز باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک نوجوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اس کے زانوں پر رکھے لیٹے دیکھا۔ آتش غضب میں یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا۔ اور پکارا: میرا نام ظالم جادو ہے'' یہ سن کر سوگند پکاری: ''اے شہریار خبردار ہو جیئے۔'' قاسم بزم مسرت میں بیٹھا تھا اس وجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے۔ اس نے اٹھ کر تیغہ سحر کش اٹھایا۔ مگر اتنے عرصہ میں بلکہ ملکہ کو نیچے میں داب کر ظالم آسمان کی طرف اڑا۔ ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے نیچے نیچے دوڑتا چلا مگر کیا ہو سکتا ہے۔ یہ جاوہ جاؤ' روانہ ہوا اور قاسم بیہوش ہو کر گر پڑا۔ صیارہ نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر ہوشیار کیا۔ جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ آہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے پکارنا

غم اب تو ملا بجائے آرام ہمیں
اک لحظہ نہیں ہے ہائے آرام ہمیں

آتے نہیں خواب میں بھی وہ لوگ نظر
دیکھے سے جنھوں کے آئے آرام ہمیں

سیارہ شہزادے کا گو عیار ہے۔ مگر لنگوٹیا یار بھی ہے جس شہزادی سے ان کے باپ پیدا ہوئے' اس کی وزیر زادی سے یہ پیدا ہوا۔ جس طرح عمر و امیر سے ہنستا ہے برا بھلا کہہ لیتا ہے اسی طرح یہ بھی شہزادی سے کیا بلکہ ان کے باپ سے ہنسی مذاق کر لیتا ہے اس وقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے' دل تو اس کا بہت جلا۔ مگر شہزادے کی غفلت پر اس کو غصہ آیا۔ بولا: "بس آپ کی بہادری دیکھی۔ آپ کا یہی دعوئ شجاعت تھا۔ تیغہ لیتے ہی رہے اٹھایا نہ گیا۔ بہت بھاری تھا۔ اس وقت رانڈوں کی طرح ٹسوے گھلانا' اوئی اللہ کہہ کر سر پر ہاتھ رکھ کر رونا آتا ہے۔ اس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی' جو جان بیچ کر تین بار چلی آئی۔ جاؤ میاں تم سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ یہ ظالم جادو اس کا سسر ہے جاتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے کے پاس لے جائے گا۔ عشق بازی کوئی دل لگی نہیں ہے عشق بازی نام سر بازی کا ہے۔" قاسم کو اس کی باتوں سے غضب طاری ہوا۔ اور فرمایا "انشاء اللہ نرگس کوہ میں گھس کر ایسی تلواریں ماروں گا کہ خون کے دریا بہا دوں گا۔ میرا گھوڑا جلد حاضر کیا جائے۔" سیارہ طعنے دینے کو تیز تھا اب شہزادے کے بربادی کا جو خیال آیا۔ عرض رسا ہوا۔: آپ ٹھہرئیے میں جاتا ہوں۔" قاسم نے کہا: "اب ٹھہرنا کیسا؟"

عاشق سے بھی ہوتا ہے کہیں صبرو تحمل
وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھ کو

ناچار سیارہ نے اتنا تو کیا کہ جلدی سے سرداران قاسم کو اطلاع دی۔ وہ سب خدمت میں شہزادے کے آئے سمجھانے لگے: "حضور تامل فرمائیں' ہم لوگ جاتے ہیں اور شہزادی کو لاتے ہیں۔" قاسم نے کہا کسی کا کہنا نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ تمام سرداران بھی جلدی جلدی سوار ہوئے اور لشکر قاسم میں وردی پلٹنوں رسالوں کی بجی' کمر بندی ہوئی۔ سات لاکھ فوج نے کوچ کیا۔ زمین دہلنے لگی۔ غبار دشت سے ایک آسمان عدو

پرستم کرنے کو پیدا ہو گیا۔ طبل و نقارے بجے۔ بہادروں نے گھوڑے اٹھائے۔ آن واحد میں شہزادے کےقریب آ گئے اور اس کے ہمراہ چلے۔ قاسم نے کہا: "اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لے جانا اچھا نہیں۔ تم سب یہیں ٹھہرو' جو کوئی میرے ساتھ آئے گا' وہ میرا دشمن ہے۔ آخر لشکر تو مایوس ہو کر لوٹ گیا۔ لیکن سرداروں نے ساتھ نہ چھوڑا۔ کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا۔ اس ہلچل کو صدا امیر کے کانوں تک پہنچی۔ ہلکاروں سے پوچھا: یہ غل کیسا ہے انھوں نے سارا ماجرا تفصیلا عرض کر دیا۔ امیر نے فرمایا: "خدا خیر کرے' قاسم جاہل مزاج ہے اور ساحرون کا سامنا ہے وہ جا کر جان دے گا۔ مقبل تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر قاسم کے پیچھے جا' لیکن اتی ور رہ کر قاسم یہ نہ جانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا ہے۔ نہیں تو وہ تم سے لڑنے لگا گا۔"

یہ سنتے ہی مقبل بیرون بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی۔ چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور اس ماہ انجم صاحبقرانی کے پیچھے مثل ستاروں کے چلا۔ قصہ مختصر شہزادہ کے عقب میں یہ لشکر روانہ ہوا۔ شہزادہ کی رکاب سیارہ تھا سوگند بزور سحر اڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی۔

ادھر ظالم نے اس اسیر سلاسل الفت ملکہ پر حسرت کو قلعہ میں پہنچایا۔ خنظل شرمندہ' ندامت زدہ برج قلعہ پر کھڑی چشم براہ انتظار تھی۔ جب ظالم آیا اسے اور کچھ بن نہ پڑا اور دوڑ کر سیدھی پاؤں پر گری اور کہا "بھائی' تم نے میری آبرو رکھ لی۔ اب اپنے دامن میں مجھے چھپا لو۔ تمہاری امانت ہے ہے اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو۔ سامری کی قسم میں اف نہ کروں گی مجھے آہ نہ آئے گی۔" یہ کہہ کر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک طلائی زنجیر منگا کر پاؤں میں پہنائی اور غصہ سے بولی۔ "اے مردار' تو جو پرائے گھر کی نہ ہوتی اور میرا اختیار ہوتا تو پیسے پرکھ کر پیسے کے برابر بوٹیاں کاٹتی اور چیل کوؤں کو بانٹتی۔" یہ کہہ کر حکم دیا "ایوان شاہی میں جو پائیں باغ ہے' وہاں سے لے جا کر اس کو قید کرو۔" ملازم ملکہ کو لے گئے اور کئی جادوگرنیاں نگرانی کے

لیے مقرر ہوئیں۔ یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باغراز مسند پر بٹھایا۔

ملکہ اس شب ہجراں یار غم خوار سے جدا اسیر سلسلہ زلف و تاجسرت دیاس رد کر آسمان

سے باتیں کر رہی تھی: "اے جفا پسند! یہ تو نے کیا کیا اور میرے محبوب دلنواز کو مجھ سے جدا کیا۔ تجھے مجھ پر رحم نہ آیا' اپنا حال زار کس کو سناؤں اور اپنے محبوب کی کس سے خیریت معلوم کروں۔" ملکہ اسی طرح آہ درازی کر رہی تھی کہ رات کو خنظل نے آ کر بیٹی کا جو حال دیکھا۔ محبت مادری سے کلیجہ منہ کو آیا سمجھانے لگی۔

اسی دوران صبح ہو گئی اور خنظل قلعہ میں چلی گئی۔ برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور لشکر کے سردار کئی ہزار ظاہر ہوئے۔ سب کے بیچ میں شہزادہ گھوڑے پر سوار زیر قلعہ پہنچے۔ چونکہ راتوں رات شہزادہ بغیر رکے چلتا رہا اس لیے صبح کے قریب قلعہ جب پہنچا دلاروں سے نئے ڈیرہ جمایا اور لڑائی کے لیے تیار ہونے کا نعرہ مارا۔ ظالم نے کہا: "دیکھو آخر وہ فسادی یہاں بھی آیا' لیکن میں اسے زندہ کب چھوڑتا ہوں۔" یہ کہہ کر حکم دیا کہ قلعہ کی فوج تیار ہو کر باہر نکلے۔

ساحروں نے جلد جلد تیار کی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا' طائران سحر پر سوار ہوئے۔ تربیاں پھنکیں۔ قلعے کے پل کا تختہ اٹھوا لیا۔ قلعے کا بڑا دروازہ کھولا اور ساحروں کا لشکر باہر نکلا۔ ظالم اژدر شعلہ فشاں پر آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش سے مقابلے میں شہزادے عالی تبار کے آئے۔ ظالم شہزادے کا نعرہ سن کر میدان میں بجلی کی طرح کڑکتا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا۔ کبھی کبھی آسمان کی طرف آگ برسی اور کبھی تیروں کی بارش برسی۔ غرض سو طرح کی آفت آئی۔ تیغہ سحر کے سبب شہزادہ پر کوئی تاثیر نہ ہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کر کے کمر کو بتلا کر ظالم کے سر پر وار کیا۔ ظالم کے چار ٹکڑے ہوئے اس کے موکلوں نے شور عظیم مچایا آندھیاں اٹھیں' آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا' کہہ کر شہزادے پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی غازیوں نے گھوڑے دوڑائے کشت و خون کو نوبت آئی تہلکہ مچ

گیا' لشکران شہزادہ سحر کے ہاتھوں مجبور تھے مرتے تھے مگر گھس پڑتے تھے۔ سوگند نے
جو یہ حال دیکھا کہ شہزادے کی فوج سحر سے ہلاک ہوتی ہے۔ درہ کوہ میں گئی اور
سحر کرنیلگی' ساحروں کے لشکر پر تیر برسنے لگے۔ سب کیفیت قلعہ کی فصیل سے ملکہ
حنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہیں اپنی ایک سہیلی اسطرلاب جادو سے
بولی: "مسلمان زبردست ساحر ہوتے ہیں۔ میرے لشکر پر تیر گر رہے ہیں تو یہاں لے
جا اور کسی طرح ایسا سحر کر کہ تیغہر سحر کش ہاتھ آ جائے۔"
یہ سن کر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہو کر پتھر------ برسانے لگی۔ سوگند نے پتھر برستے
دیکھ کر ہر طرف دیکھا کہ یہ سحر کون کر رہا ہے معلو ہوا کہ اسطرلاب ہے۔ پس
یہ بھی اڑی اور اس کو غافل پا کر پشت پر جا کر ایک ناریل سحر کا مارا کہ اس کے
سینے سے نکل گیا وہ مرکز زمین پر گری صدائے شور بلند ہوئی۔ اتفاق سے ملکہ حسامہ'
دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا تو غضب کے ساتھ اڑ کر اس کی ہمسر ہوئی اور
سوگند کو پکڑ کر------- چاہا کہ سرکاٹ کر حنظل کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ اگر زندہ
لے جاؤں گی تو ملکہ نرگس چشم اس کو قتل نہ ہونے دے گی۔ غرض یہ قتل کرنا
چاہتی تھی۔ سیارہ نے دیکھا سوگند کے سحر سے تیر برستے تھے اب نہیں برستے معلوم ہوتا
ہے کہ وہ کسی آفت میں پھنسی ہے یہ سوچ کر اپنی صورت ملکہ حنطل کی سی بنائی
اور جہاں درہ کوہ میں سوگند تھی' وہاں آیا حسامہ کو خنجر پکڑے اس کو قتل کرنے پر
آمادہ پایا پکارا' دایہ صاحبہ' آپ نے بڑا کام کیا جو اس بے شرم کو پکڑ لائیں۔" حسامہ
نے جو یہ صداسنی اور حنظل کو اپنی تعریف کرتے پایا تعظیم بجا لائی۔ سیاں نے اس
کے قریب پہنچ کر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی فی الفور اس نجس کا سر تن سے
جدا کیا۔ غل و شور برپا ہوا کہ مارا سوگند نے حسامہ کو' یہ ہنگامہ جو حنظل نے دیکھا فوراً
نفیر سحر بجائی کہ لشکر قلعہ کے اندر چلا آئے ساحروں نے جو صدائے نفیر سنی سمجھے کہ
حنطل لڑنے سے منع کرتی ہے۔ اس لیے سب اڑ کر قلعے کے اندر گئے اور قلعے کا

دروازہ بند کر لیا۔ شہزادہ قاسم نے جب میدان صاف دیکھا۔ آج تو دن گزر گیا ہے کل قلعہ پر حملہ کروں گا۔ یہ فرما کر اسی جگہ خیمہ استادہ کرا کر قلعہ کو محصور کر کے اترا مگر وہ میں خیال کیا۔ سب کچھ کشت و خون و غیرہ ہوا' لیکن دلدار کا پتہ نہ ملا۔ سوچ کر بیقرار ہونے لگا۔ اسی بیتابی میں سیارہ کو بلا کر ارشادہ کیا: اب ہمارا کام ختم ہے۔" سیارہ نے کہا:" عشق کا یہی انجام ہے مر جائے گا تو عشق میں نام کر جائیے گا۔ قاسم نے کہا:" یار بھی ہم سے جدا ہے اور موت بھی ہم سے خفا ہے اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہے سیارہ نے شہزادے کا ابتر حال دیکھ کر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا بیٹھا شہزادے کو سمجھاتا رہا۔ جس وقت رات ہوئی سیارہ نے عیاری کے پہنے اور قلعہ کی طرف چلا۔ قلعہ کے دروازے پر پہنچ کر رکا اور سوچنے لگا کہ قلعہ کے اندر کیسے جاؤں۔ یہ تو یہاں کھڑا ہے۔ ادھر خنظل کو حسامہ دائی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا اس نے اپنے سر کے بال کھول کر پریشان کر کے جھٹکے۔ بالوں سے ایک سیاہی پیدا ہوئی اور لوٹ کر آدمی کی پرچھائیں بنی۔ خنظل نے کالی بلا سے کہا: "جا کر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑ لا۔" وہ کالی بلا حسب الحکم روانہ ہوئی اور شہزادے کے لشکر میں آ کر ہر سمت تلاش کر کے لوٹ گئی۔ کیونکہ سیارہ تو وہاں سے آ کر بمشکل ساحر قلعہ کے دروازے پر ٹھہرا تھا اسے کیونکر ملتا۔ اس نے خنظل کے پاس آ کر کہا کہ میں نے سب جگہ اس عیار کو ڈھونڈا کہیں پتہ نہ ملا' شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو۔ یہ سن کر خنظل مایوس ہوئی اور اشارہ کیا پرچھائیں' بالوں میں گھس کر غائب ہو گئی۔ اس وقت ایک رفیق آفت جادو نے عرض کیا: "اے ملکہ آپ سوچتی کیا ہیں اپنے شوہر زنانہ جادو کے پاس طلسم ہو شربا میں کسی کو بھیجیں اور اس حال کی انہیں اطلاع کیجئے۔ یہ مسلمانوں کی لڑائی بڑی سخت جنگ ہے' یہ لوگ نہ جادو کا مانتے ہیں نہ اپنے نزدیک کسی زبردست کو جانتے ہیں۔ سورج سے مقابلہ کرنے والے ہیں' ہوا سے لڑنے والے ہیں۔"

خنظل بولی: سچ کہتی ہو۔" اور پھر اپنے بالوں کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی۔

اس کالی بلا سے حکم کیا: "باغ سیب میں زنار افگن جادو کے پاس جا کر یہاں کی سب کیفیت بیان کرنا اور کہنا جلد چلو گھر سارا برباد ہوا۔ میں عورت ذات اکیلی ہوں مجھ سے کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ سب حلال اس طرح نہ کہنا کہ شاہ جادواں کے دربار والے سنیں اور میرا شوہر ذلیل ہو۔ انہیں الگ بلا کر چپکے سے کہنا۔"

اس حکم کو سن کر وہ پرچھائیں روانہ ہوئی۔ حنظل قلعے کا انتظام کرنے لگی۔

سیارہ قلعے کے دروازے پر کھڑا دعائیں کر رہا تھا کہ الٰہ مجھ کو کسی طرح اندر جانا ملے۔ اتفاق سے ایک محلدار، قلعے کے باہر اس کا گھر تھا۔ اس جنگ کے کئی روز بیشتر رخصت لے کر اپنا مکان میں آئی تھی۔ اس نے جو قلعے پر لڑی ہوتے سنی خیال کیا کہ اگر میں نہ جاؤں گی تو نمک حرام کہلاؤں گی۔ ایسے وقت میں شریک ہونا لازم ہے۔ یہ سوچ کر روانہ ہوئی جب قلعے کے قریب پہنچی پکاری کوئی یہاں سے سیارہ جو ساحر بنا کر کھڑا تھا۔ یہ کہہ کر سامنے آیا۔ اس نے کہا دروازہ کھلواؤ، سیارہ نے بڑھ چڑھ کر پکارا، محلدار صاحبہ آئی ہیں دروازہ کھولو۔ ساحر جو پہرے پر متعین تھے انہوں نے پھاٹک کی کھڑکی کھول دی۔ سارہ پہلے خود کھڑکی سے اندر آیا۔ پھر محلدار سے کہا: "آئیے وہ بھی اندر آئی۔ دربان سمجھے کہ یہ ساحر محلدار کے ساتھ ہے اور محلدار سمجھی کہ یہ بھی کوئی ملازم حنظل ہے الحاصل جب قلعہ کے اندر شہر میں آئے گو رات کا وقت تھا لیکن کمال حسین اور زر ریز شہر دیکھا۔ حسینان دہر اکٹھا تھے۔ دکانیں آباد اور روشن تھیں۔ سڑکیں پختہ اور ہموار بنی تھیں کہ کہکشاں فلک کو شرماتی تھیں۔ سیارہ محلدار کے ساتھ سیر کرتا ایک گلی میں آیا۔ وہاں تنہائی جو پائی اپنے پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا: "بی محلدار صاحبہ، اس عطر کو سونگھیے۔ میں نے بنوایا ہے۔ بتلایئے تو کتنے تولے کا ہے۔" اس نے شیشی لے کر نتھنوں سے لگائی، فوراً چھینک آئی بیہوش ہو کر گری۔

سیارہ نے اس کے کپڑے اتار لیے اور گوشے میں بیٹھ کر اس کی سی صورت بنا۔ اس

کو خوب بیہوش کر کے وہیں چھوڑا۔ آپ آگے بڑھا۔ راہ میں سوچا کہ حنظل آج کل برج قلعہ پر رہتی ہے' وہیں ملکہ بھی ہو گی۔ یہ سوچ کر اسی جانب چلا۔ جب برج کے قریب پہنچا۔ ایک کہاری ادھر سے آتی تھی۔ اس نے سلام کر کے کہا: "بی محلدار کہاں تھیں۔ حضور کئی بار یاد کر چکیں۔ سیارہ نے جواب دیا: "بی کیا کہوں' خوب ہوا جو میں نگوڑی یہاں نہ تھیں نہیں تو مفت میں پکری جاتی۔" بھلا سنوں تو کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو۔" کہاری نے کہا: "بس زبان کھلواؤ۔ اے بی کیا تم ننھی ہو' لشکریے یار تو گھر گھیرے پڑا ہے اور پھر تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا۔"

سیارہ نے کہا: "میرے سر کی قسم' ہم کو ہے ہے کرے جو نہ بتائے' سچ کہو کیا معاملہ ہے۔"

کہارنی نے کہا: "حاشا اللہ' بی بی میں کانوں پر ہاتھ دھرتی ہوں' جس کا پاپ اس کا باپ نہیں جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہاں اتنا تو سنا کہ کہیں دھگڑے دیار کے پاس پکڑی گئیں۔ لو بی بی یہ شہزادیاں ہیں جن کو محل کیسا' کوئی کونا آڑ بھی نصیب نہ تھا۔" سیارہ سے کہا: "بچی ہے نادان وہ کیا جانے اور وہ مردوا بھی ایسا کچھ دریہنہ نہ ہو گا کسی کا ننھا سا لاڈلا ہو گا۔ پھر میدان نہ ہٹا تو کیا ہوتا۔" کہاری تڑق کر بولی: "بی بیٹھو ایسی ننھی بھی نہیں کہ روٹی روٹی پانی کو مم کہتی ہیں۔ منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔ نوجائے دس کھلائے شادی ہو جاتی تو چار بچوں کی ماں ہوتیں۔ اتنا جانتی نہیں کہ آشنائی یوں کرتے ہیں۔ یہ نہ جانتی تھیں کہ بیچ میدان میں جو ہم لے کر بیٹھے ہیں اس کا انجام کیا ہو گا۔ آدمی اپنا نفع نقصان تو سوچ لیتا ہے۔ اکیلے گھر میں تھتکاری (بیڑی) پہنے پڑی رہتی ہیں۔ سیارہ نے کہا: "حنظل نے اپنے پاس قید کیا ہو گا۔"

کہاری نے جواب دیا: "نہیں ایوان شاہی میں جو پائیں باغ بنا ہے وہاں قید میں حنظل خود اس کا پہرہ دیتیں یا لڑائی کا بندوبست کرتیں۔ عورت ذات کو شاباش کہو جو سب طرف دھیان رکھتی ہے۔"

سیارہ نے کہا: "خیر جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں حضور کے پاس تو ہو آؤں۔" یہ

کہہ کر آگے چلا۔ کہاری بھی اپنی راہ گئی۔

○○○

• زنار افگن جادو

سیارہ ادھر سے پھر کر ایوان شاہی کو ڈھونڈتا آخر وہیں آ کر پہنچا۔ اس کا رخ رفعت بخش قصر کسریٰ کو بہت رفیع دیکھا۔ ہر کنگرہ اس کا بہ از مشکوے پرویز تھا۔ ہر کنگرہ اس

کا بہ از مشکوے پرویز تھا' بلکہ خورنق بہرام جس کو نعمام بن منظر نے بنایا تھا نظر آتا تھا۔ سیارہ تو ازبسکہ محلدار کی صورت بنا ہوا تھا' کسی نے اس کا منع کیا۔ اندر قصر کے گیا ہر سمت دروازے لگے تھے' ایوان کے بیچ تخت شاہی بچھا تھا کرسیاں دنگل قرینے سے سجے تھے۔ ایک طرف زنانی دیوڑھی پر پردہ زنبوری پڑا تھا۔ ہزار ہا دربان کھڑے تھے' لیکن یہ پردہ اٹھا کر چلا' دربان نے پوچھا: "کہاں جاؤ گی۔"

سیارہ نے کہا: "مونڈی کاٹے اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتے محلدار میں مدت کی آنے والی آج مجھے بھول گیا۔"

سپاہی بولا: "محلدار اج تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو۔"

ایک شخص بولا: "آج جوبن بھی زیادہ ہے۔"

محلدار نے کہا: "شامتیں آئی ہیں' موئے زبان کا مزہ لیتے ہیں۔" یہ کہہ کر پردے کے اندر جا کر ہاتھ نکال کر انگوٹھا دکھایا "ناشدنیو' تم ارمان میں رہو گے اور میں ہتھے نہ چڑھوں گی۔ غرض یہ کہ آگے بڑھا۔ محل کے اندر ایک آدھ نے پوچھا: "بی محلدار کیا ہے۔"

محلدار نے کہا: "موئے سپاہی ایسا ہنساتے ہیں کہ پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ زیر ناف درد ہونے لگا۔"

خلاصہ کلام آگے چل کر قلما قنیوں' ترکنوں' حبشنوں کے عملے کو طے کر کے باورچی خانے سے گزر کر دو دو منہ ہر ایک سے ہنستی باتیں بناتی پائیں باغ میں آئی۔ عجب تختہ گلزار بہار آگیں دیکھا کہ جہاں کی ہوا نسیم بہار کا اعتدال بخش تھی اور شامہ بہار

روح افزا دماغ جان کو معطر فرماتی۔

گلستانے چو گلزار جوانی
گلشن سیراب زاب زندگانی

نوائے عندلیش عشرت انگیز
نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیارہ ہر سمت دیکھتا‘ صحنچیوں میں کنیزوں‘ انیسوں‘ جلیسوں کی باتیں سنتا جاتا تھا کوئی کہتی تھی ”دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہے دوسری جواب دیتی“ دو میں ایک کی جان جائے گی‘ سر کٹے اور کیا ہو گا۔“ کوئی دانتوں میں انگلی دابے ہا ہا کرتی تھی‘ کوئی ناک بھوں چڑھائے کہتی تھی: اتنے سے بت پر اس چھوکری نے یہ آفت ڈھائی کہ مردوا ساتھ لگا۔ اماں باوا کی ناک کٹوائی‘ یہ معرکہ ڈال دیا۔ اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی تھی‘ کوئی مستی لگاتی تھی‘ کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ‘ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی نہیں۔ بات ایسی میٹھی نہیں۔ سیارہ یہی کیفیت دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہنچا۔ یہاں تلنگنوں کا پہرا کھڑا تھا۔
ایک تلنگن پکاری: ” کون ہے۔“
سیارہ نے کہا: ”محلدار۔“
تلنگن بولی: ”اندر نہ جانا۔“
محلدار نے کہا: ”نہ جاؤں گی‘ مجھے کیا پڑی ہے جو جیسا کرے گا‘ ویسا پائے گا۔ پہرے والیوں کا راج ہے اپنا پرایا پہچانتی نہیں‘ صاحب‘ ماں کی ماما اس نے توخیر صلاح کو بھیجا۔ گلوریاں بھیجیں‘ ہم ہر وقت کے پاس رہنے والی‘ لے کر آئے ہیں۔ یہ کہتی ہیں اندر نہ جانا‘ میں سچ کہوں‘ جمشید کی قسم مجھے آج تک کسی نے روکا نہیں۔ میں جوتی

کی نوک پر ایسی نوکری مارتی ہوں کیا مجھے ناک کاٹیوں نے کتنی مشاطر مقرر کیا ہے' جو
جانے کی مناہی کرتی ہیں۔ ملکہ اتنے پہرے میں جو آ گئی ہے جانتی ہیں اب ماں بیٹی

میں ملاپ نہ ہو گا۔ وہی مثل ہے: "ماں بیٹیوں میں لڑائی ہوئی' لوگوں نے جانا بیر پڑی۔"
یہ کہہ کر سیارہ لوٹ کر چلا دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی۔ اس سے کہا:
"ارے جانے دے۔ سچ ہے یہ لوگ ناک کا بال ہیں دو دن میں ایک ہو جائیں گے
اور اس وقت معلوم نہیں یہ کیا کیا جا کر لگائے گی ہم تم پہرے کے لیے ہیں' کبھی
سامنے جانا نصیب نہیں ہوتا۔ پھر ہماری کون سنے گا۔"
یہ کلام تلنگنی نے سن کر محلدار کو پکارا: "بی محلدار خفا نہ ہو جاؤ' جاؤ ہم بھی تو
حکم کے تابع ہیں۔ اگر نہ روکتے تو ابھی تم بھی الزام دیتیں کہ تم کیسے پہرہ پر کھڑی
تھیں کہ میں چلی گئیں اور کسی نے نہ روکا۔"
محلدار نے کہا: "بی بی' سچ کہتی ہو' مگر اجنبی کو روکتے ہیں۔"
یہ کہتا ہوا بارہ دری کے اندر گیا۔ یہاں شیشہ آلات روشن تھا قاقم کا فرش بچھا تھا۔ ایک
طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہ رہی ہے اور چار مغز ساحرہ کھٹولی بچھائے ملکہ
کے پہرہ کے لیے بیٹھی ہیں لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت تپ مفارقت سے جب ہوش
میں آتی ہے تو بتیا بانہ زبان پر لاتی ہے

لے اڑی لاشہ ہوا لاغر زبس تن ہو گیا
ذرہ ریگ بیاباں اپنا مدفن ہو گیا

ایک ہی جنبش میں تھی صد راحت خواب عدم
طفل ہائے اشک کو گہوارہ دامن ہو گیا

بے کسی سے نزع میں اپنے کو رویا آپ میں

دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہو گیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیاں نے پوچھا: "بی محلدار کہاں آئیں۔ محلدار نے سلام کیا اور کہا: "بی بی حکم حاکم سے ناچاری ہے نہیں تو یہاں آتے بوٹی کانپتی ہے لو یہ گلوریاں حضور نے شہزادی کے لیے بھیجی ہیں اور فرمایا ہے کہ سمجھا کر ان کو کھلانا کہ بچپن سے ملکہ کو پان پر پان کھانے کی عادت ہے ایسا نہ ہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے۔"

یہ کہہ کر خاصدان سے چاروں کو گلوریاں نکال کر دیں کہ تم بھی کھاؤ بلکہ سب تھوڑی کھائیں گی۔ رئیس کے یہاں سارا مال نوکر کھاتے ہیں آدھے کا تہیا سرکار کو ملتا ہے۔
سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھتے تو بتانا نہیں' تمہارا مال ہے۔"
وہ جادوگرنیاں ان باتوں سے خوش ہو گئیں اور وہ گلوریاں چاروں نے کھائیں بیہوش ہو گئیں۔ سیارہ ملکہ کے قریب گیا۔ ملکہ نے محلدار کو دیکھ کر فرمایا: "اے محلدار اب ہمارا وقت آخر ہے۔"
محلدار نے کہا: "حضور میں سیارہ ہوں۔"
ملکہ یہ سنتے ہی اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا کہو بھیا سوگند کیسی ہیں۔
بظاہر کو سوگند کو پوچھا مگر اس پردے میں گویا شہزادے کا حال دریافت کیا۔ سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی یہ بھی بیہوش ہوئی اس نے پشتارہ میں باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیاں کے ایک ساحرہ اور مخفی مکاندار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اس نے پوشیدہ ملکہ کی باتیں سن کر سیارہ پشتارہ باندھ رہا تھا کہ جا کر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہے۔ وہ سنتے ہی بعضب تمام چلی اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر گری اس نے ہر چند چاہا کہ پشتارہ لے کر بھاگ جاؤں حنظل نے سحر کر دیا اور زمین نے پاؤں پکڑ لیے۔ اس نے ملکہ کو چھین کر ہوشیار کر کے گھرکا: او بے حیا تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہیں جاتے۔"

ملکہ نے کہا: "اس میں میرا کوئی گناہ نہیں اگر کوئی مجھے آ کر بیہوش کرے تو میں کیا کروں۔" خنطل نے سوچا، یہ سچ کہتی ہے۔

"بولی: "بیٹا، یہ بد ذات مسلمان ایسے ہی ہیں"

ملکہ نے کہا: "تم مجھے مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے۔"

خنطل بولی: "اس موٹے عیار کو میں قتل کرتی ہوں کہ تجھے لے کر جاتا ہے۔"

سیارہ یہ کلام سن کر ڈرا اور گویا ہوا: "میرے بھائی، تجھے آ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے۔"

حنطل نے سوچا کہ یہ عیار بڑے چالاک ہوتے ہیں لشکر اسلام میں بہت ہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے قتل کرنے سے تجھے ضرر پہنچائیں۔

اس کو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر مکاندار سے کہا "اس کو لے جا کر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈالا تیرا کوئی کیا کرے گا"

وہ یہ حکم پا کر سیارہ کو پنجے میں داب کر لے اڑی اور باہر قلعے کے، دامن کوہ میں لائی۔ ضائے کار مقبل جو عقب میں قاسم کے چلا تھا۔ آج شام کو آ کر پنچا مگر شہزادے کے لشکر سے دو کوس پیچھے اترا۔ ازبسکہ شب ماہ تھی چاندنی کی کیفیت کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کسی کو پنجے میں دابے لے جاتی ہے۔ یہ تو قادر انداز بے بدل ہے کہ شب تار میں بال کو تیر سے پروتا ہے اس نے تاک کر جو تیر مارا۔ مکاندار کے سینے پر پڑ کر پشت کو توڑ گیا۔ وہ مر کر گری شور برپا ہوا اور ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا۔ مقیل نے دوڑ کر ہاتھوں پر روکا اور زمین پر اتارا۔ دیکھا سیارہ ہے ہوشیار کر کے کہا: "تجھے خدا نے بچایا۔ اس نے کہا زندگی تھی بچ گیا اور اپنی عیاری کی ساری کیفیت بیان کی پھر وہاں سے رخصت ہو کر قاسم پاس آیا۔ وہ یاد مطلوب کر رہے تھے سیارہ کو دیکھ کر پکارے: "اے یار دلنواز کہو اس معشوقہ یا مروت کی کیا کیفیت ہے۔" سیارہ نے ساری کیفیت خدمت والا ہمت شہزادے کی خدمت میں عرض کی۔ اس نے جب سنا کہ مطلوب کو نہیں لایا۔ یہ بے مقصد لوٹ آیا ہے آہ و زاری

کرنے لگا۔ اسی عیاری میں وہ رات ختم ہو چکی تھی۔
قاسم نے اٹھ کر نماز پڑھی اور دعائے فتح و ظفر مانگ کر کمر بندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آ کر سمجھا کہ اب تو میرا آنا سیارہ نے شہزادے کو بتا دیا ہو گا پھر اب مجھے بھی شہزادے کے پاس جانا چاہیے یہ سوچ کر فوج کو تیار کر کے' آپ سب سے پہلے خدمت شہزادہ میں پہنچ کر مراسم نیاز مندی بجا لایا۔ امیر کی طرف سے دعا کی اپنا آنا بیان کیا۔ شہزادے نے اسے خلعت دے کر کار سازی لشکر کا امر فرمایا۔ اس نے باہر ا کر تمام لشکر کو آراستہ کیا۔ اس کروفر سے جب قلعے کے روبرو پہنچا لشکر نے صف کھینچی۔ ادھر حنظل بھی ملکہ کو قید سخت میں مبتلا کر کے برج قلعہ پر آئی۔ شہزادے کے لشکر کو صاف آرا دیکھا۔ فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا اور آج خود مقابلے کا رادہ کیا ابھی قلعے کے برج سے نہ اٹھی تھی کہ سامنے صحرا کی طرف سے گرد داڑی اور رنگ برنگ کے بادل ظاہر ہوئے اور ساحران غدار بد ہیت بد شعار ان پر سوار دکھائی دیئے۔ ہر ایک اپنی صورت ڈراؤنی بنائے ماتھے پر اور منہ پر ٹیکے لگائے سانپ سر سے لپیٹے اور منہ سے رال اڑاتے تھے۔ آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیوں کے مالے گلے میں ڈالے جواہر۔ بیش قیمت کے اپنے بازو پر باندھے کمر میں کر دھنی سونے کی بندھی' ظاہر ہوا۔ اس فوج کا زمین پر خیمہ و خر گاہ بھتر و بنگاہ کا سامان عرابہ اور گردوں پر لدا چلا آتا تھا جب قلعہ کے قریب وہ لشکر پہنچا فوج ساحران ہوا ہے اتر کی مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ جوان ساحر خوش رو قلعہ کے برج کی طرف چلا۔ حنظل نے جو اسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد ملکہ کا منگیتر طولان بن ظالم جادو ہے۔ اپنے آپ کے مارے جانے کی خبر سن کر قاسم سے مقابلہ کے لیے آیا ہے۔ بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی قلعے کے برج سے اتری اور اس کے قریب آ کر اس کے گرد پھیرنے لگی۔ سمدھی کو یاد کر کے روئی۔ طولان نے جھک کر با ادب تمام سلام کیا۔ اس نے بلائیں لیں گلے سے لگایا اور کہا: "بیٹا تمہارے باپ مارے گئے اب تمہارے چچا یعنی میرے شوہر جو تمہارے خسر بھی ہوتے

ہیں طلسم آیا چاہتے ہیں' میں قاصد بھیج چکی ہوں وہ آ کر اس موذی کو سزا دیں گے۔
خوب ہوا جو تم آ گئے۔ چلو قلعہ میں چل کر اپنی منگیتر کی نگہبانی کرو۔ میں آج اس
لڑائی سے مہلت پا کر عقد کر دوں کہ تم اس کو اپنے قبضے میں رکھو۔
یہ سن کر طولان نے شرما کر سر جھکا لیا اور کہا: "اماں جان میں اس وقت اس مسلمان
کو سزا جا کر دیتا ہوں۔ آپ برج پر بیٹھ کر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمایئے۔
سوگند نے کہا: "یہی ملکہ کا منگیتر ہے"
سیارہ نے قاسم سے آ کر کہا: "ذرا سنبھل کر لڑیئے گا یہ شخص پورا حریف یعنی آپ
کا رقیب ہے۔"
قاسم نے کہا: "خدا مالک ہے۔"
غرضیکہ لشکر مقابل میں صف آرا ہوا۔ ادھر نفیر سحر بجی ادھر طبل رزمی پر چوٹ پڑی۔
صفوف جدا و قتال آراستہ ہوئیں نقیب للکارنے جوانوں کو پکارے: " ہاں دلاور ہمت نہ
ہارو' روشن کو ٹوک کر مارو۔ بہادری میں دو جہاں کا عیش و آرام ہے۔ نامردی میں
بمو جب مثل نکلتا جیسے' برے احوال۔ زندگی حرام ہے۔"
شہزادہ دلاور جب اس کے مقابل آئے۔ طولان تیغہ سحرکش ان کے زیب کمر دیکھ کر
خائف ہوا اور اژدھا ہے سے اتر کر سحر کی جھولی سے ایک پتی نکال کر زمین پر کھڑی
کی۔ آپ بیٹھ کر سحر پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پتلی غائب ہو گئی اور قلعہ کی
جانب سے ایک تخت اڑتا ہوا آیا۔ قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم تخت سوار ہے۔
آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ پاؤں میں زنجیر پڑی ہے قید سخت ہے سر کے بال پریشان
ہیں آنکھیں یار کی دید کے بغیر حران ہیں۔ اس گلعذار کے رخسار طمانچے کھانے سے
نیلے مثل سوسن ہیں۔ لب گل برگ تر پر مستی کی بجائے اداسی چھائی ہے۔ حضرت عشق
نے عجب صورت بنائی ہے۔ حیرت ہے انگشت بدنداں ہے زبان سے راز عشق اور جمال
یار کی مدح خواں ہے

اس انجمن میں کوئی دل شادماں نہ تھا
تھی اجڑے گھر کی رات سواد جہاں نہ تھا

جب تک انہیں پسند تھی آنکھوں کی سادگی
کاجل کی کوٹھڑی میں بھی پنہاں دھواں نہ تھا

تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل
اس نیند کے نصیب میں بخت جواں نہ تھا

بجلی تھی مہرباں کبھی آتش کی تھی
صد شکر بے چراغ مرا آشیاں نہ تھا

مسکا دیا جو زخم محبت نے ہر جگہ
اتنا بھی تنگ جامہ تاب و تواں نہ تھا

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شہزادے کے آئی۔ قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور ملکہ کی طرف دوڑا۔ سوگند نے جو یہ کیفیتی دیکھی پکاری: "اے شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری ہے، ملکہ نہیں ہے دھوکا نہ کھایئے تیغہ سحر کش سنبھالیے۔ شہزادے نے جو یہ صدا سنی۔ تیغہ پر ہاتھ ڈالا۔ ملکہ نرگسی نے انگلی اپنے دانتوں میں دابی اور بحسرت شہزادے کو دیکھ کرو رونے لگی۔ آہ سرد بھر کر بولی: "کیوں شہزادے یہ تیغہ ہم نے اسی لیے دیا کہ تم ہمیں پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ میں نرگسی چشم نہ سہی شبیہ تو ہوں۔ تم کو صورت جاناں پر ہاتھ اٹھائے شرم نہیں آتی۔ لاؤ یہ تیغہ مجھے "دو شہزادہ پیکر جاں فریب مطلوب دیکھ کر ایسا دیوانہ عقل و خر سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام

کار نہ تھا اور فرمایا: "یہ تیغہ حاضر ہے لو اور اس جرم میں کہ میں نے تم پر تلوار کھینچی ہے۔ مجھے گھائل کرو۔"

اس تصویر نے جیسے ہی اس کے ساتھ سے تیغہ لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہو گیا۔ اسی اندھیرے میں طولان آ کر شہزادے کی کمر میں پنجہ دے کر لے اڑا۔ سوگند نے سحر پڑھ کر دستک دی وہ تاریکی دور ہوئی۔ سب نے دیکھا کہ شہزادے کے طولان پنجے میں دابے لیا جاتا ہے۔ سیاہ رنگ نے سوگند سے کہا: "لشکر کی خبر گیری کرنا میں شہزادہ کے تعاقب میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر شہزادے کو دیکھتا چلا۔ ادھر فوج ساحران لشکر شہزادے پر حملہ زن ہوئی۔ سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھ کر زمین دوہتڑا مارا۔ زمین سے سیاہ غبار اڑا اور دیوار کی مانند طولان اور قاسم کے لشکروں کے درمیان حائل ہو گیا۔ ساحران ہر چند کوشاں ہوئے کہ اس دیوار کو ہٹا دیں اور لشکر حریف کو قتل کریں لیکن ناکام رہے۔ اس اثنا میں خنظل کا حکم پہنچا: "طوران کے آنے تک جنگ نہ کرنا۔ لشکر کی صفیں آراستہ رہیں تا کہ وہی آ کر اس لشکر کا کام تمام کرے۔" غرض یہ کہ اس حکم سے ساحران کی فوج رکی ادھر سردار شہزادے کے انتظار میں ٹھہرے لیکن خنظل نے آفت جادو اپنی رفیق کو بھیجا: "طولان سے جا کر کہہ میاں قلعہ میں دغاباز گنہگار کو لا کر قتل کرو کہ اہل قلعہ خوش ہوں۔"

آفت اڑ کر طولان کےپاس ہوا میں پہنچی اور خنظل کا پیغام دیا۔ اس نے جواب دیا: "قلعے کے اندر جانا اس کا اچھا نہیں' وہاں ملکہ اس کی عاشق ہے ایسا نہ ہو کہ اس کو ہلاک ہوتے دیکھ کر اپنے اپ کو بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد ہو جائے۔ میں اس کا سر کاٹ کر اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ملکہ جب سے سنے گی کہ میرا عاشق مر گیا۔ رنج تو ہو گا لیکن صبر کر کے چپ ہو رہے گی کیونکہ سنا ہوا حال دیکھنے کے برابر نہیں ہوتا۔

آفت یہ کلام سن کر لوٹ گئی اور سب کیفیت خنظل سے آ کر بیان کی وہ سن کر خاموش ہو رہی اور طوران' دامن کوہ میں قاسم کو لایا وہاں کھڑا کر کے عتاب و خطاب کرنے لگا۔ اسی اثنا میں وہ سحر کی پتلی جو ملکہ کی صورت بن کر گئی تھی' تیغہ سحر کش لائی۔ طولان نے تیغہ لے کر پتلی سے کہا: "جا" وہ منہ کھول کر کھڑی ہو گی۔ اس کے منہ نے پتلی اٹھا کر اپنی جھولی میں رکھ لی۔ قاسم نے یہ ماجرا دیکھ کر دل سے افسوس کیا کہ ملکہ کی صورت بن کر یہ ساحر حوا بھی گیا ہے میرے سامنے آتا تھا' اور میں نے تیغہ دے دیا۔

طولان نے غصہ کے ساتھ کہا: "اے نالائق' تو میر منگیتر کو بھگا لے گیا تھا۔ اب کہہ کر تجھے کس طرح قتل کروں۔" شہزادے نے اس کے کلام کا کوئی جواب نہ دیا۔

اس اثنا میں سیارہ جو تعاق میں چلا تھا' پہنچا اور خنظل کی سی صورت بن کو طولان کے پاس آیا اور کہا: "خبردار شہزادے کو قتل نہ کرنا' نہیں تو بہت پچھتائے گا۔" طولان نے یہ کلام سن کر کہا: "دور بھی ہو' تو کوئی اس کی طرف داری معلوم ہوتی ہے۔

سیارہ نے دیکھا کہ شہزادہ پر کوئی ظاہری قید یا سحر نہیں ہے۔ یہ سمجھ کر طولان کے پاس سے بھاگا مگر کہتا گیا: " اے شہزادے کھڑے کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لاف زنی کرتا مارو اس کو۔ تم پر کوئی سحر نہیں ہے۔"

قاسم ایک سکتے کے عالم میں کھڑا تھا اس کے کہنے سے چونک گیا اور دوڑ کر طولان سے لپٹا۔ ایک ہاتھ گلے پر رکھ کر اس طرح دبایا کہ وہ منہ سے کچھ بول نہ سکا۔ قاسم نے اس کو گرا کر دوسرا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر گردن کو دھڑ سے مع زنخرے کے علیحدہ کر لیا۔ پھر آگ اور پتھر برسنے لگے اور شور و غل برپا ہوا۔ قاسم نے تیغہ سحر کش لیا اور سیارہ کو اس کے سحر کا جھولا اور جواہر جو وہ پہنے تھے۔ اتار لیا۔ پھر وہاں سے خوشی کے ساتھ لشکر میں آئے۔ سوگند نے وہ دیوار نما غبار لشکر سے دور کیا۔ شہزادہ تیغہ سحر کھینچ کر نعرہ اللہ اکبر مار صف عسکر ساحران میں جا پڑا۔ سوگند نے ناچ لگانا شرو کیا اور مقبل نے تیروں کا مینہ برسایا۔ شام کے وقت لشکر ساحران میں طبل

بازگشت بجا۔ ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر قلعے میں گیا۔ خنظل نے جب قاسم کو مع تیغہ سحر لڑتے دیکھا تو ساحروں کو بھیج کر طولان کا حال کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے آ کر اس کو مردہ پایا۔ لوٹ کر خنظل کو اس کے مرنے کی اطلاع دی۔ خنظل لڑائی کا انتظام اور قلعہ کی حفاظت کر رہی تھی' جا نہ سکی رو کر چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ میں آئی کا دروازہ بند کر کے اور حفاظتی افسر مقرر کر کے روتی ہوئی: "ہائے میرے مرادوں والے دولہا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا------ لاش پر آئی' خوب روئی اور پیٹی

جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول ان کے آ گئے
مسند سے دولہا اٹھتے ہی تکیہ میں سو گئے

ہائے آئی برات میرے نوشا کدھر گئے۔ اے میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کرے گا' اے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی' ہائے اس کی مانگ اجڑ گئی۔ تم کیسی میٹھی نیند' رات بھر کے جاگے پاؤں پھیلائے سو رہے ہو۔ آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوئے آغوش لحد میں جا کر لیٹے۔"
خلاصہ کلام رو پیٹ کے لاش کو اپنے آئین اور دین جمشدی کے موجب اٹھایا تو اس ہنگامہ اندوہ و الم میں مصروف رہی۔ لیکن شہزادہ قتل و قمع کر کے جب پھر لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قائم کیا اور شہزادہ خیمہ میں پلنگڑی پر آ کر لیٹا۔ پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جاناں میں سر دھننے لگا

دل سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اٹھے گا
کھٹکے گا کلیجے میں یہ کانٹا ابھی کچھ اور

آئی ہوئی اس کی نہ مرے سر کہیں آ جائے
گردن کو جھکائے نہ بڑھاپا ابھی کچھ اور

سکھلائے کہیں رنگ بدلنا نہ مری آہ
بہروپ دکھائے نہ دنیا ابھی کچھ اور

جب شہزادے کی بیقراری حد سے بڑھی سیارہ اور سوگنا۔ نے آ کر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا۔ یہاں تک صبح ہو گئی۔
جب دوسری صبح لشکر قاسم قلعہ کے روبرو پہنچا خنظل رو پیٹ کر طولان کی لاش اٹھا کر برج قلعہ پر بیٹھی تھی۔ آمد لشکر قاسم دیکھ کر خود عازم جنگ ہوئی۔ اس وقت آفت جادو' اس کی مصاحب نے عرض کیا: آج میں مقابلہ کو جاتی ہوں اور اس ناسزا کو سزا دیتی ہوں۔ خنظل نے اس خلعت سرفرازی دے کر طولان کی بچی کھچی فوج کو کمر بندی کا حکم دیا۔ ساحر جلد از جلد تیار ہوئے' قلعہ کا دروازہ کھلا' فوجی علم ظاہر ہوا تخت اور اژدر ساحروں کے نکلے۔ میدان جنگ میں صفیں جم گئیں

مقام اپنے سے جب آئے وہ باہر
وہ چنداں ہو گئی وہ شورش شر

کریں شورش کا دو دیا ارادہ
کوئی طوفان نہیں اسے سے زیادہ

معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو
کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل لشکر کی صف آرائی کے بعد آفت میدان میں آئی اور نعرہ زن ہوئی: " قاسم تیغہ سحر کے بھروسے پر لڑتا ہے یہ بھی صدقہ ملکہ نرگسی کا ہے ورنہ اب تک تو زندہ درگور ہوتا۔ آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے میں روانہ کر کہ اس سے راہ عدم دکھاؤں مزا سرکشی کا چکھاؤں۔" یہ صدا سن کر سردار ان قاسم کو تاب نہ رہی اور زیر اے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ تھامی اور تین چھلانگوں میں فاحشہ کے روبرو پہنچا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار سپ مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زیر اے سے مقابلہ کرنے لگا۔ دونوں میں پہلے تو نیزہ چلا جب دونوں برابر رہے تو سوارنے نے سحر زدہ تلوار لگائی اور ایسا سحر پڑھا کہ زیر اے بیحس و حرکت ہو گیا سوار نے کمر میں ہاتھ دے کر زین سے اٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ انوں نے لے جا کر خیمے کے اندر قید کیا۔ ادھر سوارنے پھر مقابلے کے لیے للکارا۔ سلیم شیر شکار' شہزادے سے اجازت لے کر رزم کے لیے گیا۔ نیزہ دری کے بعد شمشیرزنی کی نوبت جب آئی سوار سحر نے ان کی بھی وہی حالت کی گرفتار کر کے لشکریوں کو دیا اور پھر مقابلے کے لیے للکارا۔ اسی طرح چالیس سردار جانباز اس نے گرفتار کئے۔ دن تمام ہو گیا۔

ہوا تھا گرد سے آلودہ رومہر
گیا دریائے مغرب میں فر و مہر

اڑا ایسا غبار لشکر زنگ
ہوا رخت جہاں کعبے کا ہمرنگ

پھر اپنی طرف ہر اک لشکر
کہ راحت کے لیے شب ہے مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوئے' آفت خیمہ کے اندر نہ گئی فوج ساحران کو لے کر عسکر شہادہ دلاور کے مقابل اتری کیونکہ ہر صبح قاسم قلعہ حر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے' اگر کوئی سامنے اترا ہو گا تو قلعہ پر یورش نہ کرے گا اور اسی لیے اس نے شہزادے کے سرداروں سے مقابلہ رک رک کر لیا کہ دو ایک روز اسی حیلہ میں بسر ہوں تا کہ زنار' شوہر خنظل آ جائے۔ اگر شہزادے سے میں رادہ جنگ کروں گی تیغہ کے سبب ایک ہی روز میں فیصلہ ہو جائے گا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ قصہ مختصر جب لشکر ساحران قلعے کے باہر اترا۔ دونوں لشکروں میں پہریدار گشت کرنے لگے۔
سیارہ نے قاسم سے کہا: "آپ کے دادا کا یہ آئین نہیں کہ حریف لشکریوں سے طلب جنگ ہو اور افسر سبقت کر کے آپ لڑنے لگے۔ دیکھے امیر باوجود اسم اعظم جانتے ہیں مگر پیش قدمی نہیں فرماتے جو جس سے جنگ کا خواہش مند ہوتا ہے اس کو لڑنے بھیجتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ کو بھی تامل کرن ہو گا اور زمانہ ہجر مطلوب طول کھینچے گا۔ میں دشمن کے لشکر میں جاتا ہوں آپ واہ کو مضبوط کر کے آرام کریں اور نظر بہ فضل کریم کار ساز رکھیے۔
یہ کہہ کر صورت اپنی ساحرہ کی سی بنائی اور حریف کے لشکر کی راہ لی۔ جب لشکر میں داخل ہوا دیکھا آفت اپنے خیمے میں عشرت میں مشغول ہے۔ ناچ دیکھ رہی ہے جام شراب گردش میں ہے۔ یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت جو آیا' دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہے۔ پر وہ جواہر دور پڑا ہے پہرا وغیرہ نہیں ہے تخلیہ ہے اس نے پردہ------ اٹھا کر دیکھا اس سوار سحر کو سونے کے پلنگ پر خواب راحت میں پایا فور ایک لوٹ مار کر اپنے تئیں زیر پلنگ پہنچایا اور کفچے میں سفوف بیہوشی رکھ کر اس کے نتھنوں سے سے ملکی لگا کر پھونکا' سوار بیہوش ہو گیا۔ یہ پلنگ کی چادر میں پشتارہ باندھ کر وہاں سے نکلا۔

صحرا میں لا کر گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا پھر وہاں سے شکر حریف میں گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار میں پھرنے لگا ایک دکان پر کبابی کباب بیچ کر دکان بڑھا رہا تھا اس نے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہنچاؤں۔ یہ سوچ کر مقولے کے چار سر اپنے سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ درست کئے۔ جسم میں روغن ایسا ملا کہ ساران بدن آگ کی طرح دہکتے گا اس ہیبت ناک شکل سے آہستہ آہستہ کبابی کی دکان کے پاس آ کر پکارا: " کیو جی' ہماری خبر بھی ہے اس نے جو پیچھے مڑ کر اس کو دیکھا مارے ڈر کے تھرتھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھ کر پوچھا: " آپ کون ہیں۔ اس نے کہا :جہاں تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو' ہم وہی ہیں۔"

کبابی نے کہا: "میری خطا معاف کیجئے میں نے آپ کے یہاں گڑ کا ملیدا چڑھایا تھا۔ اس نے کہا: "ہم اب تم سے بہت راضی ہیں دکان کے اندر چلو کہ تم کو ہم بہت کچھ دیں گے۔"

یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ کر کبابی کو اس کی دکان کے اندر لایا اور منہ پر بیہوشی بھرا ہاتھ پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ اس کو اسی جگہ بٹھا کر سوار سحر کی صورت کے مثل رنگ و روغن لگا کر بنایا اور سب ہتھیار لگا دیئے بخوبی آراستہ کر کے ہوشیار کیا اور کہا: " خداوند سامری کا کہنا ہے کہ کبابی تمہاری سیوا کرتا ہے اس کا جو کر سوار سحر بنا دو' خداوند کے حکم کے مطابق میں نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا اور مسلمانوں کی قضا تیرے ہاتھ ہے۔ خبردار آج سے اپنے تئیں کبابی نہ کہنا۔ جو پوچھے کہنا "سوار سحر ہوں۔" یہ سمجھا کر وہاں سے ہاتھ پکڑ کر سوار کے خیمے میں لایا۔ جس نے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہیں گیا تھا اب آیا ہے۔ غرض یہ کہ کبابی کو خیمے میں لٹایا اور کہا: " آرام کرو' صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر ہے' اس کو قتل کرنا اور سب فوج بھاگے گی کل ہی فتح ہو جائے گی۔"

اس طرح سمجھا کر سیارہ تو اپنے لشکر میں چلا آیا اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا اوقچہ اور بارہ گاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ خداوند نے مجھے سلطنت دی۔ بے

شک میں سوار سحر ہوں رات بھر اسی خوشی میں جاگتا ہوں۔
صبح کے وت میدان جنگ میں دونوں لشکر پہنچے میدان میں صف آرائی کے بعد آفت نے کبابی کو سوار سحر جان کر حکم یکیا کہ میدان میں جا کر مقابلہ کرو۔"

وہ گھوڑا بڑھا کر رزم گاہ میں آیا اور نعرہ زن ہوا: "اے قاسم آج تو میرے مقابلے میں آیا۔"
شہزادہ گھوڑا دوڑاتا ہوا اس کے سامنے گیا۔ کبابی نے تلوار ماری۔ شہزادے نے رد کر کے ہاتھ جو تلوار کا مارا کبابی کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اس کے مرنے کا شور اٹھا۔ قاسم نے پھر مقابلہ کے لیے للکارا۔ آفت بغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا کہ تمام شہزادے کے لشکر میں اندھیرا ہو گیا۔ شہزادے کو تیغہ سحر کے سبب روشنی دکھائی دیتی تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا قاسم اگر ملکہ کو لینا منظور ہے تو تیغہ سحر مجھے دیجئے ملکہ کو جا کر لے آؤں۔"
شہزادہ مطلوب کا نام سن کر بیقرار ہو گیا اور تیغہ اس کے حوالے کیا۔ تیغہ دیتے ہی آفت آئی نعرہ ہوا: "میرا نام آفت جادو ہے۔" شہزادے کی کمر میں پنجہ دے کر بزور سحر لے کر اڑی اور لشکر ساحران سے کہتی گئی کہ تم کمر کھولو۔ اور طبل امان بجا کر لوٹ جاؤ۔" لشکر میں طبل امان بجا اور سب لوٹ کر خیموں میں آئے اور اس وقت روشنی ہوئی اور سحر کی تاریکی ختم ہوئی۔ سب نے دیکھا کہ شہزادہ لشکر میں نہیں ہے۔ ہر طرف شور پڑ گیا۔ سیارہ لشکر کو سوگند کے حوالے کر کے ساحر کی صورت بن کر بھر تلاش چلا۔ مگر آفت کا ایک باغ جنگل میں ہے' وہاں قاسم کو لائی اور بارہ دری میں آ کر زمین پر لٹا کر سحر کر دیا تاکہ یہ بے قابو رہے' اٹھ نہ سکے اور آپ سوڑکا بچہ لینے گئی کہ اس کو جھٹکا کر کے قاسم کو قتل کروں اور اس کی روح کا مونکل بناؤں۔ جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈتا ہوا قریب باغ پہنچا۔ عقل سے دریافت کیا کہ شہزادہ اسی باغ میں ہو گا۔ فی الفور صورت اپنی مالن کی سی بنائی۔ پاؤں میں کڑے انوٹے بچھوے پ ہنے سرخ چنری اوڑھی لہنگے پر سوائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگیں کو رخسارہ رنگین

پر چھوڑا اور چشم غزالی کو سرمہ آگیں کیا۔ پھولوں کی ٹوکری ہاتھ پر رکھ کر چھم چھم
کرتی باغ کے دروازے پر آئی۔ باغ کیا تھا

شگفتہ اس میں تھے گلہائے الوان
کہ ہر تکتہ تھا رشک صد گلستان

مصفا ایسا تھا آئینہ اب
کہ اس سے نیلگوں تھا رنگ سیماب

یہ مینائی تھے سبزے در و بام
کہ بھولا خامہ اژرنگ کا کام

ایاغ بادہ بہجت تھا ہر گل
زم سنج ہر گلن بہ بلبل

جب آگے بڑھی یا غبانوں نے پوچھا: " تم کون ہو۔"
اس نے کہا: " سرکار کی مالن ہو۔ حنطل کے جتنے ملازم ہیں ان کے پاس ہمیشہ سے
آتی جاتی ہوں۔ آج یہاں مالک آئے ہیں۔ میرا بھی جی چاہا کہ اس باغ کو دیکھ آؤں۔"

باغبان بولے: " تم اکیلے میں آیا کرو۔ اس وقت تو جاؤ مگر یاروں کو نہ بھولنا۔ ہم تو
تمہاری ادا کے دیوانے ہیں۔"
ایک نے کہا: "ذرا منہ پھیر کر ہنس تو دو۔"
دوسرا بولا: "ہنسی اور پھنسی۔"
غرض یہ تو سب آواز کسنے لگے مگر باغبانوں کے چودھری کا لڑکا تو مالن کے سرو قامت
کو دیکھ کر قمری کی طرح طوق محبت درگا ہوا۔ اٹھ کر ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا

دکھا دیں ہم دل پر داغ دل اے یار دیکھو گے

عجب ہ سیر سوجھ گی جو یہ گلزار دیکھو گے

لگی ہے آگ سینے میں جگر جل جائے گا غم میں ص بہیں گے اشک آنکھوں سے مژہ خونبار دیکھو گے

یہ کہہ کر نزدیک جا کر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان ہی جاتی ہے ذرا میرے ساتھ آؤ۔"
مالن نے مسکرا کر کہا: " اپنی بھیانک کو بلاؤ۔ آگ لگاؤں تیری باتوں کو' کیا جلد مزے میں آ گیا۔"
باغبان ایسا بیتات تھا کہ اس کی باتوں کو غمزدہ و جان کر گود میں اٹھا کر جس کوٹھڑی میں کہ آپ رہتا تھا' لایا۔ یہاں ایک کونے میں امرود رکھے تھے ایک میں شریفوں کی پال پڑی تھی کہیں کہیں بیج رکھے تھے' میٹھے کدو ڈھیر تھے۔ بیچ میں کتری بچھی تھی۔۔ اس پر مالن کو بٹھایا۔
حسب اتفاق آ اس وقت بچہ کوک دسور لے کر آ گئی اور اس کو جھٹکایا۔ بھینٹ تیار ہوئی۔ سحر کے موکل آئے اور کہا: "کیا غافل بیٹھی ہو' سیارہ عیار کوٹھڑی میں مالن بنا بیٹھا ہے یہ سنتے ہی بغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی: "مو عیار یہاں بھی آیا۔" یہ صدا سیارہ نے جو سنی سمجھا کر راز تیرا کھل گیا۔ آفت یہاں بھی آتی ہے۔ یہ جان کر باغبان بچہ تو پاس بیٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اس کے منہ پر مل دیا کہ وہ بیہوش ہوا۔ خود اٹھ کر کوٹھڑی میں کے پٹ کی آڑ میں کھڑا ہو گیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی اندر جانے کے لیے سر جھکایا۔ سیارہ نے اس زور سے نیچہ مارا کہ سر نجس تن سے جدا ہو گیا۔ العیاذ باللہ' شور عظیم بلند ہوا کہ "مارا مجھے نام میرا آفت جادو تھا۔"
باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم میں طاقت آ گئی اٹھ بیٹھا'

ایک جگہ بارہ دری کے کونے میں تیغہ سحر رکھا تھا اٹھا لیا' جو ساحر نظر آیا اس کو مارا اور ادھر سیارہ باغبان کے لڑکے کو مار کر شہزادے کے پاس ایا اور ہمراہ لے کر لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر کچھ باغبان بھاگ کر خنظل کے پاس گئے آفت کی ہلاکت کی خبر بیان کی' خنظل رونے لگی برج قلعہ آ پر کر نفیر سحر بجائی۔ ساری فوج جو باہر اتری ہوئی تھی اندر چلی آئی قلعے کا دروازہ بند کیا۔ اس عرصہ میں قاسم پہنچا' فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر میں داخل ہوا۔ اس وقت سردار جو سوار سحر پکڑ لے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قیدر چھوٹے۔

ازبسکہ لشکر ساحران کی قاسم کے آنے پر خوف طاری تھا کسی نے انھیں نہ روکا۔ سردار شہزادہے کے پاس ائے اور آرام کرنے کے لیے لشکر میں ٹھہرے۔

ادھر خنظل کا بھیجا ہوا سیاہی کا آدمی طلسم میں زنا بلا افنس کے پاس پہنچا' نامہ دیا۔ اس میں سارا حال ملکہ اور قاسم کا لکھا تھا۔ گھر کی بربادی پڑھ کر روتا ہوا افرا سیاب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ توڑ بتائیے۔ میرا سارا گھر برباد ہو گیا۔

افرا سیاب نے اپنے خزانے سے ایک لعل بیش قیمت منگا کر اس کو عنایت کیا اور کہا:

"اس کا تعویز بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل حریف سامنے آئے' بازو اس کے سامنے کر دینا۔ لعل کا عکس اور چمک جو اس پر پڑے گی• وہ بیہوش ہو ائے گا۔ تم اس سے تیغہ چھین لینا اور اس کا گرفتار کرنا۔ لمحہ کے بعد وہ پھر ہوشیار ہو جائے گا۔ جو چاہو سو کرنا۔"

اس نے وہ لعل لے کر اسی وقت تعویز بنوا کر بازو پر باندھا ور ساحروں کی فوج لے کے روانہ ہوا۔ مسافت طے کرنے کے بعد اپنے قلعے کے قریب پہنچا۔ یہاں برج قلعہ پر اس کی زوجہ بیٹھی تھی اور قلعہ بند تھا۔

شہزادے نے بھی ایک دن کے لیے حملہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہوا تھا کہ یکایک ایک شعلہ آسمان کی طرف سے ظاہر ہوا۔ آگ کے بادل اڑتے نظر آئے۔ بارہ ہزار ساحر

اژدھوں پر سوار اور بارہ ہزار شیروں پر سوار اور بارہ ہزار ہاتھیوں پر بیٹھے ہوئے' ہاتھیوں اور شیر بزور سحر اڑتے ہوئے دکھائی دیئے اور بارہ ہزار پیادے کندھے سے کندھے ملاتے پہنچے۔ نوبت نقارے بجتے دکھائی دیئے اور چار اژدھوں پر تخت رکھے زنا بلا افگن جادو سر پر تاج پہنے' شاہی بازیب تن کئے دکھائی دیا حنظل اس کو آتے دیکھ کر ملازموں کے ہمراہ استقبال کے لیے آئی اور زر نثار کرتی تصدق اتارتی ہوئی قلعے میں لائی۔

سوگند نے شہزادے سے کہا: "ملکہ نرگس چشم کا باپ آیا ہے خدا خیر کرے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے۔"

شہزادے نے فرمایا: " ہمارا خدا سب سے زبردست ہے۔"

غرضیکہ فوج ساحران شہزادے کے مقابل اتری اور زنار کی بارگاہ لشکر کے بیچ نصب کی گئی۔ زنا اندر قلعے گیا۔ حنظل نے طولان وغیرہ کا مارا جانا اور سب کا حال بیان کیا۔

زنار نے کہا: "حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا ہے یا نہیں کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے افراسیاب سے مجھ سے کیا مطلب تھا۔ خیر میں نامہ لکھتا ہوں۔" یہ کہہ کر نامہ لکھا:

" یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا۔" یہ لکھ ایک ساحر طائر جادو کے ہاتھ امیر کی خدمت میں بھیجا۔ وہ جب امیر کے لشکر میں پہنچا اپنے آنے کی امیر کو اطلاع دی۔ انہوں نے الگ خیمے میں آ کر نہایت عزت کے ساتھ اسے بلوایا اور نامہ پڑھ کر جواب لکھا "مجھے قاسم کے معاملے میں کچھ دخل نہیں' تم جانو وہ جانے۔ اگر تم مجھ سے نہ لڑو گے تو میں بھی تم سے لڑنے نہ آؤں گا۔ یہ لکھ کر طائر کے حوالے کیا۔ طائر نے جواب لا کر زنار کے حوالے کیا۔ اس نے پڑھ کر کہا حمزہ کو فساد کرنا منظور ہے۔ خیر طبل جنگ بجے۔" یہ کہہ کر آپ قلعہ کی فوج لے کر باہر آیا اور بارگاہ میں آ کر بیٹھا حتیٰ کہ

شب تیرہ نے پھر بھر تماشا
جہاں میں دیدہ اختر کئے وا

جہاں میں ہر طرف پھیلی سیاہی

سپاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی

tag h2

رات پھر دلاوروں نے جنگ کی تیاری کی۔ زنار نے طبل رزم بجوایا۔ شہزادے کے یہاں بھی جنگی نقارہ کڑ کڑایا دونوں جانب ایک شور عظیم بلند ہوا۔ ساحر سحر جگانے لگے۔ بہادر تلواریں شان پر تیز کرنے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر میں

سپاہ جنگ نے لی سر پر چادر
سحر پیدا ہوئی مثل سکندر

بڑھا خورشید آ سا لشکر دیں
پے جنگ و پے رزم و پے کیں

صبح ہوتے ہی نماز پڑھ کر قاسم گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ ادھر سے زنار لشکر ساحران ہمراہ لایا صفیں جمیں' میدان رزمی پاک و صاف ہوا نقیبوں نے دلیروں کو گرمایا ہر ایک کا دل بڑھایا۔ سب سے پہلے زنار کی طرف سے مہنت جادو ایک ساحر میدان میں آیا۔ ادھر سے الماس خاں مقابلے کے لیے گیا اور وار کرنے کو کہا۔ مہنت نے اپنے کان کا چکر اتار کر سحر پڑھا اور چکر کھینچ کر مارا۔ الماس کی گردن میں وہ چکر طوق کی طرح چڑھ گیا۔ سر زین کے اوپر جھک گیا۔ ساحر

نے چاہا کہ بڑھ سر کاٹ لو۔ اس وقت قاسم گھوڑا بڑھا کر للکارتا ہوا اس کے آگے گیا اور تیغہ سحر سے وار کیا۔ منت ہر چند سنبھلا اور سحر پڑھتا گیا لیکن تیغے سے دور

پر کالے ہوئے اس کے مرنے کا شور بلند ہوا۔ منت کے مرنے سے زنار کو تاب نہ رہی۔ خود اژدر بڑھا کر مقابلے کے لیے آیا اور سحر کی بجلیاں چمکانے لگا۔ شہزادے نے تیغہ سحر بلند کر کے حملہ کیا۔ زنار نے گھبرا کر بازو سامنے کر دیا۔ روشنی لعل کی جیسے ہی قاسم پر پڑی بیہوشی طاری ہوئی۔ زنار نے تیغہ ہاتھ سے لیا اور کمر میں پنجہ دے کر ان کو بھی لے اڑا۔ فوج میں غل ہوا جاں نثار شہزادہ لینا لینا کہہ کر چلے تھے کہ زنار نے طبل امان بجوا دیا۔ اور پکار کر کہا: "پہلے قاسم کر لوں تو تم کو سزا دوں گا۔" غرض یہ کہ شہزادے کا لشکر پریشان حال واپس لوٹا اور ساحر بھی خیموں میں جا کر آسودہ ہوئے۔ زنار نے قاسم کو ایک ساحر نہنگ جادو کے حوالے کیا کہ اس کو پوری حفاظت کے ساتھ قید کرے کہ قلعے کے اندر پریشان نرگس چشم موجود ہے وہاں لے جانا اچھا نہیں۔ نہنگ نے شہزادے کو درہ کوہ کے قریب ایک خیمے میں لا کر قید کیا اور آپ پہرہ دینے بیٹھا کہ اکیلے میں جو آئے گا مجھے معلوم ہو گا۔ لشکر میں زیادہ آدمیوں کی وجہ سے شناخت نہیں ہو سکتی۔ غرض یہ کہ تو پہرہ کے لیے بیٹھا۔

ادھر سیارہ ساحر کی صورت بن کر لشکر سے چلا اور تلاش کرتا ہوا اس کے خیمے میں آیا۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟"

سیارہ نے جواب دیا: "زنار کے پاس سے آیا ہوں انھوں نے آپ کی خیریت دریاف کی ہے۔"

یہ ہنستے ہی نہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینک دیا اور کہا اس کو اٹھا کر میرے پاس آؤ۔ سیارہ نے جیسے ہی اس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر بھاگا۔ نہنگ پیچھے دوڑا مگر پکڑ نہ سکا پھر آ کر خیمے میں بیٹھا مگر سیارہ جو بھاگا راہ میں ایک ساحر پیرمرداس کو ملا۔ سیارہ تو صورت ساحر میں تھا ہی اس کے قریب گیا اور حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر کے اس کے کپڑے لے کر اور اس کی صورت بن کر اس کو زمین میں دفن کر دیا اور ایک تھال میں کچھ مٹھائی لگا کر نہنگ کے خیمہ میں گیا

اور کہا : "نذر جمشید کی مٹھائی لایا ہوں" اس نے وہی گولا پھر اس کے سامنے پھینکا کہ اس کو اٹھا لا۔ سیارہ تو اس کے حال سے واقف ہی تھا اٹھانے نہ جھکا' بلکہ بھاگ گیا' نہنگ سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اب اس افنا میں زنار خود یہاں آیا اس نے کہا: "دو دفعہ عیار یہاں آ چکا ہے اور بھاگ گیا۔"

زنار نے کہا: "بہت ہوشیار رہنا میں تمہیں ہوشیار کرنے آیا تھا۔" یہ کہہ کر لوٹا۔ راہ میں سیارہ نے اسے جاتے دیکھا سمجھا کہ نہنگ کے پاس آیا تھا۔ یہ سوچ کر بہت جلد زنار کی صورت بن کر نہنگ کے پاس گیا۔ اس نے کہا : آپ پھر کیوں آئے۔" اس نے کہا: " میں چاہتا ہوں تمہارے پاس رہ کر نگہبانی کروں"

یہ کہتا ہوا قریب پہنچ گیا اور کہا: "دیکھو پشت پر تمہاری' وہ عیار آ پہنچا۔ نہنگ گھبرا کر دیکھنے لگا۔ سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا۔ شور قیامت بلند ہوا۔ قاسم چھوٹ گیا کہ اس نے قیدر ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغہ سحر زنار نے درہ کوہ میں گڑوا دیا تھا۔ اس لیے ایک بار قلعہ میں رکھنے سے تیغہ جاتا رہا تھا اور درے میں دفن کرنے سے کسی کو گمان میں نہ ہو گا کہ تیغہ کوہ میں دفن ہے خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا۔ اس نے کھود کر تیغہ لیا اور سیارہ کے ہمراہ داخل لشکر نصرت پذیر ہوا اس ہنگامہ کی صورت حال زنار کو پہنچی کہ ایک عیار نہنگ کو مار کر قاسم کو چھڑا لے گیا۔ اس خبر کو سنتے ہیں پیچ و تاب کھا کر اس نے اسی وقت حکم دیا کہ لشکر میں طبل جنگ بجے اور جتنی رات باقی ہے آلات حرب ضرب کی تیاری میں بس ہو۔ صحب کو قتل کئے بغیر قاسم کے میدان سے نہ پھروں گا۔

حسب الحکم کوس حربی پر چوب پڑی اور نفیر سحر کو دم ملا۔ یہ خبر شہزادے نہ سنی۔ اپنے یہاں بھی طبل جنگ بجوایا اور دونوں لشکر لڑنے پر تل گئے اسلحہ خانے کھل گئے پچھلی رات سے صبح ہونے تک ہنگامہ کار زار کی تیاری میں گرم رہا۔

صبح کے وقت دونوں لشکر پوری تیاری کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچے دہل اور دمامے بجنے لگے۔ نقیب للکارنے لگے

پکارا عرصہ کین داد بیداد
ہوئی عریاں ہر اک شمشیر فولاد

ترقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا

غضب ہے شعلہ سرکش کو بڑھنا

ہوا وار جو قاسم دشت کین میں
گڑھے نیزے خجالت سے زمین میں

قضا نے کیا فقط ہاتھ اس کا چوما
قدر نے بھی لیا بازو کو بوسا

سپہ سالار لشکر اس کے ہمراہ
جواں بہتر سے بہتر اس کے ہمراہ

دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک
کفن تھا مردہ صد سالہ کا چاک

غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب
بڑھا زنار اڑا کر اپنا مرکب

غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ
کہاں ہے قاسم ذی ہوش و ذی جاہ

مقابل مجھ سے ہو آ کر اگر آج

ملاؤں خاک و خون میں اس کا سر آج

سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا
ہوا غصے سے رنگ رخ بھبو کا

اڑا کر رخش وہ آیا دلاور

ہوا دشمن سے اپنے ہمتگاور

جب قاسم مقابل ہوا' زنار نے ایک ناریل سحر پڑھ کر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی آئی کہ دنیا اندھیرا ہو گئی۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اسی تاریکی میں ایک پتلا زنار نے جھولی سے نکال کر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا۔ اس تاریکی میں قاسم کو تیغہ سحر کے سبب نظر آتا تھا' قاسم کے سامنے بازو کا تعویز کیا۔ لعل کے عکس سے بیوش ہوا۔ اس نے تیغہ ہاتھ سے لے کر شہزادے کو قید کر لیا۔ سحر کی دستک دی کہ پنجی آیا اور شہزادے کو اٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر اس نے سحر پڑھا کر وہ تاریکی دور ہوئی۔ سب نے دیکھا کہ قاسم کا لاشہ خاک و خون میں غلطاں ہے سر الگ ہے دھڑ جدا پڑا ہے لشکران قاسم نے گریبان چاک کئے اور مقبل تلوار پکڑ کر زنار پر جا پڑا اس نے پھر دستک دی کہ عال میں تاریکی پھیلی اور پنجہ پیدا ہوا۔ پقبل کو بھی اٹھا لے گیا زنار نے پتلا نکال کر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی موقوف کر دی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی پری ہے خاک و خون میں بھری چشم حسرت آلود کھلی ہے اور سردار تلواریں پکڑ کر فوج ساحران پر حملہ آوار ہوئے اس وقت زنار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا: "اے لشکر مسلمان لوٹ جاؤ لاشیں ان دونوں کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جا کر دکھاؤ' کہہ دینا کہ جو یہاں آئے گا اسی طرح مارا جائے گا۔" طبل امان بجنے سے سردار مجبور ہو گئے اور روتے پیٹتے سر پر خاک اڑاتے قاسم کے لاشہ

کے پاس آئے۔ پکارے: "اے آقا افسوس کہ تیرا ارمان نہ نکلا۔ ملکہ نرگس چشم کو تو نے

ہم پہلو نہ کیا۔ ہائے اس عالم شباب میں تو حسرت بھرا دنیا سے اٹھ گیا۔ ادھر سیارہ

لاش کے گرد پھرتا تھا اور کہتا تھا: "اے مالک میرے' اپنے غلام کو اپنے پاس بلا لے۔

میں کس طرح تیری بغیر زندگی بس کروں گا۔ کہاں جاؤں گا۔ کس کا ہو کر رہوں

گا۔ آخر دونوں لاشوں کا جنازہ بنا کر کاندھے پر اٹھا کر نالاں و گریاں سمت لشکر صاحبقراں

ہوئے۔ جب لشکر اسلام کے قریب پہنچے ہر کاروں نے صدائے نالہ و شیون سن کر آ

پوچھا اور جا کر بارگاہ میں امیر سے بیان کیا: "شہزادہ قاسم نرگس کوہ پر مارے گئے اور

مقبل بھی ان پر سے نثار ہوا۔ دونوں کی لاشیں آتی ہیں۔"

یہ خبر سنتے ہی سالار سردار اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پاؤں دوڑے آ کر دیکھا تو سیارہ

خون منہ پر ملے جنازہ اٹھائے آتا ہے۔ ہر سردار خاک اڑاتا ہے۔ امیر آ کر جنازے

کے ہمراہ ہوئے اور رونے لگے۔ سردار اور جس قدر شکر کے دوکاندار' اہل حرفہ تھے وہ

سب روتے تھے اور قاسم کے باپ علم شاہ کو غش پر غش آتے تھے۔ قاسم کا نوجوان

لڑکا ایرج باپ کی لاش سے لپٹتا تھا اور کہتا تھا: "اے والد مجھ پریشان حال کے سر

پر کون دست شفقت رکھے گا۔ آخر وہ دونوں لاشیں بارگاہ میں ملا کر رکھی گئیں۔ صف

ماتم بچھ گئی۔ یہ خبر امیر کے محلات میں پہنچی۔ قاسم کی ماں ملکہ خورشید خاوری یہ کہہ

کر ہائے میری کوکھ اجڑ گئی۔ فرش خاک پر گری اور قاسم کی زوجہ ملکہ گیتی افروز'

لقا کی بیٹی نے چوڑیاں توڑیں نتھ اتاری۔ بین کرنے لگی: "ہے ہے میرا راج سہاگ

لٹ گیا۔" ادھر ملکہ رابعہ زرقبت اطلس پوش' علم شاہ کی ماں کے بین کسی سے سنے

نہ جاتے تھے جب وہ کہتی: "اے میرے کڑیل جوان بیٹے' تمہاری برات نرگس کوہ سے

لوٹ آئی۔ چاند سی بہو بیاہ کر نہ لائے۔ اے میرے گیسوؤں والے' میرے نازوں کے

پالے' تجھے کیسی نیند آ گئی۔ کون سی نظر کھا گئی۔ اس وقت بائیس ہزار عورت گرد

حلقہ باندھے دوہتڑ سینے پر لگاتی تھیں۔ کہرام برپا تھا۔ ٹپس پڑی تھی۔ در و دیوار زمین

زماں روتا تھا۔ ایک ہنگامہ ماتم برپا تھا۔

الحاصل لاش اٹھانے کی تجویز کی اور خیمہ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا۔ اس وقت خواجہ زادے امیر کی خدمت میں لیے آئے اور عرض کیا: "ایک بار اسی طرح شہزادہ بدیع الزماں کا لاشہ آیا تھا مگر ماش کے آٹے کا پتلا تھا۔ ان لاشوں پر بھی احتیاطاً اسم اعظم پانی پر پڑھ کر چھڑکیے' شاید ویسا معاملہ یہ بھی ہو۔ امیر نے اسم اعظم دم کر کے پانی لاشوں پر چھڑکا' دونوں لاشے آٹے کے پتلے تھے۔ یہ دیکھ کر لشکریوں اور خادمان محل اور امیر اور سرداروں کو تسکین ہوئی۔ معلوم ہوا کہ قاسم اور مقبل قید ہیں۔ امیر نے پتلے پھنکوا دیئے اور چپ ہو رہے۔

لیکن ایرج کو باپ کے قید ہونے کا بڑا رنج ہوا اور ایک روز کے بعدامیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے۔ امیدوار ہوں کہ شکار کھیلنے کی مجھے اجازت ملے۔ امیر نے اجازت دے دی۔ ایرج نے شاپور شیر دل اپنے عیار کو حکم دیا سامان شکار درست کیا جائے۔" خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملا: " ہمراہ چلیں۔" شاپور نے بازاروں اور قراول بہلیوں کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا۔ سب نے تیار کی۔ ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر بارگاہ تیار ہو کر روانہ ہوئی کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی۔ باز اور بہری جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ باز دار لے کر چلے۔ چیتوں کی کٹھولیاں ٹانگوں پر رکھوا کر روانہ کیں۔ کتوں کے گلے میں ڈورے ڈالے ہوئے باؤلیاں دیتے آگے بڑھے۔

صبح کے وقت ایرج' باز تیز پرواز جو ایک جھپ میں سیمرغ کو قلعہ قاف سے پکڑ لاتا اور بیم چنگل سے اس کے نسر طائر آشیانہ سب سبز سپہر میں جا کر چھپتا ہاتھ بٹھا کر سوار ہوا۔ اور جنگل کی طرف چلا۔ وہ صبح کو سبزہ کی لہلاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی۔ شہزادے نے پہلے پرندوں کو پکڑنا شروع کیا اور اپنے باز سے پہروں چڑھے تک دشت طائروں سے خالی کر دیا۔ پھر گھوڑے مراد کو جنگلی چوپائے' بارہ سینگا وغیرہ کے پیچھے دوڑایا اور کمند نشاط کو ہرنوں کی صحرا میں ڈالا۔ جہاں کہیں کچھار میں ہرن جگالی کرتے نظر آئے۔ تیر کا نشانہ ہوئے۔

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی سیاہ۔ دن کی رات ہو گئی اور گھوڑے کے منہ پر ہوا جو لگی کنوتی بدل کر وہ ہوا سے باتیں کرتا ہوا ایک طرف کو روانہ ہوا۔ شہزادہ بھی راہ من اور جانے تحفظ تلاش کرتا گھوڑے کو ایڑ لگاتا گیا۔ یہاں تک کہ ایک درہ کوہ کے سامنے پہنچا اور وہاں آندھی کے جھکڑ کم ہوئے۔ اس وقت ایک بجلی چمکی اور شہزادے کی کمر میں لپٹ گئی۔ زین کے تکیوں سے اس کو اڑا کر ایک سمت لے گئی اس کی آنکھیں تموج ہوا سے بند ہو گئیں۔ لے جانے والے نے صرف اتنا کہا: ”طلسم آئینہ کی شہزادی کے پاس یہ نوجوان جاتا ہے۔ جو کوئی اس کے ساتھ ہو وہ سن لے۔“ مگر وہاں اس کے ہمراہ کون تھا جو سنتا۔ کچھ عرصے کے بعد اس کے ملازم آئے۔ گھوڑے کو خای دیکھ کر متفکر ہوئے۔ ہر سمت تلاش کرنے کے بعد لشکر امیر کی جانب لوٹے۔ لیکن شاہ پور عیار تلاش کرتا ہوا آگے بڑھا۔ ادھر جب تمام ملازم لشکر میں آئے امیر سے شہزادے کے غائب ہونے کی ساری کیفیت بیان کی۔ امیر نے فرمایا: ”خداوند عالم اس کا نگہبان رہے۔“ یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔ (واضح ہو کہ شہزاد گان قاسم اور ایراج کا حال اور طلسم آئینہ کا فتح ہونا اور قاسم کی رہائی کا ذکر دوسری جلد میں پیش کیا جائے گا۔ قصہ مختصر اب اس جلد کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ اس لیے باقی حال ہوشیا کٹنی اور مخمور کا' اور داستان لشکر امیر اور عمرو کی پہلی بار کوکب روشن ضمیر سے ملاقات ہونا اور چاہ زمرد کے میکے کا بیان

○○○

• ہوشیار کٹنی

ہوشیار کٹنی کو جب ساحر دریائے سحر کے پار لے کر آیا دریا کے محافظوں کو شاہ طلسم کا حکم سنایا۔ یعنی: جس وقت یہ عورت دریا سے پار اترنے کا قصد کرنے فوراً راہ دینا

اور بحفاظت اتار دینا یہ کہہ کر ساحر تو واپس تو لوٹ گیا اور ہوشیار کٹنی فقیرنی کا بھیس بدل کر لشکر مہ رخ میں آئی------- ہر ڈمہ و بارگاہ کے در پر مانگنے لگی۔ ایک دن بارہگا کے پردے اٹھے تھے اور مہ رخ جنگل کی سیر کر رہی تھی۔ دربار لگا ہوا تھا کہ اس فقیرنی نے روبرو آ کر دعا دی اور سوال کیا۔ مہ رخ نے اس کو بارگاہ میں بلایا اور پوچھا: "بڑھیا تو کون ہے؟"

اس نے کہا: "واری' میں سب عزیزوں کو کھا گئی اب تنہا عافیت کے بوریئے اٹھانے کو رہ گئی ہوں۔ ایک جگہ نوکری کی تھی' آپ جانیے اپنے مزاج میں وہی خو بو کسی کی بات سہنے کی عادت نہیں۔ انہوں نے بھی چھڑا دیا۔ آخر بھیک مانگنے لگی۔ بی بی اب بہت آرام سے ہوں۔ دن بھر مانگنا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہنا۔"

مورخ نے ارشاد فرمایا: "تو میرے یہاں اپنی بقیہ عمر بسر کر' سرکار سے کھانا دونوں وقت ملے گا اور تجھ سے کام کچھ نہ لیا جائے گا۔" کٹنی نے یہ عنیات دیکھ کر زبان کو صفت و ثنا میں کھوں اور مکاری کے ساتھ بولی: " میں بھی یہی امید کر کے آئی ہوں کہ مدت العمر سایہ عاطفت پیرایہ دامن دولت حضور میں رہوں اور زمرہ منا جاتیوں میں شمار کی جاؤں۔"

مہ رخ نے براہ غریب پوشاک منگوار کر' عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا' کھانا مقرر کیا۔ بڑھیا جا کر وہاں ٹھہری۔ اتفاق سے جس وقت یہ بارگاہ میں آئی تھی کوئی عیار نہ تھا۔ اس لیے کہ یہ عیار بہت کم بارگاہ میں رہتے ہیں۔ عمرو عموماً خیمہ میں رہتا ہے کیونکہ مخمبور ہر وقت نورالد ہر کا حال پوچھتی ہے اور اسی کا بار بار حال سن کر عمرو کو

بہت کچھ دیا کرتی ہے۔ وعدہ دینے کا کیا ہے' اس قدر صحبت بڑھی ہے کہ تمام ساحروں میں چرچا چاہے کہ مخمبور عمرو کی عاشق ہے۔ دونوں ایک مسند پر پڑے رہتے ہیں۔

افراسیاب کو بھی یہ خبر پہنچی ہے آتش رشک میں جلا۔ دل میں کہتا ہے کہ مخمور ایسے نامعقول عیار پر عاشق ہوئی ہے۔ سچ ہے رنڈی کو کیا اعتبار' ناک نہ ہو تو گوہ کھائے۔ سب تو اس کو عمرو کو شیدائی جانتے ہیں اور عمرو اس کو بیٹیوں کے برابر جانتا ہے مال کے لالچ سے اور راز طلسم دریافت کرنے کے لیے خلوت پذر رہتا ہے۔ قصہ کوتاہ کٹنی

نے میدان خالی پا کر رخ کے دل میں گھر بنایا اور اپنے افسوں آمیز افسانوں سے خوب لبھایا۔ ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جو یائے وقت تھی۔ ایک دن اس نے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ بنایا اور مہ رخ کے سامنے دسترخوان لگایا۔ مہ رخ اس نے اس کو عمدہ جان کو کہلا بھیجا: "اللا اے مخمور تم کیا آئیں' ہم خواجہ کے دیکھنے کو ترس گئے' آج تم بھی آؤ اور عمر بھی آئیں دسترخواں بچھا ہے پلاؤ بہت سے مزے کا پکا ہے نوش فرمائیں۔" جب یہ پیام پہنچا۔ مخمور اور عمرو آ کر دسترخوان پر بیٹھے۔

مہ رخ نے کہا: "خواجہ سلمات ہم نے ایک نیا ملازم رکھا ہے۔ اس کو سب باتوں میں دخل ہے۔ رکابداری بھی جانتا ہے۔ اس نے پلاؤ پکایا ہے۔" عمرو کو یہ کلام سن کر خیال آیا کہ کہیں صرصر رکابدار بن کر آئی ہو۔ وہ پہلے بھی لڑکی بن کر آئی اور رعد کو پکڑے گئی تھی۔ اب مخمور کی فکر میں آئی ہو گی۔ یہ سوچ کر قاب اٹھا کر پلاؤ کو سونگھا اور چاولوں کو زنبیل سے پتھر نکال کر رگڑا۔ پوچھا: "وہ رکابدار ملازم کہاں سے آیا۔" مہ رخ نے سب حال بیان کیا۔" وہ ایک فقیرنی ہے' میں نے رکھ لیا۔"
خواجہ نے کہا: "سامنے بلاؤ۔"
ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی۔ عمرو نے اس کی صورت کو بغور دیکھ کر کہا: "عیاد بچی تو نہیں' مگر کٹنی معلوم ہوتی ہے' بڑی چالاک ہے------ پھر اسے کہا: "اے نیک بخت ذرا میری طرف دیکھ تو سہی۔" کٹنی سے آنکھ سے آنکھ ملائی۔ عمرو نے بھلا اور

دے کر بعد لمحے کے پھر کہا: "دیکھ تیری آنکھ' اس نے پھر عمرو کی جانب دیکھا
عمرو نے کہا: " دیکھئے جس کی نگاہ سے پہلے اس نے دیکھا تھا۔ اس دفعہ وہ نظر نہ تھی

اتنے ہی عرصے میں تیور اور ہو گئے۔ یہ کٹنی اور اس کی ماں کٹنی ہے اگر کہو تو کوڑے
مار کر منوا دوں۔"
یہ کہہ کر زنبیل سے کوڑا نکالا۔ ہوشیار نے دیکھا اس وقت مار پڑے گی۔ عجب نہیں
جان جاتی رہے گی۔ دوڑ کر قدموں پر گر پڑی اور عرض رسا ہوئی: "خواجہ سبحان اللہ'
آپ کا کیا کہنا۔ آپ کی مثال نہیں' خوب پہچانا۔ میں ہوشیار کٹنی ہوں۔ افراسیاب نے
لاکھوں روپے دے کر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہے لیکن اب عہد کرتی ہوں کہ کسی
طرح کا دغا نہ کروں گی۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ ملکہ مہ رخ کے قدم چھوڑ کر کہیں
جاؤں' اس لیے کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہے۔" مگر عمرو نے
اس کا عذر سن کر فرمایا کہ میں کسی طرح تیرے رہنے کی اجازت نہ دوں گا۔"
مورخ نے دیکھا کہ عمرو اس کے رہنے پر راضی نہیں' ازبسکہ مانوس اس سے ہو چکی ہے'
بولی: "خواجہ یہ اقرار کرتی ہے کہ مجھ سے خطا سرزد نہ ہو گی اس کو رہنے دیجئے۔"
عمرو نے کہا: " آپ بادشاہ لشکر میں' جیسا مناسب جانیے کیجئے۔ میرے نزدیک ایک اس
کا پاس رہنا اچھا نہیں۔"
مہ رخ نے کہا: "یہ الگ پڑی رہے گی۔ میں کبھی اس کو منہ نہ لگاؤں گی۔" یہ کہا
اور کٹنی کو اشارہ کیا وہ سامنے سے ٹل گئی۔ عمرو کھانا کھانے لگا۔ بات آئی گئی ہو
گئی کھانے سے فراغت کے بعد سب اپنی اپنی جگہ پر گئے۔
ہوشیار دو ایک روز اپنے خیمے سے باہر نہ نکل اور کسی کو اس نے اپنی صورت نہ دکھائی۔
سب کو اس کا کائی خیال بھی نہ رہا۔ دو دن کے بعد۔ بہار اور شکیل کے خیمے میں
آنے جانے لگی۔ دل سے کہتی تھی کہ مہ رخ کو اگر پکڑ لے جاؤں وعدے کے خلاف
شاہ طلسم کے ہو گا اور مخمور کے پاس عمرو رہتا ہے۔ اس پر قابو نہیں چل سکتا۔ آخر

ایک رات کو چھپ کر حیرت کے پاس گئی اور سارا حال بیان کر کے کہا: "آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست کر دیجئے تا کہ جس وقت میں مخمور کر اپنے قبضے میں لاؤں۔

وہ ساحر گرفتار کر کے شہنشاہ کے پاس لے جائے۔"

حیرت نے کہا اس کی تقریر بیعنہ شاہ جادواں کو لکھ بھیجی۔ اس نے نامہ پڑھ کر باغبان سے کہا: "تم جاؤ اور کٹنی کے پاس رہو۔" وہ حکم پا کر اٹھا۔

باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا: "مخمور کو شاہ خراب کرنا چاہتا ہے۔ تو کیوں اپنی شامت لانا چاہتا ہے۔"

باغبان نے کہا: "تابعدار کو مالک کے کام میں کیا عذر ہے افرا سیاب نے اس کے آہستہ کلام کو سن کر پوچھا۔" کیا ہے باغبان نے عرض کیا: "گلچیں جانے کو منع کرتی ہے۔"

شاہ نے کہا: "تیری راست گوئی سے میں بہت خوش ہوا اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑ لا۔"

وہ آداب بجا کر روانہ ہوا۔ گلچیں بھی اٹھ کر چلی اور راہ میں شوہر سے کہا: "کیوں مجھے رانڈ کرنا چاہتا ہے۔ عمرو سے عداوت اچھی نہیں۔" اس نے کہا: "تو بیہودہ باتیں کرتی ہے جا کر باغ میں ٹھہر۔ میں شاہ کے کام کو ضرور جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر چلا۔ اس کی زوجہ ناچار اپنے باغ میں گئی اور یہ بارگاہ حیرت میں آیا۔ حیرت نے اسے کٹنی کے ساتھ کر دیا۔ کٹنی اس کی بزور سحر صورت بدلوا کر اپنے خیمے میں لائی اور بٹھا کر مخمور کے خیمے میں گئی اتفاق سے عمرو اس وقت کہیں گیا تھا۔ اس نے قابو پا کر مر کیا: "اے ملکہ! میں نے محنت کر کے ایک چڑیا بنائی ہے آپ کے دیکھنے کے قابل ہے۔"

مخمور نے کہا: "آخر اس چڑیا میں کیا صفت ہے۔"

اس نے جواب دیا: "دارائے طلسم کے زور سے چینی کی پتلیاں باہم لڑتی ہیں گاتی بجاتی ہیں۔ مخمور کو اس کے کہنے سے اشتیاق پیدا ہوا اور خراماں اس کے ساتھ خیمے میں آئی۔ یہاں باغبان بیٹھا تھا اس نے اٹھ کر خاک جمشیدی چھڑک دی مخمور بیہوش ہو گئی وہ کمر میں پہنجہ دے کر لے اڑا اور کٹنی اسباب وغیرہ سب چھوڑ کر بھاگی۔ مہ رخ کے

لشکر نے دیکھا کہ ایک رسی مخمور کے گرد لپٹی ہوئی ہے اڑائے لیے جاتی ہے۔ سب نے شور مچایا۔ عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریائے سحر سے بہت جلد گزر گیا۔ سب حیران ہو کر رہ گئے۔ ادھر کٹنی بھاگتی ہوئی دریا کے قریب پہنچی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لیے دوڑتا آیا تھا۔اس کی نگاہ کٹنی پر پڑی پکارا "اے قحبہ کھڑی رہ کہاں جاتی ہے۔" کٹنی نے اس کی آواز سن کر بہت جلد اپنے آپ کو پل پر بڑادوں پر پہنچایا۔ محافظان دریا نے کہا: "ہم تجھ ہاتھوں ہاتھ پہنچائے دیتے ہیں۔" ابھی وہ لے جا کر جانے نہ پائے تھے عمرو نے دیکھا یہ نکل جائے گی۔ فی الفور کلہ فلاخن میں پتھر رکھ کر سر کے اوپر سے چکر دے کر جو مارا کٹنی کے سر پر جا کر پڑا کہ سر کی کھوپڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی وہ تڑپ کر مر گئی۔ ساحر عمرو کو پکڑنے دوڑے اس نے گلیم اوڑھ لی اور اپنے شکر میں آیا۔ باغبان کا حال مہ رخ وغیرہ سے کہہ کر کہا: "میں جاتا ہوں جان کی بازی لگا کر مخمور کو لاتا ہوں۔" یہ کلام سن کر سب نے جواب دیا: " مخور کا خدا نگہبان ہے آپ نہ جائے۔ دریائے سحر سے گزرنا مشکل ہے۔" عمرو نہ مانا اور روانہ ہوا۔ اس کے بعد عیار بھی روانہ ہوئے۔

ادھر مخمور کے پکڑے جانے کا حال ملکہ حیرت نے بھی سنا خوشی سوار ہو کر باغ سیب میں آئی۔ اس وقت شاہ طلسم پر وہ ظلمات میں گیا تھا۔ باغبان نے مخور کو لا کر خوب سحر سے مسحور کر کے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت پہنچی اور مخمور پر عتاب کرنے لگی: "او چٹو حرامزادی تجھ سے شہنشاہ نے کیا برائی کی تھی تجھ کو خاک سے پاک کیا۔ شہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری کاطر کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق ہوئی۔" کلام حیرت کر رہی تھی ایک سرخ بادل کا ٹکڑا آیا اور بادشاہ طلسم کی سواری آئی۔ سب نے استقبال کیا۔ بادشاہ آ کر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو سخت ست کہا، مخمور سمجھی کہ بے شک اب تیری جان گئی افسوس مرتے وقت تو نے اپنے شہزادے نورالدہر کی بھی صورت نہ دیکھی یونہی دنیا سے محروم چلی دل سے رو کر یہ کہنے لگی

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی میں مر گئے
یونہی ہماری رمر کے دن سب گزر گئے

صبر قرار ہوش و خرد' یک بیک سبھی
اس کے دو چار ہوتے ہی یا رب کدھ گئے

مخمور تو خیال مطلبوب میں تھی کہ شاہ جاوداں نے پھر کہا: "تجھ پر عمرو ہے؟"
مخمور نے جواب دیا: "عمرو تو میرے باپ کے برابر ہے' مگر اور میرے سینکڑوں یار میں کسی۔ بھڑوے کا اجارہ تو نہیں۔ میں یک دن میں اسی ہزار کروں گی۔"
شاہ طلسم یہ جواب سن کر بہت بہرم ہوا اور کہا: "تجھے عمرو کا بھروسہ ہے کہ وہ آ کر چھڑا لے جائے گا۔"
مخمور نے کہا: "بھروسہ تو نے مجھے خدا کی ذات کا ہے لیکن عمرو کا یہاں سے چھڑانا کیسا' وہ تو آسمان پر سے لے جا سکتے ہیں۔ ایسے ہیں کہ تیرے نتھنوں میں تیر چلاتے ہیں۔"
افراسیاب نے غصہ سے کہا: "اوقحبہ' تو مجھے اس عیار سے دھمکاتی ہے میں اس کے سامنے تجھے آگ میں جلاؤں گا۔"
یہ کہہ کر حکم دیا: "اے حیرت! تم اپنے لشکر میں جا کر مہ رخ کی فوج کے سامنے میدان میں لکڑیاں جمع کراؤ اور اس کو اس کے رفیقوں کے رو برو جلا دو۔"
اور ایک ساحرہ نہایت مغرور رنگین سحر جادو کو حکم دیا: "تم جا کر پہرہ چوکی مقرر کرو اور لکڑیوں کا انتظام وغیرہ کر کے حیرت کی مدد گار ہو۔"
رنگین سحر حسب ارشاد ہزار ساحر اپنے ہمراہ لے کر چلی اور دریا کے پار اتر کر لشکر مہ رخ کے سامنے خیمہ استادہ کیا------ ساحروں کو حکم دیا کہ لکڑیوں کا ڈھیر لگاؤ۔ ساحر صحرا کے درخت کاٹ کر ایک جگہ جمع کرنے لگے۔ اتفاقاً عمرو جو مخمور کی رہائی کی فکر میں چلا تھا۔ اس نے ساحروں کو دیکھا ساحروں کی صورت بن کر قریب گیا لکڑی جمع

کرنے کا سبب پوچھا' انھوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ عمرو نے چاہا کہ یہاں ٹھہر کر عیاری کروں' لیکن شاہ جادواں نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی' اس لیے کہ مخمور کے چھڑانے کو عمرو ضرور آئے گا۔ دیکھوں اس وقت کہاں ہے۔ کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو لکڑیوں کے پاس بہ شکل ساحر کھڑا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے حیرت سے کہا: "لو ان کے آشنا یعنی عمرو لکڑیوں کے پاس آ پہنچے۔ اب تم اس کو لے جاؤ اور میں اسے بھی گرفتار کرائے دیتا ہوں۔ جوڑے کے جوڑے کو جلا دو۔"

اس نے ایک خط پتلے کے ہاتھ لکھ کر بھیجا: "اے رنگین! لکڑیوں کے قریب عمرو کھڑا ہے اس کو گرفتار کر لو۔"

اس مضمون کو پڑھ کر رنگین خیمے سے نکل کر بیک نگاہ تلاش عمرو میں دوڑانے لگی عمرو نے بھی اس کو کسی کا جویا (متلاشی) سمجھ کر گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا اور وہاں سے دور ہٹ کر گلیم اتاری۔ دیکھا برق فرنگ ساحر کی صورت بنا ہوا آتا ہے۔ اس نے زفیل عیاری بجا کر اس کو بلایا جب وہ نزدیک آیا کہا: "بیٹا آج مخمور جلائی جائے گی اس وقت تم میری صورت بن کر ساحروں کے سامنے جاؤ اور اپنے آپ کو گرفتار کرا اور پھر میں سمجھ لوں گا۔"

برق نے کہا: "بہت خوب' اور فی الفور اپنی عمرو کی سی بنائی اور لشکر کے سامنے گیا۔ یہاں صرصر کو شاہ جادواں نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہے تو بھی رنگین سحر کے پاس جا اور حفاظت کر۔ صرصر آئی اور کئی ساحر اپنے ہمراہ لے کر لکڑیوں کے ڈھیر کے گرد ٹہل رہی تھی کہ برق بصورت عمرو ادھر سے گزرا۔ صرصر نیمچہ پکڑ کر ڈانٹتی ہوئی بڑھی۔ برق نے بھی خنجر کھینچا مقابل ہوا۔ ابھی دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ صرصر کے ساتھ جو ساحر تھے آ گئے اور بزور سحر نقلی عمرو کو پکڑ لیا اور رنگین سحر کے سامنے لائے۔ اس نے برق کو قید کر کے شہنشاہ ساحران کو لکھ بھیجا: "عمرو کو حسب الارشاد والا صرصر پہچان کر گرفتار کرا دیا۔ جب یہ نامہ افراسیاب کو پہنچا پڑھ کر بہت خوش ہوا۔

ازبسک کتاب تو پہلے ہی خبر دے چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہے۔ اس وقت یہ سمجھا کہ بے شک عمرو ہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار بچی نے پہچان کر گرفتار کرایا ہے۔

اب اس کے عمرو ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ غرضیکہ خوش ہو کر حیرت سے کہا: "ایس ملکہ! تیار کرو اور اس مخمور کو بھی لے چلو' میں بھی چلتا ہوں' تاکہ عمرو کے ساتھ اس کو جلا کر دل ٹھنڈا کروں۔"

حیرت یہ سنتے ہی اٹھ کہ اس کے اٹھنے سے ہزار ہا ساحر اٹھ کھڑا ہوا۔ طلسم باطن میں شور پڑ گیا۔ یہاں مخمور کے جتنے بھی دوست تھے۔ ان کو صدمہ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ چل کر آخر وقت میں مخمور کو دیکھ لیں اور دشمنوں نے کہا: "آج اس کا حال سقم دیکھ کر دل خوش کریں۔" چنانچہ دوست و دشمن سب سربراہ کھڑے ہوئے۔

ادھر حیرت نے ہتھوں میں ہتھکڑیاں' پاؤں میں بیڑیاں مخمور کے پہنا کر تخت سحر پر جادو سے بے بس کر کے بٹھایا اور' خود اپنے طاؤس پر سوار ہو کر چلی۔ ہزاروں ساحر محاصرہ کئے روانہ ہوئے طلسم بھی بڑے کرد و فر سے سوار ہو کر چلا۔

خمار جادو' مخمور کی بہن نے مخمور کو لاکھ کی طرح سمجھایا: "بہن اگر تو سچے دل سے راسخ الاعتقاد ہو کر افراسیاب کی اطاعت کرے' تو میں اپنی ضمانت کر کے تجھے چھڑا لوں۔"

مخمور نے جواب دیا: "میرا جلنا ہزار زندگی سے بہتر ہے میں ہر گز ایسے رو سیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کروں گی۔" خمار ناچار چپ ہو رہی اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کر سکی مگر بہن کے لیے زار و قطار روتی تھی۔ جو لوگ تماشائی تھے ان میں بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک و دانا تھے وہ عبرت پذیر تھے اور کہتے تھے: "میاں اس شہزادی کا یہ سن اور یہ دن' جس ایسا ہی صورت ویسا ہی۔ فلک کا یہ ظلم اس کو جلنے کے لیے مقرر کیا ہے۔ افسوس ہے

خلاصہ کلام یہ مجمع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے آتا ہے لیکن ادھر جب برق گرفتار ہو چکا۔ اس وقت عمرو گلیم اوڑھے رنگین سحر کے خیمہ میں آیا' دیکھا یہ تو مسند پر بیٹھی

ہے اور چند ملازم ساحر اس کے گرد پیش حاضر ہیں۔ عمرو نے آواز دی: "اے رنگین سحر میں فرشتہ سامری ہوں۔ خداوند' سامنے در کوہ میں تشریف لائے ہیں اور عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہیں' تمہیں بلاتے ہیں یقیں ہے کہ عمر جادوانی فرمائیں گے۔" رنگین سحر یہ صدائے غیبی سن کر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ صدا دنے والا دکھائی نہیں دیتا۔ بیشک یہ فرشتہ خدا وند کی آواز ہے۔ پس اسی وقت اٹھ کر تنہا چلی۔ اگر کسی نے ساتھ چلنے کے لیے قصد کیا تو مانع ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب' خداوند کے پاس جانے کے قابل نہیں۔ غرض یہ کہ اکیلی چل کر نزدیک درہ کوہ کے پہنچی۔ عمرو پہلے اسے اس کا منتظر یہاں بیٹھا تھا اور اپنی صورت نہایت خوفناک بنا چکا تھا۔ کئی سر اور کئی ہاتھ پاؤں بنائے تھے اور کانوں سے شعلے نکلے تھے۔

رنگین سحر کے آنے سے ایک پیٹ میں کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آ کر کہا: "آپ کو آنے میں دیر ہو گئی۔ خداوند تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہیں کہ اس کو کھائیے عمر بڑھ جائے گی۔" یہ کہہ کر وہ میوہ اس کے ہاتھ میں دیا اور آپ سامنے سے غائب ہو گیا۔ رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دے کر خداوند کے پاس گیا' اس نے کچھ میوہ کھایا اور باقی لے کر خیمے کی طرف چلی۔ راہ میں بیہوش ہو کر گری۔ عمرو نے ظاہر ہو کر کپڑے اتارے اور اس کی سی صورت بن کر' اور اس کو زمین کھود کر دفن کر دیا' آپ وہاں سے خیمہ میں آیا اور جو ساحر لکڑیاں جمع کر رہے تھے ان کو حکم دیا "پہلے زمین پر بازو بچھاؤ اس کے اوپر لکڑیوں کا انبار کرو کہ مجرموں کو جلاتے وقت آگ لاتے ہیں فیصلہ ہو جائے دیر ہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار بہت ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بیچ میں پڑ جائے اور آگ میں سے کوئی اس کو لے جائے۔ یہ کہہ کر الگ جا کر زنبیل سے ایسی بیہوشی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحروں کے حوالے کی انھوں نے اس کو زمین پر بچھایا۔ اس پر لکڑیاں ڈھیر کیں لکڑیوں پر بھی سریوں بارود ڈال دی۔ خوب انتظام کیا۔

اس اثنا میں افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اس مجرمہ سرکار عشق

ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل میں گرفتار لائی اس کے آنے سے تمام طلسم میں غلغلہ پڑا اور لشکر مہ رخ میں بھی یہ خبر پہنچی کہ مخمور جلائی جاتی ہے۔ یہ سنتے ہی ہر ایک نے بچھاڑ کھائی اور مہ رخ جان دینے پر آمادہ ہوئی۔ جلد از جلد لشکر تیار کرایا۔ سب سرادر نارنج و ترنج اسباب سحر لے کر تخت اور اژدہائے سحر پر سوار ہوئے پھر تو

چلی فوج جنگی سوئے رزم گاہ
وہ شیروں کا غصہ خدا کی پناہ

ہوا بحر آہن میں پیدا خروش
بڑھے جس گھڑی سارے فولاد پوش

کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے
سواری کے اژدر شرر بیز تھے

ہوئی منقل سحر آتش فشاں
برستی تھیں ہر طرف چنگاریاں

لیے سرخ سرخ ہاتھ میں جھنڈیاں
کہ دریائے خون ہووے جیسے رواں

وہ باجوں کا بجنا' وہ قرنا کا شور
وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرض یہ کہ لشکر جس دم روانہ ہوا۔ صدائے نفیر جنگی سنکر قرآن صحرا سے دوڑ کر آیا

اور مہ رخ سے کہا: "آپ کہاتی ہیں۔" مہ رک نے اپنے ارادے سے مطلع کیا۔
قران نے جواب دیا: "آج تک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک شاہ طلسم کے اتھ

سے قتل ہو جاتے۔ جان دنیا کیا مشکل ہے جب چاہو لڑ کر مر جاؤ' اس وقت پر کیا منحصر
ہے۔ خواجہ صاحب گئے ہین وہ جب تک نہ آئی گے نہ بڑھو' میں خبر لینے جاتا ہوں
تم یہیں ٹھہرو' مہ رخ اس کے روکنے سے تھمی اور قران بھر خبر روانہ ہوا۔
مگر وہاں جب افرا سیاب مع مخمور آ کر پہنچا رنگین سحر نے استقبال کیا۔ حیرت نے سحر
سے ایک بنگلہ مینا نگار بنایا اور شہنشاہ وہاں مسند آرا ہوا۔ ہر طرف ساحران نامی جوں
توں میدان کو گھیر کر کھڑے ہوئے اور کسی قدر فوج بھر تحفظ لکڑیوں کے ڈھیر کا محاصرہ
کر کے ٹھہری۔ افراسیاب نے مخمور کو بلا کر پھر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے
افعال سے توبہ کر' تو میر رکن سلطنت طلسم ہے شہزادی ہو کر ایک عیار پر عاشق ہونا'
ہم جنسوں میں ذلت اٹھانا مناسب نہیں' تو اپنے آپ خیال کر۔ اپنے حسن و خوبی پر
رحم کھا۔ ان حرکتوں سے باز۔" آ مخمور یہ کلمات نصیحت سن کر رونے لگی اور آہ سرد
پر درد دل سے بھر کر پکاری

آہ کس پردہ نشین سے دیدہ دل لڑ گئے
شدت گر یہ سے جو آنکھوں پر پردے پڑ گئے

بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال
آخر اس شرمندگی ہے ہم زمین میں گڑ گئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

"اے شہنشاہ! اس عشق نے مجھ کو آپ میں نہ رکھا۔ بہت آرزو رکھتی ہوں کہ جلد مجھے قتل فرمائیے۔ غم عشق سے چھڑائیے۔"

افراسیاب اس کی تقریر سن کر سمجھا کہ یہ باز نہ آئے گی حپا کر حکم دیا: "لے جا کر مع عمرو کے اس کو جلا دو۔"

رنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ سحر کی قید و دفع کر دیجئے تاکہ میں اس مجرمہ کو لے جا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر بٹھاؤں۔

ملکہ حیرت نے کچھ فسوں پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا' لیکن ہزار ساحر جلیل محاصرہ کئے تھے۔ مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھ کر رہ گئی۔ رنگین سحر نے اس کو لے جا کر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور نقلی عمرو یعنی برق فرنگی کو بھی پہلو میں متمکن کیا۔ برق نے دیکھا کہ لکڑیوں کے نیچے بار رو بچھا ہے۔ دل سے کہا: "استاد کے نام کو خدا رکھے مشہور ہو گا۔ برق نے استاد کے نام پر جان دی۔ کیونکہ استاد مجھ کو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہاں جان جانے کا سامان ہے۔"

اس اثنا میں مخمور نے نقلی عمرو سے کہا: "خواجہ' مجھ سوختہ بخت کی محبت میں تم نے اپنے تئیں ناحق قید کرایا۔ میرے خون کو عوض شاہ طلسم سے لیتے میرا جلنا اس تغافل شعار فراموش کا شہزادہ نورالد سے بیان کرتے' طلسم کی فتح کے بعد شاید وہ مغرور ہماری مشت خاک پر آتا

بعد فنا یہ خاک جو برباد ہے میری
دامن ہی ڈھونڈتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگی اور بیتابانہ یہ اشعار

احوال خوش انھوں کا ہم بزم میں ہیں جو تیرے

افسوس ہے کہ ہم نے واں کا نہ بار پایا
ملک دل ایک مدت ایسا بسا غموں سے
آخر اجاڑ دینا اس کا قرار پایا
کیا اعتباریاں کا پھر اس کو خوار دیکھا
جس نے جہاں میں آ کر کچھ اعتبار پایا
آہوں کے شعلے جس جا اٹھتے تھے میر شب سے
واں جا کے صبح دیکھا مشت غبار پایا

برق یعنی نقلی عمرو نے یہ حسرت آگیں باتیں سن کر جواب دیا "اے ملکہ! خدا کو یاد کرو' گھڑی میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ ہم نے ہزاروں ساحر مار ڈالے' دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔"
اس عرصہ میں رنگین سحر نے آ کر مخمور کو ڈانٹا: "اری نمک حرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ۔ اس رونے دھونے سے کیا حاصل اپنی جان بچا۔"
برق نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ استاد ہیں' خوش ہوا۔ اب ضرور چھوٹے۔
مخمور نے تڑاق سے رنگین سحر کو جواب دیا: "او قطامہ' کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہے جادو ہو' میں ہر گز شاہ طلسم کی اطاعت نہ کروں گی۔"
یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا: "اے شہنشاہ! مجرمہ کسی طرح مطیع نہیں ہوتی۔"
افراسیاب نے کہا: "تم ہٹ آؤ۔" اور حکم دیا: "لکڑیوں کے ڈھیر میں آگ لگائی جائے۔"
ایک ساحر پولا لے کر دوڑا۔ اس وقت قران جو خبر لینے آیا تھا بہ شکل ساحر کھڑا ماجرا دیکھ رہا تھا جیسے ہی ساحر پولا جلا کر چلا۔ قران نے دوڑ کر اس کے سر پر بغدہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس کے مرنے کا شور بلند ہا۔ سیاہ آندھی آئی' آگ پتھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اسی غلغلے میں لکری کے ڈھیر پر جست کر کے

جال مارا اور مخمور کو کھینچ کر زنبیل میں ڈالا اور اڑسکہ سحر تو دفع ہو چکا تھا برق بھی کود کر بھاگا۔ "لینا لینا" کا شور بلند ہوا اور عمرو بھی بھاگا۔ ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقہ آتشبازی داغ کر لکڑیوں کے ڈھیر پر مارا کہ لکڑیوں میں آگ لگی اور شعلہ بلند ہوا بیہوشی کی بارود اڑی اور ساحروں کے دماغ میں دھواں گیا۔ ہزار ہا ساحر بیہوش ہو کر گرا۔ یہاں تک کہ خیمے میں افراسیاب اور ملکہ حیرت بھی بیہوش ہوئے۔ اس وقت قران نے دوڑ کر مہ رخ کو اس حال کی خبر دی۔ اسی وقت وہ لشکر لے کر مسلح و مکمل آ کر حملہ آور ہوئی نارنج و ترنج مار کر ہزاروں کے بے جان کیا جو بیہوش نہ ہوئے تھے وہ بھاگے یہاں لشکریان نے پتھر برسانا شروع کئے۔ عمرو جال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر میں آفت برپا کی خون کو دریا بہہ گیا۔

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی
کسی کو تاب اس آتش کی کب تھی

جہاں اس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس
وہ گویا شیشہ آتش کا تھا عکس

لگے گوشے میں جب چھپنے وہ خونریز
سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز

ہوئے شیروں کے آگے سے وہ گمراہ
پریشان و گریزاں مثل روباہ

اس ہنگامے میں یکایک زمین تھرتھرائی اور پریاں پچکارایاں لیے نکلیں' عمرو نے مہ رخ سے

کہا: "اب یہاں نہ ٹھہرو یہ پریاں افراسیاب کو ہشیار کر دیں گی اور وہ سب کو گرفتار کرے گا۔" حسب ارشاد مہ رخ نے فیر سحر بجائی' سب فوج جمع ہو گئی۔ یہ سب کو لے کر روانہ ہوئی پریوں نے پچکاری شاہ طلسم کے اور حیرت کے منہ پر لگائی۔ ان کو ہوش آیا اپنے ملازموں کا حال ابتر دیکھا کہ بہت سے جلے ہوئے ساحر لکڑی کےڈھیر کے گرد پڑے ہیں اور ہزاروں لاشیں خاک و خون میں غلطاں آگ لگی ہے خیمے جلے ہیں۔ حسرت و یاس برستی ہے نہ عمرو کا پتہ ہے زمخمور جلتی ہے' یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی فرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو دریا کے اس پار مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیں گے۔ اب کی بار میں کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا یہ کہہ کر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا۔

غرباں جادو ایک ساحر کا نام ہے اور اس کے پاس سحر کا جال ہے کہ اس میں ساحر کی گردن پھنس جاتی ہے اور لٹک جاتا ہے اسی کو یہ لینے گیا ہے اس کا آئندہ حال بیان کیا جائے گا۔

ادھر حیرت آ کر اپنے لشکر کو درست اور جمع کر کے اتری' اس طرف مہ رخ بفتح و فیروزی اپنی بارگاہ میں پہنچی۔ لشکر نے کمر کھولی۔ بزم مسرت آراستہ ہوئی سب سردار اپنی جگہ پر بیٹھے اس وقت عیار بھی آئے۔ عمرو نے مخمور کو زنبیل سے نکالا' سب اٹھ کر گلے سے ملے اور عمرو کی تعریف کرنے لگے۔ عمرو نے کہا: "اے مہ رخ اس کٹنی کے رکھنے کا تم نے تماشا دیکھا۔"

مہ رک نے عذر کیا کہ اب بغیر تمہاری صلاح کے کوئی امر نہ کروں گی۔"

عمرو بولا: "اب کی بار افراسیاب بڑی آفت لائے گا اور اے مخمور تم بھی زبردست جادوگرنی نہیں ہو۔ کیونکہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پر سبقت لے جاتی ہو۔"

مخمور نے کہا: "خواجہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہیں کر سکتے میں چار روز چاہ سامری پر جا کر سامری پر جا کر رہوں تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دوں۔"

یہ گفتگو سن کر شکیل جو عشق خوبصورت میں بیہوش سا رہتا ہے۔ کچھ ہوش میں آیا اور کہا: "کاش شاہ طلسم مجھ کو پکڑ کر میری معشوقہ کے پاس قید کر دے تو بہتر ہوا اور

اگر میرا استاد میرے حال کی خبر پاتا تو وہ افرا سیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ جاوداں ہے عمرو نے پوچھا: "وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔"
شکیل بولا: "جہاں وہ رہتا ہے وہاں کوئی جا نہیں سکتا' راہ سخت دشوار گزار ہے۔"
عمرو نے کہا: "بتاؤ تو سہی اس نے کہا: "دوراہیں اس کے طلسم کی' ایک راہ تو کوہ عقیق کی طرف سے ہے اور دوسری راہ ملک لوح داران جادو کی جانب سے ہے اور وہ بادشاہ طلسم ہے۔ اس کا طلسم بھی بہت بڑا ہے۔ مثل طلسم ہو شربا کے ہے اگر وہاں کوئی جائے اور کہے شاگرد تیرا مرتا ہے اس کا افراسیاب سے مقابلہ ہے۔ یہ سن کر وہ بھی چلا آئے گا۔"
عمرو نے کہا: "اس کے طلسم کا نام کیا ہے اور اس کا نام اور راہ کی کیفیت مفصل بتاؤ کہ کس طرح ہے۔"
شکیل نیج واب دیا: "اس کا اسم گرامی نام نامی کوکب روشن ضمیر ہے اور اس کی بیٹی بے مثل ساحرہ ہے اس کا نام بران شمشیر زن ہے اور اس کے طلسم کا نام نور افشاں ہے۔ اگر کوئی جائے تو بیاباں ریگستان کے آگے دریائے ہفت رنگ ملے گا دریا کے اس طرف اس کے طلسم کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہاں جا کر سیر کروں' ممکن ہوا۔ نہ ادھر کا کوئی ادھر آ سکتا ہے نہ اس طرف سے کوئی اس جانب جا سکتا ہے۔ بلکہ کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جا سکا اور اس طرف دریا کے بیابان اور صحرا اس طلسم کے پڑتے ہیں۔ وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہیں کہ کدھر راہ سے اور کیا کیا بنا ہے۔"
"عمرو نے پوچھا: "دریائے ہفت رنگ کیسا ہے"
شکیل نے کہا: "اس میں سبز سرخ زرد و سیاہ سفید سات رنگ کا پانی بہتا ہے۔" عمرو

نے افسوس کیا کہ اگر میں ساحر ہوتا تو جا کر لے آتا اور تمہارا پیام اس کو پہنچاتا۔
مخمور نے کہا: "خواجہ اس دریا کی کوئی انتہا نہیں ہے‌سنا ہے اگر کوئی سینکڑوں برس چلے جب بھی انتہا تک نہ پہنچے اور راستہ جانتی ہوں' بلکہ ایک آدھ عزیز میر اس ظلم میں رہتا ہے۔ میں جا کر جو کہو گے کہہ آؤں گی' لیکن بڑی خرابی یہ ہے کہ اس دریا میں نہ کشتی ملتی ہے نہ کوئی ملاح ہے۔"
عمرو بولا: "کچھ کیوں نہ ہو' میں جاتا ہوں۔"
مہ رخ نے گھبرا کر کہا: "اے شکیل! تو نے بیقراری کر کے خواجہ کو ہم سے جدا کیا۔ اب لشکر کس کے سہارے سے رہے گا۔"
مخمور بول اٹھی: "خواجہ آپ نہ جائیے میں جاتی ہوں' یہ کہہ کر اٹھی اور اپنے خیمے میں آ کر تیاری سفر کرنے لگی۔
اب افراسیاب کی کیفیت سننیے کہ اس نے غصہ میں آ کر کیا تدبیر کی ہے اور کیا آفت برپا کرتا ہے۔
جب مخمور سفر کی مکمل تیاری کر چکی تو بارگاہ میں آ کر سب سرداران سے رخصت ہوئی طاؤس سحر پر بیٹھ کر سمت دریائے ہفت رنگ چلی۔ عمرو نے دل میں سوچا' تو بھی اس کے پیچھے روانہ ہو کچھ نہیں تو طلسم کے راہ ہی سے آگاہی ہو گی۔ یہاں بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہے۔" یہ سوچ کر یہ بھی چلا' لیکن مخمور جب لشکر کی سرحد سے نکل کر صحرا میں پہنچی وہاں صرصر عیارہ' درکوہ' میں کھڑی تھی اور گرفتاری عیاران کی فکر میں تھی اس نے اس کو جاتے دیکھ کر صورت اپنی عمرو کی سی بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی یہ دوڑی اور پکاری: "اے ملکہ! ذرا ٹھہرو میں کچھ کہوں گا۔"
مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا' طاؤس اپنا زمین پر اتارا' صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی۔ اس نے پشتارے میں باندھ کر پشت پر لادا اور لے کر چلی۔ اس وقت عمرو جو عقب میں آیا تھا' یہاں پہنچا' دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہے

اور مخمور کا طاؤس کھڑا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس نے ڈانٹا کہاں جاتی ہے میں آ پہنچا۔ صرصر نے اس کا نعرہ سن کر پشتارہ اتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست ہے پشتارہ لے کر ٹر نہ سکوں گی۔ غرض یہ کہ نیمچہ کھینچ کر مقابل ہوئی۔ عمرو نے اس کے نیمچہ کا وار رد کر کے حلقے کمند کے بارے صرصر جوست کر کے حلقوں سے نکلی۔ عمرو نے دوبارہ قابو پا کر جال پشتارے پر مارا اور زنبیل میں ڈال لیا۔ صرصر حلقوں سے نکل کر دور گری۔ پھر جھپٹ کر آئی اور پشتارہ چھننے سے جھلا کر بڑی تڑپ جھڑپ سے لڑنے لگی۔ اتفاق سے ایک ساحر سانگ روئیں تن نام پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھتا تھا اس نے وہیں سے سحر کیا کہ دو پنجے آ کر گرے اور صرصر و عمرو کو اٹھا لے گئے اور اس ساحر کے سانے لائے۔ اس نے کہا تم کون ہو۔ عمرو نے کہا: "کیا کہوں شرم کی بات ہے' یہ میری جورو ہے لیکن آوارہ ہو گئی۔ جب اس کو بد فعل کرنے سے منع کرتا ہوں' یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہے۔"

صرصر نے جو یہ کلام سنا کو دینے لگی: "تیری جورو کے منہ کو جھلسوں اور جو مجھے اپنی جورو کہے اس کی صورت کو آگ لگاؤں' منگل اتوار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اتاروں۔ اے سانگ! اس موئے دغاباز جھوٹے کی باتوں پر نہ جانا۔ میں عیار بچی شہنشاہ جادواں کی صرصر ہوں اور یہ عمرو ہے۔"

سانگ نے یہ کلام سن کر جواب دیا:" میں شاہ کا ملازم نہیں ہوں' عام رعایا ہوں۔ اس سبب سے پہچان نہیں سکتا اور بزور سحر اگر شناخت کرنا چاہوں تو عرصہ تک سحر کرنا ہو گا۔ اس لیے میں تم دونوں کو شاہ کے دربار میں لیے چلتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ان دونوں کو اپنے مکان کے ستونوں سے باندھ دیا اور آپ گانے لگا۔ عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سامان بنا ہے۔ فرش فروش شیشہ آلات سے سجا ہے۔ ستار کو میں نے رکھا ہے سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہے۔ یہ جان کر آپ کو بھی دھیرے دھیرے گانے لگا۔

ساحر نے کہا: "تمہیں علم موسیقی میں بڑا دخل ہے۔"

عمرو نے کہا: "اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے۔" اس کو اس کے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اٹھ کر کھول دیا اور کہا: "آپ کچھ شغل کیجیے۔"

عمرو نے کی جوڑی نکال منہ سے لگائی اور اس کا ستار اٹھا کر ہاتھ سے بجانے لگا اور عاشقانہ غزلیات اور مدح حسن میں اشعار گانے لگا۔ اس وقت یہ کیفیت ہوئی کہ سانگ کھانا پینا چھوڑ کر زار زار روتا تھا اور ہمہ تن ہو کر بت بن گیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفیں کرتا تھا۔ عمرو خوب جی توڑ کر گایا کہ وہاں کے تمام حوش و طیور گرد جمع ہو گئے۔ اسی طرح گاتے گاتے تھم گیا اور عرض کیا: "اے سانگ! مجھے شراب خوری کی بہت عادت ہے اور اگر دو اک جام شراب کے عنایت فرمایئے تو آپ کو خوب محفوظ کروں گا۔"

سانگ نے حسب خواہش اس کے لیے کشتی بادہ ارغوانی کی لگائی اور کہا: "تم بھی پیو اور مجھے بھی دو۔"

عمرو نے کشتی سے گلابی اٹھا کر شراب جام میں انڈیلی اور سادہ جام بیہوشی سے خالی اس کے حوالے کیا۔ اس وقت صرصر جو بندھی ہوئی تھی پکاری: "اے سانگ! یہ شراب بیہوشی آمیز ہے ہر گز ہر گز نہ پینا' ورنہ عیار تجھے مار ڈالے گا۔

سانگ اس کلمہ کو سن کر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا کچھ انجام مصلحت کا سوچ کر اول سادہ جام دیا تھا۔ اس وقت عرض گزار ہوا: "حضور یہ میری دشمن ہے' سامری نہ کرے جو عورت بدی پر آ جائے۔ آپ میری خاطر سے اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اس کی عداوت دریافت فرما لیجیے۔"

سانگ نے اپنے ملازموں کو بلایا' ہر ایک ساحر جو اس کے خدمتی میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے اک کو وہ شراب پلائی۔ اس کو کچھ بھی نہ ہوا۔

عمرو نے کہا: "کیوں حضور' آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ عورت میری دشمن ہے۔"

سانگ کو عمرو کے کہنے کا اعتبار آیا اور کہا: "تو سچا ہے لا' ساغر شراب دے۔" اس نے پھر سادہ جام بھر کر دیا۔ یہ تو پینے میں مصروف ہوا اور عمرو نے فرصت پا کر ساری

بوتل میں بیہوشی ملائی اور جو دو ایک ساحر وہاں تھے۔ انہیں پیانے بھر کر دیئے اور اس دور میں سانگ کو بھی جام دیا۔ وہ بھی پی گیا۔ صرصر ہر چند کہتی رہی۔ اس کے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پئیے' بیہوش ہو گئے۔ عمرو نے صرصر کو بندھے اور بے بس پا کر چند بوسے لیے اور کہا: "کیوں جانی عیاری بھی تمہیں آتی ہے' صرصر بظاہر اس کو کوسنے لگی' لیکن دل میں آفرین کہتی تھی۔

عمرو جال مار کر اس مکان کا کل اسباب لوٹ کر زنبیل میں رکھا اور خنجر سے جو دو ایک ملازم تھے ان کے سر کاٹے۔ ان کے مرنے کا شور بلند ہوا۔ اس نے سنگ کو بھی خنجر مارا وہ سخت تن تھا' خنجر چٹ گیا۔ فی الفور اس کا اٹھا کر زنبیل میں ڈالا اور صرصر کے پاس آ کر اس کو چھیڑنے لگا۔

صرصر نے کہا: " او مونڈی کاٹے' اب تو تیری مراد پوری ہوائی مجھے تو کھول دے۔" عمرو نے کھولنے کے ارادے سے ہاتھ بڑھا کر اس کے سینے پر رکھا۔ صرصر نے سسکی بھر کر کہا: "سامری کی قسم جو تو نے مجھے بے طریق ہاتھ لگایا اپنی اور تیری جان ایک کر دوں گی۔" الغرض یہ تو صرصر سے مصروف دل لگی کرنے میں ہے۔

ادھر فراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے ایک پہاڑ پر آ کر پہنچا وہ پہاڑ رنگ برنگے پھولوں کا گلدستہ بنا معلوم ہوتا تھا۔ قلعہ کوہ پر صندل کا بنگلہ بہت آراستہ تھا مسند اس میں بچھی تھی۔ غربال جادو مع اپنے رفیقوں کے صحبت آرا تھا۔ جب شاہ طلسم پہاڑ پر قدم زن ہوا جادو کے موکل نے اس کو شاہ کی آمد کی خبر دی اور استقبال کے لیے بنگلہ سے نکلا اور شاہ کے پاس آ کر تسلی کی شنشناہ نے آن کلہ کے اشارے سے سلام لیا اور فرمایا: اے غربال! تم سحر کا جال لے جاؤ اور سب نمک حراموں کو قید کر لو۔"

افراسیاب حسب التماس بنگلے میں آ کر مسند پر جوہ فرما ہوا اسی وقت طائر خوش رنگ سامنے اور فصیح زبان میں گویا ہوئے: " اے شہنشاہ سانگ روئی تن فولادی جس کے گھر کو عمرو نے لوٹ اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا۔ سب بیان کیا۔

افراسیاب نے یہ کیفیت سن کر غربال سے کہا: "کسی کو بھیج تا کہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے۔ اس نے حسب ارشاد شعور جادو اور ناوک جادو نامی دو رفیق روانہ کئے اور آپ خدمت شاہ میں مشغول ہو رہا۔ کشتی شراب ناب کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا' جلسہ عشرت جمایا۔

مگر جب ناوک جادو وہاں پہنچا۔ عمرو اختلاط صرصر سے کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوتی ہے۔ یہ دریافت کر کے فوراً گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اور اس اثنا میں ناوک آ کر پہنچا اور صرصر کو بندھے دیکھ کر پوچھا: "عمرو کہاں ہے۔" اس نے کہا: "آپ کو اتنے دیکھ کر بھاگ گیا۔"

ناوک بولا: "کہاں جائے گا' میں ابھی پکڑے لاتا ہوں" یہ کہہ کر چلا۔

صرصر نے کہا: "مجھے کھولتے تو جاؤ۔"

اس نے جواب دیا: "تجھے کھولنے سے میں دیر لگے گی وہ عیار نکل جائے گا۔ اس کو پکڑ لاؤ تو مجھے آ کر چھڑاؤں۔"

یہ کہتا ہوا باہر نکلا۔ عمرو بھی گلیم اوڑھے اس مکان سے باہر آیا' دیکھا کہ ساحر مجھے ڈھونڈ رہا ہے خیال کیا کہ یہ اکیلا تو ہے مارو اس کو' یہ سوچ کر گوشے میں بیٹھ کر مخمور کو زنبیل سے نکال کر پشتارے سے کھولا اور ہوشیار کر کے سب حال کہا مخمور ساری حقیت سے آگاہی ہو کر ڈانٹتی ہوئی چلی اور عمرو ٹھہرا رہا۔ ناوک نے جو اس کا للکارنا سنا' نارنج پکڑ کر سامنے آیا اور حربہ کیا۔ مخمور نے اشارہ کیا کہ نارنج اس کا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا۔ پھر اس نے کما سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کئے۔ مخمور نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیے نکلا اور تیروں کو اس نے قلم کرنا شروع کیا۔ اس وقت مخمور نے ناریل جادو کا پڑھ کا مارا کہ ناوک کا سینہ توڑ گیا اور وہ مر کر زمین پر گرا۔ شور عظیم بلند ہوا عمرو نے آ کر اس کا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اتار لیے اس وقت شور جادو آ کر سانگ کے گھر پہنچا اور صرصر سے حال پوچھ کر کھول دیا۔ جب باہر نکلا۔ دیکھا شعلہ آتش بلند ہیں اور صدا آتی ہے"

مارا تاک جادو کو "شور جادو گھبرا کر دوڑا۔ مخمور نے اس کو دیکھا کہ للکارا: " ادھر کہا جاتا ہے نعرہ سن کر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر کے بال کو نوچ کو مخمور پر مارے کہ وہ بال سیاہ سانپ بن کر چلے۔ مخمور نے اپنے مکان سے بالا اتار کر مارا کہ اس نے بڑھ کر ان سانپوں کو حلقے میں گھیر لیا اور ایک گولہ فولادی سحر پڑھ کر لگایا کہ شور جادو کے سر پر پڑا۔ سر پھٹ کر بھیجا نکل گیا۔ یہ بھی واصل جہنم ہوا۔ بیر فریاد کرتے شاہ طلسم کے پاس گئے۔ ادھر مخمور اور عمرو پھر سمت طلسم کوکب چلے۔ عمرو نے کہا:

"اے ملکہ! پیدل نہ چلو' تخت سحر تیار کر لو۔"

مخمور نے کہا: "خواجہ' تم لشکر میں جاؤں' میں چلی جاؤں گی۔"

عمرو نے کہا: "میں تمہارے پیچھے نہ آتا تو صرصر تم کو شاہ طلسم کے پاس لے چلی تھی۔ میرا چلنا تمہارے ساتھ ضرور ہے۔" مخمور یہ سن کر سمجھی کہ اس کے ساتھ چلنے میں غم عشق برطرف ہو گا۔ یہ تجویز کر کے سحرت تخت بنا کر سوار کر کے راہی ہوئی ادھر سحر کے مونکل افراسیاب کے پاس پہنچے اور قتل کے بارے میں بیان کیا۔ یہ سنتے ہی شہنشاہ غربال کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے کچھ کہا نہ سنا فی الفور سحر کا جال لے کر بغضب تمام لے کر چلا۔ ابھی مخمور عمرو گئے ہوں گے کہ تاریکی ہو گئی اور گلے میں دونوں کے پھندا پڑ گیا۔ دونوں اڑتے ہوئے تو جا ہی رہے تھے کہ ہوا میں لٹک گئے۔ پھر جو روشنی ہوئی۔ دیکھا کہ سنہری کڑیوں کو جال زیر آسماں دور تک پھیلا ہوا ہے۔ ادھر غربال نے سحر کا طائر روانہ کیا: "اے شہنشاہ کمترین نے مصور کے گناہ گاروں کو گرفتار کیا ہے۔" طاہروں نے جا کر خبر عرض کی۔ افراسیاب شاداں و فرحاں چلا اور آ کر ایک نعرہ مارا: "اسے عمرو بڑی سرکشی تو نے کر رکھی تھی دیکھا تو نے کیا ہو گیا۔" ایسی ہولناک صدا دی کہ مخمور اور عمرو دونوں بیہوش ہو گئے۔

افراسیاب نے دونوں کو جال سے چھڑا کر رسی میں باندھا اور حیرت کے لشکر کی طرف چلا۔ غربال سے کہا: "تم جاؤ اپنا لشکر لے آؤ۔ سب باغیوں سے مقابلہ کرو۔" وہ لشکر

لینے روانہ ہوا۔

افراسیاب بارگاہ حیرت میں آیا اس نے استقبال کیا شاہ تخت پر بیٹھا۔ عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا انہوں نے دکھا کہ ہم دونوں رسی میں بندھے ہیں اور حیرت کرسی پر بیٹھی ہے شاہ طلسم سامنے متمکن ہے۔ یہ دیکھ کر خدا کی طرف نظر کر کے خاموش ہو رہے۔

ادھر غربال جو اپنے مقام پر آیا۔ بارہ ہزار سحار کا یہ مالک ہے' انہیں تیار ہونے کا حکم دیا۔ حسب الحکم نطیر سحر بجی ہر ایک مسلح و مکمل ہوا۔ اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا۔ طائران سحر سوار ہو کر لشکر چلا۔ آگے آگے غربال کرگدن پر سوار' اس کے برابر برابر خراسان جادو' ببران جادو' جلاد زبردست جادو' خونخوار روئیں تن جادو۔ وہم جادو' غربت جادو' آتشباز جادو اوعر ناقوش جادو وغیرہ تمام سردار چلے۔ دم بچم جے سامری و جمشید کی بولتے تھے۔ آگ پانی براستے راہی ہوئے۔

جب لشکر حیرت کے برابر پہنچے۔ تعظیم کے لیے سردار آئے اور بارگاہ میں لے گئے۔ حیرت نے لشکر اترویا۔ بارگاہ غربال آراستہ ہوئی۔ اس کے سردار فروکش ہوئے۔ وہ دن اس لشکر کے آتے میں تمام ہوا۔

غربال جادو سے شاہ طلسم نے کہا: " آج لشکر میں رہوں گا' تو طبل رزم' بجوا' کل کا معرکہ میں دیکھ کر جاؤں گا۔ اس نے حسب الحکم لشکر میں نقارہ' بجوایا' حیرت کے لشکر میں کوس جنگی گڑ گڑایا۔ عیار لشکر میں بہ شکل مبدل حاضر تھے۔ کل حال دریافت کر کے رو بروئے ملکہ مہ رخ کے بارگاہ میں آئے۔ بعد دعا و ثنا شاہی کے عرض پرواز ہوئے: "عمرو اور مخمور قید ہو کر آئے ہیں اور غربال جادو نے انہیں سحر کے جال میں قید کیا ہے اور طبل جنگ بجوایا ہے۔ کل جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

مہ رخ نے خواجہ کی گرفتاری کا حال سن کر اشک حسرت گرائے اور غربال کا نام سن کر رنگ چہرے کا فق ہوا سمجھی کہ اب جان بچنا مشکل ہے لیکن دل کو مضبوط کر کے زبان سے کچھ نہ کہا کہ فوج بیدل ہو جائے گی بلکہ حکم دیا: "ہمارے یہاں بھی طبل

زرم بجے۔" سرداروں نے حکم پا کر نقار خانہ میں جا کر کوس حربی بجایا۔ لشکر میں خبر جنگ ہر طرف پھیلی۔ جس دم بہادروں کے کان میں نقارہ کی آواز پہنچی۔ اسلحہ صیقل درست کرنے لگے۔ ساحر سحر جگانے لگے۔ اسلحہ خانوں سے وہ وہ تیغ جواہر دار نکلی کہ جو میدان جنگ میں رگ سنگ کاٹے۔

آج کی رات ہر سمت اک شور برپا تھا۔ کہیں ڈمرو بجتا تھا' کسی جا آسی بچھی تھی' سنکھ بجتا تھا کوئی چپ بیٹھا دھیان کرتا تھا' کوئی مصروف اشنان ہے۔ کسی نے پکار کر موئکل بلائے تھے۔ کوئی مالا جپتا تھا' کوئی چپکا بیٹھا تھا' کہیں بھیروں اور ناوسنگھ کی اگیار تھی۔ کہیں کلوا عمدا بیر کی پکار تھی۔ کسی نے موہنی کی پڑھنت پڑھی۔ کسی نے لونا چماری کی بھینٹ دی۔ کسی نے بکرا حلال کیا۔ تو کہیں سوٗر چڑھایا گی۔ کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا۔ کلچڑیاں اور بھیجنگے پرنچے پڑے تھے۔ کہیں انڈے کٹے تھے۔ الحفیظ والا ماں وہ اژدہوں کا پھنکارنا سحر کے موروں کا چنگھاڑنا' شیروں کا ڈکارنا آسمان کا کلیجہ و ہلاتا تھا۔ لونگ کا نجور ہو رہا تھا۔ شراب کی بوتلیں ہر کہیں لنڈھی تھی زمین ہر جگہ لپی پتی تھی کسی جا' گوگل سلگ رہا تھا جو چوکی سیوا کرتے تھے انہوں نے لوبان جلایا تھا' پون تانتے وقت سناٹے آتے تھے ڈفلا بجنے سے ساحر گردن ہلاتے تھے۔ کوئی میٹھا گردن کا خون اگیاری میں دیتا تھا کوئی بائیں ہاتھ چھنگلیا چھیدتا تھا۔ کوئی جھومتا تھا۔ کوئی چومک جلا ڈنڈوت کر کے زمین چومتا تھا۔ مہ رخ' بہار' سرخ مو' نافرمان' طاوس' ہلال سحر' آفت اور شکیل وغیرہ سب نے سحر تازتازہ تیار کئے تھے۔ اسی تیاری میں رات تمام ہوئی۔

○○○

• جانسوز

صبح کے وقت جنگ کا ہنگامہ گرم ہوا۔ دونوں جانب سے لشکر میدان جنگ میں پہنچے۔ تخت حکومت پر ملکہ مہ رخ سوار تھی گرد تمام سردار خوبصورت گھوڑے، سحر سے بنے ہوئے تخت، سحر سے چلنے والے طاؤس و عقاب، ہاتھی و ہنس آتشیں پران و مبدم کرنا اور جلا جل بجتی تھی۔ زمین لرزتی تھی۔ بہادر خوب بزدلوں کے بدن پر لرزان طاری، ساحر منہ سے شعلے اڑاتے، سحر کی نیرنگی دکھاتے جب میدان جنگ میں پہنچے، ابر سحر برسا کر گرد بٹھا کر صف آرا ہوئے۔ یکایک ہزار ہزار رنگ کے باجے بجتے سنائی دئے اور صدائے طرقوا بلند کرتے طائر سحر نظر آئے۔ چونسٹھ ہار نقارے ایک بار جو بجے کہ تمام پہاڑ ملنے لگے اور زمرد سے بنا ہوا بنگلہ بزور سحر اڑتا ہوا۔ اس بنگلے کے اندر تخت جواہر آگین بچھا تھا کئی سو کرسیاں تخت کے گرد نصب تھیں ، شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر سو کرسیاں تخت کے گرد نصب تھیں، شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر تھا۔ برابر میں ملکہ حیرت بیٹھی تھی۔ سامنے ہزاروں نازنین زریں لباس پہنے، دست بستہ عہدے ہاتھوں میں لیے سرگرم خدمت تھی اور بنگلے کو گھیرے لاکھوں ساحر شیر وا اژدر آتشیں پر سوار ڈراؤنی صورتیں بنائے شرر بار شعلہ مونکل میدان میں آ کر ٹھہرے پھر ایک طرف سے غربال جال لیے مع اپنے سرداروں کے بارہ ہزار ساحر لے کر میدان جنگ میں صف آرا ہو۔ اس مجمع کو دیکھ کر فلک بھی چکر میں تھا۔ ترک فلک کا جی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرہ نار تک جاتے تھے۔ آندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا .بجلیاں چمکتی تھیں ابر شق ہو کر صدائے مہیب دیتے، بڑے بڑے پہاڑ اکھڑ کر بروئے ہوا قائم ہوئے تھے۔ الحاصل ہر طرف ایک ہلچل پڑی تھی قیامت کبریٰ برپا تھی۔

جس وقت صفین ترتیب ہو چکیں۔ نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑک کر کہا: "

اے نامیو! یہ دن قسمت سے نصیب ہوا۔ یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسی کو کب میسر ہوتا ہے' آج کون سامائی کا پوت مہابلی رن چڑھ کر نام پر جوجھ مرتا ہے' کھیت رہتا ہے اور کون اپنی ماں کا لال سرخرو ہو کر پالا جیت رہتا ہے۔ بڑے باپ کا وہی بیٹا ہے جو کھرید کر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہے جو لڑنے مرنے سے جی ہارے۔ یہ کہہ کر کڑکیٹ ہٹے۔"

خراسان خرس دندان------ اپنے سردار بکار غربال نے حکم دیا:" تو جا کر لشکر حریف کو شکست دے دے۔"

وہ حسب الحکم اژدر اڑا کر افراسیاب سے اجازت لے کر میدان میں آیا۔ اس وقت بحکم شاہ طلسم عمرو اور نخمور کو جال میں باندھ کر بروئے ہوا لٹکا دیا۔ مہ رخ و بہار وغیرہ نے لٹکے دیکھ کر سر پر خاک ڈالی اور مطیعوں میں ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو بہر مقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جا کر مقابل ہوا اس نے ناریل سحر کا مارا سلسلہ جادو نے زمین پر دو ہتڑ مارے کے ایک زنجیر نکل کر اس کے لپٹ گئی اس نے ایسا فسوں پڑھا کر ایک پتلا خنجر لیے زمین سے نکلا اس نے خنجر سے زمین کو کاٹ دیا۔ خرسان جو چھوٹا فوراً زمین پر لیٹ کر شعلہ جوالہ کے مانند بنا اور سلسلہ جادو پر آ گرا' اس نے ہر چند رد سحر کر کیا کچھ نہ ہوا۔ آخر کار جلنے لگا۔ سارے جسم میں آبلے پڑ گئے تڑپ کر مر گیا اور شور برپا ہوا۔ یہ سانحہ دیکھ کر سلسلہ جادو کا بھائی مسلسل جادو دوڑ پڑا اور خرسان پر اپنی کمر سے زنجیر کھول کر ماری کہ وہ سانپ بن کر لپٹی وہ پھر زمین پر گرا اور طاؤس بن کر سانپ کو نگل گیا اور اڑ کر مسلسل کے سر پر آ کر منقار ماری کہ وہ بیتاب ہو کر گرا اور مر گیا۔ اس کے مرنے کو شور برپا ہوا۔ اس وقت تو برق محشر کو تاب نہ رہی۔ اپنے بیٹے کو اشارہ کیا رعد زمین میں غرق ہوا اور برق محشر بجلی بن کر خرسان بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق محشر کڑکڑا کر جوگری دو ٹکڑے کر کے زمین میں اتر گئی۔ ہنگامہ محشر آ سا بلند ہوا کہ مارا خراسان جادو کو۔ افراسیاب نے یہ معاملہ دیکھ کر نعرہ مارا۔ لینا اے غربال: "اس نے دوڑ کر جاں مارا رعد کی گردن پھنسی

اور یہ بھی لٹک گیا۔ اس عرصہ میں برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھ کر چمک کر غریاں پر گری۔ اس نے جان مار کر اس کو بھی پکڑا اور عمر داد۔ مخمور کے برابر دونوں کو لٹکا دیا۔ راوی کہتا ہے کہ جال کا ایک سرا غربال کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا نظر نہیں آتا۔ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ غریال جال مار کر آدمیوں کو کتنی دور تک ٹانگتا جاتا ہے۔

القصہ جب رعد و برق محشر لٹک چکے' غربال اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار ببران جادو کو حکم دیا: "جا کر باقی ماندہ حریفوں کو تو غارت کر۔" وہ بموجب ارشاد اپنا شیراڑ کر میدان میں آیا اور مقابلے کے لیے پکارا۔ اس وقت تخت مہ رخ' طاؤس سحر پر بصد زیبائش بہار سوار تھی۔ سر سے پا تک زیور زمردیں پہنے جھالے کان سے بڑھ کر کمر تک موتی کے پہنے تھے مانگ موتی سے بھری آنچل پلو کا دوپٹہ پر پائجامہ بوٹے دار اطلس کا پائنچے کلائی پر ڈالے طاؤس سے کود کر سامنے حریف کے گئی۔ افراسیاب نے جھک کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ مارا سرد آہ کھینچ کر ملکہ حیرت کے لحاظ سے چپ ہو رہا۔

ادھر ببران نے دوڑ کر تیغہ بہار پر مارا۔ یہ فوراً زمین میں سما گئی' مگر سر اپنا باہر رکھا۔ سر پر گلدستہ مانند کلغی کےلگا تھا۔ ببران کا تیغہ اسی گلدستہ پر پڑا۔ اس کی پنکھڑیاں بکھر گئیں اور پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی۔ ببران نے کہا: "کیا عمدہ خوشبو ہے۔ اس وقت بہار زمین سے نکلی اور سحر پڑھ کر پکا دی: "اے بہار آؤ۔" جھونکے ہوائے سر کے آنے لگے اور چمنستان سر سبز و شاداب نظر آتے تھے۔

اس باغ سحر میں بہار آ کر کھڑی اور پکاری: "اے ببران! تم نے بھی یہاں کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی۔"

ببران یہ صدا سن کر دوڑا' اور باغ میں آ کر عرض پیر ہوا: "اب یہ پھول سونگھتا ہوں۔" کچھ خوشبو دار پھول تور کر سونگھے پھر تو ببران اپنے گریبان کو پھاڑ کر پکارا: "میری جان ملکہ بہار! مجھے جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤں:

اس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا: "جا غربال کو پکڑ لا۔" ببران وہاں سے تالیاں بجاتا' شعر عاشقانہ پڑھتا غربال کی طرف چلا اور آ کر اس کی فوج پر حملہ آور ہوا جس کو ناریل مارا جلا دیا جس پر نارنج مارا دو کر دیا۔ آفت برپا کر دی۔ سینکڑوں ساحر مار ڈالے۔ غلغلہ بلند ہوا اور افراسیاب نے حیرت سے کہا: "دیکھو یہ تمہاری بہن کا کرشمہ ہے۔"
یہ کہہ کر اپنے ہاتھ اٹھائے انگلیوں سے ایک بجلی چمک کر ببران پر گری کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے۔ حیرت نے کہا: " حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا۔"
شاہ نے جواب دیا۔: "اس پر سے سحر بغیر مارے نہ اترتا اور یہ ہزاروں کا فیصلہ کر دیتا۔"
یہ کہہ کر بنگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک نارجیل چمنستان بہار پر مارا کہ اس باغ میں نارجیل کے گرنے سے شرر پیدا ہوئے اور گلشن میں آگ لگی انار مثل انار آتش بازی کے چھوٹنے لگے اور سرد ہر ایک سرد چراغاں بنے۔ گل ہائے سرخ مثل چراغ کے روشن تھے۔
آخر جب سارا باغ جل گیا۔ سحر ٹوٹنے سے باہر پر بیہوشی چھائی افراسیاب نے نعرہ مارا: "اس کو۔" غربال نے آ کر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی۔ نافرمان اور سرخ مو وغیرہ زار زار روئیں اور نافرمان سحر کا نیچہ کھینچ کر غربال کی طرف چلی۔ اس نے اپنے سردار اور خونخوار سے کہا: "روکو اس کو" اس نے بڑھ کر ترسول مارا۔ نافرمان نے جادو کی سپر پر روکا اور جوڑے سے ناریل نکال کر مارا۔ کہ شعلہ ہائے آتش نے خونخوار کو گھیرا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ دریا پیدا ہوا اور پانی نے آگ بجھا دیا۔ اس وقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا: "اے غربال! لے اس کو۔" اس نے دور کہہ جال مارا کہ نافرمان بھی لٹک گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر مہ رخ غصہ کے ساتھ تخت سے اتری اور خونخوار کے قریب پہنچ کر اس کے لپٹ گئی۔ اس نے ہر چند سحر کئے اور ترسول مارے' لیکن اس نے نہ چھوڑا اور بزور سحر صورت شیر غران کی ایسی بنا کر اس کو چیر کر پھینک دیا۔ ہنگامہ برپا ہوا' مارا خونخوار کو۔ غربال جال لے کر دوڑا۔ مہ

رخ زمین میں غرق ہو گئی اور غربال کی پشت پر نکلی چاہا کہ دوڑ کر اسے بھی لپٹ کر چیر ڈالو۔ اس کو غضب ناک دیکھ کہ جلاد زبردست بیچ میں آ گیا۔ ملکہ مرخ مونے جو مہ رخ کو دیکھا' طاؤس کو اڑا کر جلاد کا جا کر سامنا کیا اور کچھ ستارے ہاتھ پر رکھ کو جواڑائے وہ فلک کی طرف جا کر وہاں سے مثل تیر شہاب' جلاد کے سر پر گے کہ اسفل کی طرف سے نکل گئے غلغلہ ہوا کہ کشتی جلاد زبردست جادو مارا۔ غربال جال لے کر اس کی جانب پھرا۔ سرخ موبھی زمین میں غرق ہو گئی۔ اس عرصہ میں مہ رخ سے الگ جا کھڑی ہوئی اور وہم جادو نے غربال سے کہا: "آپ بھی ہٹ جائیے میں سب کو گرفتار کر لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر نارنج پکڑ کر آگے بڑھا۔ غربال بھی علیحدہ جا کھڑا ہوا۔ اس وقت سرخ موزمین سے نکلی۔ وہم نے نارنج کھینچ کر مارا۔ سرخ مونے دستک دی۔ نارنج الٹا پھر گیا۔ وہم نے اپنے بھرے ہوئے سحر کو بمشکل روکا۔ دونوں میں رد و بدل ہو رہی تھی کہ غربال جال لے کر دوڑا۔ مہ رخ نے اس کو آتے دیکھ کر تمام تر چستی کے ساتھ وہم کی طرف دوڑ کر تلوار ماری' اس کی کمر پر پڑی اس کے دو ٹکڑے ہوئے اس کے مرنے کا شر برپا ہوا۔ مہ رخ اور سرخ موزمین میں سما گئیں۔ غربال جال لیے کھڑا رہ گیا۔ اس وت عزت جادو نے پاس آ کر کہا: "آپ ہٹیے میں ان دونوں کو پکڑتے لیتا ہوں۔" اس اثنا میں سرخ مو باہر نکلی۔ عزت نے دوڑ کر سحر کی کمند ماری' سرخ مو تڑپ کر کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غربال نے دوڑ کر جال مارا اس کی بھی گردن پھنس گئی اور دوروں کے برابر لٹک گئی۔ اس دمہ مہ رخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غربال' تو جال کو دیکھ رہا تھا اس نے سحر کی تلوار ماری۔ عزت نے لاکھ رد سحر کیا' مگر بچ نہ سکا۔ دو ٹکڑے ہوئے صدا پیدا ہوئی کہ مارا عزت جادو کو۔ مہ رخ تلوار لیے غربال پر آ گری۔ یہ صورت دیکھ کر آتشباز دوڑ پڑا۔ مہ رخ نے اس زور کی تلوار ماری کہ آتش باز کے دو پر کالے ہوئے پھر غربال جال لے کر چلا مہ رخ زمین میں سما گئی۔ اس وقت طرفہ ہنگامہ رزم و پیکار گرم تھا۔ ساحروں کے مرنے سے موکل شور مچاتے تھے اور شعلے

بلند تھے اندھڑ چلتے تھے۔ ہر سمت آگ لگی تھی۔ مہ رخ جان بیچ دم بدم زمین سے نکلتی تھی اور عدو کا کام شمشیر شرر بیز سے تمام کرتی تھی۔ افراسیاب بھی اس کی جرات دیکھ کر دنگ تھا۔ آخر اس نے للکارا: "فوج ساحران چاروں سمت سے گھیرے اور مہ رخ کو گرفتار کرے۔" اس حکم کو سن کر ناقوس جادو کچھ فوج لے کر بڑھا اور غربال جال لے کر مستعد ہوا۔ یہ ہنگامہ دیکھ کر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچ کر مارا کہ ناقوس کے اژدھ بن کر لپٹا لیکن اس نے ناقوس جو بجایا اور اژدر اور پانی ہو گیا اور صدائے ناقوس سے ہلال و آفت دونوں بیہوش ہو گئے۔ غربال نے جال مار کر ان کو بھی لٹکا دیا کہ یکایک مہ رخ زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا' کہہ کر اس پر چلی۔ اس نے بہت چالاکی کے ساتھ اڑ کر ایک تلوار ناقوس کے ایسی لگائی کہ سر اس کا کٹ کر دور گرا' شور محشر بلند ہوا۔ اس وقت غربال نے دوڑ کر جالی مارا' مہ رخ فوراً شعلہ بن کر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غربال کے لگائی یہ بھی بزور سحر اڑ گیا۔ ساحروں نے نارنج ترنج مہ رخ پر مارنا شروع کئے اس نے بھی شعلہ جوالہ کی طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئیں گرایا اور تہلکہ ڈال دیا۔ ادھر اس کا لشکر صف باندھے کھڑا تھا۔ بہرو مدد لشکران غربال پر جا پڑا پھر تو مہ رخ کی یہ کیفیت تھی

میداں میں ہوئی جو وہ صف آرا
محشر کیا دم میں آشکارا

تیغ اس کی غضب شرر فشاں تھی
دشمن کو بلائے جانستاں تھی

زن سے ادھر آئی سن سے نکلی

خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی

بازو کو بغل کر سر کو کاٹا
سینہ کاٹا جگر کو کاٹا

وہ سر جو پناہ خود میں تھا
جھپکی نہ پلک کہ گود میں تھا

اکھڑے نخل حیات جڑ سے
سر کٹ کے گرے زمیں پہ دھڑ سے

لشکر تو دونوں آپس میں بھڑے ہوئے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ میں جا چھپے تھے۔ الحفیظ والا مان ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدہ مریخ حیران تھا۔ ہر سمت ساحر شیر بن کر اور اژدر بن کر گھتے تھے' پھنکارنے اور ڈھروکے مارنے سے جنگل لرزاں تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بہادروں کے بازوں کی مچھلیاں تڑپتی تھیں۔ سحر کے جانور ہر سمت دوڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے۔
اس غوغا سے عظیم میں افراسیاب جو بنگلے سے کودا اور نعرہ مارا: "باشید اے نمک حراماں" یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ مہ رخ کا لشکر کمر تک زمین میں غرق ہونے لگے۔ پھر تو فوج میں بھگدڑ پڑ گئی' لیکن مہ رخ نے مرنا گوارہ کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹائے اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھ کر دریائے زخار کی طرح موجزن ہوا اس میں جادو کے زور سے مہ رخ مچھلی بنکر گری اور افراسیاب کی طرف چل' افراسیاب نے چار جمشیدی کنڈی میں لگا کر دریا میں پھینکا۔ اس وقت مہ رخ کو کچھ چارا نہ رہا اور وہ چارہ کھا کر کنڈی میں پھنسی۔ شاہ جاوداں ڈوری کھینچ کنارے پر لایا اور غربال سے اشارہ کیا۔ اس نے اوپر جال مارا' مچھلی کی بھی گردن پھنسی'

شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریائے غائب ہوا اور مچھلی جو تھی مہ رخ کی صورت میں تبدیل ہو گئی اور سب کے برابر ہوا میں جال پر یہ بھی لٹک گئی۔ افسر کے گرفتار ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب نے برق چشمک وغیرہ جو برقیں کہ باقی ہیں، ان سے حکم کیا: ''لشکر فراری پر چمک چمک کر گرو اور ان کا تعاقب کرو۔'' بجلیاں کڑکا کر گئیں اور خرمن حیات ہر ایک کا جلانے لگی۔ شکیل فوج کو لے کر بھاگا اور بجلیاں سر پر چمکتی ہوئی چلیں یہاں تک کہ بارگاہ خردگاہ وغیرہ چھوٹا۔ کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف بھاگ نکلا۔ کوہ و دشت میں جا کر غاروں گڑھوں وغیرہ میں ہر ایک اپنے تئیں چھپایا شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازار دکانیں لٹوائی اور بارہ گاہ اور بازار میں آگ لگا دی عیاران اسلام چھپے ہوئے یہ سانحہ دیکھ کر اشک حسرت گراتے تھے اور لاکھ لاکھ تدبیریں کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا۔ عیار بچیاں بھی لوٹ مار کر رہتی تھیں۔ مال و اسباب سے جھولیاں بھری تھیں۔ یہ ہنگامہ دن بھر گرم رہا۔ رات ہو گئی۔

شاہ طلسم نے حکم دیا: جال کا ایک سرا گنبد نور سے اور دوسرا میری بارگاہ کے کلس سے باندھ دو۔ جو لوگ زمین میں آ دھمے سما گئے ہیں انہیں بھی جال میں لٹکا دو۔''

اس حکم کو سن کر غربال نے سب کو زمین سے نکال کر جال میں لٹکایا اور سرے جال کے گنبد نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیئے ایک چادر ہی تمام طلسم میں تھی تھی اور ہزاروں ساحروں کی گردن پھنسی تھی۔ کچھ تو سسکنے لگے تھے اور کچھ تڑپتے تڑپتے مر گئے تھے۔

الحاصل افراسیاب میدان جنگ سے پھر کر بارگاہ میں آیا اور پوچھا: ''لشکر عدو سے کون گرفتار ہونے کو رہ گیا۔ ''ساحروں نے عرض کیا: ''چار عیار اور شکیل قید نہیں ہوئے۔ باقی سب گرفتار ہیں۔'' یہ دریافت کر کے ملکہ حیرت سے کہا: ''تم تو گھبراتی تھیں دیکھا دم بھر میں سب کو قید کر لیا اب باقی عیار وغیرہ کو بھی کل گرفتار کروں گا ور جلاد

و حاضر رہیں۔ سب کو قتل کروں گا۔ اے غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہاں خیمہ استادہ
کرا کے آج کی شب رہو اور جال کا پہرا دو۔ عیاری تمہاری فکر میں ضرور آئیں گے

ان سے ہوشیار رہنا اور جس کو گرفتار کرنا جال میں لٹکا دینا۔"
غربال نے ارشاد کے موجب خیمہ پہاڑ پر استادہ کرایا اور مع اپنے باقی ماندہ سرداروں سے
وہاں آ کر بیٹھا اور شراب پینے لگا۔ سامے ناچ ہونے لگا۔
ادھر شہنشاہ ساحران نے جشن کے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ فرش قاقم و سنجاف
دور تک بجچھ گیا۔ ہزار ہا جھاڑ فرشی بازاروں سے تا بارگاہ روشن ہو گیا۔ طلسم کے
نقار خانے میں خوشی کی نوبت بجنے لگی۔ ملکہ حیرت قلم کار جواہر دوز جوڑا پہن کو زیور
سے سراپا آراستہ ہو کر پہلو سے شہنشاہ بیٹھی۔ تو شک خانہ کھل گیا۔ اہل دربار کو
خلعت اور لباس ملنے لگے۔ ساقیان زریں لباس کشتیاں بادہ احمر کی لے کر حاضر ہوئے'
دورے گلفام چلنے لگا۔ اکا بران طلس فتح کی خبر سن کر مبارک باد کو آئے' نذریں گزرنے
لگیں۔ پر زہرہ تمکین ماہ جبیں بصد حسن و ادا ناچتی اور گاتی تھیں۔ یہ تو داد عیش خرمی
دیتا ہے خوشی کر رہا ہے۔
ادھر عیاران لشکر عمرو بیتاب و بے قرار ہیں۔ آخر برق فرنگی نے قران سے کہا: ".خلیفہ
میں تو مبا کر عیاری کرتا ہوں تو اپنی جان دوں گا یا اس غربال کو ماروں گا۔" قران
نے جواب دیا اچھا تم سب اپی اپنی تدبیر کرو' مین بھی اس فکر میں جاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر چار عیار ایک طرف روانہ ہوئے اور ضر غام نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت
اپنی مشل دار بازاں (نٹ) کے بنائی' لنگوٹ کس کر بازو پر مٹی چڑھائی کان میں کنڈل
پہنا' بانس کندھے پر رکھا۔ کالا گنڈہ گرہ دار گردن میں باندھا اور خم ٹھونکتا قلابازیاں
کھاتا کھیل تماشے کی صدا دیتا روانہ ہوا۔ ایک طرف سے برق فرنگی سامنے اس پہاڑ
کے آیا۔ جہاں پر غربال کا خیمہ ہے دیکھا دامن کوہ میں مجمع ہے۔ اسی جگہ گوشہ میں
ٹھہر کر صورت اپنی کلواراں کی ایسی بنائی۔ بڑی بڑی آنکھیں جٹی بھوئیں' چہرہ حسین و

تمکین ناک میں نتھ پہنے۔ لٹکن قریب دھن جھومرک لیتا۔ سرخ چنری گنگام کا لہنگا ہر
ٹھوکر سے چلنے میں بھڑکا' شراب کی بوتلیں لے کر چلا۔ زیر کوہ بھٹی شراب کی بنائی

اونچے پر سرخ شراب کی بولتیں رکھ کر دکان جمائی' جو کوئی اس طرف آیا کلوران
کے حسن کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور کچھ دام دے کر "چوکھی" زیادہ دینا کہہ کر بیٹھ
گیا۔ گھڑی بھر میں بادہ خواروں کے ٹھٹھ لگ گئے اور ایک کلوران مسکرا مسکرا کر سینہ
کھول کر اپنی آن و ادا ر ہر ایک کو لبھانے لگی۔ ہر شخص مست ہو کر جھومتا تھا۔

یہ جماد ہوا اور ہائے ہوئے مستان بلند ہوئی۔ ملازمین غربال بھر خبر گیری پہاڑ سے اتر
کر آئے اور ساقن کو دیکھ کر اس کی چشم میگوں کے متوالے ہوئے دو ایک جام پی کر
گئے اور غربال سے تعرف کرنے لگے۔ وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا: ساقن کو
جلا کر بلا لا۔" اس نے آ کر ساقن سے کہا: "ہمارے مالک آپ کے خواہش مند ہیں
شراب تحفہ کی گلابیاں لے کر چلیے اور بادہ مراد سے اپنے جام آرزو کر لبریز سمجھے۔
کلوران نے پہلے تو کچھ عذر کیا پھر کہا: "حکم حاکم سے کچھ بس نہیں۔ اچھا چلو میں
چلتی ہوں۔"

یہ کہہ کر دکان بڑھائی اور گلابیاں شراب کی لے کر ہمراہ چوبدار کے پہاڑ پر آئی۔ جب
غربال کے سامنے گئی۔ شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹا کر اپنا جلوہ حسن تابناک
دکھا کر ساغر چسم کو گردش میں لائی۔ غربال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو میں بٹھا لیا اور ملازموں
سے اشارہ کیا: "یہاں سے ہٹ جاؤ" جس ایما ایک ایک کر کے باہر گئے اور یہ دونوں
تنہا رہے۔ ساقن بھی نخرے کرنے لگی اور اکیلا دیکھ کر اٹھی کہ میں جاتی ہوں وہ
اٹھ کر لپٹ گیا اور منتیں کرنے لگا۔ اس اثنا میں خم ٹھوکنے کی آواز آئی اور نٹ نے
صدا دی: اقبال بالا ہے۔ دولت کی بڑھتی ہو' بڑے بڑے کھیل تماشے۔"

یہ سنتے ہی ساقن نے کہا: " اس کو بلاؤ میں تماشا کراوں گی۔" غربال نے اس کی خاطر
نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی ہو جائے۔ غرض ملازم گئے اور نٹ کو

پہاڑ پر لائے تماشا ہونے لگا۔

ادھر شاہ جاوداں کو سحر کے موکلوں نے خبر دی کیونکہ اس کو کھٹکا عیاروں کو اتھا اس لیے موکل مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجھ کو اطلاع ہو جائے۔ اس وقت حیرت سے شاہ نے کہا: "عیار بڑے غضب کے ہیں ساقن اور نٹ بن کر غربال کے پاس گئے چلو میں تم کو تماشہ دکھاؤں۔"

یہ کہہ کر حیرت کا ہاتھ پکڑ کر چلا۔ یہاں ساقن نے تماشہ دیکھتے دیکھتے ملازمین میں غربال کو شراب پلائی تھی۔ اور اسے بھی جام شراب بیہوشی دیا تھا۔ وہ پیا چاہتا تھا کہ افراسیاب آ کر پہنچا اور نعرہ زن ہوا: "اے بے حیا! کہاں بچ کر جاؤ گے میں آ پہنچا۔" صدا سنتے ہی ساقن اور نٹ جست کر کے بھاگے۔

شہنشاہ نے کہا: "اے غربال انہیں گرفتار کر" اس نے زمین پر دو ہنٹر مارا کہ دو زنگی نکلے اور عیاروں کے لپٹ گئے پکڑ کر انہیں بھی سب مقیدوں کے برابرا جال میں لٹکا دیا۔ اس وقت شہنشاہ ساحران نے غربال کے کان میں کچھ کہا۔ اس نے وہاں تخلیہ کرا کر ایک ساحر کو بلا کر کہا۔ حکم شاہ یہ ہے کہ تم میری صورت بزور سحر بنکر یہاں بیٹھو' جو کوئی پوچھنے کہنا' میں غربال ہوں۔" اس ساحر نے کہا: "ایسا ہی ہو گا اور شکل اپنی بعینہ مثل غربال بنائی۔ اس وقت غربال اصلی جہاں افراسیاب نے جائے سکونت بنائی ہے وہاں چلا گیا اور شاہ جاوداں بھی حیرت کو لے کر باغ سیب میں آیا کہ چل کر ہمراہ زوجہ کے آرام کروں' صبح کو آ کر سب کو قتل کروں گا۔"

غربال کے مخفی ہونے کا حال اس کے ملازموں کو بھی معلوم نہ ہوا اسی طرح وہ سرگرم کار و خدمت نقلی غربال کے رہے لیکن شاہ طلسم کے چلے جانے کے بعد جانسوز و قران پہاڑ کے نیچے آئے اتفاق سے دو ساحر کسی کام کو پہاڑ کے نیچے آئے تھے۔ پھر کر جو اوپر جانے لگے۔ عیاروں نے پکارا: "بھائیو' ایک بات سنتے جاؤ وہ دونوں ٹھہر گئے انہوں نے قریب جا کر بیضہ بیہوشی آن کے منہ پر مارے کہ دونوں بیہوش ہوئے۔ یہ ان کے پیراہن لے کر اور انہیں کی سی صورت بن کر پہاڑ پر گئے۔ ایک سمت میخانہ آراستہ

ہے وہاں جب پہنچے۔ ایک ساحر نے کہا: "حضور بڑی دیر سے شراب مانگ رہے ہژن تم
کہاں گئے تھے۔ قران بولا انہیں کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ جن کو ہم بیہوش
کر کے آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساقی تھے۔ یہ سمجھ کر گلابیاں شراب کی لے
کر خیمہ نقلی غربال نقلی میں گئے۔ قران تو جا کر پہلو میں کھڑا ہو گیا ور جانسور شراب
کے کر سامنے ٹھہرا۔ اس نے چاہا کہ پیوں۔ اسی وقت ایک سمت سے صدا آئی: "خبر
دار نہ پینا" اور زمین سے ایک زنگی نکلا جانسوز کو لپٹ گیا اور اڑ کر جال میں جا کر
لٹکایا۔ وہاں سے ہنور نہ پھرا تھا کہ قران جو پہلو میں کھڑا تھا اس نے غربال کے سر
پر بغدہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا۔ شور عظیم برپا ہوا کہ مارا فطرت جادو کو۔ آگ برسنے لگی۔
اسی ہلڑ میں قران جست و خیز کر کے نکل گیا اور سمجھا کہ یہ غربال اصی نہ تھا کیونکہ
اس کے مرنے سے جال میں قیدی اسی طرح لٹکے رہے۔ کوئی رہا نہ ہوا' اگر یہ اصلی
غربال ہوتا تو سحر اس کا رد ہو جاتا اور اس کے مرنے سے قیدی چھوٹ جاتے۔
قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ زنگی کہ شاہ طلسم اس کو مخفی بہرہ حفاظت مقرر کر
گیا تھا۔ جانسوز کو جال میں لٹکا کر افراسیاب کے پاس گیا اور فطرت کے قتل سے اسے
آگاہ کیا۔
حیرت نے کہا: "قران عیار بہت زبردست ہے اس کا قید ہونا مشکل ہے۔"
افراسیاب بولا: "غربال ایسی جگہ جا کر رہا ہے کہ کوئی اس کو نہ پائے گا اور سحر کا
جال کوئی توڑ نہ سکے گا۔ پس پہرے چوکی کی کچھ حاجت نہیں۔ جو ساحروں وہاں اترے
ہیں وہی کافی ہیں اور حیرت کا لشکر بھی موجود ہے۔ اب رات تھوڑی ہے۔ میں چل کر
سب کو قتل کرتا ہوں۔ ہاں اتنے عرصے میں قران کو گرفتار کرنا چاہیے۔"
یہ کہہ کر عیار بچیوں کو بلا کر بتا کیدا کید حکم دیا۔ "تم پانچ عیارہ ہو اور وہ تنہا ایک
اعیار ہے گھیر کر اس کو پکڑ لاؤ اور اس زنگی ساحر سے و جو خبر لے کر آیا تھا۔ حکم
دیا: "تم مخفی طور پر عیار بچیوں کے ساتھ رہو' جہاں یہ اس عیار کو پہچان کر لڑنے لگیں

تم سحر سے اس کو قید کر لینا۔" وہ زنگی اور عیار بچیاں حسب الحکم روانہ ہوئیں۔
ادھر قران اس فکر میں پھر رہا تھا کہ اصلی غربال کو ڈھونڈ کر قتل کروں اور ہر سمت تجسس کرتا رہا۔ لیکن اس کو نہ پایا۔ ادھر عیار بچیوں نے بھی قران کو تلاش کیا' مگر پتہ نہ ملا۔
صبح کو افراسیاب شاداں و فرحاں بستر سے اٹھا اور نہا کر خلعت فاخرہ زیب بر فرمایا۔ اکابران طلسم حاضر ہوئے سب کو ہمراہ لے کر سوار ہو کر بحشم و خدم روانہ ہوا اور بارہ گاہ حیرت میں آیا۔ دیکھا سب قیدی جال میں اسی طرح لٹکے ہیں۔ یہ دیکھ کر اپنے ملازموں سے بکمال بشاشت حکم دیا: "میدان میں سولیاں استادہ کرو اور آرہ کش تسمہ کش جلا حاضر ہو۔" کارپرداز تعمیل حکم میں مصروف ہوئے۔ داریں کھڑی ہونے لگیں' لشکر کمر باندھ کر گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلا و تیغہ ہائے برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے۔ خلعت کا اژدہام ہوا۔ یہ تو اس فکر میں مصروف ہے۔
لیکن کار سازی حافظ حقیقی دیکھیے کہ جس بادشاہ کا ذکر پیشتر کیا گیا۔ یعنی کوکب روشن ضمیر صبح کو سریر طلسم نور افشاں پر جب جلوہ گر ہوا۔ تمام سردار اور شاہان ممالک طلسم گوہر افشاں یعنی بلدن پرواز جادو' ملکہ زیور زرین پوش و سبک دوش جادو' ملکہ زمرد پوش جادو ملکہ یاقوت پوش جادو'ملکہ فیروز پوش جادو' ملکہ طولان سبز پوش جادو' ملکہ الماس پوش جادو' ملکہ ستارہ چشم جادو' ملکہ خور چہرہ جادو' ملکہ گوہر دندان جادو' ملکہ زر نگار جادو' ملکہ محبوب جادو' ملکہ خورشید تاجدار جادو' ملکہ ماہ تاجدار جادو' ملکہ فیروزہ تاجدار جادو' ملکہ گلزر جادو' ملکہ خرسان جادو' ملک ترسان جادو' لرزاں شاہ جادو' خونخوار جادو' سہراب جادو' فخر شاہ جادو' مفخر شاہ جادو' قرطاش شاہ جادو' مسبوت کا کل کشاف فیل دندان جادو غیرہ ہزاروں ساحر حاضر دربار ہو کر پایہ بپایہ بیٹھے تھے' اور ملکہ بران شمشیر زن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی۔ مرزان وزیر' سریر شاہ کے مروجہ جنبائی کر رہا تھا۔ چتر شاہی پھر رہا تھا۔ اس وقت اہل اور بار سرخ پوشاکیں زیب قامت فرما تھے۔

اس شاہ عالی جاہ کے سامنے زہرہ و شان قمر صورت ناچ رہی تھیں اور دور جام بادہ ارغوانی چلتا تھا۔ ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا: اس وقت کچھ طبع عالی مکدر ہے۔ باغ کی سیر کو جی چاہتا ہے۔" یہ کہہ کر تخت سے اٹھ کر سمت صحرا چلا۔ اکابرین طلسم کا مجمع ساتھ ہوا۔

اس وقت وہ ماہ سپر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کو ماہ و آفتاب اس کی غلامی کا داغ اپنی پیشانی میں رکھے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اس کے حسن مصفا کے بے آبرو تھے۔ وہ کون رونق انجمن یعنی بران شمشیرزن کو حسینان دہر کی افسر اس کو کہنا زیبا ہے۔

یہ نازنین بھی باپ کے ہمراہ مع کنیز ان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا تھی: "اے والد ماجد روبرو گنبد سامری جو صحرائے وسیع و سرسبز واقع ہوا ہے۔ سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہے۔ وہاں چل کر آپ کے سامنے پرواز کریں' تاکہ مزاج ہمایوں شہنشاہ اس کیفیت اور تماشے کے ملاحظہ سے شادہ ہو۔"

کوکب نے فرمایا: "تمہارا بھی تقاضائے لڑکپن نہیں مٹا' وہی بات یاد ہے جو اچھل کود کی ہے۔ اچھا چلو' آج ہم بھی پرواز کریں گے اور سنا ہے کہ ملکہ گوہر افشاں بلند پروزا خوب اڑتی ہیں' ان کی بلندی پروازی دیکھیں گے۔"

یہ باتیں کرتے ہوئے اسی سمت کو جہاں کا پتہ بران شمشیز زن نے بتلایا' روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اس مرغزار نمونہ باغ' باغ شداد میں پہنچے۔ یہ باغ سلطان کی سیر کے لیے تعمیر تھا۔ اسی کے ملحق نقل گنبد سامری ہر پرستش بنائی ہے۔ بادشاہ کے سواری باغ کے اندر آئی اور گلشن کے بیچ جو بارہ دری جواہر جڑی بنی سنوری تھی اس کے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سیر حدیقہ رشک درہ بیاض بیداد کرتا تھا۔ اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا اور اس وقان گلغداد نسرین بدنوں کا آنا' گلائے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے۔

اس وقت دوپٹے کی گاتیاں باندھ کر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک اڑیں ادھر تو آفتاب

بلند ہو رہا تھا ادھر یہ مہر پیکر زریں لباس جو پرواز کناں ہوئیں گویا ہزاروں آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین کے چاند فلک پر پہنچے تھے کہ کوئی ماہر پانچ کوس بلند اور کوئی سناٹا بھر کر اس سے اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جا کر تھرانے لگی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی میں قندیلیں لٹکائی ہیں۔ یا حوریں جنت سے نکل کر بھر سپر' پروئے ہوا آئی ہیں۔ جب سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشاں بلند پرواز ہر ایک سے زیادہ بلند ہو گئی کہ جملہ ساحر دور بین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی۔ ہر سمت غلغلہ تحسین وآفرین بلند تھا۔ اس وقت کوکب نے بران شمشیر زن سے کہا: "اے فرزند! تم بھی اپنی تیزی دکھاؤ اور آج اس قدر بلند ہو کر طلسم ہو شربا کوئی نشانی لاؤ۔" بران نے حسب ارشاد دوپٹے کی گاتی باندھ کر اپنے جوڑے کو کھولا اور اختر مروارید کہ یہ موتی گنبد سامری کا ہے۔ ہزار رو ہزار سحر اس سے پیدا ہوتے ہیں اور ساحران عالم پر جس کے پاس یہ موتی ہو وہ غالب رہتا ہے۔ نکال کر ہاتھ پر رکھا۔ اس کی روشنی مثل شعاع آفتاب کے پھیلی۔ اس نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کی لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر لچھے ہو کر گرتی تھی۔ عجب نیرنگ اس وقت ظاہر ہوتا تھا گویا اس وقت ستارے سے ٹوٹ کر گر رہے تھے اتی لوکائیں کہ زمین سے بڑھتے بڑھتے آسمان تک ایک لڑتی موتی کی بندھ گئی۔ پھر تو وہ گوہر تابندہ سحر حسن لڑی تھام کر اڑی اختر مروارید سے لو بن کر گر رہی تھیں اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھیں۔ کیا سیر ہو رہی تھی کہ بروئے ہوا ہزاروں مشعل اور چراغ روشن تھے یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور موتیوں کی لڑیاں زمین سے آسمان تک بندھتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ قدرت میں وہ مہر سپر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور اپنے رخسار تابناک سے خورشید درخشاں کو شرمندہ فرماتی تھی۔ واہ واہ اور ہاہا کا شور چار طرف سے برپا تھا۔

اس بلندی پر مانند نسیم یا مانند خورشید' وہ رشک ناہید تھرائی اور یک نگاہ دوڑ کر تمام عالم

کی خبر گیراں ہوئی۔ طلسم آئینہ' طلسم ہزار برج' طلسم سوسن اور طلسم ہر شربا سب پیش نگاہ تھے۔ ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہو شبا میں نیا تماشا نظر آیا۔ یعنی ایک

طلائی جال کو بروے ہوا اتنا دیکھا کہ سرا اس کا گنبد نور میں بندھا ہے اور دوسرا دریائے خون رواں کے قریب ایک بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہے اور ہزار ہا آدمی اس میں لٹکتا ہے بعض اس میں سسکتے ہیں بعض کا دم گھٹتا ہے بعض تڑپ کے مر گئے ہیں اور ایک میدان میں لشکر اترا ہے پہرا چوکی مقرر ہے' سولیاں کھڑی ہیں جلاد با شمشیر برہنہ کھڑے ہیں۔ ایک شور مچا ہے یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ ماجرہ کیا ہے اور آگے بڑھی' اچانک اس کی نگاہ عمرو پر پڑی' ایک شخص عجیب الخلقت کو جال میں اٹکا دیکھی۔ سمجھی کہ یہ کوئی طلسمی جال میں پھنس گیا ہے جبھی تو اس کی شکل عجیب ہے' تو مڑی ساسر' زیرہ کی سی آنکھیں' کلچہ کی طرح گال' موتی کی طرح دانت' منہ گردان پھنسنے سے جوکھلا ہے تو ظاہر میں گردن تاگے کی مانند ہے۔ رسی کی طرح ہاتھ پاؤں ہیں۔ چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہے' تین گز کا دھڑا اوپر کا ہے۔ یہ دیکھ کر سوچا اس بچارے کو اس آفت سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لے جانا چاہیے۔ یہ سوچ کر اختر مرارید کی لوکھڑے کھڑے بروئے ہوا کاٹی اور اتنی لویں جمع ہوئی کہ اکٹھا ہو کر آفتاب بن گئیں۔ اس آفتاب میں گائب ہو کر یہ بھی چی جال میں جو لوگ پھنسے تھے وہ دل سے اپنی رہائی کی دعا مانگ رہے تھے زبنا حال سے کہتے تھے: "اے خالق! ہم کو اس دام بلا سے رہائی دے۔"

اسی ہنگام میں کہ خورشید حیات ان کا لب بام تھا۔ وہ آفتاب بنی ہوئی جان پر آ کر تھرائی۔ آفتاب سحر کی گرمی جو پڑی کڑیاں جاں کی ٹوٹنے لگیں۔ آفتاب یکایک شق ہوا ابران ظاہر ہو کر مثل شہباز کے گری۔ عمر جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ اس نے جلدی سے پنجے میں دابا اور سنبھل کر جانا چاہتی تھی کہ جال کی کڑی ٹوٹنے سے تمام متقید پستی کی طرف چلے لیکن ہر ایک کی گردن پھنسی رہی کیونکہ سب کڑیاں تو اس

کی دوست تھیں اور غربال جس کا یہ سحر ہے' وہ بھی زندہ ہے یہ سب کیونکر رہا ہوتے۔
دوسرے یہ کہ اس کو صرف عمرو کو لے جانا منظور تھا۔ اس لیے جال کو ٹکڑے
نہ کیا۔ الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا۔ ساحروں شور مچایا۔ افراسیاب دوڑا اور اڑ کر
جتنا جال کو ٹوٹ گیا تھا اس کو تو چھوڑ دیا۔ جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے میں تھے وہ
جو گرنے لگے۔ سحر پڑھا اور سحر کے پنجوں نے انہیں روکا دوسرا سرا جال کا شاہ طلسم
نے روک کر نعرہ کیا: "ارے غربال چل۔" وہ ایک طرف سے اڑ کر آیا اور جال کو
روکا۔ شاہ طلسم جال اس کو دے کر آفتاب کی طرف جھپٹا۔ بران کچھ دوڑ گئی تھی
کہ اس کو جا کر گھیرا۔ شاہ کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑ پڑے۔ بران نے مروارید
(موتی) کی لویں جو کاٹیں وہ شعلہ بن کر ساحروں پر گریں کہ ان کو رخت ہستی جلنے
لگا اور ساحروں کے مرنے کا شور برپا ہوا' آگ پتھر برسنے لگے۔ لیکن شاہ جاوداں اژدر
بن کر بران پر چلا اور قلاب آتشین ایسے چھوڑے کہ اس موذی کے ہاتھ سے خدا
کی مار وہ سراپا ناز زخمی ہوئی' اژد کے منہ کی آگ کے اثر سے چھالے جسم پر پڑے
لیکن جی کڑا کر کے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم پر کھینچ مارا۔
وہ بھی جست کر کے الگ ہوا اگر پڑ جاتا تو سینہ توڑ جاتا' مگر اس کی روشنی پڑنے
نے اور پاس سے نکل جانے سے افراسیاب اژدر سے اصلی صورت میں ہو گیا۔ بران
نے اڑ کر اپنا موتی پھر ہاتھ پر روکا اور شاہ کمند سحر لے کر اس کی سمت چلا۔ اس
نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ دو پتلے اڑتے ہوئے آئے اور شاہ کے ہاتھ لپٹ گئے۔ افراسیاب
نے انگلیاں چمکائیں کہ بجلیاں تڑپ کر پتلوں پر گریں دونوں جل گئے۔ صدا آئی: "حق
نمک کو کب سے ہم ادا ہوئے۔"
شاہ طلسم پھر کمند لے کر دوڑا۔ ازبسکہ یہ بادشاہ شہنشاہ جاوداں اور مالک طلسم ہے بران
اس کی ہمسر نہیں۔ اس دفعہ کمند کا وار نہ رد کر سکی۔ اس نے کمند میں اس کو
پھانسا مگر ایسی زبردست ساحرہ ہے کہ تڑپ کر نکل گئی۔ اس لیے کمنچ کے حلقے اور

کمند کے ڈورے تمام اعضا میں پیوست ہو گئے۔ خون سارے جسم سے جاری ہوا اور جابجا
بدن فگار ہو گیا۔ ادھر افراسیاب نے کھینچا' اس طرف اس نے زور کیا۔ پھر یہ عورت

نازک اندام' وہ مرد قوی بازو آخر کھینچتی ہوئی چلی۔
لیکن اب کوکب کا حال سنئیے' جب اڑی ہوئی بیٹی کو عرصہ گزرا اور اتر کر نہ آئی
عقل سے دریافت کیا کہ شاید بہت جو بلند ہو گئی ہے فرط نزاکت سے تھک کر کہیں
گری ہے۔ بیہوش ہو گئی ہے یا کوئی آفت میں نیلا ہو گئی ہے' اگر کسی کو حکم دوں
خبر لائے تو کوئی اتنا بلند نہ اڑ سکے گا۔ لازم ہے کہ خود پر یہ سوچ کر تخت سے جست
کر کے اڑا اور جب ہوا میں بلندی پر پہنچا۔ ہر سمت تلاز کر رہا تھا۔ طلسم ہوشربا میں
ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند میں پھنسی ہے اور ساحر گھیرے میں۔ افراسیاب
سے لڑائی ہو رہی ہے۔ دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے تیزی کے ساتھ طلسم میں افراسیاب
پر گرا اور ایک برق بن کر سر پر چمکا۔ افراسیاب گھبرایا اس نے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے
چھوڑ دیا۔ کوکب جو بجلی بن کر گرا' پتلے کے دو ٹکڑے کئے اور کمند سحر کو جلا کر
بران کو نجات دلائی۔ یہ سنبھل کر عمرو کو لے کر اپنے گھر گئی۔ اس اثنا میں افراسیاب
پھر پیدا ہوا اور سرخ رنگ کی بجلی بن کر کوکب پر آ گرا اس نے بھی اپنی صورت
کا پتلا سامنے کیا آپ غائب ہوا۔ سرخ رنگ کی بجلی جو گری نقلی کوکب کے دو ٹکڑے
ہوئے۔ افراسیاب سمجھا کہ میں نے مار لیا۔ ایک بار پشت پر نعرہ ہوا "میرا نام کوکب"
اس وقت افراسیاب نے اپنے بازو پر سے تعویز سامری کھولا۔ ادھر کوکب نے سحر پڑھ
کر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیاری لے کر آیا۔ اس اثنا میں افراسیاب نے
تعویز کوکب کے سامنے کر دیا۔ کوکب نے بھی فی الفور افراسیاب کے سامنے آئینہ کیا۔
اس کے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب پر غلفت اور
غشی طاری ہوئی۔ دونوں چکر کھاتے زمین کی طرف چلے کہ پتلے طلسمی زمین سے نکلے
اور کچھ پتلے لباس زریں پہنے پرند نما گھوڑوں پر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے۔

چتلوں نے افراسیاب کو روکا اور سواروں نے کوکب کو سنبھالا۔ اس وقت پتلے دونوں بادشاہوں کو ہوشیار کرنا چاہتے تھے کہ یکایک زمین عش ہوئی اور ایک مچھلی نے کہ مانند زمرد کے سارا جسم اس کا تھا۔ سر نکالا۔ یہ افرا سیاب کی نانی ماہی زمرد رنگ ہے۔ اس کا ذکر بار ہا پیشتر کیا گیا ہے اس وقت اس نے منہ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا۔ اس اثنا میں طلسمی سوار کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکارا کو صدا:

"بیٹا کوکب یہ لڑائی بکھیڑا کیسا ہے' کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ آپس میں فساد کرتا ہے اس نے بہت برا کیا جو تمہاری دختر پر کہ یہ اس کی لڑکی کے برابر ہے' ہاتھ اٹھایا' میں لیے جاتی ہوں' افراسیاب کو بھی سمجھاؤں گی اور تم بھی سدھارو۔" یہ کہہ کر غائب ہو گئی۔

کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد اسی باغ میں کہ جہاں سے اڑا تھا۔ یہاں تمام سردار فلک سے اتر کر منتظر تھے سب نے استقبال کیا۔ کوبک تخت پر متکمن ہوا۔ لیکن بران نے عمرو کو لا کر زمین پر ڈال دیا۔ اور اپنے مرہم سحر لگا کر حواس درست کر کے عمرو کی گردن سے جال کے حلقے نکالے اور مرہم لگایا۔ عمرو کی آنکھیں فرط ضعف سے بند تھیں۔ اس وقت کچھ افاقہ ہوا اور دل کو چین ملا تادیر آنکھیں بند کر کے پڑا رہا۔ اس اثنا میں کوکب آ کر سر پر جلوہ گر ہوا۔ بران نے پہلے کیفیت جنگ پوچھی۔ مزاج کا حال دریافت کیا۔ پھر عرض گزار ہوئی: "اے پدر عالی گہر۔ یہ مجرم ہیں اس لیے لائی ہوں کہ آپ ملاحظہ فرما کر بتلایئے کہ یہ انسان ہے یا حیوان۔ طائر یاد یو مٹھیا ہے' یا مر جیا ن ہے' آخر کون ہے اور کیا ہے اور افراسیاب نے اس کو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اس کے رہا ہونے میں ایسا کیوں ناراض ہو کر لڑا۔"

کوکب نے اس کے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا: "پہچانو تو یہ کون ہے۔" سب عمرو کی صورت دیکھ کر ہنسنے لگی اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا: "یہ طائر سحر شاہ طلسم ہے' کوئی خطا اس سے ہوئی ہو گی۔ اس وجہ سے

افراسیاب نے اس کو قید کیا تھا۔"

کوئی بولا: "یہ پردہ ظلمات کی بلا ہے' بادشاہ اس کو مطیع کرنا چاہتا ہو گا۔" غرضیکہ اسی طرح سب سخن سنج تھے۔ کوکب نے فہیم فاروس سے کہا: "تم بتاؤ یہ کون ہے کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو۔"

یہ کلام سن کر اس نے عرض کیا: "بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بنا کر جو کچھ حال ہونے والا ہے لکھ گئے ہیں۔ اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤں۔ کیا بعید ہے کہ اس کا بھی حال لکھا ہو۔"

کوکب نے فرمایا: "مجھے اس کا حال بخوبی معلوم ہے اور میں روشن ضمیر اسی واسطے کھلاتا ہوں۔ سنو' یہ شخص اور اس کی توصیف خداوندی سامری اپنی کتاب میں لکھ گئے ہیں

اس کا قدم جہاں پہنچا پھر وہاں دین سامری برباد ہوا۔ بران نے بڑا غضب کیا' جو اس کو یہاں لائیں۔ اچھا تم زائچہ لاؤ' دیکھوں بانیان طلسم نے کیا لکھا۔"

فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا۔ شاہ نے پڑھا۔ اس میں حکم نکلا: "سال آخر طلسم ہوشربا باسنہ جلوس سامری میں اسد غازی نواسہ حمزہ صاحبقراں کا آئے گا اور طلسم ہوش ربا فتح کرے گا اور شاہ طلسم نور افشاں' قید عمرو کو چھڑائے گا۔ پس لازم ہے کہ وہ عمرو کی شرکت کرے' کیونکہ شاہ جاوداں مارا جائے گا اور شاہ نور افشاں کا بڑا رتبہ ہو گا اور اگر شریک عمر نہ ہو گا۔ تو مثل افراسیاب کو اس کو بھی ذلت ہو گی اور جان بھجائے گی۔" یہ پڑھ کر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کی متوجہ ہوا۔ عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہو چکا تھا۔

○○○

• صورت نگار

عمرو کا بیان فصاحت آنتما شاہ نے سن کر حکم دیا "کرسی جواہر آگیں قریب تخت بچھے اور خواجہ صاحب آپ تشریف فرما ہو جایئے۔"

عمرو اس کے اصرار کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم میں آنے کا بیان کیا۔ پھر یہ بھی کہا: "میں غریب آدمی ہوں بھائی صاحب قران مجھ کو بہت کچھ دیتے تھے۔ اب یاوری طالع سے آپ کی خدمت میں پہنا ہوں۔ دیکھوں کیا پاتا ہوں۔"

کوکب نے کشتیاں جواہر گوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائیں اور کہا: "خواجہ اگر میری دختر تمہیں نہ چھڑاتی تو تم ہلاک ہو جاتے اب تک تمہارے ساتھی جال میں قیدی ہیں۔ شاہ طلسم کو اس کی نانی لے گئی ہے۔ جب وہ وہاں سے آئے گا تو سب کو راہ عدم دکھائے گا۔ کوئی ایسا شخص ہوتا کہ قریب دریائے سحر کے جاتا' وہاں پہاڑ پر مکان تہ خانے کی طرح بنا ہے سونے کی سیڑھیاں تہ خانے میں بنی ہیں۔ اس میں جا کر غیر بال رہا ہے جب اس کو کوئی قتل کرے تو سحر کا جال ٹوٹے اور ہر ایک قیدی چھوٹے"

عمرو یہ حال سن کر چپ ہو رہا اور دل میں سوچا کہ اب زمانہ تیری بہتری کا ہے۔ یہ لوگ بھی سب ساحر ہیں۔ ان کو شریک کیا تو کیا اور نہ شریک کیا تو کیا۔ چل کر غربال کو مار کر سب کو چھڑایئے یقین ہے۔ برے دل نکل گئے' اب کوئی ضرور نہ پہنچائے گا۔ مگر یہاں سے چلیے تو ان سب کو لوٹ کر چلیے۔ یہ سوچ کر کچھ گنگنانے لگا۔ کوکب کو آواز اس کی اچھی معلوم ہوئی اور بران تو لوٹ ہو گئی اور ساحر بھی مشتاق ہوئے۔ گانے کی فرمائش سب نے کی۔

عمرو نے کہا: "میرا دل ٹھکانے نہیں کیا خاک گاؤں۔ مفلس لاچار مصیبت میں گرفتار ہوں۔"

یہ کلام سن کر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور کوکب نے بھی گانے کو کہا۔ عمرو

نے اس وقت نے کی جوڑی نکالی اور بجا کر ایک غزل گائی۔
ایسی دلکش صدا سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی ہچکی بندھ گئی۔ ہزار

ہا کیا لاکھوں روپے سب نے دیئے' ہر بھر تک یہ گاتا رہا پھر خاموش ہوا۔ ازبسکہ آتش
شوق سب کی شعلہ زن تھی۔ ابھی کچھ اور بھی اور "کی ہر ایک نے صدا دی۔
عمرو نے کہا: "میرا گانے کو کیا پتھر دل چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع
ہیں۔"
یہ ہنستے ہی کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا کہ اس نے جام لا کر عمرو کو دیا۔ اس نے
کہا: "ایک جام میں میرا کیا بھلا ہو گا۔ آج میخانہ میرے سپرد کیجئے اور بادہ خواری کی
صحبت جمانے کا تکلف دیکھئے میں بادچاہ اسلام کو شراب پلاتا ہوں' وہ تکلفات تو کس
کو نصیب ہو سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا سے کیا ہو گا۔"
کوکب نے حسب درخواست عمرو کو کشتیاں بادہ احمر کی منگا کر حوالے کیں۔ عمرو نے
نے شراب گلابی کی جام میں جام کی کنٹرکی شیشے میں الٹ پھیر کر بیہوشی کا سفوف آنکھ
بچا کر ملایا اور سبز سرخ شیشے برابر چن کر گلابیوں کا گلدستہ بنایا غرض یہ کہ جام شراب
سے بھر کر' شراب کی تعریف کرتا ہوا' کوکب کے سامنے گیا اور جام پیش کیا۔ اس
نے ساغر بخندہ پیشانی ہاتھ سے لے کر چاہا کہ نوش کروں۔ ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے
اور زبردست ساحر ہمسرا افراسیاب ہے۔ شراب شعلہ بن کر اڑ گئی۔ اس وقت جام اس
نے ہاتھ پھینک دیا اور عمرو سے کہا: "تو بد باطن انتہا سے زیادہ ہے۔ تو ہی بتا کیا نیکی
کا بدلہ یہی ہے' جو تو نے دیا۔ یہ تو خیر گذری جو میں تیرا شریک نہ ہوا۔"
یہ عتاب دیکھ کر عمرو نے بمنت عرض کیا: "میں نے امتحان لینے کے شراب میں بیہوشی
ملائی تھی کہ دیکھوں آپ کو اس کی طلاع ہوتی ہے یا نہیں۔"
یہ کہہ کر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہنچ کر عفو جرائم کا خواست گار ہوا۔
کوکب نے کہا: "خواجہ' تم مکار ہو' تمہارے قول کا اعتبار نہیں۔ اب ہوشربا میں تم جاؤ'

اسی لائق ہو کہ افراسیاب کی جوتیاں کھاؤ۔" یہ کہہ کر سینے پر ہاتھ رکھ کر اس زور سے دھکیلا عمرو کو معلوم ہوا پستی کی طرف قلابازیاں کھاتا جاتا ہوں۔ آخر فرط خوف سے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ کچھ عرصے کے بعد جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قطر شاہی نہ دربار نہ وزیر نہ شہر یار کا پتہ پایا بلکہ قریب دریائے خون رواں ایک پہاڑ کے نزدیک' اپنے آپ کو کھڑا دیکھا۔ حیران کار ہوا کہ الٰہ یہ کیا طلسمات ہے۔ کجا طلسم نور افشاں کہاں دریائے سحر میں کہاں تھا اور کس جگہ آ گیا سبحان اللہ ایک ایک بشر کو تونے ایسی طاقت عنایت فرمائی ہے کہ جس نے یہ طلسم و کھلایا۔ مجھے دم بھر میں کہاں سے کہاں پہنچایا۔" تادیر اسی طرح حیران رہا۔ آ کر بنظر فراست اس آمدو رفت کو نیرنگ جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کئے اور غور جو کیا اس کوہ کے نزدیک اپنے آپ کو کھڑا پایا۔ جہاں جائے سکونت غربال شاہ کو کب نے بتائی تو سمجھا کہ کب دل سے میرا شریک معلوم ہوتا ہے۔ غصہ میری بے اعتدالی کے باعث ظہور میں آیا۔ مگر اس میں بھی میری فوج کی رہائی اس کو مد نظر رہی۔ اس لیے کہ اگر مجھ کو وہ جلد نہ بھیجتا تو سب قیدی قتل ہو جائے۔ کیونکہ افراسیاب جب اپی نانی کے پاس بیٹھا رہتا اگر وہ عورت اور خاطر دارت کرتا تو کیا یہی اس نے بہتر کیا جو مجھے جلد یہاں پہنچایا۔ فی الحقیقت ک وہ مرد بامروت ہے۔

غرضیکہ ایسا کچھ سوچ کر اپنی صورت مثل افراسیاب بنائی کہ تاج شاہی برسرد چارقب شہنشاہی در برمالے موتیوں کے گلے میں ڈال کر کھور چندن کے جسم پر لگا کر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا۔ دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ ہے کہ اس پہاڑ پر روح فرہاد نثار ہے۔ ہر سمت گلزار و حدیقہ پر بہار اشجار باردار پر اثا ثمار ہیں۔ طائران خوش الحان نو اسنج ہیں اور سونے کی سیڑھیاں ایک طرف نشیب میں بنی ہیں۔ عمرو نے تہ خانے کے دروازے پر بیٹھ کر پکارا: "اے غربال! ادھر آ۔" اس کے سحر کے موکل نے خبر دی: "تجھے عمرو بلاتا ہے۔" وہ گھبرا کر تہ خانے سے نکلا۔ دیکھا تو افراسیاب کھڑا ہے۔ حیران ہوا کہ اگر اس کو گرفتار کروں اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جائے۔ دوسرے

یہ کہ عمرو کو بران اپنے طلسم میں لے گئی ہے وہاں کہاں آیا۔ آج ہی گیا ور آج
ہی چلا آیا۔ فرض کرو بزور سحر بران اس کو جس طرح لے گئی تھی اسی طرح پہنچا
گئی تو اس کو میرا مسکن کیونکر ملا۔ بہرصورت اس یں کچھ فتور ہے۔ یکایک اس میں
ہاتھ نہ ڈالو امتحان کر لو۔"
یہ سوچ کر شاہ کو سلام کر کے قریب آیا اور بہ نگاہ سحر عمرو نے دیکھا کہ یہ کچھ
متوحش ہے۔ کہا: "اے غربال: طریقہ اختیار یہی چاہیے۔ جیسا کہ تم کرتے ہو۔ یعنی
مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ وہ شرارتی یعنی عمرو چھوٹ
گیا ہے تمھیں ایک تحفہ دے آؤ تاکہ اس کی وجہ سے ہر شخص کی نظر سے مخفی
رہو اور تم سب کو دیکھو تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ اچھا گر اتم مجھ سے بدگمان ہو تو میں
جاتا ہوں۔ لو یہ عطر سارے جسم میں اپنے مل کر بیٹھنا۔ تاکہ سب کی نگاہ سے چھپے
رہو۔"
یہ کہہ کر ایک شیشی عطر بیہوشی آمیز نکال کر اس کو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھ
گیا اور گلیم اوڑھ لی۔ غائب ہو گیا۔ غربال اس وقت سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہ ہوتا
تو میرے ماضی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ ہوتا اور پھر غائب نہ ہو
جاتا۔ بلکہ عیار کا تو یہ کام ہے کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے۔ بے شک یہ بادشاہ
طلسم تھا۔ خیر اس وقت کی بے اعتدالی کرنے کی عذر کسی وقت میں کر لوں گا۔ یہ سمجھ
کر شیشی عطر لے کر چلا۔ عمرو بھی اس کے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا۔ وہ تہ خانہ
میں اتر گیا۔ وہاں وسیع جگہ تھی اور اس کی پلنگڑی بچھی تھی۔ شراب کی کشتیاں اور
جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا۔ عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا۔ اس نے وہشیشی کھول
کر عطر لے کر پہلے منہ پر ملا اور آئینہ دکھا کر دیکھنے لگا کہ دیکھوں میرا سر غائب ہو
گیا یا نہیں۔ لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ میں لبی چھینک آئی۔ اور بیہوش ہو گیا۔
عمرو نے گلیم اتاری خنرج سے چھاتی پر چڑھ کر زبح کر ڈالا۔ ایک غوغائے عظیم بلند
ہوا۔ لیجیو گھیریو' پکڑیو۔ ارے اس نے غضب کیا کہ مارا غربال جادو کو۔" یہاں تو

یہ شور و غوغا برپا تھا' لیکن وہاں جا سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے سارا تہ خانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا' جب زیرہ کوہ اترا دیکھا کہ شعلے اٹھ رہے ہیں آگ برس رہی ہے۔ عمر دوڑتا ہوا قریب لشکر پہنچا۔ یہاں جبرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک جال ٹوٹا اور مہ رخ' بہار وغیرہ سحاران نامی چھوٹے۔ جو جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوئے اور ایسے ویسے بیہوش تھے۔ وہ قلا بازیاں کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحروں نے دستک دی پنجے پیدا ہوئے اور گرنے والوں کو روک کر زمین پر پہنچایا۔ دونوں عیار بھی چھوٹے مہ رخ نے سحر پڑھا کر سب ہوشیار ہوئے۔ غوغا بلند ہوا۔

ملکہ حیرت خیمے سے نکل کر دوڑی۔ سردار سالار سب جھپٹنے لگے۔ دیکھا جال ٹوٹ گیا ہے ہر ایک قیدی چھوٹ گیا نارنج ترنج پکڑ کر آگے بڑھے کہ ان سب کو گرفتار کیجئے۔

اس وقت مہ رخ اور بہاردر مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا۔ گوکسلمند سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا۔ بہار نے گلدستہ سے نکال کر مرا کہ ہوا سرد چلی اور پھول برسنے لگے۔ جس نے وہ پھول سونگھے۔ تالیاں بجاتا دیوانہ دار لشکر حیرت کی طرف چلا ایک سمت سے مخمور نے جام زریں شراب سحر سے کھینچ مارا۔ ہر شخص اس کی تاثیر سے شعر و توصیف ساقی و شراب میں پڑھتا' دیوانہ لایعقل بنا۔ مہ رخ نے گولے فولادی لگائے۔ رعد نے گرجنا شروع کیا۔ برق محشر چمک کر گرنے لگی۔ پھر تو بھڑ کر تلوار سحر چلنے لگی۔ حیرت ایسی ہی زبردست ساحرہ ہے جو ان سب کے سحر کو روک رہی تھی اور ہر ایک کو جواب دیتی تھی۔ آگ برساتی اور کبھی دریا جاری کرتی۔ کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی۔ دم بھر میں لاش پر لاش گری تھی۔ بسمل طپاں تھے سیلاب خون رواں تھے۔ ترسول چلتے تھے۔ غرض کہ اسی طرح شور محشر شام تک برپا رہے۔

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ ہو سکیں گے۔ شہنشاہ کے آنے پر کوئی تدبیر کی جائے گی۔ رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ میں آئی۔ اس کے لشکر نے کمر کھولی۔ ادھر مہ رخ جو مقام فرد و گاہ پر پہنچی۔

دیکھا بازاریں جلی پڑی ہیں اور بازاریں لٹ گئی ہیں رعایا فراری ہے۔ یہ دیکھ کر ساحر کو اپنے ممالک کے اطراف میں جو دفع ہو چکے ہیں اور جن کے سرادر حاکم اس لشکر میں موجود ہیں، روانہ کیا کہ وہ جا کر جملہ اسباب شاہانہ بارگاہ و خیمہ و خردگاہ لائے۔ جھنڈے گنج کے استادہ ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی منادی پٹی کہ جو لوگ فرار ہوئے ہیں وہ آ کر آباد ہوں منادی کی آواز سن کر شکیل جو فوج لے کر شعاب جبال میں چھپ گیا تھا۔ ہر ایک کو جمع کر کے اپنے ہمراہ لے کر خوشی خوشی آ کر داخل لشکر ہوا۔ رات بھر میں پھر وہی سامان وہی جلسہ عشرت اقران جمع ہوا۔ بارگاہ میں مہ رخ سریر جہانیاں پر آ کر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوئے۔ ارباب نشاط کو بلایا۔ ناچ ہونے لگا۔ مے پرستی آغاز ہوئی۔ سردار بھی حاضر بار گاہ ہوئے قران جو فکر عیاری کرتا اپنے تئیں چھپاتا پھرتا تھا۔ بارہ گاہ میں آیا۔ عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا۔ سب سے ملا۔ اس وقت عجب طرح کی مستی ہر ایک کو تھی۔ باہم گلے ملتے تھے اور مبارک باد دیتے تھے۔ نذریں بادشاہ لشکر کو گزرتی تھی۔ خلعت عطا ہو رہے تھے۔ زہرہ جبینیاں ماہ پیکر ترانہ عشرت و خرمی گاتی تھیں

شب عیش و عشرت جو تھی رقص کی
تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی

ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار
چلی کج اداؤں کی سیدھی قطار

کمر از سے کوئی لچکاتی تھی
کوئی اپنی آنکھوں کا مٹکاتی تھی

کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے
پسیں دل رواں ایسے انداز سے

کوئی بولی بھنیا تھم جاؤ ذرا
گلوری جو کھائی تھی سر پھر گیا

غرض جبکہ پہنچی ہر ایک مہ لقا

عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا

بجاطبل سارنگیاں چھڑ گئیں
ہوئی ناچ میں صرف ہر نازنین

دیا حکم مہ رخ نے پھر ایک بار
کہ سردارون پر سے کر زر نثار

غنی سب کو اک آن میں کر دیا
جواہر سے داماں کو بھر دیا

یہاں تو یہ جلسہ جما ہے لیکن افراسیاب کو جو ماہی زمردرنگ نکل گئی اپنے مقام پر پہنچ کر اگلا۔ جب شاہ کو ہوش آیا نانی کو سلام کای اور گویا ہوا: "آپ مجھے لے آئیں۔ وہاں کوکب نے سب اسیروں کو رہا کر کے میری فوج کو درہم برہم کیا ہو گا۔" ماہی یہ کلام سن کر خفا ہوئی اور کہا:" اسے بیوقوف! جس دم بران نے عمرو کو آ کر چھڑایا تھا تو اس کی بعزت تمام بلاتا اور سبب لڑنے کا پوچھتانہ کہ یکایک تو لڑنے لگا آپس میں اپنے ہم مذہبوں سے بگاڑ کرنا اچھا نہیں۔ اب یہاں سے جا کر کب کو نامہ تحریر

کر اور بگاڑ کر باعث دریافت کر کے حتی الامکان صلح کا پیغام دے اور اس کے ساتھ مل جا‘ ورنہ دشمنوں کو قوت کمال ہو گی۔“

افراسیاب یہ کلام سن کر اپنی جگہ آرا پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا۔ صبح شاہ جاوداں سوار ہو کر روانہ ہوا جب لشکر حیرت میں پہنچا‘ اس کو نوحہ گر خاک بر سرپایا۔ سارا ماجرا قتل غربال اور رائی باغبان سن کر کف افسوس ملے اور بعضب تمام چاہا کہ ابھی جا کر سب کو گرفتار کروں۔

حیرت نے عرض کیا: ”اب کوکب ان کا شریک معلوم ہوتا ہے۔ آپ نہ جائیے۔ یہ سب معرکے جو پڑا ہے کوکب ہی کا فساد تھا۔ آپ اس کو نامہ تحریر فرمائیے۔“

شاہ طلسم اس کے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کروں۔ اس وقت مصور جو پہلے سے آیا ہوا ہے‘ مگر تصویریں سحر سے سب حریفوں کی کھینچنے میں مصروف ہے۔ چند دن سے طلسم باطن میں جا کر چلہ کش ہوا تھا۔ یہ حال لڑائی کا سن کر آیا۔ سب اہل لشکر بمع بادشاہ کے استقبال کیا اور بارگاہ میں لا کر پہنچایا ساتھ والوں کو اس کے اتروایا۔ اس نے سارا ماجرا کوکب کی شراکت کا سنا کہا: ”میرا بھی نام خط میں ضرور لکھنا‘ اگر کوکب نہ مانے تو اس کی تصویر کھینچوں گا۔“

یہ مشورے باہم ہو رہے تھے کہ صر صر حاضر ہوئی۔ شاہ جاوداں اس کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کہا:” مالزادی تو قران کو قید کرنے گئی تھی۔ خالی پھر آئی۔“

اس نے عرض کیا: ”میں ابھی قران کی تلاش میں تھی کہ سارے مجرم جال سے چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم میں برپا ہو گیا۔ کنیز مجبور ہو گئی مگر ابجا کر کسی عیار کو گرفتار یا سردار کو پکڑ کر لاتی ہوں۔“ یہ عرض کر کے مع عیارنیوں کے روانہ ہوئی۔ جب مہ رخ کے لشکر کے کنارے پہنچی سب الگ ہو گئیں لیکن صرصر و صبار رفتار صورت فراشوں کی بن کر بارگاہ میں داخل ہوئیں اور ایک کونے میں ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگیں

یہاں صبح کی نماز پڑھ کر کرسی پر آ کر بیٹھا ہے۔ دربار جمع ہوتا جاتا ہے کہ یکایک
عمرو کی نگاہ دو فراشوں پر پڑی کہ مرونگیں وغیرہ اٹھا رہے ہیں' کنول سے شمعیں وغیرہ

نکالتے ہیں۔ مگر چال ان کی عیاروں کی طرح ہے۔ یہ سمجھ کر بغور ملاحظہ کیا اور
پہچانا کہ عیارہ ہیں یقین کرنے کے لیے پکارا: "اے کنیز و لوٹا بیت الخلا میں رکھ آؤ۔
کنول مرونگ نہ چھوو۔"
یہ صدا سنتے ہی عیارہ سمجھ گئیں کہ ہمیں پہچان لیا۔ جست کر کے سراچہ بارگاہ کا پھاند
کر بھاگیں۔ عمرو بھی سراچہ پھاند کر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہنچیں تھیں
کہ یہ بھی جا پہنچا۔ اس وقت تو دونوں عیارنیوں نے نمچے کھینچے اور لڑنے لگیں۔ عمرو
بھی نیمچہ کھینچ کر مقابل ہوا۔ صرصر نے کمند ماری اور صبا رفتار نے نیمچہ مارا۔ عمرو
نے اس طرح گردش کی اس کا نیمچہ خالی ہو گیا اور خنجر سے حلقہ ہوئے کمند۔ بھی
کٹ گئے۔ اس اثنا میں برق فرنگی یہاں آ کر پہنچا اور استاد کو گھرا دیکھ کر تلوار کھینچ
کر کود پڑا۔ ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو مقابلہ کرنے لگا۔ لیکن اور عیار بچیاں
جو علیحدہ ہو گئیں تھیں۔ ان میں سے تیز نگاہ نے دور سے اس لڑائی کو دیکھا۔ دل سے
سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہے' تو چل کر مہ رخ کو پکڑ لا۔"
یہ سوچ کر فوراً اپنے تئیں بہ شکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ میں گئی۔ مہ رخ
سے کہا: "ذرا ادھر آیئے مجھے کچھ کہنا ہے" مہ رخ عمرو کے حکم سے گردن تابی کبھی
نہ کرتی تھی۔ فوراً تخت سے اٹھ کر قریب آئی۔ عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور لشکر کے
کنارے لائی اور بیضہ بیہوشی منہ پر لگا کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھا' لے کر چلی۔ اسی
طرح سے ہو کر نکلی' جہاں صرصر' عمرو لڑ رہے تھے۔ دور سے آواز دی' اے صرصر'
کیوں لڑتی ہو۔ میں مہ رخ کو پکڑ لائی۔"
صرصر اور صبا رفتار یہ صدا سن کر بھاگی۔ عمرو اور برق نے تعاقب کیا۔ مگر تیز نگاہ
دور تھی۔ بعجلت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر نے پھر روکا۔ جب تیز گام

کچھ دور نکل گئی تو دونوں عیارہ پھر بھاگیں۔ اسی طرح رکتی اور بھاگتی دریائے خون رواں
کے قریب پہنچیں: "پکاریں جلد ہمیں دریا کے پار پہنچاؤ۔

محافظان دریائے سحر پہنچے کمرے میں دے کر تینوں کو پر لے گئے اس وقت عمرو اور
برق مجبور آب دیدہ ہو کر واپس ہوئے۔ عیار بچیوں نے مہ رخ کو باغ سیب میں پہنچایا
اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ شہنشاہ جادواں کو لشکر حیرت میں جا کر اس حال کی خبر
دے۔ اس نے آ کر بادشاہ سے خبر کی۔

افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہو کر باغ سیب میں آیا اور مہ رخ کو قید سحر پہنا
کر ہوشیار کیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی اپنے تئیں سامنے جادواں کے دیکھا۔ گردن جھکا
کر چھپ ہو رہی اور حیرت بولی: "کیوں چڑو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بن کر بیٹھی تھی۔
دیکھ تیرا کیا حال ہوتا ہے۔"

مہ رخ نے کہا: "خدا میرے بچانے والا ہے۔"

شاہ طلسم نے حکم دیا: "بیرون باغ جلا کر بلا کر اس کو قتل کرو۔ دریا کے اس پارٹ
جاؤ۔"

شہنشاہ کے جسم کے مطابق طائران باغ اڑے اور جلاد کو لینے گئے۔

طلسم باطن میں غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا۔ اس کا انجام یہی ہو گا۔
آج مہ رخ------- قتل ہوتی ہے ساحر جوق در جوق آنا شروع ہوئے۔ یہاں تو قتل مہ
رخ کی تیاری ہے۔ لیکن کیفیت عمرو کی سنئیے۔

یہ بیتاب و بے قرار ہو کر کنارے سے دریائے سحر کے جو پھرا' ہر طرف اس فکر میں
دوڑ رہا تھا کہ کس طرح پار دریائے سحر کے جاؤں اور مہ رخ کو چھڑاؤ۔ ہر طرف
دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا۔ ناچار مجبور ہر کو پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور رجوع قلب سے
درگاہ رب العزت میں دعا کرنے لگا۔

دعا کرنے سے خضر قبول مدد گار ہوئے اور قلزم آرزو میں باد مراد سے بیڑا پار ہوا۔
یعنی اک ساحر طلسم باطن میں ہنس جادو نام رہتا ہے اور اس کی سرال دریا کے پار طلسم

ظاہر میں ہے فی الجملہ اس کی زوجہ اپنے میکے میں آئی تھی۔ اس نے اپنے بھائی عقاب جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ۔ بھائی اس کا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کر کے بہ شکل عقاب اڑتا ہوا چلا۔ اتفاق سے راہ میں اس کو رفع احتیاج کی ضرورت محسوس ہوئی اسی کوہ پر اترا کہ جہاں عمرو بیٹھا دعا کر رہا تھا۔ وہ بھاوج کو اتار کر ایک جگہ اپ بہت دور کسی کونے میں جا کر احتیاج رفع کرنے لگا۔ عمرو نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک عورت حسینہ و جمیلہ کہ زلف دلاویز اس کی کمند گردن طائر جان عاشقاں ہے' کھڑی ہے گہنا پاتا پہنے ہے رخسار تابناک سے خرمن جاں صبر و قرار پر آتش زن ہے۔

ایسی زن زہرہ شمائل کو دیکھ کر حیران ہوا کہ الہٰ یہ کہاں سے یکایک آ گئی۔ اٹھ کر اس کے پاس گیا اور کہا: "اے نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو۔"

وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا۔ عمرو نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی۔ اس کے کپڑے اتار کر اس کو زنبیل میں رکھ لیا اور اپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہن کر فی الفور اسکی سی صورت بن گیا۔ اس عرصہ میں عقاب فارغ ضرورت سے ہو کر آیا اور کہا: "بھابھی آؤ سوار ہو۔"

عمرو نے اس کو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگھٹ نکال لیا اور وہ غلط مار کر صورت عقاب کی بن کر سامنے آیا۔ عمرو آہستہ سے اس پر سوار ہوا اور اس نے پرواز کر کے اپنے تئیں قریب دریائے سحر پہنچایا۔ چاہا اس پر جاؤں دریا میں' میں تلاطم پیدا ہو اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا۔ اس وقت عقاب نے پکار کر کہا: "زوجہ ہنس جادو مصاحب بادشاہ طلس کو میں برسوں لینے گیا تھا اور پار اتارنے کی سند جو ہنس نے شہنشاہ سے حاصل کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا۔ آج مجھ کو راستہ ملنا چاہیے۔" یہ صدا دینے سے دریا کا جوش کم ہوا اور اصلی حالت میں بہنے لگا یہ اڑتا ہوا پار دریا کے پہنچا اور دم بھر میں ایک مکان آ کر اترا۔

عمرو نے دیکھا مکان کا صحن شستہ و رفتہ ہے۔ سامنے ایوان میں چوکا تختوں کا بچھا ہے۔

اس پر دری چاندنی کا فرش بہت ستھرا اور عمدہ ہے۔ گاؤ تکیہ لگا ہے۔ دیوار میں تصویریں
اور آئینہ نصب ہے۔ طاق برابر بنے ہیں۔ ان میں اچاریاں اور گلدستے دھرے ہیں۔ دوسری
سمت دالان میں باورچی خانہ ہے اناج کی کوٹھڑی میں قفل لگا ہے۔ چوکی بچھی ہے۔
اس پر ہر قسم کے ظروف بچھے ہیں۔ ایک ھنچی میں چوکا دیا ہے۔ ہار پھول ہیں اسباب
ساحری مہیا ہے۔ چوکے پر گاؤ پشت گائے ایک ساحر سانولے رنگ کا بیٹھا ہے۔
جس وقت اس نے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اٹھ کر قریب آیا۔ عمرو نے بھی گھونگھٹ
اٹھا کر مسکرا کر آنکھوں کو پھرایا۔ اس نے آ کر گود میں لے کر عقاب کی پشت سے
لے کر تخت پر لے کر بٹھایا اور کہا: "اے بھائی عقاب! تم اپنے گھر جاؤ۔ مں اپنی
زوجہ کو گھر بار سپر کر کے بہ دلجمی تمام دربارشاہ طلسم میں جانے والا ہوں وہاں مہ
رخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہے۔ ایک عالم جمع ہے۔ ابھی اپنی گھر سے ہر کر آؤ
اور تماشا دیکھو۔"
عقاب یہ کلام سن کر چلا گیا۔ جب تنہائی ہوئی اس نے زوجہ سے اختلاط کرنا شروع
کیا۔ عمرو وہاں سے اٹھا اس نے پوچھا: "کہا جاتی ہو۔"
جواب دیا کوٹھڑی میں شراب لینے۔" وہ چپ ہو رہا۔ عمرو نے کوٹھڑی میں جا کر دیکھا
کہ جملہ اسباب خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھتے طاق پر شراب کی
بوتلیں رکھیں ہیں۔ یہ دیکھ کر ایک شراب کی بوتل لے کر وہیں بیہوشی آمیز کر کے
باہرآیا اور جام بھر کے پہلے ہنس کو دیا۔ وہ بے دھڑک پی گیا اور چاہا کہ بی بی سے
لپٹوں عمرو پہلو سے تڑپ کر نکلا' وہ اٹھ کر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش گرا۔ عمرو نے جال
لیا اسی مار کر سارا مکان لوٹا۔ کوئی چیز باقی نہ چھوڑی۔ پھر اس کے کپڑے اتار کر
اسی کی سی شکل بن کر اسے بھی زنبیل میں رکھ لیا اور آپ جھولی سحر کی گلے میں ڈال
کر وہاں سے جب نکلا دیکھا خلعت گروہ در گروہ چلی جاتی ہے۔ ان میں بعض خوشی سے
کہتے ہیں: "آج دشمن مارا جاتا ہے' اسی مکار مہ رخ نے شراکت کر کے عمرو کو تقویت
دی۔ آج وہ بے کس و ناچار بندھی بیٹھی ہے۔" یہ باتیں سن کر دوسرا بولا: " میاں

توبہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسا نہ کرو۔ یہ بھی گردش فلک ناہنجارے ہے جو عالی ہمتوں کو دام مصیبت میں پھنساتا ہے اور شاہوں کو تخت عزت سے اتار کر بوریا فلاکت (غربت) پر بٹھاتا ہے۔ کسی کا دل شاد نہیں رکھتا۔ کوئی گھر آباد نہیں رکھتا۔"

اسی طرح باتیں کرتے جاتے تھے۔ عمرو بھی انہیں کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ باغ سیب پر پہنچا۔ اس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب و حیرت کرسی پر بیٹھے اور جلا دیا با تیغہائے برہنہ مہ رخ کے سر پر کھڑے تھے۔ ساحر ہر سمت قہقہے لگاتے تھے۔ مہ رخ بحسرت و یاس سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی۔

یہ دیکھ کر عمرو بھی رونے لگا' شہنشاہ ساحران کے قریب جا کر عرض کیا: "میرا جی چاہتا ہے اس مجرمہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں۔"

شاہ نے کہا: "جاؤ او سر کاٹ لاؤ۔"

ہنس تلوار کھینچ کر بڑھا۔ جلادوں کا ہٹا دیا۔ شاہ سے کہا: "آپ اپنا سحر دفع کیجئے میں نے اس کو خوب مسحور کر لیا۔" شاہ کو تو یہ مطلق گمان نہ تھا کہ کوئی عیار یہاں آئے گا۔ کیونکہ دریا کے پار کوئی نہیں آ سکتا۔

پس بادشاہ نے اپنا سحر دفع کر دیا۔ عمرو قریب جا کر مہ رخ کو دھمکانے گا:" بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے۔

اس اسیرہ نے جھلا کر جواب دیا: "عمرو کے نام پر میری لاکھوں جانیں فدا ہیں' تو مجھ کو جلد قتل کر۔

عمرو نے کہا: "تیرے دشمنوں کو ماروں۔

یہ کہہ کر جال ایسا سی مار کہ مہ رخ کو کھینچا کر زنبیل میں ڈال دیا اور نعرہ کیا۔ میرا نام عمرو عیار ہے۔"

ساحر لینا لینا" کہہ کر دوڑے۔ عمرو نے دو تین حلقہ ہائے نفتی داغ کر مارے کے دھواں پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیرے میں دو ایک ساحروں کے خنجر مارا۔ سر ان کے جدا ہوئے شور و غوغا ان کے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی۔ عمرو گلیم اوڑھ

کر غائب ہوا۔
افراسیاب اور ملکہ حیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تادیر رہا۔ پھر ضو ذرا حواس درست ہوئے۔ دیکھا دو ایک ساحر مرے پڑے ہیں اور مہ رخ کا پتہ نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ! عمرو بدبلا ہے مجھ کو یہ حیرت ہے کہ وہ یہاں کس طرح آیا۔"
شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک پتلا پیدا ہوا۔ اس سے کہا "عمرو کہا ہے۔"
پتلے نے جواب دیا: "دریا کے اس پار طلسم میں"
پھر اس سے پوچھا: "سچ بتا۔"
پتلے نے کہا۔" میں جھوٹے پر لعنت کرتا ہوں' وہ طلسم میں ہے۔"
شاہ نے اس وقت کتاب سامری منگا کر دیکھی ظاہر ہوا کہ عمرو زوجہ ہنس جادو بن کر پشت عقاب پر سوار ہو کر آیا ہے پھر ہنسی کو بھی اس نے قید کیا اور آپ اس کی صورت بن رک مہ رخ کو آ کر چھڑا لے گا۔
یہ دیکھ کر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا: "اے بیوقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لاد کر یہاں لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا۔"
عقاب یہ سن کر رونے لگا اور ہنس کے گھر کی طرف چلا اور وہ سارا مجمع برطرف ہوا۔ جلاد محروم ہو کر اپنے گھر چلے اور ساحران طلسم عبرت کرتے' نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے۔ بادشاہ طلسم باغ میں جا کر بیٹھا اور حکم دیا: "طائران طلسم ہر سمت آوازیں لگائی کہ عمرو طلسم میں آیا ہے سب لوگ یہاں کے ہوشیار رہیں اور بندوبست کیا جائے کہ وہ حرامزادہ اب دریا کے پار نہ اترے۔"
منادی نے آواز لگائی' سب ہوشیار ہو گئے اور محافظان دریا سے کہلا بھیجا: "بغیر میرے حکم نامے کے کسی کو پار اترنے نہ دینا۔" یہ بندوبست کر کے ٹھہرا تھا کہ مصور کا

نامہ آیا لکھا تھا: "سنا گیا ہے عمرو دریا کے پار طلسم باطن میں گیا ہے۔ فی الجملہ عمرو کی تصویر بن جائے گی۔ اس کو پہچان کر گرفتار کروں گا۔ اس کے بغیر اور کوئی صورت اس کی گرفتاری کی ظاہر میں نظر نہیں آتی۔"

جب یہ نامہ پڑھا جواب لکھا: "ضرور تشریف لایئے۔" اور ہر ایک حاضر دربار سے کہا: "اب خداوند زادے تشریف لاتے ہیں وہ عمرو کو قید کرا دیں گے۔"

یہ خبر طلسم میں مشہور ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے بھی یہ ماجرا سنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہے آخر گلیم اوڑھے پھر ہنس جادو کے مکان میں آیا اور فی الفور دوبارہ اس کی جورو کی ایسی صورت بن کر اسباب ظاہرہ تخت دری وغیرہ زنبیل سے نکال کر قاعدے سے رست کر کے بیٹھا۔ راوی کہتا ہے کہ ہنس نے جب اپنی زوجہ کو اس کے میکے بھیجا تھا تو ملازموں کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے میں فرصت ہے تم بھی اپنے اپنےگھر ہو آؤ۔"

اس وقت غلغلہ جو طلسم میں ہنس جادو کے مارے جانے کر برپا ہوا' اصلیین بدحو اس دوڑی آئیں۔ بی بی اپنی کو بیٹھے دیکھ کر سلام کیا'بلائیں لیں: "واری دشمنوں مدعیوں کے منہ میں خکا پڑے افواہ اڑاتے ہیں۔"

عمرو نے کہا: "کیا کیا کچھ کہو تو

انھوں نے کہا: "میاں تو کہتے ہیں کہ ان کے دشمن عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے۔"

یہ سنتے ہی عمرو سر پیٹنے لگا۔ نتھ اتاری' چوڑیاں توڑیں اور بیچ انگنائی میں ٹانگیں پھیلا کر واویلا مچانے لگا اس وقت عقاب جو آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھ کر سوچا کہ شاہ طلسم نے کہا تھا۔ عمرو تیری بھاوج کو شکل بن کر آیا ہے اب نہیں معلوم یہ میری بھاوج ہے یا عمرو ہے اس سوچ میں رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا۔ عمرو نے اس کو متوحش (شکی) دیکھ کر بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہے میرے حال سے مطلع ہو گیا ہے۔ یہ دریافت کرتے ہی پکارا: "بھیا' ایک پہاڑ پر مجھ کو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے۔ وہاں

ایک شخص آیا اور اس نے ایک انڈا میرے منہ پر مارا۔ پھر مجھے ہوش نہ رہا کچھ دیر کے بعد اس اکیلے گھر میں اپنے تیئں پایا۔ اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اس نے پہلے گھو لوٹا۔ پھر میرا گہنا تو اتار ہی چکا تھا' مجھ کو خنجر سے ہلا کرنے قریب آیا ان تو پیاری ہوتی ہے میں نے غل مچایا وہ بھاگ گیا۔اب سنتی ہوں کہ وہ عیار تھا اور اس نے میرے وارث کو مار ڈالا ہے کیوں یہ بات سچ ہے کہ بھائی تمہارے مارے گئے۔"

عقاب نے جو یہ تقریر سنی سمجھا کہ عمرو جب میرے بھائی کو قتل کر چکا ہو گا تو گھر لوٹ کر------ اس کو بھی زنبیل سے نکال کر مارتا ہو گا۔ کیونکہ عمرو پہلے بھی اس پار آیا اور شہروں کو لوٹا تھا۔ اس وجہ سے ساحر زنبیل سے واقف ہیں۔ غرض یہ کہ عقاب کو جب یقین ہوا کہ یہ میری بھاوج ہے پاس بیٹھ کر ہائے ہائے کر کے پیٹنے لگا۔ پھر تو عمرو نے اٹھ کر دو تین ٹکریں دیوار سے لگائیں کہ سر پھٹ گیا۔ خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کئے: "ہے ہے میرے ناز اٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہے۔ میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لوگو میرا وارث مجھ سے روٹھ گیا

طمانچوں سے نیلے کئے اس نے گال
کیا اس نے ماتم میں سینے کو لال

کہاں تک ارے لوگو میں دکھ بھروں
جیے میرا خاوند اور میں مروں

ارے لوگو قسمت میری سو گئی
یہ کہتے ہی سر پیٹا غش ہو گئی

ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار

بھرے اشک آنکھوں میں دل بیقرار

سخن تھا زباں پر یہ ہر دم کے ہائے
کدھر رانڈ یہ ڈھونڈنے تجھ کو جائے

مرا ماہ پیکر کہاں ہے بتاؤ
اسے میری چھاتی سے لا کر لگاؤ

اسی نوحہ و شیون میں سر پیٹتا باہر نکل کر چلا۔ عقاب ہاں ہاں کرتا پیچھے دا کہ بھابھی کہاں جاتی ہو۔ اس نے اس کی ایک نہ سنی۔ اس نے ہاتھ جھوڑے منتیں کیں مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا گریباں چاک سینہ زنان سر برہنہ کئے سیدھی باغ سیب کی طرف چلی۔ عقاب میں اس وقت تو آگے بڑھ گیا اور خدمت شاہ جاوداں میں آ کر عرض پیرا ہوا: "عمرو پہلے تو میری بھاوج بن کر بھائی کے پاس آیا۔ جب ان کو مار چکا تو بھاوج کو زنبیل سے نکال کر قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے غل مچایا اس وجہ سے چھوڑ کر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بن کر آیا۔ مہ رخ کو چھڑا لے گیا۔
قصہ مختصر بھابھی نے جب سے رہا ہو کر حال اپنے شوہر کا سنا ہے۔ سر پھوڑا ہے۔ قریب یہ ہلاکت اپنے تئیں پہنچایا ہے اب آپ آتی ہیں۔"
شاہ طلسم کتاب سے اول دریافت ہی کر چکا تھا کہ عمرو پہلے زوجہ ہنس بنا تھا۔ پھر اس کی شکل بن کر یہاں پہنچا تھا اس دھوکے میں دوبارہ کتاب نہ دیکھی۔ عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اس اثنا میں باغ کے در پر صدا نالہ و زاری برپا ہوئی اور زوجہ ہنس سامنے بادشاہ کے آئی پاؤں پر گر پڑی۔ شاہ نے سر اس کا اٹھایا' دیکھا ہچکی لگی ہے۔ لہو بہہ رہا ہے۔ بال کھلے ہیں اس حال زار کر دیکھا کہ آپ بھی آب دیدہ ہوا اور کہا: "خداوند سے چارہ نہیں ہے۔ اے نیک بخت ہنس جادو تو نہیں ہے اور باقی چیز تیرے واسطے موجود'

تیرے خداوند کا تجھ کو ملے گا۔ جا اپنے گھر میں چین سے راہ اور صبر کر۔"

یہ کلمات تشفی سن کر وہ سوگوار عرض کناں ہوئی کہ میرے پاس اب کیا ہے۔ عمرو گھر سارا لوٹ لے گیا۔ اب اکیلے مکان میں اگر رہوں۔ زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہے دیور کے پاس رہتی ہو گی۔ اے بادشاہ میں بدنام ہو جاؤں گی۔ مجھے میرے ماں باپ کے پہاڑ پہنچا دیجئے۔ آپ کی مہربانی اگر ہو گی اور وہاں تنخواہ ملے گی' کھاؤں گی اور آپ کو دعا دوں گی۔ اور نہ دیجئے گا تو میں چرخا پونی کر کے اوقات بسر کروں گی۔"

یہ کہہ کر خوب روئی۔ حیرت بھی رونے لگی اور گویا ہوئی: "اے شہنشاہ! یہاں تو یہ رہے گو تو ہر وقت شوہر اس کا یاد آئے گا کہ ہائے یہاں وہ بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد میں دن رات رو رو کر مر جائے گی۔ لازم ہے کہ اس کو والدین کے یہاں------ بجھوا دیجئے۔ شاہ طلسم نے اس کے کہنے سے دو تین ساحر خدمت گار اس کے ساتھ کیے کہ بحفاظت تمما اس کو میکے میں پہنچا آؤ اور ایک طاؤ س سحر بنا کر سوار کر کے کچھ روپیہ دے کر روانہ کیا۔ جب دریائے سحر کے کنارے پہنچے شاہ طلسم کے خاص اردلی کے خدمت گار تمغے باندھے ساتھ تھے۔ ان کو کون روکتا۔ پاسبانان راستہ دیا اور طاؤس اڑتا ہوا۔ دریا کے پار اسی پہاڑ کے قریب پنچا کہ جہاں سے عمرو عورت بن کر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر ان ساحران ہمراہی سے کہ کہ اسی جگہ مجھ کو اس عیار نے بیہوش کیا تھا۔ تم ذرا مجھے اتارو تو میں اپنے خاند کو رو لوں کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو میں یہاں پہنچی تھی اور میں بھوکی بھی ہوں کئی دن سے کچھ کھایا نہیں اس جگہ ٹھہر کر کھاؤں گی۔"

یہ التماس سن کر ساحروں نے طاؤس اتارا۔ پہلے تو عمرو ہائے ہائے کر کے خوب رویا۔ پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا اور ان ساحروں کو دیا کہ تم بھی کھاؤ۔ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ کھایا لیکن وہ مویوہ کھا کر بیہوش ہو گئے۔ عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ ان کے پاس تھا لے کر ایک رقعہ لکھ کر ان کی داڑھی کے بالوں

میں باندھ دیا۔ مضمون رقعہ یہ تھا: "اے حرامزادے افراسیاب! دیکھا تو نے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت سے کہ وہاں گیا تھا اسی طرح بفضلہ تعالیٰ چلا آیا اسی طرح ایک روز تجھ کو بھی آ کر مار ڈالوں گا ورنہ میری اطاعت میں حاضر ہوا اور اسلام اختیار کر۔

یہ رقعہ باندھ کر کوہ سے اتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر میں جب سے برق عیار نے آ کر کہا ہے کہ عیار بچی مہ رخ کو پار دریائے سحر لے گئی' یہ سنتے ہی بہار رونا فرمان پچھاڑیں کھانے لگیں یقین ہو گیا کہ مہ رخ زندہ نہ بچے گی آ کر مایوس ہو کر ہر ایک دعا میں مصروف ہوئیں اور بیتا بانہ درگاہ کریم کارساز میں کہتی تھیں: "خداوند ہمارے سر پرست اور بادشاہ لشککر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے۔" یہ دعا اور ورد زبان پر تھی اور گر یہ اہل لشکر کر رہے تھے کہ عمرو آ کر پہنچا اور سب کو تسکین دے کر مہ رخ کو زنبیل سے نکالا اور اس کی جو آنکھ کھلی اپنی بارگاہ میں اپنے تئیں پایا سجدہ شکر معبود حقیقی اور فرمایا اور حماما کر کے خلعت شاہانہ پہن کر تخت پر جلوہ کیا۔ شور تہنیت بلند ہوا۔ تمام سردار مسرور ہوئے اور عمرو کی عیاری کا حال سن کر سب کو نہایت تعجب ہوا۔ الحاصل صحبت عیش برپا ہوئی۔ بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت کا آغاز ہوا۔ یہ تو سب مصروف عیش و نشاط ہیں۔

لیکن اس عرصے میں پہاڑ پر ساحر ہوشیار ہوئے اور اپنے آپ کو برہنہ دیکھ کر نالاں و گریاں پھر کر پاس افراسیاب کے گئے اس نے رقعہ داڑھی سے کھول کر پڑھا اور زانو پیٹ لیا۔

ملکہ حیرت سے کہا: "اے حیرت! وہ زوجہ ہنس جادو نہ تھی عمرو تھی کہ دھوکا دے کر دریا کے پار اتر گیا۔"

یہ سنتے ہی خدمت گاروں نے آپس میں کہا: "بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اس عیار نے ہمیں ہلاک نہ کیا" اور اپنے اوپر سے سب نے صدقے اتارے لیکن شہنشاہ ساحران نے نامہ بنام مصور لکھا۔ مضمون یہ تھا: اے دوہ ساحران والے زندہ سامری پرستان! حضور نے یہاں تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کروں گا۔ فی الحال مکار

یہاں سے طلسم ظاہر میں چلا گیا آپ اس کو قید کر لیجیے۔"

یہ لکھ کہ پنجے کے ہاتھ روانہ کیا۔ جب نامہ مصور کو پہنچا وہ جانے کے لیے تیار تھا ٹھہر گیا اور اپنی زوجہ صورت نگار سے کہا: "میں عمرو کو اب گرفتار کرتا ہوں۔ میں نے تصویر اس کی کھینچی جس حال میں وہ ہو گا میں شناخت کر لوں گا۔"

اس نے تو اپنی زوجہ سے یہ کہا۔ لیکن برق فرنگی عیار بصورت مبدل بہر خبرگیری آیا تھا اس نے بھی سارا ماجرا سنا اور جا کر عمرو سے سب کیفیت بیان کی۔ عمرو نے کہا: "بیٹا کسی طریقے سے میری تصویر مصور کے پاس سے لانا چاہیے۔"

برق فرنگی نے عرض کیا: "جاتا ہوں۔ اگر بن پڑا تو لاتا ہوں" یہ کہہ کر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ سے اٹھ کر صحرا میں گیا اور صورت ساحر کی بن کہ مخفی ہوا۔ لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیار بچیوں کو بلا کر کہا: "تمہاری جان بازی میں کسی طرح کا شک نہیں' گر لازم ہے کہ لشکر حیرت میں جا کر مصور کی حفاظت کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کر لیں تو یہاں لے آؤ۔"

حسب الحکم پاس مصور کے آئیں۔ حکم شاہ سے اس کا مطلع کیا۔ اس نے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادہ کرا کر عیار بچیوں کو ان میں رکھا: "یہاں رہ کر تم میرے حال کی نگران رہو۔" اور بہت سے ساحروں کا پہرہ مقرر کیا کہ اجنبی کو آنے نہ دینا اور چند کنزیں اپنی خدمت کو پاس رکھ لیں۔ باقی سب ملازموں کو باہر رہنے کا حکم دیا۔

جب سب انتظام کر چکا۔ عمرو کی تصویر صندوق سے نکال کر اپنے گلے میں لٹکائی کہ ہر وقت پیش نگاہ رہے تاکہ میں دھوکا نہ کھاؤں۔ غرض کہ سب طرح اطمینان کر لیا کہ برق جو عیاری کرنے چلا تھا' بصورت مبدل اس کے لشکر میں آیا۔ دیکھا بڑا انتظام ہے کوئی بارگاہ میں جانے نہیں پاتا۔ یہ دیکھ کر کنارے ٹھہر رہا اس اثنا میں ساقی ازل سے مینائے زنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب میں بھرا اور رات ہوئی۔

رات کو طشت صاف کرنے کے لیے مہترانی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھوں میں نوگرہیاں

اور پاؤں میں پیلی سونے کی پازیب پہنے کان میں پتے بالیاں اور جھمکے آراستہ کئے بصد
نازو انداز آنکھ ہر ایک سے ملاتی اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی۔ برق نے جو اس کو دیکھا

سوچا کہ اندر بارگاہ کے جائے گی۔ اس کو لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر اس کے قریب گیا
اور یہ شعر

دل میں تھی زہرہ جبینو ں سے صفائی منظور

میری قسمت کا ستارہ جھاڑو پیدا

جھاڑو کا نام سن کر مہترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق نے کچھ اشرفیاں دکھائیں
اور منت سے کہا: "واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جاؤ۔ مہترانی لالچ میں آ کر
اس کے پاس آئی اور کہا: "میاں تم پہلے وہ جو سامنے درخت لگا ہے اور اس جگہ گوشتہ
تنہائی ہے کوئی آتا جاتا نہیں ہے وہاں جا کر ٹھہرو میں آتی ہوں۔ یہاں بات کرنے
میں بدنامی ہے برادری میں پنچایت سے اٹھ جاؤں گی حقہ پانی بند ہو جائے گی۔"
برق نے کہا: "ہم تیرے عوض روٹی پکائیں گے مہترانی بولی: "کیا ضرورت ہے جو بات
سہل میں ہو جائے اس کو مشکل کیوں کیجئے۔"
یہ سن کر برق پہلے تنہائی میں گیا۔ پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دیکھ کر کترا کر وہیں آئی۔
اس نے اس کو اشرفیاں دیں اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔
مہترانی بولی: "میں بات سننے آئی ہوں' یہ ٹھٹھے بازی مجھے اچھی نہیں لگتی۔"
یہ کہہ کر جھاولی بتائی اور جانے لگی۔ برق نے ہاتھ بیہوش کا بھرا ہوا منہ پر پھیرا ہی
تھا دو قدم آگے بڑھی تھی بیہوش ہو کر گری۔ اس نے زیور اور کپڑے اس کے تار
کر آئینہ سامنے رکھ کر فلیتہ عیاری جلد کر' اس کی سی صورت اپنی بنائی۔ بلکہ اور زیادہ
اپنے حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکلی گلے میں چمپا کلی پہنی دوپٹے کی گاتی اس طرح

سر پر باندھی کہ چھاتی کے ابھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکر اٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سرخ ہو گئے تھے کی فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے۔

اس صورت زیبا سے تیار ہو کر بارگاہ کی طرف چلا۔ جس نے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا۔ سپاہی سحر عشق انگیز پڑھنے لگے۔ دربان آواز دے کستے تھے۔

ایک بولا: "بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہاں سے بھی اٹھا۔" دوسرے نے کہا: "کیوں تمہاری چوکی کون صاف کرتا ہے۔"

مہترانی نے مسکرا کر کہا: "کچھ شامت آئی ہے مجھ کو دل لگی باز بنایا ہے۔ دیکھو حضور سے آج کہوں گی۔ یہ کہتی ہوئی اندر بارہ گاہ کے گئی اور جہاں ملازم اور کنیز ان ماہر و کا مجمع دیکھا۔ ٹوکرا چوکی خانہ میں رکھ کر آ بیٹھی کہ سامری سلامت رکھے ذرا سی تمباکو کو کھلا دیجئے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا۔

ایک خواص بولی: "میری بھو کچھ ہو گا۔"

مہترانی نے ایک غزل لگائی۔ اس میں ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی۔ اس نے کہا: "تو بیٹھی مرادر اٹھلاتی ہے میرا مارے پیشاب کے برا حال ہے جلد جا کر صفائی کر لے' ٹوکرا ہٹا لے تو میں جاؤں۔"

مہترانی نے کہا: "بی بی خفا نہ ہو' چلو چلتی ہوں۔ یہ کہہ کر اٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی۔ متبرانی نے ٹوکرا ہٹا دیا اور کہا: "آؤ۔"

وہ جیسے ہی اندر آئی۔ اس نے حباب بیہوشی مارا کہ اس کی آواز بھی نہ نکلی' بیہوش ہو گئی۔ برق نے فوراً اس کے کپڑے اتارے اور اس کو خوب بیہوش کر کے آپ اس کی صورت بن اااور ایک قنات کی آڑ میں اس کو لٹا کر اور اپنے ٹوکرے کو رکھ کر وہاں سے آیا اور جہاں سے وہ کنیز اٹھ کر گئی تھی۔ اسی بستر پر آ کر بیٹھا۔ لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہو گی۔

اس اثنا میں دوسرے درجے میں پلنگڑی جواہر کار آراستہ تھی اور بیچ میں پردہ پڑا تھا۔ ادھر کنزیں تھیں۔ اس طرف مصور لیٹا تھا۔ ایک کنیز کو انہیں میں سے بلا لیا تھا۔ اس سے

اختلاط کر رہا تھا۔ برق نے ہزار تدبیر کی کہ میں مصور کے پاس جاؤں موقع نہ ملا۔
لیکن حال سنیے کہ اسی بارہ گاہ کے متصل بارگاہ صورت مگار کی برپا ہے وہ اس وقت

شوہر کے پاس آئی اور کنوں برداریوں اور خواصوں کی دربارہ پر چھوڑ کر اکیلی پردہ اٹھا کر
مصور کے پاس گئی۔ مصور کنزی کے اس وقت بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن
میں ہاتھ ڈالے تھی۔

اس کیفیت کو صورت نگار دیکھ کر پیچھے ہٹی اور مصور گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ کنیز بالوں کو
سمیٹتی دوپٹہ اوڑھتی پلنگ سے یہ کہتی ہوئی اٹھی: "میاں تم تو ناحق مجھ بدنام کرتے ہو۔
میں راضہ نہ ہوتی تھی نگوڑ مار زبردستی جو کوئی نوچا اور گھسوٹی کرے تو کیا کروں۔"
لیکن مصور نے اپنی زوجہ سے کہا: "اے ملکہ! آپ رک کیوں گئیں آیئے۔"
صورت نگار نے کہا کیا کروں آ کے' تم مزے اڑاؤ۔ مجے بلا کر کیا کرو گے۔ کم
بخت جو میں جانتی کہ یہاں یہ کرشمہ ہو رہا ہے تو کاہے کو آتی۔ پرائے مزے میں کھنڈت
ڈالتی۔"

کنیز سے بولی: "یہ تو قحبہ کیا باتیں بناتی دھگرے پاس سے اٹھی ہے۔ اب کیا پوچھنا ہے۔
ہم گھر والی بنیں۔ اسے سرمنڈا کر گدے پر سوار نہ کیا تو اپنا منام نہ رکھا۔ لو سوت
پرانی لپٹی تو پڑیں تھیں۔ پھر راضی نہ تھیں۔" یہ کہہ کر جوتی اتار کر دوڑی۔ لونڈی
بڑبڑاتی ہوئی بھاگی کہ جیسے ان کے میاں میں لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے تھے۔

اس وقت مصور نے آ کر بی بی کا ہاتھ پکڑا کہ صاحب سنو تو سنو غصہ جانے دو۔ اس
کی خطا کیا ہے۔ میں نے پاؤں دبانے بلایا تھا۔ لو آؤ بیٹھو۔ یہ کہہ کر بمنت بٹھایا۔
صورت نگار بیٹھی تو' مگر رنجیدہ کچھ رکی ہوئی۔ ہر چند مصور نے گدا گدایا' مگر بات
نہ کی۔ اٹھ کر اپنی بالکاہ کو چلی۔

برق سارا ماجرا کنیز بنا دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی بارگاہ میں آئی اور
وہاں کا سارا غصہ اپنی لونڈیوں پر اتارا۔ کسی کو گالیاں دیں۔ کسی کو جوتیاں لگائیں۔

کسی پر کوڑا پھٹکارا' ناحق خفا ہوئی۔
کسی سے کہا: "مالزادی' پیچوں کیسا بھرا ہے کہ سلگتا نہیں۔"
کسی سے کہا: " میں نے تجھے پکرا تھا جواب تو نے کیوں نہ دیا۔"

غرض خوب بک جھک کر برق جو کنیز بنا ہوا آیا تھا اس کی طرف متوجہ ہوئی: "دل لگن تم میاں کو کیوں چھوڑ آئیں۔"
اس نے کہا: "بی بی تم پاس ہی بیٹھے دیکھ آئیں مجھ سے اس لونڈی کا حال سنیے کیا کیا اس کے ناز میاں اٹھاتے ہیں یہ بات مطلب کی جو اس نے سنی• سب کنیزوں پر خفا تو تھی۔ ان کو ہٹا دیا اور اکیل برق کو لے کر بیٹھی باتیں پوچھنے لگی۔
برق نے کہا: "بی بی' وہ دن رات ٹانگوں میں ٹانگیں ڈالے پڑی رہتی ہے۔ میاں چلہ کھینچنے کے بہانے اس کو تولیے پڑے رہتے ہیں۔" یہ باتیں کرتے کرتے جمائی لی اور اٹھا کہ حضور میں پھر حاضر ہوں گی۔"
صورت نگار نے کہا: "اری بیٹھ۔"
اس نے کہا: "عرض نہیں کر سکتی مجھے شراب پینے کی عادت ہے۔" صورت نگار نے کشتی شراب کی اس کے حوالے کی اور کہا: "تو بھی پی اور مجھے بھی پلا۔"
برق نے جام شراب بیہوشی ملا کر اس کو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی۔ تنہائی تو تھی ہی۔ اس نے اس کے کپڑے اتارے اور اس کو خوب بیہوش کر کے صورت اس کی ایسی بن کر اور اس کو اس جگہ کی ایک دری میں لپیٹ کر بارگاہ کے ایک گوشے میں کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا۔ یہ تو بن سنور کر لیٹا۔
لیکن مصور نے اپنی زوجیہ کے چلے جانے کے بعد پہلے تو کچھ کنزی کی خاطر داری اور دلجوئی کی۔ پھر وہاں سے بڑی رات گئے بی بی کے آس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر کھینچا۔ ادھر آؤ منہ سے بولو' میرا قصور معاف کرو۔"
نقلی زوجہ نے کروٹ لے کر اس کی صورت دیکھ کر منہ چھپا لیا اور کہا: "جاؤ جاؤ۔

تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اسی سے قصور معار کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہے۔"
مصور نے ہاتھ باندھے منتیں کیں۔ گلے سے لگایا قسم کھائی کہ اب اس کنیز کو اپنی ماں بہن کی بجائے تصور کروں گا۔"

تب کہیں جا کر برق نے سیدھے منہ سے بات کی اور ہنس کر بولا۔ یہ بی بی کے پاس لیٹا اور اختلاط کرنے لگا۔ اس عرصہ میں تصویر جو عمرو کی گلے میں پڑی تھی۔ اس پر نگاہ جا پڑی دیکھا کہ صورت ساحر کی بنا ہوا عمرو ایک درہ کوہ میں بیٹھا ہے۔ یہ دیکھ کر زوجہ سے کہا: تمہاری بک جھک میں عمرو کی گرفتاری کا کچھ خیال نہیں رہا دکھو درہ کوہ میں اس وقت بیٹھا ہے چلو گرفتار کر لیں اور شہنشاہ کے پاس بھجوا کر اطمینان حاصل کریں۔"
نقلی صورت نگار نے کہا: "اچھا چلو۔ مگر بھیڑ ساتھ نہ لو اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔"
مصور نے کہا: "اچھا" اور بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب کوہ کے پہنچا نقلی زوجہ نے کہا: "تم ٹھہرو میں درہ کوہ میں جا کر گرفتار کر لیتی ہوں۔"
یہ کہہ کر جھپٹ کر درہ کوہ میں گیا وہاں عمرو بیٹھا تھا اس سے کہا: "بھاگ جاؤ' مصور تمہیں پکڑنے آیا ہے۔"
عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نے ایک چیخ ماری"ارے دوڑو' یہاں بلا بیٹھی ہے۔"
مصور دوڑ کر درہ کوہ میں آیا دیکھا نہ عمرو ہے نہ کوئی اور۔ زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہے۔
مصور نے کہا۔ "رات کا وقت تھا اس لیے میں تم کو منع کرتا تھا کہ اکیلی درے میں نہ جاؤ۔ آخر ڈر گئیں۔"
یہ کہہ کر گلے سے لگایا اور کہا:" اب چلو صبح کو عمرو کو پکڑیں گے۔"
یہ باتیں کر کے اس کو گود میں اٹھا کر اپنی خوابگاہ میں لایا اور لپٹ کر پیار کرنے لگا۔
نقلی زوجہ نے اپنے پاس عطر بیہوشی نکال کر انگیاز پر ملا۔ خوشبو سے اس کی مصور چھینک

مار کر بیہوش ہو گیا۔ برق نے عمرو کی تصویر گلے سے اتار لی اور چاہا کہ اس کا بھی پشتارہ باندھ کر لے اوٗ۔ لیکن آگے کیفیت سنیے کہ عیبار بچیاں چاروں کونوں پر بارگاہ کے اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ رات گئی تو نکل کر پہرہ دینے لگیں۔ یکایک انہوں نے چھینک کی آواز سنی صرصز نے صبا رفتار سے کہا: "یہ تو ایسی چھینک ہے' جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی دی۔"

صبا رفتار نے کہا: "واری سچ کہتی ہو' چلو دیکھیں گے بارگاہ میں کیا ہو رہا ہے۔

یہ کہہ کر بارگاہ کے اندر آئیں۔ ان کے آنے سے برق سراپچہ بارہ گاہ چاک کر کے نعرہ مار کے میرا نام برق فرنگی ہے۔ بھاگ گیا۔

صرصر بھی سراپچہ پھاند کر پیچھے روانہ ہوئی۔ لیکن برق دامن کوہ میں آ کر ٹھہرا اور صرصر جو چلی سمجھی کہ اگر وہ عیار مل جائے گا تو برابرا کا مقابلہ ہو گا۔ ہاتھ نہ آئے گا۔ لازم ہے کہ تدبیر کروں جس سے وہ دھوکا کھائے۔ یہ سوچ کر اپنی صورت عمرو کی سی بنائی اور آگے بڑھ کر زفیل عیاری بجائی۔ برق دامن کوہ میں متلاشی عمرو تو کھڑا ہی تھا۔ زفیل کی صدا سن کر مقام بلند پر سے نگران ہوا۔ ازبسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی تھی۔ اس نے دورے سے دیکھا کہ استاد کھڑے ہیں' دوڑ کر قریب آیا۔ کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ جو آیا تھا تو درہ کوہ میں استاد سے ملاقات ہو چکی۔ سمجھا کہ استاد اسی جگہ ملے تھے۔ یہ وہی کھرے ہیں۔ غرض یہ کہ پاس آ کر عرض پیرا ہوا: " استاد مصور تو بچ گیا' لیکن میں آپ کی تصور اس کے پاس سے لے آیا ہوں۔"

صرصر نے آوز بنا کر کہا: "بیٹا' بڑا کام کیا شاباش مرحبا' لا وہ تصویر مجھے دے۔"

برق نے وہ تصویر نکال کر حوالے کی۔ صرصر تصویر لے کر جست کر کے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی: "میرا نام صرصر ہے۔" برق دوڑا' لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ مصور میں آئی اور اس کو ہوشیار کر کے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہو گئے۔ عیار کو بغل میں لے کر سوئے وہ تصویر اتار' لے گیا۔ میں اس سے چھین لائی۔ ورنہ آپ

کی ساری محنت برباد گئی تھی۔"

یہ کہہ کر تصویر حوالے کی۔ وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا۔ کہیں پتہ نہ ملا۔ نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اس کو پکڑ کر لے گیا ہے یہ سوچ کر بزور سحر پرواز کر کے صحرا میں جا کر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ میں تلاش کیا کہیں سراغ نہ پایا۔ آخر وہ رات اس کو زوجہ کے ڈھونڈنے میں بسر ہوئی۔

صبح کو نالاں و گریاں پرواز کر کے دریائے سحر سے اتر کر باغ سیب میں گیا اور شاہ طلسم آرام میں تھا اس کو بیدار کر کے فریاد کناں ہوا تیرے لڑائی جھگڑے نے آخر یہ نوبت پہنچائی کہ سامری کی بہو کو عیار پکڑ لے گئے۔ شاہ طلسم سو کر اٹھا تھا بد مزاج ہو رہا تھا۔ لیکن اس کی عظمت بہت کرتا ہے۔ اس لیے اس کے خفا ہونے سے خاموش رہا اور خوابگاہ سے اٹھ کر تخت پر آ کر بیٹھا ساحران نامی حاضر ہوئے اور حسب مراتب متمکن ہوئے۔ اس وقت جب مزاج شگفتہ ہوا۔ مصور کے بے قرار ہونے پر ہنسا اور کہا:

"جناب نے عیاروں کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اٹھایا ہے میرے کلیجے کو دیکھے کہ ہزار ہا بندگان سامری کو عیاروں نے مارا مگر میں نے اف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح کئے طلسم کے ہلاک نہیں ہو سکتیں۔ گھبرائیے نہیں چھوٹ آئے گی۔"

یہ کہہ کر چاہا کہ کتاب سامری میں اس کی زوجہ حال دریافت کرے لیکن جو کہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا۔ مصور کہہ رہا تھا: "برق تصور میری بی بی کی بن کر آیا تھا۔ وہی اس کو پکڑ لے گیا۔"

بس اس کھلی ہوئی بات کا کتاب میں دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہے کہ جو امر کسی طرح سمجھ میں نہ آئے وہ اس سے دریافت کرے۔

حاصل یہ کہ حسب بیان مصور' شہنشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ یکایک ایک برق چمیکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا' اس کو حکم دیا "جہاں برق عیار ہو وہاں سے جا کر اٹھا لا۔" پنجہ

چمک کر روانہ ہوا۔

ادھر برق نے جب صرصر کو نہ پایا۔ رنجیدہ پھر کر لشکر میں آیا۔ یہاں عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی۔ اس اثنا میں گریباں سحر چاک ہوا اور مہ رخ تخت پر بیٹھی۔ عمرو اور برق بھی بارگاہ میں آئے۔ اس وقت پنجہ فرستادہ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا۔ عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو اٹھا کر چلا۔

اس پر ساحروں نے ہزاروں نارنج ترنج وغیرہ کے حربے کیے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی۔ طائر بن کر ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اس کو لیے ہوئے شاہ طلسم کے سامنے لایا۔

برق نے ہوشیار ہو کر دربارشاہ جاوداں میں اپنے تئیں پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا۔ عقل دنگ ہو گئی۔

گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرائش پیشتر لکھی گئی ہے لیکن یہ دارلامارہ شاہ طلسم ہے۔ ہر وقت نئی بہار و صورت سحر کاری سے دمبدم اس میں ظاہر ہوتی ہے فی الجملہ اس وقت برق نے دیکھا کہ ہزارو ہزار بلبلیں شاخہائے شجر باروار شور کر رہی ہیں: "برق عیار آیا ہے۔" زمین و آسمان یہاں کر نئے رنگ کا ہے۔

عجب طرح کا باغ پر خوف تھا
کہ خوف دامن میں اس کے چھپا

نظر آئی پر خوف ہر ایک شے
فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہے

نظر بھر کے دیکھے کہاں اتنی تاب
کہ صاف اس میں لوہے کا تھا آفتاب

پر اس کی تمازت کا یہ حال تھا
کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا

فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق
وہ پھر جاتی تھی آگ بالائے فرق

کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد
زمین پر برستی تھی آگ اس کے بعد

زمین آسمان دونو حدت میں تیز
زرر ریزر گردوں میں زمین شعلہ خیز

عجب طور کے نخل آئے نظر
کہ ہر شاخ و برگ ان کے تھے شعلہ ور

عجب سرخ طائر تھے پرواز میں
جگہ شفق ہیبت یہ آواز میں

کسی جا اگر نہر آئی نظر
تو دیکھا اسے آگ سے گرم تر

نکلتا تھا پانی سے پیہم دھواں
حباب ایسے تھے جیسے چنگاریاں

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھ کر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کی تسلیم کی۔ اس نے خطاب کیا: "اے برق! تو نے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتا دے کہ اس کو کہاں رکھا اور کیا کیا۔ ہر چند کہ میں کتاب سامری دیکھ کر معلوم کر سکتا ہوں' لیکن اس میں بھی یہ معلوم ہو گا کہ برق اس کو اپنے لشکر میں کسی جگہ مخفی کر آیا ہے اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی تجھی سے پوچھنا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے پہلے ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہے اگر بلتا دے گا تو تجھ کو رہائی دی جائے گی۔"

برقی یہ کلمات سن کر بولا: "میں نے اس کو مار ڈالا۔"

افراسیاب نے کہا: "یہ غلط ہے' کیونکہ وہ قتل نہیں ہو سکتی۔"

برق نے کہا: "لشکر حمزہ سے میرے نام کا اور عیار آیا تھا' وہ اس کو لے گیا۔"

افراسیاب بولا: "سب کتنے عیار ہیں۔"

برق نے جواب دیا: "ایک لاکھ چوراسی ہزار۔ دو چار دن میں وہ سب یہاں آئیں گے۔"

شاہ طلسم نے کہا' کوئی یہاں نہیں آ سکتا تو جھوٹا ہے۔"

یہ کہ مصور سے کہا: "یہ عیار تمہارا گنہگار ہے' جو چاہو وہ کرو۔"

مصور بولا: "اے عیار! اگر تو میری زوجہ کو بتلا دے تو دریائے سحر کے پار اتار دوں۔"

برق بولا: "اگر تم سچا اقرار کرو تو بتا دوں۔" مصور نے قسم کھائی۔

برق نے کہا۔ سچ تو یہ ہے کہ تمہاری بی بی کو میں نے عمرو کو دے دیا اور انہوں نے اس کو زنبیل میں رکھ لیا۔ وہ لاکھ روپیہ لیے بغیر چھوڑیں گے نہیں' کیونکہ مرد طماع ہیں۔"

اس کلام کو سن کر شاہ جاوداں نے کہا: "یہ بات فی الحقیقت سچ کہی۔ اب صورت نگار کو چھوٹنا مشکل ہے اس لیے کہ زینبل پر نہ سحر اثر کرتا ہے نہ کتاب سامری زنبیل کے اندر کا حال بتاتی ہے' یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا: "اے برق! تو کبھی زنبیل میں گیا ہے۔ اس میں کیا کیا ہے۔"

برق نے کہا: "میرا تو گھر ہی ہے جب جی چاہتا ہے جاتا ہوں سیر کرتا ہوں' اس میں

سات شہر ہیں۔ دریا ہیں جنگل وغیرہ ہیں بارگاہ آدم استادہ ہے۔ جناب بیٹھے ہیں۔ شراب کا پیالہ گردش میں ہے ہزار ہا ساحر قید میں۔ ان پر صبح و شام سو سو کر کوڑ سے پڑتے ہیں۔ دن ٹوکر ڈھلواتے ہیں۔ رات کو سوکھے ٹکڑے کھانے کو ملتے ہیں۔

یہ بیان سنتے ہیں مصور چیخیں مار کر رویا اور کہا: "میری بی بی نے تو گلاب کو پنکھڑی اور پھول کی چھڑی بھی نہیں کھائی۔ وہ تو سو کھوڑے کھا کر مری گئی ہو گی۔

برنے کہا: "پیزار کے صدقے میں مرگئی ہو گی۔ اگر ایسی ہی محبت ہے تو پانچ لاکھ روپیہ اور قلعی فاخرہ یہاں سے استاد کی خدمت میں روانہ کرو۔ میں عرض سفارش لکھ دوں گا۔ اگر ان کے مزاج میں آئے گا چھوڑ دیں گے ورنہ گئی تو ہے ہی۔ یہ سنتے ہی ایک کاغذ پر بصد آداب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر کی۔

جس کا مضمون یہ تھا۔

"میرے حال پر حضور رحم فرمائیں اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے۔ پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر ملازماں حضور کے حسب اتفاق شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہیں۔ اگر شرف قبول فرمائیں تو یہ میری خوش نصیبی ہو گی۔"

یہ لکھ کر اور روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر کے حوالے کیا کہ خدمت عمرو میں لے جائے۔ عرض کی پشت پر برق نے بھی لکھ دیا: "آپ صورت نگار کو بھیج دیں۔ تا کہ میں قید سے چھوٹوں۔"

○○○

غرض یہ کہ وہ نامہ دار تحفہ جات کے روانہ ہوا اور جواب کے آنے تک برق کو کرسی جواہر آگیں پر بٹھایا۔ خوب خاطر تواضع کی۔

ادھر نامہ دار دریائے سحر سے اتر کر بارگاہ عمرو میں پہنچا۔ یہاں برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا۔ ہر ایک رنج میں تھا۔ عمرو ابھی گلیم اتار کر بیٹھا ہی تھا کہ ساحر نے لا کر نامہ دیا۔

عمرو نے پشت نامہ پر برق کا خط پہچانا اور سوچا کہ اس نے عیاری کر کے ساحروں کو پریشان کرنا چاہا ہے یہ سمجھ کر کاغذ اور قلم دوات لے کر نامہ کا جواب لکھا: "اے زیارت گاہ سامری کیشان والے پشت و پناہ جمشیدی پرستاں! تمہاری عرضی نظر اشرف سے گزری، اگر میرا فرزند بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی میں صورت نگارہ کو نہ دیتا، لیکن برق کو اپنے فرزند سے زیادہ سمجھتا ہوں کہ اس کی خاطر سے نذر تمہاری قبول کر کے زوجہ کو تمہاری دریائے سحر کے کنارے لاتا ہوں۔ تم بھی برق کو لے کر اس پار آؤ اور اس کو چھوڑ دو۔ اپنی زوجہ کو لے جاؤ۔ یہ لکھ کر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ و خلعت وغیر زنبیل میں رکھا۔ ساحر جواب لے کر دربار شاہ جاوداں میں پہنچا۔

مصور نے نامہ پڑھا، نہایت خوش ہوا اور برق کی تخت پر بٹھا کر اور کچھ روپیہ عمرو کو دینے کے لیے ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور دریا کے اس پار آ کر پہاڑ پر ٹھہرا۔ ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر میرے آنے کی اطلاع عمرو کو دے۔

ساحر نے آ کر عمرو سے کہا: "لیجے اور صورت نگار کو دیجیے۔

ساحر چلا گیا اور عمرو نے الگ جا کر زنبیل سے ایک کنیز کو نکال کر بیہوش کر کے بصورت صورت نگار بنایا اور ہوشیار کر کے اس سے کہا: " میں نے ہزار ہا لونڈیاں بیچ ڈالیں، تجھ پر رحم کیا اور بادشاہ ہزاری بنایا۔ تیرا نام ملکہ صورت نگار رکھا اور اس نام

کی اصلی شہزادی کو دریا میں ڈبو آیا۔ اب تجھے اس شہزادی کے شوہر کے پاس لیے چلتا ہے۔ وہیں رہنا اگر وہ پچھے تو کہنا میں صورت نگار تمہاری زوجہ ہوں۔ اگر پوچھے سحر یاد ہے تو کہنا کہ زنبیل میں جانے سے سحر بھول گئی۔

یہ فہمائش لونڈی سن کر خوش ہوئی کہ شکر ہے قید سے تو چھوٹی' جوانی مفت میں جاتی تھی۔ اب عیش میں گزرے گی۔

غرض یہ کہ عمر اسے لے کر با اعزاز مام روانہ ہوا اور اسی پہاڑ کے قریب جہاں مصور ٹھہرا تھا پہنچا۔ برق نے دیکھا کہ استاد آتے ہیں کہا: "اے مصور تمہاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمہاری زوجہ کو لاتے ہیں۔" یہ سنتے ہی مصور دوڑا اور آ کر زوجہ کا ہاتھ پکڑا۔ رخسار و پیشانی پر بوسہ دیا۔

پھر عمرو ک طرف متوجہ ہوا اور شکریہ میں س طرح گویا ہوا: "خواجہ آپ نے بڑا احسان کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی۔"

یہ کہہ کر براہ امتحان عمرو کی تصویر جو گلے میں پڑی تھی یعنی یہ اصلی عمرو ہے یا نہیں دیکھی تصویر بصورت عمرو ہو گی معلوم ہوا کہ بے شک یہ عمرو ہے۔ اس وقت ایک کشتی جواہر کی مع اشرفیوں کے منگا کر دی۔

عمرو نے کہا: "میری تصویر ذرا مجھ کو بھی دکھا دیجئے۔ اس نے تصویر کھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے میں پہنے ہوں ویسے ہی تصویر کا لباس ہے اور صورت میں ذرا برابر فرق نہیں۔

یہ دیکھ کر کہا: "اے مصور! میں نے ہزاروں ساحر مار ڈالے لیکن ایسا تصویر کا سحر کسی کے پاس نہیں دیکھا۔ غرض یہ کہ تصویر دیدہ کر اس کو دے دی اور رخصت ہو کہ عمرو و برق اپنے لشکر میں آئے مہ رخ نے تصدق برق پر سے اتارا اور عیاری کا حال سن کر سب مسرور ہوئے۔

عمرو نے کہا: "میرے شاگرد نے دو چار کوڑیاں مجھ کو دلا دیں کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہو جائے گی اور میں نے بھی دو انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے بنائے ہیں عید کے دن دوں گا۔"

برق نے عرض کیا: "میرے پاس آپ کی عنایت سے سب کچھ ہے آپ زیر بار نہ ہوں۔"

سب اہل دربار ان باتوں سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا۔ ہنگامہ عشرت گرم ہوا۔ ادھر تو باطمینان تمام سب مصروف انبساط ہیں۔

ادھر مصور اپنی بی بی کو بارگاہ میں لایا۔ مسند عزت پر بٹھایا۔ وہ کنیز عرصہ دراس سے مرد سے واقف نہ ہوئی تھی۔ ہاتھ لگاتے ہی مزے میں آ گئی۔

مگر مصور کے پاس ایک نامہ آیا لکھا تھا: "آپ نے زوجہ کو اگر پایا ہو تو ہمارے پاس آیئے کہ ہم اور حیرت بھی آپ کی بی بی سے ملیں۔"

یہ پڑھ کر بی بی سمیت سوار ہو کر باغ سیب میں گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے یہ متمکن ہوا۔

افراسیاب سے کہا: "خداوند باختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت آبرو بچائی۔

حیرت نے کہا: "صورت نگار کا رنگ بدل گیا ہے۔" کنیز نے کہا: "تکلیف میں انسان سرخ و سفید کب ہوتا ہے۔"

ایک ساحر بولا: "ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو

یہ سن کر کنیز بولی: "زنبیل میں کبھی اندھیرا کبھی اجالا کہیں صحرا۔ ہزار ہا ساحر قید میں۔ ایک ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہے۔" یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عیار بچیاں بھی آئیں اور سب نے نقلی صورت نگار کی بلائیں لیں اور سامنے آ کر غور سے جو دیکھا تو ہنسیں۔

صرصر نے آپس میں کہا: "صورت نگار اصلی نہیں ہے۔" یہ کلمات مصور نے بھی سنے اور کہا: "تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو۔"

انہوں نے کہا: "حضور آپ پانچ لاکھ روپے اور جواہر وغیرہ خرچ کیا' لیکن بی بی کو بھی پہچانا۔ پوچھو تو سحر بھی یاد ہے۔"

یہ سنتے ہی کنیز بولی: "زنبیل میں جانے سے سحر بھول گئی۔"

صرصر نے اس کے بولنے سے آواز پہچانی کہ دراصل یہ صورت نگار نہیں ہے' گویا ہوئی:

"حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدہی ٹھہرے۔ یہ کوئی بڑھیا کہیں کی لونڈی ہے۔ دو کوڑے ماریئے ابھی قبول دے گی۔"

یہ سنتے ہی مصور گھبرایا اور شاہ سے کہا: "واسطہ سامری کا آپ کتاب دیکھ دیکھئے یہ اصلی زوجہ میری ہے یا نہیں۔"

ازبسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور ایک دھوکے کی بات دریافت کرنی تھی۔ اس وجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی بارگاہ میں لپٹی کھڑی ہے اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹ کر مہترانی بیہوش پڑی ہے اور بیت الخلا میں لونڈی بیہوش ہے۔

یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا: "کیوں مرادر میں نے تم کو حفاظت کے لیے جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہیں کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کئے اور تم کو خبر نہ ہوئی۔"

صرصر یہ عتاب دیکھر کہ عذر خواہ ہوئی اور بہرعیاری چاہا کہ جاؤں مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا: "یہ صورت کنیز ملک بروع ہے اور آپ کی بی بی دری میں لپٹی ہوئی بارگاہ میں ہے۔" یہ سنتے ہی مصور اڑ کر چلا۔

مگر ادھر کا حال سنیے بارگاہ میں عمرو نے جو برق کی بہت ثنا کی ضر غام اور جانسوز بھی اس فکر میں چلے کہ ہم بھی عیاریکر کے نام آدری حاصل کریں۔ آخر لشکر کفار میں آئے۔ یہاں ہ عیاری بچیاں تھیں نہ حیرت تھی۔ سناٹا تھا۔ قابو جو پایا دل سے یہ سوچ کہ مصور آخر بارہ میں کسی وقت آئے گا ہی۔ ابھی سے اس کے قید کرنے کا سامان کر رکھو۔ یہ سوچ کر لشکر کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر نقب لگانا شروع کی اور صورت نگار کی بارگاہ میں مہرہ داس کا توڑا۔ دری کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار جو اس سے لپٹی تھی زمین پر گری۔ عیاروں نے گرنے کی صدا سن کر اس کو کھینچ کر سر نقب پر لا کر رکھا۔ اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب میں اور آدھا بارگاہ میں' اور اس کے پاؤں کے نیچے کمند کے حلقے لگا کر آپ بھی چھپ کر بیٹھے کہ جو اس کو

اٹھانے آئے گا۔ ہم بیضہ بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر کے لے جائیں گے۔
غرض یہ کہ یہ تو گویا جال میں دانہ ڈال کر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آ کر بارہ گاہ میں پہنچا۔ دری کو الٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا' شانے پکڑ کر جو اٹھایا' پاؤں کے گڑھے میں لٹکا پایا۔ حیران ہو کر گردن ڈال کر جھانکنے لگا۔ اس وقت ایک عیار نے کمند ماری اور دوسرے نے بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا۔ عیاروں نے اس کو کھینچا اور اس کی زوجہ کو بھی ٹانگ پکڑ کر نقب میں کر لیا۔ ایک نے مصور کو پشتارہ میں باندھ کر لادا اور دوسرے نے اس کی جورو کو سنبھالا اور لے کر لشکر کے کنارے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی ہوئے لیکن صحرا کی طرف سے چلے کہ کوئی ہم شناخت نہ کرے۔
جب جنگل میں پہنچے تصویر عمرو کی اتار لی اور باہم مشورہ کیا کہ ان کے سر کاٹ کر لے چلیں۔ یہ سوچ کہ دونوں کے خنجر مارا خنجر دونوں کے جسم پر اچٹ گیا پتھر مارے وہ بھی الٹے پھر آئے اس وقت تجویز کیا کہ زمین میں نالی بنا کر بارود بچھا کر ان کو اڑا دیں یہ تو سرنگ اڑانے کی فکر میں ہیں۔
وہاں شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشد زادے تنہا گئے ہیں دیکھوں کیا معاملہ گزرا۔ کتاب میں معلوم ہوا کہ عیار دونوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی کتاب دن کر کے خود پر وار کر کے چلا اور بہت جلد آ کر وہیں پہنچا کہ عیار نقب کھو کر دیا۔ دو بچھا رہے تھے۔ شاہ نے نعرہ کیا کہ دونوں عیار بھاگے لیکن اس نے سحر کیا کہ دونوں عیور کمر تک زمین میں سما گئے۔
اس بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے۔ جب جنگل میں آئے اس سے لشکر ساحران کو دیکھ کر عیاری سوچنے لگے کہ ان کو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کر کے جو دیکھا تو ضر غام اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہے۔
یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت بنا اور برق کا اصلی صورت میں مشکیں باندھ کر لے چلا۔ شاہ کے سامنے جا کر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا: "میرے پہاڑ پر جہاں میں

رہتا ہوں یہ عیار آیا تھا۔ میں نے گرفتار کیا ہے۔"
شاہ جاوداں خوش ہوا اور قران کو پچیس اشرفیاں ہاتھ پر رکھ کر نذر دینے لگا۔ جب قریب آیا۔ قران نے عرض کیا ان دونوں کو بھی مجھے دیجئے کہ اپنے سحر میں مبتلا کر کے حضور کے ہمراہ چلوں۔"
شہا نے اس کی نذر پر ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سر بر طرف ہو گیا۔ اس وقت قران پاس تو کھڑا ہی تھا کہ تاک کر حباب بیہوشی جو مارا شاہ طلسم کے منہ پر پڑا کہ یہ بیہوش ہو کر گرا۔ قران نے بغدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاؤں۔ یکایک زمین تھرا کر شق ہوئی صدا آئی لینا پکڑنا جانے نہ دینا۔" قران اور تینوں عیار گھبرا کر بھاگے اور افراسیاب مصور اور صورت نگار زمین میں سما گئے۔
لمحہ کے بعد تینوں کی آنکھ کھلی' دیکھا یہاں کی زمین زمرد کی ہے آسماں سونے کا ہے۔
بیابان سرسبز شاداب ہے بہار یہاں کی نایاب ہے

کہ ناگہ اسے ایک صحرا ملا
نہایت خوش آئندہ و دلچسپ تھا

ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو آنے لگے
تو روح اس کی کچھ لطف پانے لگی

نمایاں ہوئی اس جگہ ایک جھیل
کہ تھے سنگ پشت اس میں مانند فیل

اسی جھیل میں آ کے تینوں نہائے
تو بیہوشی اتری حواس ان میں آئے

جب خوب ہو شیارم ہوئے، تین پریزادیں زریں پوش حسینہ و جمیلہ سامنے آئیں۔ عرض پیرا ہوئیں: "ہم طلسم کی پریاں اور یہ بیاباں طلسم اور جھیل رہائی کی ہے۔ آپ شاہ

ہو کر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہیں۔ اس وقت عیار آپ کو مار ڈالتے تھے ہم اٹھا لائے۔

یہ سنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا: "میری عت تو جا چکی تمام طلسم میں مشہور ہو گیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا۔ آپ اس طلسم کی سیر کیجئے۔ میں جا کر قران کو گرفتار کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر پریوں سے کہا: "مرشد زاد دے جب سیر کر چکیں تو بحفاظت تمام میرے پاس پہنچا دینا۔"

غرض یہ کہ آپ روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر سے آتا ہے اور مصور مع اپنی بی بی کے سیر طلسم میں مصروف ہے۔

مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ میں بھاگ کر گئے عمرو سے سب حال کیا۔ عمرو نے جب سنا کہ لشکر ساحران خالی ہے مصور وغیرہ زمین میں سما گئے ہیں۔ یہ معلوم کر کے سب عیاروں کو لے کر جنگل میں گیا اور آپ مصور کی سی صورت بنا۔ برق کو صورت نگار بنایا ور جانسوز کو خدمت گار بنا کر روانہ ہوا یہاں تک کہ لشکر ساحران میں پہنچا۔ سب ساحر دوڑے نہایت خوش ہونے نذریں دیں تصدق اتارے۔ عمرو بارگاہ میں جا کر بیٹھا اور اپنے سرداروں میں مانی جادو، بہزا جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا: "میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کرو کہ اس کو لے جا کر میں کہیں مخفی کروں، تا کہ ایسا نہ ہو عیار اس کو لے جائیں

حسب الارشاد صندق زر جواہر کے اور دست بقچے اور بدریاں شالوں کی سب ایک جگہ جمع کر کے عرض کیا: "مال سب حاضر ہے۔ یہاں لانے میں دیر لگے گی وہیں چل کر لے لیجئے۔"

ملازم حسب ارشاد جملہ صندوق خس و خاشاک و سنگریزوں سے بھرنے لگے۔ عمرو یہ انتظار

کر رہا تھا۔
وہاں مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جس وقت شاہ طلسم نے حز غام وغیرہ کو گرفتار کیا تھا تو تصویر ان سے چھین لی تھی لیکن جب زمین میں غرق ہو کر صحرائے طلسم میں پہنچا اس وقت تصویر مصور کو دے کر آپ بہرگرفتار قران گیا۔
فی الجملہ اس وقت جو شبیہ عمرو دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورب بن کر میری مال کو تاراج و برباد کرتا ہے۔ یہ دیکھتے ہی پریوں سے مصور نے کہا: "جلد مجھے لشکر میں پہنچا دو۔"
انہوں نے اس کو ایک صحرا میں لا کر: "جائیے وہ لشکر آپ کا سامنے آتا ہے۔"
مصور بعجلت تمام ترمع اپنی زوجہ کے اڑ کر چلا اور بارگاہ کے قریب آ کر نعرہ زن ہوا: "خبردار مکارا! میں آ پہنچا۔
یہ نعرہ سنتے ہی برق اور جانسوز جست کر کے بھاگے مصور کو بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا۔ ان عیاروں سے واقف نہ تھا۔ اس سبب سے یہ تو بھاگ گئے مگر اس نے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہ ہو سکا۔ پاؤں زمین نے پکڑ لیے اس کو مسحور کر کے بارگاہ میں گیا اور سب مال وغیرہ دیکھا۔ ملازموں کو کنکر پتھر بھرتے صندوق میں پایا۔ بہت خفا ہوا سب کو نکال دیا۔ آخر سارا اسباب الٹا ہوا دیکھ کر عمرو سے کہ: دیکھ تو میں تیرا کیا حال کرتا ہوں اور جلاد کو طلب کر کے حکم دیا: "جلد سر اس مکار کا جدا کر۔" جلاد قتل کی تیاری کرنے لگا۔ عمر در جوع قلب سے دعا کرنے لگا۔
اس وقت برق جو بھاگ کر گیا۔ صحرا میں پہنچا۔ وہاں قران سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: "استاد گرفتار ہو گئے" اور سارا حال بیان کیا۔
قران نیماجرا سن کر فوراً صورت اپنی مثل افراسیاب کے بنائی تاج گوہر نگار سر پر رکھا اور چارقب شہنشاہی دربر کر کے مالا ہائے مروارید گلے میں ڈال کر قبائے قلم زرکا جواہر دوز پہنچی قسقه پیشانی کو مزین کیا۔ تصویریں سامری و جمشید و لقا کی کہنی سے شانے تک باندھ کر درست ہو کر برق سے کہا: "شیر صحرائی کی صورت تم بنو۔"

برق نے شیر کی کھال نکالی اور گھنڈیاں لگی ہوئیں بہت سی کھا لیں: شیر آہو اور سگ وغیرہ کی رہتی ہیں اور یہ برق چار پایہ تو بے مثل بنتا ہے۔ چنانچہ نوشیرواں نامے کے

دفتر میں ملک فرنگ پر جب مقابلہ مروزق فرنگی سے اور امیر سے واقع ہوا۔ تو یہ عیار مرزو کا تھا اور کتاب کر سب امیروں کے سرداروں اور عمرو کو پکڑ لے گیا تھا اور کسی نے اس کو شناخت نہ کیا۔ پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہو کر مسلمان ہوا اور اطاعت میں اب تک ہے

قصہ مختصر شیر کی کھال پہن کر گھنڈیاں پیٹ کے برابر درست کر کے بالوں میں چھپائیں اور وہ ببر غران اور ضیغم و مان بن کر تیار ہوا کہ شیر فلک جس کی ہیبت سے برج اسد میں جا کر چھپتا اور خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا تھا۔

اس شکل سے جب تیار ہوا' قران اس کی پشت پر جب سوار ہو وہ لے کر سمت لشکر مصور چلا۔ جب لشکر میں پہنچا ساحروں نے دیکھا کہ افراسیاب شیر پر سوار نہایت کرو فر سے آتا ہے۔ بہر تعظیم ہر شخص حاضر خدمت ہوا۔ جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور مصور بھی خبر سن کر دوڑا اور استقبال کر کے بارگاہ میں لے گیا۔

مصور نے عرض کیا: "خواب ہوا آپ تشریف لائے ہیں میں نے اس ناعیار مکار کو قتل کرنا چاہا ہے۔"

شاہ طلسم نے حال سن کر: "اے مرشدزادے! برحق آپ اپنا سحر اس پر نہ رکھیے' میں شیر سے اس عیار کو کھلوائے دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر شیر سے اترا اور کہا:" اے شہر! اس عیار کو جا کر کھا لے۔"

شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی اور جلاد وغیرہ تھے بھاگے اور مصور نے سحر کی قید عمر پر سے دور کر دی شیر نے جا کر عمر کو منہ میں دابا۔ عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی۔ جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی۔ دل سے دعا کرتا تھا: "الٰہی پنجہ عذاب شیر سے مجھے نجات دے۔" آخر بیہوش ہو گیا لیکن شیر نے نہ چھوڑا' منہ سے ہکا دیا۔ پیٹھ پر لاد کر سامنے شاہ طلسم کے لایا۔

شاہ طلسم نے کہا: "وہ خیمہ جو خالی ہے' وہاں جا کر اس کو کھا لے اور میری سواری کو حاضر ہو۔"
شیر حکم پا کر خیمے میں گیا اور تنہائی پا کر عمرو سے ہوشیار کر کے کہا:" استاد خوف نہ کھائیے' میں برق ہوں اور سب حال بیان کیا۔ عمرو کی جان میں جان آئی۔ شاگرد کو گلے سے لگایا اور کہا: "بیٹا یہاں جو کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ سے ملے گی اور مصور کے پاس جو کچھ ہے وہ لینا چاہیے۔"
برق نے کہا: "زیادہ طمع نہ کیجئے۔ اس دفعہ قید ہوئے تو رہائی مشکل سے ہو گی۔"
عمرو یہ کلمہ سن کر خفا ہوا: "بیہودہ تو نے مجھے ایسے قانع کو طامع اور لالچی مقرر کیا ہے۔
برق نے کہا: "آپ خفا نہ ہوں میں جاتاہوں۔ آپ کا نقصان مجھے بھی منظور نہیں۔"
یہ کہہ کر شیر بنا ہوا قران کے پاس آیا۔ لیکن یہاں قران نے بارگاہ میں بیٹھ کر سردارن نامی کو جمع کر کے باتیں کرنا شروع کیں۔ مصور نے ساقی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام شراب کو بھر کر دیا قران نے لے کر آنکھ بچا کر بیہوشی اس میں ملائی اور مصور کو دیا کہ پہلے مرشدزادے آپ پئیں۔ مصور نے جام لے کر پیا۔
قران نے ساقی سے گلابی لے کر کہا: "عمرو کے قتل ہونے کی خوشی میں سب کو شراب پلاؤں گا اور گلابی میں بیہوشی چالاکی سے ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی۔ لمحہ کے بعد تاثیر ہوئی اور ساحر جوتی پیزار' باہم لڑ کر بیہوش ہوئے۔
اس وقت قران نے بغداد نکال کر دوچار کے سر کاٹے شور ان کے مرنے کا بلند ہوا۔ ساحران لشکر بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے' غلغلہ جو ہوا' عمرو خیمے سے بہ شکل ساحر "لینا لینا" کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ میں جا کر جال مار کر لوٹنے لگا۔
برق نے بھی زمین پر گر کر چھلانگ لگائی کہ شیر کی کھال اتر گئی اور نعرہ کیا میرا نام برق ہے۔" عمرو کشتیاں جواہر کی اور اسباب وہاں کو لاٹ کو نعرہ کر کے بھاگا۔ مصور پر اس وجہ سے ہاتھ نہ ڈالا کہ اس کے قضا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ غرضیکہ سب لوٹ مار کر نکل گئے۔

ساحروں نے مصور کو آ کر ہوشیار کیا۔ اس نے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا اور چاہا کہ بہرگرفتاری عیاراں جاؤں۔ لیکن صورت نگار اس کی زوجہ نے منع کیا:
"عیار آفت روزگار ہیں۔ ان کا تعاقب اچھا نہیں۔" اس کے منع کرنے سے یہ رکا اور بارگاہ میں نیا سامان وغیرہ درست کر کے فروکش ہوا۔
مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر میں آئے۔ بارگاہ میں پہنچ کر مہ رخ وغیرہ سے سب ماجرا بیان کیا۔ ہر ایک نے دشمن کی ذلت سن کر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے۔ آ کر ہنگامہ عشرت گرم ہوا۔ رقص و سرود کے تماشے میں مصروف ہوئے۔ قران صحرا میں چلا گیا اور عیار اپنے کام میں سر گرم ہوئے۔
ادھر شاہ طلسم جو بہر گرفتاری قران روانہ ہوا تھا راہ میں سوچا کہ کتاب سامری میں چل کر اس کا حال دریافت کرو۔ یہ تجویز کر کے باغ سیبب میں گیا۔ سب نے تعظیم کی۔ تخت پر آ کر بیٹھا۔ وہاں وہ کنیز جس کو عمرو نے مصور کی زوجہ بن اکر بھیجا تھا' بیٹھی تھی۔ اس کو حکم دیا: "یہاں سے نکل جا۔" وہ مایوس باغ سے نکل کر طلسم میں بھیک مانگنے لگی۔ ایک دن ایک ساحر نے دیکھا کہ جوان عورتت ہے اپنے گھر میں لے جا کر رکھا۔
ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران میری صورت بن گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحروں کو قتل کر کے چلا گیا۔ اس وقت صحرا میں ہے۔ یہ دیکھتے ہی چاہا کہ جا کر گرفتار کروں لیکن حیرت اس کو عازم روانگی سمجھ کر متنسر ہوئی: "حضور کہا جانے والے ہیں۔ شاہ جادواں نے اپنے ارادہ ظاہر کیا۔
حیرت عرض پیرا ہوئی' ملازمان شاہ کے لائق و شایان کب سے کہ عیاروں کے پیچھے دوڑتے پھریں۔ لازم ہے کہ حضرت جہاں پناہ مل فرمائیں اور کوئی تدبیر گرفتاری عیاراں کی جائے گی۔"
افراسیاب اس کے روکنے سے کچھ سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مے ارغوانی پیکر مزاج کو

اعتدال پر لانا چاہا۔ سامنے ناچ ہونے لگا۔
اس وقت پنجے نے لا کر نامہ دیا۔ لفافے پر مہر خداوند لقاثبت تھی۔ اس کو آنکھوں سے لگایا۔ نامہ کھول کر پڑھا لکھا تھا

"اے بندہ غفلت شعار، شہنشاہ ساحران! اپنے خداوند سے تو نے غفلت کی ہے۔ بندگان خرابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہے اور تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ خداوند نے اسی دن کے لیے تجھ کو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادواں بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر نہ لے۔ لازم ہے کہ نامہ پڑھتے ہی یا تو کسی ساحر جلیل القدر کو بہر مقابلہ حمزہ روانہ کر یا جواب بھیج دے کہ میں مدد نہیں کروں گا، تاکہ خداوند اور کوئی تدبیر کریں اور کسی دوسرے اپنے بندے کو بلائیں یا خود وہاں تشریف لے جائیں۔"

اس مضمون کو پڑھ کر اور عتاب خداوندی دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اسی وقت سحر پڑھ کر دستک دی۔ زمانہ تاریک ہو گیا اور لمحے کے بعد تاریکی دور ہوئی اور ابر بروئے ہوا پیدا ہو کر زمین پر اترا۔ اس ابر پر دو ساحر سیاہ فام سوار تھے شعلہ ہائے آتش سارے جسم سے ان کے نکلتے تھے بادشاہ کے سامنے آ کر دست بستہ سلام کر کے ٹھہرے۔

شاہ جادواں نے حکم دیا: "اے اہلیل جادواں اور تحلیل جادو! تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر لے کر پاس خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کرو"
اور ایک عرضی نامے کے جواب میں خود بھی لکھ کر ان کے حوالے کی مضمون یہ تھا۔

"یا خداوند! اور اصل اس بندہ گنہگار سے غفلت اور خطار سرزد ہوئی۔ قصور میرا معاف فرمائیے اور میں بدل اعانت اور تابعداری کرنے کو حضور کی حاضر ہو۔ دو ساحر گرامی منزلت خدمت سراپا برکت میں یہ جمیعت کثیر حاضر ہوتے ہیں۔ یہ کام خداوند کے بندگان مغضوب کا تمام کر دیں گے۔"
قصہ عنتصر عرضی لے کر وہ ساحر اپنے ملک میں آئے اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا: فوج سپہ سالار سردار حربہ ہائے آتشیں لے کر سوار ہوئے۔ طائران سحر اور اژدہائے دمان پر کاٹھرے اور زین بچھ گئے۔ جنگی باجے بجنے لگے۔ بڑے کروفر سے لاکھ ساحر چلنے پر

مستعد ہوئے۔ دونوں ساحر اژدہوں پر تخت رکھوا کر سوار ہوئے اور سمت کوہ عقیق چلے۔
گاتے اور ڈمرو بجاتے جاتے تھے۔ کالی گھٹا اڈی نظر آتی تھی۔ زمین تھراتی تھی

ہوا پر اڑا تخت سردار کا
وہ سب لشکر اس تخت کے گرد تھا

بندھے چست تھے کھار دے کے لنگوٹ
سبھوں کے دلوں پر لڑائی کی چوٹ

بیان ان کی شکلوں کا کیا کیجئے
تصور جو کیجئے ڈرا کیجئے

درازی لکھی ہے ہے زروے حسد
کہ تھے ساٹھ گز کے فقط ان کے قد

الحاصل منزلیں طے کر کے طلسم کوہ عقیق میں پہنچے۔ یہاں وہ خرس بادیہ ضلالت مردود و گمرای یعنی زمرد شاہ بقائے بے لقا راندہ درگاہ الہ نکبت خداندی پر اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا۔
بقایہ علامت دیکھ کر پکارا: "کوئی بندہ خاص ہمارا آتا ہے۔"
یہ کلام بختیارک و سلیمان سن کر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آ کر سمت ابر دیکھا کہ ہزار ہا۔ ساحر کی گردن و شیر آتشیں پر سوار آتا ہے اور اژدہوں پر تخت رکھا ہوا ہے۔ دو ساحر تاج و لباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہیں۔
یہ دیکھ کہ بختیارک نے آواز دی۔ اس آواز کو سن کر وہ ساحر اترے اور شیطان سے بغلگیر ہوئے۔ لشکر ساحران اترنے لگا۔ طبل و نقارے بجنے لگے۔ دونوں ساحر ہمارہ شیطان

کے بارگاہ میں آئے۔ خداوند کو سجدہ کیا' نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی۔
لقا عرضی پڑھ کر بولا: "ہم نے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اس پر نازل کریں گے۔"

غرض یہ کہ دونوں ساحر دنگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا' انھوں نے لشکر امیر کا سب حال پوچھا: "وہ کیسے بندگان قدرت ہیں' جن پر اس قدر رحم خداوند کا ہے کہ باوجود اس سرکشی کے خداوند انہیں غارت نہیں فرماتے'
بختیارک نے کہا: "یہ راز خداوندی ہیں۔ اس امر کا دریافت کرنے والا بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ اتنا میں جانتا ہوں کہ حمزہ دن بھر خداوند سے لڑتا ہے اور نصف شب کے بعد ایک تہ خانے میں اتر کر نظر مردم سے مخفی ہو کر الٹا لٹکتا ہے اور توبہ توبہ کرتا ہے۔ خداوند اس کی خطائیں روز گذشتہ معاف کر دیتے ہیں۔ صبح کو پھر وہ سرکشی پر کمر باندھتا ہے دوسرے یہ کہ خداوند نے ان بندگان مغضوب کو عالم خواب میں پیدا کر کے فراموش فرمایا۔ اب نسبت ان کے تقدیر ہلاکت و غارت فرمانے پر خداوند قادر نہیں ہیں۔ چاہتے ہیں کہ کسی بندہ زبردست کے ہاتھ سے ان سرکشوں کو برباد تباہ کراؤں۔"
یہ باتیں سن کر ساحروں کو خوف طاری ہوا اور کہا: "جب خداوند حمزہ کی خطائیں ہر روز معاف کر دیتے ہیں تو ہم کیونکر اس سے مقابلہ کر سکیں گے۔"
بختیارک نے کہا: "تم ڈرو نہیں' خداوند نے فرمایا ہے کہ اب خطا اس کی معاف نہ کروں گا اور تم کو اس پر غلبہ حاصل ہو گا۔"
یہ سنتے ہی لقا نے پکارا: "اے میرے بندو! میں نے تم کو نظر کردہ کیا اور تمہارے ہاتھ سے سب کو قتل کرا کر افتخار جاوید تم کو عطا کروں گا۔"
زبان خداوند سے یہ کلمات سن کر وہ سجدے میں گرے اور بہت خوشنود ہوئے۔ اس اثنا میں وہ دن بھی ختم ہوا۔
شام کے وقت ساحروں نے حکم دیا: "ہمارے نام پر نقارہ جنگی گڑ گڑائے۔"

بمو جب حکم لقا فوج ساحران میں نفیر بجی اور طبل رزم پر چوب پڑی۔ آسمان کو چکر آیا اور زمین کو جنبش ہوئی۔

صدائے طبل سن کر لشکر امیر کے ہر کارے جو بصورت مبدل بہر خبر فوج ساحران میں آئے تھے' پھر کر بارگاہ سلیمانی میں سامنے شہنشاہ گردوں بارگاہ سعد بن قباد عالی نژاد کے حاضر ہو کر عرض پیرائے ہوئے: دو ساحر و تخیل جادو نامی نے آ کر شور و شر مچایا ہے طبل جنگ بجوایا ہے۔"

اس خبر کو عرض کر کے ہر کارے علیحدہ ہوئے اور شاہ نے سمت صاحبقران دیکھا اور شاہ کا اشارہ پا کر ارشاد کناں ہوئے: "ہمارے لشکر میں بھی بفضل خدائے جبار و قہار طبل حرب نواحت میں آئے۔ کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نیہماری سرنوشت میں ترمیم فرمایا ہے وہی پیش آنی ہے۔

حسب فرمان چالک نے جا کر نقار خانہ سلیمانی میں طبل سکندر پر ضرب لگائی۔ شور محچر آ شکا ہوا۔ ہر ایک بہادر خبردار ہوا کہ دم سحر ہنگامہ کار زار ہو گا۔ اس معرکہ میں پروردگار۔ آبرو رکھ لے اور سرخرو کرے۔

غرض یہ کہ شاہ نے دربار برخاست فرما کر حکم آ راستگی فوج صادر فرمایا۔ درستی آلات حرب میں ہر ایک دلاور مصروف ہوا۔ جوش شجاعت میں بہادران زماں کے دور زبان تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ سے۔ تیغ و گردن کا ساتھ ہے۔

شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری سامان جدال و قتال رہی۔ تلواریں اور تیر کمان درست ہوئے۔ اسی مشغلے میں رات کٹ گئی۔

صبح کے وقت امیر در و ظائف سے فارغ ہو کر اسلحہ زیب جسم فرما کر مع تمام سرداران ذی وقار کے در دولت بادشاہ پر حاضر ہوئے اور پلٹنیں رسالیفوج فوج و موج موج میدان جنگ میں گئے۔ شہنشاہ عالم نے بھی نماز پڑھ کر اسلحہ زیب قامت کئے اور سواری طلب کی

عرض صبح جسم دم ہوئی جلوہ گر
تو فوراً جلوس آیا دروازے پر

رکھا سر پہ تاج جواہر نگار
درخشاں و تاباں وہ تھا بھردار

لپٹا کمر بند وہ زرنگار
کہ جس پر جواہر کا بالکل تھا کار

کمر بند میں کار ہیرے کا تھا
گلے میں بھی اک ہار ہیرے کا تھا

حمائل وہ تلوار کی آبدار
کہ جو دو کرے کوہ کو ایک بار

وہ بائیں طرف ترکش لاجواب
کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب

ہر اک فن سے واقف جو تھا وہ جوان
رکھی سیدھی کاندھے پہ اپنی کمان

غرض جب وہ اسلحہ سج چکا
ہوا تخت شوکت پہ جلوہ نما

اٹھا تخت ہر اک کہاری چلی

کہے تو کہ باد بہاری چلی

لگیں مچھلیاں تھیں سروں پر تمام
اور ان پر بہت شوخ مینے کا کام

سروں میں جو ہیروں کے تعویز تھے
سیہ شب میں تارے تھے چھٹکے ہوئے

اسی طرح دروازے تک آیا تخت
کہاروں نے بڑھ کر بدلوایا تخت

کہ اک قدرت حق ہویدا ہوئی
سواری شہنشاہ کی پیدا ہوئی

کھڑے ہوئے جتنے سردار تھے
اور سب نے بڑھ بڑھ کر مجرے کئے

چلا تخت شہنشاہ نام دار
ہوئے گرد امیران عالی وقار

غرض پہنچا لشکر بیابان میں
بہادر ڈٹے آ کے میدان میں

ادھر لے کے لشکر لقا بھی چلا
بیاباں میں وارد ہوا بے حیا

تھے ہمراہ ساحر بہت بے شمار
ہر اک سحر میں چیدہ روز گار

مقابل ہوئی فوج سے آ کے فوج
ملے جس طرح موج سے آ کے موج

زمین ایک باری وہ تھرا گئی
قیامت سی اس دشت میں آ گئی

غرض بلکہ ترتیب لشکر ہوا
نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا

کہ اے نامداران میداں کیں
کوئی شے شجاعت سے بہتر نہیں

چلو نام یکتا ہے میدان میں
عوض جان کے لو اس کو آک آن میں

ہٹے یہ صدا دے کے جسدم نقیب
تو اہلیل نکلا بہ شکل مہیب

پکاراکہ اے حمزہ نامور
مقابل مرے ہو کوئی جلوہ گر

اس ندا کو سن کر واراب کشور کشا فرزند امیر گھوڑا اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب

ہوا۔ اہلیل جادو زمین پر گرا اژور رمان بن کر شعلہ ہائے آتش چھوڑتا اس پر آیا۔ شہزادے نے بہت سے تیر لگائے۔ جب تیر قریب پہنچے' آتش دہن اژدور سے جل گئے۔ شہزادہ تلوار کھینچ کر جا پڑا۔ لیکن اس نے قلاب آتش چھوڑ کر دم کھینچا۔ داراب نے لنگر مارا کہ پاتک زمین میں غرق ہو گیا۔ مگر دم اژدور کا وہ زور تھا کہ تھم نہ سکا کھینچتا ہوا منہ میں اژدر کے گیا۔ اژدر اس کو نگل کر اپنے لشکر میں آیا اور گل دیا۔ شہزادہ بیہوش تھا۔ اس کو داروغہ زنداں میخوار سرکش جادو کے حوالے کیا کہ اس نے لیجا کر مقید کیا اور اہلیل جادو پھر میدان میں آ کر مبارز خواہ ہوا۔اب کی بار پسر بدیع الزماں شہزادہ تورج اس کے سامنے گیا۔ فی الفور ایک ساحر نے ایک گلدستہ لے کر روبرو کیا وہ گلدستہ کھیل گیا اور اس میں سے پری کا چہرہ نکل کر خندہ زن ہوا۔ صدائے قہقہہ بلند ہوئی۔ اس غنچہ دہن کے ہنسنے سے ورج روتے روتے بیہوش ہو گیا۔ اس نے اس کو بھی باندھ لیا اور میخوار کے حوالے کیا۔ پھر مقابلہ کے لیے پکارا۔

اس دفعہ خورشید بن ہاشم تیغ زن نبیرہ امیر نے اجازت حرب بادشاہ سے لے کر گھوڑے کی بھاگ اٹھائی۔ جب سامنے اہلل کے گیا۔ اس نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔

تند ہوا چلی اور زمین سے ایک سروقد نکلی۔ صورت رعنا اس کی گل گلشن داؤد تھی قامت زیبا میں وہ صنوبر شمشاد تھی۔ اس نونہال صاحبقرانی کے پاس آئی اور پکاری: "کیوں صاحب ہمارا تمہیں ذرا بھی خیال نہیں۔"

خورشید یہ صدا سن کر گھوڑے سے اترا اور اس نازک بدن کے پاس گیا۔ اس نے آغوش محبت میں لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہو گیا۔ وہ زن سحر پھر زمین میں سما گئی اور اہلیل نے اسے زندہ بان کو دے کر قید کرایا۔ پھر مقابلہ کے لیے پکارا۔

لشکر اسلام سے شہزاد گان ذی وقار سردار ان عالی تبار جا جا کر اس کے سحر سے مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس سردار کے قید ہو گئے۔

اس وقت بختیارک نے وسواس عیار کو بلا کر کہا: "تو چپکے سے جا کر کہہ اے بلبل اب

جنگ مغلوبہ کر کے حریف کو قت کرو' کیونکہ ہمزہ مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے میں آئے گا تو کچھ بن نہ پڑے گا۔"

وسواس نے جا کر پیغام دیا۔ اہلیل نے ساحروں کو للکارا "ان سرکشوں کو گھیرو اور قتل کرو۔"

ساحر اور سپہ سالار لشکر یہ حکم سن کر حربے لے لے کر حملہ آور ہوئے۔

اس طرف سے امیر بھی اشقر (گھوڑا) اڑ کر چلے اور بقیہ سرداروں کے نعرے بلند ہوئے۔

بادشاہ نے بھی تخت چھوڑ کر مرکب خنک سیہ قیطاس (سیاہ رنگ کا گھوڑا) زیر ران کیا تلوار کھینچی۔ سپاہ ہر دو باہم مل گئی۔ بھڑ کر تلوار چلنے لگی۔ ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی تہلکہ ڈال دیا۔ اس وقت سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جس کو وہ کاٹتے تھے وہ پای ہو کر بہتا تھا

وہ جادو میں تھے ہر کسی سے سوا
ہر اک سحر میں سامری سے سوا

لیا گھیر جب لشکر شاہ کو
دبائے گہن جس طرح ماہ کو

جو عقرب کے اندر قمر آ گیا
تو دل شاہ کا واں پہ گھبرا گیا

قمر ہو جو عقرب میں اے ہم نشیں
تو ہر گز لڑائی مبارک نہیں

غرض ہر طرف سے ہو لشکر گھرا

عجب رنج میں ہر دلاور گھرا

نگہ دہنی جانب جو کی ناگہاں
نظر آئے اژدر کشادہ وہاں

گئی بائیں سمت اس کی جس دم نگاہ
تو عقرب نظر آئے لاکھوں سیاہ

پس پشت جس دم لیا منہ کو پھیر
ہزاروں دکھائی دیئے ان کو شیر

اسی طرح جس سمت منہ پھیر گیا
نظر آئی ان کو نئی ایک بلا

دکھائی جو دی تھیں بلائیں عجیب
وہ اک مرتبہ ہو گئیں سب قریب

بلاؤں نے گھیرا جو میدان میں
تو ڈرے بہت مرد طوفان میں

بہت سے سوئے اژدہوں سے ہلاک
بہت کو کیا عقربوں نے بھی خاک

یہ حمزہ نے دیکھا جونہی ماجرا

وہیں اسم اعظم پڑھا برملا

پڑھا پانچو بار جب اسم حق
تو جادوگروں کا ہوا رنگ فق

پڑا تھا جو ان ساحروں کا کھڑا
تو لرزا سبھوں کے بدن میں پڑا

بڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر
ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر

جدھر اسم پڑھتے تھے صاحبقران
بلا دور اس جا سے تھی بے گمان

مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا
اسے دور کس طرح کرتے بھلا

یہ دھیان آ گیا ان کو اسدم مگر
کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر

وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم
تو چمکائی برق وہ کر کے علم

پھری گرد اس مہ کے شدت سے وہ

مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ

یہ چکر میں تھا دائرہ نور کا
نظر آتا تھا نائرہ نور کا

پڑی روشنی جس پہ تلوار کی
تو وہ جل گیا اس پہ بجلی گری

صدا فوج کے دے رہے تھے نقیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب

ملی اسم تیغ کو ایسی تاب
کہ طوفان کا کھویا اسے شباب

نہ شیر اس کے باعث سے یکسو رہے
نہ اژدر رہے اور بچھوے رہے

لڑائی رہی صبح سے تابہ شام
چھپا مہر آخر ہوا دن تمام

شام کے وقت لشکر لقا میں طبل امان بجا اور دونوں طرف سے لشکر خیمہ گاہ کی طرف پھرا۔
اہلیل جادو چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانون آج میں حمزہ کا اسم اعظم بند کر کے تم سب کو قتل کروں گا۔ ورنہ آ کر خداوند کو سجدہ کرو' سرکشی سے باز اؤ۔"

غازیوں نے اس کلام کے جواب میں لقا پر لعن طعن کی لیکن امیر اپنے بیٹوں اور سرداروں کے قید ہو جانے سے رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے۔ لشکر نے کمر کھولی اور کشتوں کو دفن کرایا۔ زخمیوں کا علاج ہونے لگا۔ بادشاہ نیشب کی خستگی کا خیال کر کے رات کاروبار ختم کیا۔ ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام کرنے لگا۔ گشت پھرنے لگا۔ امیر نے عبارت کا فریضہ سر انجام دیا۔ بادشاہ ہمت عیش محل تشریف لے چلے۔ سردار اور عیار جلو خانے تک پہنچانے ہمراہ آئے۔ راستے میں بادشاہ نے ارشاد فرمایا: "ایک عمرو کے نہ ہونے سے ساحروں کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہے۔ سردار گرفتار ہو جاتے ہیں۔ کہنے کو تو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نام کو ہیں۔ لیکن کسی سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔"

یہ فرما کر شاہ تو داخل شبستان ہوئے' مگر عیاروں نے غیرت میں آ کر تہیہ کیا کل چل کر ساحران نابکار اہلیل و تحلیل کو قتل کر کے اپنے سرداروں کو چھڑانا چاہیے۔ ایسا کچھ مشورہ کر کے ابو الفتح اصفہانی چالاک بن عمرو گلبانی عراقی اور کلبار عراقی چار عیار سامان عیاری سے لیس ہو کر روانہ ہوئے۔

ادھر لقا جب اپنی بارگاہ میں پھر کر آیا۔ ان دونوں ساحروں کے واسطے حکم دیا: "حوالی قلعہ کوہ عقیق میں جو باغ کہ باغ مینا کہلاتا ہے' وہاں جشن کا سامان مہیا کیا جائے اور آج سے اس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اسے ہم جنت قرار دیں گے۔"

اس حکم کو سن کر سلیمان نے باغ کی آرائش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا۔ دم بھر میں یہ عالم ہو گیا کہ نونہلان گلشن تاج پوش تھے۔ ہر شجر جوبن میں پری تھا۔ جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا۔ لقا مع جادوگروں کے داخل باغ ہو کر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا۔ اس وقت اہلیل سے بختیارک نے کہا: "آپ دونوں صاحب یہاں تشریف فرما ہیں' وہاں لشکر میں عیار آ کر سرداران مقید کو رہا کر کے لے جائیں گے۔"

اہلیل نے یہ کلام سن کر جواب دیا: "میں دن بھر کی جنگ سے تھک گیا ہوں۔ لشکر میں جا کر اندروں بارہ گاہ آرام کروں گا اور مجرموں کی حفاظت بھی کروں گا۔"

یہ کہہ کر خداوند سے رخصت ہو کر بارگاہ میں پہنچ آرام کرنے لگا۔ اور باغ میں اس کے بھائی کے سامنے ناچ ہونے لگا۔

ادھر چاروں عیار جو ان کے قتل کے لیے چلے تھے ان میں سے کلباد عراقی نوجوان کی صورت بن کر غریب آدمی کی ایسی وضع بنا کر یعنی لنگوٹی باندھی انگرکھا پیوند دار پہن کر برہنہ پا باغ مینا کے دروازے پر آیا۔ یہاں جلسہ عشرت کی دھوم تھی۔ ایک کیفیت ہجوم تھی۔ جتنے ساحر اور امرا باغ کے اندر تھے ان کے ملازم تھے اور چوبدار خدمت گار در باغ پر جو صخچیاں بنی تھیں ان میں جمع تھے۔ کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا۔ کوئی باہر آتا تھا۔ کوئی لوٹا لیے دوڑا جاتا تھا کہ میاں پیشاب کو اٹھے ہیں۔ کوئی لالٹین اور جوڑا پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اٹھے ہیں۔ کس کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال ہے۔ کوی کہنی پر رومال یا حیا وراتہ کئے ڈالے گڑگڑی سنبھالے تھے۔ معرکہ اور تمغے ہر ایک کے سر پر لگے تھے۔ سرخ پگڑیاں باندھے تھے۔ بعض چنی ہوئی چپکن پہنے کمر باندھے کمر سے بنی پاک گھڑ سے تھا۔

انہیں میں سے ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی صخچی میں بیٹھا تھا اور بسبب کبر سنی کے تھک گیا تھا۔ حقہ پینے کو جی چاہتا تھا۔ مگر اٹھتا نہ تھا۔ اتفاق سے کلباد اکیلا دیکھ اسی طرف گیا۔ چوبدار تو گویا خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے' اس کا آنا غنیمت سمجھا جیسے خضر ملے خوش ہو کر بھی بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو' بلکہ بممنت گویا ہوا: "میاں صاجزادے' تم سلامت رہو۔ ذرا سی آگ لیتے آؤ۔"

کلباد نے کہا: "بہت خوب' کیا میاں مرد ہے صاحب حقہ پیجئے گا۔ کہیے تو چلم بھرتا لاؤں اور تازہ کر کے رکھ جاؤں۔

مرد نے کہا: "اے تم جیتے رہو آؤ تم بھی پینا۔"

کلباد نے حقہ تازہ کر کے رکھا اور چلم لے کر آگ لینے گیا۔ اور چلم میں بیہوشی بھر کر آگ لایا۔ مدار یا تیار کر کے مر رہے کہ رو برو رکھا۔ اس نے کہا: "سلگاؤ۔" جواب دیا: "میں پیتا نہیں ہوں۔ آپ کے فرمانے سے بھر دیا۔" وہ دعائیں دینے لگا اور

ایک دم کھینچ کر جوکش لگایا دھواں منہ ہی میں رہا اور مرد ہا بیہوش ہو گیا۔
ازبسکہ تنہائی تھی۔ کلبلاد نے اس کے کپڑے اتار کر وہیں ٹھہر کر مثل اس کے اپنی صورت بنائی اور اس کو زیادہ بیہوش کر کے پگڑی سر پر اپنے رکھ کر عصالے کے باغ کی طرف چلا چلتے وقت اس کو اسی کے بچھونے دری چادر وغیرہ میں لپیٹ کر مخفی کر دیا۔
غرضیکہ جب باغ کے اندر گیا' عجب باغ نزہت آگیں دیکھا اور زیر نمگیرہ زرتار جواہر کار تخت پر لقا کو بیٹھے پایا۔ گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا۔ ایک طرف دنگل پر تحلیل جادو بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ رہی تھی۔ ہنگامہ عشرت گرم تھا کہ بھی سامنے اس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہرے کے جا کر کھڑا۔
اس وقت بختیارک نے تحلیل سے کہا: "آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر میں گئے ہیں۔ ذرا ان کی خبر رکھیے اور سردار ان امیر کر اچھی طرح قید کیجئے ورنہ عیار آ کر لے جائیں گے۔"
تحلیل نے کہا: "ملک جی تمھیں وہم بہت ہے۔ میرا بھائی ایسا نہیں ہے کہ کوئی اس کی موجودگی میں لشکر کے اندر آ سکے اور قیدیوں کی جانب دیکھ سکے۔
بختیارک نے کہا: "بڑ بول نہ بولو۔ آج رات خیر سے کٹتی معلوم نہیں ہوتی۔ آگے تو عمرو یہاں تھے۔ اب اس کے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہیں۔ مجھ کو تو آج سب حاضرین دربار عیار نظر آتے ہیں' بلکہ در و دیوار سب عیار ہی عیار ہیں۔ ابھی وقت فرصت کا ہے۔ تم خداوند کی تقدیر کے بھروسے پر نہ ہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو۔"
تحلیل ان باتوں سے ہنسنے لگا اور بولا: "ہم ایسے ویسے ساحر نہیں ہیں کہ ہمیں کوئی مار ڈالے۔ تم دیکھنا کہ اسم اعظم حمزہ بند کر کے خدا پرستوں کا خاتمہ کرتا ہوں۔"
بختیارک نے کہا: "تقریر سے کام نہ چلے گا۔ جو میں کہتا ہوں واسطہ سامری کا مانو' غافل نہ رہو۔
خلاقہ یہ کہ اس شیطان نے ایسا ورغلایا کہ اس نے ایک رقعہ لکھا: "بھائی مکان اپنی

سکونت کا اور قیدیوں کی جگہ سحر بند کر دو' کہ عیار سارے لشکر میں پھیلے ہیں۔"
یہ لکھ کر ادھر ادھر دیکھا۔ سامنے کلباد بہ شکل چوبدار کھڑا تھا۔ اس کو پاس بلا کر رقعہ دیا کہ اہلیل کے پاس لشکر میں لے جائے اور کہا: "زبانی بھی کہہ دینا کہ سحر سے غفلت نہ کرے عیار کا بہت خیال رکھے کوئی زندان کی طرف جانے نہ پائے۔"
کلباد پیغام سن کر رقعہ لیے چلا۔ دل سے کہتا تھا کہ موقع تو خوب ہاتھ آیا۔ اب مارا میں نے دونوں کو۔ وہاں سے لشکر میں پہنچ کر اہلیل کے پاس آیا اور رقعہ دے کر کہا: "آپ اس کو پڑھ کو ذرا علیحدہ چلیں کہ آپ کے بھائی نے اور کچھ کہا ہے۔ اس نے رقعہ میں خط اپنے بھائی کا پہنچانا اور چوبدار کے ساتھ اٹھ کر کنارے لشکر کے گیا اور چوبدار نے تنہائی میں پہنچ کر حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا۔
کلباد نے لباس اس کا اتارا اور وہیں بیٹھ کر فتیلہ عیاری جلا کے اپنی صورت اس کی سی بنائی اور ایک گٹھڑی کی طرح اسے باندھ کر چادر میں چھپائے ہاتھ میں لٹکائے بارگاہ میں آیا۔
ملازمین سے کہا: "تم سب ہٹ جاؤ' مجھے بھائی صاحب نے ایک چیز ایسی بھیجی ہے کہ مخفی کر کے اس کو رکھوں۔"
وہ سب ہٹ گئے۔ اس نے ایک صندوق میں اہلیل کو بند کر کے قفل دے دیا اور آپ بارگاہ کے باہر آ کر پکارا: "کوئی ہے"
ملازم "حاضر" کہہ کر سامنے آئے۔ ان کو حکم دیا: "مجھے آج کھٹکا ہے کہ عیار آ کر قیدیوں کو چھڑا لے جائیں گے۔ لہٰذا داروغہ مجلس سے کہو کہ سب اسیروں کو یہاں لے آئے۔ میں آپ پہرہ دوں گا۔"
یہ حکم سن کر ملازم چلے اور کلباد بھی چلا کہ زندان سے سرداروں کو نجات دلوا کر باہر سے باہر ہی لے جاؤں۔ پھر آپ آ کر سمجھ لوں گا۔
غرضیکہ پہلے کچھ نوکروں نے میخوار سرکش جادو داروغہ کو جا کر اطلاع دی: "حضور قیدیوں کو مانگتے ہیں۔ جلد لے چلو۔"

داروغہ حکم پاتے ہی اسیران کو سحر زنجیر میں باندھ کر چلے راہ میں اس کو دیوانہ آہن خوار جادو نامی جو توشک خانہ کا مالک ہے' ملا اور اس نے میخوار کا گھڑکا: اسیروں کو کہاں لیے جاتا ہے۔"

میخوار نے کہا: "حضور مانگتے ہیں۔"

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نقلی اہلیل بھی آ کر پہنچا۔ آہن خوار اس کو دیکھ کر خاموش ہو رہا' بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا۔

کلبادنے ٹھہر کر کہا: "میں اپنا سحر ان پر قائم کرتا ہوں تم اے میخوار' اپنی قید سب پھر سے دفع کرو۔"

اس نے سحر کارد پڑھنا شروع کیا۔ لیکن دیوانہ آہن خوار جو بارگاہ میں گیا۔ یہ مالک توشک خانہ ہے۔ لباس وغیرہ رکھنے کے لیے صندوق جو کھولے۔ ایک میں اہلیل کو بند پایا۔ حیران ہوا یہ کیا ماجرا ہے یعنی ایک اہلیل قیدیوں کو چھڑا رہے ہیں اور دوسرے یہاں ہیں۔

آخر سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیاہ فام رقعہ لیے نکلی' وہ رقعہ لے کر پڑھا لکھا تھا کہ یہ اہلیل اصل ہے اور دوسرا عیار ہے' جو قیدیوں کے پاس ہے۔ یہ پڑھ کر رقعہ زن سحر کر دیا کہ وہ لے کر غائب ہوئی اور یہ اٹھ کر دوڑا کہ ایسا نہ ہو عیار اسیروں کو چھڑا لے جائے اور راستے سے ہی ایسا سحر کیا کہ کلباد زمین پر گرے کر لوٹنے لگا۔

میخوار یا تو سحر پڑھ رہا تھا اس کو اٹھانے میں مصروف ہوا۔ اس عرصہ میں دیوانہ آہنہ خوار پہنچا اور پکارا: لینا اس بدذات کو یہ مکار عیار ہے۔ ہمارے ملک کو صندوق میں بند کر آیا ہے۔"

یہ سنتے ہی میخوار نے سحر کیا کہ کلباد بھی سرداروں کے ہمراہ زنجیر آتشیں میں بندھ گیا۔ یہ لے کر سرداروں کو قید خانہ میں گیا اور آہن خوار نے آ کر اہلیل کو ہوشیار کر کے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے پوچھا: "پھر وہ عیار کہاں ہے"

اہلیل سب حقیقت سن کر خائف ہوا اور درباری لباس پہن کر باغ کی طرف چلا کہ

بھائی سے سب حال کہہ کر اس کو بھی بلا لوں' اکیلا لشکر میں رہنا اچھا نہیں ہے۔ ایک سے دو بھلے۔ یہ سوچ کر روانہ ہوا۔

اس کو جاتے ابوالفتح عیار نے دور سے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی' چند دے دار ٹوپی پہنی' انگوچھا کندھے پر ڈال کر ایک سرے میں انگوچھے کے تپرہ باندھا دوسرا سرا سینے کے قریب لٹکایا۔ مرزائی کے نیچے جینو چھپایا اور دھوتی تمپیری باندھے قشقہ پیشانی پر دیا۔ لشکر سے نکل کر شگن ساعت پکارتا چلا۔

جب اہیل لشکر کو طے کر کے صحرا میں پہنچا۔ برہمن نے اس کو دیکھ کر اسیس دی:

"بھگوان بھلا کرے پرمیشیر بنائے رکھے' نارائن کرے بچہ آنند ہو' بول بالا دشمن رد رہے اب تو آپ کی نویں برسپت ہے چند رمان بلی ہے چولا سکھی رہے گا۔ بھگوان کی دیا سے مورے مہاراج کی بڑھتی کے دن ہیں۔ منگل پانچواں سورج کو بہتری یعنی شرف ہے۔ سب کام سدھ ہوں گے"

اہلیل نے یہ باتیں سن کر گھوڑا روک لیا اور کہا: "مہاراج آج بری خیر ہوئی جان بچ گئی' نہیں تو عیار نے مار ڈالا تھا۔ آپ ذرا پتیر میں دیکھئے تو' میں اور میرا بھائی حمزہ پر فتح یاب ہو گئے۔

برہمن نے یہ سن کر کہا: "راہ چلتے میں شگن پوچھنا اچھا نہیں۔ ذرا ٹھہر جائیے تو میں بچاروں۔"

اہلیل گھوڑے سے اتر کر برہمن کے پاس آیا اور پانچ روپیہ پوتھی کھلوائی سامنے رکھے۔ برہمن نے پوتھی کھلوی اور میکھ برکھ' متھن کرھ' سنگھ کنینا' تلار' برچھیک' وغیرہ کا انگلیوں پر بچار کر کے کہا: "یہ پوتھی میں جو شنجرف سے سرخ کنڈلی کھینچی ہے۔ اس پر انگلی رکھیے اور روشنی منگائیے کو غور کروں۔"

اہلیل نے ایک تنکا اٹھا کر سحر پڑھا کہ مشعل کی طرح جلنے لگا اور مشعل کو ہاتھ میں لیے بیٹھ کہ پوتھی کی کنڈلی پر انگلی رکھی۔ برہمن نے اس کو پوتھی کی طرف مشغول دیکھ کر ایک بکتا بیہوشی کا اس مشعل پر ڈال دیا کہ یکایک بھپکا نکلا اور دھواں ایسا

پھیلا کہ اہلیل اس میں چھپ گیا اور اس کی بو سے بیہوش ہو گیا۔

ابو الفتح نے اسی مشعل کی روشنی میں بیٹھ کر مثل اس کے صورت اپنی بنائی اور اس کا لباس پہن کر جب درست ہو چکا۔ اس کو ایک غار میں ڈال کر پتھر سے دہن غار بند کہ دیا' لیکن وہ سحر کی مشعل اسی طرح روشن زمین پر پڑی رہی۔ یہ سمجھا کہ جب تک اہلیل زندہ ہے مشعل نہ بجھے گی۔

غرض یہ کہ اس کو چھوڑ کر آپ گھوڑے پر سوار ہو کے باغ مینا میں گیا اور خداوند کو سلام کر کے بیٹھا تھا کہ اس کے بھائی نے اس سے کہا: "اے برادر! تم کیوں آئے ہیں نے تم کو رقعہ بھیجا تھا۔ یہاں ہزار ہا عیار ہم دونوں کی فکر میں پھرتے ہیں۔ تم نے غضب کیا کہ اکیلے چلے آئے۔

اہلیل نے یہ کلام سن کر جواب دیا: "آپ نے خوب رقعہ بھیجا تھا کہ اس چوبدار نے میرا خاتمہ ہی کر دیا تھا۔" یہ کہہ کر سب سرگزشت کلباد کی جو کچھ برہمن بن کر زبانی اہلیل کے سنی تھی بیان کی۔

تحلیل نے اس وقت کے بھائی کو بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگایا اور کہا: "اب تم کو میں اکیلا نہ چھوڑا گا۔ چلو میں بھی لشکر میں چل کر شب بسر کروں۔ یہ کہہ کر خداوند سے رخصت ہو کر روانہ ہوا۔

○○○

• اہیل و تحلیل جادو

بختیار نے کہا: "راستے میں دوست دشمن کو دیکھے جانا۔" تحلیل نے کہا: "میں بخوبی ہوشیار ہوں۔" اور باہر آ کر دونوں گھوڑوں پر چڑھ کر چلے۔ راہ میں اس کو خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو' یہ شخص میرے بھائی کی صورت بن کر آیا ہوا اور مجھے دھوکا دے کر لے چلا ہو۔ یہ سوچ کر کچھ سحر پڑھ کر پھونکا۔ رنگ و روغن عیاری اتر گیا اور ابوالفتح کی اصلی صورت ظاہر ہو گئی۔ ابوالفتح گھوڑے سے کود کر بھاگا۔ اس نے اپنے گلے سے مالا توڑ کر پھینکا سانپ بن کر لپٹا اور ابوالفتح کھنچ کر سامنے آیا۔

تحلیل نے کہا: "سچ بتا کہ تو کون ہے اور میرے بھائی کو تو نے کیا کہا۔"

ابوالفتح نے جواب دیا: میں عیار ہوں' تیرے بھائی کو غار میں ڈال آیا ہوں۔"

تحلیل خواستگار ہوا: چل کر مجھ کو بتا دے۔"

ابوالفتح بولا: "مجھے چھوڑ دو تو بتا دوں۔"

اس نے کہا: "او بدذات! تیری مکاری نہ چلے گی۔ میں تمہیں چھوڑوں کہ تو بھاگ جائے اور پھر آ کر مجھے ستائے۔"

ابوالفتح نے کہا: "اگر تمہیں یہ خیال ہے کہ میں بھاگ جاؤں گا تو لشکر میں چلو' معاملہ طے کر لو' اپنے بھائی کو لو اور میرے بھائی کو دو۔

تحلیل بولا: "ارے حرامزادے' میرے ساتھ سودے بازی کرتا ہے' میں کچھ ایسی کمزور ہوں' و تجھ سے دب جاؤں۔"

یہ کہہ کر کچھ ایسا سحر پڑھ کر ابوالفتح خودبخود دوڑتا ہوا چلا اور اسی جگہ آیا جہاں اہلیل غار میں بند تھا۔ تحلیل نے اس کو باہر نکالا مگر وہ بہت بیہوش تھا۔

ابوالفتح سے تحلیل نے کہا: "اس کو ہوشیار کرو۔"

ابوالفتح نے کہا: "مجھے سحر اتار لو تو میں ہوشیار کروں۔
تحلیل یہ کلام سن کر سوچنے لگا: "تو حصار سحر کر دے اور اس کو چھوڑ دے پھر گرفتار کرلینا۔ یہ حصار سے باہر تو نہ جا سکے گا۔ اس سے خوف کرن کیا ہے۔"
یہ سوچ کر رد سحر پڑھ کر ابوالفتح کر رہا کر دیا لیکن گرد حصار کر دیا۔ یہ تو جادو کرنے میں مصروف ہوا۔ لیکن ابوالفتح جو پاس ہی کھڑا تھا اس نے بیضہ بیہوشی مارا کہ دھم سے زمین پر گیا۔
ابوالفتح خنجر کھینچ کر سینے پر سوار ہوا کہ ذبح کروں اس وقت اہلیل جو پہلے سے بیہوش پڑا تھا۔ اتفاقاً صحرا کی ہوائے سرد جو اس نے کھائی ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا۔ دیکا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے ایسا سحر کیا کہ ابوالفتح زمین پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا اور یہ اٹھ کر اپنے بھائی کے قریب آیا اور اس کو پہچان کر ہائے ہائے کر کے لپٹ گیا اور خیال میں گزرا کہ اور کوئی عیار نہ آ جائے۔ یہ سوچ کر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ سے ابوالفتح کو اٹھا کر بزور سحر اڑ کر چلا اور اپنی بارگاہ میں پہنچ کر ہوشیار کیا اور دونوں نے اپنی کیفیت بیان کی۔ پھر داروغہ میخوار کو بلا کر ابوالفتح کو بھی زندان بمیں بھیج کر قید کرایا اور حفاظت کی سخت تاکید کر دی۔ باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کے ہیں' یقین ہے کے پھر آئیں گے اب کوء سحر ایسا کرنا چاہیے کہ جو آئے گرفتار ہو جائے۔
یہ مصلحت کر کے ایک تصویرپاش کے آٹے کی بنائی اور ایک لبط الماس کی ترشی ہوئی سحر کے جھولے سے نکال کر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور ربط کو اپنے پلنگ کے برابر کھڑا کر دیا اپنے ملازمین کو بلا کر کہا: "جو کوئی تم میں سے اندر بارگاہ کے آئے تو کہہ دے کہ میں نوکر ہوں اور اس کام کے لیے اندر آتا ہوں۔ اگر یہ کلمے نہ کہے گا تو بارگاہ کے سائبان میں الٹا لٹک جائے گا۔"
ملازمین یہ سن کر خاموش رہے۔ اور انھوں نے نوکروں کو منتخب بھی کیا۔ کچھ لوگوں کو کاروبار کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا۔ غرض یہ کہ جب سب دستی

ہو چکی۔ پلنگ پر لیٹے اس وقت اہلیل نے کہا: "بھائی خداوند نے باغ میں جشن کیا ہے وہ نایاب جلسہ ہے کہ میرا وہیں لگا اگر تم کہو تو میں جاؤں اب تو رات بھی تھوڑی ہے اور مکان بھی سحر بند کر لیا ہے۔"

یہ کلام سن کر اس کا بھائی بولا: بھائی' میں کچھ ڈرتا تھوڑی ہوں۔ تم شوق سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ' لیکن راہ میں ذرا عیاروں سے بچ کر جانا۔"

اس نے کہا: "میں اڑ کر جاؤں گا۔ زمین پر نہ اتروں گا۔" یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلا اور پروا نہ کر کے روانہ ہوا۔ اس کے جانے کے بعد اہلیل سو رہا اور خدمت گار چپی کرنے لگا۔ لمحہ کے بعد خدمت گار اٹھ کر باہر بارگاہ کے آیا۔ وہاں چالاک خدمت گار کی صورت بنا ہوا اندر جانے کی فکر میں تھا کہ اس خدمت گار نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: "بھائی تم بھی نوکروں میں ہو'

چالاک نے کہا: "ہم خداوند کے نوکر ہیں۔ اس وقت دم گھبرایا اور ادھر چلے آئے۔ اگر تمہارا کچھ کام ہو تو کر دیں۔ کیا ہوا ہمارا تمہارا ایک واسطہ ہے۔"

اس خدمت گار نے کہا: "میری نوکری اس وقت تھی' مگر میرے پیٹ میں درد ہے اگر تم دم بھر میرے حضور کی چپی کرو تو میں بیت الخلا ہو آؤں۔ مگر بھائی بارگار سحر بند ہے۔ تم پر وہ اٹھا کر یہ کہنا کہ میں خدمت گار ہوں' پاؤں دابنے آتا ہوں' اگر یہ نہ کہو گے تو الٹے لٹک جاؤ گے۔"

چالاک نے کہا: "بھائی تم نے خوب بتا دیا' نہیں میں مفت میں پکڑا جاتا۔ اچھا تم رفع احتیاج کر جاؤ' میں اندر جاتا ہوں۔" وہ یہ سن کر ایک طرف گیا اور یہ وہی کلمے کہہ کر اندر آیا دیکھا کہ نمگیرے کے نیچے اہلیل سوتا ہے اور اس کے داہنی سمت ایک گلدستہ رکھا ہے اور پلنگ کے برابر ربط رکھی تصویر زیر سائبان استاد ہے۔

غرض یہ کہ چالاک نے پلنگ پر بیٹھ کر بیضہ بیہوشی منہ پر کل دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا۔ چھاتی پر چڑھ کر چاہتا ہے ذبح کرے یکایک گلدستہ پھولوں کا قہقہہ مار کر ہنسا اور شعلہ اس میں سے نکل کر چالاک کے چار سمت حصار ہو گیا اس وقت

چالاک ہو گیا۔ سینے پر بیٹھا ہے مگر ہاتھ نہیں ہلتا ہے جو اسے ذبح کرے۔ نہ آپ اتر سکتا ہے کہ بھاگے۔ ادھر وہ ربط الماس کی پکاری کہ لینا پکڑنا عیار اہلیل کو مارے ڈالتا ہے۔ ساحر اور ملازم یہ غل سن کر دوڑے لیکن جو اندر آنے گا سائبان میں الٹا لٹک گیا کیونکہ سب کو تو وہ کلمات معلمو نہ تھے۔ جو اس نے ملازموں کو سکھا دیئے تھے۔ وہ تو کچھ آدمی مخصوص کر لیے تھے کہ وہ جانتے تھے۔ ان میں سے ایک رفع احتیاج کو گیا تھا اور دو ایک باہر تھے۔ یہ ہنگامہ دیکھ کر بارگاہ کے اندر نہ آئے بلکہ دوڑ کر باغ مینا میں گئے اور تحلیل سے کہا: "چلیے آپ کے بھائی کو عیار مارے ڈالتا ہے۔ وہ بد ہواس دوڑا اور دوڑتا ہوا قریب بارگاہ آیا۔

پکارا: جس کو آنا ہو، میرے ساتھ اندر آئے ورنہ سحر کے سبب پھر نہ آ سکے گا۔ کیونکہ میں اندر جا کے اور زیادہ راہ بند کر دوں گا کہ اندر سے عیار نہ نکل نہ جائے اور باہر سے کوئی اور عیار اندر نہ چلا آئے۔

یہ کلمات عراقی عیار نے کہ چار عیار جو چلے تھے ان میں سے ایک یہ باقی ہے سنے۔ اس لیے کہ یہ بھی ساحر بنا ہوا عیاری کی فکر میں پھر رہا تھا شور سنر کر دوڑ آیا۔ اور کہا: "چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ تحلیل اس خوف سے اندر نہ جاتا تھا اور لوگوں کو بلاتا تھا کہ مبادا میں تنہا جاؤں، مقدمہ عیار کا ہے کہیں مجھ پر آفت نہ آئے۔ بدیں لحاظ اور ساحر بھی خوفناک تھے اور اندر نہ جاتے تھے

گلباد نے جو ساتھ چلنا قبول کیا، اس نے غنیمت جان کر ہمراہ لیا اور اندر آ کر اول سحر کر کے حصار آتش جو گرد چالاک تھا اس نے دور کیا، تاکہ میرے بھائی کی چھاتی پر سے اترے غرض جب سحر اتر گیا، چالاک کے ہاتھ پاؤں کھلے۔ اس نے چاہا کہ بھاگ جاؤں، لیکن اس نے سحر کر دیا کوئی بارگاہ کے باہر نہ جس سکے

اس سبب سے چالال وہیں رہ گیا۔ اس نے کہا: "کیوں حرامزادے! اب کہہ تیرا کیا حال کروں، یہاں عیاری کچھ نہیں چل سکتی۔ یہ کہہ کر ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا۔ چاہا کہ اٹھا کر بھائی کے منہ پر چھڑکوں اور تازیانہ لے کر عیار کو ماروں۔

اس وقت وہ ربط الماسس کی کھڑی تھی پکاری! کہ واہ واہ صاحب! تم خود ایسے غافل ہوئے کہ عیار کو اپنے ساتھ لے آئے اتنا بھی نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہے یا اپنا ہے۔

جس کو ہم بارگاہ کے اندر لیے جاتے ہیں۔"
یہ کلام ربط کے سنکر تحلیل یا تو شیشہ اٹھانے جھکا تھا یا جھک کر چاہتا تھا کہ سنبھلے لیکن عیاروں نے دیکھا کہ اس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا۔ اب غفلت نہ کرو۔
یہ سوچ کر چالاکی کے ساتھ گلباد نے اسے سنبھلے بھی نہ دیا کہ ایک خنجر اس زور سے پشت کی جانب سے مارا کہ تحلیل کا سرکٹ کر دور جا گرا غل و شور برپا ہوا۔ اسی وقت چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اسی نے اس کو قید کیا تھا۔ بس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچ کر اہلیل جو بیہوش پڑا تھا' اس پر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ کھل گیا' اور شعلے نکل کر چالاک کے گرد پھیلے' لیکن گلباد نے دوبارہ زور سے خنجر مار کر سر اس کا بھی جدا ہوا۔
العیاذ باللہ وہ صدائیں مہیب پیدا ہوئیں کہ گویا آسمان پھٹ پڑا۔ وہ بطخ اور پتلی اور گلدستہ جلنے لگا۔ بجلیاں چمک کر گرنے لگیں۔ نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے وہ بدحواس ہو کر بھاگے کہ یکایک یہ کیا آفت آ گئی' عیار نعرے کر کے سراپچہ ہائے بارگاہ پھاند کر بھاگے۔ لیکن یہ شور و غل سن کر دیوانہ آہن خوار جادو اور میخوار سرکش جادو بیتابانہ دوڑے اور عیاروں نے انہیں دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پھرے گلباد تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک خدمت گار بنا ہوا تھا۔ شکل تبدیل کرنے کی ضرورت تو تھی نہیں دوڑ کر مے خوار وغیرہ کے پاس آئے۔ رونے لگے ہائے ہائے اہلیل و تحلیل دونوں کو خدمت سامری میں عیاروں نے بھیجا' ہم دونوں عیاروں کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی بھاگ گئے اس طرح چند درخت گنجان لگے ہیں۔ ان میں سے آثار ان کے ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ہم فرط دہشت سے جا نہیں سکتے۔"
دونوں نے کہا: "چلو ہم چلتے ہیں۔ یہ کہہ کر دونوں ہمراہ ہوئے وہاں ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ آگ پتھر برس رہے تھے۔ غوغا بلند تھا۔ قابو

عیاروں نے بخوبی پایا۔ کچھ دور دنوں کو باتوں میں لگا کر لائے اور کہا: "دیکھئے وہ عیار کھڑے ہیں۔ انھوں نے ذرا ادھر دیکھا کہ انھوں نے بیضہ بیہوشی مارے۔ دونوں بیہوش ہو کر گرے چالاک و گلباد نے سر کاٹ لیے۔ یہاں بھی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا۔ غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اس طرح بھی دوڑے۔ دیار نعرے مار کے بھاگے' مگر میخوار کے مرنے سے سردار جو عیار قید تھے ان پر سے سحر دفع ہو گیا۔ باہم مشورہ کیا' یقین ہے کسی ہے کہ کسی مرشد نے ساحروں کا کام تمام کیا۔ بس عیار تو خنجر کھینچ کر اور سردار تلوار پکڑ کر رنداں سے نکلے۔ ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت گھبرائے تھے کہ یکایک سردار حملہ آور ہوئے اور زیر تیغ لشکریاں لقا اور ساحروں کو رکھ لیا۔ ساحر اس قدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج میں بھگدڑ پڑی۔ سرداروں نے دم بھر میں خون کادریا بہا دیا۔ لاشوں کا انبار لگا دیا۔

اس ہنگامے کی خبر باغ مینا میں لقا کو پہنچی کہ ساحر واصل جہنم ہوئے اور سرداران امیر------ قتل و غارت کر کے چلے گئے۔ لشکر میں آفت برپا ہے۔ قیامت کا سامنا ہے لقا وہاں سے اس خبر کو سن کر سوار ہوا اور جب لشکر میں پہنچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہے۔ لشکریوں کی صورت خون بھری ہے خیمے جلتے ہیں' ساحر بھاگتے پھرتے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر طبل آسائش اس نے بجوایا۔ سرداروں کو بلا کر دلاسا دیا۔ پھر بارگاہ نکہت جاہ میں آ کر تخت پر بیٹھا۔

ادھر ساحر باقی ماندہ لاشے اہلیل و تخلیل وغیرہ کے سامنے لائے۔ کہا: "ہم طلسم میں جاتے ہیں۔"

لقا نے کہا: "ان کو غرور ہو گیا تھا۔ اسی سبب سے میں نے ان کو غارت کر دیا۔ میں کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہوں۔"

بختیارک بولا: "خدا پرست بڑے پیارے بندے خداوند کے ہیں کہ خداوند ان کی طرف سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑ کر بھاگتے پھرتے ہیں اور جس ملک میں جاتے ہیں۔ ان کی خوشی کے واسطے وہاں کے بادشاہ اور زبردستوں کو ان کے ہاتھ سے قتل کراتے ہیں۔

ساحر یہ کلمات سن کر الحق اور سچ کہتے ہیں"
ادا کر کے سمت طلسم گئے۔ ادھر سرادر جب لشکر کے پاس پہنچے تو دن طلوع ہو چکا تھا۔
امیر مسجد کے پاس بہر نماز تشریف فرما ہوئے۔ ان کے سرداروں نے قد مبوسی کی۔
امیر نے سب کو گلے سے لگایا۔ باعث رہائی کا پوچھا۔ سردارون نے عیاروں کا حال بیان
کیا۔ عیاروں کو خلعت عنایت کیا۔ بعد ادائے فریضہ نماز بارگاہ میں آ کر شب عشرت
پیرا ہوئے۔

ادھر ساحر جب طلسم میں بھاگ کر گئے۔ راہ میں ایک شہر ان کو ملا۔ وہاں کی حاکم
اہلیل و تحلیل کی ہمشیرہ ہے۔ اس نے سنا کہ کچھ ساحر بھاگ کہ خداوند کے پاس سے
آئے ہیں۔ اور خدمت افراسیاب میں جاتے ہیں۔ اس نے ساحروں کو بلا کر پوچھا: "تم
کس کے ہمراہ خداوند کے پاس گئے تھے۔ ساحروں نے سارا واقعہ رزم اور قتل ہونا اہلیل
و تحلیل کا بیان کیا۔

جب اس لکاتہ------ نے کہ نام اس کا گلستان جادو ہے' بھائیوں کا مارا جانا سنا۔ آتش
غضب کانوں سینہ میں مشتعل ہوئی اور ارادہ کیا کہ بھائیوں کے خون کا بدلہ چل کر
مسلمانوں سے لے۔ ساحروں کو عرضی لکھ کر دی کہ خدمت شاہ جادواں میں پہنچا دینا۔
عرضی میں لکھ دیا: "کنیز کے دو بھائی مارے گئے۔ مجھے اس قدر تاب ضبط باقی نہ رہا۔
جو حاضر خدمت حضور ہو کر جانے کی اجازت لیتی۔ فی الحال بہر جناگ خدا ستاں میں
جاتی ہوں۔" اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ میں بھیج دی۔

غرض یہ کہ عریضہ لے کر ساحر تو اس طرف روانہ ہوا اور اس نے اپنے لشکر کو تیار
ہونے کا حکم دیا۔ فوج میں طبل سفر بجایا بارہ ہزار ساحر درست و چست ہوئے۔

گلستان طاؤس آتش پر سوار ہوئی۔ بجلیاں چمکنے لگیں' ابر گھر آئے۔ بڑے تجمل و شان
سے اس کی سواری چلی اور مسافت طے کرنے کے بعد لشکر لقا میں پہنچی۔

یہاں لقا ساحروں کے مارے جانے سے رنجیدہ دل کبیدہ بیٹھا تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی'
سب حیران ہو کر دیکھنے لگے۔

بختیارک نے کہا: "کوئی بندہ مقرب خداوند آتا ہے" پہلے سے میری مشیت کا راز ظاہر کر دیتا ہے۔ فی الحقیقت بندہ خاص میرا آت اہے' جا استقبال کر کے لے آ۔"

اس وقت اور ملازموں نے پوچھا: "یا خداوند! کون سا بندہ آتا ہے؟"

اس نے جواب دیا: "لاکھوں بندے میرے ہیں' کس کو میں بتاؤں' کون آتا ہے' جب سامنے آئے گا تو بتا دوں گا۔"

الحاصل یہ مسخرا تو بیہودہ بکتا رہا۔ وہاں بختیارک نے جا کر استقبال کیا۔ گلستان کو لے کر بارگاہ میں آیا۔ اس نے خداوند کو سجدہ کیا۔

لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت مزاج اچھا"

بختیارک نے کہا: "خداوند بڑی دیر سے تمہیں یاد کر رہے تھے' لقا نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا' کرسی پر بٹھایا اس نے نذر دی۔ خلعت فاخرہ عنایت ہوا لشکر اس کا اترا۔

لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت! ہم نے تمہیں جگہ رہنے کی عنایت کی۔ تم باغ مینا میں جا کر اترو۔ سلیمان کو حکم دیا: "تمام سامان عشرت باغ میں بھر آسائش ملکہ مہیا کرو۔"

حسب الحکم چنگیر چوگھڑے وغیرہ سامان مطنج خانہ اور میخانہ ہمہ نعمت اس با باغ میں مہیا کر دی گئی۔

گلستان اپنی کنیزوں کو لے کر وہاں گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی۔ دن بھر آرام گزیں ہوئی۔ دل میں بہت خوشی ہوئی تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو تجھے عطا فرمائی۔

غرض یہ کہ تمام دن باغ میں رہ کر آسودہ ہوئی۔ رات ہونے پر گلستان دربار خداوند میں آئی۔ دوچر جام بادہ ارغوانی پئے' حال خدا پرستوں کا پوچھا۔

بختیارک نے کہا: "وہ گروہ بلائے بد ہے کوئی ان سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند کو پیدا کئے کی شرم ہے اب تم یہاں آئی ہو' دو چار دن رہ کر تماشا دیکھو۔"

گلستان نے جواب دیا: "ملک جی' سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہے' خداپرست کیا کر لیں گے۔ میں آگ کے سمندر کو برف کا دریا کرتی ہوں اور بر کیدیا کو آتش کا نباتی ہوں دم بھر میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہوں ابھی خدا پرستوں کو کسی اچھے ساحر

سے سامنا نہیں ہوا۔ تم میرے نام پر طبل جنگ جواد پھر کیفیت دیکھو' ایک لمحے میں کیا
تھا اور کیا ہو گیا۔ ساری ان کی زبردستی نکال دوں گی۔"

بختیارک نے کہا: "ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ' زمانے کی ٹھنڈی ہوا کھاؤ۔ حمزہ مالک اسم
اعظم ہے۔ پہلے اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو۔ عیاروں سے محفوظ رہو تو پھر جو چلنا
سو کرنا میں محبت سے یہ کہتا ہوں۔ تمہاری جوانی پہ ترس آتا ہے۔"

گلستان بولی: "ملک جی تمہاری تعریف جیسی میں نے سنی تھی اس سے زیادہ پایا اور تمہاری
ذات بہت غنیمت ہے لیکن اب تو طبل بجتا ہے پھر دیکھا جائے گا۔"

یہ کہہ کر حکم دیا: "نقارہ رزم بجے' ہر ایک لڑنے پر مستعد ہو۔"

حسب الحکم خناس عیار نے نقار خانے میں جا کر کوس جمشیدی پر چوب لگائی۔ ساحروں اور
لقا پرستوں میں تیاری جدال و قتال ہونا آغاز ہوئی۔

ادھر ہر کارے خدمت سلطان اسلامیان میں آ کر عرض پیرا ہوئے: "گلستان جادونامی ایک
ساحرہ آ کر آمادہ پرخاش ہوئی ہے' مقابلہ ملازمہ مان و بندگان درگاہ سے کرنا چاہتی ہے۔"

شاہ نے یہ خبر سن کر حکم نواخت طبل جنگ دیا۔ نقارہ رزم بجتے ہی وہی ہنگامہ شور و
شر برپا ہوا

طبل جنگی کی تھی صدائے دوں
خون ہوا خوف سے دل گردوں

سب بہادر کمال جرات سے
باتیں یہ بانکپن کی کرتے تھے

آخر اک روز ہم کو مرنا ہے

روح کو جسم سے بچھڑنا ہے

آج میداں میں لڑکے مر جائیں
نام دنیا میں اپنا کر جائیں

کرتے تھے اسلحہ کو اپنے درست
تھے سار و پیادہ چاق و چست

شہ کار دربار بھی ہوا برخاست
فتنہ ہائے بلا زجا برخاست

آئے سب غازی اپنے خیموں میں
تا کہ تیاری جدال کریں

یہ تو اس فکر میں ہوئے مصروف
وہاں گلستان تھی سحر سے مالوف

ایک چوکی بچھا کے صندل کی
غسل کر کے وہ اس پہ آ بیٹھی

سامنے تھای اک برنجی تھی
لوگن الائچی و پھول سے تھی بھری

آگ سلگا کے گرد سحر پڑھا
اور کچھ لے کے ماش کا آٹا

کر کے تیار اس کے دو پتلے
شیشہ آتشی میں بند کیے

لے شیشہ کی جب وہاں سے چلی
بجلیاں چمکیں اور اٹھی آندھی

فوج اسلام میں وہ جو آئی

ہر طرف دھوم منگ کی دیکھی

سحر سے حال امیر کا پوچھا
بیر نے سحر کے یہ بتلایا

بیٹھے مسجد میں ہیں وہ نیک نہاد
کرتے ہیں طاعت خدائے عباد

سن کے اس نے قریب مسجد آ
منہ کو شیشہ کے جلد کھول دیا

نکلے شیشے سے دونوں وہ پتلے
اور گر کر زمین پہ دیو بنے

کالی صورت مہیب تھے نقشے
آتشیں گرز ہاتھ میں ان کے

گیا مسجد میں ایک ان میں سے

دیکھا اس کو امیر نے آتے

اس اعظم کیا جو ورد زبان
سحر کے دیو کا نہ تھا پھر نشان

زور سے اسم پاک کو جو پڑھا
دوسرے دیو نے وہ بند کیا

پھر پکڑی وہ قحبہ بے باک
بند کر کے چلی میں اسم پاک

بند ہونے سے اسم اعظم کے
ہوش میں اپنے پھر امیر نہ تھے

لے کے شیشہ کو ساحرہ جلدی
شکر ساحراں میں جا پہنچی

ہوئی اس عرصہ میں سحر پیدا
ہوا گردوں پہ مہرہ جلوہ نما

مہر تاباں کا حکم جاری تھا
شہ سیارگان فراری تھا

زینت تخت چرغ تھا خورشید
اس طرح نکلا جس طرح امید

آئے مسجد میں صبح کو سردار
کہ کریں چل کے اطاعت غفار

غش میں پایا امیر والا کو
رہنما اور اپنے آقا کو

بارگاہ میں لٹا دیا لا کر

شاہ نے بھی سنیہ محل میں خبر

امیر کے بیہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا' لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی ٹھہر نہ سکا کہ بہادری میں فرق آئے گا۔ آخر در دولت جہان پناہ پر سردار آئے۔ لشکر کی پلٹنیں اور رسالے خیل خیل ذیل ذیل میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔
اس طرف شہنشاہ صاحبقراں کے بیہوش ہو جانے کی خبر سن کر بہت جلد برآمد ہوئے کہ لشکر ہراساں ہو کر پرگندہ و منتشر نہ ہو۔
دونوں طرف سے صف آرائی کے بعد گلستان میدان میں نکل کر مقابلہ کے لیے پکاری۔
اس طرف سے شہزادہ ہاشم تیغ زن نے بادشاہ سے اجازت لے کر میدان کی راہ لی۔
جب مقابل اس ساحرہ کے نہال گلشن صاحبقرانی آیا' اس قحبہ نے نیا گل کھلایا یعنی کچھ سحر پڑھ کر سمت فلک دم کیا۔ یکایک ابر پیدا ہوا اس ابر پر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کریہ منظر بد شعار اترا اور شہزادے کا ہم نبرد ہوا اور پکارا: "اگر تو صاحب زور ہے تو کشتی لڑنا میرا دستور ہے۔ مرکب (گھوڑا) سے اتر کر مجھ سے نصیب آزمائی کر۔"
ہاشم یہ سنتے ہی مرکب سے کود کر دمان گرداں آستینیں چڑھا کر کشتی کا ٹھاٹھ بدل

کر سامنے گیا۔ ہاتھ سے ہاتھ ملا۔ دلنہا ہاتھ گھسیٹ کر بایاں ہاتھ گردن پر رکھا۔ پھر دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی ڈوبنے لگے۔ پیچ بندھنے لگے پیچ کا توڑ ہونے لگا۔

توڑ کا جوڑ کا بند ہوتا تھا۔ سلسلہ کشتی کا بلند تھا کبھی وہ آنٹی لگاتا تھا کبھی یہ نیچے پکڑ لاتا تھا۔ اندری کھینچتا تھا پھر وہ تڑپ کر اٹھتا' یہ قابول پا کر کولے بھر کر مارتا مگر وہ پٹ گراتا۔

الحاصل طول تقریر تا کجا عنقریب تھا کہ شہزادہ ہاشم اسے چت کر کے باندھ لے کہ گلستان نے سحر پڑھا۔ شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ رہی۔ پہلوان نے ایک مقام کھڑا کر جو مارا۔ چاروں شانے چت کر دیا اور مشکیں باندھ کر لشکر پان لقا کو دیا' انہوں نے شہزادے کو قید کیا۔

ادھر پہلوان نے نعرہ مارا: "جس کو آرزو ہو لڑنے مرنے کو وہ آئے۔ اسلامیوں کا دستور ہے کہ جیسی حریف لڑائی چاہتا ہے اسی طرح لڑتے ہیں۔ یعنی اگر حریف شمشیر سے لڑے۔ اہل اسلام بھی سوائے تلوار کے' اور کوئی حربہ اس پر نہ کریں گے۔ یہ کشتی لڑنا چاہے تو بجز کتی لڑنے کے اور کسی طرح مقابلہ نہ کریں گے۔

پہلوان کے چیلنج کرنے سے سرداران اسلام نے نکلنا شروع کیا۔ لیکن جو آیا اور کشتی لڑا' سحر کی وجہ سے بے طاقت ہو کر زیر ہوا اور ساحروں میں قید ہوا اس طرح ساتھ سردار رستم تو ان اور اسفید یار جو قت رزم گینڈے کی کم توڑ ڈالیں اور شیر کی کلائیاں مروڑ ڈالیں اسیر ہو گئے۔

اس وقت عیار کے وسیلے سے بختیارک نے کہلا بھیجا:"

اے ملکہ! دشمن کو مہلت دینا اچھا نہیں' ایک ایک سے کب تک لڑو گی۔ ایسے میں اسم اعظم حمزہ بند ہے' تمام خدا پرستوں کا خاتمہ کرو۔"

گلستان یہ پیام سن کر مستعد ہوئی اور ساحروں کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ بھی ناریل کا سحر کا سمت لشکر امیر پر مارا گھٹا گھر آئی۔ برق شعلہ بار چمک کر زمین پر لوٹنے لگی۔ پانی موسلا دھار برسنے لگا۔ پانی کی بوند جس کے سر پر پڑتی تھی وہ پتھر کا ہو جاتا تھا اور و مبدم باران طغیانی پر تھا۔ یہ عالم نظر آتا تھا کہ طوفان نوح دوبارہ آیا

ہے۔
دوسری جانب سے اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترسول و نپسول لے کر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیاں گراتے تھے۔ آتش فساد شعلہ ور تھا۔ سردار اسلام

پر سپر سر پر پانی روکنے کو آڑ کئے تھے اور بادشاہ کے ہمرا سر پر ہزاروں ڈھال سایہ فگن تھیں اور ہزار ہاں آدمی پتھر کا ہو گیا تھا۔
یہ صورت دیکھ کر جو پتھر نہ ہوتے تھے انہوں نے اپنے دل پتھر کر لیے۔ تلوار کھینچ کر جانبازی کرتے تھے۔ لاش پر لاش گرا دی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف بچ کر نہ جانے پائے۔
ایک سمت سے لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبریں مو ٹوٹ پڑا تھا۔ بھڑ کر تلوار چلتی تھی۔ بحر شمشیر زور پر تھا۔ ہر ایک موت کے ہاتھوں سے سوکھے گھاٹ اتر رہا تھا۔ سرحباب آسا دریائے خون میں تیرتے نظر آتے تھے۔

شام تک لشکر ساحران کا اس زور سے ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے اور تمام سردار خمسی ہو گئے اور تمام لشکری پتھر ہو گئے۔ لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران اسلام نے بارگاہ سلیمانی اکھڑوا کے بار کروائی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار کرا کے راہ فرار اختیار کی۔
ادھر مشیران سلطنت اور وزیران بہت امیر کو' کہ بیہوش پڑے تھے۔ ہوا دار پر ڈال کر صحرا کی طرف بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی نے میدان سے ہٹایا۔ شاہ نے زخموں کی کثرت سے غش کھایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال تھا کہ زخموں سے سیروں لہو بہہ گیا تھا۔ سرزین کے ہرنے پر لگا تھا۔ غش پر غش آتے تھے۔ آخر طلب باز گشت بجوا کر واپس ہوئے اور کوہستان لہ طرف بادشاہ کو لے کر چلے۔ سر سے پا تک خون میں نہائے تھے۔
یہ شکست نصیب اولیائے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیات دیکھ کر بختیارک ہاتھ پر سے کود کر گلستان کے پاس آیا ور کہا: "اے ملکہ! مرحبا صد مرحبا! کیا کہنا۔ ان باغیوں کا تعاقب

نہ چھوڑیئے۔ آج ہی سب کا خاتمہ کیجئے۔ یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہیں۔ انہیں مہلت دینا نہ چاہیے۔

گلستان نے کہا: "ملک جی، تم سچ کہتے ہو، میں بھی یہی عزم رکھتی ہوں۔"

یہ کہہ کر حکم دیا: "حریف کا خیمہ و خرگاہ مال و متاع لوٹ لو۔" فوج ساحران غارت و لوٹ پر گری۔ یہی مہلت اسلامیوں کو نکل جانے کی ملی۔ جب خوب لوٹ ہو چکی اور لشکر اسلام کی بازاریں تباہ و برباد ہوئیں۔ کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب اپنی عورتوں اور بچوں کو لیے نکل گیا اور کوہ و دشت میں جا کر چھپا۔ ہزار در ہزار آدمی مارا گیا۔

اس وقت گلستان ساحروں کو لے کر عقب فوج اسلام چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا۔ ہاتھی پر سے پکار پکار کے کہتا جاتا تھا: "اے بند میرے، میرے قہر کو دیکھو، کہ ہمیشہ جن بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا تھا۔ ان کی نار برادیاں کیا کرتا تھا۔ آج ایک آن واحد میں ان کو تبا و برباد کر دیا۔"

اہل اسلام بحال پریشان گریزاں ایک پہاڑ کے دامن میں آئے اور عیار سب کو لے کر قلعہ کوہ پر چڑھ گئے اور اس مقام کو ماوا و ملجا مقرر کیا اور سر کوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا۔ بال کھول کر بیٹھے اور گریہ زاری کرتے تھے۔

ان کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عیاروں نے بہت جلد پہاڑ کی گھاٹیاں روکیں اور ایک چور اسی ہزار عیار حقہ ہائے نفتی اور قارو رہ ہائے آتش بازی گھاٹیوں میں داب کر کمانوں میں خد نگہائے جانستاں پیوستہ کر کے پتھر کلہ فلاخن میں دے کر فلیتہ ہائے عیاری روشن کر کے مستعد ہو کر ٹھہرے۔ اور جو جو سردار کہ کم زخمی ہیں وہ بھی سینہ سپر کر کے تیغیں کھینچ کر جان دینے پر آمادہ ہوئے۔

پہاڑ پر نالہ شیون کئی ہزار عورتیں کا بلند تھا۔ جان شیریں پر بنی تھی۔ گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا۔ چرغ بے ستون صدائے گریہ سے ہلتا تھا۔

اس وقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آ کر پہنچی اور ساحروں نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کریں کہ عیاروں نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی جو داغ کر مارے ساحروں

کے منہ جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے' وہ بجھانے میں مصروف ہوئے تھے کہ اوپر سے
ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پڑے کے ہزار ہا ساحر واصل جنہم ہوئے۔ آخر ساحر اڑ کر چلے

تھے کہ خدنگ دلروز ایسے پڑے کہ طائران جان ان کے شکار ہوئے۔ پھر تو فوج کا
رخ پھرا اور گلستان نے کہا: "کثرت عیاراں ہے اس وجہ سے سحر اگر کروں گی تو بھی
اثر نہ ہو گا' کیونکہ اگر ایک دو دس بیس ہوتے' پتے سحر کے بھیج کر گرفتار کر لیتی۔
یہ موئے تو لاتعداد ہیں ان کے لیے آج رات کو بھینٹ دے کر ایسا سحر تیار کروں
گی کہ صبح کو سب پہاڑ سے اتر آئیں گے اور اپنی گردنیں اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالیں
گے۔ چاہیے کہ فوج پہاڑ کو گھیر کر اترے اور دن بھر سے بھی میں خستہ و شکستہ ہوں۔
کوہ سے ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لوں اور آرام کروں۔"
بموجب حکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ زر بفتی گلستان
کے لیے استادہ ہوا۔
لقا بھی اپنی بارگاہ میں تخت پر بیٹھا اور حکم دیا: "آج رات عیش و مسرت میں گزار کر
بسر ہو' تاکہ صبح عشرت منہ دکھائے اور دشمن مارا جائے۔
یہ کلام سن کر ساقی و مطرب بصد طرب حاضر ہوئے طبلے' پر تھاپ پڑی۔ بانگ عشرت
بلند ہوئی۔ فتح کی نذریں گزارنے لگیں نوبتیں خوشی کی بجتی تھیں۔
گلستان بھی نہا دھو کر بارگاہ میں آئی۔ لقا نے خلعت عنایت کیا اور منظور نظر فرمایا۔
بولا: "اے بندی قدرت! ہم اپنا نور قدرت تیرے پیٹ میں اتاریں گے" گلستان مسکرا کر
آنکھیں پھرا کر چپ ہو رہی۔
بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور پکارا: "ہریالی بنی مبارک باشد' اب خدائی تم بنیں'
لاکھوں کی تقدیر تمہارے قبضے میں ہے' لیکن آج رات کٹ جائے تو پھر شب زفاف
آئے۔ یہ رات مجھے تم پر بھاری نظر آتی ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ اسم حمزہ بند کر کے کیا
کیا۔
گلستان نے جواب دیا: "اس شیشہ کو صندوق میں بند کر دیا ہے۔"

بختیارک نے کہا: "میری صلاح اس شیشے کے رکھنے کی یہاں نہیں ہے۔ ایسی جگہ اس کو بجھواؤ کہ تمام عمر نہ کھل سکے' عیار لاکھ ڈھونڈیں' مگر نہ پائیں۔"

گلستان بولی: "میرا جی چاہتا ہے کہ افراسیاب کے پاس یہ شیشہ بھی بھیج دوں کہ پردہ ظلمات طلسم میں لے جا کر رکھے۔ ہر چند کہ عیار وہاں بھی ہیں' مگر عیار دریائے سحر کے پار نہیں جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی گئے تو پردہ ظلمات کا راستہ کیونکر پائیں گے کہ وہ راہ سوائے جاوداں کے اور کوئی نہیں جانتا۔"

بختیارک نے کہا: "بہتر تو ہے۔"

گلستان نے اسی وقت شاہ طلسم کو عرضی اس مضمون کو لکھی' "اے شہنشاہ والا گہر عالی جناب! کنیز نے خدمت خداوند میں پہنچ کر اسم اعظم حمزہ بند کر کے لشکر باغیان کو پتھر کا بنایا اب چند کہ پاشکستہ ایک پہاڑ پر آ کر ٹھہرے ہیں۔ صبح کو انہیں بھی قتل کروں گی۔ فی الحال شیشہ کو جس میں اسم اعظم بند ہے' خدمت ہمایوں میں بھیجتی ہوں ترصد کہ پردہ ظلمات میں اس کو ایسی جگہ مخفی فرمائیے کہ عمرو کا دسترس نہ چ سکے۔ زیادہ حد آداب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد دشمن پامال رہیں۔"

یہ عرضی غنچہ دہن نام کی ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگوا کر حوالے کیا اور حکم دیا: "خدمت افرا سیاب میں لے جائے"

وہ لے کر روانہ ہوئی ادھر بختیارک نے کہا: "اے ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہے کہ شاید دشمن تمہارے زندہ نہ رہیں' تب بھی حمزہ بیہوش رہے گا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گزرے گا تو مر جائے گا اور اس کے مرنے سے عمرو اور اسد وغیرہ بھی لے یارو یاد رہو کہ ہلاک ہو جائیں گے۔ طلسم کا عذر بھی مٹ جائے گا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائے گا۔ اچھا اب تم بھی یہاں نہ ٹھہرو کسی غار میں کوہ دوشت میں کے جا کر آج کی شب بسر کرو' تاکہ عیار تمہیں نہ پائیں' اس لیے کہ بہت بڑی حفاظت تمہارے بھائیوں نے کی تھی' مگر بچ نہ سکے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بھی یہ رات

کٹتی نظر نہیں آتی۔"
گلستان اس کے کہنے کو بہت صحیح اور درست جانتی ہے اور سمجھتی ہے یہ یہ راز خداوندی کی مشیت کو بخوبی جانتا ہے کیونکہ ان کی درگاہ کا شیطان ہے۔ اس کا کہنا عین حکم خداوند ہے یہ سمجھ کر پر پروزا پیدا کر کے ایک سمت چلی گئی اور صحرا میں جا کر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا۔ یہ بلا تو غار میں بیٹھی ہے۔ اس طرف لقا بادہ کامرانی نوش کر رہا ہے عیش میں بیٹھا ہے۔
اب حال سنیے عیاران لشکر اسلام اور سرداران مجروح مبلتائے آلام کا' کہ جب تو درج و ہاشم' داراب و افند یار شاہ گیلانی چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندا امیر کو ہوش آیا تھا اور بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو عورتوں کو مصروف گریہ و بکال بال کھولتے پریشان حال دیکھ کر جوش شجاعت سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جا کہ حریف سے مقابلہ کریں۔ لیکن زخم شو ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے۔ شہزادیاں ہر ایک کی بیبیاں اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھیں اور بلبلا کر روتی تھیں۔
عیار عورتوں کے پاس دوڑ کر اور عرض کی: "اے شہزادیوں گریباں صبر و دست رنج و الم سے چاک نہ کرو۔ انشا اللہ آج رات ہم ساحروں پر سے گزرنے نہ دیں گے۔ تم آہ و پکار کی بجائے درگاہ کریم کار ساز میں دعا کرو تکاہ شب غم گزر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے' لشکر حریف کی صبح ہو جائے۔ غلام جاتے ہیں اور تدبیر کرتے ہیں۔"
ان کے سمجھانے سے شور و گریہ و ماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کر کے دعا کرنا شروع کی۔ جب یہ مصروف دعا ہوئیں عیاروں نے فکر کی کہ زیر کوہ فوج محاصرہ کئے ہوئے اتری ہے یہاں سے کیونکر جائیں جو اس قحبہ کو ٹھکانے لگائیں۔ یہ سوچ کر ایک سو عیار بحر فکر میں غوطہ زن ہوا اور آخر گوہر مراد حاصل کر کے سر گریباں سے نکالا۔
فی الفور صورتیں اپنی مثل نازنیناں حور مثال زہرہ جمال کے آراستہ کیں اور ایسا حسن دلاویز' غارت گر جان و ایماں' رنگ و روغن لگا کر دوست کیا کہ گویا نقاش ازل اور

مصور قدرت نے صفحہ رخسار کو ان کے نقشہ ہائے گونا گوں سے منقوش فرمایا۔
جب بایں شکل و شمائل درست ہو چکے اور عیاروں کو ناموس کی تاکید کر کے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اترے۔ یہاں ساحروں کے بستر لگے تھے۔ پہرے کھڑے تھے۔ سب ہوشیار بیٹھے تھے کہ صدائے خلخال و پازیب سنی۔ سب اوپر دیکھنے لگے ایک سو لعتبان شوخ و بیباک کو آتے دیکھا۔ جماعت جادوگراں ان کے متصل گئی اور بیک نظر ان کے حسن سود اخیز دیکھ کر متاع ہوش و حواس برباد کی۔ بے اختیار ہو کر پوچھا: اے ماہ تاباں فلک و حسن و جمال تم شب تار میں کوہ سے اتر کر کیوں آئی ہو۔ کس کی تلاش میں گھبرائی ہو۔؟
انہوں نے جواب دیا: "ہم کنیزیں ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کی ہیں' پیشتر خداوند لقا کی ہم پرستش کرتے تھے۔ جب سے خداوند زادی مسلمانوں کے قبضے میں آئیں ناچار اس کے ساتھ رہے اور کسی کو ایسا نہ پایا کہ جس کے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہم کو مسلمانوں کے پنجہ سے چھڑاتا۔ آج ہم لوگوں کی مراد بر آئی کہ مسلمان مغلوب ہوئے۔ تم لوگوں کے پاس آئے ہیں کہ ہمیں اپنی خدمت میں لاؤ' اور یہاں سے خداوند کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دوسرے ہم اس لیے بھی آئے ہیں کہ صبح کو مسلمانوں کے ہمراہ قتل و غارت ہونے سے محفوظ رہیں اور پھر دین قدیم خداوند اختیار کر کے تمہیں دعائے خیر دیں۔
ساحر یہ گفتگو سن کر نہایت خوش ہوئے کہ خداوند نے یہ نعمت بالائی ہمیں عنایت فرمائی۔ کنیزوں پس گویا ہوئے: تم گھبراؤ نہیں صبح کو سب مسلمان غارت ہو جائیں گے۔ تم وہاں رہتیں تو لٹ جاتیں' خواب ہوا' جو چلی آئیں۔"
یہ کہہ کر ان کے ہاتھ پکڑ کے اپنے اپنے بستر پر لائے اور انتہائی کاشغل غنیمت جان کر شکر خداوند سامری کرتے تھے۔ آخر سر گرم اختلاط ہوئے۔
کنیزوں نے کہا: "ہم کو بادہ خواری کی عادت بہت ہے اور کئی روز سے بسبب جنگ و جدال شراب ہم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور بھوکے پیاسے بھی ہیں۔ بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہے۔ اگر دو ایک جام شراب ہمیں دو تو حواس ہمارے درست ہوں۔"

ساحروں نے گلابیاں شراب کی سامنے رکھیں اور کھانا پانی موجود کیا۔ نقلی کنیزوں نے ایک ایک جام میں داروئے بیہوشی آنکھ بچا کر ملایا اور اپنے اپنے خواستگاروں کو دیا کہ اول تم پی لو تو پئیں۔ انہوں نے شراب پی اور بیہوش ہوئے۔ عیاروں نے فوراً خنجر نکال کر سو ساحروں کے سر کاٹ ڈالے۔ ان کے مرنے کا شور بلند ہوا۔ آندھیا پیدا ہوئیں اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی۔عیار پہاڑ کے نیچے تو اتر ہی چلے تھے۔ نعرے کر کے جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ ساحر لاشیں ان کی اٹھا کر سامنے لقا کے لے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ سو ساحر مارے گئے۔"

بختیارک پکارا: "عیار عیاری کے واسطے زیر کوہ اترے ہوں گے اور راہ پیدا کر کے گلستان کے لشکر میں قتل کے لیے آئے ہوں گے۔ اس دن کے لیے ہم نے ملکہ مخفی کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر لقا سے کہا: "یا خداوند تقدیر فرمایئے کہ ملکہ گلستاں معشوقہ قدرت آج کی رات محفوظ رہے۔"

ساحروں سے کہا: "ان لاشوں کو لے جا کر جلا دو اور حفاظت کے لیے تاکیداً کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اترے' فی الفور گرفتار کرنا ہرگز ان کے فریب میں نہ آنا' ساحر حسب ارشاد آ کر سرگرم حفاظت ہوئے۔

لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا میں آئے' صورت اپنی فراش و خدمت گار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ لقا میں گئے۔ وہاں گلستان کو نہ پایا مگر بختیارک سرگرم سخن تھا: یاخداوند میں جانتا تھا کہ عیار پہاڑ سے اتر آئیں گے تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ آپ صحرا میں کس جگہ جا کر مخفی ہو جنییے گا۔ اگر ٹھکانہ نہ معلوم ہوتا تھا میں خود ملکہ کے پاس جا کر نگہبانی کرتا۔ اب قدرت بتایئے کہ ملکہ کہاں ہے؟"

اور تنہائی کا شغل غنیمت جان کر شکر خداوند سامری کرتے تھے۔ آخر سرگرم اختلاط ہوئے۔

کنیزوں نے کہا: "ہم کو بادہ خواری کی عادت بہت ہے اور کئی روز سے بسبب جنگ و جدال شراب ہم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور بھوکے پیاسے بھی ہیں۔ بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہے۔ اگر دو ایک جام شراب ہمیں دو تو حواس ہمارے درست ہوں۔"

ساحروں نے گلابیاں شراب کی سامنے رکھیں اور کھانا پانی موجود کیا۔ نقلی کنیزوں نے ایک ایک جام میں داروئے بیہوشی آنکھ بچا کر ملایا اور اپنے اپنے خواستگاروں کو دیا کہ اول تم پی لو تو پئیں۔

انہوں نے شراب پی اور بیہوش ہوئے۔ عیاروں نے فوراً خنجر نکال کر سو ساحروں کے سر کاٹ ڈالے۔ ان کے مرنے کا شور بلند ہوا۔ آندھیاں پیدا ہوئی اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی۔ عیار پہاڑ کے نیچے تو اتر ہی چلے تھے۔ نعرے کے جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ ساحر لاشیں ان کی اٹھا کر سامنے لقا کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ سا ساحر مارے گئے۔"

بختیارک پکارا: "عیار عیاری کے واسطے زیر کوہ اترے ہوں گے اور راہ پیدا کر کے گلستان کے لشکر میں قتل کے لیے آئے ہوں گے۔ اس دن کے لیے ہم نے ملکہ کو مخفی کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر لقا سے کہا: "یاخداوند تقدیر فرمایئے کہ ملکہ گلستان معشوقہ قدرت آج کی رات محفوظ رہے۔"

ساحروں سے کہا کہا: "ان لاشوں کو لے کر جلا دو اور حفاظت کے لیے تاکیداً کہا: اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اترے' فی الفور گرفتار کرنا ہرگزن ان کے فریب میں نہ آنا۔" ساحر حسب ارشاگ آ کر سرگرم حفاظت ہوئے۔

لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا میں آئے' صورت اپنی فراش و خدمت گار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ لقا میں گئے۔ وہاں گلستان کو نہ پایا مگر بختیارک سرگرم سخن تھا: یاخداوند میں جانتا تھا کہ عیار پہاڑ سے اترا آئیں گے تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ آپ صحرا میں کس جگہ جا کر مخفی ہوجئے گا۔ اگر ٹھکانہ نہ معلوم ہوتا تو میں خود ملکہ کے پاس جا کر نگہبانی کرتا۔ اب زورے قدرت بتایئے کہ ملکہ کہاں ہے؟"

اور لقا نے کہا: "قدرت جانتے ہیں' لیکن بتائیں گے نہیں" یہ گفتگو تمام عیاروں نے سنی اور خیال کیا کہ اس شیطان نے اس قحبہ کو جنگل میں کسی جگہ چھپا دیا ہے۔ چلو صحرا میں چل کر تلاش کریں۔ یہ سوچ کر سب وہاں سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ

ہم میں سے ایک عیار اصل صورت میں کوہ و دشت میں خس جر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ ہو کر دیکھتے رہیں' جب گلستان اس کو گرفتار کرنے آئے' ہم

اس کی جائے سکونت دیکھ ملیں اور عیاری کریں۔
یہ صلاح کر کے عمران خطائی بھانجے نے عمرو کے نیچہ کھینچ کر پھرنا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا کہ وہ قحبہ مالزادی گلستان اگر مل جاتی تو مزہ چکھا دیتا۔ اتفاق سے غار میں گلستان چھپی بیٹھی تھی۔ جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اس نے صدا سن گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلے ایک عیار کو تیغ بکف دیکھ کر سحر پڑھا کہ بحیس و حرکت ہو کر گر پڑا۔ اس نے آ کر ایک درخت سے اس کو باندھ دیا اور کہا: "موئے صبح کو تیرے رفیقوں کے رو برو تجھ کر ذبح کرو گی۔ نہیں معلوم تو پہاڑ پر سے کیونکہ اتر آیا' شاید تو پہاڑ پر مسکن گزیں نہ تھا صحرا میں بھاگ آیا۔" یہ کہہ کر غار میں پھر اتر گئی۔ اس غار کو اور عیار جو چھپے تھے انھوں نے دیکھا اور سمک یلطاقی بن عمرو فوراً صورت ایک مرد مہیب شکل بنا کر اور چار سر مقوے کے اور ساتھ ہاتھ تین پاؤں درست کئے۔ آنکھیں بیشمار سروں میں بنائیں۔ ایک ہاتھ میں ترسول اور دوسرے میں نپسول تیسرے میں تلوار چوتھے میں خنجر پانچویں میں گرز آتش' چھٹے میں منقل آگ کی ساتویں تھالی برنجی لے کر روغن ایسا جسم پر ملا کہ شعلے کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہو چکا۔ غار کے منہ پر پہنچ کر پکارا: "اے بندی قدرت باہر آ۔"
گلستان صدا اس کی سن کر باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھ کر خائف ہوئی۔ پوچھا: "آپ کون بزرگوار ہیں۔ اس نے جواب دیا: "میں فرشتہ خداوند ہوں۔ لقا نے حکم دیا ہے کہ میری بندی قدرت کا پیرا دے اور اس غار کا پتا بتلایا۔ میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ غار میں بے چین کیوں بیٹھی ہیں۔ یہاں تشریف رکھیے۔ کیا مجال کسی کی جو یہاں آ سکے۔"
یہ کہہ کر وہیں غار کے قریب اس کو لے کر ٹھہرا تھا۔ ادھر چالک نے اپنی صورت مثل بختیارک کے بنائی' سریدہ سر پر رکھا۔ ایک سوا کیس کلی کا جامہ پہنا گھٹیلا پاؤں میں

پہن کر چار عیاروں کو خدمت گار بنایا اور ایک لالٹین لے کر آگے چلا اور تین خدمت گار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب قریب غار پہنچ اپنا اعتقاد بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا: "اے ملکہ گلستان! میں نہ کہتا تھا کہ یہ رات خیر سے کٹتی نظر نہیں آتی۔ آپ ایسی غافل ہو گئیں کہ عیار کو پہلو میں لیے بیٹھی ہیں' یہ فرشتہ قدرت خداوند نہیں ہے۔ عیار ہے جلد اس کو گرفتار کیجئے۔

یہ صدا دینا تھا کہ گلستان فرشتہ کی جانب پھری سمک اٹھ کر بھاگا اس نے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہو کر زمین پر گر اس نے اس کو بھی باندھ دیا۔ اس وقت بختیارک قریب آیا اور بولا: مجھے خداوند نے پتہ بتایا کہ میری بندی صحرا میں بیٹھی ہے۔ اے شیطان جا کر فرشتہ قدرت بن کر عیار اس کو قتل کیا چاہتے ہیں۔ یہ فرما کر ایک فرشتہ قدرت کو حکم دیا کہ وہ مجھ کو یہاں پہنچا گیا۔ کیوں ملکہ اگر میں نہ آتا تو عیار تمہارا کام تمام ہی کر چکا تھا۔ دیکھو خداوند کو بھی تمہارا بہت خیال ہے۔"

پھر گلستان نے خداوند کو سجدہ اس شکریے میں ادا کیا اور بختیارک کے پاس آ کر بے دھڑکت باتیں کرنے لگیں تو ملک جی ان دونوں عیاروں کو آپ خدمت میں لیے جایئے ہیں یہاں سے بھی جاتی ہوں اور صحرائے طلسم میں جا کر رہوں گی وہاں سحر بھی تیار کروں گی اور صبح کو آؤں گی۔"

نقلی بختیارک نے کہا: "خداوند تمہاری یہ اتنی ہی تکلیف اٹھانے سے بے چین ہیں اور مجھ کو ایک گلوری دی ہے کہ میری بندی کہ کھلا دینا' اس گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہا میں تمہاری نظر سے ظاہر ہوں گے اور عیار جس حال میں تمہارے پاس آئے گا۔ معلوم ہو جائے گا اور کوئی حربہ جسم پر کارگر نہ ہو گا عمر بڑھ جائے گی۔ اس گلوری میں عطیہ خداوند پڑا ہے۔ اے ملکہ! خداوند تم پر بڑی عنایت فرماتے ہیں۔ فرماتے تھےک کہ آج ہی نور قدرت اس کے پیٹ میں اتاروں گا۔"

یہ کہہ کر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکال کر کھولا اس میں ایک گلوری گنگا جمنی ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی ہوئی رکھی تھی وہ سامنے کی' گلستان نے ہفسکر

شرم سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھائی۔ بختیارک نے کہا: "ہرے پان کا بیڑا ہمیں نے آپ کو کھلایا' ہمارا خیال ہمیشہ رکھے گا۔" یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ کر لے چلا: "چلو اب خداوند کے پاس آرام کرو۔"

گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی مزے میں ساتھ چلی جب پان کی پیک حلق سے اتر چکر کھا کر گری۔ عیاروں نے گرد اس کے نالی کھو کر بارود بچھائی اور چادر کا فتیلہ بنا کر آگ میں لگا کر آپ الگ کھڑے ہوئے۔ ایک لمحہ کے بعد دھماکے کی صدا بلند ہوئی اتنی زمین کا طبقہ مع گلستان کے اڑ گیا۔ پھر تو وہ آندھی زور و شور سے آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی۔ صدا ہائے مہیب آنے لگی۔ عمرون و سمک پو سے سحر دفع ہو گیا۔ درخت سے جو بزور سحر بندھے تھے کھل گئے شور و غوغا بلند ہوا: "تارا ملکہ گلستان جادو کو۔" یہ ملکہ تین سو سال کی عمر رکھتی تھی اور بھی باغ جوانی سے کوئی پھول آرزو کا اس نے نہ چنا تھا۔ اس کے مرنے سے سارا لشکر جو میدان میں پتھر کا ہو گیا تھا وہ اصلی حالت میں آ گیا اور وہ دیکھا کہ رات کا وقت ہے ہم میدان میں مسلح و مکمل اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہیں۔ نہ ہمارا بادشا ہے نہ بارگاہ کا پتہ ہے یہ دیکھ کر اپنی بارگاہ لے کر پڑآؤ کی طرف بازاریں لٹی' خیمے چلے ہوئے پائے حیران ہو کر سمت صحرا چلے۔

اس طرف سے عیار تہیہ کر کے پہاڑ پر یہ لوگ خستہ اور زخمی ہیں۔ ان سے تو کچھ ہو سکے گا' لیکن سارا لشکر جو پتھر کو ہو گیا تھا وہ تندرست ہو گا۔ اس کو لانا چاہیے۔ یہ سوچ کر چلے تھے کہ راہ میں ملٹن اور رسالے ہزارو ہزار ملے ان سے جا کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا: "ملک تمہارے پہاڑ پر ہیں' ہم ساحرہ کو اگر قتل نہ کرتے تو سب رہا نہ ہوتے۔ اب لشکر ساحران اور حریفان دامن کوہ میں اتر ہوا مصروف عیش و نشاط ہے اور نہایت غافل ہے اسپر چل کر حملہ کرو اور مار کر بھگا دو۔ وہ سرداری لشکری کئی لاکھ یہ کلمات سن کر وہیں سے چور مشعلیں اور دن مہتابیں سلگا کر تلوار آبدار بنا انتقام سے کھینچ کر چار غول ہوئے اور گھوڑے اڑ کر تین غول دائیں بائیں اور سامنے

سے لشکر ساحران پر حملہ آوار ہوا۔ پشت پر کوہ تھا۔ ایک غول جو باقی رہا۔ وہ لشکر لقا پر حملہ آوار ہوا۔ پشت پر کوہ تھا۔ ایک غول جو باقی رہا وہ لشکر پر حملہ آور ہوا۔ وہ سب تو غافل تھے۔ انہوں نے ملابیں خیموں کی کاٹ دیں اور بارگاہ میں آگ لگائی۔ پہرے چوکی والے سواروں کو قتل کیا۔ طلایہ دار کو زیر تیغ رکھا۔ گھبرا کر لوگ خیموں سے باہر نکلے' جو منچلے اور صاحب حواس تھے ان سے تلوار چلنے لگی• جو بہادر جنگ دیدہ کار آزمودہ تھے ایسی ایسی ہزاروں افتاد جھیلے ہوئے تھے وہ گھوڑا بھگا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک ہاتھ لگا کر تلوار کے' لینا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میاں انجام لڑائی کا برا ہوتا ہے۔ جان بچانا چاہیے' ان کا یہ حال ہوا۔ اور جو بودے تھے ناتجربہ کار تھے۔ وہ گھبرا کر مسلح و مکمل ہونے لگے' لیکن زیر جامہ اٹھا کر گلے میں پہنتے تھے لیکن جب میانی پیشانی میں نہ آتی تھی تو درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے: "گریباں حرامزادے نے بنایا ہی نہیں۔"

بعض جامہ کو پاؤں میں پہنتے تھے اور آستیں میں پاؤں نہ آتے تھے تو بکتے تھے: "خیاط نے مہرباں تنگ کر دیں۔ بعض ترکش میں تلوار رکھتے تھے اور نیام میں تیر پروتے تھے۔

خلاص ہ یہ کہ ایک ہنگماہ گیرو دار گرم تھا۔ لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا۔ اس میں سے بہت پہلے مارے جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملہ میں مارے گئے اس لیے کہ غافل تھے اور کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے۔

ادھر لشکر لقا نے جو بھاگے تھے وہ ان کو ملے' یہ ان کو حریف سمجھے اور وہ لوگ انہیں دشمن معلوم کر کے حملہ آور ہوئے باہم تلوار چلنے لگی۔ غرض یہ کہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر بپاتھا کہیں آپس میں تلوار چلتی تھی کہیں حریف سے مقابلہ تھا۔ یہ ہائے ہودیوں جب بلند ہوئی۔ بارگاہ لقا میں رقاص ساز پھینک کر بھاگے اور لقا باہر نکل آیا۔ اپنے لشکر کا حال ابتر پایا اور ساحروں کو آمادہ سفر سقر دکھا۔ لشکر مان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیال حسد آتش شمشیر سے جل رہے تھے۔ تلوار بڑے زور سے چلتی نعرہ

ہائے دلاوران سے دنیا ہلتی تھی۔
بختیارک نے یہ حال دیکھ کر لقا سے کہا: "وہ مارا' لیجئے آپ کی معشوقہ فی النار ہوئی اب تقدیر سے گریز کیجئے' ورنہ حمزہ پہاڑ سے اتر کر قیامت برپا کرے گا۔ بھاگتے راستہ نہ ملے گا۔"
لقا اس کے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا۔ لقا اندر قلعہ عقیق کوہ کے داخل ہوا اور قلعہ بند کر کے فیل بند دروازے سے پل تختہ خندق پر آب کا اٹھا لیا۔
ادھر فتح نصیب غازیاں دیندار ہوئے۔ عدو کو شکست فاش ہوئی عیش غفلت میں ہزاروں لقا پرست مارے گئے اور بقیتہ السیف بھاگے۔ صبح تک خوب لوہا برسا' ہر ایک جان بچانے کو ترسا اور صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا۔
عیاروں نے اور فون کے سرداروں نے بارہ گاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لے کر مع بادشاہ و امیر کے پہاڑ سے اتر کے' جہاں لشکر اول اترا تھا۔ اسی جگہ کو آباد کیا' بارگاہیں نصب ہوئیں۔ منادی نے ندادی کو دشمن بھاگا۔ دوست شاد اور لشکر میں آ کر آباد ہوں۔ پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی' کوہ و دشت سے آ آ کر آباد ہوئی۔ بازاریں آراستہ ہوئیں۔ ناچ جابجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط گرم تھا۔
بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سرداروں نے جسم مجروح کو ٹانکے دے کر مرہم لگا کر باندھا اور امیر بیہوش کو اسی طرح پلنگڑی پر لٹا دیا ہر ایک بحر حیرت میں غرق تھا کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا سب ہے جو امیر کی بیہوشی دفع نہ ہوئی۔ سردار عیار گرد پلنگ کے کھڑے روتے تھے۔ بعض عیار ہر سو بھر جستجو تگا پو کرتے تھے لیکن کسی ساحرہ کو نہ پاتے تھے جو قتل کرتے آخر بے نیل مرام پھر آتے تھے۔
امیر اس وجہ سے بیہوش تھے کہ گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ میں بند کر کے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم میں لیجائے۔ اس ساحر نے اپنے سحر اس شیشہ پر کر کے کہ جب تک میں مارا نہ جاؤں یہ شیشہ نہ کھلے اور مالک اسم اعظم ہوشیار نہ ہو۔ یہ تدبیر کر کے راستہ طلسم لیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ بعد طے مراحل داخل طلسم ہوا۔ لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہے اور وہاں لشکر مہ رخ کا اترا ہوا ہے اور عیار بالا دوری کے لیے بشکل مبدل پھرا کرتے ہیں۔ اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی صورت بنا ہوا جنگل میں کھڑا تھا۔ اس نے دیکا کہ ایک ساحر سمت دریائے سحر تعجیل تمام اڑا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر سوچا کہ اس کو قتل کرنا چاہیے' اس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی سہی۔ ایسا کچھ سمجھ کر پا کرا: "واہ واہ بھائی صاحب! اتنی بے مروتی اور بے اعتنائی آپ کو لازم نہیں" اس ساحر نے اس کی آواز سن کر کہا: "مجھ کو کام بہت ضروری ہے اس وقت معاف فرمایئے۔"

برق نے کہا: "اگر ہماری ایک بات نہ سنو گے تو تمہارے لیے بڑی قباحت ہو گی۔ شہنشاہ کے دربا میں معلوم ہتا ہے کہ تم جاتے ہو۔ کیونکہ دریائے سحر کی سمت تمہارا رخ ہے اور وہاں اپنا پرایا جو جاتا ہے۔ شہنشاہ اس کو قتل کرتے ہیں۔"

یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہاں کا رہنے واہا ہے تو اس جگہ کے حال سے واقف نہیں۔ اس سے کیفیت پوچھنا چاہیے۔ ایسا کچھ سمجھ کر زمین پر اترا اور گویا ہوا: "بھائی میں ملکہ گلستان کا نوکر ہوں شیشہ جس میں اسم اعظم حمزہ بند ہے۔ شاہ جادواں کے پاس لیے جاتا ہوں اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کر کے پوچھا: "اب تم بتاؤ شہنشاہ کیوں ہر شخص کے قتل کرتے ہیں۔"

برق نے کہا: "عمرو عیار صورت بدل کر دربار شاہ میں گیا اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا۔ اب جو کوئی جاتا ہے شہنشاہ بغیر پرسش اس کو قتل کرتے ہیں• خیر یہ تو سب کچھ ہے لیکن یار تم نے ایسی خوشخبری مسلمانوں کے ہلاک ہونے کی سنائی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ منہ تمہارا لعل و گہر سے بھر دوں' آؤ ذرا میرے گلے سے تو لپٹ جاؤ۔"

یہ کہہ کر ہاتھ پھیلا دیئے' وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی منہ سے جو پھونکا۔ دماغ میں سرایت کر گیا۔ چکر کھا کر وہ گرا۔ اس نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا۔ شور و غل برپا ہوا۔ لمحے کے بعد وہ آفت دور ہوئی۔ برق نے اس کے سحر کا جھولا تلاش

کر کے شیشہ نکالا اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پتلا جو اس میں بند تھا وہ گلستان کے ہلاک ہونے کے سبب اور اس ساحر کے منترے سے ماش کے آٹے کا کیا ہو گیا تھا۔ اس کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور جو کچھ مال وغیرہ جھولے سے پایا' وہ عمرو کے لیے لے کر لشکر کا راستہ لیا۔ یہ تو ادھر چلا۔

وہاں امیر کو ہوش آ گیا آنکھیں کھولیں مگر مارے ضعف و نقاہت کے طاقت نہ تھی۔ اشارے سے حال پوچھا۔ بادشاہ نے کل احوال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے عرق فواکہات اور شوبہ ہائے مرغ وغیرہ پلایا کہ جسم میں طاقت آئی اور اٹھ کر بیٹھے۔ کھانا نوش فرمایا۔ آخر غسل صحت فرما کر دنگل شوکت پر بصد حشمت جلوہ آرا ہوئے۔ نذریں فتح کی گزرنے لگیں۔ سردار سب زیب وہ کرسی و دنگل ہوئے۔ بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ جشن ہونے کا حکم دیا۔

حاصل مراد یہ تو مصروف انبساط ہیں' مگر برق جو بارگاہ مہ رخ میں پہنچا' وہ مال جو ساحر کا لے لیا تھا۔ عمرو کو نذر دیا۔

عمرو نے خوش ہو کر کہا: "یہ شاگر میرا بڑا سعادت مند ہے۔"

برق نے کل ماجرا شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سنا تھا۔ عرض کیا۔ عمرو نے ابتری لشکر سن کر مہ رخ سے کہا کہ مجھ کو جلد باہر طلسم کے پہنچا کہ میرا آقا معلوم نہیں جیتا ہے یا سیارہ گلزار جنان ہوا۔ اگر میرے مالک کا بایمان خود ایک جسم کا بال بھی کم ہو گیا تو گلیم اوڑھ کو لقا اور جملہ اس کے پرستاروں کے سر کاٹ ڈالوں گا۔

مہ رخ نے کہا: "خواجہ آپ گھبرایئے نہیں۔ میں حال آپ کے مالک کا دریافت کئے دیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مینار پیدا ہوا۔ اس مینار میں ایک طاق بنا تھا اور طاق پر کتاب زربفت کے جزوران میں کی ہوئی رکھی تھی۔ اس نے وہ کتاب لے کر جزوران سے نکال کر کھولی اور پڑھی۔ سارا حال گلستان کا اور قتل

کرنا عیاروں کا اس کو' اور ہوش مین آنا مریا کا لکھا تھا۔
عمرو کو یہ کیفیت سن کر تسکین ہوئی مہ رخ نے پھر جزوران میں کتاب طار پر رکھ دی اور سحر پڑھا کہ مینار زمین میں غرق ہو گیا۔ اس کیفیت کے بعد سب مشغول عیش ہوئے لیکن عمرو نے کہا: "اے ملکہ! میں حیران ہوں کہ طسم کیونکر فتح ہو گا اور اسد و مہ جبیں وغیرہ کیونکر رہا ہوں گے۔ بہت ساحروں کی میں نے قتل کیا مگر کچھ مطلب براری نہ ہوئی۔"
مہ رخ نے یہ کلمات سن کر تسلی دی: "انشا اللہ ایک دن طلسم فتح ہو گا اور شہزاہ وہ چھوٹے گا تشویش نہ فرمایئے۔"
عمرو کو ان باتوں سے کچھ تسکین نہ ہوئی اور بارگاہ سے نکل کر صحرا میں چلا۔ راہ میں قران سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا: "استاد کہاں جایئے گا۔"
عمرو نے کہا: "میرا دم گھبراتا ہے برائے تفریح یوں ہی پھرتا ہوں۔"
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صدا زنگ بجنے کی آئی اور ضر غام ساحر بنا ہوا۔ سامنے ظاہر ہوا۔ قران نے اس کو پکارا: "اس نے آ کر عمر کو سلام کیا اس سے پوچھا: "کہاں سے آتے ہو؟
ضرغام نے عرض کی: "دریائے سحر کی طرف سے' مگر عجب ماجرا دیکھا ہے کہ دل میرا متردد ہے' لیعنی ایک ساحر خورشید زریں سحر نامی کی طلسم باطن کا ایک شہزادہ ہے' اپنے ملک سے اس ارادے سے چلا تھا کہ یکایک گنبد نور پر جا کر حملہ کروں گا اور اسد کو چھڑاؤں گا۔ کیونکہ میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہے' ہیں میں بھی جاؤں گا۔ لیکن میرا شریک ہونا افراسیاب کو ظاہر نہیں۔ غفلت میں قتل و غارت کر کے اپن بہن کے پاس جاؤں گا۔ وہاں میری پھوپھی ملکہ سرخ مو بھی ہیں۔
قصہ مختصر سبب اس ارادے پر چلا۔ اس کے لشکریوں میں سے کسی نے اس جان کی خبر ملکہ حیرت کو پہنچائی۔ اس نے ملکہ ناگن جادو نامی ایک ساحرہ کو بھیجا کہ وہ استقبلا کرنے کے بہانے سے آ کر خورشید کے پاس پہنچی اوعر غالب قبر جمشید ڈال کر اس کو

گرفتار کر کے پاس ملکہ حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہے۔
عمرو نے یہ کیفیت سن کر پوچھا: "فوج کیا اس کے پاس نہ تھی جو اسیر ہو گیا:"

ضرغام بولا: "باہر ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکر اس کے کوہستان کی جانب جا کر پوشیدہ ہوئے اور ہم یہ مشورہ کیا کہ ہم آج ہیچ قدرت نہیں رکھتے ہیں کہ زرجہ شاہ طلسم سے مقابلہ کر سکیں' مگر لشکر مہ رخ میں جا کر خورشید کی پھوپھی اور بہن کو اس حال کو کی اطلاع دیں اور ان کے ساتھ مل کر ہم مقابلہ کریں۔ غرض یہ کہ ایک ساحر ک انہوں نے لشکر میں ہمارے بھیجا ہے۔
عمرو سارا ماجرا سن کر قران سے کہنے لگاذ "اے فرزند! شہزادہ خورشید کو چھڑانا لازم ہے چلو اس امر میں کد اور کوشش کریں۔"

یہ کہہ کر تینوں جدا جدا عیاری کے فکر میں روانہ ہوئے ادھر وہ ساحر لشکر خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو کے پہنچا اور کہا اے ملکہ: آپ کے بھتیجے قید ہو گئے اور کل احوال جو اوپر مذکورہ ہوا بیان کیا۔"
سرخ مو یہ سنتے ہی جوش خون سے بیتاب ہو گئی اور چاہا کہ لشکر لے کر جاؤں اور حیرت کی فوج پر حملہ کروں پھر خیال کہ ناگن ابھی راہ میں ہی ہے' چل کر اسے ماروں اور اپنے بھتیجے کو چھڑا لوں' یہ سوچ کر ہنس آتشین پرب کر روانہ ہوئی اور ہر سمت ڈھونڈنے لگی اور بھر تفحص ایک درخت کے نیچے اتر کر یک نگاہ ہر طرف دوڑانے لگی۔ ناگاہ صبا رفتار عیارہ نے کہ صحرا میں تھی اس کو دور سے دیکھا اور فی الفور بہ روغن عیاری صورت اپنی مثل برق فرنگی کے بنائی اور قریب آ کر اس کے گویا ہوئی: " اے ملکہ: کس فکر میں یہاں تنہا کھڑی ہو۔ سرخ مونے سارا حال اس کو برق سمجھ کر بیان کیا اور کہا: " میرا ارادہ ہے کہ طبقوہ زمین کا توڑ کر زنداں میں جا کر ٹھہروں جب بھتیجا میرا آ کر وہاں قید ہو میں اس کو چھوڑ کر لے آوں۔"
صبا رفتار جب سارے حال پر اطلاع پا چکی پاس تو کھڑی ہی تھی' جباب بیہوشی اس نے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہو کر گری اس نے پشتارہ میں باندھا اور لے کر روانہ ہوئی۔

ادھر ناگن جا کر بارگاہ حیرت میں پہنچی اور خورشید کو سامنے پیش کیا۔ حیرت نے مرزبان جادو روغہ مجلس کو بلا کر حکم دیا کہ اس کو لے کر قید کرو' میں شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہوں' جیسا وہ فرمائیں گے عمل میں آئے گا۔ داروغہ زنداں اپنے سحر میں مسحور کر کے خورشید کو زنداں میں لایا اور حیرت نے اس حال کو عرضی افراسیاب کو لکھ کر پتلے کے ہاتھ بھیجی۔ جب عرضی باغ سیب میں پہنچی۔ شاہ جاوداں اسی تجمل سے جیسا کہ اکثر ذکر ہوا ہے۔ لشکر حیرت میں آیا اور جب داخل لشکر ہوا۔ حیرت نے مع تمام سرداروں کے استقبال کیا شاہ جاوداں تخت پر آ کر بیٹھا۔ اس وقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا: "سرخ موا اپنے بھتیجے کی چھڑوانے کو آئی تھی۔ میں اس کو گرفتار کر لائی ہوں۔"

شاہ نے فرمایا: "اس کو بھی لے جا کر مقید کرو۔"

صبا رفتار نے حسب ارشاد اس کو بھی زنداں میں پہنچایا۔ اس وقت حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ یہ نمک حرام جو گرفتار ہیں ان کو قتل کیوں نہیں کرتے؟"

افراسیاب نے جواب دیا: "مار ڈالان شہل ہے جلانا مشکل ہے کررڑوں روپے کھلا کر انہیں پالا ہے کیونکر یکایک انہیں قتل کیا جائے۔ یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں۔

○○○

• ناگن جادو

عیار جو فکر عیاری میں چلے تھے ان میں سے عمرو صورت ساحر کے مثل بن کر لشکر حیرت میں داخل ہوا اور اس نے داروغہ زندان کو قید میں لے کر جاتے ایک خیمہ میں دیکھا سمجھا کہ یہی زندان خانہ ہے اور وہاں پہرہ چوکی بھی زیادہ تھا۔

مر زبان زندان کے دروازے پر کسی بچھائے بیٹھا تھا اس کو دیکھ کر عمرو نے ایک گوشہ میں ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک خوبصورت عورت کے بنائی۔ گیسو نے مشکفام کو بل دے کر رخساروں پر چھوڑا اور مانگ سے موتیوں کو بھرا' ترچھا جوڑا باندھا چشم غزالیں سرمہ آگیں کر کے رخسار تاب ناک کو گلگو نہ کش کیا۔ سر سے پا تک زیور مرصع کار پہنا۔ اس وقت اس کے حسن دلاور پر لعبتاں و دہر ہزار جان سے نثار تھے۔

اس خوبی سے درست ہو کر دولائی کا جھرمٹ مار کر جھاؤلیاں دیتا کمر اور کولہے کا عام دکھاتا مر زبان کے سامنے سے ہو کر نکلا اور دولائی ہٹا کر آنکھ سے آنکھ ملائی اور رخ روشن کی جھلک دکھائی۔ پھر آگے کو چلی۔ مرزبان شیفتہ و فریفتہ ہو کر بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتا اٹھ کر پیچھے چلا اور جب تنہائی میں پہنچا بے اختیار زبان پر لایا۔

کون سے دل میں نہیں وصل کی تیرے حسرت
کون آئینہ ہے جس میں تیری تصویر نہیں

وہ نازک اندام یہ شعر سن کر پھر اور منہ سے دوپٹہ ہٹا کر مسکرائی مر زبان نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چھڑایا اور کہا: "جاؤ جاؤ میں ایسے بے مروت مردوں سے بات نہیں کرتی۔"

مر زبان قدموں پر گر پڑا: "اے جان جہان! میں تابعدار ہوں' تمام عمر گردن اطاعت سے

نہ اٹھاؤں گا۔ اس محبوبہ نے پاؤں پر سے سر ہٹایا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا: "ہے ہے میں نگوڑ ماری اس طر آ کر کس مصیبت میں پڑ گئی۔ ارے لوگو یہ مردوا کیسا چم چچڑ ہے۔

کیوں میرے پیچھے پڑ گیا۔ "اچھا کہو کیا کہتے ہو۔
مر زبان نے پھر تو گلے سے لگا لیا اور پیار کرنا چاہا کہ اس گل پیراہن نے کہا: "ہٹو دیکھو کوئی آ جائے گا۔"
یہ کہ کر اپنے چھوٹے کپڑے سنبھالے اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے۔
مر زبان نے کلائی پکڑ کر کہا: "واہ واہ ہمیں نہیں۔" اس نے انگوٹھا دکھایا۔ مر زبان نہ مانا' ایک گلوری لے کر کھا گیا اور کھاتے ہی بیہوش ہو گیا۔
عمرو نے اور زیادہ اس کو بیہوش کر کے اس کے کپڑے اتار کر اس سی صورت بنائی اور اس کو غار میں ایک مقام پر ڈال کر اپ وہاں سے خیمہ زندان پر آ کر بیٹھا۔
لیکن شاہ طلسم اور ملکہ حیرت کے درمیان جو گفتگو قتل مجرماں ہو رہی تھی۔ آخر بادشاہ نے اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبا رفتار کو حکم دیا: "جا اور داروغہ زندان سے کہہ کر قیدی لے کر حاضر ہو۔"
صبا رفتار یہ حکم پا کر مجلس میں آئی اور داروگہ کو حکم شاہ سے مطلع کیا۔ عمرو نے قیدیوں کو لے جانے میں ذرا تساہل کیا۔
صبا رفتار نے کہا: "میں ساتھ چلوں تو کیا قباحت ہے۔"
عمرو نے جواب دیا: "تم عیارہ ہو کر بیوقوف بن گئیں۔ تمہارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ' لے آؤ ادھر سنو۔" اور ایک کونے لا کر چاہا کہ اس کو بھی بیہوش کروں۔ اس وت صبا رفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو ہے۔ فوریًا لوگوں کو سنانے کے لیے پکاری: "خواجہ قیدیوں کو چھڑا لے جانا بہت مشکل ہے۔" یہ کہہ کر خنجر کھینچ کر حملہ آور ہوئی۔
عمرو نے کمند کے حلقے اس طرح مارے کہ یہ الجھ کر گری حباب مار کر اس کو بھی بیہوش کر دیا۔ کچھ لوگ صدا سن کر دوڑ آئے تھے۔

عمرو نے کہا: "یہ عیار عیار صبار رفتار کی صورت بن کر آیا تھا' میں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اب تم قیدیوں سے سحر کو دفع کرو' میں جب تک کپڑے پہنتا ہوں۔ پھر وہ شاہ طلسم کے سامنے لے جاؤں گا

یہ کلام سن کر ساحر قیدوں کے رہا کرنے میں مصروف ہوئے ادھر جب صبار رفتار کو دیر ہوئی تو افرا سیاب نے سحر پڑھ کر دستک دی اور زمین سے ایک پتلی نکلی' اس سے پوچھا: "داروغہ زندان کیا کرتا ہے۔
پتلی نے کہا: "داروغہ زندان غار میں بیہوش پڑا ہے اور عمرو قیدیوں کو چھڑا لیے جاتا ہے۔"

یہ کہہ کر پتلی تو غائب ہو گئی۔ افراسیاب بغیظ و غضب تمام بجلی کی مانند زندان میں اور عمرو کو مع قیدیوں اور صبار رفتار کے پنجہ سحر میں داب کر بارگاہ میں لایا۔ صبا رفتار کو ہوشیار کر کے کہا: "مرزبان غار میں بیہوش پڑا ہے اسے جا اسے ہوشیار کر کے یہاں لے آ۔ "عیارہ تو ادھر گئی۔
شاہ طلسم نے قیدیوں کو ہوشیار کر کے کہا: "اے خورشید میں نے جاگیر ملک و مالک تجھ کو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی کرے اور عین غفلت میں طلسم کشا کو چھڑانے کا قصد کرے۔ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اب بھی اپنے ارادہ فاسد سے باز آور ازراہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اور خطا تیری معاف کر دوں۔"
خورشید نے ان باتوں کا جواب دیا: "میں تیری اطاعت کسی طرح نہ کروں گا۔ اگر قضا ہے تو مارا جاؤں گا۔ ورنہ چھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھ دوں گا۔ اسد یہاں اکیلا آیا تھا اب کتنے ساحر شریک ہیں۔"
افراسیاب نے کہا: "پھر وہ شریک ہیں و کیا ہیں' مہ رخ کی کیا حقیقت ہے ابھی چاہوں سرد بار مارتا ہوا لاؤں۔"
خورشید نے کہا: "زیادہ گوء نہ کر کہیں دغا سے کسی کو مارا ہو گا۔ آج تک تو نے کسی کو نہ مارا۔ تیرے رفیق بہت سے مارے گئے۔ ان کا عوض نہ لیا۔"

شہنشاہ ساحران یہ سخت کلمات سن کر نہایت برہم ہوا اور ناگن سے کہا: "یہ آمادہ مرگ ہے جو منہ میں آتا ہے' وہ کہتا ہے تم مہ رخ کے لشکر کے سامنے اس کو لیجاؤ اور مع اس کو پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو۔ دیکھوں تو کیوں اسے چھڑاتا ہو سبھوں کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ ہے۔ تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا۔ یہ حکم دے رہا تھا کہ صبار رفتار داروغہ مر زبان کو ہوشیار کر کے لائی شہنشاہ نے حکم دیا: "اے ساحر مر زبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کراکر ناگن کے پاس جاؤ۔ اور ان باغیوں کو سامنے ان کے رفیقوں کے قتل کرو۔"

بموجب حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوئے اور قیدیوں کو ارابے (چھکڑا) پر بٹھلا کر لے چلے۔ ناگن بھی ساتھ ہوئی۔ اس کے مطیع پچاس ہزار ساحر تھے۔ وہ بھی درست و چست ہو کر چلے۔ گھنٹے ناقوس بجنے لگے۔ غلغلہ عظیم برپا ہوا۔ ناگن کی ماں فی الحال بہت علیل ہے۔ غش کی حالت میں پڑی رہتی ہے۔ ناگن نے بسبب اس کے کہ میری ماں کی خبر کون لے گا۔ لازم ہے کہ ساتھ لیتی چلوں اور ہر چند کہ کہیں دور جانا نہیں ہے پھر بھی مریض کی خبر گیری لازم واجب ہے۔ یہ سوچ کر پالکی میں اپنی ماں افعی جادو نامی کو بھی سوار کر کے ساتھ لے لیا۔ یہاں تک کہ کچھ عرصے کے بعد لشکر مہ رخ کے سامنے جا کر پہنچے۔ کیونکہ پانچ یا سات کوس کا برائے جنگ دونوں لشکروں کے درمیاں فاصلہ رکھا ہے۔

غرض یہ کہ وہاں پہنچے' عیاروں نے جو فکر عیاری میں پھر رہے تھے۔ عمرو کو بھی قید دیکھا اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد ان کو چھڑانا چاہیے۔ ادھر طائران سحر سامنے مہ رخ کے گئے اور دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے بعد عرض پیرا ہوئے "فوج شاہ طلسم' خواجہ اور سرخ مو اور اس کے بھیجے کو سامنے لشکر پیکر کے قتل کرنے آئی ہے۔" یہ کہہ کر علیحدہ ہوئے۔

مہ رخ نے جب یہ ماجرا سنا' فرمایا: "بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہے۔" ابھی لشکر تیار ہے۔

یہ فرمایا کہ نفیر سحر بجنای - کل لشکر کمر باندھ کر مرنے پر تیار ہوا۔ نقارہ جنگی گڑ گڑایا۔ دلاور بہت جلد مسلح و مکمل ہو کر مرکب ہائے تازی پر سوار ہوئے۔ ساحر اپنے اپنے حربے لے کر طائران سحر پر بیٹھے۔ ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا۔

اس وقت قران شور سن کر لشکر کی طرف دوڑا اور مہ رخ سے کہا: "آپ تامل فرمایئے اور لشکر لیے وقت کی منتظر رہیے۔ جب ہم عیار گرفتار ہو جائیں۔ اس وقت آپ کو اختیار ہے۔ یا جب نعرہ ساحروں کے بیروں کا سنیے یعنی یہ صدا کہ "مارا مجھے میرا ناگن تھا۔" اس وقت دشمن کی فوج پر آ کر گر لے گا۔

مہ رخ اس کے کہنے سے کوہ و دشت میں لشکر لے ٹھہری اور وقت کی منتظر رہی۔ ادھر ناگن نے حکم دیا: "اس جگہ خیمہ استادہ کیا جائے اور شب بھر میدان خونی کی بتا دی ہو اور منادی مذاکرے' تاکہ لشکر حریف میں ان لوگوں کے قتل کی خبر پہنچے اور وہ لوگ آ کر ان کا حال خراب دیکھیں۔ کیونکہ حکم شاہ یہی ہے اور اسی لیے ان کو قتل کے لیے بھیجا ہے۔"

خلاصہ کلام اسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوئے اور لشکر کے بیچ میں قیدیوں کو رکھا۔ ایک طرف مرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور اپنی ماں کا پلنگ ایک خیمہ مین بچھوا دیا اور دہل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرموں کو قتل کر ڈالوں گی۔"

منادی نے صدا دی: "جو حاکم طلسم سے منحرف ہو گا۔ وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائے گا۔ یہ صدا چاروں طرف طلسم میں بلند ہوئی۔ دشمن شاد اور عمرو کے دوست غمگین ہوئے وہ سارا دن اسی انتظام میں گزرا۔

شام ہوتے ہی بخوف عیاراں ناگن اور مرزبان نے سحر کیا کہ ان کے شلکر کے گرد ایک ابر آ کر محیط ہوا اور اس قدر جھکا کہ سراسر زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا' کہ بجائے آسمان کے یہی ابر تھا اور چاروں سمت لشکر کے دیواریں ابر کی کھنچ گئیں۔

لیکن جس وقت فلک کی جانب لکھ ہائے ابر پیدا ہوئے۔ عیار جو لشکر میں عیاری کرنے
بہ شکل مبدل موجود تھے۔ سمجھے کہ کوئی آفت آیا چاہتی ہے۔ یہ ابر کا آنا خالی از فساد
نہیں ہے۔ یہ سوچ کر حسب و غیز کر کے لشکر کی سرحد سے نکل گئے اور دور سے
جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہے ناگن کا لشکر دکھائی نہیں دیتا۔ آسمان ابر
کا اور دیواریں ابر کی' زمیں ابر کی۔ ہاں اتنا ہے کہ ان دیواروں میں طاق بنے ہیں اور
ایوان بنے ہیں ان پر ساحر بیٹھے نظر آتے ہیں اور کچھ لشکر کے چراغوں کی روشنی ظاہر
ہوتی ہے۔

یہ دیکھ کر عیار بہت گھبرائے کہ افسوس لشکر سے ہم ناحق نکل آئے۔ اب اس جانب
کو جانا بہت دشوار ہے۔ کاش اندروہ جاتے تو عمرو کے ہمراہ چھوٹ آتے یا اپنی جانے
دیتے۔ اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کان میں کچھ کہا۔ برق
بہت خوب کہہ کر ایک طرف چلا گیا۔ پھر قران نے اور عیاوں سے بھی کچھ کہا
کہ وہ بھی ایک طرف گئے۔ جب یہ جا چکے تو قران بھی ایک طرف روانہ ہوا۔ جو
اکیلا رہ گیا۔ ایک مقام پر بیٹھ کر ایک عورت بنا ک بدن دوسرا اور گدبدا ایسا دوا کی
دھونی دے کر بنیاا کہ ہیت ہی بدل ڈالی۔چھوٹے چھوٹے' ہاتھ پتلی پتلی انگلیاں کمر پتلی'
کولہے بھاری' مواقف کی تیاری۔ انگیا کسی کسائی ٹھیک' سر میں زری کا موباف پڑا' اونچا
سر گندھا پیشانی ہموار بلند' جٹی بھویں' ستوان ناک ' رنگ گات ابھری رانیں پر گوشت
بھری بھری۔ لباس سر سے پا تک ہلکا پیاری' رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی
مگر مختصر پہنے۔

اس صورت دل فریب سے درست ہو کر ہاتھ میں تھال لے کر کچھ پکوان اور مٹھائی
اس میں رکھے' نہایت نازو انداز سے اس قلعہ ابر کے سامنے آ کر ایک جانب کو روانہ
ہوا کچھ دور گیا۔ ہو گا کہ اضر غام سے قران سے کہا تھا کہ تو عاشق بنتا وہ ایک
مقام پر ژولیدہ' مو پریشان حال گریباں چاک کھڑا تھا۔ دوڑ کر اس نازنین کے قریب
آیا اور پکارا۔"

وہ تمہیں ہو جو چراتے ہو ہمیں دیکھ کے آنکھ

ہم سیدل بھی تو کسی طرح چرایا نہ گیا

یہ کہہ کر پاس پہنچ کر ہاتھ پکڑ لیا' اس زن ماہ پیکر نے کہا: "صاحب تم مجھے کیوں بدنام کرتے ہو۔ ان باتوں میں جان جائے گی۔ اب میری محبت سے ہاتھ اٹھاؤ' ورنہ اچھا نہ ہو گا۔ میں کہاں تک جنگل میں تمہارے لیے آیا کروں جس دن میرا خاوند دیکھ لے گا۔ بڑی آفت آئے گی۔"

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بہ شکل مرد قوی ہیکل سوٹا ہاتھ میں لیے ایک طرف سے پہنچا اور للکارا: "کیوں مالزادی' تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لو تو میں جانو۔ آج میں نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کاٹوں گا۔ یہ بیسوا پن تیرا سب پر ظاہر ہو گیا۔

اس ڈانٹنے کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق بھاگا۔ پھر کچھ مطلوبہ کا بھی خیال نہ کیا کہ اس پر کیا گزرے گی۔

مصنوعی شوہر نے آ کر بال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اس عورت کو مارنے لگا۔ عورت نے شورد داد و بیداد فریاد بلند کیا اور شوہر کو بھی دو ہتر مارتی تھی اور کہتی تھی: "تیرا جارہ ہے' جو میرا جی چاہے گا کروں گی اور تیرے منہ میں پوچھوں کی بھڑوے' آج تجھے تیری غیرت ائی اور کل اس نے دس روپیہ کا کپڑا تجھ کو لا کر دیا تو نے وہ چپکے سے لے لیا۔ یہ نہ جانا کہ آخر یہ کس علاقہ سے دیتا ہے۔ پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہے۔ آج آیا ہے اپنا قرق جتانے اپنی بھینا پر قرق نہیں کرتا' جو دن دہاڑے بار بلاتی ہے۔"

غرضیکہ عورت تو مرد کو دشنا دیتی ہے کاٹ کھاتی ہے اور مرد سونٹے مار رہا ہے۔ شور و غل بے انتہا مچا ہے رات چاندنی تھی اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا۔ طاق ایوان میں وہاں کے ساحر تو بیٹھے ہی تھے۔ انہوں نے یہ بھی ماجرا دیکھا اور مرزبان سے جا کر کہا: "ذرا

چل کر دیکھئے تو جنگل میں عجیب دل لگی ہو رہی ہے۔" یہ سن کر اس نے بھی آ کر ان دونوں کو لڑتے ہوئے دیکھا چاندنی میں عورت کا قد قطعدار ثابت ہوا۔

ایک سحر کا پنجہ بھیجا کہ جا کر عورت کا اٹھا لا۔ اس وقت بڑا ابر ہٹ گیا۔ پنجے عورت نے عورت کو سامنے رکھ دیا۔ ہر زبان نے پاس سے جو رخ زیبا کا نظارہ کیا اوراز سر تاا اس کو دیکھا۔ بیک نظر دیوانہ فریفتہ ہوا اور کہا: "اے گل پیراہن یہ کون تھا۔ جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ معلوم ہوتا ہو گا زور کوب کر رہا تھا۔"

یہ کلمات سن کر اس سیمیں عذرا نے کہا: "آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہیں' جب سے میں اس قصائی کے پلے پڑی ہوں' ہڈی ہڈی میری چور ہے۔ اس وقت آپ نے بڑا غضب کیا' جو اس کے پاس سے مجھے اٹھوا لیا۔ اب وہ بغر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے نہ چھوڑے گا۔ مونڈی کاٹا بڑا بدگمان ہے۔ کہے گا' تبا کس یار نے تجھے بلوایا تھا۔

مرزبان نے کہا: "کیا مجال اس کی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے" عورت نے جواب دیا۔ "کیوں مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی ہے' واسطہ سامری کا اگر مجھ کو آپ نے بلایا ہے تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجئے ورنہ میرے لیے قباحت ہو گی اور اب میں یو تو جا بھی نہیں سکتی۔ وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہاں گئی تھی ہائے لوگو میں کس مصیبت میں پڑ گئی۔ ارے صاحب جلد اسے بلوائیے۔"

مر زبان نے چاہا کہ پنجہ بھیج کر بلائے۔ عورت نے کہا: "پنجہ نہ بھیجئے گا۔ وہ آدمی جلے تن سے نا حق مجھ کو آ کر مارے گا۔ آبرو کے ساتھ بلوائیے گا کہ وہ خوش ہو۔ غ اس کا اتر جائے پھر انصاف کر کے رضا مندی کر کے اس سے طلاق مجھے دلوائیے گا۔"

مرزبان طالق کا نام سن کر شاد ہو گیا اور ایک ساحر کو حکم دیا: "تخت سحر پر بٹھا کر اس کے شوہر کو لے آ۔"

ساحر حسب الحکم تخت لے کر گیا' وہاں وہ مردبک جھک کر رہا تھا کہ ساحر نے کہا: "چلیے جہاں آپ کی زوجہ ہے انہوں نے بلایا ہے اور سوار کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے

مرزبان کے لایا۔ اس نے بعزت تمام بٹھلایا۔ کچھ دیر کے بعد سمجھانے لگا: "زوجہ تمہاری آوارہ ہے کچھ روپیہ مجھ سے لے لو اور اس کو چھوڑو

اس کے مرد نے کہا: "اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں صبح کو اس کا جواب دوں گا۔"

پھر مرزبان نے ایک ساحر کو حکم دیا: "اس کو لے جا کر خیمے میں رکھو۔" ساحر قران کو خیمہ میں لایا۔ پلنگڑی سونے کو چاندی کی دی۔

ادھر عورت سے مربان اختلاط کرنے لگا۔ عورت نے کہا: "میں بھی اپنے شوہر کے خیمے میں جاتی ہوں' جب طلاق ہو جائے گی اس وقت دیکھا جائے گا۔"

مرزبان' اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور کہا: "تم یہیں ٹھہرو" عورت نے کہا: "خوب تم تو پرائی جورو پر لہوٹ ہو گئے۔" یہ کہہ کر اٹھ کہ جاتی ہوں۔"

مرزبان اٹھ کر لپٹ گیا اور قسمیں دینے لگا۔ عورت نے کہا: "ذرا دم لو' میں ابھی جاتی ہوں اور جب وہ سو جائے گا تو کسی حیلہ سے آؤں گی۔ یہ کہہ کر وہاں سے خیمہ میں آئی۔ قران سے سب حال کہا اور کہا: "اب کے جا کر میں مربان کو پکڑ لیتا ہوں۔"

ابھی یہ باتیں کر ہی تھا کہ ایک طرف سے صدا کراہنے کی آئی۔ برق نے خیمہ کے دروازے پر آ کر ایک ساحر سے پوچھا: "یہ کون آہ آہ کرتا ہے۔"

اس ساحر نے کہا: "ناگن کی ماں بیہوش اور بیمار رہتی ہے وہی کراہتی ہے۔"

یہ سن کر برق اسی آواز کی طرف گیا۔ دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اس کے اندر پلنگ پر ایک مریضہ لیٹی ہے ایک جانب چوکی پاخانہ پھرنے کی لگی ہے۔ دور ایک کنیزیں مہ پارہ جوان خدمت کو حاضر ہیں۔ پلنگ کے قریب کچھ نخلخہ بنے ہوئے رکھے ہیں۔ کھیرے کٹے پڑے ہیں کچھ عورتیں پٹی پکڑے بیٹھی ہیں' پنکھا جھل رہی ہیں۔

برق نے خیمہ کے قریب پہنچ کر ایک عورت کو ان میں سے انگلی کےاشارے سے طلب کیا۔ جب وہ اٹھ کر پاس آئی کہا: "کیوں گیان تم نے ہمیں پہچانا۔"

اس کنیز نے کہا: "میں مطلبق واقف نہیں۔"

اس نے کہا: "اب کاہے کو پہچانو گی' میں وہی نوکر مرزبان کی ہوں------ یہ کہتے کہتے

حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے اسے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی۔
برق اس کو اٹھا کر اپنے خیمے میں لایا۔ مگر سامنے سے نہ آیا' پشت پر سے سراچہ چاک کر کے اندر آیا اور درخیمہ جا کر پکار کر کہا: "خیمہ کے اندر ہم زن و شوہر سوتے ہیں' کوئی یہاں نہ آئے' دوسرے جہاں کہیں میں جاؤں کوئی میرا مزاہم نہ ہو"
ساحروں نے جو یہ کلام سنا تو سمجھے کہ زن بدکار ہے شاید کو شوہر کو سلا کر ہمارے میاں کے پاس جائے اور کچھ کرے اس کے درمیان میں بولنا' اچھا نہیں۔ وہ سب تو یہ سوچ کر چپ ہوئے۔
ادھر اس نے کنیز کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے وہی زنانے اسکو پہنائے اور اس کی سی صورت اپنی بنائی اور جس صورت پر آپ عورت بنا ہوا تھا اسی طرح کی عورت اس کو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سونگھیایا کہ وہ ہوشیار ہوئی۔ دیکھا میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہے۔ یہ دکھ کر براہ استعجاب اس نے کیفیت پوچھی۔
برق نے کہا: گیان میں تم کھری باتیں کر رہی تھی کہ ایک ہوا کا جھونکا لگا۔ دونوں بیہوش ہو گئیں۔ اس وقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمہارے منہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ہم نے تم دونوں کو کایا پلٹ کر دیا۔ اس میں تمہارے لیے بہتری ہے اور ہماری مشیت اسی کی مقفضی ہے اور کہا ناگن کو مرزبان کی زوجہ بنا کر اس کا مرتبہ دو مرتبہ بڑھائیں اور تجھ کو اس کنیز کی صورت بنائیں۔"
لو' گیان مشیت خداوند میں کیا چارہ ہے اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہے اس کی میں زوجہ تھی۔ مجھ پر مر زبان عاشق ہے صبح کو میرے شوہر سے طلاق مجھ کو دلا کر مجھے اپنے پاس رکھتا ہے۔ لہٰذا جو کوئی پوچھے اسی مرد کو زوجہ اپنے تئیں بتلانا اور مجھ سے مرزبان نے وعدی لیا تھا کہ جب تیرا شوہر سو جائے تو میرے پاس آنا۔ اب یہ سوتا ہے' تم اس کے پاس جاؤ اور داد عیش و خرمی دو۔ میں تمہارے عوض تمہاری بی بی مریضہ کی خدمت میں جاتی ہوں۔"
وہ کنیز مدت گزری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف میں رہا کرتی تھی۔ زور

زیور دیکھ کر اور اتنے بڑے امیر کی زوجہ ہونا سن کر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا: "گیان اچھے مجھے زبان کے پاس پہنچا دو اور اپنا نام بتلا دو۔"
برق نے کہا: "میرا نام محبوب ہے۔" یہ کہہ کر اپنے ساتھ لیا اور خیمہ مرزبان کا بتلا دیا۔ وہ خیمہ کے اندر گئی۔ مرزبان چشم براہ انتظار تھا۔ اس کو دیکھ کر پکارا۔

آج آتے ہیں وہ کچھ آنکھوں میں فرماتے ہوئے
سحر اور اعجاز اک پردے میں کھلاتے ہوئے

یہ کہہ کر اٹھ کر گود میں لے کر پلنگ پر بٹھا لیا۔ لب سے لب ملایا' شراب کا جام پلایا۔ یہ کنیز نہایت مسرور ہو کر مصروف عیش و طرف ہوئی۔
ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ نعی جادو میں پہنچا اور کاروبار کرنے لگا۔ لیکن شمعوں پر پروانہ ہائے بیہوشی پھینکتا جاتا تھا۔ لمحہ کے بعد شمع سے دھواں بیہوشی بلند ہوا۔ جو لگ وہاں خدمتی تھے' وہ بیہوش ہو گئے۔ اس وقت افعی کے منہ پر بھی غبار بیہوشی دیا ایک تو وہ بیہوش ہی رہتی تھی اور بھی مردے کے طرح ہو گئی۔
برق نے اس کو اٹھا کر ایک گوشہ خیمہ میں لا کر دری اور چاندنی وغیرہ میں چھپا دیا اور آپ اس صورت بن کر اسی کا لباس پہن کر مریضوں کی طرح پلنگ پر آ کر لیٹ رہا۔ کبھی غش ہو جاتا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور پلنگ کے پاس جو عورت بیہوش تھی اس کو چھینٹا دے کر ہوشیار کیا جب اس کی آنکھ کھلی تو کنیز سے کہا: "مجھے اکیلا ڈال کر سب کم بختیں سو رہی ہیں۔ دوران ان پر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہو جائیں اور میرے ہاتھ پاؤں انیٹھتے ہیں۔ ذرا دبائیں۔" اس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور وہ سب اس کی خدمت میں مصروف ہوئیں۔ اس عیاری کرنے میں وہ شب اخیر ہوئی۔
صبح کے وقت ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور مرزبان بھی اس عورت سے لوٹ

ہو رہا تھا۔ صبح اٹھ کر اس کے لیے کنیزیں بہر خدمت مقرر کیں۔ نواکہات کی ڈالیاں
کھانے کو منگا دیں مصنوعی شوہر کو اس کے بلا کر ہمراہ لیا کہ عمرو کے قتل سے فراغت

ہولے تو تمہیں مال و زر دے کر خوشنود کروں۔
غرض یہ کہ کل لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا۔ ایک طرف سے ناگن سوار ہو کر آئی۔
سب فوج درست ہو کر پرا باندھ کر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان میں پھر رہے
تھے اور چبوترے ریگ کے بنے تھے۔ بوریئے بچھے تھے اس پر لا کر عمرو کو بٹھایا اور
سرخ مو خورشید کی زبانیں چھید کر سوزن دے کر ان کے بھی زیر تیغ بٹھایا۔ اس وقت
سحر پڑھا کہ وہ ابر کا حصار برطرف ہوا۔ اس لیے کہ مہ رخ وغیرہ اپنے ساتھیوں کا
حال خراب دیکھیں۔ پھر تو عمرو وغیرہ کو یقین اپنی موت کا ہو گیا اور بلبلا کر رجوع
قلب سے دعا کرنے لگا: "اے پروردگار مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اپنی
موت تین بار میں خود نہ طلب کروں' اس وقت تک نہ مروں۔ خداوند تو سچا ہے اور
تیرا قول سچا ہے اور تو عالم اور دانا ہے' کہ میں نے موت کا خیال بھی نہیں کیا۔
یا الٰہ اپنے برگزیدہ حبیب کے نور کا واسطہ مجھے ان کافروں کے ہاتھ سے نجات دے۔"
یہ دعا کر رہا ہے وہاں جلادوں نے حکم پوچھا: "مار ڈالنا ہمارا کام ہے جلانا خدا کا کام ہے۔
ذرا سمجھ بوجھ کر حکم دیجئے یہ لوگ بڑے زبردستان روزگار سے ہیں۔ قتل کرنا آسان
نہیں ہے۔"
مرزبان نے کہا: "لاکھ حکم کا ایک حکم کہ جلد سر کاٹ کر ان گنگاروں کے حاضر کرو۔"

جلاد تو حکم پوچھ رہے تھے اور حصار ابر کا دفع ہونے سے ضرغام اور جانسوز' جو بیرون
لشکر تھے۔ ساحروں کی صورت بدل کر لشکر میں آ کھڑے ہوئے۔
ادھر جلاد حکم ثانی اور ثالث پوچھ رہے تھے اور تیغہ کھینچ کر قتل کے لیے چلے تھے کہ
عیاروں نے پتھر گوپھن میں رکھ کر مارے۔ ان کے سر پر آ کر پڑے کہ سر کی کھوپڑیاں
کٹ کر دور جا گریں۔ سب ساحر عمرو کے قتل ہونے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی

نے یہ نہ دیکھا کہ جلادوں کو پتھر کس نے لگائے۔ ان کے مرنے کا ایک غوغا سا بلند ہوا۔ اب کوئی جلا دی کا نام نہیں لیتا۔

اس وقت مر زبان نے کہا: "میں خود قتل کرتا ہوں۔"

یہ سنتے ہی قران جو پاس کھڑا تھا۔ اس نے کہا: "آپ ٹھہریئے' میں قتل کرنے جاتا ہوں۔ میں سب جلا دوں کا باپ ہوں۔ دم بھر میں سینکڑوں کو مار ڈالتا ہوں۔"

یہ سنکر مرزبان نے کہا: "جلد ان تینوں کو قتل کر میں مجھے بہت خوش کروں گا۔"

قران نے کہا: "پہلے انعام منگا دیجئے تو قتل کروں۔"

اس نے سو روپے منگا کر عنایت کیے۔ یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ناگن کو کنیزیں روتی پیٹتی آئیں۔ اس نے پوچھا "کیا ہے؟"

کنزیوں نے کہا: "جلد چلیے ماں آپ کی دم توڑ رہی ہے آخری دیدار دیکھ لیجۓ۔"

ناگن بیتابانہ دوڑی۔ وہاں برق ہاتھ پاؤں ٹیک رہا تھا۔ موت کا پسینہ ماتھے پر تھا۔ تشنج ہو رہا تھا۔ غش طاری ہوئی تھی کہ ناگن "ہے ہے اس بندی کی ماں" کہتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا۔ کچھ لمحے کے بعد ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور کہا :میری بیٹی آئی۔"

ناگن نے کہا: "اماں کھڑی تو ہوں:"

برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھتی سے لگایا اور کہا: "بیٹا ذرا کنیزوں کو یہاں سے ہٹا دو تو میں کچھ وصیت کروں۔"

اس نے سب لونڈیوں کو دور ہٹا دیو جب تنہائی ہوئی برق نے کہا: "لونڈیاں کہتی تھی کہ بی بی کے پسینے میں بو آتی ہے۔ ذرا تو سونگھ کر دیکھ تو میرے پسینے میں مردے کی بو آتی ہے۔

ناگن یہ کلام سن کر براہ غضب بولی: "یہ کون سی غیبانی کنیز ہے جس نے بیمار کے منہ پر یہ کلمات کہے۔ مارے کوڑوں کے کھال اتار دوں گی۔"

برق نے کہا: "بیٹا خفا نہ ہو' تمہیں میری جان کی قسم ماتھے پر سے پسینہ لے کر ذرا

سونگھ تو اگر بو آتی ہے تو کنیزوں کو کچھ نہ کہنا۔ وہی ہیں اور جھوٹ نکلے تو سزا دینا۔"
اس کے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پونچھ کر سونگھا۔ برق نے تو بیہوشی منہ پر

پہلے ہی مل رکا تھی۔ یہ سونگھتے ہی بیہوش ہو گئی۔ برق اٹھ کر اور دوڑ کر اس کی ماں
کو دری سے نکال کر قریب اس کے لایا اور دونوں کو برابر لٹا دیا۔
ادھر قران جب سو روپے انعام کے لے چکا۔ بغدہ کمر سے نکال کر گویا ہوا : "کہیے
آپ قتل کروں۔"

مرزبان نے کہا: "کچھ سودائی ہوا ہے۔"

قران نے کہا: "آپ کے پیچھے ایک صاحب کھڑا اشارے کر رہے ہیں کہ مرزبان کو
مار ڈالو۔"

یہ سن کر مرزبان نے مڑ کر دیکھا۔ قران نے اس زور سے بغدہ مارا کہ سرکٹ دس
قدم دور جاگرا۔ ایک شور عظیم برپا ہوا۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ ساحر لینا لینا کہہ کر
دوڑے تھے کہ ادھر برق نے ناگن اور افعی دونوں کے سر جدا کر ڈالے آندھیاں اٹھیں'
بیر غل مچانے لگی۔ ساحروں کی فوج بد حواس ہو کر اس طرف دوڑی۔ برق خنجر تانے
تو کھڑا ہی تھا اس لشکر میں گھس گیا۔ قران اور ضرغام اور جانسوز بغدے پکڑ کر
نیچے کھینچ کر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت ساحروں نے نارنج و ترنج ان پر مارے لیکن
ناگن وغیرہ کے مرنے سے خورشید کے افسروں' سرخ مو اور عمرو پر سے سحر کی قید دفع
ہو گئی تھی۔

عمرو نے اٹھ کر سرخ مو کی زبان سے سوزن نکال لیا۔ ادھر خورشید بھی چھوٹا۔ دونوں
نے عیاروں کو کھڑے دیکھا' دیکھ کر رد سحر پڑھا کہ نارنج و ترنج ساحروں کے بیکار گئے
اور ان دونوں نے لڑنا شروع کیا۔ آگ برسنے لگی۔ پتھر گرنے لگے' برف پڑنے لگی۔

جب یہ ہنگامہ ہوا مہ رخ جو فوج ساحران لیے منتظر ٹھہری تھی آ کر حملہ آور ہوئی۔
العیاذ' اللہ پھر تو وہ حشر برپا ہوا کہ یقین تھا۔ روز قیامت جان کر مردے قبر سے باہر

نکل آئیں گے۔ گولے فولادی اور گچھے پیکان اور سوئی کے چلنے لگے۔ رعد چیخیں مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگے' حریف کے دو ٹکڑے ہونے لگے۔ بہار نے بہار کا عالم پیدا کیا۔ مخمور نے لوگوں کو مست ولا یعقل بنایا' سحر کی تلوار بڑے گھمسان چلنے لگی' لاش پر لاش گرنے لگی۔

غرض شکست فاش کھا کر بقیتہ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور مہ رخ اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح و ظفر خورشید اور عمرو وغیرہ کو لے کر اپنی بارگاہ میں آئی۔ عمرو پر سے تصدق بہت اتارتا۔

خورشید اپنی بہن ہلال سحر افگن سے ملا اور بار ہزار سحار اس کی فوج کے حاضر ہوئے۔ اس کی بارگاہ استادہ ہوئی۔ مہ رخ نے خلعت عنایت کیا اور جشن ہونے کا حکم دیا۔ ساقی و مطرب جام بادہ ارغوانی اور ساز خوش آہنگ لے کر حاضر ہوئے۔ جلسہ عیش کا آغاز ہوا۔

ادھر شکست خوردہ فوج ناگن وغیرہ کی لاشیں لیے لشکر حیرت میں پہنچی اور بارگاہ میں شاہ طلسم کے سامنے لاشیں رکھ دیں۔ حقیقت ظلم عیاراں بیان کی۔ افراسیاب نے سب ماجرا سن کر کف افسوس ملے اور منہ کو پیٹ لیا۔

حیرت نے کہا: "اے شہنشاہ! آپ شراب کے نشہ میں بدمست رہتے ہیں۔ نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیاروں کا ظلم بڑھتا ہے اور آپ طرح دیتے ہیں' یہ تابہ کجا میں جانتی ہوں کہ ایک دن مجھے بھی آ کر وہ مار ڈالیں گے۔ اب میرا جی چاہتا ہے کہ اپنا گلہ ہاتھ سے کاٹ ڈالوں۔"

افراسیاب نے اس وقت بی بی کو رنجیدہ دیکھ کر گلے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہیں۔ دیکھو تو میں ان باغیوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں' بوند بوند پانی کو ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیاروں کی مکاری کا معلوم ہو گیا ہے۔ مقامہ طلسم بہت نازک ہے' ذرا چوکے اور بلائیں گرفتار ہوئے۔ دیکھو طلسم کشا بند ہے مگر آئین طلسم ایسا

ہے کہ قتل نہیں کر سکتا۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں، یکایک بجلی چمکی اور فلک پر سیاہ بادل ظاہر ہوئے بجلیاں سنہلی رو پہلی چمکنے لگیں۔ پھر وہ ابر شفق ہوا اور ایک ساحر ہنس پر سوار مالے پہنے جواہر زیب بدن کئے بصورت مہیب ماران سیاہ سرخ سر سے لپیٹے زمین پر اترا۔

اس کو دیکھ کر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا ہوئی "آہ میرے بھائی بیرن۔" یہ کہہ کر گلے سے لگانے چلی۔

اس نے اول شہنشاہ کو مجرا کیا۔ پھر ملکہ حیرت کے سینے سر بادب تمام لگایا۔ اس نے بلائیں لیں۔ اپنے پاس بٹھایا اس وقت فوج ساحران جو اس کے ساتھ آئی تھی باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی۔ ہر ایک کو حکم اترنے کا ملا۔ ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجیب گہما گہمی ہوئی۔

یہ ساحر ملکہ حیرت کا خالہ زاد بھائی، عنقا ستارہ، پیشانی نام ہے اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہے۔ ملک سیارہ اس طلسم میں ایک شہر ہے کہ وہاں کا بادشاہ ہے۔

جب اس نے سنا کہ ایک بہن میری باغیوں کو شریک ہو گئی ہے۔ اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف بہر جنگ خیمہ زن ہے تو اس کی مدد کے لیے لاکھ ساحر سے آیا ہے

خلاصہ کلام جب یہ بادام تمام بیٹھا۔ ساقی نے شراب لا کر بحکم شاہ جاوداں اس کو دیا۔ ناچ کے اس کے سامنے ہونے لگا۔

اس نے پوچھا: "اے شہنشاہ آپ نے اس قدر نمک حراموں کو مہلت کیو دی کہ ان کے ساتھ جمعیت کثیر ہو گئی۔ نساد زیادہ بڑھا۔"

یہ سن کر شاہ نے عیاروں کو بدذاتی کا حال در جو کچھ ماجرا طلسم میں گزر چکا تھا بیان کیا اور عیاروں کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا۔

عنقا نے کہا: "غلام کو اجازت دیجئے کہ جان کر ان عیاروں کو باندھ کر اور سر باغیوں کے کاٹ کر حضور میں لائے۔

شاہ نے کہا: "تم میرے فرزند ہو تمہیں میں نہ بھیجوں گا۔"

ادھر ملکہ حیرت نے کہا: "بھیا میں تمہیں لڑنے نہ دوں گی۔"
اس نے کہا: "میں ضرور لڑوں گا اور گر تم نے منع کیا تو میں اپنے تئیں ہلا کر ڈالوں گا۔"

شاہ نے کہا: "اچھا دو ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تم آئے ہو۔"
اس نے ہ مانا اور حکم طبل جنگ دیا۔ شاہ طلسم اسی کو نشیب و فراز عیاراں کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب پار دریائے سحر کے گیا۔
ادھر شام ہوئی اور صدائے قرنا اور طبل جنگ کا شور تھا۔
یہ خبر طائران سحر لے کر دربار مہ رخ نامدار میں پہنچے اور بہ شکل انسان ہو کر بصد ادب عرض پیرا ہوئے: "اے سلطانیہ دولت و اقبال' لشکر مخالفت میں عنقائے ستارہ پیشانی نامی ساحر بد انجام نے آ کر طبل رزم کو بجوایا ہے۔ بکھیڑا مچایا ہے۔" یہ خبر عرض کر کے چلے گئے۔ عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور مہ رخ نے بھی حکم نواخت طبل لشکر حرب کو دیا۔ کوس جدال پر چوب پڑی ملک چکرایا زمین تھرائی اور ساحروں کے سحر کرنے اور پڑھنت پڑھنے کی باری آئی۔ بہاروں نے آلات حرت و حاضر کی درستی شروع کی

کسی نے کی پڑھنت اس جا پہ آغاز
کہیں ناقوس کی برپا تھی آواز

کسی نے موم کا گولا بنایا
کسی نے سامنے دھولا بٹھایا

کوئی اگیار کرتا تھا کوئی جاپ
کوئی کرتا تھا پن تا دور ہو پاپ

سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار
کہیں خنجر کہیں گرز گراں بار

نقیبوں کی صدا تھی ہاں خبردار
زرہ سے خود سے جوش سے ہوشیار

نہیں ہے یہ مقام ننگ وا کراہ
شکست و فتح کا مالک ہے اللہ

رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا
ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا

نہیب تیغ براں سے کٹی شب
گریزاں سب نظر آتے تھے کوکب

صبح کے وقت مہ رخ عیش گاہ سے نکل کر سوار ہوئی۔ ہر ایک سردار ساحران ذیو قار نے مجرا و سلام کر کے تخت کو قلب لشکر میں رکھ لیا اور سمت میدان جنگ چلے۔ طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے۔ شعلہ ہائے آتش بلند گرو گروہ ساحر نیرنگ بازی اور شعبدہ پروازی سحر کی دکھاتے شیر کی سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا بناتے سلیں برف کی برساتے روانہ ہوئے دشت قتال میں پہنچے۔
اس طرف سے بھی رایت ہائے رنگا رنگ پیدا ہوئے اور بنگلہ خوشنما بروے ہوا اڑتا ہوا ملکہ حیرت کا آیا اور ساحروں نے غل "یا سامری و جمشید" کا مچاتا اس بنگلہ میں مصور اور صورت نگار مقیم تھے اور حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی بنگلے کے گرد ساحر کی گردن اور شیر آتشیں پر سوار کوڑے ماران سیاہ کے ہاتھ میں لیے صورتیں مہیب بنائے

وارد ہوئے اور ایک سمت سے عنقا ہنس پر سوار برابر اس کے ایک لاکھ ساحروں کی قطار نمودار ہوئی۔ اس کے ساحروں نے الگ پرا جمایا۔

پہلے میدان جنگ سے پتھر چن کر زمین کو آئینہ کی طرح صاف کیا۔ پھر ابر سحر برسا کر گرد و غبار کو بٹھایا۔ دونوں لشکروں میں ترغیب کا آغاز ہوا۔ صفیں درست ہو کر جم گئیں۔ پھر دونوں طرف سے نقیب نکل کر پکارے: "وہاں دلیر و نام کی جگہ ہے جان پر کھیلو نشان جرات میدان شجاعت میں نصب کرو۔

یہ صدا دے کہ جب نقیب ہٹے شکر عنقا سے گزارہ مار زبان نامی ایک سردار میدان میں آیا اور سحر کی نیز نگیاں دکھا کر مقابلہ کے لیے پکارا۔

یہ سن کر لشکر مہ رخ سے ایک سردار خورشید غزالہ کوہ سیر نامی اژدر اڑا کر اس کے مقابل جا کر ہوا اور ایک مارا کہ ہزاروں سانپ اس میں سے نکلے اور حریف پر آ کر حملہ آور ہوئے۔

غزالہ نے اس وقت ناریل مار کر زاروں عقرب ناریل سے نکل کر سانپوں سے لڑنے لگے۔

گزارہ نے پھر کچھ سحر پھونکا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا اور تھپڑا اٹھا کر غزالہ پر آیا اس نے ہزار ہا سحر پڑھے مگر جانبر نہ ہوئی۔ شیر کا پنجہ پڑ گیا یہ اژدر پھر سے اگرا شیر نے ہلاک کر ڈالا۔ لشکر حریف میں شور تہنیت بلند ہوا۔

اس وقت مہ رخ نے بغضب تمام تخت اپنا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک لونگ پھول دار نکال کر سحر پڑھ کر کھینچ ماری وہ لونگ ترسول بن کر چلی' ہر چندہ گزارہ نے سحر رد کیا' مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا ترسول سینہ کے پار ہو گیا پھر شور بلند ہوا۔

عنقا خود ہنس اڑ کر میدان میں آیا اور سحر پڑھ کر دی چار ہزار سار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آ کر ایک جگہ ٹھہرا اور اپنے نیزے کو ہر ایک نے گردش دی' سنانوں سے ان کی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوا لشکر مہ رخ پر گرا اور جس کے سر پڑا توڑ کر زمین پر آیا۔ اب و مبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا ہے اور ہزاروں ساحر مرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مشکیں موئے کا کل کشا بمن ملکہ

سرخ موکی آگے بڑھی اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالوں سے نکل کر لشکر حریف پر گرنے
لگے عنقا نے اپنے سواروں کو للکارا: "لینا اس کو" ایک نیہ دار نے نیزہ' اس کی طرف
چمکایا کہ سنان برچھی کی ٹوٹ کر گری۔ مشکیں پو پر آئی۔ یہ بزور سحر اڑ گئی۔ مگر
سنا ایڑی پڑی پر و توڑ کر پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی۔ اس وقت ملکہ یاقوت نے ایک
ناریل مارا کہ عنقا نے ناریل رد کے کے پھر سوار کو للکارا۔ اس نے برچھی ہلائی ستارہ
ٹوٹ کر ران پر یاقوت کی پڑا کہ توڑ کر زمین پر گرا اس عرصہ میں تاریکی ہو گئی اور
ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے۔ ہزاروں ساحر مہ رخ کے مرنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر
بہار جو تخت پر بہزاراں نازو انداز سوار تھی اور گلدستے سامنے اس کے رکھے ہوئے تھے۔
مہ رخ سے اجازت لے کر سمت فلک اڑ گئی اور صدا کڑکڑاہٹ کی ہوئی۔ پھر ایک
آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار جادوگرنیاں در درکوش مرصع پوش حسن
میں لیلی سے بہتر خوباں جہاں کی افسر' ایک ایک ہاتھ میں دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئیں
اور بہار فلک پر سے اتری ہاتھ میں ایک گیندا لیے تھی اس گیندے کو سامنے عنقا کے
اس نے پھینک دیا۔ عنقا نے دوڑ کر اٹھا لیا اور ان نازنینوں نے گلدستے سامنے نیزہ داروں
کے پھینکے کہ انھوں نے اٹھا اٹھا لیے اور سونگھ سونگھ کر مست ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے
لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی جانب چلا۔ اس وقت حیرت کے بنگلے سے
کودی اور وہ سحر پڑھتی آگے بڑھی۔ بہار نے ایک گلدستہ جنگل کی طرف پھینک کر
صدا دی کہ "اے بہار اسی وقت جھونکے نسیم عنبر شیم کے چلنے لگے اور میدان میں خوشبو
پھیلی۔ یکایک آنکھیں سب کی بند ہو گئیں۔ پھر آنکھ کھلی اس میدان کو بہتراز گلزار
فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن نہال گلشن پر ہزار طرح کا جبن کہیں
بنفشہ اور کہیں یاسمن زلف' و رخ سبز رنگاں دہر کو شرماتے۔
اس چمنستاں پر فضا مین وہ نیرنگ ساز حسن یعنی ملکہ بہار کنزیاں گلغداد کے لاکھوں بناؤ
کئے مصروف گلگشت تھی۔ اس وقت اس کے رخسار زیبا پر بہار ہزار گل نثار کرتی اور

نرگس پنجہ مژگان سے اس کے چشم مردم فریب کی بلائیں لیتی۔
اس جمال دلربا کو دیکھ کر حیرت و عنقا اور مصور و صورت نگار مع سرداراں وغیرہ کے

دیوانہ دار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے سمت اس عشوہ ساز غارت گر ایماں کے چلے۔
سردار تو اسی طرح بیتابی کرتے تھے اور لشکری شمیم گلہائے عطر فشاں سےبیہوش ہو گئے
تھے۔ اس وت مہ رخ نے اس فوج پر حملہ کیا۔ ہزاروں کو ذبح کر ڈالا اور ہزاروں
کو زندہ اسیر کر لیا' دریائے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بیگرو و بہ بند برپا ہوا۔ بیر سحر
کے غل مچاتے تھے۔ ساحروں کے مرنے سے آندھیاں اٹھتی تھیں شور و غوغا بلند تھا۔
یقین تھا کہ حریف کے کل لشکر کا آج ہی خاتمہ ہو جائے گا کہ یکایک فلک پر ایک
صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا "میرا نام افراسیاب جادو ہے۔"
بہار کے حسن دلوایز کو دیکھ کر شاہ جاوداں نے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ دل نے کہا: "چل
کر اس وقت اس کے قدموں پر گرا اور عذر کر کے غزل تا تار خوبی کو کہ تجھ سے
رم خوردہ ہے رام کر "مگر اپنے سارے لشکر کو برباد دیکھ کر سمجھا کہ یہ محبت اس کی
باعث اس سحر کے ہے کہ دل تیرا زارا درانہ خود رفتہ و بیقرار ہے یہ سوچ کر ایک
برق ہاتھ ہلا کر گرائی کہ بہار کا چمنستان جلنے لگا اور بہار اپنا سحر باطل ہونے سے بیہوش
ہو گئی۔ شاہ طلسم نے پنجہ سحر بھیجے کہ حیرت اور مصور صورت نگار و عنقا کو اٹھا کر
سمت باغ سیب لے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے حیرت کے لشکری ہو کر فوج مہ
رخ و بہار پر حملہ آور ہوئے۔
مہ رخ نے شاہ جاوداں کو دیکھ کر خیال کیا کہ لڑائی بن کر بگڑ گئی۔ اب سب گرفتار
ہو جائیں گے۔ یہ سوچ کر طبل امان بجوا کر پھری۔
ادھر شاہ طلسم نے اپنے سے کمترین لوگوں کو تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا۔
ادھر لشکر حیرت کا خستہ و شکستہ جا کر فروکش ہوا۔ اس طحر مہ رخ داخل بار گاہ ہوئی
اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرور کار دیا تھاپ طبلے پر پڑی۔ ناچ ہونے لگا۔
سب عیش و نشاط میں مصروف ہوئے اور بہار کچھ عرصے کے بعد ہوشیار ہوئی۔ اسماء رو

سحر ہر ایک نے اس پر پڑھ کر دم کئے۔ اس وت حواس ٹھکانہ ہوئے۔ غرض یہ کہ یہ تو سب مصروف ناؤ نوش ہیں ادھر افراسیاب جب باغ میں پہنچا۔ حیرت وغیرہ کو مست و لا یعقل دیکھ کر آب چشمہ سامری ان پر چھڑکا کہ وہ سب بھی ہوشیار ہوئے اور شاہ سے پوچھا: "ہم یہاں کیونکر آئے۔"

افراسیاب نے سب حال بیان کیا: "آج بہار نے تم سبھی کو مار ڈالا ہوتا۔ میں جا کر اٹھا لایا۔"

یہ سن کر مصور مارے غصے کے تھرتھر کانپنے لگا اور بولا اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نہ کیا اور مجھے برسر میدان ذلت دی۔ اب میں جاتے ہی کام سب کا تمام کروں گا۔ اب تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ میرے دادا سامری کے سب بندے ہیں۔ کیا انہیں غارت کروں۔" یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ اٹھے لیکن عنقائے دست بستہ عرض کیا:

"اب تو غلام سے واسطہ پڑا ہے' حضور تامل فرمائیں ایک بار اور مجھے جانے دیں۔"

یہ عرض کر کے اڑتا ہوا لشکر حیرت میں آیا اور باقیماندہ اپنی فوج کو لے کر کوچ کر کے دامن کوہ میں پہنچ کر خیمہ استادہ کرایا سب فوج اتری اور یہ بھی داخل خیمہ ہوا اور مے نوشی میں مشغول رہا۔

سرشام اس نے خون خوک (سور) سے چوکا دیا زمین کو لیپ کر آپ بھی اسی خون سے نہا کر چوکے میں بیٹھ کر موہن بھاگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ نذر سامری دے پڑھنت پڑھی۔ سحر کے بیر حاضر ہوئے ان کو موہن بھوگ کھلایا' جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایک سو ایک جانور پرند منگا کر کے خون ان کا بھینٹ دیا شراب گیار میں ڈالی۔ ایک موم کا سانپ بنایا۔ انگلی چیر کو خون سانپ پر ڈالا کہ وہ زندہ ہو کر خون چاٹنے لگا۔ اس سے کہا: "جا کر میرے دشمنون کو پکڑ لا' وہ سانپ اڑ کر روانہ ہوا۔

یہاں بارگاہ میں جلسہ عشرت جمع ہے۔ مہ رخ تخت پر جلوہ فرما ہے کہ سانپ فلک پر سے اتر کر آیا۔ اسے دیکھ کر ساحروں نے ہزاروں سحر کئے کہ کسی طرح اس کو مار ڈالیں لیکن وہ سانپ مہ رخ کی قمر میں لپٹ کر اڑا۔ صدہا' ترنج و نارنج ساحروں نے اس پر مارے۔ مگر کچھ نہ ہوا وہ مہ رخ کو اڑا کر لے گیا اور عنقا کے سامنے لایا۔

اس نے کہا: "کیوں اے مہ رخ نمک حرامی کا ثمرہ دیکھا۔" یہ کہہ کر خیمہ کے اندر لے گیا اور صندوق میں بند کر دیا اور اپنے سحر میں ایسا مبتلا کر دیا کہ مہ رخ بیہوش ہو گئی۔

بعد ازاں پھر اس سانپ کو بھیجا۔ یہاں تمام دربار میں شاہ لشکر کے جانے سے درہمی تھی۔ شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا۔ بہار سرگرم انتظار تھی کہ لشکر برباد نہ ہو۔ بازاریں لٹی نہ جائیں۔ بعض سردار مہ رخ کے غم میں گریباں چاک وگریاں تھے کہ وہ سانپ پھر پیدا ہوا اور سرخ مو کی کمر میں لپٹ کے اڑ گیا۔ سب نے لاکھ لاکھ سحر کیا' کچھ نہ ہوا۔ ہو سامنے عنقا کے لایا۔ اسنے اس کو بھی برا کہہ کر مسحور بسحر کر کے صندوق میں بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ کیا۔ یہاں پہلے سے زیادہ شور تھا۔ عیار بھی شور سن کر لشکر میں آئے تھے کہ سانپ طاؤس کی کمر میں آ کر لپٹا اور اڑا کر لے گیا۔ عیار پیچھے پیچھے تعاقب میں چلے۔

ازبسکہ عمرو دوندا بید رنگ ہے یہ سانپ کے برابر پہنچا۔ یہاں تک کے عمرو دامن کوہ میں جب پہنچا۔ دیکھا کہ ایک لشکر ساحروں کا اترا ہوا ہے اور ایک جانب سے سامنے خیمہ کے عنقا بیٹھا مشغول سحر خوانی ہے اور وہ سان اس کے روبرو طاؤس کو لایا۔ اس نے لعنت ملامت کر کے لے جا کر اس کو بھی قید کیا۔ جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا۔ دل سے کہا: "اس حرامزادے کو واصل جہنم کرنا چاہیے۔

یہ سوچ کر پہلے صحرا میں آ کر زفیل عیاری بجائی اور عیاری جو دوڑ چلے آتے۔ زفیل کی صدا پر دوڑ آئے۔ دیکھا تو استاد کھڑے ہیں سامنے باادب آ کر ٹھہرے۔

عمرو نے کہا: "جاؤ اور بہار سے کہو کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل میں آ کر ٹھہرے۔ مگر سب سرداروں کو ساتھ لائے بارگاہ میں اسی طرح لوگ بیٹھے رہیں۔ تاکہ سانپ خالی نہ پھرے۔ اس لیے کہ سحر عنقا کا ہے اگر مار خالی جائے گا تو وہ ہوشیار ہو جائے گا۔ میری عیاری میں فرق پڑے گا۔ ملکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ بنا کر وہاں ٹھہرا کر یہاں آئے تو اچھا ہے۔" یہ حکم سن کر برق لشکر میں گیا اور بہار سب کیفیت کہی۔

بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بنا کر اس جگہ چھوڑا اور کہا: "میری طرح حکم احکام دینا' جو کوئی پوچھے اپنے تئیں بہار بتانا۔"

یہ کہہ کر اپنے ذاتی لشکر کو تیاری کا مخفی طور پر حکم دیا جب سب کمر باندھ کر مستعد ہوئے یہ بھی طاؤس پر بیٹھ کر بموجب نشان وہی برق کے اسی صحرا کی طرف چلی۔

کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بہار لشکر میں نہیں ہے بلکہ سب جانتے ہیں بہار موجود ہے۔ اور وہ سانپ و مبدم آ کر ساحروں کو لے جاتا ہے ایک ہنگامہ برپا ہے۔ ساحر واسطہ ہے جناب حیدر کرار کا دلا رہے ہیں۔

ان کو مصروف دعا رکھیے اور حال ہر سپہر عیاری کا سنئیے کہ انہوں نے کئی بار باغ سیب کو دیکھا ہے اور وہاں جو کنیزیں خدمتی شاہ طلسم کی ہیں۔ ان کی صورتیں صفحہ خیال اور لوح دل پر اپنے مرتسم برائے ضرورت کر رکھی ہیں۔ چنانچہ سامنے رکھ کر ان کنیزوں میں ایک کنیز کی تصویر خیالی پیش نظر خرما کر اپنی شکل ویسی ہی بنائی۔ اس وقت کی دستکاری پر مشاطہ حسن یقین تھا کہ ہاتھ چوم لے اگر ایسی تصویر مانی و بہزاد کھینچنے بیٹھے تو ہر اعضا پر اپنا عجز لکھے کہ ہم سے جیسی اصل شبیر تھی ویسی نقل نہ ہو سکی۔

پیشوار مار جواہر کار سے مزیں و مجلی جسم نازنین کو کیا زیور مرصع لعل و گرہ کا از سرتا پا پہن کر ایسی صورت آئینہ میں دیکھ کر عش عش کرنے لگا اور تخت زر جدشا' کا جو کہ حکیم نے اس حکمت کے ساتھ بنایا ہے کہ بروئے ہوا اڑتا ہے۔

واضح ہو کہ زر جد شاہ ایک بادشاہ ملک زر جد نگار مین تھا کہ بد سحر و مامہ جادو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اس کے پاس ایسا تھا کہ اس پر بیٹھ کر اپنے قصر پر کہ وہ بزور سحر مطلب مین سو ساٹھ گز زمین سے بلند تعمیر تھا' جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا تھا اور جب برابر کمرے کے لوح کو رکھو تو نیچے نیچے بروئے ہوا رواں ہوتا تھا جاور جب پاؤں کے نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اترا آتا تھا۔ فی الجملہ جب امیر سے اور اس بادشاہ سے مقابلہ تو زمین پڑا اور وہ

مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا۔ ازبسکہ ساختہ حکیم تھا۔ اس سبب سے وہی تاثیر اڑنے کی تخت میں باقی ہے۔ اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو اس بادشاہ کے مرنے کے بعد اثر کا جاتا رہتا۔

لہٰذا اس تخت کو زنبیل سے نکال کر کنارے کنارے اس کے گلدستے چنے اور گلدستوں پر عطر بیہوشی خوب چھڑکا اور ایک طرف گلابی شراب کی مع جام زریں رکھ کر عمرو بہ شکل محبوبہ دلنواز سوار ہوا اور تخت اڑا کر اسی جگہ آیا کہ جہاں عنقا چوکے میں بیٹھا تھا اور اس دفعہ سانپ مشکیں مو کو پکڑ کر لایا تھا وہ اس اسیرہ سے عتاب و خطاب کر رہا تھا کہ عمر نے پازیب اپنی بجائی۔ عنقا نے جو خلخال کا چھما سن کر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر آگیں نظر آیا کہ جیسے ستارہ ٹوٹ کے زمین پر اتر آتا ہے۔

عنقا یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہے فی الفور کھڑا ہو گیا یکایک وہ تخت زمین پر اترا۔ اس وقت اس نے اس صورت دل فریب خوروش برق کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال دیدہ وہم و گماں نے بھی اس کے نہ دیکھا تھا۔ رعب حسن سے ہچکچ ہو کر رہ گیا۔

لمحہ کے بعد قریب تخت گیا اور گرد اس کے پھرنے لگا۔ وہ راحت جان چھم چھم کرتی تخت سے اتری اور مسکرا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے کہا: "اے مایہ زندگانی و آرام تو کس قاف کی پری ہے کہ سایہ وجود دلیری جو پر پڑے وہ ہم طائع ہما ہو جائے اس حور کردار نے لب لعلیں سے یوں گہریزی فرمائی: "میں کنیز شہنشاہ ہوں' تمہاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہے اور کتاب سامری دیکھ کر حریفوں کا گرفتار کرنا معلوم کر کے بہت تعریف فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ قیدیوں کو اچھی طرح رکھنا مویوہ اور گلدستہ اور شراب بھیجی ہے۔ یہ تحفہ لے لو اور اپنی خیریت لکھ دو کہ میں جاؤں۔"

جانے کا نام سن کر اس کے ہوش پران ہوئے۔ ایک سرد آہ بھر کر پکارا۔ اے نازک بدن دل بیتاب کو تڑپا کر اب کہاں جاؤ گی۔ میرے صد سینے پر لمحہ پر آرام کرو۔"

اس سراپا ناز نے ہنس کر جواب دیا: "میاں حواس میں آؤ۔ میں شاہ طلسم کی منظور نظر ہوں۔ اگر کسی سے وہ ہنستے دیکھ لیں تو نہ معلوم کس بلا میں مجھے پھنسائیں۔ ناک چوٹی میری کٹوائیں۔ چلو ہٹو مجھے جانے دو۔"
اس رکھائی کو دیکھ کر عنقا نے سر قدموں پر رکھ دیا اور کہا: "میں حیرت کا بھائی ہوں۔ تجھ کو شاہ طلسم سے مانگ لوں گا اور مجھ سے ہنسنے بولنے میں شہنشاہ ناراض نہ ہوں گے۔"
غرض کر اس کے منت کرنے سے کنیز نے کہا: "اچھا کہو مطلب کیا ہے۔"
اس وقت تو اس نے گود میں اٹھا لیا اور خیمے کے اندر لایا مسند ناز پر بٹھایا۔ وہی شراب جو یہ نازنین لائی تھی۔ سامنے رکھی۔ اس ساقی مست ناز نے جام بھر کر اپنے دست نگاریں پر رکھ کر عنقا کو پیش کر دیا۔ عنقا نے بیتاب ہو کر جام ہاتھ سے لیا اور وہ جام بے اندیشہ انجام پی لیا۔ جیتے ہی سروپا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا۔ پھر تو وہ پنجہ نگاریں جلا دین گئے۔ اس بے حیا کو الٹا کرکے۔ بیک ضرب خنجر سر کر جدا کیا۔ شور غوغا بلند ہوا کہ' مارا عنقا کو عمرو نے۔" دوڑ کر سامنے جو صندوق رکھے تھے ان کو کھولا۔ اس میں مہ رخ وغیرہ بند تھیں اور اس کے مرنے سے بھی وہ سانپ بھی باطل ہو گیا اور ان سب قیدیوں کو بھی ہوش آ گیا تھا۔ صندوق سے نکلے۔
ادھر ہنگامہ سکندر عنقا کے لشکری دوڑے تھے کہ مہ رخ اور سرخ مونے گولے سحر کے اور ہار فلفل مارنا شروع کئے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور گولے ساحروں کے سینے توڑتے تھے شعلے جلاتے تھے۔
عمرو نے تخت زبر جد شاہ تو زنبیل میں رکھا اور زرد زیور اپنا اتار کر باندھا۔ پھر جال الیاسی لے کر لوٹنا شروع کیا۔ لیکن لشکر حریف بہت تھا ساحروں نے گھیرا اور جلد از جلد پلٹنوں رسالوں میں کمر بندی ہونے لگی۔ اس وقت شور و غوغا سن کر بہار جو لشکر لینے کمیں گاہ میں تھی آ کر گری۔ نارنج و ترنج چلنے لگا
لاش پر لاش اور مردہ پر مردہ گرنے لگا

کیا اس فوج کو اس طرح تاراج
کہ اہل فوج تھے راحت کے محتاج

کیا برباد ایسا اس مکان کو
جلائے برق جیسے خانماں کو

قضا بھی دیکھنے آئی تماشا
گر اس طرح سے مردہ پہ مردا

یہ شیراز گئے جس پر تڑپ کر
پراگندہ نظر آیا وہ لشکر

ہوئی تھی ہمدگر یہ جنگ و پیکار
صفوں کے بدلے تھے لاشوں کے انبار

رہی تا صبح خونریزی نہایت
ہوئی حاصل عدد کو پھر ہزیمت

صبح ہونے پر لشکریاں حریف نالاں و گریاں عنقا کی لاز اٹھا کر بھاگے۔
مہ رخ مظفر و منصور مع سرداروں کے داخل بارگاہ ہوئی اور بت ساز و جواہر عمرو کو دیا اور ناچ و راگ وغیرہ ہونے لگا۔ اس وقت بہارا اور عمر اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے تخت شاہی کے آئے اور بادب تمام کے بعد عرض پیرا ہوئے۔
"اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب و تخت و تاج کے کے خلاف نہ ہو تو براہ ترقی خواہی و نیک سگالی بندرگان درگاہ کلمات بے ادبانہ زبان پر لا لائیں۔"
یہ کلام سن کر مہ رخ تخت پر کھڑی ہو گئی اور عمرو سے کہا: "خواجہ برائے خدا مجھے

ذلیل فرمائیے' آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کرنے کا اختیار ہے۔ یہ عجز کس لیے فرماتے ہیں۔ جو ارشاد کیجئے کنیز بجا لائے گی۔"

عمرو نے یہ کلمات سن کر کہا: "وہ بادشاہی کے کب سزا وار ہے جس کو ہر کس و ناکس بادشاہ کا گرفتار کر لے جائے اور سلطان لشکر کے دم سے فوج وابستہ ہوتی ہے۔ جب بادشاہ ہر بار قید و بند ہو جائے تو اس کے لشکر کو شکست ہوتی ہے۔ پس شاہی کے لیے شایستہ اور بایستہ ہے کہ شہنشاہ ایسا زبردست ہو کر سوائے اپنے ہمسر کے اور کسی سے مغلوب نہ ہو اور بہت شمشیر عالی جاہ سے ترک فلک سپر پشت عمل کی اوپر آڑ کرے اور جسم اسد چرخ میں رعشہ پڑے کہ بخلاف اس کے تم ادنیٰ ادنیٰ ساحروں کے ہاتھ سے ذلیل ہوتی ہو اور قید کر لیتے ہیں۔"

مہ رخ یہ نخستاں نصیحت سنکر بولی: "ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا اور درست ہے۔ اے بہار میں نے چند روز کے لیے تم کو اپنا قائم مقام کیا۔ یہ لشکر وغیرہ تمہارے حوالے ہے اور تم کو خدائے کریم کے سپرد کیا۔ میں بیشتر سامری میں جا کر چلہ کشی کر کے سحر کو اپنے جگاؤں گی۔ انشاء اللہ پھر جو وہاں سے مراجعت کروں گی تو سوائے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اس کی زوجہ اور مصور وغیرہ کے کسی سے زیر نہ ہو گی۔"

عمرو نے پوچھا: "اپنے ساتھ کسے لے جاؤ گی۔" اس نے جواب دیا:" وہ مقام ایسے نہیں' جہاں کسی کا گزر ہو سکے۔"

یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک آندھی آئی اور لمحہ کے بعد ایک عورت تخت پر سوار آ کے سونے کا پاندان رکھے اس آندھی کی تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان اس نے مہ رخ کے سامنے رکھ دیا۔

مہ رخ نے پاندان کھولا۔ اس میں سے طاؤس سبز' برابر بالشت کے نکلا اور دم بھر میں بڑھ کر مثل قامت مرکب پرندے کے عظیم الجثہ ہو گیا۔ مہ رخ اس پر سوار ہوئی۔ وہ عورت پاندان لے کر تخت پر بیٹھ کر ہمراہ چلی اور دونوں اس آندھی کی سیاہی میں

غائب ہو گئیں۔ اس کے جانے کے بعد بہار نے تخت پر غاشیہ ڈال کر تاج شاہی رکھ کر حکم احکام میں اپنے تئیں مصروف کیا۔ ادھر تو یہ معرکہ کہ گزرا۔

اس طرح ساحر ہزیمت خوردہ لاش عنقا کی لیے سامنے جاوداں کے گئے اور سب کیفیت بیان کی۔

حیرت نے بھائی کی نعش دیکھ کر حال اپنا تباہ کیا اور زار زار روئی اور سر پیٹا اور بادشاہ طلسم بھی آزردہ ہوا۔ آخر برطیق جمشید لاش کو اٹھایا۔ جب فراغت ہوئی۔ شاہ نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بہر جنگ حریف بھیجوں۔ یہ عزم دیکھ کر مصور اٹھا اور کہا: "میں سب کی تصویریں بنا چکا ہوں۔ اب جا کر ہر ایک باغی کو غارت کئے دیتا ہوں۔"

شاہ نے کہا: "آپ میری زیارت گاہ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ عیار کچھ بے ادبی کریں۔"

اس نے جواب دیا: "کیا مجال جس صورت سے عیار میرے پاس آئے گا۔ اس کی تصویریں میں نے بنائی ہے ویسی ہی صورت تصویریں بن جائیں گی۔"

یہ کہہ کر مع اپنی بی بی کے سوار ہو کر لشکر میں آیا اور بارگاہ میں بیٹھا۔ اس کے آنے سے سردار وغیرہ مثل اژور خان جادو اور شکوہ زریں قبائے جادو۔ قریب چار سو ساحر نامی بارگاہ میں آ کر متمکن ہوئے۔

مصور نے کہا: "میں کل سب فوج عدو کا خاتمہ بالکل کر دوں گا۔"

سرداران نے عرض کیا: "کل کے دن اور جنگ موقوف رکھئے کیونکہ ایک سوداگر زادہ دور دراز سے منزل طے کر سکے آپ کے لیے اقمشہ و جنسہ گرانما یہ لایا ہے اور ساٹھ ہزار ملک اس طلسم میں آباد ہیں۔ وہ سوداگر جو آخر سرحد طلسم پر ملک واقع ہوا ہے وہاں کا رہنے والا ہے۔ اتنی مسافت قطع کر کے یہاں پہنچا ہے۔ ایسا نہ ہو کر ہنگامہ جدال میں مال اس کا لٹ جائے کل اس کو رخصت کر دیجئے تو بہتر ہے۔"

مصور نے کہا: "تاجر کی آج کل کیا ضرورت تھی۔ مگر خیر اب جو میرا نام سن کر آیا ہے تو آج ہی بلا لو کہ جنگ میں درنگ نہ ہو۔"

یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے۔ تاجر کو جب خبر ہوئی۔ تحفہ ہر دیار مصار

لے کر جانب بارگاہ روانہ ہوا۔

○ ◯ ○

ادھر صورت فگار نے مصور سے کہا: "ایسا نہ ہو کہ عمرو بہ شکل تاجر یہاں آئے اور رنج دے۔ ذرا تصویر کو دیکھ لو۔"

مصور نے تصویر دیکھی۔ اس شبیہ نے یہ صورت پید کی تھی کہ بارگاہ میں بہار وغیرہ سردار بیٹھے ہیں اور عمرو بر شکل اصل کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ دیکھ کر گویا ہوا: "کہ تصویروں میں جہاں عمرو ہے۔ وہاں کی بارگاہ تک کا نقشہ بن گیا ہے۔ کچھ شبہ نہیں ہے سوداگر کو بلا لو۔"

غرض یہ کہ تاجر نے آ کر تسلیم کی اور نذر دی۔ زمرہ میں تاجر کے کرسی بیٹھنے کو اسے عنایت ہوئی۔ پھر حکم ہوا: "اشیاء نادرہ ملاحظہ کراؤ۔" اور وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا۔

ادھر ہر کاروں نے جو خبر کر لگے تھے۔ سب کیفیت دریافت کر کے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ یہاں دیکھا و سنا تھا' وہ مفصلاً معرض بیان میں لائے۔

عمرو نے جب سنا کہ تاجر مال بہت لے کر آیا ہے منہ میں پانی بھر آیا۔ دل سے کہا: "تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیار کیا خاک کرو گے۔ یہ مال مفت جاتا ہے۔ اگر س کو نہ لیا تو قرضدار ہو گئے۔ چلو خدا مالک ہے۔ یہ سوچ کر اٹھا۔

بہار نے کہا: "خواجہ کہاں کا عزم ہے۔"

جواب دیا: ذرا ہم بھی سیر کر آئیں۔

بہار بولی: "بطمع مال برائے خدا نہ جایئے گا۔ اس کو غافل نہ جانئے گا۔"

عمرو نے کہا: "سمجھ لیں گے۔

یہ کہہ کر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے آ کر صورت ساحر کی سی بن کر لشکر مصور میں پہنچ کر ٹھہرا۔ دیکھا ملازم سوداگر کے اسباب دوڑ دوڑ کر لاتے ہیں اور بارگاہ کے دروازے

پر کچھ لوگ کھڑے ہیں کہ وہ لے کر دست بدست اندر پہنچاتے ہیں تاکہ ملاحظہ کرنا ے
میں دیر نہ ہو۔
یہ کیفیت دیکھ کر عمرو علیحدہ گیا اور صورت خدمت گار کی سی بنائی کہ سرپرستار معرکہ
دار رکھ کر انگرکھا پہن کی پٹی پاک کمر سے لگا کر سامنے اس خیمے کے آیا' جہاں
سے مال لے کر ملازم جاتے ہیں۔ دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لے کر خیمے سے نکلا اور
سمت بارگاہ دوڑا۔ عمرو اس کے قریب گیا اور کہا: "حضور نے فرمایا ہے کہ میرے پلنگ
کے پاس جو صندوقچہ رکھا ہے وہ بھی لیتے آنا۔"
زنگی نے جواب دیا: "پلنگ کے پاس قلمدان رکھا ہے صندوقچہ تو نہیں ہے۔
عمرو نے کہا: "ہاں ہاں وہی۔"
زنگی نے کہا: "تم صندوقچہ لیچلو میں وہ بھی لایا۔ یہ کہہ صندوقچہ دیا۔ اس نے لے کر
دو قدم چل کر زنبیل میں رکھ لیا۔ ادھر وہ زندگی قلمدان لے کر بارگاہ میں گیا اور
تاجر کے سامنے رکھا۔ اس نے کہا: "دیر کیوں لگائی۔"
زنگی بولا: "دو بار آنا جانا پڑا۔ سوداگر نے کہا: "پھر قلمدان کیوں لایا۔"
اس نے عرض کیا: "مور کا خدمت گار صندوقچہ لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا
تھا۔"
یہ سنتے ہی اس سوداگر نے دست بستہ عرض کیا: "حضور دریافت فرمائیں کہ کوئی خدمت
گار صندوقچہ لایا ہے۔"
مصور نے کہا: "جلد تحقیق کیا جائے کہ کون خدمت گار لایا ہے۔"
سب خدمت گار بلائے گئے اور تحقیق کیا۔ کسی نے اقرار نہ کیا۔ اب تو سوداگر کی جان
نکل گئی کہ کئی لاکھ روپے کا جواہر اس میں تھا۔ رونے لگا۔
صورت نگار نے کہا: "صاحب! تم تصویر تو دیکھو۔"
مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی۔ عمرو جب صندوقچہ لے گیا تو جلد دھوتی باندھ مرزائی پہن
مٹھائی کا تھا ہاتھ پر رکھ کر خوانچہ والا بن کر پھرنے لگا۔

مصور نے تصویر دیکھ کر کہا: "عمرو میرے لشکر میں حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہے۔ خدمت گار کی صورت تو نہیں ہے۔"
یہ کہہ کر زنگی سے کہا: "سچ بتا صندوقچہ کیا کیا۔

اس نے گواہ پیش کئے لوگوں نے کہا: "ہمارے سامنے اس نے صندوقچہ خدمت گار کو دیا۔"
غرض یہ کہ جب پتہ نہ لگا۔ چاہا' عمرو کو گرفتا کروں۔ سرداروں نے عرض کیا' عمرو کے گرفتار کرنے میں عیا چھڑانے آئیں گے۔ زیادہ بلوا ہو گا۔ سوداگر بھی لٹ جائے گا۔ تامل فرمایئے۔"
یہ سن کر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف ہوا ہے ہماری سرکاری سے دیا جائے۔ سوداگر دعائیں دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے میں مصروف ہوا۔
ادھر عمرو نے پھر صورت اپنی مثل ساحر کے بنائی اور وہی صندوقچہ جواہر سے خالی کر کے کنکر پتھر بھر کر بارگاہ پر آیا اور کہا: "صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہیں ہے۔
لوگ یہ سنتے ہی ہاتھوں ہاتھ اندر لے گئے۔ سوداگر نے دیکھتے ہی کہا: "ہاں یہی ہے۔"
مصور نے کہا: "یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا۔"
عمرو نے کہا: "میں ہمیشہ سے کوہستان میں رہتا ہوں' ایک شکص کو اس وقت دیکھا: "صندوق لیے جاتا ہے۔ اس کو گرفتار کیا اور پوچھا: "یہ کہاں سے آیا ہے" اس نے یہاں کا پتا بتا دیا اور منتیں کرنے لگا۔ اس کو میں نے چھوڑ دیا صندوقچہ لے کر یہاں حاضر ہوا۔ اب نہیں معلوم کہ مال آپ کا اس میں ہے یا نہیں۔"
مصور نے کہا: "تو بڑا ایماندار ہے۔ اچھا بیٹھ جا کر کرسی دی۔ عمرو بیٹھا' لیکن جب عمرو بارگاہ سے گیا تھا تو بہار فکر مند تھی۔ اس وقت اتفاق سے قران بارگاہ میں آیا۔
بہار نے اس سے کہا: "استاد تمہارے لشکر حریفف میں گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو مصور کچھ گزند پہنچائے۔
قران سب حقیقت سن کر مدد کرنے کو چلا اور لشکر عدو میں بہ شکل مبدل آیا۔ اس وقت

سوداگر یعنی منیب صندوقچہ گم ہونے سے لوگوں پر تاکید کرتا تھا۔ ادھر ادھر دوا دوش کر رہا تھا۔ قران اس کے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو ہم چور کو بتا دیں۔ وہ یہ سن کر چپکا چلا آیا۔ جب لشکر سے نکلا۔ تنہائی میں آتے ہی ایک حباب بیہوشی قران نے مار کر اس کو بیہوش کر کے پیراہن اس کا لے کر اس کی سی صورت بنا اور اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر آپ بارگاہ میں اس وقت آیا عمرو صندوقچہ لے کر آیا تھا۔

غرض یہ کہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور صندوقچہ تاجر نے جو عمرو سے پایا تھا' خوشی خوشی کھولا۔ دیکھا تو پتھر کنکر بھرے ہیں۔ دیکھتے ہی پیٹنے لگا۔

مصور نے کہا: "بھلا عقل کے خلاف ہے کہ چورمال لے جائے اور پھر دے دے۔ اس ساحر نے اتنی بیوقوفی کی کہ جو اس کو گرفتار کر کے چھوڑ دیا' اچھا اے تاجر اپنی کسی معتبر شکص کو بلاؤ میں رقعہ اپنے خزانچی کو لکھ دوں کہ روپیہ میرے خزانے سے لے لے۔

تاجر نے جو منیب کہ پاس کھڑا تھا اس کو دیکھ کر عرض کی اس سے بڑھ کر اور کوئی معتبر نہیں ہے۔"

مصور نے یہ سن کر شقہ لکھا: "سعادت آثا ہیرا لال بعافیت باشند تین لاکھ روپیہ کا جواہر اشرفیاں وغیرہ حاصل رقعہ کو بغیر دستوری اور بٹے کے اسی وقت دے کر دسختطی لے لو۔ تاکید مزید اس باب میں تصور کرو

المرقوم

فلا سنہ فلاں سامری

نبی کے حوالے شقہ کیا۔ عمرو کا رنگ زرد ہو گیا کہ یہ روپیہ مفت گیا۔ لیکن عمرو نے منیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ قران ہے۔ فرط خوشی سے رنگ رو سرخ ہو گیا اور اشارے سے کہا: "خبردار اس روپیہ میں کوڑی کا فرق نہ پڑے میں آ کر حساب لوں گا۔"

غرض یہ کہ قران شقہ لے کر خزانچی کے پاس گیا دیکھا کہ روپیہ دہانید کا تقسیم ہو

رہا ہے۔ دس پانچ متصدی بہی کھاتہ کھولے بیٹھے ہیں۔ لیکھا ڈیوڑھا لگا رہے ہیں۔ اس نے بھی شقہ دے کر جواہر وصول کای رسید لکھ کر راہی ہوا۔ درہ کوہ میں جا کر جواہر دفن کر دیا اور ھر سمت لشکر چلا ادھر خزانچی روپیہ بہی ر پر خرچ کر لکھ کر دستخط کے پوچھا: "اے تاجر روپیہ پایا تاجر نے منیب کو تلاش کیا پتا نہ لگا۔ ایک غوطہ بلند ہوا۔ قضا کار کچھ لوگ لشکر کے باہر جو گئے ایک غار میں نیب کو پایا۔ اٹھا کر تاجر کے سامنے لائے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا پوچھا: "ارے تو روپیہ لایا ہے۔

اس نے کہا: خوب نشہ ہے۔"

پھر پوچھا ارے تو شقہ لے گیا تھا۔"

اس نے کہا: "کھانا پیٹ بھر کر کھایا ہے۔"

یہ کلام سن کر لوگوں نے کہا:" اس کو خوب ابھی نشہ ہے۔"

ایک نے کہا: "اپنے تیئں بناتا ہے۔

تاجر نے کہا: "لے جاؤ' قید کرو' مار پیٹ کر قبولواؤ"

لوگ اس کو لے کر چلے۔ عمرو سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہو گی اور مصور تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائے گا انگڑائی لی مصور بولا: "شاید آپ کا جی گھبرایا۔

عمرو نے کہا: "جی نہیں رفع احتیاج کی ضرورت ہے۔"

مصور نے حکم دیا:" ہمارے بیت الخلا میں لے جاؤ۔"

خدمت گار آفتابہ لے کر ساتھ ہو لیے۔ عمرو پاخانہ میں اس طرف کا سراچہ چاک کر کے باہر نکل گیا۔ لشکریوں نے خیال کیا کہ وہی ساحر جو صندوقچہ لے کر آیا تھا۔ اب جاتا ہو گا اور عمر وہاں سے درہ کوہ میں آیا۔ کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ سلگائی اور بھبھوت منہ پر ملا۔ جٹائیں بابوں کی' ٹیکر جوڑا سر پر باندھا لنگوٹ کس کر دست پناہ سامنے رکھا۔ ایک ٹیک سامنے رکھ لی کان میں کنڈلی پہنے' گلے میں کنٹھی ڈالی۔ مہنت بن کر بیٹھا۔ یہاں تک کہ خوب پرستش ہوئی۔

صورت نگار ہوئی: تصویر دیکھئے ایسا نہ ہو کہ عیار خزانے سے روپیہ لے گئے ہوں۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خدمت گار آئے اور کہا: "وہ صاحب جو پائخانے گئے تھے۔ آفتابہ لے کر سراپچہ چاک کر کے چلے گئے۔ مصور سن کر دنگ ہو گیا اور سمجھا کہ وہ عمرو تھا' جو خالی صندوقچہ لایا تھا۔ افسوس کہ نکل گیا۔ آخر تصویر دکھی معلو ہوا کہ وہ درہ کوہ میں صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہے ادھر سوداگر نے عرض کیا' روپیہ میرا گیا۔ میں برباد ہو گیا۔ مصور برہم ہوا: "میں کیا کروں' ایک بار میں دے چکا رسید تیرے نیب کی موجود ہے۔" تاجر نے پھر نیب کو بلایا۔ اب اس کے ہوش درست ہو چکے تھے۔ اس نے آ کر کہا: "اس طرح چور کو بتلانے کو مجھے ایک شخص تنہائی میں لے گیا اور مجھے ایسا کچھ منہ پر مارا کہ میں بیہوش ہو گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ شقہ کب لکھا گیا اور روپیہ کب ملا۔ یہ رسیدہ میرے ہاتھ کی لکھی نہیں۔

یہ حال سن کر مصور نے کہا: "اسے رہا کر دو' یہ لے خطا ہے" اور یہ سوداگر سے کہا: "اب جا میں تیرے روپے کا ملنے کا بندوبست کچھ نہیں کر سکتا۔"

تاجر یہ سن کر رونے لگا۔ مصور نے حکم دیا: "نکال دو حرامزادے کو یہ ضد کرتا ہے۔"

لوگوں نے تاجر سے کہا: "اس وقت چلے جاؤ' حضور کا مزاج برہم ہے۔ موقع محل تیکہ کر پھر عرض کرنا تو مل جائے گا۔ تاجر ناچار اٹھا۔ ملازموں سے کہا: "یہاں سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہے اٹھا لو۔"

لیکن عمرو جب مہنت بنا اور اور اس نے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب براری نہ ہوئی۔ وہ اسباب سب زنبیل میں رکھ کر پھر ساحر بن کر بارگاہ میں آیا۔ جب تاجر نے کہا: "اسباب یہاں کا اٹھا لو۔"

عمرو نے بڑھ کر درج جواہر اٹھا لیا۔ تاجر مال اٹھوا کر آگے چلا۔ یہ بھی ساتھ ہوا کہ راہ میں اور کچھ دست برو کروں۔

لیکن درج اٹھاتے وقت مصور کو کچھ شبہ گزرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ عمرو سوداگر کے ساتھ ہے۔ ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ مصور ننگے پاؤں اٹھ کر دوڑا اور دربارگاہ پر پہنچ کر ایک نارنج جھولے سے نکال کر سحر پڑھنے لگا۔

قران جو دفن کر کے لشکر میں آیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ استاد تاجر کے ساتھ میں اور مصور نارنج مارا چاہتا ہے۔ یہ دیکھ کر پتھر فلاخن میں رکھ کر مارا کہ ہاتھ پر آ کر پڑا۔ نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا اور مصور کے ہاتھ پر بہت ضرب آئی۔

ادھر قران نے کہا: "استاد' خبردار۔"

یہ کہہ کر بھاگا۔ عمرو نے بھی گلیم اوڑھ لی۔ مصور "لینا لینا" کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا۔ ساحر چاروں طرف دوڑتے پھرتے کسی کو بھی نہ پایا۔

مصور بارگاہ میں گیا۔ بی بی کو اپنا ہاتھ دکھایا اور کہا: "اب بغیر مارے عمرو کو نہ چھوڑوں گا۔ اس نے مجھے بہت ذلیل کیا ہے۔" یہ کہہ رہا تھا کہ سوداگر بارگاہ پر آ کر دوہائی دینے لگا کہ ارے درج جواہر بے بہا بھی اور زر بھی لے گیا۔ میں برباد ہو گیا۔ فریاد ہے۔ مجھے کو ہائے جیتے جی مار ڈالا۔

مصور نے درج لے جاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ سرداروں سے کہا: "سچ تو یہ ہے کہ تاجر لٹ گیا۔ اس سے کہہ دو کہ ابھی روپیہ اگر تجھے دو گا تو عیار لے جائیں گے تو صبر کر نقصان جو کچھ ہوا ہے وہ عنایت ہو گا۔" سرداروں نے یہ حکم سن کر تاجر کو آ کر تسلی دے کر رخصت کیا اور مصور نے چاہا کہ طبل رزم بجنے کا حکم دوں۔

لیکن عمرو کا حال سنیے کہ گلیم اوڑھ کر صحرا میں جو گیا اور وہاں پہنچ کر ایک فرشتہ نورانی صورت کا اپنے تئیں بنایا یعنی ایسا حسین دمہ جبیں اپنے تئیں کیا کہ رخسار نگاہ کسی کی ٹھہر نہ سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پانچ آنکھیں چہرے پر درست کیں۔ دیو جامہ نکال کر پہنا کہ وہ دمبدم رنگ بدلتا ہے۔ کبھی سرخ کبھی سبز ہوتگا ہے۔ گاہے رنگ تبدیل کرتگا ہے سر پر تاج زنبیل سے نکال کر پہنا کہ ہر کنگرے پر جس کے لعل زمانی نصب تھے اوپر بیچ میں ایک گوہر شب چراغ لگا تھا۔ رشک ضیائے شمس سپہر تھا۔ مالا ہیرے اور موتی کے گلے میں ڈالے۔ اس وقت اس کے چہرے نورانی پر زمرد کے جواہر کار' شانوں میں لگائے صدہا فافہ ہائے مشک پردن میں چھپائے اور تخت

زبر جد شاہ پر بیٹھ کر پران پران قریب بارگاہ مصور پہنچ کر' ایک حقہ پراز مشک و عنبر
بروئے ہوا اچھا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک عنبر کوسوں تک پھیلی۔ بارگاہ سامری بس

گئی۔ سب ساحر گویا ہوئے کہ کیا خوشبو پھیلی ہے یہ ذکر تھا کہ صدا آئی: "میں فرشتہ
قدرت سامری' جملہ ساحر کھڑے ہو گئے اور دیکھنے لگے۔ عجیب صورت نورانی نظر آئی
کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھنے کو آتی حسن یوسف نہ تلاوت کرتی۔
یہ دیکھتے ہی مصور نے ہاتھ باندھ کر التماس کی: "آئیے تشریف لائیے۔"
اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اترا۔ جملہ ساحروں نے سجدہ کیا۔ فرشتے نے کہا:
"حکم سامری مجھ کو یہ ہے کہ اس کے پوتے کی مع اس کے متعلقین کے عمر بڑھا
دوں' کیونکہ عمرو عیار بلائے بے درماں ہے۔ جب تم لوگوں کی موت نہ ہو گی تو آ
کر قتل کسی کو نہ کر سکے گا۔ اب تمہیں چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب
و کیوڑہ ڈال کر تیار کرو کہ میں سامری کے لگانے کا بھبوت اس میں ڈال کر تمہیں
پلاؤں۔ پھر عمرو کا پنجہ تم پر کسی طرح قابض نہ ہو گا۔" یہ کلام سنتے ہی مصور نے قند
منگا کر کوری ٹھلیوں میں نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب وکٹورییے کے
اس میں انڈلوائے۔ لشکریوں نے فرشتے کی زیارت کرنے کے لیے ہجوم کیا۔
غرض یہ ہزار ہو دونا مٹھائی کا اور ہزار ہا تخت کے گرد روپیہ لوگوں نے چڑھایا۔ اس عرصہ
میں شربت تیار ہوا۔ فرشتے نے اٹھ کر نذر سامری دے کر بیہوشی سب کے سامنے
اس میں ملائی ہر ایک سے کہا: "دیکھو یہ بھبوت سامری کا ہے۔ لہٰذا بیہوشی ملا کر دو
جام اپنے ہاتھ سے مصور کو اور صورت نگار کو پلائے اور حکم دیا۔ ایک ایک جام سب
نوش کریں۔ پھر تو ایک پر دوسرا ٹوٹ پڑا اور شور' لاؤ اور ہمیں بھی' ہمیں بھی کا بلند
ہوا۔
غرض یہ کہ وہ گھڑے لوگوں نے دھو دھو کر پیے۔ جب بیہوشی نے نشہ کیا۔ مصور اپنی
بی بی صورت نگار سے بولا: "تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کر۔"
وہ دوپٹہ پھینک کرنا چنے لگی اور مصور بھی بکر کود کرنے لگا۔ کل حاضرین جلسہ "اہا

ہا ہا وہ مارا لینا لینا کا شور مچانے لگے" اور کلمات بیہودہ زبان پر لانے لگے۔ رنگ صحبت دگر گوں تھا۔
اس کیفیت کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے۔ عمرو نے اٹھ کر بارگاہ کے سراپچے ڈال دیئے اور سب کے پیراہن اتار کر زنبیل میں رکھے۔ ڈاڑھی و مونچھ ابر و بال سر کے زن و مرد سب کے مونڈے؟۔ چہروں کو سیاہ کیا۔ ہار جوتیوں کے گلے میں پہنائے۔ مال اور اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا۔ پھر چاہا کہ مصور کے گلے سے تصویر اپنی اتار لوں۔ جیسے ہی تصیور پر ہاتھ ڈالا۔ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ سے لپٹ جائے۔ عمرو تصویر اتارنے سے باز رہا۔ پنجہ غائب ہو گیا۔ اس نے پھر ارادہ کیا کہ تصویر اتاروں لیکن پھر وہی صورت پیش آئی۔ اس نے چاہا کہ مصور کو مار ڈالوں خنجر لے کر چلا تھا کہ اب کی بار ایک پتلا زمین سے نکلا۔ عمرو اس کو دیکھ کر خائف ہوا اور ٹھہرا۔
پتلے سے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو مصور کو عمرو مارے ڈالتا ہے۔" وہ غل مچایا کہ عمرو نے جلد جلد دو ایک ساحروں کے سر جدا کئے مگر مصور تک نہ پہنچ سکا۔ شور ساحروں کے مرنے کا بلند ہوا۔ لشکر کے لوگ بھرا کر دوڑے عمر و خت زر جد شاہ پہلے ہی زنبیل میں رکھ چکا تھا۔ اس وقت نعرا مار کر بھاگا۔
یہ سراپچہ چاک کر کے بھاگا اور ساحر بد حواس اس غم میں شاید مصور وغیرہ مارے گئے اور اندر بارگاہ کے آئے سب کو بیہوش دیکھا۔ باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش میں آیا اور ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر ہنسنے لگا۔ **تکلف** یہ کہ وہ اس کو ہنستا ہے یہ اس کو۔
صورت نگار اپنے شوہر رو سیاہ کو دیکھ کر خندہ زن ہوئی۔ مصور نے کہا: "تو بڑی بے غیرت ہے کہ مردوں کے سامنے ننگی بیٹھی ہے۔"
صورت نگار نے اپنی طرف دیکھا۔ اوئی کہہ کہ رانوں میں بدن چراتی بھاگی۔ آخر ہر ایک نے غسل کیا۔ کالک منہ سے چھڑائی کپڑے عمدہ دربار میں آ کر مقیم ہوئے۔

مصور نے کہا: "عمرو آفت روزگار ہے۔ ذلت پر ذلت دیتا ہے۔ ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ مجھ پر آ کر ہاتھ صاف کیا' کیا تدبیر کروں جو قابو آئے۔"

یہ کلام سن کر صورت نگاہ راز راہ ملنز گویا ہوئی: "اگر خیریت چاہتے ہو و عمرو سے مل جاؤ۔"

اس نے غصہ سے جواب دیا: "میں پوتا سامری کا ہوں ابھی اس کو گرفتار کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تصویر میں دیکھا تو یہ امر اس پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ عمرو جس صحرا میں ٹھہرا تھا۔ کیفیت تصویر میں نظر آئی۔ اس نے قصد کیا کہ جا کر گرفتاریوں کہ اس وقت ایک ساحر ظالم جادو نامی اس کے ملازم نے عرض کیا: "آپ ٹھہریں' غلام جا کر اس بے حیا مکار کو لاتا ہے۔"

یہ کہہ کر اڑ کر چلا اور اسی جگہ آیا۔ جہاں عمرو بہ شکل ساحر کھڑا تھا۔ ساحر کو اڑتا ہوا آتا دیکھ کر عمرو کسی گوشے میں چلا گیا۔ یہ جا کر ہر طرف ڈھونڈنے لگا۔

عمرو دوسرے ساحر کی شکل بن کر پہلے سے کچھ شکل میں فرق کر کے اس کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: "کیوں بھائی تم نے عمرو کو تو نہیں دیکھا۔"

عمرو نے کہا: "تمہیں اس سے کیا کام ہے۔"

اس نے سب کیفیت دینے ذلت مصور وغیرہ کی بیان کر کے کہا: "میں اس کو گرفتار کرنے آیا ہوں۔"

عمرو نے کہا: "مصور نادان ہے' جو عمرو ایسے فطیر سے مقابلہ کرتا ہے اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو۔"

"عمرو وہ شخص ہے جو لقا کی ڈاڑھی مونڈتا ہے او جب سے یہاں آیا ہے۔ شاہ جاوداں کو اس نے پریشان کر رکھا ہے تم دیکھنا کہ ایک روز مصور کتے کی مطرح مارا جائے گا۔"

ظالم یہ گفتگو سن کر اول تو خوفناک ہو گیا۔ پھر سوچا کہ یہ تجھ کو ڈراتا ہے۔ شاید یہی عمرو ہے۔

یہ سوچ کر فسوں پڑھ کر پھونکا عمرو کا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا۔ اس نے گرفتار

کر کے کہا: "اے بے حیا مکار تو مجھ کو دھمکاتا ہے۔ دیکھ تو کس طرح میں تجھ کو ہلاک کرتا ہوں"

یہ کہہ کر کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ پنجہ میں داب کر اڑ جاؤں لیکن موت پاؤں پکڑے تھی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑوانے کو آئیں گے۔ ان کو بھی گرفتار کرنا اڑ کر چلنے میں یہ فائدہ جاتا رہے گا۔ ایسا کچھ سوچ کر زمین پر چلا۔

اس کو جاتے برق فرنگی نے دیکھا۔ آگے جا کر مند زمین میں رو پروش کی آپ جھاڑی میں چھپ کر بیٹھا۔ جب ظلام کمند کی جگہ پہنچا۔ اس نے جھا دیا کہ پاؤں کمند میں پھنسا اور اگر الجھ کر۔ برق دوڑ کر پاس آیا کہ اس کو ہلاک کروں مگر اس نے سحر پڑھا کہ برق زمین میں ران تک سما گیا اور آپ سحر سے حلقہ ہائے کمند کاٹنے لگا۔ مگر رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا۔ ابھی کمند کھول ہی رہی تھا کہ قران ساحر بنا اس جگہ پھرتا تھا۔ اس نے اس کیفیت کو دیکھا اور دوڑتا ہوا آیا اور کہا: ٹھہرو ٹھہرو میں کچھ کہوں گا۔"

یہ کہہ کر نزدیک پہنچ کر اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کے ٹکڑے اڑ گئے اس کے مرنے کا شور بلند ہوا۔ عمرو اور برق چھوٹ گئے۔

قران نے عرض کی: "حضور کا جواہر میرے پاس رکھا ہے چل کر لے لیجئے اور جائے دفن جواہر پر لا کھ کھود کر حوالے کیا۔ عمرو نے شاباش و مر جا کہہ کر نذر زنبیل کیا اور کچھ جھوٹے نگینے نکال کر دینے لگا۔

قران نے عرض کیا: "حضور کا دیا سب کچھ میرے پاس ہے۔ اپ کی مہربانی چاہیے۔

عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور فکر عیاری میں الگ الگ چلے۔

ادھر افراسیاب نے جب مصور کے آنے میں دیر ہوئی۔ کتاب سامری دیکھ کر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا: "نبیرہ سامری صرف لائق زیارت ہیں' کچھ ہو سکتا۔ دیکھو عیاروں نے بہت دق کیا ہے۔ چلو ان کو تسلی دیں۔"

یہ کہہ کر بجاہ چشم تمام سوار ہو کر مع حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا۔ ہر ایک نے

تعظیم دی۔ تخت پر جلوہ آرا ہوا اور سارا حال عیاروں کی مکاری کا سن کر گویا ہوا: "مرشد زادے آپ مقابلہ نہ فرمائیے۔ میں انگشتری جمشید' حیرت کو بھیج کر منگاتا ہوں اور چارہ زمرو پر کر پرستش گاہ ساحران جہاں ہے' میلہ کرتا ہوں۔ سب ساحر اور عیار خودبخود آ کر حاضر ہوں گے۔ ہر ایک کو قتل کروں گا۔

مصور نے کہا: "ایک مرتبہ تو میں باغیوں سے دل کھول کر لڑوں' پھر جو چاہے گا کیجئے گا۔" یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صدا نالہ زاری کی سنائی دی اور ہر کاروں نے سامنے آ کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا: "ظالم مارا گیا۔ مظالم بن ظالم جادو لاش اٹھا کر لایا ہے۔"

شہنشاہ یہ خبر سن کر گویا ہوا: "لاش بنا بر آئین جمشید اٹھائیں اور بعد فراغت یہاں آئیں۔" یہی جا کر حکم مظلم کو سنایا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اور بعد فراغت کے حاضر دربار ہوا' نذری مجرا کیا۔ اپنی جگہ پر بیٹھ کر عرض پیرا ہوا: میں انتقام خون پدر نمک حراموں سے لینے آیا ہوں۔"

شاہ جاوداں نے فرمایا: "کیا مضائقہ ہے۔" مصور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا۔ ادھر اس نے درخواست کی۔

شہنشاہ نے فرمایا: "آج شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جائے۔ یہ کہہ کر مصروف بادہ خواری ہوئے۔

شام کے وقت بحکم مصور طبل رزم پر چوب پڑی۔ سحر خدمت والا ہمت بند گان ملکہ حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے: "لشکر حریف میں بنام مظلم جادو طبل جنگ بجا ہے' باقی سب خیریت ہے۔"

بہار نے یہ خبر سن کر بعنایت کروگار فرما کر حکم دیا: "ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی پر چوٹ پڑے۔ ہر شخص کل کے دن تیغ و سر سے بازی کرے۔"

غرض حسب فرمان قضا جویاں کوس حربی کی' صدا ادھر بھی بلند ہوئی۔ ساحروں میں ڈمرو بجنے لگا۔ کڑھاؤ چڑھاؤ گئے موہن بھوگ کا بھوگ بیروں کا لگایا۔ منتر جنتر موہنی اور چوہنی

اور سوہنی کی جاپ اور پڑھنت شروع ہوئی۔ کوئی پڑھتا تھا کہ کتھا سپاری بنگلہ پان ران میرے دشمن کو ران شپپال جوگی نے لگائی بڑی ایک پھول ہنسے ایک میں بیر لبے' جو سونگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ مرے۔ تجھ کو قسم لونا چماری کی' دہائی سامری کی پڑھو منتر دوا لی میں جگایا ایشر باچا چھو چھو۔

خلاصہ کلام ساحر جانبین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور مبارزاں معرکہ جلاوت و پرچم کشایاں لوا ے لنفرت انتمائے شجاعت تعین جواہر دار صیقل فرماتے تھے گھوڑوں کی رکابیں اور تسمے ٹوٹے ہوئے تھے تیاری جدال میں مصروف تھے۔ باتیں بامکپن کی کرتے تھے۔ اسی تیاری میں رات گذری۔

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہو کر سوار ہوئی طرم بجا ترئی پھکی نقاروں پر چوب پڑی صدائے نصر اللہ من اللہ و فتح قریب بلند ہوئی۔ سردار مجرا اور سلام کر کے گرد تخت کے سواریاں سحر کی اڑا کر روانہ ہوئے۔

عجیب لطف دکھاتا تھا۔ سحر کے چمن سامنے تخت کے ظاہر ہوتے تھے۔ سردار ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤ عقاب وغیرہ ستارہ ہائے سحری کے ابر کے لکوں (ٹکڑوں) میں چمکتے نظر آتے تھے۔

خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال میں پہنچی۔ اس طرف افراسیاب اپنی زوجہ کو لے کر گنبد نور کے اس کمرے میں جا بیٹھا کہ جہاں سے لشکر مہ رخ کا دکھائی دیتا ہے اور مصور مظالم شیر آتشیں اور اژدران پر سوار مع فوج بیشمار دارو عرصہ نبرد ہوئے۔

جب میدان کو بیلدار ہموار کر چکے۔ ابر سحرف برسا کر گرد و غبار فرو ہوا۔ دونوں لشکروں میں صف کار زار درست ہوئیں جلا جل و دف اور قرنا بجے۔ علموں کے پھریرے کھل گئے عملدار آگے بڑھے' کڑکا ہوا۔ نقیبوں کی صدا سے' دلیروں کے نعرے سے دش کوس بجنے لگا' دلیر بشاش ہوئے' نامرد بد حواس ہوئے' مظلم اژدر اڑ کر میدان میں آیا اور للکارا: "او نمک حرامو! آیو میرے مقابلے کو۔"

بہار کا ایک ملازم گلزار جادو نام جا کر مقابل ہوا۔ مظلم نے ایک ناریل مارا۔ اس نے

ہر چند رد کیا' مگر ناریل سر پر آ کر توڑ کر پار نکل گیا۔ ان سے گلزار زخمی ہوا۔ بہار نے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ اس کو اٹھا کر میدان سے لایا۔ اور گلنار جادو جا کر ہم نبرد ہوا۔ مظلم نے ایک نارنج مارا کہ گلنار کے سینے پر پڑا توڑ گی اس کے مرنے کا شور بلند ہوا۔

طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جا کر لڑے اور کام آئے۔ اس وقت مظلم نے ڈانٹا: "اے بہار تو خود آ کر مجھے لڑائیہ کا مزا ملے۔ کیا لاشی پاشی کو بھیج کر جان اپنی چھپاتی ہے۔ بہار تو اس کا نعرہ سن کر تخت سے کودی اور دوپٹے کی گاتی باندھ کر چلی۔

اس کو جاتے افراسیاب نے گنبد نور سے دیکھا۔ حیرت پاس بیٹھی تھی۔ اس سبب سے بے بیتابہ نہ کر سکا۔ کلیجہ پکڑ کر رہ گیا۔ اور وہ سفاکہ عالم سامنے مظلم کے پہنچی۔ اس نے ایک ناریل مارا۔ بہار نے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ترنج مظلمک پر کھینچ مارا۔ وہ ترنج قریب اس کے جا کر شق ہوا اس میں سے ایسی خوشبو پیدا ہوئی کہ میدان جنگ رشگ تاتار بن گیا اور مشام عدوے تہی مغز خوشبو سے بھر گیا۔ ساحر اس شمیم عطر بیز کو سونگھ کر بیہوش ہو گئے اور مظلم تو دیوانہ وار تالیاں مار ہنستا تھا اور کہتا تھا: "اے نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہے تو سر نثار قدم ہے۔"

یہ کہتے کہتے بیہوش ہو کر گرا۔ بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لوں۔ اس وقت تو مور کو تاب نہ رہی ڈانٹتا ہوا دوڑا سامنے بہار کے آ کر جھولے سے سحر کے ایک صندوقچہ نکال کر کھولا۔ سب نے دیکھا کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھ کر مثل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی صورت وہی زیور گلدستے ہاتھ میں لیے سامنے بہار کے آ کر بناز و تبختر بولی: "کیوں بہن بہار ہم سے خفا ہو۔"

بہار اس کو دیکھ کر زرد اور خزاں ہو گئی' مگر جی واری کر کے اس پر ایک گلدستہ مارا' پتلی نے قہقہہ مارا کہ منہ سے شعلہ پیدا ہوا۔ اور گلدستے کو جلایا۔ پھر پتلی آگے

بڑھی اور ہاتھ سے آرسی اتار کر بہار کو دکھائی۔ بہار آرسی دیکھ کر مثل بید برگ کے
تھرتھر کانپی' آخر سنبھلا نہ گیا بیہوش ہو گئی۔ پتلی نے کمر نیچے سے تھام کر پرواز

کیا۔ اس وقت لشکر میں بہار کے' غریو ہوا اور نافرمان و سرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج
صدہا اس ہم شبیہ بہار پر مارا ہے لیکن جب اس نے قہقہ مارا نارنج وغیرہ شعلہ دہن
سے جل گئے۔ مصور نے جب سارے لشکر کو عدو کے حملہ کرتے دیکھا۔ صندوقچہ سے
سب کی تصویر نکال کر زمین پر پھینکیں کہ وہ صورت رعد' برق' شکیل طاؤس' ہلال اور
مخمور وغیرہ کی بن کر لڑنے لگیں۔ اب جو سحر کہ مخمور کرتی ہے وہی ہم شبیہ مخمور کرتی
ہے۔ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہیں پھر تو مصور نے مظلم کو ہوشیار کر دیا اور پتلی سے
بہار کو لے کر قید کر کے ترسول پڑھ کر حملہ کر کیا۔ لشکر بہار پر عجب مصیبت پڑی کہ
مرنے لگے۔ دم محبت کا بھرنے لگا۔ شور نشور قیامت برپا ہوا۔ کوئی مر کر گرا' کوئی
نیم جاں ہو کر تڑپا تھا۔ مصور قتل کرتا ہوا۔ صف لشکر پر آ گرا اور مردے پر مردا
گراتا ہوا ساتوں صفوں کو توڑ کر پشت لشکر پر نکلا۔ پھر دوسری صفف پر جو گرا' ہلاک
کرتا ہوا زد پر لشکر کے نکلا۔ لیکن بہادروں نے بھی مرنا گوارا کیا' لیکن میدان سے کنارا
نہ کیا۔ بارگاہ کی حد نہ چھوڑی۔ دونوں لشکر مل گئے گولے فولادی ہزاروں مصور پر مارے
مگر یہ بنبیرہ سامری ہے کوئی چوٹ اس نے نہ کھائی اور ہم شبیہوں کو للکارا: "ہاں اپنی
اپنی صورت کے سرداروں کو گرفتار کرو۔ پتلیاں یہ نعرہ سن کر سحر کی نیر نگیاں دکھانے
لگیں۔ اب تکلف یہ ہوا کہ رعد جس طرح چیخ مارتا ہے اسی طرح ہم شبیہ بھی اس
کا چیختا ہے کہ بہار کے لشکر کے ساحر بیہوش ہوتے ہیں گویا پتلیاں ان سرداروں کا عکس
ہیں کہ جو عمل یہ کرتی ہیں وہی وہ بھی کرتی ہیں۔ ان کا فعل ان پر اثر کرتا اور
ان کا جاوداں پر تاثیر نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ انسان میں وہ جادو کی پتلیاں ہیں۔ لشکر کی
حالت ابتر ہے۔ مظلم فوج لے کر گرا ہے کشتوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ وہ رن پڑا ہے
کہ ترک فلک نے بایں ہمہ پیرا نہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا

وہ سینے تھے جو آئینے سے بھی صاف

مشک ہو گئے تیروں سے تاناف

مشک ہو گئے تیروں سے تاناف

وہاں سر کاٹنے بیٹھے تھے بدخواہ

گل تر بار جس چھاتی پہ تھا آہ

بچانا جان کا سمجھے غنیمت

ہزیمت کی پھر آئی ان کو غیرت

کہ ہوئے تنگ کیونکر یہ گوارا

نہیں اپنے لیے جز مرگ چارا

غرض سمجھے ہر اک جینے کو زحمت

بھری دل میں ہوائے جنت

یہ کیفیت عیاران اسلام نے پہاڑوں پر چڑھ کر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر نہایت افسوس کیا۔

عمرو نے کہا: "اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہی ہے۔ غنیمت ہے جو بے سردار کا لشکر اس قدر کیوں ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس لڑائی کو روکے اور فوج عدو کو بھگائے۔"

عیاروں نے گردن جھکالی اور عمرو کی بات کا جواب نہ دیا۔

قران عرض کی: "اگر ارشاد ہو تو میں جاؤں۔"

عمرو نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا: "تو نظر کردہ شاہ مرداں شیر نرواں ہے اور میری زیارت گاہ ہے۔ یہ لڑائی سخت کہ تو میرا جاں بخش ہے۔ جب میں گرفتار ہو

جاؤں تو مجھے چھڑانے جانا۔"
یہ کہہ کر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنائی اور برق کو حکم دیا: "دوڑ کر جا اور مطیعوں میں سے ایک جادوگر کو بلا لا۔ برق بموجب حکم دوڑ کر گیا۔ اتفاق سے سرخ

مو لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آ گئی تھی اس سے کہا: "چلو خواجہ تم کو بلاتے ہیں۔

سرخ مونے بہرا امتحان کہ اصلی برق یہ ہے یا نہیں انگوٹھی اپنی اتار کر پھینکی اس کا

اٹھا لے تو میں آؤں۔ برق نے اٹھا لی۔
سرخ مو طاؤس اڑ کر اس کے پاس پہاڑ پر آئی۔ عمرو نے کہا: "تم تخت سحر اپنا مجھ

کو دو اور جب میں سوار ہو کر چلوں تو تخت کو رواں دواں کرو' کہ جہاں میں جاؤں

تخت روانہ ہو۔"
سرخ مونے جھوے سے ماش کا آٹا نکال کر چار پتلیاں بنائیں اور تخت خواجہ کو دیا اور

کچھ فسوں پڑھا کہ پتلیوں نے انسانی جسم پیدا کر کے پر شانوں پر نکالے اور تخت کو اٹھا

لیا۔ عمرو بشکل ساحر تخت پر بیٹھا۔ منقل آتشیں سامنے رکھ لی تصویریں سامری و جمشید

کی گلے میں ڈالیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جو خت پر دانت نکالے

بیٹھی ہے

بھنگ پیر کوئی ہے جیسے مست

ہمت آ ساتھی و طاقت پست

آنکھیں پر قہر بھونڈی صورت ہے

ساری اندراز پر کدورت ہے

اک قیامت تھی اس کی چتون میں

مار کی طرح زہر گردن میں

سر تھا یا اس چرخ مکاری
تھا سیاہ فام اور جٹا دھاری

جسم تھا زار کج ادا قد تھا
بد بنا تھا تو طرز بھی بد تھا

مار گردن میں اس کی پوشیدہ
جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

اصل مطلب بایں ہیئت بد تخت کو پتلیوں سے روانہ کر کے بیچ لشکر میں جا کر نعرہ زن ہوا: "میں ملک الموت جادو ہوں۔ اے مصور خیرہ سر اپنی سب پتلیوں کو اٹھا کر کے بھیج میرے مقابلے کو۔ میں نوکر عمرو نامدار کا ہوں۔"
مصور تو بہر مست زد و گشت کرتا پھرتا تھا۔ اس کا نعرہ سن کر اپنی پتلیوں کو قریب آ کر للکارا: "لینا اس کو" جتنے ہم شبیہ کو لشکر بہار کے لیے اس نے بنائے تھے۔ سب عمرو نے حملہ آور ہوئے۔
عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا۔ (ناظرین کو یاد ہو گا' اس کو ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نامی کو دو شیشے آب سحر کے دے کر لڑنے کو بھیجا تھا۔ اس ساحر کو قتل کر کے عمرو نے شیشہ ہائے آب حاصل کئے تھے اور اسی پانی کا ایک چھینٹا مخمور کے منہ پر مکان برق محشر جادو میں بھی لگایا تھا۔ قصہ مختصر وہ پانی ساحر زبردست کو بیہوش کر دیتا ہے اور سحر کو باطل کر دیتا ہے۔
پس جیسے ہی تصویریں اس پر حملہ زن ہوئیں اس نے وہی آب سحر لے جو قریب آئی چھینٹا مارا کہ بھق سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جل گئی۔ لشکریان مظلم و مصور نے پھر تو عمرو پر ہجوم کیا۔ اس وقت سرداران لشکر شریک اسلام نے دیکھا کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار ہے ساری فوج اس پر گرا چاہتی ہے یہ دیکھتے ہی جانیں اپنی لڑا دیں اور

چاروں طرف سے سینے اپنے سپر کئے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آ کر حملہ نہ کرے اور تصویروں نے ہر سمت سے آ کر آرسیاں اتار کر ہاتھ سے عمرو کو دکھائیں۔ عمرو نے اس وقت منڈھی نکال کر چھتری کی طرح سایہ فگن کر لی اور اپنے سرداروں سے کہا:
"تم سب میری حفاظت نہ کرو' میں ایسا ویسا آدمی نہیں ہوں جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑوں اور کسی کا حربہ مجھ تک پہنچ جائے۔"
سردار حیرت ناک ہوئے اور لڑنے لگے ادھر پتلیاں جب آرسیاں دکھا چکیں' ترسول پکڑ کر حملہ آور ہوئیں جو قریب آئی یہ دیکھا۔ ازبسکہ سب سحر کی شبیہیں ہیں اس وجہ سے یہ برکت (اعجاز جناب دانیال علیہ السلام جل کر راکھ ہو گئیں۔
یہ تصویریں تھیں جل گئیں۔ جاندار یعنی انسان ہوتیں تو منڈی میں الٹی لٹک جاتیں۔ لہٰذا جب تصویریں جل گئیں تو سردار جو بوجہ ان تصویروں کے بدحواس و پریشان تھے اور ان کا سحر حریف پر کارگر نہ ہوتا تھا۔ اب سب کے حواس درست ہوئے اور رعا چیخیں مارنے لگا اور برق مشحر چمک چمک کرنے لگی۔ مخمور نے جام زریں پھینکا ک ساحر مست ولا یعقل ہونے لگے اور اسی طرح سب سردار بڑھ کر آگے حربے کرنے لگے۔ بگڑی لڑائی بن گئی فضل خدا سے
"بگڑی بنجاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے"
عمرو نے مصور کو ڈانٹا' اے بے حیا تو کیسا بنیرہ سامری ہے کہ میرے مقابلہ سے ڈرتا ہے۔"
مصور شیر آتشیں اڑ کر سامنے آیا اور کہا: "ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ میری تصویریں جو ایک مدت میں تیار ہوئیں تھیں۔ جلا دیں۔" یہ کہہ کر ناریل کا سحر مارا کہ وہ شق ہوا اور چار تیلے تلواریں لیے نکل کر عمرو پر چلے۔ عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ پتلے سب جل کر غائب ہوئے عمرو نے تخت آگے بڑھایا اور کہا: "لے اس کو"
یہ کہہ کر چھینٹا پانی کا منہ پر مارا کہ مصور بیہوش ہو کر شیر پر سے گرا' قلابازیاں کھاتا

ہوا سمت زمین چلا۔ یہ ماجرا دیکھ کر زوجہ اس کی صورت نگار مانند برق بسرعت تمام چک کر گری اور پنجے میں۔ داب کر مصور کو لے گئی اور بیہوش دیکھ کر سوچی کہ یہاں سے میں اس کو اگر لے کر ٹھہروں گی تو حریف فرصت نہ دے گا۔ یہ مارا جائے گا۔ یہ سوچ کر سمت صحرا لے گئی اس کے چلے جانے سے پاؤں لشکر کے اٹھ گئے اور شیران بیشتر شجاعت نے شمشیر سحر لے کر قتل و غارت کا آغاز کیا۔ فوج عدو میں بھگدڑ پڑ گئی۔ یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہو کر اٹھا کہ جا کر اس ساحر کو جس نے مصور کا یہ حال کیا قتل کروں۔ مگر ملکہ حیرت نے کہا: "آپ بزور سحر دیکھئے تو یہ ساحر کون ہے اور کیسا سحر کرتا ہے' جو مصور ایسے ساحر کو اس نے بیہوش کر دیا۔ شاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے۔ اس نے حکم کیا: "کتاب سامری لاؤ۔"

پتلے جا کر کتاب لائے۔ اس نے اس میں دیکھا لکھا تھا یہ ساحر نہیں' عمرو عیار ہے اور شیشہ ہائے سحر آب جو تو نے اول اپنے ملازم ہوشیار جادو کو دیئے تھے۔ وہ اس کے پاس ہیں۔"

یہ دیکھ کر کتاب بند کی اور منہ پیٹ لیا اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا: "اس کا توڑ ہر چند کہ میں جانتا ہوں' لیکن کتاب سے لڑنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلتی ہے اور دوسرے فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہے اور شام بھی ہو گئی ہے۔ تم جا کر طبل امان بجوا دو۔"

یہ کہہ کر فرط ندامت سے آپ بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہو کر سخت لشکر چلی' اس عرصہ میں یہاں لاشے ڈھیر ہو گئے تھے۔ ہزاروں ساحر مارے گئے تھے۔ پسپا ہو کر پڑاؤ پر تلوار چل رہی تھی۔ عمرو جال پر جال مار کر لوٹ رہا تھا۔ ہنگامہ برپا تھا۔ یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت و مصور کی لٹ جائے اور بہار کو سب سردار چھڑالیں۔ اس وقت حیرت آ کر پہنچی اور حکم دیا: "جلد طبل بازگشت بجے اس کے لشکر

بہادر ساحر پائے ہمت گاڑے لڑ رہے تھے انہوں نے فوراً طبل بجوایا۔ صدا اس کی ہر ایک بہادر کے کان میں پہنچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہے۔ ازبسکہ پر بھی خستہ و شکستہ تھے دوسرے رات ہو رہی تھی۔

آخر لشکر جانبین کے خیمہ گاہ کی جانب پھرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکریہ کمال درجہ ادا کیا۔ لشکر پڑاؤ پر پہنچ کر آرام گیر ہوا۔ سردار داخل بارگاہ ہوئے۔ اس وقت شرخ مو بارگاہ میں آئی اور عمرو کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ عمرو ہنس پڑا۔ اس وقت سب کو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو ہے۔ سب نے نذر دی اور تعریف کی۔

ادھر حیرت جب بارگاہ میں آئی صورت نگار بھی مصور کو لیے داخل بارگاہ ہوئی۔

لیکن افراسیاب یہاں سے اڑ کر چارہ سامری پر گیا۔ انشاء اللہ بروقت فتح طلسم ان مقاموں کا حال بیان کیا جائے گا غرض اس کنوئیں سے پانی بھر کر باغ سیب میں لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کر کے ایک کوزہ آب اس کو دیا کہ بارگاہ حیرت میں لے جائے تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کریں۔ پتلا وہ پانی لے کر حیرت کے پاس آیا۔ پیام شاہ عرض کیا۔ مصور بیہوش پڑا تھا۔ وہ پانی لے کر حیرت نے مصور پر چھڑکا وہ ہوش میں آیا اور غسل کیا۔ لباس تبدیل کر کے بارگاہ میں آیا۔ اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے حاضر تھی۔ اپنی شکست کی خجالت اس پر غصہ کر کے مٹائی: "عمرو کیسی کیسی عیاریاں کرتا ہے۔ مگر تجھ سے کچھ ہو نہیں سکتا۔"

صرصر نے عرض کیا: "آپ خفا نہ ہوں۔ میں عیاری کرنے جاتی ہوں۔" یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔ اس نے ضرغام کو دیکھا کہ اپنے لشکر سے نکل کر کسی طرف جاتا ہے۔ بس فی الفور ضرغام کی سی صورت بن کر بارگاہ اسلام میں آئی۔ دیکھا عمرو کرسی پر متمکن ہے۔ سردار جمع ہیں۔ اس نے دل سے تصور کیا: "عمرو کو یہاں اٹھا کر باہر لے چل اور بن پڑے تو پکڑ لے جا۔"

یہ سوچ کر قریب گئی اور کہا: "خواجہ آپ غافل کیا بیٹھے ہیں۔ بہار کو مصور مارے ڈالتا ہے۔ عمرو یہ سنتے ہی بیتاب ہو کر اٹھا اور بولا :افوس"

اور چلا کہ جا کر عیار کروں۔ صرصر ساتھ ہوئی۔ عمرو نے انداز رفتار اور طرز شکل سے پہچانا کہ صرصر ہے۔ پکارا: "اے یار دلنواز میں تیری تنہائی میں بلا کر لے جانے کے نثار وہاں لے جا کر وصل سے اپنے شاد کام فرماتا۔"

صرصر ان باتوں سے جست کر کے سمت صحرا بھاگی لیکن اس نے تعاقب اس کا نہ چھوڑا اور صرصر بھی صحرا میں پہنچ کر نیمچہ لے کر مستعد جنگ ہوئی۔ آخر دونوں گتھ گئے نیمچہ چلنے لگا عین گرمی جنگ میں صرصر نے کہا: "کیوں اے عیار بہار کے قید ہونے سے دل کو تو چوٹ لگی ہو گی۔"

عمرو بولا: "اب تجھے پکڑ کر اپنا مطلب نکال لوں' تو بہار کو جا کر چھڑاؤں۔"

صرصر کوسنے لگی: "تجھ مطلب نکالنے والے کو گھری گور میں توپوں۔ موئے آئینہ اگر میسر نہ ہو تو پیالی میں پیشاب کر کے ذرا اپنی صورت دیکھ۔"

عمرو نے کہا: "مجھے وہی پیالی درکار ہے جس میں پیشاب کروں۔"

صرصر بولی: "منہ بنوا حواس میں آ بیہودہ گوئی نہ کریں تیرے منہ لگنے کے قابل نہیں ہوں۔"

عمرو نے جواب دیا: "میں تو قابل ہوں۔" صرصر جھینپ گئی اور فرط حیا سے آنکھیں کر کے بولی: "کیا نگورا منہ پھٹ بیحیا ہے۔ میں تجھ سے بات نہیں کرتی۔ اب میں جا کر بہار کا پہرہ دیتی ہوں۔ جب جانوں کو تو آ کر چھڑ لے جائے۔"

اس سے صرصر کی مرا یہ تھی کہ عمرو کو باتوں میں لگا کر وہاں لے جاؤں تا کہ مصور بزور سحر گرفتار کرے۔ غرض یہ کہ عمرو نے جب یہ گفتگو سنی کہا: "اے صرصر! خواہ تو اس امر میں مبالغہ کرے یا نہ کرے میں بہر رہائی بہار ضرور جاؤں گا۔"

اس نے جواب دیا: "شرط یاری ہے اور وفا داری بھی یہی ہے کہ اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے۔"

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے صرصر جست کر کے روانہ ہوئی اور عمرو بھی مواقف وعدہ کے روانہ ہوا راہ میں برق و قران کو عقب عمرو بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات

ہوئی۔ اس نے سارا ماجرا شرط رہائی بہار کا بیان کیا۔ یہ دنوں بھی لشکر حریف کی طرف چلے۔

لیکن عمر جب قریب لشکر عدو پہنچا۔ پگڑی چکوے دار سر پر رکھی۔ چپکن پہن کر عصا ہاتھ میں لے کر بصورت چوبدار دربارگاہ مصور پر آیا۔ وہاں مصور نے بہار کو بلا کر عتاب و خطاب کا آغاز کیا تھا کہہ رہا تھا: "دیکھ تو کس عذاب الیم سے تجھ کو قتل کرتا ہوں اور بہار گویا تھی کہ اپنی خیریت مناؤ۔ عمرو تو یہاں تشریف لایا چاہتے ہیں۔

صورت نگار نے کہا: "ہم تصویر دیکھا کریں گے اور اس ناعیار کو بھی گرفتار کریں گے۔"

اس گفت و شنید میں تھے کہ صرصر آئی' لیکن عمرو کو بہ شکل چوبدار دیکھتی آئی اور چپکے سے مصور کو آگاہ کیا: "عمرو دروازے پر آیا۔ لیکن عمرو نے بھی صرصر کو اپنے تئیں جاتے دیکھا تھا۔ جو وہ اندر گئی یہ عصا اور چپکن وغیرہ زنبیل میں رکھ کر بت کٹنی سے تابشانہ باندھ کر دھوتی باندھے بہ شکل ساحر ٹھہرا رہا۔

مصور نے باہر آ کر ایک آدھ سے پوچھا: "کہ کوئی چوبدار یہاں کھڑا تھا کسی نے اقرار نہ کیا۔

صرصر سے کہا: "اری کس کو عمرو بتاتی ہے وہ کہاں گیا۔"

صرصر بھی ہر طرف نگران ہوئی۔ اس وقت عمرو نے آگے بڑھ کر مصور سے کہا: "حضور اس قدر حیران کیوں ہیں۔ تصویر کو دیکھئے آپ ہی معلوم ہو جائے گا کہ عمرو کہاں ہے۔"

مصور نے اس کو کہنے سے تصویر دیکھی اس میں معلوم ہوا کہ یہی عمرو ہے۔ تصویر دیکھ کر سر اونچا کیا اور عمرو نے ایک دھول صرصر کے لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا: "میرا نام عمرو ہے" حاضرین ساحرو کے ہوش اڑ گئے۔

مصور خفیف ہو کر بارگاہ میں آیا۔ صرصر نے سب ماجرہ بیان کیا' اس طرح عہد کر کے میں عمرو کو لائی ہوں۔ تاکہ حضور پکڑ کر قتل کریں۔ لازم ہے کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھیں۔"

مصور نے کہا: "کہاں تک وہ تصویر دیکھی جائے آخر میں بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہوں۔"

صرصر نے کہا: "وہ دعویٰ کر کے آیا ہے۔ آپ جائیے علیحدہ بیٹھئے کسی کو اپنے پاس

نہ آنے دیجئے۔"
مصور کو یہ رائے پسند آئی اور الگ خیمہ خالی کرا کے جا بیٹھا۔ دو خدمت گار کاروبار کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس بٹھا لیا۔ لیکن اس جلدی میں کوئی سامان راحت ساتھ نہ لایا تھا خدمت گاروں کو بھیجا: "جا کر کشتیاں شراب کی لے آؤ وہ بمو جب حکم باہر خیمے کے نکلے۔ عمرو گھات میں لگا ہوا تھا بہ شکل ساحر قریب آیا اور کہا: "بھائی میں نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہے گر عیار زبردست ہے۔ میں تنہا ڈرتا ہوں ساتھ چلو تو گرفتار کر دوں' خدمت گاروں کو لالچ آیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے سے انعام وافر پائیں گے۔ اس طمع میں ساتھ چلے جب لشکر سے نکل کر تنہائی میں آئے۔ عمرو نے کچھ میوہ نکال کر دیا کہ لو کھاتے چلو وہ کھا کر بیہوش ہوئے۔ دونوں کے کپڑے اتار کر ایک کی ان میں سے صورت بن کر ان کو کسی غار میں ڈال دیا۔
اور وہاں سے خیمہ میں مصور کے پاس آیا۔ مگر صرصر موجود تھی۔ اس نے دیکھتے ہی پہچانا۔

مصور سے کہا: "خدمت گار سے ہوشیار"
مصور حیران ہو کر ابھی توجہ نہ ہوا تھا کہ عمرو نے دوڑ کر ایک دھول اس کے بھی لگائی اور نعرہ کر کے بھاگا۔ مصور ٹوپی سنبھالتا رہ گیا۔ عمرو باہر گوشے میں جا کر دوسرے خدمت گار کے کپڑے پہن کر اور اسی کی ایسی صورت بن کر خیمے میں آیا۔ مصور باتیں صرصر سے کر رہا تھا۔ اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ سر پر آ کر رومال جھلنے لگا۔ اتنے میں صرصر نے کہا: "حضور مقرر بہار کو عمر چھڑا لے جائے گا۔ آپ دیکھتے ہی کیا کیا وہ زیادتیاں کرتا ہے۔"
مصور بولا' کیا مجال اب جو آ سکے۔"
عمرو جو سر پر کھڑا ہے ایک دھول مار کر بولا: "کیوں بے بھول گیا' جوتیاں کھانا۔"

صرصر نے کہا: "حضور لیجئے گا وہ تو سر پر کھڑا ہے۔ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لوں۔ لیکن مصور نے اتنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے۔ اس نے گرفتار کر لیا۔ صرصر نے کہا: "مبارک ہو۔"

مصور نے اپنا مالا موتیوں کا اس کو انعام میں دیا مگر حال سنیے کہ برق اور قران بھی لشکر میں آئے تھے۔ ان میں سے برق خدمت گار بن کر بارگاہ میں مصور کی آیا۔ ازبسکہ سب خیال گرفتاری عمرو رکھتے تھے۔ کسی نے اس کی جانب توجہ نہ کی جس وقت کی مصور راٹھ کر الگ خیمہ میں گیا۔

صورت نگار کو بھی خوف ہوا کہ ایس انہ ہو مجمع میں عیار چلے آئیں اور آ کر یہاں مجھ کو ستائیں۔ یہ سوچ کر حکم دیا کہ دربار برخاست سب چلے جائیں کوئی یہاں نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان میں ٹھہرا کر مظلم سے کہا: "تم حفاظت اس کی کرنا۔"

غرض یہ کہ بارگاہ میں کوئی نہ رہا۔ صرف برق ٹھہرا رہا جب صورت نگار نے اس کو دیکھا: "کہا:" تو کیوں ٹھہرا رہا۔"

برق نے کہا: "مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔"

اس نے کہا: "جلد کہہ اور باہر جا۔" برق دوڑ کر قریب آیا اور ہاتھ میں بیہوشی خوب بھر رکھی تھی۔ اک تھپڑ منہ پر مارا کہ صورت نگار بیہوش ہو کر گری۔ اس نے وہیں بیٹھ کر کپڑے اس کے اتارے اور صورت اس کی ایسی بنا کر اس کو قنات میں لپیٹ کر کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصور کو جا کر پکڑ لوں جب بارگاہ کے باہر آیا شور عمرو کے گرفتار ہونے کا سنا۔ دل سے کہا۔" ایک نہ شد دو شد۔ بہارت وقیدی ی تھا استاد بھی پھنسے خیر چلو تو دیکھو تو کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح در خیمہ پر آیا وہاں صرصر موجود تھی۔ یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لے گی۔

یہ سوچ کر آنکھ ہر ہاتھ رکھ کر اوئی کہہ کر بیٹھ گیا: "ہائے ہائے میری آنکھ میں کچھ پڑ گیا۔ مصور دوڑ کر قریب آیا۔ گود میں اٹھا کر مسند پر لا کر بٹھایا کہا: "صاحب دیکھوں تو کیا پڑ گیا۔ کٹورے میں پانی لبریز بھر کر منگاؤ کہ اس میں آنکھ کھولیں' جو کچھ

ہو گا کل جائے گا۔"
صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی ایس نہ ہو کہ صورت نگار میں کچھ فتور ہو گا۔ اب ایسا کچھ آنکھ میں پڑا ہے کہ آنکھ کیسی منہ تک نہیں کھولتی۔ یہ سوچ کر چاہتی ہے کہ بڑھ کر مصور سے کہے کہ آپ سحر سے دریافت کیجئے یہ آپ کی بی بی نہیں ہے۔ ہنوز لب ملنے نہ پائے تھے کہ پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے یہ الجھ کر گری قران چوبدار بن کر اس فکر میں ہمراہ صورت نگار کے داخل خیمہ ہوا تھا کہ چل کر مصور کے ایک بغدا لگاؤں۔
اس وقت صورت نگار کو غمزے کرتے دیکھ کر یہ سمجھگیا کہ برق عیار ہے تامل پذیر ہوا کہ اس کی عیاری دیکھ لو۔ اسی تماشا میں تھا کہ صرصر جو آگے بڑھی سمجھا کہ پردہ فاش کرے گی۔ بس کمند مار کر اس کو گرایا۔ صرصر چیخی کہ: "حضور دوڑیئے۔" قران گود میں اٹھ کر باہر لے گیا۔ صرصز نے لشکریوں سے کہا: "ارے مجھے کو چھڑاؤ۔" جو قریب آیا قرآن نے کہا: "جو کوئی اس مقدمہ میں بولے گا مور عتاب سلطانی ہو گا۔ یہ عیار ہے جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے آیا تھا اس کے فقرے پر نہ جاؤ' حضور نے گرفتار کر مجھے دیا ہے کہ سرا اس کا کاٹوں "لشکری سمجھے کہ بیشک یہ سچا ہے سب کنارے ہوئے۔
ادھر مصورا اٹھ کر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا: "واہ صاحب واہ تمہیں عیار بچی بڑی پیاری ہوئی جو مجھ کو اکیلا چھوڑ کر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ عیار کا ہے ہر بار زک اٹھاتے ہو اور پھر وہی باز نہ آ کر کرتے ہو۔ کسی دن تم پر پڑ جائے گا۔ جب راضی ہو گے۔ عیار عیار کو یدکھو بد کر پکڑ لے گیا۔ آپس میں کہی بدی ہو گی کہ ہم تجھ کو پکڑ کر بھاگیں جو چھڑانے پیچھے آئے گا اس کو دوسرا عیار مار ڈالے گا۔ اس وت کوئی تمہاری فکر میں لگا ہو گا۔ لے جا کر دیکھ لو۔ جان پر بن جاتی ہے یا نہیں۔"
مصور یہ تقریر سن کر مارے ڈر کے بیٹھ گیا۔ ادھر قران نے جنگل میں صرصر کو لے

جا کر کہا: "استانی اب تم بہت چل نکلی ہو۔ کیوں اکیلے میں مصور کے پاس کیوں بیٹھی تھی ہے۔ شرط کہ ناک کاٹ ڈالوں۔"

صرصر لگی کوسنے کہ تیری استانی غارت ہو۔ موئے دکا کی مار تجھ پر کیا قرق جتاتا ہے۔ تیرے استاد کا مردہ نکلے لاش کھٹیا پر مچمچاتی جائے۔"

قران نے کوسنا حسن کو منہ پر بٹنا بیہوشی کامل دیا کہ یہ بیہوش ہو گئی۔ ایک غار میں اس کو ڈال کر آپ پھر لشکر مصور میں آ ٹھہرا۔ اس طرف برق نے مصور سے کہا: "یہاں عیاریاں ہوتی ہیں۔ لاؤ عمرا اور بہار کو میرے حوالے کرو کہ پاس شاہ جاوداں کے لے جاؤں۔"

مصور اس کے کہنے سے خوفناک ہو کر ٹھہرا تھا اس کلام کو سنکر گویا ہوا کہ میں تمہیں بلا میں پھنساؤں عیاروں کے ہاتھ سے قتل کرواؤں میں تو قیدیوں کو تمہارے سپرد کروں۔"

صورت نگار اس انکار سے بگڑ گئی اور آنکھوں سے آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگا کر کہا: "اے جان جان! خفا کیوں ہوئی اس نے کہا: "چلو ہٹو' ہم کو غیر سمجھ کر قیدیوں کے دینے میں کیا کیا حیلے اور بہانے آپ نے کئے۔ اچھا تم جانو تمہارا کام جانے' میں غیر مجھ سے کیا مطلب۔"

یہ کہہ کر دامن جھٹک کر اٹھی۔ مصورنے اٹھ کر گود میں لے لیا اور کہا: "ناراض نہ ہو۔ تم مختار ہو میری جان کی' قیدی کیا حقیقت رکھتے ہیں۔" یہ باتیں بنا کر در خیمہ پر آیا ملازمین سے بہار کو منگایا۔ عمرو تو موجود ہی تھا۔ دونوں پر سے سحرا اپنا دفع کر کے کہا: "لو اپنے سحر میں انہیں گرفتار کر لو۔"

صورت نگار اٹھ کر قریب عمرو کے آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونوں گردن میں پہنانے میں چپکے سے کہا: "میں ہوں برق' میرے کہنے پر عمل کرو تاکہ کہ معلوم ہو مسحور بسحر یہ لوگ ہیں۔"

غرض یہ کہ ہار پہنا کر حکم کیا: "اے مجرموں! میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ بموجب حکم دونوں ساتھ ہوئے۔

مصور نے کہا: "اے ملکہ تخت پر سوار ہو کر جاؤ۔ باغ سیب تک تم سے نہ جایا جائے گا۔"

برق نے کہا: "میں باہر جا کر تخت پر سوار ہوں گی' لیکن قیدی میرے سحر سے آپ دوڑتے چلے آئیں گے۔"

یہ کہہ کر خیمے سے جب باہر گیا۔ بہار نے کہا: "اے برق میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے تئیں ظاہر کر کے ان بد کرداروں کو سزا دوں۔"

برق بولا: "بسم اللہ۔"

بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا۔ اور بارہ جلنے لگی۔ بہار نے نعرہ کیا۔ شور ہوا۔ ساحر دوڑے عمرو نے بھی جال مار کر لوٹنا شروع کیا۔ برق بھی نعرہ کر کے خنجر کھینچ کر لڑنے لگا۔ مصور خیمے کے باہر نکل آیا۔ ایک جانب مظلم دوڑا

بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا۔ سحر پڑھ کر دستک دی اور پکاری: "اے بہار آؤ۔" دفعۃ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان میں چاردیواری ملور کی سراسر نور کی کھنچی ہے اس کے اندر چمنستان سرسبز و شاداب گل و بار سے لدے ہیں اپنی تازگی اور نزہت کے روبرو خاک حسرت زیدہ روضہ ارم میں ڈالتے ہیں۔ درخت تمام گلہائے رنگا رنگ سے جلوہ طاؤس ہیں اور پھول اپنی زرنگاری سے فروغ بخش تاج کاؤس

بلبل شاخ شجر پر بیٹھی
آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی

کوئل نہیں اس گھڑی تھی کو کی
آواز تھی قدس سرہ کی

اودی اودی گھٹائیں آئیں
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں

مانند سر شک بادل اُمڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے

سبزہ جو بن دکھا رہا تھا
جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا

ہوائے سرو کے جھونکے تمام لشکریوں کو لگے۔ دیوانہ دار اسی بوستان سحر کی سمت چلے۔
جب اندر آئے اس رشک گلزار سراپا بہار کو بہاران نازو انداز کھڑے دیکھا

جوبن کا ابھار سینہ پر تھا
پھل نخل مراد میں لگا تھا

روشن تھے گلاسی یا کنول تھے
پھولے دریا میں دو کنول تھے

وہ لعل تھے یا دو اژگوں درج
یا قلعہ رنگ و حسن کے برج

اس پر پڑی نگاہ جو اک بار
بیہوش ہوا ہر ایک ہوشیار

رنگ رخ لالہ گوں ہوا زرد

دل بیٹھ گیا مگر ہوا درد

دل زلف کے پیچ و خم میں اٹکا
شانہ پر شانہ بن کے لٹکا

مصور اور مظلم وغیرہ بے تابیاں کرتے منت کناں سمت اس غارت گر جان کے چلے' مگر ہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہو کر لشکر مصور میں آئی۔ بہار کو باغ و بہار کے سحر کرنے میں مصروف دیکھ کر سیدھی شاہ جاوداں کے باغ سیب میں گئی اور پکاری: "فریاد از دست عیاراں فریاد۔"

شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سنا اور پرواز کر کے چلا۔ اس وقت آ کر پہنچا کہ مصور وغیرہ قریب بہار پہنچ کر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا' میرا نام افراسیاب یہ نعرہ سن کر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہو گا لازم ہے کوٹل جاؤں۔ یہ سوچ کر سحر کر کے زمین میں غرق ہو گئی اور عیار و لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصور وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے جو گریباں چاک کر کے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آ کر گرا اور پنجے میں داب کر لے گیا۔ جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگایا غائب ہو گیا۔ لیکن بہار جو زمین میں مثل گنج زر کے غرق ہوئی تھی۔ قریب اپنے لشکر کے جا کر نکلی اور ازلسکہ عمداً اپنا سحر چھوڑ کر گئی جو تھی تو سحر کا رو پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اس کو دفع کرے تو میں بیہوش نہ ہوں۔ حاصل یہ کہ جب بارگاہ میں سرداروں نے تعظیم دی۔ خوشی کی کرسی پر یہ جلوہ گر ہوئی۔ جلسہ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آ کر جمع ہوئے۔ مسرت و سرور کے ساتھ بیٹھے۔

ادھر اہ طلمس سحر دفع کر گیا' ہر ایک کو ہوش آیا۔ لشکر نے قرار پکڑا اور مصور کو شاہ طلسم باغ سیب میں لایا۔ کتاب سامری دیکھ کر کہا: "اے مرشد زادے! بی بی آپ کی بارگاہ' میں قنات سے لپٹی کھڑی ہے اور صرصز بیہوش غار میں پڑی ہے۔"

یہ کہہ کر ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ صرصر کو وہ جا کر اٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اس نے جا کر صورت نگار کو قنات سے نکال کر ہوشیار کیا اور کہا: "آپ کے شوہر باغ سیب میں ہیں"

یہ سن کر اس نے بھی لباس تبدیل کر کے راستہ باغ کا لیا۔ جب یہ انتظام ہو چکا' مظلم نے کہا: "اے شہنشاہ! عمرو کو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔"

افراسیاب بولا: "اب دو چار دن میں میلا ہو گا' سب ہیکڑی نکل جائے گی۔"

مصور نے کہا: "میرے تن و جان میں آگ لگی ہے شعلے اٹھے ہیں' جی چاہتا ہے کہ اپنی جان اور نمک حراموں کی جان ایک کر دوں۔"

افراسیاب گویا ہوا: "چند روز تامل کیجئے' کاہے کو تصدیع فرمایئے۔ طرفین کے ساحر مارے جائیں گے۔ کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

مصور نے کہا: "جان جائے یار ہیں' میں تو جا کر ایک بار سحر ادا کرتا ہوں۔ ہر چند کہ تصویریں جو بنائی تھیں وہ گئی گزریں۔ لیکن میرے سحر کی پناہ نہیں ہے۔ بنبیرہ سامری ہوں۔ یہ جنگ بھی یارگار رہے گی۔"

یہ کہہ کر اٹھا شاہ جادواں ہر چند مانع ہوا مگر اس نے نہ مانا اور مظلم اور بی بی کو ہمراہ لے کر کہا: "اے حیرت! تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہ ہو گا۔ مرشد زادے تو بزرگ ہیں' انہیں میں نہیں روک سکتا۔"

حیرت اس کے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا۔ صرصر بھی اس کے ساتھ

آئی تھی' فکر عیاری میں سمت صحرا چلی گئی۔ لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر میں مصروف رہا جس وقت شام ہوئی' مصور نے نفیر سحر کو دم دیا۔ طبل جنگ لشکر میں بجا۔ طائر سحر کے خبر لے کر خدمت بہار میں آ کر عرض پیرا ہوئے۔

"مصور بے حیار پھر آمادہ مرگ ہوا ہے۔ طبل جنگ بجوا کر ملازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہے۔"

بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا۔ لشکر میں جانبین کے تیاری ہوئی' پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا۔ رات بھر ساحر سحر جگاتے رہے۔ بہادر ہتھیار سان پر لگاتے رہے۔ کلوا بیروں محمدا بیر کی پکار رہی۔ اسلحے کی بلند جھنکار رہی جس وقت سحر ہوئی اور دھوپ نے چاروں طرف اپنے پر پھیلائے بہار ملکہ مکرو فر سوار ہو کر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت و دغا ہوئی۔ وہ ہوا کا فر فر چلنا اور صحرا میں گلہائے خورد رو کی بہار' بہادروں کا تیکھا پن جادو گرنیوں پر ہزار طرح کا جوبن طاؤ سان سحر کا شور' باجوں کا گل لاکھوں طرح کا تجمل گھٹا کا ٹھنا' بادل کا فوجوں کے اٹدنا نقیبوں کا کوئل کی طرح کوکنا' رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا۔ جان کے جانے کا سب کو خوف ہر آن تھا۔

غرض یہ جب میدان میں مصارف میں پہنچے۔ اس طرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکراں آئے پلٹن اور رسالوں میں پرے جم گئے۔ میدان آئینہ سا صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف شکر نقیب للکارے' بہاروں کو پکارے کہ "جوانوں! سر گردن تیغ کی لاگ ہے۔ آتش خشم و غضب بھر کی ہے جو نہیں بجھتی۔ یہ وہی آگ ہے۔ آج معرکہ تمہارے ہاتھ ہے۔ شجاعت اور بہادری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔"

یہ کہہ کر کنارے ہوئے مصور سامنے آ کر پکارا: "اے بہار! تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ سامری کا پوتا تجھ سے آ کر مقابلہ کرے۔"

بہار نے پکار کر جواب دیا: "اگر سامری خود ہم سے لڑنے آتا' تو اس مسخرے کو بھی راہ دار البورا کی دکھاتی جب تک دم میں دم رہتا لڑے جاتی اے بے حیا! تجھے شرم نہیں آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہیں ہے۔ اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھ آیا ہے۔"

یہ کلمات سن کر مصور نے پکارا: "اے مظلم حملہ کر' بہار نے بھی اپنے سرداروں کو للکارا: "ہاں قتل و غارت کا آغاز کرو۔"

پھر تو ای ساحر ادھر کا نکلا۔ ادھر سے مظلم آیا۔ دونوں میں نارنج و ترنج چلنے لگے کچھ دیر تک رد و بدل رہی۔ آخر مظلم غالب آیا۔ ساحر بہار کی طرف مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوئے۔ بعض جان سے مارے گئے۔

اس وقت نافرمان نے بڑھ کر ایک ناریل مارا کہ مظلم اژدر پر سے اڑ کر علیحدہ ہوا' ناریل اژدر ہے پر پڑا کہ وہ جل گیا۔ مظلم ترسول لے کر نافرمان پر پڑا۔ چوٹیں چلنے لگیں۔ اس نے دریا آگ کا پیدا کیا تو اس نے پانی برسا کر بجھایا۔ اس نے سانپ ظاہر کئے تو اس نے طاؤس پیدا کئے کہ وہ سانپوں کو کھا گئے۔ یہ کیفیت مصور نے جو دیکھی فوج کے سرداروں کو للکارا کہ گھیر کر ان چند باغیوں کو قتل کرو اور آپ شیر آتشیں اڑ کر فوج بہار پر حملہ آور ہوا۔ دونوں لشکر باہم مل گئے۔ تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی۔

ہوئی یہ کش مکش لشکر میں آخر
قیامت کے ہوئے آثار ظاہر

کہیں بجلی گر رہی تھی کہیں رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہیں مینہ کا زور تھا کہیں دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا۔ کہیں ابر سرخ شرر ریز تھا کہیں مار و عقرب باہم گتھے تھے۔ کہیں گیند سے و فیل سر جوڑے تھے۔ ساحروں کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے باندھڑ چکتے تھے کبھی خاک برستی تھی کبھی برفباری تھی۔

مصور ازبسکہ نبیرہ سامری ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ لشکر حریف غالب آنا چاہتا ہے۔ فوراً شیر پر سے اتر کر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مار کر پکارا: "اب کوئی نام لیوا

سامری کا شاید باقی نہیں۔ ہا جو کہ اس کے پوتے کی آ کر مدد کرتا یہ نعرہ کرتے ہی
زمین شگافتہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزار ہا نکل کر مجسم بہ قامت انسان

ہوئے۔ ہاتھوں میں آئینے لیے تھے۔ دوڑ کر ہر یاک لشکر بہار کے سامنے آئے اور د
کر وہ آئینے دکھائے۔ آئینوں میں تصویریں جڑیں تھیں وہ پیکر ہائے ہیجان قہقہہ مار کر ہنسیں
جس نے وہ شبیہیں دیکھیں دیوانہ ہو کر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور برپا ہوا۔
بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مہین مہین' بوندیاں پڑنے لگیں جس
کے سر پر پتلوں میں سے بوندی پڑی جل گیا۔
عمر پتلے ہزاروں میں اور تصویریں دکھا چکے ہیں۔ لشکر بہار کا مسحور ہو چکا تھا۔ پاؤں سب
لشکریوں کے اٹھ گئے اور فوج نے مصور کی سپریں بزور سحر سر پر آڑ کیں: "تا کہ پانی
سحر کا ہم پر نہ پڑے اور مصور تیغہ آتشیں پکڑ کر آ گرا لاشوں کے انبار لگانے لگا۔
مگر بہار نے پائے ثبات گاڑ دیئے۔ پتلوں کو جلانا شروع کیا۔ اس وقت مشکل سخت ی
تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی ہوئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اس کو لشکریان بہار جو
مسحور نہ ہوئے تھے ہلاک نہ کرتے تھے اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے۔ صرف
بہار کے پانی برسانے سے سحار نامی تھمے ہوئے تھے۔ باقی لشکر سرا سیمہ و بد حواس تھا۔
آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی۔ عنقریب تھا شکستہ فاش ہو۔ سردار پیچھے ہٹتے
آتے تھے زخموں میں چور تھے۔ قریب بارگاہ پڑاؤ تک ہٹ آئے تھے۔ وہ مقام بھی چھوٹا
چاہتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر عیار پہاڑ سے اترے اور دوڑ کر بہار کے پاس آئے عرض
کیا: "اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہیں ہے
آپ بھی نکل چلیے۔"
بہار نے کہا: "سارا لشکر مسحور ہے۔ میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائیں گے پس
سرداری کے خلاف ہے جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے۔
عیاروں نے کہا: "بادشاہ کی سلامتی ہر حال میں چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی

کے دم سے وابستہ ہے۔"
بہار نے کہا: "میں بادشاہ نہیں ہوں اور سمجھانا بیکار ہے۔ میں نہ بھاگوں گی۔"
اس وقت تو عیار ناچار ہوئے اور قران نے کہا: "میں مصور کو پکڑے لیتا ہوں۔"

برق نے کہا: "میں جا کر مظلم کو لیتا ہوں۔"
عمرو نے کہا: "میں جو کچھ کروں گا وہ خود تم پر ظاہر ہو جائے گا یہ کہہ کر چاہتے تھے کہ جائیں۔ بہار نے کہا: "خواجہ ایک لمحہ بھر تامل فرمایئے۔ میں مطیع اسلام ہوں۔ جیسا مصور نے سامری کو پکار کر پتلے بلائے ہیں۔ میں بھی دعا کر کے اپنے خدا کو پکارتی ہوں۔ وہ میری مدد غیب سے بھیجے گا۔"
عمرو اس کے کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اتار کر محتاج بارگاہ بے نیا لمسن الملک اللہ الواحد القہار ہو کر بخشوع و خضوع تمام بہ ارادت و صداقت رجوع قلب سے نالہ و استغاثہ کیا: "اے جبار و قہار عزت بخش' ذلیل و ذلت وہ جلیل وقار و توان' ہم پر سے اس بلا کو دفع کر اور دشمن کو ہمارے مغلوب فرما۔ خداوند ہمارے جرم و عصیاں سے درگزر کر کے ہم پر رحم کر اور بمصداق و انصرنا علی القوم الکا فرین ہم کو فتح دے۔"
اب اس کو مصروف دعا چھوڑیے اور حال ملکہ مہ رخ سحر چشم سنئیے کہ جب طاؤ اس کو لیے ہوئے ایک دشت طلسمی میں لایا' جو درخت وہاں تھا۔ قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا۔ زمین وہاں کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہد ان کو شرماتی تھی اور نسی شکبار مشام جان عالیمان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی۔ درختوں کے نیچے جانور آ کر بولتے تھے اور زنان حسینہ و جمیلہ بن کر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا۔ ہر شاخ شجر میں جھولا پڑا تھا۔ قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا گر راگ اور ملار گانے کی آواز آتی تھی۔ دل کو مسحور اور بیقرار کرتی تھی

اب اس باغ کا وصف لکھوں میں کیا
ہر اک گل جہاں ہو طلسمات کا

لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا
زمرد سے بھی لاکھ درجہ کھرا

عیاں گرد اس کے شجرہ سبزہ زار
ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار

ترو تازہ و سرو تھا اس قدر
رکھے پاؤں اس پر جو کوئی بشر

اثر یہ برووت کا تھا آشکار
دماغ اس کا ہو جائے سرو ایک بار

بہت طائر اس جا پرے کے پرے
پرو بال تھے جن کے ہر رنگ کے

ہر اک جفت تھا سرخ و سبز اور زور
مگر تھا ہر ایک رنگ شوخی میں فرد

ہزاروں طرح کے تھے نقش و نگار
طلسمات کا رنگ تھا آشکار

غرض اتری مہ رخ وہاں شاد شاد

چلی اک طرف کو خجستہ نہاد

زمین طے ہوئی جب طلسم کی
زن سحر نے ہنس کر یہ بات کی

طلسمات کی حد ہوئی اب تمام
لے اب جا خدا حافظ اے نیک نام

گلے مل کے آپس میں یا یکد مگر
وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر

ہوئی جب وہ آگے کو وہاں سے رواں
تو اک قصر عالی ملا ناگہاں

بلندی مرش اس کی کروں کیا بیاں
زمین پر وہ تھا دوسرا آسماں

وہاں اک دریچہ دکھائی دیا
دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا

دریچہ پہ تھی اک چلمن پڑی
کہ ہر تیلی اس کی زمرد کی تھی

ہزار ہا ساحر نیچے اس کاخ عالی شان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر

ایک جا تھے۔ شکلیں کالی کالی صورتیں نرالی سامری سامری چپ رہے تھے۔ چلمن سے شرر نکلتے تھے۔ ستاروں کی طرح ٹوٹ کر گرتے تھے۔ قصر کے اندر سے گھنٹے ہزار ہا ایک بار بجتے۔ ساحر و مبدم ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر سجدے میں گرتے تھے۔
مہ رخ نے بھی جا کر ایک طرف آسن بچھائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے۔ سب کو پڑھ گئی۔ یکایک صدا آئی: "جا تو یہ کل سحر ہم نے تیرے قبضے میں دیئے۔"
اس نے جب یہ صدا سنی' سات بوٹیاں اپنے جسم پر سے کاٹ کر پکاری: "یا مری سامری تمہارا بھوگ دیتی ہوں۔"
فور ایک تڑاقا ہوا' بوٹیاں زمین سے اچھل کر زمین پر گریں اور غائب ہو گئیں اور جو کچھ لہو تن سے نکل کر بہا وہ زمین نے پی لیا۔ پھر آواز آئی: "افسوں اگر تو ملچھ نہ ہوتی اور مسلمانوں کا ساتھ نہ دیتی تو ہم تجھ کو اپنے روبرو بلاتے اور جلوہ قدرت دکھاتے اچھا اب ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحرائے طلسم میں جا کر مقیم ہو' جو مانگو گی ملے گی۔ ہر چند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہے لیکن اس جگہ جو ہمارا نام لے کر پکارتا ہے ہم اس کا مراد دیتے ہیں اسی وجہ سے ہمارے بندوں نے یہاں آنا شروع کیا ہے اس صحر کا نام "سامری بن" بن رکھا ہے۔ ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہیں کیا افراسیاب اور کیا مصور۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے' سات پہاڑ سات جنگل طے کر کے ہماری قبر پر آتے ہیں اور ہمارے خاص بندے ہیں اور تم لوگ وہاں نہیں جا سکتے۔ اس لیے ہم یہاں تم کو بلا کر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہیں۔"
مہ رخ اسی غرض سے اب تک مسلمان نہیں ہوئی تھی کہ سحر کرنے میں پرستش کرنا ہو گا۔ اس وقت ان کلمات سے ہر چند دل نہ مانتا تھا اور نہایت درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا۔ بنا بر مصلحت سجدہ کیا اور پاؤں سے کھڑے ہو کر پکاری "یا خداوند! مجھے شاہ جادواں پر غالب کر۔"
صدا آئی۔ "یہ نہ ہو گا: "اور کچھ مانگ لے۔

اس نے کہا: "اگر غالب نہ آؤں تو مغلوب بھی نہ ہوں۔" آواز آئی: "یہ بھی نہ ہو گا۔ لیکن اگر تو چلہ کھینچ کر پوجا کرتے تو اتنا ہو گا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم

کے اور کوئی تجھ پر غالب نہ ہو گا زوجہ شاہ طلسم تک سے تجھ کو برابری رہے گی۔"

یہ سن کر مہ رخ صحرائے طلسم میں آ کر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی۔ جب چلہ پورا ہوا صدا آئی: "جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوتے نے برباد کر رکھا ہے کچھ پھول یہاں سے چنتی ہوئی جانا اور طلسمی پتلوں سے لشکر کو اپنے بچانا۔" مہ رخ نے یہ صدا سن کر پھول چن کر سحر کی جھولی میں بھرے اور دستک دی کہ آندھی آئی۔ ابر زر درنگ پیدا ہو کر زمین پر اترا۔ اس ابر پر بیٹھ کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئی اور اس وقت آ کر پہنچی کہ ملکہ بہادر دعا میں مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ابروز و سمت فلک نمایاں ہوا اور نعرہ کی صدا آئی: "میرا نام ملکہ مہ رخ سحر چشم ہے۔

لشکریوں نے اپنی مالکہ کو دیکھ کر خوشی کی۔ مہ خر نے باغ سامری کے پھول لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعۃ ایسی آندھی آئی کہ جہان سیاہ ہو گیا۔ ابر سرخ کے ٹکڑے لشکر حریف پر آ کر چھا گئے۔ ایک طرف کے ابر سے پیکان تیرا اور دوسری سمت سے پتھر گراں برسنے لگے۔ مہ رخ نے ابر اپنا زمین پر اتار کر نعرہ کیا: "اے بے حیاء آئینہ دار جادو! یہ تحفہ باغ سامری کا آ کر لے اور پھول پھینک کر ایسا سحر پڑھا: "زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اس کا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اس نے اٹھا کر سونگھے اسی وقت جسم میں آگ لگی اور جل کر خاک ہو گیا۔ صدا آئی' مارا آئینہ دار کو: "بس اس کے جلتے ہی وہ پتلے بھی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے ہو کر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش میں آ کر حملہ آور فوج عدو پر ہوئے ادھر سے تو فوج نے حملہ کیا اور اس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا۔ ہزاروں ساحر مارے گئے۔ خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھاگ گئی

برق آسا جدھر گئی مہ رخ
ڈھیر کشتوں کے کر گئی مہ رخ

دامن دشت خون سے لال کیا
بے چھری سے سحر سے حلال کیا

خون دشمن کالے کے گل گونہ
عارض شاہد زمین کو رنگا

تاب آئی نہ فوج دشمن کو
بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصور کے لشکر میں تیر اور پتھر برس رہے تھے۔ ہر چند رو سحر پڑھا' مگر یہ سحر دفع نہ ہو سکا۔ آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھ پر بھی پڑ جائے گا تو خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ جان کر زمین میں سما گیا اور بہت دور جا کر نکلا۔ کل فوج کو شکست ہو چکی تھی۔ صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی۔ مصور نے طبل امان بجوایا اس وقت مہ رخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ بادل کے ٹکڑے غالب ہو گئے پیکان اور پتھر برسنا موقوف ہوئے۔ طبل بازگشت بجوا کر جنگ ختم کی۔

لیکن مظلم نے جب مہ رخ کو فتح یاد دیکھا تو ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ میں گرفتار کر کے صحرا میں لے گیا اور وہاں اس کو قتل کر کے لباس اس کا لے کر برور سحر اس کی ایسی صورت بنا اور جب مہ رخ لشکر لے کر پھری۔ یہ بھی ساتھ آیا۔ مہ رخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا۔ سب نے نذریں دیں محفل انبساط آراستہ ہوئی۔ سردار پایہ بہ پایا بیٹھے۔ لشکر نے کمر کھولی۔

ادھر مصور نے جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا۔ سب سردار آئے مگر مظلم نہ آیا۔ اس نے

تلاش کرایا۔ معلوم ہوا کہ لشکر میں نہیں ہے پس یقین ہوا کہ مارا گیا۔ رنج و افسوس کر کے خاموش ہو رہا۔ لیکن مصور اس فکر میں یہاں ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو سرمہ مہ رخ یا بہار کا کاٹ کر لے جاؤ یا عمرو کو آزاد پہنچاؤں۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب مہ رخ مصروف عیش و نشاط ہوئی۔ عیار بھی ملاقات کو بارگاہ میں آنے لگا۔ مظلم نے سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہے۔ شاید ہاتھ نہ آئے تو اسی کے لے چل۔ یہ سوچ کر برق کو پنجے میں داب کر اڑا۔ برق نے غل مچایا: "دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہے۔"

مظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہو گئی۔ مگر دو ایک نے غل مچاتے سنا تھا۔ انہوں نے جا کر عمرو کو اس حال کی اطلاع کی۔ عمرو نے ضرغام سے کہا: "ذرا خبر تو لاؤ کیا ماجرا ہے' وہ روانہ ہوا۔ لیکن مظلم بارگاہ مصور میں جلد برق کو لایا۔ وہ اس کے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا: "یہی ہوا مجھ کو قنات میں لپیٹ گیا تھا' لاؤ اس کو مجھ کہ دو کہ قتل کروں۔"

مصور نے کہا: "تم عیاروں کے مقدمہ میں دخل نہ دو میں خود قتل کروں گا۔"

مظلم نے کہا: "آپ توقف فرمایئے۔ میں اس کو لے جا کر قید کرتا ہوں اور عمرو اس کو چھڑانے آئے گا۔ پھر اس کو بھی گرفتار کروں گا۔"

مصور نے کہا: "اچھا لے جاؤ مگر احتیاط سے رکھنا۔" یہ لے کر چلا

مگر ضرغام بہ صورت مبدل جو خبر کو آیا تھا۔ یہاں پر یہ موجود تھا۔ اس نے جا کر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا۔ عمرو اسی وقت چلا کہ برق کو جا کر چھڑاؤں اور ساحر بن کر لشکر مصور میں آیا دیکھا کہ مظلم اڑا ہوا مع برق کے جاتا ہے۔ عمرو بھی بطور مخفی نیچے نیچے چلا۔ مظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کر کے اندر خیمہ کے لے گیا اور برق کو اس نے چار میخ گاڑ کر چومیخا گاڑ دیا۔

عمرو نے یہ سارا ماجرا پہاڑ پر سے چڑھ کر دیکھا اور رو کر دعا کرنے لگا: "پروردگار تو برق کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے۔ آخر محبت کی وجہ سے تاب نہ آئی۔ پہاڑ سے اتر کر خیمہ کے پاس گیا۔ مظلم نے پوچھا: تو کون ہے؟"

عمرو نے کہا: "میں نے آج ادھر خیمہ کھڑا دیکھا نئی بات تھی۔ حال دریافت کرنے چلا آیا۔ مظلم اس کو گھورنے لگا۔ عمرو سمجھا کہ نگاہ سحر ڈال کر تجھ کو پہچاننا چاہتا ہے۔

یہ سمجھ کر خیمہ سے باہر نکل گیا: "آپ خفا نہ ہوں میں جاتا ہوں اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔

وہاں سے دیکھا کہ مظلم کوئلے سلگا رہا ہے اور کہتا جاتا ہے اے عمرو تیری بوٹیاں کاٹ کر بھونوں گا۔"

عمرو اس وقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک بن کر تیار ہوا کہ مقوے کے دس سر لگائے۔ بہت سے ہاتھ بنائے دیو جامہ پہن کر تاج یاقوت احمر سر پر رکھا اور قریب خیمہ پہنچ کر کودا اور بیچ خیمہ میں آ کر ٹھہرا۔ میرا نام ملک الموت خدا وند لقا۔"

مظلم کھڑا ہو گیا اور کہا: "کیونکہ تشریف لائے۔"

اس نے کہا: "عیار کی قضا نہیں ہے ابھی جو اس کو قتل کرنا ہے تو اس کی روح جا کر قبض کر۔"

مظلم پیام اجل سن کر بد حواس ہو گیا۔ کہا: جو آپ فرمایئے وہ کروں۔"

عمرو نے ڈانٹا' جلد اس کی مشکیں کھول دے۔" جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے سے کہا۔ اس کے دل میں شک گزرا کہ کہیں یہ عیار نہ ہو یہ سمجھ کر کھورنے لگا۔

ازبسکہ عمرو دیو جامہ پہنے تھا اور یہ اشیاء عطیہ انبیا علیہم السلام ہیں۔ ان پر سحر موثر نہیں ہوتا ہے۔ نگاہ سحر ڈالنے سے خود اس کی آنکھیں جلنے لگی۔ یقین تھا کہ عدقہ سے باہر نکل پڑیں گے۔ اس وقت دل کو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہ ہے۔ جب اس قدر جلا آگیں ہے کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہیں کرتی' بلکہ حدت جسم سے اس کے آنکھیں پھوٹ جائیں تو عجب نہیں گڑگڑ کر برق کو کھولنے لگا۔

عمرو نے جب یہ جھکا' خیال کیا کہ کون زیادہ فقرے کرے لو ابھی اس کو۔ یہ سوچ کر کمر سے خنجر کھینچ کر بیاض گردن پر اس زور سے لگایا کہ دھڑ سے کٹ کر دور

گرا۔ شور برپا ہوا: "مارا مظلم کو" خیمہ سحر غائب ہو گیا۔ لاز اس کی بیر اٹھا کر مصور کے پاس لے گئے۔

عمرو نے برق کو رہا کرا کر اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاشہ اس کا بونڈے اڑائے ہوئے سامنے مصور کے آئے اور پکارے "عمرو نے اس کو قتل کیا۔" یہ سنتے ہی مصور رونے لگا۔ آخر لاشہ آئین جمشیدی کے بموجب اٹھایا۔ جب فراغت ہوئی اس کے دادا کو نامہ لکھا۔" اے جلاد جادو' بیٹا اور پوتا تمہارا ظالم و مظلم دونوں خدمت سامری و جمشید میں گئے قضاؤ قدر سے کیا چارہ ہے۔ ہم کو ان کے مرنے سے بڑا رنج ہوا لازم ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ اگر سامری نے چاہا تو بہت جلد ان کے قاتوں کو ہم قتل کریں گے اور تمہارے فرزندوں کا انتقام خون لیں گے۔ یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہاں مصور رہتا ہے اس شہر میں لے گیا۔ واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر پہلے قتل ہو چکا ہے۔ مگر وہ ملازم تھا شاہ طلسم کا اور یہ جلاد و سردار مصور ہے

خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد و جادو کو پہنچا' مرگ فرزند کا حال پڑھ کر آتش رنج سے سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا۔ اسی ہزار کا یہ افسر ہے۔ انتظام ملک کے لیے مصور اسے چھوڑ آیا تھا۔ اس لشکر کو اس نے پڑھتے ہی نامہ کوچ کرنے کا حکم دیا کوس فر پر چوب پڑی۔ لشکر میں کمر بندی ہوئی۔ ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے۔ بہادر مرکبوں پر بیٹھ کر چلنے پر تیار ہوئے جھانجھنیں بجنے لگیں۔ قرنا کو دم ملا۔ پیتل کی تھالیاں اس قدر بلند ہوئیں کہ برنجی فلک پر چھایا ہوا تھا۔ ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

غرضیکہ بڑے کے وفر جاہ چشم سے یہ جلاد اژدہے پر چڑھ کر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصور میں پہنچا اور لشکر کو حکم اترنے کا دیا کہ سب خیمہ وغیرہ استادہ کر کے اترے اور یہ بارگاہ میں آ کر مصورے کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہ ہائے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا۔ افسوس میرے شیر بادیہ ہلاکت میں جا کر مقیم ہوئے۔ وائے

صدوائے میرے گھر کے چاند حضیض مرگ میں گرفتار ہوئے۔ مصور نے اس کو بہت تسلی دی اور کہا: "صبر کرو تو کیا ہے لیکن اب اجازت دیجئے کہ لشکر مہ رخ جا کر تہ و بالا کروں اور عرموع کو اس طرح ماروں کہ دشمنوں کے حواس جاتے رہے۔
مصور بولا: "مہ رخ سامری کے باغ میں سنا ہے کہ گئی تھی اور سحر جا کر جگا لائی ہے کچھ پول وہاں سے لے کر آئی ہے اس کا رو تم سے نہ ہو سکے گا۔ میں پوتا سامری کو ہوں اس کے سحر کارد اپنے پاس درست کر لوں تو مقالہ کرنا' اچھا اب خیمہ میں جا کر آرام کرو اور بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ کھاؤ کہ یا الگ جلاد نوش کرو گے۔
جلاد نے عرض کی کہ فطر قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہے جو کچھ نوش کیجئے گا اپنا اولش بھیج دیجئے گا۔ یہ کہہ کر اپنے خیمے میں آیا اور آرام پذیر ہوا۔
ادھر طائران سحر نے جا کر بعد دعاؤ ثنا شہنشاہی کے مہ رخ سے سب کیفیت یہاں کی عرض کی۔ عمرو یہاں آ چکا تھا سارا حال سن کر گویا ہوا: "چل کر میاں جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئیں" یہ کہہ کر چلا اور عیار بھی روانہ ہوا۔
مگر عمرو جب لشکر حریف میں آیا۔ دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہے۔ اس کے اس آ کر گویا ہوا: "بھائی ہم بھی تمہاری برادری میں۔ سب طرح کھانا پکانا جانتے ہیں مگر بیکار ہیں۔ کہیں ہم کو بھی آدھ سیر آٹے سے لگاؤ۔"
بکاول نے کہا: "پھر کسی وقت تم میرے پاس آنا' تو کچھ تدبیر کروں گا۔"
عمرو نے کہا: "اچھا' لیکن ایک بات میری الگ آ کر سنوں۔" وہ اس کے کہنے سے کسی گوشے میں آیا۔ عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مار کر اس کو بیہوش کر کے اس کا پیر ہن اتار لیا۔ ادراسی کی ایسی صورت بنا۔ تھال ہاتھ پر رکھ کر کپڑوں پر تیل گھی ہلدی مصالحے کے دھبے لگا کر اور تھال میں مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشہ بدار دے بیہوش چن کر رومال سفید سے ڈھانک کر بارگاہ مصور میں آیا۔ مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا جوب وہ چلا گیا' تو اس نے دربار برخواست کر کے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف خورد نوش تھا کہ بکاول نے جا کر سلام کیا

اور تھال سامنے رکھ دیا۔ مصور نے پوچھا "کیا ہے۔" عرض کیا: "کیا مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہے۔" مصور خوش ہوا اور اپنی بیوی سے کہا: "لو یہ عمدہ پکوان ہے کھاؤ۔

صورت نگاہ نے کہا: "آپ کھائیے' میں حاضر ہوتی ہوں۔"

یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل کر دوسرے خیمہ میں گئی وہاں تاری مٹھائی اس نے بنا کر رکھ چھوڑی ہے۔ اس وقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی بھیجی ہے اس سے اپنی مٹھائی مقابل کروں کہ کون سی عمدہ اور لزیذ ہے۔

غرض یہ یہ تو ادھر تو آئی اور دھر مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے سے جو دو چار خدمت گار وہاں تھے ان کو بھی کچھ مٹھائی دی کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اولش کھاتے ہو۔ تمہیں لذت یہاں کے کھانے کی بخوبی معلوم ہے ہمارے ہاتھ کی بھی بنی ہوئی چیز کھاؤ' مگر ایمان ہے سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہے یا تمہارے یہاں کی بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اس تقریر کو سن کر مصور نے ملازموں سے کہا: "ہاں کھاؤ اور انصاف کرو کہ کس کے یہاں کی عمدہ ہے۔

خدمت گاروں نے حسب اجازت گوشہ میں الگ لے جا کر مٹھائی کھائی۔ جب وہاں سے آنے لگے بیہوش ہو کر گرے مصور اٹھا کہ دیکھوں آدمیوں کو کیا ہوا۔ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا عمرو سمجھا کہ صورت نگار آ جائے گی۔ تو سب کام بگڑ جائے گا جلدی کوئی تدبیر کر۔

یہ سوچ کر مصور کو ایک چاندنی میں گٹھڑی کی طرح باندھا اور سر پر رکھ کر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ میں ایسی نوکری سے باز آیا۔ میں نے بادلوں (باورچی) میں نوکری کی ہے' مزدوروں میں نہیں کی۔" باہر ایک آدھ سحار نے پوچھا بھی کہ میاں بکاول کہتے کیا ہو۔ جواب دیا: "حضور ادھر سے جلاد نے تھال مٹھائی کا لدوا کر بھیجا ہے۔ یہاں سے انہوں نے یہ گٹھڑی دی کہ لیتا جا' بھلا خداوند میں بکاول نہ ٹھہرا مزدور ٹھہرا۔ اس گفتگو کو سن کر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھڑی دی کہ شاید جلاد کو بھیجی ہے۔

یہ سمجھ کر کوئی اس کا مزاحم نہ ہوا اور عمرو اس کے لیے وے لشکر سے نکل کر صحرا کی طرف چلا کہ یوں یہ ہلاک نہیں ہوتا۔ چل کر زمین میں دفن کروں یا کسی پہاڑ

پر سے پھینک دوں۔"

غرض یہ تو ادھر گیا اور اس طرف صورت نگار مٹھائی لے کر آئی' خدمت گارو کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا۔ لوگوں سے باہر آ کر پوچھا: "مالک تمہارے کہاں ہیں۔" انہوں نے کہا اندر ہی تھے' بلکہ بکاول جو آیا تھا وہ ایک گٹھڑی لے گیا ہے۔

پس یہ سنتے ہی اس نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور کہا: "افسوس! عمروان کو پکڑے گیا ہے۔" اور وہیں سے بے تابانہ بروز سحر اڑ کر چلی۔

ادھر باغ سیب میں افراسیاب سے ملکہ حیرت سے کہا: "اے شہنشاہ! مرشد زادے پر نہیں معلوم کیا گزری۔ ذرا آپ کتاب تو دیکھیے۔" شاہ جاوداں نے کتاب دیکھ کر سارا' ماجرا لڑائی کا بیان کر کے کہا: "اب عنرو اب ان کو پکڑ لا رہا ہے۔ ہلاک کیا چاہتا ہے۔

یہ کہہ کر کتاب بند کی اور دو ساحر آفتاب جادو اور مہتاب جادو کہ حاضرین بن دربار میں سے ہیں' حکم دیا کہ "جلد لشکر کے قریب کوہستان ہے وہاں جاؤ اور مصور سے عمرو کو بچاؤ حسب الحکم وہ دونوں ساحر بھی روانہ ہوئے۔ ادھر صورت مگار جو روتی ہوئی چلی' سارے لشکر میں غلغلہ ہوا: "عمرو مصور کو گرفتار کر کے لے گیا ہے۔ صدہا ساحر چار سمت کو بہر تجسّس چلے اور جلاد نے بھی یہ کیفیت سنی۔

ازبسکہ پیشتر ہی سے آمادہ حرب و پیکار تھا گرفتاری مصور سن کر مثل ماردم بردیدہ کے برخود پیچیدہ ہوا اور خیال کیا کہ جب تک مصور کا پتا معلوم نہ ہو' تو چل لشکر مہ رخ پر حملہ کر اور سر باغیوں کے کاٹ لا۔

پس اسی غصہ میں سرداران لشکر کو حکم دیا' کمر بندی کا اور آپ بھی اژدہے پر بیٹھ کر مسلح و مکمل ہو کر چلا۔ ایک لمحہ میں اسی ہزار ساحران غدار بصورت ہائے عجیب و باشکال غریب ڈمرو بجاتے ترہیاں پھونکتے۔ رال کے شعلے اڑاتے چلے

کسایا گھوڑوں کو باندھا کمر کو
لگایا جسم پر تیغ و تبر کو

نشان اور بان کے کھولے پھریرے
سلاح حرب تھا سب ساتھ ان کے

درشتی سے ہوئے آمادہ جنگ
ستمگاراں و بے دین و بد آہنگ

بھرے غصے میں اور ہاتھوں میں شمشیر
کہ جیسے گرسنہ ہوئے کوئی شیر

اس لشکر کو اپنے عسکر نصرت اثر کی جانب عیاروں سے جاتے دیکھا۔ بارگاہ میں سامنے بادشاہ
شکر کے آ کر عرض رسا ہوئے: "خواجہ عمرو مصور کو پکڑے گئے۔ اسی غصہ میں جلاد
بد نہاد مع اسی ہزار ساحر کے لشکر حضور پر آ کر گرا چاہتا ہے۔ عین غفلت میں بند گان
شہنشا ہی کو ضرر پہنچانے آتا ہے۔" مہ رخ نے یہ فطرت اور چالا کی عمرو کی سن کر
ہنس دیا اور کہا: "خدا کرے بھڑاؤ مصور مارا جائے۔"
یہ کہہ کر نفیر سحر بجائی کہ خبر اس کے لشکر میں پہنچی جلد جلد فوج میں کمر بندی ہوئی۔
افسر مسلح و مکمل ہوئے۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے صفیں جم گئیں۔ بجلیاں چمکنے لگیں۔
ابر گھرے آئے نقیب للکارنے لگے۔ بہادر ڈھال تلوار کھڑ کھڑانے لگے۔ جلاد میدان میں
آ کر نعرہ زن ہوا: "اے نمک حرامو! آؤ میرے مقابلہ میں" ایک ساحر مہ رخ سے
اجازت لیکر سامنے گیا اور نارنج اس پر لگا۔ جلاد نے خالی دے کر جو ترنج مارا' یہ ساحر
جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم مہ رخ مارے گئے اس وقت سرخمو
نے نکل کر ایک ناریل مارا۔ جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل لٹا پھر گیا۔ سرخ مو زمین

میں سما گئی۔

جلاد نے سحر پڑھ کر سمت فلک پھونکا کہ ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے۔ مہ رخ نے سحر پڑھا کہ سپریں فلا دی ہر ایک لشکری کہ سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئیں۔ پھر مہ رخ نے آگے تخت بڑھا کر ایک گولہ فولادی مارا۔ جلاد اژدر پھر سے اڑ گیا۔ گولے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' لیکن جلاد کے اڑنے سے فوج نے اس کی جانا کہ مالک ہمارا کام آیا۔ یہ سمجھ کر لشکر لینا لینا کہہ کر چلا ادھر سے مہ رخ نے بھی حملہ کیا۔ دونوں لشکر باہم مل گئے۔ شور قیامت خیز بلند ہوا۔ ساحر سے ساحر لپٹا۔ بہادر سے بہادر بھڑ گیا۔ مارو عقرب برسنے لگے۔ اس وقت مہ رک جو سحر جگا لائی تھی۔ وہی آغاز کئے اور جس کو دوڑ کر گولا مارا اور راستہ راہ سفر کا دیکھایا اور ابر روز و سرخ وغیرہ لشکر جلاد پر آ کر گرے۔ سلیں رن کی پیکان تیرا اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ میں جلاد نے آ کر مہ رخ پر ایک نارنج مارا۔ اس نے ناز' نج خالی دے کر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ اس بے حیا کے دو ٹکڑے ہوئے شور اس کے مرنے کا بلند ہوا اور افسر کے مرنے سے فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ نصرت شعار نے سبکو زیر تیغ رکھ لیا۔

مدد اس نے طلب اللہ سے کی
وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی

یہ جانبازوں کا تھا اس وقت عالم
کہ جیسے گوسفندوں میں ہو ضیغم

کیا تیروں نے ان کے ترک ترکش
ملا ترکش انہیں پہو سے سرکش

جو دشمن تھا بسان کوہ البرز
کیا سرمہ لگا کر اس پہ اک گرز

ہوئی تیروں کی اسی جا ایسی بوچھار
کہ آئینے مشک تھے زرہ دار

حاصل کلام جب فوج میں ہزیمت پڑی۔ مصور حیرت پر چند کہ قریب اتری ہوئی تھی' مگر نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی۔ اس فوج نے افسروں کے نہ ہونے سے جنگ آغاز نہ کی۔ اور مدد لشکر جلاد کو نہ دی۔ یہ لشکر سرا سیمہ بد حواس بھاگ کوہ و دشت میں پراگندہ ہو گیا اور مہ رخ بفتح و فیروزی قتل و غارت کر کے داخل بارگاہ ہوئی۔ لشکر بھی آرام پذیر ہوا۔ سردار بھی عیش میں مصروف ہوئے۔
اب عمرو کا بھی حال سنیے کہ جب مصور کو لے کر چلا ازبسکہ وہ نبیرہ سامری ہے۔ یہ راہ بھول کر صحرا میں پھرنے لگا۔ دلس کہتا تھا: "ہمشیہ تو ادھر سے آیا جاتا کرتا تھا۔ آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہے۔"
اسی سوچ میں متصل ایک کوہ کے پہنچا۔ دیکھا درے میں ایک پہاڑ کے راستہ ہے یہ اندر درے کے آیا اور زمین پر مصز کو رکھ کر کھولا۔ چاہا کہ تصویر اپنی اتار لوں۔ دیکھا تو تصویر گلے میں نہیں ہے۔ پھر جگ الگ ہٹا تو تصویر دیکھی کہ گلے میں ہے سمجھا کہ اس کے سحر کے باعث سے تصور چھپ جاتی ہے اور فی الحقیقت گمان اس کا صحیح تھا۔ یعنی جب سے عیار دھوکا دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب میں قید ہو جاؤں' تصویر چھپ جائے۔ غرض یہ کہ جب تصویر اتار نہ سکا۔ چاہا اس کو کسی طرح مار ڈالوں۔ اس وقت ایک جانب سے رونے کی آواز سنی۔ معلوم کیا کہ صورت نگار گریاں و نالاں شوہر کو ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ یہ معلوم کر کے تصور کیا کہ بمشکل ہلاک ہو گا اور جور داس کی تلاش میں ادھر بھی آ جائے گی تو آفت ڈھائے گی۔

بس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کے بنائی۔ منقل آتش ہاتھ میں لے کر دھوتی تممبری باندھ کر مالے گلے میں پہنے۔ سانپ موم کے بنے ہوئے سر سے لپٹے اور مصور کو فلیتہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کر دیا۔
جب اس کی آنکھ کھلی پوچھا: "یہاں میں کیونکر آیا۔"
عمرو نے کہا: "میں طلسم باطن کا رہنے والا ہوں۔ حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آ نکلا۔ ایک ساحر کو دیکھا کہ وہ آپ کو ہلاک کیا چاہتا ہے۔ میں نے نعرہ کیا۔ ٹھہر اے بے حیا مکار" اور چاہا کہ اس کو گرفتار کروں' وہ عیار کا یکایک غائب ہو گیا۔ میں نے آ کر آپ کو ہوشیار کیا۔"
یہ کلام سن کر مصور نے اس کو گلے سے لگایا اور کہا: "وہ عیار عمرو تھا' جو کہ فوراً غائب ہو گیا۔ گلیم اوڑھ لی ہو گی اور آپ نے آ کر میری جان بچائی۔ میں احسان مند ہوا۔ تمام عمر آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔"
یہ باتیں ہو رہی تھی کہ بی بی بھی اس کی ڈھونڈتی ہوئی آئی اور اپنے شوہر کو زندہ دیکھ کر مسرور ہوئی۔ مصور نے کہا: "میری زندگی کا تو یہ صاحب جو پاس کھڑے ہیں' باعث ہوئے ورنہ عمرو تو کام تمام کر چکا تھا۔"
صورت نگار تمام جرا سن کر ممنون ہوئی اور پوچھا: "نام نامی اور اسم گرامی آپ کا کیا ہے۔"
عمرو نے کہا: "دانائے جادو اس خاکسار کو کہتے ہیں اور میلہ ساز جادو بھی نام کرتے ہیں۔
مصور نے اپنی بیوی سے کہا:

کی عرض کہ آپ ہیں فلک جاہ
احسان کیا جزا کم اللہ

حضرت نے بچائی جان میری

مداح ہو کیا زبان میری

دولت و جا آبرو حکومت
سب بچ گئی آپ کی بدولت

احسان ہے آپ کا کرم ہے
بار منت سے پشت خم ہے

چلیے میرے ساتھ چا بکانہ
روشن ہو قدم سے کفش خانہ

دعوت ہیں نوش جاں کریں آپ
اپنا مجھے میزبان کریں آپ

بولا وہ شہنشہ نہ کو ذات
کافی ہے یہ باہمی ملاقات

احسان یہ کیسا بات کیسی
تکلیف تکلفات کیسی

بولا وہ کہ ہاں یہ سب بجا ہے
خاطر شکنی کہاں روا ہے

اصرار بڑھا، جو آخر کار
ساتھ اس کے چلا وہ مرد ہوشیار

سب مل کر جو روانہ ہوئے۔ مصور نے کہا: "بروے فکل اڑ کر چلیں کہ عیاری کی زحمت سے بچیں۔"
عمرو نے کہا: "اس جگہ کا سبز قابل دیدی ہے تفریح کناں تشریف لے چلیے۔ دل خرم کو شاد کیجئے۔"

عمرو کے کہنے سے پیدل روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ مہمان ہلا کو منش نے خاصدان نکالا اور روبروئے میزبان کیا
مصور نے کہا: "آپ نوش فرمایئے۔
عمرو نے کہا: "اب انکار بے جا ہے ہمارا آپ کا ایک معاملہ ہے۔
اس وقت مصور نے ایک گلوری آپ لے کر کھائی اور ایک لے کر پانی بی بی کو دی۔ حلق سے پیک اترنا تھی کہ دونوں چکر کھا کر گرے اور بیہوش ہو گئے۔ عمرو نے چاہا کہ دونوں کو باندھ کر اپنا راستہ لو۔ اس وقت آفتاب اور مہتاب جادو فرستادہ شاہ جادواں آ کر پہنچے لیکن خدا کو بات کرنا عمرو کی منظور تھی۔ ان دونوں نے طلسم ظاہر کے کوہستان میں پہنچ کر سحر ایسا پڑھا کہ مصور اور جو اس کے ساتھ ہو وہ ہمارے پہنچنے تک بیہوش ہو جائے اور یہ سحر اس خیال سے انہوں نے کیا کہ نبیرہ سامری کو تو ہم ہوشیار کر لیں گے لیکن عیار جو ان کے ساتھ ہو وہ بھاگ نہ سکے گا۔
پس ادھر انہوں نے سحر کیا اور ادھر عمرو نے گلوریاں کھلائیں وہ دونوں تو بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہو گیا۔ آفتاب اور مہتاب جادو نے آ کر دیکھا تو مصور اور اس کی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہے۔ انہوں نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہو گیا۔ لیکن وہ دونوں کسی طرح نہ چونکے۔ اس لیے کہ بیہوشی کی گلوریاں کھا کر بیہوش ہوئے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہ ہوئے انہوں نے عمرو سے پوچھا: "یہ کیا ماجرا ہے۔"
عمرو نے کہا: "میں بھی ان کو ہوشیار کر رہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی معلوم نہیں کہ یہ کیونکر بیہوش میں۔ تم ٹھہرو میں پانی لاؤں شاید عیار ان کو بیہوش کر گیا ہو۔

یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ یہاں سے ٹل جائے' مگر ان دونوں نے کہا: "ایسا نہ ہو کہ یہ پانی لینے جائے اور عیار آ کر ہمیں ستائیں یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو۔ بہرصورت ان تینوں کو سامنے افراسیاب کے لے جانا چاہیے۔" یہ سوچ کر فوراً سحر پڑھا کہ عمر پھر بیہوش ہو گیا۔ تخت سحر پر لٹا کر تینوں کو پرواز کر کے لے چلے اور دریاے سحر سے جب پار اترے۔ دو ایک ساحروں کی زبانی سنا کر شہنشاہ گنبد نور پر جو برج کا مینا نگار ہے اور وہاں سے لشکر طلسم ظاہر کے دکھائی دیتے ہیں تشریف لے گئے ہیں۔ یہ بھی اسی سمت چلے۔ آخر برج مینار پر آئے۔

شہنشاہ کو سلام کر کے عرض پیرا ہوئے: "غلامان جانباز نے یہاں سے جا کر سحر کیا کہ نبیرہ سامری اور ان کی زوجہ اور یہ ساحر جو ان کے پاس پڑا ہے بیہوش ہو گئے۔ مگر اب جو سحر رو کرتے ہیں تو ایک شخص تو ان میں کا ہوشیار ہے اور مصور وغیرہ نہیں ہوشیار ہوتے ہیں۔"

یہ کہہ کر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی۔ اس نے دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا تعمیر بصد تزئین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قصر بہشت بریں ہے۔ زوان فکر رسا روبرو اس کی رفعت کے کوتاہ ہے۔ سائبان چرخ اس کے دامن میں پوشیدہ ہے جواہر مرصع کا مینار کیا ہوا۔ سقف و ستون میں لگا ہے شیشہ آلات فرش و میز کرسی و دنگل سے آراستہ ہے۔ ہزاروں گھنٹے ٹنگے ہیں۔ ہزاروں ساحر دست بستہ رو بروے تخت شہنشاہی حاضر ہیں۔ ملکہ حیرت بھی پہلو میں جلوہ گر ہے۔

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شہنشاہی کے آیا اور بہ ادب تمام رسم و سلام بجا کر بولا: "اے شہریار گردوں وقار آپ کے ملازم آپ ہی سحر کرتے اور آپ ہی اس کو رد نہیں کر سکتے۔"

یہ کہہ کر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی۔ اس نے دیکھا کہ ایک گبنند فلک فرسا تعمیر بصد تزئین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قصر بہشت بریں ہے۔ زبان فکرر سا رو برو اس کی رفعت کے کوتاہ ہے۔ سائبان چرخ اس کے دامن میں پوشیدہ ہے جواہر مرصع

کار مینا کیا ہوا' سقف و ستون میں لگا ہے شیشہ آلات فرش و میز کرسی و دنگل سے آراستہ ہے۔ ہزاروں گھنٹے ٹنگے ہیں۔ ہزاروں ساحر و ست بستہ رو بروے تخت شہنشاہی حاضر ہیں۔

ملکہ حیرت بھی پہلو میں جلوہ گر ہے۔

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شہنشاہی کے آیا اور بہ ادب تمام رسم و سلام بجا کر بولا: "اے شہر یار گردوں وقار آپ کے ملازم آپ ہی سحر کرتے اور آپ ہی اس کو رد نہیں کر سکتے۔"

یہ کہہ کر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزہ آپ نکال کر دکھلانے کی راہ سے کچھ سحر پڑھ کر پھونکا اور چھینٹا مصور اور اس کی بی بی کے منہ پر دیا کہ دونوں کی آنکھ کھلی اور اٹھ کر شہنشاہ ساحران کو دیہ کر حیرت ناک ہوئے کہ ہم یہاں کیونکر آئے۔

اس وقت عمرو نے واویلا مچایا: "اچھی آپ دعوت کرنے لے چلے تھے کہ گرفتار ہو کر میں یہاں آیا نبیرہ سامری ہیں شاید بھینٹ میں میری جان لیجیے گا۔"

مصور نے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا: "کہ ہم کو یہاں کون لایا۔"

شاہ نے کتاب دیکھ کر بھیجنا آفتاب اور مہتاب جادو کا بیان کر کے کہا: "انہیں دونوں نے سحر سے آپ کو بیہوش کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا۔ ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش نہ ہوتے۔"

یہ بیان سن کر مصور نے ہاتھ پکڑ کر عمرو کا سامنے جادوان کے کر کے کہا: "یہ شخص ہمارا محسن ہے اور بتفصیل عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہو کر دانائے جادو کوپانا' بیان کیا۔

شاہ جاوداں نے یہ جانبازی سن کر دانائے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زریں پر ان کو بٹھایا۔

مصور کو مطلق نہ معلوم ہوا کہ اسی کی گلوریاں سے میں بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش ہوا تھا۔

غرض یہ کچھ دیر کے بعد مصور نے کہا: "اے شہنشاہ اب میں جاتا ہوں اور جنگ کا آغاز کرتا ہوں۔

بادشاہ طلسم نے کہا: "اے مرشد زادے، آپ بیکار تکلیف کرتے ہیں۔ مجھے میلہ کرنے دیجئے۔ تامل فرمائیے۔"

اس نے کہا: "آپ کو اختیار ہے میں لشکر میں جا کر ٹھہرتا ہوں۔ آپ میلہ کیجئے۔ جو کچھ مجھ سے تصویریں کھنچ سکیں گی میں کھینچوں گا۔"

یہ کہہ کر تخت سحر پر دانائے جادو کو بٹھا کر مع اپنی بی بی کے روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے دل میں غور کیا: "اگر اس کے ساتھ جاؤ گے، ایسا نہ ہو کہ وہاں عیاری کرنے میں دیر لگے اور شاہ طلسم میلہ شروع کر دے اور تم سے بچاؤ کی تدبیر نہ ہو سکے بہتر یہ ہے کہ تم بھی چل کر کوئی فکر معقول کرو۔ یہ سوچ کر مصور سے کہا: "ذرا تخت اتاریئے، مجھ کو پیشاب کی احتیاج ہے۔"

اس نے تخت اتارا عمرو نے کہا: "سامنے لشکر دکھائی دیتا ہے۔ آپ تشریف لے چلئے میں حاضر ہوتا ہوں۔"

مصور بھی سمجھا کہ قبل سے میں جا کر سامان دعوت مہیا کروں۔ اس خیال سے وعدہ حتمی لے کر آگے روانہ ہوا، اور عمر وہاں سے اصلی صورت اپی بنا کر اپنے لشکر میں آیا اور بارگاہ میں پہنچ کر کرسی پر متکمن ہوا۔ مہ رخ نے حال فتح یابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا۔ اس مژدہ کو سن کر عمرو خوش ہوا۔ پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ میں گنبد مینار پر بھی ہو آیا۔ اس کی فطرت پر ہر ایک کو حیرت ہوئی۔ آ کر شمع رائے روشن کر کے۔ تدبیر اپنے بچاؤ کی میلہ ہونے سے قبل سب کرنے لگے۔

ادھر مصور نے دانائے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نظر نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ ایک تصویر زمین سے نکل۔ اس سے کہا: "دانائے جادو جہاں ہو۔ وہاں سے جا کر بلا لا۔"

تصویر نے قہقہہ مارا اور کہا: "حضور وہ تو عمرو عیار تھا۔" اور جملہ کیفت اس کی بیان کی۔ مصور کے ہوش اڑ گئے۔ ادھر جلاد کا قتل ہونا اور جنگ کی کیفیت سن کر بولا: "پھر یہ طلسم دوبارہ برباد ہو گا۔ عمرو طلسم کی پوری ہو چکی ہے۔" یہ کہہ ہی رہا تھا: "اے

مرشد زادے! دانا جادو ہمیں مرد زیرک معلوم ہوتا ہے بعد دعوت کے اس کو رخصت نہ کر۔ تاہم اس کو اپنا ملازم کر کے رتبہ و مرتبہ عطا کریں گے۔"

جب یہ مضمون پڑھا، خجل ہو کر لکھا: "دانائے جادو عمرو عیار تھا۔ یہ نامہ جب شاہ طلسم کے پاس لے گیا اور اس نے بھی کتاب سامری دیکھ کر ساراحال دریافت کر کے کہا:" افسوس کیا کیا ذلتیں یہ عیار دیتا ہے اور ہم لوگوں کو اندھا بنا کر آنکھوں میں خاک ڈالتا ہے۔"

خیر اب "اے حیرت تم جاؤ اور انگشتری جمشید لاؤ کہ میں میلہ کر کے ایک باغی کو بھی ان میں سے با و زندہ نہ رکھوں۔"

ملکہ حیرت یہ حکم شاہ سن کر انگشتری لانے کی فکر میں مصروف ہے۔

ملکہ حیرت مکمل تیاری سفر بحکم افراسیاب انگشتری جمشید لانے کے لیے روانہ ہوا ہی چاہتی تھی کہ پنجہ سر نامہ لقا (خداوند لایا۔ شاہ طلسم نے سر پر رکھا۔ آنکھوں سے لگایا۔ پھر کھول کر پڑھا لکھا تھا: "اے بندہ خاص ہمارے ہمیں خدا پرستوں اور عیاروں نے بہت تنگ کیا ہے اور تو ہماری خبر نہیں لیتا۔ ہم نے اٹھارہ ہزار ملک با اختر تیرا نام ہونے کے واسطے چھوڑ کے سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہوں۔ فی الجملہ کسی زبردست کو اس طرف جلد بھیج ورنہ ہم تجھ سے ناراض ہو کر اور سمت کو چلے جائیں گے۔

اس مضمون کو پڑھ کر افراسیاب نے کچھ سحر پڑھا کہ تھوڑی دیر میں آندھی آئی اور بگولے کی مانند ایک ساحر زرد روسیہ قبل اڑتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا، سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی، نذردی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا۔ شہنشاہ ساحران نے اس سے ارشاد کیا: "اے پیکان جادو تم بہر مدو خداوند جاؤ، لیکن طلسم میں میلہ ہونے کو ہے۔ اتنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک کرنا کہ میلے میں آ کر شریک ہونا۔" پیکان یہ حکم سنتے ہی فوراً پھر کر اپنے مقام پر آیا ور بارہ ہزار ساحر ہمراہ لے کر چلا۔ یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا۔

مگر اب لشکر امیر کا حال سنیے' جمہور جہاں سوز تر توسی شہنشاہ تبرزن پسر خواندہ امیر نے شکار کی اجازت امیر سے لے کر سامان صیدا فگنی فراہم ہونے کا حکم دیا۔ اسی وقت

سے باز تیز پرواز و طائران جانستان مرغان لے کر لوگ حاضر ہوئے اور صیاداں عنقا شکار جانوراں شکاری کو سامنے لائے دقر اول اور پہیلے چیتے اور کتوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ اسی تیاری میں رات ہو گئی۔

صبح کو نماز پڑھ کر شہزادہ سوار ہوا۔ اسپ صرصر تک کو پو قدمے پر لگائے دشت نزہت افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا۔ چراگاہ وحشیاں کے متصل پہنچ کر صیدا فگن ہوا اور جانور ان پردن سے آشیانہ دہر اور مرغزار دنیا کو خالی کیا۔

جب طائران دشت سے گردوں پر موٹے اور روئے گردوں خالی نظر آیا۔ اس وقت عنان و سن خوش خرام کو شکار گوروگوش کی جانب منعطف فرمایا۔

اتفاق سے ایک ارنا دہرن بھاگا ہوا اس کی زد پر آیا' تیر اس پر مارا' مگر تیر کھا کر بھاگا۔ تعاقب میں گھوڑا اٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ سامنے سے ایک سوار مرکب باو رفتار پر سوار ترکش مصری باندھے اور کمان کیانی میں تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا۔

شہزادہ نے کہا: "اے جوان یہ شکار میرا ہے اس کو صید (پکڑنا) نہ کرنا

اس خطا کردار نے کہنا اس صیار و طائر صوار کو سنا اور تیرارنے پر مارا کہ وہ گرا۔ شہزادہ بھی اس کے قریب گیا اور بولا: "اے بہادر شیوہ مردانی کے خلاف تو نے کیا۔ کہ باوجود ممانعت پر بھی پرائے شکار پر دست انداز ہوا اور سوار نے کہا: "اے جل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری تو ہے' تو کون ہے جو منع کرتا ہے اور یہاں شکار کھیلنے کس زریعے سے آیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سیدھا کان دبائے اپنی راہ لے' ورنہ شکار شہبارا جل ہو اور طائر روح ہلاکت میں پھنسے گا۔ میں غلام خونخوار شراب خوار کو ہی کاھوں کہ جو اس دشت کا مالک ہے اور نام سلیمان عنبریں مو" ہے بڑا جرار ہے۔ مرد میدان کار زار ہے۔"

شہزادہ جمہور نے یہ کلمات درشت سن کر نرمی سے کام لیا۔ اور تیرا اپنارنے کے جسم

سے نکال کر پھرنے کا ارادہ کیا مگر اس سوار غلام نے تیر جو دیکھا دل کو بہت پسند کیا۔
شہزادے سے کہا: "یہ تیر میرے بہت پسند ہے' لا مجھے دے اور تو اپنی راہ لے۔
شہزادینے کہا: "ہم ہر چند کہ مالک گیر اور کشور ستان ہیں۔ مگر تاہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہیں۔ کیونکہ پہلے عجز کرنا طریقہ بہادراں کا ہے۔ اب تیر تو ہم سے طلا کرتا ہے اور ہتھایر چھنوانا دنیا پیشہ نامرداں ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اپنے اوپر رحم کھا کر مجھ سے آویزش نہ کر۔ اپنی راہ لے ورنہ مارا جائے گا۔"
اس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سنا اور تیغ کھنچا کر حملہ آور ہوا۔ شہزادے نے دار اس کا رد کر کے نعرہ کیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر بڑھا۔ اسے بے حیا شمشیر جانستان کے جوہر برق دیکھ کر راہ فرار اختیار کی۔
شہزادے نے للکار کر کہا: "اب میں شکار ہا سے کب جانے دیتا ہوں" اور عقب اس کے چار ہزار سوار ملازم' اس کے پیچھے تحسس کناں آتے تھے۔ ان کو اس نے حکم دیا' اس بے ادب کو گھیر کر مارو۔" وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوئے
شہزادے جمہور کی فوج جو پیچھے رہ گئی تھی اس وقت آ کر پہنچی اور اپنے ملک کو سر گرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی۔ ہنگامہ گیرو دار برپا ہوا اور ین سرگرمی بدال و قتال میں صفوں کو تہ کر کے شہزادہ قریب اپنے دشمن کے پہنچا۔ اس نے بنا چاری تلوار ماری۔ شہزاد نے دار روکر کے ہاتھ مارا کہ وہ مع راکب و مرکب کیچ ار پر کالے ہوا طالب تیر آما جگاہ خدنگ قضا ہوا۔ لشکری اس کے سب مارے گئے تھے۔ چند مرداں کار آزمودہ لاش اس کی اٹھا کر بھاگے۔
شہزادہ شکار کیلا کر معاودت فرما ہوا اور لشکر میں پہنچ کر غسل فرما کر لباس نوزیب بر کر کے بارگاہ میں آیا۔ ہمراہیوں نے کمر کھولی آسودہ ہوئے۔ جمہور بھی دست چپ میں جاگزیں ہو ناچ دیکھنے لگا۔ امیر سے کچھ ماجرا حرب و ضرب بیان نہ کیا۔
ادھر لاش اس غلام کی جب خونخوار کو ہی کے پاس پہنچی اور اس نے سب کیفیت جنگ

سنی آگ ہو گیا۔ اس وقت اسی ہزار کو ہی کو حکم دیا' جلد تیاری کرو اور خدمت خداوند میں چلو۔

بمو جب حکم لشکر درست ہو کر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکرو فر تمام مرکب تازی

نژاد پر سوار ہو کر راہی ہوا۔

راہ میں عرضی تحریر کر کے اور اس میں سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی درج فرما کر خدمت لقا میں بھیجی۔

لقا نے جب وہ عریضہ ملاحظہ کیا' خو ہو کر استقبال کے لیے جواناں خنجر گزار کر بھیجا' لیک جو اسیساں (ہر کارے) لشکر امیر یہاں لگے ہوئے تھے۔ عرضی کے مضمون پر اطلاع پا کر خدمت شاحو اسلام میں گئے اور سب کیفیت بیان کی۔

امیر نے حال سن کر جمہور سے فرمایا: "اے فرزند! تم نے اس لڑائی کا حال ہم سے مطلق ذکر نہ کیا۔"

شہزادہ جمہور نے عرض کی: "کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا۔ آخر جو کچھ میں نے کیا تھا' وہ آپ ہی ظاہر ہو گیا۔ یہاں تو یہ ذکر تھا۔ ادھر سے سردار استقبال کر کے خونخور کو لائے۔ لشکر نے اس کے داخلہ کر کے خیمہ و خرگاہ نصب کئے۔ وہ بارگاہ میں سامنے لگا کے آیا۔ سجدہ کیا' نذردی۔ خلعت پایا بیٹھ کر شغل مے نوشی میں مصروف ہوا۔ جام بلوریں گردش میں تھا۔ رقاص مجرا کر رہے تھے۔ دن بھر تو شغل طرب رہا۔

شام کے وقت خونخوار کے حکم سے لشکر میں کوہیوں اور لقا کے طبل جنگ بجا۔

ہر کارے دواں دواں شاہ گیتی ستان میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے: "اس شب کو لشکر بے دنیا میں طبل جنگ بجا ہے۔ کل ہر ایک جنگ کے لیے تیار ہے۔"

امیر نے یہ خبر سن کر حسب فرمان قضا جریاں شہنشاہ دوراں حکم نواخت طبل جنگ دیا۔

حکم پا کر چالاک نے فوراً نقارخانہ میں جا کر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ جس کی چونسٹھ کوس تک صدا گئی۔ گویا دنیا دہل گئی۔

بہادروں میں سامان حرب کی درستی ہونے لگی' لیکن سرہنگ تیز رفتار عیار لشکر عدو میں بہرو دستبرد مبدل گیا۔ خونخوار طبل جنگ بجوا کر اپنی بارگاہ میں برائے انتظام لشکر دربار

خداوند میں سے اٹھ کر آیا۔

عیار اس وقت ایک چوبدار کی صورت بن کر پاس اس کے آیا اور گویا ہوا: "چلیے سرکار میں اس کیاد ہو رہی ہے۔"

اس نے کہا: "میں ابھی وہاں سے آیا ہوں۔"

عیار بولا: "کار ضروری ہے' بتا کیاد خداوند نے کہہ دیا ہے کہ بلا لاؤ۔"

ازبسکہ خونخوار یہاں کا رہنے والا نہیں ہے جو چوبدار کو پہچانتا کہ یہ ملازم خداوند سے یا نہیں۔ پس ساتھ ہو لیا راہ میں جب کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منہ پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ مثل گٹھڑی کے باندھا اور رات کا تو وقت تھا ہی۔ اٹھتا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا۔ شاہ نے ابھی دربار برخاست نہ فرمایا تھا کہ اس نے پشتارہ لا کر سامنے رکھ دیا اور سارا ماجرہ بیان کیا۔ امیر نے کہا: "اس کو ہوشیار کرو' شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آ جاوے۔"

عیار نے فلیتہ دافع بیہوشی دبا کہ اس کی آنکھ کھلی' ایک بار چاہا کہ اٹھ بیٹھوں کمند میں مضبوط بندھا تھا۔ اٹھ نہ سکا۔ آنکھ کھول کر اچھی طرح دیکھا' میں کہاں کہوں۔ جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا۔

ہر چند کہ رعب غالب تھا' مگر دل کڑا کر کے پکارا: "یا امیر! خوب عیار کے بھروسے پر آپ لڑتے ہیں اور ہر ایک کو ذلیل و زبوں گرفتار کرا کے کرتے ہیں۔"

صاحبقراں نے فرمایا: "میں قسم اپنے دین و آئین کی کھاتا ہوں کہ میں نے عیار کو تیری گرفتاری کے لیے نہیں بھیجا اور اب جو تو آگیا ہے تو اے بہادر: "تیری آبرو میں سرمو فرق نہ آئے گا۔"

یہ کہہ کر چاہا کہ کمند کھلوانے کو کہوں۔ اس نے زور کر کے کمند توڑ ڈالی۔ امیر نے اٹھ کر گلے سے لگایا۔ برابر اپنے کرسی دی۔ نہایت خاطر داری کی کہ وہ اخلاق

امیر اور جاہ جلال شاہ اسلام دیکھ کر دنگ ہو گیا۔ دل سے کہتا تھا: "اطاعت نہ کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی' سزا وار ہے۔ جس مطیع گردوں دو وار ہے۔"

لیک ازراہ اٹھ کھڑا ہوا: "امیر میں رخصت ہوتا ہوں۔"

امیر نے ایک خلعت پراز گوہر اور اسپ بازین زر عنایت فرمایا کہ سوار ہو کر یہ بارگاہ لقا میں گیا اور امیر کو بہ سخن ہائے پسندیدہ یاد کیا۔ بڑی تعریف کی۔

یہ ماجرا سن کر بختیارک نے کہا: "اب تمہارا رنگ بد رنگ ہے۔ آدھے مسلمان ہو آئے۔ اب کل اسی بارگاہ میں بیٹھو گے۔"

خونکوار تو ہنس کر خاموش رہا اور ادھر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست کیا۔ سردار آ کر سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصہ جلاوت میں تیاری رہی۔ اسلحے کی چقا چاق سے گنبد گرداں کو کردش تھی اسی درستی میں صبح ہو گئی۔

لشکر جانبین سے گروہ در گوہ میدان جنگ میں برآمد ہوئے۔ سرداراں اسلام اور امیر عالی مقام بعد ادائے فریضہ نما نو سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی تو مشتاق رز تھے۔ بہت سویرے برآمد ہوئے۔ سرداروں کا مجرا اور اسلام ہوا۔ سواری حضور عالم کی سمت جنگ گاہ روانہ ہوئی وہ باد بہاری کا ہجوم قدم با قدم آگے بڑھنا اور رسالوں کا پلٹنوں کا سامنے سے گزرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا باجوں کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا۔

میدان نبرد میں پہنچ کر صف آرا ہے۔ ادھر سے لقا اور خونخوار با فون بے شمار اور جرار آئے۔ میدان جنگ کانپنے لگا۔ صفیں جم گئیں۔ نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے خونخوار گینڈے کو گچک مار کر میدان میں آ کر سلح دکھانے لگا آ کر مقابلے کے لیے للکارا۔

شہزادہ جمہور دست چپ سے مرکب اڑ کر سامنے شاہ کے آیا• اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا۔ جا کر حریف سے ہمتگار ہوا۔ اس کا گینڈ سات قدم پھڑکا کر ہٹ گیا۔ تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے سرکا۔ دونوں برچھے اٹھا کر مرکب زانوں میں مسلتے ہوئے

مقابل ہوئے اور نیزہ بازی کی آغاز ہوئی۔ ڈانڈا بینڈی پڑ گئی۔ سنان پر سنان بنان پر بنان
بجنے لگی۔ جب تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئیں شہزادہ جمہور نے بند صاحبقرانی باندھ

کر مرکب اڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل نہ سکے گا اور نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا۔
ہاتھ سے چھوٹ کر گرا اور خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کے پار نکل گیا۔ تیغہ آبدار
کو کھینچ کر کمر پتلا کر سر پر مارا۔ شہزادے نے چہرہ پر نور لیا اور تلوار کو رد کر کے
تیغہ اپنا نیام سے لیا۔ اور فرمایا: "نوبت گو گذشت نوبت مار رسید" یہ کہہ کر ہاتھ مارا۔
اس نے تلوار باڑھ دار دیکھ کر سپر سامنے کی اور اپنے تئیں کفل کو کدن پر پہنچایا۔
شہزادے کا تیغہ سپر کاٹ چار انگل کا زخم سر پر دیتا ہوا گیندے کے گردن پر گرا کہ
گردن اس کی قلم ہوئی۔ خونخوار پاؤں جما کر کودا اور شمشیر تول کر چلا کہ ایک ہی
کڑک میں پاؤں مرکب شہزادے کے اڑا دوں۔
شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے گیا اس نے تلوار پھینک کر چاہا کہ
لپٹ جاؤں۔ اس طرف سے شہزادہ بھی چلا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف
سے آئی اور بازو بط قرقرے و ساحران غدار فیلان آتشین پر سوار ظاہر ہوئے۔ خونخوار
ازبسکہ زخمی بھی ہو چکا تھا۔ ان کے آنے سے ٹھہر گیا۔ سامان سواری دونوں بہادر دیکھنے
لگے بارہ ہزار سوار سال اڑاتے سحر کی نیر نگیاں دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو
فرستادہ شاہ جادواں بہ صورت مہیب اژدرو مان پر سوار آ کر پہنچا اور خداوند کو سجدہ کیا۔
عرض پیرا ہوا کہ طبل بازگشت بجوایئے' میں کسل سفر سے آسودہ ہوں' تو ان خدا پرستوں
کا خاتمہ کر دوں۔ لقا نے دیکھا کہ خونخوار زخمی ہر چکا ہے۔ لڑائی بن نہ پڑے گی۔
یہ سوچ کر پکارا: "تقدیر گریز خداوند نے کی۔ فوج میدان سے مراجعت کرے۔ بموجب
حکم لشکر میں طبل بازگشت بجا۔ خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروز مند پھر سے آیا۔ امیر بھی
ناچار نقارہ آسائش بجوا کر معاودت فرما ہوئے۔ لشکر خیمہ پر آ کر آسودہ ہوئے۔ فوج ساحران
نے بھی خیام و بارگاہ کٹے۔ امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا۔
بادشاہ آ کر داخل شبستان ہوئے۔ سردار بارگاہوں میں آرام پذیر ہوئے۔ ادھر پیکان

دربار لقا میں بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر کا پوچھا۔ بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک سب بیان کیا۔ یہ بیان یہاں ہو رہی ہیں۔
مگر ایک جملہ اور سنیے کہ جب افراسیاب پیکان کو بھیج چکا۔ حیرت عازم ہوئی انگشتری جمشید کی لیتی جاؤں۔
شاہ نے کہا: "ذرا ٹھہرو اور دبیر کو حکم دیا: "دو نامے تحریر کر کے ایک بنام ملکہ افاں جادو اور دوسرا بنام ہوشیار بن اژدر سوا جادو اور دونوں میں مضمون یہ ہو کہ بہر دو خداوند سمت عقیق کوہ جاؤ اور وہاں نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت حجرہ ہفت بلائے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہیں' تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ باغیوں سے آ کر مقابلہ کرو۔"
منشی نے حسب ارشاد توقیع و قیع ترقیم کیے۔ شہنشاہ نے دو ساحر بلا کر نامے دیئے کہ ہوشیار ظلمت میں رہتا ہے۔ ایک شخص ادھر جائے اور ایک شخص دہنہ طلسم پر کہ جہاں سے لشکر خداوند بہت قریب ہے جائے کہ ملکہ افشاں شہر افشانیہ کی مالک وہیں پر رہتی ہیں۔
خلاصہ کلام دونوں ساحر نامے لے کر مقام مذکورہ پر گئے اور نامے دے کر جواب لیے۔ ہوشیار نے تو لکھا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور افشاں نے تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے۔ اگر خداوند مجھ کو بہ عزت طلب فرمائیں تو میں جاؤ اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے سے میں نہ جاؤں گی۔"
نامہ دار جب یہ دونوں عرضیاں شاہ جادواں کے پاس لائے۔ اس نے پڑھا۔ افشاں کے عذر پر غصہ آیا تھا۔ مگر وہ عزیز دار ملکہ شرارہ جادو ہے' جو اول میں عمرو کے ہاتھ سے بمقدمہ گرفتاری بدیع الزماں قتل ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے بادشاہ کی بھی عزیز اور بزرگ ہے۔
شاہ طلسم غصہ کو ضبط کر کے ٹھہرا۔ پھر کچھ سوچ کر عرضی خداوند کو لکھی: "یاخدا! قریب وہاں شہر افشانیہ ہے اور وہاں کی حاکم ملکہ افشاں جادو ہے۔ آپ شیطان کو بھیج کر با بروئے تمام بلا لیجیے' کیونکہ اس نے یہی عذر آپ کے پاس آنے میں کیا ہے۔"

غرضیکہ عرجی دے کر انہیں دو ساحروں کو جونامے لے گئے تھے۔ خداوند کے پاس بھیجا۔
ساحر دریا سے اتر کر جب طلسم میں آئے۔ باہم مصلحت پذیر ہوئے کہ ذرا اب لشکر

مہ رخ کو دیکھتے چلیں۔ اور زمین پر اترے۔ سیر کرتے ہوئے پیدل چلے۔
ان دونوں نے اپنی طرف کا ساحر سمجھ کر سارا حال و ماجرا بیان کیا۔ اس نے سب کیفیت
عرضی نامہ وغیرہ کی سن کر کہا: "بعد مدت آپ سے ملاقات ہم سے ہوئی ہے۔ یہ میرے
غریب خانے پر تشریف لے چلئے۔ ایک آدھ جام شراب پی کر جائیے گا۔ میرے پاس
ایک گلابی ہے۔
اس نے کہا: "اچھا' تو میں یہیں ٹھہر جائیے۔ میرے پاس ایک گلابی ہے۔ وہی پی لیجئے۔
اس کے اصرار سے وہ ساحر ٹھہرے اور دو دو جام شراب کے کہ بیہوشی آمیز تھی پیتے
ہی بیہوش ہو گئے۔ عمرو نے عرضی افراسیاب کی ان کے جھولے سے ان کے نکال کر
پھاڑ ڈالی ہے اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا:
"یاخداوند یہ دونوں ساحر بڑے حرامزادے ہیں اور نہایت دھوکے باز ہیں۔ لیکن مجھ کو سبب
مروت کے یہاں سزا دیتے بن نہ پڑی۔ آپ کی خدمت میں اس لیے بھیجتا ہوں کہ
جب یہ وہاں پہنچیں' ناک و کان ان کے کاٹ کر خوب سی جوتیاں لگا کر ان کو نکال
دیجئے گا۔"
اور ایک رقعہ شیطان بختیارک کو لکھا: "ارے حرامزادے مجھے اتنا زمانہ طلسم میں آئے
ہوئے ہوا تو نے خراج ریش تراشی کہ میری جوتیاں کھانے سے بال جو تیرے سر پر
نہیں جمتے وہ حجامت کا حق آج تک نہ بھیجا۔ لازم ہے کہ سب روپیہ جمع کر کے رکھ
چھوڑنا۔ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ما بدولت تشریف خود لاتے ہیں۔ اگر اپنے دام کو ڑی
کوڑی نہ پائیں گے تو تیرے باپ کے' ہریسہ پکائیں گے۔"
غرضیکہ جب یہ لکھ چکا' عرضی پر مہر شاہ طلسم کی جو اس کے پاس مصنوعی بہر عیاری
ہے لگا کہ نیچے عرضی کے لکھ دیا: "ایک رقعہ نیام شیطان میں لیے لکھا تھا۔ شاید ساحران
برائے حرامزدگی نہ دیں۔ آپ تلاشی لے کر نکلوا لیجئے گا اور شیطان اس کو الگ لے

جا کر پڑھیں' دربار میں نہ پڑھیں۔"
یہ لکھ کر رقعہ ساحروں کی کمر میں باندھ دیا اور عرضی کو جھولے میں رکھ کر اپنا راستہ لیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ساحر ہوشیار آئے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی۔ جس کو پی کر بیہوش ہو گئے تھے یا یہ شخص شراب پلانے والا عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا: "اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر چکا تھا' مار ڈالتا' لوٹ لیتا' ہماری سب چیزیں موجود ہیں۔"
یہ کہہ کر جھولے میں نامہ دیکھا' وہ بھی اسی طرح رکھا پایا۔ کہا: "سامری کا شکر ہے کہ سب طرح سے خیر ہے۔ چلو چلو اب دیر ہوتی ہے۔"

○○○

• پیگان جادو

غرضیکہ یہاں سے اڑ کر منزلیں طے کرتے ہوئے اس وقت آ کر پہنچے کہ نقاد میدان جنگ سے پھر کر بارگاہ میں آیا تھا اور پیکان وغیرہ سب بیٹھے تھے' مگر بختیارک لشکر ساحراں اتروانے اور خیموں کے نصب کروانے کے انتظام میں تھا کہ ساحروں نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا۔ عرضی شاہ جاوداں کی پیش کی۔ لقا نے پڑھ کر پوچھا: "کوئی اور بھی رقعہ تمہارے پاس ہے۔"

انہوں نے کہا' "نہیں۔"

لقا نے کہ: "سچ ہے کہ تم بڑے دغا باز اور بد ذات ہو۔" یہ کہہ کر حکم دیا: "انہیں گرفتار کرو اور جوتیاں مارو۔" از بسکہ وہ دونوں ساحر تھے' جب اپنی بے عزتی انہوں نے دیکھی سحر کرنے لگے' جو گرفتار کرنے چلا بیہوش ہوا۔

لقا نے پیکان سے کہا: اے بندہ قدرت! قید کر ان کو۔ "پیکان اور اس کے مطیع سردار رد سحر پڑھ کر ان دونوں سے جا کر لپٹ گئے اور از روئے بلوہ پکڑ کر سامنے لائے۔

لقا نے کہ' "ناک اور کان کاٹ کر جوتیاں لگاؤ۔"

حسب الحکم جلاد نے ناک کان کاٹ لیے۔ ہر چند وہ کہتے رہے۔ "ہم نامہ دار اور بے قصور ہیں۔ شاہ طلسم ہم کو عزیز رکھتا ہے۔ افشاں کے بلانے کے لیے عرضی آپ کو لکھی ہے۔"

لقا نے ایک نہ سنی کہا: "یہ مکار ہیں۔" اور بعد ناک اور کان کاٹنے کے جوتیاں ان پر پڑنے لگیں۔ خوب بندھ کر وہ پٹے۔ شور واویلا جو بلند ہوا بختیارک دوڑ آیا' حال پوچھ کر عرضی دیکھی' پھر ساحروں کو زد و کوب کرنے سے منع کیا اور ان سے پوچھا: "تم کو راہ میں کوئی نہیں ملا تھا۔"

انھوں نے شراب پینا راہ میں بیان کیا۔
شیطان بولا۔ "بیشک رقعہ بھی تمہارے پاس ہو گا۔"
یہ کہہ کر کمرے میں تلاش کیا۔ رقعہ ملا' پڑھ کر آنکھوں سے لگایا اور پکارا' ادبے کیدی

لقا! ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہے۔ میرے پاس تو جمع ہے' تجھ کو
بھی موجود رکھنا چاہیئے۔ دیکھ ان حضرت نے ان دونوں کے ناک و کان وہاں سے کٹوا
ڈالے۔" یہ کہہ کر رقعہ دیا لقا پڑھ کر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا۔
ساحروں کو تو رہا کر دیا' مگر اپنے خداوند ہونے کے باعث پھر عذر نہ کیا۔ کیونکہ لوگ
کہتے: "خداوند آپ ہی تو پٹواتے ہیں او آپ ہی پھر منت کرتے ہیں" لہٰذا جو مشیت خداوند
میں گزرا وہی ٹھیک تھا۔ ساحران بینی و گوش بریدہ نالاں و گریاں سمت طلسم گئے۔

یہاں پیکان نے پوچھا: "ملک جی یہ کیا معاملہ تھا۔"
اس نے کہا "معاملہ کیا ہے میرے مالک اور پیر و مرشد نے جو کچھ لکھا تھا' تعمیل اس
کی ہو گئی۔ اب ریش تراشی کا خراج مانگا ہے' وہ میں طلسم میں بھیج دوں گا۔ خداوند
اگر نہ بھیجیں گے جوتیاں کھائیں گے۔"
پیکان نے کہا: "خداوند سے بڑھ کر اور کون ہے۔"
اس نے کہا: "وہ بھی کوئی ہیں' میں نام ان کا نہ لوں گا میرے باپ کا ہریسہ پکا چکے
ہیں۔"
غرضیکہ اس کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہے' پس یہ سمجھ کر گویا ہوا: "ملک جی' توبہ
توبہ کو ایک عیار کو خداوند پر ترجیح دیتے ہو۔ دیکھو میں ایک ساعت میں لشکر خدا پرستاں
غارت کئے دیتا ہوں۔"
بختیارک نے کہا: "بس چپ رہو۔ بہت لاف گزاف نہ کرو' مرشد زادے ہر وقت یہاں
تشریف رکھتے ہیں' ایسا نہ ہو کہ تمہارا بھی فیصلہ کر دیں۔"
پیکان کو ان باتوں سے غصہ آیا اور ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر سحر پڑھ کر فولاد
جامد نامی اپنے سردار کو دیا اور کہا: "اس تیر کو جا کر پہاڑ پر رکھ کر منہ سمت لشکر امیر
اس کا کر کے کہنا اے پیکان بحکم خداوند سامری جدھر تیرا منہ ہے اس لشکر پر تیر

برسیں۔" فولاد تیر لے کر چہ مگہ لشکر ساحراں میں جنگ گاہ میں آیا تھا۔ عیار سمجھ چکے

تھے کہ یہ جو آئے ہیں فتور ضرور کریں گے بدیں لحاظ صورت بدل کر بارگاہ عدو (حریف)

میں کھڑے ان کے عزم کو دریافت کر رہے تھے۔ انہوں نے سب کیفیت ساحروں

کے ناک کان کٹنے کی دیکھا اور پیکان کا تیر بھیجنا بھی دیکھا۔ تولاد کی ساتھ عیار بھی چلے

اور باہر بارگاہ کے آ کر سمک عیار تو امیر کیے پاس گیا کہ ان کو اس حال کی خبر

دوں تا کہ اسم اعظم پڑھیں او سردار سب بارگاہ سلیمانی میں چلے جائیں۔ کہ سحر کی آفت

سے محفوظ رہیں۔

قصہ مختصر یہ تو ادھر گیا اور چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور تیزی کے ساتھ اس

سے پہلے کوہ کے قریب جا کر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم

پر پہن کر گھنڈیاں سینہ پر لگا کر درہ کوہ میں مخفی منتظر ہو کر ٹھہرا۔ اس عرصہ میں

فولاد قریب کوہ پہنچا اور چاہا کہ گھاٹیاں طے کر کے پہاڑ پر جاؤں۔ شیر دھڑ رکا مار کر

یکا یک اس پر آپڑا یہ بد حواس ہو کر حت گرا اور سحر سارا بھولا او فرط خوف سے

بیہوش ہو گیا۔

چالاک اس کی چھاتی پر اسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور منہ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ

وہ بسبب زندہ ونے کے سانس لیتا تھا۔ دماغ میں بیہوشی نے سرایت کی اب بالکل بے

خبر ہو گیا۔ اس نے سینے پر سے کود کر کھال لاتاری اور وہ تیر جو سحر کا تھا' جھولے

سے نکال لیا۔ بجائے اس کے ویسا ہی تیر رکھ دیا۔ اور آپ درۂ کوہ میں جا کر چھپ

رہا۔ کچھ دیر کے بعد فلاد کی بیہوشی جاتی رہی۔ ہر چند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال پیش

نظر تھا کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے۔ اس وجہ سے گھگی بند گئی۔ تا دیر آنکھ بند کئے

پڑا رہا جب کسی نے اسے آزار نہ دیا اور طبعیت نے خوف بر طرف کیا قوت اوراکیہ

اور متمیزہ قوی ہوئی اس وقت آنکھه کھلی اور دیکھا کہ شیر نہیں ہے۔ بس جان گرامی

تو کمال عزیز ہوتی ہے ڈر کر بھاگا کہ ایسا نہ ہو پھر شیر آ جائے جب دور نکل گیا

چنداں حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بت و در نکل

گیا تو پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکال کر جانب لشکر امیر رخ اس کا کر کے رککھ کر پکارا:
"محکم سامری تیر لشکر عدو پر برسیں۔"

ادھر تو اس نے تیر رکھا اور ادھر چالاک درہ سے نکل کر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منہ جانب لشکر لقا رکھ کر پکارا: "بحکم خداوند سامری یہ جدھر تیر کا منہ ہے اس لشکر پر تیر برسیں۔" فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر آ کر محیط ہوا اور زیر ابر پتلے سحر کے آ کر رو بروئے ہوا کھڑے ہوئے ہاتھ میں تیر کمان لیے تھے تیر کمان میں پیوستہ کر کے تاک تاک کر لشکریوں کو مارنے لگے۔

لشکری غافل طعبدہ بازی چرخ غدار سے تھے اور کوئی اپنے بستر پر رنڈی سے اختلاط کر رہا تھا اور کوئی شراب پیتا تھا۔ کہیں ڈھولک بج رہی تھا' ستار کہیں چھیڑ رہا تھا' کوئی خداوند کی عبادت میں تصویر لقا کے سامنے رکھ کر سجدہ و سجود کرتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھاے اور یہ جانتے تھاے کہ ترک فلک کمیں گاہ میں ایسی ایسی ہزار آفتیں نہاں رکھتا ہے کہ یکا یک نشانہ خدنگ دل دوز ہونے لگے اور دس ہزار آدمی ایک ہی بوچھار میں گر کر خاک پر مرغ نیم لبمل کی طرح لوٹنے لگے اسکر ساحراں میں اور غیر ساحراں میں غریو الحفیظ والا مان کا شور بلند ہوا اور از بسکہ لشکر دور تک اترا ہوا ہے' لاکھوں آدمی ہیں بعض ساحر سمجھے کہ یہ لشکر لقا کی شرارت ہے۔ یہ سمجھ کر ترہی اور نفیر بجا کر اپنے اپنے خیموں سے نکل کر لشکر لقا پر جا پڑے۔ یہ بیچارے بھی حملہ ور ہوئے پلٹنیں رسالے بھی تیار ہوئے۔ بعض لشکری سمجھے کہ امیر شبخوں آئے ہیں ار پلٹن والے جو چلے رسالہ تیار کھڑا تھا اس سے بھڑ گئے۔ بے پرستش تلوار چلنے لگی' گوشت خرد نداں سگ کا نقشہ ہوا۔

نمونما جو ہوا پیکان و بختارک وغیرہ دوڑ سے دیکھا کہ فلک پر سے تیر برس رہے ہیں۔ بختارک ناچن لگا اور پکارا: "سلواہ برا براہیم و لعنت بر لقا' اے پیکان دیکھا تو نے مرشد زادے کی کارسازی۔ وہ نہ ہوا جو تو نے چاہا تھا لشکر حریف پر تیر نہ برسے ہمیں پر یہ آفت آئی۔"

پیکان نے بہت جلد رد سحر پڑھا اور پیر بھر کامل سحر خوانی کی کہ عرق عرق ہو گیا۔
اس وقت وہ پتلے غائب ہوئے اور ابر شق ہو کر بر طرف ہو گیا۔ مگر اس پہر بھر کے

عرصہ میں لاکھوں آدمی تیروں سے ہلاک ہو گئے تھے۔ اب جو تیر پڑنا موقوف ہوئے
تو لشکر کا باہم لڑنا نہیں موقوف ہوتا۔ اتنے بڑے لشکر کو کون روک سکے۔ مینہ تیروں
کا برستا تھا' خنجر شجاعت میں برنگ ہلال تھے۔ بہادروں کے چہرے خون بھرے ہوئے آفتاب
مثال تھے۔
یہ غیر نما جب بلند ہوا' فولاد پہاڑ پر تیر رکھ کر چلا کہ معلوم ہوتا ہے کہ لشکر عدد
پر تیر برس رہے ہیں۔ جب اپنے لشکر میں آیا' جنگ عظیم برپا دیکھی۔ سمجھا کہ فوج دشمن
عاجز ہو کر یہاں حملہ آور ہوئی ہے' یہ جان کر لڑنے لگے۔ شعلے آتش کے بلند ہوئے
شرارے اڑتے تھے۔ ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے۔ یہ شور سن کر لشکر امیر بھی تیار
ہوا۔ سردار خیموں سے نکل آئے۔ بادشاہ بھی برآمد ہوئے۔
سمک عیار اور چالاک نے آ کر بصد ادب سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ اور سردار ہنس پڑے
اور چالاک کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا: "جب تک یہ ہنگامہ رہے
یہاں بھی کوئی کمر نہ کھولے۔
قصہ مختصر یہ تو انتظام رہا اور اس طرف لاکھوں آدمی مارا گیا یہ ہنگامہ صبح تک جاری
رہا۔
صبح کے وقت نبرد آزمایاں باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی۔
خجالت سے سر زانوں میں ڈال کر بیٹھے۔
بختیارک ہجو ملیح کے طور پر تعریف پیکان کی کرتا ہوا پھرا: آپ کا مثل نہیں' کیا نایاب
سحر آپ نے کیا حضور کی اسی ہاتھی کی مثل ہوئی' جو اپنی فوج کو مارتا ہے۔ واہ مرشد
زادے واہ' میاں پیکان کے کیا چونا آپ نے لگایا۔ سارا جادو کرنا بھلا دیا۔ یہ کہہ کر
خداوند سے کہا "آپ نے یہ تقصیر کیسی کی۔"
لقا نے جواب جھلا کر دیا: "قلم قدرت میرا اس وقت آڑا ہو گیا۔ جدھر قلم چل گیا۔

تجھے مشیت میں میری کیا دخل ہے۔"
غرض بعد اس گفت و شنید کے پیکان نے فوج ساحراں کا جائزہ لیا۔ سو دو سو زندہ بچے۔ باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے۔ منہ اپنا لپیٹ لیا اور افراسیاب کو یہ سب کیفیت عرضی میں لکھ کر روانہ کی اور لکھا: "فوج اور بھیجیے۔"
یہ عرضی لے کر ایک ساحر گیا اور پہلے اس کے وہ دونوں ساحر بینی و گوش بریدہ جا کر پہنچے۔ شاہ جاوداں ان کا حال دیکھ کر آگ ہو گیا اور جب یہ عرضی پیکان کی پہنچی فرط غضب سے کچھ التفات نہ کیا۔ عرضی پڑھی اور ساحر سے کہا: "اگر مقدمہ خداوند کا نہ ہوتا تو میں اپنے ملازموں کا عوض لیتا۔ خیر تو جا اور پیکانسے کہنا کہ تنہا مقابلہ کر' جب مسلمان مغلوب ہوں گے۔ ان کے قتل کو فوج خداوند کافی ہے۔ میں بعد کچھ روز کے فوج کو تجویز کر کے بھیجوں گا۔"
ساحر یہ سب کیفیت سن کر واپس آیا اور جملہ حال بیان کیا۔ پیکان تو تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا۔ اس وقت خونخوار کو ہی نے کہا: "میرے نام طبل جنگ بجوایئے۔ غلام مقابلہ کرے گا۔"
بختیارک نے کہا: "اے پیکان! تم بھی جس وقت خونخوار لڑنے لگے حریف پر سحر کرنا کہ خونخوار اس کو زیر کرے۔"
پیکان نے کہا:"ایسا ہی ہو گا" غرضیکہ دن بھر یہی صلاح و مشورہ رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا۔ لاشیں میدان سے اٹھوائیں اور بعد ان تدبیرات کے جب رات کے اندھیرے ہر طرف پھیلنے لگے' حکم نواخت طبل جنگ دیا۔ نقارہ رزمی گڑگڑایا ہر کارے خبر لے کر پیش ملازمان شہنشاہ سریر گردوں نظیر حاضر ہو کر شرائط ادب و مراسم تعظیم بجا لانے کے بعد اس طرح عرض پیرا ہوئے: "لشکر خسران مال بد سگال میں طبل جدال بجا ہے۔ ان کی پھر شامت آئی ہے' قضا نے گھیرا ہے۔"
شاہ نے بھی ارشاد فرمایا: "یہاں بھی بنام ایزد پاک کچھ باک نہیں' نقارہ رزم بجے اور ہر ایک بہادر لڑنے کا عزم کرے"

اس حکم سے کوس سکندری پر ضرب پڑی۔ شور افتادہ عالم عالمگیر ہوا۔
بعد برخاست ہونے دربار خیام ذوی الاحترام میں آ کر درستی آلات حرب کرنے لگے۔ غریو دونوں لشکروں میں بلند رہا۔ ہتھیاروں کی جھنکار نغمہ عندلیب گلشن تھی۔ جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی۔ دلاور برنگ جواناں باغ جھومتے شاید قبضہ تیغ کا منہ چومتے تھے اور گلستان شجاعت میں سر واسا قیام پذیر تھے اور قمری دار طوق محبت عروس مرگ ان کے گلو گیر تھے۔ اسی ہنگام مں صبح ہو گئی۔
امیر نماز سحر سے فارغ ہو کر مسلح و مکمل در دولت شہنشاہ عدل گستر پر حاضر ہوئے۔ شاہ ردوں پائے گاہ طاعت آلہ سے عفراغت کر چکے تھے۔ مانند آفتاب عالمتاب کے افق کا شانہ دولت سے ساطع لالتور ہوئے۔ ہر ایک سردار کا مجرا ہول اور تخت شہنشاہ سمت میدان جنگ چلا۔
میدان تبرد میں وارد ہوئے ہی تھے کہ لشکر لقا بھی بڑے کرویر سے آیا۔ صف آراؤں نے دونوں جانب پرا جمایا خس و خاشاک بیلداروں نے دور کیا۔ سقوں نے گرد و غبار بٹھایا نقیب نقابت کر کے ہٹے۔ اسوقت فولاد جادو میدان میں سحر کی نیرنگی دکھا کر طالب نبرد ہوا۔ جمہور شاہ سے اجازت لے کر سامنے گیا۔ اس نے ترسول گینڈا بڑھا کر مارا۔ اس لیے کہ اول زور سے کار برآری ن ہو تو سحر کروں۔ شہزادہ جمہور نے ترسول رد کر کے ایک ڈنڈ نیزے کی کمر پر اس زور سے لگائی کہ وہ سنبھل نہ سکا پشت زریں سے بر روئے زمین گرا جمہور مثل شیر غضب ناک کے اپنے مرکب سے کود کر اس کے قریب آیا اور ٹھوکر ماری کہ تن خاکی کو اس کے گرد برد کر دیا۔ ایک پاؤں اپنا اس کے پاؤں پر رکھا اور دوسرا پاؤں ہاتھ سے پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ ایک پیکر کے دو پیکر بنائے' چیر ڈالا۔ غریو جان لشکر کفار سے نکلا اور خونخوار یہ طاقت دیکھ کر دنگ ہو گیا۔ پیکان کی یہ سردار تھا اس نے سرداران باقی ماندہ کو للکارا: "ہاں اس خدا پرست کو جانے نہ دینا" اس وقت سو دو سو ساحر نارنج و ترنج پکڑ کر شہزادے پر حملہ آور ہوئے۔ پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے اشقر اڑا کر چلے اور جمہور کو ہٹا کر ساحروں پر

جا پڑے۔ یہ دیکھ کر کوہی ار لقا پرست بھی تلواریں کھینچ کر حملہ ور ہوئے۔ بادشاہ اسلام نے تخت بڑھایا اور جملہ فوج اسلام نے جنگ آغاز کی۔ ساحروں نے نارنج و ترنج مارے وہ بہ برکت اسم اعظم سب باطل ہوئے اور سردار سے سردار اور پیادے سے پیادہ سوار سے سوار بھڑ گیا۔ کھچا کھچ تلوار کا اور کشا کش تیر کی بلند ہوئی۔

بختیارک نے خیال کیا کہ رات کو ساحر باقی ماندہ بھی ہلاک ہوں گے لشکر پسپا ہوتا چلا آتا ہے۔ یہ دیکھ کر فوراً طبل امان بجوا کر پر لشکر اسلام بھی معاودت فرما ہوا اور دونوں جگہ کے دلاور جا کر آرام گزیں ہوئے اور شاہ بارگاہ میں بیٹھے ساقی و مے و مطرب حاضر ہوئے جام عشرت گردش میں آیا۔

بختیارک نے کہ: "کیوں پیکان تم نے زوران بندگان مغضوب کا دیکھا۔

خونخوار نے کہا: "ملک جی! وہ لوگ ایسے ہی ہیں۔ مجھے بھی ان سے لڑنے کی حسرت ہے۔ آپ نے آج کی جنگ ساحر کو بھیج کر مفت خراب کی۔"

بختیارک نے کہا: "میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی یہاں اور رہو اور تم خدمت امیر میں جانے کی جلدی کرتے ہو آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ پر جا کر مسلمان ہو جاؤ۔"

خونخوار ان باتوں کو سنکر ہنسا اور حکم نوخت طبل دیا۔ نقارہ بجتے ہی ہر کارے خدمت شاہ میں جا کر منجر ہوئے۔ اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال و قتال شروع ہوئے۔ رات بر درستی ہوئی۔

صبح امیر نماز پڑھ کر آستان شاہ پر آ کر ہمراہ خسرو کجکلاہ مع سرداراں عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوئے۔ لقا بھی آیا فوج دیا موج ساتھ لایا۔ بعد ترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھا کر میدان میں آیا۔ ہنر ہائے شایستہ دکھا کر طالب ستیز ہوا۔

ازبسکہ شہزادہ جمہور سے یہ معرکہ اٹکا ہوا ہے اور اس ہنگامے کے موجد گویا یہی ہیں۔ اسی وجہ سے آج بھی انہیں نے مرکب اڑایا اور اجازت لے کر میدان میں آ کر مقابلہ کیا۔ چونکہ پہلے روز نیزہ بازی ہو چکی تھی۔ آج خونخوار نے گرز گراں چرخ دے کر

لگایا۔ شہزادے نے اپنے گرز پر گانٹھا اور جواب میں اس کی ضرب کے آپ بھی گرز مارا۔ اس نبیرہ گرز پر روکا۔ مگر دونوں ککے گھٹنے جا کر زمین پر لگے اور کمر پر گینڈے کی وہ تکان پڑی کہ ٹوٹ گئی۔ خونخوار کود کر گھوڑا پے کرنے حریف کا چلا تھا کہ ٹہزادہ بھی کودا وہ دوڑ کر لپٹ گیا۔ کشتی کا آغاز ہوا۔ یہاں مارا اور وہاں ٹپکا' بڑی تڑپ اور جھڑپ سے خونخوار لڑنے لگا۔ عین کشتی میں جب نہالش بختیارک مخفی طور پر پیکان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم کی جاتی رہی۔

اس نیجست کر کے باندھ لیا۔ اس کشتی میں دن آخر ہو چکا تھا۔ لشکر لقا میں طبل بازگشت بجا اور سب میدان جنگ سے پھر کر داخل خیام بارگاہ ہوئے۔ امیر بھی بارگاہ میں آئے لشکر آسودہ ہوئے۔ امیر نے فرمایا: "مجھ کو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہے۔"

سرداروں نے عرض کیا: "ہم جانتے ہیں وہ سحر سے قید ہوا ہے۔" یہاں تو یہ چرچا ہے۔

مگر اس طرف خونخوار نے قید شہزادے کو پہنوا کر سامنے بلوایا اور بعنایت تمام خطاب کیا۔ "میں نے تجھ کو مردانگی میدان میں زیر کیا۔ پھر میری اطاعت میں کیا تامل ہے۔ خداوند کو سجدہ نہیں کرتا۔"

جمہور نے کہا: "مجھ پر سحر کیا اور دغا سے قید کر کے تو لایا' اب باتیں بناتا ہے۔"

خونخوار نے کہا: "مجھ کو اصلا اسکی خبر نہیں۔" اور پیکان سےکہا: "مجھے آپ بدنام نہ کیجئے اس پر سے سحر اتار لیجیے۔"

پیکان نے اپنا جادو رد کر دیا کہ جسم شہزادے کا توانا ہوا۔ خونخوار نے کہا' آہنگروں کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دیں۔"

شہزادے یہ سنکر خانہ روز میں چرخ دے کر جھکڑیاں اور بیڑیاں وغیرہ توڑ ڈالیں۔

خونخوار نے چاہا کہ مثل اس کے' جیسا کہ امیر نے میری کی تھی۔ اسکو بھی بہ تعظیم و تکریم مہمان بناؤں او خلععت دے دے کر رخصت کروں۔

شہزادے نے کہا: "ہم غیر مذہب کے یہاں شراب تک نہیں پیتے۔ اگر تجھ کو ہم سے

مقابلہ کرنا منظور ہے تو اٹھ کر اسی وقت نصیب آزمائی کر۔"
خونخوار یہ سنکر دنگل سے کودا اور سرا نچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ صحن بارگاہ کرسی مو دنگل سے خالی کرایا اور آپ چٹ لنگوٹ باندھ کر شہزادے سے مقابل ہوا۔ بختیار نے کہا: "یا خداوند! میاں خونخوار اب چلے کسی طرح نہ رکیں گے۔"
غرضیکہ دونوں میں دستیاں کھینچ کر داؤں اور پیچ شروع ہوئے۔ جمہور نے چار گھڑی کشتی میں اکھیڑ مار کر چاروں عشانے شت کر دیا اور سینہ پر بیٹھا چاہتا تھا کہ سوال اسلام کر کے اس کے انکار پر اس کا سر گردن سے کھینچ لے لیکن اس نے چپکے سے کہا: "اے شہریار میں نپ کاغلام ہوں۔ یہاں سے آپ جا کرمیری بارگاہ کے قریب ٹھہریئے' می بھی آتا ہوں۔"
جمہور اس کے سینے سے اٹھا اور پکار کر کہا: "اے فرقہ لقا پرستان میں جاتا ہوں۔ تم میں کیوئی ایسا ہغے کہ رو کے مجھ کوکسی نے جواب نہ دیا' باہر آ کر ٹھہرا۔ کچھ دیر کے بعد خونخوار بھی اٹھ کر آیا اور جمہور کو اپنی بارگاہ میں لایا۔اس ہنگام میں بقیہ دون تمام ہوا۔
خونخوار نے اپنی فوج کے افسروں کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ مسخرہ لقا دعوئی خدائی کا کرتا ہے' مگر کیسا خداوند ہے کہ جو اس کی مدد کو آتا ہے ماراجاتا ہے اور ذلیل ہوتا ہے بنا پر اس کے میں نے اطاعت خدا پرستوں کی اختیکار کی اور خدا کو واحد اور لا شریک جانا۔ اب بھی مسلمانو ارمیرے ساتھ چلو۔"
افسروں نے کہنا اس کا منظور کیا اور خصا کو یکتا اور بے مانند مانا تو اس وقت ان کو حکم دیا۔ "تم جا کر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کراؤ اور ہم بھی سوار ہوتے ہیں۔ اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مار کر خدمت امیر میں چلو۔ افسر یہ حکم پا کر گئے اور کمیدان نے پلٹن کو رسالے دار نے رسالے کو تیار کرایا۔ اس اثنا میں خونخوار اور شہزادہ جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا۔ لشکر کوہیوں کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سن کر تلواریں کھینچ کر جا پڑا۔ لقا کی فوج خالی تھی۔ اسی ہزار کوہی کے حملہ آور ہونے سے لشکر میں

کھلبلی ہو گئی' فوج خونخوار نے طنابیں خیموں کی کاٹ دیں کہ وہ جھوم کر گرے۔ لوگ ان کے نیچے سے نکلنے نہ پائے تھے کہ انہوں نے گھوڑے دوڑا دیئے۔ پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے جال میں چڑیاں پھنس کر پھڑکتی ہیں سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلہ اس وقت ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا۔ چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی۔

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا
کوئی اٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا

کوئی اپنا گھوڑا گیا کھینچنے
تو گل محورم میں لگا کھینچنے

یہ گھبراہٹ اس دم تھی باہم دگر
کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچ کر

اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول
چڑھے الٹے جلدی سے تلوار تول

کوئی زیر جات کو گردن میں ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہے کمال

غرض اضطراب ان کو اس درجہ تھا
کہ جالے کا پیجامہ ہونے لگا

اس اثنا میں مرداں جنگ آزما
عدم کا دکھانے لگے راستا

چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر

چلی صرصر تیغ سن سن وہاں
بجھی شمع ہستی دشمن وہاں

یہ اگلے تھے تلواروں نے منہ سے لال
کہ تھا عارض شاہد ارض لال

ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ ور
کہ ہر طرف الحذر الحذر

ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی
کہ باغ اجل میں بہار آ گئی

ہوئے اس طرح سے پیل تن
کہ ہو قطع جس طرح سر و چمن

پھلے پھولے زخموں سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جدوکد

سروں پر تھی یوں ڈھال سایہ فگن

کہ چھایہ ہو جیسے سحاب چمن

کشاکش میں دم اس طرح سے پڑے
کہ تار تنفس کے تھے جھولے پڑے

عرض لشکر کافر بے حیا
نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

ادھر شہزادہ جمہور اور خوانخوار تلواریں مارتے اپنی فوج کو لے کر سمت لشکر اسلام چلے۔ یہ بھی طلایہ قائم تھے اور ساری فوج کمر باندھے مستعد تھی۔ اس لشکر کو دیکھ کر طلایہ دار آگے بڑھے اور پکارے "کون آتا ہے۔"
شہزادہ جمہور سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج میں آیا سلام کیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ اس وقت لشکر اسلام بہر استقبال خونخوار گئے اور مع اس لشکر کے اسے لے کر آئے۔ جملہ فوج کے کوہیوں نے خیمے لگائے اور استقامت پذیر ہوئے۔ خونخوار کو جمہور نے اپنی بارگاہ میں لا کر فرد کش کیا۔
اس طرف لشکران لقا کو باہم لڑتے دیکھ کر پیکان نے کہا۔ "شاید حمزہ شبخون آیا ہے۔ میں بھی سحر کرتا ہوں۔"
بختیارک نے کہا۔ "حمزہ کا دستور نہیں جو شبخون آئے اور غفلت میں کسی کو ہلاک کرے۔ ہاں حمزہ اور اس کی اولاد اس جگہ شبخون مارتے ہیں کہ جہاں لاکھوں آدمی حریف کے ہوں اور وہ اکیلے ہوں۔ لہٰذا یہ مرشدی کسی اور کی ہے تم سحر نہ کرو۔ جب نہیں جو ہماری فوج آپس میں لڑتی ہو۔ اچھا بزور سحر طبل امان بجواؤ کہ سب کے کان میں صدا اس کی پہنچے۔ اگر شبخون آیا ہے تو لڑائی موقوف نہ ہو گی اور باہمی جنگ ہو گی تو موقوف ہو جائے گی۔"
پیکان نے اس کے کہنے سے کچھ سحر پڑھا کہ ہزاروں پتلے بڑے ہوا آ کر نعرہ زن ہوئے۔

"اے بندگان خداوند کیوں باہم لڑتے ہو۔ جنگ موقوف کرو۔"
یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف کی۔ معلوم کیا کہ آپس میں نبرد آزما تھے۔
آخر سب نے پھر قیام کیا۔ مگر اس جنگ میں بھی لاکھوں آدمی مارے گئے۔ دشت میں خون کے نالے ہے۔ رات بھر اسی ہنگامہ میں ہر شخص رہا۔
صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ خونخوار شبخون مار کر لشکر اسلام میں چلا گیا۔ کف افسوس مل کر خاموش ہو رہا۔
وہاں شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آ کر جلوہ فرما ہوئے۔ شہزادہ جمہور نے آ کر زمین ادب کو بوسہ دیا۔ خونخوار سے نذر دلائی اور ماجرائے دوشیں عرض کیا۔
بادشاہ نے خونخوار کو براہ عنایت خلعت سے مخلع فرمایا۔ بارگاہ رہنے کو عنایت خلعت سے مخلع فرمائی۔ خراج اس کے ملک کا معاف کیا اور مہینہ سرکار سے مقرر فرمایا۔
پھر جلسہ عیش شروع ہوا۔ ناچ ہونے لگا۔ مگر لشکر لقا میں ایک کہرام برپا تھا۔ یعنی رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ کوئی سر پیٹتا تھا کوئی گریباں چاک تھا۔ پیکان نے افسران فوج کو بلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دی۔ دلداری کو پھر خداوند سے کہا۔ "میں جا کر پہاڑ پر سے سحر کرتا ہوں کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئے گی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہ ہو گی۔"
یہ کلمات سن کر لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ صدف جادو نامی ایک سردار نے عرض کیا کہ آج میں طبل جنگ بجوا کر امید امیدوار ہوں کہ اپنا سحر عدو سوز حضور کو دکھاؤں۔
پیکان نے کہا۔ "کیا مضائقہ ہے؟"
یہ حکم سن کر صدف سحر کر کے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ میں دن بھر سحر جگاتا رہا۔
شام ہوتے ہی طبل جنگ گڑگڑایا۔ صدا اس کی مثل موج کے لشکر میں پھیلی۔ ہرکاروں نے جا کر بادشاہ سے عرض کیا۔ "آج پھر گبران ناہنجار آمادہ کار زار ہیں۔ نقارہ رزمی

بجا ہے۔ ہر ایک آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہے۔"

شاہ اسلام نے نقارہ بجوایا۔ وہی قہر غضب کا ہنگامہ لشکر میں شب بھر برپا رہا۔

امیر مسجد سے در دولت شاہ پر آئے اور تخت بادشاہی کو قلب لشکر میں رکھ کر بڑے کر و فر سے داخل دشت مصارف ہوئے۔ اس طرف سے لشکر حریف بھی آ کر صف آراء ہوا اور بعد ترتیب لشکر صدف نے اژدر اڑ کر مقابلہ کے لیے للکارا۔

خونخوار شاہ سے اجازت لے کر سامنے گیا۔ صدف نے ایک ناریل سحر کا مارا کہ یہ بہادر بیہوش ہو گیا۔ اس نے باندھ کر لشکر میں اپنے بھیج دیا۔ پھر مقابلہ کے لیے پکارا۔ دس سردار پے در پے جا کر اسیر ہوئے۔ اس وقت چالاک عیار جو رکاب اسیر تھامے تھا۔ چھوڑ کر سمت صحرا گیا اور مثل مبارزاں عرصہ شجاعت کے تلوار و تیر کش وغیرہ ہتھیار جسم پر لگا کر مرکب باد رفتار پر سوار ہو کر للکارتا ہوا سامنے صدف کے آیا۔

بختیارک نے اس کو دیکھ کر کہا۔ "اے پیکاں مرشد زادے لڑنے آئے ہیں اپنے سردار کو بلا لو' نہیں تو مارا جائے گا۔"

پیکان بولا۔ "تو واہی ہے۔"

ادھر صدف نے ناریل سحر پڑھ کر چاہا کہ لگاؤں چالاک نے پتھر منجنیق (ایک خاص قسم کی غلیل جو جنگ میں بطور ہتھیار استعمال ہوتی ہے) میں رکھ کر مارا کہ کاسہ سر اس کا ترش کر دور گرا۔ شور اس کے مرنے کا برپا ہوا۔

بختیارک صلواۃ پڑھنے لگا۔ سردار جو لشکر اسلام کے فوج عدو میں گرفتار ہوئے تھے ہوشیار اور اپنے تئیں گرفتار دیکھ کر زنجیریں بیڑیاں تلواریں مارتے چلے۔

پیکان نے کہا۔ "اب کوئی نہ بولے' دیکھ' میں کیا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر طبل امان بجوا کر پھرا۔ امیر بھی داخل بارگاہ ہوئے لشکریوں نے کمر کھول دی۔

مگر غبار جادو اور اتیت جادو کو پیکان نے حکم دیا۔ "تم جا کر پہاڑ پر سحر کرو۔" وہ دونوں پہاڑ پر گئے اور زمین کو خون خوک (سور کا خون) سے لیپ کر چوکا دیا اور اسی خون سے نہا کر منقل آتش روبرو رکھ کر سحر پڑھا اور تل منقل پر چلائے کہ شعلے بھڑک

کر بلند ہوئے اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ زمین میں سما گیا۔ لشکر اسلام میں سب با آرام بیٹھے تھے کہ یکایک زلزلہ آیا' زمین شق ہو گئی۔ لوگ غرق ہوئے۔ چالاک وغیرہ چند عیار بھاگ کر لشکر کی حد سے باہر نکل گئے اور لشکریان اسلام بارگاہ سلیمان میں دوڑ کر چلے آئے۔ امیر سے آ کر ماجرا بیان کیا اور جہاں تک اس بارگاہ میں لوگ سما سکے آ کر ٹھہرے باقی بھگدڑ پڑ گئی۔ امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے مشکیزے پانی کے لے کر ہر سمت چھڑکتے کہ ایک جانب سے دریا آگ کا موج مارتا ہوا ظاہر ہوا۔ امیر نے جہاں تک حصار پانی سے کھینچ دیا ہے وہاں تک نہ زمین شق ہوئی نہ دریائے آتش آیا مگر گرد لشکر کے دریا محیط ہو گیا۔ راہ آمد و رفت بند ہوئی۔ امیر کہاں تک حصار باندھتے کیونکہ لشکر کئی میلوں تک پھیلا تھا۔ جو لوگ بارگاہ اور اندر حصار کے تھے' وہ تو محفوظ ہوئے اور باہر کے آدمیوں میں تلاطم تھا۔ بھگدڑ پڑی تھی۔ حتی الامکان بھاگ کر حصار میں فوج نے اپنے تئیں پہنچایا۔ تلے اوپر آدمی بوجہ کثرت کے تھے اور دیکھ رہے تھے۔

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریاں اڑتی تھیں بدن سے

آتش فشاں ہوا تن کوہ
برفستاں میں تھا مسکن وہ

و سنگ تھا وہ شرر فشاں تھا
اولے پے سماق کا گماں تھا

دل اہل جہاں کا جل رہا تھا
آہوں سے دھواں نکل رہا تھا

دست مژگاں سے دیدۂ تر

پنکھے جھلتے تھے مردمک پر

مسدود تھی سیف کی روانی

قطرۂ لب تیغ پر تھا پانی

آخر ادھر تو سب نے سجاوے بچھائے اور دعا درگاہ میں خدا کی کرنے لگے اور اس طرح صورتیں بدل کر لشکر لقا میں گئے اور فکر عیاری میں ٹھہرے اور ہرکاروں نے یہ خبر لقا کو پہنچائی۔ اس گبر کو موقع افتخار ہاتھ آیا' پکارا۔ "دیدی قدرت مرا کیسا غضب میں نے بندگان مغضوب پر نازل کیا۔"

سب کافروں نے کہا۔ برحق یا خداوندا! تجھ میں بڑی قدرت ہے۔" یہاں تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے۔"

ادھر عیار جو لشکر میں پھر رہے تھے۔ ان میں سے برق خطائی اس طرف جا نکلا' جہاں پیکان کا باورچی خانہ ہے۔ یہ ازبسکہ بہ شکل ساحر تھا۔ داروغہ مطبخ کو اشارے سے بلایا۔ وہ سمجھا کہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہے کچھ تو سبب ہے جو بلاتا ہے۔ غرضیکہ اٹھ کر قریب آیا۔

برق نے کہا۔ "میں ابھی دربار میں تھا۔ حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا ظاہر ہو چکا ہے۔ سزا دینا ضروری ہے۔"

داروغہ کا یہ کلام سن کر جی چھوٹ گیا۔ اس نے کہا۔ "گو کہ تم مجھے نہیں جانتے ہو' مگر مجھ کو تمہارا بہت پاس ہے۔ چلو دیوانجی سے تمہاری سفارش کر دوں کہ حساب ٹھیک کر دیں۔" داروغہ اسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا۔ اس نے مقام تنہائی پر اس کو لا کر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا۔ فی الفور یہ صورت اس کی بنا' اس کے کپڑے پہن کر اور اس کو زیادہ تر بیہوش کر کے گٹھڑی باندھ کر جنگل میں لا کر مار ڈالا اور آپ وہاں سے باورچی خانہ میں آ کر اہتمام کھانا پکانے کا کرنے لگا۔ آخر سب کھانے

میں بیہوشی ملا دی۔
ادھر پیکان کو جب بھوک لگی تو دربار سے اٹھ کر آیا' کھانا طلب کیا۔ داروغہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمت گاروں کو بھی کچھ دیا۔ پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا۔ وہ اپنے رفیقوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ جب کھا چکا' چاہا دربار میں جاؤں مگر سر پھرنے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقوں اور نوکروں کی ہوئی۔ آخر سب بیہوش ہوئے۔
یزک خنجر نکال کر چاہتا تھا کہ اس کو ذبح کرے۔ اتفاق سے ایک ساحر میخوار جادو نام باہر سے آیا۔ اس نے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور ایک شخص پیکان کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھتے سحر سے یزک کو گرفتار کیا اور پوچھا۔ "تو کون ہے؟"
اس نے کہا۔ "عیار ہوں اور ساحروں کو قتل کرنے آیا تھا۔"
میخوار سارا حال سن کر باہر لے چلا کہ قید کر آؤں جب بار کے باہر آیا' سرہنگ مصری عیار بھی بھر عیاری آیا تھا اس نے پشت پر س کمند کے حلقے مارے میخوار غافل تھا' الجھ کر گرا۔ ابھی وہ سنبھلنے نہیں پایا تھا اس نے خنجر مارا کہ سر اس کا کٹ گیا۔ غل اور شور برپا ہوا۔ یزک اور سرہنگ مصری عیار بھی بھر عیاری آیا تھا اس نے پشت پر سے کمند کے حلقے مارے۔ میخوار غافل تھا' الجھ کر گرا۔ ابھی وہ سنبھلنے نہیں پایا تھا اس نے خنجر مارا کہ سر اس کا کٹ گیا۔ غل اور شور برپا ہوا۔ یزک اور سرہنگ دونوں بھاگ گئے۔ ساحر شور سن کر دوڑے بارگاہ میں آ کر پیکان وغیرہ کو ہوشیار کیا۔ جب سب ہوشیار ہوئے۔ پیکان کے حواس باختہ ہو گئے اور جلد سوار ہو کر دربار خداوند میں گیا۔ عیاروں نے اس کو جاتے دیک کر تعاقب کیا۔ صورت بدل کر دربار میں جا کھڑے ہوئے۔ پیکان نے سب کیفیت بیان کی۔ "آج عیار مجھ کو قتل ہی کر چکے تھے۔"
بختیارک بولا۔ "آج بچ گئے تو کل قتل ہوئے اب بچنا دشوار ہے مرشد زادے درپے ہلاک ہو چکے۔ اس گفتگو میں غبار اور اتیت بھی پہاڑ پر سے آئے۔
بختیارک نے کہا۔ "تم نے لشکر اسلام پر سحر کیا ہے۔ یہاں ٹھہرو نہیں' ہلاک ہو گئے۔"

اتیت نے یہ سن کر غبار سے کہا۔ کوہ عقیق کے پاس کوہ سبز ہے وہاں ایک احاطہ سحر بنا ہے اور اس میں ایک جوگی میرا دوست اور اس کے چیلے رہتے ہیں۔ وہاں چل کر ہم تم بھی رہیں اور حمزہ کا اسم اعظم بند کریں کیونکہ ہم نے یہ سحر ایسا کیا تھا کہ تمام عالم دریائے آتش میں غرق ہو جاتا مگر حمزہ نے حصار کر کے لشکر اپنا بچا لیا اور محنت گوارا کر کے سارا سحر دن بھر میں باطل کر دیا۔ یہ کہہ کر کوہ سبز کی طرف چلے۔

اس وقت بختیارک نے کہا۔ "تم نے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتا دیا' عیار وہاں پہنچیں گے کیونکہ وہ یہاں ضرور ہوں گے۔"

یہ کلام سن کر اتیت ہنسا اور کہا۔ "جو وہاں آئے گا مارا جائے گا۔ ہم اس لیے وہاں جاتے ہیں کہ تنہائی میں اپنے بیگانے کی تمیز ہوتی ہے۔ کثرت لشکر میں عیار شناخت نہیں ہو سکتے اور بچنا بھی محال اور دشوار ہے۔"

یہ کہہ کر پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئے عیار بھی ان کے تعاقب میں باہر بارگاہ کے نکلے۔ اثنا راہ میں چالاک اور ابوالفتح سے ملاقات ہوئی اور کل حال اس نے بیان کیا انہوں نے کہا۔ "تم ذرا دیر یہیں ٹھہرو ہم کوہ سبز کی طرف جاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوئے مگر پہلے وہ دونوں ساحر احاطہ سحر کے قریب پہنچے۔ دیکھا دروازہ بند ہے۔ یہ سحر سے دیوار پھاند کر چلے۔ جوگی کے چیلوں نے شور مچایا کہ چور آئے انہوں نے قریب جا کر جوگی سے اپنے تئیں ظاہر کیا۔ اس نے پہچان کر اتیت کو گلے لگایا۔ مرگ چھالا بچھا دیا۔ یہ دونوں بیٹھے۔ پھر چیلوں سے کہا۔ "تمہارے یہاں مہمان آئے ہیں۔ جلد ان کے لیے بھوجن لاؤ۔"

چیلے کچھ حلوہ اور پوری اور مٹھائی تھالیوں میں لائے۔ اتیت نے کہا۔ "پہلے نشے پانی سے فراغت کر لیں تو کھائیں۔"

جوگی نے چیلوں سے کہا۔ "شراب ان کے لیے جلد لاؤ۔"

چیلے گویا ہوئے۔ "بابا جی! دارو تو نہیں رہی۔ ٹھنڈا یعنی بھنگ ہے۔"

جوگی بولا۔ "بازار سے لے آؤ۔"
دو چیلے نکل کر روانہ ہوئے۔ جب کوہ سبز سے آگے بڑھے ادھر سے دونوں عیار احاطہ سحر ساحر بنے ہوئے ڈھونڈتے آتے تھے۔ چیلوں کو دیکھ کر قریب آئے اور کہا۔ "احاطہ سحر میں ہمارے مالک گئے ہیں' تم کو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو۔"
چیلوں نے کہا۔ "تم اتیت کے نوکر ہو۔"
عیاروں نے کہا۔ "ہاں"
چیلے بتانے لگے۔ ادھر سے پھر کر یوں سامنے کو جاؤ تو مرگھٹ ملے گا۔ اس کے آگے ببول کا جنگل ہے۔ اس میں ہو کر جہاں ندی ملے اسی کنارے احاطہ بنا ہے۔
عیار جب یہ سن چکے تو پوچھا۔ "تم کہاں جاتے ہو؟"
انہوں نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا۔ عیار پاس تو کھڑے ہی تھے۔ ہنستے ہنستے دونوں نے بیضہ بیہوشی کہ چلے بیہوچ ہوئے۔ یہ ان کی صورت بن کر لباس وہی پہن کر بولتیں شراب کی آعشہ بداردے بیہوش لے کر اسی پتہ پر جو سُن چکے ہیں چلے اور آ کر احاطہ سحر میں پہنچے دیکھا کہ احاطہ میں مختصر سا باغ لگا ہے ۔ گل و ثمر سے پھوپھل ہے بیچ میں چبوترے پر جوگی کان میں کنڈل پہنے' ہاتھوں میں لوہے کے کڑے پہنے۔ بھبھوت ملے بیٹھا ساحروں سے باتیں کر رہا ہے۔
دونوں عیاروں نے بوتلیں جا کر سامنے رکھ دیں ساحر تو انتظار شراب میں کھانا لیے بیٹھے تھے۔ فوراً کجیاں بھر بھر کر پینے لگے۔
جوگی نے چیلوں سے کہا: "میری ٹھنڈھائی بھی لاؤ۔"
عیاروں نے الگ جا کر چیلوں سے جو دو ایک وہاں تھے۔ بھنگ طلب کی۔
انہوں نے کہا: طاق پر رکھی ہے اور وہیں سل بھی ہے اس وقت گھوٹنے میں دیر لگے کی جا کر پیس لاؤ۔ مگر ذرا زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پییں۔ عیار گئے اور بھنگ پیس کر چھان کر بیہوشی ملا کر چلیوں کو تھوڑی دیتے آئے۔ باقی لٹیا میں بھر کر سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا۔ بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوئے۔ عیاروں نے سب کے

سر کاٹ ڈالے غل اور شور برپا ہوا عیبار بھاگ کر لشکر کو چلے۔ یہاں وہ حصار آتش
جو گرد لشکر تھا پر چوپ پڑی۔ جو اسیس لشکر (لشکر کے جاسوس) لقا خر لے کر گئے اور
بعد ادائے مراسم ادب عرض رسا ہوئے۔ لشکر عدو نے سحر کی آفت سے نجات پائی
اور شیطان پکارا: "وہ مارا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہے۔"
پیکان کو اس وقت غصہ آیا اور کہا: "یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہیں جو آپ
کی مدد کرتا ہے۔ وہی مارا جاتا ہے۔"
لقا نے گڑگڑا کر بعتاب کہا: "اے بے ادب تو بھی اس لائق ہوا جو مشیت ایزدی میں
دخل دینے لگا۔ اب تو بھی مارا جائے گا۔"
پیکان خداوند کے خفا ہونے سے ڈر گیا اور خاموش ہو بھی ازبسکہ اس ماجرے کے گزرنے
میں دن ختم ہو چکا تھا لپکان نے طبل جنگ بجا دیا۔ جس کی کیفیت شمع ہمایوں اسلام
میں ہر کاروں نے پہنچائی۔ ادھر بھی نقارہ سکندی بجا۔ حسب دستور دربار برخاست ہوا۔
بہادر تیاری جدال و قتال کی کرنے لگے۔
ادھر بختیارک نے کہا: "اے پیکان آج تم بچتے نظر نہیں آتے۔"
اس نے کہا: "تو ضرو سچا ہے لیکن میں بہت ہوشیار رہوں گا۔"
یہ کہہ کر دربار سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آیا چار شمع سحر پڑھ کر چار سمت بارگاہ
کے روشن کر کے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے بھیج دیا اور سراپنچے بارگاہ کے
اٹھا دیئے کہ روشنی دور تک شمعوں کی پھیلی۔ غرض ایسا بندوبست کر کے باطینان تمام
پذیر ہوا اور لشکروں میں ہتھیار صیقل ہونے لگے۔ بہادر منچلے داد شجاعت دینے لگے۔
لیکن عیاران اسلام اس فکر میں چلے کہ بن پڑے تو پیکان کو اس شب خواب مرگ
میں کریں۔ اس ارادے پر جب لشکر اعداد میں پہنچے دیکھا کہ بارگاہ کے سراپنچے اٹھے ہیں۔
شمعیں روشن ہیں۔ پیکان آرام کر رہا ہے۔ حاجب دربان کوئی نہیں سناٹا ہے' یہ دیکھ
کر باہم کہا: "اس میں کوئی اسرار ہے ہم سب یہاں ٹھہریں۔ ایک شخص جا کر عیاری
کرے۔" آخری یہی کیا' سب ٹھہر گئے اور سرہنگ عیار آگے بڑھا۔ جب شمعوں کی

روشنی میں پہنچا۔ دکھائی دینا بند ہو گیا۔ ناچار پھر آیا۔ علیحدہ جب ہوا۔ پھر دکھلائی دینے لگا۔ یہ سمجھا میں کچھ پڑ گیا تھا۔ یہ سوچ کر آنکھ ملتا ہوا پھر آگے بڑھا۔ پھر وہی نقشہ ہوا۔ اس وقت خیال کیا کہ یہ شمعیں سحر کی ہیں۔ اس دفعہ ھر کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ کر سب حال بیان کیا۔ عیاروں نے کہا: "نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعوں کو اوپر جلنے دو۔"

یہ کہہ کر چالاک ایک گوشے میں گیا اور نقب کھودنے لگا جس جگہ پر شمع کی روشنی تھی جب وہاں پہنچا۔ خنجر نے زمین کو نہ کھودا اور زمین فولاد کی طرح سخت تھی۔ مجبور ہو کہ نقب سے باہر نکل کر منہ اس کا بند کر کے باہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر شمعون کو پتھر مار کر گرد برد کریں اور ایسا ہی کیا۔ مگر جو پتھر مارا وہ الٹا پھر آیا شمعوں تک نہ پہنچا

خلاصہ یہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ آخر وہ رات تمام ہو گئی۔

صبح کے وقت دونوں میدان جنگ میں آئے بادشاہ جمجاہ کو تام سردار مع امیر نامدار کے عیش محل سے لے کر میدان جنگ میں آئے۔ ایک طرف سے لقا مع پیکان رو سیاہ کے بافوج بے شمار دار ہوا۔ تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پر گردوں کے غبار ستم آیا۔ نوجوانوں کے خاک میں ملانے کا موقع ملا۔ فوج میں صف کشتی ہوئی میدان گاہ صاف ہوا، مگر دلوں میں کدورت آئی۔ نقیبوں نہ مذمت دنیا فانی سنائی: "ہاں دلیرو، نہ اسفند یاد ہے، نہ رستم و ستان ہے۔ فقط نامور کی باقی داستان ہے تم بھی گوے شجاعت میدان سے لے جاؤ، رستم کی روح کو شرماؤ۔"

خلاصہ کلام یہ کر ترتیب لشکر کے بعد پیکان پھولوں کی چھڑیاں بجائے تیغ و تیرو سنسان کے لیے میدان آ کر مقابلہ کے لیے پکارا۔

لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ امیر شاہ ملک مغرب کا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اس کے گیا اور طالب ضرب ہوا۔ اس نے پکار کر کہا: "اے نسیم یہ شہزادہ گرمیں آیا ہے اس کو ٹھنڈا کر دے۔" یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا کہ

فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا۔ بعد لمحے کے یہ بعد ہوشیار ہوا۔ اس نے پھول
کیچھڑی کندھے پر رکھ کر کہا: "اے شہزادے خداوند سامنے کھڑے ہیں۔ جاؤ اور سجدہ

کرو۔ اپنے معبود کو پہچانو۔"
فرامرز اسی وقت گھوڑے پر چڑھ کر' سامنے لقا کے گیا اور سجدہ کر کے صف لشکر میں
جا کھڑا ہوا' اس نے پھر مقابلہ کے لیے پکارا۔ سرداران فرامز ایک کے بعد ایک مقابلہ
کے لیے گئے' مگر اس کے سحر سے لقا پرست ہوئے۔
اس گیر نے کہا: "آخر میرے بندے ہیں کہاں تک نہ مجھ کو پہچانے گے۔"
غرض یہ کہ چار سو سردار شہزادے کے جا چکے تو اس وقت علم شاہ بن حمزہ اجازت لے
کر سامنے گئے۔ مگر ان کو بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی جھونکا ہوا سرد کا کھا
اول تو بیہوش ہوئے اور دوبارہ پھول کی چھڑی سے لقا پرستی اختیار کی۔
خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگام گرم رہا۔ کئی ہزارمرد جرار آزمودہ کار جا کر دشمن کا شریک
ہوا۔ شام کے وقت لشکروں میں طبل آسائش بجا۔
امیر غمناک فوج لے کر مراجعت فرما ہوئے۔ شکر آسودہ ہوئے اور عیار فکری عیار میں
راہی ہوئے۔ اس طرح لقا نے سرداران اسلام کے لیے بارگاہ ہائے گوہر نگار رہنے کے
اور کنیزان فاخرہ لباس و ماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائیں اور بارگاہ میں روبرو اپنے
کرسیاں مرصع کا بیٹھنے کو دیں اور پوچھا: لشکر اسلام سے مقابلہ کرو گے۔ ہر ایک نے
اقرار کیا کہ خداوند کی اطاعت نہ کرے گا۔ ہم اس کے دشمن ہیں۔"
لقا ان باتوں سے بہت خوش ہوا اور حکم کیا: "یہاں جو دریا واقع ہوا ہے۔ کنارے اس
کے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ سازو سامان خسر وانہ مہیا ہو کہ میں ان شہزادوں کی
دعوت کروں گا۔ اور حکم کے سنتے ہی سلیمان اور ملازم اس کے روانہ ہوئے اور حکم
کی تعمیل میں مصرورف ہوئے
جملہ ساز عشرت مہیا ہو چکا اور لقا سرداران اسلام کو لے کر انجمن انبساط میں آ کر
بیٹھا۔ اس وقت سحرا کی سرسبزی اور ناز نیننان شام زلف و صبح رخسار کا مثل سحر خیزی

کے خندہ زن ہوتا اور ایک لطف تازہ اور مسرت بے اندازہ ہوتا ساقیان مہر دیدار جواہر کار پہنے حاضر تھے۔ شراب یاقوت رنگ سے دل و دماغ مالا مال کامرانی کرتے تھے۔

قصہ مختصر بختیارک نے خداوند کے کان میں کہا: "سرداران اسلام مسحور سحر ہیں۔ اس وقت شراب ہمارے یہاں کی ان کے نزدیک کافر ہیں پی لیں گے مگر جب ان کو ہوش آئے گا اور مبادا مثل اور ساحروں کے پیکان بھی مارا گیاپھر یہ لوگ اس طرح برے طور سے پیش آئیں گے کہ جان نہ بچے گی کیونکہ کہیں گے ہم کو شراب کافر مذہب نے پلا کر خراب کیا لازم ہے کہ ان میں سے ایک شخص کو حکم دیجئے کہ ہم نے سنا ہے کہ اہل اسلام میں شراب عمدہ ہوتی ہے تم جا کر خرید کر لاؤ اور اپنے ہی ساتھ سے سب اپنے بھائی بندوں کو پلاؤ۔"
لقا نے اس رائے کو پسند فرمایا اور فرامرز سے یہی باتیں جو شیطان سے ہوئیں کہیں۔
فرامرز اٹھ کر لشکر اسلام میں گیا۔ طلایہ دار نے اپنے شہزادے کو دیکھ کر منع نہ کیا۔ سوچا اگر مانع ہوں گا۔ یہ مجھ کو ماریں گے اور میں ان پر ہاتھ نہ اٹھا سکوں گا۔
قصہ مختصر شہزادے کو دیکھ کر طلایہ دار میخانے سے پکڑ تنگہائے شراب لایا اور سب کو پلانے لگا۔ جلسہ ناؤ نوش شروع ہوا اور عیاران اسلام بھی اس دشت میں پھر رہے تھے۔ ان میں ابو الفتح قریب انجمن گیا۔ اتفاق سے ایک ساقی بچہ کسی کام کو اس طرف آیا اس نے دوڑ کر حباب بیہوشی اس کے مارا کہ وہ چکر کھا کر گرا۔ ازبسکہ ہجوم خلق تھا کسی نے اس کو نہ روکا ساقی کو یہ اٹھا کر الگ لایا اور اس کے کپڑے لے کر صورت اس کی سی بن کر محفل میں لایا اور جام شراب آغشتہ (ملا ہوا) بیہوشی سامنے پیکان کے لایا اس نے اس کی صورت دیکھ کر ایک قہقہہ لگایا اور سحر کیا کہ روغن عیاری منہ پر سے اڑ گیا۔ اس نے گرفتار کر لیا اس کے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر وا اور یہ جلسہ ایک رات اور دن بھر جاری رہا۔
دوسرے دن شام کو طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہر کاروں نے جا کر بہ ہزاراں احترام خبر دی۔ اس طرف بھی دہل و نقارے نواخت میں آئے اہل اسلام کے دلوں میں خوف

و بیم پیدا ہوا کہ کل بڑا معرکہ پڑے ہمارے سردار جو مسحور ہیں ان سے سامنا ہو گا۔
اس طرف خشوع و خضوع و زاری تھی۔ اس طرف ناؤ نوش و کامگاری تھی۔

پیکان اور بختیارک فرط عشرت سے ایک جگہ بیٹھ کر چوسر کھیلنے لگے۔ آج بھی عیارت
صورت فراش و خدمت گار کی بن کر بارگاہ میں پیکان کے گئی۔ اس وقت پرچھائیں
پیدا ہوئی اور کان میں اس نے کہہ دیا: "عیار آئے ہیں۔"
پیکان نے ہنس کر کہا: "ملک جی عیار آئے ہیں۔" بختیارک یہ سنتے ہی ایسا گھبرایا کہ
اپنے خیمے میں چلا گیا اور پیکان سحر پڑھ کر پلنگ پر لیٹ رہا اور حکم دیا کہ جو کوئی یہاں
آئے اس کو منع نہ کرنا ملازم سب بغیر پہرا اور چوکی کے جا کر سو رہے۔ عیار بھی
پہلے تو چلے آئے تھے دوبارہ ساحر بن کر بارگاہ میں گئے۔ ایک جھونکا ہوائے سرو کا ان
کے جسم پر لگا کہ وہیں بیہوش ہو کر پڑے رہے اسی سحرو ساحری اور ترتیب لشکر میں
وہ رات تمام ہوئی اور جھونکوں نے نسیم عنبر شمیم کے سبزہ گلشن دہر کو سلایا۔
امیر عدو گیر در دولت شاہ گردوں پناہ پرمع سرداراں خیر خواہ کے آئے اور شاہ کے ہمراہ
چلے۔
ادھر پیکان جب اٹھا۔ عیار جو بیہوش پڑے تھے ان کو ہوشیار کر کے کہا: "جاؤ یہ احسان
یاد رکھنا۔ پھر کبھی نہ آنا۔"
یہ کہہ کر فوج لے کر چلا' ساحریت گلوں میں ڈالے مرکب اڑاتے شان و شوکت دکھاتے
میدان میں آ کر کھڑے بیلچہ کاروں نے پستی و بلندی کو ہموار کیا اور سقوں نے گردوغبار
بٹھایا' کڑکیت کڑکا' کہنے لگے صف آرا میمنہ آور میسرہ درست کرتے تھے۔
بعد ترتیب لشکر لقا نے چاہا کہ فرزندان امیر کو مقابلہ کے لیے بھیجے۔ بختیارک مانع ہوا
کہ امیر اسم اعظم پڑھ کر سحر دفع کر دیں گے اور یہ لوگ قابو سے نکل جائیں گے۔
اس رائے کو اس گبر نے پسند کر کے پیکان کو حکم دیا کہ جنگ کا آغاز کرے۔
اس بے حیار شوم جادو نامی ایک اپنے مطیع کو میدان میں بھیجا۔ اس نے سحر سازی اپنی

دکھا کر مبارزطلبی کی۔ شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لے کر مقابلہ میں گیا۔ شوم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھا گئی۔ شہزادے نے

اس وقت دل قوی کر کے تلوار اس رو سیاہ پر لگائی۔ س نے دوبارہ افسوں ایسا پڑھا کہ شہزادہ معر مرکب (گھوڑا) کے پتھر کا ہو گیا۔ پھر مقابلہ کے لیے نعرہ بلند کیا۔ مطیع شہزاہ جمہور جا کر مقابل ہونے لگے' مگر سب پتھر کے ہوئے۔

اس وقت شہزادہ تورج بن بدیع الزمان مرکب اڑا کر سامنے گیا۔ پیکان نے شوم کو بلا لیا اور خود نکل کر سامنا کیا اور پکارا: "اے نسیم! اس شہزادے کو ٹھنڈا کر' فی الفور ہوائے سرد کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہو گیا۔ بعد کچھ لمحوں کے ہوشیار ہوا تھا کہ اس نے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھ کر کہا: "جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو۔"

شہزادہ بھی مثل اوروں کے جا کر لقاپرست ہوا۔ ان کے بعد خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا۔ اس کا بھی یہی حال ہوا۔ یہاں تک کہ آج قریب سو سردار نامی کے پتھر ہو گیا اور سو ڈیڑھ سو مطیع لشکر عدد ہوا۔ دن بھر یہی ہنگامہ برپا رہا۔ شام کے وقت لشکروں میں طبل آسائش بجا۔ میدان جنگ سے مراجعت کر کے آسودہ ہوئے۔

امیر نے قصد کیا کہ جو سردار یہاں نہیں ہیں ان کے بارے میں تو نہ پاری ہیا ور جو پتھر کے ہو گئے ہیں ان پر جا کر اسم اعظم دم کریں اور رہا کر لائیں۔ غرض اس طرف سے چلے تھے کہ ہر کاروں نے خبر دی: "اے شہار یار لشکر حریف نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا ہے جو پتھر کے ہو گئے ہوں۔ اس خیال سے کہ امیر سحر باطل کر کے چھڑا لے جائیں گے۔

اس خبر کو سن کر میرا ٹھہر گئے اب جانے میں لڑائی ہو گی۔ پھر جنگ تو ہونی ہے۔ رات کو جنگ و جدال سے کیا فائدہ' جب ساحر قتل ہوں گے تو وہ لوگ آپ ہی رہا ہو جائیں گے۔ قصہ مختصر یہ تو بہ فضل کریم کارساز کے ٹھہرے اور اس طرف لقا برلب دریا آ کر عیش میں مصروف ہوا۔

عیاران اسلام بھی تدبیر میں پھرنے لگے۔ اتفاق سے پیکان محفل سے اٹھ کر چوکی پر بھر

رفع احتیاج گیا۔ چالاک نے اس کو جاتے دیکھا۔ فوراً صورت اس کی سی بن کر کنارے محفل کے آیا اور اشارے سے شوم جادو کو بلایا۔ وہ اپنا مالک اس کو سمجھ کر اٹھا۔

بختیارک نے پوچھا: "کہا چلے۔"

اس نے کہا: "حاضر ہوتا ہوں' میرے مالک بلاتے ہیں۔" یہ کہہ کر قریب چالاک آیا۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا کہ علیحدہ آؤ کچھ مشورہ کرنا ہے۔

یہ کہہ کر صحرا کی طرف بڑھا۔ اس طرف سے چوکی پر سے پیکان محفل میں آیا تو بختیارک گویا ہوا: "آپ شوم کو بلا لے گئے تھے وہ کہاں ہیں۔"

اس نے کہا: "میں نہیں بلا لے گیا۔"

بختیارک بولا: "ہائے مار ڈالا رے' جلدی خبر لو ورنہ ان کا کام تمام ہے۔ پیکان اور چند ساحر روشنی لے صا کی طرف دوڑے۔

ادھر چالاک نے بیضہ بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا کہ غلغلہ بگیر بگیر سن کر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھ کر اس کو کندھے پر ڈال کر بھاگا۔

ساحروں نے کہا: "دیکھیے وہ جاتا ہے۔

پیکان نے پوچھا: "کدھر۔"

ایک نے کہا: "ابھی ابھی اس طرف کو گیا ہے

یہ سن کر سب اسی طرف دوڑے چالاک کود کر جنگل سے حد لشکر لا تک پہنچا تھا کہ پیچھے اپنے لینا لینا" کا شور سنا سمجھا کہ اس طرف سے طلایہ دار لشکری دوڑیں گے۔ اس طرف سے ساحر آتے ہیں تم اپنے لشکر تک پہنچ نہ سکو گے۔ یہ سوچ کر ادھر ادھر گھبرا کر دیکھا۔

ازبسکہ لقا نے عیش و مسرت دیا تو سب کو بھی دکانیں کھلی ہیں' سودا بک رہا ہے' ایک حلوائی کے کڑھاؤ میں روغن کر کڑاتا اور کھولتا ہوا تھا۔ چالاک نے شوم کو اس کڑھاؤ میں ڈال دیا اور خنجر کھینچ کر حلوائی پر دوڑا۔ وہ بیچارا دکان چھوڑ کر بھاگا اور شم مثل بیضہ کے تل گیا۔ صدا اس کے مرنے کی بلند ہوئی' آگ پتھر برسنے لگے۔

بختیارک نے کہا: "فی النار والسقر' وہ مارا دیکھیے' ہمارے مرشد زادے کیا صاف طور پر عیاری کرتے ہیں۔ ادھر پیکان سر پکڑ کر بیٹھ گیا ارے ظالم غضب کیا۔ لشکری چالاک پر آگرے اس نے بھی خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا۔ اس وقت بقدرت خدا تعالیٰ سردار جو سحر سے شوم کے پتھر ہو گئے تھے انسان ہوئے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہیں۔ مسلح و مکمل لشکر حریف میں ہم کھڑے ہیں۔

یہ دیکھتے ہی تیغہ ہائے آبدار نیام سے لے کر فوج پر گرے چالاک کو لوگ چھوڑ کر ان کی سمت متوجہ ہوئے۔ یہ تو جست و خیز کر کے نکل گیا اور فوج میں کھچا کھچ تلوار کا بلند ہوا۔ لشکر ازبسکہ میلوں تک اترا ہوا ہے۔ آج بھی وہی ہنگامہ ہوا کہ پلٹن سے اپنے وہاں کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالہ سے پلٹن۔ ششور دار گیرو برپا تھا۔ لقا کا جلسہ عشرت مبدل نعیم ہوا' وہاں سے بہت جلد سوار ہو کنارے لشکر کے آیا۔ سردار امیر کے جو لقا پرست ہیں۔ انہوں نے کہا: "ہم ابھی جا کر لشکر عدو کا خاتمہ کئے دیتے ہیں۔"

بختیارک نے ان کو روکا: "تم نہ جاؤ دریافت کیا جانے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور جب تک دریافت نہ کر لیائے (انتظار کریں۔"

اسی تحقیقات کے وران ہزار ہا سرکٹ گیا۔ لاشون سے میدان پٹ گیا۔ گھوڑوں کے ہمہموں سے دشت گونجنے لگا اور تلواروں کی شپا شپ اور سائیں سائیں صدائے تیر و تفننگ سے رن بولنے لگا۔ ہتھیاروں کے چلنے سے ہوا تنگ ہو گئی۔ گویا صرصر اجل باغ دہر میں چلنے لگی کہ گلشن ہستی پر خزاں آئی۔

سرداران اسلام تلواریں مارتے لشکر سے نکل کر اپنے خیمے و خرگاہ کی جانب چلے۔ طلایہ یہ دار نے پہچان کر داخل قیام کیا۔

ادھر ساحروں نے بڑی جدو کد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا اور رات بھر اسی جدوجہد کو دوا دوش میں بسر ہوئی۔ یہاں تک کہ صبح کے اجالے نے رات کے اندھیرے کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ صبح کو شاہ اسلام دربار میں تشریف لائے۔ سردار جو رہا ہو کر آئے

تھے انہیں خلعت عنایت کئے اور اس طرف لاشیں ساحروں اور سپاہیوں کی اٹھوائی گئیں۔
بختیارک نے کہا: "اے پیکان! تم بچے رہتا اور آج کا دن مجھ کو تم پر بھاری معلوم ہوتا ہے۔"

پیکان نے اس کے کہنے سے خائف ہو کر بولا: "میں جا کر خیمہ میں تنہا بیٹھتا رہوں اور اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا سحر کروں گا۔ آج اس اعظم بند کر کے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اس کا عوض لوں گا' جیسا کہ میری فوج آپس میں لڑی ہے"
یہ کہہ کر حکم دیا: "ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش پلنگ میخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اس جگہ نہ ٹھہرے۔ جملہ درستگی کر کے خادم و ملازم چلے آئیں۔" اس حکم کو سن کر ملازمان لقا بہر ترتیب سامان راحت چلے۔

لیکن عیاروں کے دل کو لگی ہوئی تھی۔ بصورت مبدل بارگاہ حریف میں کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے۔ جب ملازم خیمہ استادہ کرنے چلے۔ یہ بھی بارگاہ سے نکل کر علیحدہ گئے اور لنگیاں باندھ کر انڈویاں سر پر رکھ کر مزدور بن کر اس جگہ آئے کہ خیمہ جہاں لد رہا تھا۔
عرض کیا: "اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہیں۔ داروغہ فراش خانہ نے ایک کر سر پر سائر کی قنات رکھی اور دوسرے کو مے خانے کی کشتیاں اور کچھ بوتلیں حوالے کیں۔
اسی طرح چند عیار اسباب لے کر گئے۔ خیمہ پہنچ گیا' مزدوروں کو اجرت دے کر رخصت کرنا چاہا کہ چالاک نے ہاتھ باندھ کر یہ سنایا: "مالک جہاں سے میں اسباب لایاں ہوں اس خیمہ میں بٹوا میرا رہ گیا ہے اور اسی میں تمام عمر کی کمائی ہے' میرے ساتھ چلیں تو جا کر ڈھونڈ لوں' ورنہ میں غریب بیچارہ مر جاؤں گا۔" یہ کہہ کر چپکے سے کہا ایک اشرفی آپ کو بھی دوں گا۔ داروغہ نے لالچ میں آ کر سوچا چل کر بٹوا اس کو حاصل کرو آدھو تو اس کو دینا باقی آپ لینا مزدور تو ہے یہ کیا کرے گا۔

خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا۔ جب کسی گوشہ میں چلا۔ عیار نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پیرہن اس کا لے کر مثل اس کی صورت کے شکل اپنی بنا کر اس کو اور زیادہ بیہوش کر کے کسی گڑھے میں ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا۔ لیکن ملازموں کو حکم دیا: "تم سب چلے جاؤ صرف مزدور رہ جائیں۔ میں تنہا انتظام کر لوں گا' کیونکہ پیکان کو خوف عیاروں کا ہے۔ بیں لحاظ کسی کا ٹھہرنا اچھا نہیں۔

قصہ مختصر یہ داروغہ ہے بنابر ارشاد اس کے سب ملازم چلے گئے۔ صرف مزدور جو کہ اصل میں عیار میں رہ گئے۔ ان سے کہا: "جلد خیمہ کے چاروں طرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھا دو۔ ہر چہار سمت نقب لگا دو۔"

عیاروں نے ہر ایک سمت سرنگ لگا کر دس گز کے فاصلہ پر خیمے سے رکھا اور چادریں پھاڑ کر بارود میں بھر کر ہر نقب پر فلیتے لگا کر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے جتجی کہ بارود و کسوت عیاری میں بہر ضرورت رکھتے تھے۔ نکال کر سرنگ میں بچھا دی۔ فلیتے لگا دیے اور کشتیاں شراب ناب کی چن کر گلدستے پھولوں کے رکھے۔

حاصل یہ کہ سب طور کر سامان درست کیا۔ ادھر پیکان نے سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہے۔ ادھر پیکان نے سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہے۔ آج حجت ختم کرنا چاہیے۔ یہ تجویز کر کے ایک نامہ لکھ کر خدمت امیر میں بھیجا۔

اہلکاروں نے شاہ اسلام سے عرض کیا: "نامہ دار عدو کا آتا ہے۔ بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی فی باستقبال تمام نامہ دار کو بلا کر کرسی زریں پر بٹھایا۔ اس لیے کہ نامہ دار لقا پرست ہے ساحر ہوتا تو اسی بارگاہ میں نہ آ سکتا۔

غرض یہ کہ جب نامہ پڑھا لکھا تھا: "یا امیر آپ بھی آ کر خداوند کو سجدہ کیجئے ورنہ آج اسم اعظم بند کر کے اسلامیوں سے ایک تن بھی زندہ نہ رکھوں گا۔"

نامہ پڑھ کر امیر نے نامہ کے جواب میں لکھا: "حمد خدائے تعالیٰ و درود محبوب ذو الجلال اللہ بے مثال کے' اے بد سگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے خداوند

سگ زردبر اور شغال کو سوائے لعنت کرنے کے کلمہ خیر سے یاد نہ کریں گے راہ ضلالت پر قدم نہ دھریں گے۔ اسم اعظم پر ہم کو بھروسہ نہیں تکیہ بفضل کردگار ہے۔ ہر

حال میں شریک پروردگار رہے۔"

یہ لکھ کر نامہ دار کو دیا کہ وہ پیکان کے پاس لایا۔ وہ پڑھ کر آگ ہو گیا اور کہا:

"قضاہی فرقہ عدد کی دامن گیر ہے یہ کہہ کر اٹھ کر خیمہ میں جا کر اسم اعظم بند کروں۔

○○○

نے کہا: "میری خاطر سے اتنا دن جو باقی ہے یہاں تشریف رکھئے۔ آج کا دن خاتمہ کا ہے۔ ہم آپ کو دیکھیں آپ ہمیں دیکھئے پھر ہم کہاں اور آپ کہاں۔"

پیکان ان باتوں سے ہنس کر بیٹھ گیا اور کہا: "ملک جی تم میری برائی ہمشیہ چاہتے ہو' بد کلمہ منہ سے نکالتے ہو۔"

شیطان نے کہا: "اہل اسلام سے کوئی ہیکڑی جتا کر بچا نہیں۔ تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتیں اس لیے کہتا ہوں کہ واسطہ سامری کا بہت ہوشیار رہنا۔ آجکسی طور تم نہ بچوں گے قصہ کوتاہ انہیں باتوں میں وہ دن تمام ہوا۔

شام ہوتے ہی پیکان اٹھ کر جانب خیمہ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا طبل جنگ پر چوب پڑے کل میں ہوں اور یہ خدا پرست ہیں۔" بنا بر حکم اس کے طبل جنگ پر دوال دیا گیا

نامیان خیزی اور تومیان وغیرہ نے دربار اسلام میں آ کر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی۔ یہاں بھی کوس حربی بجا۔ صدا اس کی جس نے سنی۔ کانپنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحروں کے ہاتھ سے لشکر سارا برباد ہو گا۔ یہ سمجھ کر دلوں کو ہراس تھا بہادروں کا چہرہ اداس تھا۔ نامرد ہر ایک بد حواس تھا۔ دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بے غیرت روتے پھرتے تھے لشکر عدو میں چہل پہل ہو رہی تھی کہیں دل ہوتی کہیں خندہ زنی تھی۔ دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز تھے۔ براہ افتخار تیز زبان سے جو ہر ریز تھے کہ کل ہم نے اور یہ پلاک آبدار ہے۔

غرض یہ کہ لشکری تو تیاری جنگ کی کرنے لگے اور پیکان گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا چپ درست دیکھتا بھالتا خیمہ میں آیا۔ مزور تو چلے گئے تھے۔ صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے مجرا کیا۔

پیکان نے خیمے میں جملہ سامان راحت موجود دیکھ کر حکم دیا: "اب تم بھی چلے جاؤ۔"
چالاک وہاں سے چلا گیا۔ جب تنہائی ہوئی اس نے چند دانے ماش اور سرسوں کے گرد خیمہ کے چھنکا کر سحر پڑھ کر دستک دے دی اور آپ بے کھٹکے ہو کر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام میں بہت ہیں۔ چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے کے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدل کر بہر قتل پکان خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک اس پہنچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانی مزاج پر طاری ہوئی۔ جب آپ سے باہر ہونے لگے۔ وہاں سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہو گئے سمجھے یہ باعث سحر کا ہے کہ وہاں جانے سے ہم بیخودہ ہوئے افسوس کہ اس ساحر بے حیا سے کچھ پس نہیں چلتا۔ صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کرے گا۔ یہ خیال کر کے رکے اور رونے لگے اور صحرا میں ا کر دست بدعا ہوئے کہ خداوند ہمیں اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے بچا لے۔ یہ سب دعا میں مصروف ہوئے اور وہاں عیار خیمے میں کچھ فاصلے سے گھات میں لگے رہے۔
جب پیکان آگ دھتورے کے پھل برنجی تھال میں رکھ کر درچوکا دے کر سحر پڑھنے میں مصروف ہوا۔ اگیار پر شراب ڈال کر بیروں کو بلانے لگا۔ اس وقت چالاک اور سمک عیار وغیرہ نے بسم اللہ کہہ کر قدم بڑھایا اور وہاں کچھ پہرا چوکی تو مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعیں روشن کر دی تھیں اور دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوئے تھے آج دانےماش اور س رسوں کے چھکار دیئے ہیں کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے۔
قصہ مختصر عیار تو دس گز کے فاصلہ پر مہر بنا چکے ہیں انھوں نے چار طرف سے فلیتوں میں آگ لگا دی اور فوراً وہاں سے ہٹ گئے۔ العیاذ باللہ آگ گاتے ہی ایک صدائے ہولناک سرنگ اڑانے کی آئی اور مع خیمہ و مسند گیار اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے۔ ایسا دھکا ہوا کہ لقا بارگاہ میں تخت سے اچھل کر گر پڑا بختیارک آپ سے گلیم پکڑ کر لوٹنے لگا کہ ہائے بڑی چوٹ دل میں لگی۔ جملہ حاضریں دربار اور لشکریوں

کے کان گنگ رہے دیر تک سائیں سائیں کے سوا اور سنائی نہ دیتا تھا اور فلک سے خیمے
کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے اور مٹی وغیرہ برس رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند

لقا کو غصہ آیا ہے اس وجہ سے یہ آفت برپا ہے۔ یہ ہنگامہ تو تھا ہی
مگر اور دل لگی سنیے کہ پیکان کے مرنے تاریکی ہو گئی اور شور و غل از خود پیدا ہوا۔
آندھی بڑے زور سے آئی اور سرداران امیر کو سحر سے اس کے بقا پرست ہو گئے تھے
وہ سب ہوش میں آ گئے اور اپنے تئیں بت پہنے دکھ کر تلواریں کھینچ کار بارگاہ میں
لقا پرستوں کو قتل کرنے لگے۔ وہ سب خائف تو تھے ہی گھبرا کر بھاگے اور لقا بھی سراچہ
پھاڑ کر بدقتم تمام جان کو سلامت لے گیا۔ سردار بارگاہ سے باہر آ کر لشکریں پر
حملہ آور ہوئے۔
اس اندھیرے میں یہ اور اندھیرا ہوا۔ خیموں کی طنابیں کٹیں مرکب نقب اڑانے کا دھاکہ
سنکر رسیاں توڑ کر صحر کی طرف بھگ فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ بختیارک اور سلیمان کملیاں
اوڑھ کر ایک غار میں اتر گئے اور اوندے پڑ گئے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے وہاں پڑے
ہوئے حالت ابتر اپنے لشکر کی دیکھتے تھے اور سن رہے تھے لوگ رو رہے ہیں' کوئی کہتا!
"ہائے بھائی کدھر جائیں' کوئی کہتا ہے اے میرے داتا' یہ کیا کیا ارے میرا بیٹا
خیمے میں رہ گیا۔ کوئی گویا ہے' یارو واسطہ خداوند کا بتاؤ تو کہ بچیں گے یا نہیں کسی
کے لب پر نالہ جانکاہ ہے کہ ہائے میری ایک رات کی بیاہی دلہن نہیں معلوم کدھر
گئی۔ خدا کو معلوم کہ اس پر کیا گزری ہو گی۔ کوئی کہتا تھا کہ امان جان کی بڑھاپے
میں مٹی خراب ہوئی۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل گئی ہوں گی۔ کوئی اپنی بہن کو
یاد کرتا تھا۔ لڑکے باپ کے سینے سے لپٹے تھے اور ہائے اماں ہائے اماں رو رو کر پکارتے
تھے جنگل سے گھوڑوں کے ہنہناتے کی صدا آتی تھی۔ یہ ظاہر ہوتا تھا فوج آتی ہے۔
لوگ اس طرف سے بھاگ کر جاتے اور پھر ادھر سے ادھر بھاگ آتے تھے۔
عیاران اسلام لوٹتے پھرتے تھے اور پکارتے جاتے تھے: ارے بھاگو فوج آ گئی اسی ہنگامہ
میں بہادروں نے تلوار پکڑ کر اور گروہ گروہ ہو کر دشمن کو گرفتار کرنا شروع کیا مارے

تلواروں کے تہلکہ ڈال دیا۔ نعرے شیروں کی طرح مارے جدھر جا پڑے کھیت کے کھیت اور رن کے رن صاف کر دیئے۔

لشکر لقا اور فرا مرزبن نوشیرواں اور کوہیوں کا ملا کر کرئی کروڑ کا ہے۔ اور اتنے بڑے لشکر میں ممکن نہیں کہ سب بودے ہوں پس جو لوگ کہ بہادر تھے وہ پائے ثبات اس آفت میں بھی گاڑے رہے اور مرکبوں پر بیٹھ کر داد شجاعت دینے لگے۔ مگر سرداران اسلام قلیل تھے اور لشکر کفار کثیر تھا۔ شور قیامت سارے لشکر میں برپا تھا۔ اس باعث سے جو پلٹن کہ جلاوت اور تہوری کر کے بڑی حریف اپنا اپنی ہی فوج کو سمجھی اور لڑنے لگی۔ سرداران اسلام جنگ دیدہ اوعر کار آزمودہ تھے۔ جب تلوار کسی پر لگاتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔ یہ اس لیے کہ اگر مرد مسلمان ہم نبرد ہو گا نام اللہ کا سنکر کہہ دے گا کہ ہم کوئی غیر نہیں ہیں اور کاف ہو گا تو واصل جنہم ہو گا اس شناخت سے باہم لڑنے سے بچے اور چونکہ قلیل بھی تھے۔ اس سبب سے فوج دشمن کے شر سے ایمن رہے اور شمشیر نے ان کو خونریزی کر کے رنگ گل ہائے باغ عالم دکھایا نخل ہائے قد کی سر تراشی کر کے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا۔ جوہر تیغ نے اس شب تاریک میں نقشہ سوسن کے رنگ کا جمایا۔

جب لشکر عدو باہم لڑنے لگا۔ اہل اسلام نکل کر اپنے لشکر میں آئے۔ یہاں جملہ سپارہ تیار تھی۔ عیاروں نے پہلے جا کر آمد سرداراں بیان کی پھر سردار رواں ہوئے۔ ادھر جا بہادر تھے وہ کٹ مرے اور باقی سمت صحرا و کوہ بھاگے لشکر کے فرار ہونے سے ایک خیمہ میں ابوا الفتح عیار قید تھا۔ اس نے جب کوئی روکنے والا نہ دیکھا اور ساحروں کے مرنے سے قید سحر کی دفع ہو چکی تھی' وہاں سے نکل کر اپنے لشکر کر راستہ لیا۔ لشکروں میں رات بھر باہم گشت خون رہا۔

صبح ہوتے ہیں وہ ہنگامہ برطرف ہوا۔ لقا اور بختیارک غار سے نکلے۔ فوج سے خداوند کو اپنے پہچان کر سجدہ کیا اور خدا نے خیمہ پیکان کو جا کر دیکھا۔ اس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا تو بختیارک نے کہا: ”سزا اس گبر کی یہی تھی' بہت لاف گزاف کیا

کرتا تھا۔ میں کہتا تھا کہ مرشد زادے کی شان میں بے ادبی نہ کرنا' نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہو گیا۔ یہ کہہ کر خداوند کو لے کر بارگاہ میں آیا۔ تخت نگبت پر بٹھایا لشکر میں آ کر انتظام کیا۔ فراری لشکر کو منادی کر کے بلا کر آباد کرایا۔ یہاں تو یہ انتظام رہا۔ اس طرف سردار صبح کو دربار میں بادشاہ سے ملے ان کے آنے امیر جشن کیا۔ ہر ایک کو خلعت و زر دیا۔ چالاک اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھا۔ شہنشاہ اسلام کو بعشرت تمام جلوہ گستر ہیں۔

لیکن لقا نے یہ نامہ افراسیاب و پھر تحریر کیا: اس بندہ قدرت پیکان کو غرور ہو گیا تھا اور استکبار کسی کا ہمارے پسند نہیں۔ بدیں وجہ ہم نے اس کو اپنے بہشت میں بھیج دیا لازم ہے کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کر" یہ لکھ کر حسب دستور قدیم پہاڑ رکھ دیا۔ پنجہ خدمت شاہ جادواں میں لایا۔ شاہ ہمراہ ملکہ حیرت کے بارگاہ لشکر میں آیا تھا۔ اس لیے کہ حیرت انگشتری جمشید لینے جانے والی ہے' لشکری ساحر زبردست کے سپرد کرے۔

قصہ مختصر جب پنجہ نے نامہ لا کر دیا' شاہ جادواں نے پڑھ کر مرگ ساحران پر افسوس کر کےکہا: "خداوند کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی۔ امن و امان رہتی برخلاف اس کےس راپا طلسم برباد ہوا جاتا ہے۔ اب میں کس کو بھیجوں کیا کروں' اگر خاموش ہو رہوں تو ایمان میں فرق آتا ہے یہ کہہ رہا تھا یکایک طائران سحر سامنے آ کر بن کر شاہی آداب بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے: "ہوشیار بن اژدر سوار جادو اور سو فار جادو' پیکان جادو کے دونوں بھائی حاضر ہوتے ہیں۔"

شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیج کر ان کو سامنے بلوایا انہوں نے آ کر شاہ کو نذردی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے۔ سوفار کو شاہ نے نامہ خداوند دکھایا کہ خداوند لکھتے ہیں: "تیرا بھائی مارا گیا۔"

سو فار مرگ برادر سن کر زار زار رو دیا اور اٹھا کہ جا کر انتقام خون اس کا لشکر اسلام سے لیتا ہوں۔ شاہ طلسم کو تو بھیجنا بہر مدد خداوند کسی کو ضرور تھا۔ اس کے عازم ہونے

سے خوش ہو کر خلعت رخصت عنایت فرمایا۔
وہ بارگاہ سے نکل کر اپنے جائے سکونت پر بہر ترتیب لشکر روانہ ہوا۔
اس کا حال طول طول اوراق افسانہ ترک کیا جاتا ہے انشا اللہ آگے چل کر لشکر امیر سے
جا کر مقابلہ کرنا اس کا بیان کرنا ہو گا۔
حاصل مراد جب یہ روانہ ہو چکا' ہوشیار جادو کو شاہ جاوداں نے لشکر سپر کر کے حیرت
سے کہا: "تم الگثری لینے جاؤ۔"
ہوشار نے کہا: "میں تامل کا آدمی نہیں ہوں۔ آج ہی سب نمک حراموں کا کام تمام
کروں گا۔"
افراسیاب یہ سن کر بہت سمجھایا: "اب مقابلہ کرنا مناسب نہیں' جس حال میں مصور مرشد
زادے حیرنا ہو چکے تو تمہاری کیا چلے گی تم صرف لشکر میں بادشاہی بنے رہو مجھے میلا
کرنے دو۔"
ہوشیار نے سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا' لیکن براہ جسارت و ارتکاب عرض
کی: "جب غلام مارا جائے یا عاجز آئے' اس وقت حضور میلہ کریں۔ لیکن جب تک
تابعدار زندہ ہے میلہ کرنا ضروری نہیں۔"
شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا: "تمہیں اختیار ہے۔"
یہ کہہ کر پوچھا: "مصور کہا ہیں۔"
لوگوں نے عرض کیا: "صحرا میں کسی جگہ مخفی ہو کر تصویریں باغیوں کو کھینچتے ہیں اور
زوجہ ان کی اپنے لشکر کی اور ان کی خبر گیری کیا کرتی ہیں۔"
یہ سن کر ملکہ حیرت سے کہا: "اچھا تم باغ سیب میں جا کر تیاری جانے کی کرو میں
ظلمات سے جا کر کسی ساحر کو برائے نگہبانی لشکر بھیجوں گا اور اے ہوشیار تم بھی مقابلہ
کر کے حوصلہ اپنا نکال لو۔
یہ کہہ کر سوار ہو کر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت جانب باغ سیب گئی۔ ان کے
بعد ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اور اپنے لشکر کو بڑے فکر و اندیشے سے آراستہ کیا۔

پھر ایک دن قریب شام کہ آفتاب تاباں مثل افراسیاب سمت ظلمات گیا۔
اس ہنگام میں نفیر سحر کو دم دیا ساحروں نے گھنٹے اور ناقوس بجائے۔ یہ خبر لے کر طائران سحر خدمت مہ رخ میں آئے اور گزارش پذیر ہوئے: "ہوشیار فامی ساحر نے آ کر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ فاسد اس بے خبر کے ذہن میں آیا ہے۔" اس خبر کو سن کر ادھر بھی طبل و نقارے بجے۔ ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہوئے
لیکن عیاران لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور ان میں سے عمرو ایک نوجوان چھار وہ سالہ کی صورت بنا یعنی گلنا جوڑا پہنا۔ ہاتھوں کو حنا سے رنگین کیا۔ کلاہ گوہر آلود سر پر رکھی اور لشکر حریف کامہ خانہ تلاش کر کے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا۔
وہ کرسی بچھائے در خیمہ پر بیٹھا تھا اس سے بمنت تمام کہا: "میں اشراف کا لڑکا ہوں لیکن خواہش روزگار رکھتا ہوں اگر آپ عنایت فرما کر شراب پلانے کے لیے مجھے نوکر رکھا دیجئے تو بڑا احسان کیجئے۔"
ساقی نے اس کو ماہ رخسار و مہر تمثال دیکھ کر فوراً اپنے پاس بلایا اور کہا: "یہ شیشے شراب کے لے کر بارگاہ میں جاؤ' آج شراب حضور کو پلاؤ' کل موقع پا کر حضور سے تمہارے مقرر کر لینے کو عرض کروں گا۔ کیونکہ کم سنوں اور خوبصورتوں کی تو ہنگام مے کسی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ تم کو فی الفور ملازم رکھ لیں گے۔"
عمرو نے یہ سن کر شیشہائے شراب لیے اور بارگاہ میں گیا۔ دیکھا کہ سردار گرد ہوشیار کے بیٹھے ہیں دربار لگا ہے وہ بڑے تزک سے دنگل پر بیٹھا ہے۔ یہ دیکھ کر عمرو نے اس کو مجرا کیا۔ اس بنظر غور اس کی جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہے۔ خیال کیا کہ اس کو پاس بلا کر ہاتھ پکڑ لوں ور حال دریافتف کروں۔ پس اشارہ کیا کہ جام مے حاضر کرو۔"
عمرو بھی کچھ اس کے عزم سے مطلع ہو گیا۔ مگر بیلا عیاری کا کہ وہ ایک گیند ہوتا ہے اور عیار ہی اس کو چکنا کر کے آستین میں یا ہاتھ میں پوشیدہ کر کے رکھتے ہیں جو کوئی ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے وہی گیند بچالا کی ہاتھ میں دیتے ہیں کہ گرفتار کرنے والا

جانتا ہے کہ میں نے تو ہاتھ ہی پکڑا ہے اور عیار چلے جاتے ہیں اور وہی گیند کسی وقت اس طرح تاک کر مارتے ہیں کہ منہ کھلتے ہی حلق میں آ کر پھنس جاتا ہے پھر انسان بول نہیں سکتا۔

قصہ مختصر عمرو نے وہی بیلا آستین میں مخفی کر کے جام بھر کر پیش کیا۔ اس نے جام تو نہ لیا' لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا۔ عمرو نے ہاتھ کو اس طرح گردش کی کہ بیلا ہاتھ میں اس کے رہا اور عمرو نے دونوں ہاتھ ڈھیلی کھا کر زمین پر جما کر دونوں لاتیں اس کی چھاتی پر ماریں کہ دنگل کے پیچھے چت گرا۔ ساحر وغیرہ سب بھچ تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور وہ جب تک اٹھے یہ سراپچہ چاک کر کے بھاگا جب وہ اٹھا پکارا: لینا اس کو۔" ساحر دوڑے مگر اب ان کجا یہ جا وہ جا کچھ دور جا کر کسی گوشے میں غائب ہو گیا۔

ہوشیار نے کہا: "یہ عیار بلائے بد ہے' سب صاحب اپنے اپنے خیموں میں جا کر تیاری جنگ کی کریں۔ میں اکیلا اس شب کو بسر کروں گا۔"

یہ کہہ کر دربار برخاست کر کے گردبار گاہ کے حصار سحر کا کر دیا کہ بارگاہ نظر دم سے پوشیدہ ہو گئی۔ پھر عیار ہر چند جویا ہوئے اور ہزار ہا تدبیریں کرتے رہے مگر جانا ممکن نہ ہوا اور رات بھر جانبین کے ساحر سحرو افسوں خوانی میں مصروف ہوئے۔ ڈفلے اور ڈمرو اور نفیریں اور ناقوس بجا گئے۔ اس شب کو ہندوے' فلک بھی رشتہ خط استوار میں دانہ کواکب پر مصروف افسوس خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی بازی بروے کار لائے گا کسی کو بصورت ناقوس فریادی بنائے گا۔ کوئی بیر بصد تدبیر قبضہ کرے گا اور کوئی صورت مار پیچ تاب کھائے گا۔ آفت و بلا میں پھنسے گا کوئی بصد خرمی تخت رواں پر بیٹھ کر عروج گیر ہو گا اور کوئی نشیب و ادب میں گر کر عزلت پذیر ہو گا۔

خلاصہ سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونوں لشکروں میں اسلحے سے بازی رہی۔ بہادروں نے جو ہر تیغ آبدار رکھا کر بہرام فلک کی کرکری کر دی۔ ترک فلک کی ترکی تمام کرنا چاہی۔ لشکری خیل خیل داخل دشت مصارف ہوئے۔

مہ رخ اور بہار بڑی شان و شوکت سے تخت سحر پر با فوجِ بیشمار سمت میدان جنگ چلیں۔ نقارے بجنے لگے۔ ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوئے۔

جب میدان میں پہنچ کر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیاہ فلک پر چھایا اور ہزار ہا شعلے بجلی کی طرح ابر میں چمکنے لگے بعد اس کے زور و شور سے ابر شو ہوا اور ہوشیار اژدر پر سوار ظاہر ہوا۔ پھر تو ہزار بجلیاں گرنے لگیں کہ میدان کے سب درخت اور جھاڑیاں جل گئیں۔ ابر سے پانی موسلا دھار برسا گرد کا نام نہ رہا۔ زمانہ پر کدورت تھا مگر میدان صاف ہوا۔ نفیرو جھانجھ کی صدا نے رعد کا دم بند کیا۔

مہ رخ و بہار گلفام نے پرا جمایا۔ دوسری طرف دیو سار داہر من ور بلائے سیارے صفوف لشکر کو آراستہ کیا۔ ہوشیار بعد ترتیب لشکر میدان میں آ کر آگ پتھر برسانے لگا اور مقابلے کے لیے پکارا۔

لشکر مہ رخ سے ایک ساحر ناوک جادو نام اس بد انجام کے مقابلے کو گیا۔ اس نے کچھ پڑھ کر دستک دی کہ ایک تیر غیب سے آ کر لگا۔ ناوک نشانہ تیر قضا ہوا پھر اس نے نعرہ مارا۔ دوسرا ساحر سامنے اس کے گیا لیکن خدنگ اجل سے نہ بچ سکا۔ اسی طرح چند ساحر اس نانجار نے جانب نے بھیجے۔ اس وقت بہار عازم و غا ہوئی اور دوپٹہ گاتی کی طرح باندھ کر جوڑے کو سنبھال کر تخت سے کودی اور میدان میں آ کر سحر خواں ہوئی۔ ناگاہ اہل لشکر ہوشیار کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر جو آنکھ جو کھلی صفحہ خاک کو گلہائے رنگا رنگ سے ہم طلب سپہر پرواز کوکب پایا۔ سطح ارض اژ رنگ چمن نظر آیا۔ جبیں سبزہ سے سحاب چمن نے گرد و غبار دھویا تھا دل لالہ کے خون نے جوش کھا کر شاہد صندلیں رخسار ارض کو سرخ کیا تھا۔

ملکہ بہار سر تاپا بہار ہزار ہزار سنگھار کئے زیر شمشماد پانچے کلائی پر ڈالے کھری تھی۔ ہاتھ میں پھول کی چھڑی تھی' قد رشک سہی بالا تھا۔ حسن کا عالم دنیا سے نرالا تھا۔ جھونکے ہوئے سحر کے کھا کر لشکر اور ہوشیار بے خبر اور دیوانے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھے تالیاں جاتے سمت اس عزبدہ ساز کئے چلے۔

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر پہنچے فلک نے نیرنگی دکھائی۔ چند بلبلیں خوش الحان صحرا سے اڑ کر آئیں ور سردوش ہوشیار پر بیٹھ کر نغمہ سنج ہوئیں: "اے یادگار سامری پرستان ملکہ بہار کے سحر میں آپ مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ ننگ گوارا کرتے ہیں۔"
بلبلوں کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار جادو ہوشیار ہو گیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا۔ اس میں سے انگارے آتش کے برسنے لگے۔
بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا' اس نے بھی فسوں پڑھا کہ یکبار ایک ابر اس باغ سحر پر آ کر مثل سر پوش کے ڈھک گیا• آگ جو برستی تھی۔ اس ابر پر گرتی تھی۔ باغ میں کوئی چنگاری نہ آتی تھی۔ لشکر ہوشیار کہ شیدائے روئے بہار تھا وہ اسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا۔ ہوشیار سمجھا کہ جب تک یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئے گا۔ یہ سمجھ کر اسی جگہ زمین صاف کر کے بیٹھا چاہا سحر پڑھ کر بیروں کو بلا کر باغ کو برباد کروں زمین صاف کرتے اس کو دور سے عیاروں نے دیکھا۔
عمرو نے کہا: "لشکر اس کا باغ بہار کو گھیرے ہے اور طالب بہار ہے وہ آتش بازی کی وجہ سے اندر باغ کے ہے۔ اس وقت بہار حکم دیتی ہے کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑ لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اس کی اس کو قتل کرتی۔ میں جاتا ہوں اور مہ رخ سے حملہ کرا کر اس کو ہلاک کرتا ہوں۔
یہ کہہ کر چلا مگر راہ میں ایک عیاری خیال میں آئی یعنی فوراً صورت اپنی مثل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان میں آیا وہاں کھڑے ہو کر اس طرح گلیم اتار کر جست کی کہ آواز چھم چھم کر بلند ہوئی۔ سب اس طرف دیکھنے لگے۔ یہ جست کر کے زمین پر اترا۔ ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اڑ کر آتی ہے عاشقان روئے بہار بسبب پوشیدہ ہو جانے اپنی مطلوبہ کے بیقرار تھے۔ اس وقت پیچھے نقلی بہار کے دوڑے اور پکارے: "اے بہار افزائے باغ خاطر عشاق بنظر نرگس نیم باز ذرا ہماری جانب دیکھ لے۔" بہار نے انہیں تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار نے پکار کر کہا: "حضور

میری خطا معاف فرمایا اور اگر انگارے مجھ پر نہ برسیں تو میں آپ کے حاضر ہوں اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم میں چلوں اور گراس عرض کو پذیرانہ کیجئے گا تو میں آپ

ہی کے لشکر کو آپ کی گرفتاری کا حکم دیتی ہوں۔"

ہوشیار مصروف روئے بہار تھا۔ اس وقت عجز کرنا سن کر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جس کا عاشق شاہ طلسم ہے میری مطیع ہو اور دوسرے فوج بھی میری اس کے قبضے میں ہے اگر حملہ کرے گی تو بڑی مشکل پڑ جائے گی۔ یہ سوچ کر پکارا: "میں خود آتا ہوں" اور قریب ملکہ آیا۔

نقلی بہار نے کہا: "اپنے ساتھ پیر سحر کے بھی لائے ہو۔"

اس نے کہا: "نہیں۔"

نقلی بہار نے کہا: "وہ کیا پیچھے آتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی ہوشیار نے پیچھے مڑ دیکھا۔ بہار یعنی عمرو نے بیاض گردوں پر اس زور سے خنجر ارا کہ سر کٹ گیا۔ پھر تو آگ برسنا موقوف ہوئی مگر شور و غوغا اور تاریکی ہو گئی۔ عمرو کا حال دیکھ کر مہ رخ رو رہی تھی کہ افسوس بہار اس طرف بلی جاتی ہے۔ اس دم عمرو نے جب نعرہ کیا مہرخ کی جان میں جان آئی۔

ادھر باہر ابر سحر ہٹا کر باہر نکلی۔ فوج ہوشیار کی اب تک مسحور ہے محبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار نے حکم دیا: "اے عاشقان من حیرت کے لشکر سے جا کر مقابلہ کرو جب فتح پاؤں گے میرے پاس آنا۔"

پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ شاہ طلسم لڑنے کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہو کر اجازت لی اور آمادہ کار زار ہوا ملازم اس کے بارہ ہزار ساحر تھے انہیں کو ہمراہ لے کر میدان جنگ میں آیا تھا فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر ہماری جانب کی شکست ہو گی تو حملہ حریف کا ہنگام غفلت میں روکنا محال ہو گا۔

خلاصہ یہ کہ جب بارہ ہزار ساحران پر حملہ آور ہوئے تو باہم نارنج و ترنج چلنے لگے۔
ہر سمت برستے تھے۔ مارو عقب پیدا ہوتے تھے۔ تلوار سحر کی اور ترسول و پنسول چلتے

تھے۔ ساحروں کی مرنے سے بیر غل مچاتے تھے۔
ازبسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھا۔ یہ بارہ ہزار ساحر گھر گئے اور ایک ایک کو دس دس
سے نے مل کر ہلاک کیا۔ پیر بھر کے عرصے میں سب مارے گئے۔
لشکر مہ رخ میں کوس فتح پر چوب پڑی۔ بہار نے باغ سحر برطرف کیا۔ لشکر پھر کر بستر
پر آیا سرداروں کو لے کر مہ رخ داخل بارگاہ ہوئی۔ عیار بھی آئے۔ سب بیٹھ کر
جام نے عشرت نوش کرتے تھے۔
مگر اب حال سنیے کہ طائران سحر ملکہ حیرت کے پاس باغ سیب میں گئے اور مارا جانا
ہوشیار اور اس کی فوج کا بیان کیا۔ ملکہ حیرت نے سب کیفیت سن کر نامہ شاہ طلسم
کو لکھا اور سمت ظلمات روانہ کیا۔ پنجہ نے سحر کے افراسیاب کو جا کر نامہ دیا اور اس
نے پڑھ کر افسوس کیا اور وہاں سے جانب باغ سیب آیا۔ سب نے استقبال کیا۔ یہ
آ کر تخت پر بیٹھا اور تمام ساحران نامی مثل شکوہ بن فیلان فیل سوار زریں قبائے جادو
مبہوت خوار جادو وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر متمکن تھے ان کو حکم دیا۔ "آج نقار خانہ طلسمی
میں حکم دو کہ چونسٹھ ہزار نقارہ بجے اور طائران پر میلا ہے اور خداوند جمشید و سامری
کے دربار کا دن ہے۔ یہ حکم سنتے ہی ساحروں نے پرواز کی۔ کیونکہ نقار خانہ طلسمی پروے
ہوا ہے۔ ساٹھ ہزار نقارہ معلق رکھا ہے ساحر اور پتلے طلسمی جو باپ لیے اس جگہ حاضر
ہیں۔ غلاف نقاروں پر سرخ بانات کے چڑھے ہیں۔ ساحروں نے جا کر حکم شاہ پتلوں کو
سنایا انھوں نے قرنا اور نقاروں کو بجایا۔ کاخ روزگار اور گنبد خضرا میں صدا گونجنے لگی
تمام ساکنان طلسم نے آواز سنی۔ مہ رخ نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا: "طلسمی بجتے
ہیں۔ میلہ آغاز ہے۔ اب بچاؤ کی صورت کوئی نہیں۔"
عمرو نے کہا: "میں ایک کنوئیں میں اتر کر بیٹھ رہوں گا۔ تم سب کو زنبیل میں رکھ لوں

گا۔"
مہ رخ بولی: "شاہ طلسم تمہارا حال کتاب سامری میں دیکھے گا اگر اس کو ثابت ہوا کہ تم کنوئیں میں ہو' وہ کنواں پٹوا دے گا پھر نکلنا دشوار ہو گا۔"

عمرو نے پوچھا: "اس بحرز خار آفت سے ساحل مرار پر پہنچنے کی تمام نے کیا تدبیر سوچی ہے۔"
مہ رخ جواب دہ ہوئی: "رائے عالی اس باب میں قرین صواب ہے اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح بہر مقاصد مشکل فتح الباب کنیز بحکم المامور معذور براہ استطاعت کر دیتی ہے۔ ورنہ میں کیا اس بارے میں سخن سرائی کروں۔"
عمرو نے کہا: "اس مشورہ کے لیے تخلیہ چاہیے۔"
مہ رخ چند مشیروں کے ساتھ علیحدہ خیمے میں آئی۔ صلاح ہونے لگی۔ سب نے متفق ہو کر یہی کہا: "عمرو جو کچھ تجویز کریں وہی سب کے لیے بہتر ہے۔"
عمرو گویا ہوا: "ایک دن سرشام تین سردار با فوج بے شمار رادرتیں خیمے میرے ساتھ لے کر چلیں اور جہاں میں ان سرداروں کو مامور کر دوں۔ وہاں سے جنبش نہ کریں پھر آگے میں سمجھ لوں گا۔"
یہ باتیں سن کر سرخ مو اور نافرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشارت تھے عرض رسا ہوئے: "خواجہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔
عمرو نے کہا: "اس راز کو کسی سے بیان نہ کرنا جاؤ اور شکر چار لاکھ ساحر کا بطور مخفی تیار کراؤ جب شام ہو گی میں تمہیں لے چلوں گا۔" یہ کہہ کر خلوت سے باہر آ کر ٹھہرے ور سرخ مو وغیرہ نے لشکر چپکے چپکے مسلح کرایا۔ جس وقت کہ نہا نخانہ مغرب میں سرخ موئے فلک جا کر نہاں ہوا شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا میں گیا۔ سرخ مو اور نافرمان اور افتخار ایک کے بعد ایک جنگل میں آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار اور ہزار دو ہزار ہو کر پھیر کھا کر مہام وعدہ پر آئی کسی کو مطلق ظاہر نہ ہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا۔ اس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے ہے پھر پچاس آدمی سے

چار آدمی اگر کم ہو جائیں تو کیا معلوم ہو۔

خلاصہ جب عمرو کے پاس سب جمع ہوئے وہ بھی تخت سحر پر بیٹھ کر ایک جانب سردار لشکر کو لے چلوں اور دس کوس لشکر مہ رخ نے سے نکل گیا۔ ایک کوہ سیاہ کے قریب پہنچا۔ درے اس کوہ کے مثل گور جہو داں کے تنگ و تاریک تھے اور راستے اس کی گھاٹیوں مانند جادہ صراط دوزخ کے باریک تھے گرد اس کے ایک دریائے محیط موج زن تھا۔ لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا۔

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اس جگہ نصب کیا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ ساحر کے یہاں فروکش کیا اور کہہ دیا: "بغیر میری اجازت کے یہاں سے نہ ہلنا۔" یہ وہاں سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے دس کوس آگے جا کر قریب کوہستان پہنچا۔ شناخت کے لیے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کر کے خیمہ سبز رنگ استادہ کرایا اور پہاڑ مثل سبز پوش جناں کے رخت اخضر زیب بر کئے تھے۔

خیمہ سبزی میں ملکہ سرخ مو کو مقیم کر کے لاکھ آدمی گھاٹیوں میں پہاڑ ک فروکش کئے اور ان سے بھی تاکید یہی کر دی کہ بغیر میرے یہاں سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہاں سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا۔

اتفاق سے ایک بیاباں قلب تاریک کوہستاں میں ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم صحاک کا بھی نہ ہو گا۔ پہاڑوں کے درے ایسی راہیں پر پیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہائے زلف گلر خاں دہر کو شرماتے تھے۔ بیابان ہر چند کہ سر سبزی میں رشک گلستان تھا۔ مگر چشمہ حیوان کی طرح ظلمت میں نہاں تھا۔

افتخار جادو کو دو لاکھ ساحرے سے یہاں مقرر کر کے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہاں سے نہ ہٹنا اور بعد اس فہمائش کے تخت سحر پر بیٹھا کر ایک ساحر ہمراہ لے کر مراجعت کی اور سرخ مو سے دوبارہ ملتا ہوا پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھ کر نشیب و فراز سمجھانے لگا۔ نافرمان نے کہا: "خواجہ آج کے ساتویں وہ جلسہ ہو گا کہ دیدہ روزگار اس کے دیکھنے کا ندیدہ ہے۔ بلکہ یہ میلہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے۔ ایک سو اکیس بارگاہیں بادشاہ طلسم

کی استاد ہوں گی۔ حیرت کی سواری کے ساتھ ساٹھ ہزار غول ساحروں کے لباس رنگ برنگ کا پہنے چلین گے۔ ساٹھ ہزار شاہ اور شہزادیاں طلسم کی آئیں گی۔ ملکہ حیرت پر

سے زر نثار ہو گا اور ایک کنواں کہ مثل تالاب کے ہے اور اسی کو زمرد کہتے ہیں زر و جواہر سے پٹ جائے گا۔"

عمرو نے سب ماجرا سن کر جواب دیا" جو کچھ سامنے آنے والا ہے اس کا بیان کرنا ضرور ہے۔ ہمارا خدا مالک ہے کچھ نہ کچھ ہمیں بھی مل کر رہے گا۔ اب تم یہاں ٹھہرو میں اور تدبیر کو جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہاں سے مہ رخ کے پاس آیا۔ اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور مثل دستور قدیم حکم دیا۔: "جلسہ عشرت کا سامان مہیا ہو۔"

بموجب ارشاد ساقیان زریں لباس بارباد کن اساس توبہ کا سامان لے کر حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا۔ جام مے گردش پذیر ہوا۔ ازبسکہ ان تردوات میں زیادہ آ چکی تھی اور دربارہ برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا۔ یہ سب تو بارام تمام حالت امید و ہم میں مقیم ہیں۔

لیکن اب حال ملیلے کا سنیے۔ دوسرے دن صبح کے وقت باغ سیب میں افراسیاب اور نگ شیہ پر جلوہ گر ہوا اور ملکہ حیرت کو حکم دیا: "انگشتری لینے جا۔" وہ پہلے ہی سے جانے کا سامان کر چکی تھی۔ اپنی کنیزوں کو طلب کیا۔ سرہ ناذن پری جمال زیور جواہر بے مثال پہنے رخت پر زر سے آراستہ ہوئیں تھال سونے کے ہاتھ میں لیے تھیں ان میں جواہر اور اشرفیاں بھری تھیں۔ پھر کچھ ساحر سور اور بھیڑیاں اور بکریاں لیے آئے کہ ان جانوروں کے گلے میں ہار پڑے تھے اور ٹیکے سیندور کے ماتھے پر دیئے تھے۔ ان کے بعد بہت سے تھال لیے کنیزیں آئیں کہ ان موہن بھوگ بھرا تھا چوکمیں تھی کی روشن تھیں۔ جب یہ سامان آ اکچا۔ حیرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی۔ چارہ طاؤس جواہر کے چاروں کونوں پر تخت کے کھڑے تھے دمیں ان کی سر پر ملکہ کے چتر ہو گئیں۔ نقار خانہ طلسمی میں نوبت بجنے لگی۔ شاہ جاوداں نے پاندان سے ایک گلوری بنا کر اپنے

ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذریں دیں۔ شاہ نے بازو پکڑ کر کچھ منتر سامری و جمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کئے۔ پھر تو اس مہ چار دہ سالہ کا حسن حسینان دہر سے دو بالا ہو گیا۔

خلاصیہ یہ کہ اس سامان نمایاں اور تجمل بیکراں سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا میں پہنچی کہ ہوا وہاں کی ہوا روضہ رضوان دل سے مٹاتی تھی مسیحا نفسی کر کے دل ہائے مردہ کو جلاتی تھی۔ سبزہ برنگ سبز بلکتاں دہر چمن سے پاؤں پھیلا کے سوتا تھا۔ یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گلر خاں دہر اس بہار کے شوق دید میں کاک میں مل کر زبان بتوصفاں کھولے ہیں۔

اس دشت فرح ناک میں ملکہ حیرت سرو خراماں ہوئی اور قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہنچی۔ درے سے کوہ کے ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے بند کمروں میں روزن کی راہ سے لے کر دھوپ اززمین تا فلک معلوم ہوتی ہے کہ بموجب

مٹی کا پل بندھا تھا محیط سہر پر

اور سنہری لکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ظاہر تھی۔ گویا اوراق جریدہ دہر پر طلائی جاہ دل کھینچی تھی۔ اصل میں اس خط کو قط جنوبی اور شمال جو طلسم کے حکما نے بنائے ہیں ان کے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ علم ہیئت مسطور ہے کہ معدل النہار وسط حقیق کتب شمال اور جنوبی میں واقع ہے۔ اور یہ نسبت محاذات اسی خط کے خط استوا زمین پر متخل ہوتا ہے اور جس وقت کوئی شخص قلب شمالی کے نیچے کھڑا ہو تو معدل النہار افق جنوبی پر ہو گا۔

قصہ مختصر یہ بحث باعث طوالت فساد ہے۔ یہاں صرف مراد یہ ہے کہ ملکہ حیرت انگشتری لینے اس جگہ جاتی ہے جہ جہاں حجرہ ہفت بلا ہے اور یہ مقام علم نیرنج و ہیئت سے حکمائے طلسم نے کاص طلسی بنائے ہیں اور طلسم میں رات دن ادا ہوتے ہیں اور خط استوا اور قطب بخلاف ان قطبوں افلاک دنیاوی سے اور بنائے جاتے ہیں جیسے کہ طلسم دنیا میں

چار پہر کے دن راتے ہوتے ہیں اور خدائے دو جہاں کہ مطق ہے اس کے دن پچاس ہزار بر کے ہیں دنیا بھی مثل طلسم کے ہے اور باطل ہونا اس طلسم کا روز قیامت ہے کہ جو لوگ اس طلسم میں پھنس گئے ہیں وہ اس کے ٹوٹنے سے اپنے مسکن اصلی پر پہنچیں گے اگر ناری ہیں جنہم میں اورع نا جی ہیں تو فردوش میں بمصداق و ہم فیہا خاندان ہمیشہ ان مقاموں میں رہیں گے اور راستہ اس طلسم دنیا میں آنے کا عالم ارواح سے یہ ہے کہ اول مائکہ بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنبیں کو زیر عرش جگہ دیتے ہیں کہ صاحب قلب وہاں سے ہوتا ہے پھر وہاں سے کرسی کی طرف لاتے ہیں کہ وہاں سے مالک صدر ہوتا ہے پھر وہاں سے فلک شمس پر پنچاتے ہیں کہ صاحب حرارت عزیز بہ ہوتا ہے پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہے' باغ ملتا ہے کہ محل عقل ہے۔ پھر فلک پر لاتے ہیں کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہے پھر فل مشتری پر لے جاتے ہیں کہ علم پاتا ہے پھر فلک عطار و پر جاتا ہے کہ فکر پیدا ہوتی ہے وہاں سے فلک مریخ پر آتا ہے کہ وہم حاصل ہوتا ہے پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہے پھر کرہ ناؤ منتقل ہوتا ہے کہ اخذ صغرا کرتے پھر کرہ باو پر آکر مالک سودا ہوتا ہے پھر وہ مادہ طرف نجارات کے مائل ہوتا ہے اور ملائکہ اس کو جانب ابر پھینکتے ہیں اور وہ ابر باراں بنتا اور بالاں سے زمین پر آکر نباتات اور جناس میں مشترک ہوتا ہے اور وہی نباتات و اجناس خدائے تعالیٰ اس کے پار کی روزی کرتا ہے کہ سب کے کھانے سے صلب پدر میں نطفہ ہو کر رہتا ہے۔ آخر ہنگام شہوت بطن مادر میں منتقل ہوتا ہے۔ پھر زمین پر آتا ہے۔ اس معنی کو حضرت صوفی مامقیماں میں فرماتے ہین۔

مرغ شاخ و درخت لا ہوتیم
گوہر درج گنج اسرا ریم

آنے کا اس طلسم میں دنیا کے یہ راست ہے اور جانے کا وہاں گو رہے اور وہاں سے
عالم برزخ میں اور وہاں سے قیامت اور قیامت سے صراط اور صراط سے میزان اور میزان
سے پرست اعمال' وہاں سے مسکن اصلی روح کا۔
آمدم برسر مطلب ملکہ حیرت مسکن اصلی پر طلسم کے جایو چاہتی تھی۔ اسی خط کے نیچے
نیچے درہ کوہ میں داخل ہوئی اور عجائب و غرائب طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہیں اندھیرا
کہیں اجالا مرے طلمس کے جوبنے ہیں کہ فاتح طلسم کے طلسم توڑے وقت بیان اس
کا کیا جائے گا۔ ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل میں قریب ایک احاطے کے پہنچی احاطہ
پر چار سو مینار یاقوت احمر کا چرھا تھا۔ دروازہ اس کا بند تھا' ملکہ سحر نے پڑھا دروازہ
کھل گیا۔ اندر آئی خط معدل النہار کی روشنی یہاں بھی پائی اسی کے سائے میں کچھ دور
چل کر ایک نقب میں سما گئی۔ پھر جو اس گنج خوبی نامہ نکالا ایک مکان سونے کا نظر
پڑا اس طلسم میں سات حجرے بنائے ہیں۔ ایک سونے کا دوسرا چاندی کا تیسرا زمرد
کا' چوتھا یاقوت کا پانچواں نیلم کا' چھٹا موتی کا ساتواں الماس کا ہے۔
چنانچہ ان سب حجروں میں ماں طلسی اور کنجیاں ہیں لیکن ساتویں حجرے میں سات کوٹھڑیاں
ہیں کہ ہر کوٹھڑی میں بلا بندے ہے' جب وہ کوٹھڑیاں کھلیں گی بلائیں نکل کر لشکر
مہ رخ کو برباد کریں گی اور یہ بلائیں موت نہیں رکھتی ہیں۔ دفع کرنا نہایت مشکل
ہو گا۔
انشاء اللہ حال ان کا بروقت شکست طلسم بیان ہو گا۔
غرضیکہ ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی۔ سبحان اللہ اس عمارت کا کیا کہنا ہے

عجب اس کی رفعت عجب اس کی شان
عجب اس کے پردے عجب سائبان

عجائب تھی نہریں عجائب سحر
عجب اس کے سقفین عجب اس کے در

عجب اس کا نقشہ عجائب فروش
عجائب نگار اور عجائب نقوش

مکان ایسا آراستہ پر شکوہ
ہر اک برج الماس مانند کوہ

تماشائی دل بھی ہوا آئینہ
کہ جس پر کدورت کبھی آئے نہ

سامنے اس قصر کے گلشن نگاریں بنا تھا۔ ملکہ حیرت نے اس گلشن پر بہار میں ایک مقام پر کھڑے ہو کر کچھ افسوں سحر پڑھا اور پکار کر کہا: "اے کندن آؤ۔"
یکایک نسیم بہاری چمن میں رواں ہوئی اور کلیاں کھل کر پھول ہو گئیں۔ ایک تخت بروے ہو اڑتا ہوا آیا۔ ہزار ہا گھنگرو تخت میں بندھا تھا۔ اس کی صدا سے بروے ہوا پریان ناچتی معلوم ہوتی تھیں۔ جب وہ تخت زمین پر اترا ایک سونے کی پتلی اس پر بیٹھی مگر بولتی ہوئی تصویر تھی یا بتان آزری پر لات مارتی تھی ایڑی چوٹی پر اپنی دراتی تھی۔
ملکہ حیرت کو اس پتلی نے سلام کر کے پورے ادب کے ساتھ عوض کیا: "ملکہ عالم نے اس کنیز نا چیز کو کیوں یاد فرمایا ہے۔"
ملکہ حیرت نے کہا: "اے کندن کنجی ججرہ طلائی کی تمہارے پاس ہے۔ حجرہ کھولو کہ

انگشتری جمشیدی شاہ جاوداں نے منگائی ہے۔ نذر بھینٹ لے کر یہ حقیرہ لینے آئی ہے۔"

کندن نے نذر کی چیزیں دیکھ کر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا: "کلید حاضر ہے لیکن

یہ بھینٹ اور نذر اصلیی نہیں اور اس سے انگشتری دست خداوند جمشید نہ ملے گی۔ لازم

یہ ہے کہ حضور زحمت فرما کر مراجعت فرمائیں اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائیں کنیز

انتظار میں حضور کے ٹھہری رہے گی۔ یہاں سے قدم نہ اٹھائے گی۔"

حیرت ان باتوں سے صورت آئینہ حیران ہوئی۔ آخر سب سامان نذر کا چھوڑ کر پھری اور

خدمت شاہ جاوداں میں آئی اور تمام حال بیان کیا۔

افراسیاب نے ساری کیفیت سن کر سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم میں چھائی۔

ایک لمحہ کے بعد فلک کی جانب سے ایک تخت زمین پر مثل بلا کے نازل ہوا کہ اس

پر یا پیر زمین گیر سوار تھا۔ پیر فلک کا سگا بڑا بھائی عروس روزگار تو اسی کے کندھے

پر سوار ہو کر زمین پر آیا تھا نہیں مادر دہر اسی نے سبق پڑھایا تھا۔ فرط ضعف و نقاہت

سے جھریاں جسم پر پڑی تھیں ہڈیاں پسلیاں گنی جاتی تھی۔

ایک کتاب کہ جریدہ افلاک اور دختر دہر اس کا دو ورقہ تھا۔ سفیدی و سیاہی اوراق لیل

نہار بین السطور صفحہ ہاتھ میں لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ براہ تعظیم اور بہ تکریم

اٹھے۔ باعزاز اس بٹھایا۔ پیر نے پوچھا: "مجھے کیوں بلایا ہے۔"

شہنشاہ نے کہا: "انگشتری جمشید میں نے منگانا چاہا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے منگا دیجئے۔ تمنائے

دل پوری کیجئے۔"

پیر نے کہا: "اس خیال محال سے باز آ۔"

شہنشاہ نے کہا: "بغیر انگشتری کے یہاں خاتمہ ہے۔ نقش طلسم باطل ہوتا ہے۔ نام و نشاں

مٹتا ہے سلطنت جو زیر نگیں ہے حلقہ اطاعت غیر میں جاتی ہے۔

پیر نے کہا: "تجھ سے تکلیف گوارا نہ ہو گی۔ انگوٹھی سے ہاتھ اٹھا۔

شاہ نے کہا: "سر کٹ جائے، مگر سردست انگشتری ہاتھ آئے۔" پیر نے کچھ پڑھ کر

سمت فلک پھونکا ایک پتلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا۔ چھری اہ کو دی اور جام سامنے رکھا۔

پیر نے کہا: "سات بوٹیاں اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام میں ڈال دے۔ دونوں ہاتھ کی۔ دو' دونوں پیر کی۔ دو' دونوں کانوں کی۔ ایک سینے کی۔"

شاہ نے فور بوٹیاں کاٹ کر جام میں ڈالیں کہ یاقوت احمر بن گئیں۔ پیر نے کہا ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا کہ جل کر وہ راکھ ہو گیا۔ شاہ نے وہی راکھ اپنے زخموں پر لگائی کہ زخم اچھے ہو گئے۔ اس جگہ دوسرے دفتر میں ہے کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا۔ ادھر چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے میں جون خون بھرا ہے پونچھ کر زخموں پر لگا لے کہ اچھے ہو جائیں اور یاقوت کے ٹکڑوں کی سمرن بنا کر حیرت کے حوالے کر جائے اور انگوٹھی لے آئے۔"

افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور سمرن حیرت کے حوالے کی کہ وہ لے کر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کر کے قریب حجرہ طلائی پہنچی۔

کندن پتلی منتظر کھڑی تھی۔ اس نے کہا: "میں اصلی بھینٹ لائی ہوں۔ حجرہ کھول دے۔ اس نے حجرے کے پاس آ کر سجدہ کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھول کر قفل میں لگائی اس وقت نازک بدن اونچے ہو کر ایک ہاتھ سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا۔ ہزار بناؤ دکھاتی دیتا تھا وہ پتلی پتلی انگلیاں' چوڑی ہتھیلی کا رنگ برنگ شباب وہ دونوں پائنچے چھوٹ کر پاؤں پر آ جانا۔ قفل کھولنے میں منہ بن جانا' بالوں کا رخ پر آنا۔ سر ہلا کر بالوں کو ہٹانا۔

آخر صد اتراقے کی ہوئی قفل کھل گیا۔ یہ پائنچے اٹھاتی کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور ملکہ حیرت سلام کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی۔ سبحان اللہ جس عمارت کی خوابی اور بہتری باہر سے بری از صفات ہے پھر وصف اندرونی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو جگہ تھی وہ دلچسپ و خوش آئین ففرش دیبائے چینی ہر مقام پر بچھا تھا۔ شیشہ آلات لگا تھا۔ چار طرف کمرے تھے بیچ میں حجرہ تھا۔ ملکہ کمرے طے کر کے

حجرے میں آئی۔ وہاں ایک تخت بچھا تھا۔ روبرو اس کے پردہ پڑا تھا۔ ملکہ نے پردے کے رو برو سجدہ کیا ایک پاؤں پر کھڑی ہوئی۔ اس وقت ہزار ہا گھنٹا اور ناقوس ازخود بجنے لگا اور پردہ آپ سے آپ اٹھ گیا۔ تخت پر پتھر کا پتلا کہ ہم شبیہ جمشید تھا نظر آیا۔ ملکہ نے پھراس کو سجدہ کیا۔ پتلے نے صدا دی: "اے شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہے۔"

حیرت نے عرض کیا: "انگوٹھی۔"

یہ کہہ کر وہ سور بکریاں موہن بھوگ وغیرہ پیش کیا۔

پتلا ان سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا کہ انگوٹھی اتار لے۔"

حیرت نے جب انگلی پر ہاتھ ڈالا کی انگوٹھی اتاروں انگلی آگ کی طرح جلتی تھی۔ ہاتھ ملکہ کاجل گیا۔ اف کر کے ہاتھ کھینچ لیا۔ پتلے نے کہا: "پہلے وہ یاقوت کی کنٹھی جو بوٹیوں کی جسم شاہ طلسم کے بنی ہے ہاتھ میں پہنا دے۔ پھر انگوٹھی اتار لے۔"

ملکہ نے کنٹھی پہلے پہنا دی۔ پھر انگوٹھی اتار لی۔ یکایک ہزار ہا گھنٹے اور ناقوس بجے۔ پردہ تخت کے سامنے پڑ گیا ملکہ سجدہ کر کے پھر جب حجرے کے باہر آئی۔

کندن نے مبارک باد دی اور دوڑ کر حجرے کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیدا ہوائی: "کنیز کو اب اجازت ہے کہ جائے ملکہ نے رخصت دی۔ تپلی تخت پر بیٹھ کر جدھر سے آئی تھی اسی طرف چی گئی اور حیرت بھی انگشتری لے کر سوار ہوئی۔ طائران طلسم نے آ کر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث چلسم میں ہیں۔ سب نظر آنے لگے۔

ملکہ انگوٹھی لیے ہوئے وہ مقامات طے کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہنچی' مگر باگ میں نہ گئی بلکہ ایک اور باغ میں جا کر ٹھہری اور کنیزوں کو حکم کیا: "تجمل پیکراں اور سامان نمایاں حاضر کرو۔"

بموجب حکم سامان حاضر ہوا یعنی ہزار ہار نقارے طاوسوں پر لدے بروئے فلک بجتے ہوئے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہرے اور روپہلے برسنے لگے۔ ہزار ہا شمعیں از کود

روشن ہو گئیں اور باجے ہزار دو ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار مردنگ بجا کر ساحر بھجن جمشید کے گانےلگے۔ سترہ سو کنیزیں عبروگل اچھالتی اور رنگ پاشی کرتی ساتھ ہوئیں۔

ملکہ نے ایک کشتی میں انگوٹھی کو لگا کر تورے پوش جواہر کا ڈال کر اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ پیراستہ ہو کر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی۔ اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہنچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑی دھوم سے لاتی ہے۔

شاہ جاودان یہ خبر سنتے ہی تمام اہل اور بار اور معزز ساحروں کے اٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہے اور باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ ملاقی ہوئی۔ وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کہ ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی۔ شہنشاہ سب کی نظر سے غائب ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد سارے درخت باغ کے بادلے منڈھ گئے اور ہر پھول مثل گوہر شب چراغ کے روشن ہو گیا۔ پتیوں میں چمک پیدا ہوئی۔ برگ گل تالیاں بجانے لگی پتی پتی سے صدا جمشید کی جے کی بلند ہوئی۔ بیچ بارہ دری میں تخت جو بچھا تھا آئینہ اس کے سامنے لگ گیا۔ ہزار ہا منقلیں سونے چاندی کی روبروئے تخت روشن ہو گئیں۔ نجور سلگا دیا۔

اس وقت شاہ طلسم آئینہ میں ظاہر ہوا۔ آج وہ تاج سر پر رکھے تھا کہ دیدہ روزگار جس کے دیکھنے کا محتاج تھا۔ اور وہ قبائے پر زر زیب تن فرمائے تھے کہ قبائے رنگا رنگ فلک کی قبا جس کے مقابل نیلی اور سیاہ تھی۔

خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا۔ ہزاروں گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے۔ سب سے اول حیرت نے انگوٹھی کی کشتی نذر دی۔ شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی۔ تورے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا۔ پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا۔ نگینہ انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا۔ مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہے کچھ نقش اس پر جادو کے کندہ تھے جس کی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سرا نگندہ تھے۔

غرض یہ کہ جب انگوٹھی بادشاہ نے ہاتھ میں پہنی فوراً تالی بجائی۔ ایک طاؤس کہ جس کا چہرہ پری زار کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا تھا۔ ناک میں نتھ اور کانوں میں جڑاؤ

پتے بالیاں پہنے تھا۔ سامنے شاہ طلسم کے آیا۔

شاہ نے فرمایا: "اے طاؤس طلسمی میں نے تجھ کو امتحان کے لیے بلایا ہے کہ دیکھوں انگشتری جمشید کام دیتی ہے یا نہیں۔"

طاؤس نےعرض کی' جس کے پاس انگوٹھی ہو گی مجھ پر کیا تمام طلسم اس کا تابعدار ہے۔"

شہنشاہ نے کہا: "اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باگی ہے' پکڑ لا۔"

طاؤس اسی وقت حسب حکم شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ مہ رخ میں چکر مار کر اترا' پکارا: "خواجہ تم کو شہنشاہ افراسیاب جادو نے یاد کیا ہے۔"

یہاں طاؤس کے آنے سے پہلے تو عمرو تیار ہوا کہ بھاگ جاؤں' مگر آواز مور کی سن کر قلب پھر گیا۔

بولا: "غلام حاضر ہے۔"

یہ کہہ کر قریب گیا۔ طاؤس نے منقار (چونچ) میں داب لیا اور پیٹھ پر لاد کر اڑا۔ سامنے شہنشاہ طلسم کے لا کر زمین پر ڈال دیا۔ عمرو نے اٹھ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جاوداں کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگا اور شہنشاہ کی تعریف کرنے لگا۔

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی۔ عمرو تسلیم کر کے بیٹھا شاہ جاوداں نے کہا: "میں نے تجھ کو اس لیے بلایا ہے کہ سمجھا دوں یعنی تو اور تیرے ہمرا ہی اگر آسمان پر بھی جا کر چھپیں گے' جب بھی گرفتار ہونے سے نہ بچیں گے۔ پس لازم ہے کہ سب کو سمجھا کر لے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کر کہ جان تیری بچ جائے۔

عمرو نے اس سوال کے جواب میں عرض کیا: "مجھے اپنے نفس پر اختیار ہے۔ میں ابھی سامری پرست ہوں اور لوگوں کو میں سمجھاؤں گا۔ ماننا اور نہ ماننا ان کا کام ہے۔"

افراسیاب نے کہا: "تیرا سامری پرست ہونا لائق اعتبار نہیں۔ میں نے صرف اپنا جاہ جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ میں یہ طاقت ہے۔ اچھا اب جا اور لوگوں کو سمجھا

اگر اس کے خلاف کیا تو سزا پائے گا۔"

یہ کہہ کر طاؤس کو حکم دیا: "اس کو پہنچا آ۔ طاؤس لے کر بارگاہ مہ رخ میں آیا۔

ادھر افراسیاب نے کہا: "عمرو بے شک باغیوں کو سمجھائے گا' کیونکہ آج دباؤ کھا گیا۔

حیرت نے کہا: "وہ مکار ہے۔ الامر فوق الادب براہ تعظیم میں یہ مثل عرض کرتی ہوں

کہ۔

آزمودہ را آزمودوں جہل است

کئی بار اتفاق ہو چکا ہے کہ وہ آیا اور مکر کر کے چلا گیا۔ یہ سن کر شاہ نے ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتری جمشید اس پر لگائی کہ لوٹ کر مثال انسان کے بن گیا۔

شاہ جاوداں نے کہا: "تو جا اور بارگاہ حریف میں جا کر بروئے ہوا ٹھہر یا قبہ بارگاہ پر بیٹھ کر سننا کہ عمرو کہتا کیا یا کیا گفتگو کرتا ہے۔"

پتلا اڑ کر حسب الحکم نہ آیا اور رقبہ بارگاہ پر چپکا بیٹھ کر گفتگو سننے لگا۔

لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ میں لایا۔ سب خوش ہوئے طاؤس پکارا: "جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہے خبردار اس کے خلاف نہ کرنا۔ ورنہ بہت برا حال ہو گا۔ یہ کہہ کر طاؤ تو چلا گیا اور مہ رخ وغیرہ اٹھ کر عمرو کے گلے سے لپٹ گئیں۔ دیکھا تو رنگ عمرو کے چہرے کا سفید ہے۔

غرض یہ کہ بٹھلایا۔ دل میں عمرو کے پنکھے لگے ہیں کہ کہہ رہا ہے کہ خدا تیرا مددگار ہے۔ جب کچھ دیر میں حواس فرست ہوئے۔ سارا حال دربار بادشاہ جاوداں کا بیان کیا۔ سب نے متفق القول یہی کہا: "خواجہ ہم آپ کے تابعدار ہیں' جو فرمایئے بجا لائیں۔

عمرو نے کہا: "کوئی تدبیر بچنے کی نکالو۔

سب نے عرض کیا: "کوئی صورت بچنے کی نہیں اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر شاہ

طلسم پر اب سحر کریں تو بھی انگوٹھی کے سبب اس پر اثر نہ ہو اور کوئی اس ظلم پر غالب نہ آئے۔

عمرو نے کہا: "کچھ بھی کیو نہ ہو' لیکن مجھ سے اطاعت اس گبرنا ہنجار کی نہ ہو گی اور اے ملکہ' اس نبیرہ امیر طلسم میں آئے اور طلسم فتح نہ ہو۔ مگر یہ طلسم فتح ہو گا۔ کیونکہ جہاں اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اس جگہ آفت ہوٹل جاتی ہے اور مہم سر ہوتی ہے۔ ہاں میں یہ نہیں کہتا کہ مقدر میرا بدی کرے اور قضا ہی آ چکی ہو تو اس کا ذکر نہیں۔ اب میرا تم لوگوں کے لیے جی کڑھتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ شاہ جاوداں کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے ملک و مال پر قابض رہو۔"

مہ رخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا: "خواجہ' استغفر اللہ جان سے جانا قبول' جہان سے گزرنا مقبول مر جائیں دنیا سے خاک تک برباد ہو جائے مگر فرمانبرداری شاہ طلسم نہیں منظور۔"

عمرو نے کہا: "مرحبا' اچھا کوہ سیاہ میں خیمہ استادہ ہے وہاں جا کر رہو۔

مہ رخ نے کہا: "یہاں وہاں سب برابر ہے۔ میلے میں جانا ضرور پڑے گا۔"

عمرو نے کہا: "نظر بہ فضل خدا رکھ کر ابھی یہیں ٹھہرو۔" یہ تمام باتیں اس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سنیں اور جا کر افراسیاب سے بیان کیں۔

افراسیاب نے کہا: "ان سب باغیوں کی قضا دامن گیر ہے اے حیرت میں ظلمات میں اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر ایک نارنج سمت فلک اوچھالا کہ بلندی پر جا کر وہ غائب ہو گیا۔ اس وقت باغ سیب میں جو پیتل کا آسمان قائم رہتا ہے اور حال اس کا پہلے بیان کیا گیا تھا اس آسمان کے دو طبق ہو گئے اور اس میں سے ایک اژدہے پر نقارے کی جوڑی کھینچی ہوئی آئی۔ شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کر کے اس نقارے پر لگایا کہ جہاں تک سرحد طلسم ہے۔ صدا ان نقاروں کی گونج گئی اور انگشتری کی وجہ سے ساکنان طلسم

کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے میں چلی افراسیاب سوار ہو کر زیر گنبد نور جو بارگاہ طلسمی استادہ ہے وہاں آیا اور اور یہاں سے کچھ دور ایک باغ ہے کہ اس کو باغ جمشیدی کہتے ہیں اور اس کے متصل ایک کنواں مثل تالاب کے ہے اس کا چاہ زمرد کہتے ہیں۔

پس قریب باغ جمشید شاہ آ کر ٹھہرا اور حیرت سے کہا: "تم آج عبارت خداوند جمشید کرو۔" اور کار پردا زان کو حکم دیا بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستہ کیا جائے۔" یہ کہہ کر آپ سمت ظلمات روانہ ہوا۔ یہاں ہر مقرم پر سڑکین پختہ بن گئیں اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ و مثل سنگ سماق و سنگ یشب و شجررار قسم جواہر نصب کئے گئے دو رویہ دکانیں پختہ پتھر کی بنائی گئیں کرسی ہر دکان کی کمرے برابر رکھی گئی۔ جھاڑ فرشی قد آدم دونوں سمت سڑک کے استادہ کئے اور باغات کے درخت آراستہ کئے تمغے چاندی اور سونے اور جواہرات منڈھے گئے یہی انتظام تا شام رہا۔ جس وقت میدان فلک کی آراتگی جواہر کواکب سے ہوئی اور اندھیرے نے چاروں طرف اپنے پر پھیلائے۔

ملکہ حیرت دشت میں ایک جگہ مصروف عبارت جمشید ہے۔ اس کا حال صبح ظاہر ہو گا۔ لیک اس رات جماؤ ساحروں کا ہونے لگا۔ یعنی ایک آسمان سرخ آ کر چھایا گیا اور پھول سنہرے برسے۔ پہر بھر کے آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤ پیدا ہوئے ان پر بارگاہیں زربفتی اور بادلے اور مخمل کی بار تھیں۔ وہ بارگاہیں کنارے کنارے سڑک کے ساحروں نے استادہ کیں قباہے بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتے تھے۔ کلس یاقوت و زمرد کے چڑھے تھے۔ ہر ایککلس پر طاؤ جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مالا منقار میں لیے تھا۔ بارگاہ میں فرش مکلف قاقم سنجاب کا لچھا تھا چار سمت سائبان زربفتی باسلک مروارید کھینچ دیئے۔ نیچے ان کے تخت ہائے مرصع کار بچھ گئے سامنے تخت کے کرسیاں جواہر آ گئیں اور دوہری باڑھیں فانوس میناکار کی لگا دیں۔ لخلخلے اور گلدستے جا بجا ہوا کے رخ رکھ دیئے۔

جب یہ درستگی ہو چکی، یکایک فلک کی طرف روشنی ہوئی اور نوبت و نقارے سے بجنے سواریاں

شاہان طلسم کی کہ باجگزار افراسیاب ہیں آنے لگیں کوئی بادشاہ ملک مشرقد کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمال سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک۔ ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آئے سب زرد لباس پہنے تھے اور مالے و دیگر اقسام کا زیور جو کچھ پہنے تھے' وہ لعل اور معدنیات کا تھا یعنی جو چیز کہ آفتاب سے متعلق ہے اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور نافرمانی اور زیور بھی ویسا ہی یعنی جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہے۔ زیب بر کئے تھے اور ملک شمال کے بادشال لباس اور زیور جو کچھ کہ متعلق بہ مریخ ہے پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بعطار ہے وہی زیب قامت کئے تھے۔

قصہ مختصر یہ بیان قصے کے رنگ کو کھو دیتا ہے ظاہر ہے کہ افسانہ اور ہے نجوم و حکمت و ہیئت اور ہے چنانچہ صاحب بوستاں خیال ہے یہی رنگ پسند کر کے سارا قصہ لکھا ہے۔ یہاں اس طرز کو عام فہم حقیرے نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ نہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ دوسرے اصل دفتر میں بھی کچھ ذکر اس کا نہیں۔ ہاں داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان کرے تو اس کو اختیار ہے۔

○○○

• تخت خداوند لقا

خلاصہ یہ کہ ان بادشاہوں کی سواریوں کا انتظام اور دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے۔ یونی کوئی ان میں عورت ہے اور کوئی مرد ہے۔ تخت بلتنے سحر پر لباس

فرمان روائی پہنے ہر ایک سوداگر و مشیر اور امیروں کی قطار ہزار غلام زریں کمر اور ہزارو کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھوں میں لیے۔ آگے آگے باجے بجتے ڈمرو اور ناقو کی صدا بلند چاہ زمرد پر نذر اور بھینٹ چڑھانے کا سامان لیے' کشتیاں زر و جواہر کی بکریاں اور سور وغیرہ ہمراہ شہزادیاں طلسم کی آرائش اور بناؤ کیے۔ لب لعلین کو ان کے مسی سے سروکار پیشانی پر نزاکت سے افشاں بار آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے سر پر تاج رکھے مور پانوں زیب قدم کیے۔ سرتاپا بہار رشک گلزار کہ بیک غمزدہ کشور جان جوانان دہر کو برباد کریں۔ اسی طرح شب بھر داخلہ شاہانہ طلسم کار ہا۔

یہاں تک کہ ملکہ زلفین کا کل اور مکہ گل اندام نازک بدن' ملکہ محبوب لاثانی' مشکبوئے کا کل کشا' ملکہ مست ناز اور مکہ گل باز اور گہر ریز اور ملکہ حسین زریں لباس ملک جمیل زریں قمر' شعلہ خیز شاہ جادو اور ملک خونخوار تبر زن جادو اور ملک ظہیر دیوکش جادو اور ضریر آہن کلاں فولاد بدن جادو و غیرہ تمام شاہان طلسم آ کر جمع ہوئے۔

اگر نام ان کے فرداً فرداً نام لکھے جائیں تو نہایت طول ہو انشاء اللہ تسخیر ہونے ممالک طلسم کے وقت نام خود ہی ذکر ہوں گے۔

جب یہ شاہ اور شہزایاں آ چکیں تو اکابرین طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہ ہوں کا لشکر اور بیرو نگاہ کے لوگ کوسوں تک اتر پڑے

اب بارگاہ طلسم سے تاباغ عشرت کہ منزلوں کا فاصلہ ہے انسان اور انبوہ خلق تھا۔ سوائے بارگاہوں اور خیموں کے اور اکثرت خلق کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ جب معززین طلسم

بھی آ چکے پھر منتظمان طلسم آنے لگے۔ کوتوال طلسم اور مہربان گرد اور کہ یہ سب جہاں خاص طلسمی مرحلے ہیں اس جگہ کے منتظم ہیں۔ اور اس کے داخلے کے وقت طلسم

میں ان سب سے مقابلہ ہو گا اور جب لوح طلسم تدبیر ان کی موت بتائے گی اس وقت یہ مارے جائیں گے۔

خلاصہ کلام جب منتظم داخل ہوئے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا اور پھول گلاب کے مگر جواہر کے بنے ہوئے اس ابر سے برسنے لگے۔ ہزار نقارے سے بجتے سنائی دیئے صد ہا منقل سونے روپے کی جلتی نظر آئیں۔ تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور منتظم وغیرہ برائے استقبال سمت فلک سوار ہو کر چلے کہ وہ سحاب زمین پر اترا۔ اس پر فرش ملو کانہ اور تخت معشق سراپا ناز عربدہ ساز زوری جواہر پہنے لباس فرمانروائی زیب جسم کئے جلوہ گر تھی۔ کئی ہزار نازنین مصاحب اور ہمدم اور کنیز اپنے اپنے رتبے کے بے موافق کھڑی اور بیٹھی تھیں اور اس محبوب زیبا تمثال کے سراپا کا کیا بیان کیا جائے صفحہ افسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے۔ زلف سیاہ کے عنبر سارا اور مشک کیا۔ حلقہ گیسو کے بندہ حلقہ بگوش بے دام مانگ جادہ کہکشاں فلک کو راہ بھلا دے۔ پیشانی نور آگیں سپیدہ صبح صادق کو کاذب بنا دے خالد ہندوستان ضمیر عاشقاں بھویں وہ محراب جو سجدہ گاہ حسینان جہان پلکیں وہ ناوک و دز۔ آنکھیں وہ جم سر شارے محبوبی۔ کہاں تک وصف اس کا لکھا جائے گردن صراحی دار۔ سینہ گنجینہ نور چھاتیوں کا اسیر ظہور۔ نار پستان کو دیکھ کر نارستان کا سینہ شق ہوا۔ شکم صاف و شفاف تختہ ملور سیلی کی سیدھی لکیر نہ تھی پشت پر بالوں کے آنے سے عکس کا ظہور ناک کو گرداب سحر حسن کہنا پرای بات ہے یہ چشمہ آب حیات ہے۔ غرض یہ کہ از سرتاپا وہ نازنین یکا نہ و ہر نازداا میں بلا کا قہر۔

اس کا فرکیش کو تمام شاہ اور معزز و منتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی۔ کیونکہ دختر سے خداوند داؤد جادو کی' جو خاص نبیرہ سامری ہے اور طلسم میں خدا کرتی ہے اور

جس بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پر تلوار سے چاک کرتا ہے سر اس بادشاہ کا اس ملک میں کہ جہاں کا وہ حاکم ہے کٹ جاتا ہے خداوند جیسے چاہتے ہیں اس کو پھر بجائے

شاہ مقتول کے باشاہ کرتے ہیں اور علاوہ اس کے اور بہت کچھ طلسممیں اس کو اختیار ہے۔ آج اپنے عوض نور چکیدہ اپنی بیٹی کو میلے میں بھیجا ہے اور داؤد اپی جگہ سے اٹھتا بھی نہیں اور ملاقات بڑی مشکل سے خداوند کی میسر آتی ہے۔ لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہیں تو پردہ گنبد قدرت کا اٹھتا ہے ایک روشنی سی سب دیکھ لیتے ہیں۔

غرض یہ کہ نام اس لڑکی کا ملکہ لا لان خون قبا ہے یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ اسد فاتح طلسم کی ہو گی اور شہزادے کے نکاح میں آئے گی۔

بحول و قوت آلہی شہر داؤدیہ کا فتح ہونا اور داؤد کا مسلمان ہونا جلد دوم میں ذکر ہو گا۔

قصہ مختصر جب خداوندی زادی داخل ہوئی۔ بارگاہ طلسم جو زیر گنبد نور ہے اور سوائے شاہ جاودان کے اور کوئی جا نہیں سکتا' اس بارگاہ میں یہ جا کر تخت سلطم پر یہ جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور انیسیں اور جلیسیں گرد کرسیون پر بیٹھیں۔ ناچ ہونے لگا۔ جام ے ارغوانی چلنے لگا لیکن ملکہ برہم دہی اور کارپر دازوں سے گویا ہوئی: "اس افراسیاب کو غرور بہت ہو گیا ہے آج ہمارے استقبال کو بھی حاضر نہ ہوا۔"

لوگوں نے عرض کی کہ انہیں حضور کے تشریف لانے کی خبر نہیں۔ اب آئیں گے تو مراسم تعظیم بجا لائیں گے۔"

یہاں تو ذکر ہے مگر میلے میں پھر شور اٹھا اور بلا ہائے سیارہ غولان طلسم اژدر ہائے داماں اور شیراں ژیان میلے میں آئے' وہ بلائیں اگر کوئی خواب میں دیکھ لے تو تمام عمر نیند نہ آئے' خواب عدم میں بھی چونک پڑے۔ اور بر اے سرا ان کے آسمانوں سے لگ اور پاؤں قعر زمین میں تھے کسی کے سر سے اژدہا منہ نکالے شعلے چھوڑتا اور کسی آنکھ سے دمبدم قطرہ اشک گر کر بلائے تازہ بنتا اور آدمیوں کو کھاتا یہ بلائیں خبیث اور بھوت ہیں انہوں نے آ کر ایک گوشے میں باغ جمشید کے قیام کیا۔

اب کوئی سوائے عمرو مطیعوں کے باقی نہیں' جو داخل نہ ہوا ہو۔ صرف حکیم قسطاس الحکمت و رفیع الحکمت و منصور الحکمت کہ مرد خدا پرست ہیں اور جیسے کہ بادشاہ طلسم

کو افراسیاب نے قید کیا ہے۔ ان بزرگوں کو بی بطور نظر بندوں کے رکھا ہے۔ پس یہ لوگ میلے میں نہ آئے اور شاہ طلسم کے بزرگ مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست و بقلین چہار دست وغیرہ بروقت پرستش چاہ زمرد پر آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ رات بھر میں تمام طلسم کی خلقت جمع ہوئی۔ جس وقت کہ شہنشاہ سیار کا سر تاج فلک ہفتم پر پہنچا اور تماشا گاہ روز گار میں بادیدہ حیران وہ میلہ دیکھنے آیا۔ شہنشاہ افراسیاب بجاہ و چشم میلے میں آیا اور حا آمد خداوند زادی ملکہ لالان خون قبا سن کر کشتیاں زر و جواہر بھر نذر لے کر سامنے ملکہ کے گیا۔ تسلیم کی نذر دی۔ عذر عدیم الفرصتی کیا۔ ملازموں کو تاکید اکید کی خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ سب حاضر خدمت رہیں۔ جملہ سامان راحت موجود رہے۔ پھر وہاں سے رخصت ہو کر صحرائے باغ جمشید میں گیا۔ یہاں آسنی بچھائے ملکہ حیرت پوجا جمشید کر رہی تھی ایک پاؤں پر کھڑی سحر پڑھ رہی تھی اور افراسیاب نے پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے لگا کر ملکہ کہ منہ میں دی

حیرت کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری کھا کر سر ہلایا کہ افراسیاب نے اشارہ کیا کہ سب ساحر ہمراہ ہی وہاں سے ہٹ گئے۔ حیرت نے ایک اف کی شعلہ منہ سے سبز رنگ کا نکلا' باہر نکل سرخ ہو گیا۔ ملکہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے ایک چادر آتش پیدا ہوئی اور سر سے پا تک ملکہ کے لپٹ گئی۔

افراسیاب نے کہا: ”اے ملکہ مرحبا! کیا کہنا تم تو پیاری بندی جمشید کی ہو۔

ملکہ حیرت بولی: ”اب کنیز رخصت ہوتی ہے اور جا کر چاہ زمرد کے اندر پوجا کرے گی' لیکن باغیوں کو آپ طلب طلب کیجئے۔ سب لوگ آئے مگر وہی نہیں آئی۔“

شاہ نے کہا: ”تم پوچجا سے فارغ ہو تو بلاؤں اس وقت ملکہ نے دونوں ہاتھ بلند کئے

ایک سلاخ آتش کی زمینسے فلک تک استادہ ہو گئی اور اسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی غائب ہو گئی۔ افراسیاب نے کہا: "ابھی مجھے بھی کام ہیں۔ یہ کہہ کر یہ بھی

غائب ہو گیا مگر اب میلہ قرار واقعی جم ہو گیا۔

اب حال بارگاہ مہ رخ سنیے کہ عمرو رات بھر مشغولاور ادخوالی رہا اور دعائیں اور آیتیں صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا۔ جس کی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے میں نہ گیا۔ جس کی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے میں نہ گیا۔ صبح کو نماز پڑھ کر مع عیاروں کے عمرو روانہ ہوا کہ میں جا کر میلہ دیکھ آؤں چلتے وقت مہ رخ سے کہتا گیا: "اے ملکہ ناچ دیکھو خوشی کرو میں آتا ہوں۔"

ہر چند اس نے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بےحس ہے۔ کیونکہ صدائے نقارہ سن کر آخر قلب پروہ تاثیر ہوئی ہے کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میلے میں جاؤں۔

خلاصہ عمرو اسی حالت میں انہیں چھوڑ کر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے میلے کے قریب حد کے پہنچا۔ جہاں کو راستہ پایا دس ہزار بیس ہزار کے غول ساحروں کے آتے ہوئے نظر پڑے۔ دکاندار دکا میں لگائے تھے۔ سروں پر گلنار شفالوی قرمزی رنگ برنگ کی پگڑیاں باندھے دکانیں تمام آئینہ بند تھیں۔ بازار آراستہ ہو رہا تھا۔ خیام اور بارگاہیں کہ جن کی صفت کرنے سے زبان قاصر ہے اور شمہ ذکر اوپر بھی ہو چکا۔ استادہ وہ دیکھیں کلس ان کی سنہری رو پہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے۔ گویا ہزاراں آفتاب نکلے ہوئے تھے۔ لاکھوں پالیں دوکاندار کی نصب تھیں۔ انبوہ خلائق تھا کہ کوسوں تک تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔

عمرو صورت ساحر کی ایسی بن کر عازم ہوا کہ میں کسی بازار میں جاؤں دو قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بڑھیا ظاہر ہوئی۔ سر کالا منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت سر ہلتا تھرائی ہوئی عصا تھامے قریب عمرو کے آئی اور کہا: "کیوں مئے تو بد ذاتی کرنے پھر آیا۔۔"

عمرو نے براہ مضحکہ کہا: "او پیر زال تو کبھی مرے گی بھی" بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی لے کر کانپتی ہوئی چلی۔ عمرو بھاگا لیکن جدھر گیا اور جہاں تک گیا۔ اس برھیا کو دیکھا کہ

سایے کی طرح ساتھ ہے۔ آخر یہ ایک جگہ ٹھہر رہا۔ بڑھیا نے آ کر لاٹھی اٹھائی کہ ماروں بھڑوے جو ایک سر کے چار سر ہو جائیں۔

عمرو نے کہا: "بڑی بی قصور معاف کیجئے۔ بڑھیا نے کہا: "خبردار کہیں بد ذاتی کی۔ نہیں تو اتنی لاٹھیاں ماروں گی کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں گے۔" یہ

یہ کہہ کر بڑھیا چلی گئی۔ اسی طرح اور بھی عیار صورتیں بدلے پھر رہے تھے۔ انہیں بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر سمجھایا کہ خبردارکوئی بدمعاشی نہ کرنا' ورنہ سزا پاؤ گے۔"

جب قران کو بڑھیا ملی۔ اس نے چاہا کہ ایک بغدا بڑھیا کے گاؤں۔ بڑھیا نے کہا: "موئے میں سمجھا دیتی ہوں۔ خبردار کہیں شرارت نہ کرنا۔ ورنہ یہ بغداد وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا۔" یہ کہہ کر غائب ہو گئی۔

قران اور عیار زفیل بجا کر ایک جگہ جمع ہوئے اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا۔

برق نے کہا: "مجھے جو بڑھیا ملی تو اس نے کہا: "جا میں تیرے استاد کو چھوڑ دیا۔" اسی طرح سب نے حال کیا۔

عمرو نے کہا: "یہ بڑھیا نہ تھی بلکہ سحر تھا۔

یہ سن کر قران نے کہا: "استاد جس وقت ہم کو ایک بڑھیا نے پکڑ لیا۔ پھر جب افراسیاب ہماری گرفتاری کا قصد کرے گا تو لمحہ بھر نہ بچ سکیں گے اور میرا گرفتار ہونا میری قض ہے۔ آقا میرے فرما چکے ہیں کہ جس روز بازو تیرا بندھے گا اسی دن تو مرے گا۔ پس مجھ کو کہیں پوشیدہ کیجئے اور لشکر مہ رخ بغیر جائے میلے میں نہ رہے گا۔ یہ کسی طرح نہ رکیں گی۔ جب شاہ طلسم نے سحر کیا۔ سب چلی آئیں گی۔

عمرو نے یہ کلام سن کر کہا: "بیٹا سچ کہتے ہو۔ اب تم میرے ساتھ رہتے ہو۔ آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کرو اور کل مقامات ذرا ذرا باغ جمشیدا اور چاہ زمرد باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہیں شاہاں طلسم کی سب رکھ رکھو۔ کل اٹھواں دن

میلے کی بھیڑ اور جماؤ کا ہے۔ کل یا تو خدا خدانخواستہ ہم تم گرفتار ہو گئے اور جان گئی
اور یا تو اس میلے کو ہم نے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹیں گے کہ جتنے میلے میں ہیں

سب ننگے ہو کر جائیں اور بہت سے خواب عدم میں سوئیں۔ لاشیں ان کی چیل کوے
کھائیں۔ اگر یہ افراسیاب شاہ جاوداں ہے تو بندہ بھی نظر کردہ ہفت پیغمراں ہے انشا
اللہ کل میں ہوں اور یہ میلہ ہے اور افراسیاب ہے۔
قران نے ساری گفتگو سن کر عرض کی: "بہتر ہے' انچہ مرضی مولا ازہمہ اولیٰ غلام آپ
کے ستھ ہے۔"
یہ کہہ کر سب عیار مل کر بصورت مبدل چلے۔ عمرو سب کو لیے راہ کترا کر قریب
باغ جمشید آیا کہ اسی کے متصل چاہ زمرد ہے۔ دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت انتما
ہے۔ فرسنگ در فرسنگ گلہائے رنگ پھولے ہیں جواہر کے درخت ہیں ور جواہر کے
پھول ہیں جس چیز کا پھول جواہر کا بنا ہے اسی پھول کا عطر اس جواہر کے پھول کے خوشے
میں داخل کیا ہے کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل واصل میں فرق نہیں باقی ہے خیاباں
خیاباں بہار وہاں کی مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتی ہے۔ برگ سمن بن کر سوسن سے
ہمکلام تھے اور گل سبزے پریوں کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر منشی قدرت نے یاقوت احمر
سے نقطے دیئے تھے گوش شاہد چمن میں پتے بالیاں تھیں۔ خوش رنگ نرالیاں تھی۔ گل
بوٹے طرح بہ طرح کے ایسے تھے کہ قبائے پر ضیائے گلشن میں پھول زرا ندر دیتے
تھے۔ گل اشرتی کے پھولوں کو توڑا نہیں' بے شمار سوس اوداہٹ پر لب مسی آلود گلغداں
دہر نثار باغبان چار چمن گیتی نے میلہ لگایا جو پھول عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا۔
بادصبا خریدار تھی۔ بوئے گل ہر سمت لے جاتی تھی مشام گلر خان روز گار معطر فرماتی
تھی۔ ایسے میلے میں یہ باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے اور گھنے درخت سایہ دار نیچے درختوں کے
فرش عمدہ بچھا تھا' نسرین بدن سمن رخوں کا مجمع تھا۔
عمرو یہاں سے سیر کرتا ہوا آگے بڑھا۔ عیار سب ساتھ ہیں آگے بڑھ کر صحرا میں نمکیرے
کھڑے تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے۔ ناچ ہو رہا تھا وہ فتنہ روزگار معشوقہ طرحدار

رقاصہ انجمن تھی' عاشق کی جان کی دشمن تھی کمر کو لے کی لچک اور گھٹنا آگے بڑھنا
اس طرح کا تھا کہ عاشق اف کر کے رہ جاتے تھے۔ وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ

جانا مارے ڈالتا ہے

کوئی مشق ستمگری میں تھی
کوئی سرگرم دلبری میں تھی

چل رہی تھی کسی سے کوئی چال
بن چھری ہو رہ تھا کوئی حلال

مثل گل اک نگار خنداں تھی
شکل سنبل کوئی پریشاں تھی

کسی عاشق پہ سرفرازی تھی
کسی بیدل سے جعلسازی تھی

جب یہاں سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ساز یعنی ستار و بین اور سارنگی
و چکارا وغیرہ بجاتے ہیں۔ بایاں ہاتھ ہل رہا ہے۔ ٹھیکے میں ادھا بجتا ہے۔ نئی نئی تانیں
اور اوپچیں لیتے ہیں۔ کوئی کدارا بجاتا ہے۔ کوئی ملار گاتا ہے۔ کسی کو پہلو اور جوگیا
پسند ہے۔ تماشائیوں کا ٹھٹ لگا ہے۔ واہ واہ کی صدا بلند ہے۔
جب اور آگے چلا پالیں ساقنوں کی تنی دیکھیں۔ نیچے پال کے چوکا تختوں کا بچھا تھا۔ اس
پر چاندی کا فرش و قالین آراستہ تھا۔ مقابا اور صندوقچہ دھرا تھا۔ صندوقچے سے لگا ہوا
آئینہ حلبی رکھا ساقنیں ہزاروں بناؤ کئے دولانی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے' آگے سے

طوق سونے کا دکھانے کا گلا کھولے پائینچے پاجامے کے پیچھے تخت پر پڑے تھے پر افشاں لگائے پٹے چھوڑے بال بنائے لب تخت پر باہزاراں ناز و انداز بیٹھی تھیں۔ کان کا زیور جھوم کر جھونکے لیتا تھا۔ رخ تابندہ بحر حسن تھا۔ اس میں اس شیور کو عکس پڑتا۔ یہ ظاہر تھا۔ جیسے کنول دریا میں تیرتے ہیں یا مچھلیاں اور جانوراں آبی پیرتے ہیں۔ ہاتھوں میں کڑے پڑے۔ دست حنائی میں پور پور چھلے تھے۔ ایک سمت لگن اور پتیلوں میں نیچے بھگتے تھے سامنے کچھ حقے تیار تازے کئے تھے۔ تپائیاں سرا خدار تھیں چلمیں اس گھڑی سی تھیں۔ خریداروں کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا۔ کوئی دوا فی چلم اوڑاتا تھا کوئی جوان اشرفی اور روپیہ دینے والا آ کر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا۔ ساقن بھی مسکراتی تھی۔

یہ کیفیت دو ناشتہ جماتی تھی۔ ایک طرف سامنے خریدار دعائیں دیتے تھے کشمیر اور سالجہاں مانگتے تھے یار قند پیسے والی چلم کے بھروانے اڑاتے تھے۔ کوئی کہتا تھا۔ "ساقن کے دم کی خیر' آج پیٹرو پر کی ہم کو بھی پلوایئے۔"

ساقن کہتی تھی' "بیٹا اب تو انگیا کے اندر کی پیوست بہت عمدہ ہے۔" دمبدم چلم جما کر دیتی تھی۔ خریداروں میں یہ بحث تھی۔ ایک کہتا تھا: "سر کرو۔" دوسرا کہتا تھا: "کیا ہم کو پست پینے والا مقرر کیا ہے۔ اس چلم کو تم سر کرو۔ اس دفعہ دو آنہ کی بھروائیں گے تو ہم سر کریں گے۔" کوئی کہتا تھا: "اور پھٹک کر بھرا آگ رکھنا۔" کوئی کہتا تھا۔ ہماری چلم پر بکل کی آگ دھرنا دم پڑنے سے لویں بھق بھق اٹھتی تھیں۔ سرور ہوتا تھا۔ شعر پڑھتے تھے۔ دائرہ اور روف تخت پر بیٹھ کر بجاتے تھے۔ پٹہ ٹھمری غزل گاتے تھے۔ عجب سماں کا نیا جلسہ تھا۔

ان سے آگے بڑھ کر مدک والوں کی دکان نظر آئی۔ حلقہ کے لوگ بیٹھے تھے۔ قلمیں سلگتی ہوئی ہاتھ میں تھیں مہرو حقے پر جے تھے۔ گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے

کچھ مدک والے وانپہ بیٹھے تھے
نوجوانوں کو چھینٹے دیتے تھے

گنگا جمنی بھرے ہوئے چھرے
رکھے تھے ماہر دیوں کے آگے

غیرت مہر و ماہ تھے مہرو
نہیں قلمیں پری کے تھے گیسو

شعلے اٹھتے تھے ایسے چھینٹوں کے
سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انہیں کے مقابل ایک سمت کو بنک فروش سل بٹے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیے لوگوں کا مجموع کوئی لیٹا چڑھاتا' کوئی چلو لگاتا۔ کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی میں بادام بھی ڈالنا کوئی لوگن الاچی کی فرمایش کرتا تو کوئی کہتا: "یا داتا غفور نشے ہوں بھرپور کوئی کہتا: "گاڑھی ہو گی تو نگاہ تاڑی ہو گی کوئی پکارتا
گاڑی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے
کوئی آزاد یہ صدائیں سناتا نشے کی حالت میں بانگ لگاتا۔ یہاں سے جو آگے بڑھا۔ میخواروں کا جلسہ نظر پڑا دکان کلوار کی بنتی بجی اونچے چبوترے پر گلابیاں شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھیں۔ کچھ لوگ اندر دکان میں بیٹھے تھے۔ بوتلیں اور کجیاں سامنے رکھی تھی دور چلتا تھا جس کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہو گیا تھا۔ کچھ ان ہنسیں رہے تھے- آپس میں مذاق میں کرتے تھے۔ مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر نہ ہوتے تھے۔ کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے' وہ تو بنکار رہا تھا۔ کوئی کیچڑ میں لوٹتا تھا۔ کوئی بے ہوش پڑا تھا منہ

سے رال بہہ رہی تھی۔ کسی کو ڈولی میں ڈال کر لوگ لے گئے تھے۔ کوئی نشے میں
تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا۔ باہم جوتی پیزار لڑتے تھے۔
مے خانے کی سیر دیکھ کر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہیں۔ تلوار باہر کھنچی ہے۔
شور بلند ہے۔ لوگ بھاگتے پھرتے ہیں کہ یکایک دھو تو دھو تو تر ہی پھکی اور کوتوال
دوڑ لے کر دوڑا۔ کچھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ کو پکڑ لیا۔ ایک طرف چورگرہ کاٹ
گرفتار ہوئے ہیں۔ کوئی کسی کی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شانے پر کھینچ کر بھاگا
تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیوں اور نان بائیوں کی دکانیں بصد صفائی اور
زیبائی سے نظر آئیں کہ حلوائی کی دکنا پر تال برنجی برابر چنے تھے' آگے دکان کے زنجیر
برنجی لٹکتی تھی۔ گھنٹی اس میں بندھی تھی۔ اندر دکان کے نوکروں نے گولے پر کڑھاؤ
چڑھاء تھے۔ مٹھائی بناتے تھے الماریاں مٹھائی سے بھری رکھی تھی۔ تھالوں میں مٹھائی کو
جالدار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے۔ مٹھائی اور برورق
طلائی اور نقرئی لگے تھے۔ عجب جوبن دیتے تھے۔

ایسے خوش رنگ تھال رکھے تھے
طشت مہر فلک سے اچھے تھے

حلوہ سوہن میں ایسی لذت
ٹوٹتے دیکھے سے وہ لطافت تھی

حبشی کا جواب جوزی تھا
جس کو کھایا مزا جدا پایا

کب تراز دکا وصف پورا ہو
رشک خورشید جس کا پلہ ہو

نان بائی بصد خوش زدائی مسی صاف و شفاف میں طعام لذیذ چنے ہوئے تھے۔ پلاؤ زردہ قورما مرغ کا شوربا شیرمال و کباب و باقر خانی آبی نان ہوائی کلچے وغیرہ ہر قسم کا کھانا

مہیا رکھتے تھے۔ کچھے لوگ دکان میں کھانا کھاتے تھے۔ کچھ خریدار پیالے لیے کھڑے تھے

شیر مالوں کو لے کے جو کھائے
نان نعمت کا وہ مزا پائے

ان کی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ
ماہرویوں کے جوں حنائی ہاتھ

وہ نہاری جو دیکھ لے بیمار
دل سے جاتا رہے شکیب و قرار

چٹ پٹے جو کباب وہ کھائے
زیست کا لطف اس کو ہاتھ آئے

ان سے آگے بڑھ کر خبڑ نون اور سنکریوں کی بہار دیکھی کہ لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سامنے ٹوکروں میں ترکاریاں انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے۔ جس میں ایک لاثانی ہر ایک میں بہار جوانی وہ سبز رنگ پیشانی اونچا چہرہ تابناک ہاتھوں میں مہند لگائے بانگ لیے گنڈیریوں کے لیے گنے پونڈے چھیلتی تھیں۔ خریدار نوجوانوں سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے۔ نار پستان کے سینکڑوں بیمار تھے۔ تولنے میں جب ہاتھ اونچا ہوا' پیاری بغل میں منہ ڈالنے کو جی چاہا

دے رہا تھا فریب سیب ذقن
کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن

نار پستان پہ شیفتہ تھے ہزار
تھا انار ایک اور سو بیمار

پستی لب پہ لوگ پستے تھے
شاخ بنی پہ ناک گھستے تھے

تھے ان آنکھوں کے عشق میں بدنام
ڈورے ڈالیں نہ کس طرح بادام

دیکھے گر ان کی چھاتیوں کی ابھار
شق ہو غیرت سے مثل انار

چست محرم پھنسی پھنسی کرتی
تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی

لال اطلس کے لہنگے بوٹے دار
گل لالہ کی دے رہے تھے بہار

دست رنگیں میں دست بند کڑے
پائے نازک میں بھی غضب کی چھڑے

رکھتی تھیں ہیر پھیر باتوں میں
رات دن تھیف وہ ایسی گھاتوں میں

کیجئے اس طرح سیا فقرا
لوٹیے باندھ کر دھڑا الٹا

تول لیتی تھی سب کو ان کی نگاہ

کنوئیں جھکوا رہی تھی ان کی چاہ

رکھتے تھے سیب کا مزہ امرود
روح انسان کی پڑھے کی درود

تازے تازے بڑے بڑے انگور
دیکھے زاہد بھی تو ہو وہ مسرور

آم شیریں تھے وہ کہ لب ہوں بند
بیچ سڑک پر خوانچے والے پھرتے دال موٹھ اور حلوا

سوہن اوعر کچالو اور دہی بڑے اور گول گپے مصالحہ دار بیچتے تھے۔ قلمیں بالوں کی کنپٹی پاس نکلتی تھی کان میں سینکیں گھڑی کمر بندھی تھی۔ پتے اس میں بھرے تھے۔ ہر سمت صدا گاتے پھرتے ان کو دیکھتے ہوئے جب آگے بڑے بزادہ آراستہ پایا کہ نبراز تھان عمدہ کپڑوں کے ڈھیر کئے دلال دکان کے قریب پھرتے

بانکا ترچھا ہر اک تھا بزاز
خوبرو نوجوان سراپا ناز

گلبدن کوئی کوئی رشک قمر
اور نزاکت میں غیرت گل تر

اپنی اپنی سجے ہوئے دکان
کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کناں

اطلسیں ہر طرح کی صورت دار
گاج کے تھان غیرت گلزار

بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر
صدقہ ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر

کامدنی کے تھے وہ نازک کار
زر گل کی خجل تھی جس سے بہار

طاقے مخمل کے وہ دکانوں پر
گل تر سے بھی تھے کہیں بہتر

گٹھڑیوں میں بھی خوشنما کمخواب
وضع میں خوب طرز میں نایاب

نین کو سکھ سوہن کو خوش آئے
خالی گاہک سے پھر جائے

چٹرا چھا تھا چھپی آدھی تھی
پاؤلا دنیا گفتگو ان کی

ان کی دکانوں سے ہٹ کر صرافہ تھا ایک ایک صراف پیسوں کا ڈھیر لگائے کے نیچے

اٹھنیاں چونیاں روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی دو سیٹھ جی لقب ان کا تھا۔
یہاں سے آگے بڑھ کر جوہرہ بازار میں پہنچے ایک جوہری حسین یاقوت لب مرجان دست
فرش معقول بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھ جانچ کر رہے تھے

جوہری بیٹھے تھے قرینے سے
تھے جواہر نفیس پاس ان کے

آگے رکھے تھے پھول کے کانٹے
اس میں سب بانٹ تھے جواہر کے

خوشنما تھی وہ موتیوں کی لڑی
جس سے شرمائے عقد پردیں بھی

جوہری بھی تھے انتہا کے حسین
مثل یاقوت ان کے لب رنگین

بازار میں برہمن قشقے ماتھے پر دیئے چندن بدن پر لگائے' لیٹا کمر مین گھڑے سے ڈول

ہاتھ میں لیے کڑا بجاتے پھرتے تھے۔ ایک طرف سقے بادلے اور کھاروے کی لنگیاں باندھے
کٹورے کمر سے باندھے مشک و دش پر اٹھائے چھلے سے کٹورے بجاتے تھے۔

عمرو عیاروں کے لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا: "استاد ہم کو میلے کا خرچ دو
کہ ہم بھی کچھ لیں۔"

عمرو نے کہا: "بیٹا یہ میلہ ہمارے قتل کے لیے ساحروں نے کیا ہے۔ ہم کو خوشی کرنا
نہیں زیبا ہے اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تم کو میں خرچ دوں گا۔"

یہ کہہ کر آگے بڑھا۔ بساط خانے کو سجا دیکھا کہ دکانوں میں زینے بنے ہیں۔ سفید کپڑے
سے منڈھے ہیں ان پر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے سوت کے گولیا اور
ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا۔ چھتریاں ٹنگی تھیں۔ ایک طرف سرخ سبز رنگین
پیالیاں اور لڑکوں کے کھیلنے کے چکٹی اور لٹو اور پنیس اور ڈولیاں رکھی تھیں بعض دہ
نوں اور سرمہ تھا۔ بعض کے یہاں شیشہ اور سوئی نگینے وغیرہ تھے۔ کہیں کنگھی ہاتھی
دانت اور سینگ کی نایاب تھیں۔ کہیں انگریزی چیزیں لاجواب تھیں۔

انہیں کی دکانوں کے نیچے اور متصل علاقہ بند بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھے تھے۔ پھول ریشمی
بناتے تھے۔ فیتہ بنتے تھے شمسے باندھتے تھے۔ عجب طرح کے دست کار تھے۔

ان سے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا نقش جما رہے تھے۔ موتی بیدھتے تھے' نگینے کھودتے
تھے' کہ ایک سمت سادہ کارکوش پر کار بیٹھے' انگوٹھے چھلے خوشنما بنا رہے تھے۔ کچھ آگے
بڑھے گوٹے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے' ہر ایک کی دکان میں پٹیاں رکھی تھیں۔
کچھ مال سامنے کھلا تھا' لپکا لوگ لیتے تھے کوئی موٹی بام کا مانگتا تھا کہ داموں میں سستا
ہو گا۔ کوئی چوڑا پٹھا چاہتا تھا۔ کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی توئی کا خریدار تھا۔

ہر جدہ دو رویہ پاؤن کے نیچے تختوں پر تنبولیوں اور تنبولنوں کو بیٹھے دیکھا۔ تختے سامنے رکھے۔
اس پر پان ہر قسم کے چنے دہلوی سیدھی کر کے چھانتے تھے۔ سامنے برنجی تھالیاں چنی
تھیں کسی میں لونگ کسی میں الائچیاں تھیں۔ کتھے چونے کی بنگلے نما کلہیاں رکھی کہ

تختہ اک ایک ربرو رکھ کر
اچھے اچھے چنے ہیں پان اس پر

ڈبیوں میں لوگ الاچیاں ڈلیاں
کتھے چونے کی خوشنما کلھیاں

اپنے گاہک کو یوں بلاتے تھے
خاص یہ پان ہیں مہوبے کے

بنگلی پان ہے دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے۔ کہیں گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے۔ کسی جگہ تمباکو والے کالے دھن کی خیر منانے والے خمیر سادہ کڑوا بیچتے تھے۔ کہیں عطار مسیحا دم دوائیں نایاب فروخت کرتے کہیں کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بھلائے بھولوں کے عمدہ لگائے تھے۔ ایک مقام پر نیچے بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے
اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے

ہار تھے شیشوں کے وہ رنگین
جیسے تابندہ خوشہ پروین

کنٹروں میں بھی رنگ رنگ کا تیل
بھاری ہلکا لطیف اور بے میل

اپنے دن بالوں میں ملنے جو کوئی
رہے خوشبو ہمیشہ سر میں وہی

نکہت عطر غم کو کھوتی تھی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی

فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا

بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا

گل فروشوں کی دیکھی طرفہ بہار
رشک سے بوستاں کو بھی ہو خار

وہ جہانگیریاں ہیں بیلے کی
ہو مسخر جہاں جو پہنے کوئی

طوق ہے موتیوں کی کلیوں کا
اس کو پہنے تو نور کا ہو گلا

کوئی کہتا تھا یوں یوں پکار پکار
ہر طرح کے ہمارے پاس ہیں ہار

ہیں چنبیلی کے ہار خوشبو دار
جن سے اتی ہے بوئے جسم نگار

دیکھی تمبا کو والے کی دکان
ہر طرح کا مہیا تھا سامان

سرخ مخمل کے لاکھوں بورے تھے
سادے کچھ کار چوب کے کتنے

چاندی سونے کی مٹکیاں عمدہ
ان پہ مینا ہر ایک رنگ کا تھا

سادہ کڑوا کسی میں تھا لبریز
دلبر تند خو سے بڑھ کر تیز

وہ خمیرہ نفیس خوشبو دار
جس سے آتی تھی بوئے مشک تتار

جب نکلتا تھا منہ سے اس کا دھواں
نظر آتی تھی زلف محبوباں

تھے جو عطار سب مسیحا دم
بھرتے تھے مریض ان کا دم

ان کے عناب لب کا تھا یہ اثر
لیں بلائیں مریض سے وہ اگر

ہو جو مدتوں بھی شفا پائے

تن بیجان میں جان آ جائے

دیکھیے کیا بنفشہ تحفہ ہے
ابھی کشمیر ہی سے آیا ہے

ایسی ہی شیر خشت بھی نایاب
دیکھیں رکھ کر زباں پر احباب

دیکھیے کیا بندھی ہے الٹی چین
جس طرح ہو حسین چیں بجبین

دیکھ کر خود پھڑک رہا ہے دم
کیا ہے پایا ہے نیچے نے دم خم

نہیں واقف ہے کوئی اس دم سے
منہ لگایا تو باتیں کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہو گئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیر فی قدرت نے درج مغرب میں بند کیا
رات کو بھی عیار پھر سے باز نہ رہے دیکھا کہ منزلوں تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلیں نور کی جواہر آ گیں درختوں میں آویزاں ہوئیں اور آتش بازی فرسنگہار فرسنگ تک گڑ گئی۔ چرخیاں وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرغ میں لائیں نصب ہوئیں اور یکایک انار پڑاقے اور ہتھ پھول چھوٹنے لگے قلعے میں آگ لگائی۔ عالم روشن ہو گیا۔ دنیا کو چرخیوں نے منور کر دیا۔ زمین و زماں زر افشاں ہو گیا۔ ستاروں کا فرش منزلوں تک تھا اور

آسمان سے سونا برستا تھا۔ چرخ زبر جد ستارے میلے پر نثار کرتا تھا۔ اب تو رات کے سناٹے میں اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب ملت کا آدمی میلے میں آتا تھا کہیں ہندو تھے کہیں جمشید پرست کہیں آتش پرست تھے۔ مسلمانوں بھی خال خال اس ملک میں پوشیدہ تھے۔ وہ بھی میلہ دیکھنے آئے تھے۔ ہر سمت جلسہ عشرت مہیا تھا۔ بادہ خوشگوار کا دور چلتا تھا۔

غرض یہ کہ جمائع میلے کا کہاں تک بیان کیا جائے۔ محملا چند فقرے لکھ کر اصل مطلب لکھا جاتا ہے۔ یعنی عیار ان کو دیکھ رہے ہیں کہ مہاجن نیچے جانے پہلے لڑکوں کو ساتھ لیے سیر کراتے پھراتے ہیں۔ ہندنیاں اپنا اپنا بناؤ کئے پھر رہی ہیں۔ ان میں رام جینا بھی ہے کہیں طواف بناؤ کئے آشناؤں کو ساتھ لیے بیٹھی ہیں۔ کلیجی کے کباب بھن رہی ہیں۔ کہیں ایک رنڈی پر دو عاشق ہیں' اس پر قصہ ہوا ہے کہیں لونڈے پر جھگڑا ہوا ہے۔ تلوار چلی ہے۔ دوڑ گئی ہے لاگیں لگ رہی ہیں نٹ تماشہ کر رہے ہیں۔ نیتناں ناچ رہی ہیں' جھولے پڑے ہیں ساؤں ہوتے ہیں۔ درختوں کے نیچے دریان بچھی ہیں۔ شریف لوگ بیٹھے ہیں۔ ایک سمت افیونی بیٹھے ہیں' افیون گھلتی ہے گھنے چھلتے ہیں۔ حقے توے کے بھرے رکھے ہیں۔ ایک امرود چھیلا ہے۔ اس کے ٹکڑے کر کے سب کو باہم تقسیم کیا ہے کوئی کہتا ہے: "میں گنا ایسا چھیلتا ہوں کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی نکالی ہے۔ ایک ایک ریشہ باہم دیا۔ تعریف ہو رہی ہے جلیبی کی کڑکڑاہٹ ہے بعض اونگھ رہے ہیں۔ من منا کر بات کرتے ہیں۔ تالا میں جابجا لوگ نہاتے ہیں۔ ہندو چندن رگڑ رہے ہیں۔ تلک دیتے ہیں۔ کھور صندل کے اور قشقے ہاتھوں میں کھینچ رہے ہیں۔ کہیں درخت تلے لٹکن پر گھڑا رکھا ہے۔ پیندے میں اس کے کہیں درخت تلے لٹکن پر گھڑا رکھا ہے۔ پیندے میں اس کے مہین سوراخ کیا ہے نیچے سری مہا دیو جی کی مورت رکھی اس پر بوند بوند پانی ٹپکتا ہے بعض اورج کا مالا ہاتھ میں لیے رام نام جپ رہے ہیں۔ بعض اکڑ بل کر کے چکر لے رہے ہیں۔ بعض کمل کی تھیلی لیے

چند رما کو پانی دیتے۔ پیپل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہے۔ چبوترہ درخت کا بندھا ہے۔ اس پر جوگی کیروالباس پہنے مندر کان میں کنٹھی گلے میں ڈالے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا مالا جپتا ہے۔ آگے ٹھیک رکھی اس میں اپلہ دبا ہے۔ چیلے گرد ناریل پی رہے ہیں۔ بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہیں۔ کہیں مہر شاہی اڑے رفاعی گرز ہلا رہے ہیں۔ مڑ چڑے پر چیرتے ہیں۔ اشراف مٹھائی لیتے ہیں۔ گنوار مولی اور جوار اور گڑ کھا رہے ہیں۔ ہنڈولے گڑے ہیں۔ سوانگ کے تخت آتے ہیں۔ سیف برچھی سانگ نکلتے ہیں۔ کوئی منہ سے سوت نکالتا ہے۔ کوئی ہار نگلتا ہے۔ پھول اگلتا ہے۔ یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے رات تمام ہو گئی۔

ملکہ حیرت جاہ زمرد سے باہر آئی اور شہنشاہ افراسیاب بھی سب کاموں سے فارغ ہو کر باغ سیب میں گیا۔ وہاں تجمل میلے میں جانے کے لیے منگوا کر سوار ہوا۔ عمرو وغیرہ سیر کرتے تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمودار ہوئے۔ نقارے بجتے سنائی دیئے۔ پھر ہزار ور ہزار تخت چمن بندی جنہپر کی تھی اور پھول جواہر کے گتھر سے تھے' ظاہر ہوئے کہ وہ مقام گلزار ہو گیا۔ ان کے بعد بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑوں پر سوار تلواریں برہنہ لیے نکلے۔ ان کے بعد بارہ ہزار پری زادیں طلسمی سراپا غرق دریائے جواہر' سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئیں تھاپ طبلے پر پڑتی تھی اور تعریف بادشاہ گاتی تھیں۔

پھر سترہ ہزار نازنین' حسن میں لاجواب بلکہ انتخاب گہنا وغیرہ پہنے ہاتھ میں مورچھل' اور چنگیریں اور سامان راحت وغیرہ لیے نکلیں۔ پھر ایک ابر پیدا ہوا' بجلی اس میں چمکتی تھیں' گرجتا ہوا نکل گیا۔ اس کے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا۔ جس سے سونا اور جواہر برستا تھا۔ باجے طرح طرح کے اس پر بجتے تھے' بوندیاں مہین مہین پڑتی تھی اور نیچے اس ابر کے بنگلہ زمرد کا بروئے ہوا اڑتا تھا۔ اندر بنگلہ کے ساٹھ ہزار کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ میں تخت شاہی تھا اس پر افراسیاب بیٹھا تھا۔ تاج طلسمی سر پر تھا اور قبائے زر اندوزبر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں سورج لگے ہیں نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔

پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خزموں سے نکل کر سامنے اس بنگلے کے آئے اور
ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار شاہ و شہزادیاں تختوں پر سوار گرد بنگلے کے کر چلے اور آگے

بنگلے کے ناچ ہوتا تھا۔ طرف ہنگامہ تھا۔ اس سواری کے بعد' سواری ملکہ حیرت کی نکلی۔
ایسا ہی کچھ جاہ و حشم اس کا بھی تھا۔ غرضیکہ یہ دونوں سواریاں سمت چارہ زمرد چلیں۔
عمرو بھی ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ چاہ زمرد پہنچے۔ اب جو دیکھا تو
کنوئیں پر رہٹ کھڑے ہیں اور چار ساحر ایک پاؤں سے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں
اور زرو جواہر اس قدر چڑھا ہے کہ وہ سارا کنواں کہ مثل تالاب کے ہی پٹ گیا ہے۔
جس وقت شاہ طلسم یہاں آیا ساحروں نے شور یا سامری و جمشید کا مچایا' اکیس بارگاہیں
یہاں نصب تھیں۔ بادشاہ داخل بارگاہ ہوا۔ ترھیاں چھینکی جھانجیں بجنے لگیں۔ جملہ معززان
طلسم نذر لے کر دوڑے۔ شاہان طلسم مودب بیٹھے۔
اس وقت افراسیاب نے کہا: "اب نمک حراموں کو بلانا چاہیے۔"
یہ کلمہ سن کر عمرو جو صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جا
کر دیکھوں۔ عیار سب ساتھ ہیں اور بہت جلد اپنی بارگاہ میں آیا۔ مہ رخ سے حال میلے
کا بیان کرنے لگا۔
ادھر شاہ طلسم نے انگشتری جمشید کو ہاتھ میں لے کر کہا: "ہ رخ مع اپنے مطیعوں کے
حاضر ہوئے۔" یکایک ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اور بار گاہ مہ رخ پر ایسی مہیب صدا
اس نے دی: "اے نمک حراموں' جلد جاؤ' بادشاہ طلسم بلاتا ہے۔"
یہ صدا سنتے عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی۔ دیکھا کہ مہ رخ و بہار
وغیرہ سب گویا ہوئیں: "مونڈی کاٹے عمرو نے ہم کو خراب کیا اگر پاتے تو اس کے
ٹکڑے اڑاتے۔"
یہ کر حکم دیا: "ور خزانہ وا ہو۔"
اور بہار نے سب کنیزوں کو تولوان جوڑے پہنائے اب ایک سو سترہ کشتی جواہر سے لبریز

بھر نذر لے کر دریائے جواہر میں ہمہ تن غوطہ مار کر لباس ارغوانی پہن کر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہ رخ بھی آراستہ ہو کر نذر کا جوہر روپیہ وغیرہ لے کر چلی۔

پھر تو ڈنکا بجا فوج تیار ہوئی۔ ہاتھ رومال سے باندھ کر "العفو العفو" کہتے جملہ سردار تختوں پر اور طائران سحر پر بیٹھ کر چلے پلٹن رسالے ساتھ ہوئے ایسے ویسے ساحر رہ گئے کہ ان کی طلب نہ ہوئی تھی۔

ادھر سے کوہ سیاہ سب و سرخ سے فوج کو وہیں چھوڑ کرنا فرمان و سرخ مو اور افتخار جادو وغیرہ اپنا اپنا سامان کر کے چلے۔

خلاصہ دم بھر میں میلے سب پہنچے۔ عمرو سے قران نے کہا: "استاد لشکر تو ہمارا مخرف ہم سے ہو کر چلا گیا۔ اب دم بھر میں ہماری بھی طلب ہو گی پھر ہم بھی نہ رکیں گے۔"

عمرو نے کہا: "خدا کو یاد کرو اور ساتھ چلے آؤ۔" عیار وغیرہ سب دنگ ہیں کہ دیکھیے یہ کون سی عیاری کریں گے کچھ عقل کام نہیں کرتی اور دعوے یہ کرتے ہیں کہ سارا میلہ لوٹوں گا۔ خیر اب دیکھنا چاہیے۔

اسی فکر میں ساتھ استاد کے چلے اور عمرو صورت بدل کر پھر چاہ زمرد پر آیا۔ دیکھا بہار وغیرہ سب جا کر قدم افراسیاب کے اوپر گری ہیں اور خطا کی معافی چاہتی ہیں۔

شاہ طلسم نے کہا: "بلاؤ جلادوں کی اور انہیں قتل کرو۔" حاضرین دربار نے عرض کیا: "اب یہ حضور کی اطاعت کرنے آئے ہیں ان کے قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا امیدیں ہوں گی۔"

افراسیاب نے کہا: "تم تماشہ دیکھو گے۔ یہ سب بسبب سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہیں۔" یہ کہہ کر سحر پڑھ کر انگشتری سے کہا: "یہ سب اپنی حالت اصلی پر آ جائیں مسحور بہ سحر نہ رہیں۔"

اسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہو گیا اور مہ رخ وغیرہ نے شاہ طلسم کو دیکھ کر بکراہیت تمام منہ پھیر لیا۔

افراسیاب نے پوچھا: "کیوں اے مہ رخ و بہار میری تابعداری کرو گی۔"
انھوں نے جواب دیا: "بہت جھک مارنا اچھا نہیں' ہم سب نقش پائے عمرو پر فدا ہیں اور خواجہ تشریف لاتے ہوں گے۔ یہ سارا کروفر اور مہنت بن کر بیٹھنا بھلا دیں گے اور ہم ان کے تابعدار ہو کر قید رہیں یہ ممکن نہیں۔"
افراسیاب نے سب سے کہا: "کیوں صاحبو' تم نے سنا' انھیں قتل نہ کروں تو کیا کروں۔"

سب نے کہا: "آپ کا فرمانا حق بجانب ہے بیشک حب القتل ہیں۔"
شاہ نے کہا: "اب ان کو قید کر کے ان کے حمایتوں کو کہ جن پر ان کو گھمنڈ ہے گرفتار کر کے سب کو ایک بار قتل کرنا چاہیے۔"
یہ کہہ کر آہنگر بلائے اور سب کو ہتھکڑیاں بیڑیاں زنجیر ہائے آہنی میں مطوق و مسلسل کر کے حکم دیا: باگ جمشید میں انھیں لے جا کر قید کرو اور پھر سحر کسی نہ کیا کہ غافل ہو جائیں۔ اس لیے کہ اپنی گرفتاری اور حال خراب پر اشک حسرت بہائیں۔
اور جس قدر فوج کہ ان کے ساتھ آئی تھی اس کو بھی محصور کرا کر صحرا میں اتروایا۔ گرد پہرا کرا دیا۔ جب یہ انتظام ہو چکا۔ اس وقت طاؤس ہائے سحر بلائے۔ اور حکم دیا: "عمرو قران وغیرہ اس طلسم میں جہاں کہیں ملیں پکڑ لاؤ۔"
طاؤ اڑے اور عمرو بصورت مبدل یہاں موجود تھا۔ اس جگہ سے ایک گوشے میں جا کر منڈی دانیالی نکالی کر چھتری کی طرح سر پر سایہ کہ اور عیاروں کو بھی نیچے اس کے بٹھایا۔ خدا کا نام لے کر آپ بھی چپکا بیٹھا۔
ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہے سحر خبر نہیں دیتا۔ جب گلیم یہ اوڑھتا ہے اور منڈھی کے نیچے بیٹھتا ہے۔ پھر نہیں معلوم ہوتا کہ عمرو کہاں ہے۔
اس وقت طاؤس چادانگ طلسم میں پھرے آخر شاہ طلسم کے پاس آ کر عرض رسا ہوئے: "ہم کو عیار نہیں ملتے" شاہ جادواں نے بلائیں طلسمی بلا کر بہر تجسس بھیجیں' وہ بھی ڈھونڈ کر پھر آئیں۔ پھر غول اور پتلے بھیجے۔ جب وہ بھی پھر آئے۔ بادشاہ طلسم نے

انگشتری سے عرض کیا: "عیاروں کو بلا دیجئے۔
یکایک صدا آئی: "عیار اسی میلے میں ہیں مگر ایسی جگہ ہیں کہ کدھائی نہیں دیتے۔"
یہ ندا سن کر بادشاہ نے سواری طلب کی: "میں خود تلاش کر کے گرفتار کئے لاتا ہوں۔
میلے میں عالم عالم جمع ہے اکیلے اوڑ کر جانا مناسب نہ سمجھا' اسی تجمل بیکراں سے سوار ہو کر ڈھونڈنے چلا اور میلہ منزلوں تک ہے اور سواری کا بسبب تجمل کے رک کر چلنا۔ شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا کہ یہ عیار ہے یا نہیں۔ ان وجوہات سے اس کو عرصہ مراجعت میں گزرے گا۔
ادھر عمرو نے ڈاڑھی لقا کی ہزاروں بار اس نے مونڈی ہے اور وہ ڈاڑھی تیس گز کی ہے اور ہر بال میں موتی و یاقوت اور مرجان وغیرہ پروے ہیں اور اسی سبب سے عمرو نے وہ ڈاڑھی مونڈ کر باحتیاط زنبیل میں رکھی ہے نکالی اور عیاروں سے کچھ کان میں کہا۔ عیار کا بند ہوئے۔ اس نے سر مقربے کا مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا سو پچانوے' نارنج کا قد لقا کا ہے۔ اتنا ہی بڑا قد بنا کر ڈاڑھی چہرے پر لگا کر تخت زر جد شاہ جس کا ذکر اور تشریح اور اوپر ہو چکی ہے نکال کر سوار ہوا اور عیار یعنی برق فرنگی ایک سو کسی کلی کا جامہ پہن کر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند ملک بختیارک شوم کافر بے دین خواجہ ملک گرازلدین کی ایسی صورت بن کر سر پر خداوند کے مگس رانی کرنے لگا۔
اور قران نے شکل مہیب اپنی بنائی کہ ایک ہونٹ سینے تک پہنچا اور دوسرا کان تک۔ ہاتھ ہر ایک دراز منہ سے کان سے شعلہ ہائے آتش نکلتے گرز آتشیں ہاتھ میں لے کر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت کا بنا کر چہرے پر نور شانوں پر دو پر' پروں سے مشک و عنبر کافور جھڑتا تھا۔
واضح ہو کہ بہ ضرورت یہ پر بنائے ہیں ان میں جابجا جوف رکھے ہیں کہ اس میں نافہ ہائے مشک اور دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہے کہ جب پروں کو جنبش ہو مشک عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ کو کھڑا ہوا۔

جانسوز ایک مرد وجیہ و شکیل ازسرتا پا بقعہ نور بن کر صراحی و ساغر مینا کار لے کر سامنے کھڑا ہوا۔

جب یہ درستی ہو چکی عمرو نے منڈھی سے اعجاز طلب کیا اور فاتحہ بروح پر فتوح جناب دانیاں پڑھی۔ منڈھی بڑھ کر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہو گئی اور کئی سوکلس یاقوت احمر و لعل ور زمرد کے چڑھے تھے اور یہ بارگاہ و میدم رنگ بدلتی تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سرخ ہوتی تھی تو کبھی سبزو و زرد و سیاہ' نارنجی اودی وغیرہ ہو جاتی تھی

عمرو نے تخت پر بیٹھ کرسفید مہرہ کہ جس کی آواز سے دیونا چتا ہے نکال کر بجایا:

"اے بندگان قدرت خدمت خداوند میں حاضر ہو۔"

مہرے کی صدا منزلوں پر پہنچی اور ساحر دوڑے جو آیا کہا: "میرا نام خداوند باختر لقا۔" بعض خداوند کا دیدار دیکھ چکے تھے۔ پہچانتے تھے فوراً سجدے میں گرے اور سارے میلے میں غلغلہ بلند ہوا کہ خدائے باختر آئے ہیں چلو زیارت کرو۔ اسی وقت جادوگرنیاں تھالیوں میں موہن بھوگ اور زرد جواہر وغیرہ رکھ کر چوملھ دیا جلا کر چھم چھم کرتی چلیں ساڑھیاں آدھی باندھے آدھی اوڑھے تھیں۔

ایک سمت سے جادوگروں نے مٹھائی اور روپیہ چراگی کا لیے' ہار پھول رنگ کا فور ہمرا لیے۔ سامنے منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زرد گوہر شیرینی آشیانہ خداوند پر چڑھائی۔ خداوند نے کہا: "پھر سجدہ کرو" وہ سجدے میں گرے۔ اس نے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر زنبیل کی۔ جب سب سجدے سے اٹھے۔ ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا۔ خداوند نے فرمایا: "ہمارے دست قدرت نذر تمہاری لے گیا۔"

سب نے کہا: "یاخداوند! تیری بڑی قدرت ہے۔" یہاں تو پوجا پاٹ ہو رہا ہے مگر ہر کارے کوٹ گشتی کے دوڑ گئے اور ملکہ حیرت کی دعا و ثنار بجا لا کر عرض کیا: "خداوند باختر لقا میلا دیکھنے آئے ہیں۔

ملکہ حیرت اور کل شاہ شہزادیاں طلسم کی بیتابانہ دوڑیں یہاں پہنچ کر سب نے سجدہ کیا

اور خداوند کی بارگاہ فرشتوں کو دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی۔ عیار بچیاں یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہیں۔ انھوں نے ملکہ سے کہا: "یہ عیار نہ ہوں۔"

عیارہ کے لب ہلتے اور تیور دیکھ کر خداوند نے بعضب کہا: "عیار بچیاں تیری اے حیرت ہم کو عیار بتاتی ہیں۔ اچھا تو سحر مجھ پر کر اور اب ہم جاتے ہیں۔"

یہ کہنتا تھا کہ حیرت نے عذر کیا۔ اور عیار بچیوں سے کہا: "دیکھا تم نے خداوند پر سب کچھ روشن ہے۔ تمہارے خیال اور دل کی بات کو خداوندے نے پہچان لیا۔ اب تم یہاں سے جاؤ خداوند خفا ہیں۔"

یہ کہہ کر ان کو نکال دیا۔ مگر خداوند نے کہا: "ہم اس وقت خوش ہوں گے کہ حملہ ساحر ہم پر سحر کریں۔"

ناچار سب نے سحر کیا اور شاہان طلسم نے نارنج و ترنج مارے' منڈھی پر تاثیر نہ ہوئی اور جو لوگ نمڈھی میں جانے لگے' سر نیچے پاؤں اوپر الٹے لٹک گئے۔

خداوند نے کہا: "اے حیرت! ہم تیرے گھراب کبھی نہ آئیں گے کہ تو نے عیار بچیوں سے ہمیں ذلیل کرایا۔"

ملکہ حیرت اور جملہ ساحروں نے یہ عتاب دیکھ کر "الغور اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور ملکہ حیرت نے کہا: "یا خداوند! بارگاہ میں لے چلئے جو کچھ کنیز کو میسر ہے اسے قبول فرمایئے۔"

آخری بڑی منت خوشامد سے خداوند نے منڈھی کو باعجاز کم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت پر سب کھڑے ہوئے تخت اڑ کر چلا۔ ساحروں نے ہزار ہا ناقوس و گھنٹے بجائے غلغلہ ہوا۔ یہاں تک کہ مقام افراسیاب پر ملکہ حیرت نے تخت خداوند پہنچایا' عرض کیا: "یہ بارگاہ جو حضور کے سر پر ہے مناب ہو تو فرشتوں کو حوالے کیجئے خداوند نے فرمایا: "یہ دریچہ قدرت ہے' ہم اس میں سے باہر نہ آئیں گے۔"

پوچھا: "افراسیاب کہاں گیا ہے۔"

ملکہ نے جواب دیا: "عمرو کو ڈھونڈے۔"

خداوند نے کہا: "ہم اس کو یہیں پکڑ لائیں گے اور تم سے کون لوگ منحرف ہیں۔"

خداوند نے کہا: "میں جا کر انھیں بھی تمہارے مطیع کیئے دیتا ہوں۔"
یہ کہہ کر اسی طرف تخت اڑا کر چلا اور باغ جمشیدی میں پہنچا۔ حیرت وغیرہ سب ہمرا

ہیں جب وہاں پہنچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو۔"
مہ رخ وغیرہ پر سے سحر شاہ طلسم نے اتار لیا تھا۔ یہ سب اول کی طرح منحرف تھے
اور دعا اپنی رہائی کی درگاہ خدا میں کر رہے تھے۔ اس وقت لقا اور جمشید وغیرہ پر لعنت
کرنے لگے اور سینکڑوں دشنام دیں۔
عمرو تخت سے کود کر مہ رخ و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا: "جلد سجدہ کرو۔" بظاہر
یہ کہتا گیا اور بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور کنارے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ جو
میں کہوں وہ کرو' میں عمرو ہوں اور تمہاری رہائی کے لیے آیا ہوں۔"
بس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا: "یا خداوند! تو برحق ہے۔ ہماری
خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجئے گا۔"
جب انھوں نے اقرار اطاعت کیا۔ خداوند آ کر تخت پر بیٹھے اور کہا: "قید سے ان کو
چھوڑ دو۔"
حیرت نے سب کو رہا کر دیا۔ عمرو نے ان کو بھی بلا کر شریک جلسہ انجمن کیا اور
ساقی قدرت اور شیطان و فرشتوں کو حکم دیا: "میری جھوٹی شراب ایک ایک جام شاہان
طلسم کو پلاؤ کہ عمر ان کی بڑھ جائے اور سارے کارنامے ہماری قدرت کے ان پر
روشن ہو جائیں۔"
بمو جب حکم وہ تو سب عیار ہیں شراب آغشتہ بیہوشی اپنے پاس سے نکال کر سب کو
پلانے لگے۔ ملکہ حیرت کو بھی ایک جام پلایا۔ جب پلا چکے۔ مہ رخ سے کہا: "لو ان
کو۔"
وہ تو واقف تھیں کہ حیرت اور شاہان طلسم کی قضا نہیں ہے۔ ان کو خواجہ نے صرف
اس لیے بیہوشی پلائی ہے کہ ان کے سحر کی پناہ نہیں ہے۔ اگر یہ بیہوش نہ ہوں گے
تو پھر سارا لشکر گرفتار ہو جائے گا۔

غرض یہ کہ ان کو تو للکارا اور ناریل وغیرہ لے کر آمادہ حرب ہوئیں۔ شاہان طلسم گھبرا کر اٹھے بیہوش ہو گئے۔ حیرت بھی بیہوش ہو گئی۔ پھر تو بہار، مہ رخ مخمور، ہلال سحر افگن اور آفت جادو وغیرہ پرواز کر کے اوپر چھائے، گولے فولادیف اور ہار فلفل گچھے سوئیوں کے مارنا شروع کئے۔ ساحروں نے غلغلہ بہار باغ کے سنا۔ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کیونکہ خداوند باختر آئے ہیں۔ اب کوئی سرکشی نہ کرے گا۔ اس خیال میں تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے۔

عمرو نے سفید مہرے میں آواز دی: "اے اہالیان جلسہ بھاگو کو خداوند کا غضب آیا۔ اس صدا کے سننے کے میلے میں بھگدڑ پڑی اور فوج محصور تھی، وہ رہائی ہوئی۔ مہ رخ بہار وغیرہ اپنے اپنے ملک کو دیکھ کر پاس آئے۔ ان کو حکم دیا: "مہاجنوں اور سارے میلے کو لوٹو اور دشمنوں کو قتل کرو۔"

قصہ مختصر یہ فوج لاکھوں آدمی ہیں۔ ادھر شاہان طلسم بیہوش پڑے ہیں کہ کوئی روکنے والا نہ تھا۔ اتنے عرصے میں وہ دن بھی تمام ہوا۔

رات کو اندھیرے میں لوٹنا خوب بن پڑا۔ ادھر کو مہ رخ نے تلوار سحر کی کھینچ کر مع کئی لاکھ کے حملہ کیا۔ ساحروں نے میلے کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ بیر شور مچانے لگے دھوئیں اور شعلے اٹھنے لگے۔ ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا۔ ہوا سر دلی اور چار سمت تاریکی ہو گئی۔ بہار نے افشاں نے افشان پیشانی پر لگائی۔ ستارے اس تاریکی میں نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے، زمین پر سبزہ زار پر بہار خیاباں لالہ گل مثل گوہر شب چراغ کے فروزاں تھے اور نسرین و نسترن عنبر افشاں تھے۔

غرض یہ کہ جو ساحر بھاگ کر چمنستاں بہار میں آئے۔ عاشق و شیدا ہو کر دیوانے ہوئے۔ بہار نے کہا: "جاؤ اور میلے والوں کو قتل کرو۔" وہ بھی جا کر قتل و قمع میں مصرور ہوئے۔ رعد نے چیخیں مارنا شروع کیں اور برق محشر آڑی ترچھی ہو کر گرنے لگی۔ خرمن ہستی دشمنا جلاتی۔ ایک جانب سے مخمور نے جام بلوریں کھینچ کر مارا، ٹھنڈی ہوا

چلی جس کے جسم میں لگی دف ہاتھ میں لے کر گروہ گروہ مل کر شراب خوری کرنے لگے اور ہولیاں گاتے تھے۔

ایک طرف سے سرخ مونے کا کل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحروں میں آگ لگی۔ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا۔ اسی ہنگامے میں عمرو نے اول تو باغ جمشید میں جو کچھ مال وغیرہ اور لباس و زیور شاہان طلسم کا پایا' اتار کر نذر زنبیل کیا اور عیاروں کو حکم کیا: "بادگاہوں پر چڑھ کر کلس اتارو۔"

عیار لوٹنے لگے۔ فوج ساحراں نے بجلیاں گرا کر بارگاہوں اور خیموں کو جلا کر گرا دیا۔ عیاروں نے کلس اتار لیے۔ عمرو باغ جمشید لوٹ کر چلا اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آ کر گرا۔ اوپر سے برق محشر تڑپ کر گری ستون اور طناب جل کر بارگاہ گری۔ عمرو نے میز و کرسی و دنگل و کلس و فرش و غیرہ جال مار کر نذر زنبیل کئے پھر وہاں سے چاہ زمرد پر آیا پجاری اور نذر بھینٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے۔ اصل محافظ و ملازم شاہ طلسم وہاں تھے۔

عمرو نے گلیم اوڑھ کر یہاں بھی جال مارا کہ جو کچھ زرد گوہر و جواہر کو چڑھایا گیا تھا جال میں کھینچ آیا' ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے' مگر کس پر سحر کریں' کیونکہ کوئی نظر نہیں آتا۔ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب ہے جو کچھ کہ نیچے آ سکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بالکل مٹی تک اس دفعہ کھینچ آئی۔ ایک باڑ پڑ گیا۔

واضح ہو کہ یہ مقام بنا خداوند جمشید مشہور ہے اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہیں۔ کوئی سحر کی جگہ جنہیں ہے اور کچھ خبیث وغیرہ یہاں مسکن گزیں رہتے ہیں کہ نیرنگی سحر کی دکھاتے ہیں مگر جال عطیہ جناب الیاس ہے اس پر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہیں چلتا۔ اگر یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے۔ اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب ممانعت امیر کے ہے اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث ہے کہ جب

دشمن نے تدبیر ایسی کہ جس سے مفر اور رہائی ناممکن ہوئی۔ پس اس کا عوض یہی چاہیے۔ تفریح اس کی زیادہ کچھ ضرور نہیں ناظرین خود سمجھ لیں گے۔

حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پر کیا اور خبیث وہاں کے اور ساحر گھبرا کر افرار ہوئے۔ جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیاروں نے دست غارت و خاص ہر شخص پردراز کیا اور ساحروں نے فوج کے گولے اور ناریل وغیرہ ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا میلے میں جھمیلا ڈال دیا بجائے خرید و فروخت کے نرخ جان ارزاں تھا۔ پیر نود سالہ اور کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا۔ رستہ ریسماں حیات کے جھولے پڑے تھے رہر و عدم جھولتے زخموں کے پھول بچھے تھے خون سے زمین یاقوت پوش تھی۔ لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے واغبائے جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا۔ اجل کے خریدار ملک عدم کے لوگ سیار تھے' فرش کشتوں کا بچھا تھا خیمے عناصر کے استادہ تھے' تلوار سحر کی چمک چمک کر مانند بجلی کے گر رہی تھی' ہر سمت بھگدڑ تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی۔ ایک بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا۔ دکانیں خالی سناٹا ہو کا عالم اس پر یہ آفت کی ہر جگہ جال الیاسی دراز ہر کر پڑتا تھا کہ لاکھوں من کی چیز سواسیر وزن کی ہو کر کھنچ آتی تھی۔ عمرو نے چوراسی گھنڈیاں زنبیل کی کھول دیں۔ دل سے کہا: "اللہ دے اور بندہ لے مجھ غریب کو خدا نے دو چار کوڑیاں آج دلا دیں عیار جدا لوٹتے پھرتے صراف اور بزادہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کر دیا۔ فوج نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ لاکلھوں آدمی تھا' ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آ کر لوٹی تو دم بھر میں بازاریں صاف ہو گئیں' لیکن جس نے جو لٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارے محسن ہیں جان بچائی ہے' اپنے پاس سے کچھ نہ دیں تو مال غنیمت ان کے لیے رکھنا مناسب ہے۔ دوسرے وہ محاسبہ ضرور لیں گے پھر جو دنیا پھرا تو ملزم بھی ہوئے اور مال بھی گیا۔

غرض یہ کہ دوپہر کامل لوٹ و مار اور ہنگامہ قیامت زا برپا رہا۔ لاش پر لاش تھی اور مردے پر مردہ تھا۔

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب لے چلیں لیکن عیار بچیاں جو نکال دی گئیں تھیں۔ اس ہنگامہ کو دیکھ کر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہیں اور کہا: ”شاہ طلسم اور حیرت کو شاید ان عیاروں نے مار ڈالا۔ چلو ذرا خبر لیں۔ یہ کہ بصورت مبدل باغ جمشید میں گئیں اور ملکہ کو ہوشیار کیا۔ آنکھ کھلتے ہی اس نے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہیں نہ میلہ نہ آرائش قتل عام ہے بھگدڑ پڑی ہے لوٹ ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر بلبلا کر اڑی۔ لیکن ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑے' اکیلی کسکو روکے' آخر ستون بارگاہ تھام کر رونے لگی۔ یہاں مہ رخ اور عیار وغیرہ نکل کر اپنے لشکر میں پہنچے۔

عمرو نے کہا: ”اے ملکہ! سب سردار اپنی اپنی صورت کا پتلا یہاں بٹھائیں اور ایسا سحر کر دو کہ کہ ناچ بارگاہ میں ہو اور پیمانہ عشرت گردش پذیر رہیں۔

بمو جب ارشاد خواجہ یہی سامان سب نے کیا سب کے سب ہم شبیہ کو کرسیوں اور دنگلوں پر جلوہ گر ہوئے رقص و سر در کا جلسہ ہوا۔ یہ سب جب تدبیر ہو چکی کئی ہزار ساحر پر مامور کئے اور کہا: ”کوئی آ آئے تو بھاگ جانا۔“ اور کل لشکر مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ نافرمان کر کے حکم دیا: ”کوہ سیاہ میں جا کر فروکش کرو اور عیاروں کہا: ”تم بھی ساتھ جاؤ سب طرح ہوشیاری رکھنا۔“

یہ لوگ نافرمان کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہاں پہنچ کر سیاہ میں سردار اور صحرا کوہ میں لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر خبر گیری کو پھرنے لگے۔ خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر ہیں مگر ہوشیار ہیں اور عمرو گلیم اوڑھے وہیں ٹھہرا ہے۔

مگر اب افراسیاب کے سنیے کہ باغ عشرت کے قریب جا کر خیال کیا کہ عیار کوہستنا میں کسی غار میں چھپے ہوں گے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ہو گی بس اور عیاروں کو چل کر گرفتار کر' عمرو ان کی رہائی کے لیے آئے گا۔ گرفتار کر لینا۔ یہ سوچ کر قریب صحر پہنچ کر ٹھہرا اور خبیث و بلا ہائے طلسم ہمراہ آئے ہیں' ان کو حکم دیا: ”عیاروں

کو جا کر ڈھونڈو۔" وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہرا رہا۔ اس وقت میلے کے لوگ کو چار سمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے۔ اس نے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لیے سر برہنہ خاک اڑاتے بھاگے جاتے ہیں' جادوگرنیاں بال منہ پر بکھیرائے' ساریاں نچی ہوئیں بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پائین سے بدحواس سحر فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہیں۔ شاہ نے انہیں بلا کر پوچھا: "تم کون ہو؟ کیا ماجرا ہے' وہ شاہ جاوداں کو پہچان کر روئے اور پکارے: "ہم لوٹے گئے' بچے ہمارے قتل ہوئے۔" اور سب کیفیت عذر بیان کی۔ سنتا تھا کہ غضب طاری ہوا بلاؤ اور ہمراہیوں کو ساتھ لے کر پھر آ کر عجب عالم میلے کا پایا۔ چیونٹی نے فیل (ہاتھی) مست کو پست کیا۔ ایک سناٹا' ہر سمت تھا' دکانیں برباد' بارگاہیں جلے ہوئے ڈھیر۔ غرض چار چرف اندھیر۔

ملکہ حیرت جو گریاں تھی' اس کو تسکین دے کر اپنے ساتھ لیا کہ میں ابھی سب کو غارت کئے دیتا ہوں۔ شاہان و معززین طلسم کو ہوشیار کیا۔ انہوں نے اپنا لٹنا اور میلے کا برباد ہونا دیکھ کر عرض کیا: "آئین طلسم میں فرق آیا' کو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائیں۔"

افراسیاب نے فرط ندامت سے انہیں رخصت کر دیا۔ سب شاہ و اکابر' کوتوال و دربان اور بلائے طلسم حیرت کو لے کر چلا۔ پانچ ہزار مور ساتھ ہیں کہ جن پر ساحر نامی سوار ہیں اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہے تازیانہ مار سیاہ ہاتھ میں ہے منہ سے کف جاری ہے۔ یہاں تک لشکر مہ رخ جہاں اترا رہتا تھا۔ وہاں پہنچ کر نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھ کر نارنج و ترنج مارنا شروع کئے پیکان تیر اور شعلے آتش کے اور سانپ اور بچھوا اور پتھرا اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیا تاریک آئیں زمین شک ہو گئی۔ صدائیں مہیب آئیں' بارگاہیں اور خیمے مسمار ہو گئے۔ بجلیاں گریں کہ ہم شبیہ سرداران اور قاصہ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے۔

جو ساحر کے عمرو نے یہاں چھوڑے تھے جہاں تک ان سے بھاگا گیا' بھاگے۔ باقی ہلاک ہو گئے۔ شاہ طلسم نے آ کر دیکھا' سب کو مرا پایا' لاشیں پڑیں دیکھیں' حکم کیا: "انھیں

لاشوں پر پانچ بارگاہیں ہماری استادہ ہوں۔"

یہ مجرد حکم پانچ بارگاہ جن میں ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئیں اور ہر ایک بارگاہ میں بار بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئیں۔ تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا۔ سب نے قتل حریف کی خوشی کی نذریں دیں' ناچ ہونے لگا۔

ملکہ حیرت سے شاہ جاوداں نے کہا: "لو میں نے دم بھر میں سبکو غارت کر دیا۔ اب تم اپنی فوج یہاں اتارو اور ناچ دیکھو۔ صبح کو میں میلہ جو لٹ گیا ہے اس کی دوتی اور انتظام کروں گا اور عیار اکیلے رہ گئے ہیں۔ کہاں تک بھاگتے پھریں گے۔ سب کو گرفتار کر کے' بعذاب الیم ماروں گا۔ اب میں باغ سیب میں جا کر بقیہ شب آرام کرتا ہوں۔ کس لیے کہ کئی روز سے بیخورد خواب ہوں۔ ذرا تم اس مفتری عیار سے ہوشیار رہنا۔

یہ کہہ کر آپ باغ سیب میں جا کر آرام گزیں ہوا۔ یہ تو سویا اور فتنہ خوابیدہ ہوا۔ یعنی عمرو جو گلیم اوڑھے یہاں موجود تھا۔ اس کو جاتے دیکھ کر ازبسکہ دوندہ بیدنگ ہے دوڑتا ہوا آن واحد میں مہ رخ کے پاس پہنچا اور کہا: "جلد چلو' یہی وقت ہے دشمن کو قتل کرو۔ مہ رخ وغیرہ لشکر جرار تیار کروا کر روانہ ہوئی۔

ملکہ حیرت ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی' بلا نے آسمانی نزال ہوئی۔ طنابیں بارگاہ ہوں کی کٹ کو گریں اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لشکر کی گل ہوئی یعنی مخمور نے بال کھول سر ہلانا شروع کیا۔ وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہو گیا۔

پھر تو اس اندھیرے میں لشکر فوج حیرت پر جا گرا' وہی سامان دو شینہ پیش تھا۔ ایک جانب سے سلیں برف کی گرتی تھیں۔ پہاڑ سے پتھر اڑ کر آتے تھے۔ سن دلوں کو خاک میں ملاتے تھے قیامت برپا ہوئی۔ ساحر کل لوہا مانے تھے۔ زک اٹھا چکے تھے۔ ذرا ذرا بھی نہ اٹکے بھاگ کھڑے ہوئے ادھر بارگاہ میں خیمے جلنے لگے۔

ملکہ حیرت منہ پیٹ کر باہر نکلی پکاری: "اے مشعل سحر لاؤ۔ ارے یاقوت اے زمرد کدھر ہے' اری فوج کو روک۔" کون سنتا ہے جال لیاسی پڑ رہا ہے' بجلیاں گرتی ہیں۔ ہوا سرد چلتی ہے' باغ سحر لگا ہے کہیں مخمور کے سحر سے میخواری کا چرچا ہے' بھگدڑ پڑی ہے۔ ساحر قتل ہو رہے ہیں۔ بیروں کا غل ہے' لشکر مہ رخ کے طبل و بوق بجتے تھے۔ کڑکا ہوتا تھا۔ علم بند تھے۔ پھریرے اڑتے تھے الحفیظ الامان ہزاروں ساحر بیجان تھے۔

یعنی جس وقت کو سنان مہ رخ عالیشان کی چمک ہندوے شب کے کلیجے کے پارگزری اور چشمہ آب سے سبقبت درخشندگی نیزہ وشمشیر نے کئے۔ عمرو رو بفرار لایا۔

ملکہ حیرت ہر سمت بیتاب پھرتی تھی۔ صبح کو دیکھا کہ میدان میں ستھرا لاشوں کا ہے۔ بجائے طائر نوا سنجان صبح کے زاغ و زغن کا ہجوم اس دشت نامبارک و شوم میں تھا۔ خزانہ اور اسباب جو کچھ میلہ میں لٹنے سے بچا تھا۔ اس کا پتہ نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر دوست و مونس وغیرہ سب بھاگ گئے تھے۔ یہ بھی ناچار نالاں و گریاں باغ سیب میں گئی۔ عمرو لوٹ بار رک دم سحر اپنا لشکر لے کر کوہ سیاہ میں آیا اور مہ رخ سے کہا: "اب یہاں سے بھی مع لشکر سمت کوہ سبز جاؤ مگر ہم شبیہ اپنے چھوڑ جاؤ۔ سب نے پتلے اپنی صورتوں کے چھوڑے اور فوج کے ہاتھ گھوڑے خنچر وغیرہ چوپائے ہزاروں صحرا میں ہانک دیئے اور خیمے استادہ رکھے۔ ہزاروں ساحر کہیں کدر ایسے ویسے گھاٹی میں اور جا بجا گرد پہاڑ کے مقرر کئے اور کہا: . جب کوء آ آئے تو بھاگ جائیں۔"

غرضیکہ ایسا بندوبست کر کے ہمراہ سر خمو کوہ سبز کی طرف گئے اور عمرو گلیم اوڑھ کر یہاں ٹھہرا۔

اس طرف ملکہ حیرت نے جا کر اپنے شوہر کو بیدار کر کے رو رو کر تمام حال بیان کیا۔ افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہاں قتل ہوا تھا۔ وہاں آیا۔ برباد و تباہ اسے دیکھ کر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت چھوڑ کر تین سمت تلاش کناں دس دس کوس گیا۔ آخر کوہ سیاہ میں دیکھا کہ ناچ ہو رہے ہیں۔ بارگاہ میں سردار

بیٹھے ہیں لشکر اترا ہوا ہے۔
یہ دیکھتے ہی انگشتری جمشید پہاڑ کے سامنے کر کے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ ہو شق ہو گیا اور پہاڑ کے پتھر اڑ کر برسنے لگے اور دریائے مواج پیدا ہو کر بارگاہ کیں گاویش اور سب ڈوبنے لگے۔ بھگدڑ پڑی۔ جن کی قضا نہ تھی وہ بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے۔ دم بھر میں میدان صاف کر دیا۔ کہا: "یہ سب نمک حرام یہاں چھپے تھے اور ہوانا نپی صورت کے چھوڑ آئے تھے۔"
یہ کہہ کر خیمہ استادہ کرا کر وہاں بیٹھا سحر کیا۔ نقارہ طلسمی بجا۔ اہل لشکر اور میلے کے لوگ بھاگے ہوئے خدمت شاہ میں آئے۔ انہیں تسکین دی۔ دکاندار اہل حرفہ و پیشہ کو عوض لٹ جانے کے مال و زر بہت سا دے کر رخصت کیا منتظموں سے حکم دیا: "باغ جمشید اور چاہ زمرد وغیرہ جو مقام خراب ہیں وہ درست کیے جائیں اہلکاروں نے تعمیل حکم کی۔
شاہ نے کہا: "اے حیرت! میں اب چاردانگ طلسم میں جہاں کہیں عیار ہوں گے ان کو قید اور بند کر کے لاتا ہوں اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے۔ میں جاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر لشکر اور ملکہ حیرت کو چھوڑ کر روانہ ہوا۔ ازبسکہ اس انتظام میں شاہ طلسم سپہر چہارم تک سمت کوہ سیاہ مغرب کے گیا اور جنود کواکب خیمہ گاہ افلاک میں قیام پذیر ہوا۔
عمرو نے مہ رخ کو جا کر مطلع کیا' وہ لشکر لے کر آگری لشکریان حیرت بڑی بربادی اور تباہی اٹھا چکے تھے خیمے گرتے ہی اور بجلیاں چمکتے ہی مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے کہ میاں جان ہے تو جہان ہے۔ ان کے بھاگنے سے ملکہ حیرت تنہا رہی۔ خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے اکیلے لڑنا ناممکن ہے۔ یہ تصور کر کے روبفرار لائی۔ پھر تو عمرو نے بہت جلد وہاں کا اسباب جو کچھ تھا' بار کرا کر اپنا راستہ لیا اور بدستور اول کوہ سبز میں انتظام کر کے ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ سرخ سارا لشکر گیا۔ عمرو بھی اب کی ساتھ لشکر کے گیا ادھر افراسیاب عیاروں کو ڈھونڈ رہا تھا کی لشکری اس کو فراری ملے۔ ان

سے حال سن کر پھرا لیکن وہ عرض پیرا ہوئے: "موافق قاعدہ اول کے ملکہ حیرت لشکر لے کر اتریں حریف بھی مقابلے میں آئے گا۔ اس وقت شہنشاہ سب کو غارت کریں

اور اس طرح عیار بڑی زک دیں گے۔"
شاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب میں گیا حیرت بھی آئی۔ حکم لشکر کشی زا سر نو زیا۔ ساحر نامی ہراہی ملکہ کے کے لیے تجویز ہونے لگے۔ یہ اس فکر میں ہے۔
لیکن عمرو کوہ سرخ پر پہنچ کر ٹھہرا۔ اس وقت شکیل نے کہا: "ہم تو مفارقت مطلوب میں اس ہنگامے میں جان دیتے تو اچھا تھا۔ اب میرے استاد شہنشاہ کوکب کو میرے حال کی خبر ہوتی تو وہ مدد ضرور کرتے۔"
عمرو نے کہا: "ہم وہاں جائیں گے" پتہ پھر بتاؤ۔"
اس نے پھر بتایا: "سمت مشرق کوہ ہفت رنگ اور دریائے ہفت رنگ ہے' اتنا کہنے نہ پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھ پر سر علم ایک آفتاب نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا پنجہ تھا۔ عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا اور ارادہ وہ بھاگنے کا کیا تھی کہ شکیل نے پہچان کر کہا: "گھبراؤ نہیں یہ میرے چچا عشاق جادو ہیں۔
یہ سن کر سب ٹھہرے۔ اس وقت ساحر ہزار دو ہزار کرگدن سوار' شیر سوار' اژدر سوار' فیل سوار اور طاؤس سوار قریب پانچ ہزار کے اور مہنت اور تیت بے شمار ہیں' ظاہر ہوئے۔
عشاق فیل پر سوار نمودار ہوا۔ شکیل دور کر اس کی خدمت میں گیا۔ اس نے پہچان کہ گلے سے لگایا اور سب حال سن کر فیل سے اترا اور لشکر ٹھہرا کہ مہ رخ کی طرف چلا۔ عمرو نے اس کو آتے دیکھ کر تاج سر پر مکلل بجواہر اور لباس پر تکلف پہنا۔
ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو ناممکن تھا گوہر شب چراگ ہر جگہ اس میں روشن تھا لہٰذا خواب آراستہ ہو کر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مہ رخ کے پاس آیا مگر رعب خواجہ کا دیکھ کر سلام کیا۔ دنگل پر بیٹھا بھاوج سے اپنی کہا
تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑیں

مہ رخ نے کہا: "اب تو ہم مطیع عمرو ہیں۔"
اس نے کہا: "وہ کہاں ہیں؟"
مہ رخ نے عمرو کی طرف اشارہ کیا۔
اس نے پہچان کر عمرو سے ملاقات کی اور کہا: "خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہے تمام عمر میں یہ تحفہ میں نے پیدا کیا ہے۔ وہ میں تم کو دوں گا کہ تمہارے بہت کام آئے گا اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہے اس سے میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

یہ باتیں کرتا ہوا وہاں سے کوچ کر مع مہ رخ وغیرہ کے چلا اور اس جگہ کو جہاں لشکر حیرت ہمیشہ مقابلہ کیا کرتا اور اترا کرتا تھا۔ پہنچا یہاں کئی ہزار ساحر شاہ جادواں کی طرف سے مقیم تھا۔
عشاق نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ لشکر کے جا کر پھٹا اور دھواں پیدا ہوا کہ تمام دنیا سیاہ ہو گئی۔ اس دھوئیں کے جسم میں لگتے ملازمان افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے۔ لاشیں ان کی کھنچوا کر پھینکوا دیں اور خیمے اور سرا پردے بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کئے گئے۔ بازاریں درست ہوئیں۔ دکانیں کھل گئیں۔ بدستور قدیم لشکر میں چہل پہل گھما گھمی شروع ہوئی اور یہ خبر طائران سحر نیشاہ طلسم کو پہنچائی۔ اس نے ساحران نامی لاکھوں ساحرو کے ہمراہ حیرت کے روانہ کیا۔

لشکر حیرت دریا کے اس پار آ کر جائے قدیم پر خیمہ زن ہوا۔ اس کے ساتھ صرصر عیار بھی آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جا کر عیاری کروں۔
غرضیکہ صورت بدل کر مہ رخ کے لشکر میں آئی۔ دیکھا کہ عمرو لشکر کے اتروانے میں اور انتظام میں مصروف ہے۔
صرصر فی الفور صورت عمور کی بنی اور بارگاہ میں عشاق کے آئی۔ عشاق برائے آسائش اور کسل سفر سے آسودہ ہونے کے لیے بارگاہ میں آ کر لیٹا تھا۔ عمرو کو دیکھ کر اٹھ کر بیٹھا۔
صرصر نے کہا: "میرے ساتھ چلو' کچھ کام ہے۔ وہ ہمراہ ہوا۔ یہ تنہائی میں جب آئی

بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر بارگاہ حیرت میں گئی۔ اس نے قید سحر میں مبتلا کر کے ہوشیار کیا اور کہا: "اقرار کر کہ عمرو کا ساتھ نہ دوں گا۔" اس نے کہا: "اب تو میں بے شک شریک عمرو ہوں۔"

ملکہ حیرت نے جلاد کو بلا کر حکم قتل کیا۔ لیکن بعد کچھ دیر کے یہاں عمرو نے بارگاہ میں عشاق کی اسے نہ پایا صورت بدل کر بارگاہ حیرت میں گیا' لیکن صرصر نے پہچان کر کہا: "کھڑا تو رہ موئے۔" اور نیمچہ پکڑ کر دوری۔ عرو باہر بارگاہ کے نکل گیا۔ اتفاق سے برق بھی یہاں آیا تھا۔ صرصر کو دیکھ کر چھپ رہا جب یہ قریب آئی۔ برق نے کمند' ماری کہ وہ الجھ کر گری اس نے بیہوش کر کے درخت پر چڑھ کر باندھ دیا۔

عمرو نے کہا: "بیٹا بڑا کام کیا۔ یہ سب کھیل بگاڑتی تھی۔ حاصل یہ کہ برق صورت مثل صرصر کے بن کر بارگاہ میں گیا' مگر ابریق و زیر نے حیرت سے کہا: "یہ صرصر نہیں ہے۔"

حیرت نے سحر کر کے برق کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری چھوٹ گیا۔ اصل صورت نکل آئی۔ اس کو بھی برابر عشق کے زیر تیغ بٹھایا۔ یہ دونوں رجوع قلب سے دعا درگاہ خدا میں کرنے لگے: "اے دافع البلیات ہمیں رہائی دے۔"

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا۔ یعنی دو مہنت کانوں میں کنڈل ہاتھوں میں لوہے کے کڑے پہنے شکلیں کالی ہیبت نرالی بارگاہ میں آئے۔ حیرت کو بلا کر کے ایک رقعہ دیا۔ اس نے خط پہچانا کہ افراسیاب کے ہاتھ کا لکھا ہے۔ مضمون یہ تھا

کتاب سامری دیکھ کر معلوم ہوا کہ تم نے عشاق و برق کو مقید کیا ہے۔ ان مہنتوں کے ہمراہ ہمارے پاس انہیں بھیج دو۔"

حیرت خط تحریر شوہر پہچان چکی تھی۔ بے تامل سحر اپنا دفع کر کے ان کو حوالے کیا۔ عمرو اور قران مہنت بن کر آئے تھے۔ جب باہر آئے نعرہ کر کے بھاگے۔ عاشق اڑ کر بارگاہ میں آیا۔ ملکہ حیرت نعرہ سن کر غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہے۔ اس کو کھلوایا۔

ادھر عشاق نے عمرو سے کہا: "خواجہ تم نے مجھ پر احسان کیا" یہ کہہ کر بہت کچھ زر و جواہر توڑے روپے اشرفی کے پیش کئے۔

عمرو نے کہا: "وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کو کہا تھا' عنایت فرمایئے۔" اس نے ساحروں کو حکم دیا: "صندوقچہ لاؤ۔" وہ ایک صندوقچہ لائے۔ اس نے اس کو کھول کر انگوٹھی اور کڑا نکالا۔ نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔ غرضیکہ وہ حوالے عمرو کر کے کہا: "تم ہر ساحر پر فتح یاب ہو گے اور کسی سحر کا تم پر تاثیر نہ کرے گا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتری جمشید ہے اور صفت اس کی بہت ہے۔ تم کو خود حال ظاہر ہو گا۔ اب میں بھی جاتا ہوں اور تمہیں بھی چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اس کا اپنا شریک کرو۔

عمرو اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا کہ میں جاتا ہوں۔

یہ خبر مخمور نے سنی' جس طرح بیٹھی تھی اٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ان تمام ہنگاموں میں وہ رات تمام ہوئی۔

صبح کو ہر ایک سے مل کر مخمور کو ہمراہ لے کر عمرو سمت کوکب روانہ ہوا۔ اب یہ دونوں تو جاتے ہیں اور لشکر دونوں جانب کے آمادہ جدل و قتال ہیں۔

طلسم ہوشربا

محمد حسین جاہ

۱۹۷۸ء

* نشواط جادو

عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا۔ مفارقت ان دونوں کی مہ رخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی۔ خاطر مضطر اور جان مبتلائے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریائے اشک بہار دیا۔

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا: "بیبیو! مسافروں کے پیچھے رونا برا ہے۔ چاہیے کہ سنگ جبر برائے چند روز دل پر رکھ کر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اٹھاؤ کہ وہ ان کو بامراد پھر تم سے ملائے' رنج دوری مٹائے۔

اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کا صبر کیا اور انتظام لشکر میں مصروف ہوا۔ ادھر ملکہ حیرت نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا۔ ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ طائر سحر فرستادہ شاہ جادواں اس کے زانوں پر آ بیٹھا۔ اس کے گلے میں نامہ بندھا تھا۔ اس نے کھول کر پڑھا لکھا تھا: "اے ملکہ! ابھی جنگ کا آغاز نہ کرنا' جب میں آؤ' اس وقت لڑنا۔"

اس مضمون کو پڑھ کر اپنا نامہ بھی! اسی طائر سحر گردن میں باندھ دیا۔ وہ طائر اڑ کر افراسیاب کے پاس آیا۔ اس نے نامہ ملکہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا۔ پس یہ دریافت کرتے ہی دربار میں جو ساحر کہ حاضر تھے۔ اس نے ارشاد کیا: "تم میں سے کوئی ایسا ہے جو عمرو کو اثنائے راہ میں جا کر گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہنچنے نہ دے۔"

ایک ساحر نشواط جادو نامی حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا: "یہ غلام جاتا ہے

اور اس فسادی کو قید کر کے لاتا ہے۔"
بادشاہ طلسم نے فرمایا: "تم ٹھہرو' میں ملکہ حیرت کے پاس تم کو بھیجوں گا اور لشکر مہ رخ سے مقابلہ کراؤں گا۔"
یہ کہہ کر کچھ اسماء سحر پڑھ کر دستک دی۔ فوراً بروئی ہوا گھٹا چھا گئی۔ آندھی زور شور سے آئی اور لکہ ابر "بادل کا ٹکڑا) پر ایک ساحر کو یہ منظر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور اتر کے روبرو دے شاہ طلسم آیا۔ بادب تمام مراسم آداب و سلام بجا لایا۔ بادشاہ ساحران نے فرمایا: "اے صبائی جادو! تم جاؤ اور عمرو و مخمور کو کب کے پاس جاتے ہیں۔ ابھی میری حد میں ہیں گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔"
یہ حکم سن کر صبائی جادو تسلیم کر کے اپنے ابر پر بیٹھ کر روانہ ہوا۔ اس کے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوا گیا اور نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہو گیا اس وقت اس کو لے کر آپ بھی غائب ہو گیا۔ لمحہ بھر کے بعد نشواط کی آنکھ کھلی' دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختوں کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہے۔ اس کے کنارے مع بادشاہ طلسم کے میں کھڑا ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے عرض کیا:
"اے بادشاہ! آپ مجھ کو کہاں لائے۔"
شاہ طلسم نے فرمایا: " اس تالاب میں میرے ہمراہ کود پڑو۔"
یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ کو دے اور بہاوپر غلطاں و پیچاں دونوں چلے گئے' پھرتہ پر پاؤں لگا اور آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں اپنے تیئں پایا' ہوا وہاں کی رشک دم عیسیٰ تھی' جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی۔ درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا۔ ثمرو غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا۔ عشق پیچاں اور کوٹیالے اور بیلدار پھولوں کے درخت کی بیلیں پہاڑوں کے سر سے لٹکتی تھیں۔ مشاطر بہار نے سہرا باندھا تھا۔ گویا اس کی لڑیاں چھٹکتی تھیں۔ ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا۔ خدا کی رحمت نے بے حساب کا اس دست بہار آگیں پر سایہ تھا

گلوں کی تھی صحرا میں ایسی چمک
کہ ہوں جیسے ستارے برے فلک

شگوفے تھے کھولے ہوئے عطر داں
صبا عطر افشاں تھی ہر سو رواں

لدے گھنگروؤں کی طرح تھے شجر
جھکے بار اثمار سے سر بسر

مگر جعد سنبل تھا یوں تاب دار
کہ پر پیچ ہو جس طرح زلف یار

شگوفے نہ تھے برسر شاخسار
شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار

جو لہراتی تھی نہر میں پڑ کے دھوپ
تھا آبی دوپٹے میں لچکے کا روپ

بیچ میں اس بیشہ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا۔ جس پر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا۔ ہر نمگیرہ اس کا سلک مروارید تھا عمدگی میں دید تھا نہ شنید تھا' ریسمائیں کلابتوں کی تھیں قناتیں اون کی تھیں۔ ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی۔ سورج کی آنکھ کا تماشا دیکھنے کو اس پر جھکی تھی۔ جگمگاہٹ اس کی چشم و مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی۔ قناویل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی۔ اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا' مسندیں پر تکلف لگی تھی شیشہ آلات بجا

تھا

عجب اس کی خوبی عجیب اس کی شان
وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان

زمیں اس جگہ کی تھی بلور کی
بچھی مسندیں اس پر تھیں نور کی

ہر اک سائباں رشک چرخ بریں
قنادیل انجم سے بڑھ کر کہیں

چار سو عورت نازنین مہ جبیں اس میں جلوہ گر تھیں حسن میں بہتراز خورشید انور تھیں۔ صورت ان کی اگر زہرہ دیکھتی' ہاروت وار چاہ تعشق میں مقید ہوتی' بلکہ چینی بھر پانی میں ڈوب مرتی

شوخ چنچل بلائے بے درماں
جان عشاق کی تھی آفت جاناں

ان کا مارا نہ مانگتا پانی
حسن میں تھیں وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی۔ گردن پے تسلیم سب نے جھکائی شاہ ساحراں نے ارشادہ کیا: "طاؤس طلسم حاضر لاؤ' حیلہ و عذر نہ کرو۔" پریوں نے عرض کیا: "طاؤس کا دنیا ہر چند گوارہ نہیں' لیکن حضور کے حکم سے چارہ

*

نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ سب غائب ہوئیں اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر طائر نسر آسمان رو بروئے شاہ جاوداں لائیں شاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑ کے طاؤس پر سوار کیا اور کہا: "یہ تم کو دبھر میں تیری سلطنت میں لے جائے گا اور وہاں سے جب کار سازی لشکر کر کے اسیر سوار ہو گا تو یہ فوج میں حیرت کی پہنچائے گا۔ اسی پر سوار ہو کر دشمنوں سے مقابلہ کرنا۔ تجھ کو ہر آفت سے جمشید بچائے گا۔ کسی کا سحر تجھ پر کارگر نہ ہو گا کوئی حیلہ پیش نہ جائے گا۔"

نشواط نے یہ سن کر تسلیم کی اور اپنی راہ لی۔ طاؤ لے کر اس کو اڑا۔ دم بھر میں شہر نشاط جو اس کا تخت گاہ ہے نظر آیا۔ طاؤس وہاں پہنچ کر ٹھہرا۔ یہ اترا کر داخلہ قلعہ ہوا۔ افسران لشکر ساحران نامور کو بلا کر حکم بادشاہ طلسم سنایا ایس دم نفیر سحر بجی۔ لشکر میں قرنا پھنکی۔ چالیس ہزار ساحر تیار ہوئے۔ سواریوں پر چڑھ کر ساحر کے ہمراہ چلے۔ یہ بھی طاؤس پر چڑھ کر سب کے آگے ہو لیا۔ باجے جنگی بجنے لگے۔ ساحر و جمشید سامری کا دم بھرنے لگے۔ رال اڑاتے گوگل جلاتے چلے

مہابت بھی چہروں سے ان کے عیاں
ہر اک سامری وقت تھا بیگماں

کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا
کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا

کسی کو یہ دعو جادو گری
مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر بایں کروفر اس طرف سے روانہ ہوائے ہے۔ لیکن اول حال لشکر مہ رخ کا سنیے
کہ بعد روانگی خواجہ عمرو جب رنج سے فرصت پائی۔ عیار بہر عیاری لشکری حیرت میں

گئے اور ہر سمت صورت بدل کر پھرنے لگے۔ اتفاقاً شہاب جادو نامی ایک ساحر سرداران
فوج ملکہ حیرت میں سے اپنے مقام سے اٹھ کر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا۔ برق فرنگی
نے اشارہ میں جا کر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا: "حضور کہاں جاتے ہیں۔"
برق نے کہا: ""میں ابھی دربار سے آتا ہوں۔ ملکہ نے خفا ہو کر آپ کی نسبت ایسا
حکم دیا ہے کہ میں عرض نہیں کر سکتا۔ اتنا جانتا ہوں کہ آپ وہاں گئے اور دشمنوں
کے لیے بے عزتی کا سامنا ہوا۔"
شہاب اس خبر وحشت کو سن کر گھبرایا اور باصرار پوچھا ہمارے سر کی قسم سب سچ بتاؤ'
کیا ماجرا ہے۔
اس نے کہا: "یہ راز بادشاہوں کے پنہاں ہیں' اگر سب کے سامنے بیان کروں معرض
عتاب شاہی ہوں۔ میں بھی نکالا جاؤں' آپ کو اگر دریافت کرنا ہے' الگ تنہائی میں تشریف
لے چلیے' وہاں سب کیفیت سنیے۔"
شہاب یہ سن کر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے میں لایا اور خادم
خدمت گار وغیرہ سب کو وہاں آنے سے منع کر دیا۔ قسمیں دے کر حال پوچھنے لگا۔
برق نے باتیں کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اس کے منہ پر مارا کہ اس کو چھینک
آئی۔ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر تھا' ملازمان شہاب منع کرتے تھے کہ ادھر نہ
جاؤ ہمارے میاں کی ممانعت ہے برق کو خوب موقع ملا۔ وہیں ٹھہر کر صورت اپنی مثل
شکل شہاب بنائی۔ رنگ و روغن عیاری بنا کر اور اس کا پیراہن لے کر پہنا۔ پھر کسی
نشیب میں اس کو بیہوش کر کے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھ کر ڈال دیا اور وہاں سے
کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجھ کو الگ لے گیا تھا۔ یہ حرامزادہ عیار تھا جب میں نے اس
کو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا۔" یہ کہتا ہوا اپنے ملازموں کے ہمراہ بارگاہ حیرت میں
آیا۔ ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو

ملکہ نے اس کی خاطر شہاب کو بھی اجازت دی۔ یہ بھی اس کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندربارگاہ کے آئے۔ شہاب نے کہا: "ملازموں

کو ہٹا دیجئے تو کسی معشوق کو آپ کے لیے طلب کرو۔"

اس نے سب نوکروں کو باہر نکال دیا۔ جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا: "ایک بات میں آپ کے کان میں کہوں گا کیونکہ دیواریں بھی سنتی ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی سن لے۔"

یہ کہہ کر پاس آیا۔ نشواط نے کان بات سننے کو لگایا شہاب نے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم میں برق فرنگی۔

ازبسکہ ہاتھ آغشتہ بہ روغن بیہوشی تھا۔ نشواط طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا۔ برق خنجر کھینچ کر اس کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا تھا کہ اس کا سر کاٹے چونکہ طاؤس طلسم پر چڑھ کر آیا ہے ساحران زبردست میں سے ہے۔ جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا' ویسے ہی دو پنجے زمین سے نکلے۔ ایک پنجے نے برق کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشواط کو معہ برق کے اٹھایا' یعنی جس طرح یہ چھاتی پر سوار تھا' اسی طرح رہنے دیا اور لے کر چلا۔ بلب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریوں نے دیکھا' نشواط چت پڑا ہے اور شہاب اس کی چھاتی پر چڑھا ہے' پنجے لپیٹے ہوئے لیے جاتے ہیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر لشکر میں ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب شور کرتے ہوئے "لینا لینا" کہتے پنجوں کے ساتھ ہوئے۔

ملکہ حیرت غل سن کر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس ہیت سے سامنے ان دونوں کو لائے اور پہنچا کر غائب ہو گئے۔

ملکہ حیرت کو جی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی۔

اور کہا: "اے شہاب یہ تجھ کو کیا ہوا ہے' جو اس کی چھاتی پر چڑھا ہے۔ اس نے تیرا کیا کیا ہے؟"

برق نے کہا: "مجھے نہیں معلوم کہ کس نے مجھ کو اس کی چھاتی بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ میں دے دیا۔

*

حیرت نے کہا: "کچھ سحر پڑھنے میں تم دونوں کے فرق پڑ گیا۔ کوئی سحر شاید الٹ گیا۔ اچھا سینے پر سے اس کے اترو۔" برق چھاتی پر سے اتر کر الگ کھڑا ہو گیا۔ حیرت نے پانی چھڑک کر نشواط کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کر کے اس کا یار بنے، لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ لشکریوں کا غل سن کر جنگل میں تھی۔ دوڑ کر لشکر میں ائی اور سارا ماجرا دریافت کر کے بارگاہ میں گئی۔ ملکہ حیرت کو سلام کر کے برق کو بغور دیکھ کر پہنچانا اور بولی: "ارے موذی کاٹے تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار ہی ڈالا ہوتا۔"

اس کلام کے صرصر کے حیرت بھی سمجھی یہ عیار ہے۔ پکاری کہ "لینا اس کو" ناقوس جادو نامی ایک ساحر برق کے قریب تھا اس نے چاہا کہ میں لپیٹ جاؤں برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا، اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس کا کٹ کر دور جا گرا اور شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ اندھیرا ہو گیا۔ صرصر نیمچہ پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے۔ لیکن برق پر اس گھبراہٹ میں کسی نے سحر نہیں کیا۔ یہ جست کر کے اسی تاریکی میں بارگاہ سے نکل کر دور بھاگا۔ ہر چند ساحر پیچھے دوڑے، مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں۔ برق راہ کترا کر لشکر سے نکل گیا اور اپنے لشکر میں آیا۔

ادھر جب وہ تاریکی دوری ہوئی۔ ملکہ حیرت نے اصلی شہاب کہ تلاش کی۔ اس کے نوکروں سے پوچھا: "بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہے"

وہ سب عرض رسا ہوئے: "ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے میں گئے پھر وہ س احر نہ آیا خود آئے اور فرمایا، وہ عیار تھا بھاگ گیا۔ ہم سمجھے کہ یہی سچ ہو گا۔ الحاصل اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے۔"

ملکہ حیرت نے اسی گوشے میں تلاش کروایا، جہاں ان لوگوں نے بتایا تھا۔ واقعی شہاب کو ایک گوشے میں پڑا ہوا بیہوش اور برہنہ پایا۔ سامنے حیرت کے اٹھا لائے۔ اس نے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا۔ یہ ہوشیار ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور سارا

ماجرائے گذشتہ سن کر شکر سامری بجا لایا کہ میری جان بچ گئی۔ مگر نشواط کے یہ عیاری دیکھ کر ہوش اڑ گئے۔

ملکہ حیرت سے کہا: "اب میں کسی کو اپنے پاس نہ آنے دوں گا اور بارگاہ میں آپ کی نہ بیٹھوں گا۔ آپ میرے نام پر طبل بجنےکا حکم دیجئے' تاکہ ان نمک حراموں کا خاتمہ کر کے میں یہاں سے چلا جاؤں۔ واقعی یہ آپ ہی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک پر شب و روز بسر کرتی ہیں۔ مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہیں۔"

یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ اٹھ کر ہر طرف سحر کر دیا کہ کوئی آنے نہ پائے۔ اپنے نوکروں کو بھی ہٹا دیا۔ یہ تو اس استحکام سے بیٹھا۔

لیکن ملکہ حیرت وہ دن جتنا باقی تھا تامل پذیر رہی جس وقت کے مثل بخت تیرہ نشواط عالم میں تاریکی پھیلی یعنی خورشید جہاں تابہ سینہ سپہر سے اتر کر بارگاہ مغرب میں جا کر رو پوش ہوا۔ ملکہ حیرت نے بھرنواخت طبل رزمی حکم دیا۔ افسران فوج نے نقارہ جنگی بجوایا۔ شر و فساد اٹھانے کا بہادروں کو جھگڑا یاد دلا۔ عیار جو اسیں لشکر دہر کارے مہ رخ رواں دواں خدمت بلکہ مہ رخ عالی شان میں حاضر ہوئے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنا شاہی اس طرح بصد ادب بجا لائے: "نشواط کے آنے سے ملکہ حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے۔ کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے۔" یہ کہہ دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے۔

مہ رخ نے یہ خبر سنتے یہ ہی نفیر سحر بجائی۔ طلب ارشم پر بہادروں نے چوب لگائی۔ دونوں طرف سے شور شربا بلند ہوا۔ ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے۔ بہادر ہتھیار درست کر کے منچلا پن دکھانے لگے۔ دربا حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا۔ سردار خیموں میں آ کر آلات حرب تیار کرنے لگے

**

جہاں میں قیامت ہوئی آشکار
کہ لی امن نے واں سے راہ فرار

رہا رات بھر یوں ہی سامان جنگ
سحر گہ کا اڑا جب کہ ظلمت کا رنگ

ہوا مہر گردوں پہ پھر جلوہ گر
سو رزم گہ پھر چلے کینہ ور

بہادر ہوئے عازم رزم گاہ
ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جس وقت کہ آفتاب نکلا عازم جنگ کا ہر ایک ارجمند ہوا۔ لشکر دونوں طرف سے وادی مصاف میں آئے بادشاہ دونوں لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے۔ نوبت و نقارے بجنے لگے۔ سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے۔ ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہائے آتشیں (آگ کے ہاتھ) اڑتے ہوئے نظر آئے۔ میدان قتال بہادروں سے بھر گیا۔ ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہ گیا اور سر گیا علمبرداروں نے پھریرے علموں کے کھولے۔ ساحروں کے پرے جم گئے۔ بیلداروں نے زمین زمین ہموار کر دی۔ سقوں نے آباشار کر کے خاک بٹھائی صف آراؤں نے صفوف لشکر ترین فوجیں مرنے پر تل گئیں نقیب مذمت دنیائے فانی شنا کر بہادروں کو پکارے: ”اے نامور ذرا تصور کر کہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ انجام کو ہر ایک کا ٹھکانہ گور ہے' چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔
بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آ کر ٹھہرا تھا۔ سامنے حیرت کے آ کر اجازت خواہ ہے۔ اس نے کہا: ”جازم کو سامری کی حفاظت میں

**

دیا۔
غبار سا اٹھ کر رہ گیا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ اس وقت حیرت کو بڑا رنج ہوا
اور اس نے افسران فوج کو للکارا: "لینا اس کو چوالیس ہزار ساحر ملا زمان نشواط ایک
جانب سے اور دوسری طرف سے لشکر حیرت آ پڑا۔
ادھر لشکر ملکہ مہ رخ بھر حمایت مہتر قران کی یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بن کر
آئے تھے۔ آگے بڑھا جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی در دریائے لشکر موج مار کر باہم مل گئے۔
شمشیر کی وصار رواں ہوئی۔ تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ گھٹا کی طرح فوج گھر آئی۔
خون کے دو نگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات فوفانی ہوئی بیر
غل مچانے لگے۔ نارنج و ترنج چلنے لگے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے دم بھر میں لاش پر
لاش گر گئی۔ نقد جان لٹ گئی۔ دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

چلی صرصز تیغ سوسن وہاں
گرے کٹ کے سرشل برگ خزاں

کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر
کسی جاپپا نعرہ دار و گیر

کہیں ہار اور سوئیاں گرتی تھیں
کہیں سحر کی بوندیاں پڑتی تھیں

کہیں سحر کی بجلیاں شعلہ خیز
اماں کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے **

مقام فرد و گاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے۔ مہ رخ نے لاشہ ہائے مقتولان اٹھوا کر اپنی جانب دفن کرائیں۔

ادھر حیرت نے لاش نشواط' اٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا۔ اس وقت نشواط اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا: "اے ملکہ! میں طاؤس سحر پر سوار ہو کر آیا ہوں کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤں گا۔ وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا۔ میں اس کو چھوڑ کر سحر پڑھنے گیا تھا۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اس کے مرنے سے برپا نہیں ہوا۔ اگر میں مارا جاتا تو میرے بیر غل مچاتے جب اس نے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کرے میں اس کی جگہ لیٹ رہا تھا۔

ملکہ حیرت یہ ماجرا سن کر بہت خوش ہوئی اور نشواط سحر پڑھنے درہ کوہ میں چلا گیا اور وہاں بیٹھ کر گوگل جلایا خون خوک (سور کا خون) سے زمین لیپی۔ اگیاری کی سحر پڑھ کے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی' فوراً ابر بن کر وہ روئی سمت لشکر مہ رخ گئی۔ یہاں سب سردار بارگاہ میں بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی میں مصروف بعشریت تھے کہ یکایک گھٹا سربارگاہ پر آ کر چھائی۔ ایک ساحر نے کہا: "اے ملکہ' یہ بدلی کیسی ہو گئی۔"

مہ رخ نے کہا: "ساحروں کی آمد رہتی ہے ابر یوں ہی آ جاتا کرتے ہیں۔ سرخ مو نے کہا: "مجھے ابر سحر کے معلوم ہوتے ہیں۔ غفلت نہ کرنا چاہیے کیونکہ جس نے ان کو بھیجا ہو بیروں سے وعدہ کیا ہو گا جب کام کر آؤ گے اس وقت بھینٹ پاؤ گے' لہٰذا اگر انکی کوئی بھینٹ دے دے تو یہ سحر الٹ جائے۔

یہ کہہ کر اس نے چھری سے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت میں خون بھر کر پرواز کی اور ان ابروں پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جا کر لشکر حیرت پر چھا گئی اور اس میں آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت بھی رزم گاہ سے آ کر اچھی طرح آسودہ نہ ہوا تھا کہ آفت میں مبتلا ہوا۔ العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی۔ ہر سمت بھگدڑ سی پڑ گئی۔ نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے۔ ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے۔ خیموں میں آگ

**

آگ لگ لگ گئی تھی۔ بارگاہیں پتھروں کے نیچے دب گئیں۔

اس طرف غل سن کر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر بروئے ہوا سر خم کھڑی

ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی۔ حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا تھا۔ ہنگامہ برپا تھا۔حیرت بارگاہ سے نکل کر متحیر کھڑی تھی۔ آفت میں پھنسی تھی۔ سحر کی سپریں سر پر سایہ فگن تھیں۔ ابر کے ٹکڑے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے۔ نیچے گر کر پتھروں کو روکتے تھے لیکن ملکہ حیرت کو یہ حیرت تھی یہ سحر کس نے کیا ہے۔ آخر خیال میں گزرا کہ شاید کہ نشواط سحر کرنے گیا ہے۔ یہ اس کا کچھ جھگڑا ہے۔ یہ سوچ کر ایک پتلا سحر کا درہ کوہ میں بھی کر کہلا بھیجا: " واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا۔ نواشط نے جب پتلے سے یہ سنا گھبرا کر حیرت کے پاس آیا اور یہاں کی کیفیت دیکھ کر بہت نادم ہوا اور دیر تک روح سحر پڑھ کر ان ابروں کو اس نے دفعہ کیا۔ سرخ مو بھی اتر کر بارگاہ میں آئی۔ سب نے بڑی تعریف کی۔ مہ رخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشواط سحر الٹ جانے سے ایسا کھسیانہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کہ تیار ہونے کا حکم دیا' نفیر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحروں سے چڑھ دوڑا۔

اہلکاروں نے خبر مہ رخ کو آمدہ فوج کی پہنچائی۔ یہ بھی اسی وقت مع سرداروں کے سوار ہوئی' ناگاہ نشواط لشکر پر آ گرا۔ پھر ویسا ہی ہنگامہ بلند ہوا۔ سیلاب خون ہر سمت جاری ہوا۔ ملک عدم جانے کی تیاری ہوئی۔ تیغے موج دریا کی طرح لہرانے لگے۔ جسم خون میں نہلانے لگے۔ دریائے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا۔ فنا کے گھاٹ پر گزرا ہوا۔

اس وقت ملک طاؤس جادو جس کا مطیع الاسلام ہونا پہلے بینا کیا جا چکا ہے۔ مہ رخ کے پاس آ کر گویا ہوئی: "نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہو کر آیا ہے۔ یہ اس طرح نہ مارا جائے گا۔ اس کے ہلاک ہونے کی اور تدبیر ہے۔" یہ کہہ کر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا اور اسی خون سے زمین کو سپ کر سحر پڑھنے

**

لگی۔ کچھ عرصہ میں زمین تھرا کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریاں جن سے افراسیاب طاؤس منگوایا تھا۔ زمین سے پیدا ہوئیں۔ یہ پریاں پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سر پر تھیں۔ جب سے یہ شریک عمرو ہو گئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھیں۔

قصہ مختصر جب وہ زمین سے نکلیں' تو اس نے کہا: "اے محافظان طاؤ طلسم تم اپنی بھینٹ مجھ سے لو اور طاؤس کو مارو۔" وہ پریاں تو ہمیشہ سے اس کی فرمانبردار تھیں ار ان پر کوئی سردار شاہ جاوداں نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا۔ بدیں وجہ وہ ابک تک اس کو اپنا مالک جانتی تھیں۔ اس کے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑیں۔ عین ہنگامہ جنگ میں انہوں نے ترسول طاؤس پر مارا۔ اس کے جسم پر آگ لگ گئی اور جل گیا اور نشواط اس پر سے گرا چاہتا تھا کہ مہ رخ لڑتی ہوئی پاس کے پہنچ گئی اور ناریل سحر پڑھ کر مارا کہ اس کے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا صدا آئی کہ مارا مجھ کو نام میرا نشواط ادو تھا۔ اس کے مرتے ہی یا تو لشکر مہ رخ مغلوب تھا' اب غالب ہو کر ملازمان ملکہ حیرت کو قتل کرنے لگا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ عروس تیغ گلے ملنے لگی' سر رونمائی میں دیئے جاتے تھے۔ زخموں کے ہار رزم آور براتی بن کر پہنتے تھے۔ سرداروں کے سر لڑائی کا طرہ تھا۔ آب و خنجر اور تیغ کی شربت پلائی میں نقد جان کر ایک دیتا۔ تلواروں کی جھنکار ساز کی آواز رقص بسملاں کا وعدہ گاہ مصارف میں نیا انداز۔

الحاصل حیرت نے لڑائی بگڑتے دیکھ کر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لے کر پھر آئی۔ اس وقت مصور و صورت نگار نے تسکین دی کہا: "اے ملکہ' ہر چند کہ میں تصویر کھینچ رہا ہوں اور چلہ کشی میں رہتا ہوں مگر میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ تا کہ ان نمک حراموں کو برباد کر دوں۔

ملکہ حیرت نے تمام ماجرا یہاں کا اور ارادہ جنگ مصور لکھ کر شاہ جاوداں کے پاس ایک پتلے کے ہاتھ بھیج دیا اور آپ منتظر جواب بیٹھی۔ ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ میں دے کر ان پریوں کو رخصت کیا اور لشکریوں نے کمر کھولی۔ سردار داخل بارگاہ ہو

**

کر بعشرت تمام شغل مے خواری کرنے لگے' ناچ ہونے لگا۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا۔ یہ سب تو مصروف انبساط ہیں اور حیرت رنجیدہ ہے۔ ان کو تو اسی حالت میں چھوڑ دیئے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمرو مخمور خوش صفات کا سنیے۔

یہ دونوں جب راہگزاری منزل مقصود ہوئے ایک روز صحرائے سبزہ زار میں پہنچے۔ گل دبیا و جین سے سب جنگل مملو تھا۔ چمنستان یاسمن و شبو تھا کہیں نرگس کے تختے تھے' کہیں گلہائے خورد و کھلے تھے

دشت تھا یا بہشش کا گلشن
سر و سنبل پہ تھا عجب جوبن

کھل رہے تھے طرح طرح کے گل
لطف پر صحبت گل و بلبل

دشت کے بیچ میں بشوکت و شان
ایک تعمیر لاجواب مکان

ہر طرف قصر کے بنے کمرے
چلمنوں سے سجے ہوئے کمرے

برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر
نہ تھے برج فلک بھی ان کی نظیر

فرش س صاف و ستھرا بچھا تھا
چشم حیران کا اک تماشا تھا

**

تھے جواہر کے میر فرش دھرے
عرش کے ہموار تخت بچھے

جھاڑ اور ہانڈیاں بلوریں تھیں
فی الحقیقت وہ نور نور آگیں تھیں

مال و اسباب بے قیاس اس میں
تھے جواہر کے سب گلاس اس میں

تھا مکان گوکہ رشک خلد بریں
کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکیں

کرسیاں میزیں تھیں جواہر کار
رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار

دیکھ کر اس مکان کی زینت کو
ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو

پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا
تاکہ ساکن یہاں کا ہو پیدا

جب نہ پایا کسی کو تب بیباک
آیا اندر مکان کے وہ چالاک

جال الیاسی مار کر ہر جا

یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم (جنگ) کرنے سے باز رہی اور عمرو سے کہا: "خواجہ اس کے ساتھ چلیے۔
عمرو نے کہا: " اے ملکہ! پیشانی اس کی تاریک ہے یہ مکرر سے عذر کرتا ہے۔ فریب دینا چاہتا ہے۔ اس کے گھر جانا بہتر نہیں

مخمور نے جواب دیا: "آپ ہی کا قول ہے کہ جو منت کرے اور اطاعت اسلام کرنے کا اقرار کرتا ہو' اس کا کہنا ماننا لازم ہے۔ اگر برائی وہ کرے گا' تو کیا ہو گا۔ خدا مالک ہے بس اب کچھ خوف نہ فرمایئے۔ جیسے اب زیر ہو اہے ویسے ہی پھر زیر ہو گا۔"
عمرو یہ کلمات سن کر خاموش ہو رہا اور سوچا کہ اس کے ساتھ چلو' جو کچھ وہاں مال ہو گا' وہ بھی لوئیں گے اور اس مکار بھی لوٹیں گے۔ یہ سوچ کر لالچ میں آیا اور مخمور کے ساتھ روانہ ہوا۔
وہ ساحر اس بیشہ سے گزر کر ایک درہ کوہ میں لایا اور وہاں سے گزر کر ایک دشت سبز و خرم میں پہنچا۔ عمرو نے وہاں قفر فلک تعمیر پایا۔ یہ مکان سے خوبی میں دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دل پسند تھا۔ کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا۔ کوئی سامان آرائش و زیبائش باقی نہ رہا تھا' جو وہا نہ ہوتا وہ ساحر کہ نام اس کا تعمیر جادو اس قصر میں ان کو لایا ادارے کمرے کے کھول دیئے مسند پر تکلف پر بٹھایا۔ کشتیاں ناب کی قابیں گز کے لیے کباب کی حاضر کیں۔ فواکہات کی ڈالیاں سامنے لا کر رکھیں

مخمور نے کہا: "لو شعل میخواری کرو۔"
عمرو نے کہا: "تم پیو مجھ کو بھی ایک آدھ جام دے دینا۔"
مخمور نے جام بھر کر پہلے اس ساحر کر دیا۔ اس لیے کہ مبادا اس میں زہر اس نے ملایا ہو تو اس کا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو اس نے خود پینا شروع کیا۔ یہ تو میخواری میں مصروف و متوجہ تھی اور عمرو اس جگہ کا مال تجویز کر رہا تھا۔ اس ساحر نے دونوں کو غافل پا کر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکا شروع کیا جب مخمور خوب تشنہ ہوا' بسبب اس کے سحر کے بیہوش ہو گئی اور عمروع نے ہر چند کہ شراب نہ لی تھی۔ اس پر

**

اس نے کہا: "میں بخوبی ہوشیار ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ کیونکر تو نے لیتا ہے۔ بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا

اس نے یہ سن کر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا نارنج اس کے سینے کے پاس جا کر پھٹا اور آگ کے شلعے نکل کر جسم میں لپٹے۔ اس ساحر نے در جواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھ کر پھونکا کہ ایک لکہ ابر بادل کا ٹکڑا) پیدا ہو کر برسادہ آگ بلاکل بچجہ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا۔ اسے بھی ایسا سحر پڑھ کر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر سما گیا اور نیمچہ سحر کھینچ کر اس پر جا پڑا۔ اس نے دار اس کے روکنا شروع کئے۔ یہاں تک کہ ایک بار بار صبائے جادو نیمچہ برق بن کر جو اس کے سر پر گرا۔ ہر چند اس نے روکا مگر نہ رک سکا وہ بجلی اس کو کاٹ کر زمین میں اتر گئی۔ دو پر کالے ہو کر وہ گرا شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ مارا مجھ کو نام میرا تغیر جادو تھا۔ بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیوں کو لے کر روانہ ہو مگر اس ساحر کے مرنے سے مخمور اور اوپر سے سحر اس کا باطل ہو گیا تھا اور یہ دونوں ہوشیار ہو گئے تھے۔ مخمور سنبھلی اور چمک کر اٹھی تھی کہ صبا نے کہا: اے مخمور چل میں تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دوں گا۔

مخمور نے جواب دیا: "وہ شاہ طلسم مادر بخطار کیا میری خطا معاف کرے گا اور اے حیاء تو کب میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا۔

اس کو یہ سن کر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھ کر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی۔ صبا نیمچہ کھینچ کر اس پر بھی آ گرا۔ یہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل برابر سے دو بجلیاں نیمچوں کی کوند کوند گرنے لگی۔

**

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد
مقابل ہوئے تھے بہم نحس و سعد

نہ اس کو ظفر تھی نہ اس کو خبر
نہ پروائے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر

صبا لڑنے میں اس سے عاجز آیا ور نزدیک تھا کہ مخمور اس کو جنہم بھیجے۔ مگر اس نے جب اپنے تئیں مغلوب دیکھا فوراً ھولی سے خاک جمشید نکال کر اڑائی۔ وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہو گئی۔ عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑ کر صبا کے قدم پر گرا اور بمنت گمام گویا ہوا کہ عورت ناقص العقل تھی۔ ہر چند آپ نے فہمائش کی مگر اس نے سمجھایا آپ کا نہ مانا آخری سزا کو پہنچی مگر میں امیدوار ہوں کہ میری خطا شاہ جاودان سے معاف کرا دیجئے۔ مجھ کو خوب ثابت ہو گیا کہ بادشاہ طلسم سے مخاف ہو کر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ بڑا زبردست ہے کہ جس کے مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہیں۔"

صبا یہ باتیں سن کر خوش ہوا اور ازلسکہ شاہ جاوداں کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ عمرو کے منت گزار ہونے سے بغیر گرفتار کئے ساتھ لے گیا۔ عمرو نے اثنائے راہ میں قابو پا کر اس کے منہ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چخر کھا کر گرا لیکن اتاق سے ایسے مقام پ گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈیرا پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس ڈیرے میں اس کا سر جا کر پڑا اور مخمور کو بیہوش کر کے اس نے لا دیا تھا وہ بھی بڑے میں گری پانی کی وجہ سے دونوں کو ہوش آ گیا۔

صبا بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کر کے پانی سے نکلی۔ لیکن صبا شرارت عمر و سمجھ کر لپکا میں اس کو سزا دوں مخمور نے ڈانٹا کدھر جاتا ہے اور کچھ سحر پڑھ کر ستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اس کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین

**

میں اتر گئی۔ غل و شور برپا ہوا تاریکی ہو گئی۔ بعد اس ہنگامہ کے سر صبا جادو کا شق ہو گیا اور ایک طائر سبز فام خوش رنگ سر سے نکل کر روتا ہوا سمت شاہ جاوداں گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے۔

○○○

**

• ملکہ نور جادو

طائر باغ میں پہنچا اور پکارا: "اے شہنشاہ صبائی جادو کو تصل مکان طلسمی' جہاں کہ ملکہ نور جادو مالک ہے عمرو اور مخمور نے مارا۔" یہ ماجرا کہہ کر اس طائر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن میں آگ لگی کہ جل کر راکھ ہو گیا۔ شاہ جاوداں مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آ کر مسند عیش پر جوہ گر تھا۔ یہ خبر یہ زبان طائر سن کر غضب ناک ہوا اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر میں ایک ساحر اژدہے پر سوار رو بروے بادشاہ ذی تبار حاضر ہو کر آداب بجا لایا اس نے پہلے اس کا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا: "مار ڈالا ہے۔ ابھی وہ وہیں ہیں جاؤ اور ان دونوں کو گرفتار کر کے میرے رو برو لاؤ اور اگر نہ آ سکیں تو ان کے سر لاؤ تامل نہ کر جلد جاؤ۔

بلائے جادو یہ حکم محکم بادشاہ سن کر تسلیم کر کے پھر اور اژدر پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد نامہ ملکہ حیرت آیا۔ شاہ نے پڑھا اس میں قتل ہونیک نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا۔

اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا: "اے ملکہ! تم گھبراتا نہیں' میں یہاں سے تمہاری مدد کے لیے طوفان بن قہار فیل سوار کو بھجتا ہوں وہ بڑا زبردست ہے کسی سے زیر نہ ہو گا اور مشد زادے اگر عازم جنگ ہیں تو ان کو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی جو زیر طلسم استادہ ہے انہیں چاہیے کہ طوفان کے وہاں پہنچنے تک کام نکم حراموں کا تمام کریں۔ اور اے ملکہ تم بھی مرشد زادے کی خاطر داری اور تعظیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا۔"

پس یہ جواب لکھ کر ملکہ حیرت کے پاس بھجوا دیا۔ اس نے جواب پا کر نہایت خوشی کی اور مصور کو نامہ دیکھا وہ بھی بہت خوش ہوا اور کہا: "بعد فتح بارگاہ میں لوں گا اور

**

علاوہ اس کے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہے۔ اس کو میں اپنا ہی مال جانتا ہوں جو چاہوں وہ کروں مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہیں۔

یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا زوجہ سے گویا ہوا: "لو صاحب مبارک ہو۔ میرے ہی نام یہ فتح تھی۔ شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجھ کو لکھا ہے۔"

صورت نگار نے کہا: "عیار ایک تو ہم کو ذلیل کر چکے ہیں اور ان کے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن ہے۔ لہٰذا تم اس مقدمہ میں اگر نہ بولو تو اچھا ہے۔ اس میں جانے جانے کا اندیشہ ہے۔

مصور نے جواب دیا: "میں بغیر لشکر کی تصویریں کھینچے ہرگز نہ لڑتا' لیکن کیا کروں میرا دل نہیں مانتا۔ میرے دادا کے سب بندے قتل ہوئے جاتے ہیں۔"

الحاصل اس کی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا' مگر اس نے نہ مانا اور درہ کوہ میں جا کر زمین کو پاک و صاف کر کے آگ لگائی گوگل مرچیں جلائیں کلچڑیاں بھجنکے میں بھینٹ میں دیئے۔ اگیاری کی خاک ایک طرف اڑا دی۔ دفعتہً ایک غبار تیرہ تار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑ کر گئی۔

اس غبار سے ایک پتلا ایک گھوڑے پر مثل انسان کے سوار اس کے پاس آیا۔ اس نے اس کو شراب کی بوتلیں اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی۔ اس نیشراب پی کر گوشت کھا لیا۔ اس سے کہا: "اب تم کل معرکہ جنگ میں آنا۔ کام میرے دشمنوں کا تمام کرنا۔ پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا۔ راوی کہتا ہے مصور ازبسکہ سحر تصویر بنانے کا کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس پتلے کو اس نے کاغذ کا قبل میں بنایا تھا اور اس کے جسد میں بیر سحر کا داخل کیا تھا اور رداس سحر کا اس طرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بنا کر صحرا میں چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پائے نہیں۔ بہت سےعقاب اسی طرح اور اسی قدر و قامت کے بنا کر ہمراہ اس عقاب کے کر دیئے کہ جہاں وہ رہے یہ سب بھی رہیں تاکہ ہر ایک دھوکہ کھانے اور نہ سمجھ

**

سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہے۔ فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہو گا۔ اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ لے کر لشکر میں آیا اور ملکہ حیرت سے کہلا بھیجا: "میرے نام پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجئے" تامل نہ کیجئے۔

ملکہ حیرت نے اس کی استدعا کے موجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا۔ جس وقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جس کا آشیانہ برج اسد ہے۔ صحرافلک سے اڑ کر کوہ مغرب میں گیا اور شیشہ سیار گان سے صفحہ ازرجدیں افلاک منقوش نظر آنے لگا۔ لشکر حیرت نے طلب جنگ بجایا۔ طائران سحر لشکر مہ رخ بہر خبر گیری یہاں موجود تھے۔ خبر لے کر حاضر بارگاہ آسمان جاہ ہوئے اور بہ شکل انسان متمثل ہو کر بہ زبان عجز انتہا اس طرح بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے: "بنام مصور لشکر مخالف میں طبل جنگ بجا ہے۔ ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پر نور ک ایذا رسانی کا ہے۔"

یہ کہہ کر پرواز کر کے بہ شکل طائر پھر روانہ ہوئے۔ یہ خبر سنتے ہی مہ رخ نے بھی نظر بفضل کردگار کر کے نفیر سحر کو دم دیا۔ سرداران عالی شان نے کوس چربی بجایا۔ دربار شام برخاست ہوا۔ ہر ایک اپنی جگہ پر آ کر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا ڈمرو بجتا تھا۔ بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے۔ مردانگی کا دم بھرتے تھے

ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار
نبرد آزمایاں خنجر گزار

سپہدار شکر بجاہ و چشم
لگے کرنے سامان جنگی بہم

ہوئیں تیغیں صیقل سے پھر آبدار

**

عیاں پھر ہوا قہر پروردگار

امنڈنے لگیں فوج کی بدلیاں
درخشاں ہوئیں تیغ کی بجلیاں

کیا ساحروں نے بپا شور و شر
دیئے بھینٹ میں سب نے دشمن کے سر

بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کر بیر
اسی رنگ میں تھے صیغر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سب کو انتشار میں ہر ایک سردار تھا۔ ملکہ بہار باغ و بہار دکھا کر دکھا دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی۔ مہ رخ فروغ سحر دکھا کر عدر کا دل و داغدار فرماتی تھی۔ سرخ مو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی۔ رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا۔
صبح کے وقت لشکروں دونوں جانب سے دشت قتال میں وارد ہوئے۔ پھر وہی معرکہ گیر وارد وہی ہنگامہ گوم بازاری نبرد و پیکار تھا۔ صفوف جنگ ترتیب پذیر تھیں۔ دونوں فوجیں مثل دریا موج گیر تھیں۔ نقیب باواز بلند پکارتے تھے بہادروں کو للکارتے تھے: ہاں نوجوانون جوہر شمشیر دکھا دو۔ معرکہ کہ دیکھیں کہ کس کے ہاتھ ہے منہ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے۔
غرض یہ کہ جب ساحروں کے پرے جم گئے سپاہی لڑنے پر تل گئے۔ مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھ کر صحرا کی طرف پھونکا۔ بختیار تیرہ تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پر سوار میدان میں آ کر ٹھہرا جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے مصور نے اس کے آنے سے نعرہ مارا: "اے فرقہ نمک حرام اس سوار سے آ کر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ

میدان سے پھرے اور مقام اپنے پر پہنچ کر آرام پذیر ہوئے۔ لشکروں میں چراغاں کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی۔ ناچ بارگاہ میں ہونے لگا۔ طنطنہ عشرت و کامرانی بلند ہوا۔ عیار بھی بارگاہ میں آئے اور مہ رخ سے پوچھنے لگے: "اس سوار کو تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے اور اس کا حاصل حال کیا ہے؟"

مہ رخ نے کہا: "میں نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے اور بغیر اس کے دفع کئے اس کا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔"

برق عیار نے کہا: "میں جاتا ہوں اور اس کے ہلاک کرنے کی تجویز کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا اودھر مصور جو اپس ہو کر گیا س نے اس وار کو جنگل کی جانب نجانے دیا کہا: "مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھ کر تم کو بلانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دن بعد پھر لڑنا ہے۔ چنانچہ اتنے عرصے کے لیے کا ہے کو جاؤ۔"

یہ کہہ کر ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہاں رہو اور وہ پتلا وہاں اترا اور ازبسکہ اس کے پیٹ میں کوئی شیطان اترا ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے۔ مصور نے خدمت گار بہر خدمت مقرر کر دیئے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے۔ پتلا کھانے پینے میں مشغول ہوا۔

اس اثنا میں برق صورت ساحر کی سی بدل کر لشکر میں آیا اور ایک خدمت گار کو پتلے کے خدمتی میں سے جا کر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا: "الگ آؤ' میں تمہارے فائدے کی ایک بات کہوں۔"

خدمت گار اس کو ساحر معزز وضع سمجھ کر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی چلا آیا۔ برق نے اس کو بیضہ بیہوشی مار کو طرفتہ العین میں بیہوش ہو کر دیا اور اس کر پیرہن لے کر اسی کی سی ورت بن کر اس پتلے کے خیمے میں آیا۔ وہ پتلا پلنگری پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا۔ برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی اڑتا تھا۔ پنکھے کی ہوا سے ناک میں اس کی بیہوشی گئی۔ وہ پتلا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہاں تک کہ جو لوگ اس کی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے۔ اس وقت اس نے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لو مگر وہ پتلا تھر

**

کو ہو گیا۔ یہ حیران ہوا کہ اب کسی کا ماروں ناچار انہیں خدمت گار لوگوں کو جنہیں
بیہوش کیا تھا اس نے ہوشیار کر کے کہا: "ارے میاں تم سب سو گئے تھے۔ ذرا دیکھو

تو میاں سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئیے۔ اب خدمت کس کی کریں۔"
ان لوگوں نے اس بیان کو سن کر تعجب کیا اور اٹھ کر پتلے کو دیکھا۔ واقعہ وہ پتھر
کا ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر باہم مشورہ کیا کہ چل کر مصور سے کہیں کہ وہ میاں تو
پتھر کے ہو گئے۔
غرض خبر گیرے روانہ ہوئے۔ برق بھی ان کے ساتھ گیا اور سب نے جا کر مصور
سے پتلے کا پتھر ہونا بیان کیا۔ وہ سارا ماجرا سن کر پتلے کے خیمے میں آیا ور اس کو
پتھر کا دیکھ کر بڑی دیر تک سحر پڑھا گیا۔ تاآنکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور
ہوشیار ہو کر گویا ہوا: "میں سو گیا تھا۔"
مصور نے کہا: "کچھ نہیں یہاں شاید کوئی عیار آیا تھا اس نے آپ کو بیہوش کر کے
قتل کرنا چاہا ہو گا۔"
پتلے نے کہا: "اگر یہ امر ہے تو آپ کچھ فکر نہ کریں میں غائب ہو جاتا ہوں بروقت
لڑنے کے آ جاؤں گا یا جب مجھ کو کوئی بیہو کرے گا' میں پتھر کا ہو جاؤں گا کوئی
مجھے قتل نہ کر سکے گا۔"
مصور اس کا کلام سن کر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا۔ برق نے یہ بھی
گفتگو سنی۔ دل میں غور کیا اب پتلے کو بیہوش کرنے کے لیے یہاں ٹھہرنا بیکار ہے۔
لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہاں سے کچھ حیلہ کر کے روانہ
ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بن کر چلا۔ جب وہاں پہنچا ایک خدمت
گار کو اشارے سے بلایا اور کہا: "چلو تم کو مصور بلاتے ہیں۔"
خدمت گار اس کا نام سن کر بہت خوش ہوا کہ میں بھی ایسا ہوں جسے مرشد زادے
ساحروں کے بلاتے ہیں بس اسی وقت ہمراہ ہو لیا۔

**

برق نے کہا: "واسطے تفریح طبیع کے صحرا کی طرف گئے ہیں بارگاہ میں نہیں ہیں۔ اسی سمت چلو۔"

خدمت گار نے کہا: کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کام کیا ہے اس نے کہا: "کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمہیں بھی دینا ہے اور کچھ کام نہیں۔"

خدمت گار اس فقرے کو سن کر نہایت خوش ہوا اور اس کے ساتھ جنگل میں آیا۔ اس نے تنہا پا کر اس کے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ برق نے اس کو اور زیادہ بیہوش کر کے اسی کا پیرہن کر اور اسی کی سی صورت بن کر اپنی راہ لی ور ایک رقعہ حیرت کی طرف سے مہ کر کے لکھا اور بارگاہ مصور میں آیا رقعہ اس کو دیا اس نے پڑھا لکھا تھا: "ہم نے سنا ہے عیار نے پتنے کو بیہوش کیا تھا' ایسا نہ ہو کہ عیار پتلے کو مار ڈالیں' لہٰذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ پتلا جو بنایا ہے' اس کی جان کاہے میں رکھی ہے۔"

مصور نے جواب میں رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہاں سے کچھ دور ایک درہ کوہ میں بہت سے عقاب تیر پرواز میرے سحر کے ہیں۔ ان میں ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہے اس کو کوئی مارے اور اس کا خون لے کر اس پتلے پر چھڑکے تو البتہ پتلا مرے۔"

برق یہ رقعہ لے کر اپنی بارگاہ میں آیا اور مہ رخ کو دکھایا۔ یہ مہ رخ بہت خوش ہوئی اور اسی وقت سوار ہو کر بموجب نشان تحریر درہ کوہ میں جا کر ڈھونڈھنے لگی۔ بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے ان میں جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پر اس نے سحر پڑھنا شروع کیا۔ پہر بھر میں وہ عقاب زمین پر گرا اس نے سحر کی چھری سے اس کو ذبح کر کے خون اس کا شیشہ میں بھر لیا اور اپنی بارگاہ میں آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہیں کیا۔

ادھر جب رات زیاد ہو گئی وہ دونوں خدمت گار جن کو برق بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں تنہائی میں برہنہ پڑے دیکھ کر سمجھے کہ عیار تو لشکر میں آیا ہی کرتے ہیں اور روز ایسے شعبدے ہوا کرتے ہیں۔ آج ہمیں پر یہ واقعہ گزرا لیکن لشکر

ہے سامری کا زندہ رہے غرض یہ کہ وہاں سے اٹھ کر لشکر میں آئے اور لباس پہن کر اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ ازبسکہ رات زیادہ ہو گئی تھی۔ مالک دونوں کے آرام میں تھے ان سے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے۔

صبح مصور اٹھ کر پہلے اپنے پتلے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھ کر خوشنود ہوا۔ خدمت گار نے چاہا حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو' عیار یہاں موجود ہو اور اپنا راز میری زبان سے فاش ہوتے معلوم کر کے مجھ کو کسی وقت قابو پا کر مار ڈالے۔ یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا۔

مصور وہاں سے اٹھ کر بارگاہ حیرت میں گیا دوپہر آ چکی تھی۔ حیرت آرام کرنے جاتی تھی۔ اس نے پوچھا: "اے ملکہ! تم نے کل رقعہ بھیجا تھا۔

ملکہ حیرت نے کہا: "میں سمجھ کر جواب دوں گی۔ آپ جا کر طبل جنگ بجوایئے۔ میں دن بھر میں بیس نامے بھیجتی ہوں یاد کس کو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئیے اور کتنے بھیجے۔ اب جو کچھ پوچھئے گا' سہ پہر کو پوچھئے گا۔"

یہ کہہ کر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ دوپہر کا وقت تھا یہ بھی سو رہا۔ تیسرے پہر کو اٹھ کر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا۔ میخواریک میں مصروف ہوا۔ جب دماغ اس کا بادہ ناب سے گرم ہوا فط مستی میں بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا۔

لشکر میں صدائے طبل جنگ بلند ہوئی۔ حیرت نے بھی طلب رزم بجوایا۔ جواسیسوں (جاسوس) نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ یعنی بادب تمام بعد ادائے دعا ثنا پیرا ہوئے:"

شہا تیرا قبال دائم رہے
ہمیشہ تیرا ملک قائم رہے
رہیں تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل

**

خدا تیرا ہر حال میں ہو کفیل

عدز کل کے دن طالب جنگ ہے

پھر آمادہ شروہ بے ننگ ہے

مہ رخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا' لشکر میں کرنا پھننکی صورا سرافیل گویا بجا۔
لشکر کے آراستہ کرنے میں ہر سردار نے فناتوں افواجہ کا غلغلہ بلند کیا۔ پھر وہی غلغلہ
داروگیر پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا۔ ساحر مصروف سحر خوانی تھے۔ بہادروں کہ جوش شجاعت
و ارمان جوانی تھی۔ طول ہر مقام پر بیچا ہے۔ صبح تک ہی سامان رہا۔ ہر ایک کو جان
جانے کا گمان رہا۔ جس وقت فراق شاہ شب میں آہ و آتشیں سینہ در سے نکلی اور
آفتاب تاباں بن کر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا' لشکر وارد مصارف ہوئے۔
جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے' کوس کرنا گرجے مصور اور
ملکہ حیرت بھی بڑی چمک دمک سے لشکر لائے۔ ساحروں کے پرے جمائے ناقوس پھنکے
اور گھنٹے بجے' گھٹا سحر کی چھا گئی۔ آتشبازی اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہو
کر تپ گیا۔ صدا ہائے مہیب سے بیروں کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا۔
القصہ بعد ترتیب صفوف افواج تخت دونوں شکر کے سر تاج کے قلب میں قائم ہوئے۔
دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب ندامت دنیائے و فنی کہہ کر میدان سے جب ہٹے۔
بہادر سناٹے میں آ گئے۔ مصور نے کچھ سحر پڑھا۔ یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا
بلند ہوئی۔ وہی پتلا جس کا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان میں آ
کر ٹھہرا مصور نے مبازر طلبی کی
ملکہ مہ رخ نے تاج اتار کر بوسہ دے کر تخت رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے۔
تمام سردار پا پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے۔ باجے بجنے لگے۔ ملکہ نے سب کو تسکین
دلاسا دے کر حکم دیا: "اپنی اپنی جگہ پر جا کر ٹھہرو۔" اور آپ طاؤس پر چڑھ کر سامنے

**

اس سوار کے گئی۔ ضرب اس سے طلب کی اس نے ایک نارنج مارا۔ ملکہ مہ رخ نے بھی ناریل مارا۔ نارنج و ناریل لڑ کر باہم ٹوٹے گئے۔ اس عرصہ میں مہ رخ قریب اس کے طاؤس اڑا کر گئی۔ وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے' اس نے شیشہ سے خون لے کر ایک چھنٹا مارا۔ جیسے ہی خون اس پر پڑا' ایک شعلہ اس کے جسم سے نکلا اور اس نے جلنا شروع کیا۔ دم بھر میں خاک ہو کر رہ گیا۔ واہ واہ کا نعرہ لشکر مہ رخ نے بلند کیا۔ مصور کو بڑی ندارت ہوئی اور چاہا کہ خود لڑنے کو جائے صورت نگار اس کی زوجہ نے رد کا اور لڑنے نہ دیا۔ اس وقت اس نے افسران فوج کو للکارا اور اس نمک حرام کو میدان سے جانے ہ دو" فوج نے مہ رخ پر حملہ کیا۔ اس طرف سے لشکر مہ رخ جا پڑا۔ پھر تو دونوں لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیر زنی شروع ہوئی۔

آخر قریب شام حیرت طبل آسائش بجوا کر ناکام پھری مہ رخ بھی داخ بارگاہ ہوئی۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سردار دربار میں آئے۔ سپاہیوں نے بستر ے لگائے۔ بارگاہ میں ناچ ہونے لگا۔ دور جام مے گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامہ عشرت لشکر حیرت میں بھی گرم تھا۔ مصور بھی شریک برم تھا۔ حیرت نے اس وقت پوچھا: "اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے۔"

اس نے کہا: "آپ نے رقعہ بھیجا تھا جس میں پتلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا۔ میں نے اس کی کیفیت سب جواب میں لکھ بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا جس میں پتلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا یا کسی اور نے۔"

ملکہ حیرت نے جواب دیا: "میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کیسا رقعہ' کیسی جان مجھ کو نہیں معلوم۔"

مصور نے کہا: "آپ کا خدمت گار لے گیا تھا اور خدمت گاروں کو طلب کر کے ایک کوان میں سے بتلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا۔"

ملکہ حیرت نے اس سے عتابانہ پوچھا۔ خدمت گار نے اس وقت مواقع اپنے عرض حال

کا پا کر سارا ماجرا اپنے بیہوش کرنے کا بیان کیا۔ پھر تو مصور کے خدمت گار نے بھی اپنی حقیقت کہی۔ مصور کو یقین واثق ہوا گیا کہ کوئی عیار تجھ سے پوچھ گیا۔ ازبسکہ

یہ نبیرہ سامری ہے۔ بزور سحر اس نے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم ہوا کہ برق عیار نے بصور خدمت گار تجھ کو فریب دیا۔ جو معلوم ہو آتش غضب نے خرمن تحمل کو جلا دیا۔ اسی وقت سحر پڑھ کر مثل قاروں یہ دنی زمین میں سمایا' موش صحرائی کی طرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہ رخ میں پہنچ کر باہر نکلا۔ یہاں سب عیار مژدہ فتح سن کر حاضر ہوئے تھے۔ ان میں سے یہ برق کو پنجے میں داب کر اڑا۔ ساحران بارگہا نے بہت سے نارنج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ مہ رخ و عشاق اور بہار وغیرہ بھی اڑ اڑ کر پیچھے روانہ ہوئے۔ وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بحیس و حرکت میں زمین پر ڈال دیا اور اسی وقت جلاد کو بلایا حکم دیا: "جلد اس کا سر کاٹ ڈال۔"

جلاد نے برق کو بورے پر بٹھا کر کوئلے کا خط گردن پر دیا۔ اس وقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہو کر بہر حفاظت ہر سمت آ گئی اور حیرت بھی یہ خبر سن کر باہر بارگاہ کے آ کھڑی ہوئی۔ برق سامان مرگ اپنا دیکھ کر دل سے درگاہ رب العزت میں رو کر دعا کرنے لگا

یا الٰہ پے رسول خدا
بہر زہرا ابرائے عقدہ کشا

دست ظالم سے دے نجات مجھے
آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجازت پر لگا' جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا۔ مہ رخ وغیرہ آ کر پہنچیں۔ ملکہ

**

بہار نے آتے ہی سحر کر کے اندھیرا کر دیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اس کو دو ٹکڑے کر گئی اور مہ رخ جو پنجہ بن کر گری برق کو اٹھا لے گئی مصور نے پہلے تو رد سحر کر کے روشنی کی تو جلاد کو ہلاک پایا اور برق زیر تیغ نہ دیکھا۔ جھلا کر بزور سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہ رخ اور بہار چلا۔ صورت نگار نے اس کو تنہا جاتے دیکھ کر نفیر سحر بجائی۔ لشکر میں قرح پھکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لے کر صورت نگار چلی۔ اس طرف عشاق آگے بڑھ کر لشکر میں پہنچا اور عیار بھی دوڑ کر آئے۔ حکم کیا: "جلد لشکر تیار ہو کر ملکہ فوج مخالف میں گھر گئی ہے۔ بس یہ خبر سنتے ہی جس طرف بیٹھا تھا۔ اسی طرح اٹھ کر جھپٹا اور جو حربہ جس کو ملا تھا اٹھا لیا۔
غرضیکہ مہ رخ کو فوج عدو نے راہ میں گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آ گئی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی۔ برق کو مہ رخ نے ساحروں کو دیکھ کر سپرد کیا' اپنی بارگاہ میں بھیج دیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا۔ سحار سے ساحر بروئے ہوا بھڑ گیا۔ سحر کی لاگیں منتر کی چوٹیں چلنے لگیں۔ آسمان سے ہاتھ پاؤں سر کا مینہ برستا تھا۔ آندھیوں کا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا۔ کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا کبھی ہزار ہا ستارے اور آفتاب نکل آتا تھا

اندھرا تھا ہر سمت چھایا ہوا
نکل آیا سورج اجالا ہوا

پڑی جس پر اس مہر کی روشنی
وہیں اس کو بیہوشی طاری ہوئی

پڑھا رخ جو مہ رخ نے اس سحر کا
چھپا سحر کے ابر میں مہر جا

**

ہنواں پر ایسی لگائی کہ ٹھنڈی تک آئی تھی۔ پائنچے گھ% سی اور گراتی ہنس ہنس کر
ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی۔ جس کسی نے لشکر میں اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔

اس نے بھڑوا مونڈی کاٹا بنانا شروع کیا۔ جو کوئی نہ بولتا ازخود چھیڑتی اور گالیاں کوسنے
دیتی۔ اسی صورت میں بارگاہ میں آئی۔

اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا: "اری تو کہاں گئی تھی۔" صرصر سمجھی کہ جس
کو تو نے بیہوش کیا ہے۔ وہ کنیز اسی کی ہے۔ بس اس نے اٹھلا کر کہا: "واری ذرا
دم گھبرایا تھا سیر کو گئی تھی۔"

طاؤس بولی: "مالزادی' تجھ کو سیر کی سوجی ہے۔ یہاں میں چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ
دیکھتی جلد لوٹا رکھ ور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہاں گئی تو خوب جوتیاں پڑیں گی۔"

یہ سن کر صرصر آفتابہ اٹھانے چلی۔ برق جن کی ساحر لائے تھے۔ سحر اس پر سے دفع
کیا تھا۔ وہ بھی بیٹھا تھا۔ اس نے کنیز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤں کے پتیرے سے
پڑتے دیکھ کر سمجھا یہ یہ عیارہ ہے پس اٹھ کر یہ بھی چلا۔ صرصر ہر چند کہ کنیز
بنی تھی۔ مگر چاروں طرف دیکھتی جاتی تھی۔ ہمہ تن چشم تھی۔ برق کو آتے دیکھ کر
اس کے تیور سے پہچان گئی کہ اس نے تجھ کو پہچان لیا• یہ جانتے ہی جست کر کے
سراپچہ بارگاہ فرار ہو گئی۔

برق نے پکار کر کہا: "استانی ٹھہرو' مجھے کچھ کہنا ہے۔"

صرصر نے جواب دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤں۔"

برق نیچمہ پکڑ کر باہر جھپٹا' لیکن کہا: "سب ہوشیار رہیں۔ صرصر کسی کو گرفتار کرنے
آئی ہے۔"

یہ کہہ کر بیرون بارگاہ آیا۔ دیکھا صرصر کا کہیں پتہ نہیں سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی۔
پھر سوچا کہ مبادر اور کسی سردار کے خیمے میں جائے اور اس کو آزار پہنچائے۔ بہتر
یہ ہے کہ تلاش کروں۔ یہ سوچ کر ڈھونڈھتا ہوا چلا۔ یہاں صرصر ایک قنات کی آڑ
میں چھپی کھڑی تھی۔ اس کو اور سمت جاتے دیکھ کر بہت جلد اس نے صورت اپنی

مثل ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ میں آئی۔
مہ رخ نے کہا: "میں صرصر کے پیچھے دوڑا تھا وہ تو ملی نہیں۔ آپ بندوبست کیجئے کہ کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہے آپ الگ آیئے تو عرض کروں۔"

مہ رخ اٹھ کر اس کے ساتھ الگ خیمے میں گئی اس نے حباب بیہوشی کر اس کو بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر لے چلی۔ اسی اثنا میں برق سب کہیں صرصز کر ڈھونڈ کر بارگاہ میں آیا پوچھا: "مہ رخ کہاں ہے۔"
سب نے کہا: "ضرغام بلا کر لے گئے ہیں قریب بارگاہ و خیمہ ہے وہاں گئی ہیں۔"
برق یہ سن کر اس خیمہ میں آیا۔ یہاں دیکھا تو کوئی نہیں سمجھا کہ صرصر لے گئی۔
اس وقت یہ بھی لپکا۔ یہاں تک کہ صرصر جنگل میں راہ کترا کر پہنچی تھی۔ ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہنچ گیا اور للکارا: "استانی اب کہاں جاؤ گی اس وقت تو تم نے خوب سبق دیا۔ مگر اب بچنا مشکل ہے۔"
یہ کہہ کر نیمچہ پکڑ کر جا پڑا۔ وہ بھی نیمچہ پکڑ کر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ نیمچے کے چلے ہوں گے کہ ایک طرف سے نعرہ قران بلند ہوا اور اس نے آ کر بغداہ تانا کہ استانی ایک ہی ضرب میں تمام فنا ہوتی ہو' بہتر یہ ہے کہ پشتارہ رکھ دو۔"
صرصر بغدہ تانے' اس کو دیکھ کر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے۔ مگر اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نامی رہتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک عیار بچی اور دو عیار لڑ رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اڑا اور پنجہ بن کر جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھانے گیا۔ قران و برق پنجہ گرتے ہی بھاگ کر چھپ رہے۔ جب وہ چلا گیا۔ یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ پنجہ صرصر کو یقین ہے کہ بارگاہ حیرت میں لے جائے گا۔ پس ہم پہلے سے چل کر وہاں ٹھہریں اور جیسا کہ محل و وقوع دیکھیں ویسا کریں۔
غرضیکہ صورت ساحروں کی ایسی بنا کر روانہ ہوئے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت میں سامنے حیرت کے لایا۔ صرصر نے تسلیم کر کے عرض کیا: "اس طرح میں لاتی تھی عیاروں
**

کے مقابلہ سے یہ مجھ کو اٹھا لے آئے۔ حیرت نے دونوں کو خلعت دیا اور پانی چھڑک کر اس دھوکے میں کہ بیابان جادو مہ رخ کو مسحور کر لیا ہو گا۔ ہوشیار کروایا۔ بیابان عین لڑائی میں صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا۔ سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہنچی تھی۔

اس وقت جو مہ رخ ہوشیار ہوئی۔ حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر تجھ کو پکڑ لایا ہے۔ پس اٹھ کر ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اس کے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ اس کی تلوار پکڑ کر یہ ملکہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہہ کر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے۔

لیکن مہ رخ بادشاہ لشکر عمرو اور ساحرہ نے بے بدل ہے جو اس کے سامنے آیا اس نے دو ٹکڑے اس کو کیا دس بیس ساحر مارے گئے۔ بیر ان کے غل مچالنے لگے۔ باہر کے تمام ساحر دوڑے۔ انہیں کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بن کر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہ رخ جنگ رستمانہ کر رہی ہے اور ساحروں کے نرغے میں گھری ہے۔ یہ دیکھ کر دونوں عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوئے بظاہر "لینا لینا" کہتے جاتے تھے۔ اس ہنگامے میں کون ان کو پہچانتا۔ اپنے بیگانے کی کس کو تمیز تھی۔ یہ گھات میں لگے تھے۔

اسی اثنا میں مہ رخ پر یورش زیادہ ہوئی۔ اس نے ایک نارنج سحر پڑھ کر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ میں آگ لگی۔ اور زمین سے ہزاروں مارو عقرب پیدا ہو کر ساحروں کا کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے۔ اس وقت ملکہ حیرت کہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے۔ غضب ناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ مہ رخ ہر چند زبردستی تھی لیکن اس کی برابری نہ کر سکی۔ بیہوش ہو کر گری۔ ساحر تو آگ بجھا رہے تھے۔ سحر پڑھ کر سانپ بچھوے اپنے تئیں بچا رہے تھے اور بہت سے بھاگ گئے تھے۔ حیرت خود اٹھی کہ میں مہ رخ کا سر کاٹ لوں اس وقت عیار تو اس کے قریب کھڑے ہی تھے۔ ملکہ حیرت پر دوڑ کر برق نے کمند ماری اور جب تک سنبھلے اور سحر کرے اس وت تک اس نے بیضہ

**

بیہوشی ناک پر مارا کہ کمند میں الجھ کر گری بیہوش ہوئی۔ قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ ماروں اس وقت ایک پنجہ چمک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لے گیا۔

قران نے اس وقت حبق ہائے آتشبازی مارنا شروع کیا۔ وہاں حقوں میں دھواں ایسا پیدا ہوا کہ تم بارگاہ تک تک ہو گئی۔ اس اندھیرے میں جو آگے بڑا۔ بیضہ بیہوشی اس کی ناک پر برق نے تاک کر مارا کہ وہ گرا۔ قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا۔ شور و نشور ساحروں کے مرنے کا برپا تھا۔ اندھیاں چلتی تھیں۔ جو دور دور ساحروں کی فوج اتری ہوئی تھی ان کو گمان تھا کہ مہ رخ معہ اپنے لشکر کے آ گری ہے۔ ہر سمت بھگدڑ پڑی تھی۔ اسی ہنگام میں کچھ دیر کے بعد مہ رخ ہوشیار ہوئی اور بزور سحر اڑ کر چلی۔ عیاروں نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ جب یہ نکل گئی۔ قران نے اور برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار بے فائدہ ہے یہ بھی چھلانگیں مارتے ہوئے بارگاہ سے نکل کرا راہی ہوئے۔

اس طرف پنجے نے ملکہ حیرت کو لا کر ایک باغ میں اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بن کر ہوشیار کیا' ملکہ حیرت کی جب آنکھ کھلی بزور سحر حلقہ ہائے کمند کاٹ کر نکلی۔ ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا: "یہ کمترینہ پری زار طلسی ہے اور بحکم شاہ ایسے ہی کام پر مامور ہے۔ اس وقت آپ پر وقت صعب تھا۔ کنیز اٹھا لائی۔ ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہو جاتے۔"

واضح ہو کہ ملکہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جب تک قتل نہ ہوں گے۔ یہ بیہوش تو ہوں اور ایسے ہی سبب پیدا ہوں گے کسی طرح مارے نہ جائیں گے۔

غرض یہ کہ ملکہ حیرت وہاں سے اٹھ کر بارگاہ میں آئی اور آگ لگی ہوئی وہاں کی بجھائی۔ لاشیں بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی۔ دربار کا نقارہ بجا۔ مصور بھی اس کے پاس آیا۔ باہم بیٹھ کر تدبیر جنگ میں مصرور ہوئے۔

ادھر مہ رخ بھی اپنی بارگاہ میں پہنچی۔ سرداروں نے استقبال کیا اور اس کے صحیح و سالم

**

آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی۔ جشن کرنے کا سامان کیا۔ اس نے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور طائران سحر بہر خبرگیری روانہ کئے۔ ناچ ہونے لگا۔ میخواری شروع ہوئی۔ یہ سب تو آرام سے مسکن گزیں ہیں۔ لیکن اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے۔"

یہ جو صبائے جادو کو مار کر آگے چلے۔ راہ میں مخمور سے کہا: "وہ ساحر جو ہم کو اپنے گھر لے گیا تھا۔ جس کو صبا نے قتل کیا گھر اس کا بالکل خالی ہو گا۔ نہ اس کا کوئی وارث ہو گا' نہ والی ہو گا۔ اس جگہ کو چل کر اب لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو اتنا بڑا سفر طے کیونکر ہو گا۔ زاد راہ کہاں سے آئے گا۔"

مخمور نے کہا: "یہ ساحر یہاں کی جو مالکہ ہے اس کا ملازم ہے۔ مکان طلسمی اور وہ مکان دوسرا جہاں یہ ساحر ہمکو لے گیا تھا' مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شہزادی کے قبضہ میں ہیں۔ اس جگہ کو آپ تنہا نہ سمجھئے اور زیادہ لالچ نہ فرمایئے اپنی زاد راہ لے لیجئے۔"

عمرو نے جواب دیا: "اگر ایسا ہی بودا پن کرو گی تو میرا تمہارا ساتھ نبھنا مشکل ہے۔ میں اپنا نقصان کہاں تک گوارہ کروں گا۔ اے مخمور تم نے سنا نہیں

خدا جس کو دے اور پھر نہ لے
ہے اس کی عنایت سے منہ پھیرنا

مخمور یہ سن کر ناچار ہوئی۔ چونکہ حکم بردار عمرو ہے کچھ بحث نہ کر سکی۔ مجبوراً ساتھ ہوئی۔ عمرو اسی مکان میں تجسس کناں پہنچا اور اس کو اکیلا پا کر لوٹنے لگا۔ جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وغیرہ کا لوٹ چکا۔ ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت میں لٹکتے دیکھا۔ مخمور سے کہا: "اس صندوق میں بہت مال ہو گا۔ لاؤ اس کو بھی اتاروں۔"

مخمور بولی: "اس میں مقرر کچھ نہ کچھ آفت ہو گی۔"

**

جسم کو کیوں نہ جلایا۔ اس میں کیا بھید ہے ظاہر نہ ہوا۔"

مخمور نے کہا: "آپ کے پاس انگوٹھی اور کڑا عشاق کا دیا ہوا ہے اور میں ساحرہ ہوں۔ یہی باعث ہے کہ دونوں جلنے سے محفوظ ہیں۔"

الغرض یہ دونوں گرم سخن تھے کہ یکایک صندوق سے ایک پتلی بلور کی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو یہاں کی مالک ہے۔ یہ اسی کی خدمت میں گئی۔ یہاں سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہے۔ نور جادو بحکم افراسیاب وہاں کی مالک ہے۔ یہ ساحر جس کو صبائے جادو نے مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس وقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزیں خدمت گزار تھیں ملکہ زر و زیور سے آراستہ تھی حسن میں بہتر ازماہ تھی

رشک ناہید چرغ مہ پارا
بلکہ چشم فلک کی تھی تارا

زینت باغ جسن و گلرو
رشک شمشاد تھا قد گلرو

جعد گیسو میں پیچ و تاب
پھنس کے عاشق کا دل رہے بیتاب

روئے تاباں تھا غیرت خورشید
حسن میں عاشقوں کی صبح امید

**

گورے تن پہ لباس تھا پر زر
جیسے تارے شعاع میں نیر

اس نے پائے تھے وہ لب دندان
در و یاقوت جن پہ تھے قربان

سر سے پا تک مرصع سب گہنا
سچ تو یہ ہے کہ اس کا کیا کہنا

اس پتلی نے جا کر با ادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا بنیاد طلسم سے اب تک کنسز کو ہوا نہ لگی تھی۔ اس وت پڑا صندوق کھل گیا۔ میں حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمایئے بجا لاؤں۔ تعمیر جادو مارے گئے ہیں' میں زندہ ہوں۔"

نور جادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سن کر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہاں آ گیا۔ جس نے پتلی کو نکالا اور تعمیر لو سارا ذرا چل کر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے۔ پس اسی وقت تخت منگوار کر سوار ہوئی اور جہاں مخمور اور عرمو بندھے کھڑے تھے وہاں آئی۔

مخمور ازبسکہ مقربان بادشاہ طلسم میں سے ہے سب ناظم طلسم اس کو پہچانتے ہیں۔ نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہاں آ کر گرفتار ہوئی۔ کس لیے کہ نور جادو کو شریک ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا۔

فی الجملہ براہ استعجاب قریب آ کر گویا ہوئی: "اے بہن مخمور تم کو کہاں۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے تمہارے پاؤں میں کیا مہندی لگی ہوئی تھی کبھی جھوٹوں بھی پھیرا نہ کیا۔ بعد مدت جو ادھر آئیں بھی تو ہمارے کام میں خلل ڈالتی ہوئی آئیں۔ یہ تو تم سے توقع نہ تھی۔"

مخمور اس کو باتیں سن کر سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اس کو تیرا عمرو سے مل جانا ظاہر

نہیں ہے۔ پس کچھ جبلہ کر کے رہا ہونا چاہیے۔ ایسا کچھ سوچ کر جواب دہ ہوئی۔"
تم ملنے کے قابل نہیں ہو۔ بڑی دیر سے مجھ کو زنجیر میں بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتیں

بناتی ہو۔ اور کھولتی نہیں۔ سچ ہے اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ میرے گھر
آؤ گی تو میں بھی یوں ہی پیش آؤں گی۔"
نور جادو ان باتوں سے ہنس پڑی۔ مخمور نے کہا: "میری گردن کٹی جاتی ہے اور تم کو
ہنسی سوجھی ہے خیر کوئی بات نہیں سو دن چور کی تو ایک دن ساد کی۔ مثل مشہور ہے
کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات۔" نور اس کے شکوہ کرنے سے خجل ہو کر
بولی: "چلو چلو تم مجھ کو جب قابو پانا تو گل دلوا دینا۔ اے بی کسی نے جان بوجھ کر
کیا تم کو باندھا ہے جو تم اتنا بگڑی ہو۔" یہ باتیں کرتی ہوئی آگے بڑی اور سحر پڑھ
کر دستک دی۔ وہ زنجیر گردن عمرو اور مخمور سے کھل کر صندوق میں سما گئی اور پتلی
جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق میں جا کر غائب ہوئی۔ پڑا اس کا بند ہو
گیا۔ نور نے مخومر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: " لو اب غصہ کو تھوک دو۔ اپنی دو کیفیت بیان
کرو کہ یہاں کیونکر آنا ہو گیا۔ یہ دھگڑا کون ساتھ ہے۔ جس کارن ایسی بلاؤں میں
پھنسی پھرتی ہو' تم رنڈی وہ مرد تمہارا اس کا اکیلے پھرنا' میں سچ کہوں کچھ دال میں
کالا ہے۔"
مخمور نے کہا: "یہ تمہیں ایسی او ماتی ہوا گر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے۔ نور
نے کہا۔
نور نے کہا "چھائیں و دئیں نوج موے کی صورت کو جھلسا' اس کی شکل تو دیکھ جیسے
بن مانس ہے۔" عمرو نے جو اس کے منہ سے اپنی نسبت یہ باتیں سنیں۔ "مخمور سے
کہا: "یہ رنڈی مزیدار معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح یہ ظاہر غمزے کرتی ہے۔ اسی طرح
باطنی کرشمے بھی اس کو خوب یاد ہوں گے۔"
نور ازلسکہ عورت سے ہمکلام ہو رہی تھی۔ مرد کے جواب دینے سے شرمندہ ہوئی۔ ٹال
کر پوچھنے لگی تم کو سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا۔
**

مخمور نے کان میں کہا: "بہن یہ شخص عمرو عیار ہے۔ اسی نے طلسم میں تہلکہ ڈال رکھا ہے۔ شہنشاہ ہر چند چاہتے ہیں کہ یہ گرفتار ہو مگر گرفتار نہیں ہوتا۔ میں نے شاہ طلمس سے اس کے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لیے مناسب وقت جان کر اس کی اطاعت کر لی ہے اور سر بصحرا اس کے ساتھ پھرتی ہوئی قابو پاؤں تو گرفتار کر کے لے جاؤں۔"

نور نے کہا: "تم اس کو میرے گھر لے چلو' ہیں گرفتار کر دوں۔"

مخمور نے کہا: "تمہیں اس سے کہو' میرے کہنے سے نہ جائے گا۔" نور براہ مکاری اس کے سمجھانے سے کہا:" بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہیں معلوم پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ ایک لحظے کے لیے ہمارے گھر چلو۔"

مخمور نے جواب دیا: "خواجہ سلامت اگر چلیں تو میں بھی چلوں۔" اس نے عمور سے بمنت کہا: "خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے۔

عمرو نے دل میں سوچا کہ اس کے پاس پوشاک عمدہ آور زیور مرصع ہے۔ دوسرے یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہے۔ مکان بھی اس کا آراستہ ہے۔ وہاں چلنا خالی ازمنفعت نہیں۔ کچھ نہ کچھ مل رہے گا۔ یہ سمجھ کر چلنے پر راضی ہوا۔ مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و حوالہ جانے سے محفوظ رہوں۔ مگر عمرو کے لالچ سے ممکن نہ ہوا۔ ناچار یہ بھی ہمرا ہوئی۔ نور ان کو تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کر کے اپنے قلعے میں پہنچی عمرو نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہے۔ ہر ایک ساکن یہاں کا دلشاد ہے۔ مکانات عمدہ آراستہ ہیں۔ دکانیں پیراستہ ہیں۔ دکاندار مرفہ الحال ہیں۔ مال و دولت سے مالا مال ہیں

رشک فردوس وہ گلستان تھاص خوشہ چیں اس چمن کا رضوان تھا

کیوں نہ ہو شہر اس طرح آباد
فوج سب خوش ہے اور رعیت شاد

**

با قرینہ دو رویہ تھا بازار
نعمتیں سب جہاں کی تیار

تھا دکانوں میں خوب سرمایا
جس کا ثانی نہ اور جا پایا

لطف بازار نے دکھایا تھا

عجب انداز سے بسایا تھا

بے خطرہ راہ مستقیم کہو

سیر دیکھو جو واں کی شاد رہو

پختہ تیار سب دکانیں تھیں
عرش کی کرسیوں کی شانیں تھیں

کہیں بازار ایسا بستا تھا
تھی یہ کثرت کہ بند رستا تھا

عمرو سیر کرتا ہوا قریب دارلا مارت شاہی کے آیا اس کو بھی نہایت سجایا پایا۔ ملکہ نور جادو نے اپنے باغ میں لا کر اتارا باغ میں جنت بھی بے نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سر سبز و ہرا بھرا تھا۔ جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم پھولے پھلے تھے روشن پری درس تھی۔ باغبانی ہر ایک چالاکی و جست تھی۔ جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا۔ گلوں سے ہر شجر لدا تھا

**

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا
دیکھ کر جس کو یہ ششدر رہ گیا

عرض و طول اس کا بے شک بے گماں
مثل طول و عرض وہم عاقلاں

لعل و یاقوت و زمرد کے شجر
روشنی سے جن کی خیرہ نظر

سیم و زر کی خشت سے اس کی بنا
تعبیہ جس میں جواہر سے ہوا

سنگریزے کی جگہ اس میں گہر
ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر

ذرے ذرے میں تھی وہ تابندگی
ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی

بیچ میں اس کے زمرد کا مکان
گرد اس کے ہر طرف آب رواں

فرش ہر جا سندس و بفت کا
سب طرف واں مہیا تھی غذا

**

بیچ باغ میں بارہ دری بنی تھی۔ ستونوں میں اس کی جواہر کی پچی کاری تھی۔ فرش مکلف بچھا تھا۔ شیشہ آلات لگا تھا۔ منسد پر زر آراستہ تھی۔ تمام اسباب عیش عشرت سے وہ جگہ معمور تھی۔ کسی چیز کی احتیاج نہ تھی' نہ ضرورت تھی۔ کہیں میخانہ بجا تھا۔ کہیں آبدار خانہ تھا۔ نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا۔ عمرو نے و سونے کے میر فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میر فرش اپنے تئیں گرایا اور بچالا کی میر فرش لے کر زنبیل میں رکھا۔ پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی۔ خواصوں نے بمو جب حکم ملکہ نور اس کو اٹھایا اور کہا "یہاں کا میر فرش کیا ہوا۔"

عمرو نے کہا "گھر میں بلا کی چوری تو نہ لگاؤ' میری تلاشی لے لو"

اور اٹھ کر دوسری طرف گیا۔ آنکھ بچا کر ادھر بھی میر فرش اٹھا لیا۔ لونڈیاں غل مچانے لگیں کہ صریحاً فرش کے کونوں پر میر فرش رکھے تھے ابھی ابھی غائب ہو گئے۔

عمرو نے بگڑ کر کہا: "اے مخمور اٹھو' یہاں سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے۔ ایسی جگہ ٹھہرنے میں چوری لگی۔ آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہے۔" نور جادو نے اس وقت کنیزوں کو گھڑکا اور عمروع کا اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا: "آپ تشریف رکھیے کنیزیں بد تمیز ہیں' ان کو بکنے دیجیے۔

یہ کہہ کر اس کو بٹھایا اور لونڈیوں سے کہا: "دور ہو چپ رہو میر فرش کہیں ہو گا مل جائے گا۔ کیوں غل مچاتی ہو۔ کنیزیں ناچار خاموش ہو رہی اور عمرو بیٹھا۔

○○○

**

مخمور نے اس گفتگو کو سن کر کہا: "بہن اور تو اور میری کیے کی محنت برباد گئی۔ اب میں شہنشاہ کو جا کر منہ اپنا کیا دکھاؤں گی اور اس مفتری کو کہاں پاؤں گی۔ نور نے کہا: "یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہ ہو کہ قلعہ کو لوٹ لے۔ بہن تم یہاں ٹھہرو میں جاتی ہوں انتظام کرنے۔"

یہ کہ وہاں سے اٹھا اور ایک آدھا کنیز کو وہاں سے لیا وہ انتظام کرتی آگے آگے چلیں۔ یہ ان کے دارالا مارت شاہی میں آیا۔ یہاں امراء ورزاء اراکین سلطنت حاضر تھے۔ سب نے تعظیم کی۔ عمرو سر پر جہانیاں پر بیٹھا اور حکم دیا: "تمام شہر میں دہل زنی کی جائے یعنی عمرو عیار کو میں قید کر کے لائی تھی۔ وہ چھوٹ گیا ہے۔ سب اہل شہر اپنی حفاظت کریں۔ جوہری اور مہاجنان شہر اپنا اپنا مال سرکار میں لا کر جمع کر دیں۔ معہ سودا اور منافع کے اصل روپیہ فرد ہونے اس ہنگامے کے ان کو واپس دیا جائے گا۔ یہاں بحفاظت رہے گا اور لٹ جائے گا تو سرکار کچھ نالش فریاد اس کی نہ سنے گی۔"

الحاصل شہر میں حسب الحکم منا دی کر دی' صاحبان شہر اور مالدار لوگ دہشت ناک ہو کر مال اپنا سرکار میں فراہم کرنے کو بھیجنے لگے۔ الگ الگ کان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کر دیئے گئے۔ دور روز تک یہی انتظام رہا۔ عمرو ہر شب باغ میں جا کر آرام کرتا تھا۔ صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا۔ تیرے دن دوپہر رات گئے عمرو نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا: "آج مجھ کو اندیشہ عظیم ہے کینجیاں خزانے کی میرے حوالے کر دو اور میرے ہمراہ چل کر جملہ مال رعایا اور جو ہمارا خزانہ ہو ' بتلا دو۔"

خزانہ دارے نے کنجیاں حوالے کیں اور سب مال بتلا دیا۔ عمرو نے پہرا چوکی کی سب ہٹا دیا۔ ہر ایک کو رخصت کر کے سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا۔ پھر وہاں سے باغ میں آیا۔ مخمور سے کیا چلنے کی تیار کرو۔ اور ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر میں غلغلہ عظیم برپا ہوا میں اس ملک کو لوٹ کر صبح کو بیرون قلعہ تمہیں ملوں گا۔ شہر سے باہر نکل جانا۔"

**

مخمور اس کے ارشاد کے بموجب تیار ہوئی۔ عمرو نے پہلے کنیزوں کو جو باگ میں تھیں پاس اپنے بلایا اور حکم دیا: "سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو۔ ایسا نہ ہو کہ عمرو آ کر کچھ گزند پہنچائے کنیزیں بموجب حکم بیٹھیں۔ اس نے پروا نہ ہائے بیہوشی اڑائے کہ وہ شمعوں پر گر کر جلیں' دھواں نکلا۔ دماغ میں کنیزوں کے گیا۔ سب بیہوش ہو گئیں۔ عمرو نے باغ اور بارہ دری کا اسباب مع فرش و آلات وغیرہ لو کر زنبیل میں رکھا۔ پھر کنیزوں کا گہنا اور کپڑے اتار کو نور جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان میں سوزن دے کر ستورن بارہ دری سے باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا: "میری اطاعت کر' اسلام کی مطیع ہو میں سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجھ کو قتل کروں گا۔"

نور نے یہ ماجرا سن کر اشک حیرت بہائے اور اشارے سے کہا: "ہر گز اطاعت اسلام نہ کروں گی۔"

اس کے انکار کرتے ہی عمرو نے سر اس کا جدا کیا العیاز باللہ! شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ آگ پتھر برسنے لگے۔

عمرو نے جلد از جلد کنیزوں کے سر کاٹنا شروع کئے پھر تو تمام عالم میں تاریکی چھا گئی اور صدائیں مہیب آنے لگیں ملازمان نور جادو گھبرا کر جانب باغ دوڑے۔ اس تاریکی میں مخمور اڑ کر بروئے ہوا جا کر ٹھہری۔ جو درباغ پر سحر آیا۔ اس نے نارنج مارا کہ اس کے سینے کو توڑ گیا اور اس کے بیروں نے غل مچایا۔ صدا اس کے نام سے مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی۔ باغ میں جانا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مخمور ناریل اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑی۔ اس تاریکی میں عمرو بھی باغ سے نکل کر روانہ ہوا شہر میں رعایا تو آمد عمرو کی نسبت ڈھنڈور اسن چکی تھی اس وقت بھگدڑ پڑتے ہی بغیر پرستش پڑتے ہی بغیر پرستش احوال بھاگی۔ عمرو نے گید روغن میں بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دارالامرت شاہی میں آگ لگا دی جو کوئی گھرت نکلا اس نے قیامت برپا دیکھی آگ لگی ہے۔ پتھر برستے

**

ہیں۔ تیر گر رہے ہیں۔ مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے۔ وہ سب سمجھے کہ عمرو معلوم ہوتا ہے فوج لے کر آیا ہے۔ پس جو منچلے تھے آمادہ حرب ہوئے۔ لیکن لڑکیں کس سے وہاں تو صرف مخمور سحر کرتی اڑتی چلی آتی تھی۔ رعایا اور ملازماں شاہی حریف کی تلاش میں۔ ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اس کو عمرو کی فوج سمجھ کر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے ان کو حریف جان کر ہم نبرد ہوئے۔ صد ہا سرکٹ گئے۔ گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے۔ خون کے نالے بہنے لگے۔ شعلہ ہائے آتش بلند تھے۔ ہنگامہ گیرو دار تھا۔

ادھر مخمور آ کر رہی تھی۔ ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی۔ ادھر فوج و رعیایا باہم لڑ رہی تھی۔ عمرو کی اس ہنگامے دکانوں میں گھس کر مال تخت و تاراج کرتا تھا اور چھلانگیں کر کے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا۔ سر جدا ہوتے تھے۔ لوگ بھاگتے جاتے تھے۔ مگر مرتے تھے۔ خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات میں تیغ تیز آتش بار تھی۔ خرمن جان ساحران جل کر راکھ کر انبار تھی۔ شمشیر مثل خانہ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی' کمند گرہ گیر بسان سلسلہ قضا و قفر ہر ایک کی پابہ زنجیر تھی۔ اجل گلوگیر تھی جس گلی میں دیکھیے۔ ہنگامہ جنگ تھا۔ ہر کوچہ ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا۔ بہت سے قلعہ کادر کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا اور کوہستان میں پریشان پھرتے تھے۔ کسی کو کسی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی

اندھیرے میں تھی تیغ شعلہ فشاں
طپان ابر میں جیسے ہوں بجلیاں

مچانے لگے شور جادو کے بیر
برستا تھا ہر سمت باران تیر

**

چلی تیغ چلن کی سن سن ہوا
دیا مشکل زندگی کو بجھا

بھڑک اٹھے یوں شعلہ ہائے فساد
کہ در کاخ تن آتش کیں فتاد

ہوا آب تیغ رواں یوں رواں

کہ غرق ہو گئی جس میں کشتی جاں

بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ
اترے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ

پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک
کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک

غرض صبح تک یہ ماجرا
کہ آپس میں ہر ایک لڑتا رہا

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا۔ صبح ہوتے ہوتے عمرو قلعہ سے بھاگنے والوں کے ساتھ نکل گیا اور مخمور بھی اڑ کر شہر کے باہر آئی۔ لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اس نے سارا شہر دم بھر میں قتل کر ڈالا ور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا۔
غرض یہ کہ اسی حیرت میں ایک پہاڑ پر آ کر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو جو ست و خیز کرتے جاتے دیکھا۔ یہ بھی اڑ کر اسی طرف کو چیل اور قریب پہنچ کر ملاتی ہوئی۔
دونوں باہم باتیں کرتے روانہ ہوائے۔

**

ادھر قلعہ نورانیہ میں دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا۔ لیکن فرط خوف سے بھاگ کر جابجا مخفی ہوئے جو ملام اور شاہی سپاہی لڑنے مرنے سے بچے وہ باغ میں گئے۔ لاش نور جادو کی اٹھائی۔ بارہ دری الٹی ہوئی پائی۔ یہ سب فریاد کناں سمت شاہ جاوداں روانہ ہوئے لیکن عمرو مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ

یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کریہہ منظر بدشعار اژدر پر سوار' فرستادہ افراسیاب عالی تبار' بلائے جادو۔ روبرو آیا اور للکارا: "اے باد و ذر مکار کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائے گا۔"

مخمور نے نعرہ سن کر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھ کر آمادہ حرب ہوئی۔ نارنج ترنج چلنے لگے۔ اژدر و عقرب بننے لگے۔ ابر سحر آ کر برسنے لگے شور برپا ہوا۔ بلائے جادو نے جب دیکھا کہ میں اس سے سر پر نہیں ہوں گا۔ پس قریب آ کر خاک جمشیدی اڑائی۔ مخمور پر بیہوشی چھائی۔ بلائے جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لوں اور دونوں کا سر کاٹ کر شہنشاہ کے پاس لے جاؤں۔ یہ قصد کر کے سحر پڑھتا آگے بڑھا۔

عمرو نے للکارا او حرامزادے! لے میرے اس سحر کو رد کر۔" یہ کہہ کر ایک نارنج کمر سے نکال کر اس کو دکھایا وہ سمجھا کہ عمرو بھی ساحر ہے۔ نارنج دیکھتے ہیں رد سحر پڑھنے لگا۔ عمرو نے نارنج تاک کر اس کی ناک پر مارا وہ نارنج نہ تھا۔ حباب بیہوشی تھا کہ ناک پر لگتے ہی بیہوش ہو گیا اور غبار بیہوشی دھوئیں کی طرح نکل کر دماغ میں سرایت کر گیا۔ وہ چھینک کر بیہوش ہو گیا۔ عمرو نے خنجر نکال کر چاہا کہ سر کاٹ لوں کہ ایک برق شعلہ بار چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت مخمور کا کاندھے پر لادا اور وہاں سے بھاگا۔ ادھر وہ بجلی پنجہ بن کر جوگری۔ بلائے جادو کا اٹھا لے گئی۔ ادھر مخمور کچھ عرصہ میں ہوشیار ہوئی۔ عمرو کی گود میں اپنے تئیں پایا۔ حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی۔

مخمور نے کہا: "وہ بجلی نہ تھی پنجہ سحر ہو گا' جو اس کو اٹھا لے گیا افراسیاب نے بہر حفاظت بطور مخفی کے کچھ پنجے بھی اس کے ساتھ کر دیئے ہوں گے۔ اب ہم تم یہاں

**

سے جلدی نکل چلیں ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے۔"
عمرو نے کہا: اگر پنجے اس کے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہے۔ ہم تو آہستہ

آہستہ سیر کرتے چلیں گے یہ کہہ کر تفریح دونوں روانہ ہوئے۔
مگر افراسیاب باغ سیب میں متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو لاش نور جادو کی لیے درباغ
پر نالاں و گریاں آئے بادشاہ نے غل سن کر رو برو بلایا۔ انہوں نے آ کر لاش سامنے
رکھ دیا اور فریاد کی۔
افراسیاب کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع قمع کا سن کر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر
گرفتاری عمرو روانہ کرے۔
اسی اثنا میں پنجے نے بلائے جادو کا لا کر سامنے ڈال دیا۔ بادشاہ طلسم اور بھی غضب ناک
ہوا اور آب سحر پڑھ ر بلائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا: "اسی منہ پر عمرو کو گرفتار کرنے
کو دعویٰ کر گئے تھے۔ بلائے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا: "غلام پھر جاتا ہے۔"
شاہ جاوداں نے کہا: "اب جاؤ گے تو کیا بناؤ گے یقین ہے کہ قتل ہو جائے گے۔"
اس نے عرض کیا: "کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ میں ضرور جاؤں گا۔" کہ کہہ کر دوبارہ
روانہ ہوا۔ شاہ نے لاش نور جادو اس کے ملازموں کو دے کر حکم دیا: "بنا بر آئین
جمشید لاش اٹھا اور مضطرب نہ ہو، میں اس مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگوں کو اطلاع کر
دوں گا۔ اس روز بخوبی بدلہ اپنا لینا، وہ مفسد کہاں تک مجھ سے بچے گا۔ آخر ایک نہ
ایک دن اپنی سزا کو پہنچے گا۔ فی الحال وزرائے سلطنت قلعہ نورانیہ کا انتظام کریں۔ میں
ورثہ واران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دوں گا۔"
غرض یہ کہ اس حکم شاہ کو سن کر وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر میں ہوا
کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طالان بن قہار کو بھیجا جائے اور کسی کو کچھ فوج دے کر بہر
گرفتاری عمرو اور مخمور روانہ کرنا لازم ہے۔ یہ تو اس فکر میں ہے۔
لیکن مسافر فروشت طلسم عمرو اور مخمور سیر کناں منازل و مراحل طے کرتے کوہ دشت

**

طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے۔ مخمور ان راستوں کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کی جگہ رہنے کی تھی۔ اسی طرح بعد قطع مسافت وزرا ایک روز ایک کوہ سیاہ کے قریب پہنچے۔ عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلاں سیاہ ہے بلکہ تاریک تراز گور جہوداں پر گناہ ہے شام فرقت عاشقاں کی سیاہی سامنے اس کے خمل تھی درازی و طولانی اس کی مثل شب ہجر بیدل تھی۔

سرکوہ تا پائیں کوگھاس اگی ہم شکل ماراں سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہر دار پھن اپنے زمین میں گاڑے ہیں۔ کہیں کفچے اٹھائے سانپ کالے اور کوڑیالے ہیں جابجا بڑے بڑے غار تھے۔ ان کے اندر سوراخھائے مار تھے اژدر قلاب آتشین بیٹھے چھوڑ رہے تھے۔ ناگ پھنی اور تھہڑ کے خاردار درخت لگے تھے۔ جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا۔ ہر پتھر سے زرارہ آتش ناک نکلتا تھا۔ غبار زین سے سیاہ رنگ کا اڑتا تھا۔ ہر بگولہ بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار
کہ جس طرح دشمن کے دل سے نجار

حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور
ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور

کوئی شعلہ واں سے جواڑ جاتا تھا
تو خورشید گردوں پہ تھراتا تھا

بگولے تھے یا کوئی دیو شیاہ
جنہیں دیکھ کر شیطان مانگے پناہ

**

دل اہل عالم کا سب دور آہ
بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرو نے ایسے مقام و خشت خیز کو دیکھ کر درکارہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا:

"یہ کون مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود گھبراتا ہے۔ طرفہ دہشت سے بولا نہیں جاتا ہے

یہ کون سی جا کر جگر آب آب ہے
دل کو ہراس بیم سے اک اضطراب ہے

مخمور نے کہا: "یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کہ ملکہ تاریک صورت کش جادو ہے اور وہ یہاں سے کئی سو کوس پر ایک جگہ ہے کہ اس کو جمشیدی الاؤ کہتے ہیں وہاں رہتی ہے یہ اس کے سحر کی تاریکی یہاں یک پھیلی ہے اور وہ ایک بلا ہے حجرہ ہفت بلا کی بلاؤں میں سے اور افراسیاب کی دایہ ہے۔ الاء جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہے کہ سوائے بیابان آتش ناک کے بالشت بھر بھی وہاں کی جگہ آگ سے خالی نہیں اسی آگ میں وہ بال رہتی ہے۔ جب کبھی افراسیاب اس کے پاس جاتا ہے تو بیابان ہستی کو طے کر کے جاتا ہے یہاں ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہے۔ تاریک جادو ہمیشہ مردے کھاتی ہے اور کبھی کبھی حجرے میں جا کر رہتی ہے۔ خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اس کو لڑنے کے لیے ہم پر بھیجے۔ پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو۔"
عمرو نے کہا: "آخر ایک روز تو اس نے لڑنا ہی ہو گا اور ہم کو خدائے تعالیٰ اس پر غالب فرمائے گا۔
ملکہ مخمور نے عرض کیا: "تاریک جادو کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ رہتا ہے۔ جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کسی آفت میں پھنسنا ہو۔"
یہ تقریر سن کر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا۔ سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بے فائدہ

ٹھہرنا اچھا نہیں' جہاں کچھ ملے وہاں مضائقہ نہیں کہ توقف کرے۔ فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر جابجا چھپتے ساحروں کی نگاہ سے بیچتے' اس کوہ کے دامن سے بہ مصیبت تمام نکلے ایک دن دشت پر فضا اور صحرائے فرحت انتما میں یہ دونوں پہنچے۔ اس مقام کو ایسا سر سبز و شاداب پایا اور د فرحت یاب ہوا۔ درختوں کی سر سبزی آنکھوں کو خنکی دیتی تھی۔ دشت میں سنہری دھوپ سبزے پر بچھی تھی۔ یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی۔ صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہاں بچھایا تھا دو یز گاں نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا۔ ہر درخت اثمار سے جھکے تھے۔ میوے ان کے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑے تھے بیچ میں جنگل کے حشموں میں اور نہریں جاری تھیں چشمہ ہائے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھی

صحرا میں تھا لالہ زار کا لطف
کہسار میں آبشا کا لطف

سبزہ فرش زمردیں تھا
گلگو نہ عارض زمین تھا

نخلوں کا وہاں عجب سماں تھا
ہر مرغ تنوں کا مرغ جاں تھا

کوئی قمری چکور بلبل
شکرے طاؤس کرتے تھے غل

تھے لکہ ابر شامیانے
شبنم تھی کہ موتیوں کے دانے

**

ایک طرف کو اس صحرا کے ایک دریائے زخار رشک وہ محیط و عمان نظر آیا کہ ہر لہر میں اس کی موتیوں کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک برو بحرو نے سلسلہ موج میں موتیوں کو ہمسلک کیا تھا۔ لہریں تھیں یا موتیوں کا سحرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا۔ سب دریاؤں میں وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا۔ آب صفا اس کا آب گوہر کو شرماتا تھا۔ سورج کا عکس جو اس میں جگمگاتا تھا تو گویا آب بحر ندامت میں اس کی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا' یا رنجی تھالی لے کر ہندوے فلک اشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا۔

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا۔ پاٹ اس کا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جس کے رو برو چھوٹا تھا' نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا۔ اترنا اس دریا کے پار دشوار تھا۔

عمرو نے مخمور سے کہا: "یہ کون سی جگہ ہے۔ یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے۔ میں اس میں اتر کر غوطہ لوتا ہوں اور موتی جھولی بھر کر لاتا ہوں۔"

مخمور نے جواب دیا: "کہیں ایسا نہ کیجئے گا۔ موتیوں کے لالچ میں آ کر ہر جان برباد نہ کیجئے گا۔ یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہیں ہے۔ ہر ایک موتی اس کا آبلے ڈال دے گا۔ ہر حباب آب پر آنکھیں نکالے گا۔ مفت آبرو برباد جائے گی۔ موتی کے ساتھ کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی۔"

عمرو نے کہا: "تم اس دریا کے حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو۔"

مخمور نے وجاب دیا: "اتنا جانتی ہوں کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمہیں پار نہ اتارے گا۔ یہاں سے اتر کر جانا نصیب نہ ہو گا۔ اس دریا پر نہ جادو اثر کرے گا نہ کوئی عمل کارگر ہو گا گر کوئی ساحر چاہے کہ اڑ کر یہاں سے گزر جائے گا' کیا جان رکھتا ہے۔ فوراً دریا میں گرے گا اور مبلتائے عذاب ہو گا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اس میں تیرے بلکہ تیرنا کیا قدم رکھے گا تو سجر عدم میں غرقاب ہو گا۔ زورق اندیشہ کو گزرتا یہاں سے محال ہے۔ نہنگ وہم کو اس پانا جانا بیوودہ خیال ہے۔ افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے۔ کس لیے کہ

**

جانتا ہے کہ ہم لوگ منازل طلسم نہ کر سکیں گے دریائے مروارید بیشہ آتشیں سے نہ گزر سکیں گے۔ خودبخود ہلاک ہو جائیں گے۔ فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہیں اور نہنگ دریائے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھ کر پار اترے اور ساحل مقصد پر پہنچے۔ میں یہ فکر میں غرق ہوں کہ کیونکہ پار اتروں مگر کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی۔ میں تو صرف راہ بتانے والی ہوں۔ اگر ایسے ایسے مقام سے گزر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہنچاتی طلسم ہو شربا خواجہ بہت بڑا ہے اور اس طلسم میں نیرنگ و عجائبات لا انتہا ہے ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب کو انہیں باتوں پر غرور ہے۔"

عمرو نے کہا: "یہ اس حرامزادے کی عقل کا فتور ہے ملک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہے وہ قادر و توانا ہے۔ ہم انشا اللہ اس عجائبات کو مٹائیں گے اور اسد کو چھڑا کر لوح طلسم سے پائیں گے۔ بیخ کفر کو کھود کے پھینک دیں گے۔"

مخمور نے کہا: "علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ شاہ جاوداں کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہے۔ اسی سبب سے اس کو نہ کچھ بی ہے نہ ہراس ہے۔"

عمرو نے کہا: "خیر دیکھا جائے گا۔ اب فکر اس کی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ در پیش ہے آگے کا بیکار پس و پیش ہے۔ مخمور نے کہا: "جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤں میں تو مطیع حکم ہوں۔"

عمرو نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہے ہنس کر کہا: "تم جا کر درہ کوہ میں چھپ رہو' میں تمہیں تدبیر کرتا ہوں جب مالک اس کا مارا جائے گا۔ اس وقت یہ خشک ہو جائے گا۔ تم جاننا کہ میں فتح یاف ہوا۔ مجھ کو آگے بڑھ کر ڈھونڈ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو۔ اس وقت لشکر مہ رخ میں جا کر خبر میرے مرنے کی کہہ دینا کہ ہر ایک فاتحہ سے مجھ کو فراموش نہ کرے اور ہمیشہ بہ نیکی یاد کرے۔

**

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار
کب کسی کو یاں ہمیشہ ہے قرار

چاہیے ہر شخص نیکی کرے
بعد مرنے کرے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمرو روتی ہوئی اور دل سے دعا ان کے فتح پانے کی کرتی ہوئی درہ کوہ میں جا کر متوازی ہوئی۔ طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمرو تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہے اور طلسم فتح نہ ہوا تو شہزادہ نورالدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہ ہو گا۔ وائے میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیوں اے فلک کس مصیبت میں تو نے مجھ کو پھنسایا۔ جب ایسا کچھ سوچی تو بلک کر دوڑنے لگی۔

یہ تو ملول و حزیں اس حال میں ہے۔ لیکن عمرو ایک گوشے میں گیا اورنگ و روغن عیاری لے کر صورت اپنی مثال ایک کلاونت کے بنائی کمر فرط خعف و پیری سے خمیدہ تھی۔ سر پر پگڑی بندھی تھی۔ کرتا آب رواں کا' مگر بوسیدہ گلے میں تھا' پائجامہ مشروع کا کہنہ اور شکستہ پہنے تھا۔ سارے پیرہن میں سوسی کم خواب کے پیوند لگے تھے۔ پاؤں میں کا مدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا۔ کمر دوپٹے سے بندھی تھی۔ ڈاڑھی ناف سے بھی گزر گئی تھی۔ اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا۔ الحاصل بایں شکل و شمائل کنارے دریا کے آ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لے کر بجانے لگا۔ اشعار عاشقانہ اور بھجن سامری جمشید کے گانے لگا۔ کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستاں میں یہ غزل جی توڑ کر

**

کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

اس گانے سے عجیب سماں بندھا تھا۔ ہر شجر عالم وجد میں جھومتا تھا۔ طائروں نے آ کر گھیر لیا تھا۔ درندوں کو شو و ذوق پیدا تھا۔ کبک وری قہقہ بھول کر راگ سے دمساز لہروں کو وہ موج آتی تھی کہ جھوم کر روش مستانہ چلتی تھیں۔ مچھلیاں شوق سے اچھلتی تھی۔ حباب ابھر کر پھوٹتے تھے۔ دریا کے ارمان نکلتے تھے۔ دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے۔
اس دریا اور تمام جنگل تابہ کو سیاہ ملکہ مروارید جادو شاہ جادواں کی طرف سے مالک ہے اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہے۔ عمارت و باغ آراستہ بہزار جوبن ہے اور اس مکان مینو سو اور شک بہشتِ شدآو کے یہ دریائے گوہر بروز سحر ملکہ نے جاری کیا ہے جس سے گزرنا دشوار ہوا ہے۔ اس لیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحد وار یکایک قلعہ ہو شربا پر چڑھ آئے۔ اس واسطے راہ بندی کر دی ہے۔ ہر جگہ چوکی بٹھائی ہے کہ طلسم ہو شربا بچا رہے۔
الحاصل اس وقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و سنگ کنیز مروارید' کو بزور سحر مچھلی بن کر دریا میں سیر کرنے آئی تھی۔ عمرو کے لے کی آواز سن کر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہنچ کر پانی سے سر نکالے دیر تک گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کر کے رویا کی۔ پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے وہ باغ میں منسد ناز پر بیٹھی تھی' پہنچی یہاں بھی گانا ہو رہا تھا شعل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا: "اے ملکہ آج تک آپ نے کروڑوں روپے صرف کئے مگر گانا جسے کہتے ہیں وہ نہیں سنا۔ اس وقت ایک گویا کہ کہ نہایت بوڑھا ہے گلے میں بھی اس کے ویسی طاوت ہو گی' جیسے جوانوں کے ہو گی نہ ویسا حلق تالو ہے لیکن اس ہنگام پیرا نہ سالی میں بھی ویسا ہی گاتا ہے کہ ناہید فلک روبرو اس کے بے آبرو ہے۔ تان سین کی روح اس پر نثار ہونے کی آواز رکھتی ہے۔ بیجو آ کر اگر اس وقت سنتا تو باؤرا ہو جاتا اس

**

کی بانسری سن کر کنہیا جی کو غش آتا صحرا کے چرند پرند سب مست ہیں نقد جان انعام ہیں دینے کو حاضر سر دست ہیں تعریف اس کی بیان سے باہر ہے۔ اگر آپ سنیں

تو ابھی میرا کہا ظاہر ہو۔
کنیز کی گفتگو سن کر مروارید نہایت مشتاق ہوئی اور بصد ناز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لے کر بجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی۔
عمرو نے دیکھا کہ ایک بجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اس پر ایک یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے۔ گرد دس بارہ پری پیکروں کی قطار ہے کہ ہر ایک در یتیم صدف دلبری ہے غیرت وہ حسن حور و پری ہے اور وہ اس طرف آتی ہے۔
الحاصل جب قریب پہنچیں ملکہ کہ بفور عمرو نے دیکھا اس کے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم میں خوش ادا بصد کرشمہ و جمال نہ دیکھا تھا۔ روی تاباں اس کا ماہ برج خوبی ابر دے خمار سے یہ ظاہر ہے کہ مہر برج قوس میں آیا بجرے میں وہ بیٹھی تھی یہا مہر مسکن تھا۔ برج آبی اس کے رخسار رمصفا کے رو برو وہ دریائے گوہر بیز رشک سے بجر نیل بنا عکس رخ سے چشمہ آفتاب پر فوق لے گیا۔ بحر چشم حباب سے اس کی طرف بہزاراں حسرت دیکھتا اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا۔ واقعی اس کے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمہ گوہر میں آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے ہجر ندامت میں ڈوبا جاتا ہے۔

حسن پر اس پری کے کی جو نگاہ
نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ

واقعی آدمی پر یرو ہے
دلربا حسن چشم و ابرو ہے

**

اس تڑانے سے تھی وہ مہ پارہ
کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ

حسن و خوبی میں وہ بت مغرور
سر سے پا تک برنگ شعلہ طور

مست صحبائے غمزہ و انداز

اٹھتا جوبن شباب کا انداز

جوبنوں پر شباب امنگ کے دن
ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضیکہ وہ مہ پارہ مستاقانہ بصد جلوہ جانا نہ قریب ساحل بادائے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی۔

عمرو نے اس کو قیافے سے شناخت کر کے سرو قد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کر کے دعا دی مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے۔ جمشید سب کا سنپورن رہے' چراغ دو دماں سامری روشن رہے دوست شادہوں' پامال دشمن رہے۔" ملکہ نے اس کی گفتگو شائستہ سن کر بہ محبت تمام استفسار کیا: "بڈھے میاں تمہارا کہاں سے آنا ہوا۔" عمرو جواب دینے کے بدلے چیخ مار کر رویا اور کہا: "اے ملکہ میں اس طلسم میں مدت سے رہتا ہوں' لیکن اس آخری وقت میں اپنی حماقت سے جوان جو رو کر بیٹھا۔ اب وہ دن رات بھڑوا نگوڑا بناتی ہے' لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے۔ گھر میں رہنا مشکل کر دیا ڈاڑھی میری اس کا کھلونا ہے۔ پیر ہلبل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ خضر بھی کہتی ہے۔ داڑھی نوچنے کی فکر میں رہتی ہے۔ موہے بڑھاپے پیٹے کہ

**

کر اس کو رونا ہے کھری کھاٹ ہے' تیکھہ ہے نہ بچھونا ہے۔ مارے جلن کے اور رات دن کی داتا کلکل سے دیس چھوڑ۔ پردیس کی بھیک اختیار کی اس کے منہ کو جھلسا دے کر نکل آیا' مگر میں سچ کہوں جب اس کم بخت کی پیاری پیاری باتیں یاد کرتا ہوں' تو جی بے قرار ہو جاتا ہے۔ بیتاب ہو کر روتا ہوں اور بانسری بجا کر گاتا ہوں۔"

ملکہ اس کی باتوں پر ہنسی اور بولی: "اے نادان جورو تیری شہکارا بدکار ہے تجھے اس کے چرتر نہیں معلوم' تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہو گی۔ تیرا رہنا اس وقت سے نہیں چاہتی ہے۔"

عمرو نے یہ باتیں سن کر تیوری چڑھائی اور بگڑا کر جواب دیا جایئے جایئے ناحق میرے منہ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانیے گا۔" ملکہ نے کہا: "ہم تیری بات کا برا نہ مانیں گے۔"

عمرو نے کہا: "میں آپ کو کہتا نہیں' لیکن اتنی ساتھ ہیں ان میں سے کوئی میرے پاس آئے تو مردی میری ظاہر ہو جائے بھال مردوں کی جو روئیں کیا شہکارا ہوں گی۔ آوارہ ہوتی ہیں جو اس طرح خاک اڑاتی پھرتی ہیں۔ جن کے نہ کوئی اور ہر یہ نہ گھر۔"

یہ کلمات سنتے ہی سب عورتیں مارے ہنسی کے لوٹ گئیں۔ ایک کنیز نے کہا: "دور موئے جھڑو بڑا مردوا بنا ہے' جروا کی خبر نہیں' انہیں باتوں سے وہ تجھ کو جوتیاں لگایا کرتی ہے۔"

عمرو نے کہا: "معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے' میرے کام کی ہے' گھبرا نہیں میرے پاس اکیلے میں آنا۔"

یہ سن کر وہ کنیز لگی گالیاں دینے۔ ملکہ نے منع کیا اور کہا:"

بڑے میاں کیا کہنا ہے تمہارے کمالات کا' ظاہری اور باطنی سب کھل گئے۔ کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجھ کو ہنسا دیا۔ اب آپ کو تکلیف دیتی ہوں کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے۔ دو گھڑی دل بہلایئے' پھر چلے جائے گا۔ میں بہت خوش کروں گی۔ دامن امید گوہر و زر سے بھروں گی۔"

**

عمرو نے کہا: "میں سب طرح حاضر ہوں، چاہے یہاں کام لیجئے، چاہے گھر لیجئے"
ملکہ ہنسنے لگی اور کہا: "مجھ سے بھی بے تکلفی

عمرو نے کہا: "کیا مجال ہے۔" یہ کہہ کر قریب آیا اور ملکہ کی از سرتا پا بلائیں لیں، دعائیں لیں۔

ملکہ نے کہا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ انہوں نے بغلوں میں ہاتھ دے کر بجرے پر عمرو کو سوار کیا۔ ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی۔ بیچ دریا میں جا کر کشتی نے چکر کھایا، ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ جو کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار بنا ہے، یاجین واز ہار طرح طرح کے گلدار شجار سے بھرا ہے۔ گل رونق بخش کارخانہ بہار میں اشجار غیرت وہ قامت یار ہیں

پر گل و گلشن پہ تھا جوش بہار
ہر طرف ابر بہاری تھی نثار

سائبان صحن گلشن تھا سحاب
جس میں تھی عطر شعاعی کی طناب

اس کے نیچے سرد کے موزوں ستون
سیدھے سیدھے تھے زمردگون ستون

کوندنا وہ برق کا ادھر ادھر
نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر

جابجا گلبرگ تر فرش چمن

**

جلوہ گر ہر سو بہار نسترن

قصہ مختصر بارہ دری جو بصد حسن و خوبی فرش مسند و شیشہ آلات سے آراستہ تھی' وہاں
عمر کو بٹھایا ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ: "ہاں اے پیر کلانوت کچھ

گا۔" عمرو نے بجا کر گانے لگا۔ سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا۔
ملکہ نے اس کے گانے سے خوش ہو کر بہت کچھ زر و گوہر انعام میں دیا۔
عمرو نے عرض کیا: "حضور میرا گانا آدھا ابھی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمایئے
تو جوانوں کا مزا مجھ بڈھے میں پایئے۔
ملکہ نے ہنس کر کہا: "تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا۔"
عمرو نے کہا: "حضور پھر صحبت میں ہنسنے بولنے کا ہی مزا ہے۔"
کنیزیں بولیں: "گھر میں تو بیچارہ جوتیاں کھاتا ہے یہاں اس کا دہن کھلا ہے۔"
عمرو نے کہا: "مار کھانے ہی کو سامری نے ہمیں پیدا کیا ہے۔"
ملکہ خوب ہنسی اور کہا: "اس کے منہ نہ لگو' جاؤ کشتیاں شراب کی لاؤ۔" کنیزیں گئیں
اور کشتیاں بادہ ارغوانی و زعفرانی کی لائیں۔ عمرو نے سب بوتلوں اور شیشوں کو کھول
کر الٹ پھر کرنا شروع کیا اور نگاہ بچا کر سب میں بیہوشی ملائی پھر چوراسی گھنگروؤں منگا
کر پاؤں میں باندھی منہ سے نے بجاتا گاتا ہوا پاؤں سے تال دیتا گاتا اور گت بھرتا
ہوا بوتل بغل میں دابے کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا۔ سب کو ایک حیرت
ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے۔ غرض یہ کہ سامنے ملکہ کے
عمرو اسی صورت سے پہنچ کر ٹھہرا اور جام شراب سے بھرانے کو لبوں میں داب کر
ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لا کر رکھ دیا۔
ملکہ نے ہنس کر چہاا کہ جام لے کر پیے۔ عمرو نے اس کو اچھا دیا اور پرھ سر پر رکھ
کر سامنے لا کر رکھ دیا۔
ملکہ نے ہنس کر چاہا کہ جام لے کر پیے• عمرو نے اس کو اچھا دیا• اور پھر سر پر
رکھ کر سامنے کیا کہ افسر کو سر سے شراب پلاتے ہیں۔ عمرو کا ان باتوں سے منشا صرف

بھلاوے میں ڈالنے کا ہے اور ملکہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی۔ آخر جام لے کر پی گئی کیونکہ عالم محویت میں تھی۔ انجام کا خیال بھولی۔ جام پیتے ہی آنکھوں میں سرسوں پھولی مست ہو کر جھومنے لگی۔ عمرو نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتیں تھیں سب کو بھی جھوم کر اٹھی' چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگوں لیکن ٹھوکر کھا کر گری۔

عمرو نے اٹھ کر دروازہ باغ کا بندی کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر نذر زنبیل کیا۔ پھر ملکہ کو اٹھا کر ستون سے بارہ دری کے باندھا۔ اور کوڑا پکڑ کر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا۔ لیکن زباں میں سوزن دے دیا۔

جب آنکھ مروارید کی کھلی اس کو وہی نشہ دیرینہ تھا گویا ہوئی: "اے پیر کلا نوت کیا کہنا ایک آدھ چیز تو اور گا۔"

عمرو نے نعرہ کیا: "باز اے قحبہ از غفلت ہوشیر باشی میرا نام عمرو بن امیہ ہے۔"

یہ صدا سن کر اس نے آنکھ کھول کر جو دیکھا اپنے تئیں بندھ پایا اور کلا نوت سامنے کوڑا پکڑے کھڑا تھا۔ بس اشارہ سے پوچھا: "یہ ماجرا کیا ہے۔"

عمرو گویا ہوا: "خدا کے فضل سے میں معہ ملکہ مخمور یہاں آ کر پہنچا۔ تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت جمشید و سامری چھوڑ۔ مجھ کو راستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہ رخ مہ جادو نہ میرے ہاتھ سے ماری جائے گی۔

مروارید نے ہر چند کہ پند و نصائح سنا' مگر اشارے سے یہی کہا: "میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے۔ مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے۔ "

عمرو نے اول تو اس کی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا۔ مگر اب قلب سیاہ اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کر کے سر اس کا جدا کیا پھر تو گل و شور تاریکی ہو گئی۔ عمرو نے جلد جلد سر کنیزوں کے کاٹے۔ الحفیظ والا مان بیر غل کرنے لگے۔ آگ برسی پتھر پڑنے لگے۔ دریائے مروارید غائب ہوا۔ مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی۔ بس سحر پڑھتی ہوئی درہ کوہ سے شاداں و فرحاں نکل کر دوڑی' دیکھا کہ

**

ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید "لینا لینا" کہتے ادھر ادھر دوڑتے جاتے ہیں۔ اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہیں۔ یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ میں سب کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بروئے ہوا اڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کئے۔ پیا کن تیرا اور مارو کثر دم برسنانے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آ گئی ہے۔ پس گھبرا کر بھاگے۔

ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا' دیکھا کہ کوسوں تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہاہے۔ سحار ہر طرف بھاگے جاتے ہں۔ بیر چلاتے ہیں: "افسوس مارا اس ملکہ کو جس کا نام مروارید جادو تھا۔ عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھ کر چند حقہ آتش بازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا۔

ادھر مخمور سے جس پر تاک کر ناریل مارا اس کے سینے کو توڑ گیا۔ آخر جب سب بھاگ گئے اس وقت کچھ بگولےیک لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑے ہوئے سمت باغ سیب چلے۔ ان بگولوں سے رونے کی صدا آتی تھی۔

مخمور اتر کر پاس آئی اور کہا: "اے شہنشاہ عیاراں یہ بگولے نہیں بیر ہیں سحر کے اب یہ شاہ جاوداں کے سامنے جائیں گے اور حال کہیں گے۔ اس کو ہر وقت دم بھر میں یہاں آنا دشوار نہیں مقرر کوئی آفت آئے گی۔ آپ جلد یہاں سے تشریف لے چلیے۔

عمرو نے سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ مخمور کے ہمراہ باتیں کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر جاتا ہے۔

یہی کہا: "میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے۔ مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے۔"

عمرو نے اول تو اس کی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا۔ مگر اب قلب سیاہ اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کر کے سر اس کا جدا کیا۔ پھر تو غل و شور تاریکی ہو گئی۔ عمرو نے جلد جلد کنیزوں کے کاٹے۔ الحفیظ والا مان بیر غل کرنے لگے۔ آگ برسی پتھر پڑنے لگے۔ دیبائے مروارید غائب ہوا۔ مخمور نے یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی۔ بس سحر پڑھتی ہوئی درہ کوہ سے شاداں و فرحاں نکل کر دوڑی' دیکھا کہ

**

ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید "لینا لینا" کہتے ادھر ادھر دوڑے جاتے ہیں۔ اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہیں۔ یہ سمجھ کہ خواجہ اسی باغ میں سب کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بروئے ہوا اڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کئے۔ پیکان تیر اور مارا کثر دم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آ گئی ہے۔ پس گھبرا کر بھاگے

ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کہ کوسوں تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے۔ ساحر ہر طرف بھاگے جاتے ہیں۔ بیر چلاتے ہیں: "افسوس اس ملکہ کو جس کا نام مروارید جادو تھا۔ عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھ کر چند حقہ آتش بازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا۔

ادھر مخمور نے جس پر تاک کر ناریل مرا اس کے سینے کو توڑ گیا۔ آخر جب سب بھاگ گئے۔ اس وت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑے ہوئے سمت باغ سیب چلے۔ ان بگولوں سے رونے کی صدا آتی تھی۔

مخمور اتر کر پاس آئی اور کہا: "اے شہنشاہ عیاراں یہ بگولے نہین بیر ہیں سحر کے اب یہ شاہ جاوداں کے سامنے جائیں گے اور حال کہیں گے۔ اس کو ہر وقت دم بھر میں یہاں آنا دشوار نہیں مقرر کوئی آفت آئے گی۔ آپ جلد یہاں سے تشریف لے چلئے۔

عمرو سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ مخمور کے ہمراہ باتیں کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر جاتا ہے۔

مگر لاش مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہنچی۔ بیر سامنے مجسم ہو کر آئے اور سارا ماجرا رو کر بیان کر کے جل گئے۔ شاہ جاوداں کو رنج ہوا اور چاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوئے: "حضور نے بلائے جادو کو بھیجا ہے۔ ان کا راستہ دیکھ لیجئے تو پھر اور کچھ تدبیر کیجئے گا اور علاوہ اس کے کسی نہ کسی دربند پر وہ مفسد ضرور گرفتار ہو گا۔ بادشاہ کا جانا زیبا نہیں۔"

شہنشاہ طلسم ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور ازلسکہ ملکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے

**

کا کر چکا تھا اس وجہ سے سحر پڑھا۔ ایک ساحر فیل آتش ناک پر سوار اڑتا ہوا سامنے
آیا اس کو حکم دیا: "اے طولان بن قہار فیل زر جادو تم سب لشکر حیرت میں جاؤ اور

فرقہ باغیان کا خاتمہ کرو۔"
یہ حکم سن کر طولان سلام کر کے رخصت ہوا اور جگہ پر آ کر بارہ ہزار ساحر کی طبیعت
سے نہایت العزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال مہیب اژدھوں پر سوار
تھے۔ نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان میں تزلزل آشکارا تھا۔ قیامت کے آثار نمایاں
تھے۔ مردوں کو تہہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامہ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف
تھا۔ اس وجہ سے پوشیدہ تھا۔ بروئے ہوا یہ لشکر جاتا تھا' یا خاطر شوریدہ دہر سے نالہ
و فغاں کا شور پیدا تھا۔
قصہ مختصر قریب لشکر ملکہ حیرت بعد طے مسافت پہنچا۔ ملکہ حیرت نے خبر سن کر استقبال
کرایا۔ لشکر مقام بہترین اتروایا طولان دربا میں جب آیا نذر دی۔ ملکہ نے خلعت عنایت
فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا۔ ساقی میر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان
کر روشن کیا۔ جب ڈاگ بادہ ناب سے گرم ہوا اس نے عرض کیا: "حکم طبل رزم
بجنے کا دیجئے۔ تاکہ کل میں سب کا استیصال کروں۔ قصہ کا انفصال کروں۔"
ملکہ حیرت نے کہا: تم بھی آئے ہو۔ ایک روز آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرنا' جلدی نہ
کرو۔ اس نے اصرار کیا۔ ناچار حیرت نے حکم نواحت نقارہ۔ رزم دیا۔ ساحروں دیا ساحروں
نے نفیر سحر بجائی۔
یہ خبر ہر کاروں نے جا کر ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا۔ ہر بہادر
آگاہ ہوا۔ سامان حرب کی درستی میں مصروف ہر سردار سپاہ ہوا۔ ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ
آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
تمام شب تیاری جنگ میں بہادروں نے بسر کی جس دم زلف شب سے چہرہ پر نور شاہد
روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب میں
بلند کی۔ دم سحر بصد حشمت و جلال دونوں لشکر میدان قتال آ کر صف آرا ہوئے۔ اور

**

تخت شاہاں پر دو سوار قلب نوج میں ٹھہرے۔ بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزاں دلاور طالب پیکار ہوئے۔ ادھر سے فولان اور ادھر سے مرزبان نکل کر مقابل ہوئے پہلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا۔ ہاتھی نے گھوسا خرطوم کا مارا۔ مرزبان بیہوش ہو کر گرا اس نے گرفتار کر لیا اور پھر نعرہ ہل من مبارز کا مارا اور ایک ساحر ادھر سے جا کر ہم نبرد ہوا۔ بعد رد و بدل سحر کے اس کا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا۔ اسی طرح بہت سے ساحر قتل و اسیر ہوئے' ہاتھی کی وجہ سے دستگیر ہوئے۔ اس وقت تاب ملکہ و سرخ مو کو نہ آئی اور یہ جا کر مقابل ہوئی۔ باہم تا دیر سحر سازی رہی۔ اس نے ہاتھی اس پر بھی ہول دیا۔ فیل نے ایک پھنکار ماری کہ سرخ مو بیہوش ہو گئی۔ اس نے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے۔ مہ رخ تخت سے عقاب سحر بن کر اڑی اور سرخ مو پر آ کر گری' پنجے میں داب کرے چلی اور ایک گولہ فولادی مارا کہ طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور ہاتھی کے مستک پر جو پڑا۔ اس کا سر پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ یہ ماجرا دیکھ کر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا: "کہ لینا اس کو جانے نہ دینا فن کے ساتھ عقاب اور شاہین و باز بن کر چلے اور تیر سحر بہت سے مہ رخ پر لگانے لگے۔

پھر تو ادھر کی فوج بھی چلی اور دونوں باہم لشکر میں جنگ آغاز ہوئی۔ مہ رخ نے نے سرخ موکو سپر و لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی۔ ساحرہ جو طائر بنے تھے ان کو صید کرنا شروع کیا قفص تن سے جب طنار روح ساحران نے پرواز کی• بیروں کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ تاریکی اور آندھیوں سے خاطر روز گار ملکہ و تیرہ تھی۔ برف باری نے گرمیان شعلہ رزم کی سرد کی تھی۔ سنگ باری نے تختیاں آہن گدازوں کی گرد کی تھیں۔

شام کے وقت لشکر جنگ گاہ سے پھرے اور خیمے گاہ میں آ کر آسودہ ہوئے۔ لیکن طولان نے تامل نہ کیا۔ آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا۔ مہ رخ بھی خبردار ہوئی اور نالے

ترکی کو دم ملا۔ شور محشر آشکارا ہوا۔ ساحر سحر خوان ہوئے۔ بہادر عازم میدان ہوئے۔
پھر رات بھر تیاری رہی صبح دم جب شاہ خاور نے تخت زریں پر جلوہ کیا اور شب تیرہ

نے ناخن پنجہ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا۔
سپاہ ہر دو سو وارد دشت قتال ہوئی۔ طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا: "تو
اژدر بن کر میرے سامنے آ کر میں تجھ پر سوار ہوں گا اور جس وقت میں لڑنے لگوں
حریف مجھ سے مخاطب ہو گا تو غفلت میں اس کو پا کر دم کھینچ کر نگل لینا۔"
سپہ سالار یہ حکم سن کر بزور سحر اژدر بنا اور طولان کا ٹھرا کھپوا کر اس پر سوار ہو کر
وارد میدان حرب ہوا۔ بعد ترتیب صفوف کار زار صف لشکر سے بڑھ کر مبارز طلبی کی۔
آؤ پھر سرخ مو اس کے مقابلے میں گئی۔ پہلے نارنج ترنج چلا پھر اس نے بالوں کی
لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے۔ طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف
ہوا اور ستاروں کو سر پر پنجوں نے پیدا ہو کر روکا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا۔ سرخ
مخاطب ہم نبرد سے تھی۔ غفلت میں سنبھل نہ سکی اژدر کے منہ میں سما گئی اسی طرح
چند سردار آئے اور دہن اژدر میں سما گئے۔ اس وقت مہ رخ نے بھی سرداروں کی
مدد کے لیے ساحروں کو بھیجا۔
ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر دونوں فوجیں بھڑ گئیں۔ دریائے فوج
میں تلواریں لہریں لینے لگیں موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھا دیا۔ بحر فنا کا کنارا
نظر آیا۔ دو پہر کامل خوب لڑائی رہی۔ سحر آزمائیری۔ آخر نہ این را خطا نہ اور اظفر
دونوں طرف طبل امان بجا۔ ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ میں آیا۔ طولان بارگاہ حیرت میں
گیا۔
ملکہ حیرت ازبسکہ زوجہ شہنشاہ ساحران سے ہر بار میدان جنگ گاہ میں نہیں آتی ہے فی
الجملہ اس نے سارا ماجرا جنگ عرض کیا اور سرداروں کا قید کرنا بھی کہا۔
ملکہ حیرت نے کہا: "ان سرداروں کو ہمارے سامنے لاؤ۔" اس نے عرض کیا: "لاتا ہوں
اور روانہ ہوا

**

مگر حال سنیے کہ اژدر جب جنگ گاہ سے پھر کر آیا تو اس نے خیال کیا کہ تیرے شکم میں سردار گھٹ کر مر جائیں گے۔ ان کو نکالنا چاہیے۔ یہ سمجھ کر ان کو اگلا

اور دم اپنی منہ میں داب کر حلقہ کے بیچ میں سرداروں کو لے کر بیٹھا۔ مگر اس کے اگلنے سے سحر سرداروں پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے۔ اب جو ہوشیار ہوئے۔ اٹھ کر اپنے لشکر کی طرف چلے۔ اژدر ان کا سدراہ ہوا۔ سرخ مو اس وقت غفلت میں گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے وہ اکیلی تھی اب جو اس نے اژدر ان کا سدراہ ہوا۔ سرخ مو اس وقت غفلت میں گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے' وہ اکیی تھی اب جو اس نے اژدر کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اس کے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ تاریکی ہو گئی اسی اثنا میں سرخ مود وغیرہ اڑ کر بروئے ہوا گئیں اور وہاں سے پھر گولے اور ہار فلفل وغیرہ مارنے شروع کئے لشکر طولان دو چار ہلاک ہوئے اور اٹھ کر لشکر حیرت کی طرف بھاگے اس طرح طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا' غل سن کر ادھر دوڑا۔ یہ لشکری سمجھے کہ ہم کو مارنے آتا ہے اور اسی نے شاید ہمارے لوگوں کو مارا ہے۔ پس یہ سمجھ کر لڑنے لگے۔ ادھر سے طولان قیدیوں کو لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھ کر سمجھا کہ شاید مہ رخ میری فوج پر آ گری ہے۔ پس وہ وہ للکارنے لگا ہاں لینا جانے نہ دینا۔"

اب فوج کو بالکل یقین ہو گیا کہ ملکہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والوں کو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہ رخ سے مل گیا ہے الحاصل گوشت خر اور دندان سگ باہم سحر چلنے لگا۔ برقیں گرنے لگیں۔ سرخ مو وغیرہ تو اپنے لشکر میں چلی آئیں۔ یہاں بھی غلغلہ سن کر فوج تیار ہو گئی۔ ادھر شور ہونے سے حسرت بارگاہ سے نکل آئی۔ دیکھا باہم فوجیں لڑ رہی ہیں پشتے کشتوں کے بندھ گئے ہیں۔ لاشوں کے انبار لگے ہین۔ قلعہ ہائے تن کی بربادی سے سروں کے کنگرے ہر جگہ بنے ہیں۔ حیرت کی سمجھ میں یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تام کچھ سحر ایسا پڑھا کہ دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک دھواں پیدا ہو کر اندھیرا ہو گیا۔ فوجیں جدا ہوئیں اس نے طولان کو بلوایا اور ماجرائے جنگ پوچھا۔

**

اس نے کہا: "مجھے نہیں معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھ کر میں بھی لڑنے لگا تھا۔
الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سب فساد ظاہر ہوا۔ حیرت نے طولان کو بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ افسر ہو کہ بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صد کو قتل کر ڈالا۔

طولان کو اس کے برا بھلا کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا سرخ مو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہے۔ میں اس کو جا کر بارگاہ حریف سے پکڑ لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر بزور سحر اڑ کر چلا۔
اہلا کرے جو باہر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت مہ رخ میں گئے اور اس کے آنے سے مطلع کیا۔ قران اتفاق سے اس وقت بارگاہ میں حاضر تھا۔ اس نے جو سنا کہ طولان آتا ہے اس نے ملکہ سے کہا: "آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے میں ایک عیار کروں گا۔"
مہ رخ و بہار وغیرہ اس کے کہنے سے بزور سحر چھپ گئیں اس نے برق و ضرغام وغیرہ عیاروں سے کہا: "تم اپنی صورت مثل بہار و مہ رخ وغیرہ کے جلد بناء اور سحار جو ایسے ویسے تھے ان کو بلا کر حکم دیا: "تم بزور سحر صورت اپنی مثل سرداروں کے بناؤ۔ غرضیکہ دم بھر میں سب سے نے صورتیں تبدیل کیں اور اس عرصے میں طولان بارگاہ میں آیا اور پکارا: "کہاں ہے سرخ مو" سامنے برق کو بہ شکل مہ رخ تھا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا: "ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں" اور قران نے بھی عرض کیا: "ہماری خطا بھی شاہ جاوداں سے معاف کرا دیجئے۔"
طولان یہ عذرات سن کر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی۔ بس ہر ایک سے حکم دیا: "اگر تم صفاء چاہتے ہو تو میرے خیمے میں چلو۔"
مہ رخ و بہار نقلی دو ایک سردار اس کے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اس نے چاہا کہ ان سب کو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت کے پاس چلوں اور ان کے آنے کا بیان کروں لیکن جانے نہ پایا کہ قران نے اکیلا پا کر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالوں لیکن قران نے کہا: " اے برق تم اس کی صورت بنو پھر تماشہ دیکھو۔

برق اسی کی صورت بنا اور باہر نکل کر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا۔ ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے۔ برق نے بموجب فرمائش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھ کر باہر آ کے ہاتھ پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا۔ بس سوار ہوتے ہیں افسران فوج کو للکارا: "جلد لشکر تیار کرو۔"

انہوں نے نفر سحر بجائی اور صف باندھ کر کھڑے ہوئے ان سے اس نے کہا: "ملکہ حیرت سے مجھ کو بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دو گے یا حیرت کا۔"

سارے لشکر نے کہا: "ہم آپ کے تابعدار ہیں۔ اس نے کہا: "لشکر حیرت غافل تو ہوا ہے اس پر حملہ چل کر کرو۔ ور مار لو۔" فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی۔ وہ لوگ سب غفلت میں تھے۔ ادھر سے نارنج و ترنج پڑنے لگے۔ خیموں میں آگ لگی دو چار واصل جنم ہوئے۔ گھبرا کر کچھ بھاگے۔ جلد از جلد بہتوں نے کمر باندھ کر لڑنے لگے۔ ہنگامہ گیر دار برپا ہوا۔ اس وقت برق نے فولان گٹھری سے کھول کر بٹھا دیا۔ اور فتیلہ رفع بیہوش ناک کے برابر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکل کر الگ کھڑا ہوا اور قران و بہار بھی خیمے سے نکل کر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اس نے دیکھ کر لڑائی ہو رہی ہے ہر چند ہاں ہاں کرتا ہے مگر اس ہلڑ میں کون سنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے۔ شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے۔ کمان وہاں تیر سے غل مچا رہی ہے۔

ملکہ حیرت بھی غل سن کر خیمے سے باہر نکل آئی۔ بس اس کو صاف یقین ہوا کہ طولان ان سے مل گیا ہے۔ لہٰذا اس نے بھی فوج کے افسروں کو للکارا: "لینا اس حرام خور کو۔" اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ گوشت خرد دندان سگ باہم کٹ مرے۔ اور راق دفتر ہستی صرصر فنانے الٹ دیئے۔

ملکہ حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ مہ رخ کہیں بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھ کر حکم دیا: "اے شہاب تو جا اور طولان کو سمجھا۔"

**

شہاب جو وہاں سے اس کی طرف دلا' وہ سمجھا کہ حیرت نے اس کو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ بس یہ جان کر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پر نارنج ترنج مارنے لگا۔ شہاب بھاگ کر حیرت کے پاس گیا اور کہا: "اے ملکہ! یہ بیشک حریف سے مل گیا ہے۔ اتفاق سے اس وقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا۔ حیرت نے اس سے کہا: "اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ۔"

ابریق حسب الارشاد چلا آور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھ کر ماری طولان سحر بھول گیا۔ ابریق کمر میں پنجہ ڈال کر اٹھا لے گیا۔ اور سامنے ملکہ کے لایا۔ ملکہ نے حکم دیا: "مارداس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسہ پڑنے۔ ہر چند یہ چیختا ہے کہ ملکہ میری خطا نہیں ہے' مگر کوئی سنتا نہیں جوتیاں اور لاتیں پڑتی جاتی ہیں خوب پیٹا۔ ابریق نے آخر سفارش کر کے چھڑایا۔

یہ چھوٹا لشکر میں آ کر طبل امان بجوایا اور اسی وقت کوچ کر کے دریائے خوان رواں سے اتر کر باغ سیب میں پاس شاہ جاوداں کے گیا اور پکارا: "فریاد ہے' ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پٹوایا کہ سر پر بال نہیں رہے۔ ملکہ لائق افسری نہیں ہے۔"

افراسیاب نے غل سن کر اس کو سامنے بلوایا اور حال سن کر کتاب سامری دیکھی ہنس کر کہا: "تم خوب لٹے گئے ارے ارے بیوقوف عیار تجھ کو دھوکا دے گئے۔" پھر سب حال برق و قرآن کا شاہ طلسم نے بیان کیا۔ اس نے کہا: "میں پھر جاتا ہوں۔" یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ جائے۔ شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا: "اب تم نہ جاؤ۔"

اس نے کہا: "میں جاتے ہیں عیاروں کو گرفتار کر لوں گا۔ شاہ نے کہا: "اب کی عیار تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے تم ٹھہرو' میں تدبیر کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر عذار جادو نامی کے حوالے کی اور کہا: "تم طولان کے ساتھ جاؤ' ملکہ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیاروں نے بتنگ کیا ہے۔ اب میں نے کئی سحر ان کے ساتھ کر دیئے ہیں۔ ان کی خاطر بہت کرنا

**

اور اے ملکہ: تم نے بہت برا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسروں کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اور عذار یہ تصویریں نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیاروں کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے دھوکا کھایا آخر مارا گیا۔ فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہے کہ جو عیار تمہارے سامنے آئے گا۔ یہ تصویر اس کی اصلی بن جائے گی۔ تم جاننا کہ یہ عیار ہے اور اس کی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہے عارضی ہے۔ اصل شکل اس کی مثل صورت تصویر ہے بس اس کو تم گرفتار کر لینا۔"

عذار یہ کلمات سن کر اور تصویر لے کر ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کر کے دریا سے پار اترا۔ اس وقت عذرا اس کے آگے آگے چل کر بارگاہ حیرت میں گیا اس نے اس کی تعظیم کی۔ اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان تھا اطلاع دی۔

ملکہ حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا اور خطاطر سے بٹھایا۔ بے اعتنائی جو پہلے اس کے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان بہر تمثال حاضر ہوئے۔ دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا۔ ناچ ہونے لگا اس وقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اس کی بیان کی اور کہا: "میں بارگاہ حریف میں جا کر عیاروں کو پکڑ کر لاتا ہوں"

حیرت نے کہا: " تم اس تصویر کی وجہ سے عیاروں کو پہچانو گے۔ لیکن وہاں ساحران زبردست جو مقابلہ کریں گے ان کا کیا علاج کرو گے۔"

اس نے ہنس کر کہا: "اے ملکہ! میں مصاحب شہنشاہ ہوں میرا نمک حرام کیا بنا لیں گے۔"

حیرت نے کہا: "اگر ایسا ہے تو جاؤ۔"

عذرا وہاں سے اڑ کر چلا' لیکن اس سے پہلے ضرغام یہاں موجود تھا' وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کر کے گیا اور جا کر دربار میں خبر عرض کی۔ وہاں قران موجود تھا۔ اس لیے کہ عمرو جب سے گیا ہے۔ یہ بارگاہ میں بہت رہتا ہے۔

**

الحاصل قران مہ برق علیحدہ گیا ور کہا: " اے برق تم چھپ رہو' وہ چھپ رہا۔ قران دوڑ کر لشکر حریف میں گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہے۔ اس کو اس نے الگ لایا

ور کہا: "میرے ساتھ چل میں تجھ کو بہت سا مال دوں گا وہ ضیعفہ اس کے ساتھ گئی۔ درہ کوہ میں قران نے اس کو بیہوش کر کے روغن و روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کر کے بہت سا مال و زر و گوہر دیا اور کہا: "تم چل کر بارگاہ میں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا میں برق ہوں: "تم چل کر بارگاہ میں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا میں برق ہوں۔ اس کہنے سے میں تم کو بہت سا مال دوں گا اور جو کوئی تم کو پکڑے جائے گا' بہت بھی بہت کچھ دے اور اگر میرے کہنے کئے خالف ہو گا تو جان تمہاری جاتی رہے گی۔"

اس ضیعفہ نے جو مال وافر پایا اور آئندہ بھی ملنے کی امید پائی۔ پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہے اس سے بڑھ کر میں کہوں گی۔"

غرض اس کو بہت کچھ سمجھا کر بارگاہ میں قران نے کر آیا اور مقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑے جانے دینا۔ تم لوگ کچھ نہ بولنا۔"

فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے عذرا بارگاہ میں آ کر اترا اور پکارا: "کہاں ہے وہ ناعیار برق۔"

وہ ضیغہ پکاری: "میرا نام برق ہے۔"

ازلسکہ حلیے عیاروں کے تمام طلسم میں ہیں۔ سب ساحر پہنچاتے ہیں۔ اس نے برق کہ جو بصورت اصل پایا تصویر دکھنے کی احتیاج نہ سمجھا۔ کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا۔ بس اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھ کر پنجہ کمر میں دے کر اڑا اور یہاں لشکر میں غل ہوا کہ لیے جاتکا ہے مگر حسب ہدایت قران کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ یہ سیداھ بارگاہ حیرت میں آ کر اترا اور کہا: میں لایا برق کو وہاں طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا۔ اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار

**

ایسی لگائی کہ نقلی برق کا سر کٹ گیا۔ لاش کچھوار کو گورے پر ڈلوا دی۔ اور سر بارگاہ کے دروازوں پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ میں نے دشمن سے اپنا عوض لیا۔

○○○

**

• قران عیار

یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہ رخ میں پہنچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی۔ گریبان چاک کیا۔ دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا۔

مہ رخ نے کہا: "اس میں کوئی مہترانی نے عیاری کی ہے۔ کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے۔ اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو' ہر ایک اس کے سمجھانے سے خاموش ہوا۔"

ادھر قران نے برق کو بلایا۔ وہ تو پوشیدہ تھا۔ اب سامنے آیا۔ اس نے کہا: "تم اب شیر کی کھال پہنو اور بہ شکل ببر وہاں بن کر تیار ہو۔"

برق حسب الارشاد و عمل میں لایا۔ یعنی شیر کی کھال پہن کر گھنڈیاں اس کی سینے تک لگا کر درست ہوا۔ اس کا بیان پہلی قسطوں میں ہم کر چکے ہیں کہ برق کے پاس سب جانوروں کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہیں اور اس کا جونر کی صورت بنتے ہیں بڑا ملکہ ہے چنانچہ ایک بار کتا بن کر عمرو کو یہ پکڑ کر لے گیا تھا اور عمرو اس کو نہ پہچان سکا تھا۔

غرضیکہ جب شیر بن کر تیار ہوا۔ قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور مہیب صورت سیاہ فام کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا خرس (ریچھ) کا بنایا۔ ہر سر میں سانپ لپٹے کہ وہ زبان نکالتے تھے' کئی ہاتھ بنائے کہ کسی میں منقل آتشیں لیے تھا' کسی میں ترسول اور کسی میں تھال برنجی تھا' جھولا باولا نگار محلے میں ڈالے' دھوتی تمپیری باندھے تھا۔

غرض یہ کہ اس شکل میں جب بن کر تیار ہو چکا' برق' پر' جو بہ شکل شیر تھا سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھ کر اپنے پاس رکھا۔

برق اس کو لیے ہوئے موبارگاہ حیرت پر لایا۔ اس کو خبر ہوئی کہ ایک ساحر سوار شیر

شہنشاہ کے پاس سے آیا ہے اس نے استقبال کر کے سامنے بلایا۔ قران نے سامنے آ کر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا۔ ملکہ حیرت نے پڑھا' لکھا تھا: "اے ملکہ!

برق عیار مارا نہیں گیا' بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے کر دیا ہے۔ اب عذرا سے کہنا جو یہ ساحر کے اس کے بموجب کام کرے۔"

ملکہ حیرت مضمون نامہ سے جب مطلع ہوئی۔ عذار سے کہا : "تم نے بھی دھوکا کھایا' شہنشاہ لکھتے ہیں کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا۔"

عذار نے کہا: "میں شہنشاہ کو تو جھوٹا نہیں کہہ سکتا لیکن میں بارگاہ میں حریف سے جا کر پکڑ کر لایا ہوں' کیونکہ کہوں میں نے دھوکا کھایا۔"

یہ کلام سن کر نامہ دار نے کہا: "تم دیکھو گے برق کو میں بلاؤں مجھ کو شاہ نے اسے دے دیا ہے۔"

یہ کہہ کر باہر آیا اور شیر کی کھال برق پر سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا۔

ملکہ حیرت نے کہا: " بھلا شہنشاہ کی بات کہیں جھوٹی ہو سکتی ہے۔"

غرض اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ وار فرستادہ شاہ جاوداں ہے۔ بس عذار نے کہا: "اور کیا شہنشاہ نے لکھا ہے۔"

اس نے کہا: "وہ بات علیحدہ کہنے کی ہے۔ عذار اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے میں لے چلا۔ قضائے کار اثنائے راہ میں عیار صبا رفتار ملی اور اس نے قران کو پہنچانا۔ صاف تو نہ سکی' مگر بطور کنایہ کے پکاری: "میاں صاحب ہمارا سلام ہے۔"

قران نے کہا: "کیوں دھگڑے (یار) کو یدکھا جی تو اچھا ہے۔"

ان کلمات کو سن کر عذار سمجھا کہ یہ عورت سمجھ کر اس عیارہ سے ہنس رہا ہے۔ یہ سمجھ کر اس کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں گیا۔

ادھر صبا رفتار نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ عذار نہیں سمجھا۔ بس جلد چلی کہ جا کر ملکہ حیرت کو خبر کروں اور جا کر سامنے ملکہ کے عرض کیا: "حضور' نامہ دار نہیں ہے وہ قران عیار ہے' جعذار کو لے گیا ہے جلد خبر لیجے نہیں تو عذار مارا جائے گا۔"

**

حیرت نے کہا: "تو دیوانی ہے وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہے اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہے کہیں عیار بھی شیر بن سکتے ہیں یا تین شر اپنے بنا سکتے ہیں۔"

صبا رفتا نے کہا: "اس وقت اس شبہ میں نہ پڑھتے اور عیاری کے فن کی تفریح نہ فرمایئے جلد وہاں کی خبر منگوائیے ملکہ حیرت نے اس کے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا: "حبا اور عذار کی خبر لا۔"
وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے۔ وہاں پہنچتے ہی قران نے کہا: "اے عذار میں تجھے قتل کرنے آیا ہوں۔"
اس نے کہا: "کیوں۔"
جواب دیا: "حکم حاکم دیکھو نا وہ کیا مارنے چلے آتے ہیں۔" اس نے گھبرا کر اس کے کہنے سے پھر کر دیکھا۔ قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔ غل و شور اور تاریکی ہو گئی۔ قران و برق بھاگ کر لشکرے سے نکل گئے اور ساحر فرستادہ حیرت جو آیا اس نے بھی ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ کے پاس گیا اور کہا: "وہاں خاتمہ ہو گیا۔"
ملکہ حیرت کو بڑا رنج ہوا۔ لاش عذار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیاروں کو دیکھی۔ طولان کا فرط خوب سے دم نکل گیا کہ واقعی ان عیاروں کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے۔
ملکہ حیرت نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا مہ رخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا۔ اب اس کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔
الحاصل یہ سب تو اس کیفیت میں ہیں اور عمرو اور مخمور دریائے مروارید سے گزر کر سمت کو کب رواں ہیں۔ ان سب کو اسی حال میں رکھیے اور شمہ داستان زلا زل قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقراں کے لشکر نصرت اثر کی سنیے۔"
سابقہ اقساط میں ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا میں گیا تھا اور قتل ہوا تھا۔ اب بھائی اس کا یعنی سو فار جادو فرستادہ شاہ جاوداں بہ کرو فرتمام خدمت بقائے بد انجام میں

پہنچا۔ اس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے لگا۔ بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کناں ہوا۔ یہاں تک یہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک چپ نہ ہوا۔

اس نے خود کہا: "ملک جی اپ صبر کیجئے فضل خداوند سے اپنے بھائی کا بدلہ ان مسلمانوں سے میں لوں گا اور ایک بھی جیتا نہ چھوڑوں گا۔"

بختیارک نے کہا: "میں جو تم سے زیادہ رویا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیوں کو رویا۔ ایک تو تمہارے بھائی کو اور دوسرے تمہیں' کیونکہ میں تم کو بھی مردہ جانتا ہوں۔ خدا نے ان بندوں کو قدرت ہی ایسی دی ہے کہ جو ان سے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے۔"

سوفار نے کہا: " میں بھی ملک جی وہ ساحر ہوں کہ دم بھر میں ادھر کی دنیا ادھر کر دوں گا۔"

لقا نے اس کا لاف و گزاف سن کر کہا: "اے بندے مجھ کو غرو کسی کا پسند ہیں ہے۔ اسی وجہ سے جو آتا ہے مارا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو غرور ہو جاتا ہے کہ میں ایسا صاحب شوکت و زور ہوں۔ پس یہ مجھ کو ناپسند ہوتا ہے میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔"

سوہار اپنے دل میں ڈرا اور کہا: "یا خداوند! مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے۔"

الحاصل اس نے تبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا۔ دوسرے دن شام کے وقت سوففا نے طبل بجنے کی درخواست کی۔ لقا نے جبس خواہش اس کے حکم دیا کوس جمشدی پر چوپ پری ہر کارے بارگاہ سلیمانی میں خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردوں سریہ چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت میں پہنچ کر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے: " آج لشکر لقا میں سو فار جادو جو طلسم سے آیا ہے اس نے طلب جنگ بجوایا ہے۔

ہر کارے یہ عرض کر کے کنارے ہوئے اور شہنشاہ نے امیر کو حکم دیا ہے: "ہمارے لشکر میں بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پر چوپ پڑے۔"

**

امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا: "جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ۔"
چالاک نے نقارہ خوانی سکندری میں آ کر طبل سکندر پر دوال دیا۔ جہان فانی میں غوغائے اقتلوا بھر گیا۔ شیر پیشہ گان جرات و نہنگام قلزم شجاعت بحر آہن میں بہر شکار عدو غوطہ لگانے لگے۔ اسلحہ خانہ کھل گیا۔ ہتھیار پسند کئے جانے لگے۔ سخن ہائے مردانگی برلب شاد و بشاش سب کے جوہر تیغ نجم پہر کو آنکھیں دکھاتا تھا۔ محراب کمان میں بہر حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھا تھا شمشیر جانستان کو دیکھ کر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ تو ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہوتے سب بھاگنے والے تھے۔ دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی۔ اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی۔ صدائے نقبائے خوش الحان زمزمہ ہزار بنی تھی۔ بلبلان گلستان شجاعت گلہائے زخم کی محبت بے قرار کئے۔ تھی کہاں تک لکھوں۔ رات بھر یہی ہنگامہ رہا۔
صبح دم امیر کور گیر مسجد کے پاس سے بعد فراغت طاعت آلہ و دولت آسمان پناہ ظل اللہ پر آئے اور مع سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر لے کردار دشت مصارف ہوئے۔ اس طرف سے لقا فوج بیکراں مع سو فار بے ایمان داخل میدان ہوئے۔ صفیں جمعیں سقون چھڑکاؤ کر کے گرد کو بٹھایا۔ نقیبوں نے بہاروں کو مرنا یاد دلایا۔ دنیائے فانی کو ناپائدار بتایا۔ لازم ہے کہ سرائے فانی کو ہیچ و دبوچ جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس کے معرکے کو مار لو نام کر لو۔ بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کر دھار لو۔
دلاور ان کلمات سے جوش شجاعت میں جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھ کر ہٹ گئے سوفار اژور سحر اڑا کو وسطچچ میدان میں آ کر للکارا: "ہے کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آ کر مقابل ہو یا میں اس کو ہلاک کروں یا وہ میرا قاتل ہوا ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اس نابکار کے گیا اور پکارا: " لا ضربت میدان۔"
اس نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ بروئے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر نسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور شہنشاہ عراق کی کمر میں پنجہ ڈال کر لے

**

اڑا ہر چند اس بہادر نے لنگر ارا مگر پشت مرکب پر قائم نہ رہا لٹکتا ہوا چلا گیا۔ بعد اس کے جانے کے پھر اس نے مبادر طلبی کی۔

مندویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر روبرو اس کے گیا اور طالب ضرب ہوا۔ اس نے پڑھ کر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اس کو بھی اٹھا لے گیا۔ اس طرح بیس پچیس سردار پنجہ عقاب میں گرفتار ہوئے۔

اس وقت امیر نے عزم میدان جنگ گاہ فرمایا۔ مگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پرا بندھا دیکھا۔ خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلیں گے۔ پس وہ اسم اعظم جانتے ہیں۔ سو فار مارا جائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا۔ لشکر میدان قتال سے پھرا۔ امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوئے۔ ازبسکہ دن تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے۔ سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ باتوں میں لگا کر امیر کو صحرا کی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ میں گلہائے خورد و کھلے تھے۔ دامن کوہ دامن گلچیں تھا یا ارژنگ چین تھا۔ ابربہاری کا شامیانہ تھا۔ طاؤس زریں لباس کا رقص مستانہ تھا۔ سوائے سرد کشتی اے جان کے لیے ماومراد تھی۔ زمین وہاں کی شاید ان گل سے آباد تھی۔ آتش لالہ گل کا دھواں سحاب بنا تھا۔ بجلی کا اس ابر میں کوندلب مسی آلود معشوق کا ہنسایا دلاتا تھا۔ طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی۔

جابجا منتظم ہے باد بہار
ہے وہ صحرا نمونہ گلزار

برق سے ہے عیاں تجلی طور
سارا جنگل ہے نور سے معمار

گھر کے آیا ہے ابر دریا بار

**

بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے پھوہار

قہقہہ زن کسی طرف ہیں چکور
کہیں کوئل کہیں پپیہے کا شور

گل خود رو پہ زور جوبن ہے
دامن دشت رشک گلشن ہے

ڈھانک پھولا ہے بور آیا ہے
لالہ کو رنگ لایا ہے

پس ایسے صحرائے فرحت بخش میں پہنچ کر لندھور نے کہا: "یا امیر اس وقت لطف صیدا فگنی ہے۔"
امیر نے فرمایا: "بہتر۔"
لندھور نے ایماپا کر ملازموں کو حکم دیا: "سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر میں گئے اور حکم سنایا۔ اسی وقت قراول بہلیے جانوراں شکاری کو لے کر روانہ ہوئے۔ باز وار عقاب و شاہین کو لے کر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا۔ دم بھر میں جملہ سامان درست ہو گیا

تھا وہ صید و شکار کا سامان
سینکڑوں طائران صید کناں

وہ قراول بلا کے وہ صیاد
فن صید و شکار ہیں استاد

**

دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ میں بسر ہوا۔ تمام سردار مع امیر اسی دشت میں مسکن گزین ہوئے اور شیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی۔ قندیلیں درختوں پر لٹکائیں۔ میدان میں چاند میاں بچھوائیں۔ شعل بادہ کشی میں سردار مصروف ہوئے امیر صنعت رنگا رنگ صانع حقیقی دیکھ کر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہے اور اس طرف جب سونا۔ پھر گیا اس نے بختیارک سے کہا: "ابھی تو دن باقی تھا' تم نے طبل امان بجوا دیا۔ اس نے جواب دیا۔: "امیر مالک باطل السحر ہے وہ تیرے مقابلے میں آنے والے تھے۔ ان کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا۔ اس لحاظ سے میں پھر آیا۔"

سوفار نے کہا: "اگر یہ کیفیت ہے تو میں جا کر اسم اعظم بند کرتا ہوں۔"

بختیارک نے کہا: "وہاں جاؤ گے تو بارگاہ سلیمان میں سحر بھول جاؤ گے۔"

اب یہ حیران ہوا کہ یہ کیا کروں۔ اس عرصہ میں ہر کاروں نے انوکھی کہ وہ میر مع سرداروں کے جنگ سے پھر کردار دشت ہوئے اور ہنور اس جگہ مصروف ہیرو تماشا ہیں۔

پس یہ سنتے ہی سونار اٹھا اور سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا۔ جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہنچا ایک ملازم و خدمت امیر میں بھیجا۔ اس نے روبرو آ کر عرض کای کہ مالک ہمارا سوان جادو حاضر ہوا ہے۔ امیدوار باریابی ہے۔"

امیر نے فرمایا: "میں فقیر آدمی ہوں جس کا جی چاہے آئے۔ یہ خانہ بے تکلف ہے۔"

یہ کہہ کر دو ایک سردار بھر استقبال بھیجے کہ وہ آ کر اس کو لے گئے۔ جب سامنے پہنچا سلام کیا۔ امیر نے دنکل بیٹھنے کو دیا۔ پھر ساقی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام شراب گلام اس کے سامنے کیا۔ سوفار میخواری کرنے لگا جب نشہ ہوا۔ اس وقت امیر نے پوچھا: "باعث تشریف لانے کا کیا ہے۔"

اس نے کہا: " میں آپ کو سمجھانے آیا ہوں کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجئے اور سرکشی سے باز آیئے۔"

**

امیر یہ کلمہ سن کر آگ ہو گئے اور فرمایا کہ میں اس مردود درگاہ خدا پر ہزاروں لعنت کرتا ہوں اور تم اس وقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتوں کا

تم کو جواب دیتا۔"

سوفار نے یہ کلام سن کر جواب نہ دیا بلکہ ڈال کر اور باتیں کرنے اور لگا اور عین گفتگو میں اپنے جھولے سے ایک جانور۔ سرخ رنگ کا نکال کر چھوڑا کہ وہ اڑ کر گرد امیر کے چکر مار کر پھر اس کے ہاتھ پر آ گیا پس یہ اٹھا کر کہا: "یا امیر میں آپ کو فہمائش کرنے آیا تھا۔ خیر آپ ہیں مانتے تو تو آپ جانئے غلام رخصت ہوتا ہے

امیر نے پھر کچھ جواب نہ دیا۔ یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ میں پہنچ کر اگیار کر کے سحر پڑھنے لگا اور منتر سوئیوں پر دم کر کے اس جانور کے منہ ماریں۔ پھر اس کو ایک شیشے میں بند کر کے اپنے جھولے میں وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ کی لقا کی طرف روانہ ہوا۔

مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا: "یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اڑانا خالی ازفساد نہیں' چہر پو نور آپ کا متغیر ہوتا ہے۔ اسم اعظم کو پڑھیے۔"

امیر نے چاہا کہ پڑھوں ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ بزورسحر اس مرتد نے اس اعظم مجھ کو بھلایا ہے۔ خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہے۔ جو وہ چاہے گا۔ وہی ہو گا۔"

سرداروں نے عرض کیا: "اب مناسب ہے حضور لشکر میں تشریف لے چلیں۔ اس لیے کہ بادشاہ جمصناہ وہاں اکیلے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کافی انہیں کچھ رنج پہنچائے۔"

امیر نے کہا: "چلو۔"

فی الجملہ اسی وقت سوار ہو کر سب داخل لشکر ہوئے بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سن کر رنج کای اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا۔ چالاک بن عمرو مع چند عیاروں کے چلا کہ اعظم کسی طرح چھراؤں۔

ادھر جا دربار میں لقا کے سوفار پہنچا' بختیارک سے کہا: "میں اسم اعظم بند کر لایا۔"

اس نے کہا: "اسکو یہاں نہ رکھو طلسم میں بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر روانہ

**

کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکہ نہ کھائے۔"
اس نے اپنے ملازموں میں سے طاؤس جادو نامی ایک ساحرہ کو تجویز کیا یہ لے جائے گی۔
اور اس نے بھی عرض کیا: "میں احتیاط تمام پہنچا دوں گا۔" اس وقت ایک نامہ لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا: "اے بندہ اے مقبول بارگاہ خداوند شاہ طلسم' ہم تجھ سے بہت خوش ہیں کیونکہ تو نے سو فار جادو کو ہمارے پاس بھیجا۔ وہ ہمارا بندہ برگزیدہ ہے اور ہم اس سے بہت راضی ہیں۔ فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہے اور وہ شیشہ میں رکھ کر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ لازم ہے کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا کہ دسترس عیاروں کا نہ ہوا اور اطلاعاً قبل پہنچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہیں تاکہ ساحروں کو بھیج کر طاؤس کی مدد کرو اور بخیرو عافیت اپنے پاس اس کو بلا لو اور کسی اور ساحر نامی کو یہاں بھیج دو کہ سو فار تنہا نہ رہے۔
نامہ تمام
خداوند کا سایہ ہمیشہ تم پر رہے۔ اس نامہ کو بنا بردستور کوہ عقیقی پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی۔
چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ میں آ چکا تھا۔ اس تمام کیفیت سے آگاہ ہو کر عقب طاؤس میں چلا۔ مگر وہ نامہ جو افراسیاب کے پاس بھیجا تھا۔ پنجہ نے لا کر باغ سیب میں پہنچایا' شہنشاہ ساحران نے پڑھا۔ سوفار کی تعریف دیکھ کر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو نامی ایک ساحر کو خبر ہو گئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہیں۔ وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجا لایا۔
شہنشاہ نے فرمایا: "تم خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب میں نامے کے عرضی لکھی۔ مضمون یہ تھا۔
حضور کا نامہ عزت افزائے حقیر ہوا۔ سو فار سے آپ خوش ہیں تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا۔ اب وہ دمبدم مراعات خسروانی کا ہماری امیدوار ہے۔ بہت بڑا رتبہ ہے فی الحال چرغ جادو کو اس کو مدد کر یہاں آئے گا۔ بلا کا ساحر ہے۔ اس کے ہنر آپ کو

خود ظاہر' ہو جائیں گے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوند رہے۔"

یہ عرضی چرخ حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا۔ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر یہ تجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکر کوہ عقیقی میں داخل ہوا۔ ابرو غبار علامت آمد ساحر دیکھ کر سلیمان عنبریں مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے چرخ سے آ کر ملاقی ہوئے لشکر اس کا اتروایا۔ یہ بارگاہ میں جب آیا۔ جب سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب کی دی۔ لقا نے عرضی پڑھ کر خلعت اس کو دیا۔ یہ بیٹھا اور کہا: " سوفار اسم اعظم بند کر چکے ہیں اور ایک لڑائی بھی لڑ چکے ہیں۔ اب یہ آرام کریں اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تا کہ میں لڑوں اور کار دشمن تمام کروں۔"
چرخ سے بختیارک نے کہا: "بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوانا۔ اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو رہو۔ یہ کہہ کر مصروف مے نوشی ہوئے۔ جبکہ زلف لیلائے شب ستاروں پرافشاں ہوئی اور لباس بادصبا فروغ شعل و چراغاں سے آتشیں بنا۔

سرشام نقارہ جگن پر چوپ پڑی۔ باداہ اسلام کی خدمت میں ہرکاروں نے خبر جا کر عرض کی۔ ادھر بھی کوس رزمی بجا۔ زمین و زمان تہلکہ پڑا۔

اب یہاں تو دونوں لشکروں میں گتیاری جدال و قتال ہے مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ عقب طاؤس میں چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہنچی اور اس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لوں تو آگے بڑھوں۔ وہاں تختہ ہائے لالہ و نافرمان کھلے تھے۔ ہوائے سرد چلتی تھی۔ دل کو فرحت دیتی تھی۔ یہ ساحرہ راہ کی تھی ماند آئی تھی۔ وہاں بیٹھ کر اونگھنے لگی۔ ذہن میں گذار کہ ایسا نہ ہو کہ تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے۔ لازم ہے کہ اس کو احتیاط سے رکھ دوں اور تھوڑی آرام کر لوں۔ کیونکہ طلسم میں جانا ہے اور شاہ جاوداں میں ملنا ہے پھر سونا اور آرام' خواب خیال ہو جائے گا۔ نہیں معلوم کہ روز اس مرحلہ میں گزریں یہ سوچ کر اس نے کچھ سحر پڑھا۔ دفعتہً ایک طاؤس خوش رنگ اڑتا ہوا اس کے سامنے آیا۔ اس نے

ہو گئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے یا یہ یہیں رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑوں پر رہتے ہیں۔ پس یہ سمجھ کر اس کو کہا: "بابا جی! میں یہاں سوتی ہوں' آپ ٹھہریئے کھانا آتا ہو گا۔ بھوجن کیجئے گا یا کہیں اور تھوڑی دیر مانگ آیئے پھر آ جایئے گا۔"

چالاک نے کہا: "اچھا بچا۔"

یہ کہہ کر اس جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی۔ اس عرصے میں نامہ اس کا سیاہ جادو کے پاس پہنچا۔ اس نے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تلکف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا کہ اس وقت آپ کے لکھنے بمو جب میں سحر خوانی میں مصروف ہوتا ہوں و کوئی شیشہ اسم اعظم کو اٹھانا چاہے گا' مجھے فوراً خبر ہو جائے گی اور اسی سحر کے لیے میں آپ حاضر نہ ہو سکا۔ مجھ کو معاف کیجئے اور جو کچھ تیار تھا۔ وہ بھیجا ہے گو آپ کے لائق نہیں' لیکن قبول فرمایئے گا۔"

خلاصہ یہ کہ دو ساح وہ کھانے لے کر پہاڑ پر آئے یہاں ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا۔ وہ سمجھے یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک نے ان سے کہا: "ملکہ ابھی سوئی ہیں اس کو نہ جگاؤ جو کچھ لائے مجھے دے جاؤ' وہ ساحر کھانا و نامہ وغیرہ چالاک کو دے کر چلے گئے اس نے اس سب کھانے میں بیہوشی ملا دی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی کر کے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اٹھی دیکھا کہ کھانا رکھا ہے۔ اور جوگی بیٹھا ہے۔ اس نے کہا: "جوگی جی یہ کون لایا تھا۔ اس نے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالہ کیا۔ ساحرہ نے پڑھ کر معلوم کیا۔ سیاہ جادو نے بھیجا ہے۔ کہا: "آپ بھوجن کیجئے۔"

جوگی نے کہا: "بچا اچھا۔" اور شراب پہلے جام میں بوتل سے انڈیل کر اس کو دی۔ وہ بے وسواس پی گئی۔ اس نے اور دو تین جام پے در پے اس کو دیئے۔ وہ سو کر اٹھی تھی۔ خمار شکنی کے لیے پی گئی۔ یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچ کر سر کاٹ ڈالا۔ گل و شور برپا ہوا: "مارا جادو جادو کو بعد کچھ عرصہ

**

باتیں کرتا تھا اور ابھی دشمن بن گیا۔ غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا۔ ناچار چالاک کے پنجہ میں داب کر اڑ گیا۔ اس وقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا۔ چل کر امیر سے اطلاع کر واپس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا۔ یہاں وہ وقت ہے کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلائے شب نے درہمی و برہمی کی تھی۔

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارزار میں آئی تھی۔ امیر مع بادشاہ گردوں کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا: "یا امیر کشور گیر حقیر نے جا کر شیشہ اسم اعظم توڑا' لیکن ایک ساحر خدمت لقا میں چالاک کو لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ کافر اس کو قتل کرے۔ یہ خبر سنتا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا' دیکھا کہ حرف بحرف یاد تھا۔ بس گھوڑے پر بیٹھ کر سمت لشکر حریف روانہ ہوئے۔ پیچھے پیچھے تمام سردار یہ کروفر تمام بہ کروفر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے۔

وہاں وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لا کر سامنے کیا ہے اور سب حال بیان کر چکا ہے اور لقا نے حکم دیا ہے: "اس کو قتل کرو۔"

جلاد نے لا کر میدان میں چبوترے پر نکبت کے بوریائے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے۔ جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور چالاک درگاہ خدا میں رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے۔

عین دعا میں نعرہ صاحبقران بلند ہوا۔ جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا۔ اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر عازم دشت دغا تھی۔ امیر سے لڑنے لگی۔ امیر اس بحر فوج میں نہنگ شجاعت تھے۔ دریائے شلکر میں غوطہ لگا گئے۔ ہمہ تن چشم بن لڑے۔ زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی۔ دایہ اجل کنار عاطف میں پسماندوں کو اٹھانے لگے۔ روح دامن جسم میں طفل کی طرح مچل گئی۔ آخر تڑپ کر نکل گئی چشم زخم سے مفارقت روح میں تن آنسو بہاتے تھے بسمل بہ شکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے۔ امیر لڑکے

**

بھڑتے‘ قریب چالاک جا کر پہنچے اور اسم اعظم پڑھ کر چھڑایا۔ ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے۔ وہ فوج سے ساحروں کی لڑنے لگے۔ زیست کا عرصہ تنگ تھا۔ میدان محشر وہ دشت جنگ تھا۔ بازار اجل گرم ہوا تھا۔ سر کا سودا سستا تھا۔ جوش فوج سے دریائے آہن موج مارتا تھا۔ صحرا کوہ خون کشتگان سے پر ہو کر لالہ و زار کی کیفیت دکھاتا تھا۔

آخری گرمی شعلہ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لا سکی لقامہ لسکر ساحران قلعہ عقیق میں بھاگ کر چلا گیا اور فوج میں طبل امان بھی بجوا دیا۔

صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سرداروں نے بھی زرہ اتاری۔ راحت پذیر ہوئے۔ آرام گیر ہوئے اسی طرح وہ دن گزرا۔ دوسرے دن لقا باول خستہ و شکستہ قلعہ میں داخل تھا کہ یکایک ابر سحر آیا اور اس پر ایک ساحر اخگر جادو نامی سوار تھا۔ وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا‘ سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا: ”کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک در بند طلسم کی مالک ہے‘ اس کا بھائی ہے۔ ملکہ بھی آتی ہے لیکن میں پہلے اس سبب کے حاضر ہوا یوں کہ مجھ سے اور سوفار جادو سے دوستی چاہتا ہوں کہ کار دشمن تمام کروں۔ دوستی کا حق ادا کر کے اپنا نام کروں۔“

لقا نے اس کو سرفراز کیا اور سوفار نے اپنے پاس بٹھایا جملہ سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا۔

شام کے وقت اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی کوس حق نیوش بادشاہ اسلام میں جب پہنچی ادھر تیاری لڑائی کی ہونے لگی۔ طبل سکندری کو چاشنی دی۔ پھر تو دونوں لشکر پراز خشم تھے۔ پرشکن ابرواں چشم تھے۔ ساحر سحر جگاتے تھے۔ بہادر تلوار سپر کھڑکھڑاتے تھے۔ رات بھر یہی ہنگامہ جس وقت اژور ہائے شب نے من روز نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا۔ ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری لقا مع ساحران‘ نافر جام وارد دشت نبرد ہو کر صف کارزار کی درستی میں مصروف ہوئے۔ بعد

**

ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا۔
ادھر سے ہو مان و مشقی اجازت لے کر اس کے سامنے گیا۔ اس نے ایک ترنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھواں نکل کر گرداس کے ہو گیا۔ وہ بیہوش ہو گیا۔ اخگر نے گرفتار کر لیا باگ لی' سامنے اس کے جب پہنچا۔ ایک تیر اس پر لگایا۔ اس نے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے پر پہنچا' راستے میں ہی جل گیا پھر ایک ناریل مارا کہ دھواں نکلا۔ مشقال بھی بیہوش ہو کر اسیر ہوا۔ اسی طرح چند سرار سلامیوں کے اس نے اسیر کئے۔ پرا لشکر اسلام کا بند ہوا۔ امیر نے قصد نکلنے کا میدان میں کیا۔ مگر بختیارک پرا بند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے۔ وہ لڑنے آئیں گے پس ان کے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے۔ یہ سمجھ کر طبل بازگشت بجوا دیا۔ لشکر پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور عیار بہر عیاری چلے۔
ازبسکہ لقا پہلی لڑائی میں قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اس وت بھی جو پھرا تو قلعہ بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا۔ لشکر بیروں قلعہ اترا۔ سردار خداوند کے ہمراہ گئے انہیں کے ہمراہ ساحر کی صورت بن کر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے۔
لقا وار الامارت شاہی میں تخت خداوند پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگلوں پر بیٹھے۔ عیار صورت اپنی خدمت گاروں کی سی بن یعنی چپکن پہن کر بنی پاک کمر سے گھرس کر سر پر پگڑی باندھ کر ہاتھ میں رومال تہ کیا ہوا بارگاہ میں آئے پشت پر سرداروں کے کھڑے ہو کر گفتگو یہاں کی سننے لگے۔ اس وقت دور جام مے ارغوان تھا۔ ہر ایک فرط مستی میں لاف گزاف کر کے دم شجاعت کا بھرتا تھا۔ سب کی گفتگو کے جواب میں بختیارک نے کہا: " تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو۔ جب تک امیر سے سامنا نہیں ہو گا تم فتح یاب ہوگے اور جب ان سے مقابلہ ہو گا خداوند کی بہشت میں تم جاؤ گے۔"
یہ کلام سن کر اخگر نے کہا: "میں جاتا ہوں اور اسم اعظم بند کرتا ہوں۔"
یہ کہہ کر اٹھا اور کہا: "اب کی بار بند کر کے میں سوفار کی طرح طلسم میں نہ بھیجوں

گا' بلکہ ایسی جگہ رکھوں گا کہ کسی کو معلوم نہ ہو گا۔"
بختیارک نے جواب دیا: "یہ شگون برا ہے کہ آپ نے راز دل کہہ دیا۔ عیار یہاں موجود ہوں گے۔ انھوں نے سنا ہو گا' وہ تمہارے ساتھ جائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

نطفہ حرام جو اس نے کہا۔ چالاک بہ شکل خدمت گار اس کی پشت پر کھڑا تھا اس نے زور سے لات ماری کہ: "اوندھے منہ گرا۔ چالاک نے گالی دے کر کہا: "حرامزادے! عیاروں کو گالیاں دیتا ہے۔"
بختیارک یہ کیفیت دیکھ کر پکارا: "مرشد زادے آپ نے خوب کیا جو اس ولدالزنا کو سزا دی۔ یہ ایسی لائق تھا۔ چالاکی نے جست کر کے ایک لات اس کے بھی ماری اور بختیارک لات کھا کر بولا: "میں ان لاتوں کے تصدق' یہ کہاں میرے نصب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی جو میں نے لات کھائی۔ مرشد زادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرم ساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہیں ہوئی' ذرا دو چار جوتیاں لگاتے تو اچھا تھا۔"
یہ تو باتیں جاتا تھا کہ فاروا احگر وغیرہ اٹھ کر چالاک کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ سحر سے اس کو گرفتار ریں اور عیار جو خدمت گار بنے کھڑے تھے۔ انھوں نے حباب بیہوشی تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوئے۔
اس وقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا تھا: "قسم ہے سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالوں گا۔"
بختیارک نے کہا: "یہ مار ڈالنے ہی کے قابل ہے لیکن میری کچھ خطا نہیں' ذرا مجھ کر کرم رکھیے گا۔"
غرضیکہ یہ تو بکتا رہا او عیار جست کر کے نکلے دروازے پر صاحب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیاروں کا لوہا مانے ہوئے ہیں اس وقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے۔ عیار سب نکل کر روانہ ہوئے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کر کے بختیارک نے اٹھایا اور کہا: "کیوں بد زبانی کا مزا دیکھا'اب تم زندہ نہ بچو گے' مرشد زادے قسم کھا گئے ہیں۔"

**

اخگر نے کہا: " خیر دیکھوں تو وہ میرا کیا کرتا ہے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ بغیر قتل کئے اس کے چین نہ لوں گا۔"
اسی گفتگو میں اتفاقاً سرہنگ عیار کو اور تو سب عیار نکل گئے تھے۔ یہ رہ گیا تھا اور خدمت گاروں کی صف میں کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمت گار نے کہا: " میں جا کر پیشاب کر آؤ' تم رومال میاں کے سر پر پلاؤ۔"
سرہنگ نے کہا: "اچھا۔ اور جا کر مگس رانی کرنے لگا کہ بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا: "تو کون ہے۔"
اس نے عرض کیا: "حضور کا خدمت گار۔"
ملک جی نے کہا: "میں نے تجھ کو کبھی نہیں دیکھا۔
وہ بولا: "میں بیمار تھا۔ عرصے کے بعد آیا ہوں۔"
ملک جی نے کہا: "تیرے منہ پر بیماری ثابت نہیں ہوتی۔"
اس نے جواب دیا: "ملک جی آپ کو کیا معلوم۔"
اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہے مگر بھی پٹ چکا ہے۔ اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوئے ہیں۔ مجھے آ کر مار ڈالیں گے اور ادھر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا۔ سمجھ کر سامنے سے ٹل گیا اور باہر جا جر کر ایک فراش صورت بن کر اندر آیا۔ فراشوں کے میل میں ٹھہرا۔
جب یہ سامنے سے چلا گیا۔ اس وت اخگر سے بختیارک نے کہا: "تمہارا خدمت گار ہے کہاں۔"
اس نے کہا: "ملک جی' تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ میں نے بھی سنی مگر میں سحر پڑھتا تھا کہ دریافت کروں یہ کون ہے اس سبب سے نہیں بولا۔ اب مجھے سحر نے خبر دی ہے کہ وہ خدمت گار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہے۔ یہ کہ کر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ سرہنگ غافل کھڑا تھا بحیس و حرکت ہو گیا۔ اس نے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا: "تو کون ہے۔"

**

سرہنگ بولا: "میں چالاک ہوں۔"
اس نے کہا: "نہیں سحر میرا خبر دیتا ہے نام تیر سرہنگ ہے۔"
غرض یہ کہ بارگاہ میں اس کو بھجوا کر جہاں اور سردار قید ہیں' وہیں قید کرایا۔ اس ہنگامہ

میں دن سارا تمام ہو گیا۔
شام کو لقا کے خیال میں آیا کہ جب دربار برخواست ہوا اخگر خیمے میں بہر آرام جائے گا۔ لازم ہے کہ کسی شغل میں اسے مصروف کر دوں تا کہ یہ مجمع رہے اور جاگا کرے۔
جب اسم اعظم بند کرے گا اس وقت کام حریف کام تمام کر کے اس کو طلسم میں بھیج دوں گا۔" یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا: "قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا میں سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحران کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی چاندنی کی سیر دیکھیں گے۔"
پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا میں آراستگی کا حکم دیا کار پردازاں خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے' سنگ مرمر کے تھالے نادر کالا گلاب وکٹورے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈال دیا۔ اس کی چمک ایسی تھی کہ زیر زمین وہ انجم فلک تھی۔ قمقمے نور کے بیبند بلور کے اشجار میں آویزاں کئے۔
ان کے اندر چراغ اس طرح جلے تھے۔ گویا محرم میں کسی گل رخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میرا کتاں نہ ہو جائے۔ بادصبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشیں نہ پہنائے۔ نہر گلشن کی اس رات کو اس طرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلیٰ شب ڈبڈباتی تھی۔ جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا۔ عجیب جلسہ تھا

نور میں ہر شمن تھا صبح امید
پھول ایک ایک تھا گل خورشید

چاندنی روکش مہ تاباں

**

موتیا غیرت درد ندان

مثل خط شعاع سنبل تر
رشک رخسار حور عین گل تر

حسن میں وہ ہر ایک گل سوسن
مسی آلودہ گلرخوں کا دہن

جوہ گر پیڑیوں پر آ سکے وہ دوب
صورت سبزہ رخ محبوب

چاندنی کا فروغ ایسا تھا
چشم نرگس کو نور بخشا تھا

تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج
چاندنی تھی غبار کوچہ موج

روشنی عکس افگن آب میں تھی
یا پری شیشہ حباب میں تھی

سامنے اک چبوترہ ہموار
اس پہ نمگیرہ مثل ابر بہار

شیشہ آلات سارا نور آگیں

**

نصب ہر جا موافق آئین

فرش دیبائے چین سے بھی شفاف
سینہ زندان کی طرح سے صاف

صدر میں موتیوں کی ایک مسند
گاؤ تکیے وہ خوشنما بے حد

چاندنی رشک چادر مہتاب
اطلس طور سے سوا پرتاب

زیب مسند ہوا لقا آ کر
گرد سب بیٹھے آ کے جادوگر

گرد ان کے مصاحبین تمام
دست بستہ کھڑے رہے خدام

بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ
اور بکاول نے چن دیا خاصہ

زیب و دستار خوان کیا وہ طعام
کہ معطر ہو جس کی بو سے مسام

پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا
کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا

**

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازوں کی
خوش صدائیں دنے نوازوں کی

کشتیاں پھر شراب کی آئیں
قابیں بھر کر کباب کی آئیں

دور دور شراب ناب ہوا

رشک سے آسماں کباب ہوا

یہ تو سب مصروف عشرت ہیں، مگر چالاک نے جو قلعہ جسے نکل گیا۔ خدمت امیر میں پہنچ کر سارا ماجرا دربار لقا کا گزارش کیا پھر عرض رسا ہوا: "یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا ایا ہے۔ بہر قتل اخگر خیزہ سر جاتا ہے۔ اگر مارا جائے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمایئے گا اور اگر قتل کر کے اس کے پھروں گا، تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہوں گے۔"
امیر نے فرمایا: "کہ تجھ کو خدائے کریم کی حمایت میں دیا سپرد خدا حقیقی کیا۔ کسی سردار غیر ساحر کق تل نہ کرنا کہ ہماروں کو زیبا نہیں ہے ساحر سحر کرتے ہیں۔ بدیں دجہ تم کو قتل کا اختیار ہے۔"
یہ حکم پا کر چالاک اور عیاروں کو بہر حفاظت لشکر تاکید کر کے ابو الفتح کو ساتھ لے کر چلا۔ سرشام اس سبب سے کچھ روک ٹوک ور قلعہ پر نہ تھی۔ یہ شہر میں دونوں آئے اور دارلامات شاہی پر پہنچ کر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہیں۔ ان سے اجنبی کے طور پر پوچھا: "ارے بھائی کہاں چلے۔ انہوں نے کہا: "باغ میں خداوند چاندنی مع تمام سرداروں کے دیکھ رہے ہیں وہیں ہم بھی جاتے ہیں۔ یہ حال سن کر انہیں لوگوں کے ساتھ باغ تک گئے۔ وہاں بہت بڑا اہتمام تھا۔

**

بختیارک نے ملازمین کے نام مع ولدیت اور سکونت لکھوا کہ ساحروں کو دروازہ باغ پر بٹھایا ہے اور کہہ دیا ہے کہ یہ ملازم جن کے نام لکھے ہیں یہی اندر آنے پائیں اور کوئی نہ آنے پائے۔ ان کو نگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا جب آنے دینا۔

غرضیکہ ان دونوں عیاروں نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائیں ممکن نہ ہوا۔ اس وقت چالاک نے کہا: "میں قسم کھا چکا ہوں اسی جلسہ میں گھس کر اس ساحر کو ماروں گا۔" یہ کہہ کر الگ ایک گوشہ میں گئے اور ابوالفتح سے کہا: "تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو۔"

وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کر کمر جھکی ہوئی موے سر سفید' چہرے پر جھریاں پڑیں۔ چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے' پاؤں میں چمڑے کا جوتا پانچوں میں گرہ لگی۔ لکڑی ہاتھ میں عصائے پیری لیے سامنے آیا۔

چالاک نے صورت بنتا اس کی پسند کی۔ پھر آپ ایک کم سن حسینہ جمیلہ بن کر تیار ہوا کہ اگر شاید ان شنگل و شنگون صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھیں تو شرم سے مژگاں کی چلمن درخانہ چشم پر اپنے چھوڑیں۔ ابرواں چشمہ بے مثال تھے عید قربان کے ہلال تھے

مانگ ہیں السطور دفتر حسن
جادہ شاہراہ کشور حسن

انکھڑیاں قہر کی لگاوٹ باز
دلربا بات کا نیا انداز

سامری تاب کیا جو آنکھ ملائے
چشم ہاروت جن سے آنکھ چرائے

**

نشے کے لال لال وہ ڈورے
جن پہ نرگس کے پڑتے ہیں ڈورے

غیرت چشمہ حیات دہن
روزن کوزہ نبات دہن

بے نشاں صورت کمر ہے دہن

دل قاروں سے تنگ تر ہے دہن

چھاتیاں ہیں حباب آب گوہر
نخل باغ شباب کے ہیں ثمر

پیٹ نرمی میں غیرت مخمل
صاف مانند تختہ صندل

قہر ہے زیر ناف کا وہ ابھار
اور وہ تنگی و چستی شلوار

سرو جس پر فدا و قامت ہے
ناز پروردہ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کہ کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لوں مجال کیا ہے جو شناخت کر سکے اور حسن و جمال پر از سرتا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیوں کا کنٹھا گلے میں اور شمرنیں ہاتھ میں پہنیں۔ واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھیں۔ انگلیوں کے چھلے پہنے' پاؤں میں جڑاؤ' پازیب جس کو دیکھ کر ملک بھی کھائے۔ فریب بازو پر جواہر کے اکے بازار

**

حسن پر جن سے سکے اسی طرح غرق بحر جواہر ہو کر ایک چادر سفید سر سے پا تک اوڑھی سب بدن چرا لیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چلا۔ گلی کوچوں کو طے کر کے قلعے کے اندر جو سرا بنی ہے وہاں آیا۔ بڑھیا نے پکار کر کہا: "کہیں اترنے کا ٹھکانہ نہ ملے گا۔ بھٹیاری اور بھٹیاروں نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا: "بری بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دیں۔ اس میں کوٹھڑی بھی ہے۔"
دوسری نے کہا: "میرے یہاں ٹھہرو و مسافر کم ہیں۔ تنہا ہے چیز کی حفاظت رہے گی۔"

تیری نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گھڑی اور پٹاری پان کی لی اور کہا: "آؤ میں تمہیں بہت اچھی جگہ دوں گی کہ گوشے میں ہے زنانہ تمہارے ساتھ ہے پردہ رہے گا۔

غرضیکہ یہ دونوں اس کے اتھ جا کر ایک کوٹھڑی میں ٹھہرے۔ بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا۔ پانی کا ایک گھڑا بھر کر رکھ دیا۔ چارپائی بھی بچھا دی۔ بڑھیا کانکھ کر بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اتاری۔ بھٹیارن کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی۔ گھبرا کر بغور متحیر ہو کر دیکھنے لگی۔ ایک کم سن عورت خوبصرت زرو زیور سے آراستہ دیکھی۔ رعب سے کچھ نہ کہہ سکی۔ جا کر بھٹیارے سے کہا: "ارے مجھ کو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آ کر اتری ہے نہ جانوں کو امیر یا شہزادی ہے یا وزیر کی بیٹی ہے۔ میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی۔ بڑھیا تو پھٹے حالوں سے اور وہ پھٹے حالوں سے اور وہ جواہرات پہنے ہے۔"
بھٹیار نے کہا: "جا باتوں باتوں میں پوچھ تو کیا ماجرا ہے۔"
پس بھٹیاری پیٹ پکڑے دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہے۔ یہ بھی بیٹھ گئی۔ بڑھیا نے اس کو بھی تمباکو دی اور کہا: "میں سوتی ہوئی تھک بہت گئی ہوں مہترانی دو گھڑی رات تڑکے سے مجھ کو جگا دینا اور میں تجھ کو دو پیسے زیادہ دوں گی۔ میرا حاذ کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اسی معمانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اس میں کچھ بھید ہے۔ لیکن بظاہر بولی: "نہیں میں بھلا کس سے ذکر کروں گی۔ ہم لوگن

کر چکی کوتوال ہر چند کہ اس عورت کا حسن و جمال اور زیور بے مثال دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا۔ مگر ساری سرا کے لوگ اس قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے۔ سوچا سامنے دیکھ کر ان کو لے چلنا چاہیے اور وہاں اس عورت کو مانگ لینا۔ فی الحال چھپانے سے بدنامی ہے۔ پرچہ اس حال کا سلیمان عنبریں کو ضرور لگے گا۔ پھر وہ بری طرح پیش آئے گا۔

بس ایسا کچھ سمجھ کر ان دونوں کو لے کر چاہا کہ روانہ ہوا اس نازنین نے کہا: "میں کچھ مجرم تو ہوں نہیں جو کوتوالی چبوترے میں جا کر رہوں۔ تمام عمر لوگوں کے طعنے سنوں کہ یہ ایسی ہیں جو تھانہ پر پکڑی گئی تھی اور دوسرے وہاں کیسی بنے کیسی نہ بنے۔ میں جوان جہان غیر مردوں میں بھلا میرا ٹھکانہ کہا' ہاں اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہیں کیونکہ اس کی زیارت کو سبھی آتے ہیں' وہ پیدا کرنے والا ہے اس سے شرم کیسی۔"

یہ کہہ کر بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا: "تو میا تو میری ماں کبھی کی ہے مجھ کو اس وقت اکیلا نہ چھوڑ نہیں میری آبرو جاتی رہے گی۔"

بس بھٹیاری نے اسے گلے لگا لیا اور کہا: "بیٹا میں تیرے ساتھ ہوں تو کیوں گھبراتی ہے۔"

اس نے چپکے سے کہا: "میں اور بھی کچھ تجھ کو دوں گی۔"

بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ میں آ کر ساتھ ہوئی۔ کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور ان کو لے کر سیدھا در دولت پر آیا۔ وہاں سنا کہ حضور اس وقت باغ میں ہیں اور ہنگامہ سرور گرم ہے۔ یہ وہاں سے درباغ پر آیا۔ سب کو ٹھہرا کر اندر گیا۔ سلیمان کو مجرم کیا۔ خداوند کو سجدہ کر کے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان میں لایا اور کہا: "وہ دونوں مع بھٹیاری کے حاضر ہیں۔"

بختیارک نے پہلے کوتولا کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھ کر کہا: "مجھ کو اس وقت تیرے آنے سے شبہ گزرا۔ کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار میں پیش کرنا چاہیے نہ کہ اس وقت۔"

کوتوال نے عرض کی: "وہ عورت بہت صاحب عصمت ہے۔ کوتوالی میں رہنا گوارہ نہیں کرتی ہے اور دیدار خداوند کی مشتاق ہے اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہے اور میں سراہیں

یا کوتوالی میں ان کا رہنا مناسب نہیں سمجھا بس حاضر لاتا ہوں۔"

بختیارک نے حکم دیا: "اچھا سامنے لاؤ' دیکھیں کیا کیفیت ہے۔"

اخگر وغیرہ بدمستیاں کر رہے تھے۔ عورت خوبصورت سنتے ہی بولے: "جلد لاؤ۔"

کوتوال نے ان کو روبرو بلایا۔ اس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا' سجدہ کیا بلائیں لیں یہ تو اس کرشمہ میں مصروف ہوئی۔

لیکن اخگر وغیرہ نے جو اس کے چہرہ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زینت دہ بزم خوبرویان سردار خوباں جہاں راحت و جاں عاشقاں ہے جس کے ایک ایک تارمو کی قیمت میں ملک تاتارختن ارزاں ہے۔

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا: "اخگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو۔"

لقا نے پہلے سارا ماجرا اس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا: "لے جا کر قید کر۔"

کوتوال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا: "اے بندی قدرت میرے پاس آ۔"

چالاک بہ نازو انداز کمر کو لے کر بل دے کر بھرزاں غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا۔

خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "ہم نے تجھے اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے۔"

اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا:"

حضور کو میر اختیار ہے۔ اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجئے۔ میرا کہ اس کے پاس سے لے لیجئے۔"

لقا نے اخگر سے کہا: "اس کی فرمائش پوری کرو۔" اس نے کئی ہزار روپے دے کر اکہ لے لیا۔ بھٹیاری دعائیں دے کر چلی گئی۔ بس پھر تو دورے سرخ شروع ہوا۔

قصہ مختصر بختیارک وہاں موجود تھا۔ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی' یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہیں پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے' یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا۔ ہر چند کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی عیار کا تم پر نہیں گزرتا۔ مگر پھر بھیاس کے شر سے بچنا اچھا ہے۔ یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھیں جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہے اور کنکھیوں سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اس کا بھی برا حال ہے۔

ہر چند کہ اخگر بے چین ہو رہا ہے۔ مگر بلحاظ اس کے کہ خداوند سامنے ہیں اس ک ہاتھ نہیں لگاتا ہے۔ اس وقت بختیارک اس کا میدان خاطر دیکھ کر گویا ہوا: "بارہ دری میں جا کر آرام کرو' میں اس کو بھی بھیجتا ہوں۔"

اس نے کہا: "ملکی جی' یہ عورت نا کتخدا ہے اور یہاں صدہا آدمیوں کا مجمع ہے ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہوں۔

سلیمان نے کہا: "یہ سچ کہتے ہو' یہ کون موقع ہے کہ ہزار آدمیوں کے سر پر غل و ہنگامہ مچواؤ اور پھر اسی کو اپنی جو رو بناؤ۔ اب تم کو مل چکی ہے۔ جلدی کیا ہے صبح قریب اپنے خیمے میں لے جاتا جو چاہنا کرنا۔ اخگر چپ ہو رہا۔

ازبسکہ رات اتنے جھگڑے میں بالکل کم ہو رہی تھی دم بھر میں وہ وقت آیا کہ عروض زریں لباس مہر جمیلہ خاور سے نکل کر بصد زینت و آرائش آغوش فلک میں آئی اور شاید صبح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقانہ دہر کو دکھائی۔

رات کو لقا بخیال اس کے کہ عیار اخگر کو آ کر قتل نہ کریں' باغ میں مصروف عشرت رہا اور صبح ہوتے ہی سوار ہو کر مع سرداروں کے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ میں معشوقہ کو سوار کرا کے اپنے خیمے میں لا اتارا۔

بختیارک نے آ کر اس کے خدمت گار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا: "خبردار تم اندر خیمہ میں نہ جانا۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی عیار مل کر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو۔

دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا اور آپ سوفار کے خیمے میں آ کر بیٹھا۔ یہاں سے بھی نوکروں کو نکال دیا اور اس کی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا۔

غرضیکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحروں تک پہنچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا۔

مگر اخگرنشہ مے میں سرشار آتے ہی اس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹائے' اس گلبدن نے کہا: "ٹھہرو تو۔"

یہ کہہ کر بلہرا نکالا گلوری کھائی۔ اخگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر بلرہ دیہات کی نشانی ہے۔ خاصدان کا تو نام بھی نہیں جانتی۔ الٹر بھی ہے خوب نبھے گی۔

یہ سوچ کہ بولا جانی: "جانی ہم کو گلوری نہ دی۔"

اس ماہ وش نے کچی زبان میں جواب دیا: "جانی کس کا نام ہے۔"

یہ خوب ہنسا اور کہا:

ہے غضب معشوق بیرونی کی یہ کچی زبان
سب تو کہتے ہیں سحر اس کی زبان پر بھور ہے

اس نے انگوٹھا دکھا دیا اور اس کا منہ چڑھا کر مسکرا دیا۔ یہ اس ادائے دلفریب سے اس کی بے چین ہو گیا اور لپٹ کر بلہرہ چھین لی۔ پان ایک بار کھا گیا۔ ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی۔ بیہوش ہو کر گرا۔ وہاں تنہائی تو تھی ہی چالاک نے فوراً سر کاٹ ڈالا۔ غل و شور ہوا۔ داروگیر کی صدا بلند ہوئی۔ چالاک نکل کر بھاگا اور ہنگامہ سن کر بختیارک نے کہا: "اے سو فار' وہ مارا۔ بھلا ممکن ہے کہ ان کو گالی دے اور جیتا رہے۔

سو فار بولا: "چالاک تو قید ہے۔ یہ کس نے مارا۔"

بختیارک بولا: "وہ سرہنگ قید ہے۔
اس نے کہا: "تو اخگر کے عوض اس کو اس وقت قتل کر۔"
اس نے یہ سن کر پکارا: "کوئی ہے۔"
اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر میں رہتے ہیں سمک باہر خدمت گار بنا کھڑا تھا' بولا:

"حاضر۔" اور جلدی سامنے آیا
اس نے کہا: "ہم یہاں سے سحر پڑھتے ہیں کہ سرہنگ پر سے سحر کہ قید دفعہ ہو جائے گی۔ تم اس کو لا کر قتل کرو اور رقعہ داروغہ مجلسک کے نام لکھ دیا۔ سمک لے کر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا۔ جب سامنے خیمے کے پہنچا۔ پکار کر کہا: "اے سو فار میرا نام سمک ہے' لیے جاتا ہوں سرہنگ کو۔"
یہ کہہ کر دونوں بھاگے اور ساحر فوج کے تو عیاروں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ کوئی نہ دوڑا۔ یہ نکل گئے۔ ادھر چالاک بھاگ کر چلا۔
مگر حال سنیے کہ ابوالفتح کو جو کوتوال لے کر قید کرنے چلا راہ میں اس نے کہا: "بیٹا میں بڑھیا قید کی تکلیف میں مر جاؤں گی۔ میرے پاس بہت سا مال ہے لے اور مجھے چھوڑ دو۔"
یہ کہہ کر پوٹلی نکال کر جواہر کی دکھائی۔ کوتولا کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی پوچھے کہہ دینا بڑھیا تھی مر گئی۔ پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا۔ بڑھیا نے بلائیں لیں اور کہا: "واری' الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دوں۔
وہ پیاروں کو چھوڑ کر تنہائی میں آیا۔ اس نے وہاں آ کر پھر واری کہہ کر اس کی بلائیں لے کر بات کرنا شروع کی' مگر ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی۔ کوتولا صاحب بلائیں لیتے ہی بیہوش ہو گئے۔ اس نے فی الفور سر اس کا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی لے کر بھاگا۔ پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے' لاش اس کی پائی' اٹھا کر کوتوالی میں لائے صبح ہو چکی تھی۔

لقا وغیرہ لشکر میں جا چکے تھے۔ لاش لے کر یہ بھی لشکر میں آئے اور فریاد کرنے لگے۔

ادھر اخگر کے مرنے سے شور غل برپا تھا۔ لقا رات بھر کا جاگا ہوا سونے گیا تھا۔ شور و غل سن کر جاگا اور حال دریافت کر کے پھر سونا جو چاہا۔ فرط رنج سے نیند نہ آئی۔ دربار میں آ کر تخت میں بیٹھا۔ سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوئے۔ عیاروں کا ذکر ہونے لگا۔

سو فار نے کہا: "طبل جنگ بجوایئے میں عوض اخگر کا لوں گا۔"

بختیارک نے کہا۔ مقابلہ کرنے میں سامنا امیر کا ہو گا وہ مالک باطل السحر ہیں۔ سوائے بھاگنے کے نہ بن پڑے گا۔"

سو فار یہ سن کر چپ ہو رہا ور دل میں نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محلوک کرنا چاہیے۔ اسی فکر میں تھا کہ ناگاہ فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا۔ بعد لمحے کے ایک ساحر بدسیر کریہ منظر سامنے آیا۔ لقا کو سجدہ کر کے پوچھا: "بھائی میرا کہاں ہے۔"

بختیارک یہ سن کر رونے لگا اور کہا: "وہ خداوند کی بہشت میں سیر کرنے گئے ہیں۔ اس وقت وہ ساحر بھی رویا اور کہا: "تو سہی میرا نام مہنت جادو جو کل ہی سب مسلمانوں کو گرفتار نہ کروں۔"

بختیارک نے دل میں کہا: "آئی قضا اس حرامزادے کی۔ مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اس کو بٹھایا اور پھر کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا ٹھایا۔ اسی ہنگامہ میں وہ دن تمام ہوا۔

تیاری صرب لشکر ساحران میں ہونے لگی۔ صدائے کوس و دہل نے فلک کا قبل ہول سے خالی کیا۔ ہرکارے خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعاؤ و ثنا کے عرض پیرا ہوئے

شاہ گردوں سر پر ملک پناہ
حکم تیرا ہو ماہی سے تاماہ

ساحر آیا ہے ایک بد صورت

خرس دشت ضلال و بد خصلت

بھائی اخگر کا ہے وہ مایہ درد
ہے برادر شغال کا سگ زرد

نام اس کا مہنت جادو ہے
طالب حرب وہ سیہ رو ہے

جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج
رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سن کر نقارہ بجوایا۔ پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا۔ رات بھر اسی غلغلہ میں بسر ہوئی۔
امیر سے مسجد کر پاس میں چالاک نے جا کر روانگی لشکر کا حال دریافت کیا۔ اس وقت آپ بھی مسلح ہو کر در دولت پر آئے تمام سردار یہاں کے یکے بعد دیگرے آ کر جمع ہوئے۔ ناگاہ شاہ شاہان چراغ لے کر اسلامیان سرتاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قباد دین صاحبقران برآمد ہوئے۔ ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے۔ نقاروں کا بجنا روشنی روشنی جا جھلمانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤں چلنا نقیبوں کا منقبت پڑھنا' لشکر کا بن کرنا چلنا' جوانوں کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا۔ اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا۔

مختصر کہ وارد و دشت مصاف ہو کر میدان کو صاف کرایا۔ لشکروں نے پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر میں کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے مہنت اکفڑ اژدر کواڑ کو بیچ میدان میں آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی جتا کر طالب ہم نبرد ہوا۔
اس طرف سے مالا گرو فرنگی اپنے استر مالا کبور کو اڑا کر رو برو گیا۔ اس نے اس کے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھ کر مارے کہ دست و پا اس کے کرخت ہو گئے۔
اس نے کمر میں پنجہ دے کر زور دیا اور قاش زین سے اکھڑ کر بروے زمین ٹپکا۔ عیاران لقا آئے اور باندھ کر لے گئے۔ پھر اس نے للکارا ادھر سے آلا گرد فرنگی بھائی مالا گرد کا مقابل ہوا۔ اس نے بھی وہی روز بد دیکھا۔ پھر اس نے آواز دی۔ کپی ارزال فرنگی اس کا ہمت دہ مددگار ہوا مگر اس کا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار ملک فرنگ سامنے گیا۔ اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ ہاتھ بے طاقت ہوئے۔ باندھ لیے گئے۔ کہاں تک بیان کروں تاشام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا۔ جب پردہ شب تیرہ فام میدان آفاق میں برپا ہوا اور شہنشاہ گردوں سر پر بارگاہ مغرب میں گیا۔
طبل آسائش لشکروں میں بجا۔ سب پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے۔ لقا نے حکم دیا: "ہمارے بندہ قدرت یعنی مہنت کی دعوت کا سامان کیا جائے۔"
اس نے عرض کیا: "خداوند میں محفل عشرت میں جب بیٹھوں گا اور دعوت آپ کی دکھاؤں گا کہ جب کل مسلمانوں کو مار لوں گا۔"
یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ سوفار کو بھی بلایا اور دونوں اسم اعظم بیٹھ کر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے۔ شراب و کباب سب پاس رکھ لیا۔ عیاروں کے خوف سے خدمت گاروں کو بھی باہر نکال دیا تھا۔ اپنے ہاتھ سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے۔ لشکر میں گھما گھمی ہو رہی تھی۔ لقا اپنی بارگاہ میں ناچ دیکھتا تھا۔ یہاں تو مصروف عشرت ہیں۔
لیکن امیر کے یہاں بہت سے سردار قید ہیں اس وجہ سے سناٹا ہے۔ غرض یہ کہ عیار

آج پھر فکر میں ساحروں کی چلے۔ ان میں سے چالاک بہ شکل ساحر پھرتا ہوا آیا۔ دیکھا کہ ایک خیمہ کے قریب پہرہ چوکی اور کمال ہوشیاری ہے۔ اس نے اسی طرف جانے کا قصد کیا۔ جب اندر جانے لگا۔ ساحروں نے روکا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔"

انہوں نے کہا: "اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے۔"

چالاک یہ سن کر چلا گیا اور تنہائی میں جا کر پری زاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنای کہ ماہ خور کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام دید کی خیر گی ہو زلف فام کے روبرو و شب دیجور کو تیرگی ہو' دان تنگ کے مقابل غنچہ گلستان رام کھسیانہ ہو کر ہنسے اور بسور کر رہ جائے زبان وہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے۔ چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے۔

شانوں پر جواہر کے پر لگائے زیور مرضع کارے قامت قیامت زاکو مزین فرمایا۔ تھال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ میں لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا۔ اس طرح سبک ہو کر جست کی کہ خیمہ کو پھاند کر بیچ میں اترا۔ خیمے کے سو فار اور مہنت نے آواز جھماکے کو سن کر جو دیکھا تو ایک پری زاد حور نژاد کو آسمان سے اتر کر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہو کر کھڑے ہو گئے پری ایک خطر ہاتھ پر رکھ کر آگے آئی۔ انہوں نے اس پر مہر شان جاوداں کی پائی۔ نامہ ہاتھ سے اٹھا لیا اور لفافہ چاک کر کے پڑھنے لگے۔ پری ان کی نگاہ خط کی طرف دیکھ کر جلو خانے خیمے میں چلی گئی انہوں نے نامہ میں یہ مضمون دیکھا: "ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کو خاص مندر پر سامری کے چڑھایا گیا ہے بھیجا ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی کھائے گا۔ کوئی حربہ اور جادو سحر اس پر کسی کا تاثیر نہ کرے گا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہو گا۔"

یہ حال نامے سے دریافت کر کے جو سر اٹھایا۔ اس پری کو نہ پایا' سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہو گئی۔ اگر پکاریں گے تو ائے گی۔ یہ سوچ کر گویا ہوئے: "اے

پری زاد طلسم سامنے آؤ' عطیہ شاہ جاوداں عنایت کرو۔"
چالاک یہ صدا سن کر جلو خانے سے اس سبکی کے ساتھ اڑا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہو کر پردے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آ کر اتر اور تھال لا کر سامنے ان کے رکھ دیا وہ بہت خوش ہوئے اور ڈنڈوت کر کے مٹھائی کھائی' لمحہ بھر میں بیہوشی چھائی۔
چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا۔ الیعاذ باللہ شور محشر برپا ہوا۔ صدائے مہنت آنے لگی۔ باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوند کی طرف بھاگے اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سو فار کہاں ہیں"
اس نے کہا تھا: "مہنت کے پاس ہیں۔" اس وقت غل سن کر اس نے کہا: "ہائے دونوں مارے گئے اور اٹھ کر بارگاہ مہنت کی طرف دوڑا۔
یہاں سو فار پر چالاک نے خنجر چار انگل اونچا ہو گیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اب کی بالشت بھر اونچا ہوا۔ اس نے پتھر مارا پتھر الگ گرا۔ پھر اس نے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آ پڑا۔ چالاک مجبوراً جست کر کے بھاگا۔ ساحر بسبب خوف کے اس کے پیچھے نہ دوڑے۔ یہ صحیح سلامت نکل گیا۔ اور بختیارک نے سو فار کو ہوشیار کیا اور سب حال کیا۔
اس ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت نے قید کئے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہو گئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کئے ہیں' وہ بھی سوفار کی قید میں آئے ہیں کہ جب یہ مارا جائے تو رہا ہوں۔
غرضیکہ بعد مسحور کرنے سرداروں کے اس نے بہت کچھ لاف و گزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں۔
یہ کہہ کر لاش مہنت کی اس کی فوج کے سپرد کر کے حکم دیا: "اس کو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے جاؤ۔" پھر ایک تعزیت نامہ بھی پانی طرف سے لکھ کر حوالے کیا۔ فوج اس کی لاش اٹھا کر نالاں و گریاں روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کرنے لگا۔

ادھر چالاک نے جا کر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اس کو خلعت دیا۔ پھر مصروف عیش و عشرت ہوئے اب دونوں لشکروں کو اس حال میں چھوڑ کرشمہ حال شہر یار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمیری کا سنیے۔

کہ جب ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو بامروت دریائے مروارید کو طے کر کے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہنچی۔ اس کوہ کی صورت ہمہ تن ازبیخ و بن شیر کی ایسی تھی چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا۔ اسد چرخ بھی اس کو دیکھ کر خوف کھاتا تھا۔ جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب الحیال کی مجال نہیں جو اس جگہ آ سکے۔ اس فلک پیر کی طاقت نہیں جو روباہ بازی دکھا سکے۔ ثور فلک ہمیشہ اس کے خوف سے لرزاں مہابت سے اس کی فوج گردوں تراساں و ہراساں بت خانہ روزگار میں چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت غراتی اور ڈراؤنی بنائی تھی۔ ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر ہویدا کی تھی۔ اس لیے پتھر کی صورت شیر کی پیدا کی تھی۔ خورشید اس کوہ سے سر بچا کر نکلتا تھا۔ تھراتا تھا۔

عمرو نے مخمور سے پوچھا: "یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے۔"

مخمور نے کہا: "اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہیں۔ شیران ژیان اس پر رہتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھ کر دانہ ماش کا عمرو پر مارا کہ یہ بیہوش ہو گیا۔ مخمور نے اٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا ہے پھر دو بیر سحر کے غار پر بٹھا دیئے اور ان سے بتا کیدا کید کہہ دیا: "خبر دار حفاظت کرنا' کوئی خواجہ کو لے نہ جائے۔"

یہ کہہ کر آپ بے خوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیاں بے گئی اور قلعہ کوہ پر پہنچی۔ اس کے پہنچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا: "آپ کون ہیں جو یہاں آئیں اور دل میں کچھ خوف نہ لائیں۔"

اس نے جواب دیا: "ہماری خبر جا کر اپنے مالک سے کرو اور ہمیں ان کے پاس لے

چلو۔ کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہیں آپ کی ملاقات چاہتی ہیں۔"

یہ سن کر وہ شیر روانہ اور اسی کوہ پر ایک مکان بنا ہے۔ ببر جادو اس میں رہتا ہے وہ شیر وہاں آیا اور پیام گزرا ہوا۔

ببر نے کہا: "ارے تو نے اس ملکہ کو روکا کیوں جلد تعظیم تمام بجلیاں۔ وہ ببر خدمت مخمور میں آیا۔ پنجے مخمور جھوڑ کر بادب تمام گویا ہوا: "چلیے آپ کو بلایا ہے۔"

مخمور اس کے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے گی سقف و مکان اس کے مطلا تھے۔ مصقلا اس کا چاندی کا تھا دیوار و در جگمگاتے تھے لیکن ہر جگہ تصویریں شیر کی بنی تھی اور پتھر کی چوکیاں شیر نما صحن میں بچھی تھیں۔ شیر کی کھال کا فرش سب مکان میں کیا تھا۔ ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اس کے کھڑا تھا۔ یہ جو کھڑا تھا۔ یہ بیابان آتش فشاں کوکوہ اسد کے قریب ہے اس کا مالک ہے اور یہ جو بیٹھا ہے۔ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہے' مخمور نے وہاں پہنچ کر ہاں اٹھایا دونوں شیر پیکر بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا: "آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمیں سرفراز کیجئے۔"

مخمور نے کہا: "بیٹھنے کی فرصت کہاں اس وقت عمرو تو نہیں آیا۔ میں بجکم شاہ اس کے تعاقب میں رواں ہوں اور وہ گریزاں ہے۔" اس ساحر نے کہا: "اس طرف کوئی نہیں آیا۔ آگر آتا تو فی الفور قید ہو جاتا۔

مخمور نے جواب دیا: "میرے سامنے وہ اس پہاڑ کے قریب آ کر غائب ہوا ہے۔ ازبسکہ یہ جگہ تمہاری ہے میں اس کو تنہا ڈھونڈ نہیں لاتی۔ شاید مجھ کو کوئی شیر نہ پنچانے اور در پے آزاد ہو۔ اس لیے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہے۔"

ببر جادو نے کہا: "میں حاضر ہوں' جہاں لیے چلیے میں سر آنکھوں سے چلوں۔"

یہ کہہ کر اٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا۔ اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا۔ اور ادھر بلائے جادو' جس کو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہا اب نہ جادو اور اس نہ مانا تھا۔ دوبارہ بھر گرفتاری عمرو چلا تھا۔ ڈھونڈتا ہوا اسی جگہ پہنچا' جہاں غار میں عمرو کو مخمور نے ڈال دیا

ہے۔
الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہیں سمجھا کہ یہاں کچھ بھید ہے۔
جب تو یہ حفاظت کرتے ہیں۔ یہ سمجھ کر اس نے سحر پڑھ کر ان پتلوں پر پھونکا کہ وہ جل گئے۔ یہ غار میں اترا۔ عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا۔ شکر سامری بجا لایا اور کمر میں پنجہ دے غار کے باہر آیا' چاہا کہ سر کاٹ کر لے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب اس حرکت میں پر ناراض ہو جائے۔ پس یونی چاہتا تھا کے لے جائے۔
اس وقت مخمور اور ببر وہاں پہنچے۔
مخمور نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا: "اے ببر دیکھو وہ عمر کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہے۔ افسوس کہ تمہاری عملداری سے غیر شخص پکڑے جائے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے۔ اب یہ شاہ جاوداں کے پاس جا کر کیسی لعیلی کرے گا اور شیخی مارے گا کہ جس کی حد نہیں اور تم کو ذرا اس امر میں کد نہیں۔ میں کم بخت نا حق تمہارے پاس گئی تھی اگر یہیں ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی۔ اب مجھ کو بھی ذلت ہو گی۔ شاہ کے روبرو ہم چشموں میں ندامت ہو گی۔
اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اس کو غصہ آیا اور للکارا: "باز اور خیرہ سر تو کہاں اس کو لے چلا اور میری جگہ میں کس لیے تو نے قدم دھرا۔"
بلائے جادو نے اس کے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ پایا پکارا: "اے ببر جادو اس کے فقرے میں نہ آنا' یہ عمرو کی دوست ہے اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت کی ہے۔"
مخمور نے کہا: "اے ببر' یہ اس کی جعلسازی ہے چاہتا ہے کہ مجھ کو متہم کر کے تم سے لڑوائے اور آپ نکل جائے۔ اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجھ کو دے' میں عمر و مخمور دونوں کو پاس شہنشاہ لے جاؤں گا۔ بس اگر یہ دیدے تو تم جاننا کہ یہ بچا ہے مجھ کو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جان کر اس کو جانے نہ دینا۔ ببر کو اس کا کہنا پسند آیا پکارا! اچھا' تو عمرو کو میرے والے کر اور اپنی راہ

لے' میں ان دونوں کو شاہ کے پاس لے جاؤں گا۔"

بلائے جادو نے جواب دیا: "تجھ کو خبط ہو گیا ہے میں نے اس کے لیے خاک چھانی تجھ کو کیوں دوں' میں کیا کمزور ہوں ببر کو اس کلمہ ہر غصہ آیا اور مخمور نے پر تپیا دلایا: "کیوں میں نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا' فقرہ کرتا ہے۔"

ببر نے کہا: "تم دیکھو' میں ابھی چھنئے لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہی ببر جو چوکی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر لپکا۔ بلائے جادو نے ا کو آتے دیکھ کر اس کو بیضہ بیہوشی مارا جہاں وہ بیضہ آ کر گرا اسی جگہ وہ شیر رک گیا پھر آگے نہ بڑھا۔ ببر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلا اور اپنی زبردستی جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی۔ یہ اس لیے کہ یعنی میں ایسا ہوں کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کر ڈالا۔ قصہ مختصر اس ڈبیا کو دے کر کہا: "اے مخمور اس میں سیندور ہے طلسم کا' اس سیندور کا ایک ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دے دو اور حکم دو کہ بلائے جادو کو مار ڈال۔"

مخمور نے ڈبیا کھول کر ٹیکا ببر کی پیشانی پر دیا اور کہا: "کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اس کو۔"

ببر نے جا کر طمانچہ مارا کہ بلائے جادو گرا۔ ہر چند اس نے جادو کیا کچھ نہ ہوا۔ ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا۔ غل شور اس کے مرنے کر برپا ہوا۔ ببر لاش اس کی اٹھا کر سمت شاہ طلسم لے چلے یعنی بگولے لاش کا اڑاتے ہوئے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی۔

مخمور نے سحر پڑھ کر پھونکا کہ عمرو ہوشیار ہو اور اٹھ کر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر جادو نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ زین پر گر کر لوٹنے لگا۔

مخمور نے کہا: "اے ببر تم نے اس پر سحر کیوں کیا۔ میں تنی دور سے متلاشی اس کی آئی ہوں اس کو میں لے جاؤں گی۔"

اسی نے جواب دیا: "اور مکارہ' میں تیرا فریب اب سمجھا بلائے جادو سچ کہتا تھا کہ تو

شہنشاہ سے باغی ہے۔ خیر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گی۔ تجھ کو بھی مارے لیتا ہوں اور روز مفتری کا بھی سر کاٹوں گا۔"

مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کہا تھا کہ کسی طرح ڈبیا سیندور کی ملے جس کی وجہ سے بیابان آتشیں میں راستہ پائے پس وہ ڈبیا اس کو مل چکی تھی۔ اب یہ کب دیتی تھی۔ پکاری: "بھڑوے کیوں تیری قضا آئی ہے لے سنبھل۔"

ببر جادو نے بھی جھولے پر ہاتھ ڈالا۔ مخمور نے ڈبیا سے سینہ ورلے کر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے لگایا اور حکم کیا: "لے اس کو۔"

پھر تو اس شیر نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا۔ ببر جادو نے ہر چند روزکا۔ صدہا طور کا سحر پڑھا مگر اس کے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ ٹیکا ماتھے پر دے مالک بیان اسی کا کہنا کرے بس جاتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو کے شیر نے دیا وہ گر کر سرد ہو العیاذ باللہ شور اس کے مرنے کا ایسا بلند ہوا کہ وہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا جو جو اس کی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی۔ وہ مکان جل گیا مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے۔ باقی رہا۔

غرضیکہ بگولے اڑ کر شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس ببر کوہ کے آگے ایک بیابان ہے کہ نام اس کا بیابان آتش فشاں ہے۔ یہ شیر اس کا نگہبان ہے جس کے پاس سیندور ہو اس کا بانیان طلسم نے اس کو مطیع کر دیا ہے۔ یہ مالک سیندور کو بیابان میں لے جاتا ہے۔

جب سرحد بیابان پر پہنچتا ہے اس کے آگے عملداری گیسوی کا کل کشا نام ایک ساحرہ کی ہے۔ اس شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہے۔ جب یہ وہاں پہنچا ہے وہ کنیز کو بھی کر رہبری کراتی ہے۔ ذکر اس کا آگے بیان ہو گا اس وقت مخمور نے کہ راز اس راہ کے متوقف تھی تیرا ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا: "ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل۔"

شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا: میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے جدھر جی چاہے چلیے۔"
مخمور معہ عمرو کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ میں داخل ہوا

اور دور روز تک برابر رات دن چلتا گیا۔ درے میں بڑے بڑے غار تھے۔ اژدر منہ کھولےک
ہر جگہ بیٹھے تھے۔ عجب تنگ و تاریک مقام تھا۔ ہول خیز وحشت آگیں تمام تھا۔ خدا
خدا کر کے وہ درہ تمام ہوا۔
تیسرے روز جب درہ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا۔ یہ سیاران منازل سپہر دشت
طلسم بھی درے سے باہر ہوئے۔ لیکن اس جانے پر آفت میں نکل کر دوسری مصیبت
میں پھنسے یعنی بیابان آتش فشاں میں پہنچے۔ اززمین تا چرخ بریں سوائے آگ کے اور
کچھ نظر نہ آیا۔ صحرا کو کرہ نار پایا' جو غار تھا وہ کرہ آہنگر تھا۔ ہر جگہ انبار اخگر تھا
شرارے بلند تھے۔ گویا آگ کے درخت آگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی۔
آتشکدہ نمرود و زر دشت کی کیا حقیقت بھی جو یہاں گرمی تھی۔ چنگاریاں اڑ کر ہوا
سے آگ گراتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے۔ شیاطین کے یہاں آتے ہی جی چھوٹتے تھے
سراسر جہنم وہ زمین تھی۔ دوزک ہادیہ سے بڑھ کرکہیں تھی۔ لپٹ اس آتش کی شعلہ
عقل دانا جلاتی تھی۔ ہوائے گرم باور مزاجوں کا صفرا بڑھاتی تھیں۔ جسم میں خون کھولاتی
تھی۔ بھپکا آگ کا بگولے کی طرح اٹھتا ایک ایک انگارا نعرہ اسفلی السافلین کا بھرتا
تھا۔

دست مژگان سے دیدہ تر
چکھے جلتے تھے مردمک پر

مچھلی تھی چھپی کف تباں میں
بازو میں زمیں میں آسماں میں

کوئی نہ علاج تشنگی تھا

آب ہجر آتشی تھا

خاکی سوئے مرد مان آبی
سورج کی تھی سر پر آفتابی

ذرے سورج کی آنچ پا کے
تل بن گئے چشم نقش پا کے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور داری آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع عذارا استادہ تھی۔ جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا۔ اس نازنین نے ایک کاغذ نکال کر مخمور کو دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈال دے کچھ خوف و بیم نہ کر۔
اس نے شیر کو تالاب کی طرف ہانکا۔ وہ تو مطیع حکم تھا۔ فوراً تالاب میں دکر غوطہ مار گیا۔
عمرو نے دل میں کہا: "اب بیشک خلعت ہستی جلا۔"
رقنا ربنا عذاب النار
پڑھنے لگا نظر مبدر آفر منبدہ نارو خاک تھی۔ کشتی جاں نہ گرداب ہلاک تھی۔ پیچان غلطان' گلطان و پیچان بری دور تک چلے گئے۔ وہ تالاب آتشیں ان کے لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے۔ بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئیں ایک میدان وسیع میں پایا اور سامنے ایک دیوار سر بہ فلک کشیدہ کو منزلوں تک کھنچے دیکھا سد سکندر اس کے رو برو کمپایہ نردبان فطرت سامنے اس کے فرد مایہ اس شیر نے جھپٹ کر اس دیوار میں ٹک ماری کہ سر پھٹ گیا اور ہائے کہہ کر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کو کم بخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنوں کو یہاں تک پہنچایا۔"

**

یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ اس کے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہو گیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور ہر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکڑے مارنے سے اس دیوار میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی نازو انداز میں بلائے بے درمان تھی رشک حسینان جہاں تھی۔ یہ بھی کنیز بھی ملکی گیسوے کا کل کشا کی ہے اور وہ جو تالاب پر رقعہ لے کر گئی تھی وہ بھی پرستار اس کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہنچتا ہے تو یہ کنیز کو برائے رہبری بھیجتی ہے۔ پس اول ایک کنیز بھیج کر یہاں بلوایا۔ لیکن بعد لمحہ کے اس کو خیال آیا کہ دیکھوں کون اس طرف آتا ہے اور شیر طلسم کس کو لاتا ہے۔ اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو میں بہر استقبال جاؤں اور نہایت تعظیم سے لاؤں یہ خیال کر کے ورق سامری نالے کے نکالے اور بغور دیکھے۔

معلوم ہوا کہ مخمور نے سیندور طلسم پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہے دریافت کر کے اس کو غصہ آیا اور ایک کنیز قاش جادو نامی کو اس نے حکم دیا: "جا عمرو اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے۔ بس نکلتے ہی اس نے للکارا: "اے نمک حراماں تم نے یہ دل پیدا کیا کہ یہاں تک قدم رکھا۔ مخمور عمرو شیر نے جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے۔ اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمرو نے جھپٹ کر جان الیاسی مارا اور اس کو کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا۔ پھر ایک گوشہ میں جا کر اس کا چہرہ زنبیل سے میں ڈال لیا۔ پھر ایک گوشہ میں جا کر اس کا چہرہ زنبیل سے نکال کر بیہوشی کو پلایا اور اس کو باہر نکال کر رو برو بٹھا کر رنگ و روگن عیاری سے اپنی صورت مثل اس کی صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا: "تم میری صورت بنوا۔ بزور سحر یہاں سے چلو۔"

اس نے عمرو کی سی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے۔ عمرو نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اس کو پھر زنبیل میں رکھ کر اس دیوار میں جو دروازہ پیدا ہوا

تھا اس میں قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی۔ پل پر تختہ پڑا تھا۔ فیل بند دروازہ کھلا تھا فصیل پائے قلعہ ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے۔ برج بارے کنگرے فصیلیں ہر ایک عمدہ چار دیواری سنگ موسیٰ کی سیاہ تھی۔ اس پر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی

تھا بلندی میں اس کا ہر پایہ
پایہ آسمان کا ہم پایہ

وہ طلائی بروج جلوہ نما
ماہ کرتا تھا جن پہ کسب ضیا

نور آگیں تھی جو عمارت تھی
سرمہ قوت بصارت تھی

یہ دونوں ور قلعہ پر آئے وہاں چالیس ساحر بیٹھے تھے انہیں دیکھ کر مستفسر ہوئے: "اے قاش جادو' کہو عمرو کو لائیں۔"
عمرو نے جواب دیا: "نگوڑا کیا اندھے ہو' دیکھتے نہیں کہ میرے سحر سے خودبخود ستہ ستہ عمرو چلا آتا ہے ہے۔"
وہ ساحر ہنس کر چپ ہوئے اور یہ دونوں اندر قلعہ کے چلے۔ یہ قلعہ جادوگر اور جادو گرنیوں سے آباد تھا۔ جابجا مند بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اس میں دھری تھیں ترشی ہوئی بلور کی تھیں۔ گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے۔ دکانیں سجی سجائی تھیں۔ محرابیں میں غیرت ابرواں شاہدان بنائی تھیں جنسی

ہر طرح کی ان میں بھری جو چیز ہے چاہیے ہوا افراط سے دھری رنج اگر وہاں جائے
تو راہ بھول کر بھٹکتا ہے پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے۔ امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا۔

فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا۔

شاد آباد سب رعایا تھی
محو عشرت تمام دنیا تھی

شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا
گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا

واقعی تھا طلسم کا وہ دیار
سحر آگیں تھے کوچہ و بازار

عمرو مخمور سیر کرتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوئے ور قریب آ کر گویا ہوئے: "اے قاچ چلو ملکہ بلاتی ہیں۔"
اس نے کہا: "چلی تو آتی ہوں۔ کیسا سر سر پاؤں رکھوں۔" یہ کہہ کر ان کیساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دارالامارت شاہی میں آیا اس مکان کو نرا طلسم پایا لیکن ملکہ اس وقت دربار میں نہ تھی' الگ ایک مکان میں شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی۔ وہ ساحران دونوں کو وہاں لائے' آپ دروازے پر ٹھہرے۔ یہ دونوں اندر گئے۔ دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے۔ ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل ا الماس لگا ہے۔ درجے اس کے غیرت وہ درجہ ہائے منازل فلک ہیں صفائی میں پراز چمک و دمک ہیں۔ صحن خانہ صحن فلک کا جواب۔ خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اس کا لاجواب و انتخاب

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں
صدقے کیجئے گار خانہ میں

ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن
کنول انجم کی طرح تھے روشن

کہتے ہیں چلمنوں کی ذی ادراک
ہیں یہ عشاق کے دل صد چاک

تار ہائے شعار نور ہیں یہ
عکس مژگان چشم حور ہیں یہ

شاخل گل سے تھے نازک اس کے ستون
صورت سرو باغ ہیں موزون

کھڑکیاں تھیں درچہ جنت
درجہ درجہ حدیقہ جنت

سامنے کے ایوان میں مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما ملکہ گیسوئے کا کل کشا بیٹھی تھی از سرتا پا جواہر کا شیور پہنے تھے۔ لطافت اس کے عارض صبح سے رونق صفا سیکھتی تھی۔ غازہ رخسار سیم تنان کو گوری رنگ تو اس کی تازگی دیتی تھی۔
عمرو نے سامنے جا کر سلام کیا۔ اس نے کہا: "کیوں قاش کیا ہوا اس نے کہا: "حضور کے اقبال سے لائی۔"
ملکہ نے کہا: "وہ نمک حرام مخمور کہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ نہیں ملی۔" ملکہ

**

کو کچھ شبہ گزرا اور اس کے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا۔ اس کو اٹھا کر دیکھا' حال معائنہ کیا کہ عمرو تیری کنزی قاش کی شکل ہے اور مخمور بصورت عمرو ہے۔ پس یہ معلوم کرتے ہی۔ اس نے ڈانٹا' باز اودزد مکار' میں نے تجھ کو جانا۔"

یہ کہہ کر ایک نارج سحر پڑھ کر مارا۔ مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا۔ عمرو مارا جائے گا۔ بس بہت جلد سحر پڑھا کہ نارج کو ایک تھپکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا' لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جل گیا تھا۔ مخمور نے عمرو کے گلے میں ایک رومال باندھ دیا کہ گیسوی کا کل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر تک نہ پہنچا دو سحر اس کے خالی گئے بسبب رومال کے اثر پذیر نہ ہوئے۔ اس وقت اس نے نعرہ مارا: لینا لینا اس کو۔"

کنیز اس کی جوق در جوق ہر سمت سے پیدا ہوئیں اور مخمور عمرو کو گھیر کر لڑنے لگیں۔ عمرو نے اس وقت خیال کیا کہ یہاں کی یہ حاکم ہے۔ بالفرض کنیزوں کو مخمور مغلوب کرے گی۔ فوج ساحران آ کر گھیرے گی۔ مناسب یہ ہے کوئی تدبیر کروں۔ یہ سوچ کر بیچ میں ان کنیزوں کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر نہیں کرتا تھا رومال کی وجہ سے۔ اس نے حقہ ہائے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان میں پھیلا۔ خصوصاً جہاں گیسوی کا کل کشا اور کنزیں تھیں بالکل تاریکی ہو گئی۔ عمرو نے جن الیاسی اسی اندھیرے میں ملکہ گیسو پر مارا اور اس کو کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ وہاں مخور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اس کا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا۔ یعنی پہلی اقساط میں ندکور ہوا ہے کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلائے تھے جس کی تاثیر یہ ہوئی تین خصلتیں اس کو خدا نے عنایت فرمائیں۔ اک یہ کہ زبان ہر قوم کو جانتا ہے اور بولتا ہے دوسرے دم بھر میں بہتر صورتیں بدلتا ہے یعنی زنبیل پر ہاتھ رکھ کر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو جائے گی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داد دی رکھتا ہے۔

قصہ مختصر اس وقت معجزے سے یہی خواہش ہے کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہو جائے
بس ویسی ہی صورت ہو گئی اس نے اس مکان کے گوشے میں جا کر ملکہ گیسو کو نکال
کر بہت جلد پیراہن اس کا اور زیور اتار پھر اس کو زنبیل میں ڈال کر وہی لباس اور
وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر جھپٹا آ کر دیکھا تو کنیزیں کسی طرف سے نارنج اور کسی
طرف سے ترنج مار رہی ہیں اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہے۔ وار کرنا نصیب نہیں
ہوتا ہے نارنج پھٹتے ہیں۔ شعلہ ہائے آتش نکلتے ہیں مارو عقرب منہ پھیلا کر دوڑتے
ہیں۔ عنقریب ہے کہ مخومر قید ہو جائے۔ یہ دیکھ کر بیچ میں آ کر اس نے نعرہ مارا:
"اے کنیزاں خبردار تم اس پر ہاتھ نہ ڈالو میں سمجھ لوں گی۔"
کنیزیں اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئیں اور عمرو نے پاس جا کر مخمور کو تل دکھایا
وہ سمجھ گئی کہ خواہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھ کر قدم پر گری اور عرض پیرا
ہوئی: "مجھے عمرو نے بہکایا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہیں مجھ سے کچھ نہ ہو
سکے گا۔ بس میری خطا معاف فرما کر شاہ جاوداں سے ملا دیجئے۔ گیسو نقلی نے سر اٹھا
کر سینے سے لگایا اور فرمایا! دیکھو عمرو ایسا مطلب آشنا ہے کہ تم کو اس بلوے میں اور
مجمع دشمن میں چھور کر چھپ گیا ہے سنا ہے کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہے۔"
مخمور نے کہا: "ہاں اس کے پاس گلیم ہے وہ اوڑھ لیتا ہے اور پوشیدہ ہو جاتا ہے لیکن
آپ کے ملک سے کہاں جائے گا۔"
ملکہ نے کہا: "اے کنیزوں' دروازہ شہر کا جا کر حکم ہو کر بند کریں اور جا بجا ہوشیاری
رکھیں۔ عمرو بھاگ گیا ہے جہاں پائیں گرفتار کریں۔"
کنیزیں حسب الحکم گئیں اور وزیروں سے ابلاغ حکم ملکہ کیا۔ شہر میں ساحر متلاشی پھرنے
لگے۔ در شہر بند ہو گیا بے سندر ابداری آنا جانا بند ہو گیا۔ اس مکان پر بھی پہرا
چوکی مقرر ہو گیا۔ مخمور اور نقلی گیسو دونوں مسند پر بیٹھے کشتیاں شراب کی منگوائیں۔
بادہ احمر سے کام جان روشن کیا۔ پھر مخمور کو لے کر دارالا مارت میں آئے اور خزانہ

دار کو طلب کیا اور کہا: "ان کو خزانہ دکھاؤں گی۔"
غرضیکہ کنجیاں لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو ہٹا کر مال و اسباب جا کر زنبیل میں رکھا اور مکان مقفل کراکر تخت شاہی پر آ کر جلوہ فرما ہوا اور جس طرح قلعہ نورانیہ میں ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ مہاجناں شہر مال سرکار میں جمع کرا دیں کیونکہ عمرو کے لوٹنے کا خوف ہے۔ اسی طرح یہاں بھی منادی کر دی۔ جب مال اور روپیہ جمع ہوا۔ سب ملا زنبیل میں رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے دہاں رہ کر وزرائے سلطنت سے کہا: "ہوشیار رہنا۔"
مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا اور دونوں سوار ہوئے اور قلعہ سے نکل کر آگے بڑھے۔
یہاں تمام رعایا اور روسا شہر جانتے ہیں کہ ملکہ عمرو کو گرفتار کرنے گئی ہیں۔ اس وجہ سے سب مطمئن ہیں اور یہ دونوں جو یہاں سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہنچے۔ دیکھا پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہے دامن کوہ میں سبزہ زار دل پسند ہے۔ پہاڑ سے چشمے جاری ہیں۔ جھرنا جھڑتا ہے گیاہ سبز فام مینارنگ روئیدہ ہے۔ جوش فصل بہار ہے۔ رشک قبا خضر ہائے فلک کوہسار ہے۔ گھائے خود رو مثل چرغ انجم درخشاں ہیں۔ خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشاں ہیں طاؤس و کبک و تدرو دانگ کوہ اور دامن کوہ میں چماں چماں خراماں ہیں۔ رفتار قیامت کیز شاہدان روزگار پر خنداں ہیں۔
اور ایک طرف کوہ دامن میں مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بارایوان کی دھوم ہے دکانیں لگی ہیں جنس ہائے گراں مایہ ہر طرح کی رکھی ہیں۔ تاجرذی مرتبہ موجود ہیں تحفہ ہائے ہادیار کے پاس نا معدود ہے۔ جادوگرنیاں ساڑیاں باریک باندھے زیور مرصع پہنے' ہاتھوں میں تھالیاں سونے چاندنی کی لیے چوکمیں روشنے کئے پہاڑ پر چڑھتی ہیں اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اترتی ہیں۔ ہر ایک حسن میں انتخاب بتاں دہر سے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تاباں ان کو دیکھ کر دامن کوہ میں منہ چھپائے۔ نقاب سحاب شرم سے اپنے منہ سے نہ اٹھائے۔

عمرو مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہاں ایک گنبد سونے کا ہے کلس اس پر یاقوت کا چڑھا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اس کے ہم پایا ہو سکتے ہیں مشنل ماہ کو اس کے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلنا کہتے ہیں۔ گنبد آسماں روبرو اس کے نیلا سائبان معمار عقل اس کی گلابی دیکھ کر چکر میں اور حیران ہیں۔

گرد اس گبند کے تخت دکانداروں کے لگے تھے ان پر دکاندار بیٹھے بتاشے اور کلا وہ اور ہار پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گبند کے بڑے بڑے گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے' سکے تمام جسم یں چنچن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا۔ دھوتیاں تمپیری باندھے آسنی بچھی تھی۔ اس پر پالتھی مورے بیٹھے تھے۔ جو کوئی جاتا تھا پہلے اس کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا۔ وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہا ساحر سامنے اس گنبد کے درختوں کے نیچے اسی پر آنکھیں بند کئے۔ جمشید کے دھیان میں گیان لگائے بیٹھے مالال جپتے ہیں کچھ لوگ ایک پاؤں سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہیں اور ہر طرف خلائق کا اژدھام ہے ڈہرو بجتا ہے بجن ہو رہے ہیں۔ برہمن ڈھول بجاتے پھرتے ہیں۔ غول کے غول عورتوں کے گاتے ہوئے آتے ہیں۔ بعض ان میں پیکر ما کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ نوبت خانہ رکھے ہیں۔ نوبت بجتی ہے دھونسے پٹتے ہیں۔ شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی دیتی۔

عمرو نے مخمور سے پوچھا: "یہ کون سا مقام ہے جہاں یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے۔"

مخمور نے جواب دیا: "یہ گنبد سامری ہے اور مالک اس گنبد کا ہوائی جادو نامی ایک ساحر ہے۔ بڑا ظالم واکفر ہے۔"

عمرو نے کہا: "چلو اندر اس مٹھ کے چلیں اور وہاں سے بن پڑے تو دست برد کریں۔"

اس نے کہا: "آپ کی مرضی۔"

ازبسکہ عمرو بہ شکل گیسو تھا۔ سامنے گنبد کے گیا وہاں کے اتیت پہچان کر اٹھے اور دعا دینے لگے۔
عمرو نے کہا: "کنڈی کھولو کہ پوجا کریں۔"

انھوں نے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا، جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہو گیا اور باہر گنبد کے کسی نے دھکیل دیا اور صدا آئی: "آج تک یہاں کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا۔ آج یہ مندر بھی نجس ہو گیا۔ خبردار لینا جانے نہ پائے۔
یہ صدا سن کر ساحر پکڑنے دوڑے۔ مخمور نے دیکھا کہ عمرو ڈالا جائے گا۔ بس پنجہ بن کر جوگری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا۔ مگر یہ فراٹا بھر کر کئی کوس نکل گئی اور صحرا میں پہنچ کر ایک غار تنگ اور جائے پوشیدہ دیکھ کر چھپ رہی۔

ہوائی جادو مالک گنبد اور چند ساحر سمت ہر طرف ڈھونڈتے پھرے، جب کہیں پتہ نہ ملا۔ ہوائے جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کے کر دیا کہ نکل نہ جائیں اور آپ سمت شاہ طلسم چلا۔
پہلے قلعہ ملکہ گیسو پہنچا اور وزیروں سے بیان کیا کہ ملکہ تمہاری پکڑی گئیں۔ ان کی صورت بنا ہوا عمرو گنبد میں گیا تھا۔ "یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زرعات ہوا سمجھ کر سر پیٹنے لگے اور یہاں سے بھی عرضی سب نے لکھ کر خدمت شاہ جادواں میں بھیجی۔
ہوائے جادو وہاں سے جو چلا تو بیابان آتش دبر کو بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریائے مروارید کو تباہ اور خشک پا کر رویا۔
الغرض کوہ سیاہ سے گزر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت میں پہنچا۔ ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا: "مجھے انگوٹھی دیجئے کہ دریائے خون رواں پر کوئی نہ روکے، میں پاس شہنشاہ کے جاؤں۔"
ملکہ حیرت نے انگوٹھی برائے نشان اس کو دی اور مقدمات مذکورہ کے تباہ و برباد ہونے

پر تاسف کیا۔ ہوائے جادو وہاں سے انگوٹھی لے کر دریائے خون رواں پر آیا۔ انگوٹھی ہاتھ پر رکھ کر پکارا: "شہنشاہ مجھے اپنی خدمت میں بلوایئے۔"

بس پکارتے ہی پنہ اس کو اٹھا لے گیا۔ اس وقت شاہ جادواں کے روبرو لاشیں بلائے جادو دبیر جادو وغیرہ کی آئی تھیں اور بیران کے حال ان کی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہنچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا۔ شاہ اس سے مستفسر حال ہوا: کہ کہوں میں کیا ماجرا گزرا۔

اس نے عرض کیا: "میری حد میں عمرو اور مخمور پہنچے گنبد سامری میں جاتے وقت خداوند سامری نے فرمایا: "لینا ان کو۔" میں پیچھا دوڑا' مگر وہ بھاگ کر کہیں چھپ رہے ہیں۔ میں صحرا کو محصور بحصار سحر کر آیا ہوں کہ نکل چلے نہ جائیں اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا۔ آپ کتاب سامری دیکھ کر بتا دیجئے کہ وہاں کہاں ہیں۔" شاہ طلسم نے سب حال سن کر لاشوں کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی اس وقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی۔ شہنشاہ کو پڑھ کر سخت پریشانی ہوئی۔

پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملک گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمرو مخمور ایک غار میں پوشیدہ ہیں۔ عمرو بیہوش ہے۔ مخمور اس کو ہوشیار کرنا چاہتی ہے۔

یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بند کی اور سحر پڑھ کر دستک دی ک ایک ساحر زمین سے پیدا ہو کر سامنے آیا اس کو حکم دیا: "اے قاہر قہر چشم تم ہوائے جادو کے پاس جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ۔ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرے گا اسی طرف عمرو اور مخمور ہوں گے ان کو گرفتار کر کے لاؤ۔

یہ کہہ کر پنجوں کو حکم دیا: "ان کو دریائے خود رواں کے پار پہنچاؤ۔" اور خلعت دے کر رخصت کیا۔ پنجے دونوں کو دریائے خوں رواں کے پار پہنچا آئے۔ یہ وہاں سے پھر لشکر حیرت میں آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی۔

یہاں بصورت مبدل عیاران لشکر مہ رخ موجود تھے انہوں نے بھی سب ماجرا سنا اور جا کر مہ رخ سے بیان کیا کہ "اب عنایت" خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے بیر

کوہ سے گزر کے گنبد سامری پر پہنچے۔ لیکن اس جگہ بیہوش ہو گئے اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہیں۔"

یہ خبر سن کر سب مصروف دعا ہوئے: "کہ خدایا خواجہ کو شر سے ان ساحروں کے محفوظ رکھنا۔" سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اٹھ کر چلا میں دونوں کو راستہ میں مار ڈالوں اور استاد کو بچاؤں۔

غرضیکہ لشکر سے نکل کر صورت ساحر کی سی بن کر پہلے دریائے خون رواں کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحروں کی طرف چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہو کر صحرا تک پہنچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہنچا اور پکارا: "ذرا ٹھہرنا' وہ دونوں رکے۔ اس نے قریب آ کر کہا: "شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہیں۔ فرمایا ہے کہ تم لشکر حیرت میں کس کے حکم سے گئے تھے اور جانے میں عرصہ کیوں لگایا اگر اسی طرح ٹھہرے ہوئے جاؤ گے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے۔"

یہ گفتگو عتابانہ سن کر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوئے: "بے شک ہم سے خطا ہوئی۔ اب ہم کہیں نہ ٹھہریں گے اور بہت جلد جائیں گے۔"

برق نے کہا: "اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے۔ الگ چل کر لے لو۔"

وہ اس کے ہمراہ درہ کوہ میں آئے۔ اس نے ایک پھل نکال کر دیا اور کہا: "لو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہیں دم بھر میں پہنچ جاؤ گے۔"

انہوں نے وہ پھل لے کر کھایا اسی وقت بیہو ہو گئے۔ برق نے دونوں کے سر کاٹ ڈالے۔ غل و شور برپا ہوا تاریکی پیدا ہو گئی۔ صدا آئی: "قاہر قہر چشم اور ہوائے جادو کو۔" ان کے مرتے ہی مثل برق کے پنجے چمک گرے۔ برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے دونوں کے اور برق کو اٹھا لے گئے۔ پنجے تو شاہ جاوداں کے پاس ان کو لے گئے۔ اور وہاں عمرو کو ہوش آ گیا۔ مخمور نے پہلے غار سے نکل کر دیکھا کہ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ اب عمرو جو ہوش آیا غار سے نکل کر دیکھا راستہ صاف پایا تخت پر بیٹھ کر شادو خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوئے۔

لیکن پنجے مع لاشہ ساحراں و برق باغ سیب میں سامنے سامنے شاہ طلسم کے لائے۔ برق کی تموج سے آنکھیں بند تھیں۔ پہنچ کر جو آنکھ کھلی۔ ایسا باغ پر بہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر میں نہ دیکھا تھا۔ گلہائے رنگا رنگ کی بہار اور شجر پراز گل و اثمار نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھ کر فلک نیرنگی پرواز اپنی شعبدہ بازی بھولے۔ گلزمیں کی کیفیت اسی بہار نرگس چشماں دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤں ہر ایک کا پھولے۔ تعریف اس باغ کی سابقہ قسطوں میں کئی مقام پر تحریر ہے۔ اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہیں کیا گیا کو طول سمجھ کر بہتر سمجھا۔

الغرض اسی باغ کی بارہ دری میں تخت طلسمی بچھا بصد کروفر شاہ جاوداں جلوہ گر تھا۔ دربار میں ساحران نامی کہ ایک ایک ان میں سامری اثر تھا۔ دنگل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے۔ برق نے اٹھ کر بادباب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑ کر قدم پر گرا۔ بادشاہ نے دونوں ساحروں کی لاشیں اٹھوا دیں اور اس کو عتابانہ خطاب کیا: "اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا۔ اب بہت عذاب سے تجھ کو ماروں گا۔"

برق نے نہایت عجز سے گڑگڑ کر اول زبان اپنی صفت و ثنا میں بادشاہ طلسم کے کھولی:

"اے بادشاہ شاہان ساحران جہاں تیرا رتبہ فروغ افزائے آفتاب سمائے طلسمات ہے حلقہ بگوش کرنے والی شاہان دہر کی تیری بات ہے۔

میں بھی تیری عنایت سے آج مالا مال ہو جاؤں گا۔ سب رنج ملا بھول جاؤں گا۔ میری خط کچھ نہیں ہے۔ مجھ عمرو نے دھوکا دیا ہے۔ وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم میں چل کر ساحروں سے مقابلہ کر میں تجھ کو ہزار ہا روپیہ دوں گا۔ اے بادشاہ مجھ کو یہاں لا کر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہے اور سخت کام لیتا ہے۔ اسی لیے میں ساحروں کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر ہو کر شاہ طلسم کے پاس پہنچوں گا۔ پھر وہاں عرض حال کروں گا بادشاہ کو اس حال میں اختیار ہے' چاہے تجھ کو سرفراز کرے چاہے ہلاک کر

ڈالے۔ قصہ مختصر آج بخت رسانے رسائی کہ قدم بوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی۔ اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجئے' میں جانبازی کو حاضر ہوں ان باتوں سے بادشاہ کا غصہ اور برسر رحم ہو کر کہا: "تو میری ملازمت کرے گا اور دغا تو تجھ سے نہ ہو گی۔"

اس نے عرض کی: "میں جان سے تنگ ہوں۔ چار لڑکیاں میری بیاہنے کو ہیں۔ عمرو سے ایک کوڑی نہیں ملتی۔ بلکہ جو کچھ کماتا ہوں۔ وہ بھی چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکایا ہے۔ واسطہ سامری کا کہ مجھ کو یا تو اس موذی کے پھندے سے چھڑوایئے یا قتل کر ڈالیے۔ افراسیاب اس کے عجزو الحاح کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بے شک یہ عمرو سے بیزار ہے اور واقعہ عمرو لالچی اور بخیل بہت ہے اس کو کچھ نہ دیتا ہو گا اور سمجھ کر حکم دیا: "اچھا ہم نے تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کر کے حضور میں لا۔"

برق نے عرض کیا: آپ ملاحظہ کر لیجئے کہ کیا کچھ میں نے عیاری کی اگر عمرو کا نہ سر کاٹ لاؤں تو اپنا نہ رکھوں۔ لیکن اے بادشاہ مجھ کو دو ہزار روپیہ ضرور دیجئے گا کہ میں لڑکیوں کو بیاہ دوں۔"

شاہ اس کے اس کلام پر ہنسا اور کہا: "اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہ پائے جو اس عاجزی سے مانگتا ہے۔"

برق نے کہا: "حضور میں اس تنگدستی کا کیا بیان کروں۔"

بادشاہ نے کہا: "اس قدر تجھ کو سرکار سے عنایت ہو گا کہ تو سلطنت کرے گا۔"

برق نے دانت نکال دیے اور خندہ دندان نما کر کے پوچھنا استعجاباً شروع کیا کہ ہاں حضور مال دار ہو جاؤں گا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھ لوں گا۔ اے بادشاہ ایسا ممکن ہو گا کہ آٹھویں دسویں روز پلوا کر کھاؤں ہائے میرے نصیب ایسے کہاں جو ایک خوبصورت کنیز خرید کر کے اس سے گرم صحبت ہوں اور فکر معاش سے خالی دل ہو کر بستر نرم پر سوؤں کیوں جناب ایسا ہو گا۔

یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔

بادشاہ نے اس کو دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ کو منگا کر عنایت کیا۔ اس عرہ میں دن بھی کم رہ گیا۔ بادشاہ دربار برخاست کیا۔ سب ساحر اٹھ کر اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان میں گلگشت کرنے لگا اور نیز گیاں باغ سحر کی دکھاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس میں سے پریوں کے چہرے پیدا ہو کر قہقہے لگاتے ہیں اور کسی گل سے کلیاں نکلتی ہیں اور جب مسکراتی ہیں تو بجلیاں چمک کر فلک پر جاتی ہیں۔ کہیں اژدہا منہ کھولے بیٹھا آتشبازی بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہے۔

غرضیکہ یہ عجائبات کہاں تک بیان ہوں ایسا ہی کچھ بہت تماشا دیکھا۔ پھر شاہ جاوداں لب نہر آ کر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اس کا حکم دیا: "جا کر صرصر عیارہ کو اٹھا لا۔ پتلا گیا۔ صرصر اپنے خیمے میں لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی کہ پتلا آ کر اٹھا لے گیا اور باغ میں لایا۔ جب اس کی آنکھ کھلی۔ بادشاہ کو سلام کیا۔ مگر برق کو دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر آیا اگر قید ہو کر آتا' اس اعزاز سے یہ سوچ کر بادشاہ سے عرض رسا ہوئی: "حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہاں بنایا ہے۔"

شاہ طلسمو ہنسا اور بولا: "بنایا نہیں اصلی ہے اس نے میری اطاعت کی ہے:"

صرصر نے کہا: "یہ موا دیکھا کرے گا۔ آپ کے اس کے فریب میں نہ آیئے گا۔"

افراسیاب نے کہا: "تو دیوانی ہے۔ یہ اب کی بدل میرا مطیع ہوا۔

صرصر یہ سن کر الگ برق کو لے گئی اور پوچھا: "کیوں برق یہ سچ ہے کہ تو عمرو کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے مل گیا۔"

برق نے کہا: "استانی آج ہی تو فقرہ بن پڑا ہے بغیر قتل کئے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤں مار کر اس کو' اپنے لشکر میں جاؤں گا۔"

صرصر یہ باتیں سن کر سر پیٹنے لگی اور پکاری: "اے بادشاہ! یہ نگوڑ ایسا کچھ کہتا ہے۔"

برق نے عرض کیا: "اے شنشاہ! یہ میری ہم پیشہ وہم فن ہے۔ یہی چاہتا ہے کہ کوئی

اس سرکار میں ملازم نہ ہو اس کے لیے میرا فروغ مٹ جائے گا۔ بس یہ باتیں اس کی برائے عداوت ہیں۔"

بادشاہ نے کہا: "میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تیری دشمن ہے۔" اور صرصر سے کہا: "بھلا تجھ سے میرے برائی کرنے کا اقرار کیوں کرتا ہے۔ اس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جس کے ساتھ برائی کرنا ہو اس کے ملازم اور ہوا خواہ سے اپنا راز ظاہر کر دے۔ لہٰذا تو جھوٹی ہے اور شک کرتی ہے۔"

○○○

کر سامنے شاہ جاوداں کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے۔ فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گزک کے سیب کھلاتا ہے بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا ہاور بیہوشی نے تاثیر کی۔ "بولا: "اے برق ہم ناچتے ہیں تم گاؤ۔"

اس نے کہا: "حضور پہلے آپ لگا لگائیے جوگت ناچ گا رہی گت بجاؤں گا۔"

بادشاہ یہ سن کر ناچنے لگا۔ ہوا کا طمانچہ منہ پر لگا بیہوش ہو گیا۔ برق نے خنجر کھینچ کر مارا۔ مگر بادشاہ طلسم ہے۔ پنجے پیدا ہوئے اور خنجر میں لپٹ گئے۔ اس نے خنجر پھینک دیا فلاخن میں پتھرا مارا' وہ پنجوں نے پکڑ لیا۔ اب یہ حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم نے اس نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے بارود لے کر بچھائی اور اپنی پگڑی لے کر بٹی پھر بارودی بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینہ شاہ طلسم پر ایک سرا اس کا پھینک کر پہنچایا اور دوسرے سرے میں چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے۔

لیکن صرصر جو خیمہ حیرت میں جا کر پہنچی رو کر گویا ہوئی: "اے ملکہ جد چلیے یہ کوئی سانحہ ہے' بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہیں۔"

ملکہ حیرت طاؤس پر بیٹھ کر بزور سحر بت جلد چلی اور اس وقت آ کر پہنچی کہ برق قبیلہ میں آگ لگایا چاہتا ہے۔ اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس نے شاہ طسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا۔ اور بادشاہ نے نقیب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بے شک یہ دشمن سخت ہے صرصر یہ سچ کہتی تھی۔ بس حکم دیا کہ: "اے ملکہ تم اس کو لشکر میں لے جاؤ' میں کل آ کر اس کے ہوا خواہوں کے سامنے دار پر کھینچوں گا۔"

ملکہ حیرت تخت سحر پر بیہوش کر کے برق کو ڈال کر اپنے لشکر میں آئی اور اس کو قید شدید میں مبتلا کر دیا اور افراسیاب باغ سیب سے اٹھ کر سمت دربند فیروزہ کوہ آیا۔ جب قریب در بند پہنچا۔ حکم وہاں کا فیروز قہر نگار جادو بہر اسقتبال آیا۔ شاہ کو قلعہ

میں لے کر جا کر تخت پر بٹھایا یہاں کے سحر نامی حاضر تھے۔ سب نے نذر دی۔ دربار میں بیٹھے۔ شاہ جاوداں نے ایک ساحر ظالم جادو نامی کو وہاں کے حکم دیا: "تم لشکر حیرت

میں برق عیار وہاں قید ہے اس کو اپنی حفاظت میں رکھو کل میں آ کر اس کو قتل کروں گا اس لیے وہاں بھیجتا ہوں کہ عیار وہاں بہت ستاتے ہیں۔ ملکہ سے حفاظت نہ ہو سکے گی۔ یہ موتی میرے مالے کا تم لو اور اپنے منہ میں رکھ کر پھر مجھے دے دو۔ جب تم وہاں مارے جاؤ گے تو یہ موتی چیخ جائے گا۔ مجھ کو خبر معلوم ہو گی کہ تم بھی کام آئے۔"

ظالم نے موتی لے کر اپنے منہ میں رکھ کر بادشاہ کو پھر دے دیا۔ اس نے اپنے پاس رکھا ور ظالم سحر پر سوار ہو کر معہ چند ملازمین کے بحشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت میں پہنچا۔ اس نے خبر اس کے آنے کی سن کر پیشوائی کو چند سردار بھیج کر سامنے بلوایا۔ اس نے آ کر ملکہ کو سلام کیا' نذر دی اور عرض کیا: "شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہے۔"

ملکہ حیرت نے اس کے لیے خیمہ استادہ کرایا اور برق کو طلب کر کے اپنے سحر اس پر سے دفع کر کے حوالے کیا۔ ظالم لیے ہوئے اپنے خیمہ میں آیا۔ آپ مسند پر بیٹھ کر میخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمہ سے باندھ دیا مگر طائران سحر اور جو اسپس (دہرکارے) لشکر مہ رخ یہاں موجود تھے خبر لے کر بارگاہ میں سامنے مہ رخ کے آئے بعد زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہوئے: "مہتر مہتراں و بہترا بہراں شاگرد رشید شہنشاہ عیاراں نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور ان کی حفاظت کو ظالم جادو نامی ایک ساحر نافر جام آیا ہے۔ تنہا خیمہ میں لا کر بیٹھا ہے۔"

یہ کہہ کر جاسوس چلے گئے اور مہ رخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر کو تیار کرا کے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو چھڑا لائے' لیکن جب سے عمرو گیا یہاں سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہے۔ اس نے مہ رخ کو جانے سے منع کیا اور کہا: "جب ہم پکڑے جائیں' اس وقت تم جا کر لڑنا اور بھی تو ہم جاتے ہیں۔ انشا اللہ برق کو

لاتے ہیں۔"
یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ اس اثنا میں وہ دن بھی تمام قران ساحر کی صورت بن کر لشکر حریف میں پھرنے لگا۔ دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور اہتمام ہے خدمتگار تک نہیں اندر جانے پاتا ہے۔ پہرا چوکی کئی جگہ ہے۔ قران ہے ہر چند تدبیر کی۔ ممکن نہ ہوا کہ اندر جائے۔ ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور افراسیاب آ گیا تو برق قتل ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی میں بیٹھ کر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی بنائی یعنی آنکھیں چہرے میں مثل دیدہ گاؤ تھیں اور شعلہ کی طرح چمکتی تھیں۔ چہرے میں مثل دیدہ گاؤ تھیں اور شعلہ کی طرح چمکتی تھیں۔ لب دونوں مثل لب ہائے شتر تھے۔ دانت بڑے بڑے منہ باہر تھے سر بہت بڑا خوبصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کہار تھا۔ دونوں نتھنے ناک کے دوغا۔ نظر آتے تھے۔ پیر درختوں کے ڈانٹے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے' بلعم باعور کو زیر سردست کرے۔ دونوں کنپٹیوں پر بلور جڑا ہوا۔ ان پر بحظ طلسم لکھا ہوا: "میں خدمت گار خداوند سامری ہوں اور ماتھے پر ایک تختی زر جد کی لگی ہوئی۔ اس پر کندہ: "میں بہتراز فرشتگان خداوند بے نظیر بہ فن جادوگری ہوں۔" ہاتھ میں ایک منقل سلگتی ہوئی۔ اس پر عود بے ہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ میں ایک خط مہرہ شاہ کا لے کر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے میں اپنے اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا۔ اس کو بصورت ہیبت ناک دیکھ عرصے میں اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پر پہرے دے رہا تھا۔ اس کو بصورت ہیبت ناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
قرآن نقب سے باہر نکلا۔ اس نے سلام کیا۔ قران نے قریب آ کر نامہ بادشاہ دیا۔ اس نے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے۔ خداوند تمہارا حال سن کر اور تمہارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوئے اور اپنے خدمت گار کو ہمارے

نامہ سمیت تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ تمہاری بھی حفاظت کرے گا اور قیدی پر نگاہ رکھے گا۔ اپنے پاس اس کا بٹھانا تم اور یہ مل کر پہرا دینا۔"

الحاصل یہ مضمون پڑھ کر اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا۔

قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا۔

قران نے کہا: "تم عرصے سے جاگتے ہو' اب آرام کرو میں بیٹھا ہوں اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کرو دو۔ میں اپنے جادو میں اسے مبتلا کر لوں۔"

اس نے کہا: "نہیں میں بھی آپ کے ساتھ جاگوں گا اور آپ کی خدمت کروں گا۔"

قران نے کہا: "اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو پھر میں چلا جاؤں گا۔ اچھا تم اگر آرام نہ کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میر سحر میں قید کرا دو۔ کیونکہ میں اسی واسطے آیا ہوں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو میں جا کر کہوں گا میری حفاظت نہیں کرتے۔"

یہ تقریر سن کر ظالم نے سوچا کہ سحر اتارنے میں کیا حرج ہے خیر اس کے سپرد کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ خدمت گار سامری ہے اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ میں بھی محافظوں میں شمار کیا جاؤں۔ بس یہ تجویز کر کے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کر دیا۔ اب صرف وہ بندھا ہے۔ مگر جادو ہے بے حس و حرکت نہیں ہے۔

پس جب قران سحر اتروا چکا تو باتیں کرنے لگا اور منقل اپنی بیچ میں رکھ لی۔ اس پر وہ بیہوشہ ڈالتا جاتا اور دھواں اس کا اور خوشبو ناک میں ظالم کے جاتی تھی۔ کچھ دیر میں تاچیر اس کی ہوئی اور ظالم بیہوش ہو گیا۔

قران نے اٹھ کر برق کو کھولا۔ اس نے چاہا کہ میں ظالم کو مار ڈالو قران نے منع کر دیا اور کہا: تم اس نقب کی راہ سے لشکر میں جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہ رخ سے ملو۔ اس لیے کہ میں صبح کو تمہاری جیسی صورت بنا کر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤں گا۔ پس جب تم کو قتل ہوئے سنے گی تو مہ رخ لڑنے آئے گی۔ اس کو آنے دینا۔ یہاں سے جا کر حال کہہ کر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسک جانے پر برق قید ہے۔"

یہ کہہ کر پیرہن برق کا لیکر اس کو رخصت کر دیا۔ برق وہاں سے نکل کر لشکر میں آیا۔ رات کا کھانا تھا۔ مہ رخ داخل شبستان تھی۔ یہ وہیں آیا اور اس کو بیدار کر کے سب حال بیان کیا۔ مہ رخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا۔ ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھ پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بن کر مسند پر بیٹھا اور بقیہ شب بسر کی۔ صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر بیٹھی۔ اور ایک ساحر برائے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اس نے بھیجا۔

ظالم نے کہلا بھیجا: میں عافیت سے ہوں اور قیدی بھی موجود ہے۔ آپ میدان تیار کروایئے اور شہنشاہ بھی آتے ہوں گے۔ اس عیار کے قتل میں عرصہ نہ فرمایئے۔"

ساحر یہ پیام لے کر گیا۔ ملکہ حیرت نے یہ سن کر سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ دار استاد کرائی۔ آرا کش تسمہ کش جلاد قوی باز و سیہ قلب۔ یہ آ کر حاضر ہوئے۔ لشکر میں ڈھنڈورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا۔ اسی سختی سے ہلاک ہو گا اور تمام لشکر میں غلغلہ برپا تھا۔ لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گر میدان سیاست جمع ہونے لگے۔

یہ خبر لشکر مہ رخ میں پہنچی: "برق گردن سے مارا جاتا ہے۔ مہ رخ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کہ بے شک برق ہی قتل ہوتا ہے۔ بھی نفیر سحر بجائی۔ سب لشکر تیار ہوا۔ اس نے باہر نکل کر سب کو یہ حکم دیا: "میں خبر لینے جاتی ہوں۔ جب تک کہ پھر کر نہ آوٴ۔ تم لشکر حریف پر خبردار حملہ کرنا۔ یہیں اپنی جگہ پر کھڑے رہنا۔"

فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا راز کہہ کر کہ لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہے۔ تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا۔ قران کی مدد کو جاتی ہو۔

یہ کہہ کر اڑا کر بزور سحر چلی گئی اور بروئے ہوا قریب لشکر حریف جا کر کھڑی۔ میدان سیاست تیار دیکھا۔ مجمع ساحران غدار دیکھا۔ کوئی ان میں برہا دانش عبرت کرتا تھا۔ بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا۔ بعض کا قول تھا تھا میاں دیان کو یہی دستور ہے۔ شب عشرت

میں اگر شمع منور ہے تو صبح بے نور ہے۔

ہے یہ دنای ستنخ جاۓ نابکار
ایک حالت پر نہیں اس کو قرار

شام کو کوکب اگر تابندہ ہے
صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے

شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر
باد صرصر سے لرزاں اے پسر

خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن
چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن

بر میں جس کے ہے عروسانہ لباس
ہے وہ اس کے دوش پر اسباب یاس

دیکھیے کل یہی ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود ریز تیغ ہے۔ اس کے حال دریغ ہے۔

غرض اس ہنگامہ میں دیکھا کہ باش گوہر ہونے لگی اور آمدا افراسیاب ہوئی۔ حیرت اور تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا۔ تخت شاہ جاودان میدان خونی میں آ کر ٹھہرا۔ ساحروں کی فوج پرا جمایا۔ شاہ نے ظالم کو معر قیدی طلب کیا۔ قرن لے کر سامنے آیا۔ بادشاہ نے اس کی تعریف کی: "خوب تم نے حفاظت کی۔ اب اس گنہ گار کو ہوشیار کرو تا کہ اپنا حال خراب دیکھے۔"

قران سے کہا: "حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہو گا کہے گا میں ہی ظالم ہوں۔"
شاہ نے کہا: "وہ سب کچھ کہے گا' مگر میں نہ مانوں گا کیونکہ اس کے مر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہوں۔ اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا مجھے قید حیات سے آزاد کیا ہوتا ہے۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صرصر عیارہ آئی اور اس نے قران کو دیکھا اور ملکہ حیرت سے کہا: "اے ملکہ مجھ کو یہ ظالم جادو نہیں معلوم دیتا۔ یہ تو کوئی اور ہے۔"
حیرت نے شاہ سے کہا: "صرصر اس طرح کہتی ہے۔" شاہ جاودان نے جواب دیا: "اے ملکہ یہ بے شک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا۔ تو ایک موتی میں نے بہر نشان بنایا ہے۔ وہ چیخ جاتا ہے۔"
یہ کہہ کر وہ موتی مالے سے نکال ر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا۔
صرصر تو بہرا انتظام پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا ہے۔ اس اثنا میں جلا دوں نے پانی ظالم پر چھڑکا کہ ہوشیار ہو کر بھاگ جائے۔
غرض یہ کہ جب مسحور ہوا اور پکارا: "اے شہنشاہ میں ظالم جادو ہوں۔"
قران نے کہا: "دیکھئے یہ اس کا مکر ہے۔"
افراسیاب ایسا جلا ہوا تھ اکہ اس کے چیخنے پر زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا: "کروڑ حکم کا ایک حکم دیتا ہوں کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اس کی اڑ جائے۔"
جلاد نے جلد کوئلے کا خط اس کی گردن پر دیا ور آنکھ پر پٹی باندھی۔ شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھ کر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پہنچے اور مقتول سسے کھانے پینے کو بھی دریافت نہ کیا اور ایک ہاتھ ایس مارا کہ سرکٹ کر دور گرا اور شور دارو گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی: "مارا ظالم جادو کو۔"
آگ پتھر برسنے لگے۔
اسی ہنگامہ میں قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا: "میرا نام قران ہے۔" وہ موتی نشان کا چیخ گیا۔

افراسیاب کو پہلے تو بڑی حیرت ہوئی کہ کیا ہو گیا۔ مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری:
"لینا اس کو۔"
قریب تر جو ساحر کھڑے تھے۔ وہ دوڑے اس وت مہ رخ پنجہ بن کر گری اور اٹھا کر لے گئی۔ وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے۔ ان پر اس نے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادو گر ہلاک ہوئے اور زیادہ ہنگامہ ہوا۔ شور مچ گیا۔ افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا غائب ہو کر ظلمات میں جا کر ٹھہرا۔
یہاں مہ رخ لشکر میں قران کو لائی اور اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اور شور نہ موقوف ہوا۔ حیرت طبل امان بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی۔ اس وقت قران نے مہ رخ کو بھی پرھایا۔ یہ اپنی بارگاہ میں آئی۔ عیاروں کو خلعت دیا۔ لشکر نے کمر کھولی سب عیش میں مشغول ہوئے قہقہے اڑنے لگے۔ دور جام بادہ احمر شروع ہوا۔
لیکن افراسیاب جو پردہ ظلمات میں گیا۔ وہاں ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اس کا ملکہ زہرہ جبیں جادو ہے۔ ساحرہ زبردست اور ذی حرمت ہے۔ شاہ طلسم اسی قلعہ میں آیا۔ اس نے خبر سن کر پیشوائی کی۔ بادشاہ تخت پر آ کر ٹھہرا اور کہا: "اے زہرہ عیاروں نے بہت ناک میں دم کیا۔ اب تم جاؤ اور سب نمک حراموں کو سزا دو۔"
اس نے عرض کیا: "بہت اچھا۔"
غرضیکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اس کی تیار ہونے لگی۔ بارہ ہزار جادو گر اور جادوگرنیاں سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر چلیں۔ قرنا پھنکی علم جلوہ دکھانے لگے بارگاہ میں اور خیمہ مہرا پردہ وغیرہ اژدہوں پر سحر کے لد گئے۔ ایک تخت چلائی پر سوار زہرہ بصد کروفر ہوئی۔ گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے۔ فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی۔ رال دگو گل کے جلنے سے دھوں ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی۔
اسی کروفر سے راہ ظلمات کر کے طلسم باطن میں آئی اور دریائے خون رواں سے گزر

برق کھانا لے کر چلا راہ میں سب کھانا آگشتہ بداوری بیہوش کر کے بارگاہ زہر میں آیا وار کھانا سامنے رکھا۔ اس نے حکم دیا: "دسترخوان بچھے۔"

برق نے کھانا دسترکوان پر چن دیا۔ زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھا لے' نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین تھرا کر شق ہوائی اور ایک عورت نکلی۔ اس نے انگلی دانتون کے نیچے دابی۔

زہرہ نے کہا: "اے زن سحر کیوں حیرت انگشت وہاں ہے۔"

عورت نے کہا: "کھانے میں زہر ملا ہے۔" یہ کہہ کر وہ عورت غائب ہو گئی اور زہرہ کو غصہ آیا۔ سمجھی کہ حیرت نے زہرہ ملا کر کھانا بھیجا اس کو کسی کا عروج پسند نہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر جل گئی۔ پس ایسا کچھ سوچ کر آپ ہی آپ گنے لگی: "موئی کیوں جلی۔ کیا مجھے شاہ طلسم نے جاگیر دے دی۔ میں تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہو۔ سچ ہے اس کا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی برا' پھر میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دوں وہ جانے اس کا کام جانے۔ بندی کو ایسا لالچ نہیں اور میں آتی ہی کا ہے کو۔ شہنشاہ کو خود غرض تھی۔ جو مجھے لینے گئے۔ پھر بی بی صاحب کا جلنا بیکار تھا۔ دوسرے میرے دشمن کچھ سوتا پا دینے تو ایئے نہیں جو یہ ان کو جلن ہوئی۔ وہ اپنے دل میں سمجھی کیا ہے

غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ ملکہ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لے کر آئی اور اس کو مد دماغ دیکھ کر مستفصر حال ہوئی۔

اس نے کہا: "کیا پوچھی ہو' تمھاری بی بی زہر ملا کھانا بھیجتی ہے۔ ارے لوگوں کوئی بھی زہر دیتا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ کون سی برائی کی ہے۔" صرصر نے اس کے کہنے سے کھانا سب دیکھا۔ معلوم ہوا کہ زہر نہیں بیہوش ملی ہے۔ کہا: "اے ملکہ خفا نہ ہو' اس میں بیہوشی ہے۔ یہ کسی عیار کا کام ہے۔" یہ کہ کر نگاہ اٹھا کراس نے دیکھا۔ برق سامنے بصورت بکاول کھڑا تھا۔

صرصر نے پہچان کر کہا: "یہ موا تو ہے۔"

**

برق نے سراپچہ پھرا کر بھاگا اور جست کر کے نکل گیا۔ زہرہ کا شک حیرت کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی۔ اس کو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا: "اس میں ہر گز زہر نہیں۔

یہ پوچھ کر مٹھائی کھائی اور کھانا پھینکوا دیا۔ صرصر نے کہا: "آپ عیاروں سے ہوشیار رہیے گا۔ یہ چلی گئی اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند کی' چار پتلیاں چارو کونوں پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کر دیں۔ ان کو حکم دیا: "کہ کسی کو اندر آنے نہ دینا' پھر آپ زمین کو سحر کر کے سنگلاخ بنایا اور باآرام تمام سو رہی۔

برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اندر نہ جا سکا۔ اسی تردد میں سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاید روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا۔

دونوں لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وار دوشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع لشکر اور زہرہ کے میدان میں آئی۔ ایک جانب سے مہ رخ سرداران عالی شان کر لے وارد ہوئی۔"

بعد ترتیب صفوف کار زار زہرہ تخت بڑھا کر بیچ میں لشکروں کے آئی اور مرد میدان نبرد ہوئی۔ ادھر ایک سے ایک ملازم عشاق ببر جادو بنے جا کر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ نارنج الٹا بھر کہ سینہ ببر پر جا گر پڑا اور پشت توڑ کر نکل گیا۔ علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہر پھر نعرہ زن تھی۔ ادھر سے جوجا کر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی۔ بعض کو مجروح کرتی' بعض کو جان سےمارتی تھی۔ جب بہت سے ساحر اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئی اور کام آئے۔ اس وقت ملکہ سرخ مو نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہ رخ سے اجازت لے کر اس کا جا کر مقابلہ کیا۔ اس نے ایک مشت خاک اس کی طرف اڑا دی۔ جس سے آندھی سیاہ آئی۔ سرخ مونے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی۔ سرخ مو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی۔ پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرد ہو گیا۔ زہرہ نے غصہ میں آ کر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑ کر جا پڑا۔ سرخ مو نے

پھر اپنے بالوں کو پریشان کیا۔ کئی ستارے نکل کر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر
گرے کہ وہ جل کر خاک ہو گیا۔

یہ معاملہ دیکھ کر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور بیضہ سحر کا ایک پڑھ کر کھینچ مارا۔ بیضہ
سرخمو کے منہ پر پڑا اور اس میں سے دھواں نکلا۔ ہر چند سرخ مو نے سحر کیا' مگر
تاثیر نہ ہوئی اور دھواں آنکھ میں لگا کہ اندھی ہو گئی۔ زہرہ نے پنجہ بھیج کر اٹھوا
منگایا اور قید کیا۔ اس جنگ وجدال میں دن بھی آخر ہو چکا یچنی چشم روزگا میں روشنی
باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سرخ مو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی
لشکر دونوں پر مقام فردوگاہ میں آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے
چلا۔ ادھر زہرہ نے بارگاہ میں پہنچ کر سرخ مو کو طلب کر کے لیکن ستون سے باندھ
دیا اور آپ بیٹھ کر مے ارغوانی پینے لگی۔

لیکن برق جو چلا تھا راہ میں صرصر ملی اور پوچھا: "کیوں موئے بھوریے کہا جاتا ہے۔"
اس نے کہا: "استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اس کو قتل کرنا جاتا ہوں۔"
صرصر نے کہا: "کیوں شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے۔"
اس نے جواب دیا: "سب کی زبردستی ہم کو معلوم ہے سوائے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی
زبردست نہیں۔"
صرصر یہ سن کر جست کر کے چلی گئی اور اس نے روکنا اس کا مناسب نہ جانا۔
غرض یہ کہ جا کر حیرت سے عرض پیرا ہوئی: "اے ملکہ عیار سب فکر میں پھر رہے
ہیں۔ حفاظت کا مل طور پر کرنا چاہیے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔"
حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا۔ زہرہ نے سارا
ماجرا سن کر دستک دی۔ یہ تاچیر ظاہر ہوئی کہ جوئی بغیر اس کے بلائے اگر سمت بارگاہ
آئے۔ سوجھنا موقوف ہو جائے۔ ایک چار در سیاہ سامنے آئے یہ سحر کر کے پھر کچھ
منتر پڑھا کہ پلنگ اس کا آگ کا بن گیا۔ شعلے بھڑکنے لگے۔ یہ اسی شعلہ میں جا کر
لیٹ رہی۔ برق جو بہ شکل مبدل پھرتا تھا آیا' دور سے دیکھا۔ سراپچۂ بارگاہ کے اٹھے

ہیں اور شعلے بھڑک رہے ہیں۔ سمجھا کہ ادھر جانے میں کچھ آفت ضرور ہے۔ اسی فکر میں لشکر سے باہر نکلا۔ وہاں ضر غام عیار ملا۔ اس سے کہا: "اسی فکر میں لشکر سے بہار نکلا۔ وہاں ضر غام عیار ملا۔ اس سے کہا:" اے برادر ذرا جا کے خبر تو لاؤ پھر میں سمجھ لوں گا۔ وہ چلا اور جب قریب بارگاہ تو چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا۔ ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا۔ اس نیبرق سے سب حال کہا۔ برق کچھ سوچ کر ایک گوشتہ میں گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہاں سے دوڑتا ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا: "اے ملکہ زہرہ مجھ کو اپنے پاس بلائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے۔ زہر اس کا چلانا سن کر بارگاہ سے باہر نکل آئی۔ دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے۔ پس قریب آ کر پوچھا: "کیو آئی ہو کیا ماجرا ہے۔

اس نے کہا: "آپ جانتی ہیں کہ ملکہ کو سرخ مو سے اور مجھ سے کس قدر محبت و اتحاد ہے۔ جب میں شریک لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخ مونجھ کو سمجھانے آئی تھی۔ مگر بسبب میری الفت کے وہیں رہ گئی اور ہر حال میں میری شریک رہی۔ اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو میں بھی آئی ہوں مجھ کو بھی قید کیجئے یا مجھ کو اور اس کو دونوں کو خدمت شاہ طلسم میں لے کر جا کر خطا معاف فرمائیے۔ ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہیں۔"

یہ کہہ کر زار زار برنگ ابر نو بہار رونے لگی۔ زہرہ کو اس کے حال پر ترس آیا اور کہا: "اچھا بارگاہ میں چلو میں تمہارا امتحان لے لوں تو شہنشاہ سے خطا معاف کرا دوں۔"

برق سمجھا یہ بارگاہ میں جا کر نہیں معلوم کیا امتحان کرے۔ اس سے بہتر ہے کہ یہیں اس کو مارو۔ یہ سوچ کر کہا "اے ملکہ! اچھا چلو' مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئیں۔"

زہرہ نے یہ سن کر پیچھے پھر کر دیکھا۔ برق نے فوراً کمند ماری کہ گردن اس کی پھنسی۔ اس نے گھبرا کر پھر ادھر ادھر دیکھا۔ برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ چرخ کھا کر گری۔ اس نے بقوت تمام تر خنجر مارا کہ سر اس کا کٹ گیا غ و شور تاریکی ہو گئی۔ ساحر تمام دوڑے اور حیرت بھی گھبرا کر چلی۔ مگر سرخ مو کی اس کے مرنے سے

آنکھیں اچھی ہو گئیں اور چھوٹ گئی اڑ کر چلی۔ یہاں آ کر دیکھا کہ مارو عقرب ہیں۔
یہ دیکھ کر پنجہ بن کر گری اور برق کو اٹھا کرے گئی۔ ساحر کچھ دوڑے تھے کہی ضر

غام نے حقہ آتشبازی مارے دو ایک کے منہ جھلے۔ دوڑ کے اس عرصے میں سرخ مو
نکل گئی۔
ادھر ملکہ حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی۔ فوج زہرہ لاش اپنی ملکہ کی
اٹھا سمت باغ سیب گئی۔ ادھر سرخ مولشکر میں برق کو لائی۔ مہ رخ نے اس کو خلعت
دیا سب خوشنود ہوئے اور بعشرت تمام بیٹھے۔
وہاں شاہ جاوداں مست نشہ شراب سے دربار میں بیٹھا تھا کہ ساحر نالاں و گریاں لاشہ
لیے پہنچے۔ اس نے غل سن کر سامنے بلایا اور حال پوچھا۔ جب سب کیفیت سنی۔ کف
افسوس ملے اور کہا: "ہائے ان عیاروں نے کیا غضب کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہیں
پڑتی کیا کروں اور کیا نہ کروں۔"
یہ گفتگو یاس سن کر ایک ساحر زبردست قاہر چہارم چشم جادو نامی اٹھ کھڑا ہوا اور عرض
کیا: "یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمک حراموں کو سزائے معقول دیتا ہے۔"
یہ کہہ کر اسی وقت نفیر سحر بجائی اور رخصت ہو کر معہ دس ہزار ساحروں کے بڑے
بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا اور دریا سے گزر کر لشکر حیرت میں پہنچا اور
ملکہ سے کہلا بھیجا: "میں اس وقت لشکر حریف غارت کرنے جاتا ہوں۔ آپ بھی آ
کر تماشہ دیکھیں۔
یہ پیام ایک ساحر لے کر چلا لیکن تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ وہ ساحر جو چلا
راہ میں جانسوز عیار بہ شکل ساحر اس کو ملا اور اس نے دریائے خون رواں کی طرف
سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھ کر قریب آ کر پوچھا: "اے بزور کہاں چلے۔"
اس نے سارا حال قاہر کے آنے اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا۔ جانسورز
نے یہ ماجرا سن کر کہا: "چلو میں بھی تمہارے ساتھ خدمت ملکہ میں چلتا ہوں۔"
غرض یہ کہ دونوں چلے۔ ازبسکہ بوجہ رات کے سناٹا تھا راہ میں حباب بیہوشی مار کر اس

کو بیہوش کر کے کہیں چھپا دیا اور آپ وہاں سے دوڑ کر اپنے لشکر میں گیا۔
مہ رخ دربار برخواست کر چکی تھی۔ یہ سیدھا شبستان میں گیا اور ملکہ کو بیدار کر کے سب حال کہا۔ پھر وہاں سے بارگہ‌بہار میں گیا۔ وہ بھی آرام کرتی تھی۔ اس نے سارا ماجرا جگا کر کہا۔ بہار نے اپنی جملہ کنیزوں کو حکم دیا: "ایک ایک تم میں سے ہر ایک سردار کے خیمے میں جا کر کہے کہ جس طرح بیٹھے ہو اسی طرح سے نکل کر لشکر حیرت پر جا گرو۔"
کنیزیں تو ادھر گئیں اور بہار اڑ کر چلی۔ ادھر سے مہ رخ روانہ ہوئی اور کنیزیں بھی سرداروں کو مطلع کر کے چلیں۔ جملہ سردار خبر سن کر روانہ ہوئے اور سب مل کر لشکر حیرت پر آ گرے۔ گولے سحر کے اور نارنج و ترنج مارنے لگے۔ لشکر بالکل غافل تھا۔ یکایک خیموں میں آگ لگی۔ آگ و پتھر مارو عقرب برسنے لگے۔ ہزار ہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے۔ غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا۔ حیرت بھی بیدار ہو کر نکل آئی۔ دیکھا بھگدڑ پڑی ہے' آگ برس رہی ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا۔
ادھر قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جانسوز اس کے ذمہ دار کی سی صورت بن کر اس کے پاس گیا اور کہا: "چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ ہی سے لڑ رہی ہے۔ پس ملکہ نے فرمایا ہے کہ ابھی لشکر حریف پر نہ جاؤ۔ ادھر آ کر ان باغیوں کو سزا دو۔"
یہ سننا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا۔ یہاں آ کر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہے۔ ہنگامہ محشر آسا ہے۔ پس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا بمعہ اپنی فوج کے لشکر حیرت پر آ گرا اور ہزار ہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اس میں سے شعلہ ہائے آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا۔ دریائے آتش موجزن ہوا۔ ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا۔
حیرت نے مشعلین سحر کی اور مہتابیں روشن کرائیں بہار نے آندھی چلا کر گل کر دیں۔ حیرت نے قاہر کو لڑتے ہوئے دیکھ لیا سمجھی یہ بھی مہ رخ کا شریک ہو گیا پس معہ

بھیجا۔ یہ ساحر بھی اڑ کر چلا اور باغ سیب میں پہنچا۔
شاہ طلسم صبح کو آ کر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ آ کر پہنچی اور داد بیداد

کی صدا بلند ہوئی۔ ہنوز اچھی طرح لشکریوں سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر
نامہ حسرت لے کر پہنچا اور سارا ماجرا معرض بیان میں لایا۔ بس افراسیاب نے نامہ
پڑھ کر سر دھنا ور فکر کرنے لگا۔ کسی زبردست کو برائے تنبیہہ مخالفان بدسگال روانہ
کروں۔ یہ تو اس فکر میں ہے۔ اور عمرو مخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہیں۔
لیہکن اب بقیہ حال لشکر لقا سو فار گذارش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ مہنت جادو ہاتھ سے
چالاک کے مارا گیا تھا ساحر لاش اس کی اٹھا کر چلے تھے۔ یہاں تک طلسم ہو شربا
میں ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو نامی اسی مقتول مہنت
کی بہن ہے اس کے پاس پہنچے اور عرض کیا: "اے ملکہ آپ کے دونوں بھائی مارے
گئے مہنت کی لاش تو لائے ہیں اور اخگر پہلے قتل ہوئے۔" یہ سنتا تھا کہ نازک چشم
بہ روئی' قلعہ میں غلغلہ برپا ہوا۔ تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوئے۔ فرط الم سے بیہوش
ہوئے۔ جادوگرنیاں بال سر کے نوچنے لگیں۔ ہر ایک نے گریبان چاک کئے۔
آخر جب بھائیوں کی ماتم داری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا
اور معہ لکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر چلی۔ فوج
ساحران ہمراہ ہوئی۔ بڑے کروفر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہنچی۔ ہر کارے
خبر اس کے آنے کی لے کر رو برو لقا کے آئے شرائط آداب و تعظیم بجا لائے۔
یعنی ان کافروں نے اسی منکر خدا کو بدعا دے کر بزبان عجز و التماس اس طرح عرض
کیا: "ملکہ نازک چشم با فوج گراں آتی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے۔"
یہ خبر سن کر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کر کے لائے لشکر اس کا اترا۔
نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یاد کر کے مہنت و اخگر کو بہت روئے

لقا نے تسکین دلاسہ دے کر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران
لباس و ساقیان مہرودیار مے عشرت اساس لے کر حاضر ہوئے دورہ ساغر شروع ہوا۔

گویا بزم آسمان رفعت میں ہالہ مہرو ماہ گردش پذیر تھا۔ ناچ ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا
راگ نے رنگ ترنم مرایاں عشرت خانہ دہر مٹایا۔ یہی ہنگماہ ایک دن اور ایک رات
برپا ہو رہا۔ جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد ضیائے شام نے کار نسیم سحر
کر کے غنچہ ہائے انجم کو گلزار افلاک میں شگفتہ فرمایا۔
شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جو اسیسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے خدمت
بادشاہ لشکر اسلام میں اپنے تئیں پہنچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرج
پذیر ہوئے۔" نازک چشم جادو نے لشکر حریف میں آ کر طبل جنگ بجوایا ہے اور پانے
بھائیوں کا قصاص لینے کا ارادہ کیا ہے۔"
یہ کہہ کر ہر کارے کنارے ہوئے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشہ چشم سے
ارشاد کیا۔ امیر نے حم کار سازی لشکر دیا۔ چالاک نے طبل سکندر پر چوب لگائی۔ دلاور
تیاری جدال و قتال کرنے لگے۔ جوہر شمشیر ہے گلزار سجاعت سر سبز بنایا۔ ڈھالو کے پھولوں
سے گلستان جلاوت کو پر بہار پایا ہوا ہے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقہ تہوری میں
و زاں ہوئی۔
سرخی چہرہ شجاعت آگیں بہاران گلہائے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی۔ جوانوں کا اکڑنا منچلوں
کا جھومنا سرد آواز گلشن تھی۔ تلواروں کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقہ شجاعت میں
موجزن تھا۔ نیزہ دار نسیتان جرات کے شیر تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے۔ لشکر
حریف میں جادو گرم ہو کرتے تھے۔ بیروں کا حال معلوم کرتے تھے ہنگامہ قیامت زار
برپا تھا۔
دم سحر جب شاہ خاور جھولی تا شعاع کی زرتا گلے میں ڈال کر میدان فلک میں یا اور
ہندوی شب نے استھان سے زمانے کے رخصت ہو کر پربط ظلمات پر آسن مارا لشکر دونوں

طرف کے گرد کردہ وار دشت قتال ہوئے دسرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر ور دولت
پر ظل اللہ جہانیاں پنہاں کے آئے۔ امیر درد وظائف سے فارغ کر درگاہ باری میں دعائے

فتح و ظفر بصفا گریہ زاری مانگنے لگے۔

یا الٰہ نخل تمنا کو ثمر دے دشمن پر فتح و ظفر دے۔ یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک
نے پشت پر آ کر آمین کہی۔ امیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور خبر در و عسکر فیروزی اثر
میدان حرب میں سن کر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اور اسلحہ زیمان و تبرکات
پیغمبراں سے قامت پر استقامت کو زینت دی۔ پھر باہر کر پشت اشقر دیوز اوپر سوار
ہوئے اور در دولت حضور سلطان ذی شعور پر آئے۔ یہاں کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش
محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا۔ ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا۔ سواری شاہ کشور
ستان کی برآمد ہوئی۔ سب سرداروں نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ میں لے کر بصد
ادب روانہ دشت قتال ہوئے ڈنکے بجنے لگے۔ نقیب بولنے لگے۔ علموں کو جلوہ ملا عملدار
پھریرے کھول کر بڑھے

اسی شوکت سے دشت جنگ گاہ میں پہنچ کر صف آرا ہوئے۔ اس طرف سے لقا کا تخت
سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدارا ایک سمت آ کر ٹھہری۔ صف آرائی ہوئی مورچے بندھ
گئے۔ کمین گاہ میں لوگ ٹھہرے۔ میمنہ و میرہ قلب جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے۔

جب نقیب کنارے ہوئے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے۔ نازک چشم اجازت گیر
لقا سے ہو کر آگے بڑھی اور پکاری: "اے بندگان مغضوب خداوند' آئر میرے سامنے۔"

جلیپور ہندی' بادشاہ اسلام سے اذن لے کر مقابلے میں گیا۔ نازک چشم نے ایسا سحر
پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار چلتہ پوش آئینہ بند گرز بر دسش
پیدا ہوا اور سامنے جلیپور کے آیا۔ بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنوں
کے جلیپور نے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیاوہ گرز اٹھا کر برسر محاربہ ہوا اس بہادر
نے گرز پر دوکا۔ دونوں دیر تک ضرب عمود زنی کیا کیے۔

آخر جب گرزوں میں پھل پڑ گئے۔ سوار سحر نے تلوار ماری۔ جلیپور نے تلوار کو سر پر آتے دیکھ کر تھپکی دی کہ باڑھ شمشیر کی پٹ گئی۔ اس نے زبردست ہاتھ ڈال کر تلوار کو چھین لیا۔ سوار شحر نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کھینچا زور کش مکش کے ایسے ہوئے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ اس وقت دونوں پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر میں لنگر اکھیڑ لیا اور چاروں شانے چت کر دیا۔ پھر گرفتار کر کے لشکر میں بھیج دیا اور آپ مرکب پر چڑھ کر مبارز خواہ ہوا۔

ادھر سے عادل شیر دل نے جا کر مقابلہ کیا۔ اس پر بھی وہی سانحہ گزرا۔ پھر فاضل شیر دل رو برو گیا۔ کشتی میں قید ہوا۔ اسی طرح گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوئے۔ اس وقت شہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ میں جاؤں۔ ہنور صف لشکر سے جدا نہ ہوئے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی کہ فلک دو تیرہ تار ہو گیا۔ سرگرد آسمان سے لگا تھا۔ غلطاں و پیچاں مثل سر زلف معشوقانہ تھا۔

جب ہوا نے دامن گرد شگافتہ کیا۔ آگے آگے ایک پہلوان عفص گردن بلند بازو قوی تن مسلح و مکمل گینڈے پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدش رکاب برکاب گھوڑے کا دم سے دم اور رسم سے رسم ملائے ظاہر ہوئے۔ لشکر لق ا میں طبل شادمانی بجا اور عنصر کو ہی نے کہا: "یاخداوند! یہ شہسوار کو ہی نامی میرا بھائی ہے۔

غرض یہ کہ پیشوائی کر کے لائے۔ اس کی فوج نے بھی صف باندھی اور ناصر سامنے لگا کے گیا اور عرض پیرا ہوا: "مسلمانوں کو بڑا غرور ہے' اپنے زور بازو پر۔ میں امیدوار ہوں کہ جنگ سحر موقوف کی جائے اور مجھ کو اجازت ہو کہ میں جا کر سب کو باندھ لاؤں۔"

لقا نے اس کی عرض پذیر آئی کر کے حکم دیا: "ہم نے تجھ کو اپنا نظر کردہ کیا۔ ان بندگان خوابی کی گوشمالی کر۔"

یہ سن کر گینڈا اڑا کہ بہ سمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا۔ حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا۔

غرض جب ناصر میدان میں آیا۔ پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کر کے خوب سلحشوری دکھائی' یہاں تک کہ عرق عرق ہو گیا۔ اس وقت نیزہ زمین میں گاڑ کر اور اس کے سہارے سے کہنی لگا کر لشکر اسلام کو بنظر تیز و بنگاہ ستیز دیکھتا تھا اور دم راست کرتا تھا آخر للکارا: "اے بہادران! ہے تم میں کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ فیل مست سے آ کر بھڑے اور مجھ ایسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے۔"

اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام میں دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور کڑکا ہوا۔ نقارے شتری فیلی بجنے لگے۔ صدائے کڑدم گا دوم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زندہ زمرو بے امیان نور دیدہ مومناں و مسلماناں گل گلزار خلیل الرحمان یعنی نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقراں نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آ کر پشت ہیون سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا: "اے شاہ نصفت نشاں اجازت میدان ہو۔"

بادشاہ نے جام کلمہ عفریت پر از شربت قندو نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلمع فرمایا اور سپر ویزاں پاک کیا۔ شہزادہ جام ایلش کر کے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا۔

مرکب (گھوڑا) کئی طراروں میں مقابل حریف جا پہنچا۔ ناصر کو طلعت جہاں آرا شہزادہ دیکھ کر ایک محبت ہوئی اور کہا: "اے بل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کی جانے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے۔"

شہزادہ نے کہا: "اگر تو مجھ کو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دے گا' قبول و منظ ہو گا۔

اس وقت وقت جنگ ہے۔ زبان شمشیر کو کام میں لا۔

ناصر یہ سن کر گینڈا پیچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شہزادہ چلا۔ ایک ٹکر مرکبوں نے ایسی کھائی کہ یقین تھا۔ کہ سر پٹھ جائیں گے۔ سوار گر پڑیں گے مگر سوار پشت

**

زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپڑ کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور قد گھوڑا شہزادہ کا زور میں آ کر بڑھ گیا۔ اس نے زانوں میں مسل کر سامنا کیا اور نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ پر لگایا۔ جنگ آغاز ہوئی۔ جب اسلحہ دوزی سے مرا دلی حاصل نہ ہوئی۔ دوال کمر میں دونوں نے ہاتھ ڈال کر زور کیا۔ آخر دونوں زمین پر کودے اور دامن گرداں استینیں چڑھا کر مائل کشتی ہوئے۔

اسی طرح دہن بدہن اور مشت بمشت کشتی بصد درشتی رہی۔ شام تک دو زندہ پیل یا دواہر من مست تھے کہ سر ٹکراتے رہے۔ جس وقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان رنگباز شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکل کر بارگاہ مغرب کی راہ لی۔ رات ہوتے ہی ناصر نے شہزادہ کو روک کر کہا: "اے جوان مرحبا صدر مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا۔ اب جا کار امروز بفروا آفتاب بہر آسائش ہے۔ کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کریں گے۔"

شہزادے نے جواب دیا: "اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں کہ بغیر حریف کے زیر کئے ہوئے یا بغیر زیر ہوئے اس سے میدان سے پھر جائیں کیونکہ آج جس طرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑوں گا۔ یہ فیصلہ پھر کیونکر ہو گا پس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا رات کو دن لینا شاہوں کے نزدیک کچھ دور نہیں۔ اسی وقت تقدیر دیکھیں۔

ناصر نے یہ کلام سن کر کہا: "کیا میں بھی آپ سے یہ کی کا رکھتا ہوں۔ لیکن کچھ کھا پی لوں تو لڑوں۔"

شہزادہ نے کہا: "اچھا کھاؤں۔"

اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا۔ ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان ور میووں کے لائے اس نے کاسہ شیر پیا اور پھنکے میووں کے لگائے۔ شہزادہ اکھاڑے میں ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا: "آپ کچھ نوش فرماتے۔"

شہزادے نے کہا: "ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو جگر ہے۔ جب تک خدائے

گھرا تروایا یا بارگاہ اس کے لیے نصب کی۔ شہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی۔ مے کا دور ہوا' رامشکر حاضر ہوئے۔ بعیشرت تمام بارگاہ میں اپنی لے کر بیٹھے۔

ہائے ہوئے مے پرستان کی صدا بلند ہوئی۔ آواز سرانندہ گوش متان کے پسند ہوئی۔
ساغر دم بہ دم جھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی کرتا تھا۔
مختصر یہ کہ
قدم رکھنا سنبھل کر صحبت رنداں میں اے زاہد یہاں پگڑتی اچھلتی ہے۔ اسے مے خانہ کہتے ہیں یہاں تو یہ کیفیت ہے' مگر لقا کے لشکر میں بختیارک جو پھر کر گیا اس نے دیکھا: ملکہ نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوی معشوقاں برہم چہرہ پر زردی چھائی ہے لب پرآہ سرد ہے سامان عشرت تمام درہم برہم ہے۔ اس نے پوچھا اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدر ہے چہرے سے پریشانی ظاہر ہے۔" ملکہ نے کہا: "سنو جی' ملک جی' کچھ یہ امر پوشیدہ نہیں اور نہ کچھ عیب ہے سبھی کرتے آئے ہیں۔ طلسم سے اس ناصر کے پاس آتا کرتی تھی کچھ مطلب نکل جاتا تھا۔ آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا اس بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہاں جاؤں تو ایمان میں فرق آتا ہے اگر نہیں جاتی ہوں تو یار ہاتھ سے جاتا ہے کیا کہوں

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا امیدی اس کی دیکھا چاہیے

بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا: "اے ملکہ اگر تم عاشق ہوتیں تو اس کو جانے دیتی اور اب کچھ نہیں گیا ہے اگر عاشق ہے تو جا کر پکڑ لاؤ۔ سمجھا کہ راہ راست پر اس کو لاؤ' ورنہ تمہار بھی یہ حال ہو گا۔

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

ملکہ کو اس کے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی۔ کیفیت صحبت یار جو یاد آئی۔ انجام کار نہ سوچی۔ اسی ترنگ میں اڑ کر چلی اور بارگاہ نورالدہر کر نشان بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی پتا پر بیچ بارگاہ میں آ کر اتری۔ یہاں صحبت ناؤ نوش برپا دیکھی اور صورت پر صولت شہزادہ بلند مرتب پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب چھایا کہ جھک کر سلام کیا۔ شہزادہ بھی انتہائی خلیق ہے۔ اس کے عجز کو دیکھ کر گویا ہوا: "اے ملکہ! آیئے تشریف لائیے۔ گوہر بازی زبان شہزادے سے یہ خوشنور ہو کر برہم میں بیٹھی۔

شہزادے نے سائی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام مے زعفرانی بھر کر دیا۔ اس نے چند ساغر متواتر پئے اور نشہ ہوا دل نے بوسہ یار کی خواہش کی۔ ناصر کا دمن پکڑ کر بولی: "کیوں صاحب، تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے۔ اچھا اب اٹھو اور خدمت خداوند میں چلو۔" ناصر نے ہنس کر کہا: اطاعت اس شہزادہ والا قدر کی اختیار کرو۔ ورنہ ہم کو اپنا دشمن سمجھو۔ارے ادب وفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا۔ اگر اس سے تجھ کو انکار ہو گا تو وہ بد روز میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم میں بھی آرام نہ پائے گا۔ ی تو بتا کہ اتنے بڑے لے خداوند کبھی دیکھنے میں بھی آئے تھے۔ ان میں تو نے کیا برائی دیکھی جو ان ملچھ مسلمانوں کا ساتھ دیا۔"

ناصر نے کہا: "اوقحبہ دور ہو' کای بکتی ہے جا نہیں تو سزا اپنی کنار میں دیکھے گی۔"

اس ڈانٹنے سے یہ ساحر جھلا کر اٹھی اور کچھ فسوں پڑھ کر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین میں دھنس گیا۔ امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا: "اے ملکہ! پرائے گھر میں آ کر فساد کرنا اچھا نہیں۔ ہم آپ کو مہمان سمجھ کر طرح دیتے ہیں۔"

اس نے کہا: "تم اس مقدمہ میں نہ بولو۔"

شہزادے نے فرمایا: "اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جادور ہو' نہیں قماری جائے گی۔"
یہ کہہ کر تیغ پر ہاتھ ڈالا۔ نازک چشم نے کچھ سوچ کر سحر پڑھا ناصر زمین سے نکل

آیا اور کہا: "آج میں جھگڑا کرنے نہیں آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی۔ کیر ظاہر
ہوا کہ تم مسلمانوں کا سحر اس پر کارگر ثابت ہو گیا۔ یہ یوں نہ مانے گا۔ یہ کہہ کر
بارگاہ سے نکل کر چل چاہا کہ اڑ کر جاؤں مگر آراستگی لشکر السلام اور کیفیت چراغاں
آبادی بازراں دیکھ کر خواہش بڑھی۔ دل میں سوچا کہ خیمہ میں جی گھبرائے گا۔ یہ آراستگی
بھی دیکھ لوں۔ آخر سیر کرتی ہوئی چلی۔ امیہ عیار اس کے پیچھے آیا تھا۔ اس کو جاتے
دیکھ کر ایک ساحر کی سی صورت بن کر پہلے سمت لکشر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا
ہوا اس کے سامنے آیا اور کہا: "اے ملکہ! میں ملازم سوفار جادو ہوں۔ انہوں نے آپ
کے یہاں آنے کی خبر سن کر مجھ کو بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ جو ملک فوج وسپاہ ہو
وہ اسی طرح آئے۔ پس مجھ کو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کروں۔"
نازک چشم نے کہا: "مجھ سے کون ایسا ہے جو فساد کرے گا۔" غرض کہ دونوں باتے
چلے۔ راہ میں ایک مقام دیکھ کر امیہ نے خاصدان نکالا اور اس کووا کر کے ملکہ سے
کہا: "مجھ کو پان کھانے کی بہت عادت ہے۔ آپ بھی نوش فرمایئے راہ میں سوائے
اس شغل کے کیا ہے۔ ملہ نے ایک گلوری لے کر اس کے کہنے سے کھائی فوراً لمبے
ہوش ہو گئی۔ امیہ پشتارہ باندھ کر اس کا سامنے شہزادہ نورلادہر کے لایا۔ شہزادے نے
کہا: "بقیہ شب اس کو قیدر رکھو۔ امیہ نے پشتارہ سے نکال کر اس کو ستون سے باندھ
دیا۔ مگر بے ہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا۔ جس
وقت زاہد خورشید مشرق سے باہر آیا۔
امیر مع سرداران کے مسجد کے پاس تشریف لائے اور بعد فراغت اطاعت رب اکبر دربار
میں دنگل ناو عنبر جناب آصف بن بخیا پر جلوہ فرما ہے۔ بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے
اور تخت سلیمانی پر بیٹھے۔ دربارہ کا نقارہ بجا۔

تمام سردار حاضر ہونے لگے۔ شہزادہ نورالدہر مع ناصر دربار میں آئے ناصر سے نذر دلوائی۔ دنگل اس کو ماتحت نور الدہر اسی ذیل میں کہ زہادے دے کر سرداران جہاں بیٹھے ہیں عنایت ہوا ور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اس وقت امیر پشتارہ ساحر کا لایا۔ امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی میں بیٹھے تھے۔ ساحر کو دیکھ کر حکم دیا: "ستون سے باندھ کر ہوشیار کرو اور دعوت با اسلام کر کے ٹھکانے لگاؤ۔" امیبہ نے باندھ کر کے حصب الحکم ہوشیار کیا۔ لیکن ہنے والی۔ اس نے بھی سوزن زبان میں نہ دیا تھا۔ س احرہ کی معجب آنکھ کھلی اپنے تیئں بندھا دیکھا اور شاہ اسلام کی تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا۔ دیکھتے ہی بنگاہ غضب گھورنے لگی۔ امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا۔ بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہو کر پکاری: "معلوم ہوا یوں ہی عیار کے بھروسے پر تم لڑا کرتے ہو۔" یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دھواں بنی اور اڑ کر بلندی پر گئی وہاں سے اک ناریل بارگاہ میں مارا شعلہائے آتش زمین سے نکل کر سرداروں پر چلے۔ امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسماء الہٰ جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر بھر کر کمان میں ہوستہ کر کے پکارے: "باش او قحبہ کہاں جاتی ہے۔" نازک چشم نعرہ سن کر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی۔

○○○

• ملکہ نازک چشم

بارگاہ لقا میں بختیارک کہہ رہا تھا: "رات گزر گئی اور ملکہ نہ آئیں کسی کو بھیجنا چاہیے۔"
یہی فکر تھی کہ یہ جا کر پہنچی اور سارا ماجرا گزشتہ بیان کر کے دنگل پر بیٹھی بختیارک

نے تیل ماش منگا کر اس پر سے اتارے۔ نازک چشم ہنس پڑی۔ اس نے کہا: "ہنسی
کیا ہو' بڑی خیر گزری۔ وہاں کا گیا کوئی پھرتا نہیں۔ اس جگہ کا جانا' ملک عدم کا سفر
ہے وہ لوگ بڑے زبردست ہیں۔ کون ان کے برابر ہے۔ تم واقعی نصیب کی اچھی ہو'
جو پھر آئی ہو۔"
یہ کلام سن کر نازک چشم غضب ناک ہوئی اور بولی: "ملک جی' میں ابھی حمزہ کو معہ
اس کے لشکر کے غارت کئے دیتی ہوں۔"
یہ کہہ کر وہاں سے اٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف
سے بند ہو گیا۔ یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے تو تاریکی معلوم ہو۔ ادھر نہ آ سکے۔
بعد اس بندوبست کے خول خنزر سے بنا کر چوکا دے کر زمین کو لیس کر بیٹھی اور گوگل
دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی۔ منتر آغاز کیا۔ پھر آردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک
جانور بنایا۔ جانور سے کہا: "تو سر حمزہ پر جا کر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ میں تیرے
قتل کرنے کو اے حمزہ آیا ہوں۔ وہ یہ سن کر اسم اعظم پڑھے گا اور میں بند کر لوں
گی۔" جانور یہ حکم سن کر جاندار ہو کر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا۔
بعد اس کے اس نے اژدہوں کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا تمام کا کام
تمام کرو۔ اژدہے بھی غائب ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین میں سما گئی اور لشکر
اسلام کی جانب چلی۔ اہل اسلام غافل اترے ہوئے تھے کہ یکایک اژدہے کنارے لشکر
کے چلے۔ شعلہ ہائے آتشیں منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے زمین کانپنے لگی

اور مرد مان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے۔ ہنگامہ برپا ہوا اور خیموں بازاروں سے لوگ بھگ کر طرف صحرا چلے۔ لیکن جدھر گئے اژدہوں کو قلاب آتشیں چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا۔ صورتیں ان موذیوں سے ایسی پیدا کی تھیں کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا ان کے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا۔ عقرب چرخ کو بصد ترس وہم اپنی جان کی نگہبانی کی پڑی۔

مغز سر میں حرارت آتش زہر سے لشکریوں کا پگھلنے لگا۔ تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور گھاس جھلس گئی وہ آگ جو وہاں اژدہوں سے نکلی۔ اس قدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا۔ اہل اسلام یہ دانی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے۔ بعضے ان میں وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے تھے۔ بارگاہ سلیمانی میں شاہ اسلام اور سردارا امیر جا کر ٹھہرے لشکری جہاں تک سما سکے جا کر وہیں پناہ گزیں ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزاروں باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے صدائے انعیات و فریاد بلند ہوئی۔ امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھ کر سحر دفع کرنے باہر نکلے۔ اس وقت ایک جانور آ کر گود سر پرھنے لگا اور پکارا: ”اے حمزہ میں تجھ کو مارنے آیا ہوں۔“

امیر نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا' وہ طائر تو جل گیا۔ مگر پس پشت نازک چشم گھات میں لگی تھی۔ اس نے ایک جانور سرخ رنگ کا چھوڑا کہ اس نے آ کر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا۔ اس نے پکڑ کر شیشہ میں بنا کیا اور پکاری کہ حمزہ بندکیا میں نے اسلم اعظم اب لازم ہے۔ سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوند میں حاضر ہوا اور سجدہ کر' ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہوں۔ دعم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گی اور چراغ ہستی بجھا دوں گی امیر کے گلے میں حرز ہیکل ہے اسی وجہ سے بے ہوش تو نہ ہوئے اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہیں اس کو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چل کر بارگاہ میں چلے آئے۔

ادھر ساحرہ شیشہ لے کر بارگاہ لقا میں گئی۔ مگر ایک رات کی مہلت جو دے گئی ہے

اس وجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہیں ہیں لیکن مصیبت کبہ میں گرفتار ہیں۔
کوئی فرط عطش سے زبان دکھتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے۔ ہوائے گرم نے برگ نہال حیات
گرائے تھے غنچہ و دہن سبز بختاں خضر طریق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے۔
ہر سمت شور و غوغا برپا تھا۔ کچھ بنائے نہ بنتا تھا

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریاں اڑتی تھیں بدن سے

زنبور کنول سے جل رہے تھے
پتھر سے شرر نکل رہے تھے

حالت جو سر شک کی بتر تھی
خسانہ مژدہ سے چشم تر تھی

مسدود تھی سیف کی روانی
قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

تشویش میں جاں انس جاں تھی
ہونٹوں پہ صدائے الاماں تھی

جوبارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا اسی آفت میں پھنستا تھا۔ ہرکارے دمبدم کی خبر لقا کو پہنچاتے
تھے۔ ساحر خوشی کے مرے نعرے مارتے تھے۔ اس وقت نازک چشم جا کر پہنچی اور
شیشہ اسم اعظم دکھایا۔ عرض کیا: "رات بھر حضور تامل فرمائیں صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی

میں چھپے ہیں۔ سب باہر نکلیں گے اور مسحور ہو جائیں گے۔ آپ لشکر چل کر سب کے سر کاٹ لیجئے گا۔"

لقا نے کہا: "یہی تدبیر ہم نے نوے ہزار سال پیشتر کی ہے کہ صبح کو تمام باغیوں کو قتل کریں گے۔ اس وقت جشن کیا جائے۔

"فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ مطرب جمع ہوئے انجمن عیش مترتب ہوئی۔ تھاپ طبلے پر پڑی۔ صدائے مبارکباد بلند ہوئی۔ ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا: "شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھو اور پھر بزم عشم میں بیٹھو۔"

اس نے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دے کر کہا: "اے فرزند مجھ کو اور کسی کا اعتبار نہیں۔ تم اس کو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہنچا آؤ۔ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہہ دینا۔"

گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی۔ یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت میں مبتلا تھا بلبلا کر درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے۔ رو رو کر خدائے پاک کو پکارتے تھے کہ ہم کو اس آفت سے بچا

پھر تو مانند پنجہ مرجان
ہاتھ اٹھا کر سوئے در سبحان

اے مددگار بیکس و ناچار

اے طرفدار ہر غریب و یار

اے کشایندہ کار بستہ کے
ناخدا کشتی شکستہ کے

بیکسی پر مری تو رحم کر
بے بسی پر مری تو رحم کر

کون حامی یہاں ہمارا ہے
اک تیری ذات کا سہارا ہے

ہم ہیں در ماندہ دستگیر ہے تو

ہم ہیں بے دست دپا قدیر ہے تو

اس بلا سے ہمیں بچا یا رب
پار بیڑا مرا لگا یا رب

تیر دعا ان کا ہدف اجابت سے مقبروں ہوا یعنی اتفاقات قضا قدر سے شہزادہ طولوس جمہور جہاں سوز طر طوسی تبرزن پسر خواندہ' میر لشکر میں نہ تھا۔ کئی روز سے دشت میں سیر صید افگنی کرتا تھا۔ گلابی چشم جو شیشہ لے کر چلی اسی دششت کی طرف سے ہر کر گزری۔ ایک نوجوان کو ہمراہ خیل سرداراں دشت میں شکار کناں پایا مگر یہ معلوم ہوا تا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشاں ہے یا برج سنبلہ میں مہر تاباں ہے۔
گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت سے صحرا میں اتری سحر سے صورت اپنی ایک حسینہ کی بنا کر خراماں خراماں گللگشت کناں چلی۔ صدائے خلخال و پازیب سن کر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلو کناں ہے اس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جناں ہے آنکھیں اس آہوئے بیشہ رعنائی کی غزالاں دشت پیچ کا راہ بتاتی ہیں۔ ابروئیں تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بناتی ہیں رخسار نازک سے گلائے صحرا پر پژمردہ ہیں۔ دہن تنگ کے روبرو غنچہ شرمندہ۔
جمہور بھی ایسی صورت زیبا کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اور پکارا:"

**

دشت میں آمد بہار ہے آج
چشم نرگس کو انتظار ہے آج

وہ ناکبدناں شرما کر مسکرائی اور چھماں چھماں پاس آئی' جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور اظہار عشق کر کے اپنے ہمراہ لے کر اسی جگہ آیا جہاں خیمہ زربفتی استادہ تھیں۔ سائبان باسلک گوہر کھنچا تھا۔ سامان عشرت و نشاط مہیا تھا وہاں مسند زنگار پر دونوں گویا برج سنبلہ میں آفتاب و مہتاب آ گئے۔ شہزادے نے کشتی شراب کھینچ کر آگے رکھی۔ جام لبریز کے اس پری چہرہ کو دیا۔ اس نے بیک جرعہ ور کشید کیا۔ بھر اس نیس اغر بھر کر شہزادے کے سامنے پیش کیا۔ شہزادے نے پوچھا: "آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشگ ارم بنانے کیا باعث ہو۔ اسی ساحرہ نے مسکرا کر کہا: "نصیب یترا اے شخص یاور ہوا' جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا۔ اب تمام عالم زیر فرما تیرے کروں گی۔ شاہ جاوداں کا ہمسر بنا دوں گی۔ مادر نے میری اسم اعظم حمزہ بند کر کے اژدہائے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہے اور مجھ کو شیشہ اعظم دے کر طلسم بھیجا ہے۔ بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہتھ سے مارے جائیں گے خداوند باختر یعنی لقا ہم لوگوں کو وہ مرتبہ کریں گے کیس پیغمبر ایسا مرتبہ نہ کیا ہو گا۔

شہزادے نے جب ماجرائے جنگ وغیرہ سنا۔ چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غصہ جتاؤ گے تم کو بھی مسحور کرے گی۔ لازم ہے اس سے باشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ۔ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا: "اے ملکہ نصیب میرا' جو تمہارا ادھر آنا ہوا۔"

یہ کہہ کر گردن میں باہیں ڈال دیں۔ وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی۔ شہزادے نے اس کو وہیں لٹایا اور آسن میں رانوں کو گانٹھا۔ پھر ایک ہاتھ منہ پر پیار کے جی سے رکھا

اور دوسرا گردن پر رکھ کر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھیں نکل آئیں۔ ہر چند تڑپی
اور چاہا سحر پڑھے لیکن رانوں میں پڑی تھی اور منہ بند تھا کچھ نہ کر سکی۔ آخر روح

نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی منفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم
روانہ ہوئی شور دار و گیر برپا ہوا۔ بڑی دیر تاریکی رہی صدا آئی: "مارا گلابی چشم جادو
گو، کل 195 برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی۔ ارے بیدور تو نے بڑا غضب
کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت سے بھی نہ چنا تھا پرارماں و شادی ماری گئی۔
بعد ہنگاکے برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اس کی جھولی سے نکال کر توڑ ڈالا۔
لشکر اسلام میں سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آ گیا اور بارگاہ سے نکلے
اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اژدہوں کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ
نابود ہو گئے بالکہ وہ حرارف موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے۔ ان پر اسم
اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ ہوش میں آ گئے۔"

اس عرصہ میں جمہور شکار گاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا۔ ہر ایک خوش ہوا
اور امیر دربار مین آ کر بیٹھے۔ ہر ایک بلاول شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام میں مصروف
ہوا۔
ہر کارے لقا کے جو دمبدم خبر پہنچاتے تھے۔ یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوئے
کہ بلکہ گلابی چشم اثنائے راہ میں جمہور کے ہاتھ سےماری گئیں۔ لشکر اسلام پر سے وہ
آفت دفع ہوئی۔ اب سب راحت پذیر ہیں۔ بختیارک یہ سنتے ہی پکارا: "صلوہ بر محمد و
لغت برلقا کیوں، ملکہ کچھ خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا۔"
نازک چشم خبر مرگ دختر سن کر رونے لگی۔ آخر سب نے سمجھایا: "اے ملکہ صبر کرو
خداوند کی مشیت میں کیا چارہ ہے۔"
لقا نے کہا: "اے بندی قدرت تو نے ناصر کے لیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے
نہیں کیا تھا۔ ہمکو یہ ناگوار گزار تیری دختر کو ہم نے قتل کرایا۔ اب اگر ایسا کرے

گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندوں کو قتل کرنا چاہیے گی تو ہم تجھ کو بھی غارت کر دیں گے۔ کیونکہ یہ بند گان مغصوب ہمارے پیارے بندے ہیں۔ جو کوئی ان مسلمانوں کو ستائے گا تو برباد ہو جائے گا۔ خیر ہم تیری دختر کو بروز تو روز زندہ کر دیں گے۔ فی الحال ہمارے لیے ان مسلمانوں بندوں کو قتل نہ کرنا۔"

نازک چشم یہ کلمات سن کر خداوند کے قدم پر گری اور عذرہ خواہ ہوئی: "بے شیک میں گنہگار ہوں اب ناصر کو بھی کبھی یاد نہ کروں گی۔"

لقا نے اس کی دلجوئی اور دلداری کی۔ یہ وہاں سے روتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی اور سیاہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی۔ فی الجملہ کچھ دنوں اس ساحرہ کو مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھیے اور حال خسران مال افراسیاب بدسگال سنیے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد مرنے قہر چہار چشم کے شاہ جاوداں مت دور متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونوں کی گردن میں نامے بندھے تھے۔ شہنشاہ نے واکر کے پڑھے ایک نامے میں لکھا تھا: "اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہیں اور عرمو مخمور سمت طلسم کوکب جاتے ہیں۔ اب قریب ملے کو منزل مقصد پر پہنچیں آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے۔

عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا: "اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کو اس لونڈی کو حضور نے عہدہ وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہر استقبال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ اس کا اجازت حرب عنایت ہو۔"

چنانچہ دونوں عریض کو پڑھ کر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا۔ پہلے خط کے جواب میں یہ لکھا:

میں کوکب سے ڈرتا نہیں اگر عمر و مخمور جائیں گے میرا کیا ہو گا۔" خیر تمہارے لکھنے سے میں ایک نامہ کوکب کو لکھوں گا۔ عجب نہیں جو باغیوں کو گرفتار کر کے بھیج دے اور ان کا شریک نہ ہو۔"

یہ لکھ کر طائر کے گلے میں باندھا اور وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا۔"

اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے بہت خوش ہوا اچھا جاؤ' حیرت سے پوچھ کر تمام
نمک حراموں کا کام تمام کرو۔"
یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا۔ فی الجملہ دونوں طائر جا کے اپنے مالکوں کے پاس پہنچے۔

ایک تو نامہ پڑھ پر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پا کر کوچ کیا۔ اپنے لشکر کے تین
حصہ کئے ایک حصہ فوج سالار جادو نامی اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہراولوں کے آگے
روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دے کر پیچھے سپہ سالر کے بھیجا۔ پھر بقیہ
فوج کو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لے کر کوچ کیا۔ اس طریق سے لشکر چلا کہ
ایک لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا۔ سپاہ کا حساب حدو انداز سے باہر تھا۔
القصہ پہلے سالار جادو قریب لشکر حیرت پہنطاء طائران سحر نے خبر درود لشکر حیرت کو دی۔
ملکہ نے سرداروں کو حکم دیا: "بہر استقبال جائیں۔"
سردار مصروف تیاری ہوئے۔ لیکن اس بارگاہ میں جواسیس لشکر مہ رخ موجود تھے۔ سب
خبر دریافت کر کے حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوئے اور بعد و دعا و ثنا کے آنا لشکر
صعنت بیان کیا۔
مہ رخ اس کے آنے کی خبر سن کر لرز گئی۔ رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا: "خدا خیر
کرے۔"
برق فرنگی نے کہا: "اے ملکہ! تم گھبراؤ نہیں میں جا کر اس صنعت کے لشکر کو دیکھتا
ہوں اور اس کی اچھی طرح سے خبر لیتا ہوں۔"
مہ رخ نے کہا: "تمہارا جانا بہتر نہیں' وہ بڑی زبردست ہے۔"
برق نے کہا: "ہمارے نزدیک سب پست ہیں خدائے تعالیٰ زبردست ہے۔ یہ کہہ کر روانہ
ہوا۔ راہ میں ضر غام عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا: "میں عیاری کو
جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا۔"
یہ کہہ کر چلا۔ ضر غام بھی دوسری راہ سے اس کے پیچھے ہوا۔ برق جب صحرا میں
پہنچا دیکھا کہ زیر دامن کو جھنڈے گڑھے ہیں' گنج پڑے ہیں۔ دور تک خیمہ و بارگاہ

خرگاہ آراستہ ہیں۔ راوٹیں اور بے چوبے استادہ ہیں۔ طلایہ بھرتا ہے کوتوالی چبوترا بنا ہے۔
دوکانیں لگی ہیں پلٹنیں اتری ہیں اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہے۔ ساحروں کی

کثرت سے ہر سمت دھوم ہے۔ برق ایک ساحر کی ایسی صورت بن کر داخل لشکر ہوا
اور ایک شخص سے پوچھا: "بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں ناواقف ہوں۔ تم بتاؤ
کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت کو کون سا خیمہ ہے۔"
اس نے جواب دیا: "اے شخص' یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر
کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے آتا ہے۔ اس لشکر کے
بعد لشکر ملکہ صنعت کا ہے۔ یہاں سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے۔ اتنا بڑا مجمع ہے۔"

برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے اور سالار جادو اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا
سامنے اس کے رکھا تھا۔ اس کو واکر کے دیکھ رہا ہے کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمکل
نکلی اور آفتاب ایسا چمکا کہ روشنی ہوئی۔ اس روشنی میں صدا آئی اے سالار ہوشیار
ہو کر برق عیار آ پہنچا۔
یہ سن کر اس نے ایک ساحرہ کو حکم دیا: "جاؤ برق فرنگی عیار بازار لشکر میں کھڑا ہو
اس قطع کے شخص سے باتیں کر رہا ہے۔ اس کو بلا لاؤ۔" ساحر حسب الحکم برق کے
پاس آئی اور عرض کیا: "ہمارے میاں نے آپ کو بلایا ہے۔"
برق یہ سن کر پہلے تو بھرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی خدا مالک ہے۔"
غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمہ سالار میں آیا۔ دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے۔
فرش مکلف بچھا ہے میز کرسی دنگل وگیرہ آراستہ ہیں۔ آبدار خانہ مے خانہ کے مقام
پیراستہ ہیں ہزار ہا ساحر دروازہ پر بعہدہ خدمتگاری و با امید باریابی کھڑا ہے۔ سامان سلطنت
ہے۔ بڑا کارخانہ ہے۔ ایک دنگل زرنگار پر سالار بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے
اس میں پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے۔ برق نے جا کر
سلام کیا۔ اس کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ صندوقچہ بند کر کے الگ رکھا دیا اور برق

کا ہاتھ پکڑ کر بڑے تپاک سے کرسی پر بٹھایا۔

فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارت مہیا ہوا شراب و کباب ہنگایا۔ جلسہ چنگ و رباب دکھانے کا ارادہ کیا اس خاطر داری کے گویا ہوا: "اے برق میں نے اپ کو یہاں آنے کی اس تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہیں جو کچھ میں کہوں گا۔ فی الجملہ آپ جا کر ملکہ مہ رخ کو سمجھا لیجئے کہ آج تک جو ساحر آیا اور اپ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ اس طرح کا لڑنے والا تھا۔ شہنشاہ کو تم سب کاغارت کرنا منظور تھا۔ ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تا یکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو نے اپنے وزیر کو بھیجا ہے پس ملکہ عالم سے لڑنا شاہ جاوداں سے مقابلہ کرن ہے۔ پھر مورضیعف پیل و مان سے کہیں لڑ سکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب شمع کو کو نہیں بجھا سکتا کیونکہ کہاں کیونکہ کہاں ملکہ صاحبہ اور کجا لشکر مہ رخ۔ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر میں شمہ بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہیں کر سکتا

شہ ساحران صنعت سحر ساز
کہ ہے آج شاہی میں وہ سرفراز

خداوند اورنگ کشور ستان
سرا فراز جادوگراں جہان

کسی کو ہو کب دعوی ہمسری
کہ ہے وقت کی اپنے وہ سامری

نہیں ساحران جہاں کی مجال
کریں سامنے اس کے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برقاتم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے
سے باز نہ آئے تو اپنی جان آپ دے گی۔ تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ
آؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی منع کر دینا کہ وہ بھی جسارت نہ کریں ورنہ روز بد دیکھیں
گے۔ اگر ہزار جان لے کر ہمارے لشکر میں آئیں گے ایک بھی سلامت نہ لے جائیں
گے۔

برق اس تقریر دراز کو سن کر ہنسا اور دل میں سوچا کہ یہ کہاں کہ ہمارے دوست مہربان
ہیں' جو اس وقت مشفق ناصح بن کر کتاب پند نامہ پڑھتے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ ازحد بیوقوف
بد تراز طفل خواں ہیں۔ خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لے
کر یہاں سے اپنا راستہ لو۔ پھر جیسا ہو گا سمجھ لیں گے۔ یہ تجویز کر کے گویا ہوا: "اے
مہربان واقعی آپ نے جو کچھ فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ
کا ارشاد نہیں۔ میں اپنے امکان بھر مہ رخ کو فہمائش کروں گا اور جنگ سے باز رکھوں
گا اور عیاروں کو مانع ہوں گا۔ الحق ایسا درشت شفیق تراز برادر مجھ کو کہاں ملے گا۔
سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے۔ مگر یہ دوستی کسی سے نہیں کی جو کچھ جناب نے
مہربانی با شکستہ زاویہ حرماں کی نسبت فرمائی۔"

سالار اس کی گفتگو سن کر پھول گیا اور کہا: "اے برق آپ بڑے دانشمند ہیں میں تمام
عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور ملکہ سے کہہ کر بڑا رتبہ کراؤں گا۔"

برق نے کہا: "یہ آپ کی عنایت ہے۔"

غرضیکہ اسی گفتگو میں اتفاق سے سالار کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اٹھ کر چوکی پر گیا۔
مگر کہتا گیا آپ تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں۔"

برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا ہے تم اپنا کام کرو۔ یہ سمجھ کر اٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے
سحر کا رکھا تھا اٹھایا۔ پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے ظاہر ہو گی۔ مگر دیکھا
تو اسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہیں پہنچا ہے۔ معلوم دیا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے
اور جس ترکیب سے سحر پیدا ہوتا ہے وہی تدبیر کر دی جائے تو اس میں سے سحر پیدا

ہو کر کام دے۔ پس یہ لے کر اس کو خیمہ کو باعزاز بلایا تھا۔ یقین ہے کہ صندوقچہ
دیا ہو گا۔ یہ سوچ کر کسی نے نہ روکا۔ یہ نکل کر جب لشکر کے کنارے پہنچا۔ اس

وقت سالار چکی پر سے آیا۔ برق کو نہ دیکھا۔ پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بدقسمت
تھا جو چلا گیا' نہیں تو میں بہت کچھ دیتا جب افسوس کر چکا۔ غور جو کیا تو صندوقچہ
سحر بھی نہیں۔ پھر بوکھلایا اور بدحواس ہو کر باہر آیا پکارا: "وہ لے گیا۔"
ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے۔ یعنی سب
یہی کہنے لگے: "ارے وہ لے گیا ارے وہ لے گیا۔" کوئی یہ نہیں کہتا کہ صندوقچہ
لے گیا۔ سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اس طرف سب جاتے ہیں اور "لے گیا لے گیا۔"
کا غل مچاتے ہیں۔
برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی' یہ ایک
درہ کوہ میں جا کر چھپ رہا۔ وہاں بھی غل سن رہا ہے: "لینا گھیرنا گرفتار کرنا۔ ظالم
نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا۔"
یہ تو غار میں مخفی ہے کوہ کے مگر ضر غام سے جو کہہ آیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے لشکر
میں آیا تھا۔ اس نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ لیے دیکھ کر اس
کو بھی دگی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقعہ ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے
کا۔ یہ سمجھ کر اپنی صورت تنہائی میں جا کر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے
سے ساحروں کے بھاگ کر چلا۔ سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "تو میرا صندوقچہ
کیوں لے گیا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی' میں تو بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ
تجھے زرد گوہر کے کئی صندوقچے دوں۔ اب اس صندوقچہ میں جو تو لے گیا ہے کچھ
زرد جواہر نہیں ہے صرف سحر کرنے کا ہے' وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض
سا مال لے' میں تجھ کو ضرر نہ پہنچاؤں گا اور بہت کچھ دوں گا۔"
نقلی برق نے جواب دیا: "تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ اور بالفرض میں لے بھی گیا ہوں

تو کیا دینے کے واسطے لے گیا ہوں جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دیں لے۔ سالار نے یہ سن کر ایسا سحر پڑھا کہ ضر غام کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشاد دیا کہ بے قرار ہو گیا اور کہا: "سالار کیا چاہتا ہے۔"

اس نے کہا: "صندوقچہ دے۔"

اس نے جواب دیا: "ایک شرط سے یعنی میں صندوقچہ غار میں ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہوں۔ اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دے دوں' کیونکہ ہم لوگوں کے رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو برا ہے۔ اس لیے تجھ کو تنہا لیے چلتا ہوں۔

سالرا نے یہ سن کر اس کو زمین سے چھڑایا اور بولا: "اچھا چل دے۔"

افسران لشکر نے عرض کیا: "یہ مکار ہے۔ آپ تنہا نہ جایئے۔"

سالار سمجھا کہ تو سپہ سالار ہے اگر جانے میں تامل کرے گا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہیں لیکن دل دیکھتے ہیں سب بودا جانیں گے۔" یہ سمجھ کر کہا: "نہیں میں جاؤں گا کیا میں کوئی حلوہ ہوں جو کھائے گا۔"

ایک کہہ کر ساتھ ہوا۔ ضر غام اس کو لے کر ہوستان میں آیا اور اس حمقات زدہ کو ازبسکہ دق کر کے مارنا منظور تھا بدیں سبب کا یکایک بیہوش نہ کیا۔ لے کر چلا۔ اس کو جاتے دیکھ کر برق جو غار میں تھا۔ اس نے بھی دیکھا اور ضعیفہ کی صورت بن کر یہ بھی بطور مخفی ان کے پیچھے چلا۔

غرض جب کوس بھ راہ طے کی اس وقت سالار نے پوچھا: "اے برق وہ مقام کون سا ہے جہاں صندوقچہ رکھ آیا ہے۔ اگر وہ بہت دور تھا تو وہاں کہاں ہوتا کہ میں سوار ہو کر آتا۔"

ضر غام نے کہا: "میں کچھ نشہ میں تھا۔ جب صندوقچہ رکھنے آیا تھا۔ اب جگہ یاد نہیں آتی جہاں رکھا ہے' جس جگہ رکھا ہےا س جگہ کو بالکل بھول گیا ہوں۔ چلیے ڈھونڈتا ہوں اگر مل گیا تو مال آپ کا ہے نہیں تو مال ہمارا ہے' جب یاد آئے گا تب آ کر لے جائیں گے۔ اس وقت ہم دونوں مجبور ہیں۔"

سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا: "اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار ہی ڈالوں گا۔"

ضرغام بولا: "ہاں یہ تو ہونا ہی ہے اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہے۔ اچھا چلتے تو آیئے سمجھ لیا جائے گا۔"

وہ ناچار تھوڑی دور اور گیا۔ پھر اس نے استفسار کیا اب کہاں ہے۔"

اس نے کہا: "آج مجھ کو چھوڑ دیجئے۔ میں اپنے گھر جاؤں کل میرے جب حواس درست ہوں گے تو آ کر ڈھونڈوں گا۔"

سالار نے غضب میں آ کر کہا: "ابے کیوں باتیں بناتا ہے میں ایک گھونسا ماروں گا تیرا دم نکل جائے گا۔"

ضرغام نے ہنس کر جواب دیا: "چلو اچھا ہے میری جان گئی تمہارا مال گیا یہی سہی۔"

سالار گھبرایا گویا ہوا بھائی بتا دو' کیوں دق کرتے ہو۔"

ضرغام نے کہا: "اچھا اگر صندوقچہ لینا ہے تو چپکے چپکے چلے آؤ۔"

ناچار وہ پھر ساتھ چلا۔ جب کچھ دور گیا تھک کر بولا "میں کیوں تو نہ بتائے گا۔"

ضرغام نے کہا: "بتاتے ہیں مرا کیوں جاتا ہے۔"

اس نے کہا: "تو یوں نہ بتائے گا۔"

ضرغام نے کہا: "تو بھی یوں کہنا نہ چھوڑ گا جب تک کہ سزا نہ پائے گا۔"

سالار بولا: "ہے شرف مار ڈالوں"

ضرغام نے کہا: "کیوں یہی بات ہے کہ ناک کاٹ لوں۔" سالار بہت ہی خفا ہوا۔ لیکن غرض بہت بری ہے جانتا ہے کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو ملکہ صنعت کیسے گی کہ جاتے ہی حربہ کا چھنوا دیا۔ فوج والے بھی ہنسیں گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ ملا اور لے نہ سکے۔ لہٰذا یہاں سے خالی ہاتھ پھر کر جانا بڑی غریت کی بات ہے۔ جس طرح بنے لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر پھر کچھ میل کی باتیں کرنے لگا اور کہا: "بھائی آخر وہ تم کیوں نہیں دیتے ہو' مجھ سے جو کچھ کہو' میں وہ دوں اس صندوقچہ کے لینے سے تمہارا کچھ بھلا نہ ہو گا۔"

ضرغام نے کہا: "ارے میاں دینے ہی کے لیے تمہیں لائے ہیں یا اور کسی کام کو مرد آدمی ہم خود حیران پھر رہے ہیں۔ چلو ڈھونڈھے دیتے ہیں گھبراتے کیوں ہو۔"

غرض اسی طرح اس کو لیے لیے کوسوں کا چکر دیا کہ پاؤں اس کے سوجھ گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا۔

ضرغام نے کہا: "آپ بھی تھک گئے اور میں بھی بہت ہلاک ہوا۔ اب آج معاف کیجیے کل میں خود آپ کے لشکر میں لے کر صدوقچہ آؤں گا۔"

یہ کہہ کر اٹھا کر چلا جائے۔ سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھ کر اس نے دستک دی کہ ضرغام کو پاؤں زمین نے پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق میں لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی۔

سالار نے جھولے سے سحر کے منقل آتش نکال کر کوئلے سلگائے۔ پھر کنجر کھینچ کر چلا کہ تیری بوٹیوں کے کباب لگا کر کھاؤں گا۔ یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بوٹے کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بن کر چھپا ہوا تھا۔ سب ماجرہ دیکھتا تھا۔ یکایک ایک صندوقچہ لے کر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اس کی طرف چلا آگ لگاؤں تیرے صندوقچے کو۔ بھاڑ میں جائے موئے تو' جہنم کا کندہ ہو۔ میرے بچے کی جان ہے تو سب کچھ ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کر باندھا ہے۔ صدقہ کروں بھڑوے لے اپنا صندوقچہ لے تو۔"

ضرغام یہ باتیں سن کر پہچان گیا کہ برق ہے مگر سالار کے دھوکا دینے کو کہا: "غضب پڑے اس بڑھیا پر کم بخت صندوقچہ دیئے دیتی ہے۔ میں اپنی جان دیتا' صندوقچہ نہ دیتا۔"

سالار نے کہا: "یہ تیری کون ہے۔"

اس نے کہا: "ہم لوگ یہاں مسافرانہ وارد ہیں۔ یہ بڑھیا کوہستان میں رہتی ہے۔ ہم نے اس کو ماں کہا ہے جو لاتے ہیں اس کے پاس رکھواتے ہیں' یہ بھی ہم کو روٹی پکار دیتی ہے اور جگہ رہتی ہے۔ اس وقت کسی کام کو نکلی ہوئی مجھ کو دیکھ کر صندوقچہ لائی ہے۔ میں جانتا کہ یہ دے دے گی تو اس کے پاس نہ رکھواتا۔"

اسی گفتگو میں بڑھیا نے قریب آ کر کہا: "ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے۔"
سالار نے کہا: "یہ میرا صندوقچہ نہیں ہے۔"
بڑھیا نے کہا: "تو میرا گھر سامنے ہے' وہاں بہت سے صندوقچہ رکھے ہیں تو اپنا چل کر پہچان لے۔"

سالار سمجھا کہ یہ عیار ہیں نہیں معلوم کتنا مال اس بڑھیا کے پاس رکھوایا ہو۔ ذرا چل کر دیکھ تو کہ کیا کیا ہے یہ سوچ کر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضر غام کو بھی ہمراہ لے لیا۔ سالار جو درہ تھا وہاں آئے۔ بڑھیا نے کہا: "ادھر دیکھ وہ میرا گھر ہے۔"
اس نے پھر کر دیکھا۔ ضرغام پیچھے تھا۔ اس نے کمند ماری۔ یہ گھبرا گیا۔ بڑھی سامنے تھی منہ ادھر ہوتے ہی حباب بے ہوشی مارا کہ یہ چھینک مار کر گرا۔ بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا۔ غل و شور تاریکی ہو گئی اور لاش اس کی بگولے اڑا کر لے گئے۔
ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے اور اپنے لشکر میں آئے۔ مہ رخ سے سب حال کہا۔ تم سردار سالار کے چکر دے کر پھر اپنے پر خوب ہنسے اور عیاروں کو خلعت دیا۔

○○○

کیا ہے۔
صنعت یہ سن کر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی۔ پھر آفتاب چمکا۔ اب جو دیکھا تو صنعت نہیں ہے۔ اس کے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو

حواس درست ہوئے۔ مہ رخ سے کہا: آپ کو یہ بد حواسی نہ چاہیے۔ ایسی ایسی باتیں بہت سی آئیں گی۔ یہ سمجھ لو کہ افراسیاب سے بڑھ کر اس طلسم میں کوئی نہیں اس سے لڑنا پھر ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے۔
مہ رخ نے کہا: یہ اس کے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہیں' وہ مالزاری کیا ہے اس کے دیو سے نہ ڈریں گے۔ ہاں سحر میں اس کی برابری نہیں کر سکتے۔
برق نے کہا: خدا مالک ہے۔
یہ کہہ کر مصروف مے خواری ہوئے۔ ادھر جو اسیسان (ہر کارے) لشکر حیرن خیریت دریافت کر کے گئے اور بعد گزارش صفت شاہی ملتمس ہوئے: صنعت سے بارگاہ مخابف میں ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا۔
ملکہ حیرت نے فہ خبر سنکر کہا: اب بڑی لڑائی ہو گی کیونکہ ملکہ صجعت' شہنیاہ سے کچھ کم نہیں ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی۔
یہ کہہ کر ایک نامہ خوردوں کی طرح لکھا۔ مضمون یہ تھا: اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفاں میں گئیں مگر میں ہمہ تن چشم براہ انتظار ہوں۔ یہاں نہ سشریف لائیں' لازم ہے کہ بفور ملاحظہ عریصنہ قدم رنجہ فرمایئے۔
یہ نامہ طائر کو دیا کہ لے جائے۔ پھر سوچکر دو جادو گرنیوں کو دیا: تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لے آؤ۔
جادو گرنیاں نامہ لے کر چلیں۔ ہر کارے لشکر مہ رخ کے خبر ان کے جانے کی لے کر اپنی بارگاہ میں گئے اور سب کیفیت بصاادب مجرض بیان میں لائے۔ مہ رخ نے صنعت کا آنا سنکر کہا: خدا خیر کرے اب وہ آئے گی تو جنگ آغاز ہو گی۔

برق نے کہا: اے ملکہ: ہم بھی صنعت کی بارگاہ میں جاتے ہیں اور کچھ تدبیر کرتے ہیں۔
مہ رخ نے کہا: اے مہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمائیے۔

برق ے کہا: ہم مغیر فتح طلسم باز نہ آئیں گے جان جائے یا رہے۔
یہ کہہ کر اٹھا' مہ رخ کو تاب نہ آئی دو پتلے آردماش کے بزور سحر بنائے اور ان میں
پیر بٹھا کر اڑا ئیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھ کر ہم کر
مطلع کرتے رہو۔ پتلے اڑ کر عقب برق روانہ ہوئے۔ لیکن اب حال ملکہ حیرت اشتمال
مسافراخ بادیہ طلسمات نور افشان کا ذکر کیا جاتا ہے۔
جب مسافراں جاوہ عجائبات بصد فرحت و سرور یعنی عمرو اور مخمور غار سے نکل کر روانہ
ہوئے۔ آب نو پیتے اور جائے نو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان کفدست میدان ہو کے مکان
طے کرتے ایک صحرائے پرفضا کے قریب پہنچے۔
عمرو نے مخمور سے پوچھا: کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے۔
مخمور نے جواب دیا: خدا اس مرحلے سے بچائے تو آپہنچے ہیں۔ اس منزل سے گزر آگے
جائے سرور ہے۔
یہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ
بہشت بریں پایا۔ دوب سفید رنگ کوسوں تک جمی تھی۔ زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی
گویا بنی تھی۔ چشمہ پانی سے لبریز' نہریں لطافت بیزا گردشت کی سر سبزی خضر کو نظر
آئے۔ اس جگہ کے نقش سکونت پر زہر کھائے۔ اگر زہر سے پانی کی صفائی سکند دیکھے
آب غیرت میں ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے۔ صورت گری مصور بہار سے نگار
خانہ صحرا میں تصاویر بوقلموں گلہائے خوشرنگ کھینچی تھی۔ گلزاراشدنگ چین کو رشک
سے شرمندہ بنا تی تھیں۔ گل بوٹے زمین سے اس طرح اگے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا
کہ قالین گلدار کشمیری کوسوں تک بچھے تھے اور ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری بنا تھا۔ ھجبلی
کا چملنا جھلر کا مقیش مروادید کا ہلنا معلوم دیتا تھا۔ جرختوں کی بیلیں زلف سبز رنگاں دہر

کو شرماتی تھیں۔ بیلیاں پھولوں کی وہاں معشوقان چین و چگل کو دہن دریدہ بناتی تھیں ساونی پھولی تھی۔ کلغا لگا تھا' بہار لالہ وگل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا' آتش گل کا دھواں بلند تھا۔ سقف گردوں میں کاجل پار کر چشم رقاصہ فلک کو لگانا نہایت پسند تھا۔ ہر سمت کوہسار سے آبشار ہوتا جدول انہار کے کنارے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا۔ وہاں کے خوشوں کو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمجھ کر سر پر چڑھانے کو سر جھکاتا تھا یا دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا۔

لہلہانا سبزہ نوخیز کا
اور چلنا باد عطر آمیز کا

ہر طرف بادصبا کا گھومنا
اور وہ سروسہی کا جھومنا

جلوہ مستانہ موج نسیم
ابر سے برسائے تھا در یتیم

گو ہوا میں جلوہ مستانہ تھا
ابر میں انداز معشوقانہ تھا

شوخی ابر بہاری کیا کہوں
فرس گل پر در نثاری کیا کہوں

ہر طرف سے تھا عیاں جوش بہار
ہر شجر پر گل ہر اک پر برگ و بار

مخمور نے عمرو سے کہا: یہ صحرائے پر فضا لائق دید ہے۔ مگر ٹھہرنا یہاں عقل سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہے اور نیل سر جادو نام ایک ساحر یہاں رہتا ہے۔

اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے پر میری مادر گرامی قدرا سرار جادو نام رہتی ہے۔ اس کے مکان کے بعد پھر عملداری کوکب کی ہے۔ من میری مجھ سے مہت خفا ہے افراسیاب ایسا اس کو کعتبر اور خیر خواہ جانتا ہے کہ سرحد پر اسی کو کقرر کیا۔ جب تک ماں میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم میں جانا کبھی نہ ہو گا۔

کوئی تدبیر سوچئیے اور میری ماں کو راضی کیجئے۔

یہ باتیں کرتے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا: اری اور لکانہ گیسوبریدہ' تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس وزد مکار گنہگار شاہ جاوراں کو یہاں تک پنچایا۔ اب میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے۔

عمرو نے جو یہ للکارنا سنا مڑکر دیکھا۔ ایک ساحر غیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اس کا بالکل ہاتھی کا سا تھا۔ ناک مثل خرطرم کے لکائے دودانت بھسونڈے سے ملے ہوئے منہ کے باہر سے چوڑی فولادی چڑھی' مثل دندان فیل بہت بڑے تھے۔ فیل بلک سامنے سے اس کے گریزاں تھا۔ اسد چرخ اس کی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشہ افلاک میں پنہاں تھا۔

عمرو نے اس کو آتے دیکھ کر چاہا کہ بھاگے گلیم اوڑھ لے لیکن پاؤں پھول گئے۔ کھڑا رہ گیا۔ اس نے سحر سے بحیس و حرکت کر دیا۔ مخمور نے بچالا کی ایک گیند سحر کا نکال کر مارا۔ فیل سرنے جادو پڑھ کر دستک دی کہ گیندالٹا پھر کراسی کے لگا مخمور کو ہوشیار کر کے کہا: کیوں اے شوخ چشم اشھنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہو گئی۔

مخمور نے جواب دیا: کیسا عمرو تو کیا بکتا ہے میں فرط محبت سے اپنی ماں کے پاس آئی ہوں اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تونے گرفتار کر لیا۔ دیکھ تو موے میری ماں

تیرا کیا حال کرتی ہے۔ تو نے مجھ کو بے وارثا سمجھا ہے۔
فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا: او چھوکری مجھ کو دم دیتی ہے۔ ارے تیرا حلیہ سرکار سے

جاری ہے۔ نامے ہم مخالفاں صحرا اور مالکان دربند کو پہنچ چکے ہیں کہ مخمور لیے ہوئے
عمرو کو طلسم نور افشاں کی طرف جاتی ہے۔ جو کوئی اس کو پائے گرفتار کر کے لائے۔
سرکار سے انعام ملے گا۔ الغرض تو اب نہ بچے گی۔ میں تیرا سرکاٹ کرلے جاؤں گا۔
مخمور نے کہا: اگر تو جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو الحمدللہ بیشک نور ایمان رکھتی ہوں'
تجھ سے جو کچھ ہو سکے کوتاہی نہ کر خدائے مابزرگ است۔
فیل سر اس کلام سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونوں کو گھسیٹتا ہوا لے کر چلا۔ یہ دونوں
بلبلا کر رجوع قلب سے جرگاہ حق سجانہ تعالٰی میں فریاد کرنے لگے

اے تسلی دہ دل پر درد
اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد

معرفت تیری کس طرح ہو بیاں
عقل کل تک ہے اس جگہ حیراں

تو جو چاہے مجال ہو ممکن
دن تو ہو رات اور رات ہو دن

شجر شمع نخل باغ بنے
ہر شجر لعل شب چراغ بنے

جوئے تصویر سے رواں ہو آب
کرب شب تاب ہو درشب تاب

اس بلا سے ملے نجات ہمیں
کیوں نہ کافی ہو تیری ذات ہمیں

کچھ دور وہ ساحران کو کشاں کشاں لے گیا تھا کہ دعا ان کی درگاہ رب العزت میں مقبول ہوئی یعنی ماور مخمور جو اس جگہ سے آگے رہتی ہے' ایسی ساحرہ بے بدل ہے کہ سرحدی فساد کو کب سے جو کبھی ہوتا ہے۔ اس کا فیصل کرنا شاہ جاوداں کی طرف اسی کے محول ہے۔ علم کہانت کیں یکتائے روزگار ہے۔ سحر میں جمشید کی یادگار ہے۔ وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلاں وقت عمرو کو یہاں لائے گی اور طلسم سے باہر جانا چاہے گی۔ پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کر لاؤں اور سمجھا کر کے عرو سے اس کو چھڑاؤں۔ شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤں۔
فی الجملہ تلاش کناں ادھر آنکلی کہ فیل سران دونوں کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا۔
اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر رو دیا۔ محبت مادری نے دل میں جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی: اس نالائق کو کہاں لے جائے گا۔ یہ دختر میری ہے۔ اس کو مجھے دے' کیونکہ اس بدنامی کو میں ہی نکیٹ سکتی ہوں اور دوسرے کو اس کے قابل نہیں جانتی۔
اس ساحر نے کہا: اے ملکہ! مجھ کو نامہ شاہ جاوداں آیا ہے۔ اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً تحریر فرمایا ہے۔ میں سر ان کے کاٹ کر لے جاؤں گا' تمہیں نہ دوں گا کہ تم اس کی مادر ہو' قتل نہ کروگی۔ مفت میں بدنامی سہوگی۔
اسرار نے بغصب کہا: کچھ شامت آئی ہے۔ مجھ پر بھی حکومت کرتا ہے۔ کوئے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہے۔ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجھ کو ہماری اطاعت کو شہنشاہ نے حکم دیا ہے یا خود مختار کیا ہے۔
فیل سر نے کہا: خیر خواہی کے وقت ادنیٰ اور اعلیٰ سب یکساں ہیں' جو کام جس سے بن

پڑے وہی عالی شان ہے۔
اسرار نے ہنس کو کہا: خوب تیری قضا آئی ہے یہ
یہ کہہ کر جھولے پر سحر کے ہاتھ ڈالا۔ فیل سرخرطوم کا گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا۔

وہ فوراً زمین میں سما گئی۔ فیل سر نے اسی جگہ جہاں یہ سما گئی تھی۔ ایک ٹکر ماری۔
زمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت
پر زمین سے نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور مارا کہ اس کے سر پر پڑا توڑ کر پار نکل
گیا اور پچھاڑ کھا کر زمین پر گرا۔ ہزاروں شعلے سر سے نکلے۔ صحرا میں آگ لگی۔ وہ
کافر سرد ہو گیا۔ شوروتاریکی ہوئی۔ صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو۔ بعد اس ہنگامے
کے لاش اس کی بیر اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے۔
مخمور اور عمرو چھوٹے' مخمور چھوٹتے ہی ماں کے قدم پر گری۔ عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر کر
ملنے بڑھا۔ اسرار کو کچھ نہ بن پڑا۔ بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا۔ رونے
لگی اور گویا ہوئی۔ "بیٹا! اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑ اس نے تجھ کو ملک
و مال دیا تھا' بڑا رتبہ کیا۔ اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔"
مخمور نے کہا۔ "امی جان! آپ کے سر کی قسم مجھ کو بھڑوے افراسیاب نے چھنالا لگایا
اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا فگار ہو گیا تھا۔ اب تک درد ہوتا ہے۔ میری خالہ جان
آپ کی بہن ملکہ نسترن مجھ کو لے بھاگیں اور لشکر عمرو میں لے آئیں۔ نہیں تو مواء
جان سے مار ڈالتا۔ پھر اس صورت میں میری کیا خطا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عمرو نے
میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی ہوتی تھی۔"
اسرار نے کہا۔ "یہ کیفیت سب سن چکی ہوں' اچھا بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا۔ وہ پورا ہوا'
جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا۔"
یہ کہہ کر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری
بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہیں جانتی۔ کم بخت' ابھی میں اپنی ایڑی دیکھ

کے کہتی ہوں چودھویں تو برس میں ہے۔ ثابت سحر پڑھنا بھی نہیں آتا۔ ایک بار میرے یہاں آ کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھ کر روٹی رو کر مانگتی تھی۔ آپ اس کو اپنی کنیز سمجھ کر حفاظت میں رکھئے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤں نہ پڑنے دیجئے گا۔"

عمرو نے کہا۔ اے ملکہ! یہ ہماری دختر کے برابر ہے۔ بجائے فرزند کے اس کو میں جانتا ہوں۔ تمہارے کہنے تک ہے جو مجھ سے اس کی خدمت ہو گی بجا لاؤں گا اور ہر حال میں اس کا شریک رہوں گا۔

اسرار نے کہا۔ "میں آپ کو اپنی جائے سکونت پر لئے چلتی اور دعوت کرتی۔ مگر موقع نہیں ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم میں جائے گی۔ وہاں سے باز پرس ہو گی اب میں بھی کہیں چھپ رہوں گی اور انشاء اللہ آپ کے لشکر میں موقع پا کر پہنچ جاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ایک درۂ کوہ میں دونوں کو لائی۔ اس پہاڑ کی خوبی پر روح فرہاد نثار تھی۔ بلندی اس کی کوہسار تھی شیریں کہ ہستیوں کو روبرو اس کے پشتہ خاک جانے اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلیٰ دشت نجد کو جائے۔ ہولناک سمجھے۔ درۂ کوہ میں ایک دریا جاری تھا۔ پانی اس کا سات دھاریں سبز و سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا۔

مخمور نے کہا۔ خواجہ دریائے ہفت رنگ یہی ہے کہ طلسم کے گرد بہا ہے۔ اس کے پار بیابان ریگستان ملے گا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑے گا' مگر اس سمت کو یہ دریا آگے بڑھ کر بہا ہے۔ وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہے اور اس جگہ جو ہم آئے ہیں تو اس کے لیے پار دریا کے عمل داری کوکب کی ہے۔ وہ ہم کو بلائے گا۔ اگر خدا نخواستہ اس نے ہم کو طلب نہ کیا تو بیان ریگ وغیرہ طے کر کے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا یہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہو گا۔ یہ جگہ بہت نزدیک ہے اور آسان گزار ہے اور اس گھات کو بھی ہم ہرگز نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ

ہوتیں۔ یہ باتیں کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر پڑھا' ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے لگ گئی۔ اسرار مع مخمور اور عمرو کے سوار ہوئی۔ کشتی روانہ ہوئی۔ اس وقت ساتوں رنگ کا پانی دھاریں ہو کر بہتا عجب لطف دکھاتا۔ یہ ظاہر تھا کہ آب قبائے ہفت رنگ متلون زیب بر کئے ہے یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے زخم بر میں رنگ تیار کر رکھے ہیں۔ مچھلیاں سرخ رنگ کی ہیں اور سبز رنگ ہیں۔ سرخ و سفید میں زرد زرد میں سیاہ ہر رنگ میں مختلف اللون شناور تھیں ان سے عجائب و غرائب بہاریں ظاہر تھیں۔ دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی اور اس طرف جدھر سے سوار ہوئے ہیں زمین کا رنگ سبز تھا۔

اسرار نے کہا۔ "جو میں نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا۔ کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے میں ہیں اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے۔ بس جہاں جہاں اتارے کی جگہ ہے وہاں ایک ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہیں۔ اس مقام پر کے سردار کی اطاعت میں ہیں۔ اس کے حکم سے راستہ کر دیتے ہیں۔ لہٰذا یہاں کی میں مالک ہوں۔ سحر پڑھ کر کشتی اس جگہ کے ساحروں سے منگا کر آپ کو نصف دریا تک پہنچاتی ہوں۔ پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہے۔"

یہی باتیں کرتے ہوئے بیچ دریا میں جب پہنچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان میں جو رنگ ہے۔ اس میں خط باریک سا نظر آتا ہے۔ گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہیں۔ پس اس خط کے پاس جا کر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا۔

اسرار نے پکار کر کہا۔ "اے ملکہ پری زاد ماہی! اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بار راز کی ہے وہ عرض کروں۔"

مچھلی قریب کشتی کے لے آئی۔ اس نے جھک کر کہا۔ "عمرو عیار تمہارے بادشاہ کی

طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوشربا نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے مدد مانگنے تمہارے بادشاہ کے پاس جاتا ہے۔ میں اپنے مطیع ساحروں کو فقرہ دے کر اپنے مقام سے تمہاری سرحد تک لائی ہوں اگر کہو تو اس پار اتار دوں۔ ورنہ تم آپ اپنے ان کو لے جاؤ' ٹھہرنا اچھا نہیں۔"

وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچ پھر کہا۔ "اچھا لے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا۔ "یہ دوسری کون ہے؟"

اس نے بتلایا۔ "میری دختر مخمور ہے۔ یہی رہبری کر کے خواجہ کو لائی ہے۔ اسی کے باعث میں نے بھی تم تک عمرو کو پہنچایا اور نہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

مچھلی یہ کل کوائف سن کر غوطہ مار گی۔ کشتی آگے بڑھی یہاں تک کہ اس کنارے پر جا کر ٹھہری۔

اسرار نے کہا۔ "خواجہ یہ زمین سرخ کوکب کے عمل میں ہے۔ اب جائیے اور بر وقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی کا بھی حال کہہ دیجئے گا۔"

عمرو اور مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار ناؤ لے کر پھری۔ دم بھر میں اپنی سرحد پر پہنچ کر غائب ہو گئی۔ عمرو جب اس پار پہنچا' گویا ہوا۔

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

مخمور ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی۔ دونوں سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختوں کا باغ نظر آیا کہ شجر پر از اثمار کوسوں تک کے جو خزاں و آسیب باغبان سے پری ہرے بھرے مراد مند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوئے کھڑے تھے۔ مرغان خوش الحان درختوں پر نغمہ سرائی کرتے تھے۔ ہزاروں غزال دشت

چوکڑیاں بھرتے تھے۔ آب صاف کی نہریں ہر سمت جاری صحرا میں رنگ رنگ کے پھولوں کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالاں دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پست بتاتے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے تھے۔

عمرو نے مخمور سے کہا۔ "یہ کون سی جگہ ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ "یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے۔ اس کے آگے بیابان انارستان ہے۔ اناروں کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبوں میں بھی یہی جادوگری ہے۔ ہم تم یہاں آئے ہیں۔ موکل یہاں کے خدمت بادشاہ میں گئے ہوں گے اور خبر ہماری عرض کریں گے۔ جیسا حکم ہو گا وہ حکم ظہور میں آئے گا۔"

اسی کا ذکر ہو رہا تھا کہ ایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا اور ہر وقت مثل صوفیاں با صفایا برنگ نوجوان سرشار نشہ شراب کے جھومنے لگا۔ ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور ان سے کچھ طائر نکلے۔ اڑ کر ایک سمت کو چلے۔ عمرو اور مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا میں سیر دیکھ رہے ہیں۔

لیکن حال کوکب کا سنئے کہ قلعہ طلسم میں تخت شاہی پر جلوہ گر ہے۔ حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران بہت کا مجمع ہے۔ ہر ایک سردار حاضر ہے۔ اپنے اپنے عہدہ پر ہر ایک ساحر ہے وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن میں قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دربار معمور سے رعب و داب کا یہ دستور ہے۔

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار میں آ کر حاضر ہوئے اور انسان بن کر بصد ادب دعا بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ لے کر صفت شاہی کرنے لگے پھر گویا ہوئے۔ "عمرو اور مخمور داخل باغ سیب ہوئے۔ ان کی نسبت کیا حکم ہوتا ہے۔"

کوکب نے کہا۔ "مجھ کو ان کے آنے کی خبر اہل دربار سے معلوم ہو چکی۔ تم میں سے ان کو کوئی نہ روکے۔ ہم جیسا مناسب سمجھیں گے' آ کر حکم دیں گے۔" طائر اڑ کر چلے گئے اور بادسا نے مشیروں سے کہا۔ "عمرو عیار کے بارے میں تمہاری کیا صلاح

جو کچھ لائق حال بندگان وار دربار تھا' گزارش کیا۔ میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کر کے اس عرض پر غور کیجئے۔"
کوکب نے اس کے التماس کو سن کر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اس کا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہے لیکن جب تقدیر برگشتہ ہو جاتی ہے۔ پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہے۔
اور پھر طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہے مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا۔ اس وقت اس کی زبردستی کچھ نہ چلے گی اور خدا عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہے' مگر سب سے زبردست ہے کہ اس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہے جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہیں اور پونے دو سو خداوند کی تقدیریں روبروئے یک تدبیر عمرو باطل ہیں۔ دیکھو اس طلسم ہوشربا میں آ کر اس نے ہزار ہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا۔ افراسیاب کے ممالک خالی کرا دیئے اور منازل طلسم طے کر کے میرے طلسم میں آ گیا۔ پونے دو سو خداؤں نے اس کا کچھ نہ بنا لیا۔"
یہ کہہ کر کوکب نے دبیر کو طلب کر کے حکم دیا۔ "میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو کہ اے فرزند شہنشاہ عیاراں عمرو عیار تشریف لائے ہیں۔ تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھجوا دو قلعہ ہفت رنگ میں جو تخت گاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تمہیں کرتی ہو۔ یہ کام بھی تمہارے حوالے ہے۔" اس تقریر کو جو نامہ لکھتے ہیں اس وقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نامی کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ خورشید نے چپکے سے کہا۔ "اے برادر کیا ہنستے ہو' جمشید خیر کریں۔ بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا۔ دین میں فرق آ گیا۔ اب وہ ملچھ ترک مسلمان عمرو یہاں آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم میں ہی ہو گی۔ ہمارے خداوند راشد الشیاطین اور زردشت و سامری

وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائیں گے۔ ہم در بدر مارے مارے پھریں گے طلسم سے برکت جاتی رہے گی۔ بربادی اور تباہی آئے گی۔"

خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتیں کیں کہ ماہ رونے لگا اور جسارت کر کے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا۔ "شاہ عالی جاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمایے اور اپنے خداؤں کو ایسے ملچھ کو بلا کر ناراض نہ کیجئے۔"

کوکب نے جواب دیا۔ "عمرو کو برا کہتا ہے آج اس کی شوکت دیکھئے گا اور اس کے ہنر ہائے شائستہ پر غور کرے گا۔"

ماہ نے التماس کیا۔ "اس کی شوکت ہی کیا اگر مجھ کو حکم دیجئے تو ابھی مار ڈالوں۔"

کوکب نے یہ بات سن کر ایک قہقہہ مارا اور کہا۔ "جس کی تعریف کرتے ہوئے اس افراسیاب نے تو کچھ علاج ان کا کرنا نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالو گے۔ اچھا جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ۔"

ماہ نے کہا۔ "بہت خوب ابھی گیا او دوسرے لے کر پھر آیا۔"

کوکب نے کہا۔ "تم ساحر ہو وہ غیر ساحر' مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کر کے اس کو قتل کرنا۔"

اس نے جواب دیا۔ "اس کے ساتھ مخمور ساحرہ ہے وہ لڑے گی۔ گھر کی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی۔ ہاں خوف یہی ہے کہ اس لڑائی میں عمرو بھاگ جائے گا۔"

کوکب نے کہا۔ "ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کئے لیتے ہیں۔ تم بیابان زریں میں ہمارے طلسم کے جادو ہاں وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہو گا۔"

ماہ نے کہا۔ "بہتر ہے' میں اب نعرہ کر کے اس کو اسیر کروں گا۔"

یہ کہہ کر سمت بیابان زریں روان ہوا۔ مگر عمرو و مخمور جو باتیں کرتے چلے آتے تھے۔ یکایک بیان سیب سے نکل کر ایک جھیل کے قریب پہنچے۔ آب صاف و شفاف سے وہ بھری تھی۔ کنارے اس کے گھاس ہری ہری لگتی تھی۔ ہزار ہا درخت سر کشیدہ و

بلند سونے و چاندی کا لگا تھا۔ صناعان چابک دست نے بہشت کا چربہ اتارا تھا۔ اتنے درختاں ارجمند کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے۔ پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آتے تھے۔ شاہد بہار زیور مرصع کار پہنے تھے سونے میں زرد اور موتیوں میں سفیدی بنی تھی۔

اس صحرائے بہار آگیں و نزہت قریں کے بیچ میں ایک چبوترہ طلائے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا۔ واقعی بیٹھنےکی جائے جوان و پیر تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گستہ وہ ہے۔ عمرو کو وہ تختہ خاک اور چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اس کو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے قریب چبوترہ پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی ایک صدا تڑاکے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہو گیا۔ مخمور سحر بھول اور خواجہ پھاند نہ سکے۔ جب بلندی پر پہنچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر اور آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چبوترہ کے دونوں کو دوطرف لے چلے۔ دونوں کی خاطر میں فراق یک دیگر بہت شاق ہوا۔ مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے۔

پہلے عمرو کا حال سنئے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ مخمور سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لحہ بھر میں سن سے ایک مقام پر آ کر زمین پر پہنچا۔ عمرو نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زریں ہے اس کے سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہیں اور لعل و گوہر سے سب پھلے پھولے ہیں۔ عروس دہر کو مشاطہ قدرت سر سے پا تک گہنے میں لادے تھی یا زمین سے دولت قاروں کی اگی تھی۔ زمین کی چمک سورج کی ضیاء کو شرماتی تھی۔ چشم پیر فلک کو خیزہ بناتی تھی۔ گل سرخ جو پتوں کے بیچ میں کھلا تھا۔ گوش شاید بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردیں کے بیچ میں گلہائے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا۔ رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سورج مکھی چہرہ حور سے روشن زیادہ تر لالہ و جام نگاریں جواہریں خمخانہ بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو گیسوئے حور پریشان

بلکہ جواہر آئینہ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل اشرفی کے نزدیک روبرو دینار طلائے مہر بد چین نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھ کر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہائے انگور پر عقد ثریا و پرویں و پردرن کا دل نثار عجائب و غرائب طلسمی بہار

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار
کہ ہو جیسے گلگونہ روئے یار

جواہر سے تھا دشت سارا بھرا
رزگل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا

زمین کا وہاں کی یہ تھا احترام
فلک کا ذرا تم سنو انتظام

بنا تھا زمد کا اک آسماں
ستارے تھے ہر وقت جس میں عیاں

کہیں مہر تاباں تھا نکلا ہوا
حرارت کا جس میں اثر کچھ نہ تھا

مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب
برستے تھے اس میں سے در خوش آب

برس کر جو گرتے زمین پر گہر

جواہر کے اس جا سے اگتے شجر

گلوں کی چمک یوں تھی پھیلی ہوئی
شفق جیسے گلشن میں ہے پھولتی

عمرو چبوترے سے اتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا۔ خواجہ کو اس عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئیہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی۔ فی الجملہ مخمور اسے رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہے بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب نہیں۔ بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت میں صحرائے جواہرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اس کا ایک پتا ٹوٹ کر گود میں گرا۔ اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف اس پر منقوش ہیں یہ دیکھ کر اس کو اٹھایا کہ دیکھوں کیا لکھا ہے۔ جب اٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ باغبان گلشن عیاری آپ کے بارے ماہ جادو نامی ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زریں سے آیا چاہتا ہے ہوشیار ہو جایئے۔"
عمرو نے پتے پر پتہ کی یہ بات دیکھ کر چاہا کہ پتا زنبیل میں رکھوں اور آپ فکر عیاری کروں پتا ہاتھسے چھوڑ کر اڑا اور پھر درخت میں جا کر لگ گیا۔ عمرو دل میں حیران تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہے کیا عالی جاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مال اس کا پاپی کا مال ہے کہ ایک پتا سر کے کیا مجال ہے مجھ کو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھ کر اور کشتک اور روئی پن کیا ہو گا اور یہ کون ایسا میرا درست ہے یہاں جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی۔ یہ عنایت بغیر ملاقات مجھ پر فرمائی۔
خیر جو کوئی ہو گا معلوم ہو جائے گا لیکن تم ہوشیار رہو۔ یہ تجویز کر کے ایک تاج زمرد نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے

گلے میں ڈالے' بت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھے جھولا باولہ نگار اسباب سحر رکھنے کا گلے میں لٹکایا یا منقل آتشیں کو سلگا کر سامنے رکھ لیا۔ ترسول زمین میں گاڑ دیا۔ اس ہیئت سے ساحر معزز صورت بن کر بیٹھا۔ بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آ کر پہنچا اور اول تمام صحرا میں بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو تلاش کیا' کہیں نظر نہ آیا۔ ایک درخت کے نیچے تاج پہنچے ساحر کو بیٹھے پایا۔ سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدے دار سرکاری ہے پس سحر سے دریافت کر کہ عمرو کس جگہ ہے۔ یہ سوچ کر چاہا کہ سحر کروں پھر خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے دریافت کرنا اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہے۔

غرضیکہ عمرو کے پاس آیا۔ اول صاحب سلامت کی پھر یوں گویا ہوا۔ "بھائی تم کب سے یہاں بیٹھے ہو؟"

عمرو نے کہا۔ "بڑی دیر سے اور میرا تو یہ مسکن ہے۔ شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زریں یہ احقر متعین ہے۔

ماہ نے کہا۔ "پھر تم کو کچھ معلوم ہے کہ عمو عیار یہاں آیا تھا یا نہیں۔"

عمرو نے منہ بنا کر جواب دیا۔ وہ آیا بھی اور شاہ کوکب نے اس کو بلا بھی لیا تھا۔ یقین ہے کہ دربار میں پہنچ گیا ہو گا۔ کیا تم اس کو لینے کو آئے تھے؟"

ماہ نے کہا۔ "نہیں بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہے۔ خدائے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہے۔ میں عمرو کو شرط کر کے قتل کرنے آیا ہوں۔"

یہ کہہ کر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی۔ وہ سب حقیقت بیان کی۔ پھر کہا۔ "بھلا جس کی طرف بادشاہ ہو گا وہ کب ہاتھ آئے گا۔ دیکھئے اپنے سچے ہونے کے لیے مجھ کو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا۔ اب ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ۔ اچھا میں جاتا ہوں اور دربار ہی میں اس کو ماروں گا۔"

یہ کہہ کر پرواز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن میں اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا۔ یہاں عمرو کو نہ پایا۔ حیران ہر سمت دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا۔ "کہو سر عمرو کا لائے؟"

اس نے عرض کیا۔ "حضور نے مجھ کو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا۔"
شاہ نے کہا۔ "تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہے۔"

اس نے کہا۔ "میری کیا مجال ہے' لیکن محافظ بیابان زریں مجھ سے کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا۔"
شاہ ن ے یہ سن کر ہنس کر کہا۔ "او بیوقوف' محافظ کیا وہی عمرو عیار ہے اگر وہ چاہتا تجھ کو مار ڈالتا۔ اے ماہ میں یہ کہے دیتا ہوں اگر عمرو تجھ کو مار ڈالے گا تو میں شنوائی نہ کروں گا تو اپنا خون اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے۔ عمرو کی اس میں کچھ خطا نہیں۔"
ماہ یہ تقریر سن کر حیران ہوا کہ واقعی میں پاس کھڑا رہا اور پہچان نہ سکا۔ لیکن دل کڑا کر کے عرض پیرا ہوا۔ "اے بادشاہ میں نے اپنا خون سجل کیا۔ اب میں اس ناعیار کو مارے لیتا ہوں۔"
یہ کہہ کر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے کہا۔ "کیوں پھر کیوں آئے؟"
اس نے نعرہ کیا۔ "باش او دزد مکار' تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروئے بادشاہ مجھ کو ذلیل کرایا۔ فقرہ دے کر الٹا پھیر دیا۔ اب تجھ کو کب چھوڑتا ہوں۔ پس اتنی مہلت تجھ کو ضرور دوں گا کہ گھڑی بھر میں تو اپنا حربہ درست کر لے۔ یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ عمرو کو ہوشیار کر کے ماروں گا۔"
یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھ کر اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہاں سے کہیں اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ ہو گیا۔ اس کا چلا جانا' عمرو کو غنیمت ہوا۔ فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کر کے بفن عیاری لمحہ بھر میں اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اس کو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا۔ "اے شخص! میں خداوند لات اعلیٰ کا پیک ہوں۔ بڑی مشکل سے تجھ کو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری بنا دی۔ اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا میں عمرو ہوں۔ خداوند جو سلطنت کہ عمرو کی ہے وہ تجھ کو دیں گے' بشرطیکہ تو اس امتحان میں پورا اترے۔ اگر تو اپنے تئیں عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند اب کی قتل کر ڈالیں گے۔ اس قیدی

نے رہائی پا کر خوش ہو کر کہا۔ "جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی میں کروں گا۔ عمرو اس پکار کو آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہیں اور

نہ جا سکا' وہیں ٹھہرا رہا بعد لمحہ کے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا۔ "میں تجھ کو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا۔ اب وعدہ شاہ کوکب پورا ہو گیا لے سنبھل

وہ قیدی یہ گفتگو سن کر پکارا۔ "کیا بکتا ہے' میرا نام عمرو ہے۔"

یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولہ فولادی مارا۔ اس نقلی عمرو کے سر پڑا کے سر ہزار ٹکڑے ہو گیا۔ تڑپ کر مر گیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا۔ اس وجہ س٦ے علامت اس کے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی۔ ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا۔ لیکن دل چاہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تریف کرتا تھا کہ ایسا ہے اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہو سکا۔ خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی' ورنہ بڑا کشت وخون ہوتا۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست و پا کی طرح میرے قابو میں کر دیا۔ ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے۔ یہ عنایت سامری ہے۔

یہ سوچتا ہوا دریائے فکر میں غوطہ لگائے دو ہی دقم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پری زاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی۔ معلوم ہوا کہ کنیزان کوکب میں سے شاید یہ ہے۔ بس اس نازنین کے قریب گیا۔ دیکھا کہ آفتاب تاباں گویا زمین پر اتر آیا ہے۔ا س کی طلعت پر نور دیکھ کر مہتاب نے سینہ میں داغ کھایا ہے' ہر تار مویں موتی پردے ہیں یا شب تار میں تارے چمکتے ہیں کوچہ زلف میں ہزارہا روشن دل پڑے بھٹکتے ہیں گیسو اس کے دام الفت تھے گرفتار اس میں اہل محبت تھے۔

روی تاباں بسان آفتاب تاباں لب لعلیں برنگ یا قوت رقائی درخشاں کہ فرد لب لعلیں ہیں تیرے لعل یمن سے بہتر۔ مشکبو زلف ہے تاتارخن سے بہتر۔ سیب زنخدان پر گلزار

جنت قربان صراحی گردن سے مہ سرخ کی طرح عرق پان کا نمایاں ساعدو بازو دست بیثل عالم شکم و ساق و پا نرم نرم مثل سحاب و سخاب وقاقم ازسرتاپا شعلہ نور بلکہ شمع

طوریاں شرر طور پر بھی اس کے حسن کا فرغ سن کر افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہیں اٹھا۔ ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا۔

وہ گل پیرہن مسکرا کر یوں گویا ہوئی: "مجھ کوشاہ کوکب نے آ کی خبر لینے بھیجا تھا' فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو عمرو اور ماہ سے کیا گزری۔ فی الجملہ میں تم کو سر عمرو کا لیے ہوئے دیکھتی ہوں' معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا۔ بس یہی حال میں جا کر عرض کئے دیتی ہوں کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاصر ہوا چاہتے ہیں۔

ماہ نے کہا: "اے حور ترا وہم بھی دربار شاہ میں جائیں گے اور تم بھی وہیں چلتی ہو۔ ہم تم ساتھ ہی نہ چلیں۔ ایک سے دو بھلے۔

اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا: "چل نچے مردوے ذرا ہوش میں آ جا میں فریب تیرا سمجھتی ہوں۔ تیری باتیں میرے ناخونوں پر ہیں کچھ بندھی ایسی گدھی نہیں لو صاحب یہ موا مردوا مسٹنڈا میں اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلوں بھلا سن تو اگر راہ میں تجھ پر شیطان چڑھے تو میں نگوڑی کدھری کی نہ رہی تو مجھ چڑ غتو کرے' لے تیرے منہ کو جھلسا "سات چھیروں کا پھوس۔"

ماہ ان کی باتوں کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا۔ پھر اپنے تیئں سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا

"میں بغیر ساتھ لے جائے نہ رہوں گا۔"

نازنین نے بگڑ کر کہا: "دیکھوں تو کیونکر لے گانا صاحب میں نہ جاؤں گی۔ جو کوئی سنے گا یہی کہے گا کہ بوا تم ننھی تھیں جنگل بیابان سنسان میں مردوے کے ساتھ چلی گئیں کیا تم نہیں جانتی تھیں کہ اکیلے میں سب کچھ کر ڈالے گا پھر میں لاکھ لاکھ قسمیں کھاؤں گی کسی کو یقین نہ آئے گا۔ سب یہی کہیں گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی میں

ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو میں فرق آئے بندی ایسی اوماتی نہیں تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق میں نہ پڑو۔"

ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مر ہی گیا اور پکارا

فرو نانہ سے اتر کر چلنا قہر تھا
ٹکڑے ہو کے دامن محشر گرا

یہ کہہ کو اس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "ہم سے قسم لے لو جو ہم تمہیں بے طریق ہاتھ لگائیں۔"

اس غنچنہ دہن نے کہا: "بے بس اپنے اڑھائی چاول الگ گلاؤ ہاتھ بے طریق اپنی ماں کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے' آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری میں ہزاروں جگہ اکیلی دو کیلی ملکہ بران جنین جم جم ان کی سلامتی میں جانا ہوا بھلا کوئی کہہ دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے ہنستے دیکھا تھا اور میاں اگر ہمارا جی چاہے کرنے کو تو کوئی کیا ہے سونوج چھائیں پھوئیں۔ آج تک سامری نے بچایا ہے۔"

اس گفتگو میں ماہ نے اپنی طرف کھینچا۔ واضح ہو کہ یہ پری زاد عمرو ہے جو عیاری کرنے آیا ہے۔ لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی۔ اس وقت تو میں نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے' لیکن تو میری صورت مصنوعی پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا۔

فی الجملہ ماہ اس کا ہاتھ کھینچا اس نے اپنا ماتھا کوٹا کہ ہے ہے میں نگوڑی کیوں آئی تھی میری تو غضب میں جان پر گئی۔ جس بات سے سدا میں ڈرا کی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا۔ لیکن نہ بخیریت ہے اے میں بھی اپنی ملکہ سے کہہ کر دھرے تو اڑا دوں۔ "کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھے میں کیا کرتی ہوں۔ اچھا چلو میں ساتھ

چلتی ہوں۔ دیکھوں تو کیا کر لیتا ہے۔"

یہ کہہ کر ساتھ چلی۔ راہ میں خاصدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا دکھا دیا' وہ اس کی اداؤں کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہے۔

یہ سوچ کر اس نازنین سے کہا: "ہمیں بھی گلوری دو۔"

اس نے کہا: "منہ بنواؤ۔"

ماہ نے کہا: "نہ دو ہمارے پاس عطر ہے ہم بھی نہ دیں گے۔"

اس نے کہا: "دیکھیں۔"

ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا: "لو ہم تمہاری طرح بخیل نہیں۔"

اس سیمبر نے ہنس کر کہا: "مجھے کیا کرنا ہے۔ میری محرم بسانے کو خواتین عطر کی شیشیاں انگیا میں رکھ دیتی ہیں اور میرے عطر دان میں بھی عطر بہت ہے۔"

یہ کہہ کر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا۔ پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھوں پر رکھ دیا کہ: "سامری قسم میرا دوپٹہ ہٹا ہے میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا۔"

یہ کہہ کر خوب زور سے آنکھیں اپنے ہاتھ سے بند کیں اس پر بھی کہتی جاتی تھی کہ "یا سامری جو میرے تئیں ننگا دیکھے ۔ اس کے دیدے پٹم ہو جائیں۔"

غرضیکہ اس حیلے سے آنکھیں بند کر کے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھیں کھول دیں۔

کہا: "لو عطر موجود ہے۔ موے عطر کی بھلی یہ اصل ہے جس پر کوئی اترائے اور سات پردہ میں چھپائے۔ یہ کہہ کر شیشی ماہ کے ہاتھ میں دی۔ اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا۔ اس نے زبان میں اس کی سوزن دیا اور درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا۔ جب وہ ہوش میں آیا عمرو نے کہا: "اے ماہ دیکھا عمرو کو۔ اب کیا کہتا ہے شناخت میں پروردگار کی۔"

ماہ جادو یہ کیفیت دیکھ کر پہلے تو حیران زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ عمرو

ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کر کے اپنی پست پر اس پار لے گئی۔ جب اس کنارے پر پہنچا پنجہ پیدا ہوا اور لے کر چلا۔ شہر ہفت رنگ کو طے کر کے جب پار ہوا سات دریا راہ میں طے کئے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ میں سیر کرنے گئی ہیں اور موتی باغ دریاؤں کے پار ہے۔ موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند ہے کہ اس کے اوپر کے درجوں پر یہ ساتواں دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔غرضیکہ پنجہ ماہ کو لیے ہوئے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا۔ آج دیکھا کہ چہ دیواری اس باغ کی چاندی کی ہے۔ در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہے۔ ہزار ہا موتی جڑا ہے پردہ زر دوزی کا پڑا ہے پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہے۔

ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نرا طلسم کا پایا تعریف بصراحت تمام بر وقت آنے عمرو کے بیان ہو گی بیچ میں باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزاروں دروازے کی جوڑی چڑھی تھی سب در کھلے ہوئے تھے۔ اوپر کے درجوں سے وہی ساتوں دریا نظر آتے تھے۔ بارہ دری کے گرد چوبیں بنگلے تھے اور چوبیں برج آراستہ تھے۔ برجوں کے سامنے نمگیرے مخمل کے کار چوبی و موتی جواہر کے جالر کے استادہ تھے۔ استاد سے ان کے جواہر کے تھے بیچ میں بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سو زینے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرد اگرد ہزارہا دنگل جواہر کار آراستہ۔ تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبراں سلطنت وغیرہ دنگلوں کرسیوں وغیرہ پر بیٹھے تھے۔ پس پشت تخت چودہ ہزار غلامان مہر صورت حور پیکر غلمان منظر زریں لباس زریں کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سن گردن جھکائے رعب سے بات کرنا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملاتے' ناچ سامنے ہوتا تھا۔ دورہ شراب ارغوانی و زعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجا لای اور بصد ادب بزبان عجز ملکہ کی دعا و سلام میں مصروف ہوا۔

ملکہ نے اس کو رقیب شاہ کوکب جان کر خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا۔ ماہ نے نامہ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا۔ میر زان وزیر ملکہ کا مندیل وزارت پہنے پایہ تخت کے قریب حاضر تھا اس نے لے کر ملکہ کے رو برو پیش کیا۔

ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اس کے لفافہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا۔ مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میر زان کو حکم دیا: "جاؤ اور نہایت تعظیم کے ساتھ عمرو بن امیہ تشریف لائے ہیں باغ بیابان انارستان میں ہیں انہیں اسی باغ میں لے آوَ۔ ایک عورت اس کی اس جگہ جائے گی' جب تک شہرت ہفت رنگ آراستہ ہو گا اور کواجہ بھی بیرون طلسم کر لیں گے۔ پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائیں گے" وزیر بیگ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سنکر آداب بجا لایا اور باہر آ کر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی بھر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے سازو سامان سے روانہ ہوا۔ علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے۔ کئی ہزار کنزان مہر دیدار چنور بال سجا کے اور عہدے ہاتھوں میں لیے تخت کے ہمراہ تھیں نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب چلے۔

لیکن عمرو جو ماہ جادو کو ہمراہ پتلہ بلور کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ میں چل کر سیر کروں۔ پس تمام باغ میں پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زریں طلسم سے کہیں بڑھ کر ہے کہیں زمرد نگار سر موزوں ہے۔ کسی جایا قوت لالہ احمر ہے۔ آفتاب اپنی شاخ ہائے شعاع زریں کو وہاں کے درختوں کی شاخوں پر نثار کرے۔ نخل کہکشاں روبروئے درختاں پر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشہ سنبلہ فلک وہاں کی شاخوں اور شگوفوں پر سوحبان سے نثار زبان پر انبتہ اللہ بناتا حسنہ ہر بار اس باغ کا۔ یہ ادنی شگوفہ ہے کدیور روزگار نے اس کی سر سبزی پر شک کھا کر گلہائے مہر و ماہ کو مع گلہائے انجم سید فلک میں لگایا سامنے ہوا خراہاں کے لایا انھوں نے مہ ومہر کی جو پر ضیا تھی اس پھولوں کے روبرو جو باغ میں ہے ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہائے انجم آج تک وہاں کے پھولوں کے سامنے ارزاں ایسے ہیں کہ کوئی خیال میں بھی نہیں لاتا۔ اس باغ کے اشتیاق میں فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی نہیں پاتا ہے۔

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار

عشق پیچاں بن گیا طغر اے فرمان بہار
روشنی ہوئے جو آنکھ میں تو سیر باغ ہو
لالہ آتش زباں ہے شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواراں چمن ہیں مرد میدان بہار
آب جوئیں ہیں صفا میں سینہ اشراقیاں
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہو اور باغ پر آیا۔ یہاں پہلوئے در میں زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختوں کا جنگل لگا تھا۔ ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہے اور ہر انار شق ہو گیا ہے دانے اس کے دندان سبز دنگا دہر کو شرماتے ہیں درخت مثل حلہ پوشاں کے سر سبز نظر آتے ہیں زبان باغبان روزگار پر ثناء میں اس دشت کی آیہ تخل درمان جاری ہے جا روب کش اس دشت کی باد بہاری کہ:

نوجوانان چمن استادہ ہیں چالاک و چشت
نغمہ زا ہیں نالہائے عندلیب خوش بیاں
ابر ہے اٹھکیلیوں پر برق ہے بیتاب حال
چہچہے میں طائران خوش نوا کے ہر زماں

○○○

• ملکہ بران شمشیر زن

عمرو کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھ کر آیہ دانی ہدایہ کمثل حبتہ انبتت سبع
سنابل زبان پر جاری کرتااور کبھی دشت نضارت آگیں کے تماشے سے جنت وعدن تجری
من تحتہاالانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے نشان ہاتھیوں پر نمودار ہوئے۔ ڈنکے بجتے سنائی دیئے۔
شتر سواروں کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ جادو کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب
مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے۔ سمجھا کہ ماہ جدو تو پتلا لے گیا ہے وہ یہاں
کا سردار ہے اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہے۔ یہ سمجھ کر اسی جگہ
رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر جا بجا دست و گوش میں
سادہ سادہ زیور الماسی مہنا ہاتھوں میں پٹریاں اور سمرنیں کھر بائے شمعی کی باندھیں کانوں
میں ایک ایک بالی ڈالے۔ گلے میں ہیکل جس کی تختیوں پر نام سامری و جمشیدی زرد
ہشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکال کر شربت گھولا بیہوشی آمیز
کی اور گھڑے کو لے کر نیچے اتر کر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہے اس کو نذیہ
سامری کا شربت پلاؤں اور بیہوش کر کے ماروں جو بچ جائیں گے ان کو حقہ آتشیں
مار کر بھگا دوں گا۔ جیسا کچھ ہو گا دیکھ لوں گا

غرضیکہ گھڑا لیے ہوئے ایک درخت انار کے نیچے آیا۔ یکایک اس درخت سے ایک انار
ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا۔ ایک پتلا بالشت بھر کا اس میں سے نکلا گویا مشیمنہ
بہار سے پھل پیدا ہوا۔ لمحہ بھر میں وہ پتلا جوان خوشر و ہسین طرحدار بن گیا لباس
سرخ زیب قامت کئے تھا اور اس نے خواجہ کو سلام کیا۔

عمرو نے دعا دی کہ: "سامری عمر دراز کرے برخوردار ہو" پھر کہا: "میں بڑھیا یہ شربت
سامری کی نذر کالائی ہوں تم بھی ذرا سا چکھ لو۔" وہ جوان ہنسا اور کہا: "خواجہ آپ
مجھ یو دم دے کر بیہوش کرنا چاہتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ بیابان اندرستان ہے

جتنے انار اس میں لگے ہیں ان سب میں فوج شاہ کوکب ذی شان ہے۔ یہاں آپ ہی
کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے۔ ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت
کرنے کا دیا گیا ہے نہیں تو یہاں سے جان غیر ممکن تھا جس طرح گولر میں بھنگے رہتے
ہیں۔ اسی طرح سے فوج اناروں سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی۔ میں آپ کو اطلاع
دینے انار سے نکلا ہوں کہ یہ فوج جو آتی ہے یہ میر زان وزیر ملکہ بڑان آپ کو لینے
کے لیے آتا ہے جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے تپاک
سے ملیے نہ کہ ان کے قتل کی فکر کیجئے۔"

عمرو نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا: "پہلے سے تو نے مجھ کو اطلاع کیوں
نہیں دی۔ میرا شربت سب خراب گیا۔"

وہ جوان ہنسا اور کہا: "اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو۔"

عمرو نے کہا: "عمرو نے کہا کچھ مجھ کو محتاج سمجھا ہے۔"

یہ کہہ ہر شربت کا کھڑا زنبیل میں رکھا پھر کہیں کام آئے گا۔ وہ جوان پھر پتلا بن
کر انار میں چلا گیا اور انار درخت میں جا کر لگا۔

عمرو وہاں سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری میں پہنچ کر جلد جلد فرش قاقم
و سنجاب زنبیل سے نکال تمام بارہ دری میں بچھایا' مسہریاں آراستہ کیں دنگل ہائے جواہر
کار گستردہ کئے مسندیں مغرق پر تکلف موتیوں کے جھالر کی بچھائیں ایک تخت کئی سوزینہ
کا بیچ میں دنگلوں کے بچھایا اور یہ سب سامان چنا جن بچوں کو زنبیل سے نکال کر آن
واحد میں درست کرایا۔

راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل' جہاں لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اس کا تخت
گاہ تھا۔ وہ اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمرو نے اس کی بہشتوں کو جس
میں جواہر کے لاکھوں درخت تھے اور اسباب نادرا عجوبہ روزگار بہت تھا توڑ کر زنبیل
میں رکھا ہے۔ پس وہی اسباب اس جگہ نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج
گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہے زیب قامت کیا۔ اس میں ایک ایک موتی برابر

بیضہ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم مہر و ماہ سے
بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بد خشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک

ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا۔
غرضیکہ تابع لعل و گوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بروہ قبائے زریں شاید تار خطوط شعاع
مہر سے یا تار نفس مہر طلعتاں لے کر سی گئی تھی۔ گوٹ اس کی شفق دامن سحر
کو شرمندہ بناتی تھی اپنے رو برو ملگجی بتاتی تھی۔
بان زینت آرائش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا۔ اس اثنا میں میر زان وزیر تجمل
شاہی کو آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی
تلاش کرنے لگا۔ یعنی عمرو جو آئے ہیں تو کس جگہ ہیں۔ غرض سب بنگلوں میں پھر کر
قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنیں پڑی ہیں۔ اس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اٹھایا
عروم کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جس کی کلغی میں جوڑی گوہر شب چراغ
کی لگی ہے۔ قبادہ ہے کہ جس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے دربر کئے تخت پر جلوہ گستر ہے۔
دربار شاہانہ آراستہ ہے۔ دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہیں نظر آتا ہے لیکن
عمرو کرسیوں کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا
ہے۔ وزیر کے ہوش پراب ہوئے اور سمجھا کہ عمرو بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے سازو
سامان سے آیا ہے۔ فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر بادب تمام سامنے آیا اور
دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بجا آوری آداب دعا ثنا شہریاری
میں بہزاران آرزو نیاز مصروف ہوا۔
بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا: "اے شہنشاہ عیاراں ملکہ بران نے سلام نیاز
کہا ہے اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی میں بھیجا ہے۔ عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار
سودا اور امور سلطنت سے چھٹی نہیں ورنہ حضور کو لینے نہیں آتی۔ امید ہے کہ سوار
ہو کر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہیں۔ آج موتی باغ میں چل کر آرام

کیجئے اور ہماری آبرو بڑھائیے کل شہر ہفت رنگ میں داخل ہوجنییے گا۔
عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشنہ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا۔

عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے۔ عروم ایک ملازم کی ایسی صورت بن کر اور خلعت پر زرکشی کر کے سامنے وزیر کے لایا اور کہا: "شہنشاہ عیاراں اپنے لشکر میں پوشاک بدل رہے ہیں۔ برآمد ہوا چاہتے ہیں آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے۔ وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ اس شخص کے ہمراہ فوج جفیاں ہے۔

غرض یہ کہ عمرو خلعت دے کر اور اس جگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی یکجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا۔ بعد لحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا۔ وزیر اٹھ کر اس کو حکم دیا: "آنکھیں بند کرے تا کہ میرے ملازم اسباب اٹھا لیں"

اس نے حسب ارشاد آنکھیں بند کر لیں۔ عمرو نے جال مارا کہ تمام اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمرو فوج جناتوں کے ہمراہ لایا ہے۔ بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا۔ خواجہ سوار ہوئے۔ طبل و نقارے بجے صدائے طرقوا پیدا ہوئی۔ باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو میں چلی نقارچی زری پوش نقاروں کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سانڈنیاں اڑاتے پھر خاص برادر غول باندھے پلٹنیں اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد ان کے طفلاں قمر پیکر لوٹے تحلخوں کے اور منقلہائے عود عنبر لیے عود بر کمی کا دشت کو رشت دشت تتار بناتے گذرے ۔ پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پری زادیں طلسم کی چتور کی بال ہما کے لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن میں یگانہ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اوگال دان وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کہا رقدم باقدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو رواں ہوئے اور بارہ ہزار ساحر بازو بط و فیل سرخاب و بو تیمار داشتر ہائے سحر سوار تخت کو

گھیرے ابر پیدا کرتے' موتی برساتے سواری کے جلو میں آتے تھے۔ نقیب آگے آگے صد ہائے ادب و تفاوت لگاتے تھے' بڑھے عمرو دولت شیراں بہادر کہہ کر للکارتے تھے اس

دبدبہ سے کہ بموجب نظم

تھے کھڑے صد ہا نقیب و چوبدار
اور پیادے بے عدد بے حد سوار
سینکڑوں حاضر غلام ماہ رو
دست بستہ صف کشیدہ و سو بسو
غرق لعل و در میں از پا تا بہ سر
زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوبدار
اے جوانوں جلد تر ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار
ہوں پیارے آگے اور پیچھے سوار
با ادب آہستہ نہ بیش نہ کم
ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاراں کی راوں تھی چشم بہرام عیاراں کی رواں تھی چشم بہرام فلک بحسرت چاکری نگران تھی۔ شہر ہفت رنگ کو داہنے ہاتھ کی طرف روک کر بیرون حاجت طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ میں لے کر آئے۔ اب یہاں سے کونج اور اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتوں دریا جن کا ذکر اول ہوا کہ ماہ جادو طے کر کے آیا تھا' پڑیں گے۔

غرضیکہ جب سواری موتی باغ کے در پر پہنچی وزیر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھلوایا کیونکہ

ملکہ بران وزیر کو بھیج کر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ کے گئی تھی۔
ملازموں کو برائے خاطر داری و خدمت گزاری چھوڑ گئی تھی۔ اس وقت وزیر کے پکارنے

سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزیں مہ پارہ سمن اندام گلدستے ہاتھوں میں لیے اندر سے
باغ کے نکلیں کہ ایک ایک حسن میں رشک حور تھی۔ سراسر بقیہ نور تھی۔
ان پری پیکروں تے وزیر سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر
باغ کے ہمارے مہمان کو موتیوں کے تخت پر سوار کر کے لانا اور موتیوں کی پوشاک
پہنانا' چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے۔ وزیر نے کشتیاں خلعت
مروارید کی اور تخت ان سے لے کر خدمت میں عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزوں نے
جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا۔ عمرو نے ہنس کر کہا۔ "اے وزیر' ملکہ نے
مجھے محتاج سمجھا' میں صاحبقران کا بھائی ہوں جس کی زوجہ ملکہ آسمان پری ہے۔"
یہ کہہ کر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اس
کو گھورا اور کہا۔ "رہ تو جا تیری گردن ماروں' وہ کنیز سمجھی کہ اصل میں یہ مہمان عزیز
بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل میں کسی کو تامل نہ ہو گا۔ یہ
سمجھ کر فرط دہشت سے گر پڑی۔ جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف متوجہ
ہو گئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی۔ عمرو نے سب کی نگاہ دوسری
سمت کرنے کو یہ فقرہ کیا ہے۔ فوراً گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ وزیر وغیرہ نے اس
کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ
ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ بران ہم لوگوں کو مار ہی ڈالے گی کہ تم نے خواجہ سے
کیوں گستاخی کی پس پری زادان طلسم سے کہا کہ ہر سمت جا کر ڈھونڈ اور ساحروں
کو حکم دیا' تلاش کرو۔"
دونوں ہر طرف دوڑے اور دور دڑائے گئے مگر کہیں نشان نہ ملا' ناچار پھر آئے وزیر
مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے۔ وزیر نے دیکھا کہ موتیوں کا تاج

سر پر دھرے جامہ گوہر آگیں پہنے بڑے بڑے موتیوں کا کنٹھا اور تمام در خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہیں۔ ڈاب کمر سے لگی ہے۔ ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت

باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازوؤں پر نگینہ مہر و ماہ سے بہتر مالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو بنانے والے' اس سجاوٹ کو دیکھ کر وزیر نے با ادب عرض کیا۔ "حضور کہاں تشریف لے گئے تھے؟"

فرمایا' لشکر حمزہ میں گیا تھا وہیں سے آتا ہوں۔"

وزیر اور زیادہ بد حواس ہوا کہ کہاں یہ مقام اور کہاں کرۂ عقیق لشکر صاحبقران۔

خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام داخل باغ ہوا اور جہاں بران شمشیر زن تخت پر بیٹھی ہے اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہاں نہیں ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہیں زیادہ نہیں صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبائش سے پیراستہ ہے۔ خواجہ نے وزیر سے پوچھا۔ "ملکہ کہاں ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ "شہر میں سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہیں۔ آپ یہاں تشریف رکھئے اور سیر دیکھئے کل ملکہ سے ملاقات ہو گی۔"

عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا۔ چار سمت پیک نظر دوڑانے لگا۔ وہاں سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے۔ ایک سمت صحرا میں جست کناں غزال و ہرن تھے سامنے جو موتی باغ تھا۔ سب موتی کا باغ تھا۔ نرگس شہلا کی آنکھ میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔ زلف سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہیں یا محبوب نے زلفوں میں موتی بنا جگنو پالے ہیں۔ درخت ہائے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور منہ غنچوں کے یاقوت کے لگائے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہیں خنجر موج تبسم شوریدہ کان فصل بہار پر چلاتے ہیں۔ زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختوں پر لڑیاں موتی سے گوند کر پڑی تھیں۔ سر ہر شاخ سے لٹکی تھیں۔ عروس بہار کے چہرے کا جلوہ دکھاتی تھیں۔ جال موتیوں کے درختوں پر پڑے موتیوں کے

کی چمک برگ اشجار زمردیں پر پڑی تھی یا شاید بہار چاندی کی پات بالیاں پہنے تھی۔ زمین و زبان نور بیز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا۔

یہاں تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہے مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ میں تشریف فرما ہوئی حکم دیا "تمام شہر آئینہ بند ہو' سامان دل پسند ہو۔ ہر ایک کامدار لباس زریں پہنے مکانوں پر چاندی سونے کا مصقلہ کیا جائے۔ نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو' موتی باغ اور قلعہ مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوئے ہیں اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہیں ان کے گھاٹ بھی طلائی اور نقرئی بنیں ناؤ بجرے مور پنکھی طاؤساں زریں چہرے کے چہرے درست ہو کر کنارے لگائے جائیں۔"

چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کار پرواز ان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہائے زریں دیرا میں چھوڑ دیئے اور نمگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہائے فرسنگ استادہ ہوئے قبا ہائے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے رو برو سراس کا نیچا کر دیا' خمیدہ قامت بنانے لگے' ناچ بارگاہوں میں ہونے لگا۔ دریا بھی فرط خوشی سے موج میں آیا' مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے بحر تحیر میں ڈوبے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بدیدہ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے۔ فرط مستی و مسرت سے دریا بھی بلبلا نکلا تھا' حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا۔ عمرو کو مہمان ہونے سے آبرو پائی۔ ہر ایک صدف بھر نثار گوہر آبدار لائی تھی۔

لب جو تھا معشوقوں کا اژدہام
تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام

لب آب تھیں بارگاہیں کھڑی
چمک جن کے بتوں کی گردوں پہ تھی

کہیں جھاڑ روشن تھے بلور کے
کہیں گیند لٹکے ہوئے نور کے

پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول
شگفتہ ہو پانی میں جیسے کنول

ستاروں کا جو عکس پانی میں تھا

مگر دی تھیں گردوں نے آنکھیں بچھا

طوائف قمر طلعت رشک حور
گلے نور کے صورتیں رشک نور

لیے ساز ہاتھوں میں سب خوبرو
کھڑی صف بصف بر لب آب جو

بجاتی تھیں قانون و بین و رباب
ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب

جوانی کا عالم بندھی گاتیاں
وہ ابھری ہوئی سینوں میں چھاتیاں

دم رقص چل پھر وہ آفت کی تھی
قیامت تھی دامن میں ان کے چھپی

3 **

کبھی ناچ ان کا جو یاد آئے گا
تو پانی سے طوفان ہو گا بپا

ہر اک مور پنکھی جواہر جڑی
پڑی ہر طرف بحر میں تیرتی

سواراں پہ شہزادیاں خوبرو
سمن برگل اندام دبا آبرو

لیے مانجھنیں ڈانڈ رشک بلور
کہ شیدائی ہو جن کے قامت

مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے
کڑے دونوں ہاتھوں میں انکے پڑے

وہ پہنے ہوئے لہنگے زربفت کے
کہ مہنگے متھے جو اطلس چرخ سے

لگے گھنگھرو ڈانڈوں میں تھے پر نوا
جو چھم چھم کی کہنے میں دیتے صدا

لہک کر یہ گاتی تھیں وہ بار بار
کہ سیاں لگا دے میرا بیڑا پار

**

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گزرا ملکہ بران نے خوان پر الوان نعمتہائے گوناگوں سے تلو کر روانہ کئے اس تجمل سے کہ روشن چوکی آگے بجتی سقے چھڑکاؤ کرتے کہ گدو غبار کھانے پر نہ پڑے پر نہ پڑے' تورے پوش کشتیوں پر پڑے کسنے خوانوں پر کے بسادل و چوبدار آگے آئے اہتمام کرتے کہ نظربد سے طعام محفوظ رہے۔ ملکہ کی مہر ہر خوان پر لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی اہتمام و انتظام سے بکا دل ساتھ بہنگوں پر منقل ہائے آتشیں لدی پتیلیاں دم پر لگائے جواہر کے ظروف بار کرائے باغ میں لائے دستر خوان' دیبائے رومی کا گسترده کیا۔ میرزان نے دست بستہ ہو کر خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا! ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو آپ کے لائق نہیں اور کچھ تکلف بھی نہیں کیا گیا۔ چمچہ آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے۔ اگر اولش کیجئے گا باعث میرے فخر کا ہو گا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے گا۔ کل انشاء اللہ اس میزان غریب سے جو کچھ نان جویں ممکن ہو گی قبول کیجئے گا۔ آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجئے گا۔ باعث میرے فخر کا ہو گا۔"

عمرو نے کہا "مجھ کو بناتی ہیں میں بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہوں' یہ سب ان کا مسافر نوازی ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا۔

باز آئے' ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
من گز وطن سفر نہ گزیدم بعمر خویش
در عشق دیدن تو ہوا خواہ خویتم

حاصل مرام بعد سفر گستری طعام لذیز و خوشگوار چنا گیا۔ وززیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زریں و ابریق جواہریں سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مروجہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا۔ بکا دل اور دراوغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار

روپیہ زنبیل سے نکال کر انعام دیا لیکن سینہ میں دل ملنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز میں ایسی بخشش محتاج کر دے گی۔

غرض دسترخوان بڑھا۔ خواجہ نے وزیر کو بسعی خدمت گزاری پھر خلعت دیا۔ سواری حاضر ہوئی۔ سوار ہو کر دریا کی طرف پے سیر رخ کیا۔ وزیر نے وہی تجمل جو سابق میں ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا اور آپ خدمت ملکہ میں گیا تقریر عمرو گزارش کی اور حال عجائبات دکھائے۔ خواجہ کا یعنی خلعت دینا اور غائب ہو جانا اور سامان کو وفر جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا۔

بران نے کہا "عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہیں ان باتوں کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہیں تردد کرنا بیجا ہے۔"

یہ گفتگو کر رہی تھی کہ دو پری زاد نامہ کو کب لائے ملکہ نے بعد دائے مراسم پڑھا لکھا تھا۔ "اے فرزند! آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان درندہ کوہ و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجو کہ صبح تک تمہاری خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ ان کو ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر میں جو آتا ہے اس سے تمکنت نہیں کرتے۔ یہ نہ جانتا کہ میں شہزادی ہوں اور ایک شاطر ہے۔ عمرو کی وہ قدرو منزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بن جانا۔ کیونکہ عمرو وہ شخص ہے کہ جس کو چاہے شہزادی بنا دے۔ وہ تاج بخش شاہاں ہے۔ دیکھو مہ رخ کو اس نے بادشاہ بنا دیا اور دیکھو افراسیاب کا مد مقابل ٹھہرا دیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہوں کوئی دقیقہ اس کی تعظیم میں فروگذاشت نہ ہو۔"

یہ نامہ پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا "اے پدر بزرگوار میں جیسے آپ کی کنیز ویسے ہی عمرو کی' انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھ کر میں بجا لاؤں گی۔"

یہ عرضی نامہ داروں کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتش بازی نصب کی جائے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائیں گے

**

تا کہ یہ کہہ کر منشیوں کو یاد فرمایا اوران سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عالموں کو شقے مالکان دربند حسب الطلب ترقیم کرو۔ مضمون یہ ہو کہ "تم سب بنا پر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجا و چشم تمام مع ملازم و خدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چل کر شاہ عیاراں کو نذر دو اور استقبال کر کے قلعہ میں لاؤ۔ اس امر میں تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو' جو کوئی تعمیل حکم نہ کرے گا۔ مغضوب درگاہ سلطانی اور مصتوب نگاہ خسروانی ہو گا۔"

دبیران عطار و تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع دقیع جہان مطاع و عالم مطیع تسطیر کیے۔ ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرما کر کچھ ساحروں اور کچھ پتلوں کو کچھ پری زادوں کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمائے اور بنا پر ارشاد آتش بازاں صنعت پروین از آتش بازی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کر کے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوئے اور کنارے دریا کے کوسوں تک یہ چرخیاں کاڑھ دیں اور مہتا ہیں بانسوں میں باندھ کر نصب کیں۔ قلعہ آتشبازی ایک طرف ایسادہ ہوا۔ سرد کا درخت کہیں گاڑ دیا۔ آتش بازی کا پٹارا کہیں نصب کیا تفصیل اس کی کیا کی جائے۔ ہر جگہ مناسب و بہتر درستی کر کے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوئے جلترنگ بجنے لگا۔ وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا۔ آتشبازوں نے گل ہائے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنا دیا۔ کہ نظم

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی
رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی
لب آب چھوئیں جو واں چرخیاں
طپان ابر دریا میں تھیں بجلیاں
ہوئے پھول ہر رنگ کے آشکار

فلک جن کی نیرنگیوں پر نثار

جو یاد ان کی گردش کا آتا ہے حال
تو چکراتا ہے چرخ اب تک کہاں
اندروں سے یوں گل ہوئے آشکار
کہ آئی گلستان میں فصل بہار

فلک سے برسنے لگا آب زر
زمین سے ہوئے پیدا زریں شجر
کہیں سرد آتش ہوا شعلہ بار
ہوائی ہوا پہ لگی چھوٹنے
فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گل فشاں
لب بحر تھا تختہ' گلستاں
زمین اس طرح سے ہوئی شعلہ زر
جدھر دیکھئے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اس نور سے
نہیں شعلہ اٹھتا ہے اب طور سے

ہر اک بجرے اور کشتیوں پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا۔ دور شراب ارغوانی شروع ہوا۔ مور پنکھی عمرو کی دریا میں ہر سمت پھرنے لگی۔ یہ تو سیر دریا میں مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اٹھ تنہائی میں جا کر ایک پتلا بصورت عمرو ماش کے آتے کا بنایا اور بیر سحر کا اس میں بٹھایا کچھ اس کو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زریں پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے کہ جواہر اس کا نام ہے وہاں بھیج دیا۔ وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری میں پہنچ کر تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑا چبوترہ کا مخمور

کو جو عمرو سے جدا کر کے چلا تھا' اسی باغ میں لایا اور زمین پر اترا۔ مخمور اس پر سے
اتری' وہ چبوترہ غائب ہو گیا۔ یہ آگے چلی باغ نہایت پر بہار دیکھا ہر روش کو بہر
روش عمدہ قطعدار دیکھا غنچہ گل دس بیس نہیں ہزار دو ہزار سوسن وہ زبان کا کیاشمار
گل ہزارہ اور صد برگ بیشمار عنادل برسر شاخسار نغمہ زن کہیں بہار سمن و نشترن۔ یہ
کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر آئی جواہر اس
کی چار دیواری میں پچی کیا تھا اور موتیوں کی جھنجھریوں لٹکایا تھا۔ روزن جھنجھری کا چشم
معشوق سے بہتر تھا۔ موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ میں بھرے تھے۔ نہیں نہیں ہر روز
بسان وہاں پر گھر تھا۔ پر وہ ہائے زنبوری پڑے تھے۔ سراسر جواہر دوزی کے تھے۔
مخمور نے پردہ اٹھایا۔ عمرو کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا۔ شاداں و فرحاں آگے بڑھی
وہ پتلا بھی تخت پر بیٹھے مخمور بولی "خواجہ آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی۔"
پتلے نے کہا "مصلحت یہی تھی۔"
اس نے کہا "پھر فرمائیے کہ بادشاہ کے یہاں کے ملاقات ہوئی۔"
پتلے نے جواب دیا "ابھی نہیں' مگر استقبال کرا کے مجھ کو یہاں فروکش کرایا ہے اور
مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہاں رہیں اور نظر بفضل کردگار رکھیں دیکھیں
کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔"
مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھ کے اس باغ میں فروکش ہوئی اور یہاں عمرو مصروف عیش
و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسہ عیشو فرحت و نبساط ہے۔ خیال
میں ہے کہ جب ملکہ برآن سے ملاقات ہو گی تو حال مخمور کا پوچھوں گا اور سعی کر
کے بلواؤں گا۔ فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے۔ اس وقت خواجہ
کو سب کار پرواز اسی باغ میں لائے اور بلائے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصوں
نے بھاگ گایا سماں بند گیا جام متواتر پئے۔ دماغ گرم ہوا۔ یہ تو اس راگ و رنگ
میں مشغول ہوئے تھے۔
مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنی نامے جو ملکہ برآن نے مالکان دربند کو برائے طلب

بھیجھے تھے وہ تمام بادشاہوں اور ناظمان طلسم کو پہنچے۔ سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیاں جواہر اور گوہر کی بھر نذر ہمراہ لیں نوج کو حکم دیا۔ "مسلح ہو کر ساتھ چلے چلو۔ آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سواریوں پر سحر کی سوار ہوئے اور خدمت ملکہ میں حاضر ہونے لگے۔ منجملہ ان ناظموں کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ روئیں تن نامی ساحر ذی احترام کے پاس بھی جادو گریناں فرستادہ ملکہ نامہ لائیں چرخ ایوان شاہی میں تخت حکمران پر جلوہ گر تھا اور سترہ سو ساحر رست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا۔ کرسی دونگل پر متمکن فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس درایوان پر بجتے بسادل وصاحب بیٹھے تھے۔ جادو گرنیوں نے عرض کا بھیجا۔ چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامہ ملکہ لے کر آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا زر نثار کرایا اور نامہ داروں کو مقام برتر پر بٹھایا۔ پھر نامہ وا کرکے پڑھا۔ مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ داروں کو خلعت دیا اور عرض کیا "میں بھی آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہیں رخصت کیا۔ جادو گرنیاں تو چلی گئیں لیکن اہل دربار نے اس منعض دیکھ کربا ادب تمام پوچھا! "کیوں حضور ایسا کچھ نامہ میں کیا لکھا ہے جس نے آئینہ خاطر بادشاہ مکدر کر دیا اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کے زانوں پر ہاتھ مارا اور کف افسوس مل کر کہا "کیا بتاؤں غضب ہو گیا۔ طبقہ زمین طلسم الٹا چاہتا ہے' دین پونے دو سو خداؤں کاٹتا ہے' وہ چور دغا باز مکار جس نے ساحروں کے گھر بے چراغ کر دیئے ساربان زاد دشمن ساحراں' اندہ درگاہ خداوند لقا۔ اس طلسم میں بھی آیا ہے' ملکہ برآن نے سب ناظموں کو اسے نذر دینے کے لیے بلایا ہے۔ ایسا رتبہ اس نالائق عمرو کا کیا ہے کہ خود اس کو لینے جائے گی۔ رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کو کب کی عقل میں بھی فتور ہے کہ اس مکار کے مکر میں آ گیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے۔ پہلے اس کو جانور عجیب سمجھ کر افراسیاب کے دام سحر سے ملکہ برآن اٹھالائی تھی اب

اس کو یہ آبرو بڑھائی کہ جس کا عد بیان نہیں مجھ کو افسوس آتا ہے کہ یہ سرکار
بھی برباد ہو گی۔
ہم سے یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ ہم جاویں اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائیں۔
ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کریں اور
ان مسلمانوں کو خانہ کعبہ تک زندہ نہ رکھیں' بلکہ پردہ دنیا سے نام ان کانیست و نابود
کردیں کہ جنھوں نے خاندان ساحران برباد کر دیا۔"
غرضیکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سو چکر حکم دیا۔ "فوج ہماری تیاری کرے
کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے میں جاؤں گا اور تمام رفیق میرے تیار ہوں' دربار
برخاست کیا جائے۔"
اس کے کہنے کے بموجب سب مصروف درشگی و روانگی ہوئے اور یہ خود بزور سحر غائب
ہو گیا۔
یہاں عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آخر پہنچا اور بروئے ہوا ٹھہرا۔ سحر ایسا پڑھا کہ
ہوائے سرد چلی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ عمرو بھی تکیہ پر سر رکھ کر سو
گیا۔ یہ ہوا سے اترا اور پنجہ میں خواجہ کو داب کر اڑا اور لیے ہوئے سیدھا قلعہ اپنے
میں آیا اور اپنے بھائی کو فولاد روئیں تن کہلاتا ہے بلا کر خواجہ کو دکھلایا اور کہا۔ "میری
صلاح یہ ہے کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیاں نذر کی لے کر خدمت ملکہ میں
جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہے۔ میں اس دزد کو مخفی کر کے آؤں گا۔ جب
لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائیں گے اور ہنگامہ اس کے گم ہونے کا فرد ہو گا اس وقت
سر اس کا کاٹ کر خدمت شاہ جادواں میں لے جاؤں گا اور شاہ کوکب بھی آئندہ اس
کام سے خوش ہو گا کہ اس کا دین میں بچاتا ہوں۔ ابھی گو کہ یہ اس کے نزدیک
برائی ہے مگر آگے احسان مانے گا۔"
بھائی نے اس کے جواب دیا "اے برادر تمہارا چلنا خدمت ملکبہ میں ضرور ہے کیونکہ
باغ میں لوگ ہوشیار ہو کر متلاشی اس دزد کے ہوں گے اس وقت جو حاضر نہ ہو گا۔

ملکہ اسی پر گمان بدی کرنے کا' کریں گی۔ پس اس کو یہیں کہیں چھپا دو اور میرے ساتھ چلو۔" اس کو یہ رائے پسند آئی اور ایک صندوق میں بند کر کے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا' اس میں عمرو کو رکھا اور دہن غار لکڑیوں سے ڈھانک دیا۔ اندر محل کے اس واسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل میں سے کوئی اس صندوق کو کھولے اور یہ مکار چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے۔ اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا منظور نہیں جو کہہ دیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا۔ لہٰذا اسی جگہ چھپا دو پھر آ کر سمجھ لینا۔

غرضیکہ وہاں صندوق رکھ کر چاہتا تھا کہ چلے اس وقت عمرو کو ہوش آ گیا' کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اس نے دفع کر دیا سب وہاں ہوشیار ہو گئے۔ لیکن عمرو صدمہ تموج ہوا سے بیہوش رہا۔ اب کہ اس نے صندوق میں بند پایا۔ غل مچانا شروع کیا۔ چرخ نے آ کر بھر پڑا کھولا اور کہا "او غدار تو نے سامران سامری عہد کو مار کر یہاں بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چتا ہے کہ دو بادشاہ بنگان جمشید کو باہم لڑا دے اور اس گھر کو بھی برباد کرے۔"

عمرو نے کہا! "بھائی میرا قصور کیا اور تمہارا میں نے کیا گناہ کیا ہے میں تمہارا مہمان عزیز ہوں مجھ کو گرفتار کرنا کب روا ہے۔"

اس نے کہا"اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو بڑا نمک حرام ہے کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہے۔ اگر تجھ کو روپیہ کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو تو وہ بھی حاضر ہے' زمانے کی چیزیں تم کو دے سکتا ہوں اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمہارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا' دنیا میں کیسی ناموری تم لوگوں کی ہو گی کہ ملازمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنیٰ کو اعلیٰ کیا اس شخص کو مارا جس کو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا تھا پس آدمی کو نام چاہیے۔ تجھ کو چاہیے کہ مجھ کو چھوڑدے اور اس فراق میں نہ پڑ' نہیں تو پچھتائے گا۔ میں وزیر اعظم حمزہ ہوں' وہ حمزہ جو لقا کو بھگائے پھرتے ہیں اگر میرا ایک رویاں بھی میلا ہوا تو نہیں معلوم حمزہ تیرا کیا حال

کریں گے۔ تیری زیارت کو بھی باقی نہ رکھیں گے۔"
خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ مجھ کو کسی طرح چھوڑ دے

مگر وہ بر سر رحم نہ ہوا اور بولا "اے دزد میں تیرے مکر میں نہ آؤں گا۔ صبح قریب
ہے ملکہ کے پاس ہو آؤں تو تجھ کو راہ عدم دکھاؤں۔"
یہ کہہ کر خواجہ کو صندوق میں بند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم بے حس ہو گیا۔
صندوق کو مستحکم کر کے اسی جگہ رکھ کر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ میں روانہ
ہوا اس اثنا میں ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہاں تاب کو نکال کر
فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم میں محصور فرمایا۔
قریب سحر باغ میں ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی۔ عمرو کو نہ پایا۔ ہر سمت تلاش کیا مگر
کہیں پتہ نہ پایا۔ نالاں و گریاں خدمت برآن میں حاضر ہوئے۔ ملکہ سوار ہو کر کنارے
دریا کے بارگاہ میں داخل ہو چکی تھی۔ سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے۔ عمرو
کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ "حضور خواجہ سلامت
کو کوئی لے گیا یا کچھ ان کے مزاج کے خلاف گزار کہ وہ خود تشریف لے گئے۔ یہاں
کہیں تشریف فرما نہیں ہیں۔"
برآن نے کہا "خواجہ ہمارے یہاں مدد طلب کرنے آئے تھے۔ ہم نے بظاہر تو کوئی برائی
نہیں کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہاں رہتا
ہے۔ قابو پا کر پکڑ لے گیا ہے۔ خیر معلوم ہو جائے گا۔"
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ فولاد اور چرخ دونوں بہ تجمل تمام داخل ہوئے ملکہ کو تسلیم کی
پھر پوچھا "یہ کس کی تلاش ہو رہی ہے۔"
برّان نے کہا "شاہ عیاراں تاج بخش شاہن تشریف لائے تھے گم ہو گئے ہیں۔"
چرخ نے جواب دیا "کوئی ساحر افراسیاب کا یہاں آ کر لے گیا ہو گا۔
ملکہ نے کہا "چہ خوش' افراسیاب کا ساحر یہاں آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی۔ راہ طلسم

کیونکر طے ہوتی۔ بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو نہیں آسکتا نہ کہ موتی باغ میں سے
خواجہ کو لے جاتا۔"
اس نے عرض کیا "تو عمرو آپ ہی کہیں چھپ رہا ہے یقین ہے کہ مثل طلسم ہوشربا

یہاں بھی غدر مچائے۔"
ملکہ نے فرمایا "وہ مہمان عزیز ہے اس کی ذات سے یہ امید مجھ کو نہیں کہ برائی کرے۔"
یہ کہہ کر ایک عرضی مشتملبر کوائف گم ہونے عمرو کا کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم
کے خدمت اقدس میں لے گئے اور عرض پہنچائی۔
کوکب ازبسکہ روشن ضمیر اس وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اس کو آگاہی ہوتی
ہے مگر اس صورت میں اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت میں کوئی کام کر جائے
تو جب یہ پوجا وغیرہ کر کے دریافت کرے اس وقت ظاہر ہو۔ اس وقت جو خواجہ کے
گم ہونے کا حال عرض میں پڑا۔ ساحروں سے کہا "پہلے طلسم میں تلاش کرو پھر میں
کوہ آئینہ پر جا کر مراقبہ کر کے بتلا دوں گا۔"
لوگوں نے کہا "حضور شاہ طلسم ہو شربا کا کوئی رفیق آ کر لے گیا ہو گا۔"
کوکب نے ہنس کر کہا "بچوں کی طرح باتیں نہ کرو وہاں کا ساحر آتا اور ہم کو خبر
نہ ہوتی۔"
غرضیکہ بجواب عریضیہ برآن تحریر کیا کہ جلد تلاش کرو۔ ملکہ نے نامہ پڑھ کر طائران
سحر اور پری زادان طلسم و ساحران نامی اور پتلے وغیرہ ہر سمت طلسم میں روانہ کئے کہ
وہ سب پھیل گئے اور طلسم وغیرہ اور کوہ و دشت و بحرد بر چھاننے لگے' ملک ملک اور
وہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروئے ہوا اڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیاں بن کر
دریاؤں میں غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی۔
چرخ کو تردد ہوا اور چکرایا کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے۔ دوسرے حد کی تلاش
ہو رہی ہے اس صورت میں عمو کا پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجھ کو ایسی امید نہ تھی کہ

ایسی تلاش ہو گی۔ اب لازم ہے کہ یہاں سے جا کر اس کو مارا ڈالوں۔ اگر بعد کو
اپنا نام بھی ظاہر ہو گا تو کہہ دینا کہ بوجہ جوش حرات مذہب اور ازراہ دولت خواہی بادشاہ
ایسا کیا۔ یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے اور ایسا نہ ہو
گا تو جلائے وطن کرنا۔ شاہ افراسیاب کے پاس جاتا۔
ایسا کچھ سوچ کر ملکہ سے کہا "میں ایک کام رکھتا ہوں بھائی کو بھی لیے جاتا ہوں۔
دم بھر میں حاضر ہوں گا اور اپنے ملک میں خواجہ کو تلاش بھی کروں گا۔"
ملکہ کو اس کی گفتگو سے منطنہ بدی کا گزارا تھا لیکن اس وقت اضطراب تھا۔ اس
کو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا۔ فوج کو یہیں چھوڑا۔
مگر ادھر کا حال سینئے کہ جہاں عمو صندوق میں بند تھا' وہاں بیرون قلعہ سے ہوشیار
جادو نامی ایک چور نے نقب لگائی تھی اور اسی غار میں مہرہ نقب رکھا تھا کہ یہاں سے
محل بادشاہی قریب ہے۔ چوری کروں گا اور اگر کچھ ہنگامہ ہوا تو اسی غار میں سے چھپ
کر نکل جاؤں گا۔
چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور برائے نقب غار میں آیا۔ یہاں صندوق رکھا دیکھا
دل میں سوچا دوسرا چور شاید یہاں آیا تھا۔ مال اپنا رکھ گیا ہے مجھ کو خوب ملا چور کے
گھر میں مور پیتھا چرائے کوئی اور ملے کس کو۔
غرض لالچ میں آ کر اس صندوق کے قفل کو توڑا اور پڑا کھولا۔ عمرو بصورت اصل اس
میں پڑا تھا لباس پرزرے پہنے تھا' چور ڈر گیا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بلا ہے عمرو
نے اس کو خائف دیکھ کر بزبان تسکین کہا "اے محو حیرت تو کچھ خوف نہ کر' میں
ایک آدمی ہوں مجھ کو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا ہے۔"
چور نے کہا "پھر کیا چاہتے ہو۔"
کہا "مجھے اپنے سحر سے چھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کردوں' میرے جسم میں طاقت نہیں
جو اٹھوں"
چور کے پاس غسل جمشید کا پانی ہے کہ جس پر وہ چھڑکتا ہے سحر اس پر سے اتر جاتا

ہے۔ وہی پانی اس پر چھڑکا۔ عمرو سے سحر اتر گیا۔ صندوق میں سے نکلا اور جست کر کے دہن غار پر آیا۔ جال مار کر صندوق بھی لیا۔

چور یہ چالاکی دیکھ کر حیران ہوا اور غار سے نکل کر بولا "یار تمہارا نام کیا ہے۔ تم بھی چور معلوم ہوتے ہو' آنکھ تمہاری کہہ دیتی ہے۔"

عمرو نے کہا "برادر جو ہم وہ تم" یہ تاج تمہیں دوں گا اور میں ایسا چور ہوں کہ زمین کا دفینہ جانتا ہوں' اندھیرے میں سارا مال دیکھ لیتا ہوں' جہاں رکھا ہو نکال لاؤں' بے کمنہ محل پر چڑھ جاؤں' جہاں ہوا نہ جا سکے' سماؤں۔" چور نے کہا "ہماری سنگت کرو گے۔"

اس نے کہا "ہاں لیکن اب رات تک نہیں ہے یہاں سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا۔"

چور نے کہا "وہ صندوق تم نے کیا کیا؟"

جواب دیا "غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوئے جاتے ہیں۔" یہ کہہ کر گلیم اوڑھ غائب ہو گیا۔ چور کے حواس بجا نہ رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات کیسی دن ہی کو اٹھا لائے یہ جان کر پکارا "بھائی کہاں ہو' اب ظاہر ہو' معلوم ہوا کہ تم بڑے چور ہو۔"

عمرو ظاہر ہوا اور کہا "برادر تمہارا نام کیا ہے۔"

اس نے کہا "ہوشیار جادو"

عمرو نے کہا "ہمارا نام ہے عمرو عیار۔"

یہ سنتا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے۔ تمام طلسم میں اس کی آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا۔

عمرو نے اس کو بدحواس دیکھ کر کہا "گھبراؤ نہیں ہم سے چرخ نے برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمہیں یہاں کا حاکم کریں گے۔ چور قدر گرا۔"

عمرو نے کہا "میری تلاش میں چرخ یہاں آئے گا اس غار میں مال جو کچھ رکھا ہو لے

آؤ اور مجھے دے دو پھر آگے بڑھ کر لے لینا' بلکہ جو تمہارے پاس ہو' وہ بھی دے دو کہ میں غائب کر دوں تمہارے کام آئے گا۔"

چور نے جو کچھ مال تھا' اس کو دے دیا۔ اس نے لے کر زنبیل میں رکھا۔ پھر نقب میں کھود کر دونوں قلعہ کے باہر نکلے۔

ازبسکہ صبح ہو چکی تھی۔ قلعہ سے دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے۔ ان میں سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر جا کر حباب بیہوشی مارا اور اس کو بیہوش کر کے چور سے کہا "بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ۔ یہیں کہیں چھپ رہو میں تلاش کر لوں گا۔"

چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اس دھوبی کو اپنی کی صورت بنایا۔ لباس پرز پہنایا اور ساحر کی سی صورت بن کر اس گاذر کو لے کر چلا۔

ادھر سے چرخ اور بھائی اس کا بارادہ قتل عمرو آتے تھے۔ راہ میں ملاقات ہوئی۔ عمرو نے سلام کیا اور کہا "یہ شخص قلعہ سے نکل کر بھاگا تھا میں نے چور سمجھ کر پکڑا ہے۔ انہوں نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہو گا۔ اس کے ہاتھ لگ گیا۔ خوب ہوا سامری نے خیر کی۔ یہ جاتا تو نہیں معلوم کیا ہوتا۔

غرضیکہ عمرو سے کہا "تونے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی۔ تیرا نام کیا ہے۔"

کہا "مکار جادو۔"

نام پوچھ کر بھائی کو بھیجا کہ جا کر غار میں دیکھ آؤ"

وہ گیا وہاں صندوق بھی نہ پایا آ کر بیان کیا کہ غار میں کوئیبھی نہیں۔ اب یقین واثق ہوا کہ بیسک عمرو بھاگا ہوا اس ساحر نے پکڑا ہے میں اس ساحر سے کہا "اس دزد کو زمین پر ڈال دے کہ ہم سرکائیں۔"

اس نے اس گاذر کو ڈال دیا۔ یہ دونوں خنجر کھینچ کر چلے۔ عمرو نے پشت کی طرف سے کمند ماری۔ دونوں کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور گھبرا

کر پھرے تھے کہ منہ پر بیضہ ہائے بیہوشی پڑے دونوں بیہوش ہو گئے۔
عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر کاٹنا چاہا وہ روئیں تن تھا۔ اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب داؤد کا لے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہو گیا۔ غل و شور اور تاریکی ہو گئی۔ عمرو سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر غل سن کر دوڑیں۔ اس وجہ سے بسبب جلدی کے' چرخ کو زنبیل میں ڈال کر بھاگا اور غل سن کر چور جو چھپا تھا دوڑ کر آیا۔ عمرو اس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا "میرے گھر چلیئے۔"
عمرو اس کے ساتھ اس کے گھر آیا ایک گاؤں ویران سا تھا اس میں مکان کچا بنا تھا مگر لپا تھا۔ چور نے لا کر فرش بچھایا اور عمرو کو وہاں بٹھایا' شراب و کباب موجود کیا یہ تو یہاں ٹھہرے۔
مگر ملازم برآن کے ہر طرف ڈھونڈھ کر خدمت ملکہ میں گئے اور عرض کیا "ہمیں کہیں پتہ نہ لگا۔ ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا' کوکب نے جب سنا کہ عمرو نہیں ملا بزور سحر غائب ہو گیا اور کوہ بلور اس طلسم میں ہے' بت خانہ بنا ہے۔ بادشاہ اس کی پرستش کرتا ہے۔ اس بت خانہ میں جا کر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اس کو سجدہ کیا اور پوچھا "عمرو کا حال بتائیے وہ کہاں ہے" وہ پتلا یہ سن کر غائب ہو گیا بعد لحہ بھر کے آیا اور گویا ہوا "عمرو چور کے گھر میں اس کے گاؤں میں ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل میں رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا۔
کوکب سارا ماجرا سنکر وہاں سے اپنی جگہ پر آیا اور برآن کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا۔ اب ہوشیار چور کے مکان میں ہے۔ تم وزیر کو بھیج کر ہمارا ایک باغ اس حوالی میں ہے اسی باغ میں خواجہ کو پہنچا دو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ پھر تم مالکان دربند وغیرہ کو ہمراہ لے جا کر بے تجمل تمام استقبال کر کے لاؤ۔"

برآن کو جب یہ نامہ پہنچا اس نے اسی وقت وزیر کو روانہ کیا' وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا۔ وزیر نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض کیا "خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے برا تردد تھا۔ شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ میرے ساتھ چلیے۔ ملکہ بھی آیا چاہتی ہیں کچھ دیر باغ میں آرام فرمایئے۔"

یہ کہہ کر تخت پر سوار کیا اور لے کر چلا چور بھی ساتھ ہو لیا۔ اسی باغ میں جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا۔ گلہائے خوشبو دار اور میووں سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف خوف ناتمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے۔ پس اس باغ بارہ دری میں عمرو کو فروکش کیا۔ ملازم بہر خدمت مقرر ہوئے۔ سامان عشرت پیرا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید کیا۔ بہر خدمت گاری کی "خبردار کوئی تکلیف خواجہ کو نہ ہو۔ غرض بہت کچھ انتظام کر کے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس آیا۔ ملکہ نے کشتیاں تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کروائیں۔ بادشاہان دربند کو حکم دیا "جب سب جمع ہو لیں تو مجھ کو خبر کرنا کہ سوار ہو کر خواجہ کو لینے جاؤں۔"

چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ میں آئندہ عرض کروں گا۔ مگر اب حال مہ رخ کے لشکر کا سنیے۔

کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیوں کے جو نامہ حیرت لے کر چلی تھیں۔ روانہ ہوا تھا۔ جادوگر بنا ہوا ان کے نیچے زمین پر نگاہ سے مخفی دوڑتا جاتا تھا۔ جب کچھ دور وہ نکل گئیں۔ ان میں سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی۔ زمین پر دونوں اتریں درہ کوہ میں رفع احتیاج کو گئیں اور دوسری ٹھہری رہی۔ برق بہت جلد اس کے پاس آیا اور کہا "وہ دیکھئے آتے ہیں۔"

ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہیں مگر پھر کر دیکھنے لگی۔ برق نے کمند ماری اس نے ادھر منہ پھیرا حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر دیا اور جلد کپڑے اس کے اتارے اسے غار میں چھپا دیا اور اسی جگہ آپ بیٹھ کر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا۔ اس عرصہ میں دوسری ساحرہ پیشاب کر کے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے **

لگی۔ برق نے پاؤں کی آہٹ جو سنی پکار کر کہا "بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو میں آتی ہوں۔"
یہ سن کر سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہو گی' پس ایک جگہ بیٹھ گئی۔ برق بخوبی

تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اس کے پاس آیا دونوں اٹھ کر چلے وہ ساحرہ عازم
ہوئی کہ اڑ کر چلوں۔ اس نے کہا "اڑنے سے شانے تھک گئے ہیں اب پیدل چلو یا
تم جاؤ میں آتی ہوں۔"
وہ ساحرہ بخاطر اس کے پیدل چلی۔ یہاں کہ بعد قطع راہ لشکر صنعت میں پہنچے' دیکھا کہ
ساٹھ لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے۔ بازاریں لگی ہیں کٹورا کھنکھتا ہے گرم بازاری
ہے دلالوں کی گفتگو خریدار اور بیوپاری خوبروسپاہیوں کے بسترے لگے ہیں۔ سواروں کے
گھوڑے بندھے ہیں' لین اور لشکر میں گھماگھمی ہے بارگاہ صنعت کے قریب پہنچے حاجب
دربان وہاں حاضر تھے۔ انھوں نے جا کر آنا ان کا عرض کیا۔ صنعت نے دونوں کو
بلوایا۔ انھوں نے اندر جا کر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے' ونگلوں پر ساحر بیٹھے ہیں شیشہ آلات
سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہیں ملکہ تخت پہ جلوہ گر ہے۔ خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر
ہے۔ انھوں نے مجرا گاہ سے مجرا کیا۔ صنعت لے ان کو آگے طلب کر کے نامہ لیا'
تعظیم کر کے پڑھا۔ مضمون سے واقف ہو کر جواب لکھا "میرا صندوقچہ سحر عیار لے
گیا تھا۔ میں اس کے لینے کو بارگاہ باغیاں میں گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ
کی خدمت میں نہیں پہنچی۔ اب حاضر ہوں گی لیکن شہزادیوں کو ایسی غفلت نہ چاہیے
کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجیں۔ میں اس عیار سے سمجھ لوں گی۔ آپ کو اطلاع کر دی
کہ پھر ایسی غفلت نہ فرمائیے گا۔
یہ لکھ کر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا' برق نے چاہا کہ میں بھی
روانہ ہوں۔ اس سے کہا "تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا۔"
برق اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب لیا اور اس مالزاوی کو کہاں جاتی ہے اس کے روکتے
ہی ٹھہر گیا۔ اس نے کرسی بیٹھنے کو دی' یہ بیٹھا اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت
حیرت میں پہنچی' جواب نامہ دیا۔ ملکہ حیرت نے پڑھا۔ اس وقت ساحرہ اور عیار بچیاں

پانچوں حاضر تھیں عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سن کر سب کو حیرت ہوئی اور کہا "یہ عیار بے کلیجے ہیں، ایسے بہادر نہیں دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی ہے اس نے بنگاہ

اول پہنچانا

غرضیکہ تاکید ملکہ حیرت نے پھر لکھا "اے ملکہ! تم نے عیار کو خوب پہچانا۔ اب اس بذات کو چھوڑنا نہیں۔ مار ہی ڈالنا۔"

یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے میں باندھ کر بھیجا کہ جلد لے جائے۔ طائر لے کر آن واحد میں صنعت کے پاس پہنچا۔ اس نے نامہ لے کر پڑھا۔ طاحر کو روانہ کر دیا۔

یہاں حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحر جس کی صورت بن کر عیار گیا ہے کہاں ہے، معلوم ہوا کہ غار میں ہے چنانچہ ساحر بھیج کر اس کو غار سے اٹھوا منگوایا اتفاق سے صرغام عیار برائے خبر گیری بارگاہ حیرت میں حاضر تھا۔ یہ سب خبریں دریافت کر کے مہ رخ کے پاس ایا اور سارا ماجرا برق کی عیاری کا بیان کیا۔ اس اثنا میں در پتلے جو مہ رخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیئے تھے آئے اور کہا "مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہیں۔"

مہ رخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا۔ پس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا۔ یہ سمجھ کر لشکر کو بہار کے سپرد کیا اور آپ اڑ کر روانہ ہوئی۔

○○○

• ملکہ آفت جادو

لیکن ادھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب نشاط کو بلایا۔ ناچ ہونے لگا سترہ
سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا۔ دورہ جام شراب آغاز ہوا' ملکہ نے بعد لمحہ کے حکم
دیا اور دربار برخاست ہو۔" برق کو ٹھرا لیا کہا۔ تم ہم کو شراب پلاؤ' اس لیے کہ
ملکہ حیرت بھی تمہاری قدر کرتی ہے۔ ہم کو بھی مدارات تمہاری لازم ہے۔"
برق یہ سن کر خوش ہوا کہ اب اس کی موت آئی اور عرض کیا۔ اے ملکہ' جیسے ہم
ملکہ حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے۔"
غرضیکہ ساقی سے جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگا' پہلے تو جام سادہ دیا' دوسرے
میں نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا' صنعت ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی
کو دے دو۔"
اس نے کہا "آپ پیجئے میں اس کو اور دیتا ہوں۔"
اس نے کہا "جو ہم کہتے ہیں وہ کرو۔"
اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر
بیہوش ہو گیا۔
صنعت نے اس کی جانب گھورا اور کہا "کیوں ہم نے تمہاری خاطر کی اور تم نے یہ
بدذعاکی ہے۔ شرفہ کہ مار ڈالوں۔"
برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگوں مگر دیکھا کہ زمین پاؤں پکڑے
ہے ناچار کھڑا رہا۔
اس نے کہا "اب بتاؤ تیرا کیا حال کروں۔"
برق نے کہا "تو اپنی خیر منا میرے اور بھائی بغیر مار ڈالے تجھ کو باز نہ آئیں گے اور
میں چھوٹوں گا تو لشکر میں تیرے آگ لگا دوں گا۔
صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور اس میں بند کر

کے ساحروں کو طلب کیا اور حکم دیا "اس ناعیار کو ملکہ حیرت کے پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا۔ میں منتظر ہوں کہ عمرو کوکب کے پاس گیا ہے اور مجھ کو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہے اب لڑائی بہت بڑی ہو گی اسی وقت میں بھی جنگ آغاز کروں مگر آپ اس عیار کو جو چاہیے وہ کیجیے۔"

یہ پیام دے کر پنجرا روانہ کیا۔ جادو گرنیاں اور ساحر نہایت بندوبست سے چلے۔ مگر مہ رخ جو اڑ کر روانہ ہوئی تھی۔ اس نے راہ میں اس کو مع قفس پایا' مگر قابو نہ ملا' جو برق کو رہا کراتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ ملکہ حیرت میں پہنچے' پیام صنعت بیان کیا اور پنجرہ دیا' آپ پھر کر چلے آئے وہاں صرصر موجود تھی۔ برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا "آپ کا مزاج اچھا ہے۔"

برق نے کہا "اس وقت ہم قید میں ہیں کل سب کو مزاج کا مزا بتادیں گے۔"

صر صر نے کہا "آج بچ جانا تو بتانا۔"

برق نے کہا "آج حیرت کے ماتھے جائے گی۔"

حیرت کو ان باتوں سے غصہ آیا اور فورا حکم دیا "اس کو پنجرے سے نکالو ساحروں نے پنجرے سے نکالا۔ اس نے کہا "جلاد کو بلاؤ۔"

جلاد بنا برآنکہ عیاروں کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں۔ خوف کے مارے بلانے سے آتے نہیں ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلاد حاضر ہوا اور برق کو بارگاہ کے باہر لایا چبوترہ تکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا۔ ملکہ حیرت نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے سامنے تخت پر بیٹھی رہی۔ جلاد نے تینوں حکم پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ ماروں۔ اس وقت ایک پتھر آ کر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ کر گیا۔ کیونکہ جانسوز بشکل مبدل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا۔ ملکہ حیرت نے حکم دیا "اور جلادوں کو بلاؤں اور مجمع کو ہٹادو کہ نیار میں مل کر چلے آتے ہیں۔ ملازمین نے سب کو ہٹا دیا۔ اس وقت حیرت نے ایک ساحر مہم جادو نامی سے کہا "تم کہا کرتے

تھے" میں نے تلوار پر باڑھ رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اس کو مار کر باڑھ کی آزمائش کروں۔" اس وقت اس عیار پر آزماؤ۔"

مہم جادو یہ سنکر اٹھا اور تیغہ توں ہوا چلا۔ برق سے کہا "جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا ہے۔"

برق نے جواب دیا "اے مکار! عمر تیری پوری ہو گئی ہو گی ہم تو طلسم توڑیں گے اور افراسیاب کو ماریں گے۔ مہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہاں بصورت ساحر قرآن بھی حال گرفتاری برق سن کر آ گیا تھا۔ جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اس نے تانک کر بغدا مارا' ٹانگوں سے نکل گیا۔ غل و شور اس کے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ میں مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آتی تھی پنجہ بن کر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی۔ قرآن نے دو چار جادو گرنیوں کو اسی ہنگامہ میں قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور عذر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا۔ ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحروں کو حکم دیا کہ جلد ڈرو اس لے جانے والے کو مع قیدی کے گھیرو ساحر اڑ کر جھپٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہنچ گئی۔ کسی نے نہ پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر اب کی مقابلہ میں کسی کو جیتا نہ رکھوں گی۔ اس گفتگو میں تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کر کے بٹھایا اس نے ملکہ کو متفکر دیکھ کر حال پوچھا اس نے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا میں نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب میں پہنچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی' شاہ نے وعدہ مدد ہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لے کر آئے گا۔ پس لازم ہے کہ جب تک وہ آئے۔ ہم مہرخ کا کام تمام کر دیں اور اسد کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں اس کو بھی مار ڈالیں۔ یہ تقریر سن کر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ میں اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہوں۔ دیکھوں کیا فرماتے ہیں۔ یہ کہہ کر عرضی شاہ طلسم

کو لکھی اور جملہ کوائف رہائی برق اور گفتگوئے ابریق اس میں درج کر کے طایر سحر
کے گلے میں باندھ کر بھیجی طائر عرض باغ سیب میں لایا شاہ طلسم نے لے کر پڑھی

چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اس وقت پنجہ سحر نامہ لقالے کر پہنچا اس نامہ کو جو لے کر پڑھا
لکھا تھا کہ یہاں ملکہ نازک چشم نے آ کر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے
لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفارتنہا ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ گڑ بڑ جائے۔
شاہ نے یہ دونوں نامہ پڑھ کر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں مجھ کو
سب حال عمرو کا معلوم ہے میں بندوبست قرار واقعی کروں گا اور کوکب میرا کچھ نہ
کر کے گا۔ میں اس کے رو برو عمرو اور اس کے تمام لشکر کو غارت کر دوں گا۔ یہ
لکھ کر طائر کے گلے میں باندھ کر اڑا دیا طائر ملکہ کے پاس پہنچا وہ نامہ پڑھ کر چپ
ہو رہی اور ادھر مہرخ بار گاہ میں برق کو لائی۔ تخت پر جلوہ گر ہوئی۔ حکم ترتیب جلسہ
عشرت دیا' باطمینان تمام بیٹھی۔ اس طرف کو صنعت اپنے لشکر میں بارادہ جنگ ٹھہری
ہوئی ہے۔

مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اس نے نامہ لقا پڑھ کر ایسا سحر کیا کہ ایک
پتلا زمین سے نکلا۔ اس کو حکم دیا' جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا۔

تپلا یہ حکم سن کر غائب ہو گیا۔ بعد لحہ کے ایک ابر سرخ رنگ بردے ہوا پیدا ہوا
اور زمین پر اترا۔ اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی۔ زروزیور سے اراستہ ساحروں میں ذی
وقار تھی۔ اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پایہ تخت کو بوسہ دیا' بلا گردان ہوئی۔
بادشاہ نے دست شفقت اس کی پشت پر رکھا۔ اجازت بیٹھنے کی دی اور مجرا کر کے کرسی
پر متمکن ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا "میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا
نامہ بنا برطلب مدد آیا ہے۔ پس تم لشکر لے کر جاؤ۔ سوفار اور نازک چشم وہاں ہیں ان
کی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو۔ یہ بیان سن کر ساحرہ اٹھی اور سلام کر کے
رخصت ہوئی۔ بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا۔ خلعت پہن کر اپنے قلعے میں آئی اور بارہ

ہزار ساحر کا لشکر تیار کرا کر سمت کوہ عقیق بصد جاہ چشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی۔

اسی تجمل بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسموں میں سے ایک

طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہاں کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم نورفشاں میں
ہے ملکہ طلسم آئینہ دونوں بادشاہوں یعنی کوکب اور افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ
یہ ساحرہ وہیں پہنچی۔ خیال میں اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکہ آئینہ دار
سے از حد دوستی ہے' اس سے ملتی چل۔ اس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانوں سے جاتی
ہے اور وہ لوگ کشندہ ساحران ہیں۔ شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ
اپنے طلسم کا تجھ کو دے۔ جس کے باعث سے تو مسلمانوں کو غارت کر سکے۔

یہ سوچ کر افسران فوج سے حکم دیا کہ "تم لشکر لے کر خدمت خداوند میں چلو' میں
بھی آتی ہوں۔"

افسر بنا پر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی۔ یہاں تک کہ
داخل طلسم ہوئی۔ وہاں کے ساحر ہمیشہ اس کی آمدورفت سے اگاہ تھے اور اس کو پہنچانتے
تھے۔ کسی نے روکا نہیں۔ یہ راہ طلسمات قطع کر کے قلعہ طلسم میں آئی۔ قلعہ بہت
آباد تھا' ہر ساحر دلشاد تھا' عمارتیں طلسمی بنی تھیں' کوٹھیاں لاجواب نظر آتی تھیں دکانیں
لگی تھیں' دکانداروں کی پوشاکیں رنگین تھیں۔ یہ بازار سے گزر کر دارالامارت شاہی
پر آئی۔ یہاں دربانوں کا ہجوم تھا۔ حاجب دربانوں کا شمار نا معلوم تھا' اس نے اپنے آنے
کی اطلاع کرائی۔ ملکہ آئینہ یہ خبر سنکر تا درایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر
تخت پر برابر اپنے بٹھایا اراکین سلطنت نے نذر دی۔ ملکہ آئینہ نے بڑی گرم جوشی ظاہر
کی' مزاج پرسی فرمائی' اس نے جاتا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان کیا کہ مدت
سے میں نے تم کو دیکھا نہ تھا۔ ادھر آ نکلی مشتاق دیدار ہو کر تمہارے پاس آئی بہن
یہ میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہو گا کہ خداپرستوں سے جو لڑتا ہے' زندہ

نہیں رہتا۔ مجھ کو سامری بچائیں گے تو پھر تم سے ملوں گی' نہیں تو جاتی بلا کے منہ میں ہوں۔ آج کی ملاقات غنیمت سمجھو۔ ہم تمہیں دیکھیں تم ہم کو۔"

آئینہ نے اس کی تقریر سن کر کہا "بہن گھبراؤ نہیں آج دعوت کھاؤ' کل جب جانے لگو گی' میں تمہارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کروں گی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر میں سب مسلمانوں کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار میں رہی۔

سرشام دربار برخواست کر کے آئینہ دار اپنے باغ میں آئی۔ آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا۔ شراب و کباب جلسہ چنگ و رباب برپا ہوا۔ اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہو کر غرض کیا "ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہیں اس نے یہ خبر سن کر استقبال کرایا۔

نازک چشم کا حال سنیے کہ جب سے ناصر کو ہی جا کر مسلمان ہو گیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہے۔ وہاں چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤں اور اس کے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہیں ان کو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند کرایا ہے کہ کسی حربے سے ماری نہ جائے' کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے۔ بس اس کے جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحروں نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم میں بااحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طسلم فتح کرے اور وہ تلوار پائے' اس وقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم میں شہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول یعنی پہلی قسطوں میں مذکور ہوا' قید ہیں کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہے اور اس کے شوہر زنار بلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈال دیا تھا اور قاسم کو پکڑ

کر اس طلسم میں قید کرا دیا ہے غرضیکہ استقبال کرا کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا۔ ناچ ہونے لگا۔ نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونوں نے اپنی اپنی سرگذشت کہی۔ افت نے اپنی بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادواں کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا۔ رات بھر یہی حرف و حکایت کہہ کر بسر کی شمع محفل ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی۔ آئینہ نے بہت کچھ ان کی تشفی کی۔ دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ مہر میں رکھا۔

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونوں کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکل کر ایک درہ کوہ میں آئی۔ اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا' قفل اس میں برابر ران شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت میں بے نظیر تھا۔ آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس میں بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا۔ ایک پتلا باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہو گیا۔ اس نے اس کو حکم دیا۔ "اے سوار طلسمی' تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور خدا پرستوں سے مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کرو۔" اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا۔

اس پتلے نے یہ سن کر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا۔

آئینہ نے آفت سے کہا "بہن اب جاؤ اور میدان میں کھڑے ہو کر جب پکارو گی" اے سوار طلسمی آؤ۔ یہ سوار آئے گا اور تمہارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہو گا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا۔ ہاں وہ شخص اس کو قتل کر سکے گا جس کے اسی طلسم کا تیغہ ہو گا۔"

آفت یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور نازک سے کہا "چلو یہ سوار کافی ہے۔ اب تم کچھ نہ مانگو۔"

آئینہ نے کہا "بہن تم کو کیا احتیاج ہے۔ تم کو پہلے ہی میں سحر بند کرا چکی ہوں' جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو' کسی کے پاس نہ ہو گا' تمہاری قضا نہ آئے **

گی۔"

نازک چشم یہ کلام سن کر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے۔ اب چل کر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کروں اور مسلمانوں کو ماروں۔"

غرض دونوں آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئیں اور تخت سحر پر بیٹھ کر چلیں۔ یہاں تک کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہو شربا کی سرحد سے گزر کر داخل لشکر لقا ہوئیں اور بارگاہ میں پہنچ کر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا۔ یہاں پہلے سے لشکر اس کا آ چکا تھا۔

بختیارک نے متصل لشکر اتروایا تھا۔ آمد آفت کی خبر سن کر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کر کے ہر آرام اپنی بارگاہ میں آئی۔

شام کو بارگاہ لقا میں پہنچ کر آفت نے حکم نواحت طبل جنگ دیا۔ ساحروں نے تفیر سحر کر بجائی۔ دلاوروں نے کوس حربی پر چوب لگائی۔ زمانے میں ہل چل پڑی ہرکاروں نے خدمت ہمایوں بادشاہ اہل اسلام میں حاضر ہو کر خبر عرض کی "اے شہریارا! طبل جنگ لشکر اعدا میں بجا ہے۔ آفت نے آ کر آفت برپا کرنا چاہی ہے۔"

شاہ اسلامیاں نے یہ خبر سن کر بایمائے صاحب قران نامور حکم نواکت کوس حربی دیا۔ طبل سکندر کو چاشنی ملی۔ کام جاں بہادراں کو ذائقہ شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر مسجھے روسے ساحر شب آئینہ تیغ اس شب تار میں اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکیں پرمانی و بہزاد کے نقش و نگار بخط گلزار بنے تھے خاصہ تیغ نے خط تقدیر پر عدو نے تیرہ بختی کے کیے تھے سرخ سرخ چہرے دیکھ کر جرات شعاروں کے خنجر گذار سہر بسان مہر خوف کھاتا تھا' ہتھر تھراتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ رات بھر تیاری اسی طرح رہی۔

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیر گر بہادران تہور قرین و جلالت آگیں سے حاملہ شب کا حمل ساقط ہوا اور طفل نورانی چہرہ خورشید دائیہ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک میں دیا۔

سب کے آگے لقا بے بقا راندہ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار' گرد اس کے ناقوس نمواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے۔ جے سامری اور جمشید کی بولتے تھے۔ رال و گوگل کے شعلے اٹھتے دھواں بلند تھا۔

غرضیکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوئے دونوں طرف سے بیلداروں نے پشت بلند میدان کو ہموار کیا۔ سقے آب پاشی کر گئے۔ روئے شاہدارض صفا میں صورت آئینہ بنا صفا آراؤں نے صفوف حرب کو آراستہ کیا۔

گھوڑی کی دم سے دم اور پٹھے سے پٹھا' سم سے سم ملا دیا۔ بہادروں کا شانہ سے شانہ' پیادوں کا پاؤں سے پاؤں ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا۔ تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوئے نقیب آگے بڑھے سرود نوازوں نے سرود بجایا گویوں کے لڑکوں نے رغبت جنگ دلاوروں کو دی۔ مذمت دنیائے فانی کو سنایا۔

"آج روزنام و ننگ ہے' عرصہ زیست تنگ ہے۔ داد شجاعت دو' مرنے میں دریغ نہ کرو۔"

جب نقیب پکارے' آفت نے نازک چشم سے کہا "بہن' تم کو سامری کے سپرد کیا' میں جاتی ہوں اور نصیب آزماتی ہوں۔"

اس نے جواب دیا۔ "جمشید کے حوالے کیا۔"

وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اتر کر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی۔

لقا نے کہا "اے بندی قدرت ہم نے تجھ کو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا۔"

بختیارک بولا "خداوند تیری موت اپنی مٹھی میں لیے ہیں تو ماری نہ جائے گی بے خوف جا کر مقابلہ کر۔"

آفت یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان میں پہنچ کر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی۔ درخت زمین سے پیدا کئے' کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخر کار نعرہ مارا "اے فرقہ منحرفان' تمہاری قضا دامن گیر ہے آؤ میرے رو برو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤں۔"

یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی۔ اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا۔ عرض کیا "سر مثار کرنے کو جی چاہتا تھا۔ بارے مراد بر آئی۔ اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہے اجازت چاہتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا "تم مہمان عزیز ہو' دم کرو لڑنے نہ جاؤں۔"

شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ غلام نوازی فرمایئے۔ بہادروں میں ابرو نہ رہے گی۔ یہ نکلا ہے تو تصدق ہونے کی اجازت دیجئے"

شاہ نے اس کو خلعت دیا اور فرمایا "سپرد یزداں پاک کیا۔"

ناصر نصرت قرین شاداں و فرحاں مرکب (گھوڑا) اڑا کر چلا۔ گھوڑا اس کا طرارہ بھر کر رواں ہوا۔

آفت نے اس تہوار دستگاہ کو جوش و خروش سے اتے دیکھ کر صدا دی کہ "اے سوار طلسمی آؤ۔"

یہ کہتا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیر غران نعرہ زنان آ کر پہنچا۔ اس نے حکم دیا اجا اور مسلمانوں کو باندھ لا۔"

سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا۔ اس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا۔ بعد رو و بدل طفہائے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت دونوں نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا۔

برو دست و آن تیغ بران کشید
زگرد سواران جہان نا پدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست
سوئے گر زبردند یکبار رست
سواران چنان گرز زد ہمچو کوہ
کہ از زخم اوگشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت

بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا۔ سوار نے مشکیں باندھ کر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ
مرکب پر چڑھ کر پھر مبارز خواہ ہوا۔
ادھر سے شہزادہ نور الدہر نے اجازت لے کر عزم میدان کیا۔ لشکر کے علم جلوہ دکھانے
لگے۔ طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنیک گردوں سے غلغلہ ظاہر ہوا۔ شہزادہ کا
مرکب کوہ پیکر و ہاموں شکوہ مثل برق و باد چلا۔
سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی۔ آخر
کار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کر کے لشکر میں بھیجا اور پھر نہیب دی
"کوئی اور سامنے آئے۔"
ادھر سے سرداران شہزاد نورالدہر نکلنا شروع ہوئے۔ شام تک سوا سو سردار یکے بعد دیگرے
فضل بن گیا ہو رو' نوح بن گیا ہو' خون آشام وغیرہ جا کر اسیر ہوئے جس دم نیزہ
دار فلک نیزہ خطی شاع لے کر سمت کا شانہ مغرب گیا اور میدان ملک میں لشکر انجم
کا داخلہ ہوا۔
شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طلب آسائش بجوا
دیا۔ دونوں لشکر پھر سے امیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بار گاہ ہوئے سپاہ نے کمر
کھولی۔ عیار بھری عیاری روانہ ہوئے۔
اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازاں و خنداں مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی۔ لقائے
زر نثار کرایا۔ بارگاہ میں پہنچ کر حکم دیا "جشن نوروزی کیا جائے۔"
اسی وقت شاقیان مہر دیدار پری تمثال جام و صراحی جواہر بے مثال لے کر حاضر ہوئے
اور طوائفاں شعلہ رخسار رشک وہ بغتاں لندن و چین رقص کرنے لگیں مجلس مثل مجلس
انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی۔
اسی جشن میں بختیارک نے کہا "اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفا رو

مہنت داغگر وغیرہ نے قید کیے ہیں۔ وہ سب موجود ہیں اور آج تم نے سوا سو سردار گرفتار کیے ہیں مجھ کو یقین ہے کہ ان سب کی نگہبانی نہ ہو سکے گی اور ملیاران اسلام اسی فکر میں ہیں۔ آج تک بہت حفاظت سے قیدی ہے مگر اب عرصہ گزرا ہے ان کو پتہ مل گیا ہو گا چھڑا لے جائیں گے۔ پس لازم ہے کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کہ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو۔"

آفت نے کہا "ملک جی میں اس فکر میں ہوں کہ حمزہ کو بھی پکڑلوں تو سب کو قتل کروں۔"

یہ کہہ کر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ میں نے سوار طلسم سے اتنے سردار قید کرالے لکھ کر ملکج آئینہ کو بھیجا کہ ایک ساحر نامہ لے کر روانہ ہوا۔ اتفاق سے سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ قاسم بامرجاسوسی اس مقام پر موجود تھا' جیسے آقا اس کا قاسم کشتہ سحر ہوا ہے اسی فکر میں بہ صورت مبدل رہتا ہے کہ شاید لشکر ساحراں میں سے کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو۔ اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھوں یہ نامہ کہاں لیے جاتا ہے وہ ساحر جو چلا خوف سے عیاروں کے کچھ دور تو اڑ کر گیا۔ پھر نظر سے غائب ہو گیا۔ سیارہ حیران و پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان میں جا پڑا۔ ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا۔

اب حال سنیئے کہ شہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول یعنی سابق اقساط میں کیا گیا کہ غم میں اپنے باپ کے بھر شکار نکلے تھے اور ان کو پنجہ اٹھا لے گیا تھا اور آندھی کی ہوا میں عیار ان کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا۔ اس وقت کوہستان میں ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پاؤں کے آہٹ کی سنی اٹھ کر دیکھنے لگا۔ جب سیارہ قریب پہنچا پکارا کون ہے۔"

سیارہ نے آواز پہچان کر کہا "کیا بھائی شاپور میں۔" اس نے اقرار کیا۔ سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا اور دونوں باہم باتیں کرتے چلے' یہ تو روانہ ہوئے مگر اب ذکر شہزادہ ایرج سینئے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہار کے اس کا گزر ہوا وہ پہاڑ سیر گاہ ملکہ صنوبر مرصع پش جادو ہے' وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر میں مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہے۔ شعشہ حسن وجمال سے اس کے روئے ہوا منور روشن روئے تابان اس کا انجمن روزگار میں نور بیزبسان شمع انجمن ہے۔ یہ معلوم ہوتا کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروئے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہے' ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ سحر پڑھ کر سمت فلک پھونکا۔ پنجہ تو غائب ہو گیا۔

شہزادہ تموج ہوا سے بیہوش تھا' پڑا رہا۔ صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی' صورت زیبا دیکھ کر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت و گل رخسار بیہوش پڑا ہے۔ باغ دہر میں قد اس کا نخل تمنا ہےگوس گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہے۔ سنبل تر اسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ خو ہے۔ صبا سونگھ کر ژولیدہ وہے نرگس ہمہ تن چشم ہو کر اس کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہے۔ بادصبا اس کے لیے آوارہ پھرتی ہے لالہ اسی کے عشق میں دل داغدار ہے سرد کو اسی کی غلامی درکار ہے آزادی سے بیزار ہے۔

یہ تماشائے حسن بے مثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقاب دار سرہانے کھڑا ہے لباس مردانہ پہنے ہے مگر عورت معلوم ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر اٹھ بیٹھا اور اس نقابدار سے پوچھا "آپ کون ہیں کیوں مجھ کو طلب کیا ہے۔

نقاب دار نے کہا "پنجہ لیے جاتا تھا میں نے اس سے چھڑایا ہے۔ آپ میری دعوت کھائیے۔ آسودہ ہو لیجئے تو مجھ کو سپاہ گری کا مزہ ہے۔ ہمارے اپ کے مقابلہ ہے۔"

شہزادے نے فرمایا' تم نے مجھ کو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا۔ تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہے اور اگر براہ راستی جی بہلایا چاہتے ہو تو میں سب طرح چاق و چست ہوں۔ ایک صدمہ موج ہوا کا تھا' وہ بھی برطرف ہو گیا۔ اب کوئی کسل نہیں۔ آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سن کر ان کو ایک میدان میں اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازموں **

کو طلب کر کے گھوڑے جن کو دیکھ کر حسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور اپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان میں پیوستہ کرکے لگایا۔

اسی اثناء میں نقاب دار کی نقاب چہرہ سے الٹ گئی شہزادے نے اس کی صورت حور مثال دیکھ کر عش عش کیا معلوم ہوا کہ نقاب اس کے چہرے سے نہیں اٹھی۔ بدلی سے دھوپ نکل آئی' زہے گوہر گراں تایہ دارج خوبی و خہے اختر تابندہ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی آرزو رکھ کر داغ اپنی پیشانی میں رکھتے ہیں۔ شب و روز خواہش دیدار میں اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ شاید بکارت اس کا گوشہ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا۔ کوچہ سنبلستان گیسو میں دور باش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا۔ لائق اورنگ شاہی دلبری تھی شاہان حسینان دہر کی افسری تھی۔ زیبائش تاج ارجمند تھی۔ افسر سپاہ حسن و بہتری تھی۔

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خود شیدا ہو چلی تھی۔ ہنس کر گویا ہوئی "بس ہمارے آپ کے مقابلہ ہو چکا چلیئے اور جام لے کولب میگون سے لگا کر ہنسایئے کنیز کو منہ لگا کر سرفراز فرمایئے۔"

شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا۔ پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا۔ فرش مکلف وہاں بچھا تھا۔ تخت عاج گستردہ تھا۔ دونوں تخت پر آ کر جلوہ گر ہوئے کنیزان سمن بدن و گل رخسار حاضر تھیں۔ جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگیں۔

شہزادے نے مے کشی سے انکار کر کے کہا "جب تک تمہارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہو گا ہم کو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہیں۔ طریقہ بددینی اچھا نہیں۔"

ملکہ نے کہا اے شہر یار میں دختر بلند اختر زرومان جادو ہوں کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھ اب وہ مسلمان کہ نام اس کا قاسم ہے۔ طلسم آئینہ میں قید ہے۔ شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سن کر خوشنود ہوا اور کہا "اے ملکہ میں اسی مسلمان کا جس کو تم قیدی کہتی ہو' بیٹا ہوں اور وہ نبیرہ حمزہ صاحب قران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقاپرستی ترک کر

کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمہارے عدو ہیں۔ ہم سے ہاتھ اٹھاؤ۔"
ملکہ ازبسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی "مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے' عشق

میں جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے۔"
غرضیکہ تمام خواصوں دائیوں کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا "جب طلسم آئینہ فتح ہو گا کلمہ
پڑھوں گی۔"
غرضیکہ مے کشی آغاز ہوئی۔ ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا۔ پہلو میں دلدار لب پر جام بادہ
گلنار یہ عشرت تمام بیٹھے۔
لیکن ملکہ حنظل جو اس کی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم میں مبتلا رہتی ہے۔ اس وجہ سے
کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے۔ اس وقت بیٹی کی
محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو ملا کر پیار
کروں اور اس کے دیدار سے خرسند ہوں۔ یہ سوچ کر ایک ساحر مریخ جادو نامی سے
کہا "تم قلعہ رومانیہ میں جاؤ اور ملکہ صنوبر کو لے آؤ۔"
وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور میں پہنچ کر زورمان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی
بہن کا کہا۔ اس نے کہا "ملکہ اپنی سیرگاہ میں پہاڑ پر گئی ہیں۔ وہاں سے بلا کے لے
جا۔"
مریخ وہاں سے پہاڑ پر آیا۔ یہاں شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے۔ فریاد و شیریں
یک جا بصد انبساط تھے۔ یہ معاملہ دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آیا اور نعرہ زن ہوا "باشید
اے ننگ خاندان یہ کیا رسوئی ہے۔ جو تم چھوکریوں نے تمام عالم میں شہرت بے حیائی
پھیلائی ہے۔"
یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت بھول
رہی۔ یہ تڑپ کر جو گرا۔ دونوں کو پنجہ میں داب کر لے اڑا اور سوچا کہ حنظل کے
پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے۔ یہاں ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت
سے بیٹی کی حمایت کرے۔ پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک کر

**

اترا کہ دم لے لوں تو چلوں۔
ادھر سے قضا راشاہ پور اور سیارہ آتے تھے دونوں ساحر کی سی صورت ہے ہوئے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا "تم کون ہو۔"

عیاروں نے کہا "جو تم وہ ہم۔ تم کون ہو۔"
اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحروں کا ان چھوکریوں نے برباد کر رکھا ہے مسلمانوں سے عاشق کر کے ستم ڈھایا ہے۔ یہ کہہ کر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ میں ان کو گرفتار کر کے خنظل کے پاس لیے جاتا ہوں۔"
عیاروں نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم سنا۔ بہت خوش ہوئے کہ دونوں شہزادوں کا حال معلوم ہوا آپس اس ساحر سے بظاہر التفات کر کے کہا "اے برادران مسلمانوں کو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ میں تو اس کو مار ڈالتا' مگر تمہارے پیچھے جو کھڑے ہیں وہ منع کرتے ہیں۔"

ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا۔
شاپور نے کند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا۔ سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا۔ عیاروں نے سر کاٹ ڈالا۔ غل و شور مچا تاریکی ہو گئی۔ صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ شہزاد نے رہائی پائی اور عیاروں سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ پھر عیاروں نے کہا "اے ملکہ! یہ ساحر تمہارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم میں سے اس ساحر کی سی صورت بنتا ہے اور تم سخت سحر تیار کرو۔ ایک ہم تمہاری خواص کی سی صورت بنے گا اور تمہارے ساتھ چل کر خنظل کا کام تمام کرے گا تا کہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے۔
غرضیکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ ایک خواص کا پوچھ کر ویسی ہی صورت بنا اور کہا "شاید میری صورت پر شبہ کرے خنظل پوچھے کہ یہ کون ہے تو کہنا میں نے نیا نوکر رکھا ہے۔"
یہ سمجھا کر شاہ پور بصورت مریخ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے ساتھ تخت سحر پر بیٹھ کر چلا۔ شہزادے سے کہا "اپ یہیں ٹھہریں جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ

ہو آپ کو آ کر خنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہے۔"
فی الجمدان کو چھوڑ کر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر میں پہنچے خنظل چشم راہ انتظار تھی کہ

ملکہ نے جا کر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کر کے آغوش میں بٹھایا۔ ملکہ
نے بعد تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا "وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے
ہیں حاضر کرو۔"
خواص یعنی سیارہ نے ایک قاب میں عمدہ میوہ چن کر پیش کیا۔
صنوبر نے کہا "پھوپھی اماں' یہ میوہ بہت نایاب ہے آپ بھی کچھ نوش فرمایئے۔"
مشکل نے اس کی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہاں جو ملازم اور خواصیں
خنظل کی تھیں۔ ان کو بھی وہ میوہ کھلایا۔ بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئیں۔
عیاروں نے بہرا تمام حجت خنظل کو اٹھا کر ستون سے ایوان کے باندھا' زبان میں سوزن
دے کر ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی' دیکھا میں بندھی ہوں اور صنوبر سامنے کھڑی
ہے' اشارے سے پوچھا "یہ کیا ماجرا ہے"
عیاروں نے کہا "ہم دونوں عیار ہیں اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہے۔ اب تجھ
کو بغیر قتل کئے ہم نہ جائیں گے جان بچانا اگر منظور ہے تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ
قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم میں راہ عدم دیکھے گی۔"
خنظل یہ حال سن کر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستوں کا دین زبردست ہے۔ ان سے بچنا
دشوار ہے۔ دوسرے دختر پر تو سانحہ گزر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہو گا لازم
ہے کہ اطاعت کرو۔ اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی۔
یہ سوچ کر اشارے سے کہا "میں نے اطاعت قبول کی۔"
عیاروں نے فوراً کھولا۔ زبان سے سوزن نکال لیا اس نے عیاروں سے کہا "میں مطیع الاسلام
ہوئی۔ بعد فتح طلسم کلمہ پڑھوں گی۔"
عیاروں نے کہا "شہزادہ ایرج صحرا میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو بلانا چاہیے۔"
خنظل نے اپنے ملازموں کو جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار کرایا اور ان میں سے ایک کو

حکم دیا "شہزادہ کو اٹھا لاؤ۔"

وہ بزور سحر عیاروں سے پتہ پوچھ کر روانہ ہوا' ایرج منتظر عیاراں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ساحر آ کر پہنچا اور عرض کیا "چلئے حضور کو ملکہ خنظل نے بلایا ہے۔"

یہ کہہ کر تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ میں لایا۔ خنظل نے اٹھ کر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا۔ جتنے ساحر نامی تھے ان کو بلا کر اپنا راز ظاہر کیا کہ میں نے اطاعت اس شہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے ساتھ تمہیں رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو۔"

سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوئے۔ اس نے انجمن عشرت ترتیب دی' کشتیاں شراب کی قابیں گزک کے لیے کباب کی حاضر کیں۔

شہزادہ عالی نژاد نے فرمایا "اے ملکہ! تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہاں بلا کر رہا کر کے رکھو۔"

اس نے اس وقت ایک نامہ محبت آگیں۔ ملکہ آئینہ دار کو لکھا "اے بادشاہ طلسم براہ عنایت آپ میرے قیدیوں کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ اس لیے کہ میں ان کو طلسم ہو شربا میں بھیج کر شاہ جاوداں کے پاس قید کراؤں گی اور وہیں میرا شوہر بھی ہے۔ مجھ کو اطمینان رہے گا۔ یہاں رکھنے میں مسلمانوں کا لشکر نزدیک ہے کھٹکا ہے۔"

یہ لکھ کر دو ساحروں کو دیا اور درباہ اخفائے راز تاکید کر کے روانہ کیا۔ ساحر گئے اور خدمت ملکہ آئینہ میں پہنچے۔ نامہ بادب تمام پیش کیا۔ اس نے نامہ پڑھ کر قیدیوں کو بلوا کر ان کے حوالے کیا اور کہا "کہہ دینا مجھ کو تمہاری دوستی سے کام ہے جہاں تمہارا جی چاہیے قید کرو۔ میرے طلسم کا تو قیدی ہی نہیں جو مجھے اس کے بارے میں کچھ کہہ ہوتی بلکہ اس کے یہاں رہنے سے مسلمانوں کی چڑھائی کا دن رات و عذغہ رہتا ہے۔"

ساحر یہ پیغام سن کر اور قیدیوں کو تخت سحر پر ڈال کرروانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد خنظل کے پاس پہنچے۔ اس نے شہزادے پر قید دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیاران سے

لپٹ گئے اور ہاں و ناخن جو قید میں بڑھ گئے تھے دیکھ کر رونے لگے۔ آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کر کے محفل میں پہنچ کر رونق بخش ہوئے اور فرزند

کو گلے سے لگایا۔
صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا" ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اس کو بلانا چاہیے۔"
حنظل نے یہ سن کر کہا "وہ بھی حاضر ہیں۔"
اس عرصے میں مقبل بھی نہا دھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا "تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم و الم میں مبتلا ہیں ان کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو۔"
مقبل یہ حکم سن کر بیرون قلعہ آیا۔ یہاں بعض سردار تو لباس شنجرنی پہن کر غم میں شہزادے کے فقیر ہو کے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض ان چٹلوں کے ساتھ روتے پیٹتے لشکر کو گئے تھے۔ لشکری تمام پرگندہ حال تھے کہ مقبل نے جا کر ہر ایک کو ڈھونڈھ کر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا۔ سب نے سجدہ شکر کیا۔ لشکر تیار ہونے لگا۔ خیمہ خرگاہ منگا کر استادہ کئے۔
شہزادے کو اطلاع دی۔ شہزادے نے برآمد ہو کر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ تشری فرما ہوئے۔
اس اثنا میں ملکہ نرگسی چشم کی حنظل نے جا کر بلائیں گلے سے لگایا۔ پھر حمام کرا کے خلعت فاخرہ پہنایا۔ زرو زیور سے آراستہ اور ہوج زریں میں بٹھایا اورشہزادے کے پاس بھیجا۔ ملکہ کو شہزادے کے ملنے کے از حد خوشی تھی۔ ادھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا۔ مگر دن مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا۔
اسی انتظار میں یکایک آئے سے ملکہ کے' قاسم محفوظ ہو کر داخل شبستان ہوا۔ مجلس انبساط مرتب ہوئی۔ دورہ جام مئے گلگوں ہواوف دنے کی صدا بلند ہوئی۔ یہ اس طرف جلسہ عشرت جمائے کرم و خندان ہیں۔
ادھر قلعہ میں صنوبر اور ایرج نوجوان ہیں شبانہ روز شیدائے یک دیگر داد نشاط و عشرت

دیتے رہے روز چہارم جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے لے کر انجمن عالم میں گردش پذیر فرمایا۔

اس صبح کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوال میں شکار کھیلے' اور سیر میں مصروف ہو۔ پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا۔ اس نے سامان صید افگنی درست کرایا۔ شہزادہ صنوبر کو قلعہ میں چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرا میں آیا۔ باز تیز پرواز کو جانوراں پرند پر چھوڑا اور صحرا کو جانوراں درند و پرند سے خالی کیا۔

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہنچا۔ حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا۔

شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختاں سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں مصروف تھا۔ مگر وہ پنجچہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ میں صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا۔

وہ پنچہ ملکہ بلور جادو نے خود دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ ہے۔ اس نے بھیجا تھا۔ اس لیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کناں اس جگہ کہ جہاں ایرج نخچیر کش کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی۔ پس اس نے پنجہ سحر بھیج کر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا۔ وہ پنجہ خالی پھر گیا۔ ملکہ چشم براہ انتظار تھی۔ یاد معشوق میں بے قرار تھی۔ آنکھیں جانب در نگراں' اسی رنج ہجر میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بہ شکل انسان متمثل ہو کر حال کہا۔ "میں شہزادے کو لاتا تھا' راہ میں ملکہ صنوبر دختر زرد مان حاکم قعلہ زرومانیہ نے چھین لیا۔ یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا۔ رنج فرقت نے کلیجہ کھایا۔

اس بے قراری میں اپنی وزیر زادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہوئے شخص کو اس نے چھین لیا۔ ہر چند کہ مجھے اس مردود سے کچھ مطلب نہیں۔ وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے' مگر غصہ تو یہ ہے کہ

لڑا کے آنکھ تم آنکھوں سے ہو گئے پنہاں
پر آنکھوں سے مری مثل نظر نہیں جاتے

اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھئے حور چہرہ انہیں لاتی ہے یا نہیں' بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہے کو اے گا۔ خدا معلوم قاصد کیا پیغام لائے گا۔

پس فنا بھی ہماری کھلی رہیں آنکھیں
بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے

غرضیکہ یہ ملہ پر از اشتیاق شکایت دوری دلدار کر رہی ہے اور ادھر حور چہرہ جو روانہ ہوئی۔ اول قلعہ زرومانیہ میں آئی۔ زرومان نے تنظیم تمام بیٹھ کر سبب آنے کا پوچھا۔ اس نے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے برائے تلاش ایرج بھیجا ہے اور اس کو تیری دختر نے چھینا ہے۔ پس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ "میں ملکہ صنوبر کے دیکھنے کو آئی تھی۔"

زرومان نے کہا۔ "وہ اپنی پھوپھی خنظل جادو کے پاس گئی ہیں۔" یہ سن کر حور چہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی۔ یہاں لشکر شہزادہ قاسم کا اترا تھا۔ سمجھی کہ مسلمانوں کا لشکر چڑھ آیا ہے۔ اس جگہ جانے میں عرصہ ہو گا خنظل اپنا دکھ کہیں گی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھوپھی کے پاس آئیں گے۔ حیلے سے صنوبر پر شہزادے کو حولی میں کہیں لے چھپ کر بیٹھی ہے۔ پس یہ تجویز کر کے ڈھونڈتی ہوئی چلی اور تجسس کناں آخر اس جگہ پہنچی کہ جہاں شہزادہ ایرج شکار کر کے پہاڑ پر بیٹھا مصروف مے خواری تھا۔ اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے۔ پس ایسا سر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی۔ سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے ان کی آنکھ خیزہ ہوئی۔ اور یہ پنجہ بن کر جو گری' شہزادے کو لے کر رواں ہوئی۔ بعد جانے شہزادے کے

ملازم ہوشیار ہوئے اور شور و غل کرنے لگے۔ آخر وہاں سے ملکہ خنظل کے پاس آئے اور حال گم ہو جانے شہزادہ کا کہا۔ صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈنے چلی۔

ادھر خنظل نے ساحروں کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو۔ ایک طرف سے شاپور عیار تجسس میں چلا' مگر حال شہزادہ کا سنئے!

حور چہرہ نے ان کو لا کر ایک پہاڑ پر اتار دیا اور آپ وہاں سے خدمت ملکہ میں آئی۔ ملکہ نے اس کو بشاش و خنداں دیکھ کر معلوم کیا کہ گل مراد اس نے جنا ہے اور گوہر مقصد پایا ہے۔ تجاہل کرکے استفسار کیا۔ "کہو' کہاں گئی تھیں' کیا کر آئیں؟"

اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ "جو کچھ کیا ہے وہ اب ظہور میں آتا ہے' بیان اس کا کرنا بے جا ہے۔"

ملکہ کو رہا سہا شک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اس کی سیرگاہ ہے۔ ہر طرح کا اسباب عشرت یہاں مہیا ہے۔ سامان تیاری انجمن آرائی میں مصروف ہوئی۔

اور ادھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک پہاڑ پر بنگلہ پر تکلف بنا ہے۔ چمنستان پر فزا لگا ہے۔ ہر بوٹا اس گلستان کا روے خرمی آگیں شاہد ان کو شرماتا ہے تازہ بہاری حسن سبزہ رنگاں خاک میں ملاتا ہے۔ گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہیں بیلا' کہیں جعفری' کہیں نسرین و نسترن کوسوں تک سبزہ زار گل خود رو کی انوکھی بہارتد رو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر خراماں طاؤساں زریں زری بال چماں چماں رواں نہروں رواں نہروں نے بہہ کر گرو کدورت خاطر دھوئی تھی۔ شبنم ہر گلشن میں اسی جگہ کے عشق میں روئی تھی۔ عیسیٰ دم مسیح نفس ہوا کا چلتا حضرت راہ عشق کے مردہ دلوں کو زندۂ جاوید بناتا تھا۔ ابر کہساری سبزہ و زرد سرخ پہاڑ پر چھاتا تھا۔ قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا۔ نہیں نہیں فلک پہ کسی کمان ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا۔ مور چنگھاڑ کسی خوش گلو کو رکنا یاد دلاتی تھی۔ طاؤس رقصاں کی رفتار دل ماپال کئے ڈالتی تھی۔

شاہزادہ سیر بہار میں مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اس کے گلشن حسن کی

بہار دیکھی۔ قد و فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا۔

ترقی دو گے تم کب تک قد بالائے قامت کو
نکلوا دو گے کیا تم دونوں عالم سے قیامت کو

زلف مشکیں شکن در شکن گل سے رخسار بر عکس افگن جیسے ارد گرد سمن بلکہ ہ حال ہے کہ

کیا تماشا ہے کہ لے کر آئینہ کو ہاتھ میں
دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے

روئے تاباں کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزاں آئینہ سکندر حیران کے بموجب

ہو گیا پرتو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
میں نے منہ چوم لیا تیرے تماشائی کا

ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ انیسوں جلیسوں نے عرض کیا۔ اب تو یہ آہو صحرائے حسن دام میں آیا ہے۔ گھبرایئے نہیں خدا نے روز وصل دکھایا ہے۔ ہم جاتے ہیں اور اس کو یہاں لاتے ہیں۔"
یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔ ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گل رخاں سمن بدن و گل پیر ہناں سیمیں ذقن آتی ہیں۔ حسن میں مہر و ماہ کو شرماتی ہیں۔
شہزادہ بھی آگے بڑھا ان ماہ پیکر نے قریب آ کر پوچھا۔ "اے نوجوان تیرا کہاں سے آنا ہوا۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ ملکہ بلور جادو کی سیر گاہ ہے۔"

ایرج نے کہا۔ "میں گم کردہ راہ ہوں۔ خود حیران ہوں کہ کس نے میری خواہش کی ہے اور غلبہ حرص و شہوت سے مجھ کو پریشان کر کے یہاں بلایا ہے۔ شاید تمہیں مستانیوں نے یہ شعبدہ بنایا ہے تو یہ بخیریت ہے۔ میں کبھی ٹھوکوں کا بھی نہیں۔"

وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسیں اور بولیں۔ کیا مروا باتیں بناتا ہے۔ عورتوں کا مکر مشہور ہے لیکن اس نے ان کے بھی کان کاٹے۔

ایک بولی۔ "نام خدا سے ایسے ننھے ہیں کہ راہ نہیں جاتے ہیں۔"

دوسری نے کہا۔ "مکاری تو دیکھو' کہتے ہیں کہ میں آپ سے نہیں آیا' کوئی ان کو گود میں اٹھا لایا ہے۔"

تیسری نے کہا۔ "کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو ان کو اٹھا لاتا۔ ذرا اپنی صورت تو آئینہ میں دیکھو۔ کچھ ایسے خوبصورت بھی نہیں ہو' جو کوئی ریجھا ہو گا۔"

چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ "اس پھیکے شلجم کی صورت میں اتنا اترانا اچھا نہیں۔ آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ کے پاس چلو۔ وہ مہمان نوازی میں تمہاری خاطر کریں گی۔ لیکن میاں یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمہیں بلاتی ہوں' تمہاری غریبی پر ترس کھاتی ہوں۔"

ایرج ان باتوں سے ہنسا اور گویا ہوا۔ "تمہیں تو لاکھ برس بھی نہ پوچھتا مگر جو تمہاری ملکہ کا جی چاہا ہے تو خیر چلتا ہوں۔"

انہوں نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منہ بنا کر کہا۔ "مردوے! حواس میں آ' منہ بنوا۔ ایسی باتیں کسی مالزادی سے کریو' صاحبو کیا ہماری شامت آئی ہے جو ان کی شکل پر ریجھیں گے۔ میں سچ کہوں مجھے پھوٹے دیدوں بھی میاں تم نہیں بھاتے۔"

ایک ان سے تڑق کر بولی۔ "اے بوا جتنا تم اس مردوے کو منہ لگاتی ہو یہ جانتا ہے جو میرے وہ راجہ کے نہیں' اور زیادہ اتراتا ہے۔"

دوسری نے کہا۔ "سچ تو ہے اس کا مزاج تو ساتویں فلک پر ہے۔"

تیسری بولی۔ "چلی بھی آ' اس کا آنا ہو گا۔ آپ ہی آئے گا۔"

چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا۔ "چلیے آؤ' چلے آؤ' ہمارا کہنا مانو' نہیں تو پچھتاؤ گے۔"

شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ میں آیا۔ حسن ملکہ سے بنگلے کو رشک برج آسمان پایا۔ دیکھا کہ ایک حوروش نازک اندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہے۔ رضوان اس کے رخسار پر گلہائے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہے۔ مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہیں جانتی۔ حوریں رخسار اپنا تلوؤں سے ملاتی ہیں۔ لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہیں۔ لب جاں بخش کا اس کے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا۔ سکندر نے ہر چند چاہا۔ مگر اس نے منہ نہ دکھایا۔ فرط خجالت سے پردہ ظلمت میں چھپایا۔ عالم سے اپنے تئیں مخفی کیا۔ چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہو کر پانی بھرے۔ گلوے نازک پر عالم گلا کٹائے شانوں کو دیکھ کر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے۔ سینہ حسن کا گنجینہ' اس پر چھاتیاں سنگدلوں کے دل سے پتھر کلائی میں نارنگی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا میں غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ رخسار مہوشاں سے زیادہ باریک تر آگے جگہ حیا کی ہے۔ دفتر حسن پر مہر لگی ہے۔ ساق پا شمع طور ہے۔ کف پا کے روبرو نور سحر بے نور ہے۔

زیور الماس میں غرق طلائے حسن میں مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پیشواز اتار ڈالی۔ کبھی پائجامہ زربفتی پہنے تھی۔ کرتی جالی مقیش کے گلے میں گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی۔

شہزادہ یہ حسن و ادا دیکھ کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تادیر جلوہ جمال نے آئینہ دیر حیران بنایا۔ جب کچھ آپ میں آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے۔ بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے۔ کشتیاں شراب ناب کی چنی تھیں۔ صراحیاں طاقوں پر رکھی تھیں۔ جام زر نگار آراستہ مدہوشان پیمانہ عشق کے منہ چڑھے ہوئے قدح مہر و ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھ کر مسند زریں پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر

**

کر دیا۔
شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانے کا کیا۔
ملکہ نے ہنس کر کہا۔ "کہنا آپ کا بہر صورت قبول ہے' خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے۔"

شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام و مادم چل نکلا۔ رقاصہ طلب ہوئی۔ ناچ ہونے لگا۔ جلسہ عشرت جما۔ پہاڑ پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل میں معشوقہ گل رخسار و طرحدار' یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جو اگر دلوں کا نام عنقا رکھے۔
شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا۔ قمر پیکروں کا ناچنا دیکھ کر پیر فلک گردش بھولا تھا۔ گانا وہاں کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بنایا تھا۔
شہزادہ اسی نشاط عشرت میں زیب و بادۂ مسرت تھا کہ فلک کج رفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروئے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ سیارہ تو شاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینے دار کے پاس پہنچا۔ نامہ اس کے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا۔ حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھ کر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز دعوت کر کے رخصت کیا۔ جواب لکھ دیا۔ "بہن آفت تمہارے فتح یاب ہونے سے میں بہت خرسند ہوئی۔ ایک روز توقف کرو۔ میں اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک و مال سپرد کر کے آؤں گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھوں گی۔ حتی الامکان میرا انتظار کرنا۔ اگر نہ آؤں تو قتل کر ڈالنا۔"
نامہ دار یہ تحریر لے کر ادھر گیا۔ اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھ کر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی ہے ان کو پہنچا۔ ساحر وہ خط لیے اس وقت آ کر پہنچا کہ ایرج ملکہ ملکہ کو گود میں لیے جام مے گلفام پیتا تھا اور بجائے گزک بوسہ اس کے لب شیریں کا لیتا تھا اور حسن ملاحت بیز سے کام جان کو چاشنی گیر حلاوت

عشق کرتا تھا۔ کنیزیں محرم راز بنگلے کے در پر بعہدہ پاسبانی ٹھہریں تھیں وہ اس ساحر نامہ دار کو روک کر گویا ہوئیں۔ "ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہیں' برہنہ ہیں' تم نہ جاؤ۔ خط ہمیں دو اور جواب لے کر پھر جاؤ۔"

اس نے خط حوالے کیا۔ کنیزیں ملکہ کے پاس آئیں مگر گھبرائیں ہوئیں۔ ملکہ نے پوچھا۔ "کیا ہے؟"

کہا۔ "یہ نامہ آپ کی ماں نے بھیجا ہے۔"

نامہ لے کر پڑھا' لکھا تھا۔ "اے فرزند پارہ جگر ہم خداوند لقا کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ وہاں زیارت خداوند بھی کریں گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے۔ علاوہ ان کے اور سردار بھی پہلے سے قید ہیں' ان سب کا قتل بھی دیکھیں گے۔ پس تم کو چاہیے کہ سیر گاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے سنبھالو۔"

یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا۔ "امی جان! کل میں حاضر ہوں گی۔ آج میری طبیعت بہت ست ہے۔ معاف فرمائیے گا۔"

پس یہ جواب کنیزوں نے جا کر نامہ دار کو دیا کہ وہ لے کر پلٹ گیا۔

○○○

• شہزادہ ایرج

اور یہاں ملکہ نے بخاطر ایرج کہہ دیا تھا کہ میں مطیع اسلام ہوں۔ کچھ زیادہ تفریح
تو اس کی نہ ہوئی تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ معشوق

نے جو کہا' کہہ دیا تھا' قبول ہے۔ اس وقت نامہ میں حال گرفتاری مسلمانان دیکھ کر
خوشنود ہوئی اور کہا' شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موئے دشمن خداوند پکڑے گئے
اور مارے جائیں گے۔
یہ کلمہ ایرج نے جب سنا' آگ بگولہ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو
نکل آئے۔
ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا۔ "کیوں تم نے رو دیا۔ شاید تم یہ جانتے ہو
کہ میں اب چلی جاؤں گی۔ اے شہزادے کل میں اپنے ہمراہ تمہیں لے جاؤں گی' امی
جان جائیں گی۔ مکان اکیلا ہو گا' تم وہاں رہنا۔"
ایرج نے یہ کلام سن کر کہا' خدا تیری صورت اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ
سے اللہ بچائے۔
ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی۔ دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی تھی اور
کہتی تھی۔ "آخر مجھ نگوڑی نے کیا کیا ہے' بتاؤ تو میری خطا کیا ہے؟"
ایرج نے کہا۔ "تم مسلمانوں کی اسیری سن کر خوش ہوئیں۔ اور وہ میرے جد و آباء
ہیں۔ میں نبیرۂ علمشاہ بن حمزہ ہوں۔ افسوس ہے کہ یہاں بیٹھا رہوں اور لشکر اسلام
تباہ ہو جائے۔ اسے بے ایمان خود جا کر ان ساحروں کو اتنی تلواریں ماروں گا کہ ٹکڑے
اڑا دوں گا اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤں گا' تم اب اپنے گھر جاؤ'
میں سمت لشکر امیر جاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر اٹھا۔ ملکہ نے دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا۔ "پہلے مجھے مارتے جاؤ۔"

گھر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجئے
یہ میرے درد دل کی چمک ہے سحر نہیں

غرضیکہ وہ تلوار شہزادہ کو دی کہ اس نے زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچ کر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہو کر چل نکلا۔ ملکہ فراق کشیدہ وہاں سے بنگلہ میں آئی۔ غم یار میں روئی پیٹی چلائی اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی۔ پھر ایک کنیز سے حکم دیا۔ "امی جان کے پاس جا کر عرض کر آ کہ میں آج بھی حاضر نہ ہوں گی' کل سے زیادہ باندھی ہوں۔"

کنیز خدمت ملکہ آئینہ میں گئی۔ پیام ملکہ کہا۔ وہ دختر کی علالت سن کر مضطر ہوئی اور سوار ہو کر پہاڑ پر آئی یہاں ملکہ تپ عشق رکھتی تھی۔ منہ لپیٹے پڑی تھی۔ اس نے در حقیقت اس کو بیمار پایا۔

کہا۔ "اے فرزند! تمہارا کورا پنڈا ہے اب پہاڑ پر نہ رہو' طلسم میں چلو' طبیب سے اپنا حال کہو۔"

ملکہ نے کہا۔ "مجھے آب و ہوا وہاں کی راست نہیں' اور زیادہ بیمار ہو جاؤں گی۔"

آئینہ نے کہا۔ "میں خداوند ککے پاس جانے کو تھی' اب نہ جاؤں گی' تم اچھی ہو نا تو میرے پاس چلی آنا۔"

یہ کہہ کر طلسم میں آئی اور عزم رفتی فسخ کر کے بیٹھی۔

ادھر ایرج جو سمت لشکر چلے۔ مرکب طلسم ان کے ارادے کے بموجب اسی جانب چلا۔

اور لشکر لقا میں جب آئینہ نہ پہنچی تو باقیماندہ سرداروں کو آفت کے گرفتار کرنا چاہا۔ پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہے۔

رات بھر تیاری حرب میں بہادروں نے بسر کی ہے لشکر دم سحر میدان میں پہنچ کر صف آرا ہیں۔ بادشاہ اسلام اور امیر آمادۂ مرگ اور مہیائے قضا ہیں۔ اس لیے کہ آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے۔ جانتی ہے کہ سوار طلسم پر اسم اعظم

تیغہ طلسمی نے اس سوار کے دو ٹکڑے کئے۔ آفت کی جان نکل گئی۔ لشکر اسلام میں
مسلمانوں نے تکبیر کہی' طبل و نقارے بجے۔ بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہو کر اذان کہنے

لگا اور لقا کو لعنت دیتا جاتا تھا۔
نازک چشم اور آفت نے جھلا کر سواروں کو حکم دیا۔ "ہاں لینا ان خدا پرستوں کو۔"
پھر تو گھٹا کی طرح چار سمت سے سپاہ گر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی۔
ادھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا۔ ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا۔ نمازیان دیندار و
مجاہدان تہور شعار تلوار و نیزہ لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے۔
دونوں لشکر غٹ پٹ گئے۔ تلوار چلنے لگی۔ چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیزہ کرنے
لگی' گرد سیاہ کمینہ خواہ سے دیدۂ جہان پرخاش جو تیرا ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو
آب کر دیا ژوپین و تیر کا مینہ برسنے لگا۔
اس معرکہ زور گشت میں پہلے سب سے نعرہ ایرج بلند ہوا تھا۔ جس سے لرزاں فلک
زور مند تھا۔
آفت نے اور تمام ساحروں نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے۔ شہزادہ
نامور کے پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الہی باآواز بلند پڑھتے جاتے تھے۔ وہ پہاڑ زیرہ
ریزہ ہو کر لشکر ساحراں پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا۔ جس سے لشکریاں
تھا مرتے تھے۔
اسی ہنگامہ میں ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہنچا۔ آفت نے اس وقت
گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے۔ امیر
نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے۔ حکم جشن
دیا۔ تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے۔ ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے۔
ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ میں آ کر بیٹھے۔
بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا۔ "کیوں ملکہ! سچ کہنا کس کروفر سے سوار طلسم کو اس
مسلمان نے مارا میں تو اس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہوں کہ بہ یک ضرب دو ہی

پرکالے اس نے کیے۔
آفت نے پوچھا۔ "یہ جوان کون تھا؟"
اس نے جواب دیا۔ "پوتا علمشاہ کا پروتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہیں گیا ہوا تھا
آج آیا تو اس شدومد سے آیا۔"
آفت نے کہا۔ "ملک جی! میں تم سے چھپاؤں کیوں؟ ایک طلسم آئینہ ہے وہاں سے اس
سوار طلسم کو لائی تھی۔"
یہ کہہ کر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا۔
بختیارک نے کہا۔ "بس معلوم ہوا وہاں کو عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے
کوئی تلوار دے دی۔ جس سے اس نے سوار طلسم کو مارا یا کوئی خط اس سوار کے جسم
میں ہو گا۔ اس کا حال کہہ دیا ہو گا کہ اسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مر جائے گا۔
بس اس جوان نے ویسا ہی کیا۔ اچھا کہو' اب تمہارا کیا عزم ہے۔"
آفت نے کہا۔ "جب تک زندہ ہوں لڑے جاؤں گی مگر تم نے بات قاعدے کی کہی۔
بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا۔ اچھا میں ایک لڑائی ان مسلمانوں سے اور لڑوں
تو طلسم میں جاؤں۔
یہ کہہ کر دربار سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی اور سحر کرنے لگی۔ تھالی سامنے رکھکر
نیوا کنڈے سلگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو سجاتی تھی۔
آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا۔
اے سحر کے سوار جب تجھ کو بلاؤں حاضر ہونا' اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنا۔
یہ حکم دے کر اسی اگیاری میں اس کو ڈال دیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہو گیا۔ یہ
تدبیر کر کے اس نے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی۔ جب دوسرے دن
سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب میں گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ
خانہ دہر میں آئینہ خانہ دہر بصدق صفا ظاہر کیا۔
حکم سے آفت بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی اہلکاروں نے جا کے بادشاہ اسلام سے

خبر عرض کی۔ ادھر بھی شورنائے ترکی بپا ہوا۔ ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا۔ فوجیں جمع ہونے لگیں۔ سواروں کی وہ کثرت ہوئی کہ روئے زمین لعل سے مرکبوں کے چھپ گیا۔ سرداروں کے پرچم سے روئے ہوا سرخ نظر آتا تھا۔ ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا ہے۔ تلواروں کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا۔ طول اس جگہ بیجا ہے۔ آخر کار شب بھر یہی سامان رہا۔ دم سحر جب خورشید انور نے اس خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ پر نیرنگ افلاک کو زینت طراز کیا۔

امیر نماز سحر پڑھ کر در دولت پر آئے۔ بادشاہ جب برآمد ہوئے' سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگ گاہ کیا۔ اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردوں نثار تھا۔

اسی جاہ و تجمل سے دشت میں پہنچ کر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحراں لیے آفت آئی۔ لقا تخت نکہت پر سوار گرد تمام کوہیوں کی قطار لشکر کے بیچ میں آ کر ٹھہرا۔ بعد صفوف آرائی اور دوستی میدان حرب نقیبوں نے نقابت کی اور ندامت دنیا سنائی۔

جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش تلوار سے بیخود ہو گئے۔ آفت نے اجازت حرب خداوند لے کر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان میں پہنچ کر دستک دی۔ بونڈلا گرد کا اڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آ کر جنگ گاہ میں مسلح شوری دکھانے لگا۔ آفت نے پکار کر کہا۔ "اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤ گے۔ یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہے۔ آؤ مقابلہ میں۔"

یہ نہیب سنتا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اڑا کر سامنے آیا۔ سوار سحر نے تگاور زنی کی اور تیرہ اٹھا کر حملہ آور ہوا۔ بعد چند طعن کے نیزے اٹھ ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچ کر خبردار کہہ کر ضرب کی نعمان نے سپر کر چہرے کی پناہ کیا۔ لیکن تلوار سپر پر سے گزر کر خورد و بلغہ عرق و چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی۔ اس بہادر نے داستانہ

مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی۔ سرہر نے پر زین
کے لگ گیا۔ سوار سحر نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر
کر کے حوالے لشکر کے کیا۔ پھر نعرہ مبارز طلبی کیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر دست چپ کے
لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسی اڑ کر سامنے تخت شاہی
کے آ کر حرب اجازت لی اور گھوڑا چمک کر سوار سحر کے سامنے آ کر ضرب مانگی اس
نے وہی تیغہ خونچکان برسر شہزادہ ذی شان لگایا۔ شہزادے نے گھوڑے کو کو کاوے پر
لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو تبلا کر سر پر مارا۔ اس نے بھی
سپر کو سامنے کیا۔ سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گزر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی
اوجھ جھوجھ سے گزر کر پشت مرکب پر آئی۔ لیکن مثل برق مرکب بھی دو پر کالے
کر کے زمین میں در آئی۔ لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ نقارے بجے آفت
گھبرا گئی اور فوج کو للکارا۔ "لینا اس کو"
فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آ گری۔ شہزادہ نہنگ اسا اس دریائے لشکر میں غوطہ
زن ہوا۔ لشکریان اسلام بھی جا پڑے۔ اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے۔
آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا۔ جنگ موقوف ہوئی۔ بہادر پھر خیمہ گاہ میں آئے اور
آسودہ ہوئے۔ امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اتارا اور مصروف عشرت
ہوئے۔ ادھر آفت جو پھر کر آئی سب ساحر وغیرہ تو باآرام مسکن گزیں ہوئے لیکن
یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہنچی۔ محافظان تو بخوبی آگاہ ہیں۔
کسی نے روکا نہیں۔ یہ قلعہ میں پہنچ کر ایوان شاہی کے متصل جب آئی۔ ملکہ آئینہ
نے خبر سن کر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا۔
اس نے سامنے پہنچ کر سلام کیا اس نے ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا اور کہا۔ "بہن مزاج
اچھا ہے' کہو ہمارے سوار کا حال تم نے پہلے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوئے ہیں۔ میں
آنے کو تھی لیکن چھوکری کی طبیعت ماندی پڑ گئی۔ ملکہ بلور جارو کی اس وجہ سے نہ

آ سکی۔
آفت نے جواب دیا۔ اے ملکہ! تمہارے سوار نے غدر مچایا تھا۔ بہت سے سوار گرفتار کئے گئے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا۔ اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا۔
تیسرے دن میں طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے پروتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اس نے سوار کے دو ٹکڑے کئے۔
یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس پکڑ گئے اور گھبرا کر کہا۔ ”بہن! کیا کہتی ہو؟“
آفت نے کہا۔ ”میں سامری کی قسم سچ کہتی ہوں اور تمہارے سوار کے علاوہ ایک پتلا میں نے بنایا تھا اس کو بھی اس نے قتل کیا۔ میری عقل حیران ہے کہ یہ معاملہ کیا ہے اسی لیے میں تمہارے پاس آئی ہوں کچھ حال دریافت کروں۔“
آئینہ بولی۔ ”میں نے بہت بری حرکت کی۔ سوار طلسم کو تمہارے پاس بھیجا۔ یہ سوار اس واسطے ہیں کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے۔ اس وقت ان سے کام لیا جائے۔ ہم نے آئین طلسم میں فرق کیا۔ کیا حرکت ناشائستہ کی۔ دیکھئے طلسم بھی رہتا ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر اٹھی اور کہا۔ ”تم ٹھہرو' میں آتی ہوں۔“
غرضیکہ خزانہ میں آ کر قفل تڑوا کر دیکھا تو صندوق میں تین تلواریں ہیں۔ چوتھی تلوار جس سے اس کی اجل تھی نہیں ہے۔ حیران ہوئی کہ یہ تلوار کون لے گیا۔ یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہے۔ سوا اسے اس کے اور کوئی یہاں آئے کیا مجال پس بلور ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی۔“
یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا کہ آفت بیٹھی ہے۔ مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اس وقت وہی مجرم ٹھہری۔ تو بیٹی بدنام ہو گی۔ یہ سوچ چپکی آ کر بیٹھ رہی۔ آفت کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ آفت نے اس کے چپ ہونے سے پوچھا۔ بہن تم نے مجھے جواب نہ دیا۔ تم تو گھنگنیاں منہ میں بھر کر بیٹھ رہیں۔ اے توبہ کچھ آدمی ہست نیست کا جواب دیتا ہے۔ یہ کیا چپ ہو رہیں۔

آئینہ یہ سن کر جھلا کر بولی۔ بہن حواس پکڑو' جو کوئی دوست بازو دیتا ہے تو کیا بازو کاٹ لیتے ہیں تم انگلی پکڑتے پونہچا پکڑتی ہو۔ تم کیا آئیں کہ طلسم پر آفت آئی۔

اگر تم ایسی ہی بودی تھیں تو کاہے کو گھر سے نلکیں۔ افراسیاب سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جائے۔ میں ڈرتی ہوں ننھی بھولی ہو۔ اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے برتے پر اے لوگو' کسی کا بھروسہ کیا' بھروسہ تو سامری کا بھروسہ' ایک تو سوار طلسم کو قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا چاہتی ہو۔ بہن ایسی دوستی سے میں در گزری۔ تم کیا میرے برتے پر آئی ہو۔ ایک تو میں نے یہ بیوقوفی کی کہ اس وقت تمہاری بد حواسی دیکھ کر نہ اونچی کبھی نہ نیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا۔ آئین طلسم میں فرق ڈالا۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا ہے یا نہیں۔ بہن اب سے آئے گھر سے آئے۔ میں نے تو کان اینٹھے۔ اب کسی کے کہنے سننے میں نہ آؤں گی۔

آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی۔ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو۔ تم نے تو نگاہ طوطے کی پھیر لی جیسے ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا۔ تمہارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لوگ تو دوستی میں سر کٹوا دیتے ہیں تم اتنی ہی سی بات پر پھری جاتی ہو۔ احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو۔ فوج کوئی اور اوچھے کا احسان لے۔

آئینہ نے کہا۔ "بس بس حقیقت اپنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی۔ اگر سوار نہ جاتا تو گور کے پرے جاتی۔ اچھا پھر اس نے کہنا کیا۔ چلو اب سہی جب جانوں کہ کچھ مسلمانوں کا تو بنا لے۔"

آفت طیش میں آ کر اٹھی اور کہا۔ سامری ایسی ہے مروت سے بات نہ کرائے اچھا بی بی' تم نے مجھ کو سوار کیا دیا کہ جلا لیا۔ میں حرام زادی خود پچھتاتی ہوں کہ تمہارا سوار کیوں لے گئی تھی۔

یہ کہہ کر وہاں سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ اب چل کر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہے اس کو جاری کر کے ایرج کو پکڑا اور مار ڈالی۔ سب کے دانت کھٹے نہ

**

کر دیئے۔ سچ تو ہے مل تو اپنا بل اور کا بن جائے جل۔ غرضیکہ ایسے ہی منصوبے کرتی ہوئی طلسم سے نکل کر لشکر میں آئی اور فرط رنج سے دربار میں نہ گئی۔ ایک کرات

اور ایک دن سحر کرتی رہی۔ ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی۔ ناچاکی اگیاری کر کے جوت کھڑی کی بیروں کو ملا کر موہن بھوگ کھلایا کی۔ افراسیاب کا بتلایا ہوا سحر خوب جگایا۔ جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرہ شب سے مکدر ہو طلسم مغرب میں گیا اور

سیہ منظر لیل نے چراغدان کہکشاں فلک پر ستاروں ککی جوت کو قائم کیا۔

آفت بارگاہ لقا میں آئیی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا۔ لشکر ساحران میں نفیر بجی۔

بختیارک نے کہا۔ اے ملکہ تم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے میرا دل دھڑکتا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے طلسم میں چلی جاوَ۔

اس نے کہا۔ "ملک جی' یاسر نہیں یا سرد ہی نہیں یا میں کل نہیں یا ایرج نہیں۔"

ان سب باتوں کو جو اسیسان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر میں حاضر ہو کر دعا و ثنا کے عرض کیا۔

خدا رکھے سردار کو برقرار
عدو پھر ہے آمادہ کار زار

امیر نے خبر سن کر حکم دیا۔ "ہمارے لشکر میں بھی یہ عنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے۔"

بموجب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجا۔ ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا۔ امیر جب دربار برخاست کر کے بادشاہ کو شبستان میں پہنچا آئے تیاری میں اسباب و جدال میں مصروف ہوئے۔

پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھیں نکالے تھی۔ سنان نیزہ' نیزہ کہکشاں کو دیکھے بھالے تھی' سپروں کی سیاہی باوجود کثرت چراغاں لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادہ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی۔ جرار کمر کستے تھے۔ بہادر موت

کے نام سے ہنستے تھے۔ شمع خیال شجاعت روشن کر کے انجمن آرائی کی تھی۔ تلواروں کی صفائی کی تھی اسلحہ کی جھنکار سرود کی آواز تھی۔ دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی۔

ناموری کے نام پر فرش ہوئے جاتے تھے۔ عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے۔ آہن کی دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی۔ دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہا رہی تھی۔ براتی نوشاہ شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی میں جان دینے کی مجتمع تھے کمانیں جھک کر مجرا کرتی تھیں۔ تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے کلہ عمود کلہ زنی سکھاتے تھے۔ کمندوں نے بہادروں سے رشتہ جوڑا تھا۔ تلواری باڑھ ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا۔

غرضیکہ رات بھر میں ہنگامہ دونوں طرف تھا۔ لشکر آمادہ جنگ صفہ بے صفہ تھا۔ آفت اور جملہ ساحر کنارے دریا کے جا کر ٹھہرے تھے۔ ڈمرو بجتا تھا۔ ہوم ہوتا تھا۔ پوتوں کے ستائے تھے۔ بیر شراب و خون خوک دستور کا خون چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آئے تھے۔ مسان کی مٹی تیلی کے کولھو سے اتار کے کمہا کے چاک پر چڑھانے گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے۔ آفت کوئلے کی سیاہی منہ پر ملے تھی۔ سیہ بد بختی اپنی اور بڑھانا چاہتی تھی۔ ڈھولا سامنے بٹھا کر لونا چماری کو بلا کر مناتی تھی۔

کبھی لونا چماری کو بلاتی
کبھی بیروں کو تھی تلوا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسوں بہ نیرنگ
ظفر دشمن پہ ناپائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی
برہنہ ہو کے تھی ہر دم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی۔ وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس میں کماندار روزگار **

نے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نشانہ باغ سیہ شب اڑایا۔ ترک روز نے چہرہ خون آلود شمس دکھایا۔

دونوں جانب سے بیرق بیرق اور سجق سجق ارد دشت قتال ہوئے۔ امیر فریضہ نماز سحر سے فرصت کر کے اشقر پر سوار ہو کر در دولت پر آئے۔ بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جا برآمد ہوئے۔ زنانہ سامان سواری کا پھر گیا۔ کہاروں نے تخت بدلوایا۔ ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا۔ سترہ سو فانوسیں مینا کاری آگے روشن اٹھارہ سو گلدستوں پر پیچ شاخوں کے جوبن اگر سوز و عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدار لیے عود برکی کا بگٹنا جھونکتے نخلوں سے دشت کو پر از مشک بنائے چلے۔ نفیریوں کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا پھیر دیں بھیاس کی آواز نے دل میں اثر لیا۔ سوار اور سرداروں کے پلٹ پیادوں کی قطاریں آگے بڑھیں۔ سنان ہائے نیزہ چمکنے لگیں۔ ستارے گویا سوا نیرے پر اتر آئے یار روزگار غدار نے دیدے نکالے تھے۔ نقارہ دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا۔ یہ مقدمہ حالی تھا۔

اس حشمت و جاہ سے دشت حرب گاہ میں پہنچ کر ٹھہرے تھے کہ اس طرف سے لقا گمراہ اکیس ہاتھی زنجیر بند پر تخت کھنچا کر سوار ہوا۔ پشت پر ساحران غدار کا پر سواروں اور کوہیوں کا مجمع ہوا۔ بڑے کر و فر سے میدان نبرد میں آیا۔ پشت و بلند ارض غرا کو بیلداروں نے درست کیا۔ صفوف لشکر کو صف آرا ترتیب دینے لگے۔ امیر بعمدہ سالاری آگے بڑھے۔ تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوئے آفت و سوفار اور نازک چشم تخت ہائے سحر پر سوار میدان میں آئے۔ نقیبوں نے صدا دی۔ بہادروں کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا۔

"آج تم بھی روئے عروس جلاوت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھا دو۔ باغ بے خزاں ناموری لگا دو۔"

یہ کہہ کر نقیب ہٹے' بہادر مرنے پر ڈٹے۔ آفت ساحروں سے رخصت ہو کر لقا سے اجازت لے کر میدان میں نکلی۔

اور پکاری۔ "اے ایرج نوجوان میں خود تم سے لڑنے آئی ہوں' سوا تمہارے اور کسی سے نہیں چاہتی آیو میرے سامنے۔"

ایرج یہ نعرہ سن کر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سرداروں سے رخصت ہو کے سمت میدان چلے۔ مرکب طلسمی طرار سے بھرتا ہوا سے باتیں کرتا فر فر کی آواز نتھنوں سے دیتا روانہ ہوا۔

جب مقابل آفت پہنچا' اس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا' اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھواں آندھی کی طرح پیدا ہوا اور مثل بگولے کے اکٹھا ہو کر گردا گرد ایرج کے پھیل گیا۔ شہزادہ کو اس دھوئیں سے چکر آیا اور تیغہ جھوٹ الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمیں ہوا۔

آفت نے تیغہ اٹھا کر ساحروں کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا۔ لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اڑی۔ لشکریوں کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہیں روکو ان کو۔ لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا اور دونوں لشکر مل گئے۔ تلوار چلنے لگی۔ نقارہ طبل سے دماغ ترک فلک پھر گیا۔ ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پہ شنگرفی فرش بچھا۔ سر دوست و پائے بہادران کے ڈھیر ہو گئے۔

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہنچ کر کہلا بھیجا۔ دشمن کو پکڑ لائی۔ اب کیا ضرور مقابلہ کرنا۔

لقا نے طبل بازگشت بجوایا۔ لشکری جنگ گاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ سے پہنچ کر کھولی۔ امیر اور بادشاہ بارگاہ میں آئے۔ عیار بہر بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے۔ ادھر آفت نے شہزادے کو قید بخت میں مطوق و مسلسل کر کے بارگاہ لقا میں پہنچایا۔ لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا۔ اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا۔ "میں اسے قتل کرنے آئی ہوں۔"

اس نے جواب دیا۔ کہ تو خد عقلمند ہے تجھ کو کون سمجھائے۔ آئے پر چوکنا نہ چاہیے۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہیں پاتا۔ آفت نے کہا۔

میرا جی چاہتا ہے کہ میدان میں روبرو لشکر اسلام کے اس کو ہلاک کروں۔
اس نے جواب دیا۔ جیسے میدان میں ویسے یہاں ایسا نہ ہو کہ حمزہ آ کر چھڑا لے جائے۔"

آفت بولی۔ "ایسی تدبیر کروں گی کہ کوئی نہ آ سکے۔ دیکھیں اور افسوس کر کے رہ جائیں۔"

یہ کہہ کر حکم دیا تو میدان خونی کی تیاری کی جائے۔ بموجب حکم جلاواں قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروئے لشکر اسلام میدان میں دار استادہ کی چبوترے دیگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائے گا۔ سب لشکر تماشا دیکھے۔
ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق در جوق میدان میں جمع ہونے لگے۔
بعض ان میں عشرت سے قہقہے لگاتے تھے۔ دانشمند عبرت کر کے ان کو سمجھاتے تھے کہ میاں

ہنسنا نہیں اچھا ہے مصیبت پہ کسی کی

یہ بھی گردش فلک کج مدار اور بے وفائی زمانہ غدار ہے کہ کبھی کسی کو تخت عزت سے اتار کر تختہ مرگ پر سلاتا ہے اور کبھی خاک گور وہاں ملذلت و ملامت میں ڈالتا ہے۔

غرضیکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشاں کشاں وہاں لائے۔ لقا سامنے آ کر تخت پر بیٹھا اور شہزادہ کو روبرو طلب کر کے سوال کیا کہاسے بندۂ قدرت مجھ کو سجدہ کر' شہزادہ نے فرمایا۔ میں تجھ پر اور تیرے پرستاروں پر کروڑ کروڑ لعنت کرتا ہوں اور بے حیا تو ذوالامان پر جب قیدا ہوا تھا۔ امیر سے سفارش کر کے میں نے تجھ کو بچایا تھا اور مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا۔ اب یہاں یہ خدائی بگھارتا ہے۔ کیا کہوں' سحر میں گرفتار ہوں' نہیں تو بتلا دیتا۔
لقا کو ان باتوں سے غصہ آیا اور حکم دیا۔ "لے جاؤ اس

بندہ بے ادب کو اور قتل کرو۔"

جلاد شہزادے کو زیر دار لائے۔ لیکن عیار جو بہر خیر آئے تھے۔ وہ یہ سب کیفیت دریافت کر کے خدمت امیر میں آئے جملہ حال بیان کیا۔ امیر کے فرط رنج سے کلیجے میں بشدت درد تھا۔ بہر اعانت شہزادہ نہ جا سکے۔ مگر وہ سردار بے قرار ہو کر اٹھے اور بارگاہ سے نکل کر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر نے جلد از جلد کمر باندھی۔ علم شاہ ولندھور مالک وغیرہ جو گرفتار ہونے سے بچے تھے۔ آمادہ حرب پیکار روانہ ہوئے فوج پیکراں کے پرے ساتھ چلے۔ لیکن وسواس و فناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام بہر حمایت ایرج آتا ہے۔

یہ خبر سن کر آفت نے جادوگروں کو حکم دیا' میدان سحر بند کرو' کسی مخالف کو آنے نہ دو۔ جادوگر بموجب حکم سحر کرنے لگے۔ آگ دھتورے کے پھل اچھلنے لگے' چنگاریاں اڑنے لگیں۔

آفت نے بھی ایک گولہ فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس میں شعلہ ہائے آتش نکل کر ہر سمت پھیل گئے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہو گیا اس اثناء میں علمشاہ وغیرہ جا کر پہنچے۔ فرط محبت ایرج سے کلیجوں میں آگ لگی تھی۔ بے محابا گھوڑے اس آگ میں ڈال دیئے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کرہ نالہ پہنچے اور مرکبوں کے روئے جلے' الٹ پلٹ کر بھاگے۔ ہر چنداں بہادروں نے روکا مگر نہ رکے۔ آخر سب نے ناچار ہو کر چاہا پیدل جائیں لیکن سمجھے کہ راہ میں جل کر خاک ہو جائیں گے۔ ایرج تک نہ جا سکیں گے۔ جانا بیکار جان کر مایوس اس جگہ سے پیچھے ہٹ کر ٹھہرے اور دست و عابد درگاہ خدا بلند کر کے بصد گریہ زاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے۔

اے خالق انس و جاں' ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے۔ یہ سب تو مصروف نگاہیں مگر اب تو شمہ حال اس قتیل کثیر انداز یا روکشتہ تیغ ناز دلدار ذبح خنجر آبرو ملکہ بلور کا سنئے کہ مادر کو بحیلہ بیماری رخصت کر کے جب وہ دن تمام ہوا۔ اشتیاق مواصلت

ہے لب پر نالہ و بکا ہے۔ سامنے میدان میں حصار آتش کھینچا ہے سرداروں کا مجمع ہے۔
اس نے حیران ہو کر بزور سحر وضع تبدیل کی۔ ایک سقہ کھڑا اشک حسرت بہا رہا

تھا۔ اس سے پوچھا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟
اس نے کہا۔ ایرج کو آفت پکڑ کر لے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے۔ یہ لشکر
اسلام ہے۔ بہ سبب حصار آتش اندر نہیں جا سکتا۔ اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا
کرتا ہے۔
حور چہرہ یہ سن کر وہاں سے اڑی' مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو چپکی رہ اس کو
قتل ہو جانے دے۔ جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہو گا۔ اسی سوچ میں
خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مر جائے۔ عوض خیر خواہی کے
تیرا بھی سر جائے۔
یہ سوچ کر بدحواس و مضطر بقصد عجلت ملکہ کے پاس پہنچی۔ ملکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر الگ
لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہہ وہ کیا کرتے تھے' میں جانتی ہوں کسی معشوق کے
پاس بیٹھے ہوں گے' اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اٹھ آئے کچھ مجھ کو پوچھا یا نہیں۔
حور چہرہ یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا۔ بی بی! تم کس کو پوچھتی ہو' شہزادے قتل
ہوا چاہتے ہیں۔ ان کے دشمن بیڑیاں پہنے تلوار کے نیچے بیٹھے ہیں۔
یہ سننا تھا کہ جی سنایا کلیجہ منہ کو آیا۔ پوچھا۔ اری' مفصل کہہ کیا ماجرا گزرا۔ ہائے
افسوس مجھ بد نصیب نے ناحق انہیں جانے دیا۔
حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی۔ ملکہ آتش محبت میں دل جلی کی تپش زیادہ بڑھی
اور اٹھی کہ دیکھوں یہ مالزادی آفت کیونکر قتل ہوتی ہے۔
حور چہرہ نے کہا۔ واری یہ کیا کرتی ہو' کہاں جاتی ہو' جانے بھی دو' وہ مرد ہیں کس
کے ہوئے ہیں اور کس کے ہوں گے۔ کیوں گھر غارت کرتی ہو۔ اپنے تئیں تہس
نہس کرنا اچھا نہیں۔ بس جو ہونا تھا' ہو گیا۔

ملکہ نے جھلا کر کہا۔ اری کیوں باتیں بناتی ہو۔ لو صاحبو کسی کی جان جائے اور کوئی اترائے۔
کچھ ترس خدا بھی ہے۔ بھلا میں کیونکر درگزروں' نہ صاحب مجھ سے یہ نہ ہو گا میں
کسی کساتھ تو لیے جاتی نہیں۔ پھر کوئی کیوں پھڑپھڑائے۔ میرا تو خوف خدا سے رواں
رواں کانپ گیا۔ کچھ مردوے کی محبت نہیں' صرف خدا راہ کا سودا ہے۔
حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکے گی' ناچار بولی۔ اے میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجئے۔

ملکہ اسی وقت اڑی اور طلسم س کے ایک بیابان میں آئی۔ وہاں پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے
اور ان کے بیچ میں ایک مکان بنا۔ اس نے اس مکان کا قفل کھولا۔ اندر جا کر ایک
حجرہ کو وا کیا۔ اس حجرے ایک اندر ایک صندوق سوگز کا رکھا تھا۔ اس صندوق کو
چاہا اٹھائے اور اس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزیں بھی آئیں۔ ان سب نے مل کر اس
صندوق کو اٹھایا اور باہر مکان کے لا کر تخت پر رکھا۔ ملکہ نے مکان بند کر دیا۔ آپ
تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھ کر مع صندوق تخت کو اڑا کر چلی۔ اس جلدی کے ساتھ رواں
تھی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ میں چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام کنیزیں اور حور چہرہ جاتی تھیں۔
دل سے کہتی تھیں کہ دیکھئے کیا نشہ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام نہیں
کی۔ ماں سنے گی تو کیا ہو گا۔ ایک بولی' اری عشق بری بلا ہے۔ اس نے قیس کو مجنوں
کیا ہے۔
غرضیکہ یہ باتیں کرتی ہوئی روانہ ہوئی لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکل کر جائے
قتل ایرج پر پہنچی۔

وقت وہ ہے کہ دو حکم لقا دے چکا ہے۔ تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہیں۔ شہزادے نے
کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے کہ ملکہ نے پہنچ کر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولہ بلور
کا نکالا اس پر سحر پڑھ کر اسی آتش حصار پر مارا۔ فوراً ایک لکہ ابر (بادل کا ٹکڑا) پیدا
ہو کر قلعہ عقیس سے تا حصار آتش گھر کر کے برسنے لگا۔ اس زور شور سے برسا
کر جیسے دریا بہا دے وہ آتش سرد پڑنے لگے۔

بختیارک نے کہا۔ اے آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی۔ اس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور پکاری۔ پہچانا میں نے۔ یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی۔

بلور نے نعرہ کیا۔ میرا نام بلور جادو ہے۔

اور وہاں سے تلوار بن کر مثل برق چلی۔ آفت جلد بروز سحر زمین میں سما گئی۔ ملکہ بلور زمین پر پہنچ کر مجسم صورت انسان ہوئی اور تاریخ ترنج مارنے لگی۔ ساحر ہلاک ہونے لگے۔ جلاد تلواریں پھینک کر بھاگے۔ اس عرصہ میں آفت بھی زمین سے نکلی اور ساحروں کو پکاری۔ کیا کھڑے دیکھتے ہو اداس کو۔

ایک لاکھ ساحر ملکہ پہ آگرا۔ ترسول پنسول وغیرہ ہزار ہا حربہ سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا۔ شعلوں نے چار طرف سے گھیرا۔ سر پر پتھروں کا منہ برسنے لگا۔

ملکہ بلور نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ چالیس سپریں سر پر آگیں' پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے ہمراہ لائی تھی کھولا اس میں چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا ہر ایک پتلا' صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور بڑھ کر مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار لے کر ساحروں پر جا پڑا۔ ساحر ہر چند نارنج ترنج مارتے تھے۔ مگر پتلوں کو کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے ہزار ہا کو کاٹ کر ڈال دیا۔ ادھر حور چہرہ اور کنیزیں آگریں۔ اس طرف جب وہ آگ جواہر لٹاتا بڑے کروفر سے لشکر میں داخل ہوا' بارگاہ ایرج میں سواری اتری۔ ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیاں امیر کی اور بہوئیں وغیرہ سب مشتاق بہو کے آنے کی اس بارگاہ میں جمع تھیں۔ جب ملکہ اتری سب نے بلائیں لیں۔ اس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کیا۔

گیتی افروز نے پانی اتار کے پیا' پھر سب بیبیوں نے گہنا اتار کے پہنانا شروع کیا۔ کسی نے رونمائی میں کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے۔ پھر جلسہ عشرت شروع ہوا۔ مجرئی ڈومنیاں ہر ایک شہزادی نے طلب کیں کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے

قوالہ فلک کو بے سرا اور پیچکارہ بنانے لگیں۔ خاطر اہل انجمن لبھانے لگیں۔

اس اثنا میں خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہیں بلور نے یہ خبر سن کر سر سے پاؤں تک دوپٹے سے بدن چھپا لیا۔ گھونگھٹ زیادہ نکال لیا۔ سر زانوں پر جھکا کے ادب سے بیٹھی۔ سب بیبیاں امیر کے استقبال کو اٹھیں۔ جب امیر بارگاہ میں آئے۔ ملکہ نے شرم سے اٹھ کر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی۔ امیر نے سر سینے سے لگا لیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے۔ وہ منہ دکھائی میں دے کر فرمایا۔ اے فرزند میں شکر کرتا ہوں خدائے پاک کا' کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا۔ اب کلمہ پڑھ اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیج۔ ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزوں کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی۔ امیر خوش ہو کر رخصت ہوئے۔

بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیاں بھی اپنے اپنے مقام پر گئیں۔ ملکہ بارگاہ میں تخت جواہریں پر متمکن ہوئیں۔ سامنے چنگیریں گلدستے وغیرہ چن دیئے گئے۔ امیر نے باہر جا کر ڈالیاں میوؤں کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے۔ شہزادہ ایرج بھی خبر سن کر کہ ملکہ اکیلی ہے' داخل بارگاہ ہوا اور پہلوئے دلدار میں بیٹھ کر داد عشرت دینے لگا۔

مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ لڑائی سے بھاگ کر چلی' سیدھی طلسم آئینہ میں پہنچی۔ ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا۔ تمام جسم پر لہو کی چھینٹیں پڑیں۔ پیرہن تار تار' بدحواس گھبرائی ہوئی آتی ہے۔

یہ حال دیکھ کر پوچھنے لگیں۔ حضور مزاج کیسا ہے؟ اس نے کہا۔ میں آئینہ سے حال کہوں گی۔ جلد بتلاؤ' وہ کہاں ہے؟

انہوں نے کہا۔ اپنے باغ میں تشریف فرما ہیں۔ آپ تو ان کے برابر کی ہیں بے تامل تشریف لے جائیں۔

یہ س کر آفت سیدھی باغ میں آئی۔ از بسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہو گئی تھی۔

**

اس وقت جو آتے اس کو دیکھا۔ مثل مشہور ہے کہ گھر آئے گئے گتے کو بھی نہیں
ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کر کے اس کو لائی' حال ابتر بہت دیکھا جسم خونچکاں ہاتھ
کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال' یہ حالت مشاہدہ کر کے اگلی باتوں کو زبان پر نہ لائی اور براہ
دل سوزی مستفسر ہوئی۔ "بہن یہ کیا حال ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ آپ کی بیٹی کا یہ سارا کرتوت ہے۔ میں پہلے ہی سمجھی تھی جب
تم مجھ سے بگڑی تھیں کہ یہ ملی بھگت ہے۔ بہن جو تم کو مسلمانوں کا ساتھ دینا تھا تو
مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا ہوتا۔ یہ کیا کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیج کر میرا ہاتھ کٹوایا
اور بنی بنائی لڑائی کو بگاڑا۔ میں جانتی ہوں کہ ایرج کو اول بھی تیغہ دے کر تمہیں
نے بھیجا تھا۔ ہائے افسوس کیا زمانہ آ لگا ہے کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہے نہ
ایک دین ہونے کا خیال ہے۔

بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور کہا۔ بہن تم ٹھہرو میں آتی ہوں۔

آفت نے کہا۔ "چلو میں بھی چلتی ہوں۔"

○○○

• ملکہ بلور جادو

غرضیکہ دونوں باغ سے باہر نکل کر کچھ دور باہر چلی تھیں کہ پتلے طلسمی جن کو بلور نے چھوڑ دیا تھا آ کر پہنچے اور عرض کیا۔ "ملکہ نے ہم کو لڑوایا' پھر اس جانب بھیج دیا۔"

آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلوں کو لے کر اسی بیابان میں جہاں سے بلور لے گئی تھی اور پتلوں کو بزور سحر صندوق میں تہہ کر کے حجرے میں رکھا۔ پھر وہاں سے سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی۔ یہاں بالکل سناٹا پایا۔ آفت نے کہا۔ "بلور مسلمانوں کے پاس گئی ہو گی اور کہیں نہ ملے گی۔ تم میرے ساتھ چلو میں پتہ لگا دوں گی۔

آئینہ اس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑی پر آ کر ٹھہری۔ آفت وہاں سے ایک طائر کی سی صورت بن کر اڑی اور سیدھی بارگاہ س ایرج پر آ کر تھرائی۔ کیونکہ یہ لشکر میں رہتی ہے' بارگاہیں سرداروں کی جانتی ہے۔

غرضیکہ بارگاہ میں ملکہ کو تخت پر پہلوئے ایرج میں بصد عیش جلوہ گر پایا۔ وہاں سے پھر کر آئینہ کے پاس آئی۔ اور حال کہا۔ صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے صبر کرو اس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہے' تم نہ لا سکو گی۔ اس وقت آئینہ نے کہا۔ میں بادشاہ طلسم ہوں۔ میرا حمزہ کیا کرے گا۔ بغیر لوح طلسم میں قتل نہ ہوں گی۔

آفت نے کہا۔ "یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو پڑ جائے گی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل میں کام نکالنا چاہیے۔ یہ سوچ کر اس وقت تک وہاں ٹھہری رہی کہ ساحرہ شب جو پردۂ جہان میں مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نور آگیں چھپائی۔

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا۔ آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آئے۔ جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہنچی' دونوں اڑ کر سمت لشکر

اسلام چلیں۔ لشکر میں طلایہ پھر رہا تھا۔ بیدار باش و خاطر باش کی صدا بلند تھی۔ آئینہ نے سحر کو پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا' ہوا سرد چلی۔ بارگاہوں میں سردار عیار غافل سو گئے۔ صرف لوگ جو بارگاہ سلیمانی میں تھے ہوشیار رہے۔ ایرج کی بارگاہ میں پاری دار وغیرہ ترکنیں جبشنیں سب بیہوش ہو گئیں۔ اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج میں اتری۔

یہاں دونوں شیدائے یکدیگر لیٹے پڑے تھے۔ ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی۔ قمقمے دست ایرج میں تھے۔ پائنچے چڑھے تھے۔ ران سے ران گتھی تھی۔ زلف عنبر فام قریب دماغ تھی۔

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوئے دلدار سے الگ کیا۔ ملکہ کی آنکھ کھلی۔ پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا۔ پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی۔

اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی۔ ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اٹھ کر دوڑا۔ اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی۔ ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہاں جاتا ہے۔

شہزادہ کو غصہ بے حد تھا کمر کو بتلا کر سر پر ہاتھ مارا۔ آفت نے چاہا کہ سحر پڑھوں' سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا۔ تیغہ سر پر بیٹھ کر ٹانگوں سے نکل گیا۔ غل اس کے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے۔ اسی اندھیرے میں آئینہ بلور کو لے کر بلند ہو گئی۔ ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھ کر اور کلمات الوداع کہہ کر بلایا مگر کسی نے اس ہنگامہ میں نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے۔ دیکھ کر لشکر پر اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر اسم اعظم باآواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی' لیکن آئینہ مالک طلسم ہے' اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ

جا وہ جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی۔
لشکری کچھ دور دوڑ سے تیز بہت سے مارے مگر کچھ نہ ہوا۔ ناچار ہو گئے۔ اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اٹھے تھے۔ انھوں نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ لے گئی۔ مرگ آفت کا حال سن کر ساحر رونے لگے اور اس کے ساتھ ساحروں نے قصد شب خون لشکر اسلام پر کیا۔ نازک چشم مانع ہوئی' کہا۔ "تم سب میرے ساتھ ہو' میں مسلمانوں سے بدلہ لوں گی۔"
ساحر سب قائل پذیر ہوئے۔ مگر یہاں ایرج نے جو معشوقسے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریاں سے دریا آنسو کے بہا دیئے' بسان شمع سوزاں کے حال پر دل جلایا اس قدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے۔ پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑیں کھانے لگا۔ پروانہ وار بے قرار ہو کر اس شمع ممدار سے لو لگاتا۔
اس بے قراری میں خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوئے تو وہ امیر سر پنجہ تقدیر تاب نہ لائی تھی۔ پتلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی۔ اب وہ قید ہو گئی ہے اور تم بیٹھے رہو مبادا اس کی ماں لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہے۔ خلقت کہے گی جو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردی دکھائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی۔
بس یہ سوچ کر مرکب جو رات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ و شہر یار کے در پر لشکر میں کھچا ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہاں بھی تیار تھا۔ اس کی پشت پر بیٹھ کر صحرا کا راستہ لیا۔ دل سے کہتا جاتا تھا۔ اے بخت واژن والے گردوں کہیں ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کے پر ارمان زیر خاک چھپا دینا کلنگ کا ٹیکہ میری پیشانی پر نہ لگا دینا۔
اسی دھن میں یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہاں حنظل اور صنوبر ہوں گی۔ وہ بخوبی طلسم آئینہ میں پہنچا دیں گی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائیں گی۔ یہ سوچ کر جانب نرگس کوہ راہی ہوا۔ اب وہاں کا حال سنئے۔

کہ صنوبر و شاہ پور شہزادے کو ڈھونڈتے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل کے پاس ٹھہرے۔ لیکن صنوبر عاشق جمال شہزادہ ہے فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گردا گرد جنگل کے جہاں سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ میں یہ گل رخسار برنگ گل مرجھاتی ہے مگر چہرہ تمتما جاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرما جاتا ہے وہ اس کے پھول سے گالوں پر پسینہ آنا' یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق کھینچا ہے۔ جب اس دھوپ میں بھی شہزادے کو نہیں پاتی ہے تو بے قراری سے تڑپنے لگتی ہے۔

اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا۔ رات بھر اشتیاق میں جاگا کی خاطر حزیں بیحد مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ اسی بیخور و خرابی میں وہ رات بھر کی شیشم تمط رویا کی جب معشوقہ پروین و پرن نے چشم مردم دہر سے منہ چھپایا اور آفتاب تاباں بسیان دل سوختگاں شاہد روز کو میدان افلاک میں ڈھونڈنے آیا۔

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈنے چلی' جب جنگل میں پہنچی نسیم سحری نے گلہائے زخم دل شگفتہ کر دیئے اور پھولوں نے صحرا کے داغہائے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین یار گلغدار یاد دلاتا تھا' جانوروں کی زمزمہ سرائی نالہ دل کی گواہی تھی۔ دل شیون کرنا چاہتا تھا۔

اسی طرح بلبلاتی صحرا میں پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا۔ صنوبر بے تابانہ دوڑی اور پکاری۔

بیا تا نقد جاں را بر فشانم در ہوائے تو
نہ پا بر سرم تا سر نہم بر خاک پائے تو

چنانچہ نامہ پڑھ کر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت برآن میں بھیجا ہے چنانچہ وہ وہاں حاضر ہے۔

اور یہاں آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم میں پہنچ کر دو طمانچے زور زور سے مارے اور کہا۔ "اے اماں' پٹی تجھ کو مسلمان دھگڑا دیار کرنا تھا نا نصیب کہنے غارت ہوئی۔ ناشدنی تیرے جیئے کتا نہ جیئے سامری تجھے نہ غارت کرے۔ یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری میں ناک کٹوا دی۔ اری چینی بھر پانی میں ڈوب مر۔

غرضیکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہیں پھر نہ بھاگ جائے قید خانے میں بھجوا دیا۔ وہ قید خانہ اسی طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اس میں بنا تھا ایوان میں تخت طلائی پر ملکہ کو لا کے بٹھا دیا اور پاؤں میں زنجیر سونے کی ڈال دی اور ایک شیر بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اس کی گردن میں ڈال کر پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہہ دیا۔ "اے شیر اس عورت کے پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس مجرمہ کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کر کے آپ اپنے مکان میں آئی اور ایک خط بہن کو لکھا۔ مضمون یہ تھا۔

اے بہن شعلہ دار یہاں مسلمانوں سے اور ہم سے بگڑ گئی۔ بھانجی تمہاری مسلمان ایرج نامی پر عاشق ہوئی۔ میں نے بلور کو قید کیا ہے۔ اب عاشق اس کا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئے گا۔ بڑی لڑائی ہو گی۔ تم کو چاہیے کہ ہمارے پاس آؤ' دیر نہ کرنا۔ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا۔

یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب میں لے گیا یہاں برآن عمرو کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چور کے مکان سے نکل کر باغ میں استقامت پذیر ہے برآن کے حکم سے حاکمان دربند جمع ہوئے جاتے ہیں۔ بارگاہ میں استادہ ہیں۔ شہر ہفت رنگ کے گردا گرد جلسہ ہے کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کر کے وہیں پہنچا اور شعلہ دار وہ نامہ پڑھ کر متفکر ہوئی۔ پھر خیال آیا کہ ملکہ برآن سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ **

ملکہ تو مسلمانوں کے عیار کی اس قدر حرمت کرتی ہیں اور مسلمان ان کے طلسم کو برباد
کرنا چاہتے ہیں کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر نامہ مسلمان

کو لکھیں اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ میں نہ آئیں۔ میری بہن کا گھر برباد ہونے
سے بچے۔
غرضیکہ وہ خط لیے ہوئے اندر قلعہ کے دارالامارہ شاہی میں آئی۔ یہاں برآن سریر سلطنت
پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے جا کر تسلیم کی پھر دست بستہ جا کر عرض رسا ہوئی۔
یہ خط میری بہن نے لکھا ہے۔ اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہیں۔ حضور ان کو لکھیں
کہ وہ فساد سے باز آئیں۔ اور مجھ کو میری بہن کے پاس جانے کی اجازت دیں۔ ملکہ
نے یہ تقریر سن کر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا۔
ارے نادان! ہم شریک اہل اسلام کے ہو گئے ہیں۔ اگر ہمارا بھی طلسم برباد ہو جائے جب
بھی نہ ہم کچھ کہیں' اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے مختار جادو وہاں ہے
اس کے پاس ہے اس سے طلسم کشا کو دل دے اور آئینہ دار سے کہہ دینا کہ خبردار
خلاف حکم ہمارے نہ کرے۔ اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی
کنار میں دیکھے گی۔
شعلہ دار یہ باتیں سن کر گھبرائی مگر کیا کر سکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور
خفا نہ ہوں میں اسی طرح اپنی بہن سے کہوں گی۔
یہ کہہ کر وہاں سے رخصت ہو کر مع اپنے ملازمین سمت طلسم آئینہ چلی۔ جب یہ جا
چکی ملکہ برآن کو خیال آیا کہ ابھی عمرو کے لینے جانے میں عرصہ ہے کیونکہ مالک
اور بندوں کے جمع ہو رہے ہیں پس ایک احسان یہ بھی خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم
آئینہ دار سے حکم سنائے گی۔ لیکن مطیع افراسیاب ہے شاید اس طرف عرضی لکھے اور
افراسیاب سے مدد طلب کرے۔ لوح طلسم کشا کو نہ دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے

اس لحاظ سے تجھ کو چلنا چاہیے۔ یہ تجویز کر کے چاہتی تھی کہ چلے۔ پھر خیال میں آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہیں۔ لوح لے کر کہاں پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر لے کر دیکھ لے۔ پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا۔ موقع شاہان جہاں لاؤ۔

ملازم حسب ارشاد حاضر لائے۔ ملکہ نے تصویر نواسے کی لقا کے فرزند قاسم خاوری خلاصہ نسل صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان ڈھونڈ کر نکالی۔ اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی' صورت تصویر چپ اور سن ہو گئی۔ نگار خانہ دل میں بمصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا۔ دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جس کی تصویر تھی اسے مصور ہولذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر میں رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا۔ زلف مشکبار جوزا سے ہو بہو کناں اس مرغزار مینو نشان میں رواں تھا کہ دور ایک دیوار یا قوت رمانی کی نظر آئی۔ پچھلا پہر دن باقی تھا۔ شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہاں تاب تہ تاب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے۔ یہ سوچ کر آگے بڑھا کر یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھوں میں خون اترا ہے کسی گل رخسار کی محبت میں اشک خونیں رلائے گا۔

ادھر جب سیارہ دشت طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا۔ یہاں تک کہ نزدیک اس کے پہنچا' دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اس کی سرخی سے لالوں لال تمام صحرا ہے۔ زینت طراز دہر نے شاید بہانہ کو پھول گلنا پوش بنایا ہے درختوں پر اس کی سرخی کا عکس چھایا ہے۔ اس دیوار کو نقش پر دیوار حیرت سے بنا' پاگل ہو کر کھڑا ہو رہا۔ دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندرنش نے صد کھینچی ہے۔ آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہے۔ اسی فکر میں تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی ترانے کی صدا آئی اور دیوار میں در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرائش و زیبائش رشک فرمائے تصور جناں تھا۔ سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات سے آراستہ نہایت پیراستہ تھا۔

ایک طرف تخت جواہر آگیں پر ایک عنبریں گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار

زلف اس کا سودا بخش خاطر زلیخائے مصر محبت و لیلائے محمل الفت ہے لمعہ آفتاب رخ تابندہ تار شعاع مہر رفعت ہے اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہے کہ کبھی شہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہو گا' ایسا حسن دل آویز گردوں کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہو گا جفائیں اس ستم خوں ناز پرور کی جور گردوں سے کہیں بڑھ کر نازک مزاجی میں طبیعت خود پسند اس کی ٹوٹے ہوئے شیشہ دل عشاق سے نازک تر آئینہ حسن خوبی جواہر آسماں رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر شتابی ازل نے بادہ ناب دلبری سے اس کو پر خمار و سرشار کیا تھا۔ باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اس کے ہمیشہ پر بہار بنایا تھا۔ طور زیبائی کی تجلی تھی۔ حرمت پان لیلیٰ تھی۔ نور دیدۂ کاشانہ وفا کی شمع پر تو رنار داد امیں یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت زار سے مسیحائی پیدا مہر پیشانی چہرۂ نورانی مژگان خنجر براں ابر و نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بودست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخاں فرخار کیا۔ جناں کے گلزار سے امیر کجکلاہ و سیاہ دلربائی شہنشاہ مفرور کشور بے وفائی داروئے درد و اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن سے متوالی پہلو پہلو میں اف اف کرنے والی۔

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم با زینت و زیب کو دیکھ کر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر و دگرگوں ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئیں سنبھالا اور پکارا۔

کس کس نے ہم کو روکا اس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نے پاؤں پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا

یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی' پہلے تصویر دیکھی تھی' اب اصل صورت جاناں نطر آئی۔ ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہائی راز کا بھیدی

شب وصل کا نو امیدی ہنس کر چھیڑنے والا ستم اٹھانے سے منہ پھیرنے والا اور راتوں
کا جگانے والا' وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا' عشق کا نقشہ زینت چار
بالشت سراپا چاہت کی صورت لب شیریں کا ذائقہ مند خانہ حسن کے لوٹنے میں چاق
و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹ چوسنے کی آرزو میں منہ پھیلائے در استغنا کا فقیر
بوسوں کا سائل حسینوں کا امیر دل لگی پر مائل دشت عشق کا جوگی ہے' کا روگی ہے'
عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹوں پر دانت لگانے والا جس کے پہلو میں نہ ہونے سے دل
کو شور و شین انتہا کا بے چین شوخ و طرار اور چلبلا ذرا سی بات پر قسمیں دینے والا
نمک محبت سے مزے لوٹے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزاروں دل لوٹ لیے' کروڑوں
گھر حسن کے برباد کئے۔ قید الفت میں پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقوں کی آنکھوں
کا تارا۔ دل و جان سے زیادہ پیارا پری زادوں کا بناؤ' مہ جبینو ں کا کھیل' نازنینوں

کے دل کا رکھ رکھاؤ' ہر دل کو اسی سے شکیب عاشق پر فریب معشوق پا زیب۔
ملکہ یعنی برآن جو لوح دینے آئی تھی۔ یہ اسی نے دیوار یاقوت بنائی تھی۔ اسی وقت سراپا
پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھ کر غش ہو گئی۔ کنیز جو ہمراہ آئی تھی۔ اسے شہزادہ
کی طرف اڑ کر کے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزوں کو فرمایا۔ اس شخص
کو جا کر دریافت کرو کہ تم کون ہو' کہاں سے آئے ہو۔
کنیز جب فرمان خدمت ایرج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی۔
شہزادے نے کہا' کہہ دینا یہاں کاروان ناکام تمام ہو چکا۔ اس بے اعتنائی سے خوب آپ
کا نام ہو چکا۔ ماشاء اللہ تم کڑی کمان کا تیر ہو' ہم بے خبر آ کر دام عشق میں اسیر
ہوئے کبھی شہنشاہ تھے۔ شاہوں کے شاہ تھے۔ اب جنگل میں مسکن ہے۔ افسوس نبیرہ
حمزہ ہے۔ اور یہ بن ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ یگانہ بیگانہ نے رشتہ الفت توڑ دیا۔
اب خدائے واحد ہمراہ ہے۔ لب پر نالہ و آہ ہے۔ کنیز نے یہ تقریر سن کر کہا۔ میاں

**

تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا۔ خیر میں جاتی ہوں اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہوں۔

یہ کہہ کر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جا کر عرض رسا ہوئی۔ واری' انہوں نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتوں کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ خود بلا کر پوچھئے۔

ملکہ نے کہا۔ "اچھا' بلا لا۔"

کنیز پھر آئی اور کہا۔ "چلئے آپ کو بلاتی ہوں۔ شہزادہ اس کے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا۔

ملکہ نے شہزادے سے کہا' تشریف رکھئے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلایئے۔

شہزادہ اجازت پا کر پہلو میں ملکہ کے جا بیٹھا اس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گیا ہوا دل پھر پہلو میں آ گیا۔

آہستہ سے فرمایا۔ "آپ کی چالاکی کے صدقے اچھا فرمایئے آپ کیا مطلب رکھتے ہیں۔"

شہزادے نے کہا۔ "اے ملکہ' حال مبتلائے فراق بہت تباہ ہے' اس کا خداہ گواہ ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "تو آپ کے سائے سے خدا بچائے' ذرا ہٹ کے بیٹھئے' ایسا نہ ہو کہ مجھ پر کہیں پرچھاواں پڑ جائے۔

شہزادے نے کہا۔ مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ تنگ راحت ہوں کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہے۔

ملکہ نے جواب دیا۔ تمہاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی میں آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی۔

شہزادہ بولا۔ بس اب نہ ٹالو ہماری طرح ہمیں پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو۔

ملکہ جواب دہ ہوئی۔ چہ خوش ابھی تو آپ اور دکھڑا کہتے تھے۔ اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوئے۔ خوب پاؤں پھیلائے۔ اب صاحب' تم جس پر مرتے ہو وہی تم کہ مبارک رہے۔ ایک تو قید الم سے چھڑا لو' جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اس پر دشمن رہے اور عاشق اس کا دوسرے سے مزے اڑائے۔ واہ

واہ آپ کا بھی عشق دیکھا۔
شہزادے نے کہا' اے بحر الفت والے دریائے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل کا حساب لے۔ ابھی اللہ اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت میں صحرا نورد ہیں نہ اس کو چھوڑوں گا نہ تیرے عشق سے منہ موڑوں گا۔ میں اس لیے پیدا ہوا ہوں کہ سختیاں ہمیشہ سہوں گا۔ ملکہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ مارا اور کہا۔ یہ شرکت اچھی نہیں کہ

میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں
یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں

شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا۔ اے حور شمائل اے راحت دل پری رکھائی سے عیش درہم برہم ہو گیا۔ دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا۔ جانی میں دل نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہوں' بے پروائی سے مر جاؤں گا۔ جی سے گزر جاؤں گا۔ دیکھ تو میرا دل کیا مزے دکھلاتا ہے۔ یہ نیا خریدار کیا رنگ لاتا ہے۔
ملکہ نے کہا۔ صاحب نچلے بیٹھو' یہ ڈھے پڑنا ہونا اچھا نہیں۔ لو خیر میں کہہ دیتی ہوں کہ ہاں میں بھی تم سے محبت رکھتی ہوں۔ بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ' بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ۔ تمہارے رونے پر کلیجہ کانپتا ہے۔ جی ہانپتا ہے۔
شہزادے نے کہا۔ بارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبہ دل نے اثر دکھلایا۔
ملکہ یہ سن کر چپ ہو رہی۔ شہزادے نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی۔ ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچ کر جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا۔ شہزادے نے کہا۔ اے غارت گر ہوش و خرد تیرا دین کیا ہے؟
ملکہ نے ہنس کر کہا۔ کافریشی اور ستمگاری اپنے مذہب میں روا ہے۔ جو کوئی ہم سے

دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے' ہمارا آئین اختیار کرے۔

شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا۔ پھر دل سے کہا گو اس کی محبت میں جان بھی جائے لیکن دین اسلام میں رخنہ نہ آئے۔ یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ اٹھے' ملکہ اس کے بشرے سے ناراضی پہچان کر ہنسی اور کہا۔ "صاحب آپ خفا نہ ہوں میں شریک عمرو عیار ہوں اور وہ میرے ہی گھر میں آج کل تشریف فرما ہیں۔ پس مجھ کو مطیع اسلام سمجھئے اور شراب نوش کیجئے۔

یہ سننا تھا کہ شہزادے کا رخ انور لیسان بادۂ احمر بشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا۔ اس عرصے میں بزم پر نور انجم افلاک میں ساغر گردش پزیر ہوا اور جام زریں آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب میں دھرا۔

برآن نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مٹا دی اب کوسوں تک وہی دشت پر فزا جس کا ذکر اول ہوا نظر انے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا۔ زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا۔ نہریں اور چشموں کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی خنکی صحرا کا سناٹا' محبوب گلغدار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کوئی شوریدگان دشت سبت کے دل سے پوچھے' وہ چاند پر لکہ ابر کا آ جانا دشت میں نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت دور کا چمکنا عجب کیفیت دکھاتا۔

رات بھر شعل بادہ کش رہا۔ شہزادہ اس ماہتاب تاباں کو بغل میں بے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا۔ ران سے ران ہمسری کرتی رہی۔ بوسوں نے مسی ہونٹوں کی چھڑوائی آخر وقت آیا کہ شاید روز کے عارض پر نور مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا ارلب سحر پر کہ مستی مالیدۂ سواد شب تھے لالی جمائی۔

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی۔ شہزادے نے بھی اپنی حالت تباہ کی۔

ملکہ نے فرمایا۔ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا۔ میں فخر کوکب' روشن ضمیر' بادشاہ

طلسم نور افشاں ہوں' تجھ کو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی۔ یہاں رام محبت زلف گیرہ گیر میں اسیر ہوئی۔ خیر یہ محبت اپنی جتانا یاد رکھنا۔ یہ لوح حاضرت اور طلسم فتح کر کے اپنے لشکر میں پھر جاؤ۔ نظر بفضل کریم کار ساز رکھنا وہ خدائے بزرگ و برتر جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک نور تم سے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہے جو فلک کو برا نہم معلوم ہوا اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے۔ پھر البتہ تم سے ملاقات ہو گی۔ ورنہ ہم کہاں اور تم کہاں۔ دیکھئے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہے۔

یہ کہہ کر سارا حال عمرو کا پہلے جاں سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اس کا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی۔ پھر رو کر کلمہ الفراق زبان پر لائی۔ غم مفارقت سے بیتاب ہو کر رونے لگی۔

شہزادے نے اس مہ پارہ کو گلے سے لگایا' فرمایا۔

اے مجبوروں کی تسکین دینے والی اسے مشتاقوں کی خبر لینے والی ہماری دل انکاری مبارک ہو۔ ہمیں بے قراری مبارک ہو۔ ہمیں اس جنگل میں تڑپیں گے کون اٹھائے گا۔ تجھے یاد کر کے جب روئیں گے کون سمجھائے گا۔ اب ہم کو گلستان جدائی کی بہار دیکھنا ہے۔ فضل خزاں میں لطف لالہ زار دیکھنا ہے۔ سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائے گا۔ ہر تختہ لالہ باغ کو شرمائے گا۔ ساعد نازک آپ کا یاد کر کے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہو گا۔ ساق نہال قامت کو یاد کر کے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہو گا۔ کیونکہ اپنے رخسار رشک گلشن دکھایا۔ اے عندلیب حدیقہ نازکیوں برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے لسیان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہیں۔ منہ سے بات کرنے میں دھوئیں نکلتے ہیں۔ سچ ہے آپ کا کچھ قصور نہیں' تقدیر میں یہی تھا۔

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سن کر کہا۔ اے معشوق کے منانے والے ہر بات پر صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقوں کے سرتاج تیری باتیں جب ہم کو

یاد آئیں گی تو آٹھ آٹھ آنسو ہجر شب میں رلائیں گی۔ تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھ کر دیوانہ پن بھی کرو گے بلبل نمط نالہ و شیون کر کے بصد یاس دل پر ارمان کی بھڑاس بھی نکالو گے۔ ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی میں گھٹیں گے حسرت سے ایک ایک کا نہ دیکھیں گے کچھ کہہ نہ سکیں گے جب تیری صورت کا خیال آئے گا۔ خواب میں بھی دیکھنا محال ہو جائے گا۔ غنچہ سر بستہ کی طرح خاموش رہیں گے دل پر خون میں ارمانوں کے جوش رہیں گے۔ دل کہیں اور ہمیں کہیں یہ سامان بے خبری نظر آتے ہیں' کیا کہیں بہت پچھتاتے ہیں۔

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھ کر اور لوح شہزادے کو دے کر آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن واصل دلدار نرگس دار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جب تک تخت اس پری کا بلند نہ ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوراں پنہاں ہو گئی اس سلیمان برم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا بسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک میں ملاتا تھا۔ دامن صحرا کو بھگوتا لخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا۔

ادھر ملکہ اشک ریزاں و نالہ کشاں ہوئی۔ داغ عشق پر دل آہ پر لب بصد رنج و لقب رواں تھی۔ سرگرم فغاں تھی۔ وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا۔ نسیم سحر کا چلنا غنچہ زخم ہائے خاطر حزیں کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا۔ آفتاب کا طالع ہونا شاہد و دہر کا دیدۂ پر خون دکھائی دیتا تھا۔ روئے سحر پر زردی چھائی تھی۔ دھوپ نہیں نکل آئی تھی۔ کلیاں پھولوں کی خاموش بسورتی نظر آتی تھیں۔ آنکھیں نرگستان میں گھورتی نظر آتی تھیں۔ جب پپیہا کہاں کہتا تھا۔ ملکہ کا جی کہاں قابو میں رہتا تھا مور کی چنگھاڑ شیون فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی تھی کوئل کی کوک دل میں ہوک اٹھاتی۔ اس کشتہ فرقت پر غش طاری ہوتا۔ جب ذرا ہوش میں آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے

سیل خون بہاتی۔
وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو روئے تابناک پر ابر غم چھا جاتا تھا۔ بسان گل مرجھا جاتی تھی۔ ہونٹ چاٹنے لگتی تھی۔ دل بے قرار پہلو میں دلدار کو ڈھونڈتا تخت اڑ کر طلسم کی طرف جاتی۔ مگر سحر الٹا زبان سے نکلتا۔ تخت شہزادے کی طرف چلتا۔ کنیز ہمراہ کی عرض کرتی۔ واری کا ادھر چلئے تو چونک جاتی اور اسی صحرا کی طرف جہاں اپنے شیدا کو چھوڑا ہے منہ کر کے فرماتی۔

نہ سمجھے گا زمین کو واں کی فرش خواب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لا سکے گا تاب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھوں سے کبھی خون ناب کوئی بھی
خفا سے اس کی ٹھہرے گا نہ اے تواب کوئی بھی

آخری اسی طرح بصد آہ و زاری و بہزار بے قراری طلسم میں پہنچی اور صدر عزت پر بیٹھ کر تیاری استقبال عمرو میں مصروف ہوئی۔ مگر اس طرف مجروح خنجر ادا دند لوح تیغ جفا ایرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ شیفتہ جمال ملکہ رو پیٹ کر غم دل فرقت کاہش میں لے کر مع لوح طلسم آگے چلے۔ وہ نور کا تڑکا ہے کہ ٹھنڈی ہوا' یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رو سپیدہ آہ بھرتا ہے۔ سرد مہری فلک نے کافور سحر کار ہم بہر زخم دل و جگر بنایا ہے سوزش دل داغ دل کے لیے آفتاب کا پھاہا چڑھانا چاہیے۔ وہ سہانا جنگل اس گلرو کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا۔ ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوئے خون بہاتا تھا۔ جب آفتاب کا عکس آتشباز قلعہ کوہ میں نظر آتا تھا۔
شہزادہ جوش وحشت میں دامن صحرا کی دھجیاں اڑاتا تھا۔ جب بشکل قیس غبار برباد کرتا تھا۔ نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا۔ ہر برنگ جور شاہد بہار

سے برنگ عاشق ہاتھ ملتا نظر آتا تھا شگوفے ہنستا یار گلعذار کھلکھلا کر یاد دلاتے رونی صورت بنا کر رلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا۔ اوس درختوں سے ٹپکتی باہر نخلی روتا تھا جو شجر دشت و بغل یکدیگر نظر آتا تھا۔ یہ مجبور جانتا تھا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے مگر یار کا بغل گیر ہونا اس کو بھی یاد آتا تھا۔
آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور رات کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھایا۔
تھک کر ایک جگہ پڑ رہا۔ فرش ناک پر لوٹنے لگا اور باد صبا سے باتیں کرتا تھا۔
اس رنج و الم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا۔ درخت ہرے گلہائے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے۔ یہ بیچارہ یاس و حرماں کا بار دوش امید پر اٹھا کر آگے بڑھا، مگر مگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گزرا کہ دہنہ طلسم پر یعنی درہ کوہ میں جو سیارہ و شاہ پور کھڑے تھے گویا ہوئے۔ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کہ کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہے پھر ڈرنا بیجا ہے۔ رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال میں انسان شریک رہے۔ حنظل نے کہا۔ اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں۔
یہ کہہ کر مع عیاروں کے داخل درۂ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہنچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہاں ملاقی ہوئے تھے۔ دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں۔ پھول لالے کے داغ دل دکھا رہے ہیں۔ زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے۔
حنظل نے کہا۔ اے سیارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا۔
یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا۔ شہزادے کے قدم مبارک کا پتہ ملتا ہے۔
غرضیکہ تخت سحر پر بیٹھ کر بعجلت تمام تر چلی اور ایک جگہ پر پہنچ کر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنوں دشت الفت کراہتا ہے۔ غم دل زبان پر لاتا ہے۔

خنظل اور عیار اسی جگہ اترے۔ شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا۔ خنظل اور عیاروں نے روبرو آ کر تسلیم کی اور مزاج پوچھا۔

شہزادے نے کہا۔ حالت طلسمی مجھ پر طاری ہے اسی وجہ سے بے قراری ہے۔ لوح طلسم فضل خدا سے میں نے پائی ملکہ برآن دختر کوکب نے بھجوا دی۔ اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہوا ہے سارا حال جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی ہے اور میں اس پر عاشق ہوا ہوں یہ اس لیے نہیں کہا کہ ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا۔

الحاصل لوح ملنے سے کہ خنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسی طرح شاہ جاوداں کو بھی یہ قتل کریں گے۔

غرض یہ سب مل کر مع شہزادہ ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے۔

مگر حال سنئے کہ جب تک برآن صحرائے طلسم میں رہی اس صحرا کے محافظ ساحر وابستہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی۔ اس وقت بسبب لوح کے شہزادے کا وہ کچھ نہ کر سکے مگر خدمت آئینہ دار میں گئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے۔ اے بادشاہ عالی جاہ طلسم کشا صحرائے طلسم میں داخل ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہے ہم لوگوں پر عجب سانحہ گزرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوائے ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے سے تاریکی نظر آتی تھی۔ حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے۔ آج ہم کو سحر بھی یاد آیا اور ہم نے اس کو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے باقی خیریت ہے۔

یہ سننا تھا کہ آئینہ بد حواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اس وقت بہن اس کی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آ کر پہنچی اور بہن سے ملی حال پوچھا۔ آئینہ نے کل کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی۔ بہن ملکہ برآن کا حال تو کہو کہ وہ کس

طرح ہیں؟
شعلہ نے کہا۔ کیا حال ان کا پوچھتی ہو وہ تو شریک مسلمانان ہوئیں۔ عمرو عیار وہاں آیا ہے۔ اسی کے استقبال کو تمام ناظم بلائے گئے ہیں۔ بڑی تیاری ہو رہی ہے تمہارا

خط میں نے دکھلایا تھا ملکہ کو۔ انہوں نے مجھ بتاکید حکم دیا کہ جا لوح ایرج کو دلا دے۔
اس کیفیت کو سن کر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا۔ معلوم ہوا لوح طلسم کشا کو ملکہ نے لوح دار سے دلا دی۔ محافظان صحرا بھی عرض کر گئے ہیں کہ لوح اس کے پاس ہے۔ اے بہن تم جا کر دریافت تو کرو کہ لوحدار کس فکر میں ہے۔ میں فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہوں۔
شعلہ دار اس کے کہنے سے لوح دار کے مکان پر گئی اسے تعظیم کر کے بٹھا دیا۔ حال پوچھا' اس نے سارا حال برآن اور عمرو کا بیان کیا۔ لوحدار تو واقف ہو چکی ہی تھی۔ اب تصریح دار حال سن کر گویا ہوئی۔ اے بہن شعلہ دار ہم تم کو لازم ہے کہ طلسم کشا سے چل کر مل جائیں کیونکہ ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہیں۔ دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب ان کے شریک ہو گیا۔ پھر اس طلسم کا بچنا غیر ممکن ہے۔
شعلہ دار نے کہا۔ "آئینہ مجھ کو مار ڈالے گی۔"
لوح دار بولی۔ "جب لوح طلسم کشا پاس پہنچے گی تو آئینہ کیا کر سکتی ہے۔ پھر اس میں کیا طاقت رہے گی۔ ہاں افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو شاید آئینہ لڑ سکے۔ سو افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہے۔ میں بہن تمہارے بھلے کو کہتی ہوں اگر تم کو اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور میں تو تم جانتی ہو ہمیشہ سے مطیع کوکب ہوں۔ جس کا وہ شریک ہے۔ اس کی میں بھی شریک ہوں۔ شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے پس گویا ہوئی۔ اچھا اے لوح دار' جو تم نے کہا' مجھے منظور ہے۔
لوح دار نے کہا۔ تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا میں چل کر ٹھہرو

کیونکہ کچھ دیر میں بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہاں آ جائے گا اس عذر میں ایسا نہ ہو کہ ہماری بھی جان جائے۔

شعلہ دار نے کہا۔ اچھا' چلو۔ لوحد نے اپنے ملازمین کو تمام مکان سپرد کیا اور ان سے کہا۔ میں ایک کام کو جاتی ہوں۔ تم ہوشیار رہنا۔

یہ کہہ کر کچھ زر و جواہر لے کر مع شعلہ کے اس صحرا کی طرف جہاں ملکہ نے اس کو بلایا تھا چل خیال میں گزرا کہ طلسم کشاہ ہنہ طلسم پر جو صحرا ہے اس جا ہو گا۔ یہ سوچ کر اسی طرف روانہ ہوئی۔ ایک جنگل تک پہنچی کہ راہ میں ایک درخت کے نیچے چند آدمیوں کو بیٹھے پایا یہ ان کی سمت بڑھیں۔

ادھر حنظل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہیں۔ شہزادے سے کہا۔ آپ الگ ہو جایئے۔ چند ساحر آتے ہیں ان کا حال معلوم کرتی ہوں کہ کون ہیں۔ یہ کہہ کر آگے بڑھی ایک تارنج سحر پڑھ کر مارا۔

لوح دار نے دستک دی کہ نارنج زمین پر گر گیا اور اس نے پکار کر کہا۔ بارادہ اطاعت ہم آئے ہیں۔ کوئی دشمن نہیں ہیں بلکہ ہم ملازمان ملکہ برآن ہیں۔

یہ سننا تھا کہ شہزادے نے حنظل کو منع کیا اور آپ آگے بڑھے۔ لوح دار نے دوڑ کر سر پاؤں پر رکھ دیا۔ شہزادے نے سر اس کے سینے پر لگایا۔ پھر شعلہ دار کی ملازمت ہوئی۔ جب یہ دونوں حلقہ اطاعت میں آ چکیں لوحدار جادو عرض رسا ہوئی۔ حضور نے تامل و رباب طلسم شکن کیوں فرمایا۔ ہر چند کہ آپ کا آئینہ اقبال تو فلک غدار مکدر نہیں کر سکتا ہے لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے۔

شہزادے نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا۔ اس میں کچھ معلوم نہ ہوا اور واضح ہو کہ لوح طلسم کی مثل قرعہ و مال کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے۔ ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اس کے باطل کرنے کا ماجرا حکما نے لوح طلسم میں رکھا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ چار نقطہ اس طرح

**

پردے ------ ان کو اس طرح پر منقسم کیا کہ اول نفسہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک۔ پس ان ہی چار نقطوں کو چار میں ضرب دیا تو چار چوک سوار ہوئے۔ سولہ شکلیں بنا کر قرعہ میں کندہ کیں اور ان شکلوں کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر ممنسوب کیا۔ یعنی آتش شکل مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریوں میں صفرا سے قس علی ہذا جو اشیاء کہ آتشی ہیں اس شکل اسی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل ک بادی چیزوں سے اور آبی کو آبی چیزوں سے اور خاکی کو خاک چیزوں سے نسبت دیا۔ پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے جس طرح کی شکلیں قرعہ میں آتی ہیں ویسا ہی حال دریافت کرتا ہے کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے۔ مگر تمام عالم کا حال اس سے آئندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہے۔ ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہں اور اس کے ہر چیز کی پیدائش کی اطلاع رکھتے ہیں۔ پس لوح میں کچھ نشان ایسے بنا دیتے ہیں جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہو گا طلسم کشا کے دل پر خدائے تعالیٰ ان خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس حال کو دریافت کر کے طلسم توڑتا ہے اور سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ جس کی قیمت میں وہ طلسم فتح کرنا ہو گا۔ اسی پر حال لوح ظاہر ہو گا اور یہ بھی قید ہے واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے واقف ہو اور مثل رستم و اسفند یار ایسے ہزار پہلوان کاا پنے جسم میں زور رکھتا ہو' جب طلسم فتح کر سکتا ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کر کے معلوم کرے کہ میں توڑنے والا اس طلسم کا ہوں یا نہیں۔ اگر بشارت ہو کہ ہاں یہ طلسم تم فتح کر سکو گے اس وقت قصد اس کا کرے اور اگر مبشر یہ بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے۔

• ماہی سنکمیں طلسم

اس لیے جب اسد کو طلسم ہوشربا میں امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زاروں سے دریافت کر لیا تھا کہ طلسم ہوشربا کی فتح کس کے نام سے جب خواجہ زاروں نے اسد کا نام بتلایا۔

اس وقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے سر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب ابراہیم علیہ السلام سے ہیں۔

الغرض آتا ہوں میں مطلب پر کہ شہزادہ ایرج نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوئے۔ خیال میں گزرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہیں پائی۔ شاید تو فتاح طلسم نہیں ہے۔ پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کر کے فیض یاب بشارت سے ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر چاہا کہ مصلے بچھائے پھر خیال میں آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہنچتا۔ یعنی یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا' شہزادی طلسم کی تیرے عشق میں قید نہ ہو جاتی۔ یہ سب آثار فتح طلسم کے ہیں اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے۔ پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوح دار نے بڑھ کر دست بستہ عرض کیا۔ حضور کے چہرہ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے۔ شہزادے نے فرمایا۔ اے لوحدار میں نے لوح کو دیکھا تو اس میں کچھ ظاہر نہیں ہتا۔ اسی فکر میں ہوں کہ کیونکر طلسم توڑ دوں۔

لوحدار نے یہ سن کر عرض کیا۔ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہیں۔ بانیاں طلسم نے لوح یہ بنا کر اس کو تاریک کروایا ہے۔ اور اس کی لاک یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہے اس دریا پر جا کر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو اس میں دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اس کا سنکمیں طلسم ہے۔ واقعی اسم بامسمی ہے پس جب مچھلی باہر

دریا سے آئے تو اس کے دو ٹکڑے کرے اور اس کے خون سے لوح کو دھوئے جب
لوح میں حرف پیدا ہوں گے۔
یہ کنیز ازبسکہ لوحدار تھی اس وجہ سے حال جانتی تھی آپ ایسا ہی کہئے ککہ اسی دریا

کی جانب روانہ ہو جایئے۔
شہزادہ یہ بیان سن کر بہت خوش ہوا اور بموجب اس نے بتلائے کہ اس جانب چلا۔ یہ
سب بھی مل کر بزور سحر اڑے اور غضب شہزادہ چلے۔ عیار بھی دونوں پراگندہ ہو کر
بطور مخض چلے۔
شہزادہ سیر طلسم کرتا کہیں کوہ کہیں کہیں دریا کسی جا دشت پر فضا دیکھتا رواں تھا۔
آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اسی دریا پر گزر ہوا کہ جس کا پتہ لوح دار نے بتایا
تھا کہ ایک دریائے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک سوچ اس کی بسان کوہ بلند ہوتی
ہے حباب قہر سے آنکھیں نکالے ہیں گرداب گردش بد بختاں یاد دلاتے ہیں۔ بحہ و
نطمہ گھبرائے ہوئے دل کی طرح جوش مارتے ہیں جیسے دل کو کھلاتے ہیں حباب اس
کی رشک حباب آسمان چشمہ خورشید روبرو اس کی عظمت و جلال کے لرزاں فرط ندامت
سے برج آبی میں آ کر سرد ہو جاتا ہے۔ چہرہ اس کا تمام زرد ہو جاتا بلکہ اسی دریا
میں غیرت سے ڈوبا نظر آ جاتا۔ جانوراں آبی اس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے
بڑے تھے جو سہ پہر کو شکار کرتے بلکہ ان کے خوف سے کرگس فلک اور سیرغ قاف
آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ بریں کے باہر نہ نکلتے۔ ماہی زمین روبرو نہنگ دل تنگ ہو
کر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہا ہوا عکس آسمان جو اس بحر میں ظاہر ہوتا
تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایاں آسمان غیرت سے پانی میں ڈوب گیا ہے۔
ایرج اس قلزم بے پایاں کے کنارے ٹھہرا تھا کہ خنظل لوح دار اور شعلہ دار پہنچیں
اور عیار بھی آئے اور لوحدار نے عرض کیا۔ اے شہر یار کوئی دم میں آئینہ یہاں آئے
گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیاروں سے فرمائیے کہ صحرا میں پراگندہ ہو کر صورت
بدل کر پھریں اور آپ کے حال کو دیکھیں رہیں۔ وقت بد پر آپ کے پاس آ جائیں

اور مجھ کو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تم سے طلسم لوح کبھی جاتی رہے تو بزور اس سحر کے احاطہ بنانا اور اس میں بیٹھ رہنا' تجھ کو گرفتار نہ کر سکے گا۔ بس میں کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بنا کر مع حنظل و شعلہ کے اس میں بیٹھوں گی۔ جب آپ طلسم فتح کر لیں گے۔ اس وقت حاضر ہوں گی۔

شہزادے نے یہ رائے پسند کی اور اس کو اجازت دی۔ لوحدار وہاں سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھ کر ترسوں سے گردا گرد اپنے دور تک کنڈلی کھینچا اور اس میں بیٹھ کر کچھ دیر میں وہ کنڈلا چار دیواری سنگ زیادہ کی بن کر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ وژ روئیں شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و ناپائیدار تھا۔

اس حصار میں لوحدار اور وہ دونوں ساحرہ مقیم ہوئیں اور عیار بھی جنگل میں جا کر صورتیں بدل کر شہزادے کی خبر گیری کرنے لگے۔ یعنی قریب اسی دریا کے پھرنے لگے۔ یہاں تو یہ ماجرا گزرا اور ادھر جب شعلہ دار کو گئے ہوئے عرصہ گزرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اس میں دیکھ کر معلوم کیا طلسم کشا سمت دریائے مغرب جاتا ہے لوح دار نے لوح اس کو دے دی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اسی وقت نفیر سحر بجائی۔ افسران فوج نے حکم تیاری لشکر دیا۔ تین لاکھ ساحر غدار بازور بط و فیل و اسپ و ابر سحر تیار ہو کر سوار ہوا۔ برقیں اڑنے لگیں۔ آندھیاں بڑے زور و شور سے پیدا ہوئیں۔ مال و تیل کے شعلے اڑنے لگے۔ ڈمرو اور نفیرو ناقوس بجنے لگے۔ سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی۔ آئینہ بھی تخت بھی تخت سحر پر بیٹھ کر بصد قہر و غضب چلی۔

شہزادہ یہاں لوح کا دوڑا پکڑ کر دریا میں ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صدائے دہل و نقارہ سے زمین تزلزل آشکار ہوا اور بروئے ہوا۔ دریائے آہن موج مارتا نظر پڑا یعنی دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ

ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست رواں ہیں۔ روئے آفتاب چھپا ہے اس قدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر میں جمشید روزگار ہے کانوں میں کنڈلی ڈالے ہیں۔ صورت ہیبت ناک ہے منہ کالے ہیں' سحر میں آفت کے پرکالے ہیں۔

شہزادہ ان کو دیکھ کر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی۔ اے شہریار گردوں وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اس مچھلی کو نہ نکالیے۔ مجھ سے باج و خراج لیجئے اور مجھ کو اپنی کنیز جانئے۔ ملکہ بلور کو بھی میں نے چھوڑ دیا۔ یقین ہے کہ خدمت میں آئیں گی آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم میں تشریف فرما ہو جائیے تا کہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جائے۔

شہزادے نے یہ تقریر سن کر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو پھر کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجئے اور اس کے ملک کو برباد نہ کیجئے۔ یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے۔ اس وقت عیار جو ساحر بنے ہوئے تھے اور پھر رہے تھے۔ فوج آتے دیکھ کر قریب شہزادہ آئے اور گفتگوئے آئینہ سن کر پکارے۔

اے شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی۔ معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے۔ اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ کیوں نہ لائی۔ اچھا اس سے کہئے تو ٹھہر میں مچھلی نکال لوں اور لوح دھو لوں تو تیرے ساتھ چلوں۔ یہ کہہ کر عیار غائب ہو گئے۔ اور شہزادہ ہوشیار ہو گیا۔ اور آئینہ سے وہی کہا جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار ہو گا۔ بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو' اس کو۔

فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو دریا میں ڈالا۔ لوح دریا میں پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے نبرد کمان سے نکلے اور فوج پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رکا اور ایک مچھلی دریا سے نکل کہ جس کو دیکھ کر اژدر دماں کا بھی زہرہ آب ہو جاتا۔ حوت فلک کلمہ الامان زبان پر لاتا۔

وہ مچھلی نہ تھی وہاں اژدھا
جسے دیکھ ثور فلک کانپتا

شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اس کے دو ٹکڑے ہوئے اور لب ساحل سیل خون جاری ہوئی۔
شہزادے نے لوح اسی خون میں دھوئی۔ پھر شور و غل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو مثل خاطر صافی دلان منورہ روشن ہے اور بسان قمر نور آگیں ہے۔ لوح طلسم آئینہ کی خون ماہی سے صیقل ہوئی۔ اب صورت مطلب اس میں نظر آنے لگی۔ لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی۔ وہ پتلے جو لڑ رہے تھے پھر دریا میں کود کر غائب ہو گیے۔ لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا۔
شہزادے نے لوح کہ اس میں حمد الہٰی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی۔ پھر خطوط طلسمی ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم والے سیاراین عجائبات جس وقت شورش بحر فوج کنارے دریا کے دیکھنا اس دعا کوگو دعائے قمر ہے پڑھ کر اس فوج کی جانب پھوکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے اور لوح کو حکماء نے شرف قمر میں بنایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا برج ثور میں تیسرے درجہ پر شرف ہے اور قمر دشمن مشتری ہے پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی سبب سے مچھلی کے مارنے کا اور اس کے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی جو پتلے دریا سے کماندار نکلے تھے۔ اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی۔ لازم ہے کہ دعائے قمر پڑھ لے۔
شہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا اس میں معلوم ہوا کہ برج ثور میں برج زہرہ ہے اور اسی میں قمر کو شرف ہے اور اسی باعث سے پریاں آئینے لیے نکلی تھیں۔ اب تجھے چاہیے کہ یہی دعائے قمر بساعت قمر پڑھ کر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا ﷺ پر بھیج کر

زمین ہے وہ ہر ایک بسان تعر دوزخ منہ کھولے غار وہاں کے مثال اژدر مان نظر آتے۔ پتھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے

فلک اس کے دامن میں آ کر چھپے

جو دوزخ کی تاریکی میں ہو قصور

تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور

درے میں اس کے ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے۔

شہزادے نے اژدھے کے سامنے ٹھہر کر اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا۔ جب وہ اسماء تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا۔ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کش آ ہے۔ اس کی اطاعت کرنا اچھا ہے۔

یہ کہہ کر قریب شہزادے کے آیا اور عرض پیر ہوا۔ اے شہریار آپ کوہ وقار ہیں۔ آپ کا تابعدار ہوں۔ ہمیشہ اطاعت گزاری کروں گا۔ بشرطیکہ لوح طلسم آپ مجھ کو دے دیں۔ پھر مجھ سے جو جی چاہیں کام لیں۔

شہزادے نے اس کو تو ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل مکاری ہے۔ اور زحل و قمر باہم دشمن ہیں۔ اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہے یہ مانگتا ہے تو اس سے کہہ اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالو گے اس وقت لوح پاؤ گے۔

اس پیر نے کہا۔ پہلے آپ لوح دیجئے تو میں اس کو ہلاک کروں گا۔

شہزادے نے کہا۔ چہ خوش آپ میرے کون ہیں جو میں آپ کو پہلے لوح دے دوں۔

قاعدہ ہے کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اس وقت اجرت مانگتا ہے یا یونہی پہلے سے خواہاں اجرت ہوتا ہے۔ تم میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کون

سا ہے۔ سوائے آج کے اور کبھی کی ملاقات و صاحب سلامت بھی نہیں پھر میرے صاحب میں لوح پہلے کیوں دوں۔ ہاں تم میرا کام کرو۔ مجھ سے لوح اس کے عوض میں لو۔

پیر مرد یہ کلمات سن کر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جا کر سنگ گراں اٹھا کر سر اژدر پر اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹ کر ہلاک ہو گیا۔ بھیجا اس کا پاش پاش ہو گیا۔ تمام پہاڑ میں تاریکی ہو گئی۔ دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے کے پاس آیا۔ شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا۔ اس میں نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو تو کہنا لوح حاضر ہے لے لیجئے لیکن اتنا کیجئے کہ اس اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو تو کہنا لوح حاضر ہے لیجئے لیکن اتنا کیجئے کہ اس اژدر کو پھاند جائیے اور اس دریا میں کہ یہاں سے تھوڑی دور ہے۔ میرے ساتھ چل کر غوطہ لگایئے۔ پھر لوح لیجئے۔

غرضیکہ اس پیر نے آتے ہی کہا۔ اے طلسم کشا میں آپ کا کام کر آیا۔ اب لایئے لوح مجھ کو دیجئے۔

شہزادہ نے کہا۔ لیجئے مجھ کو دینے سے کب انکار تھا مگر اے پیر اس اژدر کو پھاند کر میرے پاس آیئے اور میرے ساتھ چلئے آگے دریا ہے پھر وہاں حمام کیجئے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیز پہننا نہ چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہے پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندتا ہے۔ پس یہ دونوں کام آپ کو کرنا ضرور ہیں۔ جایئے اور دیر نہ فرمایئے۔

پیر یہ سن کر اژدھا پھاندنے گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا۔ اس میں نکلا کہ اے شکنندۂ طلسم زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہیں مگر ازراہ عناصر دوست ہیں یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور قمر کا مزاج آبی ہے۔ اسی سبب سے یہ پیر مکار تمہارا

کہنا مانتا ہے۔ اب جو آئے گا تو اس کو اپنے ہمراہ اسی دریا پر کہ جہاں سے تم آئے ہو لے جانا اور اس کو نہلانا۔ جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا۔ باعث اس کا یہ ہے کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنی قمر سعد ہے اور زحل نحس ہے۔ پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہے۔ فی الجملہ جب یہ گھوڑا بن جائے تو ان درختوں پر جو کنارے دریا کے لگے ہیں دیکھنا' ساز و لگام وغیرہ ملے گی۔ مرکب کو کھینچ کر سوار ہوتا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا۔ یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہنچائے گا۔

شہزادہ لوح سے یہ حکم لے کر ٹھہرا تھا کہ وہ پیر اژدر کو پھاند کر آیا۔ شہزادے نے کہا۔ لے اب تشریف لے چلیے۔ دریا میں نہایئے پھر لوح لے کر گلے میں پہنئے۔

پیر ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہنچ کر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا میں کود کو غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن میں سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سریں بن کر تیار ہوا۔

شہزادے نے درختوں پر سے ساز و براق اتارا اور مرکب کے منہ میں لگام چڑھائی۔ اس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا۔ شہزادے سے دو گھونسلے پسل پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا۔ شہزادے نے اس کو کھینچ کر درست کیا۔ اس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اس کا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا۔ کیوں بیٹا جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کے ساتھ یہی کرتے ہیں۔

شہزادے نے کہا۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ مثل چلی آئی ہے کہ گدھے کو مار مار کر گھوڑا بناتے ہیں۔

وہ بڑھیا لگی منتیں کرنے۔ شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہہ دو کہ میں تھک گیا تھا۔ بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے۔ کوئی ہرج نہیں ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہے۔ تم گھبراؤ نہیں جو سامنے باغ نظر آتا ہے وہاں جا

کے اسے آدمی بنا دیا جائے گا۔ تمہارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسی کے ساتھ چلی آنا۔

شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اس بڑھیا سے کہا۔ بڑی بی کیا قباحت ہے جو میں نے اس کو گھوڑا بنایا ہے کچھ چھین تو لیا نہیں۔ اس کے حق میں اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی۔ خوش رفتاری سکھا دوں گا۔ بد چلن تھا چال اس کی بتا دوں گا۔ جو چاہتا تھا وہ کہہ بیٹھتا منہ میں لگام چڑھائی سراسر اس کے ساتھ میں نے نیکی کی اگر تم کو برائی ثابت ہوتی ہے تو میں اس باغ تک جو آگے ہے اس کو لے جاؤں گا اور وہاں جا کر آدمی بنا دوں گا۔ تم بھی ساتھ چلو' اس کو لیتی آنا۔

یہ کہہ کر جست کر کے اس مرکب پر سوار ہو اور پٹھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے کہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل میں مرتبہ کیوان جا ہی پر پہنچا۔ رخسار تاباں کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا بسان سریع السیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے میں ڈالے توسن زحل پر سوار وہ نورد صحرائے طلسمات تھا۔

شہزادہ حسب ہدایات لوح اس فوج سے لڑتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہو گیا۔ کسی نے اس کو نہ دیکھا۔ یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق میں بسر کرتا رہا۔

ازبسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا۔ اس باعث سے اس کو خیال ملکہ برآن بہت آتا تھا۔ عشق سینے میں جوش مارتا تھا۔ باغ منسوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے۔ غنچہ ہنس کر یار دہن میں رلاتے تھے۔

رات بھر ایسی جوش و خروش میں بسر کی جس وقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر میں آیا اور لوح سمیں پر قبضہ کر کے طلسم ظلمت شب کو فتح فرمایا۔

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز کہ در فوج اس طرح لڑ کر سب کٹ گئی ہے کوئی دو چار سوار باقی ہیں۔ اس وقت تیغہ س کھینچ کر شہزادے نے ان پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لا سکے رو بفرا لائے۔ جب کوئی حریف باقی نہ رہا۔ شہزادے

**

نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڈھا بھی غائب ہو گئے۔ اس وقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہو گی۔ پس اس ساعت بھر باغ میں

توقف کر۔ جب یہ ساعت تمام ہو گی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہے۔ پس اس ساعت میں زیر شجر بیٹھ کر یہ اسما جو حاشیہ لوح پر لکھے ہیں۔ برائے تسخیر مواکیل زہرہ میں پڑھنا کہ موکل اس کے تسخیر ہو کر پوشاک طلسمی لائیں اور اسلحہ طلسمی حاضر کریں کیونکہ تجھ سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہو گا اور وہ بغیر اسلحہ قتل نہ ہو گی۔ یہ مضمون معلوم کر کے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا۔ جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی۔ وضو کر کے چمنستان میں نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھ کر عمل زہرہ کا آغاز کیا۔ اب کچھ دیر شاہزادے کو عمل خوان رکھئے۔ اور جان لشکر ظفر پیار صاحبقران عالی جاہ اور لقا گمراہ کا سنئے۔

جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ میں اہل اسلام سے عوض اس کا لوں گی' چنانچہ ایک دن یہ دربار میں بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اس کو ترغیب جنگ دلائی' کہا۔ اے ملکہ تمہارے آنے سے سوفار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا۔ نازک چشم نے خفا ہو کر کہا۔ ملک جی' کیا میں منع کرتی ہوں۔ آپ جس کو جی چاہے لڑوایئے اور طلسم بلوایئے۔ بلکہ میں جاتی ہوں نہ یہاں رہوں گی نہ خلل اندازی کروں گی۔

لقا یہ کلام سن کر بولا۔ اے بندی قدرت تجھ کو آزردہ نہ ہونا چاہیے۔ شیطان تجھ سے ہنستا ہے اس نے یہ عذر خداوند کا سن کر سجدہ کیا اور شام تک مصروف سے خواری رہی۔ جب طاق مینا فام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب میں رکھا گیا اور ساغر سیمیں ماہتاب انجمن انجم میں دور پذیر ہوا۔

یعنی حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایوں بادشاہ اسلام میں صدا اس کی آئی اور ہرکاروں نے بھی خبر عرض کی۔ اس طرف بھی نقارہ اسکندر پر چوٹ پڑی رات

بھر تیاری آلات حرب بہادروں میں رہی۔
اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے پونیں بلاتے رہے لڑنے والوں نے آہن شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک سے تلواروں کے ہر طرف سفیدہ سحر کا گمان ہوتا تھا۔ آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا۔ زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا۔ شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے۔ خنجر گداز نیام سے نکال کر یہ پتہ دیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کی نکلیں گے۔ غرضیکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جس دم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی۔ یعنی صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بصد تجمل میدان ملک میں آئی۔
امیر مسجد کے پاس سے در دولت پر آئے۔ بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے۔ ہر ایک کا مجرا ہوا سواری شاہ نفصت نشان کی سوئے دشت کار زار باسپاہ چلی گرو سپاہ سے روئے روز روشن سیاہ تھی سرگرد تا بماہ تھا۔
اسی کر و فر سے میدان نبرد میں پہنچ کر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر لکہ ہائے ابر پیدا ہوئے اور بجلیاں چمکتی نظر آئیں کالی کالی بیرقی اڑتی دکھائی دیں۔ سواریوں ساحروں کی میدان میں اتریں۔ ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور جنگ گاہ میں پہنچ کر حکم صف کشی دیا۔ ساحروں نے صف کھینچی۔ نازک چشم بھی آگے تخت بڑھا کے گھڑی ہوئی۔ اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا۔ قلب لشکر میں تخت شاہی ٹھہرا۔ امیر بعمدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے۔ علم اژدھا پیکر کے چھتیس شعلہ معدی کرب نے سر پر کھول دیئے ان میں سے صدائے یا صاحبقران آنے لگی۔ میدان میں خوشبوئے مشک وغیرہ پھیلی۔ نقیب بولنے لگے کرکیٹ کڑکا کہتے ہیں۔ نازک چشم تخت سے آ کر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کر کے اجازت خواہ حرب ہوئی۔ اس گبر نے کہا۔ میں نے اپنے قدرت کے سپرد کیا' جا اور کام حریف کا تمام کر۔
یہ سن کر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جائے مصارف پر پہنچ کر سحر کی نیرنگیاں

دکھانے لگی پھر خود مبازر طلبی بلند کیا۔ اس طرف سے علم شاہ نوجوان نے استر مالا کپور فرنگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا' کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہو گئی۔ اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوئے۔ شہزادہ والا جاہ فریب تکت شاہ آ کر دست بستہ اجازت حرب کے خواہاں ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت دیا اور سپرد خدا کیا۔ شہزادہ مرکب پر دوبارہ روانہ ہوا اور بسرعت تمام تر مقابل نازک چشم پہنچا۔

اس نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو پہچانو اور جاؤ اس کے حمزہ کے بہکانے میں نہ آؤ۔ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی۔ مرکب اڑ کر سمت لقا راہی ہوئے اور اس کے ہاتھی کے پاس جا کر ٹھہرے۔ نازک چشم نے پھر نہیب دی اس طرف سے جمہور پسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے اجازت لے کر باگ اٹھائی۔ جب روبرو اس قحبہ کے پہنچا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی اور ان سے بھی وہی کہا جو علم شاہ سے کہا تھا۔ یہ بھی اس طرف سے چلے گئے۔

ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جس کو دعویٰ ہو وہ آئے اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہو کہ اطاعت لقا کرنا اختیار کیا۔

غرضیکہ ایک سو بیس سردار یونہی جا مسحور ہوئے۔ اس وقت امیر نے چاہا کہ میں مقابلے کے لیے جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا ککہ میدان قرق ہوا ہے۔ حمزہ آیا چاہتا ہے۔ اس نے فوراً حکم دیا۔ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے۔ خداوند فرماتے ہیں اب مقابلہ کل ہو گا۔ بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسائش پر چوب پڑی۔ لشکر میدان سے پھرے۔ بادشاہ رنجیدہ خاطر داخل بارگاہ ہوئے۔ سردار لشکر مدت سے قید ہوئے چلے آتے ہیں۔ اس سبب سے اب بہت کم باقی رہ گئے ہی کیونکہ مہنت داغگر و سوفار وغیرہ ہر ایک کی لڑائیوں میں قید ہونا بیان ہو چکا ہے اب تک رہائی نہیں ہوئی۔ چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی۔ یعنی لقا جو پھر کر بارگاہ میں آیا۔ نازک چشم نے

ان سرداروں کو زنداں میں بھجوا دیا۔ اس لیے کہ حمزہ ملک باطل السحر ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے آ کر سحر اتار دے۔

غرضیکہ تمام ساحر بعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ ہوا کیا۔ جب رات زیادہ گئی اور دربار برخاست کر کے لقا آرام کرنے لگا۔ نازک چشم بھی اپنے خیمہ میں آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجھ کو خبر ہو جائے۔ بیر سحر کے نگہبانی کرنے لگے۔ ادھر تو یہ انتظام ہوا۔

اس طرف لشکر اسلام میں عیاروں نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا۔ چاہا کہ جا کر اس ساحرہ کو ماریں اور سرداروں کو چھڑا لائیں۔

غرضیکہ چالاک و ابوالفتح و سرہنگ و نیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چاروں الگ الگ ہو گئے۔ اتفاقاً ابوالفتح کو راہ میں ایک خدمت گار ملا کہ اس کی نوکری دوپہر رات گئے کی تھی۔ چنانچہ اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم نوکری بدلوانے جاتا تھا۔ اس نے اس کو پکارا۔ کون جاتا ہے۔ خدمت گار نے نام بتایا۔ ابوالفتح اس کے قریب میں آیا اور کہا۔ بھائی وہاں نہ جاؤ۔ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کر دی ہے۔

خدمت گار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھ سے خبر کہتا ہے۔ شاید ایسا ہی ہو۔ مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ آؤ میں تمہیں تماشا دکھاؤں۔ وہ حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا۔ ایسے مقام پر اس کو لایا کہ طلایہ لشکر کا ادھر نہ آئے۔

غرضیکہ وہاں اس کو حباب مار کر بیہوش کیا اور اس کی ایسی صورت بن کر کپڑے اس کے پہن کر اور اس کو کسی غار میں ڈال کر آپ دربار گاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا۔ جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا نازک چشم کو بیر نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمت گار آیا ہے۔ یہ عیار ہے۔ یہ پلنگڑی پر سے خبر سنکر اٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ ملا کر کہا۔ ارے آفتابہ اٹھا لے میں چوکی پر جاؤں گی۔

اس نے آفتابہ اٹھا لیا۔ وہ اٹھ کر اس کے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی۔ تو پہرے پر سے کہاں گیا تھا۔ سامنے کیوں نہ حاضر رہا۔

اس نے کہا۔ حضور میرے پیٹ میں درد تھا۔ برائے رفع اشتباہ گیا تھا۔
یہ سن کر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا۔ کیوں اپنی جان دینے پر آیا ہے جا چلا جا اب نہ آنا۔ میں اب کی چھوڑے دیتی ہوں' پھر آئے گا تو مار ڈالوں گی۔
ابوالفتح سن کر بھاگا اور باہر بارگاہ کے پہنچ کر بفن عیاری صحرا میں آیا وہاں چالاک ملا۔ اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اس قحبہ نے مجھ کو پہچان لیا۔
چالاک نے کہا۔ برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہیں۔
یہ کہہ کر جس طرح کی صورت ابوالفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہاں بسبب اس کے کہ سحر کا بندوبست ہے اس وجہ سے پہرہ چوکی نہیں ہے۔ طلا یہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہیں ہے۔ یہ سیدھا بارگاہ میں چلا گیا۔ بیر نے پھر خبر دی ککہ طیار آیا ہے۔
نازک چشم نے دیکھا کہ وہی عیار یہ ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو کیوں آیا۔ یہ دوڑ کر پاؤں پر گرا۔ اے ملکہ راہ میں مجھ کو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہیں اور نہ ایسے بہادر نظر سے گزرے کہ دشمن کو قید کر کے پھر چھوڑ دیں۔ لہٰذا میں تو یہ جوانمردی تجھ پر شیر زن کی دیکھ کر عاشق ہو گیا۔ اب لشکر اسلام نہ جاؤں گا۔ تیری ہی اطاعت میں رہوں گا۔ خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجئے گا اور اپنے پاس مجھ کو رکھئے گا۔
نازک چشم اپنی تعریف سن کر خوش ہوئی اور کہا۔ تم بیٹھو بہت اچھے آدمی ہو' تمہارا رتبہ کیا جائے گا۔ یہ عنایت دیکھ کر چالاک سلام کر کے بیٹھ گیا۔ جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اور اس نے بیٹھے بیٹھے پرواز ہائے بیہوش ہو گئی۔ چالاک مجبور بیٹھا رہا۔ کیا کرے کہ دست و پا قابو میں نہ تھے اس وقت ونیرک پشت خیمہ پر بفن عیاری پہنچ چکا تھا۔ سراپچہ چاک کر کے اندر بارگاہ کے آیا۔

چالاک نے کہا۔ اے برادر بر وقت تم آئے میں بیہوش کر چکا ہوں تم قتل کر ڈالو۔
نیرک خنجر کھینچکر چلا اس کے دو ٹکڑے کرے مگر اس کے پیر تو نگہبانی کر رہے

ہیں۔ ایک پیر نے پنجہ بن کر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اس کو بھی پکڑ کر پہلوئے
چالاک میں بٹھایا۔ اس نے کہا۔ بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کریں۔ اس اثنا میں سرہنگ
بھی سیاہ پوش بنا ہوا قنات پھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤں
اس کے بھی زمیں پر جم گئے۔ اس نے بھی کہا۔ اے برادر ہم بھی اسیر ہوئے۔
اب تینوں عیار غل مچانے لگے کہ دوڑو ملکہ کو چوروں نے گھیرا ہے۔ ساحر جو دور دور
ملکہ کے حکم سے اترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے۔ سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر ہوشیار
کیا اس کی جب آنکھ کھلی، تین عیار گرفتار دیکھے۔ ہنسی اور کہا۔ کیوں موذ اب بتاؤ
تمہارا کیا حال کیا جائے۔ خیر جب میں تمہارے سرداروں کو ماروں گی اس وقت تم کو
بھی قتل کروں گی۔

یہ کہہ کر حکم دیا۔ زندان میں ان کو لے جاؤ۔
ساحر ان کو بھی قید خانے میں لے گئے اور جہاں سردار قید میں وہیں اسیر کیا۔
ادھر بہادروں میں سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل میں اسی عالم بدحواسی میں یہ ترنگ
آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنے چاہییے۔ پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوئے۔
تمام سردار دوڑے اور عرض کیا۔ آپ کہاں جاتے ہیں۔ ہم جانثار کس دن کے لیے
ہیں۔
امیر نے سرداروں کو بنگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ نے بھی سرداروں سے کہا۔ آئین
لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگ گاہ کرے اور اس کو اجازت نہ
ملے۔ اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعائے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو۔
سردار تمام رکے اور بادشاہ عالی جاہ تاج ہاتھوں میں لے کر بخشوع و خضوع رخ جانب
کعبہ اکرم کر کے خدائے قادر و توانا کی بارگاہ دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے۔
دعا ان کی بدرجہ استجابت پہنچی۔

یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونوں لشکروں میں ہو گئی۔ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی رفع ہو گئی۔

اہل اسلام حیران ہو گئے کہ یہ کیا ماجرا گزرا۔ پھر خیال میں آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے۔ مگر نازک چشم نے پکار کر کہا۔ اے مسلمانان تم نے بھی ساحر وغیرہ کمیں گاہ میں رکھے ہیں کہ وقت پر وہ تم کو بچا لے جایا کرتے ہیں۔ خیر امیر میرے ہاتھ سے کہاں چھپ کر جائیں گے۔ مسلمانوں نے یہ سن کر لعن و طعن کی' او قحبہ کار اسلامیان دغا شعاری نہیں ہے یہ کام تمہیں جادوگروں اور شیطان پرستوں کا ہے کہ مکاری کرتے ہو۔ نازک چشم کو یہ کلمہ سن کر غصہ آیا ار ایک نارنج سحر پڑھ کر سمت آسماں اچھالا وہ بروئے ہوا جا کر شق ہوا اور اس میں سے دھواں نکلا باعانت ہوا اور دھواں مثل ابر اہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر میں تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اسی تاریکی میں اس نے ایک اور ناریل مارا کہ پھر ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور اس میں سے پتھر اور گولے فولاد ہی برسنے لگے۔ لشکر اسلام میں تہلکہ پڑ گیا۔ بہادروں نے سپروں کا سر پر سایہ کیا اور ہزارہا سپر سر بادشاہ کے آڑ کی' اب یہ حال ہے انجمن عالم میں شمع آفتاب اب صرصر حوادث نے گل کر دی ہے۔ زمانے میں مثل قلب بے دیں سیاہی ہے وہ پریشانی ہے کہ شاہد روز نے مثل زن سوگوار بال اپنے کھول دیئے ہیں یا آہ مظلوماں کا دھواں اس دشت میں یا چاہ بابل سے دھواں کر پھیلا ہے۔ فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہے یا جہنم کا در کھل گیا ہے۔

العیاذ اللہ اس تاریکی میں یہ اندھیرا ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے۔ فلک سنگ دل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے تھے۔ کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمان بھاگے تھے۔ کچھ ہاتھی اور اشتروں کے پیٹ کی آڑ میں ٹھہرے تھے۔ بہت صحرا کے غار اور تناہائے درختاں کو ماوا و ملجا بنائے تھے۔ جیسے شیر کچھار میں یا اژدر غار میں رہتا ہے یا طائر زیر برگ چھپتا

ہے۔ اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت میں دمبدم ترقی ہوتی تھی۔
بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے

آخر مصروف دعا ہوئے۔ اے خدا برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی
الیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے۔ ہم پر سے بلا دفع کر' ہم کو
فتح عطا کر۔
اس دعا سے مقلب ملغوبہ نے قلب نازک چشم پھیرا یعنی دن بھر تو یہ آفت اس نے
برپا کر رکھی۔ جب مثل بخت شوم بختاں اصل میں اس وقت تاریکی شب آیا اور آفت
نے یہ آفت دیکھ کر خوف کور چشم ہونے سے نماز مغرب میں اپنے تئیں چھپایا۔
شام ہوتے ہی نازک چشم نے رو سحر اپنا کیا اور جہاں روشن ہوا۔ وہ سنگباری کم ہوئی
اس نے پکار کر نہیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند لقا ک کہ
دن رات ہو گئی تھی۔ اگر آج تم نے مشورہ کر کے اطاعت آ کر خداوند کی نہ اختیار
کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور برے حال سے مارے جاؤ گے۔
لندھور جانشین امیر کو یہ لاف و گزاف معلوم ہوا اور پکارا۔ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قرآن
صعب لشکر اسلام پر بہت آ چکے ہیں تو کیا بکتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس گرز گراں
سے تیرے سر کو میں کچلوں گا۔
یہ کہہ کر گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اس کو ہاتھ بلند کر کے دکھایا۔ اس نے ایک
پڑیا جھوٹی سے خاک کی نکال کر اسی کی جانب اڑا دی۔ اس کے ہاتھ کو جنبش ہونا
موقوف ہو گئی۔ جس طرح اونچا تھا اس طرح بلند رہ گیا۔
اس نے ہنس کر کہا۔ پس گرز زنی تم نے دیکھی۔ بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آ کر سجدہ
کر۔ آج میں چھوڑے دیتی ہوں پھر بغیر قتل کئے باز نہ آؤں گی۔
یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ ہاتھ اس کا مثل اصل ہو گیا اور اس نے طبل امان بجوا دیا۔
بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہو گیا ہے ایک لاکھ آدمی جان سے اس پتھر

کے برسنے میں ہلاک ہو گیا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہے۔ بہت سا لشکر بھاگ گیا۔ ہزار ہا شتر و اسپ فیل کام آیا ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔ مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اشک حسرت گرائے اور اشقر دیو زاد کو تلاش کیا۔ اس کا لاشہ میدان میں نہ ملا۔ سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لے گیا اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم میں اپنے راکب کے نکل گیا ہو گا۔

غرضیکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھوں بیلدار طلب کر کے گڑھے کھدوا کر گنج مقتولاں کرایا اور جانوروں کی لاشوں کو بھی کوہستان میں گڑوایا۔ یہ اس لیے کہ زاغ و زغن ان کا گوشت کھائیں گے اور ان کا ہجوم دیکھ کر سب بے دین ہنسیں گے کہ اہل اسلام کے یہاں لاشیں چیل کوے کھاتے ہیں۔

○○○

• ملکہ مجلس جادو

غرضیکہ یہ رات تک اسی طرح کام میں مشغول بدل رہے۔ جب میدان لاشوں سے پاک ہو چکا' اس وقت نالاں و گریاں بارگاہ میں تشریف لائے۔ اس وقت اہل لشکر گریہ و زاری دیکھی نہ جاتی تھی۔ خصوصاً وہ عورتیں جن کے وارث مارے گئے تھے اسی طرح بلک بلک کر روتی تھیں کہ دل سنگ آب ہوتا تھا۔ ایک ہنگام عظیم برپا تھا۔ کسی نے بال بسان سنبل پریشان کئے تھے کسی نے طمانچوں سے رخسار بسان سوسن نیلے بنائے تھے۔ کوئی گریباں برنگ گل چاک کئے تھے۔ منہ پر خاک ملے تھی کسی فغان تابہ آسمان پہنچی تھی۔ کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی درکی تھی۔ کہکشاں کا سینہ شق تھا۔ ستاروں پر فلک کے دیدۂ پر خون کا گمان تھایا فلک کے آنسوؤں کا شبہ ہوتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ زمین و آسمان روتا تھا۔ بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے۔ خادمان محل کا رونا پیٹنا سن کر روتے تھے اس وقت خواجہ زادے بھی بر بنا تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا: "اے بادشاہ گردوں بارگاہ بنا بر ترقی خواہی اور دولت سگائی ہم عرض کرتے ہیں کہ دن لشکر اسلام کے بہت سخت ہیں ستارے سب بنظر دشمنی آ گئے ہیں۔ سعد ستاروں کو خصیض و نکبت و وبال ہے۔ جو ستارہ ہے وہ نظر تمشیث سے مقابلہ میں جا پڑا ہے۔ سب کا حال برا ہے۔ آپ مع لشکر کوچ کر جائیے اور تاظاہر ہونے امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئیں گے اور بہت جلد دشمنوں کو آ کر راہ عدم دکھائیں گے۔"

بادشاہ نے فرمایا: "استغفراللہ یہ کبھی نہ ہو گا کہ میں دشمن کو پشت دکھاؤں اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤں لڑنے سے منہ چھپاؤں۔"

خواجہ زادوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہاں سے قدم نہ ہٹائیں گے براہ خیر خواہی پھر عرض پیرا ہوئے: اے شہنشاہ' اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور جملہ سرا

پر وگیاں عصمت کو ہمراہ کسے سردار عالی نژاد کے کسی جائے امن میں بھیج دیجئے اور اثاثہ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ کو بھی روانہ کر دینیے کیونکہ

خدا نہ کرے وہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا۔ ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے اور اثاثہ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ بادشاہ کو یہ رائے دنیا ان کاس پسند آیا اور اسی وقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ:بارگاہ سیلمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہاں سے چلے جاؤاور سات کوس پر یہاں سے ایک پہاڑ ہے سنگ مرمر کا سفید وہاں ٹھہرو۔"

شہزادہ کرب از بسکر داروغہ بارگاہ سیلمانی ہے اس کو کچھ عذر بن نہ پڑا۔ کیونکہ اگر جانے میں تامل ہو گا تو خوف تارا جی بارگاہ و ناموس ہے۔ اس لحاظ سے اثالا بارگاہ کا بارکراکر اور سب عورتیں کو سوار کر کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوئے۔

بادشاہ بارگاہ میں حضرت دانیال کے تشریف فرماہوئے۔ رسالہ دار کمیداں اور مشیران سلطنت وغیرہ برائے زینت و شوکت حاضر دربار رہے۔ عیار بہت سے برائے حفاظت ناموس ہمراہ کرب گئے اور بہت سے یہاں رہے اس جگہ تگو یہ ماجرا غم واندوہ رہالیکن اس طرف جو نازک چشم پھر کر گئی لقا کی بارگاہ میں بعد عشرت و نگل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا۔ ناچ ہونے لگا۔ شراب ارغونی کا دور چلنے لگا وجشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہو گا۔ یہاں ترتیب دی گئی اس خوشی کابیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہے ۔

اسی عشرت میں بختیار نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا: "ملک جی خیر تو ہے کیوں روتے ہو۔"

اس نے جوابا دیا :"تم کو روتاہوں افسوس کہ یہ صورت خاک میں مل جائے گی۔ ہائے یہ پیارا نقشہ طعمنہ آتش ہو گاا‌ے ملکہ مسلمانوں کی ایک دن کی شکست ہے تو دوسرے روز مدد ان کی آسمان سے مثل باران سے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے بسان مورچگان ظاہر ہو کر عدو کو خاک میں ملاتی ہے تم نے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا۔ لشکر

کا آج ہی خاتمہ کرنا ہے ۔اب میر کو جو کوئی اٹھالے گیاہے وہ ان کو بعزت تمام یہاں لائے گااور وہ آ کر تم کو قتل کریں گے ۔ کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہیں سے آئے گااور لڑائی کو فتح کرے گاہر صورت ہم پھر بھاگتے پھریں گے ۔خداوند کو زحمت ہو گی اسباب لوٹ میں برباد ہو گا۔ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ فرق نہ ہو گا۔"

نازک چشم یہ تقریر سن کر ہنسی اور کہا:"ملک جی کوئی ایسا پردہٗ دنیا میں ہے جو مجھ کو قتل کرے ۔ میری قضاپیدا نہیں ہوئی ۔ بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گاقتل کر لوں گی ۔مثل مشہور ہے کہ زدہ راتمیتواں زد. اچھاتمہاری خاطر سے میں توقف کروں گی ۔ کل ہی سب کا خاتمہ کر دوں گی۔ طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوئے تو بہتر ہے اور اگر نہ ہوئے تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھیں گے ۔"

یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے۔ بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقار خانہ جمشیدی میں جا کر طبل بجایا۔ صدااس کی تمام ساحروں کے کان میں پہنچی ۔ پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگیں۔

یہاں کلبادوکلباد و عراق ۔ نسیم بن عمرو قیسم بن عمرو بصورت مبدل تھے. چناچہ ان چاروں عیاروں نے یہ اکلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنے۔ باہم مشورہ کیا۔" تم میں سے دو عیار خدمت بادشاہ میں جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کریں اور یہیں ٹھر کر اس قحبہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کریں ۔"

غرضیکہ دو عیار تو روانہ ہو گئے اور ٹھرے ہوئے تھے کہ نازک چشم کوپیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی ۔کنیز سے اس نے حکم دیا:"آفتابہ چوکی پر رکھ آئے۔" عیاروں نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکل کر کہ اس کے پہلو میں چوکی لگی تھی اور قنات کے پس پشت چھپے رہے۔ اس عرصہ میں ایک کنیز آفتابہ لئے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی ۔ کنیز باہر دروازہ پر ٹھریں اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیاروں نے

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار در دولت شاہ جمجاہ پر پر حاضر ہوئے۔ بادشاہ شبستان میں تشریف اس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو عیار مسلح و مکمل بیٹھے دعائے فتح و نصرت

خدا سے مانگتے ہیں۔ سرداروں نے مجرا کیا۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر پشت مرکب پر سوار ہوئے۔ باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر وفر ست سمت بارگاہ چلے۔ جب وارد دشت قتال ہوئے دیکھاکہ گرد تیرہ و تار اڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی۔ لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پراز زر و جواہر سر پر رکھے قبا زررد پہنے پاتھی پر زر چتر جواہر نگار بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتاہے۔ لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ اینچی بناہوا ابلا پڑتا ہے اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہے گرد سپاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے۔ ہر نحوست سوار کو وہ روز نیک ہے کہ وہ ایک طرف سے ساحر آ کر جمے ہیں نارنج اچھلتے ہیں۔ غول کے غول اور پرے کے پرے ہیں۔ غرضیکہ جانبین سے بعد برابر کرنے نشیب و فراز دشت کے اور بعد بٹھانے غبار اس خاکدان پشت کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئیں اور نقیب نقابت کرنے لگے۔اس اثناء میں نازک چشم بھی بروئے ہوا پیدا ہوئی اور میدان میں ٹھہری۔ لقا کو سجدہ کیااور اجازت حرب لے کر بڑھی۔ بادشاہ کو پکاری ک بھیجئے کسی کو میرے سامنے۔ بادشاہ نے خود چاہا کہ میں بمقابلہ جاؤں لیکن لندھور نے اپناہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لے کر چلا۔ ہاتھی اس کا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اس کے پہنچا۔ پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ "اے بیحیا جو ضرب رکھتی ہو نکال۔" اس نے یہ سن کر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھ کر مار کہ تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا۔ ایک کو داسرا نظر نہ آتا تھا۔ مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور دیکھتی تھی پس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤں۔ ساحرہ نے کہا:"اے لندھور یہ لمبااور موٹا ڈیل لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیاہے۔ شرم نہیں آتی۔"

یہ کہہ کر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤں زمین میں جم گئے۔ لندھور ہاتھی پر

سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا: "اے گیسو بریدہ تیرا مار ڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ پہلوان میں یہ قدرت کہاں ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھ کو خود شرم نہیں آتی جو تو مردوں کا سامنا کرتی ہے۔ یہ کہہ کر گرز چکر دے کر مارا۔ ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی۔ گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک غار پڑ گیا۔

لندھور نے نعرہ مارا کہ "زدم وپشت کردم۔"

ساحرہ نعرہ سن کر زمین پر اتری اور پکاری کہ: "کرازدی و پشت کردی حریفہ تو نیک رسیدم"

یہ کہہ کر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحروں کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبازر طلبی کیا بادشاہ سلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی۔ شاہ نے حوالہ خدائے تعالیٰ کیا۔ یہ سپہ سالار دست ہے۔ کل علم جلوہ دکھانے لگے۔

خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا۔ اس نے پہلے ایک ترسول مارا اس نے اس کو رد کر کے ایک نیزہ اس کے سینے پر کینہ پر لگایا۔ یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا ہے تو وہ بھی چھد جاتا ہے مگر ساحرہ کے سینے پر سے نیزا اچپٹ گیا اور اس نے سحر پڑھ کر دم کیا۔ یہ بھی بے دم ہو کر گرا۔

ساحر آئے اور باندھ لے گئے۔ اس نے چاہا کہ اور کسی کو پھر جنگ طلب کرے۔

بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے میں عرصہ ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ افتاد پڑے۔ پس کہلا بھیجا کہ "اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانوں جلد خاتمہ کیاجائے۔

نازک چشم کو جب یہ پیغام پہنچا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز ہوئی۔ لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح

سے پھر آج مبتلا ہوں گے یہ سوچ کر تلواریں کھینچ کر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اس طرف سے انہوں نے بھی حملہ کیا کہ دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا۔ تلواریں لہرانے لگیں۔ سپر سنگ پشت نظر لگیں۔ غوغائے مردم تلا علم سحر زخار کا شور تھا۔ بادل سپاگری کا گھنگھور تھا زرہ پوشوں کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔ بیروں کی صورتیں بسان کاسنہ حباب دکھائی دیتی تھیں۔اس عرصہ میں وہ سیاہی کل ستشکر پر چھاگئی اور ساحرہ اور ساحروں کے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریاں اسلام بیہوش ہو گئے۔ بعض راہر و ملک عدم ہوئے بعض بیدم ہوئے۔ کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج ہوا کوئی بیہوش بادرد رنج دھواں چھا گیامرکز خاک پر غبار زمین پہنچاافلاک پر وا اس طرح روز روشن سیاہ کہ بخت سید جس سے مانگے پناہ ہوئی گرمئی سحر کی ایسی تاب کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر کہ پتھر برسنے لگی اور تیر بہادر زمین پر تڑپنے لگے در بحر جرائت تھے غلطاں ہوئے رواں خامنہ تیغ سے خوں ہوا ورق سرخ تھا صفحنہ خاک کا بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جمادئے اور ہزاروں کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہوگئے۔ یعنی بیہوش انپر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت لشکر میں بھگدر پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں. جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیسہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے اسیر کو ملا تھااور اسیرہی اس پر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزادا امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لئے مقرر کر دیا۔فی البد یہ گھوڑا معجزہ کا ہے۔ اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر ست دیکھا سمجھاکہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا۔ پس نہایت شائستگی سے کہ تکان نہ ہو. بادشاہ اسلام کو اس ہنگامے سے لے کر چلا اور جہاں تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا۔ جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھل کر سمت صحرا روانہ ہوا۔ مگر نیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے۔ صحرا میں پراگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے سبب لشکر میں بھگدڑ پڑی جس اس تاریکی **

سے بھاگ کر صحرا میں آیا۔ عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہاں کرب مع ناموس ہیں۔
غرضیکہ بادشاہ کو بھی عیاروں نے دیکھا کہ مرکب ان کو در حالت غشی لئے ہوئے جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر عیار قریب مرکب آئے اور اس کوچکارا گھوڑے نے بغضب ان کی طرف دیکھا۔نیار دوڑ کر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں۔ بس گردن ڈال کر کھڑا ہو رہا۔ عیار اس کو مع بادشاہ لے کر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لا کر تخت پر لٹا دیا۔ بعد لمحہ کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیااور بادشاہ کی آنکھ کھلی۔ کرب نے مجرا کیااور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے۔ تمام جسم فگار تھا۔ ان کے لئے جراحان شفاوست کو بلوایا۔ زخم دوزی ہوئی۔ تیمارداری میں لوگ مشغول ہوئے جو جو لوگ بھاگ کر آئے ہیں ان کا بھی علاج ہوتا ہے۔ لشکر میں مجمع ہوتا جاتاہے یہاں تو یہ کیفیت واقع ہے۔ مگر اس طرف تادیر ہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی میں ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے۔اس سبب سے نازک چشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی مٹی۔ دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے۔سب بیہوش پڑے ہیں اور بہت سے بیجان ہو گئے ہیں۔ حکم دیا کہ "جو مردہ ہیں ان کو رہنے دو۔ باقی جو بیہوش ہیں ان کو پکڑ لو۔"
ساحروں نے حکم سن کر سب کو گرفتار کر کے باندھ لیااور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسوں تک احاطہ میں دھوئیں کا کھینچ گیااوراس جگہ سب قیدی چھوڑ دیئے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان کو چھڑانے آسکے۔ ساحروں کا پہرہ مقرر کر دیا۔ جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اورخیرو خزگاہ سرداران پر قبضہ کر لو ملازمان لقا نے وہاں پہرا کر لیا۔ یہاں کے لشکر کی بازاریں بند تھیں۔ دکاندار اہلحرفہ و پیشہ سب فراری تھے۔ عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دوزبان کی زبان بیان سے قاصر

**

ہے۔ غرضیکہ جب اردو سے اسلام غارت ہو چکا اور لشکر قید ہو چکے۔ سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے۔

نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی۔ جب میدان میں بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے۔ اس اس نے طبل آسائش بجوایا اور لشکریوں میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا "کمر نہ کھولے' طلا یہ پھرے کہ باشیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہ ہو غفلت میں ہم پر آئے۔"

بموجب حکم فوج حسب تقداد و مذکور تیار وہی اور باقی نے کمر کھولی۔ لقا مع سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا اور بارگاہ مشامی میں آیا اور اپنے سرداروں کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کئے اور آپ بجائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا۔ اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہے تخت طاؤسی نہیں ہے۔ اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا۔ گویا مسکن ہما بوم کا آشیانہ بنا۔

خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھتے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا۔ اس فتح کی خوشی میں نقارے بجنے لگے۔ سردار لباس زرق برق پہن کر حاضر دربار ہوئے۔ نذریں گزرنے لگیں ارباب نطاط حاضر ہوئے۔ صدا مبارک باد بلند ہوئی آواز کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پر ہو گیا۔ در و دیار کوہ دشت سے صدائے عشرت پیدا ہو گئی۔ ہر دشت و درد سے یوں آواز سازہائے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہے۔ بولیاں قمر و پیکر محو شاہ پیمبر را مشگراں مہر دیداروں قاصان شعلہ رخسار اس طرح رقص کرتے تھے اور ترنم صحرا تھے کہ جن پر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان شا تھا۔ ناہیدہ چرچ کا دل بیقرار تھا۔ ساقیاں نور چلعت حور صورت جام بلور لٹک فرمائے۔ کاسہ خورشید وغیرت وہ قدح ہلال لے کر شراب مفرح و پرسرداہل انجم کو پلاتے تھے۔ نیا کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے دائرہ میں اتار تھے۔ باد خواروں کو دیوانہ بناتے تھے۔ یہ تماشہ گلابی و ساغر کے الٹ پھیر کام دکھاتے تھے۔

نیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز
کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز

بڑھا موج بادہ کا اس درجہ جوش
بطِ مے کے تھا قہقہں کا خروش

دکھانے لگا چرخ نیرنگیاں
نبی فلک مے کشتی آسماں

لگے پھرنے خوابوں عالم تمام
لئے ہاتھ میں جام خورشید فام

وہ رقص تباں ایسا کچھ بھا گیا
کہ چرخ اس شوق میں ناچتا

وہیں کی ہے گل بانگ عشرت سنی
لہ قمقتی نہیں ہے گلگوں کی ہنسی

اس رقص کی ہے ہوا لگ گئی
چمن میں صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر ما انعام میں بٹ رہا تھا۔ لقا طرہ پیغمبری افراسیاب کو بھیجنا چاہتا تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہیں ان کو بھی پکڑ لیجئے تو ملکہ نازک چشم کو زوجہ قدرت بنایئے نور قدرت پیٹ میں ان کے اتاریئے

کرب یہ کلمہ سن کر ناچار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخم داری میں آمادہ حرب و پیکار ہوئے۔"
عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا۔ خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جائیں گے اور کرب اگر کام آ گیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہیں رہے گا۔ پس یہ سوچ کر تھوڑا سا عطر بیہوشی اپنے جسم پر بلا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا: "غلامان جانباز بھر عیاری جتاتے ہیں۔ شاید کام آئیں تو فاتحہ غیر سے فراموش نہ فرمایئے گا اور اسو وقت آرزو رکھتے کہ حضور سے بغل گیر ہو کر رخصت ہوں۔"
یہ عرض عیاراں سن کر باکمال بشاشت کرب نے ان کو گلے سے لگایا۔ بیہوشی نے تاثیر کی۔ دو نوں بیہوش ہو گئے ناریان کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیاروں نے ملکہ کا خیمہ رسرار پردہ قنات وغیرہ بارگاہ سلیمان پہاڑ پر الگ الگ کر چڑھائیں۔ پھر سب لشکریوں کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جس آدر آ سکیں چڑھ آئیں اور باقی صحرائے کوہستان میں جا کر پوشیدہ ہوں۔ جس دم یہ قران حس پیمبر سے دفع ہو گا اور ہماری فتح ہو گی۔ سب کو بلا لیں گے اندر آگر ہم موگ ہلاک ہو گئے تو ہمارے لئے دعائے مغفرت کریں اور لڑنے مرنے کا اختیار ہے۔"
غرضیکہ بموجب حکم عیاروں جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کر کے جدھر جس کے جی میں آیا چلا گیا اور عیران نے پہاڑ پر چند غیمہ بارگاہ سلیمانی استادہ کر کے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریوں میں سے ان کو اور چند خیموں میں ناموش کو اور ایک میں بادشاہ دکرب کو رکھا اور گھاٹیاں پہاڑ کی روکیں سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا۔ باندھ ہائے عیاری سے آراستہ ہوئے۔ یعنی تو بڑوں میں پتھر بھرے ہاتھوں میں حقہ ہائے نفتی چڑھائے گھاٹیوں میں حباب بیہوشہ دبائے کمندیں بازاروں پر لپیٹے کمانوں میں تیر پیوستہ کئے۔ سرکوہ پر ٹھہرے۔ ادھر خیموں میں عورتیں موئے مشکیں و زلف عنبریں کھول کر گودیاں پھیلا کر دعا مانگنے لگیں کہ اے میرے کرم' اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے دفع کر دے خدا وند یرے کرم کے امیدوار ہیں۔

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم
کہ ہے قبضہ میں تیرے جان عالم

تیری ہر چیز میں قدرت عطیاں ہے
کہیں ظاہر کسی شے میں نہاں ہے

طفیل پنج تن اے رب کونین
مٹا دے غم کا دل سے شیون و شین

تمنا جی کی ہے اس کو برملا
تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا

میرے دشمن الٰہی خاک ہو جائیں
جگر دل ان کے تین میں چاک ہو جائیں

مرے مالک میری فریاد سن لے
مرادوں سے طبیعت صاف کر دے

غرضیکہ جتنے عرصہ میں یہ انتظام یہاں ہوا! اتنی ہی دیر میں فوج عدو مثل مورد ملخ آ پہنچ
اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھروا لیا اور ایک طرف سے ساحروں نے دوسری طرف
سے سپاہیوں وغیرہ نے حملہ کیا۔
عیاروں نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہائے نفتی مارنا شروع کئے۔ ایسے حقے مارے جو آگے
بڑھا اس کا منہ جھلس گیا۔ ہزاروں سینہ تیروں سے غربال کیا۔ فوج کا رخ پھیر دیا دھاردا
پیش نہ ہوا۔

**

نازک چشم یہ حال دیکھ کر غضب ناک ہوئی اور سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک لگہ
بر گڑگڑا کر سر کوہ پر آیا اور اس میں سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی۔ عیاروں نے یہ

چالاکی کی کہ اسی اندھیرے میں پہاڑ سے اتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے
ان کو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیوں میں پہاڑ کی چھپ رہے۔ مگر
اتنے عرصہ میں وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور نالکل تاریکی ہو گئی۔ سوائے خیام
بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا۔ اس وقت لشکریوں نے پھر حملہ کیا۔ ازبسکہ وہ
وقت اس لشکر کے آنے میں آ چکا تھا کہ خشتہ زریں آفتاب رواق نیلی فام آسمان
سے ٹوٹ کر غار مغرب میں گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش دمات کناں پیدا
ہوئی۔

ساحروں نے اس خوف سے کہ ہرچند بالائے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے
مگر عیار بارگاہ سلیمانی میں محفوظ ہوں گے حملہ کیا۔

نازک چشم اور بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دیں گے اور علاوہ اس کے
اسلامیوں کے قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہاں قید نہ ہوئے۔ پہاڑی پر مقیدوں کی
طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لئے جائیں گے۔

پس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا: "یہیں بارگاہیں استادہ ہوں۔"

بموجب ارشاد اس کی' بارگاہیں اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے۔ فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر
پڑی۔ افسر داخل ہوئے۔ لقا مع ساحرہ بارگاہ نکبت اشتباہ میں مسمکن ہوا اور وہی جلسہ
عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا۔ ادھر اہل اسلام اس شب پر تعسب
میں مصور برسر کوہ تھے۔ عاجز اہل ستوہ تھے۔ ایک تو تار تاکی رات کی دوسرے سیاہی
سحر کی۔ وہ پرول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی۔ صدائے ہولناک
و پربیہم وحشت آگیں۔ ہر سمت سے پیدا عورتوں کا بلک کر رونا۔ پہاڑ کا دل آب
آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائیں سائیں کی آواز آتی تھی۔ اور روئے تن میں

گھبراتی تھی۔ شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہو گی جیسی وہ کالی رات تھی۔ پلنگ درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی۔

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ
کہ تھی شامت عاشقاں کی گواہ

کھلے غم سے تھے خوبرویوں کے بال
شب تیرہ میں تیرگی تھی محال

صدا ہر طرف تھی یہی ہائے ہائے
خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھائے

کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال
پڑی رنج میں اک طرف تھی نڈھال

پریشان کوئی زلف منہ پر پڑی
گہر آنسوؤں کے پروتی لڑی

یہاں لشکر اسلام سیر و رنج و محصور اعدا ہے۔ ساحروں کے یہاں جلسہ مسرت برپا ہے۔ دیکھئے صبح کو کیا ماجرا گزرتا ہے۔ ان کو اسی حال پر چھوڑ کر اب ذکر فتح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے۔
یہ زیر شجر باغ میں بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب مواکیل کی نظر آئیں کبھی کبھی اژدر وہاں منہ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریائے زخار

کو قریب تر پایا۔ لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہاں تک کہ اسم تمام کیا۔

اس وقت دو مرصع ٹھلیاں ہاتھ میں جام طلوریں پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے۔ شہزادے کے پاس آئے اور ان حامیوں نے دست بستہ عرض کیا: "آپ حمام کریں۔ شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا تم ان سے کہو: "اگر مجھ کو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتھیار طلسم کے بھی میرے لئے لاؤ۔"

شہزادے نے بموجب لوح ان سے لباس اور اسلحہ طلب کیا۔ انہوں نے قرار کیا اور وہ شخص نظر سے غائب ہو گئے اور وہ اس جگہ ٹھہرے رہے۔ بعد لحہ بھر کے وہ آدمی کے وہ دو آدمی جو نظر سے غائب ہو گئے تھے کشتیاں پوشاک اور سلاح کی لئے حاضر ہوئے۔

شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ ان سے کہو میں پہلے لباس پہن کر اور ہتھیار لگا کر دیکھ لوں کہ میرے جسم پر ٹھیک اور دست ہیں یا نہیں بعد کو پھر حمام کر دوں گا۔"

شہزادے نے ان سے یہی کہا اور پوشاک طلسی پہنی ہتھیار لگائے۔ پھر لوح کو دیکھا۔ اس میں معلوم ہوا کہ ان سے کہو رنگین جادو مالک کو اس باغ کے حاضر کرو۔"

شہزادے نے ان سے حکم کیا کہ "رنگین پکڑ لاؤ۔"

یہ سن کر وہ سب نظر سے پوشیدہ ہوئے اور کچھ دیر میں ایک ساحر کو گرفتار کئے سامنے لائے۔

شہزادے نے بموجب حکم لوح اس ساحر کو قتل کرنا چاہا۔ اس نے عرض کیا: "اے طلسم کشا' میں اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجھ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہیں گے۔ پس اپنی جان بچانے کے لئے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم س اٹھا لایا اگر آپ مجھ کو رہا کریں تو میں امیر کے پاس آپ کو لے چلوں۔

شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو۔

یہ معلوم کر کے شہزادہ اس کے ہمراہ ہوا۔ اور لوح کچھ اسم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم غائب ہو گئے۔ شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ میں ایک ایسی جگہ آیا کہ وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور در مں اس کے قفل لگا تھا۔ اس نے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر لایا۔ دیکھا اس حجرہ میں ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر فرش کا ملوکانہ آراستہ ہ اور امیر جلوہ فرما ہیں۔

شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکایا۔ امیر نے سر کو لے کر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا: "اے فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتہ پایا۔

شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پر سخیریت تمام ہیں۔

یہ کہہ کر کل احوال طلم کا بیان کیا۔ پھر وہاں سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا تھا کہ اس احر سے کہو مجھ کو فوج طلسم کے مقام پر پہنچا دے۔"

شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا۔ اس کو کھول کر جو آگے بڑھے ایک کوہستان میں پہنچے کہ وہاں چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفلی تھا۔ اس کو وا کیا۔ اس میں وہی صندوق جو ملکہ بلور لے گئی تھی' رکھا تھا۔ اس کو اٹھا کر باہر لائے اور پڑا کھول کر چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبوں پر سوار نکلا اور بیٹھ کر مثل انسانوں کے ہو گیا۔ شہزادے اور امیر کے لئے بھی رنگین جادو سواری لایا۔ یہ بھی سوار ہوئے۔ بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلربا گز و خنجر و تیر لئے بڑے جاو چشم سے روانہ ہوئے۔

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوئے مگر آئینہ جادو جو دریا پھر سے شکست کھا کر گئی تھی۔ تابیر لشکر کشی اور قتل کرتی تھی۔ جب کچھ تدبیر بن نہ پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی۔ اس میں سب کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا وہ ساحر طلسم

ہوشربا میں گیا اور خدمت ملکہ حیرت میں پہنچ کر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا۔ اس نے عرض پڑھ کر مع عرضی اس ساحر کو باغ سیب میں بھیج دیا اس نے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کر کے مشیران سلطنت سے اس امر خاص میں مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے میں کیا کیا جائے۔

مشیروں نے عرض کیا کہ وہ طلسم شراکت میں کوکب کے ہے وہ شریک عمرو ہے اس مقدمہ میں دخل نہ دے گا۔ اب رہے اہل اسلام ان سے آپ دونوں جگہ مقابلہ ہو رہا ہے یعنی کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہیں اور یہاں مہ رخ سے بھی لڑتے ہیں۔ پس تیسری جنگ سے کیا فائدہ' آئینہ کو یہاں بلا لیجئے جب مسلمان مارے جائیں گے۔ اس وقت طلسم اس کا حوالے اس کے کیجئے گا۔

یہ رائے شاہ جاوداں کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا: ”اے ملکہ آئینہ' تم یہاں چلی آؤ۔ میں سمجھ لوں گا۔“

پس یہ جواب اس ساحر کو دے کر دریائے سحر کے پار اتار دیا اور وہاں سے پاس آئینہ کے آیا۔ جب اس نے جواب عرضی پایا۔ ازبسکہ دل میں مزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا۔ دوام آرزو ہوا نے پابند بلا۔ ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا۔ بس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا: ”ایک لڑائی ساکھے کی میں طلسم کشا سے اور لڑوں گی۔ تم میں سے جسں کو جان دینا ہو۔ وہ میرے ساتھ چلے اور جس کو آرام منظور ہو وہ چلا جائے۔“

سب نے عرض کیا کہ ہم جانبازی کو حاضر ہیں۔ غرض کہ تین لاکھ کا لشکر درست کر ک اژدر پر بیٹھ کر رواں ہوئی کچھ ہی دور رقعہ سے نکل کر آگے بڑھی تھی کہ شہادہ جو اس طرف سے آتا تھا۔ آشنائے راز میں مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر باہم تلواریں کھینچ کر مل گئے۔

شہزادے حسب حدایت لوح ان پتلوں کو حکم جنگ دیا ک انہوں نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا۔ امیرو ایرج لڑنے لگے۔ رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج پر

بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا۔ طلسمی پتلوں نے ہزاروں کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی اس میدان کو میدان رستخیر قیامت بنا دیا تھا۔ آگ برسا کر صدہا پتلون کو جلا دیا تھا۔ جب دوڑ کر ترسول مارتی تھی۔ دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی اور شجاعت میدان دیتی تھی۔ دریا خون کے بہائے تھے۔ ایک طرف شہزادے نے لاشوں کے ڈھیر لگائے تھے۔

آتش جدال و قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحوں سے ویران کر دیئے تھے۔ برق تیغ شعلہ فام نے خرمن ہستی جواناں خاک کر کے بیاد فنا پریشان کر دیئے تھے۔

اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں واضح ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے۔ بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ گا اس کی خیزہ ہو گی۔ اس وقت فوراً تلوار اس اس کے سر پر مارو۔ تا کہ ہلاک ہو جاوے ورنہ اگر بچ جاوے تو آفت برپا کرے گی۔"

شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے پہنچا۔ مرکب پر سے کودا۔ آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ "اے بہادر طلسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا ہے' جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو۔"

یہ کہہ کر آپ اژدر سے کود کر خوشی خوشی چلی۔ ادھر سے شہزادہ آتا تھا۔ راہ میں سامنا ہوا۔ شہزادے نے لوح سامنے کر دی۔ آنکھیں اس کی بند ہو گئیں اور سحر فراموش ہوا۔

شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھ کر ٹانگوں سے نکل گئی۔ دو ٹکڑے ہو کر وہ گری۔ شور دار و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے۔ زمین میں غار پڑ گئے۔ طلسم کے خشک ہو گئے۔ آندھیاں اٹھیں۔ بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجھ کو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا۔ زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحراں میں بھگدر پڑی بقیہ السیف نے چادر امان ہلائی۔ ایرج نے ہاتھ روکا۔ افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا

اور اناالمطیع کا دم بھرا شہزادے نے ہر ایک کو سرفراد فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ بادشاہ طلسم وہ بھی غائب

ہو گئے۔

غرضیکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ در شخص معزز پیدا ہوئے اور پاس آ کر یہ عرض کیا: "مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہیں۔ چلئے اور مال لیجئے۔"

شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا۔ اس عرصے میں حنظح و شعار دار و سیارہ شاہ پور و لوحدار اپنے احاطہ سحر سے نکل کر حاضر ہوئے اور تسلیم کر کے مبارک باد فتح طلسم دی اور نذر گزاری۔

شہزادے سب کے ہمراہ وہاں سے چلا اور داخلہ قعلہ طلسم ہوا۔ یہاں رعایا تم فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی تھیں دکانیں مثل دل عاشق مہجور خالی پڑی تھیں۔ بازا ویران تھیں۔ گلیاں سنسان تھیں۔

شہزادہ تمام مقا ملاحظہ فرماتا اور دارالامارہ شاہی میں آیا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا۔

حکم آبادی شہر دیا' منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے۔"

یہ صدا سن کر اکابران طلسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے۔ نذریں گزرنے لگیں۔ تمام شہرا اسلام آباد ہوا۔ تصاویر سامری کے مندر وغیرہ منہدم کے گئے۔ مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں۔ شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا۔

غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو جنفل سے پوچھا کہ تمام طلسم فتح ہوا ملکہ بلور کا پتہ نہ ملا۔ اس کو تلاش کرنا لازم ہے۔"

یہ کلام سن کر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں۔ وہاں تشریف لے چلئے۔ ملکہ سے ملاقات ہو گی۔ ششہزادہ اسی وقت روانہ ہوا۔ اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولوں سے بھرا سرسبز دہر نظر آیا۔ چار بارہ دری چار

کونوں پر تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر۔ پردہ ہائے زیورک ہر ایک میں پڑے۔ جن کی ڈوریوں میں مقیش کے پھندنے لگے۔

شہزادے نے اندر جانا چاہا کہ اندر سے چند کنیزیں ملا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئیں اور شہزادے کو سلام کر کے ایک بارہ دری کی طرف لائیں۔ پردہ اس کا اٹھایا۔

شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے۔ ایک شیر پایہ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے: "اے شیر تو مجھ کو کھا لے کہ فراق شہزادے دلدار مرگ سے بدتر ہے کہیں یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم میں آرام پائے۔"

شہزادہ یہ سن کر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں۔ لباس خاکستری ہو گیا ہے۔ چہرے پر خراش ناخن جابجا ہے۔

یہ دیکھتے ہی بتیا بانہ آگے بڑھا۔ وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا۔ شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے' پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے۔

شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر طمانطہ تیار کر کے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا اور وہ قلا بازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہو گیا۔

شہزادے نے بڑھ کر زنجیر توڑ کر پائے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی۔ دونوں بلک بلک کر رونے لگے۔ منہ اشکوں سے دھونے لگے۔ غم فراق زبان پر لائے۔ اپنے اپنے دکھڑے سنائے آنکھوں سے دریا بہائے۔

بغل کھول کر پھر تو آپس میں مل
وہ رویا کئے دیر تک متصل

بیان دونوں اپنا جو کرنے لگے
در اشک سے چشم بھرنے لگے

**

گلے مل کے رونے لگے زار زار
کیا اپنے تن من کو اس پہ نثار

یہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا
بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا

کہی سرگزشت اپنی اس دم تلک
کہ اس طرح پہنچے ہیں ہم تم تلک

ادھر اشک خونیں ادھر چشم نم
اسے اس کا غم اسے اس کا غم

نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اس کا حال
تن زرد زرد اور رخ لال لال

بہم و خزاں دیدہ گلزار سے
ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی سب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی۔ اب خدا تم کو نہ روئے۔ یہ روز جدائی خدا تم کو نہ رکھائے۔ اب ہنسی خوشی کی باتیں ہوں۔ رونا دھونا موقوف کرو۔

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو
خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو

حاصل مرام بلکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل میں پہنچ کر حمام میں گئی۔ نہا دھر کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و آراستہ ہو کر بہتر ازماہ خورشید بنی حسن چمک ضیائے مہر کو شرمندہ کرتی۔

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار
چمن میں نئے سر سے آئی بہار

نہا دھو کے نکل عجب آن سے
کہ الماس نکلے ہے جوں کان سے

نہانے سے نکلا عجب اس کا روپ
نکل آئے بدلی سے جس طرح دھوپ

جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن
لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن

اسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس
تصویر میں ہو سرخ جس کے قیاس

بھبھوکا سا تن اور مہ کی دمک
کہ جوں شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک

**

نکیل وہ اٹھی ہوئی چھاتیاں
بھری اپنے جوبن میں اترائیاں

گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک
تڑاقے کی انگیاں کسی ٹھیک ٹھاک

وہ کنچن سی اس میں کچیں لال لال

بھری رنگ سے قمقمے کے مثال

نیلاہٹ وہ بھٹنی کی اس سے نمو
کہ جوں سرخ چہرے پہ خال کبود

شہزادہ سے ازبسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی۔ اس وقت ملکہ کے پاس آ کر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسہ انبساط رہا۔ جام شربت وصال پیا۔ پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ اداروں کو کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا۔ چالیس ہزار خفتاں زریں بادلہ گار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور دنگل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچ ہزار غرارے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیاں نقاروں کی سیمیں و طلائی اس میں سے نکلیں اور ایک صندوق میں سے دو تلواریں ملیں۔ ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک چشم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحراں جہان تھی۔ اس صندوق میں چار تلواریں تھیں۔
پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور بہر قتل سوار طلسم لے گئی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے کے پاس لے گئے تھے۔ جس سے آئینہ ماری گئی اب در باقی تھیں وہ بھی ملیں۔ شہزادہ ان کے ملنے سے خوش ہوا اور دارالامارہ میں آ کر سامان

2 **

روانگی کیا۔ سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا۔
ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوایا۔ تاج شاہی پہنچایا اور رنگین کو افسر کیا۔ شعلہ وار کو نائب بنایا۔ لوحدار کو مشیر سلطنت مقرر کر کے ملہ خنچل اور سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا: "قعلہ نرگس کوہ میں جا کر پدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو مژدہ گتح دین اور ملکہ صنوبر کو ان کے ہمراہ سمت لشکر اسلا روانہ کریں۔"
خنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی۔ یہاں ہشادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکا یک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اڑا۔ صدائے مہیب آئی۔ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا اور پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا۔
قاسم نے مقبل سے کہا: "کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا فتح یاب ہوا۔ یہ فرما رہا تھا کہ سیارہ اور منظل نے آ کر مژدہ فتح دیا۔ قاسم نے سمندہ شکر کیا اور جلد از جلد کار سازی لشکر فرما کر ملکہ صنو نرگسی چشم کو ہمراہ لے کہہ مع سیارہ بچشم و خدم کوچ فرمایا۔
پس اس جاہ جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحروں کو کیم دیا اور لشکر اسلام جس جگہ اترا ہے۔ وہاں وہاں سے اشقر لے آؤ۔
رنگین نے عرض کیا: "اشقر صحرا میں ہو گا کیونکہ جب میں امیر کو اٹھایا لایا تھا تو لشکر پر بڑی تباہی تھی۔"
یہ کہہ کر سب حال ابر برادی عسکرت نصرت انجام اسلام بیان کیا۔
شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کے مرکب پر سوار ہوا امیر کو ایک تخت پر سوار کر کے ساحروں نے اس تخت کو اڑا دیا۔ یہ اس لئے کہ جب امیر پردہ قاف پر گئے تھے اور ارنا مکس دیوار لاینسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور ان کو ملہ اسمان پری نے اس جرم میں قتل کیا کہ وہ دونوں امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے۔
پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا۔ اور اس سے وعدہ فرمایا کہ

سوا تیری پشت کے اور کسی پر میں سوار نہ ہوں گا۔ چنانچہ ایک بار امیر فیل کندھو پر
سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہو کر دریا میں گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان

بحری سے جفت ہو گیا۔ اس سے بچہ پیدا ہوا کہ بن اشقر کو جو شہزادہ ایرج کو ملا ہے۔
حال اس کا نوشیرواں نامہ اور ایرج نامہ کے دفتروں میں درج ہے۔

غرضیکہ شہزادہ بہ تمکنت وہ جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پرالم جلوہ دکھاتے
اور کئی سو نقارے بجتے بیچ میں مرکب پر یہ شہریار بہادروں کے پرے سواران طلسم ہمراہ
بارگاہ لدے خزانہ کا منہ کھلا علم شیر پیکر کا سر پرسا یہ شاپور عمار رکاب تھا بنے۔ ہنس
کر باتیں کرتا۔ صدائے طرقوا پیدا ہوتا۔

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونوں سمت اسلامیان روانہ ہوئے۔

ادھر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب
نے سر بلند کیا اور توسن فلک پر سوار ہو کر فوج سیارگان پر حمل آور ہوا کہ صبح
ہوتے ہی نازک چشم و بقا فوج گراں سوار ہو کر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چار
سمت اندھیرا چھایا ہے۔ خسیار بھی گھاٹیاں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ پہاڑ پر سے رغونے
کی صدا آتی ہے۔

یہ حال دیکھ کر فوج کو حمہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھواں تیز کر دیا کہ پہاڑ
پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحپرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ
سب کو کا باندھ لاؤں۔

غرضیکہ سامری جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا۔ پہاڑ سے عیاروں نے بارگاہ
سلیمانی درجوں میں ٹھہر کر پتھرا اور تیر مارنا شروع کئے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بہ
درگاہ بے نیاز کریم کارساز کیا کہ

تیرا آسرا ہے ہمیں اے رحیم
بچا لے ہمیں دشمنوں سے کریم

دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضائے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپر دوار تیرہ تار ہو گیا۔

نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کی طرف دیکھ کر کہا: "آیئے آیئے۔ بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ قحبہ نے سر اٹھایا ہے' مانتی ہی نہیں دراصل جہنم اس کو فرمایئے۔

لقا نے یہ سن کر کہا: "شیطان کیا بکتا ہے۔"

اس نے کہا: "جلدی بھاگیئے' وہ آ گئی تقدیر پل گئی نازک چشم ماری گئی۔"

یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اس کے قریب آئی اور کہا: "ملک جی' کیا بکتے ہو۔"

اس نے کہا: "آج تک تمہاری زندگی تھی آج تم مردہ ہوا اگر بچ جاؤ تو مجھ کو شیطان نہ کہنا۔ مسلمانوں پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جو اب آئی۔ آخر ان کی خدا نے مدد کی۔"

اس گفتگو میں یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قام نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تاباں میاں شفق نمایاں مرکب کوہ کفل اڑاتا برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کے رکھا۔ ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس میں آ گیا ہے بلکہ کبادہ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے۔

پس پشت سواروں جرار مقبل وفا وار آتے ہیں۔ نعرہ زن ہوا: "اے فرقہ ساحراں اشرار دست خودرا نگہدار ک ماہم رسیہ یم۔"

یہ کہہ کر مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا۔ تلور کھنچی' بجلی چمکنے لگی۔ پتھر برسنے لگے۔ پہلے ہی جملہ میں بہت ساحر واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا: "کیوں ملکہ دیکھا

کہ اب مسلمانوں کی مدد آنے کا پتا لگ گیا۔ خیریت اسی میں ہے کہ بھاگ چلو۔"
نازک چشم پر یہ کلمات سن کر غضب طاری ہوا' اور خود آگے بڑی۔ فوج کو للکارا۔

ادھر سے قیماس خان و الماس خان وغیرہ سردران شہزادہ آ پر پڑے۔ تیر جگر دوز و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوئے۔
نازک چشم تڑپ کر بروئے ہوا گئی اور پکاری: "اے قاسم تیرے دادا کو میں بھگا چکی ہوں اور سب سردار پکڑ لئے میں تو میرا کیا کر لے گا۔"
شہزادے نے یہ کلمات سن کر ایک خار خدنت دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے سینے پر پڑا۔ مگر اچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہاں سے گری مثل بلائے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ میں داب کر لے اڑی۔ لشکر میں لائی۔ قید سحر میں مبتلا کر کے بیہوش کر دیا اور پھر آے بڑھ کر ایسا سحر کیا کہ دھواں اس لشکر پر بھی چھا گیا۔ اور ہر ایک مبازر پاگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا۔ سو جھنا بھی آنکھوں سے موقوف ہوا۔ پس اس نے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو۔ وہ سب رکے۔
اس نے قاسم کو سامنے طلب کر کے کہا: "اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ خدا وند کو بارات سجدہ کر۔"
قاسم نے زبان لعن و طعن کھولی۔ اس نے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہا کے بھیک کر کہا بھیجا ک اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کریں۔ بادشاہ سلام کے اگر سجدہ کرنا منظور کریں تو خداوند ان کی بڑی عزت و حرمت فرمائیں گے اور ملک و مال عطا کریں گے۔"
وہ ساحر روبرو کوہ جا کر پیام گزار ہوا۔ یہاں قاسم کی آمد دیکھ کر عیار خوش ہوئے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفہ طلسم لایا ہو گا اور ساحرہ کو قتل کرے گا۔"
یہ سمجھ کر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا۔ بادشاہ یہ سانحہ دیکھ کر آراستہ ہو کر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اتریں کہ اس وقت خبر گرفتاری قاسم پہنچی۔ نہایت درجہ صدمہ ہوا۔ اس اثنا میں پیام ساحرہ شاہ کو پہنچا۔

فرمایا جواب ان باتوں کا سخت اور اور درست لکھ کر تیر میں باندھ کر نیچے پھینک دو۔"

نامہ تیریں باندھ کر بجواب ان قلمات کے پھینک دیا مضمون یہ تھا۔

"او قحبہ تو کیا کہتی ہے' میں لقا پر لعنت کرتا ہوں اور خدا پر شاکر ہوں۔ انشاء اللہ عنقریب تو ماری جائے گی۔"

غرض جب یہ جواب ساحر نے جا کر نازک چشم کو دیا دو آمادہ حرب کھڑی ہوئی تھی۔

پھر فوج کو درست کر کے چلی اور ادھر عیاروں نے عرض کیا: "اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں ہے۔ دھواں سحر کا چھایا ہے۔ پہاڑ سے اتر نہ سکیں گے۔ باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائیں گے اس سے لازم ہے کہ یہیں اس قحبہ کو آنے دیں اور اسی جگہ سے لڑیں۔"

شاہ اور کرب یہ سن کر مجبور ہوئے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا۔ بیکار ہے۔ اس سے یہی ہوش و حواس کے ساتھ رہیں اور اور جب لوح یہاں آ جاوے تو اپنی جان دیں۔"

جی الجملہ یہ تو آمادہ مرگ یہاں ٹھہرے اور زیر کوہ لقا نازک چشم شاداں و فرحاں آ کر حملہ آفد ہوئے۔ پھر وہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتیں دعا کر رہی تھیں کہ یکا یک صحرا سے گرداڑی۔

بختیارک پکارا: "اے دیکھو' اجل کا پیغام دم بہ دم آتا ہے۔ لو کہے دیتے ہیں کہ اب کی ستارہ تمہارا گردش کھا گیا ہے۔ تمہارے لئے فنا ہے۔"

نازک چشم نے کہا: "تو شیطان ہے۔ یونہی بیہودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ آ کر اس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدہ خدا پرستاں شہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ کہ رکب طلسمی زیر ران بکھری کرتا' طرار سے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہوا۔ ایک جوان چاتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رواں شاہ پور عیار کاب تھامے باتیں کرتا آتا ہے۔ جب قریب پہاڑ کے پہنچا۔ سامان جنگ دیکھر کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے۔ پس ایک نعرہ کوہ شگاف بلند کیا۔

یہ نعرہ کر کے تیغ کھینچ کر لشکر عدو پر آ پڑا۔ اس کے ساتھ فوج طلسمی ہے۔ مار تلوار سے تہلکہ ڈال دیا سنان ہائے نیزہ اس تاریکی دور سحر میں لیسان انجنم چرخ جورو چمکتی تھیں روحیں قفس تن میں پھڑکتی تھیں۔ تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی۔ زبان تیر لب سوفا رچاٹتی نظر آتی تھی۔ چہرے مبارزوں کے خاک پر خون میں آلودہ کٹے پڑے تھے۔ مصور مرگ نے نگارستان جنگ میں خاکے کھینچے تھے اور روئے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا۔ تقدیر کا لکھا بیاوری شمشیر آگے آیا تھا۔ موت کے کنکھنوں پر زبردستوں کو چلنا پڑا تھا۔ لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی۔ طغرا مگارا جل نے حیات کی مد کی لشش مختصر کھینچی تھی۔ قضا کے دائرہ میں نقط دار ہر ایک گھیرا تھا۔ فوج کے لام کو الف تیغ سے الف بنا کر لایعنی نیست کر دیا تھا۔ جوانوں کے چہرے جو دفتر شجاعت میں صاد تھے۔ وہ نون نفی نے نظر کر دیئیے تھے۔ خلاصہ یہ کہ کشتوں سے کلک شمشیر نے صفحہ درست بھر دیئے تھے۔ دامن صحرا میں سروں کے نقطے دیئے تھے۔

اسی گرمی حرب میں نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آ پڑی اور ایک نارنج پڑھ کر مارا شہزادے پر بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کچھ اثر نہ ہوا۔ نارنج شق ہو کر الگ گرا۔

شہزادے نے وہ تلوار جس سے اس کی قضا بغیر تیغ طلسمی نہیں ہے یہ میرا کیا کرے گا۔ پس اس نے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھوں سے قبول کیا۔ سر تسلیم جادوہ فرمان رگ پر رکھا۔ شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی۔ ٹانگوں سے نکل گئی۔ العیاذ اللہ زمانہ میں آف عظیم آئی۔ وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی دفعۃً غائب ہو گئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے۔ شور قیامت خیز برپا ہوا۔

بختیارک پکارا: ''واہ واہ کیا کہنا' ہاتھ کی صفائی اس کو کہتے ہیں کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا۔ خداوند جلد تقدیر گریز کیجئے نہیں تو یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہے۔ نواسہ حضور کا

بہت ہت چھٹ نظر آتا ہے لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور سو فار کو للکارا کہ لے اس بندہ
بے ادب کو آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکار کر قریب شہزادہ آیا اور ایک ناریل مارا

شہزادہ پر تو اثر نہیں کرتا ہے۔ وہ بھی سحر خالی گیا۔ اس نے ترسول مارا شہزادے نے
رد کر کے کمر میں ہاتھ دے کر اس کو اژدر پر سے اٹھا لیا اس وقت فوج کو ہی اور
ساحران وغیرہ لقا ن نہیب دی کہ ہاں روکو اس کو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مرد
میدان سرو تن کے خریدار جان کے خواہاں دوڑ کر غٹ پٹ ہو گئے ہلچل پڑ گئی بڑھ
جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر
سمجھ گئے کہ ساحرہ دار الور میں پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا۔ بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ
کر بالائے کوہ موجود تھی اس کو ہمراہ لے کر پہاڑ پر سے اتر آئے اور اس عرصہ میں
تخت پر امیر سوار آ کر پہونچے اور مارے جانے سے ساحرہ کے وہ موتی جاتی رہی اسم
اعظم یاد آیا۔ پس یہاں پہونچ کر ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقران
کی صدا چونسٹھ کوس جاتی ہے اشقر نعرہ سن کر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر میں آیا۔
امیر سوار ہوئے اور لڑنے لگے۔ جگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ درانہ
سے یعنی پہلے ساحر مثل اخگر و عقاب و مہنت وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور
سب کواہی قحبہ ساحرہ نے اپنے سحر میں کر لیا تھا اور خود بھی سرداروں کو مقید کیا تھا۔
چنانچہ اس کے مرتے ہ وہ سب ہوشیار ہو گئے اور قید سحر ان کے جسم سے دور ہو
گئی پس اصلی قید توڑ توڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے اور بحر
حفاظت مقام مرود گاہ پر ساٹھ ہزار حوار نازک حشر چھوڑ آئی تھی۔ ان پر جا پڑے ازبسکہ
یہ سردار دیو بند و دیوکش ستم سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ وہ سوا و تاب جنگ نہلا سکے۔
بھاگ کھڑے ہوئے یہ بھی ان کے تعاقب میں چلے اور لقا کے لشکر میں سردار سب
شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم سے جب بادشاہ نے
شکست کھائی تھی تو اس نے وہ لوگ جو میدان میں بیہوش اور نابینا ہو گئے تھے ان کے

گرد احاطہ سحر کر دیا تھا۔ الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہو گیا اور لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور آ کر زیر کوہ شریک رزم ہوئے۔ اور لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہے۔ وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا۔ اس ہجوم کے ہوتے ہی لشکر ساحر باقی ماندہ فرار ہوا۔ اور بختیارک نے فیل بان کی پگڑی اچھال دی کہ اے جلد ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیل بان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدڑ شکر مخالف میں پڑی اور اسلامیوں کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اس نئے اس کو حباب کے بیہوش کیا اور میں سوزن و بمبے کر مقیدے کر کے لشکر میں رکھا۔ شہزادہ زود کشت کرتا ہوا۔ عقب لشکر حریف چلا لقا پہل ہی اس جگہ آیا کہ جہاں اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ یہ مقام بھی یہ قبضہ میں کر چکا تھا۔ غرضیکہ وہاں پہونچ کر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوخ غفر در موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرود گاہ پر آیا یہاں پڑاؤ پر بھی نمازیان و دیندار نے پڑنے دیا۔ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا۔ اور قلعہ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا۔ اہل اسلام نے تابہ قعلہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ میں جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل پختہ اٹھوا لیا۔ اس وقت اہل اسلام پھرے اور اس اڑدو پر آ کر گرے تا دیر بارگاہ و بازار دین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آ خیموں میں لگا دی۔ اور بفتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ سے منگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل ہوئے۔ امیر بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے۔

○○○

• زنار جادو

بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا: "بازار میں لشکر کی آراستہ ہوں۔" اس وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی' ملک بادشاہ کا صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا۔ در امن و امان کھلا ہے۔ اہل اسلام جہاں جہاں مخفی ہیں۔ وہ آئیں اور آرام سے مسکن گزیں ہوں۔ ساحر فی النار ہوئے۔

یہ صدا سنتے ہی فوج جو شغاب جبال میں پنہاں تھی آنے لگی۔ اس عرصہ میں رعایائے انجم جو بارگاہ چرخ سے نجوف مہر درخشاں فراری تھی پھر کر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی نہ زیادہ تر نظر آئی۔

اسی رات بھر میں وہی سامان جو پہلے تھا۔ درست ہو گیا بازار کھلیں رعایا پھر آباد ہوئی۔ خلعت دلشاد ہوئی۔ سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہن کر بارگاہ میں رونق افروز ہوئے۔ محل میں بر محل رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگیں۔ لاکھوں روپیہ کا تصدق اتر گیا۔ آپس میں کلے مل کر مبارک باد دیتے تھے۔ دربار میں بادشاہ سے جشن ہونے کا حکم دیا۔ طائفے رقاصاہ کے حاضر تھے۔ ساقیان گلعذار جام لے پلاتے تھے۔ مجرا الٹا نغمہ عشرت سناتے تھے۔

خوش میں کیا یاں تلک زار نثار
جسے ایک دنیا تھا بخشے ہزار

جہاں تک کہ سازندے تھے ساز کے
دھنی دست کے اور آواز کے

لگے گانے اور ناچنے ایک بار

جہاں تک کے تھے گائیک اور تنت کار

لگے بجنے قانون و بین و رباب
بہار ہر طرف جوئے عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلوں کی مردنگ کی
صدا پہنچی ہونے لگی چنگ کی

کمانچوں کو سارنگیو کو بنا
خوشی سے ہر اک ان کی طربیں ملا

ستاروں کے پردے بنا کر درست
بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

کئی روز تک یہی جلسہ برپا رہا اور اسی زمانہ عشرت آگیں میں امیر نے سو فار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا۔ اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔
امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا۔ وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین میں آئے کیا کہے۔"
امیر نے کلمہ طیب ارشاد کیا۔ یہ دل میں کینہ رکھ کر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ امیر نے اس کو خلعت دیا۔ یہ بھی رہنے لگا۔
اس طرف لشکر سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ میں کئی روز تک ساکن رہا۔ جو جو فرار ہو گیا تھا وہ بگھیلے دس پانچ روز میں پھر آ کر جمع ہوئے اور لاکھوں مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آ چکے تھے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب

کو لکھی۔ اس میں جملہ کوائف جنگ درج کر کے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجے کیونکہ یہاں کوئی باقی نہیں رہا۔ سوفار بھی زندہ گرفتار ہو گیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ در صورت عدم مدور رسائی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خدا وند آج کل ہم بندوں سے ناراض بہت ہیں۔

غرضیکہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ پنجہ عرض اٹھا لے گیا۔ سب لقا پرست با انتظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن سوفار جو بمبکاری مسلمان ہوا ہے اس کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

کہ امیر نے اس کا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمہ زر بفتی رہنے کو ملا ہے۔ تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جسن سے فرصت پائیں تو کوئی ملک حضور سے کہہ کر اس کو دلوائیں ادھر تو یہ پرورش ہے۔

مگر اس نے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بوجہ جشن جاگے ہوئے تھے۔ ایک خیمہ میں آ کر رام پذیر ہوئے۔ پس موقع نے پایا۔ قریب خیمہ آ کر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمت گار بیہوش ہو گئے۔ یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لئے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہاں مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی۔

فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور پنجہ میں داب کر اڑ گیا۔ اپنے لشکر کی طررف یہ سوچ کر گیا رکہ عیار پتہ لگا لے جائیں گے۔ صحرا میں سیدھا آیا اور ایک پہاڑ دوے میں غار تیرہ تار دیکھ کر اس میں شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار میں پہنچنے سے وہ غار یا تو بسان دیدہ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینہ کنیز صاحب قرآانی کو اس ماخونوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر ایک پتھو دہن غار پر رکھ کر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر موم سے نہان ہو گیا۔ پھر آپ لشکر اسلام میں آ کر اپنی جگہ پر رہنے لگا۔ وہاں رات بھر خدمت گار وغیرہ بیہوش پڑے رہے۔ جب غار مشرق سے شاہ خادر نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم میں بطور شاہ اسلام مخفی ہوا۔

صبح کو سو فار نے رد سحر پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوئے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا۔ شور و غوغا مچایا لشکر میں غلغلہ ہوا۔ محلات میں جب خبر گئی کہرام پڑ گیا۔ امیر یہ حال سن کر بیقرار ہو گئے تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑ گیا۔ سردار و عیار سب پچھاڑیں کھانے لگے۔

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ جو دھوم
کیا خادمان محل نے ہجوم

کہا شہ نے واں کو مجھے دو بتا
عزیز و جہاں سے وہ یوسف

بتایا پتہ وہ یہاں سے گیا
کہا ہائے بیٹا یہاں سے گیا

عجب بحر غم میں ڈبویا مجھے
غرض جان سے تونے کھویا مجھے

کروں اس قیامت کا کیا میں بیان
ترق میں ہر دم تھا شور و فغان

شب آدھی وہ جس طرح سوئے کٹی
رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیاروں کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ۔ عیار بفن عیاری روانہ ہوئے اور صورتیں بدل کر قعلہ عقیق میں گئے

کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا تھا۔ یہ جانتا ہے کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کریں گے اور انتظار طبل جنگ بجے کافر فرمائیں گے۔

غرضیکہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا۔ عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قعلہ میں گئے۔ خدائی پر بیٹھا تھا۔ سردار حاضر دربار تھے۔ مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا۔ عیاروں نے ہر طرف اس قعلہ میں چرخ مارا ایک آدھی سے اجنبی بن کر پوچھا بھی' مگر کہیں سراغ نہ لگا۔ سمجھے کہ قلعہ میں کوئی نہیں لایا۔ ناچار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا۔ جب کہیں پتہ نہ لگا مجبور ہوئے اور عرض کی کہ کہیں سراغ نہیں ملتا۔

امیر نے فرمایا: "پانچ ہزار اشرفی انعام میں دوں گا جو پتہ لگائے گا۔" قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی میں بھی دوں گا اور اسی طرح سب سرداروں نے دینے کا وعدہ فرمایا۔

چالاک عیار نے کہا: "یا امیر کچھ اشرفیوں پر کیا ہے ہمارے خود دل سے لگی ہے۔ میں تین روز کا وعدہ کرتا ہوں کہ پتہ لگاؤں گا اور اگر اس عرصہ میں پتہ نہ لگا تو میں بھی منہ نہ دکھاؤں گا۔"

یہ کہہ کر بانہ ہائے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا۔ جب کہیں پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا: "تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا۔ اب کیا جا کر منہ دکھائے گا۔"

یہ سوچ کر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا۔ آخر دل میں یہ خیال گزرا کہ سوفار لشکر اسلام میں تازہ دار وہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہے کیا عجب ہے کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی نہ ہو۔ ذرا چل کر اس سے تو پوچھ دیکھ' تو کہ کیا ہوتا ہے کہ۔

سے کوئی سروکار نہ رکھے۔"
مہنت نے ہنس کر کہا: "میں جمشید کے باغ میں رہتا ہوں اور مجھ کو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہیں۔ غرضیکہ مجھ کو سب دے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند دھوکا تھا۔ کل مجھ سے فرمایا کہ میں بندہ خاص مسلمان ہو گیا تھا۔ مگر نہیں وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہے مسلمان ہو گیا تھا مگر نہیں وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہے مسلمان نہیں ہوا ہے تدبیر میں اپنے دین افزائی کے ہے تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے پتلے سے ملاقات کرو۔ پس میں نبا پر حکن خدا وند تمہارے درشن کر آیا ہوں۔ واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو۔ اس وقت خداوند اپنے باغ میں ہیں اور وہ باغ ایسا ہے کہ رہ ہزار۔ دریا قدرت سے جمشید کی بہہ رہا ہے اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آ گیا ہے۔ اس کے بیچ میں خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہیں۔ اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے۔ ہر ایک گنبدی سے ہزاروں شعلے او لویں نور کی نکلتی ہیں۔ اور لاکھوں ستارے ٹوٹ رہے ہیں اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہیں ان میں پھل بصورت انسان ہیں ان درختوں کا جو پتا گرتا ہے طائران کر اڑتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کا جاپ کرتا ہے۔ پس میں اسی جگہ کا رہنے والا ہوں تمہارے دل کا حال بخوبی جانتا ہوں اور سوائے اس کے تمام زانے کا حال مجھ پر ہویدار روشن ہے۔"
سوزار یہ باتیں سن کر دنگ ہو گیا اور سناٹے میں چپ بیٹھا رہا۔ چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہو کر اٹھا اور کہا: "میں خداوند سے جا کر تیری شکایت کروں گا تو نے میری باتوں کا کچھ جواب نہ دیا' بلکہ مجھ کو دیوا نہ سمجھا کہ میں بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا رہا۔
سوفار نے کہا: "جو آپ نے فرمایا اس کا میں کیا جواب دوں۔ جانتا ہوں سب سچ ہے اور خداوند سب کے دل کا حال جانتے ہیں۔ کیونکر بیان کروں یہاں لاکھوں دشمن ہیں قبول دینا اچھا نہیں۔ خیر جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا وہ دیکھ لیجئے گا کہ یہاں وہ کر میں

کرتا ہوں۔"
مہنت نے جواب دیا: "بہتر ہے نہ بیان کرو' مگر یہ چاہتا ہوں کہ شاہ کو باغ جمشیدی میں لے جا کر رکھوں کہ پھر کوئی اس کا پتہ نہ پائے' بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام سے چرا لایا کرو' مجھ کو اس کے رکھنے کی جگہ بتایا کرو میں وہاں سے لے جایا کر دوں۔"
سوفار نے یہ سن کر کہا: "اچھا تو ہے آپ شاہ کو لے کائیے۔ یہاں سے کچھ دیر پر ایک غار ہے کوہستان میں اور پہت دہن غار پر ہے اس می بادشاہ بند ہے۔"
یہ کہہ کر کماحقہ پتا بتا دیا اور کہا: "وہ بے آب و دانہ مر گیا ہو گا۔ میں نے اس پر خاک جمشیدی چھڑ کر بیہوش کر دیا ہے اور غار نظر رزم سے مخفی کر دیا ہے۔"
چالاک نے یہ سن کر چاہا کہ اس کو مار ڈالے مگر کچھ سوچ کر تامل کیا اور کہا: "میں جاتا ہوں' تم ایسا سحر پڑھو کہ مجھ کو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ میں بادشاہ کو اسی طرح بیہوشی سامنے خداوند کے لے جاؤں۔"
اس نے کہا: "اچھا جائیے آپ کو وہ مقام نظر آئے گا۔"
یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ میں چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسن نشان آیا پتھر اس کا ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لاد کر بارگاہ میں لایا۔
امیر بارگاہ حشامی میں تھے جب بادشاہ کو اس حال میں پایا فرمایا: "بارگاہ سلیمانی میں لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑ کو کہ حضور والا ہوشیار ہوں۔"
چالاک نے کہا: "آپ انہیں ہوشیار نہ فرمائیں جس نے انہیں بیہوش کیا ہے اسے بلوائیں۔ اگر بارگاہ میں جائیں گے اور ہوشیار ہوں گے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہو گا وہ مجرم ساحر بھاگ جائے گا۔ آپ انہیں چھپا رکھئے۔ سوفار کو مطلب کیجئے۔"
امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جال دار میں کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب بھیجا کہ اس نے سوفار سے جا کر کہا: "خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہیں اور حضور کو یاد کرتے ہیں فرمایا کہ یہاں آؤ تو شب ماہ کی کیفیت میں بھی دیکھتے جائیں

اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھیں۔"

سوفار یہ پیغام سن کر وہاں سے چلا اور جب خدمت امیر میں آیا۔ امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز تمام بٹھایا اس اثنا میں چالاک وہی مہنت کی صورت بن کر سامنے آیا سوفار کے ہوش اڑ گئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤں چالاک نے کمند ماری کہ گردن اس کی پھنسی۔

امیر نے اسم اعظم باآواز بلند پڑھا کہ سحر نہ کر سکا چالاک نے سوزن زبان میں دیا اور ستون بارگاہ میں باندھ دیا۔ پھر صندوق سے بارگاہ کو نکالا اور کہا: "جلد ان کو ہوشیار کر۔"

اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکال کر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوئے اور ان کی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ اب کی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے۔

اس نے کہا: "اچھا جائیے آپ کو وہ مقام نظر آئے گا۔"

یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ میں چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کو ہٹایا بادشاہ کو غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا ہٹایا بادشاہ کو غارے سے نکالا اور کاندھے پر دکر بارگاہ میں لایا۔

امیر بارگاہ حشامی میں تھے جب بادشاہ کو اس حال میں پایا فرمایا: "بارگاہ سلیمانی میں لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہوں۔"

چالاک نے کہا: "آپ انہیں ہوشیار نہ فرمائیں جس نے انہیں بیہوش کیا ہے اسے بلوائیں۔ اگر بارگاہ میں جائیں گے اور ہوشیار ہوں گے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائے گا۔ آپ انہیں چھپا رکھئیے۔ سوفار کو مطلب کیجئے۔"

امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جال دار میں کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب بھیجا کہ اس نے سوفار سے جا کر کہا: "خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہیں اور حضور یاد کرتے ہیں فرمایا کہ یہاں آؤ تو شب ماہ کی کیفیت میں دیکھتے جائیں اور بادشاہ

کو بھی ڈھونڈھیں۔"

سوفار یہ پیغام سن کر وہاں سے چلا اور جب خدمت امیر میں آیا۔ امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز تمام بٹھایا اس اثنا میں چالاک وہی مہنت کی صورت بن کر سامنے آیا۔ سوفار کے ہوش اڑ گئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤں چالاک نے کمند ماری کہ گردن اس کی پھنسی۔

امیر نے اس اعظم باآواز بلند پڑھا کہ سحر نہ کر سکا چالاک نے سوزن زبان میں دیا اور ستون بارگاہ میں باندھ دیا۔ پھر صندوق سے بارگاہ کو نکالا اور کہا: "جلدان کو ہوشیار کر۔"

اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکال کر چھڑک دی کہ شاہ ہو شیار ہوئے اور ان کی تیمار داری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ اب کی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے۔

اس نے اشارے سے کہا: "میں نام جمشید پر فدا ہوں۔"

امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا۔ ذوالخمار علوی جلاد نے اس کو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پردے کر آنکھ میں پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اس کا تن سے جدا کیا۔ تادیر تاریکی اور غل شور رہا۔ بعد اس کے زمانہ روشن ہوا۔ لاش اس کی کھنچوا کر مزبلے پر ڈال دی اور سرکنارے لشکر کے درخت میں لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی اور صدا سن کر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخموں میں چور کھڑا رہا ہے۔ اس نے پوچھا تو یہاں پر کیوں آیا ہے اور کس لئے روتا ہے۔"

اس نے کہا: "میں ملازم ناک چسم ہوں وہ قتل ہوئی اس کو یاد کر کے روتا ہوں اور اس لئے یہاں آیا ہوں کہ اہل اسلا مجھ کو بھی مار ڈالیں گے۔"

چالاک نے کہا: "تجھ کو لازم ہے کہ دن اسلام اور ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائیں گے۔"

سر نامہ ہے وصف سامری کا
گو سالہ کیا تھا جس نے گویا

جمشید و لقا کی کیا صفت ہو
دیتے وہی جان ہیں ساحروں کو

بعد ان کے ہوئے ہیں جتنے معبود
ہے وصف سے وصف ان کا افزود

اس وصف کو چھوڑ کر با آداب
کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب

اے افسر فرق سر بلنداں
سلطان شہان خود پسنداں

سر تاج شہان ہفت کشور
گردوں سہنشی کے اختر

سر دفت داوراں دوران
سر طبقہ سروران ذی شان

سر چشمہ بخش و مروت
مجموعہ الفت و محبت

آب دور بحر تاجداری
نگ گل باغ شہر یاری

خورشید سپر بادشاہی
خوشبوئے گل جہاں پناہی

آرائش تخت ارجمندی
زیبائش تاج سر بلندی

ہو فضل کا سامری کے سایہ
ہم مرتبہ فلک ہو پایہ

تحریر کریں یہاں کا کیا حال
ہر ایک بشر کا ہے برا حال

بدلی ہوئی یاں کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کی تاب میں اجل ہے

ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر میں شور جابجا ہے

طوفان عظیم تر اٹھا ہے
خشکی میں جہاز ڈوبتا ہے

**

ایسی ہوئی دفعتہ ہے ہلچل
اشراف حزیں ہے شاد ازول

عیار کچھ ایسے ہیں مسلماں
بدگوہر و بے حیاؤ ناداں

کچھ چھوکریاں ہمارے یاں کی
بہکا کے شریک کی ہیں اپنی

اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آتی
وہ ہم سے مقابلہ ہیں کرتی

ذرے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئیں ہے چڑھائی

پشتے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیماں
کب ہمسر دیو ہو گا انساں

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہے پشت زمیں کو اوج کا دھیاں

2 **

بڑھ جانے کا چرخ سے ہے ارماں

ازراہ عنایت و نوازش
میں نے نہیں جنگ کی ہے خواہش

جس روز آفتاب میرا ہو گا
سن لینا جو حال ان کا ہو گا

دم بھر میں ملے گا خاک میں نام
جز خواب عدم کہاں پھر آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اس واسطے سب لکھی حقیقت

سنتا ہوں کہ ایک و زو عمرو نام
پہنچا ہے تمہارے پاس ناکام

بد دین ہے مفتری ہے مکار
کر لینا اسے وہاں گرفتار

جو ہم ہیں وہ تم ہو فرق کیا ہے
آپس میں فساد کب روا ہے

سب نے بہکایا تھا بہت کچھ
غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ

3 **

اک سیل فنا وہاں پہ جاتی
میں کیا آتا قضا ہی آتی

اگلی الفت جو یاد آئی
کی حلم نے غیظ پر چڑھائی

رو کا لشکر بھی خود کو ٹھہرا

تم کو الطاف نامہ لکھا

لازم ہے تمہیں بھی مشفق من
بننا تم بھی میرے نہ دشمن

فی الفور عمرو کو بھیج دینا
بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا

ہے مجھ کو یقیں کہ تم بھی اے یار
الفت کی ہو رسم سے خبردار!

ہو صاحب حلم و صاحب ہوش
آئے گا محبتوں کا کچھ جوش

دشمن کو ہمارے قید کر کے
احسان ہم پر نیا کرو گے

بس ختم ہے اشتیاق نامہ
چلنے سے رکا کمیت خامہ

رفعت پہ رہے ترا ستارا
آباد رہے طلسم سارا

یاہ نامہ منشی ندرت طراز نے لکھ کر شاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کر کے طوف بہ کیسہ زریں فرمایا اور ایک ساحر ذی مرتبہ کے حوالے کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے۔ پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا۔ اس نے فرمایا: "تو اس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہے' بلکہ اس راہ کو اختیار کرنا جہاں مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہیں اور دو پتلے درخت پر بیٹھے ہیں۔ جب وہاں پہنچنا تو کہنا کہ میں نامہ شاہ رواں لاتا ہوں۔ وہ پتلے تجھ کو بہت جلد پاس کوکب کے لے جائیں گے ادھر سے کہ جدھر سے عمرو گیا ہے۔ جانے میں عرصہ ہو گا۔"
غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا' نامہ درار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اس کا بیان آگے ہو گا۔ بعد جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا کے پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا! "اے خاتون من نامہ کوکب کے پاس میں نے بھیجا ہے جو آپ آئے تو اسد کو قتل کروں۔ تم جب تک مصور سے کھو یا مرشد آپ کب تک چلہ میں رہیں گے لازم ہے کہ ان نمک حراموں کو سزا دیں۔ یقین ہے کہ مرشد زاد سے جنگ کر کے سب کو غارت کر دیں اور میں بھی ساحران نامہ مذکور عقت میں بھیجوں گا اطمینان رکھو۔"
یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے میں باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی میں کرنے لگا۔

ادھر ملکہ حیرت کے پاس جب نامہ پہنچا پڑھ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کار بند ہوئی۔ ان کو تو اس حال میں چھوڑیئے مگر اب حال ملاقات عمرو اور بران سنئے۔

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی
میخواروں سے کچھ سے وعدہ ساقی

مہمان کی چاہئے مدارت
دل توڑنے کی نہ کیجئے بات

میخانہ برنگ آسماں ہے
جس جا دیکھو نیا سماں ہے

شیشے مے سرخ کے چنے ہیں
سیخوں پہ کباب بھن رہے ہیں

بھٹی پہ ہیں بادہ خواروں کے ٹھٹ
کھوئے ہوئے ساقنیں میں گھونگھٹ

آنکھوں میں ہے نشہ سب کے چھایا
دل میں ہے نیا مزا سمایا

پھرتی ہے نگہ میں صورت یار
ایسے میں غضب ہے ہجر دلدار

منہ دختر رز بہت لگی ہے

میخواروں سے ہوتی دل لگی ہے

پیمانے بھی رہیں گے منہ پر چڑھتے
قہقہہ قہقہہ میں شیشے کرتے

ساقی تجھ سے ہے چشم امید
میں ذرہ ہوں لطف تیرا خورشید

مے پی کے ترا ہوں میں ثناخواں
بلبل کی طرح ہوں نغمہ سنجاں

ایسے میں نہ مجھے کو بھول جانا
کیفیت میکدہ دکھانا

اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم
ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم

تاکیں جو درخت رز کو آ کر
ہو لیا خفا ہمارے اوپر

رصل نبت الغب تو ہو گا
پی جائیں گے سن کے جو کہے گا

صہبائے خوشی سے مست ہو نمیں

' **

توبہ کب مے پرست ہوں میں

ہاں پیر مغاں وہ مے مجھے دے
تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے

وہ جام پلا دے رند کو آج
جو نشہ کے اوج کی ہو معراج

بیعت کرے مجھ سے آ کے زاہد
میخواروں کو پھر کہے نہ فاسد

سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد
بس آیہ واشر بوا رہے یاد

دے پھول تو مجھ کو جام گل میں
افسانہ لکھوں سور مل میں

زرر شجر ابر خوش بیانی
سیراب شور و گل معانی

زیبائش و ہندگان کا شانہ مہمانی و زینت افزائے فسانہ دعوت و میزبانی محفل آرائیاں' افسانہ بیان و انسانہ سرازاں سبادر زبان۔ بیاوری خامہ میزبان تسر مضامین کو مہمان تحریر سے اس طرح رونق آگیں فرماتے ہیں اور الفاظ معانی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت یوں بٹھاتے ہیں کہ گل گلزار تیاری و رونق بوستا سرازی یعنی عمرو بن امیہ ضمری اسی باغ میں چور کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہے۔

لیکن برآن جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرایش کرا کر سوار ہوئی۔ اس کے سوار ہوتے ہی تمام ناظمان در بند طلسم بھی سوار ہوئے۔ مثل ان کے

کہ طولان بن قاہر ماہی خوار' طوفاں آسماں نشین توسن بن خرسان سنگ انداز مزی بن نعمان کوہکن' ترسان بن خونخوار روئیں تن' بطور گن آزار اژدر خوار' کلال بن قہر حرس دندان ازرین کو پیکر نیل سوار' مرزا ابن قابن زلزلہ قہر کن توس بن مانوس شیرا فگن ملکہ نسیم صہبائے شدہ چشم' نحمتی بن کوہ فیل پیشانی' ملکہ یاقوت گد دندان' ملکہ شیریں دہان نیشکر لب ملکہ سنبستان گیسو دراز' ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو وغیرہ۔

غرض کہاں تک بیان کیا جائے کئی ہزار نام و ناظمہ سوار ہوئیں اور ملکہ آ کر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزان وزیر کو بھیجا کہ جا کر خواجہ کو سوار کر کے سیر دریاؤ دشت دکھاتا ہوا لائے۔

وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران مامی کے تخت رواں لے کر روانہ ہوا ادھر عمرو مشتاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو آتے دیکھا۔ پس جلد بام سے اتر کر بارہ دری میں آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ تاج لعل و گوہر سر پر رکھا۔ یاقوت کا کنٹھا گلے میں پہنا کہ ہزارہا چاند اس میں نصب تھا۔ ستارے الماس کے قبا میں جڑے تھے۔ دیدہ خورشید کو خیرہ کرتے تھے۔

غرضیکہ جب اس طرح آراستہ ہو چکا اس چور کو بھی خلعت پر ز ردے کر مطلع کیا۔

اس اثنا میں وزیر درباغ آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ میں داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آ کر دست بستہ التماس کیا: "ملکہ دوراں مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آ کر ٹھہری ہیں امید وار ہوں کہ آپ بھی سوار ہو کر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دیں۔"

یہ سن کر عمرو مسکرایا اور پھر بی تکلف اٹھ کر ہمراہ وزیر آیا۔ دیکھا کہ ہزاروں کنیزان مہ پارہ اسباب ترک لے کر کھڑی ہیں۔ تخت رواں جواہر نگار موجود ہے۔ ساحران نامہ

بھر اسقبال حاضر ہیں۔ ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور نذر لے کر چلے خواجہ نے کہا:
"یہاں کی نذر ہم نے معاف کی۔ قلعہ میں پہنچ کر نذر لیں گے۔"

غرضیکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا۔ سواری آگے بڑھی جلو میں ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی۔ زرد گوہر نثار ہونے لگا۔ نقیب صدائے طرقوا دینے لگے۔ دشت لخلخوں کے لوٹوں سے اور شمیم عنبر و اگرد عود سے بسان زلف مہوشاں مہکنے لگا۔ گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ شرم سے گلرخوں کو عرق کوتا ہوا وہاں ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو بساتی تھی۔ باغ میں جاتے ہوئے اتراتی تھی۔ پھولوں نہ سماتی تھی۔ جس قدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زرد جواہر کا ہر جگہ انبار تھا۔ اٹھانا لوگوں کو دشوار تھا۔

برابر کھڑے تھے سوار
ہزاروں تھی واں ہاتھیوں کی قطار

سنہری روپہلی وہ عماریاں
شب و روز کی سی طرحداریاں

چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان
سواروں کے غٹ اور پیادوں کی شان

ہزاروں ہی اطراف میں پالکی
جھلا پور کی جگمگی نالکی

کہاروں کی زربفت کی کرتیاں

0 **

اور ان کے دبے پاؤں کی پھرتیاں

بندھیں پگڑیاں تاش کی سربسر
چکا چوند میں جس سے آئے نظر

وہ ہاتھوں میں سونے کے موٹے کڑے
جھلک جس کی ہر ہر قدم پر پڑے

وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں
وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سماں

وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی
قدم باقدم بالباس زری

بجاتے ہوئے شادید نے تمام
چلے آگے آگے یونہی شاد کام

سوارو پیادہ صغیر و کبیر
جلو میں تمامی امیرو وزیر

مرصع تھے سازوں سے کوئل سمندر
کہ خوبی میں روح القدس سے دو چند

چلے پایہ تخت کے ہو قریب
بدستور شاہانہ تپتی جریب

**

غرض اس طرح سے سواری چلی
کہے تو کہ بار بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہنچے۔ یہاں مور پنکھیاں اور بجرے جواہر کے پڑے تھے۔ چنانچہ تکلفات یہاں کے اول بیان کئے گئے مگر لکھنا باعث طول فسانہ ہے۔
غرضیکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤس لگا ہوا تھا۔ عمرو اس پر رونق افروز ہوا۔ گرد تمام کشتیاں اور بجرے شہزادیوں کے اور بیچ میں خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا۔ پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیاں چاندی کے پتر کی طرح چمکتی تہ آب نظر آتی تھیں۔ غوطے ادھر ادھر لگا جاتی تھیں۔ آگے چوبدار کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے۔ کنارے کنارے سوارو پیدل چلے آتے۔ اسی طرح جب اس پار پہنچے۔ ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی۔ ایک حور گلزار جناں کو پردہ دینا پر دیکھ کر تعجب کیا اور صورت دیکھ کر درود پڑھا۔ پھر آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا ادھر ملکہ نے سر اپنائے سلام جھکایا۔ اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا۔ پھر زبان مدارت بیان کو صفت و ثنا اور دعا نے بزرگانہ میں وا کیا گوہر سخن کو اس لعل درج شہر یاری پر سے نثار فرمایا۔

دعائیں لگا دینے بے اختیار
کہا خوش کرے تجھ کو پرور دگار

کہ تیری خوشی سے ہے سب کی خوشی
مبارک تجھے روز و سب کی مہی

نہ آئے کبھی تیرے خاطر یہ میل
چمکتا ہے جب تک فلک پر سہیل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے ویران فرمایا۔ سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخرہ پر پہنچایا۔ زہے نصیب اس سر زمین کے جس پر قدم فلک رفعت آپ کا پہنچے اور خمیے اوج بخت اس صاحب خانہ کا کہ جس گھر میں حضور رونق افروز ہوں۔

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کر کے پھر دونوں سوار ہوئے اور اسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے در شہر نظر آیا۔ اس کو بہتر از روضہ جناں پایا۔ دروازہ طلائی لگا۔ اس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا۔ چار دیواری شہر کی صفا میں میں بہ ازماہ داختر تھی۔ بلندی دروازے میں سد سکندری تھی شکار گاہیں اور تصاویر بوقلموں بدستیاری مصوران چابکدست اس پر منقش تھیں گویا بولا چاہتی تھی۔ پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت میں اس کو دیکھ کر منہ چھپاتا تھا۔ تارنگاہ رگ سنگ بن کر وہیں رہا جاتا تھا۔ نگاہ ناظرین اس کی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیاں پتھرائی جاتی تھیں۔ بلکہ اس کی آب و تاب میں ڈوبی نظر آتی تھیں۔

موج دریائے نور دیوار
عکس رخسار حور تھی دیوار

دروازے پر بھی ہزاروں ساحروں کا مجمع تھا۔ ملکہ کے آتے ہی انہوں نے جھک جھک کر تسلیم کی۔ سواری داخل شہر ہوئی۔ اس شہر کا کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آ گئی۔ جب وہاں کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک خشت ہر ایک روزن کا اس کا حلقہ چشم خوب رو دیا تھا۔ ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا۔ طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازاریں ہر طرف ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانیں غرفہ ہائے جنان سے ہزار درجہ سوا دکاندار رشک مشتری زہرہ شمائل ہر ایک فلک قدر و بسان بدر کامل ہر طرف لین دین میں مشاغل اجناس گراں بہا اور اشیائے **

نادرہ روزگار و بے بہاد گرانما کا کیا وصف کیا جائے قیمت ان کی ایسی نہیں جو کوئی نام لے کہ۔

مثل بازار مصر ہر بازار

یوسف وقت ساکناں و یار

شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا
گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا

شادمانی سے اہل شہر تمام
محو عشرت تھے صبح سے تا شام

حسن میں ہر ایک ماہ جبیں
غیرت بعتان لندن و چین

ہر طرف شعلہ روسمن اندام
شکل طاؤس و کبک گرم خرام

واں تو بیکار آسمان کا ہے دور
گردش چشم مہاشان کا ہے دور

جو کہ محمل نشین سے لیلیٰ ہے
ایک معمورہ تجلی ہے

حاجب مہر و ماہ نہیں واں ہے

پھول والے گلے کا ہوتے ہیں ہار
کوچہ کوچہ ہے کوچہ گلزار

ہے ہر ایک گل فروش البیلا
پھول والوں کا دور ہے میلا

کیا کھری صورتوں کے ہیں صراف

دلبری کے چلن میں ہیں حراف

کس غضب کی نگاہ رکھتے ہیں
خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہیں

ہیں طرحدار کتنے میوہ فروش
پستہ لب پہ ان کے ہجر یہ خروش

جان دیں لے کے شاہدان چمن
بیچ ڈالے ہیں سیب سیب ذقن

رشک لیلیٰ ہے ایک اک کنجڑن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن

دلفریب ان کا ہے غضب جوبن
ناسپاتی ہے ان کا سبھی ذقن

بانکی بانی ادا غضب باتیں

وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتیں

جب کہیں بیچنے نکلتی ہیں
دل کو تلووَں سے ملتی چلتی ہیں

ہر گھڑی کہتی ہیں وہ غمزدہ سے
گھاتے میں ہیں انار پستان کے

سب کو بن جوکھے چیز دیتے ہیں
ہم تو نظروں میں تول لیتے ہیں

بھنگ نوشوں کی اک طرف ہے بہار
ساقنوں کی دکانیں ہیں گلزار

شام سے صبح صبح سے تا شام
نشے بازوں کا جمگھٹا ہے مدام

دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
بے سری ایک اک الاپتا ہے

کہتے ہیں ساقنوں سے ساغر نوش
ہم کو بھی کر دے جان من بیہوش

دید و دید بھی ادھر ہو جائے
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے

گہ بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
بھنگ نوشوں میں گاڑھی چھنتی ہے

ساقنیں حقے جب پلاتی ہیں
عاشقوں کے دھوئیں اڑاتی ہیں

نشہ باز اک دم لگاتا ہے
ایک مخمور غل مچاتا ہے

بی بی ساقن کے دم کی خیر رہے
ہم ہی محروم دم بغیر رہے

ایک جانب کھلا ہے بزراہ
ان دکانیں ریزے ہیں کیا کیا

کسی بزازے سے کہیں یہ حال
در گھڑی تلک جھگڑتے ہیں دلال

سیٹھ جی اتنے آڑے ترچھے نہ ہو
واجبہ نین سکھ کا مول کرو

چھی دینا دلائے گر بھگوان
نفع بھر کھانے میں کیا نقصان

کہیں گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی

مشتری آپ سے سوا ہے کوئی

پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
ہاتھ کی آپ ہی کے بھنی ہو

کتنے شیریں ادا ہیں حلوائی
مثل شیریں ہیں ان میں رعنائی

چاشنی گیر عشق خود بھی ہیں
باتیں قند مکرر ان کی ہیں

شیرہ جان کی وہ مٹھائی ہے
جس نے کھائی ہے جان پائی ہے

وہ شکر پارے ایسے ہیں شیریں
چاٹ لے ہونٹھ کاٹے گر شیریں

ہر دکان رشک نان نعمت ہے
جان سرمایہ حلاوت ہے

تھال ہیں مہر و مہ سے روشن تر
رشک تار شعاع مہر چنور

کس قدر خوشگوار حلوا ہے
صاف لذت میں من و سلوا ہے

دل عاشق ہے ایک ایک جرس
ہے وہ زنجیر رشک تار نفس

غل مچاتے ہیں خوانچے والے
دیکھ پچھتاوے گا نہیں کھالے

ذی حلاوت بہت کرار ہے
منچلوں کے لئے بنایا ہے

ہونٹوں سے ٹوٹے خستہ ایسا ہے
شوربہ بوسہ صدا سے پیدا ہے

نوجواں نوجواں پری سقے
ابرو ابرو دلبری سقے

وہ مصفا سڑک وہ ان کا جماؤ
آب گوہر کا چر سو چھڑکاؤ

رات دن جمگھٹا ہے میلا ہے
قمر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضیکہ شہر کی آرائش و تکلفات ملکہ دکھاتی ستر سو نازنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبزہ پوش دست چپ کی طرف چنور بال ہما کے لئے مروجہ جنبناتی کرتی ہوں ہوں سامنے سے گزری ہزار غلاماں زریں لباس اگر سوز ہاتھوں میں لئے رواں یہ سامان دیکھ کر فلک پر حیران در و بام پر زن دمرد کا ہجوم تماشائیوں

میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ زر و جواہر
خواجہ پر سے لٹتا قدم باقدم سواری روانہ۔
اب کیفیت سنیے کہ برآن تو عمرو کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری برآن جو اصلی ہے
وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہاں تک کہ سواری
جلوہ خانہ بادشاہی میں داخل ہوئی۔
عمرو نے ایک مکان رفعت میں برترانہ آسمان دیکھا کہ جس کا ہر منزلت میں تارک چرخ
چہارم سر اونچا کئے تھا۔ ہر کنگرہ اوج میں کرسی کا پہم پایہ تھا۔ ہر ایک دیوار معمار
عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں اوج مراتب دانشمندانہ کے مرتبہ سے برتر زمین صاف
و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر روبرو اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویاں
اس کے مقابل کہاں ارض جناں کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیاں ہر سمت کمرے
اس میں تعمیر تھے۔ سربزہ بے نظیر تھے۔ چمک دمک میں بہ ازماہ منیر تھے۔ فرش ستھرا
اور صاف بچھا تھا۔ اسباب ساہانہ سے ہر کرہ تھا کہ۔

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں
صدقے کیجئے نگار خانہ چین

شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون
صورت سرد باغ تھے موزوں

کھڑکیاں تھیں دریچہ جنت
درجہ درجہ حد سینسے جنت

واں کے پردوں کوس سے نسبت دروں
پردہ چشم عندلیب لکھوں

گوش عشاق کے ہیں وہ پردے
چشم مشتاق کے ہیں وہ پردے

ہانڈیاں تھیں سباب نہر چمن
کنواں انجم کی طرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام محلدار حاضر تھی کہ اس کا دوہ توند کا نکلا ہوا اور پائجامہ و کرتا سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کا عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے ہوئے اور بلور کا عصا ایک ڈال ترشا ہوا تھا کہ کھڑی ہو گئی اور ایک کشتی جس میں کئی سو الماس کے اور یاقوت کے نگینے تھے۔ خواجہ کو تسلیم کر کے نذر دی قرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مردے نے اٹھایا سواری انداس قصر دارالمارہ کے دار ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت طاؤس کئی سو زینے کا تھا۔ گرداس کے کرسیوں اور اور و گلہائے جواہر نگارہ کا دوہ بندھا تھا فرش قاقمم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا۔ اور جملہ شاہزادیاں اور کار پردازاں سلطنت ان رنگوں پر متمکن یہ وہ سب شہزادیاں ہیں جو طلسم میں کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ داریں فی الجملہ یہاں جو شہزادیاں کئی سو حاضر تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہ نگاہ و ملکہ گوہر مدراں زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک وہاں کاکل کشا و خش اندام یاقوت پرش و ملکہ سلیمان زریں ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم ملکہ خوب رنگ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان شور افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشاد ملکہ ہزن پوش تاجدار و ملکہ' ماہ رخسار خوش ادا ملکہ ہوائے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب آبرو و ملکہ سوار چشم ملکہ مجر تاجدار و ملکہ

**

عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و مکہ فیروز رخ و ملکہ سر کشی و ملکہ فرجام و ملکہ اقار
و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مردایدو و ملکہ گوہر بدن و ملہ اقداس بن القارس و
محک و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ غدار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت ماندو کاہن
جادو کہیں جادو قاقم جادو ارقم جادو امر من جادو' امثال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب نے
تعظیم کی اور نذری دی خواجہ نے نذریں قبول کیں اور لے کر زنبیل میں رکھتے گئے
سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ لے جا کر کہاں غائب ک دیتے ہیں حاصل
مرام اب جو سواری آگے بڑھی اس طرف بران اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا
اور نیچہ سرحر ہاتھ میں لیا۔ سوا سو کشتی بھر نذر ہمراہ لے کر تابہ دروازہ پئے استقبال
روانہ ہوئی۔ ادھر دارلامارہ میں تخت کے پیچھے کی طرف مفسرا کا دروازہ اس کا پردہ زنبوری
چرخی پر کھچی اس وقت مرزان و وزیر نے دست بستہ عرض کیا حضور ملکہ و دوران تشریف
لاتی ہیں۔ اگر مناسب جانیے تو اتر پڑیے عمرو نے دل میں کہا کہ بران موجود ہے اب
کونسی ملکہ آتی ہے۔ یہ سوچ کر جو پھر دیکھا بران نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا یہ الوالعزمی
ملکہ نے تجھے دکھائی تھی کہ شبیہ اس کی تجھے لینے گئی تھی اب وہ تابہ دروازہ از خود
آئے گی یہ قصور کر کے ہوا دلر پر سے اترا تھا کہ یکایک ملکہل مع سترہ ہزار نازنین
گلی اندام کے بسان مار چہار وہم ساطع ولامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بھر سلام اس تیر
قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا۔ عمرو نے اپنی بیٹی کہہ کر قریب پہنچ کر سر سینہ
سے لگایا اور فرمایا کہ تم نے کیوں تکلیف کی' میں تو آیا ہی تھا۔"
ملکہ نے وہ سوا سو کشہ نذر دی۔ عمرو نے ہنس کر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ
و جواہر وغیرہ نکالا کہ ملکہ پر سے نثار کیا۔ ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع
کیا کہ آپ کی بزرگانہ مجتبوں کا میں کیا شکر ادا کروں اور کون سی زبان لاؤں۔ ملکہ
کی یاجن کی جس سے صفت و ثنا کروں۔"
عمرو نے یہ کلمات تحسین سن کر کہا: "اے ملکہ کچھ اوصاف حمیدہ کو میں نے تمہارے

سنے تھے اس سے کس درجہ اور تعداد یکو شمار و حساب میں لاؤں کہ جس سے زیادہ بتلاؤں۔"

المتصر باہم کلمات صفت و ثنا کر کہہ کر ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور لے کر اندر چلی۔ ہزار ہازن و مہر طلعت الماس پوش و زمرپوش مروجہ جنبہاتی کرتی ہوئی ساتھ تھیں عمرو نے جیسے ہی قدم محل میں رکھا گویا زندہ بہشت بریں میں داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگا ہے۔ پھلا پھولا ہے چمنشتان جواہر کا سراسر پر بہار لگے ہیں۔ روح کو تازگی بخشتے ہیں ہر پھول وہاں کا داغ وہ خاطر رضوان نظر آیا۔ ہر ایک درخت اشجار گلزار جناں کی عمدگی میں شاخسانے نکالتا تھا۔ سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف رسا کا حوصلہ سب ایک جا جمع ہو گیا ہے یا تار نظر شورید گان گیسوے جانان اکٹھا ہیں۔ درخت ساؤنی کے اس طرح پھولے تھے کہ تھالے ان کے شاہدان گلابی پرش کے مہندی ملنے کے طاس تھے۔ نرگس نہ تھی چشم تماشائی بصد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرفہ بوباس تھی۔ سرد ہر ایک ستون کہ زمردیں قصور بہت تھا۔ باغ شداد رو برواس بوستان کے سراسر زشت تھا۔ غنچہ یہاں کے دل و تنگ نہ تھے۔ زر و گل مٹھوں میں لئے لٹانے پر تیار۔ گوش گل ناشنوا نہیں' بلبل کا فسانہ ان کے کان کو درکار گلوں کی ہنسی موج تبسم غنچہ وہان و رنگیں لبان کو شرماتی سوسن کی اوداہٹ مسی نالیدہ لبوں نازک دہنوں کے دھوئیں اڑاتی۔ برگ سبز پر اور دھے پھول کا وہ جوبن تھا' جیسے زمرد پر نیلم جڑا تھا۔ بزم رنگیں لباں کو سوسن نے مجلد حیران خطاب دیا تھا۔ نہریں یہاں کی تسنیم و ما معین کی تعین تھیں لب گردانیں ان کی رنگیں تھیں۔ اس طرح اتر کر موجیں چلتی تھیں کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے ان کے ہزارے کا آب افشاں اور اس کا پانی سنگ سرخ یاقوت حمراہ پر گرتا یا پانی بھر کے فراق میں اشک خونیں روتا سامنے بارہ دری بنی تھی۔ واقعی طلسم تھی آگے اس کے نمگیرہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اس میں فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات و جواہر آگیں بصد فرد نمکین سجا تھا۔

یعنی خواجہ کو زیر نمکیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکشی کیا۔ اس وقت کل ناظم طلسم اور شہزادیاں جو یہاں آنے کے لائق تھیں۔ ان کی نذر گزری اور عرمو پر زرد جواہر کے طبق نثار ہوئے۔ خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیاں جو دست بستہ سامنے کھڑی تھیں۔ عمرو نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا: "ان کو حکم بیٹھنے کا ملے۔"

ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیوں پر جلوہ پر جلوہ گر ہوئیں اور ساقیان مہ جبیں پیمانہ جواہرین لئے حاضر ہوئے۔ کشتیاں شراب مصنفا کی لائے۔ ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا: "یہ بادہ محبت ہے۔ اسے نوش فرمایئے۔ میرا رتبہ بڑھایئے۔" عمرو نے زبان پے غدار کھولی اور کہا: "اے ملکہ میں نشہ بادہ زہد سے مخمور ہوں شراب پینے سے معذور ہوں۔"

ملکہ ازبسکہ صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہو چکی ہے سمجھ گئی کہ مجھ کو ساحرہ سمجھ کر شراب نہ پئیں گے۔"

پس ی تو مطیع السلام ایراج کے پاس ہو چکی ہے چپکے سے کان میں عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کریں۔ میں مطیع اسلام ہوں۔ اس لئے ظاہر نہیں کرتی ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میں بدنام ہوں۔"

عمرو یہ سن کر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے لبیک جرعہ ورکشید کیا۔ پھر تو دور جام و مادم و متواتر چلے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا۔ سر ایک کاسہ سر جم بنا۔ اس دور میں سے ایک پیمانہ بھی اگر پیر گردوں کو مل جاتا' تو ہمیشہ سر خوش رہتا۔ طرز جفا بھول جاتا۔ اس عشرت کدہ کے روبرو بزم جم صحت فقیرانہ تھی۔ عجیب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی۔

○○○

• شہنشاہ کوکب

مغنیاں خوش جمال و زہرہ پیکر و ناز نینان حور تمثال و ترنم ریز قانون وہی در باب و وچنگ ودف وائرہ الگوزہ وغیرہ سب ساز درست کر کے اس گت سے سجائی تھیں کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھیں۔ کوشک سے بزرگ تک عشاق ناہید سرا بنا تھا۔ جوگیاں بے راگ اختیار کرنے میں جنگلے کی دھن دل کو تھی۔ دماغ میں مستی نے ٹھیکہ کھایا تھا۔ رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی ٹکٹی بندھی تھی گویا منہ توڑے لیتے تھے۔ پیر چرخ اپنی اپنی گردش بھولا تھا الٹا ناچ ناچا تھا۔ عوض رنج دینے کے عشرت بخشتا تھا۔ پیمانے ہنستے ہوئے ہاتھوں پر ناچتے پھرتے تھے۔ مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تان سین کے گانے کہ مدھم بناتے تھے۔ بیجوں اسی گانے کے خیال میں باورا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجدار ہیں آ کر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا چھلنا وہ بھی اندازہ رقص آج تک بتاتا ہے کہ۔

عجب جلوہ حسن جانا تھا
کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا

نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ
کہ جو آجھ اس بزم عشرت کا تھا

لگے بجنے قانون و بین و رباب
کھلا عیش و عشرت کا ہر مست باب

ہزاروں قمر چہرہ زریں جمال

فن موسیقی میں بہت باکمال

دف ونے بجاتی تھیں یوں اس گھڑی
کہ ناہیدہ چرخ غش ہو گئی

وہ دیپک کا راگ ایا تھا لاجواب
فلک پر تھا سوزاں دل آفتاب

دل زہرہ چرخ میں آج تک
پڑی شعلہ و راک کی وہ چمک

کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال
تو ساعت میں زہرو کے ہو باکمال

وہ محفل کے پیانے کا گھومنا
لب رندمے نوش کو چومنا

بط مے لگانے لگی قہقہے
وہ آپس کی چہلیں تھیں وہ چہچہے

وہ تھی برم کچھ ایسی آباد شاد
کہ آتا ہے فردوشی کا قول یاد

بدو ساقی نوش اب جام جم

6 **

کہ بزد ایداز دل زمے رنگ غم

ازیں پنج شین روے رغبت متاب
شب و شاہد و شہد و شمع و شراب

کہ امروز رو زیست بافر و داد
کہ از میہمان ہس بران شاد

بیا راست ایوا نہا چون بہشت
گلاب دمے و مشک و عنبر سرشت

فشاندند بر سر ہیں مشک و زر
کہ شداز گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضیکہ اسی جلسہ نشاط آگیں میں عزیز داران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہنچ کر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے۔ انھیں لوگوں میں عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنزان مہ جمال اور انیسان مہر تمثال کے بیچ میں جیسے جواہر معدن یا نور کے ہالے میں قمر ہوتا ہے۔ قریب آئی۔ کوئی پانچ برس کاسن رکھتی ہو گی مگر حسن میں متاع خوبی و گرہر گنجینہ حسن و محبوبی تھی گھتیلا جوتا پہنے گلے میں کرتا آب راں کا پائجامہ ے پائنچے چھوڑے روال ناک پونچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالوں کی مینڈھیاں گندھیں ناک میں بلاق پڑا۔ آنکھوں میں کاجل گہرا گہرا لگا۔ گالوں تک یہاں ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے امی' امی جان پکارتی ہوئی جب قریب بران آئی۔ اس نے گود میں اٹھا لیا اور کہا: ”میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی۔“

یہ سن کر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے جھک کر تسلیم کی پھر پلٹ کی بران کی گود میں بیٹھی۔ بعد لمحہ کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اس نے اس کو بچہ سمجھ کر گود میں اٹھا لیا اور پیار کیا۔ پھر ایک مشت بھر کر جواہر زنبیل سے نکالا' اس کو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے کھیلو۔ وہ ایک بار اوڑھنی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پونچھے بران نے رومال سے پاک کر دی اور وہ تتلا تتلا کر باتیں کرنے لگی کہ ہم کیا کریں کہ ہماری امی جان پاس یہ بہت ہے۔ واہ تم اس کے لالچی ہو۔"

وہ یہ کہہ رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اس کا منہ چڑھا دیا۔ اس نے بھی کھلائی کا منہ چڑھا دیا۔ کھلائی اب منہ چڑھائے جاتا ہے۔ موقوف نہیں کرتی۔ بران نے جلد سحر پڑھا کہ اس کھلائی کا وہ حال موقوف ہوا۔

اس لڑکی نے چاہا کہ پھر منہ چڑھاؤ۔ بران نے ملانچہ اٹھایا ہ سامری قسم مار مار کے تیرا بھرتا نکا لوں گی۔ مانتی نہیں' خواجہ بیٹھے ہیں ان کا کچھ لحاظ نہیں۔ ساری محفل درہم برہم ہوئی جاتی ہے تو نچلی نہیں بیٹھتی۔"

یہ غصہ دیکھ کر وہ لڑکی بسور کے منہ بنا کر گود میں بیٹھ گئی۔ عمرو نے پھر اس کو چمکارا اور ملکہ سے کہا: "آپ گھڑ کیسے نہیں کیا ہوا بچہ ہے اس نے منہ چڑھا دیا۔

بران نے کہا: "خواجہ آپ واقف نہیں ہیں۔ یہ بھتیجی شاہ کوکب کی ہے۔ بلکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہیں۔ یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیوں کے کھیل کا کرتی یعنی گردیاں کھیلتی ہے۔ منہ چڑھاتی ہے۔ مگر جو یہ کرتی ہے وہ ہی حریف بھی کرتا ہے مجھ کو ماں کہتی ہے۔ اس وقت اس نے کھلائی کا منہ چڑھایا اگر میں دفع سحر نہ کرتا تو وہ ہمیشہ چڑھاتا موقوف کرتی۔ اس لئے میں نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ گستاخی نہ کرے۔"

عمرو یہ تقریر سن کر حیران ہوا اور اس نے بران کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا: "میری

امی جان سچ بتایئے کہ یہ کون ہیں۔"
بران نے کہا: "یہ بیٹا یہ ریش ترا شندہ کا فران و سربندہ جادوگراں سارا خطاب لے کر خواجہ کا نام لیا۔
مجلس یہ بات سن کر اچانک کے گود میں عمرو کے جا بیٹھی اور کہا: "خواجہ موندی کاٹے افراسیاب کی تمہیں سے لڑائی ہے۔"
عمرو نے کہا: "ہاں"
مجلس نے کہا: "ہماری ایک لونڈی جنہیں جادو نامی وہاں بھاگ کر گئی ہے۔"
عمرو نے جواب دیا: "ہاں اس کی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے۔ ملکہ طلسم خطاب ہوا ہے۔"
یہ سننا تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی: "مالزادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہوں۔ لو موئی کو دن لگے ہیں۔"
عمرو نے کہا: "بیٹا جانے در گئی چیز کا رنج نہیں کرتے۔ بران نے کہا: "خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کچھ سحر ہم نے دس دس برس میں سیکھا۔ وہ اس نے شبانہ روز میں حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو۔
عمرو چپ ہو رہا اور مجلس نے اپنے گلے مالا اتارا اور ایک موتی اس چین سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تتلا کر سحر پڑھا کہ وہ دانہ بروئے ہوا اڑ گیا۔ بعد لمحہ بھر کے ایک پتلا زنجیر آتشیں ہاتھ میں لئے پیدا ہوا اور اس نے سامنے آ کر سلام کر کے عرض کیا: "مجھے کیا حکم ہوتا ہے۔"
مجلس نے جہا: "موئے میں تجھ سے کہتی ہوں کہ جلد جا اور جنہیں قحبہ کو پکڑ کر لے آ سنا تو نے میرے اچھے پتلے تجھے سامری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا۔"
پتلا اس کی باتوں سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اڑ کر چلا۔ بعد اس کے جانے کے پھر گانان ناچ وغیرہ کا آغاز ہوا۔
اس اثنا میں مشاہد زریں لباس شب نے زلف مشکیں نام کھول۔ برہم عالم میں آ کر جلوں گر ہوئی اور زینت طراز دہر نے کہکشاں سے مانگ عروس چرخ کی سنواری شام ہوتے

ہی تمام اراہ دری میں روشنی ہوئی اور باغ میں قنادیل مجوریں لٹکائی گئیں۔ سر پر چراغاں اپنا فروغ بہار دکھانے لگی۔ ہزوں میں کنول روشن کر کے ڈال دیئے۔ بجرے پڑ گئے۔

جلترنگ بجنے لگا۔ خواجہ کو لے کر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی۔ وہ سبز سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو گھروں پر عکس انگن تھے تو عجیب طرح کے گل بوٹے پانی میں نظر آتے تھے۔
چار آب منقش و رنگین تھی۔ شاہد آپ کی ہر سفت زیر سے تزئین تھی جہاں کہیں پانی گھومتا تھا وہاں کنول بھی گرد گھومتے تھے اس وقت کی بہار قاب دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کیئے گردش کھاتے تھے۔ کنارے کنارے کنیز ان در درگوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھیں۔ نوارے سرکشی پر آمادہ سرو قدوں کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے۔
غرضیکہ تا دیر سیر آب میں مصروف بجرے سے اتر کر بارہ دری میں آئے۔ یہاں سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مند زیر پر جلوہ گر ہوئے۔
یکا یک وزیر نے دست بسہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے سکم ملا کہ لاؤ۔"
آول کنزوں مہر دیدار سر دے کر روانہ ہوئیں اور مطبخ خانے سے خان کسا کر مہر سے وزیر داروغہ کے جب فاصلہ چلا سرد بجنے لگا اور تعریف ملکہ میں گنا شروع ہوا۔ مروجہ جنبانی ہر جوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے۔
غرضیکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا دستر خوان و اطلس کا بچھا پھر کاغذ یہ لطیف و گرنا گوں کو بہتر تو کر مکارا۔ پہلے نمک چیشی کے نئ خوان سب کھانے سے نکالے اور دستر خوان چنا گیا۔ پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا۔ بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط میں بیٹھے اس وقت دو ساحر معزز بروئے ہوا پیدا ہوئے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیاں طلائی تورے پوشش زر دوزی ان پر پڑے تھے۔ سامنے ملکہ کے پیش کیں یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہیں۔
بران نے تورے پوش ان کے اٹھائے۔ عمرو نے وہ جواہر جو کبھی دیکھا تھا ان میں پایا **

اور ایک نامہ بھی اس میں رکھا تھا اور موتی کے مالے انگوٹھیاں لال و الماس کے تاج گوہر نگار نور تن کے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے۔

بران نے وہ نامہ اٹھا کر پڑھا لکھا تھا۔ خواجہ نے جواہر پردہ قاف ملاحظہ کیا ہے۔ اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن میری جانب سے کہنا کہ اس تحفہ مختصر کو قبول فرمائیں اے فرزند! عمرو جس کو چاہے بادشاہ بنا دے۔ تم اس کی تعظیم میں کوئی وقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا میری خوشنودی اس میں ہے خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غور نہ کرنا خواجہ شہزادیوں سے کام لینا۔ سمجھتے ہیں اور ہزاروں شہزادیاں ان کی خدمت گزاری کی آرزو رکھتی ہے اور لکھا تھا کہ نامہ افراسیاب کا سحر طلسم جہاں مولسری کے درخت لگے ہیں پہنچ چکا ہے۔ اس کو طلب کر لو اور نامہ پڑھ کر جاب باصواب دینا۔ بس یہ نامہ پڑھ کر بران نے عمرو کو دکھایا۔ یہ بھی بہت خوش ہوا اور بران نے کہا: "جواہر یہ علیحدہ رکھ دو کہ میں خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دوں گا۔"

عمرو نے جو یہ کلام سنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوائے گی تو کشتیاں سونے کی پھر جائیں گی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے سے کچھ تعلقب و صرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہئے۔

یہ و کر گویا ہوا: "اے ملکہ یہ تحفہ ہمارے مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہے اس کو ہم رکھنے نہ دیں گے کہ یہ نشانی اس کی ہے۔"

یہ کہہ کر سب کشیتاں جال مار نذر زنبیل کیں۔ پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ میں نے رلطی کی جو کشیاں رکھ لیں تو میں نکالے دیتا ہوں تمہیں رہنے دو۔

ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال نہ کریں اور کشتیاں اپنے پاس رکھیں۔

عمرو نے کشتیاں رکھ لیں اور کہا: "اے ملکہ تم اور تمہارے باپ وہ خلق رکھتے ہیں کہ میں تعریف نہیں کر سکتا۔ اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہے میں بتلائے دیتا ہوں وہ پیام یہ ہے عمرو مفتری ہے اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہیں۔ اس کو پکڑ

کر یہاں بھیج دو۔

یہ بیان سن کر بران نے کہا: "خواجہ ہم آزماتے ہیں کہ نامہ میں یہی لکھا ہے یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہے تو واقعی آپ معاملات ملکہ مداری میں بہت رائے سلیم رکھتے ہیں

اور بادشاہوں کو اور اک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہیئے جیسا کہ آپ کو حاصل ہے۔"

یہ گفتگو کر کے ان ساحروں کو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خواب گاہ بہر خواجہ درست کرائی۔ پلنگڑی جواہرین پر بارہ دری میں خواجہ نے آرام کیا لخلخلے رکھ دیئے گئے کنیزیں چپی کرنے لگیں۔ ملکہ علیحدہ دوسرے درجہ میں آرام پذیر ہوئیں۔ وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گزر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ برب نواز دہر نے دائرہ آفتاب بصد آب و تاب غلاف خاورت نکالا اور کافہ فلک کی پیشواز ستارہ دار کو اتارا۔

دم سحر عمرو نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ ملکہ نے فواکہات کی ڈایاں بھیجیں۔ پھرا ہمراہ اپنے لے کر دارالامارہ میں آئی اور بعد مجرا و سلام کے کار پر وازان سلطنت کو حکم کہ کچھ ساحر یہاں سے سرحد طلسم پر جائیں اور نامہ دار افراسیاب آیا اس کو لے آئیں۔

بمجرد و حکم محکم ملکہ' ساحر روانہ ہوئے اور قاصد قریب درختاں مولسری پہنچ چکا تھا کہ ساحروں نے پہنچ کر عرض کیا کہ چلئے حضور میں آپ ہی کی یاد ہے۔"

وہ نامہ دار ہمراہ ساحراں بعلمات تمام اڑ کر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ میں پہنچا یہاں کی آرائش و زیبائش دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی۔ سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہے۔

غرضیکہ دارالامارہ شاہی میں جب پہنچا' یہاں کا کروفر دیکھ کر حیران کار تھا۔ یعنی عمرو برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزارہا ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طواف مہر لقا حاضر تھے۔ جلسہ انبساط مہیا تھا۔ قاصد بموجب قاعدہ۔ سم تعظیم و آداب کر کے آگے بڑھا۔ ملکہ نے ملکہ دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا۔ یہ فروکش ہوا۔ ساقی

کو اشارہ ہوا کہ اس نے جام دیا۔
نامہ دار ساغر پیا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا: "میں نامہ دار ہوں۔"
ملکہ نے کہا: "لاؤ نامہ کس کا ہے۔"
قاصد نے کہا: "یہ نامہ شاہ جاوداں مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ میں نامہ دوں اور جواب لوں۔"
ملکہ نے چاہا کہ ان باتوں کوا جواب سخت دوں مگر عمرو نے کہا: "اے ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اس کے مالک نے کہہ دیا تھا ویسا بجا لایا۔ آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیدیں۔
یہ کملہ عمرو نے اس لئے کہا کہ قاصد کوکب کے پاس جائے اور دیکھو کہ اس نے کیا جواب دیا۔ اس کا مافی الضمیر بھی دریافت ہو جائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی۔
غرضیکہ ملکہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک غرضیکہ خواجہ کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے۔ اس لئے قاصد امیدوار باریابی کے کہنے آپ کو لکھا ہے۔ اس لئے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سنا چاہتا ہے۔ زیادہ حد آداب۔
یہ عریضہ ایک ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہاں سے حالی دریافت کر کے کوہ فیروز پر پہنچا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے نامہ دیا۔ شاہ نے پڑھ کر تحریر کیا: "اے فرزند نامہ دار کو بھیج دو۔"
ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ مجری دیا۔ اس نے چند ساحروں کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کر دیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہو کر مصروف بہ عیش ہوئی۔
لیکن قاصد جب کوہ فیروز پہنچا دیکھا کہ کوہ سب فیروز کا ہے اس پر کوسوں تک سبزہ ہے۔ پھولوں کی بہار ہے۔ گھاس زمرد کی گلی ہے۔ اس پر پھول الماس و بلور کے ہیں سراسر نور کے بیچ میں ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہے۔
نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفریں مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے

اس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے سائبان زر بفتی کھنچے تھے اور ہر جنگلے میں
کرسیاں جواہر کی بچھی تھیں۔ ان پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے ہوئے رکھے تھے۔ ان

بنگلوں سے جب اور آگے بڑھا۔ ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اس کی توصیف
اگر لکھی جائے تو داستان ناتمام رہے۔
اس بارہ دری میں تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار سرداران ذی وقار
کا دورہ بندھا ہزارہا غلام زریں لباس حاضر تھا۔
نامہ دار نے یہ کروفر دیکھ کر مجرا گاہ پر ٹھٹھہ کر سر جھکایا۔ مردہے نے شاہ ساحران
بادشاہ مہابل سلطان جہان قاصد افراسیاب نگاہ روبرو کہا۔
بادشاہ نے سر اٹھایا۔ قاصد نے مجرا کیا۔ آنکھ سے سلام کیا۔ پھر اشارہ نزدیک آنے کا
کیا۔ قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا۔
شاہ نے دست زبردست نے منشی کے حوالے کیا۔ منشی جادو طراز پڑھنا شروع کیا۔ جب
سب حروف بحرف پڑھ چکا۔ بادشاہ عالی منشن مضمون پر مطلع ہو کر چیں برجبیں ہوا اور
قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کئے۔ دست ناقبول دراز کیا۔ پھر نامہ دار کو دنگل
آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا۔
قاصد سلام کر کے بیٹھا۔ بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف
سے اس خط کے جواب میں ترقیم کر دو۔ مضمون اس کا پر مذاق ہوا اور سرنار خدائے
نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ میں اہل سلام نہیں
ہوں مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور
پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہے گا۔ راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس
سے بہتر تدبیر اور نہ ہو گی۔
منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سوا دیدن زحل کو دوات میں حل کر کے پارہ
حریر پر ایک نامہ بصد توقیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا۔

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری
کیے دیا ہوا پر جس نے جاری

رواق گنبد خضرا میں اس نے
کئے روشن چراغ ہیں اختروں کے

کیا پرنور اس خاک سیہ کو
فروغ اس نے دیا ہے مہر و مہ کو

اسی سے ہے نشان اوج پستی
اسی سے ہے بہار باغ مستی

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے
کہ جو چرخ رسالت کے ہیں تارے

محمد آفتاب چرخ اسلام
چراغ آفرینش روح اجسام

شہ لولاک و ممتاز دو عالم
معظم آستان فخر آدم

بہار گلشن ایجاد وہ ہیں
ظہور عالم آباد وہ ہیں

ہوا ہے نور ان حضرت کا پیدا
ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا

خدا کی ہو گی اس عالج پہ رحمت
قدم رنجہ کریں گے جب وہ حضرت

پس از توصیف سردار رسالت
لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت

کہ شہنشاہ جہاں سلطان ذی جاہ
ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ

بہار بوستاں شہر یاری
گل نزہت فزائے تاجداری

چراغظ افروز بزم عقیل و تمکین
فروغ افزائے علم سحر آگیں

ہلال آسمان سحر سازی
فلک تمکیں پے نیرنگ بازی

درخشاں اختر اوج شرافت
در افشاں ابر دریا بار رحمت

شہ افراسیاب آسماں جاہ
کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہی ماہ

لکھا جاتا ہے تم کو بعد تسلیم
ادا کر کے حقوق رسم تعظیم

نزول نامہ حضرت ہوا آج
پہنایا سرفرازی کا مجھے تاج

سرسار وہ محبت سے بھرا تھا
عجب مضمون دور آگیں لکھا تھا

رزالت کا بیان تھا اس میں اکثر
زمانے کی شکایت تھی سرا سر

مجھے پڑھ کر ہنسی آئی بہت سی
اڑا اک قہقہ دربار میں بھی

کہ حضرت اس طرح عاجز ہوئے ہیں
کمینے بھوت بن کر سر چڑھے ہیں

لکھا تھا یہ بھی اس میں مشفق من
تحمل مجھ کو ہے برحال دشمن

بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ
کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ

**

تحمل ہی یہاں پر چاہئے تھا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

زمانے کے نرالے کچھ ہیں نیرنگ
سنی تو ہو گی مور و فیل کی جنگ

غرور و کبر کب زیبا یہاں ہے
کہ جو چرخ مشہور جہاں ہے

گدا کو بخشتا ہے بادشاہی
کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی

کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش
جنازہ ہے کسی کا بار بردوش

کسی کے بر میں شاہانہ ہے پوشاک
پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
تن باغ جہاں بھی ہے لرزتا

عداوت کا فلک کی پا کے کچھ بھید
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید

سحر دم بھر کو گرخنداں ہے ہوتی
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی

دل لالہ میں دار اس نے دیا ہے
گلوں کا گل چراغ اس نے کیا ہے

سرد نے گرچہ آزادی ہے پائی
پھنسی قید محبت میں ہے قمری

شگفتہ کر کے روئے گل کو اس نے
دیا ہے خار و غم بلبل کو اسنے

فلک کے جور سے ہو کر پریشاں
ہے سنبل باغ میں باموے عریاں

وہاں غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزاں کے غم سے سوسن ہے سیہ پوش

خاں کا دیکھ کے از بسکہ ساماں
ہوا ہے دیدہ نرگس بھی حیراں

ہوا جب جورد گردوں کا یہ نقشہ
تو پھر بیجا ہے یکبر اے شاہ واں

**

فتور عقل ہے حضرت سراسر
عدد کو جانتا ہے اپنے سے بدتر

عمرو کو لکھتے ہو مکار و غدار
سرا سر ہے حماقت کی یہ گرفتار

پڑے گی چاند پر اڑے سحر کب خاک

کہاں عرش اور کہاں یہ خاک ناپاک

مملک کے حمت جو تھوکے گا شاہ
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا

کہاں تم اور کہاں عیار عالم
کہاں جنت کہاں نار جنہم

کہاں گندم نمائی جو فروشی
کہاں پانی فلک پر سنبلہ کی

عمرو پشت پناہ مومناں ہے
عمرو شہنشہ شاہنشاں ہے

خیال خام ہے یہ ان کی نسبت
کہ ان کو مدد لینے کی حسرت

خدا جس کی مددگاری کرے گا

بھلا اس کو مدد کیا کوئی دے گا

انھوں نے کلبہ احزاں کو میرے
عطار کی روشنی تشریل لا کے

بلایا ہے انہیں خود میں نے اس جا
کہ ان سے دست بستہ کچھ کہوں گا

مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ
محبت کا ہوا تھا یہ تقاضہ

سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
کہ بچتا ملک دشمن کے ضرر سے

وگرنہ غازیان صف شکن کا
جوانان تہمتن تیغ زن کا

ارادہ ہے کہ آئیں اس طرف کو
الٹ دیں ایک دم میں رن کی صف کو

معاذاللہ اجل پھر جس کو تاہ کے
ہدف سے کب بچے تیر قضا کے

کرے سیل فنا جس گھر کو برباد
تو کیا بالوں کی دیوارو کی بنیاد

ڈریں لشکر کی کثرت سے نہ جنگی
کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی

ہجوم بزوں سے کیا ہے حاصل
بھلا کب شعلہ و خش ہوں مقابل

مجھے رہ رہ کے آتا یہی یاد
ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد

محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت
کہ اب بھی چھوڑیئے یہ کبر و نخوت

وگرنہ پھر کہاں افراسیابی
نہ کیجئے موت آنے میں شتابی

زیادہ کیا لکھوں اے مشفق من
بنایا دوست کو خود تم نے دشمن

خدا توفیق نیکی کی تمہیں دے
تمہارا ملک و مال آباد رکھے

منشئی بدائع طراز خامہ ندرت نگار اس مقام پر روک کر نامہ مشک ختامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا۔ پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگیں رکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور

رخصت فرمایا۔
نامہ وار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا۔ ساحر پہلے قلقہ ہفت رنگ میں لائے۔
ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا۔

ساحروں نے حسب الحکم ملکہ' قاصد کو سرحد طلسم تک پہنچا دیا۔ وہ بعد قطع منازل باغ
سیب میں پہنچا۔
شاہ جاوداں نے اس عرصے میں بہر جنگ مہ رخ ایک ساحر معزز طلسم زنار آفت خیز جادو
نامی کو طلب فرمایا ہے اور وہ بارہ ہزار ساحروں سے حاضر ہوا ہے۔ ہنوز اس کو کچھ
حکم نہیں دیا ہے کہ قاصد آ کر پہنچا۔ شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش
کیا۔
افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا۔ اس نے حرف بحرف سنایا۔ مضمون پر اطلاع پا کر
غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا۔ پھر براہ نخوت اور بات
بنانے کے لئے ہنس کو گویا ہوا: "لیجئے کوکب ایسا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بے
دین ہو گیا۔ بس ایسے کی بات کا برا مانا کیا۔ میں اب اس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ
خود ہی لڑنے آتا ہے۔ اب میں اس کو سزا معقول دوں گا۔"
اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی حضور کوکب کچھ اور ترک بے ایمان
ہو گیا۔ نامہ خدائے نایدہ کی تعریف میں لکھا ہے۔ آپ سحر وہ بھول جائے گا پھر آپ
کا مقاقبلہ کیا کر سکے گا۔ اول تو یوں ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ ھا چہ جا کر سحر فراموش
کر کے مقابلہ کرے۔ کیا جان رکھتا ہے۔ اس کی شامت آئی ہے۔"
شاہ طلسم ان کی باتوں کو سن کر خوش ہوا اور زنار سے کہا: "تم جاؤ لشکر مہ رخ سے
جنگ کا اغاز کرو۔ میں قتل اسد کی تدبیر کرتا ہوں۔"
زنار یہ سن کر آداب بجا لایا۔ خلعت رخصت عنایت ہوا۔ یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے
ہمراہی ساحر درست کر کے اژدہے پر سوار ہو کر بہ تجمل تمام روانہ ہوا۔
جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا: "اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ

پیش کوکب نہ ٹھہرا۔ عمرو کا بڑا رتبہ ہے۔ کوکب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہے آپ غلفت نہ کریں۔ اسد کو قتل کر ڈالیں۔ آگے آپ کی جو مرض میں جانتی ہوں کہ جب جنگ عظیم کا سامنا ہو گا۔ اس وقت اسد ہلاک نہ ہو گا۔"

یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ نے اہل دریا سے کہا: "دیکھو جو کوکب نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نے وہیں بیٹھے بیٹھے بتلا دیا۔ ان کو ملک داری میں بہت سلیقہ ہے۔"
غرضیکہ تعریف کر کے نامہ کا جواب لکھا: "اے ملکہ! تم گھبراؤں نہیں' میں نے زنا' کو بہرا استیصال لشکر باغیان تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ ساحر معزز ہے۔ اس کی خاطر کرنا۔ حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کر دے گا۔ میں نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہوں وہ سب جمع ہوں تو انتظام طلسم کشا کروں۔"

یہ نامہ شحر کے گلے میں باندھ کر بھیجا۔ طائر قبول پہنچنے زنار کے پہنچا۔ ملکہ نے نامہ گلے سے کھول کر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کر کے ساحر استقبقال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہنچا استقبال کر کے لے گئے۔ اس نے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ حیرت اتر وایا۔ آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی ندا دی۔
ملکہ مذکورت خلعت عطا فرمایا۔ دنگل زریں پر بٹھایا۔ ساقی نے حسب ایما ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اس وقت ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اس نے بارہ خواری کی جب نشہ ہوا اس وقت ملکہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا۔
اس نے جو کچھ جواب وہاں سے آیا تھا۔ اس کو بیان کیا۔
ازبسکہ عیار لشکر مہ رخ برائے خبر گریہ شکل مبدل یہاں رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ الحمد اللہ جس نے محنت ہمارے استاد نے گوارا کی تھی۔ وہ مراد بر آئی۔ فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا۔ جب سواد شب سے مہر قمر صفحہ روزگار پر ثبت روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز منشی دہر نے جاری فرمایا۔

سر شام اس نے حکم طبل بجنے کا دیا۔ نقارہ جنگی گڑگڑایا۔ عیاران لشکر اسلام خبر لے کر ارگاہ میں آئے ملکہ مہ رخ کو تسلیم کر کے زمین ادب کو بوسہ دیا۔ دعائے عمرو دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا وہ شاہ عیاراں کوکب کے یہاں پہنچنے اور وہ بھدارات پیش آیا۔ افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا۔ اس کو جواب سخت وہاں سے ملا۔ بے نیل مرام وہ پھر آیا۔ شاہ جاوداں نے غضب ناک ہو کر ایک ساحر زندہ جادو نامی کو بھیجا ہے اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوا دیا ہے۔ یہ خبر سن کر تمام سردار شاد ہوئے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی۔

پھر یہاں بھی کوس حرب پر چوپ پڑی۔ دریا سویرے سے برخواست ہوا۔ ہر شخص اپنے مقام پر آ کر بیٹھا اسباب حرب و ضرب کرنے لگا۔ سحر کی جاگ منتروں کے چاپ شروع ہوئی۔ جدھر دیکھ تلوار کی جھنکار تھی۔ جدھر سنو کلو ابھرا سنکھ کی پکار تھی۔

اس طرف زنار کے لئے خیمہ زر بفتی استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اٹھ کر خیمہ میں آیا اور سحر جگانے لگا۔ لشکر میں بھی اس کئے یہی سامان تھا۔

مگر برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ یہاں عمرو موجود نہیں ہے اور زنار کو زبردست سمجھ کر شاہ طلسم نے بھیجا ہے۔ میادا کل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہنچا تو اچھا نہ ہو گا۔ پس چاہئے کہ ہم لڑائی سے پہلے کچھ تدبیر کریں۔ یہ مشورہ کر کے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور زفیل بجائی۔ قران بھی آیا۔ اس نے اپنی رائے ظاہر کی۔

اس نے کہا: "اچھا تم دونوں جاؤ میں بھی آؤں گا۔" یہ سن کر ضرغام و برق صورتیں ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدد میں ہوم ہو رہا ہے ڈمرو بجتا ہے۔ تیاری جدال میں ہر ایک مصرو ہے۔ ہتھیاروں درستی سے مالوف ہے۔ یہ ہر سمت پھرے لیکن تدبیرین نہ آئی اور رات بھر تھوڑی رہ گئی۔ اس وقت دونوں الگ الگ ہو کر، مایوس اپنے لشکر کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گزر جانب خیمہ سپہ سالار زنار دسواس جادو نام کے ہوا اور وہ خیمہ سے نکل کر برائے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک

سمت جاتا تھا۔ برق نے اس کو تجویز کیا اور دوڑ کر اس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں۔

اس نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں۔ اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا۔ دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کر لوں' مگر ہم لوگ ان عیاروں سے ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ ان پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا' کیونکہ میں اکیلا تھا۔ پس اگر آپ چلیں تو مل کر ان کو پکڑ لیں۔

یہ تقریر سن کر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آ گئے تو لڑائی بالکل فتح ہے۔ میرے مالک کی بڑی ناموری ہو گی غرض شادان و فرمان اس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکل کر صحرا میں آیا۔ برق نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہاں پر بیٹھے ہیں۔

یہ اس طرف دیکھنے لگا۔ اس نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ منہ پر پڑا اور وہ اس کے غبار سے بیہوش ہوا۔

برق نے اس کو خوب بیہوش کر کے کپڑے اتار لے اور اس کی کمر میں کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اور کھینچا' پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آپ رنگ و روغن لگا کر اسی کی ایسی صورت بن کر اس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اس کا بیان کیا جائے گا' مگر ضرغام جو مایوس پھرا اس نے ایک ساحر کے بستر پاس جگا کر پکارا کہ ابے بر اور جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمہیں بلاتے ہیں۔

وہ ساحر افسر کا نام سن کر اس کے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہاں ہیں؟

لشکر حیرت سے نکل کر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا۔ وہاں ایک افسر کھڑے تھے' مجھ سے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو' کہنا سپہ سالار بلاتے ہیں۔ میں ان کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں جانتا ہوں۔ یہ بیان سن کر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لئے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر گرفتار کرنا منظور ہو گا۔

پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہو گا یہ سوچ کر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو۔
ضرغام اس کو صحرا میں لایا اور بیضی بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر کے غار میں ڈال دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بن کر وہ ہی لباس اس کا پہن کر اس کے پڑاؤ پر آ کر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا۔ لیکن جب یہ دونوں قران سے رخصت ہو کر چلے تھے تو وہ بھی بہرعیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمت گار زنار کا اس کو کنارے لشکر کے ملا۔

اس نے اس سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟
خدمت گار نے کہا تار بارگاہ حیرت سے اٹھ ک اپنے خیمہ میں آئے ہیں۔ انہیں کا ملازم ہوں' پیچھے رہ گیا تھا۔ اب مالک پاس جاتا ہوں۔
قران نے کہا بھائی ہمیں بھی کہیں نوکر رکھا دو' بے کار ہیں' تمہیں دعا دیں گے۔
اس نے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ کہا رکا بداری اور دیکھو ایسے کھجلے بنائے ہیں۔ ملکہ حیرت کے بکا دل کے لئے نمونہ لئے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایک کھجلہ کمر سے نکلا اور کہا۔
"لو اس کو کھا کر دیکھو۔"
خدمت گار بیچار غافل اور فریب عیاری وہ کھجلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چل کر بیہوش ہوا۔ قران اس کی صورت بن کر اور اس کیلباس سے محلی ہو کر اس کو درخت سے باندھ کر آپ درخیمہ زنار پر آ کر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا ازبسکہ رات کم تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہائے کواکب کو چن لئے اور باد سحر نے مسموم آسائے غنچہ ہائے بخوم پژمردہ کر کے غارت کئے۔
رات بھر دونوں لشکر دن میں تیاری رہی تھی۔
صبح ہوتے ہی سرداراں نامی ساحراں گرامی سوار ہو کر بارگاہ کے در پر مہ رخ کو لینے آئے۔ مہ رخ درگاہ خدا میں کرے تاج شاہی اور لباس فرما نروائی پہن کر برآمد ہوئی۔

ایک سمت ملکہ بہار بصد آرائش و وقار سے نکلی۔ تخت ان دونوں کے فیل سحر پر کسے گئے۔
چھتر پھرنے لگا۔ گرد طاؤسان زریں بال پر جادو گرنیاں سوار اور ساحر لشکر کے افسران طائران
سحر پر بیٹھے ہوئے نفیر سحر بجاتے چلے۔ نقارے جنگی گڑگڑانے لگے بصد حشمت و جاہ سواری
بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی۔
الختصر میدان میں پہنچ کر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی۔
ملکہ حیرت سحر کے بنگلے میں مسند زر پر بیٹھی ہوئی اور بنگلہ بردے ہوا اڑتا اندر بنگلے کے
جادو گرنیوں کا گرد ملکہ تجمع سپاہ ساحراں سواریوں پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جائے
گا رزار پر آ کر ٹھہری۔
ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا۔ قران جو بمشکل خدمت گار تھا۔ جہاں اور خدمتگار
تھے وہیں جا کر ٹھہرا رہا' کہا میدان جنگ میں ہم لوگوں کا کیا کم ہے' جب میاں پھر
کر آئیں گے اس وقت ان کی خدمت ہم بخوبی کریں گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی
صورت لشکریوں میں سے بنا تھا' لشکر کے ساتھ ہو لیا' لیکن برق جو بصورت وسواس سپہ
سالار ہے' اس نے اپنے رفیقوں اور ماتحت ساحروں سے حکم دیا کہ ایک سژدر بزور سحر
میری داری کے لئے بناؤ کہ خوب چست و چالاک۔
اس وقت ایک ملازم عرض کی کہ حضور میں اژدہا بنتا ہوں۔ آپ مجھ پر سوار ہوں اور
مجھ سے بھی کام لینا نہ پڑے گا۔ جدھر آپ فرمائیے گا ادھر چلوں گا۔
برق نے اس کو ایک مشت زر نکال کر دیا اور فرمایا کہ ہم تمہارا عہدہ بڑھا دیں گے
اور تم کو خوش کریں گے۔ وہ ساحر یہ سن کر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت
بنا اور برق اس پر سوار ہو گیا۔
اس نے بارہ ہزار ساحروں کا ایک لشکر ترتیب دیا اور پشت اپنے سب کو لے کر اژدو
اڑاتا' منہ سے شعلہ آتشین اژدہے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا۔ زنار جٹائیں خاک
آلودہ لٹکائے جھولے سحر کے گلے میں ڈالے' سانپ جسم میں لپیٹے' بصورت مہیب اژدر
پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لئے نفیر بجاتا داد گاہ میں کہ آیا۔ وہ ساحر بھی شب

زشت رو اور خبیث صورت بدسیر تھے کہ ہر ایک کے موٹے زہار لنگوٹوں سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بنائے ترسولوں پر مارا سیاہ لپیٹے تھی تھالیاں ہاتھ میں 'ن میں چومکیں روشن کیے۔ چومکوں کی لو پر جب وہ چانول اور ماش مارتے' ان میں سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ میں صف بستہ ہوئے۔

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے۔ اس عرصے میں یہاں میدان پاک و صاف ہو چکا تھا۔ تخت شاہان قطب لشکر میں ٹھہرے تھے صفون کے جمگھٹے تھے۔ نارنج ترنج اچھلتے تھے۔ نقیب پکارتے تھے کہ دنیا میں ہر ایک کو فنا ہے' مگر جادہ رکشہ شمشیر راہ ملک بقا ہے جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہنچ گیا۔ زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس کی راہ سے بھٹکا وہ زندہ درگور مردہ نام و ننگ ٹھہرا۔ یہی گو یہی یہ میدان ہے مردی و نامردی کا امتحان۔

نقیب یہ کہہ کر جب ہٹے زنار تو پہنچا ہے اس نے اژور اڑا کر ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان میں اپنے تیئں پہنچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مبازر طلب ہوا۔

لشکر مہرخ سے ایک ساحر نامی سما۔ جادو نام مقابلہ میں گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھ کر مارا۔ اس بہادر نے رد سحر پڑھا کہ گوٹہ اٹلا پھر گیا نہ نار نے اب کی غصہ میں آ کر ایک ناریل سحر کا مارا۔ اسماء نے ہر چند رد سحر کیا مگر ناریل نہ پھر اس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہو گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر اور ایک ساحرہ کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سر خمو دوڑی اور اسماع کوٹ کر آپ مقابل ہوئی۔

زنار نے اب کی ناریل سحر کا مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا۔ بیرون نے اس کے غل مچایا اور زنار نے پھر مبازر طلبی کی۔ ادھر سے سر خمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہنچی زنار نے پھر ناریل سحر کا مارا اس نے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا۔ زنار کو غصہ آیا اور اس نے ایک نارنج نکال کر سمت فلک اچھالا۔ اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا۔ اور پھر اچھالا۔ یہ حرکت دیکھ کر ضرغام جو لشکر بنا ہوا اس کے لشکر میں کھڑا تھا۔ سمجھا کہ یہ نارنج

تین بار اچھال کے جو لگائے گا تو یقین ہے کہ سرخمور سے رد سحر نہ ہو سکے اور وہ
ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے پس نارنج اچھالا ضرغام نے غول میں فوج کے اپنے تئیں

پوشیدہ کر کے ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ کیونکہ وہ
اسی طرح کا تھا۔ کہ جب تک تین بار اچھال کر تارنج نہ رکے سحر پورا نہ ہو۔
ضرغام نے اس میں فرق ڈال دیا۔ غرضیکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو
کر کہا اے سرخ مو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہیں۔

سرخ مو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اس نے بھی دھمکانے سے
کہہ دیا کہ ہاں میرے ساتھ کئی سو پتلے ہیں۔ اس نے کہا تو اچھالے اس سحر کو رد
کر یہ کہہ کر ایک تیر نکالا اور اس کے پیکان پر سحر پڑھ کر کمان میں پیوستہ کر کے
چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے اب کی چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونوں کٹ
گئے۔ یہ بہت حیران ہوا اور دل میں سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے۔
ادھر مہ رخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخ مو کیا کہنا جانسوز جو لشکر
میں کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے۔
مہ رخ کو با تعجب ہوا۔ زنار کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ
جاپڑوں اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے۔ اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائے گا
تو سرخ مو گرفتار یا قتل ہو جائے گی۔ اب اس کافر کو روک اور جو عیاری تجویز کر
چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کرو۔ یہ سوچ کر اس نے اژدر سے کہا زنار
کے پاس مجھ کو لے چل وہ اڑ کر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ
عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہے۔ ناموری حضور کی اس میں ہے
کہ آپ کا ملازم اس کو زیر کرے۔
پس امیدوار ہوں کہ مجھ کو اجازت حرب دیجئے کہ میں اس کو باندھ لاؤں زنار نے کہا۔
تجھ کو سپرد خداوند سامری کیا۔ یہ حکم سن کر اژدر اڑا کر میدان میں پہنچا اور پکارا
کہ اے لکا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا۔ لے اس ضرب کو یہ کہہ کر

ایک نارنج کچھ بدبدا کر مارا۔

سرخ مو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے۔ ازبسکہ نارنج عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہر چند دستکیں دیں مگر کچھ نہ ہوا۔ نارنج آ کر منہ پر پڑا اور شق ہوا سب نے دیکھا کہ اس میں سے ایک شعلہ چمکا اور دھواں نکلا۔ سرخ مو مثل مردے کی چرخ کھا کر طاؤس سے گری۔ اس نے ساحرون کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لے گئے اور اس نے پھر نہیب دی۔ اب کی ملکہ نافرمان روبرو آئی اور پکاری کہ لا حربہ سحر اس نے ایک ناریل چکر دے کر مارا۔ نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکا کی۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ ناریل جا کر منہ پر پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی بے ہوش ہو گئی۔ جادو گردوں نے آ کر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا کہ کہ آؤ میرے سامنے۔ ادھر سے طاؤس نکلی اس منہ پر گلدستہ مارا کہ منہ پر پنکھڑیا اس کی بکھریں اور وہ بے ہوش ہوئی۔ گرفتار کر لیا۔ وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہے کہ طرف داران اسلامیان پہلے آپ سحر نہیں کرتے ہیں۔ اسی سے حربہ طلب کرتے ہیں۔ اور نارنج و ترنج وغیرہ بے ہوشی آمیز سے بے ہوش کر رہا۔

ادھر جانسوز اور ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا اس وقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہیں کہ یہ برق عیار ہے۔ بس وہ بھی کچھ تدارک نہیں کرتے ہیں۔ الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیس چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار کئے۔

اس بت بہار نے چاہا کہ میں جا کر لڑوں۔ برق ارادہ بہار مفہوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو سحر باغ و بہار کا کرے گی۔ میری عیاری کھل جائے گی۔ پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرقہ نمک حراماں اب دن کم رہا ہے۔ اس وجہ سے طرح دیتا ہوں اگر تم نے اطاعت شاہ جاوداں نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ تک فنا دکھاؤں گا۔ سب کو خواب عدم میں سلاؤں گا۔

ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیئے مگر برق میدان سے پھر گیا۔ زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار سن کیا کہنا اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا

دیا۔ لشکر دونوں پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی۔
ادھر حیرت سپہ سالار پر زر نغار کرتی ہوئی آپنی بارگاہ میں آئی۔ لشکر نے کمر کھولی۔ خلعت

بہت بھاری۔ حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا۔ پھر عیش میں مصروف ہوئے اتنا دن
بارگاہ ملکہ میں زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار ولاف و گزاف کیا کہ اے ملکہ میں کل سب
نمک حراموں کو پکڑ لاؤں گا اور بہار کو وہ جوتیاں لگاؤں گا کہ بھیجا نکل آئے گا۔ سب
تعریف کو رہے ہیں کہ آپ ایسے ہیں لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل میں برا
مانتی ہے کہ یہ مجھ پر طعن ہے یعنی گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ تمہاری بہن پر کیا میں
سبقت لے گیا تم پر عذاب آیا۔ ظاہر میں یہ بھی تعریف کر رہی ہیں۔ ناچ ہو رہا
ہے۔ حاصل یہ کہ سبب فرو خورشید سے دفتر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا۔ اور رقم
انجم کو کتاب پہرہ پر چڑھایا۔

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کروں گا۔ ملکہ
نے کہا چھا جایئے مگر قیدیوں کو اچھی طرح رکھئے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے
جدا نہ کیجئے گا کہ عیاران کی فکر میں ہوں گے۔ اگر اکیلا پائیں گے تو زندہ نہ چھوڑیں
گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہئیے گا۔ اس نے کہا بہت خوب اور مع سپہ سالار اپنے
خیمہ میں آیا۔ جملہ سردان کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا ی اس
میں قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین
کو بھی سنگ لاخ بنایا کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے ور وہ اس قنات میں جانے کی اپنے
خیمہ کے اندر رکھی۔ وہ سراچہ جو قنات کی طرف تھا۔ گڑوا دیا کہ سامنے سے قیدیوں
کوا دیکھتا رہوں گا جب یہ بندوبست کر چکا تو ایک خدمت گار کو پکارا۔ قران بھی بشکل
خدمت گار تھا۔ یہ ہی حاضر کہہ کے سب سے پہلے سامنے آیا۔ اس سے کہا تم دروازے
پر حاضر رہو کچھ کام ہو گا تو بلا لیا جائے گا۔ اور سب نوکروں سے کہا جاؤ۔ آج تمہاری
نوکری معاف ہے۔ خبردار یہاں نہ آنا۔ سب چلے گئے۔ اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کر
اندر بارگاہ کے گیا۔ مسند زیر پر بیٹھ کر کشتی شراب و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی

کہ تم بھی پیو اور مجھ کو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے روبروے مسند بیٹھ کر شراب پلانا شروع کی۔ ایک آدھ جام تو خالی از بے ہوشی دیا۔ جب اس کو نشہ ہوا اس وقت سمجھا کہ اب یہ نگاہ سحر جام پر نہ ڈالے گا۔ بس بے ہوشی ملا جام دیا وہ بھی پی گیا۔

یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ میں نہ تھی۔ یہ طلسم باطن میں کسی کام کو گئی تھی۔ شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت پہنچ کر تسلیم کر کے ٹھہری تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی۔
زنار جو آیا ہے اس کے سپہ سالار نے ایک نارنج میں سرداران مہرخ کو اسی کیا اور شہزادیاں طلسم مثل نافرمان وغیرہ سے اس کا نارنج تک نہ ہو گا۔ بڑی لڑنے والی تھیں مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئیں کہ مجھ کو بیان کرتے شرم آتی ہے۔ کچھ ان سے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہو گا۔ مجھ کو اندیشہ عیاروں سے ہے تو جا اور اس کی حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہاں سے لیتی جا کہنا اپنے یہاں کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہیں۔ مباد پہلے ہی کسی عیار نے اس میں بے ہوشی ملا دی ہو۔ اس سے یہاں کی شراب پیو صرصر یہ حال سن کر متعجب ہوئی اور اشتیاق پیدا ہوا کہ چل کر دیکھو تو وہ کیسا سحر ہے جس نے یہ کارنمایاں کیا ہے۔ غرض کشتی شراب کی اور میوہ لے کر چلی۔ جب درخیمہ زنار پر پہنچی۔ دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا کہ یہ تم کو پہچان لے گی۔ جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اس وقت سمجھ لینا۔ یہ سوچ کر اس کو گوردان جھکا کر آنکھ سے آنکھ نہ ملے۔ اسلام کیا۔ یہ سلام لے کر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالر زنار کو شراب پلا رہا ہے۔ اس نے وہ کشتی سامنے رکھ کر اور میوہ دے کر پیام لکھ کا کہا کہ فرمایا ہے یہ شراب پینا اور عیاروں سے ہوشیار رہنا۔ یہ رہنا۔ یہ کہہ کر غور جو کیا تو زنار کا کام تمام پایا۔ اس قدر سرشار دیکھا کہ بے ہوشی سے بدتر تھا۔ اس وقت اس نے سپہ سالار پر نظر فطرت ڈالی۔ سپہ سلائی بھی گردن اٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتا ہے نرات

کا نکالا ہے مجھ کو بھی کوئی اور بنایا ہے اری وہ ہوں میں کہ سرداران حریف کو پکڑ لایا ہوں اور اب میاں کا کام انجام کو پہنچاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کرتا تو میاں میرے ہتے نہ چڑھتے۔ اعتبار نہ مانتے۔ صرصر نے یہ سن کر ہچانا کہ یہ برق ہے چاہا کہ زنار سے کہوں مگر اس کو بے خود پایا سمجھی کہ اس کے کہنے سے تو بھی پھنس جائے گی اور یہ عیار قتل کر کے اس کو صاف نکل جائے گا۔ لازم ہے کہ درخیمہ پر خدمت گار بیٹھا ہے۔ اس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ والوں یہ سوچ کر برق کی باتوں کا جواب سچ سچ دیتی ہے۔ یہ الٹے پاؤں پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہیں سچ ہے۔ خیمہ کے باہر نکلی خدمت گار سے کہا جلدی آ۔ عیار اندر ہے پکڑ لے۔ خدمت گار نے کہا حاضر اور اس کے ساتھ جلدی سے اندر آیا اس نے للکارا کہ اے موں برق اب کہاں جائے گا۔ برق نے جلدی سے ایک لات کھڑے ہو کر زنار کے ماڑی کہ وہ تو سبوچہ شاب کی طرح لنڈھک گیا اور چھپٹ کر چلا کہ اس ساحر کو جسے صرصرلائی ہے حباب مار کر گرا دوں کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہخی پڑھتا ہے اس کو پکیڑ لے اس ساحر نے یہ سن کر دوڑ کر صرصر کو گود میں اٹھا لیا اور کہا استانی میرا بھی سلام ہے۔ اتنی جلدی کیوں کرتی ہو زنار کو مارے لیتے ہیں۔ گھبراؤں نہیں۔

صرصر نے یہ سن کر جو غور کیا۔ خدمت گار کو بہتر قران پایا۔ بس دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہے۔ برق بھی یہ حال دیکھ کر خوش ہوا۔ اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہے کہ استانی کو بھی ناک کاٹ لیں کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہیں۔ پھر جو یہ کچھ شرارت کریں گی تو ہم کہیں گے نکٹے جٹے بے احوال اور ان کی ناک کٹنے سے اوروں کے بھی کان ہو جائیں گے۔ پھر کیا منہ اور امکان کسی کا جو ہمارا سامنا کرے۔

قران نے کہا کیوں استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لیں۔ صرصر نے کہا ارے موذ مین تم کو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کروں۔ ناک اس کی کاٹو جو تمہاری استانی ہو لو

موے غار موتیوں کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری۔ یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ
غل مچائے قران نے گیند عیار کا منہ میں دے دیا اور ستون خیمہ سے باندھ کر برق

کو اشارہ کیا کہ اسے نے سر زنار کا کاٹ ڈالا اور قران نے دوڑ کر اپنے سرداروں کو
زبان سے سوزن کھینچ لئے۔ زنار کے مرنے شور و غل بلند ہوا اور قیدی رہا ہو چکے تھے۔
سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھ کر سب اڑے اور لشکر زنار پر نارنج مارنا شروع کئے۔
العیاز باللہ اک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی۔ آگ پتھر برستے تھے۔ دوسرے
انہوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ قران نے نکل کر ایک حقہ آتشیں داغ کر خیمہ پر مارا
کہ خیموں میں آ لگی اور اوپر سے بھی شعلے گرتے تھے۔ تاریکی شب حد سے افزوں تھی۔
غیرت ہامون تھی۔ فوج زنار غفلت میں بہت سی ماری گئی۔ جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور
زیادہ شور مچاتا تھا۔ باقی ماندہ لشکر گھبر کر روبفرار لایا سمجھا کہ لشکر مہرخ نے شبخون ہم
پر مارا۔ اور دہر قران نے یہ چالاکی کی صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت میں
دوڑ گیا اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ فوج و زنار کی بگڑی ہوئی تم پر آتی ہے طلا یہ دار
نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی۔ پلٹنیں جلد تیار ہوئیں۔ فوج آگے بڑھی۔ اور ہر سے
یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے۔

حیرت ان کو دشمن سمجھ کر لڑنے لگی۔ اور یہ اس کو فوج مہرخ سمجھ کر بڑھ گئے۔ گھمسان
کی مار سونے لگی۔ سحر چلنے لگا۔ مونا چماری کی پکار ہونے لگی۔ ماشون کے چھرے گولیوں
کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل بجلیاں بن کر گراتے تھے۔ ہوا سے بجلی سحر
کی گرتی تھی۔ سرکشوں کے خرمن جان کو جلاتی تھیں تلواریں مار بن کر لہو چاٹتی تھیں۔
کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی۔ آب تیغ کی ندی بڑھی تھی۔ دریائے ہستی کو شمشیر
نے مثل پیراک کے کاٹا تھا۔ دل میں پیر کر کلیجہ کا لہو چاٹا تھا۔ غول ساحروں کے
تہ و بالا نظر آتے تھے۔

شاہد تیغ کے کرشمے نئے رنگ دکھاتے تھے۔ طبع معشوق کی طرح تلوں مزاج تھا۔ کسی

صف کو بچھایا تھا تو کسی کو الٹا تھا۔

○ ◯ ○

• گمان جادو

ملکہ حیرت غلغلہ سن کر باہر نکل آئی۔ ادھر برق نے صرصر کو کھول دیا اور کہا۔ "استانی جاؤ تماشہ دیکھو' ہم نے دو لشکروں کو لڑوا دیا اور حیرت چڑو سے کہہ دینا کہ زنار کو میرے شاگرد جناب برق نے فی النار کیا۔"

صرصر اس کو برا بھلا کہتی ہوئی اور جب فوج آپس میں لڑ چکی' اس وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی۔ یہاں ملکہ حیرت جنگ کا آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جا کر پہنچی اور کل کیفیت معرض بیان میں لائی۔ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا۔ پھر بزور سحر پرواز کر کے بروے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان میں اس کی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی۔ ملکہ نے ہنگامہ کم دیکھا پکار کر کہا "آپس میں مت لڑو! اے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہہ کر بارگاہ میں چلی گئی۔

فوج زنار جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ افسران لشکر حیرت سے بارگاہ میں سامنے ملکہ کے گئے ۔ ملکہ نے چالاکی عیاراں اور حال قتل زنار بیان کیا۔ پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا۔ اس ہنگامہ میں رنگ چہرہ ترک شب خوف سے اڑ گیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی مہر دامن روز میں ڈھلکا۔

دم سحر مہ رخ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہو کر آئے تھے ان کی نذر گذری ۔ عیاروں نے آ کر سب حال بیان کیا۔ ان کو خلعت عطا ہوا۔ ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ جلسہ عشرت آغاز ہوا۔

ادھر زنار کی لاش اس کی فوج نے اٹھائی اور جلایا چاہتی تھی کہ یہ عجیب کیفیت ہوئی کہ وسواس سپہ سالار زنار جس کو برق درخت سے باندھ آیا تھا۔ رات بھر میں اس کی بیہوشی اتر گئی اور چونکہ اس کی زبان میں سوزن تھا۔ اس سبب سے سحر پڑھ کر اپنے تئیں کھول نہ سکا۔ جب کاہ کش اور ہیزم فروش صحرا میں آئے اس نے ان کی آواز

سن کر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑانے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا ۔"معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے۔ یہ جان کر کچھ بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کر کے اس درخت کی طرف دیکھنے لگے۔ اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھول دو۔ ایک اس میں لشکر کا گھسیارا تھا۔ وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اس کو کھول کر زبان سے سوزن نکالی کہ یہ اٹھ کر درخت سے اترا اور ایک کپڑا ان سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کر کے وعدہ کیا کہ تم لشکر میں آنا' میں بہت کچھ تم کو دوں گا۔"

وہ سب خوش ہوئے اور یہ وہاں سے لشکر میں آیا۔ سرداران زنار نے جو اس کو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہے جس نے زنار کو مارا ہے اور ہم کو لڑوایا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے کہ سپہ سالار کی صورت بن کر عیار آیا تھا۔ یہ سمجھ کر باہم کہا "اگر اس کو گرفتار کر کے ماریں شاید اب یہ کوئی تدبیر میں آیا ہے۔"

غرضیکہ پہلے تو یہ سب آہستہ آہستہ روتے ہوئے اس کی جانب چلے اور یہ ان کو روتا دیکھ کر مستفسر ہوا "ارے یارو' یہ کیا ماجرا ہے۔"

وہ بے ساختہ اس پر جاہی پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور مکے مارنے لگے۔ یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا' پکارا "ارے واسطہ جمشید کا مجھ کو کیوں مارتے ہو۔"

ادھر سے شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہے کیوں مارتے ہو۔ "دوسرا کہتا تھا۔ حرامزادے یہ تیرا ہی بس بویا ہے۔"

تیسرا بولا۔ "اور مارو حرامی کو۔"

چوتھا بولا۔ "اجی مار مار کے مار ڈالو۔"

غرض ایسی باتیں کہتے تھے کہ جس کا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھون پٹ چٹاخ چٹاخ' ارے لینا' مارو سور کو لگے لگے اور پانچ جوتی ہت تیرے کی' کیوں بے تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو تو ہاتھ لگتا ہے ۔ خبردار چھوڑنا نہیں ' کی صدابلند تھی اور جوتیاں پڑ رہی تھیں۔

3 **

غرضیکہ ایسا مارا کہ اس خر کو بیدم کر دیا۔ کھوپڑی اونچی ہو گئی۔ آبرومار کے ڈر سے
بھاگ کے جاتی رہے۔
غلغلہ جو بلند ہوا ملکہ حیرت نے صرصر سے کہا۔ "اری جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہے۔"

وہ ادھر سے چلی اور یہ سب ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا
پکارا۔ "دہائی ملکہ حیرت کی' ارے مجھے مارے ڈالتے ہیں ۔ دہائی افراسیاب کی ' یارو
کیا غضب ہے ' میری جان گئی۔"
یہ سن کر سب نے جوتا اتارا کہ صرصر آ گئی اور کہا۔ "ٹھہر جاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہے۔"
سب نے کہا۔ "دیکھتی نہیں ہے' یہی تو وہ ہے جس نے ہمارے مالک کو مارا ہے۔"
صرصر نے قریب آ کر بہ نگاہ عیاری دیکھا اور کہا۔ "یہ عیار نہیں ہے اس کو چھوڑو
اور ملکہ کے پاس حاضر ہو۔"
یہ سب اس کو ملکہ کے پاس لائے۔ ملکہ نے حال پوچھا کہ وسواس کل کیفیت اپنے
بیہوش ہونے اور اپنے رہا ہونے کی معرض بیان میں لایا اور رونے لگا۔ لشکری یہ حال
سن کر پشمان ہوئے کہ ناحق ہم نے اپنے افسر کو مارا۔
ادھر ملکہ کو کچھ اس کے حال پر ہنسی کچھ اپنے ادبار پر رنج۔ خلاصہ یہ کہ خلعت منگا
کر دیا اور بہت سی تشفی دی پھر کہا۔ "نامہ میرا تم شاہ کے پاس لے جاؤ۔"
اس نے کہا۔ "اب میں کسی کو منہ نہ دکھاؤں گا۔ سیدھا اپنے گھر جاؤں گا کہ سارے
لشکر کے سامنے میری عزت گئی۔"
حیرت نے کہا۔ "یہ تمہاری ہتک نہیں ہوئی۔ ہماری ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا
ہے۔"
اس کو سمجھا کر بٹھا دیا۔ تمام لشکریوں نے بھی عذر معذرت کی اور اس کے ہمراہ سمت
باغ سیب لاش زنارکی لے کر چلے۔
ادھر سے وہ خدمت گار اور ساحر جس کو قران و ضرغام بیہوش کر کے چھوڑ آئے تھے
ہوشیار ہو کر چلے تھے' راہ میں ان ملے اور حال سن کر شریک ہو کے روانہ ہوئے۔

یہ سب خبریں دربار میں مہ رخ کے بھی پہنچیں۔ سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہنچا۔

شہنشاہ کو خبر ہوئی۔ اس نے سامنے بلوایا اور نامہ حیرت پڑھا۔ اس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کر کے افسوس کیا اور کہا۔ "تم اپنے ملک کو جاؤ' یہاں خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے۔"

یہ حکم سن کر سپہ سالار رخصت ہو گیا اور شاہ نے بغصب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور پرچھائیں پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی۔

شاہ نے حکم دیا۔ "اے وہم جادو' تم اپنے بھائی گمان جادو کو جا کر پے استیصال باغیاں بھیج دو۔"

وہ پرچھائیں یہ حکم سن کر غائب ہو گئی ۔ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا۔ "کیا حکم ہوتا ہے۔"

کہا۔ "جاؤ لشکر اسلام نمک حراموں کا برباد کرو' عیاروں سے بچتے رہنا۔"

ساحر سلام کر کے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر سامری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر یہ کناس برادر خناس دجال کا نواسا' لوناچماری کا پوتا' شہپال وزر دہشت کا یادگار بد کردار اژدر آتش بار پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔

شاہ جادواں نے مشعر بہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اس نے سردار استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہنچا' لوگ استقبال کر کے لے گئے اس نے ملکہ کو جا کر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا۔ لشکر اس کا اترا۔

عیار بصورت مبدل خبر دریافت کر کے آکھڑے ہوئے اس نے بھی اس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا۔ جس وقت کہ زنار تار شعاع مہر ہندو سے دہر نے اتارا اور پرابط پر کوہ ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگی نے بچھایا۔

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ۔ نقارہ حرب پر چوب پڑی۔ عیاروں نے جا کر ملکہ

مہ رخ کو خبر دی۔ وہ مقام اس خبر کو سن کر ششدر ہوئی اور کہا۔ "خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے۔"

سرداروں نے عرض کیا۔ "اے ملکہ خدائے برتر قوی و توانا ہے اس پر تکیہ کیجئے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجئے۔"

غرضیکہ ادھر سے بھی کوس جنگی گڑگڑایا۔ لشکر میں غلغلہ بلند ہوا۔ دربار سے اٹھ کر سردار خیمہ میں آئے۔ عروس تیغ زیور و جوہر سے اس شب سنواری گئی گھونگھٹ سے دلہن نے منہ دکھایا۔ شرما کر سر جھکایا' قامت رعنا نے غضب کاٹ پے نخل قامت اعدا پایا۔ جب رن پر چڑھے گی جوڑا شاہانہ خون سے رنگا پہنے گی۔ غضب کی چھل بل اور رفتار دکھائے گی۔ ہزاروں گلے کٹوائے گی ' جان اس پر لوگ نثار کریں گے۔ مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم بھریں گے۔

الغرض یہ ہے ہنگامہ رات بھر دونوں لشکروں میں برپا رہا۔ دم سحر جب داغ خاطر عشاق کی طرح سینہ سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی مہ رخ بہزاران جاہ و جلال عسکر نصرت مال کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جدال و قتال میں آئی۔ اس طرف ملکہ حیرت فرد مکنت فوج ضلالت ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوئی آتش رزم سرد ہوئی۔ آنے سے لشکروں کے گیتی گرد برد ہوئی۔ خاک تیرہ کا ستارہ اوج پر آیا۔ ہر ذرہ نے سر اٹھایا ذرے ہوا میں تتق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے قلعہ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا۔ ہتھیاروں کی چقا چاق اور گھوڑوں کے ہمہموں سے گنبد آسمان و زمین غراٹے کی صدا پیدا تھی۔

گوش ترک فلک میں گرمی ہویدا تھی۔ اسی روز سے ایسا بھرا ہوا ہے کہ مظلوموں کی فریاد نہیں سنتا ہے دلاوروں کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے۔

الحاصل صفیں لگیں کرنا پھونکی نفیر دم بند کرنے لگی۔ نقیب للکارے' گھوڑے سناٹے میں

آئے۔ زاغ روغن منڈلائے۔ معلوم ہوا کہ رن پڑے گا۔ سروں کا ڈھیر لگے گا۔ جادوگروں کے تخت ہوا سے نیچے اترے سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔ مرچ دگوگل کا

دھواں فلک تک پہنچا۔ منتروں کے جاپ پر بھینسا سر لپکا۔

گمان بے ایمان ساحروں میں دھنتہ جوگی بیپال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا۔ بعد ترتیب صفوف لشکر ملکہ حیرت سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردوں کو جلا دے گا۔ دل خورشید میں آگ لگا دے گا۔ یہاں تک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپذیر ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاجل فلک سے گرنے لگا۔ نہیں معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھواں چھت پر چراغ کے جم گیا تھا' وہی گرتا تھا۔ جب وہ کاجل دیدہ دہر میں خوب گہرا لگ چکا' یعنی بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیوں کی طرح اس میں سے پتلے جمع ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو انداز تھے اور گاہے مغرب کی جانب سایہ پرواز۔

بعد ظہور ان پتلا ہائے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی۔ اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو نامی نے مہ رخ سے اجازت لے کر اژدرا اڑایا اور برسر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا۔

گمان نے سحر پڑھا کہ وہ پرچھائیاں دوڑ کر لپٹ گئیں۔ اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بداندیش میں اندیشہ پیدا ہوا۔ یعنی گمان ہوا کہ پتلیاں جس طرح لپٹ گئی ہیں اگر یہ بھینٹ دے کر پھیروں گا تو میرے لپٹ جائیں گی۔ پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دوں۔ یہ سوچ کر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اس کاجل میں پھر سما گئے۔

یہ سحر دیکھ کر بہار نے باآواز بلند تعریف کی کہ "واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے۔"

یہ کلمات تعریف سن کر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو تجھ کو اندیشہ پیدا ہوا۔ ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہے۔ پس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک پر ہو کر سحر پڑھا کہ

اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی۔ بعد لحہ کے قلب الٹ گیا۔ خیالات فاسد نے مرتبہ و یقین درست نہ رکھا۔ اخلاط فاسد و بخارات غلیظ دماغ قلب میں معدہ سے پہنچے۔ صفرا و سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی۔ اژدر سے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا سمت صحرا روانہ ہو گیا۔

بعد اس کے پھر اس نے مبازر طلب کیا اور ہر ایک ساحر ادھر سے گیا۔ گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے۔ ہر چند اس نے نارنج مارے کچھ نہ ہوا اور ان پتلوں نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھ میں لگا دیا۔ پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوئی پتلا نظر نہیں آیا' لیکن درخت لگے ہیں۔ ان پر پریاں بیٹھی ہیں۔ بعض ان میں ناچتی ہیں۔ پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلیں۔ یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا۔

گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اس کی بھی آنکھوں میں پرچھائیوں نے لپٹ کر کاجل لگا دیا۔ دیدۂ دانستہ دیوانہ بنایا۔ اس کو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا۔ یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا۔ اسی طرح جو اس کے سامنے گیا۔ گمان اس کو ٹھیک نہ رہا۔ کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل میں شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے۔

جب دیدہ شاہ روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پرستاروں کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا۔

اتاری مہر نے جب چادر نور
ہوئی بزم فلک انجم سے معمور

شام کو لشکر گمان میں طبل بازگشت بجا۔ یہ لاف و گزاف کر کے پھرا کہ کل سب کو دیوانہ بنا دوں گا۔ نام و نشان سب کا مٹا دوں گا۔

غرضیکہ لشکر اپنی جگہ پر آ کر قیام پذیر ہوئے۔ ملکہ حیرت کے یہاں جشن شاہانہ تھا۔ ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا۔ گمان شراب خواری کرتا رہا۔ جب سرشار ہوا حکم دیا۔ ”طبل جنگ بجے۔ میں ان نمک حراموں کو چین نہ لینے دوں گا‘ کل خاتمہ کر دوں گا۔

غرض نفیر سحر پھونکی۔ مہ رخ نے سنی۔ نقارہ حرب بجوا دیا۔ پھر لشکر میں شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا۔ لشکر مسلمان میں تردوو انتشار تھا۔ نامرد بھاگنے کی تجویز کرتے تھے۔ بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے۔ ہوم ہوتا تھا۔ جوت کا دیا جلتا تھا۔ کسی طرف شہپال وزردہشت کی پکار تھی۔ کہیں لونا چماری کلیجے کھانے پر تیار تھی۔

مردے کی ہڈیوں کے مالے جپتے تھے۔ تلسی کی پرستش کرتے تھے۔ کھوپری مردے کی سیندروسے رنگی رکھی تھی۔ ایک طرف دھتورے پھل برگد کے جلتے تھے۔ بیر ہنس ہنس کے باتیں کرتے تھے۔ کنڈلے خون کے کھنچے تھے۔ اگیاری پر ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے۔ بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے۔ سحر کی لاگیں تھیں۔ ڈھولے جھومتے تھے۔ پونیں اترا گئی تھیں۔ ڈمرد کی صدا سے ہندوے چرخ گھبرایا تھا۔ سینچر اپنے اوپر چڑھایا تھا۔ فلک پر کئی ستارے کڑے تھے۔ آج کی رات و دن اپنے دیکھنا پڑے تھے۔ منگل کے ساتھ راہ و کیت کافراں تھا۔ فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہو گا۔ اپنی بربادی کا گمان تھا۔ ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغوں کو صاف کرتے تھے۔ شمشیر تیز کے جواہر کھلتے تھے۔ واقعی موت کے دفتر کھلتے تھے۔

جواہر سواد سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا۔ چہرے کاٹنے کا نشان تھا۔ سپروں کی گھٹاکالی تھی۔ ضیا باغ تیغ ہلالی تھی۔ نئی بھرتی اور طرفہ بحالی تھی۔ مرنے لڑنے کے حوصلے تھے۔ نامردی سے طبیعت خالی تھی۔ ہنگامہ ستخیز گرم تھا۔ پتھر سے سخت تر دل نرم تھا۔

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی

سراسر دمک آب گوہر کی تھی

بہادر جو منت بڑھانے لگے

کمانوں پہ چلے چڑھانے لگے

عروس شجاعت پہ قربان تھے

کسی پر مریں دل میں ارمان تھے

کیا صاف یوں جوہر تیغ کو

چمک جیسے گردوں پہ تاروں کی ہو

علم ہر رسالے میں تھے یوں گڑے

کہ تھے پاؤں گاڑے دلاور کھڑے

پھریروں کے اڑنے سے تھا یہ نشاں

کہ کشتی جنگ کا بادباں

سپر دور میں دور چرخ بریں

چمک میں ہر اک پھول ماہ مبیں

فروغ مہ نو ہوا آشکارا

چمکنے لگا خنجر آبدارا

کچھ اس شب کو پیدا نیا ڈھنگ تھا

طلسمات و افسوں و نیرنگ تھا

کیا ساحروں نے یہ سامان جنگ

بنائے تھے جادو سے مارد پلنگ

کہیں ڈفلے بجتے کہیں بانسری

کڑھائی کہیں شیخ سدو کی تھی

کوئی جوگی جیپال کو مانتا

پون ڈور کو تان کر تانتا
کوئی کر کے ڈنڈوت اوندھا گرے
کوئی بت کے سامنے پوجا کرے
کوئی بولے جے سامری کی ہے
انہیں پر لگی آس اس کی ہے
کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت
کوئی دے کے آہٹ کہے ہوت ہوت

لشکروں میں تو یہ سامان تھا۔ گمان بارگاہ سے اٹھ کر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھ کر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے۔ عیار بھی صورت بدلے اس کی گھات میں پھر رہے تھے مگر جب اس کے خیمہ کے پاس جاتے تھے۔ آنکھوں سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے' آخر مایوس ہو کر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمت گار کی صورت بن کر خیمہ میں چلا ہی گیا۔ ہرچند کہ نابینا ہو گیا۔ مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کرلوں گا۔
غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا۔ ایک گوشہ میں لیٹ رہا۔ وہاں دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے انہوں نے اس کو دیکھا اور ایک نے اس کے قریب آ کر لات ماری اور کہا۔
"تو کون ہے؟"
اس نے کہا۔ "کوئی یوں حال پوچھتا ہے لے اب تیری یہ سزا ہے۔"
یہ کہہ کر منہ کے اوپر کمند ماری کہ حلقہ اس کمند کے ساحر کی گردن میں پڑے مگر اس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا۔ گمان بھی جاگ پڑا۔ ضرغام سے پوچھا۔
"تو کون ہے؟"
اس نے کہا۔ "میں حضور کے خدمت گار کا بھائی ہوں۔ وہ آج ماندا ہو گیا تھا۔ اپنی عوضی مجھ کو بھیجا ہے۔"
اس نے ہنس کر کہا۔ "یہ کیوں نہیں کہتا۔ میں عیار ہوں۔"

یہ کہہ کر اس کو گرفتار کیا اور زندان میں بھیج دیا پھر آپ سحر خوانی میں رات بھر مصروف رہا۔ جب سوداوی مادہ مزاج دہر سے دور ہوا۔ یعنی رنگ ظلمت شب حرارت سے کافور ہوا۔

جب فقیب کنارے ہوئے۔ گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا۔ وہی اندھیر اس نے کیا کاجل دیدۂ دہر سے پیدا کر کے پتلوں سے آنکھ میں ڈلوا دیا۔ ساحران مہ رخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگیں سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ دار ہنستا' روتا' ناچتا' کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت میں مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب دی۔ "اے نمک حراموں میں ایک ایک کو کہاں تک زیرو زبر کروں گا۔ ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارہ دشت ادبار کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہ رخ پر پڑے۔ لشکریوں پر حالت دیوانگی طاری ہوئی۔ رسالے اور پلٹنیں نعرہ ہائے ہو لگاتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھ کر اپنے گرد حصار کئے کہ گنبد پتھر کے ان کے گرد بن گئے۔ ہوا گنبدوں میں نہ جا سکی اور انہیں دیوانہ نہ بنا سکی۔ ملکہ بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ پری زاد پنکھیا پھولوں کی ہاتھ میں لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی۔ اس کی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہ رخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ پتلیاں ایک چیتر زریں لیے زمین سے نکلیں اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگیں۔ اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی۔

باقی ماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر میں مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہ رخ کے آئی اور عرض کیا۔ "مجھ کو اجازت ہو کہ اس حرامزادے کو سزا دوں یا اپنی جان آپ پر سے نثار کروں۔"

مہ رخ نے یہ کلمہ سن کر اس کو گلے لگایا اور تسکین و عنایت کے کچھ کلمات کہہ کر خلعت رخصت دیا۔

**

بہار اپنی انیسوں سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان میں جایا چاہتی تھی کہ حیرت کی نظر اس پر پڑی سمجھی کہ بہن میری لڑنے آتی ہے۔ دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آ کر لڑی۔ گمان کو دیوانہ بنا دے گی۔ مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھ پر لاف زنی کرے گا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ آج جنگ نہ کروں اور دوسرے دن میں خود اس سے لڑ کر گرفتار کرلوں۔ باقی کا گمان قید کرے۔ یہ سوچ کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فورا کوس امان پر چوب پڑی۔

مہ رخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات رہ گئی۔ یہ وقت مل جائے گا۔ پھر خدا جانے کل کیا ہو۔ غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور داخل بارگاہ ہوئی۔ جو لشکر کہ بچا تھا اس نے بستروں پر پہنچ کر آرام کیا۔ ادھر گمان بھی مراجعت کر کے ملکہ کے ساتھ چلا۔ مگر ابھی دن بہت باقی تھا۔

اس نے ملکہ سے کہا۔ "یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کر دی' طبل امان بجوا دیا۔"

ملکہ نے کہا۔ "میرے سر میں درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان میں نہ ٹھہر سکی ۔ خیر کیا ہوا تم تو عنایت سامری سے اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو۔ سب کو برباد کر دینا"۔

اس نے عرض کیا۔ "تو حضور تشریف سمت بارگاہ لے جائیں۔ مجھ کو شکار کھیلنے کا بہت شوق ہے۔ اتنا دن میں شکار کروں گا۔"

حیرت نے جواب دیا۔ "یہاں عیاروں کا بہت بڑا خوف رہتا ہے۔ جو آج تک آیا۔ عیاروں نے مار ڈالا۔ آج سرداران حریف گرفتار ہوئے۔ عیاروں کے دل سے لگی ہو گی۔ آپ کو میدان میں پا کر ایسا نہ ہو کہ گزند پہنچائیں۔"

اس نے کہا۔ "سب کتنے عیار ہیں۔"

کہا۔ "پانچ" مگر وہ ایسے ہیں کہ جنھوں نے حواس خمسہ منتشر کر دیئے ہیں۔ سب ان سے ناچار ہیں۔ شش جہت میں دھوم ڈال رکھی ہے۔ یہاں کی عیارنیاں ان کے مرتبہ کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں"۔

گمان نے کہا۔ "ان میں سے ایک کوکب کے پاس گیا ہے اور دوسرے کو کل میں نے گرفتار کیا ہے۔ تین باقی رہے وہ میرا کیا کر لیں گے اور میں اسی واسطے شکار کو

جاتا ہوں کہ وہ میری تلاش میں آئیں اور انہیں بھی میں دیوانہ بنا دوں۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ خواہ بارگاہ میں ہوں یا کہیں جا کر ٹھہروں۔ عیار آئیں گے ضرور۔ پھر جیسے یہاں ان کی حفاظت کرنا' ایسی ہی جنگل میں۔ بلکہ لشکر میں کثرت مردم سے پہچان ان کی مشکل سے ہو گی اور صحرا میں با آسانی ہاتھ لگ جائیں گے۔"

حیرت نے کہا۔ "تم خود دانشمند ہو' جو مناسب سمجھو وہ کرو۔"

یہ کہہ کر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو حکم اکرام کرنے کا مرکب باد رفتار پر سوار ہوا' باز دار قراول بہلیے وغیرہ چند لوگوں کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤں گا۔ زیادہ انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہے۔"

غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا۔ گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا۔ یہاں خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرکب چلا ہے۔ فی الجملہ یہ تو جاتا ہے۔

مگر عیاروں کا حال سنئے کہ جب مہ رخ بارگاہ میں آ کر تخت پر بیٹھی۔ عیار بھی برائے تسکین وہیں حاضر ہوئے۔

اس وقت بہار نے کہا۔ "یہ بھڑوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ کل اس کو میں دیوانہ بناؤں گی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤں گی۔ اے ملکہ مہ رخ آپ کچھ رنج نہ فرمائیں شراب پئیں' ناچ دیکھیں میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے میں جائے اس وقت برق عیار نے کہا۔ "اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہیں اگر آج ہم جیتا چھوڑ دیں گے۔ جب تو آپ میاں گمان کو دیوانہ کیجئے گا اور اگر ہمیں فی النار کر دیں گے تو کس سے لڑیئے گا۔"

بہار ہنسی اور کہا۔ "خیر بہتر ہے۔ دیکھئے کس کے حصے میں یہ آتا ہے۔"

برق نے کہ "تخلیہ ہو تو ایک بات کہوں۔"

اسی وقت دربار برخواست ہوا۔ مہ رخ اور بہار رہ گئی۔ برق نے عرض کیا۔ "سنا ہے

کہ گمان شکار کو گیا ہے۔ میں جاتا ہوں اور سوداگر بن کر ایک درۂ کوہ میں اترتا ہوں۔
آپ کچھ لوگ بھیج دیں کہ وہ صورت بدل کر میرے کارواں کو لوٹ لیں پھر میں اس

نابکار کو مار ڈالوں گا۔"
بہار نے کہا۔ "اچھا' میں صورت بزور سحر قزاقوں کی سی بنا کر لوٹ لوں گی۔"
غرض یہ مشورہ کر کے برق باہر نکلا۔ جانسوز سے کہا۔ "تم کچھ ساحر ایک درہ کوہ میں
لے جاؤ اور یہ سامان جلد وہاں پہنچاؤ۔"
جانسوز لشکر سے دس بیس کنیزیں لے کر چلا۔ مگر اس طرح سے کہ بہت سے اشتراں
پر خالی صندوق ہیں اور چند خیمے پرانے بیلوں پر بار اور اسی طرح کا سامان بسیار کاروانیاں
درست کر کے درۂ کوہ میں پہنچا۔ خیمے برلب جوئے بار استادہ کر دیئے۔ آگے خیموں
کے صندوق پھیلا کر رکھ دیئے۔ فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا۔
مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز بیٹھا ادھر برق نے صحرا میں پہنچ کر زفیل بجائی۔
قران صدا سن کر آیا۔ اس نے کہا۔ "آپ خواجہ بازرگان بن کر درۂ کوہ میں جایئے۔
میں نے تدبیر کی ہے۔ سب حال اس سے عیاری کا کہہ دیا۔ یہ فوراً عمامہ سر پر باندھ
کر عبائے مشجری پہن کر انگشتریاں در و لعل و الماس کی زیب انگشت کر کے پٹکا بلبل
چشم کا کمر سے باندھ عصائے تلخ بادام ہاتھ میں لے کر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کر کبیر
السن بن کر چلا کہ ڈاڑھی سفید تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید' ہاتھوں میں جھریاں
پڑیں۔ رگیں نکلی ہوئیں۔ اس صورت سے انہیں خیموں میں جا کر یہ بھی ٹھہرا اور
برق ان سے ہٹ کر ایک درہ کوہ میں ٹھہرا ہے کہ حال اس کا بیان ہو گا۔
لیکن بہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار و پر از صید و شکار دیکھ کر اترے ہیں کہ ہر شاہ
و شہر یار ادھر برائے تفریح ضرور آتا ہے۔ قراہ دل و بہلیے عرض کرتے ہیں کہ ادھر
چلیئے تو شکار ملے گا اور فرحت بھی دل کو ہو گی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا
اس سے بھی صیادوں نے یہی عرض کیا کہ اس طرف چلیئے۔ یہ اسی طرف روانہ ہوا۔
جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کارواں اترا ہوا ہے۔ اشتر چر رہے ہیں۔ بیل پھر

رہے ہیں۔ گھوڑے بندھے ہیں۔ خیمے کھڑے ہیں۔ مال و اسباب کے صندوق رکھے ہیں۔ سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہے۔ اس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے

۔ شراب بیٹھا پی رہا ہے۔ دیکھ کے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا۔ "جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہیں۔"

ملازم اس کا گماشتہ کے پاس آیا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا۔ پاس اپنے بٹھایا۔ جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا۔ "ہمارے مالک گمان جادو شکار کو آئے ہیں۔ مصاحب بادشاہ طلسم ہیں۔ تمہیں دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔"

گماشتہ نے عرض کیا۔ "ہم لوگ تاجر ہیں۔ خواجہ تاجران ہمارے خیمہ میں ہیں۔ شہر دادیہ سے آئے ہیں۔ کل ملکہ حیرت سے راہداری لے کر دریائے سحر سے اتریں گے اور خدمت شاہ طلسم میں جائیں گے۔ مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا معلوم ہوا ہے۔ آپ چلئے میں خواجہ سوداگراں کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہوں۔"

وہ ساحریہ کیفیت سن کر چلا گیا اور گمان سے جا کر حال بیان کیا۔ وہ سن کر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا میں دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلاموں کے کشتیاں زر و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی۔

اس نے اس مرد مسن کو دیکھ کر مزاج پرسی کی اور کہا۔ "آپ کا اسم مبارک کیا ہے۔"

خواجہ نے کہا۔ "مجھ کو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہیں۔ اب حضور میرے خیمہ میں تشریف لے چلیں اور مجھ کو سرفرازی کا خلعت دیں۔"

اس نے کہا۔ "اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ سے مقابلہ ہے۔ صرف اتنا دن مہلت کا ہے اور مجھ کو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہو گی۔ اس لیے چاہتا ہوں کہ آج صید افگنی کروں۔ اب تم لشکر میں کل آؤ گے تو رات کو ہم اچھی طرح ملیں گے۔"

خواجہ نے عرض کیا۔ "بہت اچھا، مگر مجھ پر نظر عنایت رہے۔" اس نے خواجہ کی دل جوئی کی اور آگے روانہ ہوا۔

**

جب کوئی دو کوس یہاں ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا۔ کاروانیوں پر قزاق آگرے آگ خیموں میں لگا دی۔ خواجہ بازرگان مع اپنے رفقا کے ہتھیار باندھ کر نکلا اور باہر آ کر دیکھا کہ مرکب ہائے ترکی پر بڑے قدوقامت کے تنو مند جوان سوار ہیں۔ ڈھاٹے ان کے بندے ہیں۔ چہروں پر اپنے خون ملے ہیں۔ صورتیں خون خوار ڈراؤنی بنا کر چوڑی چوڑی تغیں باندھے ہیں۔ کچھ سوار اور کچھ پیادے ہیں۔

یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اوراپنے ساتھیوں کو للکارا۔ وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنوں سے لڑنے لگے۔ جنگ زرگری شروع ہوئی۔ دکھلانے کی راہ سے ہمراہی خواجہ فاجر شمشیر مارتی ہے۔

لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے۔ سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت جسم کو جانبین کے زخمی نہ کرتی تھی۔ سحر سے تلواروں کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی۔ شور فریاد کاروانیاں اور ہائے وائے قطاع الطریقاں تابہ فلک پہنچی تھی۔ آفتاب گردوں پر بٹھایا تھا۔ آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا۔ فلک گنجینہ گوہر اختراں چھپائے گھبراتا تھا کہ غارت ہو گا۔

جب کاروائی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیات کی۔ غل کرتے تھے۔ دشت میں خوف سے دھوپ تھراتی تھی۔ کوسوں تک اس شور و غوغا کرنے کی صدا جاتی۔

گمان دو کوس پر یہاں سے صید افگنی کر رہا تھا' اس نے جو صدائے پر آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر کہیں ہنگامہ برپا ہے پس اس نے ایک ساحر سے کہا۔ "یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لے کر آ۔"

ساحر حسب الحکم اڑا اور آواز پر چلا۔ جب کارواں کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہیں اور خیمے جل رہے ہیں۔ اشتر اور قاطر وغیرہ قزاقوں نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہیں۔ اہل قافلہ بھاگ گئے ہیں کچھ ہلاک ہوئے ہیں۔ رہزن شاداں و فرحاں اب جایا چاہتے ہیں۔

یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور چاہتا تھا روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا

کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ راہزن ساحر بھی ہیں ایسا نہ ہو کہ
تجھ پر غالب آجائیں' پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں۔

یہ سوچ کر روانہ ہوا اور گمان کے پاس پہنچ کر عرض کیا۔ "وہ سوداگر جو آپ کے پاس
آیا تھا۔ اس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ میں نے درے سے خیمے جلتے دیکھے اور راہزنوں
کو لوٹتے دیکھا۔ معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا۔"
یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے
چلا۔ یہاں ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بن کر آئے تھے ۔ وہ سب جانور اور اسباب لے
کر لشکر اسلام میں چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈال کر روانہ ہو
گئے۔ وہ پتلے بزور سحر بصورت کاروانیاں بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیئے
تھے۔
جب گمان یہاں آ کر پہنچا۔ اس نے قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرداڑتے ہوئے دیکھی۔
اس گرد کی طرف اڑا' لیکن دور تک گیا۔ مگر وہ گرد آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہنچ سکا۔
رہزن نکل گئے' اب تعاقب ان کا بیکار ہے۔ ناچار پھر آیا اور کارواں کو جو دیکھا تو
بالکل تباہ و برباد پایا۔ دور گرد اڑتے ہوئے دیکھی۔ اونٹ دور بھاگتے پھرتے تھے۔ خیموں
کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے۔ خواجہ بازرگان کی اور اس کے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے
لاش پڑی تھی۔ خاک و خون میں بھری تھی۔ پوشاک بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی۔
ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا
اور بہت افسوس کرتا رہا۔ کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا۔ یاد کر کے
ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی اس کی غربت پر دست تاسف ملتا۔
اسی رنج میں لاشہ تاجر پر کھڑا اشک ریزاں تھا کہ یکایک درۂ کوہ سے صدائے فریاد
سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے۔ گرفتار صد آلام و محن ہے دل سنگ
بھی اس کی آواز حزیں سے آب ہے۔ آبشاروں میں پیدا اضطراب ہے۔ ندیوں کے
دل میں جوش ہے۔ طائروں میں پیدا خروش ہے۔ اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری**

روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے بھگوتی ہے۔ بگولے نہیں اڑتے ہیں۔ صحرا اس کے حال پر خاک اڑاتا ہے جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے۔

گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے۔

پشتہ نہیں کچھ چرخ کا اے عرش سنبھل جا
امنڈے گا مرے اشک کا دریا ابھی کچھ اور

یہ آواز سن کر اسی سمت چلا۔ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر بہ عجلت تمام درۂ کوہ میں آیا۔ وہاں کسی کو نہ پایا جب درہ کوہ سے باہر نکلا۔ ایک درخت کے نیچے زن حور طلعت مہر صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا

نالے بھی سماتے نہیں اس چرخ کے نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے مگر الٹی بات ہے کہ ہنستی پیشانی اوروں کو ہنسانے والی روتی ہے۔ وہ جلوۂ رخسار جس کی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہے۔ وہ نور چہرہ عالمتاب کہ جس کے رو برو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے

صاعقہ حسن ہے رخسار خود آرائی کا
شعلہ طور ہے جلوہ تری یکتائی کا

بایں حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے۔ زلف مسلسل اس چہرہ رنگین پر بکھری خاطر سودا زدگان محبت کو پریشان کرتی تھی۔ گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی۔ نہیں نہیں زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال یاد آئی۔

سرمہ آلود حسینوں کی نگاہیں ہیں تمام
رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہیں

چشم فتان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ

بجلیاں لوٹ ہیں اداؤں پر
غمزہ چشم یار کیا کہنا۔ سچ ہے بجلی نے یہ ادا کہاں پائی۔ اس کی برق نگاہ کی یہ ہے معجزہ نمائی کہ جس پر نظر مہر اس نے ڈالی۔ اس کی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اٹھائی اس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی۔ سبحان اللہ رخسار برنگ گلشن زلف بسان سحاب چمن اس میں نگاہ کی بجلیاں چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤں کا بہنا' باغ میں جھڑی مینہ کی لگی نظر آتی تھی۔ سرمستانہ خمخانہ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ

وہ سرمہ بھری آنکھیں فتنہ ہیں کہ جادو ہیں
کتنوں کو لگا رکھا' کتنوں کو سلا رکھا

پلکوں پر آنسو مثل در خوش آب ٹھہرے تھے۔ قطرہ شبنم کے سبزہ گلزار پر جمے تھے۔ عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ

اس رنگ سے جھمکے ہے پلک پر کہ کہے تو
نکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری گا

غرضیکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار ہو جس پر صدقے باغ دہر کی بہار ہو۔ مرض عشق لاعلاج کا وہ علاج تھی۔ شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب حور ملائک فریب چشم حسن کے نور مژدہ نکیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنہ چاہ زنخدان پر خضر حسن آب صفا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرہ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقا نے اوج رعنائی طاؤس ہمایوں چمن زیبائی نکہت نافہ وفا بوئے گلشن و لاقامت سے قیامت شرمندہ کہ

دونوں عالم ہوئے تہ و بالا
تم تھے پردے میں کیا قیامت کے

کف پا اس کے رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ

گدگداہٹ کے سوا نرم ہے کیا خاک قدم
ناتواں زار جوان گرتے ہیں سو جاتے ہیں

الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ

شوخیاں اور جوانی میں قیامت ہوں گی
بچپنے ہی میں وہ آفت ہیں غضب ڈھاتے ہیں

اس حسن و ادا پر کچھ ایسا رنج پہنچا ہے کہ منہ ڈھانک کر روتی ہے اور کہتی

ہے کہ

صحرائے لق و دق میں سلگتی ہوں آپ ہی آپ

وہ آگ ہوں گیا ہے جسے کارواں چھوڑ

گمان اس آفت جان پر اس آفت رنج کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا۔

ہم مصیبت زدہ گر روئیں تمہارے در پر
نہ پسیجے دل آپ کا واللہ صنم

آج کیا صدمہ پہنچا ہے جو اس طرح بلک کر روتی ہو منہ اشکوں سے دھوتی ہو وہ نازنین اپنے رنج میں مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی۔ آواز اس کی سن کر آنسو پونچھ کر دیکھنے لگی۔ آنسو آنکھوں میں بھرے تھے یا کاسہ نرگس میں قطرۂ شبنم دھرے تھے۔ نہیں نہیں آنکھوں میں موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے۔
غرضیکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اس کو دیکھ کر رم خوردہ ہوئی۔ یعنی سہم کر بے ساختہ اٹھی اور ایک سمت بھاگی اس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ

ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا
ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا

گمان بزور سحر بہت جلد اس کے پاس گیا اور اس کو روک کر گویا ہوا۔ "اے دوائے درد فراق اور اے معجون مسکن طبع عشاق' یہ کیا تیرا حال ہے۔ کون سا صدمہ و ملال ہے۔"
اس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا۔ لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ

بات بھی منہ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے

تنگ اس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں

آخر دل کو تھام کے بعد اشک فشانی زبان سے گہر بار ہوئی۔ "اے شخص زار ژولیدہ موزلف صورت پریشان عزیز تنگ آبرد سوگوار پدر و برادر کا کیا حال پوچھتا ہے۔ میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جوسی سکے اور کوئی مرہم ایسا نہیں جو اچھا کرے کہ

جہان نے منہ مرے زخم جگر سے موڑ لیا
یہ بیکسی ہے کہ سوزن بھی رشتہ دار نہیں

میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا رہرو ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا میں تنہا چھوڑ کر کہ

نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں
لگا کے آگ جسے کارواں روانہ ہوا

قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی۔ میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بچی مگر مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں۔
گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی۔ گمان نے زبان پے تسکین و دلداری کھولی۔ "اے ماہ پیکر باپ تمہارا میرے پاس آیا تھا اور مجھ کو نذر دی تھی۔ مجھ کو اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہے۔ میں مصائب بادشاہ طلسم ہوں۔ رہزنوں کو ڈھونڈوا کر قتل کروں گا۔ تمہارے باپ کے خون کے عوض لوں گا۔ اب تمہیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو۔ صبر کرو۔ بی بی مردوں کو ہمیشہ کب روتے ہیں۔" وہ نازک

برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہیں رکھتا ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ اس کے سامنے میں کسی صورت سے جاؤں اور یہ سحر سے خیال کرے تو مجھ کو پہچان لے گا۔ اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہے کہ عیار کا کوسوں خیال دل سے دور ہے۔

غرضیکہ یہ بے ایمان اس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا۔ تخلیہ کرایا۔ کسی کو وہاں ٹھہرنے نہ دیا۔ اس عرصے میں قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور لیلٰی شب نے ناقہ ظلمت کو صحرائے عالم میں روانہ کیا۔

سرشام تمام بارگاہ میں شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیز چوکھڑے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہر معشوقہ حاضر کیا۔ کشتیاں شراب و کباب کی سامنے رکھیں آپ سامنے بیٹھ کر گل چینی اس کے باغ حسن کی کرنے لگا۔ ملکہ حیرت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے۔ آج میں بارگاہ میں حاضر نہ ہوں گا۔

ایک ساحر یہ پیغام لے کر ملکہ مذکور کے پاس گیا اور پیام اس کا ادا کیا۔ ملکہ نے پوچھا۔ "کہ کیوں مزاج کیسا ہے جو یہاں نہیں آئے۔"

پیام بردہ نے سارا ماجرا تاجر اور اس کی دختر کا بیان کر کے کہا۔ "اس کے ساتھ صحبت آرا ہیں۔"

یہ کہہ کر رخصت ہوا۔ حیرت کو سب حال سنکر ماجرائے تاجر پہ افسوس ہوا اور عیار کا اس کو بھی شک نہ گزرا' کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیاروں نے کی تھی۔

غرضیکہ صرصر حاضر تھی اس سے کہا۔ "کچھ تو نے یہ کیفیت سنی۔ اب ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہے کہ دن دھاڑے ڈاکہ پڑتا ہے تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ۔ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئیں گی۔"

صرصر نے کہا۔ "یہ بات میرے کچھ قیاس میں نہیں آتی۔ میں جانتی ہوں۔ یہ بھی عیاری ہے۔ وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہے۔ خیر میں جاتی ہوں۔ جیسا ہو گا معلوم ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر چلی لیکن ادھر میاں برق اپنے محسن ساختہ پر گمان کو لبھارہے ہیں۔ کبھی نیچی

نگاہ کر کے مسکراتے ہیں اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہیں تیوری چڑھاتے ہیں کہ

کچھ تبسم سا لب ناز وہ نیچی نظریں
کس اداؤں سے شب وصل وہ شرمائے ہیں

گمان کا دل بے قرار ہے۔ خواہاں وصل دلدار ہے جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے وہ بگڑتی ہے ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منہ پر لگاتی ہے کہ پھٹے منہ یہ بھی اقرار کیا تھا کہ میں بغیر مرضی کوئی بات نہ کروں گا۔
یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ

حیا آئینہ کو بھی رو برو آنے نہیں دیتی
ترستی ہی رہیں گی تیری آنکھیں تیری صورت کو

آخر جب زیادہ بے قرار ہوا سوچا کہ اس گلنام کو شراب بہت سی پلاؤ۔ یقین ہے کہ مست ہو کر راضی بوصال ہو جائے۔ یہ سوچ کر کہا۔ "اے راحت دل میں کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کروں گا اپنے عہد سے منحرف نہ ہوں گا۔ تم شراب پیو ایک جام مجھ کو بھی دو۔ اپنا دل خوش رکھو۔"
وہ مہ جبیں یہ کلام سن کر مسکرائی اور شرما کر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ

گر یہی چتون تیری تو صورت آفریں
کیا کہے گا تجھ کو ظالم روز محشر دیکھ کر

پھر کشتی شراب آگے کھینچ کر جام بادہ احمر لبریز کر کے اپنے لبوں تک لائی لیکن دوپٹے

قباحت نہیں۔ تم کو استانی جان کو گود میں لیے ہوں۔ خدا نہ کرے کوئی اور خیال مجھ کو ہو۔"

صرصر نے کہا۔ "اس عیاری کی سند نہیں تو نے مجھ کو پہلے ہی سے بے بس کر دیا اگر میں وہاں پہنچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی۔"

قران کو یہ طعنہ اس کا برا معلوم ہوا اور اس کو چھوڑ دیا کہ استانی جاؤ جو تم سے ہو سکے تصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ گمان کی طرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی سی بنائی۔ کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ میں یہ برق کو پکڑ نہ سکی تھی۔ پس صورت بدل کر پشت خیمہ پر آئی اور سراپچہ کو چاک کر کے جو اندر پہنچی۔ برق سمجھا کہ یہ جانسوز ہے اٹھ کر گمان کو تولات مار کر گرا دیا اور اس سے کہا۔ "اے برادر تم کیوں آئے میں اس کا کام تمام کر چکا ہوں۔"

صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہنچ کر ایک حباب بیہوشی مارا۔ برق چرخ کھا کر گرا۔ اس نے اس کی مشکیں باندھیں اور چاہا کہ ستون سے باندھ دوں تو گمان کو ہوشیار کروں۔

مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی درخیمہ پر پہنچ گیا۔ یہاں چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے۔

قران نے ان سے کہا۔ "مجھ کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہے۔ بہت ضروری کچھ کہنا ہے۔"

ساحروں نے کہا۔ "وہاں نہ جاؤ۔ میاں ہمارے مزے میں ہیں۔"

اس نے کہا۔ "میں درخیمہ پر پکار لوں گا اگر وہ مجھ کو بلائیں گے تو جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر جلد درخیمہ پر آیا اور بے محا با اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے۔

یہ دیکھ کر للکارا کہ استانی میں آپہنچا۔ صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی۔ قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اس کے پاس پہنچ کر ایک طمانچہ مارا کہ کیوں پھر شوخی ایسی کرے گی۔ ہاتھ آغشتہ بداروئے بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری۔ اس نے

دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا۔ جب ظلمت رنج کی طرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خنداں منہ دکھایا کہ

تاج زر کی بسر خور ہوئی اس طرح پھبن
یوں نمودار ہوئی مہر و درخشاں کی کرن
ظلم سے تیرگی شب کے تھی دنیا اندھیر
عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

○○○

• سمک جادو

ملکہ حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھ کر افراسیاب کے پاس بھیجا۔
وہ سحر گاہ سریر جہانبانی پر خواب شیریں سے اٹھ کر بیٹھا تھا کہ سپہ سحر نے نامہ پہنچایا۔

نامہ پڑھ کر اس کو بہت غصہ آیا برنگ زلف پریشاں ہو کر پیچ وتاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "ان نمک حراموں پر کس کو بھیجوں' جو جاتا ہے عیاروں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ کہاں سے ایسا ساحر لاؤں جو اس جہان کا رہنے والا نہ ہو آسمان پر رہے اور عیاروں سے بچے۔"
اہل دربار نے عرض کی۔ "کوئی ایسا ساحر جائے جو جامہ انسانی میں نہ ہو' بلکہ کسی اور بھیس میں رہے تو شاید عیاروں سے بچے۔"
شاہ جاوداں نے کہا۔ "ایک تدبیر خیال میں آتی ہے یعنی میں جب کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادوگر کو لایا تھا۔ وہ تو مارا گیا مگر اس کا بھائی اظلم اژدر نشین جادو نامی ہے کہ ہمیشہ اشکم اژدر میں رہتا ہے۔ وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے نہیں تو شکم اژدر میں ہمیشہ اس کا مسکن ہے۔ فی الجملہ میں اس کو بلا کر بھیجتا ہوں۔"
سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہے شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھ کر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنا بر طلب ساحر مذکور روانہ کیا۔ غرض حسب القلب ساحر آیا۔ سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا۔ سب سے آگے جو اژدر تھا اس میں افسر اژدر نشین خود سر تھا۔ سب نے بادشاہ کو سلام کیا۔ اس نے سب کو خلعت دیئے اور افسر سے کہا۔ "تم جا کر نمک حراموں سے مقابلہ کرو" اور جملہ حال عیاروں کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا خبردار ہمیشہ شکم اژدر میں رہنا اور عیاروں سے اپنے تئیں بچانا۔"

یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سن کر اژدر میں سما کر روانہ ہوا۔ اس کی مہابت سے فلک موذی چکراتا تھا۔ خدا کی مار زبان پر لاتا تھا۔ اژدر بروئے ہوا اڑتے منہ سے شعلہ آتش نکلتے۔ یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہے۔ آفتاب گردوں پر چھرایا ہے۔ بروئے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اڑتا تھا' بلکہ سیمرغ کوہ قاف میں چھپا تھا۔ نسر طائر کو طعمہ اژدر ہونے کا ڈر تھا۔

بایں عظمت و شکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیات ضلالت شیم کے قریب پہنچا' ملکہ کو شاہ جاو داں بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا۔ اس نے استقبال کرایا اور ایک میدان میں سب اژدہوں کو ٹھہرایا کہ وہ کنڈیاں مار کر بیٹھے اور ان کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان میں استادہ کر دیئے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ منتخب کر کے معین کر دیئے مگر ان کو بھی تمغے اور معرکہ دیئے کہ عیاروں کی پہچان رہی اور ان سے کہہ دیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو معرکہ دکھا دینا' باقی معرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا۔

غرضیکہ انتہائے درجہ کا انتظام کر کے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت میں جا کر بیٹھا۔ سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ

اژدر چالیس اس کے تھے گرد
شیطان کا وہ ایک ہی تھا شاگرد

دن بھر میخواری کرتا رہا۔ جس وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب میں رکھا اور دشت عالم میں اندھیرا پھیلا' اژدر شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھ کر اوس چاٹنا شروع کیا۔

قریب شام اس نافر جام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہ رخ کے آئے اور بعد دعائے وثنائے بادشاہی کے جملہ ساحروں کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کر کے کنارے ہوئے۔

سر پر ایک خود دھرے جس پہ بڑی سی کلغی
ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ میں شمشیر دودم
زرہ حضرت داؤد گلے میں اس کے
جبروت اس کا فریدوں فرد جمشید شیم
لمعہ نور جبیں اس کے سے طالع جون مہر
سب رکاب اس کے میں موجود صنا دید عجم
اس کے افواج کے گھوڑوں پہ کیا خوب جو دھیان
تو وہ فنکارے پڑے پھرتے ہیں مثل ضیغم
اس کی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف
گھاٹ پر جس کے رہا خون ہے اعدا کا جم
حلق دشمن کے لیے زہر بھری اس کے ساتھ
صاف ایک برچھ الماس ہے اور کاسنہ سم
ہے وہ ثعبان نہیں شعلہ نشاں خون آشام
مشکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جائے مصارف پر پہنچ کر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بصد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان میں آئی پرے جمنے لگے۔ بجلیاں گریں جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گردوغبار صاف ہوا۔ تیار دشت مصارف ہوا۔ اس وقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم کفچے لڑاتے اور قلعہ ہائے آتش چھوڑتے آتے۔ اثر زہر سے ان کے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی۔ باہم لپٹے پھنکار مارتے تھے۔ جب دشت میں پہنچے۔ یہاں صفیں درست ہو چکی تھیں۔

وہ اژدر جس کے پیٹ میں اظلم ہے سامنے حیرت کے آیا اور اس سے باہر نکل کر اجازت حرب لے کر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسی طرح وسط میدان میں پہنچا قلاب آتشیں

چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بن گئے دھواں ان شعلوں کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہ رخ اندھا ہونے لگا۔ دھویں سے عاجز ہو کر ہر ایک یا ودود پڑھتا تھا۔ جادوگرنیاں زہرہ صورت سحر پڑھ کر برج بنائے چھپے ہوئی تھیں۔ فوج میں بلی پڑ گئی تھی۔

اس وقت مہ رخ کو بن نہ آیا۔ جنگ مغلوبہ کا حکم دے کر تخت اپنا آگے بڑھایا۔ ساحران نامی مثل ملکہ بہار اور نافرمان وغیرہ کے دور سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہوں پر جا پڑے۔

اس طرف سے چالیس اژدہے جن کے پیٹ میں ساحر تھے منہ پھیلا کر چلے اس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا۔ شعلہ ہائے دہان اژدران سے زمین کرہ نار تھی۔ ہوا شعلہ بار تھی۔ ان شعلوں سے دھواں ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھواں دھار بن گیا تھا۔ لشکریاں نے نارنج ترنج مارنا شروع کئے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیاں گراتے' مگر اژدہوں پر اثر نہ کرتی تھیں اور اژدر دم کھینچ کر سپاہیوں کو نگل لیتے تھے۔

اس ہنگام میں ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہوائے سرد کے جھونکے پیدا ہوئے اور اس ہوا نے دھوئیں کو برطرف کرنا شروع کیا۔ آمد بہار ہوئی۔ آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر اظلم کا نام جو اژدر نشین ہے اور یہ اژدر میں جو رہتا ہے۔ اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یوں تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہے اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جاوداں نے بھیجا ہے۔ بس یہی اس کے لیے شرف ہے کہ اژدر سحر میں رہتا ہے اور اس اژدر پر سحر نہیں اثر کرتا ہے۔ فی الجملہ اس نے سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی پھنکار ماری کہ شعلہ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے۔ سحر جو رد ہوا۔ ملکہ بہار پر غش طاری ہوا۔ خواصیں ہوا دار پر ڈال کر لے بھاگیں اس کے ہٹنے سے اژدر منہ پھیلا کر چلے۔ معاذ اللہ وہ شعلہ زہر ناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی۔ جسم جھلنے لگے جادوگرنیاں نازنین گلفام

سیاہ تاب ہو گئیں۔ حرارت سحر سے بے تاب ہو گئیں۔ زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی جسم نیلا ہو گیا۔ سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض میں سرایت کر گیا تھا۔ خضر تک زہر مہرہ ڈھونڈتے تھے۔ دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منہ کھولے اس طرح نظر آتے تھے کہ میدان میں غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز میں فوج حیرت نے بھی حملہ کیا۔ بجلیاں گرا کر ترسول و پنسول پکڑ کر مار مار کہتے آگے بڑھے فوج مہ رخ میں بھگدڑ پڑ گئی۔ لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بارہا آفت آئی ہے پھر خدا نے فضل کیا ہے' ٹھہرا ہوا تھا۔ اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا۔ اس وقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے۔ لڑنے والے سربکف تھے۔ ملکہ کے ساتھ رہ گئے اور ملکہ مہ رخ نے پائے شجاعت مستحکم کیا۔ ہزارہا کو اس نے بھی مارا اس وقت عجب غلغلہ آفت محشر برپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر پھولا سوجا میدان میں پڑا تھا اور ہزارہا لاشہ نظر آتا۔ برق سحر چمک رہی تھی۔ رعد جادو چیخیں مارتا پھرتا تھا۔ ماں اس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی۔ دھواں سحر کا چھایا تھا۔ آفتاب تاریکی سے گہنا یا نظر آتا تھا۔ بیروں کی صدا ہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ

ہوا اس طرح کھاتی تھی پیچ و تاب
اڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھواں سحر کا تھا یہ چھایا ہوا
کہ غار زمین چاہ بابل بنا
چمکنا وہ رہ رہ کے واں برق کا
جلاتا تھا دل خسرو شرق کا
چمکنا اندھیرے میں بجلی کا تھا
کنھیا کے منہ پر گلال ہے ملا
کہیں دوڑتے پھرتے تھے اژدہے

دہن مثل قعر جہنم کھلے

ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے
ملک آتشیں تیر تھے مارتے

ہوا تھا فلک اس قدر سنگدل
ترستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر
تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ میں مہ رخ اژدر بن کر ان اژدھوں پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوئے۔
اس وقت اظلم بہ مشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا۔ اے نمک حرام اب کہاں جائے گا۔ کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے۔"
مہ رخ نے جواب دیا۔ "اونا مردازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر میں بیٹھ کر مقابلہ کرتا ہے۔ اسی منہ پر دعوئ سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا رکھتا ہے۔"
یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اس کے دل پر لگا اور کہا میں اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہوں۔ اچھا آج میں پھرا جاتا ہوں۔ کل اکیلا میدان میں آ کر تجھ کو باندھ کے لے جاؤں گا۔"
ملکہ نے کہا۔ "اکیلا آئے گا تو وہ جوتیاں کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا۔"
اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدروں کو لے کر پھرا۔ ملکہ حیرت کے پاس آ کر کہا۔ "طبل بازگشت بجوایئے میں آج نہ لڑوں گا۔"
اس نے کہا۔ "کیوں بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو' جی ہارتے ہو۔ اب باقی کون ہے۔ صرف مہ رخ کو مع چند سرداروں کے پکڑ لینا ہے۔"
اس نے سب حال مہ رخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا۔

ملکہ حیرت نے کہا۔ "اس نے تجھ کو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہے۔ اس وقت دھوکا نہ کھا' نہیں پچھتائے گا۔"

غرضیکہ ہر چند سمجھایا مگر اس نے اپنے غرور میں نہ مانا۔ آخر حیرت نے بخاطر اس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لے کر پھری۔

مہ رخ نے سجدہ شکر خدا کا کیا کہ آبرو رہ گئی۔ جو سردار کہ باقی تھے' ان کو لے کر پھری' جو زہر سے سوج گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی۔ لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے۔ بازار ویران ہیں جو سردار کہ قید ہیں' ان کی بارگاہ میں جگہ سنسان پڑی ہے۔ یہ حال دیکھ کر اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کر کے سحر تیار کرنے کی فکر میں بیٹھی۔

اس وقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے۔ طبل امان کی آواز سن کر آئے اور بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا۔

سب نے تسکین و تشفی کی۔ "اے ملکہ ہم جاتے ہیں اور کام اس ناہنجار کا تمام کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوئے۔ اس طرف اظلم پھر کر گیا جو اژدر کہ سرداروں کو نگل گئے تھے۔ انہوں نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا۔ "ان سب کو اسی زنداں میں لے جا کر قید کرو' جہاں ضرغام عیار جس کو گمان نے گرفتار کیا تھا' قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سرداروں کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو۔

غرض سب کو لے کر جا کر قید کیا۔ یہ سب سحر میں مبتلا اور بیہوش ہیں۔ جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کمر کھول چکا۔ اظلم دیر تک بیٹھا رہا بلکہ ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا۔

پھر عرض کر کے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا۔ میں کل اکیلا لڑوں گا۔"

یہ کہہ کر اپنی جگہ پر شکم اژدر میں بیٹھ رہا۔ مگر عیار جو روانہ ہوئے تھے۔ یہ صحرا میں آئے اور برق نے کہا کہ پہلے میں جاتا ہوں۔ تم دونوں میری خبر رکھنا۔"

یہ کہہ کر چلا۔ اس کے بعد قران اور جانسوز بھی ایک طرف بصورت مبدل ایک طرف روانہ ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اس

جگہ آیا' جہاں اژدہے میدان میں رہتے ہیں۔
یہاں دیکھا کہ اژدہے خاک میں لوٹ رہے ہیں خوش فعلیاں کرتے ہیں اور ان کے منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے۔ وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے۔ پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے۔ ترسول چار طرف گڑے ہیں۔ گوگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہے۔ ترسولوں پر ہار لپیٹے ہیں کھپر آگ کے جلتے ہیں۔
برق یہ تماشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر سے ایک ساحر سیاہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا۔ یہ اس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا اور چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر دل کڑا کر کے کھڑا رہا۔ وہ اس کے قریب آ کر للکارا۔ "ارے تو کون ہے۔"
برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ "ابے تو پہچانتا نہیں جو تو ہے وہ ہم ہیں۔"
اس نے کہا۔ "ہم چالیس اژدر نشین ہیں۔ اکتالیسواں ہمارا افسر ہے۔ تو کہاں سے آیا ہے۔ اچھا اگر تو ہم میں سے ہے تو اژدر تیرے رہنے کا کہاں ہے۔"
برق اس تقریر سے نا چار ہوا۔ مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم پر جا گرا۔ یہ کہتا ہوا۔ "کہ اژدر بھی ہے تجھے کیوں بتلائیں۔"
اس ساحر نے جو اس کو پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا۔ سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے پکارا۔ "باش اور مکار پہچانا میں نے تجھ کو۔"
برق اتنے عرصے میں کہیں کا کہیں ہو رہا مگر بہ سبب میدان ہونے کے سامنا تھا۔ وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہاں سے سحر کروں۔ مبادا یہ بھی ساحر ہو۔ کود پھاند کر نکل جائے پس قریب چلوں۔ یہ سمجھ کر پیچھے دوڑا۔
برق یا تو بھاگا جاتا تھا۔ یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یوں ہی سیدھے بھاگے جاؤ

گے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا۔ لازم ہے کہ کہیں چھپ رہو۔
یہ سوچ کر ادھر ادھر دیکھا چونکہ میدان تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا۔ ایک غار

وہاں نظر آیا۔ یہ اس میں اتر گیا۔ وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں
تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا۔ پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا۔ بزور سحر
چھپ گیا۔ مگر جب غار کے پاس آیا سوچا کہ اس میں اتر گیا ہو گا۔
یہ سوچ کر جھانکنے لگا تو برق نے وہاں حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا۔ وہ اس کی گردن میں
آ گیا۔ اس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اس کو جلا دوں مگر برق اتنی مہلت کب دینے
والا تھا۔ اس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا
اور آنکھیں باہر نکل آئیں۔ سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا بڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار میں گرا
برق نے فورا خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ' ہنگامہ دارو گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے
لگے۔ بعد لحہ کے آواز آئی۔ " مارا شراب خوار جادو کو۔"
یہاں تو ہنگامہ مچا لیکن اژدر اس کے رہنے کا میدان میں جل گیا اور بیروں نے وہاں
بھی غل مچا دیا۔ اظلم اور سب ساحر گھبر کر اژدھوں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے
سے پوچھتا تھا۔ "ارے میاں خیر تو ہے۔"
ایسے بے ساختہ حواس ہوئے کہ اپنے ساتھیوں کو نہیں شمار کرتے۔ یہ حیران کھڑے
ہیں کہ کوئی آئے تو اس سے پوچھیں' یہ غل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا
ناز ہے کہ یہ مطلق گمان نہیں کہ ہم میں سے کوئی مارا گیا ہے۔
غرضیکہ یہ تو ٹھہرے ہیں مگر وہاں برق نے صورت اپنی مثل صرصر کے بنائی لیکن حسن
اپنا ایسا دوبالا کیا کہ صرصر نے خواب میں بھی یہ صورت نہ پائی ہو گی کہ

**

روز اول سے آج تلک صورت آفرین
ممکن نہیں کہ چھپ کے تجھے دیکھتا نہ ہو

چنانچہ آگے حال اس کے حسن کا بیان ہو گا۔ اس وقت بعجلت لاش کو اس ساحر کی اٹھا کر اسی میدان کی طرف چلا۔ یہاں سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا ان کے کان میں آئی۔ دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہے کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا زیبا ہے کہ

بلا سے ہو پا مال سارا زمانہ
نہ آئے انہیں پاؤں رکھنا سنبھل کر

دلہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجب صورت اس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی۔

گئی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند
سمند ناز نے ڈالا وہیں روند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ
کہ ہے رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہو گئے تار
ہوئے سب مانگ چوٹی میں گرفتار
بہم آنکھوں سے آنکھیں لڑ گئیں خیر
عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا
بندھا کچھ ڈول واں آسیب کا سا
یہ رخساروں میں اس کے فربہی تھی

ہوئی جس سے خجل اکثر ہی تھی

کہو اس کی جبیں کو کس طرح چاند
کہ اس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اس کا
کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اس کا
برنگ گل نزاکت میں بھری تھی
کہ بس جو بات تھی اس کی پری تھی

یہ سب ساحر اس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈال دی۔ اس نے استفسار کیا۔ "یہ ماجرا کیا ہے۔"

اس گلفام نے کہا۔ "پہچانئے یہ آپ ہی کا رفیق ہے جو مارا گیا۔"
اس کلمہ سے اس کو ہوش آیا اور کہا۔ "ہاں سچ ہے یہ شراب خوار جادو کی لاش ہے۔"
اب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا۔ "کچھ معلوم ہے یہ کیونکر مارا گیا۔"

اس نے عرض کیا۔ "عیار لشکر حریف صحرا میں اس کو قتل کر رہا تھا کہ میں آ کر پہنچی مگر کام اس کا تمام ہو چکا تھا' میں لاشہ اٹھا لائی ہوں۔"
اظلم نے کہا۔ "اس عیار کو کیوں نہ گرفتار کیا۔"

اس نے کہا۔ "حضور میں صرصر عیار شاہ جاوداں کی ہوں اور سحر نہیں جانتی ہوں۔ وہ عیار تھا مجھ کو دیکھ کر نکل گیا۔ ہر چند میں دوڑی۔ مگر ہاتھ نہ آیا۔ اچھا اب ہوشیار رہئے گا' میں جاتی ہوں۔"
یہ کہہ کر کمر کولہے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ

خرام ناز تمہارا بھی اک آفت ہے
زمین پاؤں تلے سر پہ آسماں نہ رہا

اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے۔ اس نے نام البتہ سنا ہے صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر میں رہتا ہے اور یہاں جب سے آیا ہے کچھ دیر کے لیے بارگاہ حیرت میں گیا تو کچھ خیال تو کیا نہیں کہ عیارہ کون ہے۔ اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہیں کہ صرصر کس مرتبہ کی عیارہ ہے اور کیسی صورت رکھتی ہے۔ اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھ کر غش ہو گیا اور سمجھا کہ یہ عیارہ تو ہے ہی۔ اس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لوں گا۔ آج اپنی خدمت میں اس کو لایا چاہیے۔ پس اسی وجہ سے اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

گرے میری نظروں سے خوبان عالم
پسند آ گئی تیری صورت کچھ ایسی

صرصر نے یہ سن کر تیوری چڑھائی اور کہا۔ "میاں ہوش میں آؤ' فاحشاؤں سے جا کر ایسی باتیں کرو۔ ارے صاحب میں سارے طلسم میں ہمیشہ پھرتی ہوں۔ جو ایسی ہی اوماتی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی۔ نہ صاحب ایسا بدنظر کوئی مردوا میں نے نہیں دیکھا۔" یہ کہہ کر انگڑائی لے کر گات کو اس طرح دکھایا کہ وہ ابھرا ہوا جو بن دل گدگدانے والا نظر آیا۔ یہ ساحر بے چین ہو گیا اور پکارا۔

مسلتا ہے کوئی دل یا الہٰ خیر محرم کی

غضب ہے پردے پردے میں ابھرنا ان کے جوبن کا

پھر اس آفت جاں کا منت پذیر ہونا۔ " ارے جان عالم اتنا خفا نہ ہو' ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو۔"
اس تربدہ جو نے کہا۔ "آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجئے' مجھ سے یہ چونچلا طے کر رکھئے۔"
یہ کہہ کر انگوٹھا دکھا کر کہ موئے تیرے دیدوں میں خاک' میں اور تیرے قابل۔
اظلم اس ادا کو دیکھ کر مر گیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا۔
اس نے کہا۔ "ہاں ہاں دیکھو میں چینخی ہوں سامری قسم اگر مجھ کو ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کردوں گی۔ لوگو یہ اندھیر تو دیکھو' دن دہاڑے یہ مردوا سب کے سامنے مجھ کو لیے پھرتا ہے۔ کیا بے عزتی ہے۔ چھٹے منہ آگ لگے ایسی مستی کو۔ اظلم اس کے خفا ہونے سے تو ٹھہرتا ہے مگر دو ایک باتیں ایسی کیں کہ مردوا سب کے سامنے لیے پھرتا ہے۔ یہ سن کر سمجھتا ہے کہ یہ ناز کرتی ہے اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہے۔
غرضیکہ یہ باتیں اس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود میں اٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی ۔ "دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے میں لے جاؤ گے۔ میری آبرو تو جا چکی۔ غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہے مگر تمہاری بھی جان جائے گی۔ مجھ کو کم نہ سمجھنا' میں کوئی ایسی ویسی نہیں ہوں۔ دھرے اڑا دوں گی۔ ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آ جائے۔ موئے تو اژدہے میں گھس رہ مجھ کو چھوڑ دے۔"
اظلم نے ایک نہ سنی اور اندر خیمہ کے اس کو لایا۔ کہا۔ "عیار یہاں آئے گا تو کیا کرے گا۔"

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

غرضیکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے کے لیے ہی تو مقرر کیا گیا ہے۔ جو دو ایک آدمی بہر حال خدمت ہیں۔ انھوں نے اس کے آتے ہی تمغے اپنے اپنے دکھائے۔

اس نے کہا۔ "تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہرو' جب بلائیں اس وقت آنا۔"

وہ سب باہر گئے اور اس کے رفیق جو اژدھوں میں رہتے ہیں وہ بعد اس کے پھر شکم اژدر میں سما گئے۔ جب تخلیہ ہوا۔ یہ نازنین کہ برق عیار ہے دل میں سوچا کہ دوبار یعنی زنار اور گمان کو جو قتل کرنے آئے تھے تو صرصر آ کر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہاں سے قریب ہے۔ تمہارے آنے کی خبر حیرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہنچے۔ پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی۔ لہٰذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ جو آئے تو ذلت پائے۔

یہ سوچ کر چاروں طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اس وقت یہ حال تھا کہ

کبھی وہ آنکھ ادھر ہے کبھی شوخی سے ادھر
اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا

اظلم نے یہ حال دیکھ کر کہا۔ "اے نازک بدن تم حیران چاروں طرف دیکھتی ہو۔"

اس نے کہا۔ "تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے تمہیں کیا چاہے کسی کی جان جائے یا عزت پر بنے میں عیارہ ہوں' عیاروں سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں۔ جہاں میں جاتی ہوں وہاں پتہ لگا کر وہ بھی پہنچتے ہیں۔"

اظلم نے کہا۔ "یہاں آئیں گے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئیں۔"

اس نے جواب دیا۔ "ان کو تم پہچان نہ سکو گے۔ وہ میری صورت بن کر آئیں گے
اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تیئں صرصر کہیں گے۔ پس تم میرے دشمن جان ہو
جاؤ گے اور ادھر عیار مجھ کو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ' آوارہ
مشہور کریں گے۔"
یہ کہہ کر رونے لگی۔ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی
اور عزت بھی۔"
یہ کہہ کر اس انداز میں ماتھا کوٹا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بن
گئی اور ہاتھ پکڑ کر ماتھے سے الگ کرنے لگا۔ ہزاروں منت کر کے قسمیں کھانے لگا۔
کہ "اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بن کر آئے گا تو بڑی سزا پائے گا۔"
غرضیکہ برق نے حفظ ماتقدم کر کے خوب اس کو پکا کیا اور نازو کرشمہ کرنے لگا۔ اس
نے اس کو سرگرم اختلاط دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منہ بڑھایا۔ اس نے ایک طمانچہ
جمایا اور کہا۔ "منہ بنواؤ۔"
طمانچہ کھا کر ہنس دیا اور کہا۔ "اے جانی و اے مایہ زندگی۔

جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ میں
کہ لین دین ہے یہ نقد کچھ ادھار نہیں

اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ

دل تیرا اور آرزو میری
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

اظلم نے یہ سن کر کہا۔ "اے ستم گر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ

میرے دل کے زخموں کو کیا دیکھتے ہو
تمہارے ہی یہ گل کھلائے ہوئے ہیں

یہ کہہ کر چاہا کہ لپٹ جاؤں۔ اس زیب انجمن نے اپنے تئیں سرکایا اور جب گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا۔ "ذرا سنبھلو' ایسے بیخود نہ بنو۔"
وہ پھر سنبھل کر بیٹھا اور گویا ہوا کہ

جور پر اپنے بہت تھا ناز اس کو بھی مگر
ہو گیا مضطر تجھے چرخ ستم گر دیکھ کر

اب یہاں تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا۔ اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے۔
پس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب ماجرا بیان کروں غرض کہ جب یہ ملکہ کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا۔ "کیوں آئے۔"
اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا۔ صرصر اصلی وہاں حاضر تھی۔ وہ لگی گالیاں دینے۔
اس ساحر نے کہا۔ "میری کیا خطا ہے آپ جا کر دیکھیے۔ میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ۔"
حیرت نے بھی کہا۔ "ہاں سچ ہے کوئی عیار تیری صورت بن کر وہاں گیا ہے۔ جو اس نے دیکھا ہے' کہتا ہے اس بیچارے کی کیا خطا ہے۔ اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہے۔"
صرصر نے کہا۔ "بی بی' دو مرتبہ مجھ کو ذلت ہو چکی ہے۔ میں نہ جاؤں گی۔ اس لیے کہ وہاں عیار میری صورت بن کر گیا ہے اور اظلم اس پر عاشق ہوا ہے اگر میں گئی اور فرض کرو کہ عیار کو میں نے پکڑ لیا۔ مگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہے۔

وہ موا مستی میں بھرا بیٹھا ہو گا۔ اگر مجھ کو دبا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پر پانی
پھر گیا۔"
حیرت نے کہا۔ "بی ننھی پر تو نے عیاری کیوں سیکھی تھی جو اتنا ڈرتی ہو۔ آبرو لیے

بیٹھی رہتیں۔ چل اب باتیں نہ بنا جلد خبر لا۔"
صرصر ناچار تابعدار دوڑی ہوئی چلی مگر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی کہ راہ میں کوئی عیار نہ
ملے۔ ہر چند کہ دو عیار یعنی قران اور جانسوز فکر عیاری میں لشکر کے ہر طرف پھر
رہے ہیں مگر ان پر ان کا پنجہ قابض نہ ہوا۔ اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی بہت ہوشیاری
سے درخیمہ اظلم میں آئی۔ یہاں کے ساحروں نے جو خدمتی لوگ ہیں دیکھا کہ ایک تو
صرصر اندر ہے اور دوسری یہ آئی ہے۔ بس یہ دیکھ کر پکارے۔ "بی بی ذرا ٹھہرو ایک
تمہاری صورت اور اندر ہے۔ ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہے۔ ہم خبر کر لیں تو جانا۔"
یہ سن کر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ پاس خیمہ کے جا کر کہا۔ "حضور ایک صرصر
اور آئی ہے۔"
یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے اور کہا۔ "کیوں تیرا جی اس
وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہے۔"
اس نے دل میں کہا کہ اب یہ مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگایا اور کہا۔ "اے جان
من میں تجھ پر ہزار جان سے فدا ہوں۔"
اس نے کہا۔ "اب اس عیار کی تو خبر لے' جو میری صورت بن کر آیا ہے۔ میں نے
پہلے ہی کہا تھا کہ میں بدنام ہو جاؤں گی۔ خیر وہی سامنا ہوا۔ اب میں پوشیدہ ہوئی
جاتی ہوں۔ اس کو بلا کر گرفتار کر لے۔"
اظلم کو اس وقت صرصر اصلی کا آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا۔ اس لیے کہ
ایک شخص تو آیا چاہتا ہے یہ کیونکر عورت سے ہم بستر ہو۔"
غرض ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا۔ "جو آتا ہے اس کو بھیج دو۔"

ملازم نے صرصر کو اجازت دی اور وہ اندر خیمہ کے گئی۔ اس کو سلام کیا۔ دیکھا تو یہاں
اور کوئی نہیں چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار جو میری صورت بن کر
آیا ہے۔ کہاں ہے۔ یہ تو حیرت میں ہے اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے وہی صورت
اس کی دیکھی جیسی عورت اس کے پاس چھپی ہوئی ہے کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ
کی صورت بن کر آیا ہے یہ سمجھ کر پکارا۔ اے صرصر آؤ بیٹھو۔"
یہاں صرصر نے اس کو غلیان مستی میں دیکھا کہ بے تاب ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں۔
سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا۔ یہ ایسا کچھ سمجھ کر پیچھے ہٹی اور کہا۔ "ملکہ
نے کہا ہے کہ وہ جو میری صورت بن کر آیا ہے وہ عیار ہے۔"
اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار
ہے بھاگا جاتا ہے۔ پس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہے اور اسی وقت سحر
پڑھ کر پھونکا کہ صرصر بے حس و حرکت ہو گئی۔ اس نے اٹھ کر باندھا اور کہا۔
"اونا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا' جو دھوکا دینے آیا تھا۔ دیکھ تو میں کس عذاب
الیم سے تجھ کو ہلاک کرتا ہوں۔"
صرصر چیخنے لگی۔ "ارے کیوں دھوکا کھاتا ہے میں اصلی صرصر ہوں۔"
اس نے ایک نہ سنی اور مارنا شروع کیا۔ اس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے
نیچے سے نکلا اور پکارا۔ "اور ماریے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہیں۔"
یہ کہہ کر آپ بھی آ کر مارنے لگا اور طمانچے اور لاتیں اور جوتیاں خوب ماریں۔ جب
اظلم فرش پر جا کر بیٹھا' برق زدو کوب کرتا ہے' جب یہ جا کر بیٹھتا ہے اظلم اٹھ کر
مارتا ہے۔ ہر چند وہ چیختی ہے۔ کوئی سماعت نہیں کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا۔
"استانی تم نے میری کئی عیاریوں میں رخنہ پردازی کی اب یہی سزا تمہاری ہے۔" بلکہ
میں آج تمہاری ناک کٹوا لوں گا۔"
صرصر یہ سن کر چاہتی ہے کہ چیخے اور کہے کہ دیکھو یہ مجھ سے اس طرح کہتا ہے۔

برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل مچاتا ہے کہ اس کا کہنا سمجھ میں نہیں آتا۔
غرضیکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے بیٹھ گئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہو گیا کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا۔ رخسار کہ برنگ گل تھا۔ گل سوسن بن گیا۔ پیرہن ٹکڑے ٹکڑے' بال سر کے نیچے۔ برق نے جسم پائیں پر ضرب کم لگائی تھی کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے۔ غرضیکہ جب صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا۔ بے طرح تو پھنس گئی ہے۔ پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع کیا کہ مجھ کو رہا کرادے۔ میں تیرے مقدمہ میں نہ بولوں گی۔
برق کو ازبسکہ اس کا مار ڈالنا بھی منظور نہیں تھا اور اس نے عجز بھی کیا۔ پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ "آؤ جانے دو۔ یہ عیار اپنی سزا کو پہنچ گیا ہم تم اس کے سامنے مزے کریں۔ پھر اس کو مار ڈالیں گے۔"
اظلم اس گفتگو سے بہت خوش ہوا اور آ کر مسند پر بیٹھا۔ برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالوں۔
یہ تو کہہ کر یہاں بیٹھا' لیکن وہاں صرصر کو عرصہ ہوا۔ حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا۔ ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی۔ بیتاب ہو کر اٹھی کہ میں خود جاؤں' جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہو گا۔ شہنشاہ اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہوں گے۔
یہ سمجھ کر سمک جادو نامی اہل دربار میں سے ایک ساحر کو حکم دیا۔ "تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جس کو تم نے باندھا ہے۔ یہ صرصر اصلی ہے اور جس کو لیے بیٹھے ہو' وہ عیار ہے۔"
یہ حکم سن کر بزور سحر اڑا اور خیمہ اظلم میں آ کر اترا۔ اظلم سمجھا کہ یہ پھر کوئی عیار آیا ہے مگر سمک پکارا۔ "او نالائق' کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہے

**

یہ عیار ہے اور جس کو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے۔"
اظلم یہ سن کر ہوشیار ہوا اور برق لگا پیٹنے کہ "آگ لگے ان عیاروں کو موئے کیا کیا

بہروپ بنا کر آتے ہیں۔ ارے اظلم یہ بھی عیار ہے۔"
اظلم اٹھا کہ میں سمک کو بھی پکڑ لوں گا مگر سمک ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھا
کہ عیار تو پہلے ہی بے حس ہو گیا اور اظلم پر بھی بے ہوشی طاری ہوئی۔ اس نے
بھی سحر پڑھا کہ اس پر سے بے ہوشی رفع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہیں جو
ایسا سحر کر سکے۔
یہ سوچ کر اس نے خود سحر پڑھ کر برق کے منہ پر پھونکا کہ رنگ و روغن عیاری چھوٹ
گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی۔
یہ حال دیکھ کر سمک کے پاؤں پر اٹھ کر گرا اور کہا۔ "واقعی میں غلطی پر تھا۔ آپ
میرا قصور معاف فرمائیں۔"
یہ کہہ کر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور منت پذیر ہوا۔ "بی بی' میری
خطا معاف کرو۔"
صرصر نے کہا۔ "تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھ کو بے عزت کیا۔ اب
میں تیرے خیمہ میں نہ آؤں گی۔" یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔
اس نے سمک سے کہا۔ "یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تو اس عیار کو خدمت ملکہ میں لے
جاؤ۔ میں اژدر میں جا کر بیٹھتا ہوں۔ قسم لے لو جو باہر نکلوں۔"
سمک نے کہا۔ "تم کسی اور کے ہاتھ بھیجو' میں اس بیچ میں نہ پڑوں گا۔"
اس نے کہا۔ تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہا کہ اس کے قتل کرنے کی نسبت وہ حکم
بھیج دیں تاکہ میں اس کا سر کاٹ ڈالوں۔ سمک نے کہا۔ "ہاں یہ ہو سکتا ہے۔"
یہ کہہ کر چلا جب دروازے پر پہنچا۔ یہاں قران عیار موجود تھا۔ اس لیے کہ ان دونوں
عیاروں نے صرصر کو اس خیمہ میں جاتے دیکھا تھا۔ پس اس کو تو نہ پایا لیکن اب ساحر

بن کر آئے اور کہا۔ "ہم کو حیرت نے بھیجا ہے۔"
ملازموں نے کہا۔ "ٹھہریئے اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض کرنے کا نہیں پا سکتے۔"
غرضیکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا۔ یہ بے قرار ہوئے کہ اس اثنا میں سمک خیمے سے نکل کر چلا۔
قران نے کہا۔ "کہہ دینا کہ اظلم مارے گئے۔"
سمک یہ کلام سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ قران جست کر کے بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا۔ سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا۔ یہ جان کر بخوف عیاراں اڑ کر روانہ ہوا۔
لیکن قران سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا۔ اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ پر آ کر جست کر کے اندر گیا۔ اظلم نے اس عرصہ میں خنجر کھینچ کر برق کو ذبح کرنا چاہا ہے صرف انتظار حکم حیرت کر رہا ہے۔ سمک نقلی کو آتے دیکھا۔ ازبسکہ صرصر کو پکڑ کے ذلیل ہو چکا ہے اس کو سمک اصلی سمجھ کر گویا ہوا۔ "کیوں بھائی پوچھا تھا' ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔"
قران نے کہا۔ "یہاں آؤ' دیوار گوش دارد جو کہا ہے سن لو۔"
وہ برق کو چھوڑ کر اس کے پاس آیا۔ قران نے کہا۔ "دیکھو درخیمہ سے کون جھانکتا ہے" وہ ادھر دیکھنے لگا۔ قران نے چمک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اس کا شق ہوا۔ تیورا کھا کر گرا۔ اس نے سر کاٹ لیا۔ غل و شور اور تاریکی ہو گئی۔ وہ اژدہے جو میدان میں پھر رہے تھے وہ اسی سحر کے بنائے ہوئے تھے۔ سب جل گئے اور ان میں جو ساحر تھے نکل کر گھبرا کے بھاگے۔ ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر ایک طرف کو بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی۔
عیار یعنی قران اور برق خیمہ میں آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے۔ ہنگامہ برپا ہوا۔ وہاں صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ پیدا ہوا۔ ملکہ

نے گھبرا کر کہا۔ "ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے۔"
لوگ چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے۔ "اے ملکہ اظلم مارے گئے۔"

ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنی جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انہیں کے ساتھ ضرغام عیار بھی قید تھا' وہ سب رہا ہو کر اڑے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوئے لیکن سردار نارنج ترنج سے غفلت میں دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے۔

یہ غل جو ملکہ حیرت نے سنا' ساحر کے مرنے سے بیروں کا شور تھا۔ یہ گھبرا کر باہر نکل آئی۔ دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں۔ اس نے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے لشکریاں مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا۔ پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اظلم اٹھا منگائی ان ساحروں کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ نامہ بر حالات قتل اس کے لکھ کر بھیجا۔

اس طرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہ رخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ عشرت آغاز ہوا۔

مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لے پار دریائے خون رواں کے آئے۔ شاہ جاوداں طلسم باطن میں کنارے ایک دریائے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت میں حاضر تھے۔ سترہ سونازنیناں حور چہرہ و قمر رخسار در درگوش جواہر پوش میخانہ لیے کاروبار کے لیے سامنے کھڑی تھیں۔ بجرے دریا میں پڑے تھے۔ ناچ ہوتا تھا' ماہی گیر دام ڈالے تھے۔ شست پڑی تھی۔

خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی۔ یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے اور عرضی دی' لاش دکھائی۔

بادشاہ کماہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق سحر غم ہوا اور وہ ہنگامہ عشرت مبدل بہ

ماتم ہوا۔ کف افسوس مل کر پکارا۔ "اے غضب کیسا اندھیران عیاروں نے برپا کر رکھا ہے۔ اب کس کو بھیجوں اور کیا کروں۔"
یہ کلمات تاسف سن کر باغبان قدرت نے عرض کیا۔ "حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہے۔"

شاہ جادواں نے کہا۔ "اگر اسی طرح دشمنوں سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھ کو خود لڑنے جانا ہو گا۔ پس تم لوگ رکن سلطنت ہو' میرے ساتھ چل کر لڑنا' تم کو اسی دن کے لیے رکھا ہے' مگر اے باغبان میں یہ حیران ہوں کہ مصور مرشد زادے ہمیشہ چلہ کشی میں تصویریں کھینچا کئے۔ کچھ ان سے آج تک مطلب براری نہ ہوئی۔ میں نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ دشمنوں کا کام تمام کر دیں گے مگر جب وہ لڑتے ہیں ذلت انہیں ہوتی ہے۔ میں اب اس جنگ کو انہیں کے محول کرتا ہوں اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہوں۔ اگر اب بھی ان سے کچھ نہ ہوسکا تو ان کو رخصت کر دوں گا۔"
باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سن کر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا۔
"اے خاتون من' تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہو گا اور مقابلہ کس زمانے میں کیجئے گا۔ فی الجملہ جب تک میں تیاری قتل اسد کروں' حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کر دیں۔ اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے میں اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجوں گا۔"
یہ نامہ پتلا سحر کالے کر ملکہ حیرت کے پاس آیا۔ اس نے جب بارگاہ میں مصور آیا اس کو دکھایا۔ وہ نامہ پڑھ کر لاف گزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھ کو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہیں واقعی مجھ سے چلہ کشی میں دیر ہوئی کہ میں لڑا نہیں' لکھنا ان کا بجا ہے لیکن ایک سحر میں نے تیار کیا ہے کہ سب عیاروں کو پھلوں کی طرح درختوں میں لٹکا دوں گا۔
یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیاروں کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ میں اپنی گئے بعد خیر و خبر کہنے کے باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت میں چل کر دیکھیں کہ اب

کیا سامان ہے اور کون ہم سے لڑنے آتا ہے۔
غرضیکہ روانہ ہوئے۔ ان میں سے برق خدمت گار کی صورت بن کر بارگاہ میں آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا۔ اس اثنا میں نامہ آیا۔
جب اس نے نامہ پڑھ لیا۔ اس نے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا۔ سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی۔ اس نے کہا۔ "ابے کیا جھک مارتا ہے جو خدائے تعالٰی چاہے گا۔ وہ ہو گا تو عیاروں کو درخت میں کب لٹکا سکے گا۔"
یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ پھر کر دیکھے' لیکن صرصر حاضر دربار بھی اور مار کھا چکی تھی۔ اس وجہ سے خوف زدہ تھی۔
اس نے حیرت سے کہا۔ "یہ برق عیار ہے جلد گرفتار کیجئے۔"
برق اس کا اشارہ دیکھ کر جست کر کے یہ کہتا ہوا سراچہ پھاند گیا کہ "دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہیں۔"
یہ کہہ کر بھاگتا ہوا۔ اپنے لشکر میں آیا اور مہ رخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی۔
بہار نے کہا۔ "اے برق اتنے ساحروں کو تم نے مارا اس بھڑوے کو میں سزا دوں گی۔ ہر چند کہ یہ قتل تو نہ ہو گا۔ لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھنا۔"
مہ رخ نے کہا۔ "بہن ہم تم مل کر اس کو سزا دیں۔ ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن میں سڑی کروں۔"
بہار نے کہا۔ "اچھا میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں' کیونکہ وہ موانیرۂ ساحری ہے۔ مقابلہ اس کا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھوں۔"
یہ کہہ کر دربار سے اٹھ گئی اور مہ رخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی۔
لیکن وہاں جب برق جواب سخت دے کر بھاگا مصور نے پوچھا۔ "یہ کون بے ادب تھا' جو اس طرح کے کلام کر گیا۔
حیرت نے کہا۔ "سوائے عیاروں کے اور کون ہو گا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا۔ کیا کہوں یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔"

مصور نے کہا۔ "اب میں سب کو غارت کئے دیتا ہوں۔ آپ میرے نام طبل جنگ بجوائے۔ میں بھی سحر تیار کرنے جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اٹھ گیا۔ اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کوکب یعنی عمرو اور مخمور کا ذکر ہوتا ہے۔

لکھوں اک نئے رنگ کی داستاں
عمرو کے ہو گانے کا جس میں بیاں

زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایاں حال اس طرح نغمہ عشرت بصد مسرت ہیں کہ سرشار مئے الفت یعنی ملکہ مخمور ہمراہ نقلی عمرو کے بصد عشرت و سرور ایک باغ میں ساکن ہے اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ بران زینت فرمائے انجمن ہے۔ تمام شہزادیاں اور ناظمان ملک حاضر ہیں۔ دورۂ جام بادۂ احمر متواتر ہیں۔ ناچ ہر روز سامنے ہوتا ہے۔ تماشہ طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے۔ مجلس آ کر روز خواجہ کی گود میں بیٹھی رہتی ہے اور تتلا تتلا کہ باتیں کرتی ہے ایک دن جب چمن ستان دہر سے گل خوش رنگ مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا۔ عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ

چڑھا اس جوش پر دریائے مہتاب
کہ کوسوں تک پھرا سیلاب سیماب
ڈلکنے یوں لگے سب برج پکے
کہ ہوئیں جس طرح چاندنی کے تھکے

بران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ میں تعمیر ہے۔ جواہر کا رو بے نظیر ہے لا کر فرش مکلف پر بٹھایا گرداس چبوترہ کے کرسیوں پر شہزادیاں محفل آرا ہوئیں سامنے پر

یوں کا مجمع تھا۔ عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبدنوں کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس طرح خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شیدا تھا۔

وہ جلسہ گلرخوں کا اور وہ باغ
دل رضوان میں جس کے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش
چمک جس کی زمین سے لے کے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی
جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی
ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی نازو ادا میں تھا یگانہ
کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لائی جمائی
دل گلشن میں آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھ کر دھانی دوپٹہ
ملایا خاک میں سبزے کا دل تھا

غرضیکہ اس جلسہ عیش و طرب میں چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے۔ خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیاں پیش کیں۔ عرض کیا۔ "شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہیں۔"
وہ کشتیاں جواہر اور میوے سے بھری تھیں خواجہ نے وہ جواہر زنبیل میں رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا۔ پھر کہا۔ "یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہے گا۔"

یہ کہہ کر میوہ بھی زنبیل میں رکھا۔ اس وقت عجب سماں بندھا تھا۔ جام شراب اور رقص بتاں نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا۔ اس وقت مجلس کہ خواجہ کی کمال گستاخ ہے۔ گود میں بیٹھے بیٹھے گردن میں ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی۔ "میرے پیارے پیارے چچا' میرے اچھے اچھے خواجہ میں نے تمہارے صدقے ہو کر مر جاؤں۔ میں تمہارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے میں تم اپنے وقت کے کنھیا ہو' ہمیں بھی اپنا گانا سناؤ۔"

یہ کہہ کر تتلا کر ہٹ کرنے لگی۔ "یا اللہ کیا ہو گا جو آپ گایئے گا' کچھ منہ کے موتی ٹوٹ جائیں گے۔"

یہ کہتی جاتی ہے اور ٹھنکتی ہے' ننھے ننھے ہاتھوں سے بلائیں لیتی ہے۔ برآن نے یہ حال دیکھ کر گھرکا۔ "کیوں تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے۔ تیری کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اپنے برابر والا سمجھی موئی ٹانگ برابر کی چھوکری اور ان کو کھجائے' گانے کی فرمائش کرے۔"

مجلس گھرکنے سے بسور کر رونے لگی۔ خواجہ نے کہا۔ "اے ملکہ آپ بچوں کو گھرکا نہ کیجئے۔ مجھ کو لڑکیوں کا رونا بہت شاق گزرتا ہے۔"

برآن نے یہ ترحم بارحال مجلس دیکھ کر موقع جسارت فرمائش سرد و پایا عرض کیا۔ "یہ چھوکری تو یوں باز نہ آئے گی۔ جب تک آپ کچھ نہ فرمائیں گے۔ یہ روئے جائے گی۔ اس کی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہے مشتاق ہے۔ آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر عجز میرا آسمان پر پہنچائیں۔

نسیم فضل و کرم میں تیرے وہ ہے بو باس
نہ پہنچے گرد کو جس کے کبھی شمیم مسیح

عمرو نے یہ منت کرنا دیکھ کر کہا۔ "اے ملکہ میں رنجیدہ خاطر از دست افرا سیاب ہوں'

فکر سے بیتاب ہوں اس حال میں مجھ سے گایا نہ جائے گا۔ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہو شربا میں آپ کی دعوت اور اپنا گانا بھی سناؤں گا۔"

ملکہ نے کہا۔ "آپ کو اختیار ہے۔" لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کرے گی رو کر جل تھل بھرے گی۔ امید کہ اس کی خاطر سے آج بھی کچھ گایئے اور مجھ کو ممنون منت فرمایئے۔

یہ کہہ کر مجلس کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے سے لپٹی اور بلائیں لینے لگی۔

اس کو کچھ بن نہ آیا۔ آخر سازندوں کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے وہ بانسری جواہر جڑی جو پردۂ قاف میں ملکہ حور چہرہ اختر جبیں نے دی تھی نکالی اس وقت برآن نے کہا۔ "خواجہ آپ کے گانے کا یہاں لطف نہ ملے گا۔ چلئے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائیں اور گانا سنتے جائیں۔"

یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ دری میں آئی۔ بارہ دری میں تین درجے بنے تھے۔ ان میں سب شہزادیوں اور ناظمان طلسم کو لا کر بٹھایا اور آپ خواجہ کو لے کر شہ نشین پر بیٹھی۔ سامنے اس کے دو درجے اور بنے تھے ان کے دروازے بند تھے۔

ملکہ نے ان میں سے ایک دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی شمیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہو گیا۔

عمرو نے دیکھا کہ اس درجے میں ایسا گلشن غیرت وہ گلزار شداد بنا ہے کہ جس کے عشق میں رنگ و رخسار شاہد بہار پریدہ ہے۔ گل گلزار بہشت وہاں کے گلوں پر گریباں چاک کریں۔ مہندی کی سبزی دیکھ کر سبزہ رنگاں دہر حسرت سے برنگ بسمل خون میں گڑیں نہریں وہاں کی اپنی لطافت اور صفا سے گوہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائیں۔

سرو اس جگہ کے شمشاد قامتاں روز گار کو غلام بھی نہ بنائیں۔ بسان قمری طوق محبت میں اسیر کر کے دنیا سے آزاد فرمائیں۔ نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ جھلکتا تھا۔ دامن نگاہ سے گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے رو برو گر

گئے تھے تو گلوں کے گچھے جھڑ گئے تھے۔ سبحان اللہ عکس فروغ لالہ احمر نے کاسہ ماہ کو پراز نور کیا تھا۔ کواکب کو نور سے معمور کیا تھا۔

○○○

• جادو مصور

عمرو اس باغ کو دیکھ کر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا۔ خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے سے کوہستان طلسم نظر آتے ہیں۔ زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروز کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے تھے۔ ان پر جواہر کے مکان اور بنگلہ بنے ہیں۔ سبزہ لگا ہے۔ طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہیں۔ مور چنگھاڑتے ہیں۔ پپیہے اور کوئل کوکیں مارتے ہیں کہ

کوہ بلور کا تھا ایسا نور
جل بجھا جس کے غم میں کوہ طور

کوہ یاقوت دشت سبز میں تھا
چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا
طائروں کی صدا تھی خوش آئیند
نخل طوبیٰ سے رکھتے تھے پیوند
سبزہ دشت تھا وہ خوش آئین
سنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا۔ یہاں سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازاریں کھلیں ہیں۔ رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے۔
غرضیکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونوں درجوں کا وا کیا اور ہر ایک میں نیا تماشہ نظر آیا۔ کسی میں صحرائے پر بہار دیکھا۔ کسی میں دریائے زخار بہتے پایا۔ عمرو نے دل میں تعجب کیا کہ واقعی اس محل سرا میں تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے۔

حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر کہنی رکھ کر بیٹھی اور خواجہ نے منہ سے نے لگائی۔ سب خواجہ

نزع کی مشکل بھی آساں ہوتی ہے آتش نڈر
شاہ مرداں سے لطب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر وغیرہ سب سناٹے میں آ گئے۔ نہروں سے مچھلیاں کنارے آ کر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگیں۔ لہریں جھوم کر چلتی تھیں۔ جانوران گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے۔ بلبل کی زبان بند تھی۔ دام تسلسل راگ میں پابند تھی۔ گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا۔ چشم نرگس حیران تھی۔ زلف سنبل پریشان تھی۔ داؤدی الحان داؤدی سن کر سفید ہوتی تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی۔ لالہ کا دل داغدار تھا۔ موتیا گوہر نثار پر کیا خواجہ کا منہ موتیوں سے بھرنے پر تیار تھا۔ بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا۔ راگ سن کر ایسا مسرور ہوا تھا کہ پھولا تھا۔ سرو کو سکتہ تھا۔ ہر چند برنگ مصرعہ موزوں بنا تھا۔

اٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک
صحرا صحرا میں پڑ گئی کوک
جنگل میں مچ گیا جو منگل
واں گونج اٹھا تمام جنگل
اچھلا سیمرغ بھی ہوا پر
بالیدگی آگئی ہما پر
رگڑیں بہتوں نے ایڑیاں وہاں
ٹوٹیں لاکھوں ہی بیڑیاں واں
دریا کے منہ پہ آگیا کف
باندھی مرغابیوں نے اک صف
لی باد بہار نے پھریری

سانس ایک بھری صبا نے گھری
جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق
سینہ ہوئے ہر انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ
تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طور میں ہوا غل
لپٹی ہر شاخ گل سے سنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد
صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پر بیٹھی فاختہ تھی
سو وہ بھی حواس باختہ تھی
رقصاں طاؤس خوش نما تھا
ایسا ہی قصہ ہما تھا

بعد کچھ عرصہ کے خواجہ نے بانسری زنبیل میں رکھ لی اور چپ ہو رہا۔ بران اور مجلس وغیرہ تا دیر اشک ریزاں عالم محویت میں رہیں' جب ہوش میں آئیں مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا۔ "خواجہ از برائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیے۔ اب کی پھر گائیے۔"
یہ کہہ کر منت کرنے لگیں۔ عمرو سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے۔
یہ سمجھ کر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا۔ "خاک گاؤں' میرا فرزند شہزادہ اسد توقید ہے۔ خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہو گی۔ یہ کہہ کر اشک آنکھوں میں بھر لایا۔"
بران نے تسکین دی کہ انشاءاللہ آپ کو مع فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجیں گے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔

عمرو نے کہا۔ "اے ملکہ' آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھ کو تسکین و تسلی دیتی تھی۔ وہ بھی یہاں آ کر چھوٹ گئی۔"

ملکہ نے کہا۔ "میں ابھی آپ اس سے ملائے دیتی ہوں اور اس کو بلائے لیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر حکم دیا۔ "مخمور کو حاضر کرو۔"

ساحر دوڑے اور اسی باغ میں جہاں عمرو کا ہم شبیہ پاس مخمور ہے پہنچ کر عرض کیا۔

"چلئے آپ کو ملکہ برآن نے بلایا ہے۔"

مخمور یہ پیام سن کر سمجھی کہ مجھ کو ساحرہ یعنی اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے۔ جب تو جا کر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کو بھی طلب ہو گی۔

یہ سوچ کر نقلی عمرو سے کہا۔ "خواجہ دیکھئے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے۔"

خواجہ نقلی نے جواب دیا۔ "تم چلو میں بھی آرہوں گا۔"

یہ تخت سحر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ "پشت باغ کی طرف کا دروازہ وا کر کے اے مخمور دیکھو' تخت پر سوار نہ ہو۔"

اس نے یہ آواز سن کر استعجاب کیا اور تخت سے اتر درپشت باغ وا کیا۔ اندر گئی دیکھا یہاں بھی دربار لگا ہے۔ پری زادوں کا مجمع ہے شہ نشین پر بارہ دری میں ہمراہ برآن عمرو بیٹھا ہے۔ حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے میں آتی ہوں اور دوسرا یہاں موجود ہے۔ پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہاں کا ہم کو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمرو نہ تھا۔ یہ عمرو اصلی ہے اور مجھ کو پہلے بلا لیا گیا ہے خیر شکر ہے کہ محنت ٹھکانے لگی۔

غرضیکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آ کر سلام کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر بغلگیر ہوئے۔ پھر مہمان عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا۔

مخمور نے کہا۔ "خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہاں تم اس طرح بغلگیر ہوئے' جیسے

ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے۔
بران نے فرمایا۔ "سوزن نکال لیجئے اور اس کو ہوشیار کیجئے۔"
عمرو نے کہا۔ "سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر پہنچائے گا یا بھاگ جائے تو میں نہیں جانتا۔"

ملکہ نے کہا۔ "کیا مجال جو میرے سامنے سے کہیں جا سکے۔"
خواجہ نے اس کو ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا۔ اس کی جب آنکھ کھلی۔ عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤں برآن نے ایک پھول گلاب کا گلدستوں میں سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا۔ "جانے نہ پائے۔"
اس پھول کی پنکھڑیاں پتھر بن کر چار طرف سے بسان تیر آتشیں اس پر چلیں۔ وہ بھی ساحر زبردست ہے۔ اس نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ پنکھڑیاں مر جھا کر گر پڑیں۔ پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا۔ ایک پاؤں سے کھڑی ہو گئی۔ منہ مثل گلاب سرخ ہو گیا۔ لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے۔ آنکھیں لال ہو گئیں۔ شاید مردم یا قوت پوش ہوئے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کئے جیسے کوئی انگڑائی لے۔ اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ

ہاتھ ہے ہالہ مہ روئے منور کے گرد
ڈھنگ دنیا سے جدا ہے تیری انگڑائی کا

ہاتھ بلند ہوتے ہی چار پتلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے۔ چرخ بزور سحر اڑ کر بلند ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک مرتبہ پتلوں نے مارے۔ جسم سارا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا۔ بیر اس کے چلانے لگے۔ ملکہ نے لاش اس کی کھنچوا کر پھینکوا دی اور چند کشتیاں خلعت کی درست کر کے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے چور کے پاس بھیجیں۔

ملکہ ملازمان جب چور کے پاس لائے۔ وہ منتظر تھا کہ دیکھئے خواجہ سے کب ملاقات ہو۔
اس وقت خلقت دیکھ کر پوچھا کہ "یہ کیا ہے۔"

ملازموں نے عرض کیا۔ "خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہے۔"
ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم سے اس کو تاج حکومت پہنا کہ تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک قلعہ مذکور میں لے جا کر تخت فرمانروائی پر بٹھایا۔
سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا۔ افسران لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کریں گے ان سے لڑ نہ سکیں گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی چھڑ جائے گی۔
پس یہ سمجھ کر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت میں سرگرم ہوئے۔ منادی نے ندا کی۔ "جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہو گا قتل کیا جائے گا۔"
سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذر گزرنے لگیں۔ چنانچہ یہ چور تو یہاں کی حکومت پا کر عیش کرتا ہے۔
مگر برآن خواجہ اور مخمور کو اندر بارہ دری کے لے کر بیٹھی اور خاطر داری کرنے لگی۔
مخمور سے یہ پوچھا۔ "کیوں تم نے افراسیاب کو چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار کی۔"
مخمور نے عرض کیا۔ "میرا یہ رتبہ کہاں جو خواجہ کی رفاقت کروں۔"
برآن نے کہا۔ "خواجہ ایسی خوبیوں کے آدمی ہیں کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہے ۔ اچھا مخمور اب بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب۔"
مخمور نے کہا۔ "واری میں کیونکر افراسیاب کو کمزور کہوں کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیوں نہ ہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفداروں سے زور آور اس کو جاننا چاہئے۔

**

جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی
کام میں اس کے پڑے گی ابتری

برآن کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنس کر کہا۔ "واہ واہ خوب تم نے باتوں میں افراسیاب کو زبردست بتلایا۔"

مخمور نے جواب دیا۔ "حضور میں نے اس کی زبردستی دیکھی ہے پھر جو دیکھا ہو وہ کیوں نہ کہوں۔ آپ کے یہاں آئی ہوں۔ اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت میں بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی۔ اس کے پاس حجرہ ہفت بلا ہے۔ لوحدار طلسم ہے۔ آپ کے یہاں بتلایئے کیا کیا چیز عمدہ ہے۔"

بران نے کہا۔ "ہمارے طلسم میں گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہے۔ میرے پاس اختر مروارید سامری ہے جو ہزاروں سحر دم بھر میں پیدا کرتا ہے۔"

مخمور نے کہا۔ "تو آپ کا افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے۔ خدا ایسا کرے کہ وہ موا غارت ہو اور آپ اس پر فتح پائیں اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھا رکھا ہے۔ عیش اس کے لیے بدتراز رنج ہے کیونکہ مہ رخ وہاں اکیلی ہے اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ سب کہیں گے۔ عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جاوداں کر کے عمرو کو بٹھا رکھا۔"

بران نے یہ تقریر سن کر فرمایا۔ " تم سچ کہتی ہو مگر میں مزاج میں اپنے باپ کے دخل نہیں رکھتی۔ خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہو گا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہیں کر سکتی۔"

مخمور نے کہا۔ "پھر جب تک کمک کچھ بھیجئے۔"

ملکہ نے کہا۔ "ہاں یہ ہو سکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم بہر روانگی حکم دے۔ اس وقت عمرو نے کہا۔ "اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیج دیجئے کہ میرے لشکر کا

حال دیکھ آئیں اگر کچھ امر نوع دیگر خدا نخواستہ ہو تو مجھ کو روانہ کر دیجئے گا۔ ابھی
بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجئے گا۔"

ملکہ نے کہا۔ "بہتر ہے اور دو ساحروں کو حکم دیا۔" کہ جاؤ لشکر مہ رخ کی خبر لاؤ۔

ساحر روانہ ہوئے۔ اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے لیکن حال لشکر کا سنئے۔
بہار اور مہ رخ دونوں آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری میں مصروف ہیں۔
ادھر مصور بھی بارگاہ سے اٹھ کر سحر درست کرنے آیا تھا۔ اسی رات کو کہ جس شب
برآن کے یہاں عمرو نے "نے نوازی" کی ہے ملکہ حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤں۔
اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ "آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے۔ میں حکم
نواخت کوس دیتی ہوں۔ مگر آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔"
یہ پیام سن کر مصور خود حیرت کے پاس آیا اور کہا۔ "اے ملکہ ابھی آپ تامل کریں
مجھ کو شاہ جاوداں نے نامہ میں طنز کی عبارت لکھی تھی۔ اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ
یکہ و تنہا بارگاہ حریف مں جا کر سب کو پہلے سمجھاؤں اگر نہ مانیں تو گرفتار کر لاؤں۔"

حیرت نے کہا۔ "درحقیقت آپ ایسے ہی ہیں - نیزہ سامری کے آگے چند ساحروں کا
پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا جائے۔ ملازم موجود ہوں تو کیوں آپ اکیلے
جائیں۔"
اس نے جواب دیا۔ "اے ملکہ نام میرا اسی میں ہے۔ اب مجھے نہ روکئے۔ یہ کہہ کر
پکار کر کہا۔ "جو عیار کہ یہاں بہ شکل مبدل لشکر حریف کے ہوں۔ وہ جا کر خبر کر
دیں کہ خداوند زادے اکیلے تمہارے قتل کو آتے ہیں۔"
یہ کہہ کر چلا۔ حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال دیکھوں اور عیار جو یہاں
حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہاں آ کر ملکہ مہ رخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا
اس نے بہار سے کہلا بھیجا۔" جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے۔"
بہار اپنے خیمہ میں اگیار کر کے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر

زعفرانی لباس پہنا کر چنگیر پھولوں کے گہنے کا اس کے ہاتھ میں دیا تھا اور گہنا پھولوں کا اس نے بھی پہنا تھا۔ پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ پر بلانے کا لے کر آگ میں جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فورا اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہر کاروں نے بعد دعاد ثنا کے عرض کیا۔ "مصور لباس زرم پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے قریب بارگاہ پہنچ گیا ہے۔"

یہ خبر سنتے ہی بہار نے پڑھ کر دستک دی۔ وہاں مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھماکے کی آئی۔ اس نے سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسوں کی گرد تخت کے ہے اور وہ شعلہ حسن بیچ میں مسند ناز پر بیٹھی ہے۔ حقیقت میں مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ مشتری ہے۔

یہ دیکھ کر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گرتاب و تواں لباس زعفرانی پہنے ہے۔ جس کے عشق میں چہرہ عاشقاں زرد ہے دل میں عاشق کے درد ہے۔ موتیے کا عطر سارے جسم میں لگا ہے فتنہ برپا کرنے والا ہے۔ نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہے۔ چنگیر پھولوں کی تورے پوش پڑا دست نازک میں لیے ہے۔ غنچہ خاطر عاشقاں شگفتہ کئے ہے۔ شکل و شمائل میں وہ ماہ چہاردہ آسماں زیبائی و ہمسری خور ہے۔ سراپا چشم بد دور نور ہے۔ آفتاب اس کی جبیں نورانی دیکھ کر آتا ہے۔ نہیں اس مہ جبیں پر صدقے ہوا چاہتا ہے۔ مانگ اس کی موتیوں سے بھری ہے یا تاروں سے رات بھری ہے۔ کانوں میں گہر ہائے آبدار آویزاں' اس پر زلف سیاہ کا آ جانا' گویا ناگنی انڈوں پر بیٹھی تھی۔ نہیں نہیں یہ بیہودہ تشبیہہ کیا گہر کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوشی اختیار کی ہے۔

چشم خماریں کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے۔ دام محبت میں اسیر کر لیتے تھے۔ خال سیاہ قرین چشم یا کوئی مست مے خانہ میں پائے خم سے لپٹ رہا تھا۔ ناک خودبینی کی ناک تھی۔ خاطر عشاق اسی کو پیار کر کے غمناک تھی۔ گات ایسی گدرائی تھی

کہ نہال حسن میں پھل آئے تھے۔ ہونٹ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انہیں دیکھ کر ہونٹ چاٹیں۔ کام و زبان انہیں لذتوں پر مائل تھے دھواں دھار دھڑی مستی کی جمی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ، آرزو سے جان درک خاطر تمنا کی طرح گم تھا۔ زبان منہ میں تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا مسکن بنا تھا۔

وہ ظالم کے مستی آلودہ دندان
جھلک میں موتیوں سے تھے دو چندان
پڑے ہونٹوں میں تھے ایسے دمکتے
کہ ہوں جوں رات کو جگنو چمکتے

بنے دو برج سونے کے یہاں ہیں
کہ سونے کے کلس ان پر عیاں ہیں
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
بدن آئینہ ساں براق شفاف
شکم پر رونگٹوں کا ذکر کیا تھا
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف
بھلا کوئی کرے کیا اس کا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت
نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز
کہ ہے یہ تو بعینہ ہائے جوز
کروں کچھ اور اعضا کا میں کیا ذکر
کہ ناحق کی بھلا اتنی کہاں فکر

**

زہے مضمون عالی دماغی

چڑھا دیں بلبلیں اس کو چراغی
مپرس از بند شلوار ازدگر ہیسچ
حکایت است اینجا پیچ و پیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق
سراسر حسن کے دریا میں تھی غرق
غرض وہ شوخ اس کے پا کی آہٹ
لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنی تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور کے پاس آئی۔ یہ اس کو دیکھ کر محو جمال ہو چکا تھا۔ حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔
"کیوں اے بیوفا یوں بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہے۔"
مصور اپنے دل میں حیران ہوا کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہے لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی اور گلہ کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہیں۔
یہ سوچ کر اس کی باتوں کا ویسا ہی اس نے جواب دیا۔ "اے مایہ راحت و آرام۔

تانہ ہو دلبر کی جانب سے کشش
عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے

اچھا اب یہ شکایت جانے دو۔ لحہ بھر تم یہاں ٹھہرو میں ان نمک حراموں یعنی مہ رخ وغیرہ کو پکڑ لاؤں تو آپ کو اپنے لشکر میں لے چلوں۔"
وہ پری زاویہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا۔ "خیر میں ایسی مستانی ہوں جو ان کے انتظار میں کھڑی

عدو سمجھے اور پھول نہ سونگھے۔
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا۔
"نام اس تحفہ بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولوں کی پتیاں دیکھو۔
اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر شاخ نرگس کا قلم بنا کر تمہیں نامہ لکھا ہے۔"

مصور بے خود اور بیتاب ہو چکا تھا۔ اس کے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو پریشان کر کے درس طغر اے سبزہ زار چمن محبت پڑھنے لگا۔ پتیوں پر یہ لکھا پایا۔ "ملکہ بہادر جادو نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے۔"
پس یہ سنتے ہی تالیاں بجانے لگا اور پکارا۔

باغ میں اگتے ہیں واں سے گل رعنا ابتک
جس جگہ سایہ پڑا تھا تیری رعنائی کا

یہ کہہ کر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ در حقیقت ایسی نازک تھی کہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر سر الگ ' پاؤں الگ' ہاتھ الگ سب جوڑ پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے۔
مصور نے ایک نعرہ مارا۔ "ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھ کو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے۔"
یہ کہہ کر اس کا سر چھاتی سے اٹھا کر چاہا۔ گلے لگاؤں مگر وہ سر کیا تھا۔ کاسہ حباب تھا۔ اس کے چھوتے ہی پانی ہو کر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضاء کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا۔ جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا۔ بلبل نمط یہ بھی فغاں و شیون کرنے لگا کہتا تھا۔ "میں تو وہی لوں گا' ہائے میں

صبح نے پائی کہاں روز کی سی جامہ وری

پردہ صبح میں میرا ہی گریبان ہو گا
آج ہے دست رفوگر میں گریبان میرا
کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریبان ہو گا
اک ذرا جوش پہ آئے تو یہاں غیرت عشق
ہم نشیں وصل کا الٹا انہیں ارمان ہو گا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا۔ لڑکے اور لشکری پھر آئے اور یہ اپنے لشکر میں پہنچا۔ وہاں بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا۔ "یہ کیا غل ہے۔ ملازم دوڑے اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے یہ کہتے ہیں۔ "میں تو وہی لوں گا۔" اور لشکر کے لونڈے تالیاں بجاتے آتے ہیں۔

حیرت یہ خبر سن کر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا میں دربار میں آیا اور پکارا۔ "اے ملکہ حیرت' میں تو وہی لوں گا۔"
دربار میں ایک قہقہہ اڑا کہ ملکہ نے سب کو گھر کا اور کہا۔ "آیئے اے مرشد زادے وہی لیجئے۔
مصور یہ سن کر کرسی پر بیٹھا۔ ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ میں بندھا ہے سمجھ گئی کہ سحر میں میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے۔ دل میں بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا۔ مگر بظاہر کہا کہ "صاحبو میں انہیں منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ۔ انہوں نے نے نہ مانا' دیکھو آخر اس شخص کے سحر میں مسحور ہوئے کہ جو ایک ہی شوخ و چنچل ہے۔ اب اس سحر کا رد شاہ جاوداں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ جب یہ گجرے اور ہار مرجھا کر ان کے پاس سے دفع ہوں تو یہ ہوش میں آئے۔"
صورت نگار زوجہ اس کی یہ تقریر سن کر رونے لگی اور ہزاروں سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے

مگر وہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا۔ ناچار صورت نگار نے ایک پتلا خدمت شاہ طلسم میں بھیجا۔

اس نے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ طلسم رات کے دربار میں باغ سیب کے اندر تھا۔ یہ حال سن کر غضب ناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا۔ سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر ہاتھ میں آ گیا۔ اس کو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھ کر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر پتلے کے حوالے کیا۔ مضمون نامہ کا یہ تھا۔

"اے حیرت، تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہیں اتر سکتا۔ معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ میں جو بہار کو پیار کرتا ہوں تو تم مجھ سے قسم لے لو، جو میں نے آج کل اس کا نام بھی لیا ہو۔ غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا۔"

پتلا نامہ و سیب لے کر حیرت کے پاس آیا۔ اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنس کر کہا۔ "اے صورت نگار میں سحر اتارتی ہوں۔" اگر تمہارے میاں کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جاوداں اس کے سحر کا توڑ کبھی نہ بتلاتے، لیکن یہ مرشد زادے ہیں۔ ان پر جان تک نثار ہے۔"

یہ کہہ کر ایک پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھ کر بروئے ہوا پھونکا۔ منہ سے شعلے نکلنے لگے۔ جسم خاکی میں دہن نے کرہ نار کی صورت پیدا کی۔ بخارات گرم منہ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حیرت ہویدا ہوئی۔ ہوائے گرم کے جھونکے نہ تھے۔ مادہ سرسام سرد ہر تھا کہ سانسیں گرم زمانہ بھرتا تھا۔ مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے اور ہار وغیرہ بہار کے خزاں رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے۔

مصور بیہوش ہو گیا۔ پھر جو ہوشیار ہوا کہا۔ "میں کس حال میں ہوں۔"

صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے ہونے کی بیان کی اور خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہے اور لاٹ شعلے کی بن گئی ہے۔ اس کو کمال شرم

میں بھرا اور وقت سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے

کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمع خود بزم جہاں میں تھا اندھیر
پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و مہ رخ اپنی اپنی بارگاہ میں تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئیں مرقع بارگاہ تصاویر سرداراں سے دو جانب معمور ہوا کرسی نشیناں درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا۔
مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت کے پاس آیا اور کہا۔ ''میں بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہوں۔''
حیرت نے کہا۔ ''سامری کے حوالے کیا۔'' یہ سن کر وہ روانہ ہوا۔ لیکن جواسیس لشکر عمرو بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ میں آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے۔'' اے ملکہ

ہے عدل تیرے عصر میں اتنا کہ بر فلک
بارہ بروج نظم و نسق سے ہیں منتظم
یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اسے
تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہے اور بہر گرفتاری بہار آتا ہے۔
یہ کہہ کر کنارے ہوئے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا۔ اس بہار باغ حسن نے مسکرا

کر گلفشانی فرمائی کہ "اب کی بار بھڑوے کو وہ باغ سبز دکھاؤں کہ یاد کرے اور وہ آسیب پنہچاؤں کہ یہی نظر نہ آئے۔"

یہ کہہ کر وہ رنگ افزائے گلشن نشاط اٹھی۔ کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلیں اور باہر بارگاہ کے پہنچ کر ایک میدان صاف و پاکیزہ میں ٹھہری۔ چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق و مغرب' جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینک دیا۔

یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ میں اندھیرا چھا گیا۔ کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ بعد ایک لمحہ کے جہاں تیرہ منور و روشن ہوا۔

سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقری و طلائی دم بھر میں تعمیر فرمائی۔ ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے۔ بہشت بریں کی نقل بنائی ہے۔ دروازہ اس احاطہ میں زبرجد کا لگایا ہے۔ سبز رنگاں دہر کا نصیب کھلا ہے اس طرح کھلا ہے یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی میں بکمال نازو ادا اور زیبائی داخل ہوئی۔

اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا۔ کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے۔ یہاں اصل میں سحر کا کارخانہ تھا۔ پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے۔ مختصر یہ کہ نزہت آگیں و نیرنگ سے بھرا تھا۔ شاخ ہائے گل پر نیرنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا۔ گلوں نمک خندہ سے شورید گان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا۔ بلکہ خندہ رنگین لباں حدیقہ دہر کو پھیکا بتایا تھا۔ سرخی کو خاک میں ملایا تھا۔ رنگ گل تار نگاہ گلدستہ طرازاں محبت سے بھی نازک تر پنکھڑیاں پھولوں کی لب ہائے معشوق گل پیرہن سے کہیں بہتر سنبلستان پر قطرہ ہائے شبنم پڑے تھے۔ یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال میں موتی پروئے تھے۔ نہیں نہیں لعتباں فرنگ نے بالوں میں پوڈر چھڑکا تھا۔ شاخ نشرن فریب پنجہ مرجان تھی یا فرنگن نے دست نازک میں بید لیا تھا۔ ساغر گل بادہ نزادت سے معمور گلابیاں غنچوں کی برنگ وہاں جاناں مخمور کلیوں کے کمروں سے شاہد نکہت نکل کر باغ میں گلگشت کر رہی تھی۔ بھینی بھینی خوشبو

پھیلی تھی۔ گلوں کا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورہ ساغر بادہ گلگوں ہے یا گردش چشم میگوں ہے۔ گل لالہ بھر کیف جان مستانہ زمانہ یعنی نشانی نشانی پیمانہ مہ خانہ یاسمن پر رخ صبح معشوقاں نثار تھا۔ نرگس مست چشم فتان یار کا گل ہائے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبز نگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا۔ چشم نرگسی معشوق میں سرمہ دیا تھا۔ کوئی پھول نرگس کا جو سرنگوں تھا۔ تو معشوق شرگمیں کا آنکھیں جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا۔ سنبل پر پیچ کا رخ گل پر آ کر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا۔

سرو ہر ایک قد موزوں حور نرگس شہلا بہ شکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہو کر جھومتی دارست تکیہ گاہ و پشت پناہ سرمستان جمخانہ دہر تھی۔ روش پڑی بھر روش عمدہ جو ابر کٹا ہوا پڑا۔ نہریں موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادوں نام کنارے کنارے نہروں کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے ہوئے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا ہے۔

بیچ میں اس گلشن نگاری کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا۔ نمگیرہ باسلک گوہر استادہ تھا۔ سامنے بارہ دری بیعدیل ولاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی۔ سانچے میں نور کے ڈھلی بے نظیر تھی۔ پردے زنبوری پڑے تھے۔ اندر بارہ دری کے چھپرکھٹ مرصع پایوں کا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسند ہائے مکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعہ نور کے عالم دکھاتے بغلگیر چوکھڑے نئی گرہٹ کے گھڑے عطر دان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا ہے۔

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کے' کرسی جواہر نگار پر بیٹھی۔ اس وقت حسن دادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی' خواصان زریں کمر زریں لباس عہدے ہاتھ میں لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھیں اور ملکہ پیشانی پر افشاں چنے بزم انجمن فلک برہم کر کے تاب

آفتاب کو اپنی جبیں کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی۔
سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی۔ وہ روئے رنگین اس کا گلستان

سحر تھا کہ بہار جان فزائے گلشن عالم و نقشہ بہشت بریں اس پر ہزار دل سے شیدا بلکہ
اس کی خوبی پر یہ حال تھا۔

بھیڑ میں پڑ جائے نا آنکھ اس رخ پر نور پر
چڑھ کے بیٹھے ہیں کلیم اللہ کوہ طور پر

اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کئے' لالہ گل کو آگ
میں جلاتی زیور جواہریں سے جسم نازنین مزیں تھا عجب جوبن تھا۔
غرضیکہ وہ ماہ سپر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ میں لے
کر کرسی پر جلوہ گر ہوئی۔ اور مصور جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہ رخ میں آیا وسط
میں کھڑے ہو کر للکارا۔ "کہاں ہے وہ مردار یعنی بہار۔"
کسی نے جواب نہ دیا مگر مہ رخ نے کہا۔ "مرشد زادے آپ تشریف لائیے' ملکہ بہار
تو باغ میں گئی ہیں۔"
اس نے کہا۔ "میں اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہوں باغ اس کا کہاں ہے۔ مجھے بتادو
اور تم سب بھی آ کر اس کی حمایت کرو' دیکھو کس طرح اس کو کھینچتا ہوا لے جاتا
ہوں۔"
مہ رخ یہ سن کر بولی۔ "آپ ایسے ہی ہیں' اچھا جائیے ہم بھی آتے ہیں۔ ان کا باغ
بیچ لشکر میں سر راہ ہے۔ کچھ چھپا نہیں چلے جائے۔"
مصور بغضب تمام وہاں سے پھرا اور اڑ کر چلا ۔ بیچ لشکر میں پہنچ کر جو ہر سمت جویا
ہوا وہ باغ بہشت آئیں۔ جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا۔ بیساختہ اس گلشن میں
چلا۔ جب اندر پہنچا' ہوائے سحر جسم میں لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا۔

اس باغ کی اور ہی ہوا ہے

ہوا لگتے ہی مزاج بدل گیا۔ سر میں اس بہار نے سودے کا خلل کیا۔

بہار اسی واسطے پہلے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ میں آ جائے گا۔ پھر سحر پورا نہ کرنے دے گا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رد نہ کر سکے گا۔

پس اب جو یہ آیا' مسحور بہ سحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا' سامنے اس نو بہار افسوں کو دیکھا۔ اس کے حسن کی بہار دیکھ کر جھومنے لگا اور اسی حالت میں وجد میں غزل پڑھنے لگا۔

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھ کر کچھ پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پری زاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھ میں لیے پیدا ہوئی اور ملکہ کے سامنے وہ صندوقچہ پیش کیا۔

اس گنجینہ حسن نے اس کو کھولا اور اس میں سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھ کر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و ننگ بن گئی۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ مانگ اس کے بالوں کی موتیوں سے بھری ہے یا تاروں بھری رات آدھی جبیں پر اس کے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی۔ آنکھیں تھیں یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دہرے صاد کئے تھے۔ بینی کے الف نے غلام کر کے حسینان جہان آزاد کئے۔ میم دہن میم سرمستی محبت تھا۔ سرخی لب سے یہ ظاہر کیا کہ ساغر بارہ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا۔ دندان دندانہ سین سلک تھا۔ گوہر بیاض گردن صباحت میں بیاض سحر کی ہمسر۔

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی' ملکہ نے چنگیر پھولوں کا اٹھا کر دیا کہ مرشد زادے تشریف لائے ہیں ان کے پاس لے جاؤ اور یہاں بلا لانا۔

وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی۔ ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھول کر پتلی نکلتے جو اس نے دیکھا سمجھا کہ بہار تجھ کو دشمن جان کر سحر تجھ پر کرتی ہے۔

پس یہ سمجھ کر گولا فولادی اس نے بھی نکالا اور اچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤں یکایک پہلو سے آواز آئی۔ "میری طرف دیکھو کیا کرتے ہو۔"

اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے مڑ کر دیکھا اس پتلی کو جو سراسر نور تھی' بلکہ حور میں قصور ہو گا' یہ بے قصور تھی' آتے دیکھا' یا تو آمادہ حرب ہوا تھا۔ اس کی نگاہ سحر آگیں نے تسخیر کر لیا' پکارا۔

ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ میں
تا رنگاہ صرف ہوئے تیری راہ میں

اس شوخ بیباک نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ "چلئے میرے ساتھ۔"

یہ چپکا ساتھ ہوا۔ سامنے بہار کے وہ لائی۔

بہار نے پوچھا۔ "آپ مجھ سے لڑنے آئے ہیں یا آشتی کرنے۔"

اس نے کہا۔ "لڑنے کو۔"

بہار نے جواب دیا۔ "پھر ہم بھی موجود ہیں' مگر آپ میرے باغ میں آئے ہیں' مجھ کو لازم ہے کہ میں کچھ تحفہ پیش کروں۔"

یہ کہہ کر اس نے پتلی سے اشارہ کیا کہ اس نے چنگیر کھول کر سامنے کیا۔ دیکھا کہ اس میں گلاب کے پھول ہیں۔ اس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا۔

اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اس پتلی سے کہا۔ "تو چلی جاؤ۔"

وہ اس انداز سے بصد خرام چلی کہ

**

اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن
فتنے پس پس گئے قیامت کے

مصور کو تاب باقی نہ رہی۔ بنگاہ حسرت دیکھنے لگا۔ خوف ملکہ سے کچھ نہ کہا۔
بہار نے کہا۔ "آپ بنبیرہ جمشید سامری ہیں۔ اگر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن اگر آپ مجھ سے لڑنے کو کہتے ہیں تو بسم اللہ میں حاضر ہوں کچھ آپ سے کم نہیں ہوں اور اگر اس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے۔"
مصور نے کہا۔ "میں اس کا عاشق ہوں۔"
بہار نے کہا۔ "میں آپ کی بی بی' ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہوں۔"
اس نے کہا۔ "میں اس مالزادی کو خوب جوتیاں ماروں گا۔"
بہار نے اس پتلی کو پکارا۔ "اے نازک بدن آؤ۔" وہ پھر آئی۔
ملکہ نے کہا۔ "مرشد زادے سے دارو مدار کرو اور ان کی اطاعت کرو۔"
اس نے یہ حکم سن کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "چلیے"
بہار نے کہا۔ "جائیے بارہ دری میں آرام کیجئے اور یہاں سے کہیں نہ جائیے گا۔"
مصور خوشی خوشی اس رشک قمر کو لے کر بارہ دری میں آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر سے اٹھ کر بارگاہ مہ رخ کے پاس آئی اور کہا۔ میں مصور کو قید کر آئی ہوں اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہ ہو گا۔ ہاں افراسیاب اگر چاہے گا تو یہ سحر اتار لے گا اور جب یہ سحر دفع ہو گا تو مجھ کو غش آجائے گا اور سر میں درد میرے ایسا ہو گا کہ بیہوش رہوں گی تم میری کنیزوں سے کہنا کہ وہ آرام میں مجھ کو لے جائیں۔"
مہ رخ نے یہ سن کر کہا۔ "اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ۔ اس وقت شاہ طلسم جانے نہ دے گا اور راہ میں شاید کچھ فتور پڑے۔ اس سے ابھی جانا صلاح ہے۔"
بہار نے کہا۔ "اچھا"

اور مع اپنی کنیزوں کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ حال اس کا بیان کیا جائے گا۔

یہ تو ادھر گئی اور ہر کاروں نے جا کر ملکہ حیرت کو سب خبر کی کہ مرشد زادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہے کہ وہ باغ سحر میں قید ہو گئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی۔

حیرت نے کہا۔ "اسی دن کا ڈر تھا۔ یہ سحر ساحران عالم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اتارے۔ شاید شاہ طلسم جانتے ہوں۔"

صورت نگار یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا۔ "میں بھی اسی قید میں جاتی ہوں۔"

حیرت نے کہا۔ "شوہر تیرا آپ میں نہ ہو گا' وہ مار ڈالے گا۔"

اس نے کہا۔ "بلا سے میں اپنی جان دوں گی۔"

حیرت نے کہا۔ "بی بی' تمہارے میاں کو بہت سمجھایا تھا' لیکن ان کے غرور نے انہیں خراب کیا اور سنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ مجھ کو مصاحبت شاہ جاؤداں میں سحر زیادہ یاد ہیں۔ خیر تمہاری خاطر سے میں چشمہ سامری جا کر پانی لاتی ہوں شاید اس سے سحر اترے۔"

یہ کہہ کر پرواز کر کے چلی۔ کچھ دور چل کر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کر کے لے چلا کچھ دور گئی ہو گی کہ ایک پنجہ کمر میں پڑا اور اس کو اٹھا لے گیا۔

○○○

• مہیب جادو

آنکھ اس کی بند ہو گئی۔ اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے میں سونے کے بیٹھا پایا۔ اس نے سلام کیا۔ شاہ نے کہا۔ "اس وقت میں سیر کو آیا تھا۔ اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہیں جاتی ہو۔ میں نے بلا لیا۔ کہو کہاں جاتی تھیں۔"

اس نے سب حال مصور کا بیان کیا۔

شاہ نے کہا۔ "اے ملکہ دیکھو' تمہاری بہن نے فتور کیا ہے۔"

حیرت نے کہا۔ "میں بھی اس سے عاجز ہوں۔ آپ اس کو مار ڈالئے۔"

یہ کلمہ سن کر شاہ جاوداں نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کر کے کہا۔ "اگر کوئی بھی ایسی ماہ سپہر حسن کو قتل کرتا ہے۔"

حیرت یہ سن کر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ اژدہ ماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اڑا۔

اس نے کہا۔ "جا مصور کو باغ سحر سے بہار کے اٹھا لا۔" پنجہ روانہ ہوا۔

یہاں مصور اس پتلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود میں اسے لیے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے۔

جس کا سر ہو گا دم نزع تری بالیں پر
کنج مرقد میں وہ کس چین سے سوتا ہو گا

اسی نشاط میں تھا کہ یکایک پنجہ آ کر گرا اور اس کو اٹھا کر لے چلا۔ یہ پکارتا اور لٹکتا ہوا۔ "اے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے۔ میرے معشوق سے مجھ کو چھڑاتا ہے۔ ہائے میری جان' ہائے میری یار وفا دار۔" پنجہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لے کر وہ بلند ہوا۔

وہ تیلی سحر پر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ "کیوں صاحب' یہی شرط
وفا ہے کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو' بے مروتی کر کے

منہ موڑے جاتے ہو۔"
اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سن کر کہا۔ اے مونس و ہمدم۔

اختیار ہی تو نہیں آپ سے جو دوری ہے
سخت ناچار ہوں میں عالم مجبوری ہے

آخر یہ تیلی اور زیادہ نہ اڑ سکی۔ اسی باغ میں گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا۔
مصور تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا۔ پنجہ اس کو سامنے شاہ طلسم کے لایا۔ بعد کچھ دیر
کے اس کی آنکھ کھلی۔ اٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا۔ یہ کہتا ہوا چار طرف
دوڑنے لگا۔
"ہائے کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ ہائے یہ میری جان کہاں گئی۔ کس ظالم نے اس کو مجھ
سے جدا کیا۔ ارے کوئی واسطہ سامری کا اسے بلا دے' یارو اس راحت دل سے مجھ
کو ملا دو۔" اور کبھی دیوانہ وار عاشقانہ اشعار پڑھتا۔
شاہ جاوداں نے اس کا حال دیکھ کر کہا۔ "افسوس وہ شوخ و چنچل کیا ستم گار پیارا دلدار
ہے' جس نے یہ سحر کیا ہے۔"
اس کلمہ کو سن کر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا۔
"اس کے عشق میں پھر تم بھی اسی طرح ناچو بیٹھے کیوں ہو۔"
شاہ طلسم اس کے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھ کر کہ "اے سامری مع
شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہو۔"
اس کے پکارتے ہی ایک پتلا شیشہ آب لیے ہوئے اڑتا ہوا آیا۔ بادشاہ نے اس شیشہ سے
پانی لے کر چھینٹا مصور کے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا' پھر جو ہوش آیا۔

بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا۔
بادشاہ نے فرمایا۔ "اے مرشد زادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا' مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا یہ حال کرایا' آپ تو واقف ہیں کہ وہ آفت روزگار بہار ساحرہ بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہ کر اس نے سحر یاد کیا ہے۔ اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد نہ تھا اگر چشمہ جمشیدی کا پانی ممکن نہ ہوتا۔ آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا۔
مصور نے سب کیفیت اپنی سن کر جواب دیا۔ "اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجئے گا کہ ساری اس کی سحر سازی اگر جوتیاں مار کر نہ اتاری تو آپ کو نبیرہ سامری نہ کہلوایا۔"
افرا سیاب نے کہا۔ "اب اکیلے نہ جایئے گا' نہیں تو بہت پچھتایئے گا۔" اس نے جواب دیا۔ "یہ ممکن نہیں' جب تک اس خانماں خراب کو نہ پکڑ لاؤں گا۔ چین نہ لوں گا۔"
یہ کہہ کر اٹھا کہ میں لشکر میں جاتا ہوں۔ سحر تیار کر کے لڑنے جاؤں گا۔"
شاہ طلسم سمجھا کر یہ مرد بزرگ ساحراں ہے' زیادہ منع کرنے سے ناراض ہو گا۔ پس یہ سمجھ کر چپ ہو رہا۔ لیکن اس کا ذلیل ہونا عین اپنی ذلت جان کے تامل نہ کر سکا۔ ایک پتلا کاغذ کا بنا کر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا۔ اس پتلے کو حکم دیا۔ "مرشد زادے کی جا کر نگہبانی کرو جو کوئی آفت آئے تو انہیں اٹھا لانا۔"
پتلا بطور مخفی اڑتا ہوا اس کے ساتھ چلا کہ حیرت بھی رخصت ہو کر لشکر میں آئی اور مصور بھی بارگاہ میں پہنچا۔ پتلا بروئے ہوا ٹھہرا رہا۔
یہاں بی بی مصور کی رو رہی تھی۔ اس نے جو شوہر کو دیکھا اٹھ کر لپٹ گئی اور بہت روئی۔ یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے پئے' جب نشہ ہوا اٹھا کہ میں بہار کو پکڑنے جاتا ہوں۔
بی بی اس کی منت کرنے لگی۔ "صاحب واسطہ سامری کا اب نہ جاؤ۔"
اس نے بی بی کو گھر کا کہ مجھ کو نہ روکو' اب تو مجھ سے اور بہار سے پگڑی اٹکی ہے۔ معرکہ پڑا ہے۔ دیکھو کہاں تک اس کی سحر سازی ہے۔" یہ کہہ کر اڑا۔

جا کر اس کو گرفتار کئے لاتے ہیں۔"
یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور مہ رخ نے حکم نواخت کو حرب دیا۔ نقارہ جنگی گڑ گڑایا۔
دربار برخواست ہوا سحر جگانے خیموں میں آئے۔ بہادر ہتھیار درست کرنے لگے۔
مہ رخ بھی الگ جا کر مصروف سحر خوانی ہوئی اور اگیار کر کے جوت کا دیا جلایا۔ عمدہ
نایاب سحر درست کرنے لگی۔ کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤ اڑد ماش کا بنایا اور سحر
ایسا پڑا کہ وہ زندہ ہو کر گرد اگیارے کے پھرنے لگا۔ اس نے سیندور کا ایک گھر وندا
بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بنا کر اس گھروندے میں رکھی وہ بھی زندہ ہو گئی۔ اس
نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا۔ پھر گھروندا ہٹا دیا اور نیل گاؤ بھی غائب ہو گیا۔
ملکہ نے آرام فرمایا۔ لشکروں میں رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی۔
چمک شمشیر جواہر دار کی اس شب تار میں مثل انجم چرخ پھیلی تھی۔ گویا افشاں آلودہ
پیشانی لیلیٰ تھی۔ خم و چم دو دم کی ناز معشوقاں تیز طبع یاد دلاتی تھی۔ ہزاروں گلے کٹواتی
تھی۔ قامت رعنائے نوجوان اس کو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے۔ بہادر دم اس کا بھرتے
چشم زخم سے لہو روتے تھے۔

ایک طرف ساحروں کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا۔ چراغ زندگی بجھا رکھا تھا۔ اگیار
کا دیا جلا رکھا تھا۔ سامری کی روح چکر لگا رہی تھی۔ جمشید کو بلا رہی تھی۔ لونا چماری
ڈمرو کی صدا پر سر چڑھ کر جھومتی تھی۔ یوں بھجن گانے والے کا منہ چومتی تھی۔
ڈفلے بانسری بجنا' ساحر فلک کو بادف مہر نچاتا تھا۔ تھالی برنجی لے کر ہندوے چرخ اگیارے
دریائے اخسر کے بہرا شنان آیا تھا۔ ماہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا۔ خلاصہ یہ کہ
رات بھر یہی سامان رہا۔ غوغائے سحر ساحران غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا۔ کان پڑی
آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ بیروں کی آمد بھینٹ لیتی تھی کہ

لگانے لگا کوئی منہ پر بھبوت
لگے کھیلنے سر پر ہر اک کے بھوت
کسی نے جلائے اکاسی دیئے
کوئی چوکمیں چار روشن کیئے
بلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بیر
کوئی کہہ رہا تھا نکیر و بکیر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے
کوئی کھوپڑی لے کے جادو پڑھے

اسی طرح رات بھر سامان رہا۔ جس دم تیرگی شب مشکفام کا مثل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روزگار پر بندھا اور رخ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب
ہوا پھر یہ روشن جہان خراب
چلے دونوں لشکر بہ عزم نبرد
پڑی روئے خورشید پر اڑ کے گرد

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصارف ہوئے۔ مہ رخ بڑے کروفر سے تخت زریں پر سوار گرد تمام سردار جائے کار زار پر پہنچ کر ٹھہری ادھر مصور بھی بیدار ہو کر برائے رفع احتیاج بیت الخلا چلا۔
عیار رات بھر اس کی فکر گرفتاری میں پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا۔ اس وقت ضرغام اس کے خیمہ کی قنات سے لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا۔ اب اس کو عازم سمت جائے ضرور دیکھ کر اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہے اس کی پشت پر اپنے تئیں پہنچایا۔

مصور بھی چوکی پر آیا۔ خدمت گار لوٹا رکھ کر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا۔ ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اس پر کمند ماری۔ اس نے گھبرا کر پھر کر دیکھا۔

اس نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا اس نے اندر جا کر چادر عیاری میں اس کا پشتارہ باندھا۔
ازبسکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا۔ صبح کے وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا۔ یہ اس کو لے کر بھاگا راہ میں پشتارہ اس کا بھاری ہوتا چلا۔ یہ سمجھا کہ اس حرامزادے کو میں نہ لے جا سکوں گا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئے گی۔ پس سر اس کا کاٹ لے۔
یہ سمجھ کر پشتارہ زمین پر رکھا۔ چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بن کر جو پتلا کہ افراسیاب نے معین کیا ہے گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھا لے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا۔
اس نے پشتارہ کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ میں کمند کے پھندے لپٹے تھے اٹھ نہ سکا۔
شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا۔ "اونابکار اب کہہ کہ تجھ کو کس عذاب الیم سے ماروں۔"
اس نے جواب دیا۔ "آپ کو اختیار ہے بندہ بہر صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہے۔"
شاہ نے کہا۔ "میں ایسے فقرے تم عیاروں کے بہت سن چکا ہوں۔ اچھا تو مرشد زادے سے کمند تو نکال لے۔"
ضرغام سمجھا کہ اگر میں کمند نہ نکالوں گا۔ یہ سحر سے جلا دے گا۔ کمند بھی جائے گی اور کچھ حصول نہ ہو گا۔ یہ سمجھ کر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا۔
شاہ جاوداں نے کہا۔ "کیا اچھے یہ عیار ہیں اور کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہیں۔"
یہ تعریف سن کر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدر دان ہیں۔ میں کس لائق ہوں۔"

شاہ سے تو یہ باتیں ہو رہی تھیں لیکن مصور جو کمند سے چھوٹا اور حال اس سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار مجھ کو پکڑ لایا ہے۔ بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام مارنے چلا۔ شاہ جاوداں نے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

اے نابکار حرام زادے بے حیا' عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہیں تجھے شرم نہیں آتی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویر چھین لے گئے۔ بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا۔ وہاں تو نے کچھ غصہ نہ جتایا۔ یہ بیچارہ عیار جو مقید و بیدست و پابندھا کھڑا ہے۔ تو اس پر گولا مارتا ہے۔ جا دور ہو' او قرم ساق حرام زادہ بیہودہ۔"

مصور بادشاہ طلسم کے برا بھلا کہنے سے اور گھرکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ میں حیرت رخصت ہو کر سمت لشکر جا چکی تھی۔ ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی۔ اکیلے میں شاہ جاوداں بہت کچھ بکا جھکا' جب مصور بہت رویا۔ اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بددعا کرے اور تیرے ایمان میں فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیاں دیں۔ یہ سوچ کر اٹھا اور پاؤں پر مصور کے سر رکھ دیا اور منت پذیر ہوا۔ "میں نشہ شراب سے بیخود تھا۔ آپ میرے کہنے سے خاطر عاطر میں جگہ نہ دیجئے گا اور براہ کرم عنایت بزرگانہ خطا ہائے گذشتہ پر میری قلم عفو پھیریے گا۔ غصہ میں انسان باولا ہوتا ہے۔ میں نے بہت برا کیا' جو آپ ایسے بزرگ کی خدمت عالی میں گستاخانہ کلام کئے۔"

یہ کہہ کر خلعت گراں مایہ و نادر منگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا۔ یہ حال دیکھ کر ضرغام نے کہا۔ "ہت تیرے کی نا منصف بادشاہ کی ایسی کی تیسی' حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو اپنے ہی گرد گھنٹال کو دیا اور ہم نے جو یہ محنت کی کہ عین وقت پر گرفتار کر لائے اور اگر چپلا نہ اس کو اٹھا لاتا تو اب تک کب کے جہنم میں پہنچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمیں کچھ بھی نہ دیا۔ واہ واہ کیا انصاف کیا ہے۔" افراسیاب پہلے تعریف ان عیاروں کی کر چکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہو کر کلام کرنے پر ہنس پڑا اور ایک خلعت پرزر طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ

خیال کیجئے کیا آج کام میں نے کیا
جب اس نے دی مجھے گالی سلام میں نے کیا

بعد خلعت دینے کے پنجہ سحر کو بلا کر حکم دیا کہ دریائے خون رواں کے پاس اس کو اس پار اتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا۔

پنجہ اڑا اور پار دریا کے پہنچ گیا۔ ادھر مصور بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر میں آیا۔

یہاں صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈا اور نہ پایا اور خود تو فوج لے کر میدان جنگ میں گئی تھی۔ اس ارادے سے کہ مہ رخ نے میرے شوہر کو پکڑ وایا ہے اس کو چل کر قتل کروں۔ ایک طرف سے حیرت سوار ہونے کو تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصور کا سن کر تامل کیا' بلکہ صورت نگار کو بھی منع کرا بھیجا۔ "آج لڑائی موقوف رکھو۔"

اس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان میں آئی۔ بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ دلاور و ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر مکھ ہو کر مارنا۔ جب کڑکیت ہٹے بہادر مرنے پر تل گئے۔

صورت نگار نے بیچ میدان میں آ کر چند سحر دکھا کر مبازر طلب کیا۔ ہنوز کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آ کر پہنچا اور ہر دو لشکر میدان میں صف آرا دیکھ کر سمجھا کہ بی بی میرے لڑنے کو آئی ہے۔

ازبسکہ یہ گالیاں کھائے ہوئے آیا ہے' غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ آتے ہی فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھ کر مہ رخ پر مارا۔ مہ رخ گولا آتے دیکھ کر تخت پر سے بروز سحر اڑ گئی گولہ تخت پر پڑا کہ کہ وہ چور چور ہو گیا۔

مہ رخ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زریں پر وغیرہ سے درست اڑتا ہوا آیا۔ اس پر سوار ہوئی۔ اس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخ مو سمجھی کہ ایسا نہ ہو' مہ رخ زخمی ہو جائے اور اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آ گئی۔ نارنج

**

آ کر اس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر پھری' اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشیں مہ رخ پر مارا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پتلا قرولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اس نے کاٹ دیا۔ پھر اس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اس زوجہ شیطان پر مارا۔ اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا۔ آخر وہ اپنے طاؤس پر اڑ گئی اور تیر آ کر طاؤس پر پڑا کہ طاؤس بسان طاؤس آتش بازی جل کر خاک ہوا۔

دوبارہ مہ رخ نے سحر پڑھ کر اس کو بروئے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا۔ صورت نگار نے ناریل دیکھ کر دستک سحر کو دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی۔ مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اس کے سر پر جا کر لگا۔ اس نے بہت جلد رد سحر پڑھا نہیں تو سر ترش جاتا۔ اس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی۔ ملازموں نے جلد روک کر ہوا دار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے۔

مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تو تلوار سحر کھینچ کر لشکر مہ رخ پر جا پڑا۔ دو دریائے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا' طبقات ارض تھرائے' سحر کی بجلی چمکی' بادل گھر آئے شور نشور قیامت خیز بلند ہوا۔ طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقار ہائے جنگی گڑ گڑائے۔ ہنوز نوبت نہ پہنچی تھی کہ خیمہ میں جا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا۔

"نبیرۂ سامری کہاں ہیں۔"

لوگوں نے عرض کی۔ "لڑ رہے ہیں۔"

یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی۔ "جلد اس کو بلا دو' نہیں تو میں جان دے دوں گی' کیونکہ مجھ کو ان کا اکیلا لڑنا گوارہ نہیں دوبار زک پا چکے تھے۔"

ملازم اس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور کے پاس آ کر کہا۔ "حضور جلد چلیے' ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال ان کا بہت برا ہے۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا۔

ادھر مہ رخ بھی شاداں و فرحاں فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آ کر اترا۔ مہ رخ بارگاہ میں آ کر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخ مو کی ران کا علاج ہونے لگا۔ مرہم سحر لگایا گیا۔ اس وقت ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جاوداں و مصور تمام و کمال بیان کیا۔ سب اس کی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا۔ وہاں سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پر روانہ ہوا۔ جب یہ لشکر میں پہنچا' دیکھا کہ شہاب جادو فرستادہ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا ہوا جاتا ہے۔ یہ صورت خدمت گار کی بن کر اس کے ملازموں میں مل کر داخل بارگاہ حیرت ہوا۔ شہاب نے حیرت سے عرض کیا۔ "مرشد زادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ ہیں۔"

ملکہ سن کر خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آ کر بی بی سے پوچھا۔ "مزاج کیسا ہے وہ اٹھ بیٹھی اور کہا" مجھ کو تمہاری سلامتی درکار ہے۔ میں سب طرح اچھی ہوں۔"

یہ کہہ کر مرہم سحر زخم پر لگایا۔ اس نے کہا۔ "صاحب تم نے برا کیا۔ میں تو لڑ رہا تھا۔ حیلہ کر کے بلا لیا۔ آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا۔ خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں بیٹھ کر ناچ دیکھیں۔"

یہ کہہ کر مع زوجہ سوار ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور دنگل پر بیٹھا۔ ساقیاں مہ لقا حاضر ہوئے۔ ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا۔ جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اس نے حیرت سے کہا۔ "اے ملکہ مجھ کو شاہ جاوداں نے پتلا بھیج کر مع عیار کے اٹھا منگایا تھا۔ چنانچہ مجھ کو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور عیار کو جو مجھے پکڑ لے گیا تھا۔ خوب گالیاں دیں اور زوروکوب کرایا۔ اگر میں نہ بچاتا تو قتل کر ڈالتے۔ میں نے عرض کیا۔ "میں سب کو بزور سحر قتل کروں گا۔ آپ چھوڑ دیجئے۔ بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا۔"

ازبسکہ ضرغام وہاں موجود تھا۔ اس نے الٹا بیان اس کا سن کر کہا۔ "جھوٹے پر لعنت' ابے گالیاں تجھ جیسے کھاتے ہیں۔ دیکھ ہم تو یہ خلعت لے کر وہاں سے آئے اور تو

بیٹھا رویا کیا۔"
یہ کہہ کر کر چاہتا تھا کہ بھاگے۔ حیرت نے کہا۔ "تجھے قسم ہے نہ بھاگنا' مجھ سے سب حال کہتا جا۔" یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آ کر بیان کر کے خلعت شاہ جاوداں کا دیا ہوا دکھایا۔

اس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی۔ "جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھ کو بولنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کر کے نکل گیا۔
مصور نے کہا۔ "کہاں جائے گا۔ آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھوں گا۔ اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں۔"
یہ کہہ کر فرط غضب سے اٹھا کہ "پکڑے لاتا ہوں۔" حیرت نے کہا۔ "آپ کو اختیار ہے۔ ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیں تو کیا کیا جائے۔"
صورت نگار نے کہا۔ "میں جانے نہ دوں گی۔ اگر گئے تو جان دے دوں گی۔"
اس نے کہا۔ "اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھ کو روکا تو میں اپنے تیئں اور تمہیں ہلاک کروں گا۔"
یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ زوجہ اس کی مجبور ہو کر رونے لگی۔ آخر اور تو کچھ نہ بن آیا۔ باہر نکل کر نفیر سحر بجائی کہ لشکر میں کمر بندھی ہوئی۔ یہ فوج لے کر چلی۔
ادھر مصور پہلے ہی باہر آ کر مرکب پر سوار ہو کر چلا تھا' قریب لشکر مہ رخ پہنچا۔ ہرکاروں نے خبر مہ رخ کو پہنچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہو کر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے۔
مہ رخ نے یہ خبر سن کر جلد نفیر سحر کو دم دیا۔ فوج کا سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے۔
غرضیکہ ادھر سے پہنچی اور ادھر سے برسم بلغیر مارے محبت کے صورت نگار فوج لیے ہوئے آئی۔ مصور تو پہلے سے آ چکا تھا اس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا۔ ایک نارنج سحر پڑھ

کر لشرک مہ رخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالائے ہوا جا کر شق ہوا اور ہزار ہا تیر و پیکان اس میں سے نکل کر لشکریوں پر گرنے لگے۔

ساحر وغیرہ ہزار ہا زخمی ہوئے۔ ادھر کے لشکر نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہہ کر چلے اس نے دوسرا ناریل مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینہ کی طرح سے مارو کر دم برسنے لگے جس کو انہوں نے کاٹا' وہ پانی کی طرح بہہ گیا۔
اس عرصہ میں صورت نگار نے بھی فوج کو للکارا کہ ہاں لینا۔ اب تو دو لشکر باہم مل گئے۔ شور آفت زار برپا ہوا۔
مہ رخ نے یہ زور و شور دیکھ کر تصور کیا۔ مصور آج شکست دے دے گا۔ یہ غور کر کے بسان شیر غضب ناک آگے بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے اس ابر پر جس میں سے مارو عقرب برس رہے تھے۔ پھینک دی۔ خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ہو کر اڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہو کر عقب مصور ہو گئی۔

اس وقت مہ رخ زمین پر اتری اور اسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیار کر کے بنایا تھا۔ درست کر کے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہ رخ پھرنے لگا۔ اس نے کہا۔ "جا مصور کو مار۔"
نیل گاؤ کان علم کر کے سینگ اٹھا کر دوڑا۔ مصور مہ رخ کی طرف گھوڑا اٹھا کر چلا کہ گاؤ نے آ کر سینگ مارے اور مرکب کو سینگوں پر اٹھا لیا۔ مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا مرکب منگوا کر جلد سوار ہو کے نیل گاؤ پر حملہ کیا۔ نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا۔ ہر چند کہ روکنا چاہا نہ رکا۔
مصور نے اس کے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا۔ لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور کہاں جاتے ہیں۔ لیکن اس نے سناٹے میں گھوڑا دوڑانے کے سوا کچھ نہ سنا۔ ادھر ملکہ مہ رخ نے سحر پڑھ کر دستک دی اور پکار کر کہا۔ "شکار نیل گائے کا مبارک ہو' اب پھر کے نہ آئے گا۔"
یہ کہہ کر چاہا کہ لشکر پر اس کے حملہ کرے۔ صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوا

دیا۔ لشکر دونوں پھرے اور داخل قیام ہوئے۔ صورت نگار متردد و متفکر اس امر سے کہ
یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیوں اس کے پیچھے گیا' بارگاہ حیرت میں آئی اور

سب حال لڑائی کا بیان کر کے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ شوہر میرا نبیرہ سامری ہے کسی
کے سحر سے ہلاک نہ ہو گا لیکن عیاروں سے البتہ خوف ہے۔ اے ملکہ کسی کو بھر
خبر بھیجنا چاہیے کہ عیار ضرر نہ پہنچا سکیں۔
حیرت نے سارا ماجرا سن کر گردن جھکائی اور کہا۔ "بی بی ہر چند کہ تم بنبیرہ سامری کی
زوجہ ہو' بہو سامری کی کہلاتی ہو' لیکن سحر کا طریقہ نہیں جانتی ہو۔ اب عیار تمہارے
میاں کو زک پہنچا کے کیا کریں گے۔ یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے
بچنا مشکل ہے۔ مہ رخ بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہے۔ ایسی ویسی تھوڑی ہے۔
یہ سحر کسی سے نہ اترے گا۔ تھوڑے عرصے میں میاں تمہارے تمہیں مارنے آتے ہوں
گے۔ شاہ جاوداں کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کریں۔ ورنہ اور کوئی نہیں
کر سکتا۔ میں اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی۔
صورت نگار یہ باتیں سن کر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور
نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ جاوداں کو لکھ کر بھیجا۔ پتلا سحر کا نامہ لے کر باغ سیب
میں آیا۔
بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہنچا۔ نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا۔
"ہائے یہ کائنات کے سحر ہمارے بتلائے ہوئے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہیں۔"
یہ افسوس کر کے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "اے دستور دانا' یہ سحر مہ
رخ کا وہ ہے کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو۔ وہاں میں خود جاؤں
تو البتہ رداس کا ممکن ہے۔"
باغبان یہ تقریر سن کر عرض پیرا ہوا۔ "حضور مجھ کو حکم دیں کہ آپ کے عوض جا
کر کام کروں۔"
افراسیاب نے کہا۔ "اس میں جان کا خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فکر کرو گے۔ ہلاک

ہو جاؤ گے۔"
وزیر نے عرض کیا۔ "میری مجال ہے جو خلاف حکم بادشاہی عمل میں لاؤں۔"
یہ عرض سن کر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز

کا جسیم و لحیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کر کے ٹھہرا۔
بادشاہ نے کہا۔ "اے ملازم سامری مجھ کو تھوڑی سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید
یا سامری میں بھری گئی ہو اور خداوند نے وہ لباس پہنا ہو' اس میں کی چاہیے۔"
وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے بادشاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ مانگے حاضر ہو
سکتا ہے۔
یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لیے ہوئے حاضر ہوا۔ شاہ طلسم
نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر رکھی آنکھوں سے لگائی۔ پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی
ہاتھ پر سے اڑ کر سمت ہوا گئی اور ابر بن کر تیار ہوئی۔ لکہ ابر سر پر بادشاہ کے آ
کر مثل چتر پھرنے لگا۔
بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ "اب تم جاؤ لکہ ابر ساتھ لو اور جہاں مصور ہو اس ابر سے
حکم کرنا کہ چشمہ سامری برسا دے۔ یہ ابر برسے گا سحر دفع ہو جائے گا۔
باغبان یہ حکم سن کر اٹھا اور آداب بجا لا کر رخصت ہوا۔ اپنے تخت پر سوار ہو کر
چلا۔ شاہ نے اس ابر کو بھی حکم دیا۔ "اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ۔"
لکہ ابر سر پر باغبان کے آ کر چھایا اور یہ روانہ ہوا۔ زوجہ اس کی ملکہ گلچیں جادو
اپنے باغ میں تھی۔ اس نے شوہر کے جانے کی خبر سن کر ایک پتلے کو بھیجا کہ جائے
اور وزیر مذکور کو یہاں بلا لائے کہنا کہ ایک بات سنتے جاؤ۔" پتلا راہ میں اس کو ملا
اور پیام کہا۔ یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا۔ حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول میں بیان
ہوا ہے۔
غرضیکہ بی بی نے اس کو سمجھایا کہ "صاحب تم کو میں نے بارہا منع کیا ہے کہ لڑائی
میں عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہیں۔ تم دخل نہ دو۔ مگر تم مانتے نہیں ہو۔ مناسب

ہے کہ اب بھی باز آؤ۔ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو۔ دیکھو منع کرنا میرا مانو ورنہ پچھتاؤ گے۔"

باغبان نے جواب دیا۔ "تمہارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کر کے انسان تابعداری سے بچ نہیں سکتا' ملک کے کام کو کہاں تک ٹالا جائے۔"

فی الجملہ باغبان تو یہ سبب سمجھانے اپنی زوجہ کے عرصے تک یہاں ٹھہرا۔ آخر اس کو فہمائش کر کے روانہ ہوا۔ مگر اتنے میں مصور نیل گاؤ کے تعاقب میں لشکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحرائے فرح افزا میں پہنچا کہ دامن دشت دامن گلچیں گل دیبائے چین سے نظر آتا تھا۔ پچھلا پہر دن باقی تھا۔ سہانہ وقت سایہ ڈھلا' جانوروں کا شجر پر بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ

دشت رنگیں ہرا بھرا دیکھا
دامن کوہ پر فضا دیکھا
چشمے لہرا رہے تھے ایسے صاف
چشمہ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گل چین
روح جاناں کی طرح سے رنگیں
قیس کی روح نے بسایا تھا
رخ لیلیٰ کا صاف نقشہ تھا
سرو الفت ہر ایک بگولا تھا
آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اس جگہ مسرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ غرضیکہ گاؤ اس کو سر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا۔ اس صحرا میں وہ چار دیواری زمرد کی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلہ عروسی تھی۔ وہ گاؤ اس احاطہ میں چلا گیا۔ یہ بھی اس

کے فراق میں اندر قدم زن ہوا یہاں چمنستان پر بہار لگا تھا۔ سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اس جگہ کی لہراتا تھا۔ سبزہ نوخیز وہاں کا سبز رنگاں دہر کی مژگان کو شرماتا تھا' آنکھیں ندامت سے جھکاتا تھا۔ گل ہائے سمن و نسرین نازک بدن گلرنگ کو بلکہ سیوتی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل بصد تجمل زیب دہ و سادہ گلشن تھے۔ روش بڑی آراستہ سر و شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس وہاں بیمار نہ تھی' تندرست تھی۔ بیل ہر شجر درست تھی۔

تھے زر گل سے وہ سب درخت نہاں
شاخ ہر ایک واں کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا
اس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اس طرح اشجار
جیسے گلشن میں چھائے ابر بہار
لالہ رخ تھا کہیں پھولا
داغ عاشق کے دل کا تھا نقشہ
سنبل تر بسان شیفتہ سر
بال بکھرائے تھا وہاں اکثر

سامنے چمن ستان کے بارہ دری عالی شان تھی۔ اوج مراتب میں برتر از آسمان تھی۔ سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر بریں جواہر کار روشن عجیب طرح کا جوبن اس مکان کا چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے۔ محراب دروں کی ہلال آسا تھی۔ دالان میں پردے پڑے تھے۔ گوش گل کے پردوں کی شان رکھتے تھے۔ گلبدن اس کا وصف سننے کو کان

رکھتے تھے۔ مصور حیران گاؤ کا سر دیکھتا آگے بڑھا۔ وہ گاؤ بھی بارہ دری کی طرف چلا۔ اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سر سر کی آواز آئی۔ تیر اس گاؤ پر آ کر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہہ گیا۔ مصور ان دونوں پنجہ نگاری کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا۔ اس پردے میں کوئی صیاد صید کن دل ہائے عشاق ناشاد ہے۔ دل چھین لینے میں بہت طاق اور مشاق ہے۔ یہ سوچ کر دل سردست کھو بیٹھا۔ ہوش و حواس سے دل کھو بیٹھا۔ پردے کے پاس آ کر پکارا۔

جنگل نہیں ہیں آنکھیں مجھ سے دو چار کیجئے
وادی دل میں آ کے سیر و شکار کیجئے

ہائے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ میں شکار کو آیا تھا۔ میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر جفا کا نشانہ بنایا' تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ

چاہتے ہیں نفس کو توڑ سارے موانست کو چھوڑ
پھر ہوں اسی طرف رواں آتش و بار و آب و خاک

جب اس نے یہ کلام کئے۔ اندر سے آواز آئی۔ مرد دنیا میں بے وفا ہوتے ہیں۔ مطلب کے آشنا ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے آبادی سے منہ موڑا مجنوں کردار جنگل اپنا مسکن بنایا۔ رشتہ الفت اہل عالم توڑا۔
مصور نے یہ سن کر کہا۔

اس بندے کی چاہ دیکھے گا

اور اس کا نباہ دیکھے گا
میں کیسی بناتا ہوں تم سے
انشا اللہ دیکھے گا
فوجیں اشکوں کی تل رہی ہیں
یہ حشمت و جاہ دیکھے گا

اے عربدہ ساز نیرنگ پرواز انجمن محبوبی میں کبھی آپ کی اطاعت سے منہ نہ موڑوں گا۔ تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیروں گا۔
یہ کلمات کہتا تھا کہ صد آئی۔ "بہتوں کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم باقی ہو' اچھا اندر آؤ' تمہارا بھی عشق دیکھیں کیسا ہے۔"
مصور یہ سن کر شاد شاد پردہ اٹھا کر اندر آیا۔ پردہ کیا اٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اٹھ گیا۔ ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر میں چھپی ہوئی تھی۔ واہ ری عربدہ ساز کہ ہزار ہانیر نگیاں جس کے ہاتھ پر لکھی تھیں کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادو گری کا کرتب یاد آیا تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کر دیا۔
مصور کی آنکھ برق بجلی جمال سے خیزہ ہوئی۔ واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو برلب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا۔ نہیں نہیں آہواں ختن نے شمیم کا کل معنبر کو سونگھنا چاہا تھا۔ آنکھوں کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے۔ نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی۔ صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی۔ رخسار اس کے گلزار حسن کے گل تھے۔ لب معجز نما نزاکت میں گلبرگ جان بلبل تھے۔ لب نازک کے قرین خال تھا۔ نہیں نہیں' اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا۔ عشاق کا خیال تھا' مختصر یہ کہ وہ جان عشاق کی جان تھی۔

**

آستین کوچہ ماہتاب نظر آتی تھی

اس کی ساعد کے چمکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
سینہ جوں آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
جس میں مخمل کی شکن کی سی پڑی تہری بٹ
سبز سبز اس کے وہ سب رونگٹے یا وادی عمل
سیلی ایسی دھواں جیسے کہ سنبل کی لٹ
قمقمے نور کی تھیں اس کی کچیں وہ دونوں
ہو انہیں دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچاہٹ
گزگ بادہ کشا رنگترے سے دونوں
دل یہ چاہے کہ انہیں دوڑ کے لے بھاگے چٹ
گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جائے نظر
پس کف دست خیال اس سے وہیں جائے لپٹ
ہو یقین دل کو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور
گھر کے ساری ہی نزاکت یہاں آئی ہے سمٹ

مصور اس کے حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس آئینہ رونے ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ”صاحب‘ آئے ہو تو بیٹھ جاؤ۔“
یہ حکم پا کر بیٹھا۔ اس نے جام بادہ گلرنگ لبریز کر کے کہا۔ ”لیجئے یہ ساغر الفت ہے نوش کیجئے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجئے۔ قول و قسم دیجئے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤں گا اور جورو یا کوئی آشنا اب میرے پاس ہو گی اس کا سر کاٹ لاؤں گا۔“
مصور نے وہ جام اس کے ہاتھ سے لیا اور کہا۔ ”تجھ پر جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے۔ جو رو کیا مردار ہے۔ میں ابھی اس کا سر لا

2 **

آزار ٹوٹ گیا۔ کنیزیں پروانہ وار اس شمع انجمن ساحری پر آگریں اور پشواز درست کی دیکھا تو اس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے۔ اسی طرح بوندیں پیشاب کی ٹپکتی ہوئی کنیزیں

اس کو اٹھا کر لے بھاگیں۔

مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا۔ لونڈیاں برا بھلا کہتی ہوئی بھاگیں۔ "یہ موا آپ سے گذر گیا ہے۔ نگوڑ مارے کو بڑھاپے میں یہ حوصلہ سوجھا ہے کہ گھڑی گھڑی سحر کی پتلیوں پر عاشق ہو آتا ہے۔"

ایک بولی۔ "اس بوبک پر ہائے وائے کرنا' دم عاشق کا بھرنا چھوٹے منہ نہیں اچھا لگتا۔"

دوسری بولی۔ "نگوڑ مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہاں دمبدم جاتا ہے اور سڑی ہو کر آتا ہے۔"

تیسری بولی۔ "قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھر ہی والوں پر جوتا تیز کیا۔ مہ رخ اور بہار کے سامنے نانی مرتی ہے۔ وہاں سوائے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔"

غرضیکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے۔ یہ ہر ایک کوسگ دیوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہے۔ لوگ بھاگتے پھرتے ہیں۔ لشکر میں کمر بندھی ہوئی ہے کہ ہمیں ضرر نہ پہنچائے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے۔ لوگ منع کرتے ہیں کہ ادھر نہ جاؤ۔ ایک سڑی آتا ہے۔"

دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر مارتے ہیں لونڈے ایک طرف تالیاں دیتے ہیں۔ "لو لو ہے دھتا ہے" کا شور بلند ہے جب یہ آگے بڑھتا ہے لوگ ساتھ ہوتے ہیں۔ لڑکے کہتے ہیں۔ "جاتا ہے' لینا جاتا ہے۔" جب پیچھے پھرتا ہے۔ سب بھاگتے ہیں۔ جب اس کے کوئی ڈھیلا لگتا ہے یہ کہتا ہے۔

زخم پر چھڑکیں نہ کیوں طفلاں بے پروا نمک
کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا۔ "یہ کیا غل ہے۔ ہنوز کوئی خبر نہ لاتا تھا کہ کنیزیں

صورت نگار کو پیشاب میں لت پت لیے ہوئے پہنچیں۔"
حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پائجامہ ناف سے نیچے اترا ڈوپٹہ کہیں' محرم کہیں۔ کچھ عجب عالم ہے۔ اس نے پوچھا۔ "کیا ہوا۔ سب یہی کہتی ہیں کہ وہ آ گیا۔ کوئی نہیں کہتا کہ مصور آ گیا اور ہوش میں آ کر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی۔ لڑکوں اور لشکریوں کو روکا اور آپ قریب آئی کہا۔ "اے مرشد زادے' آپ کس کو مارتے پھرتے ہیں اس نے بغور صورت دیکھ کر حیرت کو پہچانا اور کہا۔ "اسے ملکہ میں اس قحبہ صورت نگار کو ڈھونڈتا ہوں۔"
حیرت نے کہا۔ "آیئے میں آپ کا اس کا سامنا کروں مصور اس کے ساتھ بارگاہ میں آیا اور کرسی پر بیٹھا' مگر نہایت مضطرب ہے کہ بی بی کو کس طرح پاؤں تو سر کاٹ کر معشوقہ کے پاس لے چلوں۔ پس لحہ بہ لحہ کرسی سے اٹھتا ہے۔ حیرت روکتی ہے کہ "صاحب ٹھہرو میں نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہیں۔ وہ آیا چاہتی ہے۔" یہ کہہ کر روکتی ہے اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہے کچھ اثر نہیں ہوتا۔"
عیاروں نے یہ سب خبریں مہ رخ سے کہی ہیں۔ وہاں سب بیٹھے قہقہے لگا رہے ہیں۔ تعریف ہو رہی ہے۔ "اسے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہے۔"
مہ رخ کہہ رہی ہے کہ اس سحر کا لطف جب ہے کہ روئی لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو نہ ملے اور وہ بھڑو ابھی عاجز آئے۔"
فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اٹھا اور کہا۔ "اے ملکہ جلد بلوایئے اس مالزا دی کو کہ میں سر کاٹ کر اپنی معشوقہ کے پاس لے جاؤں۔"
حیرت نے کہا۔ "اچھا بلواتی ہوں لیکن اس کے مارنے سے کیا حاصل ہے۔"
اس نے کہا۔ "اس بیسوا کے جینے میں کھٹکا رہے گا اور دوسرے فرمائش محبوبہ سے ناچار ہوں کہ اس نے سر مانگا ہے۔"
حیرت نے کہا۔ "میں بغیر قتل صورت نگار تمہاری معشوقہ بلوائے دیتی ہوں اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اس کا دل اس کی طرف مخاطب کروں۔"

لیکن اس نے کہا۔ "میں بغیر قتل کئے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤں گا۔ افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنی کنیز کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے۔"

یہ کلمات سن کر صورت نگار کا یہ حال ہوا کہ زیر تخت تھر تھر کانپنے لگی۔

لیکن اور دل لگی سنئے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے۔ ان میں سے برق بصورت چوبدار یہاں کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی۔ اس نے صرصر کے بازو میں چٹکی لی۔ جب اس نے پھر کر دیکھا۔ اس نے چپکے سے کہا۔ "کیوں استانی کبھی تم نے طلسم میں ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی۔ یہ سحر بھی کرتے کسی کو سنا تھا۔"

صرصر نے یہ سن کر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا۔ برق نے جو مردھا کھڑا تھا اس کا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچالا کی آپ اس کے پیچھے ہو گیا۔ خنجر مردھے پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور سب مرد ہوں وغیرہ نے غل مچایا۔ "ارے لینا یہ عیار ہے اس نے مارا ہے۔"

باہر کے ساحر یہ سمجھ کر دوڑے کہ شاید مصور مار رہا ہے اور صرصر سمجھی کہ اس وقت عیار کے دھوکے میں پٹ جائے گی۔ نکل جا پھر چلی آنا۔ یہ سمجھ کر جست کر کے بھاگی۔

حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بہ شکل صرصر تھا پس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی۔ ادھر سے جو دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر لائے۔

حیرت نے حکم دیا۔ "مار پڑے۔"

مرد ہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے۔ ہر چند یہ کہتی ہے۔ "میں صرصر ہوں۔" عیار وہ جو چوبدار بنا کھڑا ہے۔

مرد ہے کہتے ہیں۔ "دیکھئے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے۔" یہ کہتے ہیں اور مار رہے ہیں۔

اس وقت اور عیار بچیاں صبا رفتار وغیرہ چاروں آگئیں اور بسبب ساتھ رہنے کے انھوں

نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے تفتی مرد ہوں پر مارے کہ بارگاہ میں دھواں بیہوشی کا بلند ہوا۔
حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آ گئے ہیں۔

برق نے اس اندھیرے میں دو ایک ساحروں کو مارا۔ غل ان کے مرنے کا بلند ہوا۔ اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اٹھ کر مارنا شروع کیا۔ ترسول پنسول تیغہ سحر چلنے لگا۔
اب عیار بچیاں صرصر کو لے کر نکل گئیں اور برق بھی کنارے ہوا لیکن یہاں ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ "لینا مارنا جانے نہ پائے۔ جو آتا ہے یہی کہتا ہے' سر و پاؤں نہیں کہ کس ماریں بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں دکانیں لشکر کی بند ہوئیں۔ جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے کہتے ہیں کہ "وہ آ گئے۔"
اسی ہنگامہ میں حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہیں آتا سمجھی کہ سب نکل گئے۔ اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا۔ یعنی لشکری لڑنے سے تھم گئے۔
لیکن مصور بموجب اس مثل کے کہ "دیوانہ را ہوئے بس است' نہیں رکتا ہے۔ حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا۔ "تمہاری بی بی کے سر کٹنے میں ہنگامہ ہوا ہے۔ چلو سر اس کا آیا ہے۔"
یہ سن کر وہ ساتھ ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کرا دو۔ لشکر میں امان ہوئی۔ عیار بچیاں بھی بارگاہ میں آئیں۔ ملکہ نے ان سے پوچھا۔ "یہ کیا ماجرا تھا۔"
انہوں نے کہا۔ "اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی مرد ہے کو سامنے کر دیا تھا۔"
یہ کہہ کر ادھر ادھر دیکھا۔ برق پھر صورت بدل کر آکھڑا ہوا تھا۔ اس پر صرصر کی نگاہ پڑی کہا۔ "دیکھئے یہ ہوا تھا۔"
برق یہ کہتا ہوا بھاگا۔ "ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے۔"
حیرت دنگ ہو گئی اور کہا۔ "سامری ان موذیوں کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہیں۔"
یہ کہہ کر مصور کی دلجوئی میں مصروف ہوئی اور برق نے جا کر حال سارے ہنگامہ کا

مہ رخ سے بیان کیا۔ یہاں تو یہ حال ہے۔
لیکن ادھر باغبان جب اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار اترا اور جو پتہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اسی سمت چلا اور احاطہ سحر کے قریب پہنچ کر تخت سے اتر کر اندر گیا۔ جب چمن ستان میں پہنچا۔ پردے کے اندر سے آواز آئی۔ "کون آتا ہے۔ اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو میں تیر سے نشانہ اجل کرتی ہوں۔"
یہ کہہ کر تیر و کمان پردے کے باہر نکالا۔ باغبان سمجھا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور تجھ کو شاہ جاوداں نے جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے' خلاف اس کے کرنا خطا پانا ہے۔
یہ سمجھ کر جلد وہاں سے پھرا اور لکہ ابر ازبسکہ اس کے سر پر سایہ افگن تھا۔ اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا۔ نہیں تو باہر ممکن نہ تھا اور بہ تلاش مصور لشکر حیرت میں آیا کیونکہ پردے سے صدا سن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہو کر لشکر میں گیا ہو گا۔ فی الجملہ اس وقت یہ آ کر پہنچا کہ یہاں وہ ہنگامہ مٹ چکا ہے۔ سب بیٹھے ہیں کہ اس کے آنے کی خبر سن کر ملکہ حیرت نے پیشوائی کو لوگ بھیجے۔ اس نے آ کر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی۔ پایہ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ "پیجیے" اس نے وہ پانی لے کر پھینک دیا اور کہا۔ "اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ میں کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہیں پیوں گا اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیئے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔"
یہ کلمات سن کر باغبان نے کہا۔ "اے مرشد زادے مجھ کو شاہ طلسم نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لے جا کر تمہاری معشوقہ کو راضی کرا دوں۔ تم جانتے ہو کہ شاہ جاوداں کے قبضہ میں جو کچھ طلسم میں ہے' سب ہے۔ میں جب اس کو فرمان شاہی سناؤں گا وہ تم سے ضرور راضی ہو گی۔"

یہ کہہ کر اٹھا کہ آؤ چلو۔ مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی بھی نہیں پھر اس کے ساتھ چلو۔ شاید مطلب نکل آئے یہ سوچ کر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس

کے ساتھ ہو لیا۔
باغبان تخت سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہو گے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے اتر کر کہا۔ "اے مرشد زادے' میں بغیر حکم تمہاری معشوقہ کے اندر نہیں جا سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی ناراض ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہاں۔ دروازے پر سر آدمی لیے کھڑا ہے۔ چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر وہیں اس حیلے سے اس کو یہاں بلا لاؤ تو میں حکم بادشاہ اس کو سنا کر راضی کر دوں کہ پھر تمام عمر اس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے۔"

مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر گیا اس پری نے پکارا۔ "کون آتا ہے۔"
اس نے نام بتایا۔
اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھ کر مسکرا کر پوچھا۔ "کہو ہماری فرمائش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے۔"
اس نے کہا۔ "بھلا میری کیا مجال ہے۔ جو خلاف حکم آپ کے عمل میں لاؤں گا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی۔ اس سبب سے اس کے ڈھونڈنے میں عرصہ ہوا۔ جب ملی تو سر کاٹ کر لایا۔"
اس نے کہا۔ "تو پھر لاؤ کہاں ہے۔"
اس نے کہا۔ "میرا ملازم دروازے پر کھڑا ہے۔ وہیں جا کر دیکھ لیجئے اور آنکھیں تلوؤں سے اپنے مل کر گلگشت چمن کیجئے۔
یہ سن کر وہ سراپا ناز بصد انداز پردہ اٹھا کر نکل آئی اور اس کا ہاتھ آ کر پکڑ لیا۔ گلے میں باہیں ڈال کر سمت دروازہ چلی۔
باغبان نے دروازے سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر لکہ ابر کو حکم دیا۔ آب چشمہ

سامری برسا دے۔ ابر گڑ گڑا کر چمن میں چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی میں شرابور ہو گئی اور مصور سے پھر کر کہا۔ "او ظالم تو نے دغا کی۔"

یہ کہہ کر جوگری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موسلا دھار پڑنے لگا۔ دیوار ہائے حصار و چمن ستان و بارہ دری وغیرہ بالو کی دیوار کی طرح بہہ کر ناپدید ہو گئیں۔

مصور پہلے تو بہ چشم عبرت کھڑا ہوا۔ یہ حال دیکھا کیا اور رویا کیا کہ یہ مکان سراب گاہ ناپائدار میں حباب کی طرح تھا۔ افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر رویا جس کی آہ سرد ہوا بن کر ایسے ابر کو گھیر لائی۔ جس نے یہ آفت ڈھائی۔

غرضیکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹوٹی یہ بھی بیہوش ہو گیا۔ باغبان نے اس کو آ کر اٹھایا۔ جب اس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور میں ایک صحرائے لق و دق میں ہمراہ باغبان کھڑا ہوں۔ یہ حال دیکھ کر مستفسر ہوا۔

باغبان نے از ابتداتا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان کی اور کہا۔ "اس جگہ کی زمین دیکھو۔"

اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیروں کا بنا ہے اوس میں سیندور سے درختوں کے نقش بنے ہیں اور ایک تصویر گاؤ اور پتلی کی بنی ہے۔

اس نے کہا۔ "یہی گھروندا باغ مجھ کو معلوم ہوتا تھا اور ایسی تصویر پر میں عاشق تھا۔

وزیر نے کہا۔ "اے مرشد زادے' یہ سحر ایسا تھا کہ شاہ تک اس سے عاجز تھے۔ سامری نے تمہیں بچایا۔ اب چلو شاہ تمہیں یاد کرتے ہیں۔"

کہا۔ "میں بوجہ ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤں گا۔ مجھ کو لشکر میں لے چلو۔ تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر سکوں۔"

باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر میں آیا۔ لشکریوں نے جا کر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہیں۔

صورت نگار بعد اس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی۔ اب آتے جو سنا۔ پھر تخت کے نیچے چھپ رہی اور کنیزیں بھاگیں۔ مگر باغبان اس کو لے کر بارگاہ میں اترا۔

اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور اتر کر بیٹھا۔ ہوش کی باتیں کیں۔ سب خوش ہوئے۔

صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی۔ مصور نے اس کے رو برو ہاتھ باندھے کہ "اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر میں نے بے وجہ تجھ کو گالیاں دیں اور قتل کا درپے ہوا۔"

صورت نگار نے کہا۔ "میں اسی دن کے لیے منع کرتی تھی۔ آپ نے نہ مانا۔ اب یہ ذلت پر ذلت اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اب ہاتھ باندھنا اپنا رہنے دو۔ میں درگذری ایسے ملاپ سے۔ اگر یہ عہد کرو کہ میں اکیلا لڑنے نہ جاؤں گا تو البتہ میں ملتی ہوں۔"

اس نے کہا۔ "اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤں گا لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھ کو بتلایا ہے۔ اس سحر کو میں تیار کر لوں تو ان ذلتوں کا بدلہ لوں گا۔"

غرضیکہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت دینے میں مصروف ہوئے شراب خواری کرنے لگے اور اہلکاروں نے یہ سب خبریں جا کر ملکہ مہ رخ سے عرض کیں کہ اس طرح باغبان نے آ کر سحر اتار دیا۔ مصور اچھا ہو کر آیا ہے۔ ناچ ہو رہا ہے۔ باغبان وزیر کی دعوت ہے' تیاری ہو رہی ہے۔

یہ خبر سن کر مہ رخ نے کہا۔ "خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ پنبہ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہو گیا جب ہی پنبنہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا۔"

یہ کلمات سن کر برق عیار کہ جو اس وقت موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آیا اور عرض پیرا ہو۔ "جب آپ سے اور بہار سے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبار آپ لوگ اس کو سڑی کیجئے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دیں گے۔ اب بموجب اس قول کے نوبت تو گزشت نوبت مار رسید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہے اور انشا اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے

یہ ساحر ہیں سب کو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا۔ کیونکہ یہ وزیر مسخرا استاد کے ہاتھ سے کئی بار زک اٹھا چکا ہے' آج باز نہ آیا تو ایسا اس کو ذلیل کروں کہ پھر کبھی حرا مزادہ ادھر رخ نہ کرے۔"

مہ رخ نے جواب دیا۔ "الحق آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے۔ اب کیا ضروری ہے کہ آپ تکلیف کریں اگر یہ وزیر لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا۔ ابھی چھیڑنا مناسب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ بیچ میں پڑ جائے۔ باغبان زبردست بہت ہے۔"

برق نے کہا۔ "اے ملکہ خدا تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس وزیر کو سزا نہ ملے گی۔ جسارت یہ جنگ و جدال کرے گا اور چھیڑ اس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے ہوئے تھے وہ سب بھول گیا۔ انشا اللہ العزیز میں اس کو قرار واقعی سزا دوں گا اور علاوہ بریں قول مرداں جان دارد۔ آپ لوگوں کی باری ہو چکی۔ اب ہماری باری ہے۔" یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا۔

○○○

**

• شیر صحرائی

ازبسکہ سر دربار یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ ہر کاروں نے لشکر حیرت کے جا کر سارا ماجرا حیرت سے بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعوی کیا ہے۔ باغبان نے کہا۔ "عیاروں کی موت آئی ہے۔"

حیرت نے کہا۔ "راستہ بند کر دینا چاہیے۔"

باغبان نے کہا۔ "راہ بند کرنے میں معلوم ہو گا کہ ڈر گئے۔ آپ آنے تو دیجئے۔ آئیں گے اپنے پاؤں سے لیکن جائیں گے کس کے پاؤں سے۔ یہ کہہ کر چپ ہو رہا۔

حیرت نے حکم جشن کا دیا ہے کہ آج کی رات اے وزیر تمہاری دعوت ہے کل جانا۔

اس نے بھی منظور کیا ہے اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر میں ہوئی ہے۔ جھاڑ سو سو کنول کا سر بلند فرشی دو رویہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں۔ پرادے سراچوں اور بارگاہ شاہی کو اٹھایا۔ اس اثنا میں دن تمام ہوا اور وشت عالم میں خیمہ ظلام ہوا عیار عالم آئے گوے آفتاب عالمتاب کوبسان عیاراں کیسہ مغرب میں رکھا اور حقہ ہائے انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ

زمین اس وقت لگتی یوں بھلی تھی
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو وہاں مہ کی ضیا نے
دیئے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا وزیر افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آ کر کرسی ہائے پرزر پر متمکن ہوئے۔ ساقیان مہر دیدار جام بادہ احمر دینے لگے۔ پری چہرگان یا سمن پیکر سامنے رقص کرنے

لگیں۔ گل بانگ عشرت بلند تھی۔ رقص مستانہ اداؤں کا دور ساغر و پیمانہ ہو شرباؤں کا اہل انجمن کو لا یعقل بنائے تھا۔ چاندنی رات کا عالم لشکریوں کی دھوم شمعوں پر جیسے

پروانوں کا ہجوم۔ یہاں تو یہ حال ہے۔

مگر برق روانہ ہوا تھا۔ پہلے صحرا میں آیا۔ فیل عیاری کی بجائی۔ قران آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا۔ اس نے اپنے ارادے سے اس کو مطلع کیا اور کچھ باتیں قران نے اس کو تعلیم کیں کہ تم جاؤ میں اس صورت سے یہاں پہاڑ پر بیٹھا ہوں۔" اور کچھ کہ قران نے بتایا ہے حال اس کا آگے بیان ہو گا۔

غرضیکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمت گار کی اسی بن کر اسی جلسہ دعوت کی طرف چلا۔

وہاں حیرت نے خبر دعوے عیاراں سن کر صرصر وغیرہ عیار بچیوں کو بنا پر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے۔ عیار بچیاں ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہیں۔

جب برق وہاں پہنچا گھات میں ہوا کہ اپنا کام کرو۔ لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی۔ اس نے پہچان کر ڈانٹا۔ "موئے تو کیوں یہاں آیا ہے۔"

صرصر نے کہا۔ "رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہوں اور حیرت سے کہنے چلی۔ برق بارگاہ سے جلد نکل گیا اور اس نے جا کر حیرت سے کہا۔ "برق آیا ہے۔"

حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ اے انگوٹھی اس بارگاہ میں جہاں کہیں عیار ہو گرفتار کر لا۔"

انگشتری ایک طوق آہنی بن کر چار طرف پھری۔ مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہیں نہ ملا۔ انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہو گئی۔

ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور باغبان سے کہا۔ "میں یہاں آنے کی راہ بند کئے دیتی ہوں۔ عیار ابھی یہاں آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے صحبت کو پریشان کیا۔"

باغبان نے عرض کیا آپ مالک ہیں جو چاہے کیجئے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھ سے نہ کہا میں گرفتار کر لیتا اور اب کے آنے دیجئے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہو سکے تو

راہ بند کیجئے گا۔" حیرت چپ ہو رہی۔
لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحروں کو میرے آنے کی خبر ہو جائے۔ کیونکہ ظاہر کرنے میں اس کا ایک مطلب ہے جس کا حال اب بیان ہوتا ہے۔
چنانچہ برق جو بارگاہ سے سیاہہ دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیت پر تبدیل کر کے جب دو چار آدمیوں کو اندر جاتے دیکھا۔ انہیں مل کر چلا اور اندر آ کر آدمیوں ملازموں کے پیچھے پیچھے اپنے تئیں پوشیدہ کئے ان خدمت گاروں کی پست پر پہنچا۔
باغبان ملکہ کی پشت پر کھڑے رومال جھلتے ہیں اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہیں دیکھ سکتے اور پشت بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہیں اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب باغبان آ کر دامن تھام کر طلب انعام ہوئی اس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ اور باغبان تھی۔ کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا۔ انہیں کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے۔
برق نے قابو پا کر ایک خدمت گار کی بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی لگی ہوئی گود میں باغبان کے ڈال دیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ کر دائیں بائیں سراپچہ وغیرہ اٹھے ہوئے تھے۔ اسی طرح سے باہر نکل گیا اور دور جا کر منتظر وقت ٹھہرا۔
یہاں باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمت گار جو پشت پر کھڑا تھا۔ اس نے اس کو دو شالہ اوڑھا دیا اور وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ پایا۔ مہر بادشاہی دیکھ کر اسی طرح زانوں کی آڑ میں پڑھا لکھا تھا۔
"اے وزیراعظم، مرحبا کہ تم نے مصور پر سے سحر دفع کیا۔ تمہیں چاہیے کہ ہمارے

پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت میں ہو تو خیر صبح کو ضرور آنا' زیادہ وہاں نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی۔ تمہارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش

میں بیٹھے ہو اور عیاروں نے دعوئ عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار فکر میں عیاری کی آ چکا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا۔ سیدھے اٹھ کر صحرا میں جانا۔ لشکر کی داہنی طرف ایک پہاڑ ہے اس پر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے۔ اس کے پاس میوہ باغ زرد ہشتی ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی وہ میوہ کھائے۔ عیار اس کو بیہوش نہ کر سکیں اور اس کی محفل میں کچھ عیاری نہ کر سکیں۔ پس وہ میوہ لا کر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سی بیٹھ کر داد عیش دینا۔ تمہارا نام بھی ہو گا کہ وزیراعظم ایسے زبردست ہیں کہ انکے سبب سے عیار کسی کو کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دو گے تو تب یہ جانیں گے کہ وزیر سے کچھ نہ ہو سکا۔ بادشاہ نے بچایا ہم کو تمہاری ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمہاری عظمت سے ہماری بزرگی بھی جانیں گے کہ جس کا وزیر ایسا اس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہو گا۔"

یہ مضمون رقعہ مسطور کا پڑھ کر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب میں ڈال لیا۔ سمجھا کہ یہ پنجہ سحر بادشاہ تیری گود میں رکھ گیا ہے۔ بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہے کہ جس وقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے۔ پنجہ سحر غائب ہو کر پہنچاتے ہیں جس کو وہ اشیا بھیجی جاتی ہیں وہی جانتا ہے اور کوئی نہیں واقف ہوتا۔

غرضیکہ رقعہ جیب میں رکھ کر یہ کھڑا ہو گیا۔ حیرت نے پوچھا۔ "اے وزیراعظم کہاں کا ارادہ کیا۔"

اس نے کہا۔ "اے ملکہ میں نے آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آ کر پریشان کریں۔ اس سبب سے میں ایک چیز لینے جاتا ہوں آپ ہوشیار رہیئے۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اڑ کر اس پتے پر چلا جو رقعہ میں لکھا ہوا تھا۔ جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جا کر ایک پہاڑی ملی۔ اس پر آگ روشن

تھی۔ یہ اس پہاڑی پر اترا۔ دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے۔ سامنے اس کے کھپر جاتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے۔ آنکھیں لال لال چہرے سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھوں میں پڑے، حلقے اور کنڈل کانوں میں ڈالے، جٹائیں خاکستری بنائے۔ شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھوتی رمائے بیٹھا ہے۔ اس نے جھک کر اس کو سلام کیا اور ڈنڈرت کر کے ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔

وہ جوگی کہ اصل میں قران ہے اور برق سے یہی مشورہ اس نے بتایا تھا کہ تم جا کر بحیلہ رقعہ وزیر کو یہاں بھیج دو میں اس کو بیہوشی کا میوہ دوں گا وہ جا کر کھلائے گا سب بیہوش ہو جائیں گے۔

چنانچہ برق نے وہی کیا۔ اب جو یہ ہاتھ باندھ کر ٹھہرا۔ قران بسبب عالی دماغی کے منہ سے بولا۔ اس نے کہا۔ "حضور مجھ کو میوہ باغ زر ہشتی عنایت ہو۔"

قران نے کئی سیر جنگل بیر کونچ کے بیہوشی نمکین اور شیریں اس میں تھی اور ایک رومال میں باندھ کر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے۔

اس کے مانگنے سے اشارہ کیا۔ "یہ رکھا ہے لے لے۔"

اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شاداں و فرحاں سحر پر بیٹھ کر چلا۔ دم بھر میں بارگاہ حیرت میں آیا اور کہا۔ "میں وہ چیز لایا ہوں کہ عیار سر ٹپکیں اور کچھ نہ ہو سکے۔"

حیرت باصرار مستفسر حال ہوئی کہ سچ بتاؤ کہاں گئے تھے۔

اس نے کہا۔ "مجھ سے شہنشاہ نے پتلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زر دہشت میں جاؤ اور وہاں کا میوہ لاؤ۔ پس میں باغ زردہشت میں گیا تھا۔ وہاں کا میوہ لایا ہوں۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ عیار عیاری نہ کرسکیں گے۔ سب کو کھانا چاہیے۔

یہ گفتگو سن کر ہر چند عیار بچیاں حاضر تھیں لیکن ذہن میں خیال ہی نہ پہنچا کہ اس میں کوئی فریب ہے کیونکہ وزیر خود گیا اور کہتا ہے کہ باغ زردہشت سے لایا ہوں۔

پھر دھوکا اور شبہہ کون سا باقی ہے۔ صرف اتنا بنا بر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بن کر نہ آیا ہو۔

جب بنگاہ سحر دیکھا۔ وزیر کو فورا معلوم ہو گیا کہ ملکہ تجھ کو آزماتی ہے۔ اس نے ہنس کر کہا۔ "اے ملکہ آپ مجھ کو کیا دیکھتی ہیں۔ میں عیار نہیں ہوں۔"

ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیوں نے بھی بنگاہ عیاری اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہے۔ عیار نہیں ہے اس وقت وہ میوہ طلب کیا۔ اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا وہ بنا بر تعظیم و ادب سر پر رکھ کر کھڑی ہوئی۔ سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا۔ پھر رومال کھول کر فی ارسم پانچ پانچ بیر تقسیم کئے اور تبرک سمجھ کر خادم خدمت گار سب اہل یادگار کو دیئے کہ کھائیں اور محفوظ از مکر عیاراں رہیں۔ صرصر وغیرہ عیار بچیوں نے بھی لے کر کھائے اور سب نے کھائے۔ کہتے جاتے تھے کہ ظاہر میں تو یہ بیر معلوم ہوتے ہیں مگر واقعہ میں عجیب لذیز میوہ ہے کہ سلونا بھی ہے اور میٹھا بھی اور نہیں معلوم کہ اس کا نام کیا ہے۔

باغبان نے کہا۔ "اس میوہ کو حیات کہتے ہیں اور دافع فریب بھی اس کا نام ہے۔" سب بہت خوش ہوئے اور کھا پی کر جمع دیکھنے لگے۔ سب سے پہلے صرصر کو نشہ ہوا مگر خیالی بیہوشی کا تو تھا ہی نہیں۔ سمجھتی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر میں درد ہوتا ہے۔ اس میں رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا گری کیونکہ اس کو بھی بیر دیئے تھے لہذا جب وہ گری تب باغبان نے کہا۔ "کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہو کر ناچے گی۔"

غرضیکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگاہ کے سر پر ایک وصول ماری کہ "مالزاری اٹھ کے ناچتی نہیں۔"

صورت نگار نے بھی نشہ میں کچھ پاس نہ کیا۔ حیرت کی چوٹی پکڑی۔ مصور لگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرف داری کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر مصور سے لپٹ پڑا اور اس کی داڑھی پکڑی۔ اس نے اس کے پٹے پکڑے۔ دونوں لڑتے ہوئے گرے۔

ادھر حیرت اور صورت نگار بیہوش ہوئیں۔ ساحر نشہ میں شرابیوں کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہو گئے۔ عیار بچیاں بھی اسی عالم میں لڑ کر مبتلا ہیں۔ عجیب کیفیت ہے۔

غرضیکہ جب سب بیہوش ہو گئے۔ برق نے باغبان کو جاتے دیکھا۔ ادھر سے قران میوہ دے کر چلا تھا۔ کنارے لشکر کے برق کو ملا اور کہا۔ "آؤ سب بیہوش ہو گئے ہوں گے چل کر لوٹیں۔"

یہ مشورہ کر کے بمشکل مبدل چلے۔ پہرے والوں سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہنچے۔ یہاں کے پہرے والے اور خدمت گار سب بیہوش تھے۔ عیاروں نے جلد سراچہ بارگاہ گرا دیئے اور دروازے پر نکتہ لگا کر با اطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیوں کو پہلے رنگ و روغن عیاری لگا کر برق و ضرغام و جانسوز وغیرہ کی صورت بنا دیا اور ان کو صفیہ بیہوشاں سے الگ لے جا کر لٹا دیا۔ پھر برہم کے تمام ساحروں کی مع مصور باغبان کے داڑھی' پلکیں' موچھیں' بھنویں چار آبرو کا صفایا کر دیا۔ سب مونڈ کر جادو گرنیوں کے سر مونڈے۔

لیکن حیرت کی جب نوبت آئی۔ دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے۔ کچھ آفت آئے گی۔ اس سبب سے اس کا سر نہ مونڈا' باقی عیار بچیوں کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منہ سب کے کالے کئے۔ ہاتھ میں جوتیاں پہنا دیں اور باغبان کو عورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو میں برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ میں دی اور اور تمام محفل کے کپڑے اتار لیے ایک اک تہمد باندھی کہ ننگے نہ رہیں وہ بھی صرف عورتوں کے باندھ دی اور مردوں کو یونہی رکھا۔ صرف عیار بچیاں برہنہ نہیں ہیں۔ ان کو مردانہ لباس مثل عیاراں پہنا دیا ہے۔

غرضیکہ جب یہ سامان کر چکے۔ باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہو سکے ان کو مارنا بھی چاہیے۔ یہ مشورہ کر کے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحروں کو جو قتل نہ ہو سکیں گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچ کر گردنیں کاٹنا شروع کریں۔ ہنوز

کسی کو قتل نہ کیا تھا کہ وہاں شاہ جاوداں نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب حال دریافت کیا۔ عیاروں کی چالا کی معلوم کر کے خود وہاں سے چلا۔

کیونکہ رات زیادہ ہو گئی تھی۔ کسی کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔ یہاں عیاروں نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور ان کے مرنے کا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا سن کر دوڑے تھے کہ دفعتہ تاریکی ہو گئی اور آواز بڑے زور کی آئی۔ "میرا نام افراسیاب۔"

عیار یہ صدا سن کر جلد دو چار اور قتل کر کے جست و خیز کناں رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے۔

یہاں بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ایسی چلی کہ جتنے شمع و چراغ گل ہو گئے تھے۔ آپ سے آپ روشن ہو گئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے۔ اول عیار بچیاں ہوشیار ہوئیں اور یہ ہنگامہ و شور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائیں۔ شاہ جاوداں سمجھا کہ یہ عیار ہیں۔ اس نے سحر کرکے ان کو بے حس و حرکت کر دیا۔

اس اثنا میں اور بھی سب ہوشیار ہوئے۔ مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو میں پایا جان جہاں کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا۔ وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے داب لی۔ اس نے چیخنا شروع کیا کہ "واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے۔ میں دل دوں گا مگر ناک نہ دوں گا۔"

اس ہنگامہ میں زوجہ اس کی چونکی اور میاں کو غیر عورت سے لپٹتے دیکھ کر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دوہتڑوں سے مارنے لگی کہ بھڑ دے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہے۔ پھٹے منہ تیری بے حیائی پر لعنت۔

مصور کے گلے میں جھولا بندر والوں کی طرح پڑا تھا اور ڈگڈگی ہاتھ میں بندھی تھی' وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت نگار کے ہاتھ میں جوتیاں تھیں۔ جب وہ دو ہتڑ مارتی تھی۔مصور کے سر پر پڑتی تھی۔ ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا۔

اس ماجرے کو دیکھ کر جتنے ہوشیار ہوئے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھنا بھول کر

ہنس رہے تھے اور جو منہ پر ہاتھ لے جاتا تھا۔ رخسار پر جوتی پڑتی تھی۔ بعض جو اٹھ کر مصور کو چھیڑنے چلے تھے۔ ننگے اچھلتے تھے۔ بلکہ حیرت جو اٹھی تھی' بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔

بادشاہ طلسم تا دیر ہوشیار کر کے یہ تماشا دیکھا کیا اور دست تاسف ملتا رہا۔ آخر اس نے نعرہ کیا۔ "باشید اے بخیر دان چشم خود را وکنید و حال خویش را تماشا کنید۔" اس نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر شرمائے۔

وزیر نے ناک مصور کی چھوڑ دی۔ یہ بھی الگ ہوا۔

غرضیکہ سب نے اپنی ہیئت کو آئینہ میں معائنہ کیا اور لباس طلب کر کے پہنے۔ جب بادشاہ پہلوے حیرت میں بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منہ کو ڈھاٹے باندھ کر چھپائے تھے۔

بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا۔ "کیوں تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہاں آ کر ٹھہرنا۔ آخر میرا کہنا نہ ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہے۔ کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور نہیں ہو سکتا تھا۔"

شاہ طلسم کے غضب ناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا۔ "عیار جو میں نے گرفتار کئے ہیں۔ ان کا سر جلد کاٹ ڈالو۔"

ساحر ازبسکہ جلے ہوئے تھے۔ حکم پاتے ہی تلوار کھینچ کر بہر قتل اٹھے۔ عیار بچیاں لرز گئیں اور عرض پیرا ہوئیں۔ کچھ عورتوں کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لیں۔ ہم آپ کی عیار بچیاں ہیں۔ آئندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے۔"

بادشاہ کئی بار اپنے ملازموں کو اپنے ہاتھ سے دھوکے میں قتل کر چکا تھا۔ اس سبب سے قتل کرنے والوں کو مانع ہوا اور عیار بچیوں سے پتہ نشان پوچھ کر چھوڑ دیا۔ یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئیں۔ شاہ طلسم نے ان سے کہا۔ "لعنت ہے تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو عیار ایسے

ہوتے ہیں۔"
صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا۔ عمرو کی نسبت و گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے اس وجہ سے ہم ان کی برابری نہیں کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا۔ شاگردان عمرو بھی بلائے روزگار ہیں وہ عیاری کرتے ہیں کہ ہمارا ذہن بھی اس تدبیر تک نہیں پہنچ سکتا۔ فی الجملہ جب بادشاہ نے ان کو بہت لعنت ملامت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ "جو کچھ اب ہم کریں گے۔ حضور ملاحظہ فرمائیں گے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہیں۔"
یہ کہہ کر بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئی اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کر کے کہ تم گھبرانا نہیں' میں ان نمک حراموں کے قتل کو ساحر زبردست بھیجوں گا۔ مجھ کو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کر لوں تو اس کو قتل کروں' مگر نہیں اب طلسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری شرکت کی خبر سن کر عمرو کی غیبت میں اسد کو مار ڈالا۔ شاہ جاوداں مجھ سے ڈر گیا۔ پس انتظار کرتا ہوں کہ وہاں سے بھی مدد آئے تو طلسم کشا کو قتل کروں دیکھوں کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے۔ اے ملکہ میں کوکب کی کوئی حقیقت نہیں جانتا۔ وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی ہمارے جد آبا نے سرداری اس کے بزرگوں کو دی تھی۔ اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ جس وقت میرے مقابل آئے گا۔ سزا معقول پائے گا۔"
یہ کہہ کر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت باغ سیب گیا۔ باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ "ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوئے۔ خیر دیدہ باید کہ کیا قسمت دکھاتی ہے۔"
مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو ادھر گئے اور مصور سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلہ کش ہوا۔ حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ ساکن ہوئی۔ جنگ و جدل چند روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی تیز تاباں رخسار سحر پر نمایاں ہوئی اور سوار ظلمت روئے روزگار سے چھڑا کر سرخی شفق سحر عیار دہر نے لگائی اور مہ رخ نے دربار کیا۔ سرداران ذی

رتبہ حاضر ہوئے دربار معمور ہوا۔
عیاروں نے آ کر ڈاڑھیاں اور لباس ساحران حریف کو دکھایا اور ماجرا شب گزشتہ بیان کیا۔ ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا۔ قہقہے اڑے۔ آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے۔

اب حال سنئے جنبین جادو کنیز کا۔ زمانہ قدیم میں ایک کنیز جنبین جادو نامی خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا میں آئی اور اس نے سرکار افراسیاب میں سرفرازی پائی۔ اب طلسم باطن میں ایک باغ دلبستان اس نے بتایا ہے اس میں رہتی ہے ہمیشہ داد عیش و نشاط دیتی ہے۔
فی الجملہ جب عمرو طلسم کوکب میں پہنچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اس وقت فساد کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظر ہوا۔ آخر یاد آیا کہ جنبین کو پکڑ لانا چاہیے۔ اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ وجدان خوب ہاتھ آئے گا۔ پس مجلس کو ایما کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو میں آ کر بیٹھی اور بہر گرفتاری کنیز مذکور پتلا سحر کا اس نے روانہ کیا۔

چنانچہ وہ پتلا اڑتا ہوا قریب دارالعمارۃ شاہ کوکب پہنچا وہاں ایک زنجیر آتش بروئے ہوا کھنچی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشاں طے کر کے اور بہت جلد طلسم ہوشربا میں پہنچ جائے۔ دوسری طرف سے جانے میں برسوں گذریں اور راہ نہ پائے۔ یہ پتلا اور جو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے۔ اس زنجیر کے پاس پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جا کر بصد ادب کوکب سے عرض کیا کہ "اس طرح پتلا اور ساحر قریب زنجیر آئے ہیں۔"
بادشاہ نے کہا۔ "مجلس کی خاطر ہے جانے دو۔"
یہ کہہ کر ایک نامہ بران کو لکھا۔ "اے فرزند! تم نے غلطی کی پتلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر رہے عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمے لی۔ اب ہم سے

لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب نے برا کیا۔ یعنی ایک تو کنیز کو بٹھا رکھا۔ دوسرے جو اس کو لینے آیا۔ اس کو بھی مارا۔

خیر اچھا کیا جو یہ پتلا بھیجا۔"
یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران کے پاس آیا' نامہ دیا اور کہا۔ "یہ میوہ خواجہ صاحب کے لیے بھیجا ہے۔"
پڑھ کر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی۔ خواجہ نے پوچھا۔ "ملکہ کیوں ہنسی۔"
بران نے کہا۔ "خواجہ مبارک ہو' آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کے شرکت فرمائی۔ اب تھوڑی دیر میں لڑائی شروع ہے۔"
مخمور نے کہا۔ "شاید پتلا جو بھیجا گیا ہے۔ اس سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھ کو یہ خوف ہے کہ افراسیاب نے بڑے جال پھیلا رکھے ہیں۔ دیکھیے جو اس پر کوئی فتح یاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہے کہ چادر درجے اس کے ہیں۔ ایک درجے میں سامری کے مہنت' دوسرے میں اژدر سوار تیسرے میں ببر سوار چوتھے میں برقیں سحر کی ہیں پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے بی بی وہ موا بڑا زبردست ہے۔"

بران نے کہا۔ "میں ایسے قلعوں کو گھروندا سمجھتی ہوں" اور لٹ زلف کی سرکار کے اختر مروارید کا نکالا۔
مخمور ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر اس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی۔ آنکھیں بند کر لیں۔
بران نے کہا۔ "اے مخمور' یہ سینہ ساحران عالم توڑتا ہے اور اب پتلے کا حال معلوم ہوئے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے۔"
غرضیکہ یہاں تو ذکر ہے ادھر پتلا اجازت پا کر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے' لیکن پتلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر پھر خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوئے۔
مگر پہلے پتلے کا حال سنئے کہ سیدھا باغ میں پہنچا' جنین چوکی پر بیٹھی منہ دھو رہی ہے۔ کنیزیں آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں بیسن دانی ہے کوئی چلمچی لیے

کھڑی ہے۔ جنین نے رخسار پر صابون ملا ہے اور پپڑیاں ہونٹ پر سے لالی کی اور دانتوں سے ریختن سی کی چھڑا رہی ہے کہ پتلا آ کر پہنچا۔ ایک کنیز نے اس کو دیکھ کر کہا۔ "اوئی تو کون۔"

اس کے کہنے سے جنین نے بھی دیکھا۔ رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا۔

پتلے نے اس سے کہا۔ "میاں ہمارا سلام ہے وہ سمجھا کہ یہ پتلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے۔ یہ سمجھ کر بولا۔ "آیئے بیٹھئے۔ پتلا سیدھا جنین کے پاس آیا اور کہا۔ "چل مالزادی تجھ کو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہے اور فرمایا ہے کہ آئے تو جھونٹے پکڑ کے لانا۔"

یہ سن کر اس نے کہا۔ "لو صاحبو' میں اب تک لونڈی بنی رہی۔ ہاں پہلے لونڈی تھی' مدت ہوئی کہ نکل آئی اور مجھ سے کیا کام۔ اچھا میں نامہ لکھے دیتی ہوں لے جاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ ماندی ہو گئی ہے۔"

پتلے نے کہا۔ "مالزادی قحبہ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی" اس نے منہ پر طمانچے لگائے اے توبہ میں بھول گئی۔ عرضی لکھے دیتی ہوں۔

پتلے نے جواب دیا۔ "میں لے جانے اور لے آنے کا ٹھہرا۔ تمہارا پیامی ہوں یا تمہارے باپ کا نوکر ہوں۔ خیر معلوم ہوا تو یوں نہ جائے گی۔"

یہ کہہ کر لپکا۔ جنین نے کنیزوں سے کہا۔ "روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورتوں نے آ کر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ پتلے پر پڑنے لگے مگر جو نارنج پتلے پر پڑا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جا کر اسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگا اور پتلے نے جس کے دوڑ کر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مر گئی۔

جنین نے بھی بہت سحر کئے مگر کچھ اثر نہ کیا۔ آخر بزور سحر وہ اڑی اور سمت افراسیاب بھاگی۔ پتلا بھی پیچھے اس کے اڑا۔ دریائے خون رواں کا بارہ کوس کا یہاں سے میدان

نے اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا۔ اس نے اپنے کپڑے ہوش میں آ کر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھری بلا گرداں ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی۔

بادشاہ نے کہا۔ "تمہاری تو جان بچی' لیکن ہم سے اور کوکب سے قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا۔ جو شخص کہ عقلائے روزگار میں سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوئے۔

"واقعہ پر حضور غور فرمائیں کہ ایک کنیز کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری فرمائی۔ پس جو کوئی کوکب کے پاس سفر دور دراز و سخت و صعب طے کر کے گیا ہو گا اور طالب امداد ہو گا اور اس نے اس کو پناہ دی ہو گی۔ وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا۔

شاہ یہ باتیں سن کر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمرو کی طرف ہے یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو' یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرف داری کے لیے ادھر سے ہوئی ہے۔ میں نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا۔ کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہے۔ اس نے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا۔ کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا۔ اگر یہ کہئے کہ پرائے گھر زبردستی کیوں جتائی تو وہ کہے گا کہ میں تمہارے گھر کو بھی اپنی ہی گھر جانتا تھا۔ جس طرح میرا جی چاہا میں مالک مثل تمہارے تھا۔ اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو میں بھی تمہیں بیگانہ جانتا ہوں۔"

یہ کہہ کر مشیروں سے صلاح کی' اب اس بارے میں کیا کرنا چاہیے۔

انہوں نے عرض کیا۔ "ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ حضور ایک نامہ مشتمل بر عذر اس کا لکھیں کہ "اے برادر یہ سب فساد عمرو کا ہے۔ ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہیں ہے تمہاری بھتیجی کا پتلا یہاں آیا تھا۔ اس نے بہت سے ساحر میرے یہاں کے مار ڈالے۔ اس بنا پر اس کو میں نے مارا امید ہے کہ اس رنج کو خاطر میں جگہ نہ دینا اور جنبین تمہاری کنیز مدت سے نکل آئی ہے اس سبب سے میں نے اس کو رکھ لیا کہ وہ گھر ایک ہی ہے اب تم چاہو تو میں اس کو بھیج دوں اور تمہیں بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیج دو۔ فساد موقوف کرو۔"

یہ رائے مشیر والا تدبیر نے جب بتائی شاہ کو پسند آئی۔ دبیر عطارو رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا۔ یہاں تو نامہ لکھا جاتا ہے۔

مگر پتلے کا جب سر پھٹا وہ پتلا تو جل گیا۔ لیکن طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشاں فریاد کرتا چلا۔

یہاں بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہیں کہ طائر آ کر چلایا۔ ناچ ہو رہا تھا۔ ملکہ نے اس کی فریاد سن کر ناچ کو منع کیا۔ اس طائر نے پکار کر کہا۔ "میں آپ کے حق نمک سے ادا ہوا۔ یعنی ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا۔"

یہ کہہ کر زمین پر گرا' منہ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جل گیا۔ مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا۔

امی جان ہمارے پتلے کو جنین قحبہ نے مارا۔ اے امی جان خود میں ابھی جا کر آفت برپا کر دوں گی۔

بران نے اس کو گود میں لیا اور آنسو پوچھے اور کہا۔

"اے بیٹا جنین بیسوا کی یہ مجال ہے کہ تمہارے پتلے کو مارے۔ یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہے ہم بھی چلیں گے اور والد بھی چلیں گے۔ اب تو بگڑی ہے ان سے۔ دیکھو تو کیا ہوتا ہے۔"

مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے کے حال کا لکھا کہ ایک سحر نامہ لے کر گیا۔ بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا۔ جب پہنچا پڑھ کر ہنسا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی۔ اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور میں بھی خواجہ سے ملاقات کروں گا اور کثیر فوج بھیجوں گا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہے بلکہ عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے۔ اس کا بھی حال تمہیں آگے ظاہر ہو گا۔"

جب یہ نامہ بران کو پہنچا۔ اس نے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خوب ہو گی۔ غرض کہ اسی خوشی میں حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت

ہوئے لیکن اس طرف کا حال سنئے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم
شاہ طلسم نامہ عنبرین شامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا۔

یہ نامہ منشی نے تمام کر کے بعد ملاحظہ شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کر کے سامنے
شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک
ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کر کے ٹھہرا۔
بادشاہ نے فرمایا۔ "اے قرطاس جادو' میں نے اس لیے تمہیں بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا
شاہ کوکب کے پاس لے جاؤ اور جواب با صواب لاؤ۔ اس ساحر نے عرض کیا کہ "غلام
آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ داری اور دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو
اس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤں گا مگر جس طرح
کہ خسر وانہ ذی جاہ ایلچی بھیجتے ہیں۔ یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر بحشمت تمام
تر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرے گا۔ جواب ترکی بہ ترکی ہر
سوال کا دے گا۔ اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجئے' ورنہ معاف فرمایئے۔"
بادشاہ نے فرمایا۔ "میں بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں کہ وہاں جائے اور شوکت میری ظاہر
کرے۔ تم جس قدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا۔ بلکہ اگر جنگ کا آغاز
ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ اور لشکر بھیجا جائے گا۔"
اس ساحر نے یہ سن کر پایہ تخت کو بوسہ دیا۔ بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا۔
خلعت سے مخلع ہو کر نامہ سر سے باندھا۔ وہاں سے رخصت ہو کر اپنی جگہ پر
آخر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تخت ہائے ساحران
منقش و رنگین تھے۔ جواہر پایوں پر نصب تھا۔ نہایت پر تزئین تھے۔ ساحروں کے بازوؤں
پر بت بندھے تھے۔ ہالہ ہائے مروارید سب پہنے تھے۔ جھولی ہر ایک کی زربفتی تھی۔
مرکبوں کی ہیکلوں میں جواہر کی تختی تھی۔ آگے آگے طاؤس ساں زریں بال پر نقارے
سیمیں و طلائی لدے تھے۔ ساحر بہ لباس عمدہ ان پر بیٹھے تھے پیچھے ان کے ساحر اور جادو

کرنیوں کے پرے سراسر دریائے جوہر میں غوطہ مارے ناقوس پھونکتی پیرتوں کو جلوہ دیتی تھیں۔ اپنے حسن پر پیر گردوں کو دم دیتی۔ ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھیں۔

بیچ سیاہ کے چالیس اژدر تخت جواہر آگیں کہ ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اس پر بیٹھا ہوا گرد افسران نامور گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر طائر سحر لدے بروئے ہوا' یہ لشکر اڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا۔

اٹھے لکہ ابر سحر آفرین
چھپا چرخ پر روئے مہر مبین
ہوا میں اڑیں سرخ جو جھنڈیاں
گھٹا میں لگیں کوندنے بجلیاں
دہن اژدروں کے کھلے بھاڑ سے
پیاپے وہ شعلے اگلنے لگے
ہوا سے تھا شعلوں میں یوں پیچ تاب
کسی دل جلے کو ہو جوں اضطراب
اڑے تھے جو طاؤس وہاں بیشمار
دل دہر میں داغ تھے آشکار
ہوا ایسا ڈمرد سے پیدا خروش
اڑے ہندو چرخ کے جس سے ہوش
بہم غول باندھے ہوئے ساحران
چلے ساتھ اس کے عز و شان

ازبسکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہے کہ میں جوابات سخت دوں گا' یقین ہے کہ فساد ہو پھر اس صورت میں کیا معلوم کہ زندہ رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔ لہٰذا لازم ہے کہ سب اپنے دوست اور رفقا اور اعزا وغیرہ سے مل لوں۔ چنانچہ اس کے چند دوست اور

عزیز لشکر حیرت کے افسر ہیں۔ ان سے ملنے و نیز اپنی شوکت وہاں کے لشکر کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا۔ جب دریائے سحر کے پار اترا۔

حیرت کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر رخصت ادھر آتا ہے۔ اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اس کو لے آئے۔ ملکہ نے عزت سے بٹھایا۔ اس نے عرض کیا۔ ''میں برسم قاصدی جاتا ہوں' لیکن عزم رکھتا ہوں کہ عمرو کو مار کر آؤں گا۔ سر دربار شاہ کوکب و برآن بزور سحر بھالا بن کر پیٹ میں عمرو کے جاؤں گا اور دل و جگر چھیدوں گا۔''

حیرت نے کہا۔ ''تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ ہو اپنی جان نہ دینا۔ ملک پرایا ہے۔ شہنشاہ سمجھ لیں گے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا۔''

اس نے کہا۔ ''اگر ایک میں نہ ہوا نہ سہی' وہ فساد کرانے والا تو نہیں رہے گا۔''

یہ باتیں سن کر سب اہل دربار اس کی سمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہ رخ جملہ کیفیت معلوم کر کے بارگاہ اسلامیان میں آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ ''اے شہریار گردوں وقار ایک ساحر بعہد نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہے۔'' یہ خبر سن کر سب افسر بہر عمرو دست بدعا ہوئے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگران رہے۔ مگر عیار موجود تھے۔ اپنے استاد کی ضرر رسانی کی خبر سن کر گویا ہوئے۔'' اس نامہ دار کی شامت آتی ہے۔ ہم راہ ہی میں اس کو دہر و ملک عدم کریں گے۔ خواجہ تک جانا کیسا راستہ میں پیام اجل پہنچا دیں گے۔ دشت جہنم کی سیر کرا دیں گے۔''

یہ کہہ کر برق نے ضرغام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا۔

''اے برادر ہم اور قران اس ساحر کے فراق قتل میں جائیں گے۔ شاید ہم کو عرصہ ہو جائے تو لشکر سے تم خبردار رہنا۔''

یہ کہہ کر گلے ملا اور سپرد خدا کر کے روانہ ہوا۔ راہ میں قران سے ملاقات ہوئی۔ اس نے سب ماجرا بیان کیا۔ قران نے کہا۔''تم چلو میں بھی جلد آتا ہوں۔''

یہ وہاں سے بڑھ کر خدمت گار کی سی صورت بنا۔ اس عرصے میں قرطاس کے لیے بارگاہ عالی استاد ہوئی۔ اس لیے کہ یہ آج مقام کر کے دوستوں سے مل کر کل رہگذار منزل مقصود ہو گا۔

پس حیرت سے اجازت سے لے کر بہرہ آرام قرطاس اپنی بارگاہ میں آیا تھا کہ برق بھی پہنچا اور اس نے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میوؤں کی ڈالیاں اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہیں۔ سمجھا کہ اسی بارگاہ میں وہ نامہ دار ساحر ہے۔ یہ میوہ اس کے لیے لائی ہیں۔

یہ سمجھ کر اس چمک دمک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا۔ صرصر نے پرچھائیں سی دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے۔ اس نے صبا رفتار سے کہا۔ "دیکھو عیار اندر گیا۔"

اس نے کہا۔ "جانے دو۔ تم دخل نہ دو کئی بار ذلت ہو چکی ہے۔ میوہ دے کر اپنے کام کو چلو جو عیاری بن پڑے گی وہ کرتا۔ یہاں بولنا برا ہے۔"

یہ کہہ کر دونوں بارگاہ میں آئیں۔ قرطاس کو ڈالیاں دیں کہ ملکہ نے بھیجی ہیں۔ اس نے ان کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پھر اپنے دوستوں اور افسروں کو بلوایا۔ ناچ ہونے کا حکم دیا۔ سب دوست آشنا آ کر جمع ہوئے۔ ہر ایک سے یہ ملا۔ پھر ناچ ہونے لگا۔ دور جام شراب شروع ہوا۔ اتنے عرصے میں فرمان قضا جریان حکم الحاکمین بنام خرد سیارہ گان رائے روپوشی و نظر بندی دیوان کدہ قدرت سے صادر ہوا اور منشی ندرت طراز قدرت نے نامہ صفحہ سپہر پر بخط نور انجم قلم کہکشاں سے رقم فرمایا۔

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام
کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رو ہے اور کبھی زرد
دل انسان میں پیدا اس سے ہجر درد

پہر رات تک جلسہ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہو کر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکراں سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہیں وہاں جا کر

سو رہو اور چھ ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھ لئے۔
برق جو خدمت گار بنا ہوا تھا۔ یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ میں آ کر ٹھہرا۔ سب نوکروں نے اس کو نیا آدمی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہے۔
غرضیکہ ہر ایک آرام گزین ہوا۔ اس نے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے میں قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھ کر دستک دی۔ تاثیر سے اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار میرے نوکروں میں آ کر ملا ہو تو اس کا آدھا جسم نیچے کو بے حس ہو جائے پس جسم پائیں برق خیمہ میں بے طاقت ہو گیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اٹھنے کا قصد کیا۔ اٹھا نہ گیا۔ سمجھا کہ تم پر جادو کیا ہے یہ سمجھ کر وہاں جو لوگ تھے ان کو اس نے پکار کر جگایا اور کہا۔ "بھائیو دوپہر رات گئے ایک مرض ایسا مجھ کو ہوتا ہے کہ آدھا دھڑ رہ جاتا ہے۔ اس وقت وہی عارضہ ہوا ہے۔ تم لوگ اٹھا کر مجھ کو ذرا پیشاب باہر کرا لاؤ۔"
یہ سن کر دو ایک آدمی اٹھے اور بوقت تمام اس کو اٹھا کر باہر لائے۔ برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر مجھ پر سے اتر جائے گا۔ اس خیمہ کو شاید سحر بند کیا ہے مگر نہیں باہر آنے سے بھی وہی حال رہا۔ ناچار اس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھر اٹھا کر لے گئے۔ یہ چپ ہو کر پڑ رہا اور رات بھر میں تدبیریں ہزاروں کیں کہ میں اچھا ہو جاؤں مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحروں سے کہا۔ "بھائی مجھ پر کوئی سحر پڑھ کر دم کرو۔ شاید میں صحیح المرض ہو جاؤں۔" کبھی کہا۔ "مجھ کو خیمہ سے بہت دور صحرا میں لے چلو کیا بعید ہے جو وہاں کی ہوا مجھ کو راس آئے۔"
مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہ کیا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سوداوی سے جسم دہرنے صحت پائی اور داغ ہائے آبلہ انجم جسم فلک سے دور ہوئے۔ چشم خورشید میں روشنی آئی۔

**

صبح کو قرطاس خدا ناشناس بیدار ہوا اور ملازموں کو بلا کر پوچھا۔ "تم میں سے کسی کا دھڑ تو نہیں رہ گیا ہے۔"
سب نے کہا۔ "ایک شخص ہم اس کو پہچانتے نہیں اس مرض میں مبتلا ہے۔"

اس نے کہا۔ "اس کو اٹھا لاؤ۔"
ملازموں نے جا کر برق کو اٹھا کر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہے۔ بیس پچیس آدمی مل کر لپٹ گئے اور بدقت اٹھا کر سامنے لائے۔
اس نے دیکھتے ہی کہا۔ "میاں برق بندگی کہئے مزاج اچھا ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "اللہ کا شکر ہے۔ بہت اچھا ہوں۔ آپ اپنی خیر منایئے۔"
اس نے کہا۔ "سنو اے برق' میں نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمہیں آج دکھا دیا۔ اب میں کوچ کرتا ہوں۔ خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب میں نہ آئے نہیں تو بغیر ہلاک کئے نہ چھوڑوں گا۔"
یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "جاؤ یہ احسان یاد رکھنا۔"

برق رہائی پا کر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ میں اس کو چنے مرمرے بیچتا ہوا قران ملا۔ کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر میں عیاری کر کے پھرتا رہا ہے۔ برق نے اس سے تمام ماجرائے شبینہ بیان کیا۔
قران نے حال سن کر کہا۔ "اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہم کو دکھائی ہے۔ اب ہمیں بھی اپنی شوکت دکھانا ضروری ہے۔ جہاں تک ممکن ہو گا۔ ہم اس کو ماریں گے لازم ہے کہ اس کے ساتھ چلو' جہاں کہیں موقع ملے اس کو ہلاک کرو۔"
یہ صلاح کر کے عازم روانگی ہوئے۔ ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا۔ تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحراں ذی تبار کو لے کر روانہ ہوا۔ دونوں عیار نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اس نے لشکر حیرت سے دو منزل پر جا کر ایک صحرائے فرحت انتما میں نزول کیا اور بارگاہ استاد کرا کے اترا۔ لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتوں سے فراغت

حاصل کرنے لگا اور قرطاس دربارگاہ پر بیٹھ کر میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا۔
عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل میں آ کر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا۔

"کہ ہم اپنے لشکر سے دور منزل نکل آئے ہیں۔ لازم ہے کہ آج اس کا کام تمام کر کے پھر چلیں۔ ورنہ کل اس کے ساتھ اور آگے جانا ہو گا۔"
قران نے کہا۔ "اچھا جاؤ اور میں بھی فکر کرتا ہوں۔"
یہ اجازت لے کر اور کوہستان میں جا کر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا۔ آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے و چرتے نظر آئے۔ اس نے ایک کانٹا پھل میں چھید کر وہاں ڈال دیا۔ ایک ہرن نے اس پھل کو کھایا۔ کانٹا اس کے چبھا۔ اس کانٹے میں کمند باندھی تھی۔ اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے۔ اس نے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح جا بجا سے کر دیا۔ پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنا لی۔ جھولی ڈال کے کھور چندن کی لگائے۔ مورتیں جمشید سامری کی گلے میں ڈال کر اپنے جسم کو بھی رگیں وغیرہ بچا کر مجروح کیا اور تھکے خون کے جا بجا جسم پر جما کر اس ہرن کو لیے اس دورہ کوہ میں آیا کہ جہاں سے لشکر قرطاس سامنے ہے اور بارگاہ میں سامنے قرطاس بیٹھا ہے۔
پس اس جگہ آ کر اس ہرن کو چھوڑا۔ ہرن ہرچند کو بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور از بسکہ پشت کی طرف برق تھا۔ اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا۔ برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہنچ کر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔
قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا۔ یہاں گر پڑا۔ بس یہ دیکھ کر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا۔ اس نے ساحروں سے کہا۔ "لینا اس ہرن کو۔"
لوگ دوڑے اور ہرن کا شکار کیا۔ پھر قرطاس نے کہا۔ "وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے۔ اس کو بھی اٹھا لاؤ۔"

لوگ گئے اسی طرح برق بیہوش کو اٹھا لے گئے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا۔
اس نے کہا۔ "میں لشکر حیرت میں ملازم ہوں۔ شکار کے لیے آیا تھا۔ شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا۔ آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور ازبسکہ میں زخمی تھا۔ یہ مجھ سے شکار نہ ہو سکا۔ ادھر بھاگ آیا۔ یہاں آ کر میں غش کر گیا۔"
قرطاس یہ سن کر بخاطر پیش آیا۔ زخم دوزی اس کی کرائی۔ مرہم سحر لگایا۔ پلنگ اپنے پاس بچھایا۔ اس ہنگام میں آہو روز تیغ کہکشاں فلک سے مجروح ہو کر دم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم میں داخلہ کیا۔

ہوا جور صیاد شب آشکار
کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پینے سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکل کر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے۔ اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے۔ پھر بارگاہ میں آ کر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی۔ برق کہ پہلے ہی آ چکا تھا اس پر سحر نے اثر نہیں کیا ہے اس لیے کہ قرطاس نے یہ سحر کیاہے کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے۔
غرضیکہ اس نے کفچہ میں بیہوشی رکھ کر قریب جا کر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اس میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالا کی کر کے دوسرے ہاتھ سے دو شالہ اٹھانا چاہا کہ منہ کھول کر حباب ماروں اور بیہوش کر دوں۔ اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چٹخا اور دوسرا پنجہ نکلا۔ دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس نے جھک کر دانت سے دو شالہ اٹھانا چاہا کہ منہ سے بیہوشی پھونکوں۔ اس وقت

تیسرے پایہ سے پنجہ نے نکل کر دھکیل دیا۔
برق سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا۔ اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا۔ "میاں قرطاس بندگی عرض ہے دیکھا تم نے کہ ہم کیونکر آئے۔ اس وقت تمہاری قضانہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے۔"
قرطاس نے پوچھا۔ "تم کون ہو۔"
اس نے جواب دیا۔ "ہم ہیں برق۔"
اس نے کہا۔ "تم نے برا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمہارا حال کیا کروں۔"
برق نے کہا۔ "تمہیں اختیار ہے لیکن اب تم بچو گے نہیں اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور بھائی تمہیں بغیر مارے نہ چھوڑیں گے۔"
اس نے سحر پڑھ کر پنجوں سے اس کو چھڑایا اور کہا۔
"میں نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے آزار نہ پہنچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہوں۔ خبردار اب یہاں نہ آنا۔ ورنہ اب کی زندہ نہ رکھوں گا۔" برق نے کہا۔ "خیر سمجھ لیا جائے گا اب کی ہم بھی بغیر مارے نہ جائیں گے یا اپنی جان دیں گے۔"
یہ کہہ کر باہر آیا اور سمت صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا' اس کو ملا۔ اس نے سب حال کہا۔
قران نے کہا۔ "یہ ساحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا۔ پس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائیں گے گرفتار ہو جائیں گے۔ یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اس نے آپ سے تمہیں چھوڑ دیا۔ اب تم نہ جانا آج چلو ایک جگہ ٹھہر کر آرام کریں۔ کل کی منزل میں کچھ فکر کریں گے۔"
یہ کہہ کر ایک درہ کوہ میں جا کر آرام کیا۔ جب رات گزری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر چادر شعاع سے باندھ کر رہگذرائے دشت سپہر ہوا اور سرا پردہ ظلمت شب اور لشکر انجم سفری ہوا۔

سرا پردہ شب ہوا بار جب

کیا لشکر انجم نے کوچ تب
ستاروں سے افلاک کی بارگاہ
ہوئی آمد مہر سے پھر تباہ

صبح کو لشکر قرطاس میں طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بچشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی۔ عیار بھی نیچے نیچے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بروئے ہوا روانہ تھا اور ہوا سے زیادہ رواں تھا۔ عیار بھی بلا کے دوڑنے والے ہیں۔ شاگرد دونده بید رنگ عمرو کے ہیں اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا دور طول و عرض راہ بخوبی پہنچانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان راہوں سے جاتے ہیں کہ برابر لشکر کے پہنچتے اڑے ہوئے۔ اس طرح کہ کہیں قدم زمین سے لگا کہیں نہ لگا۔ چلے جاتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے۔

زمین سے نہ لگتے تھے چلنے میں گام
ہوا سے وہ اڑنے میں کرتے کلام

اسی طرح کئی منزل برابر آئے۔ اس وقت ایک دشت پرخار میں گذر ہوا اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہنچا۔ اس صحرا میں اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ نار تھا بڑا بڑا ہر ایک خار تھا۔ درپے آزار تھا۔ پتھر پہاڑوں کے تپ رہے تھے۔ شرارے نکلتے تھے۔ ندیاں بڑھی تھیں۔ کنارے خار دار درخت لگے تھے۔ نہیں نہیں وہاں ساحل کی زبان میں پیاس سے کانٹے پڑتے تھے۔ لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ پپڑیاں بندھ گئی تھیں۔ زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان حشر کو شرماتی تھی۔ ہوائے گرم دل دہر میں آگ لگاتی تھی۔ روز گار غدار اسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہے۔

آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلاتا ہے۔ بے وفائی سے پیش آتا ہے۔ پانی اس دشت میں نایاب تھا گوہر جان ہر ذی حیات بے آب تھا۔ آنکھ میں کسی کے سیل نہ تھی۔ مردم دیدہ کو آشنائے مروت کی آس تھی۔ انتہا کی پیاس تھی۔ چشمہ چشم ڈبڈبانا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے تھے۔ غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب و ہوا تھا۔ چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا۔ ندیوں کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کی طرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے۔ انسان سے جو بات کرو سوکھی سناتے تھے۔ لو کے جھونکے نفس گرم عاشقاں تھے' جن سے فرشتوں کے پر نعرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اتر آیا۔ دشت میں لو کا دھواں سحاب بن کر چھایا تھا۔ آگ برستی تھی۔

○○○

- بلور چہار دست

اس دشت آتش ناک میں بروئے ہوا اڑ کر چلنا دشوار ہوا۔ آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہوا۔ قرطاس خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لا سکا۔ آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا۔ عیاروں نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا۔ بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم اصلاح کی کہ اس صحرائے زنجیر کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہو گی۔ پس وہاں سوائے اس لشکر کے اور کوئی نہ جا سکے گا۔ لازم ہے کہ کچھ تدبیر کریں۔ یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافروں کی سی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمت گار جو پیچھے جاتے تھے ان میں سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے۔ یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے۔

انھوں نے دیکھا کہ وہ ساحر کمر باندھے' دری کاندھے پر ڈالے۔ لوٹا ڈوری لکڑی میں لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤں گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان سے وہ مستفسر ہوئے۔ "بھائی تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔"

عیاروں نے کہا۔ "ہم رہنے والے طلسم نور افشاں کے ہیں طلسم ہوشربا میں ہمارے عزیز رہتے ہیں۔ ان کے پاس آئے ہیں اور ازبسکہ طلسمات میں غدر ہو رہا ہے عیار جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور علاوہ عیاروں کے زمانہ ایسا پر آشوب ہے کہ جا بجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہیں آپس کے ساحر اکیلا پا کر ضرر پہنچاتے ہیں۔ اس لیے ہم بہت دنوں ہوشربا میں رہے کہ کوئی قافلہ تاجروں کا اگر ہمارے طلسم میں جائے تو اس کے ہمراہ ہم بھی جائیں۔ آخر سنا گیا کہ نامہ دار شاہ جاوداں بحشم و خدم جاتے ہیں۔ یہ خبر سن کر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسی واسطے ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بحفاظت اپنے

گھر پہنچ جائیں۔"
ان سب نے یہ حال سن کر کہا۔ "کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمہاری خدمت کرتے چلیں گے آؤ ہمارے شریک حال رہو۔"

عیار یہ سن کر باتیں کرتے چلے اور کچھ دور چل کر کہا۔ "اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے ہیں۔"
انہوں نے کہا۔ "پانی ہمارے ساتھ میں ہے تم کھانا کھاؤ۔"
انہوں نے جواب دیا۔ "ایک شرط پر ہم پانی لیتے ہیں کہ آپ لوگ بھی کھانے میں ہمارے شرکت کریں۔" وہ یہ کلام سن کر خفا ہوئے اور بولے۔ "کیا ہم پانی بیچتے ہیں تم اس طرح بیگانہ وار باتیں کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ۔"
عیاروں نے کہا۔ "آپ خفا نہ ہوں۔ ہم نے بھی آپ کو کھانے میں اس لیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نہ رہے۔"
یہ کہہ کر ایک جگہ رکے اور کہا۔ "لشکر کو آگے چلنے دیجئے۔ یہاں ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لمحہ بھر میں لشکر کے ہمراہ ہو لیں گے۔"
وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نہ رہیں کیونکہ ساتھی لے چلنے کا وعدہ کر چکے ہیں ٹھہر گئے۔ عیاروں نے مٹھائی اور پکوان سے کھول کر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بداروئے بیہوشی انہیں دیا اور سادہ آپ کھایا۔ وہ سب کھا کر بیہوش ہو گئے۔
انہوں نے ان میں سے دو آدمیوں کا لباس اتار لیا اور دونوں کو الگ لے جا کر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا۔ اس لیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچے گا۔ غرضیکہ بعد دفن کرنے کے انہیں کی سی صورت بن کر وہاں آئے کہ جہاں اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے ان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش میں آئے کہا۔
"نہیں معلوم کہ اس کھانے میں کیا ملا تھا کہ ہمیں جس نے بیہوش کر دیا اور وہ دونوں مسافر کہاں گئے۔"
عیاروں نے کہا۔ "سامری کا شکر ادا کرو کہ جان بچ گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں

ٹھگ تھے ہم کو مالدار سمجھ کر بیہوش کر کے مال ڈھونڈا ہو گا۔ جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آ چکا ہے۔ شاید یہ بھی عیار تھے کسی وجہ سے ہمیں قتل نہ کر سکے۔ کوئی آ گیا ہو گا۔ یا کوئی اور سبب ہوا ہو گا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے۔ اب جلد لشکر میں چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہے یہیں رہنے دو۔"

یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر روانہ ہوئے ۔ یہاں تک کہ فوج میں آ کر ملے عیار بھی ساتھ تھے۔

غرضیکہ بعد قطع مسافت ایک مقام پر اسی صحرا میں گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند ان کے جلنے کی پھیلی تھی اور جا بجا راکھ کے ڈھیر جلے ہوئے مردوں کے تھے۔ ہزاروں ہڈیاں کھوپڑیاں ہر جگہ پڑی تھیں اور ایک احاطہ اسی مرگھٹ میں بنا تھا کہ جس کی دیواروں میں صدہا طاق تعمیر کیا تھا ان طاقوں میں مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے۔ ان مردوں کے کھانے کو ہزار ہا گدھ اور چیلیں اور کوے جمع تھے دیواروں پر اور درختوں پر اور میدان میں ہزارہا اکٹھا تھے۔ جا بجا سر اور پونکیں منقار میں دابے پھرتے تھے۔

گوشت کے لوتھڑے درختوں پر لیے بیٹھے تھے۔ ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اڑتا۔ گوشت چھوٹ گرتا بوٹیاں برستی نظر آتی تھیں۔ ایسی جگہ کو دیکھ کر روحیں قالب میں گھبراتی تھیں۔ اندر سے احاطہ کے آوازیں مہیب آتی تھیں۔ باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلے اڑ کر پیچ و تاب کھاتے تھے۔ چنگاریاں تمام مرگھٹ میں تیر شہاب کی طرح اڑ کر گرتی تھی' ارواح خبیثاب ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھیں جو بگولا اڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا۔ دھواں ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئیں میں شعلوں کا بلند ہونا اور صداؤں کا ہیبت ناک آنا شیاطینوں کا دل دہلاتا تھا۔

جائے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور

سایہ رحمت خدا تھا دور
باتیں آپس میں کرتے تھے مردے
حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھ کو شراب
مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
منہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا
غول بن کر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہاں تخت سے اترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی۔ پھر اس تاریکی سے ایک ساحرۂ تیرہ فام ہیبت ناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا۔ "اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ میں شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کوکب جاتا ہوں۔ اس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتلا دو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے میں اس راہ سے نہیں گیا کہ جدھر سے عمرو گیا تھا۔

اس ساحر نے کہا۔ "اس راستے سے جانے کا حکم نہیں ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ میں ملکہ بہار کے ہے ہمیں کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوفہ نہیں دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمرو ہے مگر ان کے ملک و مال کی ضبطی نہیں ہوئی۔"

اس نے کہا۔ "افراسیاب اس کے عشق کا دم بھرتا ہے۔ اس وجہ سے اس کے ملک کو نہیں چھینتا ہے اور حیرت اس کی بہن بھی عزیز داری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھ کو راہ دوگی تو شاہ طلسم خوش ہوں گے ناراض نہ ہوں گے۔"

اس ساحر نے کہا۔ "مجھ کو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارا نہیں۔"

اس نے جب سنا اس سے کہا۔ "مجھ کو بہار سے کیا مطلب' میں اپنی راہ چلا جاوں گا۔

اس میں تمہارا کیا نقصان ہے" ساحرہ نے سوچا کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کچھ تیرے لیے قباحت ہو۔ اگر یہ نکل جائے گا تو بادشاہ بھی راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہ ہو گا۔

یہ سوچ کر اس نے کہا۔ "اچھا آؤ اور رو براہ چلے جاؤ۔" یہ اس کے ساتھ چلا۔ اس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا۔ یہ مع لشکر اس کے اندر قدمزن ہوا۔ عیار بھی اندر آئے۔ یہاں ایک تالاب بیچ احاطہ میں بنا تھا۔ اس میں ہزار ہاغول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا۔

اس ساحر نے کہا۔ "اس میں کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم میں پہنچو گے۔ اس کے داہنے ہاتھ کی طرف جو راہ گئی ہے۔ طلسم نور افشاں کے جانے کی ہے قرطاس اس کے کہنے سے تالاب میں کودا اس کے پیچھے تمام لشکر اس کا ایک کے بعد دوسرا کودا۔ یہاں تک کہ دونوں حایر بھی غوطہ زن ہوئے اور تا دیر غلطاں و پیچاں چلے گئے۔ پھر جو آنکھ کھلی تو صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں گذر ہوا۔ کوسوں تک زعفران کے کھیت لگے تھے۔ رنگ رخسارہ عاشقاں کا پتہ دیتے تھے۔ نہیں نہیں عروس بہار سونے میں زرد تھی۔ وہ جگہ دیکھ کر آنکھوں میں سرسوں پھولی تھی۔ دور دل سے رنج کی گرد تھی۔ کف دست میدان میں زعفران کیا لگائی تھی۔ گویا کسی جلد باز نے ہتھیلی پرسوں جمائی تھی وہ سیر دیکھ کر ہنسی نہ تھمتی تھی۔ مثل ہے کہ کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے۔ وہاں اصل میں زعفران کی کھیتی تھی وہاں کی کیفیت دیکھ کر بسنت کی خبر رکھنا کیسا۔ اپنی آپ خبر نہ رہتی۔ خود فراشی ہوتی۔ وہاں سے جب اور آگے بڑھے اک پہاڑ سنگ مر مر سفید کا ایسا نورانی نظر آیا جس کے رشک میں کوہ طور جل کر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا۔ ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا۔ آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی مل کر تمام دشت پرتو فگن تھا۔ درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے۔ شاید بہار کا عجیب جوبن تھا۔ یوں نور نے آرزو بڑھا دی تھی گوہر کی

آب و تاب فرط صفا سے اس نور نے مٹا دی تھی۔ ہر سمت گل ہائے سرخ رنگ اس نور میں عجب بہار دکھاتے تھے۔ بلور کے دریا میں عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے۔ اس جگہ سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حسرت رکھتا ہو۔ موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے آرزو میں غش تھا۔ واقعی کیفیت سامان بہار لائق عش عش تھا۔ اس دشت میں نور پھیلا تھا۔ یا دیدۂ روز گار کی روشنی کا نمونہ تھا۔ چمک اس سفیدی کی بروے ہوا ہر سمت پھیلی تھی۔ چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی۔ دریائے نور موجزن تھا۔ آبرو ریز چشمہ مہر روشن تھا۔ درختوں کی سیاہی سے نور کا چھنتا تاروں کا زمین پر کھیت کرتا نظر آتا تھا۔ گلہائے احمر کی سرخی اور کوہ سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور و نار ایک جگہ روشن ہے۔ نہیں نہیں معشوقان صبح رخسار کے خنداں رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس میں بھی نور آیا تھا۔ ایسا ہر جگہ نور سمایا تھا کہ

درختوں کے سایہ سے ظاہر تھا نور
تو یہ صاف پیدا تھا اس جا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا
عیاں اس میں یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہاں یہ رخ خوب کی
سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے
تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگوں کے سارے ورق
زمیں واں کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس نے قریب اس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا۔ حسب الحکم خیام نصب ہوئے۔

اہل فوج اترے۔ پچھلا پہروں کا باقی تھا۔ آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ میں تھی۔ دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اس کا دل مشتاق سیر ہوا۔

ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا۔ کوہ مرمر تک بڑھ آیا۔ اس وقت ایک پہاڑ نظر آئی کہ گل ہائے بو قلموں سے دلہن کی طرح پھولوں کا گہنا پہنے تھے۔ دامن میں اس ہزارہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت ساری ہر درخت بار اثمار سے بسان سرفراز جھکا۔ بار احسان نزہت بخش آفرینش سے لدا ہوا۔ وہاں کی فرحت فرمائے قلب مصفا زہے دشت نگاری و خجے گزار نضارت آگیں کہ زاہد صد سالہ بھی وہاں آ کر طالب شراب ہو۔ دل میں امنگ جوانی کی آئے۔ نہایت بے تاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغنوں دار صورت ہزارہا خاطر موسیقار میں اثر پیدا کرے۔ سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے جلے۔ گل و بار وہاں کے بار رنج خاطر رنجیدہ ہوئے۔ مردہ دلوں کو ہنساتے لب برگ جنبش ہوا سے ہل کر مژدہ فرحت سناتے۔ خاطر گل سے گل چیں کا خوف نکل گیا تھا۔ قوت نامیہ کا ایسا بھروسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی۔ صیاد کے ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی۔ گل ہر ایک بے خزاں تھا کچھ عجب سامان تھا۔

اس دشت پہ سو بہار صدقے
عالم کے گلعذار صدقے

جو آتشیں گل لگا ہوا تھا

عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا

مثل قد یا رفتہ پرواز

ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز

تھی نگہت گل جو پھیلی ہر سو

جسم معشوق کی تھی خوشبو

سنبل ہمشکل گیسوے یار
دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار

اس دامن کوہ میں چند گل رخسار رشک بہار شوخ طرار جن سے سر سبز وہ گلزار گلگشت کناں ہر سمت مصروف سیر و تماشہ تھیں۔ صورتیں ان کی جان گل ہائے تمنا تھیں۔ وہ قرطاس کو دیکھ کر پکاریں کہ "اس طرف کون آتا ہے۔ یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہیں۔ آنے والا بہت پچھتاتا ہے۔"
اس نے یہ صدا سن کر جواب دیا۔ "میں نامہ دار شاہ جاوداں ہوں' عازم طلسم نور افشاں ہوں۔ آج اس دشت میں خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے۔" وہ غنچہ دہن دل تنگ ہو کر ہوائے کلام سے اس کے آخر شگفتہ ہوئیں۔
اے بیداد گربانی شر ادھر سے راہ ملنا محال ہے یہاں آج تک کوئی آئے کیا مجال ہے۔ یہ جائے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہے۔ نام اس کا کوہ آرام ہے اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے۔ ملکہ عالم کی سیر گاہ ہے۔ بعد باغ کے ملک و قلعہ ہے۔ ملکہ لالہ فام فی الحال بہر علاج یہاں آئی ہیں۔ باغ میں تشریف رکھتی ہیں اگر ان کو تیرے آنے کی خبر ہو جائے گی۔ بڑی آفت آئے گی اے شخص تجھ کو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیاہے اسی طرف پھر جا۔" اس نے جب یہ حال سنا ان سے کہا۔ "راہ میں کسی کا اجارہ نہیں۔ پھر جانا مجھے گوارہ نہیں دوسرے بہار سے میں ڈرتا نہیں کچھ ایسا حلوہ نہیں جو دیکھا جائے گی۔ تم جاؤ میں خود آتا ہوں۔ دیکھوں کیا میرا کرتی ہے۔"
کنیزان بہاریہ نازک بدنیں تھیں۔ اس کی گفتار نا شائستہ سن کر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئیں اور خبر کرنے ملکہ سے چلیں۔
وہاں باغ میں بہار ہر چند کی بیہوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن اب تک بیمار ہے۔ اس لیے کہ جب سحر اس کا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہو گئی تھی۔ حال اس کے لڑنے کا مصور

سے اول بیان ہو چکا ہے۔ اسی وقت سے یہاں آ کر مقیم ہے۔

غرضیکہ کنیزیں تو اس طرف چلیں اور قرطاس نے سوچا کہ یہ عورتیں جا کر میرے حال کی بہار کو خبر دیں گی۔ وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئے گی تو ضرور دیوانہ بنائے گی۔ پس لازم ہے کہ غفلت میں کام تمام کروں اگر اس کو قید کر لیا اور مخمور کو مع عمرو کے' کوکب کے یہاں جا کر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہ رخ ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے مہ رخ خود مر جائے گی۔"

یہ سوچ کر چاہا کہ لشکر میں پھر جاؤں اور فوج تیار کرا کے لے چلوں۔ پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہے۔ وہ بھی مع کنیزوں کے یہاں آئی ہو گی۔ لشکر اس کے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہ رخ میں ہو گا۔ وہ اکیلی تیرا کیا کرے گی۔ اسی طرح چلنا چاہیے۔ وہاں سے پھر جانے اور فوج ساتھ لے چلنے میں عرصہ ہو گا۔ جب تک وہ ہوشیار ہو جائے گی۔

یہ تصور کر کے مرکب وہیں چھوڑا اور بزور سحر پرواز کر کے اس طرف کو جدھر کا پتہ زبان کنیزاں سے سنا تھا۔ چلا اور پس کوہ پہنچ کر باغ رشک وہ گلزار جناں دیکھا اور باغ پر کچھ ترکنیں جبشنیں' قلما قینان وغیرہ پہرہ پر تھیں۔ یہ دروزہ پر نہ گیا۔ یوں اڑتا ہوا۔ بیچ باغ میں اترا۔ وہاں بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا۔ مسند تکیہ لگا تھا۔ ملکہ بہار جلوہ فرما تھی۔ سامنے ہزارہا گلدستہ چنا تھا۔ سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریاں پیاری پیاریاں روبرو لگی تھیں۔ جواہر خانہ اے شاہانہ و ہر کو شرماتی تھیں۔ جواہر کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھے تھے۔ لعلوں کے لعل جواہر سے مالا مال تھے۔ سچ ہے لالوں کے لال تھے۔ وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جاوداں تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سماں تھا۔ درختوں کو بادلے سے منڈھا تھا۔ یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگاں زیبا قیامت قامت پر وہ زرتار میں پنہاں ہیں یا گرد برج سنبلہ انوار ماہ تاباں ہیں کہ

واہ رے گلشن بہشت نژاد
مر گیا جس کے عشق میں شداد
اس گلستان روح افزا کے
فتنہ دہر سارے گل بوٹے
کہیں بیلا تھا موتیا تھا کہیں
قامت یار تھا کہیں شمشاد
بار گلفت سے سرد تھا آزاد
گلستان جہان کی جان تھا باغ
باغ رضوان میں جس کے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پر رکھے کلا وہ کجکا ہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی۔ چشم خود نما کا احسان سر پیہار پر دھر رہی تھی۔
قرطاس نے آتے ہی ایک نارنج اس پر سحر کا مارا وہ نارنج آتے دیکھ کر ملکہ نے سحر پڑھا کہ سامنے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلے نے اس میں سے نکل کر نارنج پکڑ لیا اور پکارا۔ "اے خیرہ سر تو کون ہے جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحراں پر حملہ کرتا ہے۔"
قرطاس نے پتلے کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑ کر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ اگر سحر کرے گی تو کچھ بن نہ پڑے گا۔ اس خاک جمشیدی سے زیر کروں پس بروئے ہوا قائم ہو کر خاک قبر جمشیدی سر پر بہار کے ڈالی۔ خاک پڑتے ہی اس گلفام پر بیہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ میں سے نکلا تھا وہ جل گیا اور یہ ہوا پر سے پنجہ بن کر جو گرا کمر میں پنجہ دے کر لے اڑا۔
پھر تو تمام باغ میں غلغلہ بلند ہوا۔ "ارے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہے کہ ہماری بہار لوٹے لیے جاتا ہے۔"

نوکر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزیں جو خبر کہنے چلی تھیں آ کر پہنچیں۔ یہ سانحہ دیکھ کر بزور سحر اڑیں اور چاہا کہ ملکہ کو چھین لیں مگر یہ ساحر بھی زبردست ہے۔ اس نے اپنے سر سے بال توڑ کر سحر پڑھ کر جو مارے وہ بال ماراں سیاں بن کر اڑے اور جو اڑ کر اس کے قریب آیا اس کے لپٹ کے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کر دیا۔ اس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے۔ ناہوں نے ہر ایک کو باندھا۔ پھر تو تمام باغ میں کہرام پڑ گیا۔ سوسن غم فراق سے کبود ہوئی۔ چشم نرگس سے سوجھنا گیا۔ دیدہ نابینا حیران رہا نہریں دل بیتاب کی طرح اضطراب میں تھیں۔ موجیں نہ تھیں۔ بے قراریاں جان آب میں تھیں۔ فوارے روتے تھے۔ طائر جان کھوتے تھے۔ نخل ہر ایک نخل ماتم تھا۔ گلزار سارا مثل اوراق گل صرصر جور سے برہم تھا۔ سرد کو سکتہ آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہو کر منہ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی۔ بید طبری کو بھی لرزا تھا ناتوانی تھی۔

گیا جب کہ وہ سرو اس باغ سے
نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا
گلوں کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول
ہوا غم سے از بس لہو پی کے پھول
اڑا نور نرگس کی آنکھوں کا سب
ہوئے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اڑنے لگی گرد گرد
گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد

لگی آگ لالہ کے دل میں تمام

دیا خاک میں پھینک عشرت کا جام
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول
اڑانے لگیں قمریاں سر پہ دھول

اس باغ کے قریب قلعہ تھا۔ وہاں کی حکومت بہار کرتی ہے اور مہیب جس کا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اس قلعہ میں رہتی ہے۔ باقی رعایا برایا اسی قلعہ میں آباد ہے۔ رعیت دلشاد ہے لیکن فوج جو کچھ ہے وہ لشکر مہ رخ میں ہے۔ یہاں نہیں ہے۔ جس دم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ میں پہنچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چل کر مقابلہ کریں پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا نامہ دار ہے۔ اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ میں رہنا دشوار ہو گا۔ آج تک شاہ جاوداں معترض نہیں مگر اب ملک ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہیں۔ شاہوں کے معاملہ میں دخل دینا ہمیں زیبا نہیں۔ ملکہ جانے اور شاہ جانے۔ یہ سوچ کر کسی نے عزم جنگ نہ کیا۔ قرطاس بہار کو لیے ہوئے مع کنیزاں و ملازماں اپنے خیمہ میں آیا۔ لشکر میں اس کے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر ہمارا پکڑ لایا۔ ہر شخص نذر دینے چلا۔

عیار جو لشکر میں موجود ہیں۔ انہوں نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا۔

قران سے برق نے کہا۔ "اب مجھے تاب نہیں ہے میں جاتا ہوں اور اس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہوں۔"

قران نے کہا۔ "بہتر ہے۔"

اس نے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدائے طبل سفر سنائی دی۔ اس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ میں لایا تو میں آہن میں اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحروں کے پہرے میں دیا اور ہوشیار کر کے کہا۔ "اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا۔"

**

بہار نے جواب دیا۔ "او بیہودہ تو کیا بکتا ہے وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہے اگر پیشتر سے تیرا آنا مجھ کو معلوم ہوتا تو مزہ چکھاتی۔ جس طرح فریب سے تو نے مجھ کو گرفتار کیا ہے ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغا باز ہے۔ اگر تجھ کو حوصلہ جنگ ہے کچھ غیرت نام و ننگ ہے تو مجھ کو رہا کر دے پھر تماشہ دیکھ کس طرح ہلاک ہوتا ہے۔" اس نے یہ کلام سن کر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے۔ پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہے۔ مار ڈالنا اس کا صحیح نہیں۔

پس یہ سمجھ کر خیال کیا کہ ایسا نہ ہوا اہل قلعہ یہاں سے کچھ فتور کریں لہذا اس نے ہر چند کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ دیا لشکر میں کمر بندی ہوئی۔

عیاروں نے جب یہ سامان دیکھا۔ قران نے برق سے کہا۔ "تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی چلو۔ ورنہ یہ سب چلے جائیں گے تو کچھ نہ بن پڑے گا۔ رات کو تعاقب بھی نہ ہو سکے گا۔"

برق حسب فہمائش اسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔ رنگ و رخسار زرد دست و پا سرد ہو گئے قران نے وہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو رو کر بلایا اور کہا۔ "دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے چلنے کی تدبیر کرو۔"

انہوں نے بزرد سحر تخت بنایا اور برق کو اس پر بٹھایا۔ قران نے کہا۔ "میں اپنی سواری پر نہ چلوں گا اسی تخت پر سوار ہو کر چلتا ہوں ان کا خبر گراں رہوں گا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر تخت کو اڑاتے ہمراہ چلے۔

اس طرف قرطاس نے بہار کو مع کنیزاں مہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور بحشم و خدم روانہ ہوا۔ عیار بھی ساتھ تھے۔ سیر دشت نزہت انتہا کرتے جاتے تھے۔ جب اس حد سے گزرے گئے سورج بالکل غروب ہو گیا۔ آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام میں ہوئی۔

) **

خلعت زر تار پہنے شاہد روشن جمال
بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جان کر
پردہ شب میں چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا۔ وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا۔ قلعہ بہار سے آگے بڑھ کر عجیب عجیب طرہ کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحراں عذار نظر آئے کہیں ڈمرو بجتا تھا کہیں ہوم ہوتا تھا۔ آتنیاں بچھائے قلعہ کوہ پر دھونی مارے ساحر بیٹھے تھے۔ کسی جا دیائے زخار بہتے تھے۔ کہیں طرح طرح کے گل کھلے تھے۔

غرضیکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزلہا منزل اس رات کو چلے گئے۔ آخر ہندو سے فلک نے بت خانہ اے مشرق زریں سے بت زریں مہر نکال کر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشاں کو گردوں سے اتارا۔

قرطاس شبانہ روز میں سینکڑوں کوس نکل آیا ہے اور قریب طلسم نور افشاں پہنچ چکا ہے۔ ازبسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا۔ صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار میں اترا۔ بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا۔ لشکری بھی اتر کر داخل قیام ہوئے اور اپنی اپنی ضرورتیں رفع کرنے لگے۔ عیاروں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے برق کا مزاج پوچھا۔

اس نے کہا۔ اب اچھا ہوں اور ہم دونوں صحرا میں احتیاج رفع کرنے چلے ہیں۔"

یہ کہہ کر دونوں روانہ ہوئے اور ازبسکہ منتظر اس کے تھے کہ قرطاس کہیں ٹھہرے تو عیاری کریں اس وقت درہ کوہ میں پہنچ کر قران نے برق سے کہا۔ "میں اول بہار کو چھڑانے جاتا ہوں۔ کیونکہ یہ زیادہ قیام یہاں کرتے معلوم نہیں دیتا۔ پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ اس طرف قرطاس جب اترا مے خانہ آراستہ کر کے شراب خوری

**

میں مصروف ہوا اس لیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی چلتی تھی۔ نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی۔ درختوں کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا۔ چشمے چتر موجزن تھے۔ مرغابیاں سرخاب غوطہ زن تھے۔ قطرات شبنم سے کوسوں تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا۔ پھولوں کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر
عجب جوبن میں تھے سب غنچہ تر
کوئی گل تھا بہ مشکل جام لبریز
کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روئے جاناں
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہماں
زمرد گوں بہار برگ شاداب
لبا لب زیر دامن چشمہ آب

ایسی بہار جانفزاں میں لطف میکشی تھا۔ اس نے سراپچے اٹھوا دیئے اور راحت میں مصروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا۔ یہ نظر کردہ اسد اللہ لغالب ہے اس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا۔ "اے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا مجھ کو زور بازو عطا کر۔ بعد دعا کے کچھار میں جا کر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا۔

چنانچہ ایک جگہ نظر آئی۔ وہاں شیر کی بو پائی۔ اس کی نعرہ صدائے نعرہ سے دشت گونج گیا اور ایک جھاڑی سے شیر غران نکلا اس نے للکارا۔ "باش اے سگ صحرائی کہاں جاتا ہے۔ شیر طمانچہ اٹھا کر اس پر حملہ آور ہوا اس نے اس کا طمانچہ خالی دے کر اس کے سر پر گھونسا مارا۔ شیر تیورا کر گرا اور اس نے طمانچے اور گھونسے مارنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ شیر کو مضمحل کر دیا۔ اس وقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی

کہ جس طرح کتوبر کو شہد اور سہاگہ دانہ میں ملا کر کھلا دو تو کبوتر اس گھر کا کہ جہاں وہ دانہ کھایا ہے عاشق ہوتا ہے اس نے نکالی اور پارہ گوشت میں ملا کر سامنے شیر کے ڈالی۔ اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی قبول کی رام ہو گیا اور وہی گوشت مانگتا تھا۔

اس نے فورا اس پر ایک زین پوست پلنگ کا باندھااور منہ میں لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی۔ چہرہ نہایت سیاہ منہ بھاڑ سا کھلا زبان سرخ منہ سے باہر' سر بہت بڑا' دست و پا دراز' سانپ تمام جسم میں لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ سینے پر رینگتے۔ ہاتھ میں بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ لیے اس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مہری شاہ طلسم کے بنا کر اپنی جھولی میں رکھے۔

پھر وہاں سے لشکر قرطاس میں چلا۔ جب راہ میں شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اسی دوا کا اس کو دیتا کہ وہ اسکے مزے سے خوس ہو کر آگے چلتا۔

غرضیکہ کچھ دیر میں یہ لشکر میں پہنچا۔ جس نے اس کو دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا۔ یہ اس طرح بارگاہ قرطاس میں آیا وہ شراب پی کر پلنگ پر بہر آرام لیٹا تھا کہ ملازموں نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا۔ یہ اٹھ بیٹھا اور قران کو اس ہیئت سے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ پکارا آیئے تشریف لایئے قران نے شیر پر سے اتر کر ایک نامہ نکالا اس کو دیا اس نے مہر اس پر بادشاہ طلسم کی دیکھی۔ نامہ کو آنکھوں سے لگایا۔ سر پر رکھا پھروا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ "فلاں روز ہم نے کتاب سامری میں تمہارا حال دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے ہو۔ پس ما بدولت کو خیال ہوا کہ پرائے ملک میں مجرمہ کا لے جانا اچھا نہیں کیونکہ وہاں عمرو ایسا عیار موجود ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اس کو چھڑا لے جائے اور دوسرے تم سے اگر جنگ وہاں ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھو گے یا قیدی کا۔ جب بھی اس کے چھوٹ جانے کا احتمال ہے لہٰذا ایسا سوچ کر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طلسم کے لکھا ہے

کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اس کے پاس لے جانا اور بہار کو لے کر اپنے پاس رکھنا۔

پس اے قرطاس جس وقت ناہر تمہارے پاس نامہ لے کر آئے تم قید اس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر بحفاظت رکھیں گے۔ جب تم نامہ داری کر کے پھرو گے قید لینے آنا یا ہم طلب کر لیں گے۔ خبردار اس عمل میں تامل نہ کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو۔"

یہ نامہ کا مطلب دریافت کر کے اس نے پوچھا۔ "آپ کے پاس دوسرا نامہ جو آپ کے نام آیا ہے موجود ہے۔"

قران نے وہ نامہ بھی نکال کر دیا۔ اس نے پڑھا وہی مضمون تھا۔" اے ناہر تم قید یہ کولے کو اپنے پاس رکھو۔"

جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہیں ہوا کہ یہاں عیار آئے ہوں گے کیونکہ منزلہا منزل نکل آیا ہے اور جانتا ہے کہ میں اڑ کر آیا ہوں عیار میرے برابر کہاں چل سکتے ہیں۔

غرضیکہ گویا ہوا۔ "اے مہربان حکم شہنشاہ سے ناچاری ہے آپ اس مجرمہ کو لے جائیں گے مگر کچھ دیر کرم فرمایئے شراب پیجئے پھر چلے جایئے گا۔"

قران نے کہا۔ "مجھ کو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہاں آیا ورنہ مجھ کو حکم نہیں ہے کہ کہیں جاؤں کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے بانی شر رہتے ہیں اور دوسرے آپ بھی مسافر ہیں ہم کو آپ کی دعوت کرنا چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجئے گا تو میرے مکان پر چلئے گا۔ وہاں اطمینان ہم آپ صحبت آرا رہیں گے اس وقت معاف فرمایئے۔"

قرطاس نے کہا۔ "بہتر ہے" اور ساحروں سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزاں حاضر کرو۔ وہ ملکہ موصوف کو قید آہن میں گرفتار لے آئے۔

قران نے کہا۔ "آپ اپنا سحر اس پر سے دفع کر دیں میں سحر میں اپنے کئے لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایک ہار لونگوں کا نکالا۔ قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور اس نے وہ ہار لونگوں کا گردن بہار میں ڈال دیا اور قید آہن بھی اتروا دی۔

بہار نے چھوٹ کر چاہا کہ سحر کر کے نکل جاؤں مگر لونگوں کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھا کر شیر پر رکھ لیا اور کہا۔ "کنیزوں کو چھوڑ دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئیں گی۔ میں سحر پڑھے دیتا ہوں۔"

انہوں نے کنیزوں پر سے سحر اتار لیا اور وہ جب چھوٹیں اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لے جاتے دیکھ کر عازم جنگ ہوئیں پھر خیال کیا کہ یہاں لشکر ساحراں سے ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائیں لازم ہے کہ آگے بڑھ کر سمجھ لیں۔

پس یہ سوچ کر جدھر ملکہ کو قران لے چلا ادھر ہی چلیں اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بے شک بہت بڑا یہ سحر ہے کہ ایک ہار میں تو اس نے اتنی بڑی ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزوں کو اس طرح بے بس کر کے لے چلا۔

غرضیکہ یہ تو تعریف کر کے بہرا ستراحت اپنے خیمہ میں گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا میں لایا اور وہاں لا کر اس کو ہوشیار کیا۔ ہار اتار لیا' شیر سے اتارا' شیر کو چھوڑ دیا۔

بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہے جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہے اس نے چاہا کہ میں کچھ سحر پڑھوں قران نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔ "اے ملکہ میں قران ہوں تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ رہ کر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا۔"

بہار یہ سن کر گلے سے لپٹ گئی اور کہا۔ "اے قران آج تم ایسا بھیس بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہے میری جگہ پر خواجہ سلامت بھی ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے۔"

یہ باتیں تھیں کہ کنیزیں آئیں اور حال سن کر خوشنود ہوئیں ملکہ نے کہا۔ "اے قران اب تم یہاں ٹھہرو میں اس قرطاس خناس کو مزا چکھاؤں مع اس کے لشکر کے دیوانہ بنا دوں گی۔"

قران نے کہا۔ "اے ملکہ میں کہوں وہ پذیرا کرو' سنو' یہاں تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ

رکھتا ہے۔ ساحر بھی زبردست ہے۔ مبادا اس نے پھر گرفتار کر لیا تو اچھا نہ ہو گا۔ دوسرے یہ کہ ہم عیاروں نے یہاں تک اس کا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہنچے۔ لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہم سے قتل نہ ہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہے گی۔ یہ ساحر ہمارے ہی حصے کا ہے تم اس میں دخل نہ دو۔"

بہار نے کہا۔ "کچھ تو میرے بھی دل کی آرزو نکل جانے دو۔"

قران نے کہا۔ "جب ہم اس کو قتل کریں اس وقت اس کے لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا۔"

ملکہ نے کہا۔ "اچھا' مگر اے عیار دانا' یہاں سے بعد فراغت عیاری گھر کیونکر چلیں گے کہ ہم کبھی اتنی دور نہیں آئے راہ میں ہزارہا ساحر بلائے روزگار رہتا ہے اس سے بچنا دشوار ہے۔ دوسرے راہ نہیں معلوم' اگر یہاں کے کسی مرحلہ میں طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہاں سے رہائی غیر ممکن ہے۔"

قران نے کہا۔ "خدا مالک ہم تم ساتھ چلیں گے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔"

یہ کہہ کر زنبیل عیاری بجائی۔ برق جو کوہستان میں مخفی تھا دوڑ آیا اور ملکہ بہار سے مل کر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا۔ "خلیفہ آپ تو جو دعوئ کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے۔ اب میں اس ساحر کو مارنے جاتا ہوں۔ خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ مہم سے فرصت ملے۔"

بہار نے کہا۔ "اے برق ہمیں بھی عیاری میں شریک کر لو۔"

برق نے کہا۔ "خدائے کریم ہمارا شریک حال ہے عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے۔"

بہار نے منتیں بہت سی کیں۔ اس نے ناچار ہو کر کہا۔ "اچھا اپنی کنیزوں کو مجھے دے دو۔ بس اتنی شراکت تمہاری کافی ہے۔"

بہار نے کہا۔ "خیر بہتر ہے۔"

قران نے کہا۔ "اے برق' ابھی عیاری کو نہ جاؤ اس لیے میں یہاں سے ملکہ کو چھڑا لایا ہوں۔ وہ دھوکا کھا چکا ہے۔ مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے۔ اس سے مناسب ہے کہ

ایک منزل اور آگے بڑھ کر اس کو مارنا۔"
اس نے یہ سن کر کہا۔ "جیسی آپ کی مرضی ہو۔ اچھا چلئے کسی مقام سبزہ زار میں بیٹھ کر بطور مخفی کھانے پینے سے فراغت کر لیں کہ راہ کے تھکے ماندے ہیں۔"
یہ سننا تھا کہ سب اٹھ کر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر برلب جوئے سبزہ زار دیکھ کر بہار نے سحر سے فرش مکلف گستر وہ کیا۔ بیٹھے عیاروں نے میوہ شیر مال کباب وغیرہ نکال کر دستر خوان چنا' مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا۔
ادھر تو یہ حال ہے لیکن ادھر جب قرطاس آرام کر کے اٹھا دوسرا پہر آ چکا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر میں اور آگے بڑھ کر اترنا چاہیے۔ کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے۔ صبح کو چلیں گے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہو گا۔ دوسرے یہ کہ رات کے سفر میں سو طرح کے ضرر ہیں ملک دشمن قریب ہے۔ دن ہی کو چلنا چاہیے۔
یہ سوچ کر اس نے حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے وہ ساحر جن کے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سن کر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہیں اب تک نہ آئے آخر انہوں نے بنا چاری اہل کار لشکر جس کے سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا۔ "یہ امر دو علت سے خالی نہیں مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر قرطاس سنے گا تو اس کو ثابت ہو گا کہ یہ لوگ بھی عیاروں سے ملے ہوئے ہیں جب تو ان کو اپنے ہمراہ یہاں تک لائے۔"
وہ پانچ ساحر اس کے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر میں کوچ ہوا۔ غلغلہ اور صدائے طبل سفر سن کر عیار بھی صحرا میں خبردار ہوئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے۔ جب لشکر اس راہ سے گذر گیا۔ ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاراں کنیزوں سوار ہو کر عقب لشکر راہ لی۔ آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے۔ مقامات عجائب و غرائب صحرائے ہولناک سیر دامن کوہ و ضہرا دیکھتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح منزلہا منزل جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی۔ اس نہر کے پار جب جانے لگے۔ اس

میں سے دھواں پیدا ہوا اور تمام لشکر میں پھیل گیا۔
قرطاس نے ہر چند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اس جگہ سے اتر کر کنارے نہر کے آیا اور پکارا۔ "ملازم شاہ جاوداں ہوں نامہ لے کر جاتا ہوں مجھے کس نے روکا ہے۔"

نہر سے آواز آئی۔ "کون شاہ جاوداں ہے۔"
اس نے افراسیاب کو بتلایا ۔ نہر میں کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا۔ "وہ تجھ ایسے ساحروں کا بادشاہ ہے ہم اس کا کہنا نہ مانیں گے۔ ہمارا بادشاہ کوکب ہے۔ یہاں سے سرحد طلسم نور افشاں کا آغاز ہے۔ آگے جانے کا حکم نہیں قدم بڑھانے سے لازم احتراز ہے۔"

اس نے جب یہ سنا معلوم ہوا کہ طلسم ہوشربا اس نہر کے پاس سے ختم ہو گیا۔ اب یہاں راہ نہ ملے گی۔ چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہاں لڑنا اچھا نہیں۔ دربار کوکب تک پہنچ کر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس پہنچے۔
یہ سوچ کر اس نے کہا۔ "نامہ دار کو کسی نے روکا نہیں' سلف سے آج تک یہ امر ہوا نہیں مجھ کو بھی راہ ملنی چاہیے۔"
نہر سے صدا آئی۔ "مرا کیوں جاتا ہے دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوراں سرتاج شاہاں جہاں ملکہ بران میں گیا ہوا ہے وہاں سے تیرے آنے کا جواب آیا چاہتا ہے۔ اگر طلب ہو گا ہم راہ دیں گے ورنہ جانا مشکل ہے۔"
قرطاس یہ سن کر خاموش ہو رہا۔
ادھر ملکہ بران اور عمرو زیب مسند عزت ہیں کہ ایک ساحر حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی۔ "ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجر کو نذر دینے آئی تھی وہ اب تک حاضر ہے۔ اس کے نائب کی طرف سے اس کے پاس عرض آئی ہے۔"
یہ خبر سن کر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا۔ "اے ملکہ نامہ دار افراسیاب آپ کی سرحد میں داخل ہوا چاہتا ہے۔ آپ ملکہ بران سے اس کے بارے میں دریافت فرما کے مجھ کو حکم بھیجئے بموجب فرمان حضور میں عمل میں لاؤں۔"

یہ عرضی پڑھ کر اس نے بران کو دکھائی۔ ملکہ نے فرمایا۔ "بادشاہ سے اجازت چاہیے۔"
اور وہ چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے۔ اس وقت ایک پتلا نامہ اس کا خود لے
کر آیا۔ ملکہ کو دیا اس میں لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنے کی خبر ہم نے سنی ہے اے
فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ ایلچی راز وائے نیست
پس اس کو جس طرح وہ آتا ہے آنے دو۔"
یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے اجازت دی۔ مروارید نے عرضی دستخط کرا کے خود بھی حکم
لکھ دیا۔" اے گرداب جادو حکم ملکہ بہر راہ وہی نامہ دار ہے تم راستہ دے دو۔"
غرضیکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا۔ دستخط ہو کر اس نے پائی اور لا کر گرداب کو پہنچائی۔
قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر پھرے' تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی۔ "جاؤ اجازت
ہے۔"
لشکر لے کر یہ نہر کے پار بزور سحر اڑ کر پہنچا اور کچھ دور جا کر وہ دن تمام ہوا اس
نے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم میں دوسرے بادشاہ کے ہیں۔ یہاں قیام کرنا چاہیے۔
یہ سوچ کر ایک صحرائے سبزہ زار میں اترا۔
مگر بہار جو تخت اڑائے پیچھے اس کے آتی تھی۔ وہ بھی قریب نہر آ کر پہنچی۔ پھر وہاں
سے دھواں نکلا اور آواز آئی۔ اب کون جاتا ہے۔"
بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا۔ "تم کون ہو۔"
آواز آئی۔ "ملازم کوکب۔"
اس نے یہ سن کر معلوم کیا کہ یہاں سے سرحد طلسم کوکب کا آغاز ہے یہ معلوم
کر کے پکارا۔ "اے سرحد دار جلد ہم کو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہیں اگر
تمہارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کریں گے تمہارے لیے برا ہو
گا۔"
یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور دھواں موقوف ہوا صدا آئی۔ "جائیے آپ کا گھر
ہے۔"

یہ بھی مع بہار تخت اڑا کر پار اترے اور وہاں کے صحرا میں جا کر ایک کنیز کو بھیجا
کہ وہ طائر بن کر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہاں پر اترا ہوا ہے۔ یہ خبر سن کر سب اس
جگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہو گیا یعنی شعاع مہر تاباں دریائے کہکشاں میں ڈوبی اور
مہر تاباں کو نہر استوا سے گذر جانے کی اجازت ملی کہ

غروب شمس کا پہنچا جو ہنگام
نظر آنکھوں میں آیا سرمہ شام
کرن خورشید کی دریا میں ڈوبی
دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیاروں نے کہا۔ "اے بہار اب تم کہیں جا کر مخفی ہو۔ ہم اس کا
کام تمام کر دیں۔"
بہار نے کہا۔ "بہتر' کنیزیں میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انہیں چھوڑ جاؤں یا
وہ بھی جائیں۔"
برق نے کہا۔ "چھوڑ جاؤ۔"
بہار کنیزوں سے کہہ کر جو مہتر صاحب کہیں بجا لانا آپ بزور سحر طائر خوش رنگ بن
کر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھ کر خوشنود ہوں۔
عیاروں نے بعد اس کے جانے کے کچھ صلاح کی۔ قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق
نے کنیزوں سے کہا۔ "تم اپنی صورتیں بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تم کو پکڑ لے
گیا تھا وہ پہچانتا ہے۔"
کنیزیں حسب الارشاد سحر پڑھ کر بصورت مبدل تیار ہوئیں پوشاک کی بھی وضع اور
رنگ بدلا ہوا تھا۔
جب یہ تیار ہو چکیں۔ برق نے کہا۔ "بزور سحر یہاں اس طرح کا مکان مع فرش و مسند
و اسباب عشرت مہیا ہو جائے۔

کنیزاں بہار تو ہمیشہ سے اس کی تعلیم میں رہی ہیں جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہیں۔
برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ باغ دلبستان اور قصر رفیع لائق شاہاں

و ساماں عیش زینت بزم معشوقاں اسی وقت بن کر تیار ہو گیا کہ اس کی نسبت یہ
کہنا زیبا ہے سراسر طلسمی کارخانہ ہے۔
غرض جب یہ ساماں درست ہو چکا۔ کنیزوں سے کہا۔ "تم میں سے دو آدمی لشکر قرطاس
میں جائیں اور کہیں کہ یہ جگہ قبضہ میں ملکہ گلزار جادو مالک بیاباں گلزار کے ہے۔
تمہارے اترنے سے زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی نیز دیگر اقسام کا ضرر پہنچنا متصور
ہے پس تم یہاں سے آج کے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ بران سے تمہارے قیام
کرنے کی نسبت پوچھا جائے گا۔ جیسا حکم ہو گا عمل میں آئے گا۔"
کنیزیں یہ حکم سن کر بصورت مبدل اڑ کر روانہ ہونحیں اور ازبسکہ شب ماہ ہے۔ قرطاس
بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہے اور شراب پی رہا ہے مگر اترتے
ہی سحر کر دیا ہے کہ کوئی غیر نہ آئے۔ اس لیے کہ ملکہ پرایا ہے۔ یہ تو اس طرح
بیٹھا ہے۔
مگر برق دو کنیزوں کو بھیج کر اور باقیماندہ سے گویا ہوا۔ "تم ٹھہرو میں آتا ہوں۔"
یہ کہہ کر آپ لشکر قرطاس میں آیا' جیسے ہی اس کی بارگاہ کی طرف چلا ایک پرچھائیں
پکڑنے دوڑی۔
اس نے پھر کہا۔ "اے بیر سحر کے جا کر اپنے مالک سے کہہ دے کہ برق عیار آیا
ہے۔"
وہ پرچھائیں پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جا کر گویا ہوئی۔ "آپ نے مجھ کو مامور کیا
تھا کہ کسی کو آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا۔ میں نے اس کو گرفتار کرنا چاہا'
اس نے کہا۔ "کہہ دو کہ برق عیار آیا ہے۔"
یہ خبر سن کر یہ حیران ہوا کہ وہ یہاں کہاں مگر پرچھائیں سے کہا۔ "آنے دے۔"
غرضیکہ برق اس کے پاس گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا۔ "آپ کیونکر آئے۔"
**

اس نے کہا۔ "ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہیں استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آنا ہوتا ہے۔"

یہ تقریر سن کر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہو گا پس گویا ہوا۔ "پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے۔"

اس نے کہا۔ "اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ نے دوبارہ مجھے کو گرفتار کر کے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کر دیا۔ لہذا پاداش میں اس نیکی کے میں آج آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ عیاری کر کے آپ کو ماروں گا۔"

یہ سن کر قرطاس ہنسا اور کہا۔ "آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھ کو کوئی مار نہیں سکتا۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ دونوں ساحرہ جن کو پہلے سے یہ بھیج چکا تھا۔ اڑتی ہوئی آئیں جب زمین پر آ کر سامنے آ کر اتریں پر چھائیں ان کو بھی پکڑنے دوڑیں وہ کنیزیں بہار کی ہیں انھوں نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر پرچھائیں پر پڑا اس کی روشنی سے وہ سایہ دور ہوا۔ قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن میں بہتراز ماہ مبین صورتیں سلونی چہرے نمکیں چال میں مورنیاں' وصل میں گھٹورنیاں سفاک جان تمنا طلجائے حرماں شیدا زبان خوگر انکار کانوں کو لالہ و فریاد سننا درکار بنی کو انتہا کی خوردبینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب میں آب حیوان کا اثر آنکھوں کو لگاوٹ یاد گریہ بخش عاشق ناشاد

نہ کیونکر قتل کے اس کا سبب ہو
کہ جب تیری نظر سوئے غضب ہو
وہ عارض مہر تاباں جن پہ قربان
کریں گھر دل میں ایسے تیر مژگان
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم
کہ جس کو دیکھ کر ہو طبع برہم

وہ دونوں ادھر آتی ہیں یہ دیکھتے ہی پکارا۔ "واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ
میری پرچھائیں کو بھی مٹایا۔"
ان غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا۔ "لو چو نچلے بگھارنا تو دیکھو ہمارے ہی

گھر میں تو دھرنا دیا ہے اور ہمیں کو آنے کی ممانعت ہے۔ اے صاحب یہ سرزمین بیابان
گلزار ہے جس کی کہ مالک ملکہ گلزار ہے ان کے حکم سے تمہیں مطلع کرنے آئے
ہیں۔ پیام یہ لائے ہیں کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہے آپ یہاں سے ہٹ
کر مقام کیجئے۔ ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہے کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھ
کر حکم مناسب دیا جائے گا۔ آج آپ کو یہاں سے ہٹنا پڑے گا۔"
قرطاس کو یہ پیام سن کر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہاں فساد ہونے میں عمرو تک پہنچنا رہ
جائے گا۔ یہ سوچ کر بمنت پیش آیا گویا ہوا۔ "آپ اتنا خفا نہ ہوں ہم مسافر ہیں
مہمان نوازی شرط ہے۔ آج رات بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے
جائیں گے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی کمال ہے خیال زیادتی
ملال ہے آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجئے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا
اور صبح کو وہ چلا جائے گا۔"
کنیزیں یہ سن کر پرواز کر کے روانہ ہوئیں۔ بعد ان کے جانے کے برق نے کہا۔ "میں
بھی رخصت ہوتا ہوں خبر شرط ہے وہ کر دی ہوشیار رہئے گا۔"
اس نے کہا۔ "میں بخوبی ہوشیار ہوں آپ جائیے۔"
یہ بھی اٹھ کر چلا اور اسی باغ میں آیا۔ کنیزوں سے کہا۔ "اب تم پھر جاؤ کہنا کہ
ملکہ گلزار نے کہا ہے کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئیں جانتے ہیں تو بلا سے ہمارا
نقصان ہو گا اور بران ہم پر خفا ہوں گی۔ ہم آپ کے مشتاق ہیں۔ یہاں تشریف لائیے۔
دو گھڑی کے لیے اپنے باغ میں ہم تشریف تنہا لائے ہیں آپ بھی آ کر دل بہلائیے
پھر چلے جائیے گا۔"
کنیزیں حسب الحکم دوبارہ روانہ ہوئیں اور قرطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ

پہنچیں وہ مستفسر ہوا کہ "کہو اب کیا پیام لائیں" انہوں نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا۔

اس نے سن کر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے آگاہ نہ تھی۔ اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھ کو طلب کیا ہے اس لیے کہ جانتا ہے کہ وہ عیار یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ جب کنیزیں پیام لائی تھیں اور اگر عیار ہوتیں تو اڑ کر نہ آتیں اور میری پرچھائیں مٹا نہیں سکتیں۔ یہ سوچ کر ان سے کہا۔ "میں کسل مند ہوں اس وقت معاف فرمایئے۔ صبح کو میں حاضر ہوں گا۔"

کنیزوں نے ہنس کر کہا۔ "بہن چلو اسے مردوے کو بھی دماغ ہے کہ ہم ایسے ہیں جس کو شہزادیاں بلاتی ہیں۔

که ہم وہ ہیں کہ جس پر اک نظر ہو
قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی
لحد تک بھی نہ بجھنے پائی آگ دل کی

لو اور غضب سنو ہماری ملکہ ایسی ہی تو ان کی مشتاق ہیں جو رات بھر باغ میں پڑی رہیں گی۔ شکر نہیں کرتے کہ ابھی تو نکالا ملا تھا۔ اب اسی نے رحم کھا کر جو بلایا ہے تو ان کو اغماز ہوا ہے۔"

یہ کہہ کر پھریں اس کو خیال ہوا کہ جیسے یہاں رہے ویسے وہاں ملکہ عورت حسینہ جوان تنہائی میں بلاتی ہے کیا عجب ہے جو اس کا اور کچھ مطلب ہو پھر ازیں چہ مطلب ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی۔ یہاں تمہارا کوئی نہیں یہ رفاقت کرے گی مدد وقت جنگ اس سے ملے گی' جانا چاہیے۔"

یہ خیال کرکے پکارا۔ "آپ آزردہ نہ ہوں میں چلتا ہوں۔"

کنیزیں پھر آئیں۔ یہ اٹھ کر اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا۔ جواہر جا بجا

زیب جسم کر کے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزاں روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر سے چلا۔

○○○

• فولاد کو ہی جادو

اس طرف برق رنگ روغن عیاری لگا کر ایک زن خوبرو کی سی صورت بن کر مسند ناز پر بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہے۔ لباس پر زر پہنے ہے۔ سر سے تاقدم جواہر کار زیور تن منور پر آراستہ کئے ہے۔ مانگ موتیوں سے بھری ہے۔ ناہید فلک ہزار جان سے اس بھولی صورت سے صدقے ہوا چاہتی ہے۔ قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہے۔ یہ کہتا روا ہے کہ

لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو
نہایت تیز تھی شمشیر آبرو
مژہ کی برچھیاں تکتی تھیں دل کو
نگاہ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون خاطر چند
نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ آبرو جو کہ شمشیر قضا تھے
دم ایما جہاں کہ دلربا تھے
وہ آنکھیں جن پہ صدقے روح عالم
نہ دے یاد ان کی فرصت دل کو اک دم
دہن وہ تنگ جو پنہاں نظر سے
تصور میں دھوئیں اٹھیں جگر سے
وہ دورہ حلقہ چاہ زنخدان
فدا جس پہ ہزاروں جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شور جن کا

زمین سے تا فلک ہر جا پہ پہنچا

وہ بازو اور وہ ساعد نور افشاں
کہ جن کی یاد ہر مرگ مسلماں
وہ ساق و خوش نما آئینہ نور
لقب جن کا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے
نہیں معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اس صورت سے رونق افزائے گلشن تھا اور قران جو صحرا میں کیا گیا تھا ایک پگڑی سر پر باندھ کر گیا تھا رومال شالی اوڑھا لباس نفیس پہن کر صورت بہ شکل ساحراں تبدیل کر کے حاضر باغ ہو کر دروازہ پر ٹھہرا کہ ہمراہ کنیزاں قرطاس پہنچا۔
قران نے بڑھ کر تسلیم کی اور نذر دی کہا: "ٹھہریئے میں ملکہ عالم کو خبر کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اندر آیا۔ برق کو اطلاع دی کہ وہ بناز و انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بصد اغماز در باغ پر آیا۔
ایسا معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلہ سے آفتاب نکل آیا۔ قرطاس نے دیکھا کہ نور باغ سے ساطع ہوا۔ خوابگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہے یعنی وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر چرخ دلبری جس کا جوبن آفتاب بن کر فلک پر چمکا ہے۔ اختر سپہر وقت سحر جس کی چشم پر حیا ایک نمونہ ہے۔ نگاہ جس کی ترقی بخش انوار تصور میں جس کے قیامت تک محو دیدار غمزدوں کی ہنسانے والی عاشقوں کو راہ بتانے والی شبنم اس کے عرق جسم سے جھٹک کر ہمیشہ گریہ ناک سحر اس کے عاشقوں میں ملنے کے لیے گریبان چاک فدا اس کی جان بخش دل فگاران' آمد اس کی نوید جان بیقراراں' تمنا اس کی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ اس کا بہر قتل تیار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش

نظر آئی اسے وہ مجمع نور

دیار ہوش جس سے منزلوں دور
بہ شکل آرزو پنہاں عیاں میں
نہایت شوخ طرز مدعا میں
چمک کر برق شمشیر نظر کی
عیادت کے لیے آئی جگر کی
لحاظ تو بہ مثل زلف برہم
لب زاہد پہ شکر خندہ غم

یہ بیہوش ہو کر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جان مسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہر بار ہوئی کہ: "آئیے تشریف لائیے۔ اللہ بڑا انتظار دکھایا' ہاں سچ ہے ہمیں مشتاق جو پایا۔ اسی سے آپ نے منہ چھپایا۔"
یہ کہہ کر خنداں اس گلزار میں کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی۔ جب یہ اندر آیا اس باغ کو پراز طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدیں' سینہ ارض کی بر آئی تھیں سبزہ تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا۔ ہجوم شوق نے اس سرد مقام پر گرمیاں جتائی تھیں۔ جوش آرزوے بادہ پرستان اسی جا پر آتی تھی روح آرام پاتی تھی۔اس جا کے اسباب عشرت و صفائے عمارت پر جان گلہائے بہار پر خون پاکیزہ طینت دہر کو اس کے نقش میں جنون کہ

نظر آئے نہال سبز و شاداب
کہ جس کی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے

ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے

نہال باغ سب مقیش افشاں

نگاہیں دیکھنے والوں کی قرباں

مکان مثل دل عارض مصفا

پھسل جائے نظر وقت تماشا

مناسب سازو سامان جا بجا پر

کہیں گھٹ بڑھ نہیں سب کچھ برابر

چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو

دلوں میں گھر کریں مانند جادو

قرطاس یہ کیفیت دیکھ کر دنگ تھا۔ سکتے کا رنگ تھا کہ نقلی ملکہ نے لا کر مسند پر بٹھایا۔ پہلو میں آپ جلوہ فرمایا۔ اس کا دل گم شدہ پھر سینہ میں آیا۔ سمجھا کہ یہ سفر تجھ کو مبارک ہوا۔ یہ نازنین تجھ پر فریفتہ ہے۔

غرض اس کے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچ کر جام بادہ احمر جس میں بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھوں کو جس طرح ساغر چھلک جاتے ہیں یا مست بہک جاتے ہیں گردش دے کر آگے اس کے بڑھایا اس نے بھی کہ مست مے الفت تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا۔ ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ

طبیعت صورت مے جوش میں تھی

تمنا عزم نوشا نوش میں تھی

ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام

جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام

صدا آئی فراز آسمان سے

سفر ہے نامبارک اب یہاں سے

جب خوب اس کو نشہ ہوا گھبرا کر ہر سمت آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس وقت قران بھی باہر سے آ کر سر نقلی ملکہ پر رومال جھلنے لگا اور برق نے اس کو بیہوش ہونے کے قریب دیکھ کر کہا: "کیوں میاں قرطاس مزاج کیسا ہے۔"

اس نے کہا: "اے ملکہ درد سر از حد ہے اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا۔"

پھر برق نے ہنس کر کہا: "او مسخرے بیہودہ تو نے مجھ کو پہچانا کہ میں کون ہوں۔ میں برق عیار ہوں۔"

یہ سنتا تھا کہ اس نے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ بسان سبوچہ مے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہو گیا۔

برق نے خنجر کھینچ کر سر نجس جدا کیا۔ شور و غوغا عالم میں پھیلا اندھیرا ہو گیا۔ صدا آئی: "مارا قرطاس جادو کو لشکر میں اس کے بھی اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سن کر جلد جلد مسلح ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اس کے مرتے ہی اڑی اور کنیزوں کو پکاری جلد آؤ۔

وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کر کے پیچھے چلیں۔ عیار صحرا میں چلے گئے اور بگولے لاش قرطاس کو چکر میں دیتے جانب افرا سیاب لے چلے۔ اس اثنا میں لشکر "لینا لینا" کہتا بڑھا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یا قوت رنگ نکال کر کھولی اور سحر پڑھ کر دستک دی ڈبیا سے دھواں نکل کر مثل ابر تیر و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہے یعنی چاندنی گھٹا میں نکلی ہے۔ سامنے ایک چمن ستان سبزہ زار لگا ہے۔ سر سبزی سے خوش نصیباں زمانہ کو شرماتا ہے۔

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب
شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار
برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق
اداہٹ میں کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگیں
کسی میں اور ہی صورت کی تزئین

بیچ میں اس گلشن نما کے چبوترہ ہے وہاں ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہے

کہ رشک حور ہے وہ صاحب جا
پری پیکر سمن بر غیرت ماہ
نظر میں تیزیاں تیغ اجل کی
لب شیریں میں شیرینی عسل کی
غضب آنکھوں میں مثل کیف لبریز
سنان ہر مژدہ دل کے لیے تیز
نگہ پہنچی جو سوئے سینہ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
قریب پختگی پستان کوہ پائے
ہوس کچھ اور ہی مطلب سجھائے
جو اٹھی لو تھی شمع ساق پاسے
تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

**

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزیں گل رخسار ہاتھوں میں عہدے لیے کھڑی تھیں۔ امنگیں دل میں جوانی کی بھری تھیں۔ تمام لشکر اس گل رعنائے باغ حسن کی بہار دیکھ کر اور ہوائے گلشن سحر سے مسحور ہو کر اپنی ہستی فراموش کر گیا۔ خودی سے گذر گیا۔ یہ خیال بالکل نہ رہا کہ

نہیں ہے یہ چمن شان دیدار
یہاں احسان سے ہوتا ہے گنہگار
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے
دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
مقدر نے ہے وہ ساماں دکھایا
کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زباں سے
بڑھے روتے ہوئے اپنے مکاں سے
سہے جاتے نہیں رنج جدائی
دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب باغ پہنچے بولے جانی
خدا رکھے یہ تیری نو جوانی
زیاد حسن کا ہے نور پیارے
رہے قربان جان حور پیارے
اجی ہم پر بھی ہو گی مہربانی
کہ ہو کچھ لحظہ لطف زندگانی

یہ صدائے آہ واہ اس رہزن شاہ راخرد نے سن کر کچھ کنیزوں سے کہا: "وہ سب درباغ سحر پر آئیں اور پکاریں کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ۔" لشکری

شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انھوں نے ایک ایک ہار پھولوں کا ان کے گلے میں پہنایا اور کہا: "تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھیں شرم نہیں آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے۔ میں اکیلی اور سارا لشکر مجھ پر مرتا ہے۔ چاہیئے تھا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کئے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اٹھاتا یا جان سے جاتا۔ جب ایک شخص رہ جاتا تو اس کو میں اپنے پہلو میں بٹھاتی یہ بدنامیاں نہ اٹھاتی۔"

یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ میں شعلہ زن ہوئی۔ آتش گل نے جان بلبل میں آگ لگا دی آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا: "سنا بھئی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اس کے غمزہ جاناں کی میں مار ڈالوں گا۔" دوسرے نے بھی یہی جواب دیا: "میں خود تجھ کو منع کرتا ہوں کہ اس عاشق جان پر جان نہ کھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا۔"

غرض باہم تکرار ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے لگا۔ سحر کی لاگیں منتروں کے حربے چلنے لگے۔ ترسول پنسول ناریل ترنج وغیرہ اچھلنے لگے۔ صف مژگان یار نے صف کشی کرا دی۔ آنکھوں کے لڑنے نے لڑائی دکھا دی۔ جادوگری دکھا دی۔ دم بھر میں صدہا سر اس سفاکہ پر نثار ہو گئے۔ نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے۔ ہزارہا جان سے اس گلبدن پر قربان ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی میں کھو گئے۔ حسرت وارماں ان پر رو گئے

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ
کہ ہوں مرداں شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جاں فروشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کڑکیٹ کہتے تھے یہ کڑکا
کہ منہ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا

کھلے بیڑے پڑے شمشیر میں ہاتھ

کھنچیں تیغیں بندھا ہر غول کا ساتھ

یکایک ہر طرف سے برق چمکی

مبارک باد دی خواب عدم کی

جو تھے افزائش جرات سے بیتاب

ہوئے رخسار ان کے آتشیں تاب

لبوں پر آئے کف غیظ اجل سے

ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے

مری معشوقہ ہو کر وائے تقدیر

وہ ہوئے غیر سے جا کر بغل گیر

اگر باقی رہے گی جان تن میں

تو ہو گا لطف کچھ اس انجمن میں

کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے

ہوس اب گور سے دست و بغل ہے

جدا ہونے لگے پاؤں سر و دست

کوئی خستہ کہیں نعرے کہیں جست

کہیں سیلاب خون سے سرخ راہیں

کہیں زخمی تنوں کی سرد آہیں

کڑکتی تھی برابر برق شمشیر

اجل تھک گئی ایسے چلے تیر

گرے گرداں شیر افگن زمیں پر

کہیں تن سر کہیں توسن کہیں پر

پھر آخر مہر نے چاہی بلندی

ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی
ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر

جمال صبح چمکا شیر ہو کر

یعنی جس وقت تیغ تیز مہر سے سردیو شب کا جدا ہوا اور سیاہ لیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کرایا۔ وہ لشکر سارا' رات بھر لڑ کر کٹ گیا۔ عجب ہنگامہ ساحروں کے مرنے سے برپا تھا' آندھیاں آتی تھیں۔ تاریکی میں بیروں کا غل شور محشر سے کم نہ تھا۔ جب اجالا ہوا' دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے تھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی اور وہ باغ اور تمام آرائش سحر جاتی رہی۔ ان کے بھی گلوں سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے۔ افسر ہوش میں آگئے۔ تمام لشکر کو مردہ پایا۔ چراغ ہستی کو مردہ پایا۔ سمجھے کہ بہار کے سحر میں ہم گرفتار تھے یہ سمجھ کر ارادہ قصاص کیا۔ کنیزان بہار نارنج پکڑ کر للکارتی ہوئی آگے بڑھیں یہ زخمی بہت تھے۔ خوف میں آ کر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے۔
بعدان عیار کے دونوں تعریف کرتے ہوئے کہ: "اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا۔"
ملکہ نے کہا: "یہ کیا ادنٰی سحر تھا کیا کہوں قرطاس کو آپ نے قتل کیا۔ ورنہ حال اس کو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر کو چلنا مناسب ہے۔"
یہ کہہ کر تخت سحر پر سب کو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا: " آخر تو چلتے ہیں۔ اس طرف کی سیر کرتے چلیں۔" یہ سن کر جدھر سے آئی تھی ادھر رخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے۔ کہیں پہاڑ نظر آتے تھے کہیں دریا تھے۔

کہیں سبزہ کہیں کچھ شہر آباد

کہیں ویرانہ مثل طبع آزاد

کسی جانب کو کوہ آسمان جا

کہیں باہم درخت ایسے نہیں راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور ایک بیابان نظر آیا۔ سراسر اس میں طلسمی کار خانہ پایا کہ بموجب

طلسمی اس کا تھا سب کارخانہ

وہ تھا پریوں کے رہنے کا ٹھکانہ

درختوں میں اثر تھے سحر کے تیز

گلوں کے جام تراشوں سے لبریز

برابر ان کے غنچہ تھا لب بند

وہ عقد سحر سے تھا اے خرد مند

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ

نظر آیا انہیں ایک قلعہ سنگ

کہ تابندہ ہے مثل مہر انور

جڑے ہیں زر کے دیواروں میں پتھر

زمین شفاف رستہ صاف و روا

نہال سبز مثل باغ پیدا

درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ

نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ

کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب

کوئی مانند لال سرخ نایاب

ثمر کی جا گہر سب میں نمودار

چمک پتوں میں جیسے عارض یار
وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد
چمن خندہ گلوں کے لب پہ فریاد
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا
سر ہر شاخ سے بارش ہے پیدا
زمین جنبش میں مثل قلب بیتاب
تلے اوپر کہیں پیمانہ آب
قریب اک حوض اس میں خون لبریز
کناروں پر کشیدہ خنجر تیز
کہیں پتھر کے انساں وہ بھی گویا
کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت میں صحن آسماں کو شرماتی اس بارگاہ آسمان جا سے ہٹ کر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا۔ کئی لاکھ ساحروں کا مجمع تھا۔
یہ دیکھ کر قرآن نے کہا: "اے بہار تم راہ بھول کر قلعہ نور افشاں کی جانب آگئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم قید ہو جائیں جلد یہاں سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہے۔ جب تک استاد کو یہاں خبر ہو گی اور وہ کوکب سے کہہ کر چھڑائیں اس وقت تک میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"
بہار یہ سن کر وہاں سے سناٹا مار کے تخت اڑاتی بہت دور نکل گئی اور ایک صندل کے جنگل میں پہنچی۔ دیکھا کہ شاہد ارض رنگ کا درد سر کھونے کو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے۔ حرارت سودا زدگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہے۔

وہاں پہنچ کر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اتار سیر کرنے لگے۔ بوئے صندل سے دشت مہکتا تھا۔ ہزارہا مار سیاہ درختوں سے لپٹا تھا۔ کنڈلیاں سانپوں کی درختوں کے ٹہنے سے لپٹی یوں نظر آتی تھیں کہ بموجب اس بیت کے'

سیہ چوڑی بدست آن انگارے
بشاخ صندلیں پیچیدہ مارے

وہاں کی سیر کر کے جب آگے بڑھے۔ دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف گھرتی آتی ہے۔ فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہے۔ ہزارہا آفتاب چمکنے لگا۔ ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ

مقابل آگیا اک قلعہ خوب
طلائی جس کی دیواریں خوش اسلوب

یہ محاصرہ ہوتے دیکھ کر بہار تخت پر سب کو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بن گئی' مگر جس قدر بلند ہوئی' وہی دیوار طلائی سامنے آئی رہائی نہ پائی۔ ہزاروں طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہ ہوا گھبرا کر عیاروں سے کہا: "ہم کو کسی نے قید کیا۔"
یہ کہہ کر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کی طرح حیران تھی۔
اس عرصے میں ایک سیاہی فلک کی طرف آ کر محیط عالم ہوئی رعد گرجا' برق شعلہ فشاں چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آ کر اس نے کہا: "بی بی کس کے لیے پریشان ہو' سربہ گریباں ہو ذرا سوچو کہ انسان اپنے بس آتا ہے اور پرائے بس جاتا ہے اب جس کے گھر آئی ہو' وہ جب رخصت کرے گا تو جانا ہو گا۔"

بہار نے پوچھا: "یہ گھر کس کا ہے۔"
اس ساحرہ نے جواب دیا: "شاہ عیاراں جناب خواجہ عمرو کا ہے۔"
بہار نے کہا: "پھر وہ کہاں ہیں۔"
اس نے کہا: "آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہیں۔"

یہ آخر اس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوئے وہ کچھ دور چل کر ان سب کو ایک باغ میں لائی کہ وہ گلشن ہزاروں بہاریں دکھاتا تھا۔ اپنی بہار دیکھ کر ایسا اترتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا۔ جملہ سامان راحت اس میں مہیا تھا۔ مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کاری سجا تھا۔ اس میں بالا خانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اس پر نمگیرہ کھینچا ہوا' پری کی تصویر تھا زیر نمگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے ان کو بٹھایا اور کہا: "آپ ٹھہریے میں خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر چلی اور باہر آ کے باغ کے دروازے کو بند کر کے تخت پر بیٹھ کر چلی گئی۔
یہ تینوں بالا خانے پر بیٹھے سیر دشت طلسم میں مصروف ہیں۔
مگر جس سرحد میں کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحروں نے جا کر تمام ماجرا خدمت کوکب میں عرض کیا۔ وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھ کر بران کو بھیجا نامہ بران کو پہنچا۔ اس نے پڑھا لکھا تھا: "اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اس کو قران اور برق نے اس طرح راہ میں مار ڈالا اور بہار ملکہ نے یوں لشکر کو شکست دی اور بیابان صندل کے آگے ایک باغ میں وہ سب فروکش ہیں ۔ خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی میں آئے تو جا کر مل آئیں ورنہ ہم ان کی دعوت کر کے رخصت کر دیتے ہیں خواجہ صاحب کے ہم شبیہ کو ان کی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہیں۔"
یہ نامہ پڑھ کر ملکہ عیاروں کی فطرت پر ہنسی اور ان کے حوصلہ پر آفریں خواں ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب کر کے بغیر قتل کے نہ چھوڑا۔ پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا۔ خواجہ بھی بہت ہنسے۔ پھر خیال کیا کہ شاید تم کو کوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے جدا نہ ہو۔ یہ سمجھ کر ملکہ سے کہا: "اے ملکہ آپ نے مجھ سے

ایسی الفت کی ہے کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ اچھا آپ لکھ بھیجئے کہ بادشاہ دعوت کر کے رخصت کر دیں۔"

ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا۔ شاہ نے بموجب مرضی عمرو اسی ہم شبیہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا۔ طلب کر کے مع سامان دعوت بچشم وخدم ہمراہ ایک امرائے دولت کے روانہ کیا۔

یہاں بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا سنائی دیا۔ بالا خانے پر کھڑے ہو کر تو سامان سواری سامنے نظر آیا۔ آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجتے ان کے بعد تخت پر سوار ساحر اہتمام کرتے۔ پھر بہت سی پالکی نالکی جن پر جادوگرنیاں لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر ان کے زیور مرصع کار کی بہار نکلیں۔ ان کے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑے کی کرتے۔ لڑکے خوبصورت لوٹے لخلخوں کے لیے آگے بڑھ گئے۔ پھر یساول و چوبدار خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوئے۔ ان کے بعد ایک تخت پر عمرو سوار جلو میں باد بہاری خلعت زرتار پہنے، جس سے زریں لباس مہر شرمسار تاج کئی سو کنکرے کا رکھے۔ جواہر سے جسم کو تزئین دیئے روانہ ہوئے۔ صدائے طرقو اے ارض وغیرہ بھرا ہے۔ چاؤش دور باش کہہ کر للکارتے ہیں۔

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہیں۔ بڑے جاہ و حشم سے سواری جاتی ہے۔

یہ کیفیت عیاروں نے دیکھ کر کہا: "استاد جاتے ہیں۔"

برق نے کہا: "میں تو پکارتا ہوں۔"

قران نے کہا: "کہیں ایسا دیوانہ پن نہ کرنا خلاف ادب ہے، ادب سے آگے بڑھنا۔"

یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکل گئی۔ کچھ عرصہ میں وہی ساحرہ جو یہاں بٹھا گئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا۔ ان کے سامنے پہنچ کر ہر ایک ساحر گویا ہوا: "چلئے آپ سب کو خواجہ سلامت نے بلایا ہے۔"

بہادر نے کہا: "ہم سمجھتے تھے کہ یہیں تشریف لائیں گے۔ یہ انہیں کے رہنے کی جا

ہے۔"
اس ساحرہ نے کہا: "جی نہیں۔ یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانہ ہے۔ ان کے لائق یہ کب جگہ ہے۔"
غرضیکہ تخت پر سوار کر کے عیار وغیرہ کو ساحر لے چلے۔ اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر آئی اور کچھ دور آگے جا کر ایک باغ کی بہار دکھائی دی۔ دروازے پر اس کے عملہ کے لوگ خدام و دربان ویسا دل وغیرہ کا مجمع ہے۔ یہ وہاں اترے۔ سب نے ان کی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی۔ یہ پھر داخل باغ ہوئے۔ دور سب رنج دل کے داغ ہوئے۔ عجب بہار آگیں وہ گلشن نظر آیا۔ جس سے دیدہ دل نے سرور پایا۔ سوسن سیہ رنگ وہاں سرمہ بصارت آگیں چشم مشتاق گل روشنی میں نور دیدہ مشتاق نرگس مخمور برنگ دیدہ حور سنبل کے پیچ عقدہ سربستہ آرزوئے عاشقاں سرو موزوں سر بلند مرادیاماں کہ

گلوں میں سب طرح کے رنگ پیدا
ہر اک میں تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہریں ہر اک سو
جو لے جائیں دل شائق سے قابو
نوا زن جا بجا مرغاں خوشرنگ
ہر ایک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر ایک بارہ دری کا شانہ نور
میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت باتکلف فرش سارے
کہ حسن کے حسن پر پھسلیں نظارے
ہجوم ماہ رویاں ہر قدم پر
ہوائے شوق کے جھونکے برابر

مزاج شائقاں حسن برہم

نظر کو دید سے فرصت بہت کم

ارادے شوخیوں پر قصد چالاک
ہوس مغرور جوش شوق بیباک

ترنم زا صدا ہر نازنین کی
خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن میں تخت جواہر کار پر عمرو جلوہ فرما تھا۔ چتر زریں سر پر گردش کرتا تھا۔ گرد کرسیوں پرا مراؤ زرا کا دور بندھا تھا۔ ہزار ہا نازنین شوخ و چند عہدے ہاتھ میں لیے حاضر تھیں۔ صد ہا کنیز عزت دار و پر تمیز بسان مہر تاباں لباس زر میں پنہا فن عاشقی سے ماہر تھی۔ رقص سامنے ہو رہا تھا۔ ساز عشرت آواز بج رہا تھا۔ ان سب نے جا کر خواجہ کو سلام کیا۔ عمرو تخت پر سے اٹھا اور ہاتھ پھیلایا پہلے آ کر قران نے سر سینہ سے لگایا۔ ہر ایک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی ہائے جواہر پر بٹھایا' خواصین زریں کمر نازک اندام حسب ایمائے عمرو کشتیاں خلعت گراں بہا کی جنھیں مالا مروا رید کے اور بہار کے زیور سے مرصع تھا' لائیں۔ وہ خلعت عیاروں اور بہار کو عنایت ہوئے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دے کر ہر ایک کو خوشنود کیا۔ پھر حکم آغاز ہونے جلسنہ عشرت دیا۔ فوراً بط مے کے قہقہے بلند ہوئے بحر پر جوش ہوس سے پرستار رواں تھا۔ کشتی شراب چلنے لگی۔ ساغر حباب شیشہ دل بنے ایک لمحہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمن بر مزاج توبہ برہم ہوا۔ چشم زاہد میں مستی کا عالم یہ ہوا کہ

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو

صدائے ریزش مے سخت دل جو
ترشح کیف کا آنکھوں سے پیدا
ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہیں بہکے ہوئے آغاز و انجام
کوئی مصروف دیدار ولا رام

اسی لطف مے کشی میں ناز نیناں قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا۔ بادہ خواراں کو بہکایا' جلسئہ عشرت جمایا' رقص نے دل بسمل کئے۔ آبرو نے آ کر قاتل کئے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپ کر رہ گئے۔

کوئی زہرہ صف آمادہ ناز
کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے
کہ داودی ترانے یاد آئے
ملاتی تھیں جو ساز رقص دو چار
تھے ان کے اس ہنر میں ہاتھ تیار
کسی کے دست میں رنگیں گلابی
بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام
چھپا جو آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب اس نے سنوارے
ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جس وقت برائے تعظیم سیہ مست شب گردوں شیشہ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بسان
ہوس میگساراں شبنم لیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی وینا و جام اس

باغ کی نہر پر جمع ہوا۔ بادہ خواروں کا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوار ہوئی کہ
لب جوئبار کشتی رواں ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدہ و مرداں آئی تھی ماہیوں
کو یہ جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی۔ شب ماہ میں باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ میں نور
اظہار نہر میں بجھیرے پڑے' فوارے ہزارے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجیب سیر عشرت
انتہا تھی جس پر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ

بنا تھا فرش پر سنگین ہر دوش پر
کہیں تھا گلشن قالین سے بہتر
رواں اک سمت جو چشمہ تھے پر نور
خزانے ان میں فوارے کے معمور
ہزاروں اس میں میوہ دار اشجار
ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکاں عشرت افزا
میسر خلد کا ان میں تماشا
ہوئے سب یہ وہاں جب رونق افروز
طبیعت سیر سے تھی لطف اندوز
کہ پہنچا اک گروہ ماہر وہاں
مہیا رقص کا پاس ان کے سامان
ملا کر ساز ناچیں پھر وہ اٹھ کر
قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے
نہایت ان کے پر زر پیرہن تھے

تصدق دل تھے گانے کی صدا پر

فدا تھی زہرہ ہر ان کی ادا پر

ستارے ساغر مینا کے چمکے

نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے

جب سن لیلیٰ شب جوانی پر پہنچا نہر کے کنارے سے اٹھ کر بارہ دری میں آئے وہاں نعمت خانہ تیار تھا غذائیں لطیف و عمدہ دستر خوان پر چنی گئیں۔سب نے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی۔ ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہاں جا کر یہ مسہری پر پھولوں کی لیٹی نخلخے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے۔ شمع موی و کافوری روشن تھیں۔ عیار ایک اور کمرے میں کہ رشک دہ قصر جناں تھا جا کر آرام پذیر ہوئے عمرو علیحدہ ان سب سے جا کر سویا۔

مگر کیفیت سنئے کہ بہار جب مسہری میں لیٹی، کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤں دبانے کو نہ تھی۔ اس نے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرے میں آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی۔ پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اس کی لو میں سے آواز آئی: "اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آ کر پاؤں دبائے۔"

بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ: "اے بی بی تم کون ہو۔"

لو سے آواز آئی: "کنیز آپ کی شعلہ بدن ملکہ بران کی سہیلی۔"

بہار متحیر ہوئی: "یہ کنیز شعلہ بدن شمع میں کیونکر آئی مگر گویا ہوئی: "اچھا آؤ۔"

یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اس کی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پری زاد حور پیکر سمن بر اندام بنا شرم سے گردن جھکائے۔ شوخی آنکھوں میں چرائے سر سے پاؤں تک نور رنگ میں مقابل شمع طور چہرہ میں انتہا کی گرمی، باتوں میں حد کی نرمی رخسار پر ہجوم آرزوئے بوسہ کا غازہ۔ ذہن میں ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت چاہنے کی صورت:

جبین سے تا بپا نور مجسم

ہر اک انداز میں سو انداز باہم
سخن کی گرمیوں سے جان بیتاب
سرور آنکھوں میں بے لوث مے تاب
تردد سے طبیعت منزلوں دور
فدائے روئے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی۔ نہایت ملکہ بہار حیران جمال تھی مگر اس نے بادب بیٹھ کر پاؤں دبانا شروع کئے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے ان کے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچنہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی: "اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آئے' کہانی کہہ کر جی بہلائے۔"
بہار نے پوچھا۔ "تم کون ہو۔"
آواز آئی: "میں بھی لونڈی ہوں۔ بران کی سہیلی ہوں۔
بہار نے کہا: "آؤ"
یہ کہنا تھا کہ ایک پھول چٹخا اور چند پنکھڑیاں زمین پر گر کر ٹوٹیں پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزائے رنگ و نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاح حسرت عشاق شیشہ دل کی طاق امنگوں پر جس کی بہار نثار جس پہ گلزار لطف فرمائے ایام

بڑھی کچھ دور اس نازو ادا سے
کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم
کہ جس کو دیکھ کر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے بادب آ کر بیٹھی اور لب گوہر سے گلفشاں ہوئی

کہ: "اے ملکہ ایک بادشاہ تھا۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ۔ اس کو نوشیرواں کہتے تھے۔ مرد مان دنیا اس کے وقت میں شاد رہتے تھے۔

ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اس کا گلزار سمنبری ہے۔ یہ کہانی شروع حال نوشیرواں اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی۔ حال اس کا دفتر اول نوشیرواں نامہ میں ہے۔ یہاں سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ صرف طلسم ہو شربا بیان کرنا منظور ہے اس وجہ سے ترک بہتر سمجھا گیا۔

فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہاں تک پہنچائی کہ ملکہ نگار دختر نوشیرواں امیر ہو کر عاشق کے ساتھ نکل آئی اور اس کے بدن سے قباد شہریار پیدا ہوئے اور قباد کا نکل جانا' علم شاہ سے لڑ کر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا۔ سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سن کر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ وحشت گریباں گیر ہوئی۔ گیسوئے پیچاں مار نے دل میں گھر کیا۔ مسکن یار دل زار بنا' نئی الجھن میں پھنسا رات کٹنی مشکل ہوئی۔ نیم بسمل ہوئی۔ ارادے ہوس کے بڑھ گئے خار غم سینہ میں گڑ گئے کہ

ہوئی الفت جو اس کی آتش افروز
جگر پر آ کے بیٹھا تیر دل دوز
الگ ہے سب سے انداز محبت
بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات
دیا دل اپنا اس دلبر کو ہیہات
طبیعت میں عجب تھی بیقراری

بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار نیند کا بہانہ کر کے چپکے چپکے رویا کی۔ ادھر عیار جو کمرے میں گئے تھے ان کی خدمت کے لیے بھی کوئی پردے کی تصویر پری بنی' کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بن کر حاضر ہوئی۔ رات بھر یہی صورت سیر کی تھی۔ یہاں تک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ
ہوئے پیدا سحر کے شرق میں ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار
نظر نہ آئی پھر کوسوں شب تار

خواجہ عمرو کا ہم شبیہ آ کر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوئے اور تسلیم کر کے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا: "اس قت آپ لوگ حمام کر کے پوشاک نئی بدلیں۔"
سب نے حسب الحکم حمام کیا۔ کشتیاں پوشاک کی مع زیور اس وقت بھی عنایت ہوئیں سب مزین و مجلی ہو کر جلسے میں آ کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا۔ اس وقت عیاروں نے عرض کیا: "حضور یہاں سے کب چلیں گے۔"
عمرو نے کہا: "جب خدا لے چلے۔"
انہوں نے کہا:"پھر ہم رخصت ہوتے ہیں۔ا س لیے کہ لشکر اکیلا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب کچھ فتور زیادہ کرے۔"
عمرو نے کہا: "کہ تمہارا جدا ہونا ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا۔"
یہ کہہ کر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ پلا کر چند ساحروں

کو بلایا اس نے فرمایا: "باغ کے شمالی دروازے سے ان کو روانہ کر دو۔"
ساحر انہیں لے کر روانہ ہوئے۔ عیار اور بہار سیر اس گلزار کی کرتے اسی دروانہ مذکور

تک پہنچے اس دروازے کو تمام جہان کی عمارت عمدہ سے کہیں بہتر پایا۔
غرضیکہ ساحروں سے مل کر باہر نکلے۔ دیکھا تو اب اس صحرائے صندل اور دیوار طلائی
کو نہ پایا۔ وہ باغ کہ جس میں ساحرہ لے گئی تھی اس کا پتہ نہ ملا۔
غرضیکہ تخت سحر ملکہ بہار نے تیار کیا اور سب کو سوار کر کے چلی۔ دشت طلسمات کی
سیر کرتی جاتی تھی۔ عیار راہ میں بولے: "اے ملکہ تم نے پہچانا کہ خواجہ عمرو نہ تھے۔"

بہار نے کہا: "تم نے کیونکر پہچانا۔"
قران نے کہا: "استاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار خلعت نہ دیتے۔"
برق نے کہا: "سچ کہتے ہو بیشک استاد نہیں تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا۔"
غرضیکہ یہ تو سیر کرتے رہ نور و منزل و مقصد ہیں۔ لیکن لاش قرطاس جادو کی بیر لیے
ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ دست بہار خدمت افراسیاب غدار میں پہنچے۔ حال قتل
اور کوائف جنگ زبان پر لائے بادشاہ کو غضب طاری ہوا۔ فرط غیظ سے کانپنے لگا امرائے
دربار کی چالاکی پر عیاروں کے ہوش پران تھے اور باشاہ کے پر غضب ہونے سے گردن
جھکائے بیٹھے تھے۔
الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا۔ سوائے اس کے ایک نامہ ملکہ حیرت کو جملہ
حال گذشتہ کا لکھ کر ترقیم کیا کہ: "دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع مصور
آمادہ کار زار ہونا' میں بھی آتا ہوں۔ وہاں میرے ملازم بہار نے قتل کئے ہیں یہاں
میں سب نمک حراموں کو ہلاک کروں گا اور صر صر عیارہ مجھ سے وعدہ عیاری کرنے
کا کر گئی تھی۔ اگر اس نے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ کے نکال دینا۔"
یہ نامہ سحر کا پتلا لے کر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیااور عازم
ہوا کہ لڑائی شروع تو خبر پا کر میں بھی جاؤں۔
اس طرف یہ نامہ حیرت کو پہنچا قتل ہونا نامہ دار کا پڑھ کر حیران ہوئی کہ کیا زبردست **

عیار ہیں جنھوں نے بغیر قتل کئی نامہ دار کو نہ چھوڑا۔ بعد متحیر ہونے کے حکم دیا: "صرصر کو لاؤ۔"

صر صر جب سے وعدہ کر گئی تھیا پنے خیمہ من فکر عیاری کر رہی تھی۔ کوئی صورت بن نہ آتی تھی اسی فکر میں تھی کہ حکم حیرات برائے حاضری پہنچا۔

یہ لرزاں و ترسان سامنے آئی۔ ملکہ نے بغضب ارشاد کیا: "دیکھ عیار ایسے ہوتے ہیں کہ تعاقب کر کے تاعمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے۔ حکم شہنشاہ تیری نسبت ناک کاٹنے کا ہے۔"

صرصر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا: "واقعی یہ کنیز خطا وار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ سے ہے کہ مجھ کو مہلت ملے اگر سر دشمناں شاہی کے نہ لاؤں تو موجب سزا ہوں۔"

ملکہ نے مہلت دی یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ آ کر صبا رفتار سے کہا: "تم صورت قران کی بنو۔ وہ جب آئینہ رکھ کر تیار بہ شکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بنا کر جس میں چہرہ روغن دار ایسا کہ لحم انسان کا چہرہ اس میں ظاہر تھا۔ سرمو فرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھائے اس لیے قران دست و پا نہایت زبردست رکھتا ہے۔ اس وجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بن گئی۔

جب یہ کسوت آرائی اور بغدہ وغیرہ درست کر کے تیار ہو چکی۔ صرصر نے اپنی صورت برق کی سی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جس کا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اسی صورت سے سر لے کر اپنے خیمہ سے اس طرح چلین کہ کوئی ہم کو نہ دیکھے۔ خیمہ و بارگاہ کی قناتوں وغیرہ میں چھپتی ہوئی چلیں۔ اس لیے کہ عیار جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے۔

غرضیکہ اپنے لشکر سے دونوں نکل کر لشکر ماہ رخ میں دونوں پہنچیں۔ لشکری ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ دونوں عیار سر نامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہیں۔

غرض یہ بارگاہ میں آئیں مہ رخ انہیں دیکھ کر شاد ہو گئی اور تخت سے اٹھ کر گلے ملی۔ بہت تعریف عیاری کی۔ خلعت گراں قیمت منگا دیئے۔ ابھی تو کسی کو معلوم نہیں کہ بہار بھی عیاروں کے ساتھ تھی ورنہ اس کا حال مہ رخ پوچھتی۔ یہی جانا کہ حسب وعدہ یہ سر نامہ دار لائے ہیں۔

خلاصہ بعد اعزاز و اکرام یہ عیارنیاں کرسی پر بجائے عیاراں بیٹھیں۔ مہ رخ نے حکم ناچ ہونے کا دیا' ساقی و مغنی ساز طرب لیے حاضر ہوئے ۔ ان دونوں نے تمام ماجرا قتل نامہ دار کو جو سن کر آئی تھیں بیان کیا کہ ہم نے اس محنت و فطرت سے اس کو مارا۔

یہ کہہ کر گویا ہوئیں کہ جب ہم ملک کوکب میں پہنچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوئے تو کوکب نے ہماری دعوت کی'اس دعوت میں جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار شاہ اسلام میں بھی نہ پی تھی' چنانچہ اس کا ماجرا ہم زبانی نہیں کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا۔ "تھوڑی سی آپ کو چکھانے کو لیتے آئے ہیں اگر اجازت ہو تو ساقی گری کر کے سب کو ایک ایک جام پلائیں۔"

مہ رخ نے کہا: "آپ یکو پوچھنے کی احتیاج کیا ہے بسم اللہ کیجئے۔"

یہ دونوں اٹھیں اور جام لے کر کستوں سے گلابیاں شراب ارغوانی کی نکال کر ب کو ابی ایک پلانے لگیں۔ مہ رخ اور جملہ سردار جس نے وہ سراب پی کر بہت تعریف کی انہوں نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام مے دیئے اور کہا: "تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی۔"

غرضیکہ بعد کچھ عرصہ کے یہ عالم ہوا کہ سازندوں کا مزاج ناساز ہوا سارنگی الٹی کر کے گلے کی طرح رتنے لگے۔ اگلا سا رنگ ہی نہ رہا۔ رنڈیوں کی نئی گت ہوئی سر نیچے ٹانگیں اوپر کر کے ہو کر نئے کھڑاک میں پھنسیں۔ سرداروں کا سر بسان چرخ دوار پھرنے لگا۔ رقص کی گردش سرنے دکھائی۔ کس کو حالت نشہ نہ آئی۔ خود غلط ہو کر

اوندھے منہ گرے۔ عیار بچیاں آستین چڑھا کر خنجر کھینچ کر چلیں کہ سب کے سر کاٹ لے جائیں اور کہیں کہ یہ اس کا بدلہ لیا ہے کہ جس طرح وزیر اعظم شاہ سواروں

کو تمام عیاروں نے بیہوش کیا تھا۔
غرضیکہ ہنوز کسی کا سر جدا نہ کرنے پائی تھیں کہ دو عیار جو یہاں باقی ہیں۔ ان کا حال سنئے کہ یہ لشکر حیرت میں گئے تھے اور لشکر کو عیار بچیوں سے خالی دیکھ کر ضرغام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز بشکل صبا رفتار تیار ہو کر دونوں بارگاہ حیرت میں آئے۔ اس نے صورت دیکھتے ہی کہا: "ماڑادیو تم دشمنوں کے سر لانے کے لیے کہہ گئیں تھیں خالی پھر آئیں ہے شرط کہ ناک کٹوا لو۔"
عیار یہ سنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر میں عیار بچیاں بہر قتل سرداراں گئی ہیں۔ یہ سمجھ کر گویا ہوئے کہ: "اے ملکہ ہم جا کر ابھی سر لاتے ہیں۔ایک کام سے یہاں آئے تھے۔"
یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل کر بعجلت تمام تر چلے۔ دست و دعا بلند کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سرداروں کو ہلاکت سے بچانا' ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر چلے آئے۔
فی الجملہ جب یہ قریب بارگاہ پہنچے وہاں ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و براق آئے ہیں' سرنامہ دار لائے ہیں۔
عیار سمجھے کہ عیار بچیاں اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اس وقت ہے آئی ہیں پس سراچہ ضرغام پھاند کر اندر آیا دیکھا کہ سر سر خنجر لیے مہ رخ کا سر کاٹنے جاتی ہے اس نے گوپھن میں پتھر رکھ کر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمہ سے گر پڑی۔ یہ دوڑا کہ گرفتار کر لوں وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اٹھ کر بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سراچہ سے فرار ہو گئی۔
ضرغام نے پکارا: "لینا۔"
جانسوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری اس کے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی تھیں۔ اس وجہ سے ساحر سحر نہ کر سکے۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ معاملہ کیا

ہے اور یہ کیا بھید ہے۔ وہ دونوں نکل گئیں۔ عیاروں نے تمام سردار مردمان بارگاہ کو فتیلا دفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ ہر ایک نے سجدہ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اس نے خلعت حق دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ میں حکم جلسہ عشرت دیا۔ یہ سب با آرام مصروف عیش و عشرت ہوئے اور عیار بچیوں نے جا کر حیرت سے سب حال کہہ کر عرض کیا۔

"کنیزیں مجبور ہیں آپ کو اختیار ہے جو چاہے سزا دیجئے۔ ہم آپ کی خیر خواہی کر چکے۔"

ملکہ نے کہا: "تمہاری صورت بن کر عیار شاید آئے تھے وہ مجھ سے تمہارا جانا عیاری کے لیے سنکر جلدی گئے جب کہ تم یہ بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوئے ہمارے کام میں دخل انداز ہوئے۔"

عیار بچیوں کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا: "اے ملکہ دوراں یہ فرمائیے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائیگاں کی۔"

ملکہ نے کہا: "بیشک مجھ سے غلطی ہوئی کہ تمہاری صورت پر ان کو دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی۔ اچھا اب تم جا کر اور فکر کرو۔ شہنشاہ کو کہہ کر خطا معاف کرا دوں گی۔"

عیار بچیاں سلام کر کے چلیں۔

اور دن سارا گذر چکا تھا۔ عیار فلک یعنی مہروز لب درود و سوز عرصہ سپہر سے مراجعت کر کے خیمہ عرب میں گیا اور عیارہ شب نے سیاہ پوش ہو کر کمند کہکشاں لے کر عالم میں داخلہ کیا۔

اس عرصے میں مہر عالم افروز

کہ جو تھا اس جہاں میں بہرہ اندوز

ہوا اطراف مغرب کو روانہ

بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلایا اور حکم شہنشاہ ساحراں سنایا نامہ دکھایا۔

اس نے کہا: "ہر چند میرا ارادہ ابھی لڑنے کا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے یا

مار دوں گا یا مرجاؤں گا۔ آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجئے۔"

حیرت نے فوراً نقارہ رزم بجوایا۔ اہلکار خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان میں آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض کی۔

مہ رخ نے بھی نفیر سحر بجائی۔ طبل و نقارہ حرب گڑگڑائے تمام لشکر میں خبر جنگ معلوم ہوئی۔ سردار دربار سے خیموں میں آئے درستی میں لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتشبازی گڑ گئی۔ آتش غصب سینہ میں جوش زن ہوئی۔ نامردوں کے منہ پر ہوائی اڑتی تھی۔

عقل کی تیزی بسان شمشیر چرخ میں تھی بہادر مرنے پر تیار تھے۔ نشہ جرات میں سرشار تھے

بجا دونوں طرف سے طبل جنگی

ہوئی ہر جان کو قالب میں تنگی

نگاہیں پھر گئیں سینے ابھارے

سروں سے خود یہ کہہ کر اتارے

کہ اے خالق زمان آبرو ہے

نہیں پرواہ مدد کرنے کو تو ہے

زبان پر تھے یہ الفاظ ثنا خیز

کہ ہم ہیں مدعی کہ آبرو ریز

پڑے جس پر یہ تیغ برق آہنگ

لباس روح بھی ہو گور میں تنگ

یہی ہنگامہ دونوں طرف رات بھر رہا۔ نئے نئے سحر درست ہوئے۔ دلاور چاک و خشت ہوئے۔ جس دم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصنہ **

گاہ عالم میں آیا

نوید صبح میں جب مرغ چہکے
نسیم عطرزا سے دشت مہکے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے
کسی نے یوں کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار
اجل کا ہو جس دم گرم بازار
زماں آبرو ہے فتح دنیا
نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا

مہ رخ بصد عظمت و جلال لشکر لے کر وارد میدان قتال ہوئی۔ ساحروں کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا۔ گرد سیاہ نے چشم آفتاب کو گدلا کیا۔ بحر پر جوش لشکر کا تلاطم تھا۔ جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا۔ تلواروں کی چمک سے دھارا سیل فنا کا جاری۔ سحر کی بجلیوں سے خرمن جان جلنے کی تیاری۔ لشکر حیات و مصور بڑے کرو فر سے جب آ کر میدان میں جم چکا نقیب للکارے کڑکیت بڑھ کر پکارے۔ شور حشر برپا ہوا۔ ہنگامہ ہوا کہ

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور

بڑھے دونوں طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہنچی فلک پر
لبوں پر آ گئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبوں نے کہ ناگاہ
کہ ہاں اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم میں ہو گی گرم بازار
مقام آبرو ہے ہاں خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں
رہے گا دل ہی میں ہر دل کا ارماں
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر
کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و دل بند اصلی
وہ نام اپنا کریں گے سر کٹا کے
نہیں پھریں گے منہ میدان میں جا کر

جب کٹرکیٹ یہ کڑکا کہہ کر ہٹے ایک ساحر زبوں ہیئت بد انجام سامری کیش جادو نامی پرے سے نکلا اور اجازت حرب حیرت سے لے کر میدان میں آیا۔ شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا۔ تیوری چڑھی دل میں بے رحمی بھری جلاد منش ستمگری میں ہلاکو' عقل الو' مزاج نہایت بدخو' صورت بھونڈی' کھوپڑی اوندھی' چہرے پر بے غیرتی چھائی اجل کی پیشوائی کا نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا۔

بشکل پیل منزل استادہ

غضب ناکی میں مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار
ازل سے طوق لعنت میں گرفتار
طبیعت میں بھری شہوت پرستی
چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبیں سے مکر و کید و فن ہویدا
مگر تھا نطفئہ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ
بہت تھا بے ادب اور سخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یوں پکارا
کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہے ہاں مقابل آئے دیکھیں
گرہ میں کیا ہے اس کے لائے دیکھیں
جو تم میں مرد ہو آئے مقابل
کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نہیب کو اس خود سر کی سنکر لشکر مہ رخ میں علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحروں کے سحر سے ہزارہا نقارے بروئے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سمن اندام فوج ستمگری جلو میں لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شان و شوکت لڑنے چلی۔

چلی اس طرح جیسے بے وفا یار

گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر آبرو
وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اس میں نہ کچھ جوبن میں اس کے
ستم لبریز تھا دامن میں اس کے
دل اس کا رحم سے ناآشنا تھا
کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادوں میں تھا اس کے قہر آمیز
زباں وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہوں میں تھا اس کے لطف کچھ کم
سو اتنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اس کی فریب جاں ستان تھی
پے مشق ستم پہ امتحان تھی
برابر آ کے بولی او اجل دوست
مگر مشتاق مدفن ہیں تن پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہے کیا وار
کہاں تک تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضب ناک
کیا رہوار اپنا اس نے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر حور پیکر
بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمیں پر وہ گرا اژدر سے اکبار
نکالی سحر کی جھولی سے پرکار

زمین پر دائرہ سا اس سے کھینچا

پڑھے الفاظ سحر آمیز اس جا

اندھیرا ہر طرف عالم میں چھایا

بشکل شیر اس کو سب نے پایا

بڑھی یہ حور پیکر بن کے ناگن

چلیں چوٹیں کھلے جادو کے ہر فن

کبھی بنتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہ

غرض طالب ہر ایک صورت میں تھی یہ

پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز

بسان برق روشن اور بہت تیز

چمک کر اس طرح آئی سر پر

کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خود سر

○○○

• گلفام جادو

اس کے مرنے سے شور غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوں میں خون اتر آیا' کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا۔ بس اس نے افسران لشکر کو للکارا۔

"خبردار یہ قافلہ جانے نہ پائے۔"

فوج اس کی چار طرف سے لینا لینا کہہ کر آ گری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اس میں آگ لگا دی۔ ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھوں ساحروں کو لے کر آ گری۔

مہ رخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہے' لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہے اپنے یہ انبوہ مخالف دیکھ کر بہت جلد گنج میں ہوائی کے آگ لگا دی اور تمام لشکر سے بڑھ کر فوج عدو سے غٹ پٹ ہو گئی۔ ترسول پنسول چلنے لگا۔ آتشبازی میں سے ادھر کے جو شعلہ گرا۔ پتلا آتشیں بنا۔ وہ آتش کے پرکالے گرز آتشیں لیے لشکروں پر جھپٹے۔ جس کے گزر پڑا وہ جل کر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتش بازی سے جو شعلے نکلے وہ دیو آتشیں تھے وہی دیوان پتلوں کو روکنے لگے۔ چرخی نے چرخ میں جان ڈالی' انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے' مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئیں سے ہو کر چاندنی نکل آئی۔ زخمیوں کو زخم کھانے کی لذت ملنے لگی۔ جس کے زخم اس کو چاند چاندنی نے مارا۔ نہیں نہیں کسی ماہ رو نے مارا۔ عروس شجاعت کے چہرے کا جلوہ گر تھا کہ آتشیں سحر کا دل میں اثر تھا۔ منہ سے ساحر کے شعلہ آتشیں نکلتے تھے خاکی ناری بن گئے تھے۔ طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزاروں ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوئے ہزاروں واصل جہنم ہوئے۔ ساحروں میں تو یہ آفت برپا تھی۔ بہادروں میں شعلہ تیغ کی لپک خرمن ہستی کے لیے ایک برق بلا تھی۔ غرضیکہ ہر سمت تلوار کی چالا کی شور بحر مرگ بلند تھا۔ بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا۔ عرصنہ

ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا۔ دشت لاشوں سے بھر گیا۔ پاؤں ثابت قدموں کا گڑ گیا۔

صدائے گرز سے پانی ہوئے دل
ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپتی بہ شکل قلب بیتاب
کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزاروں سر گرے روئے زمین پر
اجل تھک گئی سرعت سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤں جما دیئے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہ ہوتا تھا۔
ادھر سے سردار جانبازی کر کے جہاں تک ہو سکتا تھا رد سحر کرتے تھے مگر مجروح ہو گئے تھے۔ لشکر ادھر کثیر اس طرف قلیل۔ عیار سب موجود نہیں' جو کوئی تدبیر کریں فوج پسپا ہونے لگی۔
مصور پہلے کی ذلتیں اٹھائے تھا۔ اس نے چند تصویریں نکال کر زمین پر پھینکیں کہ وہ انسان ہو کر تیر مارنے لگیں تیر ان کا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا۔ لشکر تمام نشانہ سہام بلا تھا۔ حیرت نے ہزارہا بیر بھیجے تھے کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے۔ جب یہ سامان فتح بہم پہنچا تھا تو اس نے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا کہ "اے شہنشاہ' کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حیف تمام کیا ہے۔ آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار ان کا ملاحظہ فرمائیے۔"
یہ نامہ پتلا سحر کا لے کر ادھر گیا اور اس طرف لشکر پر وقت تنگ تھا۔ مہ رخ پائے ہمت گاڑے ٹھہری تھی۔ لب استغاثہ وا کر کے خدا سے التجا کی۔

**

یہ رو کر عرض کی اے میرے اللہ

تیرے آگے ہیں یکساں عاجز و شاہ
مری مشکل ہو آساں ایکدم میں
کہ ہے مختار ہر بیش و کم میں
امید زندگی ہے مجھ کو مسدود
سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود

تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا۔ یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر ان کا اول کیا گیا کہ پتلا جنین جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکروں کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کر کے جائیں اور ملکہ مذکور کو خبر کریں۔

فی الجملہ جب طبل جنگ یہاں بجا۔ ساحر گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا۔ ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا: "اے فرزند لاشہ قرطاس جادو افراسیاب کے پاس پہنچا اور اس کے حکم سے مصور نے ارادہ جنگ کیا ہے تم خبر منگواؤ۔"
یہ نامہ پڑھ کر ملکہ بران نے دو پتلے بہر خبر روانہ کئے وہ پتلے اس وقت آ کر پہنچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا۔ پتلوں نے بہر صورت اپنے تیئں ملکہ مہ رخ تک پہنچایا اور کہا: "ہم فرستادہ خواجہ عمرو ہیں۔ جو کچھ حال ہو' بیان کیجئے۔"
ملکہ نے کہا: "جو تم دیکھتے ہو یہی جا کر بیان کر دینا عیاں راچہ بیاں۔ ہم پر برا وقت پڑا ہے۔ خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہیں۔"
پتلے یہ کیفیت دیکھ سنکر روانہ ہوئے اور بہت جلد خدمت بران میں پہنچے ۔ سارا ماجرا بیان کیا۔
عمرو یہ حال سنکر بے قرار ہو گیا اور کہا: "اے ملکہ اگر مہ رخ کام میں آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائے۔ پھر جمعیت ہونا غیر ملک میں دشوار ہے آپ مجھ کو جلد روانہ

کیجیے۔"

ملکہ نے حیرت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہنچی۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک آندھی آئی۔ بعد آندھی کے ایک ساحر تخت پر سوار ہاتھ اس کے چار جسم سارا بلور کا سراپا پتلا نور کا فلک پر سے اترا۔

تخت سے اتر کر بادشاہ کو سلام کر کے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ درفشاں ہوئی فرمایا: "اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کے ساتھ با فوج گراں اسی وقت طلسم ہو شربا میں جاؤ اور افرا سیاب اگر لڑے تو اس کے باپ سے لڑنا مصور کو روز بد دکھاؤ۔"

بلور آداب بجا لا کر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا: "خواجہ کو اس طرف روانہ کرو۔" حال اس کا بیان ہو گا کہ کس طرح ملکہ نے خواجہ روانہ کیا ہے۔

مگر جب تک بلطور اور عمرو وہاں سے آئیں بموجب تحریر حیرت' افراسیاب شاداں و فرحاں سوار ہو کر داخل ہوا اور ہال دیکھ کر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا' یکایک تمام عالم تاریک ہو گیا اور جس جگہ وہ نارنج گرا تھا۔ وہاں سے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھ کر مثل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا۔ چار طرف اس میل کو دریچہ ہائے طلائی بنے تھے۔ شان ایزدی ان سے نمایاں بہتری میں ہم پایہ آسمان ان کی گلانی پر نثار گنبد نیلی سائبان بہر دریچہ منتظر بہرام کو شرماتا۔ دروازہ ہر ایک عرفہ نگاہ معشوقاں نظر آتا ہے روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا ہے کہ

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد
وسیع ایسا کہ گلزار جناں گرد
بنے تھے بے نظر ان میں مکانات
مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ میں گلفام سمن بر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال دیکھ دیکھ

کر قہقہے لگاتی تھی۔ صورتیں ان پری پیکروں کی تصویریں تھیں۔ نگاہیں شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھیں۔ زلفیں ان کی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی جاتی تھیں۔ گیسو کمند الفت

مژگان کمان دل جن پر قربان' تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھوں میں انتہا کی شرارت و سر ہنگی رخسار خون شدائے تیغ تبسم سے رنگیں وہاں شیریں کو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزیں

شب ظلمات سے کالے کہیں بال
بلائے آسمانی جس سے پامال
درازی میں کمند آہ کوتاہ
نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس صدسائے چشم فتان
سر لشکر شکن صف ہائے مژگان
چراتی دم ہے شمشیریں نظر سے
بلا اڑنے کو ہے ابرو کے پر سے
دل ابرو پہ تھے دو قضا کے
عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ
حیا سے آب تھا آئینہ ماہ
غداروں سے گل خورشید بد رنگ
دہن بے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے میں تھا خوش ڈول چہرہ
بنایا دست قدرت نے سراپا

ہوئے نقارے فتح کے بجے مال و متاع لشکر مہ رخ پر حکم قبضہ کرنے کا ہوا۔ افسر لشکر روانہ ہوئے۔ یہاں جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے۔ خیام و بارگاہ خالی پڑی ہیں۔ بازار بند' رعیت فراری تھی۔ سب کو ضبط کر کے پہرے ہو گئے۔

فوج کے افسر برائے تلاش لشکریاں مخالف بے قرار ہوئے کہ جس کسی کو پائیں گرفتار کریں۔ ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہو کر لائے گئے۔ کہ مہ رخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اس کے حال پر افسوس کرے۔ فی الفور اس کو گرفتار کرو۔

غرضیکہ یہاں تو ایک تلاطم ہے۔ تمام لشکر زیر میل کھڑا ہے اور بیٹھا ہنس رہا ہے۔ اب حال عمرو صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کس طرح سے آتا ہے۔

ابھی ساقیا مجھ میں باقی ہے ہوش
ذرا کہہ دے پھر جاہ ساغر بنوش
مگر زعفرانی ہو ساقی شراب
کہ ہنستا پھروں میں لے کے بے حساب
صراحی لگانے لگے قہقہے
بھریں جام پھر خندہ جام سے
ملے پھول کا جام لب سے میرے
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
اگر دیکھ لوں دخت زر کی پھبن
تو صدقے لوں اس پہ میں جان و تن
بہت باکرہ کی ہے مجھ کو طلب
اچھوتی رہے گی نہ بنت العنب
مرے دل پہ چھا جائے پھر بیخودی
بلا آ کے لے جوش مستی مری
قدم آ کے پیر مغاں کے میں لوں

حواس و شیکبائی میں نذر دوں

کہاں تک ہو ساقی کرم کا بیان

بہت تیرا ممنون ہوں مہربان

پلا رند کو ایک جام مے

کہ رخصت طلب تجھ سے وہ آج ہے

ترا نام و اقبال ساقی بڑھے

زمانہ مجھے پھر شرابی کہے

اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد

دکھا دوں میں توبہ کو پھر زور بد

شکست اس کو دم بھر میں ایسی ملے

مرے نام سے توبہ توبہ کرے

جلے میری صورت سے زاہد مدام

کروں اس کی دم بھر میں قلیا تمام

یعنی جب لشکر مہ رخ مسحور سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہاں سے عزم روانگی خواجہ بہ عظمت و جاہ ہوا۔

ملکہ بران نے نامہ اپنے باپ کا پڑھ کر عمرو سے کہا: "خواجہ خدا حافظ بڑا زبر دست افسر ہمراہ کر کے پدر بزرگوار نے میرے، آپ کو رخصت فرمایا ہے لیجئے تشریف لے جایئے اور جنگ فتح فرمایئے۔"

عمرو یہ کلمات فراقیہ سن کر آنسو آنکھوں میں بھر لایا اور کہا: "اے ملکہ مجھ کو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا۔ جدا ہو نا تم سے شاق ہے۔ خاطر مبتلائے رنج فراق ہے۔ کاش ایسی مہربانی تم مجھ پر نہ فرماتیں دل کو نہ تڑپاتیں۔

شاہی اور لباس فرمانروائی سے مزین و مخلی کیا۔ تاج گوہر سر پر رکھا۔ نیچہ طلسمی کمر سے لگایا' نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسبت پر آراستہ کیا۔ پھر باہر لے کر آئی۔ یہاں تخت طاؤسی جواہر کے چاروں کونوں پر استادہ دم اپنی چتر کئے تھے۔ جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت میں جڑے تھے۔

اس تخت پر خواجہ سوار ہوئے۔ اس وقت مخمور بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی: "مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا۔"

بران نے کہا: "اے بہن جانے پر اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہ کر چلی جانا' اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصوں کو حکم دیا: "انہیں سیر کرا لاؤ۔"

پانچ کنیزیں مہر جمال بجز و حکم اس کو لے چلیں اور اسی باغ مں جہاں عمرو مشغول عشرت ہے اسے بھی لائیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک باغ عجائب روزگار بنا ہے سراسر طلسم نظر آتا ہے۔ اس باغ میں ایک مقام بہتر پر تخت زر نگار بچھا ہے۔ عمرو وہاں جلوہ فرما ہے۔ اس نے خواجہ کو سلام کیا۔

خواجہ نے اٹھ کر باعزاز پاس اس کو بٹھا لیا اس کے دل میں خیال آیا کہ عمرو وہاں روانہ ہو رہا ہے ایک یہاں بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہیں وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو مہمان بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے۔ اصلی عمرو کو ملکہ بران نے پوشیدہ کیا ہے۔ اس وجہ سے تجھ کو رخصت نہیں ملتی۔

یہ سوچ کر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیوں پر کسا گیا چتر زریں سر پر پھرنے لگا۔ تین سو علم جلوہ دکھانے لگے۔ نشان تین لاکھ ساحر اور جرار ظاہر تھا۔ پرچم و پھریرے کھل گئے جن پر تعریف خدا و نعت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑھی تھی۔ سترہ ہزار مرکب باد رفتار بازین و مرصع کارکوتل ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعد آواز فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرا لدا۔ کئی ہزار ہاتھیوں کی قور جلو میں ان پر امرائے طلسم نور افشاں سوار' جھولیں ہاتھیوں کی طرحدار سونڈیں اور مستکیں

رنگیں آئینوں کی مشبک پر تزئین دیکھنے والے حیران بڑی آن بان سے آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیاں زنگولے باندھے گردن میں گھنگرو بڑے بڑے پڑے چھم چھم کرتے

چلیں۔
بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے۔ بعض پر پیک طلسم سوار نہایت ادب سے نکلے پھر عود عنبر کے لوٹے لیے اور لخلخے طفلاں مہر دیدار پیدا ہوئے۔ سقے گلاب و کیوڑہ چھڑکتے چلے اور یساول و چوبدار خاص بردار لباس وردی سے درست گذرے کہ یکایک صدائے طرقوا طرقوا سے گوش فلک کر ہوا۔ نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمرو و دولت ادب تفاوت سے بڑھے آئیو پیش خداوند نعمت کڑ کا کڑکیٹ کہتے۔ ثنا خوانی خواجہ عمرو کی کرتے گذرے۔
اس وقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کئے ہوئے نکلے جن پر موتیوں کا بنگلہ پڑا تھا۔ تخت کھنچا تھا۔ خواجہ بصد کروفر جلوہ فرما تھے۔ گرد تخت کے ہزار طائر زریں بال و پر کھولے حاضر کئی سو پریاں طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی شہزادیاں بادب سامنے تخت کے بیٹھیں۔ ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ رواں تین لاکھ ساحران غدار ہنس و فیل و اشتر و اژدر پر سوار منقلیں سلگتیں تھالیاں برنجی چمکتی ترسول کی بھالیں جو دل کو عدو کی چھید ڈالیں آب و تاب دکھاتیں۔ ساحر نارنگی سحر دکھاتے' جادوگرنیاں نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پر سوار' چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیاں بند دو کھلے' جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا۔ بلور کے ہزار پتلے ہاتھ سے نکلے اور ساحر بن کر دشمن سے لڑتے۔ نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بناتا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے وہ لشکر فیل خواجہ کے گرد قلب میں تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جس کا یہ کروفر تھا کہ

ہزاروں اردلی میں خاص بردار

ہزاروں تھے رواں ہمراہ سردار
لباس ان کے بدن پر زعفرانی
پھرا بیلوں میں تھا سونے کا پانی
قباؤں میں وہ ان صرف کم خواب
خجل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ ان کے عقب پھر عورتوں کا
ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما
جوان ہر ایک ہمسن روکش حور
سراپا پیرہن جسموں پہ تھا نور
ہر اک پہنے مرصع کار زیور
مقابل میں تھا ذرہ مہر انور
عیاں نازو کرشمے تھے غضب کے
مزین برچھیاں ہاتھوں میں سب کے
بہت تھے رشک گلگوں پر سوار
ہوا پر تھے رواں گویا ہوا دار
سراپا تھا طلائی ساز ان کا
پری سے تھا الگ انداز ان کا
ٹکے تھے دامن زریں پہ گوہر
کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزاروں حرف تھے الماس پارے
خجل تھے رو برو جس کے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ
چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلع ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکل کر بہت جلد سرحد طلسم نور افشاں طے کر کے سارا لشکر بزور سحر برہم ہو کر چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہو شربا نے اس لشکر جلیل

کو دیکھا' خیال کیا کہ فوج شاہ کوکب ہے۔ ہمیں امور بادشاہ میں دخل دینا زیبا نہیں ایسا نہ ہو کہ خلاف بادشاہ ہو۔ پس یہ سمجھ کر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا نہیں کئی روز تک برابر چلتا گیا اور قریب پشتہ رنگیں حصار کے جہاں لشکر مہ رخ اترا ہوا تھا' پہنچا یہاں سب سردار میدان کار زار میں گرد میل جمع ہیں۔ بہت سے بیہوش ہیں۔ از خود فراموش ہیں وہ قہقہے لگا رہے ہیں۔ بیہوش ہوا چاہتے ہیں۔

عیار جو دو یہاں ہیں وہ بھاگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دشت میں اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھ کر شاد ہوئے: "استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے۔ عمرو نے پاس اپنے بلا لیا اور سارا حال بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا: "لینا لشکر افراسیاب کو بجکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے۔

اور اس طرف بھی ناظماں ملک کی عرضیاں آ چکی تھیں خبرداروں نے آمد لشکر کی خبریں پہنچائی تھیں۔ حیرت و مصور نے حکم دیا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر بارگاہ میں ٹھہر کر سمت طلسمات چلا گیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت جو بلور تین لاکھ سے آ گرا یہاں پر بھی فوج ساحراں مسلح و مکمل کھڑی تھی۔ دونوں فوجیں باہم مل گئیں۔ نارنج و ترنج چلنے لگا۔ابر سحر برسنے لگے سانپ بچھو گر کاٹتے تھے۔ بیر غل مچاتے تھے ۔ شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا۔

بلور نے آگے بڑھ کر مٹھیاں بند کر کے جب کھولیں ہزارہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلواریں پکڑ کر مثل مبارزان جا گرے اور پھر تو کشتوں کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیاں بار بار جو بلور کھولتا تو لاکھوں کا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلواروں کے تہلکہ ڈالدیا تھا۔ لشکر میں در آئے تھے۔ یہ آگے بڑھے تھے۔ دشمن کے زور گھٹے تھے۔ کماندار سہمے ہوئے تھے۔

مصور و حیرت گوشہ گیر تھے۔ ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آتی تھی۔ پتلا ہائے سحر کی چڑھائی تھی۔ میدان ستم خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا۔ موت حلقے میں گھیرے تھی عاقبت مشل کمان منہ پھیرے تھی۔ قدر انداز تھراتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے۔ شمشیر شرر بار ہزار ساحر فی النار بیروں کا شور کرتا' آندھیوں کا زور زور سے چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیوں کا گرنا' طوفان گیر بحر ہستی بھاگے ہوئے امان تندرستی طبل ووف قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل تزک فلک کا دہلاتا تھا۔

اسی ہنگامہ گیرو دارد میں عمرو اپنے فیل پھر سے اتر کر مرکب باد پیا پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب میل چلا اور اسی نیچہ میں جوبران نے طلسمی دیا تھا۔ ہزارہا ساحر مارا گیا۔ اور یہ لڑتا بھڑتا قریب جب پہنچا بیچ میل پر نیچہ لگایا نیچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اس میں آگ لگی۔ وہ مکانات دریچے اور نازنیان سحر جل کر راکھ ہو گئیں۔ جس قدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی میل جل کر غائب ہوا۔ ہر ایک فوج دشمن پر گرا پھر تو اس قدر خون ریزی ہوئی کہ دامن رشک دامن معشوق گلنار پوش تھا۔ جدھر دیکھیے انبار سروﻭش تھا۔ گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی۔ ندی خون کی رواں تھی' لوہا برستا تھا' ابر فنا بار چھایا تھا۔ سرو پر نصرت و شکست کا سایہ تھا۔ دن پر یہی ہنگامہ رہا۔ جس وقت وہ زمانہ آیا یعنی گرد و سیاہ و شور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تاباں تیرہ ہو کر روبفرار لایا اور پروین و ماہ کے گوش و خروش نبرد سے بھرے۔

نیا پھر رنگ لائی شام جادو
برا آیا نظر انجام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام
طلسم روز توڑا یہ کیا نام

**

قریب شام حیرت و مصور کے پاؤں میدان رزم میں نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا۔ بھاگ کر سمت دریائے خون رواں گئی اور طرف خیمہ و خرگاہ مہ رخ پر پہرہ تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعاقب کیا مگر مگر دریائے سحر بنا کر وہ ناز نینان کا طلسم ہے وہاں جانا مناسب نہ سمجھ کر طبل امان بجوا کر پھرے اور بارگاہ خیام دشمن پر قبضہ کیا۔

عمرو نے حکم دیا: "باقی نہ رکھو سب مال و دشمن تاخت و تاراج کرو۔ اس وقت سب لٹ گیا۔ بارگاہوں میں آگ لگا دی۔ خزانہ کل ضبط کیا۔ پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر زر نثار کرتے تھے۔

مہ رخ خواجہ سے بغل گیر ہوئی۔ عیار سب شاد ہوئے بارگاہ میں دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشاں سے تشریف لائے ہیں۔ دشمن مغلوب ہوا۔ اہل اسلام کے شریک بے خوف و دہشت آئیں اور آباد ہوں۔ رعیت فراری آنے لگی۔ بازار آباد ہوئے۔

لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا۔ خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کے لیے بارگاہ زریفتی نصب ہوئی۔ یہ اس میں فرد کش ہوا پھر مع عمر بارگاہ مہ رخ میں جملہ سردار زیب کرسی و دنگل ہوئے۔

مہ رخ نہ آمد خواجہ کی خوشی میں جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار میں خیمہ و بارگاہیں نصب کرائیں سامان دعوت بلور مہیا کرایا بمبحر و حکم کوسوں تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوئے۔ سرائچہ ان کے برائے مشاہدہ سیر و تماشہ اٹھا دیے گئے۔ خیموں میں شیشہ آلات سے فروغ ہوا۔ میدان میں جھاڑو روشن تھے۔ درختوں میں گیند لٹکے تھے۔ طوائفاں قمر پیکر ہر جگہ رقص کناں نشاط و سرور میں پیر و جواں چاندنی رات کا سماں فلک پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشموں کا مواجی کرنا۔ شاخ بلور کے جھومنے کا لطف دکھاتا تھا۔

جب یہ سامان جمع ہو چکا۔ مہ رخ بلور وغیرہ بصد مسرور مسند ہائے پر زر پر آ کر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی۔ مستوں کی لاؤ لاؤ۔ ساقیوں کا بناؤ' جسے دیکھ کر مشکل دل کا رکھ رکھاؤ۔ جلسہ طرب کا جماؤ رقاص کی ابرو۔ اشارہ کرے کہ ادھر آؤ شراب فرحت پی جاؤ

کوئی مسرور فیض انجمن سے
صدا قلقل کی شیشوں کے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی بیہوش محو فیض آرام
کسی کے ہاتھ میں دامان ساقی
کہیں غل ہم بھی ہیں مہمان ساقی
کوئی نادم کہ میں نے توبہ کیوں کی
کسی کے لب پہ لب سنتا ہوں ایسی
وہ سامان جن سے ہو مسرور خاطر
کئے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریاں کیں
کھلائے تازہ کھانے راحتیں دیں
صدا طبلوں کی پہنچی آسمان تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلوں سے نکلے سر آواز کے ساتھ
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہاں تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن حیرت جب قریب دریائے سحر پہنچی۔ نئی بارگاہ اور

تمام اسباب لشکر کو از سر نو اس نے منگوا کر دیا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا۔
فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے میں مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر

کی شاہ جاوداں کو لکھی۔ اس کے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری مجتمع ہونے لگے اور
عیار بچیاں جو ایک بار مہ رخ وغیرہ کو بیہوش کر کے ناکام پھر گئی تھیں۔ دوبارہ پھر
عیاری کو چلیں اور صرصر کی صورت ایک ساحر شریک مسلمان کی سی بنا کر روانہ ہوئی۔

جب لشکر عدو میں پہنچی سب کو مسرور شادان پایا۔ جشن کا سامان دیکھا۔اسی ہنگامہ میں
یہ بھی شریک ہو کر رفتہ رفتہ اسی جگہ پہنچی جہاں مہ رخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ
جب یہ یہاں پہنچی قاصد ہوئی کہ خدمت گار وغیرہ کو بیہوش کر کے شریک جلسہ عشرت
ہوں۔
اسی فکر میں تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا' اکیلا چوکی پر آیا۔
مہ رخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہیں۔ بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کی
خواجہ نے خدمت گار نہیں لیا۔ یہ تو اس طرح ناچ دیکھا کی اور صرصر جو گھات میں
لگی تھی۔ عقب خواجہ چلی' جب خواجہ چوکی پر جا بیٹھے اس نے پشت پر' جو قنات آڑ
کی لگی تھی اس کو خنجر سے چاک کر کے اندر پہنچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو
کی پھنسی اس نے پھر کر دیکھا۔ اس نے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا۔ خواجہ کو
چھینک آئی اور بیہوشی چھائی۔
صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا
بڑا نام ہو گا کہ

بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر
آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا جس کا نظیر

الغرض اس جگہ تنہائی پا کر اس نے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھ کر دوش پر رکھا۔

از بسکہ سب مصروف عیش ہیں کسی کو خبر نہ ہوئی کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اس نے
اس مقام جلسہ گاہ سے نکل کر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت میں پہنچی وہ انتظام جمعیت سپاہ

کے سبب آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جا کر پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ ملکہ نے
پوچھا: "کسے لائیں۔"
عرض کیا: "عمرو کو۔"
یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اس وقت عرضی شاہ جادواں کو اس حال کی لکھی۔
بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہنچی تھی۔ یہ ظلمات سے متفکر پھر
کر باغ سیب میں آیا تھا اور تدبیر میں تھا کہ ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کروں جو مقابل
بلور ہو سکے۔ اس لیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑ گئی ہے۔ ذرا سنبھل کر لڑنا چاہیے۔
ہنوز کوئی تدبیر نہ ہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کو پہنچی۔ بہت خوش
ہو کر جواب لکھا: "اے خاتون من' صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے
اپنے قید میں رکھنا۔ یہ بقیہ شب گذر جائے تو مابدولت آ کر اس کو قتل کریں۔ خبردار
غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے۔"
یہ نامہ پنجہ ملکہ کے پاس لایا۔ اس نے پڑھ کر آہنگر بلائے اور قید گراں میں عمرو کو
مقید کر کے فرط خوف سے اس طرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ
جائے۔ لہذا غافل رکھنا اچھا ہے۔ پس تخت کے پاس بیہوش کر کے عیار بچیوں کو پہرہ
دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی۔
ادھر تو یہ کیفیت ہے۔ اس طرف مہ رخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا۔
وہاں حباب بیہوشی پڑا دیکھا اور پتیرہ صرصر کا بنا دیکھا۔ اس کا ماتھا ٹھنکا اس وقت لشکر
تیار کر کے چاہا کہ دریائے سحر کی طرف جاؤں۔
ضرغام و جاسوز دو عیار موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: "اے ملکہ آپ تامل کریں ہم جاتے
ہیں اور استاد کو چھڑائے لاتے ہیں۔"
یہ کہہ کر روانہ ہوئے ہیں۔ یہاں وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا

به شکل بخت دشمن سب تھے مایوس
زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت میں آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیار بچیوں کا پہرہ ہے کوئی خدمت گار بھی اندر جا نہیں سکتا۔ یہ تدبیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانوں کے لو لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی

کہ وہ شب مثل دور صرصر تیز
جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طلب بزم جہاں سے
زمین پر نور برسا آسماں سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادل بیتاب بصد قتل عمرو لشکر میں آیا۔ حیرت نے تعظیم دی۔ بارگاہ میں لے جا بٹھایا اس نے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کرو۔ صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا۔ اس آمد بادشاہ پر ہزارہا ساحر ملازمت حاضر ہوا تھا۔ سراپچہ اٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لیں' ملکہ جلاد بن کر قریب خواجہ جائیں اور قید سے کس طرح کھلوا کر کے بھاگیں۔ اسی فکر میں تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹ چبائے۔

افراسیاب نے للکارا کہ: "او دزو مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جائے۔"
عمرو نے جواب دیا: "کہ دزو آپ ہو گا یا تیرا باپ ہو گا۔ ہم تو شہنشاہ ہیں۔ ملازم شہنشاہ کوکب عالی جاہ ہیں اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہیں تو مجھ کو عمرو سمجھا ہے۔

کہاں بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاراں جہاں' کہاں میں حقیر و ناتواں اگر وہ تشریف لاتے تو ان کے ساتھ ملکہ دوراں بران یا بادشاہ خود آتے' طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجھ کو سخت سزا دیتے۔ ایک ادنیٰ ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہوں۔

افراسیاب نے کہا: "اے مکار میں تیرے فقروں سے خوب آگاہ ہوں۔ اب ملازم کوکب بن کر چھوٹا چاہتا ہے اس نے کہا: "مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا لے سنبھل میں جاتا ہوں۔

افراسیاب یہ سن کر بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اس نے پکار کر کہا: "میری کنپٹیوں کی طرف دیکھ لے تو میں جاؤں۔ شاہ طلسم نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو دونوں کنپٹیوں پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہے اب خود بینی کا ہے۔ شیشہ خاطر دشمن چور کرے گا۔ عمرو بن کر افراسیاب کو رنجور کرے گا۔"

یہ پڑھ کر شاہ متحیر ہوا کہ اس پتلے نے زور سے کہا ایک شعلہ پیدا ہوا۔ کمند جل گئی اور وہ بسان برق تڑپا پھر رعد رعد آشا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحروں کے دہل گئے۔ عیار بھی یہ حال دیکھ کر حیرت ناک تھے۔

مگر شاہ جاوداں اور حیرت نے ہزاروں سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لیں وہ چشم زدن میں قندیل فلک ہو گیا اور کہتا چلا گیا کہ میں تیرے روکے کب رکتا ہوں۔ اپنے مالک کے پاس جاتا ہوں- خیر میرا سال کھل گیا۔ اب میں جا کر تیری سرکوبی کو اصلی عمرو کو بھیجوں گا۔ یہ کہہ کر یہ جاوہ جا نظر سے غائب ہو گیا۔

افراسیاب نے کھسیانے ہو کر کہا: "اے ملکہ حیرت' یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا۔ یہ خود کوکب صورت بدل کر آیا تھا۔ میرے ہاتھ سے بچ گیا ورنہ مارا جاتا۔"

حیرت نے کہا: "اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہیں ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا۔ آپ کے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہیں۔ مجھے بھی یقین ہے کہ یہ بیشک کوکب تھا۔"

سب ساحروں نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہے کہ خود کوکب تھا۔

"اب شامت آئی ہے بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہے۔ آخر تابہ کجا ابھی اپنی سزا کو پہنچا تھا خیر اب کی بچ گیا تو اب کی سہی قضا ہی اس کی آئی ہے۔"

شاہ طلسم ان باتوں سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دے کر سمت باغ سیب گیا اور کہا: "اب کی میں بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجوں گا۔ اے ملکہ' تم مقابل مہ رخ میں جا کر خیمہ کرو۔"
ملکہ مسطور بہ محرو حکم ترتیب لشکر روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آ کر اتری۔ یہ خبر ملکہ مہ رخ کو ہوئی اس نے قصد کیا کہ جا کر روکے اور مقابلہ میں نہ اترنے دے۔ لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جاوداں ہے۔ ہر ایک مشیر نے سمجھایا کہ وہاں سے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائے گی۔ پھر چھیڑ کرنا بیکار ہے۔
غرضیکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیاروں نے آ کر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے۔ پتلا چینی کا تھا۔ یہ معاملہ دربار میں گذرا۔ یہاں بھی سب کو سنکر حیرت ہوئی اور مہ رخ نے بلور کو بلا کر حال کہا۔ پھر پوچھا: "تم بتاؤ آدمی ہو یا تم پتلا ہو' دھوکے کی ٹٹی اس نے قسم کھا کر کہا: "اے ملکہ مجھے خود یہ راز معلوم نہ تھا' میں خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور میں ملازم بادشاہ انسان ہوں کوئی پتلا نہیں۔"
مہ رخ نے کہا: "پھر جن کے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمہارا کیا ارادہ ہے۔"
اس نے کہا: "مجھ کو میرے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جا کر لڑو اب جب تک دوسرا حکم مجھ کو نہ ملے گا۔ میں یہاں سے نہ جاؤں گا اور تمہارا شریک حال رہوں گا۔"
مہ رخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اڑتا چلا۔ پیک صبا سے بھی زیادہ تیز رو تھا ایک دم بھر میں ملکہ بران کے پاس آیا۔ ملکہ نے بعد روانہ کرنے اس پتلے کے عمرو اور مخمور کو اس باغ سے اپنے پاس بلایا تھا اور اس طرح سے خاطر داری میں مصروف تھی۔

عمرو یہ کہہ رہا تھا اے ملکہ تم نے مجھے رخصت کیا تھا یہ کیا میں یہاں سے ایک باغ میں پہنچ کر ٹھہرا رہا۔

ملکہ نے کہا: "یہ حال بھی واضح ہو جائے گا۔ انہیں باتوں میں پتلا آ کر پہنچا۔ ملکہ نے کہا: "ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا۔"

پتلے نے کہا: "میں کیا کروں' یوں عیار بچی مجھے پکڑ کر لے گئی اور یوں افراسیاب پیش آیا۔"

ملکہ بران نے فی الحال پتلے کو رخصت کیا اس وقت نامہ بادشاہ کوکب آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ "خواجہ کو ہمارا شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپ کو رخصت نہیں کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپ کے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے۔ پتلا آپ کی صورت کا جس طرح قید ہوا تھا وہی صورت آپ کے لیے ہوتی۔ آپ اطمینان رکھیے آپ کے لشکر کا میں محافظ ہوں۔"

یہ تمام کیفیت نامہ پڑھ کر جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ میں یہیں بیٹھا رہا اور میرا ہم شبیہ ساری لڑائی فتح کر کے چلا آیا۔ یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا کہ تجھ کو فتح نصیب ہو۔

غرضیکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام تر مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقابد خصال بیان ہوتا ہے۔

کیوں چرخ کبھی وہ دن بھی ہو گا

میخانہ کا شہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور

وصلت سے ہوں اس کے شاد رنجور
ہاتھوں میں رہے ہمیشہ ساغر
جمشید کی طرح ہو مقدر

سب ہوں مے سرخ رنگ سے تر

لبریز ہوں مے سے ساغر
ساقی سب ہوں غلام اپنے
رند و مے خوار نام اپنے
اس دن یہ دل ہو اپنا راضی
جب ہاتھ میں آئے ریش قاضی
توبہ اے جاہ یہ کہا کیا
لکھو جلدی سے اب فسانہ

افسران لشکر سخن و لشکر کشاں مضمون فگن شمشیر خامہ سے اس طرح سیف بیانی دکھاتے ہیں کہ ہر فقرے پر دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ یعنی زمرد شاہ اندہ درگاہ الہ جب سے کہ نازک چشم ہوئی۔ مقابلہ موقوف کر کے انتظار آمد ساحر میں تھا۔ یہاں افراسیاب بھی بوجہ رکنے عمرو نامہ بھیجنے کوکب کے کم فرصت رہا۔ کوئی ساحر بہر امداد خداوند روانہ نہیں کیا۔

غرضیکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبریں مونے جانب کوہستان اپنے بھائی بند رشتہ داروں کو نامہ لکھے کہ یہاں آؤ خداوند کی مدد کرو۔بنا بہر اس کے لکھنے کے بہزاد کو ہی اور فولاد کوہ تن بھائی اس کا کئی لاکھ کو ہی ہمراہ لے کر بہر مقابلہ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا۔ اس دشت میں اس کا لشکر اترا کہ یہاں سبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہیں اور صید شکار میں مصروف رہتے ہیں قضا را پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن مع اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا میں شکار افگنی کر رہا تھا۔ ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اس جگہ پہنچا کہ جہاں بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے۔

اس کے ملازم شہزادے کو دیکھ کر للکارے کہ: "ارے یہ جائے ادب ہے۔ پہلو انان زمانہ یہاں فروکش ہیں ادھر آنے سے باز آ' الٹا پھر جا۔"

شہزادہ نے ان کا روکنا نہ سناوہ جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے بہزآد شور سنکر بارگاہ سے نکل

آیا اور قریب شہزادہ آ کر گویا ہوا: "اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازموں کا نہ مانا۔ آخر دام مرگ میں پھنسا۔ سچ بتا کہ تو کون ہے۔

شہزادے نے فرمایا: "میں بیٹا امیر کا: "ہاشم نام رکھتا ہوں اور میں نے خطا کیا کی ہے جو مجھ پر اس قدر عتاب آپ کرتے ہیں۔"
اس نے ہنس کر بجواب اس نرمی و مدارت کے کہا: "یوں تو میں بے ادبی تیری اس طرف آنے کی معاف کر دیتا مگر اب زندہ نہ چھوڑوں گا کہ تو مسلمان ہے اور پسر حمزہ ہے۔"
یہ کہہ کر مرکب طلب کر کے سوار ہوا اور مستعد کار زار ہوا۔ شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا۔
اس نے نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ پر لگایا شہزادہ نے کوسنان پر گانٹھا اور چند طعن ردو بدل کر کے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیا۔ اس نے پکارا: "او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا۔ اب میری تلوار سے نہ بچ سکے گا۔"
یہ کہہ کر توار کھینچ کر چلا' لیکن اس وقت قدرت خدا سے کوہستان کی طرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ تمام صحرا میں سوائے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا شہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے میں یہ تلوار لگائے گا تو زخمی کر دے گا۔ یہ سمجھ کر گھوڑا اڑ کر پیچھے ہٹ گیا اور وہاں سے بہت دور ایک سمت نکل گیا۔

جب وہ آندھی دور ہوئی اس کو ہی اور اس کے لشکر کا پتہ نہ ملا۔ ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور میں مقابلہ کروں تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا' مگر کہیں نشان نہ ملا۔ ناچار اپنے لشکر میں مراجعت فرما ہوا اس طرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کر کے قریب لشکر لقا پہنچا۔
اس نے خبر سنکر استقبال کرایا۔ لشکر کوہیوں کا باعزاز تمام اتروایا۔ بہزاد اور فولاد بارگاہ میں آئے خداوند کو سجدہ کیا۔ نذر دی خلعت عنایت ہوئے۔ مخلع ہو کر دونوں بیٹھے جام شراب شروع ہوا۔ جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے' بہزاد نے نشہ کی ترنگ میں بختیارک سے کہا: "میں مسلمانوں کا زور قوت آزما چکا۔ پسر حمزہ۔ ہاشم نام صحرا میں

**

مجھ کو ملا تھا۔ میں نے پکڑ کر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لے گیا اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا۔"

بختیارک یہ باتیں سن کر سمجھا کہ راہ میں ہاشم نے اس کو خوب پیٹا ہے یہ بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر بظاہر ثنا خواں ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہیں۔" اب حمزہ کو یوں ہی زد و کوب فرمایئے گا۔"

یہ باتیں کر کے ناچ دیکھنے لگے۔ لیکن ہلکارے لشکر اسلام بصورت مبدل برائے خبر گیری حاضر تھے انہوں نے یہ بھی سخناں دروغ سنے اور خدمت امیر میں آئے۔

ازبسکہ سر دربار کلمات ذلت ہاشم کا بیان کرنا مناسب نہ تھا۔ جب امیر مسجد کر پاس میں بہر عبادت تشریف لائے۔ اہلکار خدمت امیر میں عرض پیرا ہوئے۔ امیر وفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضب ناک ہوئے' لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار میں آئے۔ شہزادہ ہاشم بھی دنگل پر جلوہ فرما تھا۔ اس کی جانب دیکھ کر فرمایا: "اس بارگاہ میں وہ لوگ نہ آئیں جو طمانچے کھاتے ہیں افسوس اسے غیرت نہ آئی کہ اس نے بہزاد کی مار کھائی۔"

نام بہزاد سن کر شہزادے کو یقین آیا کہ یہ مجھ کو فرماتے ہیں۔ پس یہ سمجھ کر دست عرض کیا: "اے پدر عالی وقار کس کو بہزاد نے مارا اور طمانچے کس نے کھائے۔"

امیر نے جو حال سنا تھا وہ بیان کیا۔ شہزادہ جوش تہور میں آ کر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد لمحہ کے کسی حیلہ سے اٹھ کر۔ باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب باد پیما سوار ہو کر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا۔ جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی۔ شاید کسی کام کو آئے ہیں یہ تصور کر کے کوئی مزاحم نہ ہوا۔ اور شہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اس نے غصہ میں آ کر ایک ایسی لات ماری کہ درگہ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اڑ کر اندر بارگاہ کے جا گرا۔

بختیارک نے یہ حال دیکھ کر کہا: "صلوٰہ بر پیغمبر خدا' اے بہزاد جس کے تم نے طمانچے

لگائے تھے۔ وہ آ پہنچے۔"

یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگراں تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلوہ خانہ سے بڑھا۔ چوبدار یسادل دور ہی سے ہاں ہاں لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب نہ آیا اس نے تلوار سے قرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا۔ صحن بارگاہ میں در آیا اور پکارا: "سلام میرا اس بزم میں اس پر جو ایک خدائے لا شریک کو مانتا ہو اور اس کے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو۔"

تمام لقا پرست یہ کلمات سنکر اکڑے اور بل کرنے لگے۔ بعض کان میں انگلیاں دے کر بیٹھے کہ تعریف خدائے نادیدہ ہم نہ سنیں اور شہزادے نے للکارا: "کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادروں پر طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کہتا ہے کہ لگائے۔

بختیارک نے یہ سنکر عرض کی کہ "دیکھے میں بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان میں ایسا نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے مانا۔ آخر اپنی سزا کو پہنچا۔ اب کیسا چپکا بیٹھا ہے۔ حضور دروغ گو وہ یہ حاضر ہے۔"

شہزادہ یہ سنکر پکارا: "بے حیا اٹھتا نہیں۔ اب طمانچے نہیں لگاتا۔"

بختیارک نے کہا: "اب تو نانی مر گئی۔ اب کیا اٹھیں گے زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہیں۔"

بہزاد یہ سن کر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچ کر پکارا۔

"باش ہو طفل بے ادب کیا بکتا ہے۔ وہاں میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ یہاں قضا تیری لائی ہے۔"

شہزادے نے اس کو آمادہ حرب دیکھ کر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا۔ اس نے تیغہ دوڑ کر لگایا۔اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملا دی اور تھپکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا' فوراً اس کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکل گیا۔ خوب منہ کی کھائی۔

3 **

گردن کی رگیں منہ سے ٹوٹ کر سر نجس دور جا کر گرا۔ لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ تمام بارگاہ کے افسر اس کی شوکت و شہامت دیکھ کر دنگ تھے۔ سکتے کے ڈھنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اس کا اٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا: "ہے کوئی تم میں سے ایسا جو سر لے لے مجھ سے ورنہ یہ سر نجس مزبلے پر پھینکا جائے گا اور اہل اسلام کی ٹھوکریں کھائے گا۔ بقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اس کو مار لے گا' لیکن اس وقت کا نعرہ سنکر خواب غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا: "افسوس جس کا ایسا بھائی مارا جائے اور وہ بیٹھا تماشہ دیکھے ۔"

اس نے جواب دیا: "ملک جی جیسا اس نے کیا ویسا پایا' میں اس امر میں دخل نہ دوں گا۔"

اس نے شہزادہ سے کہا: "حضور تشریف لے جائیں یہاں مع خداوند جتنے ہیں' سب نامرد ہیں۔ کون آپ سے آنکھ ملا سکتا ہے۔ لقا نے یہ کلمہ سن کر افسروں کو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نہ پائے۔"

پھر تو بڑے بڑے سردار زبردست سرکردہ روزگار دنگلوں سے کودے۔ شہزادہ شمشیر بکف تا بہ درگاہ پہنچ چکا تھا کہ غل "لینا لینا" کیا ہوا۔ باہر بارگاہ کے نکل کر شہزادہ بھی ٹھہرا۔ افسروں نے چار طرف سے گھیر لیا۔ لشکر جو اترا ہوا تھا۔اس میں قرنا پھنکی۔ فوج جلد تیار ہوئی۔ افسر کئی ہزار آگرا تھا۔ چار طرف سے تلوار پڑنے لگی۔

شہزادے نے بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور ہمہ تن چشم بن کر لڑنے لگا۔ تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیئے سروں کے ڈھیر لگا دیئے العیاذ باللہ فوج کا ریلا کر کے مثل موج دریا اس اکیلے پر آنا اور اس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے لے جانا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر آہن میں شناوری کر رہا ہے۔ ہر ذی حیات تیغ دو دوم سے اس کی حباب آسا زندگی کا دم بھرتا ہے۔ لاشوں کے انبار ہیں۔ بے دست و پا تمام سردار ہیں نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بگاڑا تھا بار سر تن سے اتارا تھا۔ قضا سروں پر کھیلتی تھی۔ فلک اظلم

کی نئی بازی گری تھی۔
اس جنگ کی خبر اہلکاروں نے جا کر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی۔ بادشاہ نے امیر سے فرمایا: "آپ جایئے شہزادہ ہاشم کی مدد فرمایئے۔ اگر وہ شہزادہ مار کھا کر آتا تو شجاعت نہ دکھاتا۔ راست دروغ گو آخر ظاہر ہو گیا۔ دشمنوں کا خدا نے مکر چلنے نہ دیا۔"

امیر شجاعت فرزند دلبر سنکر و نیز ارشاد بادشاہ توقیر بجا لانے کو دنگل سے اٹھے۔
ازبسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والا بتا رہے ہیں۔ ان کے اٹھتے ہی پانچہزار پانچسو پچپن دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آ کر پشت پشت مرکب پر بیٹھ کر برسم یلغار لشکر مخالف پر جا گرا نعرہ ہائے سرداران بلند ہوئے۔
تہلکہ زمین و زمان میں پڑا۔ ہاشم کی پشت قوی ہوئی۔ بسان برق تڑپ کر لڑنے لگا۔
سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگراں بنا دیا۔
صدائے گرزگراں نے آہن کوبی کا پتہ دیا۔ دشت لرزتا تھا۔ لوہا برستا تھا۔ خود پر تلوار کی جھنکار تھی۔ تلوار سے قتل کرنے میں اجل شرمسار تھی۔ یہ تن گرا وہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا۔ یہی ہر طرف پکار تھی۔

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری لقاسے کہا: "اب یہاں سے بھی بھاگنے کا آپ نے ارادہ کیا۔ یا آج جان دینے کا عزم ہے۔ لمحہ بھر میں امیر گرفتار کر لیے جائیں گے۔ لڑائی کوہیوں کے سبب سے رکی ہے ورنہ فوج آپ کی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی۔"
لقا نے کہا: "اچھا میں نے تقدیر کی کہ طبل امان بجے۔" بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی۔ امیر نے ہاتھ روکا۔ سردار پھرے۔ ہاشم نے آ کر پائے پدر پر سر رکھنا چاہا۔ امیر نے سر سینہ سے لگایا۔ پھر بیچ میں سرداران کے شہزادے کو لے کر زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور لشکر میں آئے۔ پوشاک بدل کر بارگاہ میں بیٹھے۔ سر بہزار کا شہزادہ کے حکم سے مزبلے پر پھینک دیا اور اسی خوشی میں ایک دن ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور

ابن اللیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ

رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد
حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اٹھی جو بوئے مشک دل چور
ہوئی بالکل بہ شکل روز کافور

○○○

- ملکہ سنمبر پری

سر شام بادل ناکام غم برادر نافر جام میں فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا۔ طبل بجنے کی خبر اہلکاروں سے سنکر امیر کے یہاں بھی طبل سکندری بجا۔ دلاور خبر دار ہوئے۔ دربار سے اٹھ کر برائے درستگی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و ننگ آئے دونوں لشکروں میں تیاری شروع ہوئی۔ مسلح خانے کھل گئے۔ بہادر لڑنے پر تل گئے۔ تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی۔ تیر ترکش میں جاگزیں ہوئے کمند کے لچھے بہت اچھے شانوں پر پڑے عمود صورت بہبود دکھاتے۔ نیزے ترکشی جتاتے کمانیں گوشوں سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑوں کے ہمہمے' بہادروں کے نعرے بلند نامردوں کے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا' نقیبوں کی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاع پر شیدا کہیں تلوار کی چمک کہیں شعلہ جان ستاں تیغ کی لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی

کہ تم ایک عمر سے ہو سب نمک خوار
کھے رکھتے ہیں ہم سب سے خبرادر
رہے باقی اگر تم میں کوئی مرد
نہ لائے اپنے دل میں وہ ذرا درد
وہیں مر جائے یا اس کو مٹائے
طلاق اس پر ہے گر دھیان اور لائے
ہوئے حاضر سلاخ جنگ سارے
ملے سب کو ہوئے پھر یوں اشارے
کہ ہے اب امتحان یارو خبردار

کمی ہونے نہ پائے آج زنہار
دیئے سرداروں کو خلعت زر و سیم

جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین میں برپا رہا۔ جس دم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ جسم شب چو رنگ اور زمانہ غدار نے رنگ فساد کا ڈھنگ ڈالا۔
صبح دم امیر عبادت خالق قدیر میں مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگ گاہ روانہ تھے۔ بہادر رزم سے مالوف تھے کہ یکایک مہتر امیر مہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبرو گاہ خدمت امیر عالی جاہ میں عرض کی۔ امیر بھی سجادہ طاعت پر سے اٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرما کر برآمد ہوئے۔ سردار بہر سلام حاضر تھے ان کو ہمراہ لے کر اشقر دیو زاد اڑاتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ شاہ گردوں پائے گاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردہ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا۔ جلو سواری ہویدا ہوا۔ کنولہائے جواہر آگیں روشن کہاریوں کا اٹھتا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی۔ تصدق جن پر جان تھی ۔ کہاروں نے تخت شاہی بدلوایا۔
ہر سردار نے مع امیر بہر تسلیم سر جھکایا پھر تو ڈنکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری رواں ہوئی۔ سواری بادشاہ کی قلب لشکر میں اس طرح چلی کہ

صدا دی کہ کوس شاہانہ نے ہر سو
بہ شکل موج بدلے سب نے پہلو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ
چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
ہر ایک کہتا تھا کریئے جانفشانی
بشرط فضل حق اور زندگانی

سنا جب یہ ہوئے مخلوط سردار
کہا صد آفریں یاران خونخوار
ہوئی گرزوں کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کی خود پسندی
جو تھے افزائش جرات سے بیتاب
ہوئے رخسار ان کے آتشیں تاب

اس طرح جب وارد دشت مصارف ہوتے ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی۔ لقا تخت پر سوار گرد فیل کوہیوں کی قطار آگے آگے کرگدن مست پر سوار میدان میں پہنچ کر صف کشیدہ ہوئے اور بعد صفوف آرائی جدال و قتال فولاد گیند اڑ کر اجازت لقا سے لے عرصہ نبرد میں آیا اور سلاح شوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا۔ کلمات رجز بہت کچھ زباں پر لایا کہ

نکلتے ہی تہمتن یوں پکارا
کہ میں ہوں صف شکن مرد صف آرا
میری تلوار کاٹے گی سر و تن
مسلمانوں کے جی کا میں ہوں دشمن

اس طرف سے صدا اس کی سن کر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ تورج نوجوان بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران بادشاہ عالی جاہ سے اجازت لے کر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب فولاد جب پہنچا۔ اس نے گینڈا پیچھے ہٹا کر تگاور ماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شہزادہ والا گھر ہٹا اور چھے قدم گینڈا اس خود سر کا عقب چلا گیا۔ دونوں نے زانوں مسل کر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے۔ شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اس کو خطاب فرمایا: "اے مرد خود سر"

نہیں ہم کرتے اپنا وار پہلے

لگا تو ہم پہ اک تلوار پہلے
نہیں کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ
لگا شمشیر پھر دیکھ او سیہ مست
کہ کیونکر تجھ کو کرتے ہیں ابھی مست
نہ گھبرا موت تیرے سر پہ آئی
کہا جب یہ تو تیغ اس نے چلائی

شہزادہ نے تیغ اس کا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازو پر قوت تھا۔ تیغہ سپر کو کاٹ کر خود ودو بلغہ زرہ ٹوپ کر تراش کر سر میں در آیا۔ شہزادے نے دستانے شجاعت کے بانے در شمشیر میں لگائے کہ تلوار جھٹکا کر سر سے نکل گئی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی۔ شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت سے باندھ کر خبردار کہہ کے تلوار بہ زبردستی اس خود کام پر لگائی۔ اس نے بھی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر قرض پنیر کی طرح تلوار کاٹ کر اس کے بھی کاسہ سر میں در آئی۔ اس نے بھی داستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلا' لیکن نادو آبرو زخم کاری لگا کہ سر اس کا ہرنہ زین پر جا لگا۔ شہزادے نے سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جان کر للکارا: "لے جا اس کو کہ یہ اپنی سزا پر پہنچ گیا۔ حوصلہ اس کے دل کا نکل گیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لے گئے۔ شہزادے نے باوجود حالت زخم داری پھر مبارز طلب کی۔ فوج کوہیاں میں سے سپہ سالار فولاد۔ حداد کو ہی گیند اڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہے کہ

برابر آ کے اک گرز گراں سنگ
کہ جس کے دیکھنے سے عقل ہو دنگ

لگایا سر پہ مرد نوجواں کے
کہ ہوں ٹکڑے ہزاروں استخواں کے

غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور

کمر سے اپنے لی تیغ دو پیکر

بشکل برق تڑپا اور کیا وار

ہوا دو ایک سے مرد ستمگار

گرا وہ اور بھائی اس کا آیا

نہایت جلد اک تیغہ لگایا

دیا شہزادے نے وار اس کا خالی

چلائی اس پہ شمشیر ہلالی

گرا فرش زمین پر ہو کے مقتول

خاک لحد نے جلد کیا مقبول

اسی طرح تا شام شہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخمداری میں عدد کشی فرمائی۔ قریب شام لقا نے رنجیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوایا۔ لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کبیدہ پلٹے اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی۔ آسودہ ہوئے کہ امیر نے جراح کو کہ لغمان نام ہے اور اس کے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہے اور سب جراحوں کا افسر ہے طلب فرمایا۔ اس نے حاضر ہو کر شہزادہ والا گہر کی زخم دوزی کی۔

شہزادے نے چالاک کو بلایا اور فرمایا: "ایک پھاہا سلیمانی کا فولاد کے لیے لے جاؤ کیونکہ جب تک وہ مرہم نہ لگائے گا' میں بھی نہ لگاؤں گا کہ

**

اگر کچھ زندگی کا لطف تجھ کو چاہیے ناداں

اسی میں ہے میرا دشمن بھی ہوئے بندہ احسان

امیر ان باتوں کی شہزادہ سے بہت خوش ہوئے اور چالاک بنا بر ارشاد پھاہا لے کر روانہ ہوا۔ لشکر بقا میں پہنچا۔ طلایہ دار لشکر نے اس کو بصورت اصل دیکھ کر روکا۔
اس نے کہا: "اس نے کہا ہمارے آنے کی خبر فولاد کو پہنچا دو کہنا کہ شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔"
لوگوں نے جا کر اسی طرح فولاد سے بیان کیا اس نے باعزاز تمام طلب کرایا۔
بختیارک نے کہا: "ان کا بلانا اچھا نہیں' مگر اس نے نہ مانا۔ چالاک جب داخل بارگاہ ہوا۔ بختیارک اٹھ کر تسلیم بجا لایا اور پکارا: "حضور نے کرم فرمایا' جو تشریف لائے۔ نیاز مند مشتاق ملازمت بھی تھا ونیز کچھ روپیہ کہ تحفہ حقیر ہے آپ کی نذر کے لیے جمع کر رکھا ہے لیتے جائیے گا۔"
چالاک اس کی باتوں پر ہنسا اور کہا: "ملک جی چلتے وقت تم سے بھی سمجھ لیں گے۔"
یہ کہہ کر فولاد سے کہا: "شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ مرہم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو ہم بھی لگائیں۔"
فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دل میں سوچا کہ "بیشک مسلمان اپنا مثل نہیں رکھتے۔" یہ سوچ کر وہ پھاہا لے کر چالاک کو خلعت دیا۔ جب یہ چلنے لگا' ملک جی نے بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی منگا رکھی تھیں چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشد زادے یہ لیتے جائیے اس نے وہ کشتیاں بھی لیں اور وہاں سے خدمت شاہزادہ میں آ کر حال کہا۔ شہزادے نے مرہم لگایا۔
ادھر جب یہ جا چکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا قصد کیا۔ بختیارک مانع ہوا: "ہرگز یہ مرہم نہ لگانا۔ اس میں زہر قاتل ملا ہو گا۔ خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدار پر بھولے۔"

فولاد نے کہا: ”ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہیں ہیں جو دغا بازی کر کے ہلاک عدو کو
کریں اور خیر اگر زہر بھی ملا ہو گا تو میرا نام ہو جائے گا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوئے

کہ فولاد کو زہر سے مارا۔“
یہ کہہ کر پھاہا لگا لیا اور کہا: ”تو ملک جی بتاؤ کہ عیار کو تم نے اس قدر پیسہ کیوں
دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا۔“
بختیارک نے ایک سرد آہ بھری اور کہا: ”نہ دیتا تو کیا کرتا۔“
یہ کہہ کر رفیدہ سر پر سے اتارا کہا: ”دیکھے اس لینے دینے پر تو مارے جوتیوں کے چندیا
گنجی کر دی ہے۔ اگر نہ دوں تو سر کاٹ ڈالیں۔ تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو
خیمہ میں میرے آ کر کہتے کہ ملک جی نے ہمارے آنے کے مطلق پاس نہ کیا' نذر
بھی نہ دی۔ میں پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہ
ہوتا۔ سارا گھر لوٹ کے مجھے صحرا میں لے جاتے اور سینہ تک زمین میں دفن کر جاتے۔“

یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دل میں کہا: ”لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اس
کے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اس سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر یہ شہزادہ تورج
تجھے زیر کریں تو ان کے ساتھ مسلمان ہو جانا اچھا ہے۔
اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اس نے کھجلایا پھاہا مرہم سلیمانی
کا چھوٹ آیا اس نے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہیں نشان بھی نہ پایا تو وہ زیادہ
حیران ہوا کہ یکایک زخم کیونکر اچھا ہو گیا۔
بختیارک نے اس کو متفکر دیکھ کر کہا: ”حیران نہ ہوں یہ مرہم سلیمانی ہے اس کی تاثیر
یہ ہے کہ پہر بھر میں کیسا ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے۔ حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری
ہے وہ بھیجتی ہے۔“
فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل
میں جا گزیں ہوئی۔
بختیارک سے کہا: ”ملک جی تم تو کہتے تھے کہ اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ' ابھی

یہ صفت بیان کرتے ہوئے بڑے جھوٹے ہو۔"
اس نے جواب دیا: "میں اس لیے منع کرتا تھا کہ اس کے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہو جاؤ گے' یعنی اچھے ہو کر یا مر جاؤ گے یا مسلمان ہو جاؤ گے ونیز محبت اسلامیان دل میں تمہارے آ جائے گی۔ اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو۔"
اس نے کہا: "ملک جی اس میں تو شک نہیں کہ حریف میرا بڑا جوان مرد و صاحب وضع و شجاع ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اس میں دغا ہو مگر نہیں کوئی ان میں دغا پیشہ نہیں ہے۔"
بختیارک بولا: "عیار اگر مسلمانوں کے نام سے کوئی عیاری کریں اور حمزہ کو خبر ہو جائے تو اس عیار کو بغیر مارے نہ چھوڑے یہ تو کیا' عمرو جو ان سب کا سردار اور باپ ہے اور شاہ عیاراں ہے اس نے جب کسی پہلوان کو بہ مکر ذلت دی ہے تو امیر نے وہ روز اس کو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی برائی نہ کرے گا۔"
فولاد و صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا: "میں ایسے بہادروں پر تلوار اب نہ کھینچوں گا خیر کل طبل بجوا کر کشتی لڑوں گا' جو زیر ہو گا وہ غالب کی اطاعت کرے گا۔"
بختیارک نے کہا: "تلوار کا لڑنا اچھا ہے کہ تمہارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہوں گے اور کشتی میں تو دیو سمنداں اور سرکشاں قاف ان سے ہار لیے۔ تمہاری کیا اصل ہے۔ دم بھر میں تورج دے مارے گا۔"
فولاد نے کہا: "ہرچہ بادا باد میں تو ان کا بندہ احسان ہوں۔"
یہ سن کر اس نے کہا: "صلوٰہ بر محمدؐ کیا مرہم تھا کہ جس نے ہمارے دل میں زخم کیسا ناسور ڈال دیا۔ اب تم مسلمان ہوئے ابھی سے ہم تم صبر کر چکے۔"
فولاد اس کے کلام سے ہنستا ہوا بارگاہ میں اٹھ آیا اور ایک روز تامل کر کے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے

کہ عمر روز گھٹتے ایک بار

ہوئی ساخت بہ شکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی
ابھر کر مثل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا۔ اہلکاروں نے سمع ہمایوں بادشاہ تک یہ ماجرا پہنچایا۔ اس طرف بھی نقارۂ حرب بجا۔ تیاری جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادروں کی آرزو پوری ہونے کو سحر ہونے لگی۔ تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرزگر انبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کے کھونے لگی۔ فوجوں کے جماؤ سے لشکروں کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا۔ جس دم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کئے۔

سحر نے جلوہ پنہاں دکھایا
زمین نے نور کا ساماں دکھایا
بڑھی اس شب کی جب پیرانہ سالی
فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوئے امیر مسجد سے اٹھ کر آستانے فیض نشان سلطان ذی شان پر آئے۔ بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجراو سلام کیا۔ صدائے طرقوا بلند ہوئی۔ سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اس وقت بہادروں کی آن و بان لشکر کی شوکت و رفعت و شان قابل دید تھی منچلوں کا تیکھا پن جوانوں کا بناؤ' ہر طرف جماؤ سے گویا قربانی کی عید تھی۔
جب میدان میں پہنچے حسب معمول صفیں درست ہوئیں فوجیں لڑنے کو چشت ہوئیں۔

لقا بھی مع لشکر آیا۔ کوہیوں نے مقابلہ میں پرا جمایا۔ بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اٹھایا' لقا سے اجازت لے کر وسط میدان میں آیا۔ سلاح شوری دکھا کر پکارا: "اے مسلمانان' میں تم میں اور کوئی نبرو نہیں چاہتا۔ سوائے شہزادہ تورج کے۔"

اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و فیلی بجے۔ شہزادہ تورج نے بادشاہ سے اجازت لے کر مرکب اڑایا اور اس کے مقابل آیا۔

اس نے احسان شہزادہ کا یاد کر کے سلام کیا عرض پیرا ہوا کہ "اے شہزادہ والا گہر اس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے۔ ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج ہم آپ نصیب آزمائی کریں۔ جس کو فتح نصیب ہو' وہی حاکم بنے۔ مغلوب اس کی اطاعت کرے۔" شہزادہ گویا ہوا: "اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ۔"

یہ کہہ کر دونوں کو دے۔ عیار دونوں کے دوڑے اور لشکر میں خبر دی۔ بیلداروں نے آ کر اکھاڑہ بنا دیا۔ مشک و عنبری مٹی میں ملا دیا۔ دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اترے۔ جم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا' طلاق پر مٹی چڑھی۔ شانوں پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی۔ پھر ادھر سے ادھر داؤں گھات میں پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ کسی نے دستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا' لنگوٹ میں ہاتھ ڈالا کولہے پر بھر کر مارا۔ اس نے توڑ کر کے پھر سامنے پاؤں گاڑا پیچ توڑ بند ہونے لگے۔ سر سے سر مل کر ٹکر اور گھونسے چلنے لگے۔

اس طرح بسان ابر باشل فیل مست دونوں گتھے تھے۔ زور ریلا پیلی کے ہو رہے تھے۔

یہ حال کہاں تک بیان ہو' تین شبانہ روز برابر کشتی رہی۔

شہزادے نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ فولاد نے اس کو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھ کر آپ بھی آب و غذا کی طرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہروں باقی تھا کہ شہزادہ نے اس کا لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر چاہا تھا کہ پٹکے اس نے فریاد کی: "امان دیجئے۔"

فرمایا امان بشرط لانے ایمان کی ملے گی" اس نے عرض کیا: "قبول ہے۔"

شہزادے نے زمین پر اتار دیا اس نے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا۔ شہزادے نے سر

سینے سے لگایا۔ کلمہ طیبہ بتایا' وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا:
"جس کو میرا ساتھ دینا ہو' وہ آئے کہ میں نے اطاعت شہریار کی اختیار کی۔ لشکر کے افسر سب آ کر حاضر ہوئے اور دین اسلام اختیار کیا۔ بہت لشکری شریک لقا رہے۔"

بختیارک نے یہ حال دیکھ کر لقا سے کہا: "یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہیں۔ مبارک ہو۔"
لقا نے کہا: "حمزہ میرا سپہ سالار قدرت پیارا بندہ ہے پس یہاں رہے تو کیا اور اس کے پاس رہے تو کیا۔ یہاں وہاں سب برابر ہے۔"
یہ کہہ کر طبل بازگشت بجوا دیا۔ امیر بھی شہزادے پر زرنثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے۔ لشکر بھی آسودہ ہوا۔ فولاد کو بارگاہ عمدہ نصیب ہوئی۔ خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا۔
فولاد مرخص ہو کر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک اسلام آباد کیا۔ نام اس کے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل میں اسم بامسمی ہوا۔ تمام بت خانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیئے۔ اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا۔ لشکر کثیر فراہم کر کے حاضر خدمت امیر کشور گیر ہوا۔ یہاں اس کی دعوت بڑی دھوم سے ہوئی۔ خلعت سرفرازی ملا۔ سرداروں میں تورج کے داخل ہو کر رہنے لگا۔ یہ تو اس طرح مقیم ہے لیکن اس کے قلعہ کے قریب جو سرحد ہو شربا ہے اس سرحد کا جو مالک ہے نام اس ساحر کا گلفام جادو ہے اور اس کی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام اس فولاد ہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپ کر اس کے قلعہ میں آتی ہے۔ اب تک وصل اس کا فولاد نے منظور نہیں کیا۔ ہر چند اس نے طمع دی' منت بہت کی' اس نے نہ مانا' ناچار اس نے بہزاد کو دام میں لانا چاہا اس نے بھی قبول نہ کیا۔ چنانچہ ساحر مذکور کو ان دنوں جو نشہ عشق کی ترنگ آئی۔ خبر قلعہ اقدس کی منگائی۔ معلوم ہوا کہ دونوں بھائی خدمت خداوند لقا میں بہر جنگ مسلمانان گئے ہیں۔
یہ خبر سنکر اس نے خیال کیا کہ تجھے بھی وہیں چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرانا

کہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند اغوا کر کے معشوق کو ملا دے گا۔ پس ایسا کچھ سوچ کر اس نے اپنے خداوند سے کہا: "ہمارے ملک کے قریب خداوند اترے ہیں اور افسوس ہم ان کی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہیں۔ میرا قصد ہے کہ میں خدمت میں جاؤں اور ان کے دشمنوں سے مقابلہ کروں۔ بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہے اگر میرا جانا سنے گا بہت خوش ہو گا۔ مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہیں کہ میں اس کی نوکر نہیں۔ ہاں تم اس کی طرف سے سردار ہو' ملک رکھتے ہو۔ تم نہ جاؤ۔ میں بحسن و عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند کے پاس جاتی ہوں اگر جنگ مسلمان فتح ہو گی تو بادشاہ ہی کا نام ہو گا وہ تمہارا بڑا رتبہ کرے گا۔"

شوہر نے کہا: "بی بی یہ تو تم نے سچ کہا' لیکن وہاں عیار ساحر کو مار ڈالتے ہیں۔ میں تمہیں پیار بہت کرتا ہوں اس وجہ سے ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو غم جدائی میں میری جان پر آ بنے۔"

اس نے جواب دیا: "قضا کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ خیال بیجا ہے بلکہ وہاں خداوند موجود ہیں قضا اس کے حکم سے آئے گی بھی تو ٹل جائے گی۔"

غرضیکہ اس نے بہر صورت اپنے خداوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کر کے چالیس ہزار ساحرہ و جادوگرنیاں اپنے ہمراہ لیں۔ خود تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کروفر جانب لشکر روانہ ہوئی۔ دل میں شوق دیدار یار بھرا تھا۔ ہاتھوں کلیجہ اچھلتا تھا۔ امید و یاس سے باہم جنگ تھی۔ کھوئے ہوئے نام و ننگ تھی۔ کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بد بخت بد اقبال دل پر لاکھ طرح کا ملال جور فلک کی شکایت ہجر کی جاناں کی حکایت و در زبان بسان ماہی بے آب تپاں رواں تھی۔

کہ ابیات

3 **

عجب اس کی حالت تھی اس دم تباہ

کہ نالہ زباں پر تھا اور لب پہ آہ
دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی
لگی تھی عجب آنسوؤں کی جھڑی
کہوں اس کا کیا اس گھڑی حال تھا
یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا
سنبھلتا نہیں اب سنبھالے سے دل
چھدا اس کے مژگاں کے بھالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے
کہ سر اب تن زار پر بار ہے

اسی طرح بصد درد سوز ایک روز قریب یاد جاناں پہنچی۔ نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ میں پہنچائی۔

لقا نے کہا: "بندہ قدرت ہمارا آتا ہے۔"

کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ میں آ کر ساحرہ سے ملاقات کی۔ وہ بھی تخت سے اتر کر تسلیم بجا لائی اور ان کے ساتھ چلی۔ ملازمان لشکر ساحرہ اتروایا۔

ساحرہ نے جا کر خداوند کو سجدہ کیا۔ لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نک سک سے درست عالم شباب میں چاق و چشت زیور جواہر پہنے لباس پر زر زیب جسم کئے ہے مگر آنکھوں میں صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتاتا یا منہ اترا ہوا۔ سر پر عشق کا سایہ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کہیں دل لگایا ہے۔

یہ دیکھ کر خداوند گرگ باران دیدہ ہے لب پر لایا "اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ کسی پر شیدا ہے خیر تدبیر اس کی کر دی جائے گی۔ تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور میں آئے گی۔"

**

لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے۔ آخر دنگل زریں پر قریب تخت خدا وندی بیٹھی اور چار طرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی۔ فولاد و بہزاد نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ میں ہوں گے۔

اسی فکر میں تھی کہ بختیارک آیا اور اس نے ہر طرف دیکھتے دیکھ کر پوچھا: "کس کی تلاش ہے۔"

اس نے ایک سرد آہ بھری اور کہا: "جن کے لیے یہاں تک آنا ہوا۔ انہوں نے ہم سے یہاں بھی منہ چھپایا۔ فولاد کا اشتیاق در بدر پھر آتا ہے وہ دونوں بھائی ایسے بے مروت ہیں کہ کبھی پوچھتے بھی نہیں۔ یہ آنکھیں ان کے دیکھنے کو ترستی ہیں ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہیں اس کا نام نہ لو۔ کیا میں ایسی ہو گئی۔ اب جو یہاں آگئی تو انہوں نہ صورت نہ دکھائی۔"

بختیارک یہ باتیں سنکر رونے لگا اور کہا: "ہائے کیا جواناں تھے۔ ایک تو مسلمان ہو گیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے بایں ذلت سر دربار مارا گیا۔"

ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام میں جائے۔ بختیارک مانع ہوا اور حال عشق ناصر و نازک چشم بیان کیا کہ وہ کبھی نہیں گئی ذلت میں اٹھا کے آئی۔ تم اب مقابلہ کر کے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو۔ یہ رائے بھی اس کو پسند آئی اور فراق یار میں ایک دن اور رات تڑپا کی۔ جب دوسرے روز قیس روز سے لیلیٰ شب آ کر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ

اندھیرا نار میں پیچیدہ ہو کر
بشکل درد دل اٹھا برابر

کیا مشاطگی کا شوق نے کام
ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سرشام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل و زبان پر لائی۔ ساحران میں تیاری آغاز ہوئی لشکر لقا میں بھی طبل جنگ بجا۔

امیر نے بھی خبر سن کر طبل سکندر بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا۔ دربار برخاست ہوا۔ ساحرہ بھی اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی ۔ سحر نیازی میں مصروف ہوئی ۔ ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جائے اس کی تیغ ناز پر جان قربان جائے۔ تمنا کہتی تھی کہ بموجب بیت:

میں دیر تک دیکھ لوں قاتل کو الٰہی
رہ جائیں رگیں خنجر بران سے لپٹ کر

اسی اشتیاق میں اس نے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور اگیار میں اس کو ڈال دیا۔ وہ غائب ہو گیا۔ یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی۔ یکایک اگیار سے دھواں پیدا ہو کر وہی مثل سوار مردان جنگ آزما بنا ہوا اس دھوئیں سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا۔ اس نے پکار کر کہا: "وقت طلب ضرور آنا۔"

یہ کہہ کر سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جا کر لیٹی تصور یار میں جاگا کی۔ بخت بد سے لڑا کی۔ لشکر میں ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے۔ بیر آیا کئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں نقیب پکارتے ہیں۔

بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے۔ نعرہ شیر آسا مارتے تھے وقت آرائش عروس سجا تھا سواد سودا سے جلاوت کا سرمہ چشم تہور میں لگا تھا۔ خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا' تلوار گلے کا ہار تھی۔ جواہر آہن سے زیور مرصع کار کی پھبن آشکار تھی ۔ تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملوں۔ خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن میں فراق کروں۔ نیزے سینے ملنے پر زبان دیتے تھے۔ بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے۔ تیر بصورت آہ عشاق تھے۔

**

گرز ہموزن بار فراق تھے۔ آتش غضب کا دھواں اب شاید فنا پر مسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ ہو کر لاکھا بنا چاہتا۔ آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم رنگ گیسو تزئین زلف شاہد جرات ہو۔

کوئی ناز طبیعت تھا اٹھاتا
کوئی جوش غضب سے یہ سناتا
کرے گی تیغ جوہر دار بیباک
تو ہو گا دامن عمرو عدو چاک
ادھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران
بشکل زلف جاناں تھی پریشان
لبوں پر شکوہ اے بیدار قاتل
طبیعت زلف جاناں پر تھی مائل

اسی ہنگامہ میں آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ

گھٹی جب رات مثل عمر عشاق
شعاع مہر چمکا سوئے آفاق
کھلی سرخی کناروں سے فلک کے
اٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار
بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار

یعنی ہنگام سحر فوج لشکر شکن جنگ گاہ قدم زن ہوئی۔ امیر نے سجادہ سے اٹھ کر لباس

رزم زیب جسم فرمایا۔ سرادروں نے مجرا کیا۔ سب کے ساتھ بادشاہ کے جلو خانے میں آئے کچھ عرصہ نہ ہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت برآمد ہوا۔ زنانہ سامان پھر گیا۔ ہر سردار تسلیم بجا لایا۔ پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھل گئے۔ اس شوکت و شان سے بادشاہ کو لے کر جانب رن صف شکن چلے۔ شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے۔

کمر میں زیب وہ جوہر کی شمشیر
بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کاٹھی کہکشاں سے تھی منور
زمرد لعل سب تھے نصب اس پر
جڑاؤ پر تلہ تھا زینت دوش
تسلسل تھا کمر سے تابنا گوش
مصاحب اور سب کے سردار ہمراہ
کہ تھے وہ جنگ کی راہوں سے آگاہ
وہ گھوڑے جن پہ تھے سردار سوار
طلائی ساز تھا سب ان کا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین
گہر جھالر میں اس کے مثل پروین

بایں کروفر میدان جنگ میں پہنچ کر صف کشیدہ ہوئے تھے کہ یکایک ابر کے لکے آسمان پر آئے

لگا بادل گرجنے کس غضب کا

ہوا ساماں نمایاں اور ڈھب کا

کہ جنگل میں عجب بھونچال آیا

مثال بید لرزاں تھر تھرایا

ہر لکہ ابر سے ساحر اژدر ہوں پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان میں اتر کر ٹھہرے۔ لقا کی سواری بھی دھوم سے آئی۔ گرد سیاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا۔ تلواروں کی چمک نے دیدہ فلک خیزہ کیا۔ سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا۔ باجوں کے شور نے زمین کو سر پر اٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت رزم لے کر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر دکھا کر طالب مردہم نبرو ہوئی۔

بادشاہ نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اس کی طرف سے نہ پھری تھی کہ سب اس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے' بگل بجا طنبور گڑ گڑایا۔ شہزادہ علم شاہ نے گھوڑا اڑایا۔ نزد شاہ عالم پناہ آ کر اجازت خواہ ہوئے اس نے سپرد بخدا کیا۔ شہزادہ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب و ضرب ہوا۔ ساحرہ نے سحر پڑھا کہ جو اگیار سے دھوئیں میں لپٹا ہوا نکلا تھا اس وقت مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آ کر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ واری تلوار کی نوبت آئی۔

شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اس کی کلائی پر ہاتھ ڈالا۔ اس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ دونوں کو دے دوپہر کشتی بصد درشتی رہی۔ آخر پہلوان سحر نے جو ریلا شہزادہ لنگر قائم کر کے پیچھے ہٹا پانوں موشخانہ میں جا رہا اور اوپر سے پہلوانان سحر نے دھکا مارا۔ کولا شہزادہ کا اتر گیا اس نے باندھ کر سپرد لشکر ساحراں کیااور پھر مرکب پر چڑھ کر مبارز طلب کیا اس میں شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ "اے لالہ زار اس شخص کو گرفتار کراؤ جس نے تمہارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اس کے بھائی کو جس نے مارا ہے۔"

ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا: "تورج کا نام لے کر پکارے۔"
اس نے شہزادہ مذکور کو پکارا۔ تورج اجازت بادشاہ لے کر اس کے مقابل آئے۔ حربہ ہائے گرزو تیغ و خنجر کے بعد اس سے بھی نوبت کشتی کی آئی۔ دونوں نے باہم دوال کمر بند میں ہاتھ ڈال کر زور کیا۔ جب گھوڑوں کی کمر ٹوٹنے لگی۔ دونوں اس طرح گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے۔ تورج کا پاؤں رکاب میں الجھا اور اس نے جھٹکا مارا پاؤں ان کا بیکار ہو گیا۔ اس نے بھی باندھ کر حوالہ ساحران کیااور پھر مرکب پر چڑھ کر ہاشم کو پکارا۔ شہزادہ موصوف بصد عظمت و صولت اجازت لے کر اس کے مقابل آیا' تا دیر وہی اسلحہ کی چقا چاق بلند رہی۔ آخر پہلوان سحر نے کمر میں ہاتھ ڈالا ان پر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اوروں پر گذرا تھا۔ جب یہ بھی گرفتار ہو چکے۔ پہلوان سحر نے اب کی فولاد ہی کو نہیب دی اور وہ بھی آ کر اسیر سر پنجہ تقدیر ہوا۔ اس اثنا میں کشتی گیر فلک نے زردار لنگوٹ کھول کر طاق میں چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا پہلوانان کواکب سے معمور ہوا۔

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش
ہوا گھبرا کہ آخر مہر روپوش
صدا رخصت کی نقارے سے آئی
بس اب کل یہ ندا یاروں سے آئی

شام اسی لڑائی میں ہوئی۔ چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اس وجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لے کر پہلوانان سحر پکارتا تھا۔ بس بنا پر قاعدہ اہل اسلام جس کا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا۔
غرضیکہ شام کو طبل بازگشت بجا۔ لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے کمر کھولی۔ ساحرہ شاداں و فرحاں ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ میں آئی۔ امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوئے ابو

الفتح مع چند عیاروں کے عیاری کے لیے چلا۔
یہاں جب لالہ زار بارگاہ میں آئی۔ سوار سحر صحرا کو چلا گیا اور اسنے قیدیوں کو سامنے بلایا۔ فولاد کی صورت دیکھ کر اس نے ایک آہ کی اور کہا: "اے بے مروت و ناانصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلبر جفا کی

تمنائیں ہوئیں سب اپنی برباد
ارے ظالم نئی کی تو نے بیداد
نہ لپٹایا تو نے کبھی گلے سے
ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھوں سے سنبھالا
لگایا اس جگہ پر غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا
کبھی کچھ اور ڈھب پر نہ آیا
ارادے تھے یہی دست و جگر کے
تجھے ماریں طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائے گا تو خود کامیونکی
اطاعت چھوڑ دے اسلامیونکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارہ
وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دل سے منظور
وہی ہم ہیں وہی راتیں بدستور

یہ کلام سن کر فولاد نے جواب دیا: "او شہوت پرست بے حیا زانیہ میں تجھ کو ایک تو

پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام میں رہتا ہوں۔ کس طرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہوں گا تو شوہر رکھتی ہے اس سے ہوس تیری نہیں پوری ہوتی۔

اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ رکھ کر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین میں سما گیا اور اس جگہ سے دھواں نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹ کر بصورت تخت دھواں بنا اور درمیان قیدیاں آگیا اور ان کو لے کر سمت فلک چلا۔ یہ سب اس تخت دوری پر سوار یا ودو پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہو گئے۔

بعد ان کے جانے کے لقا نے جہت مہاجرت مطلوب اس کو رنجیدہ دیکھ کر سراپچۂ جنگل کی طرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ ناز نینان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انھوں نے آ کر ناچ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا۔

پھر آئے اس جگہ ارباب عشرت
مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش اندازوں کا تھا گانا بجانا
قیامت ساز کا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر
سنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن میں وہ سب سے افزوں
قد ان کے مصرعہ طوبیٰ سے موزوں
ہوا حاضر وہاں پھر شیشہ و جام
بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت میں ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی۔ لوٹا لیے تھی۔ یہاں پر ابو الفتح صورت ساحر کی بدلے فکر میں عیاری کی پھر رہا تھا اس نے

**

کنیز کو جاتے دیکھ کر قریب آ کر کہا: "لائیے لوٹا میں لے لوں۔ اس نے خیال کیا کہ یہ ملازم خدا وند یا ملکہ کا ہے۔ عورت دیکھ کر میل کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر ہنسی اور کہا: "ہم تم سے لوٹا بھی نہیں رکھواتے۔"

ابو الفتح نے کہا: "اے جان جہان ہمارا دل تم پر لوٹا ہے۔"

کنیز یہ سن کر خوب ہنسی۔ یہ باتیں کرتا' شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہنچ کر محبت سے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہو گئی۔ یہ قنات کی آڑ میں بیٹھ کر ایسی صورت بنا۔ سارا گہنا اس کا پہنا پوشاک اس کی اتار لی اور اس کو چوکی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ میں آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا۔

وہاں جلسہ عشرت تھا۔ یہ بھی مصروف تماشا رہا کہ خدا وند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ میں جانے کی چاہی۔ خداوند نے فرمایا: "اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا۔ ہمارا الش کھانے سے عمر بڑھ جائے گی۔"

لالہ زار سلام کر کے ٹھہر گئی۔ خدا وند نے حکم خاصہ لانے کا دیا۔ وہ جلسہ برخاست ہوا۔ بکا ول بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے۔ یہ حال تھا کہ

بچھایا اک دستر خواں اس جا
سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابیں جو اس پر دھری تھیں
ولایت کے وہ میووں سے بھری تھیں
دھری تھی سات قانوسیں برابر
کہ تھیں کافور کی شمعیں منور
خواصیں جو کہ تھیں اسوقت حاضر
زباں اوصاف میں ہے ان کے قاصر

طلائی طشتری ہاتھوں پہ رکھے

چنے اس میں کلیجے تھے سلونے
مٹھائی نو بنو خوش رنگ و خوش آب
گزک تھی اس میں میوؤں کی بھی نایاب
غرض ساتھ اس کے میوے اسنے کھائے
مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھا کر جب ہاتھ دھویا۔ ابو الفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بچالا کی ایک گلوری میں بیہوشی ڈال کر لالہ زار کو دی۔ اس نے لیکر کھائی۔ پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا۔ ابو الفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا: "حضور کے لیے ہدم لاؤ۔"
یہ کہہ کر آپ اس کے پاس جا کر کہا۔ "جلدی مانگتی ہیں' لاؤ میں بھر لے جاؤں۔"

یہ کہہ کر گڑگڑی جلد تیار کر کے لایا' بجائے تمباکو بیہوشی خوشبو دار بھری تھی۔
غرضیکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لا کر کہا: "اب معشوق حاضر ہے۔" وہ لے کر پینے لگی جی متلانے لگا۔ سمجھی کہ قے ہو جائے گی۔ بیتابانہ اٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اس لیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہ ہوجائے۔
ابو الفتح سایہ دار اس کے ساتھ آیا اور کہا: "اے ملکہ بارگاہ پشت پر آیئے کہ یہاں میدان ہے تنہائی بھی ہے وہاں صاحب و دربان کے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائے گا۔"
وہ پشت بارگاہ کی طرف آتے آتے بیہوش ہو گئی مگر بارگاہ میں اس کے گھبرا کے اٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا: "ملکہ کدھر۔"
اس نے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا: "جی متلاتا ہے۔ شاید قے کرنے جاتی ہیں۔"
بختیارک نے کہا: "ہائے مار ڈالا۔ افسوس خداوند' تقدیر پھوٹ گئی۔"
لقا نے کہا: "اگر تقدیر میں فرق آیا تو تجھ سے سمجھ لوں گا۔"

بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لے کر دوڑا اور کہتا جاتا تھا: "ارے مار ڈالا' ارے مار ڈالا۔"
وہاں ابو الفتح خنجر کھینچ کر قتل ہی کیا چاہتا تھا کہ یہ آ پہنچا۔ اسے اس نے دیکھا کہ اب کچھ نہ ہو سکے گا۔ ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ ہائے کر کے گرا۔ ابو الفتح مندیل لے کر بھاگا۔ خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رہ گئے۔ یہ نکل گیا۔ بختیارک نے اٹھ کر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کر کے بارگاہ میں لایا۔
کہا: "جان بچ گئی۔"
لقا نے کہا: "مجھے پہلے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائے گی۔ اس وجہ سے تجھے بارگاہ میں تیری جانے نہیں دیا وہاں ہوتی تو ماری جاتی۔"
یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشاب کو چوکی پر جو گیا کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ سے آ کر کہا:اس نے اٹھوا منگوایا ہوشیار کیا۔ اس نے حال ساحر کے ملنے کا کہا۔ اس کے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا تھا کہ یہاں عیار بلائے روزگار ہیں جیتا نہ چھوڑیں گے۔
بختیارک نے کہا: "اے ملکہ تمہیں لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا فیصلہ کرو اور جس کسی کو گرفتار کرو' فوراً قتل کر ڈالو۔ اگر قید کرو گی عیار چھڑا لئے جائیں گے۔ اگر چھڑا نہ سکیں گے تمہارے قتل کرنے میں کمی نہ کریں گے۔"
اس نے کہا: "ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چاروں سرداروں کو بلا کر قتل کرتی ہوں۔"
یہ کہہ کر دل سے سوچا کہ پسران حمزہ کو بلا کر قتل کر اور معشوق کو مرنے سے ڈرا۔ شاید فرط خوف سے راضی ہو جائے۔ یہ سوچ کر سحر کو پڑھنے لگی کہ پھر قیدیوں کو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابو الفتح کئی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر عیار بشکل فراش و حاجب و خدمت گار فکر میں پھر رہے ہیں۔ ان میں چالاک خدمت گار بنا ہوا۔ سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا۔ یہ سن رہا ہے۔ جب لالہ زار سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے۔ بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ "آج مراد دل کی بر آئی' جو فلک کو برا نہ لگے۔ اے ملکہ جلد بلوایئے ایسا نہ ہو تاخیر کرنے سے کچھ اور سانحہ

درپیش ہو۔"
یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھ کر کان میں کہا: "ملک جی تم نے ہمیں بھی پہچانا کیوں قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہیں۔"

بختیارک نے جو یہ سنا بغور دیکھ کر پہچانا۔ پیشاب خطا ہو گیا۔ جلدی سے سلام کیا کہ "اے مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے۔"
چالاک نے کان میں کہا: "قسم ہے نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوئے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے۔"
بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا: "میری کیا خطا ہے۔"
اس نے کہا: "حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلایا اور ترغیب قتل سرداراں دی۔ اب کہتا ہے کہ میری کیا خطا ہے۔" یہ کلام مابین خدمت گار اور شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے۔

لقا نے کہا: "ارے شیطان یہ کس سے تو باتیں کرتا ہے۔"
اس نے عرض کیا: "شیطان تو آپ ہو گا میں پکا مسلمان ہوں' تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑا ہے اور دیکھتا نہیں۔"
لقا سمجھا کہ شاید عمرو آ گیا ہے۔ یہ سمجھ کر کہا: "مرشد تو تیرے طلسم میں ہیں۔"
بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے۔ چالاک نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ "میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالوں گا۔"
بختیارک نے ڈر کے مارے کہا: "مرشد کہیں ہیں لیکن اب کوئی مارا نہ جائے گا۔"
یہ کہہ کر پکارا: "او لالہ زار مردار قحبہ بدکار جو تو نے سرداران امیر کا نام لیا تو اپنی سزا کو پہنچے گی میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ زبان تیری گدی سے کھینچ لوں گا۔"
لالہ زار اس کی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچ رہا تھا ابھی ایسی کچھ باتیں کرتا ہے۔ شاید اس کو مالیخولیا ہو گیا ہے۔
اس حیرت میں اس نے سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی: "کیسی باتیں ملک جی تم کرتے **

بختیارک نے کہا: "ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائے گی۔ سرداروں کی بلا لے کر قتل ہو گی۔ سردار نہ ہلاک ہوں گے۔"

چالاک یہ باتیں سنکر سمجھا: "یہ حرامزادہ بکتا ہے اور اشارہ تجھے ظاہر کرتا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ ساحرہ تجھ کو پہچان کر گرفتار کر لے۔"
یہ سمجھ کر جلد باہر بارگاہ کے نکل گیا اور بختیارک نے جب خدمت گار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا: "اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے پاس کھڑا تھا' یہ بیٹا عمرو کا بے نظیر عیار تھا اس کی وجہ سے میں ایسی باتیں کرتا تھا۔"
ساحرہ نے کہا: "تو نے مجھ سے پہلے ظاہر کیوں نہیں کیا کہ میں بزور سحر پکڑ دیتی۔"
اس نے کہا: "جب تک تم سحر پڑھتیں اس وقت تک ہم نہ ہوتے۔ ہمارا کام تمام تھا۔
لالہ زار کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہیں جس سے شیطان ایسا ڈرتا ہے۔ دیکھئے کہ جان یہاں کیونکر بچتی ہے اس اندیشہ میں دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہ ہو سکا۔ ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی رفیق سے کہا: "تم کئی منزل پر ایک صحرا میں درہ ہے پہاڑ کا' وہاں جاؤ۔ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے کا دیتے ہیں اور سردار اندر درے کے قید ہیں ان کو لے آؤ۔"
نسرین جب الحکم اٹھ کر بیرون بارگاہ آئی ازبسکہ کئی منزل جانا ہے اس لیے اپنے خیمہ میں گئی کہ کچھ اسباب راحت اور کھانے پینے کا سامان لے چلوں۔
یہ جب خیمہ میں چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اس نے اس کو جاتے دیکھ کر لشکری سے کہا: "بھائی ذرا اس سے پوچھنا کہ کہاں جاتی ہیں" اس کے کہنے سے پوچھا: "حضور دربار سے کیوں اٹھ آئیں۔"
اس نے کہا: "میں قیدیوں کو لینے جاؤں گی۔"
یہ سن کر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جب تک خیمہ میں نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اس نے بھی صورت بصورت لالہ زار تیار کی۔ اسی خال و خط اور لباس زیور

سے آراستہ ہو کر اس کے روانہ ہونے سے پہلے آپ رو برو صحرا میں آ کر ٹھہرا۔
اس اثنا میں نسرین خیمہ میں تیاری کر کے سحر پر سوار ہو کر اڑی اور اس طرف آئی کہ جہاں نقلی لالہ زار ٹھہری تھی۔ اس نے اسے دیکھ کر پکارا: "اے نسرین ذرا ٹھہرنا
اس نے تخت روکا اور اس کو پہچان کر زمین پر اتری عرض کیا: "حضور نے کیوں تکلیف فرمائی۔"
چالاک نے کہا: "بعد تمہارے آنے کے مجھ کو خفقان ہوا کہ مبادا کچھ راہ میں فساد واقع ہو' بیچ پڑ جائے اس وجہ سے چلی آئی۔ اب ہم تم مل کر قیدیوں کو لے آئیں۔"
نسرین نے کہا: "پھر آیئے سوار ہو جایئے۔"
چالاک اس کے تخت پر سوار ہوا اور اس نے تخت اڑایا۔ جب بزور سحر کچھ دیر میں اسی صحرا میں پہنچی کہ جہاں درہ پہاڑ کا تھا۔ اس نے وہاں اتارا۔
چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق و دق ہے اور صحرا میں ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہے کہ بالکل تاریک تراز جاہل ہے۔ ہر در سے اس کے بخار دل کی طرح دھواں نکلتا ہے۔
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہیں بستر لگا ہے شراب خواری کا چرچا ہے۔ نقلی لالہ زار جب ان کے قریب پہنچی۔ انہوں نے اٹھ کر سلام کیا۔ اس نے حکم دیا: "قیدیوں کو لے کر میرے ہمراہ چلو۔"
بموجب ارشاد ملکہ' سحر خواں ہوئے۔ درے سے دھواں برطرف ہوا۔ قیدی ظاہر ہوئے۔
سب کو زنجیر سحر میں باندھ کر تخت پر ڈال دیا وہ چاروں بھی چلنے کے لیے آمادہ ہوئے تھے کہ لالہ زار نے نقلی نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "درہ کوہ میں چلی پیشاب کروں گی۔ صحرا کا واسطہ ہے مجھ کو ڈر لگتا ہے اکیلے۔"
اس نے کہا: "واری چلیے۔"
یہ کہہ کر ساحروں کو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی۔ جب درہ کوہ میں پہنچی۔ لالہ زار نقلی نے کہا: "ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہے روشنی کیسی ہوتی ہے۔"
اس نے کہا: "حضور یہاں مکان کہاں' آپ کیا فرماتی ہیں۔"

اس نے کہا: "مجھے اندھا بناتی ہے وہ کیا سامنے ہے۔"
نسرین اس کے کہنے سے ادھر ہی دیکھنے لگی۔ اس نے اس کے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی۔ اس نے اس کے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلا کر آئینے کے سامنے رکھ کر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہن کر باہر آیا۔ ساحروں سے کہا: "ملکہ تو ادھر سے تشریف لے گئیں مگر فرما گئی ہیں کہ قیدیوں کو جلدی لاؤ۔"

ساحروں نے کہا: "چلیے ہم حاضر ہیں۔"
یہ سن کر جس تخت پر قیدی تھے اس پر یہ تھی جا بیٹھا ساحروں نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت راہ کی لشکر لقا میں پہنچے۔
نسرین نے کہا: "تم میرے خیمہ میں قیدیوں کو لے کر ٹھہرو میں ملکہ کو اطلاع کروں۔"

ساحر حسب الحکم وہیں ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا۔ لالہ زار اسی کی منتظر دربار میں بیٹھی تھی۔ اپنے خیمہ میں نہیں گئی تھی اس کو دیکھ کر پوچھا:"لائی۔"
اس نے انگلی دہن پر رکھ کر کہا: "چپ رہیے اور قریب آ کر کان میں کہا: "وہ چاروں قیدی مع ساحروں کے میرے خیمہ میں ہیں۔ یہاں اس لیے نہیں لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار کریں۔ پس حضور وہیں چل کر انہیں قتل کریں تو بہتر ہے۔"
لالہ زار یہ سن کر اٹھی۔ شیطان خداوند کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ ہو لیا اور راہ میں حال پوچھا: "کہاں جاتی ہو۔"
اس نے سارا مجرا بیان کیا۔ شیطان نے کہا" بخوف و عیار سردار کو بارگاہ میں نہیں بلایا تو کیا ہوا وہ آئیں نہ آئیں جہاں سردار ہوں۔ خیر اچھا چلو' میں بھی ان کے قتل میں تمہارا شریک ہوں۔"
یہ کہہ کر باتیں کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین میں جب پہنچے۔ نسرین نقلی نے کہا: "یہ چاروں ساحر پشت خیمہ جا کر حفاظت کریں کہ کوئی آنے نہ پائے۔"
بختیارک کو بھی یہ رائے پسند آئی کہا: "ملکہ یہ سچ کہتی ہے ہوشیاری مناسب ہے" لالہ

زار نے ساحروں سے کہا: "تم پشت خیمہ پر جاؤ۔" جب روانہ ہوئے۔ نسرین نے آگے بڑھ کر ان سے کہا: "ملکہ فرماتی ہیں کہ خیمہ میں کیسا ہی غل و شور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہاں نہ آنا اور کسی دوسرے لشکری کو بھی نہ آنے دینا۔"

انھوں نے کہا: "ایسا ہی ہو گا۔"

یہ تو سب جا کر پہرے دینے لگے اور خنجر بختیارک اور لالہ زار کھینچ کر سر پر علم شاہ و تورج و ہاشم اور فولاد کے آئے۔ یہ بیچارے طوق اور زنجیر سحر میں گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے تھے اس وقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا۔ ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا۔ اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک دوسرے سے کر کے گواہ بنا لیا۔ پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون پکارا: "اے غالب کل غائب احکم الحاکمین

بہا اشکوں کا دریا چشم تر سے
دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کہ یارب اس بلا سے مخلصی دے
تصدق سے پیغمبر کے بچا لے

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا: "اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہے ازل سے یہ دستور نکلا ہے اس وقت تم فولاد کے پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھائیں' تم بھی منت پذیر ہو شاید راضی ہو جائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھ کر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہاں اور یہ کہاں جو دم کی صحبت ہے غنیمت ہے کہ

اجل سر پر مصروف حسرت
ہجوم شوق بس فرصت بہت کم

کہنا نسرین کا بہت پسند آیا۔ بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان

پراز نصیحت و شکایت کھولی کہ

کہا اس نے او نا آشنا دوست
وفا کرتے جو ہیں دوست با دوست
کوئی حق محبت یاد بھی ہے
قبول خاطر آزاد بھی ہے
میں اب دشمن ہوں یا آگے بھی تھی میں
نہیں شایان ہوں لطف و رحم کی میں
کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے
جگر دل سب تھے صاف تیرے
کبھی ہم سے بھی ملتی تھی نگاہیں
صدائیں لب پہ دی جاتی تھی آہیں
حذر کر آہ مظلوموں سے ظالم
خفا ہوتے نہیں مہماں سے ظالم
یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم
غنیمت ہے کہاں تو اور کہاں ہم
بسر کر زندگی آ پیش دلدار
بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اس طرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اس کی باتوں **

پر لگا تھا۔ ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بہ شکل نسرین سر پر کھڑا تھا۔اس نے ایک حلقہ گردن لالہ زار میں کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں پہنا دیا۔ لالہ زار نے باتوں کے خیال میں کچھ نہ جانا کہ کیا ہوا۔ مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے: "پکارا:" اے ملکہ خبردار سر پر تمہارے اجل سوار ہے۔ اس کہنے سے اس نے گردن اٹھا کر دیکھا۔"

چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑ کر شق ہوا۔ ساحرہ بیہوش ہوئی۔ بختیارک نے پکارا:

"ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے۔"

چالاک نے اس کے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کمند جھٹکے سے گردن میں پچی ہوا۔ سرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوئے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہرچند غل مچایا۔ باہر جو ساحروں کو منع کر دیا ہے کہ ہمارے کہے بغیر کیسا ہی غل و شور ہو تم نہ آنا اور وہ کوئی بھی نہ آیا۔ اس وقت تو منت کرنے لگا کہ "مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہنچے اس قحبہ کو ماریے لائیے مجھے خنجر دیجئے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس کا اسباب جب تک لوٹئے اور آپ نہ آتے جب بھی سرداروں کو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا۔

چالاک نے کہا: "او منافق آج بغیر قتل کئے تجھ کو ہم باز نہ آئیں گے۔"

بختیارک لگا کلمہ پڑھنے۔ چالاک اس کی باتیں فریب آمیز سن کر گویا ہوا: "ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو۔"

اس نے کہا: "بہت بہتر میں تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہوں۔"

یہ کہہ کر اس طرح کمند تو گردن میں پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ میں لے کر بڑھا مگر کہتا چلا کہ: "افسوس اس کی جان مفت گئی۔"

چالاک نے پھر دو تین لاتیں ماریں کہ کیوں اے بے حیا یہ افسوس کیسا۔"

بختیارک تو لاتیں کھا کر پکارا: "زہے عزت یہ لاتیں صحت جان ناتواں ہیں۔"

چنانچہ یہ تو مسخرا پن کرنے لگا' مگر چالاک نے تامل مناسب نہ سمجھا فوراً لالہ زار کو

ذبح کر ڈالا۔ بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا کہتا تھا: "ارے توبہ' ارے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہے میرا دل اس سے دہلتا ہے۔"

یہ تو اس گفتگو میں ہے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا۔ سردار اس کے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑ کر گلوے بختیارک پر بھی خنجر رکھا۔ اس نے کہا: "اے مرشد زادے میری کیا خطا ہے۔"

اس نے کہا: "ساحر تیرے غل کرنے سے آ گئے ہیں بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی قتل کرتے جائیں۔"

یہ سنکر اس نے کہا: "مجھے آپ باہر جانے دیجئے کیا مجال ساحر جو روکیں اس نے عہد لے کر اس کو چھوڑ دیا۔ وہ جو باہر نکلا۔ ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے۔

اس نے کہا: "ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہاں وہ آفت آئی ہے کہ سب مارے جاؤ گے۔"

ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوئے۔ سرداروں کو چالاک لے کر چلا اور بختیارک اپنے خیمے میں۔ اس عرصے میں ساحرہ شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور بہر تاباں بہ شکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے آویزاں ہوا

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
دھواں ہلکا ہوا شب کے جگر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر
موذن کہتے ہیں اللہ اکبر

امیر برائے ادائے فریضہ رب کریم مسجد کر پاس میں داخل تھے کہ سردار مع عیار آ کر قدمبوس ہوئے۔ امیر نے سر ان کے سینے سے لگائے۔ پھر بعد فراغت اطاعت اللہ بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے۔ بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے۔ سردار جمع ہوتے جاتے تھے۔ کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گرفتہ پیش بادشاہ ہوئے۔

بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلد وہیں اس عیاری کے
مالا مال کر دیا۔ پھر ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ رقص کا سماں بندھا۔ دور شراب گلرنگ

شروع ہوا۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے۔

اس جانب لقا بوجہ اٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا۔ دم سحر بہ کر و فرتخت نکبت
پر آ کر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور بکتا ہوا: "ارے خداوند وہ تیری بندی گندی
جنم کی مہری میں ڈھئی ہو گئی۔ رات کو ہم بھی چل بسے تھے مگر رحم آ گیا جو چھوڑ
گئے۔"

یہ کہہ کر سب حقیقت بیان کی۔ لقا نے کہا: "ہم نے پہلے ہی تقدیر مرنے کی کر دی
تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی۔ ہماری الفت اس
کو ذرا بھی نہ تھی۔"

یہ کہہ کر حکم دیا: "لاش اس کی خیمہ سے اٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائیں۔"

حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوئے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل بر شکایت عدم رسی
مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور پہاڑ پر سے پنجہ لے گیا اس طرف
نالاں و گریاں قلعہ گلفامیہ میں مع لاش لالہ زار پہنچے۔ شوہر اس کا سریر حکومت پر
متمکن تھا کہ لاش ساحروں نے سامنے لا کر رکھدی۔ گلفام نے تاج زمین پر دے مارا
اور پکارا: "ہائے میرا گھر تباہ ہو گیا۔ افسوس میرا پہلو اجڑ گیا۔ میرا آرام خاک میں
ملا۔ اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تو نے آخر محبت فولاد میں جان دیدی۔ سب
طرح کا حال میں نے سن کر در گذر کیا تھا لیکن فلک نے تجھ کو آخر مجھ سے جدا
کر ہی دیا۔"

○○○

• گلگون جادو

ارکان دولت نے اس کے سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمایئے۔ وہ بی بی بڑی
نیک تھی کہ جو خداوند پر جا کر نثار ہوئیں۔ اب ان کی بہشت میں سیر کرتی ہوں گی۔

کس کے ایسے نصیب ہیں جو اس طرح کی موت ملے۔ غرضیکہ بعد جزع و فزع بسیار
اس نے حکم دیا کہ لشکر جو پھر کر آیا ہے' اس میں سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے
حفاظت قلعہ میں رہیں اور جو فوج یہاں موجود تھی اور جو پھر کر آئی ہے وہ سب تیار
ہو کر میرے ساتھ چلے۔ بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اس نے ایک عرضی اس سب
کیفیت کی شاہ جاوداں کو لکھی۔ یہ مضمون بھی اس تھا کہ اب غلام آپ کا لڑنے جاتا
ہے۔ یہ عرضی ایک پتلا سحر کا لے کر افراسیاب کے پاس پہنچا۔ شاہ طلسم نامہ لقا کا
پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر امداد خداوند بھیجے۔ یہ عرضی جو آئی پڑھ کر
خوشنود ہوا کہ بہتر ہے اس کو جانے دو۔ پس جواب لکھ دیا کہ عرضی تمہارے استدعا
کے موافق مزین بہ دستخط کر کے واپس ہے۔ زوجہ کا مرنا تمہاری معلوم کر کے ما بدولت
کو بھی افسوس ہوا۔ تم پر مراعات سلطانی مبذول رہیں گی۔ جاؤ اور خداوند کی مدد کرو۔
یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لے گیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ خداوند اس نے لکھی۔
مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندہ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے ہے کہ بار بار
جس کی شکایت خداوند فرماتے ہیں۔ واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبوں افعال پر
ہے کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھ پر نازل نہیں کرتے۔
میری غفلت پر نظر کرنا میں خطا وار ہوں۔ اب شوہر لالہ زار کہ ساحر زبردست ہے۔
خدمت میں حاضر ہو کر مقابلہ بند گان خاطی کرے گا اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب
میں اس کے بھیجے گا۔ یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی۔
وہ عرضی پا کر انتظار گلفام میں بیٹھا اور اس طرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ میں

پہنچی' وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا۔ چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے
اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ میں چھوڑے۔ کس لیے کہ طلسم ہوشربا میں چالیس

کنوئیں سحر کے ہیں ان میں سے ایک کنواں چاہ زمرد تھا کہ جس کا میلہ سابق اقساط
میں بیان ہوا چنانچہ ان کنوؤں سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد میں ہیں
اور اس طلسم کی چالیس سرحدیں ہیں اور چالیس دروازے بھی داخلی طلسم کے لیے ہیں۔

ایک دروازہ ہے جدھر اسد ہے اور اس قلعہ گلفامیہ میں تین دروازے ہیں۔ ایک تو ادھر
دروازہ ہے کہ طلسم کے آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہو شربا میں جانا چاہیں تو پہلے
قلعہ گلفامیہ میں آئیں اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر
سے طلسم میں جا سکتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ ہے کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ
کوہستان کے لوگ مثل کوہ مر مر قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم میں جا سکتے ہیں۔

چنانچہ سیاہ بیکراں اس لیے گلفام نے یہاں چھوڑی کہ ان سرحدوں کی بخوبی نگہبانی رہے۔
جب یہ انتظام ہو چکا۔ آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا۔ ایک منزل
پر آ کر اترا۔ ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرائے تازہ سنیے یعنی عاشق روے شاہ
اسلامیان ملکہ بہار مع دونوں عیاروں کے جو طلسم کو کب سے چلی تھی۔ اور اس دروازے
سے جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم عمرو ساحران نے اس کو رخصت کیا تھا۔ چنانچہ ملکہ
مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ میں آ گئی اور راہ اس کو نہ ملی کہ جس
راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہے۔ اس وجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور
بہار اس طرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہے عیاروں سے کہا:
"میں راستہ بھول کر نہیں معلوم کدھر نکل آئی۔ عیاروں نے کہا: "آپ تخت اتاریے
تو ہم راہ کسی سے دریافت کریں۔"

اس نے تخت اتارا۔ عیار صورت بدل کر روانہ ہوئے اور آیند روند سے حال پوچھ کر
پھر آئے۔ کہا: "اے ملکہ' یہ طلسم آئینہ ہے۔ یہاں سے ایک راہ نرگس کوہ گئی ہے

اور ایک راہ طلسم ہو شربا۔ لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملے گا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے۔ وہاں سے چاہے طلسم میں جائے چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام میں جائے۔ اب طلسم کو کب سے چلیں تو آخر طلسم ہو شربا کی طرف آ نکلیں۔" بہار نے جو یہ نام لشکر اسلام سنا' دل سے کہا کشش کس کی صادق ہے یا اپنے عشق کا اثر لاحق ہے جو دیار جاناں تک خودبخود آنا ہوا۔ ارادہ بھولنے کا بہانہ ہوا۔ اب دید کے ارمان نکالتی چلو۔ ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو۔ یہ سوچ کر عیاروں سے کہا: "مجھ کو زیارت امیر کا کمال شوق ہے نیز تم سے بھی اک مدت ہوئی کہ فراق ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام میں ہوتے چلو۔" عیار حقیقت میں فراق کشیدہ اپنے احیائے وطن سے تھے۔ گویا ہوئے: "اے ملکہ بہتر ہے چلو۔" اس نے کہا: "سوار ہو کر روانہ ہو۔" عیاروں نے کہا: "باتفاق چلنے میں سردار طلسم کے باہر نہ نکلنے دیں گے۔ لڑائی پڑ جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں عیاری سے بیرون طلسم جائیں اور تم بزور سحر نکلو پھرتے وقت سمجھ لیا جائے گا۔" بہار نے کہا: "اچھا" اور عیاروں کو رخصت کر دیا۔

آگے بڑھ کر قران نے برق سے کہا: "تم اپنی راہ جاؤ میں اپنی راہ جاتا ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں بھی الگ الگ ہو گئے۔ حال ان کا بیان ہو گا۔ وہ طالب دیدار یعنی بہار جو پہلے روانہ ہوئی کہیں سحر سے اڑ کر چلتی کہیں حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی۔ دل میں جوش تمنا لب پر حکایت عشق وصل کا مزہ یاد آتا۔ کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے۔ کیوں اپنا دل پرائے بس میں دیتی ہے۔ ابھی خیر ہے۔ پھر آگے بڑی سیر ہے۔ جب محو حسن رخسار ہو گی۔ ازروئے چشم بیمار ہو گی۔ بغیر شربت دیدار فائدہ نہ ہو گا۔ دل صید نگار ہو گا۔ وحشیوں کا سا انداز ہو گا ابر گیسو باران بلا برسائے گا۔ سر اٹھانا مشکل ہو جائے گا۔ کبھی تو اس طرح دل کو سمجھاتی اور گاہے اس طرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی میں دیکھو دل آیا ہے تو اب نہ چوکو نگاہوں میں جو غضب پیدا ہوئے ہیں۔ رفتار میں جو ستم ہویدا ہوئے ہیں کسی پر تو جفا کی جائے۔ جو چوٹیں صاف

تھا۔ اس کے سامنے آئے۔ شکل انسان ہو کر اس طرح تسلیم کر کے بد دعا دی۔ ملکہ بہار ذی وقار فلاں صحرا میں یک و تنہا بے یار و مددگار آ کر سو رہی ہے۔ نہیں معلوم کس دکھ میں گرفتار ہو رہی ہے۔

گلفام یہ خبر سن کر ہنسا اور کہا: "مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ ملکہ شریک باغبان بادشاہ طلسم ہے۔ یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہے جو ماری ماری پھرتی ہے۔ اس کو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نزر دینا لازم ہے۔ کیا عجب ہے کہ تیری بی بی اس کے عوض میں خداوند عطا کریں۔" یہ کہہ کر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لے کر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کر کے مع چند ساحروں کے جو آگے بڑھا اس فتنہ پرواز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند میں غافل سو رہی ہے۔ شمع رخسار کو دے رہی ہے جاوش حسن دور باش کہتا ہے۔ سایہ اس پری کا پہرہ دیتا ہے۔ کلیاں گلوں کی چپ ہیں کہ چٹخنے سے آنکھ نہ کھل جائے۔ گل ہنستے نہیں کہ نیند میں اس گل کی فرق نہ آئے۔ بادصبا دبے پاؤں چلتی ہے۔ کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہے۔ شب زلف کی رخسار سحر چڑھائی ہے۔ نہیں نہیں شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہے شبنمی دوپٹے کی آڑ میں سینہ کا ابھارے شکم کی صفائی پائجامہ کے پانئچو کھل جانا اور پیڑو کا اونچاں پن' ان میں پائجامے کی چرسوں کا جوبن نامرد و صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردوں کا تو یقین ہے کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہو جائے گا۔"

گلفام اس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحروں نے اس کے حکم سے سوتے ہی میں سحر پڑھا کہ دست و پا اس کے بیکار کر دیے۔ پھر پاس جا کر زبان سوز دنیا چاہا۔ آنکھ اس کی کھلی۔ ان موذیوں کو دیکھ کر چاہا کہ سحر پڑھے۔ سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری: "اے موزیوں اے بے حیاؤ' یہ دغا کرنا کیا۔ اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کے لڑو۔" گلفام نے کہا: "تو نمک حرام ہے تیری یہی سزا ہے۔ میں پاس خداوند کے تجھے لے جاؤں گا۔ بی بی میری مر گئی ہے ان سے تجھ کو مانگ کر بی بی اپنی بناؤں گا۔"

اس نے جو یہ کلام سنا دل میں سمجھی کہ دیار معشوق میں بغیر گرفتار ہوئے جانا نہ ملے گا۔ یہ سمجھ کر بولی: "اے گلفام تو مجھ کو خداوند کے پاس نہ لے جا ورنہ بہت پچھتائے گا۔ مدعائے دل نہ بھر آئے گا۔" اس نے نہ مانا اور اس گنجینہ حسن کو سحر سے بیہوش کر کے ایک صندوق میں بند کیا اور لشکر میں لا کر حکم کوچ کا دیا۔ چوبیس ہزار ساحر طائران پر سوار ہو کر چلے۔ ڈمرو نا قوس بجنے لگا۔ گلفام نے ایک اژدر پر صندوق بار کر لیا اور تخت پر سوار ہو کر اڑتا طائران سحر سے روئے ہوا کالا تھا۔ آتش بازی سے دل روزگار میں چھالا تھا۔

مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکل کر قریب لشکر لقا پہنچا۔ راہ میں جہاں کہیں ٹھہرتا۔ بہار کو صندوق سے نکال کر سحر خوب سا کر کے سوزن دور کرتا اور کھلا پلا دیتا۔ اس طرح جب کوہ عقیق میں پہنچا۔ یہاں اس کے آنے کی خبر نامہ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھ کر سرداران لقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اتروایا۔ یہ خود بارگاہ میں آیا۔ لقا کو سجدہ کیا۔ خلعت خداوند نے دیا خلعت پہن کر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا۔ بختیار نے کہا: "اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزا وار نہیں ہے۔ بی بی تمہاری یہیں بیٹھی تھیں۔" یہ بی بی کا نام سن کر رونے لگا۔ ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زوجہ سے قریب ہو کہ جا کر مل لو گے' مگر ہم سے بی بی بھی تمہاری جدا ہوئیں اور تم بھی چھوٹے۔ یہ کلمات سن کر وہ رونا بھی بھولا اور کہا: "ملک جی' تم تو ایسی باتیں کرتے ہو' گویا میں بھی مارا جاؤں گا۔" اس نے کہا: "اس میں کچھ شک بھی ہے۔ بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو۔ مرشد زادے آئے اور تم جہنم میں گئے۔" اس نے ہنس کر کہا: "تمہیں حول سما گئی ہے۔ میں آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا مگر نہیں۔ اب کل ہی سب مسلمانوں کا خاتمہ کروں گا۔" شیطان بولا: "آپ ایسے ہی ہیں' یہ کہیئے کہ مرنے کو جی جلدی چاہا ہے۔ وہ تم کہا کرو۔ اجل جلدی کرتی ہے مثل چلی آتی

ہے کہ موت پھڑپھڑاتی ہے۔" ان باتوں سے زیادہ تر اس کو غصہ آیا اور اس وقت حکم دیا: طبل جنگ بجے۔" لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہے۔ اس کے کہنے کا برا ماننا۔ ہم تجھ کو اپنا نظر کردہ کرتے ہیں اور سب مسلمانوں کا خون تیری تلوار میں بھرتے ہیں تو سب کو مارے گا اور کوئی مسلمان تجھے قتل نہ کر سکے گا۔" ارشاد خداوند سن کر یہ بہت شاد ہوا ور زیادہ لڑنے کا حوصلہ کیا۔

شام ہوتے ہی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی۔ جواسیس لشکر اسلام خبر لے کر حاضر دربار شاہ ذو الکرام ہوئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا: "شوہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر بد انجام نے آ کر ارادہ نبرد کیا ہے۔ لشکر حریف میں طبل جنگ بجا ہے بادشاہ نے یہ خبر سن کر امیر کی جانب اشارہ کیا۔ امیر نے حکم نواخت نقارہ رزمی دیا۔ طبل حشامی و کوس سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی۔ دربار سے اٹھ کر دلاور خیموں میں آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گرزوں کی سر بلندی کا وقت نزدیک پہنچا۔ اس طرف سے ساحر نئے سحر تیار کرتے تھے کلچڑیاں ججگنے بھینٹ میں چڑھتے تھے۔ گلفام نے بھی چوکا سور کے خون سے دیا تھا۔ کلیجی کا بھوگ لگایا تھا اگیار کا دھواں جسم کو دے کر اپنے بالوں کی ایک رسی بٹی تھی۔ اس کو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا نیا سر رشتہ لڑنے کا پیدا کیا تھا۔ لشکروں میں نقیب للکارتے تھے۔ بہادر نعرے مارتے تھے۔ رعایا عوام الناس بازاری کنارے ہوئے تھے کہ آفت میں گھر نہ جائیں۔ بہادر کہتے تھے کہ سر جائیں مگر قدم نہ پھر جائیں۔

صبح کو بادشاہ گردوں پائے گاہ بصد عزت و جاہ شبستان سے برآمد ہوئے۔ امیر مع تمام سرداروں کے مسجد کر پاس سے آ کر ٹھہرے تھے۔ حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت بوسہ دے کر قلب لشکر میں لے کر سمت جنگ گاہ روانہ ہوئے۔ جب جائے مصارف پر پہنچے۔ ترتیب لشکر شروع ہوئی۔ رسالہ دار و کمیدان اپنے اپنے سرداروں سالار کی صف میں جم کھڑے ہوئے۔ بسان صد سکندری دیوار آہن کھچی تھی۔ تلواروں کی چمک نے

دیدہ ہائے حلقہ زرہ میں روشنی دی تھی۔ ادھر فوج مخالف نے مقابل پہنچ کر پرا جمایا تھا۔ گلفام آج اژدر پر سوار ہو کر آیا تھا۔ فوج کے ساحر فیل و شیر و کرگدن و اژدر شعلہ فشاں پر سوار تھے صورت میں بدا ور سیرت میں نابکار تھے۔ کوئی سنکھ جب پھونکتا سنکھ سے شعلہ نکل کر دھواں ہو جاتا اور عالم کو تاریک بناتا۔ کوئی نفیر سحر کو دم دیتا۔ اس میں سے دھواں نکل کر ابر بنتا اور آگ برساتا' عجب آفت برپا تھی۔

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بد انجام لقا سے اجازت لے کر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی دکھا کر پکارا: "کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے اگر بچ گئے تو اب بچنا دشوار ہے۔ ہاں آئیں سامنے یہ میدان کار زار ہے۔" یہ نہیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور بادشاہ سے رخصت خواہ ہو کر بسان شیر غضب ناک سامنے آیا۔ گلفام نے اس کو آتے دیکھ کر ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ زمین سے دھواں نکلا اور ایک جا جمع ہو کر گھوڑا مشکی رنگ بن گیا۔ یہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر مقابل فولاد ہوا۔ اس بہادر نے حربہ طلب کیا۔ یہ اپنی کمر میں وہی رسی بالوں کی لپیٹے تھا۔ کمر سے کھول کر سحر پڑھ کر مثل کمند فولاد پر ماری۔ اس نے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقہ رسن سحر وغیرہ کاٹے' لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ الجھ کر گھوڑے سے گرا۔ گلفام نے باندھ کر ساحروں کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا۔ اب کی مرتبہ تو رج لشکر اسلام سے بہ شوکت وصولت نکل کر حسب ارشاد بادشاہ' اس کے سامنے آ کر طالب حرب ہوا اس نے وہی رسی اس پر بھی پھینکی کہ شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں وہ رسن لپیٹ گئی۔ اور یہ بھی بندھ کر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کر لیے گئے۔ اس نے پھر نہیب دی۔ اکی مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے۔ اور جانشین حمزہ یعنی دارائے ہندو لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آ کر فیل سے کودا۔ عرض کیا: "جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس

کمترین کے شرف نفاذ پائے۔"
بادشاہ نے فرمایا: پہلوان تم نے کیوں تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے۔"
اس نے عرض کیا: "اب تو یہ غلام اپنے مقابل سے آگے بڑھا اگر اجازت میدان کی نہ ملے گی تو آبر وہم چشموں میں کیا خاک رہے گی۔ ہر دور دریائے لشکر موجزن ہیں۔ آبرو میری نہ گھٹائیے۔ لڑنے سے نہ بچائیے۔ بادشاہ نے اس کو خلعت دے کر سپرد خدا کیا۔ یہ بہادر فیل پر بیٹھ کر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خا سر کے پہنچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کئے تھا۔ جب اس نے بوقت طلب ضربت رسن کھینچ کر ماری۔ اس نے دعائے صحیفہ ابراہیمی دم کی۔ رسن کے حلقے برکت و دعا تبرکات انبیا علیہم السلام پیچیدہ نہ ہوئے اور لندھور گرز اٹھا کر چلا۔ فیل اس کے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ گلفام نے گھبرا کر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھواں زمین سے نکلا اور لندھور اس دھویں میں چھپ کر بیہوش ہو گیا۔ اس نے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی میں لندھور کو اٹھا کر لشکر ساحران میں لے گیا۔ جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے۔ الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام میں پھیر لایا۔ اس اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ: "اے گلفام سرداران اسلام کا نام لے کر پکارو مجملاً اگر پکارو گے حمزہ مقابلہ میں آئے گا۔ پھر وہ مالک باطل سحر ہے کچھ بن نہ پڑے گا۔" یہ نصیحت اس نے منظور کر کے نام بنام سرداران اسلام کو نہیب دی اور اس طرف سے دست راستیوں نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا' لیکن جو آیا وابستہ رسن سحر ہوا۔ شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع میں آفتاب بندھا ہوا۔ زنداں خانہ مغرب میں اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب عالمگیر ہوا۔
شام کو لشکروں میں طبل بازگشت پر چوب پڑی۔ شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئے۔ فوج بھی آسودہ ہوئی گلفام جب دربار میں آیا۔ بختیارک نے کہا: "آج تم نے چشم بدور بڑا معرکہ مارا۔ کہو سرداروں کو کہاں قید کیا اس نے کہا: "ملک جی' میں سرداروں

کو ابھی تو ایک خیمہ میں قید کر آیا ہوں' لیکن زیادہ اسیر نہ رکھوں گا' قتل کر ڈالوں گا۔ بختیارک نے کہا: "عقل مندی کی دور بلا تمہیں سمجھانا کیا' میری بھی یہی رائے ہے۔"

اس نے کہا: "ایک مقابلہ کر کے اور تھوڑے سے سردار اسیر کر لوں تو قتل کروں۔"
بختیارک نے کہا: "اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو۔ وہ یہ ہے کہ تم آج کہیں چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور میں طبل جنگ بجواتا ہوں۔ صبح کو نکل کر مقابلہ کر کے سرداروں کو گرفتار کرو۔ دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ اور سامان ہو جائے۔" ساحر کو اس کا کہنا پسند آیا اور اٹھ کر مخفی ہونے چلا۔ مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا۔

چنانچہ چالاک و ابوالفتح بہ اشکال مختلف یہاں حاضر تھے۔ جب یہ پوشیدہ ہونے چلا' وہ عیار بھی ساتھ ہوئے۔ اور گلفام بارگاہ سے نکل کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ عیار پشت بارگاہ پر آئے اور قنات میں چھپ کر ایک سوراخ برابر سوزن کر کے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھیں کیا کرتا ہے۔ غرضیکہ کہ دیکھا اس نے آ کر پہلے شراب پی کچھ کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اس کے سونے کے لیے لگی تھی' اس کے نیچے چلا گیا اور پھر نہ معلوم ہوا کہ کہاں ہے یہ دیکھ کر دونوں عیار مشورہ پذیر ہوئے کہ ہم میں سے ایک قنات چاک کر کے اندر بارگاہ کے جائے۔ جب اس کو گرفتار کرنے کے لیے گلفام مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدل کر آ جائے اور کچھ باتیں مکر آمیز کر کے اس کے منہ پر حباب بیہوشی لگانے اور بیہوش کر کے راہ جہنم دکھائے۔ یہ صلاح پسند کر کے ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا۔ اور ازبسکہ گلفام خوف عیاراں سے پہرہ چوکی نہ رکھتا تھا' خیمہ بالکل اکیلا تھا یہ بے خوف و خطر آیا دیکھا شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہیں۔ سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتہ نہیں۔ اس نے مسہری کے قریب جا کر اس کے نیچے جھانکا کسی کو نہ پایا۔ ناچار ہو کر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بن کر اندر گیا اور پکارا: "اے گلفام کہاں ہو' جلد آؤ۔" ہر چند اس

نے پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کوئی متعرض حال اس کا ہوا۔ یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا: "اب کیا کریں۔" اس نے کہا: "امر مجبوری ہے۔ رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم رہیں اگر موقع ملا تو مار دیں گے ورنہ جو منظور خدا۔ یہ کہہ کر دونوں اسی فکر میں پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا اہلکاروں سے بادشاہ اسلامیان نے جو سنا۔ نقارہ رزم اپنے یہاں بھی بجوایا۔ اور شب کاروبار معاف کر کے داخل شبستان ہوئے۔ لشکری کار سازی آلات جنگ میں مصروف تھے۔ آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل تھے۔ ان کے دل بڑھانے کو چار سو نقیب بلند آواز سے نقابت کر رہے تھے۔ یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہاں اے بہادرو'یہ معرکہ جو کل در پیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے۔ تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکساں ہیں مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے۔ جو دلاور ہیں وہ اپنا وار کریں گے۔ دشمن کو تہ تیغ خونخوار کریں گے۔ جو نامردو کم اصل ہیں وہ پیٹھ دکھائیں گے جو ہر ذالت ان کے کھل جائیں گے۔ صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت میں آ کر جھومتے تھے شب رزم کو شمع ہائے تیغ سے بھر نثار پروانہ ہوائے جان روشن کر دیا تھا۔ دل سے ارادہ تھا کہ دن کو کہیں یہ اندھیرا نہ ہو کہ آفتاب شجاعت گہن میں آئے۔ نام کی روشنی تاریکی شب نامردی سے مبدل نہ ہو جائے۔ اسی فکر میں چوٹیں کہیں صاف ہوتی تھیں۔ کہیں گھاتیں بھر مصارف ہوتی تھی۔ تیروں کو کینہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھیں۔ زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار۔ وہ تیزی اس کو بتائی تھی۔ گرز کلہ شکنی پر آمادہ۔ نیزے سینوں پر طعن کرنے کو استادہ' تیغ باراں بل اکی میغ خنجروں کو جان لینے دیں کیا دریغ۔ تمام لشکر شب بھر جانبین کا اس طرح سر گرم کار تھا۔ دم سحر موت کا گرم بازار تھا۔ آخر شب بسان نظر کج بازاں پھر گئی و مثل نام نیک بہادراں روشن ہوا۔ طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا۔ امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر گردوں سریر کو قلب لشکر میں بصد توقیر لے کر میدان مصاف میں آ کر جائے گیر ہوئے۔ اس طرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے' لیکن پتہ ساحر شریر کا نہ پایا۔ صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا

تو گلفام بدانجام اس مسہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لے کردار و دشت قتال ہوا۔ دونوں لشکر جب آ چکے۔ زمین بیلداروں نے ہموار و برابر کی۔ آبشارسقوں نے ایسا کیا کہ ظاہری گردو و غبار بٹھا دیا۔ لوگ دلوں کے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائے گا۔

غرضیکہ جب صفیں جم چکیں' گلفام نے مرکب دوری مثل روز اول زمین سے پیدا کر کے سواری لی اور آگے بڑھا کہ بموجب فہمائش بختیارک نہیب دی کہ یا حمزہ صاحبقران آج میں آپ سے طالب نبرد نہیں ہوں۔ بلکہ آپ کے سرداروں سے لڑنا چاہتا ہوں۔ جس کا جی چاہے وہ آئے۔ آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کے رکھتے ہیں' کچھ آپ ہی اکیلے لڑنے والے نہیں۔ یا یہ فرمایئے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی ہیں۔ میلہ دکھانے کے لیے جمع کر لیا ہے۔ لڑنے والا کوئی نہیں۔ صرف آپ ہی ذات والا ہے۔ اگر یہ امر واقعی ہے تو آج میں پھرا جاتا ہوں۔ کل آپ سے اگر مد تھا ہو گی تو لڑوں گا۔"

یہ صدا جب بہادروں نے سنی' فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سواروں نے گھوڑے بڑھا کر اس کے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا عمل میں آئے گا۔ سوائے سرداروں کے امیر تجھ سے مقابلہ نہ کریں گے اور اگر تو ساحر نہ ہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے۔

فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہے کہ حریف جس طرح لڑے۔ یہ لوگ وہی طریقہ اس کے ساتھ ختم کرتے ہیں خلاف شجاعت قدم نہیں دھرتے۔ اس نے یہ کلمات سن کر کہا اچھا پھر جس کا جی چاہا' وہ آئے۔" یہ کہتے ہی دست چپ سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبیں سلیمانی کو اڑایا لشکری پیادہ ہوئے۔ بادشاہ نے ہنگام اجازت دی' خلعت دیا۔ شہزادہ اس کے مقابل آیا اور پکارا: "او خیرہ سر لا ضرب مرداں عالم۔ اس نے وہی رسی بطور کمند شہزادے پر ماری کہ دست و پا میں آ کر ماری۔ ہر چند انہوں نے حلقے اس کے کاٹنا چاہے' وہ نہ ٹوٹ سکے۔ اس نے رسی کھینچی۔ یہ بھی گھوڑے سے گر کر

گرفتار ہوئے۔ پھر اس نے مبازر طلب کیا۔ آج دست چلیروں کا میں تانتا بندھ گیا ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جعلساز کے رسن سحر میں قید ہوتا تھا۔ مثل مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اس نے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے۔ اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت جبل المتن کہہ کر مضبوط باندھتے۔ غرضیکہ جب کمند کہکشاں نے پہلوان روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود ہویدا ہوا۔ سر شام لشکر میں طبل بازگشت بجا اہل اسلام کی طرف سے دلاور پکارے: "اے گلفام تمہاری شرف ہو چکی۔ اب کل صاحبقران روزگار مقابلہ کریں گے۔" اس نے یہ نہیب سن کر جواب دیا کہ میں خود سوائے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑوں گا۔" یہ کہہ کر مراجعت کی لشکروں نے کمر کھولی۔ لقا نے بڑی دھوم سے جشن کیا۔ گلفام کو خلعت فاخرہ دیا کہ اور کہا: "اے نظر کردہ من' بعد فتح میں تجھ کو طرح پیغمبری دوں گا اور تجھے حوریہ جنت عوض میں تیری زوجہ کے عنایت کروں گا۔" اس نے یہ کلمات محبت خداوند سے سن کر سجدہ کیا اور مشغول عشرت ہوا۔ شراب کا دور چلنے لگا۔

اس عرصہ میں بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنے کا سرداروں کے وعدہ کیا تھا۔ پھر کیوں تامل کرتے ہو۔" اس نے کہا: "ملک جی' اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے۔ اس کو بھی گرفتار کر لوں تو سب کا فیصلہ کروں۔" بختیارک نے کہا: "اب تم بھی اوروں کی طرح سب کے گرفتار کرنے کا حوصلہ کرنے لگے اور بالفرض یہ بھی سہی' تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم ہیں۔ کل کادن تمہارے لیے قیامت کا ہے۔ ضرور مارے جاؤ گے۔ ورنہ کوئی فکر کرو۔" گلفام نے کہا: "آپ کا فرمانا بجا ہے۔ میں فکر کرتا ہوں اور بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا۔

اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ لشکر؟ بہر کا خستہ و شکستہ ہے۔ دربار برخاست۔ اگر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی نقارے کے بجنے کا حکم دیجئے گا۔ میرے حکم کا راستہ نہ دیکھئے گا۔ یہ فرما کر داخل شبستان ہوئے۔ لشکر میں چالاک نے طلا یہ کا گشت اور پہرے کی چوکیاں **

قائم کیں۔ سردار اپنے اپنے عیار کو بہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے جب سب بندوبست ہو چکا نر سنگھا پھلنے لگا۔ بیدار باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی۔ اس وقت جب کچھ اندیشہ نہ رہا۔ چالاک مع چند عیاروں کے فکر میں ساحر کو گرفتار کرنے کے روانہ ہوا۔ جب لشکر ساحران میں پہنچا۔ گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا۔ اپنے لشکر کے کنارے آ کر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام میں جائے چنانچہ اس نے چالاک کو دیکھا چاہا کہ اس کو گرفتار کرے۔ پھر سوچا کہ عیاروں سے ابھی نہ بولو۔" اصل مطلب کی طرف توجہ رکھو۔ جب سردار قید ہو جائیں گے۔ اس وقت عیار آپ ہی زیر ہوں گے۔ یہ سوچ کر پھر وہاں سے غائب ہو گیا اور لشکر میں حریف کے جانے کا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر میں آئے ہیں تو ان کی صورت بن کر ان کے لشکر میں چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر۔ پس یہی کیا کہ سحر کے زور سے صورت اپنی مثل چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی۔ یہاں جب دربار برخاست ہوا امیر بہرادائے نماز شب داخل مسجد کر پاس ہوئے اور نماز پڑھ کر بہر آرام جانب محل مہر گوہر تاجدار جاتے تھے کہ اس نے آ کر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا: "غلام لشکر مخالف میں گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانے کا کیا ہے اور آپ پر سحر کر رہا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ آپ اسم اعظم پڑھیں تاکہ سحر تاثیر نہ کرے۔"

امیر نے اس کو چالاک سمجھ کر اسم اعظم ورد زبان فرمایا۔ یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا۔ جب آپ پڑھ چکے۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ جو انہوں نے پڑھا ہے' یہ ان کو اب یاد نہ آئے' چنانچہ امیر بھی تو اسم الٰہ پڑھ چکے تھے۔ اس وجہ سے آگے بڑھتے چلے گئے' لیکن دور جا کر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا۔ اب جو اسم اعظم پڑھایا نہ آیا۔ نسیان طاری ہوا۔ محل میں جانا موقوف رکھا۔ پھر کر بارگاہ میں آئے اور مصروف تلاوت صحیفہ ابراہیمی ہوئے۔ گلفام جب سحر پڑھ چکا' وہیں سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر میں آیا۔ یہاں صورت بدل کر پہلے عیار بارگاہ لقا میں گئے۔ گلفام کو

نہ پایا۔ وہاں سے ایک خیمہ پر جا کر مثل روزا اول جھانکا کسی کو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح آج بھی غائب ہے۔ یہ سمجھ کر باہم صلاح کی یہ اس طرح نہ پھنسے گا۔ کل جب دربار میں بیٹھے یا میدان نبرد میں بہر جنگ آئے۔ اس وقت کوئی دھوکا دینا چاہیے۔ پس یہ تجویز کر کے صحرا میں اسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر میں آیا پہلے بختیارک کے پاس پہنچ کر حال کہا: "میں اپنا کام کر آیا اس نے کہا: "اب رات زیادہ ہو گئی ہے۔ تم جا کر چھپ رہو۔ اور کل جس طرح پوشیدہ رہے تھے۔ آج بھی وہی صورت کرنا۔ تم نے خوب کیا' جو عیاروں کے گرفتار کرنے کو نہ ظاہر ہوئے۔ نہیں تو آفت میں پھنستے۔

فی الجملہ صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا۔ اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہیں جب کوئی ان سے لڑے' وہ موجود ہو جاتے ہیں۔ اس نے کہا: "ملک جی' جیسا تم کہتے ہو وہی کروں گا۔" یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں پہنچ کر مسہری کے نیچے چلا گیا۔ یہ تو اس طرح مخفی ہوا۔ لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر میں امیر اگر رہتے تو ضرور اس کے سحر میں مبتلا رہتے اور سرداران اسلام' یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیث کی مشیت و حکمت بالغہ میں اس طرح گزرا کہ یہ امیر ذلت سے بچیں اس کا یہ سبب پیدا ہوا کہ

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا
کہ قدرت میں ہے اس کی کیا کیا دھرا

اس کوہستان میں جا بجا قلعہ جات مثل کو عقیق کے ہیں اور وہاں کے حاکم کوہی ہیں' جیسا کہ اکثر ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک پہاڑ ہے کہ نام اس پہاڑ کا گلگلو ہے اور دامن کوہ میں ایک ملک آباد ہے۔ اس کا نام قلعہ گلگونیہ ہے۔ مالک اس قلعہ کا ایک کوہی ہے کہ اس کو شوق عیاری سے بہت ہے۔ اپنے قلعہ

میں عیاروں کو آباد کیا ہے اور مدتوں عیاری سیکھنے میں عمر ضائع کی ہے۔ اب اس فن
میں وہ مہارت حاصل ہوئی ہے' کہ بارہ سو عیار شاگرد اس کا ہے اور یہ ارادہ اس کا

ہوا ہے کہ عمرو عیار سے میں مقابلہ کروں گا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے کہ عمرو طلسم
سے آئے تو خدمت خداوند میں جا کر عمرو سے مقابلہ کروں۔ چنانچہ بہت عرصہ عمرو
کو جب ہوا۔ اس نے صلاح کی۔ عمرو تو نہیں آیا اور میں اگر خدمت خداوند میں نہ گیا
تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہوں تو کیا خالی ہاتھ جاؤں۔ کچھ نذر ضرور
دینا چاہیے۔ اس کے رفیقوں نے عرض کی: "خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور
بعد اس کے سردار لشکر مومناں حمزہ صاحبقران ہیں۔ ان کو گرفتار کر لائیے اور یہاں
سے باطمینان کوچ فرمایئے۔ پہلے سے کوچ نہ کیجئے۔ مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار
ہو جائے گا۔ یہ رائے اس کو پسند آئی اور لگا کو قنطورہ زربفتی اور پیتابہ سقرلاتی حیلہ
ہائے ناحق سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا۔ نام اس عیار
کا گلگون تیز رفتار ہے۔

غرضیکہ بعد قطع منازل اس شب کو آ کر لشکر ظفر پیکراں اسلامیان میں پہنچا کہ جس رات
کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے۔ یہ ہر سمت فکر عیاری میں پھر رہا ہے کہ
وہاں مہر گوہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر با توقیر میرے یہاں تشریف لاتے ہیں۔
قریب بارگاہ پہنچ گئے تھے کہ یکایک پھر گئے۔ نہیں معلوم کچھ ناراض ہوئے یا مزاج
مبارک خدا نہ کرے کچھ ناساز ہوا۔ پس ملکہ صوفہ کو فکر لاحق ہوئی۔ یہ ملکہ بیٹی نو
شیرواں کی ہے اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھیں' ان کی بہن ہے اور بسبب مر
جانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہیں اور خالہ ہیں قباد شہر یار کی جو مر چکے ہیں
اور ان کے بیٹے اب بادشاہ ہیں۔ لشکر اسلام کے بادشاہ بھی۔ اس ملکہ کو حقیقی دادی
اپنی سمجھ کر بہت پاس لحاظ فرماتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سب بیبیوں امیر کی یہ سردار ہے۔
اس وقت امیر کے پھر جانے سے منغض ہوئی اور کہا: "لو صاحب ان کا غصہ تو ناک
پر دھرا رہتا ہے۔ بات بات میں تل پھوٹتے خفا ہوتے ہیں۔ اب جو وہ آ کر منت بھی

کریں گے جب بھی میں نہ بولوں گی۔ اور میں کیا کروں وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیرزادی
میرے پیچھے پڑ جاتی ہے۔ مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے مقدمہ میں بولی

تو بڑے سے منہ کچل دوں گی۔ وزیرزادی نے کہا: "یہ ناحق آپ کا مجھ پر ہے۔ بھلا
مجھ کو کیا مطلب جو کسی کے مقدمہ میں بولوں۔ تم بی بی وہ میاں مجھے کیا دخل ہے۔
ہاں اتنا جانتی ہوں کہ امیر بے وجہ اس وقت نہیں پھرے۔ نام خدا تم خود عقلمند ہو۔
پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہیں تو پھر خفا ہونا بی بی۔ خفگی بھی جاجا کی اچھی
ہوتی ہے۔ بے موقع جو بات ہے وہ بری ہے۔" ملکہ نے کہا: "وہ اسی طور سے ہمیشہ
رہے رہے ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ اچھا تیرے کہنے سے میں خبر بھی منگاتی ہوں۔ جھوٹے
کو گھر تک پہنچاتی ہوں۔" پس یہ کہہ کر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میرے
سر کی قسم بارگاہ میں جا کر دیکھ تو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اگر اور کسی محل میں گئے
ہوں تو پھر آنا اور جو اکیلے ہوں تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے۔
بس جو وہ کہیں سن کر چلی آنا۔ آنے جانے کا کچھ شکوہ نہ کرنا۔ طرارہ یہ سن کر
نقاب ڈال کر چادر اوڑھ کر چلی۔ جب بارگاہ سے نکل کر لشکر میں آئی۔ گلگوں نے
دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کی طرف سے نکلا۔ اس نے رفتار سے پہچانا
کہ یہ عورت ہے چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا۔ یعنی ڈاڑھی شرعی
مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی۔ موچھیں منڈیں۔ پائجامہ ٹخنوں سے اونچا گلے میں کرتا اوپر
اس کے عبا ماتھے۔ پر سجدے کا گٹا۔ تسبیح ہاتھ میں اپنے اس کنیز کے پاس آیا اور
بہت مودب ہو کر سلام کیا۔ کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے۔ یہ سمجھ کر اس نے
ایک روپیہ اس کو دیا اور کہا: "میرے پاس اور کچھ حاضر نہیں ہے۔اس نے دعا دی
کہ پروردگار تیری آبرو رکھے۔ مانگ کوکھ سے تو ٹھنڈی رہے۔" اے میری حاتم مائی یہ
روپیہ میں کتنے دن کھاؤں گا۔ ابھی میرے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں۔
اس لیے آیا ہوں کہ کہیں آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے۔ تو کر لوں۔ کنیز نے

سب خواصوں نے اس کی زہر کھا لیا۔ وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی۔ آہ سرد بھری اور رونے لگا۔ یہ عیار حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس کے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے۔ دیکھا کہ طراہ خواص کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے۔ امیر متفسر ہوئے کہ" اے مقبل کیوں روتا ہے۔" اس نے کچھ جواب نہ دیا' لیکن گلگوں نے اپنے دوپٹہ سے آنسو مقبل کے پونچھے دوپٹے میں بیہوشی بھری تھی۔ مقبل چھینک مار کر بیہوش ہو گیا۔ امیر نے اس کو بیہوش ہوتے دیکھ کر طراہ سے کہا: "ارے تو کون ہے۔" اس نے جواب تو نہ دیا' مگر حباب بیہوشی منہ پر مارا۔ امیر بھی بیہوش ہو گئے۔ اس نے چادر عیاری بچھا کر' دو حلقوں سے کمند کے دونوں ہاتھ' دو حلقوں سے دونوں پاؤں' دو حلقوں سے گردن و کمر باندھ کر ساتویں حلقہ سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا قناتوں میں چھنتا ہوا ان راہوں سے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہے' نکل کر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک میں اپنے پہنچ کر امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا۔ ایک صندوق میں بند کر کے رکھا۔

یہاں بعد لمحہ کے مقبل کو ہوش آیا۔ گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ میں امیر کو جا کر دیکھا۔ نہ پایا۔ گھبرا کر لشکر میں جویا ہوا۔ ایک جگہ طراہ کو بیہوش پایا۔ اس کو اٹھا کر محل میں پہنچایا۔ اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طراہ دار امیر کو آ کر چرا لے گیا۔ عیاران لشکر اسلام چار سمت دوڑے کہیں پتہ نہ لگا۔ دربار پر آ کر پیترا پایا تو کسی عیار کا لقا کے یہاں کے پیترا نہ پایا۔ حیران ہوئے کہ کون لے گیا۔ آخر اسی ہنگامہ میں عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر میں باندھ کر صندوق عدم میں بند کیا اور مثل کنیز طراہ شاہد صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا۔

وقت سحر گلفام مسہری کے نیچے سے ظاہر ہو کر دربار لقا میں آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمائش شیطان طبل یورش بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آئے۔ بعد بجا لانے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی

خدا تجھ کو کم بخت غارت کرے
جہنم میں تو مر کے ظالم جلے

امیر آج کی شب بستر خواب سے چوری ہو گئے لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہے۔ ہر شخص متفکر ہو رہا ہے۔" یہ خبر سن کر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا: "کیوں ملک جی تم نے ما بدولت کا رعب دیکھا۔ میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا' جانا اس نے کہ آج میں گرفتار ہو جاؤں گا۔" بختیارک نے کہا: "یہ تم کیا کہتے ہو' چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہیں جانتے۔ ایسا مرد مردانہ شیر بیشہ جلاوت وہ ہے کہ اگر یقیں واثق اس کو اپنے مرنے کا ہوتا۔ جب نہ چھپتا۔ چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اس کو موجود تھا اور میں اس کی طرف سے قسم کھاتا ہوں کہ وہ مکار نہیں ہے۔" یہ باتیں سن کر لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارا پنجہ قدرت اس کو اٹھا لے گیا ہے۔ ہم نے تیری خاطر اس کو پکڑوا لیا ہے۔" گلفام نے یہ سن کر سجدہ کیا اور کہا: "سچ ہے تیری بڑی قدرت ہے۔" بختیارک نے کہا: "یاخداوند' واسطہ اپنی خدائی کا۔ یہ نہ کہئے کہ میں نے پکڑوا لیا ہے۔ ورنہ مرشد زادے آ کر بہت بری گت کریں گے۔ کہیں بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالیں گے" لقا اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا: "یہ میں نہیں کہتا کہ میں نے امیر کو چرا لیا ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ بغیر میرے حکم پتا نہیں ہلتا۔ یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہے کہ جب میری مشیت میں گذرا ہے سب ساحروں و حاضرین دربار نے کہا: "واقعی صحیح کے بغیر حکم تیرے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ یہاں تو یہ ذکر ہے۔ لیکن چالاک نے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار میں چل کر صبح کو عیاری کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار میں آئے تھے۔ سب گفتگو شیطان خداوند کی اور گلفام کا لاف گزاف سنا۔ ان کو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہیں لایا ہے۔ ورنہ بختیارک ایسی باتیں نہ کرتا۔ بلکہ دربار میں امیر کا ذکر ہی نہ ہوتا۔ پس اور کوئی معلوم ہوتا ہے کہ امیر

کو لے گیا ہے۔ چل کر پتہ لگانا چاہیے۔ کیونکہ ابھی یہاں لڑائی موقوف ہے۔ بعد پتہ لگانے امیر کے آ کر عیاری کریں گے۔ یہ سوچ کر دو عیاروں کو وہاں خبر گیری کے

لیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر میں آیا۔ غلغلہ برپا دیکھا۔ بارگاہ میں بادشاہ متر دو بیٹھے تھے۔ سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اس نے بادشاہ کو تسلیم کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمرو کے نہ ہونے سے یہ بد انتظامی ہے کہ امیر کا کل اسم اعظم بھلایا گیا اور رات کو انہیں کوئی پکڑ لے گیا ہے اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے۔" چالاک نے عرض کیا: "واقعی خادم خطا وار ہے کہ رات کو لشکر میں نہ تھا' لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر میں نہ آؤں گا۔ آپ کو صورت نہ دکھاؤں گا۔ یہ کہہ کر ابوالفتح کو ساتھ لے کر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا۔

یہ دونوں تو تجسّس کناں جاتے ہیں۔ لیکن گلفام جو خداوند کے پاس بیٹھا ہے۔ اس نے بعد لمحہ کے شیطان سے کہا "ملک جی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھئے کہ کب تک غائب رہے۔ اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہے۔" بختیارک نے کہا: "تم آپ سے کیوں لڑو۔ جب وہ لوگ خود لڑیں۔ اس وقت سب کو غارت کر دو۔ جب حمزہ آئے گا اس کو بھی پکڑ لینا۔" اس نے کہا: "وہ آپ سے کیوں لڑنے لگے۔" بختیارک نے کہا: "اس کی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید ہیں ان کو زیر دار بٹھاؤ۔ ان کی حمایت کو بادشاہ مع لشکر آئیں گے۔ سب لشکر مسحور بہ سحر کر کے غارت کرنا۔" اس نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہوا اور ازبسکہ مشہور کرنا۔ اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند بعد اب ایلم ہوں گے۔ سب اہل لشکر ان کا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند کا یہ نتیجہ ہے۔ چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی۔ خلعت بہر تماشا چلی۔ سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا۔ وہاں داریں استادہ ہوئیں۔ آرہ کش جلاد

حاضر ہوئے۔ سرداران اسلام کو خیمہ سے لا کر زیر دار بٹھایا۔ ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوئے۔ لشکر لقا و کوہیاں مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوئے۔

ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنوں کا خاتمہ ہے۔ جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے۔ وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھ کر کہتے تھے کہ کسی کی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہیں۔ جوش فلک سے اللہ بچائے۔ اس موذی نے بہت سے سرداروں کے گھر خاک میں ملائے۔ کون ایسا گذرا جو اس کے ہاتھوں ذلیل نہ ہوا۔ داغدار سینہ جلیل نہ ہوا۔

سکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی۔ دارا کو سکندر سے سرا فگندگی ظلم جمشید نے ضحا کے آراہ طلم سے ہلاکت پائی تو فریدوں نے اس کو دشت عدم کی سیر کرائی۔ اسی طرح سے اس دنیا کا پیشہ جو زود جفا ہے کہ کونسا گل ہے کہ جو پھولا پھلا ہے اور دست برد خزاں سے بچا ہے۔

یہاں تو یہ ہنگامہ برپا تھا۔ ادھر عیاروں نے جا کر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا۔ بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا۔ طبل و نقارے گڑگڑائے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے۔ بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب خنگ سیہ قبطاس پر سوار ہوئے۔ کڑکا ہوا علموں کے پھریرے کھلے۔ لکھ در لکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ و مہیا قضا ہو کر آگے بڑھے۔ اک لاکھ چوراسی ہزار عیار ڈھمدیاں بجاتے۔ تو بڑے پتھروں کے لٹکائے حقہ پائے نفتی گھاٹیوں میں دبائے کہتے تھے آج ہم نہیں یا لشکر ساحراں نہیں۔

یہ خبر اہل کاروں نے لقا کو پہنچائی کہ اہل اسلام کی فوج آتی ہے۔ بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کریں۔ پھر جب سردار مقید قتل ہو لیں تو انہیں برباد کریں۔ گلفام نے یہ سن کر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک آتشیں کھچ گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دیں۔ یہ انتظام کر کے جلا دوں کو حکم دیا: "ہاں جلد کام کریں۔" جلاد کہہ رہے ہیں: "اے گنہگاراں جو کھانا ہو کھا لو۔ جو پیاسے ہو تو پیاس بجھا لو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے۔"

بہادر زیر دار بیٹھے' جواب تو کچھ نہیں دیتے۔ لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب العزت میں استغاثہ کر رہے ہیں: "اے خالق عزوجل اے مالک جزو کل ہمیں تیرے کرم پر آسرا ہے۔ جو تو چاہے تو دم بھر میں حصول مدعا ہے۔

خداوندا! بچا لے اس بلا سے
گنہگاروں کو یارب شاد کر دے

زمان استجابت دعا نزدیک آیا۔ یعنی بختیارک سے گلفام نے کہا: "میں ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہوں۔ بہ مصلحت اس کا حال اب تک پیش خداوند عرض نہیں کیا۔ لقا نے کہا: "مابدولت سب جانتے ہیں۔ لیکن تو نے برا کیا' جو بیان نہیں کیا۔" اس نے عرض کیا: "میں اثنائے راہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم میں عمرو کی جانب ہے پکڑ لایا ہوں۔ وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے میں اس کو میں نے قید کیا ہے۔ صندوق بند رکھتا ہوں۔ اس وقت چاہتا ہوں کہ انہیں مجرموں کے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو۔ نہیں اس کو بھی قتل کروں۔ بختیارک نے یہ حال سن کر کہا: "ایسی آفت کو اس حال میں نکالنا اچھا۔ دس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہو گا۔" گلفام نے کہا: "ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کے لیے بندوبست کیا گیا' ویسا ہی قتل بہار میں انتظام ہو گا۔ اگر اس نے سرکشی کی۔ پس آج ہی ہمراہ سرداراں اس سے اطاعت کرانا چاہیے' اگر منظور کرے' بہتر ہے ورنہ قتل ہو جائے۔ لقا نے اس کی رائے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا۔ ہر چند بختیارک منع کرتا رہا' مگر گلفام نہ مانا اور صندوق منگوا کر بہار کو نکالا۔ ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید میں مبتلا تھی۔ دل میں غم عشق بھرا تھا۔ چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے۔ لب سوکھ کر غنچہ سر بستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے۔ دست نقاہت سے تھراتے تھے۔

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی۔ قلب کو فرحت

حاصل ہوئی۔ ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہے اور صحبت یافتہ عمرو ہے۔ لقا کو دیکھ کر کہا کہ اگر اس کی اطاعت سے انکار کرتی ہو' رہائی مشکل ہے چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے میں پکڑ لایا۔ ویسا ہی مکر کر کے تو بھی اس کو سزا دے۔ پس اس الف قامت نے بسان دال خم ہو کر اس بے دین کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر ٹھہری۔ لقا نے دیکھا کہ اس نے سجدہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین تیرا اختیار کئے ہے۔ یہ سمجھ کر پکارا: "اے بندہ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بند گان خاص میں سے اور ہے اور ہماری جناب میں اس کو خصوصیت حاصل ہے۔ یہ وہ بندی ہے کہ اس کو ہم نے خلعت خوبی و حسن و جمال عطا کیا ہے اور لیاقت میں بے مثال پیدا کیا ہے۔ جلد اس کو رہا کر دے۔" بختیارک نے یہ کلمات سن کر کہا: "یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا۔ آپ اس مقدمے میں نہ بولیے۔" لقا نے کہا: "او شیطان تو جھک مارتا ہے' اگر میرے خلاف گلفام عمل میں لائے گا تو اپنا غضب اس پر نازل کروں گا۔" گلفام یہ سن کر ڈرا اور جلد اس نے زبان بہار سے سوزن نکال لیا۔ زبان اس غنچہ دہن کی جب قابو میں آئی۔ لقا سے عرض رسا ہوئی: "یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا رکھتی تھی۔ بارے تقدیر یاور ہوئی' جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی۔" لقا یہ بات سن کر بسان خر پھول گیا اور گویا ہوا کہ "ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مر چکی ہے۔ اس کی بی بی تجھے بنایا۔ ہماری خاطر سے اس کو قبول کر یہ تجھے طلسم ہو شربا کا حاکم بنائیں گے اور شاہ طلسم کو معزول کریں گے۔"

بہار یہ کلام سن کر گردن جھکا کر چپ ہو رہی۔ گلفام کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جاتا تو عجب نہ تھا۔ یقین ہوا کہ یہ بے شک راضی ہے۔ ورنہ خاموش نہ ہوتی۔ بس فرط مسرت سے اس نے سحر اپنا اور سب ساحروں کا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا: "اے ملکہ' تازندہ ایم بندہ ایم۔ بہار نے جسم اپنا ہلکایا پایا۔ سحر یاد کیا۔ یاد آیا۔ اٹھ کر چلنے کا قصد کیا۔ گلفام نے کہا: "تشریف رکھیے۔" بہار نے ہنس کر کہا: "تو مجھے سوتے میں پکڑ لایا تھا۔ بخت خوابیدہ نے مجھے روز بد دکھایا تھا یا فتنہ خفتہ جگایا تھا۔ اب

ذرا سنبھل کر واری غفلت سے نکل۔ ہمارا وار بھی روک۔ ہم سوتے تھے تو جاگتا ہے اس پر بھی تجھ کو آگاہ کر دیا۔" بختیارک نے جو یہ باتیں سنی' پکارا: "صلواۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بریں حرامزادہ خداوند لقا۔ میں کہتا تھا اس نے نہ مانا۔ ہاں اے ملکہ بہار لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو' کہ بہت مستی میں آ گئے تھے۔ ازبسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان میں سب جمع تھے۔ تمام عالم اکٹھا تھا۔ گلفام نے ساحروں سے کہا: "لینا" اور آپ بھی سحر پڑھ کر دستک دی۔ ادھر ساحروں نے نارنج ترنج ہار فلفل گچھے سوئیوں کے بہار پر مارے۔ ابر گھر آیا۔ آگ پانی برسنے لگا۔ برف کی سلیں گرنے لگیں۔ بہار بزور سحر اڑ کر بیچ میدان میں جا کر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ کر پکاری: "اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزاں لا۔" اتنا کہنا تھا کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کی طرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھ کر سب لشکر پر محیط ہوئی۔ وہ جو آگ پتھر سے سر گلفام سے برستے تھے۔ وہ اس ابر پر گر کر دفع ہونے لگے اور اس ابر میں برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا۔ آنکھیں سب کی بند ہو گئیں۔ بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی۔ عجب سامان دیکھا کہ زمین وہاں کی بسان روز روزن مصفا ہے۔ ضیا باری سے یہ ظاہر ہے کہ دھوپ کا دامن پھیلا ہے۔ اس زمین نور آگیں پر چھوٹی چھوٹی کیاریاں' پیاری پیاری لگی ہیں۔ خیابان کو شرماتی ہیں اور درخت گلوں کے سرسبز و شاداب ہیں۔ تراوت و نظارات میں نایاب ہیں۔ شاخیں بے رنگ یا رطنا و عربدہ ساز جھوم کر اٹھکھیلیاں کرتیں۔ نرم نرم کلائیوں کو معشوقان گلزار دہر کے نام دھرتیں ہوا کار مشاطگی کر رہی ہے کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے۔ گل نکہت بیز ہیں طائر خوش نواز زمزمہ ریز ہیں۔ پھول سبزے پر جو ٹوٹ کر گرے ہیں۔ اس طرح چمکتے ہیں' جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہیں۔ نرگس کی نگاہ بازی کار سحر سازی کر رہی ہے۔ سوسن باایں ہمہ خموشی و مبازی کر رہی ہے۔ سنبلہ چرخ سنبلہ

2 **

پر نثار ہے طرفہ بہار ہے کہ
نہایت باغ وہ آراستہ تھا

ریاض خلد سے پیراستہ تھا

ہزاروں تھے گل خوشبو کے اشجار
مہکتا تھا پڑا سارا وہ گل زار

بنا تھا طبلہ عطار ہر گل
گل تر یاسمن شبو و سنبل

رواں تھے ہر طرف چشمے جو پر نور
خزانے ان کے فواروں سے معمور

ہزاروں دیکھے میوہ دار اشجار
ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار

شگفتہ خوب پھولوں کے شجر تھے
انہیں کیوڑے سے تھے گلرو نے سینچے

بیچ چمن میں چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا۔ فرش مکلف بچھا تھا۔ مسند پر ایک نازنین مہر جبیں پھولوں کا گہنا پہنے بیٹھی ہے اور بہار غائب تھی۔ اس وقت کا واقعی یہ طور تھا کہ

3 **

گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا
روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا

فی الحقیقت اس کی چشم سرمہ پر نرگستان دیدہ معشوقانہ صدقے آنکھیں چڑھانے پر محراب ابرو میں خواہش رکھتے ہیں۔ رخسار پر اس کے گلہائے گلستان نثار ہو جانے پر تیار دہن اس کا چشمہ آب حیات۔ دشنام اس کی بہ از قند و نبات کہ

صدائے الحذر نکلی جگر سے
ملی چتون جو ظالم کی نظر سے

نگاہوں کو اجازت دل میں گھر ہو
اشاروں سے کہا ٹکڑے جگر ہو

نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو
پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو

شباب حسن میں اک بے مثالی
نزاکت مثل مضمون خیالی

طبیعت سب طرف سے پاکدامن
امنگوں پر رخ و عارض کے جوبن

مبارک باد دی تیغ و نظر نے
ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیائے مہر انور ایک نظر میرے بھی حال پر کہ

نہیں خاطر کو آسائش کسی دم
طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم

خدارا ایک مشت خاک ہوں میں
نہیں قابو میں دل غم ناک ہوں میں

کہ خالی ہو چکا پہلو نہیں دل
صدا دیتی تھی حسرت وائے مشکل

بڑھا واں سے بشکل قلب مضطر
تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اس طرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہنچا۔ اس گلبدن نے پکار کر کہا: " یہ باغ ملکہ بہار کا ہے یہاں دخل کب اعتبار کا ہے۔ اس طرف نہ آنا۔ اپنی جان بچانا۔ اس نے اس بیتابی میں اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا۔ اور چمن ستان میں قدم رکھا۔ وہ پری بلا کی طرح اس کے پیچھے پڑی۔ یعنی اپنی جگہ سے اٹھ کر قریب اس کے آئی اور کہا: "اے بے حیا تو نے کہنا میرا نہ مانا۔ اس کی سزا یہ ہے۔" یہ کہہ کر ہاتھ پھیلایا۔ اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں آئی۔ اس شاخ کا ہاتھ میں آنا تھا کہ صورت اس نے تلوار کی پیدا کی ہے۔ وہی تلوار اس نے اٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کروں اور جان بچاؤں' ممکن نہ ہوا۔ تلوار سر پر پڑ کر ٹانگوں

سے نکل گئی۔ دو ٹکڑے ہو کر گرا۔ غل و شور مرنے کا برپا ہوا۔ اس کے مرنے سے وہ سرار جو زیر تیغ بیٹھے تھے۔ سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اٹھے جلا دو تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑنے ان سے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی۔ وہ بھی جاتی رہی تھی۔

اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہہ کر آ گرے۔ ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا۔ بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی۔ بروے ہوا جا کر اڑی تھی۔ اس نے سحر کرنا شروع کیا۔ کسی اہل اسلام پر ساحروں کا سحر اثر پذیر ہوا اور بہادروں نے شمشیر زنی کر کے تہلکہ ڈال دیا۔ لاش پر لاش گرا دی۔ ساحروں کی خاک ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑا دی۔ شمع حیات اعدا بجھا دی۔ خرمن جان میں آگ لگا دی۔

○○○

بختیارک نے لقا سے کہا: "ساحر بھاگا چاہتے ہیں۔ مسلمان اب تم پر آ پڑیں گے۔ چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ۔" لقا نے کہا یہ تقدیر میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ یہ کہہ کر سمت قلعہ روانہ ہوا اور اس کے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحراں میں بھگدڑ پڑی۔ اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا۔ لقا قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحروں کو بھگا کر مسلمانان بفتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوئے۔ بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہو کر گئے۔ شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہن کر اپنی جگہ پر بیٹھے۔ پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردوں کلاہ کیا کہ اس طرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پا کر باغ سحر لگایا اور ہم کو چھڑایا۔ بادشاہ نے جب نام گلستان محبوبی کا سنا۔ دل میں شجر الفت اگا۔ تخم محبت مزرعہ خاطر میں بویا مثل مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہے۔ نیرنگ پروازی عشق کا عالم گواہ ہے۔ سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنوں خطاب ملا۔ اگر یوسف بھی ہو تو کنوئیں میں جھانکتا ہے۔ بادشاہ اسلام کا برا حال ہوا۔ دل کو سنبھال کر حکم دیا کہ "اس ملکہ ذی مرتبت کو بلا کر شکر احسان ادا کرنا واجب ہے۔ چند سردار جائیں اور ساحرہ موصوف اپنے باغ میں ہو گی۔ باعزاز تمام یہاں لے آئیں۔ حال طلسم بھی اس سے دریافت کریں گے۔ خیریت عمر و اسد پوچھیں گے۔ سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوئے۔

مہیا ہوئے سب دعوت کے سامان
رہے عیش و طرب دست و گریبان

خدا مان عالی شان ترتیب سامان دعوت میں بدل مصروف ہوئے۔ یہاں جب تک دعوت

ہو۔" غل جو ہوا۔ گلگوں نے بھی سنا۔ عیاروں سے کہا: "پکڑ لاؤ۔" عیار نیچہ پکڑ کر دوڑے۔ یہ دونوں ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہیں۔ گرفتار کیوں کرتے ہو۔" عیار ان کو گھیرے ہوئے۔ سامنے گلگون کے لائے اس نے حال استفسار کیا۔ انہوں نے کہا: "ہم رہنے والے کوہستان کے ہیں اور تم سے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ تم نے بڑا نام اس عیاری میں پیدا کیا ہے چنانچہ اب تک اس لیے نہ آئے تھے کہ اکیلے میں تم سے لڑے تو کیا۔ کچھ نہ ہمارا نام ہوا۔ نہ تمہارا۔ اب ہم نے خبر پائی ہے کہ تم خدمت خداوند میں جاتے ہو۔ ہم بھی آئے کہ بہ معیت تمہارے خداوند میں پہنچ کر تم سے لڑیں۔ کسی واسطے کہ آج وہاں ایک عالم جمع ہے۔ داد خوب ملے گی اور ناموری دونوں کی ہو گی۔ دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑیں گے کہ انہوں نے تمام عالم میں غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہیں عیار اسلام ہم تم کو اچھا جانتے ہیں۔ اگر ہم نے تمہیں زیر کر لیا تو پھر عیاران عام کو زیر کر لیا۔ کیونکہ مثل تمہارے اب کوئی زمانے میں عیار نہیں ہے۔"

ایسا ان دونوں عیاروں نے اس کو بے مثل بنایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ اس کے مزاج کو زینہ افلاک پر لگایا۔ دماغ عرش اعلیٰ پر پہنچایا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دونوں سے بغل گیر ہوا۔ کہا: "آپ نے کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجھ کو جانتے ہیں۔ یہ سب آپ کی خوبیاں ہیں۔ جو جیسا ہوتا ہے۔ وہ ویسا ہی اور کو بھی جانتا ہے۔ آپ خود اچھے ہیں۔ اسی لیے مجھ کو اچھا جانتے ہیں۔" یہ کہہ کر کرسی ہائے پر زر پر ان کو بٹھایا اور کہا: "اسم مبارک آپ کا کیا ہے۔" انہوں نے کہا: "ہم کو مکار چرب زبان اور غدار اور دروغ بیان کہتے ہیں اور ایک نام ہمارا کار زار اور طرار ہے۔" وہ یہ نام سن کر ہنسا اور جام شراب بھر کر ان کو دیا۔ انہوں نے کہا: "ہم آپ سے اگر ارادہ لڑنے کا نہ رکھتے تو شریک جلسہ عشرت رہتے۔ اب ہمیں مناسب نہیں کہ یار ہم پیالہ بن کر اپنے مشربوں سے آئندہ مقابلہ کریں۔ اچھا یہ تو بتائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہیں تو کیا تحفہ ان کی نذر کو لیے جاتے

ہیں۔" یہ کلمہ سن کر گلگون کو خیال آیا ہے کہ یہ دونوں عیار لشکر اسلام کے ہیں تجھ سے درپردہ حال پوچھتے ہیں۔ ایسا کچھ سمجھ کر ان کی جانب گھورنے لگا۔ ابوالفتح اس کے برے تیور دیکھ کر اٹھا اور چالاک سے گویا ہوا: "بھائی چلو' ہم کسی کی بری نگاہ کیوں سہنے لگے۔ واسطہ کیا۔ کچھ ان کے تابعدار نہیں۔ یہی نہ ہمراہ ان کے چلتے۔ اب اکیلے جائیں گے۔" یہ کہہ کر چلے تھے کہ اس نے ہاتھ اٹھا کر پکڑ لیا اور کہا: "برا نہ مانیے۔ مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہے۔ انسان فہم ذرا سی بات پر کھٹکتا ہے۔ مجھ کو آپ کے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہیں اور آپ ہی فرمائیے کہ عیار ہو کر اتنا بھی خیال نہ رکھے' تو عیار کاہے کو ہے بیوقوف ہے۔ میں نے کیا بے جا کیا' جو بری نگاہ سے دیکھا۔"

انہوں نے کہا: "برا اور تم نے سچ فرمایا۔ لیکن برا نہ مانو تو ہم ایک بات کہیں۔" اس نے کہا: "فرمائیے۔" کہا "تمہارے اس گھورنے سے تو حال کھل گیا کہ بے شک کسی کو تم گرفتار کر لائے ہو۔ تمہیں چاہیے کہ بہ لطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے۔ تاکہ ہمیں راز تمہارا مطلب ثابت نہ ہوتا۔" گلگون یہ نکتہ دقیق سن کر پھڑک گیا اور کہا: "واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل عیار ہیں۔" یہ باتیں تھیں کہ داروغہ توشک خانہ دو نیمچہ اس کے سامنے لایا اور کہا: "یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے۔ امید ہے کہ اسلحہ میں داخل کر دیجیے۔ اس نے وہ نیمچہ لے کر ان دونوں کو دیئے کہ یہ بے مثل نیمچہ ہیں۔ آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی بات مجھ کو اس وقت بہت پسند آئی۔ انہوں نے کہا: "آپ نیمچے دے کر ہم سے بھی کام لینا چاہتے ہیں۔ اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم جاتے ہیں اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپ کے لیے بھی لاتے ہیں اور ہو سکا تو حمزہ کو لاتے ہیں۔" یہ کلام سن کر گلگوں بھی مسکرایا اور اس کے شاگرد و گلزار تیز پانے ہنس کر کہا: "اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست عیار ہوا۔ اچھا تو شراب تو پیو۔" چالاک نے جواب دیا: "کہ تم ہمیں آزماتے ہو۔

انہیں باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی کام کیا ہے ورنہ یہ چہل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا حاصل ہوتا۔"

گلگون نے کہا: "آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہیں۔ مجھ کو کھٹکا ہوتا ہے کہ در پردہ حال پوچھتے ہو۔ ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو۔ لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو۔ خیر اب تو تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کس کو لائے ہیں۔ پھر اب چھپانا کیا۔ تم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کر لو گے۔ میں کچھ ڈرتا نہیں۔ لو صاف سن لو۔ حمزہ کو لایا ہوں۔" یہ کلمہ سنتے ہی دونوں قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا: "بے شک تم حمزہ کو لائے ہو۔" اس نے کہا: "کیوں کچھ تم کو شک ہے۔" انہوں نے کہا: "بھلا اس کے کتنے ہاتھ پاؤں ہیں، جس کو تم لائے ہو۔" اس نے جواب دیا: "ہم کو ہیوں سے بھی تنو مندی میں کم ہیں۔" یہ سن کر اور زیادہ ہنسے اور کہا: "واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے۔" اس نے کہا: "بتاؤ تو آخر تم کو کیا شبہ ہے جو طنز آمیز کلام کرتے ہو۔" انہوں نے کہا: "بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو۔ وہ حمزہ جس نے تمام عالم کے سرکشوں کی گردن توڑ دی۔ خداوند کے محلات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار رہتے تھے۔ کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی تو سو من کا سا طور لے کر جنگ کرتا تھا، سب کو حمزہ نے پست کر دیا۔ علاوہ اس کے، دیوان کاف کو مارا۔ وقائع نگار لکھتے ہیں کہ سمندروں ہزار دست دیو" کو قتل کیا۔ پس بایں حلاوت و زور وہ تم لوگوں سے بھی نحیف و ضعیف ہو گا۔"

یہ کلمات انہوں نے بدلائل ساطع و لامع بیان کئے کہ گلگون کی شمع عقل باد حماقت سے گل ہوئی۔ دل سے کہا: "بے شک یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ کہا: "بھائی تم سچ کہتے ہو، مگر میں لشکر سے جا کر پکڑ لایا ہوں اور سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا۔ انہوں نے کہا: "حضرت سلامت آپ نے سب کچھ کیا، لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص ایسا زبردست ہو گا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اس کا نوکر

ہو گا۔ وہ کس حفاظت میں رہے گا۔ کس لیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو سمجھتا ہو گا۔
ہم نے سنا ہے کہ حمزہ تہ خانہ میں اتر کر رہتا ہے اور عیار اس کی صورت کا اور کسی
کو بنا کر بارگاہ میں ہر شب سلا دیتے ہیں۔ وہ شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہے۔
کبھی کوئی اور اگر کوئی اس کو پکڑ لے گیا تو حمزہ چند روز غائب رہ کر ظاہر ہوتا ہے
تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہ ہو۔ غرض یہ کہ ہم نے خبر اس تہ خانے کی بھی لگائی
ہے۔ ہم جاتے ہیں اور حمزہ کو لاتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے کہ جس کو چاہنا' برائے
نذر خداوند لے چلنا۔ خواہ اپنے لائے ہوئے کو' یا ہمارے لائے ہوئے کو۔ یا دونوں کو۔"
یہ کہہ کر اٹھے جست کر کے روانہ ہوئے
گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور دل میں خلل پیدا ہوا کہ کہ اس نے کوچ نہیں کیا کہ
واقعی دلیلیں ان عیاروں کی بہت قوی تھیں۔ یہ بے شک حمزہ نہیں ہے جس کو تو لایا
ہے۔ یہ تو اس شش و پنج میں ادھر اترا ہے۔ اس طرف دونوں عیار جو چلے مزاج میں
دونوں کے چہل سمائی۔ چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے۔ یہ
سوچ کر برہم سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور دن بھر میں راستہ طے کر کے جب عیار
عالم گرد گرو آوری کر کے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا۔ یہ بھی قریب قلعہ مذکور
کے پہنچے۔ ازبسکہ یہ مدت سے اس جگہ آئے ہوئے ہیں سب مقامات بخوبی جانتے ہیں۔
اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہے سلیمان عنبریں کا بھانجا منصور زاغ چشم
نام ہر رات کو رنڈی لے کر اس باغ میں رہتا ہے۔ عیاروں کو یہ راز ہمیشہ سے معلوم
ہے۔ اس وقت جلدی میں اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے۔
پس ابوالفتح سے چالاک نے کہا: "اے بھائی تم ٹھہرو میں منصور کو لاتا ہوں۔"
اس نے کہا: "نہیں آپ آرام فرمایئے۔ میں لاتا ہوں" اور اس کو صحرا میں ٹھہر کر
آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا۔ یعنی ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا۔ جو مثل کنگرہ
قلعہ کے تھا اور اس میں دس آنکھیں بنائیں۔ جو رنگ و روغن کی تاثیر سے مشعل
کی طرح روشن تھیں۔ پھر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے' شانے کے پاس لٹکائے۔ لباس سات

رنگ کا پہنا چپل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگائے۔ ایک ہاتھ میں گرز لیا۔ جو روغن ملنے سے آتش ناک معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں ایک ڈالی میوے کی لے کر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا۔ عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہے۔ چبوترے پر فرش سنہرا بچھا ہے۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ بیچ چبوترے پر رنڈی حسین و طرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ نجی ہے۔ منصور پاس بیٹھا ہے۔ جب لپٹنے کا قصد کرتا ہے۔ تو وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہے۔ پھبتیاں کہتی ہے کہ موئے آتشبازی کے دیو' تیرے منہ کو جھلسا۔ نچلا نہیں بیٹھتا منصور اس کی باتوں سے مزے میں آ کر کبھی چٹکی لیتا ہے۔ رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ شراب کا جام قسمیں دے کر پلاتا ہے۔ نشہ رنگ جماتا ہے۔ رنڈی سسکیاں بھرتی ہے۔ اوئی آہ کی صدا بلند ہے مستی خانہ دل میں قدم رکھتی ہے۔

وہ بستر سے اٹھا ہاتھوں میں لینا
وہ لذت میں زبان کا منہ میں دینا

وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ
وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ

لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر
وہ آنا ہوش میں بیہوش ہو کر

وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا
وہ گھٹنوں میں چرانا کچھ بدن کا

وہ ہونٹوں کو زبان سے سلسلانا

وہ ہاتھوں کو سر پستان پہ لانا

ابوالفتح سر دیو اس لیے ٹھہرا رہا کہ جب یہ دونوں مصروف مباشرت ہوں۔ اس وقت میں خلل انداز ہوں۔ باصطلاح عوام مزے میں کھنڈت ڈالوں اور غلیل میں غلہ لگاؤں۔ چنانچہ جیسا اس نے سوچا تھا۔ وہی زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبہ بازار سے لپٹا اور اس نے نہیں اور ہاں کہنا شروع کی

مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے

ہوئے عریاں لباس تن اتارے
کئے مستی میں باہم کچھ اشارے

جیسدے ہی آمادہ بفعل بد ہوئے۔ ابوالفتح دیوار سے اس طرح کو داکہ بڑا دھماکا ہوا۔ رنڈی چونڑ اچھال کر الگ ہو ئی کہ اوئی کوئی آتا ہے اور منصور بھی پیچھے ہٹا۔ جلدی سے رنڈی نے دلائی اوڑھی۔ اس نے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت میں تھا۔ غصہ میں اٹھ کر چلا کہ جو اترا ہو اس کو سزائے معقول دوں۔ کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا۔ فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی۔ جلدی سے سلام کیا۔ اس انسان عجیب صورت میں کہا: "میں فرشتہ قدرت خداوند لقا ہوں۔ اس وقت خداوند نے مجھ پر وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لے کر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اس کو عیاشی سے بہت شوق ہے۔ اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہے گا اور قوت باہ ازحد ہو گی۔" یہ کہہ کر میوہ جو ڈالی میں لگا کر لایا تھا اس کے حوالے کیا۔ اس نے پہلے سجدہ کیا۔ پھر ڈالی سر پر رکھ کر رنڈی کے پاس آیا اور حال کیا۔ یہ بھی بہت خوش ہوئی۔ اس اثنا میں فرشتے نے کہا: "جلد اس

3 **

کو کھا لو۔ ورنہ میوہ جنت کا ہے۔ یہ دنیا میں نہ رہے گا۔ غائب ہو جائے گا۔" یہ سن کر دونوں نے کھایا۔ فرشتے نے ڈالی اٹھائی' چلنے کا قصد کیا تھا کہ دونوں بیہوش ہوئے۔

اس نے رنڈی کو تو وہیں چھوڑا اور منصور کو باندھ کر' اس جاتنہائی تو تھی ہی' بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاا پاس لایا اس نے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اس کی مثل صورت امیر بنائی۔ لباس شب خوابی پہنا کر پشتارہ باندھ کر دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاراں میں پہنچے اور ٹھہرے رہے۔ جس دم زاہد شب زندہ دار بیدار ہوا اور پشتارہ گلیم شب سے امیر روز کو عیار دہر نے نکالا۔ صبح کو پشتارہ لے کر بارگاہ گلگوں میں یہ دونوں آئے۔ وہ بھی منتظر ان کا بیٹھا تھا۔ شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انہوں نے پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ اس نے پوچھا کس کو لائے۔ کیا کوئی بیٹا حمزہ کے ہاتھ آ گیا انہوں نے کہا ہم سب کو باپ اور افسردہ خود حمزہ کو لائے ہیں۔ بڑی مشکل سے تہ خانے میں گئے اور اصلی حمزہ کو لائے۔ اس نے کہا: "دیکھیں تو حمزہ کیسا ہے۔ انہوں نے پشتارہ کھولا اس نے دیکھا کہ ایک پہلوان جس کا قد ہے گردن بلند بالا' قوی تن درشت چنگال' بیہوش پڑا ہے۔ وہی صورت ہے۔ جس صورت کا حمزہ لایا ہوں۔ یہ دیکھ کر اس کو متو ہم تو پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس وقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بے شک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہے۔ غرضیکہ ایک عیار کو بلا کر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی داہنی جانب خیمہ میں رکھا ہوا ہے۔ لے آؤ۔ عیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا: "تم سے اکیلے نہ اٹھے گا۔ میں بھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر ساتھ اس کے اسی خیمہ میں آیا۔ دیکھا۔ ایک صندوق آہنی رکھا ہے۔ قفل برابر ران شتر کے فولاد کا بنا۔ اس میں لگا ہے۔ چالاک سمجھ گیا کہ بے شک اس میں امیر بند ہیں۔ یہ سمجھ کر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا۔ غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا۔ حباب اس کے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ چالاک بیٹا عمرو کا ہے۔ اس کے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی۔ اسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکال کر قفل کھولا۔ ڈھکن اٹھایا۔ امیر کو اس میں بیہوش لیٹے پایا۔ ازبسکہ مرد توانا و پر قوت ہے۔ اسی وجہ سے بے آب و دانہ اس دو

تین روز میں زندہ بچے ہیں اور نہ مر جاتے۔ یہ دیکھ کر اس نے قتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا۔ امیر کی آنکھ کھلی ۔ دیکھا کہ ایک صندوق میں لیٹا ہوں۔ ازبسکہ نحیف و زار تھے۔

اشارے سے مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہے۔ میں نے اس کو دھاکا دیا ہے۔ وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا۔ میں حمزہ نہیں ہوں بلکہ کچھ بات بنا دیجئے گا۔ ہر چند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہیں۔ لیکن مصلحت اس میں ہے کہ کافر سے وقت جنگ حذر کرنا شروع شریعت میں جائز رکھا ہے۔" امیر یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہے اور اس نے پھر بیہوش کر کے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا۔ اس نے کہا: "سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیا تھا۔ میں یہ حال اپنے مالک سے کہوں گا۔"

چالاک نے اس کے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا: "بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ میں ہے۔ میں صاف صاف جو حال ہے۔ کہے دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ صندوق دیکھ کر میرا ایمان ٹھکانے نہ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ اس میں مال بھرا ہے۔ پس تم کو بیہوش کر کے چاہا تھا کہ کچھ نکال لوں۔ صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا۔ اسی طرح پھر بند کر دیا۔ عیار نے اس کا کلام ایسا مصنوعی متحمل براستی تھا کہ اس کو سچ جانا اور اس نے کچھ جواہر نکال کر اس کو دیا کہ بھائی یہ تم لے اور میری آبرو بچاؤ۔ اپنے مالک کے روبرو راز نہ کہو۔ عیار برسر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ نہ کہوں گا یہ کہہ کر صندوق اٹھا کر سامنے گلگوں کے لائے۔ اس نے وا کر کے امیر کو نکالا۔ پوچھا: "اے شخص تو کون ہے۔" امیر نے بنا پر تعلیم چالاک فرمایا: "مجھے یہاں کون لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہیں۔" اس نے کہا: "ارے سچ کہہ پہیلی کیا کہتا ہے۔" امیر نے کہا: "سچ یہ ہے کہ میں پہلے نوشیرواں بادشاہ کا نوکر تھا۔ وہ مر گیا تو اس کا بیٹا فرامرز لقا کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ میں آیا تھا۔ ایک عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تم کو روپیہ بہت سا دیں گے۔ آج حمزہ بن کر اس کی جگہ پر سو رہو۔ میں لالچ میں آ گیا۔ یہ خمیازہ اٹھایا کہ قید ہوا۔" گلگون یہ حال سن کر بولا: "اے چالاک! اب تم اپنے

حمزہ کو ہوشیار کرو۔ دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔" چالاک نے لرز کر کہا: "کیوں شامت آئی ہے۔ بہت ہوشیاری اچھی نہیں ہوتی۔ حمزہ شیر بیشتہ شجاعت ہے۔ اس کو خداوند اپنا سپہ سالار فرماتے ہیں۔ وہ ہزار ہزار من کی قید توڑ کر نکل جاتا ہے۔ اس کو ہوشیار کر کے تم زندہ بچو گے؟ پس تمہاری بہتری کے لیے ہم جا کر پکڑ لائے ہیں کہ تمہیں ذلت پیش خداوند نہ ہو۔ اگر تم کو کچھ شک ہے تو تم اپنے ہی گرفتار کئے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لے جاؤ۔ ہم اپنے حمزہ کو آپ لے جائیں گے۔ میرا صاحب آپ امتحان لینے والے کون۔ کچھ ہم آپ کا دیا نہیں کھاتے۔ شاگرد نہیں' نوکر نہیں' پھر کیا مطلب جو پوچھا گچھی میں پڑیں۔ بقول شخصے خردہ نہ بردہ مفت کا درد گردہ۔ یہ کہہ کر اٹھا اور چاہا کہ پشتارہ اٹھا کر چلیں۔ گلگوں کھڑا ہو گیا کہ ہاں ہاں آپ خفا نہ ہوں۔ واقعی آپ نے ذلت سے بچایا۔ میں نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یوں ہی کہتا تھا کہ دیکھیں وہ حمزہ کیا کہتا ہے۔ مگر سچ آپ نے کہا وہ جو ہوشیار ہو گا۔ سخت لڑائی پڑے گی۔" یہ کہہ کر امیر کو کچھ زاد راہ منگا کر دیا اور کہا: "آپ جایئے۔ جب لشکر خداوند میں پہنچے گا' تو حال نہ کہیے گا۔" امیر نے اس کے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکل کر راستہ پکڑا اور اس نے بعوض امیر منصور کو صندوق میں بند کیا اور خیمہ میں بھجوا دیا۔ چالاک کی خاطر میں مصروف ہوا۔ ایک دن ان کو رکھا۔ دوسرے دن عزم سفر کیا۔ چالاک نے کہا: "اب ہم بھی رخصت ہوتے ہیں۔" اس نے کہا: "تم تو ساتھ چلنے کو کہتے تھے۔" انہوں نے کہا: "ہمارے چار سو عیار شاگرد ہیں۔ ہم آپ کے پاس اکیلے چلے آئے تھے۔ اب جمیعت کر کے بعزت تمام خدمت خداوند میں اپنی جگہ پر سے آتے ہیں۔ یقین ہے کہ آپ کے پہنچنے تک ہم بھی آ جائیں گے۔ یہ کہہ کر دونوں روانہ ہوئے اور اس نے بھی کوچ کیا۔ لیکن امیر جو وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ راہ سے نابلد تھے۔ کوہستان میں راہ بھول کر میدان وسیع میں پہنچے۔ جب اس میدان کو طے کیا۔ ایک باغ کا دروازہ نظر آیا۔ ازبسکہ خستہ و شکستہ کئی دن کے بھوکے پیاسے تھے۔ برائے آرام باغ میں آئے۔ دیکھا سبزہ فرش صندلیں

ارض پر خفتہ ہے۔ گل بصد تجمل و زیب و سادہ چمن ہے۔ شاید بہار پر جوبن ہے۔ بہار افزائے باغ خاطر نسرین و نسترن ہے۔ سنبل کی بیل گلوں پر پھیلی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہے کہ بہار چمن اور وہ لالہ زار

بہار چمن اور وہ لالہ زار
نئے رنگ کی تھی وہاں کچھ بہار

نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی
کھلی جاتی تھی شاخ میں ہر کلی

پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہاں
مچاتی تھیں کوکو کا غل قمریاں

گھر ابر تھا رعد کا شور تھا
روش پر ہر اک ناچتا مور تھا

زمیں پر تھی سورج کی مکھی بہار
چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ میں زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا۔ مسند پر ایک پری زاد قامت رشک شمشاد و طبیعت میں جلاد۔ ناز و غمزہ میں اس کے ہزاروں بیداد فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی

جبیں میں بل شکن گیسو کی برہم
نظر مصروف جلا دی ہر اک دم

غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے

لگاوٹ کے لب و دل محو فریاد
لحاظ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھیں اور ایک بت پر فن اس طرح ناچتی کہ ادائیں اس کی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر میں لاتی تھیں۔
دم رقص یہ حال تھا

دم رقص اس نے ستم ڈھا دیا
ادا سے زمانے کو بسمل کیا

چمک کر جو اس بت سے توڑا لیا
دل عاشقاں پس کے سرمہ ہوا

ادا اس کی ہر ایک تھی پر ستم
قیامت سے کچھ کم نہیں تاہم

امیر یہ سامان دیکھ کر اور طرف چمنستان میں چلے کہ سامنے کسی کا زنانہ ہے۔ عورتوں میں جانا خلاف ہمت مردانہ ہے' چنانچہ یہ تو اور سمت چلے' لیکن اس نازنین مسند نشین

کی نگاہ ان پر پڑی۔ پکار کر کہا: "اے شخص کہاں جاتا ہے۔ ادھر آ۔ ایک بات تیرے نفع کی ہے سنتا جا۔ امیر یہ صدا سن کر پھرے اور قریب اس سرمایہ ناز کے آئے۔

اس نے مرد بزرگ ووجیہ سمجھ کر تسلیم کی۔ پھر بادب تمام گویا ہوئی کہ میں نے اس لیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن دیو لعین کا ہے۔ جو کوئی بھول کر ادھر آتا ہے۔ وہ دیو اس کو کھا جاتا ہے۔ میں نوکر ملکہ قریشیہ سلطان دختر صاحب قران و ملکہ آسمان پری والیہ قاف کی ہوں اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک پردہ قاف میں عنایت فرمایا ہے اور وہاں کی حکومت کرتا ہے۔ یہ دیو مجھ کو دھاکا دے کر اٹھا لایا ہے اور طلسم میں پھنسایا ہے اور خواہاں وصلت ہوتا ہے۔ جب میں قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہوں۔ اس وقت باز رہتا ہے مختصر یہ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ' ایسا نہ ہو کہ وہ آ جائے تو مفت میں جان جائے۔ امیر نے فرمایا: "وہ بیدین اپنی سزا کو پہنچے گا۔ اللہ تعالٰی تجھے اس بلا سے رہائی دے گا۔ تم نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو۔"

یہ فرما کر وہیں' بیٹھے اور ازبسکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ پانی پیا' باغ کا میوہ تناول کیا۔ آسودہ ہوئے۔ پھر اس ملکہ سے فرمایا: "چلو اس باغ میں سیر کریں۔ وہ مع ان نازنینوں کے کہ ان سب کو دیوا اسی ملکہ کی خدمت کے لیے اٹھا لایا ہے۔ ہمراہ چلی۔ امیر ہر سمت پھرنے لگے۔ ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ یشب سے تعمیر تھا اس گنبد کے پاس تشریف لائے۔ دروازہ وا کیا۔ دیکھا کہ ایک تخت سونے کا بچھا ہے۔ اس پر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لقا بیٹھا ہے۔ اس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا۔ اس نے عرض کیا: "یہ سر زمین متعلق کوہستان ہے اور یہاں کا حاکم حسام کوہی ہے۔ یہ باغ اس کا ہے اور اس نے یہ بت خانہ بنایا ہے۔ دیو سے دوستی کر لی ہے کہ جب وہ بہر پرستش آتا ہے۔ اور دیو بھی پرستش کرتا ہے اور وہ دیو ساحر بھی ہے اس بت خانے کی حفاظت کے لیے کچھ بیر جادو کے بٹھا جایا کرتا ہے۔ امیر نے یہ حال سن کر لاحول پڑھی۔ فرمایا کہ افسوس صد افسوس کہ اس لقا مرتد نے ہزارون آدمی کیا' ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا

ہے۔ یہ فرما کر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی۔ بسان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار رکے'
اس گنبد میں در آئے' ہر طرف سے غل ہوا کہ لیجیو گھیریو' خداوند سے بے ادبی کیا

چاہتا ہے۔ امیر کو بسبب مرنے گلفام کے اسم اعظم یاد تھا۔ ودر زبان فرمایا اور اس
بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو۔ اس ظالم نے خداوند
کو مارا کہ بیچارے نے کچھ کہتے ہیں نہ سنتے ہیں۔
یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی۔ تمام باغ میں اندھیرا ہو گیا تھا نہ۔ امیر
نے اسم اعظم پڑھا۔ وہ سیاہی موقوف ہوئی۔ دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا
آتا ہے۔ امیر نے اس کو آتے دیکھ کر اس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے
جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ: "او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان تو نے بڑا غضب کیا۔
خداوند کی توڑ پھوڑ اکھاڑ بچھاڑ شروع کر دی' یہ کہہ کر قریب آیا اور ایسا فسوں کیا
کہ ہزار ہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دوڑے آپ نے اسم اعظم پڑھا۔ وہ دیوان سحر غائب
ہوئے اور وہ دیو چقماق چادر پکڑ کر حملہ آور ہوا۔ امیر جست کر کے زیر بغل اس
دیو کے آئے۔ چقماق چادر خالی گئی۔ اس نے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ
تھا۔ آپ پیوند خاک ہو کر کرکرا ہو گیا۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ
اکبر اس زور سے بلند کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا: "کہ او انسان تو بہت چیختا ہے۔ شاید
زلزلہ قاف ہے۔ یہ کہہ کر دوڑا اور لپٹ گیا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ دیز زمین پر
چیت ہوا۔ آپ اس کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے: "شناخت خدائے
پاک میں۔" اس دیو نے کہا: "آپ اپنا نام بتایئے تو میں اسلام اختیار کروں۔" آپ
نے فرمایا: "میرا نام زلزلہ قاف حمزہ صاحبقران ہے۔ دیو نے کہا: "پردہ قاف سے میں
تیرے ڈر کے مارے۔ پردہ دنیا پر بھاگ کر آیا۔ تو پردہ دنیا پر بھی میرے تعاقب میں
پہنچا۔ اب تیری جگہ اور کون سی لاؤں جہاں جاؤں۔ جانا میں نے کہ دین تیرا سچا ہے
میں مسلمان ہوتا ہوں۔" امیر اس کے سینے پر سے اترے اور کلمہ طیبہ بتایا۔ وہ دیو بسر
ارادت مسلمان ہوا۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ

کے ہیں دوڑ کر قدم پر گری۔ امیر نے تسکین دلداری فرمائی۔ پھر اس دیو سے فرمایا: "اس شہزادی کے ملک سے کسی کو بلا۔ تا کہ وہ اس کو لے جائے۔ دیو نے بقسم عرض

کیا کہ "میں اس کو بارام تمام خدمت قریشیہ میں پہنچا دوں گا اور رسید اس کی لادوں گا۔" آپ نے فرمایا: "اچھا لے جاؤ۔" دیو ملکہ کو سوار کر کے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہاں فروکش ہوئے۔ اور نازنین جو باقی تھیں شرط خدمت بجا لائیں۔
تین روز امیر وہاں رہے۔ تیسرے روز دیو نے لا کر نامہ سر بمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی۔ لکھا تھا: "زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا۔ اور ملکہ سمن پری بارام یہاں پہنچی۔" امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھ کر ان عورتوں سے فرمایا: "تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے۔
ازبسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیاں تھیں۔ جہاں جہاں کا پتہ بتایا۔ دیو ایک ہی دن میں سب کو پہنچا آیا۔ بعد انفراغ امیر بھی روانہ ہوئے۔ دیو کو نامہ بنام ملکہ آسمان پری لکھ دیا۔ بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا۔" غرض یہ کہ دیو تو ادھر گیا اور امیر نے اس باغ میں جو جو اشیاء جواہر کے تھے' مال کافر سمجھ کے لیے اور تصویر لقا بھی لے کر روانہ ہوئے۔ جیسے ہی سرحد باغ سے نکل کر دشت میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے۔ آگے لشکر کے بعمدہ افسری ایک کوہی دراز قدر زبردست شکار کھیلتا آتا ہے۔ بازدار قراول بہیلیے ساتھ ہیں۔ امیر سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوئے۔ اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ میں دیکھی پکارا: "اے اجل دوست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا۔" یہ کہہ کر فوت کو محاصرہ کام حکم دیا پھر تو

ہوئے تیار مردان دلاور
بہ شکل ابر تر اٹھا وہ لشکر

صدا دینے لگے کڑکیت ہر سو
بہادر جم گئے پہلو بہ پہلو

صفیں تیار سر تیغو کے عریاں
اجل حاضر مگر سر در گریباں

صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار
ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیر نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا۔ یہ سردار لشکر حسام کو ہی مالک اس سر زمین کا ہے اور اس کو پنی سپہ گری پر بڑا غرور ہے۔ جب اس نے نام امیر سنا۔ معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہے۔ پس جسم اپنا تنومند امیر سے دیکھ کر اور خیال کر کے یہاں اکیلے ہیں۔ کیا کر لیں گے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سردار اور عیاروں کے بھروسے پر لڑتے ہیں۔ تو ان کو زندہ گرفتار کر لے۔ یہ سوچ کر فوج کے افسروں سے کہا: "تم گھیرے رہو۔ حملہ نہ کرو میں گرفتار کئے لیتا ہوں۔" یہ کہہ کر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے کہا: "آپ پیدل ہیں اور اکیلے ہیں۔ پس میں بھی اکیلا اور پیدل ہوں۔' لڑوں گا۔" آپ نے فرمایا: "جس طرح تیرا جی چاہے۔" اس نے اور حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور ٹھاٹھ بدل کر مقابل آیا۔ ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ کشتی بصد درشتی شروع ہوئی۔ امیر نے بعد دو چار زور اس کے روکنے کے' کمر بند میں ہاتھ دے کر لنگر اکھڑا اور سر سے بلند کیا۔ اس کو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اس نے اٹھا لیا۔ غرضیکہ بہت نادم ہو کر پکارا: "اے شہر

یار امان دیجئے۔" آپ نے فرمایا: "بشرط ایمان لانے کے امان ملے گی اس نے اقرار کیا۔ آپ نے زمین پر رکھ دیا اور کلمہ بتایا۔ وہ کلمہ پڑھ کر دل میں کینہ رکھ کر طوطے کی طرح اقرار اسلام بظاہر کر کے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلا کر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرا دیا۔ پھر ہوا دار پر سور کر کے بجاہ و چشم تمام اپنے قلعہ میں لے چلا۔ یہاں تک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ میں ایک قلعہ ملک فرسا بنا دیکھا۔ سامان حرب سے آراستہ دیکھا۔ سبیل اختصاریہ قلعہ در وا ہوا۔ امیر داخل قلعہ ہوئے۔ شہر آباد و رعیت دلشاد پائی۔ راستے پختہ سڑکیں ہموار' دکانیں سجی عمدہ بازار

زمین شفاف رستہ جابجا صاف
نگاہوں کو میسر لطف اطراف

دکانیں وا ہوئیں اسباب نکلے
کھلے ڈبے در نایاب نکلے

زمرد لعل نیلم عمدہ الماس
گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس

خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق
تماشہ گاہ تھا امان آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اس کے دارا الا مارہ شاہی میں تشریف لائے۔ اس نے عرض کیا کہ' تخت میرا حاضر ہے بیٹھئے۔" امیر نے فرمایا: "تخت نشینی کی ہوس سے بری ہوں۔ خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے۔ تم تخت پر بیٹھو۔ معراج میں چند بیضہ زریں خدمت شاہ میں بھیج دینا۔ یہ کہہ کر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو

ہی کرسی بہ کرسی پایہ پہ پایہ جاگزین ہوئے۔ جسام بسان چا کر کمتر خدمت گزار میں
حاضر تھا۔ ارباب نشاط کو طلب کیا۔ طعام عمدہ کی تیاری کی۔ یہ خاطر داری کی کہ

وہ خوشبوئیں کہ جی لوٹے بشر کا
رہے باقی نہ مطلب ہوش سر کا

طعام عمدہ کی تیاریاں کیں
دکھایا ناچ دل کی راحتیں دی

صدا طبلوں کی پہنچی آسماں تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک

پھر اتنے میں لے آیا بادہ و جام
پکارے ساقیان سیم اندام

کہ آپیارے ملا یہ جام لب سے
ذرا مہماں کو ٹھنڈا کر غضب سے

جب سامنے امیر جام کے آیا۔ آپ نے فرمایا: "کہ میں شراب نہیں پیتا ہوں۔ ہاں
اگر ماء اللحم ہوتا تو تم سب کا اسے پیکر ہم مشرب ہوتا۔" حسام نے یہ کلمہ سن کر
اس وقت ماء اللحم تیار کرایا اور اس میں بے ہوشی ملا کر سامنے لایا۔ امیر صاف دل ہیں
اور وہ کلمہ پڑھ چکا تھا۔ حکم شرع ظاہر پر ہے۔ پس بے وسواس ماء اللحم نوش فرمانے
لگے۔ جب دو چار پیالے پیے۔ کنپٹیاں لپکنے لگیں۔ سمجھے کہ اس نے دغا کی۔ چاہا کہ
اٹھ کر ہوا کھاؤں اور تدبیر دفع بیہوشی کروں' لیکن جیسے ہی اٹھے' بیہوش ہو کر گرے۔

اس نے تمام افسروں سے کہا: ''اس وقت میں نے مصلحت بہ اسلام اختیار کیا تھا۔ سپہ گری کے چھتیس فن ہیں۔ دشمن پر قابو پانے سے مطلب ہے۔ تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سردار اس کے بعض ناخوش ہوئے کہ یہ دغا کرنا اچھا نہیں' جو کیا وہ کیا لیکن خوشی ان کی کچھ کام نہ آئی۔ خاموش ہو رہے۔ اور حسام نے آہنگر بلا کر قید سخت میں مبتلا کر کے امیر کو زنداں میں بھیجا۔ پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا۔ چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا۔ اس نے قلعہ ایک اپنے عزیز کے سپرد کر کے آپ کو گدن مست پر سوار ہو کر اور امیر کو عرادہ یا عرابہ پر بٹھا کر بحشم و خدم جانب قلعہ عقیق کوہ برائے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا۔ جب قلعہ سے دو منزل پر جا کر مقام کیا۔ ہنوز لشکر آسودہ نہ ہوا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر کوہیوں کا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا۔ اس نے ہرکا بہر خبر روانہ کئے۔ معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلواں دوران رستم سر زمین کوہستان بہر مدد خدا وند جاتے ہیں۔ یہ خبر سن کر اس نے چند سردارا اپنے ساتھ لیے۔ اور استقبال جا کر کیا۔ سرمہ کوہی بھی گینڈے پر سے اترا۔ دونوں بغلگیر ہوئے۔ دونوں لشکر ایک مقام پر اترے اور دونوں بادشاہ ایک ہی بارگاہ میں آ کر آرام پذیر ہوئے۔ جام گلگون کا دور ہوا۔ مزاج کا عالم ہی اور ہوا۔ حالت نشہ میں جسام نے کہا: ''اب مجھ سے بڑھ کر کون ہو گا۔ میں نے حمزہ کو گرفتار کیا ہے۔'' سرمہ کوہی کو اس کی لاف زنی بری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہے اور صاحب ظرف ہے۔ تحمل کر گیا۔ کہا: ''بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو۔'' حسام نے کہا: ''تمہیں کوئی شک بھی ہے۔ اگر شک ہو تو میں حمزہ کو بلا کر دکھاؤں۔ اس نے کہا: ''شک کیا ہے لیکن مجھے بے شک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا۔'' یہ کہہ کر مصروف راحت ہوا۔ اس وقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکل کر عازم سفر منازل افلاک ہوا۔

صبح کو دونوں بادشاہ اٹھے۔ جام صبوحی پیے۔ ارادہ سفر کیا۔ ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا: ''بھائی صاحب! حمزہ کو سامنے بلوائیے۔'' حسام نے زندان

بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ۔ حکم بہت سے سوار باشمشیر برہنہ' ہمراہ گرد حفاظت
کناں سردار عالی شان بیچ میں مسلسل باقید گراں سامنے آئے اور بنا پر دستور اہل اسلام

پکارے: "سلام میرا اس پر اس انجمن میں ہے جو اللہ پاک کو واحد اور اس کے پیغمبر
کے دین مبین کو سچا جانتا ہو۔" سرمہ نے یہ نہیب سن کر کہا: "کیوں حمزہ رسی جل
گئی مگر رسی کا بل نہیں جلا۔ مجھ ایسے پہلوان کا۔ ذرا ادب نہ کیا تسلیم نہ آداب'
یہ نعرہ مارا نام خدائے نادیدہ میرے رو برو لیا۔" امیر نے ارشاد فرمایا: "میں نامردوں کا
رعب نہیں مانتا' بلکہ ان کو بز سے بھی کمتر جانتا ہوں۔" اس نے یہ کلام سن کر
کہا: "کیوں تجھ کو کیا' یہ مردانگی میرے بھائی نے نہیں زیر کیا۔" امیر نے فرمایا: "مردانگی
کا حال اس کے سردار اور وہ خود جانتا ہے۔ اسی سے پوچھ لے۔ اس نے حسام کی طرف
دیکھا اور سرداروں سے حال پوچھا۔ انہوں نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی۔ اس نے
حسام سے کہا: "اسی منہ پر کل یہ لاف زنی تھی۔ تو نے او بے حیا نام سارے کوہیوں
کا بحرنا مردی میں ڈبو دیا۔ آبرو کھو دی۔ یہ کہہ کر گویا ہوا: "امیر اگر کوئی آپ کو
بمردی زیر کرے گا تو اطاعت کیجئے گا۔" امیر نے فرمایا: "زندگی بھر اس کی اطاعت
کروں گا۔" یہ سن کر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرا دے۔ امیر نے کہا: "اگر
وقت رہائی قریب آیا ہے تو کچھ تیری ضرورت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر خانہ زور میں
آ کر چرخ مارا اور پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکی۔ ہر سمت سے
احسنت کی صدا بلند ہوئی۔ حسام نے کہا: "اے سرمہ' تم نے اچھا نہ کیا۔ جو اس آفت
کو رہا کیا۔ اب بھی ازراوے بلوہ کے اس کو گرفتار کرو۔" اس نے کہا: "تو جھک مارتا
ہے مجھے بھی تو نے اسی طرح بودا مقرر کیا ہے او بے عزت خبردار مجھ سے ایسا کلام
نہ کرنا۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہوں اور امیر کے اسلحہ حاضر ہوں۔
پھر آپ ہی کہا: "اچھا اکھاڑہ درست ہو۔ میں زور آزمائی کروں گا۔ بنا پر حکم ملازم
عمل میں لائے۔ اکھاڑہ درست ہوا۔ وہ لنگوٹ کھینچ کر اکھاڑے میں کودا۔ خم بجایا۔ امیر

بھی کودے اور باہم سر گرم تلاش ہوئے۔ ٹکر چلنے لگی۔ داؤ پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے۔
اس کشتی میں حسام نے یہ چالاکی کی کچھ فوج تیار کر کے افسران چند سے مشورہ کیا

کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھ جاؤ۔ میں بھی آتا ہوں نصف لشکر سے زیادہ فوج
لے کر افسر کوچ کر گئے۔ یہ سیر کشتی دیکھا کیا۔ اور ریلا پیلی کش مکش کے سوائے۔
ازبسکہ امیر کو عجلت منظور تھی۔ دوپہر تک لڑ کر صاحبقرانی سپر کیا۔ وہ زور بغیر تائید
ربانی نہیں۔ حریف تاب اس کی نہ لا سکا۔ آپ نے اٹھا کر دے مارا کہ چاروں شانے
چیت گرا دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا: "حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی۔"
اس نے عرض کیا: "تازندہ ایم بندہ ایم۔" امیر سینے پر سے اترے۔ اس نے اٹھ کر
سر قدم پر رکھا۔ آپ نے گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا۔ سرمہ کوہی کلمہ پڑھ کر بصدق
دل مسلمان ہوا۔ اس ہنگامہ میں کہ امیر اس کے سینے پر سوار تھے حسام گھوڑا ڈال کر
نکل گیا۔ فوج جو آگے بھیج چکا تھا۔ اس میں شامل ہو کر جانب عقیق کوہ چلا۔ سرمہ
کوہی نے تمام فوج کو مسلمان کیا اور باقی ماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن
آسودہ ہو کر انہوں نے بھی کوچ کیا۔ امیر با فوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوئے۔
لیکن ان سے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہنچا۔ لقا نے کوہی بہر استقبال بھیجے کہ وہ
آ کر لے گئے۔ لشکر اس کا بیرون قلعہ اترا۔ وہ خود قلعہ میں گیا اور خداوند کو سجدہ
کیا۔ خلعت ملا۔ دنگل پر بیٹھا اور حال کہا کہ میں اس طرح حمزہ کو لایا تھا۔ لیکن یہ
افتاد ہوئی اور رہا ہو گیا۔ یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اس سے قبل خبر پہنچ چکی تھی
کہ منصور زاغ چشم باغ میں رنڈی کے پاس تھے۔ رنڈی رہ گئی وہ غائب ہو گئے۔
لقا سے سب نے پوچھا تھا کہ "خدا وند بتائیں اس کو کون لے گیا ہے۔" لقا نے کہا
کہ "خدا وند جانتے ہیں لیکن بتلائیں گے نہیں۔ ہمارا پنجہ قدرت اس کو ہماری بہشت
میں چھوڑ آیا ہے۔ اس کلام سے ہر ایک مشوش تھا کہ اول حسام آ کر پہنچا۔ دوبارہ
خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہے۔ خداوند نے اس کا بھی استقبال
کرایا۔ لشکر اس کا بھی بیرون قلعہ اترا۔ وہ خود سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا۔ خلعت

عنایت ہوا' بیٹھا۔ اس میں خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے آئے ہیں۔ پس بیرون قلعہ چلنا پڑے گا' مناسب ہے کہ ابھی چلنا چاہیے۔"

یہ حکم سن کر خیمہ و خرگاہ بارگاہ جمشید خداوند سب سامان میدان میں فراہم ہوا۔ جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہیاں قلعہ سے نکل کر داخل بارگاہ ہوا۔ یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی' وہاں چالاک و ابوالفتح آ چکے تھے۔ انہوں نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ ہم کو بھی چلنا لازم ہے دیکھیں وہاں کیا دل لگی ہوتی ہے۔ یہ صلاح کر کے دو دو سو عیار دونوں نے اپنے ساتھ لیے اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بن کر عیاروں کی شکلیں' بدلوا دیں۔ ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا۔ پہلے لشکر سے نکل کر صحرا میں آئے۔ پھر وہاں سے لشکر لقا میں پہنچے۔ اس نے خبر سن کر لوگ بہرا استقبال بھیجے۔ ان کا لشکر بھی قریب افواج کوہیاں اترا۔ یہ دونوں سامنے خداوند کے گئے۔ بنا برد ستور کے نذر دی۔ تسلیم کی سجدہ نہ کیا۔ لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور دین رکھتے ہیں۔ پونے دو سو خداؤں کو نہیں مانتے ہیں۔

یہ سمجھ کر بحیریت تمام ان کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ اس کی نگاہ پہچان گئے کہ سجدہ کے لیے ناراض ہے۔ پس اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا: "یاخداوند ہم نرے سپاہی اور عیار ہی نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کے دین کے عالم ہیں۔ وہ کتابیں جو آپ نے معرفت اپنے پیغمبروں کے ہم بندوں کے پاس بھیجیں وہ سب ہمیں یاد ہیں۔ چنانچہ ہر جگہ اس کتاب میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہیں۔ وہ میرے بندے ہرگز نہ کریں۔ مسلمان غسل کر کے اور وضو کر کے اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ میرے بندے بحالت نجاست مجھ کو یاد کریں۔ جب نجس العین ہوں گے اور سجدہ کریں گے' تو میں قبول کروں گا۔ پس ہم سفر میں تھے نوبت بفعل بد نہیں پہنچی۔ اس وقت تک پاک ہیں۔ اس لیے سجدہ نہیں کیا۔" لقا نے کہا: "اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نہ کرو۔ واقعی تم میرے دین کے بہت بڑے عالم ہو۔" غرضیکہ

ابوالفتح نے پشت پر سے نعرہ کر کے ایک دھول ماری۔ ادھر چالاک نے نعرہ کیا اور اس کا نیچہ خالی دینے کو پچھلے پاؤں اڑ گیا۔ اتفاق سے اس پتھر پر پاؤں اس کے پڑے

جو دربارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اسی پتھر کو بوسہ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سنگ پر جو پاؤں پڑے پھسل کر گرا۔ عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے۔ صدہا کندیں پڑ گئیں۔ چالاک نے ہر چند چاہا کہ لوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کمند کو کاٹ کر نکل جاؤں' ممکن نہ ہوا۔ آخر پکڑ لیا گیا۔ مگر ابوالفتح اس ہنگامہ میں جست کر کے نکل گیا اور غلغلہ جو ہوا ان کے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے۔ وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کدھر سے سب نکل گئے۔ بارگاہ میں منصور کے ہاتھ پاؤں منہ دھلایا۔ صورت نکل آئی۔ گلگوں بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا۔ اس وقت بختیارک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا' تو عیار تجھ کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ تجھے لازم ہے کہ یہاں سے ٹل جا۔ یہ سمجھ کر اس عیار سے کہا: "ٹھہر جاؤ' یہاں سے میں جالوں تو قتل کرنا۔" وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکل کر اپنے خچر پر سوار ہو کے جانب خیمہ سکونت خود چلا۔

ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے ان میں سے قاسم تنگ روا عادی کہ قوم عار سے ہے اور عمر سعدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہیں۔ ان کا عیار ہے اور یہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسم پہلوان قوم عار کا پشتارہ اٹھاتا ہے۔ اس عیار کو ابوالفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہے' عمرو کی صورت سے۔ کس لیے کہ بھانجا ان کا ہے۔ پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی سی بنا۔ ادھر قاسم عیار دیو بن کر تیار ہوا۔ سر پر سینگ لگائے۔ پر لگائے دم لگائی۔ چہرہ مہیب منہ پر چڑھایا۔ ایک ہونٹ تا پچشم پہنچا ہوا' دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا۔ زنجیر آہنی کمر سے لپیٹی۔ جب یہ شکل بن چکا۔ دو پر اپنے شانوں پر لگا کر ابوالفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے خیمہ بختیار قریب تر ہو' صحرا میں جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا' جیسے کوئی اڑتا ہے۔ خیمہ شیطان میں آ کر گرا۔ وہ خیمہ میں آ

ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک کو چھوڑ دیا۔ جب وہ چھوٹا۔ ابوالفتح جو ساتھ آیا تھا۔ اس نے نعرہ کیا۔ گلگون پھر نیچہ پکڑ کر دوڑا۔ مگر اب ان کو کب پاتا ہے۔ دونوں جست کر کے نکل گئے۔

گلگون نے کہا: "ملک جی' تم نے ان کو میرے ہاتھ سے کھویا۔" اس نے کہا: "خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ وہ آ گئے' مگر نہیں وہ نہ تھے۔" اس نے پوچھا: "کہ "یہ وہ آ گئے' تم کس کو کہتے ہو۔" اس نے جواب دیا کہ" بس بات کو یہیں تک رکھو' زیادہ نہ پوچھو' نہیں اور آفت آئے گی۔" گلگون نے کہا: "خیر معلوم ہوا کہ عیار یہاں بلائے روز گار ہیں' مگر میں سب کو باندھ لاؤں گا۔ اب تم میرے مقدمہ میں دخل نہ دینا۔" یہ کہہ کر مصروف عشرت ہوا۔ ادھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار کو لینے چلے تھے' وہاں آئے کہ جہاں باغ سحر لگا تھا۔ اب جو دیکھا کہ اس باغ اور اس ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہیں' مایوس ہو کر پھر گئے۔ بادشاہ سے جا کر عرض کیا: "اب وہاں باغ نہیں اور نہ وہ ساحر ہے۔"

بادشاہ خاموش ہو رہے۔ لیکن بہار باغ سحر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا ہٹا کر جانب کوہ عقیق ہو گئی اس لیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجو۔ بادشاہ اسلام نکلیں تو دیکھ لوں۔ دل سینہ میں طپان لب پر جوش عشق سے فغان' آنکھیں چار سمت نگران' دیدار محبوب کی جویان۔ سر کوہ پر فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیریں دہن کرنے لگی۔ قضائے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی میں طلسم سے آ کر رہا تھا۔ اس طرف آ نکلا اور اس نے اس ملکہ با ابرو غریق بہر محبت کو حیران و استادہ پایا۔

ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا' ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا۔ شناخت کر کے قریب آ کر سلام کیا اور عرض کیا: "حضور کہاں اکیلی کھڑی ہیں۔" ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا۔ ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ نہ جانتی تھی اس کے پوچھنے سے گویا ہوئی: "میں شریک اہل

نشہ بیہوشی کا وفور ہوا۔ تکیہ پر سر رکھ بیہوش ہو گئی۔ اس کے حسن و جمال پر وہ مفتون تھا۔ قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی میں شیشہ عصمت سنگ ظلم سے توڑے' بے حیائی سے منہ نہ موڑے۔ لیکن حق تعالیٰ جس کو بچائے۔ اس کو کون بے آبرو کر سکے۔ اس مفسار کو خیال آیا کہ معشوقہ شاہ طلسم ہے۔ مبادا اس کے پاس جا کر وصل اس کا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اس کے یہ خود زبردست صاحب ملک و لشکر ہے نہیں معلوم بعد کو کیا حال کرے۔ پس لازم ہے کہ اس کو بادشاہ طلسم کے پاس لے چلوں اور اس سے مانگ لوں۔ پھر خیال کیا کہ طلسم شاہ اس کا عاشق ہے۔ وہ تجھے نہ دے گا اور وہ بھی اس کے بحر محبت کا شناور ہے۔ من منازل سخت و صعب بہت پڑیں گے۔ لشکریان اسلام چھین لیں گے۔ اس سے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس لے جاؤں۔ وہ قریب بھی ہیں اور دے بھی دیں گے اور ان کے دینے سے بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکے گا۔ یہ سمجھ کر ملکہ کو سحر میں خوب سا مسحور کر کے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے میں قریب قلعہ عقیق پہنچا۔ یہاں بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہیں۔ انہیں کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت سحر برپا ہوئی اور یہ آ کر بارگاہ میں پہنچا۔ سب نے دیکھا کہ اک ساحر بہار کو لا دے لاتا ہے۔ غرضیکہ اس نے ملکہ کو سامنے رکھ دیا اور خداوند کو سجدہ کیا۔ پھر دست ادب باندھ کر تمام کیفیت معرض بیان میں لایا۔ لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہے جو اس کو گرفتار کر لایا۔" اس نے عرض کیا: "امیدوار ہوں کہ یہ مجھ کو مرحمت ہو۔" لقا چاہتا تھا کہ کہنے دو ہم نے تجھے دیا۔" لیکن بختیارک بولا: "یاخداوند یہی وہی باغیہ ہے جس نے باغ سحر لگایا تھا جلد اس کو بحالت بیہوشی قتل فرمایئے اور اس ساحر کو کوئی حوریہ جنت دے دیجئے گا۔" لقا نے اس ساحر سے کہا: "یہ بندی واجب القتل ہے۔ ہم تجھ کو حور جنت دیتے ہیں۔ اس کو قتل ہو جانے دے۔" ساحر چپ ہو رہا۔ اور اس نے حکم قتل دیا۔ جلاد طلب ہوا۔ لشکر میں غلغلہ ہوا کہ بہار پھر قید ہوئی خداوند لقا قتل ہوتی ہے۔

عیار جو بھاگ گئے تھے۔ بشکل مبدل لشکر میں پھر رہے تھے۔ انہوں نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت جلاد بنا۔ چہرہ سیاہ کیا۔ مہیب صورت ہو کر دھنا باندھ کر چوڑہ تیغہ باڑہ دار ہاتھ میں لیا۔ ہار۔ ناک و کان کٹے ہوئے کا' گلے میں پہنا۔ رومال تیغہ کا خون پونچھنے کا۔ کاندھے سے لٹکایا کہ اس میں سے خون تازہ کی بھبک پیدا تھی۔ غرض اس صورت سے بارگاہ میں آیا۔ وہاں جلاد تو طلب ہی رہا تھا۔ اس نے آتے ہی اشتمام کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد' دادا جلاد و سات پشت سے گردن کاٹی۔ روٹی کھاتا ہے کون گنہگار ہے' جلد بتائیے کہ ایک ہی ہاتھ میں رشتہ جان جدا کر دوں۔" بختیارک نے کہا: "یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی ہے۔ مار اس پر اک ہاتھ کہ سر جدا ہو جائے۔" جلاد نے کہا: "ہوشیار کر دیجئے اس کی خواہش دلی پوچھ لوں۔" اس نے کہا: "ضرورت ہوشیار کرنے کی نہیں ہے۔ جلد قتل کر۔ جلاد نے کہا: "بہتر ہے۔" اور گوہر سے کہا: "آپ ساحر ہیں ذرا میرے پاس آ کر انتظام کیجئے کہ کوئی عیار دوست دار آ کر مجھ کو ضرر نہ پہنچائے۔" وہ اس کلمے سے اس کے پاس آیا اور سحر پڑھ کر حصار کرنے لگا۔ جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا کہ: "دیکھیے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہیں۔" گوہر لقا کی طرف دیکھنے لگا۔ جلاد نے اس زور سے تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر قلم ہو کر تخت خداوند کے پاس جا گرا اور غلغلہ اس کے مرنے کا برپا ہوا۔ آندھی آ گئی۔ تاریکی ہوئی۔ جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ میں ناک میں بہار کی جلدی سے دوا رفع بیہوشی کی بھر دی تھی۔ اس کو چھینک آئی اور ہوشیار ہو گئی۔ پوچھا کیا ماجرا ہے۔" اس نے کہا: "یہاں سے نکل چلو' تو بیان کروں۔" یہ کہہ رہا تھا کہ عیارا اور سردار لقا تیغے کھینچ کھینچ کر آ پڑے۔ بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہے۔ یہ سمجھ کر چالاک کو بزور سحر پنجہ میں داب کر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہو گیا۔ سردار و عیار بھاگ کر بارگاہ کے نکل گئے کہ ضرور کچھ آفت آئے گی۔
ادھر بختیارک ناچنے لگا۔ صل علی پڑھتا جاتا تھا۔ لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے۔ لشکر میں غلغلہ ہوا۔ کمر بندی ہونے لگی۔ دکانیں بند ہو گئیں۔ رعایا

بھاگی۔ مختصر یہ کہ بعد لمحہ کے تاریکی دور ہوئی۔ یعنی بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ میں نکل جاؤں۔"

اس وقت یہ اندھیرا موقوف ہوا۔ جب وہ اندھیرا مٹا۔ شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا۔ سردار وغیرہ بارگاہ میں آئے۔ لشکر میں امان ہوئی۔ لقا نے کہا: "اے بند گان قدرت' اس وقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور میں اسی کو حوالہ ساحر کرنا چاہتا تھا۔ میری مشیت میں شیطان نے دخل دیا۔ دریائے غضب میرا جوش زن ہوا۔ دیکھا تم نے کہ ذرا سے میرے خلاف امر کرنے سے کیا حال ہوا۔" یہ سن کر سب عرض پیرا ہوئے: واقعی سچ تو ہے تو برحق خداوند ہے۔ تیرے خلاف کسی کی مجال ہے جو کرے۔ سب تو معترف بعجز و قصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا: "جھوٹے پر لعنت ہے۔" لیکن لوگوں کا اعتقاد جمانے کو کہتا تھا کہ "حقیقت میں یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی جو آپ کے کلام کو رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوند میں دخیل کیا۔

سب اپنے دل میں لرزاں تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے میں معتوب ہو گیا' تو ہماری کیا لیاقت ہے۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طبل بشارت کی صدا کانوں میں آئی۔ اہلکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر توقیر سرمہ کو ہی لیے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے۔ گلگون یہ خبر سن کر دوڑا کہ میں حمزہ کو دیکھوں کیسا ہے۔ چنانچہ سر راہ آ کر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہیں۔ اشقر کو بادشاہ نے روانہ کیا۔ امیر سوار ہیں پشت پر لشکر کو چلتہ پوش گرز بردوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے۔ جس طرح کا تو گرفتار کر لایا تھا۔ اس کو بڑا صدمہ ہوا کہ میں سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر بگروہ وہ سرداران داخل بارگاہ ہوئے۔ بادشاہ کو تسلیم کی۔ بادشاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی۔ آپ دنگل پر بیٹھے۔ سرمہ نے شاہ کو نذر دی۔ خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا۔ دنگل بیرون چہل ستون ملا۔ اس نے دست چپ میں بیٹھنا قبول کیا۔ مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغل گیر ہوئے اور باعزاز تمام بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام مے

ارغوانی دیا۔ ناچ سامنے ہونے لگا۔

یہاں تو سب عشرت پذیر ہیں' لیکن بہار نے صحرا میں لا کر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا۔ اس نے کہا: "ایک ساحر تمہیں پکڑ لایا تھا۔ لقا حالت بیہوشی میں قتل کیا چاہتا تھا کہ میں نے جا کر اس ساحر کو مارا۔ اس کے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر جادو کو۔ آگے مجھے حال معلوم نہیں۔" یہ کہہ کر کہا: "بادشاہ لشکر اسلام نے تمہارے آنے کو سردار بھیجے تھے۔ تم کہاں گئیں تھیں۔" ملکہ مذکور نے سارا مکر گوہر کو بیان کیا اور کہا: "اب چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہو گئی۔ اب ذرا میں لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہوں۔" یہ کہہ کر اڑ گئی۔ چالاک سمجھا کہ کسی کام کو شاید بارگاہ لقا میں یہ پھر جائے گی۔ یہ سمجھ کر یہ بھی جانب لشکر چلا۔ خبر ہر کارے سے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ: "عارض کوہی نام بادشاہ قلعہ مرتاضیہ پہلے اپنے بھائی حسام کوہی کے پاس گئے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوند میں گئے تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کر کے یہاں آئے ہیں۔ داخل ہوا چاہتے ہیں۔" اس خبر کو سن کر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ کوہی مذکور بشوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا۔ لشکر اس کا متصل فوج برادر خود اترا اس نے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہن کر یہ بیٹھا۔ اپنے بھائی سے مستفر ہوا: "تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا' وہ کیا ہوا۔" اس نے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کی وجہ سے چھوٹ گیا۔" یہ سن کر وہ ہنسا اور کہا: "میں ابھی پکڑے لاتا ہوں۔ میرے نام طبل بجوائیے۔ حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا۔ اس کو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو۔ اس کے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کار پر دازوں نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جس دم سرمہ سواد شب دیدہ شاہ کوہستان افلاک میں اور عارض پر نور دہر تاریک ہوا کہ بتقضائے ابیات

قضارا طاقت مہر جہاں تاب
ہوئی غائب نظر سے جس طرح خواب

چراغ و شمع کے رخسار چمکے
طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سر شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی۔ دنیا ڈھلنے لگی' جو اسیس لشکر اسلام شاہ گردوں پائے گاہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر بعد ثنا خوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوئے۔ یہاں بھی برابر دستور کے طبل بجاہ صدائے طبل اسکندر نے بالائے ارض وغیرہ میں تہلکہ ڈال دیا۔ بہادر تیاری جدال و قتال کرنے لگے۔ جلاوت شعاراں کوہ تمکین فرہاد دار عاشق نام و ننگ ہو کر جان شیریں فدا کرنے پر مستعد ہوئے۔ اس لیلیٰ شب کے یہ دیوانے تھے۔ جس میں روز جنگ کے افسانے تھے۔ تیغ تیز دشت و جدال میں مجنوں کی طرح رواں دواں ہونے پر تیار۔ سوار سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق و سرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان وحشیان سر کشادہ صدائے بوق و نفیر سے نالہ فغاں عاشقان نا پرس جرات کا نشان نگاہ تیر مد معشوق کے مثل آبدار۔ و تند خنجر جانستان بصورت مژگاں جاناں' تیروں کے پیکان جانبین میں یہی غلغلہ بگیرو بند برپا تھا۔ گویا تمام عالم میں ہنگامہ تھا اسی ہنگامہ قیامت خیز میں بہار جو چلی تھی۔ لشکر لقا میں آ کر پہنچی۔ یہاں جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور سامان حرب ہو رہا ہے۔ اس کا قصد تھا کہ لقا اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لوں۔ سحر کر کے سب کو دیوانہ بناؤں' مگر ماجرائے جنگ معلوم کر کے تامل پذیر ہوئی۔ خیال آیا کہ کل میدان میں تمام لشکر لقا کا جمع ہو گا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہو گی۔ اس خرابادیہ ضلالت کو اس وقت دیوانہ بنانے کا لطف ہے۔ یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہو کر ایک پہاڑ پر گئی۔ ازبسکہ ایک بار دھوکا گوہر سے کھا چکی تھی بنا پر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ

پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلوریں بن کر تیار ہوا۔ یہ غنچہ نو دمیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لیے، اس میں داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے میں بیٹھی۔ سیر گل و

لالہ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق میں آنسو بہاتی تھی۔ بے تابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

سہے جاتے نہیں رنج جدائی
دہائی سے دہائی ہے دہائی

نہ سمجھے تھے مبارک باد دے گی
ہمیں اے چرخ تیری کج ادائی

مقرر وہ بھی کوئی جفا دوست
بتائی جس نے رسم آشنائی

نہ پوچھو بے نصیبوں کی شب وصل
رہا ہر دم لحاظ پارسائی

وہ بدظن مجھ سے شرم عرض مطلب
بہت مشکل سے اب ہو گی صفائی

نسیم اس درجہ تم کیوں گڑگڑائے
نہ تھی قبضہ میں کچھ ان کے خدائی

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار، رات بھر اسی باغ پر بہار میں رہی۔ یہاں تک

کہ بہار شب انجم خزاں ہوئی اور گلستان دہر میں نسیم سحر نے گلہائے نرگستاں دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ

کہ شب کا سایہ دامن نہ پایا

سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا

اٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار
سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر درود لشکر میدان رزم میں معلوم کر کے مسجد کر پاس میں آ کر امیر نامور سے حال کہا۔ امیر نے اشارہ کیا۔ خادم نے مصلا لپٹا اور صندوق اسلح سامنے آیا۔ خود جناب ہو درزہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرما کر نیمچہ سہراب یل تیغہ صمصما و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشا' سب کمان صالح گرز سام بن نریماں تمام ہتھیار لگا کر مکمن مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہو کر خانہ زریں کو پشت اشقر کے مثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستانے فلک نشان بادشاہ ذی شان پر آ کر ٹھہرا۔ وہاں تمام سردار جمع تھے۔ امیر ٹھہرے۔ بعد لمحہ کے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی۔ باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا۔ جب میدان قتال میں پہنچے' آمد لقا و کوہیاں سے میدان پر غبار دشت تیرو تار ہو گیا۔ آخرالامر زمین ہموار کر کے گرد و غبار پانی سے بٹھا کر صفوں کو آراستہ کیا۔ نقیب نقابت کر کے ہٹے۔ عارض نے گینڈا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھ کر رجز خوانی شروع کی۔
بعد رجز خوانی نہیبب دی کہ "اے گردن نشان وزیر دستان کون ایسا ہے تم میں جو آ کر میرا نبرد ہوا۔ اگر آئے تو ایک ہی حملہ میں گرد برد ہو۔" سنتے ہی دست چپ سے

**

مرکب اپنا سرمہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا۔ بادشاہ نے خلعت دے کر سپرد بخدا فرمایا۔ وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا اور تگاور زن ہوا۔ مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹ کر بڑھے۔ عارض نے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اس کا تاکا اور نیزہ حوالے کیا۔ اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سان پر روکی۔ گھوڑا اور گینڈا چل پھر دکھانے لگا۔ تنق گرد بندھ گیا۔ جو بند اس نے باندھا تھا۔ اس نے کھول دیا۔ گھوڑا اس کا عرق عرق' گینڈا اس کا پسینے میں غرق تھا۔
جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی۔ عارض نے تیغ گر انبارو دونوں ہاتھ سے تھام کر رکابوں میں پاؤں جمائے اور قد راست کر کے خبردار کہہ کر سر پر تیغہ لگایا۔ زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا۔ سرمہ نے تیغہ سر پر آتے دیکھ کر گھوڑا اڑایا کہ زیر بغل اس کے جاؤں اور بند دست پر ہاتھ ڈال دوں گھوڑے نے طرارہ بھرتے وقت سکندری کھائی۔ اس نے باگ کھینچ کر اس کو روکا۔ اس اثنا میں تلوار اس کی پڑی۔ اس بہادر نے عجلت میں سپر سامنے کر دی۔ لیکن تلوار اس کی سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اتری۔ خون بہہ کر منہ پر آیا۔ داستانہ مارا کہ تلوار تو نکلی مگر داستانے قلم ہوئے اور کلائیاں مجروح ہوئیں سر اس بہادر کا ہرنے پر زین کے جا لگا۔ اس نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ میں آ گیا اور اس بہادر سے کہا: "تلوار کا کام کاٹنا ہے۔ جس کا ہاتھ پورا پڑا اس نے کام لیا ہے اے سرمہ تم سرخرو ہو چکے۔ اب پھر جاؤ تم واقعی داد شجاعت دے چکے۔"
یہ کہہ کر اس کو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اس نے وہی تیغ خون چکان ہاں ہاں کر کے اس کے سر پر بھی لگائی کہ لے تیغ تم بے دینوں کے خون کی لذت پا چکی ہے۔ فولاد نے بھی الجھا دے سے ہاتھ نکال ڈھال چہرہ پر پناہ لی' لیکن وہ تیغ کب رکتی ہے۔ گردہ سپر کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی۔ اس نے تلوار کو سر سے بدر کر کے شدہ تخت الجنگ سے زخم سر باندھا' مگر زخم ایسا کاری لگاتا تھا کہ غش طاری ہوا۔ لشکر اسلام سے ناصر کوہی نے گھوڑا اڑا کر اس کو بھی پیچھے ہٹایا اور اس کے

مقابل آیا۔ اس نے بھی سنبھلنے نہ دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو جتلا کر سر پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا۔ اور آفت کو ہی لشکر اسلام سے آ پڑا۔ فرداً کہاں تک بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہے۔ دس کو ہی اس کے ہاتھ سے زخم نصیب ہوئے اور پھر اس نے نعرہ ہل من مبارز بلند کیا۔ اس وقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج بن بدیع صف سے نکلے۔ بادشاہ سے خلعت رخصت پا کر جانب میدان بڑھے۔ اس وقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا۔ دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا۔

جب قریب عارض پہنچے اس کی تو وہ چوٹ منجگٹی تھی۔ فوراً شمشیر حوالہ فرق مبارک شہزادہ ذی توقیر کی' یہ فرزان امیر میں سے ہیں۔ ہمہ تن چشم بن کر لڑتے ہیں تلوار اس کی ذرا سی باگ پھیرنے میں خالی دی اور جب وہ جھونک کھا کر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹ گیا تھا۔ بغصہ تمام تر چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہے۔ شہزادے نے تیغہ کھینچا اور نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب دہنے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریز کرا دے گی۔ نقشہ ہستی مٹا دے گی یہ سمجھ کر کفل کر گدن پر کھسک گیا اور سپر کو سامنے کر دیا۔ تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹ کر حریف کو نہ پایا تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پر آ کر بوسہ دیا عارض و گینڈا دونوں تہہ و بالا ہوئے۔ تتق گرد گھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ ہمراہیاں عارض اپنے افسر کو گرد میں دیکھ کر سمجھے' شاید دو ٹکڑے ہو کر گرا ہے یہ سمجھ کر لینا لینا کہہ کر چلے۔ اس طرف سے اہل اسلام بڑھے دو دریائے لشکر جوش زن ہوئے تھے۔ غول بڑھ کر گروہ چلے تھے۔ تلواروں کے بیڑے کھلے تھے۔ قبضوں میں ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک سمجھا ایک کو ہی کے بھروسے پر حمزہ سے لڑنا مفت بھاگنا پڑے گا۔ اسباب و لشکر سب تباہ ہو جائے گا۔ یہ سمجھ کر حکم نواخت طبل بازگشت دے دیا۔ ہر چند عارض پکارا: "ارے کیا کرتے

ہو۔ میں زندہ ہوں۔ مرکب اور لاؤ کہ لڑائی فتح کروں اور داد مردانگی دوں۔ مگر کسی نے کہنا نہ سنا۔ طبل امان لشکر میں بج گیا۔ امیر و بادشاہ تورج پر سے زر نثار کرتے پھرے۔ ادھر عارض پر سے لقا گوہر نچھاور کرواتا واپس ہوا۔

ہنوز دونوں لشکر مقام فردگاہ پر نہ پہنچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑوں سے پیدا ہو کر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہو کر جھومنے لگا۔ یہ ابر سحر ملکہ بہار کا ہے کہ رات سے آمادہ جنگ تھی۔ اس وقت جب بہادر لڑ چکے تو اس نے جنگ آغاز کی۔ ہر چند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کر کے محو حیرت بنی تھی۔ انشاء اللہ حال ملاقات عاشق و معشوق آگے بیان ہو گا۔ اس وقت بیان عاشقی مطلب خبط کرے گا۔ فی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اس کو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہو کر لشکر کو مست بنایا۔ اس ابر میں سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کے لیے بند ہو گئی۔ پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا ساوَنی پھولی ہے۔ عروس دشت کی سرخ اوڑھنی ہے اور ابر بہار پر سر لالہ زار چھایا ہے۔ اودے دوپٹے میں جیسے لچکے کی تیلی ہے۔ ہوا سرد غنچہ دل شگفتہ کرتی ہے اور جہاں دیکھے طائران خوش نواز مزمہ پیرا ہیں۔ بہار کے مدح سراہیں۔ استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہے کہ طوطیاں زمردیں بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہے۔ دمبدم وہ بہار ترقی پذیر ہے۔ ہوا سبزے کی شیر ہے۔ کہیں گلگون نے خاطر گلزار بہشت میں رشک کی آگ بھڑکائی ہے کہیں لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہے۔ کہیں سوسن کی اوداہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہے کہیں سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہے۔ پیچ و تاب میں لاتی ہے۔ چمن چمن' خیاباں نرگس و یاسمن تیار ہیں۔ سراسر رنگین و پر بہار باغ عالم میں ایسا گلستان رنگین۔ خواب میں بھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ یہ نقشہ تھا۔

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر

کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز
کہیں پتے تھے یا شبنم گہر ریز

کسی کا رنگ مثل روئے جاناں
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہماں

کوئی مصروف خنداں صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار

نوا سنجی میں طاؤسان خوشرنگ
تلذذ زمیں کشور خاطر تنگ

ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہیں فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہار جانفزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیئے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجائے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈفلی چنگ دائرہ دف ہاتھ میں لیا اور تعریف شراب میں اشعار زبان پر جاری کیے۔ ان پر یہ کیفیت طاری ہے کہ بختیارک و سلیمان و حسام و عفر و عارض و منصور گلگوں کھڑے ہو کر ناچنے لگے۔
لقا بھی پکارا: "اے بند گان قدرت! میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج از سر تاپا ننگا ہوں اور تم سب کو برہنہ کر کے ناچوں۔" یہ کہہ کر پیرہن اپنا تار تار پھینکا۔ سب نے اپنا

**

جسم برہنہ کیا اور اس میدان میں اچھلنے لگے۔ اب وہ ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیاں اچھلنے لگیں۔ کیچڑ ہر ایک نے منہ پر ملی۔ میخانے اٹھ آئے۔ شراب کے دور چلنے لگے۔

اس حالت بیخودی میں کبھی اپنے سر پر جوتیاں لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے
ارم ہے وہ جہاں دل کی خوشی ہے

رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم
بنا وہ کام کب آئے جہاں شرم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی
دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی

لگا دے بے تامل لب سے ساغر
کروں احساں نیا پیر مغان پر

نے تسبیح اب موج مے ناب
کروں شیشوں کو جائے سجدہ آداب

اٹھا کر رکھ دیا ایماں سر طاق
کہ خوش ہو شیخ یا گزرے اسے شاق

جب تمام لشکر اس عالم میں مبتلا ہوا۔ وہاں نیا لطف پیدا ہوا۔ یعنی اس گھٹا میں سے پھر

ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی۔ پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمن ستان میں ایک میخانہ سجا ہے۔ نشاط آگیں و سرور آفزا ہے نیا جوبن اور طرفہ تماشا ہے کہ

جو حاضر تھیں پرستاران گلفام
دھرے بھر کر انہوں نے شیشہ و جام

بھری اس میں شراب ارغوانی
حیا سے زعفراں کا رنگ پانی

عجب شیشے سے نکلا پھوٹ کر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ

چنی کشتی میں گلدستوں کی صورت
مصفا وہ نہ تھی جس میں کدورت

ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پر تھا نام جمشید

چوکا تختوں کا بچھا تھا۔ کشتیاں رکھیں تھیں گلبیاں چنیں تھیں۔ مسند پر ایک ساکن متوالی ادا' نشہ شراب میں چور کیف حسن آنکھوں میں بھرا' چھاتیوں سے رس ٹپکتا' لب نازک سے بادہ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن میں پان کی پیک نمایاں یا شیشے میں لبریز شراب ارغوان آنکھیں خم خانہ حسن آبرو محراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قلعہ دار بموجب ابیات

قمر صورت سراپا حور چہرہ
ضیا میں تھا وہ رشک نور چہرہ

رقم ہو آبروؤں کی کس سے تفسیر

ورق پر نور کے مصرعہ ہے تحریر

صفت کیا شاعران آنکھوں کی لکھے
کہ دو آہو تھے وہ دشت ختن کے

وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو
فدا اس پر الف اعجاز کے سو

لب گلرنگ نازک برگ گل سے
نہ دانتوں کو در شہوار پہنچے

سراپا جسم سے پیدا نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت

بھرا ہر اک سخن میں اس کے اعجاز
اڑائے اس نے معشوقانہ انداز

اس میخانہ کی آرائش دیکھ کر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور منت کش اس ساقن کے ہوئے

**

میں صدقے اے میرے ساقی کدھر ہے
کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے

کہاں تک آبرو کا پاس ساقی
کہ بے خط ہے بہار عمر باقی

ہٹا ساغر ملا منہ سے سبو کو
ذرا خوش کر ہماری آرزو کو

مزا رکھتا نہیں بے کیف جینا
تمنا ہے کہ برسے ابر مینا

ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے
مرے دامن سے مے چھن چھن کے ٹپکے

جدائی تجھ کو بھی بھاتی ہے ساقی
جو مے ہم تک نہیں آتی ہے ساقی

سنبھل تو بھی کہ بپھرا دل ہمارا
اشارہ کر رہا ہے یوں اشارا

ادوبین آج آغوش سبو میں
بلائے فرق آئے آبرو میں

اسی طرح بکتے ہوئے قریب اس مے خانے کے پہنچے۔ اس ساقن نے افسروں کو اپنے

دست نازک و رنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریوں کو کنیزوں کو شراب پلانا شروع کیا۔ مگر میخواروں کی "لاؤ لاؤ" سے گھبرا کر خمہائے شراب سامنے رکھ دیں کہ انہوں نے آپ پینا آغاز کی۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر میں جو قدم رزیل سے بھرتی تھے وہ تو ٹھرا اڑانے لگے اور جھنڈا اڑانے لگے۔ ارے ہاں میاں کا شور مچانے لگے۔ کوئی جو نسل جلیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے۔ باہم ڈھول دھپا جوتی پیزار لڑتے۔ ہو حق کرتے خنجریاں اور دف بجاتے گالیاں گاتے لنترانیاں اڑاتے تھے۔
یہ زبان پر لاتے

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ
بھٹی پر ہیں یاروں کی جم گھٹ

تیری ادا کے ہم دیوانے
شمع رخ کے ہیں پروانے

پیاری ساقن جانی ساقن
اللہ رکھے تیرا جوبن

جام پلا دے جام پلا دے
آج ہمیں متوالا بنا دے

گانٹھ گرہ میں نہیں کوڑی
صدقے تجھ پر اپنا ہے جی

دل میں یہی ہے تجھ سے لپٹیں

تیرے ہونٹ کو خوب سا چوسیں

خم میں مے کے دل ہے ڈوبا
بن کے بطے ماریں غوطہ

ساقن ہم ہیں گلے کا ہار
غوطہ مارا چلے پار

لت پت ہوئیں اچھلے کیچڑ
سر ہو نیچے ٹانگیں اوپر

دختر زر کے گائیں سہاگ
اپنی ڈفلی اپنا راگ

آئی بہار کھلے ہیں پھول
ساقن کیوں گئی ہم کو بھول

پہلے لقا کے ہم تھے بندے
اب تو کرم کر ہم پر چندے

اپنا کیا ہے سب بھر پایا
جب سے دل ہے تجھ پر آیا

اسی طرح مز خرفات جیسا میں نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا' بکتے بکتے بختیارک

* **

نے کہا: "آج سوانگ بننا چاہیے۔" افسران لشکر نے جواب دیا: "سوانگ بن کر کے دکھائیں۔" اس ساقن نے حکم کیا: "اول تو ہم دیکھنے والے ہیں اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام

وہاں سب افسر تمہارے قدر دان ہیں۔ وہاں جاؤ۔" یہ کہنا تھا کہ سب لقا کے لپٹ گئے۔ وہ پہلے ہی ننگا اچھل رہا تھا۔ پکارا: "اے میرے بندوں کیا چاہتے ہو۔" کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن سیاہی لا کر منہ اس کا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا۔ وہ مسخرا ہنسا کیا۔ اب عجیب صورت اس خناس نے پیدا کی۔ ایک تو قد اس کا بہت بڑا کئی سو انچ کا تھا۔ تیس گز کی ڈاڑھی تھی۔ اس پر یہ صورت ہوئی کہ جھنگالا کر سر پر اڑا دیا۔ ڈھولک گلے میں ڈالی بالکل دجال بنایا کہ

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال
ہوا ناپاک صورت کا عجب حال

لگایا ابروؤں پر اس کے سیندور
سیہ دیدے کیئے کاجل سے پر نور

کیا صرف اس میں کچھ کولے کا بھی رنگ
مگر وہ زرد رو دل میں ہوا تنگ

پہنائی سب زنانی اس کو پوشاک
بنا شکل مخنث مرد ناپاک

کیے تازے تماشے اور نئے کھیل
دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل

یہاں تک ان سبھوں نے اس کو مل کر
بنایا مسخرا بالکل وہاں پر

کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر
کسی کا ہاتھ تھا کانوں کے اوپر

جب اس الو کو انھوں نے یہاں شکل درست کیا۔ بختیارک کو پکڑ کر مثل چار پایہ ہاتھوں کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے کی اڑھائی۔ گلے میں گھنگھرو ڈالے پٹہ پہنایا۔ اس وقت اس ساقن نے کہا: "اس کے دم بھی بنانا چاہیے۔" اس نے کہا: "یہ خبرے دم ہے۔" مگر ایک شخص نے چھڑی لا کر ڈنڈی اس کی مقام براز میں کر کے دم بنائی۔ لقا کو اس کی پشت پر سوار کیا اور آپ اس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیاں بجاتے سرخداوند پر جوتیاں لگاتے' جھاڑو بجائے چنور کے' سر پر جھلتے جانب لشکر اسلام چلے۔ جب قریب لشکر مذکور پہنچے۔ یہاں ایک غلغلہ ہوا۔ کس لیے کہ یہاں کے آدمی سب ہوش میں تھے۔ جس نے اس سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا۔ لشکریوں کے لڑکے جو باخبر ہوئے۔ تالیاں بجاتے پیچھے دوڑے۔ کسی نے اچک کر دھول ماری۔ ایک لڑکا ظریف تھا۔ اس نے کتے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بٹھا دیا۔ کہ حرامزادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا۔ اب تو تمام لشکر میں قہقہے مچھے اور لینا لینا ہنگامہ مچا۔ لڑکوں کا غل کرنا' ڈفلوں کا بجنا' دھتا ہے' کا شور۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی۔

بادشاہ اسلام رزم گاہ سے اٹھ کر بارگاہ میں تشریف فرما تھے۔ امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا۔ جلد سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا۔ سردار رومال منہ پر رکھ کر ہنسنے لگے۔ بادشاہ نے لاحول پڑھی۔ امیر نے دیکھ کر اشک حسرت بہائے اور اٹھ کر باہر آئے۔ بارگاہ سلیمانی میں دربام عام تھا۔ ہر کہہ و مہ اس کو دیکھ کر ہنستا اور معتوب درگاہ سلطانی ہوتا۔ بدیں وجہ باہر آ کر امیر نے لقا کو پشت بختیارک

پر سے اتروایا اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اس کو ہوش آ گیا۔ پھر بختیارک اور اس کے سرداروں کو ہوشیار کر کے ایک خیمہ میں الگ لائے۔ ہاتھ منہ دھلوایا۔ کپڑے عمدہ پہنائے۔

بادشاہ نے عرض کیا: "حضور بھی تشریف لے چلیں اور لقا سے ملیں۔" اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سنیں گے۔ تو قہقہہ مچائیں گے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے سے لڑ کر اوقات اپنی ضائع کرتے رہے۔ جو سامنے ناچتا ہوا آتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو۔ اس سے سوال و جواب کرے اور جو اپنا ہمسر ہے۔ اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہ ہو اس سے مخاطب کبھی نہ ہو۔ مثل ہے کہ شریف کی اور پا جی کی ایک برابر ہے۔ پا جی کی گالی سن کر شریف طرح دیتے ہیں۔ اے بادشاہ یہ وہ شخص کے ہشیر دہ ہزار عالم ملک باختر اس کو سجدہ کرتا ہے اور زمانہ اب تک بخدائی مانتا تھا۔ اس سے مقابلہ کرنے میں دنیا میں ناموری اور عقبیٰ میں بہجت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو حاصل ہے۔ پس ذلت اس کو بزور شمشیر میدان دار و گیر میں دینا لازم ہے اور اس طرح کی ذلت پر اس کے ہنسنا اور خوش ہونا مناسب نہیں۔ کس لیے کہ باعث تحقیر ذات ستود وہ صفات جناب والا ہے۔"

بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سن کر مع چند سرداراں کے اسی خیمہ میں' جہاں لقا تھا۔ تشریف فرما ہوئے اور اس کی مزاج پرسی فرمائی اور اس گبر نے کہا: "اے بند گان قدرت میں بہت اچھا ہوں۔" بادشاہ کو اس کا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا' مگر ہنس کر "کلام دیوان لائق اعتماد نیست" جا کر چپ ہو رہے۔ وہاں تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر میں مبتلا وہی ہائے ہوئے مستانہ کر رہے تھے۔ امیر نے لقا سے پوچھا: "یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا۔" اس نے کہا: "قدرت جانتے ہیں مگر بتلائیں گے نہیں۔ میرے شیطان سے پوچھو۔" امیر مخاطب بجانب بختیارک ہوئے۔ وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھرا۔ تصدق ہو کر کلمہ پڑھا کہ میں مدت سے مسلمان ہوں۔ یہ کہتا

تھا اور عیار جو یہاں حاضر تھے ان کی جانب دیکھتا جاتا تھا۔ غرضیکہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر آئی تھی اور چالاک نے اسی طرح چھڑایا۔ وہ پنجہ میں داب کر مرشد زادے کو لے گئی تھی' ظاہر اس کا فتور معلوم دیتا ہے کیونکہ وہ پہلے بھی ایسا کر چکی ہے۔" امیر نے اس ماجرے کو سن کر چالاک سے فرمایا: "تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو: "اے بہار تم نے یہ حرکت بہت بری کی' ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحروں سے امداد کو جویا ہے۔ ہم لوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے ہیں اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے۔ اگر یہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ حریف تمہارے وہاں ساحر ہیں۔ ہم لوگ دیو پری جن ساحر کسی کی مدد نہیں چاہتے۔ ہاں سحر سے بچنے کے لیے صرف عیار مکاری کرتے ہیں۔ ورنہ ہم نسبت پہلوان عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو۔ رسم زمانہ یہی ہے کہ جو شخص جس کا دوست ہوتا ہے' وہ عدوئے احباب کا بن جاتا ہے۔ تم نے ہماری دوستی کے باعث ایسا کچھ کیا۔ کس لیے کہ ہمارے آئین سے واقفیت تم کو نہ تھی۔ للہذا ہم ناراض تم سے نہیں ہیں۔ اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو۔"

چالاک بنا بر ارشاد فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب ملکہ با توقیر روانہ ہوا اور قریب باغ سحر پہنچ کر با آواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا۔ بہار ہر چند کہ نہ تھی۔ زبانی چالاک کے پیام امیر سن کر ظاہر ہوئی اور آئین اہل اسلام پر آفرین خوان تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی میں ہے۔ واقعی انصاف یہی چاہتا ہے۔ کوئی اور اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا' مگر امیر نے اس کو بھی جائز نہ رکھا۔ غرض یہ کہ باصد توصیف آنے کی نسبت میں کہا: "اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم' عذر تقصیر کرنا اور پھر کہا: "تم جاؤ۔ میں سحر اپنا دفع کر کے حاضر ہوتی ہوں۔" چالاک وہاں سے پھر آیا اور اس نیرنگ باز نے رد سحر پڑھا۔ دفعۃً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اس سحاب سیاہ کے

**

پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور سرخ رنگ پانی برسنے لگا۔ وہ باغ اور وہ ساقن وہ میخانہ کنیزیں' وغیرہ بالکل نابود ہو گئیں اور وہ پانی لقا کے لشکر پر جو پڑا' وہ بیہوش ہو گئے۔ پھر جو

ہوش آیا۔ اپنے تئیں آپ میں پایا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: "کیوں بھائی' یہ کیا آپ بھی برہنہ ہوئے اور اپنے خداوند کو نچایا۔ یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشیت خداوندی یوں ہی تھی۔" یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف بھاگے۔ نہایت شرمندہ تھے۔ پھر تبدیل صورت کی۔ لباس پہنا بعض تو نادم و پشیمان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسی کو منہ دکھائیں اور بعض لشکر اسلام بر ہمراہی خداوند آئے۔ خیمہ کے سراچہ اٹھے تھے۔ سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بہ عزت بیٹھا ہے۔ لباس سے درست ہوشیار و چست ہے۔ یہ دیکھ کر خوشنود ہوئے۔

ادھر امیر نے ساقی مہ لقا کو اشارہ کیا۔ اس نے جام شراب لقا کو دیا۔ سردار بھی اس کے سرشار ہوئے۔ امیر نے بعد خاطر داری زبان گہریز کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا: "اے زمرد شاہ تجھ کو سلطنت کیا کم ہے جو تو دعو الوہیت کرتا ہے۔ دشت ضلالت میں قدم دھرتا ہے۔ اگر تو اسلام اختیار کرے تو جس قدر ممالک کہ میں نے فتح کئے ہیں سب تجھے دوں اور تیرے پایہ تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلوں۔" یہ کلمات پند سن کر اس کو تو بختیارک نے سکھار کھا ہے کہ جب امیر سوال کریں کہنا کہ بزور نبرد اگر گرفتار ہوں گا' تو آپ کی اطاعت کروں گا۔ اس نے حسب فہمائش یہی کہا۔ امیر نے استغفر اللہ کہہ کر فرمایا: "تو ہرگز راہ راست پر نہ آئے گا۔" یہ کہہ کر خاموش ہو رہے۔ اور وہ بدمست خمخانہ بے ایمانی شراب وغیرہ پی کر شاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ پر آیا۔

مگر عارض کوہی کا اس حال کے گزرنے سے قلب پھر گیا۔ امیر کے خلق و مروت پر ہزاروں جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین واثق اس کو ہوا کہ لقا مرتد حرامزادہ بالکل جھوٹا ہے۔ بندگان خلق کو گمراہ و برباد کرتا ہے۔ غرضیکہ یہ لشکر میں جب آیا۔ اپنی بارگاہ میں گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا: "میں نے تو دین اسلام قبول کیا۔

کس لیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا کچھ نہ کر سکا اور بایں ہیئت لشکر اسلام میں پھر ان کی نوازش دیکھو کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی کہ پس اطاعت انہیں کی کرنا روا ہے اور افسری انہیں کے لیے زیبا ہے۔ افسران لشکر یہ ماجرا سن کر اس کے ساتھ ہوئے۔ اس نے مال و اسباب اپنا مع لشکر و خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہ ہو۔ چنانچہ اظہار اسلام سب سے کرتا لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا۔

ہر کارے یہ خبر لے کر بروئے لقا آئے۔ وہ گیر تخت نکبت پر بیٹھا تقریریں بگھار رہا تھا کہ "بندگان من' تم نے دیکھا کہ حمزہ کا قلب میں نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا۔ ورنہ دشمن کہیں بقدر پیش آتا ہے۔ جب چاہوں اس سے سجدہ کرا لوں۔ اس لیے نہیں سجدہ کراتا ہوں کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہے۔ جو بندے کہ دل سے مجھ نہیں یاد کرتے ان کو قتل کرتا ہے اور تہ خانے میں اتر کر نصف شب کو توبہ کرتا ہے۔ مجھے پکارتا ہے۔ میں اس کو عزت روز افزوں عطا کرتا ہوں۔ تم لوگ دم بھر میں میرے حکم سے ناچتے ہوئے گئے۔ پھر راہ راست پر آگئے۔ یہ سب میری قدرت کا ادنیٰ نمونہ ہے۔

میری قدرت کے سب ہیں کھیل نایاب
اگر چاہوں تو میں آتش کر دوں آب

بد اعتقادا باتوں کو سن کر وجد کر رہے تھے۔ اور ثناؤ صفت میں مصروف تھے کہ ہر کاروں نے خبر روانگی عارض دی۔ اس نے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے۔ لیکن بختیارک مانع ہوا کہ "ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہیں ہوئی۔ اہل اسلام چڑھ آئیں گے۔ آفت مائیں گے۔" لقا اس کے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام پہنچا۔ جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ میں اس کے آنے کی دی۔ بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت شاتر اس کو لے گئے۔ جب وہ بادشاہ کے سامنے

زباں سوکھی جاتی ہے وقت کلام

ادھر دختر زر کی حرکت بڑھی
ادھر پارسائی کی شہرت بڑھی

مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا
شریعت کے ڈھرے پہ کچھ لایا تھا

کرم آ گیا کام ساقی تیرا
کہ اس زہد میں حال ہے یہ مرا

سحر کو جو ہوتا ہوں تسبیح خواں
صبوحی صبوحی ہے ورد زباں

بس اے ساقی رندوں پہ اب رحم کر
گلابی کا منہ کھول، ساغر کو بھر

چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
دکھا دختر زر کا جلوہ دکھا

تمنا اشارے یہ ہے کر رہی
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری

وہ دے مے کہ اس دل کا ہو زہد دور
وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور

وہ مے نام جس کا ہے بنت العنب
جسے لال رخسار کہتے ہیں سب

لقب اس کا اک رخت قاضی بھی ہے
دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے

وہ مے لال پردے میں جو رہتی ہے
جسے دخت زر خلق سب کہتی ہے

صفا میں جو ہے مہر سے آب دار
وہ مے جس پہ مینائے گردوں نثار

وہ مے جس پہ قربان رندوں کا دل
نہ پینے سے جس کے ہے زاہد خجل

اگر ایک جام اس کا مجھ کو ملے
تمنا مری دے دعائیں تجھے

دل رند بد مست جب تک رہے
ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے

کھلے شوق میں ہوں جب تک دہن
فلک پر ستاروں کی ہے انجمن

رہے جب تلک مہر گردش پذیر

رہے جب تلک دور گردوں پیر

قمر میں ہے جب تک کہ جلوہ گری
ضیا بخش ہے آفتابی بھری

مرے ساقیا دور تیرا رہے
دل رند پر غور تیرا رہے

رہیں مے سے لبریز ساغر مدام
ہنسیں منہ ملا کر سبو اور جام

یہی جلسہ بادہ خواراں رہے
پے مے تقاضائے یاراں رہے

ہمیشہ یہ مے خانہ آباد ہو
دل رند کے شان سدا شاد ہو

پس اب دیر لازم نہیں ساقیا
میں صدقے تیرے جلد ساغر اٹھا

ہے جب تک کیف سخن میں سرور
نشیلی نگہ میں نشے کا وفور

وہ دھانی جو بوتل ہے اس میں سے لا
زمرد کا ہے کاک جس میں لگا

دکھاؤں بہار ریاض سخن
وہ سرسبز ہو آج میرا سخن

لکھوں اک نئی داستاں پر بہار
بہار آج آتی ہے جوئے یار

ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور
بہم بلبل و گل کو ہو گا سرور

کٹورے میں دے پھول کے مجھ کو پھول
کہ باغ سخن میں لگیں میرے پھول

دکھاوے بس اے جاہ رنگیں بیاں
بہار گلستان طبع رواں

گلدستہ طرازاں گلہائے بوستان و بہار افزاں انجمن کاشانہ بیان نزہت و ہند گان۔ باغ کلام و حدیقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فر جام مضمون ابدار سے آبیاری گلشن فسانہ یوں فرماتے ہیں۔ اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمن ستان ناظرین میں اس طرح مہمان بلاتے ہیں کہ جب وہ غیرت بخش سبزہ پیام رنگا دہر نگاہ میں جس کی شوخی و ادا و قہر معشوقہ طرح دار و گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن یار سن کر عازم روانگی ہوئی۔ دل سے کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری' اپنے حال پر ہنس رہی تھی۔ آرزوئیں مبارک باد دیتی تھیں۔ حسرتیں کہتی تھیں کہ چپ رہو۔ ایسا نہ ہو فلک کو برا معلوم ہو۔ تمنا کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو۔ کسی کے گلے کا ہار بنو۔ نہیں

نہیں کرتی جاؤ اور گستاخیاں دکھاؤ چولیاں خوب مسکیں۔ دست و پا پھینکیں ہاتھا پائیاں ہوں۔ جی کھول کر رسوائیاں ہوں۔ عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے۔ شرم پوچھتی تھی کہ ہم کو کیا رخصت کیا ہے۔ یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم میں تھی

نگاہیں شرم زا کچھ رنگ رونق
سخن میں پاک دامن کی تھی رونق

جبیں سے نقش عصمت آشکارا
سوئے زانو نگاہوں سے نظارا

ادائیں چست نازک آرزوئیں
فقط کچھ اپنے دل میں گفتگوئیں

سوئے افلاک حسرت سے نظارے
جہاں کی بے ثباتی پر اشارے

کہ ہاں افسوس یہ دنیائے فانی
نہیں شایان لطف زندگانی

محبت کیا کرے کوئی کسی سے
بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے

کوئی دم کے لیے کیا لوٹ دامن

چھڑائے گا مقرر چرخ بدظن

آخر تقاضائے محبت سے ناچار ہو کر غازہ خرمی سے چہرہ گلگون کو تابناک کیا۔ گلستان عارض میں بہار حسن نے زینت کو مہمان بلایا۔ مسی آلودہ لبوں کے عکس کے آئینہ رخسار میں تختہ سوسن کھلایا۔ لب لعلیں پر لالی نے غنچہ گل احمر کا دل خون کیا۔ لباس دلبری سے آراستہ ہو کر زیور جواہرین سے پیراستہ از سر تاپا جسم انور فرما کر روانہ جانب دولت سرائے جاناں ہوئی۔ اس اثنا میں میزبان دہر نے مہمان خورشید جہر کو کاشانہ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دسترخوان پر وہ جواہر دوز و دستارہ دار بچھایا۔"
یہ مہمان کا شانہ جاناں قدم شوق اٹھائے جب لشکر اسلام کی طرف آئی۔ راستہ ہی میں جنگل کی عجیب صورت پائی۔ دیکھا کہ کوسوں تک آگ لگی نظر آتی ہے۔ جب اور آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزار ہا قندیل ٹنگی ہے۔ گنبد بلور کے اور قمقمے نور کے آویزاں ہیں۔ غیرت بخش ضیا مہر تاباں ہیں۔ فرش مخمل سبز کا بچھا ہے۔ ہر نیا باغ بنا ہے۔ درختوں کو سر تراشی کرکے بادلے سے منڈھا ہے۔ موتیوں کے جال سے ہر نخل چھپا ہے اور نیا تکلف یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہے۔ تن درخت پر چاندی سونے کا خول ایسا چڑھایا ہے کہ اس میں فوارے کا خزانہ بنا ہے۔• ہر شجر پر ہزار ہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہے۔ پانی برستا نظر آتا ہے۔ درخت سب شرابور ہیں۔ ہوا کے جھکورے سے دلہن کی طرح جھکے جاتے ہیں۔ شرم کھا کر عرق عرق ہیں۔ نیا جوبن دکھاتے ہیں۔ پتوں پر قطرے پانی کے اس طرح چمکتے ہیں کہ شگوفہ نہیں' موتیوں کے گچھے لگے ہیں۔ شاید باہر سونے میں زر دار موتیوں میں سفید ہے۔ دشت آرائش میں دشت لیلیٰ ہے۔ قابل دید ہے کاغذ کا ابر کاٹ کر سے آتش بازوں نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے۔ نیچے اس ابر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہیں۔ واقعی ساون بھادوں کو شرماتے ہیں۔ پانی کی پھوار دور تک جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہے۔ بھور بھری آتی ہے۔ ملکہ بہار یہ سامان بہار دیکھ کر وجد کناں جب اور آگے بڑھی' دیکھا کہ ایک باغ پر بہار **

لگا ہے۔ چمن چمن گل نسرین و نسترین خیاباں خیاباں سمن و یاسمین موتیا موگرا' جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہیں۔ شمیم ان کی دماغ باد بہار کو بسائے ہے۔ لطافت و نزاکت اس جا

بستر لگائے ہے۔ ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے۔ ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہیں۔ جیسا جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے۔ ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل طوطیاں شیریں بیاں و عندلیباں شیوا زبان زمزمہ پیرا ہیں۔ سب یہ ہے کہ بند درختاں میں پریاں جن ہوا بن کر سمائے ہیں۔ طائر کل وار ہیں۔ جب ان کی کل دباتے ہیں وہ نغمہ سنجی کرتے ہیں۔ طائر میں جواہر کے بنے ہیں۔ ملکہ موصوفہ جب بیچ چمنستان میں پہنچی۔ سب گل اس گلستان کے اس طرح ہنسے کہ جیسے گلعز قہقہہ لگاتے ہیں۔

ملکہ حیران کار تھی کہ تنے درخت کے شق ہوئے اور پریوں نے منہ نکالے۔ ملکہ نے دل سے کہا۔ افراسیاب مسخرا اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے۔ یہ بادشاہ اسلام ہر روز مسخرا اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے۔ یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہے۔ خدایا یہ کیا اسرار ہے کہ یہاں اس طرح کی آج بہار ہے۔ کل جو میں آئی تھی۔ اس جگہ دشت پر خالد تھا۔ نام کو بھی نہ لالہ زار تھا۔ یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان پریوں کے چہرے پیدا ہونے کا یہ سبب تھا کہ درخت سب قفلی دار ہیں۔ جڑ سب ان کی بیچ میں لگے ہیں کے کھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہیں۔ بیچ میں پریوں کے چہرے کلدار لگے ہیں کہ درخت شق ہونے سے وہ ہنستے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ نام اس گلستان جواہر کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہے۔ ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے۔ ذکر اس کا دفتر اول نوشیراں نامہ میں لکھا ہے۔ ملکہ بہار اس سازو و سامان کو دیکھ کر دنگ تھی۔ جب اور آگے بڑھی اپنے باغ و بہار کی ساحری بھولی۔ دیکھا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا نصب ہے۔ رقبہ اس کا تایہ اوج فلک پر پہنچا ہے۔ پایہ بارگاہ ہم پایا چرغ نظر آتا ہے۔ کئی کوس تک اس بارگاہ رفیع کا عرض پھیلا ہے۔ دربار گاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ

ہے۔ ہر طرح کے اسباب عمدہ و نفیس سے آراستہ ہے دکاندار نوجوان کمسن شباب کے
دن لباس و زیور سے آراستہ بیع و شراء میں مصروف نگاہ ان کی الفت سے مالوف دو
رویہ بازا بیچ میں سڑک قطعدار جواہر جابجا انبار سقے گلاب و کیوڑہ مشکوں میں بھرے۔
اس سڑک کو چھڑکاؤ سے رشک دشت ختن و تاتار بناتے' کٹورے کھنکھتے۔ دکانوں
کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا اور پھر اس میں ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے
رقبہ پر طاؤس زمرد کا بیٹھا۔ منقار میں اس کی موتیوں کا مالا اور بارگاہ پر پیادل و چوبدار
مرو ہے حاضر تھے کچھ جلو خانے کے باہر تھے۔
ملکہ جب اس بازار میں پہنچی۔ یکایک تمام دکاندار غائب ہو گئے۔ یہ حیران ہوئی کہ سب
کیا ہوئے۔ اسی حیرت میں تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالی شان بصد تجمل برآمد
ہوئے اور ملکہ سے بصد شوق ملے۔ کہا: "ہم بہر استقبال آئے ہیں۔ بادشاہ بڑی دیر سے
انتظار آپ کا کر رہے ہیں۔ تشریف لے چلیے۔" یہ کہہ کر ہوا دار پر سوار کیا۔ ملکہ
نے کہا: "اب تو دربارگاہ پر کھڑے ہیں۔ سوار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔" سب نے
کہا: "بادشاہ اس جگہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ یہ بارگاہ صرف اس لیے ہے کہ قریب
بازار جو چیز درکار ہو خرید کی جائے اور مصرف میں آئے۔ اس جگہ ابدار خانہ و میخانہ
و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہے اور اس بازار کو طاق بلقیس کہتے ہیں۔ دکاندار اس کے
سب پریاں اور جن ہیں کہ نظر سے غائب رہتے ہیں۔" یہ کہہ کر ملکہ کا ہوا دار کہاریاں
باد رفتار لے کر آگے بڑھیں اور داخل بارگاہ ہوئیں۔ یہاں بھی صحن بارگاہ میں فرش
گسترده تھا۔ تخت و کرسی دمیز سے آراستہ تھا۔ پری رخوں کا مجمع تھا۔ سامان شاہانہ مہیا
تھا۔ مگر جب سواری بسان باد بہاری یہاں سے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے
بارگاہ کے نکل کر جو دیکھا واقعی زندہ بہشت میں اپنے تئیں پایا۔ ابر بہاری بروئے ہوا
تھا۔ ترشح سے فواروں کے زاہدان خشک کو تر دامنی کا لطف یاد آ گیا تھا۔ ہر شجر جواہر
کار اشجار سے پر بار زمین پر سر جھکائے سے سجدہ شکر نخل بند قدرت ادا کرتا ہوا سے
ہلتا تھا۔ گویا سبز پوشاں پاکیزہ دامن کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا۔ سبز فرش ارض پر

**

بستر لگائے۔ طاؤ سان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلدار کی کیفیت دکھاتے۔ صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑتے۔ پھل درختوں کے نزاکت بھرے۔ انگل کے اشارے سے ٹپک کر گرتے۔ پہاڑ کی دانگ سے سراچہ بارگاہ کالا ہوا اور چار طرف باغ پر بہار بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہریں و مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان میں ندیوں کا لہرانا آبشار کا ہونا' نیا لطف دکھاتا۔ باغ کی روشن پٹڑی پر دو رویہ ہزار جھاڑ اور کنول فروزاں زیر دانگ کوہ سرو چراغاں۔ چراغوں کی لو سے فواروں کا چھوٹنا' واقعی لالوں کا موتی اگلنا تھا۔ روشنی تھی یا فرہاد کے دل کو لگی تھی۔ شعلہ طور کا گمان تھا۔ دشت تھا دادی ایمن گلزار پر خیال گلشن جنان تھا۔

سبحان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو۔

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھ کر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی' اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھئے وہ مغرور حسن و جمال میں تجھ سے کہیں سوا ہے۔ نگاہ شوق کیونکہ تجھ پر کرتا ہے۔ معاملہ دل کا دیکھیں کیسا گزرتا ہے۔ اس طرح ہوس گری دکھاتی ہے۔ یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزار ہا کنیزاں مہر صورت زیور جواہریں پہنے لباس عمدہ زیب بر کئے عمدہ ہاتھوں میں لیے پیدا ہوئیں

مزین جسم پر پوشاک و زیور
قریب تخت زریں ٹھہریں آ کر

گراں بار بدن پوشاک و زیور
نزاکت تھی برستی ہر صنم پر

خراماں کبک کی صورت بصد ناز
پری زادوں سے وہ حوریں تھیں ممتاز

نہیں رکھتی تھیں مثل اپنا جہاں میں
وہ گل تھیں لاجواب اس گلستاں میں

ان سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلیں ہزار ہا کنول آگے آگے روشن سر گرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرقو اطرقوا گویاں لخلخوں سے معطر دماغ جان۔ غرضیکہ اسی آن بان سے قریب ایک چشمہ شیریں کے پہنچی۔ اس نہر میں ہزاروں رنگ کا گلاس پڑا تیرتا تھا۔ چشمہ نور چشمہ بن گیا تھا۔ چشمہ مہر کی طرح نور سے آراستہ تھا۔ قریب چشمہ دو درخت سروہ کے لگے انہیں درختوں سے ملا کر سراچہ بارگاہ استادہ تھے۔ سوائے اس چشمہ کے پشت درختاں سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ قریب درختاں ہزار ہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی۔ پر ان درختوں میں دروازہ لگا تھا' لیکن اس طرح کہ ثابت نہیوتا تھا۔ وہی راستہ اندر بارگاہ کے جانے کا تھا۔ پس وہی دروا ہوا۔ ملکہ اتر کر داخل ہوئی۔ آگے بڑھ کر جلو خانہ شاہی ملا۔ قرق زنجیر کھنچی تھی۔ پردہ زنبوری پڑا تھا۔ وہ پردہ چرخی پر کھینچا۔ ملکہ اندر آئی۔ دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے۔ مسکن بادشاہاں جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ میں ہزار ہا گلدستہ دھرا ہے۔ عطر ان میں بھرا ہے۔ گویا طبلہ عطار کھلا ہے۔ بار گاہ میں بارہ ہزار کنول جواہر کار لگا ہے۔ الماس تراش ہر ایک استادہ نمگیرہ جواہر دوز کھنچے ہیں۔ جھاڑ ان میں ٹنگے ہیں۔ مرد نگیوں باڑھیں قطار در قطار لگی ہیں۔ اور کرسیاں یاقوت و زمرد کا بچھی ہیں۔ فرش مصفا بچھا ہے۔ دنگل ہزار ہا لگے ہیں۔ سامنے چہل ستونوں میں تخت شاہی بچھا ہے طاؤساں مرصع دم نے دم اپنی چتر کی ہے۔ بیچ تخت پر مسنند بچھی ہے۔ اس پر ایک جوان جس پر پیر فلک اور زال دینا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے۔ تاج شاہی اور لباس فرما نروائی سے آراستہ ہے۔ گرد ہزار ہا حور پیکروں کا مجمع ہے۔ عجب اداس دلربا کی دیکھی کہ مرادیں اس کی بامراد' آرزوئیں دلشاد۔ تمنائیں اس کی بلا گردان کہ کوئی تمنا کرے۔ اس

کو کس چیز کی نا میسری' جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زر و در سامنے اس کے بے دم
جبیں اس کی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اس کا بننا منظور۔ زلف ہر چند کہ کافر کیش

لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ۔ ابرو معطر کن جان اس کی خوشبو۔ آنکھوں
میں کیف حسن لبریز مژگان بسان خنجر تیز وہاں زخم جگراں ابروؤں کا نشہ دیدار حیا بصورت
نظر بن کر دیکھنے کی خریدار بنتی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی لو شمع طور کی ضیا
انگشت معجز نمایاں ہیں۔ رخسار ہونے سے ظاہر کہ معجزہ شق القمر ہوا عارض کا حسن
حیرت آمیز جلوہ صبح طرب خیز لب کا رنگ پر روح گلشن صدقے قندو نبات بڑے مزے
سے اس کی بلائیں لے۔ غیرت سے پانی ہو کر بہے۔ وہاں تنگ نہیں نہیں کرنے سے
ملک عدم بناہ' چاہ ذقن دل عاشقوں کا ڈوبا ہوا بیاض گردن دفتر حسن کا خاتمہ شانے شان
الہ کے نمونے ہاتھوں میں دل چھین لینے کے قرینے۔ سینہ جوش شباب و مستی سے بھرا۔
شہوت پرستی سے تنفر کئے دل جلانے کی عادت سیکھی۔ شکم معدن نور تختہ بلور کمر نازک
تار نگاہ دور بین بسان چشم جاناں' بیمار ناتواں و نازنین شمع ساق پا سے لو اٹھتی۔ ایڑی
اس کی روئے مہوشاں پر لات مارتی۔ بادام چشم بہرام چشم فرشتہ زیب زاہد فریب شاہد
کی سج عزیز کی دھج۔

○○○

• ملکہ بہار

ملکہ اس دلدار پر ازبسکہ شیفتہ نادیدہ تھی۔ اس وقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی۔ غشی بھر استقبال ہوش آئی۔ ادھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج ولا کی گوہر برج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر' نہال آرزو کی ثمر' مبتدائے الفت کی خبر بازوئے بے بال و پر آسمان دلبری کی قمر نور نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر۔ تیغ الم کی سپر۔ پہلوئے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوئے عاشق سے بھاگنے میں کڑی کمان کا تیر دل اس کے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کاکل میں ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جس کی عریاں ہو تو روشن بزم عاشق پر ارمان ہو کہ

قیامت تھی وہ آنکھیں سحر آمیز
نگہ نے کی وہیں دلبر چھری تیز

لگائی جنبش ابرو نے تلوار
مژہ نے رکھ لیا ہے دل اسرار

پڑی تیغ تبسم ایسی کاری
ہوئی منظور دل کو جان سپاری

طبیعت جان میں زلفوں کے الجھی
پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی

گل عارض نے تازہ گل کھلایا
کنواں چاہ زنخدان میں جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت زا نے اثر کیا۔ بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا۔ خواصوں نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا۔ دونوں کو جب ہوش آیا' ملکہ آگے بڑھی تخت نے شاہ کے بہر پیشوائی اس شاہ حسن کے پیش قدمی فرمائی۔ قریب آ کر ہاتھ تھام لیا۔ ملکہ نے نزاکت سے یوں کہا کہ "کیا مرض مجھ کو ہے اتنی دور آنے سے جی سنتا گیا' غش آ گیا۔"
بادشاہ نے کہا: "تمہارا شرمندہ ہونا' میری آنکھوں پر صاحب میں تو آپ سے شرمندہ ہو کر غش کر گیا۔" ملکہ نے کہا: "مجھے آپ کیوں دیکھ کر غش ہونے لگے۔ یہ ڈورے اور کسی پر ڈالیے۔ شاہ نے کہا: "ہمیں تو کوئی مرض نہیں۔ اب تمہاری زلف کا سودا ہوا ہے۔" ملکہ نے کہا: "اس مرض کیا کیا دوا ہے۔" شاہ نے فرمایا: "شربت وصل سے یہ عارضہ جائے گا۔" ملکہ نے یہ سن کر سر جھکایا۔ شاہ ہاتھ پکڑنے تخت پر لائے۔ برابر بٹھایا۔ کنزان گلر خسار نے چار طرف سے اس بارگاہ کے پردے اٹھوا دیئے۔ برسات کی چاندنی کھلی تھی۔ چشمے موجزن تھے۔ چاند پانی میں ہلور لیتا تھا۔ پہاڑوں سے آبشار ہوتا تھا۔ اس لطف میں ساقہ ماہ دیدار نے دونوں کو نشہ سے سرشار کیا۔ پھر زہرہ جبینیاں مہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مولف گانا شروع کی

دل اشتیاق دوست میں بے اختیار ہے
آنکھوں کے سامنے مرے تصویر یار ہے

ہر دم زیادہ ہوتی ہیں داغوں کی کثرتیں
سینہ ہمارا کاہے کو ہے لالہ زار ہے

جی چاہتا ہے سرمہ چشم اس کو کیجئے
بتلا تو اے صبا یہ کہاں کا غبار ہے

تھمتا نہیں ہے آنکھوں میں ہر چند روکئے
ہر اشک میرے دل کی طرح بے قرار ہے

سوراخ جابجا جگر و دل میں پڑ گئے
کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے

آنکھیں اٹھا کے دیکھ ذرا ترک جنگ جو
دل مفت میں خدنگ نظر کا شکار ہے

اے جاہ چین آئے بھلا کس طرح ہمیں
قابو میں اپنے دل ہے نہ پہلو میں یار ہے

بادشاہ نے جام گلگوں مے ناب بھر کر منہ سے ملکہ کے لگا دیا۔ ملکہ نے پیکر ساغر بھرا ور شاہ کے منہ سے لگایا پھر تو دماغ دور شراب سے گرم ہوا۔ مستی شراب نے آنکھوں میں گھر گیا۔ امیدیں کھل کھیلنے پر آمادہ ہو گئیں۔ مگر آنکھیں شرم سے جھکنے لگیں۔ تمنائیں ہر چند کہ ہنستی تھیں مگر حیا مانع تھیں۔ کچھ عرصے میں جب بادشاہ نے آغوش محبت میں کھینچا حیا نے کنارا کیا۔ نظر سے کیف مستی ہویدا' آنکھیں سرخ ہو کر طبیعت کا رنگ بدلا۔ لعاب شوق نے لعاب تر کر دیئے۔ مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نچلے بیٹھو۔ اللہ قسم مجھ کو یہ دھمال چھوٹے دیدوں بھی نہیں بھاتی۔ مردوں کی انہیں باتوں سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہیں۔ سوائے نوچا کھوچی کے ان کا ہاتھ رہتا ہی ہیں۔ قربان کروں' جان ہلکان ہو جاتی ہے۔ ایسی چھما چوکڑی بھلا کس کو پسند ہے یہ کہہ

کر اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزہ نے ہوس عاشقاں کو شکست دی۔ بادشاہ منت کرنے لگے۔ ملکہ نے ہنس دیا۔ شاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا۔ اس بانی ستم نے ہیں نہیں کر کے ہاتھ چھڑایا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دل پر جبر کریں۔ اپنے اور بیگانے کے طعنے سنیں۔ جان کیوں آرزو میں آخر کو دیں۔ شوق دید میں جستجو کریں۔ فراق میں جل جل مریں۔ بادشاہ نے کہا: "اے مایہ ناز ہر چند کہ میں شاہ ہوں' لیکن تیر غلام بے اشتباہ ہوں۔" یہ کہہ کر آنسو آنکھوں میں بھر لائے۔

ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے' ہنس کر کہا: "صاحب کیا تیری شکل میں رونا لگا ہے۔ میں روتے آدمی سے گھبراتی ہوں۔ یہ کہہ کر اس طرح آنسو پاک کئے کہ وہ گدرایا جسم سینہ سے مل گیا۔ بادشاہ کو تاب نہ رہی۔ فوراً گلے سے لگایا۔ ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹ گیا۔ اب تو شرم نے آنکھ سے عار کی۔ آرزوئے ہمکنار دی دلدار دلدار اور زیادہ ہوئی۔ اٹھکھیلیوں کا زمانہ آیا۔ بیتا بیوں کی افزائش ہوئی' مگر پاس شریعت مانع از کار تھا۔ بغیر نکاح دونوں جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا۔ ہر چند کو فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلوں کا گرم بازار' آپس میں ہم آغوش دہن میں مزے بوسوں کو پوشیدہ آنکھوں میں چوٹوں نے گھر کیا۔ نہیں اور ہاں کی لذتیں و سسکیاں بھرنا۔ ملکہ نے گردن میں ہاتھ ڈال دینا۔ جھجکنا۔ پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہو جانا۔ چھوٹے کپڑے دوست کرتے جانا۔ کبھی انگوٹھا دکھانا۔ کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا۔ پہلے آپ بوسہ کے لیے منہ بڑھانا۔ پھر شرما کر فرما وائی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھنا اور کبھی خفا ہو کر پاؤں پر دوسرے کو گروانا۔ کبھی فدائے روئے یار ہو جانا کبھی نشہ وصلت سے بیہوش ہونا۔ کبھی شمیم زلف جانا سے مدہوش ہونا۔ کبھی بغلوں میں منہ ڈالنا۔ کبھی شرم کا حیلہ کرنا۔ گھبرا کر کہتا: "کوئی آتا ہے۔" اور پلٹ جانا کہ دم گھبراتا ہے۔ کبھی دامن جھٹکنا۔ تن کر کھڑے ہونا۔ گات کا جوبن دکھانا۔ کبھی حیران ہو کر چار

طرف دیکھتا۔ آنکھوں کی گردش شے عالم و گردگوں کرنا کبھی الگ ہٹ کر ماتھا کوٹ لینا۔ آئینہ رخسار کی حیرت ناکی سے بہار دکھانا۔ اس ہنگامہ میں چولیاں مسک گئیں۔ نارپستان ملے جو گئے تو سرخ سرخ نظر آنے لگے۔ سیب دقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے۔ زلف کا مزاج برہم ہوا۔ منہ پر چھڑائی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا چھانے کی کیفیت دکھائی۔ کا کل باوجود کہ بال بال گنہگار تھی۔ لیکن اترانے پر تیار تھی۔ بادشاہ اس غیرت ماہ سے جب لپٹے تو آہ سرد بھرتی کہ آپ کی وفا کا کیا اعتبار ہے۔ یہ منہ دیکھے کا سب پیار ہے۔ انہیں فقروں سے صدا قسمیں کھلوا لیتی اپنے اور پر دیوانہ بنا لیتی۔ یہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا۔ ہر ایک بارزو بے شرم رہا کہ

کبھی آپس میں لپٹے ہو کے بیتاب
کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب

کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے
ٹھہر پی اور بھی دور چار پیالے

کبھی زانو کو باہم پیٹتی تھی
کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری

زباں سے بوسہ لے کر گد گدانا
اٹھا کر جام مے منہ سے لگانا

یہ کہنا جلد پی میں تیرے صدقے
کہ ہو کچھ دیر میں تو میرے صدقے

کبھی ٹہنی سے دینا اک ٹھوکا
لپٹنے میں کبھی دے دینا دھوکا

کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو
اٹھے ایسوں سے راحت کب کسی کو

مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے

ارادے اور ہی مطلب پہ پائے

گلے مل کر دیئے بوسے جو دو چار
ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

پسینہ آ کے چہرہ تمتمایا
نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہم بستری ہوئی۔ بادشاہ ٹال کر اٹھے۔ ملکہ بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی۔ کہا: "آؤ چل کر چاندنی رات کا لطف اٹھائیں۔ بہار باغ سے جی بہلائیں بادشاہ اسے رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کر لے چلے اور پشت و پہلوئے بارگاہ کے جو سراچہ اٹھے تھے۔ اسی طرح آئے یہاں جو کیفیت بہار تھی۔ زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے۔ جابجا جھولے درختوں میں پڑے تھے۔ گلعذاروں کے پرے جمع تھے۔ ملاد گاتی تھی۔ چاندنی دوڑتی تھیں۔ چھولی چھلیاں کھیل کر بہار جوبن دکھاتی تھیں۔ درختوں پر بادلے کی چمک، مقیش کا اڑنا، نور ریز زمین و فلک نہروں میں بجرے اور مور پنکھیاں پڑیں۔ جلترنگ بجتا مانجھنیں چھلیں کرتیں۔ لب پر نہر جواہر کار بنگلے۔ فرش و آلات سے بجے مینار کر برج بنے آگے ان کے نمگیرہ یا سلک گوہر تنے کہاں تک بیان ہو کہ

0 **

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا
نظر جس پر ہے تا حشر شیدا

طلسم آمیش سارے کارخانے
بجا ہے کہیے جادو کے ٹھکانے

بچھیں تھیں مسندیں زریں بہت خوب
بشکل عارض تابندہ مرغوب

کہا بیٹھو کہ دم لے لیں ذرا ہم
یہاں کی سیر دیکھیں بھی کوئی دم

غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام
ہوئیں حاضر پرستاراں گلفام

کہ اتنے میں کئی معشوق طناز
لیے آئیں ہزاروں طرح کے ساز

جھکیں تسلیم کو گائیں بجائیں
نہایت لذتیں خاطر نے پائیں

پھر اس کے بعد آئیں اور نوخیز
نگاہیں جن کی خنجر کی طرح تیز

**

لیے شیشے بغل میں ہاتھ میں جام
سوا اس کے بہت سامان آرام

کئے موجود کھانے لا کے باہم
غذائیں سب طرح کی کیں فراہم

طعام عمدہ دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانا پاک اور صاف

تنا دل واں کیا دونوں نے کھانا
ہوا آغاز پھر گانا بجانا

رہے کچھ دیر پھر بجرے پہ اسوار
رہے پانی کیفتی سے سرشار

پھرے پھر رواں سے آئے خوابگہ ہیں
لپٹ کر دونوں لیٹے اک جگہ میں

لیکن سونا کیسا' وہی ناز و غمزے کا درد عالم ہی کچھ اور ہوا۔ ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کی اور شاہ طلسم سے اپنا پاک دامن رہنا۔ اس کا بدل و جان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا۔ پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا کہہ کر کوکب کا حال کہا۔ مگر شمع و گلدستوں سے پریوں کا نکل کر کہانی کہنا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا۔ انہیں باتوں مے مزے مزے کی حکایتوں میں شمع انجمن فلک بے نور ہوئی۔ یہاں گردن میں باہیں پڑی تھیں۔ ٹانگوں سے ٹانگیں گھٹی تھیں کہ زلف شب سمٹی مزاج

سحر سے گستاخی ظاہر ہوئی

یہ باتیں تھی کہ بدلا حال شب کا
دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا

کچھ دست ہوش ٹھنڈے ہوئے جوش
اٹھے انگڑائیاں لے لے کے بیہوش

نہ ساقی نہ نہ مینا تھا نہ تھا جام
زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اٹھ کر وضو کیا ' نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی۔ لشکر میں امیر حسب دستور پچھلی رات سے برائے اطاعت رب غفور اٹھے تھے صب کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے۔ بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا۔ سلام ہر اک کا ادا ہوا۔ اس وقت جو اسیس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے: "کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور دولت سرائے معلی میں حاضر ہیں۔ امید رکھتی کہ دیدار فیض آثار سے بہریاب ہوں۔" امیر نے اس خبر کو سن کر استفسار فرمایا: "بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔" ہرکارے عرض رسا ہوئے شب کو حضور عالم کی طرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی پچھلے سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہیں ہیں۔ یہ حال سن کر امیر اٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کریں گے اور بہار سے بھی ملیں گے۔ پس آج کاروبار موقوف رکھا۔ سردار اپنے اپنے خیال میں آ کر آرام کریں اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہو کر صحرا میں گئے اور پہلوئے بارگاہ دعوت کی طرف آئے۔ ملازمان دیکھ کر خدمت شاہ گئے۔ آمد جانب صاحبقران عرض کی۔ بادشاہ تخت طاؤس پر سنبھل کر بیٹھے۔ بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی۔

امیر کو تسلیم بجا لائی۔ امیر نے سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ "تم مہمان عزیز تھیں۔
کیوں یہاں تک آنے کے تکلیف کی۔ غرض یہ یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے۔
بادشاہ کو تسلیم کی۔ بادشاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی۔ آپ دنگل پر آ کر تشریف فرما
ہوئے۔
ملکہ بہار دوپٹے سے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی۔ گردن جھکائے تھی کہ نیل
بوسوں کا رخسار سے ظاہر نہ ہو جس پر امیر کی نگاہ پڑے۔ بری غیرت کی بات ہے
خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے: "الحمد اللہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحر
زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں۔ نور ایمان تیرے دل میں آیا۔ خدائے بے شریک
و بے ہمتا کو تو نے پہنچانا۔ میں بہت تجھ سے راضی ہوا۔ ملکہ عرض رسا ہوئی کہ "رہے
سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا۔ مجھ
کو ضروت خوجہ کے ساتھ رہ کر شاہ سلم سے اگر نہ در پیش ہوتی تو ابھی کلمہ طیبہ
پڑھتی۔" امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا۔ اس نے از ابتداتا انتہابیان کیا
اور کہا: "اب کوکب کے یہاں اس طرح بعزت تمام ہیں۔ امیر نے سب حال سن
کر ایک نامہ طلسم والوں کو لکھ دیا اوعر ملکہ کو کئی سوکشتی زیور زمور و الماس کی مع خلعت
گراں قیمت عنایت فرما کر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دے کر ارشاد فرمایا: "بابا فقیر کو
ہر چند کہ سیری نہیں گوا تمھاری دوری نہیں۔ لیکن شغل و اشغال میں فرق آتا ہے۔
تمھیں خدائے کریم کے سپرد کیا۔ حقیر برائے طاعت رب غفور جاتا ہے یہ کہہ کر رخصت
ہوئے اور ہنگام و داغ بادشاہ سے کہا کہ دربار میں کب افروز ہوں گے۔ شاہ نے فرمایا
کہ شب بھر میں ہوں۔ آج آرام کروں گا۔ کل انشا اللہ برآمد ہوں گا۔ امیر ملک
سے فرمایا: "یہ نہ سمجھنا میری رکصٹ کے لیے ایسی باتیں ہیں۔ یہ تمہارا گھر ہے۔ جب
تک جی چاہیے۔ تشریف رکھنا۔" ملکہ نے عرض کیا: "جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی
ہے۔ اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہے۔ یہاں نہ رہے گی تو اور کہاں جائے گی۔ مگر
بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہوں گے۔ فی الحال زیادہ نہیں ٹھہر سکتی۔ آج شام تک

چلی جائے گی۔ امیر یہ سن کر وہاں سے روانہ ہوئے اور داخل صو مہ عبادت ہو کر یاد الہٰ کرنے لگے۔ وہاں جب تنہائی ہوئی' وہی ہنگامہ عشرت ہوا۔

آپس کی چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا۔ لطرف ہم آغوشی' باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہیں محبت کی راہیں کھلیں گانا ناچ شروع ہوا۔ شراب کا دور چلنے لگا۔ باہم عہدو پیمان ہونے لگے۔ وعدہ دیدار وصال پر اقرار کہ چھلے بدلے نشانیاں ایک نے دوسرے کی لیں۔ قسمیں عاشق و معشوق نے کھائیں کہ جانی ہم کسی حال میں ہونگے مگر تمہیں نہ کسی طرح دل سے اپنے بھولیں گے۔ دہن ہجر کی مصیبت کے بھریں گے۔ خدا چاہے گا تو مل رہیں گے

مجھے تنہائی ہو گی تم سے حاصل
نہ مانے گا کسی صورت مرا دل

زبان پر آئے کی فریاد ہر دم
نکل جائیں گھبرا کر کہیں ہم

کسی دیوار سے پھوڑیں گے سر کو
محبت آگ کر دے گی جگر کو

زیادہ دیر میں ہو گا نہ انجام
کہ مر جائیں گے ہم محروم ناکام

یہ کہہ کر دل محبت سے بھر آیا
طبیعت میں جو اپنی جوش پایا

تو مل مل کر گلے و خوب روئے
کوئی دم داغ دل اشکوں سے دھوئے

پھر اس کے بعد مانگی اک گلابی
رہا کچھ دیر دور آفتابی

لبالب جام مے اترے گلوں سے
مزے لیتے ہجوم آرزو سے

ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش
ہوئی کیفیت عالم فراموش

لیے بوسے زبانوں نے دہن کے
لٹے گل دونوں عارض سے چمن کے

انہیں شکوہ و شکایت ذکر ہجر وصل میں آغوش فلک سے معشوق خورشید نکل کر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا۔ اور شب فراق نے عاشق کے تڑ پانے کو عالم میں داخل کیا کہ

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا
کہ اٹھا نور روئے خور سے نقطا

چھپا چشم جہاں سے مہر روشن
ملا گیری ہوا عالم کا دامن

اس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جانی اللہ نگہبان۔ دل سے نہ بھلانا' زیادہ نہ تڑپانا

کہا جاتے ہیں لو خالق کو سونپا
مگر اے جان رکھنا دھیان میرا

کہاں ہم اور کہاں تم اور یہ سامان
مصیبت پھر ہوئی دست دگر بیان

دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات
میسر آئنے پھر گزری ہوئی رات

کہ ہم تم اک جاہوں محو آرام
رہے شرمدہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتوں پر اشک فشاں تھے۔ عجب وقت تھا کہ آہوں کا دھواں بلند ہو کر گویا سحاب بنا تھا۔ اشکوں کی جھڑی لگی تھی۔ چہرے تمتما کہ سرخ ہوئے تھے۔ یا گلزار حسن میں شفق پھولی تھی۔ ادھر صحرا میں طائر بسیرا لیتے تھے۔ ندیوں سے آبشار تھا۔ پہاڑوں سے جھرنا جھرتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا۔ کوئل اور پپیہے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے۔ دونوں وقت ملتے تھے۔ یہ شیدائے یکد گرجدا ہوتے۔ ہر سمت سناٹا چھایا تھا۔ فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا۔ خلاصہ کلام وہ ماہ تمام زار و گریاں سحر کر کے تخت پر بیٹھ کر اڑی۔ عاشق کو دیکھتی جاتی تھی۔ بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی۔ اور نگاہ سے چھپ گئی۔ اشکوں کے بہانے کا بہانہ ہوا۔ دم ہمراہ جانا نہ روانہ ہوا۔ نا چار وہاں سے پھر

پکڑے چلنا۔ اسی فکر میں میں چار سمت صورت بدلے پھرا کیا اور جب جلسہ دعوت آغاز ہوا۔ اس کو بھی معلوم نہ ہوا۔ کہ خیمہ و خرگاہیں کب نصب ہوئیں۔ کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا۔ آخر جب یہ کسی کار پرواز کی صورت نہ بن سکا اور ہمرایہ خیمہ و بارگار مقام دعوت میں نہ جا سکا۔ چاہا کہ یوں جا کر دست بروی کروں۔

جب صحرائے گلدستہ ہمیشہ بہار میں قدم رکھا۔ وہاں انتظام جنوں کا تھا۔ غل و شور پیدا ہوا کہ لیجیو گرفتار کیجیو۔" دوڑ آیا۔ یہ گھبرا کر آگے نہ بڑھ سکا۔ سمجھا بہار نے سحر کی چوکیاں بٹھا دی ہیں۔ جا نہ سکو گے۔ یہ سمجھ کر گھات میں لگا رہا۔ کبھی دامن کوہ میں پھرتا ۔ گاہ سر کوہ پر سیر روشنی و کیفیت جلسہ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکور رخصت ہو کر پہاڑ پر آئی اور اس نے بطور مخفی اس کو دیکھا۔ پس اس وقت درہ کوہ میں بیٹھ کر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ میں' سر ہلتا سفید چادر محموری کی اوڑھے' پائچوں میں گرہ لگا کے' آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا۔ بہار نے پہاڑ پر سے اس کو جاتے دیکھ کر پکارا: "بڑی بی' ذرا ٹھہرنا۔ اور بزور سحر اڑ کر اس کے پاس آئی۔ اس نے ملک کو دیکھ کر بلائیں لیں۔ دعائیں دیں کو سامری بلا کرے۔" بیٹی اس جنگلے میں راتوں کو کہاں پھرت ہو۔" ملکہ نے کہا: "میں لشکر اسلام میں کام کو آئی تھی۔ اب طلسم میں جاتی ہوں۔ مگر تم بتاؤ کہاں رہتی ہو اور کہاں جاتی ہو۔" بڑھیا نے کہا: "بیٹا میں کہاں جاؤں' جب سے وارث میرے مر گئے۔ دنیا سے نفرت کر کے جنگل میں جھونپڑا ڈال کر پڑی رہتی ہوں۔ تمہارا جی چاہے تو چل کر وہاں آرام کرو۔ ملکہ نے اس بڑھیا کو اس لیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہو گی۔ دریافت اس سے کرے میں رہگزار منزل مقصد ہوں۔ جب اس نے یہ کہا صحرا میں رہتی ہوں۔ ملکہ نے کہا: "راستہ بھی تمہیں کچھ معلوم ہے۔" بڑھیا نے کہا: "سب راہیں جانتی ہوں۔ طلسم تک حال بخوبی معلوم ہے اس نے کہا: "پشتہ رنگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک ہے۔ ایک راہ تو شہرنا پرسان ہو کر رہ گئی ہے۔

ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلتی ہے۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ ان راہوں سے نہ جاؤں۔"
بڑھیا نے کہا: "اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام نے فتح کیا۔ آؤ بیٹی' تم میرے

مکان پر چلو تو بیٹھ کر اچھی طرح راہ کا پتہ سمجھاؤں۔ میں مدت سے طلسم میں نہیں
گئی۔ اب تم سے نشان پوچھ کر پہلے سمجھ لوں تو جواب دوں۔" ملکہ نے کہا: "بڑی بی'
کہاں جاؤں۔" بڑھیا اس کے کہنے سے بیٹھ کر وہیں باتیں کرنے لگی۔ ہنگام سخن پروازی
نیفہ سے ایک بٹوا نکلا اور اس میں سے ڈلی چکنی اور الائچی نکال کر کہا: "بیٹی یہ تو بھی
کھا لے۔ میں تمباکو کھاؤں کہ مجھ کو عادت ہے۔ ڈلی اس لیے رکھتی ہوں کہ جو کوئی
آ جاتا ہے۔ تو دیتی ہوں اور مجھ سے تو چھٹتی نہیں۔"
ملکہ نے اس کی خاطر سے ڈلی تو نہ لی' مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی۔ یہ کھاتے
ہی بیہوش ہو گئی۔ اس نے عیار پشتارہ باندھا اور لے کر جانب لقا چلا۔ راہ میں سوچا
کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائے گی تو تیری جان جائے گی اور پھر دربار میں عیار آتے
جاتے ہیں۔ وہ قتل نہیں ہونے دیتے۔ اس سے مناسب ہے کہ یہیں سر کاٹ لے۔
یہ سوچ کر پشتارہ رکھ کر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر لے کر آمادہ قتل ہوا مگر
بقدر کرو گار رات کا وقت تھا۔ عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالا دوی کرتے ہیں۔
منجلہ ان کے سرہنگ مصری عیار ادھر آ نکلا اور اس نے دیکھا کہ ایک عیار درخت
سے کسی کو باندھ رہا ہے۔ قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچ کر سر پر پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھ
کر اس نے کلہ فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا۔ خنجر چھوٹ کر
الگ گرا۔ اس نے پھر کر دیکھا۔ اس نے للکارا کہ باش اونا بکار۔ عیار یہ کہہ کر
نیمچہ کھینچ کر آپڑا۔ گلگوں بھی نیمچہ پکڑ کر لڑنے لگا۔ برابر سے نیمچہ زنی آغاز ہوئی۔ چوٹیں
چلنے لگیں۔ لڑتے لڑتے سر پر سرہنگ نے کس کر نیمچہ مارا۔ وہ پچھلے پاؤں جست
کر کے جواڑا۔ ایک غار کے اندر پاؤں اس کا جا رہا۔ سرہنگ بھی مثل برق تڑپ کر
برابر چکا تھا۔ جیسے یہ وہ غار میں گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے۔ اس نے ایک لاتی مار

دی کہ وہ ڈھلک کر غار میں جا رہا۔ یہ جست کر کے اسی گڑھے میں پہنچا اور اس کی چھاتی پر چڑھا جاتا مشکیں باندھ لوں۔ وہ عیار بہت زبردست ہے۔ اس نے دونوں پاؤں

اپنے اس کی گردن میں ڈال کر زور کیا۔ یہ چھاتی پر اس کے پاؤں کی جانب چت ہو گیا۔ اور وہ اٹھ بیٹھا۔ سرہنگ بھی بے بدل عیار ہے۔ چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا۔ خنجر اس کے منہ پر مارا۔ تمام جست کر گیا' ورنہ چہرہ کٹ جاتا۔

جب وہ جست کر گیا۔ سرہنگ بھی جست کر کے غار سے نکلا' پھر نیچہ چلنے لگا۔ اب کی گلگوں نے کھسک کر ایسا نیچہ مارا کہ روکرنا مشکل ہوا۔ سرہنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر نیچہ خالی دیا۔ اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ نیچہ تو خالی گیا۔ مگر جس وقت درخت کے نیچے لڑ رہے تھے۔ اس کا ٹہنا اس زور سے سر میں لگا کر یہ تیورا کر گرا۔ لیکن دل میں خیال تھا کہ حریف سر پر سوار ہے۔ گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ وہاں سے ایک جھاڑی کچھ دور پر تھی۔ اس میں چلا گیا۔ ادھر گلگوئی دوڑا کہ جا کر مشکیں باندھ لوں' مگر ہر چند تلاش کیا پتہ نہ معلوم ہوا۔ سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکل گیا۔ اب تو چل کر ساحر کا سر کاٹ لے۔ یہ سوچ کر پھرا۔ مگر بقدرت کردگار لڑنے میں اس کے عرصہ جو ہوا' بہار کو ہوش ہو گیا۔ اپنے تئیں بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ گلوں نے اس کا سر ہلتے ہوئے دور سے دیکھا کہ ہر سمت منہ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی حیران ہو گئی تھی۔ تو نے غفلت کی کہ

زبان میں سوزن نہ دے دیا۔ اب بھاگنا چاہیے۔ روانہ ہوا۔
یہاں بعد کچھ عرصہ کے بہار نے سحر پڑھا۔ وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی۔ جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی۔ اسی اثنا میں وہ عیار چالاک بنا ہوا سامنے آیا اور کہا: "اے ملکہ خدا نے تمہیں بچایا۔ ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا۔ اگر میں نہ آ جاتا تو کام تمام تھا۔ ملکہ چالاک کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی پوچھا: "مزاج ہمایوں بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اس نے بناوٹ کی راہ سے کہا: "داخل شبستان میں سنا ہے کہ درد سر ہے۔ ملکہ سمجھی کہ تیرے ہجر میں روتی ہوں گے انہیں باتوں میں یہ پاس تو کھڑا ہی تھا۔

حباب بیہوشی اس نے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہو گئی۔ اس نے اب کی زبان میں سوزن دیار اور سوچا کہ لشکر خداوند قرب ہے۔ اب وہیں لے چل نامری ہو گی اور خداوند خوش ہو کر پیغمبری دیں گے۔ غرض یہ کہ پشتارہ باندھ کر چلا۔

اس اثنا میں سرہنگ جو جھاڑی میں گیا تھا۔ تا دیر ہوش اس کے بجانہ رہے۔ جب سر کا چکر مٹا۔ اس نے باہر آ کر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہیں ہیں۔ آگے جو بڑھا اس عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا۔ خیال کیا اس نے پھر ملکہ کو پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر چاہا کہ سدراہ ہوں۔ لیکن غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اس کے مددگار زفیل بجانے سے آ جائیں گے اور تو بھی زخمی ہے۔ سر بر نہ ہو سکے گا۔ پس اب تو یہ سامنے لقا کے لے جائے گا۔ یکایک توقا کرے گا نہیں۔ تو چل کر اپنے لشکر کے عیاروں کو اس حال سے باخبر کر دے۔ یہ سوچ کر کنارے اپنے لشکر کے آیا زفیل عیاری بجائی۔ لشکر میں چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا۔ زفیل سن کر دوڑا آیا۔ اس نے سارا ماجرا اس سے بیان کیا۔

اس نے کہا: "تم لشکر میں جاؤ کہ سر تمہارا درد کرتا ہے۔ میں ملکہ کو لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ اور لشکر حریف میں جب پہنچا ایک جگہ ٹھہرا۔ دیکھا کہ ایک فراش ہاتھ میں کنول بجھانے کے لیے بارگاہ لقا کی طرف جاتا ہے۔ اس نے اس کو پکارا: "جب وہ قریب آیا۔ اس نے میں نہیں اس لیے پکارا کہ : "یہاں میں کھڑا تھا۔ یہ پڑیا اس جگہ پڑی تھی۔ ایسی میں دوا خوشبو کی ہے کہ دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ذرا دیکھو تو کہ کیا ہے۔" وہ بیچارا سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر آدمی ہے۔ واقعی کوئی چیز پائی ہو گی۔ پس پڑیا لے کر دیکھی۔ اس میں خاک بیہوشی تھی۔ وہ اس کی خوشبو سے ہاتھ میں پڑیا لیتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اس نے اس کا پیرہن لیا اور اس کی اسی صورت بن کر بارگاہ لقا میں آیا۔ جو کنول قریب بجھے کے دیکھا۔ اس کونے لگا کر بجھا دیا۔ روشنی کا انتظام کرنے لگا۔

اس عرصہ میں گلگوں اپنے خیمہ میں پہلے گیا۔ ایک صندوق میں بہار کو بند کر کے اپنے ایک شاگرد نیرنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا۔ اور کہا: "جب میں طلب

کروں اس وقت بارگاہ میں تو اس کو لانا۔ یکایک اس کو لے جانا اچھا نہیں موقع و محل
دیکھ کر میں طلب کروں گا۔ یا سر اس کا مانگوں گا۔ اب جا کر استمزاج خداوند لیتا ہوں۔

یہ کہہ کر بارگاہ میں آیا۔ اپنی جگہ پر بیٹھا۔ ہنوز کچھ کہنے پایا تھا کہ ہرکارے مجراگاہ
پر آ کر کھڑے ہوئے اور بعد دعا دینے اس مرتد خدا کے عرض رسا تھے کہ ناہید فولاد
بدن نام کوہستان کے ممالک میں سے ایک ملک کا بادشاہ بافوج گراں حضور کی مدد کو
آیا ہے۔ داخل لشکر ہوا چاہتا ہے۔ ناہید کا نام سن کر منصور نے کہا: "یاخداوند اب
حمزہ بے شک مارا جائے گا۔ یہ بادشاہ بسار زبردست ہے۔ سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے
کمر باندھتا ہے۔ ہم کوہیوں میں اب اس کا جواب دینے والا کوئی نہیں لقا یہ کلمات
سن کر بہت خوش ہوا کہ: "قدرت نے اس لیے اس کو بلوایا ہے کہ وہ اہل اسلام کو
گوشمالی دے۔ اس نے تو یہ کہا۔ لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ "بادشاہ جس کے تم
ثنا خواں ہو' کیا سمندر دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ یہ کہو کہ اس کی قضا کشاں
کشاں یہاں لائی ہے۔" لقا نے یہ سن کر اس کو گھڑکا۔" او شیطان کیا بکتا ہے اور
حکم دیا کہ لوب بہرا استقبال جائیں۔ سب کو ہی پیشوائی کو گئے راہ میں اس کو ملے۔
لشکر اس کے ساتھ چالیس ہزار کوہی کا تھا۔ اس کو اتروایا۔ پھر اس کو تعظیم تمام بارگاہ
میں لائے۔ چالاک نے بھی اس کو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے۔
واقعی بڑا زبردست ہے۔

اس دیو صورت نے خداوند کو سجدہ کیا۔ نذر دی لقا نے سنجندہ پیشانی خلعت اس کو
دیا اور کہا: "ہماری رحمت دمبدم تجھ پر نازل رہے گی اور پیغمبری ہمارے ملے گی۔ غرضیکہ
بعد اس کے بیٹھنے کے گلگوں نے کہا: "یاخداوند پیغمبری مجھے بھی دیجئے کہ آپ کی مدعیہ
یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہوں۔ اس کو قتل فرمایئے۔" منصور نے کہا: "اب پھر آفت
آیا چاہتی ہے۔" بختیارک نے کہا: "وہیں تم نے سر کاٹ لیا ہوتا۔" اس نے سب رو
دا د بیان کی کہ اس طحر عیار سے لڑائی ہوئی۔ مجھ کو سر کاٹنے کا موقع نہیں ملا۔
اپنے خیمہ سے اس طریق سے قید کر آیا ہوں۔" شیطان گویا ہوا۔ کہ بس اب خبر

نہ ہو۔ اپنے خیمہ میں رہنے دو۔ جب موقع دیکھنا سناٹے میں سر کاٹ لینا۔ جلدی نہ کرو۔"
گلگلون اس کلام سے خاموش ہو رہا۔ لیکن چالاک نے سارا حال سنا۔ یہاں تو کو ہی کی
خاطر مدارات ہونے لگی۔ دور شراب چلنے لگا۔ مگر چالاک ایک فراش کو نے دے کر
بھائی میں رفع ضرورت کر آؤں۔ تم جب تک کام کرو۔" یہ کہہ کر باہر آیا اور
ایک گوشے میں ٹھہر کر صورت بدلے تھا ہی۔ فراش اے اب قطع اپنی خدمت گار کی
بنا لی اور جلد خیمہ گلگلوں میں گیا۔ یہاں نیرنگ صندوق کا پہرہ دے رہا تھا اور بنا پر
احتیاط کسی اور عیار کو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہنچا اور کہا: "لاؤ قید ساحرہ گلگلوں نے
طلب فرمائی ہے۔" اس نے کہا: "اچھا ٹھہر لیے چلتا ہوں۔" چالاک اس کے پاس جا
کر ٹھہر گیا اور کہا: "یار ہم پیاسے ہیں پہلے ذرا پانی پلا دو۔" اس نے کہا: "ابھی" یہ
کہہ کر سیو دان پر گھڑا رکھا۔ اس میں سے پانی لینے وہ گیا۔ اتنے عرصہ میں سفوف
بیہوشی منہ میں رکھ لیا۔ جب اس نے گلاس لا کر رکھ دیا۔ اس نے ہاتھ سے لے کر
قریب دہن کیا اور اس طرح منہ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہیں۔ پس فوراً
منہ سے گلاس ہٹا کر پھریری اور کہا: "بھائی تم نے اس میں کچھ ملا دیا۔ پانی کڑوا ہے۔"
اس نے قسم کھائی کہ نہیں تمہارے لیے ہم ایسا نہ کریں گے۔ ہر چند کے ہم عیار
ہیں مگر گھر والوں کے لیے تھوڑے ہیں۔" اس نے کہا: "اگر کچھ نہیں ملایا تو ایک
گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی۔" اس نے کہا: "کیا مضائقہ ہے۔" یہ کہہ وہ سارا گلاس
آپ پی گیا۔

چالاک نے منہ سے گلاس لگاتے وقت بیہوشی تو ملا ہی دی تھی۔ جب اس نے وہ پانی
پیا کیا: "میں آپ کو اور پانی لائے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر
گرا۔ چالاک نے صندوق وا کیا۔ ملکہ بہار کو نکالا۔ زبان سے سوزن نکال کر ہوشیار کیا
اور سب حال کہا۔ ملکہ نے کہا: "کیا کہوں امیر نے منع کر دیا ہے۔ ورنہ اب کی
اس بوڑھے ریچھ لقا کو وہ ذلت دیتی کہ یاد ہی کرتا۔" چالاک نے کہا: "اب تم کوئی
طائر بن کر روئے ہوا سے تماشا دیکھو۔ میں عیاری کرتا ہوں۔ بہار چاہتی تھی کہ جائے۔

اس نے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکال کر دیئے کہ تم یہ پہنو اور اپنا
لباس مجھے اتار دو۔ ملکہبی نے الگ خیمہ میں جا کر لباس بدلا اور اپنا لباس لا کر اس
کے حوالے کیا۔ آپ اڑ کر چلی گئی اور روئے ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی۔

یہاں چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا۔ وہی لباس پہنایا۔ آپ صورت نیرنگ کی
بنا۔ اس کو صندوق میں بند کر دیا۔ زبان بھی چھید دی۔ سب درستی کر کے' منتظر طلب
بیٹھا۔ بارگاہ میں جب زیادہ رات گئی۔ بختیارک نے خادم و فراش وغیرہ سب کو ہٹا
دیا اور تخلیہ بخوبی کرا کے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے۔ نیرنگ نقلی بموجب
حکم چند آدمیوں سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد
کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا۔ اس کی آنکھ کھلی ہنتیں اشارے سے کرنے
لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ میں نیرنگ ہوں۔ کسی نے بھی اس کی فریاد نہ سنی
اور کہا: "یہ لائق رحم نہیں ہے۔ اپنے بچنے کے منت کرتی ہے۔ غرضیکہ جب جلاد تین
حکم پوچھ چکا اور آمدہ قتل ہوا۔ اس وقت چالاک کو نیرنگ کے حال پر رحم آ گیا۔
جلاد سے کہا: "ٹھیر جاؤ۔" وہ توقف پذیر ہوا۔ اس نے پکار کر کہا: "اے گلگوں عیاری
بہت مشکل ہے۔ یہ فن ہر ایک کو نہیں آتا۔ دیکھ یہ تیرا شاگرد نیرنگ ہے جس کو
تو قتل کرواتا ہے۔ ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہے۔ نیم چالاک بن عمرو۔" یہ کہہ
کر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی۔
اہل بارگاہ آفریں خواں ہوئے کہ کیا جواں مرد ہیں۔ لاکھوں میں اکیلے کھڑے ہیں اور
دشمن پر احسان کرتے ہیں۔

سب تو تعریف کر رہے تھے' لیکن گلگوں دل میں جل رہا تھا کہ اس نے مجھ کو بہت
ذلیل کیا ہے۔ آخر اس کو تاب نہ رہی۔ تعریف کرتا اٹھا کہ واقعی آپ کا مثل
نہیں میں تو آپ کا غلام ہوا۔" یہ کہہ کر پاؤ پر گرا۔ چالاک نے چاہا سر اس کا اٹھا
کر سینے سے لگائے۔ اس نے دونوں پاؤں پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا۔ مگر گرتے

گرتے خنجر اس نے بھی مارا اور اس پر وار کیا۔ گلگلوں نے پاؤں چھوڑ دیئے اور شاگردوں کو پکارا: "لینا جانے نہ پائے نیرنگ جس کو اس نے کھول دیا' وہ برابر کھڑا تھا۔ جب تک چالاک سنبھلے اس نے کمند ماری۔ چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر دربارہ کی طرف چلا۔ اس وقت ہزار ہر کمند پڑنے لگی اور طناب ہائے بارگاہ میں الجھا' مگر جو قریب آ گیا۔ اس کے بھی پاؤں اس کے اڑا دیئے۔ اس وقت نیرنگ اس کے پہلو میں آ گیا۔ کمند مارا چاہتا تھا کہ اس نے اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ گرا۔ ایک طمانچہ اس کے مارا' مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا دل سے کہا: "عیاران لشکر اسلام بے شک اپنا مثل نہیں رکھتے اور سوا اس کے یہ تیرا جان بخش ہے۔ استاد تیرا قتل ہی کر چکا تھا۔ اس نے جان بچائی اس کی اطاعت کرنا لازم ہے

مجھے لازم ہے اس کے ساتھ مرنا
کہ یہ جاں بخش اور محسن ہے میرا

دل سے یہ تجویز کر کے خنجر کھینچ کر گلگلوں پر جا پڑا اور پکارا: "اے چالاک میں تیرا غلام ہوں۔ میری خطا کو معاف کرنا یہ کہہ کر لڑنے لگا۔ چالاک نے سہارا جو پایا اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن ہزار ہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا۔ سردار بھی لڑنے لگے تھے۔ یہ دونوں گھرے ہوئے تھے۔ ہزاروں کمندیں پڑ گئی تھیں۔ آخر دنگلوں اور کرسیوں میں الجھ کر گرے اور ازروے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے۔ دونوں کو پکڑ لیا۔ انہوں نے بھی بہت کو قتل و زخمی کیا۔ بختیارک نے کہا: "اب دیر نہ کرو' مار ہی ڈالو۔ جلا ڈالو حاضر بہر قتل بہار تھے۔ اس نے حکم دیا کہ جلد اسر اس کے اڑا دیں۔ وہ تیغہ کھینچ کر چلے۔ نیرنگ نے کہا: "آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیئے گا۔ چالاک بیتاب ہو کر رونے لگا کہ اے دفع ہر رنج و بلا معین بیکساں اس وقت میں تیرا ہی آسرا ہے

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق میں
پکارا دیر تک جوش قلقل میں

کہ اے خالق نہیں کوئی ہمارا
فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا ان کی مستجاب ہوئی۔ یعنی ملکہ بہار جو بروے ہوا ٹھہری ہوئی تماشہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے سحر کیا کہ ہاتھ جلا دوں کے بلند ہو کر تیغے گرے۔ پھیر بجلی کڑک کر گری۔ بختیارک نے دیکھ کر کہا: " خداوند جلد بھاگئیے کہ آفت آئی: "معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر جس نے ناچ نچایا تھا۔ پھر آ گئی۔ یہ کہی رہا تھا کہ ایک پرچھائیں پیدا ہوئی اور اس نے ایک دھول سر پر لگائی۔ رفیدہ اس کا گرا۔ اس نے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے گرا کہ مرشد زادے بچایئے۔ دھول دھپا شروع ہو گیا ہے۔ اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہے۔ یہ تو منت پذیر تھا کہ پنجہ بن کر ملکہ گری اور دونوں عیاروں کو اٹھا لے گئی۔ بجلی گرتے ہی سب عیار باہر بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا۔ جو جو بہادر تھے کہ وہ حیرت سے پالگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ناہید بھی حیران تھ اکہ یہ کیسا خداوند ہے جو جان چھپاتا ہے اسی ہنگامہ میں ایک آواز آئی کہ اے خرص صحرائی مرتدی اگر امیر کی ممانعت نہ ہوتی تو اس وقت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا میں بناتی۔" یہ آواز سن کر بختیارک کو اطمینان ہوا کہ اب آفت نہ آ گئے گی۔ یہ صلوہ پڑھتا ہوا اٹھا۔ لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا۔ لیکن حکم دیا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے خیموں میں آئے۔ ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ پر لے جا کر عیاروں کو اتارا۔ اتنی رات ذکر اذکار طلسم میں بسر ہوئی۔ نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا: "ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہے۔ سامنے بیابان

کے درہ کوہ ہے۔ اسی درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے۔ اس میں نقابدار رہتا ہے
اس درے سے جو گزرے تو سیدھا طلسم ہوشربا میں پہنچے۔ مگر وہ نقابدار نہیں جانے دیتا

ہے۔" بہار نے کہا: "میرا بھی قصد ہے کہ ادھر ہی جاؤں یا تو نقابدار کو ماروں یا وہ
مجھ کو گرفتار کر کے پاس طلسم کے بھیج دے۔ وہاں میرے ہمراہی چھڑا لیں گے۔
غرضیکہ یہ باتیں کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب لوح آفتاب سے ٹوٹا
اور عالم نیرنگ میں بہار سحر نے داخلہ کیا۔ ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک
سے کہا: "خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کہہ دینا۔"
یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔ عیار دونوں اپنے لشکر میں آئے۔ بادشاہ نے برآمد ہو کر جلوس
فرمایا۔ امیر و سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے۔ نیرنگ نے آ کر نذر دی خلعت
اس کو ملا۔ کفاف مقرر ہوا۔ عیاروں میں شامل کیا گیا۔ اس طرف لقا بھی تخت نکبت
پر بیٹھا۔ سلیمان نے سب کوہیوں کو بے اعتقاد دیکھ کر سمجھایا کہ خداوند رحیم بہت ہیں۔
ذرا سی بات میں چھپنے لگتے ہیں۔ اپنی تقدیر قہرناک سے آپ ہی ڈر جاتے ہین کہ مجھ
سے غضب ناک تقدیر ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو زیادہ تیزی دکھائے۔ غرض یہ کہ سب
کوہیوں وغیرہ نے آ کر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا۔
اس وقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ تمہید و عتابف شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف
سے لکھا۔ مضمون اس کا یہ تھا: "اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر ہم کو ٹھہرایا
ہے۔ جو ساحر کہ تو نے آج تک بھیجے۔ یہاں مار گئے۔ ایسا کوئی ساحر نہ آیا' جس سے
کوئی مطلب نکلتا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہاں آتے ہیں اور ہم
پر سحر کرتے ہیں۔ چنانچہ بہار ساحرہ نے آ کر ایسی کوئی آفت برپا کی کہ وہ حال قابل
تحریر نہیں۔ اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہے۔ جلد اس کا سر کاٹ کر روانہ کرو۔"
یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ پنجہ پیدا ہو کر نامہ لے گیا۔ شاہ
طلسم باغ میں سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اور بلور چہار دست مقابلے کے لیے ساحر بھیجنے

کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہنچایا' پڑھ کر منشی کو حکم دیا کہ جلد چند حکم نامے لکھے۔

ایک بادشاہ کوکوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ طلسم ہزار برن کے نام، اور ایک بادشاہ طلسم کوہر کے نام اور چند حکم نامے ان بادشاہوں کے نام جو طلسم آئینہ اور نرگس کوہ سے ادھر ہٹ کر راہ طلسم روکے ہوئے ہیں' لکھے جائیں مضمون یہ ہو کہ بہار جادو ما بدولت کیبع زیز ہے مگر منحرف ہو گئی ہے۔ وہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہے۔ سوائے ان راہوں کے اور کسی طرف سے داخل نہ ہو سکے گی۔ پس اپنے ملک میں گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکم نامے کے شہر میں منا دی کرا دو۔ اضلاع ملک میں نامے بھیج دو' کہ جہاں کہیں ساحرہ مذکور ملے گرفتار کی جائے اور خداوند کے پاس یا ہمارے پاس بھیج کر نیک نامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو۔" چنانچہ حسب فرمان منشی طلسم نے حکم نامے اور شقے وغیرہ لکھ کر مہر بادشاہی ثبت کی اور رو برو بادشاہ حاضر کئے۔ شاہ طلسم نے وہ نامے پنجہ ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے۔ جب شاہان سرحدار طلسم کو وہ نامے پہنچے۔ بموجب تحریر کار بند ہوئے۔ حلیہ بہار کا جاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپاں ہوئے۔ گرد اور مخبر ہر جگہ مقرر کئے گئے۔

اسی طرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہنچا۔ نیلم جادو بھی متلاشی ملکہ مذکور ہوا۔ بارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہے ان کو حکم تلاش دیا۔ یہاں تو یہ بندوبست ہے۔ لیکن افراسیاب نے بھی بھیجنے ناموں کو سحر پڑھ کر دستک دی۔ بعد کچھ دیر کے آندھی آئی۔ زمانہ بالکل سیاہ ہو گیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی۔ پھر جو روشنی ہوئی۔ ایک ساحر قوی زبردست تو ان کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس نے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا:

"اے مدہوش کوہ پیکر قوی جسم جادو۔ تمہیں اس لیے میں نے بلایا ہے کہ خداوند کی مدد کو قلعہ کوہ عقیق میں جاؤ۔ مگر نیلم کوہ کی طرف جانا کہ ادھر کی سرحدیں بالکل

کمزور ہیں۔ اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہیں اور بیرون طلسم جو کوہستان ہے۔ مثل قلعہ گلفامیہ و قرطاس کوہ نرگس کوہ طلسم آئینہ ان کے حاکم بعض خدمت خداوند میں

جا کر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ میں مسلمانوں کے آ گئے حاکم ان کے مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہو گی۔ پس کوئی اس کو رکو نہ سکے گا۔ تم اس طرف سے جانا' اگر کہیں ملکہ مذکور کو ملے تو گرفتار کر کے خدمت خداوند میں لیتے جانا کہ اس نے وہاں جا کر کچھ بے ادبی کی ہے اور راہ میں ہوشیاری رکھنا کہ دو عیار یعنی قران و برق بھی اس ملکہ کے ساتھ ہیں۔ یہ سب ملک کوکب سے راہ بھول کر قلعہ عقیق کوہ میں پہنچے ہیں اور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ "یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دوبار سے مخاطب ہو کر کہا: "اس مرد صحرائی کوکب کی لیاقت دیکھیے۔ اتنا اس سے نہ ہو سکا کہ بیچارے عیاروں کو ان کے مقام تک پہنچا دیتا۔ اسی طرح وہ مدد گھر بھی کرے گا کہ عین وقت صعوب پر وہیں۔ بلا میں چھوڑ دے گا۔" سب اہل دربار تائید کلام میں مصروف ہوئے اور اس نے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا۔

وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا۔جوبیں ہزار سحار درست کر' اژدر آتش بار پر بیٹھ کر روانہ ہوا بعض قطع منازل و طے مراحل قریب طلسم نیلم کوہ پہنچا۔ قلعہ نیلم میں نہ گیا۔ قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا۔ اس لیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہے۔ شاید بہار تجھ سے پہلے آ گئی ہو تو برا ہو گا تو آگے بڑھ جائے گا۔ وہ طلسم میں اخل ہو جائے گی۔ حکم شاہ میں فتور آئے گا۔ غرض یہ کہ بانتظار بہار یہ تو یہاں اترا اور بہار بھی تخت سحر اڑائے۔ بفراست مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی۔ پہلے شہر گلفامیہ میں آئی اور وہاں سے بہت جلد گزر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہنچی اور ازبسکہ ہجر یار سے گرانبار خاطر تھی۔ اشک ریز ہر قدم پر آئی تھی۔ مجنوں کردار یہ لیلٰی عذار وہاں ٹھہرتی اور یار و جاناں میں شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہاں سے آگے

کے۔ لیکن بیہوش ہو گیا۔ برق اس کو گھوڑے کی باگ تھامنے۔ اکیلے میں آیا اور اس کی سی صورت بن کر کپڑے اس کے پہن کر گھوڑا لے کر لشکر کے پاس آیا اور ٹہلانے لگا۔ اس عرصے میں گھسیارے نے اک اسپک کے نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہوں۔ برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان یہی ہے۔ غرضیکہ گھوڑا تھان پر باندھا اور آپ بستر پر جا کر بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آ کر پکارا: "اے ملازمان لشکر جائز دینے چلو۔" یہ سن کر اس نے اپنے دل میں کہا: "تو نے غلطی کی جو اس چاکر کا نام نہ پوچھ لیا۔ اب جائزہ میں کیا نام بتلائے گا۔" اسی فکر میں خیال کیا کہ سب جائیں تو نہ جا۔ آپ ہی نام پکارا جائے گا۔ یہ تجویز کر کے بیٹھا رہا۔ اتفاق سے جب اور چا کر جانے لگے اس سے گویا ہوئے کہ میاں مدھ ماتے تم جائزے کو نہ جاؤ گے۔" اس نے کہا: "تم چلو میں آتا ہوں۔ پس بعد لمحہ کے اٹھ کر چلا۔ یہاں بموجب فہمائش افراسیاب بخوف عیاراں مدہوش نے سحر کا جائزہ مقرر کیا ہے۔ یعنی ہر ایک کا نام دن میں تین بار پکارا جاتا ہے۔ اس لیے کہ غیر شخص لشکر میں نہ رہے چنانچہ برق نے ایک بلندی کی طرف بارگاہ بادشاہی کی طرف دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہے۔ فردین آگے رکھی ہے۔ اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے۔ حاضر کہہ کر سامنے جاتا ہے آخر مدھ ماتے کا نام بھی پکارا گیا۔ برق سامنے گیا اور کہا اصلی نام میرا برق فرنگی عیار ہے۔ تمہارے سائیس کو بیہوش کر کے مدھ مات بنا ہوں۔" مدہوش یہ سن کر ہنسا اور بلا کر پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا۔" اس کوکب کے یہاں سے پھر کر آنا ہوا۔ سب حال بیان کیا۔ "اس نے کہا' تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے۔ تمہارا گھر ہے۔ آؤ خیمہ میں چلو۔ یہ کہہ کر جائزہ موقوف کرا کے اندر بارگاہ کے برق کو لے گیا۔ کہا: "اپنی اصلی حالت بناؤ۔ اس نے اصل شکل بنائی۔ اس نے ایک قفس آہنی منگا کر کہا: "جاؤ اس پنجرے میں بیٹھو۔ اس نے قفل لگا دیا اور چار ساحر زبردست بلا کر وہ قفس ان کے حوالے کیا اور سحر اتار لیا۔ اب برق کو ہوش آیا دل سے کہا: "یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتا کر مبتلا بلا ہوا۔ پھر خیال کیا کہ تو

آپے میں نہ تھا۔ خیر جو ہوا وہ ہوا۔ اب کچھ فکر کر یہ سوچ کر چپ ہو رہا۔
ادھر تو یہ قید ہوا۔ اس طرف صحرائے فرحناک میں ملکہ بہار جو آ کر ٹھہری تھی اور
فراق بادشاہ اسلام میں بیتابی کر رہی تھی۔ ازبسکہ جا بجا ساحر طائر بنے اس کے تجسس میں
تھے۔ انہوں نے جا کر بادشاہ کوہ نیلم سے عرض حال کیا کہ بہار قریب قلعہ جو دشت
ہے وہاں بیٹھی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے حکم تیاری تیاری لشکر دیا۔ نفیر سحر بجی بارہ
ہزار ساحر مسلح و مکمل ہو کر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے۔ آگے آگے نیلم جادو اژدر
پر سوار۔ اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اسی دشت کے قریب پہنچا کہ جہاں ملکہ کو
فوج غم یار گھیرے تھی۔ چنانچہ اس نے جاتے ہی چار طرف سے گھیر لیا۔ بہار نے
جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا۔ سنبھل کر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی
کہ ابر سیاہ ظاہر ہو کر سارے لشکر پر اس کے محیط ہوا۔ کار پرداز سلطنت جو نیلم کے
ساتھ تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بہن ملکہ حیرت کی ہے اور بے
نظیر جادو گرنی ہے۔ یہ سحر جو اس نے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہو گی۔ سارا لشکر
دیوانہ ہو جائے گا۔ پس لازم ہے کہ باشتی اس سے پیش آیئے۔ اور مکر سے قید کیجئے۔
یہ رائے اس کو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اتر کر قریب ملکہ جا کر سلام کیا اور
کہا: "میں تو آپ سے ملنے آیا تھا۔ آپ ناحق آمادہ فساد ہیں۔" ملکہ نے کہا: "میں بھی
یہی چاہتی ہوں کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرا دے اس نے کہا: "آپ
میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے۔ میں آپ کو خدمت بادشاہ میں لے چلوں گا۔"
بہار اپنے دل میں سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائیں گے۔ مگر از روئے
بلوہ کے اگر یکایک بل کر لپٹ جائیں تو گرفتار کر لیں گے پس یہ تجھ سے مکر کرتا
ہے۔ تو اس سے مکر کر اور اس کے ساتھ جا رات کو یہاں سے نکل چلنا۔ یہ سوچ
کر کہا: "اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو میں تمہارے ساتھ چلو۔ اس نے لشکر رخصت کر دیا اور
ملکہ کو تخت پر بٹھا کر قلعہ میں لایا۔ قلعہ نہایت آباد راستے صاف' مکانات عمدہ مسکن

**

سامری پرستان، جابجا مندر بنے، تصویریں لقا اور پونے دو سو خداؤں کی بنی۔ خلقت ان کی پرستش کرتی۔ دکانیں کھلیں، گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی۔ مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی۔ یہاں تخت شاہی گسترده تھا۔ فرش سے وہ جگہ پیراستہ اراکین دولت حاضر تھے۔ ملکہ کو لا کر اس نے تخت شاہی پر بٹھایا۔ ساقیان سیمیں ساق حاضر ہوئے۔ ناز نیناں ماہ تمثال طوالفان صاحب حسن و جمال آ کر گانے ناچنے لگیں۔ نیلم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے فرمایا: "کسل راہ رکھتی ہوں۔ شراب نہ پیوں گی۔ اس نے عرض کیا کہ: "حضور میرے باغ میں چل کر آرام کریں۔ یہ کہہ کر اسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا۔ اس کو وا کر کے ملکہ کو لایا۔ یہاں باغ پر فضا گل و بار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جس کے بلبلوں نے باہر جان کو صدقے کیا تھا۔ بیچ باغ میں ایک بارہ دری تعمیر تھی۔ واقعی بے نظیر تھی۔ دنیا کے تکلفات اس میں مہیا پردے زربفتی پڑے۔ چھپر کھٹ مرصع کار بچھے

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ
پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھ کر دنگ

ملکہ آ کر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا۔ ساغر چشم پر آب رشک حسرت سے مملو ہو گئے۔ دل سے شاکی ہوئی کے اے خاطر ناشاد یہ کس بلا میں تو نے پھنسایا۔ بھلی چنگی کو روگ لگایا

کہاں تک قہرہ بیتابی اٹھاؤں
شکایت تا زبان کیونکہ نہ لاؤں

کہ آخر آدمی ہوں ضبط دشوار

"اے ملکہ تم نے مجھ کو بالکل الو وا ہی سمجھ لیا۔ اب کہاں جاؤ گی۔ یہ کہہ کر ایک ناریل اس نے مارا۔ وہ ناریل قریب بہار جا کر پھٹا اور اس میں سے ہزار ہا طاؤس نکل کر منقاروا کر کے جانب ملکہ چلے۔ ملکہ نے سحر پڑھ کر آواز دی: " اے صبادان دشت سامری آؤ۔" سب دیکھا کہ ہزار ہا پتلا ہاتھ میں چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسوں کو پکڑ پکڑ کر ذبح کرنا شروع کیا۔ اس عرصے میں سارا لشکر نیلم کا تیار ہو کر آ گیا اور ہزار ہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے۔ ابر گھر آئے۔ مار کژدم و آتش و سنگ و برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے۔ ملکہ نے روئے ہوا زمین پر اتر کر ایک دو ہتر مارا زمین شق ہوئی اور ایک پری زاد قد میں غیرت شمشاد رفتار سے اس کی قیامت پیدا' چہرہ' سے اس کی آفتاب محشر شرمندہ ادا میں اس کی جادو۔ غرض بہت خوبرو۔ ایک چتر اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس چتر کا سایہ سر پر اس بادشاہ حسن کے کیا جتنے آگے پتھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے قریب آ کر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر آ گرتے اور اس چتر زریں شعلے نکل کر سر فلک تک جاتے اور وہاں سے شہاب بن کر گرتے۔ فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گزرتے

○○○

• ہر چند کہ

نیلم مغلوب تھا' لیکن جان پر کھیل کر نارنج و ناریل مارتا' آگے بڑھتا جاتا تھا۔ ہیر ساحروں
کے شور مچاتے تھے۔ آندھیوں نے عالم تاریک کر دیا تھا۔ ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی۔

کوئی حربہ اس پر کارگر نہ ہوتا تھا۔ اسی ہنگامے میں دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہاں سے
قریب لشکر مدہوش اتر ہوا ہے۔ کیونکہ یہ مقام پشت قلعہ نیلم ہے۔ چنانچہ صدائے مبارزان
سن کر اس نے خبر منگائی ساحر آ کر حال دریافت کر گئے۔ جب وہ باخبر ہوا۔ اس کے
پاس ایک بیضہ ہے کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے بطن کا ہے۔ چنانچہ اس
بیضہ کو لے کر یہ سوار ہوا اور لشکر افسروں کے حوالے کر کے کہا: "تم میرے بعد
فوج لے کر آنا ہیں غفلت میں کام اس ساحرہ کا تما کروں گا۔" یہ کہہ کر اڑا اور
جہاں ملکہ بہار کھڑی تھی۔ اس کی پشت کی طرف آیا اور غفلت میں بیضہ اس کی پشت
پار مارا۔ اگر سر پر ملکہ کے چتر نہ ہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑ کر نکل جاتا۔ مگر پیٹھ پر
پڑھ کر زمین میں سما گیا اور وہ زن سحر جو چتر لیے تھی' بیضہ کے پڑتے ہی غالب ہو
گئی۔ بہار پر بیہوشی طاری ہوئی غش کھا کر گری۔
مدہوش مع چند ساحروں کے آ پڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا۔ فوراً زبان میں سوزن دی اور
مسحور بہ سحر کر کے نیلم سے ملاقات کی۔ اس نے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا
کام تھا' جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا۔ اب میرے قلعہ میں چلیے اوعر دعوت نوش کیجئے۔"
اس نے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعہ نیلم میں آیا۔ ملکہ کو قید شدید میں گرفتار
کر کے زندان میں بھیجا۔ پھر نیلم نے سامان دعوت مہیا کیا۔ نیلم کوہ بہت پر فضا مقام
پر ہے۔ سر کوہ پر ہزار چشمہ جاری ہے۔ درخت گلہائے خورد کے لگے ہیں۔ طائران خوش
نواز مزمہ سرا رہتے ہیں پہاڑ پر سیر گاہیں نیلم نے بنوائی ہیں چہل ستون تعمیر ہیں۔ چبوترے

لب جو بآ ریلور کے بنے ہیں۔ سبحان اللہ نور کے بنے ہیں۔ چاروں طرف گلدستے دھرے ہیں۔ بعض چبوترے پر بنگلہ صندل کا پڑا ہے۔ بعض پر نمگیرہ جواہر دوز کھینچا ہے۔

پہاڑ کا وہ بلند مقام اور ہواؤں کے فرحت بکش سناٹے سبزے درختوں کی گھنی چھاؤں۔ ایک دل کیا' ہزار مردہ دلوں کو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی۔ مجر در مزاجوں کو وہ جگہ خانہ مسیحا تھی کہ

طلسمی جانور طائر تھے گویا
در و یاقوت سے لبریز ہر جا

شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ
نظر آتے تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ

مزیب فرش رنگیں ہر مکان میں
کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہاں میں

کہیں الماس کے مینا و ساغر
طلسمی سیکڑوں سامان برابر

گلوں کے سب سحر سرسبز و شاداب
رواں گرد ان کے موج چشمہ آب

اس مقام فرخ بخش پر جلسہ دعوت مقرر ہوا دن تو تمام ہی ہو چکا تھا۔ وہ قت تھا کہ دامن نور مہر روشن بسان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا سمٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش

ہوا کہ

کہ اس اثنا میں سلطان کواکب
ضیا سے جس کے ہے شان کواکب

قدم فرسا پھرا وہ بہر آرام
نظر آنے لگی کیفیت شام

سر کوہ پر نیلم اور مدہوش مع مصاحبین آ کر بیٹھے شغل مے خواری کرنے لگے۔ ناچ ہونے لگا کہ

ہجوم گلعذاروں حلقہ زن تھا
گل اندامون سے گلشن وہ چمن تھا

لیے ہاتھوں میں شیشے اور ساغر
مے گلگوں بہ رنگ گل معطر

کوئی غیرت وہ زہرہ بصد ناز
لیے با حسن و خوبی رقص کا ساز

مہیا تھے رباب و چنگ و دف نے
روا بے شرع تھا خون بط مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہیں' لیکن لشکر مدہوش اس جگہ جہاں اترا ہوا تھا پھر گیا۔ ہوشیار آج کی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر نہیں ہے۔ وہ چار ساحر جن کے **

پاس برق کا پنجرہ ہے در خیمہ پر آ بیٹھے۔ چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے۔ پنجرہ سامنے
رکھ لیا۔ برق نے دل سے تجویز کیا اب فکر رہائی کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس نے سب

حال انہیں ساحروں کی زبانی جنگ بہار کا سنا کہ وہ آپس میں باتیں کرتے تھے۔ یہ سنتا
تھا۔ غرض یہ کہ اس نے قفس میں کسوت عیاری کھولی۔ کس لیے کہ دست و پا
قابو میں تھے پس کسوت عیاری سے درج لعل و گوہر نکال کر سامنے رکھے اور رونا شروع
کیا کہ: "ہائے بخت ناکام یہ مال میں نے کس مشقت سے جمع کیا۔ افسوس کہ میں
قتل ہوں گا اور یہ سب نصیب اعدا ہو جائے گا۔ کبھ اسی گریہ و زاری کی حالت میں
آپ ہی آپ کہتا کہ میں مدہوش سے وصیت کر جاؤں گا کہ میرا مال لشکر امیر بھی
بھیج دینا۔ وہاں میرے عیال و اطفال ہیں۔ ان کے کام آئے گا۔ یہ کہتا جاتا اور کسوت
سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزیں یعنی لباس مردانے' زنانے زیور وغیرہ نکالتا
اور روتا۔

ان چاروں ساحروں نے یہ سب کیفیت دیکھی۔ باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا
مال ہے۔ مجرم تو ہی چکا ہے۔ بغیر قتل رہا ہونا اس کا ممکن نہیں۔ پس سب مال اس
سے لے لو۔ تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہے گی۔ یہ سوچ کر خیال کیا کہ پنجرہ
اٹھا کر لشکر سے درہ کوہ میں لے چلو کہ کوئی اس راز سے ماہر نہ ہو۔ پس یہی کیا
کہ قفس اٹھا کر دست سنان میں آئے اور سحر پڑھ کر پھونکا۔ قفس کا قفل کھل گیا۔
برق کو باہر نکل کر چاہا کہ سحر سے بحیس حرکت کر کے کسوت عیاری چھین لیں۔
برق نے کہا: "میں تمہارا ارادہ پہچان گیا ہوں۔ میرا مال تم نے تجویز کیا ہے۔ مگر
تم زبردستی نہ لے سکو گے۔ ہم لوگ عیار ہیں اس طرح نہیں رکھتے جو ہر ایک گرفتار
کر کے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوتے ہیں اور چھوٹتے ہیں مگر مال ہمارا نہیں جا سکتا۔"
انہوں نے کہا: "پھر کہاں چھپا دیتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ تمہیں کیوں بتائیں۔
اچھا تمہیں مال لینا ہے تو لے لو' مگر مجھ کو بے حس و حرکت نہ کرو۔" ورنہ میں
جب سامنے مالک کے جاؤں گا۔ فریاد کروں گا۔ ساحر یہ کلام سن کر ڈر کہ اگر یہ وہاں

دعویٰ کرے گا۔ ہم سے باز پرس ہو گی۔ خائن اور و نزد مشہور ہو کر نہیں معلوم کیا حال ہو۔ پس اس کو راضی کر کے لینا چاہیے۔ یہ تجویز کر کے منت پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تم سے مال جاتا ہی رہے گا۔ جب مارے جاؤ گے۔ جلاد لے لے گا۔ اس ہمیں کو دیدو۔" برق نے کہا: "ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ لو اس کے پانچ حصے کرو۔ چار حصے تم چاروں لو اور ایک ایک حصہ میری اولاد کو بھیج دو۔" انہوں نے کہا: "ہمیں منظور ہے۔" اس نے کسوت ان کے سامنے رکھ دی۔ کہا: کھولو۔" چاروں نے وا کی۔ اس میں سے کمندیں اور مٹھائی اور لباس وغیرہ نکلنے لگا۔ روغن ہر قسم کے' رنگ طرح طرح کے نکلے۔

غرضیکہ بعد ان چیزوں کے تھیلیاں سب اشرفیوں کی اور درج جواہر نکلے۔ موتیوں کے ہار۔ تاج مرصع نگار کلا وہ زر تار سب نکال کر علیحدہ رکھے۔ برق نے کہا: "تم نے اتنا مال پایا۔ لیکن ایک چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہار کے آگے سستا جانتی ہے۔ اس کو تم نے نہ پایا۔ سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی عنایت فرمائیے۔ برق دل میں کہتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا مال انہوں نے مقرر کیا ہے کہ سب مانگتے ہیں۔ غرضیکہ ان سے کہا: "خیر وہ بھی تمہیں دوں گا' لیکن کل سے بھوکا ہوں۔ یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہے۔ مجھے دو کہ کھاؤں اور جام شراب پیوں' تاحواس میرے بجا ہوں۔ انہوں نے کہا: "کیا مضائقہ ہے لیلو۔" اس نے کہا: "پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤں۔" انہوں نے کہا: "ایسا نہ ہو کہ اس میں کچھ دغا ہو۔" اس نے جواب دیا: "کہ جب پہلے میں کھاتا ہوں تو کیا اندیشہ ہے۔ ہاں بیہوشی ان سب چیزوں میں ملی ہے تو اس کے دفع کی یہ تدبیر ہے۔ یہ کہ کر اسی کسوت سے ایک شیشی نکالی۔ اس میں ایک دو امثل روغن سرخ بسان خون تھی۔ کہا: "کوئی کیسی ہی بے ہوشی کھائے ہو' اگر اس شیشے کھاؤ اور یہ سونگھ لو۔ یہ کہہ کر آپ تو حال اپنی کسوت کا جانتا تھا۔ جس بوتل میں کہ شراب سادی تھی۔ اس میں سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور یاک جان ان کو دیا کہ لو پیو۔ انہوں نے جب اسے کو پہلے پلوا

لیا پھر کیا تامل تھا۔ آپ بھی پیا اس نے کہا: "شیشی سونگھ لو۔ نہیں بیہوش ہو جاؤ گے۔ انھوں نے جلد شیشی سونگھی۔ سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا۔ آپس میں لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لیں گے۔ ایک نے کہا: "اس لعل کے لیے اس شخص کا باپ کہہ کر مرا ہے کہ اس طرح کا لعل جہاں ملے نہ چھوڑنا۔" دوسرے نے کہا: "یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے۔ یہ عیار لایا ہے۔

وہ تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹ کر باندھا اور اس عرصہ میں وہ بیہوش ہو گئے۔ اس نے چاروں کے سر کاٹ ڈالے۔ بیروں نے غل مچایا ہنگامہ ہوا۔ مگر وہ مقاملشکر سے دور تھا۔ کوئی خبر نہ ہوا۔ کہ یہ ماجرا کیا گذرا۔ غرضیکہ بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا۔ قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو۔ برق نے چاروں کے لباس لیے اور مقیم ان تینوں کا افسر تھا۔ اس کی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکا تھا کہ مدہوش قلعہ نیلم کوہ میں شاہ نیلم کے یہاں گیا ہے' پس اس طرف چلا۔ جب قریب قلعہ پہنچا۔ دیکھا قلعہ کے اطراف میں جو پہاڑ ہے۔ اس پر روشنی ہو رہی ہے۔ آواز گانے کی آتی ہے۔ کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رخت رکھتے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا: "ہمارے مالک مدہوش کہاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ کناں ہیں۔ یہ بھی پہاڑ پر ایا۔ وہی جو اوپر مذکور ہوا۔ اس نے بھی دیکھا۔ دل سے کہا: "ہمیں قید کر کے یہ مسخرا اس جلسہ میں بیٹھا ہے خیر کیا مضائقہ ہے۔ اب وقت اس کا برابر آ گیا ہے۔ یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیریں چبوترہ پر زیب مسند زرتا نیلم اور مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا۔ وہاں شراب و ناچ وغیرہ کے جلسہ میں سب مدہوش تھے۔ مدہوش نے پہلے تو سحر بھی ویسا ہی کیا تھا کہ برق نے سامنے جا کر حال اپنا آپ کہہ دیا تھا۔ لیکن اس عشرت میں وہ سحر کہاں۔ دوسرے اطمینان بھی ہے کہ بہار اور عیار کو میں گرفتار کر چکا ہوں۔ اب کیا کھٹکا ہے۔ چنانچہ اس کو دیکھ کر پوچھا: "اے مقیم تم کیونکر آئے؟ اس نے کہا: "کیا عرض کروں بڑے تعجب کی بات ہے' حضور سنیں گے تو دروغ سمجھیں گے۔ مگر بغیر عرض کئے چارہ نہیں۔" اس نے بصد تعجب پوچھا کہ کیوں بیان

تو کرو۔ کیا ہوا۔" اس نے جھکا کر کان میں کہا: "ہم سب بیٹھے تھے کہ یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہو گئی۔ بعد لمحہ کے کسی نے شانہ پکڑ کر چونکایا۔

جب ہم جاگے تو دیکھا کہ ایک شخص جس کا سونے کا بدن ہے ہمارے پاس کھڑا ہے اور کہتا ہے میں پتلا افراسیاب کا ہوں۔ بحکم شہنشاہ برق کو دریائے نور پر لیے جاتا ہوں۔ یہ کاغذ تو لے جا کر مدہوش کو دے اور لے ہم چلے۔" یہ کہہ کر پنجرہ برق کا لے کر اڑ گیا۔ یہ کاغذ حاضر ہے جو دے گیا۔"

مدہوش نے سب حال سن کر کہا: "اس میں تعجب کی بات کیا ہے۔ دریائے نور پر پتلا ہائے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزاروں ہیں۔ کیا عجب ہے جو کتاب سامری سے حال دریافت کر کے قید عیار کی شہنشاہ نے منگوا لی ہو۔ چلو اچھا ہوا' جو منگوا لیا۔ یہ کہہ کر کاغذ دیکھا۔ وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا۔ مہر اس کی پیشانی پر بادشاہ کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا۔ مضمون یہ تھا کہ مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت راضی ہوئے۔ پتلے سے عیار کو ہم نے منگوا لیا ہے۔ تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہے۔ وہاں ملکہ بہار کو لے کر تم مع نیلم کے آنا۔ وہاں ایک تخت پیدا ہو گا۔ اس پر ملکہ کو بٹھا دینا۔ ہم اپنے پاس مالکہ کو بلا لیں گے۔ کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہے۔ جب سے وہ قید ہوئی ہے۔ دل ہمارا بے قرار رہتا ہے اور خداوند کے پاس اس کو نہ بھیجیں گے۔ ایسا نہ ہو' وہاں وہ قتہ ہو جائے۔ خبردار نامہ دیکھ کر تامل نہ کرنا دشت مذکور میں جلد آنا۔ در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہو گے۔ اس واسطے نامہ ہم نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ تم کو کچھ شک نہ واقع ہو۔ جب بہار ہمارے پاس ائے گی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کرو گے تو چار ملک آباد اندرون طلسم تمہیں عنایت ہوں گے۔"

یہ مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا: "بھائی اسی جنگل میں بہار کو لے چلو۔ تامل زیبا نہیں۔ نیلم جلد اٹھ کر زندان میں گیا اور ملکہ کو خود لے کر آیا۔ اس سے کہا "بھائی آؤ' میں ملکہ کو لایا۔" یہ بھی اٹھا ملازموں سے کہا: "ہم آتے ہیں۔

یہ جلسہ برطرف نہ ہو۔" سردار مصاحب بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگے۔ صرف مقیم ساتھ ہو لیا۔ یہ تینوں ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اتر کر صحرا میں آئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارے: "اے شاہ جاوداں، ہم بموجب حکم قید بہارے کر حاضر ہیں۔" اے شاہ جاوداں ہم بموجب حکم قید بہارے کر حاضر ہین۔" یہ پکار کر ٹھہرتے تھے کہ مقیم نے کہا: "سامنے سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آتی ہے۔ اب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود آتے ہیں۔ یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور "یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے۔" کہنے لگے۔ آنکھیں بند کر لیں۔ برق نے دونوں کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ "ابے مسخروں ہم کو بھی پہچانا ہے کہ ہم کون ہیں، انہوں نے گھبرا کر آنکھ کھولی۔ اس نے حلقے کمند کے ان کی گردن میں پہنا دیئے۔ وہ گھبرا کر جب تک سنگھلیں سنبھلیں۔ وہ ہاتھ بیہوشی کا بھرا منہ پھیر چکا تھا چھینکیں مار مار کے بیہوش ہو گئے۔ برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور و غل برپا ہوا۔ آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ہے۔ ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی۔ برق کو دیکھ کر گلے سے ملی کہا۔ بھائی دن ہم تم جدا رہے۔ اب کہیں ساتھ سے نہ جانا، کہو مہتر قران کہاں ہیں۔" اس نے کہا: "ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیاروں کا دستور یہی ہے۔ پس وہ بھی آ جائیں گے۔ آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلیں۔" ملکہ نے کہا: "ایک لحہ بھر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش و قلعہ نیلم برباد کر دوں۔ برق خاموش ہو رہا اور سفاکہ نے پر پرواز پیدا کر کے بروئے ہوا مابین لشکر جا کر قرر لیا۔

کل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے نکلا ہوا ہے اور نور اس ماہ سحر کا تمام صحرا کو ساطع الا نوار کئے ہے۔ اوس چار طرف گرتی ہے اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے روبرو عارض تانبد گلغداراں دہر کو شرماتے ہیں، خوشبو سے دماغ جان

**

بساتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے۔ جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پری زاداں پیدا ہوا کہ جن کی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چار دہ شرمندہ تھا اور کوچہ ستبستان گیسو انکار شک یلدا تھا۔ واقعی مہر و ماہ فلک یہ تاگ نقشہ کہاں سے لاتے جو ان کی ہمسری کرتے۔ کیا منہ لے کر سامنے آتے۔

یہ چشم گوش یہ ابرو بینی مہ میں کہاں
نہ آسماں کو نقشہ ترا اتار آیا

ہر ایک کمسن آفت کے دن غارت گر متاع و صبر و شکیب حسن میں زاہد کیا فرشتہ فریب سے بے مثال یگانہ دہر ان کا جمال کہ

وہ آنکھیں ان کی تھیں خونریز عالم
وہ ابرو دونوں شمشیر باہم

وہ عارض مہر و مہ تھے جن سے بے نور
وہ بینی حسن میں جلوہ طور

وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم
قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس ان سمن بروں نے قریب لشکر پہنچ کر آئینہ محرم سے نکالے اور ان کے ہاتھ میں دے دیئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اس میں معائنہ کی۔ دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور "ہائے ملکہ بہار' اے ملکہ بہار" پر جاری کیا۔ جس کسی نے کہ وہ آئینے نہ دیکھے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں سے جو دیکھ چکے تھے۔ چھین چھین کر دیکھنا شروع کئے اور

نعرہ ہائے عشق ملکہ مذکور کرنا آغاز کئے۔ ان قمر پیکراں غیرت بخش شمس و قمر نے کہا:
"تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا۔ سب نے کہا: "ہم نے دیکھا' ملکہ بہار کوہ نیلم میں

مقید ہیں اور لشکریان شاہ نیلم آما وہ قتل ہیں۔ ملکہ مذکور ہم کو پکارتی ہیں کہ اے عاشقوں
ہمارے' اؤ ہم کو چھڑاؤ۔" نازنینوں نے کہا: "پھر تم کیوں نہیں جاتے۔" یہ بولے کہ
ہم ابھی جا کر قلعہ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں۔"
یہ کہہ کر سب پھرے اور مسلح و مکمل ہو کر سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ
مذکور چلے۔ وہاں پہاڑ پر جلسہ جمت تھا۔ ہر ایک انتظار نیلم و مدہوش کر رہا ہے کہ
یکایک نا قوس پھنکے۔ نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا لینا کہہ کر چڑھ آئے۔
جو لوگ یہاں موجود تھے۔ وہ سب افسر اور زبردست تھے۔ گھبرا کر جو اٹھے۔ آفت میں
گھر گئے۔ ناریل نارنج ان پر پڑنے لگے جو پہلے حملہ میں غافل تھے۔ وہ تو مارے گئے۔
باقی ماندہ لڑنے لگے۔ بار فلفل گچھے پیکانوں کے پڑنے لگے۔ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا۔
وہ جلسہ عشرت سب برہم ہوا۔ زندوں کا مزاج ناساز طبلوں کی بند آواز صدائے بلبل
جنگی کا شور دف و جلاجل کا بجنا' زور زور ابر اٹھنا' رعد کا گرجنا' بیروں کا غل کرنا۔ ساحروں
کا بنگلوں میں آگ لگا دینا۔ چمنستان کا سیر گاہوں کا جلنا۔ العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی۔
وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے۔ تھوڑے سے مارے گئے۔ باقی بھاگ کر قلعہ میں گئے۔
انہوں نے تعاقب ان کا نہ چھوڑا۔ یہ بھی قلعہ میں آئے۔ فوج قلعہ میں بھی تیار ہو
کر لڑنے لگی۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بن کر گرنے لگی۔ خرمن ہستی
جلنے لگے۔ کسی نے مکانات شہر میں آگ لگائی۔ کسی نے آتش برسائی کسی نے کسی
کو شجر بنایا۔ کسی نے اژدر بن کر کسی کو کھایا۔ رعایا شہر کی بھاگی گھروں میں صدا
دے الامان پیدا ہوئی۔ لاشوں سے گلی کوچے پٹ گئے۔ خون کے پر نالے بہے گھسان
کی تلوار چلی۔ سحر سازی خوب رہی۔

زمین کانپی، ہلے اشجار ہر سو
بہ شکل مردہ پھیلی ہر طرف بو

گھر شعلوں میں تن سب عضو بھر کے
زمیں میں رہ گئے کچھ لوگ گڑ کے

سمٹ کر ابر برسی ہر طرف آگ
صدا پیدا ہوئی بے بھاگ لے بھاگ

اس ہنگامہ میں ایک دیو بلا زاد
ہوا پیدا جان نہ ہو جس سے آزاد

جبیں سے تابہ سینہ ایک قشقا
دہن سے تابہ پا شعلے ہویدا

لپک ان کی فراز آسماں پر
جلاؤں گا جلاؤں گا زباں پر

کئی سو من کا پتھر ہاتھ میں تھا
گھما کر اس کو بس اس نے پھینکا

ہزاروں ہو گئے دم بھر میں فی النار
اسی ہنگامہ میں سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا۔ ہر چند کہ ہزاروں اس لشکر کے بھی مرے، مگر اہل قلعہ ان کے

ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ میں وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سن کر کٹ گئی۔ ساحر سحر سفیدہ منہ پر ملے ظاہر ہوا کہ

کہ اتنے میں ہوائے سرد آئی
فراغت قید سے اس شب نے پائی

نظر آئی جبیں صبح روشن
ہوئی شب چند دم میں گرم تو سن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا۔ وہ چاند جو نکلا تھا۔ غائب ہو گیا۔ گل و شجر نابود ہو گئے پریاں آئینہ دار پنہاں ہو گئیں۔ لشکریان مدہوش آپ آ گئے۔ ایک دوسرے نے دوسرے سے کہا: "ہم کیوں لڑتے ہیں اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہیں۔ ان سے کیوں بھڑے ہیں۔ ان میں جو عاقل تھے۔ انہوں نے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر میں بہار کے مسحور تھے۔ یہ اسی نے ہم کو لڑوایا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اس کا ہم پر سے کیونکر اترا۔ کیونکہ ایک بار شہر نا پرسان پر ساحر اس کے سحر میں مبتلا ہو کر گئے تھے۔ شہنشاہ نے ان کو مار ڈالا۔ مگر سحر ان پر سے دفع نہ ہو سکا۔ غرضیکہ یہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے۔ اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے۔ خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا۔ جب یہ لشکری جانب طلسم چلے۔ ملکہ بہار نے تخت سحر پر مہتر برق کو سوار کر کے آپ بھی انہیں بھگی بلیوں کے پیچھے چلنا اختیار کیا۔ یہ اس طرح رہگرائے منزل مقصد ہیں۔ اس طرف قران بھی اس طرح روانہ ہے کہ چند ساحر جانے والے شہر نا پرسان کے اس کو ملے ہیں انہیں میں صورت سحار کی بن کر مل گیا ہے۔ اور باتیں کرتا۔ باہم مثل یاراں ہم نوالہ وہم پیالہ کے ان کا شریک ہو کر چلا جاتا ہے۔

اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا۔ بجواب نامہ خداوند عرضی بھیج
دی۔ اس میں لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے میں عرصہ مجھ کو ہوا۔ خداوند برائے خداوندی
معاف فرمائیں۔ اب میں نے ایک ساحر مدہوش نام کو باجعمیت کثیر خدمت عالی میں
بھیجا ہے۔ حاضر ہو کر بجا آوری احکام معلی میں تصور نہ کرے گا۔" بعد بھیجنے اس
عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا۔ یہ باغ سراسر عجائبات سے
بھرا ہے۔ جو گل بوٹا ہے۔ جادو کا نقشہ ہے۔ زمین وہاں صفا میں رخسار یار سے بہتر
ہے شجر قامت سبز رنگاں' دہر سے زیادہ خوش تر' ہر غنچہ گل لسان دہن تنگ جاناں نزاکت
میں رشک نازک بدناں ساغر گل بصد تجمل خم خانہ بہار ہیں آراستہ' شراب و تراوت
سے لبریز فرحت بخش خاطر سرانگیز' کوئی گل مثل معشوق خنداں زن کوئی کلی اسی طرح
مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی۔ عمارتیں اس میں طلسمی بنی' تصوریں جادو کی۔ کار
کرتی۔ رات کو مہتاب میں گرمی مثل سورج ہوتی۔ دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی۔
چشمہ اور نہریں خون سے لبریز لیکن لطافت بیر مچھلیاں نہروں سے نکل پر پریاں بن جائیں۔
قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتیں۔
ان کے ہنسے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹ کر زمین پر گرتے۔
ہوا کے جھونکے چلتے۔ شاخوں سے آواز باجوں کی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے
وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بن جاتے۔ ان پریوں کو جا کر گلے لگاتے۔ وہ ان سے
مل کر خوش ہوتیں۔ لب نہر جلسہ جمتا۔ یکایک ایک نہنگ نکل کر سب کو نگلتا۔ پانی
سے صدائے افسوس افسوس آتی۔ بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیاں اور گل ظاہر ہوتے۔ خلاصہ
یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہاں طاہر اور انسان تھے کہ

ہزاروں چشمہ لبریز و شیریں
کہ جس ک دید سے ہو دل کو تسکین

ہجوم طائران زمزمہ سنج
مزاج عندلیت زار بے رنج

ہوائے سرد و خوش مسرور اشجار
دکھاتے تھے گلوں کے رنگ رخسار

زمین پر سبزہ نوخیز ہر سو
سر کاہ خمیدہ مثل ابرو

زمین ساری وہاں کی صورت سنگ
بشکل لعل کوسوں خوب خوشرنگ

ثمر نخلوں میں مثل شکل انسان
نظر ہو دیکھ کر جن کو پریشان

مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب
کہ ہو خاطر شائق کو مرغوب

عجائب طائران خوش نوا خوب
سر منقار سے تاپا خوش اسلوب

**

زبان پر کچھ سخن مانند انسان
کب ھی خنداں کبھی حیران و گریاں

غرضیکہ اس باغ میں سواری بادشاہ شاہ طلسم کی آئی اس کے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اس کا۔ یہ بھی دونوں جب داخل ہوئے۔ تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آوازیں آئی کہ اے شہناہ ہماری تسلیم پہنچے۔ بادشاہ سلامت کا بہت دنوں کے بعد آنا ہوا۔ اس طرح کی باتیں بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا۔ بارہ دری سے چار سو پتلیاں سونے کی حسن میں آفتاب سے بہتر' لباس سنہرے زیب بر کئے۔ یہ کہتی ہوئیں کہ "شہنشاہ آئے شہنشہ آئے۔ سامنے آئیں۔" گردنیں بھر تسلیم جھکائیں۔ پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئیں۔ شہ نشین میں تخت جواہر آ کیں بچھا تھا۔ اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما ہوا اور ان پتلیوں نے گانا ناچنا آغاز کیا۔ شراب آفتابی کا پیالی زریں بھر کر شاہ کو دیا۔ بادشاہ نے کہا: "ملکہ شبنم جادو کہاں ہیں۔" پتلیوں نے کہا: "ملکہ بہار کے قبضہ میں جب سے حجور نے انہیں کر دیا ہے۔ انہیں کے کام کو جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ کل سے آئینہ ہائے طلسم لے کر برائے غ آرت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہیں۔" شاہ کا یہ تباہی لشکر مدہوش سن کر ہوش اڑ گئے۔ کف افسوس ملے۔ وزیر سے کہا: "اے باغبان خود کردہ اعلاجے نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت میں یہ سحر میں نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اس کا مطیع بنایا تھا ملکہ نے شبنم سے قسم لے لی تھی کہ انحراف حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے۔ جب بھی اس کی اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ اے باغبان نسب بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہو گی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزاں لائے گی۔ لالہ دار دل ہمارا داغدار بنائے گی۔ اپنا سمجھ کر اس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا۔ اس نے یہ آسیب پہنچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑ گئی۔ آئینہ ہائے سحر

دیکھ کر لشکری دیوانہ وار آپس میں لڑے ہوں گے۔ ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے حسب عہد حکم بہار مانا۔ خیر جو کچھ گزرا وہ گذرا۔ آج تک بہار کو طبیعت پیار کرتی' دل آزار دینا اس کو نہ چاہتا تھا۔ مگر اب بغیر قتل کئے کچھ بن نہیں پڑتا

نہیں ہے اک دم راحت میسر
بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر

یہ کہہ کر پتلیوں کو حکم دیا: "اس باغ میں بھی کتاب جمشیدی ہے لے آؤ تا کہ حال اس شوخ دیدہ کا معلوم کروں گی کہ اب کہاں ہے۔" پتلیاں حسب ارشاد گئیں۔ حجرہ باغ میں صندوق رکھا تھا اٹھا لائیں۔ صندوق تھا یا اسرار طلس کا گنجینہ تھا نہیں نہیں کسی دانش مند کا سینہ تھا۔ غلاف اطلس نایاب کا جوہر دوز اس پر چڑھا کھڑا ہر ایک مطلا و مذہب بنا کہ

نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ
کسی کا سینہ پر راز تھا وہ

بادشاہ نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکان اور زمین پر گرا' سوا بالشت کا پتلا ایک بن گیا۔ پکارا: "اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا سوا شرفی۔ بادشاہ نے نذر دی۔ نذر لے کر پتلے نے ابکائی لی۔ ایک کنجی سونے کی منہ سے نکل پڑی۔ بادشاہ نے کلید لے کر صندوق کھولا۔ ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسی تحریر نکلی اس میں مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ عقب لشکر شکست خورد مدہوش آتے ہین۔ جب لشکر مذکور دریائے خونرواں آ کر اترے گا۔ وہ پشہ رنگین حصار پر اپنے لشکر میں چلے جائیں گے۔

یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا۔ کلید پتلے کو دی کہ وہ نگل کر چلا گیا اور صندوق پتلیاں لے گئیں۔ شاہ نے وزیر سے کہا: ''کس کو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے۔ وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو میں جاؤں۔''

فرمایا: ''نہیں میں ایسے ساحر کو بھیجتا ہوں جو کسی طرح زیر نہ ہو گا۔ یہاں سے قلعہ تزلزل میں جاؤ لرزاں جادو۔ مالک قلعہ کو مری جانب سے دعا کہنا' اور کہنا کہ تم کبھی ہماری تسلیم کو بھی نہیں آتے۔ اس وقت ما بدولت باغ جمشیدی میں تشریف فرما ہیں کچھ تم سے کام ہے جلد حاضر دربار ہو۔''

باغبان آداب بجا لایا۔ سمت قلعہ مسطور بمو جب ارشاد روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر بزور سحر اپنے آنے سے لرزاں کو مطلع کیا۔ وہ تختہ حکومت پر بصد غرت جلوہ فرما تھا۔ ایک پتلے نے عرض کیا: ''وزیر شہنشاہ آئے ہیں۔ اس نے خبر سن کر کشتیاں بہر نذر ہمرا لیں اور ڈیڑھ دو ساحر لے کر استقبال کے لیے چلا۔ جب در شہر پناہ پر پہنچا۔ وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اس کو ملا۔ اس نے بہزاراں گرمجوشی ملاقات کی اور متدعی ہوا کہ غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے۔ وزیر نے تمام پیغام بادشاہ کہہ کر عذر کیا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اور تم کو بھی توقف مناسب نہیں۔ اس کیفیت کو سن کر اس کو بھی خیال ہوا کہ نہیں معلوم کیا کا ضروری ہے جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کے لیے بھیجا۔ یہ سمجھ کر شہر میں پھر کے نہ گیا۔ انہیں سرداروں کو ہمراہ تھے ساتھ لے کے بمعیت وزیر خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر سر انقیاد پایہ تخت پر رکھا۔ رسم تعظیم ادا کر کے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا۔ بعد سر فرازی فرمایا کہ تم یہیں سے روانہ ہو کر جانب کوہ نیلم جاؤ۔ اثنائے راہ میں عقب لشکر مدہوش و بہار و برق آتے ہیں۔ دونوں کو مقید کر کے حاضر حضور کرو۔ خبردار وقفہ نہ ہو۔ بہار کا سحر تم جانتے ہو۔ ایسا حربہ ساتھ لے جانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیار اس کے ساتھ ہے اس کی مکاری کا بھی دھیان رہے۔ لو جاؤ سپرد سامری کیا۔

لرزاں مجرا کر کے انہیں ساحروں کو جو ساتھ تھے ہمراہ لے کر چلا۔ گھر اپنے نہ گیا۔
یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہے کہ زمین میں سما جاتا ہے اور قلاب زمین کو جنبش دیتا ہے۔
میدان رزم میں بھونچال آتا ہے۔ پاؤں کسی کے زمین پر قائم نہیں رہتے گر پڑتے
ہیں۔ یہ دھواں بن کر زمین سے نکلتا ہے اوعر کار حریف تمام کرتا ہے۔ رنگ اس کے
جسم کا دھوئیں کی طرح ہے۔ نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہے ذکر اس کے لڑنے
کا کسی مقام پر کیا جائے گا۔ غرضیکہ یہ جانب بہار روانہ ہوا۔ بادشاہ نے بارگاہ سامان و
راحت وغیرہ اپنے یہاں اس کے ساتھ کر دیا۔

اب حاذ اس کی بی بی کا سنیے کہ جب اس نے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لے گیا
ہے اور ایسا ضرور کام تھا کہ گھر آنا نہ ہو سکا۔ بس منتظر رہی کہ دیکھئے وہ کب آتے
ہیں جب عرصہ ہوا یہ عورت عاقلہ اور فہیمہ ہے براہ درو اندیلسی اپنی انیسون جلیسوں
سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اس طرح سے انہیں لے گئے کہ گھر بھی پھر کر نہ
دیا۔ سامری جانے کا کیا کام تھا۔ میرے دل میں وسواس آتے ہیں۔ در دربار کا مقدمہ
ہے کیسی بنے کیسی نہ بنے۔ جمشید آبرو رکھیں ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ
بادشاہ نے کیوں بلایا تھا۔ کوئی امور سلطنت ان کے سپرد نہ تھا۔ جو اس تاکید سے طلب
کیا۔ انیسوں نے کہا: "ان کا حضور بول بالا ہے۔ جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم
رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے گھر میں لاکھوں چراغ روشن ہیں پس
میں سمجھ گئی کہ میاں کو عہدہ جلیل ملے گا۔" ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا بہن تم نے
یہ جو خواب میں دیکھا۔ تمہارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا۔ میں تو کہنا بھول ہی گئی
تھی۔ صبح ہوتے ہی میں کیا دیکھتی ہوں کہ جیسے ایک بوڑھے آدمی ہیں۔ وہ ایک تاج
ہاتھ میں لیے ہیں ایسی اس تاج میں روشنی ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی۔ پس وہ بڈھے
مجھ سے کہتے کہ بلا لا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اس کو دیں گے۔ یہ سن کر میں بلانے
جو دوڑی آنکھ کھل گئی۔ بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہے کہ میاں بلائے گئے ہیں آپ
دیکھیے گا کہ سارا طلسم ان کے سپرد ہو گا۔"

ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے ہے۔ بھلا کیا دشمن ان کے کسی کے گنہگار ہیں جو تم اتنا خفقان کرتی ہو۔ بی بی مرد ذات ہیں کسی کام میں الجھ گئے ہوں گے۔ ایک مصاحب نے کہا: "کیا معلوم دربار گئے ہیں یا کہیں اور۔ وزیر سے کسی جلدہ کا وعدہ ہو گا۔ پہلے سے یہی کہہ رکھا ہو گا کہ تم مجھے بلا لے جانا۔ مردوں کے فقروں سے ساری بچائیں۔ میری دانست میں وہ سرکار میں تو نہیں گئے۔ بڑی سرکار گئے ہیں۔ ملکہ زلزلہ جادو اس زن عقیلہ کا نام ہے۔ اپنے مصاحبوں کا بیان سن کر ہنسی اور آخر میں جو مصاحب نے در پردہ رنڈی کے یہاں جانا ظاہر کیا۔ یہی حیلہ اس کو دربار میں جانے کا ہاتھ آیا۔ "کہا تم سچ کہتی ہو۔ ان کے ایسے ہی طور ہیں لیکن آج میں بھی بغیر بھیک کھولے باز نہ آؤں گی۔ پس سو کنیزاں گل رو بلبل خویا سمن بدن انیسیں زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لے کر کسی اپنے عزیز کو قعلہ سپرد کر کے لباس نفیس زیب قامت فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور بکتی جاتی تھی کہ بادشاہ کے یہاں اگر وہ نہ ملے تو تو اج میں ہوں اور وہ ہیں۔ لو صاحب مجھ سے یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہے۔ جو ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیوں سیتاناس کیا اور وہ کیا کریں جو تقدیر میں تھا وہ ہوا۔ سنجوگ ہی ایسا بدا تھا۔ غرضیکہ اسی طرح کی باتیں بناتیں۔ باغ جمشیدی میں آئی۔ بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا۔ وزیر مروحہ جنبانی کر رہا تھا۔ پتلا اور پتلیاں طلسمی دست بستہ کھڑی تھیں۔ ناچ ہو رہا تھا۔ اس نے سامنے جا کر تسلیم کر کے نذر دی۔ شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا: "تمہارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے' تو تمہارے جمال نظر نہ آتے۔ اچھا بیٹھو۔" یہ ایک دنگل پر بیٹھی اور پوچھا: "پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہے۔" شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا بیان کیا۔ جب اس نے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے گیا ہے بے چین ہو گئی اور عرض کیا: "مجھے اجازت ہو تو مہ رخ سے جا کر مقابلہ کروں غلام وہاں لڑے' کنیز یہاں جانبازی کرے" شاہ نے ہنس کر فرمایا: "تمہیں بے شوہر تاب کہاں۔ یہ اجازت مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانے کی ہے۔ اچھا تم بھی شوہر کے پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ

کا ساتھ لے لو۔ اس مجرمہ بہار کو گرفتار کرنے میں مدد کرنا۔ سمجھ بوجھ کر لڑنا۔" زلزلہ یہ حکم سن کر آداب بجا لا کر چلی اور بہت جلد قلعہ میں آ کر بارہ ہزار ساحر جلیل

القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لے کر بصد کروفر روانہ ہوئی۔

ادھر شوہر اس کا جب مسافت طے کر کے قریب لشکر مدہوش پہنچا۔ افسران لشکر مدہوش پہنچا۔ افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال وابستہ ملال چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے کمریں کھلی بھوکے پیا سے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اس نے پہنچ کر ان سب کو روکا اور کہا: "خیمہ استادہ کرو۔ آسودہ ہو۔ میں تمہارا بدلا لوں گا۔ سارے لشکر میں جان آ گئی۔ سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمپر اس کو افسر کر کے بھیجا ہے پس ہر ایک دائرہ اطاعت میں آیا۔ خیمہ استادہ ہوا۔ بارگاہ نصب ہوئی۔ بازار لگ گئے۔ لشکری مرفہ الحال ہوئے۔ لرزاں داخل بارگاہ ہوا اور آرو ماش کے بہت سے پتلے بنا کر بیران میں بیٹھا کر روانہ کئے کہ بہادر برق کو ڈھونڈھیں۔ پتلے ہر طرف چلے گئے۔

مگر بہادر برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے۔ بہار کہتی کہ اے برق، مجھے کوہ آرام سے قرطاس دھوکے میں گرفتار کر کے لے گیا تھا۔ سب اہلکار قلعہ اور باغ کے پریشان ہوں گے۔ دوسرے اس قحبہ سے، جس نے مرگھٹ کا راستہ قرطاس کو بتلایا، مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیوں راستہ دیا۔ پس کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے۔ برائے چند تم بھی زحمت اٹھاؤ۔ اب تو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی ہے۔ کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے۔ صرف اتنا ہے کہ شاہ جاوداں کے سرحدار ہر جگہ روکیں گے، ورنہ راہ تو معلوم ہے۔"

برق نے کہا: "ملکہ مہ رخ بہت عرصے سے اکیلی ہیں لشکر میں چلو۔" اس نے کہا: "مہتر قران تو گئے ہیں وہ حال کہہ دیں گے۔ ملکہ مذکور کو اطمینان ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ مہتر موصوف بحکم خدا حفاظت لشکر بھی کر لیں گے برق نے کہا: "اچھا جدھر جی چاہے چلو۔" ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ میں لشکر اترے دیکھا۔ راستہ بند پایا۔

کہا: "یہ بھگیلے کیوں ٹھہرے اور ان کو یہ حشمت وجاہ کہاں سے ممکن ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش میں آیا۔" یہ کہہ کر ایک پاڑ پر آ کر ٹھہری اور سحر پڑھ کر زمین پر پھونکا زمین تھرائی اور ایک پتلی چینی کی نکل ائی۔ اس پوچھا کہ اس فوج میں کون آیا ہے۔ اس نے سب حال لرزاں کا بیان کیا۔ ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کر کے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین میں سما گئی اور برق سے کہا: "جلدی نکل پر چلو بڑی لڑائی پڑے گی۔ برق نے کہا: "اس کو جو آیا ہے دیکھ بھال لینا چاہیے۔ وہاں چل کر بھی لڑنا ہے اور یہاں بھی۔ جو کم ہوا وہی سہی۔ ہمیں ساحران شاہ جاوداں کو قتل کرنا ہے۔

ملکہ نے کہا: "قران ابھی یقین ہے کہ پیچھے آتے ہیں وہ اس کو ماری لیں گے۔ تم چلے چلو۔" اس نے کہا: "اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو۔

میں ذرا اس کو دیکھ تو آؤں۔ رضیا بالقضا شاید دم پر چڑھ جائے۔" ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پر ٹھہری اور برق پہاڑ سے اتر کر ایک ساحر کی سی صورت بن کر تیار ہوا۔ لیکن جیسے کوہیں کی صورت ہوتی ہے کہ بال سر کے بہت بڑے۔ دارھی تابہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھنچے۔ لنگوٹا مونچھ کا باندھے' کھاروے کا انگوچھا گلے میں پڑا موئے زہار ظاہر چہرہ بہت پر ہیبت اس صورت سے ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر ہر سمت سیر کناں پھرتا تھا کہ پتلے جو بہر خبر لرزاں نے مقرر کئے تھے۔ انہوں نے اس کو شناخت کر کے بخدمت لرزاں آ کر عرض کیا: " اے افسر ہمارے وہ عیار جس کے آپ متلاشی ہیں لشکر میں آیا ہے اور ساحر بنا پھر رہا ہے۔" لرزاں یہ خبر سن کر کھڑا ہو گیا اور اپنے پتلوں سے کہا: "الگ الگ رہ کر اس کو گھیرو۔ اس طرح کہ اس کو ثابت نہ ہو ورنہ بھاگ جائے گا۔"

پتلے حسب الحکم چاروں طرف جا کر پراگندہ ہو گئے۔ اور راہ روک کر ٹھہرے ادھر لرزاں بارگاہ پر آ کر ٹہلنے لگا اس اثنا میں برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا۔ اس نے ملازموں سے کہا: "اس ساحر کو بلاؤ۔ انہوں نے پکارا: "بھائی ذرا ادھر آنا ہمارے مالک تمہارے

مشتاق ہیں۔" برق حسب المطلب حاضر ہو کر آداب بجا لایا۔ ملازموں سے بطور ساحران
دست بسر ہوا۔ لرزاں نے پوچھا: "آپ کا نام کیا ہے اور دولت خانہ کس جگہ ہے۔
یہاں آنے کا کیا سبب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کا شہر جو دو نوال سن کر
میں بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا۔ خبر تشریف آوری ملازمان جناب سن
کر اتفاق حاضر ہونے کا ہوا۔ مجھ کو صحرا انور جادو کہتے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ زمرے سرداراں
کا والا میں منسلک ہو کر بسان گوہر میں بھی آبرو پاؤں۔" اس نے یہ تقریر سن کر
زبان بہ تملق وا کی کہ آپ نے مجھے سرفراز فرمایا۔ یہ گھر تا آپ کا ہی کفشن خانہ
ہے نہ فخر میرا' جو آپ نان خشک یہاں کی قبول فرمائیں اور جو مجھے میسر آئے' پہلے
آپ کھائیں۔ پھر مجھے دیں۔ میں سپاہی دوست ہوں۔ آپ تو میرے دینی برادر ہیں۔
غیر سے مجھے عذر نہیں۔ اچھا جایئے گا بارگاہ میں تشریف رکھیے۔ برق حسب اجزات اس
کی طرف پھر کر اندر بارگاہ کے چلا۔ مگر اس نے پیچھے گردن میں ہاتھ دیا اور سحر سے
ہاتھ پاؤں بیکار کر دیئے۔ پکارا: "اور نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہے۔ نہیں جانتا
کہ شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہے۔ نہیں معلوم وہ گیسو بریدہ بہار کہاں
گئی۔ سچ بتا کہ وہ کہاں ہے۔" یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا اور بحیس و حرکت کر
کے بٹھا دیا۔ عتاب و خطاب کرنے لگا برق نے کہا: "اے مسخرے تو اتنا بکے کیوں
جاتا ہے معلوم ہوا کہ ابھی تیری قضا نہیں ہے ورنہ ہم کو بھی تو جانتا ہے کہ ہم کون
ہیں۔ ہم برق عیار ہیں۔ قاتل افراسیاب کیا تو بچ جائے گا۔ اس وقت ہم پھنس گئے۔
اتفاق سے مرنا تو ہم جانتے نہیں خیر پھر سمجھ لیں گے۔"
اس نے یہ کلمات سن کر کہا: "تو مجھ کو دھمکاتا ہے اور شہنشاہ سے نہیں ڈرتا۔ ارے
بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مارے گئے لیکن وہاں کچھ پروا بھی نہیں۔ طلسم کا تم لوگ
کیا بگاڑ سکتے ہو۔ چاہو عمر بھر لڑو۔ بادشاہ کا کچھ نہ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ
آ جائے گا۔ مثل نقش غلط تم سب کو ہٹا دے گا۔" برق نے کہا: "شہنشاہ کیاں بیہوسہ
ہے وہ لوگ جو جدائی کرتے ہیں۔ مثل خس و خاشاک سیل فنا میں بہہ گئے اور بسان

مابین نگاہ لوح حائل کی۔ لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب و پنجہ جل گیا۔
نگارہ بہار کی تختی پر پڑی۔ غش کھا کر زمین پر گری۔ برق جو زمین پر پہنچا تھا۔ تموج

ہوا اسے اول تو بیہوش رہا۔ لیکن اس وقت جو ملکہ گری۔ لرزان اس خوشی میں جانب
ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی۔ اس پر قبضہ کروں۔ برق اٹھا کر ایسا بھگا کہ
پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کدھر گیا اور جا کر درہ کوہ میں ٹھہرا۔ لرزاں نے ملکہ کو
قیدر آہن منگا کر پہنائی اور مسحور خوب سا کر کے اٹھا کر بارگاہ میں لایا۔ سرداروں نے
اس کے صفت و ثنا میں زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہیں رکھتے۔ اس پر مظفر
و منصور ہوتا آپ ہی کام کام تھا۔ سب نے نذر فتح دی۔
اس نے بہار کو ہوشیار کر کے کہا: "کیوں دیکھا تو نے سحرا اس کو کہتے ہیں۔" بہار نے
جواب دیا: "کہ اسی منہ پر یہ فخر اور دعویٰ ساحرہ تحفہ طلسم سے کام لیا۔ تجھے غیرت
نہیں آئی۔ یہ تختی نہ ہوتی تو کم بختی آ جاتی۔" اس نے کہا: "حریف کو زیر کرنے
سے مطلب۔ اب اس عیار کو بھی پکڑلاؤں تو شہنشاہ کے پاس تجھے بھیجوں۔ یہ کہہ کر
اٹھا اور اپنے لشکر سے آ ملا اور ایسا سحر پڑھا کہ درہ کوہ میں برق عیار فکر عیاری کر
رہا تھا۔ گھبرا کر باہر نکل آیا۔ دیکھا کنارے لشکر کے لرزاں کھڑا ہے۔ چاہا بھاگ
جاؤں۔ لیکن دل نے اس کے کہا: "اسی کے پاس چل۔" پس اس کے پاس آیا اور کہا:
"آپ نے ملکہ کو گرفتار کیا ہے۔ مجھے بھی گرفتار کیجئے۔ میں اکیلا رہ کر کیا کروں گا۔
اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: " او ناعیار تو آپ سے نہیں آیا۔ بلکہ میرے سحر
سے حاضر ہوا ہے۔" یہ کہہ کر رد سحر جو پڑھا۔ ہوش برق کو آ گیا۔ دل سے کہا:
"واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آ کر مبتلائے آفت ہوا۔ اب بھاگ جا۔ مگر سوچ
اکہ بھاگنے سے یہ دست و پا بحیس کر دے گا۔ اب اس کے ساتھ چلو۔ جو خدا چاہے
گا ہو گا۔" غرضیکہ چپ ہو رہا اور وہ اس کو گرفتار کئے بارگاہ میں آیا۔ بہار سے کہا:
"تم نے ہماری زبردستی دیکھی کیوں ہم کیسے ساحر ہیں۔" ملکہ مذکور نے کہا: "تیری اصل
کیا ہے۔ میں تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کر چکی ہوں' تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل

رکھتی ہو۔ واقعی ہماری مجال نہیں جو تمہاری برابری کریں۔ لیکن تم شاہ سے چل کر مل جاؤ۔" ملکہ نے جواب دیا: "ہماری جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو گا۔ شاہ اب ملنا کجا دنیا اور عقبیٰ دونوں جہانوں سے نہ ہو گا۔ کس لیے کہ وہ مردو خدا ہم مسلمان۔ اس کا ہمارا ساتھ کیا۔" برق نے یہ تقریر سن کر سوچا کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہے۔ تم کچھ اس کے ساتھ مکاری کرو۔ اس میں دو فائدہ ہیں۔ یعنی یہ اگر باتوں میں مصروف رہا تو سحر سے بل قابو نہ کرے گا۔ دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا۔ یہ سوچ کر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا: "اے لرزاں افسوس دل کی حسرت دل میں رہی

پریشان ہو کے مثل گیسوے یار
یہاں آئے ہیں مانند گنہگار

لرزان نے پوچھا: "کیا تیری آرزو تھی۔ برق نے رونے لگا۔ اور کہا: "تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار بچی پر عاشق ہوتا ہے۔ شمیمہ پر میری جان جاتی ہے۔ اب قید ہو کر آیا ہوں تو قتل ہو جاؤں گا۔ وصل یار کیسا آخر وقت میں دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا

لگی ایسی ہیں بجھتی کسی دم
دھوئیں اٹھتے ہیں ہر دم استخواں سے

لرزاں نے کہا: "اگر تو اطاعت شاہ جادواں کرے تو میں سفارش کر کے عیاہ کو دلوا دوں۔ وصال محبوب کرا دوں۔" برق نے کہا: "میں غلام ہوں۔" یہ کہہ کر قدم پر گرا۔ اس نے کہا: "اے برق' تو گھبرا نہیں۔" اس نے کہا: "بہار کو الگ بٹھا دیجئے تو میں آپ سے کچھ کہوں۔" اس نے ملکہ کو ایک خیمہ میں بھیج دیا۔ مگر خاک جمشید ہر ہر عضا میں لگا دی کہ ملکہ بحییس و حرکت ہو گئی۔ غرضیکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق

سے باتیں کرنے لگا۔ اس اثنا میں بکاول سے آ کر عرض کیا کہ "خاصہ تیار ہے۔ اس نے حکم دیا: "لے آؤ۔" اس نے دسترخوان لا کر بچھایا۔ چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے

بیٹھے رہے۔ باقی اٹھ گئے۔ کھانا چنا گیا۔ برق نے کہا: "تم بھی آؤ' مگر کچھ فتور نہ کرنا نہیں سزا پاؤ گے۔

مجھ کو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا۔" برق نے کہا: " میری مجال جو کچھ فساد کروں۔" یہ کہہ کرو دسترخوان پر بیٹھا۔ سب کھانا کھانے میں مشغول ہوئے۔ برق نے دل میں کہا: "کچھ کھانا تو بولے گا نہیں۔ تو اپنا کام کر۔ یہ غور کر کے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ میں رکھے تھے۔ تخم بیہوشی اسی پر چھڑکا۔ چھڑکتے ہی پلیٹ تڑاق سے بولی۔ برق سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے۔ جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی۔ لرزاں نے پوچھا: "کیا ہوا۔"

اس نے کہا: "رکابی کو اٹھاتا ٹوٹ گئی۔" اس نے کہا: "اے عیار' تو مکاری سے باز نہ آئے گا۔ خیر اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور آ جائے گا مگر تو نے دیکھ لیا کہ میں کیسا زبردست ہوں۔" برق نے کہا: "واقعی آپ بڑے زبردست ہیں۔ میری خطا معاف فرمایئے۔ اس نے کہا: "مجھ سے کچھ عیاری نہ چلے گی۔ اچھا تم بیٹھ سمجھ لیا جائے گا۔ یہ سن کر برق کھانے پر سے اٹھ آیا۔ وہ سب فارغ ہوئے۔ اپنی اپنی جگہ پر گئے۔

لرزاں پلنگ پر آ کر لیٹا۔ خدمت گار پاؤں دابنے لگا۔ برق کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نہ جائے۔ برق نے کہا: "مجھے اجازت ملے کہ میں بھی لیٹوں۔"

اس نے کہا: "کیا مضائقہ ہے۔" برق نے کسوت عیاری کمر سے نکال کر سرہانے رکھی اور لیٹا۔ اس نے کہا: " اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا۔ یہ کہاں سے گٹھری نکالی۔ اس نے کہا: "یہ کسوت عیاری ہے۔ ساحروں کو قتل کرنے کی تدبیر ہے۔

اس نے کہا: "اس میں بیہوشی بھی ہو گی۔ بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو۔ میں رکھو تو کیونکر بیہوش کرتے ہو۔ اس نے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کر خدمت گار کو دی۔

اس نے کھائی بیہوش ہو گیا۔ اس نے کہا اب ہوشیار کرو۔ اس نے ایک فتیلہ بیہوشی میں خوب بھر کر روشن کیا اور کہا: "لیجئے اس فتیلہ کو اس کی ناک میں لگا کر دھونی

دیجیے۔" اس نے فتیلہ ہاتھ میں لیا اور اٹھ کر دھونیی دینے لگا' مگر اس فتیلہ کی دھونی اس کی ناک میں خود پہنچی۔ چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا۔ برق نے اٹھ کر چاہا کہ سر کاٹ لے مگر اور کیفیت سنیے۔ کہ بی بی لرزاں کی زلزلہ جو لشکر لے کر چلی تھی۔ فرط محبت شوہر سے سب کو چھوڑ کر برسم یلغر اکیلی اڑتی ہوئی چلی۔ لشکر اور خواصیں عقب میں آتی رہیں۔ یہ آ کر سر بارگاہ لرزاں پر تھرائی برق کو خنجر کھینچ کر جانب شوہر جاتے دیکھا۔ بے قرار ہو گری کہ شوہر کا اٹھا لے جاؤ۔ برق نے جیسے ہی یہ گری وہی فتیلی بیہوشی بھرا کہ سلک رہا تھا اٹھا کر اس کے منہ میں لگا دیا۔ وہ چھینک مار کر وہ بھی دھم سے زمین پر آ رہی۔• برق نے اس کا اٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کروں۔ پھر خیال ایا کہ اس کو ہوشیار کر کے سمجھاؤں شاید کہ عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہو جائے۔ یہ سوچ کر زبان میں سوزن دے کر ہوشیار کیا۔ یہ حسینہ عورت اور طرحدار معشوقہ شیریں ادا دشنہ حسن سے سر شار رہے قشقہ سامری کی نشانی پیشانی پر دیے زیور سے جسم کو تزئین کیا۔ بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی۔ واقعی بیمثل روزگار ہے

تھی ایسی نازنین وہ ماہ پارا
مگر برج شرف کی تھی ستارا

مخلع خلعت نازو ادا سے
سراپا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی۔ شدت تکلیف سے بیتابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ برق نے کہا: "میں عیار ہوں۔ تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا۔ آخر اللہ تعالٰی نے مجھ کو اس پر غالب فرمایا۔ اب تم دونوں سے موت سے اتنا

فاصلہ ہے کہ مجھ میں اور تم میں عرصہ ہے۔ عنقریب دارالبور میں جانا چاہتے ہو۔ وہاں
ایک صورت سے بچنا ممکن ہے کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو مانو۔ سامری

و جمشید و لقا سب بندگان خدا ہیں۔ ان پر لعنت بھجوائے زن عاقلہ خدائے یکتا مکان و
مقام سے منزا ہے

مالک و خالق و کریم و رحیم
باسط و رازق و سمیع و علیم

کبریائی اسی کو ہے زیبا
وحدہ' لاشریک نام اس کا

اس کے قبضے میں ہے ہماری جان
جس نے پیدا کیا۔ سارا جہان

شاہ نے طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہے اور جو لوگ ہمارے شریک ہیں۔
ان کا اس نے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو۔ اگر بادشاہ سے ضرر ایسا پہنچے کہ ہم
ہلاک ہو جائیں تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہو گا۔ اس باطل پرستی میں یہ
فائدہ ہو گا کہ جہنم میں جلنا ہو گا۔" یہ نسائخ و پند اس زن خرد مند نے جب سنے
دل اس کا نور ایمان سے مملو ہوا۔ اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو۔ اس
نے سوزن نکال کر کھول دیا۔ جب وہ رہا ہوئی کیا: "تم خنجر لے کر میرے شوہر کے
سینے پر سوار ہوا اور اس کو سوار کر کہ میں سمجھاؤں اور اس کو بھی راہ راست پر لاؤں۔
برق بموجب فہمائش کے باخنجر برہنہ اس کے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا۔ اور فتیلہ دافع
بیہوشی سنگھار کر ہوشیار کیا۔ جب وہ ہوشیار ہوا۔ عیار کو سینے پر اپنے دیکھ کر چاہتا تھا
کہ سحر پڑھے زوجہ اس کی آگے بڑھی اور کہا: "اے صاحب یہ شخص میری جان بخش

ہے۔" سارا ماجرا گذشتہ بیان کر کے کہا: "اگر میں نہ آ جاتی تو کام تمہارا تمام تھا اور میں آئی بھی کیا گرفتار ہو گئی۔ واقعی دین اس کا سچا ہے۔ یہ طلسم باطل ہو گا۔ میں

نےاس کی اطاعت کی ہے۔ تم بھی مطیع اسلام ہوا اور اس کا اپنا ہادی و محسن جانو۔ براہ زیر کی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ میں اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ ہم پر غلبہ نہ پاتا۔ شاہ طلسم اس سے عاجز نہ آتا۔ پس دین اسلام سب دینوں سے درست ہے۔"

ہر چند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا۔ مگر عظمت و برکت اس کے دین و مبین کی دیکھو کہ انجام میں یہی غالب آیا۔ کیوں نہ ہو

خدا پر جو کوئی رکھتا ہے سب کام
تو بیشک اس کا نیک ہوتا ہے انجام

گویا ہوا: "اے میری پیاری بی بی' تو نے مجھے پر بڑا احسان کہ راہ راست بتائی اور میری جان بچائی۔ میں نے اطاعت اسلامیان اختیار کی۔ برق یہ کلمہ سن کر اس کے سینے پر سے اترا اور اس نے اٹھ کر سر قدم پر رکھا۔ اس نے سر اس کا سینے سے لگایا اور تنگا تنگ بغلگیر ہوا۔ اس عرصے میں لشکر اور خواصنین جو زلزلہ لے کر آئی ہے۔ یہاں پہنچیں۔ لشکر اترا۔ خواصنین حاضر خدمت ملکہ ہوئیں۔ اس نے ان کا حکم دیا۔ کہ سب لشکر افسران کو بلاؤ۔ اس نے ان کا حکم دیا کہ لشکری حاضری ہوئے۔ ان سے اظہار اطاعت اسلام کر کے حکم دیا کہ: "جس کو مطیع اسلام ہو کر ہمارے ساتھ رہنا ہو' وہ رہے ورنہ جہاں جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر میں منادی ندازن تھا کہ یہ لشکری بھی ملازم ملکہ مہ رخ آج سے طلسم میں ہوا ہے اور بعد فتح طلسم شاہ اسلام کا تابعدار ہو گا' جو لگ کہ سیاہ دونوں تھے۔ وہ یہ ندا سن کر بھاگے۔ ارسمت شاہ طلسم گئے۔ باقی سب مع لشکریاں مدہوش شریک اسلامیان

**

ہوئے۔ زلزلہ ہوا۔ شوہر اس کا ہاتھ رومال سے باندھ کر سامنے بلکہ بہار کے آئے۔
قید دفع کر کے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف فرمایئے۔ ہماری جانب سے
دل صاف فرمایئے۔ ملکہ مذکور نے زلزلہ کو بغل گیر کیا اور کہا: "تم بادشاہ طلسم کی طرف
سے اگر لڑے تو کیا خطا کی۔ کس لیے کہ ملازم اس کے تھے۔ الحمد اللہ کہ سر چشمہ
ہدایت پر پہنچے۔ اگر اب کوئی بے اعتدالی کرے گا تو جائے شکایت ہے پہلے ہی مناسب
تھا۔ جیسہ تم نے کیا۔ غرض یہ کہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہاں سے
چلنا چاہیے۔ لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ طبل سفر بج گیا۔ خیمہ بارگاہ عطیہ افراسیاب بھی
قبصہ میں آیا۔ اسباب تمام بار کراکر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی۔ پاس برق کو بٹھا لیا۔
ایک تخت پر زلزلہ مع شوہر بیٹھ کر روانہ ہوئے۔
ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام تھا۔ اس طرف چلی۔ راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا۔ راستہ
کی نا واقفی سے کچھ سروکار نہ رہا۔ کس لیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ
ہوئے۔ بڑی شان و شوکت سے اس لشکر کی مالکہ بن کر' سواری ملکہ بہار کی بسان باد
بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت میں تھے اور ابر سحر سر پر
سایہ کئے۔ سواری کے آگے آگے گلہائے بو قلموں بزور سحر گلستان نیرنگ بازی میں شگفتہ
ہوئے۔ خیاباں سبز و خورم لہلہا کر بہار دکھاتے۔ جانور زمزمہ سرائی کرتے بچشم خدم
روانہ تھے۔ یہاں تک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوئے۔ یہاں جو ملازم اور
کنیزیں اور انیسیں جلیسیں حاضر تھیں۔ وہ خبر و رو مسعود ملکہ بہار سن کر بیتابانہ فرش
عشرت سے پاس ملکہ کے آئیں اور کہتی ہوئیں۔ خنداں کناں دوڑیں۔ ارکان سلطنت
قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے۔ نذریں سب کی گذریں آتشبازی سحر
کی وہ سامان تبصریح اگر لاکھوں طول ہو گا۔ مطلب نہ حصول ہو گا۔ فی الجملہ مشکوے
خسروی کی نئے سرے سے درستی ہوئی۔ ایوان شاہی دارالاہ فرمانروائی ملکہ آراستہ ہوا۔
ارکان عظام سلطنت سامنے آئے۔ ملکہ نے آ کر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا۔
برق و لرزاں قریب تخت بیٹھے۔ بہار نے حکم مہیائے سامان دعوت کار پر دازاں ریاست

کہ رشک جنگ باغ ہے یہ یادگار
گلشن عالم میں ہے جس کی بہار

تا ابد قائم رہے ملکہ بہار
فیض رحمت سے جس کے یہ بہار

دور شاہ گل میں ہم خرم رہیں
تختگاہ باغ یارب برقرار

کیا خزاں کا اپنے دل کو درد و غم
ہے ہمارے باغ کی مالک بہار

خاطر دشمن میں کھٹکے خار غم
دوست دیکھیں آ کے سیر سبزہ زار

ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا
نشہ عشرت سے نرگس پر خمار

آب گلگوں نہر میں جاری ہے
ہو بشکا شیشہ سر جوئبار

○○○

• لرزاں جادو

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لے کر داخل گلستان عشرت کار ہوئی۔ پچھال پہروں باقی تھا کہ لب نہریہ گلعذار زیب و سادہ سبزہ زار ہوئی۔ خواصان گل پیراہن و یاسمن بدن نے آ کر جام مے گلرنگ دینا آغاز کیا۔ کنارہ جو سبزہ لگا تھا۔ لطف میکشی تھا کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب میں ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاید شب میں آیا۔ ہر سمت عالم نور نظر میں سمایا۔

باغ میں مقیس اڑنے لگا۔ رقص ہونے لگا۔ بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانوں کے زیر نمگیرہ زرتار آ کر جلوہ بخش ہوئی۔ اس وقت کی کیفیت قابل دیدی تھی۔ وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تو تمام عمر اس کی حسرت میں بسر افسوس کر کے مر جائے۔ نازنینوں کے جسم منور کی چمک اور پھولوں کی مہک شبنمی دوپٹوں کی آڑ میں جوبن کی بہار سینوں پر کچونکا ابھار' قہقہے ان کے خندہ گل کو شرماتے۔ لب نعلیں غنچہ نیم بشگفتہ نظر آتے۔ بھنتیاں چھاتیوں کی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتیں۔ زاہد صد سالہ جوش مستی میں لاتیں۔ چاندنی کا کھیت کرنا۔ نہروں کا موج مارنا۔ پھولوں سے دماغ دہر بس جانا۔ عجیب ایک ہنگامہ عشرت تھا۔ سامان مسرت تھا۔ اس عالم میں ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی۔ شب ہجرہ وہ شب مسرت پائی۔ آہ کا دھواں ایسا بلند ہوا کہ سروستان باغ محبت بن گیا۔ دور جگر نے لب خوش رنگ پر جم کر مستی کا عالم دکھایا۔ وہاں تنگ غنچہ سوسن نظر آیا۔ سینہ داغوں سے گلشن بنا۔ ملکہ زلزلہ سے کسل سفر کا حیلہ کر کے سر درد کا اظہار کیا اور کہا: "اگر تمہاری اجازت پاتی تو بارہ دری میں جا کر آرام کر آتی۔" ہر ایک اہل انجمن نے کہا: "بسم اللہ۔ عاشق بہار عارض یار وہاں سے آنکھوں میں آنسو بھرے کاسہ نرگس کو صدف گوہر بنائے' موتیوں سے ساغر حباب لبریز کئے بارہ دری میں آئی۔ پردے اس کے چھوڑ کر کنیزوں سے فرمایا: "خدمت

مہمان جا کر بجا لاؤ۔ وہ سب چلی گئیں۔

جب تنہائی ہوئی بے قراری سے کروٹیں بدلنے لگی۔ مگر کسی پہلو قرار نہ آیا۔ قلزم عشق نے جوش مارا۔ طائر عقل اڑ گئے۔ غم ہجر نے بیہوش کر دیا۔ چشمہ اس لیے فرط گریہ سے گہرریز تھے کہ آنکھوں میں صورت پھرتی تھی۔ اس پر یہ موتی نثار کرتی تھی۔ جسم دم بھر میں زعفران زار رنج نے بنا دیا۔ اشک گرنگ نے رخ رنگیں پر گلگونہ لگا دیا۔ قفس تن میں بلبل جان گھبرائی۔ برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی۔ وہ گلشن بن سے بد تر نظر آتا۔ ابرغم گھر آتا' غنچہ نمط بیکلی ہوئی۔ گلوں نے یاد اپنے گل کی دلا کر بسار خار کھٹک دل میں پیدا کی۔ پلنگ پر فطر بیتابی سے پاؤں لٹکا کر بیٹھی اور بادصبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی۔ اسی بیتابی میں یہ پیام یاد کر دینے لگی

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر
کہنا دلبر سے حال مضطر

اے سرو رواں باغ الفت
اے مرہم زخم داغ الفت

اے ماہ سپہر بادشاہی
اے زہرہ چرخ دلربائی

آئی ہے لبوں پہ ہجر سے جان
وحشت سے ہے خانہ باغ زندان

آنکھوں سے ہے خواب کو عداوت

طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت

ناساز مزاج ہے ہمارا
دیدار علاج ہے ہمارا

بیداری شب ہے اب ستاتی
بستر پہ نہیں ہے نیند آتی

یہ تو اس طرح دیوانہ وار بک رہی ہے اور بالائے بام جلسہ عشرت ہے۔ ہر ایک مصروف راحت ہے مگر شاہ جاوداں کی کفیت سنیے کہ بانتظار لرزاں وغیرہ باغ جمشیدی میں آرام پذیر رہا۔ ہر روز پتلیاں نیا تماشا دکھاتیں۔ گاتیں بجاتیں میوے کھلاتیں۔ جب کچھ خبر لرزاں کی اس کو کئی روز تک نہ ملی۔ آج کی رات اس باغ سے سوا ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب میں جاؤ۔ ما بدولت سیر شب ماہ کر کے عنقریب آتے ہیں سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ۔ وزیر آداب بجا لا کر روانہ ہوا ور یہ تخت اڑا کر جانب صحرائے طلسمات چلا۔ چاندنی کی باہر دیکھتا۔ سیر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دل سے کہتا تھا کہ اب لرزاں اگر بہار کو گرفتار کر کے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھ کر کہنا: "اے گل باغ بے وفا کچھ بھی تجھ میں بوئے وفا ہے یا نہیں۔ وائے خار صحرائے کج ادائی۔ اگر وہ بے مروت اس منت پر بھی نما نے آخر کسی کے ساتھ وصل اس کو میسر ہو گا اور تجھ کو رشک و فراق میں جلنا پڑے گا۔ پس بہتر یہ ہے کہ صدمہ ہجرا بھی سے گورا کروں اور اس کو شوہر مرگ کے کنارے میں سلاؤں۔ انجام میں کیوں رنج رقابت کس کا سہوں۔"

اسی طرح کی باتیں دل سے کرتا کوہ چینی پر آیا۔ چاندنی میں اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی۔ بسان ماہ تاباں چمکتا تھا۔ ہر سنگ ہم سنگ گوہر فرط صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسوں پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار تپلیاں چینی کی وہاں سے

مہابت و عظمت اپنی دکھانے کے لیے تیغہ سحر جو کمر سے لگایا تھا۔ زیر ران لایا وہ ایک اژدر ہائے دمان و شعلہ بن گیا۔ اسی پر سوار داخل قلعہ ہوا۔ دیکھا تو قلعہ میں گھما گھمی، روشنی ہر مکان میں جلوہ دیتی ہے۔ کہیں ناچ کا سمان ہے۔ کہیں ڈھولک بجتی ہے۔ شعر خوانی کا چرچا ہے۔ ملکہ بہار کے آنے کی خوشی سب کو ہے۔ رعیت میں بھی شادی رچی ہے۔ یہ کیفیت دیکھتا اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہے۔ جو میں اب ملکہ کو ملک و مال دوں گا۔ اسی طرح دارالامارت میں آیا۔ جہاں ساحران نامی حاضر تھے۔ پیرا چوکی حاجب دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے۔ بادشاہ کو دیکھ کر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی۔ شاہ نے آنکھ ہلا کر سلام کیا اور اندر چلا۔ کس کی مجال جو روک سکے۔

مگر یہ ایوان شاہی تک پہنچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری پہنچ کر پوچھا ملکہ عالم کہاں تشریف فرما ہیں۔" شاہ طلسم آ پہنچے۔" ملکہ اپنے عالم میں ہر چند کو مبتلا تھی۔ مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اٹھی۔ دل سے کہا: "خدا خیر کرے۔ یہ آفت تازہ آئی۔ بس بام پر جا کر برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہیں معلوم رات کو میرے یہاں تنہا کیوں آیا ہے۔ اگر برائے فساد آتا تو ایسی نرمی کی روش نہ ہوتی۔ معلوم ہتا ہے کہ میرے عشق میں بے قرار ہو کر بارادہ فاسد قدم زن ہوا ہے۔ اب اس سے مقابلہ کرنے کا یارا نہیں جو کچھ کہو وہ کیا جائے۔

برق نے کہا: "اے ملکہ جا کر استقبال کرو اور بتعظیم تمام یہاں لاؤ۔ بروز جنگ و بزور آشتی اگر کچھ وہ فساد لائے گا۔ اس وقت دیکھ لیا جائے گا۔" ملکہ یہ کلمہ سن کر جلد کوٹھے سے اتری اور کشتیاں جو اوپر موجود تھیں۔ برائے نذر اٹھوا لیں۔ کنیزوں کے حلقہ میں روانہ ہوئی۔ کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے۔ یہ ماہ فلک جمال خراماں دارلارت کے اندر والے در پر پہنچی۔ بادشاہ قریب پہنچ چکا تھا کہ اس کو آتے دیکھ کر اژدر پر سے کودا اور اس کو ہاتھ میں پھر اٹھا لیا۔ وہ تیغہ بن گیا۔ ملکہ نے سرو قد جھکا کر تسلم کی۔ شاہ کی نگاہ اس کے حسن بے نظیر

پر پڑی۔ پہلے وہ حرکتیں کہاں تھیں' جواب مزاج میں پیدا ہیں پہلوئے یار میں بیٹھ آنے سے شوخیاں چتون میں ہویدا ہیں جسم میں سسکیوں سے جنبش نزاکت کا بہانہ اتنی دور آنے سے تھک گئی۔ لب پر خشکی غنچہ سر بستہ کی صورت کیفیت دہن کی چہرہ پر کچھ عالم یاس۔ بناوت کی راہ سے بشاش غمزہ ناز کہتے کہ ٹھہرا جس کو غرض ہو گی۔ وہ خود آئے گا

بشکل آرزو پنہاں حیا میں
نہایت شوخ طرز مدعا میں

اشاروں سے تمنائیں ہویدا
نگاہوں سے غرض کچھ اور پیدا

عجب انداز سے آئی وہ گلرو
کہ اس کو کچھ رہا دل پر نہ قابو

زبان شاہ سے اک آہ نکلی
تو ہنس کر اس کے منہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہو گیا اور قریب آ کر گویا ہوا۔ اے ملکہ مزاج اچھا ہے۔" اس مہ پارہ نے جواب دیا: "آپ کی بلا سے چاہے اچھا ہو یا برا۔ معتوبوں کے مزاج کا پوچھنا کیا۔" یہ کلمہ اس لیے کہا در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی۔ یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے۔ بادشاہ نے قریب پہنچ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سن کر فرط عشرت سے مالا مال ہو گیا۔ سمجھا کہ بے شک یہ تجھ کو چاہتی ہے جب تو زبان پر لاتی ہے کہ ہم کو تم نے معتوب

بنایا اور آج تک خبر نہ لی۔ سچ ہے مجھی سے غفلت ہوئی۔ غرضیکہ ہاتھ میں ہاتھ سے شانے سے شانہ ملا۔ خوشبوئے جسم سے اس گل کے دماغ بسا ہوا۔ ملکہ گردن جھکائے' ہاتھ چھڑانے کا پہلو سوچتی آگے بڑھی۔ راہ میں جب وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتا۔ یہ بات کاٹ دیتی۔ کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہاں کیوں ساتھ نہ لائے۔ تنہا تشریف لائے۔ آنکھیں ان کے دیکھنے کو ترس گئی ہیں۔ آپ ان کو بہت جلاتے ہیں۔ وہ لشکر میں پڑی رہتی ہیں۔ آپ باغ سیب میں مزے اڑاتے ہیں۔ وہ لشکر میں پڑی ہوں گی آپ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔

شاہ نے ہنس کر کہا: "ہم تو تم پر مرتے ہیں۔" ملکہ منہ بنا کر بولی: "واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت میں ہر ایک دیوانہ ہے۔ یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہے۔ آپ بڑے بہنوئی ہیں۔ بجائے باپ کے اگر میری الفت میں جان دیجئے تو تو کچھ خلاف نہ کیجئے گا۔ بڑے بھائی میں اور با میں کیا فرق ہے۔"

یہ کلمہ سن کر چہرہ بادشاہ متغیر ہوا۔ لیکن سمجھا کہ سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتہ ہے اور واقعہ میں اب تک اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ جو جی چاہے کہے۔ جب تعلق ہو جائے گا۔ اس وقت آپ ہی کہیں گی۔" یہ سمجھ کر ملکہ کو براہ تمسخر گود میں اٹھانے کا قصد کیا۔ ملکہ چمک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آج تک کنیز کو اپ کی گود میں بیٹھنے کا انکار تھا۔ جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہیں۔ آج آپ کی نیت اور پاتی ہوں سامری قسم گھبرائی ہوں۔ رہ رہ کے تعجب آتا ہے کہ لوگوں کو دینا میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ وہی مثل ہے کہ "الٹا زمانہ' نواسی کو تکے نانا۔" شاہ نے اس کے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بے عزتی ہنس کر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی میں کچھ فرق نہیں۔ ایک بہن نہیں ایک سہی اور اے نزاک بدن تجھ ایسا گل گلشن دہر میں کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے۔ اسی سے میرا بلبل دل تجھ پر فدا ہے۔" غرضیکہ یہی باتیں کرتا ہوا بالائے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخینہ میں اس کو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی کرے۔ پس جلسہ عشرت بٹھانا لازم ہے۔ چنانچہ

جب کوٹھے پر زلزلہ و لرزاں نے اٹھ کر تسلیم کی۔ یہ مسند پر بیٹھا اور وہ دونوں پس پشت جا کر ٹھہر اس نے ان کی جانب بے نظیر حسرت دیکھا اور کہا: "کیوں شیوہ نمک حلالی یہی ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔ خیر سمجھ لیا جائے گا۔ اتنے نمک حرام جمع ہیں تو میرا کیا کر لیتے ہیں اور اگر تم خلاف ہوئے تو کیا بنا لو گے۔"

یہ کہہ کر دل سے مشورہ کیا کہ بہار سے اصرار وصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ کہاں جائیں گے۔ پھر مطیع ہوں گے۔ ابھی ان سے خبر نہ ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر چپ ہو رہا اور جانب بہادر متوجہ ہوا۔ کبھی با نظر حسرت اس کو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اس پر پھینکے۔ کبھی جنبش ابرو و چشم جسے آنکھ مارنا کہتے ہیں۔ اس طرح سے اشارہ کیا۔ کبھی اس کو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ

اگر یہ ناز عشوہ رہیں گے
تو جانی ہم تو مطلب کی کہیں گے

ملکہ آنکھیں نیچے کئے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دل سے حفظ و آبرو کی مانگتی تھی۔ ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے تھے شاہ نگار سحر ڈال کر پیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ بیہوشی دے۔ چنانچہ یہ تو اس کیفیت میں ہے لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو بہر استقبال شاہ بھیج کر آپ بارہ دری میں آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا: "تجھ کو میں اپنی صورتپر بناتا ہوں۔ خبردار سوئے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہہ کر مثل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا: "بلائے بام جا کر ٹھہرے۔" وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی۔ بادشاہ کو سلام کیا۔" اس نے ہنس کر کہا: "اے برق مزاج کیسا ہے۔" کنیز نے جواب دیا: دعا کرتا ہوں۔" بادشاہ ازبسکہ مخاطب بجانت ملکہ تھا۔ کچھ اس سے خبر نہ ہوا اور ادھر برق آئینہ سامنے رکھ کر ایک ایسی نازنین عورت کی شکل بنا کر بہار سے ہزار درجہ حسن میں بہتر تھا۔ رخ روشن اس کا روئے آفتاب محشر تھا۔ چہرے

میں نمک حسن دادا بھرا۔ گرمی میں خاطر مشتاقاں کے لیے سوز و ساز دینے والا۔ زلف شکن در شکن کے حلقے ناقہائے آ ہوئے چین کا دل خون کرتے۔ آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرتے۔ زیر گیسوئے معتبر پیشانی انور ابر تیرہ میں جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیع خود بینیون سے بھری۔ سوتوان ناک مابین رخسار یا دیوار چمن حسن رنگین بنی جچشم سرمہ آگیں جادو تمکین شاہ جاوداں کو فریب دینے چلیں۔ اسی سے چکر مکر پھرتیں۔ رک پر غازہ صباحت حقیقت میں کان ملاحت لب گلرنگ پر مر جان صدقے شرم سے لعل بدخشانی مرا کھائے۔ دانتوں کے روبرو موتی ہو جائے۔ آواز اس کی شیریں انداز نظر تمکین باتیں سب بھولی بھالی۔ دہن تنگ دیکھ کر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھاتیوں کی کچیں نمودار' کم سنی اظاہر شکم رشک موج قلزم نور قمر چشم تصور سے بہت دور لطیفہ گوئی میں طاق بذلہ سخجی میں شہرہ آفاق۔ زیور جواہرین سے جسم مزین۔ اٹھتا ہوا اس کا جوبن کہ

چڑھی تھی چتونوں پر نوجوانی
خجل صورت سے ماہ آسمان

جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور
سجایا پائے نگاریں سے تھا تا سر

سراپا حسن سے تھا اس کا پرنور
حیا سے مثل سایہ پر تو حور

قیامت تھا وہ بوٹا سا قداس کا
خجل گلستان رو برو تھا

**

ترقی اس کو تھی حور و پری سے
خجل شمش و قمر جلوہ گری سے

گلابی رنگ کا پٹکا کمر میں
وہ ڈوبا خوب آب سیم و زر میں

کیا گرد اس کے حسن و خوب نے نور
گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور

بنی تھی موتیوں کی بیل اس پر
نکلے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہو کر ایک اور کنیز ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آ کر اترا۔ سدائے خلخال پا سے نظر بادشاہ ملکہ کی اس پر پڑی۔ ملکہ سمجھ کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے۔ بادشاہ کو یہاں آیا ہوا سن کر ملاقات کو آئی ہے۔ یہ سمجھ کر بغلگیر ہونے اٹھی۔ برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی۔ پھر بہار کے گلے ملا اور گویا ہوا: "بہن مدت سے تم کہاں گئی تھیں اللہ یہ بے مروتی کہ مدتوں صورت بھی نہیں دکھاتی۔" بہار یہ کلمات سن کر حیران تھی کہ میں اس کو پہچانتی نہیں اور یہ ایسی باتیں کرتی ہے جیسے بڑی اس سے دوستی ہے۔ لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہ ہوئی۔ یہ تو نے کہہ سکی کہ میں تمہیں جانتی نہیں ہوں۔ اس کی شکایت کے جواب میں کچھ عذر و حیلہ کر کے اپنے برابر بٹھایا۔ شاہ جاودان اس کی ادا کو دیکھ کر فریفتہ ہوا۔ عشق بہار بھولا۔ اس لیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوت ہے۔ پھر ملکہ مذکور کو وہ چھل میں اور شوخی کہاں آتی ہے۔ جو یہ عیار جانتے

ہیں۔
شاہ بیتاب ہو کر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہاں تمہارا نام کیا ہے۔" اس کا فرا دا مست نے اس طرح مسکرا کر آنکھوں کے لال لال ڈورے دکھا کر نظر کو پھرا

یہ یہ شیرنی زبانی جواب دیا کہ مجھ کو ارمان جادو کہتے ہیں قریب ان کے مکان کے رہتی ہوں۔ ان سے یعنی بی بہار سے محبت ہو گئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہوں۔ شاہ نے فرمایا: "پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو۔" اس نے کہا: "چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ۔ میرے کنوار چھل میں جو ٹبا لگ گیا تو کیا ہو گا۔ آپ ہزاروں محل کرتے ہیں۔ ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلا پا بندی کو نہیں گوارا۔" شاہ نے یہ کلمہ سن کر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ اس ماہ پارہ نے ہاں ہاں کر کے قریب کھس کر کہا: "دیکھو سامری قسم میری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں اور کلائی میں بھی موچ آ گئی۔" یہ کہہ کر ایسا منہ بنای اکہ شاہ بیقرار ہو گیا۔ چاہا کہ بوسہ لے لوں۔ لیکن اس نے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہ "لو صاحب یہ بے عزتی دیکھو۔ جمشید جانے مجھے یہ دل لگی اچھی نہیں لگتی۔ بھری محفل میں میری آبرو اتار لی۔" بادشاہ نے گلے سے لگا لیا۔ اس نے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنس کر مارا کہ خوب تم مزے میں آئے کسی کی آبرو پر پانی پھر جائے تمہاری بلا سے۔ اے صاحب ذرا نچلے بیٹھو۔ بادشاہ نے بموجب کہ

گلے مل کر کہا اس سے کہ اے جانی
ہمیں بھی ہے امید مہربانی

اس نے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈال دیئے اور جھک کر الگ ہو گئی کہا: "اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانوں پر ہاتھ نہ ٹیکتی تو منہ کے بل گر پڑتی۔ بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہیں نہیں کیا کی' مگر کھینچ کر گود میں بٹھا لیا پھر تو یہ حال ہوا کہ

ہزاروں اس نے اس کی منتیں کیں
نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دیں

ہوائے شوق سے تھا وہ جو مضطر
نہ مانا لیے بوسے مکرر

ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہاں
نکالے اس نے اپنے دل کے ارماں

لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے
تو وہ گراد لگی اس دم بپھرنے

کہا اب شامتوں نے تجھ کو گھیرا
کوئی کسی مگر مجھ کو ہے سمجھا

ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا
نہیں گستاخیاں تیری گوارا

بشر کرتے ہیں حیوان کا کام
ندامت سے نہیں خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتوں سے مجھا کہ یہ بالکل راضی ہے۔ یہ سمجھ کر ملکہ بہار یس کہا: ''یہاں تخلیہ کر دو۔'' ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اٹھی۔ اس حور دش نے گود سے بادشاہ کے اٹھ کر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا: ''بہن کہاں جاتی ہو۔ میں بھی رخصت

ہوتی ہوں۔ ملکہ نے ہر چند حیلہ کر کے پیچھا چھڑایا۔ مگر اس نے آنچل نہ چھوڑا۔ ملکہ
بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اس کو گود میں اٹھا کر بارہ دری میں

لے جائیے۔ یوں نہ مانے گی۔ بادشاہ ایما اس کا سمجھ کر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے
لگا۔ اس مہ پارہ نے موتیوں کا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو میں لوں گی۔
بادشاہ نے ہار اتارا اس کو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا۔ اس نے ہاتھ جھٹک کر کہا: ”نہ
صاحب میں تو ایسے ہار سے در گزری۔ جس میں یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے۔“

یہاں تو یہ اختلاط گرمجوشی ہے اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی۔ چھپر کھٹ آراستہ
ہوا۔ گل تکیہ عطر سے بسے لگا دیئے گئے۔ ترابے گلاب کیوڑے کے منہ کھول کر
ہوا کے رخ پر رکھے۔ غرض کہ تصریح اس کی تا کجا۔ جب سامان درست ہوا۔ بادشاہ
کو اشارہ کیا۔ وہ اختلاط کرتے کرتے گود میں مہ جبین کو لے کر استادہ ہوا۔

برق بھی یہ اشارہ دیکھ رہا تھا۔ سمجھا کہ اب تجھے یہ جانب تخلیہ لے چلا۔ یہ سمجھ کر
گود میں بادشاہ کی تڑپا۔ کہا: ”دیکھو میرے کان میں عطر کی روئی رکھی تھی۔ کہیں گر
نہ جائے۔“ چنانچہ اس حیلہ سے کان میں سے روئی عطر بیہوشی کی نکال کر بادشاہ کی
ناک میں لگا دی۔ شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمیں پر گرا یہ یہ گود سے کود کر
الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری میں مخفی تھا' نکال کر بہر قتل بڑھا ملکہ یعنی بہار نے
اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتیں معشوقانہ اس کا کام
تھا۔ ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا روئے ہوا سے آ
کر زمین پر پہنچا۔ ہاتھ میں شیشہ گلاب سے بھرا تھا۔ اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ
پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا۔ برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ لیکن اس پتلے
کے دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا۔ ٹھہرا رہا۔ جب شاہ
کی آنکھ کھلی۔ دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے۔ یہ معوم کر کے نگاہ سحر سے
خوب نظر بھر کر دیکھا۔ پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوئے۔
دوڑ کر قدم پر گرا کہ میں برق عیار ہوں۔ میری خطا معاف فرمایئے۔ اب میں آپ کی

طرف ہوتا ہوں۔ شاہ جاوداں کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب بیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا۔ بہار گلستان انجم کے خزان ہونے کو موسم قریب تر

آیا۔

افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بے نظیر قہر گھورا۔ برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ "اے شاہ جاوداں میری خطا معاف کیجئے اور سچ فرمایئے کہ یہ کیسی عیاری میں نے کی۔" بادشاہ نے کچھ اس کا عذر سماعت نہ کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر بہار آگے بارادہ رزم بڑھی۔ بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پری زاد فلک کی جانب سے اڑتی ہوئی اور بہار کے لپٹ گئی۔ اس کے جسم میں وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی۔ لرزاں اور شوہر اس کا ہاں ہاں کر کے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ ان کو بھی غش آ گیا۔ شاہ نے اس وقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار تجھ سے راضی ہو تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی۔ اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس اپنے مقام پر لے چل کر منت و سماجت کر کے اس کو راضی کرنا چاہیے۔ اگر نہ مانے تو اسے قتل کر کے اس ملک پر کوئی اور حاکم بھیج دینا۔ یہ سوچ کر سحر پڑھا کہ پتلا اور پری تو غائب ہو گئی۔ لیکن ایک تخت پر روئے ہوا سے اتر آیا۔ اس نے ملکہ بہار اور سب بیہوش کو اس تخت پر ڈال کر آپ بھی سوار ہو کے راستہ پکڑا۔ جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا۔ کنیز ان ملکہ موصوفہ اور ملازمان قلعہ انیسیں جلیسیں ارکان طلستن سب نے جو شور نوحہ بلند کیا۔ کون اس کی شرح کر سکتا ہے۔ یہ حال تھا کہ

رواں آنکھوں سب کے اشک گلنار
ہوا ہر ایک کو رونے سے سروکار

ہوا سب کاروبار سلطنت بند
بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند

سیہ پوشی کا چرچا تھا محل میں
نیا ایک حشر برپا تھا محل میں

بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد
گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد

مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت
پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اسلامیان ہیں انشاء اللہ جلد رہا ہوں گی۔ کچھ تر و لازم نہیں۔ غرضیکہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لے کر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہ رخ روانہ ہوئیں کہ وہاں چھپ کر حال ملکہ بیان کریں اور سارا لشکر مہ رخ کا لے کر ملکہ کو اپنے شاہ طلسم سے لڑ کر چھڑا لیں۔ فی الجملہ یہ سب کوچ کر کے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتے ہیں۔ بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لے کر اڑا۔ راہ میں سحر دفع کر دیا کہ یہ نہ جانے کہ بادشاہ نے ڈر کر ہم کو بیہوش رکھا۔ پھر ہر ایک کو ہوشیار کر دیا۔ ان کی آنکھ کھلی شاہ جاوداں کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا۔ شرم ناچارگی سے گردن جھکالی۔ بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب روئے مگر نگرا تھا اور گلچینی اس کے گلشن حسن و جمال کی رتا تھا دل بے اختیار گود میں بٹھاتے اور پیار کرنے کو چاہتا تھا۔ مگر ابھی غصہ جتانا اور بھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جان کر خاموش تھا کہ گھر پر چل کر کوئی اس کی سفارک کرے گا تو خطا معاف کر کے منت پذیر ہوں گا۔ مختصر یہ کہ تخت اڑائے قریب دریائے خون رواں پہنچا۔ وہاں سے لشکر مہ رخ قریب تھا۔ عیار تو صحرا میں پھرا ہی کرتے ہیں اتفاقاً ضر غام اور صبا رفتار عیارہ و عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا

تھا۔ یہ دونوں لڑ رہے تھے۔ بادشاہ نے وہاں پہنچ کر تخت نیچا کر کے ٹھیرا لیا اور تماشاہ ان کی لڑائی کا دیکھنے لگا۔ عجب ماجرا نظر آیا کہ دونوں نے کوس بھر کا میدان باندھا ہے۔ مثل برق جہندہ دم بھر میں کوس بھر جا کر چمکتے ہیں اور کبھی آپس میں آ کر گتھ جاتے ہیں۔ گردش ان کی نظر میں نہیں سماتی۔ چل پھر اس طرح کی کہ بجلی کوندھ جاتی۔ خنجر کی تھپکیاں چلنا حلقہ ہائے کمند سے طراطر بھر کر نکلنا جستوں کے سناٹے' کلاچیں اور فراٹے بھر نالائق تماشا تھا۔ دھوکے دنیا ان کا سمجھ میں نہ آیا تھا۔ کبھی وہ کہتا اے ملکہ قدم تمہارا پتیرہ کے خلاف پڑا ہے۔ جب وہ قدمک کی طرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کر کے اس طرح نکلتی کہ جیسے عینک میں سے نگاہ نکلتی ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے عیار غفور کر کہ ٹھاٹھ تیرا بگڑ گیا۔ یہ اپنے جسم کو خیال کرتا۔ وہ کمند مارتی۔ یہ اس طرح حلقوں سے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہے شاہ جاوداں اس لڑائی کو دیکھر بہت خوش ہوا۔

برق نے اس کو خوشنود دیکھ کر کہا: "ہمار عیار اور آپ کی عیارہ کیوں اے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہے اگر آپ زمین کے قریب تر تخت لے جا کر ٹھہریئے تو قدر دان کو دیکھ کر دونوں جی توڑ کر لڑیں اس سے زیاہ تماشہ نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہیں۔ یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہیں کرتا اور جانتا کہ نکل ائے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا۔ جب آپ کو دیکھیں گے۔ لامحلّہ جان لڑا دیں گے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلے گا۔"

بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا۔ ضر غام نے چاہا کہ بھاگ جاؤں ایسا نہ ہو یہ سحر کرے اور قید کرے مگر بادشاہ نے کہا: "خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشہ دیکھیں گے۔" یہ سن کر دونوں سلام کر کے لڑنے لگے۔ واقعی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامہ کا راز بلند ہوا۔ نیمچے اس طرح چلنے لگے۔ جیسے بجلیان کو ندتی تھیں۔ جھناٹے کی آواز تابہ تیغ مہر پہنچی تھی مسیحا کو زندگی سے نا امیدی تھی۔ چمک سے شمشیر

صاعقہ بیز کے چشم جوہر خنجر فلک خیزہ ہوتی تھی۔ دیدے میں سفیدی تھی۔ تیروں کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے میں تھا۔ کیا وہ چرخ کبود کی پشت خم تھی۔ قدر انداز قضا گوشہ میں سہم کر تھراتا تھا اور چھپا ہوا الامان کہہ کر چلاتا تھا۔ گردش مبازراں پر اور تلوار کی چالڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا۔ ڈورا تلوار کی باڑھ کا جادہ راہ عدم تھا۔ تار نفس کے قطع ہونے میں عرصہ کوئی دم تھا

تڑپتے تھے وہ بر انداز ہر سو
طرارے تھے بلا پر واز ہر سو

روانی چال میں ایسی تھی ان کے
جسے موا جی دریا نہ پہونچے

سلنگین اور جستیں تھیں بلا خیز
روانی تیغ کی تھی حشر انگیز

کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم
بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم

اسی لڑائی میں ایک بیضہ بیہوشی بھرا۔ ضرغام نے کمر سے نکالا۔ شاہ جاوداں نے اس کو دیکھ کر پوچھا: "یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا: "حضور یہ بیضہ بیہوشی ہے۔" برق نے کہا: "حضور کی سمجھ میں اس انڈے کی لڑائی نہ آئے گی۔ دیکھیے جناب یہ لڑائی اس طرح ہے۔" یہ کہہ کر تخت پر سے کودا اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضرغام پر پہلے خنجر کھینچ کر جا پڑا۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ صباد رفتار ٹھہر کر محو تماشائی

ہوئی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اس کے پہنچا کہا "حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہے۔" یہ کہہ کر اشارہ بیضہ مارنے کا جانب ضر غام کیا۔ مگر تاک کر منہ پر صبار رفتار کے مارا کہ فوراً اس کو چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گری۔ بادشاہ اس کی جانب متوجہ تھا کہ اس نے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منہ پر مارا کہ آچھیں کر کے بادشاہ بھی بیضہ منہ پر پڑتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اس کے بیہوش ہوتے ہی درخت اس صحرا کے جھومنے لگے۔ زمین سے غبار سیاہ اڑا طائر غل یا شہنشاہ یا شہنشاہ کا مچانے لگے۔ زمین تھرائی۔ بہار سمجھی کہ مقرر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا۔ برق و ضر غام کو پنجہ میں داب کر اڑ گئی۔

ازبسکہ سحر سے سب رہا ہو چکے تھے۔ زلزلہ و لرزاں گھبرا کر زمین میں سما گئے۔ کس لیے کہ یہ زمیں میں زلزلہ کرنے کا سحر خوب کرتے ہیں۔ غرضیکہ بہار سناٹا بھرے بہت ضلد دور تک نکل گئی اور شاہ طلسم نے پتلیوں نے زمین سے نکل کر پچکاری گلاب کیوڑے کی منہ پر مار کر ہوشیار کیا۔

اس نے قیدیوں میں سے کسی کو نہ پایا۔ صبا رفتار بیہوش پڑی تھی اس کو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کر کے بڑی نامتف ہوتی تھی۔ دل سے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر کے یہ عیار نکل گیا ہے کہ جب یاد کروں گا خجالت آئے گی۔ علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ میں آ کر نکل جانا جب یاد آتا۔ کف افسوس ملتا کہ ناحق میں رزم عیاراں دیکھنے یہاں ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا۔ غرضیکہ اسی رنجم وگمک میں خیال آیا کہ عیارہ نے تجھ کو نادم ہوتے دیکھا ہے بنظر حقارت ہمیشہ تجھے دیکھے گی۔ سوا اس کے مہ رخ وغیرہ یہ حال سن کر بہت بے خوف ہو جائیں گی۔ اس عیاری کا بدلہ چل کر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا عظیم و شان زور زور دکھانا چاہیے یعنی اپنے بیہوش ہونے کے عوض میں کل لشکر باغیان کو بیہوش کرنا لازم ہے۔ یہ سوچ کر عیار کو تخت پر بٹھا کر اڑا راہ میں بہار کا حسن یاد کر کے

آنکھوں میں آنسو بھر لایا مگر عیارہ تو ساتھ تھی اس وجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور بصد عجلت صحرا و دشت طے کر کے ایک پہاڑ پر آیا۔ وہ کوہ عظمت میں ہمسر آسمان تھا۔ تمام پہاڑ گلہائے طلسمی سے رشک گلستان تھا۔ بادشاہ اس سیر کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوا اور بیچ کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا۔ ہرزا ہا طائر اس پر بیٹھا تھا۔ اس نے اس درخت کو لے میں داب کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب ہٹ کر الگ ٹھہر رہا۔ زمین پر نہ گرا۔ جہاں سے وہ اکھڑا تھا۔ اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا۔ بادشاہ نے سحر پرھ کر پکارا "اے پری زادان طلسم آؤ۔" یہ صدا دیتے ہی وہ در کھل گیا اور اندر سے پریاں نکلنے لگیں۔ کہ ایک ایک ان میں غیرت بخش حوراں جناں تھی۔ ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کئے اور سونے کا زیور پہنے سامنے آ کر حاضر ہوئیں۔ تسلیم شاہ کو کر کے صف باندھ کر استادہ تھیں۔ اس وقت وہ پہاڑ کوہ بے ستون سے کہیں بڑھ کر تھا۔ کیونکہ وہاں ایک شیریں آئی تھی۔ یہاں ہزار شیریں دہانوں کا مجمع ہوا۔ آفتاب ان کے رخ سے کیا آنکھ ملاتا کہ ان کے تلووں کا عکس کہلاتا ہے۔ ماہتاب داغی غلام شہرت پاتا ہے۔ گیسو ان کے بلائے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایمان عاشقاں کہ

سراپا روکش روز قیامت
نگوں شمشاد وہ آزاد قامت

جبین موج نسیم گلشن نور
عذار صاف رشک شعلہ طور

صفائی میں خجل آئینہ ماہ
حیا سے داغ دل تھا سینہ ماہ

**

بادشاہ نے ان قمر پیکراں طلسمی سے ارشاد فرمایا۔ کہ تخت طلسم جا کر لاؤ اور تم ازلسکہ فوج طلسمی میں بھرتی ہو۔ مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ۔" پریاں حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازہ بن درخت میں چلی گئیں بعد کچھ دیر کے اس درسے کئی ہزار اژدر شعلہ افشاں پیدا ہوا۔ اور ان اژدہوں پر ایک قصر بنگلے کی طرح مثل قلعہ بلند کے بنا تھا کہ اس کے تین درجے تھے۔ جو نیچے کا درجہ تھا۔ اس میں کئی ہزار زنگی سیاہ تیر دروں تلواریں کھینچے لڑ رہا تھا اور بیچ کے درجہ میں پریاں موتی جھولیوں میں بھے اچھالتی تھیں اور اوپر کے درجہ میں پریاں موتی جھولیوں میں بھرے اچھالتی تھیں اور اوپر کے درجہ میں بارہ ہزار برج بنا تھا۔ ہر برج کا دروازہ بند تھا۔ ان برجوں پر جو مہتابی تھی۔ اس میں ایک تخت جواہر آگیں بچھا تھا۔ گرد تخت کرسیاں یاقوت لگا بچھی تھیں۔ ان پر وہ پریاں جو افسر فوج پری زادان ہیں بیٹھی تھیں اور قریب تخت ایک مہ جبیں رشک لعبت چیں تاج مرصع سر پر دیئے۔ ہاتھ میں نفیر لیے جلوہ فرما تھی۔ سب پریوں کی افسر تھی۔ تخت کے چاروں پایوں پر اژدرہے پنکھا منہ میں والے بیٹھے تھے اور پشت تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منہ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پریاں جو پہلے آئی تھیں۔ پنکھیاں اور سلفچیاں چنگیریں اور گلدستے وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کھڑی تھیں۔ مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہاں تاب دیتا تھا۔ ایک طرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی۔ دن کو سورج ضیا باری کرتا۔ رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا۔ سب پریوں نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اتری۔ بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندروں قصر ہنستی ہوئی لے گئی۔ زینہ قصر کو طے کر کے مہتابی پر پہنچایا۔ صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا۔ غرضیکہ مہتابی پر پہنچ کر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی ہزار ہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر میں بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا

ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا۔ اس ابر میں روشنی تھی کہ ہزاروں مہر درخشندہ نظر آتے۔ ایک طرف سے سورج مکھی میں ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا۔ بالکل ایک بقعہ نور کا بن گیا۔ اژدے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے۔ کچھ پریاں سامنے ساز بنا کر ناچنے لگیں۔ بایں کروفر احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب لشکر مہ رخ نیک نام چلی کہ

نیا وہ قصر رشک برج مہتاب
ضیا پر آنکھرے اس کی کیا تاب

ہزاروں نازنین ماہ پیکر
پلاتی تھیں مے گلگوں کا ساغر

ہوا پر بجتے تھے لاکھوں ہی ناقوس
صدا جاتی تھی جن کی سیکڑوں کوس

ہزاروں اژدہے اڑتے ہوئے ساتھ
چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

یہاں مہ رخ سحر چشم سریر جہانی پر بیٹھی تھی۔ سراپچے بارگاہ کے اٹھے تھے۔ ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور چہار دست بھی حاضر تھا۔ ساقیان خوش لقام جام شراب دیتے تھے۔ عشرت کا جلسہ جما تھا۔ کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہیں معلوم کدھر گئیں۔ اس اثنا میں خبر پہنچی کہ مہتر قران تشریف لائے ہیں۔ قران کا ذکر کیا تھا کہ ہمراہ ساحران چلے تھے۔ وہ سب ساحر قریب اس لشکر کے پہنچے۔ قران ان کا ساتھ

چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہ رخ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ تادربا گاہ وہ آ کر لے
گئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھا۔ حال داخلہ

طلسم کوکب اور خواجہ کا ملنا۔ قتل نامہ دار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کرنے لگا۔ ہنوز
سخن ناتمام تھا کہ دفعۃً ابر سفید چمکتا نظر آیا۔ ہزار ہا سورج ایکبار طالع ہو گیا۔ ناقوس
کو صدا سے زمین میں تزلزل آشکار ہوا۔ ہر یاک سردار گھبرا کر بولا کہ یہ کیا ماجرا
ہے۔ مہ رخ نے کہا: "خدا خیر کرے' افراسیاب آتا ہے۔" قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی
سے اٹھ کر ایسا غائب ہو گیا۔ جیسے بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہاں جاتے۔ ناچار خاموش
بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے۔ سب نے دوربینیں سحر کی لگا لیں کہ کثرت
ضیا سے کچھ معلوم نہ ہوتا۔ آخر تخت شاہ جاوداں بصد آب و تاب نظر آیا۔ بنگلہ مرصع
کار پشت ہائے اژدران پر نہ پایا۔ وہی سامان جو اول بیان کیا گیا۔ ہر ایک دیکھ کر
رنگ ہو گیا۔ خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور تھراتا تھا اژدہوں کا شعلہ تا چرخ بریں
جاتا تھا۔ وہ قصر فلک رفعت بروئے ہوا قائم ہوا اور دفعۃً تڑافا ہو کر وہ جو بارہ ہزار
برج بنے تھے۔ ان میں سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اس میں چمکی۔ بعد لمحہ کے
پنجہ بسان برق چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اس کا اٹھا لایا۔ اس نے آ کر بادشاہ کو
مجرا کیا اور برابر پہلو میں بیٹھی۔

جب حیرت بھی آ چکی شاہ جاودان نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ
وہ اپنی جگہ سے اٹھ۔ اس کے اٹھتے ہی ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ ساحران عالم
کے دل دہل گئے۔ پائے سمند دہشت سے کچل گئے۔ گھبرا کر سب اٹھے۔ سارے لشکر
نے کمر مرنے پر باندھی۔ لڑنے پر تل گئے۔ شاہ طلسم نے اتنی دیر تک اتامل کیا کہ
جتنے عرصہ میں لشکر مہ رخ مسلح ہوا۔ جب سب لشکر درست ہو گیا چاق و چست ہو
گیا۔ بایمائے شاہ وہ پری نفیر لیے برجوں کے پاس آئی۔ سب در ان برجوں کے کھل
گئے اور ایک عورت ماہ طلعت مہر صورت آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے لباس مکلف مہر

صورت آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زہر جواہر پہنے نفیر اوڑھے

لباس مکلف سے درست زہر جواں ر پہنے نفیر ہاتھ میں لیے عزم رزم چست ہر برج

میں استادہ نظر آئی۔ یہ شہزادی یعنی نفری نواز جادو سب سے آگے آ کھڑی ہوئی۔ اس

برج میں کہ جو برج اور برجوں سے آگے تھا۔ اس وقت عجیب تماشہ نظر آتا تھا کہ

بارہ ہزر گلغدار لباس سنہری پہنے سونے کی نفیریں منہ سے لگا کہ کھڑی تھیں ایک

زعفران کا بروئے ہوا لگا تھا۔ رخسار سے ان کے یہ ثات کہ آفتاب زعفران کے کھیت

سے نکلا ہے زلفیں چہروں پر لہرائیں تیوریاں چڑھیں۔ پائنچے کلائی پر پڑے۔ نرگس کی

طرح ٹکٹکی باندھے۔ لشکر کو دیکھ رہی تھیں۔ حکم کی منتظر تھیں۔

یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا۔ پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہتگی پھونکا۔ صدائے خوش

آہنگ اس میں سے پیدا ہوئیں۔ اس آواز کو سن کر گھنٹے اور ناقوس بجنا موقوف ہو گئے۔

سب طرف سناٹا ہو گیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہو کر جھومی اور ہر ایک نے نفیر

منہ سے لگا کر دم دی۔ پھر تو در در داڑ اوڑ کی آواز بلند ہوئی۔ العیاذ باﷲ حضرت

اللہ صور اسرافیل پھونکا۔ نفتح فی الصور کا زمانہ آ گیا۔ قیامت کبریٰ برپا ہو گئی۔ روئیاں

سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہ رخ نے کان میں رکھیں اور ہزاروں سحر پڑھے۔ لاکھوں

تدبیریں کیں۔ لیکن تاثیر کچھ نہ ہوئی۔ دائے نفیراں سحر سے مہ رخ ار تمام لشکر بیہوش

ہو کر زمین پر گرا۔ ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بے حس و حرکت تھا۔ افراسیاب اس

وقت نعرہ زن ہوا۔ کہ "من شہنشاہ جاوداں۔" یہ تو لاف و گزاف کر رہا تھا اور پریاں

نفیر پھونک رہی تھی۔ منتظر حکم تھیں کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کریں۔ کثرت

صدا سے بڑے بڑے درخت اکھڑنے لگے اور خیام بارگاہ اکھڑ کر دور گرے۔ پہاڑوں

کو جنبش ہوئی۔ اس وقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو۔ ملکہ نفیر نے نفیر منہ سے

ہٹا لی۔ سب پریاں ٹھہر گئیں۔ لشکر مہ رخ کا عجب حال تھا۔ پلٹنیں اور رسالے فرش

خاک پر قاقم و سنجاب کے بستر پر سونے والے غش پڑے تھے۔ صفیں بسان نبات النعش

آسمان بچھی تھیں۔ محلہ خموشاں و لشکر تھا کہ ایک کا پاؤں تھا تو ایک کا سر تھا۔ ہر ایک بیجز تھا۔ شہزادیاں اس طرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھیں۔" تاج کہیں تھا آپ کہیں تھیں۔ انجام کار کا پتہ دیتی تھیں کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہیں آتی۔ جب آدمی کی جان پر بن جاتی ہے۔ انجام کو صاحب کام ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھ کر مر جاتے ہیں۔ اعضا ان کے کیڑے چاٹتے ہیں جسم گل جاتے ہیں۔ دنیا مقام عبرت ہے۔ کہاں اس گھر میں راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہونا ہے۔ فرش لحد میں یہی خاک ہے۔ یہی اوڑھنا بچھونا ہے۔ اس وقت ہزاروں گلبدن رشک چمن غربت دہ یاسمن پاؤں پھیلائے۔ گل سے رخسار مرجھائے' فرش خاک پر بستر لگائے' خواب عدم میں پڑی تھیں۔ زلفیں ان کی چہروں پر اڑ کر آتی تھیں یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی۔ کس کی چشم نرگس بند تھی۔ کسی کی آنکھ کھلی تھی گویا نرگس چمن کو خزاں ہوتے دیکھ رہی تھی۔ کوئی جو مٹھی باندھ کر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک مجھ پر ڈال دو۔ یہ بتاتی ہے کہ کوئی دست نگاریں میں خاک بھرے پڑی تھی۔ کسی کی مہندی مٹی بھر ہلکی ہو گئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے۔ طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے۔ جدھر دیکھئے لاشوں کا بچھونا تھا۔ خیام بارگاہیں اکھڑی پری تھیں بازار سونا تھا۔ حسرت ہر جگہ برستی۔ روح ہر ایک قابل عنصر خاکی میں تڑپتی یہ حال تھا

ہوئی نازل بلائے آسمانی
اسی کو کہتے ہیں سب ناگہانی

ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی
پڑی لشکر یہ تھی حسرت پرستی

نہ جنبش تھی کسی اعضائے تن میں
خزاں آئی گلوں کی انجمن میں

عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش
نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش

پڑے خاموش تھے مردے کی صورت
کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت

تا دیر یہی ہنگامہ رہا۔ بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجایا۔ دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا ہے اور ہمسر ہو سکتا ہے۔ پھر حیرت سے کہا: "دیکھا تم نے اے ملکہ' میں جس وقت چاہتا ان نمک حراموں کو سزا دیتا۔ ان کا مار ڈالنا ایسا ہے۔ جیسے پشتہ و مگس کو مل کر پھینک دیتے ہیں۔ میں ان کی حقیقت کچھ نہیں جانتا۔ ہمیشہ آپ سے طرح دیتا ہوں۔ رحم کرتا ہوں میرا غصہ سامری کی پناہ۔ دیکھو دم بھر میں کیا سے کیا ہو گیا۔" حیرت تعریف سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہیں رکھتے

یادگار سامری جمشید آپ
آسمان سحر کے خورشید آپ

کون ہے دنیا میں ثانی آپ کا
کس کا ایسا ہے جہاں میں مرتبا

آپ ہی سلطان شاہان زماں

آپ کا ہمسر ہے دنیا میں کہاں

حضور ان نمک حراموں کو زندہ نہ چھوڑیے۔ قتل کر ڈالیے۔" بادشاہ نے فرمایا: "میں بھی یہی فکر رکھتا ہوں۔ لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ یہ سحر نہ تھا۔ بلکہ تحفہ طلسم سے کام لیا۔ یہ اس وقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا۔ یہ بیچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے۔ ہاں فتح طلسم جواب دیتا۔ دوسرے شاہان طلسم اپنی جگہ پر قہقہے لگائیں گے کہ شاہ جاوداں اپنے ملازموں پر نفیر نواز کو چند پا شکستہ پر لے گیا۔ بذات خود کچھ نہ کر سکا۔ اے ملکہ میں ان لوگوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ جب چاہوں۔ ہلاک کر ڈالوں۔ پھر کیوں یہ بدنامی اپنے ذمہ لوں کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے۔ ان غفلت میں ان کو مسحور کر لیا۔ مار ڈالنا ان کا باعث ننگ و قہقہہ زنی شاہان طلسمات دہر ہے۔ اور اس چیز سے ان کو مغلوب کیا ہے۔ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا۔ پس میری عاجزی صاف ظاہر ہے۔ اس وجہ سے اس وقت طرح دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ ان کو ہوشیار کر دے۔ وہ نازنین حسب ارشاد اٹھی اور نفیر خوش آہنگی سے بہ لحن دلکش بجائی کا حاکم کے دماغ میں مستی آئی۔ وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا۔ مستوں کی طرح جھوم کر ان بیہوشاں خاک افتادہ پر جا کر محیط ہوا اور برسنے لگا اس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی۔ ہر قالب بیجان میں گویا جان تازہ آئی۔ تمام سردار و لشکری مہ رخ کے ہوشیار ہو گئے۔ بادشاہ نے پکار کر کہا: "دیکھا تم نے اے نمک حراماں کیا حال تمہارا دم بھر میں میں نے کیا۔"

مہ رخ نے در جواب اس نعرے کے کہا: "غفلت میں جو چاہتا وہ ہمارا ایسا نہ بناتا۔ ذرا بھی پیشتر ہم کو یہ کیفیت معلوم ہوتی کہ بادشاہ نامردی کہ راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ م پر کرے گا تو ہم اس تحفہ کا جواب نہ دے سکتے۔ لیکن مالک ہمارے یعنی اس تحفہ

کو بھی برباد کر دیتے۔ دوسرے افسر ہمارے شہنشاہ عیاراں خواجہ عمرو و ذیشان یہاں نہیں ہیں۔ اگر وہ ہوتے تو اس وقت حال کھل جاتا یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی۔ یا نہیں۔ کام آئی۔"

بادشاہ نے یہ کلامت سن کر حیرت سے گویا ہوا۔ "دیکھو وہی عذر اس نے در پیش کیا۔" یہ کہہ کر مہ رخ سے کہا: "یہ عذر جو تو نے کی اس کو اول ہی سمجھ چکا تھا۔ اس لیے آج تم کو زندہ چھوڑتا ہوں۔ اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمہارے حمایتی یعنی عمرو کے' راہ فناسب کو دکھاؤں گا۔ اس طرح کی باتیں کر کے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر غائب ہو گیا۔ نفیر حیرت و صبا رفتار کو پنجہ ہائے سحر میں داب کر لشکر میں اس کے پہنچا دیا اور آپ تخت طسم لے کر اپنے مقام پر گئی۔

مہ رخ نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا تعالیٰ کیا کہ اس کریم کار ساز نے آفت عظیم سے نجات دی۔ پھر خیمہ و بارگاہ درست کرا کے' بازار سجوا کر داخل دارالامارہ شاہی ہوئی۔ تمام لشکر میں چھل پہل آغاز ہوئی۔ بدستور سابق آباد ہوئے۔ دلشاد ہوئے۔ مہ رخ نے بلور سے کہا: "کیوں دیکھا تم نے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ جلال ہے۔" بلور نے کہا: "اے ملکہ جب اس مثل کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔ اگر شاہ کوکب ملکہ بران کے سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو معلوم ہوتا۔" ملکہ نے کہا: "اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے۔ کوکب سے مقابلہ ہوا چلنا ہے۔ خواجہ کے آنے کی صرف دیر ہے۔" یہ کہہ کر مصروف حکمرانی ہوئی۔

اس طرف افراسیاب جب داخل باغ سیب ہوا' تمام سرداری تبار نے استقبال کیا۔ یہ آ کر سر پر طلسم پر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا۔ دو ایک جام شراب کے پیے۔ دماغ نشہ سے چاک ہوا۔ خیال آیا کہ یہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیا کر بے سود تکیف اٹھائی۔ نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی۔ نہ کسی عیار کو سزا ملی۔ نہ کوئی حریف ہلاک ہوا۔ نہ مدو خداوند کے پاس پہنچی۔ لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کر کے راضی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال۔ اس خیال کے ساتھ ہی ایک جوش عشق پیدا ہوا۔ ادائیں ملکہ بہار کی اور باتیں

اس کی دلربائی کی یاد کر کے آہ سرد بھرنے لگا۔ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا۔ اسی رنگ میں پنجہ سحر نامہ خداوند لا کر یا۔ اس ک جو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کی آمد سے تو نے مطلع کیا تھا۔ ما بدولت کو انتظار اس کا رہا۔ ہر چند کہ قدرت حا اس کا جانتے ہیں مگر بتلائیں گے نہیں۔ جلد اس کو یا اور کسی کو ہماری اعانت کے لیے روانہ کرو' ورنہ ہم ناراض ہوں گے۔"

اس نامہ کو پڑھ کر اس نے سحر پڑھا۔ بعد لمحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ چپٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن میں بھری۔ نیلا گنڈا گلے میں بندھا۔ سر پر کنٹوپ ڈھانپا۔ ہاتھ ران پر مار کر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے آیا۔ آداب بجا لایا۔ بادشاہ نے فرمایا: "اے پہلوان جادو' تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لے کر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر میں جانب کوہ عقیق جاؤ اور حمزہ کے لشکر میں بڑے بڑے پہلوان ہیں ان سے مقابلہ کر کے۔ تمام شکر مذکور کو غارت کر دو۔ ہم تم کو ملک اس کام کے عوض عطار کریں گے اور خداوند بھی طرہ پیغبری دیں گے۔" اس ساحر نے یہ حکم سن کر سلام رخصتی کیا۔ بادشاہ نے خلعت سر فرازی دیا۔ وہ وہاں سے اپنے مقام پر آیا۔ سب شاگردوں کو اپنے طلب کر کے حکم شاہ سنایا۔ ہر ایک نے سامان سفر درست کیا۔ خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سحر سے درست ہو کر اژدھوں پر چڑھے اور روانہ ہوئے۔ یہ کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے بجتی۔ کشتی کا ڈھول پٹتا۔ ہر ایک پہلوان موتیوں کو جلا کر راکھ اس کی بدن پر ملے۔ بازوؤں پر انڈوے چڑھے۔ گلے میں تعویز سونے کے بندھے۔ باہم اژدر سواری کے ملائے۔ پنجہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ ہوئے پیچھے لشکر کے بگدر کی جوڑیاں لیزم اکے وغیرہ تمام سامان کثرت کرنے کا چھکڑوں پر لدا' جہاں لشکر اترتا اکھاڑہ کھا جاتا۔ استادہ ہر ایک کو لڑواتا۔ جوڑیں بدیں جاتیں۔ خلقت وہاں کے اطراف کی تماشے کو آتی۔ خلیفہ سب کو زور دلاتا۔ بایں زور و شور جانب لقا یہ ساحر منہ زور جاتا ہے۔

لیکن افراسیاب بعد اس کے روانہ کرنے کے پھر اسی فکر میں گرفتار ہوا کہ ہائے وہ بہار افزائے حدیقہ بہت جس کی بھولی صورت محبوب طرحدار یعنی ملکہ بہار قابو میں آ کر یوں

نکل جائے اور تجھ سے کچھ نہ ہو سکے۔ لازم ہے کہ اس کی ملاقات کی تدبیر کر۔ اسی اندیشہ میں تھا کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہیں۔ اس نے استقبال کرایا۔ مصور آ کر اس کے برابر بیٹھا۔ کس لیے کہ حیرت سے حال تخت طلسم وغیرہ بھی سن چکا ہے۔ تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے۔ چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثنائے شاہ جاوداں وا کی کہ "اے بادشاہ آج کا معرکہ سن کر مجھ کو بڑی حیرت ہوئی۔ واقعی آپ نے وہ سحر کیے ہیں کہ سامری و جمشید نے کبھی کیے ہوں گے۔" شاہ طلسم نے جواب دیا: "اے مرشد زادے یہ سب آپ کے دادا جان کا تصدق ہے۔ مجھ کو کیا آتا ہے۔ انھیں کام نام لے کر کچھ کام نکال لیتا ہوں۔" مصور نے کہا: "یہ سب تمھاری سعادت مندی ہے جو بزرگوں کا ادب کرتے ہو۔ اچھا ابکی عمرو کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ میں اس کی زنبیل چھین لوں اور میں نے ایک باغ بنایا ہے کہ باغ کا نام ویران ہے وہاں اس مکار کو قید کروں۔" شاہ نے فرمایا: "جب کہیے جب عمرو کو ملک کوکب سے پکڑوا منگواؤں۔ خیر اس کا تدارک تو پھر کیا جائے گا۔ مگر میں آپ کو ایک اور نیا سحر دکھاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک دانہ ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا۔ وہ ماش زمین میں سما گیا۔ باغ سیب سے ایک پتلا شیشہ پانی سے بھرا لیے پیدا ہوا۔ جب قریب شاہ آیا۔ شاہ نے وہ شیشہ لے کر ایک چھینٹا پانی کا جہاں وہ دانہ گرا تھا۔اس جگہ مارا۔ فوراً زمین سے شجر اگا اور بڑھ کر لمحہ بھر بار آور ہوا۔ اس نے وہ شیشہ تو پتلے کو دے دیا اور اس درخت سے پھل توڑ کر تھوڑے ماش ہاتھ میں لیے اور جانب فلک اچھال دیئے۔ پکار کر کہا: "بہار و زلزلہ و لرزاں و برق و ضرغام کو جہاں کہیں ہوں گرفتار کر لاؤ۔" یہ کہہ کر وہ درخت اکھیڑ لیا۔ پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا' بن گیا۔ اس نے اسے جوڑے میں رکھ لیا۔

○○○

**

• نفیر نواز جادو

ادھر بہار جو عیاروں کو لے کر اڑی تھی۔ بہت دور صحرا میں آ کر اتری۔ عیاروں کو زمیں میں چھوڑا اور ان کے ہوش و حواس بجا ہوئے۔ تہیہ چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ اور لرزاں بھی زمین سے نکلے تھے' ان کے پاس آ کر پہنچے اور سب مل کر چلے۔ باہم مشورہ کیا کہ لشکر قریب ہے۔ پیدل کچھ دور سیر کرتے چلیں۔ آخر اسی طرح روانہ ہوئے۔ کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوا: "اے ملکہ بہار تم نے اچھا نہ کیا' جو شاہ طلسم سے بگاڑی۔ تم کو لازم ہے کہ اب جا کر اس کے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ۔ میں بھی منتہائے ساتھ چل کر عذر کروں شاید اسے رحم آ جاوے۔" بہار نے کہا: "اچھا چلو میرا بھی یہی جی چاہتا ہے۔" اس طرح زلزلہ و لرزاں و ضر غام بھی گویا ہوئے: "ہمیں بی لیتی چلو۔ ہم بھی بڑے قصور وار ہیں۔ شاید وہ ہم پر رحم کرے۔" غرض یہ کہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور معروف بہ خطا و قصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے۔ اور ازبسکہ دریائے خون رواں بیچ میں ہے۔ اس وجہ سے صحرا میں پھر رہے تھے کہ مہتر قران جو بارگاہ سے غائب ہو چکا تھا۔ جنگل میں آ کر ٹھہرا تھا' ان سب کو اس نے آتے دیکھا۔ خوش ہو کر قریب آیا۔ ملکہ بہار وغیرہ سے ملا۔ باہم مزاج پرسی اور اظہار گرمجوشی کے بعد اس نے کہا: "لشکر میں چلو۔ ادھر کہاں تم سب جاتے ہو۔" وہ سب لشکر کو اپنے برا کہنے لگے اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا' یہ سب مسحور بسحر شاہ طلسم ہیں اور اس کے پاس جاتے ہیں۔ ان کو روکنا چاہیے۔ یہ تصور کر کے بہار و برق سے کہا: "مجھ سے بڑی خطائیں خدمت شاہ طلسم میں سرزد ہوئی ہیں اگر مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔" انہوں نے کہا: "کیا مضائقہ ہے چلو۔" بادشاہ رحیم مزاج ہے وہ سب کو سرفراز کرے گا۔

مہ رخ ظالمہ نے تو ہمیں بھڑکا کر کہیں کا نہ رکھا۔ پھر عیاروں نے اسی طرح عمرو کو برا کہا قران نے منت کی کہ اتنا مجھ پر احسان کرو کہ درہ کوہ میں چلو۔ وہاں میں نے کھچڑی پکائی ہے۔ میں بھوکا بہت ہوں۔ دو نوالے کھا لوں تو تمہارے ساتھ چلوں۔ تم بھی کھانا اور آسودہ ہو کر چلنا۔ سب نے اس کا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ میں آئے۔ وہاں لا کر کچھ میوہ آغشتہ بہ بیہوشی نکال کر قران نے سب کو دیا۔" پہلے یہ کھاؤ۔ میں کھچڑی لاتا ہوں۔" انہوں نے وہ میوہ کھایا اور بیہوش ہو گئے۔

قران نے ان سب کو اٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور دہن غار ایک سنگ کلاں سے بند کر دیا اور آپ وہاں سے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت میں آیا جہاں ہیزم کش اور کاہ فروش اترے ہیں ان میں پہنچ کر پکارا: "کوئی مزدوری کرے گا۔" پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ "صاحب کا مزدوری ہے۔" اس نے کہا: "میں نے گھاس کے گٹھے اکٹھا لے لیے ہیں اور لکڑیوں کے بوجھ وہ صحرا میں پڑے ہیں۔ فی مزدور روپیہ ملے گا۔ دن بھر میں ڈھو کر یہاں لشکر میں پہنچا دو۔ مزدور لالچ میں آ کر اس کے ساتھ ہوئے اور جنگل میں جب پہنچے قران نے حباب بیہوشی مار کر ان کو بیہوش کر دیا اور بہار و برق و زلزلہ و لرزاں و ضرغام وغیرہ بنا دیا۔ پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بنا کر ان کو ہوشیار کیا اور کہا: "تم سب پر مہرہ سامری کی ہوئی۔ نہیں عیار تم کو مار ڈالتا۔ اب یہ اشرفیاں لو۔ اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جس کی صورت تھی وہ نام بتایا کہ یہ اپنے تئیں بتانا اور گھاس نہ کھودنا۔ تم کو کایا پلٹ ہم نے کر دیا ہے وہ اب تم نہیں رہے۔ لشکر مہ رخ میں جا کر اپنے اپنے لشکر کی حکومت کرو۔ گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دے کر خوشی خوشی اشرفیاں لے کر چلے۔ قران نے چلتے وقت ہر ایک کو آئینہ دکھا کر صورت پہچان کرا دیں۔ ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار ہیں ہم برق ہیں۔

غرضیکہ قران تو وہاں سے اسی جگہ گیا جہاں غار میں اصلی عیاروں ساحر ان کو بند کر دیا تھا۔ ادھر شاہ جاوداں منتظر آمد مجرماں تھا۔ جب عرصہ ہوا اس نے پڑھا اور چند بیر

سحر کے بلا کر دیا کہ "تم جا کر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہاں ملیں۔ جلد گرفتار کر کے حاضر کرو۔ بیر سحر کے حسب الحکم چلے۔

واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی اور بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے۔ چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہیں اگر ہوشیار ہوتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ میں جاتے۔ غرضیکہ اب کی جو بیر سحر کے چلے۔ صحرا میں آ کر متلاشی مجرماں مذکور ہوئے۔ ایک مقام پر ان گھسیاروں کو جو بصورت بہار وغیرہ تھے۔ جاتے دیکھا۔ ایک ایک بیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا۔ سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے' یہ بھی کرنے لگے۔ ان کو تو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ یہ دریائے خون رواں پر آئے۔ وہاں ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی۔ سوار ہو کر پار اترے اور مدہوش اپنی خوشی سے بے خبر باغ سیب میں آئے اور ازبسکہ بیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود کئے ہوئے تھے اور بیروں نے جس صورت پر ان کو پایا تھا۔ وہی نام ان کو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو۔ پکارتے تھے کہ ہم برق ہیں۔ ہم ضر غام ہیں سب اپنا اپنا نام لیتے تھے۔ اگر ہوشیار ہوتے تو شاید اپنا اصلی نام بتاتے۔ اب تو کچھ اور نہیں کہہ سکتے۔ فی الجملہ جب یہ سامنے شاہ جاوداں کے پہنچے اور اپنا اپنا نام لے کر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ "واقعی یہ سحر نہ دیکھے' نہ سنے آپ ہی کے واسطے یہ رتبہ ہے۔ واہ کیا کہنا ہے۔"

شاہ نے براہ تفاخر سحر بھیج کر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اٹھا منگوایا۔ اس نے بھی قیدیوں کو دیکھ کر مدحت سرائی کی۔ بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کئے۔ اور ازبسکہ یقین کامل ہے کہ یہ عیار مطیع کسی طرح نہ ہوں گے۔ ان سے سوال اطاعت بھی بند کیا۔ ملکہ بہار کو تو الگ کرایا وار سب کے سر کٹوا ڈالے۔ جو ان میں ساحر تھے ان کے بیروں نے غل مچایا۔ ادھر بحکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ سحر کا بروئے ہوا بج گیا۔ کسی نے اس غل میں نہ سنا کہ بیروں نے کس کا نام لیا۔ وہ گھسیارہ بصورت بہار تھا سہم

کی کرنے لگے۔ قران نے سب حال ان سے کہا وہ سب نہایت احسان مند ہوئے اور منت گذاری کی کہ اے قران بحکم خدا تم نے ہماری آبرو اور جان بچائی۔ پھر تخت

سحر پر سوار ہو کر سب اس وقت داخل لشکر ہوئے کہ مہ رخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی ہے۔ ان کے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی۔ سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے۔ نقارہ شاد مانی پر چوب پڑی۔ غلغلہ کامرانی وصیت شادمانی تابہ فلک پہنچا۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سب سردار بارگاہ میں آئے۔ عیاروں کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا۔ زر و گوہر بہار پر سے نثار ہونے لگا۔ حشن آغاز ہوا۔ یہ سب خبریں ہر کارے دریافت کر کے خدمت حیرت میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے:
"اے ملکہ طلسمات اس طرح قران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ کے پاس بھیجے تھے۔ چنانچہ مہ رخ خبر قتل سن کر لڑنے آپ سے آیا چاہتی تھی کہ وہ سب محرم جن کو شاہ نے قتل فرمایا ہے۔ آ کر موجود ہوئے۔ اب وہاں جشن ہو رہا ہے۔" حیرت یہ خبر سن کر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلم بند کر کے ایک پتلے کو سحر کر دیا کہ بادشاہ کے پاس لے جائے۔ پتلا نامہ لے کر روانہ ہوا۔
لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لے کر طلسمات میں آیا۔ وہاں ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا۔ صحن ایوان میں گلشن جواہریں لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا۔ کوئی بہار ایسی نہ تھی جو وہاں نہ ہو۔ کوئی کیفیت اس طرح کی نہ تھی جو اس جگہ پر نہ ہو۔ ہوائے بہار نے شگوفے کھلائے تھے۔ گل ہنستے مسکراتے تھے۔ بارہ دری میں فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پایوں کا بچھا اور قبچہ بسان برق پڑا تڑپتا سامنے مسند کے چنگیریں عطر دان لخلخے جملہ سامان راحت مہیا تھا۔ عجب طرح کا سماں تھا کہ

بہار موسم گل کی تھی آمد
چمن میں بلبلیں تھیں شاد ازحد

زمرد رنگ پتے ہر شجر میں
بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں

لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ
کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ

بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا
وہاں کھانے کا سب سامان دیکھا

وہاں ہر قسم کے میوے مہیا
مے گلگوں سے ہر شیشہ بھرا تھا

گھسیارا پہلے تو تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا۔ شاہ نے اب لا کر مسند پر جو بٹھایا۔ اس کو ہوش آیا۔ اپنے تئیں سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا۔ شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے۔ مگر خیال آیا کہ بادشاہ تجھ کو جب گھسیارہ سنے گا۔ یہ خاطر اور عزت سے جو اس نے لا کر بٹھایا ہے۔ پھر یہ خاطر نہ کرے گا۔ بلکہ عجب نہیں جو شرمائے کہ میں نے گھسیارے سے ایسا دارو مدار کیا جا کر سب سے بیان کرے گا۔ بس اس اندیشہ ندامت میں کہ یہ تجھ کو مار ڈالے گا لہٰذا چپ ہو رہا۔ یہ سمجھ کر چپ بیٹھا۔ بادشاہ کی طرف سے گردن جھکائی۔ شرما کر بسان معشوق آنکھ چرائی کہ دیکھوں کیا کرتا ہے۔ بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایہ خوبی والے آرام جان عاشق بخش بہبودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے۔ میری گود میں

نے ایک بوسہ لب لعلین کا اس کے لے لیا۔ اس نے بھی مچھی' بادشاہ کی لی۔ بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھ پر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی۔ کنواری عورت ہے زفاف سے ڈرتی تھی۔

لیکن اب مست ہوئی۔ فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا۔ پستان عیاروں کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی مثل سابر وغیرہ کے بنی تیاری رہتی ہے۔ وہی لگا دیا کرتے ہیں۔ شاہ جاوداں نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیاں پائیں کہ دل بے چین ہو گیا۔ فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا۔ گھسیارے کو بھی استادگی ہوئی۔ یہ بھی لپٹ گیا۔ شاہ نے کچھ مستی میں خیال نہ کیا۔ اور اس کو برہنہ کیا پھر تو

گر عروسی کنم بصد شادی
شب اول عروس زگر دو

عجب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھیں کھل گئیں ساری مستی جاتی رہی۔ گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا ڈھلک الگ گرا۔ وہ بمشکل تمام بموجب مثل کوہ کندن و کاہ بر آورد اس عیش کو پہنچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا۔ ایک لات سے کب باز آتا• گر کر سنبھلا اور دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جانی میں کب چھوڑتا ہوں تجھے۔ یہ کہ کر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا۔ بادشاہ حیران ازکار کبھی کاہے کو اس سانحہ میں پھنسا تھا۔ پہلے تو سناٹے میں چپ پڑا رہا جب

وہ اشیا ناف چسپیدہ جھکا کر
کہ جس کی چوٹ پڑتی تھی جگر پر

مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بموجب مثل کے

رہے شیر سے چاق ہوا مرا

**

بادشاہ نے گھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ شاہ بغضب اٹھا اور ستون مکان سے اس کو باندھ کر دفع سحر پڑھا کہ وہ ہوش میں ہوا۔ اس سے کہا: "سچ بتا کہ تو کون ہے۔ گھسیارے نے کہا: "ہوں کون جب تمہارا کام نہ ہوتا' جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہونے پر نہ گذرا تھا' جو آپ خفا ہوئے۔ آپ جس لیے مجھ کو یہاں لائے' پھر وہ تو میں کرتا ہوں۔ پھر آپ کیوں ناراض ہیں' شاہ غصہ اور ملال ازحد رکھتا تھا۔ تلوار کھینچ کر چلا اور کہا: "جلد بتا کہ کون ہے۔ گھسیار نے کہا: "تلوار کھانا اچھا اور یہ بے چینی گوارا نہیں۔ جان پر میرے بنی ہے۔ مدت سے عورت کی صورت دیکھنے میں نہیں آتی رگیں پھٹی جاتی ہیں۔ واسطہ سامری کا مطلب کرا لے۔"

غرض یہ کہ کلمات فحش کہاں تک لکھوں۔ وہ اپنی کہتا یہ عتاب کرتا۔ اس بحث میں بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اس کا جدا ہو گیا۔ بادشاہ لاش اس کی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا۔ دل سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات میں اس بیہودہ کو میں لے آیا تھا۔ اگر باغ سیب میں رہتا تو سب سردار اس تفضیح سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم میں بد نامی ہوتی۔ غرضیکہ باغ سیب میں آ کر اورنگ سلطنت پر بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لا کر نامہ حیرت پہنچایا۔ اس کو پڑھ کر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اس نے اپنے سردار عیار روک لیے اور گھسیارے بنا کر بھیج دیئے۔ یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیروں نے سحر کے یہ غلطی کی۔ ان سب کو سزا دینا لازم ہے۔

یہ سمجھ کر سحر پڑھا کہ بیرو ہی جو مجرموں کو لائے تھے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ "تم سب جل جاؤ۔" یہ کہنا تھا کہ دہن بادشاہ سے ایک شعلہ نکل کر ان پر گرا۔ کہ وہ سب جل گئے۔ پھر براہ امتحان کہ دیکھو بہار زندہ ہے۔ یا نہیں اٹھ کر ایک باغ ہے' وہاں گیا۔ اس باغ میں جتنے ساحر ساکن طلسم ہیں۔ ان کی نشان موت کے درخت لگے ہیں۔ جب کوئی مرتا ہے۔ اس کے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے۔ اس

نے نام بہار کا درخت دیکھا اور درخت سر سبز پایا۔ جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہیں پہنچا۔
یہ مفہوم کر کے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب سامری جس طرح سے کہ نذر دے
کر منگایا کرتا تھا۔ طلب کر کے دیکھی۔ نیت یہ کی میں جانب لشکر مہ رخ بہر گرفتاری
ملکہ بہار جاؤں یا کسی ساحر کو بھیجوں۔ میرے لیے اچھا ہے کتاب میں نکلا کہ آج
کل تجھ پر قران تعصب سے تامل کرنا روا ہے۔ ورنہ پھر ذلت ہو گی۔ ندامت پر ندامت
ہو گی۔ یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور بھیج دی لیکن دل میں کچھ تو خیال محبوبہ
بہار کچھ اپنی ندامت۔ گھسیارے کی شوخی کا غصہ' اسی وجہ سے تاب باقی نہ تھی۔ خود
تو جانے سے باز رہا۔ مگر سحر پڑھ کر دستک دی۔ بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا کہ اژدہے
پر سوار بھی تھا اور منہ بھی اس کا اژدہے کا تھا۔ نہایت درجہ بد ہیبت اور بدصورت رکھتا
ہے۔ بدلے کر دھنی کے ماراں سیاہ کمر سے باندھے۔ کانوں میں سجائے کنڈل کے سانپ
بالشت برابر کے لٹکائے۔ سر سے کالے کوڑیا لے جٹا دھاری سانپ لپیٹے خدا کی پناہ۔ اس
موذی بے حیا نے سامنے شاہ کے آ کر سلام کیا۔ بادشاہ نے ہنس کر فرمایا: "اے اژدر
دہان اژد خوار جادو مزاج اچھا ہے۔ اس نے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعائے ترقی عمر
اور دولت دی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تمہیں ما بدولت نے اس لیے یاد کیا ہے کہ اپنے
لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور نمک حراموں سے لڑو۔ سب حریفوں کو تو مار ڈالنا
لیکن ملکہ بہار کو زندہ گرفتار کر کے میرے سامنے لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار
وہاں بڑے مکار اور غدار ہیں اور اس طرح مکر سے ہلاک کرتے ہیں۔ تم ان کے فریب
میں نہ آنا۔" حال ان کی عیاریوں کا بیان کر کے تاکید برائے حفاظت فرمائی۔ پھر خلعت
رخصت دیا۔
یہ ساحر خلعت پا کر زمین میں سما گیا اور قلعہ اژدر پر کہ جو اس کا دارلحکومت ہے
وہاں آیا۔ سب ساحر اژدر چہرے رہتے ہیں۔ فوج بھی اسی صورت کی بھرتی ہے۔ اس
نے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ منتخب تیار کرا کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب لشکر
ملکہ حیرت کیا حال اس کے جانے پھر بیان کیا جائے گا۔

اب حال اول پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ پہلوان معرکہ و زور آوراں عرصہ تحریر زور قلم اس طرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکل کر قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا۔ لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا۔ برق چمکی۔ علامت آمد۔ ساحران معلوم کر کے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے۔ لشکر اس کا اتروایا۔ ساحر مذکور مع شاگرداں رشید سامنے خداوند کے آیا۔ سجدہ کیا۔ نذر دی خلعت سرفرازی پایا۔ دنگل پر جانب دست راست بیٹھا۔ حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا۔

بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی۔ اس نے کہا: "ملک جی تم گھبراؤ نہیں' میں علاوہ سحر کے کشتی میں سب کو مع حمزہ باندھ لوں گا۔" یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا: "ہم نے تم کو ابھی سے مردہ سمجھ لیا۔ ارے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت۔ خبردار بغیر سحر کئے کشتی زور کی نہ کرنا ورنہ ادنیٰ ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہے۔ اس نے جب یہ سنا ہنس کر کہا: "ملک جی آپ ہی حال کھل جائے گا۔" یہ دونوں تو باہم گفتگو کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو ہی جس کی طاقت پہلے ذکر کی گئی ہے۔ سو من کی زنجیر سے کمر باندھتا ہے۔ حال قوت و شوکت امیر سن کر دل میں تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے یہ معنی ہیں کہ دشمن لوہا مانے اور مدحت سرائی کرے۔ غرضیکہ یہاں آنے سے ساحروں کے رونق زیادہ ہوئی۔ ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا۔ ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا۔ جب دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید زور کو پچھاڑا اور زنگی لندھور نے اکھاڑے میں دہر کے مع شاگرداں انجم فلک قدم اتارا۔

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہہ کر بجوایا۔ ہر کاروں سے خبر سن کر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا۔ طبل سکندر پر چوب پڑی۔ دنیا دہلنے لگی۔ سردار دربار سے اٹھ کر خیام میں اپنے آئے' تیاری جدال کرنے لگے۔ آج کی رات حیات و مرگ

و پہلوانوں کے لیے تلوار کا میدان اکھاڑا تھا۔ فتح و شکست سے کشتی ان کی تھی۔ نصرت ہی نے بچھاڑا تھا۔ دیو ظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور ہوتا بدا گیا تھا چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی۔ لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا۔ اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان پچھاڑے جائیں گے۔ میرے ہاتھ سے کشتی کھائیں گے۔ تیروں نے زبان صفت و ثنائے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی۔ گرزوں نے کلی زنی کی داد دی تھی۔ شیریں شیدی لندھور سالمین کی صورت تھیں۔ پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے یا طبیعتیں پر کدورت تھیں۔ نیزے لنگر مارے پائے ثبات گاڑے کھڑے تھے۔ کہیں تیغ میدان میں سپر کے چپ پڑے تھے۔ بہادروں میں کوئی چٹ لنگوٹ کستا تھا۔ کوئی ورزش کرتا۔ خم مار کر ہنستا تھا۔ مسلمانوں میں لڑائی کا ٹھاٹھ تھا۔ تیغ کے گھاٹ میں بلا کا کاٹ تھا۔ یا علی مدد' کی پکار تھی۔ دورنگی سے نفرت و عار تھی یکرنگی دل سے اظہار تھی۔ ان شجاعوں کو اگر رستم دیکھتا ثنا خوانی کرتا۔ سہراب اطاعت کا دم بھرتا۔ بھولی چوٹیں صاف ہوتی تھیں۔ منجی ہوئی چوٹیں یاد بھر مصاف ہوتی تھیں کہیں پنجہ تھا کہیں کلائی تھی۔ بے لڑے اور رن چڑھے بہادروں کو کب کل آئی کہ

کوئی تھا اپنی چوٹیں صاف کرتا
کوئی دم اپنی استادی کا بھرتا

خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی
نئے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی

کسی کو ڈوبنا بغلی بہت یاد
کوئی کیلی کے تھا کرنے میں استاد

**

کوئی انٹی لگانے میں تھا مشتاق
کوئی تھا روم بھرنے میں بہت طاق

کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور
اکیلے لاکھ سے لڑنے میں مشہور

کسی کا تیر شہباز اجل تھا

نہ بچتا تھا نشانہ اس کا تاکا

کوئی یل تھا بسان کوہ البرز
کسی کے پاس تھا خار اشکن گرز

اس طرف سوائے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا۔ بیروں کو سحر کے جسموں پر چڑھایا تھا۔ ایک انگ سے اپنے تئیں دو انگ کا بنایا تھا۔ ساحر بے عزتی سے دیوالی کے ٹہین اپنے تئیں کہتے۔ چت اور پٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دہل کشتی بچ رہا۔ کہیں ترسول گڑا جوگی بیٹھا۔ پتلے سحر کے لڑاتا۔ داؤ پیچ توڑ جوڑ انہیں بتاتا۔ اسی ہنگامہ میں آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا۔ خلیفہ آفتاب کے سر پر سنہری اور زریں پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر میں چڑھا گیا۔

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار
چراغ داستان ہے یوں شرربار

کہ بہر جنگ اٹھے حسب عادت
بجا لائے خدا کی پہلے طاعت

مبارزان کینہ خواہ دونوں طرف سے بعزم مصاف گروہ گروہ دار میدان قتال ہوئے امیر بھی بعد ادائے فریضہ نماز سحر خبر درود و عسکر نصرت اثر سن کر اسلحہ زیب تن اظہر فرما کر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے۔ بادشاہ بھی بصد شوکت و جاہ برآمد ہوئے۔ کہاریاں حسن میں متوالیاں لہنگوں کو باندھے گاتیاں کے سر پر تمغے اور مچھلیاں طلائی و نقرئی لگائے ہوا دار کاندھے پر اٹھائے در تک آئین بحر حسن کی ماہیاں تھیں۔ ازماہ تا ماہی ان کے جمال کی گواہیاں تھیں۔ باہر تک ہوا دار نہ آیا تھا کہ کہا رباد بہار سے کہیں بڑھ کر رواں چال ان کی آہستہ بے تکان و دبے پاؤں کی پھرتیاں آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار کرنے پھرے۔ مرد ہے سراروں کا نام لے کر پکارے۔ ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا۔ نقارے بجے۔ صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی۔ شہنا نوازوں نے للت بھیرویں بھہاس کو دم دیا۔ لشکر میں قرنا پھونکی' کرنائے کو بجائے سواری حضور عالم کی جانب دشت مصاف چلی' میدان کی سرسبزی۔ جوانوں کی امنگیں منچلوں کے دل کی ترنگیں مرکبوں کے طرارے یہی سیر دیکھتے بہادروں کے کنارے پہنچے۔ اس طرح لقا ہاتھوں پر تخت کسوائے فوج بیکراں ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوا۔ پہلوان چوتڑ کھولے ڈھول آگے آگے زسیگا پھنکتا۔ چالیس ہزار پٹھا اژدر سوار ہمراہ ایک جانب آ کر ٹھہرا۔ ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی۔ نقیبوں سے نقابت کی۔ کڑکتیوں نے کڑ کا کہا۔ صفوں پر سناٹا آیا۔ رن بولنے لگا۔ پہلوان اپنا اژدر اڑ کر سامنے خداوند کے جا کر اجازت خواہ ہوا اور بعد اجازت میدان میں آیا۔ سراپا خوب دکھلایا پھر طالب مرد بہر نبرد ہوا۔

لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب نکالا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل حریف آیا۔ پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری۔ اس بہار نے تیغہ اس کا رد کر کے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا۔ س نے گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ زور کش مکش کے ہوئے۔ آخر دونوں زمین پر کودے' وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا۔ اس نے دامن زرہ گردان کر ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوئے۔ زمین میں ہلچل پڑ گئی۔ کشتی بصد درشتی

ہونے لگی۔ چار گھڑی کی کشتی میں اس نے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے نہ زیر ہو گا اور کئی دن لڑے گا۔ چالیس ہزار پٹھا میرا کہے گا کہ استاد سے کچھ نہ ہو سکا۔ یہ سمجھ کر اس نے سحر پڑھا۔ بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی۔ اب جو پیچ باندھتا ایک سے آپ کھل جاتا۔ اس کے داؤ پر ہر بار آتا۔ آخر اس نے کولے پر بھر کر مارا کہ کنارے اکھاڑے کے چاروں شانے چت گرا اور بیہوش ہو گیا۔ اس نے مشکیں باندھ کر حوالہ لشکریاں خود کیا۔ پھر نہیب دی کہ اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر کو ہی سامنے گیا۔ اس نے کہا: "اب میں اکھاڑے میں کھڑا ہوں تو بھی یہیں نصیب آزمائی آ کر لے ناصر دامن زرہ گردان کر مرکب سے کودا۔ جھڑاکا کشتی کا بلند ہوا۔ دو گھڑی لڑ کر پھر اس نے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا۔ اس کو باندھنے کے بعد پھر اس نے پکارا۔ اب کی عارض کو ہی مقابلہ میں آیا۔ اس کا بھی کشتی لڑ کر وہی حال ہوا۔ اب کی جو اس نے پکارا دست راست کی طرف لشکر مسلمانان میں علم جلوہ پذیر ہوئے۔

بختیارک سمجھا کہ کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے آتا ہے۔ یہ سمجھ کر پہلوان سے کہلا بھیجا کہ اب بہت ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے آتا ہے یہ لوگ دیو بند اور عفریت کش ہیں۔ خوب سنبھل کر مقابلہ کرنا۔ یہ تو اس گفتگو میں تھا کہ ادھر شہزادہ تورج بن بدیع مرکب اڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے۔ گھوڑے سے اتر کر پایہ تخت بوسہ دیا۔ پھر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت دے کر رخصت فرمایا۔ شہزادہ بصد کروفر میدان میں آ کر بغیر اس کے کہے اکھاڑے میں کودا کیونکہ دستور اسلامیان ہے کہ حریف جس طرح عزم رزم کرے۔ یہ بھی اس طور سے لڑتے ہیں۔ پس شہزادہ بھی بموجب کہ

رسید دیامد زیادہ بریر
چوغرندہ ببرد چودرندہ شیر

اس کو بھی بختیارک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا قادر و توانائے مطلق کی قدرت دیکھئے کہ اس کے دل میں بھی یہ خیال آیا۔ یعنی بغیر سحر کئے فرزندان حمزہ سے لڑ کر دیکھوں کہ ان میں کتنا زور ہے۔ بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کئے سرگرم تلاش ہوا۔

ازبسکہ شہزادہ نبیرہ حمزہ ہے اس نے بند صاحبقرانی باندھ کر کچھ ہی دیر میں اس کو زمین پر چرخ دے کر مارا اور کود کر سینہ پر سوار ہوا۔ اس نے دل سے اپنے کہا۔ میں ایسا صاحب زور اس کو جانتا تو مہلت سحر سے نہ دیتا۔ خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ یہ سمجھ کر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بے حس ہو گیا۔ یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کر کے باندھ لیا۔ بہادران ہر دو لشکر نے اس پر نفرین کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہے۔ مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا اور چونکہ اس کشتی میں وہ قت آ گیا تھا کہ پیر چرخ نے پلٹ کر گردن خورشید جانب مغرب خم کی عروج شمس دہر غدار نہ دیکھ سکا۔

پھر آئی شام فوج انجم کو لے کر
صفیں اس نے جمائیں آسمان پر

لقا شب کو نہ دن کو پائیداری
اسی غم میں کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجوا کر ساحر مذکور پھرا لشکر اسلام بھی مراجعت کر کے اپنی جگہ پر آیا۔ بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے ادھر پہلوان ہمراہ لقا داخل بارگاہ ہوا۔ ناہید پہلوان بھی حاضر تھا۔ اس نے زبان بہ تشنیع پہلوان دراز کی کہ تو نے نام شجاعت خاک میں

ملا دیا۔ ساحر نے جواب دیا: "اگر فرزند حمزہ پر سحر میں نے کیا تو کیا بے جا کیا۔ کس لیے ساحری تو میرا پیشہ ہی ہے اور سحر کرنے کو تو آیا ہی ہوں۔ ہاں اتنا کیا کہ پہلے سحر نہ کیا بعد کو کیا۔ ناہید نے کہا: "خیر جو کچھ تو نے کیا' لیکن کل میں لڑوں گا اور داد شجاعت دوں گا۔" یہ سن کر بختیارک بولا: "ابھی تم اس جنگ میں دخل نہ دو۔" اس لقا نے جو اس کو رنجیدہ پایا۔ اسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا۔

یہ خبر ہر کاروں نے بہ تفصیل خدمت شاہ جلیل میں آ کر عرض کی۔ یہاں بھی ناہید کا انصاف درباب شجاعت سن کر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرائے خدمت شاہ عالیشان ہوئے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے۔" بادشاہ نے عرض ان کی پذیرا فرمائی اور انہیں کے نام پر طبل سکندر نے صدا دی۔ بہادر پھر اپنی جگہ پر آ کر درستی آلات حرب میں مصروف ہوئے۔ آج کی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقتلوا دیتا تھا۔ بہادر شادی مرگ تھے۔ اسلحہ کی چقا چاق ساز عشرت سمجھتے۔ ہنس ہنس کر ہتھیار تن پر سجتے۔ زحل ہندوئے فلک ناہید کے یار قدیم کا آج مزاج ساتویں آسمان پر تھا۔ بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا۔ نہیں معلوم کس گمان پر تھا۔ اس طرف کو ہی مطیع ناہید تلواریں چرخ پر چڑھائے عقل ترک فلک کی چرخ میں لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین میں رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا۔ جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھ کر مقابلہ سے شرما کر منہ چھپایا اور آفتاب بسان رخ مہر لقا میدان چرخ میں آیا کہ

عجب یہ پیر گردوں رنگ لایا
اجالا آسمان پر خوب چھایا

ہوا مشرق سے پیدا مہر پر نور
ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر مسجد کر پاس سے مع سرداراں با حواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردو اساس پر آئے اور جب حضور بسان مہرتاباں افشق شبستان سے لامع النور ہوئے بعد ادائے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت سمجھ کر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گرد ہا گروہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کوہیاں لے کر ناہید آ چکا تھا۔ بادشاہ کے پہنچتے ہی عرصہ گاہ میں لقا بھی آیا۔ دونوں لشکروں نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی۔ بجلی تیغوں کی چمکنے لگی۔ ہوا شر بار ہوئی گھٹا سپروں کی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی۔ ہوا نے علموں کے پرچم اڑائے۔ دریائے فوج لہرائے۔ شہنشاہ شجاعت کے جھنڈے بج گئے۔ ضرب تیغ کے سکے پڑ گئے جب صفیں ترتیب ہو چکیں۔ لشکروں میں قرنا پھونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا۔ سوار جوانمرد ہنریز چنگال پیل دماں توان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لے کر میدان میں آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ ”اے فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ میں رستم سر زمین کوہستان ہوں دیو بندو شیر گیر جوان ہوں۔
یہ نعرہ ہائے لاف و گزاف سن کر ایرج‘ نامور بہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پاپیادہ ہوئے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پا کر مرکب اڑا کر طرفتہ العین میں سامنے حریف کے پہنچا اور وہ تکا در ماری کہ گھوڑا اس کا آٹھ ساتھ قدم تھپیڑ کھا کر ہٹ گیا اور ان کا مرکب زور میں اتنے ہی قدم بڑھ کر ٹھہرا۔ اس نے مرکب کو زانوں میں لے کر مقابلہ کیا۔ کہا: ”اس جانور کے ہٹ جانے پر مجھ کو کمزور نہ سمجھا۔ تمہارا گھوڑا طلسمی ہے۔ میں ایسا مرکب باد پا کہاں سے لاؤں۔“
شہزادے نے فرمایا: ”ارے بیوقوف‘ یہ لاف زنی تا کجا۔ ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا۔ مرکب کی اس میں کیا خطا ہے۔ تو نہیں جانتا میں کون ہوں۔
یہ کہہ کر دونوں مشغول نیزہ دری ہوئے۔ تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تھیں۔ ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھ کر نیزہ اس کے ہاتھ سے نکالا۔ اس کو غضب طاری ہوا اور خبردار کہہ کر گرز لگایا۔
شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اس کے مرکب کی ٹوٹی۔ اس نے کمر باندھ کر

تہیہ کشتی کیا۔ شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونوں باہم لپٹے۔ دو ژندہ بیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے۔ اس اثنا میں ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ

اوپر سے گرا کہ دونوں کو اٹھا کر جانب فلک لے گیا۔ لشکر اسلام میں اور کوہیوں میں غلغلہ ہوا کہ یہ کون ان کو لے چلا۔ اس طرف سے عیار و شتر سوار خبر کو دوڑے۔

ادھر سے شاہ پور عیار ایرج پنجہ کو ڈھونڈھتا اس طرف کہ جدھر اس کو جاتے دیکھتا تھا۔ چلا یہاں ان کے جانے سے لشکروں میں طبل امان بجا۔ فوجیں پھر کر مقام آسائش گاہ پر آئیں۔ شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے۔ لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا: ”یہ پنجہ جو ان کو لے گیا ہے۔ میرا دست قدرت تھا۔ میں نے ان دونوں کو بہشت میں اپنے برائے سیر اس لیے بھیج دیا ہے کہ ناہید لڑنے میں پہلوان کے دخل نہ دے۔ یہ جب تک سیر کرے' یہاں ساحر مذکور مقابلہ کرے۔“ پہلوان نے یہ سن کر سجدہ کیا اور کہا: ”تو مجھ پر کرم نہ کرے تو اور کون کرے' تو بے شک جاگتی جوت کا خداوند ہے۔ اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجے۔ کل سب کا یہ بندہ تیرا خاتمہ کرے آج رات کو میں سحر بھی ایسا تیار کروں گا کہ کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھ کر تیغ لگائے گا تو بھی کچھ نہ ہو گا اور اب یہ بندہ حقیر خداوند کی تلوار سے مقابلہ کرے گا۔ کشتی نہ لڑے گا۔“

لقا نے اس کے کہنے سے حکم نواخت طبل جنگ دیا اور اس وقت کہ جب پنجہ زریں مہر دست سپہر سے کم ہوا۔ اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھے اس کو نکلا۔ مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا۔

سر شام طبل جنگ بجا۔ ہر کارے خدمت شاہ اسلام سلام میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے۔ یہاں بھی بحکم شاہ عالی پائگاہ نقارہ حربی گڑگڑایا۔ آج کی رات عیاروں نے جو ساحر کا یہ دعویٰ سنا کہ اس نے اسم اعظم کو بے اثر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس بہر عیاری قدم اٹھایا۔ چالاک مع چند عیاروں کے روانہ ہوا کہ نام ان کے وقت

پر بیان ہوں گے۔ چنانچہ سرہنگ ان میں سے صورت بدل کر بارگاہ لقا میں گیا۔ وہاں جب طبل بج چکا تھا۔ پہلوان اٹھا تھا کہ میں سحر کرنے جاتا ہوں۔

بختیارک کہہ رہا تھا: "تم آج ہوشیار رہنا عیار تمہاری فکر میں آئیں گے۔" اس نے جواب دیا:" ملک جی دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔" یہ سن کر سرہنگ اس کے ساتھ ہوا۔
وہ جب اپنے خیمہ میں آیا۔ سب کو مع خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کر دیا۔ سرہنگ بصورت خدمت گار تھا۔ اس نے چاہا کہ بحیلہ میں ٹھہر جاؤں۔ لیکن اس نے بروقت رخصت ملازمان کہا: "وہ صف خدمت گاراں میں سرہنگ عیار کھڑا ہے اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہے۔ تم جاؤ تو میں اس کو پکڑوں۔ یہ کلمات سرہنگ نے جب سنے پیچھے تو ہر ایک کے کھڑا ہی تھا۔ سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا۔ کنارے لشکر کے چالاک ملا۔ اس نے سب حال کہا۔ اس نے کہا: "خیر سمجھ لیا جائے گا۔" یہ کہہ کر ابوالفتح کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔
یہ دونوں خدمت گار کی صورت بن کر جب خیمہ پہلوان کے قریب پہنچے۔ دیکھا تو وہاں سناٹا تھا۔ کس لیے کہ ساحر مذکور پہلے ہی وہاں سے سب کو رخصت کر چکا تھا۔ انہوں نے موقع اندر جانے کا خوب پایا۔ فوراً قنات سے لپٹ کر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ فتیلہ سوز شمع دان روشن ہیں۔ پلنگڑی پر پہلوان سو رہا ہے انہوں نے چاہا کہ قریب جا کر بیہوش کریں۔ لیکن ان کو خود نیند آنے لگی۔ سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سحر اپنی حفاظت کے لیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہاں آئے بیہوش کر سو جائے۔ یہ سمجھ کر چاہا کہ بھاگ جائیں۔ لیکن اتنا زور بھی اپنے میں نہ پایا۔ جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہیں۔ پس یہ بھی بے نظیر عیار ہیں اور تو کچھ نہ کر سکے مگر اتنا کیا کہ کمند کو اس طرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے۔ پاؤں کی دھمک سے حلقہ ہائے کمند اچھل کر گردن و کمر میں پڑیں اور الجھا کر گرا دیں۔
غرض یہ کہ اس طرح کا جال بہر طائر روح ساحر گرا کر یہ دونوں صیاد دانا بیہوش ہو

گئے۔ ادھر لشکر میں سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت خدا کا تماشہ دیکھیے کہ یہ وہ پنجہ جو ناہید و ایرج کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد و رشید ہے اور ازبسکہ طلسم میں استاد کی وجہ سے نہ کوئی اس کا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اس کو فروغ تھا اس لیے وہ کوہستان میں باہر طلسم کے آیا اور یہاں اپنی بود و باش اختیار کر کے شاگرد بہم پہنچائے اور استاد مشہور ہوا۔ چنانچہ صحرا میں ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف میں ایک جوگی ہے کہ بڑا استاد کامل ہے۔ فن سحر میں سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہے۔ بس یہ خدمت جوگی میں اپنے استاد کی خبر سن کر گیا اور کہا: "میں استاد سے برخلاف ہو کر یہاں آیا تھا۔ اب وہ بھی آتے ہیں۔ شاید مجھ سے کچھ فساد کریں لہٰذا آپ میری حمایت فرمائیں۔ جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا۔ اس نے رحم کھا کر ایک تلوار بزور سحر اس کو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھ سے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا' یہ شمشیر دو ٹکڑے کرے گی اور کسی طرح کا حربہ اس پر تاثیر نہ کرے گا۔ اس لیے کہ جب اس نے پہلوانی اختیار کی تو بادشاہ طلسم سے کہہ کر جسم اپنا سحر بند کر لیا تھا کہ کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کرے۔

فی الجملہ یہ ساحر کہ نام اس کا جنگل جادو ہے۔ وہ تیغہ لے کر اپنے باغ میں آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنوں کو ماروں اور استاد سے ملوں۔ اگر وہ کچھ نہ بولے۔ اور بہ آشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد نہیں اور جو برسرعناد ہوئے تو ناچاری ہے۔ یہ سوچ کر پنجہ بن کر ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے ان کو ہلاک کر لوں تو اوروں کو اسی طرح لا کر ہلاک کروں۔ جب دس بیس کو مار لوں تو سر ان کے خدمت استاد میں لے جاؤں۔ چنانچہ ان دونوں کو لا کر پہلے صحرا میں اتارا۔ شاہ پور عیار بھی پنجہ کے تجسّس میں ذکر کیا گیا ہے کہ چلا تھا۔ اس نے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلطک مار کر ساحر بنا۔

ادھر ناہید و ایرج جب تموج ہوا کے صدمہ ٹلنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا۔ ناہید

نے للکارا کہ ”او بے حیا تو کون ہے۔ جو ہم دونوں کو لڑتے اٹھا لایا اس نے کہا: ”تم میرے استاد سے لڑتے ہوا اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو۔ میں تمہیں قتل کرنے لایا ہوں۔“ ناہید نے کہا: ”میں خداوند کی طرف سے لڑنے آیا ہوں اور ان کے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اٹھا لایا۔ اب تو کہہ خداوند تیرا حال کیا کرتے ہیں۔ کیونکر وہ اپنی قدرت سے بعد میرے آئیں گے۔ تیرا حال دریافت فرمائیں گے اور ان سے کون سا حال ایسا ہے جو پوشیدہ ہے۔“ ساحر نے کہا: ”خداوند میں یہ قدرت نہیں وہ کیا حال میرا معلوم کریں گے۔ کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں مسلمانوں کو پیدا کر کے بھول گیا ہوں۔ اور علاوہ اس کے عیار ان کو آ کر دق کرتے ہیں۔ ان کا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کر کے ان کے رنج پہنچانے سے محفوظ رہتے۔ پس ظاہر ہوا کہ علم الغیب مطلق خداوند کو نہیں۔“

ناہید نے یہ کلمات سن کر سوچا کہ جو پرستاران خداوند ہیں ان کو بخوبی معلوم ہے کہ خداوند بالکل بے خبر ہیں۔ پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغاباز ہے۔ ضروری ہے کہ قول اور دین اسلام سچ ہے اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ تجھ کو لازم ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے ثواب آخرت حاصل کر۔ یہ سوچ کر براہ مکر اس ساحر کو ڈانٹا کہ: ”حرامزادے تو خداوند کو غافل اور نکما بتاتا ہے دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہے۔“ وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہے گا۔ پس یہاں رہنا مشکل پڑے گا۔ چنانچہ خائف ہو کر ناہید پر سے اپنا سحر دفع کر کے کہا۔ ”میں آپ کو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا۔ اس وجہ سے اٹھا لایا تھا۔ اب آپ جانب لشکر تشریف لے جائیں اور میری خطا معاف فرمائیں۔ خداوند سے میری شکایت نہ کیجئے گا۔ مجھ پر رحم فرمایئے گا۔“

ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پا کر مار ڈالا اس کو پس تیغ ہاتھ ڈال کر قریب گیا، کہا: ”اور ماد بخطا میں تیری سزا تیرے کنار میں رکھتا ہوں کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نہ کرے۔“ یہ کہہ کر اس کو سنبھلنے بھی نہ دیا اور وار شمشیر کا کیا۔

تلوار جب اس پر پڑی۔ اس نے جلدی سے سحر پڑھا کر اچٹ گئی اور ناچار ہو کر ناہید کو پھر اس نے گرفتار کر لیا۔ اور اب یکایک قتل نہ کر سکا۔ اس لیے کہ طرفدار خداوند اس کو سن چکا تھا۔ سوچا کہ ان دونوں کو آج لے کر باغ میں قید رکھوں اور خداوند سے جا کر سب حال کہوں۔ جیسا وہ فرمائیں گے ویسا کروں۔ غرضیکہ ان دونوں کو بزور سحر لے کر باغ میں آیا اور وہ باغ سرسبز و شاداب ہے۔ عمدہ نایاب ہے چنانچہ دونوں کو چبوترہ باغ کے نیچے ڈال دیا اور آپ بیٹھ کر شراب پینے لگا۔ لیکن اتنے عرصہ میں شاہ پور اس کو دیکھ چکا تھا۔ صورت بدل رہا تھا۔ جب یہ باغ میں آیا وہ بھی ایک عورت قبول صورت کی ایسی شکل بن کر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے۔ ان کے نیچے بیٹھ کر صدائے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا۔ ساحر مذکور وہ آواز غمگین سن کر در باغ برائے انکشاف کوائف آیا۔ زیر درخت سرو حدیقہ محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا۔ ایسا حسن آگیں بصد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جس کے نظارہ نے دیوانہ نہ بنایا۔ ہزاروں ملک چین و ختن اس کی زلف معنبر و مشک بیز پر نثار پر بہار پر گلشن عالم تصدق ہر بار ناز و کرشمہ اس کے دامن نگاہ سے توسل جو دلداری بیوفائی کی خاطر بے مروت ہیں خود باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا۔ واقعی ہر اندازہ میں وہ آفت جان تکتا کہ

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ
بلا شک شہرہ آفاق تھی وہ

نہایت خو برو وہ ماہ طلعت
پری وش سیم تن شمشاد قامت

ترقی ماہتاب حسن کو تھی

مثال بدر روشن صورت اس کی

بہ شکل صبح پیشانی تھی خندہ
چھری خنجر کٹاری تیر مژگاں

سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

ساحر مذکور اس پر فریفتہ ہو کر قریب گیا اور نہایت منت سے مستفسر ہوا کہ "اے مایہ خوبی والے مہر آسمان محبوبی رات کو ایسے وادی سنسان میں آ کر رونا اس طرح بیتاب ہو کر منہ اشکوں سے دھونا۔ کیا سبب رکھتا ہے؟ دل نازک کون سا رنج و تعب رکھتا ہے۔" اس پوچھنے سے وہ ماہ تاباں بسان سحاب بارندہ اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ

حد سے افزوں ہے شوق دیدار
اظہار زبان سے ہے دشوار

تم کیا میرا حال پوچھتے ہو۔ فلک کی ستائی ہوئی۔ برباد ہو کر یہاں آئی ہوں۔ عیاران لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مارا' گھر لوٹا میں ہوئی خانماں آوارہ' جب دل گھبراتا ہے جنگل میں آ کر کوکتی ہوں۔ غم دل خالی کر کے پھر اسی جگہ جہاں شوہر قتل ہوا ہے جا کر پڑ رہتی ہوں۔" ساحر نے یہ حال سن کر سمجھانا شروع کیا: "اے نازک بدن مرضی خداوند سامری کی اسی طرح تھی۔ اب صبر کرو۔" بشر ہر صورت سے مجبور ہے دنیا کا یہی دستور ہے۔ اس کا غم کہاں تک کرو گی۔ رنج و الم کب تک سہو گی۔ میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزہ دیکھو۔ اس صدمہ جانکاہ کو دل سے بھلا دو۔ میں عمر بھر

غلامی کروں گا اطاعت میں رہوں گا۔ خلاف مرضی کوئی بات ظہور میں نہ آئے گی طبیعت بڑا لطف اٹھائے گی۔" اس ماہ پیکر نے رو کر کہا: "میں کوئی خواہش نہیں رکھتی ہوں۔ اکیلی رہتی ہوں۔ اس وجہ سے ڈرتی ہوں۔ اگر تم مجھ کو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمہارے گھر چلوں میں تمہارا سب کام کروں گی۔ لیکن جورو نہ بنوں گی۔ ساحر سمجھا کہ اس کو لے کر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر گویا ہوا: "اچھا چلو جو تمہارا جی چاہے۔ وہ گلفام بنازو انداز اس کے ہمراہ باغ میں آئی۔ دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوش رنگ ہیں جو بہار گلستان دہر کو شرماتے ہیں۔ درختاں سر کشید قد بالائے عنائے جاناں کو ہمسر اپنا بنانے سے عار کرتے ہیں۔ ٹیڑھے ہوئے جاتے ہیں کہ

چمن میں ہیں کھلے ہر رنگ کے پھول
گئی مانی کو صنعت اپنی سب بھول

شجر بھی میوہ دار ایسے ہیں نایاب
کف حسرت ملے ہر دیدہ خواب

رواں ہیں آب شاریں ہر روش پر
کہ جن میں موج زن ہے آب گوہر

کہیں شاخوں پہ ہے طوطی غزل خواں
چہکتے ہیں کہیں مرغ خوش الحاں

چبوترہ جو نشست گاہ کا ہے اس کے نیچے ایرج و ناہید بے حس پڑے ہیں۔ بالائے چبوترہ مسند بچھی ہے۔ شیشہ و ساغر دھرے ہیں۔ ساحر نے اس لالہ فام کو لا مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت ہو دو ایک جام مے پیوتا کہ طبیعت تمہاری درست ہو۔ اس معشوقہ

غدار نے ہنس کر کہا کہ مردوے میں تیری گھاتیں خوب سمجھتی ہوں۔ جانتا ہے کہ نشہ سے انسان بیہوش ہو گا جو میں چاہوں گا کروں گا۔ سو بخیریت ہے بندی ایسے فقرے بہت جانتی ہے۔ ساحر نے یہ سن کر خود جام شراب سے بھر کر قسمیں جمشید کی دے کر اس نے منہ سے لگایا اس نے وہ جام لے کر بظاہر تو پیا لیکن چالاکی سے گریبان میں انڈیلا۔ پھر آپ ساغر بھر کر اس کو دیا۔ ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا۔ اختلاط حالت نشہ میں کرنے لگا۔ کبھی زلف عنبر فام کو چھوتا وہ کہتی او موذی تجھے اپنی ایڑی چوٹی پر سے نثار کروں تو یہی اقرار کر کے مجھے لایا ہے۔ کبھی وہ اس کے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ حسن کا گنجینہ ہے۔ خدا کی مار تجھ پر تو کالا بن کر اس گنج میں بیٹھا چاہتا ہے۔ کبھی وہ کھاڑن ایسی سسکی بھرتی کہ اس کی عقل بازی ہار جاتی بے چین ہو کر کہتا۔

لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
بغل میں بیٹھ کے ان کا حساب دیتا جا

غرضیکہ اسی بیتابی میں وہ ساحر اس ماہ وش کے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کروں۔ اس نے بھی گلے میں ہاتھ حائل کر دیئے اور کہا جانی ایک ساغر اور پی لے اس نے جام بھر کر اس ساقی خوش ادا کو دیا۔ اس نے ہنس کر جام تو لے لیا مگر کہا: "دور نگترے اس باغ سے جلد توڑ لا کہ گزک اس کی اب کی مرتبہ بنائیں۔ بوئے مے ہنگام بوسہ بازی وصل میں نہ آئے اور شراب زیادہ بیخود نہ بنائے۔ مزے مزے کا سرور گھٹے شوق کی طرح نہ گھٹے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا۔ ہر چند کہ جانا اس وقت ناگوار ہوا' لیکن اٹھ کر رنگترے توڑنے گیا۔ ادھر اس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا ساغر درست کیا اور رنگترے توڑ کر لایا' بیٹھا ہی تھا کہ اس نے جام منہ سے لگایا اور جام پی گیا اور اس نازنین سے پھر لپٹنے لگا۔ اب تو غدار پہلو سے اٹھی اور کہا: "موے

تیرے منہ کو جھلسا میں تیرے جل میں نہ آؤں گی۔ آبرو اپنی نہ گنواؤں گی۔ لو صاحب نہ پیام نہ سلام۔ نہ میں نے اس کی کوئی آدھی کبھی کھائی۔ نہ ہونے سے پہلے آشنائی جتائی۔ یکایک موئی کاٹا مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے۔ اردگرد تیری صورت کو جھلسا۔" یہ کہہ کر اٹھی اور دو قدم چلی تھی کہ ساحر اس کے پیچھے دوڑا۔ ہوائے سرد جو منہ پر لگی بیہوش ہو گیا۔ شاہ پور نے چاہا کہ خنجر سے سر اس کا جدا کرے ایرج جو زیر چبوترہ بے حس پڑا تھا گویا ہوا اے بھائی کیا کہنا ماشا اللہ تمہاری عیاری میں مثل نہیں۔ اس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کرو۔ کس لیے کہ ناہید نے اس پر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی۔ شاید بزور سحر یہ روئیں تن بنا ہے۔" شاہ پور نے یہ سن کر دو پتھر باغ سے تلاش کر کے لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے اس کا سر کچل دیا۔ بھیجا پاش پاش ہو گیا۔ اس ساحر کو جہنم میں بھیجا۔ پیروں نے اس کے غل مچائے۔ آندھی سیاہ آئی۔ جب وہ آفت برطرف ہوئی۔ ناہید و ایرج کے جسم میں طاقت آئی۔ ناہید نے اٹھ کر قدم پر ایرج کے سر اپنا رکھ دیا اور کہتا تھا کہ دین آپ کا سچا ہے۔ میں نے اسلام اختیار کیا۔ شہزادے نے سر اس کا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ فرمایا کہ کلمہ پڑھ کر وہ بہادر از سر صدق ایمان لایا۔ پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر بارہ دری میں اس باغ کی آیا۔ جو کچھ سامان آرائش ازراہ سحر اس جگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹ گیا تھا۔ اصلی باقی تھا۔ شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا۔ اس کو کھولا۔ اس میں ایک شمشیر آبدار رکھی تھی۔ نیام مخملی اس پر چڑھا تھا۔ اس کو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار موت کا پیام پہلوان جادو کی اور اس کے شاگردوں کی ہے جس کے پاس یہ تلوار ہو گی۔ اس پر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کرے گا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہو گا اور کسی حربہ سے نہ مرے گا۔" یہ مضمون پڑھ کر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغہ کمر سے باندھا۔ پھر تینوں وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ تو اس طرف سے آتے ہیں اور لشکروں میں رات بھر تیار حرب

6 **

رہی۔ یہاں تک کوہ کہ وقت آیا۔ یعنی عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کر کے تیغہ آفتاب حوالہ ترک فلک فرمایا کہ

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور
کمر سے تیغہ خطی لگا کر

امیر کشور گیر مسجد کر پاس سے پہلوان با توقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے۔ اول سامان جلوس محل سے پیدا ہوا۔ پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدہ ہوا۔ سب نے مجرا و تسلیم کی۔ سواری جناب عالی کی جانب میدان مصارف چلی۔ سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی۔ منچلوں کا تیکھا پن گلستان شجاعت میں معشوقوں کا نیا غصہ کرنے کا جوبن' گھوڑوں کے سموں کی آواز طراروں کا نیا انداز دیکھ کر چرخ کج رفتار چال بھولا تھا۔ باغ جرات و جلاوت پھلا پھولا۔ نقاروں کا بجنا۔ نقیبوں کا خوش الحانی سے نقابت کرنا۔ عنادل کا چمن تہور میں نغمہ سنجی کرنا ظاہر تھا۔ غرضیکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ

وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا
کہ دم بھر میں دریائے خون دے بہا

حاصل مرام دشت قتال میں پہنچ کر تخت شاہی قلب ہیں لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کھنچیں۔ بہادروں کا پرا جما۔ میدانوں کو بیلداروں نے ہموار کیا۔ سقوں نے چھڑکاؤ سے گرد و غبار ہٹا کر آئینہ سان جنگل بنا دیا۔ دوسری جانب لشکر لقا نے آ کر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان لڑنے نہ آیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے رات کو اپنی حفاظت کے لیے یہ سحر کر دیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ میں آئے بیہوش ہو جائے۔ اور رات بھر بیہوش رہے۔ صبح کو جو میں اٹھوں اس کو گرفتار کر لوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک و ابوالفتح وہاں جا کر بیہوش ہوئے۔

جب یہ صبح کو سو کر اٹھا' دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہیں۔ خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا۔ مگر قریب ان کے انھوں نے جو کمند لگا رکھی ہے۔ وہ کمند اچھل کر گردن و کمر و دست و پا میں الجھی۔ اس نے چھڑانے کا قصد جو کیا حلقے جھٹکا کھا کر پچی ہو گئے۔ یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا۔ ادھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آ گیا۔ اس لیے کہ اس نے یہ سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش رہے۔ صبح صبح کو ہوشیار ہو جائے۔ کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہیں۔ میں خود ہوشیار و بیدار ہوں گا۔ فی الجملہ عیار جو ہوشیار ہوئے۔ ساحر کو کمند میں پھنسے دیکھ کر ایسے گھبرائے کہ حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش بھی نہ کیا۔ یونہی کاندھے پر ڈال کر سراپچہ بارگاہ پھاند کر بھاگے۔ وہ ساحر گھبراہٹ میں سحر کرنا بھولا یہ بیہوش کرنا۔ چنانچہ جب یہ لے کر بھاگے تو اس نے چیخنا شروع کیا کہ "افسران لشکر میرے دوڑو' ارے واسطہ سامری کا مجھ کو چھڑاؤ۔ ہائے میں پھنسا۔ یارو میری جان گئی۔ لوگوں مجھے پکڑے لیے جاتے ہیں' کمبخت ملازم میرے کہاں گئے' خدمت گار حرامی مر گئے۔ شاگرد میرے اڑ گئے۔ اس وقت کیوں نہیں آتے۔"

یہ غلغلہ سن کر ملازم اس کے دوڑے۔ ہر چند کہ لشکر کمر باندھے عازم دشت نبرد تھا۔ مگر جدھر سب دوڑے۔ اس طرف شاگرد بھی اس کے چلے۔ عیار سمجھے کہ لے نہ سکو گے۔ یہ سمجھ کر اسی طرح کمند میں لپٹا ہوا اس کو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے۔ ملازم جو پیچھے دوڑے آتے ہیں۔ وہ بھی عیاروں کے تعاقب میں نہ گئے۔ اپنے مالک کو اٹھوایا۔ عیار بھاگ کر دور نکل گئے۔ اس نے ان کے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی۔ لیکن فرط غضب سے اس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ میں ملازموں سے کہا: "مجھے اٹھا لے چلو۔" وہ اس کو بارگاہ میں لائے اس نے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے۔ مگر جتنا ان کو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ الجھے اس وقت اس نے چاہا کہ سحر سے کمند جلا دوں' لیکن میدان رزم میں جب عرصہ گذرا اور یہ نہ گیا تو بختیارک اس کے خیمہ کی طرف بھر خبر چلا۔ راہ میں چالاک اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا۔ اس کو دیکھ کر پکارا: "ملک

جی عشق اللہ ہے۔"
بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے، سیلی تاگے سے درست دیکھا، پہچانا کہ چالاک ہے۔ گویا ہوا کہ "مرشدزادے تسلیم کرتا ہوں۔" اس نے کہا: "بچا کمند فقیر کی پہلوان کے پاس ہے۔ خبردار رہنا۔" بختیارک نے کہا: "آپ کی امانت غلام حاضر کرے گا۔" یہ کہہ کر خیمہ پہلوان میں آیا۔ وہ کمند جلایا چاہتا تھا کہ اس نے اس کے حلقے کھولے اور کہا: "بڑا غضب ہوتا ہے، جو کمند جل جاتی ہے۔ مرشد زادے راہ میں ملے تھے تاکید کر گئے ہیں مجھ سے آ کر لیں گے۔" یہ کہہ کر کمند لے کر چلا۔ پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا۔ اسلحہ آج سارے جسم پر لگا مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے شاگردوں کے بصد کروفر میدان رزم میں آیا۔
یہاں تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنے کو نہیں نکلتا ہے کہ یہ آ کر پہنچا اور اپنے خداوند سے اجازت لے کر وسط میدان میں پہنچ کر نہیب زن ہوا: "اے فرقہ اسلامیان تم میں سے جس کا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے۔ لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلے، مگر جو اس کے سامنے آیا۔ اس نے تلوار کا وار کیا۔ بہادروں نے تلوار اس کی رد کر کے شمشیر لگائی۔ اس نے سر سامنے کر دیا۔ تلوار سر پر پڑ کر اچٹ گئی۔ پھر اس نے تیغ لگا کر زخمی کر دیا اور سحر پڑھ کر گرفتار کر لیا۔ کئی سردار زخمی ہو کر مقید ہو چکے تھے کہ صحرا کی طرف سے بگولہ گرد کا اڑا اور شاہ پور عیار دوڑتا ہوا آیا۔ سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیغام لاتا ہے۔ سب دیکھا کہ اس نے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کی طرف چلے۔ ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ جنگل کی جانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہیں۔
ان کی آمد دیکھ کر امیر تامل پذیر رہے۔ لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہنچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب اڑا کر سامنے پہلوان کے پہنچ کر تگادر ماری۔ گھوڑا اس کا پس

پا ہوا۔ اس نے رانوں میں مسل کر مرکب اس کے روبرو بڑھایا' مگر بختیارک نے لقا سے کہا: "یا خداوند' آپ کے نواسے کے تیور آج برے نظر آتے ہیں۔ میرے نزدیک طبل امان بجوانا بہتر ہے۔ ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملے گا۔" لقا نے کہا: "اے شیطان تو جھک مارتا ہے میرا پہلوان ببر قدرت ہے۔ سب کو مارے گا۔" یہ کہہ رہا تھا کہ وہاں پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی۔ شہزادے نے وار اس کا خالی دیا اور وہی تیغہ جو باغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچ کر علم کیا۔ ساحر نے جو اس کی چمک دیکھی دل اس کا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کر کے سحر پڑھنے لگا۔ مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی۔ تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹ کر خود دو بلغہ زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسہ سر میں در آئی اور سر سے سراسر کلہ جبڑا تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کر کے شکم کے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر خانہ زین پر آئی۔ مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکل گئی۔ راکب و مرکب چار پر کالے ہو کر گرے۔

بختیارک یہ ضرب دیکھ کر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اسی نے تکبیر کہی۔ شاگردان ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرنے کا سن کر سحر پڑھتے۔ لینا لینا کہہ کر شہزادے پر آ گرے۔ آگ پتھر برسانے لگے۔ ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا اور دریائے لشکر اُمڈ کر چلا۔ اس طرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا۔ دو لشکر باہم مل گئے۔ شمشیر زنی کا آغاز ہوا۔ ہوا کا مزاج مکدر ہوا۔ روز سیاہ دشمنوں نے دیکھا۔ لوہا برسنے لگا۔ تلوار کی چمک سے دریائے آہن لہریں مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردرا جن کو پہلوان گرفتار کر چکا تھا۔ مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے۔ پہلوان کے مرنے سے سحر ان پر سے جاتا رہا۔ وہ سب چھوٹ کر جو نکلے۔ ہنگامہ کا راز دیکھ کر جو لشکر کہ پڑاؤ تھا۔ اس سے لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زنداں کو مار اسلحہ لے کر آفت برپا کر دی۔ پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب میں ان کے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آ کر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر

لقا میں ہلچل پڑ گئی۔ اس پر طرہ یہ کہ لشکر ناہید جو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اس نے جو اپنے افسرو مالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے۔

پس یہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا۔ اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا۔

ایرج پر بسبب تلوار مذکور کے سحر اثر نہ کرتا تھا۔ شہزادہ صف لشکر ساحر ان میں در آیا تھا۔ ایک طرف سے امیر کشور گیر نے اسم اعظم پڑھ کر اثر ساحر مٹایا تھا۔ دم بھر میں لاشوں کا انبار کر دیا۔ کاخ ہستی ساحران مسمار کر دیا۔ جنگل کشتوں سے بھر گیا۔ ملک الموت کام اپنا کر گیا۔ خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم برہم قریب فیل جس پر تخت لقا تھا۔ پہنچا اور مرکب اپنا زانوں میں مسلا۔ چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا۔ مگر مرکب ران کی گرمی پا کر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہنچا۔ دونوں ٹاپیں اگلی ہو دج لقا پر رکھیں۔ علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اس نے تلوار ماری اور فیل بان نے آنکس مارا۔ شہزادہ نے بائیں ہاتھ سے اوجھڑ سپر کی فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا۔ تیغہ خون چکان اس زور سے مارا کہ مع علم و علمدار کٹ کر تیغہ ہودج پر آئی اور اس کو کاٹ کر ہاتھی کے بھسونڈے پر ٹھہرا۔ لقا تلوار پکڑے کھڑا ڈانٹتا تھا کہ "نبیرہ قدرت کیا کرتا ہے او بندے بے ادب' خبردار' قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہیں تو قدرت سنگ سیاہ کر دیں گے۔"
شہزادے نے بعد قتل علمدار نعرہ "اللہ اکبر" بلند کر کے تیغ علم کی اور فرمایا: "اے مشرک خدا کے گذارم کہ ازدست من جان بسلامت بری۔ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے۔ بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کودا۔ لقا پکارا: "اے شیطان سرین قدرت میں چوٹ بہت آئی۔ شیطان نے کہا: "تاپائے داری بگریز۔" آخر اسی چوٹ میں جس طرح بنا' اٹھ کر بھاگا۔ شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب میں چلا۔ لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مرنا گوارہ کیا۔
**

اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے۔ سد لشکر اسلام ہوئے۔ شہزادہ نے آ کر کمیدان کو مار پلٹن
کو بھگا دیا۔ رسالہ بیچ میں آ گیا۔ تلوار گھسان کی چلنے لگی۔ وہ رن پڑا کہ کبھی ترک
فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہو گا۔ آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا۔
علم فوج تو سرنگوں ہو چکا تھا۔ افسر قتل ہوئے تھے۔ سپاہ بے سردار کے پاؤں اٹھ گئے۔
اہل اسلام تلواریں مارتے۔ غازیان دیندار۔ خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتیں بنائے
پیچھے چلے۔ جو گرفتار ہوا۔ بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی۔ خون کا دریا بہا دیا۔ زیر تیغ رکھ
لیا۔ پڑاؤ لوٹ کر آگ خیام کفار میں لگا دی۔ لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق ہوا۔
ہزار ہا کافر واصل جہنم ہوئے۔ اور قلعہ بند کر کے توپ ماری۔ مجاہدین رکے کہ اب
دشمن محصور ہوا۔ اگر چند روز میں جمعیت بہم پہنچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر' ورنہ قلعہ
پر حملہ کریں گے اور اس گھروندے کو ٹاپوں میں گھوڑوں کی اڑا دیں گے۔ لشکر میں
طبل آسائش پر چوب پڑی۔ سب پھر کر داخل خیام ہوئے۔ مال غنیمت تقسیم ہوا۔اپنے
یہاں کے کشتوں کو گنج شہیداں کرایا۔ اس طرف ساحران نالاں و گریاں لاشہ پہلوان
کا اٹھا کر جانب طلسم گئے۔ لشکر اسلام میں جشن آغاز ہوا۔ سب قید شدہ سردار بھی آ
کر ملے۔ لشکر ناہید بھی شریک ہوا۔ بادشاہ نے ناہید کو ملک و مال اس کا معاف فرمایا۔
خلعت دیا۔ سرداران ایرج میں داخل ہو کر دست چپ میں بیٹھا تھا۔ یہاں تو یہ سامان
ہے۔

لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ میں گیا۔ ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربا میں نہ
بیٹھا۔ دوسرے روز یہ کہتا ہوا باغ مینا سے برآمد ہوا کہ "مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو
ایسے بندے سرکش اور زبردست میں نے پیدا کر دیے۔ کیا بری تقدیر میرے قلم قدرت
نے لکھ دی۔" آخر جب تخت پر بیٹھا۔ سب اہل دربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوئے۔
ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے۔ دور شراب آغاز ہوا۔
اس اثنا میں گلگون عیار آیا۔ جس کا ذکر اول بیان ہوا ہے کہ بہار کو پکڑ لایا تھا۔ چنانچہ
اس زمانہ سے یہ اپنے ملک میں گیا تھا۔ اب پھر آیا۔

بختیارک نے اس کو دیکھ کر پوچھا: "کہئے کہاں تھے۔" اس نے کہا: "گھر گیا تھا۔" بختیار نے کہا: "جیسے گھر میں رہے' ویسے یہاں رہے' کچھ ہو سکے تو یہاں رہنے میں کیا ہے۔ کل کی لڑائی میں قدرت کے بہت چوٹ لگی۔ اگر میں کفیل حال نہ ہوتا تو فیل پر سے نہ اتر سکتے۔ نواسہ قدرت کا قتل کر چکا تھا۔ کیوں نہ ہو' جیسے خداوند زور آور ہیں ویسی ہی بیٹی زور رکھتی ہو گی۔ پھر اسی کے پیٹ سے نواسہ ہوا ہے وہ تو خداوند کے باپ کو پاتا تو مارتا۔" یہ کہہ کر سارا واقعہ جنگ اس کو سنایا۔

عیار مذکور نے کہا: "میں جاتا ہوں اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اپنے خیمہ میں آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلا کر بیہوش کر کے ایرج کی سی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کرے حکم دیا: "تو میری ایسی صورت بن جا۔"

شاگرد بموجب حکم اسی کی ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی۔ یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا۔ سیاہی شب کو منہ پر ملا کہ

که رفته رفته دن بڑھ کر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم

سیاہی دیکھ کر گیسوئے شب کی
دلوں نے خلق کی راحت طلب کی

○○○

• اژدر دہن جادو

شام ہوتے ہی قنطورے اور پیتاوے سے آراستہ ہو کر پشتارہ گھسیارے کا باندھ کر شاگرد کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہے وہاں ایک غار میں پشتارہ گھسیارے کا رکھ کر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہرا کر' کچھ فریب تعلیم کر کے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمت گاراں اہل اسلام بنائی۔ چپکن پہنی پیٹی پاک کمر سے لگایا۔ پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا۔ شرعی ڈاڑھی درست کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازاروں کی کرتا۔ ہر ایک سردار کی بارگاہ دیکھتا۔ قریب بارگاہ ایرج پہنچا اور خدمت گاروں میں مل کر ٹھہرا رہا۔ جب شہزادہ مذکور دربار سے آ کر استراحت فرمانے داخل بارگاہ ہوا۔ خدمت گار چپی کرنے کے لیے بلائے گئے۔ عیار مسطور بھی انہیں میں شریک ہو کر اندر آیا۔ مگر شاپور عیار شہزادے نے ہر ایک خدمت گار کو بنظر فراست دیکھا۔ اس عیار کو نیا آدمی دیکھ کر چاہا کہ گرفتار کر لے۔ مگر وہ بھی نظر اس کی پہچان گیا اور سراپچہ فراکر بھاگا۔ لیکن کہتا گیا کہ "خبردار رہنا' میں گلگوں عیار ہوں۔ آج ایرج کو پکڑ کر لے جاؤں گا۔" یہ کہہ کر چلا گیا۔ یہاں انتظام ہونے لگا۔ شاپور دربارگاہ میں پھرنے لگا۔ شہزادہ بھی باوجود ایں ہمہ ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما ہوا تو مگر جاگتا رہا۔ کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا۔

ادھر گلگون دعویٰ کر کے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا۔ صورت بدلے فکر میں پھرنے لگا۔ اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا۔ پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا۔ اس نے اس کو روکا۔ پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا۔ پھر کہا: "ذرا ادھر آئیے۔ دیکھیے تو یہاں کیا نقشہ ہے۔" فراش یکایک اس کے کہنے پر حیران ہو کے اس طرف آیا۔ جہاں اس نے بتایا۔ وہ مقام گوشے کا تھا۔ اس نے وہاں آ کر حباب اس کے منہ پر مار کر بیہوش کر دیا اور اس کا پیراہن لے کر فتیلہ عیاری جلا کر' آئینہ

سامنے رکھ کر اس کی سی صورت بن کر لباس اس کا پہن کر چلا۔ فراش کو وہیں چھوڑا اور دربارگاہ پر آیا۔

شاپور نے پوچھا: "کہ میاں درگاہی کہاں گئے تھے۔" اس نے کہا: "کہ غلام لشکر میں کچھ سودا لینے گیا تھا۔ یہاں غلغلہ سنائی دیا۔ دوڑا کچھ لیا بھی نہیں۔ شاہ پور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعوں کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا۔ یہاں دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں' نہ پھنسیں گے۔ یہ سوچ کر شمعوں پر بیہوشی ڈالنے لگا۔ فرش کا جھول مٹانے کا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی۔ سرہانے شہزادے کے آ کر پیچ بند باندھنے لگا اور تکیوں میں بیہوشی کا عطر جو ہاتھ میں بھرا تھا۔ قابو پا کر لگانے لگا۔ شہزادہ کچھ اس کی حرکتیں دیکھ کر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہ کر کے سمجھا کہ اس کو گرفتار کر لو۔ اگر فراش ہو گا۔ رہا کر دینا۔ وگرنہ مار ڈالنا۔ یہ سمجھ کر پکارا:" لینا اس کو۔" عیار سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گیا۔ یہ سمجھ کر وہیں سے غلط ماری اور صحن بارگاہ میں آ کر سراپچہ فرا کر بھاگا۔

یہاں شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھ کر دوڑا۔ شہزادہ خود اٹھ کر دوڑا اور پکارا: "شاپور سراپچہ عیار پھاند گیا ہے۔ ادھر نہ آؤ۔ اس طرف گھیرو۔" شاہپور اسی جانب دوڑا۔ اور اسی بارگاہ میں دھواں اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا۔ شہزادہ مع خدمت گاروں کے بیہوش ہو گیا اور بسبب غلغلہ کے جو دوڑا۔ وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور عقب عیار چلا۔ شہزادہ بیہوش پڑا رہا۔ ادھر شاہ پور جو پیچھے دوڑا۔ گلگون جست و خیز کرتا کنارے لشکر کے اس کو لایا۔ وہاں شاگرد کے اپنے' صورت اپنی بنا کر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ رہا تھا کہ جب میرے تعاقب میں کوئی آئے تو میرا نعرہ کر کے تو لڑنے لگنا۔ شاگرد نے یہی کیا۔ کہ استاد کو آتے دیکھ کر آگے بڑھ آیا۔ استاد تو نکل گیا۔ اور نعرہ کیا کہ باش اونا عیار کہاں آتا ہے۔ کیا میں تجھ سے کچھ پایہ کمی کا رکھتا ہوں۔" یہ کہہ کر نیمچہ کھینچ کر لڑنے لگا۔

لشکر اسلام بھاگا۔ اس نے بھی طرح دی۔ یہ تو نکل گیا اور وہ غار سے پشتارہ ایرج کو لے کر روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر میں پہنچا۔ رات زیادہ ہو گئی۔ حاجبان قلعہ اس کے منتظر تھے۔ انہوں نے بعد دریافت حالات شناخت کر کے دروازہ کھولا۔ یہ داخل قلعہ ہوا۔ لقا باغ مینا میں آرام پذیر تھا۔ ناچار یہ اپنے خیمہ میں شہزادے کو لایا اور اس وقت تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاہ کش دہر نے گیاہ کہکشاں کو صحرائے فلک سے آفتاب کا کھرپا لے کر چھیلا اور گلیم شب میں لپیٹ کر گٹھڑی باندھی کہ

کہ جب اٹھا زمین سے سایہ شب
نظر آیا جمال صبح مطلب

چھپے رہتے ہوئے ظاہر ہر اک سو
اڑے طائر گھرے صحرا میں آہو

ہنگام سحر لقا دارالامارہ قلعہ میں آ کر تخت نشین ہوا۔ سب سردار اور مطیع اس کے حاضر ہو کر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت گلگلوں نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کا راستہ لیا۔ شہزادہ کو بھی عراوے پر ڈال کر ہمراہ لایا۔ جب شہزادہ سامنے اس مرتد یعنی لقا کے پہنچا۔ بطور خدا پرستان پکارا: "سلام میرا اس مجلس میں خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو۔" لقا اس نہیب کو سن کر کڑکڑایا کہ او بندہ بے ادب نواسہ قدرت سجدہ کر ما بدولت کو۔" شہزادے نے فرمایا: "میں تجھ پر اور تیرے سجدہ کرنے والوں پر لعنت کرتا ہوں اور مشرک خدا ناچار ہوں کہ اس وقت دسترس میرا نہیں۔ ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا۔" اس نے ان کلمات کو سن کر حکم قتل شہزادہ دیا۔ بلکہ بخوف اس کے کہ کوئی عیار اس کو چھڑا نہ لے جائے۔ ایک سردار سے کہا: "تو اٹھ کر سر کاٹ لے۔" جلاد کے بلانے میں عرصہ ہو گا۔ وہ

سردار تلوار لے کر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا۔ پس درگاہ احکم الحاکمین میں رجوع قلب سے پکارا

مجھے امید کب ہے بخت بد سے
کہ فرصت پاؤں اس بغض و حسد سے

ہزاراں شکر احسان خداوند
کہ وہ کرتا ہے غم گینوں کو خرسند

عجب کیا ہے کہ چھوٹوں اس بلا سے
مجھے امید رحمت ہے خدا سے

الٰہی دل کو میرے شاد کر دے
مجھے اس قید سے آزاد کر دے

تیر دعا نشانہ اجابت پر بیٹھا۔ ہر کارے دوڑے ہوئے آ کر مجرا گاہ پر ٹھہرے اور کافرے نے کافر کو بد دعا دے کر عرض کی: "کہ شراب خوار کو ہی حاکم قلعہ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوہیوں سے بہر امداد خداوند آیا ہے۔" یہ خبر سن کر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے۔ شہزادہ اس طرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سرداروں کے پیشوائی کو چلا۔ یہاں کہ یہ ماجرا گزرا۔ مگر شاہ پور جس پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا پشتارہ سمجھ کر لے گیا تھا۔ اس نے بارگاہ میں لا کر اس کو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا۔ گھسیارے کو گلگون نے بلا کر بیہوش کر کے ایرج بنایا تھا۔ کچھ حال تو بیان اس سے کیا نہ تھا۔ جو وہ اپنے تئیں شہزادہ بتاتا۔ اس وقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے

لگا۔ شاہ پور نے پوچھا کیا ڈھونڈھتے ہو۔ اس نے کہا: ”گسیاں میری کمر میں کھر پا رکھا تھا۔ اس کو ڈھونڈھتا ہوں۔ آپ نے پایا ہو تو بتا دیجئے۔“ شاپور نے ان باتوں سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہے۔ بہت نا دم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چل کر چھڑا۔ یہ سوچ کر گھسیارہ کو نکال دیا اور آپ پھر روانہ ہوا۔

ازبسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اس نے ہزاروں تدبیریں کیں مگر اندر نہ جا سکا۔ ٹھہرا رہا۔ جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا۔ یہ بھی اس کے ساتھ چلا اس نے جا کر شراب خوار سے ملاقات کی۔ لشکر اس کا ہمراہ لے کر داخل قلعہ ہوا۔ شاپور بھی صورت بدلے اس کے ہمراہ لشکر میں آیا۔ لشکر اس کا ایک مقام پر اترا۔ فوج کی چھاؤنی کے قریب خیمے استادہ ہو گئے اور شراب خوار سامنے خداوند کے آیا۔ شاہ پور بھی خدمت گاروں میں مل کر ساتھ آیا۔ یہاں اپنے شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھا۔ فکر رہائی کرنے لگا اور شراب خوار نے خداوند کو سجدہ کیا۔ نذر دی' دنگل پر بیٹھا۔ دور سے شہزادے کو اس نے بھی دیکھا۔ خداوند سے پوچھا: ”یہ کون خاطی ہے۔“ لقا کچھ کہنے نہ پیا تھا کہ ملک بختیارک بولا کہ ان کا حال مجھ سے سنئے۔ یہ نواسے خداوند کے اور پروتے حمزہ کے ہیں ان کی بیٹی کو پوتا حمزہ کا نکال لے گیا تھا ان سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ اب کو پائے تو مارے۔“ یہ کہہ کر سب حال لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا۔ شراب خوار جب ماجرا سن چکا۔ دل سے سوچا کہ یہ کیسا مسخرا خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کر سکا۔ بیٹی کو قبضہ دشمنان میں جانے دیا اور اپنے اپنے چھوٹے سے سجدہ نہیں کرا سکتا۔“

یہ سمجھ کر دل میں اس کے خدوند کی طرف سے فتور آیا۔ مگر ایرج کی طرف مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اسے نواسہ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خدا دو تیرے نانا ہیں۔ تو ان کو سجدہ کیوں نہیں کرتا۔“ یہ سن کر ایرج نے جواب دیا کہ: ”اگر یہ سارے عالم کے خدا ہیں تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کریں کہ مجھ کو زیر کرے۔ جب زیر ہوں گا تو سجدہ کروں۔“

شراب خوار نے کہا: "شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے۔ مجھ کو یہ امر بدل قبول ہے۔ اچھا اگر میں تجھ کو زیر کروں تو اپنی شرف سے باز گشت نہ کرنا۔" شہزادے نے فرمایا "استغفر اللہ قول مرداں جان دارد۔ مگر در صورت میرے تجھے پر غالب آنے سے تجھے بھی دین اسلام قبول کرنا ہو گا۔" اس نے کہا: "مجھے منظور ہے۔"

یہ شرطیں ہوتے سن کر بختیارک بولا: "اے شرابخور تم اس بارے میں نہ بولو۔ کیا تم مسلمان ہونے آئے ہو۔" اس نے کہا: "ملک جی' تم دیکھو تو میں ابھی اس کو زیر کئے لیتا ہوں۔" بختیارک اٹھ کر ناچنے لگا۔ کہ گویا ہم تم کو استقبال کر کے اس لیے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن ہو گے۔ اے کوہی کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ ان سے لڑ کر کوئی بھی غالب ہوا ہے۔ اس نے کہا: "تو جھک مارتا ہے اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کروں۔" شہزادے نے فرمایا: "ہم لوگ وابستہ زنجیر قول ہیں جب تک نام قید کا تھا۔ قید تھے۔ اب جو وقت رہائی آیا ہے تو کچھ تیری رہا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر خانہ زور میں آ کر چرخ مارا اور اس قید گراں کو بسان رشتہ خام توڑ کر الگ پھینکا۔

شراب خور یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور دنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا۔ شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ اس نے پیچ باندھا۔ انھوں نے توڑ کیا۔ ازبسکہ بارگاہ میں جگہ کم تھی۔ شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایک مقام پر اس کو پکڑ لایا اور توڑہ کمر بند میں ہاتھ دے کر اس کو پہلے ہی زور میں اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اس نے پکار کر کہا: "اے شہر یار امان دیجئے اور شرط اپنی یاد کیجئے۔" شہزادے نے زمین پر اتار دیا۔ اس نے قدم پر سر رکھا۔ شہزادہ اس کا سر سینے سے نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سرداروں کو للکارا: "لینا ان بندگان مغضوب کو۔" سردار لینا لینا کہہ کر اٹھے۔ شراب خوار تو مسلح و مکمل تھا سنبھل کر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹ کر ایک سردار لقا کو دے مارا۔ تلوار اس کی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا۔ شاپور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا۔ دارالامارہ سے نکل کر

بھاگا اور پہلے لشکر شراب خوار میں آ کر پکارا: "اے افسران لشکر مالک تمہارا بارگاہ لقا میں لڑ رہے ہے۔ جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائے گا۔" یہ خبر سن کر لشکر جلد جلد تیار ہوا۔

ادھر لشکریان لقا و سلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا۔ ادھر بھی کمر بندی ہوئی اور یہ دونوں لشکر دارالامارہ سے چلے تھے کہ راہ میں سامنا ہو گیا۔ شمشیرہ صاعقہ خصال کھچی

اور رسم جدال آغاز ہوئی قلعہ میں ہلچل پڑ گئی۔ دروازے مکانوں کے بند ہو گئے اور دکاندار دکانیں چھوڑ کر بھاگے گلیاں لاشوں سے پٹنے لگیں۔ خون کی نالیاں بہنے لگیں۔

اس ہنگامہ میں شراب خوار اور ایرج بھی لڑتے ہوئے دارالامارہ سے باہر نکلے۔ باہر آ کر گھمسان کی تلوار چلنے لگی۔ لقا بھی سوار ہوا۔ غلغلہ محشر آشکار گلیوں میں سر مانند کاسہ گدائی کے ٹھوکریں کھانے لگے۔ بازار اجل گرم ہوا۔ فضا نے دکان کھول دی۔ ملک الموت سے جان کا خریدار ہوا۔ پیر و جوان کا بھاؤ ایک ہی کر دیا۔ نرخ جان بہت ارزاں تھا۔ اس لڑائی میں بختیارک کہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہے۔ خداوند سے گویا ہوا کہ اب آپ کا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہے۔ کچھ دیر میں در قلعہ پر آ کر ہنگامہ مچائے گا اور قلعہ کو فوج اس کی ایک گھروندا سمجھتی ہے۔ وہ دم بھر میں پامال کر دے گی۔ پھر یہ جائے امن بھی ہاتھ سے جائے گی۔ لازم یہ ہے کہ ان دونوں کو راستہ دو۔ تاکہ لڑتے ہوئے قلعہ سے نکل جائیں۔ بیرون قلعہ ان کو گھیر لینے میں مضائقہ نہیں" لقا نے یہ سن کر کہا: "میں ایسی تقدیر پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

بختیارک نے افسران لشکر سے جا کر حکم دیا کہ تین طرف سے ان کو گھیرو اور ایک راہ سے ان کو بیرون قلعہ جانے دو۔" فوج تین طرف ہو گئی۔ شہزادہ و شراب خوار نے جو راہ پائی۔ اپنی فوج لیے لڑتے بھرتے در قلعہ پر آئے یہاں کی پلٹن اور نگہبان فون ان کے آنے سے بھاگ گئے۔ یہ دونوں بہادر نکلے۔ اس وقت شاپور دوڑا اور خدمت امیر میں آ کر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا۔ امیر حال سن کر مع تمام سرداروں کے اٹھے۔ لشکر اسلام میں قرنا بجی فوج تیار ہو کر چلی اور در قلعہ پر پہنچ کر نعرہ بلند

کر کے تمام بہادر گرے۔ اب تو وہ ہنگامہ گیر وار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا۔ بہرام چرخ کا ہول دل سے خون ہوا۔ ایرج نے قلعہ کے اندر سے تا بہ دروازہ لاشوں کی سڑک بنا دی تھی۔ قصر تن کی عمارت ڈھا دی تھی روح ساکن جسم بھگا دی تھی۔

اب امیر نے یہ حال کیا۔

آخر لشکر لقا پسپا ہو کر پھر قلعہ میں چلا گیا اور در قلعہ بند کر لیا۔ لشکر اسلام سے مل کر لشکر شراب خوار اترا اور اس کو امیر سامنے شاہ اسلام کے لائے اس نے مجرا کر کے نذر دی۔ خلعت معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا۔ دست چپ میں بچھا۔ بیرون چہل ستون قریب ناہید یہ بیٹھا۔ شاہ نے عوض نام شراب خور اس کو خطاب شہسوار کو ہی کا دیا۔ بارگاہ اس کے لیے استادہ ہوئی۔ غرضیکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب و کباب گرم ہوا۔ ناچ ہونے لگا ان کو تو اب مصروف عیش و نشاط رکھئے۔ مگر حال اژدر جادو سنئے کہ

پھرے پھر عنان سمند قلم
نئی داستان اک کروں پھر رقم

جادو طرازان سحر تقریر اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لے کر برائے جنگ مہ رخ نیک سیر روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ دریائے سحر کے پار بصد کروفر اتر کر اس نے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کر کے داخل لشکر حیرت ہوں گا۔ غرضیکہ بارگاہ میں داخل ہوا۔ سراپچے اس کے اٹھوا دیئے اور بیٹھ کر سیرو دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اس کے پاس ہے کہ شاہ جاوداں نے اس کو دی ہے۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نہ کرے اور کوئی حربہ بھی اس کے جسم پر اثر پذیر نہ ہو۔ کوئی ساحر اور غیر ساحر اس کو زیر نہ کر سکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے۔

**

چنانہ دریائے خون رواں کے کنارے صحرائے پر فضا اور معمور زا طائران و چار پایاں ہے۔ اژدر جو اس مقام پر اترا۔ جنگل کی کیفیت دیکھ کر سراپچہ بارگاہ اٹھوا دیئے اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لے کر طائران پر نشانہ لگانے لگا۔ لشکر میں اس کے بازار کھل گئی۔ چہل پہل شروع ہوئی۔ یہاں تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر مہ رخ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت میں پھرا ہی کرتے ہیں۔ انہیں میں سے قران کہ ہر وقت جنگل میں رہتا ہے پھرتا ہوا اس طرف آ نکلا۔ ایک لشکر کثیر اترے دیکھ کر دو ایک لشکری سے حال پوچھا۔ سب کیفیت اژدر کی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اس کو بہر مقابلہ مہ رخ بھیجا ہے پس جملہ ماجرا سن کر دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اس کو زبردست جان کر بھیجا ہو گا۔ یہ جا کر بڑا فساد کر لے گا لازم ہے کہ یہیں اس کا کام تمام کروں۔ یہ تجویز کر کے تنہائی میں آیا اور بصورت ساحر مہیب بن کر تیار ہوا۔ سانپ بہت سے جسم میں لپیٹے۔ ترسول ہاتھ میں لیے۔ ترکش مثل دم طاؤس دوش سے لٹکا کر کمان ہاتھ میں لے کر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ اژدر چلا۔

جب سامنے اس کے پہنچا۔ سلام کیا۔ اس نے باشارہ پاس بلا کر مزاج پرسی کی اور پوچھا: ”آپ اپنی کیفیت بیان فرمایئے کہ کون ہیں۔ دولت سرائے جناب کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اس طرف جو سامنے دکھائی دیتا ہے مسکن میرا ہے۔ نام پر سامری کے لو لگا کر اکیلا بیٹھ رہا ہوں۔ میں نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب مالک قلعہ اژدر یہاں تشریف لائے ہیں۔ مجھ کو محبت غائبانہ ہوئی دل میں آیا کہ چل کر ملازمت حاصل کر لوں۔ پس حاضر خدمت ہوا ہوں۔“ اس نے کہا: ”آپ نے کرم کیا جو سرفراز فرمایا۔ آیئے بیٹھیے۔“ یہ کہہ کر اٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔ اور کمان ہاتھ میں دیکھ کر کہا: ”بارے آپ کو بھی شوق ہے۔“ اس نے کہا: ”جی نہیں۔ شوق کیا ہے۔ کبھی لڑکپن میں یہ کھیل کھیلا تھا۔ وہی دھن اب تک ہے۔“ اس نے فرمائش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگایئے۔“ قران نے دو ایک طائروں کو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا۔ اس نے ازحد تعریف کی کہ

اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا۔" قران نے سلام کر کے اور نشانے اڑائے اور پوچھا کہ "یہ آپ نے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اڑانا آپ ہی کا کام تھا۔" کہا: "اے حضرت آپ ملاحظہ کریں۔ یہ کمان کیانی ہے۔ کوئی اس میں عیب نہیں ہے اس طرح کی کمان تو شہر چاچ میں بھی ملنا ممکن نہیں۔" اس نے کہا: "اس راہ سے میں نے نہیں کیا کہ کمان آپ کی بری ہے۔ بلکہ اس میں اور کچھ بھید ہے۔" اس نے کہا: "فرمایئے تو آخر وہ بھید کیا ہے۔ وہ گویا ہوا راز قابل کہنے کے نہیں۔" قران مصر ہوا کہ میں پوچھوں گا ضرور اور مجھ کو آپ کوئی غیر نہ جانئے۔ فرمایئے تو کہ کیا بھید ہے۔" اس نے بعد بصدا انکار اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہے اور عطیہ شاہ طلسم ہے۔ جس کے پاس ہو گی وہ ہر طرح کا نشانہ اڑا دے گا اور کسی کی حرب سے مارا نہ جائے گا۔" یہ کہہ کر کہا: "اے برادر میں اسی کے بھروسے پر لشکر مہ رخ سے لڑنے آیا ہوں۔ اگر یہ کمان میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز لڑنے نہ آتا۔ کیونکہ ادھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہیں۔ لیکن میرا کیا کر لیں گے۔ جب مجھ پر حربہ کوئی تاثیر نہ کرے گا تو کیونکر وہ مجھ ماریں گے بلکہ میں ہی سب کو نشانہ تیر قضا بناؤں گا۔"

قران اس کی گفتگو سن کر دنگ ہوا کہ بے شک یہ سچ کہتا ہے اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائے گا۔ ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کرے گا اور یہاں بھی اس کو بیہوش کرتے۔ یہ مالک کمان تھا مارا نہ جاتا۔ خوب ہوا جو اس نے حال کمان بیان کیا۔ الغرض بعد کچھ عرصہ کے اس سے رخصت ہوا کہ میں پھر حاضر ہوں گا اور علیحدہ آ کر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا۔ اس نے دوسری طرح پر شکل تبدیل کر کے ایک آئینہ سفید سامنے چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس میں گویا چھپایا کئی ہاتھ مقولے کے بنا کر درست کئے۔ قد زیادہ دراز کر لیا اور جانب دریائے سحر گیا۔ وہاں سے رخ اس کے لشکر کا کر کے جست وخیز کرتا روانہ ہوا۔ جب قریب بارگاہ اژدر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کی طرف سے آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے بھیجا ہے۔ یہ سمجھ کر ساحر کو معزز وضع دیکھ کر برائے استقبال

اٹھا اور آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا: "آیئے تشریف رکھئے۔" اس ساحر نے کہا: "میں ٹھہروں گا نہیں۔ صرف بادشاہ نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو ہم نے تمہیں دیا تھا۔ تاثیر تو اس کی وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ لیکن اتنا اس میں عیب ہے کہ اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوا اور اس نے تیرا الٹا تمہاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمہارا سینہ توڑے نہ رہے گا۔ کسی سحر سے رکے یہ نا ممکن ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو بر وقت تمہیں رخصت کرنے کے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمہاے چلے آنے کے مجھے بھیجا ہے اور یہ لوح جواہر کی دی ہے کہ اس کو گلے میں پہنوا اور وہ کمان دے دو۔"

اس نے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ سوائے بادشاہ کے حال یہاں کوئی جانتا نہیں۔ بے شک یہ فرسودہ شاہ ہے یہ سمجھ کر لوح طلب کی۔ قران نے ایک لوح یاقوت احمر کی منقوش بخط سبز زمردیں نکال کر دی۔ کنڈہ اس میں لگا تھا۔ کلا بتوں سے گندھی تھی۔ یہ دیکھ کر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اس کے ہاتھ میں تھی۔ ساحر مذکور کے حوالہ کی۔ لوح لے کر اپنے گلے میں پہنچا۔ ساحر مصر ہوا کہ آیئے بارگاہ میں چلئے۔ اس نے کہا: "بادشاہ منتظر ہوں گے۔ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ جا یہ جا۔ کمان لے کر راہی ہوا اور جنگل میں جا کر نظر سے غائب ہو گیا۔ بعد اس کے جانے کے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا۔ اور قریب لشکر حیرت پہنچا۔ حیرت کو نامہ شاہ طلسم آ چکا تھا کہ اژدر وہاں ساحر معزز ہے۔ تمہارے پاس آتا ہے۔ اس کی عزت کرنا۔

چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہنچا۔ حیرت نے خبر سن کر ساحر پیشوائی کو بھیجے۔ سرداروں نے استقبال کر کے اس نے کو بارگاہ ملکہ میں پہنچایا۔ لشکر اس کا اترا۔ اس نے ملکہ کو نذر دی۔ خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ میں آ کر ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا۔ جب دوسرے دن روز گار خدار و موذی نے مہر و مہ دامن سپہر سے چھین کر صندوق مغرب میں بند کیا اور ایدر شب نے مار سیاہ کو دہن سے نکالا کہ

گھٹا جب جلوہ خورشید روشن
بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن

پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور
ہوئے خالی ضیا سے خانہ و در

شاہم ہوتے ہی اس نے حکم نواخت طبل جنگ دیا۔ نفیر سحر کو دم ملا۔ طائران سحر خبر لے کر بارگاہ مہ رخ میں آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ

کہ شاہا ہے کرامت تیرا ارشاد
الٰہی تا قیامت خانہ آباد

ایک جادوگر اژدر جادو نام نے آ کر طبل جنگ بمقابلہ لشکر فیروزی اژدر بجوایا۔ باقی خیریت ہے۔ یہ کہ کر طائر مذکور اڑ گئے۔ ملکہ موصوف کو سن کر تردد ہوا ور کہا "خدا خیر کرے۔ اس موذی پر کسی کا حربہ اثر نہیں کرتا ہے۔ پھر بموجب اس قول کے "مجھے کوئی نہ مارے تو میں سارے عالم کو مار ڈالوں۔" دیکھئے اس کے ہاتھ سے کیا ضرر ہم کو پہنچتا ہے۔ درجواب اس گفتگو کے بلور چہار دست سردار ملازم کوکب نے عرض کیا: اے ملکہ یہ غلام بہر جانبازی حاضر ہوا ہے۔ میرے نام پر آپ طبل بجوائیے۔ کچھ فکر نہ فرمایئے۔ دیکھیے تو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ خدائے ما بزرگ است۔" ملکہ مذکور نے حکم نواخت طبل رزمی دیا اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا۔ نفیرو جھانجھ اور ناقوس پھکنے اور بجنے لگے۔ نقارے گڑ گڑائے۔ دربار سے سردار اٹھ کر خیموں میں آئے۔ سامان سحر سازی فراہم ہونے لگا۔" ڈفلے اور بانسری بجنے لگے۔ پونیں تانی گئیں۔ بیر بلائے گئے۔ ساحران مہ رخ نے اس فرعون منش کے لیے عصائے موسیٰ اژدر تیار کئے۔ بہادروں نے تلواریں سان پر چڑھائیں۔ زہر میں بجھائیں تیغیں بسان افعی دو زبان

تھیں۔ تونبیاں سحر کی بنائی گئیں کہ اس ک صدا پر کالے اپنے لڑ کر حریف کو ماریں گے۔ راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ سے لڑائیں گے۔ کسی نے پٹارا تیار کیا کوئی بذات خود اژدر بن گیا۔ ہر سمت ناقوس کی صدا تھی۔ شعلے اڑتے تھے یا اژدر شب شعلہ نشان تھا۔ ہر سمت ایک غریو تھا کہ

اژدہے ہر طرف تھے شعلہ فشاں
ہوم کا اٹھ رہا تھا ایسا دھواں

جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہیں
پیچ کھا کھا کے زہر اگلتے ہیں

تیغ براں لپکتی تھی ہر آن
جیسے کالے نکالتے ہیں زبان

طول ہر مقام پر بے جا ہے۔ رات بھر ہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا اور من آفتاب کا صحرائے چرخ میں ضیا بار ہوا۔ ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے۔ مہ رخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار۔ ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زر نگار زلزلہ و لرزاں و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ تخت طاؤس ہائے سحر پر سوار ابر سرخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائروں کی قطار سامری کے جئے کی پکار۔ گردا گرد تخت ملکہ بہار گلدستے چنے۔ ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار۔ سر پر تاج مرصع کار جسم نازک پر زیور جواہر نگار۔ ایک طرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار جواہر اور ہزار سواران زریں پوش ملازم کوکب کی قطار۔ سب ساحر اڑتے ہوئے دار و دست کار زار ہوئے۔ اس طرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد چشمت جلوہ گر چنور بال ہما کا سر پر ہوتا۔ چتر زریں کا سایہ ڈنکے بجتے۔ ہزار ہا کنیزان سمن

بدن گل پیراہن جادو گرنیاں بے مثال سامری کی یاد گار عہدے ہاتھوں میں لیے۔ تخت
ملکہ کو گھیرے وزیر زادی سر پر مگس زنی کرتی داخل جنگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی۔

بجلیاں چمکنے لگیں۔ درخت صحرائی جلے ابر سحر برسے میدان پاک ہوا۔ نقیب نقابت کرنے
لگے۔ کبشیر پکارے کہ کون ایسا مہابلی اتم کاج ہے۔ جو رن میں جوجھ مرے یا پری
کا کھوج کھولے۔ ایک طرف سے کڑکیت پکارتے تھے

پاؤں تھراتے جن کے سامنے جاتے ہوئے
کاسہ سر ان کے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے

ہاں اے لڑنے والو' ہمت نہ ہارنا۔ دنیا فانی ہے شجاعت کا نام رہ جانے کی نشانی ہے۔
یہ صدائیں سن کر بہادر جھومتے تھے۔ ساحروں کے بیر زاغ و زغن بن کر منڈلاتے گھومتے
جے جے کار کاغل تھا۔ مذہب و دنیا سن کر سب سناٹے میں آ گئے اور جھولیاں سنبھال
کر کچھ ساحر بروئے ہوا اڑ گئے اور پرا باندھا۔ کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوئے۔ جب سب
انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت میدان میں آیا۔ سحر کی نیرنگیاں
دکھا کر مبارز طلب ہوا۔ بلور تو وعدہ لڑنے کا کر ہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہ رخ
مرکب سحر اڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حربہ ہوا۔ اس نے کہا: "تو خود حربہ
کر کے اپنا حوصلہ نکال لے۔ میں تو وہ ساحر ہوں کہ کسی کا حربہ مجھ پر اثر نہ کرے
گا۔ ارمان دل میں رہے گا۔" یہ گفتگو فی مابین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالائے
فلک ہوئی۔ سب اوپر دیکھنے لگے۔ ایک سورج مکھی اتر کر چہرہ پر مثل حلقہ زریں کہ
گرد رخسار بلور شاہان آراستہ ہوتا ہے۔ بلور کے لگی۔ اب یہ خورشید آسمان شجاعت بن
گیا اور اژدر نے اس مرتبہ پھر رشک کر کے ایک تیر سحر کا مارا۔ اس نے مٹھیاں
اپنی کھولیں۔ دو پتلے ہاتھ سے نکلے۔ چھری ہاتھ میں لیے تھے اس چھری سے تیر کاٹ
دیا۔ بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا: "اور خیرہ روزگار تو وار اپنا کر چکا۔ اب ہمارا حربہ روک۔"

وہ کھولیں۔ پھر دو پتلے نکلے کہ ان کے ہاتھ میں ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی۔ پس وہ پتلے لوح لے کر بڑھے پکارے: "ارے اژدر دیکھ تو کیا ہے یہ۔ اس نے جیسے ہی ان لوحوں پر نظر کی۔ تلوار کھینچ کر اپنا گلہ آپ کاٹ ڈالا۔ غل و شور برپا ہوا کہ "مارا اژدر دہان اژدر سوار جادو کو۔"

بلور نے اپنے پتلوں سے کہا: "لینا اس مالزادی حیرت کو پتلے لوح لے کر بڑھے۔ ملکہ مذکور زوجہ بادشاہ طلسم نے پتلوں کو آتے دیکھ کر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی۔ رغلطک مار کر زن حسینہ و جمیلہ بن گئی۔ لوح دنیا پر ایسا حرف نقش بند قدرت نے خوبی و محبوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا۔ جیسا اس کا نقشہ بنایا تھا۔ لباس پر زر گہنا مرصع کار کا مدار پاتا بہ پہنے کہ

بلا شک مہروش تھی مہ لقا تھی
حسین تھی مہ جبیں تھی خوش ادا تھی

قد بالا تھا اس کا رشک شمشاد
بجا ہے اس کو گر کہئے پری زاد

پس اس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ ان کو ہو کر ایک آئینہ بغل سے نکالا۔ پتلوں نے لوح اس کو دکھائی اس نے آئینہ دکھایا۔ پتلوں کی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر لوح پر پڑی۔ پتلوں کے جسم میں بھی آگ لگی اور پتلی بھی جل کر راکھ ہو گئی۔ بلور مٹھیاں کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا۔ پتلے ترسول لیے پیدا ہو کر جانب حیرت چلے۔ اس نے بھی افسران لشکر کو للکارا۔ فوج نے حملہ کیا۔ ادھر سے مہ رخ نے تخت بڑھایا۔ اور دونوں لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے۔ ایک دوسرے پر موٹھ ماری جادو کے بیر کلیجہ کھانے لگے۔ اونا چماری میدان میں آ گئی۔ بھیروں نچا

تھی۔ واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو۔ ایں کارزار و ستم کہ تو کردہ۔"
بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کر کے بڑی عزت کی اور کہا: "میں کس قابل ہوں جو کچھ کرتا ہوں اور اقبال شہنشاہ ہے۔" عیار نے کہا: "تخلیہ کرا دیجئے تو اور کچھ راز شاہی بیان کروں۔" اس نے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا۔ جب تنہا ہوئی۔ عیارہ نے باتوں میں لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اس کے دماغ میں بیہوشی اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہو گیا۔ اس نے پشتارہ اس کا باندھا اور سراچہ چاک کر کے باہر نکلی۔ ازبسکہ لشکری جنگ گاہ سے پھر آئے تھے۔ خستہ بہت تھے۔ غوغائے درود لشکر برپا تھا۔ کسی نے اس ہنگامہ میں اس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی ہے۔ عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی۔ ادھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ کے آئے۔ بلور کو نہ پایا۔ ہر سمت تلاش کیا۔ جب کہیں نشاں ملا روتے ہوئے بارگاہ مہ رخ میں آئے۔ مہ رخ سر سر جہانبانی پر متمکن تھی اور کنیزان بہار جو کوہ آرام سے لشکر لے کر چلی تھی اس وقت آ کر پہنچی تھی۔ ان سے سرگرم گفتگو تھی کہ انہوں نے تسلیم کر کے غائب ہونا بلور کا بیان کیا۔ اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا۔ اس نے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ تھا' بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لے گئی۔ یہ کہہ کر خود بارگاہ بلور میں آیا اور نقش پائے ساحر مذکور نہ پایا پتیرا صرصر کا پایا۔ سب ملازمین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہیں عیار بلور کو لے گئی ہے۔ میں چھڑانے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر قنطورہ زر بفتی سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا۔
اس عرصہ میں وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم میں آ چکی تھی کہ

روان انجم تھے راہ کہکشاں پر
عروج ماہ چمکا آسمان پر

برق ہنوز بارگاہ حیرت میں نہ پہنچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لا کر سامنے ملکہ مذکور کے رکھ دیا۔ اس نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔" اس نے عرض کیا کہ بلور کو میں پکڑ لائی ہوں۔" ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہو کر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کراکر کچھ سحر پڑھا کہ روئے ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری۔ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ نہیں ممکن کہ کوئی اس کی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر میں سودا کا اثر نہ ہو۔ کب ہو سکتا ہے کہ اس کے عارض تاباں پر نثار دل مضطر نہ ہو۔ قامت رعنا اس کا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک و آزاد سراسر بیہودی رخسار اس کے ایسے گزر آئے تھے۔ گویا سرو قامت میں سیب کے پھل آئے تھے۔ سینے پر چھاتیاں دست مشتاق کو بہت بھاتیاں از سر تا بہ پا نہایت طرحدار بے مثل روز گار کہ

قیامت سے نہ لگا کھائے قامت
عیاں رفتار سے شور قیامت

سراپا اس میں معشوقوں کا انداز
تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز

مزین تھا لباس اچھا بدن پر
پھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر

بدن کی روشنی تھی آشکارا
مہکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی۔ ملکہ نے ہنس کر فرمایا: "اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمہیں بلایا ہے۔ آج کی شب اپنے مقام پر جاؤ' باحتیاط رکھو۔ کل شہنشاہ طلسم سے پوچھ کر اس کو قتل کریں گے۔" اس نازنین نے یہ سن کر عرض کیا: "بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجئے۔" ملکہ نے سحر اتار لیا۔ اس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کر کے تخت پر ڈال کر پرواز کی۔ جب جا چکی۔ اس وقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہنچا اور منہ اپنا چادر سے لپیٹ کر اندر بارگاہ کے آیا۔ دیکھا تو یہاں صرصر موجود ہے۔ مگر بلور نہیں۔ سمجھا کہ تجھے عرصہ آئے گزرا۔ ملکہ نے اس کو زندان میں بھیج دیا ہو گا۔ یہ سمجھ کر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "ذرا ادھر تو آیئے مجھ کو کچھ آپ سے کہنا ہے۔"

صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منہ لپیٹے مجھے کھینچتا ہے کچھ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ سوائے اس کے ساتھ چلی آئے۔ برق نے باہر بارگاہ سے لا کر کہا: "کوکب کے یہاں سے ایک ساحر اس دعوے سے آیا ہے کہ میں جا کر جس کے پاس قید ہو گی بلور کی' اس کو پکڑ کر طلسم نور افشاں میں لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں جاسوس تھا۔ یہ خبر سن کر مجھ کو فکر ہوئی ملکہ صرصر نے کہیں اس کو قید نہ کیا ہو۔ جو آفت ان پر آئے۔" صرصر نے کہا: "قید اس کی گل اندام ساحرہ کو جو سحر میں اپنا عدیل نظیر نہیں رکھتی ہے اور کوہ عجائب جو یہاں سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہے۔ وہاں لے گئی۔ ساحر کوکب اگر وہاں جائے گا تو مارا جائے گا۔" برق نے کہا: "فرمانا آپ کو بجا ہے۔ دیکھئے تو ملکہ حیرت کہاں جاتی ہیں۔" صرصر حیران ہو کر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اس نے منہ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اس پر بیہوشی طاری ہوئی اس نے اٹھا کر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا رات کا وقت تو تھا۔ بطور مخفی لشکر سے نکل کر صحرا میں آیا اور ایک درخت سے صرصر کو باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا: "استانی بندگی۔" صرصر نے پہچانا کہ برق ہے۔ گالیاں دینے لگی اور کہا موئے مجھ کو یہاں لا

کر تو نے کیوں باندھا ہے۔"
اس نے کہا: "استانی میں عیاری کرنے جاتا ہوں تم اس میں خلل انداز ہو گی۔ پس جب تک میں بلور کو جا کر رہا کروں اسی وقت تم بندھی رہو۔" اس نے یہ سن کر ہر چند واویلا کیا۔ مگر اس نے نہ سنا اور چھوڑ کر اسی پتے پر جو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا۔ ازبسکہ دوندہ بہت ہے۔ پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہنچا۔ دامن کوہ میں عجب طرح کا صحرائے سبزہ نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستاروں کی طرح پھول کھلے تھے۔ دامن ارض پر از گلہائے خوشرنگ تھا۔ صحن میں سبزے سے ہمسر فلک نیلو فری بنا تھا۔ شبنم عروس گلشن عطر میں بسی۔ باد صفا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کوسوں پہنچاتی۔ چاندنی کھلی دشت و کوہ کی چمک تا بفلک پہنچی۔ چشمہ ہائے آب کی لطافت و صفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ

کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول
شگفتہ تھے وہاں سب ڈھنگ کے پھول

بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار
بڑی پھولوں کی ان کی شاخ پر بار

بھرے حوض اور فوارے تھے جاری
تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا۔ خوبی میں بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک میل بنا ہوا تھا۔ اس میل سے بلور کی گل اندام نے باندھ دیا تھا۔ اور آپ چبوترہ پر بیٹھ کر پہرہ دے رہی تھی اور سیب شب ماہ میں گلہائے بو قلموں کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی۔ رات بھر جاگتی تھی برق نے

دور سے اس کو دیکھ کر خیال کیا یہ یہاں رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزیں وغیرہ بھی اس کی ہوں۔ مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اس نے بنا پر احتیاط کے ملازموں کو رخصت کر دیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جا کر رہو۔ قیدی کا پہرا میں اکیلی دوں گی۔ زیادہ لوگوں میں اندیشہ ہے کہ عیار نہ آ جائے۔

غرض یہ کہ جب برق نے اس کو پایا۔ صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن کے بنائی۔ زلف گرہ گیر کو پیچ و تاب دے کر رخسار پر لٹکایا۔ چہرہ اپنا روشن بسان ماہ تاباں بنایا دست و پا نہایت خوبصورت و طرحدار سینہ فراخ و ہموار جبین مبین نور آگیں برنگ مہر مبین سودا زلف گرہ گیر شب تار ہجر یار چشم نرگس کو دیدہ آہو سے مثال دنیا عین خطا ہے۔ چشم حورالعین سے بہتر کہنا روا ہے۔ آہو چشم محراب ابر میں آنکھیں چڑھائیں۔ اس وقت مراد پائیں۔ لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد و رشک سے مرجان لبوں کے سینے میں درد کہ

رخ خورشید ہے پیشانی صاف
کہیں آئینہ مہ سے ہے شفاف

کہیں آنکھوں کو جادوگر بجا ہے
وہاں پر سامری کی قدر کیا ہے

ہرن ایسے نہ ہوں گے شوخ و چالاک
اڑاتے ہیں بھرے پانی میں وہ خاک

خم ابرو پہ محراب حرم خم
بھرا ہے موبمو شمشیر کا دم

صفت کیا عارض پر نور کی ہو
تصدق اس پہ ہیں شمس و قمر دو

اس سراپائے حسن آگیں سے درست ہو کر لباس شاہی اور قبائے فرما نروائی سے جسم مزین فرمایا۔ مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ

نہ جیب کا نہ دامن کا تار باقی ہے
جنوں کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے

سر عریاں گریباں تابہ دامن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جسم نازک میں چبھے' لب خشک' چہرہ زرد کا کل' پر گرد منہ پر ہوائیاں اڑتیں آنکھوں میں تری حواس میں سراسر ابتری اس طرح صورت عاشق زار و ژولیدہ رو کی بن کر شکل اس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا۔ فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت سے عیاری سے نکال کر فتیلہ عیاری جلا کر لمحہ بھر میں شبیہ اس کی کھینچی اور گریبان میں رکھ کر وہاں سے چلا اور سامنے اسی چبوترے کے جس پر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر آہ سرد کھینچی کہ سوز دروں سے دل کوہ میں آگ لگا دی پھر سامنے بیٹھ کر پکارا کہ

تن زار میں روح حیران ہے
ملاقات کا دل میں ارمان ہے

تپ غم سے منہ ہو گیا ہے دھواں
پڑا پھکتا ہوں صورت گلفشاں

کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے
کہ چلنے میں آتے ہیں چکر مجھے

حقیقت میں اب حرف ہے جان پر
مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر

یہ دن آسماں نے دکھایا مجھے
شب ہجر نے ہے ستایا مجھے

نہ مجھ سا بھی ہو گا کوئی بدنصیب
جدا اس طرح سے ہو جس کا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکال کر سامنے رکھی اور اس طرح بلک کر رویا
کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کہ اے پری پیکر دلفریب یار تیرے ہم شیبیه
کے فراق میں اب زندگی شاق ہے کہ

روئے زیبا کی یاد ہے دن رات
آنسوؤں نے لگائی ہے برسات

آپ کے ہجر سے خدا کی قسم
زندگانی ہوئی ہے مجھ کو سم

لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ
وصل کے شوق میں ہے نالہ و آہ

اشک جس وقت باندھتے ہیں تار
صدقے کرتا ہوں موتیوں کے ہار

عشق کا کھیلتا ہے سر پر جن
ہائے دو دو برس ہے ایک ایک دن

رات کٹتی ہے سخت مشکل سے
بغض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھ کر بیہوش ہو گیا۔ ازبسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اس کے کلام درد آگیں سن کر اس کو اپنا یار یاد آیا تھا۔ اشک حسرت بہاتی تھی اور وہ جانتی تھی کہ یہ شخص کسی کا عاشق صادق ہے۔ اس کے فراق میں روتا ہے اور اس کی جستجو میں پھرتا ہوا۔ اس طرف آ گیا ہے۔ اور یہ کاغذ اس کے ہاتھ میں شاید نامہ اس کے معشوق کا ہے۔ اب جو یہ غش ہو گیا اس کو تاب نہ آئی۔ سمجھا کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مر گیا جی سے صدمہ ہجر اٹھا کر گزر گیا۔ یہ سمجھ کر اٹھی کہ چل کر قریب سے دیکھ تو یہ کون شخص ہے اور یہ کاغذ اس کے پاس کیسا ہے۔ اس طلسم کا رہنے والا ہے یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑ کر تلاش میں نکلا ہے۔ بس وہاں سے قریب تر آئی ہے۔ یہاں اس عاشق کا یہ حال دیکھا

فروغ حسن سے دشت روشن
زمین ہے ہر طرف کی برق خرمن

نہیں جنبش کسی عضو بدن کو

اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو

نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے
کسی کی جان لی تیغ ادا نے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی

کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھ کر اس نے بڑا افسوس کیا کہ ہائے اس زار و ناتوان نے غم فراق جاناں میں آخر جان دی۔ غرضیکہ افسوس کر کے اس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھوں اس میں پتہ اس کا یا اس کے معشوق کا لکھا ہو گا۔ اس کاغذ میں تصویر کھنچی پائی۔ سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غارت گر جان کا عاشق تھا کہ جس کی شبیہ ہے۔ دیکھوں تو یہ کون ایسی سفا کہ جس نے ایسے گل رو بلبل خو کے باغ مراد کو برباد بموجب بعینہ در و صورت خویش دیدہ کچھ شبہ جو ہوا ساحر پڑھ کر روشنی کی بغور اس تصویر کو دیکھا۔ اپنی صورت میں سرمو فرق نہ پایا۔ پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی۔ دیکھا کہ آنکھیں اس کی تمنائے دیدار میں کھلی ہیں۔ سر اس کا زانو پر اپنے رکھا اور کہا: "ہائے میرے عاشق شیدا تو جی سے گزر جائے۔ ناامید مر جائے اور مجھ کو قضا نہ آئے۔ میرے نامرا دوائے میرے ناشاد یہ تو نے کس سے میری تصویر پائی۔ ہائے اس محبت نے کیا کیا تیری صورت بنائی ہائے' کیسی کانٹے بدن میں چھپے ہیں۔ صحرا یہ پاؤں پھرے ہیں۔ تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول جس کو چاہتا تھا۔ وہ آئی ہے منہ سے بول میں تیرا حال نہ جانتی تھی۔ نہیں تجھ تک اڑ کر جاتی اب میری خطار معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہائے کہ

**

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا
نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا

توقع کچھ نہ کچھ ہو گی جو دی جان
نہ مانوں گی ابھی باقی ہیں ارمان

مری جاں جان دی کیوں آرزو میں
ہوا گم کیوں تو شوق جستجو میں

ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا
مقدر نے اجل کا منہ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھاتی تھی منہ سے منہ ملاتی تھی۔ رخسار پر رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ
سراسر محو حسرت اس کی تھی آنکھ

اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے
جھکا کر سر لیا بوسے قدم کے

وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور
بہت شوخی نہیں خاطر کو منظور

بس اب تشریف لے جاؤ یہاں سے
وہیں جاؤ تم آئے ہو جہاں سے

مرے تم کیوں یہ جامد فن نہیں ہے
یہ گلشن خانہ دشمن نہیں ہے

میں گذری اس عنایت سے اجی واہ
کدھر ہے کس طرف ہے گھر کی لوراہ

وہ بولا میں فدائے یاد جاناں
بیاں ہوں کس طرح صاحب کے احسان

کہاں جاؤں بھلا اس آستان سے
غرض رکھتا نہیں سیر جہاں سے

وہ بولی اے گرفتا مصیبت
فلک ترسید بیمار مصیبت

غرض کیا جو تجھے زندہ کریں ہم
بلا پیچھے لگائیں اپنے ہر دم

سہیں طعنے عزیز و اقرباء کے
رہیں مغضوب ہر لحظہ خدا کے

وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا

کے پیچھے ہوا کہ دیکھوں یہ کدھر جاتی ہے اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بن کر صحرا
میں ٹھہرا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمیں کوئی شناخت نہ کرے پس یہ سحار بنا ہوا پیچھے
پیچھے آ کر کوہ عجائب پر جہاں برق و ساحرہ بیٹھے ہیں' پہنچا۔ وہاں برق کو جب ساحرہ مذکور
نے جام دیا تھا اس نے نگاہ اس کی با کر جام میں بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کو لبوں سے
لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبوں سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کر دے تو میں پیوں۔" وہ
ساحرہ پیاہی چاہتی تھی کہ صرصر چیخ کر پکاری: "اے ملکہ' یہ موا جو پہلو میں بیٹھا ہے'
یہ عیار ہے۔ خبردار شراب نہ پینا۔" وہ ساحر یہ سن کر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو
پیچھے صرصر کے آیا تھا۔ جھپٹ کر قریب ساحرہ پہنچا اور کہا: "اے ملکہ' صرصر سچی ہے۔
حیرت کو بھی سحر ظاہر ہوا تھا کہ تمہارے پاس عیار پہنچ گیا ہے۔ پس یہ نامہ انہوں
نے تمہیں لکھا ہے۔"

یہ کہہ کر ایک کاغذ نکال کر کمر سے اس کو دیا۔ وہ کاغذ لے کر کھولنے نہ پائی تھی۔
نگاہ اس کی جانب قرطاس اٹھی۔ قران نے الٹا بغدہ سر پر اس کے زور سے مارا کہ
بھیجا اس کا پاس ہو گیا۔ لاش اچھل کا ادھر گری۔ غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گل
اندام قہر نگاہ کو۔ صرصر اس ہنگامہ کو دیکھ کر بدحواس ہو کر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا
کہ استانی آج ناک کاٹوں گا۔ وہ بھی گالیاں دینے لگی: "موؤ خدا تم کو غارت کرے۔
تم نے آج اس ساحرہ کو مارا ہے جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھی اور مصاحب خاص
خاتون شاہ طلسم تھی۔

غرض یہ کہ عیارہ تو بھاگ کر نکل گئی اور بلور رہا ہو گیا۔ عیاروں نے وہاں کا اسباب
وغیرہ لوٹ لیا۔ اس اثنا میں دیار دہر نے بندہ مہر سے ساحرہ شب کا سر قلم کیا اور
خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا کہ کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا۔

سجا خورشید نے ملبوس پر نور
ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور

بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح

گجر نے دی صدائے آمد صبح

صبح بلور عیاروں کو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر فیروزی اثر ہوا۔ مہ رخ اورنگ زیب شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اس نے آ کر حقیقت شبینہ بیان کی۔ ساحرہ کے مارے جانے کی اہل دربار کو خوشی ہوئی۔ جلسہ عشرت برپا ہوا۔ ادھر صرصر نے آ کر حیرت کو قتل ساحرہ مذکورہ سے با خبر کیا۔ حیرت اس خبر کو سن کر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی۔ شہنشاہ ساحران تو ان نمک حراموں کو سزا کبھی نہ دیں گے۔ میں اپنے میکے والوں کو بلا کر ان کا سر کچلواؤں گی۔ یہ موئے بہت سر چڑھے ہیں۔ یہ کہہ کر ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی۔ مضمون یہ تھا کہ "اے پدر عالی قدر حضور اس کنیز سے کیوں بے خبر ہیں میرے شوہر کے چند ذکر بگڑ کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہیں پشتہ رنگین حصار پر ہیں بمقابلہ ان نمک حراماں اتری ہوں۔ کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی۔ بنا پر اس کے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہوں کہ مجھ کو آ کر دیکھ جائیے۔ شاید میں زندہ بچوں یا نہ بچوں۔ بہن ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئیں اور شریک باغبان ہیں۔ اب میرا یہاں کون ہے۔
زیادہ تسلیم

یہ عرضی لکھ کر ایک خواص سروقامت جادو کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ میں لیجائے اور میرے باپ کے پاس پہنچائے۔ خواص مذکور بہت قدیمی ہے۔ باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے۔ عرضی لے کر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ میں پہنچی۔ اس شہر کے قریب

**

ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اس کی حکومت بھی حیرت کرتی ہے۔ مگر انتظام اس کا سب اپنے باپ کے سپرد کیا ہے۔ حال طلسم مذکور بروقت فاتح طلسم بیان ہو گا۔

○ ○ ○

• حیات جادو

اس وقت کنیز عرصہ لیے دارالامارہ شاہی میں آئی۔ حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ کنیز نے تسلیم کی۔ انھوں نے پہچان کر کہا: "اے سرو قامت کہو میری دونوں لڑکیاں راحت جان تو اچھی طرح ہیں۔" کنیز نے عرض کیا حضور بڑی صاحبزادی نے آپ کو تسلیم کہی ہے اور یہ عرض بھیجی ہے۔" اس نے عرضی لے پر پڑھی اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضب ناک ہوا۔ کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا کہ ان نمک حراموں کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اس چھوکری کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا۔ دیکھو تو میں چل کر کیسی سزائے سخت دیتا ہوں۔" فی الجملہ بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ "بیٹا تم گھبراؤ نہیں۔ میں اس تاریخ کو تمہارے پاس آؤں گا۔"

وہ جواب کنیز مذکور لے کر اور خلعت پا کر حیرت کے پاس آئی۔ اس نے جواب معلوم کر کے طائر سحر مقرر کئے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دیں۔ ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کار سازی لشکر دیا۔ سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع بحکم شاہی کیا۔ فوج میں قرنا پھنکی۔ طبل سفر پر چوب پڑی۔ ساٹھ ہزار ساحر نامی نامور اسباب سحر سازی سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت پر سوار ہوائے سحر پر چڑھ کر عازم سفر ہوئے۔ چالیس اژدر پر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدر ہوں پر کھنچا۔ اس پر حیات سوار رال اور گوگل کے شعلے منقلبائے آتشیں پر اڑنے لگے۔ دھواں ایسا بلند ہو اکہ سب لشکر چھپ گیا۔ روئے ہوا تاریک تھا۔ آسمان پر سوائے زاغ و روغن و طائر ہائے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا۔ صدائے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا۔ ہوا میں خروش پیدا۔ خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے جب قریب لشکر دختر خود پہنچا۔ اس کو طائران سحر نے آمد سے اس کی باخبر کیا وہ خود مع اپنے

افسران لشکر کو کنیزاں وغیرہ کے سوار ہو کر بہر استقبال ئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھ کر پیادہ ہوئی۔ وہ بھی سواری سے اترا۔ بیٹی نے تسلیم کی۔ اس نے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور ہوا۔ اپنے لشکر کو اتروایا۔ بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ میں آ کر برابر تخت پر بیٹھا۔ ساقی خوش ادا حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسہ چنگ و رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہ رخ سب خبریں دریافت کر کے سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اس طرح آئے ہیں۔ یہاں بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا۔

اس خبر کو سن کر مہ رخ کی رنگت زرد ہو گئی۔ بہار نے کہا: "والد کا مزاج شر کا نہیں۔ یہ سب فساد بہن صاحب کا ہماری ہے۔ پھر اب وہ کافر ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ نہ ہم ان کی بیٹی۔ بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائے گا۔ بلور نے کہا "آپ لوگ کوئی مقابلہ نہ کریں۔ میں جانبازی کروں گا کہ فرستادہ شاہ کوکب اس لیے ہوں۔ برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہے شریک محفل تھا۔ گویا ہوا کہ "پہلے ہم تو جا کر دیکھ آئیں کہ کون آیا ہے۔"

یہ کہہ کر اٹھا۔ مہ رخ نے اٹھ کر دامن پکڑ لیا کہ "ایسا غضب نہ کرنا۔ حیات بہت بڑا ساحر ہے۔ وہاں جانا اچھا نہیں۔" اس نے جواب دیا۔" اس طلسم میں چھوٹا ساحر کون ہے۔ ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکساں ہیں۔ خدا مالک ہے۔" یہ کہہ کر چلا۔ ملکہ نے پتلا ہائے سحر ساتھ کر دیئے کہ اس کی خبر مجھے پہنچاتے رہیں۔ غرضیکہ برق ساحر بن کر داخل لشکر حیرت ہوا۔ یہاں ہر کہ دمہ بہر ملازمت حیات بارگاہ میں جاتا تھا۔ یہ بھی انہیں میں مل کر بارگاہ میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا۔ اس اثنا میں حیات نے اس طرف نگاہ کی جدھر یہ کھڑا تھا۔ برق کی آنکھ سے آنکھ مل گئی۔ یہ سمجھ لیا گیا کہ اس نے تجھے پہچانا۔ چاہا کہ نکل جاؤں۔ دیکھا تو زمین پاؤں پکڑے ہے۔ ناچار کھڑا رہا۔ اس میں حیات نے دوبارہ اس کی جانب دیکھ کر کہا: "اے برق

تم ہمارے گھر میں آئے ہو۔ آؤ بیٹھو شراب پیو۔ تمہیں کیا ماریں کہ تم مہمان ہو۔"
برق بولا کو: "بہت خوب حاضر صرصر نے اس کی آواز سن کر اس کو دیکھا اور کہا:
"اے بادشاہ' یہ بڑے حرامزادے عیار ہیں۔ آپ ان کو مار ڈالیے تو بہتر ہے' مہمان نہ بتائیے۔" برق نے کہا: "تم سے تو استانی ہم نے کوئی حرامزدگی نہیں کی۔ اب استاد و ہمارے آ کر حرامزادگی کریں گے۔" یہ کہہ کر جانب حیات چلا۔ دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیئے۔ یہ جا کر قریب اس کے کرسی پر بیٹھا۔ اس نے پوچھا: "میری دختر بہار کیسی ہے۔" اس نے کہا: "یہاں سے لاکھ درجہ اچھی ہیں۔" اس نے ہنس کر جواب دیا: "تمہیں لوگوں نے بہکایا ہے۔ اچھا اب جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کس طرح غافل نہیں ہیں۔" برق نے کہا: "ہم ہوشیار کو غافل بنا دیتے ہیں اچھا اب دیکھیں تم کیسے ہوشیار ہو۔"
یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدل کر اور صورت پر بن کر بہیئت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا۔ پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور حیات نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا: "ہم تو اس لیے آئے تھے کہ اول مرتبہ اس کی ملاقات سے آسودہ نہ ہوئے تھے۔ پھر جا کر مل آئیں۔ آپ نے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہیں چھوڑتی۔"
صرصر نے اس کی تقریر سن کر کہا: "ارے موئے' تیری باتیں میں خوب جانتی ہوں۔ اس وقت کیسا غریب بن گیا ہے۔" حیرت نے جواب میں اس کے کہا اے صرصر تو کیا جلی کٹی کرتی ہے۔" برق نے کہا: "حضور یہ استانی ہے۔ مستانی ہے۔ استاد آئیں تو دانہ گھوڑے کا دلوائیں۔" یہ کہہ کر عیار سے کہا: "استانی بولو گی تو ناک تمہاری نہ بچے گی۔" تیرے اوپر لقا کا غضب ٹوٹے۔ تیری استانی پر جمشید کی مار۔" برق نے کہا: "حضور' منع کیجئے' یہ کہہ کرسی پر آ کر بیٹھا اور کہا: "استانی حارض ہو گی' تماشا ہم دکھاتے ہیں۔" حیات نے کہا: "کیا تماشا دکھلاتے۔" کہا: "ایک ہوائی ایسی داغتے کہ اس کے دھوئیں سے دن کی رات ہو جاتی ہے۔ اس تاریکی میں وہ آتش بازی چھوڑتے

کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نہ گزری ہوتی۔" حیات بولا: "اچھا دکھاؤ تماشا۔" صرصر نے اپنے دل میں کہا: "اب قضا اس کی آئی ہے۔" آخر ناچار ہو کر منت کرنے لگی: "حضور اس عیار کی باتوں پر نہ جائیے یہ بڑا فقرے باز ہے۔ حضور کے دشمنوں کو ضرر پہنچائے گا۔" حیات نے اس کے بار بار دخل دینے سے غصہ ہو کر حیرت سے کہا: "یہ کون بے ادب ہے جو دمبدم ہمارے کلام میں دخیل ہوتی ہے' نکال دو اس کو۔" صرصر یہ سن کر باپ کی یہاں ان کو لائی ہے۔ غرضیکہ بعد اس کے جانے کے اور لوگوں کے اپنے لشکر سے حیات نے بلوا لیا کہ آؤ تماشا دیکھو۔ چشمہ جادو سپہ سالار بھی آیا۔ برق نے جب سب جمع ہو چکے اٹھ کر ایک ہوائی داغ کر جانب آسمان پھینکی۔ ہوائی سے بجائے ستاروں کے سیاہی گرنے لگی اور دھواں تمام بارگاہ میں پھیل کر گھٹا۔ بالکل اندھیرا ہوا۔ اس نے پکار کر کہا: "دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہوں۔" یہ کہہ کر پانچ سات حقہ بیہوشی نکالے اور جست کر کے قریب تخت ملکہ گیا۔ ایک حقہ منہ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور باپ اس کا دونوں بیہوش ہوئے۔ چشمہ اپنی جگہ سے اٹھا کہ وہ عیار اس اندھیرے میں کیا وزن دکھاتا ہے۔ یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اس کا گرے ہیں۔ پس جیسے ہی اٹھا دھواں تمام بارگاہ میں گھٹا تھا۔ وہ سب بیہوشی آلود تھا۔ یہ اٹھتے ہی گرا اور سب اہل دربار چھینکیں مار مار کر بیہوش ہو گئے۔ برق خنجر کھینچ کر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالوں۔ مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین میں سما گئی اور ساحران معزز بھی سمانے لگے۔ برق کو کچھ بن نہ پڑا۔ حیات چشمہ ہنوز زمین میں نہ گئے تھے ان کو اٹھا کر اس نے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے تو مفت محنت جائے گی۔ یہاں ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئے گی۔ غرضیکہ عیاروں کو پشتارہ لادنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ دونوں کو لے کر بارگاہ سے باہر نکلا۔ صورت تو بدلے ہوئے پہلے ہی سے تھا۔ جس نے اس ہیئت سے لشکر میں اس کو دیکھا روکنے کا قصد کیا۔ اس نے کہا: "بھائیوں مجھ کو نہ روکو۔ بارگاہ میں عیار نے آ کر سب کو بیہوش کیا ہے میں ٹھہرتا تو بیہوش ہو جاتا۔ ناچار ان کو لے کر بھاگا ہوں کہ

ساحر بے نظر ہیں مارے نہ جائیں گے۔ زخمی ہو چکے ہیں۔ وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو لے چل۔ یہ سمجھ کر ایک گولہ فولادی اور مارا۔ ساحر اس کے رد کرنے میں مصروف ہوئے۔ یہ پنجہ میں داب کر برق کو اڑ گئی اور جانب لشکر چلی۔

ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر میں جانا صلاح نہیں۔ اس لیے کہ عیار نے سربارگاہ ذلیل کیا اور اب زخم بھی ہوئے جو اس حال کو سنے گا کہے گا کہ ایک ساحرہ نے دونوں زخمی کیا اور عیار کو لے گئی۔ ان سے کچھ نہ ہو سکا۔ پس مناسب نہیں کہ وہیں جا کر سب کی نظروں حقیر ہوں۔ چشمہ نے کہا: "یہاں سے کچھ دور پر ایک میری دوست ساحرہ رہتی ہے نام اس کا حصار جادو' اس کے یہاں چل کر آرام فرمایئے اور مرہم سحر لگا کر زخم اچھا کر کے لشکر میں چلیے۔" حیات نے کہا: "یہ تدبیر معقول ہے۔ اچھا چلو۔" غرضیکہ دونوں اس طرف روانہ ہوئے۔

یہاں برق کو مہ رخ لشکر میں لائی اور بارگاہ میں اتارا۔ بہت تعریف سب نے حال سن کر کی یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحروں کو پکڑے گئے۔ برق نے کہا: "میں ان کی تلاش میں پھرتا جاتا ہوں۔" یہ کہہ روانہ ا۔ اس طرف حیرت وغیرہ زمین سے سب نکلے۔ دھواں بیہوشی کا بلند جو تھا۔ موقوف ہوا۔ سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات و چشمہ و چلے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہنچے۔ وہاں قران سیر کر رہا تھا۔ اس نے ان کو دیکھا۔ جلد ایک ساحر کی صورت بن کر کچھ ہی دور یہ وہاں سے بڑھے تھے کہ اس نے آ کر انہیں سلام کیا۔ وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا: "بندہ سامری ہوں۔ اسی جنگل میں رہتا ہوں۔ محتاج ہو کر تلاش روزگار ہے آپ کو بادشاہ صورت معلوم کر کے حاضر ہوا ہوں کہ شاید آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے۔" ساحران مذکور اس کی بات منت آمیز سن کر خوش ہوئے اور کہا "اچھا آؤ۔ ہمارے ساتھ چلو۔ ہم نے تمہیں نوکر رکھا۔ عیار مذکور ان کے ہمراہ چلا اور وہ وہاں سے ایک باغ کے قریب پہنچے۔ مالک اس کی حصار جادو ہے۔ اس نے طائران سحر سے آمد ان کی سنی۔ باغ کی باہر پیشوائی کو آئی اور ان کو لے کر داخل باغ ہوئی۔ یہ باغ بہت پر بہار تھا۔ خوشحال

کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب
ہوا پنہاں نظر سے نجم و مہتاب

صبح کو ساحر بیدار ہوئے اور برائے تفریح طبع باغ میں لب نہر آ کر بیٹھے۔ پانی سے ہاتھ منہ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور سلام کر کے پشت پر براہ ادب آ کر ٹھہرا۔ جب ان کو مصروف تماشائے آب اس نے دیکھا۔ سمجھا کہ یہی وقت ہے مار ان کو۔ یہ سوچ کر پیچھے تو کھڑا ہی تھا۔ بغدہ کمر سے نکال کر مارا مگر جیسے ہی بغدہ قریب ان کے سر کے پہنچا ایک زنجیر از خود پیدا ہو کر حائل ہو گئی۔ بغدہ زنجیر پر پڑا کہ وہ کٹی۔ اس نے جی داری کر کے فوراً دوسرا بغدہ مارا۔ اب کی سپر فولادی پیدا ہو کر سر ساحران کی پناہ ہو گئی۔ ساحران نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا کہ اس کو گرفتار کریں۔ قران بھی سمجھا کہ تم گرفتار ہوئے۔ پس اور تو کچھ بن پڑا۔ ایک لات اس زور سے ماری کہ حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے۔ پانی میں گرے۔ حصار ان کو نکالنے میں لگی۔ قران نے بھاگ کے اسی باغ کی ایک کوٹھڑی میں جا کر چھپ رہا۔ یہاں یہ دونوں نہر سے نکلے اور کہا: "ہم اس جگہ نہ ٹھہریں گے۔ ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے اور طائران سحر پر چڑھ کر جانب لشکر حیرت گئے۔ بعد انکے جانے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ میں پھٹا اور ایک پتلا سرخ اس میں سے نکل کر سامنے آیا۔ اس پتلے سے اس نے پوچھا جس نے ہم پر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہاں ہے۔" پتلے نے کہا: "قران عیار ہمراہ حیات و چشمہ آیا تھا۔ اس نے حربہ کیا تھا اب بائیں جانب ایوان باغ کے جو کہ کوٹھڑی ہے اس میں ہے۔ یہ حال پتلے نے سن کر اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت میں چلا گیا۔ جس میں ظاہر ہو اتھا اور آپ اٹھ کر اس کوٹھڑی کے قریب آئی۔ قران نے روز در سے اس کو آتے دیکھا۔ پٹ سے مل کر کھڑا ہوا۔ اس نے آ کر جیسے ہی کوٹھری میں جانے کے لیے سر ڈالا۔ قران نے بغدا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا۔ مگر اس سر نے ایک قہقہہ مارا۔ قران کوٹھڑی

سے نکل کر بھاگا کہ یہ قحبہ تو مرے پر ہنستی ہے۔ مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہے اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہے اور اس نے اس کو بھاگتے دیکھ کر ایک دانہ ماش کا مارا کہ پاؤں اس کے زمین نے پکڑ لیے اور اس نے کہا: "اے قران جو کوئی تجھ کو مارتا تو اس کو بھی قتل کرتا۔ تو نے مجھے کو کیوں مارا اور اب بھاگ کر کہاں جائے گا۔"
قران کے پاؤں تو زمین نے پکڑے ہی تھے۔ اس نے اپنے تئیں اس طرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسی کو غش آتا ہے۔ دانت بیٹھ گئے۔ آنکھیں پھر گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر ساحرہ اس کے قریب آئی اور بغور اس کی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اس کو ہوا۔ جب وہ اس کے دیکھنے میں محو ہوئی اس نے ہاتھ بڑھا کر گردن اس کی تھامی اور اپنے گھسیٹ کر ایک ہاتھ منہ پر رکھا۔ کہ سحر نہ کر سکے۔ ساحرہ بہت تڑپی۔ جب نہ چھوٹ سکی۔ ہاتھ سے زمین پر اس نے لکھا کہ اگر مجھ کو رہا کر دے تو میں اطاعت کروں۔ قران نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس نے رہائی پا کر اپنے مقام پر جا کر اوراق جمشیدی نکالے اس میں دیکھا کہ اس عیار کو میں قتل کر سکوں گی یا نہیں۔ اوراق میں یہ نکلا کہ یہ عیار بڑا زبردست ہے اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھ کو مار ڈالے گا۔ غلبہ اس پر کسی طرح نہ ملے گا۔ مناسب ہے کہ اس سے آشتی کر۔ یہ حال معلوم کر کے اس نے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اس نے کہا "اے مہتر جائیے آپ نے مجھ کو چھوڑ دیا تھا۔ میں نے آپ کو رہا کر دیا۔
قران نے کہا: "اس وقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا کرے گی۔ یہ کہہ کر باغ سے نکل گیا اور پھر دوبارہ پھر کر باغ میں آیا۔ اس نے پوچھا: "اب کیوں آئے۔" کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب ہمیں دو کہ ہمارے پاس ختم ہو گئی ہے۔" اس نے الماری کھول کر گلابیاں شراب عمدہ کی نکالیں۔ قران نے بھی اک گلابی آغشتہ بداروئے بیہوشی کمر میں بطور مخفی رکھ لی تھی۔ جب وہ بوتلیں شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجئے۔
اس نے کہا: "اے ملکہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہے۔ اس میں کی شراب بھی تھوڑی سی

لا دیجئے۔ وہ اٹھی کہ کنٹر لے آؤں۔" جب اس کی پشت اس کی طرف ہوئی اس نے ان بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اس میں ملا دی جب وہ کنٹرے آئی اور کہا: "لیجئے یہ بھی حاضر ہے۔" اس نے کہا: "اے ملکہ اگر تم خفا نہ ہو تو ایک بات کہوں۔"

اس نے کہا: "فرمایئے۔" اس نے کہا: "تم ہماری دشمن ہو بدیں لحاظ اگر سب بوتلوں سے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھ کو اطمینان ہو جائے اور میں لے جاؤں۔" اس نے ہنس کر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام میں سب گلابیوں سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی۔ پیتے ہی بیہوش ہو گئی۔ قران نے زبان میں اس کی سوزن دیا اور ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی قران نے کہا: "اب کہو۔ کس عالم میں ہو۔" اس نے اشارہ کیا کہ مجھ کو چھوڑ دو تو کہوں میں بدی تم سے نہ کروں گی۔" اس نے پھر اس کو رہا کیا۔ اس نے کہا: "اے عیار نامدار جانا میں نے کہ آپ زبردستان روزگار سے ہی میں نے آپ کی اطاعت کی آپ جایئے میں موقع محل دیکھ کر آپ کے لشکر میں آؤں گی۔" قران نے اقرار اطاعت اسلام لے کر وہاں شراب وغیرہ پی۔ پھر رخصت ہو کر راستہ پکڑا اور اپنے لشکر میں آ کر سارا حال کہا۔

تجھ پہ عاشق میں ساقیا ہوں
ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہوں

اختر باغ خوب روئی
رونق وہ گلشن نہ کوئی

لڑنے کو چلی ہے با صد انداز
ساقی در میکدہ کو کر باز

ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ
شہنشاہ گل ہے بر سر جنگ

جیسے ہوں سپاہی صف کشیدہ
ہوں سبز باغ ہے دمیدہ

کانٹے خنجر ہیں بے تامل
ہتھیار لگائے ہر اک گل

یوں لالے کی باڑھ اگی ہوئی ہے
جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے

ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگوں
یا گل کی سواری کے ہیں گلگوں

استادہ ہیں سرو باغ تن کر
ہوں جیسے کھڑے ڈٹے دلاور

شمشیر نظر ہے نرگس مست
تیار ہے جنگ پر سر دست

لہروں میں آب مردم فوج
شمشیر بکف ہر ایک ہے موج

**

ہے ابر چمن ہوا کے بردوش
یا باد صبا ہوئی زرہ پوش

رن میں کڑکا ہوا ہے آغاز
یوں خندہ گل کی پھیلی آواز

سر بیچ کے ہوں تیرا خریدار
ساقی ہے شراب مجھ کو درکار

دکھلاؤں بہار جوہر تیغ
برسے مضمون قلم سے جوں میغ

ہے بلبل خامہ یوں دعا گو
یارب باغ سخن ہرا ہو

اے جاہ بیا بہ باغ مضمون
نظارہ گل بکن تو اکنون

بسملان تیغ آبدار دند لو جان خنجر جفا۔ جنگجویاں عرصہ عاشقی و مبارزاں میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر بریں اس طرح بناتے ہیں اور اختر طالع فسانہ بیان زریں سے اس طرح چمکاتے ہیں کہ حیات بد صفات پدر حیرت بد سیرت رخصت ہو کر حصار سے جب لشکر میں آیا۔ دن بھر مصروف میخواری رہا۔ جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب ممات میں غروب اور حیات تازہ تنویر شمع ہائے محافل سپہر یعنی کوا کب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی۔

2 **

کہ اتنے میں چھپا وہ جلوہ روز
ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز

ہوئی پاپوش عالم شام تاریک
چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات بد آہنگ بجا۔ جاسوس خبر لے کر مہ رخ والا گہر کے آ کر قدم بوس ہوئے۔ ملکہ موصوفہ نے خبر نواخت کوس حربی سن کر جانب سرداراں نگاہ کی۔ بلور نے عرض کیا کہ "کچھ تردد نہ فرمایئے غلام بہر جانثاری حاضر ہے۔" میرے نام پر طبل رزم بجوایئے۔" ملکہ نے اس کی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر میں بج گیا۔ زلزلہ دشت نبرد میں پڑ گیا۔ ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنے لگا۔ دم افسر کی محبت کا بھرنے لگا۔ مہ رخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی۔ ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آ کر بیر سحر کے چہار جانب روانہ کئے۔ پتلیاں کاغذ کی کاٹ کر گہنا پھولوں کا پہنا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑ گئیں۔ اس طرح زلزلہ و لرزاں وغیرہ نے تدبیریں کیں۔ لشکر میں ڈمرو بجا کیا۔ بنگالنوں نے ہوم کیا۔ بیر ہر ایک ہنسا کیا۔ بھینسے بھینٹ میں چڑھے۔ کلوا بیروں نے آدمی کے کلیجے نذر میں لیے چھو منتر کی چار سمت صدا بلند تھی۔ جوت کا دیا جب جلتا' ڈھولا جھومتا' پون کھیلتی مگر منہ سے نہ بولتی۔ ساحر دہائی لونا چماری کی دیتا۔ بہر صورت اقرار اطاعت لیتا۔ ساحروں میں تو یہ ہنگامہ تھا اور تلوار لڑنے والوں کا عزم بہادرانہ تھا۔ کوئی ہتھیار صاف کرتا۔ دم شجاعت کا بھرتا۔ کوئی مونچھوں کو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا۔ خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا۔ جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کے لیے قطع فرمایا اور جامہ ہستی کو کوا کب سپہر چاک چاک ہوا۔

مہ رخ و حیات بایں تجمل مذکورہ بالا میدان حرب میں پہنچ کر صف کشیدہ ہوئیں۔ چشمہ

سپہ سالار حیات سے اجازت لے کر میدان میں آیا۔ کلمات لاف و گراف زبان پر لایا۔ پھر مبارز خواہ ہوا۔ بلور نے اس طرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نو۔ نور افشاں نامی

ایک ساحرہ جو ہمراہ بلور لشکر کے افسر ہو کر آئی ہے۔ عرض پیرا ہوئی۔ کہ "جب حیات لڑنے نکلے گا اس وقت آپ مقابلہ میں جائیے گا۔ اس کے مقابلہ کو میں جاتی ہوں۔ بلور نے اس کو اجازت دی کہ وہ طاؤس اڑ کر مقابل آئی۔ چشمہ نے اسی پر ایک ناریل سحر کا مارا۔ اس نے ناریل آتے دیکھ کر اشارہ جادو پڑھ کر کیا وہ ناریل کٹ کر دور گرا۔ چشمہ نے جھلا کر ایک گولہ فولادی ایسا سحر کر کے مارا کہ اس نے ہر چند رد کرنا چاہا' مگر رو نہ ہو سکا۔ اور پیشانی پر آ کر لگا کہ سر اس کا پھٹ گیا۔ ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی ہلاک نہ ہوئی۔ بیر اس کے اٹھا کر لشکر میں لائے اور چشمہ پھر مبارز طلب کیا۔ بلور مرکب اڑا کر سامنے گیا اس نے پھر گولہ مارا۔ بلور نے سحر پڑھا کہ چالیس سپریں سحر کی ازخود مقابل آ گئیں مگر گولہ نہ رکا سپریں توڑ گیا۔ بلور بہت جلد زمین میں سما گیا۔ گولہ سر میں لگا اور گر کر سرد ہو گیا اور بلور زمین سے پشت کی طرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ "اے حیا' خبردار' نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا۔" یہ کہہ کر ایک بیضہ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے چلتے وقت دیا تھا نکال کر مارا۔ چشمہ نے لاکھ چاہا کہ رد کروں لیکن نہ ہوا اور بیضہ پشت پر جو آ کر پڑا سینہ توڑ کر نکل گیا شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ حیات بیتابانہ دوڑا کہ "ارے غضب کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔" یہ کہہ کر فوج کو حکم دیا: "لینا اس خیرہ سر کو۔"

فوج چار سمت سے تاریخ و تاریخ مارتی چلی اس طرف سے مہ رخ با سپاہ بیکراں حملہ آور ہوئی۔ سحر کی گھٹائیں گھر آئیں۔ باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا۔ برق شعلہ ریز کو نہ دی۔ رعد گرجا۔ تلواروں نے بہادروں فوج ساحران ترسول پنسول پکڑ کر یا سامری مدد کہتی ہوئی پھر لشکر مہ رخ پر آ پڑی۔ بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ مہ رخ کے بعد خواجہ نے تجھ کو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے۔ اس وقت لشکر بے سردار کا ہو

رہا ہے اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہیں۔ جنگ عظیم پہلے ہی ہو چکی ہے۔ اب کسی میں دم نہیں ہے جو میدان میں ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدڑ پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے۔ پس تجھ کو مقابلہ کرنا لازم ہے۔ یہ سوچ کر اپنے تخت پر سے کودی اور اس طرح چلی کہ بہار حسن حسینان بسان کنیزاں اس کا دامن ناز بہ ہزاراں اعزاز سنبھالے تھیں۔ نگاہ مست اس کی نیزہ مژگاں سے ہزاروں سینہ پر آرزو دیکھے بھالے تھی۔ اسی انداز سے بیچ میدان میں پہنچ کر ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سردوشت عالم میں وزاں ہوئی اور جس کے نخل قامت میں لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا آگے نہ بڑھ سکا۔

جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شہنشاہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا: "اے بہار آؤ۔" بہار تو اس گل رعنائی کی ناز بردار شیفتہ برنگ ہزار ہے۔ حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی۔ سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا۔ ہوا اس کی ہوا خواہی کا دم بھرنے لگی۔ زمین بھر نثار زرگل ہزاراں دامن دامن لائی ہر سمت خیاباں سمن و نسرین بصد لطافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمن ستان میں از بار و گل و ریاحین برائے شوق نثار ظاہر ہوئے۔ دم بھر میں یہ خراب آباد و ہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا گلستان سعدی کا باپ پنجم تھا۔ کہیں جوانان چمن پر لب جوتن رہے تھے۔ کہیں عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے زیور بن رہے تھے۔ کہیں فریاد بلبل و کی دریائے خون بہا دیا۔ سرکشوں کو خواب عدم میں سلا دیا۔

اسی گرمی جنگ میں بلور مٹھیاں کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کر کے لڑتا بھڑتا قریب حیات پہنچا اس نے ڈانٹا کہ "ادبے کہاں آتا ہے۔" اس نے بھی للکارا کہ "او بے بانی شر اب بچ کر کہاں جائے گا۔" اس نے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ زردشت کا نکال کر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر پانی تخم مذکور کو سر پر چھڑکا۔

فوراً وہ بیج بہ آب یاری آب سحر زمین سے اگا اور بڑھ کر درخت عظیم الشان ہو گیا۔
بجائے پھل کے تلواریں اس میں پھلس اور پھلیوں کی طرح لٹکنے لگیں جو ساحر کہ اڑ

کر جانب لشکر حریف چلے اس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے۔ حیات
مع لشکر حیرت کے سایہ درخت میں ٹھہرا اور شجر سے بجلیاں بن کر وہ تلواریں لشکر
مہ رخ پر گرنے لگیں۔ سال ہستی ساحران قطع ہونے لگا۔
بلور یہ کیفیت دیکھ کر بسان شیر غضب ناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے رکا۔ اس نے بھی
برق درخشاں کی صورت اپنی بنائی اور درخت پر آ کر چمکا۔ پھر کڑ کڑا کر اس شجر پر گرا۔
ہر چند کہ درخت اس نے جلا دیا۔ مگر آپ بھی ان تلواروں سے جو درخت میں تھیں
زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہو گیا اور چور چور ہو کر زمین پر گرا۔ پدر حیرت
تلوار سحر کی پکڑ کر دوڑا کر سر کاٹ لوں مگر مہ رخ عقاب بن کر تخت پر سے اڑی۔
درخت تو جل ہی چکا تھا۔ یہ آ کر بلور پر گری اور پنجہ میں داب کر لے اڑی۔ بلور
فرط جراحت سے بیہوش تھا کہ پنجہ میں دابے اس کو لشکر میں نہ لائی۔ چاہ سامری
کی طرف علاج کے لیے لی گئی کہ اگر عرصہ گزرے گا تو ان زخموں سے بچنا اس کا
دشوار ہے۔ پس یہ تو ادھر گئی۔ ادھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہاں مار لو ان
نمک حراموں کو۔"
قمری کا شور گلشن گلشن رقصاں مور کہیں سنبل تر کے پیچ زلف مہوشاں کو پیچ سکھاتے
کہیں ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے میں پھنساتے ہیں۔
سبحان اللہ طرفہ بہار نخل بندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی میں جس کی
زبان بلبل قاصر تھی۔ نہروں نے وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیائے
گوہر صدف فلک خاک میں ملائی تھی۔ چشمہ مہر و ماہ میں یہ لطافت کہاں تھی اس چشمہ
کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیاں تھی۔ گلوں کی رنگین نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ
خانہ فلک سے بھی عمدہ پروین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہیں لالہ زار کہیں پھولوں

کا انبار کہ

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم
لڑے تھے بلبلوں کے آج مقسوم

گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی
کہ طاؤسوں نے کیفیت دکھائی

مہکتے تھے چمن میں گل ہزاروں
چہکتے تھے پڑے بلبل ہزاروں

بندھا رنگ عروسان چمن تھا
وہ رنگ گل مگر جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ بروئے ہوا سنائی دی اور ایک تخت با رفعت زمین پر اترا۔ اس پر ایک محبوبہ نازک بدن جس کا روئے زیبا باز صد چمن سواری تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادائیوں کی ایسی حاکم کہ فلک پر جفا اس کے زیر فرمان ناز غمزہ جانستان پر وہ حکمران زلف کو اس کی کیوں دھیان کروں۔ مفت یہ سودا مول کیوں لوں شب بار نے روز اول اس زلف کی محبت کا دم بھرا۔ تمام عمر سودے کا خلل نہ گیا۔ روئے تاباں کے رو برو چشمہ خور آبرو ریز عارض رخساں قمر کو غیرت زنخداں میں نہاں آب چشمہ حیوان و دندان دہن سلک گوہر غلطان کہ

بنا تھا نور کا بالکل سراپا
وہ قامت تھا کہ شعلہ طور کا تھا

پری زادوں کو کرتی تھی وہ قربان
ملائے حور اس سے آنکھ کیا جان

لٹکتے پاؤں تک ہیں موئے مشکیں
فدا ہیں نافہائے آہوئے چین

عجب بالوں میں پیشانی تھی پرنور
میان ابر تیرہ جلوہ حور

بلند اس کا تھا ایسا سینہ صاف
بلوریں کوہ ہے بڑھ کے شفاف

قیامت توڑ تھا ان چھاتیوں کا
نہ ہو گا تیر میں یہ توڑ اصلا

زیور جواہر آگیں سر سے پا تک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت سے اتر کر اس گلشن سحر میں بصد ناز برنگ طاؤس طناز خراماں ہوئی۔ لشکریان حیات و حیرت اس جادو عورت کو دیکھ کر تاب برق جمال نہ لا سکے اور محو ہو کر بیہوش ہو گئے۔ سوائے حیرت و حیات کے کسی کو ہوش نہ رہا۔ اتفاق سے اس وقت ابریق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت کے پاس آیا جب یہاں پہنچا۔ ہوائے گلشن سحر جو جسم میں لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اس نے ایک گلدستہ نرگس کے پھولوں کا

اس باغ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھ کر اچھال دیا۔ گلدستہ جانب فلک گیا۔ ہوائے سرد چلنے لگی۔ پھر سب کی آنکھ مع حیرت کے بند ہو گئی۔

بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے رو برو لگا ہے اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے۔ حیرت نے اس وقت گھبرا کر ابریق سے کہا: "اے وزیر اعظم کیا تم پر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہے۔" ابریق ایسا محو تھا کہ اس نے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا۔ مارا بے اجل اس لڑکی نے پس بہت جلد سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک عورت فلک سے شیشہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ میں لیے اتری۔ ملکہ نے اپنی ران کا ٹکڑا کاٹ کر اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا۔ وہ چھینٹا کھا کر' سب بیہوشوں پر اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی۔ وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہو گئے مگر اپنے آپے میں نہ تھے۔ تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بلائی ہے کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے۔ حیرت نے اس عورت سے کہ جس پر خون کا چھینٹا مارا تھا کہا: "جا اور اس عورت کو جو چمن ستان میں پھر رہی ہے قتل کر۔" اس عورت نے جواب دیا: "کہ ملکہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ بہار۔ میری مجال نہیں جو اس پر دست اندازی کر سکوں۔ یہی بہت ہے کہ میں نے بیہوشوں کو ہوشیار کر دیا۔"

یہ کہہ کر غائب ہو گئی۔ حیرت نے اس وقت ایک مالا موتیوں کا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا: "اے بہار دیکھ یہ سحر بھی نہ دیکھا ہو گا۔" بہار نے مالا کو دیکھ کر شناخت کر کے ایک قہقہہ مارا اور کہا: " مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہائے آب چشمہ سامری منجمند کر کے موتی بنا کر تونے اپنے پاس رکھے ہیں۔ ورنہ پہلے سے اس کی تدبیر کی جاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کرے گی۔ ہاں تیرا لشکر البتہ بچ جائے گا۔" حیرت نے کہا: "او چھوکری کیوں ایسی باتیں کرتی ہے سامری کے غضب سے ڈر۔ اری میں تیری بہن ہوں یہ تیرا باپ ہے جو سامنے کھڑا ہے۔ بچی میں نے اور تو نے ایک ماں کو کی کوکھ میں پاؤں پھیلائے ہیں۔ یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہیں۔ جوانی سے پھٹ پڑے **

گی۔ یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے اس لیے کہ تو مجھے پر صاف کرے۔"
بہار نے کہا: "باجی خفا نہ ہو۔ اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ' مسلمان ہو جاؤ۔

سلطنت میرے لشکر کی کرو۔ موئے افراسیاب کو مارو۔"
حیرت یہ سن کر آگ ہو گئی اور کوسنے لگی کہ "ارے تو ناشاد مرے اپنی جوانی سے جائے۔ تو موئی میرے وارث کو کوستی ہے۔ تیری سلطنت کو خاک میں ملاؤں۔ تجھے گھری گور میں تو پوں۔ غرضیکہ بک جھک کر وہ مالا جانب فلک اچھالی۔ ازبسکہ وہ موتی تو اصل میں پانی تھے ہی مالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ محیط ہوا اور پانی برسنے لگا۔ تمام لشکر بھیگا۔ سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش میں آ گئے۔ بہار کا باغ اس طرح بنا رہا اس نے چاہا کہ پھر سب کو بیہوش کروں۔ حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ اب توڑ اس کے باغ سحر کا نہ ہو سکے گا اور ازبسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا اور ساحر شب باغ انجمن میدان فلک میں سرسبز کیا چاہتی تھی کہ

یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا
گیا دن سبز رنگ شام آیا

بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری۔ رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا۔ ملکہ نرگس تخت پر بیٹھ کر اپنی جگہ پر گئی۔ غرضیکہ دونوں لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام میں آ کر آسودہ ہوئے۔ مہ رخ چونکہ لشکر میں نہ تھی۔ بہار نے بعوض اس کے سلطنت اختیار کی۔ رات کا دربار کیا۔ طلایہ دار مقرر فرمایا۔ بعد جملہ انتظام شبستان میں جا کر آرام کیا۔
اس طرف حیرت جب بارگاہ میں داخل ہوئی۔ حیات نے کہا: "میں اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالوں گا۔ اب کی کائنات کا سحر تیار کروں گا۔"
حیرت نے کہا: "آپ ٹھہرئیے میں بادشاہ کے پاس جاتی ہوں جو اس کی صلاح ہو گی وہ کیا جائے گا۔" یہ کہہ کر وہاں سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب دریائے خون رواں ہے۔

اس کوہ پر آ کر سحر پڑھا۔ پنجہ پیدا ہوا اٹھا کر باغ سیب میں لایا۔ یہاں ابرق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا بیان کیا تھا۔ بادشاہ غضب ناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جا کر سلام کیا اور پہلو میں بیٹھی۔ بادشاہ نے فرمایا: "اے ملکہ دیکھا تم نے تمہاری بہن نے کیا کیا۔"

حیرت نے کہا: "میں اسی لیے آئی ہوں کہ آپ اس کو مار کیوں نہیں ڈالتے۔ اس پر رحم کس لیے فرماتے ہیں۔" بادشاہ نے کہا: "اب میں اور فکر میں ہوں۔ اس طلسم ہو شربا کے اور طلسم کوکب کے ڈانڈے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اس بیابان کو گلریز کہتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ایک ساحر رہتا ہے کہ معمار قدرت اس کا نام ہے۔ وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے۔ مجھ کو بزور سحر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئے گا۔ پس میں اس فکر میں ہوں یہ چھوکری میں بلور و مہ رخ کو چاہ سامری پر سے پکڑوا کر تمہارے پاس بھیجوں گا۔ ان کو قتل کرنا۔ محافظ چاہ سامری ان کو لائے گا اس کی عزت کرنا وہی سب کام تمہارا کر دے گا۔"

یہ کہہ کر ایک نامہ تحریر کیا۔ مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا۔ وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی پینے آتے ہیں۔ ان کو گرفتار کر کے ملکہ حیرت کے پاس پہنچا دینا۔ یہ لکھ کر پنجہ کو دیا کہ وہ لے گیا اور حیرت رخصت ہو کر لشکر میں آئی۔ حیات سے سب حال بیان کر کے دربار برخاست کیا۔ آرام پذیر ہوئی۔ لیکن اب حال چاہ سامری کا سنئے کہ یہ کنواں چادر آراستہ نام رکھتا ہے اور صحرائے مرجان کے درمیان واقع ہے اور جس طرح چاہ زمرد کہ جس پر میلا ہوا تھا۔ تمام ساحران اندر چاہ کے رہتے ہیں۔ اس کنوئیں میں بھی مسکن گزین ہیں اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے۔ چنانچہ وہ اندر کنوئیں کے دارالا مارہ شاہی میں بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لا کر نامہ شاہ طلسم اس کو دیا۔ نامہ اس نے لے کر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا۔ جب مضمون سے واقف ہوا۔ چالیس ساحر گرد کنوئیں کے چوکی دیتے ہیں ان کو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے

آ کر بطور مخفی ٹھہرو اور جو کوئی آج کل میں پانی بھرنے آئے۔ اس کو پکڑ لینا۔" جب
ساحروں کو حکم پہنچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور بانتظام تما بیٹھے۔

اس طرف سے مہ رخ و بلور کو لیے صحرائے کو لیے صحرائے طلسم طے کرتی عمرائے
مرجان میں پہنچی۔ یہاں دیکھا تو تمام شجار صحرائے سرخ گون آگ لگی معلوم ہوتی ہے۔
گھاس تمام سبز ہے سرخی و سبزی باہم مل کر عجب حسن دکھاتی تھی۔ سبز رنگان دہر
کو شرماتی تھی۔ مونگے کے درخت دل پر چوٹ موٹ دیتے تھے۔ جواہر خانہ بہار معلوم
ہوتے تھے۔ ملکہ مہ رخ بیچ صحرا میں آ کر ٹھہری۔ بلور فرط جراحت و تموج ہوا سے
بیہوش تھا۔ یہاں کچھ اس کو ہوش آیا۔ ملکہ مذکور باہستگی اس کو لیے ایک درہ کوہ میں
آئی اور ایک جگہ کی مٹی اٹھا کر سونگھی۔ پھر اسی مقام کو خنجر سے کھودا۔ داہنہ نقیب
ظاہر ہوا۔ یہ اس نقیب میں مع بلور اتر گئی۔

اندر نقیب کے ایک باؤلی بہت خوبصورت بنی جس کی چاہ میں یوسف دل باولا ہو کر ڈانواں
ڈول رہے دلو فلک کوکب سامنے اس کے کوئی سڈول کے آبروئے چاہ نشیب سامنے اس
عمارت کے پانی پانی۔

خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی' بیچ باؤلی میں ایک کنواں اندازہ بنا جگت اس کی بلوریں لب گردان
یاقوت کی سامنے پتھر کا جھرنا بنا۔ حوض بہت نایاب و پختہ تعمیر کنارے اس کے ہزارہا
فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ سر فوارہ دکھاتا۔ کنوئیں پر چرخی چڑھی جو عقل
پیر چرخ کی چرخ میں لاتی۔ پتلیاں پتھر کی گرد پنھاریاں بنی کھڑی کمر پر گھڑے رکھے
تھے۔ بعض پانی بھرتی۔

ملکہ مہ رخ نے رسی جو چرخی سے لپٹی تھی یا جبل المتین کہہ کر کھولی۔ سونے کا ڈول
اس میں بندھا۔ "و من یعتصم باللہ بالعروہ الوثقی" پڑھ کر کنوئیں میں ڈالا۔ دیکھا تو
کوئی نہ تھا۔ سمجھی کہ چوکیداران چاہ بے خبر ہیں تو اپنا کام کر یہ سمجھ کر جلد جلد
پانی بھر اور بلور کو پلایا زخموں کو ان کے دھویا' فوراً سب زخم اچھے ہو گئے۔ ملکہ مذکور

نے دوسرا ڈول پھر ڈالا اکی بھر کر پانی ساتھ لیتی چلوں کہ کام آئے گا۔ بار بار آنا نہ پڑے گا۔
غرض یہ کہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشائے آب چاہ دیکھنے لگا۔

وہاں مختار کنواں کی فکر میں لگا ہی ہوا تھا۔ چوکیدار اندر کنوئیں کے موجود تھے انہوں نے سحر پڑھا کہ ملکہ و بلور دونوں کے پاؤں جگت پر سے پھسلے اور دونوں کنوئیں کے اندر گرے۔ سحر کے بیروں نے دھکیل دیا۔ جب یہ کنوئیں میں غوطہ کھا کر ابھرنے لگے۔ چالیس ہزار نامی و نامور وہاں موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور ان کو کھینچ لیا۔ یہ غلطاں و پیچاں تہ آب تک چلے گئے۔ جب پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک چوکی اس جگہ بچھی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہے۔ نہ وہ کنواں ہے نہ باؤلی کا پتہ ہے۔
مہ رخ نے بلور سے کہا: ”ہم نے غفلت کی دشمنوں نے اپنا کام کر لیا ہم اسیر ہو گئے۔ یہ کہہ کر اس چوکی پر دونوں بیٹھ گئے کیونکہ وہ ساحر محافظ جو ان کو کھینچ لائے ہیں ایسا سحر انہوں نے کیا ہے کہ یہ بے خود ہیں۔ سحر بھی نہیں پڑھتے ہیں اور تاثیر سے ان کے سحر کے چوکی پر خود بیٹھتے ہیں۔ پس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسوں ساحر گوشہ ہائے صحرا سے ظاہر ہو کر گرد ان کے آ گئے اور محاصرہ کر لیا اور پھر سحر پڑھ کر اس چوکی کو اڑا دیا اور انہیں لے کر چلے یہاں تک کہ وہ صحرائے مرجان تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا۔ دروازہ اس کا بسان درہ کوہ بہت بڑا تھا۔ پھاٹک اس میں لگا تھا۔ گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا۔ دروازے سے کچھ فاصلے ہر ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا۔ ہوم خانے بنے تھے۔ بستر ساحروں کے لگے تھے۔ پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا۔ ڈفلے بجتے تھے بھجن ہوتے تھے۔ سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ قیدیوں کو لے کر پہنچے اور ان سے اجازت لے کر داخل قلعہ ہوئے۔ قلعہ بہت آباد تھا۔ ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے بڑے پوجاری سامری کے بستے تھے۔ مکان عالی شان بنے تھے۔ دکانیں آراستہ تھیں۔ بازاریں لگیں۔ گلیاں صاف سڑکیں شفاف آراستہ تھیں۔

یہ راہ طے کر کے دارالامارہ شاہی میں آئے یہاں بھی مجمع عام تھا۔ درباریوں کا اژدہام تھا۔ مختار تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر ہنسا اور کہا: "اے مہ رخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہو کر بچنا دشوار تھا اگر گرفتار ہو کر تو نے جان دی مہ رخ کے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے۔ اس کی باتوں کو کچھ جواب نہ دیا اور اس نے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو۔ ہم ان مجرموں کو پہنچانے جائیں گے۔"

بوقت حکم قلعہ میں چوبیس ہزار ساحر تھے۔ بارہ ہزار ان میں سے تیار ہوئے اور بارہ ہزار برائے حفاظت ملک و جاہ رہے۔ تخت ہائے سحر پر بیٹھ کر خیام بارگاہ گرا کر بہ عظم و شان تمام مختار نے کوچ کیا۔ نفیر و نقارے بجتے ساحر نارنگیاں سحر کی دکھاتے روانہ تھے۔ قیدیوں کو بحفاظت ساتھ لیا۔ ساحران نامی چوکی پر قیدیوں کو بٹھائے صحرائے مرجان جب طے کر کے بڑھے۔ مہ رخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے۔ جدھر سے میں آئی تھی۔ حیران تھی کہ میں سر چاہ پر آ کر پہنچی تھی۔ اب کنوئیں کے اندر سے قید ہو کر آئی ہوں۔ یہ کیا ماجرہ ہے کہ ایک ہی راہ پر پہنچی ہوں پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسمی ہے اس وجہ سے راہ کا پھر سمجھ میں آنا دشوار ہے۔ غرضیکہ خاموش ہو رہی اور قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہنچا۔ حیرت نے جب خبر آمد سنی بہر استقبال مع سرداروں کے آئی۔ اور نہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر کیا فوج اس کی اتری۔ طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار مقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور چوکی طلب کر کے بیچ بارگاہ میں بچھا دی۔ قیدی اس پر بیٹھ ہیں۔ اٹھا نہیں جاتا ہے۔ بالکل بے حس و حرکت ہیں۔ بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم ہے۔ جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے۔ ناچ ہو رہا ہے۔ عیار بچیاں بھی آئی ہیں اور نذر دے کر ٹھہری ہیں۔

خدمت ملکہ عرض کیا ہے کہ "عیار قیدیوں کی فکر رہائی میں ضرور آئیں گے۔" پس ہم جس کی طرف اشارہ کریں آپ فوراً قید کر لیجئے گا۔ بھاگنے نہ دیجئے گا۔ یہاں تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے۔

لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبریں معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے۔ بعد دعا و ثنا کے
حال آمد مختار و اسیری مہ رخ و بلور معرض بیان میں لائے۔ بہار نے یہ خبر سن کر برق
سے کہا: "میں جا کر بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہوں۔ یہ کہہ کر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو
شانوں پر اس قدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ مختار نے اپنی شوکت
دکھائی ہے کہ وہاں سے تجھ پر سحر کیا ہے۔ خیر سمجھ لیا جائے گا۔ یہ سمجھ کر خاموش
ہو رہی اور برق نے کہا: "اے ملکہ اب لشکر تمہارے دم سے وابستہ ہے۔ تم ٹھہرو
میں جاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اٹھا۔ اس پر سحر نہ تھا۔ بارگاہ سے نکل کر صورت ساحر
کی طرح بن کر داخل لشکر ردیف ہوا۔ دیکھا تو یہاں بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ تمام ساحر
بارگاہ میں آمد و رفت رکھتے ہیں۔ یہ بھی اس ہنگامہ میں داخل بارگاہ ہوا۔
مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذریں گذر رہی ہیں۔ ناچ ہو رہا ہے۔ ساحر اس کو مالک چاہ
سامری سمجھ کر ڈنڈوت کو صرصر نے دیکھ کر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے
عیار کھڑا ہے اس کو گرفتار کرو۔ اس نے عیارہ کا اشارہ سمجھ کر ایک ناریل نکال کر
ایسا سحر پڑھا کہ جس پر یہ ناریل پڑے اس کو ہلاک کرے۔ پس وہ ناریل بھلاوا دے
کر برق پر کھینچ مارا۔ برق ناریل آتے دیکھ کر جلدی سے اس جگہ بیٹھ گیا۔ ناریل سر
پر سے گزر کر ایک ساحر مینا جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا۔ چنانچہ
سینہ اس کا توڑ گیا اور برق نے اٹھ کر کہا: "وہ مارا اے مختار کیا کہنا۔ واہ کیا صفائی
ہے۔ اس نے چاہا کہ پھر کچھ سحر کروں مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا
تھا۔ برق اسی غلغلہ میں اس کے قریب آیا اور ایک دھول مار کر سر سے تاج اتار
کر بھاگا۔ اس نے کہا: "لینا لیے جاتا ہے۔ یہ کہتا ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے۔
غرض یہ کہ برق نکل کر لشکر میں بہ ہیئت مبدل پھرنے لگا۔ اور وہاں جب ہنگامہ مرگ
ساحر برطرف ہوا۔ مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا۔ اس نے کہا:
"اے ملکہ میں اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہوں۔"
ملکہ نے کہا: "تم کیوں جاؤ' وہ خود یہاں آ جائے گا۔ عیار تو ہر وقت یہاں موجود رہتے

ہیں۔ انہوں نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہے۔"
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نامہ شاہ طلسم آیا۔ مضمون اس کا حیرت نے پڑھا لکھا تھا:
"اے خاتون یہ مختار مالک چاہ سامری ہے۔ اس سبب سے ہم کو ان کی پرستش لازم ہے۔ ان کی دعوت بڑے دھوم سے کرنا ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آ سکیں اور ان کو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ دین ہیں۔ مہ رخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی۔ اس کے ساتھ ہی چھڑانے آئیں گے۔ اس وقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کریں اور سب باغیوں کو اس وقت غارت کر دیں تو مضائقہ نہیں۔"
یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے حکم دیا: "سامان دعوت مہیا ہو۔" بموجب ارشاد اہلکار حکم بجا لائے۔ صحرا وسیع و سبز زار ہیں بارگاہیں استادہ ہوئیں۔ سامنے بارگاہوں کے چاندی کی لہریں رکھ کر پانی سے لبریز کر دیں اور کنارے ان کے درخت گلدار پر بہار ناندوں میں لگے اور برابر رکھ دیئے۔ نہروں میں مچھلیاں سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دیں۔ سبحان اللہ دشت کوسوں تک پھولوں کی خوشبو سے مہک گیا۔ ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا۔ لطافت آب چشمہ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار دہ گلشن خرمن ماہ کو یہ ضیا کہاں حاصل۔ غیرت سے پانی میں ڈوبا ہوا ماہ کالم ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نوردہ شب دیجور بارگاہوں میں فرش اطلسی فلک کو شرماتا ہوا بچھا۔ تخت و کرسیاں جواہر نگار عمدہ اسباب میکشی مہیا۔ ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑہ جمیع حسینان روزگار کا جماؤ لگا بھلا و طرفہ تماشا کہ

ملیں ساقی یہ لب جام قمر سے
تصور شب کا ہے مجھ کو سحر سے

عروسانہ شب مہتاب آئی

ستارے دل سے وقف رونمائی

کہا حیرت نے اے سردار مختار
کرو چل کر ذرا گلگشت گلزار

شگفتہ دل خراماں واں سے آئی
خوشی سیر چمن سے کچھ اٹھائی

وہ جوبن تھا عروسان چمن پر
زمین تھی تختہ گل سے بھی بہتر

زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب
ملائم ایسی نرم و سخت نایاب

خیام و بارگہ دلچسپ و زیبا
مہیا قصر جنت کا تماشا

تصدق تھا ہر اک شمسے پہ مہتاب
مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلابی مہتاب کی ضیائے بادہ نور سے مملو ہوئی اور انجمن فلک کی بارگاہ میں جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسہ دعوت ہو چکی قیدیوں کو سامنے بلوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنا دی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گردا گرد اس صحرا کے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر میں بندھ جائے آنے نہ پائے اور زمین میں بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی۔ باطمینان تمام مشغول و راحت

و آرام ہوئی۔
لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسہ مسرت کے پھرتا ہوا آیا۔ دیکھا کہ ایک زنجیر آتشیں گرد دشت کھنچی ہے۔ اس نے چاہا کہ جست کر کے اس زنجیر کو پھاند جاؤ۔ پس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا۔ وہ اور زیادہ بلند ہو گئی۔ اس نے چاہا کہ جھک کر زیر زنجیر جاؤں۔ زنجیر پھر نیچی ہو گئی اور ایک شعلہ اس میں سے چمک کر بجلی کی طرح اس کی جانب لپکا۔ یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا اور دور جا کر ٹھہرا۔ وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا۔ برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا نہ ہو گا سحر سے انتظام کامل کیا۔ خیر اب کی نقیب لگاؤ۔ اگر پہنچ گئے تو فہوالمراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا۔ غرض قریب جلسہ مذکور پہنچ کر ہر سمت دشت کے سناٹا تھا ہی اس نے خنجر سے نقب دینا شروع کی۔ جب اس جگہ پہنچا کہ جہاں زنجیر سحر کھنچی ہے۔ وہاں کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا۔ ناچار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر میں پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانے والا ملے تو اس کو بیہوش کر کے اور اس کی صورت بن کر اندر جاؤں۔ اس تردد میں پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی۔ کیونکہ قران جو حصار کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری میں وہ بھی اس طرف آیا تھا اس کو دیکھ کر مستفسر حال ہوا اس نے سب حقیقت زنجیر کی اور اپنے نقیب وغیرہ کی بیان کی۔
قران نے سارا ماجرا حصار کا سن کر کہا: "اے برق میں تم کو حصار جادو کی ایسی صورت بنا دوں اور آپ ایک خدمت گار کی صورت بن کر تمہارے ساتھ چلوں جس وقت کہ حیات سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہیں باعزاز تمام طلب کرے گا۔ بہ آسانی وہاں پہنچ جائیں گے اور کام دشمنوں کا تمام کریں گے۔"
برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کہی اور قران کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اس کے یہاں ایک شب و روزہ آیا تھا۔ پس رنگ و روغن لگا کر برق کو اسی کی صورت بنایا۔ خلعت فاخرہ سے

جسم نازک معلی و مزین فرمایا۔ زیور جواہرین سے تن نازنین آراستہ کیا۔ وہ چھپکا چاند و سورج کی طرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کے لیے چھپکا لگایا۔

ادھر قران خواجہ کی ایسی صورت بنا کہ لا بنا قد رخسار بالوں سے ڈاڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور ازبسکہ قوم کا زنگی تو خود ہے کچھ ہی نقشہ صورت میں فرق کرنا پڑا۔ سراپا خوب بنا لیا۔ لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا۔ چپکن پر زرہ پہنی۔ پٹکا کمر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا۔ برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا۔ پائنچے کلائی ڈالے' بناز و انداز خراماں چلا۔ پیچھے آپ بہ آدب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہنچے۔ خواجہ سرانے پکار کر کہا: "اے ملازمان حیرت یہاں آؤ۔"

حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سن کر نزدیک آئے۔ اس نے ان سے کہا: "حیات جادو کو جا کر اطلاع کر دو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہیں۔" ملازموں نے یہ سن کر خدمت حیرت میں جا کر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا۔ حیات اس جلسہ میں حاضر تھا۔ سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: "اے حیرت' یہ وہ ساحرہ آئی ہے کہ جس نے ہم پر احسان عظیم کیا تھا۔ رات بھر میں اس کے یہاں با آرام تمام رہا۔ اس نے کوئی دقیقہ خاطر داری میں اٹھا نہ رکھا۔ دعوت کی۔ بہت آرام دیا۔ دوسرے دن میں بخوف عیاراں وہاں سے چلا آیا۔ ورنہ وہ آنے نہ دیتی تھی۔" یہ کہہ کر ساحرہ مذکور کو لینے کے لیے چلا۔

حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا۔ خود بھی ساتھ ہوئی اور دونوں قریب زنجیر آئے۔ ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹ کر ایک طرف ہو گئی۔ حیات نے آگے بڑھ کر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "آئیے آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا۔ بنام سامری چلئے اور تشریف رکھیے۔

حصار نقلی نے یہ سن کر پہلے تو ملکہ حیرت کو تسلیم کی پھر عرض رسا ہوئی کہ۔" یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہم لوگ آپ کی رعایا ہیں' یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا

فرمائی ہوئی ہے۔ یہ سب آپ کی خوبیاں اور غربا پروری ہے جو اس طرح پیش آئے
ہیں۔" یہ باتیں فی مابین کر کے روانہ ہوئے۔ اور لب نہر آ کر مسند پر اپنے برابر حصار
کو بٹھایا۔ مختار بھی اس کو ساحرہ معزز سمجھ کر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بیٹھا۔ قران
پس پشت آ کر سر پر رومال جھلنے لگا۔ باہم ہنس ہنس کے باتیں ہونے لگیں۔ ناچ شروع
ہوا اور جام شراب چلنے لگا۔ حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا۔
اس نے جام لے کر کہا: "اے بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہیں کہ حضور کو ساقی بنائے اور
اب زیادہ مجھ کو شرمندہ نہ فرمائیے۔" یہ کہہ کر اٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی
اور جام لے کر کہا: "یہ کنیز آپ سب صاحبوں کی خدمت کرے گی۔" ہر چند حیات
نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کریں۔ مگر اس نے نہ مانا اور شراب پلانے
لگی۔